

لیل بھا بھی نہیں مل رہیں۔ "وہاں ہر طرف افراتفری کا ماحول تھا۔ وہ"
لوگ ہو اسپتال کا ایک ایک کمرہ چیک کر چکے تھے۔ ڈاکٹرز کے کیمین تک
چھان چکے تھے۔ پارکنگ میں کھڑی کر گاڑی ان کی نظروں سے گزر چکی
تھی مگر لیل نہیں ملی۔

الیکزینڈر کو اس بات کا علم نہیں ہے ابھی۔ اس سے پہلے اسے معلوم ہو لیل "
کو ڈھونڈو۔" وہ پریشانی سے کہتے سر تھامے تھا۔

وہ ایک دفہ کے دیکھے کمرے دو بار اچیک کرنے لگا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا لیل کو کیوں سے ڈھونڈ کر لے ائے۔ خود کو دو تھپڑ لگا دے جو لیل کو ڈاکٹر کے کیمین میں اکیلے جانے دیا۔

خیام تم جانتے ہو الیگزینڈر کو بعد میں معلوم ہوا تو کیا ہو گا۔ اسے بتانا ہو گا۔" اس کے بغیر لیل کو ڈھونڈنا ممکن ہے۔ "جانی اسے آئینہ دیکھایا تھا۔ وہ واقعی اس کے بغیر لیل کو ڈھونڈ نہیں پاتے۔

بلیک کنگ کی پوری ٹیم وہاں اس وقت اس پورے ہو اسپتال کو اپنے قبضے میں لے چکی تھی۔ سی سی ٹی وی چیک کی جا چکی تھی مگر لیل اس میں کہیں دکھی ہی نہیں۔ نہ اندر جاتے نہ باہر آتے۔ پوری کی پوری فوج ہی بدلی جا چکی تھی۔ آخر تھک کر جانی نے الیگزینڈر کو ایک میسج کیا تھا۔ جس پے موسیٰ کے ساتھ لیل کی برتھ ڈے کے لیے گفٹ لیتے الیگزینڈر کی دنیا الٹ گئی تھی۔

وہ پاگلوں کی طرح ہر چیز کو ٹھوکر سے گراتے بھاگا تھا۔ اس کے قدموں کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ موسیٰ بھی مشکل سے اس سے قدم ملاتا تھا۔

الیکزینڈر نے گاڑی میں بیٹھتے بغیر موسیٰ کے ہی چلا دی۔ موسیٰ بھاگتے ہی اس کا دروازہ کھولتے مشکل سے بیٹھا تھا۔

ڈیوڈ کیا ہو گیا؟؟؟... "الیکزینڈر نے سرخ نظروں سے اسے دیکھا۔ اس کی" گاڑی دوسو کی سپیڈ پر سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ اسے کچھ ہوش نہیں تھا۔ وہ رف سے حلیہ میں پاگل ہی ہو رہا تھا۔ الیکزینڈر نے موبائل اس کی طرف پھینکا جس پر جانی کا میسج جگمگا رہا تھا۔

Alexander, Lail Bhabhi is missing.....

موسیٰ کی بھی میسج پڑھتے جیسے دنیا الٹ گئی تھی۔ اب وہ غصے سے بولے جا رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ہر چیز کو آگ لگا دے۔ اس کی ریڈ چلی کیسے کہیں جاسکتی تھی

یہ لوگ اتنی لاپرواہی کیسے کر سکتے ہیں۔ ریڈ ہو سپٹل گئی تھیں ان کے " ساتھ۔ وہاں بھی ان کا خیال نہیں رکھ سکے۔ کیا فائدہ ان سب کے جانے کا..... "وہ غصے سے بہت کچھ بول رہا تھا۔

اس کی بھی آنکھیں باپ کی طرح سرخ ہو چکی تھیں۔ بازوؤں کی رگیں پھول رہی تھیں۔ وجود پر جیسے کسی نے سرخ رنگ جھڑک دیا تھا۔ غصے سے اس کہ سفید رنگت سرخ ہو رہی تھی۔ اس کے ماتھے پر بل آچکے تھے۔ ہری نیلی رگیں واضح ہو رہی تھیں۔

ڈیوڈ اسے تو تیز چلائیں۔ "اس نے غصے سے ڈیش بورڈ پر ہاتھ مارا۔" الیگزینڈر نے گاڑی ٹرن کرتے دوسری سڑک پر ڈالی تھی۔ وہ ہاسپٹل کی طرف جاتاؤں وہ ہے تھا۔ وہ غلط سائیڈ سے جا رہا تھا۔ بغیر سامنے آنے والی سرکوں کی پرواہ کیے۔ وہ ہاسپٹل اسی کا تھا

وہ گاڑی ہاسپٹل کے سامنے روکتے ہی اندر بڑھا۔ اس سے پہلے موسیٰ گیا تھا۔ مگر پھر بھی الیگزینڈر اس سے آگے ہو گیا۔ لیل کہاں ہیں؟؟... "اس نے جانی کا گریبان پکڑ لیا تھا۔"

موسیٰ بھی آتے باپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اس نے دونوں کو الگ نہیں کیا تھا۔ وہ جانی پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اسی لیے چپ تھا ورنہ اسے الیگزینڈر سے زیادہ غصہ تھا۔

الیگزینڈر وہ بھابھی ڈاکٹر کے کیمین میں گئی تھیں۔ میں باہر ہی کھڑا تھا۔ مگر "بھابھی واپس آئی ہی نہیں۔ ڈاکٹر اور بھابھی دونوں غائب ہیں۔ فوٹیج بھی پوری بدل گئی ہے۔" جانی نے ایک سانس میں سب کچھ بتایا تھا۔ جتنا خیام پریشان تھا اس نے اس کے بجائے اپنا نام لے لیا۔ ورنہ لیل کو لے کر وہی آیا تھا۔

ان سب کی باتوں کے دوران ہی موسیٰ وہاں سے نکل گیا۔ الیگزینڈر ان سے سب جانتے مزید پاگل ہوا۔ لیل کی لوکیشن اسے شو نہیں ہو رہی تھی۔ وہ پاگل نہ ہوتا تو کیا کرتا۔

وائیٹ روز کو کچھ ہوا تو میں اس ہاسپٹل کو آگ لگا دوں گا۔" وہ چیخا تھا۔ جب "اس کے موبائل پر ایک لوکیشن آئی۔"

وہ میسج موسیٰ کا تھا۔

وہ بغیر ان دونوں کو ساتھ لیے باہر بھاگ گیا۔ موسیٰ رستے میں میں تھا۔ وہ موسیٰ کو ایسی کسی جگہ میں اکیلے نہیں جانے دے سکتا تھا۔ اس کی بھی جان کو خطرہ ہو جاتا۔

جانی اور خیم شرمندگی سے اس کے پیچھے ہی گاڑی لے کر نکلے۔ الیگزینڈر کی لوکیشن انہیں شو ہو رہی تھی۔ ورنہ وہ اسے کبھی ڈھونڈ نہ پاتے جس طرح وہ گاڑی چلا رہا تھا۔

جانی اور خیم دونوں کا سر جھکا ہوا تھا۔ ان دونوں کو اپنی غلطی لگ رہی تھی۔ سڑکوں پر چلتی گاڑیاں بھی پریشان تھیں ان گاڑیوں کی تعداد سے۔ جو ناجانے ایک طرح کی اتنی گاڑیاں کہاں سے نکل آئیں تھیں۔ انہوٹنے سڑک پر جانے کا رستہ نہیں چھوڑا تھا۔ ٹریفک سگنل الگ ناکام ثابت ہو رہا تھا

ان کی سپیڈ سے گزرتی گاڑیاں اس کی بجھتی جلتی کسی بتی کو دیکھ ہی نہیں رہی تھیں۔ انہیں بس جلدی سے منزل تک پہنچنے کی جلدی تھی۔

موسیٰ کی گاڑی سب سے اگے جیسے پانی پر تیر رہی تھی۔ کبھی کسی گاڑی کو کٹ کر داتی کبھی کسی گاڑی سے اگے نکل جاتی۔ کبھی دائیاں ٹرن تو کبھی بائیاں ٹرن۔ الیگزینڈرا اگر اس کا گاڑی پر کنٹرول دیکھ لیتا تو اس کے ہوش ٹھکانے آ جاتے مگر موسیٰ ابھی الیگزینڈرا سے بہت اگے تھا۔

^^^

تم مجھے یہاں کیوں لآئی ہو۔ جانتی ہو سکندر اور موسیٰ میرا انتظار کر رہے ہیں۔
ہوں گیں۔ مجھے جانا ہے۔ "لیل اسے گھورا جو بجائے اس کی بات سننے کے ٹہل رہی تھی۔

کبھی کسی سائیڈ جاتی تو کبھی کسی۔

تمہیں میری بات کی سمجھ نہیں آرہی؟؟؟..."اب وہ غصے سے چیخی تھی

ماسی اب آپ کہیں نہیں جائیں گیں۔ میں نے الیگزینڈر کو شکست دے دی۔ اب آپ میرے پاس رہیں گیں۔ ہم دونوں یہاں سے چلے جائیں گیں۔" وہ خوشی سے ہواؤں میں دیکھتے پلان بنا رہی تھی۔

لیل پر تو جیسے پھاڑ ٹوٹا تھا۔

منہا پاگل مت بنو۔ سکندر کو جانتی ہو تم۔ "منہا مسکراتے ایک شان سے" لیل کی چھوڑی جگہ پر بیٹھی۔

وہ ایک چھوٹا سا پارٹمنٹ تھا۔ جو رہائشی علاقوں میں بنا تھا۔ اس کے مطابق وہ اس جگہ تو کبھی لیل کو نہیں ڈھونڈتے۔ اور لیل کی سادی جیولری اور موبائل تو اس نے پھینک دیا تھا۔

ماسی آپ کو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ آپ کو نہیں ڈھونڈ سکے گا۔ میں ہوں ناں۔ آپ ٹینشن مت لیں۔ اب وہ آپ پر حکم نہیں چلا سکے گا۔" وہ تو ناجانے کیا کیا بولی جا رہی تھی۔

میں جارہی ہوں۔ "وہ جانے لگی تھی جب منہا نے غصے سے اس کا بازو"
پکڑتے اسے واپس صوفے پے گرایا۔ لیل تو حیران رہ گئی تھی۔

اس نے لیل کا بازو بہت غصے سے پکڑا تھا۔ اگر لیل سکندر کی سخت گرفت کی
عادی نہ ہوتی تو ضرور اس کے بازو میں درد ہونے لگتا۔ مگر اسے یقین تھا نشان
پڑ چکے ہوں گیں۔

آپ کو میری بات کی سمکھ کیوں نہیں آرہی۔ آپ اس کے پاس واپس نہیں"
جاسکتیں۔ اس نے آپ کو قید کیا تھا۔ اب میں نے آپ کو رہا کر والیا ہے۔ ہم
یہاں سے چلے جائیں گیں۔ پھر آپ کیسے واپس جانے کی بات کر سکتی
ہیں؟؟؟..." وہ غصے سے چیخ رہی تھی۔ جب کوئی غصے سے گاڑی اس گھر کے
سامنے روکتے آگے بڑھا

اس نے بغیر کہیں دیکھے اس دروازے کے لاک پر گولی چلائی۔
سلاٹس لگا ہونے کی وجہ سے وہ دونوں سن نہیں سکیں۔ ویسے بھی منہا کے
چیخنے میں وہ آوازیں دب گئی تھیں۔

موسیٰ نے ٹانگ کی مدد سے دروازہ کھول لیا۔

وہ جب اندر آیا منہا کی اس کی طرف پشت تھی۔ لیل صوفے پر بیٹھی تھی جس کا بازو منہا کی گرفت میں تھا۔

منہا مجھے موسیٰ کے پاس جانا ہے۔ تم مجھے نہیں روک سکتی۔ ء"اپنی ماں کی" بات سنتے وہ رک گیا۔

منہا؟؟؟؟ مطلب وہ لڑکی منہا ہے جس نے لیل کو اغواہ کی۔

ارے مر گیا موسیٰ۔ آپ کی منہا میں ہوں۔ جسے آپ پیار کرتی ہیں۔ جس " کے لیے آپ جان دے سکتی ہیں۔ وہ تو زبردستی کا بیٹا ہے۔ جسے الیگزینڈر کی حیوانیت سہتے اپ کو اس دنیا میں لانا پڑا۔" وہ بہت فالتو بول چکی تھی۔

لیل نے منہ پے ہاتھ رکھ لیا۔ اس میں اتنی طاقت نہیں تھی وہ منہا کو بتا سکے موسیٰ اسے کتنا عزیز ہے۔ وہ تو اس کی یہ صورت دیکھ کر حیران تھی۔ جو اس سے ناجانے کون سی دشمنی نکال رہی تھی۔۔

ٹھاہ۔۔۔۔۔"تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔"

موسیٰ نے منہا کا رخ اپنی طرف کرتے اس کے منہ پر کھینچ کر مارا تھا۔ وہ اس کی ماں کی قدموں میں جا گری۔

میری ماں سے بد تمیزی کرنے کی کوشش بھی مت کرنا۔ اور میرا باپ کتنا " حیوان ہے وہ تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا۔ موسیٰ لیل کی صبح کی سدا ہے۔ تم جیسی لڑکیاں موسیٰ اور لیل کی محبت نہیں سمجھ سکتیں۔ " وہ اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔

عین اسی وقت الیگزینڈر گھر میں داخل ہوا تھا۔

اس نے منہ پر ہاتھ رکھے کھڑی منہا کو دیکھا۔ پھر لیل کو جواب موسیٰ کے سینے سے لگی بیٹھی تھی۔

تم لوگ نہیں جیت سکتے۔۔۔۔۔ میں اپنی ماسی کو تم لوگوں سے " دور لے جاؤں گیں۔ وہ میری ہیں۔ تم دونوں کی نہیں۔ تم دونوں ان کی زندگی میں زبردستی آئے ہو۔ " وہ چیخی تھی کھڑے ہوتے ہی۔

الیکزینڈر اسے ہی خو نوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے گن نکالتے منہا
کے ماتھے پر رکھ دی۔

موسیٰ نے لیل کو سینے میں چھپا لیا۔ جانتا تھا اس کی ماں یہ برداشت نہیں کر
پائے گی۔

لیل کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی تم جیسی احسان فراموش لڑکی کی "
پرورش کرنا تھا۔ اسے پالنا تھا۔ مگر تمہیں اج ختم کرتے میں لیل کی غلطی
سدھار دوں گا۔" اس نے شوٹ کرنا چاہا تھا جب پیچھے سے اتے جانی نے اس
کا گن والا ہاتھ اوپر اٹھا دیا۔

پیچھے کھڑا خیام وہیں گر گیا تھا منہا کو گولی لگنے کے خیال سے۔
الیکزینڈر پاگل ہو گئے ہو۔ منہا کو لگ جاتی۔ "جانی چیختے اس کے ہاتھ سے "
گن لی۔

میں چاہتا ہی اسے مارنا ہوں۔ "وہ ٹھنڈے لہجے میں بولا "

لیل موسیٰ کی گرفت سے نکلتے الیگزینڈر کے سامنے آئی تھی جو خونخوار انداز میں تھا۔ وہ جانتی تھی وہ کس قدر پاگل ہو رہا ہے۔
اسے تو یہ سوچ سوچ کر خوف آ رہا تھا کہیں لیل اس کے کسی دشمن کے ہاتھ نہ لگ گئی ہو۔

کہیں اس کی جان کسی خطرے میں نہ ہو۔ اور یہاں وہ لڑکی اسے نچا دیکھانے کے لیے لیل کو اغوا کر چکی تھی۔

الیگزینڈر وہ خیام کی بیٹی ہے۔ "اس نے احساس کروانا چاہا۔"

وہ میری لیل کو مجھ سے دور کرنے کی کوشش کر چکی ہے۔ اب وہ سوائے "

موت کے کسی کی کچھ نہیں لگتی۔ "الیگزینڈر نے چیختے پھر نشانہ لینا چاہا تھا

جب لیل سامنے آگئی۔

سکندر نہیں۔ وہ بچی ہے۔ غلطی ہو گئی۔ پلیز۔۔ "الیگزینڈر نے اپنی بیوی کو "

دیکھا جو ابھی بھی اس کی حمایت میں کھڑی تھی۔

اس نے غصے سے لیل کو بالوں کی گدی سے پکڑتے اس کا چہرہ سامنے کیا۔ وہ درد برداشت کرتے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ گئی۔

آج آپ کی وکالت نہیں سننی میں نے۔ "وہ لیل کے چہرے پے چیخا تھا۔" لیل نے ڈرتے انکھیں بند کر لیں۔

موسیٰ فوراً سے اگے بڑھتے الیگزینڈر کو لیل سے الگ کیا۔

پاگل ہو گئیں ہیں۔ ان کے ساتھ ایسا سلوک نہ میں آپ کا برداشت کر سکتا " ہوں نہ کسی اور کا۔ میری ماں ہیں یہ۔ ان سے بات بھی تمیز کرنا فرض ہے ہر کسی پر۔ "وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ آواز میں گر جا۔

جانی نے اسے دیکھا۔ وہ شروع کے دنوں کا الیگزینڈر لگ رہا تھا۔ اب والے الیگزینڈر کے تو بال گرے ہو چکے تھے۔ داڑھی ذرا بڑھالی تھی۔ بس چہرے پر کشش کم نہیں ہوئی تھی۔

وہ دونوں باپ بیٹا ایک جیسے شرٹ ٹراؤزر میں تھے۔ بالوں کا ڈنڑا ان ایک جیسا۔ بس موسیٰ کی داڑھی نہیں تھی۔ دونوں آمنے سامنے کھڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

آپ چاہیں اس لڑکی کی جان لے لیں مجھے پرواہ نہیں۔ یہ آپ کا اور بگ بی" کا مسئلہ ہے مگر میری ماں سے تمیز سے بات کریں۔ "انگلی اٹھائے وہ ان سب کو اپنی جگہ جمنے پر مجبور کر گیا تھا۔

اس لڑکی کی تواج میں واقعی جان لے لوں گا۔ اس کے سارے سگے رشتے" دار میری بیوی کو نقصان ہی پہنچانا چاہتے رہیں ہیں اور پہنچایا بھی ہے مگر اب نہیں۔ "الیکزینڈر نے گن اس کے ماتھے پر رکھی وہ ویسے ہی گال پر ہاتھ رکھے کھڑی رہی۔

مار دو گے تو اچھے رہو گے۔ ورنہ جب تک زندہ رہوں گیں بار بار کوشش" کروں گیں۔ ماسی صرف میری ہیں۔ تم دونوں کی نہیں۔ ان کا کسی بلیک

کنگ کی دنیا سے کوئی واسطہ نہیں۔" جانی نے اس ضدی لڑکی کو دیکھا جو بعض نہیں آرہی تھی۔

الیکزینڈر کی آنکھوں میں خون اتر ا تھا اس کی دوبارہ وہی حرکت کرنے کی بات پر۔

الیکزینڈر ابھی ٹریگڈ باتا جب اپنے پاؤں پر کسی کا ہاتھ محسوس کرتے پیچھے ہوا۔

خیام اس کے قدموں میں بیٹھا اس سے اس لڑکی جان کی بھیک مانگ رہا تھا۔
الیکزینڈر لیل کے صدقے منہا کی جان بخش دو۔ تم سے کبھی اپنی وفاداری "
کی قیمت نہیں مانگی۔ اج میری وفاداری کے بدلے میری بیٹی کی جان بخش
دو۔" الیکزینڈر اس کی پہلی بات پر ہی پیچھے ہو گیا تھا۔ وہ ہاتھ جوڑے نیچے
بیٹھا اس سے منہا کی معافی مانگ رہا تھا۔

منہا نے خیام کو روکنے کی کوشش کی تھی مگر خیام کی سرخ نظریں اور چہرہ
دیکھ وہ وہیں رک گئی۔

خیام تم اپنی جان کا صدقہ مانگتے میں پھر بھی اسے بخش دیتا۔ میرے "
قدموں میں بیٹھ کر مجھے شرمندہ مت کرو۔" الیگزینڈر نے اسے اٹھایا تھا۔ وہ
اس کے گلے لگ گیا۔

وہ جانتا تھا الیگزینڈر کو اپنے موقف سے ہٹانا کتنا مشکل ہے۔ وہ بھی تب جب
بات لیل کی ہو۔

یہاں تو وہ لیل کی بھی نہیں سن رہا تھا۔ اس کو بھی تکلیف دینے پر آ گیا۔
الیگزینڈر میں تمہارا یہ احسان کبھی نہیں چکا سکوں گا۔" الیگزینڈر نے اسے "
سینے سے لگا لیا۔

تم میرے بھائی ہو خیام مگر آئندہ اس لڑکی کا ہم سے کوئی واسطہ نہیں۔ نہ "
ہی لیل سے ملے گی اور نہ ہی میرے گھر آئے گی۔" الیگزینڈر کے فیصلے پر اس
نے بناں چوں چراہاں میں سر ہلایا تھا۔

وہاں موسیٰ اپنی ماں کو لے کر چلا گیا۔ اس نے پہلی دفہ لیل کو میری ماں کہا
تھا۔ ورنہ صرف ریڈ چلی یاں ریڈ روز۔

لیل کو موسیٰ سیدھا ریٹورنٹ لے کر آیا۔ وہاں اس کے فریش ہونے کے بعد کمرے میں ہی کھانا منگوا یا۔

اس وقت وہ اپنے باپ کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ جس نے اس کی ماں کو تکلیف دی اور اس لڑکی کو زندہ چھوڑ دیا۔

لیل کے کہنے پر موسیٰ نے دونوں لے لیے تھے۔ اس کے علاوہ وہ بس چپ کا روزہ رکھے بیٹھا رہا۔

تم نے آج پہلی دفہ مجھے ماں کہا ہے۔ "لیل اب پر سکون ہو چکی تھی۔" کہوں یاں نہ کہوں مگر ہیں تو آپ میری ماں ہیں۔ اب مجھے آپ پر ریڈ نیم " زیادہ اچھا لگتا ہے اس میں میرا کیا قصور؟؟..." وہ خود بھی ماں کو پر سکون کرنے کے لیے اسے چھیڑنے لگا۔

لیل نے اسے گھورا۔ وہ ہونٹ دباتے مسکرا نے لگا۔

شرم کر لو۔ بچے نہیں رہے اب تم۔ بڑے ہو گئے ہو۔ "لیل کی بات پر اس " کا قہقہہ گونجا تھا۔

ابھی شادی کی بات کروں گا اپ نے کہہ دینا ہے ابھی تم بچے ہو۔ بڑے " نہیں ہو۔ " لیل نے اسے گھورا مگر وہ سچ کہہ رہا تھا۔

موسیٰ سکندر سے تمیز سے بات کیا کرو۔ " وہ جانتی تھی عمر والے موضوع پر " وہ نہیں جیت سکتی۔ اس لیے جو بات اصل میں کہنا چاہتی تھی وہ کہہ دی۔ موسیٰ لیل کے کندھے پر سر رکھتے اس کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھاتے موسیٰ کے بال الجھائے جو سلجھے اسے پسند نہیں تھے۔ خیر آپ کا سکندر تو ویسے ہی پاگل ہو جاتا ہے۔ معلوم ہی نہیں چلتا انہیں " کس سے کیسے بات کرنی ہے۔ " وہ ابھی تک لیل کے ساتھ ہوئی بد تمیزی نہیں بھولا تھا۔

موسیٰ وہ بابا ہیں تمہارے۔ " لیل نے سرزنش کی۔ "

اسی لیے بچ گئے ورنہ منہا اور اس بلیک کنگ کا تواج کام تمام کر دینا تھا میں " نے۔ " وہ الفاظ سخت تھے ورنہ وہ بول بہت ہشاش بشاش موڈ میں رہا تھا۔ اب وہ بھی لیل کی طرح پر سکون ہو چکا تھا۔

موسیٰ تم پھر بد تمیزی کر رہے ہو۔ اچھے سے جانتے ہو تمہارا باپ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے مجھے۔ اس کے لیے تمہیں بھی دو لگانے سے پیچھے نہیں ہٹوں گیں۔" لیل نے اس کی گال سہلائی۔

جیسے واقعی یہ پروگرام بنا چکی ہو۔ موسیٰ نے اپنی ریڈ چلی کو دیکھا جو شوہر کے علاوہ کسی کی نہیں تھی۔

ویسے یہ نا انصافی ہے میرے ساتھ۔ غلطی بھی ان کی۔ اگر میں سمجھاؤں تو "سزا بھی مجھے۔" اس نے نروٹھے پن سے کہا۔

لیل نے اپنے قد کو آتے اپنے بیٹے کو دیکھا۔ جواب بچہ بن رہا تھا۔

اس کے لیے ایسی نا انصافیاں میں لا تعداد کر سکتی ہوں۔ "موسیٰ نے لیل کی بات سننے تالیاں بجائیں۔

اس دور کے رومیوں اینڈ جولیٹ کا خطاب جاتا ہے لیل اور الیگزینڈر عرف "سکندر کو۔۔۔" لیل ہنسنے لگی

وہ اس قدر سنجیدگی سے بول رہا تھا لیل کی ہنسی نکل گئی۔

موسیٰ سدھر جاو۔ اور مجھے گھر چھوڑو۔ جانتے ہو وہ پاگل ہو رہا ہو گا مجھے گھر " نہ پا کر۔ " موسیٰ نے اپنا موبائل دیکھا وہاں بہت سی کالز تھیں۔

چلیں ملکہ عالیہ اپ کو اپ کے جہاں پناہ (بادشاہ) کے پاس چھوڑ دیں۔ " " اس کے مسخرے پن پر لیل مسکراتے اس کا ہاتھ تھامتے اٹھی۔

اس نے اپنا موبائل سائلنٹ پر ہی رہنے دیا۔ مگر لیل کو ساتھ لیتے گھر کی طرف چل دیا۔

^^^

الیکزینڈر جے پیر کی بلی بنا گھر میں گھوم رہا تھا۔ وہ لیل کو اس وقت سامنے دیکھما چاہتا تھا۔ وہاں وہ اپنے بیٹے کے ساتھ نا جانے کون سی سیر کر رہی تھی۔

اس نے دوبار اکال کی مگر کوئی جواب نہیں۔ اس نے کھینچ کر وہ فون دیوار میں دے مارا۔ اس کے بعد ہاتھ اتی پر چیز دیوار کی زینت بنتی جا رہی تھی۔

اس نے اب لینڈ لائن اٹھایا مگر اب نمبر خیا م کا ملا یا تھا۔

خیام تم سے ایک ریکویسٹ ہے۔؟؟... "وہ جو منہا کو واپس لے جا رہا تھا"
چونکا۔

کیوں کیا ہوا؟؟؟ بولو۔۔ "خیام لرزا کہیں بات منہا کے حوالے سے نہ"
ہو۔۔ جو اس سے اس لیے ناراض تھی کیونکہ وہ الیگزینڈر کے قدموں میں
بیٹھ گیا تھا۔

منہا کو یہاں مت رکھو۔ وہ دوبارہ یہی حرکت کرے گی۔ میں چاہتا ہوں "
تم اسے کسی دوسرے ملک بھیج دو۔" الیگزینڈر کی بات پر اس نے اس لڑکی کو
دیکھا جسے اس نے پال پوس پر بڑا کیا تھا ج وہ اس کے کندھوں کو اتارتی تھیں۔
اور اب اسی کو انکھیں بھی دیکھا رہی تھی۔

فیصلہ تمہارا ہوگا۔ میں صرف تم سے کہہ رہا ہوں۔ "خیام کو اس کی بات"
سننے کچھ حوصلہ ہوا۔

اب وہ واقعی اس حوالے سے سوچتا۔ الیگزینڈر کو اوکے کہتے اس نے کال
کاٹ دی۔

اس کی گاڑی اپنے رستوں پر تھیں۔

اس نے گھر کے سامنے گاڑی روکتے اسے بازو سے پکڑتے باہر نکالا۔

سامنے ہی انعم پودوں کو پانی دے رہی تھی جس کے قدموں میں اس نے
منہا کو پھینکا تھا۔

انعم ان پودوں کا تو معلوم نہیں مگر تمہاری دی نفرت بہت پروان چڑھ چکی "
ہے۔ دیکھو ہمارے سامنے کھڑی ہے۔" انعم نے منہا کو اٹھانا چاہا تھا مگر اس
نے جھٹک دیا۔

بابا آپ الیگزینڈر کے لیے میرے ساتھ ایسا سلوک کر رہے ہیں۔ میں "
کبھی نہیں بھولوں گیں۔" وہ بہتی آنکھوں سے کہتے کمرے میں چلی گئی۔
اگر یہاں رکتی تو شاید خيام اسے دولگا بھی دیتا۔

خيام وہیں ڈھے گیا تھا۔ انعم سے اٹھاتے لا کر اندر صوفے پے بٹھایا۔ پانی
گلاس میں ڈالتے اسے دیا۔

خيام نے اسے زخمی نظروں سے دیکھا تھا۔

انعم اسے اپنی بیٹی مانا۔ اس کی وجہ سے آج مجھے الیگزینڈر سے بھیک مانگنی " پڑی۔ میرا غرور چھین لیا اس لڑکی نے۔ "انعم اس کے پاس بیٹھتے اس کا ہاتھ دبائے لگی۔

جیسے اسے پر سکون کر رہی ہو۔ وہ نہیں جانتی تھی کیا مسئلہ ہے مگر خیام کا نم لہجا سب بتا رہا تھا۔

بابا کہاں ہیں آپ؟؟؟؟؟..... "رومان اونچی آواز میں بولتے گھر میں" داخل ہوا۔

اپنے باپ کو یوں نڈھال دیکھ وہ فوراً اسے ان کے پاس آیا تھا۔ بابا آپ ٹھیک ہیں؟؟؟.. "وہ خیام کے پاس بیٹھتے اس کے کندھے دبائے" لگا۔

رومان تم کیوں گھراؤ؟؟؟؟..... "خیام نہیں چاہتا تھا اس کی پڑھائی میں" کوئی مسئلہ ہو۔

بابا موسیٰ نے کال کی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا آپ کو میری ضرورت ہے۔ آپ "پلیز بتائیں کیا ہوا ہے آپ کو۔ میری جان جا رہی ہے۔" خیام کو اپنا وہ بلا یاد آیا۔

وہ ناراض ہو کر بھی خیال رکھنا نہیں بھولتا تھا۔

رومان ابھی وہاں بیٹھا ہی تھا جب موسیٰ کا میسج آیا۔ اس میں آج کے واقع کی تفصیل تھی۔ اسے پڑھتے اس کی آنکھوں میں بھی خون اتر ا۔

اس نے باپ کو دیکھا جو نڈھال سا ہو چکا تھا۔

بابا آپ کو سکندر انکل کو نہیں روکنا چاہیے تھا۔ وہ اس لائق ہی نہیں ہے۔ "لیل آنٹی کی محبت کا یہ صلہ دے رہی ہے وہ۔ اب نا جانے ہماری محبتیں ہمارے منہ پر مار کر ہی نہ چلی جائے۔" رومان سخت نالاں تھا باپ سے۔ رومان تم اسے کچھ نہیں کہو گے۔ تمہارے باپ نے دل سے محبت کی ہے "منہا سے۔ اپنی ماں کے بعد مجھے منہا سب سے عزیز ہے۔ اس کی غلطیوں

گناہوں کو تاہیوں کے باوجود یہ دل اس سے محبت کرتا ہے۔ اسے کچھ مت کہنا۔ "رومان اس کے کمرے میں جانے لگا تھا باپ کی بات سنتے رک گیا۔ انعم سارا معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

رومان کچن میں گیا۔ وہاں سے دودھ میں نیند کی گولیاں ملا کر لا کر زبردستی خیام کو پلا دیں۔ وہ آرام کرتا تو ٹھیک کو جاتا۔

اس طرح وہ زیادہ بیمار ہوتا۔

پھر کچھ دیر بے ربط باتیں کرنے کے بعد خیال بے ہوش ہو گیا۔ جسے رومان مشکل سے اٹھاتے اس کے کمرے میں لیٹایا۔ اس کے کمرے کے ہر دے برابر کرتے وہ باہر ماں کے پاس آیا۔

رومان بچے مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے..؟؟؟.... "رومان نے پھر ماں کو سب بتا" دیا۔

انعم نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ لیا۔

تو اس وجہ سے وہ کل اتنا چھک رہی تھی۔ خوش تھی۔ گنگنا رہی تھی اور اس نے دھیان ہی نہیں دیا۔

رومان نے ماں کو گلے سے لگایا جو اج تک نہیں سمجھ سکی تھی یہ غم ذرا سی خوشیوں کے بعد کیوں آ جاتے ہیں

اس کی زندگی میں صرف اطمینان اور پرسکون کیوں نہیں ہوتی۔ غم کے بدل کیوں وقفے وقفے سے اس پر چھا جاتے ہیں۔

رومان اسے چپ کر وارہا تھا جو اب رو کر خود کو ہلکان کر رہی تھی۔ وہاں موسیٰ لیل کے لکھ کہنے کے باجود گاڑی بہت آہستہ چلاتے ساتھ آئسکریم منگوا کر بھی دی تھی ماں کو۔

لیل اسے گھورتے وہ آئسکریم سکوپ بھرتے کھانے لگی۔ وہ ابھی تک ان چیزوں کے لیے بچی ہی تھی۔ اسی لیے موسیٰ نے اسے الیگزینڈرا اور گھر کے موضوع سے ہٹانے کے لیے آئسکریم دلا دی۔

اس کی ماں واقعی بچوں کی طرح بہل جاتی تھی۔

موسیٰ اپنا موبائل دیکھا جہاں اب دھمکی بھر مسیج ارہے تھے۔

وائیٹ روز کو فوراً گھر لاؤں ورنہ میں تمہیں بورڈنگ بھیج دوں گا۔ "اے کاش"

وہ انہیں بتا سکتا اب وہ سکول گوئنگ بچہ نہیں رہا۔

لیل اگر دومانٹ میں گھر نہ ہوئیں تو میں تمہاری ہڈیاں تڑوا دوں گا۔ "ہائے"

کاش الیکزینڈر عرف بلیک کنگ آپ جانتے ہوتے میری اصل پہچان کیا ہے

تو ہڈیاں توڑنے کی دھمکی نہیں دیتے۔

وہ اپنے باپ کے میسج پڑھتے مسکرا رہا تھا۔

لیل اگر ان کے بارے میں جان جاتی تو پھر سے جلدی کی رٹ لگا دی۔ وہ تو

لیل کے ساتھ لونگ ڈرائیو پر ہی نکل پڑا تھا۔ نا جانے کن کن رستوں سے

ہوتے وہ جا رہا تھا۔ گاڑی میں سلو میوزک چلا ہوا تھا۔

اتریں آگیا آپ کے جہاں پناہ کا آشیانہ۔ "لیل اسے گھورتے نہچے اتری۔"

یہ آپ کا بھی آشیانہ ہے اور اتنی بھی بچی نہیں پوں میں جتنا تم نے آج سمجھ لیا" تھا۔ "لیل مسکراتے کہتے اندر چلی گئی۔

وہ بھی مسکراتے گاڑی آگے بڑھالے گیا۔ اس کی ماں سمجھ گئی تھی وہ آنسکریم اسے بہلانے کو تھی۔

لیل گھر میں قدم رکھتے ہی چکر آگئی۔۔

گھر کا تو کوئی حال ہی نہیں تھا۔ سارا حال بکھرا لڑا تھا۔ اس نے چیزیں اٹھانی چاہیں مگر رک گئیں۔ یہ کرچیاں اس کے ہاتھ میں لگ جاتیں۔ پھر وہ الگ غصہ کرتا۔

وہ اپنے کمرے میں آئی جہاں سامنے ہی الیگزینڈر کی لکھائی میں نوٹ پڑا تھا۔

اب اپنی خیر منالچیے گا۔ "بس ایک جملہ بتا رہا تھا وہ کتنے غصے میں ہے۔"

وہ جانتی تھی اسے اس بات کا بھی غصہ ہے جو وہ منہا کو بچانے کے لیے آگے

آئی۔ دوسرا پھر سیدھا گھر نہ آنے کا۔

اب وہ اسے کیا بتاتی تمہارے بیٹے کو لانگ ڈرائیو اور ماں کے ساتھ ڈیٹ کا پلین بن گیا تھا۔ جس سے پہلے وہ اسے گھر لانے کو تیار ہیں تھا۔ وہ الیگزینڈر کو رات کو منانے کا سوچتے خود پر سکون ہو گئی۔ جانتی تھی وہ زیادہ دیر ناراض نہیں رہے گا مگر ابھی وہ اس کے غصے کی شدت میں سمجھ پار ہی تھی۔

^^^

وہاں سب ٹیم میمبرز کو یہ خبر ہو چکی تھی منہا نے لیل کو اغواہ کیا۔ وہیں ہیر جو شان سے ملنے لندن آئی تھی اس خبر کو سن کر شک ہی ہو گئی۔ اس نے گرل سے بھی بتا کر وایا۔ اس نے بھی ہاں کی۔ وہ تو چکرا گئی۔ گرل بھی یہاں نہیں تھی ورنہ وہ سب سنبھال لیتی۔ اب اس کی یہاں کی بجائے کہیں اور زیادہ ضرورت تھی۔ ہیر بھی سمجھتی تھی۔ اس لیے کال کاٹ دی۔

عمر بھی ہو اسپتال میں یہ بات سنتے شاک میں آگیا۔ وہ نہیں جانتا تھا اتنے محبت کرنے والوں میں الیگزینڈر کے پاس مخلص نفرت کی کمی پھر بھی نہیں ہے۔
عمر نے ہیر کو پر سکون کر لیا تھا۔ جو فوراً واپس آنے کی ضد کر رہی تھی۔
وہیں موسیٰ کے ایک میسج سے ان سب کو بھی معلوم ہو گیا کیا کوا ہے۔ وہی میسج جو رومان کو گیا تھا۔ وہی شایان اور شان کو بھی گیا۔
شایان کی تو حالت بگڑی تھی یہ بات جان کر۔ اسے اس لڑکی پر شدید غصہ آیا جو اپنی نفرت میں اتنا گر چکی تھی۔

پھر اس نے سر جھٹکتے ماں کو کال کی۔ وہ جانتا تھا وہ پریشان ہو گئیں۔

^^^

جانی کی ہریشان حال صورت دیکھ مومنہ اس کے پاس آئی۔
اسے جو کچھ ہوا اس کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا۔ وہ ابھی ہاسپتال سے آئی تھی۔

وہ بھی عمر کے ساتھ ہو اسپتال میں جاب کرتی تھی۔ اس نے پری کے بعد اپنی پڑھائی مکمل کی تھی۔ جانی کے منع کرنے کے باوجود وہ ڈاکٹر بن کر رہی تھی۔ جواب اس کی مصروفیات برداشت نہیں کرتا تھا۔ وہ اس کی اس غلطی کا احساس کرنے کے لیے اکثر اس کے تھکن سے چور جسم پر اپنی تھکاوٹ بھی اتار دیتا۔

وہ معصوم سی مومنہ اب بھی اس کی شدتوں پر تڑپ جاتی تھی۔ جیسے جیسے وقت گزرا تھا جانی کی شدتوں میں اضافہ ہوا تھا۔ مگر ان کی فیملی میں بھی اضافہ ہوا تھا

مومنہ اپنی ہاؤس جاب سٹارٹ کر چکی تھی جب اسے اپنے دوبارہ پریگنٹ ہونے کا علم ہوا تھا۔

اس دفعہ ان کا بیٹا پیدا ہوا۔ جس میں مومنہ کی جان بستی تھی۔ اس کا نام مومنہ نے رکھا تھا۔ ہارون۔ اس نے یہ نام رکھا تھا وہ موسیٰ کا ہارون بنے گا مگر اس ہارون اور موسیٰ میں تو جنگ کا سماں تھا۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے کے قائل نہیں تھے۔ نہ ہارون موسیٰ کو پسند کرتا تھا نہ موسیٰ ہارون کو۔ دونوں کی اس لڑائی میں پستی مومنہ تھی۔ جسے دونوں سے ہی بہت پیار تھا۔

اگر وہ کبھی موسیٰ کو گھر دعوت پے بلا لیتی تو ہارون غائب ہو جاتا۔ اس میں کوئی کچھ نہیں کر پاتا تھا سوائے الیگزینڈر کے۔ ہارون تو الیگزینڈر کا غلام بننے کو بھی تیار ہو جاتا۔ جتنی اسے الیگزینڈر سے محبت تھی۔ الیگزینڈر اگر اسے بلائے تو وہ سب کام چھوڑ کر اس کی بات سن کر آئے گا۔ الیگزینڈر کی اس سے یہ محبت موسیٰ کی وجہ سے کبھی کم نہیں ہو سکی۔ الیگزینڈر دونوں سے محبت کرتا تھا مگر موسیٰ کی اکثر ضد کرنے پر اسے ڈانٹ پڑ جاتی۔

جو اس پر کبھی اثر نہیں کر سکی تھی۔ الیگزینڈر آج تک یہ نہیں جان سکا تھا اس کا یہ کون سا سکول یاں کالج ہے جو ہفتوں اور مہینوں اسے گھر سے غائب رکھنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

وہ نہ تو اپنے کسی کالج یا سکول کا بتاتا اور نہ الیگزینڈر جان سکا تھا کبھی۔ وہ ہر چیز ہیک کر لینے والا اپنے بیٹے کے سکول تک کا نام کبھی نہیں جان سکا۔ لیل بھی اس کام میں ناکام تھی۔

موسیٰ ان دنوں گھر ہی تھا اور نہ وہ اکثر غائب ہی رہتا۔ کبھی کفستوں تو کبھی مہینوں۔ بس الیگزینڈر کو ایک سکون تھا وہ اسلحہ سے دور رہتا ہے۔ وہ نہیں جانتا تھا یہ واقعی میں ایسا ہے یا نہیں۔

موسیٰ کو تو پیدا کرنے والے ماں باپ بھی نہیں جان سکے تھے کوئی اور خاک ہی جان پاتا۔

موسیٰ ایک راز تھا جو وقت سے پہلے نہ کسی پر کھلنا اور نہ ہی کھل سکتا تھا۔ جو پردوں میں پیدا ہوا ہو، پردوں میں پلا بڑھا ہو کیسے ممکن ہے اس کہ ذات عیاں ہو؟؟؟... اس کی ذات کے چند پہلوؤں کا پردے میں رہنا ضروری تھا۔

موسیٰ کو الیگزینڈر جیسے دماغ نہیں جان سکا تو باقی کیا ہی سمجھ پاتے۔ اسے تو پیدا کرنے والی ماں اکثر نہیں سمجھ پاتی تھی۔ وہ پردے سے باہر آنے میں کتنا وقت لیتا یہ تو وقت ہی بتا سکتا تھا۔

^^^

لیل الیگزینڈر کا انتظار کرتے تھک گئی تھی مگر وہ تھا کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

اس نے کھانا کھا کر میڈیسن بھی لے لی تھی۔ اس کی تیاری بھی مکمل تھی۔ جس پر ایک نظر ڈال اس کا وجود کانپا تھا۔

الیگزینڈر کی شدتوں سے تو وہ آج بھی واقف تھی۔ اگر وہ اپنا غصہ اور جنون اس پر اتارنے کو آیا تو وہ پاگل ہی ہو جائے گی۔ اس نے اپنے کھلے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

اس کی کمر سے بھی نیچے تک جاتے لمبے بال الیگزینڈر نے کبھی کٹوانے ہی نہیں دیے تھے۔ ان بالوں کو کینچی لگانے تک کی اسے اجازت نہیں تھی۔
ہو نٹوں پر سچی وہ سرخ لپ اسٹک آج بھی غضب ڈھا رہی تھی۔ وہ اپنی عمر سے بہت جوان لگتی تھی۔ اس کی وجہ الیگزینڈر کی بے لوث محبت تھی یاں اس کی وہ ورزش جو وہ اسے کبھی نہیں چھوڑنے دیتا تھا۔

اس کی خوراک کا خیال تو خود الیگزینڈر رکھتا تھا۔ اب تو موسیٰ بھی اس کے معاملے میں بالکل بھی لا پرواہی نہیں برتنا تھا۔ اس کا خیال رکھنے کی پوری کوشش کرتا۔

اس نے کچھ بال اپنے سینے پر پھیلائے۔ الیگزینڈر کی گاڑی کے رکنے کی آواز پر اس کا دل گھبرا یا۔ مگر وہ مضبوط بنے اس کا انتظار کرتے وہیں کھڑی رہی۔
الیگزینڈر پہلے ہی غصے سے بھرا ہوا تھا۔ آج پہلے تو لیل کی گمشدگی اور پھر واپس گھر نہ آنا۔ اس کو سکون بالکل بھی نہیں تھا۔

اگر وہ تب اپنا غصہ لیل پر نکال لیتا تو شاید سکون میں آ جاتا مگر اب اس کو کسی پل سکون نہیں تھا۔

وہ مضبوط قدم اٹھاتے گھر میں داخل ہوا۔ گارڈ سے لیل کا پوچھا۔ جس نے بتایا وہ اس کے جانے کے کچھ دیر بعد ہی وہاں آ گئی تھی۔

وہ پہلے سے بھرا غصہ لیے وہاں اندر آیا۔ یہ جان کر اس نے آنے کے باوجود اسے کال نہیں کی مزید غصہ آیا۔ اب یہ غصہ لیل کی نازک جان کو سہنا تھا۔ جو بالکل بھی وہ برداشت کرنے کے قابل نہیں تھی۔

وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا۔ کچن کی اف لائٹ بتا رہی تھی وہ نیچے نہیں ہے۔ اس کے قدموں کی آواز دروازے کے پار سنتے لیل دروازے کی طرف پشت کرتے خود میں حوصلہ لانے لگی۔

الیکزینڈر نے غصے سے دروازہ کھولا تھا۔ اس کے یوں دھک دے کر دروازہ کھولنے پر لیل کا پی تھی۔

الیکزینڈر کی آنکھوں میں خون اتر اسے یوں دیکھ کر۔

لیل کا وجود تنگ سی نائٹی میں دمک رہا تھا مگر اسے یہ نائٹی اپنی وائٹی روز پر اچھی نہیں لگی تھی۔۔

اس نے تو کبھی کمرے میں اس سے اس بے ہودہ لباس کی فرمائش نہیں کی تھی۔ پھر وہ کیسے پہن سکتی تھی اسے۔

سکندر سوری۔۔۔ "لیل اسے جمے دیکھ کر اس کی طرف قدم بڑھائے"

تھے۔

لیل اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ ہمت کرتے اس کی ٹائی نکالی جو اس نے ڈھیلی کر دی تھی۔ وہ نکلنے سے پہلے فریش ہو کر گیا تھا

الیکزینڈر بھی ہوش میں نہیں تھا۔ اس کے وجود کو یوں دیکھنا اسے اگ لگا رہا تھا۔ مگر بولا کچھ بھی نہیں۔

سکندر پلیز وہ بچی تھی اس لیے۔۔ "اس کی بولتی الیکزینڈر کی جارحانہ"

گرفت سے بند ہوئی تھی

الیکزینڈراب پھر اس کے بالوں سے پکڑا تھا۔ اس کے بالوں کو ہاتھ پر لپیٹتے
گردن تک ہاتھ لایا اور اس کی گردن کو پکڑتے پیچھے کو کھینچا۔ وہ درد سے
کراہی تھی۔ مگر الیکزینڈر کا وجود تو آگ میں جل رہا تھا۔

تمہاری وہ بچی مجھ سے میری سانسیں چھیننا چاہتی تھی۔ اور پھر بھی اس کی "
حمایت۔ میرے منع کرنے کے باوجود۔ اور یہ کیوں پہنا ہے؟؟؟..." لیل
نے اسے دیکھا جو اج پہلی دفہ اسے تم کہہ رہا تھا۔

ورنہ بڑی سے بڑی غلطی پر وہ آپ ہی رہتی تھی۔ مگر اج تم بن گئی۔
مجھے یہ بے ہودہ لباس تمہارے وجود پر نہیں پسند پھر یہ کیوں پہنا؟؟؟..."
وہ الیکزینڈر کے چیخنے سے ڈری تھی۔

الیکزینڈر کی گرفت کچھ ہلکی ہوئی تو لیل ڈرتے اس سے دور کھڑی ہوئی۔
الیکزینڈر اسے خون اشام نظروں سے ہی دیکھ رہا تھا۔

اور وہ لڑکی تو اب عمان میں ہی نہیں رہے گی۔ "الیکزینڈر بالوں میں ہاتھ"
ڈالتے چیخا تھا۔ لیل نے اسے نم نظروں سے دیکھا۔

وہ الیگزینڈر کی حرکتوں سے ڈر گئی تھی۔ اور ابھی بھی ڈر رہی تھی مگر منہا کو اس کے ماں باپ سے دور نہیں ہونے دے سکتی تھی۔ وہ ہمت کرتے آگے آئی۔

سکندر پلینز ایسا مت کرو۔ اسے اکیلے رہنے کی عادت نہیں۔ "لیل کے" سمجھانے اور اس کے لباس دونوں نے الٹا اثر دیکھا یا تھا۔

الیگزینڈر نے اٹے ہاتھ کا تھپڑ اس کی گال پر رسید کیا۔ لیل منہ پر ہاتھ رکھتے نیچے گری تھی۔ الیگزینڈر اسے ابھی تک سخت نظروں سے دیکھ رہا تھا۔
ماما..... "موسیٰ چیختے اس کے پاس آیا تھا۔"

وہ ابھی گھرا یا تھا۔ وہ باپ کے غصے کو جانتا تھا۔ اسی لیے اس کے پیچھے ہی گھر آنے کے لیے وقت نکال لیا۔ مگر جب تک وہ پہنچا تھا الیگزینڈر لیل پر ہاتھ اٹھا چکا تھا

موسیٰ آگے بڑھتے لیل کو دیکھا تھا جس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہہ رہے تھے، چہرے پر تھپڑ کا نشان تھا جس پر اس نے ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

اس نے پہلے بیڈ شیٹ کھینچ کر ماں کے گرد دی پھر اسے بانہوں میں بھرتے
اس کے آنسوؤں صاف کرتے اسے سینے سے لگایا۔

لیل کو اٹھاتے اس نے یوں ہی سینے سے لگائے قدم الیگزینڈر کے سامنے
روکے۔

یہ تھپڑ اس لڑکی کو مارتے تو مجھے بھی سمجھ آتی مگر میری ماں کو یہ تھپڑ مار کر "
آپ نے غلطی کی ہے۔" موسیٰ کی آنکھوں میں اترتا غصہ بہت قریب سے
دیکھ رہا تھا۔

اس نے دونوں بازو اپنی ماں کے گرد جمائے کیے ہوئے تھے۔

کوئی لاوارث نہیں ہے میری ماں۔ ابھی اس کا بیٹا زندہ ہے۔ مر بھی جاؤں تو "
کسی کو اپنی ماں کی طرف انگلی نہیں اٹھانے دوں گا۔ آپ نے تھپڑ مار دیا۔"
لیل نے تڑپتے اسے دیکھا تھا۔

اس کو کچھ ہوا تو وہ تو ویسے ہی مر جاتی۔

اب کوشش کیجئے گا میری ماں اور میرے سامنے مت آئیں۔ بلیک کنگ "

آپ اپنی دنیا کے ہیں۔ میری ماں کے صرف شوہر ہیں مگر افسوس وہ بھی اچھے نہیں بن سکے۔" الیگزینڈرا سے دیکھتا ہی رہ گیا تھا وہ اس کے سامنے کھڑا اسے باتیں سنارہا تھا۔

جس کی وہ ہر سٹائل کو کاپی کرتا تھا۔

موسیٰ یہ ہم دونوں کا معاملہ ہے۔ اور ویسے بھی یہ تھپڑ ضروری تھا تاکہ "

انہیں علم ہو آئندہ ایسا لباس نہیں پہننا۔" الیگزینڈرا اس سے زور زبردستی نہیں کر سکتا تھا۔

وہ جانتا تھا اگر اس نے دو منٹ میں لیل کا معلوم کر لیا تھا تو دو منٹ میں اسے ایسا غائب کروالیتا، وہ ڈھونڈتا ہی رہ جاتا۔

جب تک ہاتھ نہیں اٹھایا تھا تب تک آپ دونوں کا معاملہ تھا اب نہیں۔"

اور کیا وہ یہ بے ہودہ لباس پہن کر باہر گئی تھیں؟؟؟... نہیں ناں!!!!...

گھر میں ہی تھیں۔ آپ کے سامنے پھر کیا ہو گیا جو انہیں تھپڑ مارنا اس قدر

ضروری بن گیا آپ کے لیے۔ آپ اپنی مردانگی کی تسکین کہیں اور جا کر دیکھائیں کسی ڈرگ سمگلریاں گرلز سمگلرپر۔ میری ماں اتنی بے بس اور لاچار نہیں جو آپ کا فالتو کا غصہ برداشت کرے۔ "موسیٰ نگلی اٹھائے اپنے باپ کے سامنے کھڑے اسے وہ سب بول چکا تھا جو بولنے کی کسی میں ہمت بھی نہیں تھی۔

موسیٰ نے باپ کو دیکھا جو چپ تھا۔ اس نے لیل کو گود میں اٹھالیا۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی مگر وہ یہ بات اپنے باپ کو نہیں بتانے والا تھا۔ موسیٰ کے لیل کو وہاں سے لے جاتے ہی کمرے کا نقشہ بگڑ چکا تھا۔ اب الیگزینڈر کو خود پر غصہ تھا۔

موسیٰ لیل کو گاڑی میں ڈالتے اسے وہاں سے لے گیا۔ پہلے اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا جس نے ڈرپ لگانی چاہی مگر ابھی ممکن نہیں تھا۔

اسے ہوش اب صبح ہی اتا۔ موسیٰ اسے سیدھا اپنے گھر لے کر گیا۔ لیل کے لیے بنائے سیشل کمرے میں اسے لیٹاتے موسیٰ نے اپنی ماں کا ماتھا چوما۔ جس کی رنگت ایک ہی دن میں پیلی پڑ گئی تھی۔

لیل کی گال پر اسٹمنٹ لگاتے اس نے لیل کو آرام دیا تھا۔ اب وہ اپنے آرام کا سوچ رہا تھا جو یوں نہیں انا تھا۔

اس نے نو کرانی کو لیل کے پاس والے کمرے میں رکنے کا کہا۔ وہ جانتا تھا اس کی ماں کی نیند چکی ہوتی ہے۔ اگر وہ ہوش میں آنے کے بوجہ سکون سے سوئی ہوئی تو نیند میں خلل پڑے گا۔

وہ نو کرانی اب ایک سپیکر کے پاس بیٹھی تھی جو لیل کے کمرے کے ساتھ والے کمرے میں تھا۔ اس کا مائیک لیل کے بیڈ کے پاس تھا۔ اگر تو لیل ذرا سی بھی آواز دیتی وہ نو کرانی فوراً لیل کے پاس چلی جاتی۔

اسے اپنی ماں کا بہت خیال تھا۔ یہ الگ بات تھی بس انہیں تنگ کرنے کے لیے اکثر انہیں الیگزینڈر کے ساتھ ملتے چھیڑتا۔ جو سچ میں تنگ پڑ جاتی۔

موسیٰ اب ہیوی بانیک نکالی تھی۔ اب اس کے راستے بہت جانے پہچانے
تھے۔ وہ ان رستوں پر ہر رات سفر کرتا تھا۔ ہر رات یہ سڑکیں اس کی خوشبو
محسوس کرتی تھیں چاہے نینو سیکنڈز کے لیے ہی کیوں نہ ہوں۔

مگر ایک وجود ایسا بھی تھا جو ساری رات اس کی خوشبو محسوس کرتا تھا جس کے
پاس جانے کی اسے جلدی تھی۔ اور ارج تو رستے بھی جیسے لمبے ہو گئے تھے۔

^^^

وہ بے چینی سے ٹہل رہی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا اڑ کر موسیٰ کے
پاس پہنچ جاتی۔

اسے بس اسی کا انتظار تھی۔ کمرے کی ڈم لائٹس میں اس کا چہرہ واضح نہیں تھا
مگر قدموں کی رفتار میں جھلکتی بے قراری ضرور عیاں تھی۔

وہیں کھڑکی کھلی تھی اور کوئی اندر داخل ہوا تھا۔ وہ فوراً سے بھاگتے اس کے
سینے سے لگی۔ موسیٰ نے بھی دونوں بازو اس کی کمر میں باندھتے اسے اوپر اٹھا

لیا۔ وہ اپنے دونوں پاؤں موسیٰ کی کمر پر باندھ گئی۔ موسیٰ نے دونوں بازو اس کی لوور بیک سے گزارتے اسے خود کے ساتھ چپکا لیا۔

میری وائیٹ نے کافی انتظار کیا ہوں؟؟؟؟... "وہ موسیٰ کو گھورنے لگی۔"
موسیٰ آنٹی کیسی ہیں اب؟؟؟... "اس نے منہا کا نہیں پوچھا تھا۔ جانتی"
تھی موسیٰ اس کے نام پر غصہ ہو گا۔

وہ ٹھیک ہیں۔ اپنے شوہر کے پاس۔ وہ انہیں سنبھال لیں گیں۔ تم میری"
طرف متوجہ ہو۔ "موسیٰ نے اس کی گال پر ہونٹ رکھنے چاہے تھے جب اس
نے موسیٰ کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

موسیٰ نے اسے سچ نہیں بتایا تھا کہ وہ اپنی ماں کو باپ سے الگ کرتے انہیں ان
کی بد تمیزی کی سزا دے چکا ہے۔

بری بات۔ میں ابھی چھوٹی ہوں۔ "موسیٰ کے چہرے پے چھائی نا سمجھی"
فوراً سے مسکراہٹ میں بدل گئی۔

مگر مجھے تو نہیں لگتا!!!....." وہ اسے یوں ہی اٹھائے سامنے صوفے پر جا"

بیٹھا۔ موسیٰ کے صوفے کی بیک سے ٹیک لگانے پر اس نے اپنی کہنیاں
موسیٰ کے کندھوں پر رکھ لیں۔

میں چھوٹی ہوں۔۔۔" اس نے اپنی بات پر زور دیا۔"

اب موسیٰ نے اس کے سمجھنے سے پہلے اس کی گال کا بوسہ لیا۔ وہ گال پر ہاتھ
رکھے اسے گھورنے لگی۔

تم نے خود منع کیا تھا جب ایسی حرکتیں کرو تمہیں روکوں۔ پھر اب اپنی"
بات پر قائم کیوں نہیں ہو؟؟؟..." اس کا گھورنا موسیٰ کو مزادے رہا تھا۔
جب پریشان ہوں تب کوئی بات نہیں۔" اب موسیٰ کا نشانہ اس کی گردن"
تھی۔ مگر اس نے پہلے ہی اس کے ہونٹوں پر اپنے دونوں ہاتھ جمادیے۔
ایسی حرکتیں نہیں کرتے۔ بری بات ہوتی ہے۔ میں تمہاری بیوی نہیں"
ہوں ابھی۔" موسیٰ مسکراتے اسے دیکھا جو سمجھدار ہوتی جا رہی تھی۔

آ جاؤ تمہیں سلا دوں۔ مجھے بھی نیند آئی ہے۔ میں آج بہت تھک گیا۔"
ہوں۔" اس نے دونوں بازو موسیٰ کی گردن میں ڈالے۔ وہ اسے اٹھاتے بیڈ
پر لے آیا۔

موسیٰ ابھی بیوی والے حوالے سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔
اسے یوں ہی بانہوں میں بھرتے تھپکنے لگا جو اس کے سینے پر سر رکھے اس کے
ساتھ چپکی ہوئی تھی۔

موسیٰ کو اپنے سارے دن کی روٹین بتاتے وہ جلد ہی نیند میں اتر گئی۔ موسیٰ
بھی اس کا ماتھا چومتے آنکھیں موند لیں۔

موسیٰ بھی تھکاوٹ کی وجہ سے جلد ہی نیند میں اتر گیا۔ ویسے تو یہ تھکاوٹ
زیادہ نہیں تھی مگر لیل کا نہ ملنا اس کے اعصابوں پر سوار ہو گیا تھا۔ جس وجہ
سے وہ زیادہ تھکاوٹ محسوس کر رہا تھا۔

مگر ابھی کچھ دیر نیند پوری کرنے کے بعد اسے ایک اور کام کے لیے نکلنا تھا۔
جو انتہائی ضروری بھی تھا۔ ورنہ پہلے کی دی وار ننگ ضائع ہو جاتی۔ وہ بہت
تھکا ہوا تھا مگر۔۔۔۔۔

مگر اپنی بانہوں میں بھرے اس وجود نے جیسے اس کی ساری تھکاوٹ نکال
دی تھی۔ اس کی بانہوں میں سکون سے اپنی نیندیں پوری کرتا وجود اس کے
لیے بہت اہمیت کا حامل تھا۔

ہماری محبتیں ہی ہمارے لیے آزمائشیں بنتی ہیں۔ ناجانے اب موسیٰ کی یہ
محبت اس کے لیے کہاں کہاں آزمائش بنتی۔

مگر اتنا تو طے تھا وہ آزمائش ہار سکتا تھا مگر اپنی محبت نہیں۔ محبت کو زندہ رکھنے
کے لیے وہ ہر وہ قدم اٹھا سکتا تھا جو منع تھا۔ اپنی جان تک وہ اس وجود پر سے
وار کر پھینک سکتا تھا مگر اسے ایک خراش بھی نہیں آنے دیتا۔ یہ اس کی محبت
تھی جس کی کوئی حد نہیں تھی۔ اور نہ ہی وہ تعین کر سکتا تھا ان کی حدوں کا۔

منہا کمرے میں بند سوگ منار ہی تھی۔ رورو کر اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ چہرے پر آنسوؤں کے نشان پڑ چکے تھے مگر وہ بھی کیا کرتی۔

اس نے اتنی محنت کی۔ اتنے پیسے دے کر فوٹیج بدلوائی۔ اتنی مشکل سے لیل کو کیمین سے نکالا تھا۔ ڈاکٹر کو غائب کرتے خود اس کی جگہ ڈاکٹر بنی تھی مگر نتیجہ کیا نکلا صفر۔۔

اس کی دونوں کہنیاں خراشوں سے سرخ ہو چکی تھیں۔ کھڑکی سے لیل کو لے کر نکلنا بہت مشکل کام تھا۔ مگر وہ پھر بھی پیچھے نہیں ہٹی تھی۔ پھر بھی وہ پکڑے گئے۔۔

الیکزینڈرا سے نہیں ڈھونڈ سکتا تھا۔ اس نے تو لیل کا موبائل تک پھینک دیا تھا۔ یہ موسیٰ کا کام تھا جس نے ماں کے وجود میں چپ انسرٹ کر دی تھی۔ وہ چاول کے دانے جتنا چپ جو کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔ ان میں سے کوئی اسے نہیں ڈھونڈ سکتا تھا۔

خود الیگزینڈر اس سے ناواقف تھا تو پھر منہا کیسے جان جاتی۔

کسی کے قدموں کی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔ وہ کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

منہا کو بازو سے پکڑتے اس نے اٹھایا۔ منہا بھی بغیر کسی مزاحمت کے اس کے ساتھ چلتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

اب وہ وجود اس کی شرٹ اوپر کیے اس کے زخموں کا معائنہ کر رہا تھا۔ ان پر مرہم رکھتے وہ مسلسل منہا کے رونے کی آوازیں سنتا رہا۔

کمرے کا دروازہ لاک تھا۔ صرف اسی کمرے کی کانسٹس آن تھیں۔۔۔ باقی سب کی بند تھیں۔ یقیناً وہ سب سونے کے لیے جا چکے تھے۔

اس کے وجود پر مرہم رکھنے کے بعد وہ اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

کس نے مدد کی تھی اس عمل میں تمہاری؟؟؟..." اس سوال پر اس کا حلق " خشک ہوا۔ اس کے آنسوؤں تو پہلے ہی خشک ہو چکے تھے۔

تم سے مطلب؟؟؟۔ تم یہاں کیا کرنے آئے ہو۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔"

اس کے ہو اس میں آتے ہی غصے والا موڈ بھی آن ہو گیا تھا۔

شوہر سے بد تمیزی نہیں کرتے۔" اس نے کہتے ہاتھ دوبار اس کی گردن "میں ڈال دیا جو منہا غصے سے اس کی پکڑ سے نکلنے کے لیے نکال چکی تھی۔

میں کسی نکاح کو نہیں مانتیں اور تم مجھ سے چھوٹے ہو۔ اگر نکاح ہوا بھی "ہے تو جھوٹ ہے۔" وہ کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی۔

اس نے پیچھے کو ٹیک لگاتے منہا کو اپنے سینے پر گرایا۔ اس کا ہاتھ موڑتے کمر پر لگا دیا۔

وہ اس کے سینے پر پڑی تڑپ رہی تھی۔

میرا ایک ڈوزیہ اچھے سے بتا دے گا کون چھوٹا ہے کون بڑا۔ اور نکاح تو "نکاح ہوتا ہے۔ چاہے زبردستی کیا جائے یا رضا مندی سے۔" اس نے اپنا ناک منہا کی گردن پر رگڑا۔

وہ اس کی بانہوں سے نکلنے کے لیے مچل رہی تھی۔

منہا کو بیڈ پر گراتے وہ اوپر ہوا۔

میرے منع کرنے کے باوجود ریڈ کو کیوں اغواہ کیا؟؟؟..." اس کے سوال پر "
وہ اسے غصے سے دیکھنے لگیں۔

میری ماسی ہیں۔ میں جو چاہیں کروں تم کون ہوتے ہو پوچھنے "

والے؟؟؟..." اس کا چہرہ بھی اب اس کے غصے میں ہونے کی گواہی دے رہا
تھا۔

وہیں وہ مزاحمت کے لیے مچلتے اس وجود کی تڑپ انجوائے کر رہا تھا۔

بری بات شوہر کے ساتھ بد تمیزی نہیں کرتے۔ تم اچھے سے جانتی ہوں "

میں ریڈ سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ میں نے منع کیا تھا مگر تم پھر بھی بعض

نہیں آئی۔ دیکھو اسی چکر میں گال بھی سجالیا۔ "اب اس نے منہا کی گال پر اپنا

گال رگڑا۔

دور رہو کمینے انسان۔۔۔ "منہا کے مچلنے پر اس نے منہا کے دونوں ہاتھ"
پکڑتے سر پر پن کر دیے۔

ویسے اگر ان حالات میں میری تم سے شادی کا علم ہو تو رخصتی آسان ہو"
جائے گی۔ میں تمہیں اپنے ساتھ آسانی سے لے جا سکوں گا۔ پھر ریڈ کو بھی
تم سے کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔" اس کی بات پر منہا کی آنکھیں مزید سرخ
ہوئیں۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اس کا منہ سوجھ لیتی۔
زیادہ لیل کا بیٹا بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور دفع ہو جاؤ یہاں"
سے۔۔۔" اس کا چیخنا چلا مناسب وہ انجوائے کر رہا تھا۔

اب میں ان کا بیٹا ہوں تو اس میں میرا کیا قصور؟؟؟..." وہ آنکھیں ٹپٹپاتا"
منہا کو زہر لگا تھا۔

اب اگر ریڈ کو کچھ بھی ہو تو معافی کی گنجائش نہیں بچے گی۔۔۔ اور تب ایک"
تھپڑ میرے لیے ناکافی ہو گا۔ میں تمہارے وجود کی بوٹیاں کرتے کتے کو

کھلانے سے بھی گریز نہیں کروں گا۔ مجھے مجبور مت کرنا۔ "اسے وارن کرتے وہ اٹھاتھا۔

اسے جانا تھا کوئی اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جو وہ زیادہ لمبا نہیں ہونے دے سکتا تھا۔

تمہاری اس حرکت کی وجہ سے ریڈ کی جو حالت ہوئی اس کا حساب کل ہو "گا۔" اس کا گال تھپتھاتے وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی نکل گیا۔

منہا وہیں پڑی اس کی آخری بات کو سوچ رہی تھی۔ کیا ہوا تھا اس کی ماسی کو؟؟؟ وہ بھی تو پوری بات نہیں بتا کر گیا تھا۔ وہ کسی سے پوچھ بھی نہیں سکتی تھی۔

لیل کا فون اس نے ویسے ہی توڑ دیا تھا۔ اب تو اس سے رابطہ ناممکن تھا۔ وہ ساری رات تڑپتی رہی اسی لیے تو وہ بتا کر گیا تھا۔ اسے بھی تو اس کی تکلیف کا علم ہو۔ اور شاید وہ اپنے کام میں کامیاب بھی ہوا تھا۔ اسے تکلیف ہو رہی تھی۔

جواب تڑپتے بس لیل سے بات کرتے یا اس کی حالت جانتے ختم ہوتی مگر
یہاں دونوں کام ناممکن تھے۔

^^^

الیکزینڈر اب سر تھا مے بیٹھا تھا۔ موسیٰ نہ تو اس کی کال اٹھا رہا تھا۔ لیل کا نمبر
ہی بند جا رہا تھا۔ اس کی لوکیشن تو صبح سے شوہی نہیں ہو رہی تھی۔
موسیٰ کی گاڑی کی لوکیشن تک اسے شو نہیں ہو رہی تھی۔ موسیٰ کے یہاں
کسی گھریاں اپارٹمنٹ سے بھی ناواقف تھا۔
اس کا غصہ ختم ہوا تو اب لیل کی یاد ستارہی تھی۔ اسے اب لیل اپنے پاس
چاہیے تھی۔

اس کا وہ نازک سا وجود یاد آیا۔ اسے منانے کے لیے وہ نائٹی پہن کر آئی تھی۔
اس کی منانے کی کوشش ہمیشہ ہی جان لیوا ہوتی تھی۔ اس کا پہلی دفہ کا منانا
بھی ایسا ہی تھا۔

اگر وہ ناراض کرتی تھی تو مناتی بھی دل و جان سے تھی۔ مگر اس دفعہ

الیکزینڈر کا غصہ اس پر حاوی ہو گیا۔ وہ دیکھ ہی نہیں سکا۔

اس کے سرخ رنگ سے سچے ہونٹ، کھلے بال۔ جن کی اس وقت اس نے

قدر نہیں کی تھی۔ اب وہ انہیں وہ واپس چاہتا تھا۔

الیکزینڈر کو غصہ خود پر بھی آرہا تھا۔ اس نے اپنا فون کیوں توڑا؟؟؟ وہ پاس

ہوتا تو کچھ نہ کچھ ہو سکتا تھا۔

الیکزینڈر دو دو سیڑھیاں اکھٹی پھلانگتے نیچے ہال میں آیا۔ وہاں لینڈ لائن

اٹھاتے اس نے عمر کو کال کی تھی۔

ہیر تو یہاں نہیں تھی۔ وہ اسے بتا کر گئی تھی۔ اسے شان کی یاد آتی تھی۔ تو وہ

اس سے ملنے چلی گئی۔

بولو الیکزینڈر!!!...."اس کی نیند سے بھری آواز ابھری۔ اس کے علاوہ"

باقی سب ہی سکون کی نیند سو رہے تھے۔

اس کی نیندیں اس کا بیٹا حرام کر گیا تھا۔ اگر لیل یہاں ہوتی تو وہ اسے منالیتا۔
کتنی دیر پھتر بنا رہتا۔ اس کے آنسوؤں دیکھتے ویسے ہی اس کی سانس اٹکنے لگنی
تھی۔ اس نے سب بھاڑ میں بھیج کر اپنی وائٹ روز کو اپنی بانہوں میں بھر لینا
تھا۔

عمر شایان کہاں ہے؟؟ میری بات کروانا اس سے۔ "عمر لمبی سانس لی۔"
اس کی جان کو ابھی بھی سکون نہیں۔ ناجانے کس بات کا بدلہ لیتا ہے مجھ
سے۔

عمر بگڑے موڈ کے ساتھ اپنے ساتھ بیڈ پر پڑے شایان کو فون دیا۔ جو پہلے
سے فون پر ہی مصروف تھا۔ مگر ہیر کا حکم تھا وہ اس کمرے سے باہر نہیں جا
سکتا۔ ورنہ عمر کی تو اتنی اہمیت ہی نہیں تھی وہ اس کی بات سنتے۔

جی انکل۔۔ "شرافت سے پیش آیا تھا۔ جانتا تھا اس کا باپ بدلہ لینے کے"
لیے ہیر کو اس کی شکایتیں لگاتا تھا۔ اگر اس نے بد تمیزی کی تو فوراً اس کی ماں
اس کی خبر لینے کے لیے کال کر دے گی۔

شایان سچ سچ بتانا موسیٰ کہاں ہے؟؟... "اب شایان پھنسا تھا۔"

جھوٹ بولنا مت ہیر سے شامت۔ سچ بولنا مطلب موسیٰ سے شامت۔ اس نے درمیانی رستہ چنا تھا۔

انکل وہ تو کہہ رہا تھا واپس جا رہا ہوں۔ میری ابھی کچھ دیر پہلے بات ہوئی۔ "وہ سب جانتے تھے یہ واپس والی جگہ آج تک انہیں مل نہیں سکی۔"

شایان میں بچہ نہیں ہوں۔ اس کا نمبر بند جا رہا ہوں۔ "شایان نے اس وقت کو کو سا جب وہ اپنی ماں کے ساتھ جانے کے بجائے یہاں رک گیا۔ انکل اس نے خود مجھے بتایا ہے۔ میں آپ کو میسج بھیج سکتا ہوں۔" اس نے نمبر دیکھ لیا تھا۔

وہ لینڈ لائن تھی۔ مطلب الیگزینڈر کے پاس کوئی فون نہیں تھا۔ تو میسج وہ کہاں منگواتا۔

اگر مجھے تمہاری یہ گواہی جھوٹی معلوم ہوئی تو سزا کے لیے تیار رہنا۔ آخر کو "
موسیٰ کے سب سے قریبی دوست ٹھہرے تم۔" ہائے کاش وہ انہیں بتا سکتا
یہ دوستی کہاں کہاں اس کی دشمن بنی ہے۔
اس نے "جی انکل" کہتے کال کاٹی۔

عمر اسے ہی دیکھ رہا تھا جس کی سانس جیسے اٹک گئی ہو۔ کال کٹتے ہی اس نے
لمبا سانس لیتا تھا۔

یہ جو تم کرتے پھر رہے ہو ذرا مجھے بھی تو معلوم ہو؟؟؟... "عمر نے آئبرو"
اٹھائی۔

کچھ نہیں عمر بیٹا آپ سو جائیں۔ "عمر نے اسے ایک ٹانگ رسید کی تھی۔ وہ"
بیڈ سے نیچے گرا اب شک سے باپ کو دیکھ رہا تھا۔

آنے دیں ماما کو بتاؤں گا جو آپ مجھے مسکین سمجھ کر میرے ساتھ سلوک کر"
رہے ہیں۔ "وہ چہرے پے ہاتھ پھیرتے انہیں وارن کرتے صوفے پر جا
بیٹھا۔

عمر بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ عمر جانتا تھا وہ کمرے سے باہر کسی صورت نہیں جائے گا۔ چاہے وہ اسے زبردستی کیوں نہ نکالے۔ آخر کو ماں کا حکم کیسے ٹال دیتے۔

میری بیٹی آکر تم دونوں سے پوچھے گی۔ ماں بیٹے ہی میرے سکون کے "دشمن ہو۔ نہ ماں کو بات کرنے کی تمیز ہے نہ بیٹوں کو۔" عمر غصے سے بھرا۔ اس کے بعد کمرے میں وہی الفاظ ریکارڈ کیے ہوئے گونجے۔

میری بیٹی آکر تم دونوں سے پوچھے گی۔ ماں بیٹے ہی میرے سکون کے "دشمن ہو۔ نہ ماں کو بات کرنے کی تمیز ہے نہ بیٹوں کو۔" عمر نے اسے گھورا۔ وہ مسکرایا۔

اب میں یہ ماما کو بھیجو گا۔ آخر کو ان کا پیارا فرمانبردار بیٹا ہوں۔ بس آپ کی "ہڈیوں کی کوئی گارنٹی نہیں۔ مگر خیر ہے آپ تو خود ڈاکٹر ہیں۔" اس کی مسکراہٹ اس وقت عمر کو زخموں پر نمک جیسی لگی۔

عمر اسے گھورتے لیٹ گیا۔ جانتا تھا کوئی منت کام نہیں آئے گی۔ مگر وہ بھی
پروگرام بنا چکا تھا۔ وہ اپنی ہیر کو جانتا تھا۔ وہ اسے ایسی کہانی سناتا وہ اس کی کسی
بات کسی ریکارڈنگ کو سننے سے پہلے ہی اس کو الٹا لٹکا دیتی۔
عمر اپنی سوچ پر مسکراتے سونے لگا۔

کل ہیر واپس آ جانا تھا۔ پھر وہ خود اس سے بات کر لیتا۔ شایان واپس سے فون
میں مصروف ہو چکا تھا۔ جہاں رومان کے مسیج تھے جسے وہ موسیٰ کی لیل کو
لے جانے والی بات بتا رہا تھا۔

^^^

ہارون گھر میں بنی لائبریری میں بیٹھا کام کر رہا تھا جب جانی وہاں آیا۔ اس نے
بک بند کرتے اپنے باپ کو دیکھا۔

کیا ہوا بابا؟؟؟..." جانی اس کے ٹیبل کے سامنے پڑے صوفے پر بیٹھ گیا۔"

کچھ نہیں بس الیگزینڈر کی وجہ سے پریشان ہوں۔" کارون فوراً سے اٹھتے"

باپ کے ساتھ آ بیٹھا۔

کیوں انکل کو کیا ہوا؟؟ لیل آنٹی تو مل گئی تھیں ناں؟؟؟... "وہ الیگزینڈر"
سے محبت کرتا تھا۔ فوراً سے پریشان ہو گیا

لیل بھابھی مل تو گئی تھیں مگر موسیٰ انہیں اپنے ساتھ لے گیا۔ اب وہ پاگل
ہو رہا ہے۔ "ہارون نے غائبانہ موسیٰ کو گھورا۔

الیگزینڈر انکل نے بھی اسے فالتو میں سرچڑھا دیا ہے۔ ایک دن اسے ٹارچر
سیل میں گزارنے دیں۔ وہ تیر کی طرح سیدھا ہوا جائے گا۔ "جانی نے بیٹے کو
گھورا۔

ہیرا الیگزینڈر سے گن پوائنٹ پے موسیٰ کو چھڑا لے جائے گی۔ تم جانتے ہو"
اسے اب الیگزینڈر سے زیادہ موسیٰ پیارا ہے۔ "جانی کے بتاتے وقت ہونٹ
مسکرائے۔

آپ سب نے ہی تو اسے سر پر چھڑایا ہوا ہے۔ ایک ماما ہے جنہیں اگر وہ آ"
جائے تو کچھ اور دکھتا ہی نہیں۔ "ہارون کا بگڑا موڈ دیکھ کر جانی مسکرا دیا۔

تمہاری ماں تو دیوانی ہے اس کی۔ جب وہ چھوٹا تھا مجھ سے ضد کرتے وہاں "رکتی تھی تاکہ موسیٰ کو گود میں کھلا سکے۔" ہارون نے مزید منہ پھلایا۔

بابا آپ اس کی چھوڑیں الیگزینڈر انکل کا بتائیں۔ وہ تو سب کر لیتے ہیں۔

لیل آنٹی کو کیوں نہیں ڈھونڈ سکے اب تک؟؟؟... "اسے غصہ آرہا تھا۔

موسیٰ بھی اسی کا بیٹا ہے۔ جواب الیگزینڈر کا باپ بننے کی ضد میں ہے۔"

الیگزینڈر نے وہاں اپارٹمنٹ میں بھی لیل کے ساتھ بد تمیزی کی تھی۔ موسیٰ نے اسے سخت سنائیں مگر مجھے یقین ہے پھر الیگزینڈر نے بھابھی کو کچھ کہا ہو گا۔ جو وہ انہیں ساتھ لے گیا۔ "جانی یقین کر ہی نہیں سکتا تھا بغیر وجہ کے

لیل الیگزینڈر سے الگ ہو۔

مگر وہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ جو چاہیں کریں۔ موسیٰ کیوں ان کے درمیان "میں گھستا ہے؟؟؟..." وہ غصے سے اٹھتے واپس اپنی جگہ بیٹھنے لگا۔

بیٹاجی آپ بھول رہیں ہیں وہ بھی انہیں کا خون ہے۔ پورا حق رکھتا ہے اپنے"
ماں باپ پر۔" ہارون کے ہونٹوں کو ایک سائیڈ کرتے بات کو کوئی اہمیت نہ
دینے والا سٹائل جانی کو بہت پسند تھا۔

چند منٹ میں ہارون نے جانی کا موڈ واپس ٹھیک کر دیا تھا۔ چاہے اس کا اپنا
بگڑ گیا تھا۔

جانی اس کا ہلکا پھولا منہ دیکھ کر وہاں سے باہر چلا گیا۔ کیونکہ ہارون تو اب
جلدی ٹھیک نہیں ہوتا۔

پیچھے ہارون بیٹھا موسیٰ کو کوس رہا تھا۔ جس کی وجہ سے الیگزینڈر پریشان
تھا۔

^^^

ہیر اور شان دونوں باہر کھانا کھانے آئے تھے۔ صبح ہیر واپس چلی جاتی اس
لیے شان نے وقت نکال لیا تھا۔

موم آپ شایان کو بھی ساتھ لے آئیں۔ میں اسے اپنے فرینڈز سے "ملواتا۔" وہ دونوں کیفے میں بیٹھ گئے۔

شایان اسی کیفے سے کھانا کھاتا تھا۔ یہاں اس کی بہت جان پہچان تھی۔ ویٹر کو ارد گرد دیتے وہ واپس ہیر کی طرف متوجہ ہوا۔

ہیر جینز شرٹ میں اس کی ماں تو نہیں مگر بہن ضرور لگ رہی تھی۔ ہیر نے اپنے پروفیشن کی وجہ سے خود کو فٹ رکھا ہوا تھا۔

وہ تیار ہی نہیں تھا۔ میں کیا کرتی۔ "شان نے مسکراتے ماں کو دیکھا۔"

آپ نے ڈھنگ سے کہا ہی نہیں ہو گا۔ ورنہ ایسا کون ہے جو آپ کی بات "ٹال دے سوائے موسیٰ کے۔" ہیر مسکرا دی۔

ابھی وہ جواب دیتی جب ایک لڑکی وہاں آئی تھی۔

تھائی تک پہنچے شارٹ اور شرٹ میں وہ لڑکی شان کے پاس کھڑی ہیر کو بلکل بھی پسند نہیں آئی تھی۔

"Shan you said you don't have any girlfriend??..."

شان تم نے تو کہا تھا تمہاری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے؟؟... "وہ لڑکی شان کے کندھے پر ہاتھ رکھے تھی۔"

اپنا ہاتھ ہٹاؤ۔ "ہیرا سے گھورتے انگلش میں بولی تھی۔"

وہ نہیں جانتی تھی ہیرا اپنے بچوں کے معاملے میں کتنی جنونی ہے۔ وہ تو عمر تک کو نہیں بخشتی تھی۔ پھر ان کو کیسے جانے دیتی۔ وہ لڑکی ڈرتے ہاتھ ہٹا گئی۔

موم پلیز۔ یہ میری کلاس فیلو ہے۔ کوئی اور چکر نہیں ہے۔ آپ کی قسم۔ "ہیرا کے تاثرات تنے دیکھ وہ صفائی دیتے رہا۔"

شین یہ میری موم ہیں۔ "اس نے تعارف کروایا حالانکہ ہیرا جو تعارف دے چکی تھی وہ بہت تھا۔"

تم جھوٹ بول رہے ہو۔ یہ تو اتنی ینگ ہیں اور اوپر سے اتنی شدت پسند۔"
موم ایسی تو نہیں ہوتیں۔ "شین کو دیکھ وہاں شان کے اور بھی دوست آ
گئے۔

جنہیں یہ یقین ہی نہیں آ رہا تھا وہ شان کی ماما ہے۔
موم اگلی دفہ بابا کو بھی ساتھ لائیے گا۔ پھر شاید یہ مان جائیں۔ "شان تو برا"
پھنسا تھا۔

وہ سب بس بار بار یہ ہی کہہ رہے تھے یہ تمہاری ماما نہیں لگتی۔ اتنی ینگ؟؟؟
پھر کیا ان کی شادی دس سال کی عمر میں ہوئی تھی؟؟ تو کیا تم ان کے سوتیلے
بیٹے ہو؟؟ ہیر کی تو بس ہوئی تھی۔

بسسس۔۔۔۔ "وہاں پورا کیفے ہی اس کی چیخ پر تھما تھا۔"

"He is my son. I have three childs. Two
twins boy and one girl. I am not step
mother of them. Don't talk rubbish. Yahh

i was young when i get married but you
all don't have any right to ask so much
question to my child."

یہ میرا بیٹا ہے۔ میرے تین بچے ہیں۔ دو جڑ والڑ کے اور ایک لڑکی۔ میں "
ان کی سوتیلی ماں نہیں ہوں۔ فالتو مت بولو۔ ہاں میں بہت جوان تھی جب
میری شادی کوئی مگر تم میں سے کسی کو بھی میرے بچے سے یہ سب سوال
کو چھنے کا حق نہیں۔" ہیر کے اس قدر رفتار سے انگلش بولنے پر وہ خاموش
بت بنے اسے دیکھنے لگے تھے۔

گائز میں کل اپنا آئی ڈی کارڈ لاؤں گا اور اپنی موم کا بھی۔ دیکھ لینا سب۔ "وہ"
مسکراتے ان کی کھلی آنکھیں دیکھ ہیر کے یہاں کھانے سے منع کرنے پر
اسے ساتھ لیتے چلے گیا۔

پیچھے وہ سب گرنے والے انداز میں بیٹھے تھے مگر زبان پر ایک ہی جملہ تھا۔

یاریہ شان کی ماما کیسے ہو سکتی ہیں؟؟... "اگر وہ یہاں ہوتی تو انہیں بتاتی"

کیسے مگر وہ تو ان سے تنگ آتے وہاں سے جا چکی تھی۔

^^^

الیکزینڈر جلے پیر کی بلی بنا ساری رات سو نہیں سکا۔ اس کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ لیل اتنے سالوں میں کبھی اس سے دور نہیں ہوئی تھی اور یہاں تو آج اس کی برتھ ڈے تھی۔

الیکزینڈر کچھ سوچتے گاڑی نکالی تھی۔ اب وہ وجود ہی اس کی مدد کر سکتا تھا۔ وہ رات کے ایک بجے یوں کسی کے گھر دھڑلے سے داخل ہوا تھا جیسے اس کا اپنا ہو۔

فرقان سوئی صورت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ رومہ بھی اس کے اواز دینے پر اس کی چادر اپنے گرد اوڑھتے باہر آئی۔

باہر آکر الیگزینڈر کو صوفے پر بیٹھے دیکھ اس نے اشارے سے فرقان سے مسئلہ پوچھا تھا۔ پھر اس کے ناں میں سر ہلانے پر اس کے پاس کھڑی ہو گئی۔

ہانیہ کو بلا کر لاؤ۔ "فرقان کے کہنے پر رومہ چپ چاپ اسے بلانے چلی گئی۔

وہ بھی مشکل سے اٹھتے باہر آئی تھی۔ الیگزینڈر کے اشارہ کرنے پر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ جس نے فرقان سے فون لیتے اسے دیا تھا۔

موسیٰ کو کال کرو اور پوچھو وہ کدھر ہے؟؟... "فرقان اسے حیرت سے " دیکھ رہا تھا۔

ہانیہ نے بھی فون لیتے پہلے ایک دفہ وقت دیکھا پھر مجبوراً کال ملائی۔ وہاں دوسری طرف موسیٰ جو اپنی ماں کی برتھ ڈے کی تیاریاں کر رہا تھا مسکراتے اب فون اٹھا لیا۔

بولو ہانی۔ "اس نے ہانی کو بہن بولا تھا۔ اس کی کال ضرور اٹھا لیتا تھا۔"

اس کے ہر کام کے پیچھے کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا تھا ناجانے اب اس کام کے پیچھے کیا مقصد تھا۔

بھائی آپ کہاں ہیں؟؟؟ "اس کے سوال پر موسیٰ مسکرایا۔"

ہانی فون سپیکر پر کرو۔ "ان سب نے دیکھا جب وہ فون سامنے کرتے سپیکر" پر کر گئی۔

وہ چھوٹی سی معصوم سی لڑکی جس نے بے بی نائیٹ سوٹ پہنا تھا۔ اس وقت کچھ گھبرا رہی تھی کیونکہ معاملہ اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ رومہ اور فرقان نے اس کا اتنا خیال رکھا تھا کہ وہ اس قدر معصوم سی تھی۔ اتنی سیدھی نہیں تھی مگر معصوم تھی۔

اگر وہ سب اکھٹے ہو جاتے تو سب سے شرارتی اور ہر ایک کے ناک میں دم کرنے والی وہی ہوتی مگر جب گھبرا جاتی تو اس کے اندر کی معصوم ہانی باہر نکل آتی۔

افسوس بلیک کنگ پر بڑھاپا آ گیا ہے۔ وہ بلیک کنگ جس نے ایک دن میں "اپنی بیوی کو دنیا کے سب سے بڑے شیطان کی پکڑ سے بچا لیا وہی کنگ اب اپنی بیوی کو ایک چھوٹے سے لڑکے کی چھپائی جگہ سے نہیں ڈھونڈ پارہا۔" الیگزینڈر نے غصے سے فون کو گھورا۔

وہیں رومہ نے مسکراہٹ دبائی۔ فرقان سمجھ گیا باپ اور بیٹے میں جنگ چل رہی ہے۔ جو کسی ایک کے ہتھیار ڈالنے سے ہی ختم ہوگی۔ یاں پھر اگر لیل خود سامنے آجائے تو۔

موسیٰ انسانوں کی طرح بتاؤ وائٹ روز کہاں ہے؟؟ کبھی کسی برتھ ڈے پر "وہ مجھ سے دور نہیں ہوں گی۔ آج تمہاری وجہ سے میں ان سے نہیں مل سکا۔" موسیٰ اس سیڑھی سے نیچے اترا۔ اور ایک نظر تیاری دیکھی اب اپنی غلطی میرے سر تو مت ڈالیں۔ کس نے کہا تھا اپنی کنگ گری "میری ماں کے سامنے دیکھائیں؟؟ اگر تب دماغ استعمال کرتے اور ہاتھ قابو میں رکھتے تو اب ایسا نہیں ہوتا۔ اور اب میں اپنی ریڈ کی برتھ ڈے

سیلیبریٹ کرنے لگا ہوں۔ مجھے ڈسٹرب مت کیجئے گا۔ اور ڈھونڈ سکیں تو
ڈھونڈ لیں "موسیٰ" بھی اپنے نام کا ایک تھا۔

“it’s an open challenge.”

موسیٰ ہونٹوں پر سیٹی کی دھن بجاتے لیل کے کمرے میں آیا۔
وہاں الیگزینڈر پاگل ہوا۔ وہ بغیر فرقان اور رومہ کی کسی بات جا جواب دیے
وہاں سے چلا گیا۔

پیچھے فرقان نے ان دونوں کو بھی آرام کرنے بھیجا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا یہ
پیارا ایک دن جنگ میں بدلے گا۔ اور وقت بھی ان پہنچا۔ وہ بھی مسکراتے
دروازہ لاک کرتے اپنے کمرے میں آ گیا۔
جہاں رومہ پہلے ہی نیند میں اتر چکی تھی۔ وہ بھی اسے بانہوں میں بھرتے سو
گیا۔

^^^

الیکزینڈر سیدھا آفیس میں آیا۔ وہاں بیٹھتے ہی اس نے اپنا لپ ٹاپ نکالا تھا۔ کہ کسی طریقے تو معلوم ہو لیل کہاں ہے۔

اس نے ہر جگہ چھان ماری مگر کوئی بھی پراپرٹی موسیٰ، الیکزینڈر یا لیل کے نام ایسی نہیں ملی جہاں لیل ہو۔ موسیٰ کے نام پر تو کوئی پراپرٹی شو ہی نہیں ہوئی۔

اس نے کل کے دن کی موسیٰ اور لیل نامی ایئر پورٹ پر ٹکٹس بھی چیک کیں مگر کوئی بھی ان میں سے موسیٰ اعظم نہیں تھا۔ اور لیل تو کوئی تھی ہی نہیں۔ اس نے بائے روڈ جانے والی گاڑیوں کا چیک پوسٹ چیک کرنا شروع کیا۔ اسے دن کے اٹھ بج گئے مگر کوئی بھی گاڑی نہیں ملی۔ موسیٰ کی گاڑی پر نمبر پلیٹ بھی نہیں تھی ورنہ شاید کچھ مل جاتا اور بغیر نمبر پلیٹ کے وہاں سے کوئی گاڑی گزری نہیں تھی۔

اسے اب سمجھ نہیں آ رہا تھا آخر لیل گئی کہاں؟؟؟ خود کو کوسنے لگا جو غصے پر قابو نہیں رکھ سکا۔

موسیٰ نے شاید اس کا نمبر بلا کر دیا تھا۔ وہ اسے کال ہی نہیں کر رہا تھا۔
الیکزینڈر یہاں پاگل ہو رہا تھا اور وہاں موسیٰ لیل کے سرہانے بیٹھا پیار سے
اپنی ریڈ کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔

ریڈ اٹھ جائیں۔ صبح ہو گئی۔ "وہ نیند سے بھاری آنکھیں کھولتے اسے دیکھنے"
لگی۔ وہ مسکرایا۔

سکندر؟؟؟..... "اپنی ماں کے ہونٹوں سے پہلا لفظ اپنے باپ کا نام"
سنتے وہ مسکرایا۔

وہ دونوں واقعی میں رومیو جولیت کی جوڑی تھی۔ ایک دوسرے کے بغیر
سانس ہی نہیں لے پارہے تھے۔ وہاں الیکزینڈر تڑپ رہا تھا اور یہاں لیل کو
اس کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

وہ تو اپنے آفیس میں بیٹھے پچھتا رہے ہیں آپ کو تھپڑ مارا کیوں؟؟؟ غصہ قابو"
کیوں نہیں کیا؟؟؟... "لیل اسے گھورتے اٹھی۔

موسیٰ نے ماں کا منہ دیکھ مسکرا ہٹ دبائی۔

موسیٰ اب بہت ہو گیا۔ تم مجھے واپس اس کے پاس چھوڑ کر آؤ۔ میں کبھی " اس سے اتنے وقت تک دور نہیں رہی۔ وہ تڑپے گا ہی نا پھر۔ " موسیٰ نے ماں کی شال کندھے پر درست کرتے انہیں دیکھا۔

جب تک وہ آپ سے معافی مانگنے کو تیار نہیں ہو جاتے یہ ممکن نہیں۔ " " موسیٰ کی ضد پر لیل نے اسے گھورا۔

ابھی چلیں آپ کے لیے ایک سرپرائز ہے۔ " موسیٰ نے لیل کو گود میں ہی " اٹھا لیا۔ جو صرف اسے گھور رہی تھی۔

موسیٰ جیسے ہی اسے باہر ہال میں لایا وہ وہاں کی تیاری دیکھ وہ ٹھہر گئی۔ وہاں ہر طرف ٹیولپ پلاؤز کی بھرمار تھی۔ وائیٹ فلاؤز کی مدد سے، پیپی برتھڈے ریڈ لکھا تھا۔ اس کے ساتھ ہر دیوار پر لیل کی تصاویر تھیں۔ جو الیگزینڈر کے ہاتھ سے پینٹ کی ہوئی تھیں۔ وہ شاید وہاں سے ہر تصویر اٹھا لایا تھا۔

سکندر یہ سب دیکھ کر بہت غصہ کرے گا۔ "لیل کو اس نے جیسے ہی نیچے " اتارا اس نے اپنا بیان دینا ضروری سمجھا۔

اب وہ غلطی سے بھی غصہ نہیں کریں گیں۔ بہت اچھا سبق مل رہا ہے " انہیں۔ "لیل اسے گھورتے وہاں رکھے کیک کے پاس آئی۔

موسیٰ سکندر کو لاؤرنہ میں کیک نہیں کاٹوں گیں۔ میں نے اس سے شادی " کے بعد آج تک اس کے بغیر کوئی برتھڈے نہیں منائی۔ اپنی ماں کی پہلی خواہش سمجھ کر اسے یہاں بلا دو پلینز۔ "موسیٰ نے ماں کو "آپ کو کچھ نہیں ہو سکتا والی نظروں سے دیکھا۔ "وہ پھر بھی بضد رہی۔

بلاتا ہوں آپ کے سکندر کو۔ "موسیٰ نے کہتے فون اٹھایا تھا۔ لیل وہاں " پڑے سٹول پر بیٹھ گئی۔ کپڑے اس نے بدل لیے تھے۔ وہ نائٹی اب وہیں کہیں پڑی تھی۔

آفیس کے ساتھ جو گھر ہے وہاں انہیں جلدی۔ گیٹ کھلا ہے۔ "موسیٰ نے" جیسے باپ کو حکم دیا تھا۔ وہ فون کو گھورتے جلدی سے اٹھا۔ اس نے اپنی حالت دیکھے بغیر وہاں کو دوڑ لگائی تھی۔

وہاں کا گیٹ واقعی کھلا تھا۔ آفیس کے باہر بیٹھے گارڈز اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ وہ پہلی دفہ یوں دیوانوں کی سی حالت میں تھا۔ وہ تیز تیز مگر مضبوط قدم اٹھاتے اندر آیا۔ اس کے پیچھے دروازہ خود بند ہو گیا۔ وہ غور کیے بغیر اگے بڑھا۔ وہیں ایک طرف ہال کی تیاری دکھ رہی تھی وہ وہیں اسی طرف آ گیا

اس کی پہلی نظر وہاں لکھے "ہیپی برتھڈے ریڈ" پر لگی تھی۔ پھر اس نے اپنی وائٹ روز کو دیکھا۔ اور اگلی نظر خونخوار سی موسیٰ پر ڈالی۔ اب کیک کاٹیں۔ "موسیٰ لیل کے پاس آیا۔ الیگزینڈرا سے گھورتے لیل" کے پاس جاتا جب موسیٰ درمیان میں آ گیا۔

پہلے معافی مانگیں میری ماں سے۔ "وہ ابھی تک اپنی بات پر قائم تھا۔"

الیکزینڈرا سے گھورا، اسے بالکل فرق نہیں پڑا۔ وہ ہر جگہ اسے ڈھونڈ چکا تھا بغیر یہ جانے کہ اس کے کتنا پاس ہے۔ اس نے ہی تو یہ گھر بنوایا تھا۔ مگر یہاں کبھی آیا نہیں۔ موسیٰ بھی شاید جانتا تھا اس کا باپ یہ گھر چیک نہیں کرے گا۔ اس نے وہیں لیل کو رکھا۔

موسیٰ تمیز سے بات کرو بابا ہیں تمہارے۔ "لیل نے بھی الٹا اسے ہی" گھورا۔

اور جن سے انہوں نے بد تمیزی کی وہ میری ماں ہیں۔ محبت اپنی جگہ مگر "آپ سے ایسا سلوک کرنے کی اجازت کسی کو نہیں۔" اس کا بھی انداز سخت تھا۔

اپنی بیوی سے معافی میں خود مانگوں گا مگر تم نے جو کیا ہے اس کا حساب ہو" گا۔ "الیکزینڈرا سے گھور رہا تھا۔

الیکزینڈرا اس کی طرف بڑھتا جب لیل درمیان میں آنے لگی مگر پھر رک گئی۔

الیکزینڈر کے لیے تڑپ وہ بے شک رہی تھی مگر کل کا اس کا تھپڑ وہ نہیں
بھولی تھی۔ اس کی گال پر نشان موجود تھا اور اس کے دل میں اس کا درد بھی۔
موسیٰ ماں کو رکتے دیکھ خود آگے بڑھتے اسے تھاما۔

کیا ہوا اب کاٹیں کیک یاں اب یہ پسند نہیں رہا؟؟ کہیں تو کیک اٹھا کر "
ہارون کو دے آتا ہوں کافی مس کر رہا ہے آپ کو۔" لیل نے اسے گھورا۔
کاٹنے لگی ہوں۔ زیادہ باتیں مت سناؤ اور وہ بچہ واقعی بہت پیبا ہے۔ میری "
ہر بات فوراً مان لیتا ہے۔" الیکزینڈر اپنی ویٹ روز کو خود سے ں ظہریں
چراتے دیکھ رہا تھا۔

اگر وہ کل ہی اس کے پاس ہوتی تو شاید منظر کچھ اور ہوتا۔ مگر ابھی وہ اس کے
پاس آنے سے گھبرا رہی تھی۔

اما آپ کیک کاٹیں میں ذرا ایک کال کر لوں۔" اسے اچانک کچھ یاد آیا تھا "
ورنہ شاید چھوڑ کر تونہ جاتا۔ الیکزینڈر نے شکر کیا وہ گیا ہے۔

اس کے جاتے ہی الیگزینڈر اپنی وائٹ روز کی طرف قدم بڑھائے۔ لیل
اسے پاس اتے دیکھ کچھ گھبرائی۔

معاف کر دیں مجھے۔ پکاب غلطی سے بھی ایسے پیش نہیں آؤں گا۔"
الیگزینڈر اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیا۔ دونوں طرف سے بازو اس کے
ہاتھوں کے اوپر سے گزارتے اسے خود میں میچ گیا۔

وہ کچھ نہیں بولی۔ الیگزینڈر نے جھکتے نرمی سے ہونٹ اس کی گال پر رکھے
جہاں اس نے کل تھپڑ مارا تھا۔

یقین کریں ساری رات نہیں سویا۔ اور آپ کا یہ بیٹا مجھے جان بوجھ کے "
تڑپاتا رہا ہے۔ لیل آپ کے بغیر تو سانس اٹک جاتی ہے۔" الیگزینڈر کے
ہونٹ اور باتیں مرہم ثابت ہو رہی تھیں۔

اوپر سے اس نغمے نے وائٹ روز کی جگہ ریڈ لکھا ہے۔ کل ہم دونوں کی اس "
بات پر بحث ہو رہی تھی ریڈ لکھیں یاں وائٹ اور آج وہ بازی مار گیا۔ میرا جی

چاہ رہا تھا کل یہ میرے سامنے ہوا اور میں اس کی جان نکال دوں۔ "وہ واقعی اتنے غصے میں تھا۔

لیل نے اسے گھورتے مزاحمت شروع کر دی۔

سکندر مزاق اپنی جگہ مگر موسیٰ کے بارے میں ایسی بات مت کہنا " دوبارا!!!... "الیکزینڈر نے اپنی بیوی کو دیکھا۔

پہلے آپ اس سے جیلس ہوتی تھیں اب مجھے اس سے جیلسی ہو رہی ہے۔ " وہ ایک دن میں مجھ سے بڑھ کر ہو گیا؟؟؟... "لیل اس کے لہجے پر مسکرائی۔

وہ پہلے دن سے زیادہ تھا بس تب تمہاری محبت کی پٹی بندھی تھی۔ اب اتار " دی اس نے۔ "الیکزینڈر نے داد دیتی نظروں سے دیکھتے اس کی گال پر ہونٹ رکھے۔

بھولیں مت میری نیند خراب نہ ہو اس لیے آپ نے اسے ہیر کو پکڑا دیا " تھا۔ "لیل وہ لحمت یاد کرتے مسکرائی۔

غلطی ہو گئی تھی۔ اس دن تمہیں بیڈ سے نیچے دھکادے کر اسے گود میں " بھرنا چاہیے تھا۔ " الیگزینڈر اسے گھورا۔ وہ کھلکھلائی۔

اب مجھ سے ڈر کر دور مت ہوئے گا۔ قسم سے خود کو پہلی دفہ حیوان تصور " کرنے لگا تھا میں۔ " الیگزینڈر کی بات پر اسے اپنا گال یاد آیا جس پر ابھی بھی جلن ہو رہی تھی۔

کل تم نے بہت زور سے تھپڑ مارا تھا۔ مجھے کبھی بابا نے بھی ایسے نہیں مارا۔ " بس چاچو نے ایسے تھپڑ مارے تھے۔ " وہ اس کے سینے میں سر چھپاتے رونے لگی۔

الیگزینڈر کو خود پر غصہ آیا۔ اس کی ایک حرکت نے اسے واپس وہ غم یاد دلا دیے تھے۔ جو وہ مشکل سے بھول کر آگے بڑھ پائی تھی۔

مگر تمہیں پتا ہے تب مجھے لگتا تھا میں اکیلی ہوں۔ اب نہیں لگتا۔ موسیٰ نے " جس طرح میرے لیے سٹینڈ لیا میں سمجھ ہی نہیں پار ہی کس نیکی کا بدلا ہے وہ۔ جو اس قدر خوبصورت ہے۔ ویسے اگر کل وہ میرے لیے نہ کھڑا ہوتا تو

الیکزینڈر میں کبھی آگے نہیں بڑھ پاتی۔ میں پھر اسی ماضی میں اٹک جاتی۔
مگر اس دفہ خود کی جان لے لیتی۔ "الیکزینڈر اسے خود میں چھپا لیا۔
یہ اس کی زندگی کی اس سے بڑی غلطی تھی۔ جو اس نے لیل پر ہاتھ اٹھا کر"
کی۔ موسیٰ کی ذات نے اسے سہارا دیا تھا۔ یقین دیا تھا اس کے لیے کوئی ہے۔
وہ اکیلی نہیں ہے۔

اچھا کیک کاٹ لیں۔ میری شکایتیں بعد میں تفصیل سے سنیں گیں۔""
اسے اور کوئی بات نہیں سو جھی تھی۔ لیل بھی اس سے دور ہوئی۔
موسیٰ جو وہاں کھڑا نہیں ہی دیکھ رہا تھا مسکراتے پلر کے پیچھے سے آگیا۔ ان
دونوں کو وقت دینے کے لیے ہی وہ گیا تھا۔

موسیٰ نے لیل کا ہاتھ پکڑتے کیک کٹوایا۔ پھر لیل کے ہاتھوں سے کیک
کھاتے اسے واپس کیک کھلایا۔ جس کی آنکھوں میں بھی اب مسکراہٹ
تھی۔

میں ہمیشہ اپنی ریڈ کے ساتھ ہوں۔ چاہے دنیا دھر سے ادھر ہو جائے مگر "میں اپنی ریڈ کو نہیں چھوڑوں گا۔" موسیٰ لیل کو گلے سے لگاتے اس کا سر اور ماتھا چوما۔

الیکزینڈر کے سینے میں جلن سی اٹھی تھی مگر لیل کے لیے خاموش رہا۔ میں بھی یہاں ہی کھڑا ہوں۔ "اس کے جلے کٹے انداز پر موسیٰ مسکراتے" لیل سے دور ہوا۔

لیل نے کیک لیتے الیکزینڈر کو کھلایا۔ جو کیک کے ساتھ لیل کی انگلیاں بھی چبانے کے چکروں میں تھا۔

بیلایہ کیک اٹھا دوا اور میم اور سر کے لیے ناشتہ لگا دینا۔ دونوں نے صبح سے "کچھ نہیں کھایا۔" موسیٰ کے مسکراتے لہجے لیل نے اسے گھورا۔ وہ مزید کھل کر مسکرایا۔

اچھا اب میں چلتا ہوں۔۔ اپنا خیال رکھیے گا۔ رات کو گھر پر ملیں گیں۔"

پارٹی اریج کر دی ہے میں نے۔ سب کو دعوت بھی دے لیجئے گا۔" موسیٰ کی بات پر الیگزینڈر نے ہاں میں سر ہلایا۔

موسیٰ پہلے کچن میں آیا وہاں سے کیک ایک ڈبے میں ڈالتے اس نے ساتھ سپون بھی رکھ لیا۔ وہیں لیل کے لیے بنائے چاکلیٹ شیک کا بھی ایک گلاس پیک کرتے اپنے ساتھ لیتے گاڑی میں بیٹھا۔

بیلا کو موسیٰ کی ان حرکتوں کی عادت تھی۔ وہ سکون سے اپنے کام میں مصروف رہی

موسیٰ گاڑی میں بیٹھا مسکرایا۔ لیل کو خوش دیکھ کر وہ مطمئن تھا۔ ورنہ کل رات اپنی ماں کی آنکھوں کا درد وہ اچھے سے سمجھ گیا تھا۔ الیگزینڈر چاہے غصے میں اسے نہیں دیکھ پایا تھا مگر اس نے دیکھ لیا تھا۔ اسی لیے تو الیگزینڈر کو اتنا تڑپایا تھا تا کہ وہ اسندہ ایسی حرکت کرنے کا سوچے بھی نہیں۔

موسیٰ ایک سکول کے سامنے گاڑی روکتے سنجیدہ تاثرات سے نیچے اترے۔ وہاں
کھڑے گارڈ نے اسانی سے اس کے لیے گیٹ کھول دیا۔ وہ سیدھا پر نسیل
افیس میں گیا۔ وہ پر نسیل اسے دیکھتے فوراً سے کھڑا ہو گیا۔

سر میں ابھی میم کو بلاتا ہوں۔ "وہ پر نسیل عربی میں کہتے وہاں سے چلا گیا۔"
کچھ دیر بعد ہی اس کی زندگی وہاں نمودار ہوئی۔ مکمل عبائے میں وہ اس کو
زندگی بخش رہی تھی۔۔

میں تو سمجھی تم مجھے آج بھول گئے۔ "وہ نروٹھے پن سے کہتے اندرائی۔ وہ"
پر نسیل اب جب تک وہ دونوں اندر تھے اندر نہیں آتا۔
تمہیں نہیں بھول سکتا وائٹ۔ یہ لوریڈ کا برتھڈے کیک اور تمہارے لیے"
چاکلیٹ شیک۔ "موسیٰ نے اس کی طرف گلاس اور ڈبہ بڑھایا۔
وہ جلدی سے لیتے کھول کر کھانے لگی۔

اب وہ موسیٰ کے پاس ہی صوفے پر بیٹھی تھی جو ساتھ کسی کو کوئی ہدایت
بھی دے رہا تھا۔

آج شام وائٹ کی برتھڈے پارٹی ہے۔ "موسیٰ کے بتانے پر اس نے"
موسیٰ کو روٹھے تاثرات سے دیکھا۔

کیا فائدہ میں تم سے مل تو سکتی نہیں۔ "موسیٰ نے اسے دیکھا جو شیک کے"
سپ لے رہی تھی۔ کیک اس نے ختم کر لیا تھا۔

میں آؤں گا نارات کو۔ مل لینا جتنا ملنا ہوا۔ "موسیٰ کی بات پر اس نے موسیٰ"
کو گھورا۔

اب کیا ہوا؟؟؟... "موسیٰ اس کے پاس ہوا۔ وہ گھبرائی۔"

موسیٰ کیا کر رہے ہو؟؟؟ پر نسیل سر آجائیں گیں۔ "وہ گھبراتے موسیٰ کے"
سینے پر ہاتھ رکھے اسے دور کر رہی تھی۔

کوئی نہیں آئے گا۔ آج تک کوئی آیا ہے جب میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ""
وہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتی۔

موسیٰ نے اس کا ماتھا چوما۔ وہ گہرا سانس لے کر رہ گئی۔ موسیٰ مسکرایا۔

تمہیں ذرا شرم نہیں ہے۔ میں چھوٹی ہوں ابھی۔ "اس کا ہمیشہ والا"
ڈانگو۔

ایک دفعہ بیوی بن جاؤ پھر بتاؤں گا کتنی چھوٹی ہو تم۔ "موسیٰ کا انداز وارن"
کرنے والا تھا۔ اس کا دل زور سے دھڑکا۔ وہ شخص اس کی جان لینے پے آ جاتا
تھا۔

اب وہ خاموش رہی۔ موسیٰ اس کی گال تھپکتے اٹھا۔ اپنے انگوٹھے سے اس کے
ہونٹ کے پاس لگی چاکلیٹ صاف کی۔ پھر اسے دیکھتے وہ انگوٹھا منہ میں ڈال
گیا۔

ریڈ نے بھی یہ ہی کیک کھلایا تھا۔ اب نا جانے اتنا میٹھا کہاں سے آ
گیا؟؟؟... "وہ سر جھکا گئی۔

اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ موسیٰ کی باتوں کے مطلب وہ اچھے سے سمجھ جاتی
تھی۔

خیال رکھنا رات کو ملیں گیں۔ "موسیٰ اس کا ہاتھ تھامتے اسے بھی اٹھایا۔ وہ"
کلاس اور ڈبہ پکڑ کر پاس باسکٹ میں ڈال دیا مگر سپون اور پائپ پاس رکھ لیا۔
وہ موسیٰ کو سپون پاکٹ میں رکھتے نہیں دیکھ سکی تھی اور نہ ہی پائپ۔
اسے اپنی کلاس میں بھیج موسیٰ خود بھی وہاں سے چلا گیا۔ جاتے پر نسیل سے
ایک دفہ اس کی کلاسز کا پوچھ کر گیا تھا۔ جو اس نے سب ڈیٹیل سے بتایا۔
موسیٰ کی دہشت سے وہ ڈرتے تھے۔ اور یہ ڈر ہی تو لوگوں کے دل و دماغ پر
راج کرنے کے کام آتا ہے۔

^^^

انکل پلینز۔ میں نے ساری تیاری کروالی ہے۔ پلینز اس دفہ لیل انٹی کی "
بر تھڈے یہاں سیلیبرٹ کر لیں۔ "الیکزینڈر اس کی باتوں پر سوچ میں
پڑا۔

موسیٰ کبھی وہاں نہیں جاتا مگر لیل کا کہا مان جاتا۔

او کے مگر جانی کو کہنا مجھ سے رابطہ کرے۔ "ہارون نے جی انکل کہتے خوشی" سے کال کاٹ دی۔

اس نے الیگزینڈر سے لیل کے بارے میں جاننے کے لیے اسے کال کی تھی۔ پھر لیل کے متعلق مطمئن ہوتے اس نے اپنی فرمائش کا اظہار کیا۔ الیگزینڈر بھی اس کا دل رکھنے کو مان گیا۔

لیل ابھی کھانا کھا کر کمرے میں گئی تھی۔ الیگزینڈر کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

لیل کے آتے ہی وہ اسے لیتے واپس اپنے گھر آ گیا۔

ہارون اس دفہ آپ کی بر تھڈے وہاں منانا چاہتا ہے۔ میں نے بھی ہاں " کہہ دی۔ "لیل نے اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

سکندر تم جانتے ہو موسیٰ کتنا ضدی ہے اور ہارون سے تو اسے سپیشل چرٹ " ہے۔ وہ کیسے مانے گا؟؟؟... "لیل کی ذرا غصے بھری آواز پر وہ مسکرایا۔

موسیٰ کو اپ منائیں گیں اور اب ہمیں وہاں تو جانا ہے۔ میں نے باقی سب " کو بھی وہاں انے کا بول دیا۔ "لیل اسے گھورتے سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔
دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لیے۔

الیکزینڈراس کا پھولا منہ دیکھ ایک سائیڈ گاڑی روکی۔

آپ کچھ زیادہ نہیں ناراض ہو رہیں؟؟؟... "الیکزینڈراس سے بازو سے " پکڑتے اپنی طرف موڑا۔ وہ یوں ہی اسے دیکھتی رہی۔

سکندرا اگر نہیں چاہتے میں اس دفہ پھر غائب ہو جاؤں تو سکون سے گاڑی " چلاؤ۔ "الیکزینڈراس سے گھورا۔

یعنی اب بلیک کنگ کو اس کے پدے سے بیٹے کی دھمکی دی جائے گی۔ اس نے گھورتے اپنی وائٹ روز کی گردن میں ہاتھ ڈالا۔

اس دفہ اس کے چھپانے سے پہلے میں آپ کو چھپالوں گا۔ اس قدر دور " چھپاؤں گا وہ ڈھونڈ ہی نہیں پائے گا۔ پھر روز میری شدتیں سہتے پاگل کر

دوں آپ کو۔ سوائے میرے کوئی یاد بھی نہیں رہے گا۔ "الیکزینڈر کے لہجے میں بہت سالوں بعد پہلے والا جنون ابھرا تھا۔ وہ گھبرائی۔

الیکزینڈر نے دیکھا وہ ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ اس کے ہونٹ اور حلق دونوں جیسے خشک ہو گئے ہوں الیکزینڈر کی باتوں سے۔ الیکزینڈر کے اپنے حلق میں جیسے کانٹے اگ آئے تھے۔

الیکزینڈر کے ہاتھ کی پکڑ اس کی گردن پے سخت ہوئی۔ اس نے اپنے ہونٹوں کو سختی سے لیل کے ہونٹوں پر جما دیا۔ وہ اس کی شدتوں پر تڑپ کر آنکھیں بند کر گئی۔ اس کے دونوں ہاتھ الیکزینڈر کے کندھوں کو زور سے دبوچے ہوئے تھے۔

الیکزینڈر قطرہ قطرہ اس کے ہونٹوں سے نرمی پی رہا تھا مگر ابھی اس کی شدتیں ویسی ہی تھیں۔ سالوں گزر گئے مگر اس کی شدتوں میں کمی نہیں آئی تھی۔

لیل تھک کر ہاتھ نیچے گرا گئی تب جا کر وہ پیچھے ہوا۔ اس کے ہونٹوں پر لگا
کٹ دیکھ وہ مسکرایا۔ وہ گلابی ہونٹ سرخ ہو چکے تھے۔ اج بھی وہ ہونٹ کسی
بھی بناوٹ سے پاک تھے۔

اس دن آپ کے جانے کے بعد مجھے خود پر بہت غصہ آیا۔ آپ کے سرخ
ہونٹوں کی یاد شدت سے ستائی۔ پھر یہ حسین زلفیں جن پر میں ظلم کر گیا
تھا۔

اس نے لیل کے بال ہاتھوں پر لیتے محسوس کیے۔ وہ اس کے سینے پر سر رکھے
لمبے سانس لے رہی تھی۔ الیگزینڈر کے جنون میں ہوتے اس اضافہ نے اس
کی جان دی تھی۔

اب اگر مجھ سے دور ہوئیں تو حشر برپا کر دوں گا۔ یقین کریں اپنی جان لینے
سے بھی گریز نہیں کروں گا۔ اب سوچ سمجھ کر دور جائیے گا۔" لیل نے

غصے سے اس کی گردن پر کاٹا۔ وہ مسکراتے اسے دیکھنے لگا جو اس کے مرنے کی بات ہر پاگل ہو جاتی تھی۔

ویسے جان آپ میں ابھی بھی ویسی ہے۔ "الیکزینڈر نے دوسرے ہاتھ"

سے گاڑی سٹارٹ کر دی۔ ایک ہاتھ اس کے گرد جمائل تھا۔

بس تم زیادہ جنونی ہو گئے ہو۔ "لیل کے شکایتی انداز پر وہ مسکرا دیا۔"

خود ہی تو کہتی تھیں ہر گزرتے دن کے ساتھ میری محبت اور جنون میں "

اضافہ ہو۔ اب آپ یہ اضافہ برداشت بھی نہیں کر پار ہیں۔ "لیل اس کے

سینے پر چٹکی کاٹی۔ یہ ننھی چٹکیاں اس کا کیا بگاڑ سکتی تھیں۔

ایسے تو نہیں کہا تھا۔ تم تو میری جان لینے پر آ جاتے ہو۔ جانتے بھی ہو میں "

پہلے والی لیل نہیں ہوں۔ اب بوڑھی ہو رہی ہوں میں۔ "لیل کے شکوے

پر اس نے ہاتھ اس کی گردن میں ڈالتے اس کا چہرہ سامنے کیا۔

آپ کا بیٹا مجھے بوڑھا بنارہا تھا۔ اور آپ خود کو۔ جبکہ میرا خیال ہے ہم ابھی "بوڑھے تو نہیں ہوئے۔ یقیناً نہ ہو تو میں ثابت کر سکتا ہوں۔" لیل اس سے دور ہوئی۔

تمیز نام کی کوئی چیز نہیں ہے تم میں۔ بے شرم ہوتے جا رہے ہو۔" لیل اسے گھورتے سائیڈ ہو کر بیٹھ گئی۔

یار وہ لڑکیاں تو مجھے ہاٹ کہتی ہیں۔ ان کا تو کہنا ہے میں ابھی بھی ینگ ہوں۔" لیل جو پہلے اس کی باتوں پر گھبرارہی تھی۔ اب اسے غصے سے گھورتے بغیر اس کے ڈرائیونگ کرتے ہاتھوں کی پرواہ کیے اس کی سیٹ پر ہوئی۔

اپنے گٹھنے اس کی ٹانگوں کے دونوں طرف کرتے وہ اس کے چہرے کے سامنے چہرہ کیے اس کی گود میں بیٹھی اسے گھور رہی تھی۔

سیکنڈز کا کھیل تھا اور وہ بوڑھی سے جوان ہو گئی۔ اپنی پوز سیسونس کے چلتے "تو وہ اٹھارہ سال کی لڑکی بن جاتی۔۔ یہ تو پھر بھی کچھ نہیں تھا۔

میں منہ توڑ دوں گیں ان کا اور تمہارا بھی۔ اور وہ لڑکیاں گرل کے قابو میں " کیوں نہیں آرہیں۔ میں گھر جاتے ہی اسے کال کرتی ہوں۔ اور تمہارا تو الگ حساب ہو گا جو تمہیں اب شوخیاں سو جھ رہی ہیں۔ " لیل کی بات سنتے اس نے گاڑی آٹو موڈ پر ڈال دی۔ ویسے بھی سڑک بالکل صاف تھی۔ کوئی گاڑی نہیں جا رہی تھی۔

یہ ہی تو میں چاہتا ہوں آپ میرا حساب کریں۔ " الیگزینڈر اپنے ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے اس کے گردن سے تھوڑا نیچے بیوٹی بونز پو ہونٹ رکھے۔ وہ پھر بھی اسے گھورتی رہی۔

وہ غصے میں شرم و حیا بھول جاتی تھی۔ اور الیگزینڈر کو یہ بات بہت بھاتی تھی۔

ویسے مجھے اب ایک بیٹی چاہیے۔ بیٹا تو آپ کی سائیڈ ہو گیا۔ " الیگزینڈر کی فرمائش پر اس نے الیگزینڈر کی کالر پکڑتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

میں ایسی فرمائش پر تمہاری جان لے سکتی ہوں۔ اور یہ مزاق بالکل بھی نہیں " ہے۔ "اس نے مسکراتے اس کی کمر کو ہلکا سا جھٹکا دیا۔ وہ اس کے سینے سے لگ گئی۔

الیکزینڈر کے وجود سے نکلتی حدت اس تک پہنچ رہی تھی۔ وہ چاہتے ہوئے بھی نہیں جھٹلا سکتی تھی وہ آج بھی اپنے جوانی کے دنوں سے زیادہ جنونی تھی۔ اور اس کے اسی جنون سے اب وہ ڈرنے بھی لگی تھی۔

میں بھی کب مزاق کر رہا ہوں یا۔ دیکھیں روٹھنے منانے میں لوگوں کے " اتنے بچے ہو جاتے ہیں۔ آپ بھی تو مجھ سے روٹھی ہیں۔ اب اس منانے میں ایک آدھ بچہ آجائے تو کون سی بڑی بات ہوگی۔ " اس کی بے باکی پر لیل سرخ پڑی تھی۔

اس کے چہرہ اپنی گردن میں چھپانے پے وہ مسکرایا۔ ایلک تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔ " وہ لاڈ سے کہہ رہی تھی۔ اسے منانے " کے لیے وہ ایلک ہی کہتی۔

یہ ہم بعد میں ڈیساٹیڈ کریں گیں۔ ابھی گھر آ گیا ہے۔ "لیل نے چہرہ موڑا۔"
گاڑی کے کالے شیوں سے وہ "ریڈ کنگ ہاؤس" نر آ رہا تھا۔
اس کا نام موسیٰ نے رکھوایا تھا۔ الیگزینڈر نے تب خوشی خوشی رکھ لیا مگر بعد
میں اس کا مطلب سمجھتے بس بیٹے کی عقل کو داد دے سکا۔
لیل الیگزینڈر کی سائیڈ کا ہی شیشہ کھولتے نیچے اتری۔ الیگزینڈر بھی نیچے
اترتے اسے لیتے اندر چلا گیا۔

ادھر کہاں جا رہی ہیں۔ کمرے میں چلیں مجھے سونا ہے۔ ساری رات سو یا"
نہیں میں۔ "لیل کو پچن کی طرف جاتے دیکھ وہ تقریباً چیخا تھا۔
لیل بھی اس کے سامنے آکھڑی ہوئی جس کا موڈ کچھ کچھ بگڑ رہا تھا۔ وجہ لیل
کا یہ ڈھنڈا انداز تھا۔

مگر میں کیوں مانو تمہاری بات؟؟؟... "الیگزینڈر نے جھٹکے سے لیل کو گود"
میں اٹھالیا۔

کیونکہ آپ نہیں چاہیں گیں آپ کی چہیتی بچی آپ کی برتھڈے پارٹی میں " آنے سے محروم رہے۔ "وہ اپنی جون میں پلٹ آیا تھا۔

ہر بات پر دھمکی دینا۔ شاید جان گیا تھا وہ بلیک کنگ ہے۔ لیل نے ہاتھ اس کی گردن میں باندھ لیے۔

یقین جانیں ابھی بھی وہ پہلے دن والی لیل لگتی ہیں۔ جو کای اجنبی سے گاڑی " ٹھیک کروانے پر راضی نہیں تھی۔ "الیکزینڈرا سے بیڈ پر ڈالتے کمرے کے پردے نیچے گراتے وہاں اندھیرا کر دیا۔

مگر تب میں یہ نہیں جانتی تھی یہ اجنبی میرا سب سے قریبی دوست نکلے " گا۔ "لیل کی بات سنتے وہ مسکراتے اس کے ساتھ لیٹا۔

اسے اپنے سینے پر لیٹتے اس نے لیل کے بالوں سے کیچر نکالتے دورا چھال دیا۔ اس کے بالوں کے پردے میں چہرہ چھپاتے اس نے لمبا سانس بھرا۔ جیسے ان کی خوشبو محسوس کر رہا ہو۔

خیر اگر میں تب بتا دیتا تب تو آپ نے بالکل بھی گاڑی ٹھیک نہیں کروانی تھی۔

وہ سچ کہہ رہا تھا۔ لیل صرف مسکرا دی۔

اچھا سو جاؤ۔ پھر جانا بھی ہے۔ "لیل اس کے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔"

الیکزینڈر لیل کو بیڈ پر ڈالتے اس کے کندھے پر سر رکھتے چہرہ گردن میں

چھپا گیا۔ آدھے سے زیادہ وہ لیل پر لیٹا ہوا تھا۔ ایک ٹانگ اس کی دونوں

ٹانگوں پر ایک ہاتھ اس کے بالوں میں تو دوسرا اس کے پیٹ سے گزارتے کمر

میں۔ وہ مکمل لیل کو خود میں قید کیے تھے۔ جیسے وہ پھر اس سے دور ہو جائے

گی۔

لیل کے بالوں میں چلتے ہاتھ کے کمال سے وہ جلد ہی نیند میں اتر گیا۔ ویسے

بھی ساری رات کا اٹھا ہوا تھا۔

کمرے کی صفائی اس نے سو کرانی سے کروادی تھی۔ جو گارڈ ہی لایا تھا۔ ورنہ

گھر کا کام آج بھی لیل اور الیکزینڈر مل کر کرتے تھے۔

ویسے یقین کرو بلیک کنگ پاگل ہو جاتا اگر ان کو ریڈ نہ ملتی۔ "شایان نے"
اسے گھورا۔

تمیز کر لو بابا ہیں تمہارے "شایان کی بات پر اس کا قہقہہ گونجا تھا۔"
یاران کی پر سنیلٹی پر بابا ڈیڈ یہ سوٹ ہی نہیں کرتا۔ بلیک کنگ الگ ہی،"
ایک کرنٹ سادیتا ہے۔ خیر تم نہیں سمجھو گے۔ "شایان بس ناں میں سر ہلا
گیا۔

انکل مکھ سے پوچھنے آئے تھے۔ اتنے یقین سے جھوٹ بولا کہ کیا"
بتاؤں... "موسیٰ نے داد دیتی نظروں سے اسے دیکھا۔
ماما آجائیں گیں آج۔ لیل آنٹی کی بر تھڈے وہ بتا رہی تھیں ہارون کے گھر"
ہوگی۔ "موسیٰ کی آنکھوں میں غصہ اتر۔
اس بندے نے کسی دن میرے ہاتھوں ہڈیاں تڑوا لینی ہیں۔ "وہ غصے سے"
کہتے ہارون کو غائبانہ گھورنے لگا۔

میں نے اسے ریڈ کی برتھڈے کی تصاویر بھیجی تھیں۔ ان پے ہی مرچیں " لگی ہوگی اسے۔ "وہ غصے سے کہتے کھڑا ہو گیا۔ شایان ان دونوں کی اس بے وجہ کی لڑائی کو نہیں سمجھتا تھا۔

موسیٰ ابھی تو یہ صرف لیل آنی اور الیگزینڈرا نکل کو اچھا لگتا ہے تو تمہارا یہ " حال ہے۔ اگر ان کا کوئی دوسرا بچہ ہوتا تو کیا ہوتا تمہارا؟؟؟... " اس نے مسکراتے بات کو ہوا میں اڑانا چاہا۔

ان کی صرف ایک اولاد ہے موسیٰ اعظم۔ میرے علاوہ کسی کو ان کی اولاد " بننے کا حق نہیں۔ ان پر صرف موسیٰ کا حق ہے۔ " موسیٰ کے غصے بھرے لہجے پر اس نے تھوک نگلا۔

آئندہ ایسا سوچنا بھی مت۔ "وہ غصے سے کہتے وہاں سے نکل گیا۔ " پیچھے شایان نے شکر کیا اس کی جان بچ گئی۔ دوسرا شکر کیا الیگزینڈرا کی کوئی اور اولاد نہیں ہے۔ ورنہ موسیٰ تو شاید اس کی جان کو بھی آجاتا۔

جبکہ دور کھڑی قسمت مسکرا رہی تھی۔ جو ناجانے کس طرف کے موڑ لینے والی تھی۔

^^

اگر اج والے اپنی سوڈ پر ٹھیک سے لائیکس نہیں ایسے تو میں نے وائلڈ کنگ ناول نہیں لکھنا۔ اس کے بجائے کوئی اور ناول فیسبک پر شروع کر دوں گیں۔

یہ ناول میں بہت شوق سے لکھ رہی ہوں۔ اگر زیادہ لوگ نہیں پڑھیں گیں تو میں نہیں دوں گیں۔ میرے سب سے پسندیدہ کردار ہیں اس میں۔
اس دفہ میں واقعی ایسا کروں گیں

لیل نے لینڈ لائن سے موسیٰ کو کال کی۔ اس کا فون تو منہا نے گرا دیا تھا۔
الیکزینڈر نے غصے سے اپنا فون توڑ دی۔ اب ان کے پاس یہ لینڈ لائن ہی بچا
تھا۔

موسیٰ گھر آؤ۔ "موسیٰ اپنے کسی کام سے واپس آرہا تھا لیل کے حکم پر"
مسکرایا۔

آپ کو لگتا ہے میں آپ کے ساتھ آپ کے بیسے بیٹے کے گھر جاؤں گا۔ یہ "
ممکن نہیں ہے ریڈ۔ اگر چاہتیں ہیں میں چند دن مزید یہاں گزاروں تو سب
کو کنگ ہاؤس انوائٹ کریں ورنہ میں تو ابھی بھی گاڑی میں ہی ہوں۔" لیک
نے بے بسی سے پاس بیٹھے الیکزینڈر کو دیکھا۔

اس کے کہنے پر ہی تو اس نے کال کی تھی مگر نتیجہ صفر۔ وہ کبھی بھی نہیں مانتا۔
اولڈ مین سے میری بات ہو گئی۔ لکیر بھی وہی آئیں گیں۔ شان تو یہاں ہے "
نہیں۔ شایان ویسے ہی میرے ساتھ ہے۔ مانی سے میری بات ہو گئی۔ ماسی
اور بگ بی کو وہ اپنے ساتھ لے آئے گا۔ باقی آپ دیکھ لیں۔ اگر چاہیں تو

انہیں یہاں آنے سے منع کر دیں۔ "موسیٰ نے موڑ کاٹتے شایان کی گھوریاں برداشت کیں۔

جو ہارون سے ضد کے چلتے یہ سب کر رہا تھا ورنہ وہاں جانے میں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

موسیٰ تم واپس نہیں جاؤ گے۔ میں بات کرتی ہوں سب سے۔ وہ یہاں ہی "آئیں گیں۔" لیل کی بات پر الیگزینڈر صرف ناں میں سر ہلا گیا۔

ڈیٹس لائیک ریڈ۔ او کے اب میں پھر تیاری کر لو پھر اتا ہوں۔ "اس نے" مارکیٹ کے سامنے گاڑی روکی۔

وہ لیل کے لیے گفٹ لینے آیا تھا

ایلیک وہ نہیں مانا۔ تم جانتے ہو اسے۔ "لیل جانتی تھی وہ الیگزینڈر کو تو منا "لے گے مگر موسیٰ کو منانا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔

دیکھ لینا اسے بھی ایک دن ایسی لڑکی ملے گی جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں " ڈال کر اس کے سارے فیصلے رد کرتے اپنے سنائے گی اور یہ سر جھکا کر مانے گا بھی۔ " لیل نے مسکراہٹ دبائی۔

میں کرتا ہوں بات ہارون سے۔ اور آپ تیار ہو جائیں۔ " الیگزینڈر اس کا " ماتھا چومتے وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ لیل اٹھتے روم میں آئی۔ ابھی وہ دونوں سوئے اٹھے تھے۔ سارا دن ان کی نیند میں ہی گزر گئی۔ اب تورات ہونے والی تھی بس۔

^^^

ہارون کو کسی طریقے ہی صحیح مگر الیگزینڈر نے منالیا۔ اب وہ سارے الیگزینڈر کے گھر جمع تھے۔ موسیٰ ابھی تک نہیں آیا تھا۔ جانی اپنی مومنہ اور پری کے ساتھ تھا۔ فرقان اپنی رومہ اور ہانیہ کے ساتھ۔ خیام ابھی تک نہیں آیا تھا۔ ان سے الیگزینڈر کی بات ہوئی تھی۔ وہ لوگ رستے میں تھے۔

لیل ان سب کے گھیرے میں تھی۔ الیگزینڈر ہارون کے ساتھ کھڑا اس سے
اگے کے پلان پوچھ رہا تھا۔

موسیٰ آگیا۔ "مومنہ کے ہونٹوں سے نلکتے الفاظ پر سب نے اسے دیکھا تھا۔"
وہ سب سے پہلے آکر اپنی ماں کے سینے سے لگا تھا۔

اب ٹھیک ہیں؟؟ ابھی بھی اگر یہ نخرے دیکھائیں تو بتائیے گا۔ اس دفہ "
ایک ماہ سے پہلے ہم دونوں ہی انہیں نہیں ملیں گیں۔" اس کی سرگوشی پر
لیل مسکرا دی۔

الیگزینڈر نے اسے گھورا۔

چھوڑ دو وائٹ روز کو۔ سانس اٹک جاتی ہے ان کی اب۔ "الیگزینڈر سے "
برداشت نہیں ہوا وہ لیل کو تنی دیر ساتھ لگائے تھا۔

ان کی توپتا نہیں مگر آپ کی ضرورت اٹک گئی ہے شاید۔ "الیگزینڈر سے "

گھورا۔ وہ مومنہ سے ملتے اب ہانیہ سے مل رہا تھا۔ اس کے لیے لایا گفٹ اسے
تھمایا۔

پری اس کے پاس ہی کھڑی تھی مگر دونوں نے ایک دوسرے کی طرف
دیکھا بھی نہیں۔ پری تو ہارون کے قدم پر قدم رکھتی تھی۔ اگر ہارون کسی
سے بات کرے گا تو پری کرے گی ورنہ نہیں۔

وہیں موسیٰ کو دونوں بھائی بہن ہی برے لگتے تھے۔ ہارون تو خاص طور پر
جسے الیگزینڈر سے ناجانے کیوں اتنی عقیدت تھی۔ اسے زہر لگتا تھا اپنے ماں
باپ سے ضرورت سے زیادہ فری ہونے والا ہر شخص۔

مانی نہیں آیا ابھی تک؟؟... "شایان ان سے مل رہا تھا۔ موسیٰ کی بات پر"
کندھے اچکائے۔ جب وہاں وہ تینوں داخل ہوئے تھے۔

تم نے بلایا نہیں جو میں آجاتا۔ "موسیٰ اس سے بغل گیر ہوا۔ کچھ دیر ان"
سب سے ملتے وہ ایک سائیڈ پر آیا۔

منہا ان کے ساتھ نہیں آئی تھی۔ خیام اسے خود ہی ساتھ نہیں لایا تھا۔ انعم
اسے بلا ہی نہیں رہی تھی۔ سب جاننے کے بعد اس کی آنکھوں میں غصہ اتر
تھا۔

رومان اپنی ماسی سے ملتے اب ان کے ساتھ بیٹھنے لگا تھا جب موسیٰ کے اشارے پے مجبوراً اس کے پاس آیا۔

بیٹا میری ماں نہیں اپنی اس ماں کے پاس بیٹھ جس کی اس وقت ضرورت ہے۔ "رومان نے اسے گھورا۔

اچھے خاصے تھے ناجانے کہاں کہاں سے نیے الفاظ سیکھ لیتے ہو۔ "رومان کو اس کی زبان بری لگی تھی۔

دیکھ تجھے میری شبان بری لگ رہی ہے۔ وہاں تیرے بچوں کے ہونے والی " ماں میرے باپ کو کیسے تاڑ رہی ہے۔ "موسیٰ کے اشارے پے اس نے وہاں دیکھا

موسیٰ خدا کا خوف کرو۔ وہ باپ کی عمر کے ہیں اس کے اور جب ڈیل ہوئی " تھی میں شادی کروں گا اس سے تو کروں گا نا۔ اب کیا کربات باور کروا کر میرے باپ سے جوتے پڑوانا چاہتے ہو؟؟.. "وہ خیام کو دیکھ سکتا تھا جو منہا کی اس حرکت کے بعد نڈھال سا تھا۔

ویسے اگر تیری شادی ہانیہ سے ہو جائے تو گھر میں رونق آجائے گی۔ چل۔"

بات کرتے ہیں۔ "رومان ناہی کرتا رہ گیا وہ اس کا ہاتھ تھامے اسے زبردستی سب کے درمیان لے آیا۔

بگ بی رومان کو شادی کرنی ہے۔ ہانیہ بھی بڑی ہو گئی ہے۔ دونوں کی "شادی کروادیتے ہیں۔ گھر کا ماحول بھی ٹھیک ہو جائے گا۔" موسیٰ کی بات پر وہاں خاموشی چھا گئی۔

لیل نے بیٹے کو دیکھا جو کچھ نہیں بھولتا تھا۔

ہانیہ نے پھٹی آنکھوں سے رومان کو دیکھا جو اس کے سکول کالج ہر جگہ اس کے پیچھے ہی رہتا تھا۔ اسی وجہ سے کوئی لڑکا اسے تنگ بھی نہیں کرتا تھا۔ مگر رومان کا غصہ وہ اچھے سے جانتی تھی۔ اس کی تو جان نکل جاتی اگر رومان اس پر غصہ کرتا۔

مجھے نہیں کرنی رومان سے شادی۔ "وہ کھڑے ہوتے چیختی۔"

کیوں اچھا خاصا لڑکا ہے۔ تم نے کیوں نہیں کرنی؟؟؟.. "موسیٰ کے"
گھورنے پر اس نے حلق تر کیا۔

یہ غصہ کرتا ہے اتنا۔ "وہ چاہتے ہوئے بھی کالج میں ہوئی اس کی کڑائی کا"
نہیں بتا سکی۔

تم پر بالکل بھی غصہ نہیں کرے گا۔ اگر کیا تو میں خود اسے گن سے شوٹ"
کروں گا۔ "موسیٰ کی اس بات پر ہانیہ بھی چپ ہو گئی۔

وہاں سب بڑے حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے جو خود ہی خود کی شادی کے
فیصلے کر رہے تھے۔

موسیٰ صاحب اگر یاد ہو تو ہانیہ کا باپ یہاں بیٹھا ہے۔ "فرقان کی بات پر"
انہوں نے پلٹ کر فرقان کو دیکھا۔

ہانیہ سر جھکا گئی۔ خیام کی انکھیں بتا رہی تھیں رومان کی خیر نہیں

کان اب تم یوں تو مت کہو۔ دیکھیں بچپن میں بات ہوئی تھی۔ تب بگ بی "بھی مان گئے تھے۔" خیام نے اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو "یہ کب ہوا تھا۔" مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔

ویسے موسیٰ غلط تو نہیں کہہ رہا۔ دونوں بچے سمجھدار ہیں۔ بس عمروں کا "ذرا سا فرق ہے مگر یہ کون سا پاکستان ہے جہاں لوگ باتیں بنائیں گیں۔ اگر رومان ہانیہ کو پاند کرتا ہے تو آخر برائی کیا ہے؟؟۔" الیگزینڈرا اپنی وائٹ روز کو بتانا چاہتا تھا پسند رومان نہیں کرتا موسیٰ کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے دونوں کی شادی ہو۔ اور جو موسیٰ چاہتے ہے وہ کروا کر رہتا ہے۔

فرقان بھی سوچ میں پڑا۔ بات تو لیل کی ٹھیک تھی۔ وہیں اپنی فیملی کے ساتھ داخل ہوتی ہیر نے بھی ان کی بات سنی۔

وہ اج بھی جہنم ٹرٹ میں ہی تھی۔ وہ ایئر پورٹ سے سیدھا آئی تھی۔ عمر اسے رستے میں ملا تھا۔

شایان ماں سے ملتے باپ کو مسکراتی نظروں سے دیکھا وہ بھی سمجھ گیا ایسا
کیوں کیا گیا ہے

بھائی اب کنگ کا کیا حکم نہیں مانا جا رہا؟؟؟.. "اس نے مسکراتے ہیر کے بنے"
پنچے سے پنچاٹچ کیا۔ پھر دونوں نے اپنے اپنے ہاتھ کا بنا وہ مکا چوما
رومان اور ہانیہ کی شادی کروانا چاہتا ہے یہ۔ "ہیر نے مسکراہٹ دبائی۔ وہ"
پچھلے ہوئے واقعے سے باخبر تھی

میری مانو تو ہاں کر دو۔ اگر اس دفہ رومان اور ہانی غائب ہوئے تو تم سب"
ڈھونڈتے ہی رہو گے۔ "ہیر پری کا گال چومتے ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔
فرقان نے اسے گھورا۔

ہارون کو موسیٰ پر غصہ آرہا تھا۔ اس کی نظریں یہ بتا رہی تھیں۔ موسیٰ کی
مسکراہٹ اس کا بس نہیں چل رہا تھا نوچ لے۔

اچھا اس کے بارے میں بعد میں سوچیں گیں۔ فلحال لیل کی برتھ ڈے۔""
الیکزینڈر کو ہی درمیان میں ٹوکنا پڑا۔

وہ سب اندر ہال میں آ گئے۔

الیکزینڈر کے وجود سے نکلتی حدت اس تک پہنچ رہی تھی۔ وہ چاہتے ہوئے بھی نہیں جھٹلا سکتی تھی وہ آج بھی اپنے جوانی کے دنوں سے زیادہ جنونی تھی۔ اور اس کے اسی جنون سے اب وہ ڈرنے بھی لگی تھی۔

میں بھی کب مزاق کر رہا ہوں یا۔ دیکھیں روٹھنے منانے میں لوگوں کے " اتنے بچے ہو جاتے ہیں۔ آپ بھی تو مجھ سے روٹھی ہیں۔ اب اس منانے میں ایک آدھ بچہ آ جائے تو کون سی بڑی بات ہوگی۔ " اس کی بے باکی پر لیل سرخ پڑی تھی۔

اس کے چہرہ اپنی گردن میں چھپانے پے وہ مسکرایا۔ ایلک تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔ " وہ لاڈ سے کہہ رہی تھی۔ اسے منانے کے لیے وہ ایلک ہی کہتی۔

یہ ہم بعد میں ڈیسا ٹیڈ کریں گیں۔ ابھی گھر آ گیا ہے۔ " لیل نے چہرہ موڑا۔ " گاڑی کے کالے شیوں سے وہ " ریڈ کنگ ہاؤس نر آ رہا تھا۔

اس کا نام موسیٰ نے رکھوایا تھا۔ الیگزینڈر نے تب خوشی خوشی رکھ لیا مگر بعد میں اس کا مطلب سمجھتے بس بیٹے کی عقل کو داد دے سکا۔

لیل الیگزینڈر کی سائیڈ کا ہی شیشہ کھولتے نیچے اتری۔ الیگزینڈر بھی نیچے اترتے اسے لیتے اندر چلا گیا۔

ادھر کہاں جا رہی ہیں۔ کمرے میں چلیں مجھے سونا ہے۔ ساری رات سو یا " نہیں میں۔ " لیل کو کچن کی طرف جاتے دیکھ وہ تقریباً چیخا تھا۔ لیل بھی اس کے سامنے آکھڑی ہوئی جس کا موڈ کچھ کچھ بگڑ رہا تھا۔ وجہ لیل کا یہ ڈھنڈا انداز تھا۔

مگر میں کیوں مانو تمہاری بات؟؟؟... " الیگزینڈر نے جھٹکے سے لیل کو گود " میں اٹھالیا۔

کیونکہ آپ نہیں چاہیں گیں آپ کی چہیتی بچی آپ کی برتھڈے پارٹی میں " آنے سے محروم رہے۔ " وہ اپنی جون میں پلٹ آیا تھا۔ ہر بات پر دھمکی دینا۔ شاید جان گیا تھا وہ بلیک کنگ ہے۔

لیل نے ہاتھ اس کی گردن میں باندھ لیے۔

یقین جانیں ابھی بھی وہ پہلے دن والی لیل لگتی ہیں۔ جو کای اجنبی سے گاڑی "ٹھیک کروانے پر راضی نہیں تھی۔" "الیکزینڈرا سے بیڈ پر ڈالتے کمرے کے پردے نیچے گراتے وہاں اندھیرا کر دیا۔

مگر تب میں یہ نہیں جانتی تھی یہ اجنبی میرا سب سے قریبی دوست نکلے گا۔" لیل کی بات سنتے وہ مسکراتے اس کے ساتھ لیٹا۔

اسے اپنے سینے پر لیٹتے اس نے لیل کے بالوں سے کیچر نکالتے دور اچھال دیا۔ اس کے بالوں کے پردے میں چہرہ چھپاتے اس نے لمبا سانس بھرا۔ جیسے ان کی خوشبو محسوس کر رہا ہو۔

خیر اگر میں تب بتا دیتا تب تو آپ نے بالکل بھی گاڑی ٹھیک نہیں کروانی تھی۔

وہ سچ کہہ رہا تھا۔ لیل صرف مسکرا دی۔

اچھا سو جاؤ۔ پھر جانا بھی ہے۔ "لیل اس کے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔"
الیکزینڈر لیل کو بیڈ پر ڈالتے اس کے کندھے پر سر رکھتے چہرہ گردن میں
چھپا گیا۔ آدھے سے زیادہ وہ لیل پر لیٹا ہوا تھا۔ ایک ٹانگ اس کی دونوں
ٹانگوں پر ایک ہاتھ اس کے بالوں میں تو دوسرا اس کے پیٹ سے گزارتے کمر
میں۔ وہ مکمل لیل کو خود میں قید کیے تھے۔ جیسے وہ پھر اس سے دور ہو جائے
گی۔

لیل کے بالوں میں چلتے ہاتھ کے کمال سے وہ جلد ہی نیند میں اتر گیا۔ ویسے
بھی ساری رات کا اٹھا ہوا تھا۔

کمرے کی صفائی اس نے ں و کرانی سے کروادی تھی۔ جو گارڈ ہی لایا تھا۔ ورنہ
گھر کا کام آج بھی لیل اور الیکزینڈر مل کر کرتے تھے۔

ویسے یقین کرو بلیک کنگ پاگل ہو جاتا اگر ان کو ریڈ نہ ملتی۔ "شایان نے"
اسے گھورا۔

تمیز کر لو بابا ہیں تمہارے "شایان کی بات پر اس کا قہقہہ گونجا تھا۔"
یاران کی پر سنیلٹی پر بابا ڈیڈ یہ سوٹ ہی نہیں کرتا۔ بلیک کنگ الگ ہی،"
ایک کرنٹ سادیتا ہے۔ خیر تم نہیں سمجھو گے۔ "شایان بس ناں میں سر ہلا
گیا۔

انکل مجھ سے پوچھنے آئے تھے۔ اتنے یقین سے جھوٹ بولا کہ کیا"
بتاؤں... "موسیٰ نے داد دیتی نظروں سے اسے دیکھا۔
ماما آجائیں گیں آج۔ لیل آنٹی کی برتھڈے وہ بتا رہی تھیں ہارون کے گھر"
ہوگی۔ "موسیٰ کی آنکھوں میں غصہ اتر۔
اس بندے نے کسی دن میرے ہاتھوں ہڈیاں تڑوا لینی ہیں۔ "وہ غصے سے"
کہتے ہارون کو غائبانہ گھورنے لگا۔

میں نے اسے ریڈ کی برتھڈے کی تصاویر بھیجی تھیں۔ ان پے ہی مرچیں " لگی ہوگی اسے۔ " وہ غصے سے کہتے کھڑا ہو گیا۔ شایان ان دونوں کی اس بے وجہ کی لڑائی کو نہیں سمجھتا تھا۔

موسیٰ ابھی تو یہ صرف لیل آنی اور الیگزینڈرا نکل کو اچھا لگتا ہے تو تمہارا یہ " حال ہے۔ اگر ان کا کوئی دوسرا بچہ ہوتا تو کیا ہوتا تمہارا؟؟؟... " اس نے مسکراتے بات کو ہوا میں اڑانا چاہا۔

ان کی صرف ایک اولاد ہے موسیٰ اعظم۔ میرے علاوہ کسی کو ان کی اولاد " بننے کا حق نہیں۔ ان پر صرف موسیٰ کا حق ہے۔ " موسیٰ کے غصے بھرے لہجے پر اس نے تھوک نگلا۔

آئندہ ایسا سوچنا بھی مت۔ " وہ غصے سے کہتے وہاں سے نکل گیا۔ " پیچھے شایان نے شکر کیا اس کی جان بچ گئی۔ دوسرا شکر کیا الیگزینڈرا کی کوئی اور اولاد نہیں ہے۔ ورنہ موسیٰ تو شاید اس کی جان کو بھی آجاتا۔

جبکہ دور کھڑی قسمت مسکرا رہی تھی۔ جو ناجانے کس طرف کے موڑ لینے والی تھی۔

^^

لیل نے لینڈ لائن سے موسیٰ کو کال کی۔ اس کا فون تو منہا نے گرا دیا تھا۔
الیکزینڈر نے غصے سے اپنا فون توڑ دی۔ اب ان کے پاس یہ لینڈ لائن ہی بچا تھا۔

موسیٰ گھر آؤ۔ "موسیٰ اپنے کسی کام سے واپس آرہا تھا لیل کے حکم پر"
مسکرایا۔

آپ کو لگتا ہے میں آپ کے ساتھ آپ کے بیسے بیٹے کے گھر جاؤں گا۔ یہ
ممکن نہیں ہے ریڈ۔ اگر چاہتیں ہیں میں چند دن مزید یہاں گزاروں تو سب
کو کنگ ہاؤس انوائٹ کریں ورنہ میں تو ابھی بھی گاڑی میں ہی ہوں۔" لیک
نے بے بسی سے پاس بیٹھے الیکزینڈر کو دیکھا۔

اس کے کہنے پر ہی تو اس نے کال کی تھی مگر نتیجہ صفر۔ وہ کبھی بھی نہیں مانتا۔
اولڈ مین سے میری بات ہو گئی۔ لکیر بھی وہی آئیں گیں۔ شان تو یہاں ہے "
نہیں۔ شایان ویسے ہی میرے ساتھ ہے۔ مانی سے میری بات ہو گئی۔ ماسی
اور بگ بی کو وہ اپنے ساتھ لے آئے گا۔ باقی آپ دیکھ لیں۔ اگر چاہیں تو
انہیں یہاں آنے سے منع کر دیں۔ "موسیٰ نے موڑ کاٹتے شایان کی گھوریاں
برداشت کیں۔

جو ہارون سے ضد کے چلتے یہ سب کر رہا تھا ورنہ وہاں جانے میں کوئی مسئلہ
نہیں تھا۔

موسیٰ تم واپس نہیں جاؤ گے۔ میں بات کرتی ہوں سب سے۔ وہ یہاں ہی "
آئیں گیں۔ "لیل کی بات پر الیگزینڈر صرف ناں میں سر ہلا گیا۔

ڈیٹس لائیک ریڈ۔ او کے اب میں پھر تیاری کر لو پھر اتا ہوں۔ "اس نے "
مارکیٹ کے سامنے گاڑی روکی۔

وہ لیل کے لیے گفٹ لینے آیا تھا

ایلیک وہ نہیں مانا۔ تم جانتے ہو اسے۔ "لیل جانتی تھی وہ الیگزینڈر کو تو منا"
لے گے مگر موسیٰ کو منانا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔

دیکھ لینا اسے بھی ایک دن ایسی لڑکی ملے گی جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں "
ڈال کر اس کے سارے فیصلے رد کرتے اپنے سنائے گی اور یہ سر جھکا کر مانے گا
بھی۔ "لیل نے مسکراہٹ دبائی۔

میں کرتا ہوں بات ہارون سے۔ اور آپ تیار ہو جائیں۔ "الیگزینڈر اس کا "
ماتھا چومتے وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ لیل اٹھتے روم میں آئی۔
ابھی وہ دونوں سوئے اٹھے تھے۔ سارا دن ان کی نیند میں ہی گزر گئی۔
اب تو رات ہونے والی تھی بس۔

^^^

ہارون کو کسی طریقے ہی صحیح مگر الیگزینڈر نے منالیا۔ اب وہ سارے
الیگزینڈر کے گھر جمع تھے۔ موسیٰ ابھی تک نہیں آیا تھا۔ جانی اپنی مومنہ اور

پری کے ساتھ تھا۔ فرقان اپنی رومہ اور ہانیہ کے ساتھ۔ خیام ابھی تک نہیں آیا تھا۔ ان سے الیگزینڈر کی بات ہوئی تھی۔ وہ لوگ رستے میں تھے۔

لیل ان سب کے گھیرے میں تھی۔ الیگزینڈر ہارون کے ساتھ کھڑا اس سے اگے کے پلان پوچھ رہا تھا۔

موسیٰ آگیا۔ "مومنہ کے ہونٹوں سے نلکتے الفاظ پر سب نے اسے دیکھا تھا۔" وہ سب سے پہلے آکر اپنی ماں کے سینے سے لگا تھا۔

اب ٹھیک ہیں؟؟ ابھی بھی اگر یہ نخرے دیکھائیں تو بتائیے گا۔ اس دفہ " ایک ماہ سے پہلے ہم دونوں ہی انہیں نہیں ملیں گیں۔ " اس کی سرگوشی پر لیل مسکرا دی۔

الیگزینڈر نے اسے گھورا۔

چھوڑ دو وائٹ روز کو۔ سانس اٹک جاتی ہے ان کی اب۔ " الیگزینڈر سے " برداشت نہیں ہو اوہ لیل کو تنی دیر ساتھ لگائے تھا۔

ان کی توپتا نہیں مگر آپ کی ضرورت کئی ہے شاید۔ "الیکزینڈر سے"
گھورا۔ وہ مونہ سے ملتے اب ہانیہ سے مل رہا تھا۔ اس کے لیے لایا گفٹ اسے
تھمایا۔

پری اس کے پاس ہی کھڑی تھی مگر دونوں نے ایک دوسرے کی طرف
دیکھا بھی نہیں۔ پری تو ہارون کے قدم پر قدم رکھتی تھی۔ اگر ہارون کسی
سے بات کرے گا تو پری کرے گی ورنہ نہیں۔

وہیں موسیٰ کو دونوں بھائی بہن ہی برے لگتے تھے۔ ہارون تو خاص طور پر
جسے الیکزینڈر سے ناجانے کیوں اتنی عقیدت تھی۔ اسے زہر لگتا تھا اپنے ماں
باپ سے ضرورت سے زیادہ فری ہونے والا ہر شخص۔

مانی نہیں آیا ابھی تک؟؟؟... "شایان ان سے مل رہا تھا۔ موسیٰ کی بات پر"
کندھے اچکائے۔ جب وہاں وہ تینوں داخل ہوئے تھے۔

تم نے بلایا نہیں جو میں آجاتا۔ "موسیٰ اس سے بغل گیر ہوا۔ کچھ دیر ان"
سب سے ملتے وہ ایک سائیڈ پر آیا۔

منہا ان کے ساتھ نہیں آئی تھی۔ خیام اسے خود ہی ساتھ نہیں لایا تھا۔ انعم
اسے بلا ہی نہیں رہی تھی۔ سب جاننے کے بعد اس کی آنکھوں میں غصہ اتر
تھا۔

رومان اپنی ماسی سے ملتے اب ان کے ساتھ بیٹھنے لگا تھا جب موسیٰ کے
اشارے پے مجبور اُس کے پاس آیا۔

بیٹا میری ماں نہیں اپنی اس ماں کے پاس بیٹھ جس کی اس وقت ضرورت
ہے۔ "رومان نے اسے گھورا۔

اچھے خاصے تھے ناجانے کہاں کہاں سے نیے الفاظ سیکھ لیتے ہو۔ "رومان کو"
اس کی زبان بری لگی تھی۔

دیکھ تجھے میری شبان بری لگ رہی ہے۔ وہاں تیرے بچوں کے ہونے والی"
ماں میرے باپ کو کیسے تاڑ رہی ہے۔ "موسیٰ کے اشارے پے اس نے وہاں
دیکھا۔

موسیٰ خدا کا خوف کرو۔ وہ باپ کی عمر کے ہیں اس کے اور جب ڈیل ہوئی "تھی میں شادی کروں گا اس سے تو کروں گا نا۔ اب کیا کر بات باور کروا کر میرے باپ سے جوتے پڑوانا چاہتے ہو؟؟؟.." وہ خیام کو دیکھ سکتا تھا جو منہا کی اس حرکت کے بعد نڈھال سا تھا۔

ویسے اگر تیری شادی ہانیہ سے ہو جائے تو گھر میں رونق آجائے گی۔ چل " بات کرتے ہیں۔ " رومان نا ہی کرتا رہ گیا وہ اس کا ہاتھ تھا مے اسے زبردستی سب کے درمیان لے آیا۔

بگ بی رومان کو شادی کرنی ہے۔ ہانیہ بھی بڑی ہو گئی ہے۔ دونوں کی " شادی کروا دیتے ہیں۔ گھر کا ماحول بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ " موسیٰ کی بات پر وہاں خاموشی چھا گئی۔

لیل نے بیٹے کو دیکھا جو کچھ نہیں بھولتا تھا۔

ہانیہ نے پھٹی آنکھوں سے رومان کو دیکھا جو اس کے سکول کا لچہر جگہ اس کے پیچھے ہی رہتا تھا۔ اسی وجہ سے کوئی لڑکا اسے تنگ بھی نہیں کرتا تھا۔

مگر رومان کا غصہ وہ اچھے سے جانتی تھی۔ اس کی تو جان نکل جاتی اگر رومان اس پر غصہ کرتا۔

مجھے نہیں کرنی رومان سے شادی۔ "وہ کھڑے ہوتے چیخی۔"
کیوں اچھا خاصا لڑکا ہے۔ تم نے کیوں نہیں کرنی؟؟؟.. "موسیٰ کے"
گھورنے پر اس نے حلق تر کیا۔

یہ غصہ کرتا ہے اتنا۔ "وہ چاہتے ہوئے بھی کالج میں ہوئی اس کی کڑائی کا"
نہیں بتا سکی۔

تم پر بالکل بھی غصہ نہیں کرے گا۔ اگر کیا تو میں خود اسے گن سے شوٹ"
کروں گا۔ "موسیٰ کی اس بات پر ہانیہ بھی چپ ہو گئی۔
وہاں سب بڑے حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے جو خود ہی خود کی شادی کے
فیصلے کر رہے تھے۔

موسیٰ صاحب اگر یاد ہو تو ہانیہ کا باپ یہاں بیٹھا ہے۔ "فرقان کی بات پر"
انہوں نے پلٹ کر فرقان کو دیکھا۔

ہانیہ سر جھکا گئی۔ خیام کی آنکھیں بتا رہی تھیں رومان کی خیر نہیں
کان اب تم یوں تو مت کہو۔ دیکھیں بچپن میں بات ہوئی تھی۔ تب بگ بی "
بھی مان گئے تھے۔ "خیام نے اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو" یہ کب ہوا
تھا۔ "مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔

ویسے موسیٰ غلط تو نہیں کہہ رہا۔ دونوں بچے سمجھدار ہیں۔ بس عمروں کا "
ذرا سا فرق ہے مگر یہ کون سا پاکستان ہے جہاں لوگ باتیں بنائیں گیں۔ اگر
رومان ہانیہ کو پاند کرتا ہے تو آخر برائی کیا ہے؟؟۔ "الیکزینڈر اپنی وائٹ روز کو
بتانا چاہتا تھا پسند رومان نہیں کرتا موسیٰ کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے دونوں کی شادی
ہو۔ اور جو موسیٰ چاہتے ہے وہ کروا کر رہتا ہے۔

فرقان بھی سوچ میں پڑا۔ بات تو لیل کی ٹھیک تھی۔ وہیں اپنی فیملی کے
ساتھ داخل ہوتی ہیر نے بھی ان کی بات سنی۔

وہ انج بھی جسنز شرٹ میں ہی تھی۔ وہ ایئر پورٹ سے سیدھا آئی تھی۔ عمر
اسے رستے میں ملا تھا۔

شایان ماں سے ملتے باپ کو مسکراتی نظروں سے دیکھا وہ بھی سمجھ گیا ایسا
کیوں کیا گیا ہے

بھائی اب کنگ کا کیا حکم نہیں مانا جا رہا؟؟؟.. "اس نے مسکراتے ہیر کے بنے"
پنچے سے پنچاٹچ کیا۔ پھر دونوں نے اپنے اپنے ہاتھ کا بنا وہ مکا چوما
رومان اور ہانیہ کی شادی کروانا چاہتا ہے یہ۔ "ہیر نے مسکراہٹ دبائی۔ وہ"
پچھلے ہوئے واقعے سے باخبر تھی

میری مانو تو ہاں کر دو۔ اگر اس دفہ رومان اور ہانی غائب ہوئے تو تم سب"
ڈھونڈتے ہی رہو گے۔ "ہیر پری کا گال چومتے ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔
فرقان نے اسے گھورا۔

ہارون کو موسیٰ پر غصہ آرہا تھا۔ اس کی نظریں یہ بتا رہی تھیں۔ موسیٰ کی
مسکراہٹ اس کا بس نہیں چل رہا تھا نوچ لے۔

اچھا اس کے بارے میں بعد میں سوچیں گیں۔ فلحال لیل کی برتھ ڈے۔""
الیکزینڈر کو ہی درمیان میں ٹوکنا پڑا۔

وہ سب اندر ہال میں آ گئے۔

لیل موسیٰ کا ہاتھ تھامتے کیک کاٹا تھا۔ وہ جس نے آج تک اپنی برتھڈے کا کیک نہیں کاٹا تھا۔ اب اپنی ماں کا ہاتھ تھامنے پر کاٹ لیتا۔

وہاں سب لیل کو برتھڈے وش کر رہے تھے۔ اسے گفٹ دے رہے تھے۔ لیل مسکراتے ہر ایک سے گفٹ لے لیا جب موسیٰ کی باری آئی اس نے ایک کال کی تھی۔

ایک بڑا سا بند ڈبہ جسے تھامے دو لوگ لا رہے تھے۔ وہ کسی انسان کی لمبائی جتنا تھا۔

انہوں نے لا کر وہ ہال میں رکھا۔ سب اسے دیکھ رہے تھے۔ اس پے ایک ربن بندھا تھا۔

موسیٰ کے ساتھ لے کر ربن کھولنے کا اشارہ کرنے پے لیل نے کچھ تجسس بھرے تاثرات سے ربن کھولا۔ اس میں نظر اتا وہ حسین ترین منظر۔ اس نے ڈبڈبائی نظروں سے موسیٰ کو دیکھا۔

آپ کو برتھڈے گفٹ۔ "وہ ریڈ کلر کا گاؤن تھا مگر گاؤن کی خاص بات یہ" تھی اس پے سونے کی تار کی مدد سے کڑھائی کرتے لیل موسیٰ اور الیگزینڈر کو بنایا گیا تھا۔

صاف معلوم ہو رہا تھا گاؤن پر کس کو اتارا گیا ہے۔ لیل اسے دیکھتے خوشی سے موسیٰ کے گلے لگ گئی۔ اس نے ماں کا ماتھا چوما۔

الیگزینڈر کو جیلیسی سی ہوئی۔ یہ خیال اسے ناجانے کیوں نہیں آیا۔

ایک اور گفٹ ہے۔ "موسیٰ کے اشارے پے انہوں نے ایک ڈبہ لا کر اسے" تھا ماویا۔ اس نے ڈبہ پکڑتے خود ہی ربن کھولا

اس میں سے گولڈن کلر کا ایک تاج نکلا۔ جس پر سرخ رنگ کے موتی لگے تھے۔ وہ سارے اصلی مرجان تھے۔ دنیا کے قیمتی ترین پتھر کا استعمال کیا گیا تھا۔

وہ پہلا بیٹا تھا جو ماں کو تحفے میں سونے کی تار سے بنا گاؤن اور مرجان، یا قوت" سے بنا تاج دے رہا تھا۔ "نے اس نے وہ تاج اٹھاتے ماں کے سر پر رکھا۔

وہاں سب کی نظروں میں ستائش اور مسکراہٹ تھی سوائے الیگزینڈر کی
آنکھوں کے۔ اس میں جیلیسی تھی۔ یہ کام اسے کرنا چاہیے تھا

آپ میری کہانی کی ملکہ ہیں۔ جسے میری دنیا پر بادشاہت کی مکمل اجازت "
اور حق ہے۔" لیل مسکراتے خوشی سے پہلی دفہ بیٹے کا ماتھا چوما۔

وہ پہلی دفہ اتنی بے خود ہوئی محسوس نہیں کر سکی۔ ورنہ ایسی کیفیت صرف
الیگزینڈر کے ساتھ ہوتی تھی۔

الیگزینڈر انہیں دوبارے گلے نہیں لگنے دیا۔ جلدی سے اگے بڑھتے لیل کو
تھامتے اپنے سینے سے لگا لیا۔ موسیٰ باپ کی حرکت پے انہیں اٹیر واٹھا کر
دیکھا۔

اپنی بیوی لاؤ اور جتنا مرضی گلے لگانا میری بیوی ہیں یہ۔ "الیگزینڈر کی بات "
پر وہاں سب کے قہقہے گونجنے تھے مگر اس کی آنکھوں کی وارنگ پر وہ چپ
کر گئیں۔

وہ بیوی ہو گئی۔ میری زندگی کی ملکہ نہیں۔ یہ خطاب صرف میری ماں کو"
حاصل ہے۔ "موسیٰ کے جواب پر الیگزینڈر اسے گھور کر رہ گیا۔
لیل سب کا خیال کرتے الیگزینڈر سے دور ہوئی تھی۔

آپ یہ پہن کر آئیں۔ میں آپ کو اس ڈریس میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ "موسیٰ"
کی فرمائش پر لیل مسکراتے ہاں میں سر ہلایا۔

وہ گرلز گارڈ ہی اس جوڑے کو لے کر لیل کے پیچھے آئیں۔ تاج بھی انہوں
نے بہت ادب سے لیل کے ہاتھوں لے لیا۔

ویسے انکل سچ میں تمہاری جان لینے والی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔ ""
شایان اس کے ساتھ آکھڑا ہوا۔

باقی سب وہ بیٹھے اپس میں باتیں کر رہے تھے۔

تمہارے انکل اب بوڑھے شیر ہیں۔ صرف دھاڑ سکتے ہیں کچھ نہیں "
سکتے۔ "موسیٰ کے جواب پر شایان نے ایک نظر الیگزینڈر کو دیکھا جو اس کی
بات سمجھ چکا تھا۔

مگر ان سب کا خیال کرتے چپ تھا۔

تمہیں جس کام کے لیے کہا تھا وہ ہو گیا؟؟؟... "موسیٰ کے سوال پر شایان" نے ہاں میں سر ہلایا۔

رومان بھی ان دونوں کے پاس آیا۔

موسیٰ خدا کی پناہ سوچ کر بولا کرو۔ بابا مجھے تب سے گھور رہے ہیں۔ "اس" بے چارے کی توجان سختی میں آگئی تھی۔ شایان نے مسکراہٹ دبائی۔

سوچ کر بولا تھا۔ دیکھ لینا کل یہ لوگ تمہارا رشتہ لے کر کان کے گھر جائیں "گیں۔" موسیٰ کے لہجے میں سو فیصد یقین تھا۔ وہ بے چارہ پریشان ہی ہو گیا الیگزینڈر سیڑھیوں پر نظر جمائے کھڑا تھا جب لیل سہج کر قدم اٹھاتے نہچے اترتی دیکھائی تھی۔ اس کی گاؤن کو دونوں طرف سے لڑکیوں نے تھام رکھا تھا۔

وہ سر پر تاج رکھے بالوں کا جوڑا بنائے چند اوارہ لیٹیں اگے کو گرائے آج بھی سالوں پہلے والی جوان لیل لگ رہی تھی۔

کوئی اسے دیکھ کر نہیں کہہ سکتا تھا اس کا بیس بائیس سال کا بیٹا ہے۔

موسیٰ پہلے آگے بڑھتے لیل کا ہاتھ تھامتے اسے نیچے اتارا۔ اس کا ماتھا چومتے وہ اسے اپنے باپ تک لایا۔

اگر انہیں کسی قسم کی تکلیف ہوئی یا ملی تو اب آپ انہیں کبھی ڈھونڈ نہیں سکیں گیں۔ ملکہ دی ہے۔ امید ہے ملکہ کی طرح ہی رکھیں گیں۔" الیگزینڈر بیٹے کو آنکھوں سے ہی یقین دیا۔

ان سب میں سے کوئی بھی موسیٰ کی بات نہیں سن سکا تھا۔ ہیر مسکراتے لیل کو دیکھ رہی تھی۔

لیل میرے خیال سے موسیٰ کو تمہارا سر بغیر تاج کے پسند نہیں۔ تم نے اپنا تاج گرل کو دیا تو وہ تمہارے لیے نٹالے آیا۔" ہیر کی بات پر وہ سب مسکراتے موسیٰ کی لیل سے محبت کو دعا دینے لگے۔

لائن میری ماں بنی ہی حکومت کرنے کے لیے ہے۔ چاہے تاج ہو یا نہ ہو۔ بغیر تاج کے معافیہ کنگ پر راج کیا۔ اب تاج کے ساتھ کرے گیں۔

راج ان کی قسمت میں ہے۔ جسے کوئی چھین نہیں سکتا۔ نہ وہ خود نہ کوئی اور۔ "ہیر کی آنکھوں میں ستائش ابھری۔

الیکزینڈر لیل کا ماتھا چوما۔ جو سب کا سوچ کر کچھ گھبرائی مگر وہ سب ہی موسیٰ کو دیکھ رہے تھے۔

وہ سب اب کھانا بجوائے کر رہے تھے۔ لیل کو ان گارڈ نے ہی بیٹھنے میں مدد کی۔ اس کے لیے کھانا الیکزینڈر خود ہی لایا۔ لیل پہلی دفہ خود کو واقعی ملکہ محسوس کر رہی تھی۔ وہ بچوں کی طرح خوش ہوتے موسیٰ کو مسکرانے کی وجہ دے رہی تھی۔

وہیں موسیٰ اور شایان ان سب کو مصروف چھوڑ وہاں سے نکل گئے۔ ان میں سے کوئی انہیں جاتے نہیں دیکھ سکا تھا

^^^

وائٹڈ کنگ کی سلطنت ہے یہ۔ اور تم چاہتے ہو یہاں کتے بے راج کریں " ناممکن۔ "موسیٰ کی عربی میں گونجتی آواز پر اس نے سب دل تھاما

وہ وائلڈ کنگ سے ملاقات کے لیے آئے تھے۔ مگر وہ کبھی کسی سے آمنے سامنے نہیں ملا تھا۔

ایک بند کمرے میں ان کی ملاقات ہوتی۔ اس کمرے کا اندھیرا اور خاموشی اس قدر وحشتناک ہوتی وہ لوگ بات کرنا ہی بھول جاتے۔ اور جو بات کرنے کے قابل رہتا وہ موسیٰ کا لہجہ سن کر ہی مر جاتا۔

نہیں مائے لورڈ۔ ہم بس اجازت چاہتے ہیں۔ اس میں بہت فائدہ ہے۔"

اس ایک بندے کی آواز گونجی جو خود کے ڈپر قابو پانے کی کوشش میں تھا۔ یہ چاپلو سی فضول ہے۔ خدا صرف ایک ہے۔ اور اس کی وحدت میں مجھے کوئی شک نہیں۔ مجھے خدا بنا کر گنہگار مت کرو۔ میں تو اپنی سلطنت مشکل سے سنبھال رہا ہوں۔ وہ پوری دنیا سنبھالے بیٹھا ہے۔ بھلائی اسی میں ہے چلے جاؤ۔ اور اسندہ ایسی افرلے کر مت آنا۔" وہ بھاری آواز میں غصے سے تیز پڑتی سانسوں سے کہہ رہا تھا۔

مگر کنگ۔۔۔۔۔ "موسیٰ کا نشانہ کبھی نہیں چوکا تھا۔"

اس نے چاقو پھینکا تھا جو سیدھا اس کے دل کے مقام پر لگا۔ اس کے ساتھ ہی اسے خون کی الٹی ہوئی تھی۔

اس کی جگہ گولی بھی ہو سکتی تھی مگر میں نے اپنی ماں سے وعدہ کیا ہے گن " نہیں اٹھاؤں گا۔ " اس کے لہجے میں سفاکی تھی۔

وہ شخص ابھی سانس لے رہا تھا۔ موسیٰ اس کے سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ شخص اس وقت موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بیٹھا تھا۔

ضد صرف دو لوگوں پر جیتی ہے۔ ایک میری ماں پے اور دوسرا مجھ پے۔ "

اس کے علاوہ جو ضد کرتا ہے میرا ہاتھوں مرتا ہے۔ اور پھر کبھی صد کرنے

کے قابل بھی نہیں رہتا۔ " موسیٰ نے وہ چاقو مزید دباؤ دیتے اندر گھسایا۔

وہ تڑپتے موسیٰ سے دور ہونا چاہتا تھا مگر اب یہ ناممکن تھا۔ اس کی چیخیں آہیں

اس کمرے میں گونج رہی تھی۔ پھر اچانک وہ چیخیں بند ہو گئیں۔

موسیٰ مسکراتے اس سے دور ہوا۔

اس کا کوٹ پکڑتے اپنی انگلی پر لگا ہوا صاف کیا۔ پھر اس کے ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھا۔ وہ ڈر سے ہی بے ہوش ہو چکا تھا۔

ڈر واحد ہتھیار ہے جس سے دنیا پر قبضہ کیا جاسکتا ہے۔ اور ڈر واحد ہتھیار "ہے جس کی مدد سے ہر بڑی طاقت سے لڑا جاسکتا ہے۔ ڈر دو طرفہ ہے۔ مگر میں چاہتا ہوں مجھ سے ملنے والے ہر شخص کا ڈر یک طرفہ ہی رہے۔" موسیٰ کی آواز خاموشی میں گونجتے ہوئے ار تعاش پیدا کر رہی تھی۔

پھر وہ ایک سفاک مسکراہٹ ان دونوں کو دیتے وہاں سے چلا گیا۔ اس کی چال لہجہ انداز سب کچھ بدل چکا تھا۔ جیسے اندر کھڑا شخص کوئی اور ہو اور وہاں پارٹی میں موجود شخص کوئی اور۔

آئندہ ایسے لوگوں کو مجھ سے ملانے مت لانا۔ ان جیسوں کے لیے وائلڈ "کنگ کا حارث ہی بہت ہے۔" اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

موسیٰ اس کا کندھا تھپکتے چلا گیا۔ پیچھے وہ لاش اور آدمی دونوں کو ٹھکانے لگا رہا تھا۔ کیونکہ نشان چھوڑنا ان کی فطرت نہیں تھی۔

کام اس قدر صفائی سے کرو کہ کل کو آپ بھی پہچان نہ سکو یہ کام آپ نے " کیا ہے۔ " یہ اس کا اصول تھا۔

وہ اس قدر صفائی سے لاشیں غائب کرتا تھا کہ خود ہی بھول جاتا کہ کس لاش کو اس نے غائب کیا اور کس کو چھوڑ دیا۔

وہ حارث تھا۔ حفاظت کرنے والا شیر۔ وائلڈ کنگ کا شیر۔ اس کی حفاظت کرنے کے لیے ہر وقت موجود۔

فرقان موسیٰ کی بات میں کوئی برائی بھی نہیں ہے۔ آپ خود سوچیں۔ ""

رومہ فرقان کو منانے کی کوشش کر رہی تھی۔

برائی ہے۔ میری بچی کی عمر ہی کیا ہے ابھی۔ "فرقان تو تڑپ اٹھا تھا۔"

وہ ایسا باپ تھا جسے اپنی بچی ہمیشہ چھوٹی ہی لگتی ہے۔

فرقان بھولیں مت آپ کی بچی اس بچے سے دو ڈھائی سال بڑی ہے۔۔۔"

فرقان اسے گھورتے اس کے پیچھے آکھڑا ہوا جو کپڑے الماری میں رکھ رہی تھی۔

تم ہانیہ کی ماں ہو کہ رومان کی؟؟؟... "وہ فرقان کی جیلیسی پر مسکرائی۔"

دونوں کی بننا چاہتی ہوں۔ "وہ جواب دیتے پلٹنے لگی تھی۔ وہ پلٹتی جب وہ"

غصے سے اس کی گردن کے پیچھے دانت گاڑھ گیا۔

اس نے چیخ روکنے کے لیے ہونٹ دانتوں تلے دبا دیے۔ دونوں ہاتھوں سے الماری کا پٹ مضبوطی سے تھام لیا۔

فرقان تو جیسے اس کا گوشت نوچ کر کھانے کے موڈ میں تھا مگر پھر پیچھے ہو گیا۔

بیوی جتنا اپنے شوہر کے غصے کو سمجھو گی اچھی رہو گی۔ "رومہ ہونٹ دبائے"

آنسوؤں روک رہی تھی۔

اچھا ہوتا اگر میرا بھی موسیٰ کی طرح بیٹا ہوتا جو ایسی تکلیف دینے پر مجھے آپ " سے دور کر دیتا۔ "فرقان نے اسے گھورا۔

وہ بغیر دھیان دیے ہانیہ کے کمرے میں چلی گئی۔

وہ ہی تو کمرہ تھا جہاں وہ چھپ جاتی تھی۔ اور فرقان بھی وہاں بخش دیتا تھا۔ یہ لڑکا اب میرے لیے بھی مشکل پیدا کرے گا۔ "فرقان نے موسیٰ کو "

غائبانہ گھورا۔

ہانیہ اپنی ماں کے سوال سن رہی تھی۔ جو رومان کے متعلق تھے۔

تمہیں رومان پسند ہے؟؟... "اس نے سوچا کیا واقعی وہ اسے اچھا لگتا ہے۔ "

ماما برا نہیں ہے۔ آجھے کاپتا نہیں۔ ویسے کالج میں سب سے میری حفاظت "

کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے کوئی مجھے تنگ نہیں کرتا۔ اگر کرے تو وہ اسے الٹا

لٹکا دیتا ہے۔ "وہ بتاتے مسکرائی۔ اپنی ماں کے ساتھ وہ بہت فری تھی۔ ان

سے بات کرتے وہ زیادہ شرم و حیا بھول ہی جاتی تھی

بس غصے کا مسئلہ ہے اور وہ موسیٰ نے گارنٹی لی ہے۔ آپ کو تو پتا ہے جس چیز"
کی گارنٹی وہ لے وہ ہر صورت ٹھیک ہی ہوتی ہے۔" باہر اس کی باتیں سنتا
فرقان بھی ڈھیلا پڑا۔

وہ لڑکا ہر جگہ بازی مار جاتا تھا۔ ہانیہ کو بھی رومان سے شادی میں کوئی مسئلہ
نہیں تھا۔ مگر وہ اپنی بیٹی کی شادی ایک عام فیملی میں کرنا چاہتا تھا۔ ایسی معافیہ
فیملی کے مسائل وہ اچھے سے جانتا تھا۔ مگر یہاں اس بات کا ذکر مطلب سب
کو اپنے پیچھے پڑوا لینا۔

مگر پھر بھی اس نے ایک دفعہ سمجھانے کا سوچا۔ کیا معلوم اس کی ہانیہ اس کی
بات مان جائے۔

مگر ہانیہ میں آپ کی شادی کسی سمپل فیملی میں کروانا چاہتا ہوں۔ جہاں"
معافیہ کا کوئی سین نہ ہو۔" ہانیہ نے نظریں اٹھا کر باپ کو دیکھا۔ جوا بھی
کمرے میں داخل ہوا تھا۔

مگر بابا ایسی فیملی کہاں سے ملے گی؟؟ آپ بھی جانتے ہیں یہاں عمان میں " بلیک کنگ کی کتنی دہشت ہے۔ اگر کوئی ڈر کر شادی کر بھی لے تو کیا ساری زندگی وہ اس بات سے ڈرتے سوچ کر مجھ سے باتیں کرے گیں کہیں آپ لوگ ان کی جان نہ لے لیں۔ " ہانیہ کی باتوں میں دم تھا۔

فرقان بھی سوچ میں پڑا۔

ہم کسی دوسرے ملک میں دیکھ لیں گیں۔ جہاں کوئی ہمیں نہ جانتا ہو۔ " " ہانیہ نے باپ کو داد دیتی نظروں سے دیکھا۔

بابا گرل کی وجہ سے آپ کو پوری دنیا جانتی ہے۔ عمان معافیہ کنگ پوری " دنیا میں مشہور ہو چکا ہے۔ سب سے زیادہ اسلامی ممالک میں۔ پاکستان ان میں سب سے آگے ہے۔ " فرقان کے گرد تو جیسے گھیرا تنگ ہو رہا تھا۔

اور وہاں تو خیام انکل ہوں گیں۔ انعم آنٹی ہوں گیں۔ منہا سے میری "

ویسے بنتی ہے۔ رومان کو میں اچھے سے جانتی نہیں مگر آہستہ آہستہ سب ٹھیک

ہو جائے گا۔ " فرقان کو سوچوں میں گم دیکھ ہانیہ سمجھ گئی اب کام ہو جائے گا۔

اچھا تم سو جاؤ۔ صبح دیکھتے ہیں۔ "رومہ اس کا ماتھا چومتے اٹھی۔ فرقان بھی"
اس کا ماتھا چوما۔ اور اپنی بیوی کے ساتھ کمرے کی لائٹس اف کرتے باہر آ
گیا۔

تم سو جاؤ۔ میں اتا ہوں۔ "اس کو سوچتے چھوڑ رومہ چلی گئی۔ وہ ویسے بھی"
فرقان کی اس حرکت کے بعد اس سے ناراض تھی۔

جیسا تم نے کہا تھا بول دیا۔ اب جاؤ میرے کمرے سے۔ "ہانیہ کے بیڈ کے"
نیچے سے شایان نکلا تھا۔ وہ اسے دھمکانے آیا تھا۔ مگر پھر موسیٰ کی افر سننے کے
بعد دھمکانے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔

وہ ویسے ہی مان گئی۔ اور اپنے باپ کو بھی منالیا۔

گڈ۔۔۔ "وہ اسے شاباشی دیتے وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے اس نے منہ بناتے"
سرتک کمرے کی طرف تان لیا۔ اسے آج جلدی نیند نہیں آنی تھی۔

رومان کا غصہ تو اسے ڈرا دیتا تھا۔ بات مان تولی مگر اب ڈر بھی لگ رہا تھا۔
موسیٰ کی افر بھی جان سے زیادہ پیاری تھی اور رومان کے غصے سے سامنے
جان پیاری تھی۔ اسے خطرہ تو اٹھانا ہی تھا۔ کسی ایک کا تو ضرور۔
اس نے جان کا اٹھانے کا سوچ لیا۔

اگر موسیٰ کی افر پیاری نہ ہوتی تو وہ کبھی اس قدر سنجیدگی اور سمجھدار باتوں
سے باپ کو نہیں سمجھاتی بلکہ "آپ کی جو مرضی ہو گی مجھے قبول ہے۔" کہتے
چپ چاپ سونے کو لیٹ جاتی۔

اب نا جانے ایسی کیا آفر تھی جو وہ اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار تھی۔

^^^

آج وہ دھڑلے سے سامنے کے دروازے سے آیا تھا۔ جانتا تھا گھر میں کوئی
نہیں ہے۔ ورنہ چور رستہ تو اس کا پسندیدہ تھا۔

وہ سیدھا منہا کے کمرے میں آیا جو بیڈ کے ساتھ نیچے ٹیک لگائے رو رہی
تھی۔ اس کو روتے دیکھ وہ مسکراتے وہیں اس کے پاس نیچے بیٹھ گیا۔

تمہارے لیے لایا ہوں۔ کھالو۔ "اس نے ڈبہ کھولتے منہا کے سامنے"
رکھے۔

وہ سر جھکائے روتی رہی۔۔ خیام نے جس طرح کا اس کے ساتھ اج رویہ رکھا
تھا وہ اسے رلا رہا تھا۔

ریڈ کی برتھڈے کا کیک ہے۔ بالکل ٹھیک ہیں وہ۔ "اس نے لیل کی اج کی"
بنائی تصاوہر سامنے کیں۔

وہ اس کا فون ہاتھ میں پکڑتے انہیں دیکھنے کے لیے مچلنے لگی۔

اس نے دیکھانے کے بجائے فون پاکٹ میں ڈال لیا

پہلے یہ کھاؤ۔ "وہ روتی نم نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جو انتہا کا ظالم تھا۔"

اس کے یوں ہی غصے سے گھورنے پے اس نے انگلیوں میں کیک کا ٹکڑا

پکڑتے زبردستی منہا کے منہ میں ڈالا۔ وہ اسے کھانے پر مجبور تھی اب۔

وہ سارا کیک منہا کو ہاتھ سے کھلانے کے بعد اس کا چہرہ دیکھنے لگا جہاں

زبردستی کرنے کی وجہ سے اس کا چہرہ بھی کیک سے بھر گیا تھا۔

اس نے ہاتھ بڑھاتے منہا کی گردن میں ڈالا۔ وہ اس کے ارادے سمجھ پاتی
جب وہ جھکتے اس کے چہرے سے وہ کیک چنے لگا۔

اس کے لمس میں سالوں کی تڑپ ہو جیسے۔ اس کی شدتوں پر منہا کی سانس
پھولنے لگی۔

وہ اسے فرش پر ہی آرام سے گراتے اس پے سایہ کر گیا۔ اس کے چہرے
کے پاس ہاتھ رکھے اس پے مکمل جھکا وہ شدتوں سے اس کے چہرے سے
کیک چن رہا تھا۔

اب صرف اس کے ہونٹوں والا حصہ رہتا تھا۔
اس نے مسکراتے منہا کی بند آنکھیں اور بے حرکت وجود دیکھا۔ وہ مزاحمت
کرتے تھک چکی تھی۔ اس کا سانس لیتے چھوڑتا وجود تو زیادہ قہر ڈھارہا تھا۔
اس پے متضاد وہ کھلا ساعبا یہ جس کے بازو کھلے ہونے کی وجہ سے کندھوں
تک آچکے تھے۔ عبا یے کے گلے پر ہوا کام اسے مزید دلکش بنا رہا تھا۔
اس نے یوں لیٹے ہی پاؤں سے شوز اتارے۔

اس کی برہنہ ٹانگ جو عبا یے سے نظر ارہی تھی اس پر اپنا پاؤں پھیرتے وہ
اسے تڑپتے سانس بھرنے پر مجبور کر گیا۔

وہ گھر میں صرف عبا یا پہنتی تھی۔ حجاب اور ٹائٹس وہ باہر کہیں نکلتے وقت
پہنتی۔

اس کے بارے میں وہ خود بھی اتنا نہیں جانتی تھی جتنا وہ جانتا تھا۔ اس کی پسند
سے لے کر ناپسند سب کا اسے علم تھا۔

اس نے جھکتے منہا کے ہونٹوں کو بھی اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس کے ہونٹوں
سے کیک چنتے وہ دانتوں سے دباؤ دینے پر بھی آگیا۔ جس سے منہا کے ہونٹ
پر کٹ لگا تھا۔ اس کیک کے ذائقے میں خون کا ذائقہ بھی مل گیا۔ مگر وہ شاید
اس سے خوش تھا۔

وہ اس کیک کو کھاتے اس کے ہونٹ بھی کھانے کے چکروں میں تھا۔ اس کا
ایک ہاتھ منہا کے پہلو پر تھا جو عبا یے کی ڈوریاں کھول رہا تھا۔

منہا اب مزاحمت پھر سے شروع کر دی تھی جس پر اس نے خاص دھیان نہیں دیا۔

بلکہ اٹھتے اسے بھی ساتھ اٹھایا۔ جو اس سے بڑی ہونے کے باوجود اس کے سامنے چھوٹی سی تھی۔

اس کی ڈوریاں کھلتے ہی وہ عبایا اس کے کندھوں سے پھسلتے سارا بوجھ اس کے کندھوں سے اتار گیا

وہ تڑپتے خود کو چھپانے کے لیے پناہ ڈھونڈنے لگی تھی جو وہ دینے کو تیار نہیں تھا۔

نو پلینز۔ "وہ جانتی تھی نہ مزاحمت کام آئے گی نا ہی غصہ۔"

وہ منہا کی تڑپ پر مسکرایا۔

اس کے دونوں بازو کر اس کرتے اس کی کمر پے لگاتے اسے اپنے سینے سے لگنے پر مجبور کر گیا۔

وہ اس حالت میں اس کے سامنے کھڑے رہنے پے شرم سے نگاہیں تک جھکا گئی تھی۔

وہ پہلے بھی حدیں پار کرتا تھا مگر اس طریقے سے نہیں۔ جیسے ابھی کر رہا تھا۔ بچے ہوں جائیں تو ماں باپ میں پیار بڑھتا ہے۔ میں تو وہی پیار بڑھانا چاہتا ہوں۔" اس کی بات پر منہا کی سانسیں اٹکیں۔

نہیں تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔ بابا میری شکل بھی نہیں دیکھیں گیں۔" پلیز۔۔" اب منہا کی تڑپ دیکھنے والی تھی۔

وہ بغیر اپنی حالت کی پرواہ کیے اس سے دور جانے کو مچلنے لگی۔ جسے اس نے ایک ہاتھ سے ہی قابو کر لیا۔

ان سے بات میں کر لوں گا۔ ابھی ایک کے نکاح کی تیاریاں مکمل کی ہیں۔" لگے ہاتھ ہمارا بھی کام نمٹ جائے گا۔" وہ منہا کو اٹھائے بیڈ پر لے آیا۔

اسے بیڈ پر گراتے خود کی شرٹ اتارتے اس نے دور پھینکی۔ منہا اس سے دور جانے کو مچل رہی تھی مگر وہ اسے قابو کیے پڑا تھا۔

پوچھو گی نہیں کس کا نکاح۔ چلو خیر میں بتا دیتا ہوں۔ رومان کا ہانیہ سے۔۔۔"
منہا کی آنکھوں میں حیرت ابھری۔

وہ مسکراتے اس کے سینے پر دانت گاڑھ گیا۔ وہ فوراً سے ہوش میں آتے تڑپ
اٹھی۔۔

وہ شدت سے وہاں دانتوں سے کاٹتے اس کی تڑپ جیسے انجوائے کر رہا تھا۔
منہا دونوں ہاتھوں سے بیڈ شیٹ دبوچے چیخ رہی تھی مگر سننے والے سب
اپنے ہنسی مزاق میں مصروف تھے۔

نام بتادو چھوڑ دوں گا پکا۔ "اوپر ہوتے اس کے کان کے اوپر ہونٹ رکھتے"
اس نے سرگوشی کی۔

پھر وہاں ہونٹوں کے لمس چھوڑتے اسے پاگل کرنے لگا۔ اس کے ہونٹ
کان سے گردن کا سفر کرتے اس کے ہونٹوں پر آر کے تھے۔۔

اس کے ہونٹ پر سرخ نشان دیکھ وہ مسکرایا۔ ہاتھ سے اس کا ہونٹ سہلایا جو
سرخ ہو چکا تھا۔

"I love you lips. They are too tasty and
delicious."

اس کی سرگوشی پر اس کا پورا وجود سرخ پڑا تھا۔
ابھی وہ واپس ہونٹ اس کے وجود پر رکھتا جب اس کی پاکٹ میں پڑے
موبائل پر رنگ ہوئی تھی۔

اس نے موبائل نکالتے سامنے کیا۔

"Come it's urgent."

وہ مجبوراً اس سے دور ہوا۔

حادثہ نے بچا لیا تمہیں ورنہ آج تم گئی تھی۔ "اس کے ہونٹوں کو وہ پھر بھی"
ایک دفہ محسوس کرتے ہی پیچھے ہوا۔

اس نے پاس پڑی اپنی شر پہنی۔ منہا میں اتنی ہمت نہیں تھی اٹھ کر اپنا وجود
ڈھانپ لیتی۔ اس نے منہا میں جیسے انرجی چھوڑی ہی نہیں تھی۔

اگلی ملاقات تک نام یاد کر لینا۔ "اپنے دیے زخم پر ہونٹ رکھتے اس کا گال"
تھپتھپا کر اس نے منہا پر کمبل پھینکا۔ جس کا وجود کمبل میں چھپ گیا۔
اسے مسکراتے دیکھتے وہ وہاں سے چلا گیا۔

اج اگر اسے میسج نہ آتا تو شاید واقعی منہا کی جان اج وہ اپنے طریقے سے نکال
لیتا۔ جواب بخار میں جلنے لگی تھی۔ اس کے وجود کی گرمی کوئی کھیل تو نہیں
تھا جو وہ منہا میں منتقل کر چکا تھا۔ اب وہ گرمی اپنا اثر تو ضرور دیکھاتی۔
جس کے نتیجے میں بخار میں کانپتی منہا بے ہوش ہو چکی تھی۔

^^^

اب ہم چلتے ہیں۔ کافی وقت ہو گیا ہے۔ "خیام کو منہا کا خیال آیا تھا۔ جو"

ساتھ انا چاہتی تھی مگر اس کے رویے پر روتے کمرے میں بند ہو گئی۔

وہ لوگ ان سب کے جانے کے باوجود وہاں محفل جما کر بیٹھ گئے۔ جانی بھی

ابھی دو منٹ پہلے نکلا تھا۔ پری کو اب نیند آرہی تھی۔ جس میں ہچکولے لیتے

اس کا وجود ہارون نے ہی سنبھالا ہوا تھا ورنہ وہ گرہی جاتی۔ اور یہاں کسی

کمرے میں آرام کرنے کو وہ تیار نہیں تھی۔

انعم بھی کھڑی ہوئی۔ وہ لوگ لیل اور الیگزینڈر سے ملتے وہاں سے چلے

گئے۔ لیل مسکراتے الیگزینڈر کے کندھے پر سر رکھا۔ جو اس کے ساتھ ہی

بیٹھا تھا۔

آپ پارٹی بدلتی جا رہی ہیں۔ "الیگزینڈر کا ہاتھ اس کی کمر میں گیا تھا۔ وہ"

گھبراتے اس سے جدا ہوتی مگر وہ اسے پہلے ہی صوفے پر گراتے اس پر

سایہ کر گیا

لیل اس کے انداز دیکھ کر ڈری تھی۔ اتنے سالوں سے وہ ایسا رویہ نہیں رکھ رہا تھا۔ اب پھر ایسی شدتیں دیکھاتے لیل کو تڑپانے کے موڈ میں تھا۔ سکندر میں بس۔۔۔ "وہ الیگزینڈر کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے بہانہ بنانے" لگی تھی جب اس نے لیل کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اسے چپ کر وادیا۔ یہ بہانے فضول ہیں۔ "الیگزینڈر کا ہاتھ اس کے نچلے ہونٹ کو چھیڑ رہا" تھا۔

وہ اس نچلے ہونٹ کو کبھی مسلتا تو کبھی اسے کھینچ کر نیچے لاتے چھوڑ دیتا۔ اس سے اس کے موتیوں سے دانت نظر آتے پھر چھپ جاتے۔ لیل کی سانسیں اٹکی ہوئی تھیں۔

مجھے بھی ویسے ہی ہگ کریں جیسے موسیٰ کو کیا تھا۔ "لیل کی سانس اٹکی تھی" اور وہ جیل میں ہو رہا تھا۔

اب لیل سمجھی تھی جیل میں ہونا اس کی جیل میں برداشت کرنا مشکل تھا۔

سکندر پلینز سمجھو۔ وہ بس اس کا پیار دیکھ کر۔۔ "وہ اٹھنے والی تھی جب"
الیکزینڈر نے اسے واپس صوفے پر لیٹا دیا۔ اس کے کندھوں پر وزن ڈال
کر۔

میرا بھی پیار دیکھ لیں پھر اب۔ "الیکزینڈر جھکتے اس کے ہونٹ چومنے لگا"
تھا جب اس نے الیکزینڈر کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے ناں میں سر ہلایا۔
نہیں میرا وائٹ روز۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔ "الیکزینڈر نے لیل کی وہی"
انگلیاں چومتے ان میں اپنی انگلیاں الجھا دیں اور انہیں صوفے پر لیل کے
سر کے پاس پن کر دیا۔

وہ تڑپی تھی مگر الیکزینڈر آج اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ وہ اپنی جیلیسی
کا بدلہ لینا اچھے سے جانتا تھا۔

الیکزینڈر اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دبائے انہیں چوم رہا تھا۔ ان
کے رس نکالتے خود میں انڈیل رہا تھا۔

لیل سانسیں بھرتے اسے دیکھ رہی تھی جو اس کی سانسوں سے جیسے کھیل رہا ہو۔

لیل کی سانسیں اکھڑنے لگی جنہیں محسوس کرتے بھی الیگزینڈر نہیں رک رہا تھا۔

اس نے ایک ہاتھ سے لیل کا وہ گاؤن نیچے کرنا چاہا جب لیل تڑپتے اس کے ہاتھ تھام گئی۔

الیگزینڈر نہیں سمجھتا تھا مگر وہ جانتی تھی ان شدتوں کا نتیجہ کیا ہو گا۔ وہ ڈرتی بھی اسی سے تھی۔ ورنہ الیگزینڈر کو خود سے دور وہ مر کر بھی نہیں کر سکتی تھی۔

ایلیک نو۔ پلیز میں ٹھیک نہیں ہوں۔ "لیل کی بات پر جھکتے الیگزینڈر نے " اس کے کندھے پر دانت گاڑھے تھے۔ وہ تڑپتے اپنی چیخیں روکنے کے لیے ہونٹ دبا گئی۔ دونوں ہاتھوں میں الیگزینڈر کے کندھوں کا ماس دبوا لیا۔

وہ ان گزرتے سالوں میں مزید طاقتور ہو گیا تھا۔ اس کے چوڑے کندھے
مزید چوڑے ہوتے اسے پہلے سے زیادہ دلکش بنا گئے۔ اس کے بکھرے بال
جواب پونی میں قید ہوتے۔ اس نے بال بڑھا لیے تھے۔ داڑھی بہت ہی
سٹائل سے رکھ لی۔ وہ لیل کو خود میں گم رکھنے کے لیے سب کچھ کر سکتا تھا۔
یہ تو پھر خود کو جوان رکھنا تھا۔

مجھ سے جھوٹ سوچ سمجھ کر بولا کریں۔ "جیسے ہی وہ لیل کے کندھے سے"
اوپر ہوا وہاں سرخ اور نیلے نشان جگمگانے لگے۔
لیل آنکھیں بند کیے پڑی چل رہی تھی۔ وہ جانتا تھا وہ اب خود کو اس کی قربت
برداشت کرنے کے قابل نہیں سمجھتی۔

سکندر میں واقعی ٹھیک نہیں۔ پلینز سمجھو۔ "لیل فوراً سے بولی تھی۔"
الیکزینڈر مسکراتے اسے بانہوں میں بھرتے روم میں لے آیا۔ لیل اس کے
ارادوں کو سمجھتے ڈر رہی تھی۔

کیوں کیا ہوا ہے آپ کو؟؟؟... "اس نے الیگزینڈر کو بے بسی بھری نظروں سے دیکھا۔

وہ اگنور کرتے ڈریسنگ روم کی طرف چلا گیا۔ اور جب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں اس کی ہی ٹراؤزر شرٹ تھی۔

دو آپشن ہیں آپ کے پاس۔ یاں میرے ہاتھوں سے چینج کروالیں۔ یاں " پھر میرے ہاتھوں کا لمس برداشت کر لیں۔ دوسری صورت میں بھی چینج میں ہی کرواؤں گا۔ " الیگزینڈر نے وہ ٹراؤزر بیڈ پے رکھتے اس کے ہونٹ چومے۔

وہ آنکھیں پھاڑے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ کیوں اتنی ضد پر اتر آیا تھا۔ پہلے تو ایسا نہیں تھا۔

ایلیک.... ششش۔۔۔ کچھ مت بولیں۔ ورنہ ان ہونٹوں کو الفاظ کے " مطابق سزا ملے گی۔ موسیٰ نے جو کل کیا ہے وہ ابھی تک میں بھولا نہیں۔

آپ کی ایک دن کی دوری نے میرے وجود میں آپ کی طلب اس قدر بڑھا دی ہے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتیں۔ "الیکزینڈر کی سرگوشیاں وہ بھی بھاری آواز میں اس کے کان میں جا رہی تھیں۔ وہ اس کے کان پے پونٹ رکھے ساتھ وہاں اپنی داڑھی بھی رگڑ رہا تھا۔

وہ اس سے دور بھی نہیں ہو پار ہی تھی۔ اگر اسے علم ہوتا یہ سب یوں ہو گا وہ مر جاتی مگر الیکزینڈر سے دور نہیں جاتی۔

الیکزینڈر نے ہاتھ بڑھاتے لائنٹس اف کر دیں۔ اس کے ساتھ ہی گاؤن اس کے کندھوں سے سرکنے لگی تھی۔ اور سرکتے سرکتے اس کے وجود سے وہ بوجھ اتر گیا۔

الیکزینڈر نے اسے ہاتھ میں دبوچتے دور پھینکا تھا۔

آپ کے وجود پر قیمتی سے قیمتی لباس بھی میرے لیے کچھ نہیں۔ اس وجود کے اگے ہر لباس بے وقعت ہے۔ "وہ اب سمجھی تھی۔

یہ ساری جیلیسی اس کے وجود پر موجود اس گاؤں سے تھی۔ جو اس نے پھینک دی تھی۔

لیل اس کے ہاتھوں کے لمس پر ہونٹ دبائے پڑی تھی۔ ذرا سی وہ شرارت کرتا اور وہ سانس بھرتے تڑپ جاتی۔ الیگزینڈر کو وہ وہی لیل محسوس ہو رہی تھی جو اس کی قربت پہلی دفہ برداشت کر رہی ہو۔ جو نہیں جانتی ہو الیگزینڈر کس قدر جنونی نکلے گا۔

الیگزینڈر اسے اپنا ٹراؤز شرٹ پہناتے اپنے سینے پے لیٹایا۔ جو یوں سانسیں لے رہی تھی جیسے نا جانے کتنی مسافرتیں طے کر کے آئی ہو۔ لیل آپ کی طلب مجھے پاگل کر رہی ہے۔ کسی دن میرا ضبط جواب دے " جائے گا۔ پہلے بتا رہا ہوں خود کو تیار رکھیے گا۔ " الیگزینڈر سرگوشی کرتے اسے خود میں میچا۔

وہ چہرہ اس کے سینے میں چھپا گئی۔ جو سرخ پڑ رہا تھا۔

الیگزینڈر جھکتے اس کی گردن میں لمبی سانس بھری۔ وہ مزید پگھلنے لگی ہو جیسے۔

اس کی حالت دیکھتے الیگزینڈر نے خود پر قابو کیا۔

سو جائیں ورنہ آج بہت مشکل ہو جائے گی۔ "وہ ہاتھ اس کی گردن میں ڈالتے اس کے کندھے پر سر جمائی۔

موسیٰ موسیٰ ہے اور سکندر سکندر۔ موسیٰ کبھی سکندر کی جگہ نہیں آسکتا۔ "سکندر میری کل کائنات ہے اور موسیٰ اس کائنات میں بھرے رنگ۔ تم دونوں میرے لیے ضروری ہو۔" اس کے اعتراف پے الیگزینڈر کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

وہ اپنے ایلک کو ٹھنڈا کرنا جانتی تھی۔

الیگزینڈر اسے بیڈ پر ڈالتے خود اس کے اوپر پو گیا۔

میرے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔ اور ساتھ کہیں آپ صرف الیگزینڈر کی ہیں۔ "الیگزینڈر اس کے سینے پر سر رکھتے اس کو ہگ کیا۔

الٹا لیٹا وہ ادھے سے زیادہ لیل کے وجود پر پڑا تھا۔ لیل اس کے اتنی اسانی سے بخش دینے پے مسکراتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔

اس کی پونی نکال کر سائیڈ پے رکھ دی۔

لیل صرف الیگزینڈر کی ہے۔ وائیٹ روز اپنے بلیک کنگ کے بغیر ادھوری "ہے۔ اس کا وجود ایلک کے بغیر خاک ہے۔ لیل الیگزینڈر کے ہونے سے ہی زندہ ہے۔" الیگزینڈر کو یہ اعتراف سننا اچھا لگ رہا تھا۔

وہ الیگزینڈر کے بالوں میں انگلیاں چلاتے یہ الفاظ ہی دھرا رہی تھی۔ الیگزینڈر بھی سکون میں جا رہا تھا۔

لیل اچانک اپنی گردن پر گرم سانسیں محسوس کرتے ہاتھ روک لیے۔ اس نے نرمی سے الیگزینڈر کے ماتھے سے بال پیچھے کیے۔ ذرا سا جھکتے مشکل سے اس کا ماتھا چوما۔ پھر واپس سر تکیے پر رکھ گئی۔

اپنے وجود پر الیگزینڈر کے پہنائے کپڑے دیکھ وہ مسکرا دی۔

کبھی وہ موسیٰ سے جلتی تھی اور اجالیکزینڈر موسیٰ سے جل رہا تھا۔ وہ دونوں
اپنی ہی اولاد سے جلن محسوس کرتے یقیناً دودیاوانے ہی تھے۔ جنہیں اپنے
محبوب کے پاس اپنے وجود کا حصہ بھی گوارا نہیں تھا۔
اور وجود کا وہ حصہ بھی اپنے ماں باپ کے پاس کوئی چوتھا برداشت نہیں کر
سکتا تھا۔ ناجانے اب ان کی زندگی کس طرف مڑتی۔

^^^

خیام گھر میں داخل ہوتے سب سے پہلے منہا کے کمرے کی طرف گیا۔ انعم
اور رومان اس کی بے چینی پر بس ناں میں سر ہلا گئے۔ اس طرح بے چین رہنا
تھا تو اس سے اچھا تھا وہ ساتھ لے جاتا۔

خیام دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا تھا مگر نیچے پڑے منہا کے عباے پر نظر
جاتے ہی وہ تڑپ کر منہا کے وجود کے پاس آیا تھا۔

اس نے اس پاس نظر دوڑائی۔ کمرے میں کسی کے آنے جانے کے اثرات
نہیں تھے۔

کھڑکی بند تھی۔ بلکہ اندر سے لاک تھی۔ اور یہ لاک توڑ کر انا جانا اسان نہیں
تھا۔

انعم جلدی او۔ "خیام وہیں سے چیخا۔ اس نے منہا کے ماتھے پر ہاتھ رکھتے"
اس کا بخار چیک کیا۔ اس کا وجود تو جیسے گرمی چھوڑ رہا تھا۔ یوں تپ رہا تھا اس
کا وجود۔

انعم اور رومان اس کی آواز پر بھاگے آئے تھے۔ خیام نے عبایا سائیڈ کر دیا تھا۔
انعم منہا کو بہت تیز بخار ہے۔ جلدی سے ڈاکٹر کو کال کرو۔ وہ بے ہوش"
ہے۔ تم اسے کپڑے پہناؤ جلدی سسے۔ رومان فون نکالتے کال کرنے چلا گیا
جب خیام نے انعم سے کہا

وہ حیرت سے اسے دیکھتے منہا کا ڈریس نکالتے اسے کپڑے پہنانے لگی۔ مگر کپڑے پہناتے اس کے وجود پر نظر پڑتے ہی وہ رک گئی۔ وہاں جگمگاتا سرخ نشان وہ بھی دل کے مقام پر۔ وہ ٹھہر گئی۔

وہ ڈری تھی۔ اس نے خیام کی آواز پر ہوش میں اتے جلدی سے اسے عبایا نکال کر پہنایا۔ اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ وہ منہا کے ساتھ کچھ غلط ہونے کا سوچتے ہی کانپ گئی تھی۔

خیام اندر آیا۔ رومان ابھی تک باہر تھا۔

خیام۔۔۔ "خیام نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اسے خاموش کروایا۔" وہ ہوش میں آتے سب خود بتائے گی۔ ابھی تم اپنے منہ سے ایک لفظ بھی "نہیں نکالو گی۔ گھر میں کسی کے داخل ہونے کے نشان نہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے وہ کپڑے بدلنے لگی ہو مگر بے ہوش ہو گئی ہو۔ ویسے بھی اس نے دودن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔" خیام کی باتوں پر اسے وہ نشان یاد آیا۔

ابھی وہ بتاتی جب رومان ڈاکٹر کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ وہ چپ ہو گئی۔

داکٹر منہا کا چیک اپ کر رہی تھی۔ جبکہ انعم پریشان حال چہرہ لیے کھڑی تھی۔

یہ ٹھیک ہیں بس سٹریس کی وجہ سے بے ہوش ہو گئیں۔ اور انہیں ذرا باتھ " دلائیں۔ ان کا وجود بہت گرم ہو رہا ہے۔ ٹھنڈے پانی سے باتھ دینا ہے۔ اور سر پے اچھے سے پانی ڈالنا ہے۔ " وہ ڈاکٹر کی ہدایت سکون سے سن رہا تھا۔ انہوں نے ڈرپ سٹینڈ پر ڈرپ لٹکا دی۔ خیام یہ کام خود کر لیتا تھا۔ وہ ڈاکٹر بھی انہیں جانتی تھی۔ اسی لیے ڈرپ کی باقی چیزیں وہاں ٹیبل پر رکھ دیں اس کے بعد یہ ڈرپ لگا دیں۔ انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گیں۔ " وہ ڈاکٹر چلی گئی۔

خیام نے منہا کو چئیر پر بٹھاتے اسے واش روم میں چھوڑا۔ پھر انعم ہی منہا کے سر پے پانی ڈالتی رہی۔ اس کے کپڑے دوبار اسے بدلتے اس کا دھیان اس نشان پر گیا تھا۔ اب منہا کا وجود سردی سے ٹھٹھرنے لگا۔

اسے بیڈ پر ڈالتے خیاام نے ہی اس پے کسبل دیے۔ اس کے کمرے کا ہیٹرا بھی ان نہیں کیا۔ اس کے دانت بج رہے تھے۔

خیام نے کچھ دیر اس کا ٹمپر چر نار مل ہونے کے بعد اسے ڈرپ لگا دی۔ وہ دونس ماں بیٹا بھی لریشان سے اس کے پاس ہی بیٹھے تھے۔

وہ ٹھیک ہو جائے گی بابا۔ "رومان باپ کی بگڑتی حالت دیکھ رہا تھا۔"

خیام نے مسکراتے ہاں میں سر ہلاتے اسے زبردستی ارام کرنے بھیجا۔ انعم کا چہرہ وہ دیکھ سکتا تھا جس پر فکر تھی

خیام اٹھتے اس کے پاس آیا۔ وہ صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی اس کا ہاتھ تھامتے خیاام اسے دلا سے دینے لگا۔

خیام سب ٹھیک نہیں ہے۔ کپڑوں تک ٹھیک تھا مگر اس کے وجود پر "

دانتوں سے کاٹنے کا نشان ہے۔ "اس کی پریشان اور نرم آواز پر خیاام نے بیڈ پر لیٹی منہا کو دیکھا تھا۔

خیام میں مر جاؤں گیں۔ پلیز اسے کہیں ہوش میں آکر سب بتا دے۔""

انعم کو پر سکون کرتے خیام بیڈ پر اس کے سرہانے آیا

وہ سو رہی تھی۔ اب سکون کی نیند میں تھی۔ خیام نے جھکتے اس کا ماتھا چوما۔

پھر اس کا چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔ جیسے کچھ ڈھونڈ رہا ہو۔

اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑا منہا کا فون اٹھایا۔ اس میں ایسا کچھ نہیں تھا۔ وہاں

سارے لاک خیام کے نام کے تھے۔

نہ کوئی مسلسل کالز، نہ کوئی انجان نمبر نہ کوئی ایسا میسج جو اسے چونکا سکتا۔

اس نے فون واپس رکھا۔ انعم اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

سو جاؤ بیڈ پر۔ انعم کے پاس ہی۔ میں بھی یہاں ہی ہوں۔ کچھ نہیں ہوگا منہا"

کو۔ سب ٹھیک ہے۔ کوئی ہماری منہا کو چھو بھی نہیں سکتا۔ "خیام اسے بیڈ پر

منہا کے پاس لیٹایا۔ اس کا سر تھپکا۔ وہ پریشانی میں بھی نیند میں چلی گئی۔ خیام

نے اس کا ماتھا چوما۔

خود منہا کے سرہانے بیٹھتے اس کا سر دبانے لگا۔ جو ہوش میں آتے تناؤ میں بھی آرہی تھی۔

خیام نے ایک ہاتھ سے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔ وہ پر سکون ہو گئی۔ جیسے سمجھ گئی ہو اس کے ساتھ کون ہے۔

خیام اب اس بات کی جڑ تک جانے والا تھا۔ آخر یہ کون تھا جو اس کی بیٹی کے اس قدر پاس آگیا اور وہ جان بھی نہیں سکا۔

خیام اس کے سرہانے بیٹھا سوچوں میں گم ہی نیند میں چلا گیا۔

وہاں دوسرے کمرے میں پڑا رومان موسیٰ کو منہا کی حالت بتا رہا تھا جو پہلے سے ہی اس کی حالت سے واقف تھا۔

وہ جانتا تھا اب کیا ہوگا۔ اور وہی ہوگا جو وہ چاہتا تھا۔ وہ ہر چیز کو اپنے مطابق طے کیے بیٹھا تھا۔ اور وہ چیزیں اس کے مطابق ہی جارہی تھیں۔

موسیٰ دیوار پھلانگتے ہلکی سی سیٹی کی دھن پر اندرایا۔ وہاں وہ سامنے ہی
صوفے سے ٹیک لگائے منہ پھلائے تھی

موسیٰ جانتا تھا کیا وجہ ہے۔ وہ پھر بھی معصوم بنتے اس کے پاس آ بیٹھا۔
کیا ہوا؟؟؟..."موسیٰ کے پوچھنے کی دیر تھی۔ وہ غصے سے اسے صوفے پر
گراتے اس کے سینے پر بیٹھی اس کے بال ہاتھوں میں تھامے کھینچنے لگی۔
موسیٰ نے اس جنگلی بلی کے ہاتھ قابو میں کیے۔

اس تشدد کی وجہ بتائی جائے گی کہ نہیں؟؟؟..."اس کے شرارتی لہجے پر
وہ مزید مچلنے لگی۔

بے بی نائیٹ سوٹ میں وہ خود سے لا پرواہ تھی۔ موسیٰ مسکراتے اس کم سن
حسن کو دیکھ رہا تھا جو خود بھی نہیں جانتا تھا وہ کسی پر کتنا قہر ڈھا رہا ہے۔
تم جھوٹے ہو۔" اس کی آنکھوں میں نمی چمکی۔ موسیٰ نے اسے اپنے سینے پر
گرا لیا۔ اس کے بال سائیڈ کرتے وہ ان میں انگلیاں چلانے لگا۔

جھوٹا نہیں ہوں۔ بس کچھ سچ چھپائے ہیں۔ جب تم میرے پاس آ جاؤ گی " جان جاؤ گی تم کیا ہو؟؟؟ اور تمہاری میری زندگی میں کیا حیثیت ہے۔ " موسیٰ کی باتوں پر نہیں بلکہ وہ اس کے لمس پر پھگکنے لگی تھی۔

پھر اچانک کچھ یاد آتے اس نے اوپر ہوتے موسیٰ کی کالر پکڑی۔

تم اور کسی کے اتنا پاس نہیں جاؤ گے۔ کسی کو یوں سینے پر لیٹا کر نہیں سلاؤ " گے۔ اور نہ ہی اسے جھلاؤ گے۔ " وہ اپنی نادانیوں میں سوال کر رہی تھی۔ نہیں جانتی تھی ان کے مطلب کیا ہیں۔ یاں شاید انجان بن رہی تھی۔

یہ معصومیت دیکھنا فضول ہے۔ میں ویسے ہی اپنی وائٹ کا دیوانہ ہوں۔ " کسی اور کی اتنی اوقات ہی نہیں وہ وائلڈ کنگ کے دل پر راج کر سکے۔ تم اس دل کی ملکہ ہو۔ " موسیٰ کی باتوں پر وہ خوش ہوئی تھی۔ جس کے نتیجے میں اس نے موسیٰ کی گال پر ہونٹ رکھے۔

موسیٰ نے اس کی کمر میں موجود ہاتھ سے اسے خود میں گم کرنا چاہا جب وہ سسکی۔ موسیٰ کی پکڑ کافی سخت تھی۔

میرے کپڑے نکالو میں فریش ہونے جا رہا ہوں۔ "موسیٰ جلدی سے اس" سے دور ہوا۔ موسیٰ نے اسے ٹھیک سے صوفے پر بیٹھایا اور خود واشروم میں چلا گیا۔

پیچھے اس نے ہونٹ دباتے مسکراہٹ روکی۔

میراوائٹڈ کنگ۔۔۔ "وہ اس نام پر خود میں گدگدانے والے لمس پر" شرماتے اس کے لیے کھڑے نکالنے لگی۔

اس کی الماری میں ہی دیوار کے پیچھے ایک اور الماری تھی۔ اس نے وہاں سے موسیٰ کے لیے ٹراؤزر شرٹ نکالا۔ وہ دروازے کے ساتھ ہینگ کرتے وہ خود بیڈ پر آکر لیٹ گئی۔

موہاں موسیٰ شاور کے نیچے کھڑا ٹھنڈے پانی سے نہار ہاتھا۔ باہر بیٹھی وہ لڑکی اس کے وجود میں اپنی طلب بھر تو دیتی تھی لیکن اگر وہ یہ طلب نکالتا تو وہ تڑپ جاتی۔

موسیٰ کافی دیر وہاں کھڑا رہا۔ شاور کا ٹھنڈا پانی اس کے سر کے بالوں سے ہوتے نیچے جا رہا تھا۔

وقت کا خیال کرتے اس نے شاور بند کر دیا۔ کھینچ کر ٹاول نکالتے اس نے اپنا کسرتی سینہ اور جسم خشک کیا۔ ہاتھ بڑھاتے دروازے سے کپڑے لیتے پہنتے وہ باہر آیا۔

شرٹ اس نے نہیں پہنی تھی۔ یوں ہاتھ میں پکڑ کر باہر لے آیا۔
بالوں میں ہاتھوں سے ہی کنگھی کرتے وہ اپنی وائٹ کے پاس آلیٹا۔
بڑی ہو جاؤ جلدی سے۔۔ ورنہ میں نے کیا تو بہت بچھتاؤ گی "موسیٰ اس کی"
گال پر نرمی سے ہونٹ رکھتے دانتوں سے ہلکا سا کاٹا۔
وہ سسکتے مزید اس کے ساتھ جڑ گئی۔

اسے یقیناً اس کے برہنہ سینے پر سونے کی عادت تھی۔ اسی لیے سکون سے لیٹی تھی۔۔

نہیں مجھے تمہارا بچہ بن کر رہنا ہے۔۔۔" اس کی بات پر موسیٰ نے لائٹس "

مزید ڈم کرتے اسے بیڈ پر گراتے خود اس پر سایہ کیا۔

اس نے بس موسیٰ کے کندھوں پر ہاتھ رکھا۔ اس کے مسلز کو چھوتے

محسوس کرنے لگی مگر مزاحمت یاں شرم کچھ نہیں تھا۔

مگر مجھے تمہیں بیوی بنانا ہے۔ پھر ہم دونوں کے بچے ہوں گیں۔ "موسیٰ"

کے بات پر وہ آہستہ آواز میں کھلکھلائی۔

کتنے بچے؟؟... "وہ موسیٰ کی ہلکی آتی داڑھی پر ہاتھ سے لکیریں کھینچتے پوچھ "

رہی تھی۔ موسیٰ ضبط کرتے اس کے ساتھ لیٹتے اسے اپنے سینے پر ڈالا۔

جو اس کے کسی عمل پر مزاحمت نہیں کرتی تھی۔

بارہ بچے۔ جو ہر وقت تمہارے آس پاس رہیں۔ تمہاری حفاظت کر "

سکیں۔ "وہ سنتے منہ کھول گئی۔

موسیٰ یہ بہت زیادہ ہیں۔ ایک بچہ نو ماہ میں آتا ہے۔ اس طرح تو میں بوڑھی "

ہو جاؤ گیں بچے پیدا کرنے میں ہی۔ "وہ جیسے ابھی سے پریشان ہو گئی تھی۔

موسیٰ مسکراہٹ دباتے اسے دیکھا۔

کوئی بات نہیں۔ ہم ایک ساتھ دو دو تین تین ٹرائے کر لیں گیں۔ "وہ"

ایسے کہہ رہا تھا جیسے سب اس کے ہاتھ میں ہو۔

تمہارا مطلب ہے ٹوینز اور ٹریپلٹ۔۔۔ "اب اس کے ہونٹوں پر"
مسکراہٹ تھی۔

جیسے تمہارے دونوں باڈی گارڈ سیم ہیں۔ ہمارے بچے بھی ویسے سیم ہوں "
گیں یا ہو۔۔۔۔۔ "وہ خوش ہوتے موسیٰ کی گال چھوتے اسے بھی خوش کر
گئی۔

وہ شایان اور شان کو موسیٰ کے بادی گارڈز ہی کہتی تھی جس سے موسیٰ کو کوئی
مسئلہ نہیں تھا۔۔۔

ہاں ویسے ہی مگر فلحال تم سو جاو۔ صبح سکول بھی جانا ہے تم نے۔ "موسیٰ"
پیار سے اس کا سراپنے سینے پر رکھا۔

وہ تو بچوں کا سوچ خوش ہو رہی تھی۔ موسیٰ اس کے چہرے کی مسکراہٹ کا
صدقہ اس کے ہونٹ چوم کر اتار تھا۔

وہ یقیناً کچھ زیادہ ہی خوش تھی۔ موسیٰ کے پیچھے ہوتے ہی اس نے خود بھی
جھکتے موسیٰ کے ہونٹ چوم لیے۔ موسیٰ اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے
خود سے دور کیا۔

بری بات۔ ابھی یہ سب ٹھیک نہیں۔ میں نے بتایا تھا۔ "وہ کان پکڑتے"
اس کی گال چوم کر معافی مانگ رہی تھی۔

اس کا معافی مانگنا بھی موسیٰ پر ہی بھاری تھا۔

اس کا سر اپنے سینے پر رکھتے موسیٰ نے اب اپنا ہاتھ اس کے بالوں میں ڈال
دیا۔

اس کے بالوں میں چلتے ہاتھ سے وہ خنودگی میں جانے لگی۔ ویسے بھی وہ تھک
چکی تھی۔ موسیٰ کے ساتھ ان حرکتوں کے بعد تو اسے ویسے ہی شدید نیند اتی
تھی۔

وہیں موسیٰ کی نیندیں وہ حرام کر چکی تھی۔ خود وہ ہونٹ کھولے نیند میں گم تھی۔

موسیٰ کا بس چلتا تو ابھی اسے جھنجھوڑ دیتا کہ اٹھو اور برداشت کرو اس آگ کو جو تم نے جلائی ہے مگر ابھی ایسا ممکن نہیں تھا۔

اس کی عمر اور اس کا پلان دونوں اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اگر اس کی عمر کا مسئلہ نہیں ہوتا تو پلان کو وہ آگ میں جلا بھی دیتا مگر یہاں زیادہ اس کی عمر ہی وجہ تھی۔

وہ چھوٹی سی چڑیا کی طرح تھی۔ اس کی قربت برداشت کرنے کے قابل ابھی تو بالکل بھی نہیں تھی۔ اس کے لیے ابھی وقت درکار تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا اس کا بنایا پلان کیسے فیل ہوتا اور کیسے عمروں کا فرق وہ سیکنڈز میں ختم کر دیتا۔ اور اسے بھی علم نہیں رہتا۔

وہ ابھی بس اپنے پلان کو کامیاب بنانے میں مصروف تھا۔ نہیں جانتا تھا جو آفت اس کی بانہوں میں پڑی ہے وہ اس کا پر پلان ختم کر دے گی۔

وہ دوسروں کو اپنے پلان کے مطابق چلا رہا تھا۔ یہاں اس کی اپنی زندگی اس کے پلان کو آگ میں جھونک دیتی اور وہ دیکھتا ہی رہ جاتا۔

موسیٰ اس کے ہونٹ چومتے نرمی سے ان پر کاٹا۔ وہ مسکراتے ویسے ہی پڑی رہی۔ موسیٰ اپنی قربت پر اس کے ہونٹوں پر کھلتی خوشی دیکھ جھکتے دوبار اس کے ہونٹ چومے۔

اس دفہ وہ کسمسائی۔ اور ساتھ ہی کروٹ اس کی طرف بدلتے اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔

وہ جانتی تھی اس سے بچنے کے لیے پناہ بھی اسی میں ڈھونڈنی ہے۔ ورنہ بچپنا ناممکن ہی ہے۔ وہ واقعی موسیٰ کو اس کے ارادوں میں ناکام کر دیتی تھی۔

موسیٰ نے سانس بھرتے اس کے وجود کو خود میں چھپاتے خود بھی انکھیں موند لیں۔ صبح اسے ایک اور کام کرنا تھا۔ جو کرنا اس وقت بہت ضروری تھا۔ وہ موسیٰ کو انکھیں بند کرتے محسوس کر مسکرائی۔ نرمی سے ہونٹ اس کے برہنہ سینے پر رکھے۔ وہ سوئی نہیں تھی۔ بس ویسے ہی بھاری سانسیں لیتے

پڑی رہی۔ موسیٰ سب کو چکے دیتا تھا اور اس کی وائیٹ اسی کو چکے دے رہی تھی۔ جس کے بارے میں وہ جانتا بھی نہیں تھی۔ وہ مسکراتے اب خود بھی سونے لگی۔ جانتی تھی اب وہ ضبط کرتے سو رہا ہے۔ سو ہی جائے گا۔

^^^

ہانیہ کالج گراؤنڈ میں بیٹھی تھی جب رومان اس کے پاس ا بیٹھا۔ اس نے منہ بناتے اسے دیکھا۔ رومان بس سوچ کر رہ گیا یہ لڑکی کیا ہے اور اس کی اس ٹیڑھے منہ والی سے کیسے بنے گی۔ مگر موسیٰ کے لیے برداشت تو کرنا تھا۔ صرف موسیٰ بھائی کے کہنے پر ہاں کی ہے۔ اب خود کو کوئی توپ چیز سمجھنے "مت لگ جانا۔ تم سے ڈرتی ورتی نہیں ہوں میں۔" اس کا جی چاہا کہ دے بس کر دے بہن مگر بیٹھا رہا۔

وہ دونوں اردو میں بات کر رہے تھے۔ وہاں باقی سب ان کی زبان نہیں سمجھ سکتے تھے۔

وہ دونوں کیا بس ہانیہ بول رہی تھی رومان بیچارا تو اسے سن رہا تھا۔
زبان کا استعمال کم کیا کرو۔ "وہ کہتے اٹھ گیا۔ پیچھے وہ غصے سے اس کی پشت"
کو گھور کر رہ گئی۔

وہ اس قدر شک میں تھی اس کی بات کا جواب بھی نہیں دے سکی ورنہ اسے
ضرور بتاتی۔ وہ زبان کا کتنا استعمال جانتی ہے
ہانیہ باقی کی کلاسز لینے کے بعد ڈرائیور کے آنے پر گھر چلی گئی۔ پیچھے رومان
اس بولتی طوطی کے ہمیشہ ہمیشہ اپنی زندگی میں آنے کا سوچتے بس خود پر ضبر ہی
کر سکا۔

میرے بھائی کو شش فضول ہے۔ وہ سنتی ہی نہیں ہے۔ بس بولتی جاتی ہے "
پٹر پٹر۔ "آخری لفظ اس نے موسیٰ سے ہی سیکھا تھا۔ وہ مسکرا دیا۔
وہ سب اس کی ایسی زبان سے چڑتے تھے۔ اب خود بھی وہی زبان بولنے
لگے۔

سن لے گی تمہیں بھی۔ سکون کرو۔ بھول مت جانا میری بہن ہے۔"

موسیٰ کا لہجہ اور ننگ دینے والا تھا۔

اس نے منہ بگاڑا۔

اپنی اصلی ایک نمبر کی بہن کا بھی حال چال معلوم کر لیں۔ "موسیٰ کا جی چاہا" وہ سامنے ہو تو اسے ایک لگا دے۔

وہ میری بہن نہیں ہے۔ اور حال چال تو اچھے سے معلوم کریں گیں۔ "آخر" میں اس کا لہجہ زو معنی ہو گیا۔ وہ اب بس منہ پر فاتحہ پڑھ سکتا تھا۔

ورنہ منہ کی اس حرکت کے بعد جو جو کچھ موسیٰ اس کے ساتھ کر چکا تھا وہ قبر تلے ہی چلی جاتی تو اس کے لیے بہتر تھا۔

میری تو نہیں مگر تمہاری ایک نمبر کی بہن ہے۔ "رومان نے منہ بگاڑا۔"

اس ایک نمبر کی بہن کی وجہ سے دو ماہ خوار ہوا ہوں۔ اب تو زہر لگتی ہے"

مجھے وہ۔ "ادھر موسیٰ حارث کے ساتھ بیٹھا تھا اسے اگلے بندے کو اٹھانے کا کہتے وہاں سے اٹھ گیا۔

"پھر بھی ہے وہ تمہاری بہن ہی۔"

موسیٰ مزید اس کی سنے بغیر کال کاٹ دی۔ وہ بھی کندھے اچکاتے موبائل
پاکیٹ میں ڈالتے پارکنگ میں آیا۔ جہاں اس کی گاڑی کھڑی تھی۔

^^^

منہا بھاری آنکھیں کھولتے اپنے ہاتھ میں دبے ہاتھ کو دیکھا۔ پھر مسکراتے

سرہانے جہاں خیام بیٹھا ہی سو رہا تھا۔

اس نے دوسری طرف دیکھا جہاں انعم سو رہی تھی۔

اس نے باپ کا ہاتھ چوما۔ وہ فوراً سے اٹھ گیا۔

اٹھ گیا میرا بچہ۔ "خیام اس کا ماتھا چوما۔ وہ مسکرائی۔"

اب کیسی طبعیت ہے؟؟ کمزوری تو نہیں محسوس ہو رہی۔ "اس نے ناں"

میں سر ہلایا۔ خیام اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

کچھ کھانے کو لاؤ؟؟ سوپ یاں کچھ۔؟؟ "وہ ناں میں سر ہلاتے اٹھ کر خیام"
کے کندھے پر سر رکھتے بیٹھ گئی۔

"I love you Baba. I can't live without
you." Me too

خیام نے اس کا ماتھا چومتے جواب دیا۔
انعم بھی ان کی آوازوں پر اٹھ گئیں۔

ان دونوں باپ بیٹی کو باتیں کرتے دیکھ وہ مسکرائی۔

میں سوپ لاتی ہوں۔ تم اپنے بابا سے باتیں کرو۔ "وہ فلحال سب بھول"
گئی۔ منہا کے سینے پر نشان سب ہی۔

خیام انعم کے جانے پر منہا کا ہاتھ پکڑتے چوما۔ پھر اس کا ماتھا چیک کیا۔ اسے
اب بخار نہیں تھا۔ اب وہ کافی بہتر تھی۔

بیمار کیوں ہو گئی تھی؟؟... "خیام سیدھی بات نہیں پوچھ سکتا تھا۔"

آپ بات نہیں کر رہے تھے۔ ماما بھی نہیں بلارہی تھیں۔ "منہا کی آواز نم" ہوئی۔

اس کے علاوہ اور کوئی وجہ تو نہیں؟؟؟.. "منہا نے باپ کے لہجے پر غور کیا۔"

نہیں۔ "وہ جانتی تھی اس کا باپ کیا سوچ رہا ہے۔ پھر بھی جھوٹ بول گئی۔" خیاام اس کے جھوٹ پر بھی یقین کر لیتا تھا۔ اس نے ابھی بھی دوبارہ نہیں پوچھا۔

انعم کے سوپ لانے پر اسے پلاتے خیاام افس جانے کے لیے تیار ہونے لگا۔ انعم اس کے پاس کمرے میں آئی۔

انعم اس سے کچھ مت پوچھنا۔ وہ نہیں بتائے گی۔ صرف بہانہ دے گی۔ "میں خود سب معلوم کر لوں گا۔" وہ ٹائی پہنتے اسے بتانے لگا۔

وہ پوچھنا تو چاہتی تھی مگر خیاام کے منع کرنے پر اب پوچھ بھی نہیں سکتی تھی۔

فکر نہیں کرو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں اب جلد منہا کی شادی کا بھی " کچھ سوچوں گا۔ ایک دولٹر کے میری نظر میں ہیں۔ اچھے ہیں خود بھی اور کاروبار بھی اچھا۔ اپنی فیملی میں پڑے گی تو لیل بھا بھی کے بارے میں بھی سب سمجھ جائے گی۔ "خیام کی بات اسے درست لگی۔

خیام کوٹ پہنتے اس کا ماتھا چوما۔

منہا کی شادی میں اب جلد از جلد کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی شادی میں دیری " سب کے لیے مسئلہ کھڑا کرے گی۔ "پہلے خیام منہا کی مرضی کے بغیر شادی کے حق میں نہیں تھا۔ ورنہ وہ تو چاہتی تھی منہا کی شادی ہو جائے۔ اب خیام کے بھی کہنے پر وہ مسکراتے ہاں میں سر ہلا گئی۔

اپنا اور منہا کا خیال رکھنا۔ کوئی بھی گھر میں آئے تو مجھے بتانا۔ منہا باہر نہ " جائے۔ "انعم نے سب باتوں کے لیے ایک ہی جی کہا تھا۔

خیام مسکراتے اسے تسلی دیتے بریف کیس پکڑا۔

انعم اسے گیٹ تک چھوڑنے لگی۔

اس کے جاتے ہی گارڈ نے گیٹ بند کر دیا۔
انعم واپس آگئی۔

منہادواکھانے کے بعد پھر سو گئی تھی۔

انعم نے ڈاکٹر کو ایک دفہ پھر منہا کو چیک کرنے کے لیے بلایا۔ گارڈ نے ڈاکٹر کو بغیر خیام سے اجازت لیے اندر نہیں جانے دیا۔ شاید وہ انہیں بھی بتا کر گیا تھا۔

ڈاکٹر اسے چیک کرتے مزید ایک ڈرپ لگا دی۔ انعم مسکراتے اس ڈاکٹر سے منہا کی کنڈیشن ڈسکس کی۔

جو اسے پر سکوں کرتے بس منہا کی ڈائٹ کا خیال رکھنے کا کہتے چلی گئی۔

وہیں منہا بیڈ سے ٹیک لگائے اپنی سوچوں میں گم تھی۔

اس وقت وہ لیل کو نہیں بلکہ خود کو سوچ رہی تھی۔

وہ جانتی تھی اپنے باپ کو۔ اب وہ اس کی شادی پر زور دے گا۔ مگر وہ نکاح پر نکاح نہیں کر سکتی تھی۔

اور اگر اس سکی کو بتایا تو وہ اس کی جان کو اے گا۔ اگر باپ کو بتایا تو وہ دونوں ہاتھوں سے خوشی خوشی اسے رخصت کرے گا۔

اسے دونوں صورتیں ہی منظور نہیں تھیں۔

اسے بس اپنی ماسی واپس چاہیے تھی۔ کوئی شادی نہیں کرنی تھی اسے۔

وہ اب اسی کے متعلق سوچ رہی تھی۔ جس سے بغیر کسی کے علم میں اے

اسے طلاق بھی مل جائے اور اس کی شادی بھی نہ ہو۔ وہ نہیں جانتی تھی اس کی قسمت کس طرف موڑ لینے والی ہے۔

مگر وہ اپنے رستوں میں خود ہی کاٹنے بچھانے والوں میں سے تھی۔

اس کی یہ حرکتیں اس کی ہی منزل کو جاتے رستوں کو خاردار بناتیں۔ جو اس

کے لیے مشکل ہی کھڑی کرتا۔ مگر وہ یہ نہیں سوچ رہی تھی۔ یا سوچنا ہی

نہیں چاہتی تھی۔

کیا دیکھ رہے ہو؟؟؟" لیل اونچے ہوتے اس کے روبرو آئی۔
جو اسے ہی نہار رہا تھا۔ الیگزینڈر نے مسکراتے اس کے ہونٹ چومے۔
نہایت نرمی سے۔ وہ بھی مسکرا دی۔

دن بدن خوبصورت پوتی جا رہی ہیں۔ میری محبت کا کمال ہے یاں پھر میری"
آنکھوں کا فتور؟؟؟..." الیگزینڈر کے لہجے میں سوال تھا۔

لیل اسے گھورتے اس کی گال پر دانتوں سے کاٹا۔ وہ اس کے کندھے کی پچھلی
سائیڈ پر ہاتھ رکھے اسے جیسے اکسارہا تھا۔ مزید زور سے کاٹنے کے لیے۔
لیل فتح خیز نظروں سے اسے دیکھتے مسکرائی۔

میں ہوں ہی خوبصورت اور میں پہلے دن سے خوبصورت ہوں۔""
الیگزینڈر کے ہونٹوں پر مسکان ابھری۔

وہ واقعی پہلے والی لیل بن گئی تھی۔ اس سے مقابلہ کرتی۔

اور میرے بارے میں کیا خیال ہے؟؟... "الیکزینڈر کے انداز سے اسے"
اپنی حرکت کا احساس ہوا۔ مگر جواب بھی تو دینا تھا۔

تم پہلے بھی بوڑھے تھے۔ اب بھی بوڑھے۔ "اپنی طرف سے اس نے"
بہت اچھا جواب دیا تھا۔

اور یہ بوڑھا اس جوان خوبصورت لڑکی کو پل میں زیر کر سکتا ہے۔ "لیل کا"
ہنستا لہجہ مدہم پڑا۔

الیکزینڈر اسے اپنے نیچے دباتے خود اوپر تھا۔ اس نے الیکزینڈر کے برہنہ
کندھوں پر ہاتھ رکھے۔

سکندر تمہیں افسس جانا ہے۔ ٹائیٹم ہو گیا ہے۔ "الیکزینڈر کی آنکھیں صاف"
بول رہی تھی۔ "یہ بہانہ فضول ہے۔" وہ پھر بھی اسے انہیں نظروں سے
دیکھتی رہی۔

جارہا ہوں۔ مگر کب تک بچے گئیں۔ ایک دن تو اس شیر کے شکنجے میں آپ"
کی گردن آہی جائے گی۔ "وہ لیل کی گردن پر کاٹتے دور ہوا۔

وہ سسکتے اسے گھورنے لگی جسے سرگوشیوں سے فرصت نہیں تھی۔
لیل کی جان پر یہ سرگوشیاں بھی بھاری تھیں۔ آخر کو وہ بوڑھا شخص اس کے
دل و جان کا حکمران تھا۔

میں کھانا بنارہا ہوں۔ جلدی فریش ہو کر نیچے آئیں۔ ویسے فریش ہونے والی"
کوئی بات ہوئی تو نہیں رات کو۔" الیگزینڈر کے جملے پر وہ آنکھیں زور سے
میچ گئی۔

مگر جب کھولیں الیگزینڈر وہاں نہیں تھی۔ وہ یقیناً نیچے چلا گیا تھا۔ وہ بھی
فریش ہونے چلی گئی۔

^^^

خیام ہمیں ہانیہ کا رشتہ مانگنے بھی جانا تھا۔" انعم کے یاد کروانے پے اس نے"
ما تھا مسلّا۔

سو سوری یار میں بھول گیا تھا۔ تم تیاری کرو۔ منہا بھی ہمارے ساتھ چلے"
گی وہاں اور کل منہا کو دیکھنے لڑکے والے آرہے ہیں شام کو۔ تیاری کر لینا

اس کی بھی۔ مجھے یاد نہیں تھا ورنہ میں انہیں کل کا وقت نہیں دیتا۔" وہ ذرا فکر مند تھا۔

انعم پاس اتے اس کا بازو تھا متے اس کے مسلز پر ہونٹ رکھے۔

ٹینشن مت لیں۔ ہو جائے گا سب۔ اور رومان بھی میری مدد کروادے گا۔" آپ بھی ہیں۔ اور جہاں خيام ہو وہاں انعم ٹینشن نہیں لیتی تو خيام کیوں لے رہا ہے؟؟؟..." اس نے مسکراتے لہجے میں پوچھا تھا۔

خيام مسکراتے جھکتے ہلکا سا بوسہ اس کے ہونٹوں کا لیا۔ وہ انج بھی سرخ پڑ گئی۔ وہ مسکرا دیا۔

میں فریش ہو جاؤں پھر چلتے ہیں۔ تب تک منہا کو بھی تیار ہونے کا بول۔" دو۔" خيام اس کا ماتھا فریش ہونے چلا گیا۔

انعم بھی منہا کے روم کی طرف آئی۔ رومان تو نا جانے کہاں نکلا تھا۔ ویسے بھی ان کا ارادہ نہیں تھا اسے ساتھ لے جانے کا۔

منہا اب کیسی طبیعت ہے؟؟... "وہ جو موبائل پے مصرف تھی چونکی۔"
انہیں دیکھتے اس نے موبائل پاس بیڈ پر اوندھ دیا۔

ٹھیک ہوں ماما۔ اب تو کافی بہتر لگ رہا ہے۔ "انعم مسکراتے اس کی الماری
میں کپڑے دیکھنے لگی۔

وہ اپنی ماں کو الماری کھولتے دیکھنا سمجھی سے انہیں دیکھا۔

انعم نے ایک نیلے رنگ کا عبا یہ نکالا جو بالکل سادہ تھا۔ بس اس کے بازوؤں پر
ٹسلز لگے تھے۔ گلے پے ہلکی ہلکی کڑھائی جو اسے دلکش بنا رہی تھی۔

چلو پھر جلدی سے تیار ہو جاؤ۔ ہم رومان اور ہانی کی بات پکی کرنے جا رہے ہیں
"انڈم نے انہیں حیرت سے دیکھا۔

کسی کی سرگوشی یاد آئی۔ وہ جانتی تھی وہ مزاق نہیں کرتا مگر اسے یقین نہیں
تھا وہ بات سچ ہوگی۔

مگر ماما کیوں؟؟ رومان کے لیے کوئی اور لڑکی بھی تو ہو سکتی ہے۔ "وہ بس" موسیٰ کی پسند کی ہوئی لڑکی اپنے گھر میں نہیں چاہتی تھی۔ مگر اب اس کے چاہنے سے کیا ہوتا تھا۔

وہ ان سب کے دماغوں سے کھیلنے اپنی مرضی ان میں ڈال چکا تھا۔ اب وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی سوائے صبر اور غصے کے۔

مگر ہانیہ میں کیا برائی ہے۔ اچھی خاصی لڑکی ہے۔ رومان کو بھی پسند ہے۔ "اس نے ہاتھوں کی مٹھیاں بناتے کھولیں۔

ایک تو یہ موسیٰ کا چچہ۔ بس نہیں چلتا اس کے سامنے بیٹھ کر دم ہلانے لگے۔ وہ صرف سوچ سکی۔ اپنی ماں کے سامنے یہ کہہ نہیں سکتی تھی۔ ورنہ ابھی جو پیار اس کے لیے اڈ رہا تھا سارا غصے میں بدل جاتا۔

تیار ہو جاؤ جلدی۔ تمہارے بابا کا حکم ہے۔ "وہ مجبوراً بھاری قدموں سے" اٹھی ورنہ موڈ تو نہیں تھا جانے کا۔

خیام نے نہ کہا ہوتا تو وہ منع تو ضرور کر دیتی۔۔

وہ منہ بناتے ہاتھ لینے چلی گئی۔ انعم اپنے کمرے میں۔

منہا اپنے کے سامنے کھڑی تھی۔ وہاں نظر آتا عکس تو اس کا تھا مگر وجود پر تو جیسے کوئی اور چھایا ہو۔

اس کے سینے کا نشان تو یہ ثابت کرنے پے تلا تھا وہ اپنی گلو لڈن نائٹ منا کر آئی ہے۔

اسے اس شخص کے وجود کی گرمی یاد آئی۔ اس کی سرگوشیاں۔

اس نے ہاتھوں سے اپنے ہونٹ چھوئے وہ انہیں کی تو تعریف کر کے گیا تھا۔ وہ ان نرم ہونٹوں کو یوں ہی مسلنے لگی جیسے اس نے مسلا تھا۔ یہ بے خودی میں کیا جانے والا عمل تھا مگر اس کے تو جیسے وجود میں کرنٹ دوڑ گیا تھا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ نیچے کر لیا۔ وہ گھبراتے اس پاس دیکھنے لگی۔ جیسے وہ یہیں

کہیں کھڑا اس

اسے مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا ہو۔

اس میں تو اتنی ہمت نہیں تھی انعم سے یہ پوچھ لے اس کے کپڑے کس نے
بدلے تھے۔ وہ اچھے سے جانتی تھی پھر شرمندگی اس کے حصے میں ہی آتی۔
خیام کا رویہ اور انداز یہ صاف بتا رہے تھے وہ ان کے بارے میں جانتا ہے۔
اور یہ بھی کہ ان کے جانے کے بعد اس روز کوئی گھرایا تھا۔

اس کے انکار کے بعد وہ منہا سے کچھ نہیں پوچھتا مگر سچ تک ضرور پہنچ جاتا۔
وہ اپنے باپ کو سچ تک نہیں پہنچنے دے سکتی تھی۔ مگر اپنی ماں کی نظروں کا کیا
کرتیں۔

ان کا خاموشی سے ایک ٹیوب پکڑاتے چلے جانا ہی اسے شرمسار کرنے کو کافی
تھا۔ پھر اس نشان پر ٹیوب لگاتے اسے دیکھنا تو جیسے ان لمحات کو تازہ کر دیتا۔
وہ چاہتے بھی اس کی اس قدر قریبی بھول نہیں پار ہی تھی
یہ اس کی خواہش نہیں تھی مگر پھر بھی وہ بہکنے لگی تھی۔ اس کی یادوں اور
لمس میں۔ اس کے علم میں لائے بغیر۔

جو ناجانے کیا نتیجہ نکالتا کیونکہ یہ تو طے تھا وہ شخص ظالم ہی رہتا۔ اور وہ ظالم جب اپنا ظلم اس پر اترتا تو وہ کتنا برداشت کرتی۔

اس کی چند گھنٹوں کی قربت نے اس کا اتنا برا حال کیا تھا۔ وہ تو سوچ کر پاگل ہو جاتی اگر وہ اس رات مکمل اس میں اتر جاتا تو اس کا کیا حال ہوتا؟؟؟
وہ تو ہاسپٹل ہی پہنچ جاتی۔ وہ سوچتے کپکپاتی۔ اسے سوچنا بھی اس کی جان نکال دیتا تھا۔ اب سامنا کرنا ناجانے کیسا ہوتا۔

اسے خود کی حرکت پر غصہ آیا۔ وہ یہ کیوں سوچ رہی تھی۔
اسے لیل کے بارے میں سوچنا تھا۔ اس دو غلے شخص کے بارے میں نہیں سوچ سکتی تھی۔

جو ایک نام جاننے کے لیے اس کے اس قدر پاس آیا۔ اس کی اجازت بھی نہیں لی۔ بس اپنی من مانیاں کرتے اسے بیمار کر دیا۔
وہ تنفر سے سوچتے فریش ہونے لگی۔

تم جب پاس نہیں ہوتے سمجھ ہی نہیں اتی کیا کر رہی ہوں۔ "الیکزینڈر نے"
اسے داد دیتی نظروں سے دیکھا۔

جو اپنی ان رومانٹک باتوں سے اسے اس موضوع سے ہٹاں ماچا ہتی تھی۔

اچھا ابھی تیار ہو جائیں۔ ہمارا کھانا فرقان کی طرف ہے۔ خیام بھی وہیں آرہا"
ہے۔ "لیل کو اس کی باتوں سے کچھ اندازہ ہو گیا آخر کیا بات ہے۔

وہ پوچھنا تو چاہتی تھی اب منہا کیسی ہے مگر ہمت نہیں تھی۔ کیونکہ جانتی تھی
پھر اس کا بلیک کنگ والا موڈ ان ہو جائے گا۔ جو نہیں دیکھے گا سامنے کون
ہے۔

الیکزینڈر اس کو ہلتے نہ دیکھ خود ہی اسے گود میں اٹھاتے روم میں لایا۔ لیل
بھی بغیر مزاحمت کے اس کی بانہوں میں پڑی رہی۔ جیسے ہی الیکزینڈر نے
اسے نیچے اترتے الماری میں سے گاؤن نکال کر دیا۔ وہ اسے تھامتے اس کے
نزدیک ہوئی۔

“Thank you for being mine. You are only
and only mine.”

الیکزینڈر کے سینے پر ہونٹ رکھے سرگوشی کرتے وہ جلدی سے بھاگ گئی۔
وہ جو انکھیں بند کیے اس کے الفاظ سن رہا تھا خاموشی پر بس ناں میں سر ہلاتے
ڈریسنگ روم میں تیار ہونے چلا گیا۔

خیام سیدھا وہاں اتا۔ وہ بھی یہاں سے وہیں جا رہا تھا۔

^^^

فرقان کے گھر خیام پہلے پہنچ چکا تھا۔ الیکزینڈر وہاں پر منہا کودیکھ بھی
تاثرات کر قابو کر گیا۔ لیل الیکزینڈر کی وجہ سے منہا سے بھی نہیں ملی۔ جس
کی آنکھوں میں صاف وارننگ تھی۔ آخر اس کی طرف بڑھی بھی انجام برا
ہوگا۔

رومہ کھانا بنارہی تھی۔ ہانیہ اس کی مدد کر رہی تھی۔ انعم اور لیل بھی کچن میں ہی چلی گئیں۔ منہا خیام کے ساتھ بیٹھی تھی۔ خیام نے اسے کہا تھا وہ اس سے دور نہیں ہوگی۔

وہ سمجھ رہی تھی یہ کیوں ہے۔ اسی لیے خاموش تھی۔

بھابھی صاحبہ کیا حال چال ہیں؟؟؟... "انعم اس کے کندھے پر سر رکھتے" کہا۔

وہ اس کی گردن کے نشان دیکھ چکی تھی۔

لیل کو ہوش نہیں تھا۔ انعم اس کے کندھے پر سر رکھتے اسے انہیں نشانوں کا احساس کروایا۔

تمہیں ابھی تک الیگزینڈر کے دیے لو بانٹس چھپانے نہیں آئے۔ اب تو

شرم کرنے کا کہا کرو اسے۔ اب تو تم دونوں کا اپنا بیٹا شادی کے قابل ہے۔

لیل جلدی سے ڈوپٹہ درست کرتے اسے گھورا۔

وہ مسکراتی رومہ کے پاس آکھڑی ہوئی۔

ہانیہ لیل کو دیکھ اس کے پاس آکھڑی ہوئی۔ لیل اسے گلے لگاتے اس کا ماتھا چوما۔ لیل سے تو ان سب کی ہی بہت بنتی تھی۔

آخر کو الیگزینڈر کی جان تھی اس میں۔ تو ان سب کو کیسے وہ عزیز نہیں ہوتی۔ پھر میرا بھانجا پسند ہے کہ نہیں؟؟؟... "لیل کی بات پر اس نے ناک" سکیرا۔

اتنا خاص تو نہیں مگر گزارا کر سکتے ہیں۔ ہاں اگر سکندر انکل جتنا ہینڈ سم ہوتا" تو کیا ہی بات تھی۔ "لیل نے اسے گھورا۔

انعم جو ان کی بات سن چکی تھی۔ کھلکھلاتے رومہ کے ہاتھ پر تالی ماری۔ ویسے جواب تم نے اے ون دیا ہے۔ مگر الیگزینڈر جیسا اگر کوئی ہوتا تو اب" تک لیل اس کی جان لے لیتی۔ "رومہ بھی مسکرائی۔

ہے تو سہی موسیٰ اعظم۔ ماسی نے ابھی تک اس کی جان تو نہیں لی؟؟؟..." منہا شاہد کسی بہانے سے وہاں سے نکل آئی تھی۔ یاں خیام نے خود ہی بھیج

دیا۔

کیونکہ ان کی جان مجھ میں بستی ہے۔ اور لیل سکندر اعظم میں خود کشی کرنے کی ہمت نہیں ہے۔" وہاں خاموشی چھا گئی۔

منہا لیل کوز خمی نظروں سے دیکھا۔ جو اسے اگنور کرتے باہر چلی گئی۔ لیل اس سے اچھے سے بات کرنا چاہتی تھی مگر اس کی باتیں ناقابل برداشت تھیں۔ موسیٰ کے لیے جو الفاظ وہ الیگزینڈر کے ہونٹوں سے نہیں سن سکتی وہ منہا کے ہونٹوں سے کیسے سن لیتی۔

لیل آنٹی کو موسیٰ بھائی سے بہت پیار ہے۔ آپ کی یہ بات بری لگی ہے" انہیں۔ میرے خیال سے آپ کو معافی مانگنی چاہیے۔" رومہ کے سمجھانے پر اس کی آنکھوں میں مرچیں بھریں

انعم ہانیہ کو کسی کام کا کہہ دیا۔ منہا غصے سے وہاں سے چلی گئی۔

وہاں لیل الیگزینڈر کے ساتھ بیٹھی اسے گھور رہی تھی۔ جو موسیٰ کو کسی بات پر گدھا کہہ چکا تھا۔ بس موسیٰ کی ماں اب اسے بخشنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

پہلے منہا اور اب موسیٰ۔ میرا بس چلے تو دونوں کو کسی دوسری میں پھینک "دوں۔ کم از کم آپ میرے علاوہ باقی سب کو بھول تو جائیں۔" اس کی شرگوشتی وہ بھی سب کے سامنے۔۔ لیل سرخ پڑی۔ اس کے الفاظ پے جو غصہ تھا ان سے سرخی زیادہ بڑھی۔

منہا دور سے کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ جسے چند سالوں پہلے انعم نے دیکھا تھا۔ جس انداز سے انعم لیل کے پاس آئی تھی ویسے ہی منہا آئی۔ بس اس دفہ الیگزینڈر نے منہا کو نہیں دیکھا تھا۔

وہ محبت سے مجبور لیل کے چہرے پے ہونٹ رکھ گیا تھا کسی کو دیکھانے اور جلانے کے لیے نہیں۔ مگر منہا بھی اپنی ماں کی طرح یہ ہی سمجھی یہ اسے دیکھا یا گیا ہے

ماسی مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ "کسی کو امید نہیں تھی اس حادثے" کے بعد وہ یوں اس دھڑلے سے پوچھ لے گی۔

الیکزینڈر نے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے آپ کی اپنی مرضی ہے۔ وہ بھی
خیام کی وجہ سے منہا کو کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ چاہتا تھا شاید وہ لیل کے
سمجھانے سے سمجھ جائے۔ اور ان دونوں کو الگ کرنے کی کوشش چھوڑ دے
جو کہ ہر دفعہ ناممکن ہی ٹھہرتی۔

سکندر میں آتی ہوں۔ "منہا کی توقع کے مطابق وہ اٹھ کر اس کے ساتھ"
ایک طرف ٹیرس پر آگئی۔

وہ انعم نہیں تھی منہا تھی۔ انعم سے اس نے بچپن سے نفرت کی تھی۔ منہا کو
اس نے محبتوں سے پالا تھا۔ دونوں میں بہت فرق تھا۔ بس دونوں کی سوچ
ایک جیسی تھی۔

دونوں شاید لیل کو اپنی ملکیت سمجھ گئی تھیں۔ جو اپنی مرضی سے اسے چلانا
چاہتی تھیں۔

بولو۔ "لیل کا انداز سرد تھا۔ منہا فوراً سے لیل کے ہاتھ گئی۔"

ماسی پلیز مجھے برا تو مت سمجھیں۔ میں بس آپ کو ان لوگوں سے دور کرنا"
چاہتی ہوں۔ یہ اچھے نہیں ہیں۔ آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔" لیل طنزیہ
مسکرائی۔

وہ تو نہیں مگر تم مجھے نقصان پہنچا سکتی ہو۔ الیگزینڈر نے اپنی زندگی میں پہلا"
تھپڑ مارا تھا مجھے۔ موسیٰ نے اسے ایسی سزا دی وہ گھٹنوں کے بل آگیا۔ مجھے
پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہا تھا۔ ہانی سے پوچھنا کس حالت میں وہ یہاں آیا تھا۔
وہ مجھے نقصان پہنچا ہی نہیں سکتا۔ اگر پہنچا بھی تو وہ میرے بھلے کے لیے ہو
گا۔" لیل کی باتوں میں بیٹے کے لیے محبت تھی۔

ماسی انہوں نے آپ پر کالا جادو کیا ہے۔" وہ ہر تکرار فضول جاتے دیکھ اپنی"
پچھلی باتیں ہی دہرانے لگی۔

تو تم مجھے اس جادو میں جینے دو۔ میں خوش ہوں۔" لیل کے لہجے میں"
لا پرواہی تھی۔

منہا نے ماسی کو دیکھا جواب اس کی نہیں تھی۔ وہ یہ نہیں سمجھ رہی تھی اس کی ذمہ داریاں بدل گئی ہیں۔

منہا میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا۔ پھر بتا رہی ہوں۔ موسیٰ اور سکندر کے " بغیر میں واقعی میں مر جاؤں گیں۔ اور ان کے بغیر جینے سے میرے لیے واقعی میں مر جانا بہتر ہو گا۔ اس لیے بہتر ہے اس بات کو سمجھو۔ شادی کرو اور اپنی زندگی میں آگے بڑھو۔ جب اپنی اولاد ہو گی تو تم سنبھل جاؤ گی۔ " لیل اس کا گال ہلکا سا چھوتے سمجھاتی چلی گئی۔

منہا نم نظروں سے اپنی ماسی کی باتیں سن رہی تھی۔ اس کے جاتے وہ نم نظریں اس راستے پر بچھا دیں جن سے وہ گزر کر گئی تھی۔ لیل واپس الیگزینڈر کے ساتھ آ بیٹھی۔ آنکھوں سے ہی اسے پرسکون کیا۔ انعم بھی ہانیہ اور رومہ کے ساتھ اب انہیں جوائن کر گئی۔ وہ سب کھانا کھاتے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔

منہا سر جھکائے پلیٹ میں چمچ چلا رہی تھی

اس سے کچھ کھایا نہیں جا رہا تھا۔ خیام خود ہی بچپن کی طرح اسے اپنے ہاتھ سے کھلانے لگا

وہ سب خیام کی منہا سے محبت سے واقف تھے۔ ان دونوں کو برا محسوس نہ ہو اس لیے سب نے باتیں جاری رکھیں۔ منہا مجبوری کے طور پر باپ کے ہاتھ سے کھانا کھانے لگی۔ جو اسے یوں ادا اس نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اب اس نے پختہ ارادہ کر لیا تھا اس کی شادی کا۔ کیونکہ اب یہ واحد حل تھا جس کے ذریعے وہ اپنی طرف دھیان دیتی۔

خیام نے کھانے کے بعد کھلے الفاظ میں اس سے ہانیہ کا رشتہ مانگا۔ وہ پہلے ہی ان کے انداز سے یہاں آنے کا مقصد سمجھ گیا تھا۔

جب ہانیہ خود ہی راضی تھی تو وہ کیوں انکار کرتا۔

اس نے الیگزینڈر کی طرف دیکھا۔ اس کی طرف سے بھی ہاں تھی۔ پھر

سب کی رضامندی سے اگلے چند دنوں میں دونوں کی باقاعدہ ممکنگی کا اعلان کر دیا گیا۔

ہانیہ شرمانے کی ادار مکاری کرتے کمرے میں چلی گئی۔ اب کمرے میں
کھڑی برے برے منہ بنارہی تھی۔ کہاں اس کے خوابوں کا شہزادہ اور کہاں
رومان۔ مگر وہ بھی کیا کرتی۔

موسیٰ نے افرہی کمال کی دی تھی۔ اب وہ سوائے منہ پھلانے کے کچھ نہیں
کر سکتی تھی۔

^^^

وہاں ہر طرف لال نیلی روشنی تھی۔ اس روشنی میں بیڈ پر پڑی ایک عورت
صاف نظر آرہی تھی۔ اس کی حالت ایسی تھی جیسے سالوں سے اسی بستر پر
پڑی ہو۔ وہیں اس کا پیٹ پھولا ہوا تھا۔ جیسے وہ پریگنٹ ہو۔ اس کے پاس
کھڑا ڈاکٹر مسکرا رہا تھا۔ اس نے ہاتھ برہاتے اس عورت کے پیٹ پر پھیرا۔
پھر بے دردی سے چاقو لیتے اس کے پیٹ کو کاٹ دیا۔ وہ جیسے اس کام میں ماہر
تھا۔ اب ہاتھوں کی مدد سے ہی بچہ نکالنے لگا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ
تھی۔

مگر اچانک اس کی مسکراہٹ مدھم پڑی۔ جب اس نے دیکھا وہ بچہ تو سانس ہی نہیں لے رہا۔

اس نے اس بچہ کو ہاتھ میں بلند کرتے اس کے سینے پر کان رکھا۔ اس کو واقعی سانس نہیں آرہی تھی۔
آہستہ۔

اس نے انتہائی بے دردی سے انسانیت کے درجے سے گرتے اس مردہ بچے کو دیوار میں دے مارا۔ وہ بچہ بھی برے طریقے سے دیوار سے لگتے نیچے گر گیا۔ اس بچے کا سردیوار میں لگا تھا۔ مگر حیرت کی بات تھی نہ تو خون نکلا اور نہ ہی کسی چوٹ کا نشان ابھرا

وہ ڈاکڑ ہاتھوں میں سر تھا مے چیخنے لگا۔ مگر اچانک نظر اٹھاتے اس نے دیوار کے پاس دیکھا۔ وہ بچہ آنکھیں کھولے دیکھ رہا تھا۔ اس بچے کو آنکھیں کھولے دیکھ وہ اس کی طرف بڑھا۔

اسے ہاتھوں میں اٹھاتے اس نے اس کی آنکھیں کھولتے چیک کیں۔ ان کے
پپوٹے بالکل ٹھیک تھے۔ ڈاکٹر نے واپس سے اس کے سینے پر کان لگاتے
چیک کیا مگر دھڑکنیں ابھی بھی نہیں چل رہی تھیں۔ دوسری طرف وہ
عورت بے ہوش پڑی تھی۔

اس عورت کو ہوش دلا کر واپس بھیج دو۔ جب ضرورت ہوگی بتادوں گا۔""
وہ ڈاکٹر باہر نکلتے وہاں کھڑی نرسز سے بولا۔ وہ اندر اتے اس عورت کے پیٹ
کو سینے لگیں۔ وہ نشان ابھی تو نہیں جاتا مگر چند ایک ہفتوں میں اس کاٹے کے
نشان چلے جاتے۔ وہ نرسز اس سلائی پر ایک لیکوئیڈ لگا رہی تھیں۔ جو اس کام
میں مدد کرتا۔ پھر کسی کو علم ہی نہیں ہوتا اس عورت کے ساتھ کیا ہوا ہے۔
وہیں وہ ڈاکٹر آس بچے کو ساتھ ہی بنے کمرے میں لے گیا۔ اس نے دروازہ
بند کر دیا۔ اس بچے کو ٹیبل پر لیٹاتے اس کے باقی ارگنز چیک کرنے لگا۔ سب
کچھ ٹھیک جا رہا تھا مگر اس کی سانس شاید نہیں تھی۔

تو یہ تھا وہ ری ایکشن جس کے بارے میں میں نہیں جانتا تھا۔ "اس نے"
مسکراتے وہ مشینیں جو بچے کے وجود پر لگائی تھیں دور کر دیں۔

تم میری تخلیق ہو۔ تخلیق بھی ایسی جس پر مجھے ناز ہے۔ میری سب سے "
خوبصورت تخلیق۔" وہ مسکراتے ہوئے ایسے باتیں کر رہا تھا جیسے وہ بچہ سن
رہا ہو۔

اور وہ بچہ واقعی انکھیں کھولے سن رہا تھا۔

تم میری سالوں کی محنت ہو۔ تمہیں بنانے میں میری ایک عمر قربان گئی "
ہے۔" وہ بہت زیادہ خوش تھا۔

وہیں سے بنی سیڑھیوں سے وہ اس بچے کو لے کر ایک گھر میں آ گیا۔ وہ بچہ
انکھیں کھولے سب دیکھ رہا تھا۔

اس کی انکھیں سب حفظ کر رہی تھیں۔ اسے خاص مقصد کے لیے بنایا گیا
تھا۔ اس کی بہت اہمیت تھی وہ بچہ کسی کی سالوں کی محنت تھا اور کسی کی سالوں
کی محنت برباد کرنے والا بھی۔

وہ ڈاکٹر اس بچہ کو ایک جھولے میں ڈالتے واپس اوپر آگیا۔ جہاں نرسز ابھی تک اس کا زخم سل رہی تھیں۔

شکریہ۔ بہت شکریہ۔ میری اس قدر مدد کوئی اور نہ کر سکتا۔ تم میرے " بہت کام آئی ہو۔ اب میں تمہارے کام اداں گا۔ آخر کو یہ ضروری بھی تو ہے۔ " وہ اس عورت کے سرہانے کھڑا اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے بہت اہستہ بول رہا تھا۔

اس کی آواز اس عورت کے کانوں تک بھی جا رہی تھی مگر وہ سن نہیں سکتی تھی۔ وہ ان الفاظ کو سمجھ بھی نہیں سکتی تھی۔

نرسز کے کام ختم کرنے پر وہ دور ہو گیا۔ وہ تینوں نرسز اسے کامن روم میں لے گئیں۔ جہاں کوئی اس عورت کے ٹھیک ہونے کا سنتے خوش تھا۔

وہ صدیوں سے اس کے ٹھیک ہونے کی دعا ہی تو کرتا آیا تھا۔ جوان رنگ لائی تھیں۔

وہ نہیں جانتا تھا وہ صدیوں سے ہوش میں ہی ہے۔ بس کسی شیطان کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ جو اپنا مقصد پورا ہونے دے بغیر اسے نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

تمہارا خون میرے بہت کام آیا ہے۔ بس اس خون میں ملے خون والے کا "علم ہو جائے تو کیا ہی بات ہے۔ پھر تو تمہاری ضرورت ہی نہ بچے۔ ویسے بھی جس کے خون کے چند قطرے اتنے طاقتور ہیں۔ وہ پورا بھی بہت طاقتور ہو گا۔" اس کے چہرے پے خوشی جھلک رہی تھی۔

وہ خوش تھا۔ اور شاید ہونا بھی چاہیے تھا۔ اس کی محنت رنگ لائی تھی۔ جس کا اسے صدیوں سے انتظار تھا وہ خواب حقیقت بنا تھا۔ چاہے اس خواب کو حقیقت بنانے کے لیے لاکھوں جانیں گئی تھیں۔ مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔ اس نے اپنے سامنے لگا فریم دیکھا۔ اس میں اس کے تجربے میں جانے والی جان کے خون کے قطرے محفوظ تھے۔ جو اسے اس کے آج تک کے سفر کا احساس کرواتے تھے۔ اسے اس کی محنت کا بتاتے تھے۔

وہ خوشی سے وارڈ بوائے کو وہاں سب صاف کرنے کا حکم دیتے خود نیچے آگیا۔

وہ اس بچے کے پاس جانا چاہتا تھا مگر فلحال یہ ممکن نہیں تھا۔

ابھی اس بچے کو اکیلے چھوڑنے تھا۔ جو ابھی ایک دن کا بھی نہیں تھا مگر

انکھیں کھولے وہ اس پاس دیکھ رہا تھا۔

وہ بچہ نارمل نہیں تھا۔ وہ نارمل ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اس کی حالت اس بات "

"کی گواہ تھی۔

اس کی انکھیں، اس کی مسکراہٹ سب بہت مختلف تھا۔ اس کی آنکھوں میں

نظر اتنا ایک عجیب سا احساس جیسے وہ چند گھنٹوں کا نہیں چند سالوں کا بچہ ہو۔

اس کی آنکھیں اچانک سے کالی سے براؤن ہوئی پھر ایک جھٹکے سے ان کا

رنگ ہرا ہو گیا۔

اس بچے کی آنکھوں کا رنگ بدل رہا تھا۔ وہ واقعی نارمل نہیں تھا۔ اب ناجانے

یہ بچہ کس مقصد کے تحت پیدا ہوا تھا۔ مگر اس کے تاثرات اور انداز کسی اچھی

بات کی طرف اشارہ نہیں کر رہے تھے۔

مگر ابھی یہ جاننے کے لیے صدیوں کا فاصلہ طے کرتے آگے جانا پڑتا۔ جس میں ابھی وقت درکار تھا۔ جسے گھنٹوں میں طے کرنا ابھی ممکن نہیں تھا۔ کم از کم کسی عام انسان کے لیے تو نہیں۔

^^^

مگر ماما ہانیہ ہی کیوں ضروری ہے۔ ہم پری کی بھی تو رومان سے شادی کر سکتے ہیں؟؟؟.... "انعم کچن میں کھڑی تھی۔ اس نے پلٹ کر اسے گھورا۔ جا کر اپنے باپ سے پوچھ لو۔ اور کل ڈھنگ سے تیار ہو جانا۔ تمہارے" رشتے والے ارہے ہیں۔ اور اس دفہ یہ خیام کی خواہش ہے۔ تو سوچ سمجھ کرنا کرنا۔ "وہ یہاں اپنی ماں کو منانے آئی تھی۔ ان کی اگلی بات پر جیسے اس کی جان نکل گئی۔

وہ بغیر جواب دے اپنے کمرے میں آگئی۔

خیر ہے ملنا ہی ہے۔ مل لوں گیں۔ وہ پر سکون ہوتے بیڈ پر بیٹھی۔

وہ یوں پریشانی میں ہاتھ ہلارہی تھی جب گردن کو کھرچتے کھرچتے اس کا ہاتھ
اپنے کندھے پر جہاں اس سفاک انسان نے کاٹا تھا وہاں آگیا
وہ اس قدر بے دردی سے کاٹا گیا تھا اس کا زخم ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا تھا۔
وہ کراہتی جلدی سے عبایا نیچے کرتے دیکھتے شرمسار ہو گئی۔
وہ زخم ہاتھ لگنے سے پھر تازہ ہو گیا ہو جیسے۔ اس سے خون رسنے لگا تھا۔ اس
نے عبایا کا بیلٹ ڈھیلا کرتے اسے نیچے کرتے ٹیوب نکال کر لا گئی۔
پھر وہاں پھونکیں مارنے کی کوشش کرتے وہ ساتھ اسے کوس بھی رہی
تھی۔۔

رومان ذرا انا مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ "رومان نے اسے مشکوک نظروں
سے دیکھا مگر وہاں سے ہلا نہیں۔

یہاں ہی بتا دو۔ اندر آنے کا رسک میں نہیں لے سکتا۔ "منہا نے اسے"
گھورا۔

وہ مسکین سی ڈرنے والی شکل بناتے اس کے پاس سے گزرتے جا کر اندر
صوفے پے بیٹھ گیا۔ منہادروازہ کھولا چھڑتے ہی اس کے سامنے بیڈ پر جا کر
بیٹھ گئی۔

رومان تم پری سے شادی کر لو۔ دیکھو وہ تم سے چھوٹی بھی ہے۔ اور معصوم"
سی بھی تم دونوں کی جوڑی بہت پیاری لگے گی۔ اس طرح تمہیں وہ خود سے
بڑی لڑکی بھی برداشت نہیں کرنی پڑے گی۔" رومان سکون سے سنتا رہا۔
جیسے ہی منہا بولنا بند کیا تو وہ شروع ہو گیا۔ اب منہا سے سن رہی تھی
پہلی بات مجھے ہانیہ پسند ہے۔ میری شادی اسی سے ہوگی۔ دوسری بات تم"
اتجھے سے جانتی ہو پری مجھ سے چھوٹی ہو یاں بڑی مگر میں اس سے شادی
نہیں کروں گا۔ مومنہ انٹی کی خواہش سب کو معلوم ہے۔" وہ اسے سمجھاتے
جانے لگا جب منہا نے اس کا ہاتھ تھاما۔

تم اپنی بہن کی اتنی سی بات بھی نہیں مان سکتے؟؟..." رومان نے آرام سے"
اپنا بازو اس کی گرفت سے آزاد کروایا

بات مان سکتا ہوں مگر ضد نہیں۔ موسیٰ کی ضد میں اکر منع کرنے کے "
بجائے تم ویسے کسی خاص وجہ سے منع کرتی تو میں ضرور سوچتا مگر یہ نہیں۔"
وہ تو چلا گیا پیچھے منہا تملائی۔

اسے بس موسیٰ کی پسند کی لڑکی رومان کی زندگی میں منظور نہیں تھی۔ چاہے
اس کے لیے کچھ بھی کرنا پڑتا۔

مگر وہ نہیں جانتی تھی اس سب میں کس کا نقصان کرے گی۔

^^^

موسیٰ رومان کی بات پر مسکرایا۔ وہ اسے منگنی کا بتا رہا تھا۔ وہ جانتا تھا یہ ہی ہو
گا۔

اچھا تم اب سب سے کہو گے..... "ادھر رومان نے فون کو گھورا۔"
موسیٰ ان سب نے جوتے اتار لینے ہیں کہ تمہاری تو ابھی سے فرمائشیں ہی "
ختم نہیں ہو رہیں۔ "موسیٰ وہاں کرسی پر جھولتا گہرا مسکرایا۔

تم کون سے جہیز کی فرمائش کر رہے ہو جو وہ جوتے اتاریں گیں۔ بس میں " نے جو کہا تم وہ اپنی ہونے والی ساس کے کانوں تک انڈیلوں گے۔ پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔ " رومان نے منہ بناتے یس کہا تھا۔

ادھر موسیٰ نے کال کاٹتے باران کو کال ملائی۔

باران نے غصے سے سراٹھاتے فون کو دیکھا۔ جبکہ اس کے نیچے پڑے وجود نے شکر کیا اسے سانس ہموار کرنے کا موقع تو ملا۔

اپنی کون سی ماں کی گود میں ہو؟؟؟... " باران جانتا تھا یہ زبان صرف ایک " شخص استعمال کر سکتا ہے۔

اسی لیے جھکتے نوراں کے دل کے مقام پر ہونٹ رکھتے دور ہوا۔

اپنے بچوں کی ماں کی گود میں۔ " وہ سرخ پڑی تھی۔ "

ذرا جو وہ شرم کر لے۔

کیوں پہلی ماں نے گود سے نکال دیا؟؟؟؟... " باران جانتا تھا اب وہ بغیر "

گرل سے بات کیے اس کی جان نہیں چھوڑے گا۔

کرواتا ہوں تمہاری بات اپنی ماں سے۔ "وہ نوراں کی گال پر غصے سے کاٹتے"
بغیر شرٹ پہنے ہی گرل کے کمرے میں آگیا۔

اس نے دھڑام سے دروازہ کھولا تھا مگر شر مندہ ہو کر رہ گیا۔

باران نے اسے سوری والی نظروں سے دیکھا۔

موسیٰ کی کال ہے۔ بات کرنی تھی اسے اپ سے۔ "گرل اسے گھوتے فون"
لیتے بالکونی میں چلی گئی۔

وہ جانتا تھا اب جب تک وہ نہیں جائے گا اس کا یہ منہ بولا باپ باپ نہیں نکلے
گا۔ اور اس کی یہ منہ بولی ماں تب تک بالکونی سے واپس نہیں آئے گی جب
تک کال کٹ نہ جائے۔

اس کی سب سے بڑی مجبوری وہاں کھڑے ہو کر کال کٹ ہونے کا انتظار کرنا
تھا۔ جو وہ کر بھی رہا تھا۔

کچھ دیر بعد گرل موبائل تھا مے لوٹی۔ باران نے شکر کیا۔

اتنی جلدی کس بات کی ہے؟؟... "گرل کے شرارتی لہجے پر وہ مسکرایا۔"
آپ کا عکس ہے۔ ناراض ہو جائے گا۔" وہ مسکرائی۔"
وہ فون لیتے مسکراتے وہاں سے چلا گیا۔ دلاں دیکھا جہاں وہ بھگے سینہ لیے
کھڑا باران کے جانے کے انتظار میں ہی تھا۔

^^^

موسیٰ! آج ذرا دیر سے آیا تھا۔ وہ سامنے ہی بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ
لیل سے ملنے اور پھر ہانیہ اور رومان کی بات پکی ہونے پر کچھ دیر وہیں بیٹھ گیا۔
وہ تو مزید لیل کا وقت لے لیتا اگر الیگزینڈرا اپنے کام سے واپس نہ آ جاتا۔ جو
نا جانے کس کام سے آدھی رات کو ٹارچر سیل گیا تھا۔
اس کے اندر داخل ہونے پر بھی ہمیشہ والے جوش سے اس کی طرف بڑھی۔

اس کے سینے پر سر رکھتے بازو اس کی پشت پر باندھ گئی۔ موسیٰ اس کے ماتھے کو چومتے اسے گود میں اٹھاتے لا کر بیڈ پر لیٹایا۔

میں فریش ہو جاؤں۔ پھر بات کرتے ہیں۔ "موسیٰ اس کی گال چومتے پیار" سے کہتے واشر و م چلا گیا۔

اس نے اٹھتے ہر بار کی طرح موسیٰ کے کپڑے نکالتے دروازے کے ساتھ لٹکائے۔ خود واپس آکر موسیٰ کا انتظار کرنے لگی۔ اسے موسیٰ سے بات کرنی تھی۔ ورنہ آج وہ اس کے دیر سے آنے پر ناراض تو ہو ہی جاتی۔

شرٹ صوفے پر پھینکتے موسیٰ بیڈ پر اتے اسے بانہوں میں بھرا۔ وہ بھی اس کے سینے پر سر رکھتے وہاں انگلی سے لکیریں کھینچنے لگی۔

موسیٰ؟؟؟..... "موسیٰ سمجھ چکا تھا وہ کسی بات کی اجازت چاہتی ہے۔" کھانا کھایا تھا اج.....؟ "موسیٰ کے سوال پر اس نے جواب نہیں دیا۔" اسے ویسے ہی جواب مل گیا۔ وہ اسے بیڈ پر ڈالتے کمرے سے باہر نکلا۔

اسے اس گھر کے چپے چپے کا پتا تھا۔ وہ سیدھا کچن کی طرف آیا۔ وہاں بغیر لائٹس ان کیے اس نے فریج سے کھانا نکالتے گرم کیا۔ پھر اسے پلیٹ میں ڈالتے ساتھ پانی کی بوتل لیتے واپس کمرے میں آیا۔

اٹھو کھانا کھاؤ۔ "وہ ذرا بے بسی سے اٹھ بیٹھی۔ اسے پہلے موسیٰ سے بات کرنی تھی۔ مگر وہ اس کی نہیں سنتا۔ وہ اچھے سے جانتی تھی۔

موسیٰ اس کے منہ بنانے پے خود ہی نوالے بناتے اسے کھلاتا رہا۔ وہ بھی بچوں کی طرح اس کے سینے پر سر رکھے چپ چاپ کھاتی رہی۔

موسیٰ ہر نوالے کے بعد اس کے ماتھے کا بوسہ لیتا وہ جیسے اس بوسے سے مزید بھوک محسوس کرنے لگتی۔

اب بتاؤ کیا بات ہے؟؟؟... "موسیٰ نے پلیٹس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اسے بازو سے پکڑتے سامنے کیا۔

اس نے ذرا سی نظریں اٹھاتے موسیٰ کو دیکھا۔ وہ اندازہ کر سکتا تھا وہ کس متعلق بات کرے گی۔

موسیٰ پلیز اس دفہ تم منع نہیں کرو گے۔ "وہ بھی جانتی تھی موسیٰ کو معلوم ہے۔ وہ ہلکا سا مسکرایا۔

اسے اچھے سے علم تھا وہ اس سے کتنا باخبر ہے۔

اور میں کیوں منع نہیں کروں گا؟؟؟... "موسیٰ اس کے ساتھ پیچھے بیڈ پر لیٹ گیا۔ وہ اوپر ہوتے اس کے روبرو ہوئی۔

ہر دفہ تمہارے انکار پر میں کچھ نہیں کہتی مگر اب نہیں۔ بابا سے بھی نہیں " پوچھا کبھی پہلے۔ ہمیشہ تم سے پوچھتی ہوں پھر کسی سے بات کرتی ہوں۔ " موسیٰ یوں سن رہا تھا جیسے وہ احسان کر رہی ہو اسے پر۔

تم نے وہاں جا کر کیا کرنا ہے؟؟؟... "اس نے موسیٰ کو گھورا۔

مجھے پہاڑ دیکھنے ہیں۔ سیر و تفریح کرنی ہے۔ چند پل کھلی ہواؤں میں سانس " لینا ہے۔ "موسیٰ اس کی حالت دیکھ رہا تھا جو جانے پر بہت پر جوش تھی۔ اگر وہ منع کر دیتا تو وہ منہ بناتی۔ ایسا وہ نہیں چاہتا تھا۔

اور اگر یہ سب میں دیکھا دوں تو؟؟؟.... "موسیٰ کے سوال پر اس نے"
نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

پھر موسیٰ کے بنائے پلان پر وہ اسے گھورتے بیڈ پر اٹھ بیٹھی۔ اسے گھورتے وہ
بہت پیاری لگ رہی تھی۔ بالکل کوئی چھوٹی سی بچی۔ جسے اس کا پسندیدہ کھلونا
دینے کے بجائے کوئی اور کھلونا تھما دیا جائے۔

موسیٰ نہیں۔ بالکل بھی نہیں۔ "وہ فوراً سے مکر گئی۔"

موسیٰ اسے خود پے گراتے کروٹ بدلی۔ اب وہ بیڈ پر موسیٰ کے نیچے پڑی
تھی۔

فکر نہیں کرو تم میں نہیں اتروں گا۔ اس کے لیے ابھی بہت وقت درکار "
ہے۔ صرف حسین پل ساتھ گزاریں گیں بس۔ "وہ پھر بھی ماننے کو تیار
نہیں تھی۔ اس کے تاثرات صاف بول رہے تھے۔

موسیٰ تم جانتے ہو خود کو اچھے سے۔ "وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔ وہ اکیلے میں "
بہک سکتا تھا۔ مگر وہ نہیں جانتی تھی اس کا خود پر کتنا کنٹرول ہے۔

بارہ سال کی تھی جب سے میرے پاس سو رہی ہو۔ کیا کبھی اس قدر پاس آیا" ہوں جو تم تڑپ اٹھو؟؟؟..." اس کے سوال پر وہ زور سے انکھیں میچ گئی۔

پہلے تم اتنا پاس سوتے ہی نہیں تھے۔" وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔"

وہ پہلے ایک سال کمرے میں پڑے صوفے پر سوتا۔ پھر صوفے سے بیڈ کے

ایک کونے میں آیا۔ پھر اس کونے کا فاصلہ مٹتے مٹتے اتنا کم ہو گیا، وہ اس کی

بانہوں میں سونے لگا۔ پہلے وہ یہ جسارتیں نہیں کرتا تھا۔ یہ پچھلے چند ماہ سے

شروع کی گئی تھیں۔ وہ شاید اہستہ اہستہ اسے اپنی عادت لگا رہا تھا۔

وہ بھی اس کی اس قدر عادی ہو چکی تھی اس کے بغیر سو ہی نہیں پاتی تھی۔ اگر

کبھی وہ کسی دن نہ اتنا تو وہ ساری رات بیٹھ کر گزار دیتی۔

اسی کے حل کے طور پر موسیٰ نے اپنی شرٹس اس کے کمرے میں لا کر رکھ

دیں اور پرفیومز بھی۔ پھر وہ اس کی شرٹ پر پرفیوم چھڑک کر وہ پہن کر سو

جاتی۔ اور اسے چند پل سکون کی نیند آ ہی جاتی۔

موسیٰ ایک نشہ تھا۔ جو اس کی سانسوں میں گھلتے جسم کے لیے آکسیجن کی " طرح ضروری ہو چکا تھا۔ "وہ بھی اس بات سے انجان نہیں تھی۔

تو کیا جب سے پاس سونے لگا ہوں کوئی ایسی حرکت کی تم خود سے نظریں نہ " ملا سکو؟؟؟... "وہ سچ کہہ رہا تھا۔

اس نے اگر کبھی ہونٹ بھی چومے کو انتہائی نرمی سے چومتا۔ اسے تو نشہ ہو جاتا اس کے ہونٹوں کا۔ مگر وہ پھر بھی ڈرتی تھی۔ کیونکہ وہ موسیٰ کے اندر بسے ایک اور موسیٰ سے واقف تھی۔

جو یہ نہیں سوچے گا ان میں کوئی رشتہ ہے یا نہیں۔ صرف اپنی من مرضیوں پر اترائے گا۔

اگر تو جانا ہے تو میری بات ماننی پڑے گی۔ دو دن ہے سوچ لو۔ "وہ کندھے " اچکاتے خود بیڈ پر لیٹتے اسے سینے پے لیٹا گیا۔

ناراض ہو گئے ہو؟؟؟ "اس کے گال پر ہاتھ رکھتے پوچھنے پر موسیٰ مسکرایا۔ "

تم سے نہیں ہو سکتا ناراض کبھی بھی۔ ایسے ہی وائٹ نہیں کہتا۔ میری " زندگی کا نور ہو تم۔ " موسیٰ کی باتوں پر وہ مسکرائی۔

موسیٰ نے جھکتے نرمی سے ہونٹ اس کی گال پر رکھے۔ وہ جیسے سرخ پڑی تھی۔

یہ موسیٰ کے گال چومنے پر نہیں تھا بلکہ ان الفاظ پر تھا۔ جو موسیٰ نے اپنے جزبات بیان کرنے کے لیے استعمال کیے تھے۔

موسیٰ اب ہانی کی شادی کب ہوگی؟؟.... " وہ مسکرایا۔ "

یہ خود کو اور اسے ان جزبات میں اتی سوچوں سے نکالنے کے لیے تھا۔ وہ جانتا تھا وہ سب سمجھتی ہے۔

ابھی تو تمہارے ٹرپ سے واپس اتے ہی نکاح ہو گا۔ رخصتی ہانی کی پڑھائی " مکمل ہونے کے بعد۔ " جو کوئی نہیں جانتا تھا وہ موسیٰ ضرور جانتا۔

باقی سب منگنی کی بات کر رہے تھے۔ وہ اچھے سے جانتی تھی اگر موسیٰ نے نکاح کا کہا ہے تو نکاح ہی ہو گا۔ کیونکہ موسیٰ کی انفارمیشن کبھی غلط نہیں ہوتی تھی۔

موسیٰ.... شش چپ چاپ سو جاؤ اب۔ پہلے ہی کافی ٹائم ہو گیا ہے۔ مجھے "پھر صبح جانا بھی ہے۔" وہ جلدی سے انکھیں بند کر گئی۔
موسیٰ اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی تھی۔ اس کے انکھیں میچ لینے پر پیچھے کر گیا۔

اس کے ہونٹ نرمی سے چومتے موسیٰ نے لائٹس فل ڈم کر دیں۔ اسے مزید بانہوں میں زور سے میچتے وہ خود بھی سونے لگا۔ اسے اگلے دو دن اپنی وائٹ سے ملنے کا وقت نہیں ملنا تھا۔

وہ اسے اگر بھی بتا دیتا تو وہ سوتی ہی نہیں۔ صبح جاتے وقت بتاتا تو وہ منہ بناتی مگر سن بھی لیتی اور سمجھ بھی جاتی۔ اسی لیے ابھی اسے سونے دیا۔

منہا بیٹھی سوچ رہی تھی کسی طریقے وہ اپنے بابا کو منع کر سکے مگر یہ ناممکن تھا۔ خیام جو ایک دفہ سوچ لیتا وہ ہر صورت ضرور ہوتا تھا۔

اس نے بیڈ پڑے عبا یے پر ہاتھ پھیرا۔ وہ فراک کی گھیر کی صورت بنا تھا۔ اس کی ٹانگوں تک جاتے اس کا رنگ بدل جاتا۔ وہ دور نگوں میں تھا۔ بلیک اور بلیو میں۔ اس پر وائیٹ کڑھائی کا کام ہوا تھا۔ گلے اور بازو پر موتیوں سے کڑھائی کی گئی تھی۔

منہا جلدی تیار ہو جاو۔ "وہ اپنی ماں کی بات پر بد دلی سے کپڑے اٹھاتی" فریش ہونے چلی گئی۔

کل جس جگہ انعم کھڑی تھی وہیں انج منہا تھی۔ نہ کل انعم کسی کو اپنے نکاح کو بتا سکتی تھی اور نہ ہی آج منہا۔ وقت کے دھاروں نے دونوں کو ایک ہی سفر سے گزارا تھا مگر ہم سفر مختلف تھے۔

اب نا جانے وہ شخص خیام کی طرح انعم کے ساتھ ہوتا یاں احمد کی طرح ادھ رستے میں چھوڑ جاتا۔

اج اس نے آئینے میں نہیں دیکھا۔ اس میں ہمت نہیں تھی اج اس نشان کو دیکھنے کی۔ ورنہ جو فیصلہ وہ کر چکی تھی اس پر ڈگمگاتی۔

^^^

لیل اور الیگزینڈر کو خیام نے خود ہی نہیں بلایا تھا۔ وہ دونوں اج کچھ پرانی یادیں تازہ کرنے ہاف موون ریسورٹ آئے تھے۔ لیل کو مسکراتے وہی باتیں یاد کرواتے وہ خود بھی خوش ہو رہا تھا۔ الیگزینڈر نے اج بھی بریانی منگوائی تھی۔

لیل اسے دیکھتے مسکرا دی۔ اج بھی شاید ان کا شیف وہی تھا۔ ان کی بریانی کا ٹیسٹ بالکل بھی نہیں بدلا تھا۔ جیسے سالوں پہلے تھا۔ الیگزینڈر ابھی جھکتے کوئی شرارت کرتا جب موسیٰ مسکراتے ان دونوں کے ساتھ آ بیٹھا تھا۔

الیگزینڈر نے برا منہ بناتے اسے دیکھا۔ لیل اس کا ماتھا چوما۔ الیگزینڈر اسے گھور رہا تھا جو اس کے ان حسین لمحات میں عمل دخل کر چکا تھا۔

ریڈ میں دو دن تک واپس جا رہا ہوں۔ "لیل نے اسے گھورا وہ مسکرا دیا۔"
ہانی کی منگنی پر آ جاؤں گا۔ ابھی مجھے جانا ہے۔ اپ تب تک اپنے بلیک کنگ
کے ساتھ وقت گزار لیجے گا۔ انہیں بھی میرے عمل دخل کرنے سے مسئلہ
ہوتا ہے۔ "الیکزینڈر نے اسے گھورا۔
وہ ڈھٹائی سے مسکرا دیا۔

ویسے میں سوچ رہا ہوں اپنی مصروفیات کے لیے ایک عدد بیوی لے آؤں "
مگر ابھی اس میں وقت ہے تو آپ دونوں انجوائے کریں۔ ابھی آپ کے
موسیٰ کا شادی کا کوئی منصوبہ نہیں۔ "وہ خود ہی پلان بناتے خود ہی مکر گیا۔
اب لیل نے اس کے بال بگاڑے۔ جو بڑا ہونے کے ساتھ ساتھ شرارتی بھی
ہو گیا تھا۔

موسیٰ تم نے جانا کہاں ہے؟؟.. "الیکزینڈر کے سوال میں سنجیدگی تھی۔"
موسیٰ جانتا تھا ہر دفہ وہ ٹال جاتا تھا مگر اس دفہ ایسا ممکن نہیں تھا۔

میرا اپنا کاٹج ہے۔ اتنا بھی غریب نہیں جتنا آپ سمجھتے ہیں۔ "آخر میں اس" نے لب دبائے کہا تو لیل مسکرا دی۔

اور یہ کاٹج کہاں ہے؟؟... "موسیٰ سمجھ چکا تھا اس کا باپ معلوم کیے بغیر" نہیں چھوڑے گا مگر وہ بھی موسیٰ تھا۔

ویسے ریڈ بہت ہی ان رومیٹنک ایلک ہے آپ کا۔ اتنی خوبصورت بیوی سامنے ہے اور انہیں اس میں دلچسپی نہیں۔ "موسیٰ نے افسوس سے کہا۔ موسیٰ میں ماں ہوں تمہاری۔ اچھے سے سب سمجھ رہی ہوں۔ نہیں بتانا" چاہتے مت بتاؤ مگر یہ یاد رکھنا تمہاری ریڈ مر جائے گی اگر تمہیں کچھ ہوا تو۔" لیل نے ایمو شنل لہجے میں نہیں کہا تھا۔

وہ صاف سیدھا لہجہ تھا۔ کسی بھی بناوٹ سے پاک۔ موسیٰ ہاں میں سر پلاتے لیل کا ماتھا چوما۔

ابن لیل کبھی کچھ غلط نہیں کر سکتا۔ "لیل کے ہونٹ مسکراہٹ میں" ڈھلے۔

وہ اکثر موسیٰ ابن لیل کہتا تھا۔ الیگزینڈر کا نام تو اس کے دل میں نقش تھا۔
اس کی ظاہری حالت بتاتی تھی وہ کس کا بیٹا ہے۔

میں چلتا ہوں اپ لوگ انجوائے کریں۔ ویسے بھی جوڈیوڈ کو کباب میں "
ہڈیاں لگتے تھے نکلنے والے ہیں۔" لیل نہیں سمجھی تھی۔

الیگزینڈر نے اسے گھورا۔ وہ منہا کی اور اپنی بات کر رہا تھا۔

وہ لیل کی گال کا بوسہ لیتے چلا گیا۔ پیچھے الیگزینڈر نے چیخ مارنے کے
لیے اٹھایا تھا۔ وہ پہلے ہی نکل گیا۔ لیل مسکراتے الیگزینڈر کو مزید تنگ کر
رہی تھی۔

وہیں الیگزینڈر کے دماغ میں بس یہ چل رہا تھا منہا کہاں نکلنے والی ہے۔ کیونکہ
خیام اسے خود سے دور بھیجنے کو تیار نہیں تھا۔ مگر فلحال منہا سے ضروری اس
کی بیوی تھی۔

جس کے موتیوں سے دانت اور ان کو چھپائے سرخ ہونٹ اسے بری طرح
سے ڈسٹرب کر رہے تھے۔

الیگزینڈر اسے کھینچتے اپنی گود میں گرایا تھا۔ وہ الیگزینڈر کے کندھوں پر ہاتھ رکھے اس پے گری تھی۔

الیگزینڈر اس کی گردن میں ہاتھ ڈالے اس کے ہونٹوں پے جھکانشے کی طرح اس کی سانسوں سے سانسیں لے رہا تھا۔ وہ بے صبروں کی طرح اس کی سانسیں پی رہا تھا۔ الیگزینڈر کے انداز سے وہ ڈر رہی تھی۔

اس کی سانسیں بند ہونے لگی تھی۔ وہ اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں سے چبا رہا تھا۔ لیل چاہتے بھی پیچھے ہوتے اسے تکلیف نہیں دے سکتی تھی مگر پاس رہنا اس کے بس سے باہر ہو رہا تھا۔

الیگزینڈر ایک جھٹکے سے اسے گود میں گرا لیا۔

یہ بند فیملی کین تھا۔ کوئی بھی ان کے کین میں اجازت کے بغیر نہیں آتا۔ باہر کھڑا ویٹر بھی ایک دو آوازیں دے کر تھک کر چلا گیا۔ اس نے کین کے اندر سے آواز نہیں دی۔

الیگزینڈر اسے گود میں گراتے اس کا کندھا اپنے سینے پر لگاتے واپس سے اس کی سانسیں پینے لگا۔ اس نے دونوں ہاتھ الیگزینڈر کے بالوں میں الجھا لیے۔ مگر پھر بھی وہ یہ برداشت نہیں کر پار ہی تھی۔

الیگزینڈر کی قربت آج بھی اس پر بھاری تھی۔

الیگزینڈر دور ہوتے اس کا چہرہ سامنے کیا۔ وہ انکھیں بند کیے لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔

الیگزینڈر نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے نمی جذب کی۔ پھر جھکتے اس کے ہونٹوں سے نمی چوسی۔ وہ ہچکی بھرتے اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔

آپ جانتے بوجھتے پنگے لیتی ہیں۔ جانتی ہیں کس قدر بگڑا ہوا ہوں میں پھر " بھی۔ " الیگزینڈر کے سینے پر مکہ مارتے وہ اسے کھلکھلانے پر مجبور کر گئی۔

الیگزینڈر اس کے بال پیچھے کرتے اس کی گردن میں سانس بھری۔ وہ اس سے دور ہونے کے لیے مچلی مگر الیگزینڈر کی گرفت اتنی بھی ہلکی نہیں تھی۔

آپ جانتی ہیں موسیٰ کن کاموں میں ملوث ہے؟؟؟..." وہ لیل کی گردن " پر جگہ جگہ ہونٹ رکھ رہا تھا۔

اپنے باپ کے قدموں پر قدم رکھ رہا ہے۔" مطلب وہ جانتی تھی۔"
الیگزینڈر نے زور سے اس کی گردن پر کاٹا۔

وہ سسکتے اس کے بازو کو دونوں ہاتھوں سے دبویں گئی۔

کب سے جانتی ہیں؟؟؟..." "الیگزینڈر اب وہاں ہونٹ سہلا رہا تھا۔ اس کے " ہونٹوں کا لمس آج بھی بے باک تھا۔

اس نے پہلے دن ہی مجھ سے اجازت لی تھی۔" لیل کی بات پر الیگزینڈر کو " غصہ آیا تھا اپنی لاعلمی پر۔

جس کے نتیجے میں لیل سسکتے اپنی چنچیں دبا رہی تھی۔ الیگزینڈر نے بہت برے طریقے سے اس کے کندھے سے ذرا نیچے دانت گاڑھے تھے۔ وہ محلی تھی اس کی گرفت میں مگر نکل نہیں سکتی تھی۔

مجھے کیوں نہیں بتایا؟؟؟..." "الیگزینڈر نے دور ہوتے سوال کیا۔"

وہ ابھی تک ہونٹ دبائے تھی۔ اسے شکوہ کرتی نظروں سے دیکھا۔
تم تب بھی یوں ہی غصہ کرتے۔ "شکوہ کرتی نظروں پر جھکتے اس نے بوسہ"
دیا۔

تو موسیٰ اعظم بھی قاتل ہے؟؟؟؟.... "اس کے لہجے میں غصہ تھا۔ مگر"
یہ موسیٰ کے لیے تھا۔

نہیں۔ اس نے وعدہ کیا تھا وہ گن کو ہاتھ نہیں لگائے گا۔ "الیکزینڈر نے"
اسے یوں دیکھا جیسا کہہ رہا ہو "میں صدقے جاؤں اس معصومیت کے۔"
مگر اسے سامنے ٹیبل پر بیٹھا گیا۔

اس کا تو الگ سے حساب ہو گا مگر آپ نے جو مجھ سے یہ چھپایا اس کا"
کیا؟؟؟... "لیل نے جھکے سر سے اسے دیکھا۔

وہ اسے یوں پسند نہیں تھی۔ ندامت وہ بھی لیل کی آنکھوں میں۔ وہ اس وجہ
کو ختم نہ کر دیتا۔ اس نے لیل کی تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے اس کا سراٹھایا۔

سکندر وہ لڑکی بہت چھوٹی تھی۔ وہ لوگ اگر اسے ڈھونڈ لیتے تو مار دیتے۔ "میں مر جاتی اگر وہ نہ بچتی..." الیگزینڈر نے اٹھتے اسے سینے سے لگایا۔ وہ کچھ دیر ہچکیوں سے روتی رہی پھر پوری بات اسے بتادی۔ الیگزینڈر نے ہونٹوں سے اس کے آنسوؤں چنے۔ وہ انکھیں بند کیے اس کے لمس سے خود کو سکون دیتی رہی۔

مجھے بتائیں میں ہر حل نکال لیتا۔ "لیل نے اس کی سرگوشی پر بھی آنکھیں نہیں کھولیں۔"

میں نے تب اپنے خون پر یقین کیا تھا سکندر۔ میں سمجھ چکی تھی وہ کل یاں "اج اسی رستے پر چلے گا۔ مجھ سے چھپ کر جاتا تو تکلیف ہوتی۔ بتا کر گیا ہے سکون میں ہوں۔" الیگزینڈر نے اب اسے کچھ نہیں کہا۔ وہ جانتا تھا وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔

وہ لڑکی اس قدر ضروری کیوں لگی جو آپ نے بیٹے کو موت کے منہ میں "ڈال دیا؟؟؟..." الیگزینڈر جانتا تھا وہ یوں ہی موسیٰ کو کسی کو بچانے نہیں بھیج

سکتی تھی۔ کوئی تو خاص وجہ ہوگی۔ ورنہ وہ الیگزینڈر سے کہہ لیتی مگر موسیٰ نہیں۔

ایلیک وہ میرا عکس تھی۔ مجھے یوں لگا جیسے میں اپنے روبرو آگئی ہوں۔ میرا "سایہ بھی مجھ سے اتنا میل نہ کھائیے جتنا وہ کھاتی تھی۔" اس کے لہجے میں الجھن تھی۔

الیگزینڈر جو اس کی باتیں سن رہا تھا وہ بھی سوچ میں پڑا۔

ابھی وہ لڑکی کہاں ہے؟؟؟..." وہ جاننے کو بے تاب تھا۔

اس کی وائٹ روز کا عکس تھی تو اسے بھی اسے دیکھنا تھا۔ جاننا تھا۔

معلوم نہیں۔ وہ جیسے اتنی ہی چلے جانے کو ہو۔ پھر ملی ہی نہیں۔ "اس کا انداز" کچھ کھویا کھویا سا تھا۔

اچھا ابھی اٹھیں گھر چلتے ہیں۔ "الیگزینڈر اسے سوچوں سے نکالنے کو بولا۔"

وہ اس کی طبیعت خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اور یوں مسلسل سوچنے سے اس کی حالت بگڑ جاتی۔

لیل اس لڑکی کے بارے میں سب بھولتے اپنے بیٹے کے ساتھ مصروف تھی۔

الیکزینڈر نے اتے ان دونوں کی باتوں میں مداخلت کی۔ وہ جانتا تھا اس کا باپ اس کی رگ رگ سے واقف ہے۔

ڈیوڈ پلیر ابھی کوئی بدلہ نہیں۔ آپ کی وائف ہیں معلوم ہے۔ مگر فلحال "میری ریڈ چلی بھی ہیں۔ یہ مت بھولیں۔" الیگزینڈر لیل کا سرخ چہرہ دیکھ ہنسا۔

لیل الیگزینڈر کو اب گھور رہی تھی۔ جو ہونٹ دبائے صوفے پر بیٹھا۔ موسیٰ اور لیل ڈبل صوفے پر تھے۔ وہ سنگل صوفے پر بیٹھ گیا۔ ویسے کبھی تمہاری ریڈ چلی تمہارے اس طرزِ مخاطب سے چڑ جاتی تھی۔ اور "پھر تمہیں میری سکھائی زبان بولنی پڑتی۔" الیگزینڈر کی بات پر انہیں گزرے دن یاد آئے تھے۔

وہ لمحات گزر کر بھی قیمتی تھے۔

تب آپ کی باتوں میں آگیا تھا۔ ورنہ یہ تو میرا ریڈ فلاور ہیں۔" الیگزینڈر کو دیکھانے کو موسیٰ نے جھکتے لیل کا ماتھا چوما۔

اب اس کا چہرہ سرخ تھا۔ وہ موسیٰ کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔

ویسے اب تو مجھے آپ ریڈ چلی لگ رہے ہیں۔ وہ بھی میل چلی۔ "موسیٰ کی" بات پر لیل کھلکھلاتے اس کے کندھے میں سر چھپا گئی۔ اور یہاں الیگزینڈر کی بس ہوئی تھی

اس نے ایک جھٹکے سے لیل کو کھینچتے اپنے ساتھ سنگل صوفے پر گرا لیا۔ موسیٰ تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ اب الیگزینڈر موسیٰ کو جتنی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ویل وائیٹ روز کے معاملے میں میں آپ سے نہیں جیت سکتا۔ لیکن اگر "معاملہ ریڈ کا ہوا تو آپ کو جیت کبھی حاصل نہیں ہوگی۔" لیل شرمندہ سی سر جھکائے تھی۔

مگر موسیٰ کے لہجے پر اس نے پلٹتے بیٹے کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک جنون سا تھا۔ جس سے شاید وہ واقف نہیں تھے۔

وائیٹ روز ہو یاں ریڈ دونوں میں جیت ہمیشہ سکندر کی ہوگی۔ "الیگزینڈر" کے لہجے میں بھی رعایت نہیں تھی۔

لیل ان دونوں کو ایک دوسرے کے روبرو تو نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ وہ
الیگزینڈر کی گود سے اٹھتے اب اسے گھورنے لگی۔

سکندر اس لیے اسے نہیں روکا تھا تم اس سے ضد لگاؤ۔ "لیل کے غصے کو"
دیکھ الیگزینڈر نرم پڑا۔

وہ جانتا تھا اسے دونوں ہی عزیز ہیں۔ وہ کبھی ان دونوں کو جدا نہیں دیکھنا
چاہتی۔

اچھائیں کھانا کھاتے ہیں۔ "الیگزینڈر اٹھتے لیل کو ایک طرف کرتے"
موسیٰ کو اٹھایا۔ وہ بچپن کی طرح باپ کے گلے لگ گیا۔

ویسے میں جب بچہ تھا یوں ہی آپ کے سینے سے چپک جاتا تھا۔ "اس کا لہجہ"
مسکراتا تھا جیسے وہ سب یاد کرتے اسے مزار ہا ہو۔

ہاں اسی بات پر وائٹ روزناراض ہو جاتی تھیں۔ "الیگزینڈر کے سینے کے"
ایک طرف لیل تو دوسری طرف موسیٰ تھا۔

وہ مسکراتے یوں ہی انہیں ساتھ لیتے چلتے ڈائننگ روم میں آیا۔

موسیٰ کو بٹھاتے اس نے سربراہی کر سی پر لیل کو بیٹھا دیا

اس طرح لڑائی تو نہیں ہوتی۔ وہ دونوں لیل کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔

الیکزینڈر نے ایک ہی پلیٹ میں کھانا نکالا۔ وہ دونوں خود بھی کھا رہے تھے

ساتھ لیل کو بھی نوالے بناتے منہ میں ڈال رہے تھے۔

لیل کو پانی تک موسیٰ ہی پلایا۔ لیل نے خود ہاتھ بھی نہیں ہلایا تھا

وہ لوگ کھانا کھاتے باتیں بھی کر رہے تھے۔ جن میں ان کی بچپن کی باتیں

تھیں۔ کیونکہ موسیٰ کے ساتھ لیل بھی بچی ہی بن جاتی تھی۔

ویسے ریڈ آپ کو آج بھی الیکزینڈر زیادہ عزیز ہے۔ پہلے دن کی طرح۔

اس نے جیسے کسی بات کا خلاصہ کیا تھا۔

لیل اور الیکزینڈر اسے دیکھنے لگے۔ وہ ساتھ نوالہ بناتے لیل کو کھلا بھی رہا تھا۔

پہلے دن ہی مجھے چپ کروانے کے بجائے آپ کو اپنے ایلک کی نیند کا خیال

تھا۔ آج تک اس بات پر تنگ کرتے ہیں ڈیوڈ مجھے۔ لیل اس کا چہرہ ہاتھوں

میں تھامتے رخ اس کی طرف موڑا۔

تمہیں اگر اٹھاتی تو صرف الیگزینڈر کی نیند ہی قربان نہیں ہونی تھی۔"
تمہیں خود تک لانے کے لیے کسی تیسرے کی مدد لیتی میں۔ میں چاہتی تھی
میں خود تم تک جاؤں یاں تم خود مجھ تک آؤ۔ مگر تب ایسا ممکن نہیں تھا۔"
موسیٰ خاموشی سے سنتا رہا۔

وہ اچھے سے جانتا تھا یہ گلٹ لیل کو بھی ہے۔ مگر یہ وضاحتیں فضول تھیں۔
وہ کل بھی الیگزینڈر کے لیے کسی کو بھی عدم کر سکتی تھی اور اج بھی۔ اگر
کوئی پیارا تھا وہ الیگزینڈر اس کے بعد کوئی دوسرا۔
دل کے بہلانے کو غالب خیال اچھا ہے۔

الیگزینڈر نے اندر اپنا شوشہ چھوڑا تھا۔
موسیٰ اور لیل دونوں نے ایک ہی وقت میں اسے گھورا
وہ معصوم بنتے جو س گلاس میں ڈالنے لگا۔
لیل پھر موسیٰ کو دیکھا۔

موسیٰ وہ کہاں ہے؟؟... "لیل کے سوال پر الیگزینڈر بھی موسیٰ کو دیکھا۔"
وہ بھی یہ ہی جانتا چاہتا تھا۔

اما وہ کھونے کے لیے تھی۔ "موسیٰ کی بات پر وہ کانپی۔"
آپ کے عکس کے پاس سوائے سوائے آپ سے مشابہت کے اور کچھ نہیں"
تھا۔ اگر اس کے پاس سکندر ہوتا تو شاید یوں گم نام نہ ہوتی۔ "لیل کے ہاتھ
کپکپائے۔

موسیٰ نے اپنی گال پر رکھے لیل کے دونوں ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھے۔
مگر وہ تو.... "موسیٰ کی خم ہوتی نظروں نے لیل کو چپ کر وادیا۔ وہ مزید"
سوال نہیں کر سکی۔

وہ جانتی تھی موسیٰ کو وہ زیادہ عزیز تھی۔ اگر موسیٰ ہی نہیں جانتا تو کوئی اور
کچھ نہیں جان سکتا تھا۔

ابچھے ویسے اگر موسیٰ کو کمپنی دینے کے لیے کوئی آجائے تو اچھا ہے۔ مجھے "بھی کسی کو تو اپنی کرسی سوپنی ہے۔" الیگزینڈر کی بات پر ان دونوں نے پلٹتے اسے گھورا۔

وہ صرف ان دونوں کو اس سنجیدگی اور سوچوں سے نکالنا چاہتا تھا۔ مگر اب تو ایک موضوع مل گیا

موسیٰ کے بازوؤں میں اتنی طاقت ہے لیل اور سکندر کو سنبھال سکے۔ ان "کی بلیک کنگ کی کرسی کے ساتھ۔" الیگزینڈر کو یوں لگا جیسے کچھ غلط کہہ دیا ہو۔

اسے اپنا گمان لگا۔ ورنہ موسیٰ کیوں اس طرح ری ایکٹ کرے گا۔ اس نے سر جھٹکا۔

وہ نہیں جانتا تھا اس نے بہت سی خصوصیات اپنی ماں سے پائی ہیں۔ ان میں سے ایک شدت پسندی بھی ہے۔ وہ بھی الگ لیول کی۔۔

میں اب چلتا ہوں۔ مجھے کچھ کام ہے۔ آپ اپنے سکندر کا دماغ جگہ پر لائیں " جو ہل گیا ہے۔ " وہ کچھ غصے سے کہتے لیل کے ہاتھ اور ماتھا چومتے چلا گیا۔ پیچھے لیل الیگزینڈر کی طرف پلٹی۔

موسیٰ کے گیٹ کر اس کرنے تک الیگزینڈر اسے گہری نظروں سے دیکھتا رہا۔

وہ بس یہ جاننا چاہتا تھا وہ شام ان کے ساتھ گزار کر بھی یہاں کیوں نہیں سوتا۔ کیا وجہ تھی اس کی۔ اب بس اسے وجہ تلاش کرنی تھی۔ بس اگر اس کی لیل اسے یہ کام کرنے دیتی۔ جس کے آثار تو نہیں تھے۔۔

سکندر تم جانتے ہو پھر بھی.... " وہ رک گئی۔ اس نے دیکھا الیگزینڈر کی " آنکھوں میں بھی سرخی تھی۔

اس نے حلق تر کیا۔ ابھی صبح ہی تو اسے ڈوز ملا تھا۔ جب وہ کام پر نہ جانے کی ضد کر رہا تھا مگر لیل نے زبردستی بھیجا۔

وہ پھر جاتے اسے اچھا سبق سیکھا کر گیا تھا۔ اپنی شدتوں سے۔۔

موسیٰ کو یہ چھوٹ دینے پر الگ سے شدتیں نکالی تھیں۔ وہ تو سانس سانس کے لیے اس کی محتاج ہو گئی تھی۔۔

اسی ناراضگی کو دور کرنے کے لیے الیگزینڈر اسے ہاف موون لے کر گیا تھا۔ مگر پھر وہاں بھی وہ اس قدر بہکا کہ لیل سنبھال ہی نہیں سکی۔۔
سکندر؟؟؟... "الیگزینڈر کو یوں کھویا بھی دیکھنا اس کے بس کی بات نہیں" تھی۔

لیل کو دیکھتے الیگزینڈر نے اسے گود میں اٹھالیا۔ اب اس کا رخ ٹیرس کی طرف تھا۔۔

ہاں اب بولیں۔۔۔ "الیگزینڈر ٹیرس پر پڑی چسیر پر خود بیٹھتے لیل کو گود" میں بٹھالیا۔

وہ بھی خاموشی سے سرا لیکزنڈر کے دل کے مقام پر رکھتے اس کی دھڑکنیں سننے لگی۔

یوں لگ رہا ہے وقت پلٹ آیا ہے۔ آپ مجھے ابھی واپس ملی ہیں۔""

الیکزینڈر اس کی گال پر داڑھی رگڑتے سرگوشی کی۔ وہ مسکرائی۔

وقت نہ پلٹے یہ ہی اچھا ہے ورنہ بہت سے زخم تازہ ہو جائیں گیں۔" لیل

کے دل نے سرگوشی کی مگر وہ الیکزینڈر کا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اسی لیے خاموش رہی۔ اب الیکزینڈر اس کے ساتھ ہلکی پھلکی من مانیاں کر

رہا تھا۔ جنہیں وہ مسکراتے برداشت کرتے اس کی گود میں ہی سمٹ رہی

تھی۔

لیل بنی ہی الیکزینڈر میں سمٹنے کے لیے تھی۔

^^^

منہا مسکراتے ان سے سلام کرتے خیام کے ساتھ بیٹھی۔ وہ بس چار لوگ

تھے۔ لڑکا خود اس کے ماں باپ اور بہن۔ اس کی بہن دس بارہ سال کی

تھی۔ اور شاید کافی لاڈلی بھی۔

وہ منہا کو دیکھتے اس کے ساتھ اٹیٹھی۔ وہ منہا کو خوشی سے سب بتا رہی تھی۔
جو مسکراتے سننا اس کی مجبوری تھی۔

وہ ظہیر نامی لڑکا کافی خاموش طبع تھا مگر وہ اس کا کیا کرتی۔ اس کی اپنی جان
حلق میں اٹکی ہوئی تھی۔۔

وہ سب لوگ آپس میں باتیں بھی کر رہے تھے۔ انعم کا چہرہ بتا رہا تھا اسے فیملی
پسندائی ہے۔ خیام نے تو ویسے ہی خود بلایا تھا۔۔ تو اسے کیا ہی مسئلہ ہوتا۔
رومان کو اس کے معاملات میں دلچسپی تھی نہیں۔ باقی بچی وہ تو اس سے خیام
اب کچھ پوچھنے والا نہیں تھا۔

ہمیں بچی بہت پسند ہے۔ باقی یہ دونوں ایک دوسرے سے اگر کوئی بات "
کرنا چاہیں۔ "خیام نے منہا کا جھکاسر دیکھا۔ پھر ہاں میں سر ہلا دیا۔
خیام کے کہنے پر منہا اسے اپنے ساتھ باہر لان میں لے آئی۔

دیکھو جو بھی نام ہے تمہارا۔ مجھے تم بالکل بھی پسند نہیں ہو۔ اندر تم صاف " صاف جا کر کہو گے تمہیں لڑکی میں کوئی دلچسپی نہیں۔ " منہا نے اسے گھورا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ وہ بھی بلا وجہ۔

پہلی بات میں ایس کیوں کہوں گا اور دوسری بات شادی کے بعد پسند آ " جاؤں گا۔ ویسے بھی میں اتنا آزاد خیال نہیں کہ اپنی بیوی کو شادی سے پہلے خود کو پسند کرنے کی اجازت دوں۔ " منہا نے اسے یوں دیکھا جیسا کہہ رہی ہو دماغ جگہ پر ہے ناں۔

تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے ناں؟؟؟... " منہا عربی میں ہی بات کر رہی تھی۔ " وہ لوگ شیخ ہی تھے۔ عمان کے شیخ۔ انہیں اردو نہیں آتی تھی۔ منہا کو تو ویسے ہی اب عربی میں ہی مہارت ہو گئی تھی۔ آخر یہاں رہتے اتنے سال ہو چکے تھے۔

میرا تو دل بے ایمان ہو رہا ہے آپ کو دیکھ کر۔ " منہا نے اسے برا منہ بناتے " دیکھا۔

اگر یہاں وہ سائیکو انسان ہوتا تو اس کی بوٹیاں کر دیتا۔

خیر پھر صرف اس کی ہی نہیں منہا کی بھی بوٹیاں ہوتیں۔۔

وہ اچھے سے واقف تھی اس کی عادت سے۔ ابھی بھی اگر اسے اس رشتے کا علم ہوا تو اس کی جان مشکل میں آ جائے گی۔

وہ چھوٹا سہی مگر اسے روکنے کی طاقت منہا میں نہیں تھی۔ اس کی تو پہلی اتاری شدتوں سے وہ نہیں سنبھلی تھی۔

“Go to hell with your heart.”

وہ نیچے لہجے میں غصے سے کہتے اندر چلی گئی۔ پیچھے وہ مسکرایا۔

اسے منہا اچھی لگی تھی۔ اس کا غصہ جو ناک پر رکھا تھا۔ ذرا بد تمیز سی مگر نہیں جانتا تھا غلط جگہ دل لگا رہا ہے۔ وہ پہلے ہی کسی اور کی ہے۔

منہا خیام کو دیکھتے اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔ ظہیر نے آکر بتایا سب ٹھیک ہے مگر خیام مطمئن نہیں تھا۔

وہ لوگ مزید کچھ دیر بیٹھتے چلے گئے۔ انعم منہا کو بلانے جانے لگی تھی۔ مگر انہوں نے منع کر دیا۔ وہ بھی رک گئی۔

انعم اب سامان اٹھا رہی تھی۔ خیام وہیں بیٹھا سوچوں میں گم تھا۔ اسے ابھی تک اس کا نام و نشان بھی نہیں ملا تھا جو اس کی بیٹی کے کمرے میں آدھی رات کو داخل ہو گیا۔

وہ سکون میں نہیں آسکتا تھا جب تک جان نہ لے۔

^^^

اس کا غصے سے برا حال تھا۔ وہ اس کے نکاح میں تھی۔ پھر کیسے یوں کسی کے بھی سامنے جا کر بیٹھ سکتی تھی۔ اسے جب سے معلوم ہوا تھا وہ تڑپ رہا تھا۔ پہلی دفعہ وہ بغیر موسیٰ کو بتائے ہی منہا کی طرف آ گیا۔ اگر وہ موسیٰ کو بتاتا تو وہ اس کے غصے کو دیکھتے منع کر دیتا۔ جو وہ اب نہیں چاہتا تھا۔

اس وقت بس اسے منہا سے جواب چاہیے تھا۔ اور کچھ نہیں۔ جو لینے وہ آ بھی گیا تھا۔

وہ گھر کی سیکیورٹی دیکھ مزید غصے میں آیا مگر پلٹا نہیں۔ ہمیشہ والا چور رستہ استعمال کرتے وہ پائپ کے رستے منہا کے کمرے کی کھڑکی سے اندر کودا۔ وہ سامنے ہی بیڈ پر لیٹی تھی۔ اس نے بغیر لحاظ کیے اس کے وجود سے کمبل کھینچتے دور کیا۔ وہ ہلکی سے چیخ مارتے اٹھی۔ اپنے سامنے اس پاگل انسان کو دیکھ اس نے حلق تر کیا۔

اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں وہ سب جان گیا ہے۔ وہ چھپنے کو جگہ تلاش کرنے لگی تھی مگر ایسا ممکن نہیں تھا۔

اس نے غصے سے منہا کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اس کا چہرہ سامنے کیا۔ وہ درد سے آنکھیں کھولنے پر مجبور تھی۔

اپنی اصل پہچان بھول گئی ہو یاں یاد رکھنا ضروری نہیں سمجھا؟؟؟..."منہا" نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کے اوپر رکھا۔ وہ درد سے آنکھوں میں نمی بھر گئی۔

مگر وہ جیسے بے حس تھا۔

پلیز۔۔۔۔۔"اس نے منہا کو ایک جھٹکا دیا۔ وہ زور سے انکھیں میچ گئی۔"

اس نے مشکل سے چیخ رو کی تھی۔ اس کا ہونٹ زخمی ہو گیا تھا ہونٹ دانتوں سے دبانے کی وجہ سے مگر وہ تو ظالم تھا۔

کیا سوچ کر ان کے سامنے بیٹھی تھی۔ اپنے شوہر سے واقف نہیں تھی یاں۔" بھول گئی تھی تمہارا شوہر بھی اس دنیا میں موجود ہے؟؟... "اس کا غصہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔

میں بتاتی....."اس نے منہا کو بات مکمل نہیں کرنے دی۔"

اہاں۔۔۔۔۔ مسز شایان اب اپ کچھ نہیں بتائیں گیں۔ اب میں اچھے سے " باور کراؤں گا آپ شادی شدہ ہیں۔ "وہ طنزیہ کہتے اسے پیچھے بیڈ پر دھکیل گیا ایک سیکنڈ میں اس نے اپنی شرٹ اتار کر دور پھینکی تھی۔ منہا کے اٹھتے کوئی در عمل دینے سے پہلے ہی وہ اس پر سایہ کر گیا۔

شایان نے سیکنڈز میں اس کے دونوں بازو اس کے سر پہ پن کرتے اس کی سانسیں روکی تھیں۔ وہ اس کے نیچے پڑی تڑپ رہی تھی۔

وہ دھیان دیے بغیر اس کی سانسیں روکے اپنا غصہ اس پر اتار رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں کو بے دردی سے اپنے دانتوں میں چباتے وہ بھول گیا تھا یہ کرنا ابھی اس کے لیے ٹھیک نہیں۔ وہ بس اپنا غصہ کم کرنا چاہتا تھا۔ جو اس کے وجود پر اثر کر ہی ختم ہوتا۔

وہ اس کے زخمی ہونٹوں کو مزید زخمی کر گیا۔ اس کے خون کا ذائقہ دونوں کے حلق میں جا رہا تھا۔ وہ مچل رہی تھی مگر بے سود۔

وہ اس کی سانسیں آب حیات کی طرح پی رہا تھا۔ جیسے اسے پینے سے وہ نہیں مرے گا۔ زندہ رہے گا۔ اور اگر ابھی نہ پیا تو دوبار ملے گا ہی نہیں۔

وہ ہلکا سا اوپر ہوا۔ اس کی تو جیسے جان میں جان آئی۔ وہ نڈھال سی سانسیں لینے لگی۔ شایان بھی سر اس کے کندھے پر رکھ گیا۔ وہ بھی اپنی سانسیں ہموار کر

رہا تھا۔

دونوں کی سانسوں کی آواز کمرے میں گونجتے اور ہی ماحول قائم کر رہی تھی۔
کمرے کی تنہائی کا اٹھتا اثر دونوں پر ہی ہونے لگا تھا مگر منہا کو ابھی اپنے باپ
کے در عمل کا ڈر تھا۔

شایان پلیز نہیں کرو۔۔۔ میں بڑی ہوں تم سے۔۔۔ پلیز سمجھو۔ "وہ اسے"
بتانا چاہتی تھی وہ اپنے ساتھ ہی برا کرے گا۔

شایان مسکراتے اس کے کندھے پر ہونٹ رکھے وہاں داڑھی رگڑی۔ پھر
دور ہوتے اس کی دونوں آنکھیں چومیں۔ جو اس کی شدتوں سے پانی سے بھر
گئی تھیں اور برسنے بھی لگی تھیں۔

پانچ منٹ کا کھیل ہے۔ یہ عمروں کا فاصلہ مٹ جائے گا۔ تم خود دیکھ لینا"
کون بڑا ہے؟؟؟..." اس کے لہجے میں خمار تھا۔

منہا ڈری۔۔ اب اگر وہ بہکتا تو روکنا اس کے بس میں نہیں تھا۔ وہ تو پہلے بھی
خود رکھتا تھا۔

شایان پلیر سمجھو۔ تمہیں کوئی بھی اچھی اور خوبصورت لڑکی مل جائے گی۔"
موسیٰ کے کہنے پر اپنی زندگی خراب کر رہے ہو یوں۔ "موسیٰ کا نام لیتے اس
کے لہجے میں ان چاہا سا غصہ تھا۔

شایان نے ہونٹ اس کی گردن سے ہوتے کندھے اور بیوٹی بونز تک لے
جانے شروع کر دیے

مگر مجھے منہا احمد ہی چاہیے۔ "یہ اعلان تھا وہ جانتا ہے وہ کس کی بیٹی ہے۔"
وہ خوبصورت ہو گی مگر تمہاری طرح مجھ سے ہر بات پر جھگڑے گی تو"
نہیں۔ یوں ہر بات پر میرا منہ نوچنے کو نہیں آئے گی۔ ہر بات پر مجھے چھوٹا
ہونے کا طعنہ تو نہیں دے گی؟؟؟..." منہا نے اسے بے بسی سے دیکھا۔
اس پر ہر بات کا الٹا اثر ہو رہا تھا جیسے۔

شایان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے جھکتے اس کی بیوٹی بونز پر دانت گاڑھے۔
وہ سسکتے اس کے کندھوں کو دبوچ گئی۔ وہ وہاں کاٹے پیچھے ہوا۔ منہا سسکی
بھرتے نم نظریں میچے پڑی تھی۔۔

وہ پھر دوسری طرف جھکتا جب منہا نے ہاتھ اس کے ہونٹوں پر رکھے۔
یان پلیز۔۔۔ "وہ لمبی لمبی سانسیں لے رہی تھی۔ جیسے ناجانے کتنی دور"
سے سفر کرتے آئی ہے۔

شایان نے اس کے دونوں ہاتھ چومتے بیڈ پر پن کیے۔ خود کا سارا وزن اس پر
ڈال دیا۔۔

یان کی جان اب یہ تو ہو گا۔ ورنہ میرا غصہ بہت برا اثر دیکھائے گا۔ "اس"
نے بے بسی بھری نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ اگنور کرتے اس کا عبایا
کندھوں سے کھسکاتے ڈوریاں کھول گیا۔
وہ خود ہی ڈھلکنے لگا۔ شایان اہستہ سے عبائے کو نیچے کرتے اس کے وجود سے
الگ کرتے پھینک دیا۔

آج کی رات محسوس کرو۔ پھر صبح بتانا کیا یہ احساس بھی ہونے دیا میں تم"
سے چھوٹا ہوں؟؟؟... "وہ اس کے انداز پر کپکپائی۔
کمرے کی لائٹس پہلے ہی اف تھیں۔ شایان نے کمرے پہلے ہی نیچے گرا دیا تھا۔

منہا کو چھپانے کے لیے ویسے بھی وہ کافی تھا۔ اس کے لیے کسی کی ضرورت نہیں تھی کسی بے جان چیز کی بھی نہیں۔

اس کے وجود پر ہونٹوں کا سفر کرتے وہ اسے سسکیاں بھرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ وہ تکیے پر سر کبھی دائیں مارتی تو کبھی بائیں۔ وہ اس کے پیٹ پر ہونٹ رکھتے وہاں کاٹتے اس کا ضبط آزارہا تھا۔

جب چھوٹے چھوٹے شایان تمہارے گرد گھومیں گیں تم جان جاؤ گی تمہارا " شایان چھوٹا ہے کہ بڑا۔۔۔۔۔ " وہ مسکراتے لہجے میں کہتے کروٹ بدلتے اسے اوپر کر گیا۔

وہ سسکی بھرتے چہرہ اس کے کندھے میں چھپا گئی۔ شایان کی جلتی قربت برداشت سے باہر تھی مگر مجبوری تھی برداشت کرنا۔ وہ اس کے وجود پر ہاتھوں سے سفر کرتے اس کی جان نکال رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں کا لمس ہی اسے مچلنے پر مجبور کر رہا تھا۔ وہ کیا ہی اس سے بچتی۔۔۔

یان۔۔۔۔۔ " اس نے سانس بھرتے اس کا نام پکارا تھا۔۔۔ "۔

شایان اس کی گال چومتے ہونٹ اس کے کان پر رکھتے سرگوشی کی۔

جی جانِ یان۔۔ "وہ لمبی سانسیں بھر رہی تھی۔"

یان بابا مجھے برا سمجھیں گیں۔ "اسے خیام کی فکر تھی۔ وہ بس اس کی"

نظروں میں نہیں گرنا چاہتی تھی۔

شایان اس کو دیکھا جو بہک کر بھی اپنے بابا کو نہیں بھول رہی تھی۔ اس نے

جھکتے اس کے ہونٹ چومے۔ پھر ان ہونٹوں پر ہونٹ رکھے سرگوشی میں

جواب دیا۔

سارا الزام مجھ پر لگا دینا۔ میں برداشت کر لوں گا۔ مگر ابھی دور نہیں جا"

سکتا۔ "وہ جیسے بے بسی عیاں کر رہا تھا۔

پھر منہا بھی مزاحمتیں روک گئی۔ شایان کی گرفت میں مچلتے تڑپتے وہ اس کی

قربت برداشت کرنے لگی۔

اس کی سانسوں میں سانسیں بھرتے وہ اس کے لمس کو دل و جان سے قریب محسوس کر رہی تھی۔ جانتی تھی یہ اس کا رستہ نہیں۔ مگر وہ دل کا کیا کرتی۔ جو شایان کی قربت میں پاگل ہو رہا تھا۔

دماغ کی نہیں سن رہی تھی جو لیل کی یاد کروا رہا تھا۔ اسے اس کا پلان یاد کروانے کی کوشش کر رہا تھا مگر ابھی اسے شاید شایان کی بانہوں کے حصار کے علاوہ اور کچھ نہیں سوجھ رہا تھا۔

یان؟؟؟؟....."وہ تڑپی۔۔ دونوں ہاتھوں میں دبوچے اس کے بال" کھینچے۔

وہ مسکرایا۔ وہ بھی بہک چکی تھی۔ وہ اکیلا ہی نہیں تھا۔

اس کا بہک جانا سکون دے رہا تھا۔ ورنہ اس کا رشتہ ایا تھا یہ سوچ سوچ کر وہ پاگل ہو رہا تھا۔

وہ اس لیے بھی پر سکون ہوا وہ زبردستی نہیں کر رہا ورنہ اسے یہ گلٹ ہی رہتا۔ کہ جب وہ پہلی دفہ اپنی محبت کے قریب ایا تو وہ زبردستی تھی۔

اس کے ہم قدم ہونے نے غصہ نکال دیا تھا مگر شدتیں تو برداشت کرنی تھیں۔ جو وہ کر رہی تھی۔ سسکیاں بھرتے ہیں بھرتے وہ مجبور آیاں بخوشی مگر ہونٹ دبائے اس کی شدتیں اپنے وجود پر سہہ رہی تھی۔

اب سمجھ آرہا ہے سکندر انکل لیل آنٹی کے اتنے دیوانے کیوں ہیں؟؟؟... "" وہ اس کے وجود کو چھوتے سرگوشی کرتے اسے شرمانے پر مجبور کر گیا۔ اس کا اشارہ وہ اچھے سے سمجھی تھی۔

ویسے بھی سب اسے لیل کا عکس ہی مانتے تھے۔ وہ خود بھی تو یہ لفظ سننا اچھا سمجھتی تھی۔ مگر اس طرح کی بات پر آکر یہ کہنا اسے سرخ کر گیا۔ وہ جو اس کی قربت سہتے کسی لمحے نہیں شرمائی تھی۔ اس مشابہت پر شرمائی۔ شایان کے ہونٹ پھر سے گردن سے ہوتے سینے کی طرف جانے لگے۔ اس کے لمس کا جنون بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ جو وہ برداشت بھی کر رہی تھی مگر کب تک۔

آخر تھکتے اس نے شایان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے رکنے کا کہا تھا۔

بڑی ہو۔ بڑے دل کا مظاہرہ کرو۔ اور میری شدتیں سمیٹو خود میں اچھے"
سے۔ "وہ لا پر واہی سے کہتے پھر اس کے وجود میں اتر گیا۔
وہ ہونٹ دبائے سسکیاں روکنے لگی۔ اب اس کا لمس شدت سے بھرپور
تھا۔

وہ تڑپتے اس کے کندھوں کر ناخنوں سے زخمی کرنے لگی مگر وہ پھر بھی پیچھے
نہیں ہٹا۔ وہ اپنی شدتیں اور محبتیں دونوں سے ہی اسے اج متعارف کروانا
چاہتا تھا۔ جو ہو بھی رہی تھی۔ مگر اب وہ تھک گئی تھی۔ جس کا خیال اسے
نہیں تھا۔

وہ اپنا غصہ اتارنے کے بعد اب طلب پوری کر رہا تھا۔ وہ طلب جوان کے
پلان کا حصہ نہیں تھی مگر اس کی روح کا حصہ تھی۔ جو پوری ہوتے اسے
سکون بخش رہی تھی۔ وہ ابھی اگے کا نہیں سوچ رہا تھا۔ بس اس کی سانسوں
میں سانس لیتے وہ ابھی مدہوش تھا۔ اور یہ مدہوشی اسے بھار ہی تھی۔ جس
میں گم وہ منہا کو بھی اپنے ساتھ ملا چکا تھا۔

وہ منہ بنائے بیٹھی تھی۔ موسیٰ اسے صبح بتا کر گیا تھا وہ نہیں ائے گا۔ وہ کھانا کھا
 ائی تھی مگر نیند نہیں آرہی تھی۔ نیند اتنی بھی کیسے جب اس نیند کو موسیٰ کی
 عادت ہو چکی تھی۔

وہ منہ پھلائے اپنا ٹیڈی لے کر ٹیرس پر آگئی۔
 اس ٹیڈی نے موسیٰ کی ہی شرٹ پہنی تھی۔ اس سے اتنی پرفیوم کی خوشبو بھی
 موسیٰ کی ہی تھی۔ بس وہ موسیٰ کی طرح اسے خود گلے نہیں لگا سکتا تھا۔
 وہ وہیں نیچے پڑے میٹرس پر ٹیڈی کو لیٹاتے خود اس پر لیٹتے اس کے بازو
 پکڑتے اپنے گرد لپیٹ گئی۔

یہ بس احساس پیدا کرنے کے لیے تھا موسیٰ اس کے پاس ہے۔ جواج اپنی ریڈ
 کے ساتھ مصروف تھا۔

تم برے ہو۔ جانتے ہو مجھے نیند نہیں آتی تمہارے بغیر اب۔ پہلے جب آ" جاتی تھی تو زبردستی کرتے تھے اور پاس سلاتے تھے۔ اب نیند بھی نہیں آتی اور تم پاس بھی نہیں سلاتے۔ "وہ منہ بنائے جیسے موسیٰ کو سب سنار ہی ہو۔ تم جانتے ہو بابا چاہتے ہیں میں بھی گھومو پھروں مگر میں تمہاری وجہ سے " نہیں جاتی پھر بھی تم نخرے دیکھاتے ہو۔ "وہ اس کے نہ آنے پر اداس تھی۔۔ وہ یوں ہی باتیں کرتی جا رہی تھی بغیر یہ جانے جسے وہ یہ سب سننا چاہ رہی ہے وہ اصل میں سن بھی رہا ہے۔

موسیٰ آرام سے گھٹنہ اس ٹیڈی کے پاس ٹکاتے اس کی مدھم آواز میں کی جانے والی شکایتیں سن رہا تھا۔

وہ اس کی پرفیوم کی خوشبو سے اٹھ جاتی مگر ٹیڈی پر بھی وہی ہر فیوم اس نے استعمال کی تھی۔ اسی لیے سکون سے پڑی تھی۔

موسیٰ بغیر ہلچل کیے اس ٹیڈی پر اس کے پیچھے لیٹتے اسے ہگ کیا۔

اس کے چونکتے چیخ مارنے سے پہلے ہی اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا۔

میری خوشبو سے پہچان نہیں پائی؟؟؟... "اس کی سرگوشی پر اس کی جان"
میں جانائی۔

وہ کروٹ اس کی طرف بدلتے اسے گھورنے لگی۔ موسیٰ نے مسکراتے اس کا
گال چوما۔

تم میری جان لینا چاہتے ہو؟؟؟... "غصے سے بھرے اور مشکوک لہجے پر وہ"
مسکرایا۔ جھکتے اس کے ہونٹوں کا بوسہ لیا۔

وہ پہلے ہی میری ہے۔ "سکون سے کہتے موسیٰ نے اسے مزہ خود میں بھینچ"
لیا۔

وہ بھی بازو اس کی گردن میں ڈالتے اس کے پاس ہو گئی۔

تم نے تو آج نہیں آنا تھا؟؟؟... "موسیٰ اس کی کمر پر دونوں ہاتھ باندھتے"
اسے خود پر لیٹایا۔ خود چت لیٹ گیا۔

تمہارے بغیر گزارا نہیں ہے۔ بار بار یادار ہی تھی۔ میں نے سوچا یاد کرنے"
سے اچھا ہے سکون سے بانہوں میں بھر کر سویا جائے۔ "وہ اترائی۔

موسیٰ کی باتیں ایسی ہی ہوتی تھیں کہ سننے والا خود پر غرور کرتا۔ مسکاتا کہ اسے اتنا پیار کرنے والا ملا ہے۔

یہاں اکر معلوم ہوا کوئی مجھے بھی اتنا ہی مس کر رہا ہے۔ اور یقیناً اب فیصلہ "بھی کر لیا ہو گا؟؟؟..." "وہ اب کچھ گھبرائی۔

موسیٰ نے اس کے تاثرات دیکھے۔ پھر اسے بازو پے ڈالتے سامنے شفاف آسمان کو دیکھنے لگا۔ وہاں چاند ستارے صاف دکھ رہے تھے۔ آسمان پر تو ستاروں کی بھرمار تھی۔

میری زندگی کے آسمان میں تم چاند کی طرح ہو۔ واحد و ضروری۔ "اس" نے بازو موسیٰ کی گردن میں ڈالتے واپس سر اس کے سینے پر رکھا۔ مجھے تمہارا کوٹج دیکھنا ہے۔ "وہ مان گئی تھی۔"

موسیٰ کی محبت بھری باتیں اسے موت کی طرف بھی مائل کر سکتی تھیں۔ یہ تو پھر اس کے ساتھ جانا تھا۔

اوکے۔ مگر صرف کوٹج دیکھنے؟؟؟..." اسے گھورتے وہ اٹھ گئی۔ ساتھ "

موسیٰ کا بازو پکڑتے کھینچ کر اسے اٹھایا۔

نہیں اور بھی بہت کچھ دیکھوں گیں۔ تمہاری بانہوں میں سوؤں گیں۔"

وہاں کھلا آسمان دیکھوں گیں۔ تمہیں جانوروں کا شکار کرتے دیکھو گیں۔" وہ

موسیٰ کو بازو سے کھینچتے کمرے میں لے آئی۔

اب وہ دونوں بیڈ پر لیٹے تھے۔

اور محبت کرنے کے بارے میں کیا خیال ہے؟؟؟..." وہ اپنے مطلب کی

بات پر آیا۔

موسیٰ شرم کرو۔ ایسی باتیں بچوں سے نہیں کرتے۔ تم نے خود کہا تھا میں "

جب تک تمہاری بیوی نہیں بنوں گیں تم یہ باتیں نہیں کرو گے۔" وہ اسے

یاد کروانے لگی۔

موسیٰ نے سانس بھری۔ وہ کچھ نہیں بھولتی تھی۔ سب یاد رکھتی تھی اور پھر

اسے بھی وقتاً فوقتاً یاد کرواتی رہتی۔

پھر یہ چھوٹا سا بچہ سو ہی جائے کیونکہ محبت کرنے کے لیے تو ابھی عمر پڑی ہے۔ "وہ ذرا جلے بھنے انداز میں کہتے اسے ہونٹ دبانے پر مجبور کر گیا۔
اب ویسے بھی کافی وقت ہو رہا تھا۔ موسیٰ کی بانہوں میں اتے اسے نیند آنے لگی تھی۔ وہ سکون سے آنکھیں بھی موند گئی۔
موسیٰ بھی صبر کرتے سونے لگا۔ یہ باتیں اس نے خود ہی یاد کروائی تھیں۔
اب وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ واقعی چھوٹی تھی۔

^^^

اس کا بس نہیں چل رہا تھا سب چھوڑ چھاڑ کر واس چلا جائے۔ وہاں لوگ اجا رہے تھے۔ کچھ تو ٹھہرتے اسے دیکھنے لگتے۔ کچھ سکون سے چلے جاتے۔
اگر اسے الیگزینڈر نہ کہتا تو وہ کبھی اس آفت کی پڑیا کو لینے نہیں آتا مگر اب
مجبوری تھی۔

وہ بھی جیسے جانتے بوجھتے لیٹ کر رہی تھی۔

ہیلوینگ مین۔ "وہ ہوا میں پونی جھلاتے ہارون کے گلے ملیے"

تھی۔ پھر اس کی طرف سے رد عمل آنے سے پہلے دور ہو گئی۔ وہ مٹھیاں زور سے دبائے اس چڑیلوں کی ملکہ کو دیکھ رہا تھا۔ جو ناجانے کیوں اب لوٹ آئی تھی۔ اس کی جان کھانے کو۔

غصہ صحت کے لیے اچھا نہیں ہوتا ینگ مین۔ خوش ہو جاؤ منسا لوٹ آئی۔" ہے۔ سب کی آنکھوں کی روشنی لوٹ آئی ہے۔" وہ ٹہلتے کہتے اسے زہر لگ رہی تھی۔

گاڑی میں بیٹھو انسانوں کی طرح۔" اس کے ہمیشہ والے اکھڑ انداز میں کہنے " پر وہ ایک جگہ رکتے اپنی شرٹ ٹھیک کرنے لگی۔ پھر گلاسز نکال کر وہ پہنیں۔ اب وہ جیسے اپنی اصلیت میں لوٹی تھی۔

ڈرائیور سامان گاڑی میں رکھو۔ ورنہ تمہارے بوس کو شکایت لگاؤں۔" گئیں۔" اس نے غصے سے بریف کیس اٹھا کر گاڑی میں پھٹکا۔ وہ سکون سے بیٹھی رہی۔

جب اسے تمیز نہیں تھی تو وہ کیوں کرتی۔

اب ہارون صبر کے گھونٹ بھرتے بیس کی سپیڈ سے گاڑی چلا رہا تھا۔ وہ
میڈم مجھے ہائی سپیڈ سے ڈر لگتا ہے کہتے لیکن اینڈر سے باتوں میں مصروف
تھیں۔

اگر الیگزینڈر کال پر نہ ہوتا تو وہ گاڑی فل سپیڈ سے کسی گاڑی یاں ٹرک میں
دے مارتا مگر ہائے یہ خواہش -----

وہ دنیا جہان کی فالتو باتیں الیگزینڈر سے کرتی آئی تھی۔ جنہیں دوسری طرف وہ تحمل سے سن بھی رہا تھا۔ کیونکہ وہ ہیر کی بیٹی تھی۔

جانی اور خیا م ٹارچر سیل میں تھے۔ ہیرا س کے پاس بیٹھی تھی۔ فرقان اور رومہ دونوں کمپنی میں ہی کام کر رہے تھے۔ عمر ویسے ہی اپنے ہاسپٹل میں مصروف رہتا تھا۔

اچھا اب میں گھر پہنچ گئی۔ آپ کا ڈرائیور بہت بد تمیز ہے۔ میں اب سوؤں۔"
گنتیں۔ پھر اٹھ کر دوبار باتیں کریں گیں۔ میں نے ریڈ کو بھی بہت مس کیا۔

میں رات کو آؤں گئیں پھر ڈھیر ساری باتیں کریں گیں۔ "وہ شوخ لہجے میں بول رہی تھی۔

الیکزینڈر اور ہارون دونوں نے ریڈ لفظ پر منہ بنایا تھا۔

وہ انٹی ہے تمہاری۔۔ "اس نے لب دبائے۔"

اگر موسیٰ کی ریڈ ہیں تو میری بھی ریڈ ہی ہیں۔ اب اتنی تو ضد بنتی ہے۔ "وہ" کھلکھلاتے کال کاٹ گئی۔

ہارون نے بھی گاڑی روکی تھی۔۔ وہ اپنا بیگ لیتے چلی گئی۔ ہارون کی غصے بھری نظریں اس کی پشت پر تھیں۔ مگر وہ اسے اگنور کرتے گیٹ پار کر چکی تھی۔

^^^

ناجانے عمر کو یہ کہاں سے معصوم لگتی ہے؟؟؟.... "الیکزینڈر سر جھٹکتے" موبائل دور رکھا۔ ہیر مسکرائی۔

اسے دو دن پہلے ہوا واقعہ یاد آیا تھا۔ جب شایان نے اسے عمر کی ریکارڈ کی ہوئی
اواز بھیجی تھی۔ جبکہ عمر کی طرف سے شایان کی شکایت آئی تھی کہ اس نے
الیکزینڈر سے جھوٹ بولا ہے۔

یہ جانتے ہوئے بھی موسیٰ کہاں ہے نہیں بتایا۔ اس حوالے سے تو ہیر موسیٰ
کے ساتھ تھی جس کے نتیجے میں شایان تو بیچ گیا مگر عمر پھنس گیا۔
اس سے لاکھ ترلے منتیں کروانے کے بعد وہ مانی تھی۔ ورنہ وہ اپنے
اپارٹمنٹ آگئی۔ یہ کہتے کہ وہ تو ظالم ہے۔ پھر اس کے ساتھ زبردستی کیوں
رہ رہا ہے۔

وہ مجبور ہوتے اسے منانے آیا تھا۔ اس کی ہو اسپتال میں نائٹ ڈیوٹی تھی وہ
اسے چھوڑ ہیر کے اپارٹمنٹ آگیا۔

ہیر اس سے دو گھنٹے تک کان پکڑوائے رکھے تھے۔ پھر کوئی سودفہ کا عزپر
سوری لکھو ایاتب جا کر مانی

وہ تو ہیر سے محبت کرتے پھسن گیا تھا۔ اس کے ساتھ بھی گزارا نہیں تھا اور بغیر بھی۔۔

اس کے بغیر تو ویسے ہی سانس اٹک جاتی تھی اور وہ اپنے ساتھ ہوتے ٹھیک سے سانس لینے نہیں دیتی تھی۔۔ اس کی اولاد الگ تنگ کیے رکھتی۔ وہ تو پچھتا یا تھا اس سوچ پر کہ اولاد کا خیال رکھے گا۔ وہ تو اسے بچپن سے تنگنی کا ناچ نچواتے آئے تھے۔ ابھی بھی نہیں بخشے تھے۔ وہ تو سوچتا تھا نا جانے کون پاگل لڑکیاں ہو گئیں جو ان سے شادی کرتے اپنے نصیب پھوڑیں گیں۔

وہیں ہیر اس بات پر عمر سے جگھڑا کر دیتی۔ کیونکہ اس کے مطابق اس کے بیٹے ہیرے تھے جن کے لیے کوئی ہیرا ہی ہو گا۔ وہ بھی چوبیس کیرٹ کا پیور گولڈ کا بنا کوئی نایاب ہیرا۔ جو پہلے تو اس دنیا میں پایا ہی نہیں جاتا تھا۔

عمر بلکل بھی نہیں جانتا تھا وہ واقعی ایک ہیرا ہی ہے۔ جوان سب کی انکھیں
اپنی روشنی سے چند صیادے گا۔ "بلکہ وہ ہیرا اس کے بیٹوں سے بھی دوہا تھ
اگے ہے۔ مگر جلد اندازہ ہو جاتا۔

^^^

منہا شایان کی بانہوں میں پڑی تھی۔ وہ دونوں ہی اٹھے ہوئے تھے۔ نیند
دونوں کی انکھوں سے کوسوں دور تھی۔

منہا کو صرف خیام کا خیال تھا۔ جبکہ شایان اب سکون میں تھا۔ مگر وہ منہا ہی
کیا جو کسی کو چند پل سکون سے جینے دے۔

چھوڑو مجھے اب۔ جو تم کرنا چاہتے تھے ہو گیا۔ "وہ غصے سے کہتے اٹھنے لگی"
تھی جب شایان نے اسے حیرت سے دیکھا۔

اس کے اٹھنے سے پہلے ہی شایان نے اسے اپنے پاس واپس گراتے اس پر سایہ
کیا۔

شاید بھول رہی ہو کل رات بہکی تم بھی ہو۔ میں اکیلا نہیں تھا جو سکون میں " تھا کل رات۔ "منہا اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھتی رہی۔

میں نے تمہیں دعوت نہیں دی تھی پاس آنے کی۔ "اس کے چٹختے لہجے پر" شایان نے اس کے دونوں ہاتھ سر پر پن کیے۔ وہ کراہی تھی اس کے اتنے غصے پر۔

تم نہ سہی تمہاری حرکتیں تو دعوت دیتیں ہیں۔ اب بس مجھے اس محنت کے " پھل کا انتظار ہے۔ پھر دیکھتا ہوں کتنا چھپاتی ہو؟؟؟..." اس کا لہجہ بھی سخت ہو گیا۔

تمیز سے بات کرو۔ چھوٹے ہو مجھ سے۔ "ہمیشہ کی طرح جب کوئی جواب " نہ بن سکا تو وہ تمیز سکھانے آگئی تھی۔

کیا کوئی کسر چھوڑی ہے میں نے جس سے تمہیں چھوٹا لگ رہا ہوں؟؟؟..." اس کا چہرہ سرخ پڑا۔

وہ بے باک ہو رہا تھا۔

وہ بھی تو بے پردہ اس کے وجود کے نیچے دبی ہوئی تھی۔ یہ تو بس غصے کے چلتے
اس سے دور جانا چاہ رہی تھی۔ ورنہ اس کی حالت تو ایسی نہیں تھی۔

اب مجھے بس انتظار ہے کب تم خود سب کو ہمارے نکاح کو بتانے پر مجبور ہو
گی۔ پھر جب تم مکمل میرے پاس آ جاؤ گی تو ہر ایک عمل کی سزا ملے گی
تمہیں۔ اس زبان چلانے کی بھی۔" اس نے جھکتے منہ کی تھوڑی پر ہونٹ
رکھے۔

پھر اٹھتے اپنی شرٹ پہنی جو نیچے ہی گری پڑی تھی۔

ویسے یہ نشان بہت پیارے ہیں۔ ایسی ڈرائنگ مجھے اپنے جسم پر ہر شام

چاہیے۔" وہ مسرور سا کہتے اسے تپاتے نکل گیا۔

پیچھے وہ مٹھیاں میچتے خود پر قابو کرنے لگی۔

وہ اپنی حالت درست کرنے کے لیے اٹھی تھی۔ ابھی اس نے نیچے پاؤں رکھا

ہی تھا وہ لڑکھڑاتے گرنے لگی۔ اس کے پاؤں سے تو جیسے جان نکل چکی تھی۔

وہ مشکل سے سہارا لے کر کھڑی ہوئی۔ اس کی اپنی حالت اس قدر بگڑی تھی وہ کمرہ درست نہیں کر سکتی تھی مگر ابھی یہ ضروری تھا۔

مشکل سے خود کے نیچے گرے کپڑے ہی اٹھا کر پہنتے وہ انعم اور خیام کے ان سے پہلے کمرہ درست کرنے لگی۔ ہر طرف گرے کپڑے اور کمرے کی بکھری حالت وہ ان دونوں کو نہیں دیکھا سکتی تھی۔

خیام کے شک کے بعد تو بالکل بھی نہیں۔

وہ سب ختم کرتے نڈھال سی صوفے پر گری تھی۔ اس کے بال اس کے چہرے کے گرد بکھرے ہوئے تھے۔ اس کے بازو شدید درد کر رہے تھے جس کے چلتے وہ ان بالوں کو سمیٹ کر کیچر بھی نہیں لا پار ہی تھی۔

اس نے ویسے ہی بالوں کو پکڑتے ان میں کیچر لگا دیا۔

کم از کم یوں اس کے چہرے پر تو بال نہیں آتے۔ وہ یوں ہی گرنے والے انداز میں صوفے پر پڑی تھی۔ شایان کی شدتیں اس کی حالت بہت اچھے

سے بگاڑ چکی تھیں۔ جواب اس کی صحت بھی بگاڑتی کیونکہ وہ محسوس کر سکتی تھی اپنے وجود میں اٹھتا درد۔

وہاں شایان اپنے گارڈز سے نظر بچاتے گھر جا کر لیٹ گیا۔ "میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آرام کروں گا۔" کہتے اپنے گھر کی نئی افٹ کی پر کالہ کو لینے جانے سے بھی انکار کر دیا۔

^^^

وہ اٹھتے خوشگوار حیرت سے پاس دیکھنے لگی۔ موسیٰ ابھی تک یہاں ہی تھا۔ ورنہ وہ اکثر اس کے اٹھنے سے پہلے ہی چلا جاتا۔

گڈ مار ننگ۔۔ "موسیٰ اس کی گال چومتے سرگوشی کی۔۔"

وہ کسمساتے اس کی بانہوں میں اوپر ہوتے اس کے روبرو آگئی۔

اج کی مار ننگ تو واقعی گڈ ہے۔ "وہ مسکراتے اسے اوپر کرتے بیڈ پر لیٹ گیا۔"

وہ دونوں کہنیاں اس کے سینے پر ٹکائے ان پے چہرہ رکھے اسے دیکھنے لگی۔ جو
اسی کی طرف متوجہ تھا۔

تم تو کل ریڈ کے پاس رکنے والے تھے؟؟؟..."موسیٰ جانتا تھا وہ یاد دلاتے ہی"
پوچھے گی۔

بس تمہاری یاد نے اس قدر ستایا میں فوراً آگیا۔"اس کی آنکھیں چمکیں۔"
آج کالج نہیں جانا جو اس قدر فرصت سے مجھے نہا رہی ہو؟؟؟..."وہ واقعی"
اسے بہت محبت سے دیکھ رہی تھی۔

اس نے جھکتے موسیٰ کی دونوں سائیڈ گالوں پر کس کیا۔ اسے اپنے ہونٹوں پر
اس کی ہلکی داڑھی کی چھبن محسوس ہوئی۔

وہ دور ہوتے اپنے ہونٹ ہاتھوں سے مسلنے لگی۔ موسیٰ اسے گھورتے بیڈ پر
ڈالتے خود اوپر ہوا۔

یہ کیوں کیا؟؟؟...."وہ اس کی بات نہیں سمجھی تھی۔"

اس کی آنکھوں میں نا سمجھی دیکھ موسیٰ اس کے دونوں گال پر اپنی سخت داڑھی والی گال رگڑی۔ وہ ہلکا سا سسکی۔ مگر موسیٰ اس کی نرم و نازک سے جلد سرخ کرتے ہی پیچھے ہوا۔

موسیٰ کو گھورتے وہ کوئی گڑیا ہی لگ رہی تھی چھوٹی سی۔ جو اس کی بانہوں میں آکر ہنسن چکی ہو۔

کل شام تیار رہنا۔ سکول والوں سے میں نے بات کر لی ہے۔ "موسیٰ کی" جلد بازی دیکھانے پر اس کی جان اٹکی۔

ابھی شام میں ہی تو اس نے بتایا تھا وہ جائے گی۔ پھر اس نے کب بات کی۔ مجھے پہلے ہی علم تھا تمہاں کرو گی۔ تمہاری ہر عادت اور حرکت سے واقف ہوں۔ "اس کی الجھن موسیٰ نے دور کر دی۔

بابا سے آج پوچھ لینا یاد سے۔ تیاری زیادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہاں "سب موجود ہو گا۔ صرف تمہارے وہاں جانے کی کمی ہے۔ میں بھی اس

سارے وقت میں وہیں تمہارے پاس رہوں گا۔ "وہ زیادہ خوش اس کے پاس رہنے پر ہوئی تھی۔

ریڈ اور ڈیوڈ کو میں نے بتا دیا ہے اپنے جانے کا۔ ان کی تم فکر مت کرنا۔ "وہ" جانتا تھا وہ بھی لیل کے متعلق فکر مند ہوگی۔ اور وہ واقعی تھی۔

موسیٰ تم نے مجھے پسند کیوں کیا تھا؟؟؟... "وہ اچانک اس سوال پر اسے دیکھنے لگا۔

پھر اٹھتے سائیڈ پے ہوتے اپنی شرٹ اٹھا کر پہنی۔ جویوں تھی جیسے ابھی استری کی ہو

بتاؤ۔۔۔۔۔ "اس کی بات سنتے موسیٰ ایک جگہ رکا۔"

وہ جو جواب دیتا وہ برداشت کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔ مگر اسے پھر بھی جواب چاہیے تھا۔

تمہاری کمر بہت پتلی ہے اس لیے۔ "وہ کہتے لب دبا گیا۔ وہ اس کا مطلب "نہیں سمجھ تھی۔

اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ جو وہ محسوس نہیں کر سکتی تھی
مطلب؟؟؟... "وہ موسیٰ کے سامنے آکھڑی ہوئی۔"

اسے بالکل ہوش نہیں تھا اس کی شرٹ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ بے بی نائیٹ
ڈریس میں اس کی کمر باہر جھانک رہی ہے۔
ہوش تھا تو بس موسیٰ کا۔۔

موسیٰ جواب دینے کے بجائے ٹریسنگ ٹیبل پر اس کی طرف رخ کرتے
بیٹھتے کنگھا کرنے لگا۔۔ وہ اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ اسے جواب چاہیے
تھا۔۔

جواب دو۔ "اس نے موسیٰ کی شرٹ کی کالر پکڑتے اسے نیچے جھکایا۔"
موسیٰ اس کی کمر میں دونوں ہاتھ ڈالتے اسے اوپر اپنی تھائی پر بٹھالیا۔
وہ جواب دینے کے بجائے جھکتے اس کی کالر سے نظر اتنی گردن پر کاٹنے لگا۔ وہ
سکتے اس کی کالر کو مٹھیوں میں دبوچتے مزاحمت کرنے لگی۔

چھوٹی ہوں ابھی میں۔ تم کیوں بھول جاتے ہو ہر دفعہ۔ "اس کے دور" ہوتے ہی وہ ہلکی آواز میں چیخی۔

موسیٰ نے اب اس کی گال پر کاٹا مگر نشان نہیں پڑنے دیا۔

پہلے جواب کے لیے بھی ابھی تم چھوٹی ہو۔ بڑی ہو جاؤ پھر بتاؤں کاپتلی کمر" کیوں پسند ہے مجھے تمہاری۔ "اس کا انداز زو معنی تھا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آیا۔

وہ سوائے موسیٰ سے کسی سے زیادہ باتیں کرتی ہی نہیں تھی جو اسے کسی بات کا علم ہوتا۔ اور موسیٰ ویسے ہی اس سے ایسی باتیں کرنے سے پرہیز کرتا۔ میں اب چلتا ہوں۔ تم بھی تیاری کر لو۔ "موسیٰ اسے مزید سوچنے ہی نہیں دیا۔

اس کی گال نرمی سے چومتے اس کی کالدرست کرتے وہ اسی چور رستے سے واپس چلا گیا۔ پیچھے وہ بھی کالج جانے کے لیے تیار ہونے لگی۔

کل کی شام موسیٰ کے پاس گزارنے کی اپنی ہی خوشی تھی۔ جو وہ چھپائے نہیں
چھپا پار ہی تھی۔

^^^

ہانیہ ٹہلتے کالج میں رومان کا انتظار کر رہی تھی۔ موسیٰ نے کہا تھا اس سے بات
کرنی ہے۔ اب وہ یوں بور ہو رہی تھی۔

اس نے ایک نظر اپنے ہاتھ میں پہنی گھڑی پر ٹائم دیکھا۔ پھر رومان کو کسی
لڑکی کے ساتھ وہاں داخل ہوتے دیکھ اس نے دور سے ہی اسے گھورا۔
وہ غصے سے اس کی طرف تیز قدم اٹھانے لگی۔

مجھے چیٹ کرنے کی کوشش بھی مت کرنا۔ تمہاری بوٹیاں چیل کوؤں کو "
کھلا دوں گیں۔" انگلی اٹھائے اردو میں کہتے وہ نکل گئی۔

پیچھے وہ لڑکی رومان سے پوچھ رہی تھی اس نے کیا کہا۔ اب وہ کیا جواب دیتا۔

وہ اچھے سے جانتا تھا ہانیہ میڈم اپنے دماغ کا استعمال کم کرتی ہیں۔ یہاں وہ شروع سے کرنا ہی نہیں جانتی تھی۔

سوری میم۔ "رومان ندامت سے کہا۔"

وہ کچھ حیرت سے اوکے کہتے چلی گئیں۔

وہ اسی کالج کی ڈین تھیں۔ مگر وہ ہانیہ ہی کیا جو کسی کے بارے میں معلوم رکھے۔

رومان اس کالج کا بیسٹ کرکٹ پلئر تھا۔ انہیں جب اس کی منگنی کا علم ہوا تو لڑکی سے ملنے کی خواہش کی۔

وہ اسی لیے انہیں ساتھ لا رہا تھا مگر وہ نا جانے کس چیٹنگ کا الزام لگاتے نکل گئیں۔

ان کے جاتے ہی رومان بھی غصے سے نکل گیا۔

اس نے گاڑی میں بیٹھتے ہی موسیٰ کو آج کی ہوئی ساری کاروائی بتائی تھی۔

وہاں وہ مسکراتے ان کی باتیں سن رہا تھا کیونکہ عین اسی وقت اس کے پرسنل
موبائل پر ہانیہ کی بھی کال آگئی تھی۔ جو رومان پر الزام پر الزام لگاتے بغیر
موسیٰ کی صفائی سننے کال کاٹ گئی۔

اس نے بھی بغیر رومان کی مزید باتیں سننے کال کاٹ دی۔
وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔ اب ایک دوسرے کو
کیسے متوجہ کرنا ہے وہ جان ہی جاتے آہستہ آہستہ۔۔۔

^^^

خیام پریشانی سے منہا کے سرہانے کھڑا تھا۔ وہ لوگ اس وقت ہاسپٹل میں
تھے۔ منہا کو ڈرپ لگی تھی۔ اس کی حالت ٹھیک نہیں تھی۔ وہ تو پریشان ہی
ہو گیا جب وہ اسے اپنے کمرے سے بے ہوش ملی۔ خیام اور انعم دونوں اسے
فوراً سے ہوسپٹل لے آئے۔ ان کے پیچھے ہی رومان بھی آگیا۔ اس وقت وہ
چاروں ہوسپٹل میں تھے۔

انعم اور رومان صوفے پے بیٹھے تھے۔ خیام منہا کے سرہانے کھڑا تھا جو ابھی بھی ہوش میں نہیں تھی۔

وہ بہت پریشان تھا۔ منہا اور کمرے کی حالت تو ٹھیک تھی۔ کوئی اثار نہیں تھے کوئی ایسا ہوگا۔ پھر منہا اچانک کیوں بیمار پڑ گئی۔ ڈاکٹر ابھی اسے ڈرپ لگا کر گئی تھیں۔ کہا بس ویسے ہی سٹریس اور کمزوری کی وجہ سے ہے۔ گھبرانے والی کوئی بات نہیں۔

انعم اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔ جس کی جان منہا میں بستی تھی۔ وہ کھانسی بھی تو خیام کی سانس اکھڑ جائے۔ یہاں تو وہ بیمار ہوتے ہو سہیٹل ہی پہنچ گئی تھی۔

انعم اٹھتے اسے حوصلہ دینا چاہا۔ وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھے رہنے کا کہتے باہر نکل گیا۔ اسے ابھی گارڈز سے بات کرنی تھی۔ معلوم کرنا تھا کیا واقعی کوئی ایسا ہے یاں پھر منہا اپنی شادی کا سن کر پریشان ہے۔

سکندر میں آج موسیٰ کے ساتھ شاپنگ پر جا رہی ہوں۔ "اس کے کوٹ" کے بٹن بند کرتے وہ بہت معصومیت سے اپنا پلان بتا رہی تھی۔

الیکزینڈر ایپس رواٹھاتے اسے دیکھا۔ پھر ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالا۔ جو دن بدن مزید خوبصورت ہوتے اس کے ہوش اڑا رہی تھی۔

اور اگر میں بھی جوئن کرنا چاہوں؟؟؟... "لیل نے اسے دیکھا پھر بازو اس کی گردن میں ڈالتے پاؤں اٹھاتے اس کے برابر ہوئی۔

ایلیک اچھے بچوں کی طرح کام پر جائے گا۔ میں بالکل نہیں چاہتی وہاں " میری اور موسیٰ کی اس بات پر لڑائی ہو کہ وہ کپڑے اپنے ڈیوڈ کے ساتھ بیچ کرتے لے گا۔ "الیکزینڈر مسکرایا۔

وہ آج بھی اس کے معاملے میں ویسی ہی تھی۔ بس اب جیسی اس تک ہی رکھی تھی۔۔

اور جو میں جیلس ہو گا اس کا کیا؟؟؟؟... "لیل نے ہونٹ نرمی سے اس کے ماتھے پر رکھے پھر پاؤں زمین پر رکھ گئی۔

وہ کل شام کو جا رہا ہے۔ پلیز مجھے کچھ وقت اس کے ساتھ گزارنا ہے۔""
یعنی وہ الیگزینڈر کو ساتھ نہیں لے جائے گی۔ وہ بھی ہتھار ڈال کر جھک گیا
او کے مگر بدلے میں آپ پر سوں میری ہر بات مانیں گیں۔ اور کل سے "
شوٹنگ پر یکٹس بھی واپس شروع کریں۔ موسیٰ کے آنے کا بہت فائدہ اٹھالیا
ہے آپ نے۔" اس نے منہ بنایا۔

الیگزینڈر جھکتے اس کا ماتھا چومتے بریف کیس لیتے چلا گیا۔
وہ دونوں جم کرتے کھانا کھا چکے تھے۔ ہمیشہ کی طرح جو س لیل نے بنایا اور
کھانا الیگزینڈر نے۔

لیل بیٹھی اب ٹی وی پر ڈرامہ دیکھتے موسیٰ کے آنے کے انتظار میں تھی۔ جسے
وہ شاپنگ پر جانے والا سر پر اتر دینے والی تھی۔

^^^

فرقان یہ کون ہے جو ہماری لڑکیوں پر بھی بھاری پڑ رہی ہے؟؟...""
الیگزینڈر ان لڑکیوں کی حالت دیکھ رہا تھا جن کی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی تھیں۔

فرقان خود پریشان تھا۔ وہ کیا ہی جواب دیتا۔ اسے خود یقین نہیں آرہا تھا۔
تم لوگوں کو اس کا حولیہ کچھ یاد ہے؟؟؟... "الیکزینڈر کے سوال لراں"
لڑکیوں نے نہ میں سر ہلایا۔

سر بس وہ کوکین سے بھرے ٹرک لے کر چکے گئے۔ اس کے علاوہ "
لڑکیوں کے جو کنٹینر بچائے تھے وہ بھی لے گئے۔ "انہیں بتاتے ندامت ہو
رہی تھی۔

الیکزینڈر کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا۔ اسے علم ہی نہیں تھا ڈرگ کے ساتھ
ساتھ لڑکیاں بھی گئی ہیں۔

فرقان تم نے لڑکیاں واپس کیوں نہیں بھیجیں تھیں اب تک؟؟؟... "اس"
کے سوال پر فرقان سر جھکا گیا۔

الیکزینڈر وہ واپس بھیجنے کی تیاری ہو چکی تھی مگر.... "اس کے بعد کوئی"
جواب نہیں تھا۔

الیگزینڈر نے غصے سے اسے دیکھتے بغیر سوچے سمجھے ایک گھونسنہ اس کے منہ پر مارا۔

وہ کراہا مگر سیدھا ہی کھڑا رہا۔ وہ جانتا تھا اس معاملہ میں الیگزینڈر کیسا ہے۔ اب وہ لڑکیاں کس کے چنگل میں ہیں ہم نہیں جانتے اور تم بہانے دے رہے ہو؟؟؟..." وہ غصے سے کہتے اسے مزید مارنے لگا۔

وہ لڑکیاں سر جھکائے کھڑی کانپیں کیونکہ وہ ڈر رہی تھیں۔ انہوں نے کبھی الیگزینڈر کو اس انداز میں نہیں دیکھا تھا۔

گرل کو بلاؤ اور مجھے وہ لڑکیاں واپس چاہیے۔" اس نے ٹیبل پر پڑا گلاس اٹھا کر سامنے دھوار میں دے مارا۔

وہ لڑکیاں فرقان کے اشارے پے وہاں سے نکل گئیں۔ وہ بھی وہاں سے نو دو گیارہ کو گیا۔

اس کے جاتے ہی الیگزینڈر سر تھام کر بیٹھ گیا۔

جب وہ لڑکیاں واپس جا رہی تھیں تو پھر کیسے کوئی انہیں واپس اغواہ کر سکتا تھا۔ وہ تقریباً پچاس کے قریب لڑکیاں تھیں۔

بس انہیں چکما دینے کے لیے تین کنٹینر مختلف وقت میں مختلف سڑکوں سے بھیجے گئے۔ وہ تینوں ہی لے اڑے۔

ایسا کون تھا جسے اس حد تک معلومات حاصل تھی اور وہ جان ہی نہیں سکے۔
الیکزینڈرا بھی بیٹھا سوچ ہی رہا تھا جب اس کا فون رنگ ہوا۔ اس نے فون سامنے کیا۔

وہاں نمبر شو نہیں ہو رہا تھا۔ بس لکھا تھا۔

Surprise...

اس نے کچھ سوچتے فون اٹھا لیا۔ فون، لوکیشن ڈسٹکٹ سے کنیکٹ کرنا نہیں
بھولا تھا۔

پریشان مت ہو بلیک کنگ۔ ان لڑکیوں کی عزت سے نہیں کھیلا جائے گا۔"
بس کچھ تجربے ہو گئیں۔ جس میں ان کا جسم سپردِ خاک ہو جائے گا۔ زیادہ
تکلیف نہیں ہوگی انہیں۔ "وہ آواز بہت مدھم سی گنگناتے انداز میں تھی۔
وہ جیسے یہ سب کرتے مسرور ہو۔ وہ یہ بھی پہچان نہیں پارہا تھا یہ آواز لڑکی کی
ہے یاں لڑکے کی۔ وہاں لوکیشن ڈیٹیکٹر پر صرف لوڈنگ ہی شو ہو رہا تھا۔
اپنی انرجی ضائع مت کرو۔ ڈھونڈنا نہیں جاسکتا مجھے۔ لڑکیاں چاہے تم"
ڈھونڈ لو۔ "مسکراتے لہجے میں کہتے اس نے کال کاٹ دی۔
الیکزینڈر نے فون سامنے کیا۔ وہ اس کے جواب میں کچھ نہیں بولا تھا۔ وہیں
سامنے لوڈنگ فیل آرہا تھا۔
مطلب سامنے والا کوئی اناڑی نہیں تھا۔ وہ ان حربوں سے واقف تھا۔
وہیں فون کے دوستی طرف موجود وجود نے اسی دھن کو گنگناتے ایک کمرے
کارخ کیا جہاں پر اس کی من پسند چیزیں موجود تھیں۔

الیکزینڈر اپنے ہر پرانے اور موجودہ دشمن کو سوچ رہا تھا۔ وہ سب ہی عورتوں کا دھندا کرنا چاہتے تھے۔ یہ کس تجربے کی بات تھی جس سے وہ واقف نہیں تھا۔ مگر اب وہ معلوم کر والیتا۔ اس نے خود گرل کو کال ملائی۔

اب اس کا یہاں ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ یہاں معاملہ بھی گرلز کا تھا۔

^^^

موسیٰ لیل کی کال پر دوڑا آیا تھا۔ وہ اپنا کام کر رہا تھا مگر لیل کو منع نہیں کر سکتا تھا۔ ویسے بھی شام کو وہ چلا جاتا۔

اج موسیٰ اپنی رہڈ کے ساتھ شاپنگ پر جائے گا۔ تیاری کر لو۔ "لیل نے" مسکراتے لہجے میں حکم دیا۔

اس نے لمبی سانس بھری۔ لیل جانتی تھی اس کے تاثرات منع کرنے والے ہیں۔ اسی لیے صوفے پر پڑی ایرانی چادر اوڑھ لی۔

موسیٰ بھی لیل کی بات مانتے اس کے ساتھ شاپنگ پر آگیا۔ مگر جہاں لیل اسے لائی تھی یہ شاپنگ مال تو نہیں تھا۔

لیل نے وہاں کھڑے باربر کو ایک ہیر سٹائل دیکھایا۔ پھر موسیٰ کا ویسے ہی سٹائل بنانے کا کہا۔

موسیٰ فوراً سے اٹھا تھا۔

اتنی مشکل سے تو اس نے الیگزینڈر کی طرح بال بڑھائے تھے۔ وہ کیسے کٹوا دیتا۔

ریڈیہ چیٹنگ ہے۔ "اس نے دہائی دی۔ لیل سے اونچی آواز میں بات وہ "خود بھی نہیں کر سکتا تھا۔

بچپن میں نہیں کر سکی اس بات کا افسوس ہے مجھے۔ "موسیٰ کو گھورتے اس "نے موسیٰ کو خود چمیر پر بٹھایا۔ خود اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے کھڑی ہو گئی۔

تم سچ کہہ رہے تھے۔ الیگزینڈر سے زیادہ عزیز مجھے کوئی نہیں۔ کیونکہ اس "نے تب ہنسایا تھا جب تمہاری ماں راتوں کو روتی تھی۔ اس نے ہمدردی نہیں کی، اس نے صرف دوستی کی۔ میں تب سے اس سے محبت کر رہی ہوں۔

سالوں گزر گئے۔ اس قدر شدت تو آہی جاتی ہے محبت میں وقت کے ساتھ۔۔ "موسیٰ آئے میں نظراتے لیل کے عکس کو دیکھ رہا تھا۔

موسیٰ کی اپنی پر سنیلیٹی ہے۔ لیل موسیٰ سے محبت کرتی ہے۔ لیل کی محبت " کے لیے موسیٰ کا الیگزینڈر جیسا بننا ضروری نہیں۔ موسیٰ کا مقام الگ ہے۔ " لیل نے نرمی سے ہونٹ اس کی گال پر رکھے۔

وہ بھی اپنے بیٹے سے واقف تھی۔ الیگزینڈر جیسا بننا صرف لیل کی توجہ حاصل کرنے کے لیے ہوتا تھا۔ وہ بچپن سے ایسا تھا۔ اس لیے ابھی بھی ویسا ہی ہیرسٹائل ڈریس اپ سب کچھ ہی۔

لیل نے باربر کو اشارہ کیا۔ اس نے لیل کے بتائے ڈیزائن کو فالو کرتے موسیٰ کے بال کاٹنے شروع کیے۔ لیل اس کے سامنے بیٹھی تھی۔۔

میں نے اتنے مشکل سے بڑھائے تھے۔ "اس نے دہائی دی۔ لیل ہاتھ " تھوڑی کے نیچے رکھتے مسکراتے اسے دیکھنے لگی۔۔

وہ معصوم صورت بناتے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اس کے بال کاٹتے جب بار بار فارغ ہوا لیل موسیٰ کے پیچھے کھڑے ہوتے
اس کے بال دیکھنے لگی۔

موسیٰ کو موسیٰ بنانے جا رہی ہوں۔ الیگزینڈر کو بھی تو معلوم ہو موسیٰ اعظم "
بھی اپنی ایک پر سنیلٹی رکھتا ہے۔" لیل نے جیسے اسے پچکارا۔

پھر وہ دونوں بوائز بوتیک پر آ گئے۔ موسیٰ جینز شرٹ ہی پہنتا تھا۔ اسے ہر
وقت عربی لباس میں رہنا اچھا نہیں لگتا تھا۔ ویسے بھی وہ ڈریس اس کے
پروفیشن کے حساب سے درست نہیں تھا۔ وہ کتنے سفید سوٹ صاف کرواتا۔
اب لیل وہاں موسیٰ کے لیے راؤنڈ گلے والی شرٹس دیکھ رہی تھی۔ پھر پہلے
لائٹ کلر میں کچھ شرٹس نکالتے وہ الگ کرنے لگیں۔ موسیٰ کو ٹائٹ جینز پسند
نہیں تھی۔ اس نے پینٹس نکالیں۔ وہ اسے پسندائی تھیں۔۔

اب وہ بھی اپنی پسند سے شاپنگ کرنے لگا۔

شوز جو گرز سب کچھ ہی انہوں نے اج لیا تھا۔ لیل تو واقعی شاید اسے بھیجنے
سے پہلے موسیٰ بنا کر بھیجنے والی تھی۔۔

موسیٰ اب کپڑے پہننے گیا تھا۔ لیل وہیں بیٹھ اس کا انتظار کرنے لگی۔

پلین امبر کلر کی شرٹ اور ساٹھ پینٹ کے ساتھ بلیک جیکٹ وہ واقعی موسیٰ لگ رہا تھا۔ اس کے بال بھی اب اس پے سوٹ کر رہے تھے۔

اب میرا بیٹا شہزادہ لگ رہا ہے۔ "لیل نے اس کو جھکاتے اس کا ماتھا چوما۔ وہ "لیل سے تو کیا الیگزینڈر سے بھی لمبا تھا۔

الیگزینڈر کو تو ڈرتا تھا کہیں وہ آسمان ہی نہ چھو لے جس لحاظ سے قد بڑھا رہا ہے مگر اس کا قدر رک ہی گیا۔

پاکستان میں مائیں اپنے بچوں کے سارے بال کٹوانے کے بعد ایسا کہتی ہیں۔ "اس کا پھولا منہ دیکھ لیل مسکرائی۔

اسے سادہ زبان میں ٹنڈ کہتے ہیں۔ تم جانتے نہیں ہو شاید تمہاری ماں نے "ایک عرصہ پاکستان میں گزارا ہے۔ "لیل کے مسکراتے لہجے پر اس نے مزید منہ بنایا۔

اچھا منہ مت بگاڑو۔ شادی کے بعد اپنی مرضی کے رکھو لینا۔ "موسیٰ کی"
انکھیں چمکیں۔

اس نے بازو لیل کے کندھے سے گزارتے آئینے میں دیکھا جہاں دونوں کا
عکس نظر آرہا تھا۔

میں بڑا ہو گیا۔ آپ بوڑھی نہیں ہوں گی۔ کیا کھاتی ہیں؟؟... "لیل نے"
مسکراہٹ نہیں روکی۔

تمہارے ڈیوڈ کا وقت۔ "موسیٰ نے منہ بنایا۔"
وہ کسی بات میں الیگزینڈر کو نہیں بھول سکتی تھی۔ وہ جانتا تھا لیل کی ہر بات
کے آغاز سے اختتام میں ہر جگہ الیگزینڈر ہی ہے۔

نا انصاف ہیں بہت آپ۔ "لیل اس کے سامنے کھڑے ہوتے اس کی"
شرٹ تھوڑی سی بیلٹ سے نکالتے پھلائی۔

الیکزینڈر سامنے ہو میں ہر انصاف بھول جاتی ہوں۔ "موسیٰ کے کڑوے" سے منہ بنانے پر لیل نے باقی کا سامان وہیں کھڑے گارڈ کو گاڑی تک لے جانے کا کہا۔

چلو کھانا کھانے چلتے ہیں۔ سکندر آج نہیں آئے گا۔ مجھ سے وعدہ کیا ہے" اس نے۔ "الیکزینڈر کے نہ آنے کا سنتے وہ شاک تو ہوا مگر مسکراتے لیل کے بازو میں بازو ڈالتے چلنے لگا۔

وہ بھی ہلکا سا کھلکھلاتے اس کے ساتھ ہی مال کے ساتھ بنے کیفے میں آگئی۔ اس نے غور نہیں کیا تھا مگر مال سارا خالی تھا۔ وہاں کوئی انسان نہیں تھا سوائے سٹاف کے۔ اب وہ کیفے کو دیکھ رہی تھی جہاں چڑیا کے چہچہانے کی آواز بھی شیر کی دھاڑ جیسے سنائی دیتی۔

موسیٰ پس ثابت ہوا تم بھی اپنے باپ سے کم نہیں۔ "وہ مسکرایا۔ وہ" مسکرا ہٹ جاتی تھی۔

الیکزینڈر بھی اکثر ایسا ہی کرتا تھا۔ جب کبھی اسے ساتھ شاپنگ پر لے جاتا تو وہاں پہلے ہی سب خالی کر وادیتا۔ لیل اس بات پر بہت چڑتی تھی۔

الحمد للہ..... "اس نے یوں شکر کیا جیسے لیل کا اسے الیکزینڈر سے ملانا" واقعی بہت پسند آیا ہو۔ لیل اسے گھورنے لگی۔

ویٹر کو موسیٰ نے آرڈر دے دیا تھا۔ وہ لے آیا۔

لیل کی پسند کی ساری چیزیں وہ ٹیبل پر لگا رہا تھا۔ لیل متاثر ہونے والی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

ویسے بیوی کے ساتھ ڈیٹ پر جانے والی عمر میں تم ماں کے ساتھ ڈیٹ پر "آئے ہو۔" وہ مسکرا نے لگا۔

کیا کر سکتے ہیں اب آپ دل و دماغ سے جائیں تو کوئی لاؤں ناں۔ "لیل نے "کھانا شروع کیا۔

سکندر کے سامنے یہ ڈانلوگ مت مارنا۔ بہت مارے گا تمہیں۔ "موسیٰ" نے چیخ منہ میں رکھتے ائیر واٹھائی۔

بلیک کنگ اب بوڑھا ہو گیا ہے۔ اس میں اتنی طاقت نہیں رہی موسیٰ اعظم " کو مار سکے۔ "وہ مصنوعی لہجے میں غرور سے کہتا لیل کو سنجیدہ ہونے پر مجبور کر گیا۔

بلیک کنگ بوڑھا ہو سکتا ہے مگر سکندر نہیں۔ اور سکندر میں اتنی طاقت تو " ہے وہ اپنے بیٹے کو پیٹ پیٹ کر سدھا رہا۔ "موسیٰ نے اس کے جتنا تے انداز پر ناں میں سر ہلایا۔

مجال تھی لیل کو مزاق میں بھی الیگزینڈر کے خلاف بات برداشت کر جائے۔ نا جانے وہ آج کیسے گئی تھی الیگزینڈر کے بغیر اس کے ساتھ۔۔۔ ویسے عورت جب ماں بن جائے تو اسے شوہر سے زیادہ بیٹا عزیز ہوتا ہے۔ " اس نے جیسے بہت پتے کی بات بتائی تھی۔ لیل ٹیبل پر اگے کو جھکتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

اور اگر اس شوہر نے تمہیں مجھے عورت کہتے سن لیا تو بیٹے کے واپس جانے " کی گارنٹی نہیں ہے۔ "موسیٰ نے لیل کی بات پر جیسے ناک سے مکھی اڑائی تھی۔

مانیں یاں نہ ماین مگر الیگزینڈر عرف بلیک کنگ میں اب وہ طاقت نہیں " رہی۔ "وہ بہت سیریس تھا جیسے۔

تم چاہتے ہو میں واپس چلی جاؤں؟؟... "موسیٰ فوراً سے کان پکڑے " تھے۔

سوری۔ معاف کر دیں اس بندہ ناچیز کو۔ جو آپ کے سکندر کے خلاف کچھ " کہہ دیا۔ اب ایسا نہیں ہو گا۔ "موسیٰ کھڑے ہوتے دونوں کان پکڑے جھکے معافی مانگنے لگا۔

وہ بھول گیا تھا وہ اس کی ماں بعد میں ہے الیگزینڈر کی بیوی پہلے ہے۔ مر جائے گی مگر الیگزینڈر سے پہلے کسی کو نہیں رکھے گی۔

لیل کے گھورتے بیٹھنے کا کہنے پر وہ چپ چاپ بیٹھ گیا۔ مگر زبان خاموش نہیں رہی۔

اب نہ مجھے بھی شادی کرنی ہے اور بیوی بلکل آپ جیسی ڈھونڈنی ہے۔ جسے "میرے علاوہ اور کوئی نظر ہی نہ آئے۔ وہ آپ کی طرح اپنے شوہر کے لیے پاگل اور جنونی ہو۔" لیل کے ہونٹوں پر تبسم بکھرا۔ ہلکی سے آنکھوں میں چمک اٹھی۔

میں دعا کروں گیں۔۔ "بہت ہی سادہ سا جواب دیا تھا لیل نے۔ وہ بھی "مسکرایا۔ اس کی ماں واقعی چاہتی تھی اسے اس جیسی بیوی ملے۔ تاکہ پیار کی جو کمی اس کی طرف سے رہ گئی تھی وہ پوری کر دے۔

^^^

رومہ سکون کا سانس لیتے بیٹھی۔ وہ صبح سے میٹنگز اٹینڈ کرتے تھک گئی تھی۔ ہانیہ کو صبح کالج بھیجنے کے بعد وہ کمپنی آگئی تھی۔ فرقان کو الیگزینڈر سے کچھ کام تھا۔ وہ ہانیہ کو خود ہی ڈراپ کرنے چلا گیا۔

یہ میٹنگ اسے ہی اٹینڈ کرنی تھی۔ مگر اس کی غیر موجودگی کی وجہ سے رومہ نے کر لیں۔ اب وہ فرقان پے سخت غصہ تھی جو وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔ وہ چمیر کی بیک سے ٹیک لگاتے اپنی تختہ بنی کمر کو آرام دینے لگی۔ وہ سکون سے انکھیں موند گئی کیونکہ اب کوئی کام نہیں تھا مگر وہ گھر نہیں جاسکتی تھی۔ وہ بند انکھوں سے محسوس ہی نہیں کر سکی کوئی بہت آرام سے دروازہ کھولتے اندر آیا۔ وہ باہر سیکریٹری سے اس کا پوچھ کر آیا تھا۔

جس نے بتایا میم بہت تھک گئی ہیں۔ وہ گرلز تھری پیس میں تھی۔ بس سر پے حجاب کیا ہوتا۔ وہ خاموشی سے اس کے پاس آکھڑا ہوا۔ فرقان نے ہاتھ بڑھاتے اس کی گال سہلائی۔ وہ مسکرا دی۔ وہ اس کی خوشبو محسوس کر گئی تھی۔ وہ جانتا تھا مگر پھر بھی لیٹی رہی۔ یعنی وہ واقعی تھک گئی ہے۔

فرقان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے گود میں اٹھاتے وہیں پڑے صوفے پے لیٹا یا۔ خود اس کے سر کی طرف بیٹھتے اسے گود میں رکھ لیا۔

رومہ کا حجاب کھولتے وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔ وہ سکون سے پڑی رہی۔

کوئی نہیں کہہ سکتا تمہاری اپنی بیٹی بیس کی ہونے والی ہے۔ "وہ مسکرائی۔"

آنکھیں کھولتے خود پے جھکے اس کے سر کو دیکھا۔

آپ الیگزینڈر سر والارومانس نہ کریں۔ اور بیٹی میں اور مجھ میں فرق نظر آتا ہے۔ ویسے بھی اب آپ کی عمر نہیں رومانس والی۔ "اس نے لب دبائے۔"

آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

کہو تو ابھی بتا دوں میری عمر رومانس والی ہے کہ نہیں؟؟... "اس کے"

سوال پر وہ فوراً سے سرخ پڑتے اس کی گود میں سر چھپا گئی۔ فرقان کا قہقہہ

گونجا اس کے سرخ ہونے پر۔

شرم کر لیں۔ بیٹی کی شادی کی تیاری کروانے کے عمر میں آپ کو یہ سب"

سوچ رہا ہے۔ "وہ اسے آنکھیں دکھانا چاہتی تھیں مگر اسے گھورنے کا مطلب

اپنی ہی جان تنگ کرنا تھا۔

میں سوچ رہا ہوں بیٹی کو رخصت کرتے اگلے بچے کا سوچ لیتے ہیں۔"

ویسے بھی "ابھی تو میں جوان ہوں۔۔۔" اس نے آخری الفاظ ساز کے ساتھ کہے۔

رومہ اس کی گود سے اٹھ گئی۔

میں جا رہی ہوں گھر۔ آپ بیٹھ کر یہاں اپنا ٹھہرک پن ان بے جان چیزوں"

پر جھاڑیں۔" وہ سرخ چہرے سے کہتے جانے لگی جب فرقان نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔

کچھ تو دے جاؤ گھر آنے تک صبر کر سکوں۔" اس کی جان حلق میں اٹکی۔"

فرقان نے جھٹکا دیتے اسے خود پے گرایا۔۔

پھر اس کی اگلی سانس بھرنے سے پہلے ہی وہ اس کے ہونٹوں پر جھکتے اس کی سانسیں قید کر گیا۔ اس کی سانسیں پیتے وہ مدہوش ہوا تھا۔

رومہ بھی مزاحمت نہ کرتے ہاتھ اس کی گردن میں باندھ گئی۔ وہ اسے آہستہ سے گود میں بٹھاتے مزید شدت سے اس کی سانسیں پینے لگا۔ ابھی وہ مزید

یوں ہی جھکار ہتا جب کسی کے قدموں کی آواز دروازے کے بالکل پار سنتے
اس نے رومہ کو خود سے الگ کیا۔

وہ ابھی اس کی گود میں ہی تھی جب کسی نے دروازہ کھولا۔ ساتھ ہی اس کی
آواز گونجی تھی۔

Surprise.....

اس نے فوراً آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ جیسے بچپن میں رکھتی تھی۔
فرقان رومہ کو شرم سے نظریں جھکائے دیکھ ٹشونکا لیتے اسے تھمائے خود ہانیہ
کی طرف بڑھا۔

میرا بچہ آج گھر جانے کے بجائے یہاں کیوں آگیا اور وہ بھی اتنی "
جلدی؟؟؟..." ہانیہ کے ہاتھ آنکھوں سے اٹھاتے فرقان نے اسے گلے سے
لگایا۔

رومہ بھی تب تک اپنی حالت درست کر چکی تھی مگر شرمندگی کا کیا کرتی۔
جو وہ فرقان کی وجہ سے ہر دفعہ ہانیہ کے سامنے اٹھاتی تھی۔ اس کی ان بے
قراروں کی وجہ سے۔ جو نہ وقت دیکھتی تھیں نہ ہی جگہ۔

مجھے آپ کو سر پرانز دینا تھا مگر لگتا ہے یہاں مجھے سر پرانز ملے گا چھوٹے بہن "
بھائی کی صورت میں۔ "وہ کہتے کھلکھلائی۔

فرقان اسے گھورتے خود بھی ہنس دیا۔ رومہ شرم سے زمین میں گھڑنے والی
ہو گئی۔

وہ فوراً سے واشروم میں بند ہو گئی۔

فرقان اسے لیتے صوفے پے بیٹھا جو رومان کے ساتھ آئی تھی۔ کیونکہ اسے
آج اپنے ماما بابا کے ساتھ لنچ کرنا تھا۔ وہ بھی کیفے میں۔

ہانیہ کی فرمائش پر فرقان کو ہامی بھرنی ہی پڑی۔ بس رومان کے ساتھ آنے پر وہ
غصہ دبا گیا۔

پھر رومہ کے نارمل ہوتے ہی وہ تینوں بھی لپچ کرنے چلے گئے۔ جبکہ فرقان
ہنستے مسکراتے بس اس شخص کے بارے میں سوچ رہا تھا جس نے ان کی قید
سے لڑکیاں اغواہ کی تھیں۔ وہ بھی یوں کہ نام و نشان تک بھی نہ چھوڑا۔
اس نے شکر کیا الیگزینڈر کی مار کا کوئی نشان نہیں پڑا اور نہ اب وہ اپنی بیٹی کو
وضاحت دیتے رومہ کو مسکرا نے کی وجہ دیتا۔ رومہ اس کی ساری وضاحتیں
سننے مسکراتی رہتی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی یہ وضاحتیں کتنی سچی ہیں اور
کتنی جھوٹی۔ جبکہ ہانیہ خاموشی سے سنتی کیونکہ اس کے بابا کو چوٹ لگی
تھی۔۔

^^^

شاہ کال سننے دیں۔ "اس نے منمناتے اس کی بانہوں کے حصار میں قید ہی"
اوپر ہوتے موبائل اٹھایا۔

وہاں الیگزینڈر کا نمبر دیکھ اس نے منت کرتی نظروں سے اسے دیکھا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ وہ شخص پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں تھا۔ اس کو مجبور آویں ہی کال اٹھانی پڑی۔

آسلام علیکم سر "الیگزینڈر جو اس کی مصروفیات کا سوچتے کال کاٹنے والا تھا" رک گیا۔

گرل تمہاری یہاں ضرورت ہے۔ مجھے کل تک تم یہاں چاہیے ہو۔ "وہ" حکم دیتے کال کاٹ گیا۔ اس کی آواز میرا لاج نے بھی سنی تھی۔
تم نہیں جاسکتی۔ "وہ جتا رہا تھا کہ اس کی حالت ایسی نہیں وہ کہیں بھی جائے۔

شاہ۔۔۔۔ "وہ اسے مناتے اس کی رضامندی سے جانا چاہتی تھی۔ اسی لیے" بازو اس کی گردن میں ڈالتے پیچھے باندھے۔

میرا لاج نے جھکتے اس کی گردن میں ہونٹ رکھے۔ پھر وہاں سے ہوتے وہ اس کے سینے پر ہونٹ رکھتے دانت گاڑھ گیا۔ وہ سسکیاں دبا گئی۔

ابھی مزاحمت کرنا اور اسے کچھ کہنا مطلب ناراض کرنا تھا۔ جو وہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

میربالاج نے ہونٹ سختی سے اس کے پیٹ پر رکھے تھے۔ سرخ نشان اس کے وجود پر چھپتے جا رہے تھے مگر پہلے والے نشانوں میں انہیں پہچاننا مشکل تھا۔ وہ ہونٹ رکھتے اس کے پہلو میں بنے اس نشان پر رک گیا۔

وہاں نرمی سے ہونٹ رکھتے وہ واپس اس کی گردن میں آیا۔ اس کے وجود کو مکمل خود میں بھرتے وہ اسے ہونٹ دانتوں تلے دبانے پر مجبور کر گیا۔ پہلو بدلتے اسے خود پر ڈالا۔ جو اس کی شدتوں میں سانسیں بھرنے کی عادی ہو چکی تھی۔

چلی جانا مگر واپسی پر خود کو میری شدتوں کے لیے تیار رکھنا۔ "وہ اسے نہیں" روک سکتا تھا۔

وہ اس کی دلاں ہی نہیں تھی وہ گرل بھی تھی۔ جس کی الگ پہچان تھی۔ جو خود میں طوفان سمیٹے تھی۔ جسے ہر مشکل میں اکیلے مقابلہ کرنے کی عادت اور ہمت دونوں تھیں۔

دلاں اس کی شدتوں کے باوجود مسکرا دی۔ اور اس کی یہ ہی مسکراہٹ میر بالاج نے اپنے ہونٹوں سے قید کر لی۔۔

اس کے وجود کو خود میں سموئے اب وہ اتنے دنوں کی دوری کے لیے خود کو سیراب کر رہا تھا۔ تاکہ اس کے لوٹنے تک وہ برداشت کر سکے۔۔

دلاں نے اس کی شدتیں سہتے سسکیاں بھری تھیں۔ ان کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔ یہ ایک الگ ہی میوزک تھا جو میر بالاج کا پسندیدہ تھا۔ وہ اس کو عمل سے بتا رہا تھا اس کا دور جانا وہ کیسے برداشت کرے گا۔ وہ بھی نہیں جانا چاہتی تھی مگر جس پہچان نے اسے زندہ رکھا وہ اسے نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

شاہ۔۔۔۔۔ "وہ سسکی بھرتے اس کا نام پکار گئی۔"

حیاتِ میر بالا ج مجھے دوری کے لیے چند خوبصورت لمحے تو سمیٹنے ہیں۔ اس" کی بھاری سرگوشی اس کے کان میں گونجی۔۔

اس نے نم نظروں سے اسے گھورا۔

یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا میر بالا ج کی بانہوں کے حصار میں دلاں پڑی ہو اور اس کی نظریں خشک ہوں۔ میر بالا ج کی شدتیں اس کی انکھیں نم کر دیتی تھیں۔

میر بالا ج نے جھکتے اس کا ماتھا چوما۔ جس کا پورا وجود پسینے سے تر تھا۔ سردیوں کے ان ٹھنڈے دنوں میں بھی وہ ساری پسینے سے نہائی تھی۔ یہ صرف میر بالا ج کی قربت کا کمال تھا۔

جونہ تو آج خود کام پر گیا تھا اور نہ ہی اسے ہلنے دے رہا تھا۔ بس اپنی من مانیاں کر رہا تھا۔ جو سہنا اس کی مجبوری تھی اور اب تو بہت بڑی مجبوری تھی۔

خیام اکیلا ہو اسپٹل میں تھا۔ رومان انعم کو گھر چھوڑنے گیا تھا۔ تاکہ وہ منہا کے لیے کچھ بنالائے۔ اسے ہوش آگیا تھا۔ اب وہ قدرے بہتر تھی۔

مگر ہوش میں آتے ہی اسے شایان یاد آیا تھا۔ جس کی شدتیں اسے ہو اسپٹل پہنچا چکیں تھیں۔

کتا مکینہ ساندھا تھی۔۔۔۔۔ "منہا سے ناجانے اور کن کن القاب سے نواز" چکی تھیں۔ کیونکہ وہ خیام کو اپنے لیے پریشان حال نہیں دیکھ پارہی تھی۔۔۔ پہلے وہ اس کا سرد بارہا تھا پھر اس کے لیے ناجانے کہاں سے خوار ہو کر سوپ لایا کیونکہ منہا کو گھر کا کھانا دینا تھا۔ انعم تب ابھی گھر گئی تھی۔

پھر اسے میڈیسن کھلاتے وہ نم نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جس کی رنگت پیلی سی ہو رہی تھی۔ ڈاکٹرز نے اسے صبح سے تین ڈرپز لگادی تھیں۔

الیکزینڈر کو بھی اس نے بتادیا تھا وہ آج نہیں آئے گا۔ وجہ بھی اس نے صاف ہی بتادی۔ وہ خیام کے لیے پریشان ہوا تھا مگر منہا کے لیے نہیں۔۔۔

منہا جو اس کے ساتھ کر چکی تھی اس کے بعد وہ اس کو دعا بھی نہیں دے سکتا تھا۔ صرف لیل کو اغواہ کرنے کا معاملہ ہوتا تو ٹھیک تھا مگر وہ ماضی میں بھی بہت کچھ ایسا کر چکی تھی۔ جن کی معافی وہ نہیں دے سکتا تھا۔

الیکزینڈر اسے اپنا خیال رکھنے اور پریشان نہ ہونے کی تلقین کرتے کال کاٹی۔ خود وہ ان لڑکیوں والے معاملے کی تحقیق کرنے چلا گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کل تک گرل بھی یہاں ہوتی۔

^^^

خیام منہا کو چھوڑ کر جانا تو نہیں چاہتا تھا مگر یہ ارجنٹ تھا۔ الیکزینڈر کو اگر ضرورت نہ ہوتی تو اسے کال نہیں کرتا۔

وہ ابھی رومان کو ہاسپٹل آنے کی کال کرتا جب وہاں شایان آیا۔ وہ شاید عمر سے ملنے آیا تھا۔

خیام انکل آپ یہاں؟؟ سب خیریت ہے ناں؟؟ "خیام نے فون واپس"

پاکیٹ میں ڈال دیا۔

ہاں بس وہ منہا کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ تم اس کے پاس رکنا۔ میں ذرا کچھ دیر"
تک آیا۔ اور کمرے میں کوئی انجان نہ جائے یہ بھی دھیان رکھنا۔ "خیام اسے
سمجھاتے اس کی اوکے سنتے نکل گیا۔

پیچھے شایان مسکرایا۔

بلی کو دودھ کی رکھوالی پر کیسے رکھتے تھے اب سمجھ آیا ہے۔ "وہ مسکراتے"
مسرور ہوتے اندرایا۔

سامنے ہی وہ دشمن جاں بیڈ پر ہاتھ آنکھوں پر رکھے لیٹی تھی۔
وہ اس کے پاس آیا مگر وہ ہلی نہیں۔

شایان نے جھکتے اس کے کان کے پاس سرگوشی کی۔
دلبراں؟؟؟؟.... "وہ فوراً آنکھیں کھول گئی۔"

شایان نے مسکراتے ہونٹ اس کے ماتھے اور پھر گال پر رکھے۔ وہ اسے بے
یقینی سے دیکھ رہی تھی

ویسے بڑوں میں ہمت بہت کم ہے۔ ایک ہی رات میں پوسٹیٹل پہنچ گئی۔ "وہ سٹول کھینچ کر اس پر بیٹھ گیا۔"

منہا اسے گھورا مگر یہاں کوئی فائدہ نہیں تھا۔

شایان یہاں سے دفع ہو جاؤ ورنہ میں بابا کو بلالوں گیں۔ "وہ اس پے سخت" غصہ تھی جو تھا تو اس سے دس پندرہ سال چھوٹا مگر ناجانے کیوں طاقت اس سے بچا س گنا زیادہ تھی۔۔

اچھی بات ہے انہیں اپنے داماد کے بارے میں معلوم ہو جائے گا۔ ویسے وہ "یہاں نہیں ہیں۔۔۔ الیگزینڈر کے کام سے چلے گئے۔" منہا کو چبا۔

وہ اپنی بیٹی کو کسی غیر کے پاس چھوڑتے کیسے اپنے نقلی بھائی کے کسی کام سے
جاسکتے تھے

خیام کے لیے بھی وہ الیگزینڈر سے بعد تھی۔ یہ تکلیف اسے بہت زیادہ ہو رہی تھی۔

افسوس مت کرو۔ مشکل میں سمیٹنے والے عزیز ہوتے ہیں۔ "منہا سے"
خونخوار نظروں سے دیکھا۔

انسان کو وہ شخص سخت برا لگتا ہے جو اس کی بنائی کہانیاں جھٹلائے اور اسے سچ
دیکھانا چاہے۔ انسان کو مظلوم بننے سے عشق ہے۔ جب بھی موقع ملے بن
جاتا ہے۔

پھر چاہے یہ خود کی نظروں میں مظلوم بننا ہو یا دوسروں کیوں۔۔
تم دفع کیوں نہیں ہو رہے؟؟ نہیں مروں گیں ابھی میں۔ نہیں ہو گی"
تمہاری خواہش پوری۔ "وہ غصے سے چیخی۔ آنکھوں سے جیسے آگ کی
چنگاریاں نکل رہی تھیں۔۔

شایان کو اس کا لہجہ سخت برا لگتا تھا۔ جس کے نتیجے میں اس نے غصے سے منہا
کے بازو قابو کرتے اس کے ہونٹوں کو قید کیا تھا۔۔

وہ سختی سے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دبائے اسے سانس بھی نہیں
لینے دے رہا تھا۔

وہ وجود کو ہلاتے مزاحمت کر رہی تھی مگر اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ پہلی ہی کم انرجی سے پڑی تھی۔ وہ پھر بھی اسے شدتوں سے چھو رہا تھا۔

اس کے وجود سے جان نکلنے کی دیر تھی جب وہ اس سے دور ہوا۔ اس نے تڑپتے لمبی سانس بھری تھی۔

ایسے جیسے وجود کو جھٹکا لگا ہوا۔ وہ سائیڈ پر کھڑا اپنے ہونٹ صاف کر رہا تھا۔ پھر ٹشو لیتے اس کے ہونٹ صاف کیے۔ جو لب کھولے سانس لے رہی تھی۔

شایان کے ہونٹوں پر تبسم تھا۔

اسندہ یہ یاد رکھنا۔ پھر تمہیں یہ بھی یاد رہے گا میں تمہارا شوہر ہوں۔ شوہر " بھی وہ جس نے بہت قریب سے جان لیا ہے تمہیں۔ کوئی پردہ بھی نہیں چھوڑا۔ " شایان کا انداز بتا رہا تھا اگر وہ پھر سے بد اخلاقی کرے گی تو وہ پھر سے اپنا جنون اتارے گا مگر چھوڑے گا نہیں۔

منہا سے کوئی جواب دینے کے بجائے انکھس پر ہاتھ رکھے پھر سے لب سی گئی۔ شایان جانتا تھا وہ اس وقت کیا سوچ رہی ہے۔ مگر اسے سمجھانا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

اگر وہ سمجھاتا تو حالات کسی اور ہی طرف کا رخ کرتے۔۔

اولاد کے لیے ماں باپ سب سے اگے ہوتے ہیں۔ ننھے منے پیدا کر لیتے " ہیں۔ پھر ان کے ساتھ الگ دنیا بسائیں گیں۔ ان کے لیے تم سے زیادہ کوئی نہیں ہو گا۔ " وہ سرخ پڑی تھی اس کی سرگوشی پر۔

ابھی وہ ہاتھ ہٹاتی جب خیم دروازہ کھول کر اندر آیا۔

شایان اس سے ملتے چلا گیا۔ جو اس کا شکریہ ادا کر رہا تھا جبکہ بنتا تو شایان کا تھا۔ وہ شکریہ کہتا۔ آخر کو اسے موقعی دیا تھا خیم نے اپنی من مانیاں کرنے کا۔ وہ غصے سے سوچ رہی تھی مگر ہلی نہیں۔



شایان وہاں عمر کے کین میں بیٹھا آرام کر رہا تھا۔ عمر ابھی رانڈ پر تھا۔ مگر جب واپس اتے اسے اپنے کین میں دیکھا وہ غصے سے کھول اٹھا۔

وہ ہیر کو بڑھکانے کے بعد آج اس کے سامنے آیا تھا۔

اب کون سی اگ لگانی تھی جو رہ گئی؟؟... "عمر غصے سے سرخ چہرہ لیے"

وہاں بیٹھا۔ شایان مسکرایا۔

وہ اگ لگائی تو تھی مگر جلد بجھ گئی۔ پر خیر۔ یہ اگ لگانا بھی ضروری ہے ورنہ"

معلوم ہو کسی دن ہماری فیملی میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اب کیا اس عمر میں آپ

بچوں کے پیپر زبدتے اچھے لگے گیس؟ آپ کا ہی خیال ہے۔ ورنہ مجھے

کیا؟؟... "عمر اپنی اولاد سے اچھے سے واقف تھا۔

جانتا تھا وہ ابھی بھی اسے تپا رہا تھا تاکہ لڑائی کر سکے۔

دفع ہو جاؤ۔ میرا بلکل موڈ نہیں ہے اب تمہارے ساتھ بحث کرنے کا۔"
وہ مسکرای۔

قدر ہی نہیں ہے میری قربانیوں کی۔ "اس نے مصنوعی افسوس ذہ لہجے میں"
کہا تھا۔

میرے ہوتے ڈیڈ کو کسی کی قدر ہو بھی نہیں سکتی۔ "منسا چہہاتے اندر"
داخل ہوئی۔

عمر کے چہرے کے تاثرات فوراً بدلے۔ وہ مسکراتے کھڑے ہوا۔ منسا کی
طرف قدم بڑھائے اور اسے سینے سے لگایا۔

ائی مسڈیو سوچ ڈیڈ۔ "وہ لاڈ سے کہتے عمر کو مسکرا نے پر مجبور ہو گئی۔"
عمر نے اس کا ماتھا چوما۔ شایان اس پیار کے مظاہرے دیکھ رہا تھا۔ تبھی وہاں
خیام داخل ہوا۔

اوہ بگ بی آپ یہاں؟؟ میں نے آپ کو بھی بہت مس کیا۔ "وہ موسیٰ کو ہر"
معاملے میں کاپی کرتی تھی۔ یہ الفاظ بھی اسی کے تھے۔

خیام نے اس کا ماتھا چوما۔۔ پھر عمر کی طرف متوجہ ہوا۔ منسا شایان کے پاس
کھڑی اب اس کو چھیڑ رہی تھی۔۔

جس کی وجہ سے وہ عمر سے نہیں مل پائی تھی کیونکہ ہیر نے عمر کے دودن گھر
جانے پر بین کر دیا تھا۔ اور وہ بین اب ختم ہوا تھا۔
کسی مائی کے لال میں ہمت نہیں تھی ہیر کے خلاف جاسکے۔ الیگزینڈر کی
شیرنی تھی وہ۔ ڈرنا تو بنتا تھا۔

عمر پلیرز منہا کا خیال رکھنا۔ مجھے کسی کام سے جانا ہے۔ وہ ابھی سو رہی ہے۔"
ورنہ میں اسے جاتے ڈراپ کر دیتا۔ "عمر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے
حوصلہ دیا۔

وہ سر ہلاتے چلا گیا۔ اسے گارڈ نے کچھ بتانے کے لیے بلایا تھا۔ مگر وہ گھر سے
بہت دور تھا۔

وہاں منہا نہیں جانتی تھی نیند میں ہونے کا ناطک اس پر کتنا بھاری پڑنے والا
ہے۔

ڈیڈ لنچ ساتھ کریں پلیز۔۔ "عمر کو منہا کا خیال آیا۔"

شایان رکھ لے گا منہا کا خیال۔ وہ ریڈ کو تو تکلیف نہیں دینا چاہے گا۔ "اس" نے اپنے بڑے بھائی کو انکھ ماری جس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نے چھپ دیکھائی۔

عمر اسے مشکوک نظروں سے دیکھا پھر منسا کے ساتھ لنچ کرنے چلا گیا۔ شایان مسکراتے منہا کے کمرے کا رخ کیا۔

وہ یوں ہی انکھوں پر بازو رکھے لیٹی تھی۔ شایان جا کر سٹول پر بیٹھ گیا۔

ایک ڈیل ہے میرے پاس۔ تمہارے فائدے کی ہے۔ تمہیں یقیناً پسند "

ائے گی۔ "اس نے بازو نہیں ہٹایا۔ یوں ہی پڑی رہی جیسے سوئی ہو۔ حالانکہ سونا تو اس کے لیے مشکل تھا۔

تمہاری ماسی موسیٰ کے ساتھ لپچ کر رہی ہیں۔ بات ہو سکتی ہے ابھی ان " سے۔ "اس نے جھٹ سے بازو ہٹایا۔ اس کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھا۔

شایان نے مسکراتے موسیٰ کے بھیجی کچھ تصاویر اسے دیکھائیں جو اس نے خود اصرار کرتے منگوائیں تھیں۔ وہ بھی جانتا تھا کسے دیکھانے ہیں تو بھیج دیں۔ وہ دیکھانے کے مقصد سے واقف نہیں تھا۔

پلیز شایان۔ مجھے واقعی ماسی سے بات کرنی ہے۔ "اس کا لہجہ ذرا سا نرم ہوا۔" شایان مسکراتے اس پر جھکتے اس کی آنکھوں میں دیکھنے گا۔ پھر ہاتھ بڑھاتے ہلکے سے اس کے ہونٹوں کو چھوا۔

ڈیل کر کو میرے ساتھ۔ مجھے کس کرو بدلے میں بات ہو جائے گی۔ جتنی " دیر کس کرو گی اتنی دیر بات کر لینا۔ ایک سیکنڈ بھی اگے پیچھے نہیں کروں گا۔ "منہا کی آنکھیں بڑی ہوئیں۔

اس نے ہاتھ بڑھاتے اسے خود سے دور کرنا چاہا۔ شایان نے اس کے دونوں ہاتھ سرپے پن کر دیے

ہاں یاں نہ؟؟؟... "وہ عجیب کشمکش کا شکار تھی۔"

شایان نے دوسرے ہاتھ سے تصویر اس کے سامنے کی۔

اس میں موسیٰ یکسر مختلف لگ رہا تھا۔ لیل کا ہاتھ تھا مے اسے چومتے اس نے تصویر بنائی تھی۔ اس کا ہیرکٹ ڈریسنگ ڈیزائن سب بدلا ہوا تھا۔ شایان نے مسکراتے فون واپس پاکٹ میں ڈالا۔

تم مکرو گے تو نہیں؟؟؟.... "شایان اس کی لیل سے بات کرنے کی تڑپ" سے واقف تھا۔ مگر ابھی اس کے لیے اپنی تڑپ اگے تھی۔ اور جب دونوں کی تڑپ پوری ہو سکتی تھی تو اسے اور کیا چاہیے تھا۔

موسیٰ کی قسم۔ "اسے موسیٰ بے شک پسند نہیں تھا۔ شایان اچھا نہیں لگتا" تھا۔ مگر وہ جانتی تھی شایان موسیٰ کی جھوٹی قسم نہیں کھائے گا۔

منہا نے ہمت کرتے اس کے ہونٹوں کو دیکھا۔ ان ہونٹوں کی گستاخیوں کے نشان ابھی تک اس کے وجود پر تھے۔ ان کا لمس ابھی تک وہ اپنی روح تک محسوس کر سکتی تھی۔

شایان مزید اس پر جھکا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ایک ہاتھ ازاد کر دیا۔ منہا نے اسی ہاتھ سے اس کی کالر پکڑتے اسے مزید خود پر جھکایا۔

شایان نے اس کی آنکھوں میں اترتا خمار دیکھا۔ وہ مسکرایا۔ پیچھے وہ بھی نہیں رہی تھی۔ اسے چھوٹا چھوٹا کہتے وہ بھی اس چھوٹے کی عاشق بن چکی تھی۔

وہ اس کے ہونٹوں کو نرمی سے اپنے ہونٹوں میں دبا گئی۔ نرمی سے اس کی سانسیں اپنی سانسوں میں اندھیلنے لگی۔ شایان ساکن پڑا رہا۔

وہ اس کے ہونٹوں کا نشہ سا ہوتے دیکھ جیسے شیر ہوئی۔ پھر ان پر شدتیں دیکھاتے وہ اس کے ہونٹوں پر کاٹ گئی۔ مگر جیسے یہ عمل اس کے دل کو بھایا تھا۔ اس نے مزید زور سے کاٹا۔ بے صبری اور شدت سے اس کی سانسیں

خود میں اندھیلیں۔

اب شایان نے ذرا سا اس کی سانسوں میں سانس بھری اس میں تو جیسے
سانسوں کی قلت ہو گئی۔ وہ مزید شدتوں سے اس کے ہونٹوں کے ذریعے
اپنی سانسیں واپس لینے لگی۔۔

وہ کبھی ان پردانتوں سے کاٹتی کبھی انہیں دانتوں میں دبا کر کھینچتی تو کبھی اس
کی سانسیں ہی ساری کی ساری کھینچ لینے کی کوشش کرتی۔۔
شایان اس کے رحم و کرم پر تھا جیسے۔۔ اس کے دانتوں کا لمس اسے سرور
بخش رہا تھا

۔ پھر اس کی سانسیں مزید بھاری ہو گئی۔ وہ پیچھے ہوتے لمبے لمبے سانس لینے
لگی۔ جیسے یہ سانس پینے کا عمل شایان نے کیا ہو۔
شایان کی سانسیں بالکل ہموار تھیں۔ اس کے ہونٹوں پر خون کے قطرے
تھے۔ جو اس کے اپنے ہی خون کے تھے۔۔ اس نے جھکتے وہ خون منہا کو پینے
پر مجبور کیا۔

وہ مزید نڈھال ہو گئی۔ اس سب نے اسے مزید تھکا دیا تھا۔۔

پندرہ منٹ۔ ناٹ بیڈ۔ "اس کی شوخ آواز پر منہا سر جھکائے آنکھیں موند گئی۔"

انی لواٹ۔ "اس کی سرگوشیاں اسے مزید شرمندہ کر رہی تھیں مگر اسے لیل سے بات کرنی تھی۔ چاہے قیمت کو پی بھی ادا کرنی پڑتی۔۔۔ میں ریڈ کو کال کرتا ہوں مگر یاد رکھنا ان سے ایسی کوئی بات نہیں کرنی جو" انہیں ہرٹ کرے۔ "اس نے وارن کرتے ہوئے اس کے کان سے گال پر رکھے۔"

کال ملاتے وہ بیڈ سے ذرا فاصلہ پر ہوا۔ اس پے یوں جھکے رہ کر بات نہیں کر سکتا تھا۔

اسلام و علیکم لیل انٹی۔ "وہ لیل کے لیے بہت شریف تھا۔" لیل اس کی کال دیکھ کر حیران ہوئی تھی مگر اٹھا گئی۔ موسیٰ اس کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔

وعلیکم اسلام۔۔ کیا حال ہے شایان؟؟؟.. "وہ موسیٰ کے تاثرات سے"

معاملہ سمجھنے کی کوشش میں تھی۔ جو اس وقت اتنا لا پرواہ بیٹھا تھا جیسے کوئی معاملہ نہ ہو

جی میں بالکل ٹھیک ہوں۔ بس کسی کام سے ہاسپٹل آیا تھا بابا کے پاس۔ منہا"

پاسپٹل میں ایڈمٹ تھی۔ وہ اپ سے بات کرنا چاہ رہی تھی۔ اپ بات کر لیں اس سے پہلے۔ "لیل کے چہرے پر فکر کے سائے لہرائے۔

موسیٰ نے غائبانہ اسے گھورا۔

ماسی؟؟؟؟.... "وہ فون ملتے ہی رو دینے کو تھی۔ ادھر لیل کے دل پر یا تھ"

پڑا۔

وہ منہا تھی۔ اس نے خود پالا تھا اسے۔ اس کی تکلیف وہ محسوس کر سکتی تھی۔

موسیٰ سے پہلے اس نے منہا کو ماں بن کر چاہا تھا۔

منہا میرا بچہ کیا ہوا ہے تمہیں؟؟؟ میری جان بتا وہاں ہاسپٹل کیوں ہو؟؟؟..."

موسیٰ مشکل سے ضبط کر رہا تھا۔

چپ چاپ اٹھ کر کچھ دور کاؤنٹر پر آگیا۔ اس پے کھڑے ویٹر سے بلا ضرورت باتیں کرنے لگا کیونکہ لیل کا نم لہجنا قابل برداشت تھا۔

ماسیائی مس یو۔۔۔۔۔ "لیل خود مشکل سے آنسوؤں روکے۔ وہ جانتی" تھی اگر وہ روئی تو موسیٰ ہر شخص کی جان کو اے گا۔ اور پھر وہ اسے روک بھی نہیں پائے گی۔

ماسی لووزیو الاٹ ماسی کی جان۔ "موسیٰ نہیں تھا وہاں۔ وہ یہ الفاظ نہیں سن" سکتا تھا اسی لیے اٹھ گیا۔

وہ جانتا تھا چاہے کچھ بھی ہو جائے مگر منہا اور لیل کے درمیان محبت کم نہیں ہو سکتی۔ اسے اپنی ماں کی خوشی کے لیے اسے اس سے بات کرنے دینی تھی۔۔

ماسی مجھے فیور تھا۔ میں ساری رات بے ہوش تھی۔ کوئی نہیں آیا۔ "شایان" تو جیسے عدم ہو گیا تھا۔

وہ اچانک سے خود ترسی کا شکار ہو رہی تھی۔ شایان اس کے نم لہجے اور بچوں کے سے انداز کو دیکھ رہا تھا۔

وہ جیسے بچپن والی لیل بن گئی تھی۔ ہر بات اس سے شئیر کرنے والی۔ جیسے اندر کچھ نہ بچا ہو۔ کوئی خلا نہ رہا ہو۔

خیام کہاں تھا اور انعم؟؟ میں نے اس سے پوچھا بھی تھا۔ اس نے تو بتایا تھا تم "ٹھیک ہو؟؟؟ ایسے ٹھیک تو نہیں رکھتی تھی میں تمہیں۔" یہ انعم سے کیے جانے والا شکوہ تھا۔

وہ نہیں جانتی تھی انعم کو یہ بات کہنے کو خیام نے ہی کہا ہے۔ وہ نہیں چاہتا تھا یہ بات لیل تک پہنچے۔

بابا میرے پاس تھے۔ الیگزینڈر نے انہیں اپنے کام بھیج دیا۔ وہ کسی کو "میرے پاس نہیں رہنے دیتا وہ ہر محبت کرنے والا مجھ سے چھین لینا چاہتا ہے۔" ادھر لیل جانتی تھی وہ جس حالت میں ہے ایسا ہی سمجھے گی۔ اس لیے اس کی بات کراگنور کیا مگر شایان نے اسے گھورا تھا۔

اچھا اب کیسی ہو؟ ڈاکٹر نے کیا کہا؟؟ "لیل بے چینی سے پوچھا۔"
وہ خوش تھی اس کی ماسی کو اس کی فکر ہے۔

ٹھیک ہو۔ "ساتھ ہی فون کٹ گیا۔ اس نے آنکھوں کے سامنے کیا۔"
شایان نے پندرہ منٹ کی کال لگا کر دی تھی۔

ہوتے ہی کال خود کٹ جاتی۔ شایان نے فون واپس لے لیا۔ وقت پورا
میں نے بکو اس کی تھی لیل انٹی کو ہرٹ مت کرنا۔ "ادھر لیل دوبار فون"
ملانا چاہتی تھی موسیٰ نے اس سے موبائل لے لیا۔

ٹھیک ہے وہ۔ اج صبح سے ہاسپٹل ہے۔ ڈاکٹر نے ڈرپز لگائی ہیں۔ سٹریس
اور بخار کی وجہ سے تھک سب۔ ابھی شام تک ڈسچارج ہو جائے گی۔ ماسی اور
مانی جا رہے ہیں اس کے پاس۔ "لیل نے اسے گھورا۔

وہ سب جانتا تھا مگر اسے بتانا ضروری نہیں سمجھا۔

ناراض مت ہوں اب۔ چلیں مووی دیکھنے چلتے ہیں۔ مجھے بہت پسند "

ہے۔ "موسیٰ اس کے گھورنے کی پرواہ کیے بغیر اسے اپنے ساتھ مال میں ہی

موجود تھیٹر لے گیا۔ چونکہ یہ سارا مال آج اس کے انڈر تھا۔ تو وہ آسانی سے اپنا حکم پورا کر وارتھا۔

اس نے پہلے کی طرح لیل کے بازو سے بازو گزارا تھا۔ جو اسے گھورتے تھے اس کے بازو پر لگاتے اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔

آپ کو گود میں اٹھا تو لوں مگر آپ کے سکندر کے ہارٹ اٹیک کا خطرہ " ہے۔ " لیل نے اسے گھورا۔ وہ مسکراتے کان پکڑ گیا۔ جانتا تھا ویسے تو اس کی ماں مانے گی نہیں۔

لیل گھورتے اس کے ہم قدم تھی۔ جو آج شام پھر اپنی دنیا میں روانہ ہو جاتا۔ پھر ناجانے کب ملتا اسے۔

اس نے ان سوچوں کو جھٹکتے مزید خوشگوار وقت اس کے ساتھ گزارنا چاہا۔

...

شایان پھر غصے سے اس کی جان نکالتا جب رومان دروازہ کھولتے اندر آیا۔ اس کے پیچھے انعم تھی۔ شایان نے اپنے تاثرات پر قابو پایا۔ ایک نظر اسے سخت غصے سے دیکھا جو کبھی اپنی فطرت یا عادت سے بعض نہیں آتی تھی۔

شایان تم یہاں؟؟؟... "رومان نے دانت پیستے پوچھا تھا۔ وہ ان دونوں کے " نکاح سے واقف تھا۔

جو دھمکیاں شایان اسے دیتا تھا ان کا بھی اسے علم تھا۔ ہر بات سے وہ اچھے سے واقف تھا۔ بس نہیں جانتا تھا وہ کس حد تک اس کی بہن کو مار چر کر چکا ہے۔

انعم بھی اسے یہاں دیکھ حیران تھی۔

ہاں وہ خیام انکل کو کہیں جانا تھا تو انہوں نے بابا کو منہا کا خیال رکھنے کو کہا " تھا۔ بابا کو بھی کام پڑ گیا تو مجھے منہا کے پاس رکنے کا کہا۔ "اس نے وضاحت دی۔

منہا کو اس سب میں دلچسپی نہیں تھی۔ وہ بس آنسوؤں بہاتے پڑی تھی۔

لیل سے اس کی بات مکمل نہیں ہو سکی۔ کیوں نہیں ہو سکی۔ اسے تو لیل سے
بات کرنی تھی۔ اپنے اندر کا عبار نکالنا تھا۔ جواب اسے رونے پر مجبور کر رہا
تھا۔

اچھا اب تو آپ آگئے ہیں۔ میں چلتا ہوں۔ مجھے کچھ کام تھا۔ "رومان نے"
اسے گھورا تھا۔ وہ انعم سے ملتے وہاں سے نود و گیارہ ہو گیا۔
پیچھے رومان اس کی پشت کو گھورتے صوفے پے بیٹھا۔ انعم منہا کے سرہانے
جو سونے کا ناٹک کر رہی تھی۔ انہیں خیام نے بھی بتایا تھا وہ سو رہی ہو تو
ڈاڑب مت کرنا۔

وہ لوگ جو سوپ لائے تھے اسے بھی وہیں رکھ لیا۔
انعم اس کا سردبانے لگی۔ اس کا ماتھا چوما۔ انعم اس کی ماں بننے کی بھرپور
کوشش کر رہی تھی مگر اس کی تکلیف صرف لیل اور خیام سمجھ سکتے تھے۔ وہ
صرف ان سے اپنا دکھ بانٹ سکتی تھی۔ انعم سے نہیں۔



جہاں منسا عمر کے ساتھ لہجہ کرنے گئی تھیں۔ وہیں ہانیہ فرقان اور رومہ کے ساتھ لہجہ کرنے آئی تھیں۔ پھر وہ سب اکٹھے ہی کھانا کھانے لگے۔ ہانیہ منسا سے مل کر خوش ہوئی تھی۔

فرقان کی ویسے بھی عمر سے زیادہ نہیں بنتی تھی۔ بس ہیر کی وجہ سے نارمل سا تعلق تھا۔ پھر بھی وہ سب باتیں کرنے لگے۔ مگر فرقان کی شایان سے بہت بنتی تھی۔ جو یہاں تھا ہی نہیں۔

رومہ بھی منسا کے ساتھ زور شور سے باتوں میں مصروف تھی۔ آخر کو ہیر کی بیٹی تھی۔ لوگ خود اس کی طرف اڑیکٹ ہوتے۔ اس میں کشکش جو ٹھہری اپنی ماں جیسی۔۔

لیل کو موسیٰ نے گھر چھوڑا۔ الیگزینڈر بھی تب وہیں آگیا۔ موسیٰ بغیر اسے
چھیڑتے ملتے وہاں سے چلا گیا۔

کیونکہ اسے سکول والوں کی طرف سے بار بار کال آرہی تھی۔ جو کہہ رہے
تھے اب انہیں اگے جانا ہے۔ وہ مزید نہیں رک سکتے۔

الیگزینڈر کو شک تو اسے دیکھ کر لگا تھا۔ اس کی حالت دیکھتے وہ حیران تھا مگر
لیل کی طرف متوجہ ہوا۔ جو اسے گھور رہی تھی۔

کیا گھور رہے ہو اسے؟؟ نظر لگانی تھی؟.. "موسیٰ جا چکا تھا۔"

الیگزینڈر اس کا ماتھا چومتے اسے گلے سے لگاتے جیسے اپنے اندر دے غصے کو
سلارہا تھا۔ جس کی سوچ تھی اج لیل نے اسے یاد نہیں کیا ہوگا۔

دیکھ رہا ہوں میری وائیٹ روز نے کافی محنت لگائی ہے اس پر۔ "لیل"
مسکراتے ائیر واٹھائی۔

اب لگ تو رہا ہے ناں موسیٰ جس کی اپنی پر سنیلٹی ہے۔ "الیگزینڈر نے ہاں"
میں سر پلایا۔

وہ نہیں کہہ سکتا تھا وہ اسے لمبے بالوں میں زیادہ پیارا لگتا تھا کیونکہ پھر لیل کو شدت پسندی والا موڈ ان ہو جاتا۔ جو اس پر بھاری پڑتا۔

الیگزینڈر فریش ہونے کا کہتے کمرے میں چلا گیا۔ لیل اس کا موبائل لیتے خیام کو کال ملائی۔

اس سے منہا کا حال احوال پوچھتے شکوہ بھی کیا۔ جس نے بتایا وہ ڈسچارج ہو کر گھرا گئی ہے۔ ابھی سو رہی ہے۔ حالانکہ وہ سوپ پی رہی تھی۔

مگر وہ جانتا تھا لیگزینڈر کبھی بھی لیل کے پاس آجائے گا۔ اور پھر لیل کو اس بات پر الگ سے سزا دے گا۔ اسے الگ سے ڈانٹے گا۔ اس کی خیر تھی مگر وہ لیگزینڈر اور لیل کا رشتہ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

لیل بھی اسے خیال رکھنے کا کہتے کال کاٹی۔

الیگزینڈر کے آنے پر بتا دیا خیام کو کال کی دی۔ وہ بس ہاں میں سر ہلاتے کچن میں کھانا بنانے چلا گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کال کس سے بات کرنے کو کی ہو گی۔



موسیٰ نے گارڈ سے وائیٹ کابینگ پکڑا۔ جس میں اس کے کچھ کپڑے تھے۔۔
وہ اسے اپنے ساتھ چلاتے گاڑی تک لایا۔ ان کی بس چلی گئی۔ جو یہاں سے
سیدھا ایرپورٹ پر جاتی۔ اور وہاں سے ناجانے کس شہر۔۔
اسے بالکل علم نہیں تھا اور دلچسپی بھی نہیں تھی۔۔
ہاں تو ایک ہفتے تک اب ہر پابندی سے آزاد۔ "اس نے موسیٰ کو گھورا۔"
موسیٰ نے اس کو ساتھ لگائے ماٹھا چوما

سو جاؤ۔ صبح تک ہم اپنی منزل تک پہنچ جائیں گیں۔ "وہ ہاں میں سر ہلاتے"
موسیٰ کی سیٹ کے ساتھ لگتے اس کے بازو ساتھ سر ٹکا گئی۔ مگر اپنا فون رنگ
ہوتے دیکھ سیدھی ہوئی۔

وہاں بابا کالنگ جگمگا رہا تھا۔ اس نے حلق تر کرتے کال اٹھائی۔
موسیٰ نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

جی بابا؟؟؟ "ابھی اسے وہی سکول تک چھوڑ کر گیا تھا۔"

(❁ دھماکہ اف داڈے)

معصومہ میرا بچہ ڈر تو نہیں لگ رہا ہوں اکیلے؟؟ میں آ جاؤں لینے اگر کوئی "
مسئلہ ہے تو؟؟؟.. "جانی کی فکر مند آواز گونجی۔

اس نے موسیٰ کے ہاتھ پر گرفت سخت کر دی۔ مگر اب جھوٹ تو بولنا ہی تھا۔
نہیں بابا میں ٹھیک ہوں۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اور آپ ہی تو چاہتے ہیں "
میں بہادر بنوں۔ "جانی کے ساتھ بیٹھی مومنہ اس کے اکیلے جانے کے سخت
خلاف تھی۔

ابھی بھی اس کی جان حلق میں اٹکی ہوئی تھی۔ مگر اس کی پرسکون آواز پر کچھ
مطمئن ہوئی۔

اچھا اپنا خیال رکھنا۔ اور کسی اجنبی کے ساتھ نہیں جانا۔ "ماں باپ چاہے"
کسی بھی ملک کے ہوں مگر فکر ہر ماں باپ کی ایک جیسی ہوتی ہے۔
پری نے یس کہتے انہیں ہر طرح سے فکر مند کیا۔ وہ مزید کچھ دیر بات کرتے
کال کاٹ گئے۔

پری اب موسیٰ کی طرف پلٹی۔ اسے گھورتے زور سے اس کے بازو پر چٹکی
کاٹی۔

تمہاری وجہ سے مجھے اتنا جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ پہلے یہ شوکر ناموسیٰ پسند"
نہیں ہے۔ اور اب یہ جھوٹ بولنا۔ "موسیٰ نے مسکراہٹ دباتے اسے
دیکھا۔

بچپن سے موسیٰ کو اپنا دیوانا بنانے کا بھوت بھی تو تم پر ہی سوار تھا۔ "وہ منہ"
بنا گئی۔

ایک غلطی ہوئی تھی اس سے اور اسی کے تانے ختم نہیں ہوتے تھے۔ اسے
کون سا تب علم تھا یہ ہو جائے گا۔

ویسے مجھے بھی تو تمہیں ناپسند کرنا پڑتا ہے ہر جگہ۔ میں نے کبھی شکوہ نہیں کیا۔ حالانہ ریڈ کی برتھ ڈے پر میری خواہش تھی تمہیں خود کیک کھلاؤ۔" موسیٰ کی بات پر وہ انکھیں موند گئی۔

توپلان بھی تو تمہارے ہی ہوتے ہیں۔" وہ ہر طرف سے بری تھی۔" موسیٰ اس کا سر چوما۔ گاڑی اٹوپر سیٹ کرتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔ اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔

وہ چھوٹی سی تھی ان سیٹس پر پوری بھی آگئی۔

سمٹ کر لیٹتے وہ ادھی موسیٰ کی گود میں سمائی تھی۔ جس نے ہاتھ اس کی کمر سے گزارتے اسے خود میں سمیٹا ہوا تھا۔ کہیں وہ گر نہ جائے۔

وہ بائے روڈ جا رہے تھے۔ سڑک ویسے بھی صاف تھی۔ کوئی گاڑی نہیں آ جا رہی تھی۔ ویسے بھی اس رستے کو کوئی نہیں جانتا تھا۔

موسیٰ کو اس دفہ دو گنی خوشی تھی۔ ایک اپنے گھر کو لوٹنے کی دوسرا اپنی پسندیدہ عورت ساتھ ہونے کی۔

اس کے سوئے وجود کو دیکھ موسیٰ مزید احتیاط برتنے لگا۔ وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا اسے چوٹ لگے۔

...

خیام انعم اور منہا کے پاس کمرے میں آیا۔ وہ کال سننے کے لیے باہر گیا تھا۔ انعم منہا کو سوپ پلا رہی تھی۔ جواب قدرے بہتر تھی۔ مگر ناجانے وجود میں جیسے کسی کی کمی محسوس کر رہی ہو۔

جیسے کچھ اس کے پاس نہ ہو۔ اس کا وجود اسے خالی لگ رہا تھا۔ منہا تم اب جاب نہیں کرو گی۔ "اس نے حیرت سے اپنے بابا کو دیکھا۔ مگر" وہاں کوئی رعایت نہیں تھی۔

ظہیر کل آرہا ہے۔ رومان کے ساتھ ہی تمہارا نکاح ہو گا۔ رخصتی تمہاری " ایک ماہ بعد ہو گی۔ اور اب تم وجہ بھی اچھے سے جانتی ہو۔ " منہا نے کچھ کہنا چاہا مگر خیام کے بے لچک لہجے پر سر جھکا گئی۔

انعم خود اس کے اتنی جلدی فیصلے پر حیران تھی۔ مگر کیا کہہ سکتی تھی۔

رومان جو ابھی آیا تھا ان کی بات سن چکا تھا۔ وہ منہا کے ساتے مسئلے سے واقف تھا مگر اسے اب اس کے ساتھ کوئی ہمدردی بھی نہیں تھی جو وہ اپنے آپ وہاں کو د جاتا۔

یہ اس کے پاس ہو سپٹل جانا بھی خیا م کی وجہ سے مجبوری تھی ورنہ وہ بھی نہیں جاتا۔

وہ ماضی میں بہت سے لوگوں کے ساتھ برا کر چکی تھی۔ ان میں سے ایک وہ بھی تھا۔ جس کے دل میں بھی اب الیگزینڈر کی طرح منہا کے لیے ہمدردی اور ترس تک بھی نہیں تھا۔

اس کے مطابق اب منہا جانے، شایان جانے اور ان کے مسئلے جانیں۔ وہ ان کی کوئی مدد نہ تو کرے گا اور نہ ہی کر سکتا تھا۔

دو لہے سے بھی پوچھ لیتے بابا۔ "انتہائی مسکین انداز میں کہتے وہ صوفے پر " پھیل کر بیٹھ گیا۔

خیام نے اسے گھورا۔ انعم جانتی تھی دونوں باپ بیٹا ایک جیسے ہیں۔ اندر سے خوش باہر سے منہ بنائے۔۔

ضروری نہیں سمجھا۔ جیسے تم نے عشق لڑاتے بتانا ضروری نہیں سمجھا۔
تھا۔ "خیام تو اسے ذلیل ہی کر دیا تھا۔

وہ وہاں سے جلدی سے کام کا بہانہ بناتے نکل گیا ورنہ تو خیام کا بس نہیں چل رہا تھا سب کو بھون دے

انعم تم منہا کے ساتھ ہی لیٹو گی۔ اگر اسے کسی چیز کی ضرورت ہوئی تو خیال رکھ لینا۔ "منہا سب سمجھ چکی تھی۔

یہ اس کا خیال رکھنے کے لیے نہیں تھا بلکہ اس لیے تھا کوئی اس کمرے میں نہ آئے۔

انعم کے جی کہنے پر وہ خود باہر چلا گیا۔ کھانا اس نے نہیں کھایا تھا۔ اس کے حلق سے نیچے ہی نہیں اتر رہا تھا۔۔

وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا اس سب میں منہا کس حد تک اپنی مرضی سے ملوث ہے
اور کس حد تک نہیں۔

وہ کمرے میں بیڈ پر لیٹا سگریٹ پر سگریٹ پھونکے جا رہا تھا۔ ایش ٹرے بھر
چکی تھی مگر اسے لرواہ نہیں تھی۔ پہلی دف سگریٹ نوشی وہ بھی اس قدر
کثرت سے کرنے پر اس کی انکھیں بھی سرخ ہو گئی تھیں مگر اسے لرواہ نہیں
تھی۔

وہاں انعم تو سکون سے سوئی لڑی تھی مگر منہا انکھیں کھولتے چھت تو دیکھ
رہی تھی۔

وہ کروٹ بدلتے بدلتے تھک چکی تھی مگر نیند نہیں آئی۔ وہ نا جانے کیوں
شایان کو سوچ رہی تھی۔

اپنے اس قدر بے باکی دیکھنا یاد آ رہا تھا۔ اس نے اپنی گردن کو چھوا جہاں اس
کے دانتوں کے نشان تھے۔ ان کو چھونا عجیب سکون سا بخش رہا تھا۔

ان زخموں کو چھونے پر اٹھتا درد بہت مسرور کرنے والا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی اور نہ ہی سمجھ پارہی تھی مگر وہ شایان کی عادی ہو چکی تھی۔

نشے کی طرح اس کے وجود کا اسے نشہ ہو چکا تھا۔ جس کے بڑیراب وہ یقیناً تڑپ جاتی۔ مگر ابھی وہ انجان تھی مگر زیادہ دیر انجان نہیں رہتی۔ انعم کروٹ بدلتے رخ نوڑ گئی۔ اس نے ایک نظریاں کو دیکھا پھر موبائل اٹھاتے شایان کا نمبر نکالا۔

یہ بالکل غیر ارادتا گیا جانے والا عمل تھا۔

اس نے "کہاں ہو؟؟؟" لکھ کر اسے بھیج دیا۔

وہاں وہ سب حال میں بیٹھے تھے۔ شان ان کے ساتھ وڈیو کال پر تھا۔ جو

انہیں وہاں ہیر کے ساتھ ہوئے واقعے کا بتا رہا تھا۔

منسا جس کا نام ہیر نے خود رکھا تھا صرف لیل کو چڑھانے کے لیے وہ عمر کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔

وہ خود ہیر کے کندھے پر سر رکھے بیٹھا تھا۔ شان وہاں بیڈ پر نیم دراز تھا۔

شایان نے موبائل نکالتے سامنے کیا۔ اس کا مسیج دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔ وہ جانتا تھا وہ تڑپے گی مگر علم نہیں تھا اس قدر جلدی۔ بزی۔ "اس نے بس اپنے مصروف ہونے کا بتایا۔ نہ وجہ بتائی نہ کچھ مزید۔" وہ بگڑی۔ کیا اس کے پاس اتنا بھی وقت نہیں تھا وہ اس کا حال پوچھ لے۔ اسے پورا جواب دے دے۔

کہاں بزی ہو تم؟؟ وضاحت دو۔ "وہ خالصتاً بیوی والا انداز تھا۔ اس نے ہیر" سے مسکراہٹ چھپائی۔

تمہاری سوتن نہیں ہے۔ یقین رکھو۔ "اس کے جواب پر اس کا چہرہ سرخ ہوا۔ ساتھ ہی علم بھی کہ وہ کیا کر چکی ہے۔

اس کے بعد اس نے لاکھ چاہنے کے باوجود اسے مسیج نہیں کیا۔

وہ بھی جانتا تھا اس جواب نے اسے حقیقت میں لاٹخا کوگا۔ اب وہ یقیناً

سوچوں میں وقت گزارے گی۔ وہ بھی مسکراتے شان کی طرف متوجہ ہوا۔



تم کیوں چھوڑائے اسے وہاں؟؟ وہ عام لوگوں میں رہنے کے قابل نہیں"
تھی۔ یہ جانتے ہوئے بھی؟؟..." وہ شاک میں تھا۔

وہ اپنے دوست کی بات پر گہرا مسکرایا۔

یہ اسے خود سمجھنا ہو گا وہ عام نہیں ہے۔ اسے وہاں رویے بھی عام نہیں"
"ملیں گیں۔ ایک دن وہ اپنے اصل کی طرف خود لوٹے گی۔

وہ ساکن ہونے والوں میں سے نہیں ہے۔ ہر وہ حرکت میں رہتی ہے۔ وہ"
لوٹے گی۔ اپنے اصل کی طرف۔ اپنی اصلیت کو پہچان کر واپس آ جائے گی۔
اسی لیے تو وہ منیبہ ہے۔" وہ ڈاکٹر خوش تھا۔

اس کے قہقہے گونج رہے تھے وہاں۔ اس کا دوست پھر بھی خوش نہیں تھا۔ وہ
جانتا تھا یہ کس قدر مشکل پیدا کرتا

جوزف تم کر سچن ہو۔ وہ بچہ جس لڑکی سے پیدا ہوئی وہ اتھیسٹ (جسے "کسی خدا پر یقین نہ ہو۔) ہے۔ نام تم نے اس کا عربی میں رکھا ہے۔" وہ حیران تھا۔ اس لیے پوچھ لیا۔

اس کی حقیقت ایک دن وہ خود بتائے گی۔ اس کی براؤن آنکھوں کی چمک، "ان کا بدلتا رنگ اور چہرے پے جمی مسکراہٹ تمہیں سب راز بتائے گی۔ ایک دنیا اس کو مانے گی۔ تم انتظار کرو۔" وہ فائلز پر کچھ لکھنے لگے۔

اس فائل پر مریض کے کھانے میں ایک عورت کا نام لکھا تھا۔ پھر جس تاریخ کو اس کو انجیکشن دیا گیا وہ تاریخ لکھی تھی۔ اس کے عین نو دن بعد کی تاریخ میں اس بچی کا نام لکھا تھا۔ جسے وہ منیبہ کہہ کر پکار رہا تھا۔

ایک اور انکشاف ہوا تھا۔ وہ لڑکی نو ماہ میں نہیں بلکہ نو دن میں آئی تھی۔ اس کے دوست نے بھی یہ اج جانا تھا۔ اس پر خود حیرتوں کا پھاڑ ٹوٹا تھا۔

وہ نارمل نہیں ہے۔ کیونکہ وہ نارمل ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ "وہ سرگوشی" کرتے وہ سب فائلز اٹھاتے مسرور سا وہاں سے نکل گیا۔

وہ اپنے دوست کو یکھ رہا تھا جو اپنی ریسرچ کے لیے نا جانے کتنی جانوں سے
کھیل چکا تھا۔

وہ سفاک ظالم انسان تھا۔ جو اپنا فائدہ دیکھتے ہیں۔ جو انسانوں کے رجے سے
بہت نیچے گرے ہوتے تھا۔ جہاں سوائے اپنی خواہشات کی تکمیل کے انہیں
اور کچھ نظر نہیں آتا۔

وہ بھی ویسا ہی تھا مگر وہ اس کے خلاف نہیں جاسکتا تھا۔ کیونکہ وہ انسانوں کے
جس درجے سے تعلق رکھتا تھا وہ مجبور لوگ تھے۔ اپنے فیصلے خود نہیں لے
سکتے۔

انہیں مجبوریاں فیصلے لینے پر مجبور کرتی ہیں اور وہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی بھی
ایک مجبوری تھی۔ جسے وہ جانتا تھا، پہچانتا تھا اور سمجھتا تھا۔

...

تم ایک گناہ ہو۔ ایک گناہ۔ جس کا مجھے کبھی علم نہیں تھا۔ "وہ غصے سے چیخ"
رہی تھی۔ اس عورت کی آنکھوں میں سرخ شولے چل رہے تھے۔

کچھ دیر بعد ایک مرد نے آکر اسے قابو کیا۔ اسے نیند کی گولیاں دے کر
سلا یا۔ جسے اکثر دورے پڑتے رہتے تھے۔ پھر وہ یوں ہی عجیب سے انداز میں
پیش آتی۔

اپنی ہی بچی کو گناہ کہنے لگتی۔ جس کے باپ کو اس بچی سے محبت تھی مگر اپنی
بیوی کی بیماری کے چلتے وہ کچھ کہہ بھی نہیں پاتا تھا۔

وہ واپس آیا اس کی بیٹی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی۔ وہ بھی اس کے ساتھ ا بیٹھا۔
نرمی سے اسے گود میں بٹھاتے اپنے سینے سے لگایا۔

سوری بیٹا۔ مگر آپ کی ماما بیمار ہیں۔ وہ اکثر ایسا کہتی رہتی ہیں۔ "وہ پیار سے"
اسے سمجھا رہا تھا۔

ہر بار کی طرح اور وہ سمجھ بھی جاتی تھی۔ اس کی بیٹی بہت سمجھ دار تھی۔

نا جانے کیوں مگر اس کے گھر کو نظر لگ گئی۔

بابا کیا گناہ برا ہوتا ہے؟؟.. "اس بچی کے سوال پر اس کے سینے میں تکلیف"
اٹھی۔

کاش وہ بیٹی یاں بیوی میں سے کسی ایک کو چن سکتا تو آج وہ اس قدر دماغی پریشانی کا شکار نہیں رہتی۔

نہیں گناہ برا تو نہیں ہوتا۔ گناہ سے ہونے والا عمل برا ہوتا ہے۔ "اس نے" اپنے طور پر کچھ سمجھایا تھا۔ مگر وہ کچھ اور ہی سمجھی تھی۔

وہ خود کال بیل پر اندر چلا گیا۔ وہ بچی وہیں بیٹھی تھی

مطلب اگر میں گناہ ہوں تو کوئی بھی عمل کروں برا ہی ہو گا۔ جب میرا ہر عمل برا اٹھہرے گا تو مجھے اچھے اعمال کی فکر ہی نہیں کرنی چاہیے۔ "وہ عجیب سے انداز میں مسکرائی۔

تب تک اس کا باپ کمرے سے نکلا۔ اس کے ہاتھ میں رین کوٹ تھا۔

آؤ آؤ سکریم کھانے چلتے ہیں۔ "وہ سیڑھیاں اترتے ان کے ساتھ چل دی۔"

بیٹا ماما ٹھیک نہیں ہیں اس لیے ایسا بولتی رہتی ہیں۔ اپ ان پر دھیان مت

دیا کرو۔ جب بھی وہ آپ کے سامنے آئیں آپ کمرے میں بند ہو جایا کرو۔ وہ

آپ کی ماما ہیں۔ ہم انہیں نہیں چھوڑ سکتے۔ جو آپ کو عزیز ہوں انہیں نہیں

چھوڑا جاسکتا۔ "وہ اسے تب سمجھا رہا تھا جب سمجھانے کی کوئی ضرورت نہیں رہی تھی۔ وہ سب سمجھ چکی تھی۔

وہ آنسکریم پارلر کے اندر چلے گئے۔ دونوں پیدل آئے تھے۔ وہاں ابھی تک ہر طرف بر فباری پڑی تھی۔ پہاڑیاں بر فباری میں چھپ چکی تھیں۔۔۔
ایسے موسم میں ان دونوں باپ بیٹی کو آنسکریم کھانے کا شوق تھا۔ جو وہ پورا بھی کر رہے تھے۔

باہر سڑکوں پر گھومتے کھاتے ہوئے۔ وہ اس وقت یکسر مختلف تھی۔ ایک انکشف تھا جو آج ان بادلوں پر ہوا تھا۔

وہ مسکراتی بہت خوبصورت تھی۔ اس کے دائیں گال میں ابھرتا گھڑا بہت خوبصورت تھا۔ اس کی نیلی آنکھوں میں کشکش تھی۔ اس کے وجود میں کچھ راز تھے جیسے۔ یاں شاید وہ مکمل راز تھی۔ مگر بخدا وہ بہت خوبصورت راز تھی۔



وہاں اس وقت ہلکا سا اندھیرا تھا۔ جس نے ہر چیز کو خود میں لپیٹ لیا۔ وہ پری کے سوئے وجود کو بانہوں میں بھرتے اندر کی طرف بڑھا۔ وہ جنگلا پار کرتے اندر آیا۔ گاڑی وہیں کھڑی رہنے دی۔ وہیں پاس ہی بنے چھوٹے سے کاشج میں سے حارٹ نکلا۔ موسیٰ کو اندر بڑھتے دیکھ وہ گاڑی کی طرف بڑھا۔ اسے پارک کرتے وہ واپس چلا گیا۔

وہاں کوئی گارڈ نہیں کھڑا تھا۔ ضرورت ہی نہیں تھی۔ جہاں حارٹ موجود ہو وہاں کسی اور حفاظت کرنے والے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ اکیلا ہزاروں ہتھیاروں کے برابر تھا۔

موسیٰ اندر آیا تو سامنے ہی بیلا کھڑی تھی۔ اسے یقیناً موسیٰ کے آنے کا علم تھا۔

وہ موسیٰ کی بانہوں میں لڑکی دیکھ حیرت زدہ نہیں ہوئی۔ جانتی تھی موسیٰ یوں ہی اک روز اپنی پری ساتھ لے آئے گا۔ جسے وہ اس حویلی میں قید کر لے گا۔ اور کوئی کچھ کر بھی نہیں سکے گا۔

صبح سات بجے تک کھانا تیار رہا اب سے۔ "وہ اپنی بات کہتے پری کو سینے" میں دبائے ہی ایک طرف بنی سیڑھیوں سے اوپر چلا گیا۔

بیلا بھی اپنے روم میں چلی گئی۔ جانتی تھی وہ کسی شخص کو بلا ضرورت حکم نہیں دیتا۔ اسے بھی نہیں بولے گا سو جائیں۔

موسیٰ کی بانہوں میں موجود وہ لڑکی بہت پیاری تھی مگر چھوٹی.... اس کے دل نے سرگوشی کی لبوں سے کچھ نہیں نکالا۔ وہ سرسراہٹ بھی سن لینے کا عادی تھی۔ اس کی ان باتوں پر بھڑک ہی جاتا۔ پھر اس کی جان کی کوئی گارنٹی نہیں تھی۔

موسیٰ اسے کنگ سائز گول بیڈ پر ڈالا۔ اس کے گرد پردے برابر کیے۔ پھر سیدھا ہوتے اس کمرے کو دیکھا جو اس کا پسندیدہ تھا۔

اس نے کمرے میں جلتی روشنیاں مدھم کر دیں۔ کھڑکیوں کے پردے گرا دیے۔ پری کو دیکھ مسکراتے وہ ایک فریم کے سامنے آیا۔ وہ بالکل خالی تھا۔ اس نے ذرا سا فریم سر کا یا۔ اس کے ساتھ ہی فریم کے بالکل نیچے زمین کے ساتھ ایک باکس نمودار ہوا۔ موسیٰ نے اس باکس میں موجود کتاب نکالی۔ اس پر کچھ لکھا۔ پھر جھکتے اسے بند کر دیا۔ فریم برابر کرتے وہ پری کے پاس آیا۔

اسے باں ہوں میں بھرتے اس نے نرمی سے پری کا ماتھا چوما۔ وہ مزید اس میں گھسنے لگی۔ موسیٰ بھی مزید اسے خود میں میچ لیا۔ صبح ایک نئے سفر کا آغاز تھا۔ جو یقیناً خوبصورت ٹھہرتا۔

^^^

باہر ہر طرف اندھیرا تھا۔ مگر اندر وہ محفل جمائے بیٹھے تھے۔ آخر تھکتے ہیر نے اٹھنے کا اعلان کیا۔

ہیر اپنے گھر کی ملکہ تھی جس کا کہا ماننا وزیر اور رعایا کا فرض ہوتا۔

وہ سب بھی فوراً اٹھے۔ منسا تو سو بھی چکی تھی۔ عمر اسے گود میں اٹھاتے اس کے کمرے میں لیٹانے چلا گیا۔ ہیرا ان دونوں کو انسانوں کی طرح سکون سے سونے کا کہا۔

شان بھی گڈنائٹ کہتے کال کٹ کر دی۔ شایان بھی "گڈنائٹ مام" کہتے بیڈ پر لیٹ گیا۔ ہیرا نے لائنٹس اف کر دیں۔

عمر منسا کو بیڈ پر لیٹاتے اس کا ماتھا چوما۔ پھر اس پر کمرے کی درست کرتے اس نے ڈم لائنٹس ان کیں۔ کھڑکیوں کو لاک کرتے ان کے پردے برابر کیا۔ اسے ایک نظر دیکھتے مسکرایا پھر چلا گیا۔

تمہاری وجہ سے میں منسا کے یہاں ہونے کے باوجود اس سے نہیں ملا۔ ""
عمر نے اس کو پیچھے سے ہگ کیا۔ وہ اپنے کمرے میں اپنے کے سامنے کھڑی بال ٹھیک کر رہی تھی۔

ظلم کیسا ہوتا ہے۔ یہ بھی تو بتانا تھا۔ "وہ بے نیاز تھی۔"

عمر نے اس کے کندھے پر دانت گاڑھے۔ وہ سسکی۔ دونوں ہاتھوں سے
ڈریسنگ ٹیبل کو تھام لیا۔ وہ بھی شاید اپنا غصہ نکال رہا تھا۔
مت بھولا کرو۔ میں بھی ظالم ہوں۔ اور اگر میں ظلم کرنے پے آیا تو اس عمر"
میں اپنے بچوں سے منہ چھپاؤ گی۔" ہیر اس کا اشارہ سمجھ گئی تھی۔
غصے سے اسے دور دھک دیتے وہ عمر کو گھورنے لگی۔
تم دو دن دور رہ کر بھی نہیں سدھرے۔ ابھی مزید در بدر ہونا چاہتے ہو۔""
اس کے لہجے میں وارننگ تھی۔
عمر مسکراتے قدم اس کی طرف بڑھائے۔ اس کی مزاحمت کو اگنور کرتے
اسے کمر سے تھامتے پاس کیا۔ دونوں ہاتھ اس کی کمر پر باندھ دیے۔ وہ مچلنے لگی
مگر خود کو چھڑا نہیں پارہی تھی۔
اس دفہ میں اپنے طریقے سے مناؤں گا۔ پھر تمہیں ہی برا لگے گا۔" وہ بے"
نیاز ہی تھا۔

عمر ہیر کا غصے سے سرخ چہرہ دیکھ مسکرایا۔ بغیر اسے دور ہونے کا موقع دے
وہ اس کے ہونٹوں پر جھک گیا۔

اس کو خاموش کروا کر وہ خوش تھا۔ آج بھی اس میں پہلے جتنا نشہ ہی تھا۔ عمر
اس کے دونوں ہاتھ چھوڑ دیے۔

ایک ہاتھ کمر میں ڈالا اور دوسرا گردن میں۔ تاکہ وہ دور نہ جاسکے۔ ہیر نے
بھی دونوں ہاتھوں سے اس کے کندھے دبوچے۔ اس کی شدت برداشت
کرتے وہ بھی پاگل ہونے لگی تھی۔

ہیر کے کندھوں پر تھپڑ مارنے پر اسے ترس آیا۔ ہیر سے دور ہوتے مسکرایا۔
اس کا سر سینے پر رکھتے وہ اسے گود میں اٹھا گیا۔

اسے بیڈ پر ڈالتے خود بھی اس کے پہلو میں لیٹا۔ وہ سانسیں ہموار کرتے اسے
گھرتی رہی۔

ہو اسپتال میں لڑکیاں مرتی ہیں میری لکس پر۔ اور ایک تم ہو مجھے پاس ہی " نہیں آنے دیتی۔ " عمر نے اس کی کمر پر گرفت سخت کی۔ وہ کرانے کے بجائے اسے گھورنے لگی۔

پھر وہ غصے سے اوپر ہوتے عمر کی گردن پر دانت گاڑھ گئی۔ غصے سے اس کے وجود کو شاید چبا ہی جانا چاہتی تھی۔

عمر مشکل سے ضبط کیا۔ دونوں آنکھیں زور سے میچے۔ ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے وہ اس کے دانتوں کا دباؤ برداشت کر رہا تھا۔

میں انج بھی وہی ہیر ہوں۔ جو بیس سال پہلے تھی۔ " وہ باور کروانے والے " انداز میں کہہ رہی تھی۔ لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

بانٹنے سے مجھے سخت نفرت ہے۔ تمہیں مار دوں گیں مگر کسی اور کو نہیں " دوں گیں۔ " عمر کی گردن سے بہتے لہو کو ٹشو سے صاف کرتے جتایا۔ پھر بغیر اس کی پھٹی آنکھوں میں دیکھتے اس کے سینے پر سر رکھا۔

میرے بالوں میں ہاتھ چلاؤ۔ "عمر اس کی آواز پر ہوش میں آیا۔ ہاتھ"

بڑھاتے اس کے بال سہلانے لگا۔ مگر سرگوشی ضرور کی۔

تم پر لیل بھا بھی کا جھوٹا اثر کر رہا ہے۔ "وہ مسکرا دی۔ ہلی نہیں۔ وہ اکثر"

لیل کی پلیٹ سے کھانا کھا لیتی تھی۔ وہی بات دہرا رہا تھا۔

وہ شاید نہیں جانتا تھا ہر عورت شوہر کے نام پر یوں ہی شدت پسند ہو جاتی ہے۔ اس کے لیے لیل جیسا ہونا یا اس کا جھوٹا کھانا ضروری نہیں۔

^^^

شایان نے ہیر کے جاتے ہی چہرے سے کبیل ہٹایا۔ جھکتے اپنی سلیپر ہاتھ میں پکڑی۔ چپکے سے کھڑی کے رستے باہر نکلتے وہ گھر کی پچھلی سائیڈ آیا۔ وہاں بنے

چھوٹے سے ہول سے چابی نکالی۔ اس کے ذریعے لاک کھولتے وہ باہر نکلا۔

دروازہ واپس لاک کرتے چابی وہیں چھپائی۔ ا

دو قدم کے فاصلے پر بنے اس گیراج میں آیا۔ وہاں سے اپنی پراڈونکالتے وہ اپنی

منزل کی طرف رواں تھا۔

وہ جانتا تھا موسیٰ واپس جا چکا ہے۔ یہ بھی پری اس کے ساتھ ہے۔ رومان بھی سب جانتا تھا۔ ان دونوں کو اس نے بتایا تھا کسی مشکل میں سنبھال سکیں۔ موسیٰ کو ابھی تک اس کی منہا کے ساتھ کی جانے والی اس حرکت کا علم نہیں ہوا تھا۔

موسیٰ نے تو اسے بس منہا پر نظر رکھنے کا کہا تھا۔ کب نظر رکھتے رکھتے اسے منہا سے محبت ہو گئی وہ سمجھ نہیں سکا۔ پھر اس نے موسیٰ کی مار کھاتے نکاح کیا تھا۔ منہا بالکل نہیں جانتی تھی نکاح کس نے کروایا اور گواہ کون تھے۔ اس نے مولوی صاحب کے سامنے ہاں میں سر ہلایا اور سائن کیے بس۔ یقیناً جس دن جانتی ضرور شک ہوتی۔ مگر اس کے حساب سے وہ دن ابھی دور تھا۔

شایان اب منہا کے گھر کی بیک سائیڈ پے کھڑا تھا۔ اپنی پاکیٹ سے ڈوبلی کیٹ چابی سے دروازہ کھولتے وہ اندر آیا۔ یہ رومان نے بنا کر دی تھی

وہ چپکے سے اگے بڑھتے منہا کے کمرے میں آیا۔ وہ بیڈ پر پڑے وجود کو دیکھ
مسکرایا۔ پھر رکا۔ بیڈ پر لیٹا وجود کچھ چھوٹا تھا۔ منہا کی ہائیٹ خاصی لمبی تھی۔
اس نے نظر گھمائی۔ واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔ وہ سمجھ چکا
تھا بیڈ پر انعم لیٹی ہے۔ وہ نظروں سے سب ماپ لینا جانتا تھا۔
وہ دبے قدموں واش روم کی طرف آیا۔ دروازہ لاک نہیں تھا۔ وہ مسکرایا۔ وہ
یقیناً آج اپنے دروازہ لاک نہ کرنے پر بہت پچھتاتی۔ شایان اندر قدم رکھتے
دروازہ لاک کیا۔

وہ شاور کے نیچے کھڑی تھی۔ کپڑے مکمل بھیسے ہوئے تھے۔ وہ اچھے سے
جانتا تھا یہ کون سی آگ ہے جو وہ شاور کے ٹھنڈے پانی سے بجھا رہی ہے۔
شایان کو وہ محسوس نہیں کر سکی۔ وہ چپکے سے جا کر اس کے گرد ہاتھ باندھ
گیا۔ اس کی گردن سے بہتا پسینہ اپنے ہونٹوں سے پینے لگا۔
وہ جسے خواب سمجھ رہی تھی حقیقت جانتے چیختی جب شایان نے ہاتھ اس کے
ہونٹوں پر رکھتے اس کی چیخ دبا دی۔

مجھے اتنا مس کر رہی تھی میرے خواب ہی دیکھنے لگی۔ "بھگے کپڑوں میں"

اس کا وجود نمایا تھا۔ وہ واحد عبا یا اس کے وجود کا حصہ تھا۔ جس کا گلابی اپر باہر

پڑا تھا۔ اس کے وجود پر بس وائٹ انر ہی تھی۔ جو سیلیولیس تھی۔ وہ بھی

ٹھیک رہتا اگر وہ بھیگا ہوا نہ ہوتا۔

شایان چھوڑو۔ "اس کے ہاتھ ہٹاتے ہی وہ مزاحمت کرتے اس کی پکڑ سے"

نکلنے کو مچلی۔ وہ مسکرایا۔

ایسے نہیں نہ چھوڑ سکتا۔ اب تو نشہ ہو گیا ہے تمہارا۔ ان ہونٹوں کو۔ ان"

ہونٹوں کو چھونے کی طلب یہاں تک لائی ہے۔ ورنہ سکون سے سونے کا

ارادہ تھا اج میرا۔ "منہا اس کے الفاظ کہاں سن رہی تھی۔

وہ تو اس کا لمس محسوس کر رہی تھی جو اس کی گردن سے بہتا پانی یوں پی رہا تھا

جیسے شراب پی رہا ہو۔ اس کے ہونٹوں کا لمس اسے بھی بہکا رہا تھا۔ وہ انکھیں

بند کیے سانسیں بھرنے لگیں۔ شایان مسکراتے دور ہوا۔ وہیں سائیڈ پر لٹکا

باتھروب نکالا۔

پردہ رہا تو نہیں مگر میں چھوڑ دیتا ہوں۔ یہ پہنو ورنہ تمہاری صحت میں کل " اچھے سے دیکھ چکا ہوں۔ " وہ منہا کی صحت پر طنز کر رہا تھا۔

مگر وہ بھی ضبط کرتے ہاتھروب تھام گئی۔ شایاں منہ دیوار کی طرف کرتے کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھروب کی ڈوریاں کستے ہی پلٹا۔

کون سا روم فری ہو گا؟؟؟ " منہا نے اسے حیرت سے دیکھا۔ وہ کیوں پوچھ " رہا تھا یہ۔

نہیں کروں گا کچھ۔۔ روم کا بتاؤ میری شکی بیوی۔ " منہا مجبوراً اسے لیتے " سٹور روم میں آگئی۔ اگر گیسٹ روم میں جاتی تو خیاں کو پتا چل جاتا۔ منہا کو سٹور روم میں لاتے شایان مسکرایا۔ پھر دروازہ لاک کرتے اس کی طرف پلٹا۔

اب بتاؤ کیا کہنا تھا۔ مجھے جانا ہے پھر۔ " وہ آج بہت نارمل انداز میں بات کر " رہی تھی۔

شایان اسے سیدھا کرتے اس ہگ کیا۔ اس کے دونوں بازوؤں کے اوپر سے ہاتھ گزارتے اسے خود میں قید کیا۔ تاکہ مزاحمت نہ کر سکے۔

پہلے مس کر رہی تھی۔ اب جانے کی جلدی ہے۔ مجھے یہ معاملہ سمجھ میں " نہیں آرہا۔ "منہا کے کانوں میں اس کی بھاری آواز کی سرگوشی گونجی۔ اس نے ضبط کرتے دونوں ہاتھوں کے ناخن اس کے ہاتھوں پر گاڑھے۔ وہ محسوس کرنے کے باوجود اس سے دور نہیں ہوا۔

میں نے کسی کو مس نہیں کیا۔ تم یہاں سے دفع کیوں نہیں ہو جاتے۔ اگر " یہ ہی بکو اس کرنی ہے۔ "وہ یقیناً اپنے جذبات کو نہیں سمجھ پارہی تھی۔ اسی لیے تپ گئی۔

کس کروچلا جاؤں گا۔ ورنہ میں نے کس کیا تو میری طلب بڑھتے بڑھتے " نا جانے کہاں ختم ہو۔ "منہا کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس کے سارے مطلب وہ اچھے سے سمجھتی تھی۔

اس کے جواب نہ دینے پر شایان نے وہ باتھروب اس کے کندھے سے کھسکانا شروع کیا تھا۔ وہ محسوس کرتے مزاحمت کرتے اسے روکنے لگی

شایان نہیں پلیز۔ بابا کو جب یہ سب معلوم ہوا وہ بہت دکھی ہو گئیں۔ پلیز " میں انہیں اپنے ہون پر شر مندہ نہیں دیکھ سکتی۔ " اس کے نم لہجے کی وجہ سے وہ رک گیا۔

نرمی سے اس کی گال چومتے ہاتھ سے باتھروب ٹھیک کی۔
اج معاف کر رہا ہوں۔ مگر جلد اس دوری کا حساب لوں گا۔ اب تم تو پاس " ا نے نہیں دے رہی تو میں واپس ہی چلا جاؤں۔ کم از کم نیند ہی پوری کر لو۔ " منہا کو اس کا دکھی ہونا برا لگا۔

وہ منہا کو گود میں اٹھاتے اسے اس کے کمرے کے سامنے اتارتے چلا گیا۔ وہ بھی اندر قدم بڑھا گئی۔ انعم سو رہی تھی۔

اس نے الماری سے دوسرے کپڑے نکال کر پہنے۔ پھر وہیں انعم کے پاس لیٹ گئی۔

شایان کو بھیجنے کا موڈ بھی نہیں تھا اور اسے پاس بھی نہیں آنے دینا تھا۔ وہ عجیب کشمکش کا شکار تھی۔ اگر اس کے کمرے میں انعم نہ ہوتی تو شاید وہ اسے اپنے کمرے میں سونے کی افر کر دیتی۔

وہ صرف اسے دھکمی دینے وارن کرنے یاں تنگ کرنے آیا تھا۔ سوائے ایک دفہ کے وہ کبھی اس کے کمرے میں نہیں سویا۔

اور جب سویا اسے بھی اپنے ساتھ ہی سلا گیا۔ اور ایسا سلا یا وہ کبھی بھولنے والی نہیں تھی۔

انعم کو اب نیند توانی نہیں تھی۔ وہ یوں ہی موبائل اٹھاتے اسے ہر سوشل میڈیا سائٹ پر سرچ کرنے لگی۔ مگر وہ کہیں ہوتا تو ملتا۔ اس نے آخر تھک کر وٹس ایپ کھولی۔ وہاں ڈی پی پر بھی کسی جانور کی تصویر تھی۔ اس نے غصے سے فون ہی پھینک دیا۔

اگر کسی سوشل میڈیا سائٹ پر اپنی فوٹوز ہی اپلوڈ نہیں کرنی تو فون کیوں
رکھا ہے۔ بیچ دے اس سے تو بہتر ہے۔ "وہ غصے سے بڑبڑاتے عجیب
جھنجھلاہٹ کا شکار تھی۔ مگر آج وہ سو نہیں سکتی تھی۔ یہ اس پر عجیب سی
کیفیت تاری تھی

^^^

گرل ایئر پورٹ پر رات کے وقت لینڈ کیا۔ وہ صبح الیگزینڈر کے سامنے ہونا
چاہتی تھی۔ اس نے چہرے سے گلاسز اتار کر سر ہلاتے بال درست کیے۔
اب وہ بال کٹتے شولڈر کٹ ہو چکے تھے۔ اس طرح کے کاموں میں وہ لمبے
بال نہیں رکھ سکتی تھی۔

اس نے اچانک پیچھے مڑ کر دیکھا۔ وہ شخص اسے دیکھ کر مسکرایا۔ ساتھ ہی
گھسیٹتے لکچ بھی اپنے روبرو کیا۔ انہیں لینے کے لیے جانی نے گاڑی بھیج دی
تھی۔

شاہ جلدی چلیں۔ "میرا بالاج نے ہاں میں سر ہلایا۔"

وہاں بہت سے لوگ رک رک کر اسے دیکھ رہے تھے۔ گرل مکمل کور تھی۔ اسے کوئی نہیں دیکھ پارہا تھا۔ شرٹ جینز اور اوپر فل لونگ کوٹ۔ عمان کے لوگ اس سے واقف تھے۔

گاڑی میں بیٹھتے ہی گرل نے پی کیپ اور ماسک اتار دیا۔ وہ دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے۔

گاڑی کا ڈرائیور ان کی اپنی ٹیم کا بندہ ہی تھا۔ گرل کی ساری ٹیم بھی یہاں ہی تھی۔ وہ بھی اسے یہاں دیکھ کر یقیناً خوش ہوئیں۔ اسے امید تھی۔ وہ انہیں گرل کے پرانے اپارٹمنٹ کے سامنے اتار کر چلا گیا۔ گرل کی بہت سی ہادیں جڑی تھیں اس گھر کے ساتھ۔

وہ دونوں مسکراتے اندر بڑھے۔ میربالاج تو جاتے ہی بیڈ پر گر گیا۔ گرل چائے بناتے ٹیرس پر چلی گئی۔ پھر وہیں سے چھت پر لگائے پودے دیکھتے وہ سارے اپارٹمنٹ کا ایک راؤنڈ لگائی۔ تب تک میربالاج نیند میں اتر چکا تھا۔

وہ بھی اس کے پہلو میں آکر لیٹ گئی۔ جس نے انکھیں کھولتے اسے خود میں میچتے واپس سے انکھیں بند کر لیں۔ گرل بھی بازو اس کے گرد باندھ دیے۔

^^^

الیگزینڈر اور لیل دونوں جم کر رہے تھے۔ لیل تو موسیٰ کو یاد کر رہی تھی۔ اور الیگزینڈر اسے کھویا برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے پسینہ صاف کرتے قدم لیل کی طرف بڑھائے۔ اس کے بال پونی میں قید تھے۔ اور کچھ پسینے کی وجہ سے گردن سے چپکے ہوئے تھے۔ لیل کے نوٹس لینے تک وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔

کہاں کھوئی ہیں؟؟؟... "الیگزینڈر اس کے ہاتھ سے پانی کی بوتل لیتے سائیڈ" پر رکھی۔ وہ خاموشی سے سر الیگزینڈر کے سینے پر رکھتے بازو اس کے گرد باندھ گئی۔

موسیٰ ہمارے ساتھ کیوں نہیں رہتا؟؟؟... "الیگزینڈر اس کے بالوں" میں ہاتھ ڈالتے انہیں سہلانے لگا۔ وہ بہت ادا اس تھی۔

کیونکہ اسے پرائیویسی چاہیے اور مجھے بھی۔ اس کے یہاں ہوتے ہم دونوں " کو یہ نہیں ملتی۔ " لیل نے اس کے برہنہ سینے پر غصے سے کاٹا۔ وہ مسکرا دیا۔ ویسے اگر اتنا داس ہو رہی ہیں تو ہم اگلے کی بھی ٹرائی کر سکتے ہیں۔ " لیل کا " چہرہ سرخ ہو گیا۔ کانوں تک سرخ ہو گئی۔ اسے دھکے دیتے خود سے دور کیا جو بے شرم ہوتا جا رہا تھا۔

الیکزینڈر ڈھیلے وجود سے کھڑا تھا نرمی سے دور ہو گیا۔ لیل اسے گھورنے لگی جو اب بالوں سے پونی نکالتے دوبارہ کر رہا تھا۔ کچھ چھوٹے بال گردن اور کان کے پاس تھے۔ پسینے سے چپک چکے تھے۔

لیل کو اسے یوں دیکھ پرانے دن یاد آئے تھے۔ ایک عرصے سے اس نے لمبے بال رکھنا شروع کر دیا تھا۔ شروع میں تو وہ اس کے بالوں سے چڑتی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ وہ اس کی کمزوری بن گئے۔ جیسے ابھی پسینے سے چپکے بال اسے خود میں الجھا رہے تھے۔

لیل اگے بڑھتے پونی اس کے ہاتھ سے لی۔ خود ہی اوپر ہوتے اس کے سارے
بال اکھٹے کرتے پونی میں قید کیے۔

اور اس سے پہلے وہ پیچھے ہوتی الیگزینڈر اس کی کمر میں دونوں بازو ڈالتے اسے
اوپر اٹھا لیا۔

سکندر!!!!!!...."سرزنش کرتا لہجہ۔ الیگزینڈر اسے نیچے نہیں اتارا۔"
بلکہ چہرہ اس کی گردن میں دیتے وہاں اپنا لمس چھوڑنے لگا۔ وہ کسمساتے
گھبرائی۔

سکندر چھوڑو۔" الیگزینڈر نے چھوڑنے کے بجائے گردن کی دوسری
جانب بھی اپنے لمس سے مہکنا شروع کر دیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہاں ہلکے
سرخ نشان جگمگانے لگے۔ وہ ان نشانوں کو دیکھ خوش ہو رہا تھا۔

کبھی یہ نشان پسند تھے آپ کو۔" الیگزینڈر اس کے کان میں بھاری "
سرگوشی کی۔ وہ لرزتے وجود سے نیچے اترنے کو تھی۔ مگر الیگزینڈر کی پکڑ
میں ایسا ہو نہیں سکتا تھا۔

ابھی بھی پسند ہیں۔ تم سے جڑی کوئی چیز لیل کو ناپسند ہو ہی نہیں سکتی۔""
اس میں پہلی والی لیل کی جھلک تھی۔ الیگزینڈر مسکرایا۔

الیگزینڈر کی آنکھوں میں خمار اتر ا۔ پھر وہ جھکتے اس کے ہونٹوں کو اپنے
ہونٹوں میں دبا گیا۔ لیل بھی دونوں ہاتھ اس کی گردن میں سے گزارتے
بالوں میں پھنسا لیے۔ الیگزینڈر شدتوں سے اس کے ہونٹوں کو چوم رہا تھا۔
اس کی جان نکال رہا تھا۔ وہ سانسوں کے لیے تڑپنے لگی جب الیگزینڈر اس
کے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹتے دور ہوا۔

لیل نڈھال سی اس کے سینے پر سر ٹکا گئی۔ وہ اسے گود میں اٹھاتے باہر آیا۔
اسے ہال میں بیٹھاتے کچن سے پانی لا کر دیا۔ لیل اسے گھورتے ایک ہی
سانس میں گلاس ختم کر گئی۔

الیگزینڈر اسے فروٹس کھانے کو دیے۔ وہ خود کھانا بنانے لگا۔ لیل کے لیے
کھانا بنا کر رکھا۔ خود وہ لیٹ ہو چکا تھا۔ مگر چیک کرنا نہیں بھولا ابھی اس کے
لیے کیک پڑا تھا۔

براؤنی بھی اب لیل کی پسندیدہ چیزوں میں شامل کو چکی تھی۔ الیگزینڈرا اکثر اس کے لیے لے آتا۔

الیگزینڈرا سے گرل کے آنے کا بتاتے چلا گیا۔ وہ بھی اسے گھورتے وہیں نیم دراز ہو گئی۔ الیگزینڈرا کی ذرا سی قربت اب اسے تھکا دیتی۔ وہ تو ناجانے کیوں ابھی تک خود کو جوان سمجھتا تھا۔

اب تو ان دونوں کے پوتا پوتی سے کھیلنے کے دن تھے۔ اور اسے ابھی بھی اپنے بچوں کی پڑی تھی۔ لیل اسے سوچتے انکھیں موند گئی۔ رات بھی وہ موسیٰ کو یاد کرتے کافی لیٹ سوئی تھی۔ تو اب اسے نیند آرہی تھی۔ کیونکہ الیگزینڈرا اس کی ساری سوچیں الٹ چکا تھا۔



موسیٰ بیل کی آواز پر ہوش میں آیا۔ پری ابھی سو رہی تھی۔ اس نے جھکتے نرمی سے اس کے ہونٹوں کا بوسہ لیا۔ وہ اس کی داڑھی کی چھبن پر کسمسائی مگر اٹھی نہیں۔

موسیٰ نے بھی باپ کی طرح بیسمنٹ بنوایا تھا۔ وہ وہیں ایکسر سائز کرنے آ گیا۔ جو کرتے اس کا دھیان اپنی وائیٹ میں ہی اٹکا تھا۔ جواب سے سات دن کے لیے اس کی دسترست میں تھی۔

وہ آج آدھے گھنٹے میں ہی جم سے نکل آیا۔ پھر سلاخوں کے پار بندھے اس وجود کو دیکھ مسکرایا۔ چلتے وہ اس کے پاس آیا۔

اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے اس کی آنکھوں میں فتح کا جنون تھا۔

تم جیتے نہیں ہو۔ میرے اپنے سپاہی غدار نکلے۔ ورنہ آج مقدر کی سکندر " میں... " موسیٰ نے اس کی بات مکمل نہیں ہونے دی۔ درمیاں میں ہی ٹوک دیا۔

مقدّر کا سکندر بس الیگزینڈر عرف سکندر اعظم ہے۔ اور وہ تمہاری سپاہی " نہیں تھی۔ وہ خود میں ایک مکمل ریاست تھی۔ بس تم میں پہچاننے کی طاقت نہیں تھی۔ " اس نے کہتے ہی بٹن دبایا۔ اس سلاخوں کے اگے شیڈز گر گئیں۔

موسیٰ جب اوپر آیا وہ ابھی تک سو رہی تھی۔ اس نے وقت دیکھا اٹھ بجنے والے تھے۔ موسیٰ اس کے سرہانے بیٹھتے پیار سے اسے اٹھانا چاہا۔ وائٹ اٹھ جاو۔ " وہ کسمساتے اس کے وجود میں چھپنے لگی۔ موسیٰ اس کی حرکت پر مسکراہٹ روکی۔

پری فوراً اٹھو ورنہ مجھ سے کسی اچھے کی امید مت رکھنا۔ " وہ برے تاثرات بناتے آنکھیں کھول گئی۔

موسیٰ اس کی آنکھوں میں دیکھتے جھکتے انہیں چوما۔ وہ نیند کے خمار سے ہلکی سرخ تھیں۔

فریش ہو جاؤ۔ کھانا منگواتا ہوں میں۔ پھر تمہیں کچھ دیکھانا ہے۔ "کچھ"

دیکھانے کی بات پر وہ فوراً سے آنکھوں میں چمک لے آئی۔

موسیٰ نے اسے اٹھایا۔ وہ جلدی سے اس کی بتائی جگہ پر گھسی۔ وہاں ہر طرف کپڑے ہی لٹکے تھے۔ اس نے ایک اور دروازہ دیکھا۔ وہ وہاں چیک کرنے لگی۔ وہ شاور روم ہی تھا۔ وہ وہیں پر پڑے موسیٰ کے ڈریس کو پہننے کا سوچتے اٹھا کر ساتھ لے گئی۔

موسیٰ نے بیلا کو کھانا لانے کا کہا۔ جو فوراً حاضر تھا۔ جواب وہ ٹیبل پر لگا رہی تھی۔ موسیٰ بیٹھا کسی سے بات کر رہا تھا۔

موسیٰ تم میرے کپڑے کیوں نہیں لائے۔ یہ اتنے بڑے ہیں۔ "روہانسی" اواز پر دونوں نے سر اٹھایا۔

بیلا موسیٰ کی موجودگی محسوس کرتے واپس جھکا گئی۔ موسیٰ اٹھتے اس کے پاس آیا۔

پہلے موڑتے اس کے بازو سے اس کے ہاتھ باہر نکالے۔ پھر اس کے پیروں میں بیٹھتے چا جا مے کے پانچے موڑتے اوپر کیے۔ پھر سیفٹی پن لیتے ان پر وہ لگادی۔ تاکہ کھلیں نہیں۔

ہاں اب ٹھیک ہیں۔ "اس نے اپنے گیلے بال جھٹکے۔ بیلا تو انکھیں اٹھانے" کے قابل نہیں رہی۔

وہ کسی لڑکی کے قدموں میں بیٹھا تھا۔ یقین ہی مشکل تھا۔ مگر وہ کھانا لگاتے چپ چاپ چلی گئی۔

موسیٰ پری کو ساتھ لیتے کھانے کی ٹیبل پر بیٹھا۔

موسیٰ وہ کون تھی؟؟؟.. "اس نے بیلا کو جاتے دیکھ لیا تھا۔"

میڈ۔ "یک لفظی جواب دیتے موسیٰ نے نوالہ بناتے اس کے منہ میں ڈالا۔" وہ اسے گھورنے لگی۔

یہ یہاں ہی رہتی ہے؟؟؟.. "موسیٰ اس کے چہرے پر اتے تناؤ سے سب" سمجھ گیا تھا۔

وہ حارث کو پسند کرتی ہے۔ اس کا مجھ سے کوئی لینا دینا نہیں۔ وہ بس یہاں "اپنے کام کا معاوضہ لیتی ہے۔" وہ ابھی ابھی اسے مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

وائیٹ کے علاوہ کسی لڑکی کو میرے پاس آنے کی اجازت نہیں۔ انگلی لگانے کی بھی نہیں۔ "وہ مطمئن ہو گئی۔"

اور ان وائیٹ میں کون کون ہے؟؟... "موسیٰ نے جھکتے نرمی سے اس کے "ہونٹ چومے۔"

اسے بھی بات بے بات اس عمل کی عادت تھی۔ وہ نہ تو شرمائی اور نہ ہی اسے گھورتے دور کیا۔ موسیٰ کی ڈالی عادتیں بہت پختہ تھیں۔ جان تو جاسکتی تھیں مگر اس کی ڈالی عادتیں نہیں۔

وائیٹ روز آئندہ مائے وائیٹ۔ "وہ موسیٰ کے سینے سے لگی۔"

اس نے نوالہ بناتے موسیٰ کے ہونٹوں کے قریب کیا۔ وہ منہ کھول گیا۔

پھر وہ دونوں یوں ہی ایک دوسرے کو کھلانے لگے۔ موسیٰ نے کینچی لیتے اپنے شرٹ اور ٹراؤزر جو وہ پہلے پہنتا تھا کاٹ کر چھوٹے کیے۔

پری اب وہیں پہننے والی تھی۔ وہ چاہتا تھا وہ اس کے کپڑوں میں نظر آئے۔
پری کو بھی کیا ہی مسئلہ ہوتا۔

ویسے بھی یہاں موسیٰ کے علاوہ بیلا ہی تو تھی۔ جس کے سامنے اسے ایسے کپڑے پہننے میں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

^^^

الیکزینڈر کے افسس پہنچنے سے پہلے ہی گرل وہاں موجود تھی۔ الیکزینڈر
سیدھا اس کے کیمین میں ہی آیا۔ وہاں ساتھ میر بالاج کی آواز سنتے وہ مسکرا
دیا۔

وہ پہلے دن اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا وہ کس قدر جزباتی ہے۔ اور گرل کے
بغیر نہیں رہ سکتا۔ آج اس نے ثابت کیا تھا۔

پھر الیکزینڈر نے اسے سب بتا دیا۔ وہ بھی سنتی رہی۔

غصہ تو اسے اپنی ٹیم پر آرہا تھا۔ جن کے ہاتھوں س لڑکیاں لے کر چلے گئے
اور وہ منہ اٹھا کر واپس آ گئیں۔

الیکزینڈر کے جاتے ہی وہ سیدھا لڑکیوں کی ٹیم کے پاس آئی۔ انہیں سزا سائی
جو سنتے ہی وہ چیخنے لگی تھیں مگر اس نے پرواہ نہیں کی۔
میربالاج بھی الیکزینڈر سے ملتے چلا گیا۔ وہ اپنی کمپنی کی عمان میں موجود
برانچ میں آیا تھا۔ ورنہ گرل اسے ساتھ نہیں لارہی تھی۔

^^

ہو اسے اس کے بال لہلہا رہے تھے۔ وجود پر جینز شرٹ پہنے وہ سی سائیڈ
ریسٹورنٹ لکھڑی تھی۔ اس اپنے اڑتے بالوں کی پرواہ نہیں تھی۔ جو اس کی
کمر تک تھے۔ ان بالوں کو بلو کلر میں ڈائی کروایا گیا تھا۔ اندر سے کچھ اسمانی بال
صاف عیاں ہو رہے تھے۔

کچھ دیر بعد وہیں ایک لڑکا اٹھہرا۔ اس لڑکے کا چہرہ ماسک میں چھپا تھا۔ بس
ہوا میں لہراتے بال ہی ریاں تھے۔

وہ یوں سامنے دیکھتے ہی اس لڑکے کو کچھ بتاتی رہی۔ پھر وہ لڑکا چلا گیا۔ وہ بھی سیٹی کی دھن پر وہاں سے نکلی۔ بس اب اس کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔ جس میں ناجانے کیا تھا۔ مگر اس کے چہرے پر کھلتی ہلکی سی مسکراہٹ بتا رہی تھی وہ چیز اس کی پسندیدہ ہے۔

^^^

گرل مصروف سی کام میں مگن تھی جب لیل وہاں داخل ہوئی۔ اسے الیگزینڈر سے ابھی گرل کے آنے کا علم ہوا۔ تو وہ اس سے ملنے آگئی۔ تمہیں تو یاد نہیں اتنی ہو گی میری۔ "لیل نروٹھے پن سے کہتے اس سے گلے" ملی۔

اج گرل مسکرا دی۔ اب وہ مسکرا لیتی تھی کیونکہ دل کے زخم بھرے جا چکے تھے۔ چاہے بھرنے والا کوئی بھی تھا۔

سوری لیل۔ میں بس کام میں مصروف تھی۔ "لیل اس کے سامنے بیٹھ گئی۔"

گرل نے لیپ ٹاپ کی سکرین ڈاؤن کر دی۔

جس کے سامنے الیگزینڈرا اپنے سب کام چھوڑ دے اس کے سامنے کوئی اور
کیسے کام کر سکتا تھا۔

باران کیسا ہے؟؟ مجھے تو ابھی تک اس کی شرارتیں نہیں بھولتیں۔ "لیل"
کے مسکراتے یاد دلانے پر وہ بھی مسکرا دی۔

باران!!!..... اس کی زندگی میں آنے والا وہ انسان جو اسے کبھی مسکراتے
کی وجہ دے دیتا تھا۔ وہ بھی تب جب اس کے زخم تازہ تھے۔

...

وہاں ہر طرف دھواں پھیلا ہوا تھا۔ اس دھوئیں میں واضح تھے بس چند
وجود۔

ہر طرف اگ بھڑکتے ہر چیز کو اپنے لپیٹ میں لینے کی چاہ میں تھی۔ اس میں
باٹوں میں مقید پاؤں اگے بڑھے۔ جہاں سامنے ہی ایک بچہ ڈراسا ہاسا بیٹھا

تھا۔ اس نے بچے کو نکالا تو وہ ڈرتے چیخنے لگا مگر وہ ان چیخوں پر دھیان دیے
بغیر اسے لیتے نکل گئی۔

یہاں وہ لیل کے آخری مجرم کو مارنے آئی تھی۔ پاکستان کے شہر اسلام آباد
میں بسے ایک بزنس مین کو جو فارغ اوقات میں عورتوں سے کھیلنے کا شوقین
تھے۔

اسی شوق میں وہ اپنے ہی گھر سے بھاگتا تھا۔ اور جب اسے اپنی موت کی نزدیکی
کا علم ہوا وہ پاکستان سے فرار ہونے کا سوچنے لگا۔
اسی کے لیے اس نے اپنے گھر میں اگ لگا دی۔ تاکہ پابت ہو جائے وہ تو مر گیا
ہے۔ اس نے پرواہ نہیں کی اس اگ میں اس کے دو بیٹے اور معذور بیوی جل
کر مر جائیں گیں۔

جب گرل کو علم ہوا وہ وہاں سے نکل رہا تھا۔ مگر اسے وہیں رسیوں سے باندھ
دیا۔ وہ اپنی موت کا انتخاب خود کر چکا تھا۔ تو وہ کیوں سوچتی۔

اس کی بیوی تب تک مر چکی تھی۔ اس نے اس لڑکے کو وہاں سے نکال لیا۔
دوسرا لڑکا ناجانے کہاں چلا گیا تھا۔ وہ آج تک اس کے بارے میں نہیں جان
سکی۔

باران نام اس لڑکے نے خود کو خود دیا تھا۔ وہ اپنا اصل نام نہیں بتانا چاہتا تھا۔
بس تب سے وہ گرل کے لیے قیمتی ہو گیا۔

ٹھیک ہے۔ فٹ فاٹ۔ اپنی بیوی کے ساتھ ہنی مون پر جانے کا سوچ رہا۔
ہے۔ "گرل نے بہت خوشی سے بتایا تھا۔

لیل ہنس دی۔

اتنا چھوٹا سا تھا۔ اتنا بڑا ہو گیا علم ہی نہیں ہوا۔ "لیل کی بات پر اسے بھی وہ"
ڈرتا چھپتا بچہ یاد آیا تھا مگر وہ سر جھٹک گئی۔

اب انی ہو تو ہانیہ اور رومان کی منگنی میں ضرور آنا۔ "گرل ہنسی اس کی"
انکھیں بھی چمکی تھیں۔

لیل نے اسے حیرت سے دیکھا۔ وہ سمجھی نہیں تھی اس خوشی کا مطلب۔

موسیٰ نے مجھے پہلے ہی کال کر دی تھی۔ "لیل جانتی تھی اس کا بیٹا کا قدر تیز" ہے۔

یس افڑال تم اس کی فرسٹ کرش ہو۔ تمہیں تو بتانا تھا اس نے۔ "لیل" کبھی گرل سے جیلس نہیں ہوئی تھی۔

اور وہ واحد تھی جو موسیٰ کے قریب ہو کر بھی لیل کے لیے قابل اعتراض نہیں تھی۔ مگر وہ پھر بھی مومنہ کے بعد تھی۔

اس نے تو اور بھی بہت کچھ بتایا ہے۔ اب انی ہوں تو دیکھ کر جاؤں گیں۔ "لیل جانتی تھی وہ نہیں بتائے گی۔ اور وہ سچ میں نہیں بتاتی۔

میم اپ کو سربلار ہے ہیں۔ "ایک لڑکی نے پیغام دیا تھا۔"

گرل نے ہاتھ سے الیگزینڈر کے کین کی طرف اشارہ کیا جو دائیں طرف تھا۔

دونوں باپ بیٹا میں برداشت نہیں ہے۔ میں سکندر سے مل لوں۔ پہلے اس سے کیوں نہیں ملی اس کی بھی وضاحت دینی ہے۔" وہ سچ کہہ رہی تھی۔
گرل بھی یہ جانتی تھی۔

لیل کے جاتے ہی اس کے تاثرات سنجیدہ ہو گئے۔ اب وہ بارک بنی سے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے کچھ تلاش کر رہی تھی۔

...

الیکزینڈرا سے دیکھے چمیر سے اٹھا تھا۔ لیل بھی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے اس کے پاس آئی۔ جس کے چہرے پے سرد تاثرات تھے۔
مجھے جانتی ہیں پھر بھی ایسی حرکتیں؟؟... "لیل اس کے سینے پر دونوں ہاتھ جماتے پہلے سے درست کوٹ کو درست کرنے لگی۔

تمہاری ہی وائیٹ روز ہو۔ ضد تو کروں گیں۔" الیگزینڈر نے اپنا ہاتھ اس کی گردن میں ڈالا۔ ارادہ اس کی سانسیں روکنے کا تھا۔ لیل نے پہلے ہی اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے اسے روک دیا۔

اور اگر میں ضد پر آیا تو آپ منہ چھپائیں گیں۔ اور مجھے کوسیں گیں الگ۔"" لیل نے غصے سے وہی ہاتھ اس کے سینے پر زور سے مارا۔ الیگزینڈر جھکتے اس کا ہاتھ چوما۔

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد لیل نے دونوں ہاتھ الیگزینڈر کی گردن میں لاڈ سے ڈالے۔

ایلیک!!!....." الیگزینڈر کو اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں۔

لیل اوپر ہوتے نرمی سے اس کی مونچھوں تلے دبے ہونٹ چومے۔ وہ ویسے ہی تاثرات سے کھڑا رہا۔

مجھے منہا سے ملنے خیام کے گھر جانا ہے۔ پلیز۔۔ وہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس" دن بھی رو رہی تھی بہت۔ پلیز منع مت کرنا۔ میں جانتی ہوں اس کی وجہ سے میرا بہت نقصان ہوا مگر سکندر میں نے اسے ماں بن کر پالا ہے۔ میں چاہے کچھ بھی کہوں مگر میرے دل میں اس کے لیے محبت ختم نہیں ہو سکتی۔" الیگزینڈر خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔ جو اس کا چہرہ ہاتھوں میں پیالے میں تھا مے اپنے جذبات بتا رہی تھی۔

آپ جانتی ہیں موسیٰ بھی آپ کے وہاں جانے کے خلاف ہے۔" الیگزینڈر خود اب لیل کو منع نہیں کر سکتا تھا۔ اسی لیے موسیٰ کا بہانہ دینے لگا۔ اس نے خود میری بات منہا سے کروائی تھی۔ وہ جانتا ہے اپنی ریڈ کو۔" الیگزینڈر نے لیل کو گھورتے ہاتھ اس کی گردن میں ڈالا۔ اپنے انگھوٹے سے اس کے ہونٹوں کو رگڑنے لگا۔

یہ خود کو قابو میں رکھنے کا انداز تھا۔ ورنہ وہ بگڑ جاتا۔

خیام اس کی شادی کے لیے لڑکا دیکھ رہا ہے۔ وہ جلد از جلد اسے رخصت کرنا چاہتا ہے۔ لڑکا بزنس مین ہے۔ آج وہ بھی آنے والے ہیں نکاح کی تاریخ لینے۔ رومان کے ساتھ ہی انعم کا نکاح ہو گا۔ "الیکزینڈر کو ساری معلومات خیام نے ہی دی تھی۔ وہ شروع سے اسے سب باتوں سے آگاہ کر چکا تھا۔ بس الیکزینڈر کبھی رد عمل نہیں دیتا تھا۔

اللہ اسے خوش اور آباد رکھے۔" لیل کو سن کر خوشی ہوئی تھی۔ ویسے بھی "اب اس کی عمر شادی والی ہی تھی۔

جانی کے ساتھ چلی جائیں۔ خیام آج گھر ہی ہے۔ ظہیر کی فیملی آئی ہے " وہاں۔ پلیز میں وہاں نہیں جا پاؤں گا۔ "الیکزینڈر نے پہلے ہی انکار کر دیا۔ لیل بھی سمجھتی تھی جو ہو چکا تھا اس کے بعد بھی اگر الیکزینڈر اسے نہیں روک رہا تھا تو وہ بھی اسے فورس نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"I love you more than anything in my life."

لیل کی سرگوشی پر الیگزینڈر مسکراتے نرمی سے اسے سینے سے لگایا۔ یوں
پچھے ٹیبل سے کمر لگاتے اس نے فون اٹھایا۔

جانی کو گاڑی میں جانے کی تیاری کرنے کا کہتے وہ لیل کی طرف متوجہ ہوا۔ جو
اس کی خوشبو میں سانسیں بھر رہی تھی۔

سکندر مجھے موسیٰ کے لیے لڑکی دیکھنی ہے اب۔ سب کی شادیاں ہو رہی ہیں۔
ہمارا بیٹا کیوں پچھے رہے۔" الیگزینڈر اس کا حجاب درست کیا جو ڈھیلا ہو
رہا تھا۔

میں بہت جیس فیل ہوتا اگر آپ میرا بیٹا کہتیں۔" لیل مسکراتے اسے
دیکھا جو اب بھی بیس سال پہلے کی طرح اس کے معاملے میں شدت پسند تھا۔
میرے صرف تم ہو۔ باقی سب ہم دونوں کا ہے۔" اور وہ اب بھی ثابت کر
رہی تھی وہ بیس سال پرانی لیل ہی ہے۔ شدت پسندی میں اپنے نام کی
صرف ایک۔

الیکزینڈر اسے پھر خود جانی کی گاڑی میں بٹھا کر آیا۔ اسے ساتھ واپس لانے کی بھی ہدایت دی تھی۔ وہ حیران نہیں ہوا۔ جانتا تھا لیل الیکزینڈر کے ہر فیصلے کو بدلنے کی طاقت رکھتی ہے۔ یہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔

^^^

موسیٰ پری کو ساتھ لیتے کہیں جا رہا تھا۔ وہ خاموشی سے اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے اس جنگل میں سے گزر رہی تھی۔ اسے تو اب ڈر لگنے لگا تھا۔ اس جنگل میں ناجانے موسیٰ کیسے رہتا تھا۔ وہ موسیٰ کے ساتھ چپکی تھی کہیں کوئی جانور ہی اسے کھانہ جائے۔

موسیٰ پلیراب میں تھک گئی ہوں۔ "وہ اس لیے ایسا بولی کے شاید موسیٰ" اسے واپس لے جائے مگر وہ بھی اپنی ماں کی طرح ضدی تھا موسیٰ اس کے اگے بیٹھتے اسے اپنی پشت پر سوار کیا۔ اپنے دونوں ہاتھ اس کی ٹانگوں سے گزارتے مضبوطی سے اسے پکڑ لیا۔ وہ بھی ہاتھ موسیٰ کی گردن میں ڈالتے چہرہ اس کے کندھے پر رکھ گئی۔

اب سفر اچھا لگنے لگا تھا۔

موسیٰ تم یہاں ہی رہتے ہو؟؟؟... "اسے باتیں کرنی تھیں۔ اسی لیے بے"
فضول بول پڑی۔

شادی کے بعد تم بھی یہاں ہی رہو گی۔ "اس نے خود ہی موضوع دے دیا۔

بلکل بھی نہیں۔ یہاں تو میں ڈر رہی ہوں۔ میرے بچے تو ویسے ہی کمرے"
میں بند ہو جائیں گیں ڈرتے۔ "موسیٰ اس کی بات پر اسے گھورنا چاہتا تھا مگر
ایسا ممکن نہیں تھا۔

وہ نہیں ڈریں گیں اور ہمارے بچے بھی یہی ہوں گیں۔ "اس نے ہمارے"
پر خاص زور دیا تھا۔

موسیٰ..... "وہ بولتے بولتے رک گئی۔ اس کی نظر سامنے اٹھی تھی پھر"
پلٹنا بھول گئی۔ موسیٰ نے اسے نیچے اترا۔ وہ اگے ہوتے اس جگہ کو دیکھنے لگی۔
ماشاء اللہ جیبی یہ کتنا خوبصورت ہے۔ "وہ موسیٰ کے ہاتھ تھامنے پر رکی۔"

وہاں سامنے جھرنابہہ رہا تھا۔ جس کا پانی نیچے اس زمین پر گرتے ایک الگ ہی
منظر پیش کر رہا تھا۔ وہاں چار و طرف خوبصورت پھول تھے۔ اور پھر جھیل
بنی تھی۔ اس پاس لگے درختوں سے مختلف پھل نیچے لٹک رہے تھے
موسیٰ یہ کتنا خوبصورت اور مکمل ہے۔ جیسے اس دنیا کا نہ ہو۔ "وہ خوشی سے"
جھومنے لگی۔ موسیٰ بھی مسکرایا۔

جیسے جنت ہو۔ "اس نے پری کی سوچوں کو الفاظ دیے۔ اس نے جلدی"
سے ہاں میں سر ہلایا۔

جیسے پرستان ہو۔ خوبصورت پریوں کے لیے خوبصورت زمین۔ "اس نے"
مزید کہا۔ اب پری اس کے پاس اتے چمکتی آنکھوں سے سننے لگی۔
مگر ابھی یہ پری دیو کی قید میں ہے۔ اور یہ نہ تو پرستان ہے اور نہ ہی جنت۔"
یہ ایک دیو کی ملکیت ہے۔ یہ زمین بھی اور یہ پری بھی۔ "موسیٰ الفاظ نے
جیسے اسے ایک جگہ جمادیا۔

موسیٰ اسے بت بنے دیکھ جھکا تھا۔ اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دبائے
اس نے شدت سے اس کی سانسیں لی تھیں۔ وہ تڑپتے اس کے کندھے پر
ہاتھ جما گئی۔ موسیٰ نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چھوڑتے دور ہوا۔
پسندائی جگہ؟؟ یاں ابھی بھی ڈر لگ رہا ہے؟... "موسیٰ نے بات ہی پلٹ"
دی۔ وہ اسے خود سے ڈرانا نہیں چاہتا تھا۔

مجھے اب تم سے ڈر لگ رہا ہے۔ "وہ واقعی میں کچھ گھبرا رہی تھی۔"
موسیٰ کی باتیں اور پھر اس کی شدتیں... وہ واقعی ڈرنے لگی تھی۔
موسیٰ اپنی وائٹ کو تکلیف نہیں دے سکتا۔ اس بات پر ہمیشہ یقین رکھنا۔"
موسیٰ اس کے گرد بازو ڈالے۔ وہ اس کی باتوں سے نارمل ہونے لگی۔
کچھ دیر وہاں گزارتے ان درختوں کے پھل کھاتے انہوں نے وہاں وقت
گزارا۔ پھر رات ہوتے دیکھ موسیٰ اسے لیتے وہاں سے واپس چل دیا۔ اب
پری اس کے ساتھ باتوں میں مگن واپس جا رہی تھی۔ اب اسے تھکاوٹ کا

احساس بھی نہیں تھا۔ موسیٰ کا اطمینان اسے بتا رہا تھا وہاں کوئی جانور نہیں ہے۔ یہ وہ نہیں جانتی تھی یہاں کس کس قسم کے جانور ہیں۔

موسیٰ اسے جنگل کے اندر لے جانے کے بجائے سائیڈ پر اگیا۔ وہ حارث کا کٹیج تھا۔ حارث وہاں نماز ادا کر رہا تھا۔ پری گھومتے وہاں لگی تصاویر دیکھنے لگیں۔ ان سب میں قرآنی آیات کی کوریو گرافی ہوئی تھی۔ کسی نے بہت محارت سے کام کیا تھا۔

حارث نے سلام پھرتے تسبیح پڑھ کر دعا کی۔ پھر اٹھ گیا۔

موسیٰ اب پری کو اپنی طرف متوجہ کر وایا۔ جس کی نظریں پورے کٹیج میں گھوم رہی تھیں۔

وائیٹ یہ حارث ہے۔ اگر کبھی میں تمہیں نہ ملوں تو تم اسی سے پوچھو گی۔"

اور کسی سے نہیں۔ بیلا سے بھی نہیں۔ میری غیر موجودگی میں حارث کچھ

بھی کہے تم مانو گی۔ ضد نہیں کرو گی۔" اس نے شرافت سے ہاں میں سر

ہلایا۔

حارث تمہیں وائیٹ کی حفاظت کرنی ہے۔ میں یہاں ہوں یاں نہیں مگر تم " پر فرض ہے مجھ سے پہلے پری کی نفاظت کرنا۔ " وہ جو باور کروانا چاہتا تھا وہ سمجھ گیا۔

یس وائلڈ کنگ۔ "اس نے سر جھکاتے حم کی پاسداری کا وعدہ کیا تھا۔ " آکر کھانا گھر میں کھانا۔ میں چاہتا ہوں پری تم دونوں سے واقف ہو " جائے۔ "اس نے صرف جی کہا تھا۔

موسیٰ پری کو لیتے اندر چلا گیا۔ پیچھے حارث قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگا۔ دنیا دھر سے ادھر ہو سکتی تھی مگر اس کی عبادات نہیں۔ یہ صرف عبادات نہیں تھیں۔ یہ کفارہ تھا ایک گناہ کا۔ جو نا جانے کب اس کے سر سے اترتا۔ اسے شدت سے اس وقت کا انتظار تھا۔

^^^

لیل انعم سے ملتے منہا کے متعلق شکوہ کیا۔ وہ سر جھکا گئی۔ وہ خیام کے خلاف نہیں جاسکتی تھی۔

خیام سیٹنگ روم میں ظہیر کی فیملی کے ساتھ بیٹھا تھا۔ منہا ابھی اپنے کمرے میں تھی۔

میں منہا کو لاتتی ہوں۔ "ان میں سے کوئی بھی لیل کے آنے سے واقف" نہیں تھا سوائے انعم کے۔

انعم کی خاموشی پر لیل منہا کے روم میں آئی۔ وہ اندر سکون سے سوئی پڑی تھی۔ وہ خیام کی کہی رات کی بات بھی بھول چکی تھی۔

انعم صبح اسے سوئی چھوڑ کر ہی گئی تھی۔ وہ ساری رات شایان کو سوچتے سو ہی نہیں سکی تھی تو اب سکون سے پڑی تھی۔

لیل دروازے کھولتے اندر آئی۔ سب سے پہلے کائٹ ان کیں۔ پھر کھڑکی سے پردے کٹائیے۔ سورج کی روشنی اندر داخل ہوتے محسوس کروہ کسمسائی۔ لیل نے بلینکٹ اس کے اوپر سے اٹھاتے طے لگاتے لھا۔ منہا ویسے ہی اکھٹی ہو گئی مگر اٹھی نہیں۔

لیل اس کے سرہانے آ بیٹھی۔ وہ جانتی تھی وہ اٹھ گئی ہے بس سب خواب سمجھ رہی ہے۔

منہا اٹھو۔ خیام باہر تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ "اس نے ہلکی سی انکھیں کھولیں۔

لیل کو یوں ہی دیکھا جیسے خواب ہو۔

سچ میں انی ہوں۔ سوچا تمہاری شکایتیں دور کر دوں۔ الیگزینڈر تمہیں ہم سے دور نہیں کر رہا۔ تم خود ہمیں خود سے دور کری جا رہی ہو۔ "اب وہ سمجھ چکی تھی لیل حقیقت ہے۔

ریڈی ہو جاؤ جلدی۔ "لیل نے اس کا ڈریس نکالتے ہینگ کیا۔ وہ خاموشی سے شاور لینے چلی گئی۔ لیل تب تک کمرے کی صفائی کرنے لگی۔

جب منہا باہر نکلی وہ پرفیوم ٹھیک سے رکھ رہی تھی۔ وہ آئینے میں لیل کے پیچھے کھرے ہوتے اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔ لیل نے نرم مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔

ماسی سوری۔ میں تب وہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ میری وجہ سے نانو"
بھی۔۔۔۔" وہ خاموش ہو گئی۔

اسے اب تک اس بات کا گلٹ تھا۔ لیل بھی جانتی تھی۔ اس نے رخ موڑتے
اسے سینے سے لگایا۔ مگر وہ اب اس سے بھی لمبی ہو چکی تھی۔
ان سب میں موسیٰ لڑکوں میں سب سے لمبا تھا تو منہا لڑکیوں میں سب سے
لمبی۔ باوی سب ان دونوں سے چھوٹے ہی تھے قد میں۔

اما کا وقت تھا وہ اس لیے چلی گئیں۔ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں۔ اور"
شاید میری اور الیگزینڈر کی قسمت میں بھی یہ ہی تھا۔" وہ منہا کو گلٹ سے
نکالنا چاہتی تھی۔ ورنہ وہ جانتی تھی قصور کس کا ہے اور کتنا ہے۔
ابھی خیمہ انتظار کر رہا ہے۔ نیچے چلو تم میرے ساتھ۔" لیل نے اس کا ماتھا"
چومتے حجاب کے سٹائل میں ڈوپٹہ اوڑھایا۔

وہ لیل کے ساتھ نیچے اترتے بھی نہیں جان سکی خیمہ کیوں انتظار کر رہا ہے۔

لیل کے ساتھ ہی وہ سیٹنگ روم میں داخل ہوئی مگر وہاں بیٹھے لوگوں کو دیکھ
اس کی مسکراہٹ مدھم پڑی۔ اسے خیام کا کہا بھی ابھی یاد آیا تھا ورنہ وہ پہلے
شایان کے خیالوں میں تھی۔

خیام لیل کو دیکھ جلدی سے اٹھا تھا۔

بھابھی آپ یہاں؟؟؟... "اسے یقین نہیں آیا۔"

سکندر سے پوچھ کرائی ہوں۔ جانی بھی آیا ہے ساتھ۔ وہ کسی کام سے گیا ہے "
اب۔ یقین نہیں تو اس سے پوچھ کر تسلی کر لو۔" لیل کے گھورتے پرانی ٹون
پر وہ مسکرا دیا۔

لیل کو اپنی جگہ پر بٹھاتے اس نے منہا کو بھی ساتھ ہی بٹھایا۔ وہ خود سنگل
صوفے پر بیٹھ گیا

اب وہ ان سب سے لیل کو تعارف کروا رہا تھا۔ ظہیر کی نظریں منہا کے
چہرے پے تھیں جس پے پہلے تو مسکراہٹ تھی اور اب تاثرات سخت ترین
تھے۔ مسکراہٹ کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔

انعم ان کے لیے ریفریشنٹ کا سامان لائی تھی۔ خیام نے ساتھ ان کو سرو کیا
امنہا لیل کے گھورنے پے اٹھتے انعم کی مدد کی۔

جی ہمیں تو بس اپنی بچی چاہیے۔ "انہیں ایک ہفتے میں نکاح سے کوئی مسئلہ"
نہیں تھا۔

لیل نے مسکراتے چہرے سے منہا کا ماتھا چومتے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ وہ
مسکرا بھی نہ سکی۔

اسی طرح ان میں چند خیالات کا تبادلہ ہوا۔ پھر وہ لوگ چلے گئے۔

لیل منہا کے پاس بیٹھی تھی۔ وہ لوگ انہیں سی اف کرائے تھے۔

بھابھی کچھ دوں کھانے کو۔؟... "وہ جانتا تھا لیل الیگزینڈر کے بغیر کھانا"

نہیں کھائے گی آج۔ پھر بھی پوچھ لیا۔

نہیں۔ میں لنچ سکندر کے ساتھ کروں گیں۔ سخت آرڈر ہیں۔ "آخر میں"

شرارت سے کہتے وہ مسکرائی۔ خیام بھی ہلکا پھلکا ہوا۔

جانی بھی اندر داخل ہوتا دیکھائی دیا تو خیام اٹھتے اس سے ملا۔

جانی تو خوشی سے بیٹھا اب کھانا کھا رہا تھا۔ کیونکہ اس کی بیوی کو تو اب خیال نہیں رہتا تھا۔

مومنہ نے کھانا بنانا سیکھ لیا تھا۔ اب وہ ہی کھانا بناتی۔ جانی کبھی ویک اینڈ پر کھانا بناتا۔ وہ بھی پری کی ضد پر۔ مومنہ اب اپنے بیٹے کی پسند کا کھانا ہی بناتی تھی۔

تو رومان کا بھی نکاح ہی رکھ لو؟.. "لیل نے اچانک سوال کیا۔"

خیال تو اچھا ہے۔ میں فرقان سے بات کروں گا۔ منہا کی تو اسی روز رخصتی" بھی ہوگی۔ ہانیہ کی رخصتی پڑھائی کے بعد رکھ لیں گیں۔ "لیل نے منہا کو دیکھا۔ جو خاموش بیٹھی تھی۔۔

لیل نے کچھ کہنے کو لب وا کیے تھے جب خیام نے اسے جوس پیش کیا۔

بھابھی فیصلے جلد بازی میں لیے جاسکتے ہیں مگر فیصلہ غلط ہوں یہ ضروری"

نہیں۔ باپ کبھی بیٹی کا برا نہیں چاہتا۔ ہمیشہ اس کی بھلائی ہی چاہتا ہے۔"

اس نے واضح کر دیا کسی قسم کی تبدیلی اب نہیں ہوگی۔

لیل بھی چپ ہو گئی۔

اس نے ماں بن کر پالا ضرور تھا مگر بچھلے بیس سالوں سے کوئی اسے باپ بن کر سنبھال رہا تھا۔ اس نے صرف پانچ سات سال اس کی دیکھ بھال کی تھی۔

خیام کے بیس سال زیادہ تھے اور محنے بھی۔ اس کے ساتھ حق بھی۔

مجھے یقین ہے منہا کا باپ کبھی غلط فیصلہ نہیں لے گا وہ بھی منہا کے "

لیے۔ "خیام نے ہاں میں سر ہلایا۔

پھر انعم سے ملتے لیل جانی کے ساتھ واپس چلی گئی۔ خیام منہا کے پاس آ

بیٹھا۔

کچھ ایسا جو تم بتانا چاہو۔ "منہا کے حلق میں آنسوؤں اٹکے۔ "

کاش وہ بتا سکتی مگر شایان کا بتا کر وہ رخصتی کو بلاوا نہیں دینا چاہتی تھی۔ وہ تو

اس نکاح کو ختم کرنے کا سوچ رہی تھی جو ابھی ہونا تھا۔ پہلے والے کا کیسے بتا

دیتی۔۔

اس نے بس ناں میں سر ہلایا۔ خیام اس کا ماتھا چومتے کسی کام کا کہتے نکل گیا۔
انعم کچن کا پھیلا واسمیٹ رہی تھی۔

رومان کالج گیا تھا۔ اسے منہا کے نکاح کے دن رکھے جانے کا علم تھا مگر وہ
یہاں موجود نہیں رہنا چاہتا تھا۔

^^^

ہانیہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔ اس کے پاس ہی رومان کھڑا تھا۔ جسے آج ہانیہ کی
کلاس لینے کا موقع ملا تھا۔

وہ دونوں ابھی ڈین میم سے مل کر آئے تھے۔ جن کے سامنے سر اٹھانے تک
کی ہمت ہانیہ میں نہیں تھی۔ وہ نہیں سمجھیں تھیں اس روز اس نے کیا بکواس
کی ہے۔ مگر وہ رومان کی وجہ سے سر نہیں اٹھا پارہی تھی۔

رومان اسے ڈانٹ ڈانٹ کر تھک گیا مگر اس نے سر نہیں اٹھایا۔ رومان تھک
کر پاس پڑی چیمیر پر بیٹھ گیا۔ ہانیہ نے بیگ سے پانی کی بوتل نکالتے کھول کر
اسے دی۔

رومان کے چہرے پے مسکراہٹ چھا گئی۔ اس نے خاموشی سے تھامتے چند گھونٹ بھرتے بوتل اسے واپس دی۔

سوری۔ میں نے زیادہ ڈانٹ دیا۔ مگر یار قسم لے لو تمہارے علاوہ کسی لڑکی کو نہیں دیکھتا ایسی نظر سے۔ "ہانیہ نے اٹیرواٹھاتے اسے دیکھا۔ کیسی نظر سے؟؟..." "رومان بھی غلط تھا۔ وہ وہاں وضاحت دے رہا تھا" جہاں بات کی کھال نکال لینے کی عادی تھی وہ۔

شادی والی نظر سے۔ "وہ اسے گھورتے بولا تو وہ سر جھکا گئی۔" اچھا فرق انکل شادی سے خوش تو ہیں؟؟.." "وہ چاہتا تھا اس کی فیملی دباؤ" میں نہ ہو۔

نو۔ "وہ سچ بولنے کی عادی تھی۔ رومان کو اسی سچ نے شرمندہ کر دیا۔" کیوں؟؟..." "کیا انہیں وہ پسند نہیں تھا یاں کوئی اور وجہ تھی۔ وہ جاننا چاہتا تھا

بابامیری شادی مافیہ فیملی میں نہیں کرنا چاہتے تھے۔ مگر جب ماما نے سمجھایا "تو وہ مان گئے۔" اس نے اپنا نام نہیں لیا۔ کہ وہ کن الفاظ سے سمجھ چکی تھی۔ اوکے تو تم تو راضی ہوناں؟؟؟..." وہ یہ وجہ سمجھ سکتا تھا تو اب رخ بدلا۔ "مجھے بس موسیٰ بھائی سے ہوئی ڈیل کی پرواہ ہے۔" رومان نے ناں میں سر "پلایا۔ وہ غلط جگہ سوال کر رہا تھا۔

اسے یہ سوال پوچھنا ہی نہیں چاہیے تھا۔

چلی جاوڈرائیو ر آگیا تمہارا "اس نے برے منہ بناتے کہا۔"

وہ اٹھ کر چلی گئی۔ رومان بھی چند منٹ بیٹھے رہنے کے بعد اٹھا۔ وہ کلاسز لینے آیا ہی کب تھا۔ بس یوں آوارہ گردی کرنے نکلا تھا۔ اب وہ سکون سے واپس چلا جاتا۔

ہانیہ پلٹتے ایک نظر اس کے جھکے سر کو دیکھا تھا۔ اس کے تاثرات نے اسے مزا دیا تھا۔ پھر وہ فوراً گاڑی میں بیٹھتے نکل گئی۔ اسے رومان اچھا لگنے لگا تھا۔ وہ

غصے کا تیز تھا مگر اس کے سامنے شریف اور معصوم بن جاتا۔ وہ گاڑی میں بیٹھے
اسے سوچ کر بھی مسکرا دی۔

^^^

شایان ہیر کے ساتھ شاپنگ پر آیا تھا۔ منسا بھی ان کے ساتھ ہی تھی۔ اسے
لیل کا پنڈنگ گفٹ بھی دینا تھا اور ہانیہ کے لیے گفٹ بھی لینا تھا۔
وہ جیولری شاپ پر ان دونوں کے لیے گفٹ لینے لگی۔ شایان اپنے لیے
کپڑے دیکھنے لگا تو ہیر عمر کے لیے شرٹس۔ جسے ہو سہیٹل سے فرصت ہی
نہیں ملتی تھی۔

اج بھی وہ صبح صبح اس کے اٹھنے سے پہلے ہی چلا گیا۔

شایان میں عمر کے پاس جا رہی ہو۔ منسا کو گھر چھوڑ دینا تم یاد سے۔ "ہیر"
اسے کال کرتے بتایا۔ خود وہ گاڑی لیتے ہو سہیٹل آگئی۔ اسے اج عمر کی کلاس
بھی لینی تھی۔

اس کی رات کی باتیں وہ ابھی نہیں بھولی تھی۔ جن کا جواب دینا ابھی ضروری تھا۔

منسا جا رہی تھی جب کسی سے بہت برے طریقے سے ٹکرائی۔ اس نے اس شخص کو گھورا تھا۔

وہ بھی منسا کو گھورتے عربی میں نا جانے کیا کیا بول کر چلا گیا۔ منسا کی عربی اچھی نہیں تھی۔ اسے شروع سے عربی میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ لندن میں پلی بڑھی تھی۔ ہیر کو وہاں کچھ کام تھا۔ وہ اسے بھی ساتھ لے گئی۔ عمر بھی سپیشلائزیشن کے لیے ان کے ساتھ چلا گیا۔

شایان اور شان اس وقفہ میں مومنہ کے پاس رہے۔ شان پھر ہائر سٹڈی کے لیے ابروڈ چلا گیا۔ شایان کو دلچسپی نہیں تھی تو وہ یہاں ہی تھا۔

جب تک ہیر کا کام ختم ہوا منسا بڑی ہو گئی۔ وہ واپس عمان میں سٹڈی کرنے کو نہیں مانی۔ ان دونوں کو مجبوراً اسے وہیں چھوڑنا پڑا۔ اب وہ سٹڈی سے فری ہو کر واپس آئی تھی۔

اسے جو تھوڑی بہت عربی آتی تھی وہ بھی بھول گئی۔ اب بس اسے انگلش اور اردو ہی آتی۔ اردو بھی موسیٰ کی وجہ سے جو نا جانے کہاں کہاں سے الفاظ نکال کر استعمال کرتا اسے گوگل کرتے ان کا مطلب ڈھونڈنا پڑتا۔ پھر جا کر کچھ سمجھاتا۔

شایان اسے سرخ چہرہ لیے دیکھا تو ماجرا پوچھا۔ اس نے نہیں بتایا۔ بلکہ ہیر کا پوچھتے بات گول کر گئی۔

شایان اسے سب بتاتے گھر چھوڑنے چلا گیا۔ اس نے ہانیہ سے ملنے جانے کا کہا تو شایان اسے رومہ کے گھر اتار آیا۔ اسے اب خود کسی کام سے جانا تھا۔ جو انتہائی ضروری تھا۔

شایان منہا سے بے خبر اپنے کام میں مصروف تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے جا رہا ہے۔

ہیر سخت تاثرات سے چلتے ہو اسپتال میں داخل ہوئی۔ اس کی نظریں ہر طرف تھیں۔ وہ ہر شخص کو نظروں سے جانچ رہی تھی۔ رسیشن پے بیٹھی لڑکی کو دیکھ اس نے منہ بگاڑا۔ وہ سخت زہر لگی تھی اسے جو ہیوی میک اپ میں کوئی چرٹیل ہی لگ رہی تھی

وہ دھڑلے سے عمر کے کبین میں داخل ہوئی۔ اسے روکنے کی جرات کسی میں نہیں تھی۔

عمر کے کبین میں بیٹھے مریض تو ڈر کر اچھلے تھے۔

وہ کوئی لڑکی تھی جسے عمر چیک کر رہا تھا۔ ہیر کے تاثرات دیکھتے عمر نے اسے جلدی سے فارغ کیا۔ وہ لڑکی عمر کو تو جانتی تھی مگر ہیر کو نہیں۔

اسے جلدی فارغ کر دور نہ میں تمہیں ہو اسپتال آنے جانے سے فارغ کر " دوں گیں۔ " عمر اس کے چیخنے پر میڈیسن لکھتے اس لڑکی کو پکڑائیں۔

سوری شی از مائے وائف۔ " عمر اس کو معذرت خواہ نظروں سے دیکھا۔ "

وہ سکون سے چلی گئی۔ مگر ہیر کو دیکھ اسے برا لگا تھا۔ اس کے حساب سے عمر کے لیے کوئی نازک سی لڑکی ہونی چاہیے۔ ہیر تو دیکھنے میں ہی لڑکا لگ رہی تھی۔

وہ صرف مریض ہے میری۔ "عمر اس کے سخت تاثرات دیکھے۔ ہیر نے "غصے سے سٹی تھو سکوپ اٹھا کر دیوار میں دے مارا۔ اب عمر نے بھی اسے گھورا تھا۔

اس کے مطابق اب ہیر بات کا بتنگڑ بنا رہی تھی۔
آج کے بعد تم لڑکیوں کو چیک نہیں کرو گے۔ "عمر نے اسے سرخ نظروں سے دیکھا۔

کیوں؟؟؟... "اس کے سوال پر ہیر اس کے پاس ہوئی۔"
کیونکہ میں نے کہا ہے۔ "وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی۔"
ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ وہ میری کلائنٹ ہے۔ "عمر کو شش کر رہا تھا بات
تخل سے ختم ہو جائے۔

تو اپنے لیے اپار ٹمنٹ کا بندوبست کر لینا۔ "عمر نے ضبط کرتے اسے دیکھا۔"
ہیر وہ میرا گھر ہے۔ "وہ خود کو کہنے سے روک نہیں پایا۔"
مطلب تم مجھے وہاں سے جانے کا کہہ رہے ہو۔ "عمر بس اپنے بال ہی کھینچ
سکتا تھا۔

میں نے ایسا نہیں کہا۔ "ہیر کی انکھیں بتا رہی تھیں وہ کچھ دیر میں بہت"
برے طریقے سے پھٹے گی۔
تو کیا کہنا چاہتے ہو؟؟... "وہ سوال تو کر رہی تھی مگر جواب سننے کو تیار بھی"
نہیں تھی۔

یہ ہی کہ وہ بس میری کلائنٹ ہے۔ میں اسے چیک کرتا اور میڈیسن دیتا"
ہوں۔ اس میں اتنا اور رریکٹ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ "ہیر نے اسے
خود کو چھونے نہیں دیا۔

اوکے۔ یہاں نے سمجھ لیا۔ مان بھی لیا اب؟؟... "عمر نے نا سمجھی سے اسے"
دیکھا۔

اب کیا؟؟؟ "عمر نہیں سمجھا تھا وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔"

میں کل لندن چلی جاؤں گیں گرل کے ساتھ۔ بس یہ اور کچھ بھی نہیں۔""
وہ سزا سنا کر انتظار کیے بغیر نکل گئی۔

پچھے عمر کا بس نہیں چل رہا تھا خود کا سردیوار میں دے مارے۔ وہ نارمل
کیوں نہیں رہتی تھی اس کے ساتھ۔ اب تو اس نے بھی اس کے پروفیشن
سے سمجھوتا کر لیا تھا۔ مگر ناجانے وہ کیوں ویسی ہی تھی۔

ہیر باہر نکلتے مسکرائی۔ ریسپشنسٹ کے پاس اتے اس سے اس لڑکی کی
انفارمیشن نکلوائی۔ جو اس نے سکون سے دے دی۔

Be aware, he is mine.

اسے گھورتے عمر کے متعلق تنبیہ کیا تھا۔ پھر بغیر اس کی کوئی بات سننے وہ نکل
گئی۔

نر سزا اور باقی لیڈی ڈاکٹر نے اسے دیکھ لیا تھا۔ اب وہ ایک ماہ تک عمر سے
فری ہونے کی بلکل بھی کوشش نہیں کرتیں۔

وہ ہیر سے واقف تھیں کیونکہ بلیک کنگ کا نام پورا عمان کو حفظ تھا۔
ہیر اس لڑکی کی انفارمیشن کسی کو سینڈ کرتے خودیوں ہی الیگزینڈر سے ملنے
افیس آگئی۔ حالانکہ اس نے بچوں کے بعد یہ سب ترک کر دیا تھا۔ وہ بہت کم
ہی کسی ایسے کام میں ہاتھ ڈالتی تھی۔ اب سالوں بعد اس کا جی چاہ رہا تھا اپنا
غصہ کسی پر نکالے۔

^^^

الیگزینڈر لیل کے ساتھ لہجہ کر رہا تھا۔ کھانا فرقان نے ہی بنایا تھا۔ وہ آج بھی
ان کا کک تھا۔

لیل سے الیگزینڈر نے منہا اور وہاں کے متعلق کچھ نہیں پوچھا تھا۔ وہ نارمل
انداز میں اسے چھیڑتے کھانے میں مصروف تھا۔ فرقان نے بھی کچھ دیر
پہلے ہانیہ کو گھر چھوڑنے ڈرائیور بھیجا تھا

مومنہ گھر ہی رہتی تھی اب۔ جانی کی ضد پر وہ ہاؤس جاب کے بعد گھر رہنے لگی۔ وہ نہیں چاہتا تھا جب وہ تھکا ہارا گھر جائے تو مومنہ پہلے ہی تھکاوٹ سے دوچار ہو۔

وہ بھی جانی کی بات مان گئی۔ اسے بس ڈاکٹر بننا تھا جو وہ بن گئی۔ یہ الگ بات تھی بنی کیسے۔ اپریشن دیکھتے نا جانے اس کے کتنے انسوؤں بہہ جاتے تھے۔ مگر اس کے بعد وہ بہت مضبوط ہو گئی۔

جانی نے اسے گن چلانا اور مشکل میں خود کی حفاظت سب سیکھایا تھا۔ اور وہ سیکھ بھی گئی تھی۔

جانی اب اس کے حوالے سے اس لیے بھی پرسکون رہتا تھا۔ جانی اور فرقان اب اپنے اپنے کیمین میں لپچ کر رہے تھے۔ ہیر سیدھا الیگزینڈر کے کیمین میں آئی تھی مگر انہیں لپچ کرتے دیکھ خاموشی سے نکل گئی۔

کیا حال چال ہیں؟؟ بہت مصروف ہو دونوں آج کل؟؟.. "ہیران کے"
ساتھ بیٹھ گئی۔

فرقان نے اسے بھی پلیٹ میں کھانا نکال کر دیا۔

تم سے کم۔ "فرقان کی زبان کو کھاسکون تھا۔"

ویسے تمہیں رومہ نے کمپنی سے نکال تو نہیں دیا اس زبان کے چلتے۔ "وہ"
مسکرایا۔

نہیں میری قابلیت کو دیکھتے ڈبل ڈیوٹی ملی ہے۔ "ہیر نے ہاں میں سر ہلایا۔"

اس ڈبل ڈیوٹی میں کہیں کھانا بنانا اور برتن مانجھنا بھی تو شامل نہیں؟؟.. ""

اس کی زبان کو سکون کیسے آسکتا تھا۔

گرل اتنی ہے اس وجہ سے یہاں ہے۔ "جانی کو ہی انہوں چپ کروانا پڑا"

گرل کیوں؟؟؟... "اسے یقین نہیں آیا۔"

ہماری کسٹڈی سے لڑکیاں غائب ہو گئیں۔ نام و نشان تک نہیں ملا۔ ہماری "اپنی لڑکیاں زخمی تھیں۔ الیگزینڈر نے اسے بلا لیا۔" وہ سن کر ہی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

ہیر چونکہ خود ہی اس کام سے دور رہتی تھی تو الیگزینڈر نے اسے نہیں بلایا۔ وہ تو عمر سے ویسے ہی جھوٹ بول کرائی تھی۔ اسے کیا معلوم تھا گرل سچ میں یہاں آگئی ہے۔

میں مر گئی تھی۔ مجھے ہی بلا لیتے۔ "اس نے شکوہ کیا۔" جانی نے ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔

ہیر اپنی فیملی پر توجہ دو۔ منسا اتنے سالوں بعد واپس آئی ہے۔ اسے تمہاری ضرورت ہے۔ "اس نے ہاتھ اٹھا لیا۔

میری بیٹی ہے وہ۔ اسے کسی سہارے ضرورت نہیں۔ "اس نے صاف بتایا۔

جانی ضبط کرتے رہ گیا۔ فرقان مسکرا دیا۔

مومنہ تمہری طرف انے کا سوچ رہی ہے۔ "اس نے بات ہی بدل دی۔"

ضرور ائے۔ کس نے روکا ہے۔ "جانی نے بس ناں میں سر ہلایا۔"

تم دونوں میاں بیوی دماغ کسی کو کرا پیئے پردے اتے ہو کیا؟؟ وہ شایان "سے پری کی شادی کی بات کرنا چاہتی ہے۔ میں چاہتا ہوں تم لوگ منع کر دو۔ ابھی پری چھوٹی ہے۔ میری وہ نہیں سنے گی۔" ہیر نے اسے گھورا۔

تو میں کون سا بری ساس بنتے اس سے گھر کے کام کراؤں گیں۔ نکاح کر دیں گیں شادی بعد میں۔" ہیر کو تو خوشی ہوئی تھی۔

فرقان ان دونوں کو باتیں کرتا چھوڑا ٹھ گیا۔

وہ سمجھ سکتا تھا جانی کی فیلنگز۔۔

باپ کے لیے بیٹی کب بڑی کوئی ہے۔ اس کے لیے بھی اسی وجہ سے پری چھوٹی ہی تھی۔

وہ نکاح شادی ان سب کے لیے بہت چھوٹی ہے۔ ویسے بھی شایان اس سے "بڑا ہے۔" اس کی اپنی ہی منطق تھی۔

اور تم خود مومنہ سے کتنے بڑے ہو؟؟؟ "جانی نے اسے گھورا۔"

میں مومنہ سے پیار کرتا تھا اور ہمارے ٹائم پر حالات مختلف تھے۔ "جانی" نے ضبط کرتے کہا۔

شایان بھی شادی کے بعد کر لے گا۔ تم فکر مت کرو۔ اور رہی حالات کی بات تو مومنہ کی خواہش سے زیادہ کیا ہو گا۔ "جانی نے چیخ پر گرفت سخت کی۔"

عمر کی باتوں نے ہیر کو تپایا تھا۔ اب اسے اپنا غصہ تو نکالنا تھا۔

ہیر میں پری کی شادی مافیہ فیملی میں ہر گز نہیں کروں گا۔ اس کی شادی ایک عام سے انسان سے ہوگی۔ جو اس دنیا سے واقف ہی نہ ہو۔ "ہیر ٹیبل پر آگے کو جھکی۔"

اور یہ انسان اسماں سے ڈائریکٹ اترے گا؟؟؟ کسی سپیشل سروس کے تھرو۔" جو کاف داڈے۔ "ہیر نے بات کو مزاق کا رنگ کیا۔"

ہیر یہ مزاق نہیں ہے۔ میری بیٹی خون کے چھینٹو سے ڈر جانے والی ہے۔"
میں اسے خون میں ہولی کھیلنے والے انسان کے ساتھ نہیں باندھوگا۔" جانی
کہتے اٹھا۔

ہیر نے اس کا بازو پکڑتے روکا۔

کیا کہنا چاہتے ہو؟؟ شایان ان سب سے کوسو دور ہے۔ وہ گن چلانا بھی
نہیں جانتا۔" وہ خود کو یقین دلارہی تھی۔

انہوں نے سب بچوں کو حفاظت کے لیے لڑائی کرنا سیکھایا تھا مگر گن نہیں۔
وہ اسی وجہ سے یہ سب سنتے گھبرائی تھی۔

ہیر اسی لیے کہا تھا اپنی فیملی پر توجہ دو۔ تم انہیں نہیں جانتی۔ ان کو اچھے سے
جانو۔" جانی نے اپنا بازو اس سے چھڑایا۔

شایان کبھی پری سے محبت نہیں کر سکتا۔ وہ کسی اور کا ہے۔" جانی

ادھورے سچ بتاتے نکل گیا۔ پیچھے ہیر وہیں بیٹھ گئی۔

وہ کیا نہیں جانتی تھی؟؟؟ اس سے کیا چھپا تھا؟؟؟ شایان تو اس کی آنکھوں کے سامنے پلا بڑھا تھا پھر؟؟؟ پھر وہ اسے کیسے نہیں پہچان سکتی؟؟؟ اور وہ کسی اور کا کیسے ہو سکتا تھا۔

یہاں سب ہی تو جانتے تھے مومنہ پری کی شادی شایان سے کروانا چاہتی ہے۔ پھر وہ کیوں بھول گیا۔ یاں اس نے شروع سے یاد ہی نہیں رکھا۔ اس کے دماغ میں لا تعداد سوال تھے۔ جن کا جواب اس کے پاس نہیں تھا اور کوئی اور اسے جواب دے نہیں سکتا تھا۔

...



ہیر جانی کی اس بات کی وجہ سے پریشان تھی۔ وہ گھر بھی نہیں گئی۔ آفیس میں ہی شایان کی ساری انفارمیشن چیک کرتے رات گزار دی مگر اسے کچھ نہیں ملا۔

عمر اسے کال کرتا رہا اس نے دھیان نہیں دیا۔ وہ اس کا اپارٹمنٹ بھی چیک کر آیا وہ وہاں نہیں تھی۔ وہ کسی کو پریشان بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ آخر تھک کر اس نے منسا کو کال کرتے ہیر سے اس کی خیریت جانی۔ جس نے بتایا وہ ٹھیک ہے بس کسی کام میں مصروف ہے۔ عمر کی جان میں بھی جان آئی۔ اس نے شکر ادا کیا مگر وہ سو پھر بھی نہیں سکا۔ اسے ہیر کے بغیر نیند ہی نہیں آرہی تھی۔

صبح بھی وہ فجر کے بعد ہو سپٹل چلا گیا۔ منسا بھی کل رات ہانیہ کے پاس ہی رک گئی تھی۔ تو اس کے حوالے سے وہ بے فکر تھا۔

شایان اکیلا ہی گھر تھا۔ وہ اپنا کھانا خود بنا لیتا ورنہ کہیں سے منگو لیتا۔

ہیر کو ہوش جانی نے کروایا تھا جو ابھی افسس آیا تھا جہاں سامنے ہی ہیر اپنے
کیبن میں لیپ ٹاپ پر سر رکھے سو رہی تھی۔

ہیر جانی کو اگنور کرتے شایان کو کال ملائی۔ جو اس نے اٹھا بھی لی۔
جی ماما۔ "وہ مصروف سا بولا۔"

کہاں ہو تم اس وقت؟؟... "اس نے ہیر کے لہجے پر غور کیا۔ اسے لگا کچھ "
غلط ہوا ہے مگر اگنور کر گیا۔

میں انعم آنٹی کے ساتھ ہوں۔ شاپنگ کرنے جانے لگے تھے۔ "ہیر نے "
باہر کھڑی اپنی گاڑی سٹارٹ کی۔

وہیں رکو کہیں مت جانا۔ میں ارہی ہو۔ "وہ پھر ہیلو ہیلو کرتے رہ گیا مگر ہیر "
نے کال کاٹ دی۔

شایان کو رومان نے کال کر کے بلایا تھا۔ انعم کو شاپنگ کرنے جانا تھا۔ کس
چیز کی شاپنگ کرنی ہے اس بات کا اسے علم نہیں تھا ورنہ اب تک منہا کے
چھپنے کی وجہ جان جاتا۔

رومان تو مانا نہیں ساتھ جانے کو تو اس نے شایان کو بلا دیا۔ وہ خوشی خوشی ا گیا۔ ابھی وہ جانے لگا تھا ہیر کی کال اگئی تو وہ رک گیا۔

منہا کل شام سے کسی سے نہیں ملی تھی۔ نہ خیام سے نہ ہی انعم سے۔ وہ خود کو کمرے میں بند کر چکی تھی۔ خیام اور انعم کو یہ شادی سے انکور کا طریقہ لگا مگر وجہ سے وہ ناواقف تھے۔

اگلے دس منٹ میں ہیر اس کے سامنے تھی۔ انعم بھی شایان کے "ماما ارہی ہیں" کہنے پر رکتے انتظار کرنے لگی تھی۔

ہیر اتے ہی کھینچ کر تھپڑ شایان کی گال پر مارا۔ پھر اسے بغیر اس پاس دیکھے کالر سے گھسیٹتے باہر لے گئی۔ وہیں منہا نے اپنے کمرے کے دروازے کے پیچھے چھپے یہ منظر دیکھا تھا۔ اس کے دماغ میں ایک خیال کودا۔ ہیر اس کی مدد کر سکتی تھی اس معاملے میں۔

انڈوں سے ابھی تم لوگ نکلے نہیں اور ہم سے سب چھپانے چلے تھے۔""
ہیر نے ہاتھ بالکل ہولا نہیں رکھا تھا۔

شایان گال پر ہاتھ جمائے اپنی ماں کو ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی بات پر سر جھکا گیا۔ اسے سمجھ آچکی تھی یہ تھپڑ کیوں پڑا۔

جانتے ہوا گرا لیگزینڈر کو سب معلوم ہوا تو کیا ہوگا؟؟؟... سب سے بڑھ "کر لیل... "ہیر کا بس نہیں چل رہا تھا شایان کو گولی مار دے۔

الیگزینڈر نے سقلی گن پر اسے ہو سٹل بھیج دینے کی تیاری کر دی تھی اور "تم لوگ اصلی گنز سمگل کر رہے ہو؟؟؟" ہیر چیخ کر بولی۔ وہ اب کیا کہتا اپنی ماں کو۔

تمہارا کہیں بھی انا جانا بند۔ تم سیدھا گھر جا رہے ہو۔ "شایان کے پاس کوئی" جواب نہیں تھا۔

اس سے پہلے ہیر اسے وہیں سے لے جاتی انعمائی تھی دروازے پر۔

ہیر کیا ہو گیا ہے؟؟ کیوں ڈانٹ رہی ہو اسے؟؟... "ہیر نے شایان کو"
گھورا۔ جس کی کالرا بھی بھی اس کے ہاتھ میں تھی مگر چھڑانے کی ہمت اس
میں نہیں تھی۔

میں اسے گولی نہیں کھلا رہی۔ اس بات پر شکر کرے یہ۔ "ہیر نے دانت"
پستے کہا۔

انعم زبردستی ان دونوں کو اندر ہال میں لے آئی۔ ہیر کو پانی کا گلاس دیا۔ شایان
نے وہ بھی منع کر دیا۔ اب کچھ اور کھانے پینے کا موڈ نہیں تھا۔ یہ دو تین تھپڑ
بہت ہو چکے تھے اس کے لیے۔

اتنا غصہ؟؟؟ اتنا تو پاکستان میں خفیہ پسند کی شادی پر نہیں مارتے۔ "اس"
نے ہنستے بات کو ٹالنا چاہا۔ وہیں منہا ان سب کی باتیں سن رہی تھی۔ اسے لگ
رہا تھا یہ خدا کی اس کے لیے مدد ہے۔

ایسا کچھ کیا تو میں تو اسے پکا ہی مار دوں گیں۔ بوٹیاں بھی نہیں ملے گیں ان"
کے باپ کو۔ جس سے دو چھٹانک بھر لڑکے نہیں ڈرائے گئے۔ "ہیر سخت

غصے میں تھی۔ شایان نے چپ رہنے میں ہی عافیت جانی ورنہ وہ ابھی جوتا اتار لیتی اور اس کا توجوتا تھا بھی بہت بھاری۔ وہ رسک نہیں لے سکتا تھا۔
انعم کے روکنے کے باوجود وہ لوگ چلے گئے۔ شایان کی گاڑی وہیں تھی۔ وہ ہیر کے ساتھ ہی جا رہا تھا۔ شایان کی گاڑی ڈرائیور ہی چھوڑ کر جاتا۔
شایان تو اب ہیر کے مطابق ہی چلتا۔ وہ اسے اگے پیچھے نہیں ہونے دے سکتی تھی۔ ابھی تو اسے بہت سے سوال جواب کرنے تھے۔ جن کے بغیر شایان کی جان خلاصی ممکن نہیں تھی۔

شایان ہیر کی نظریں وقفے وقفے کے بعد خود پر محسوس کر سکتا تھا مگر کچھ کہنا اس کے بس میں نہیں تھا۔ وہ بھی تب جب ہیر انتہائی غصے میں تھی۔ وہ اسے گھر نہیں اپارٹمنٹ لائی تھی۔ اس نے حلق ترکیا۔ وہ جانتا تھا اب اس کی دھلائی بیلڈ سے ہوگی۔ آخر کار نامہ بھی تو بہت بڑا انجام دیا ہے اس نے۔

ہیر کے گاڑی روکتے وہ شرافت سے اندر چلا گیا۔ ہیر بھی گاڑی پارک کرتے
اندرائی۔ جہاں وہ شرافت کی مورت بنے کھڑا تھا۔ ہیر کے کہنے پر وہ بیٹھا تھا
ورنہ تو جیسے کھڑا ہی رہتا۔

^^^

منساہانیہ کے ساتھ شاپنگ پرانی تھی۔ اسے معلوم ہوا تھا پری یہاں نہیں
ہے۔ ورنہ وہ اسے بھی ساتھ لے جاتی۔ وہ موسیٰ کی اس حرکت سے واقف
نہیں تھی

اس نے کال کرتے منساہانیہ سے بھی پوچھا۔ وہ مان گئی۔ اسے اور کیا چاہیے
تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی وہ اپنی پلاننگ کی وجہ سے مانی ہے۔

وہ دونوں ہی اسے لینے آئیں۔ انعم بھی خیام سے پوچھتے اسے جانے دیا۔
اب منساہانیہ کے ساتھ شاپنگ کرتے ساتھ ہیر کی نیچر کے متعلق جان رہی
تھی۔

ماما تو غصے میں بابا کو بھی نہیں دیکھتیں۔ یوکانٹ بلیو بابا ماما سے ڈرتے ہیں۔"
بٹ ماما یوں چیخنے چلانے والی عورتوں جیسی نہیں ہیں۔ بس غصے میں بابا کو
گھورتی ہیں اور وہ بات ہی پلٹ جاتے ہیں۔ "منسا تو خوشی سے ہیر کے بارے
میں بتا رہی تھی۔ ہانیہ بھی سنتے مسکرائی۔

ان تینوں نے شاپنگ کر لی تھی۔ اب کھانا کھانے آئیں تھیں۔ جہاں
ریسٹورانٹ میں آرڈر دینے کے بعد وہ بیٹھی تھیں۔

شایان تو ماما کے حکم کا غلام ہے۔ ماما کہیں دن تو ان کا دن ہے۔ ماما کہیں رات"
تو ان کی رات ہے۔ ماما نے ایک دفہ شایان کے سموکنگ کرنے پے اسے
بیلٹ سے مارا تھا۔ اس دن کے بعد انہوں نے توبہ کر لی۔ بابا سے تو وہ ڈرتے
ہی نہیں ہیں۔ ورنہ ماما ایسا نہیں کرتیں۔ "وہ ہر بات پر آکر ہیر کو ڈیفینڈ کر
رہی تھی۔

منسا نہیں جانتی تھی منہا کے نکاح کی تاریخ رکھی جا چکی ہے۔ وہ بس اتنا جانتی
تھی شایان منسا کو پسند کرتا ہے۔ وہ ان کے کام کے متعلق بھی زیادہ ڈیٹیل
سے نہیں جانتی تھی۔ بس اتنا معلوم تھا سب سے کچھ چھپایا ہوا ہے۔
اچھا... "منہا مسکرائی"

پھریوں ہی ان میں مزید باتیں ہوتی رہیں۔ منسانے ہانیہ کو بھی رومان کے نام
پر چھیڑا۔ وہ بجائے شرمانے کے ڈھٹائی سے دانتوں کی نمائش کرنے لگی۔ وہ
بس اسے گھور کر رہ گئی۔

ایک دن میرا شوہر اور بچے بھی مجھ سے یوں ڈریں گیں۔ "اس نے فخر سے"
بتایا۔

اب منہا بھی مسکرا دی۔ ان کے ساتھ وقت اچھا گزر رہا تھا۔

بی بی پہلے خود بھوتوں سے ڈرنا چھوڑ دے پھر انہیں ڈرانا۔ رات کو اکیلے " کمرے سے باہر تجھ سے نکلا نہیں جاتا اور تجھے رومان کو ڈرانا ہے۔ جس کے غصے سے تیری اپنی جان جاتی ہے۔ " منسانے تو اسے شرمندہ کر دیا تھا۔ وہ اسے گھورنے لگی۔

میں نہیں ڈرتی کسی سے۔ رومان سے تو بالکل بھی نہیں چھوٹا ہے وہ مجھ " سے۔ پورا ایک ماہ۔ " اس نے انگلیوں پر گنوا یا۔ منسامزاق بنانے والے انداز میں مسکرائی ساتھ ہی گن کر انگلیاں بھی اس کے سامنے کی۔

وہ اسے گھورتے غصے سے وہاں سے اٹھ گئی۔ اس کے پیچھے ہی وہ دونوں بھی اٹھیں تاکہ اسے روک سکیں کیونکہ کھانا اگیا تھا۔

پھر وہ ان دونوں کو گھر چھوڑ کر خود بھی گھر آ گئیں۔ جہاں اب وہ لمبی تان کر سو رہی تھی کیونکہ اب وہ بہت تھک گئی تھی۔

ویسے بھی پہلے ساری رات وہ ہانیہ کے ساتھ باتوں میں مصروف سوئی نہیں
اور اب شاپنگ اور آؤٹنگ کے بعد وہ شدید تھکاوٹ کا شکار تھی۔ جو وہ یوں
ہی اتار سکتی تھی سو کر۔۔

^^^

ہیر اپارٹمنٹ میں ہی بیٹھی تھی۔ شایان ابھی کچھ دی پہلے ہی نکلا تھا
ہیر نے اسے خود ہی جانے دیا۔ اس کے ایک جملے نے ہیر کے کسی سوال کو
پوچھنے لائق نہیں چھوڑا۔

مامافیہ فیملی سے بلائنگ کرنے والا شخص نارمل لائف سٹائل نہیں جی "
سکتا۔ " اس نے ڈھیر ساری بحث کے بعد یہ بات کہی تھی۔ مگر اس کے بعد
ہیر کچھ نہیں بول سکی۔

وہ چپ چاپ اسے جانے کا کہتے وہاں بیٹھی اپنی زندگی کو سوچنے لگی۔
پہلے اس کے لیے مافیہ مزاق تھا۔ مگر اب اس کا بچہ جب یہ جوائن کر چکا تھا تو یہ
زندگی موت کا کھیل تھا۔

وہ اولاد جسے بیس سالوں سے بڑا کرتی رہی اسے ایک جھٹکے میں مافیہ کی نظر نہیں کر سکتی تھی۔ پہلے وہ لیل کو تنگ کرتی تھی موسیٰ مافیہ مین ہی بنے گا مگر اب وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔

وہ جان چکی تھی ماں کے احساسات کیوں ایسے ہوتے ہیں۔ ماں برداشت نہیں کر سکتی اس کی اولاد مرے وہ بھی اس کی آنکھوں کے سامنے۔

وہ مان چکی تھی۔ اپنی غلطی تسلیم کر لی تھی اس نے۔

وہ اپنے بچوں کا نارمل لائف سٹائل نہیں دے سکی۔ اسے شایان اور شان کی پیدائش کے بعد یہ سب چھوڑ کر یہاں سے دور چلے جانا چاہیے تھا۔ جہاں اس کا ماضی مافیہ کچھ بھی نہ ہوتا۔

صرف وہ، اس کا شوہر اور ایک، پیپی فیملی ہوتی۔

وہ ڈپریشن کا شکار ہو رہی تھی۔ وہ اپنے ماضی میں جا رہی تھی۔ جہاں کچھ

لوگوں کی ذاتی تسکین کی وجہ سے اسے نقصان ملا تھا۔ اس کی ذات کی دھجیریاں اڑی تھیں۔

ابھی وہ مزید ان لمحات میں بہتی جب کھٹکے سے دروازہ کھلا تھا۔

مان لیا بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اب اس عمر میں تو مجھے خوار مت کرو یا ر۔ "عمر" تاسف سے کہتے اس کے ساتھ آ بیٹھا۔

ہیر بھی بغیر کچھ کہتے اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔

عمر میں اچھی ماں نہیں بن سکی۔ مجھے مافیہ چھوڑ دینا چاہیے تھا۔ میری اولاد "بھی اسی رستے چل نکلی۔ میں انہیں موت کے کھیل کھیلتے نہیں دیکھ سکتی۔" عمر نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔

وہ اچھے سے جانتا تھا شایان کن کاموں میں ملوث ہو رہا ہے۔ مگر وہ ہیر کو ڈپیسڈ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اب اسے خود ہی معلوم ہو گیا تو اس میں وہ کیا کر سکتا تھا۔

ہیر یہ ان کا اپنا فیصلہ ہے۔ اور تم سے اچھی ماں کوئی نہیں ہے اس دنیا میں۔ "انسان کو احسان فراموش نہیں ہونا چاہیے۔ تمہیں اس مافیہ کے ٹیگ نے ہی

دنیا کے حوس پرست مردوں سے بچایا ہے۔ یہ کہہ کر احسان فراموش ہو جاؤ گی۔ "عمر کی باتیں اسے حوصلہ دہتی تھیں

عمر اس کا ماتھا چوما۔ وہ انکھیں بند کرتے اس کے لمس کو محسوس کرنے لگی۔ وہ اپنے وقت سے کم زیادہ نہیں جیے گیں۔ ان کے لیے دعا کرو فکر نہیں۔ " اگر انہیں معافیہ چھوڑنی ہے تو وہ خود چھوڑیں گیں۔ تم دباؤ نہیں ڈالو گی۔ انہیں اپنے فیصلے لینے کی عادت ڈالو۔ " عمر اسے گلٹ سے نکال لایا تھا۔ اس کی چند باتیں اسے ماضی سے حال میں لے آئیں۔

ہیر پھر جواب دینے کے بجائے اس کی گود میں سر رکھتے اوپر ہوتے لیٹ گئی۔ اس نے بھی کیچر دورا اچھالتے اس کے بال کھول دیے۔ اس طرح وہ پر سکون سی لیٹ جاتی۔

میں ہر جگہ تمہارے ساتھ ہوں۔ اور تم کہیں غلط نہیں تھی۔ " عمر کی " سرگوشیاں اسے مطمئن کرنے لگیں۔

وہ سارا دن کی تھکی تھی۔ عمر کی آغوش میں اتے ہی سو گئی۔ عمر بھی اسے نہیں اٹھایا۔ یوں ہی پاؤں سامنے ٹیبل پر رکھتے خود بھی سیدھا ہو گیا۔ ایک ہاتھ اس کے بالوں میں چلاتے وہ بھی انکھیں موند گیا۔ سو تو وہ بھی نہیں سکا تھا۔ ابھی گارڈ کے بتانے پر میم اینیں ہیں وہ فوراً ہو سپٹل سے اگیا۔

اور جب یہاں آ کر دیکھا تو وہ شکست خوردہ سی بیٹھی تھی۔ عمر اسے باتوں سے ہی سنبھالتے حوصلہ دیا۔ وہ اسے ٹوٹا بکھرا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ چاہے لڑائی جتنی بھی بڑی ہو جائے۔

شایان سے وہ ایک دفعہ خود بات کرنے والا تھا۔ وہ ہیر سے بات کرتے اسے سمجھائے ناکہ اس سچ سے وہ خود کو سوچ سوچ کر تکلیف دے۔

^^^

الیکزینڈر گرل سے اپڈیٹ لیتے گھر میں داخل ہوا۔ سامنے ہی اس کی بیوی منہ پھلائے بیٹھی تھی۔ اس نے کال کٹ کرتے اس کے پاس جگہ سنبھالی۔

موڈ کیوں آف ہے؟؟؟" الیکزینڈر کے سوال پر لیل نے اسے گھورا۔"

وہ اسے دیکھنے لگا جو ناجانے کیوں یوں غصے میں تھی۔

وائیٹ روز... "لیل اسے دھکے دیتے اسے کالر سے پکڑا۔ وہ اس کی آنکھوں " میں دیکھنے لگا جہاں غصہ ہی غصہ تھا۔

مجھے کیک کھانا ہے مگر وہ ختم ہو گیا۔ تم نے کہا تھا تم کبھی نہیں بھولو گے۔ تم "

اج کیک نہیں لائے۔ "وہ رونے والی ہو گئی تھی۔ اتنے سالوں میں یہ پہلی دفعہ ہوا تھا۔ وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ الیگزینڈر ان لڑکیوں کی گمشدگی کی وجہ سے پریشان تھا۔ الیگزینڈر نے اگے ہوتے اس کا ماتھا چوما۔

پھر اسے گود میں اٹھاتے باہر لایا جبکہ وہ چلتے اس کی گود سے نکلنے کی کوششوں میں تھی

بھولا نہیں مائے لوو۔ لایا تھا بس گاڑی میں رہ گئیں۔ "الیگزینڈر سرگوشی " کرتے وہ کپڑے کا بیگ اٹھایا۔

الیگزینڈر نے وہ بیگ لیل کو تھامایا۔ اسے سیدھا کچن میں لایا۔ جہاں کاونٹر پر بٹھاتے الیگزینڈر نے اس کے لیے کیک نکالا۔ جو وہ کھانے لگی

کیک کے لیے اتنی کروئیونگ تو اپ کو موسیٰ کی پیدائش کے دنوں میں بھی " نہیں ہوئی تھی۔ "لیل اسے گھورا۔

الیکزینڈر جھکتے اس کے ہونٹوں پر لگا کیک کھایا۔ وہ سرخ پڑی تھی اس حرکت پر۔

لیل ہم ہنی مون منانے نہیں گئے کہیں۔ "اسے اچانک یاد آیا تھا۔"

لیل نے جو نوالہ لیا تھا وہ سانس کی نالی میں اٹک گیا۔ اس کو کھانسی کرتے دیکھ الیکزینڈر نے جلدی سے گلاس میں پانی ڈالتے اسے پلایا۔

کچھ دیر بعد جا کر لیل نارمل ہوئی۔ الیکزینڈر کی باتیں اب اسے بوکھلا دیتی تھیں۔

جس بات کے نام پر آپ کا یہ حال ہے اگر وہ ہو جائے تو آپ کا کیا بنے۔ ""

الیکزینڈر اسے چھڑتے نیچے اتارا۔ مگر تنگ کرنے سے بعض نہیں آیا۔

اس کی کمر ہلکی سے دباتے چھوڑی تھی۔ وہ سانس بھرتے سسکی مگر الیکزینڈر اس سسکی کو سنتے ہی فریش ہونے چلا گیا۔

پیچھے لیل اپنی سانسیں ہموار کرتے باہر ہال میں آئی۔ الیگزینڈرا سے اپنے
ہواسوں سے نابلدہ دیکھ چپ چاپ کچن میں کھانا بنانے چلا گیا۔ کیونکہ کھانا
آج بھی الیگزینڈرا ہی بناتا تھا۔

^^^

منہا گھر آگئی تھی۔ اب وہ بیٹھی کچھ سوچ رہی تھی۔ پھر اچانک اٹھتے کمرے
میں ٹہلنے لگی۔ انگلی دانتوں میں دبائے وہ اپنے بنائے پلان کے ہر رخ کو بہت
بارک بینی سے جانچ رہی تھی۔

پھر وہ ایک فیصلے پر پہنچی تھی۔ جو اسے ہر حال میں کرنا تھا۔

نیچے ظہیر اسے شاپنگ پر لے جانے آیا تھا۔ اسے نے طبیعت کا بہانہ بناتے
جانے سے انکار کر دیا۔ وہ بھی چپ چاپ نکل گیا۔ مگر گھورا ضرور تھا۔
اب وہ صبح و سویرے تیار کھڑی تھی۔

بابا مجھے منسا سے ملنے جانا ہے۔ اپ پلینز مجھے ساتھ لے جائیں۔ "وہ بہت"
خوشگوار موڈ میں تھی۔ خیام کو انکار کرنا اچھا نہیں لگا۔ وہ انعم کا ماتھا چومتے

اسے ساتھ لے گیا۔ اس کی یہ عادت آج بھی ویسی ہی تھی۔ انعم ان دونوں کو دروازے تک چھوڑنے آئی تھی۔

اب وہ رومان کے ساتھ شاپنگ پر جاتی۔ جسے خیام نے اس دفہ خود ارڈر دیے تھے اور اب ماننا اس کی مجبوری تھی۔ مگر اس نے سوچا خود بھی شاپنگ کر لوں گا لگے ہاتھ۔۔

رومان اب کھانا کھانے کے بعد ہال میں بیٹھ گیم کھیل رہا تھا۔ انعم صفائی کر رہی تھی۔ وہ جیسے ہی فارغ ہوتی وہ دونوں شاپنگ کے لیے جاتے۔

وہ تو ہانیہ کو بھی ساتھ لے جانے کا سوچ رہا تھا۔ اس دن اس کا اتنی ڈانٹ کھانے کے بعد بھی پانی دینا یاد آیا۔ وہ واقعی بے وقوف سی تھی۔

وہ اسے سوچتے مسکرایا۔ پھر لیل کی برتھ ڈے پر اس کی بنائی تصاویر دیکھنے لگا۔ جو اس نے موسیٰ کے ساتھ بنوائی تھیں تو کچھ لیل کے ساتھ۔

جس میں وہ لیل کے ساتھ کھڑی کوئی نوکرانی ہی لگ رہی تھی۔ اس کی خادمہ ہو جیسے۔

وہ اپنی ہی سوچ پر مسکرایا۔

کیونکہ اس نے بہت سادہ سا ڈریس پہنا تھا۔ لیل ملکہ جیسی تیار تھی۔ سر پر تاج اور بھاری گاؤں۔ وہ یہ ہی سوچ سکا تھا۔ مگر پھر انعم کے آنے پر جلدی سے موبائل بند کرتے پاکٹ میں رکھا کیونکہ ابھی اسے سوچنا تو کام سے جاتا رہتا۔

^^^

خیام اسے ہیر کے پاس اتارتے چلا گیا۔ وہ قدم اٹھاتے اندر کو بڑھی۔ اس نے صبح منسا سے شایان کے متعلق پوچھا تھا۔ وہ گھر نہیں تھا وہ صبح ہی عمر کے ساتھ ہو سپٹل چلا گیا۔ ہیر ان گھر ہی تھی۔ جسے رات عمر بانہوں میں گھر لایا تھا۔ یہ ساری سٹوری منسا نے خود اسے سنائی تھی۔ جسے اس نے زہادہ دلچسپی سے نہیں سنا تھا۔ کیونکہ فلحال اسے اپنے پلان پر فوکس کرنا تھا۔

وہ ہال میں بیٹھی ہیر کے پاس آئی۔ منسا کہیں نہیں تھی۔ وہ شاید اپنے کمرے میں تھی۔

اوہ منہا آئی ہے۔ منہا اوپر چلی جاو۔ منسا اوپر ہی ہے۔ "وہ کھانا کھا رہی تھی۔" اس نے پلیٹ نیچے رکھ دی۔

نہیں انٹی وہ مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔ "وہ اب ہچکچائی۔" وہ جو کرنے آئی تھی وہ اب اسے مشکل لگ رہا تھا۔

ہاں بیٹھ جاو۔ "ہیر اسے بٹھانا چاہا مگر وہ کھڑی ہی رہی۔ ہیر سمجھ نہیں پارہی" تھی آخر کیا مسئلہ ہے۔

یہاں نہیں کہیں باہر۔ کسی ریسٹورنٹ میں۔ "ہیر کچھ سوچتے ہاں میں سر" ہلایا۔

اب وہ ہیر کے ساتھ اس کی گاڑی میں جاتے اپنی باتوں کو ترتیب دے رہی تھی۔ کہ اسے کیسے ہیر سے بات کرنی ہے۔

ہیر ریسٹورنٹ میں بیٹھی پچھلے پندرہ منٹ سے اس کے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی منہا اتنی سٹریس کیوں لے رہی ہے۔ آخر کیا بات ہے۔ جو وہ اتنا پریشان ہے۔

آئی پلیز اپ میری بات پر زیادہ ری ایکٹ نہیں کرنا۔ ہم باہر ہیں۔ "اس" نے تمہید باندھی تھی۔ ہیر نے ہاں میں سر ہلاتے اس کا ہاتھ دبایا۔ یہ مزید بولنے کا اشارہ تھا۔

اپ کے بیٹے نے مجھ سے زبردستی شادی کی ہے۔ "اس" نے انکھیں بند کرتے ہیر کا ہاتھ تھامے ایک جھٹکے میں یہ بات کہی تھی۔ ہیر کی آنکھوں میں بے یقینی اتری۔ اس نے ہاتھ تک نہیں کھینچا۔ اسے یاد ہی نہیں رہا۔

منہا تم کیا کہنا چاہ رہی ہو؟؟... "اس" نے خود کو سنبھالتے بہت مشکل سے "پوچھا ورنہ اسے اس وقت کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

شایان، اپ کا بیٹا، اس نے مجھ سے زبردستی شادی کی ہے۔ مگر مجھے وہ پسند " نہیں تو کیا اپ پلیز میری اس سے طلاق کروادیں گیں۔ میں اس سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتی۔ پلیز صرف اپ ہی میری مدد کر سکتی ہیں۔ "ہیر نے اب ہاتھ کھنیچا۔

ڈرائیور میم آرہی ہیں۔ انہیں گھر چھوڑ آؤ۔ "ہیر نے ڈرائیور کو کال کی " تھی۔ جو عمر کے حکم پر ساتھ آیا تھا۔

کیونکہ وہ بہت ڈسٹرب تھی اور وہ نہیں چاہتا تھا ہیر خود کو نقصان پہنچالے۔ تم گھر جاؤ باقی میں دیکھ لوں گیں۔ "ہیر نے اس کا کندھا تھپکا۔ وہ تو سوچ " رہی تھی ہیر بہت اوور ریکٹ کرے گی۔ اس کا انداز دیکھ اب اسے ڈر لگا۔ مگر وہ چپ چاپ چلی گئی۔

ڈرائیور اسے چھوڑنے چلا گیا۔
ہیر نے شایان کو کال کی تھی۔

اسے ریسٹورنٹ کا نام بتاتے وہ اس کے آنے کے انتظار میں تھی۔ اسے اب
ہیر کے اس فون کال سے ڈر نہیں لگا۔

اسے کے مطابق ہیر سب جان چکی تھی مگر نہیں جانتا تھا ابھی کیا رہتا ہے جو
اس کی ماں نے جانتا ہے۔

ابھی اور کتنے رنگ ہے میری اولاد کے؟؟ جن سے میں ناواقف ہوں۔""
اس نے غصے سے سوچا تھا۔

شایان کے اتے ہی اس کی آنکھوں سے غصے کی چنگاریاں نکلنے لگی تھیں۔
وہ مسکراتے اپنی مام کے سامنے بیٹھا تھا۔ جب ہیر نے گن نکالتے اس کے
سامنے رکھی۔

صرف سچ اگر جھوٹ کہا تو گولی کہاں لگے گی گارنٹی نہیں۔ باپ تمہارا ڈاکٹر"
ہے۔ کیس کا مسئلہ نہیں ہوگا۔ ایلیگل ٹریٹمنٹ ہو جائے گا تمہارا۔" شایان
نے تھوک نگلا۔ وہ واقعی گولی چلا سکتی تھی۔

وہ اپنی ماں کو اچھے سے جانتا تھا۔

منہا تمہاری بیوی ہے؟؟؟ "اس کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔"

جی۔ "سوال حیران کرنے والا تھا مگر جواب دینا مجبور تھی۔"

زبردستی شادی کی تھی؟؟؟۔ "وہ سوچ چکا تھا اگر یہ منہا کی حرکت ہے تو اس کا خون تو وہ خود کرے گا۔"

"...جی"

کیوں؟؟؟ "یہ سوال پوچھنے کہ وقع نہیں تھی۔"

میں پسند کرتا ہوں اسے۔ "جواب ہیر کی توقع کے مطابق نہیں تھا۔"

"اس کی اور اپنی عمر کا فرق جانتے ہو؟؟؟"

جی۔ مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا۔ ویسے بھی دیکھیں تو میں بڑا ہی لگتا ہوں۔"

اس سے۔ "ہیر نے گن ہاتھ میں تھام لی۔"

مطلب یہ جواب ضرورت سے زیادہ لمبا تھا۔ اس نے انکھیں گھاتے اس پاس

دیکھا۔ ہیر کسی کے پہنچنے سے پہلے گولی چلا دی۔ اس کے تو گارڈ دُز بھی دور

کھڑے تھے۔۔

کب پسند کرنے لگے اسے؟؟؟" اس نے نظریں واپس اپنے ٹیبل پر جمائیں۔"

وہ لیل انٹی کو ہرٹ کرنے کا پروگرام بنا رہی تھی۔ اس پر نظر رکھ رہا تھا۔

میں۔ تبھی۔۔۔۔۔" ہیر نے ہاں میں سر ہلاتے گن نیچے رکھ دی۔

اہاں لیل....." وہ شاہد اب سارا ماجرا سمجھی تھی۔"

لیل کو منہا سے بچاتے بچاتے تم خود اس کے پیار میں گر گئے۔ گڈ مگر کیا"

تمہارا باپ اور اس کا باپ مانیں گیں؟؟؟ اور زبردستی نکاح؟؟؟" اب جواب دینا مشکل تھا۔

میرا باپ مان جائے گا۔ اس کے باپ کو اپ منالیں گیں۔۔۔ اور نکاح اسے"

ٹارچر کرنے کے لیے کیا تھا۔ وہ لیل آنٹی کو کسی کی مدد سے اغوا کرنے والی تھی۔ تین دفہ کوشش کی تھی اس نے۔ چوتھی دفہ میری غیر موجودگی کی وجہ سے کامیاب ہو گئی۔" اس نے انج بھانڈا پھوڑا تھا۔

کسی کی مدد؟؟؟؟؟" ہیر یہاں چونکی۔"

وہ نہیں بتاتی یہ کون ہے۔ نام تک بتانے کو تیار نہیں۔ مگر وہ اکیلے سب " نہیں کر سکتی تھی۔ وہ ڈرپوک سی ہے۔ "شایان بھی اس سوچ کر بولا۔ اور نکاح ٹارچر کرنے کے لیے؟؟؟ "شایان صرف سوچ ہی سکا وہ کوئی" بات بھول سکے۔

وہ ویسے ہاتھ نہیں اتی تھی۔ اور کچھ میں خود اس سے نکاح چاہتا تھا۔ "اب" سر جھکائے اعتراف کیا۔

اب رخصتی کے لیے بھی خود ہی کہنا۔ کیونکہ خیام اس کے نکاح کی تاریخ " رکھ چکا ہے۔ رومان کی منگنی کے دن ہی نکاح ہے اس کا۔ "ہیر نے چھتے لہجے میں کہا تھا۔

نکاح پر نکاح جائز نہیں ہے۔ اور ویسے بھی جب آپ منائیں گیں تو خیام " انکل کیا ان کے بڑے بڑے بھی مان جائیں گیں۔ "وہ منت پر اتر آیا۔ وہ موسیٰ کا پلان باقی سب بھول گیا۔

ہیر نے اسے گھورا۔ پھر کچھ سوچتے اٹھی۔

جانتے ہو لیل کو کتنی عزیز ہے وہ؟؟ شایان دانت پیتے ہاں میں سر ہلایا۔"
ماما کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا میں نے اس پر۔ طنز بھی نہیں کیا۔ بس کبھی کبھار"
اسے شوہر بن کر تنگ کر دیتا تھا۔ "ہیر نے اس کی آخری منمنناہٹ سنی تھی۔
اسے گھورتے اس کا کان پکڑا۔

خیام انعم کو انگلی لگانے نہیں دیتا تمہیں چھوڑ دیتا اگر تم اسے کچھ کہتے تو۔""
اس نے ہیر سے کان چھڑایا تھا۔

کمزور اور خود سے وابستہ عورتوں پر ہاتھ بزدل اٹھاتے ہیں۔ آپ نے ہی"
سمجھایا تھا۔ اب میں بزدل بننے سے تورہا۔ "ہیر مسکرائی۔
وہ واقعی میں بری ماں نہیں تھی۔ بس وقت نے چند پہلو بدل دیے تھے۔
میں کوشش کروں گیں مگر تب تک منہا سے دور ہنا۔ اور یہ سب بتانے پر"
اسے ٹارچر کرنے کا تو سوچنا بھی مت۔ "ہیر کے وارن کرنے پر اس نے منہ
بگاڑا۔

پیار کروں گا۔ آخر اس کی کم عقلی کی وجہ سے رخصتی ہوگی اس کی۔ "وہ"
مسکرایا۔ اب جا کر تو سب سمجھ آیا تھا۔

ہیر نے اسے نہیں بتایا وہ اس سے طلاق چاہتی ہے۔ اسے گھورتے چند ہدایات
دیتے وہ نکل گئی۔ اس کے پیچھے شایان نے پیٹ پوجا کی تھی۔
اسے تو اب بھوک بھی اچھی خاصی لگی تھی۔ وہ بھی تو مٹانی تھی۔ آخر کو چند
دنوں تک اس کی بیوی اس کی بانہوں میں ہوتی۔ پھر وہ اس سے بھوک مٹاتا۔
وہ اپنی سوچ پر مسکراتے کھانا کھانے لگا۔

^^^

منہا گھراتے اب مزید پریشان تھی۔ اس نے تو سوچا تھا جس قدر ہیر غصے کی
تیزے وہ اسی وقت شایان کو ڈھونڈتے قتل کر دے گی۔
جو سگریٹ پینے پر بیلٹ سے مار سکتی ہے۔ وہ زبردستی کسی لڑکی سے شادی
کرنے پر جان کو مارنے کو ہی تواتی۔

اسے اب اپنا پلان فلاپ ہوتا نظر آ رہا تھا۔

ابھی وہ کھڑی تھی جب اسے متلی سی ہونے لگی۔ اس کا دل عجیب سا ہو رہا تھا۔

پھر اچانک وہ بھاگتے بیسن میں جھکی۔ الٹیوں پر الٹیاں کرتے وہ ادھی ہو گئی تھی۔ وہ جا کر بیڈ پر لیٹی تھی مگر پھر الٹی آنے پر اس میں ہمت نہیں ہوئی اٹھ کر واش روم تک جاسکے۔

اس نے وہیں پڑی باسکٹ پاس کھینچ لی۔ اس نے صبح بس پانی پیا تھا۔ وہ بھی سارا باہر نکل آیا۔

کل سے اس کے ساتھ یہ ہی ہو رہا تھا۔ اسی کی وجہ سے ہی وہ کچھ کھا بھی نہیں رہی تھی۔

سارا پانی نکال دینے کے بعد وہ نڈھال سی پیچھے کو گری۔ پاس پڑے اپنے سٹالر سے ہی منہ صاف کرتے اسے دور پھینکا۔

باسکٹ سے اتنی سمیل سے اس کا دل مزید خراب ہونے لگا۔ اس نے وہ واش روم میں بہائی۔ اب جیسے کچھ ہمت سی آئی تھی

پھر روم میں سپرے کرنے لگی مگر اس کی سمیل پھر کام خراب کر گئی۔ اس نے وہیں واپس رکھ دی۔

بس کمرے کی کھڑکیاں دروازہ کھول دیا۔ اب وہ بیٹھی لان میں کھلتی کھڑکی سے تازہ ہوا لے رہی تھی۔ شاید اس طرح کچھ ہو جائے۔

وہ اپنی حالت سے انجان تھی۔ نہیں جانتی تھی کیا ہو رہا ہے۔ مگر کسی کی قربت اپنا اثر دیکھا ہی تھی۔

اسے ناجانے کیوں اس وقت شایان کی یاد ستانے لگی۔

جی چاہا وہ سامنے ہوا اور کل کی طرح اس کی بانہوں میں چھپ جائے۔ مگر پھر سوچ کو جھٹک دیا۔

انعم کو کہتے قہوہ تیار کروایا۔ اسے پینے سے اسے کچھ سکون ملا۔ پھر وہ بیڈ پر لیٹتے ناجانے کب نیند میں اتر گئی۔

انعم جب واپس آئی وہ کمرے میں ہی تھی۔ اس نے شاپنگ دیکھانے کے لیے
بلا یا مگر وہ منع کرتے بس قہوے کا کہتے پلٹ گئی۔ انعم بھی اس کی طبیعت
خرابی کا سوچتے قہوہ بنا دیا۔

رومان شاپنگ رکھتے فوراً اسے نکل گیا تھا۔ کیونکہ شایان نے بلا یا تھا۔
جس کے ساتھ جو کچھ ہو چکا تھا وہ اسے رومان سے شئیر کرنا تھا۔ موسیٰ کو
بتانے سے ابھی ڈر لگ رہا تھا۔ جو اپنی وائیٹ کی بانہوں میں مگن سا تھا۔

^^^

موسیٰ آج وائیٹ کو کاؤنٹر پر بٹھائے خود اس کے لیے کیک بیک کر رہا تھا۔
اسے کیک کھانا تھا مگر موسیٰ کے ہاتھ کا بنا۔
الیکزینڈر نے موسیٰ کو کنگ خود سیکھائی تھی۔ تاکہ جب وہ گھرنہ ہو تو موسیٰ
لیل کو کھانا بنا کر دے سکے۔

وہ پہلا باپ تھا جسے بیٹے کے کھانے سے زیادہ بیوی کے کھانے کی فکر تھی۔
مگر موسیٰ کو بھی باپ سے زیادہ ماں کی فکر تھی۔

موسیٰ تم نے بال کیوں کٹوا دیے؟؟؟.. "اسے اج موقع ملا تھا یہ سوال پوچھنے"

کا۔

ریڈ نے کٹوائے ہیں۔ "پری نے اس کے پف بنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔"

یہ زیادہ اچھے لگتے ہیں۔ ان میں تو پہچان مشکل ہو جاتی تھی تم کون ہو اور"

انکل کون ہیں۔؟؟.. "موسیٰ نے مسکراتے کیک کو اوون سے نکالا۔"

ریڈ تو سینڈ میں پہچان جائے الیگزینڈر کون ہے۔ "اس کے لہجے میں"

مسکراہٹ اور غرور تھا۔

میں بھی تمہیں پہچان سکتی ہوں۔ چاہے جتنے مرضی بڑے بالوں والے"

لوگ اجائیں۔ "اس نے جتایا۔"

ریڈ الیگزینڈر کے سامنے سب بھول جاتی ہے۔ "وہ پری کے دونوں طرف"

ہاتھ رکھتے اس کے پاس ہوا۔

میں بھی بھول سکتی ہوں۔ "دوبارہ بتایا گیا۔ اس نے داد دیتے ابھرواٹھائی۔"

ریڈ کے لیے الیگزینڈر سے پہلے کوئی نہیں۔ "پری نے دونوں ہاتھ موسیٰ کی گردن میں ڈالے۔

وائیٹ کے لیے بھی موسیٰ سے پہلے کوئی نہیں۔ "موسیٰ نے مزید پاس ہوتے دونوں ہاتھ اس کی کمر میں رکھے۔

ان کے لیے اولاد ماں باپ سب الیگزینڈر کے بعد ہیں۔ "وہ جیسے جانچ رہا تھا۔

میرے لیے بھی بابا ماں ہارون سب بعد میں ہیں۔ تبھی تو یہاں ہوں۔ "بس" وہ ٹھیک ثابت ہوئی تھی۔

موسیٰ اس کے ہونٹ چومتے پیچھے ہو گیا۔

تم پھر بھی ریڈ سے پیچھے ہی رہو گی۔ ایک دن تمہیں یہ وقت بتائے گا۔ " موسیٰ نے کہتے کر یم نکالی۔ وہ اسے گھورنے لگی۔

وائیٹ کے لیے موسیٰ سے پہلے کوئی نہیں ہے۔ یہ بھی تمہیں وقت بتائے"
گا۔" اس نے او کے کہتے کر یم لگانی شروع کر دی
پری باہر بیلا کو پودوں کو پانی دیتے دیکھ وہاں چلی گئی۔ کچن کی کھڑکی سے لان
نظر آتا تھا۔



رومان کانوں پر ہاتھ رکھے بیٹھا تھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا منہا یہ سب کچھ کر
چکی ہے۔ مگر شایان کا چہرہ یہ ثابت کرنے پے تلا تھا۔
شایان نے اسے نہیں بتایا تھا ہیران کے کام کے بارے میں جان چکی ہے۔
شایان اس کے ساتھ رات گئے تک بیٹھا رہا۔ رومان بھی سکون سے اس کی
پریم کہانی کا انٹرول سن رہا تھا جب شایان کے موبائل پڑنے پے وہ کچھ
پوچھتے رکا۔

شایان میں ٹھیک نہیں پوں۔ پلیز جلدی میرے پاس او۔ "منہا کاوائس"
نوٹ تھا۔ اس کے لہجے سے تکلیف کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔ رومان نے بھی اس
کی آواز سنی تھی۔

مل آواپنی بیوی سے۔ اس کی عقل کو سلامی بھی دے لینا۔ "رومان اٹھ گیا۔"
وہ جانتا تھا شایان اسے تکلیف نہیں دے سکتا۔ اسی لہے پر سکون تھا۔
وہ دونوں اکھٹے ہی وہاں سے نکلے۔ رومان کو کچھ کام تھا وہ ادھر چلا گیا۔ شایان
سیدھا منہا کے پاس آیا۔ جونڈھاں سی کھڑکی کے پاس بیٹھی تھی۔ اس کے
اتے ہی وہاں سے اٹھی۔

“Shayan!!... I am not feeling well.”

شایان نے اسے باں ہوں میں بھرا۔ وہ اپنے قدموں پر کھڑی کرنے والی
تھی۔

ہے مائے بے بی کیا ہوا۔ مجھے بتاؤ۔ "شایان سب بھول بھال کر اسے"
اٹھائے لا کر بیڈ پر لیٹایا۔ خود اس کے سرہانے بیٹھا۔ وہ اوپر ہوتے اس کے
کندھے سے لگی۔

مجھے کل سے ووٹنگ ہو رہی ہے۔ میں تھک گئی ہوں۔ کچھ بھی کھاؤں باہر"
آجاتا ہے۔ میں نے کل سے کھانا بھی نہیں کھایا۔ "وہ آخر میں اس کے سینے پر
سر رکھتے رونے لگی۔

اس وقت وہ مکمل بچی بن چکی تھی۔ شایان نے اس کے بال سہلاتے اسے
مشکل سے چپ کر وایا۔ اس کی سانسیں شایان کی گردن پر پڑ رہی تھیں۔
اوپر سے اس کی باتیں۔ وہ جس طرف اشارہ کر رہی تھیں وہ اس کے ہونٹوں
پر مسکراہٹ کی وجہ بنتی مگر ابھی منہا کی حالت دیکھتے وہ پریشان تھا۔

میڈیسن لی تھی؟؟؟... "شایان نے نرمی سے اسے خود سے الگا کرتے"
پوچھا۔ وہ ناں میں سر ہلاتے واپس اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔ وہ سمجھ گیا ابھی
وہ یہاں سے اٹھنے کے موڈ میں نہیں۔

میں کھانا اور میڈیسن منگواتا ہوں۔ تمہیں آرام مل جائے گا اس سے۔ "وہ" کچھ نہیں بولی۔

شایان نے فون نکالتے کسی کو کال کی۔ میڈیسن کا نام وہ اچھے سے جانتا تھا۔ وہ شروع سے عمر کو دیکھتا آیا تھا۔ وہ بغرڈ گری کے ڈاکٹر تھا۔ بس گزارے لائق ڈاکٹر۔۔

شایان فون رکھتے اس کے سر کا بوسہ لیا۔ اس کے پاس سے سمیل ارہی تھی۔ وہ یقیناً نڈھال ہونے کی وجہ سے نہا بھی نہیں سکی تھی۔

باتھ لے لو۔ اس سے بھی کچھ فرق پڑے گا۔ "شایان نے سرگوشی کی" تھی۔ وہ ہلی بھی نہیں۔

مجھ میں ہمت نہیں ہے۔ کھڑے بھی ہوں تو گر جاؤں گیں۔ "بے بسی" سے بتایا تھا۔

میں باتھ دلا دوں؟؟؟... "وہ بغیر جواب دیے اس کی گردن میں منہ چھپا" گئی۔ شایان مسکرایا۔

اس نے نرمی سے اسے باں ہوں میں اٹھایا وہ اس کے ہاتھ دلانے کا سوچتے
سرخ توپڑی مگر مزاحمت نہیں کی۔ اسے اچھا لگ رہا تھا شایان کا خیال رکھنا۔
شایان اس کی تیز ہوتی سانسیں محسوس کیں۔ اسے یوں گود میں اٹھائے ہی وہ
الماری کے پاس آیا۔ وہاں سے اوور سائز شرٹ اور ٹراؤزر نکال لیں۔ وہ اسے
عبایا نہیں پہنا سکتا تھا۔

وہ شایان کی گردن میں منہ چھپائے بے حس و حرکت پڑی رہی۔ شایان اسے
واشر روم میں لاتے شاور سیٹ کیا۔

اس نے ہاتھ بڑھاتے واشر روم کی لائٹس اف کر دیں۔ وہ نہیں چاہتا تھا وہ غیر
ارام دہ محسوس کرے۔ حالانکہ ان پردوں کی ضرورت نہیں تھی۔

اسے اپنے قدموں پر کھڑا کرتے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالا۔ وہ سرواپس
اس کے کندھے پر رکھ گئی۔ شایان نے ہاتھ اس کے عبایے کی ڈوری پر رکھا۔
پھر کھلتے کھلتے وہ عبایا اس کے قدموں میں گرا پڑا تھا۔

وہ خود کو بے پردہ محسوس کرتے شایان میں گھسنے لگی۔ اسی کے چلتے شایان کے بھی سارے کپڑے گیلے ہو گئے۔ یہ تو شکر تھا اس نے اپنے لیے ڈریس منگوا لیا تھا۔

منہا کو باتھ دلاتے کپڑے پہناتے بیڈ پر لیٹایا۔ خود کھڑکی کے پاس کھڑے اس وجود سے کھانا، میڈیسن اور کپڑے لیے۔

خود جا کر باتھ لیتے گیلے کپڑے اسے تھمائے جو وہ لے کر نکل گیا۔ وہ خود ڈسپوزیبل پلیٹس میں کھانا نکال کر اس کے پاس لایا مگر پہلے میڈیسن میں سے ایک گولی نکال کر اسے دی۔

وہ تکیے پر سر رکھے پڑی تھی۔ شایان نے خود ہی گولی اس کے منہ میں رکھتے اسے پانی پلایا۔ وہ واپس سروہیں رکھ گئی۔ شایان نے کچھ دیر گزرتے اسے کھانا کھلایا مگر اب وہ پہلے جیسا کچھ محسوس نہیں کر سکی۔

شایان خود کھانا کھا لیا تھا۔ وہ بس منہا کو ہی کھلا رہا تھا۔ پھر اسے کچھ دیر
ٹھہرتے میڈیسن دی۔ وہ کچھ بہتر محسوس کرتے بیڈ پر لیٹ گئی۔ شایان اس
کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے سکون دے رہا تھا۔
میں اب جانے لگا ہوں۔ "شایان اس کی کنپٹی چومتے کہا۔ وہ فوراً سے اس کا"
ہاتھ تھام گئی۔

مت جاؤ پلیز۔ "وہ اسے ناجانے کیوں اپنے پاس چاہتی تھی۔"
شایان نے ہاتھ نہیں چھڑایا بس اندھیرے میں چمکتی اس کی آنکھوں کو
دیکھا۔

جھکتے ان آنکھوں کو چومتے وہ سیدھا ہوا۔

مجھے جانا ہے ناں۔ اب تم ٹھیک ہو۔ اگر پھر ایسا کچھ ہوا تو یہ میڈیسن کھانا۔"
اور اپنا خیال رکھنا۔ "وہ شایان کی ہدایتیں نہیں سن رہی تھی۔ اسے وہ بس
پاس چاہیے تھا۔

I love you. Please take care of yourself
for me.

میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ برائے مہربانی میرے لیے اپنا خیال رکھنا۔ "وہ
اس بھاری سرگوشی پر نرم پڑی۔

شایان نے اس کے ہونٹ چومے مگر زیادہ دیر ان کو سانس بھرنے سے نہیں
روکا۔ وہ ابھی ٹھیک نہیں تھی۔۔

شایان کے جانے کے کتنی دیر بعد تک بھی وہ ان الفاظ کے سحر میں رہی۔ پھر
نا جانے کس پہر اسے سوچتے سوچتے ہی وہ نیند میں اتر گئی۔

^^^

موسیٰ!!!!!! "لگاتار اس کے نام کی پکار گانجی رہی تھی۔"

وہ حادثہ سے بات کرنے آیا تھا۔ فوراً اسے چھوڑا اندر بھاگا۔ حادثہ واپس اپنے
کابینے میں چلا گیا۔

اور وہ میڈم سامنے ہال میں بیٹھی اپنی پوری طاقت لگا کر چیخ رہی تھیں۔

پری؟؟؟؟؟" اس کی سرداواز پر وہ چپ کر گئی۔"

موسیٰ اس کے پاس آتے اس کو غور سے دیکھا۔ کوئی چوٹ نہیں تھی جو وہ یوں چیختی۔ وہ یوں چو کڑی بنا کر بیٹھی کچھ زیادہ ہی چھوٹی لگ رہی تھی۔ بیلا بھی اپنے روم میں تھی۔ وہ اس کے پاس نیچے بیٹھا۔

شور کیوں مچا رہی تھی؟؟؟" موسیٰ کا غصہ بتا رہا تھا اسے یہ عمل پسند نہیں آیا۔" تم مجھے کہیں باہر نہیں لے جاتے۔" اس نے ہمت کرتے شکوہ کیا۔ اسے " انج یہاں تیسرا دن تھا مگر وہ صرف ایک دفہ باہر گئی تھی۔

کہاں جانا ہے؟؟؟..." وہ یوں پوچھ رہا تھا جیسے وہ یہاں ہی رہتی ہو۔"

موسیٰ تم نے کہا تھا پہاڑیاں دیکھا وگئے۔ سیر کراؤ گے۔" وہ منہ بناتے " بولی۔

شام کو چلیں گیں۔ ابھی مجھے کچھ کام ہے۔ اور آئندہ یوں چیخنا مت۔"" موسیٰ کے انداز پر وہ چپ ہی کر گئی۔

وہ نیچے سے اٹھا تھا۔ پھر اس کے جھکے سر کو دیکھ نرم پڑتے اس کے ساتھ بیٹھا۔

مجھے یوں چیخوں کی آواز سخت ناپسند ہے۔ "پری نے سر نہیں اٹھایا۔"

اسندہ ایسا نہیں کروں گیں۔ "اس کا لہجہ بھاری ہو گیا۔"

موسیٰ اسے سینے سے لگایا ہی تھا وہ رونے لگی۔ موسیٰ تو گھبرا یا ہی تھا اس کے یوں رونے پر۔

وہ موسیٰ کے چپ کروانے پر بھی نہیں سمجھ رہی تھی بس روتی جا رہی تھی۔
تھک کر موسیٰ نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اس کا چہرہ سامنے کیا۔
اس کے ہونٹوں پر جھکتے وہ رونا سانسیں سب قید کر گیا۔ پری نے دونوں
ہاتھوں سے اس کے کندھے دبو چنے چاہے تھے جب وہ اس کے ہاتھ ہی
کر اس کرتے پیچھے پکڑ گیا۔

وہ مچل رہی تھی مگر کوئی فائدہ نہیں۔

موسیٰ کے ہونٹ اس کے ہونٹوں کو دباتے ان کی نرمی چن رہے تھے۔ اس
کے ہونٹوں کی نرمی وہ اپنے طریقے سے نچوڑ رہا تھا۔ اس کے گلابی ہونٹ
سرخ ہو چکے تھے۔ جیسے ابھی خون چھلکا دیں گیں۔

آخر پری کی مزاحمت رکتے دیکھ وہ پیچھے ہوا۔ جب وہ لمبے سانس لیتی نڈھال سی
پیچھے کو گری۔ آنسوؤں بھی خشک ہو چکے تھے۔ موسیٰ اس کی حالت دیکھتے
اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری

میرے آنے تک سو جانا ورنہ آج بہت برا ہو گا۔ "اس کی گال تھکتے"
سرگوشی کی۔ پری نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

تم روز اس ٹائیٹم کہاں جاتے ہو؟؟.. "وہ خود کو پوچھنے سے روک نہیں"
سکی۔۔

وہ گیارہ سے چار بجے تک کہیں چلا جاتا تھا۔ پھر پورے چار بجے لوٹ اتا۔ پری
تو سمجھ نہیں پا رہی تھی یہ کون سا کام تھا جو صرف چار گھنٹے تک کا تھا اور وہ بھی
اس سے چھپ کر۔

پھر کبھی بتاؤں گا۔ ابھی مجھے جانا ہے۔ اور آج میں لیٹ ہو جاؤں گا۔ کھانا کھا"
کر سو جانا۔ "پری نے اسے گھورا جواب حد کر رہا تھا۔

میں نہیں کھاؤں گیں۔" غصے سے بتایا گیا۔ موسیٰ کی چندپل کی قربت اسے "پھر سے شیر بنا چکی تھی۔

موسیٰ گھر کی دہلیز پار کرتے اس کا چیخنا سنا تھا مگر اگنور کرتے چلا گیا۔ وہاں اس کے کام کا وقت ہو چکا تھا۔

حادث بھی گاڑی لیے کھڑا تھا۔ وہ دونوں نکل گئے۔ گاڑی کے جانے کی آواز سنتے بیلا بھی باہر آئی مگر پری میڈم غصے سے کمرے میں بند ہو گئیں کیونکہ موسیٰ نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔

^^^

وہاں ہر طرف مختلف برینڈ ڈپر فیومز کی خوشبو پھیلی تھی۔ فضا میں ہر طرف قہقہوں اور ہنسیوں کی آواز گونج رہی تھی۔ ہر شخص کے ہاتھ میں الکوہول کا گلاس تھا۔ جس میں سے گھونٹ بھرتے وہ مسکراتے اپنے ساتھ کھڑے شخص سے بات کر رہا تھا۔

انہیں میں حارث سٹیج پر کھڑا سب چیک کر رہا تھا۔ وہ پہلے حفاظت کے لیے تیار رہتا۔

کچھ دیر بعد وہاں وائلڈ کنگ کی آنٹری ہوئی تھی۔ اب وہ سبھی لوگ سٹیج کی طرف دیکھنے لگے۔ اب ہر لب خاموش تھا۔

وائلڈ کنگ کے کرسی سنبھالتے ہی حارث نے اسے مائیک پکڑا لیا کہ ہر شخص تک اس کی بات پہنچ جائے۔ کوئی یہ نہ کہے مجھے سنا نہیں گیا تھا۔
اس کنگ کے سر پر نہ تو تاج تھا اور نہ ہی اس کے بغل میں کوئی ملکہ کھڑی تھی۔

بادشاہت کے لیے تاج کا ہونا نہیں ہمت اور عقل کا ہونا ضروری ہے۔

اس نے ایک دفہ جواب دیا تھا اور اسے اب بھی یاد تھا۔

موسیٰ نے کچھ اصول بنائے تھے جو کہ سامنے رکھی کتاب پر درج کیے جا رہے تھے۔ اب اگر کوئی ان اصولوں کی خلاف ورزی کرتا تو سزا کا مستحق تھا اور یہاں سزا کے طور پر صرف جان ہی جاتی تھی۔ جو سب کو ہی عزیز تھی۔

اچانک وہ نیچے اترتے ایک شخص کے سامنے آکھڑا ہوا۔

ستكون العلامة في السجن طوال حياته لأنه يكسر القاعدة. لقد تهربت القتيات "
". من روسيا إلى دولتنا

“Mark will be in Jail for his whole life
because he breaks the rule. He smuggled
the girls from Russia to our state.”

اسی وقت دو گارڈز نے اسے ہتھکڑیاں پہنا دیں۔ وہ چیختا رہا معافیاں مانگتا رہا مگر
اب اسے ساری زندگی کرگھس کے ساتھ جیل میں گزارنی تھی۔
کرگھس؟؟؟؟؟

کرگھس ایک پرندہ جو صرف مردار کھاتا ہے۔ اس کا شیوہ نہیں زندہ جان کو
کھانا۔ اسے اپنا شکار کرنے کی عادت ہی نہیں ہے۔ وہ انسان کے پاس مڈنلاتا
رہتا ہے مگر تب تک اسے نہیں کھاتا جب تک وہ مرنے جائے۔

اب وہ شخص اسی ڈر کے ساتھ جیتا نا جانے وہ کب مر جائے اور یہ پرندہ اسے
نوج نوج کر کھالے۔

اسے یہ پرندہ بہت پسند تھا۔ گناہگاروں کے لیے بہت ہی عمدہ سزا تھا وہ پرندہ۔
جو دوسروں کا کیا شکار اور مردار کھانے کا عادی تھا۔

وہیں کھڑے ایک شخص نے موسیٰ کو نفرت سے دیکھا۔ وہ بھی تو اس کے
ساتھ شریک تھا۔ بس فرق یہ تھا اس کا نام ان میں نہیں تھا۔ اس نے بس پیسے
دیے تھے۔ وہ بھی کسی تیسرے کی مدد سے جواب سارے کے سارے ڈوب
گئے۔

وہیں بیٹھا وہ شخص اب کتاب بند کرنے لگا۔ اس نے سارے نئے رولز لکھ
لیے تھے۔ بند کرتے وہ پہلے بیچ کیا جو رول ہر دفہ کی طرح اج بھی دہرایا جانا
تھا۔ اور وہ دہرانے کے لیے اٹھا۔

Rule no:01

Don't play with woman and childs. There
aren't toys.

القاعدة رقم: 01

.لا تلعب مع المرأة والطفل. ليست هناك ألعاب

ان سب نے اس قاعدے پر سر جھکایا۔

موسیٰ اب سیٹج سے اترتے ان کے درمیان آگیا۔۔ اب وہ اسے اپنے جیسی

رعایا سمجھ سکتے تھے مگر قاعدے اور دائرے میں رہ کر۔

اب موسیٰ بھی ہاتھ میں الکو حل کا گلاس پکڑ لیا۔ وہ آج پی نہیں سکتا تھا۔ خیر وہ

تو پہلے بھی نہیں پیتا تھا مگر وہ لوگ نہیں جانتے تھے۔

حادثہ اس کے لیے اپیل جو س لے آیا۔ موسیٰ اب اس میں سے اسانی سے

گھونٹ بھر لیتا۔

"Oh Wild king this apple juice is for you.

Plz drink it and gave us opportunity to
treat you well."

موسیٰ نے اپیل جو اس لڑکی سے تھام لیا مگر فاصلہ برقرار رکھا۔

"Don't come to close . I am fire that can
burn you and just convert in dust."

زیادہ پاس مت آؤ۔ میں اگ ہوں جو تمہیں جلا کر بھسم کر دے گا۔"
موسیٰ نے سرگوشی کی۔

وہ تو اس کے لہجے اور انداز سے ڈرتے فوراً دور ہوئی۔

اس کے لہجے کی سفاکی کسی کو بھی ڈرا سکتی تھی۔ وہ تو پھر نازک سی لڑکی تھی۔

موسیٰ اس کے جانے پر دو گھونٹ بھرے ہی تھے کہ اسے علم ہو گیا اس میں
کچھ غلط ملا یا گیا ہے۔

"I have to leave. You all enjoy the party."

وہ کہتے جلدی سے نکلا۔ اس کے پیچھے ہی حارث تھا۔

حارث اس لڑکی کو پکڑو۔ اور معلوم کرو اس نے مجھے کس کے کہنے پر نشہ " دیا۔ " اس کی آنکھیں عجیب بند ہونے لگیں۔

حارث اس کی طرف بھاگا۔ موسیٰ اس مینشن کے اندر جاتے شاور کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ اس کا سارا وجود بھیگ کر گیلا ہو گیا۔ مگر اس کے اندر جیسے آگ سے لگی تھی۔۔

وہ آنکھیں بند کیے دیوار پر ہاتھ ٹکائے کھڑا تھا۔ شاور کا ہانی اس کے وجود سے بہتے نیچے جا رہا تھا۔ اس کے کپڑے گیلے ہو چکے تھے۔ اس نے کوٹ اتار کر پھینک دیا تھا۔ شرٹ کے بٹن کھول دیے تھے۔

آنکھیں بند کیے یوں کھڑے اسے وہ معصوم سی دھمکی یاد آئی۔ اس کے کب مسکرائے۔ اس نے ہاتھ مارتے شاور بند کیا۔۔

وہ پچھلے رستے سے اپنی گاڑی تک پہنچا۔ اندر حادثہ اسے ڈھونڈ رہا تھا۔ کال کر رہا تھا مگر اس نے اٹھائی نہیں۔ لوکیشن بھی یہاں ہی شو ہو رہی تھی۔ حادثہ نے تھکتے بیلا کو کال ملائی۔ کیا معلوم وہ گھر چلا گیا ہو۔

بیلا وائلڈ کنگ آگیا کہ نہیں ابھی؟؟؟ "وہ تو حیرت سے سمجھ نہیں پار ہی تھی" حادثہ نے اسے کال کیسے کر لی۔ مگر اس کی بات سنتے وہ اپنے خیال پر پچھتائی۔

آگئے ہیں۔ "اس نے موسیٰ کی گاڑی رکنے کی آواز سنی۔ باہر نہیں جھانکا" ورنہ وہ اسے نکل جاتا اور ڈکار بھی نہیں لہتا۔

وہاں حادثہ بغیر اگلی بات سنے کال کاٹ گیا۔ وہ بھی اس لڑکی کو قید خانے میں ڈالے واپس آگیا۔ اب اس کا حساب صبح ہی ہوتا۔ باقی سب بھی فارغ ہوتے وہاں سے نکل جاتے۔

ویسے بھی یہ محفل ہر ماہ جمتی تھی۔ جس میں کچھ قاعدے بنائے جاتے اور کچھ بدلے جاتے۔ نہیں بدلاتو بس پہلا قاعدہ نہیں بدلا۔ اور جس پر عمل نہ کرنے

کی صورت میں آپ کو کر گھس کے ساتھ قید کر دیا جاتا۔ وہ جھرمٹ میں
لاکھوں کی تعداد سے کر گھس تھے۔ جو بس اس شخص کی موت کا انتظار کرتے
تاکہ اسے نوچ سکیں۔

موسیٰ لڑکھڑاتے قدموں کو سنبھالتے اوپر آیا۔ وہ جہاں جہاں سے گزر رہا تھا
اس کے گیلے جوتے نشان چھوڑتے جاتے۔

یوں ہی گزرتے اس نے اپنی شرٹ اتار کر دور پھینکی جو اس کے وجود سے
چپکی تھی۔ وہاں مکمل اندھیرے میں جیسے بھوتوں کا بسیرا ہو۔ مگر اسے کون
سا کسی کا ڈر تھا۔

موسیٰ نے دھڑام سے اپنے کمرے کے دروازے پر ہاتھ رکھتے اسے کھولا۔
اندر بیٹھی پری ڈر گئی تھی۔ اس نے چونکتے دروازے کی طرف دیکھا۔
پری اس وقت موسیٰ کی ہی شرٹ ٹراؤزر میں تھی۔ فرنٹ اوپن شرٹ جس
کے سارے بٹن لگے تھے۔ جو اس کے گھنٹوں تک جارہی تھی۔ تو ٹراؤزر

کاٹ کر چھوٹا کیا تھا۔ شرٹ اس نے خود ہی اتنی چھوڑ دی تھیں۔ نہیں جانتا تھا کس کام آئیں گیں یہ شرٹس۔۔۔

وہ موسیٰ کو یوں دیکھ انکھیں بڑی کر گئی۔ وہ اس کی حالت دیکھ سمجھ چکی تھی کچھ تو غلط ہے۔

موسیٰ برہنہ سینے کے ساتھ وہاں کھڑا تھا۔ بھیگا وجود اور کپڑے۔ وہ اسے گھورتے اٹھی۔ وہ اس سے ناراض تھی مگر اس کی حالت قابل برداشت نہیں تھی۔

اس نے کھانا نہیں کھایا تھا وہ موسیٰ کے انتظار میں تھی۔ کب وہ آئے اور کب وہ اسے اپنی ناراضگی بتائے۔

مجھے بھوک لگی ہے اور تم نے اپنی یہ کیا حالت بنائی ہے۔ "وہ ذرا غصے میں" اپنے ڈوپٹے سے اس کا سینہ صاف کرنے لگی۔

موسیٰ کے اس قدر پاس کھڑے بھی اس کے چہرے پر شرم و حیا کا کوئی
رنگ نہیں تھا۔ وجہ موسیٰ خود تھا۔ اس نے کبھی اسے شرمانے کا ہنر سیکھایا
ہی نہیں تھا۔

گر شاید آج وہ وقت تھا۔

مجھے بھی بھوک لگی ہے۔ "موسیٰ کی بھاری آواز گونجی۔ وہ ساتھ ہی سمجھ گئی"
کیا غلط ہے۔

موسیٰ کا ڈھیلا پڑتا وجود بتا رہا تھا کیا ماجرا ہے۔ یہ شراب نہیں تھی ورنہ بوسے
بتا چل جاتا۔ یہ کچھ اور تھا۔

موسیٰ ابھی تم سو جاؤ۔ صبح بات کریں گیں۔ "اس نے دور جانا چاہا موسیٰ"
نے ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

اس کے کندھے پر جھولتے ڈوپٹے کو پکڑ کر دور پھینکا۔

آج نہ تم سو سکتی ہونہ میں سوؤں گا۔ "وہ جنگل تھا۔"

وہاں ہوا سے ہلتے پردے اور درختوں کی سرسراہٹ گونج رہی تھی۔ کمرے میں مکمل روشنی تھی۔ وہ اس روشنی میں بہکے موسیٰ کو دیکھ سکتی تھی۔

موسیٰ تم ہوش میں نہیں ہو۔ ابھی آرام کرو۔ "اس نے سمجھاتے اسے بیڈ" تک لانا چاہا وہ اسے ہی جھٹکے سے اپنے پاس کر گیا۔

وہ سیدھا اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔ اس کے وجود میں جیسے کرنٹ سادوڑ گیا۔ موسیٰ کے گرم موجود نے جیسے اس کی جان نکال دی تھی۔

وہ لمبی سانس بھرتے اسے دیکھنے لگی جو اس کی جان نکال کر ہی خوش ہوتا شاید۔

پری نے فاصلہ بنانا چاہا مگر وہ مزید ہاتھ کستے اسے خود میں میچ گیا۔

مجھے تمہاری بانہوں میں آرام کرنا ہے۔ "موسیٰ نے اس کے کان میں"

سرگوشی کی تھی اس کی گرم سانسیں اپنے کان پر پڑتے محسوس کر اس کی

جان مزید نکلنے لگی۔ سانسیں الگ بھاری ہو رہی تھی۔

وہ موسیٰ کا یہ روپ پہلی دفعہ دیکھ رہی تھی۔ اس کا وجود گردن تک سرخ ہو چکا تھا۔ چہرے پر تو خوف اور ڈر کا سایہ تھا

موسیٰ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ "اس نے سمجھنا چاہا۔ شاید وہ سمجھ جائے۔"
میں ٹھیک کر لوں گا۔ بس تم خود کو مجھے سونپ دو۔ "وہ ابھی بھی زبردستی"
نہیں کر رہا تھا۔ بس پیار سے اسے اپنی بانہوں میں چاہتا تھا۔
موسیٰ میں بیوی نہیں ہوں تمہاری۔ "اس نے جتایا مگر موسیٰ آج کچھ سننے"
کے موڈ میں نہیں تھا۔

میں بنا لوں گا۔ مگر فلحال خود کو مجھے سونپ دو۔ "موسیٰ اب اس کی گردن پر"
ہونٹ رکھتے وہاں سانسیں بھرنے لگا۔

وہ مچلی مگر گرفت ہلکی نہیں تھی جس سے وہ نکل جاتی۔
موسیٰ میں ابھی چھوٹی ہوں۔ "اس نے اگلا اعتراض اٹھایا۔"
موسیٰ نے اب اس کی گردن میں دانتوں سے ہلکا سا کاٹا۔

اس سے بھی کم تکلیف وہ ہوگی میری قربت۔ "مطلب ہر حال میں اسے"
پری چاہیے تھی۔ اس کی گردن جہاں اس نے کاٹا تھا اب میٹھا سادردا ٹھنے لگا۔
مگر ابھی وہ اسے یہ بتا کر مزہد بہکا نہیں سکتی تھی۔
برداشت کر لوگی مجھے کسی اور کی بانہوں میں؟؟؟... "بس یہ سوال کیل"
ثابت ہوا تھا وہ بھی آخری۔

پری اوپر ہوتے غصے سے اس کے ہونٹوں کو دانتوں تلے دبا گئی۔ وہ غصے سے
اس کے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹ رہی تھی۔ مگر اس نے نہیں روکا۔
وہ اسے اٹھاتے بیڈ پر لے آیا۔ پری نے دونوں ٹانگیں اس کی کمر کے گرد
باندھیں تھیں۔

موسیٰ نے دونوں بازو اس کی کمر میں۔

وہ اس کے بیڈ پر ڈالنے پر رکی جب موسیٰ نے اس کے ہونٹ سہلائے جو لمبی
سانسیں بھرتے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ بہت شدت سے اس کے ہونٹوں کو
زخمی کر چکی تھی۔ جس سے خون کی بوند نکل رہی تھی۔

پری نے اوپر ہوتے وہ خون بھی اپنے ہونٹوں سے چنا۔ وہ اسے ہی نہارتی
نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

پری نے بازو اس کی گردن میں ڈالتے اسے خود پر جھکایا۔ اس کی آنکھوں
میں دیکھتے وہ اس وقت بہت نڈر ہو چکی تھی اور انے والے لمحوں سے
لاپرواہ۔۔

میرے علاوہ کسی عورت یاں لڑکی کا خیال بھی زہن میں لایا تو جان لے "
لوں گیں۔" وہ چیخنی۔ موسیٰ نے جھکتے اس کی چیخ ہی دبا دی۔

وہ دونوں ہاتھ اس کے بازو سے گزارتے اس کے کندھے مضبوطی سے
تھام گئی۔

اس نے یوں جھکے ہی پری کی شرٹ کے بٹن کھولے تھے۔ وہ شرٹ کندھوں
سے کھسکتی محسوس کر بھی یوں ہی پڑی رہی۔

موسیٰ اس کے ہونٹوں کی نرمی اچھے سے نکال رہا تھا۔ پھر پیچھے ہوتے اسے
دیکھا جو لمبے سانس بھرتے ندھال سی پیچھے گر چکی تھی۔ اس کی شرٹ
دونوں طرف سے کھلی پڑی تھی۔

موسیٰ اسے اٹھاتے سینے سے لگایا اور وہ بوجھ ہی اس کے وجود سے جدا کر گیا۔
دونوں کو کمرے میں جلتی روشنیوں کا ہوش نہیں تھا۔ جوان کی اس
خوبصورت رات کی گواہ بن رہی تھیں۔

موسیٰ اس کے کندھوں پر جھکے چوم رہا تھا۔ بعض جگہ پر شدت سے چومتے
نشان ڈال دیتا مگر کاٹا نہیں۔

وہ چومتے اس کے کندھوں سے ہوتے سینے پر آیا تھا۔ وہاں شدتوں سے
چومتے وہ سرخ نشان دیکھ مسکرایا۔

Softy.....

اس کی سرگوشتی پر پری سرخ پڑی تھی۔ وہ اس کے وجود میں چھپتی جب
موسیٰ اس کے پیٹ پر ہونٹ رکھتے اس کی بلی بٹن کے ساتھ کھیلنے لگا۔ وہ
سانس بھرتے کبھی ایک طرف چہرہ کرتی تو کبھی دوسری طرف۔

موسیٰ اس کو اپنی قربت میں بہکتے دیکھ مزید بے خود ہوا تھا۔ اس کے سر پر
سعموار نشہ اسے بھلا چکا تھا وہ کیا کر رہا ہے۔ یاں کیا کرنے جا رہا ہے۔

وہ اس کے برہنہ وجود کو کمبل میں چھپاتے اس پر سایہ کر گیا۔ پری اس کے
وجود کے بوجھ تلے دب سی گئی تھی۔۔

موسیٰ اس کے ہاتھ اپنے سینے پر دیکھ مسکرایا۔ اس نے چومتے اس کی انگلیاں
اپنی گال پر پھیریں۔ پھر انہیں اپنے ہاتھوں کی انگلیوں میں پھنساتے سر پر پن
کر گیا۔

پری تڑپی تھی اس کے وجود تلے اس کی سانسیں بھاری ہونے لگیں۔ جیسے وہ
میلوں دور کا سفر کرائی ہو۔ جوان اسے موسیٰ کروانے بھی والا تھا۔۔

موسیٰ اس کی گال چومی جو آنکھوں میں آنسو بھرے تھی۔ موسیٰ کے گال چومنے پر وہ بھی اس کی گال چوم گئی۔

موسیٰ کی نرمی اسے تکلیف نہیں دے رہی تھی۔ موسیٰ نے جو نشہ اسے پچھلے کئی سالوں سے لگایا تھا اب وہ پوری طرح دے رہا تھا۔ اس کے ہونٹ جو پہلے گردن اور ہونٹ ہی چومتے تھے اب اس کے وجود کا ہر حصہ چوم رہے تھے اور وہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اس کی قربت میں سانسیں لیتے مسرور سی تھی۔

موسیٰ اس کے ہونٹوں کو چوم رہا تھا جب بدلے میں اس نے بھی موسیٰ کے ہونٹ چومے۔ اسے تو ان ہونٹوں سے صدیوں کی محبت تھی۔

I am addict of these lips.

پری اس کے ہونٹوں پر اپنی انگلیاں سہلائیں۔ اور بس تبھی موسیٰ ہر حد پار کر گیا تھا۔

وہ ابھی پندرہ سال کی تھی۔ سکول گونگ گرل جو وائلڈ کنگ کی محبت
سمیٹ رہی تھی۔ جنون کی وہ عادی نہیں تھی اور وہ اس پر جنون اتار بھی نہیں
رہا تھا۔

نرمی سے اس چھوٹی سی لڑکی کو خود میں سموئے وہ نشے میں بھی جیسے ہوش
میں تھا۔ ایک پل کے لیے بھی اس پری کے ہونٹوں پر تکلیف کے آثار نہیں
آئے۔ وہ یقیناً ہوش و ہواس میں اور ہوش و حواس کے بغیر بھی اسی کا دیوانا
تھا۔

کمرے کی جلتی روشنیوں کی پرواہ کے بغیر وہ ایک دوسرے میں گم تھے۔ باہر
حادث پریشان تھا نا جانے وہ نشہ کیا اثر دیکھائے مگر وہ اندر بھی نہیں جاسکتا
تھا۔

وہ باہر لان میں بیٹھا موسیٰ کی اس پری کے لیے فکر مند تھا۔ جس کی حفاظت
موسیٰ نے اسے دی تھی۔ وہ جانتا تھا موسیٰ اسے تکلیف نہیں دے گا مگر اتنا
جانتا تھا وہ بات بہت بڑھا جائے گا۔

اتنی کہ وہ خود بھی سنبھال نہیں سکے گا۔ کیونکہ موسیٰ کے لیے ایسا نشہ پہلی بار تھا۔ الکو حل پر خود کو قابو رکھنا وہ جانتا تھا مگر اس نشے پر نہیں۔ جو انسان کو ہر پہچان بھلا دے۔

وہ بے خبر تھا جس بات سے وہ ڈر رہا ہے موسیٰ اس بات سے بے فکر اپنی وائیٹ کی بانہوں میں پڑا اپنی محبت کو محسوس کر رہا ہے۔ بغیر آنے والے لمحات کی فکر کے۔

^^^

الیگزینڈر اور گرل دونوں کسی معاملے پر ڈسکس کر رہے تھے۔ الیگزینڈر نے اسے گھر ہی بلا لیا تھا۔ لیل دونوں ہاتھ لمبے کرتے ٹیبل پر رکھے ان پر سر رکھے نا جانے کب کی سوچکی تھی۔ الیگزینڈر کو ہوش ہی نہیں تھا۔ سر لیل سو گئیں ہیں۔ "گرل نے اچانک اس کی طرف نظر گھمائی۔" الیگزینڈر اپنی وائیٹ روز کو دیکھ مسکرایا۔

او کے تم پھر کام شروع کر دو۔ باقی کل دیکھ لیں گیں۔ "وہ بس سر کہتے چلی"
گئی۔ الیگزینڈر دوسری طرف سے اتے لیل کے بال چہرے سے ہٹائے۔
وہ اس کے لمس پر مندھی مندھی سی انکھیں کھول گئی۔
الیگزینڈر کو دیکھتے مسکرائی۔ بائیں کھولتے اسے اٹھانے کا اشارہ کیا۔
الیگزینڈر بھی جھکتے اسے گود میں اٹھایا۔

ہو گیا تمہارا کام؟؟؟ "الیگزینڈر اسے اٹھائے لا کر بیڈ پر ڈالا۔ خود بھی یوں ہی"
اس کے پاس لیٹا۔ جو کروٹ بدلتے اس کے قریب ہوئی۔
آپ کام پر دھیان دینے ہی نہیں دیتیں۔ "الیگزینڈر نے جھکتے لیل کی گال"
پر ہونٹ رکھے۔ وہ مسکرائی۔

ابھی لیل مزید کچھ کہتی جب الیگزینڈر کا فون رنگ ہوا۔ وہ لیل کو دومانٹ کا
کہتے کال اٹھا گیا۔

سر وہ کوئی ڈاکٹر ہے۔ جس کے لیے کام کیا گیا۔ باقی آپ کو فون کس نے کیا۔
یہ ابھی تک نہیں معلوم۔ وہ نمبر تک آپ کے فون کی گیلری سے ریمو ہو چکا
ہے۔" الیگزینڈر نے ماتھا مسلا۔

یہ کام اس کی سوچ سے بھی زیادہ ر سکی اور الجھا ہوا تھا۔
اور ڈاکٹر؟؟؟" گرل نے دیکھا اس طرف جہاں لیپ ٹاپ کی سکرین پر شو"
ہو رہا تھا۔

یہ ڈاکٹر ابھی رکیکارڈ میں مرچکا ہے۔ وہ اپنی کسی ریسرچ کے لیے لڑکیوں"
کی کافی زیادہ تعداد قربان کر چکا ہے۔ وہیں لیب میں آگ لگنے کے دوران وہ
مر گیا۔ اب یہ راز ہے یاں سچ یہ پتا لگانا ہے۔ باقی میرے حساب سے معاملہ
یہاں سے ہی شروع ہوا ہے۔" الیگزینڈر ناہاں میں سر ہلایا۔

او کے پھر تم دیکھو۔ باقی صبح کریں گیں۔" الیگزینڈر کال کاٹتے لیل کے"
پاس آیا جو اسے گھورتے کال کٹ کرنے کا کہہ رہی تھی۔

تم مجھے پہلے جتنا ٹائیٹم نہیں دیتے۔ "لیل کی شکایت پر الیگزینڈر مسکراتے"

اس کے پاس لیٹا۔ شرٹ اتار کر دور پھینک دی۔ لائیٹس بھی ڈم کر دیں۔

میں نے اگر پہلے جتنا ٹائیٹم دیا تو آپ کو ہی مسئلہ ہو گا۔ "اس کا اشارہ سمجھتے"

لیل سرخ پڑی۔ ایک مکہ اس کے سینے پر مارتے اسے گھورا۔

تمہاری سوچ اسی طرف جاتی ہے ہمیشہ۔ "اس کے گھورنے پے الیگزینڈر"

کو پیارا آیا تھا۔ جس کے نتیجے میں اب وہ سانسوں کے لیے تڑپ رہی تھی۔

الیگزینڈر اس کے دونوں ہاتھ اوپر سر پر پن کرتے انہیں چومتے بے خود کر چکا

تھا۔ قطرہ قطرہ اس کی سانسیں لیتے وہ اپنے ہوا اس میں تو بالکل بھی نہیں تھا۔ اور

یہ بات لیل بھی سمجھ چکی تھی۔

لیل نے دونوں ہاتھ اس کے بالوں میں گھساتے اس کا ساتھ دینا شروع کر

دیا۔ وہ مسکراتے مزید شدت اختیار کر گیا۔

اس کی گرم سانسیں اپنے حلق میں جاتے محسوس کر لیل نے مزید شدت

سے اس کے بالوں کو جکڑا۔

الیکزینڈر نے اس کے ہونٹوں کو زور سے اپنے ہونٹوں میں دبایا۔ وہ بھرے
بھرے ہونٹ پل میں سرخ پڑے۔

الیکزینڈر پیچھے ہوتے مسکرایا۔ اس کی نارمل سانسیں بھی الیکزینڈر کے آخر
میں سانسیں دینے کی وجہ سے تھیں ورنہ اب تک وہ سانسیں ہموار کر رہی
ہوتی۔

الیکزینڈر کے سینے پر سر ٹکائے اب وہ جیسے خود کو چھپا رہی تھی۔۔

"I want one more baby.."

لیل نے حلق تر کرتے اسے دیکھا۔ اس کے لہجے میں مزاق کی رمتک نہیں
تھی۔

سکندر ابھی موسیٰ کے بچوں کو کھلانے کا ٹائیٹم ہے۔ "لیل نے سمجھانا چاہا مگر"
وہ سمجھنے والوں میں سے نہیں تھا۔

میں اپنے اور اس کے بچے ایک ساتھ کھلا سکتا ہوں۔ "لیل اسے گھورتے"
سر اس کے سینے میں چھپایا۔

سکندر ایسا نہیں ہو سکتا۔ موسیٰ اتنا بڑا ہے۔ "وہ روہانسی ہوئی۔ وہ سمجھ ہی" نہیں رہا تھا۔

تو کون سا موسیٰ کے ساتھ اسے کھیلنا تھا۔ میں اسے خود کھلا لوں گا۔"

الیکزینڈر اس کو بیڈ پر ڈالتے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ وہ فوراً سے سرخ
پڑی تھی۔ الیکزینڈر نے جھکتے اس کے کان کی لو کو دانتوں تلے دباتے چھوڑا
تھا۔

وہ انکھیں میچتے سانس بھرتے ہلکا سا مسکرائی۔
تو شروع کریں کوشش؟؟؟ "اب اس کا لہجہ مسکرایا۔ لیل فوراً سے ہوش"
میں آئی۔

سکندر مجھے بھوک لگی ہے۔ "الیکزینڈر نے اسے گھورا۔"

کام کی بات پر اسے بھوک لگی تھی ویسے بھی لیل نے رات کا کھانا ٹھیک سے نہیں کھایا تھا۔ اس لیے وہ کھانا لینے چلا گیا۔ لیل بھی شکر ادا کیا ورنہ آج وہ بہک جاتا تو سنبھالے نہیں سنبھلتا۔

اب وہ جب تک واپس اتا لیل سو جاتی کیونکہ اسے بھوک سے زیادہ نیند آتی تھی۔ اور الیگزینڈر اس کی نیند تو خراب نہیں کرتا۔ وہ خوش ہوتے اپنے پاس سے اتی اس کی خوشبو میں سانس بھرتے سونے لگی۔

اور وہ واقعی الیگزینڈر کے واپس آنے تک نیند کی وادیوں میں گم تھی۔ جسے گھورتے الیگزینڈر نے کھانا فرج میں رکھ دیا۔ خود بھی اس کے ساتھ لیٹتے اپنی بیوی کی چالاکی پر مسکرا دیا۔

وہ لیل کی بانہوں میں ہر پریشانی سے آزاد تھا۔

...



موسیٰ آنکھیں جھپکتے گردن موڑی۔ اس نے پاس دیکھا جہاں پر ی اس کی بانہوں میں پڑی تھی۔ وہ خود ادھا اس پر تھا۔ وہ بالکل چت لیٹی تھی۔

موسیٰ نرمی سے ہونٹ اس کی گال پر رکھے۔ وہ مسکرائی جیسے یہ لمس پسندایا ہو۔ اس کے چہرے پر بھی مسکان آئی مگر اچانک یہ مسکراہٹ بدلتے
سنجیدگی اختیار کر گئی۔

وہ وہیں رک گیا۔ پری کی حالت دیکھتے وہ ہل ہی نہیں سکا۔ اس کا اپنا ہاتھ اس کے سینے پر بائیں جانب تھا۔ اس نے ہاتھ ہٹاتے اس پر کمبل اچھے سے دیا۔ پھر وہیں سر ہاتھوں میں تھام کر بیٹھ گیا۔

اسے رات اپنی بے قراری یاد آئی تھی۔ وہ بیڈ سے اٹھتے صوفے پر آیا۔ وہاں بیٹھتے وہ باقی سب یاد کرنا چاہتا تھا۔ حالانکہ پری کی حالت سب صاف بتا رہی تھی۔

اس کی گردن اور چہرے کی سرخی۔ سب یہ بتانے کو کافی تھے کیا ہو چکا ہے اور وہ کس قدر اس کے وجود میں اترا ہے۔
وہ سر تھامے لا تعداد سوچوں میں گھر تھا۔

یہ سب ٹھیک نہیں ہوا تھا۔ اسے اس حد تک نہیں جانا چاہیے تھا۔ ابھی وہ چھوٹی سی تو تھی۔ صرف پندرہ سال اور کچھ ماہ۔ وہ اس کی قربت برداشت کرنے کے لیے چھوٹی تھی۔

اس نے روکا بھی ہوگا۔ وہ پھر بھی نہیں رکا۔ ضرور اس نے پری کے ساتھ زبردستی کی ہوگی۔ اسے سوچ سوچ کر کچھ ہو رہا تھا۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا خود کو پھانسی دے دے۔ وہ کیسے یہ غلطی کر گیا۔ اسے اس وقت صرف پری کا خیال تھا۔ اس لڑکی کے بارے میں بھی نہیں سوچا جس کی حرکت کی وجہ سے یہ ہوا۔

وہ اپنے سر کے بال نوچ رہا تھا۔ غصے سے چیخا جب پری اس اواز پر ہڑبڑا کر آنکھیں کھول گئی۔

موسیٰ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنے حواسوں میں ہی کب تھا۔ پری اس کی حالت دیکھتے پریشان ہوئی۔ اس نے وہی کمبل اپنے گرد لپیٹا اور اس کے پاس صوفے پر آگئی۔

پری کے ہاتھ پکڑنے پے موسیٰ نے اپنے بال کھینچتے ہاتھ روکے۔ سر اٹھاتے
اسے دیکھا جو اس کے لیے فکر مند تھی۔

موسیٰ ایسا کیوں کر رہے ہو؟ "وہ سمجھ نہیں پارہی تھی وہ خود کو تکلیف کیوں"
دے رہا ہے۔

موسیٰ کچھ نہیں بولا۔ پری اس کی آنکھوں میں ندامت دیکھ اس کے پاس
ہوئی۔ اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے نیچے کیے۔ جبکہ اپنا ہاتھ کمرے تھا۔
موسیٰ اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں تھا۔ "موسیٰ نے سرخ نظروں سے"
اسے دیکھا۔

ایک تو ساری رات نہ سو سکنے پھر نشے اور غصے کی وجہ سے وہ آنکھیں زیادہ
سرخ ہو چکی تھی۔ بازوؤں کی رگیں الگ تنی ہوئی تھیں۔ جو صاف عیاں کر
رہے تھے وہ غصے میں ہے۔

پری میں ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ سب ٹھیک نہیں تھا۔ میں مر کر بھی "
تمہارے ساتھ زبردستی کرنے کا نہیں سوچ سکتا۔ میں پاگل ہو رہا ہوں یہ سچ

سوچ کر۔ میں اتنا ہوس پرست کیسے ہو سکتا ہوں؟؟؟....." وہ تڑپ ہی تو اٹھی تھی اس کی بات پر۔

پری نے بغیر دھیان دیے اپنا کمبل ہی پیچھے کو گرا دیا۔

دیکھو کیا تمہیں لگ رہا ہے اس وجود کے پر زبردستی ہوئی ہے۔ تم نے تو " شدت سے چھوا بھی نہیں جیسے میں کانچ کی گڑیا ہوں اور ٹوٹ جاؤں گی۔ میں تو سمجھ نہیں پا رہی کیا واقعی میں اتنی نازک ہوں جتنے نازک انداز میں تم نے چھوا؟؟؟..." موسیٰ اسے یوں ہی دیکھتے غصے سے کمبل واپس اس کے کندھوں پر دیا۔

اس کے وجود پر نشان تو بس محبت بھرے تھے۔ ان میں لوہاٹ کا بھی کوئی نشان نہیں تھا۔ اس نے بس ہونٹوں سے چھوا تھا۔ دانت اس کے وجود کو چھسنے بھی نہیں دیا۔

موسیٰ کے ابھی بھی خاموش رہنے پر پری نے ہاتھ اس کے سینے پر رکھا۔

نہیں تو خود کو دیکھو۔ اگر زبردستی کر رہے ہوتے تو میں تمہارا منہ نوچ لیتی۔ مگر یہاں سب نشان تمہارے کندھوں اور پیٹھ پر ہیں۔ اپنی مرضی سے تمہارے پاس آئی تھی۔ ان ہونٹوں کو اپنی مرضی سے چھوا تھا۔ "اس کا ہاتھ مونچھوں تلے دبے موسیٰ کے ہونٹوں پر تھا۔ موسیٰ نے وہی ہاتھ پکڑتے پیچھے اس کی کمر پر موڑ دیا۔ اسے بالکل اپنے سینے سے لگائے وہ اسے گھور رہا تھا۔

جانتی ہونا کیا کر چکے ہیں ہم؟؟ "موسیٰ کا غصہ دیکھ وہ مسکرائی۔" بہت اچھے سے۔ تمہارے ہونٹوں کا نشہ ہے مجھے۔ جواب مکمل طور پر میسر "ایا ہے مجھے۔" موسیٰ نے اس کے ہونٹ دیکھے۔ وہ ابھی تک سرخ تھے۔ وہ واقعی میں اس کے ہونٹوں کو چومنے کی عادی تھی۔ وہ اندازہ لگا سکتا تھا کل رات وہ کس قدر اس کے ہونٹوں کو چومتی رہی ہوگی۔

سب نارمل تھا ہم دونوں میں۔ اتنی ٹینشن مت لو۔ "پری اسے فکر مند " نہیں دیکھ سکتی تھی۔

موسیٰ نے اسے بانہوں میں بھرتے لا کر بیڈ پر ڈالا۔ خود اس پر سایہ کیا جب اس نے ڈرتے ہاتھ موسیٰ کے کندھ۔ وں پر رکھے تھے۔ وہ سمجھی نہیں تھی اس حرکت کا مطلب۔

مجھے اچھے سے کچھ یاد نہیں۔ مجھے دوبارہ وہ سب محسوس کرنا ہے۔ تمہاری "سسکیاں سننی ہیں۔ تمہارے ہونٹوں کی پکار سننی ہے۔" موسیٰ کی سرگوشی پر اس کی جان ہوا ہوئی تھی

موسیٰ نو۔۔۔۔۔ "اور موسیٰ اس کی سانسیں ہی قید کر گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑتے بیڈ پر اپنے ہاتھوں میں دبا دیے۔

اس کی ساری مزاحمت موسیٰ کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے ہی رک گئی۔ موسیٰ نے اس کے ہاتھ چھوڑ دیے۔ جواب وہ موسیٰ کے بالوں میں الجھاتے اسے مزید بہکا رہی تھی۔

موسیٰ کے ہونٹ اس کے ہونٹوں سے سفر طے کرتے نیچے جانے لگے۔ اب ان میں رات والی نرمی کے بجائے شدت تھی۔ وہ اس کے وجود کو چھوتے مسرور ہو رہا تھا۔

پری کی سسکیاں کمرے میں گونج رہی تھیں۔ جن کو وہ مزے سے سن رہا تھا۔ اور اسے اچھی بھی لگ رہی تھیں۔

موسیٰ اس کے سینے پر ہلکا سا دانتوں سے کاٹا ہی تھا جب وہ مچلی۔
موسیٰ!!!! "وہ چیخی تھی۔ موسیٰ نے مسکراتے اس جگہ پر ہونٹوں سے"
مرہم رکھا۔

بہت بڑی بڑی باتیں کی ہیں میری چھوٹی سی پری نے۔ اب ان کا خمیازہ"
بھگتنا تو بنتا ہے۔ "پری نے اسے گھورا۔

ایک تو اسے گلٹ سے نکالا اور وہ پھر بھی اسے نہیں بخش رہا تھا۔
اس کے ہونٹ پری کو اچھے سے سمجھا رہے تھے وہ کتنی بڑی غلطی کر چکی
ہے۔

اس کی نرمی پر کل وہ بہک گئی تھی مگر آج وہ جیسے اسے چھو رہا تھا وہ تڑپ اٹھی تھی۔ اس کی شدتیں برداشت کرنا تو مشکل ترین امر تھا۔

وہ سکیاں بھرتے اسے روکنا چاہتی تھی مگر اب موسیٰ اس کی روح میں اتر کر ہی دم لیتا۔ آخر تھکتے وہ غصے سے اس کے کندھوں پر کاٹنے لگی۔ اسی طرح شاید اس کا درد کم ہو جائے۔

اب موسیٰ جب بھی اس کے وجود پر شدت دیکھتا وہ موسیٰ کے کندھوں پر کاٹتی۔

پہلے اس کے کندھوں پر پری کے ناخنوں کے نشان تھے۔ اب وہیں دانتوں کے نشان بن رہے تھے۔ جو موسیٰ کو تو بہت پسند آ رہے تھے۔ باقی وہ بعد میں دیکھ ہی لیتا۔

ابھی تو وہ مگن تھا اپنی وائٹ میں۔ جو اس کے پیٹ پر ہونٹ رکھتے ہی سانسیں بھرتے اسے مزید خمار میں مبتلا کر گئی تھی۔ اس کا اوپر نیچے ہوتا پیٹ اسے

بہت بھارہا تھا۔ وہ اس وقت بھول گیا وہ چند منٹ پہلے کس بات پر خود کو
ملامت کر رہا تھا۔ اور شاید یاد بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

^^^

فوراً لیگزینڈر کے گھر آو۔ "خیام صبح و سویرے ہیر کی کال پر پریشان ہوا۔"
مگر اس کی بات سنتے جلدی سے اٹھا۔
ہوا کیا؟؟؟ "اسے پریشانی ہوئی۔"

انعم اور منہا کو بھی ساتھ لانا۔ "وہ اب مزید پریشان ہوا مگر ہیر نے کہتے ہی"
کال کاٹ دی۔

باہر انعم کھانا لگا رہی تھی۔ منہا بیٹھی سر ہاتھوں میں تھا مے قہوہ پی رہی تھی۔
شایان کی دی میڈیسن سے وہ کافی بہتر تھی۔ اسی لیے آج باہر نکل آئی۔
انعم یہ چھوڑو۔ اپنی چادر لے کر آؤ جلدی۔ "انعم ہڑبڑا کر اسے دیکھا۔"
خیام اس کو وہیں کھڑے دیکھ خود ہی منہا کا سٹالر اور انعم کی چادر لے آیا۔

ان کے بچوں نے ڈریسنگ سٹائل بدلا تھا۔ ان کا ڈریسنگ سٹائل وہی تھا۔ انعم کے لیے تو خیام سپیشل پاکستان سے شلوار قمیض اور دیسی سٹائل کے کپڑے منگواتا۔

منہا تم بھی یہ اوڑھو۔ "وہ حیران سی باپ کی ہڑبڑی دیکھ رہی تھی۔" مگر پھر خیام نے خود ہی سٹالر اس کے سر پر دیا۔ انعم بھی اپنی چادر لے لی تھی۔ خیام ان دونوں کو غصے سے دیکھتے خود ہی ان کا ہاتھ تھامتے باہر لے آیا۔ انہیں گاڑی میں بٹھاتے دروازہ بند کیا۔

منہا سے اس نے کوئی سوال نہیں پوچھا۔ اس پر اس کی خود نظر تھی۔ وہ لیل کے اس پاس بھی نہیں بھٹکتی تھی۔ اسے بس پریشانی تھی کچھ مگر سمجھ نہیں پا رہا تھا کیا۔

خیام ان دونوں کے ساتھ الیگزینڈر کے گھر میں قدم رکھا۔ سامنے ہی ہال میں ہیر عمر اور شایان کے ساتھ بیٹھی تھی۔ ایک صوفے پر الیگزینڈر اور

لیل تھے۔ لیل کو الیگزینڈر زبردستی کھانا کھانے کو دیا تھا۔ جو وہ کھا رہی تھی۔

ہیر یہ کیا طریقہ ہے کسی کو اتنی ہڑ بڑی میں بلانے کا۔ "وہ غصہ ہوا۔"
ہیر نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ اسے گھورتے الیگزینڈر اور عمر سے ملتے بیٹھ گیا۔

منہا الیگزینڈر کی وجہ سے لیل کے پاس نہیں گئی۔ انعم کے ساتھ ایک صوفے پر ہی بیٹھ گئی۔

خیام مجھے ہیر کا رشتہ اپنے بیٹے کے لیے چاہیے۔ اور انکار کی صورت میں "میں تمہیں شادی پر انوائٹ نہیں کروں گیں۔ سوچ سمجھ کر جواب دینا۔"
ہیر نے آج تک تمہید نہیں باندھی تھی۔

ابھی بھی ایسا کچھ نہیں کیا بلکہ سیدھی بات پر ائی۔ الیگزینڈر اور لیل کو وہ سب بتا چکی تھی۔ عمر بھی سچ جانتے بس شاہان کو گھور سکا تھا۔ اور کچھ کرنا اس کے بس کی بات ہی نہیں تھی۔

ہیر تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ وہ دونوں منہا سے چھوٹے ہیں۔ اور تم "بات کس کی کر رہی ہو؟؟؟" خیام غصے سے بولا تھا۔

شایان کی۔ اور عمر کی بات مت کرو۔ دونوں کو ساتھ کھڑا کرو۔ شایان ہی "بڑا لگے گا۔ منہا تو اس کے سامنے بچی ہی لگے گی۔" خیام کو سمجھ نہیں آرہی تھی اس نئے شوشے کی۔

اور اچانک یہ خیال کیوں کرایا تمہیں؟؟؟ "وہ حیرت سے پھٹتی اپنی بیٹی کی" انکھیں دیکھ لیتا تو نہیں پوچھتا۔ انعم شایان کا منہا کی طرف رجحان دیکھا تھا مگر انور کر دیتی۔ اب اسے سمجھ آیا تھا وہ ٹھیک سوچتی تھی۔

شایان نے مجھے کل ہی بتایا وہ منہا کو پسند کرتا ہے۔ تو میں نے سوچا بچی اپنی "ہی ہے تو کل ہی بات کریں گیں۔" عمر بس اپنی بیوی کو دیکھ رہا تھا جو کسی کی بات نہیں سمجھ رہی تھی۔

ہیر تم اچھے سے واقف ہو ایسا کچھ نہیں ہو سکتا۔ "خیام نے تحمل سے سمجھانا" چاہا۔

کیوں نہیں ہو سکتا؟؟ لڑکا اور لڑکی کی شادی نارمل بات ہے اس معاشرے میں۔ "ہیر سے بحث کرنا فضول تھا۔

خیام نے شایان کو گھورا۔

تمہیں تو میں بعد میں پوچھتا ہوں۔ میری ہی بیٹی پر نظر جمائے بیٹھے تھے۔ " شایان بھی سر جھکا گیا۔

اگر وہ کوئی الٹی سیدھی بات کرتا تو ہیر بھڑک اٹھتی۔ پھر سارا کیا کرایا بھاڑ میں چلا جاتا۔

پوچھ لینا فرصت سے۔ تمہارا ہی دامار بنے گا۔ "خیام نے سانس بھرتے " الیگزینڈر کو دیکھا جو خاموش تماشا ٹائی بنا سب دیکھ رہا تھا۔

الیگزینڈر تم اسے کیوں نہیں سمجھا رہے؟؟ یہ ممکن نہیں ہے۔ میں ویسے " بھی منہا کا رشتہ پکا کر چکا ہوں۔ "خیام اب کہ اس کا رخ کیا جو کچھ نہیں بول رہا تھا۔

شادی تو نہیں ہوئی۔ بس رشتہ پکا ہوا ہے۔ ٹوٹ جائے گا۔ اس میں کوئی " بڑی بات نہیں۔ اگر رشتہ نہیں ٹوٹ سکتا تو عین نکاح کے وقت لڑکا غائب ہو جائے گا۔ پھر کر لینا شادی!!.. " ہیر بھی اپنے نام کی ایک تھی۔

شایان نے منہا کو بس ایک نظر دیکھا تھا۔ جو ہوائیاں اڑے چہرے کے ساتھ ہیر کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے جو سوچا تھا یہ تو اس کے بالکل الٹ تھا۔

بس بہت ہوا۔ اب کوئی فضول کی بات نہیں۔ "خیام ہیر کو گھورتے واپس" صوفے پر بیٹھا۔ ساتھ ہی شایان کو دیکھا تھا جواب شریف بنا بیٹھا تھا۔ پہلے اس کی بیٹی کو پسند کر لیا۔ اب ماں کو سب بتا کر بھی وہ شرافت کی اعلیٰ مثال بنا بیٹھا تھا۔

ہیر تم شادی کروانے کی ٹھوس وجہ دو اور خیام تم انکار کی ٹھوس وجہ۔ " صرف ایک ٹھوس وجہ۔ " الیگزینڈر کی بھاری آواز پر وہاں خاموشی چھائی۔

منہا کو اب ڈر لگ رہا تھا۔

شایان منہا کو پسند کرتا ہے۔ وہ اسے خوش رکھے گا۔ "ہیر کی وجہ بھی قابل" غور تھی۔

منہا شایان کو پسند نہیں کرتی۔ اور مجھے اپنی بیٹی کی شادی مافیہ فیملی میں نہیں کرنی۔ "خیام نے اب غصے سے کہا تھا۔ مگر جواب پھر ہیر نے دیا۔

منہا بھی شایان کو پسند کرتی ہے۔ اس نے مجھے خود بتایا ہے۔ وہ یہ بتانے ہی گھرائی تھی۔ رہی بات مافیہ فیملی کی تو جب منہا کی ماں مافیہ فیملی میں گزارا کر سکتی ہے تو بیٹی بھی کر لے گی۔ تم نے تو انعم کے ساتھ زبردستی کی تھی۔ یہاں تو منہا شایان کو خود پسند کرتی ہے۔ "اب منہا نے حیرت سے ہیر کو دیکھا۔

اس نے ایسا کب کہا تھا۔ خیام منہا کو دیکھا کیا وہ واقعی شایان کو پسند کرتی ہے۔

خیام تم اپنی بیٹی سے پوچھو کیا وہ واقعی شایان کو پسند کرتی ہے؟؟۔ "۔۔۔"

الیکزینڈر خود اسے کبھی نہیں بلاتا۔

منہا نے نظریں شایان کی طرف اٹھائیں۔ جس کی آنکھوں میں صاف وارننگ تھی اگر انکار کیا تو نکاح نامہ سامنے رکھوگا۔ جو اس نے پاکٹ سے نکالتے اسے دیکھایا بھی تھا۔

اگر خیام کو نکاح کا علم ہوتا تو وہ زیادہ ٹوٹتا۔ اس طرح وہ بس صبر کر لیتا کسی طریقے۔

بابا ہیرا نئی سچ کہہ رہی ہیں۔ "خیام کا ہاتھ تھا متے اس نے بہت ہلکی آواز" میں کہا تھا۔ خیام نے اسے حیرت سے دیکھا پھر ہیر کو۔

ہیر جانتی تھی اس نے کیا کہا ہوگا۔ اس نے پہلے ہی شایان سے کہا تھا اگر منہا نے سب کے درمیان منع کیا تو ان کی طلاق وہ خود کروائے گی۔

ٹھیک ہے۔ اسی جمعے کو ہانیہ اور رومان کے ساتھ منہا کا نکاح اور رخصتی ہو گی۔ "خیام فیصلہ سناتے چہرہ منہا کی طرف سے موڑ گیا۔

منہا کی آنکھ سے آنسوؤں گرے تھے خیام کے ہاتھ پر۔ وہ پتھر کا بنا بیٹھا رہا۔ اب لیل کی برداشت ختم ہوئی تھی۔

خيام تم نے بھی انعم کو خود پسند کیا تھا۔ کیا ہو گیا اگر منہا نے کسی کو پسند کر " لیا۔ تم اس کے ساتھ ایسا رویہ نہیں رکھ سکتے۔ " اس سے منہا کے آنسوؤں برداشت نہیں ہوئے تھے۔

خيام جو پتھر کا بنا بیٹھا تھا منہا کے آنسوؤں اور نظروں کے شکوے دیکھ پگھل گیا۔

اس نے اسے سینے سے لگایا ہی تھا وہ ہچکیوں سے رونے لگی۔ شایان اسے یوں روتے دیکھ پہلو بدلا۔ وہ یہاں سب کے سامنے اسے چپ بھی نہیں کروا سکتا تھا۔

اب تو اسے رونے ہی نہیں دے سکتا تھا۔

انعم بھی اس کا کندھا تھپکا۔ وہ کچھ دیر تک نارمل ہو گئی مگر خيام کے سینے سے سر نہیں اٹھایا۔

میں پھر چلتی ہوں۔ مجھے شادی کی تیاریاں بھی کرنی ہیں۔ "ہیر خوشی سے" کہتے شایان کو لیتے وہاں سے چلی گئی۔ عمروہیں بیٹھا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ جنہوں نے اسے ساتھ چلنے کا پوچھا بھی نہیں۔

وہ نائٹ ڈیوٹی سے واپس آیا تھا جب وہ اسے ضروری کام کا کہتی لے آئی۔ اور جب یہاں آکر اسے بات پتا چلی وہ بس شایان کو گھور ہی سکا۔

خیام منہا کے حوالے سے بے فکر رہنا۔ ہماری اپنی بھی بیٹی ہے۔ ہم اس کا "پورا خیال رکھیں گیں۔" خیام اسے دیکھ ہلکی سی مسکراہٹ دی۔

اسے معلوم تھا وہ منہا کا خیال رکھیں گیں مگر وہ منہا سے ڈر رہا تھا۔ اور وجہ وہ کسی کو بتا نہیں سکتا تھا۔

خیام بھی کچھ دیر بعد وہاں سے چلا گیا۔ انعم اور منہا بھی اس کے ساتھ گئیں۔ لیل الیگزینڈر کی موجودگی میں منہا کو بلایا بھی نہیں۔ بس جاتے ہوئے انعم سے سلام لی۔ ان کے ساتھ ہی عمر بھی نکل گیا۔

اسے اب سونا تھا۔ اسے شدید نیند آئی تھی۔ تھکاوٹ سے الگ برا حال تھا۔

ان ماں بیٹے نے اسے ویسے ہی گھن چکر بنادیا تھا۔ ہیر گھر واپس لوٹائی تھی مگر اسے نہیں بلارہی تھی۔ آج کام کے وقت بلالیا۔ وہ بس تاسف سے سر ہلاتے ڈرائیونگ کرتے اسے ہی سوچ سکا تھا۔

^^^

تھینک جو ماما۔ "اس کے ساتھ ہی ایک گھونسہ شایان کو پڑا۔ وہ دہرا ہوا تھا۔" ہیر غصے سے اس کی پسلیوں پر ٹانگ ماری۔ وہ نیچے ہی گر گیا۔ خیام کو اگر یہ بات معلوم ہوتی تو اس نے آگ لگا دینی تھی ہر طرف۔ "وہ" نیچے گرا پڑا تھا۔ ہیر اس کے بالوں کو تھامتے اس کا سر اوپر کیا۔ اتنی بھی کیا آگ لگی تھی تمہیں۔ کسی کو معلوم نہیں وہ بیوی ہے تمہاری اور "تم اسے اپنے بچوں کی ماں بھی بنا چکے ہو۔" ہیر کی باتیں وپر اس کا سر جھک جاتا اگر اس نے اسے بالوں سے نہ پکڑا ہوتا۔

منہا تو تمہاری شکل دیکھنے کو تیار نہیں۔ تمہاری اس حرکت کی وجہ سے مجھے "جھوٹ بولنا پڑا۔ خیام پر کیا گزرتی اگر اسے یہ سب معلوم ہوتا۔ وہ تو خود کو

گنہگار سمجھتا ناں۔ جو اپنی بیٹی کی حفاظت تک نہیں کر سکا۔ "اب وہ واقعی
شر مندہ ہوا۔

ہیر کے ہاتھ کا ایک اور زوردار تھپڑ اس کے منہ پر پڑا تھا۔ اس کا چہرہ دوسری
طرف ہو گیا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

ہیر ارج کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی اس کو مارنے کی۔

جمعے سے پہلے مجھے اپنی شکل مت دیکھانا۔ اور منہا کی طرف کو دیکھنے کی بھی "
جرات مت کرنا۔ "ہیر اسے پیچھے کود کھیلے وہاں سے چلی گئی۔

پیچھے شایان ہیر کے جاتے اٹھا۔

اسے صرف خیام کی وجہ سے کچھ افسوس تھا باقی اسے اپنی حرکت پر کسی قسم
کی کوئی شر مندگی نہیں تھی۔

اس کے چہرے پے اتنی مسکراہٹ یہ واضح کر رہی تھی۔ اس نے ہاتھ

جھاڑتے اپنا جبر اہلایا۔ ہیر کا ہاتھ کافی بھاری تھا۔ اسے یقین تھا چہرے پے

نشان اگیا ہوگا۔

جب بیوی میری ہے تو میرے ہی بچوں کی ماں بنے گی۔ رخصتی ہو یاں نہ ہو۔"
معنے نہیں رکھتا۔ "وہ بڑبڑاتے اب ایک کمرے کی طرف گیا۔ تاکہ اپنا چہرہ تو
دیکھ سکے۔

ہیرا سے کس قدر دیکھنے کے قابل چھوڑ کر گئی ہے۔ آخر کو دلہا بننے والا تھا وہ۔
شکل تو دیکھنے قابل ہو۔

^^^

منہا کو خیام ابھی سلا کر واپس آیا تھا۔ انعم بیٹھی ہال میں اسی کا انتظار کر رہی
تھی۔ خیام کے اتے ہی اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔
فکر نہیں کریں۔ منہا خوش رہے گی شایان کے ساتھ۔ وہ شروع سے اس کو "
پسند کرتا تھا۔ "خیام نے بازو انعم کی کمر میں دالتے ٹاسے پاس کیا۔
مجھے کیوں نہیں بتایا اگر جانتی تھی۔ "انعم نے تھوک نکلا۔ "

منہا نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔ یہ تو بس مجھے محسوس ہوتا تھا۔ میں سمجھی شاید " وہم ہو۔ شایان چھوٹا بھی تو بہت تھا اس سے۔ "خیام نے ہاتھ کی پکڑ سخت کی۔

وہ بالکل اس کے سینے سے آگئی۔

چھوٹا تو میں بھی لگتا تھا تمہیں؟؟؟ "انعم انکھیں میچے اس کے کندھے پر " ہاتھ رکھے فاصلہ برقرار رکھنے کی کوشش میں تھی۔

اب یقین آگیا تم چھوٹے تو بالکل بھی نہیں۔ "خیام نے ہونٹ دبائے۔ " خیام اس کے چہرے کو دیکھا جس پر اج بھی سرخی تھی۔ اس نے جھکتے انعم کی گال پر ہونٹ رکھے۔

وہ ہال میں ایسی حرکت پر کپکلا گئی۔

خیام !!! ہم منہا کی بات کر رہے تھے۔ "اسے گھورتے احساس کروایا۔ "

منہا کی جہاں پسند ہے وہیں شادی ہوگی۔ تم اپنی بات کرو؟؟؟ "خیام کا ہاتھ"
اس کے بالوں میں الجھا تھا۔ ابھی وہ جھکتے اپنی تشنگی بجھاتا جب کس کے گلہ
کھنکھارنے کی آواز پر ضبط کرتے انعم سے دور ہوا۔

ویسے روم انہیں کاموں کے لیے ہوتے ہیں۔ "رومان شرارت سے کھڑا"
تھا۔

وہ ابھی سویا اٹھا تھا۔ وہ نہیں جانتے تھا وہ سب کہاں گئے تھے۔

غلط۔۔۔ بیوی اس کام کے لیے ہوتی ہے۔ روم یاں گھر کا فرق نہیں پڑتا۔"
خیام کی بات پر انعم غصے سے اسے گھورتے وہاں سے چلی گئی۔

اب خیام رومان کی طرف پلٹا۔ جو خیام کی بات پر قہقہہ لگاتے کافی محظوظ ہوا
تھا۔

ہانیہ کو اپنے ساتھ شاپنگ پر لے جانا۔ مگر رومہ اور فرقان سے پوچھ کر۔"
جمعہ کو نکاح ہے اب تم دونوں کا۔ "رومان نے شرافت سے جی بابا کہا۔

خیام اب افسس کے لیے نکل گیا۔ کھانا وہ وہیں کھ۔ لیتا۔ ابھی وہ ویسے بھی
بہت لیٹ ہو چکا تھا۔

پیچھے رومان مسکرایا۔

اسی نے تو لیل اور رومہ کے دماغ میں یہ بات ڈالی تھی۔ منگنی سے نکاح اچھا
ہے۔ منگنی تو کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔

وہ دونوں بھی اس کی باتوں میں آ گئیں۔ موسیٰ کا پلان واقعی کام کرتا تھا۔ اس
نے خیالوں میں ہی موسیٰ کو داد دی۔

جو اس وقت اپنی وائیٹ کو بانہوں میں بھرے اپنی شدتیں لٹاتے اسے پاگل
کرنے کے درپے تھا۔

وہیں منہا پاگل ہوتی جا رہی تھی۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں۔۔۔ مجھے یہ سب روکنا تھا۔ شایان سے شادی "

قید ہوگی۔ ویسی ہی قید جس میں ماسی قید ہیں۔ پھر میں ماسی کو لے کر کیسے

نکلوں گیں۔ نہیں میں شایان سے شادی نہیں کر سکتی۔ مجھے کچھ کرنا کوگا۔

یہ شادی ممکن نہیں ہے۔ "وہ پاگلوں کی طرح بڑبڑاتے کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی۔

ابھی کچھ دی پہلے وہ نارمل تھی۔ مگر ایک فون کال نے اس کے سارے احساسات بدل دیے تھے۔ اس کی سوچوں کا رخ بدل دیا تھا۔
شایان سے شادی پہلے اچھی لگ رہی تھی مگر اب نہیں۔

شایان بھی تو اسے قید کرنا چاہتا تھا۔ اسی لیے تو نکاح کیا تھا۔ اسی وجہ سے شادی کر رہا تھا۔ اسے کون سا اس سے محبت تھی۔ یہ تو بس ڈھونگ تھا۔ اس نے خود کتنی دفہ بتایا تھا۔ وہ صرف ہیر کے کہنے پر یقین نہیں کر سکتی تھی۔ وہ بھی تب جب وہ خود شایان کو جانتی ہو۔۔

اسی سب میں وہ اپنی طبیعت مزید خراب کر لیتی جب کھڑکی سے کوئی اندر داخل ہوا تھا۔

کیا حال ہے بیوی؟؟؟ "شایان مسکراتے شان سے صوفے پر بیٹھا۔ منہا"
نے پلٹتے اسے غصے سے دیکھا۔

میں تم سے شادی نہیں کروں گیں۔" وہ دبے لہجے میں چیخی۔ شایان "مسکرایا۔

اچھا تو کس سے کرو گی کیونکہ تم تو میرے نکاح میں ہو۔ اور اب تو معاملہ "مزید پھیل گیا ہے۔" وہ اس کی بات نہیں سمجھی تھی۔ وہ سوچنے لگی شاید یہ نکاح کی بات ہو۔

ابھی بھی نہیں سمجھی تم۔ اف کتنی بے وقوف ہو تم۔" وہ افسوس سے کہتے "اس کے پاس آکھڑا ہوا۔

اس کا رخ سامنے کرتے اسے پیچھے سے ہگ کیا۔ اپنا ہاتھ اس کے پیٹ پر رکھتے چہرہ اس کے کندھے پر رکھا۔ وہ مسکراتے اس کے کان کے پاس جھکا۔

بیوی بننے سے پہلے میرے بچوں کی ماں بننے والی ہو۔ اب سوچ سمجھ کر قدم "اٹھانا۔ میری اولاد کو پیٹ میں چھپائے ہو۔ شادی سے انکار کرو گی تو اس کی وضاحت کے لیے الفاظ بھی تلاش لینا کیونکہ یہ باتیں تو چھپائے نہیں چھپتیں۔" اس نے اپنی ہلکی بڑھی داڑھی منہا کی گردن پر رگڑی۔

وہ توبت بن گئی تھی۔ جیسے سمجھ ہی نہ سکی ہو شایان کیا کہہ رہا ہے۔

اور اگر اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی یاں اسے کچھ ہوا تو اپنی حالت کی "تم خود ذمہ دار ہو گی۔" شایان نے وارن کرنا بہتر سمجھا۔

اپنا اور میرے بچے کا خیال رکھنا۔ بہت قیمتی ہو تم دونوں۔" شایان نے پھر "اس کی گال چومی۔ اسے صوفے پر بٹھاتے خود نکل گیا۔ وہ اسے بس یہ ہی بتانے آیا تھا تا کہ اپنی کم عقلی میں وہ خود کے ساتھ بچے کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔

وہیں منہا کے لیے یقین مشکل تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ مگر وہ بھول گئی تھی وہ رات جو اس نے شایان کی بانہوں میں تڑپتے گزاری تھی جس کے نتیجے میں وہ اگلے دن ہو اسپتال کا چکر بھی لگا چکی تھی۔

منہا کے چہرے پر اب صرف زردی تھی۔ وہ مزید کچھ سوچنے سمجھنے کی حالت میں نہیں تھی۔

موسیٰ پاس اوندھے منہ پڑا تھا۔ وہ نڈھال سی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئی۔ اس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ وہاں چار بجنے والے تھے۔ وہ کل شام سے اس کمرے سے بھی باہر نہیں نکلا تھا۔ کہیں جانا تو دور کی بات تھی۔۔۔ وہ بھی ابھی اٹھی تھی۔ اس نے اٹھنا چاہا مگر اس میں ہمت نہیں تھی۔ وہ یوں ہی پڑی رہی۔

موسیٰ کو دیکھتے اس نے منہ بنایا۔ کہاں کل ہو اس سے بیگانہ ہو کر بھی وہ نرمی سے پیش آیا تھا اب ہوش و ہوا اس میں ہو کر بھی اس نے انتہا کی شدتیں دیکھائی تھیں۔

اس کی گردن سینے کمر پیٹ ہر جگہ اس کے دانتوں سے کاٹنے کے نشان تھے۔ وہ بہت جنونی تھا۔ اور اسی جنونیت نے اسے نڈھال کر دیا تھا۔ موسیٰ بھی کروٹ بدلتے سیدھا ہوا۔ پھر اسے دیکھ مسکرایا۔ اٹھتے اسے دیکھا جو منہ پھلائے تھی۔

موسیٰ اس کا ماتھا چوما جو آج اس کے رنگوں میں رنگی تھی مگر نڈھال حالت میں پڑی تھی۔

کھانا منگواؤں؟؟؟" اسے یاد آچکا تھا پری نے رات سے کھانا نہیں کھایا۔ وہ " اس کے انتظار بیٹھی تھی جب اس نے اسے ہی کھانا شروع کر دیا۔
موسیٰ مجھ سے ہلا بھی نہیں جا رہا۔ "موسیٰ فوراً اسے اٹھا تھا۔"
بھوک کی وجہ سے ہو گا۔ میں ابھی کھانا منگواتا ہوں۔ "اس نے ناں میں سر " ہلایا۔

مجھے درد ہو رہا ہے۔ "اس کی بات سنتے موسیٰ نے جھکتے اس کا پیٹ چوما۔"
میں دائی کو بلاتا ہوں۔ وہ میڈیسن دیں گیں تم ٹھیک ہو جاؤ گی۔ "پری نے "
اس کا ہاتھ تھاما۔ وہ خود بھی دیکھ سکتا تھا وہ نڈھال سے تھی۔
مجھے فریش بھی ہونا ہے۔ پلیز بیلا کو بلا دو۔ وہ میری ہیلپ کر دے گی۔ ""
موسیٰ نے مسکراتے اس کا گال چوما۔

میں مدد کر دیتا ہوں۔ پکاتنگ نہیں کروں گا۔ "موسیٰ کہتے اسے اٹھانا چاہا مگر"
رک گیا۔

صرف کپڑے بدل لو۔ فریش مت ہوا بھی۔ میڈیسن کھانے کے بعد ہو"
جانا۔ "وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔

موسیٰ نے اس کے کپڑے نکالے۔ کمرے میں ویسے ہی نیم اندھیرا تھا۔
اس نے خود ہی پری کو کپڑے پہنائے۔ پھر اس کا ماتھا چومتے حارث کو دائی
اور بیلا کو کھانا لانے کا کہا۔

حارث خود جا کر پاس ہی بسے چھوٹے سے گاؤں سے اس دائی کو لے آیا۔ اس
نے موسیٰ سے کل رات کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا۔

نہ ہی موسیٰ نے اسے کچھ کہا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا اس میں اس کا اپنا قصور
زیادہ ہے باقی کسی کی بھی نسبت۔ تو وہ کسی سے سوال نہیں کر سکتا تھا۔ مگر وہ
اس لڑکی کو بھول گیا۔

حارث کے دائی کو لاتے ہی بیلا اسے اوپر لے آئی۔

موسیٰ نے انہیں پری کے پاس کر سی رکھ دی۔ پھر انہیں پری کی حالت بتائی تھی۔ جو وہ دیکھتے ہی سمجھ گئی تھیں۔

موسیٰ کو باہر بھیج انہوں نے خود اس کا چیک اپ کیا۔ وہ موسیٰ کو پہلے سے جانتی تھیں۔

حادثہ نے یہ ہی کہا تھا موسیٰ کی بیوی کو چیک کرنا ہے۔

موسیٰ باہر انتظار کر رہا تھا۔ اندر اس کی وائٹ ان کے سوالوں پر سر جھکائے مشکل سے جواب دے رہی تھی۔

وہ اس چھوٹی سی چھوٹی موٹی سی لڑکی کو دیکھ رہی تھیں۔ انہیں اس لڑکی پر بہت پیار آیا تھا۔

انہوں نے اس کو جڑی بوٹیوں کی بنی کوئی دوا دی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اپنا خیال رکھنے اور اچھی خوراک کھانے کی تلقین کی۔ موسیٰ کو بھی اس کا خیال رکھنے کا کہتے چلی گئیں۔

موسیٰ پھر اسے خود اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا۔ میڈیسن دی جوا نہوں نے دی تھی۔

پری بھی سکون سے اس کے ہاتھ سے نوالے لیتے کھا رہی تھی۔
موسیٰ خالی ٹرے سائیڈ پر رکھتے اس کے ساتھ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھا۔

پری بھی اب کچھ بہتر تھی۔ اس نے اپنا سر موسیٰ کے کندھے پر رکھ لیا۔
موسیٰ تم بہت برے ہو۔ "وہ مسکرایا۔ اس کا پس منظر اچھے سے جانتا تھا۔"
میں ریڈ سے بات کروں گا۔ وہ پری ماما سے ہم دونوں کی شادی کی بات
کریں۔ "موسیٰ کی بات پر بھی اس نے رد عمل نہیں دیا۔
موسیٰ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ "وہ سمجھتا تھا یہ کیوں ہے۔"
وہ کچھ نہیں بولا۔ پری ہی مزید بولنے لگی۔

اگر بچہ ہو گیا تو؟؟؟ "اس کا ڈر جائز تھا۔ اور جس قدر تیزی سے وہ سوچتی"
تھی یہ ڈر تو بالکل ٹھیک تھا۔

تو ہم دونوں ماما بابا بنے گیں۔ اور کیا؟؟ فکر مت کرو۔ کوئی تمہیں کچھ نہیں " کہے گا۔ میں ریڈ کو صبح ہی اپنا فیصلہ سنا دوں گا۔ اس سے پہلے ہماری شادی ہو جائے گی۔ " موسیٰ کی بات پر وہ کچھ پر سکون ہوئی۔

موسیٰ اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔ وہ کچھ پر سکون ہوتے اس کے کندھے پر سر رکھے ہی سو گئی۔

موسیٰ اسے ٹھیک سے لیٹاتے خود باہر آیا۔ جہاں حارث لان میں چکر لگا رہا تھا۔ موسیٰ اس کے پاس آیا۔

اگر دوبارہ کبھی میں اس حالت میں ہوں تو مجھے گھر مت آنے دینا۔ چاہے " مجھے بے ہوش کرنا پڑے۔ " حارث نے خاموشی سے ہاں میں سر ہلایا۔

وہ لڑکی کہاں ہے؟؟ " موسیٰ کے سوال پر اسے بھی وہ لڑکی یاد آئی تھی۔ " "

قید خانے میں ہے۔ آپ کے حکم کا ہی انتظار ہے۔ " اسے واقعی موسیٰ کی " طرف سے کسی اشارے کی توقع تھی اس لڑکی کے لیے۔

اسے وارن کرتے چھوڑ دو۔ اسندہ ایسی لڑکیاں پارٹیز میں نہیں ہوں گیں۔"

یہ اعلان بھی کر دو۔ "حارث کے جانے پر وہ کچھ دیر ان پودوں کو چیک کرنے کے بعد واپس کمرے میں آ گیا۔

رات پوچکی تھی۔ لیل سوچکی ہوتی۔ ورنہ وہ اسے ابھی کال کر دیتا۔ ویسے بھی اسے تین دن تک پری کو واپس چھوڑ کر انا تھا۔ ضروری تھا وہ ابھی بات کر لے۔ جو وہ صبح ہر حال میں کرتا۔



منہا ساری رات سو نہیں سکی۔ اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔ اس کے لیے یقین ناممکن تھا۔

وہ ساری رات صوفے پر بیٹھی شایان کی کہی بات کے متعلق ہی سوچتی رہی
اور وہیں نا جانے کب سو گئی۔ اسے علم ہی نہیں ہوا۔

ابھی وہ انکھیں مسلتے اٹھی مگر دھیان کھڑکی کی طرف جاتے ہی وہ چونکی۔
سورج کی روشنی نے پورے کمرے کا بسیرا کر رکھا تھا۔ یقیناً دوپہر ہو چکی تھی
اور وہ سوتی ہی رہی۔

وہ ایک جھٹکے سے اٹھتی مگر اچانک رک گئی۔ اس نے ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھا۔
جیسے محسوس کرنا چاہتی ہو واقعی اس کے وجود میں کوئی ننھا وجود پل رہا ہے۔
اس کے دل میں عجیب سا خیال جاگا تھا۔ اس نے اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرنا
شروع کر دیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ سی چھا گئی۔

وہ آرام سے اٹھتے اپنے کے سامنے آئی۔ وہاں اپنے عکس کو دیکھتے مسکرائی۔
وہ یہ بات جان کر دکھی نہیں تھی۔ وہ اپنے دل میں محسوس کر سکتی تھی۔
جہاں نئے جزبات اٹھ رہے تھے۔۔

وہ خوشی سے یوں خود کو دیکھتے باہر کی طرف بڑھ گئی۔ تاکہ کچھ کھا سکے۔ اسے
بھوک بھی لگی تھی اور بچے کو بھی تو کچھ کھلانا تھا۔

باہر نکلتے اس نے ہاتھ نیچے کر لیا۔ وہ نہیں چاہتی تھی انعم کو کچھ پتا چلے۔ ویسے
بھی جمعہ کو اس کی رخصتی ہو جاتی پھر ہی معلوم ہوتا تو اچھا تھا۔ ابھی وہ خیام کو
دکھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ جس نے اسے سگے باپ سے زیادہ چاہا تھا۔

^^^

موسیٰ پری کا ماتھا چوما۔ وہ پر سکون سی سو رہی تھی۔ وہ آرام سے اٹھتے ایک
سائیڈ سے اترتے باہر آگیا۔ ساتھ اپنا فون بھی لے آیا۔
اسے لیل سے بات کرنی تھی۔

اسلام و علیکم ریڈ!!!... "لیل خوشی سے سلام کا جواب دیا تھا۔"

ریڈ اب طبیعت کیسی ہے آپ کی؟؟ "اسے یاد تھا سب کچھ۔"

میں ٹھیک ہوں۔ سکندر خیال رکھتے ہیں میرا بہت۔ "الیکزینڈر سامنے ہی"
کھانا بنا رہا تھا۔ اور وہ پاس شیف پر بیٹھی تھی۔

وہ دونوں جم کے بعد ابھی فریش ہو کر ایسے تھے۔

اب چاہتی ہیں میں جیلز فیل کروں اپ اپنے سکندر کے ساتھ میرے بغیر " خوش ہیں۔ " وہ بات کرتے کافی خوش تھا۔

میں چاہتی ہوں تم خوش ہو جاؤ۔ تمہارا باپ تمہاری ریڈ کا اچھے سے خیال " رکھ رہا ہے۔ " وہ بھی اس کی ماں تھی۔

اچھا کیا کر رہے ہیں ابھی ڈوڈ؟؟؟ " موسیٰ کچن میں آگیا۔ "

اس نے بھی سوچا پری کے لیے کچھ ہیلتھی سا بنالے۔

کھانا بنا رہے ہیں۔ یہ وقت ویسے بھی ان کے کچن ٹائم میں شمار ہوتا ہے۔ " " "

الیکزینڈر اسے گھورا جو خود شلف پر بیٹھی کیک کھا رہی تھی۔

اور آپ کے کیک کھانے کا۔ " لیل کھلکھلا کر ہنسی۔ "

ادھر موسیٰ نے تو ادھر الیکزینڈر نے دل ہی دل میں اس کی ہنسی کا صدقہ

اتارا۔

ذرا سائیڈ پر جائیں مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔ "وہ الیگزینڈر کے سامنے"
اسے شاک نہیں دے سکتا تھا۔

لیکن تمہارے تو کوئی ڈاکومنٹ کمرے میں نہیں ہیں۔ اچھا پھر بھی میں "
دیکھتی ہوں۔" الیگزینڈر کے سامنے سے جانے کا بہانہ تھا۔

الیگزینڈر نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے شلف سے نیچے اتارا۔ مگر اس کی
کمر سے ہاتھ ہٹاتے اسے آزاد نہیں کیا۔

اپ کے بیٹے نہ سہی مگر آپ سے واقف ہوں۔ یہ بہانہ میرے سامنے "
فضول ہیں۔" الیگزینڈر نے اسی کان میں سرگوشی کی جس طرف لیل نے
فون لگایا تھا۔

ادھر موسیٰ اچھے سے سمجھ چکا تھا کیا سیچویشن ہوگی۔ وہ فون سپیکر پر کرتے
خود چیزیں نکالنے لگا۔ بیلا کو پودوں کو پانی دینے بھیج دیا تھا۔

لیل اس کی آنکھوں میں دیکھتے اپنا ایک ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھتے دبایا۔
الیگزینڈر اس کی گال چومتے اسے آزاد کیا۔

وہ اسے گھورتے چلی گئی۔ جو مسکرایا تھا اپنی حرکت پر۔

بولو موسیٰ!!!...."لیل باہر آگئی۔"

مجھے شادی کرنی ہے۔ لڑکی میں نے پسند کر لی ہے۔ مجھے وہ جلد از جلد "میرے نکاح میں چاہیے۔" موسیٰ کی بات پر وہاں لیل حیرت میں گھری تھی۔

بچے تھم کر۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے۔" وہ کچھ دیر بعد بولی۔"

موسیٰ پیسٹری کے لیے مکسچر بناتے رکا۔

وہ سب سے شادی کرنی ہے مجھے۔ پری ماما سے بات اپ خود کریں گیں۔"

ادھر لیل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بھائی۔

اچھا میرے بیٹے کا دل کسی چڑیل پر اگیا۔ مجھے تو حیرت ہو رہی ہے کیسے؟؟؟"

وہ سمجھی موسیٰ مزاق کر رہا ہے۔

معصومہ عرف پری بنت جنید سے شادی کرنی ہے مجھے۔ اور نہ کی کوئی " گنجائش نہیں۔ " لیل کی انکھیں حیرت سے پھٹیں۔ وہ اب سمجھی وہ پری ماما مومنہ کو کہہ رہا تھا۔

موسیٰ دماغ جگہ پر ہے تمہارا۔ وہ بچی ہے ابھی۔ " لیل غصے سے کہا تھا۔ " بڑی ہو جائے گی۔ آپ میری شادی ہونے دیں اس سے بس۔ " وہ بتا نہیں سکا وہ بڑی کر چکا ہے۔

موسیٰ یہ ممکن نہیں ہے۔ تم اچھے سے جانتے ہو۔ پھر جنید اور سکندر۔۔۔ وہ " دونوں ہی نہیں مانیں گیں۔ " لیل نے اسے سمجھانا چاہا۔ اگر میں نے خود کچھ کیا تو سب ممکن ہو جائے گا۔ مگر آپ لوگوں کو وچ " نہیں ملے گی۔ " اس نے دھمکایا۔

موسیٰ تم اپنے باپ کو اچھے سے جانتے ہو۔ " اس نے بے بسی سے کہا تھا۔ " میں اپنی ریڈ کو بھی جانتا ہوں۔ وہ اپنے سکندر کو منالیں گیں۔ " انہوں نے " فون کو گھورا جیسے موسیٰ ہو۔

اس دفہ یہ ممکن نہیں ہے۔ "لیل کے صاف انکار پر موسیٰ نے سانس بھری۔

اپنے سکندر کے لیے تو آپ یہ بخوشی کرتیں۔ "لیل اس کی بات پر پھر فون سامنے کرتے گھورا۔

میں اسے گولی مار دیتی اگر اس کو خیال بھی اتا کسی سے شادی کا۔ "وہ طنز کر رہا تھا سکندر کے لیے آپ سب کچھ کر سکتی ہیں میرے لیے نہیں مگر وہ الٹا ہی سمجھی تھی۔

اچھاناں موم پلیز۔ مجھے پری سے شادی کرنی ہے۔ "اب وہ بچوں کی طرح ضدی لہجے میں بولا۔ ادھر لیل جیسے بے بس ہوئی۔

موسیٰ؟؟؟.... "موسیٰ جانتا تھا مشکل کام ہے مگر لیل کر لے گی۔ یہ یقین بھی تھا۔

کوشش کریں اگر ہوا تو ٹھیک ورنہ میں دیکھ لوں گا۔ "لیل سمجھ رہی تھی وہ کیسے دیکھتا۔

صرف منگنی کر لیں تو کیا خیال ہے؟؟؟ "شادی مشکل تھی مگر منگنی نہیں۔"
نہیں، شادی۔ منگنی نہیں۔ اور پہلے پری ماما سے بات کیجئے گا۔ وہ سماں بڑی "
سے خود بات کرتے انہیں منالیں گیں۔ "موسیٰ کی بات پر لیل نے تاسف
سے ناں میں سر ہلایا۔

اس کا بیٹا بہت چالاک اور پلان بنانے والا انسان تھا۔
ہاں اب تو اسان ہو گا۔ ویسے بھی شایان کی شادی طے ہو گئی۔ مومنہ کو اب "
پری کی شادی کسی سے تو کرنی ہے۔ تم سے تو اسے ویسے بھی بہت محبت
ہے۔ "موسیٰ لیل کی پہلی بات میں اٹکا تھا۔

شایان کی شادی؟؟؟؟... "پہلی دفہ وہ کسی بات سے لاعلم تھا۔"
شایان کی انعم سے ہونی ہے۔ رومان اور ہانیہ کے ساتھ ہی۔ وہ انعم کو پسند "
کرتا تھا۔ ہیر نے خیام سے بات کرتے رشتہ لے لیا۔ "لیل نے مختصر کہانی
بتائی۔

پہلی دفہ خوش بھی ہوئی جو موسیٰ سب نہیں جانتا۔ اسے کچھ تو معلوم نہیں۔

وہیں موسیٰ دوبار بات کرنے کا کہتے کال کاٹی۔ اسے اب شایان پے شدید غصہ تھا۔ جو اسے بتائے بغیر یہ قدم اٹھالیا۔

موسیٰ ابھی شایان کو کال ملاتا مگر دوزم ہاتھ اس کے سینے کے گرد بندھے تھے۔ اس کے ساتھ ہی سر بھی اس کی پشت پر رکھا گیا

تم نے مجھے کیوں نہیں اٹھایا۔ "موسیٰ تاثرات نارمل کرتے فون شیف پر" رکھا۔ اسے سامنے کیا جو ابھی سوئی اٹھی تھی۔ اور اسی حالت میں تھی۔ اس نے کپڑے بھی نہیں بدلے تھے۔

بکھرے حولیہ اور بالوں میں وہ اس کے سامنے تھی۔ اب اس کی حالت بھی پہلے سے کافی بہتر تھی۔ موسیٰ نے اسے سینے میں بھینچے ہی اس کا ماتھا چوما۔ وہ مسکرائی۔

تم سو رہی تھی اس لیے۔ اور اب طبیعت کیسی ہے؟؟ کہیں درد تو نہیں ہو۔"
رہا؟؟؟؟۔۔۔"موسیٰ کے سوال کا جواب اس نے سرناں میں ہلا کر دیا تھا۔ مگر
اس کے سینے سے الگ نہیں ہوئی۔۔

مائے وچ!!!۔۔۔"پری نے مکہ اس کے سینے پر مارا۔"

یہ مت کہا کرو مجھے۔ یہ لفظ نہیں پسند ہے ناں۔۔ جیسے میں کوئی چڑیل "
ہوں۔" وہ غصے سے کہتے موسیٰ کو بہت پیاری لگی تھی۔

موسیٰ اسے بے بسی سے دیکھ جو اس کے سینے سے الگ نہیں ہو رہی تھی۔ اس
نے ویسے ہی ٹرے اٹھاتے اوون میں رکھ دی۔ ٹائم سیٹ کرتے اس نے
پری کو اوپر بازوؤں میں اٹھالیا۔

فریش ہو جاو۔ آج ناشتہ جھیل کنارے کریں گیں۔ رونٹک ماحول "
میں۔" موسیٰ نے لب دبائے کہا۔

وہ اس کے سینے سے اٹھاتے اسے دیکھنے لگی۔ پھر جھکتے اس کی گال چومی۔
موسیٰ نے اسے کمرے کے اندر اترا۔

یہ پہنو گی ا ج تم۔ "موسیٰ نے کبرڈ کے نیچے سے ایک پیک ڈریس نکال کر"
دیا۔

وہ کوئی فراک تھی اس کے ساتھ ہی ٹائٹس۔ وہ فراک کچھ ماڈرن ڈیزائن میں
بنی تھی۔ اس لیے طے کرنا مشکل تھا فراق ہے یاں عبا یا۔
پری وہ لیتے تیار ہونے چلی گئی۔

موسیٰ نے حارث کو کال کرتے انتظام کرنے کا کہا۔ بیلا کو کھانا پیک کرنے کا۔
وہ چاہتا تھا اس کے جانے سے پہلا وہاں سب تیار ہو۔ ویسے بھی ناشتہ کو بہت
دیر پور ہی تھی۔

پری اسے روم میں نہ دیکھ جلدی سے بال ڈرائے کرتے انہیں اپنی پشت پر
کھلا چھوڑ دیا۔

مگر وہاں پری پنزدیکھ وہ مسکرائی۔۔

اس نے پکڑتے ان پنز کی مدد سے بال اچھے سے سیٹ کیے۔ وہ تتلی کی
صورت میں بنی پنز بہت پیاری لگ رہی تھی۔

وہیں ایک تتلی کی شپ کا لاکٹ تھا۔ اس نے وہ بھی پہن لیا۔ ایک چھوٹا سا
پھولوں کا کراون دیکھ وہ خوش ہوئی تھی

اس نے مسکراتے جلدی سے وہ اپنے سر پہ پہنا۔ اسے بھی اچھے سے سیکیور
کرتے وہ باہرائی۔ اس نے پاؤں میں شوز ہی پہنے تھے۔ وہ اچھے سے جانتی
تھی جنگل میں جانور نہ صحیح کیڑے مکوڑے تو ضرور ہوں گیں۔ جن سے وہ
بہت ڈرتی تھی۔

موسیٰ اسے باہراتے دیکھ مسکرایا۔ وہ ایک پل کے لیے تو ٹھہر ہی گیا تھا۔ وہ
بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ مگر ابھی بھی بچی ہی تھی۔
چلیں؟؟؟ "پری کے پاس آنے پر وہ مسکرایا۔"

یس مائے وچ۔۔۔ "اس کے آخری لفظ پر پری نے منہ بنایا۔ اور اس نے
منہ کو جھکتے موسیٰ نے چوما۔ وہ سرخ پڑی تھی۔

اس نے کسی میک اپ کا استعمال نہیں کیا تھا۔ وہ ویسے ہی خوبصورت تھی۔
موسیٰ کی قربت میں اسے کسی لالی کی ضرورت تو نہیں تھی۔

موسیٰ کے ساتھ باہر اتے وہ یک دم رک گئی۔ اس نے سامنے کھڑے گھوڑے کو دیکھا۔

موسیٰ یہ؟؟؟.... "وہ خوشی سے اس کا بازو تھماتے اس کے ساتھ لگی۔"
یس مائے وچ۔ یہ اپ کا پسندیدہ گھوڑا۔ اخال تکہ۔۔۔ "پری کو موسیٰ کے"
پاس اصطلبل میں موجود سب گھوڑوں میں وہ سب سے زیادہ پسند تھا۔
موسیٰ انہیں ان کے نسلی نام سے ہی پکارتا تھا۔ مگر پری کو تو وہ بہت خوبصورت
لگتا۔ وہ اکثر موسیٰ کی تصاویر میں اسے دیکھتی تھی۔ اسی لیے موسیٰ اناج سواری
کے لیے اسے لے آیا۔

یہ گھوڑوں کی نسل کی سب سے خوبصورت گھوڑے تھے۔ ان کے لمبے بال
اور ملائم جلد اور وفادرای انہیں سب سے پرکشش بناتے تھے۔ وہ سفید رنگ
کا گھوڑا تھا۔

موسیٰ اس کا نام میں رکھ لوں پلیز۔ مجھے اس پر یہ نام اچھا نہیں لگ رہا۔"
اس نے موسیٰ کی پر امید نظروں سے دیکھا۔

موسیٰ نے مسکراتے ہاں میں سر ہلایا۔ وہ دونوں چلتے اس گھوڑے تک آ گئے۔ موسیٰ نے پری کا ہاتھ تھامتے اخال کو اس کے مالک کے لمس سے روشناس کروایا۔ اس نے بھی انکھیں بند کرتے پری کے لمس کو حفظ کر لیا۔ موسیٰ اس کا ہاتھ تھامتے اپنے ہاتھ کے نیچے دباتے اس کے چہرے پر پھیرا۔ پھر پشت پر۔ پری کو یہ گد گدانے والا لمس پسند آیا تھا۔ اور گھوڑے کو اپنی چھوٹی سی پیاری سی مالکن۔

وہ اس بات کو آواز نکالتے بتانے لگا تھا جب اس کی آواز پر ڈرتے پری موسیٰ کے پیچھے چھپی تھی۔ موسیٰ نے پکڑتے اسے سامنے کیا۔ وہ تم سے مل کر خوش ہے۔ یہ ہی بتا رہا ہے۔ "موسیٰ نے پلٹتے اسے حوصلہ" دیا۔ وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔

موسیٰ خود بیٹھتے اسے بھی کمرے سے تھامتے اوپر اپنے سامنے بٹھایا۔ وہ سامنے دیکھ کھلکھلائی۔ وہ گھوڑا پاؤں مارتے چلنے کے لیے تیار تھا۔

موسیٰ نے اس کو اشارہ کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑنے لگا۔ پری کو تنگ کرنے کے لیے موسیٰ نے اس کو مزید تیز دوڑایا۔ وہ چیختے موسیٰ کے وجود میں چھپنا چاہتی تھی۔ اس کے بال سارے ہوا میں بکھرنے لگے۔ مگر کراؤن نہیں ہلا۔ اس نے ضرور بہت اچھے سے فکس کیا تھا۔

پری کے رونے پر موسیٰ نے اس کے بال سہلایے۔ وہ کچھ نرم پڑا۔ مگر اب فاصلہ بھی کم تھا۔ یوں درختوں سے اتنی تیزی سے گزرنے کی وجہ سے پری کے بال گھونسلابن چکے تھے۔ موسیٰ نے ہاتھ سے انہیں درست کیا۔ اس کے کپڑوں سے پتے اور پھول الگ کیے۔ وہ ڈھیلی سی بیٹھی تھی۔ یہ یقیناً غصہ تھا۔

وہاں پہنچتے موسیٰ نے خود اترتے پری کو بھی نیچے اتارا۔ وہ اسے اگنور کرتے اگے چل دی۔ جہاں سے جھیل اس نے پہلے دن دیکھی تھی۔

موسیٰ نے گھوڑے کو وہیں چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ وہ موسیٰ کے بتائی جگہ سے ہلتا بھی نہیں۔ ان کی یہ خاصیت بھی بہت پیاری تھی۔ اور پرکشش بھی۔

وہ خوشی سے جھومتے وہ سب دیکھ رہی تھی۔ وہاں دسترخوان بچھاتے اس پر کھانا رکھا گیا تھا۔ پاس ہی دو چئیرز بھی لگی تھیں جیسے سوئمنگ پول پر ہوتی ہیں۔ ان کے ساتھ لگے ٹیبل پر جو سزاور ساتھ ہی ان کے نیچے اس بیکرز تھے۔

موسیٰ اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اس کے کان کی لو پر پھونک ماری۔ وہ مسکراتے پلٹی پھر اس کے سینے سے ہی لگ گئی۔ موسیٰ یہ بہت پیارا ہے۔ مجھے یہ بہت اچھا لگا۔ "موسیٰ مسکراتے اسے ساتھ" لیتے وہیں دسترخوان پر آ بیٹھا۔

موسیٰ اس کے لیے کھانا نکالا اور وہیں سے خود بھی کھانے لگا۔ وہ دونوں ایک ہی سائیڈ پر بیٹھے تھے۔ ساتھ ہی نیچے کھانا بھی پڑا تھا۔ مگر بند برتنوں میں۔

مائے وچ!!! کیا تمہیں واقعی اس روز میرا پاس آنا برا نہیں لگا۔ اور میں نے "تمہیں تکلیف تو نہیں دی ناں ان دنوں کوئی بھی؟؟؟..." "موسیٰ کے سوال پر وہ سر جھکا گئی تھی۔

چہرہ سرخ ہوا تھا جیسے خون نچوڑ کر چہرے پے جمع کر لیا گیا ہو۔ وہ کیا جواب دیتی۔ موسیٰ اس کے تاثرات ہی دیکھ رہا تھا۔ موسیٰ نے اس کی طرف جھکتے کان میں سرگوشی کے انداز میں پوچھا تھا۔ وہ موسیٰ کے مزید پاس ہوتے اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔ شاید جواب دینے کے لیے خود کو تیار کر رہی تھی میری محبت تمہاری دی تکلیف بھی برداشت کر سکتی ہے مگر بس اس تکلیف میں کوئی تیسرا نہ ہو۔" وہ یقیناً لیل کی طرح کا جواب دینا چاہتی تھی۔

موسیٰ اکثر اسے لیل کے اور الیگزینڈر کے بارے میں بتاتا رہتا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ لیل کو انڈیلا نر کر چکی ہے۔ ایک عورت کی اپنے شوہر سے محبت کے طور پر۔

اب وہ لیل کے ہی انداز میں جواب دینے کی کوشش کرے گی۔

ریڈیہ جواب نہیں دیتیں۔ ان کے جواب مختلف اور دل کر گرویدہ کر " دینے والے ہوتے ہیں۔ تم پری ہی رہو۔ لیل نہیں بنو۔ " موسیٰ لب دبائے سرگوشی میں ہی کہا تھا۔

پری اس کے سینے پر مکہ مارا۔ موسیٰ مسکرایا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا وہ کیا سوچ رہی تھی اور اس نے کیسا جواب دیا۔

ریڈ کو اندھا یقین ہے ان کا سکندر کبھی کسی تیسرے کو ان کے درمیان میں " نہیں لائے گا۔ اور یہ وہ غصے سے جتنا ناکہ پیار سے۔ موسیٰ کی باتیں سننے کے لیے وہ واپس سروہیں رکھ گئی۔

اب بتاؤ میرا پاس آنا برا لگا تھا کہ نہیں؟؟... " وہ بے بس ہوئی۔ پھر رخ " اس کی طرف کرتے مکمل ہی اس کے سینے سے لگی۔ موسیٰ بھی اس کے ارام سکے غرض سے اسے گود میں بٹھالیا

جب تم رات کو پاس آنا چاہتے تھے میں تمہیں روک رہی تھی۔ مگر جیسے ہی " تم نے کہا تم کسی اور لڑکی کی بانہوں میں چلے جاؤ گے میں تڑپ گئی۔ پھر مجھے

کچھ یاد نہیں رہا۔ مگر تمہاری قربت میں نرمی تھی۔ تم مجھے سختی سے چھو بھی نہیں رہے تھے۔ اتنی نرمی کہ میں خود بہک گئی۔ تمہاری سانسوں سے سانسیں لینے لگی۔ تمہارے بالوں میں انگلیاں الجھانے لگی۔ مجھے وہ اچھا لگ رہا تھا۔ "وہ بہت مدھم آواز میں سرگوشی سے بول رہی تھی۔ موسیٰ مکمل اس کی طرف متوجہ سن رہا تھا۔ وہ جاننا چاہتا تھا اس نے کیسا محسوس کیا۔

تم نے زبردستی نہیں کی تھی۔ تم مجھ سے اجازت مانگ رہے تھے۔ جو میں " نے خود تمہارے ہونٹوں پر جھکتے دی تھی۔ پھر صبح تم اس قدر جنونی انداز میں میرے پاس آئے۔ مجھے چھو میں تڑپ گئی مگر تکلیف نہیں ہوئی۔ بس تمہارے اس قدر شدت سے چھونے سے میری جان جا رہی تھی۔ پھر مجھے بعد میں وہ تڑپ یاد ہی نہیں رہی بس تمہاری سانسوں کی تپش یاد رہی۔ جنون سے چھونا یاد رہا۔ بس۔۔ "موسیٰ اس مکمل خود میں بھر چکا تھا۔

اس کی باتیں سنتے وہ پھر سے آنکھوں میں خمار بھرتے اسے دیکھنے لگا۔

پری نے اوپر ہوتے اس کی گردن کی ہڈی پر ہونٹ رکھے۔ موسیٰ اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اس کا چہرہ سامنے کیا۔ وہ انکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی۔ جس کی پکڑ میں نرمی تھی مگر وہ گرفت سے آزاد نہیں ہو سکتی تھی۔ اپنی جان کے پیچھے کیوں پڑی ہو۔ تمہاری ان باتوں پر بہکتے اگر میں تم میں " اتر گیا تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گی۔ " موسیٰ واقعی بہکنے لگا تھا۔ موسیٰ نو۔ ابھی میں چھوٹی ہوں۔ دوبارہ نہیں۔ " موسیٰ اس کے ہونٹوں کا " بوسہ لیتے پیچھے ہوا۔

وہ واقعی چھوٹی تھی۔ یہاں آکر وہ بے بس تھا۔ ویسے چھوٹی رہی تو نہیں تم۔ بس عمر بھی بڑ جائے تو بات بنے گی۔ " وہ " موسیٰ کی بات پر چہرہ اس کی گردن میں چھپا گئی۔ موسیٰ نے ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے ہلکا ہلکا سا موو کیا وہ مزید اس میں گھسنے لگی۔ موسیٰ مسکرایا۔

میں اگر تمہاری ان حرکتوں پر بہک.... "وہ مزید بولتا جب پری نے اسے "ٹوک دیا۔

مجھے تمہارے گھوڑے کا نام رکھنا ہے۔ "موسیٰ چپ ہو گیا۔"

کیا نام؟؟؟؟؟ "وہ پہلے نام سننا چاہتا تھا۔"

موسیٰ نے پیچھے تکیے کو ٹیک لگالی۔ پر بھی اس کی گود سے نہیں نکلی۔

موسیٰ نے پیسٹری اٹھا کر اسے دی۔ وہ مسکراتے اس کے ہاتھ سے ہی کھانے لگی۔

تیز بہادر... "خوشی سے بتایا تھا۔"

یہ کیسا نام ہے؟؟؟ "موسیٰ کو پسند نہیں آیا تھا۔"

وہ اتنا تیز دوڑتا ہے اور پھر تمہارے پاس رہتا ہے۔ تمہارا غصہ برداشت کرتا"

ہے۔ دوڑ کی وجہ سے تیز۔ تمہارے پاس رہنے کی وجہ سے بہادر۔ تو ہواناں

تیز بہادر۔ "موسیٰ کو یہ منطق نرالی ہی لگی تھی۔

پھر بھی اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔ وہ جانتا تھا اب وہ اس نام سے پیچھے نہیں
ہٹتی۔

کھالو تم بھی۔ "پری نے پیسٹری کالبوں میں دباتے اسے بھی کہا تھا۔"
اس کا اشارہ کچھ تھا موسیٰ سمجھا کچھ۔

وہ اس کی گردن میں ہاتھ دیتے اس کے ہونٹوں پر جھک آیا۔ وہ لقمہ ابھی اس
نے نگلا بھی نہیں تھا۔ موسیٰ اسے اس کے حلق سے اپنے حلق میں اندیل گیا۔
پری نے دونوں بازو اس کی گردن میں باندھ دیے۔ مزاحمت نہیں کی۔
موسیٰ اس کی سانسوں سے سانس لیتے اس کی سانسیں روک گیا۔ وہ تڑپ
اٹھی تھی مگر سوائے اس کے کندھے دبوچنے کے کچھ نہیں کیا۔

موسیٰ اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دبائے انہیں چوس رہا تھا۔ پھر ہلکا
سادانتوں سے کاٹتے جیسے اس کی سسکیاں بھی خود میں ہی دبا گیا۔ پہلے کے
بھی اس کے ہونٹوں پر نشان تھے۔ ان پر ہونٹ رکھتے وہ اس کے ہونٹ کھا
رہا تھا۔

بتوں کی سرسراہٹ پر موسیٰ اس سے الگ ہوا۔ وہ اس کے سینے پر سر رکھتے
لمبے لمبے سانس لینے لگی۔

وہاں کوئی گلہری پیچھے کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔ پری نے بھی اسے دیکھا۔
وہ منہ موسیٰ کے سینے میں چھپا گئی۔

موسیٰ نے وہیں پڑی بریڈ کے ٹکڑے کرتے اس کی طرف اچھالے۔ وہ
پکڑتے دوڑ گئی۔

موسیٰ پھر اسے دیکھا جس کی سانسیں ہی ہموار نہیں ہو رہی تھیں۔ موسیٰ نے
جھکتے اس کی سانسیں واپس دینا شروع کر دیں۔ اب وہ اپنے سینے میں بھری
سامسیں اسے لوٹا رہا تھا۔ مگر یہ بھی اس ننھی سی جان کے لیے مشکل پیدا کر
رہا تھا۔

اب موسیٰ کے پیچھے ہٹتے وہ پانی کا گلاس اٹھاتے پینے لگی۔

موسیٰ نے پاس پڑے میٹرس پر اسے لیٹایا۔ اپنی چادر اٹھا کر اس کے وجود پر
دی۔ وہ موسیٰ کا ہاتھ تھامتے اپنے سر کے نیچے رکھ گئی۔

موسیٰ نے دائی کی دی دوائی نکالتے اسے پانی میں بھگوادیا۔ یہ کھانا کھانے کے ادھے گھنٹے بعد دینی تھی۔ وہ بھی پانی میں بگھو کر۔

موسیٰ خود اس کے ساتھ ہی لیٹ گیا۔ اپنا سر دوپلو اکھٹے کرتے ان پے رکھا پری کو سینے پر لیٹایا۔ سامنے ہی جھرنے سے کچھ چھینٹیں کبھی ان کے وجود پر بھی آپڑتی۔ پری مسکراتے تب آنکھیں بند کر جاتی۔

جب تم ریڈ کے لیے کراؤن لائے تھے میرا دل چاہا تھا تم میرے بھی "کراؤن لاؤ۔ مجھے اپنے ہاتھوں سے پہناؤ۔ مگر میں نے تم سے نہیں کہا۔ کہیں تم یہ نہ سمجھو میں حسد کر رہی ہوں۔ مگر تمہارا یہ کراؤن دیکھ میں صبح بہت خوش ہوئی تھی۔" ہلکی سی آواز میں دل میں دے جشبات سے اگاہ کرتے وہ موسیٰ کو بہت پیاری لگی تھی۔

موسیٰ نے اسے روبرو کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

میں اچھے سے جانتا ہوں تم تب کیا سوچ رہی تھی۔ تمہارے جزاات سے " اچھے سے آگاہ ہوں۔ اس دل کے سارے رستے مجھے معلوم ہیں۔ "موسیٰ نے جھکتے اس کے دل کے مقام پر ہونٹ رکھے۔ پھر وہ ناک سے ہلکا سا گدگدایا۔ وہ کھلکھلاتے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی موسیٰ خود ہی پیچھے ہو گیا۔ وہ بھی واپس اس کے سینے سے لگی۔

یہ تو میرا کمال ہے جو تمہیں اپنے دل کے سارے چور رستے بتا دیے۔ کہ تم " کہیں سے بھی اندر گھس جاؤ۔ "موسیٰ اس کی بات پر متاثر ہوا۔ اور اس کا اظہار اس نے پری کی گردن سے سانسیں بھرتے کیا تھا۔ وہ ہلکا سا کپکپائی تھی اس قدر شدت دیکھ کر۔۔

موسیٰ تم مجھے وچ کیوں کہتے ہو؟؟؟ "موسیٰ کا مزید کوئی رد عمل نہ دیکھ اس " نے سوال کیا۔

کیونکہ شیطانوں اور درندوں کی دنیا میں نرم مزاج پر یاں نہیں ہوا کرتیں " صرف وچز ہوتی ہیں۔ چڑیلیں جو اپنی دہشت سے ہی کسی کی بھی جان لے

لیں۔ ان کا خون آخری قطرے تک پی جائیں۔ "پری نے جھر جھری لی تھی۔

اس کے وجود میں جیسے کرنٹ سادوڑ گیا تھا۔ پورا وجود جیسے اس کی باتوں سے سحر سے جکڑے جانے کا ڈر ہو۔ اس کے کان کی لو و تک جیسے پریشانی سے کھڑی ہو چکی تھی۔

موسیٰ کی یہ باتیں اسے ڈرا دیتی تھیں۔ اسی لیے وہ کبھی اس کے سامنے ایسی باتیں کرنے سے پرہیز برتا تھا مگر وہ بھی ناجانے کیوں شیر کی کچھار میں ہاتھ دیتی تھی۔۔

پرسوں شام مجھے تمہیں واپس چھوڑنے جانا ہے۔ میں بھی وہیں رکو گا۔ " ہمارے جانے کی اگلی صبح رومان اور ہانیہ کا نکاح ہے۔ "پری نے خاموشی سے اس کی ساری بات سنی تھی مگر ابھی اس کا یہاں سے جانے کا موڈ نہیں تھا۔ مجھے ابھی نہیں جانا۔ میں روز یہاں ناشتہ کروں گیں۔ پھر ڈنر کے لیے کسی " دوسری جگہ جائیں گیں پہاڑوں کے پار کہیں۔ جہاں خوبصورت قدرت کے

خوبصورت مناظر ہوں مگر واپس نہیں جانا بھی۔ "وہ منہ بنائے لاڈ سے بولی۔

موسیٰ نے اس کا ماتھا چوما۔ وہ جانتا تھا وہ یہاں کی سب چیز ہں انجوائے کرنا چاہتی تھی۔

ہمیشہ کے لیے یہاں بسنا ہے تو واپس جانا تو ضروری ہے۔ تبھی تو باقاعدہ "طور پر رخصت ہو کر یہاں آؤ گی۔ اور میں نے ریڈ سے بات کی ہے۔ وہ پری ماما سے بات کریں گیں۔ بہت جلد تم مسز موسیٰ اعظم کے طور پر ہی جانی جاؤ گی۔ "موسیٰ اس کی گال پر اپنی گال رگڑی۔

وہ اس کی داڑھی کی چھبن پر سسکی۔ موسیٰ فوراً سے دور ہوا۔ مگر پھر بھی اس کی جلد سرخ ہو چکی تھی۔

اس کا نرم و ملائم سا وجود اس کے چھوتے ہی سرخ ہو جاتا تھا۔ وہ بہت نازک سی تھی۔۔

موسیٰ میں اپنا نام نہیں بدلاؤ گی پلیز۔ میں پری جنید ہی رہنا چاہتی "

ہوں؟؟؟۔ "اس نے امید سے پوچھا۔ اواز ہموار تھی اور لہجہ بھی۔

میں کب کہہ رہا ہوں نام بدلنے کو۔ مگر بیوی تو میری ہی بنو گی۔ سب "

تمہیں مسز موسیٰ ہی کہیں گیں۔ بابا کا نام کب الگ ہو گا تم سے۔ "وہ جانتا تھا وہ کتنی حساس کے اپنے بابا کے معاملے میں۔

پری خوشی سے اس کے ہونٹ چوم لیے۔ موسیٰ بھی اس کے نرم ہونٹوں کو لمس اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے پڑا رہا۔ وہ نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چومتے جیسے ان کی سرخی چرانا چاہ رہی تھی۔

تمہارے ہونٹ بہت ٹیسیٹی ہیں۔ "وہ کھوئے لہجے میں بولی تھی۔ اب ان " ہونٹوں کو انگلی کے پوروں سے سہلا رہی تھی۔

موسیٰ بھی اس کو یوں ہی رہنے دیا۔ مگر جیسے ہی اسے ہوش میں اتے دیکھا اسے اپنے نیچے دباتے وہ اس کے ہونٹوں کے پور پور کو چھونے لگا۔

اس کے ہونٹوں کا رس نچوڑتے اس نے شرارت کے طور پر اپنی زبان سے
اس کے ہونٹوں کو چھوا تھا۔ بس وہیں وہ سرخ انار ہوتے اس میں چھپنے لگی۔
موسیٰ بھی پیچھے ہو گیا۔ وہ جانتا تھا وہ نازک سی ہے۔ ابھی مزید اس کی شدت
برداشت نہیں کر سکتی۔

موسیٰ نے دیکھا وقت ہو چکا ہے۔ اس نے بہت مشکل سے پچکارتے پری کو
دوا کھلائی تھی۔ وہ یہ کھانے کو تیار نہیں تھی۔

موسیٰ نے دوائی کے بعد اسے پانی تک نہیں پینے دیا تھا۔ وہ دوائی کھانے کے
پانچ منٹ بعد کچھ کھا سکتی تھی۔ اس سے پہلے نہیں۔

موسیٰ اس کے ضد دیکھتے اس کے ہونٹوں میں ہی اس کی آواز قید کر دی۔ اب
اس نے اچھی خاصی مزاحمت کی تھی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

کہاں وہ کمسن کلی اور کہاں وہ بلڈوزر جتنا بھاری وائلڈ کنگ۔ موسیٰ اس کے
ہونٹوں کو شدتوں سے چومتے دوائی کا ذائقہ اس کے ہونٹوں سے چن چکا

تھا۔

موسیٰ کے پیچھے ہوتے ہی وہ نڈھال سی اس کے سینے سے لگی۔ موسیٰ نے
جوس کا گلاس اس کے ہونٹوں سے لگایا۔ اس کا گلاس قدر خشک ہو چکا تھا وہ
ایک ہی سانس میں جوس پی گئی۔

موسیٰ نے اسے پھر چاکلیٹ نکال کر دی۔ وہ بھی اس نے چپ چاپ کھانی
شروع کر دی۔

پھر موسیٰ اسے لیتے ویسے جنگل کی سیر کرنے لگا۔ وہاں لگے چھوٹے چھوٹے
پودوں کو دیکھنے لگے۔ موسیٰ اسے جھیک کنارے لگے پھولوں کو تھوڑتے
ایک ٹہنی کی باریک ڈالی کی مدد سے چوڑتے ان کا بریسلٹ بھی بنا کر دیا۔
پری تو خوش ہوتے کھلکھلائی۔ اس کے ہاتھ سے وہ بریسلٹ پہنتے وہ بہت
خوش تھی۔

موسیٰ اس کو مسکراتے دیکھ کر خوش تھا۔ اس کی خوشی کے لیے ویسے بھی
چھوٹی چھوٹی چیزیں بہت تھیں۔ اسے موسیٰ کی کثیر اور محبت ان ہی چیزوں
سے نظر آ جاتی۔

پھریوں ہی وہ دونوں وہاں وقت گزارنے لگا۔ ارج موسیٰ اسے چھوڑ کر کہیں نہیں جانے والا تھا۔ وہ رات بھی یہاں ہی گشارتا کر اسے جانوروں اور اپنے بہک جانے کا ڈر نہ ہوتا۔

جانوروں کو تو حادثہ دیکھ لیتا مگر خود کو وہ کیسے سنبھالتا۔ اس لیے وہ رات سے پہلے واپس چلے جاتے مگر خوبصورت یادیں بنا کر۔ موسیٰ کیمرہ ساتھ لایا تھا۔ وہ اس کے ساتھ مختلف انداز میں تصاویر بنا رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا جب تک شادی نہ ہو وہ انہیں تصاویر کو دیکھتے اسے مس کرتی رہے۔ مگر سوچے صرف اس کے ساتھ گزرے لمحات کو۔

^^^

پری واپسی پر رستے میں آتے ہی سو گئی۔ موسیٰ اسے خود بانہوں میں بھرتے کمرے میں لے کر گیا۔ حادثہ نے سارا سامان برتن وغیرہ دروازے پر ہی بیلا کو پکڑا دیے۔

جو اس کے جھکے سر کو دیکھ خاموشی سے انہیں لیتے اندر چلی گئی اور وہ
واپس۔۔۔

ان دونوں میں ناجانے یہ خاموشی کب تک قائم رہنی تھی۔ وہ چاہتی تھی اب
تو یہ سزا ختم ہو جائے۔ مگر ناجانے ابھی اور کتنی مدت باقی تھی اس سزا کو۔
شایان تمہاری اس حرکت کی جو بھی وجہ ٹھہری ہو مگر یاد رکھنا اگر اس سے "
میرے کسی پلان کو نقصان پہنچا تو انجام بہت برا ہو گا۔" موسیٰ کی سرد آواز پر
اس نے تھوگ نکلا۔

وہ رومان کے ساتھ بیٹھا تھا۔ وہ ابھی ہانیہ کو اپنے ساتھ مال سے واپس لایا تھا۔
اس کی شاپنگ چونکہ اس کے ذمے تھی۔

اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی تھی ہانیہ شاپنگ میں زیادہ وقت نہیں لگاتی۔ اگر
کچھ پسند ہے تو اپنے سائیز کا بتاتے اسے پیک کروالیتی ہے۔

وہ مالز کے چینجنگ روم پر یقین نہیں رکھتی تھی اس لیے گھر جا کر ٹرائے
کرتی۔ اگر کچھ ناپسند ہوتا یا برا لگتا تو اگلے دن واپس کر جاتی۔

رومان کو تو اس بات نے خوشی دی تھی اور وہ یہ خوشی شایان سے شیر بھی کر رہا تھا کیونکہ منہا خاپنگ کرتے صدیاں لگاتی تھی۔ اور شایان تو اب بس اس کے نخرے اٹھاتا۔ مگر وہ اس پر بھی خوش تھا جب موسیٰ کی کال دیکھ ان دونوں کی خوشی غائب ہو گئی

موسیٰ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ "اس نے تھوک نکلتے کہا۔ رومان کی اپنی ہوا بھی "ٹائیٹ ہو چکی تھی۔ کہیں اگلی باری اس کی نہ ہو۔

ایسا نہ ہی ہو تو بہتر ہے۔ "سرد لہجے میں کہتے اس نے کال کاٹ دی۔ اب وہ "اندر کو بڑھا تھا تا کہ اپنی پری کی بانہوں میں ایک اور رات سکون کی سو سکے۔ ان دونوں کے بعد نا جانے کب وہ یوں صبح و شام اسے میسر ہوتی۔ ہر وقت اس کے انتظار میں رہتی۔ اس کی راہ تکتی۔

وہاں تو بس وہ رات کے چند پل اس کے ساتھ گزار سکتا تھا۔ دن میں وہ ویسے ہی سکول ہوتی۔ اسے پھر رات کا انتظار کرنا پڑتا۔ مگر جلد یہ انتظار تمام ہو جاتا۔ جب وہ مکمل اسے میسر ہوتی ہر پل اور ہر لمحے کے لیے۔



وہ منہ پھلائے کپڑے لے کر واشروم میں گھسی۔ موسیٰ بیٹھا ٹیبل پر اس کا انتظار کر رہا تھا۔ انہیں پھر واپسی کے لیے نکلنا تھا۔ یہ دو دن تو ناجانے پر لگا کر اڑ گئے۔

موسیٰ ان دو دنوں کے لیے اپنا ہر کام چھوڑتے صرف پری کو وقت دیا۔ وہ اس کے ساتھ پورے جنگل کی سیر کر چکی تھی۔ یہاں پاس ہی گاؤں بھی تھا۔ موسیٰ اسے وہاں بھی لے کر گیا۔ وہ چھوٹا سا گاؤں جس کی دیکھ بھاک وہ دائی اماں ہی کرتی تھیں۔ پری ان سے دو بار امل کر خوش تو ہوئی مگر اسے ان سے شرم سی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ خوشی سے سب انجوائے کر رہی تھی۔ اس کے ساتھ گھومنے پھرنے میں اسے مزا آرہا تھا۔ اس لیے ابھی وہ واپس جانے کو تیار نہیں تھی۔ اسے موسیٰ کے ساتھ یہاں مزید وقت گزارنا تھا۔ جواب ممکن نہیں تھا۔ موسیٰ اسے زبردستی واپس لے جا رہا تھا۔

اس نے اسی پھولے منہ کے ساتھ کھانا کھایا تھا۔ موسیٰ بھی فلحال کچھ نہیں کہا۔ یہاں تک کہ وہ دونوں گاڑی میں آ بیٹھے۔ وہ بیلا سے مل کر آئی تھی۔ حالانکہ دونوں میں کبھی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔ مگر اس سے ملے بغیر جانا اسے اچھا نہیں لگا۔

پہلی دفعہ دیکھ رہا ہوں کوئی قیدی اپنی رہائی پر کوشش نہیں ہے۔ "موسیٰ اسے" زیادہ دیر چپ نہیں دیکھ سکا۔

وہ پھر بھی کچھ نہیں بولی۔ موسیٰ جانتا تھا وہ ابھی ایسا ہی رویہ رکھے گی۔ اسے مزید تنگ کرتا جب حارث کی کال آگئی۔

وہ اسے کسی کام کے بارے میں بتا رہا تھا۔ وہ بھی حادثے سے کوڑورڈز میں
بات کرنے لگا۔ نہیں چاہتا تھا اس کی معصوم سی پری اس سے ڈر جائے۔
وہ موسیٰ کو فون میں مصروف دیکھ مزید بگڑی۔ موسیٰ اس کی طرف دھیان
نہیں دیا ورنہ جان جاتا وہ کس موڈ میں ہے۔

وہ تھک کر سو گئی مگر موسیٰ کی کال ختم نہیں ہوئی۔ اور جب موسیٰ کی کال ختم
ہوئی وہ پر سکون نیند سو رہی تھی۔ موسیٰ بھی سپیڈ نارمل رکھتے ڈرائیونگ
جاری رکھی۔ سوتے ہوئے میں بھی منہ پھولا یا ہوا تھا۔ وہ بس مسکرا دیا۔
لیل سے اس کی دوبار بات نہیں ہوئی تھی۔ لیل کا نمبر بڑی جارہا تھا۔ یہ یقیناً
الیکزینڈر کی حرکت تھی جس نے اسے لیل کو اس کے وقت میں تنگ کرنے
سے منع کیا تھا۔ اور اس نے پھر بھی تبھی کال کی جب لیل الیکزینڈر کے
ساتھ ہوتی تھی۔

وہ اپنے باپ کی حرکت کا سوچتے مسکرا دیا۔ اچھے سے جانتا تھا اب وہ لیل سے
نمبر بلاک کرنے کی وجہ سے ڈانٹ کھائے گا مگر کرے گا پھر بھی اپنی
مرضی۔

پری کے سوئے وجود کے ہونٹوں کا بوسہ لیتے وہ دور ہوا۔ وہ خود بھی اب اس
سے دور نہیں رہنا چاہتا تھا۔ وہ بھی اس قدر اگے بڑھ جانے کے بعد مگر اب
مجبوری تھی۔ وہ بغیر شادی اور رخصتی کے اسے ساتھ نہیں رکھ سکتا تھا۔
وہ انہیں سوچوں میں گھرا بائے روڈ ہی عمان پہنچ گیا۔ اس کی گاڑی پرویائی پی
ٹیک لگا تھا۔ اس کی گاڑی کو کسی ٹریفک سگنل پر روکا نہیں گیا۔
جانی کے گھر کے سامنے گاڑی روکتے اس نے پری کو ہوش کروایا۔ وہ انکھیں
مسلتے اسے دیکھنے لگی۔

گھر آ گیا ہے۔ اندر جاؤ۔ "پری کے سر کا بوسہ لیتے کہا تھا۔ وہ غصے سے اسے"
گھورتے بغیر بیگ لیے ہی چلی گئی۔ موسیٰ بھی اس کے روٹھے تاثرات کی وجہ
سے بیگ بھول گیا۔

گارڈ نے گاڑی رکھتے ہی دروازہ کھول دیا تھا۔ پری اتے ہی اندر چلی گئی۔ موسیٰ بھی اس کے اندر جاتے ہی گاڑی اگے بڑھالے گیا۔ اب وہ ریڈ کنگ ہاوس جا رہا تھا۔ تاکہ لیل سے مل سکے۔

الیکزینڈر اس وقت آفیس ہوتا۔ وہ اپنے باپ کو اچھے سے جانتا تھا۔ وہ جس حالت میں تھا۔ وہ کبھی آفیس سے چھٹی نہیں کرتا۔ اسے اچھے سے علم تھا وہ کیا ڈھونڈ رہے ہیں۔ اور کس حد تک جارہے ہیں۔

اس سے اکثر گرل کی بات ہوتی رہتی تھی۔ وہ اس سے کچھ بھی پوچھ لیتا تھا۔ اور وہ بھی بتا دیتی۔ گرل یہاں اپنے اپارٹمنٹ میں رہ رہی ہے اس بات سے بھی وہ واقف تھا۔

^^^

لیل بیٹھی ہال میں ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔ ابھی وہ باہر لان میں پودوں کو پانی دے کر آئی تھی۔ ویسے تو مالی سب دیکھتا رہتا مگر اکثر اوقات وہ پانی دے دیتی پودوں کو۔

وہ خوشبو محسوس کرتے اٹھی تھی۔ اس سے پہلے موسیٰ اس کو سر پر اُتر دیتا وہ سامنے آگئی۔ موسیٰ ماں کو دیکھتے مسکراتے ان سے گلے ملا تھا۔

وہیں لیل کی روٹین چیک کرنے کو الیگزینڈر نے کیمرہ ان کیا تھا۔ مگر لیل کو اٹھتے موسیٰ سے گلے ملتے دیکھ اس نے جلدی سے موبائل اٹھاتے لیل کو کال ملائی۔۔

وہ دونوں ابھی ٹھیک سے ملے بھی نہیں تھے جب بیل کی آواز سنتے موسیٰ لیل کی گال چومتے دور ہوا۔ اس کے چہرے پے گہری مسکراہٹ تھی۔ اچھے سے جانتا تھا کسے غصہ دلا رہا ہے اور کون دیکھ رہا ہے۔

آپ کے سکندر کی کال ہے۔ سانس گلے میں اٹک گئی ہے مجھے آپ سے " ملتے دیکھ۔ " لیل نے اسے گھورتے فون اٹھایا جہاں اب کال بند ہو چکی تھی مگر سکرین پر میسج جگمگا رہا تھا۔

اب اگر موسیٰ نے اپ کو چھوا بھی تو یاد رکھیے گا میں ابھی ابھی آپ کی "سانسیں تنگ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔" لیل کی سانسیں خشک ہوئیں۔

وہ اس کا مطلب اچھے سے سمجھ رہی تھی۔ موسیٰ ماں کی حالت دیکھتے مسکرایا۔ اس لیے فون اس کے ہاتھ سے لیتے ٹیبل پر رکھا۔

لان میں چلتے ہیں۔ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ "وہ لیل کا ہاتھ" تھمتے اسے زبردستی باہر لان میں لے گیا۔ الیگزینڈر نے غصے سے موسیٰ کو گھورا تھا۔ وہ کیسے حق سے اس کی بیوی کا ہاتھ پکڑ رہا تھا۔ اس کا غصے سے برا حال تھا۔ مگر گرل کو اتے دیکھ کنڑول کیا۔ اس کو پوائنٹس بتاتے بھی اس کا دھیان ان دونوں میں ہی تھے۔ جو ہاتھ پکڑے باہر کی طرف بڑھے تھے۔

^^^

میں نے جو کام کہا تھا آپ کو؟؟؟۔ "وہ اچھے سے واقف تھی موسیٰ یہ ہی" پوچھے گا۔

وہ دونوں جھولے پر بیٹھ گئے۔ موسیٰ نے سر لیل کی گود میں رکھ لیا۔ وہ اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔ جب موسیٰ کے سوال پر اس کی انگلیاں ایک پل کو تھمیں مگر پھر اپنے کام میں مگن ہو گئیں۔

وہ تو یہ بات سن کر بہت خوش ہوئی تھی۔ "لیل نے بات کا آغاز کیا۔"

مومنہ مبارک ہو بھتیجے کی شادی ہے پھر جمعہ کو!!!... "مومنہ مسکرائی۔"

اپ کو بھی مبارک۔ میں نے تو کچھ اور سوچا تھا مگر جو اللہ کو منظور۔ "وہ کچھ"

دھکی بھی تھی۔

اس کی شروع سے خواہش تھی شایان اور پری کی شادی ہو۔ اس نے ان کی پیدائش سے پہلے ہی عمر سے یہ بات کہی تھی مگر وہ تب بھول گئی بچوں کی اپنی بھی پسند ہوگی۔

یہ تو ٹھیک کہا جو خدا کی مرضی ہو۔ ویسے پری کب تک آرہی ہے ٹرپ سے"

واپس؟؟؟.. "لیل اصل بات تک آنے کی کوشش کر رہی تھی مگر یہ کافی مشکل لگ رہا تھا۔

وہ بھی تب جب اگلی بچی سکول میں پڑھتی تھی۔

جی۔ دونوں تک شاید "وہ ساتھ کچن کا پھیلاوا بھی سمیٹ رہی تھی اس" لیے نارمل بات کر رہی تھی۔

اچھا ویسے موسیٰ پری دونوں ساتھ بہت پیارے لگتے ہیں۔ "لیل اب بات" پر آئی۔

جی مگر دونوں کی بنتی ہی نہیں۔ مجھے موسیٰ اتنا پسند ہے مگر یہ دونوں بہن "بھائی نا جانے کس پر چلے گئے جو اسے دیکھنے کے بھی روادار نہیں۔" وہ اداس ہوئی۔

اجنبی ہیں دونوں ایک دوسرے کے لیے اس وجہ سے شاید۔ اگر دونوں "ایک دوسرے کو جان جائیں تو یہ دوری بھی نہیں رہے گی۔" ادھر مومنہ نے کام سے ہاتھ روکتے لیل کی بات سمجھنی چاہی۔

میں اپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھی آپ۔ "لیل نے لمبی سانس لی۔ بات" ذرا مشکل تھی مگر ضروری تھی۔

اگر تم دونوں کو موسیٰ کے بڑے ہونے سے مسئلہ نہ ہو تو پری اور موسیٰ " دونوں کی شادی ہو سکتی ہے۔ مجھے بھی پری اپنی بہو کے روپ میں اچھی لگے گی۔ " لیل سے بات کرتے لمبی سانس لی۔

مگر موسیٰ؟؟؟... "اسے بس موسیٰ کی پسند کی فکر تھی۔"

وہ خود پری سے شادی کا خواہش مند ہے۔ اب باقی کا فیصلہ تم دونوں کا ہے۔ " جنید سے بات کرتے مجھے بتانا پھر میں باقاعدہ رشتہ لینے آؤں گی۔ ابھی سکندر کو کچھ نہیں بتایا۔ میں نہیں چاہتی تم لوگ اس کی فرمانبرداری کے چکر میں ہاں کرو۔ اسے سب آخر میں بتاؤں گی۔ " آخر میں لیل نے ہلکے پھلکے لہجے میں کہا۔

وہاں مومنہ کا تو خوشی سے برا حال تھا۔

شادی تو میرے دونوں بچوں کی ضرور ہوگی۔ اب تو پری موسیٰ کی خواہش " ہے۔ اور کیسے ممکن ہے وہ کسی خواہش کا اظہار کرے اور اسے نہ ملے۔ میں بھی دیکھتی ہوں جانی کیسے منع کرتے ہیں۔ " وہ خوشی سے چہک رہی تھی۔

لیل اس سے مزید چند باتیں کرتے کال کاٹ دی۔ وہ بھی اب سوچوں میں خوشی سے مسکراتے کچن کا کام نمٹا رہی تھی۔ آخر اسے بعد میں جنید سے بات بھی تو کرنی تھی۔ اس سے بھی پوچھنا تھا۔

دوباراً ان کی کوئی کال نہیں آئی؟؟؟... "موسیٰ کے سوال پر لیل نے ایک " نظر اس کا چہرہ دیکھا۔

جنید اپنی بیٹی کی شادی مافیہ میں نہیں کرنا چاہتا اور وہ تمہارے کام سے بھی " واقف ہے۔ یہ تو شکر ہے میں نے اسے کسی اور کو بتانے سے روک دیا تھا۔ وہ شروع سے ہی سب جان گیا تھا۔ "موسیٰ اٹھ بیٹھا۔

انہیں مافیہ فیملی سے کیا مسئلہ ہے؟؟؟ "موسیٰ کا غصہ دیکھ لیل نے اس کا ہاتھ " تھام لیا۔

ان کی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا موسیٰ۔ کب کہاں کتنی گہری چوٹ " لگ جائے کوئی نہیں جانتا۔ سکندر کو بھیج تو دیتی ہوں مگر جان میری بھی اٹکی رہتی ہے۔ " موسیٰ نے اپنی ماں کا ہاتھ دباتے ان کے آنسوؤں صاف کیے۔ کچھ نہیں ہو سکتا آپ کے سکندر کو۔ فکر نہیں کریں۔ اور سال بڑی سے میں " خود بات کروں گا۔ " لیل کا ماتھا چومتے وہ اٹھ گیا۔ لیل وہیں بیٹھی تھی۔ وہ لیل کو کسی کام کا بتاتے وہاں سے چلا گیا۔ لیل وہیں جھولا لینے لگی جب الیگزینڈر آگیا۔

ان دونوں کو شاپنگ پر جانا تھا۔ کل رومان اور منہا کا نکاح تھا۔ منہا کی تو رخصتی بھی ساتھ ہی تھی۔ خیام کسی شور و غل کے حق میں نہیں تھا۔ وہ سادگی چاہتا تھا۔

ان سب کو بھی اس بات کا علم ہو چکا تھا۔ اور وہ سب ہی ان کی شادی کے لیے پر جوش تھے۔

منہا کی ساری شاپنگ انعم نے خود کی تھی۔ منہا بس ایک دفہ اس کے ساتھ گئی تھی۔ شاپنگ کرنے کے دوران انعم کو وہیں چھوڑتی وہ ڈاکٹر سے چیک اپ کروانے چلی گئی۔ جس نے شایان کی بات پر مہر لگا دی۔ وہ ڈاکٹر سے اپنا ڈائٹ پلان پوچھتے ہر احتیاطی تدابیر جاننے کے بعد واپس انعم کے پاس آگئی۔ اس نے گارڈ اور ڈرائیور حفاظتی تدابیر کے طور پر اس کے ساتھ بیٹھے تھے کیونکہ خیام کا حکم تھا۔ جو وہ نہیں ٹال سکتی تھی۔ منہا بھی اسی لیے خاموشی سے انہیں ساتھ لے گئی۔ وہ اچھے سے جانتی تھی وہ دونوں ڈاکٹر کے کیمین کے اندر تو نہیں جائیں گیں۔ باہر ہی کھڑے رہے گیں۔

منہا کو بھی اب شادی کی جلدی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کوئی بھی اس کی گرتی حالت سے کچھ بھی سمجھے۔ وہ کوشش کرتی ان کے سامنے اس ووٹنگ وغیرہ نہ ہو۔ اور باہر کے کھانے سے بھی پرہیز برت رہی تھی۔

الیکزینڈر آج بھی لیل کے لیے کپڑے خود پسند کیے تھے۔ موسیٰ اور

الیکزینڈر کے لیے لیل نے پسند کیے۔ الیکزینڈر کے چہرے پے چھائی

سنجیدگی دیکھ لیل کوڈر تو لگا مگر وہ اگنور کر گئی۔ جانتی تھی وہ ابھی ایسا کچھ نہیں کرے گا۔ اب تو ویسے بھی موسیٰ یہاں ہی رکنے والا تھا۔ اس نے بتایا تھا اب وہ رات بھی یہاں ہی گزارے گے۔ ویسے بھی دو ہی تو دن تھے۔۔

^^^

شایان سغج جھکائے مجرموں کی طرح بیٹھا تھا۔ رومان اس کے ساتھ والی کرسی پر۔ وہیں ایک طرف موسیٰ بیٹھا تھا۔ وہ لوگ کیفے کے سیکنڈ فلور پر تھے۔ یہاں کسی رینویشن کی وجہ کسٹمر سب ہی نیچے تھے۔ بولتے جاؤ۔ "موسیٰ نے آنکھوں سے ہی بولنے کا اشارہ کیا۔" پھر شایان اسے سب بتاتے چلا گیا۔ صرف یہ نہیں بتایا انعم پریگنٹ ہے۔ باقی اس کے ساتھ گزری رات کا بھی بتا دیا۔ رومان نے غصے سے اس کے چہرے پر تیج کیا تھا۔ وہ کراہا نہیں مگر چہرہ موڑ گیا۔

خبیث انسان میری بہن ہے وہ۔ چاہے کتنی بھی لڑائی ہو مگر حقیقت تو نہیں " بدلتی پھر تو کیسے منہ اٹھا کر میرے سامنے سب بول رہا ہے۔ "موسیٰ چپ چاپ بیٹھا تھا۔

سوری۔ میں بس بہک گیا تھا۔ اس نے بھی ضد لگائی تھی مجھے غصہ دلانے کی۔ "موسیٰ دونوں کو ہی دیکھ رہا تھا۔

رومان مجھے تم سے اس سے زیادہ کی توقع تھی۔ مگر اب تم دونوں میری " بات کان کھول کر سن لو۔ "دونوں سیدھے ہو کر بیٹھے۔

پھر موسیٰ انہیں انے والے وقت کے لیے ہدایات دیتا رہا۔ جبکہ وہ حکم زیادہ تھے اور وہ دونوں چپ چاپ سن رہے تھے۔

مجھے کسی قسم کی کسی غلطی کی گنجائش تک نظر نہ آئے۔ یہ یاد رکھنا۔ "اس" کے وارن کرنے نے پے دونوں نے شریف بچوں کی طرح ہاں میں سر ہلایا۔ موسیٰ انہیں گھورتے سیدھا ہو کر بیٹھا۔ اب وہ دونوں بھی کچھ سکون میں

آئے۔

ویسے تم تو انجوائے کرنے گئے تھے کیا بنا؟؟؟.. "شایان اب ہلکا پھلا ہو چکا"
تھا۔

تمہیں لگتا ہے میں تمہیں کچھ بتاؤں گا تو یہ تمہاری بھول ہے۔ "موسیٰ نے"
صاف انکار کیا تھا۔

نہ بتاؤ حالانکہ میں نے تو سب بتا دیا تھا مگر خیر۔ میں اب چلتا ہوں ورنہ ماما "
جوتالے کر یہاں آجائیں گیں۔ پہلے ہی سخت خفا ہیں مجھ سے۔ "شایان اٹھا
تھا۔ اس کے ساتھ ہی رومان بھی جانے کے لیے اٹھ گیا۔

موسیٰ ان کے جانے کے کافی دیر بعد بھی وہیں بیٹھا رہا۔ وہ کچھ سوچ رہا تھا۔
پری سے بھی بات نہیں ہو رہی تھی۔ وہ اس کی کال پک نہیں کر رہی تھی۔ وہ
انج وہاں جانے کا رسک بھی نہیں لینا چاہتا تھا۔ ورنہ الیگزینڈر کو سب معلوم
ہو جاتا۔

الیگزینڈر اس کی جاسوسی کروا رہا تھا۔ یہ کیوں تھا وہ نہیں جانتا تھا مگر یہ
الیگزینڈر کی ضد تھی۔

وہ کچھ دیر بعد وہاں سے اٹھ گیا۔ گاڑی میں بیٹھتے اس نے پاس نظر دوڑائی۔
وہ جو محسوس کر رہا تھا وہ سچ تھا۔ مگر شاید وہ موسیٰ سے واقف نہیں تھے۔ جو یو
ہی آرام سے کھڑے تھے بجائے چھپنے کے۔

بلیک کنگ اس کا الگ سے حساب لوں گا آپ سے۔ اپ کی جاسوسی کے "
شوق کی وجہ سے اپنی وائیٹ سے نہیں مل سکا۔ "ٹھنڈی اہ بھرتے وہ گاڑی
موڑ گیا۔

اب جب وہ اپنے مومنٹ انجوائے نہیں کر سکتا تھا تو الیگزینڈر کیوں لیل کے
پاس رہتا۔ وہ بھی رنگ میں بھنگ ڈالنے جا رہا تھا۔

^^^

پری رات کے کھانے پر منہ پھلائے بیٹھی تھی۔ مومنہ کچن سے لا کر ڈشز
رکھ رہی تھی جب اس کا پھولا منہ دیکھ کر مسکرا دی۔ وہ بہت کیوٹ لگ رہی
تھی۔ ہارون ابھی بیٹھا پڑھ رہا تھا۔ ان میں سے کسی نے بھی اسے ڈسٹرب
نہیں کیا۔

مومنہ کہاں ہو یا۔ کبھی کچن سے نکل بھی آیا کرو۔ اس لیے کوکنگ نہیں۔"
سیکھائی تھی۔ "جانی خفگی سے کہتے اندر بڑھا۔ مگر وہیں پر ایک سائیڈ سٹول پر
بیٹھی پری کو دیکھ وہ رک گیا۔

پری میرا بچہ اپ آگئی۔ "جانی اس سے ملا تھا۔ وہ بھی پھولے منہ سے اپنے"
بابا سے ملنے لگی۔

کیا ہوا؟؟؟.. اداس کیوں ہو؟؟؟ وہاں سے لوٹنے کا موڈ نہیں تھا کیا؟؟؟ "جانی"
کے سوال پر اس نے ہاں میں گردن ہلائی۔ وہ مسکرا دیا۔
مومنہ ان دونوں کو چھوڑ ڈرائینگ روم میں کھانا لگا رہی تھی۔
وہاں اتنا مزہ اڑا تھا۔ ایک ہفتہ اتنی جلدی گزر گیا۔ مجھے ابھی مزید گھومنا"
تھا۔ "اسے شدت سے وہ ساری جگہ اور موسیٰ کا ساتھ دونوں یاد آرہے
تھے۔

ہم پھر کبھی چلیں گیں۔ ابھی تم اوکھانا کھا لو۔ "مومنہ نے مداخلت کی۔"

وہ مرے قدموں سے جانی کے ساتھ ڈائنگ ٹیبل پر آگئی۔ مومنہ نے دونوں کے لیے کھانا نکالا۔ جانی کے ایک سائیڈ پری تو دوسری طرف مومنہ تھی۔ مومنہ کے ساتھ ہارون کی جگہ خالی تھی۔

یہ محترم کدھر ہیں؟؟؟.. "مومنہ نے سٹڈی روم کو بتایا تو جانی اسے لینے چلا گیا۔

پھر دو منٹ بعد ہارون منہ بنائے باپ کے ساتھ چلتا آ رہا تھا۔

مونہ کھانا نکال دیں جلدی۔ پھر رات میں مجھ سے پڑھا نہیں جاتا۔ "اس" نے بیٹھتے ہی کہا۔ جانی نے اسے گھورا۔

مونہ کیا ہوتا ہے؟؟؟ ماں ہے وہ تمہاری۔ ماما کہو۔ "پری مسکرائی۔"

وہ جانتی تھی اب یہاں میدان جنگ سچے گا۔

مونہ نہیں مومہ کہا ہے۔ یا راپ تو ویسے ہی کم سننے لگے ہیں۔ بوڑھے ہو۔"

گئے ہیں اب۔ "اگر وہ جانی کے پاس بیٹھا ہوتا تو یقیناً ایک کھا لیتا۔

مجھے پورا سنا جاتا ہے اور بوڑھا نہیں ہوں میں۔ گرل کی ٹیم کی جوان لڑکیاں "مرتی ہیں مجھ پر۔ ایک اشارے پر حاضر ہو جائیں۔ یہ تو تمہاری ماں کی محبت کا خیال ہے۔ ورنہ تمہیں دیکھا دیتا۔" مومنہ نے جانی کو گھورا۔ جو مسکراتے اپنی جوانی دیکھنا چاہ رہا تھا۔

کھانا کھائیں دونوں۔ فالتو کی باتیں لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔ "غصے سے کہتے" نے ہارون کے لیے کھانا نکالا۔

اب وہ شافت کی اعلیٰ مورت بنا بیٹھا خاموشی سے کھانا کھا رہا تھا۔ اور جانی اپنی بیوی کا پھولا منہ دیکھ کر کھانا نگل ہی نہیں پار رہا تھا۔

وہیں پر ہی اس خاموشی پر پھر سے موسیٰ کو یاد کرنے لگی۔ اس وقت وہ دونوں لان کے چکر لگاتے تھے۔ پری جگنوؤں کے پیچھے بھاگتی اور وہ پری کے۔

اسے وہ سب شدت سے یاد آرہا تھا۔ مگر اب وہ موسیٰ سے ناراض تھی۔ وہ جلدی سے کھانا ختم کرتے کمرے میں آئی۔

سوچ یہ تھی موسیٰ کمرے میں ہو گا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ اس کے نہ آنے پر ناراضگی بڑھی مگر اپنے بیڈ پر پڑے بیگ کو دیکھ وہ جلدی سے کھولتے اسے دیکھنے لگی۔

اس میں ان دونوں کی تصاویر تھیں۔ موسیٰ نے شایان سے کہتے چور رستے سے وہ پری کے کمرے تک پہنچا دیں۔

اب وہ بیٹھی مسکراتے چہرے سے وہ سب دیکھ رہی تھی۔ یہ تصاویر اسے بہت پسند آئیں تھیں مگر ناراضگی کم نہیں ہوئی تھی۔ اس کا خود نہ آنا بھی تک برا لگ رہا تھا۔

وہ دودھ کے ساتھ دائی کی دی دوائی کھاتے بہت برے منہ بنا رہی تھی۔ اگر موسیٰ یہاں ہوتا تو بہت مشکل سے مسکراہٹ روکتا۔ وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی۔

شایان نے ہاتھ میں پکڑا دوائی کا باکس دیوار پر رکھا۔ خود کو دتے پھر دوائی
واپس پکڑی۔

وہ ہیر سے چند منٹ کی اجازت لے کر آیا تھا۔ پہلے اس نے پری کے کمرے
میں تصاوہر رکھیں اب منہا کو دوائی دینے آیا تھا۔
اندر منہا کو دیکھ وہ مسکرایا۔ وہ کھڑکی کے پاس بیٹھی تھی اسے دیکھتے پیچھے ہو
گئی۔ وہ اندر بڑھا۔

اب تو طبیعت خراب نہیں ہوئی؟؟ الٹیاں وغیرہ کچھ۔ "شایان نے اسے"
سینے سے لگاتے اس کا ماتھا چوما۔ وہ بھی خاموشی سے اس کے سینے سے لگ
گئی۔

شایان مسکرایا۔ اچھے سے جانتا تھا یہ اونٹ کس طرف کروٹ بدل رہا ہے۔
اوہوں۔ "ہلکی سی آواز نکلی تھی۔"

شایان نے دوائی کا باکس سائیڈ ٹیبل کے دراز میں رکھا۔ خود اسے بانہوں میں بھرتے بیڈ پر لیٹایا۔ اس سے پہلے وہ دور ہوتا تھا اس کا کالر تھا متے اسے روک گئی۔

میڈیسن رکھ دی ہے۔ ساتھ نوٹ بھی ہے۔ ہر دوائی کے باکس پر اس کی "ٹائمنگ اور وجہ لکھی ہے۔ الٹی چکر سب کے لیے الگ ہے۔" شایان نے نرمی سے کالر اس کے ہاتھوں سے آزاد کروائی۔

اس کو ہدایت دیتے جھکتے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دبا گیا۔ وہ یہ عمل نہیں کرنا چاہتا تھا مگر اس کے ہونٹوں کو دیکھ وہ خود پر ضبط نہیں کر سکا۔ اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دبائے وہ سب بھول گیا۔ ہیر کا حکم بھی۔

منہا بھی مزاحمت کرنے کے بجائے اس کے عمل میں اس کا ساتھ دینے لگی۔ دونوں ہاتھ اس کے بالوں میں الجھاتے انہیں سہلانے لگی۔ وہ مزید بہک رہا تھا۔

اس کے ہونٹوں کو نرمی سے چومتے کب سختی اختیار کی وہ جان ہی نہیں سکا۔
اس کے ہونٹوں کو وہ دانتوں تلے دبائے زخمی کر چکا تھا مگر منہا بھی پیچھے
ہونے کے بجائے اس کی شرٹ کے بٹن کھولتے اس کی گردن میں ہاتھ
ڈالتے جیسے اسے بے بس کرنا چاہ رہی تھی۔ وہ جانہ سکے۔ اس کی روح تک اتر
جائے۔ وہ بھی خود سے بے خبر یہ کر جاتا شاید۔۔۔

سانسوں کی تنگی پر وہ خود ہی شایان کی سانسوں میں سانس لیتے اسے مزید
مدہوش کرتی مگر وہ پیچھے ہو گیا۔

اپنی شرٹ کے کھلے گریبان سے جھانکتے سینے کو دیکھ منہا کی طرف دیکھا۔
وہ سانسیں ہموار کر رہی تھی۔ شایان کے ہونٹوں پر مسکراٹ چھائی۔ اس
نے شرٹ کے بٹن بند کیے۔ اس کے ہونٹوں کو سہلاتے ان کی سرخی کم
کرنی چاہی۔

میں چلتا ہوں اب۔ اپنا اور میرے بچے کا خیال رکھنا۔ کل شام اسی وقت "پورے حق سے ملیں گیں۔" شایان کی بات پر اس نے شایان کا ہاتھ تھام لیا۔

مت جاؤں۔ یہاں ہی رک جاؤ۔ صبح چلے جانا واپس۔ "منہا کی بات پر وہ" مسکرایا۔

یہ آگ ایک طرف سے دوطرفہ ہو چکی تھی۔ اسے پسند آرہی تھی مگر منہا کے وجود میں اس آگ کا اتش فشاں بن چکا تھا۔ جو پھٹ کر اس کے وجود کو ہی اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔

تمہاری ساس میری بوٹیاں بوٹیاں کرتے چیل کوؤں کو کھلا دے گی اگر "مزید دیر کی تو پہلے ہی مشکل سے اجازت ملی ہے۔ مجھے جانا ہے۔" شایان اس کا ماتھا چوما۔ اس پر کھینچتے کمبل درست کیا۔

تم اور بچہ دونوں بہت عزیز ہو مجھے۔ یاد رکھنا دونوں کو انچ بھی نہ ائے۔ " شایان اسے باور کراتے چلا گیا۔

منہا بھی اس کی باتوں اور خوشبو کے زیر اثر جلد ہی نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

اس بات سے بے خبر کل کیا ہونے والا ہے۔ اور کیا ہو جائے گا۔ کل ہر بات کا کاسہ ہی الٹ جائے گا۔ اور شاید وہ خالی ہاتھ رہ جائے گی یاں کچھ پالے گی۔

^^^

الیکزینڈر مشکل سے غصہ کنڑول کیے کھانا بنا رہا تھا۔ لیل موسیٰ کے ساتھ جم میں تھی۔ رات بھی وہ لیل پر قبضہ جمائے تھا اور ابھی بھی۔ وہ بہت مشکل سے اسے برداشت کر رہا تھا۔ جو اس سے بدلہ لینے کے چکروں میں باپ کو جیلس فیل کروا رہا تھا۔

سکندر میں موسیٰ کے ساتھ شاپنگ پر جا رہی ہوں۔ اسے کچھ چیزیں لینی " ہے۔ "الیکزینڈر نے گھومتے غصے سے اسے دیوار سے پن کیا

ایک ہاتھ اس کے سر کے پاس رکھا تو دوسرا کمر پر۔ لیل کی آنکھیں اچانک اس عمل پر شاک سے بڑی ہوئی تھیں۔ الیکزینڈر اپنے وجود کا بوجھ اس پر گرایا۔

اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود میں جذب کرنا چاہا۔ لیل نے ہاتھ
الیکزینڈر کے کندھے پر رکھا تھا۔

الیکزینڈر کا سرخ چہرہ اس بات کا گواہ تھا وہ غصے میں ہے۔ اور وجہ وہ جانتی
تھی۔

مجھے جانتی ہیں پھر بھی یہ حرکتیں۔ میں یہاں جل جل کر مر رہا ہوں اور "
اپ کو شاپنگ پر جانا ہے !!!" الیکزینڈر غصے سے کہا تو ڈری تھی۔
ایک ہاتھ الیکزینڈر کے کندھے پر رکھتے گردن تک لے گئی۔

غصہ کیوں کر رہے ہو اتنا؟؟؟ اب میں اپنے بیٹے کے ساتھ شاپنگ پر بھی "
نہیں جاسکتی کیا؟.. " لیل نے رعب سے پوچھا۔

ٹھیک ہے پھر میں ہی چلا جاتا ہوں اس کے ساتھ۔ شاپنگ میں ہیلپ ہی تو "
کرنی ہے اس کی۔ میں کر دوں گا۔ " الیکزینڈر کے دور ہونے سے پہلے ہی
لیل دونوں بازو اس کی گردن میں ڈالتے غصے سے اس کی گردن میں جھکی۔

اس کی شاہ رگ پے کاٹتے وہ کتنی دیر ویسی ہی رہی پھر دور ہوئی۔ الیگزینڈر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

تم مجھ سے بدلہ ہو گے؟؟؟... "الیگزینڈر یہاں بے بس ہوا۔"

اس کی آنکھوں میں نظر اتنا جواب اسے دہرانا ہی تھا۔

آپ سے بدلہ لینے کا سوچنے سے پہلے مرنے جاؤں۔ مگر وائٹ روز آپ

جانتے ہوئے بھی ایسا کیوں کر رہی ہیں۔ "یہ ٹائم ہم دونوں کا ہوتا ہے۔"

لیل کی کمر میں دونوں بازو ڈالتے اس کی آنکھوں کو چومتے سوال کیا۔

الیگزینڈر کی گردن میں جلن تو رہی تھی مگر وہ لیل کو گلٹی بھی نہیں فیل کروانا

چاہتا تھا۔ اس کے لیے محسوس بھی نہیں ہونے دیا۔

موسیٰ پری سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے ہم دونوں جنید اور مومنہ

سے بات کریں۔ "الیگزینڈر کو حیرت کا جھٹکا ہی تو لگا تھا۔

وائٹ روز وہ ابھی چھوٹی ہے۔ "الیگزینڈر نے سمجھایا تھا جیسے"

مومنہ بھی اپنی شادی کے وقت چھوٹی ہی تھی۔ جب جنید بھائی نے اسے "سنجھال لیا تو موسیٰ بھی سنجھال لے گا۔" لیل کی بات میں دم تھا۔ لیل وہ مجبوری تھی۔ مومنہ کی ماما کے پاس دوسرا کوئی اپشن نہیں تھا۔ "الیگزینڈر نے دلیل دینی چاہی جو فضول تھی۔

وہ دونوں بھی خود کو مجبور سمجھ لیں۔ شایان کی شادی انعم سے ہے۔ وہاں تو "شادی ہو گئی نہیں اب۔ ہمارے بچے سے بیسٹ اپشن ان کے پاس نہیں ہو گا۔" "الیگزینڈر اسے نہیں سمجھا سکتا تھا۔

اور شادی کی اتنی جلدی کیوں ہے اب اسے؟؟..." لیل نے اسے گھورا۔ "جلدی کب ہے۔ اتنا بڑا تو ہو گیا ہے۔" لیل نے غصے سے کہا۔

اچھا غصہ نہ کریں دیکھیں گیں۔ پہلے ان سب کی شادی ہو جائے۔ ان کا "کیس کسی ٹھکانے لگا کر موسیٰ کی بھی بات کرتے ہیں۔" لیل خوش ہو گئی۔ "الیگزینڈر کا گال چومتے اس بات کا ثبوت بھی دیا تھا۔" "الیگزینڈر مسکرایا۔

تیار ہو جائیں۔ رومہ کی طرف اتار دوں گا اپ کو۔ پھر مجھے گرل کے پاس "
کسی کام سے جانا ہے۔" لیل ہاں میں سر ہلایا۔

وہ جانے لگی جب الیگزینڈر نے روک لیا۔

موسیٰ کے لیے مجھے اگنور کیا تو اس دفہ اپ کو کڈ نیپ میں کروں گا۔""
سرگوشی کرتے باور کروایا لیل مسکرائی۔

کر تو لیا مجھے کڈ نیپ اور کتنا کرو گے؟.. "لیل بھی جانے کے بجائے اب "
اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

ایک عدد مزید بچے کے لیے جتنا کرنا پڑتا ہے اتنا کڈ نیپ کروں گا۔" لیل "
اسے گھورا جو نا جانے کیوں اس عمر میں بچے کے پیچھے پڑا تھا۔

بوڑھے ہو گئے ہو۔ بچے کی شادی کی فکر کرو جو جوان ہو گیا۔ مزید بچوں کی "
نہیں۔" اسے طنز کرتے وہ چلی گئی۔

الیگزینڈر مسکراتے کھانا نکالا۔۔ لیل کے جاتے ہی موسیٰ کچن میں آیا۔

الیگزینڈر اپنا کام کرتے رکا۔

کھانا لگانا ٹیبل پر۔ میں ذرا لیل کی تیاری میں ہیلپ کر دوں۔ "الیکزینڈر"

اس کے ابھر واٹھا کے دیکھنے کو اگنور کرتے وہاں سے چلا گیا۔

موسیٰ مسکرایا۔ وہ دونوں ایک دوسے کے لیے پاگل تھے۔ اور اس کی پاگل
نا جانے ابھی کیا کر رہی ہوگی۔

پری کا سوچ اس نے ٹھنڈی اہ بھری۔

کہاں بلیک مینشن میں وہ اس وقت اس کی بانہوں میں سکون سے سوئی پڑی
ہوتی تھی اور اب یہاں وہ اس سے اتنی دور تھی۔ وہ اسے دیکھ بھی نہیں سکتا
تھا۔

خود پر قابو کرتے وہ ٹیبل ایٹ کرنے لگا

اس کا بلیک کنگ اور ریڈ تو اب ادھے گھنٹے سے پہلے نہیں اتے۔ وہ اچھے سے
جانتا تھا الیکزینڈر کس طرح کی مدد کرتا لیل کی۔

جسے وہ پری سے شادی کی وجوہات دینے کے ساتھ ان سب کے سوالوں کے جوابات بھی بتا چکا تھا۔ ورنہ یوں لیل الیگزینڈر سے بحث نہیں کر رہی ہوتی۔ جو خود مانتی تھی پری ابھی چھوٹی ہے۔

^^^

سب لڑکیاں خیام کے گھر جمع تھیں۔ انعم نے رومہ سے بات کرتے ہانیہ کو بھی یہاں ہی بلا لیا۔ دونوں کا نکاح یہاں ہی ہو جاتا۔ منہا کی رخصتی بھی یہاں سے ہی تھی۔

الیگزینڈر اور موسیٰ دونوں ہی یہاں نہیں تھے۔ خیام تیاریاں دیکھ رہا تھا۔ اس نے ظہیر کی فیملی کو منع کر دیا تھا۔ وجہ اس نے یہ ہی بتائی تھی منہا کسی اور کو پسند کرتی ہے۔

وہ بھی سمجھتے اس کے انکار کو قبول کر گئے۔

رومان اور شایان دونوں ہی ہیر کی نگرانی میں تھے۔ جوا نہیں تیار کرواتے اپنے ساتھ ہی لاتی۔

گرل کو کوئی سراغ ملا تھا۔ الیگزینڈرا اس کی طرف گیا تھا۔ موسیٰ بھی ناجانے کہاں گم تھا۔

فرقان ہانیہ کو پار لر لے گیا تھا۔ منہانے جانے سے منع کیا تھا۔ اس کا کہنا تھا وہ گھر ہی تیار ہو جائے گی۔ خیام بھی اسے گھر سے باہر بھیجنے کے حق میں نہیں تھا۔

ہانیہ تو ضد کرتے اپنے ساتھ منسا کو بھی لے گئی۔ وہ تو شایان کی شادی کا سنتے شک تھی۔ ہیر نے اس کی فر فر چلتی زبان کو بریک لگوائی تھی۔ بغیر یہ جانے وہ ابھی اپنے بھائی کے ساتھ ملوث ہے۔ شان کا اچانک واپس انا مشکل تھا۔ اس کے اگزاٹمز قریب تھے۔ اس نے منع کر دیا۔ عمر بھی اسے سٹڈی پر توجہ دینے کا کہا۔ ہیر کو برا تو لگا مگر یہ بدلہ شایان کی پٹائی کرتے پورا ہو گیا۔ جس کے دھماکے کی وجہ سے شان یہاں نہیں آ سکا تھا۔

جانی ابھی اپنی فیمیلی کی وجہ سے لیٹ تھا۔ انہیں انے میں کچھ وقت لگ جاتا۔ خیام بھی کسی کام سے باہر چلا گیا۔

اسے کچھ پھول لانے تھے۔ اس حال کی تیاری کے لیے جہاں نکاح ہوتا۔
مولوی کو بھی وہاں تے ہوئے ساتھ لاتا۔

اپنے کاموں کے لیے وہ گارڈز کو نہیں بھیج سکتا تھا۔ انہیں ان کی ڈیوٹی پر رہنے
دیا۔

رومہ لیل کہاں ہے؟؟.. "انعم کے سوال پر رومہ نے اسے دیکھا۔"
یہاں ہی تھیں۔ "انعم کو فکر ہوئی۔ اس کی اولاد جو کر چکی تھی اس کے بعد"
یہ فکر جائز تھی۔

اس نے پھر سارا گھر چھان مارا۔ مومنہ اور پری جو ابھی انی تھیں انہیں بھی
لیل کو دیکھنے کا کہا۔

جانی باہر لان میں نکاح کی تیاریاں دیکھنے لگا۔
موسیٰ ریڈ نہیں مل رہیں۔ "پری نے مومنہ کے فون سے کال کی تھی۔"

What the....

وہ گالی دیتے دیتے رک تھا۔

دھیان سے دیکھو کہاں جاسکتی ہیں ماما؟.... "وہ غصے سے بولا۔ وہاں پری"
لرزی تھی۔

منہا کہاں ہے؟؟؟ "پری نے بیڈ پر لیٹے وجود کو دیکھا۔"
وہ اپنے کمرے میں ہیں۔ مگر ریڈ نہیں ہیں یہاں۔ سب انہیں ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔ پلیز جلدی او۔ "موسیٰ نے کال کاٹتے فون ساتھ والی سیٹ پر پھینکا۔
کہاں جاسکتی تھی لیل؟؟؟ اس کا نمبر بھی نہیں مل رہا تھا۔ اس کا دماغ سوچوں
سے بھرا پڑا تھا اور جواب کوئی دستیاب ہی نہیں تھا۔



موسیٰ گھر میں داخل ہوا تو سامنے ہی پری کھڑی تھی۔ اس کا چہرہ پریشان حال
تھا۔ موسیٰ اسے ایک نظر دیکھا۔ وہ اس کی پریشانی میں ہی تو گھل رہی تھی۔

ریڈ کوڈ ہونڈ نامیرا کام ہے۔ مجھے بتا دیا ہے اب بس دعا کروان کے لیے۔"

جنہوں نے ریڈ کو اٹھا کر موت کو دعوت دی ہے۔ "وہ سفاکی سے بولا۔

ایک ہاتھ سے پری کا گال سہلایا۔ وہ اس کے لہجے کی سفاکی پر ڈری تھی مگر موسیٰ اسے مطمئن کرتے اندر آیا۔

منہا کہاں ہے؟؟؟.. "انعم اس کی اواز پر سراٹھایا۔"

اس نے خیاں کو کال کی تھی وہ آرہا تھا۔ باقی کسی کو انہوں نے نہیں بتایا تھا۔
انعم تو ویسے ہی الیگزینڈر کے غصے سے ڈرتی تھی۔

وہ شاید اپنے کمرے... "انعم اس کے سفاک لہجے پر کانپی تھی۔ وہ"

سیڑھیاں پھلانگتے اس کے کمرے کی طرف گیا۔ ایک دھماکے سے اس نے
دروازہ کھولا تھا۔ سامنے ہی بیڈ پر کوئی وجود لیٹا تھا۔

وہ ایک سیکنڈ میں سمجھ گیا وہ منہا نہیں ہے۔ اس نے کھینچ کر کمبل جدا کیا اس

وجود سے۔ وہاں پر تکیے سے وجود بنایا گیا تھا۔ اس نے سب سے اوپر پڑے تکیے

سے کھینچ کر وہ کاغذ جدا کیا۔

لیل جس کی ہے اسی کے پاس ہے۔ اس کو واپس سے قیدی بنانے کی "
خواہش ترک کر دو۔" منہا کی لکھائی میں لکھی وہ چند لائنز پڑھتے اس نے
غصے سے وہ کاغذ سبن میں پھینکا۔

لیل کی لوکیشن دوبار اٹریس کرنی چاہی مگر نہیں ملی۔ کسی نے اس کے وجود
سے وہ ٹریکرا لگ کر دیا تھا۔

موسیٰ نے باپ کو کال ملائی۔ وہ جو اس ڈاکٹر کے بارے میں سب معلومات
اکھٹی کر رہا تھا موسیٰ کے کال کرنے پے چونکا۔ اس نے کبھی یوں کال نہیں کی
تھی۔

وہ ہمیشہ ڈائریکٹ کال کرتا۔ اب اس نے پہلے میسج بھیجا تھا۔

It's urgent. Pick up the call..

الیکزینڈر نے فوراً سے کال اٹھائی۔ سب سے پہلا خیال لیل کا ہی آیا تھا۔

اما اور منہادونوں غائب ہیں۔ فوراً بگ بی کے گھر پہنچیں۔ "موسیٰ کی بات"
پر الیگزینڈر وہیں تھم گیا۔ جیسے پتھر کا ہو گیا ہو۔ اس نے سامنے بیٹھی گرل کو
اشارہ کیا تھا۔

Pick up everything. Lail is missing...

الیگزینڈر کے حکم پر اس نے دونوں لیپ ٹاپ اٹھائے تھے۔ وہ دونوں گاڑی
میں بیٹھتے خیام کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

وہیں موسیٰ کا میسج ملتے ہی شایان ہیر اور رومان کے ساتھ فوراً سے سلون سے
واپسی کے لیے نکلا۔

اسے رہ رہ کر منہا پر غصہ آرہا تھا۔ وہ دو دن پہلے تو ٹھیک تھی۔ بچے کو لے کر
خوش تھی۔ اس کی محبت میں تڑپ رہی تھی۔ پھر اچانک ایسا کیا ہو گیا۔
ہیر کے چہرے پے پریشانی تھی۔ عمر بھی ہو سہیٹل سے سیدھا وہیں آرہا تھا
جب اسے ہیر کا میسج ملا۔

جانی بھی فوراً سے ہانیہ اور منسا کے ساتھ واپس آگیا۔ وہ دونوں صرف جوڑے پہننے کے بعد تیار ہونے گئیں تھیں جب جانی نے واپس بلا لیا۔

ہانیہ تو پریشان تھی ناجانے کیا ہو گیا۔ منسا کو شایان نے سب بتا دیا تھا۔ اس کو تو چار سو چالیس ووٹ کا جھٹکا ملا تھا۔

سب ہی پر ہشانی سے وہاں جمع ہو رہے تھے۔ انعم کارور و کر برا حال تھا۔ مومنہ اسے چپ کر وار ہی تھی۔ پری بیٹھی پریشانی سے موسیٰ کو دیکھ رہی تھی۔ جو سگریٹ پر سگریٹ پیتے ناجانے خود کو کس چیز کی سزا دے رہا تھا۔ وہ کوئی بیس کافی کے کپ بھی خالی کر چکا تھا مگر اسے چین نہیں مل رہا تھا۔ اس نے گھر کی مین ڈور کی سی سی ٹی وی فوٹیج چیک کر لی تھی۔ بیک ڈور کی خیام کے فنگر پرنٹ کے بعد اوپن ہوتی۔ وہ اس قدر اضطرابی حالت میں تھا کہ کچھ سمجھ بھی نہیں پار رہا تھا۔

پری ان سب کی موجودگی کو بھاڑ میں بھیج کر ابھی موسیٰ کے پاس جاتی جب
الیکزینڈر گھر میں داخل ہوا تھا۔ اس کے پیچھے ہی خیام اور پھر سب ہی وہاں
جمع ہو گئے سوائے جانی کے۔ ان سب لوگوں کا جھرمٹ بن گیا تھا وہاں۔
موسیٰ وائیٹ روز کہاں ہے؟؟؟... "الیکزینڈر چیخا تھا۔ گرل موسیٰ کے"
پاس اتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھنا چاہا اس نے روک دیا۔

یہ ہی میرا سوال ہے۔ اس عورت کی خصلت معلوم ہونے کے باوجود آپ"
نے کیسے انہیں یہاں اکیلا چھوڑ دیا؟؟؟... جواب دیں مجھے!!..." موسیٰ کی
آواز ڈبل تھی۔

موسیٰ کسی کو پاس آنے نہیں دے رہا تھا۔ خیام کو غصے سے فوٹج چیک کرنے کا
کہا۔ خود وہ باپ کے سامنے کھڑا تھا۔

آپ کو سب کی پرواہ ہوگی مگر مجھے صرف میری ماں زندہ سلامت چاہیے۔"
باقی میری طرف سے کوئی جیے یا مرے اتی ڈونٹ کیئر۔۔۔" وہ سفاکی سے

بولا۔

الیگزینڈر نے اسے اگنور کرنا چاہا جب اس نے باپ کو بازو سے تھاما تھا۔
کیوں چھوڑا انہیں یہاں اکیلا؟؟ جواب دیں مجھے؟... اتنے سارے گارڈز "
کہاں تھے آج آپ کے؟؟.. "اس کا بس نہیں چل رہا تھا سب نست و نابود کر
دے۔

خیام نے بھی کہہ دیا تھا کیمرہ پر کسی نے بیل گم چپکا دی۔ اس میں کچھ نظر
نہیں آرہا۔ اس بات پر وہ مزید بھڑکا تھا۔
موسیٰ مجھے مجبور مت کرو میں بھول جاؤں تم لیل کو کتنے عزیز ہو۔ "موسیٰ"
طنزیہ مسکرایا۔

بھول ہی جائیں آپ آج۔ "اس نے غصے سے کہا تھا۔ الیگزینڈر کو موسیٰ نے "
بازو سے پکڑا تھا۔

الیگزینڈر وہی بازو چھڑاتے موسیٰ کو تھپڑ لگاتا جب پری موسیٰ کے سامنے آ
کھڑی ہوئی۔ اسے غصے سے دیکھتے وہ الیگزینڈر کے سامنے سے اسے لے گئی
تھی۔

موسیٰ بھی کچی ڈال کی طرح اس کے ساتھ کھینچتا چلا گیا۔ ہارون وہاں نہیں تھا ورنہ وہ شاک میں جاتا۔

شاک میں تو مومنہ گئی تھی۔ جانی ابھی اندر نہیں آیا تھا ورنہ معاملہ سمجھ جاتا۔ باقی سب افسوس کے چلتے کسی چیز کا خلاصہ نہیں کر پارہے تھے۔

موسیٰ تم نے ریڈ کو ڈھونڈنا ہے۔ اپنی مافیہ گری نہیں دیکھانی۔ پتہ کروان کا" ابھی۔ منہا کیلے انہیں یہاں سے نہیں نکال سکتی۔ "لیل غصے سے کہا۔ ان سب کو انیکسی میں بلا کر لاؤ۔ مگر کہنا صرف یہ کہ باہرائیں سب مجھے" بات کرنی ہے۔ "پری اس کو گھورتے چلی گئی۔

وہ سب پری کی بات پر حیران ہوئے مگر الیگزینڈر کو فالو کرتے سب وہیں آ گئے۔ موسیٰ کرسی پر براجمان تھا۔ الیگزینڈر کو دیکھ پنجا ملاتے مسکراہٹ پاس کی۔

گڈ شاٹ۔ "موسیٰ نے باپ کو داد دی تھی۔"

وہیں وہ سب لوگ سمجھنے کی کوشش میں تھے ہوا کیا ہے۔

خیام لپ ٹاپ دو۔ "الیکزینڈر نے بیٹھتے ہی حکم دیا۔ اس نے فوراً سے"
تھما دیا۔

موسیٰ بھی باپ کے پاس جگہ سنبھالی۔
اب وہ کیمرہ پر بیل چپکانے والے کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ پھر ایک جگہ
رک گئے۔

اس شخص کے ہاتھ پر ٹیٹو سے ایس بنا تھا۔
موسیٰ نے شایان کو اشارے سے بتایا۔ وہ بھی چپکے سے اپنی جیکٹ سے ٹیب
نکالتے بیٹھ گیا۔

موسیٰ کی ہیکنگ کے سب کام وہی کرتا تھا۔ موسیٰ اٹھتے شایان کے پاس آیا۔
اس نام کی کوئی ایجنسی نہیں ہے۔ "موسیٰ دو انگلیاں ماتھے پر رکھتے بجانے"
لگا۔ پھر ٹھہرا۔

لکھو ایس گارڈ۔ "شایان نے ڈن کا میسج کیا۔ وہ مسکرایا۔"

لگتا ہے ہولی وڈ سے کچھ زیادہ ہی متاثر ہے یہ شخص۔ "موسیٰ شایان کے" ساتھ بیٹھتے ایک ایک چیز کو دیکھنے لگا۔

یہ ایک ویب سائٹ تھی۔ جہاں آپ کسی کے بھی متعلق کچھ بھی جان سکتے تھے۔

موسیٰ نے اس شخص کی تصویر اور ٹیوڈالا۔ کچھ ہی دیر میں وہ شخص اور اس کی ڈیٹیل نمودار ہوئی۔

پھر اس نے آج تک جس کے لیے بھی کام کیا تھا اس میں سے آخری ریکارڈ نکالا۔ وہ ریکارڈ نکالتے ہی وہ گہرا مسکرایا۔

ڈوڈل گئیں ریڈ۔ چلیں؟؟؟.. "الیکزینڈر نے اسے حیرت سے دیکھا۔" اس کے پیچھے ہی الیکزینڈر بھی بھاگا۔

کس نے بتایا لیل کا؟؟؟.. "موسیٰ مسکرایا۔"

ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں جا رہا تھا۔ انہوں نے سب کو وہیں رکنے کا کہا تھا۔

جو اپنی بنائی دنیا کے جال میں پھنس جائے اسے بیوقوف نہیں ایسے گارڈ کہتے ہیں۔ "وہ قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

الیکزینڈر اس کی بات مکمل نہیں سمجھا مگر سامنے سڑک کے درمیان کھڑی گاڑی کو دیکھ وہ رک گیا۔

اس کے چہرے پر سوال تھا۔ وہ دونوں گاڑی کے قریب جاتے کچھ محتاط تھے مگر ذرا سا باہر نکلا لیل کا ڈوپٹہ دیکھ وہ بے صبری سے اگے بڑھے۔ اندر لیل بے ہوش پڑی تھی۔ مگر وہ بالکل ٹھیک حالت میں تھی۔ اس کے اگلی سیٹ کی بیک سائیڈ پر نوٹ چپکا تھا۔ موسیٰ نے اسے اتارا۔ الیکزینڈر لیل کو اس گاڑی سے نکالتے لا کر اپنی گاڑی میں ڈالا۔ اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارتے اسے ہوش دلانے لگا۔ عربی میں لکھا وہ نوٹ موسیٰ نے غصے سے پڑھا تھا۔

بالنسبة لي للحصول على خمس دقائق لمقابليتي. تحقق جيداً ولكن الطفيليات
يساوي اليوم الأبيض والأمر. كان مضاداً كائلاً. لقد أعجبت لك كل واحد منكم.
.. وسيتّم العثور على نسخة تضم يوم أبيض في سرير هوستا بيد. ملكة الحمقى
پانچ منٹ کی ملاقات کے لیے مجھے اتنا کھیل رچانا۔ ویسے چیک کر لوپر)
پرزے برابر ہیں وائٹ اینڈ ریڈ روز کے۔

ایکٹنگ کمال کی تھی۔ مجھے بہت متاثر کیا تم دونوں کے ڈرامے نے۔
اور وائٹ روز کی سستی کا پی کسی ہاسپٹل کے بیڈ پر پڑی مل جائے گی۔
بیوقوفوں کی ملکہ۔۔) آخر پر لکھے الفاظ طنزیہ تھے۔۔

شایان جو اس کے پیچھے آیا تھا لیکن اینڈر کو سنائے وہ الفاظ سن چکا تھا۔ وہ گرتا
جب موسیٰ نے اسے دیکھا۔

موسیٰ منہا؟؟؟؟ "اس کے لہجے میں ڈر تھا۔"

ڈوڈاپ ریڈ کو گھر لے جائیں۔ ہم منہا کو لاتے ہیں۔ "خیام بھی ان کے"
ساتھ ہی آگیا۔

الیکزینڈر اسے اب ریڈکنگ مینشن ہی لے گیا۔ جانی کو ان سب کو بھی وہیں لانے کو حکم دیا۔ جو فوراً سے مکمل ہو گیا۔

لیل کو اندر ڈرپ لگی تھی۔ الیکزینڈر اس کے سرہانے بیٹھا تھا۔ وہ سب پریشان سے باہر۔۔

گرل منہا کو ٹریک کرتے موسیٰ کو ہو اسپتال کا پتہ بھیج دیا تھا۔ وہ اس ڈاکٹر کو ڈھونڈتے ایک نئی بات جان کر حیران تھی۔ مگر ابھی حالات کی وجہ سے چپ تھی۔

وہ مکمل تحقیق کرنے کے لیے چپ چاپ وہاں سے نکل گئی۔ ان میں سے کسی نے بھی اسے نہیں روکا۔ وہ سب ہی اپنے خیالوں میں مصروف تھے۔ پری تو ویسے ہی موسیٰ کو دیکھنا چاہتی تھی۔ جو ناجانے کہاں چلا گیا تھا۔

^^^

وہ تینوں ایک ساتھ ہو اسپتال میں داخل ہوئے۔۔ شایان سب سے اگے تھا

انہیں ریسپشنسٹ نے دیکھتے ہی روم کا بتا دیا۔ وہ فوراً وہاں آئے تھے۔ سامنے ہی کبین سے ڈاکٹر نکل رہی تھی۔ انہیں دیکھتے افسوس بھرے تاثرات دیے۔

وہ بالکل ٹھیک ہیں مگر میسکیرج کی وجہ سے بے بی نہیں رہا۔ میں نے انہیں "منع کیا تھا وہ پھر بھی خیال نہیں رکھ سکیں۔" وہ افسوس سے کہتے چلی گئی۔ شایان پیچھے دیوار سے جا لگا۔ خیام اگے بڑھتے دیکھا کمرے میں منہا ہی تھی۔ اب اس نے پلٹتے حیرت سے شایان اور موسیٰ کو دیکھا۔ وہ جاننا چاہتا تھا یہ کیا مسئلہ ہے۔

موسیٰ وہ عورت نہیں ہے۔ ڈائن ہے۔ اپنی انا کی تسکین کے لیے وہ میرا بچہ "کھا گئی۔ ابھی تو چند دنوں کا تھا وہ۔" وہ لرز رہا تھا۔

موسیٰ نے اسے چمیر پر بٹھاتے پانی دیا۔ اس کو پینک اٹیک آرہے تھے۔ یہ اس کے بچپن کا مسئلہ تھا۔

موسیٰ اسے سنبھالتے ہیر کو کال کر دی۔ ہیر کے علاوہ ہیر کے بچوں کو کوئی
اچھے سے نہیں سنبھال پاتا تھا۔

وہ فوراً سے دوڑی آئی تھی۔ کہاں برداشت تھی اپنے بیٹے کی تکلیف۔ منسا بھی
جانا چاہتی تھی مگر ہانیہ کی وجہ سے رک گئی۔
رومہ اور مومنہ ویسے ہی انعم کو سنبھال رہی تھیں۔

شایان یہ کیا بکواس ہے؟؟ تم دونوں کی شادی نہیں ہوئی تو بچہ کہاں سے "
ایا؟؟؟..." خیام نے غصے سے کہا تھا۔

بگ بی میں بعد میں بتاتا ہوں۔ ابھی وہ ٹھیک نہیں ہے۔ "موسیٰ نہیں چاہتا"
تھا خیام کی حالت مزید بگڑے۔

نکاح ہوا تھا ہم دونوں کا۔ رومان کفیل بنا تھا اس کا۔ دو سال سے میرے "
نکاح میں ہے وہ۔ مگر ارج تک نہیں جان سکا میرے نکاح میں کوئی عورت
نہیں ڈائن ہے۔ اپنی انا کے لیے وہ سب بھول جاتی ہے یہ بات تو جانتا تھا میں

مگر اس قدر انا پرست تھی یہ نہیں جان سکا۔ "وہ پینک اٹیک کی وجہ سے نہیں جانتا تھا کیا بول رہا ہے۔

خیام خاموشی سے سن رہا تھا۔ وہ آج سارے سچ جانا چاہتا تھا۔

اس عورت نے اپنی انا بچانے کے لیے میرے چند دن کے بچے کو نہیں "

بخشتا۔ وہ عورت کبھی کسی کی نہیں ہو سکی۔ نہ لیل انٹی کی جنہوں نے اپنے

خواب اس پر سے وارد دیے۔ نہ اپنی نانی کی جنہوں نے اسے جان سے زیادہ چاہا

اور نہ ہی اپ کی۔ جنہوں نے اپنی جوانی اس پر سے وارد دی۔ اور میں سمجھ رہا

تھا میری محبت نے اسے بدل ڈالا۔ وہ مجھ سے محبت کرنے لگی ہے۔ "وہ بہت

مدھم آواز میں بول رہا تھا۔

خیام کا سارا دھیان اس کی طرف تھا۔

ہیر کے اتے ہی موسیٰ اٹھ گیا۔ ہیر اس کے ہاتھ تھا متے اسے اپنے پیار بھرے

لہجے سے سنبھال رہی تھی۔ خیام حیرت سے پھٹی آنکھوں سے سب دیکھ رہا

تھا۔

موسیٰ اٹھتے خیام کے لندھے پر ہاتھ رکھا۔

نکاح زبردستی ہوا تھا۔ اس میں منہا کی مرضی شامل نہیں تھی۔۔ "موسیٰ" انہیں دکھ میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

ہر چیز میں اس کی مرضی تھی۔ تم اب بھی نہیں سمجھے۔ وہ کسی کی کٹپتلی بنتے "تم سب کو الجھا چکی ہے۔ شایان کو خود میں الجھانا پلان کا حصہ تھا۔ تاکہ اسے یقین آجائے وہ اس سے محبت کرتی ہے۔" خیام نے پزل کے ٹکڑے جوڑنے شروع کیے تھے۔

موسیٰ حیرت سے اسے سن رہا تھا۔۔

منہا لیل کو اغواہ کرتی تب ہی ہم سب کا دھیان ان لڑکیوں کے کنٹینر سے "ہٹتا۔۔ یہ ان کے پلان کا حصہ تھا۔ اور منہا کٹپتلی بنے، بغیر جانے سب سرانجام دے رہی تھی۔ "خیام لڑکھڑایا تھا جب موسیٰ نے اسے تھام لیا۔۔ خیام کی باتوں پر وہ بھی شک میں گیا تھا۔ مگر تبھی وہاں رومان داخل ہوا۔

وہ دوڑتے خیام کے پاس آیا تھا۔ اسے سہارہ دیتے سیدھا کھڑا کیا۔ خیام نے اسے گریبان سے پکڑ لیا۔

جانتے تھے تم منہا کے نکاح کے بارے میں۔ پھر بھی مجھ سے "

چھپایا؟؟؟..." خیام نے مکہ مارنا چاہا تھا موسیٰ نے اس کا ہاتھ روک دیا۔

بگ بی نہیں۔ اسے میں نے منع کیا تھا۔ باقی بات ہم گھر جا کر کریں گیں۔"

ابھی یہاں سے نکلنا ہے۔" رومان خیام کو لے گیا۔

موسیٰ ہیر اور شایان کے پاس آیا۔ ہیر کی آنکھیں سرخ تھیں۔ بیٹے کو تکلیف میں دیکھ وہ ایسی ہو رہی تھی۔

موسیٰ نے گارڈز کو کال کر دی تھی۔ وہ منہا کے روم کے باہر طبعیات ہو چکے

تھے۔ ایک لیڈی گارڈ اندر منہا کے پاس تھی۔ ان سب میں سے کسی کے

پاس ابھی منہا سے ملنے کا حوصلہ نہیں تھا۔

شایان چلو۔ ابھی ہمیں یہاں سے جانا ہے۔" شایان نے کپکپاتے ہاتھ اپنے "

ہی ہاتھوں میں دبائے۔

منہا بھی ہمارے ساتھ جائے گی۔ خیام انکل کو کہہ دینا رخصتی ہو گئی۔ ان کا "داماد جانے اور ان کی بیٹی۔" وہ اس وقت انتہائی غصے میں تھا۔ موسیٰ بھی سمجھ رہا تھا اس نے کیا کھویا ہے۔

وہیں خیام جو الیگزینڈر کے حکم پر منہا کو بھی ساتھ لے جانے آیا تھا اس کی بات سن چکا تھا۔

منہا جانے اور تم جانو۔ میں تم دونوں میں ہی نہیں آؤں گا۔ بس وہ کسی کی کٹیتلی نہ بنے اب۔ "خیام کہتے چلا گیا۔

وہ خود کو سنبھال چکا تھا۔ ہیر نے اسے آنکھوں سے ہی تسلی دی۔ شایان اس روم کی طرف بڑھا۔ ہیر نے اسے میڈیسن دے دی تھی۔ اب وہ ٹھیک تھا یاں خود پر قابو پا چکا تھا۔

منہا کو شایان اور ہیر اپنی گاڑی میں ڈالتے لے گئے۔ اس نے موسیٰ کو بتا دیا تھا وہ اسے اپنے ساتھ اپنے گھر لے جا رہا ہے۔

موسیٰ نے اس کچھ نہیں کہا۔ جو کر رہا تھا کرنے دیا۔ ابھی وہ خود لا تر داد
سوچوں میں گم تھا۔

یہ کون تھا جو وائلڈ کنگ سے ہی کھیل گیا اور وہ جان ہی نہ سکا۔ "اس نے"
بھی گھر کی راہ لی۔ اسے لیل سے بھی ملنا تھا۔ اس سے جاننا تھا آخر یہ کون ہے۔
جس نے یہ سارا کھیل رچا۔

^^^

خیام خدا کا واسطہ بتا دیں منہا کہاں ہے؟؟.."گھر میں داخل ہوتے اس"
کے کانوں میں انعم کی آواز پڑی تھی۔

وہ دونوں ہاتھ جوڑے اس کے سامنے کھڑی تھی۔ رومان ماں کو سینے سے
لگائے مگر وہ چپ ہی نہیں کر رہی تھی۔

مرگئی منہا۔ کوئی واسطہ نہیں رہا ہم لوگوں کا اس سے۔ "سخت دل سے کہتے"
وہ گر جا۔

موسیٰ نے اگے بڑھتے خیام کو سینے سے لگایا تھا۔ وہ اس کا دکھ سمجھ سکتا تھا۔

ہماری دی محبت وہ ہمارے منہ پر مار کر چلی گئی۔ اسے خود سے واسطہ تھا۔
بس۔۔ رومان ٹھیک کہتا تھا۔ مجھے اس کی سن لینا چاہیے تھی۔ "وہ خاموش
نہیں پو رہا تھا۔

موسیٰ نے لیل کے کمرے سے نکلتے ڈاکٹر کو اشارہ کیا۔
اس نے انجیکشن بھرتے خیم کے بازو میں لگ دیا۔ مزید کچھ دیر بے ربط
جملے کہنے کے بعد وہ موسیٰ کی بانہوں میں جھول گیا۔
خیم کی جوانی واقعی منہا کھا گئی تھی۔ ورنہ اتنا تو بوڑھا نہیں تھا خیم جو خود کو
سنجھال نہ پاتا۔

موسیٰ نے اسے وہیں کسی کمرے میں لیٹایا۔ جب واپس آیا انعم رومان کے گلے
لگی رو رہی تھی۔ وہ انعم کی ایک سائیڈ پر بیٹھا۔

منہا کا نکاح شایان سے پڑھواتے اسے رخصت کر دیا گیا ہے۔ اب بس اس
کے لیے دعا کیا کریں۔ باقی وہ کسی سے ملنے نہیں اسکتی اور نہ ہی وہ کسی سے مل
سکتی ہے۔ قید کا اصل مطلب وہ اب سمجھے گی۔ "اخر بات سرگوشی میں کہی۔

انعم نے نم نظروں سے موسیٰ کو دیکھا۔

موسیٰ نے باتوں سے ہی انہیں مطمئن کیا۔ ان کے روتے رہنے پر انہیں بھی اسے مجبوراً نیند کی گولیاں دینی پڑیں۔ جس کے بعد رومان اسے خیام کے پاس ہی لیٹا آیا۔

وہاں اب رومان خود فرقان کی فیملی اور جانی کی فیملی تھی ہانیہ مکمل تیار بیٹھی تھی۔ منسا عمر کے ساتھ واپس جا چکی تھی۔ ہیر نے اسے کال کر دی تھی۔

موسیٰ نے گارڈ کو مولوی بلانے کا کہا۔ فرقان نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔ ہانیہ اور رومان کا نکاح ہو گا وہ بھی آج ہی۔ رومان کا کفیل میں اور ڈوڈ بنیں " گیں۔ " موسیٰ کی بات پر فرقان ابھی اعتراض اٹھاتا جب الیگزینڈر نے رد کر دیا۔

فرقان ہونے دو بچوں کا نکاح۔ ایسی چیزیں تو مافیہ میں رہتے زندگی کا حصہ " ہوتی ہیں۔ " الیگزینڈر کی بات پر وہ سر جھکا گیا۔

پھر ایجاب و قبول کے بعد وہ دونوں ہی ایک رشتے میں بندھ گئے۔ ہانیہ کچھ پریشان تھی۔ رومان نے اسے نظروں سے ہی پر سکون کیا۔ وہ سمجھ سکتی تھی خیام اور انعم کی جو حالت تھی اس کے بعد بھی نکاح کسی بھی بیٹے کے لیے مشکل ہوتا۔

فرقان بچی کو گھر لے جاو۔ وہ تھک گئی ہوگی۔ "وہ رومہ اور ہانیہ کو لیتے" وہاں سے چلا گیا۔

جانی پری اور مومنہ کے ساتھ ان دونوں سے ملتے چلا گیا۔ پری اسے پر سکون کرنے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اس نے بھی سر ہلاتے ہلکی سی مسکراہٹ سے بتایا وہ ٹھیک ہے۔

الیکزینڈر اگر جانی کو نہ دیکھ رہا ہوتا تو یقیناً یہ انکھ مٹکا سمجھ جاتا۔ الیکزینڈر موسیٰ دونوں لیل کے پاس آئے۔ اندر وہ کسی خواب کے زیر اثر سر پٹک رہی تھی۔ موسیٰ نے فوراً اسے ماں کو ہوش کروایا۔ الیکزینڈر نے دیکھا وہ اپنا ہی ہاتھ زخمی کر چکی ہے۔ الیکزینڈر نے ڈرپ نکالتے سائیڈ کر دی۔

موسیٰ وہ۔۔۔۔۔ موسیٰ؟؟؟؟۔۔۔۔۔ "وہ بے ربط باتیں کہہ رہی تھی۔ جاگتے ہی"
موسیٰ کے سینے سے لگی۔

موسیٰ لیل کے بال سہلاتے اسے باتوں سے پرسکون کرنے لگا۔ مگر وہ تو
یہاں تھی ہی نہیں۔

وہ انعم کے کہنے پر منہا کو تیار ہونے کا بولنے لگی تھی مگر اندر وہ کسی سے فون پر
بات کر رہی تھی۔ وہ کھولے دروازے پر ہی رک گئی۔

کیا تم چاہو گی تمہارا بچہ بھی قیدی بن جائے۔ جیسے تم اپنی ماسی کو اس قید سے
نکالنا چاہتی ہو وہ بھی تمہیں شایان کی قید سے نکالنا چاہا؟؟؟۔۔۔ "وہ کافی محبت
بھری آواز تھی۔

نہیں۔ "اس نے دہل کر دل پر ہاتھ رکھتے منع کیا۔"

تو مت بھولو یہ شادی قید ہی ہے۔ ابھی وقت ہے اپنی ماسی کے ساتھ وہاں
سے نکل جاو۔ ورنہ پھر تم بھی اپنی ماسی جیسی قیدی بن جاو گی۔ بے بسی کی
جیتی جاگتی مورت۔ "منہا سوچ میں پڑی تھی۔

دوسری طرف سے سمجھاتے لہجے میں مزید اواز ابھری۔

گاڑی باہر کھڑی ہے۔ بیک ڈور کی طرف آ جاؤ۔ تمہیں وہاں سے نکلنے میں " انج تو مدد مل جائے گی مگر پھر کبھی نہیں۔۔ یہ ہمارا آخری رابطہ ہو گا۔ " منہا کھڑکی کی طرف آئی۔

وہاں سے دور کھڑی گاڑی نظر آرہی تھی۔

میں تیار ہوں۔ " منہا نے اتنا ہی کہا تھا جب لیل اندر آئی۔ "

تمہیں ابھی بھی سمجھ نہیں آرہی تم کیا کرنا چاہتی ہو؟؟ میں کوئی کھلونا نہیں " جسے تم اپنی مرضی سے چلاؤ گی کیونکہ تمہیں لگتا ہے میں ایک قید میں کوں۔ " لیل غصے سے گرجی۔

وہ بہت عرصے بعد یوں غصے میں آئی تھی۔

منہا لیل کی سن کر خود کے قدم واپس نہیں موڑ سکتی تھی۔

اس نے پاس پڑی سپرے اٹھاتے لیل کے سمجھنے سے پہلے اس کے چہرے پر کر دی۔ لیل کے گرنے سے پہلے اسے بیڈ پر ڈالا۔

وہ اپنی اور لیل کی ازادی کا سوچ مسکرائی۔

اس کی سوچ کے مطابق یہاں سے نکلتے ہی وہ لیل کو لے کر گم جائے گی۔
وہ ہوگی، اس کی ماسی اور اس کا بچہ۔ وہ تینوں ایک، پیپی لائف گزاریں گیں۔
اس مافیہ اور ان کی قید سے دور۔ "اپنی سوچ پر خوش اس نے اپنے بیڈ پر تکیے
درست کیے۔

موسیٰ کے لیے ایک نوٹ لکھتے چپکاتے وہ خوش ہوئی۔
انعم کو بتایا اس کی طبیعت ٹھیک نہیں وہ کچھ دیر سو رہی ہے۔ کوئی اسے تنگ نہ
کرے۔

ان سب نے بھی منہا کی آواز سنی تھی۔ اسی لیے پری نے کمبل ہٹا کر نہیں
دیکھا تھا۔

وہ لیل کو مشکل سے اٹھاتے اپنے کمرے سے نکلی۔ اس نے بہت مشکل سے
لیل کو اپنے سہارے پر کیا تھا۔ باہر کو جاتی سیڑھیاں استعمال کرتے وہ لان
میں اتری۔

وہیں سے لان کی بیک سائیڈ کا دروازہ استعمال کیا۔ جس کی چابی اس نے پہلے
ہی خیاں کی پاکٹ سے نکال لی تھی اسی لیے وہ اس روز دوائی دینے دیوار
پھلانگ کر آیا تھا

وہ باہر سڑک پر نکلی تھی۔ وہ گاڑی بھی دروازہ کھلنے پر پیچھے کو آئی۔
اس نے لیل کو پچھلی سیٹ کر بٹھایا اور خود سیدھی ہوئی۔ مگر کمر درد نے اسے
روک دیا۔

اسے ڈاکٹر نے ابھی چند ہفتے کسی قسم کا وزن اٹھانے سے منع کیا تھا۔ اور وہ
پچھلے ادھے گھنٹے سے لیل کا وزن اٹھائے چل رہی تھی۔
وہ یک دم کراہتے نیچے تازہ بنی سڑک پر گری۔ اس پر گرنے سے اسے کچھ
چوٹیں آئی تھیں۔

گاڑی سے ایک ہاتھ اسے پکڑنے کو نکلا تھا مگر وہ پہلے ہی زمین بوس ہو گئی۔
ہو سپٹل چھوڑا اسے۔ "حکم ملتے ہی دو گارڈز نیچے اتریں۔"

منہا کو دوسری گاڑی میں ڈالتے وہ اسے اسی ہو اسپتال لے آئیں جہاں اس نے
چند دن پہلے میڈیسن لیتے چیک کروایا تھا۔

پاس سے پانی اٹھاتے اس نے لیل کے چہرے پر چھینٹیں مارے۔ وہ
انکھیں جھپکتے ہوش میں آنے لگی مگر سامنے نظر اتے چہرے کو دیکھ وہ جیسے
اپنے ہو اس گنواگئی تھی۔

اسے یقین نہیں آیا وہ یہ چہرہ اپنی آنکھوں سے دوبار دیکھ رہی ہے۔ یقین اتا
بھی تو کیسے؟؟

وہ تو مر چکی تھی۔ پھر زندہ کیسے؟؟؟

--

موسیٰ وہ زندہ ہے۔ "سرگوشی سی ہوئی تھی۔"

موسیٰ نے سن لی۔ الیگزینڈرا اس مدھم سرگوشی کو نہیں سن سکا۔

وہیں موسیٰ بھی سکتے میں چلا گیا۔

لیل پھر سے بے ہوش ہو گئی۔

موسیٰ شاک سے لیل کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ وہ کیسے یقین کر لیتا۔ اس نے خود اس لی لاش دیکھی تھی۔ اس کی سانس نہیں چل رہی تھی۔ ڈاکٹر نے کہا تھا وہ مر چکی ہے۔ اس کا دل نہیں دھڑک رہا تھا۔ وہ ساکت تھا پھر یہ کیسے ممکن تھا۔

وہ الیگزینڈر کو بغیر دیکھے لیل کو لیٹاتے وہاں سے چلا گیا۔ الیگزینڈر اس کے یوں جانے پر حیران ہوا مگر پھر سر جھٹک دیا۔ لیل کے پاس بیٹھتے، ڈاکٹر کو فوراً واپس آنے کا کہا۔ وہ بھی حکم کا غلام فوراً سے حاضر ہو گئی۔

سٹریس کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ بس ان کا خیال رکھیں اور ٹینشن اور "پریشانی سے دور رکھیں۔" ڈاکٹر نے دوائی لکھ دی۔

الیگزینڈر کو اس نے پہلے ہی بتا دیا اب اسے ہوش صبح ہی آئے گا۔ الیگزینڈر بھی اسے بھیج کر پر سکون سا لیل کے پہلو میں لیٹا۔

اس کے بے ہوش وجود کو غصے سے دیکھا۔ کس قدر تڑپا دیا تھا لیل نے اسے۔

الیگزینڈر غصے سے جھکتے لیل کے لب کو اپنے ہونٹوں میں دبا گیا۔ اس کی سانسیں پیتے جیسے اسے جان مل رہی تھی۔

وہ بہت دیر تک یوں ہی اس سے سانسیں لیتے رہا پھر اس کے وجود میں ہل چل محسوس کرتے دور ہوا۔

وہ جسے صبح ہوش انٹی تھی اس کی شدتوں کے سامنے فوراً سے اٹھ گئی۔ وہ الیگزینڈر کی آنکھوں میں دیکھتے اس کے ہونٹوں پر جھکی۔

اس کے ہونٹوں کو چومتے وہ دونوں ہاتھ الیگزینڈر کی گردن میں باندھ گئی۔

الیگزینڈر بھی ہاتھ اس کے چہرے کے گرد جماتے اس کا ساتھ دینے لگا۔

الیگزینڈر کب ہونٹوں سے گردن پر آیا وہ دونوں ہی نہیں سمجھ سکے۔

الیگزینڈر جھکتے لیل کے سینے پر ہونٹ رکھے۔ وہ ہاتھ بڑھاتے الیگزینڈر کی

شرٹ کے بٹن کھولتے اس کے وجود سے الگ کر گئی۔

الیگزینڈر نے دیکھا وہ کافی ڈسٹرب تھی۔ پریشانی میں وہ سکون الیگزینڈر کی

پناہوں میں ہی ڈھونڈتی۔

الیکزینڈر نے لیل کی قمیض کی زپ کھولتے اسے لیل کے کندھوں سے
سرکایا۔

میں تم سے دور نہیں جانا چاہتی۔ تم سے دوری لیل کے لیے موت کے "
برابر ہے۔" الیکزینڈر کے ہونٹوں کو انگلیوں سے سہلاتے ہونٹ اس کی شاہ
رگ پر رکھے سرگوشی کی۔

الیکزینڈر اس کی اضطرابی کیفیت سمجھتے اسے اپنے وجود سے معتبر کرنا شروع
کر دیا۔

الیکزینڈر کے ہونٹ اس کے وجود کا سفر کرتے بتا رہے تھے ان دونوں کی
دوری ناممکن بات ہے۔

الیکزینڈر بھی آپ سے دور نہیں ہونا چاہتا۔ یہ کچھ دیر کی دور بھی میری کی "
سانس پر بھاری پڑ گئی تھی۔" لیل کے کان میں سرگوشی کی گئی۔
لیل نے دونوں ہاتھ اس کے بالوں میں الجھا دیے۔

اس کے کندھے پر بنے گولی کے نشان کو دیکھتے لیل نے اٹھتے اسے چوما۔

مجھے کبھی خود سے جد امت کرنا۔ "الیکزینڈر کو حدوں سے گزرتے محسوس"
کر بھی وہ سرگوشیوں سے بعض نہیں آئی۔

اپ سے دور موت کے برابر ہے۔ "الیکزینڈر اس کے کان کی لوچومتے"
وہاں سرگوشی کی۔ پھر ہلکا سا کاٹا۔ وہ سسکتے الیکزینڈر کے وجود میں چھپنے لگی۔
الیکزینڈر جھکتے اب دانت لیل کے کندھوں پر رکھے۔ پھر وہاں سے سفر
کرتے وہ نیچے جانے لگا۔ اس کے بلی بٹن پر اتے وہ مسکرایا۔
وہ ہلکا سا کاٹتے اس نے اپنا ناک سہلایا۔ وہ سانس بھرتے سسکی۔ الیکزینڈر
کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

ان دونوں کو ہی ہوش نہیں تھا کیا کرنے جارہے ہیں۔ دونوں ہی ایک
دوسرے میں گم ایک دوسرے سے دوری کی تکلیف دور کرنا چاہتے تھے۔
الیکزینڈر نے ہاتھ بڑھاتے لائنس اف کر دیں۔ کمبل اٹھا کر دونوں کا وجود
اس میں چھپا گیا۔

لیل اس کی شدتوں پر تڑپتے اس کے کندھوں پر ناخنوں سے نشان بنادیتی۔
ایک عرصے کے بعد الیگزینڈر کی قربت دوبارہ محسوس کرنا اس کی جان کے
لیے بہت مشکل تھا۔

اس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا۔ اس کی سسکائیں خاموش کمرے میں گونج رہی تھیں۔ لیکن رینڈر مزید ہوا دے رہا تھا۔

الیکزینڈر نے جھکتے ان آنسوؤں کو ہونٹوں سے چنا۔ وہ سانس بھرتے اس کے
وجود تلے دبی بس اس کی پناہوں میں چھپنا چاہ رہی تھی۔ جواب بغیر الیکزینڈر
کی مرضی کے ہونا ممکن نہیں تھا۔

اپ کا سکندر آج بھی آپ کی قربت میں سب بھول رہا ہے۔ "الیکزینڈر کی" سرگوشی پر وہ اسے گھورنا چاہتی تھی مگر ایسا ممکن نہیں تھا۔

الیکزینڈر بھی اس کے وجود میں کھرتے اسے سب بھلا گیا۔ اج کا واقعہ اور چند
بھانک یادیں بھی۔ بغیر اس عمل کے نتیجے سے واقف۔۔۔۔۔

رومان فکر مند سا انعم اور خیام کے پاس بیٹھا تھا جب اس کا فون رنگ ہوا۔ وہ اسے اٹھاتے دے قدموں سے لان میں اگیا۔

بولو ہانیہ؟؟؟.. "اس کی خاموشی پر رومان مے خود ہی کہا۔"

رومان!!!.. انکل انٹی کیسے ہیں اب؟؟؟ "رومان چکر لگاتے اپنا غصہ کم کرنا"
چاہ رہا تھا۔ جو صرف منہا پر تھا۔ جس کی وجہ سے خیام اور انعم اس حالت میں تھے۔۔

ابھی تو بے ہوش ہیں۔ صبح ہوش ایے گا انشاء اللہ۔ "رومان روشنیوں میں"
نہائے اس لان میں چہل قدمی شروع کر دی۔۔

انشاء اللہ عز وجل۔۔ اور آپ کیسے ہیں؟؟؟ پریشان مت ہوں۔ انکل انٹی"
ٹھیک ہو جائیں گیں۔ "رومان رک گیا۔

تو کیا اس نے فون اس کی خیریت جاننے کو کیا تھا۔ وہ ٹھہر ہی تو گیا تھا۔

جس کے پاس اتنی فکر کرنے والی بیوی ہو وہ پریشان کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟۔"
ہانیہ سرخ پڑی۔

بات ایسی نہیں تھی وہ سرخ پڑتی مگر اس کے لہجے پر ایسا ہوا۔

اپ نے کھانا نہیں کھایا ہو گا۔ پلیز کھالیں۔ کھانا کھائے بغیر ایسی جنگیں " نہیں لڑی جاتیں۔ " ہانیہ کی بات پر وہ گہرا مسکرایا۔
وہ اسے اس بات سے ہٹانا چاہتی تھی۔

تم بھی یاد سے کھانا کھالینا۔ کیونکہ جو جنگ تمہیں مجھ سے لڑنی ہے اس میں " بھی ایسی صحت اثر انداز ہو سکتی ہے اور میں نہیں چاہتا تم ہارو۔ " ہانیہ اس کی بات نہیں سمجھی تھی۔

مطلب؟؟؟ " اس نے اندر کو قدم بڑھائے۔ "

کچھ نہیں۔ کھانا کھا کر سو جاؤ۔ میری بے وقوف بیوی۔ " رومان کے " مسکراتے لہجے پر وہ پر سکون ہو گئی۔

مگر اس کے بے وقوف کہنے پر " اپ ہوں گیں بے وقوف " کہتے کال کاٹ گئی۔

رومان بھی فرنج میں پڑا کھانا نکال کر گرم کرنے لگا۔ اب بیوی نے کہا تھا تو
کھانا کھانا تو بنتا تھا۔ وہ اس کی اپنے لیے فکر کا سوچ مسکرایا۔



منہا سامنے ہی بیڈ پر پڑی سو رہی تھی۔ وہیں سامنے شایان ہونٹوں پر الٹا ہاتھ
جمائے گہری سوچ میں گم اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے کسی پل سکون نہیں تھا۔
وہ منہا کو اپنے گھر نہیں لے کر گیا تھا۔ ہیر نے بہت ضد کی مگر آج وہ کچھ سننے
کو تیار نہیں تھا۔ ہیر بھی اس کے ساتھ انا چاہتی تھی۔ وہ جانتی تھی وہ ڈسٹرب
ہے۔ اسے پھر پینک اٹیک آتے ہیں۔

مگر اس نے ہیر کو زبردستی عمر کے ساتھ گھر بھیج کر ہی دم لیا۔ عمر بھی بہت مشکل سے ہیر کو ساتھ لے کر گیا تھا۔ وہ جانتا تھا اب ہیر پریشان رہے گی۔ جب تک شایان کو ٹھیک سلامت اپنے سامنے نہ دیکھ لے مگر شایان بھی ان کے ساتھ جانے کو تیار نہیں تھا۔

اور نہ ہی انہیں اپنے ساتھ لے جانے کو۔ وہ بس منہا کو بانہوں میں بھرتے ہو اسپتال سے نکل گیا۔ وہ اسے اپنے بنائے الگ گھر میں لے آیا۔ جہاں اب وہ پڑی تھی۔ مگر اس کا سکون شایان کا اندر ہلا رہا تھا۔

وہ چاہتا تھا اسے جھنجھوڑ دے۔ جو اس نے کیا تھا وہ نہ تو قابلِ معافی تھا اور نہ ہی وہ دینے والا تھا۔

وہ کل شام سے یوں ہی بیٹھا تھا۔ اس نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ اور منہا کل سے بے ہوش تھی۔

وہ سب کی کالز اگنور کر رہا تھا مگر موسیٰ کی نہیں کر سکا۔ اس نے خود کی حالت پر قابو پاتے کال اٹھالی۔

شایان کیسے ہواب؟؟۔۔۔"وہ بہت تحمل سے پوچھ رہا تھا۔"

وہ اٹھتے کمرے کی باہر کو کھلتی کھڑکی کے سامنے آیا۔

ٹھیک ہوں۔"اس کے جواب اب بہت روکھے سے تھے۔ ان میں پہلے والی"

تازگی نہیں تھی۔ وجہ اس کا دل ابھی ٹکڑے ہوا پڑا تھا۔

اور منہا؟؟۔۔۔"وہ شاید اس کو جانچنا چاہ رہا تھا۔"

ڈائٹوں کو کچھ نہیں ہوتا۔ وہ دوسروں کا خون پی کر زندہ رہ لیتی ہیں۔"

موسیٰ جانتا تھا فلحال وہ ڈسٹرب ہے۔

شایان ماں کو اتنا نہیں تڑپاتے۔ اگر وہ تڑپانے پر آئی تو برداشت نہیں کر پاؤ"

گے۔ کال کر لو انہیں۔"شایان نے انکھیں بند کرتے کھولیں۔

موسیٰ نے کال کاٹ دی۔ اس نے کچھ دیر وہاں کھڑے لمبی سانسیں لیں پھر

ہیر کو کال ملائی۔ فوراً سے کال اٹھ لی گئی۔

شایان !!!...."وہ جیسے تصدیق چاہتی تھی۔"

ماما میں ٹھیک ہوں۔ پلیز آپ ٹیمشن مت لیں۔ "عمر اس کے سرہانے بیٹھا"
اس کا سرد بارہا تھا۔ منسا بیٹھی اسے زبردستی کھانا کھلا رہی تھی۔ وہ خود بیڈ
کراون سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

شایان فوراً واپس آؤ۔ "اس نے ہمیشہ کی طرح حکم دیا تھا۔"
ابھی نہیں ماما۔ صرف کچھ انتظار کر لیں۔ پھر آ جاؤں گا۔ "اس کے لہجے کے"
دکھ کو محسوس کرتے ہیر تڑپی۔

اس نے بھی کال کاٹتے کسمساتی منہا کو دیکھا۔ جس سے اس کا حساب کتاب
ابھی باقی تھا۔

ہیر نے عمر کو بے بسی سے دیکھا۔ اس نے ماتھا چومتے حوصلہ دیا تھا۔ کہاں
برداشت تھیں یہ نم نظریں۔

منسا برتن لے کر چلی گئی۔ عمر پاس ہوتے ہیر کو سینے سے لگایا۔

منہا کو سزا دینے کے لیے سب سے دور لے کر گیا ہے۔ فکر مت کرو اپنا " غصہ اتار کر ٹھیک ہو جائے گا۔ " عمر اس سے واقف تھا۔ اور وہ سچ کہہ رہا تھا۔ دونوں ہی یہ بات جانتے تھے۔

عمر اس کا بہت نقصان ہو گیا۔ وہ بچہ !!! وہ کیسے اس نقصان کو برداشت " کرے گا۔ میں دادی بننے والی تھی۔ میں اندر سے بہت خوش تھی چاہے اسے جتنی مرضی سزا دیتی رہی ہوں مگر خوش تو تھی۔ پھر یہ کیوں کر دیا منہا نے؟؟؟ " عمر اس کا چہرہ سامنے کرتے اس کی بند آنکھیں دیکھیں۔ ان میں صرف اذیت تھی۔ وہ جانتا تھا وہ خود بھی گہرے صدمے میں ہے۔ تمہارا بیٹا کچھ زیادہ ہی فاسٹ نہیں نکلا۔ شادی سے پہلے ہی تمہیں دادی " بنانے کے چکروں میں تھا۔ " ہیر نے آنکھیں کھولتے اسے گھورا۔ عمر بھی یہ ہہ چاہتا تھا۔

ویسے جس قدر وہ فاسٹ نکلا ہے۔ مجھے لگتا اگلے تین چار سالوں میں یہاں "
بچوں کی لائن ہوگی۔ جو تمہارے اگے پیچھے گھومیں گیں۔" عمر کی بات پر ہیر
نے اس کے سینے پر تھپڑ مارا۔
وہ مسکرا دیا۔

اگر ابھی بچے چاہیں تو ہم اپنی کوشش بھی کر سکتے ہیں۔ میں ڈاکٹر ہوں۔"
جلد کامیاب ہو جائیں گیں۔" ہیر سرخ پڑی تھی اس کی بات پر۔
عمر اس کے سرخ گال دیکھتے جھکا۔ نرمی سے انہیں چومتے اس کے ہونٹ
پھسلتے ہیر کے ہونٹوں پر ایسے تھے۔ عمر نے بے بسی سے ان ہونٹوں کو
دیکھا۔

ہیر کا ہاتھ اس کی کالر پر تھا۔ عمر اس کے ہونٹوں پر اپنی پوری شدت سے جھکا
ہوا تھا۔ آج بھی شدتوں سے اس کے ہونٹ کھاتے وہ بالکل بھی رحم نہیں کر
رہا تھا۔

ہیر اس کی شدتوں میں پاگل ہو رہی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھ عمر کی گردن میں باندھ لیے۔ عمر اس کے نچلے ہونٹ کو چومتا تو کبھی اوپری کو۔ کبھی ان پر دانت گاڑھ دیتا۔ وہ سانسیں بھرتے پاگل ہو رہی تھی۔

نشے سے زیادہ نشیلے ہے یہ ہونٹ۔ "وہ سرگوشی کرتے مزید بہکتا جب منسا" دروازہ کھولا تھا۔ وہ جلدی سے اوپر ہو گیا۔

ہیر نڈھال سی اس کے بازوؤں میں گر گئی۔ عمر نے اسے ٹھیک سے لیٹایا۔ منسا اپنے ماما بابا کو دیکھ رہی تھی جو عجیب سے محسوس ہو رہے تھے۔ تمہاری ماما رام کریں گیں۔ تم بھی سو جاؤ تھوڑی دیر۔ "وہ جی کہتے اپنے" کمرے میں چلی گئی۔

عمر اس کے ساتھ بیڈ پر لیٹا۔

ویسے اگر دادی بننے کا اتنا شوق ہے تو میں شان کو کہتا ہوں۔ وہ وہیں سے پوتا "لے آئے گا تمہارے لیے۔" ہیر اسے گھورتے ایک مکہ مارنا چاہتا تھا عمر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

وہی ہاتھ موڑتے اس کی کمر پر لگاتے اسے خود کے قریب ترین کر گیا۔

عمر کو شش بھی مت کرنا۔ مجھے بالکل برداشت نہیں میرے بیٹے ایسے "

نکلیں۔ "عمر اس کی بات دھیان سے سنی تھی۔

پھر ہاتھ بڑھاتے اس کی گردن سہلائی۔ ہیر کپکپائی تھی اس کے انداز پر۔

تو ہم کو شش کر لیتے ہیں؟... "ہیر اسے دیکھا جو واقعی بہکنے کے چکروں "

میں تھا۔

عمر اس کی گردن پر بہکتے ہونٹ رکھے تھے۔ اس پر اپنے وجود کا بوجھ ڈالے وہ

بے قراری سے اس کی گردن چوم رہا تھا۔ ہیر بھی مزاحمت کرنے کے بجائے

ہاتھ اس کے بالوں میں پھنسا گئی۔

عمر اس کی گردن میں کاٹا وہ سسکتے اس کے بالوں پر گرفت سخت کر گئی۔ عمر

ان دانتوں کے نشان پر ہونٹ رکھتے مزید نیچے کا سفر کرنے لگا۔

ٹھاہ کرتے دروازہ کھلا تھا۔

ماما؟؟؟؟ "یہ آواز شان کہ تھی۔ مگر وہ اگے اتے رک گیا۔ "

عمر نے دیکھا ہیرا نکھیں بند کیے پڑی تھی۔ وہیں شان حیرت سے بیڈ پر دیکھتے
جلدی سے رخ موڑ گیا۔

عمر ہیر کے ہونٹ چومے جو اس اچانک افتاد پر گھبرا کر انکھیں بند کر گئی تھی۔
مل لو اپنے بیٹے سے۔ میں ہاسپٹل جا رہا ہوں۔ اب یہ تمہیں سنبھال لے۔"
گا۔ "ہیر کے کان میں سرگوشی کرتے اس کے وجود سے بیڈ پر منتقل ہوا۔
شان ابھی تک چہرہ موڑے کھڑا تھا مگر باہر نہیں گیا۔

لندن کا تو معلوم نہیں مگر ہمارے گھر میں اندر داخل ہونے سے پہلے "
دروازہ ناک کرنے کا رواج ہے۔ جو شاید تم بھول گئے ہو۔ "عمر کے طنز پر ہیر
مسکراتے سیدھی ہوئی۔

اپنی حالت کچھ سنوارتے شان کو اواز دی۔ اسے شرم سی تو محسوس ہوئی مگر
بیٹے سے بھی ملنا تھا۔

ہیر اس کا ماتھا چومتے اسے گلے سے لگایا۔

شان عمر کی پرفیوم کی خوشبو محسوس کرتے مسکرا دیا۔ اس کے باپ کو ٹینشن میں بھی اپنی بیوی کو پرسکون کرنے کا یہ ہی حل نظر آتا تھا۔
عمر ہیر کا خیال رکھنے کا کہتے چلا گیا۔ ہیر نے بھی نہیں روکا۔ اس کے پاس اب شان تھا۔

مجھے موسیٰ نے سب بتایا۔ آپ لوگ تو کچھ بتاتے ہی نہیں۔ میں تو دوڑ کر آ گیا نا جانے کیا حالت ہو آپ کی۔ "نروٹھے پن سے کہتے وہ کوئی بچہ ہی لگا۔
کھانا کھاؤ گے؟؟.." شان نے شکوہ کرتی نظروں سے دیکھا۔ ہیر بات ہی "بدل گئی تھی۔

آپ لیٹیں۔ میں لاتا ہوں کھانا بنا کر۔ آپ میرے ہاتھ کا ذائقہ چیک کریں۔ قسم سے مزا آ جائے گا۔ "وہ ہیر کا موڈ ٹھیک کرنے کو کہتے وہاں سے چلا گیا۔
پھر واپس آیا۔

آپ تب تک کیا کریں گیں۔ میرے ساتھ ہی چلیں۔ "شان اسے بانہوں"
میں بھرا۔

وہ کہتی رہی میں خود چل کراتی ہوں مگر شان نہیں مانا۔
اب اسے سامنے شلف پر بٹھائے وہ کھانا بنارہا تھا۔ ہیر اسے دیکھ رہی تھی جو
نفاست سے ہر کام کرتے لڑکیوں سے بھی ماہر انداز میں کھانا بنارہا تھا۔
وہ مسکرا دی۔ اولاد کے لیے اس کے جتنے وہم تھے سب ناکارہ ثابت ہوئے۔
وہ سب اسے ہاتھ کے چھالے کی طرح سنبھال کر رکھتے تھے۔ وہ خوش تھی۔
اب تو مسکراتے شان کی باتیں سننے لگی۔ جو ماں کے لیے اتنا باتونی بن رہا تھا۔
ورنہ وہ اتنی باتیں نہیں کرتا تھا۔

ہیر پریشان نہ ہو اس لیے شایان کا بھی نہیں پوچھا۔ وہ ہیر کے لیے ہی تو وہاں
سے پہلی فلائیٹ سے ہی عمان پہنچا تھا۔ اور اب اس کے سامنے کھڑا اپنی باتوں
سے اسے بہلا رہا تھا

الیگزینڈر کے گھر بھی صبح اترائی تھی مگر اسے خیال ہی نہیں تھا۔ وہ کھڑکیوں پر پردے گرائے اپنی محبوب بیوی کے ساتھ مہو خواب تھا۔ اچانک دھوپ کی جھلکی چہرے پر پڑنے پر کسمسایا۔ پھر کچھ ہی دیر میں اس نے آنکھیں کھولیں۔

ایک نظر اپنے وجود کا حصہ بنی اپنی بیوی کو دیکھا۔ جو اس کی وائٹ شرٹ پہنے واقعی وائٹ روز لگ رہی تھی۔

الیگزینڈر مسکراتے جھکتے اس کے ہونٹ چومے۔ وہ یوں ہی پڑی رہی۔ بس مونچھوں کی چھبن پر ہلکا سا کسمسائی۔ مگر آنکھیں نہیں کھولیں۔

الیگزینڈر کی قربت سے اسے آزادی فجر کی اذان کے ساتھ ملی تھی۔ پھر جہاں وہ کمرے کے تانے سو گئی۔ وہیں الیگزینڈر نماز ادا کرنے چلا گیا۔ اب وہ اکثر اوقات نماز ادا کر لیتا تھا مگر باقاعدگی نہیں تھی ان نمازوں میں۔

الیگزینڈر اسے دیکھ دو بار اسے اپنی داڑھی اس کی گردن پر رگڑی۔ وہ پہلے ہی سرخ تھی مزید سرخ ہو گئی۔

سکندر مت کرو۔ "کسمساتے اسے کہتے کروٹ بد لنی چاہی مگر اس کی"
گرفت میں ایسا ممکن نہیں تھا۔ وہ یوں ہی پڑی رہی۔

وائیٹ روز؟؟؟.... "الیگزینڈر کی آواز میں جیسے محبت خود آ بسی تھی۔"
لیل نے ہلکی سی انکھیں واکیں۔ اسے دیکھا جو اس پر جھکا تھا۔

اس کے برہنہ کندھوں پر ہاتھ رکھتے لیل نے اٹھتے اس کے ہونٹ چومے۔ وہ
مسکرا دیا۔ موچھوں تلے دبے ہونٹ بھی مسکرائے۔

گڈ مارنگ!!!... "لیل اسے گھورتے واپس انکھیں موند گئی۔"

الیگزینڈر اسے گھورا۔ وہ یقیناً کل رات تھک چکی تھی۔ اب الیگزینڈر کی
بانہوں میں کروٹ بدلتے اس کی طرف پشت کر گئی۔ الیگزینڈر سر اس کے
کندھے پر رکھتے اس کے پیٹ کے گرد ہاتھ باندھے۔

ویسے اتنا تو نہیں تھکنا بنتا آپ کا۔ "الیگزینڈر کے سوال پر اسے احساس ہوا"
رات کی ہو چکا ہے۔

اس نے پٹ سے انکھیں کھولتے خود کو دیکھا۔ الیگزینڈر کی شرٹ میں لپٹا اس کا وجود اور اس کی گردن پر ہوتی جلن سب بتا رہے تھی الیگزینڈر حد سے بڑھتا اس میں اترا ہے۔

وہ انکھیں میچے پڑی تھی جب الیگزینڈر نے کروٹ بدلتے اسے خود پر ڈالا۔ وہ شرم سے نظریں بھی نہیں ملا پارہی تھی۔

کل رات مجھے یوں محسوس ہوا جیسے پہلی دفہ اپنی وائٹ روز کو چھو رہا ہوں "مکمل شدتوں سے۔" لیل بھی یہ ہی محسوس کیا تھا۔ مگر بتانا مشکل تھا۔

ابھی تک میرے وجود میں نشا بھرا ہے آپ کے وجود کا۔ پھر منہ موڑنے کا "مطلب؟؟؟" لیل انکھیں نہیں کھولیں۔

الیگزینڈر اس کی گردن میں ہونٹ رکھتے وہاں داڑھی سے جلد سرخ کر گیا۔ وہ تڑپتے اس کے کندھے دبوچ گئی۔

آپ کے دانتوں اور نشانوں کے نشان سے میری بیک بھری پڑی ہے۔ اور "یقین جانیں مجھے ان میں اٹھتا درد مسرور کر رہا ہے۔" وہ انکھیں زور سے میچ گئی۔

الیکزینڈر کی باتیں اسے شرم سے دوچار کر رہی تھیں۔
الیکزینڈر اس کے ہونٹوں کو انگلیوں میں پکڑتے ہلکا سا کھینچا۔ وہ لمبی سانس بھرتے کراہی۔ الیکزینڈر نے ہونٹ کو چھوڑ دیا۔
کھانا بنائیں؟؟ دونوں کچن میں۔ میں ان ہونٹوں پر رکھتے ہر چیز ٹیسٹ "کروں گا۔" لیل نے سانس بھری۔

اس کے برہنہ سینے پر یوں پڑے رہنے مشکل تھا۔ اوپر سے اس کی حرکتیں۔
ویسے مجھے اس امتحان کے زلٹ کا شدت سے انتظار ہے۔ میں دیکھنا چاہتا "ہوں میں کس قدر پاس ہو یاں فیل؟؟؟..." لیل کا دل شدت سے دھڑکا۔
اس کے کان کی لو کو کاٹتے وہ سرگوشی کرتے اس کی سانسیں بھاری کر گیا۔

سکندر موسیٰ؟؟؟.... "الیکزینڈر جو اس کی کان کی لوچوم رہا تھا اس کی بات سننے وہاں کاٹ گیا۔ وہ سسکتے اس کے کندھوں پر ناخن گاڑھ گئی۔

کیوں اسے کیا ہوا؟؟؟" پیچھے ہوتے پوچھا تھا۔"

لیل اسے گھورا۔

اس کی گرفت سے نکلتے بیڈ سے اتری تھی۔ الیکزینڈر بھی دیکھنا چاہتا تھا وہ کیا کرتی ہے اس لیے ازاد کر دیا۔

اس کی تھائی تک اتی شرٹ پہنے وہ اس وقت اسے مزید بہکا رہی تھی۔ مگر وہ ضبط کرتے پڑا تھا۔

کمرے میں چیزیں پٹختے وہ یقیناً اپنا غصہ اتار رہی تھی۔

الیکزینڈر ہونٹ دانتوں تلے دبائے کبل اتارتے اس کے پیچھے آکھڑا ہوا۔

اس کے گرد بازو جمائل کرتے اس کی گردن کی بیک سائیڈ پر بنے اس تل پر

ہونٹ رکھے۔ اس کے بال جو بکھرے ہوئے تھے ان کا جوڑا بناتے کیچر میں

قید کیے۔ وہ یوں ہی نروٹھے پن سے کھڑی رہی۔

اب بتائیں کیوں اتنی ٹینشن لے رہی ہیں۔ "لیل کو گود میں بھرتے وہ اسے " صوفے پر لے آیا۔

تم جانتے ہو موسیٰ کتنا شدت پسند ہے۔ وہ ہماری توجہ ہارون کی طرف " برداشت نہیں کرتا یہ کیسے برداشت کرے گا؟... " الیگزینڈر نے اسے گھورا۔

اس کے خیال سے یہ ڈر فضول تھا۔

اسی ڈر کی وجہ سے مجھ سے دور رہتی تھیں؟؟؟.. "لیل سر جھکا گئی۔۔۔ وہ " جانتی تھی یہ سوال نہیں ہے۔ یہ جواب ہے اس کی حرکتوں کا۔

اور آپ کو لگتا ہے مجھے اس کا ڈر ہو گا؟؟؟.. " الیگزینڈر اس کی گردن پر انگلی " سے لکیر کھینچی۔

وہ اس کی گود میں بیٹھی ہی کپکپا گئی۔ الیگزینڈر کی حرکتیں اور شدتیں دونوں اسے بھکلانے پر مجبور کر دیتی تھیں۔

میں کھانا بنا کر لاتا ہوں۔ جم کا ٹائم تو گزر گیا۔ "الیکزینڈر اسے واشروم میں"
اتارتے کپڑے تھمائے۔

وہ اسے بے بسی سے دیکھتے فریش ہونے چلی گئی۔
الیکزینڈر کبرڈ سے شرٹ نکالتے پہنتے باہر چلا گیا۔

^^^

رومان نے ساری رات صوفے پر ہی گزاری تھی۔ خیام اور انعم کو یہاں
چھوڑ وہ گھر نہیں جانا چاہتا تھا۔ رات کھانا کھانے کے بعد وہ یہاں ہی سو گیا۔
وہ اب بھی فجر کے وقت کا اٹھا بیٹھا تھا مگر اس کے ماما بابا نہیں اٹھے۔
اس نے چیک کیا تھا دونوں کی سانسیں نارمل تھیں۔ بس بے ہوش تھے۔
مزید کچھ دیر تک ہوش میں آ جاتے۔

رومان پانی پینے کے خیال سے باہر آیا۔ اس نے کچن میں قدموں کی آواز سنی تو
رک گیا۔ پھر موسیٰ یاں الیکزینڈر کا خیال کرتے آگے بڑھا۔

وہاں کھڑے الیگزینڈر کو کھانا بناتے دیکھ وہ مسکرایا۔ انہیں ہر حال میں پرواہ
رہتی تھی اپنی بیوی کی۔

اسلام و علیکم انکل۔ "الیگزینڈر نے سر کے خم سے جواب دیا۔"
رومان نے دیکھا وہ رف سے حویلیے میں تھے۔ یقیناً ابھی فریش نہیں ہوئے
تھے۔

میں کچھ مدد کر دوں؟؟؟.. "الیگزینڈر پلٹتے اسے دیکھا۔"
رومان میں وائیٹ روز کے کسی کام میں کسی کی مدد لینا پسند نہیں کرتا۔ تم "
جس کام سے ائے ہو وہ کر لو۔ "اس نے حلق تر کیا۔
ناجانے موسیٰ کیسے اس بندے کے ساتھ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بحث کر
لیتا تھا۔ اس کی توسائیں ہی اٹک گئی تھیں۔
وہ جی کہتے فرج سے پانی نکالتے پینے لگا۔

خیام اور انعم کیسے ہیں؟؟؟. "الیگزینڈر کے اچانک پوچھنے پر چند منٹ تو وہ "
بات ہی نہیں سمجھ سکا۔ پھر سمجھتے جلدی سے جواب دیا۔

جی پلزتو نارمل چل رہی ہیں۔ بس تھوڑی دیر تک ہوش میں آجائیں۔"
گیں۔ "الیکزینڈر ہاں میں سر ہلاتے پلیٹنگ کرنے لگا۔

موسیٰ اٹھے تو اسے کہنا سر پر انز کے لیے تیار رہے۔ "الیکزینڈر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ ناجانے یہ کسی دوڑ تھی دونوں باپ بیٹے میں۔
رومان سمجھ تو نہیں سکا مگر ہاں میں سر ہلا دیا۔ الیکزینڈر رڑے میں سب رکھتے
لیتے وہاں سے چلا گیا۔

رومان نے دیکھا وہاں ایک پلیٹ میں اس کے لیے کھانا چھوڑا گیا ہے۔ اس
نے بسمہ اللہ پڑھتے کھانا لیتے کھانا شروع کر دیا۔
الیکزینڈر کے ہاتھ کے ذائقے کے تو وہ شروع سے دیوانے تھے۔ ابھی بھی وہ
چسکے لے کر مزے سے کھا رہا تھا۔

^^^

موسیٰ باز وکھولتے انگڑائی لی۔ وہ چسیر پر بیٹھ بیٹھ کر تھک گیا تھا۔

اس نے ہر اینگل سے دیکھ لیا تھا لاش تو اسی کی تھی۔ پھر وہ زندہ کیسے ہو سکتی تھی۔ اس کے لیے یہ ناممکن سی بات تھی۔
اس نے شہر کی ہر فوٹج چیک کی تھی۔ کسی میں بھی اس کا عکس تک نہیں تھا۔
پھر وہ کیسے یہاں آگئی۔

وہ جانتا تھا اس کی ماں جھوٹ نہیں بول رہی۔ تو پھر یہ کون تھی۔ کیا وہی یاں کوئی بہر و پیا۔ جو انہیں چکے دینے آئی ہو۔

وہ گہری سوچ میں ڈوبا تھا۔ ساری رات وہ اس کے بارے میں جاننے کے لیے سو نہیں سکا۔ ابھی بھی وہ اٹھتے ہی واپس وہی کام کرنے لگا۔

سگریٹ بس کل کے لیے ہی پیا تھا۔ پھر بھی اس کے ہونٹوں کا رنگ بدلتے عنابی ہو چکا تھا۔ وہ اس رنگ پر پری کاری ایکشن دیکھنا چاہتا تھا۔ آخر کو وہ اس کے انہیں سرخ ہونٹوں کی تو دیوانی تھی۔ انہیں کو چومنے کے لیے پاگل رہتی۔

پری کا سوچتے وجود پر خمار ساطاری ہوا تھا۔ اس کی قربت میں گزارے وہ رات
یاد آئی تھی۔ کیسے وہ اس کی پناہوں میں سمٹ رہی تھی۔ وہ ابھی تک اس کے
دانتوں کی گستاخیاں نہیں بھولا تھا۔ اس کی گردن پر ابھی تک اس کے دانتوں
کے نشان موجود تھے۔

اس قدر شدت سے کاٹا تھا اس وچ نے کہ نشان گئے ہی نہیں۔ مگر ان میں
اٹھتا درد بہت مسرور کرتا۔

وہ بھی اب اٹھا۔ اس کے متعلق شاید ابھی کچھ نہیں ملنا تھا۔ ایک دفہ شایان
ٹھیک ہو جاتا تو وہ اس سے پوچھتا۔

شایان کا سوچتے اسے کال ملا کر ہیر سے بات کرنے کا کہتے وہ خود باہر لان میں
آگیا۔ یہ الیگزینڈر کے افیس کے پاس والا اپارٹمنٹ تھا۔

وہیں موجود کک کو کھانا بنانے کا کہتے وہ پاؤں پسارتے دھوپ میں لیٹ گیا۔

اس کے کھانا لاتے ہی وہ کھاتے فریش سا وہ واپس ریڈکنگ پیلس کے لیے

نکلا۔

ابھی اسے لیل سے بھی ملنا تھا۔ وہ ضرور ڈسٹرب ہوتی۔
وہ لیل کا سوچتے کچھ پریشان سا تھا۔

^^^

وہ کچن سے آواز سنتے وہیں اگیا مگر سامنے ہی رومان کو کھانا کھاتے دیکھ رہ گیا۔
رومان نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔

کھانا کس نے بنایا ہے؟؟... "وہ جاننا چاہتا تھا۔"

کک یہاں کوئی تھا نہیں، رومان کو کھانا بنانا تھا نہیں اور انعم سے وہ کہتا نہیں۔ تو
کیا الیگزینڈر لیل کو اکیلا چھوڑ باہر کھانا بنانے آیا تھا۔

اسے اپنے باپ پر غصہ آیا۔

انگل نے بنایا تھا۔ اور وہ کہہ رہے تھے سرپرائز کے لیے تیار رہنا۔ "اس نے"
پلٹتے اس کی پوری بات سنی۔

پھر سر جھٹک دیا۔ اسے نہیں معلوم تھا یہ سرپرائز اب اسے کتنے جھٹکے دیتا۔
اور کس قدر شک میں بھیج دیتا۔

موسیٰ غصے سے الیگزینڈر اور لیل کے کمرے کی طرف بڑھا۔ اس نے بغیر لحاظ کرتے دروازہ کھولا۔

مگر اندر داخل ہوتے لیل کو الیگزینڈر کے سینے پر سر رکھے کھانا کھاتے دیکھ اس نے شکر کیا۔ ورنہ وہ گھبرار ہاتھ اٹھانا جانے لیل کی حالت کیسی ہو۔

ماما اب کیسی طبعیت ہے آپ کی؟؟۔ "لیل کے پاس اتے سامنے ٹیبل پر" بیٹھا۔ کھانا ایک ہاتھ سے سائیڈ پر کر دیا۔

الیگزینڈر اسے گھورا۔ لیل بھی الیگزینڈر کو چھوڑا اب موسیٰ کے گلے لگنے لگی تھی مگر الیگزینڈر نے گرفت ہی نہیں کھولی۔

اس کی کمر میں ڈالے ہاتھ پر گرفت سخت کر دی۔ وہ کسمسا کر رہ گئی۔

ڈوڈ چھوڑیں یا۔ مجھے ابھی ماما سے کچھ بات کرنی ہے۔ یہ بعد میں کر لیں۔

گیں۔ "کچھ جلد بازی سے کہتے وہ لیل کو لیتا بالکونی میں چلا گیا۔

پیچھے الیگزینڈر نے ان کی پشت کو گھورا۔ وہ اسے کچھ سمجھتے ہی نہیں تھے۔

جس کی آواز پر لوگوں کی سانسیں خشک ہو جاتی تھیں اسی کو اس کی اولادیوں
ہی چھوڑ کر چلی جاتی۔ بغیر وضاحت دیے۔ اس نے غصے سے سوچتے پانی کا
پورا گلاس حلق میں انڈیل لیا۔

اصل غصہ لیل کے دور جانے کی وجہ سے تھا۔ ورنہ موسیٰ نے آج تک کون
سی وضاحت دی تھی جو اج دیتا۔

لیل سے کچھ دیر بات کرنے کے بعد موسیٰ اسے واپس لے آیا۔ مگر اچانک
اس کی گردن پر نظر پڑتے ٹھہر گیا۔ پھر الیگزینڈر کو دیکھا۔ اس کا چہرہ موسیٰ
کی وجہ سے ضبط کرتے سرخ تھا۔

اس نے دماغ میں چلتی سوچوں کو جھٹک دیا۔ ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ ہی فالتو
سوچ رہا ہے۔

الیگزینڈر کو لیل کا خیال رکھنے اور اج اس کے پاس رہنے کا ہی کہتے وہ خود چلا
گیا۔

لیل الیگزینڈر کے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے رخ اس کی طرف کیے بیٹھ گئی۔

موسیٰ جیسا بیٹا دینے کے لیے شکریہ۔ "الیکزینڈر کو مرچیں لگی تھیں۔"
اور مجھ جیسا شوہر ملنے پر؟؟؟... "لیل مسکراتے مزید اس کے پاس ہوئی۔"
وہ میرا اپنا ہی تھا۔ تم نے تو نہیں دیا۔ "الیکزینڈر کے وجود پر وہ بچپن میں"
بھی اپنا حق سمجھتی تھی اور اب بھی۔ وہ مسکرا دیا۔

ہلکے سے اس کے ہونٹ سہلائے۔ ان پر ہلکا سا کٹ کا نشان تھا۔ غور سے
دیکھنے پر معلوم ہوتا۔

لیل اس کا ہاتھ ہٹاتے اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔ الیکزینڈر بھی نہیں
روکا۔ بس ہاتھ اس کے گرد باندھ گیا۔

سکندر خیام اور منہاد و موموں بہت پریشان ہوں گیں؟؟؟۔ "وہ فکر مند"
لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

ہوں گیں مگر ان کے پاس بھی رومان ہے۔ وہ انہیں سنبھال لے گا۔ "لیل"
ہلکا سا مسکرا دی۔

سکندر پلیر منہا کا بتا دو۔۔ "الیکزینڈر نے اسے دیکھا جو اصل میں جانتا بھی"
منہا کے بارے میں چاہتی تھی۔

منہا کا مس کرتے ہو گیا ہے۔ اس کی غلطیوں کی سزا شایان کے بچے کو بھگتنی"
پڑی۔ "لیل نے حیرت سے سراٹھاتے الیکزینڈر کو دیکھا۔

ان دونوں کا نکاح پہلے ہو چکا تھا۔ ہیرا سی لیے جلدی کر رہی تھی۔ اس نے"
مجھے سب بتا دیا تھا۔ "لیل کی آنکھوں میں پانی بھرا۔

کہاں برداشت تھی منہا کی تکلیف مگر وہ ناجانے کیوں نہیں سمجھتی تھی۔
آپ فکر مت کریں ناں۔ شایان اسے ساتھ لے گیا ہے۔ سنبھال لے گا۔"
خیام نے اسے رخصتی دے دی ہے۔ "لیل کو یقین نہیں آیا۔

ویسے اگر شایان کی جگہ موسیٰ نے ایسی کوئی حرکت کی ہوتی تو اب تک ہم"
دونوں میں جنگ شروع ہو چکی ہوتی۔ "لیل نے اس کے سینے پر مکہ مارا۔
تم موسیٰ کو کچھ نہیں کہو گے۔ "گھورتے باور کرایا۔"

الیکزینڈر نے ایسی نظروں سے دیکھا وہ شرمندہ ہوتے سر جھکا گئی۔

باہر چلتے ہیں۔ رومان بھی یہاں ہی ہے۔ خیام اور انعم تو ابھی بے ہوش ہیں۔ "لیل نے ہاں میں سر ہلایا۔

وہ حجاب کرنے لگی جبکہ الیگزینڈر اپنے بالوں کو سنوارنے لگا۔ لیل مسکراتے اس کے ٹشن دیکھ رہی تھی جو بالوں کو پونی میں قید کر رہا تھا۔ اس کے لمبے بال اسے جواں ثابت کر رہے تھے۔

اور لیل کو اس کی محبت جواں ثابت کرنے پے تلی تھی۔

الیگزینڈر اس کی گردن کے تل پر نظر پڑتے بہکتا مگر اس سے پہلے ہی لیل نے حجاب سر پر لپیٹ لیا۔ وہ انکھیں موندتے خود پر ضبط کرتے کھڑا لیل کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

باہر رومان موسیٰ کے جلدی میں آنے اور جانے پر حیرت میں تھا۔ مگر ابھی اس کا دھیان کھانے پر تھا۔ کیونکہ اسے معلوم ہو چکا تھا شایان منہا کو اپنے ساتھ لے گیا ہے۔

اسے یقین تھا اب اس کے ماں باپ کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ کیونکہ ہر پریشانی کی وجہ تو صرف منہا کی ہوتی تھی۔ جواب ان سے دور تھی۔ وہ سوچتے خاصا پر سکون تھا۔

^^^

ہانیہ رومہ سے فون لے کر آئی تھی۔ اب وہ سوچ رہی تھی کال کرے یاں نہیں۔ کیا معلوم رومان دیر سے سویا ہو۔ یہ سوچتے وہ فون رکھ دیتی۔ ہانیہ میں اب جارہی ہو۔ "وہ افسس جانے کے لیے تیار تھی۔ فرقان بھی" تیار کھڑا تھا۔ بس اس کے ساتھ ہی جاتا۔ ماما مجھے لیل انٹی سے ملنا ہے۔ تو پلینز مجھے ان کی طرف ڈراپ کر دیں۔ " رومہ نے بیٹی کو دیکھا۔

مسکراتے اسے ساتھ لگایا جو ہچکچا رہی تھی۔

تم رومان کا نام لے لیتی میں پھر بھی کچھ نہیں کہنا تھا۔ "ہانیہ شرم سے سرخ" پڑی۔

رومہ نے فون لیتے بیگ میں ڈالا۔

فرقان گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ رومہ پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی اور رومہ اگے اس کے ساتھ۔ وہ دونوں کمپنی کے حوالے سے کوئی بات کر رہے تھے۔ ہانیہ باہر سڑکوں کو دیکھنے لگی۔

فرقان نے مرمر میں دیکھا ہانیہ باہر دیکھ رہی ہے۔ اس نے بات کرتے رومہ کی گود میں رکھا اس کا ہاتھ بھی تھام لیا۔ وہ اسے گھورتی رہی مگر وہاں کیا ہی اثر ہوتا۔

وہ اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ کے نیچے دبائے بہت مطمئن ہو گیا ہو جیسے۔

ہانیہ کو اتارنے کے بعد اس کی یہ گستاخیاں مزید بڑھی تھیں۔

اب ہاتھ سے وہ تھائی پر اچکا تھا۔ کبھی گاڑی خالی سڑک پر اٹوڈرائیو پر کرتے

اس کے ہونٹوں پر جھک جاتا۔

وہ سانسیں بھرتے بس اپنی بگڑی حالت دیکھ رہی تھی جبکہ وہ خاصا مطمئن

تھا۔

رومہ اسے گھورتے اپنی حالت درست کر رہی تھی۔ بالوں کو روف سا جوڑا
بناتے کیچر میں قید کر دیا۔ جو اس کی گستاخیوں پر بھکر چکے تھے۔ جبکہ ہونٹوں
پر لگائی لپ اسٹک تو ساری جیسے کسی نے ٹشو سے اتار لی ہو۔
اس نے گیلا ٹشو کرتے مزید ہونٹ رگڑتے اس پاس سے ہونٹ صاف کیے۔
وہ مسکراتا گاڑی ڈرائیو کرتا خوش تھا۔ جبکہ رومہ اسے گھورتے بس یہ سوچ
رہی تھی وہ کب سدھرے گا۔

^^^

ہانیہ اندر جاتے کچھ گھبرائی تھی۔ کل اسی مینشن میں اس کا ایک رشتہ بدلا تھا۔
اب وہ اس گھر کی بہو بھی تھی۔
وہ سب یہ ہی جانتے تھے خیام اور الیگزینڈر بھائی ہیں۔ وہ اسی لحاظ سے سوچ
رہی تھی۔

ہانیہ اندر آئی ہی تھی جب رومان جو کھانا کھا رہا تھا ایک دم رک گیا۔ اسے یہاں
دیکھ خوشگوار حیرت ہوئی۔

آجاو۔ کھا نہیں جاؤں گا۔" رومان اسے گھبراتے دیکھ مزاق کیا۔
وہ بھی ہچکچاتے قدم اس کی طرف بڑھا گئی۔

رومان کے سامنے پڑے صوفے پر ابھی بیٹھی ہی تھی جب الیگزینڈر اور لیل
بھی وہاں آگئے۔

بیٹھی رہو بیٹا۔ کوئی بات نہیں۔" لیل اس سے ملی تھی۔ الیگزینڈر نے بھی
اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

سوری۔ ہم لوگوں کی وجہ سے تم دونوں کا نکاح نہیں ہو سکا کل۔ کڈ نیپر کو
ڈیٹ پوچھنی چاہیے تھی مجھ سے۔" لیل مسکراتے مزاق کیا۔
رومان مسکراتے سر جھکا گیا جبکہ ہانیہ شرمایا گئی۔

اب وہ اسے کیا بتاتی ان دونوں کا نکاح پھر بھی ہو گیا تھا۔
وائیٹ روز ان کا نکاح کل کو گیا تھا۔ میں اور موسیٰ رومان کے کفیل بنے
تھے۔" لیل نے اسے حیرت سے دیکھا۔ وہ ہاں میں سر ہلا گیا۔

وہ الیگزینڈر کے پاس سے اٹھتے رومان کے پاس آئی

مبارک ہو ماسی کا بچہ۔ اللہ تم دونوں کو خوش رکھے۔ "ان دونوں نے دل"
میں امیں کہا تھا۔

لیل کی مبارکباد کا جواب رومان نے دل سے دیا تھا۔

رومان جاؤ خیام اور انعم کو دیکھو۔ "وہ جی کہتے اٹھا۔"

اگر رومان تنگ کرے تو بالکل گھبرانا نہیں ہے۔ فرقان کو بتاؤ یاں مجھے۔ ہم"

اسے اچھے سے سمجھا دیں گیں۔ "وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔"

اج اسے ناجانے کیوں بہت شرم آرہی تھی۔ ورنہ وہ پہلے یہاں دھڑلے سے

داخل ہوتی تھی۔ اج ہی ناجانے کیا ہو رہا تھا۔

فرقان اور رومہ کمپنی گئے ہیں؟؟.. "الیکزینڈر کنفرم کرنا چاہتا تھا۔"

جی۔۔۔ "الیکزینڈر اس کی شرم سمجھتے وہاں سے اٹھ گیا۔ اسے فرقان سے"

بات کرنی تھی۔

لیل اس سے ملتے اب اسے چھیڑتے مبارکباد دینے لگی۔

وہ سب ہی لیل سے فری تھیں۔ آخر بچپن سے اس کے حصے کی چاکلیٹ کھاتے آئے تھے۔

^^^

منسا بیٹھی بور ہو رہی تھی۔ ہیر ویسے ہی شان کے ساتھ مصروف تھی۔ ہانیہ کے میسج پر وہ بھی بغیر کسی کو بتائے ریڈ کنگ مینشن آگئی۔ وہاں کم از کم بوریت تو نہیں ہوتی

اب الیگزینڈر کے بنا کر رکھے کیک سے وہ تینوں انصاف کر رہی تھیں۔ لیل ان کی باتوں پر مسکرا رہی تھی۔ جو الیگزینڈر کے کھانے کی دیوانی تھیں۔ منسا تو باقاعدہ الیگزینڈر کے اس کیک کو مس کرتی تھی۔ اج ملا تو وہ جی بھر کر کھا رہی تھی۔ الیگزینڈر انہیں مصروف دیکھ خود خیام کے روم میں آگیا۔ خیام اور انعم اندر ہوش میں آچکے تھے۔ رومان انہیں کھانا کھلا رہا تھا۔ ڈاکٹر انہیں چیک کرتے سب ٹھیک ہونے کا سائن دے گیا تھا۔ لیل اس لیے بھی مطمئن تھی۔

اس نے خیام اور انعم کو خود سمجھایا تھا۔ انعم بھی سمجھ ہی گئی تھی۔

تم لوگ یہ ہی سمجھو منہا کی رخصتی ہو گئی۔ شایان اس کا پورا خیال رکھے گا۔ " انعم نے نم نظروں سے اسے دیکھا۔

پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے انعم۔ وہ بس غلط رستوں پر چل نکلی ہے۔ " ہمارا خیال تھا وہ وقت کے ساتھ سب سمجھ جائے گی مگر وہ وقت کے ساتھ اپنی بنائی کہانیوں پر پختہ ہو گئی۔ " اسے بھی افسوس تھا۔

انہیں اسے پاس بٹھا کر وقتاً فوقتاً سمجھانا چاہیے تھا۔ اسے اس کے حالت پر چھوڑ دینا سب سے بڑی غلطی تھی۔ جواب ہو چکی تھی۔ مگر اس پر صرف پچھتنا کافی نہیں تھا۔ اسی لیے اب شایان اسے سدھارتا۔

وہ خود بھی شایان سے بات کرنے کا سوچ چکا تھا۔

انعم اس کی باتوں سے پر سکون ہو چکی تھی۔ خیام تو یوں بن گیا جیسے منہا سے

اس کا کوئی تعلق واسطہ ہی نہ ہو۔ الیگزینڈر کو یقین تھا وہ وقت کے ساتھ

ساتھ ٹھیک ہو جاتا۔

وہ انہیں رومان کے ساتھ گھر جانے کی ضد کرتے دیکھ انہیں جانے دینے پر
مجبور ہو گیا۔ وہ لوگ لیل سے ملے بغیر ہی چلے گئے۔ جو اندر بچوں کے ساتھ
مصروف تھی۔ ان میں لیل سے نظریں ملانے کی ہمت نہیں تھی۔

...



منہاسر تھا متے اٹھی تھی۔ کراہتے مشکل سے بیڈ کراون سے ٹیک لگا کر
بیٹھی۔ ابھی اس نے سامنے نہیں دیکھا تھا۔ جہاں شایان کھڑا سرخ گہری
نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اج ان نظروں میں اس کے لیے بے تہاشا
نفرت تھی۔ اگر وہ یہ نفرت دیکھ لیتی تو شاید کانپ ہی جاتی۔
اس نے نظروں کی تپش پر سراٹھایا تھا۔ شایان کو دیکھ اس نے ایک نظر
کمرے کو دیکھا۔ یہ اس کا گھر تو نہیں تھا۔ وہ یہاں کیوں تھی؟

اسے اپنی کارستانی یاد نہیں تھی ورنہ یہ نہ سوچتی۔

شایان تم نے مجھے کڈنیپ کیا ہے؟؟؟...." اس کے سوال پر ان نظروں " میں وحشت اتری۔۔

کتنی عجیب بات ہے کڈنیپر خود پوچھ رہا ہے کیا میں نے اسے کڈنیپ کیا " ہے؟؟... "شایان وہیں کھڑکی پے بازو ٹکاتے باہر دیکھنے لگا۔

میری بات کا جواب دو اور ماسی؟؟؟.... ماسی کہاں ہے بتاؤ مجھے؟؟.. "وہ" چیخی تھی۔ اس کے ساتھ ہی دوہری ہوتے پیٹ پکڑ گئی۔

اہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کی چیخ گونجی تھی۔ اس کے درد کا اندازہ آواز سے لگایا

جاسکتا تھا مگر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں ہلا۔ یوں ہی کھڑا رہا۔

اس نے حیرت سے نظریں اٹھائیں۔ درد ابھی بھی تھا۔ اس نے پیٹ کو زور

سے پکڑ لیا۔ ہونٹ دباتے درد برداشت کرنے لگی۔

ماسی کہاں ہے بتاؤ مجھے؟؟.. "رک رک کر پوچھ گیا تھا۔"

تم لے کر گئی تھی انہیں۔ تمہیں معلوم ہو کہاں ہیں وہ؟؟ ہمیں تو تم بھی "

کچرے کے ڈھیر سے ملی ہو۔" وہ خود دماغی طور پر الجھا تھا۔ اسے کیسے سکون

لینے دیتا۔

دیکھو شایان۔۔۔۔۔۔ پلزمزاق مت کرو۔ بتادو۔ "وہ تڑپی"

تم بتادو میرا بچہ کہاں ہے تو میں بھی بتادوں گا ریڈ کا !!!.. "عام سے لہجے"
میں کہتے وہ کھڑکی سے ذرا دور ہو گیا

آنکھیں ابھی بھی سرخ ہی تھیں۔ وہیں منہا الجھی

یہ کیا فالتو سوال ہے۔ بچہ کہاں ہو گا۔ اور یہ میرے پیٹ میں اتنا درد کیوں " اٹھ رہا ہے؟؟؟ " وہ ہلکا سا کراہی۔ درد کی وجہ جاننے کو الگ چڑچڑی ہوئی۔

یہ تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے بچہ کہاں جا سکتا ہے۔ مارنے کی بھرپور "

کوشش میں کامیاب جو ٹھہری ہو تم۔ "سرخ غصے بھریں نظروں سے بتائی
بات پر وہ لرزی۔

فوراً سے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔ محسوس کرنا چاہا مگر کچھ محسوس ہو تو پھر ناں۔

میری قسمت دیکھو اپنے ہی بچے کی قاتل کو اپنے ساتھ لانے پر مجبور تھا۔"
رخصت کروا کر لایا بھی تو اسی دن جس دن میرا بچہ نہیں رہا۔" وہ تڑپ رہا
تھا۔ اس کا وجود جل رہا تھا۔

میں قاتل نہیں ہوں۔۔۔۔۔" وہ اتنے زور سے چیخی تھی۔۔ اس کے دماغ پر "
حملہ کیا تھا جیسے ان الفاظ نے۔ وہ نہیں چاہتی تھی وہ یہ الفاظ دوبار کہے۔
اس کے ساتھ ہی اوندھی ہوتے کر اپنے لگی مگر وہ چپ چاپ باہر نکل گیا۔
دیکھو اسے جا کر۔" باہر کھڑی نرس کو حکم دیتے اندر بھیجا۔ خود باہر ہال "
میں ہی بیٹھ گیا۔ اندر وہ شاک میں تھی شایان اسے اتنی تکلیف کے باوجود
چھوڑ کر چلا گیا۔ مگر تکلیف یہ سوچنے کا موقع نہیں دے رہی تھی۔
شایان خود ہال میں بیٹھا پھر ڈھیروں سوچوں میں گم ہو گیا۔ سوچوں کا رخ
منہا اور اس کا بچہ تھا۔ جو اس کی غلطیوں کی وجہ سے نہیں رہا۔

پری برے موڈ کے ساتھ سکول سے واپس آئی۔ پہلے کچھ دیر آرام کیا۔ پھر
فریش ہوتے ان سب کے ساتھ کھانا کھایا۔ جانی اور ہارون آج گھر نہیں تھا۔
اس پر مزید افسردہ ہوئی۔

وہ کھانا کھاتے ہی وہاں سے اٹھ گئی۔ مومنہ نے کہا بھی میرے پاس سو جانا
مگر وہ ان سنی کرتے چلی گئی۔ جانی نے بتا دیا تھا وہ آج کافی لیٹ گھر آتا۔ وہ
گرل کے ساتھ کچھ مصروف تھا۔

پری کمرے کو ویسے ہی ویران دیکھ کر آنکھیں بھرا گئی۔ بیڈ پر لیٹے آنکھیں
کھڑکی پر ٹکائے بیٹھی تھی جب واشروم کا دروازہ انلاک ہوا۔
وہ ادھی باڈی ٹاول میں لپیٹے باہر نکلا۔ پری اسے دیکھتے ہی بیڈ سے اٹھتے اس کے
سینے سے لگی۔ موسیٰ اس کے گرد بازو جمائل کیے۔ وہ یوں ہی چہرہ اس کے
سینے پر ٹکائے اس کے وجود کی خوشبو میں سانسیں بھرنے لگی۔

کپڑے لادو مجھے پہلے۔ "وہ پیچھے ہوئی۔ ہاں میں سر ہلاتے چلی گئی۔"

الماری سے اس کے کپڑے لا کر نکال کر دیتے وہ خود چپکے سے باہر نکلی۔
مومنہ اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔ کچن میں جلدی سے دو کپ کافی کے
بناتے اوپر اپنے کمرے میں لے آئی۔ موسیٰ صوفے پر بیٹھا تھا۔ وہ بھی اس کے
ساتھ آ بیٹھی۔

کافی کا ایک کپ اسے پکڑا یا۔ دوسرا خود تھام گئی۔ واپس سر اس کے سینے پر
رکھا۔ موسیٰ نے جھکتے اس کا بالوں سے ڈھکا سر چوما۔

وہ اس وقت بے بی نائٹ سوٹ میں تھی۔ اس لباس میں اپنی عمر سے بھی
مزید چھوٹی لگ رہی تھی۔ وہ مسکرا دیا۔

اس چھوٹی سی لڑکی میں بہت جان تھی۔ جو اس کی شدتیں سہنے کے باوجود
اس کے سینے سے لگی پڑی تھی۔ اس کے لیے تڑپ رہی تھی۔

گھونٹ گھونٹ کافی اپنے حلق میں اتارتے اسے اچھا لگ رہا تھا۔ جیسے ہی اس
نے کافی ختم کی

پری نے دوسرا مگ بھی اسے تھما دیا۔ اس میں سے اڑھا اس نے پی لیا تھا۔
موسیٰ وہ بھی تھماتے پی گیا۔ پری تب تک صوفے پر ہی بلیںکٹ لے آئی۔
اس کے گرد اوڑھاتے خود اس کے سینے سے لگتے اس بلیںکٹ میں چھپ گئی۔
کل کیوں نہیں آئے؟؟ میں نے اتنا انتظار کیا۔ "خفگی سے بتایا موسیٰ مگ"
رکھتے اس کا ماتھا چوما۔

اسے کافی پیتے کچھ اچھا لگ رہا تھا ورنہ پہلے تو اسے کچھ حدت سی محسوس ہو رہی
تھی۔

مصرف تھا کچھ۔ اس لیے۔ "پری اسے گھورتے اوپر ہوئی۔"
میری یاد بھی نہیں آئی؟؟؟..." بہت مان سے سوال کیا گیا تھا۔ وہ ناں نہیں"
کر سکتا تھا۔

تمہارے علاوہ اور کسی کی آ بھی نہیں سکتی۔ "وہ اتنے میں ہی خوش ہو گئی۔"
دونوں ہاتھ اس کے ٹھنڈے سینے پر رکھے۔ مگر اب ٹھنڈک کے بجائے
گرمی نکلتے دیکھ وہ پریشان ہوئی۔

ایک ہاتھ اس کی گال پر رکھتے چیک کیا۔ موسیٰ وہی ہاتھ چومتے اپنی گردن میں ڈال دیا۔

موسیٰ تمہیں بخار ہو رہا ہے۔ "اس کے چہرے پے فکر مندی چھائی۔"
کچھ نہیں ہے۔ بس ساری رات کام کرنے کی تھکاوٹ ہے۔ "موسیٰ اس کو"
اپنے قریب کرتے سینے سے لگا گیا۔

موسیٰ!!!..... "موسیٰ نے اس کے ہونٹوں کو ہی لاک کر دیا۔ ان نرم"
پنکھڑیوں کو اپنے ہونٹوں میں دبائے وہ انہیں خاموش کرنا چکا تھا۔ پری اس
کے دونوں کندھے دبوچ گئی مگر مزاحمت نہیں کی۔

موسیٰ بہت نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چوم رہا تھا۔ انہیں اپنے ہونٹوں میں
دبائے ان پھولے ہونٹوں کو گلابی سے سرخ کر گیا۔ وہ کٹاؤ دار لب بھی
سرخ رنگ میں رنگنے پر جیسے جی اٹھے تھے۔

موسیٰ ان ہونٹوں کی نرمی سمیٹتے پیچھے ہوا۔ وہ اس کے سینے پر سر رکھتے لمبی
سانسیں بھرنے لگی۔

حالانکہ موسیٰ نے اسے جلد جدا کر دیا تھا مگر وہ پھر بھی یوں ہو رہی تھی جیسے موسیٰ اس کی سانسیں لاک کرتے بھول ہی گیا ہو اور اب رہائی دی ہو۔

جاؤ سو جاؤ۔ میں یہاں ہی ہوں۔ صبح جاؤں گا۔ "موسیٰ اس کے بال"

سہلاتے کہا۔ وہ اسے گھورتے چہرہ اس کی گردن میں چھپا گئی۔

تم ٹھیک نہیں ہو۔ "وہ بتا رہی تھی۔"

تم مجھے ٹھیک کرنے بیٹھی تو خود بیمار پڑ جاؤ گی۔ جو میں بالکل بھی نہیں"

چاہتا۔ "موسیٰ نے بھی باور کروایا تھا۔

وہ دونوں بازو اس کی گردن میں ڈالتے اس کی گردن پر ہلکا ہلکا کاٹنے لگی۔

موسیٰ مجبوراً ہاتھ اس کی کمر کے گرد باندھ گیا۔

پری نہیں کرو۔ موت کو دعوت دے رہی ہو۔ "اس نے باور کروانا چاہا۔"

مجھے پرواہ نہیں۔ "موسیٰ کے کان میں سرگوشی سی آواز گونجی۔"

چھوٹی ہوا بھی۔۔ تڑپ جاؤ گی "وہ بتا رہا تھا پہلے ہی۔"

مجھے پرواہ نہیں۔ ویسے بھی بیوی کا عمر سے کوئی تعلق نہیں۔ "وہ جانتے"
بوجھتے آگ میں کود رہی تھی۔

پری نہیں کرو۔ "موسیٰ اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اس کا چہرہ سامنے"
کیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

اگر میری روح میں اتر کر تم ٹھیک ہو جاتے ہو تو مجھے پرواہ نہیں کسی بھی چیز"
کی۔ "موسیٰ نے انگلیاں اس کی گردن کے پیچھے رہنے دیں۔ انگھوٹھے سے
اس کے ہونٹ سہلائے جن سے وہ بہت بڑی بڑی باتیں کر رہی تھی۔
مگر مجھے تو کرنی ہے۔ اور تمہاری ہی کرنی ہے۔ "وہ ان ہونٹوں پر نظریں"
جمائے سرگوشی میں بولا۔

پری اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکائی۔ پری کی سانسیں اس کے وجود کے آر پار
ہونے لگیں۔ وہ عجیب بے بس سا ہونے لگا۔

بخار سے جسم الگ تڑپ رہا تھا اور اوپر سے پری کی حرکتیں۔

محبوب کی ناقدری نہیں کرتے۔ "وہ بھی پھر سب جھٹلاتے اس کے وجود پر"
جھکا۔

اس کی گردن میں لمبی سانسیں بھرتے وہاں ہونٹ رکھتے اسے تڑپنے پر مجبور
کر گیا۔

نرمی سے اس کی گردن اور کندھوں کو چومتے اس نے دونوں ہاتھ پری کی
لوور بیک پر باندھتے اسے اوپر اٹھایا۔

اسے یوں ہی اٹھائے لاکر وہ بیڈ پر دھڑام سے گرا تھا
پری اس کے اوپر گرمی مگر دونوں کو پرواہ نہیں تھی۔
پری اس کے بے قرار لمس پر پاگل ہو رہی تھی۔ موسیٰ بھی چاہتا تھا وہ اس کے
علاوہ باقی سب بھول جائے۔

اب تو وہ خود اس کے علاوہ سب بھول رہی تھی تو وہ کیوں پرواہ کرتا سب
کی۔۔

جو ہو گا دیکھا جائے گا "سوچتے وہ اپنا ہر پلان نست و نابود کر چکا تھا۔"

اس کا آج کوئی ارادہ نہیں تھا پری کے وجود میں اترنے کا مگر شاید الیگزینڈر نے ٹھیک کہا تھا۔

دیکھ لینا اسے بھی ایک دن ایسی لڑکی ملے گی جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں "ڈال کر اس کے سارے فیصلے رد کرتے اپنے سنائے گی اور یہ سر جھکا کر مانے گا بھی۔" اور شاید اس وقت کا آغاز ہو چکا تھا۔

اس کی بانہوں میں پگھلتی پری اس کے وجود کی گرمی کو خود میں اترتا محسوس کر بھی سخت بنے پڑی رہی۔

موسیٰ اس کی سانسوں کے مقام پر ہونٹ رکھے اس کی سانسیں کا زیر و بام ہی بدل گیا تھا۔ وہ بھی ہونٹ دبائے بس موسیٰ کی شدتیں سہہ رہی تھی۔

آج اس کی قربت میں اس روز والی سختی نہیں تھی مگر اتنی نرمی بھی نہیں تھی۔ بس وہ اس کا خیال کر رہا تھا نہیں چاہتا تھا اس کی کسی غلطی سے وہ پھر ویسی ہی بیمار پڑ جائے۔

موسیٰ اس کے وجود پر جھلکتے نشان دیکھ مسکرایا۔ ہونٹ دباے اسے دیکھا جو "لرزتی پلکوں سے بند آنکھیں کیے پڑی تھی۔ ہونٹ دانتوں تلے دبا رکھے تھے۔ آنکھیں ہلکی سی نم تھیں۔

موسیٰ نے جھلکتے ان آنکھوں کو چوما۔ وہ آنکھیں کھولتے اپنے وجود پر جھکے موسیٰ کو دیکھنے لگی۔

کندھے ہر بوجھ سے عاری تھے۔ لائنس پہلے ہی ڈم تھیں پھر بھی وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔ موسیٰ اس کی نم آنکھیں دیکھ پیچھے ہوتا جب پری نے ہاتھ اس کی گردن میں ڈال لیے۔

اوہوں۔ مت جاؤ دور۔ یہ ہر دھنم ہو گئیں۔ کب تک تم ان کی نمی سے بچو " گے۔ " اس کا اشارہ اپنی آنکھوں کی طرف تھا جو ذرا سی سختی پر بھی چھلک پڑتی تھیں۔

موسیٰ اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔ وہاں بھی اس کی قربت کی طلب " تھی۔ اور اس طلب کو ثابت بھی اس نے کر دیا تھا۔

پری اوپر ہوتے اس کے ہونٹوں پر جھکی انہیں چومنے لگی۔ نہایت نرم سے
لب اس کے ہونٹوں سے جڑے انہیں چوم رہے تھے۔ پہلی دفعہ ان ہونٹوں
ہر ہونٹ بھی اسی نے رکھے تھے۔

"I am addict of your Red lips..."

وہ مدھم روشنی میں ان کا نیارنگ نہیں دیکھ سکتی تھی مگر صبح ضرورت چو نکتی۔

"I too...."

میں بھی۔ "موسیٰ اس کے کان ہو کونٹ رکھتے سرگوشی کی۔ وہ اسی کے "
وجود میں چھپنے لگی۔

پھر موسیٰ نے ہر پردہ گرا دیا۔ اس کے وجود میں اترتے وہ اپنی ناساز طبیعت
کے بارے میں سب بھول گیا۔ یاد رہا تو صرف اتنا کہ بانہوں میں بھری لڑکی
اسے خود سے زیادہ چاہتی ہے۔ اور اسی بات کا ناز اسے تھا۔ جو وہ اس کے وجود
پر اتار رہا تھا۔

ویسے آج آپ کے سکندر نظر نہیں آرہے؟؟؟.. "منسا کے چھیڑنے پر لیل"

سرخ پڑتے اسے گھورا۔

"تمیز کر لو۔ انکل ہیں تمہارے۔"

مطلب اب ہمارے سکندر کہنے پر بھی پابندی۔ واہ میرے ربا..... "دہائی"

دیتا انداز تھا۔

لیل نے اسے دھپ رسید کی۔ وہ کھلکھلا گئی۔

ویسے موسیٰ بہت جلتا ہے آپ دونوں سے۔ "کچھ دیر کی خاموشی کے بعد"

پھر اس نے جیسے راز کھولا۔

غلط۔۔۔ وہ مرتا ہے ہم دونوں پر۔ "منسا نے داد دیتی نظروں سے دیکھا۔"

ویسے یہ خدشہ کیوں؟؟؟... "اگے ہوتے پوچھا۔"

کیونکہ میں ریڈ ہوں۔ اور اس کا ڈوڈ۔ بس سکندر کو تنگ کرنے کے لیے"

اکثر ایسا کر جاتا ہے۔ ورنہ سکندر سے جلنا تو ناممکن سی بات ہے۔ "اس نے

ہاں میں سر ہلا دیا۔

تبھی وہاں الیگزینڈر آیا تھا۔ ہانیہ کو گیٹ تک چھوڑنے گیا تھا وہ۔ رومہ اور
فرقان جاتے ہوئے اسے بھی ساتھ لے گئے تھے۔

لگتا ہے اب ہمیں بھی چلنا چاہیے۔ لوو برڈز کو ٹائم دینا تو بنتا ہے۔ "لیل"
الیگزینڈر کے سامنے ایسی بات پر سر سے لے کر پاؤں تک سرخ پڑی۔
الیگزینڈر اپنی وائیٹ روز کو دیکھا جو واقعی اب ریڈ روز بن چکی تھی۔ منسا ان
دونوں کو ایک دوسرے میں گم دیکھ چپکے سے وہاں سے نکل گئی۔

اس کی اپنی گاڑی کھڑی تھی وہ اسی میں جاتی۔ اسے بھی اپنی ماں کی طرح
ڈرائیور پسند نہیں تھا۔ اکیلے سفر کرنا ویسے بھی اسے بہت پسند تھا۔
وہ پر سکون سی اپنی کار ڈرائیو کرتے گھر جا رہی تھی۔ سوچیں الیگزینڈر اور
لیل پر تھیں۔ جن میں آج بھی پہلے دن کی طرح پیار تھا جو بن پر۔ جنہیں کسی
کی کسی بات پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بس وہ ایک دوسرے میں گم ہو جاتے اور
پھر کسی بات کی فکر نہیں رہتی۔

ہائے کاش!!! ہمیں بھی کوئی ایسا پیار کرنے والا مل جائے۔ "حسرت"
بھرے لہجے میں کہتے وہ کھلکھلا گئی۔

وہیں اس کھلکھلاہٹ میں وہ دیکھ ہی نہیں سکی اور کسی وجود میں گاڑی دے
ماری۔

پیار کرنے والا کہا تھا۔ مسئلہ بننے والا نہیں اللہ میاں جی۔ "وہ عمان کی"
سڑکوں کی عادی بھی نہیں تھی اور اوپر سے یہ مسئلہ

وہ گھبراتے باہر نکلی مگر سامنے گرمی لڑکی کو دیکھ وہ ٹھہر گئی۔ اس کے چہرے
پے بال تھے۔ وہ کروٹ کے بل گرمی ہوئی تھی۔ جسم پر موجود کپڑے بھی
بہت گد لے تھے۔

وہ ایسا معاملہ پہلی دفعہ دیکھ رہی تھی۔ مافیہ کے بارے میں سننا بہت اچھا اور
دلچسپ لگتا مگر ایسے حالات کا سامنہ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ یہ اس نے آج
جانا تھا۔

واپس جاتے ڈیش بورڈ سے گن اٹھاتے لوڈ کر لی۔ وہ چاہتی تھی اگر ضرورت پڑے تو وہ استعمال تو کر لے۔

اس نے ایک ہاتھ میں گن تھامے دوسرے ہاتھ سے اس لڑکی کو سیدھا کیا۔ وہ اسانی سے ہو گئی۔ وہ دبلی پتلی سی سانولی رنگت کی لڑکی تھی۔ اس نے اس پاس دیکھا کچھ نہیں تھا۔

یار اتنی پیاری ہو۔ کسی خوبصورت سے ڈیشننگ لڑکے کی گاڑی کے نیچے اتی " تو اس کی تولائف سیٹ ہو جاتی۔... وہ اچانک خاموش ہوئی۔ سوری ہاں برا مت ماننا۔ میں بھول گئی تھی اب اس دنیا میں لڑکوں اور مردوں کی شکل میں حیوان بھی بستے ہیں۔ جنہیں عورتوں کے جسم کا گوشت نوچنے کی شدید خواہش رہتی ہے۔ " آخر میں تلخی سے کہتے گن بیلٹ میں لگائی۔ جھکتے اس لڑکی کو اٹھایا۔ جو بہت ہلکی پھلکی سی تھی۔

اسے گاڑی میں پچھلی سیٹ پر ڈالتے وہ سیدھا عمر کے پاس ہو سپٹل آگئی۔ گاڑی ہا سپٹل کے باہر روکتے وہ اندر بڑھ رہی تھی جب وہاں ہارون نظر آیا۔

ہارون میری مدد کر دو گے؟؟؟" ہارون نے سر تا پیر اسے گھورا۔

اپنے چہیتے موسیٰ سے لے لو۔ میں فارغ نہیں۔" وہ کہتے اندر بڑھ گیا۔

میں بھی غلط بندے سے ماتھا لگایا۔" غصے سے بڑبڑاتے ابھی وہ اس لڑکی کو

اٹھاتی جب وہاں ایک شخص کو محسوس کرتے رک گئی۔

اس نے سر اٹھاتے اسے دیکھا۔

آنظر رالی ضوء مساعده لي؟" منسا کے خاک بھی کچھ پلے نہیں پڑا۔ اسے عربی

اتی ہی نہیں تھی۔

منسانے اسے صبر آزما نظروں سے دیکھا۔

"Can you talk in English??...."

کیا آپ انگلش میں بات کر سکتے ہیں؟؟؟.." وہ شخص لب دبائے منسا کو دیکھنے

لگا۔

وہ اس کے تاثرات سے ہی سمجھ چکا تھا اسے عربی نہیں آتی۔ اس کی اس بات

نے تو مہر ثابت کر دی۔

منسا سے لب دبائے نہیں دیکھ سکی۔۔ وہ اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی پریشانی سے۔ اس کی پلزتو نارمل تھی مگر ڈاکٹر کو دیکھانا بھی ضروری تھا۔

"Yes but a liitle bit."

منسا اس کی بات پر شکر کیا۔۔

“that little bit is too much for me. There is a girl in my car and i want to take her in the hospital. Can you.....?”

اس کے بات پوری نہ کرنے کے باوجود وہ سمجھ گیا وہ کیا چاہتی ہے۔

"Yes..."

منسا نے شکر کیا ورنہ پہلے ہی وہ اس لڑکی کو اٹھا کر تھک گئی تھی۔

منسا پیچھے ہوئی۔ وہ شخص گاڑی کے ڈیش بورڈ پر پڑی گن دیکھ مسکرایا۔ مگر

لب دبائے اس لڑکی کو اٹھاتے ہو اسپتال کی طرف چل پڑا۔

منسا نے گاڑی لاک کر دی۔ وہ بھی اس کے ساتھ ہی تھی۔

وہیں سامنے ہو اسپتال میں ہارون عمر کے ساتھ کھڑا تھا۔ اسے جانی نے بھیجا تھا۔

بابا!!!....."دور سے ہی جھنجھلاہٹ بھری آواز میں کہا۔"

عمر ہارون کو چھوڑتے اس کی طرف بڑھا

کیا ہوا میرا بچہ؟؟؟.."ہارون نے ضبط سے مٹھیاں بند کیں۔ اسے جلدی" واپس جانا تھا۔ یہ لڑکی اس کے ہاتھوں مر جاتی۔

بابا میرے سے ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ لڑکی گاڑی کے نیچے آگئی۔"عمر نے"

پریشانی سے دل پر ہاتھ رکھا۔ اس کا دھیان پیچھے کھڑے لڑکے کی طرف نہیں گیا تھا۔ جو ان دونوں کو ہی دلچسپ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

کہاں ہے لڑکی؟؟؟ اور کیا لڑکی کا زیادہ مقصدان ہوا؟؟؟.."عمر پریشانی سے"

پوچھا۔

لڑکی یہ رہی۔"اس نے پلٹتے دیکھا وہاں کوئی لڑکا نہیں تھا۔ اس نے پاس"

پڑے سٹرپچر پر دیکھا۔ وہ لڑکی اس پر پڑی تھی۔

بابا یہ لڑکی ہے۔ "منسا حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ وہ لڑکا کہیں نہیں تھا۔ اسے کچھ حیرت ہوئی مگر پھر عمر کی طرف متوجہ ہو گئی۔ وہیں پی کیپ سے سر چھپائے وہ لڑکا منسا کی ڈھونڈتی نظروں کو دیکھ مسکرایا۔

جلد ملاقات ہو گی.. "سرگوشی کرتے وہ وہاں سے چلا گیا۔ ہارون ابھی تک "منسا کو ہی گھور رہا تھا۔

وہیں عمر جلدی سے اسے سائیڈ کرتے لڑکی کو اندر لے گیا۔ اس کے پیچھے ہی منسا گئی۔ ہارون بھی ضبط کرتے وہیں چلا گیا۔

عمر اسے چیک کر رہا تھا۔ وہ دونوں ایک طرف کھڑے تھے۔ دونوں سز عمر کی مدد کر رہی تھیں۔ منسا کی موجودگی میں کوئی بھی نرس عمر کو ٹھیرٹی نظر سے بھی نہیں دیکھتی تھی کیونکہ وہ اپنی ماں کی پکی مخبر تھی۔

ٹھیک ہے۔ بس ڈر سے بے ہوش ہے۔ منسا تم نے مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ " "عمر اسے گھورا۔ وہ ہنستے اس کے بازو سے آگئی

قسم لے لیں یہ اگے اتی تھی۔ میں تو دھیان سے چلا رہی تھی۔ "عمر کو پھر"
بھی اس پر یقین نہیں تھا۔

ہارون پلیز بیٹا تم یہاں انتظار کرنا۔ میں ایک پیشنٹ کو دیکھ کر آیا۔ "نرس"
کے ایمر جنسی کا بتانے پر وہ فوراً سے وہاں سے چلا گیا۔
اب وہاں وہ تین ہی تھے بس۔ وہ لڑکی جو بے ہوش تھی۔ منسا اور ہارون۔ وہ
دونوں تو ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔

محبت کرنے والوں پر اتنے ظلم نہیں کرتے خدا سزا دیتا ہے۔ "وہ پاس"
اتے انکھیں ٹپٹپاتے بہت معصومیت سے بولی۔

ہارون نے اسے یوں دیکھا جیسے وہ کوئی کوڑے کا ڈھیر ہو۔

مجھے سزا تو منظور ہے مگر تم جیسی کو منہ لگانا نہیں۔ "انتہائی حقارت سے کہتے"
وہ چلا گیا۔ پیچھے منسا نے لمبی سانس کھینچی۔

ایک تو سا* لہ جس سے محبت کرو وہ خود کو کوئی توپ چیز سمجھ لیتا ہے۔"
اپنے اندر درد کو غصے میں دبا گئی۔

اب تمہیں ناجانے کب ہوش آئے گا۔ "وہ اپنا دل بہلانے کو اس پاس دیکھنے لگی۔

وہ ادھے گھٹے تک وہاں بیٹھ بیٹھ کر تھک گئی۔ ہانیہ کو بھی کال کر کے دیکھ لیا مگر وہ سو رہی تھی۔ اس کے پاس اپنا تو فون تھا نہیں۔ رومہ نے ہی بتایا۔ اب وہ بیٹھی بور ہو رہی تھی۔

اللہ اللہ کرتے عمرایا تھا۔ اس کے اتے ہی وہ اٹھ گئی۔

بابا یار اسے دیکھیں۔ مجھ سے نہیں بیٹھا جا رہا یہاں مزید۔ "عمر اسے گھورا۔" وہ اس کا گال چومتے وہاں سے چلی گئی۔

باہر نکلتے ہی اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔ جس چہرے پہ پہلے مسکراہٹ تھی اب اس پر درد تھا۔

لعنت ہے مجھ پر جو ہر ذرہ تمہیں منہ لگاتی ہوں۔ تم سے دور رہنے کے لیے "

عمران چھوڑا مگر وہاں بھی تم ہی یاد آتے۔ اب سوچا شاید تم بدل گئے ہو۔

تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی ہو مگر نہ جی۔ لعنت میری اس سوچ پر بھی۔ "وہ

غم غصے میں بدلنے لگا۔ اور وہ غصہ اس قدر تیز ہو گیا وہ بغیر سوچے سمجھے سامنے اتے ٹرک میں گاڑی دے مارنے لگی۔ مگر فوراً دماغ کے کام کرنے پر سائیڈ کر لی۔ برا یہ ہوا وہاں بھی گاڑی آرہی تھی۔

وہ ایک گاڑی سے بچتے دوسرے میں جا ٹکرائی۔ اب اس کی گاڑی او اندھے منہ پڑی تھی۔ سیٹ بیلٹ نہ لگانے کی وجہ سے وہ خود بھی زخمی ہوتے بے ہوش ہو چکی تھی۔

پہلے اس لڑکی سے ٹکڑا اور اب گاڑی سے۔ اس کی قسمت میں شاید آج یہ ہی لکھا تھا۔ اس کے سر پہ لگی چوٹ سے کافی خون بہہ رہا تھا۔ جس گاڑی سے ٹکڑا ہوئی وہ بھی دور جا چکی تھی۔ مگر تھی وہ بھی او اندھی۔ اس میں شاید پوری فیملی تھی۔ جواب وہ بچتے بچاتے گاڑی سے نکل رہے تھے۔ وہ بے ہوش ہونے سے پہلے آنکھوں میں جھلملاتے ہارون کے عکس پر مسکرائی۔

شاید اب تمہیں مجھ سے محبت ہو جائے۔ "بڑ بڑاتے وہ آنکھیں موند گئی۔"

اسے یوں لگا اس کے خیال کا چہرہ اس کے سامنے بھی آ گیا ہے۔ گاڑی پر جھکا
اسے نکالنا چاہ رہا ہے۔ اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی مگر اب انکھیں
کھولنا مشکل تھا۔

وہیں دوسری گاڑی والوں نے ایسبوالینس کو کال کر دی تھی۔ جو تھوڑی دیر
تک آ جاتی۔ ان میں سے ایک دو شخص کافی سے بھی زیادہ زخمی تھی۔ یہ ہی
وجہ تھی وہ اس گاڑی اور گاڑی والی کو گھور رہے تھے۔

جسے کوئی لڑکا اپنی گاڑی میں ڈالتے وہاں سے لے گیا۔ انہوں نے اگے جا کر
کچھ پوچھا بھی نہیں۔ مگر دو منٹ تک وہاں پولیس آ گئی۔ جواب گاڑی اور اس
معاملہ کی پوری تفتیش کر رہے تھے۔ عمر تو کالرسیو ہوتے ہی سر تھام گیا۔
اوپر سے منسا نہیں مل رہی تھی۔ اس کی جان اٹکی تھی۔ اس نے فوراً ہیر کو کال
کر دی۔ وہ نہیں چاہتا تھا بعد میں ہیر ناراض ہو اس بات پر۔ ویسے بھی اس
کے لیے منسا کو ڈھونڈ نکالنا اسان ہوتا۔ نسبتاً اس کے۔

ان کے گھر پر تو نا جانے کیسا سایہ ہوا تھا۔ پہلے شایان کے ساتھ جو ہوا اور اب
منسا۔ وہ فوراً سے نرس کو اس لڑکی کا خیال رکھنے کی ہدایت دیتے گاڑی کی چابی
لیتے باہر بھاگا۔

اس کے قدموں کی رفتار میں تیزی تھی۔ اسے اپنی بیٹی جان سے پیاری تھی۔
اس کے چہرے کی بے چینی یہ بات عیاں کر رہی تھی۔ بس فکر تھی تو منہا کی
جو نا جانے کیسے آدمی کے ساتھ تھی۔ وہ اس کے ساتھ کچھ غلط نہ کر دے۔
اگر اسے کچھ ہوا تو وہ جانتا تھا صرف منسا نہیں ٹوٹے گی اس کی ماں بھی ٹوٹے
گی۔ وہ ہیر اور منسا دونوں کو ٹوٹا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

پولیس سے اس نے لوکیشن پوچھ لی تھی۔ سب سے پہلے وہ اس جگہ کے اس
پاس والے ہو سپٹل چیک کرنے والا تھا۔ وہیں ہیر سب جانتے ہی دل تھام
گئی۔ وہ شان کے ساتھ کھانا کھانے آئی تھی۔ فوراً سے سب چھوڑتے عمر کی
لوکیشن ٹریس کرتے وہاں سے نکلی۔

ان کی سب سے بڑی غلطی منسا کی لوکیشن معلوم نہ رکھنا تھا۔ جس کا انہیں اس وقت شدید افسوس بھی ہو رہا تھا مگر اب بچھٹانا فضول تھا۔

اس لیے ہیر نے اپنی ٹیم کو الرٹ کر دیا تھا۔ اس نے پہلی کال خیام کو ہی کی تھی۔ وہ اسے اسانی سے ڈھونڈ نکالتا۔ آخر کو وہ ہیکر تھا۔ کیمرے ہیک کر لیتا۔ مگر وہ نہیں جانتی تھی وہ اس وقت اپنے ہو اس میں ہی نہیں ہے۔

^^^

وہاں ہر طرف خاکی دیواریں تھیں۔ اندر کمرے میں واحد چیزیں ٹیبل اور چئیر تھی۔ چئیر پر وہ بیٹھی جھول رہی تھی۔ آنکھوں پر سن گلاسز لگا رکھی تھیں۔ پاؤں میں پہنے جو گرز ساکت تھے۔ وہ تناؤ میں تھی مگر عیاں نہیں ہونے دے رہی تھی۔

ہاتھوں میں پکڑی پنسل پھسل کر ہر انگلی کا سفر کر رہی تھی۔ دیکھنے والا مبہوت ہو جاتا۔ سامنے ہی فائل کھلی پڑی تھی۔ ٹیبل کے کھلے دراز سے ایک سرخ رنگ کا کپڑا نظر آ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہاں دروازے پر دستک ہوئی۔ اس کے اندر آنے کی اجازت دیتے ایک لڑکی کا چہرہ ابھرا تھا۔ سپاٹ چہرہ لیے وہ سامنے آئی۔

میم کام ہو گیا۔ "اب وہ ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔ ساتھ ہی ایک گھڑا" اس کے دائیں گال میں نمودار ہوا۔ بخدا وہ مسکرائی تو ہوں لگا بہاریں خود سلام کہنے آئی ہوں۔ ہونٹوں کے کٹاؤ میں ابھرتا یہ پھیلاؤ بہت بھایا تھا اس کے مکھڑے پر۔

گڈ۔ آئی لائیک اٹ۔ "ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا وہ وجود اب سیدھا کھڑا" ہوا۔ ٹیبل کا دراز کھولتے وہ ریڈ کپڑا نکالا۔

تمہارے پاس میرا ایک راز ہے۔ اور مجھے راز دار رکھنے کا شوق نہیں۔ "" سپاٹ چہرہ واپس آ گیا۔ ایک سینکڈ کا کھیل تھا۔ پہچاننا مشکل تھا کیا وہ لڑکی کبھی مسکرائی بھی تھی۔

میم میں آپ کی وفادار ہوں۔ "وہ یقین دہانی کروا رہی تھی۔ مگر چہرے پے" ڈر کا تاثر تک نہیں تھا۔ اگر وہ ڈر جاتی تو واقعی ماری جاتی۔

مگر مجھے راز دفتانے کا شوق ہے۔ جس کے لیے رازدار کا زیر زمین جانا"
ضروری ہے۔ "سفاکی سے کہتے اس نے وہ سرخ کپڑا ہٹایا۔ اندر سے ایک
پسٹل نکلی تھی۔ اس نے گھماتے گولیاں چیک کیں۔ اس میں صرف تین
گولیاں تھیں۔

“All depend on your Luck...”

اس کے دماغ کے مقام کا نشانہ لیا۔ وہ پیچھے ہاتھ باندھے سیدھی کھڑی رہی۔
پھر وہاں گولی کی آواز گونجی تھی اور اس لڑکی کا وجود پیچھے جا گرا۔ اس نے
پسٹل واپس اس سرخ کپڑے میں لپیٹی۔

پاس ہی پڑی بیل بجائی۔ دو گارڈز اندر آتے اس کی لاش اٹھا کر لے گئے۔ اس
کا خاموش چہرہ اور بند آنکھیں ابھی بھی بے خوف تھیں۔

"There is no space of fear in my World."

ہلکی سی آواز میں سرگوشی کرتے وہ واپس بیٹھ گئی۔ ٹیبل پر پڑی فنل اب وہ پڑھ رہی تھی۔ اس فائل پر بالکل سامنے ایک لڑکی کی تصویر تھی جبکہ نیچے اس کی پوری معلومات۔

ہر وہ ضروری بات جس کا اسے علم ہونا چاہیے۔ اس کا نام پڑھتے وہ مسکرائی۔
ہلکا سا انگلیوں سے اس کی تصویر کو چھوا۔

منسا عمر۔۔۔۔۔ کالے رنگ کی سیاہی سے نام لکھا تھا۔ اس وجود نے سرخ
رنگ کی مار کر لیتے اس تصویر اور نام پر کر اس کا نشان لگا دیا۔

“Sorry Heer, but there was not any other way...”

سرگوشی میں معافی مانگی تھی۔ جیسے اپنی ہر حرکت سے بری الزمہ ہو گئی ہو۔
وہ فائل بند کرتے باہر آئی۔

ڈسٹبن کے پاس کھڑے ہوئی۔ پاکيٹ سے لائٹرن نکالتے اس فائل کو اگ لگاتے اس ميں گرا ديا۔

رومان کچن میں کھڑا کھانا بنارہا تھا۔ منہا کی پہلی دفہ شدید کمی محسوس ہوئی۔
انعم اور خیام کمرے میں آرام کر رہے تھے۔ ان دونوں کو ہی شاید اس کے
سہارے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے بہت
تھے۔

پیاز چھیلنے اس کی انکھیں پانی سے بھر چکی تھی۔ سبزی کاٹتے اس نے انگلی بھی
زخمی کر لی۔ جس پر پیٹی کی ہوئی تھی۔

بہت مشکل سے کھانا تیار کرتے اس نے سٹول پر بیٹھتے لمبی سانس بھری۔
کھانا پلیٹس میں نکالتے ٹرے میں رکھتے ان کے پاس روم میں لایا۔
فرقان انکل کو کال کریں۔ انہیں کہیں ہمیں ابھی رخصتی چاہیے۔ "خیام"
نے اس کی بے تکی فرمائش دیکھی۔

میرے سے کھانا نہیں بنایا جاتا۔ یہ دیکھیں میری انکھیں !!! سرخ ہو رہی "
ہیں پیاز جھیل جھیل کر۔ "اس نے آنکھوں کے نیچے ہاتھ رکھتے انہیں کھال
کر دیکھا یا۔

یہ دیکھیں انگلی الگ سے کٹ گئی۔ مجھ سے تو نہیں ہوتے کچن کے کام۔۔۔"
نروٹھے پن سے کہتے وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

ان دونوں کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی۔

ناجانے الیگزینڈر انکل کیسے کچن کا سارا کام اکیلے کر لیتے ہیں۔ مجال ہے جو"
لیل انٹی کو اندر کچن میں جھانکنے بھی دیں۔ مجھ سے تو نہیں ہوتا۔ میری توبہ
ہے ان کاموں سے۔ میں افسس جاتا ہی ٹھیک ہوں۔" وہ بڑبڑا رہا تھا۔
وہ دونوں اس کی بڑبڑاہٹ سنتے قہقہہ لگا اٹھے۔۔

ایک دن میں یہ حال ہو گیا میرے بیٹے کا۔ جب بیوی کھانا بنوائے گی تب کیا"
کرو گے؟؟؟۔۔" انعم لب دبائے شرارت سے پوچھا۔

ماما آپ نے سب کو اپنے شوہر اور بہنوئی کی طرح بیوی کا غلام سمجھ لیا ہے"
کیا؟؟؟۔" ہاتھ اٹھاتے پوچھا تھا۔

وہیں خیام کا جوتا اڑتا اس کی طرف آیا۔ وہ جھلانگ لگاتے صوفے کے پیچھے ہو
گیا۔

اب سے کھانا بنا کر ہی نہیں دوں گا۔ خود ہی بنائیں۔ تاکہ آپ کو بھی اس بلا " معاوضہ مشقت کا علم ہو۔ " وہ خیام کی چیل واپس اس کے دوسرے جوتے کی طرف پھینکتے خود نکل گیا

انعم خیام کے کندھے پر ہاتھ رکھے مسکرائی جا رہی تھی۔ خیام اس کے مسکرا نے پے شکر کیا۔ اس کے ساتھ ہی جھکتے اس کے ہونٹ چومے۔ وہ شرماتے اس کے کندھے میں سر چھپا گئی۔ اب خیام کا قہقہہ گونجا تھا۔ انعم مزید اس میں سمٹی۔

وہ دونوں نارمل ہو رہے تھے۔ منہا کی حرکت کو بھولتے خوش ہو رہے تھے۔ جس میں ان کا ساتھ رومان دے رہا تھا۔ جو باہر ان کے قہقہوں کی آواز سنتے خوش ہوا۔ اپنا کھانا بھی نکالتے روم میں لے گیا۔ اسے بھی اب شدید بھوک لگی تھی



دیکھ لو اس کے حالات !!! اور تمہیں اس کی شادی کرنے کی پڑی تھی۔۔۔"
خیام نے افسوس سے کہا۔

اپ بھی ایسے ہی تھے۔ جانتے ہیں کیسے مجھے ڈراتے تھے اپنی حرکتوں سے۔
"انعم نے خفگی سے کہا تو وہ آئی برواٹھا گیا۔۔

ایسا مطلب؟؟؟ ذرا وضاحت کریں گیں مسز خیام۔۔۔" خیام اس کی طرف
گھوما۔

کھانا بنانے سے بھاگتے تھے۔ یاد نہیں جنید بھائی اپ کے لیے کھانا بنا کر
رکھتے تھے۔ اور اپ پھر بھی ان سے بد تمیزی کرتے۔۔۔" خیام اس کی بات
سننے ہونٹ دباتے اسے دیکھا۔

ہاتھ اس کی گردن میں ڈالا ہی تھا وہ چونکتے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

اگر یہ تب میسر آجاتے تو میری کیا مجال تھی کچھ اور کھاتا۔ "خیام نے اس" کے ہونٹ مسلے۔ وہ سرخ پڑتے دور ہونے لگی مگر خیام نے ہونے نہیں دیا۔

وہ اس کے ہونٹوں ہر جھک آیا۔ شدت سے اس کے ملائم ہونٹ چومتے وہ انعم کو بے بس کر گیا۔ ہاتھ اس کے وجود پر گردش کرتے اسے مچلنے پر مجبور کر گیا۔

خیام کے دور ہوتے ہی وہ پیچھے بیڈ پر گر گئی۔ وہ اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتے مسکرایا۔ انعم انکھیں بند کیے ندھال سی پڑی تھی۔
خیام رحم کھاؤ مجھ پر۔ "وہ مسکرایا۔"

رحم تو خدا کو آگیا ہے تم ہر۔ ورنہ اب تک مزید چار پانچ بچوں کی ماں بن چکی "ہوتی۔" انعم چہرہ موڑ گئی۔

خیام اس کے پیچھے لیٹتے چہرہ اس کی گردن میں دیا۔

وقت کو اپنا کام کرنے دو۔ شایان منہا سے بہت محبت کرتا ہے۔ اسے ہماری
نظروں میں گرانا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے چوری چھپے نکاح کا نہیں بتایا۔
میں بھی اسی محبت کو دیکھ کر خستی دے دی۔ وہ سنبھال لے گا اسے۔ "انعم کی
ادا سی کی وجہ وہ پہچانتا تھا۔

خیام؟؟؟..."وہ نم آواز میں اسے پکارتے ہونٹ کاٹنے لگی۔"
تم سے زیادہ پیار کرتا ہوں اسے۔ پھر بھی کوئی شک ہے؟؟؟..."وہ ناں میں"
سر ہلاتے پلٹتے اس کے سینے سے لگ گئی۔ خیام نے اس کے بال سہلایے۔
اب اپنی دوسری بیٹی کی طرف توجہ دو۔ تمہارا بیٹا تو اسے بہت تنگ کرنے"
والا ہے۔ "انعم نے جو ب نہیں دیا۔ یوں ہی اس کے سینے میں منہ دیے پڑی
رہی۔

خیام بھی اسے یوں سینے سے لگا ہی رہنے دیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی
قربت میں سکون محسوس کرتے کچھ ہی دیر میں نیند کی وادیوں میں اتر گئے۔

ادھر رومان بھی کھانا کھانے کے بعد سکون سے تکیے کو سینے سے لگائے سو گیا۔ یہ سوچ کر کبھی تو اس بے جان روئی کی جگہ اس کی وہ معصوم سی بیوی ہو گی۔ جو ذرا سے غصے پر ڈر جاتی ہے۔ وہ اپنی ہی سوچ پر مسکراتے قہقہہ لگا اٹھا۔

^^^

شایان سارا دن کمرے میں نہیں جھانکا۔ منہا کے رونے چیخنے چلانے کی آوازیں باہر تک آتی رہیں۔ نرس نے اسے سب بتا دیا تھا۔ وہ بہت دیر تک واویلا کرتی رہی مگر نرس نے اسے نیند کی گولیاں دے کر سلا ہی دیا۔ اس کے بعد سے وہ سکون سے سوئی ہوئی تھی۔ شایان کا سارا دن اور رات بھی آنکھوں میں ہی کٹی۔ اسے چین ہی نہیں پڑ رہا تھا۔ پڑتا بھی کیسے۔ وہ منہا کی کسی پکار پر بھی کان نہیں دھر سکا۔ وہ اپنی سوچوں میں ہی اس قدر گم تھا۔ اس نے کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔ یہ دوسری شام ہو چکی تھی۔ اسے یوں ہی بھوکے رہے۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو منہا بھی بھی بے سدھ سوئی پڑی تھی۔ اس نے
تلخی سے سر جھٹکا۔

الماری سے اپنے کپڑے نکالتے واشروم میں گھس گیا۔ تیخ ٹھنڈے پانی کے
نیچے کھڑے ہوتے وہ ناجانے خود کو کس چیز کی سزا دے رہا تھا۔
وہ ٹھنڈا پانی اخراگ کی طرح جلانے لگا۔ اس نے ہڈیوں کو جماتے اس پانی کو
بند کر دیا۔ وہ کپڑے گراتے دوسرا لایا شرٹ ٹراوزر پہنا۔ وہ ابھی بھی ویسے
ہی پڑی تھی

شایان چاہتا تھا اسے اٹھا دے مگر وہ اس کی آواز بھی نہیں سننا چاہتا تھا
وہ یوں ہی جا کر سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔ کمرے میں یوں خاموشی تھی جیسے
سوگ والے گھر کی خاموشی ہو۔

وہ سگریٹ کا پیک نکالتے سگریٹ پینے لگا۔ دل جلانے کے لیے اس سے بہتر
اور کوئی طریقہ نہیں تھا۔

سگریٹ پر سگریٹ پھونکتے کمرے دھوئیں سے بھر گیا۔ منہا کھانسنے لگی تھی مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔ اسے اس وقت بس اپنا دل جلانا تھا۔ جو وہ جلا بھی رہا تھا۔

کھڑکی بند ہونے کی وجہ سے کمرہ دھوئیں سے بھر گیا۔ منہا کسمائی تھی۔ وہ دیکھ کر بھی ان دیکھا کر گیا۔ وہ یوں ہی سگریٹ پیتے نا جانے خود سے کون سے بدلے لے رہا تھا۔ جس کی اس وقت اسے ہوش نہیں تھی۔ نظریں سامنے دیوار پر ٹکائے اس نے ایک اور سگریٹ جلا یا تھا۔ اسے ہونٹوں میں دبائے سانس اندر کو کھینچی۔ دھواں منہ سے نکالتے باہر کمرے میں چھوڑا۔

منہا کھانستے اٹھی۔ کمرے میں اس قدر دھواں بھرا تھا وہ انکھیں بند کرنے پر مجبور ہو گئی۔ اس کی انکھیں جیسے جلنے لگی تھیں۔ وہ مشکل سے اٹھتے اندازے سے کھڑکی کی طرف آئی۔ اس کے پٹ کھولتے وہ وہیں نڈھال سی کھڑی ہو گئی۔ اس درد کی وجہ سے کھڑے رہنا مشکل تھا۔ شایان بیٹھا سرخ نظروں سے اس کی کارستانیاں دیکھ رہا تھا۔

وہ کچھ دیر بعد کمرہ میں کچھ نظر آنے پر آنکھیں کھول گئی۔ اچانک ہی دھیان
صوفے پر بیٹھتے شایان پر جاتے ہی وہ ٹھہر گئی۔ وہ منہ سے دھوئیں کے
مرغولے نکال رہا تھا۔

اس نے کھانستے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔ کھانسنے سے مزید درد اٹھ رہا تھا۔ وہ درد
برداشت کرتے چلتے اس کے پاس آئی۔

اس کے ہاتھ سے سگریٹ لینا چاہتا تھا جب اس نے روک دیا۔

"Don't you dare this."

سفاک لہجے میں وارن کیا تھا۔ وہ تھوک نگلتے ہاتھ پیچھے کر گئی۔ چند منٹ کی
خاموشی کے بعد درد اٹھتے محسوس کر دو بار ابولی۔

شایان پلیرا سے بند کر دو۔ کھانسی سے مزید درد اٹھ رہا ہے مجھے۔ "شایان"
نے بازو پکڑ کر کھینچتے اسے پاس بٹھایا۔

منہ سے دھوئیں کے مرغولہ بناتے اس کے منہ پر چھوڑے۔ وہ چہرہ دوسری
طرف کر گئی۔ شایان طنزیہ مسکراتے اس کا ہاتھ بھی چھوڑ دیا۔

میری اولاد کی سانسیں بھی یوں ہی تنگ ہوئی ہوں گیں۔ مگر تمہیں تو اپنی "سننی تھی۔ اس کی پرواہ نہیں کی۔ اب میں کیوں تمہاری پرواہ کروں؟؟؟..." وہ انتہائی سفاک لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

منہا کی ریڑھ کی ہڈی سنسناتا ٹھی۔ اس نے ہمت کرتے کچھ بولنا چاہا۔ شایان مجھے نہیں معلوم تھا یہ ہو... "شایان نے اسے ٹوک دیا۔"

واہ۔۔۔ تمہاری ڈاکٹر نے خود کہا اس نے تمہیں بتایا تھا۔ پھر بھی تمہیں "نہیں پتا تھا.. "منہا نہیں جانتی تھی وہ کون سی ڈاکٹر ہے۔ اس نے ڈاکٹر کو دیکھا ہی نہیں تھا۔ وہ بے ہوشی میں ہاسپٹل پہنچی اور بے ہوشی میں ہی وہاں سے لےائی گئی۔

تم سے محبت میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی۔ جس کی سزا میری "اولاد کو بھگتنا پڑی ہے۔" شایان کے لہجے میں پینتادکھ دیکھ ابھی وہ اسے حوصلہ دیتی جب شایان نے اس کے ہاتھ جھٹک دیے۔

ہاتھ بھی مت لگانا مجھے۔ کیا معلوم میری اولاد کی طرح مجھے بھی قتل کرنے کے پروگرام بنا چکی ہو۔" منہا نم نظروں سے اسے دیکھا۔

یہ الفاظ قابل برداشت نہیں تھے۔ وہ نا جانے کیوں نہیں سمجھ رہا تھا۔
شایان میرا کوئی قصور نہیں۔۔۔۔۔ اہ۔۔۔ "چیخ کر صفائی دیتے وہ درد سے"
کراہی۔ شایان صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا اگے ہوتے اسے گدی سے
بالوں سمیت پکڑا۔

کس کی غلطی ہے پھر؟؟ بتاؤ مجھے۔ میری جس نے تمہاری فطرت جانتے"

بوجھتے یہ رشتہ بڑھایا؟؟..." اس کے درد کی پرواہ کیے بغیر وہ سوال کر رہا تھا۔

منہا زور سے انکھیں بند کر گئی۔۔

خیام انکل تمہیں معاف کر دیں گیں۔ تم ان کی اولاد ہو مگر میری اولاد کی "قاتل ہو۔ مجھ سے معافی کی امید بھی مت رکھنا۔" اسے دور جھٹکتے وہ وہاں سے چلا گیا۔ منہا وہیں صوفے پے ہی گری تھی۔

وہ درد سے کرا رہی تھی مگر وہ بغیر پرواہ کیے نکل گیا۔

اسے دیکھو اور درد کی دوا دینا یاد سے۔ "دل کے ہاتھوں مجبور ہرتے مزید"

جملہ کہا۔

وہ نرس بھی ایکٹو کھڑی تھی۔ فوراً سے اندر بڑھ گئی۔ یہ صبح والی نرس نہیں تھی۔ یہ کوئی اور تھی۔ یقیناً اس نے سیکنڈ ٹائیٹم کے لیے الگ نرس رکھی تھی۔ وہ نرس اندر چلی گئی۔ وہ خود ساتھ والے کمرے میں آگیا۔ وہاں پڑی چیزیں دیکھ اس کی نگاہیں نم ہو گئیں۔

اپنی شادی کی شاپنگ کرتے وہ چائلڈ سیکشن میں چلا گیا تھا۔ وہاں سے پسنداتی ہر چیز وہ اٹھالایا۔ بچیوں کی فراک تو بچوں کے شرٹ۔ وہ سب اوور سائز تھی مگر وہ یہ سوچ کر لے آیا کبھی تو بچہ وہ پہنے گا۔ کتنا خوش تھا وہ۔ اور منہا نے اس کی ساری خوشیاں چھین لیں۔

وہ اب ان چیزوں کو چھوتے رو رہا تھا۔ اسی فراک میں منہ چھپائے اپنے آنسو چھپا رہا تھا جو وہ اپنے بچے کے لیے لایا تھا۔

اس کے آنسوؤں میں درد چھپا تھا۔ اولاد کو کھودینے کا درد۔ جوا بھی وہ بہت قریب سے محسوس کر رہا تھا۔ کیسے معاف کر دیتا اسے چاہے وہ اس کی محبت تھی۔

مرد کو محبوب سے زیادہ اولاد پیاری ہوتی ہے۔ "اسے بھی یہ اولاد ہی پیاری" تھی۔ جوا سے ملنے سے پہلے ہی چھین لی گئی اور چھیننے والا کوئی غیر نہیں اس کی اپنی بیوی اور محبت تھی۔

ویسے تو صبر آجاتا مگر اس بات پر اتنے اتنے بھی صبر نہیں آتا۔ وہ اس وقت گہری چوٹ لگا تھا۔ وہ اندر سے زخمی ہو چکا تھا۔ اسی لیے منہا کے زخموں کی پرواہ نہیں کر رہا تھا۔ اسے درد دے چکا تھا۔ تاکہ وہ بھی اس درد کو محسوس کرے۔ جسے وہ محسوس کر رہا ہے۔ وہ بھی روح تک۔۔۔

ہر کیڑے کو چھوتے اسے نئے سرے سے درد جاگتا۔ اس نے سوچا تھا شادی کے بعد منہا کے ساتھ جا کر اس کے لیے کھلونے لائے گا۔ منہا نے اس کے سارے خوب جلا کر خاک کر دیے۔

اگر اسے بچہ نہیں چاہیے تھا تو اسے بتا دیتی۔ وہ بچہ خود رکھتے اسے آزاد کر دیتا
مگر یوں تو نہ کرتی۔ جیسے ابھی کر چکی تھی۔

جس آزادی کے لیے اس نے میرے بچے کی جان لی ہے۔ میں اسے وہ آزادی
کبھی نہیں دوں گا۔ اب ملنا تو دور لیل اور انٹی سے بات بھی کر کے دیکھائے۔
وہ اپنی سوچوں میں پختہ ارادہ کر چکا تھا۔

جتنا میں تڑپ رہا ہوں تم بھی تڑپو گی۔ اور شدید تڑپو گی۔ اپنی سوچوں میں اس
سے مخاطب ہوتے کہا۔ جو ساتھ والے کمرے میں بیٹھی واقعی کرا رہی
تھی۔

مگر وہ یہاں اس کی آوازیں نہیں سن سکتا تھا۔ اور وہ یہاں اس کی آواز سننا بھی
نہیں چاہتا تھا۔

^^^

خیام سویا تھا جب فون کی آواز پر ہوش میں آیا۔ نرمی سے انعم کو تکیے پر
ڈالتے وہ اٹھا تھا۔

بولو ہیر؟؟؟.... "وہ انعم سے ذرا دور آیا۔"

خیام منسا نہیں مل رہی۔ میں۔۔۔ "خیام نے اسے ٹوک دیا۔"

میں دیکھتا ہوں۔ تم فکر مت کرو۔ "ہیر نے کال بند کرتے شان کو عمر کی طرف گاڑی لے جانے کا کہا۔"

خیام نے اسے وقت اپنا فون ان کیا تھا۔ اس پر کچھ بٹن دبانے کے بعد "بی کے فیملی" کے سارے ممبرز کی لوکیشن شو ہونے لگی سوائے موسیٰ کے۔ موسیٰ کی لوکیشن اب تک نہیں ملی تھی۔۔۔

اس نے سب اگنور کرتے منسا کی لوکیشن دیکھی۔

وہ ہیر کو کال کرنے کے بجائے خود ہی چلا گیا۔ رومان کو چیک کیا تو وہ سو رہا تھا۔ اس نے گارڈز کو خیال رکھنے کا کہا۔ خود وہ اس لوکیشن کی طرف نکل پڑا۔ وہاں عمر ہیر کے ساتھ ملتے ہر ہو سپیٹل چھان مارا مگر منسا نہیں مل رہی تھی۔ عمر کا دماغ پھٹ رہا تھا۔۔۔

خیام اندھا دھند وہاں داخل ہوا۔ گارڈز اگے آئے تھے مگر اس کے ہاتھ میں
پکڑی گن دیکھ رک گئے۔ ویسے بھی یہاں اسے کون نہیں جانتا تھا۔
منسا؟؟؟... "وہ چیخا۔"

اسے ڈر تھا کہیں منسا کے ساتھ کچھ غلط نہ ہو چکا ہو۔ ہر قدم ہر اس کا ڈر بڑھ رہا
تھا۔ اس گھر میں چھائی خاموشی بھی تو وحشتناک تھی۔ منسا کچھ جواب میں
بھی نہیں کہہ رہی تھی۔

وہ منسا کا نام پکارتے دروازے کو دھک دیتے ہال میں داخل ہوا۔ وہاں ہر چیز
ٹوٹی بکھری پڑی تھی۔ اس کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ منہا کے بعد اب
منسا؟؟؟ اس نے سختی سے سوچوں کو جھٹکا۔ ایک طرف کمرے سے خون بہتا
نظر آ رہا تھا۔ اس نے وہیں قدم بڑھائے۔ دروازہ کھولتے ہی اس نے لمبی
سانس لی۔ جیسے ناجانے کتنی مسافتیں طے کی ہوں۔

کرسی کے ایک ہتھے سے خون بہہ رہا تھا۔ وہیں منسا بیٹھی تھی بے حس و
حرکت۔ اس کے سامنے ایک لڑکا تھا۔ وہ رک گیا۔

کیا وہ دیر کر چکا تھا؟؟؟

کیا وہ اپنی بیٹیوں کی حفاظت نہیں کر سکے۔ پہلے منہا اور اب منسا کے ساتھ یہ سب کچھ۔۔۔ سوچتے ہی اس کے دماغ کی نسیں پھٹنے لگیں۔

بیٹیاں اس قدر تنہا کی جا چکی تھیں یا ہو چکی تھیں کوئی بھی انہیں اٹھالے اور اپنی وحشت اور حیوانی پن ان پر اتار دے۔

مگر اچانک اس وجود میں ہلچل ہوئی۔ اس نے ہلکی سی آواز میں منسا پرکارا تھا۔ وہیں منسا جس کی دروازے کی طرف پشت تھی مسکراتے اٹھی مگر چکراتے سر کی وجہ سے واپس بیٹھ گئی۔ اس لڑکے نے اٹھتے جلدی سے اسے چنیر پر بیٹھنے میں مدد کرنی چاہی۔

خیام نے ٹیبل پر دیکھا۔ وہاں پایوڈین کی کھلی شیشی پڑی تھی۔ پٹیاں اور روئی۔ وہ خون نہیں پایوڈین تھا۔ اس نے لمبی سانس لیتے شکر ادا کرتے آگے بڑھا۔

خیام اندر آگیا۔ اس لڑکے کو منسا کے پاس دیکھ فوراً سے دور دھک دیا۔ منسا
خیام کو اگے نہیں بڑھنے دیا۔ فوراً سے اس کا ہاتھ تھام گئی۔
خیام نے اسے چمیر پر بٹھایا۔

بگ بی نہیں۔ اس نے میری جان بچائی ہے۔ "اس نے اپنے لفظوں پر زور"
دیتے اسے روکا۔

تو تمہیں ہو سپیٹل لے جاتا یہاں کیوں لایا ہے؟؟.. "خیام کا بس نہیں چل"
رہا تھا اس لڑکے کو مار دے۔

بگ بی پلیز۔ بندے کو پریشانی میں ہوش نہیں رہتا۔ "خیام نے اسے گھورا"
مگر وہ اسے ٹھنڈا کر ہی گئی۔

اچھاناں بس کر دیں غصہ اب۔ میں غلطی سے گاڑی میں ٹکڑا گئی۔ ٹرک"
سے بچنے کے چکروں میں گاڑی کو ٹھوک دیا۔ ان بے چاروں کی ٹرپ خراب
ہو گئی۔ مجھے گھور رہے تھے۔۔ "وہ کھلکھلائی۔۔

خیام اسے گھورتے اس لڑکے کو دیکھا۔

شکریہ کہیں اسے عربی میں۔ "خیام نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔"

اسے عربی آتی ہے بس۔ "خیام نے ہاں میں سر ہلایا۔"

شکرا لک. وکیب علی رعاۃ هذا الطفل

شکریہ۔۔ ہماری بچی کا اتنا خیال رکھنے کے لیے۔ "اس نے سر کو خم دیا۔"
آنکھوں میں غصہ تھا۔ یقیناً اسے خیام کا یہ سلوک پسند نہیں آیا تھا۔

“Thank you very much.”

منسا جاتے شکر سے بولی۔ اب وہ ہلکا سا مسکرایا۔

خیام اسے ساتھ لے جاتے گاڑی میں بٹھایا۔ وہ اب منہ پھلائے تھی۔۔

سکون سے بیٹھی کیوں نہیں جاتی ایک جگہ؟؟؟.. "خیام نے اسے گھورا۔"

بیٹھ تو جاؤں مگر آپ کا ہارون ہی نہیں مانتا۔ اگر وہ غصہ نہ دلاتا تو اچھا خاصا"

اپنی جگہ پر سیٹ دماغ تھا میرا۔ "خیام اب کچھ نہیں کہہ سکا۔۔

بڑی ہو جاؤ پہلے۔۔ اور وہ بھی تو چھوٹا ہے۔ پری سکول جاتی ہے تو اس بات"

سے اس کی عمر کا حساب لگالو۔ "اس نے بات ہوا میں اڑائی۔

کوئی بات نہیں۔ میں اس کے سکول کی فیس خود دے لوں گی۔ اتنا تو کما"
ہی لیتی ہوں ہم دونوں کا خرچہ اٹھالوں۔" اس نے سارا حساب کتاب کر لیا
تھا۔

ہیر سے بات کرتا ہوں میں... "خیام کو اس کی زندگی کی طرف نان"
سیریس حرکتیں اچھی نہیں لگیں۔

وہ ہیر کی لوکیشن کی طرف جا رہا تھا جو کسی ہو سپیٹل کے گراؤنڈ کی تھی۔
ہائے سچی؟؟؟ "وہ تو خوش ہو گئی۔"

ہاں تمہارا دماغ وہ ہی ٹھکانے لائے گی۔ "اس کی ساری پر جوشی نکل گئی۔"
خیام کو گھورا۔ وہ پہلے ہی برے موڈ میں تھی اب مزید ہو گئی۔

منسا زندگی کو سنجیدہ لینا سیکھو۔ اگر تم آج غلط باتھوں میں چلی جاتی تو سوائے"
پچھتاوے کے ہمارے پاس کچھ نہ رہتا۔ "منسا نے چہرہ موڑتے اسے دیکھا۔

میں جانتی ہوں اسے۔ اس نے پہلے بھی ایک دفہ میری مدد کی تھی۔ اور"
اتنی بھی کمزور نہیں جتنا آپ سب سمجھتے ہیں۔ "نروٹجے لہجے میں صفائی دی۔

خیام نے گاڑی ہو اسپتال کے سامنے روکی وہیں ہیر کو کال کرتے باہر بلایا۔
وہ عمر اور شان کے ساتھ بھاگتے باہر آئی تھی۔

منسا؟؟؟... "عمر فوراً سے اگے بڑھتے گاڑی کا دروازہ کھولتے اسے سینے سے"
لگایا۔ اس کے گال پر چوٹوں پر لگی مرہم دیکھ اور سر پے بندھی پٹی دیکھ وہ نم
نظروں سے اسے سینے سے لگا گیا۔ پکڑ نرم ہی رکھی۔ ہیر نے اگے بڑھتے اس
کے بال سہلائے۔

وہ ہلکا سا کراہی۔ اس نے فوراً ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

بلکل ٹھیک ہے۔ زبان چیک کرو اس کی۔ کیسے فر فر چل رہی ہے۔ "خیام"
کے طنز پر اس نے غور نہیں کیا۔

عمر اسے سہارا دیتے اپنی گاڑی میں لے گیا۔ شان بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔
ہیر خیام کا شکر یہ ادا کرنا چاہا۔ جس نے گھورتے اسے چپ کر وادیا۔

اس نے ہیر کو یہ ہی بتایا وہ منسا کی پٹی گھر ہی کر وار ہا تھا۔ باقی منسا خود بتا لیتی۔
ہارون والا معاملہ وہ اسے نہیں بتا سکتا تھا۔ منسا سے وعدہ کیا تھا اس نے۔ وعدہ
توڑنا مشکل تھا۔

^^^

عمر اس کی پٹی دو بار اکی۔ ہیر اس کے لیے کچھ کھانے کو بنانے گئی تھی۔ شان
بیٹھا اسے باتوں سے بہلا رہا تھا۔

شایان کو انہوں نے کچھ نہیں بتایا تھا۔

ہیر یہ میڈم پہلے ایک لڑکی کو اپنی کار کے نیچے دینے والی تھیں۔ اللہ کے "
کرم سے بچ گئی وہ لڑکی۔ اس وقت ہو اسپتال میں ہے۔" منسا نے باپ کو گھورا
ہیر نے حیرت سے ان دونوں کو دیکھا۔

منسا سر جھکاتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگاتے انکھیں موند گئی۔ ہیر کی نظریں
اب عمر پے تھیں۔

ماما مجھے آرام کرنا ہے۔ پلیز لائٹس اف کر دیں۔ "عمر نے اسے دیکھا جوا بھی"
تو باتیں سنار ہی تھی اب سوتی بن گئی۔

پہلے کھانا کھا لو اور عمر تم سے تو میں بعد میں پوچھتی ہوں۔ میرے منع "
کرنے کے باوجود تم ہی اسے ہر بات پے شہ دیتے ہو۔ "عمر تو کہتے خود ہی
پھنسا تھا۔

شان مسکرایا۔ باپ کا چہرہ ہی دیکھنے والا تھا۔

باپ کیا خیال ہے پھر؟؟ میرے ساتھ سوئیں گیں انج رات؟؟.. "عمر نے"
اسے گھورا۔

وہ کھلکھلا اٹھا۔ ہیر کے گھورنے پے چپ ہوا۔ وہ منسا کو کھانا کھلا رہی تھی۔
اسے میڈلسن دیتے سلایا۔ شان کو اپنے کمرے میں بھیج وہ عمر اور اپنے کمرے
میں آئی۔

جہاں اب عمر کھڑا سر جھکائے اس کی باتیں سن رہا تھا اور وہ منسا کی غیر
موجودگی کی ساری فرسٹریشن نکال رہی تھی۔

عمر بھی اس کی سائیکی سمجھتا تھا بولنے کے بعد وہ پرسکوں ہو جاتی۔ عمر بھی اسی وجہ سے چپ چاپ اسے سن رہا تھا۔

کچھ بیماریوں کا حل بس مریض کو چپ چاپ خاموشی سے سن لینا ہوتا " ہے۔ " وہ بھی ویسی ہی مریض تھی۔ اور عمر اسے اسی کے حساب سے دوا دیتا تھا۔ جیسے ابھی دے رہا تھا اور پہلے بھی دیتا رہتا تھا۔

خیام واپس اتے مسکرایا۔ منسا کی پاگلوں والی باتیں اسے مسکرا نے پر مجبور کر دیتی تھیں۔ منہا اس سے جلتی تھی۔ جب بھی وہ خیام کے نزدیک ہونے کی کوشش کرتی اور پھر وہ ضد سے خیام کے قریب ہوتی۔

وہ بھی موسیٰ کی طرح اسے بگ بی ہی کہتی۔ اکثر لوگ یہ ہی سمجھتے تھے وہ خیام کی بہن ہے۔ اس کی خیام سے بوڈنگ اور بگ بی لفظ یہ ہی ثابت کرتے تھے۔

منسا اس غلط فہمی کو دور بھی نہیں کرتی تھی۔ اسے تو بہت مزہ اُتا۔ وہ اکثر خیام کے دوستوں کو یوں ہی تنگ کرتی تھی۔ مگر یہ تو بچپن کی بات تھی۔ اب تو وہ بڑی ہو گئی۔

یہ اس کا خیال تھا جبکہ بڑی تو وہ بالکل بھی نہیں تھی۔۔ اور یہ بات صرف خیام مانتا تھا۔ باقی سب اسے بڑا ہی سمجھتے۔

خیام واپس انعم کو بانہوں میں بھرتے سو گیا۔ منسا سے باتیں کرتے اس کا دل مزید ہلکا ہوا تھا۔ جیسے کوئی دوا مل گئی ہو۔ انعم کا ماتھا چومتے وہ منہا کے لیے دعا کرنے لگا۔ چاہے جو کچھ بھی ہوا ہو مگر اسے منہا ج بھی اتنی ہی عزیز تھی اور ہمیشہ رہتی۔

چاہے وہ اپنے ہاتھوں سے اس کی جان کیوں نہ لے لیتی۔۔ اسے وہ پھر بھی ویسی ہی عزیز رہتی۔۔

بہت پیاری بچی ہے۔ اللہ نصیب اچھے کرے۔ "خاموشی سے تنگ آتے"
لیل نے ہی بات کی۔

الیکزینڈر ہاں میں سر ہلاتے اس کا ہاتھ تھاما۔ وہ اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھا تھا
اس کے کندھے پر سر رکھتے گردن پر ہونٹ رکھنے لگا۔ لیل کپکپاتی۔ وہ ابھی
کل کی قربت نہیں بھولی تھی۔ اب پھر سے وہی سب برداشت کرنا اسے
مشکل میں ڈال دیتا۔

مجھے بھی ایسی ہی ایک پیاری سی بچی چاہیے۔ جس کا نام میں حیار کھوگا۔

زندگی۔۔۔ میری زندگی۔ "لیل الگ ہوتے اس کے سامنے آئی

تمہاری زندگی میں ہوں۔" الیکزینڈر مسکرایا۔

اسی لیے چاہیے تاکہ آپ کو بھی جیسی کامطلب سمجھائے۔ "لیل پاس

اتے اس کے دل کے قام پر ہاتھ رکھا۔

اور اگر وہ بھی تمہاری طرح میری دیوانی نکلی تو؟؟؟... "الیکزینڈر مسکراتے"

دوسرا ہاتھ تھامتے بھی اس ہاتھ پر رکھا۔

تو ہم اگلے بچے کے لیے ٹرائے کریں گیں۔ "اب لیل نے اسے گھورا۔"
موسیٰ کو بھول رہے ہو تم۔!!... "الیکزینڈر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے"
اسے اپنے سینے سے لگایا۔ وہ مزاحمت نہ کرتے یوں ہی پڑی رہی۔
میں بھی اسی کا باپ ہو۔۔ اسے دیکھتا ہوں تو خواہش نکلتی ہے بیٹا ہو۔ جو"
اس سے بھی دو ہاتھ اگے نکلے۔ اسے ناکوں چنے چبائے۔ "لیل نے اسے
گھورتے اس کی گردن پر کاٹا۔

وہ دانتوں تلے ہونٹ دبائے اپنی بیوی کو شیرنی بنتے دیکھتا رہا۔
تمہاری کوئی اولاد اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ میرا شیر ہے۔ "اب"
الیکزینڈر اسے پیچھے کو ڈالتے اس پر سایہ کیا۔
آپ کا صرف میں ہوں۔ باقی سب ہم دونوں کا ہے۔ "لیل آہستہ سے"
پیچھے ہونا چاہتا تھا جب الیکزینڈر نے اپنا وزن اس پر ڈالتے یہ ناممکن کر دیا۔
موسیٰ ہم دونوں کا ہے۔ آپ کا صرف میں ہوں۔ اور آپ صرف الیکزینڈر"
کی ہیں۔ "لیل سمجھ چکی تھی اب بچاؤ ممکن نہیں۔

اچھا پیچھے پٹو مجھے بھوک لگی ہے۔ "الیکزینڈر پیچھے ہونے کے بجائے اس کی " گردن پر جھکا۔

اپنے ہونٹوں سے اس کے ماس کو کاٹتے وہ لیل کو دہرا ہونے پر مجبور کر رہا تھا۔ ابھی الیکزینڈر کا ہاتھ اس کی شرٹ کی طرف گیا تھا جب الیکزینڈر نے روک دیا۔

بند آنکھوں سے پڑی اپنی بیوی کو دیکھا۔ ہونٹ دبائے اس کے لمبی سانسیں بھرتے اس کے وجود کو۔

میں آپ کی بھوک کا انتظام کرتا ہوں۔ آپ میری بھوک کا انتظام رکھیے " گا۔ "الیکزینڈر اس کی گردن میں کاٹتے اوپر ہوا۔

وہ سانس بھرتے اچھلی۔ الیکزینڈر اس کی گال تھکتے چلا گیا۔ لیل نے سروہیں ٹکاتے خود کی سانسیں ہموار کیں۔

الیکزینڈر کچن میں کھانا بنانے گیا تھا۔ وہ اپنے روم میں آگئی۔ بیٹی کا نام لیتے وقت اس کی مسکراہٹ یاد آئی

محبت اور عشق جب دیوانگی کی حد پار کر جائے تو محبوب کے علاوہ اور کچھ " نہیں دکھتا۔ " لیل کو بھی اس وقت الیگزینڈر کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

الیگزینڈر کی شرٹ نکالتے پہنتے وہ مسکرائی۔ اسی لا پرواہ حوالے کو دیکھ کبھی الیگزینڈر نے ساری ناراضگی بھاڑ میں بھیج دی تھی۔ اج تو وہ اس کے وجود کی طلب میں خود تھا۔ نا جانے اج وہ کتنی حدیں پار کرتا۔

لیل مسکراتے اپنے ہونٹ دیکھے ٹیبل پر پڑی سرخ لپ اسٹک اٹھاتے اچھے سے انہیں رنگ دیا۔ پاؤں میں نرم و ملائم سی چیل ہی پہنی۔ ہیلز پہننے کر چلنے کی اسے اب عادت نہیں رہی تھی۔

وہ اپنی حالت پر ایک نظر ڈالتے مسکرائی۔ الیگزینڈر کے ہوش اڑانے کو یہ حالت کافی تھی۔ وہ اسی میں بت بن جاتا۔

وہ اس وقت موسیٰ کو بھول گئی۔ جو ان دونوں کے ساتھ اپنے سوا کسی اور کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

لیل قدم باہر کو بڑھائے۔ سیڑھیاں اترتے وہ سیدھا کچن میں آئی۔ الیگزینڈر کی اس کی طرف پشت تھی۔ وہ یوں ہی کھانا پکانے میں مصروف رہا۔ لیل نے اسے گھورا۔ چلتے جا کر شیف سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ الیگزینڈر کوئی مصالحہ لینے کو پلٹا تھا مگر اسے دیکھ وہیں رک گیا۔

تھائی تک جاتی اس کی شرٹ پہنے جس کا پہلا بٹن بھی کھلا تھا۔ اس پر قیامت وہ سرخ لپ اسٹک۔۔۔۔

وہ تو اسے چاروں خانے چت کرنے کی سوچ سے آئی تھی۔

میرے علاوہ اور کسی کی اتنی پرواہ نہیں کرو گے۔ اپنی بیٹی کی بھی نہیں۔ بس "

اسی شرط پر تمہارے پاس آؤں گیں۔" لیل کی شرط سنتے اس نے لمبی سانس بھری۔

"اپ اس وقت کہتیں "سکندر مافیہ چھوڑ دو۔" قسم سے وہ بھی چھوڑ دیتا۔"

لیل کچھ کہنے کے بجائے اس کے پاس ہوئی۔ اس کی شرٹ کے ٹبن پر ہاتھ رکھتے انہیں کھولتے اس کے کندھوں سے نیچے گرا گئی۔ چولہے پر پڑا کھانا جلنے لگا تھا مگر دونوں کو پرواہ نہیں تھی۔

مجھے ہمیشہ سب سے آگے رکھو گے۔" الیگزینڈر نے ہاں میں سر ہلاتے اس "کا کندھا چوما۔ وہ بھی تڑپنے چھپنے کے بجائے یوں ہی کھڑی رہی۔

آپ سے آگے کوئی آہی نہیں سکتا۔ چاہے بیس تیس جتنے بھی بچے ہو "جائیں۔" لیل اسے گھورا۔ الیگزینڈر اسے گود میں اٹھاتے اوپر جانے کے بجائے باہر لان میں لے آیا۔

وہاں چاند کی روشنی میں نیچے دو چئیرز پڑی تھیں۔ جن پر لیل کا پسندیدہ کھانا لگا تھا۔ الیگزینڈر اسے لا کر ایک چئیر پر بٹھایا۔ خود دوسری پر چھیٹھتے اس کے لیے کھانا نکالا۔

"That's romantic.."

الیگزینڈر اس کی بات پر مسکرایا۔

میں بھی بہت رومینٹک ہوں۔ "الیگزینڈر اس کے لیے کھانا نکالتے"
پکڑانے کے بجائے سامنے رکھا۔

یہاں انہیں۔۔۔۔ "اس کا اشارہ اپنی تھائی کی طرف تھا۔"
لیل کو بھی اس کی گود میں بیٹھنے کی عادت تھی۔ اس کا ہاتھ پکڑتے اس کی
تھائی پر بیٹھ گئی۔

الیگزینڈر اسے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلانے لگا۔ وہ ویسے بھی بائیں سائیڈ پر
بیٹھی تھی۔

الیگزینڈر کے ہاتھ سے پاستہ کھاتے وہ اچانک روکی۔ الیگزینڈر خود نہیں کھا
رہا تھا۔ بس اسے ہی کھلا رہا تھا۔

تم کیوں نہیں کھا رہے؟؟.. "الیگزینڈر اس کے کندھے سے شرٹ ذرا سی"
کھسکاتے وہاں ناک رگڑا۔ وہ انکھیں بند کرتے بس سانس بھر سکی۔ اس کے
وجود میں جیسے تپش اترنے لگی تھی۔

کیونکہ مجھے آپ کو کھانا ہے۔ "لیل کے ہونٹ تو سرخ تھے ہی مگر اب "
دونوں عارض (گال) بھی سرخ ہو گئے۔

الیکزینڈر جھکتے ان کی سرخیوں کو ہونٹوں سے چنا۔

لیل نے چکن رول پکڑتے ہونٹوں میں دبایا۔ ہاتھ اس کی گردن میں "
ڈالتے آنکھوں سے ہی کھانے کا اشارہ کیا۔

الیکزینڈر اپنی بیوی کی حرکتوں پر مسکرایا۔ وہ اج بھی ویسی ہی شدت پسند
تھی۔ اس کے لیے جنونی۔ اس کی قربت کے لیے پاگل۔ ناجانے اگے جا کر
کیا ہوتا۔

الیکزینڈر نے چکن رول کے دوسری طرف دانتوں سے کاٹنا شروع کر دیا۔
لیل اسے نہیں کھا رہی تھی۔ اس نے بس لبوں میں دبائے پکڑ رکھا تھا۔
الیکزینڈر ایک ہاتھ اس کی گردن پر رکھے دوسرا اس کی کمر پر رکھے وہ رول کھا
رہا تھا۔

رول ختم ہوتے دیکھ لیل نے اسے الیگزینڈر کے ہونٹوں میں چھوڑنا جب
الیگزینڈر اس کے ہونٹوں پر ہی جھک آیا۔

اس کا چہرہ پیچھے کو جھکاتے وہ ان ہونٹوں کی سرخی بھی کھانے لگا۔
شدتوں سے اس کے ہونٹوں سے سانسیں پیتے وہ شاید اپنی پانی کی پہاس بجھا
رہا تھا۔

لیل تڑپ اٹھی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھ الیگزینڈر کے بالوں میں الجھا
دیے۔

الیگزینڈر اس کی شرٹ ایک جھٹکے سے کھینچتے سارے بٹن ہی توڑ دیے۔ اب
وہ شرٹ سامنے سے کھل گئی۔ الیگزینڈر نے ہاتھ شرٹ سے گزارتے اس
کی کمر پر رکھا۔ اسے بازو کے ہالے میں اچھے سے لیتے اس کی دونوں ٹانگیں
اوپر اپنی گود سے گزارتے سائیڈ پر نکالیں۔

لیل تڑپتے اس کے بالوں کر شدت سے پکڑے تھی مگر الیگزینڈر سوائے
اس کے ہونٹوں کے اور کچھ محسوس ہی نہیں کر پارہا تھا۔

اس کے ہونٹوں سے سانسیں پیتے وہ مدہوش ہوا۔ اسے سمجھنے کس موقع
دیے بغیر وہ اس کے کندھوں پر جھک گیا۔ وہاں سے بیوٹی بونز کا سفر کرتے وہ
اسے سانسوں کے لیے تڑپنے پر مجبور کر گیا۔

اس کھلے آسمان کے نیچے خاموش فضا میں لیل کی سسکیاں گونجنے لگیں۔
الیکزینڈر کی قربت میں ایسا کبھی نہیں ہوا تھا وہ خاموش رہی ہو۔

ابھی بھی وہ اس کی بانہوں میں تڑپ رہی تھی۔

الیکزینڈر پیچھے ہوتے پانی کا گلاس لیتے اس کے ہونٹوں سے لگایا۔ وہ سانسیں
ہموار کیے بغیر ہی وہ پانی ایک جھٹکے میں ختم کر گئی۔

میری پیاس یہاں سے بجھے گی۔ "الیکزینڈر نے انگلیوں کے پوروں سے"
اس کے ہونٹوں کو چھوا۔

وہ لیل کو گود میں بھرتے اندر لے آیا۔

یہ سب سامان وہ صبح یہاں سے اٹھالیتا۔

اپنے کمرے میں اتے لیل کو بیڈ پر اترتے خود کی شرٹ اتار کر بیڈ کے پاس
پھینکی۔۔

میری شرٹس اور آپ کا وجود۔ ڈیڈلی کوہہ منیشن ہے۔"

Deadly combination

لیل انکھیں بند کیے سانسیں بھر رہی تھی۔

الیکزینڈر شرٹ کے کھلے گلے سے اس کے پیٹ پر انگلیاں چلائیں وہ سر پٹختے
خود میں سمٹی۔

پھر الیکزینڈر اس پر سایہ کرتے اسے خود میں بھرتے خود میں ہی سمٹنے پر
مجبور کر گیا۔

الیکزینڈر اسے سانسوں کے لیے تڑپاتے اسے بھی اپنی قربت میں مدہوش کر
گیا تھا۔ وہ الیکزینڈر کی سانسوں میں سانسیں بھرتے ہر پردہ گرتے محسوس
کر بھی مزاحمت نہیں کر رہی تھی۔ بلکہ خود کو اسے سوئے پڑی تھی۔

الیکزینڈر کی بانہوں میں پڑی اس کی وائیٹ روزاج بھی اسے وہ کم سن کلی ہی
لگتی جو اس کی محبت کی بارش میں بھیگ کر کھلتے گلاب بنی تھی۔ اس کا تڑپنا
مچلنا سب پہلی دفہ جیسا ہی تھا۔

کمرہ روشنیوں سے نہایا ہوا تھا مگر پرواہ کسے تھی۔ وہ دونوں تو خود میں گم
تھے۔

لیل کو بس الیکزینڈر کی خواہش کی پرواہ تھی اور الیکزینڈر کو اپنی بانہوں میں
تڑپتی اپنی بیوی کی۔ جواج بھی اس کے لیے اتنی ہی جنونی تھی۔



موسیٰ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اٹھا تھا۔ کروٹ بدلتے پری کا چہرہ سامنے کیا۔
اس کی گردن پر بنے نشان دیکھ مسکرایا۔ وہ بے سدھ پڑی تھی۔ موسیٰ ساری
رات اسے بہت تنگ کیا تھا۔

وہ باہر پھیلتی روشنی کو دیکھ چونکا۔ جلدی سے اٹھتے ٹائم دیکھا تو وقت بہت
زیادہ ہو چکا تھا۔

پری؟؟؟.. "پہار سے اس کی گال تھپتھپاتے اسے اٹھایا۔"
اوہوں۔۔۔ "وہ کسمساتے ہاتھ چہرے کے نیچے رکھتے پھر سو گئی۔ موسیٰ نے"
اسے گھورا۔

مائے وچ اٹھ جاو۔ "موسیٰ کی آواز سنتے وہ فوراً نکھیں کھول گئی۔"
ایک نظر اسے دیکھتے شرما کر چہرہ کمفرٹر میں چھپایا پھر کچھ یاد آتے فوراً اسے
نکال لیا۔ موسیٰ اس کی حرکتیں دیکھ مسکرا رہا تھا۔ اسے ہاتھ اپنی گردن پر
رکھتے دیکھ وہی ہاتھ پکڑتے چوما۔

اب نہیں ہے بخار۔ اٹھ جاؤ تم بھی۔ میں جا رہا ہوں۔ وقت بہت زیادہ ہو گیا۔"
ہے۔ "موسیٰ کی بات پر وہ کمفرٹر خود کے گرد دیتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا
گئی۔

کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟؟؟.. "موسیٰ کے سوال پر اس نے ناں میں سر ہلایا۔"
موسیٰ اس کے ہونٹ چومتے چلا گیا۔ آج اس نے ہاتھ بھی نہیں لیا تھا۔ یوں
ہی شرٹ پہنتے چلا گیا۔ پری بھی اس کے جانے کے بعد بستر سے اٹھی تھی۔
اٹھتے ہی وہ درد سے کراہتے واپس بیٹھی۔

موسیٰ کے لیے اس کی وچ کوئی بھی درد برداشت کر سکتی ہے۔ "اس نے"
سرگوشی سی کی۔

وہ جو پاکٹ میں پڑی دوائی واپس دینے آیا تھا اس کی سرگوشی پر مسکرایا۔
اور موسیٰ اپنے لیے ہر درد قبول کرنے والی کو درد میں نہیں دیکھ سکتا۔ نہ آج"
نہ پھر کبھی۔ "موسیٰ کی آواز پر وہ سر اٹھا گئی۔

موسیٰ نے وہ دوائی پانی میں بگھوادی۔ وہ جیسے آٹے کی شکل میں کچھ تھا۔ پانی میں رہنے سے گیلا ہوتا وہی سا بن جاتا۔ پری اسے ہاتھ لینے کے بعد کھا لیتی۔ یاد سے کھا لینا۔ میں شام میں اوں گا۔ "موسیٰ اس کی گال تھپکی۔ وہ" مسکرائی۔

اب موسیٰ کے جانے پر مسکراتے وہ بھی اٹھ گئی
ہاتھ لیتے اس کے دیے نشان دیکھ وہ نظریں چرا گئی۔ اس کے وجود پر موسیٰ کی
قربت سے بھرے نشان تھے۔ ہر جگہ سرخ نشانات کی بھرمار تھی۔ جو موسیٰ
کا ہی کمال تھا۔

اس نے اپنا ہونٹ دیکھا۔ وہاں بھی اس نے کاٹا تھا۔ وہ لب دبا گئی۔ ہاتھ لیتے
وہ دوائی کھاتے اسے کچھ اچھا محسوس ہوا۔

بال ڈرائے کرتے اس نے انہیں جوڑے میں قید کر دیا۔ اوپر سے حجاب لیتے
نیچے آ گئی۔ وہ سکول کے کیے مکمل تیار تھی۔ اگر کھلا ڈوپٹہ لیتی تو سب کی نظر
اس کی گردن پر جاتی۔

نیچے سے اتنی آوازیں بتا رہی تھیں ہارون اور جانی آگئے ہیں۔ ورنہ پری اسے اٹھانے تو ضرور آتی۔۔

اس نے شکر کیا بیچ گئی۔ ورنہ آج وہ کافی لیٹ ہو چکی تھی۔ کھانا کھاتے وہ ڈرائیور کے ساتھ سکول چلی گئی۔

وہ دونوں تو آج آرام کرتے۔ ساری رات نا جانے ہارون کا کون سا پر وجیکٹ بنا رہے تھے وہ بھی نا جانے کہاں۔ جو وہ اتنے مصروف تھے۔ اس نے ان کی سوچوں سے سر جھٹکا مگر دھیاں موسیٰ کی طرف چلا گیا۔ وہ اسے سوچ کر مسکرائی۔ ایک شرمساری مسکراہٹ نے چہرے کا احاطہ کیا تھا۔

^^^

الیکزینڈر لیل کے گھورنے پے بھی نہیں رکا۔ وہ اسے اپنے ساتھ جم لے جا کر ہی مانا۔ لیل اسے گھورتے ویٹ اٹھانے کے بجائے سائیڈ پر پڑے ٹائر پر بیٹھ گئی۔ الیکزینڈر اسے گھورتے مشین سے نیچے اترتے اس کے پاس آیا۔ مجھے نہیں کرنی آج جم۔ مجھے سونا ہے۔۔ "لیل اسے گھورتے منمنائی۔"

میرے جانے کے بعد سو جائیے گا۔ ابھی جم کریں۔ اٹھیں۔۔۔" الیگزینڈر
اس بازو سے پکڑتے کھینچ کر اپنے روبرو کر گیا۔

تمہیں میری بات کی سمجھ کیوں نہیں آرہی۔" لیل چڑچڑی ہو رہی تھی۔
وہ ساری رات اس کی شدتیں برداشت کرتے نہیں سوئی تھی۔ ابھی اسے
سوئے دو منٹ بھی نہیں ہوئے تھے وہ اسے پھر سے اٹھالایا۔ اس کا ایسا کرنا تو
بنتا تھا۔ ویسے بھی وہ نیند نہ پوری ہونے پر غصے میں آ جاتی تھی۔

چیختے نہیں۔ اور جم کر کے ہی جاسکتی ہیں اپ یہاں سے۔ ویسے نہیں۔"
الیگزینڈر پیار سے اس کے بال چہرے سے پیچھے کیے۔ وہ اس وقت جم سوٹ
میں ہی تھی۔ جو الیگزینڈر نے اسے نکال کر دیا تھا۔

میں موسیٰ کے ساتھ اس کے کاٹیج چلی جاؤں گیں اگر تم نے زبردستی کی"
تو!!.. "الیگزینڈر اب اسے گھورتے اس کی کمر میں پکڑ سخت کی۔

مجھ سے دور آپ کو موت کر سکتی ہے۔ چاہے وہ میری ہو یاں اپ کی۔"
لیل اسے گھورنا بند نہیں کیا۔

مجھے سونا ہے۔ تمہیں میری بات کی سمجھ کیوں نہیں آرہی؟؟؟.. "لیل پھر"

چیخی تھی۔ اس دفہ جم کے دروازے پے چہرہ نمودار ہوا۔

موسیٰ اپنی ماں کو بلیک کنگ کو اس کی اوقات دیکھاتے دیکھ مسکرایا۔

ویسے خاصے خیر چھوڑیں۔۔ "وہ لیل کو دیکھ رک گیا ورنہ اس کی ماں جوتا"

اتار لیتی۔ الیگزینڈر اس کی مداخلت پر اسے گھور رہا تھا۔

ضد مت کریں۔ سونے دیں انہیں۔ "موسیٰ نے سمجھانا چاہا۔ لیل"

الیگزینڈر کو دیکھا جو اس کو دیکھ مزید اسے پاس کر گیا تھا۔

تم جا کیوں نہیں رہے؟؟؟.. "ابرواٹھاتے سوال کیا۔ لیل غصے سے اس کے"

بازو پر چٹکی کاٹی۔ الیگزینڈر اسے گھورتے واپس نظریں موسیٰ پر ٹکا گیا۔

میری ماں کا گھر ہے۔ باہر دیکھیں ریڈ مینشن لکھا ہے۔ "موسیٰ بھی اپنے نام"

کا ایک تھا۔ اب الیگزینڈر اسے کچھ کہتا تو لیل بھی ہرٹ ہوتی۔

موسیٰ لیل کے پاس رکتے اس کے ماتھے کا بوسلہ لینے لگا مگر الیگزینڈر نے

اسے کھینچ لیا۔

یار اس عمر میں آپ کے ماتھے کا بوسہ لیتے اچھا نہیں لگتا میں۔ "اس کے"
لہجے پر لیل نے مسکراہٹ دباتے الیگزینڈر کی پکڑ سے نکلنے کو مزاحمت شروع
کر دی۔ مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔

مجھے بوسے دینے کے لیے میری بیوی ہے۔ تمہاری ضرورت نہیں۔ ""
موسیٰ ابراٹھاتے داد دی۔

اپ کی بیوی میری ماں بھی ہے۔ مجھے نہیں لگتا بلیک کنگ کی یادداشت اتنی "
کمزور ہو گی وہ یہ بات ہی بھول جائے۔ "الیگزینڈر لیل کو ہرٹ بھی نہیں کرنا
چاہتا تھا اور موسیٰ کی باتیں بھی برداشت نہیں کر پار ہا تھا۔
کیا چاہتے ہو؟؟؟.. "آخر ضبط کرتے پوچھا۔"

ریڈ کو سونے جانے دیں۔۔ دوسرا میری اور پری کی شادی کی بات "
کریں۔ "الیگزینڈر جانتا تھا وہ صرف لیل کے لیے اس سے نہیں الجھ سکتا۔
وہ ابھی چھوٹی ہے۔ "وہی جواب جو لیل کو ملا تھا۔"

میرے گھر میں دو ملازم ہمہ وقت کام کے لیے رہتے ہیں۔ "اس نے بھی"
سیدھا جواب دینا نہیں سیکھا تھا۔

"وہ شادی کے لیے چھوٹی ہے۔"

سگنیچر کرنے اور قبول ہے کہنے کے لیے بہت بڑی ہے وہ میرے حساب
سے۔ "لیل مسکرا دی۔ وہ الیگزینڈر کا ضبط ازما رہا تھا۔

اس کا باپ ابھی اس کی شادی نہیں کرنا چاہتا۔ "الیگزینڈر نے بات ہی"
بدلی۔

کوئی بھی باپ بیٹی کی شادی نہیں کرنا چاہتا مگر مجبوراً کرنی پڑتی ہے۔ "اس"
کے جواب نے تلے تھے۔

تو پھر جان لو وہ مجبور نہیں ہے۔ "لیل الیگزینڈر کی گردن میں غصے سے"
کاٹا۔ وہ ایسے جواب نہیں سننا چاہتی تھی مگر الیگزینڈر ضبط کرتے کھڑا رہا۔
نکاح کر دیں۔ اس کے لیے تو چھوٹی نہیں ہوگی۔ "طنزیہ کہا گیا تھا۔"

میں بات کروں گا۔ باقی ان کی مرضی۔۔ "اس نے ہاں میں سر ہلایا۔"

ریڈ کو سونے جانے دیں اب۔۔ "موسیٰ واپس پہلی بات پر آیا۔۔"
میری بیوی میری مرضی۔ "لیل اب جیسے مدہوش ہو چکی تھی۔ مزید"
شدتوں سے اس کی گردن پر کاٹے نشان ڈالنے لگی۔ مگر اسے پرواہ نہیں
تھی۔

اس حساب سے میں بھی میری ماں میری مرضی کہہ سکتا ہوں۔ "موسیٰ"
کو بھی کہاں برداشت تھا۔

بحث فضول ہے۔ لیل کے معاملے میں میں کسی کی نہیں سنتا۔ "لیل اسے"
گھورنا چاہتی تھی مگر اس کے ہاتھ کی پکڑ کافی سخت تھی۔۔

اوہ۔۔ "کہتے اس نے بغیر سمجھنے کا موقع دیے لیل کو اپنی طرف کھینچ لیا۔"
لیل بھی سیدھا اس کے کندھے سے ٹکرائی تھی۔ الیگزینڈر اسے خون اشان
نظروں سے گھورا۔

لیل رخ سیدھا کیا۔ الیگزینڈر کی نظروں میں دیکھتے اس نے تھوک نگلا۔

موسیٰ تم جاؤ۔ میں جم کے بعد آرام کر لوں گیں۔ "اس نے ماں کا چہرہ"
دیکھا۔

وہاں صرف الیگزینڈر اور اس کے غصے کی پرواہ تھی۔ وہ مسکرایا۔
آپ کے سکندر بوڑھے ہو گئے ہیں۔ ان کو مینٹل ہو اسپتال میں چیک"
کرائیں۔ اپنا خیال رکھیے گا۔ دوپہر میں لنچ ساتھ کریں گیں۔ "وہ اپنی کہتے
لیل کا ماتھا چومتا جب الیگزینڈر نے اسے واپس کھینچ لیا۔
ان دونوں میں لڑائی تھی لیل کو لے کر۔ جو ناجانے کب ختم ہوتی۔
موسیٰ ماں کو دیکھ نکل گیا۔ لیل نے تھوک نکلتے الیگزینڈر کو دیکھا تھا۔ جو
موسیٰ کی پشت کو گھورتے اب اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔
لیل کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے جھکاتے وہ اس کی سانسیں تنگ کر گیا۔
لیل نے ہاتھوں سے اس کی کالرد بوچی تھی۔ وہ شدت سے اس کی سانسیں
پیتے سے تڑپا گیا۔ وہ انکھیں میچے جیسے ضبط کر رہی تھی۔

موسیٰ اپنی ماں کی گھٹی گھٹی چیخیں سنتے وہاں سے نکل گیا۔ جانتا تھا بلیک کنگ کو اپنی کوین کے معاملے میں مداخلت برداشت نہیں۔۔

^^^

ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔ منہا اب کمرے کی ہو کر رہ گئی تھی۔ نرس ہی اس کا خیال رکھ رہی تھی۔ شایان اس کے کمرے کی طرف بھی نہیں جاتا۔ سوائے سگریٹ کے اس نے ہر چیز ترک کر دی تھی۔

ہیر نے اس سے ملنے کی کوشش کی مگر وہ نہیں ملا۔ شان کو بھی منع کر دیا۔ منسا کے متعلق وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔

منہا ہمت کرتے آج کمرے سے نکلی۔ اس کی طبیعت پہلے سے کافی بہتر تھی۔ زخم بھی بھر چکے تھے۔۔ بس چہرے پے چوٹوں کے نشان ویسے ہی تھے۔ انہیں ابھی بھرنے میں وقت لگتا۔

وہ باہر قدم بڑھاتے ہال میں دیکھنے لگی۔ وہ ایک درمیانے سائز کا گھر تھا۔ نہ تو زیادہ بڑا اور نہ ہی زیادہ چھوٹا۔ وہ ہال کے پار سایہ کے نیچے بیٹھے شایان کو دیکھ

قدم اس طرف بڑھانے لگی۔ نرس اس کے کمرے میں ہی تھی۔ وہ سوچکی تھی۔ ویسے بھی رات ہو رہی تھی۔

وہ اندھیرے میں چاند کی روشنی میں بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔ منہا جاتے اس کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ وہ اس کی خوشبو محسوس کرنے کے باوجود یوں ہی بیٹھا رہا۔

منہانے ہاتھ اس کی گردن سے گزارتے دوسرے کندھے پر رکھا۔ اپنا سر اس کے سر سے جوڑتے جھکی۔ شایان نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ وہ سگریٹ پھونکتے سامنے آسمان کو دیکھتا رہا۔

بچے کا سن کر مجھے عجیب سی خوشی ہوئی تھی۔ تم سے وابستہ جزبات نہیں " سمجھ پارہی تھی مگر بچے سے محبت ہوئی۔ خود کے وجود میں کسی نئے وجود کے پلنے کا احساس ہی انوکھا تھا۔ "شایان خاموشی سے اسے سنتا رہا۔ اس نے درمیان میں اسے کہیں نہیں ٹوکا۔

میں ماما سے جھوٹ بولتے ڈاکٹر کے پاس چیک اپ کے لیے چلی گئی۔ اس " سے اپنا ڈائٹ پلان بنوایا۔ ہر روز اسی حساب سے کھاتی۔ روٹین بدل دی بچے کے لیے۔ دودھ پسند نہیں تھا مگر پینا شروع کر دیا۔ جھوٹ نہیں بول رہی چاہے تو ماما سے پوچھ لینا۔ " درمیان میں رکتے اس نے اپنے سچے ہونے کی وضاحت دی۔

پھر مجھے اس کی کال آئی۔ اس نے کہا تم سے شادی ایک قید ہے۔ میں بھی " قید ہو جاؤں گیں۔ ماسی کی طرح۔ میں ویسا نہیں چاہتی تھی۔ مجھے اپنے بچے کے لیے الگ ماحول چاہیے تھا۔ میں ماسی اور بچے کے ساتھ یہاں سے چلے جانا چاہتی تھی۔ نہیں جانتی تھی اس میں اپنا نقصان کر بیٹھو گیں۔ " منہا کے آنسوؤں اس کی گردن پر گر رہے تھے۔ وہ سخت بناویسے ہی بیٹھا رہا۔

تمہاری خاموشی مجھے مار رہی ہے۔ مگر جب تم قاتل کہتے ہو مجھے، وہ بھی " اپنے بچے کی تو جیسے کوئی میرے وجود کو عاری سے کاٹتا ہے۔ مجھ سے

برداشت نہیں ہوتا۔ "شایان نے ہاتھ بڑھاتے اس کے ہاتھ پر رکھنا چاہا مگر درمیان میں ہی روک دیا۔

اس ہاتھ سے اپنی ٹانگ تھائی سے مضبوطی سے جکڑ لی۔ خود کو تکلیف دینے لگا۔

میں خود سے بھاگ رہی تھی۔ میں چاہتی تھی مجھے سب مل جائے۔ تم، بچہ، "ماسی، سو کالڈ ازادی۔۔۔ سب۔ مگر میں بالکل خالی ہاتھ رہ گئی۔ جو میرے پاس تھا وہ بھی چھن گیا۔ "آنکھوں سے بہتے آنسوؤں اسے بھی پگھلا رہے تھے۔ جب جب خود کو آئینے میں دیکھتی ہوں تمہارے کہے الفاظ یاد آتے ہیں۔ "قسم لے لو مجھے ڈاکٹر نے کسی ہدایت کا نہیں بتایا تھا۔ اس نے بس کہا تھا اپنا خیال رکھنا ہے۔ سیڑھیاں چڑھنے اترنے سے پرہیز کروں۔ "میں نے سب کا خیال رکھا۔ اس نے جو میڈیسن دی میں نے وقت پر کھائی۔ پھر بھی۔۔۔۔ "وہ اگے بول نہیں سکی۔۔

شایان یوں ہی پتھر بنا بیٹھا رہا۔

وہ لمبی سانس لیتے کچھ دیر تک اپنے آنسوؤں پر قابو پا گئی۔ اس کے رد عمل نہ دینے پر ہاتھ ہٹاتے اس کے سامنے آئی۔ وہ سگریٹ پر سگریٹ پھونکتے سامنے پڑی ایش ٹرے بھر چکا تھا۔

اس کا ہاتھ ہٹاتے منہ اس کی گود میں بیٹھ گئی۔ ایک ہاتھ اس کی گردن میں ڈالتے سر اس کے سینے پر رکھ دیا۔ مگر اس نے کوئی رد عمل نہیں دیا۔ میرا بھی دل جل رہا ہے۔ مجھے بھی چین نہیں پڑ رہا۔ جیسے کوئی وجود کو کاٹ کاٹ کر ٹکڑے کرتے اس پر پڑول جھڑک کر ہر روز آگ بھڑکاتا ہو۔ "اپنے جذبات بتاتے اب وہ نہیں روئی۔ بلکہ ہاتھ بڑھاتے اس کے ہونٹوں سے سگریٹ نکال لیا۔

وہ سگریٹ اپنے لبوں میں دباتے اس نے سانس اندر کھینچی۔ پھر شایان کی طرح ہی دھواں باہر چھوڑا۔ اس نے پھر بھی کچھ نہیں کہا۔ بس پکڑتے دوسرا سگریٹ سلگانے لگا۔

منہا نے لائٹر لیتے واپس رکھا۔ اپنے ہاتھ میں پکڑے سگریٹ سے ہی اس کا سگریٹ سلگاتے اس کے ہونٹوں میں دے گئی۔

شایان نے سانس کھینچتے دھواں چھوڑا۔ وہ بھی ایسا ہی کر رہی تھی۔

شایان کے کندھے پر سر رکھے وہ بھی اس نیک کام میں اس کا ساتھ دے رہی تھی۔ وہ دونوں ہی جیسے شوق پورا کر رہے ہو۔

منہا سگریٹ پیتے بھی سر اس کے سینے پر ہی رکھا تھا۔ شایان اس کے ڈھلکتے وجود کو دیکھ ہاتھ چنیر سے ہٹاتے اس کے کندھے کے گرد رکھا۔ اس سے پہلے اس کے ہونٹوں سے سگریٹ چھوٹتے ان دونوں کے وجود کا کوئی حصہ داغدار کرتا اس نے سگریٹ پکڑ لیا۔

اس کا پنا سگریٹ بھی ختم ہو چکا تھا۔ اس سگریٹ کو بھی ختم کرتے اس نے پاؤں سیدھے کرتے ٹیبل پر رکھ لیے۔ وہ یہاں سے ہلنے کے موڈ نہیں تھا۔ خود بھی اس کی سانسوں کی آواز کانوں میں گونجتے محسوس کرا نکھیں موند گیا۔

اس کا چہرہ اس وقت ہر تاثر سے عاری تھا۔ وہ کچھ بھی نہیں سوچ پا رہا تھا۔
بلکل خاموش اور بے جان۔۔

^^^

الیگزینڈر اٹھو.... "لیل اس کے سینے پر کہنی رکھے جھکی اسے اٹھا رہی تھی۔"
کیا ہوا؟؟؟... "الیگزینڈر تو پریشان ہو گیا۔"
مجھے پاستہ کھانا ہے۔ "لیل کی فرمائش پر اس نے لیل کو گھورا"
جائیں کچن میں پڑا ہے جا کر گرم کر لیں۔ "اس نے رات کو لیل کے سامنے"
بنا کر رکھا تھا۔

مجھے پتا ہے کچن میں پڑا ہے۔ مگر تم مجھے گرم کر کے لا کر دو۔ "الیگزینڈر کو"
شدید نیند آئی تھی مگر اس کی بیوی کو کون سمجھائیے۔ اس کی بھی غلطی نہیں
تھی۔ الیگزینڈر نے خود اسے ایسا بنایا تھا۔

میں لاتا ہوں۔ "وہ اٹھا تھا۔"

لیل مسکرائی۔ یہ اس سے بدلہ لیا تھا۔

وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے کچھ کام کرنے کے بعد سویا تھا۔ لیل کو نیند نہیں آرہی تھی۔ بیڈ پر لیٹی وہ اس کو ہی دیکھتی رہی۔ اسے کہا تھا سلا دو مگر الیگزینڈر نہیں مانا۔ تو اب اس کی سزا تو بنتی تھی۔

الیگزینڈر کچھ دیر بعد پاستہ کے ساتھ حاضر تھا۔ پلیٹ اسے پکڑاتے وہ خود سو گیا۔

لیل بیڈ سے ٹیک لگائے کھا رہی تھی۔ الیگزینڈر اس کی طرف رخ کیے سو رہا تھا۔

سکندر؟؟؟... "الیگزینڈر نے انکھیں کھولتے اسے گھورا۔ وہ جانتی تھی اسے "صبح وقت پر جانا ہے پھر بھی جان بوجھ کے ایسی حرکتیں کر رہی تھی۔ وہ دن میں سوتی رہی تھی۔ اسی لیے اب اس کی بھی نیندیں خراب کر رہی تھی۔ چپ چاپ پاستہ کھائیں۔ اور کوئی فرمائش نہیں۔" الیگزینڈر اسے گھورتے "اگے کو ہو کر اس کی گود میں سر رکھ گیا۔ دونوں ہاتھ اس کی کمر کے گرد باندھ لیے۔ لیل جس نے صرف اسے تنگ کرنے کے لیے بلایا تھا۔ مسکرا دی۔

اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے جھکتے اس کا ماتھا چوما۔

میرا بلیک کنگ۔۔ "اس کے کان میں سرگوشی کرتے اسے مسکرا نے پر"
مجبور کر گئی۔ الیگزینڈر نے شرٹ کے اوپر سے ہی اس کے پہلو میں ہونٹ
رکھے۔

لیل پاستہ پکڑ کر کھانے لگی۔ وہ ختم کرتے دیکھا تو اب الیگزینڈر سوچکا تھا۔
اسے اٹھانا بھی نہیں تھا۔ اتنی دیر بعد تو وہ سویا تھا۔ وہ خود یوں ہی بیڈ کراؤن
سے ٹیک لگائے ہی انکھیں موند گئی۔ ایک ہاتھ سے الیگزینڈر کے بال
سہلاتے اسے پر سکون کرنے لگی۔
وہ دونوں بیڈ کے وسط میں تھے۔

موسیٰ بھی انجیری کے پاس نہیں گیا تھا۔ ہارون کارزلٹ آیا تھا۔ جانی کے
ساتھ ملتے وہ جس پر وجیکٹ پر کام کر رہا تھا وہ بہت اچھا ہوا تھا۔ اسے بیسٹ
پرائز بھی ملا تھا۔ وہ لوگ سلبریشن کے لیے گئے تھے۔ اور تقریباً صبح کے
ایک بجے واپس آتے۔

موسیٰ کو نیند بھی نہیں آرہی تھی۔

وہ کچن سے پانی پیئے آیا تھا جب الیگزینڈر کو اوپر جاتے دیکھا۔ پانی پیتے اس کی نظر بچے ہوئے پاستہ پر پڑی۔ پہلے وہیں سٹول کھینچ کر بیٹھتے وہ ختم کیا۔ پھر اٹھتے الیگزینڈر کے روم کی طرف آیا۔

کمرہ ہلکا سا کھلا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا تھا مسکرا دیا۔ الیگزینڈر لیل کے پہلو میں سر دیے سو رہا تھا۔

لیل اس طرح بے آرام تھی مگر ہلی نہیں۔ اس نے دیکھا جب لیل اس کے بال سہلاتے خود بھی انکھیں مومد گئی۔

موسیٰ ان دونوں کے پاس آیا۔ بیڈ پر چڑھتے لیل کی سائیڈ بیٹھا۔ لیل کے ساتھ بیٹھتے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھا۔ وہ کچھ سکون ملتے انکھیں موندے پڑی رہی۔

موسیٰ نے لیل کا ماتھا چوما۔ پھر جھکتے الیگزینڈر کا۔

اگر لیل اٹھی ہوتی تو الیگزینڈر کے ماتھا چومنے پر اس کے تاثرات دیکھنے والے ہوتے۔ وہ اسی لیے تو الیگزینڈر کو تنگ کرتا تھا بجائے اس کے قریب ہونے کے۔ جانتا تھا اس کی ماں کتنا چڑتی ہے جب کوئی اس کے سکندر کے قریب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔۔

سو جاؤ۔ میں سارا دن سوئی رہی ہوں۔ مجھے نیند نہیں آرہی ابھی۔ "لیل کی" اواز پر وہ مسکرایا۔

اس کی بس انکھیں بند تھیں۔ باقی وہ سوئی نہیں تھی۔ موسیٰ سر اٹھاتے لیل کو دیکھا۔۔

ادھر لیٹ جاو۔ "وہ لیل کی دوسری طرف اس کی گود میں سر رکھتے لیٹ" گیا۔ لیل کی ایک ٹانگ سیدھی تھی۔ دوسری اس نے چوکڑی کی صورت بنا دی۔

موسیٰ نے اس پر سر رکھ لیا۔ لیل کے بالوں میں چلتے ہاتھ پر وہ بھی جلد ہی سکون سے سو گیا۔

اس کے سونے کا یقین کرتے لیل جھکی۔ الیگزینڈر کا ماتھا وہیں سے چوما جہاں سے موسیٰ نے چوما تھا۔ موسیٰ جوا بھی مکمل نیند میں نہیں تھا اپنی ماں کی شدت پسندی پر مسکرا دیا۔ جانتا تھا کچھ بھی ہو جائے مگر اس کی ماں کی شدت پسندی کم نہیں ہو سکتی۔۔ وہ ویسی ہی رہے گی۔

^^^

خیام فرقان کے گھر ڈنر پر انوائٹ تھا۔ انعم اس کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ وہ دونوں اپنی نارمل روٹین کی طرف اچکے تھے۔ اگر منہا کو مس بھی کرتے تو ایک دوسرے کو نہیں بتاتے۔ دونوں نے خود پر قابو پا لیا تھا۔

رومان اپنے کمرے میں تیار ہو رہا تھا۔ خیام باہر بیٹھا کچھ کام کر رہا تھا۔ اسے جانے سے پہلے یہ کام مکمل کرنا تھا۔

رومان سعودی لباس میں باہر نکلا تھا۔ اس نے پہلی دفہ ایسا کچھ پہنا تھا۔ بس عمرہ اور حج کرتے وقت۔ اس کے علاوہ کبھی نہیں۔ اب اسے عجیب سا لگ رہا تھا۔ مگر انعم کی تعریف کرنے پے سب فالتو کی سوچیں چھوڑ دیں۔

خیام اسے تو چھوڑ دیں۔ "رومان گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔"

وہ دونوں پیچھے بیٹھے تھے۔ خیام ابھی تک لیپ ٹاپ میں مصروف تھا۔

بس دو منٹ۔۔۔ "کہتے ہی جھکتے انعم کی گال چومی۔ وہ رومان کے سامنے"

ایسی حرکت پر سرخ پڑی۔

ڈونٹ وری میں نہیں دیکھ رہا "انعم مزید سرخ پڑتے چہرہ موڑ گئی۔"

تمہارے دیکھنے پر بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ "خیام کی بات پر اس کا ہلکا سا"

قہقہہ گونجا۔

مزید کچھ دیر بعد خیام نے لیپ ٹاپ اف کر دیا۔ مگر اب انعم باہر سڑک کو
دیکھنے میں مگن تھی۔ خیام نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے آنکھوں سے ہی پاس

ہو کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ اسے گھورتے واپس باہر دیکھنے لگی۔

ابھی خیام کچھ کہتا یاں کرتا جب رومان نے گاڑی روک دی۔ انہوں نے دیکھا

فرقان کا گھر آچکا ہے۔

خیام اسے نظروں سے وارن کرتے نیچے اتر ا۔ انعم بھی نیچے اتری۔ رومان
سب سے اگے تھا۔

فرقان اسے گھورتے اس سے ملا تھا۔ وہ مسکرا دیا۔ جانتا تھا ابھی اسے اپنی بیٹی
کے شوہر کو قبول کرنے میں وقت لگے گا۔

وہ لوگ اندر چلے گئے۔ ہانیہ شرمائی سی ان سب سے ملی۔ رومان کو بس
نظروں سے ہی سلام پیش کیا تھا۔ وہ تو سلام کی اس ادا پر قربان ہو گیا۔
وہ لوگ کافی دیر تک باتوں سے محفل لگاتے رہے۔ پھر کھانے کا دور چلا۔
رومہ کے بتانے پر سب کچھ ہانیہ نے بنایا ہے رومان نے نظروں سے ہی داد
دی۔ فرقان ان نظروں کے کھیل کو سمجھ رہا تھا۔ وہ بالکل فرقان کے ساتھ
بیٹھا تھا۔ جب اس نے جھکتے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

میری بیٹی ہے ابھی وہ۔ اپنی نظروں کو قابو میں رکھو۔ "وہ نظریں اس کی"
طرف موڑتے مسکرایا۔

آپ کی بیٹی میری بیوی بھی ہے۔ نکاح نامہ دیکھاؤں؟؟۔ "اس نے بھی"
یوں ہی جھکتے کہا۔

ہانیہ نا سمجھی سے ان کو سرگوشیاں کرتے دیکھ رہی تھی۔ خیام رومہ اور انعم
سے کوئی بات کر رہا تھا۔

مجھے کسی کاغز کی پرواہ نہیں۔ "رومہ کی اچانک نظر پڑی۔"

فرقان کے تاثرات سے سمجھ گئی معاملہ بگڑ رہا ہے۔ وہ فوراً سے جھکتے فرقان
کے کان میں سرگوشی کرتے اسے خاموش کروا گئی۔

وہ اچھے سے جانتی تھی بیٹی سے کس قدر محبت کرتا ہے وہ۔ پل میں سب بھول
جائے گا۔ یاد رہے گی تو بس ہانیہ۔

ماما میں ذرا واک کر لوں۔۔ مجھے کھانا ہضم نہیں ہوتا ویسے۔ "وہ رومہ سے"
مخاطب تھا۔

انعم اور خیام نے اسے حیرت سے دیکھا۔ فرقان تو باقاعدہ گھورا۔ وہ اس کی
بات سمجھ رہا تھا۔

ہانیہ جاؤ کمپنی دواسے۔ "ہانیہ ایک نظر ماں اور ایک نظر باپ کو دیکھا۔ باپ" کی آنکھیں کہہ رہی تھیں نہیں اور ماں کی جاؤ۔۔۔

فرقان اسے کہیں جانے کو۔ اپ کی توہر بات مانتی ہے۔ "رومہ نے لفظ لفظ" چبا کر کہا تھا۔

فرقان کو مجبوراً کہنا پڑا۔ انعم سارا معاملہ سمجھ رہی تھی۔ خیام کو دیکھ مسکرا دی۔ وہ بھی سمجھ رہا تھا کیا ہو رہا ہے۔ مگر فلحال کچھ کہنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

ہانیہ جی کہتے باہر لان میں آگئی۔۔۔

رومان اسے دیکھ کر مسکرایا۔ وہ چلتے اس کے سامنے اتے اسے گھورنے لگی۔ بابا سے کیا کہہ رہے تھے تم؟؟؟.. "رومان اسے لیتے ایک پلر کی اوٹ میں" ہوا۔

اس کے سر کے پاس ہاتھ رکھتے اسے گھورا ہی تھا کہ اس کی زبان تالو سے چپک گئی۔ اس کی بولتی فوراً سے بند ہو گئی۔

انہیں بتا رہا تھا تم اب میری بیوی بھی ہو۔ کیا کچھ غلط کہا ہے؟؟؟.. "رومان"
اس کے کان کے پاس جھکا۔

ہلکا سا اس کے کان کے پاس ہونٹ لاتے انہیں چوما۔ وہ انکھیں میچتے کبوتر کی
طرح چھپنا چاہ رہی تھی۔

مجھے اپنا دیوانہ بنانا چاہتی ہو؟؟؟ پاگل کر دوں گا تمہیں بھی۔ سوچنا بھی مت "
ایسا۔ "رومان وہیں ہونٹ اس کے کان سے نیچے جالائن سے تھوڑی کی
طرف لے آیا۔ وہ تو کپکپانے لگی تھی۔

رومان اس کی تھوڑی کودانتوں میں لے کر کلاساد بایا۔ اس کی تھوڑی لمبی
تھی۔ مطلب باقی منہ گول سا تھا۔ بس وہ ذرا الگ سی لگتی۔ اب اسے وہ پیاری
لگنے لگی تھی۔ پہلے عجیب لگتی۔

ناجانے محبوب خوبصورت ہو جاتا ہے یاں منظر بدل جاتا ہے۔ وہ بھی سمجھ
نہیں پارہا تھا۔

وہ ہلکا سا کراہی۔ رومان مزید گستاخی کرنے کے بجائے اسے ازاد کر دیا۔

وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ وہاں سے نکل گئی۔ پیچھے رومان
مسکراتے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ وہ اسے دیکھ اب خود پر کنٹرول نہیں رکھ پارہا
تھا۔ وہ بھی تب جب حق ملکیت مل چکا ہو۔



منہا کروٹ نہ بدل سکنے اور سخت گرفت کی وجہ سے انکھیں کھولیں۔ پھر
نظریں اٹھا کر دیکھا تو وہ شایان کی بانہوں میں تھی۔ اس کے ہونٹوں پر ایک
مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔ وہ اس کی گود میں ذرا سیدھی ہو کر بیٹھی۔ شایان کی
گردن کی ہڈی واضح نظر آرہی تھی۔

منہا نے جھکتے اس پر ہونٹ رکھے۔ پھر اپنی جرات پر کھلکھلاتے انگلی سے اس
کی گردن سے ٹریس کرتے ہاتھ نیچے لے آئی۔ اس کی شرٹ کے بٹن کھولتے
اس کے سکس پیکیس کو چھوتے وہ مسرور ہوئی۔

نرمی سے ہونٹ اس کے سینے پر رکھتے اوپر ہوئی مگر وہ سکون سے پڑا ہوا تھا۔
ایک ہاتھ اس کے سر کے پیچھے ڈالتے وہ اس کے ہونٹوں پر جھکائی۔ یہ سب
وہ بے خودی میں کرتی جا رہی تھی۔ جیسے شایان اٹھے گا ہی نہیں۔
اس کے ہونٹوں کو دیوانہ وار چومتے وہ اسے ہوش دلا گئی تھی مگر وہ ہلا نہیں۔
منہا اس کو اٹھتا محسوس کر دور ہوئی۔

انج کے بعد میرے پاس مت آنا۔ "سرد لہجے میں کہتے چمیر سے اٹھا تھا۔"
اسے گود میں اٹھا کر سیدھا کھڑا کیا۔ جو لڑکھڑائی تھی جو اپنے سہارے آنے
پر۔

وہ خود نکل گیا۔ منہا نے اس کی پشت کو گھورا۔ اس کے سفاک اور سرد لہجے
پر اس میں بولنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی تھی۔ وہ جیسے ڈر گئی تھی۔
منہا اسے راضی کرنے کے خیال سے کچن میں آئی۔ اس نرس کو باہر بھیج کر
شایان کے لیے اچھا سا ناشتہ تیار کیا۔ ٹرے میں سجاتے وہ کھانا اٹھا کر اس کے
کمرے میں ہی آگئی۔

شایان فریش سا باہر نکلا تھا سینے پر پانی کی بوندیں صاف کر رہا تھا جب منسا بغیر
ناک کیے اندر داخل ہوئی۔

تمہیں تمیز نہیں ہے؟؟؟ "گھور کر پوچھا"

جیسے تمہیں نہیں تھی۔ یوں ہی میرے کمرے میں گھس جاتے تھے۔ " "
اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی وہ ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ وہ ادھے
گھنٹے بعد باہر نکلا وہ جاچکی ہوگی مگر وہ ابھی بھی وہیں کھڑی تھی۔

شایان اسے گھورتے بال بنانے لگا۔

کھانا کھالو۔ "منہا اسے گھورا جو اپنا اور اس کا ضبط آزما رہا تھا۔"

کیا معلوم اس میں بھی زہر ہو۔ مجھے مار کر جان چھڑاتے یہاں سے بھاگنے کا"

پلان ہو تمہارا؟؟؟ "جانتا تھا کچھ نہیں ہوگا پھر بھی بول دیا۔

منہا پرٹھے کا ٹکڑا لے کر منہ میں ڈالا۔ اسے اچھے سے چباتے شایان کے

سامنے آکھڑی ہوئی۔ وہ اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا جب اس کے قد کو اتنی

اس کی بیوی جھکتے اس کے ہونٹ اپنے ہونٹوں سے جوڑتے وہ نوالہ اس کے حلق میں انڈیل گئی۔ وہ سمجھ ہی نہیں سکا تھا۔

وہ اسے نوالہ کھلاتے فتح مندی سے پیچھے ہوئی۔

وہیں پچھلے دو دن میں یہ پہلا نوالہ تھا جو اس کے حلق میں گیا تھا۔

زہر ہوا تو میں بھی مر جاؤں گیں۔ دونوں ایک ہی قبر میں اترے گیں۔

منہا اس کی کالرد رست کرنی چاہی اس نے روک دیا۔

مجھے تمہارے ساتھ ایک کمرے میں گھٹن ہو رہی ہے۔ ایک قبر میں تو مر

کر بھی چین نہیں لے پاؤں گا۔ "منہا کی روح تک زخمی ہوئی اس کی باتوں

سے۔

نم نظروں سے اسے دیکھتے روتے وہاں سے چلی گئی۔ پیچھے شایان سکون سے

بیٹھتے ناشتہ کیا۔ ٹرے وہیں پڑی رہنے دی۔

میں جانتی تھی تم میری موجودگی میں ناشتہ نہیں کرو گے اسی لیے باہر آ

گئی۔ "وہ باہر نکلا تھا جب دیوار کے ساتھ لگی منہا کی آواز گونجی۔

وہ ایک سرد نگاہ اس پر ڈالتے نکل گیا۔ پیچھے منہاڑے اٹھاتے کچن میں رکھی۔

بوکھڑ۔ میرے لیے تو کچھ چھوڑا ہی نہیں۔ ویسے اسے شک تھا مگر میں نے "زہر ڈالا ہے۔" بڑبڑاتے وہ اپنے لیے کھانا بنانے لگی۔

شایان کی بے رخی اس کے لیے ناقابل برداشت تھی مگر سوچ رہی تھی وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ جبکہ اہستہ اہستہ وہ اس سے بھی زیادہ بے رخی دیکھانے لگا۔ اور وہ صرف تڑپ جاتی۔

شایان نے اس کا سامنا کرنا ہی چھوڑ دیا۔ جب کمرے میں بیٹھتا وہ بھی لاک کر لیتا۔ کھانا باہر سے پکا ہوا منگو لیتا۔ وہ ایک ہی ہفتے میں سمجھ گئی شایان اب پہلے والا شایان نہیں۔

وہ دیواروں سے سر پٹخ پٹخ کر مر بھی جاتی تو وہ باہر نہیں نکلتا۔ وہ عجیب سا ہوتا جا رہا تھا۔ اور اگے تو وہ اس سے بھی گزر گیا۔

وہ خیام کو یاد کرتی۔ جو اس کا خیال رکھتا تھا۔ یہاں وہ درد سے تڑپ بھی جاتی تو
شایان باہر نہیں نکلتا۔ ویسے تو اب وہ ٹھیک ہو چکی تھی۔ بس ایک دفہ ناطک
کے طور پر درد سے چیخنے لگی۔

ادھے گھنٹے تک ایسا کیا مگر وہ باہر نہیں نکلا۔ رات کے وقت اپنے وقت پر باہر
نکلا۔ اسے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا دیکھ اس طرف آیا

اسندہ ایسے ڈراموں سے پرہیز کرنا۔ "اپنی سناتے وہ پھر نکل گیا۔ گیٹ باہر"
سے لاک ہوتا۔ وہ کہیں جا بھی نہ پاتی۔ گارڈ ہمہ وقت وہاں پر بیٹھے ہوتے جو
اسے کہیں نکلنے جانے دینے کی اجازت کے بغیر کیسے جانے دے سکتے تھے۔
وہ ایک قیدی بن کر رہ چکی تھی۔ اور اب اسے قید کے اصل معنی بھی سمجھ آ
رہے تھے۔ مگر فلحال وہ پوری طرح سے نہیں سمجھی تھی۔ ابھی اس میں
وقت درکار تھا۔

ایک ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا۔ گرل کے پاس ابھی تک کوئی معلومات نہیں آئی تھی۔ جس کی بنیاد پر وہ کسی کو پکڑ کر کہہ سکتے اس نے لڑکیاں اغواہ کی ہیں۔ وہ اس وجہ سے شدید پریشان تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا ہر چیز کو اگ لگا دے۔ وہ بہت غصے میں تھی۔ باران بھی اس وجہ سے اس سے بات کرتے پر ہیز برت رہا تھا۔

الیکزینڈر خود سمجھ نہیں پا رہا تھا کہاں سے شروع کریں۔ لڑکیاں چلی گئیں مگر ملی نہیں۔ اس ڈاکٹر کا تو پوسٹ مارٹم ہوا پڑا تھا۔ زمین تلے دبی اس کی لاش گل سڑ چکی تھی۔ اب اس سے وہ کیا پوچھتے؟؟ وہ عجیب سی پریشانی میں مبتلا تھا۔ الیکزینڈر پھر بھی یہ پریشانی اپنی بیوی پر عیاں نہیں کرتا۔ الیکزینڈر نے جانی سے بات کی تھی۔ جس نے سوچنے کے لیے وقت مانگا تھا۔ وہ موسیٰ کے حوالے سے شایان کی طرح منہ اٹھا کر کچھ بھی نہیں کہہ سکتا تھا۔ مگر اتنا تو اس نے طے کر لیا تھا وہ اپنی بیٹی کی شادی موسیٰ سے نہیں کرے گا۔ اس کی تو بیٹی بھی معصوم سی چھٹی سی تھی۔

موسیٰ ایک ماہ سے یہاں ہی تھا۔ وہ گرل کو مدد کرا فر کر چکا تھا مگر اس نے منع کر دیا۔ وہ یہاں بھی اپنے کام کی وجہ سے ہی تھا۔ مگر انہیں نہیں بتا سکتا تھا۔ دن وہ لیل کے ساتھ گزارتا تو شاہیں پری کے ساتھ۔۔

پری تو اس دن سے پچھتا رہی تھی جب اس کا خیال کرتے خود کو پیش کر گئی تھی۔ اب تو وہ جب مرضی اپنی من مانیاں پوری کرنے بیٹھ جاتا تھا۔ اس کا بس نہیں چلتا تھا اسے کھا ہی جائے۔ پری کی تھکاوٹ کا اگر کبھی خیال آ جاتا تو وہ بچ چاتی ورنہ وہ ہر چیز بھول جاتا تھا۔

وہیں الیگزینڈر لیل کی کسی بھی بات پر کان دھرے بغیر اس کی سانسیں تنگ کر دیتا۔ لیل تو اس کی قربت برداشت کرتے کپکپا جاتی۔ وہ بتاتا تھا کون بوڑھا ہے اور کتنا بوڑھا ہے۔ اس کی شدتیں پہلے سے تیز ہی تھیں۔ ان میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ اک جنونی سا شخص اس کی جان کو اتا تھا۔

پہلے کی طرح پھر سے اس کے وجود پر وہ نشان پینے لگے تھے جنہیں چھپانا اس پر بھاری ہوتا۔ وہ ان نشانوں کو دیکھتے خوش ہوتی رہتی۔ الیگزینڈر کے لیے اتنا تو برداشت کر ہی سکتی تھی۔ اس کی خواہش کا احترام جو تھا۔

مگر اب وہ اس کی خواہش بھول چکی تھی۔ موسیٰ کے ساتھ وقت گزارتے وہ اکثر الیگزینڈر کی خواہش بھول جاتی۔ جو وہ رات کو اچھے سے یاد دلاتا۔ موسیٰ کی شدت پسندی دیکھ وہ ڈرتی تھی۔ کہیں اسے انے والا وجود برداشت نہ ہوا تو؟؟

مگر الیگزینڈر کے پاس تو ہر سوال کا جواب ہوتا تھا۔ وہ بس اسے گھور کر رہ جاتی۔ اس کے سوا کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی۔

وہیں منہا جتنی بھی کوشش کر لیتی مگر شایان نہیں بولتا۔ وہ ایک ہفتہ اسے اکیلا چھوڑ کر ہیر اور سب لوگوں سے ملنے آیا تھا۔

پھر منسا کی حالت دیکھ اسے اپنی بے خبری پر غصہ آیا۔ موسیٰ سے الگ ناراض ہوا جس نے جاننے کے باوجود بتانا ضروری نہیں سمجھا۔ وہیں وہ لڑکی ابھی

تک ہو اسپتال میں ہی تھی۔ ہیر اس سے مل آئی تھی۔ مگر وہ کسی بات کا جواب نہیں دیتی۔ بس ہوں ہاں یاں ناں کر دیتی۔

عمر اس کا خیال رکھ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ مکمل ٹھیک ہوتی ہو اسے اس کے گھر بھیج دیتے۔ ابھی وہ گھر والوں کے متعلق کچھ بتاتی ہی نہیں تھی۔ شایان بھی اس لڑکی کو دیکھا تھا۔ مگر وہ لڑکی عمان کی نہیں تھی۔ اتنا تو وہ سمجھ چکا تھا اسے دیکھتے ہی۔

وہیں وہ لڑکا منسا کو اس واقعے کے بعد نہیں ملا۔ وہ بھی اپنی زندگی میں مگن ہو گئی۔ بغیر یہ جانے وہ اس کے پیچھے ہی تو رہتا تھا۔ ہر لمحہ ہر گھڑی۔ بغیر اسے محسوس ہونے دیے۔

منسا سب کو بہت مس کرتی تھی مگر شایان اسے گھر سے باہر بھی نہیں نکلنے دیتا تھا۔ وہ خود واپس آنے کے بعد پر وقت گھر ہی رہتا۔ بس اگر کبھی کام ہوتا تو جاتا ورنہ نہیں۔ وہ منہا کے ساتھ ہو کر بھی اس سے کوسوں دور تھا وہ واقعی میں اس سے بہت دور ہو چکا تھا۔

وہ سمجھ رہی تھی یہ کیوں ہے مگر اس پر کوئی صفائی بھی اثر نہیں کرتی۔ اگر وہ اسے ہال میں ملتا تو منہا اس کی گود میں بیٹھ جاتی۔ وہ کوئی جواب نہیں دیتا۔ منہا بھی اس کے ساتھ چین سمو کر ہوتی جا رہی تھی۔ شایان نہ ملتا تو اس کے سگریٹ اٹھا کر لے آتی۔ لان میں بیٹھ کر پیتی رہتی۔ وہ دیکھ کر بھی ان دیکھا کرتے نکل جاتا۔ وہ اس نرس کو بھی یہاں سے بھیج چکی تھی۔ اب وہ دونوں ہی وہاں تھے۔ اور کوئی تیسرا نہیں تھا۔

اگر شایان اس کی طرف متوجہ ہوتا تو یہ تنہائی اتنی بری نہیں لگتی مگر وہ تو اسے چھوتا بھی نہیں۔ جیسے اسمان کا چاند ہو چکا تھا۔ وہ چاہ کر بھی رسائی حاصل نہیں کر پار ہی تھی۔

وہ تو کمرے میں بند رہتا۔ جب بھی وہاں ہوتا اس کی جائے پناہ وہ کمرہ ہی تھی۔ جسے وہ باہر جاتے وقت لاک کر کے جاتا۔ اور وہ اسے کبھی کھول بھی نہیں سکی تھی۔

باقی سب خاص طور پر لیل کو یاد کرتے اکثر رونے لگتی مگر پھر خود ہی چپ کر جاتی۔ وہ اپنے خسارے کو قبول کر چکی تھی مگر شاید شایان نے نہیں کیا تھا۔ جو وہ ابھی تک خود کو اور اسے چپ کی مار مار رہا تھا۔ ہیر نے تو اسے واپس آنے کا کہا تھا مگر وہ نہیں مانا۔ سہ منہا کو آزادی کے اصل مطلب سے روشناس کروانا چاہتا تھا۔ اس کے لیے تنہائی کی شدید ضرورت تھی۔

اور وہ تو شاید جاننے بھی لگی تھی تنہائی کہتے کسے ہیں؟؟ بس یوں وہ اسے واپس ان میں لے جاتا تو وہ واپس سے آزادی اور تنہائی کے لیے نکل پڑتی۔ جواب وہ کسی صورت نہیں ہونے دے سکتا تھا۔

وہیں ہانیہ بھی اب رومان سے بچ کر چلتی تھی۔ کالج میں بھی کوشش کرتی اس سے کم ہی سامنا ہو۔ اگر ہو جاتا تو وہ ہو اس کھودیتا تھا۔ وہ اس سے واقعی میں ڈرنے لگی تھی۔

رومان تو خیام سے کہا بھی تھا رخصتی کا مگر اس کی کسی نے سنی ہی نہیں۔

مجبوراً اس نے کالج جانا واپس شروع کر دیا۔ مگر وہاں بھی اس سے بچ کر

نکل جاتی۔ اب اسے موسیٰ پر تیش آتا جس نے رخصتی کا پلان نہیں بنایا تھا۔ یہ عجیب تھا وہ اب اس جنگلی بلی کی قربت کے لیے تڑپے۔
وہ جنگلی بلی جو اسے دیکھتے ہی کبوتر کی طرح چھپنے لگتی ہے۔ اسے اب ہانیہ پر بھی غصہ آتا۔ وہ کون سا اسے کھا جاتا۔ مگر نہیں جانتا تھا وہ اس کو واقعی کھا جاتا۔ اسی لیے تو وہ اس سے ڈرتے چھپنے کے لیے جگہ تلاش کرتی تھی۔
کیونکہ وہ شخص ظالم بنتے اسے کھانے کو آ جاتا۔۔

^^^

مومنہ پری کو ساتھ لے جانا۔ اس کا چیک اپ کروانا۔ "جانی پریشانی سے"
گویا ہوا۔

اسے اگر ضروری کام سے نہ جانا ہوتا تو خود ہی لے جاتا۔ ویسے تو مومنہ بھی ڈاکٹر تھی مگر جانی کو اس کی ڈاکٹری کی ڈگری پر یقین نہیں تھا۔

ویسے بھی گھر کی مرغی دال برابر ہی ہوتی ہے۔ تو وہ کیسے اس کی ڈاکٹری کو اہمیت دے دیتا۔۔

مجھے تو فوڈ پوائزننگ لگ رہی ہے۔ کل ہارون کے ساتھ مل کر برگر پیڑے " کھا رہی تھی۔ "اس نے سر جھکا لیا۔ وہ خود بھی نہیں سمجھ پارہی تھی یہ کیا ہے۔

ابھی جاؤ تم اسے لے کر۔ "مومنہ اسے گھور رہی تھی جب جانی کا حکم آیا۔ " وہ دونوں ایک ہی وقت میں الگ گاڑیوں میں نکلے۔ ان کی گاڑی ڈرائیور چلا رہا تھا۔ ہارون تو سکول گیا تھا۔ اس نے طبیعت خرابی کی وجہ سے چھٹی کی تھی۔

مومنہ اسے اپنے بھائی کے ہو سپٹل ہی لائی تھی۔ مگر انج عمر نہیں آیا تھا۔ تو مومنہ اس کی اسسٹنٹ ڈاکٹر کو ہی پری کو چیک کرنے کا کہا۔ جو اس کی نبض چیک کرنے کے بعد اب رپورٹس کروانے کا کہا تھا۔ مومنہ تو پریشان ہو گئی۔ مگر جب اس نے لا کر رپورٹ تھمائی تو مومنہ کی آنکھیں پھٹی تھیں۔۔

Are you sure??..

مامنہ ڈوبتے دل سے پوچھا۔ پری سر جھکائے تھی۔ اسے موت بلکل قریب
نظر آرہی تھی۔۔

Yes. I am... Your daughter is pregnant..
it's almost two weeks pregnancy...

انہوں نے مسکراتے کہا۔

مومنہ نے مسکرا نا چاہا مگر انہیں شکر یہ کہتے پری کا ہاتھ تھامتے وہاں سے نکل
گئی۔۔

ہاسپٹل کے رش کی وجہ سے وہ پری کو کچھ کہہ نہیں سکتی تھی۔ رپورٹس اس
کے دوسرے ہاتھ میں تھیں۔ اس کی آنکھوں میں غصہ بے بسی ذلالت
ناجانے کیا کیا نہیں تھا۔

گاڑی میں ڈرائیور کی وجہ سے وہ چپ رہی۔ مومنہ سے نظر بچاتے پری نے
کسی کو میسج بھیج دیا۔ وہ جانتی تھی وہ سمجھ جاتا۔۔

مومنہ کھڑکی پر نظریں جمائے تھی۔ اس کا دماغ جیسے کام ہی نہیں کر رہا تھا۔

ڈرائیور کے گاڑی روکتے ہی وہ پری کو واپس بازو سے کھینچتے اندر لے آئی۔ بغیر اس پاس دیکھے اسے ہال میں اپنے سامنے کھڑا کرتے وہ فونکڑا اس کے منہ پر ماری۔۔

کیا ہے یہ؟؟؟ ان رنگ رلیوں کے لیے گئی تھی تم ٹرپ پر؟؟؟ کس کا گندہ "خون ہے یہ؟؟؟" وہ چیختے پری کے منہ پر تھپڑ مارنے لگی تھیں۔ وہیں کسی نے پری کے روم سے نکلتے جلدی سے اسے سینے سے لگاتے اسے اپنی آؤٹ میں کیا۔ وہ تھپڑ اس شخص کے بازو پر لگا تھا۔

پری زور سے انکھیں میچے بس بچنا چاہ رہی تھی۔

میرا خون ہے یہ۔ آپ کو میری اولاد کے بارے میں ایسا کچھ بھی کہنے کا حق "نہیں۔" ٹھاٹھا کرتے ساتوں آسمان مومنہ پر ٹوٹے تھے۔

وہ بے یقین سی کھڑی تھی۔ جب موسیٰ پری کو لیتے اس کے روم میں بند ہو گیا۔

مومنہ کتنی دیر سمجھ ہی نہیں سکی ہوا کیا ہے۔ پھر ہوش میں جاتے جانی کو کال ملائی تھی۔۔

جانی فوراً واپس آئیں۔ ورنہ میں اپنی جان لے لوں گیں۔ کچھ نہیں بچا پلیرز " فوراً واپس آئیں۔ " جانی پریشان ہوا۔۔

سارے کام بھاڑ میں بھیج کر گاڑی موڑ دی۔

مومنہ نے لینڈ لائن سے کال کی تھی۔ پوچھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہاں اوں۔۔

وہ اناقاں ماگھر میں داخل ہوا۔ جہان سامنے ہی مومنہ بیٹھی رو رہی تھی۔۔ مومنہ میرا بے بی کیا ہوا؟؟؟.. " بالکل ویسی ہی تڑپ جیسی شروع کے دنوں " میں تھی۔ جب وہ اسے ملی تھی۔ اپنی بیوی کے روپ میں۔۔ وہ جانی کے سینے سے لگی تھی۔ وہ فائل پکڑتے سامنے کی۔

جانی پری۔۔۔ اس نے دھوکہ دیا۔ وہ بھی اتنا بڑا۔۔ " جانی نے فائل " پکڑتے پڑھی۔ اسے پڑھتے ہی اس کی انکھیں جیسے بے یقین ہوئی تھیں۔

وہ پیچھے کو گرا تھا۔

مومنہ یہ جھوٹ۔۔۔ "اس نے کچھ کہنا چاہا۔"

وہ اندر اپنے بچے کے باپ کے ساتھ ہے۔ "اسے پہلی دفہ موسیٰ کا نام لینے"
سے بھی کوفت ہوئی۔

جانی غصے سے اٹھتے پری کے روم کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جہاں سے نکلنے والی شکل
دیکھ وہ پھر لرزا۔

میں بڑی ہوں۔ ابھی پلیز آپ اپنے الیگزینڈر کو بلا لیں۔ دونوں سے ایک"
ساتھ بات کر لوں گا۔" کہتے ہی دروازہ دوبارہ بند ہوا

جانی نے بے یقینی کی کیفیت میں مومنہ کو دیکھا۔ اس کا سرہاں میں ہل رہا تھا۔
اس نے پہلی دفہ غصے سے الیگزینڈر کو کال ملائی تھی۔

اسے لگا موسیٰ کی شادی سے انکار کیا تھا۔ اس وجہ سے وہ اس حد تک گیا ہے۔

اس کی بیٹی کو نشانہ بنایا ہے۔ اس کے مطابق پری معصوم اور بے قصور

تھی۔۔ ابھی تو ہارون گھر نہیں تھا۔ ورنہ وہ الگ تماشا لگاتا۔

الیکزینڈر میرے گھر آؤ۔ مجھے بات کرنی ہے۔ "الیکزینڈر تو حیران رہ گیا۔"
اس نے ایک دفہ پھر کالر آئی ڈی دیکھی۔

وہ جانی کا ہی نمبر تھا۔ اس کی ہی آواز تھی۔ وہ لیل کے ساتھ ناشتہ کرنے جا رہا
تھا فوراً سے گاڑی جانی کے گھر کو موڑی۔

اسے اچھی وائبر تو نہیں آرہی تھیں مگر اتنا آگے کا بھی نہیں سوچا تھا۔
وہ گاڑی روکتے لیل کو بے فکر کرتے اندر بڑھا۔ اس نے لیل کو رستے میں بھی
مطمئن کر دیا تھا۔ جو اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر پریشان ہو گئی
تھی۔۔

^^

موسیٰ!!!.. "روتے اس کے سینے سے لگی تھی۔۔"
کیا ہوا؟؟؟.. "اس نے موسیٰ کو میسج پر بس اتنا ہی بتایا تھا کوئی مسئلہ ہو گیا"
ہے۔ کیا مسئلہ ہوا ہے یہ نہیں بتایا تھا۔۔

موسیٰ یہ بچہ؟؟؟.. "وہ رودی تھی۔ جانی کے غصے بھری آواز باہر گونج رہی"
تھی۔ جو اسے دروازہ کھولنے کو کہہ رہا تھا۔ مگر وہ ان کی کسی بات پر کان
دھرے تب ناں۔۔۔

گناہ نہیں کیا۔ بیوی ہو تم میری۔ جائز اولاد ہے ہم دونوں کی۔ "موسیٰ اس"
کے تاثرات پر کچھ غصے سے کہا تھا۔

وہ اس کے سینے سے لگتے اس کے کوٹ میں منہ چھپا گئی۔۔

نکاح ہوا تھا بس۔ بیوی تو نہیں ہوں۔ "وہ اس حالات میں بھی مسکرا دیا۔"
وہ آج تک انہیں باتوں پر اٹکی تھی۔

جس سے نکاح ہو وہ بیوی ہی ہوتی ہے۔ "موسیٰ کی بات اس نے سنی ہی"
نہیں تھی۔

موسیٰ بابا بہت غصے میں ہیں۔ اب کیا ہوگا؟؟؟. "موسیٰ اس کی شکل دیکھی"
جس پر ڈر تھا۔۔

اب ہم ماما بابا بنیں گیں۔ چھوٹ چھوٹے بچوں کیں۔ تمہیں سکول جانے " کے لیے پار ٹنر زمل جائیں گیں۔ "پری نے اسے گھورتے اس کے سینے پر تھپڑ مارا۔ وہ مسکراتے اس کا گال چوم گیا۔

تھینک یو مجھے یہ خوشی دینے کو۔ اور میں سب سنبھال لوں گا۔ تم فکر نہ کرو۔ "موسیٰ کی بات پر وہ مزید اس کے سینے سے چپکی۔۔۔
موسیٰ اسے بیڈ پر ڈالتے خود اس پر جھکا تھا۔ وہ اس کی قربت کا نتیجہ دیکھ ابھی تک پریشان تھی اور وہ پھر۔۔۔

موسیٰ؟؟؟... "وہ دہل اٹھی تھی اس کے عبا یا ہٹا کر پیٹ دیکھنے پر۔"
موسیٰ اس کو خاموش کرواتے اس کے پیٹ پر ہونٹ رکھ رہا تھا۔ اسے نرمی سے چوم رہا تھا۔ پری اس کی داڑھی کی وجہ سے گدگداتے لمس پر سر پٹخا۔
وہ اس کے پیٹ پر ایک زوردار بوسہ دیتے دور ہوا۔ اسے سینے سے لگاتے اس کے ساتھ لیٹا۔۔۔

کیا کہا ڈاکٹر نے؟؟.. "اسے جیسے باہر کسی کی پرواہ ہی نہیں تھی۔"

ٹوویکس کی پریگننسی ہے۔ "پری کو شرم بھی آرہی تھی لیکن اگر اسے"
جواب نہیں دیتی تو وہ جواب اپنے طریقے سے نکلاتا
ہوں۔۔۔" اس نے ہنکار بھری۔"

ٹینشن مت لو۔ میں ہوں۔۔۔" پری اس کے گرد بازو پھیلا گئی۔"
وہ ویسے بھی چند دنوں سے اس پریشانی کی وجہ سے سکون میں نہیں تھی۔ کچھ
صبح سے ووٹنگ کرتے اس کا برا حال تھا۔

وہ کچھ ہی دیر میں موسیٰ کی نرم گرم گرفت میں سو گئی۔ موسیٰ اس کا ماتھا چوما
جب اپنے باپ کی آواز سنتے مسکراتے پری کا ماتھا چوما۔
الیکزینڈر گھر میں داخل ہوتے جانی کو دیکھ پریشاں ہوا۔
یہ دیکھوا اپنے بیٹے کے کرتوت۔۔۔" الیکزینڈر اس کے لہجے پر اسے"
گھورتے فائل پکڑی۔

اس میں موجود رپورٹ دیکھ اس نے ایک نظر لیل کو دیکھا۔ جس نے آگے
ہوتے رپورٹ پڑھی تھی۔ پری کی پریگنسی کو لکھا پڑتے اس نے تھوک نکلتے
الیکزینڈر کو دیکھا۔

اسے آزادی دینے والی جو وہ تھی۔ تو الیکزینڈر کا اسے گھورنا ہی تو بنتا تھا۔
کہاں ہے وہ؟؟.. "اس کی آواز کے غصے پر مومنہ لرزی۔"

وہیں موسیٰ دروازہ کھولتے باہر نکلا۔

آہستہ میری بیوی اور بچہ سو رہے ہیں۔ "الیکزینڈر اسے گھورتے گریباں"
سے پکڑنا چاہا جب لیل درمیان میں آگئی۔

جانی ایک سائیڈ کھڑا تھا مومنہ کو تھامے ہوئے۔ جو الیکزینڈر کے غصے کا سوچ
ڈر رہی تھی۔۔

یہ کیا حرکت ہے۔ اور وہ تمہاری بیوی نہیں ہے۔ "الیکزینڈر پھر بھی چیخا۔"

بارہ سال کی تھی جب سے میری بیوی ہے ہو۔ "ان سب کی انکھیں پھٹی"
تھیں۔ الیکزینڈر لیل کی وجہ سے مجبور تھا۔

اپ لوگوں سے کہا تھا شادی کر دیں۔ اپ نے ہی نہیں سنا۔ "وہ ان پر سارا"
الزام ڈال گیا۔

جانی کا بس نہیں چل رہا تھا موسیٰ کو رکھ کر دو لگا دے۔
تو تم یہ حرکت کرو گے؟؟.. "الیکزینڈر لیل کے اپنے سینے پر رکھے ہاتھ کو"
ہٹا بھی نہیں سکتا تھا ورنہ وہ الگ ناراضگی دیکھاتی۔
یہ حرکت کر لی تھی اس لیے شادی کا کہا تھا۔ "لیل نے پلٹتے اب اسے"
گھورا۔

موسیٰ خاموش رہو۔ جانتے ہس کیا کر چکے ہو؟؟ پھر بھی باپ سے زبان لڑا"
رہے ہو۔ "لیل کے گھورنے پر وہ مسکرایا۔
اپ کے شوہر ہیں۔ ہاتھ لڑاتا اچھا نہیں لگوں گا۔ "لیل اسے گھورتے بھی"
مسکرا دی۔

موسیٰ کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

لیل ہٹیں مجھے اس سے بات کرنے دیں۔ یہ سمجھتا کیا ہے خود کو۔ "لیل"
اس کے دونوں ہاتھ ہی تھام گئی۔

میں بات کرتی ہوں پلیز۔۔۔ "الیکزینڈر اس کی نظروں کی التجا پر نرم پڑتے"
پیچھے ہوا۔

لیل اسے لیتے ایک کونے میں آگئی۔

موسیٰ یہ حرکت ہے؟؟ وضاحت کرو گے ذرا اس کی؟؟.. "لیل سینے پر"
بازو بندھے اسے گھورنے لگی۔

اس نے جھکتے لیل کا ماتھا چوما۔ وہ اسے گھور رہی تھی الیکزینڈر کو دیکھنے کو چہرہ
موڑ گئی۔ اس کی نظروں میں نظراتے شولے دیکھ ہاتھ سے ہی اسے ٹھنڈا کرنا
چاہا۔

جانی مومنہ کو بٹھاتے پانی پلا رہا تھا۔

بس تین سال پہلے نکاح کا خیال آیا۔ تو اسے ڈرا کر نکاح کر لیا۔ پھر اہستہ " اہستہ وہ میرے قریب ہو گئی۔ اب تو خیر سے میرے بغیر اسے نیند بھی نہیں آتی۔ " یوں بتایا جیسے فخریہ بات ہو۔

لیل کے گھورنے پر وہ کچھ سنجیدہ ہوا۔

ماما یا راسیا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ معلوم ہے بہت چھوٹی ہے وہ ابھی۔ مگر میں " قابو ہی نہیں کر سکا۔ " نشے کا بتاتا تو لیل سے جوتے پڑتے۔۔

اور کیوں نہیں رکھ سکے قابو؟؟؟ " لیل کا سوال حاضر تھا۔ "

وہ میرے ساتھ جنگل والے کٹیج میں تھی۔ ٹرپ پر نہیں گئی تھی۔ وہیں کی " بات ہے۔ " سانس بھرتے سچ بول ہی دیا۔

موسی؟؟؟ " لیل کو حیرت ہی تو ہوئی تھی۔۔ "

پلیزان سب کو سمجھائیں۔ ورنہ میں اسے مجبوراً یہاں سے لے جاؤں گا۔ " " لیل نے اسے گھورتے الیگزینڈر کی طرف قدم بڑھائے۔۔

موسی بھی واپس وہیں ان کے درمیان میں آگیا۔

جنید مومنہ میں تم دونوں سے بہت شرمندہ ہوں۔ "لیل کی بات مکمل"
ہونے سے پہلے ہی الیگزینڈر کی دھاڑ گونجی تھی۔ موسیٰ الگ سے لیل کو
روکنے کے لیے بڑھا تھا۔

موسیٰ کے وجود کو یہ آگ لگا دے پرواہ نہیں مگر آپ اس لہجے میں کسی سے "
بات نہیں کریں گیں۔" موسیٰ الیگزینڈر کا غصہ دیکھ وہیں رک گیا
اسے امید نہیں تھی الیگزینڈر اس قدر غصے میں آجائے گا۔
موسیٰ تمہارا مجرم ہے۔ تم جو چاہے سزا دو۔ ہمیں منظور ہے۔ "جانی کو"
دیکھتے کہا تھا۔

لیل الیگزینڈر کو التجائی نظروں سے دیکھتے اس کے سامنے ہوئی۔ اس نے پرواہ
نہیں کی۔

مومنہ اور جانی تو حالات کو سمجھنے کی کوشش میں تھے۔

موسیٰ تمہیں ذرا شرم نہیں آئی۔ اس بچی کی عمر دیکھ لیتے۔ پندرہ سال "
صرف !!!.. "الیگزینڈر افسوس سے کہا تھا۔

الیکزینڈرا اپنی بانہوں میں جھولتی لیل کو نہیں دیکھ سکا۔ جو گرنے لگی تھی۔
موسیٰ اگے بڑھتے اسے تھامتا تھا۔

اما۔۔۔۔۔ "وہ چیختے لیل کو تھام گیا۔"

الیکزینڈر کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دیا۔

دور رہیں۔ سب جاننے کے باوجود اما کو ساتھ کیوں لائے تھے؟؟۔۔۔"

جانتے ہیں وہ کتنی حساس ہو جاتی ہیں۔ "موسیٰ گرجتے لیل کو وہاں سے

ہو پٹل لے جاتا۔ جب جانی کی سنجیدہ آواز پر رکا۔

مومنہ، بھابھی کو دیکھ لے گی۔ انہیں اس کمرے میں لیٹا دو۔ "موسیٰ کسی"

اور کمرے کے بجائے پری کے کمرے میں لے گیا۔ مومنہ اس کے پیچھے ہی

آئی۔

لیل کی حالت خراب تو وہ بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔

ان سب کو باہر نکالتے مومنہ نے ایک نم نظر بیٹی پر ڈالی۔ جس کی وجہ سے وہ

دونوں میاں بیوی پر اج قیامت ٹوٹی تھی۔

اگے بڑھتے لیل کی نبض اور انکھیں چیک کیں۔ مزید چیک اپ کے بعد اس کے یقین پر مہر لگ گئی تھی۔

وہ حیران کن تاثرات کے ساتھ باہر آئی تھی۔ اس کے دروازہ کھولتے ہی موسیٰ اگے بڑھا۔

کیا ہوا ہے ماما کو؟؟ ہم انہیں ہو اسپتال لے جائیں؟؟.. "موسیٰ کی پریشانی" بھری آواز پر الیگزینڈر بھی آگے آیا۔

وہ۔۔۔۔۔ آپ پر یکنٹ ہیں۔ "اور یہاں آسمان ٹوٹے تھے موسیٰ پر۔ اس نے" حیرت سے الیگزینڈر کو دیکھا۔

یہ جانتے اس کے چہرے پے سکون اتر تھا۔

وہیں جانی نے دونوں باپ بیٹے کو گھورا۔ جنہیں ذرا لحاظ نہیں تھا۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی؟؟... "موسیٰ الیگزینڈر کو گریبان سے ہی پکڑ لیا۔"

مجھے شرم دلار ہے تھے۔ آپ نے خود کیا کیا ہے؟؟.. "الیگزینڈر نے اسے"

دور جھٹکنا چاہا مگر یہ ممکن نہیں تھا۔

میری بیوی ہیں وہ۔۔ بھولو مت یہ ہی ہمت تمہاری دفہ بھی دیکھائی " تھی۔ "مومنہ سر جھکا گئی۔ وہ دونوں باپ بیٹا تو بے باکی کی حدیں پار کر رہے تھے۔

وہیں ہوش میں اتی لیل آوازوں کو سنتے لڑکھڑاتے باہرائی۔ پری سکون کی نیند میں تھی۔ اسے کوئی ہوش نہیں تھا۔

موسیٰ چھوڑو سکندو کو۔۔۔ "اس کی غصے بھری آواز گونجی۔"

موسیٰ لیل کو دیکھتے الیگزینڈر کو چھوڑ دیا۔

آپ اٹھی کیوں؟؟؟... "موسیٰ پریشانی سے پاس اتے بولا تھا جب ہلکے ہاتھ " کا تھپڑ اس کے منہ کی زینت بنا تھا۔

سکندر کے گریبان تک پہنچنے والا کوئی ہاتھ، مجھے منظور نہیں مجھے سہارا " دے۔ "موسیٰ کا گال سرخ ہوا تھا۔

الیگزینڈر کو تو جیسے سینے میں ٹھنڈک اتری تھی۔

وہیں وہ دونوں میاں بیوی یہ تماشہ دیکھ رہے تھے

"Your are really injustice to me."

موسیٰ نے دکھ سے کہا تھا۔

جنید انکل نے بھی تو مومنہ آنٹی سے اسی عمر میں شادی کی تھی۔ ان سے "پوچھا کیا تب اگر مجبوری نہ بھی ہوتی تو کیا وہ مومنہ آنٹی کو چھوڑ دیتے۔ نہیں!!! کیونکہ انہیں ان سے محبت تھی۔ مگر!!!..." اس نے بات دھوری چھوڑ دی۔

اپ کو میرے ہاتھ اپنے شوہر کے گریبان پر نظر آئے مگر ان کی باتیں اور "ان کا اٹھتا ہاتھ نظر نہیں آیا۔"

It's too hurtfull. I am full from all these
now..

لیل ندامت سے سر جھکا گئی تھی۔

وہ واقعی موسیٰ کے ساتھ نا انصافی کر جاتی تھی۔

باقی سب کو اج اس کا ان سب کو ان کے اصلی ناموں اور رشتوں سے پکارنا برا لگاتا تھا

سب سے زیادہ مومنہ کو۔ اسے تو موسیٰ کے منہ سے پری ماما ہی اچھا لگتا تھا۔ یہ نام نہیں۔

اور پوچھیں اپنے شوہر سے؟؟ کیا یہ دور رہتے آپ سے اگر آپ انہیں تب "حلال رشتے میں بندھی مل جاتیں۔ جواب دور نہیں رہ سکتے وہ تب کیا رہتے مگر یہاں سب کو مجھے میسر نہ سکھانے ہیں۔" موسیٰ کے بولنے پر سب کی زبان بند ہو چکی تھی۔

خیر!! مبارک ہو۔ اللہ آپ کو اولاد سے نوازنے والا ہے۔ "موسیٰ کی بات" پر لیل نے بے یقینی سے الیگزینڈر کو دیکھا۔

اس نے ہاں میں سر ہلا دیا۔ لیل چھپنے کو جگہ تلاش کرنے لگی تھی جیسے۔ وہ اب سمجھی تھی موسیٰ اتنے غصے میں کیوں آیا ہے۔

موسیٰ جانے لگا تھا جب لیل نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

سوری!!!... "موسیٰ نے کچھ نہیں کہا۔ بس خاموشی سے سخت تاثرات"
اپنا تے کھڑا رہا۔

وہ بہت مدھم بولی تھی۔ ان میں سے کوئی سن نہیں سکا۔
تم تو جانتے ہو مجھے سکندر سے کتنی محبت ہے۔ دیوانگی والی۔ "موسیٰ نے نظر"
اٹھا کر اسے شکوہ کرتی نظروں سے دیکھا۔

اسے بیٹی چاہیے تھی۔۔ میں جانتی ہوں تمہیں غصہ صرف اس بات پر ہے۔
ورنہ کسی بات پر تم ہائپر نہیں ہوتے۔ "لیل اس کے سینے سے لگ گئی۔
الیکزینڈر صبر کے گھونٹ بھرتے کھڑا تھا۔

وہ آپ دونوں کے پاس رہا کرے گی۔ آپ اسے ساتھ سلائیں گیں۔ "وہ"
جیسے کوئی تین چار سال کا بچہ بن گیا تھا۔ جسے اپنے ماں باپ کے قریب بہن
بھائی برداشت نہیں ہوتے۔

جب تک بڑی نہیں ہو جائے گی۔ جیسے ہی بڑی ہوگی میں اسے دوسرے "
کمرے میں شفٹ کر دوں گیں۔ "لیل جیسے تسلی دے رہی تھی۔۔

وہ اپ کو ریڈ نہیں کہے گی؟؟.. "لیل نے اس کے چہرے کے گرد ہاتھ رکھے۔

نہیں کہے گی۔ ریڈ کہنے کا حق صرف تمہارا ہے۔ "موسیٰ نے جھکتے لیل کا ماتھا چوما۔

مبارک ہو پھر۔ دادی بننے کی۔ "لیل مسکرا دی۔

پری صرف تمہاری ہے۔ اسے تم سے کوئی جدا نہیں کرے گا۔ لیکن ابھی "گھر جاؤ۔" لیل نے آخری بات پر اس کے تاثرات دیکھے۔ "اوکے۔ ائی لوو یو۔" لیل کی گال پر بوسہ دیتا جب الیگزینڈرا ان دونوں کو الگ کیا تھا۔ وہ کب سے ان دونوں ماں بیٹے کا رومانس دیکھ رہا تھا۔ اب اس کی بس ہوئی تھی۔

چلتا ہوں۔ "الیگزینڈرا کو اگنور کیا تھا۔

موسیٰ جاتا جب مومنہ کے سامنے آنے پر رک گیا۔

پری ماما کہو مجھے۔ "موسیٰ نے جھکتے اس کا بھی ماتھا چوما۔"

پری ماما۔ "مومنہ اس کے سینے سے لگی۔"

میری پری بھی تمہاری ہے۔ نانی بنانے کا شکریہ۔ "جانی نے بیوی کو گھورا۔"
مگر وہاں صرف موسیٰ کی فکر تھی۔

موسیٰ جاتے ہی وہ چاروں اب ایک جگہ بیٹھے تھے۔

وہیں موسیٰ چور رستے سے واپس پری کے پاس کمرے میں آگیا۔ اسے بانہوں
میں بھرتے وہ سکون سے انکھیں موند گیا۔

اب یہ گول میز کا نفرنس جلدی ختم نہیں ہوتی۔ تو وہ تو سکون سے اپنی بیوی کی
بانہوں میں سوئے۔

میری چالاک سی معصومہ۔۔ "موسیٰ مسکرایا۔ جھکتے نرمی سے اس کے"

ہونٹ چومے لائٹس ڈم کر دیں



وہ چاروں ہی وہاں باہر بیٹھے تھے۔ لیل کی شرم و حیا کو سائیڈ کرتے الیگزینڈر نے اسے اپنے کندھے پر سر رکھوائے زبردستی صوفے پر نیم دراز ہو کر لیٹنے پر مجبور کیا۔ جو وہ اس کی گھوریوں پر ہو بھی گئی۔

جانی موسیٰ تمہارا مجرم ہے۔ تم اسے جو سزا دینا چاہو۔ میری طرف سے کھلی "چھوٹ ہے۔" لیل کے کندھے پر دباؤ دیتے کہا۔ لیل اسے شکوہ کرتی نظروں سے دیکھتے کچھ بولتی مگر چپ رہی۔

الیگزینڈر وہ ابھی چھوٹی ہے۔ "اس کے لہجے میں عجیب سی بے بسی تھی۔" اپنی شادی کے وقت میں بھی چھوٹی تھی۔ "مومنہ کے جتانے پر لیل کے بولنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

جانی اسے گھورا جو پہلے مری جا رہی تھی اور اب موسیٰ کی محبت میں سب بھول گئی۔

تمہیں میں نے وقت دیا تھا.... "مومنہ چہرہ گھمالیا۔ اب وہ اس بات کا کیا"
جواب دیتی۔

جانی ابھی موسیٰ کی بات ہو رہی ہے۔ "الیکزینڈر کی بات پر وہ چہرہ سیدھا کر"
گیا۔ لیل نے اس کے بازو پر چٹکی کاٹی۔ وہ اثر لیے بغیر بیٹھا رہا۔
پری موسیٰ کی بیوی ہے۔ اور اسی کی رہے گی۔ "لیل نے غصے سے اسے"
گھورتے مدھم لہجے میں باور کروایا۔

الیکزینڈر نے دھیان نہیں دیا۔ وہ جانی کو ہی دیکھ رہا تھا۔
میں پری کو موسیٰ کے ساتھ کبھی رخصت نہیں کروں گا۔ اور یہ میرا آخری"
فیصلہ ہے۔ "جانی نے قطعی انداز میں کہا۔
مومنہ کے روٹھنے کی بھی پرواہ نہیں ہوئی۔
جو تم چاہو گے وہی ہو گا۔ میں بالکل تمہارے فیصلے میں مداخلت نہیں کروں"
گا۔ "لیل کو چپ کرواتے جانی کو بے فکر کیا۔

لیل اور مومنہ وہاں تڑپ رہی تھیں۔ دونوں کابس نہیں چل رہا تھا ابھی پری اور موسیٰ کو ملا دیں۔ بغیر یہ جانے وہ تو ابھی بھی جدا نہیں ہیں۔

الیکزینڈر لیل کو لے کر جا چکا تھا۔ مومنہ ناراض ناراض سی کھڑی تھی۔ جانی سانس بھرتے اسے بازو سے پکڑتے بیڈ پر گرایا۔

"پری بہت معصوم ہے۔"

میں بھی معصوم ہی تھی۔ جب آپ سے ملی تھی۔ "وہ چپ نہیں رہی۔"

مومنہ تمہارا اور اس کا معاملہ الگ ہے۔ تمہاری شادی تمہاری ماما نے خود

کروائی تھی۔ "جانی اس کی بحث پر ذرا غصے سے کہا۔ مگر اب وہاں اس کے

غصے سے کوئی نہیں ڈرتا تھا۔ کوئی پرواہ نہیں تھی۔

پری کی ماما بھی اس شادی سے خوش ہیں۔ اور رخصتی بھی کرنا چاہتی ہیں اپنی

بیٹی کی۔ "جانی نے اسے گھورا۔ وہ پھر بھی انہیں سنجیدہ تاثرات سے اٹل فیصلہ

سنا گئی۔

تمہارے بابا فوت ہو گئے تھے۔ اس کا باپ زندہ ہے۔ یاں تم نے اس کے " باپ کو بھی مردہ تصور کر لیا۔ " غصے سے کہتے بغیر مومنہ کے آنسوؤں پر دھیان دیے وہ جا کر بیڈ پر لیٹ گیا۔

آنکھوں پر بازو رکھے وہ لیٹا تھا جب شہد رنگ بالوں کا سایہ اس کے چہرے پہ ہوا۔ مومنہ اس کے چہرے پہ جھکی نا جانے کیا تلاش رہی تھی۔۔۔ اگر پری مومنہ کو نہیں ملی تو باپ کا تو معلوم نہیں مگر اس کی ماں ضرور خود کو " کچھ کر لے گی۔ " دھکمی دیتے وہ پیچھے ہٹ گئی۔

جانی اس وقت ذہنی انتشار کا شکار تھا۔

مومنہ اسے سناتے خود واشر روم میں بند ہو گئی۔ پیچھے وہ سوچوں میں گم ہی نیند میں اتر گیا۔ عجیب تھکاوٹ سی ہو چکی تھی۔۔۔

مومنہ جب باہر نکلی وہ سوچکا تھا۔ وہ بھی نماز ادا کرتے اپنے موسیٰ اور پری کے لیے دعا کرتے سونے کے لیے لیٹ گئی۔ جانی سے اپنی بات منوانے کا سوچ تو اس نے لیا تھا۔ اب بس اس بات پر عمل کرنا تھا۔۔۔

ادھی رات کو پیاس کی شدت سے اس کی آنکھ کھولی مگر وہ ہل ہی نہیں پار ہی تھی۔ ذرا کوشش سے پوری آنکھیں کھولتے پاس دیکھا تو وہ جن اسے اپنی بانہوں میں بھرے سو رہا تھا۔

وہ مسکراتے اپنا ہاتھ اس کی گال پر رکھ گئی۔ وہ سوئے میں بھی اس ہاتھ کو چومتے اپنے چہرے کے نیچے دبا گیا۔ پری نے اسے گھورا۔ اسے پانی پینا تھا۔ بھوک الگا سے لگی تھی۔ اس طرح تو وہ ساری رات پیاسی ہی بیٹھی رہتی مگر اب ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ اب اس کے ساتھ ایک اور جان جڑ چکی تھی۔ جس کا خیال رکھنا بھی ضروری تھا۔

موسیٰ اٹھو۔۔۔ "اس نے موسیٰ کو جھنجھوڑ ہی دیا تھا۔ وہ پریشانی سے آنکھیں " کھولتے اسے دیکھنے لگا۔

میں نے رات کو کھانا نہیں کھایا تھا۔ صبح سے کھایا ہے۔ اس کے بعد سے " بھوکی ہوں۔ " موسیٰ کو یوں ہی لیٹے آنکھیں اٹھائے دیکھ کہا۔

تو جاؤ کچن سے لے آؤ۔ کچھ تو ہو گا۔ "موسیٰ کی بات پر اس نے منہ بنایا۔"
تم لا کر دو۔ میں تو بھوکے سو جاتی مگر یہ اس بچے کے لیے بھوکا رہنا ٹھیک
نہیں۔ "موسیٰ اٹھا۔

میں لاتا ہوں۔۔۔ "انگڑائی لیتے وہ بیڈ سے اٹھا۔ اسے سخت نیندائی تھی مگر"
ان دونوں کا خیال بھی تو رکھنا تھا۔

پری انگڑائی لیتے وقت اس کے وجود کو دیکھا۔ اس کے مسلز اور پائی سیپس
دیکھ اس کی حلق میں جیسے کچھ اٹکا تھا۔ وہ انہیں چھو کر محسوس کرنا چاہتی تھی۔
موسیٰ بغیر شرٹ پہنے ہی نیچے کو چلا گیا۔ وہ رات کو شرٹ اتار کر ہی سوتا تھا۔
پری بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے انتظار کرنے لگی۔ وہاں کچھ بھی، سیلتھی نہیں
بنا ہوا تھا۔

موسیٰ نے جلدی سے پاستہ نکال کر وہی بنا لیا۔ اس کے علاوہ کچھ بنانے کا وقت
نہیں تھا۔ سو وہی۔

ابھی وہ بنارہا تھا جب لائٹس ان ہونے پر پلٹا۔ وہاں کچن کے دروازے پر سینے
پے چارو باندھے مسکراتے چہرے سے مومنہ کھڑی تھی۔

کافی خیال رکھ رہے ہو بیوی اور بچے کا.. ہمیں تو آج تک تم نے اپنے ہاتھ "
کے کھانے کا شرف ہی نہیں بخشا۔" وہ مسکراتے سیدھا ہوتے اس کو ہلانے
لگا۔

آپ بھی ٹیسٹ کر لیں۔" اس نے نکال کر دو پلیٹس میں ڈالا۔ ایک مومنہ "
کو پکڑا یا۔ دوسری لے کر خود کھڑا تھا۔

مجھے کبھی علم ہی نہیں ہوا میرا موسیٰ میری پری کو اس قدر چاہتا ہے۔ ورنہ "
شایان شان سب عدم ہو جاتے۔" مسکراہٹ نے اس کے ہونٹوں پر چھپ
دیکھائی۔

مجھے خود علم نہیں ہوا۔" بڑبڑانے کے سے انداز میں کہتے وہ مومنہ کو بہت "
پیارا لگا۔

خیال رکھنا بہت لا پرواہ ہے تمہاری بیوی۔ "وہ احساس کروا رہی تھی پری" اب اسی کی ہے۔

ہمیشہ رکھوں گا۔ "مومنہ مسکراتے اس کا گال تھپتھپاتے چلی گئی۔ وہ بھی" اپنے روم میں آگیا۔ جو اس کی پری کی ملکیت تھا۔

اتنی دیر۔۔۔ "موسیٰ کو گھورتے پاستہ پکڑتے کھانے لگی۔"

پری ماما آگئی تھیں۔ ان سے باتیں کرنا لگا۔ اسی میں دیر ہو گئی۔ "وہ اب"

سونے کے بجائے پری کی گود میں سر رکھتے اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

ماما؟؟؟ "ہاتھ روکتے پوچھا۔"

لیسس۔۔ "ساتھ ہی اس کے ہونٹوں کے ذرا سے سہلائے۔"

تم شرٹ لیس تھے۔ انہوں نے تمہاری باڈی دیکھی ہوگی۔ تم شرٹ پہن"

کر نہیں جاسکتے تھے؟؟؟ "غصے سے پوچھتے پاستہ سائیڈ پر رکھا۔

جیلیسی؟؟؟ "موسیٰ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔۔"

کمرے کے باہر تم شرٹس پہنے گو۔ تمہیں شرٹ لیس دیکھنے کا حق صرف "
میرا ہے۔ ماما اور ریڈ کا بھی نہیں۔ "شدت پسندی دیکھاتے وہ اسے لیل کی
کاپی لگی مگر وہ لیل نہیں بن سکتی تھی۔ وہ لیل ہو ہی نہیں سکتی تھی۔

ابھی پاستہ کھاؤ۔ "موسیٰ نے پلیٹ اسے پکڑائی۔"

ماما کیا کہہ رہی تھیں؟؟؟.. "اب وہ کچھ سنجیدہ تھی۔"

کہہ رہی تھیں اپنی بیوی کا خیال رکھنا۔ "پری نے چیچ منہ میں ڈالتے اسے"

دیکھا

تم نے کیا جواب دیا؟؟؟.. "اسے موسیٰ کا جواب سننا تھا۔"

میں نے کہا ہمیشہ رکھوں گا۔ "وہ مسکرائی۔"

پاستہ ختم کرتے سائیڈ رکھتے وہ سیدھی ہوئی۔ موسیٰ اسے کھینچتے اپنے برابر

کرتے لیٹایا۔

اب بتاؤ!!!... "پری نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔"

مائے وچ تمہیں لگتا ہے تم مجھ سے کچھ چھپا سکتی ہو؟؟؟.. "اس کے سوال پر"
پری کے حلق میں جسے کچھ اٹکا تھا۔

میں نے تو کچھ نہیں چھپایا۔ "کپکپاتے لہجے میں صفائی دی۔"
اچھا!!!... "اچھا کو لمبا کھینچا تھا۔"

تو پھر یہ کیا ہے؟؟؟... "اس کی کلائی پکڑتے سامنے کی۔"

اس پر زور سے پکڑنے کے سرخ نشان تھے۔ جو رات سے ہی تھے۔

مجھے تکلیف دینے کے لیے تھاناں یہ سب؟؟؟.. "وہ موسیٰ کی بات نہ تو اقرار"
کر سکی نہ ہی انکار۔۔۔

اسندہ ایسا نہ ہو۔ میں اچھے سے جانتا تھا تم ایک ہفتے سے کیا چھپا رہی ہو۔ بس "

چپ تھا۔ دیکھنا چاہتا تھا تم کیا کرتی ہو۔ "موسیٰ نے راز کھولا۔

کبھی مجھے تکلیف دینے کے لیے خود کو تکلیف مت دینا۔ "باور کروایا"

وہ حلق تر کرتے ہاں میں سر ہلا گئی۔

موسیٰ نے وہ کلائیاں چوئیں۔ مومنہ کے زور سے پکڑنے سے ان پر نشان پڑ گئے تھے۔ موسیٰ نے اسٹمنٹ لگائی تھی رات کو مگر شاید وہ سوتے میں کپڑے پر ہاتھ مارنے سے اتار گئی۔

دوبارہ اسٹمنٹ لگاتے انہیں اپنے سینے پر رکھا۔

موسیٰ بابا مانے؟؟؟.. "موسیٰ نے اس کی فکر دیکھی۔"

ان کو چھوڑو تم ذرا میری طرف دیکھو۔۔۔ "موسیٰ اس کے وجود پر سایہ کرتے اسے خود کے نیچے چھپا گیا۔ اس کی کلائیاں پہلے ہی پکڑ لی کہیں وہ پھر مزاحمت کرتے اسٹمنٹ نہ اتار دے۔

موسیٰ!!!... "اس نے روکنا چاہا مگر وہ اس کی سانسیں ہی قید کر گیا۔"

اس کی سانسیں پیتے وہ مدہوش ہو رہا تھا۔ نرمی سے اس کے کبھی اوپری تو کبھی بالائی لب پر ہونٹ رکھتا۔ انہیں دانتوں تلے دبائے کھینچتا وہ سانسیں بھرتے پڑی تھی۔ مزاحمت کرنا اسے سخت ناپسند تھا۔

موسیٰ اسے اچھے سے سمجھا رہا تھا وہ اس کے نشان دیکھ کر کیا محسوس کر چکا تھا۔

تم نے بھی تو ایسے ہی نشان دیے تھے۔ "اس کے پیچھے ہوتے ہی سانسیں"

ہموار کرنے کے بعد کہا۔

موسیٰ اس پر ہی پڑا تھا۔ اپنا سر اس کے سینے پر رکھے اس کے وجود کے ابھار پر نظریں جمائے تھا۔

میرے دیے نشان کیا تکلیف دہ تھے؟؟.."موسیٰ کے سوال سے زیادہ لہجا"

خمار میں بھرا تھا۔

تمہاری قربت میں گم کر میں محسوس ہی نہیں کر سکی وہ تکلیف دہ تھے کہ"

نہیں۔ "کھوئے سے لہجے میں بتایا۔

موسیٰ اوپر ہوتے نرمی سے اس کے ہونٹ چومے۔ اس کے ساتھ لیٹتے اس کا

ماٹھا چوما۔

سو جاؤ۔ نیند پوری ہونا بھی اس حالت میں بہت ضروری ہے۔ "وہ موسیٰ" کے سینے میں سر چھپا گئی۔ یہ تو شکر تھا اس نے آزاد کر دیا۔ ورنہ وہ تو اس سے کئی زیادہ اگے جانے کا عادی تھا۔

پری تو سوچکی تھی مگر وہ نہیں سویا۔

وہ اپنے اور پری کے حوالے سے تانے بانے بن رہا تھا۔

الیکزینڈر اس کے خلاف تھا۔ وہ کبھی اس کی حمایت نہیں کرتا۔ جواج ہو چکا تھا اس کے بعد تو نہیں۔ پھر جانی تو ویسے ہی اس سب کے خلاف ہے۔ وہ کبھی پری کو بخوشی رخصت نہیں کرے گا۔ بس الیکزینڈر کے دباؤ میں مان سکتا تھا جوا الیکزینڈر کبھی نہیں ڈالتا۔

ریڈ اس کی اس حرکت سے سنبھل چکی تھی۔ اس کے ساتھ بھی تھی۔ مومنہ تو ویسے ہی پری کو اس کی بیوی مان چکی تھی۔ ان دونوں کی طرف سے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

یاں تو کچھ ایسا کرنا ہو گا جانی راضی ہو جائے یاں پھر کسی طریقے رخصتی لینی ہو گئی۔ جبراً مجبوراً کسی بھی طریقے۔۔۔۔

وہ اب پری کو یہاں نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ ہر طرف سے نظراتے خطروں کے بعد تو بلکل بھی نہیں۔ اسے زیر کرنے کی ایک ہی تو وجہ ہو سکتی تھی۔ وہ اس وجہ کو یوں نہیں چھوڑ کر جا سکتا تھا۔ اب تو ویسے بھی وہ ماں بننے والی تھی۔ موسیٰ اپنی سوچوں میں گم ہی اس کا ماتھا چوما جو ہر سوچ اور فکر سے لاپرواہ سو رہی تھی۔ وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا اسی لیے تو جانی کا فیصلہ نہیں بتایا۔ مزید سب بتا کر اسے خوفزدہ نہیں کرنا تھا۔

جس کو وہ ڈھونڈ رہے تھے وہ انہیں کے پیچھے تھا۔ مگر وہ سامنے تلاشنے میں مگن تھے۔ "یہ بات موسیٰ سمجھ چکا تھا۔ انہیں اگے دیکھنے کے بجائے پلٹنا تھا۔ مگر یہ سب وہ انہیں نہیں بتا سکتا تھا۔ ان سب کو تو بلکل بھی نہیں۔۔۔

وہ سب خود تلاش کر لیتے آج یا کل لیکن اگر وہ بتاتا تو یہاں پھنس جاتا۔ اور یہاں رکنا اس کا پلان نہیں تھا۔ نہ تو آج نہ ہی کل۔۔۔

منہاج لان میں بیٹھی شایان کے انتظار میں تھی۔ اس کے ہاتھ میں ہمیشہ کی طرح سگریٹ تھا۔ جسے پیتے وہ دروازے پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔ شایان اس کے پاس سے گزر کر جاتا مگر وہ ہاتھ پکڑتے اسے روک گئی۔ بے رخی کی وجہ بتاؤ؟؟.. "شایان نے جھٹکا دیا مگر وہ گرفت مضبوط کر گئی۔" وہ آخر پلٹا۔

میں بتانا ضروری نہیں سمجھتا۔ "سرد لہجے میں کہا۔" تو پاس کیوں رکھا ہے اگر سانسوں سے پاس نہیں کر سکتے؟؟۔ "منہا اٹھتے" اس کے روبرو ہوئی۔

میں جواب دہ نہیں۔ "منہا بازو چھوڑتے اسے کالر سے پکڑا۔" مجھے بابا سے بات کرنی ہے۔ "شایان یوں ہی بت بنے کھڑا رہا۔" میں تمہاری خواہشات پوری کرنے کے لیے یہاں نہیں لایا تھا۔ "وہ گرجا۔"

تو اپنی خواہشات ہی پوری کر لو۔ "اس کی کالر کو کھینچتے اس میں لمبی سانس"
بھرتے اس کی خوشبو خود میں اتاری۔ وہ ضبط کرتے کھڑا رہا۔ اپنی جگہ سے
ایک انچ نہیں ہلا۔

اس وجود کی طلب نہیں رہی مجھے اب۔ "وہ غصہ کرنے کے بجائے"
مسکرائی۔

تو پھر یہاں کیوں رکھا ہے؟؟؟.. "وہ گھوم پھر کر وہیں آگئی۔"

میری مرضی۔ "کالر چھڑاتے وہ وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے منہا کا بس نہیں"
چل رہا تھا خود کا سر دیوار میں دے مارے۔

شایان اپنے کمرے میں چلا گیا۔ ہمیشہ کی طرح دروازہ لاک۔ وہ بے بسی سے
دروازے کو ٹانگ مارتے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

پہلے وہ کھانا بنا دیتی تھی اب اس نے وہ بھی نہیں بنایا۔ وہ بہت غصے میں تھی۔
اور وجہ صرف شایان۔۔۔۔

چکن میں خالی برتن دیکھ وہ بس ذب خود بنانے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے چاول دیکھے۔ چکن اور باقی ضرورت کی چیزیں دیکھیں سب کچھ موجود تھا۔

اس نے چکن مجبوس بنانے کا سوچا۔ یہ پاکستانی بریانی کی طرح ہی ہوتا۔ چاول بھگوتے اس نے مصالحو بھوننے کے بعد اوپر سے سبزی اس میں ڈالتے بھوننی شروع کر دیا۔ اس کے بعد چکن ڈالتے اسے فرائی کیا۔ یوں ہی سب کرتے اس نے دھیان پیچھے بالکل نہیں دیا جہاں منہا اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ پچھلے ادھے گھنٹے سے مگن سا اپنا کام کر رہا تھا۔

اس نے دم پر رکھتے ہاتھ جھاڑے۔ جیسے ہی پلٹا تو نظر منہا پر پڑی۔

کافی ماہر شیف ہو۔ "خوشبود دیکھتے اس نے داد دی۔"

شایان اس کی سننے کے بجائے اگ کی انچ ہلکی کرتے وہاں سے چلا گی

اسے فریش ہونا تھا۔ کام سے آنے کے بعد وہ فریش تو ہوا تھا مگر اسے ابھی اپنے جسم سے یہ خوشبو نکالنی تھی۔ اسے عجیب الرجی سی ہو رہی تھی اس سے۔

اس نے دھیان ہی نہیں دیا جو وائلٹ اور موبائل شیف پر رکھا تھا وہیں پڑا ہے۔ منہا کے پاس سے گزرتے اسے دیکھا بھی نہیں۔ وہ یوں ہی کچن کے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔

اس کے جاتے ہی نظر پھیری تو موبائل دیکھ اس کی آنکھیں چمکیں۔ فوراً اسے قدم شیف کی طرف بڑھاتے موبائل اٹھایا۔

مگر براہو اس پر لاک تھا۔ اس نے اللہ کا نام لیتے اپنے اور اس کے نکاح کی ڈیٹ لگائی۔ لاک کھل گیا۔ وہ مسکراتے کال لاگ کھولنے لگی۔

وہاں سے خیام کا نمبر نکالتے بھری آنکھوں سے اسے کال ملائی۔

خیام ان دونوں کے ساتھ بیٹھا ہنستے مسکراتے ڈنر کر رہا تھا۔ رومان کی ضد پر وہ دونوں باہر آئے تھے۔

شایان؟؟؟ سب ٹھیک ہے ناں؟؟؟ اور منہا؟؟؟.. "اس سے بولا ہی نہیں"
گیا۔

بابا؟؟.... "وہ ہچکیوں سے رودی۔ خیام کو وہاں چپ لگی تھی۔ وہ تو اس کے"
رونے کی آواز سنتے سٹل ہو گیا تھا۔

بابائی مس یوالاٹ۔ پلیز مجھے آپ سے ملنا ہے۔ "وہ نندیاں بہا رہی تھی"
جب شایان کچن میں داخل ہوا۔ اسے خون اشام نظروں سے دیکھا مگر ابھی
کال نہیں کاٹ سکتا تھا۔

میں نہیں مل سکتا۔ "اس نے دل پر تھپر رکھ دیا۔ اس کی اپنی آنکھوں سے"
آنسو بہنے لگے تھے۔

کیوں نہیں مل سکتے؟؟؟ مرا ہوا سمجھ لیا ہے کیا آپ سب نے مجھے؟؟؟.. "وہ"
چیخی۔ رونے سے اس کا گلابیٹھ چکا تھا۔

ہم تو نہیں مگر تم شاید ہم سب کو مرا ہوا سمجھ کر چلی گئی تھی۔ "وہ انکھیں"
میچ گئی۔ خیام کا شکوہ بھی بجا تھا۔

ایک دفہ معاف کر دیں۔ مل لیں ایک دفہ مجھے پلینز۔۔ "وہ منت پر اترائی۔"
پہلے بھی تم نے یہ ہی کہا تھا۔ تب بھا بھی کے سمجھانے پر معاف کر دیا تھا۔"
اب نہیں کر سکوں گا۔ "وہ انہیں بتا نہیں سکی اسے ان کی باتیں کتنی تکلیف
دے رہی ہیں۔

شایان اس کو دیکھتے کھانا پلیٹ میں ڈالتے کھانے لگا۔ جیسے اس کے رونے سے
کوئی فرق ہی نہ پڑتا ہو۔

ایک موقع دے دیں؟؟؟۔۔ "پھر منت کی۔"

تب بھی دیا تھا۔ تم نے لاج ہی نہیں رکھی۔ تمہاری اس حرکت کی وجہ سے "
آج تک الیگزینڈر سے نظریں نہیں ملا پارہا۔ "وہ بھی چشمہ آنکھوں پر لگا گیا۔
کوئی اس کے آنسوؤں نہ دیکھ لے۔

اپ وہ بھول نہیں سکتے؟؟؟۔۔ "دکھ سے پوچھا۔"

دل پر ہاتھ رکھتے کہا کیا شایان یاں تم بھول سکے اپنے بچے کی موت کو؟؟؟۔۔"
وہ فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔ پہلے کھڑکی سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔

اللہ حافظ۔۔ "دل پر جبر کرتے کال کاٹ دی۔"

وہیں بیٹھے شایان کو دیکھا جو سکون سے کھانا کھا رہا تھا۔ اسے کوئی رد عمل دیتے نہ دیکھ اس نے لیل کا نمبر نکالا۔ اسے کال کرنی چاہی جب وہ ہاتھ جھاڑتے اٹھا۔ اس کے ہاتھ سے موبائل چھینتے پاکيٹ میں ڈال لیا۔ گھٹنوں کے بل اس کے پاس جھکا۔

تم جانتی ہو تمہیں معافی کیوں نہیں ملی؟؟.. "وہ حیرت سے شایان کو دیکھتی رہی۔"

کیونکہ تم سدھری نہیں ہو۔ آج بھی اپنے کیے پر پچھتاوا نہیں ہے۔ تمہیں "موقع دیا جائے تم پھر وہی کرو گی۔ وہی سب دہراؤ گی۔ تمہیں ہم سب قاتل نظر آتے ہیں جبکہ اصل میں تم قاتل ہو۔" سرد مدھم لہجے میں کہتے وہ منہا کو نظریں جھکانے پر مجبور کر گیا۔

میں قاتل نہیں ہوں۔۔ "وہ چیخی۔"

شایان نے دو انگلیوں پر اس کی تھوڑی اٹھاتے اس کا چہرہ سامنے کیا۔۔

تبسم نا نو یاد ہیں۔ وہ کچھ ماہ کا بچہ یاد ہے؟؟ جسے ابھی اس دنیا میں انا تھا۔ "وہ"
سرخ ہوتی نثریں پھر جھکا گئی۔

ہاتھوں سے شایان کو دور دھکیلتی وہ وہاں سے اپنے کمرے میں بھاگ گئی۔
شایان نیچے سے اٹھا۔ اس کا کھانا اب حرام ہو چکا تھا۔ سب کچھ وہیں چھوڑتے
وہ خود اپنے روم میں آرام کے غرض سے چلا گیا۔ تھکاوٹ تو تھی مگر نیند
کو سوں دور۔۔۔۔۔

^^^

نہیں۔ میں نے نہیں مارا نہیں۔ ان کا وقت آ گیا تھا۔ انہیں مرنا تھا۔ "وہ"
بڑبڑاتے اپنے ہی بال کھینچ رہی تھی۔
اس کا بس نہیں چل رہا تھا اپنی جان لے لے۔ وہ کیسے قاتل ہو سکتی تھی۔
نہیں ہو

میں قاتل۔ میں قاتل نہیں ہوں۔ میں قاتل ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ سب
حادثہ تھا۔ صرف ایک حادثہ۔۔۔

مگر اس کے دل میں آواز گونجی تھی۔ جو اسے خود سے نظریں چرانے پر مجبور کر رہی تھی۔

سوچا سمجھا حادثہ۔۔ "وہ یہ آواز نہیں سننا چاہتی تھی۔"

وہ تڑپتے پاگلوں کی طرح بیٹھتے چیخنے لگی۔ اس کے وجود پر جیسے چونٹیاں چل رہی تھیں۔ وہ پاگل ہو رہی تھی۔

اس نے نیچے سے اٹھتے ہھر چیخنا شروع کر دیا۔ اس کی بس ہوئی تھی۔ وہ یہ سب برداشت نہیں کر پار ہی تھی۔

شایان کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہا مگر وہ پہلے ہی کھلا تھا۔ وہ انسوؤں ہاتھوں سے صاف کرتے اس کے پاس بیڈ پر آکر لیٹ گئی۔

اس کے پاس لیٹنے سے بھی معاملہ حل نہیں ہوا۔ تو اس کے ساتھ چپکتے سر اس کے سینے پر رکھ گئی۔ اس کے دل کی دھڑکنیں سنتے اس کا اپنا دل نارمل ہو گیا۔ جو جنگ اندر چل رہی تھی وہاں جنگ بندی کا اعلان ہو گیا۔

وہ اس کی دھڑکنوں کے مقام پر ہونٹ رکھتے مسکرائی۔

شایان اٹھا ہوا تھا مگر یوں بنارہا جیسے سو رہا ہو۔ جانتا تھا وہ تڑپتے اس کی بانہیں
ڈھونڈے گی۔ اسی لیے تو اس نے دروازہ لاک نہیں کیا تھا بلکہ کھلا چھوڑ
دیا۔

وہ اسے کبھی احساس نہ کرواتا اگر اسے لگتا اسے کچھ افسوس ہے۔ مگر اسے نہ تو
اج اپنے کیے پر پچھتاوا تھا نہ ہی کل۔ وہ اپنے کیے گئے ہر عمل پر ڈٹی ہوئی
تھی۔ جیسے پہلے۔۔۔

تب لیل اسے سب کی نظروں سے بچا گئی تھی مگر اب نہیں۔ اب وہ اسے اپنی
سخت نظروں سے ہی ہر چیز کا احساس کرواتا۔ تاکہ وہ سمجھ سکے۔ نہ کہ انہیں
الگ کرنے کا سوچتی رہے۔۔

شایان اس کے ہاتھ اپنے سینے سے گزرتے دیکھ لہی سانس بھری۔
وہ اب چاہ کر بھی اسے بانہوں میں نہیں بھر سکتا تھا۔ یہ بھی ایک عذاب تھا۔
جو اس کی ذات پر اترا تھا۔

کوشش کے باوجود بھی اسے نیند نہیں آرہی تھی۔ وہ ضبط کرتے یوں ہی پڑا رہا۔ کم از کم وہ پاس تو تھی۔

محبت بھی بہت عجیب شے ہے۔ انسان چاہ کر بھی نفرت نہیں کر پاتا۔ دل سے نکال نہیں پاتا۔ دور نہیں جھٹک پاتا۔

^^^

الیکزینڈر کے گاڑی روکتے ہی وہ اترتے اندر کی طرف بڑھ گئی۔ الیکزینڈر بھی گاڑی پارک کرتے اندر آیا۔

وہ باہر ہال میں بیٹھی تھی۔ ٹی وی آن تھا مگر دھیان اس طرف نہیں تھا۔ کمرے میں چلیں۔ "لیل نے اگنور کر دیا۔ وہ دانت پیستے اس کے ساتھ آ" بیٹھا۔

میری سمجھ نہیں آرہی آپ کو۔ اٹھ کر کمرے میں چلیں۔ سونا ہے آپ" کو۔ "لیل ڈھیٹ بنی بیٹھی رہی۔

وائیٹ روز؟؟؟؟؟۔ "سراٹھاتے اب اسے دیکھا"

تم سو جاؤ میں دیکھ لوں گیں مجھے سونا ہے کہ نہیں۔ "جواب دیتے پھر چہرہ"
موڑ گئی۔

ادھر دیکھیں اور بتائیں کیا مسئلہ ہے؟؟۔ "وہ انجان بن رہا تھا۔"
الیگزینڈر اس کی گردن میں ہاتھ ڈال لیا۔ اسے چہرہ موڑنے نہیں دیا۔
میری خود کی بیٹی بھی ہوتی تو میں یہ ہی فیصلہ کرتا۔ "الیگزینڈر اس کی شکوہ"
کرتی نظریں چومیں۔۔

پری بھی تو موسیٰ کو پسند کرتی ہے۔ کیا تم اپنی بیٹی کہ پسند کو بھی کوئی ویلیو"
نہیں دیتے؟؟۔۔ "الیگزینڈر اسے دیکھا جو پھولے منہ سے بیٹھی تھی۔
موسیٰ کا خود پر کنٹرول نہیں ہے۔ اور وہ بچی چھوٹی ہے۔ "لیل نے اس کی"
کالر پکڑی۔

تمہارا خود پر کنٹرول ہے؟؟۔۔ "استہزایہ پوچھتے وہ الیگزینڈر کو مسکرا نے پر"
مجبور کر گئی۔

اس کا ثبوت یہ ہے تو۔ "جھکتے لیل کو پیٹ چوما۔ غصے کی گھلی سرخی میں"
شرماہٹ کی سرخی چھپ گئی۔

باتیں مت بناؤ۔ جواب دو۔ "الیگزینڈر اسے پاس کرنا چاہا مگر اس کی"
مزاحمت پر رک گیا۔

لیل وہ بچی ہے۔ پندرہ سال کی بچی۔ وہ کسی بچے کی ذمہ داری سنبھالنے کے
لیے چھوٹی ہے۔ "الیگزینڈر نے سمجھنا چاہا۔

لیل الیگزینڈر کا گریبان پکڑتے اسے پاس کیا۔

خود مجھے کس نظر سے دیکھتے تھے بچپن میں؟؟؟.. "لیل کے سوال پر وہ"
مسکرایا۔

شرافت بھری تو بالکل بھی نہیں تھی۔ "لیل مزید اسے کھینچتے پاس کیا۔ اس"
کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے دیکھتی رہی۔

اگر میں تمہیں تب پندرہ سال کی عمر میں مل جاتی تو کیا بھول جاتے اپنے"
حقوق؟؟؟ کر لیتے صبر؟... "الیگزینڈر نے اسے دیکھا جو سراپا سوال تھی۔

نہیں۔ کبھی نہیں کرتا۔ آپ کے معاملے میں دل کسی کی نہیں سنتا۔ دماغ"
بھی نہیں۔" لیل نے جتنا تے کالرپر گرفت مضبوط کی۔

وہ بھی تمہاری طرح ہے۔ کیسے کر لیتا صبر؟؟؟ جب تم نہیں کر سکتے تھے۔"
پھر اس کے اتنا خلاف کیوں ہو رہے ہو؟؟؟.." الیگزینڈر کی آنکھوں میں خمار
اترا۔

یہ باتیں صبح کریں گیں۔ ابھی کمرے میں۔۔" الیگزینڈر لیل کی مزاحمت "
کو اگنور کرتے اسے بانہوں میں اٹھالیا۔

اسے بیڈ پر ڈالتے اپنی شرٹ اتار کر دور پھینکی تھی۔

سکندر میں تم سے کچھ پوچھ رہی تھی۔ یہ سب کرنے کا نہیں کہا۔" ابھی وہ "
اٹھ کر جاتی جب الیگزینڈر نے اسے روک لیا۔

اسے بازو سے ہکڑتے واپس بیڈ پر ڈالا۔

اس کے وجود پر اپنا سایہ کرتے وہ لیل کے ماتھے پر چمکتے پسینے کو دیکھ
مسکرایا۔

فکر نہیں کریں۔ اس امتحان کا نتیجہ نکل آیا ہے۔ اب فکر فضول ہے۔ "لیل"
مزاحمت کرنی چاہی مگر وہ اس کے ہونٹوں پر جھک آیا۔

اس کے ہونٹوں کی نمی کو چنتے وہ اس کے حلق میں بھی کانٹے اگا گیا۔
لیل کے ہاتھوں کو قابو کرتے اس کے ہانٹوں کو یوں کھارہا تھا جیسے وہ بچپن
میں چاکلیٹ کھاتی تھی۔ اس کے ہونٹ چباتے وہ بھول گیا تھا سب کچھ ہی
لیل کی سانسیں ناہموار ہوئی تھیں۔ وہ تڑپ اٹھی تھی اس کے اتنی شدت
دیکھانے پر مگر اسے کون بتائے۔۔۔

لیل دونوں ہاتھوں میں الیگزینڈر کے بال پکڑ لیے مگر وہ پیچھے نہیں ہٹا۔
اس کے بالائی لب کو چومتے جیسے ان کا رس پی رہا ہو۔

اچانک لیل کو یوں ہی چھوڑ وہ اٹھا۔ لیل نے شکر ادا کیا تھا وہ دور ہوا۔
وہ اٹھتے روم رفرجیٹر میں سے ہنی کا ڈبہ نکالا یا۔

لیل اس کے ہاتھ میں شہد دیکھ ابھی بیڈ سے اٹھتی وہ اس پر سایہ کر گیا۔

اوہوں یہ فضول ہے۔ "سرگوشی کرتے سائیڈ سیبل پر رکھا وہ ڈبہ اٹھایا۔"

اپنی انگلیوں پر شہد نکالتے لیل کے ہونٹوں پر رکھا۔ اچھے سے ملتے وہ اس کے ہونٹ بھی سرخ کر گیا۔

لیل کی سانسیں بھاری ہونے لگی تھیں۔ وہ جھکتے اس کے ہونٹوں سے شہد پینے لگا۔ اس کی سانسوں کے ساتھ۔۔۔

لیل سانس بھرتے تڑپی۔ وہ اس کے وجود پر جھکا اس کے لبوں کو کھارہا تھا۔ اس کے ہونٹوں سے شہد چوستے وہ بتارہا تھا یہ تڑپ کسی ہے۔ بتارہا تھا الیگزینڈر کے جنون میں صبر ہے ہی نہیں۔ وہ بھی لیل کے معاملے میں۔ وہ تڑپتے الیگزینڈر کے دونوں بازوؤں پر ناخنوں سے نشان بنا چکی تھی مگر کوئی فائزہ نہیں۔۔۔

دوبارہ جھکتے انگلی پر شہد لیا۔

دوسرے ہاتھ سے اس کی شرٹ کھسکاتے اس کی گردن اور بیوٹی بونز پر شہد مسل دیا۔۔

ساتھ ہونٹوں سے چنے لگا۔ اس کے وجود سے شہد چنتے وہ بھول گیا یہ خوشی منانے کا انداز اس کی وائٹ روز کونڈھال کر دے گا۔ جو پہلے ہی تھک چکی تھی۔

لیل آخر تھکتے کافی زور سے اس کے بال کھینچے۔ الیگزینڈر نے دور ہوتے اسے دیکھا۔ وہ سانسیں بھرتے تڑپ رہی تھی۔ اس کے پیچھے ہوتے یوں سانسیں لینے لگی جیسے سالوں سے یوں ہی بغیر سانسوں کے پڑی ہو۔

تم ظالم ہو۔ مت کرو ایسا۔ میں تھک گئی ہوں۔ "الیگزینڈر مسکرایا۔ اس" نے بہت مشکل سے جملہ مکمل کیا تھا۔

مگر میں نہیں تھکا۔ "سرگوشی کرتے اس کی شرٹ مزید نیچے کر دی۔ اس" کے دھڑکنوں کے مقام کو چومتے وہ ہر چیز فراموش کر گیا۔

لیل کی شرٹ اس کے وجود سے کھسکنے لگی تھی اور وہ سوائے تڑپنے کے اور کچھ نہیں کر پار ہی تھی۔ اس کے ہونٹ سینہ پیٹ بس چپ چپا ہو رہا تھا۔

الیکزینڈر نے خوشی کے اظہار کے طور پر اس کے وجود کو شہد سے نہا دیا تھا۔
جواب وہ اپنے ہونٹوں سے چن بھی رہا تھا
لیل سر پٹخ رہی تھی۔ سانسیں بھرنے چھوڑنے سے پیٹ اور وجود کے ابھار
کے باہر آنے پر وہ مسکراتا۔ اس کا بلی بٹن بھی اپنی چھپ دیکھاتا تھا۔ وہ
مسکراتے اہستہ اہستہ سب پردے گرا گیا۔ اس کے وجود کو خود میں چھپاتے
لائٹس بھی اف نہیں کیں۔ مگر یہاں پر واہ نہ آج تھی اور نہ ہی کل۔۔
نہ پھر کبھی ہوتی۔



اس کی آنکھ اپنے ہونٹوں پر چھتے لمس سے کھلی۔ جیسے کوئی اس کے ہونٹوں کو
کاٹ رہا ہو۔ مگر خوشبو بتا رہی تھی یہ کام کس کا ہے۔ اس لیے سکون سے
ویسے ہی پڑا رہا۔

..... مگر کتنی دیر

آخر اس کے شدتوں سے کاٹنے پر اس نے آنکھیں کھولیں۔ اس کے منہ میں
خون کا ذائقہ جا رہا تھا۔ اس نے آنکھیں کھولتے اپنی چھوٹی سی بیوی کو دیکھا جو
اس کے وجود پر جھکی اس کے ہونٹ کھانے کی کوششوں میں تھی۔

وائیٹ؟؟؟.... "موسیٰ نے اسے پکارا جواب ناخن سے اس کے ہونٹوں کو"
چھیننے کی کوشش کر رہی تھی۔

چپ۔۔ مجھے تمہارے ہونٹوں سے یہ پرت نکالنی ہے۔ تمہارے ہونٹ تو"
پنک ہے۔ یہ براونی کیوں ہو گئے؟؟؟... "گھورتے کہتے وہ پھر پہلے سے زخمی
ہونٹوں کو زخمی کرتی موسیٰ اس کے ہاتھ قابو کرتے اپنی گردن میں باندھ

گیا۔

یہ ہی کمر ہے ان کا۔ تم نے انج نوٹ کیا ورنہ چند دن سے ایسا ہی ہے۔ "پری"
نے اسے گھورتے دانتوں سے اس کی گال سرخ کر دی۔ وہ سسکی بھی نہیں
بھرسکا۔

کیوں ہیں یہ ایسے؟؟ یہ پنک تھے۔ "اپنی بات پر زور دیا۔"
سموکنگ کی وجہ سے۔ "موسیٰ دیکھ سکتا تھا اس کے غصے کا گراف کیسے بڑھا"
تھا۔

تمہاری کون سی محبوب بچھڑ گئی تھی جس کے دکھ میں سموکنگ شروع کر
دی؟؟؟.. "اس کا بس نہیں چل رہا تھا موسیٰ کے ہونٹوں کو چھیل کر ان میں
سے پنک لپس واپس نکال لے۔

بچھڑی تھیں ناں ریڈ۔۔۔ "اس نے لیل اور منہا کے اغواہ کا حوالہ دیا۔"
ایک دفہ سموکنگ سے یہ حال ہو گیا؟؟؟ تم اب مجھے سگریٹ کو ہاتھ لگا کر
دیکھاؤ۔ اتنے پیارے ہونٹ تھے تم نے خراب کر دیے۔ "گھورتے دوبارہ
جھکتی جب موسیٰ نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے روکا۔

اس کے ہونٹ پہلے سے جل رہے تھے۔ وہ تو اپنا غصہ ہی نکالنے پر آگئی تھی۔۔

ہو جائیں گیں واپس پنک۔ صبر کرو۔ "پری اسے گھورا مگر اس کے وعدہ" والی ادا پر ہاں میں سر ہلا گئی۔

مجھے ابھی جانا ہے۔۔ "پری نے ہاتھ اس کی گردن میں باندھ دیے۔ جو" پہلے ہی اس کی گردن میں تھے۔ سر اس کے سینے پر رکھ دیا۔۔
نو۔۔ "موسیٰ نے سانس بھری۔"

مائے وچ ریڈ سے بات کرنی ہے مجھے۔ پھر تمہاری رخصتی ہو گی ناں۔ ہمیشہ " ہمیشہ کے لیے میرے کایج میں جائیں گیں۔ "اس نے خوشی سے سراٹھایا۔
موسیٰ کے ہاں میں سر ہلانے پر اس کی گال چومی۔ جہاں پہلے دانت سے کاٹا تھا وہیں ہونٹ رکھ دیے۔

موسیٰ اسے اوپر کرتے بیڈ سے اٹھا۔ آنے میں اپنا عکس دیکھا تو ہونٹ سے واقعی خون نکل رہا تھا۔

پری اس کے خود کو دیکھنے پر ڈھٹائی سے دیکھتی رہی۔

تم میں ریڈ سے ڈائریکٹ بلیک کنگ کی روح آ جاتی ہے۔ بچ کر رہنا پڑے۔"
گا۔ "وہ کھلکھلائی۔

باہر کھڑے ہارون نے اس کی کھلکھلاہٹ کی آواز سنی۔ وہ بہت زور سے ہنسی
تھی۔

وہ پری سے ملنے کے لیے دروازہ کھولنے لگا مگر لاک تھا۔

موسیٰ دروازے پر کسی کو محسوس کرتے اس طرف بڑھا۔ ویسے بھی سب
لوگ جان چکے تھے۔ ہھر چھپنے کا کوئی مقصد نہیں تھا۔ پری اسے روکنا چاہا
مگر تب تک وہ دروازہ کھول گیا

ہارون اسے اپنی بہن کے کمرے سے نمودار ہوتے دیکھ پہلے تو پتھر کا ہو گیا۔

ہارون کا جے دیکھ پری نے موسیٰ کی طرف چہرہ کیا۔

How dare you.....

ہارون غصے سے اس پر ہاتھ اٹھاتا جب پری درمیان میں آگئی۔ مگر موسیٰ نے پہلے ہی اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

Don't you dare this....

وارن کرتے پری کا چہرہ ہاتھوں میں تھا۔ اس کے ٹھیک ہوں کہنے پر وہ مطمئن ہوا۔

پری یہ سب کیا ہے؟؟؟.. "اسے موسیٰ سے نارمل بات کرتے دیکھ وہ چیخا۔"
موسیٰ تم جاؤ۔ "ہارون نے اسے گھورا۔"
موسیٰ اس کا گال چومنا چاہتا تھا اس کی نظروں کی التجا پر چلا گیا۔

^^^

مومنہ ابھی سوئی ہوئی تھی۔ جانی کچھ شور کی آواز پر اٹھا مگر ابھی تو کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔ اس نے سر جھٹکا۔

پھر وہیں پڑے پاستہ کی ادھی پلیٹ دیکھ اس نے مومنہ کو دیکھا۔ اسے پاستہ نہیں پسند تھا پھر!!! وہ ٹھہر گیا۔

مومنہ اٹھو۔۔۔۔" وہ اب اٹھارہ سالہ مومنہ نہیں تھی جسے اٹھانے کے " لیے جتن کرنے پڑتے۔ اب وہ بہت آسانی سے اٹھ جاتی تھی۔ بچوں کے بعد تو زیادہ ایسی ہو گئی۔

کیا ہوا؟؟؟.. "منہ پر ہاتھ رکھتے باسی روکی۔۔ بالوں کا جوڑا بناتے جانی کو " دیکھا۔

تمہیں تو پاستہ پسند نہیں ہے؟؟؟.. " وہ جیسے کچھ کنفرم کرنا چاہتا تھا۔۔ " موسیٰ کے ہاتھ بنا پاستہ الگ ہوتا ہے۔ " وہ مسکرائی۔ " موسیٰ؟؟؟... " انکھیں ذرا پھیلیں۔

وہ رات پری کے ساتھ تھا۔ اسے بھوک لگی تو کچن میں پاستہ بنا رہا تھا۔ مجھے " بھی ٹیسٹ کرنا تھا تو لے آئی۔ " لا پرواہی سے بتایا۔

Momina this is too much.....

وہ ایک جھٹکے سے بیڈ سے اتر اٹھا۔ مومنہ بھی اس کے پیچھے ہی اٹھی۔ وہ جانی کے اس رویے کو نہیں سمجھی تھی۔

پری ہارون کا ہاتھ تھامتے اسے اندر لے آئی۔ اسے بیڈ پر بٹھاتے خود اس کے ساتھ بیٹھی۔

وہ اس وقت کل والے کپڑوں میں ہی تھی۔ موسیٰ اس کے آرام کے غرض سے اسے اٹھاتے کپڑے بدلنے کا نہیں کہا تھا۔

تمہیں کل کے بارے میں کچھ نہیں پتا؟؟؟.. "پری کے سوال پر اس نے " ناں میں سر ہلایا۔

پری نے تھوک نگلا۔ وہ چاہے چھوٹا تھا مگر تھا بھائی ہی۔ بہن کی ایسی باتیں سن کر غصہ ہی ہوتا۔

وہ مشرقی مرد تھے۔ اپنی عورتوں کے معاملے میں بہت سنجیدہ۔

وہ میرا اور موسیٰ کا نکاح ہوا تھا تین سال پہلے۔۔۔ "اس نے جملہ مکمل " کرتے ہارون کی طرف دیکھا۔ اس کی نظریں سرخ تھیں۔

مومنہ سوچ رہی تھی وہ ہارون کی مدد لے سکتی ہے جانی کو منانے میں۔ اسی لیے اسے سب بتا رہی تھی۔

اور میں پریگنٹ..... "اس کی بات مکمل نہ ہوئی تھی۔ ہارون کا ہاتھ اٹھا" تھا مگر کسی نے درمیان میں ہی روک دیا پری ڈرتے چہرہ چھپا گئی۔

جانی اسے دور جھٹکتے پری کو سینے سے لگایا۔

ہارون کوشش بھی مت کرنا۔ میں نے کبھی اپنی جان سے پیاری بیوی کو "بھی اپنی بیٹی پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں دی۔" وارن کرتے پری کی ہچکیاں سنتے وہ پریشان ہوا۔

بابا بھی بھی اپ کو۔۔۔۔ "جانی نے ہاتھ اٹھاتے اسے خاموش کروایا۔" مومنہ بھی کھڑی سب دیکھ رہی تھی۔

میری بیٹی کا معاملہ ہے۔ میں ہینڈل کر لوں گا۔ تمہاری ضرورت نہیں ہے "مجھے۔" وہ تاسف سے دیکھتے وہاں سے چلا گیا۔

مومنہ کے پاس سے گزرتے شکوہ کرتی نظروں سے دیکھا۔ مگر مومنہ بھی
رخ موڑ گئی۔ اسے بھی ہارون کا ہاتھ اٹھانا اچھا نہیں لگا تھا۔
وہ چلا گیا مومنہ اندرائی۔

جانی اسے بیڈ پر بٹھاتے اس کے لیے پانی لے آیا۔ پری ہچکی بھرتے پانی پیا تھا۔
بس میرا بچہ بس۔۔ اس حالت میں روتے نہیں۔ "مومنہ اس کو سینے"
سے لگاتے پچکارنے لگی۔ وہ کچھ دیر میں خاموش ہو گئی۔
آنسوؤں خشک ہو گے۔ ہچکیاں تھم گئیں۔

اسے پانی دیتے جانی نے سائیڈ ٹیبل پر پڑی پاستے کی خالی پلیٹ دیکھ لی تھی۔
موسیٰ کا خیال رکھنا بھی اسے نرم نہیں کر پارہا تھا۔

معصومہ میرا بچہ اب ٹھیک ہے؟؟؟ "پری نے سر جھکاتے ہاں میں سر"

ہلایا۔

چلو ٹھیک۔ اج ماما کے ساتھ دوبارہ ایک اپ کروانا۔ اپنا بہت خیال رکھنا۔
ہے اب میرے بچے نے۔ "جانی کے پیار پر وہ مومنہ سے الگ ہوتے اس کے
سینے سے لگی۔

جانی نے اس کا ماتھا چوما۔ وہ اپنی بیٹی سے ناراض نہیں ہو سکتا تھا۔ کبھی بھی
نہیں۔

موسیٰ اب اگر ایسا تو مجھے بتانا ہے۔ "جانی کی اس بات پر وہ ہونٹ کاٹنے لگی۔"
جانی نے اس کا چہرہ سامنے کیا۔

بابا وہ برا نہیں ہے۔ "اس نے صفائی دی۔ اب مومنہ مسکراتے اسے جتاتی"
نظروں سے دیکھا۔

مگر وہ اچھا بھی نہیں ہے۔ "جانی کی بات پر مومنہ تو اسے گھورنے لگی تھی۔"
پری تم بس اپنا خیال رکھو۔ اور ٹینشن نہیں لینی۔ باقی ہم دیکھ لیں گیں۔"
مومنہ کی بات پر جانی بھی خاموش ہو گیا۔ وہ اچھے سے سمجھ چکا تھا اس کی بیٹی

موسیٰ سے دور نہیں جانا چاہتی۔ مگر وہ اپنی بیٹی کی نادانی میں اس کی زندگی خراب نہیں کر سکتا تھا۔

میں افسس جا رہا ہوں۔ کھانا وہیں کھالوں گا۔ آج بہت لیٹ ہو گیا۔ تم پری کو" ساتھ لے جانا یاد سے۔" مومنہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

وہ دونوں کا ماتھا چومتے چلا گیا۔ ناراضگی اپنی جگہ اور عادت اپنی جگہ۔۔ اس کے جاتے ہی مومنہ واپس پری کو دیکھا۔

مجھے کیوں نہیں بتایا موسیٰ کے بارے میں۔" مومنہ کا لہجہ مسکراتا تھا۔ وہ" انگلیاں چٹخنے لگی۔ ابھی ان سے اس قدر دوستی نہیں تھی وہ ایسی باتیں اسانی سے کر لیتی۔

اس نے منع کیا تھا کسی کو بھی بتانے سے۔" مومنہ مسکراتے اسے سینے سے" لگایا۔

بڑی فرمانبردار بیوی ملی ہے میرے موسیٰ کو۔" اس کے قہقہہ لگانے پر پری" چھپنے کے لیے جگہ تلاش کرنے لگی۔۔

موسیٰ بہت اچھا ہے۔ کبھی اس کا ساتھ مت چھوڑنا۔ تمہارے بابا آہستہ " آہستہ سمجھ جائیں گیں۔ " وہ مومنہ کے سینے سے لگ گئی۔
کچھ دیر ہوں ہی گزر گئی۔ مومنہ کھانا بنانے چلی گئی۔ وہ فریش ہونے کے لیے اٹھی۔

ابھی وہ مومنہ کی باتوں کے اثر کے طور پر شرمسار ہی تھی۔ اور کسی بات کی فکر میں نہیں تھی۔

^^^

الیگزینڈر کی بانہوں میں بے سدھ پڑا اس کی وائٹ روز کا وجود تھا۔ جسے وہ مسکراتی نظروں سے نہا رہا تھا۔ وہ الیگزینڈر کی ہی شرٹ میں تھی۔ پہلے دو کھلے بٹنز سے اس کی کالر بونز نظر آرہی تھیں۔

الیگزینڈر جھکتے انہیں چومے۔ سانس لینے سے وہ مزید واضح ہوتے اس کی خوبصورتی میں نکھار کی وجہ بنتیں۔

سکندر مت کرو۔ "روہانسی آواز میں کہا گیا تھا۔"

الیکزینڈر پیچھے ہوتے اس کے لب چومے۔ اس کی مونچھوں کی چھبن پر وہ
برے سے منہ بنانے لگی مگر اٹھی نہیں۔

اٹھنے کا کوئی ارادہ نہیں؟؟؟.. "جھکتے لیل کے کان میں سرگوشی کی۔"

مجھے ابھی سونا ہے۔ "معصومیت سے کہا تھا۔"

نو۔۔ ایکسر سائز کرنی ہے ابھی اپ نے۔ فریش جوس اور فروٹس کھانے
ہیں۔ اپنی صحت کا بہت خیال رکھنا ہے۔ "وہ صبح صبح ان باتوں پر کڑوے منہ
بناتے رخ ہی موڑ گئی۔

الیکزینڈر اس کے ساتھ لیٹتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا۔ چہرہ اس کی گردن اور
کندھے کے درمیان رکھا۔ لیل کا پنی اس کے رات والے لمس پر۔

الیکزینڈر کے ہاتھ اس کی شرٹ کے اندر سے اس کے وجود پر اٹھکیلیاں
کرنے لگے۔ وہ تڑپتے اس کے ہاتھ تھام گئی مگر اسے روکنا لیل کے بس کی

بات نہیں تھی

مم۔۔ میں اٹھتی تمہوں پلیز۔۔ "الیکزینڈر اس کی کمر میں چٹکی کاٹتے ہاتھ"
نکال لیا۔ وہ سسکتے شکر کرتے سیدھی ہوئی۔ الیکزینڈر کو گھورا۔ جو مسکرا رہا
تھا۔

آپ ویسے اٹھتی نہیں ہیں۔ آپ کا اپنا بھی قصور ہے۔ "وہ منہ بنا گئی۔"
اچھا ابھی اٹھیں شاباش۔ فریش ہوں۔ "لیل نڈھال سی اس کے سینے پر سر"
ٹکا گئی۔

پلیزز۔۔ "اخر ذہ منت کی۔"

نو۔۔۔ "اسے گھورتے اٹھ گئی۔"

الیکزینڈر سر کے نیچے ہاتھ باندھتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔ اس کے وجود
کو نہارنے لگا۔ جو الماری کے سامنے کھڑی سوچ رہی تھی کیا پہنوں۔۔۔
تھائز تک جاتی اس کی شرٹ پہنے وہ اسے مجبور کر رہی تھی وہ اسے دوبارہ
بانہوں میں بھر لے۔

ہاتھ اوپر کرتے ہیں مگر اتارنے لگی۔ ابھی ادھا ہی ہاتھ اوپر کیا تھا جب الیگزینڈر کی نظروں کی تپش پر چہرہ موڑا۔ اسے خود کو گھورتے دیکھ غصے سے اگے بڑھتے ڈریسنگ روم کا دروازہ بند کر دیا۔ الیگزینڈر مسکرایا۔
وہ جان بوجھ کے اسے تنگ کرتا تھا۔

الیگزینڈر نیچے کسی روم میں فریش ہونے چلا گیا۔ لیل بھی فریش ہوتے جم سوٹ میں نیچے آئی۔

الیگزینڈر ہال میں کھڑا اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے دیکھ لب دبائے جو اس طرح کے کپڑوں میں مزید چھوٹی لگتی تھی۔

اجائیں۔ "لیل کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے جم لے گیا۔"

لیل سے اب وہ چھوٹی موٹی ایکسرسائز ہی کروا رہا تھا۔ اس میں بھی لیل کے نخرے ہی ختم نہیں ہوتے۔ جن پر الیگزینڈر اسے گھورتا مگر وہ پرواہ نہیں کرتی۔

الیکزینڈر فریش ہونے چلا گیا۔ لیل جم سوٹ میں ہی جو س بنانے لگی۔
الیکزینڈر کے اتے ہی اسے جو س دیا۔ جو لیل کے ہونٹ چومتے اس نے تھام
لیا۔

وہیں اندر داخل ہوتے موسیٰ نے یہ منظر دیکھا۔ حلق تک کڑوا ہوا۔ صرف یہ
سوچ کر الیکزینڈر کی انہیں بے قرار یوں کی وجہ سے اب کوئی اور بھی لیل کا
حصے دار آگیا ہے۔ جو لیل کی گود میں لیٹے گا۔

موسیٰ یہ لو جو س تم بھی۔ "لیل نے اپنا اسے دینا چاہا۔"
الیکزینڈر نے وہ خود لے لیا اپنے والا موسیٰ کو پکڑا نا چاہا جسے اس نے ہاتھ ہی
نہیں لگایا۔

آس سے اچھا زہر کھالوں۔ "غصے سے کہنے پر لیل نے اسے گھورا۔"
وہ اگے ہوتے لیل سے ملتے اپنے کمرے میں چلا گیا۔
آپ ابھی بھی چاہتی ہیں میں اس کی حمایت کروں؟؟.. "الیکزینڈر اس
کے انداز پر اس کی پشت کو گھورا۔

تم خود بھی یہ ہی چاہتے تھے۔ "گھورتے باور کروایا۔ اس کا جھوٹا جوس"

پکڑتے خود پینے لگی۔

دونوں ہی کچن میں آگئے۔ الیگزینڈر کو کام پر بھیج کر ہی لیل اب موسیٰ سے ملتی ورنہ اس بات پر وہ الگ غصہ کرتا۔

لیل نے فروٹس کھائے تھے وہ ابھی کھانا نہیں کھاتی۔ الیگزینڈر بھی کچھ نہیں کھایا۔ جو کھانا بنا تھا فریز کر دیا۔

موسیٰ کے ساتھ چیک اپ کروا آئے گا اور دوپہر میں کہیں باہر لنچ کریں"

گیں۔ "لیل نے ہاں میں سر ہلایا۔

الیگزینڈر جھکتے اس کے ہونٹوں کو بوسہ لیا۔ لیل ہاتھ اس کے بالوں میں الجھا گئی۔ الیگزینڈر بھی اس کے بال کھینچنے پر ہی دور ہو اور نہ ارادہ اس کی سانسیں پی لینے کا ہی تھا۔

الیگزینڈر بریف کیس لیتے چلا گیا۔ اسے سی اف کرنے کے بعد لیل موسیٰ کے کمرے میں آئی۔ وہ وہاں نہیں تھا۔

اب وہ موسیٰ کی پیٹنگ روم میں آئی۔ جس میں جانے کی کسی کو اجازت نہیں تھی۔۔ لیل کے دروازے کھولتے ہی وہ متوجہ ہوا۔

برش ہاتھ سے نیچے رکھ دیا۔

کیا ہوا؟؟؟.. "لیل اس کے سٹول کے پاس کھڑی ہوئی۔ ہاتھ سے اس کے " بال بگاڑے۔

وہ کسی جھرنے کو پیٹ کر رہا تھا۔ اس نے واٹر فال بہت مہارت سے پیٹ کیا تھا۔ وہ دیکھ کر بس داد ہی دے سکتی تھی۔

وہ جانتی تھی موسیٰ الیگزینڈر سے اچھا پیٹر ہے مگر مان نہیں سکتی تھی۔ محبت جان کر بھی نہ ماننے کا ہی عمل ہے۔

کچھ نہیں۔ "لیل دیکھ سکتی تھی پریشان سا ہے۔ اور وجہ وہ جانتی تھی۔۔ " تمہاری شدت پسندی مجھ جیسی ہے۔ مجھے بھی نفرت ہوتی تھی ہر اس شخص " سے جو ان کے قریب ہوتا جن سے میں محبت کرتی۔ "موسیٰ اسے سٹول کر بٹھاتے خود اس کے پاس کھڑا ہو گیا۔۔

انغم ماما کے قریب تھی اس لیے مجھے وہ ناپسند تھی۔ میں زندگی کے دس بارہ "سال اس سے نفرت کرتی رہی ہوں۔ اور یہ بات صرف تمہیں بتا رہی ہوں۔" موسیٰ آنکھوں سے مطمئن کیا۔

پھر الیگزینڈر کے پاس اتے ہر شخص سے نفرت ہوتی۔ عسنا کے الیگزینڈر کو "چھونے پر اس کے گولی چلا دی تھی میں نے۔ پھر جب پرگیننسی کا علم ہوا تو اس لیے چھپاتی رہی کہیں الیگزینڈر تمہیں مجھ سے زیادہ پیار نہ کرے۔" موسیٰ لیل کا ماتھا چوما۔

اور وہ اپ سے زیادہ کسی کو پیار کر ہی نہیں سکتے۔ کسی کو بھی نہیں۔ خود کو "بھی نہیں۔" لیل مسکرا دی۔

پھر تم اس دنیا میں آئے۔ تم سکندر کے پاس رہتے۔ اس جیسے کپڑے "پہنتے۔ اسے فالو کرتے مجھے غصہ اتا۔ مگر جب وہ پاس نہیں ہوتا اور ہم دونوں "ہوتے مجھے تم پر پیار اتا۔

جیسے ابھی۔" موسیٰ لب دبا گیا۔ لیل نے اسے گھورا۔

اب تم اس بات پر جیسے ہو رہے ہو کوئی تمہاری طرح ہمارے قریب ہو"
گا۔ تو لگ رہا ہے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھ رہی ہوں۔ میں خود ڈرتی ہوں اگر
بیٹی ہوئی تو!!!.. اور الیگزینڈر اس سے جنید کی طرح محبت کرنے لگا تو؟؟؟...
کہیں وہ مجھے بھول نہ جائے۔ مگر اسے بیٹی کی بھی بہت خواہش ہے۔" آخر
میں بے بسی سے کہا۔

پھر آپ میرے ساتھ چلنا۔ آپ کو جنگل گھماؤں گا۔ سکندر کو چھوڑیں۔"
موسیٰ شرارت سے کہا۔

نس نس میں بستا ہے وہ۔۔ اسے چھوڑ کر مرجاؤں گیں۔" موسیٰ لیل کا
بالوں سے ڈھکاسرچوما۔ وہ آج بھی پہلے جیسے ہی تھے۔ لیل کٹواتی رہتی تھی۔
اس سے زیادہ لمبے بال نہیں سنبھالے جاتے تھے۔

کچھ ایک حادثے کے بعد اس کے بال جھڑنے لگے تھے۔ وہ خود بھی بہت
کمزور ہو گئی تھی۔ یہ تو الیگزینڈر اور موسیٰ کی توجہ سے واپس پہلے جیسی ہو
گئی۔

پھر تو کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ "لیل اس پینٹنگ کو ذرا فاصلے سے چھوا۔"

بعض دفعہ ہمیں خود سے محبت کرنے والوں کے لیے دل بڑا کرنا پڑتا ہے۔ نہ "چاہتے ہوئے بھی کچھ فیصلے لینے پڑتے ہیں۔ نہ چاہتے ہوئے بھی کچھ رشتوں میں شراکت برداشت کرنی پڑتی ہے۔" موسیٰ اس کی بات کا پس منظر سمجھ گیا۔

مجھے چیک اپ کروانے جانا ہے۔ تم ساتھ جا رہے ہو۔ پھر سکندر کے ساتھ "لنچ کریں گیں دونوں۔" اس نے مجبوراً آؤ کے کہا تھا۔

ویسے کل کیا کہہ رہے تھے؟؟ میں انصافی کرتی ہوں؟؟.. "لیل نے اسے سامنے کرتے اس کا کان پکڑا

دل پر ہاتھ رکھیں اور کہیں نہیں کرتی نا انصافی۔!!..." لیل اسے گھورا۔

جن سے محبت ہو ان کی ہر چیز سے محبت کرتے ہیں۔ ہر عیب کو دل سے لگا لیتے ہیں۔ انہیں بتاتے نہیں۔ "مطلب اب وہ شکاہت بھی نہ کرے۔

جیسا حکم۔" لیل کھلکھلائی۔ اس کا کان چھوڑا۔

تیار ہو جاو۔ چلتے ہیں۔ مومنہ بھی پری کوچیک اپ کے لیے لارہی ہے۔ ان " سے بھی مل لیں گیں۔ "لیل نے لب دبائے کہا۔ وہ مسکرا دیا۔ لیل کو یوں لگا جیسے وہ شرمایا ہو۔

تم بلش کر رہے تھے۔ "لیل نے انگلی سے اس کی گال کی طرف اشارہ کیا۔ " نہیں کر رہا بلش۔ اپ ریڈی ہو جائیں۔ پھر چلتے ہیں۔ "موسیٰ اسے " کندھوں سے تھامتے باہر لے آیا۔

موسیٰ روم کو لاک کر دیا۔ لیل فریش ہونے چلی گئی۔ موسیٰ کچن میں آگیا۔ کھانا بنا ہوا تھا۔ ان دونوں کو باتیں کرتے کافی وقت گزر چکا تھا۔ لیل موسیٰ کے ساتھ کچھ ہلکا پھلکا کھا لیا۔

ادھر مومنہ نے مسیج کر دیا وہ لوگ نکل گئے ہیں۔ ادھر لیل بھی موسیٰ کے ساتھ نکل گئی۔

وہ دونوں ہلکی پھلکی باتیں بھی کر رہے تھے۔ جن میں زیادہ لیل کو چھیڑنے والی ہی تھیں۔

وہ لوگ سیدھا ڈاکٹر کے کیمین میں آئے۔ عمر نے پہلے ہی ڈاکٹر کو فری کر دیا تھا۔ وہ صرف ان کے چیک اپ کے لیے تھا۔

لیل کے چیک اپ کے دوران ہی پری آگئی۔ لیل اسے گلے لگا کر ملی تھی۔ اس کا گال چومتے اسے شرماتے پر مجبور کر گئی۔ موسیٰ لب دبائے کھڑا رہا۔ اسے یہ پیار کا مظاہرہ اچھا لگا تھا۔

You both are sisters??...

مومنہ مسکراتے لیل کو اشارہ کیا۔ وہ بھی مسکرا دی۔

No She is my daughter in law..

لیل نے مسکراتے کہا۔ ڈاکٹر کچھ حیران ہوئی تھی۔

And you both are pregnant??..

اسے اپنی ہی بات عجیب لگی تھی۔

موسیٰ نے اسے گھورا۔ وہیں مومنہ کا قہقہہ گونجا۔

وہ ڈاکٹر شک میں ہی تھی۔ حالانکہ اس نے خود ان دونوں کی پریگنسی
چیک کی تھی۔

Yes and can we go now??..

موسیٰ نے کچھ سختی سے پوچھا۔

اس ڈاکٹر نے کچھ دوائی اور میڈیٹیشن لکھ کر دی۔ موسیٰ شکریہ کہتے ان کو
ساتھ لیتے آگیا۔

پری موسیٰ کے گلے لگنا چاہتی تھی مگر یہاں ممکن نہیں تھا۔ اسے موسیٰ کے
ہونٹ کا زخم بھی دیکھنا تھا۔ جس کو لیل نے دیکھ کر بھی ان دیکھا کر دیا تھا۔
جانتی تھی موسیٰ بہت برے طریقے سے شرماتا پھر۔

اب وہ چاروں ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے۔ لیل صرف جو سنگوایا۔ باقی
سب نے بھی یوں ہی کچھ۔ وہ سب لوگ کھانا کھا کر ایسے تھے۔

ویسے موسیٰ بہت چھپے رستم ہو تم۔ تمہاری اس حرکت پر میں نے مر جانا"
تھا۔" لیل موسیٰ کو دیکھا جو پری کو ہی دیکھ رہا تھا۔ جو سر جھکائے بیٹھی تھی۔

میں اتا ہوں۔ "کہتے ہی وہ پری کو ساتھ لے کر چلا گیا۔ وہ دونوں تو دیکھتی رہ گئیں۔"

موسیٰ پلٹتے لیل کو انگلی سے تھوڑے سے وقت کا اشارہ کیا۔ وہ بس ناں میں سر ہلا گئی۔

پری اس کے ساتھ ہی کھینچی چلی آئی تھی۔ موسیٰ اسے گاڑی میں بٹھاتے خود بھی ساتھ ہی بیٹھا۔

کیا ہوا؟؟؟..."موسیٰ اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔ وہ موسیٰ کے پاس ہوئی تھی۔

مجھے تمہارے پاس رہنا ہے۔ مجھے تم سے دور نہیں ہونا۔ تھوڑا سا بھی دور نہیں۔ "موسیٰ اس کی گال سہلائی۔ جوشدت پسند ہو رہی تھی۔

کسی نے کچھ کہا؟؟؟.."موسیٰ نے پیار سے پوچھا۔"

بابا نے۔ کہہ رہے تھے تم اچھے نہیں ہو۔ "منہ بناتے بتایا۔ اسے جانی کی بات پسند نہیں آئی تھی۔

میں واقعی میں اچھا نہیں ہوں مگر باقی سب کے لیے۔ اپنی وائیٹ کے لیے " میں یکسر مختلف ہوں۔ "مومنہ اس کی بات پوری ہوتے ہی مسکرائی۔
درد ہو رہا ہے؟؟؟.. "انگلی سے اس کے ہونٹ سہلائے۔ جن پر وہ صبح کاٹ " چکی تھی۔

ٹھیک ہو جائے گا تمہارے کس کرنے سے۔ "موسیٰ اس سامنے کیا۔"
وہ آنکھیں اس کی آنکھوں میں ڈالتے فوراً سے اس کے ہونٹوں پر جھکی۔ اس نے اور کچھ نہیں سوچا تھا۔

نہایت نرمی سے وہ اس کے نرم ہونٹ چوم رہی تھی۔ باقی مردوں کی نسبت اس کے ہونٹ نرم تھے ہاتھ بھی۔

وہ انہیں اپنے لبوں میں دبائے کافی بے قراری سے چوم رہی تھی۔ موسیٰ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے سہارا دیا۔

موسیٰ گاڑی میں ہی زرا سانس خیم دراز ہو گیا۔ وہ اس کے سینے پر لیٹی جھکی ہوئی تھی۔ کچھ دیر بعد ہی اس کا سانس پھول گیا۔ موسیٰ اسے دور کرتے پانی کی بوتل اسے تھمائی۔

جو وہ ایک ہی سانس میں ختم کر گئی۔ موسیٰ اس کے گلے سے بہتے پانی کو دیکھ رخ موڑ گیا۔ یہ جگہ درست نہیں تھی۔

ہارون نے کچھ کہا؟؟؟.. "پری نے ہونٹوں پر زبان پھیرنی چاہی موسیٰ کی" وارن کرتی نظروں پر رک گئی۔

وہ موسیٰ سے جھوٹ نہیں بول سکتی تھی۔

اسے میں نے سب بتایا تھا۔ پھر وہ۔۔۔ "وہ رک گئی۔ موسیٰ نے اگے بولنے" کا اشارہ کیا

وہ مجھ پر ہاتھ اٹھانے لگا تھا مگر بابا آگئے۔ پھر اس کی انسلٹ کرتے اسے بھیج "دیا۔" موسیٰ نے مٹھیاں بھینچی۔

یہ ہارون تو اس کے ہاتھوں مر جائے گا کسی روز۔ وہ اس کی وچ پر ہاتھ اٹھانے کا سوچنے پر اس کی جان نکال لیتا یہاں وہ اٹھا چکا تھا۔

ڈونٹ وری۔ میں ہوں ناں۔ میں سب ٹھیک کر دوں گا۔ "پری کو سینے" سے لگایا۔

کچھ دیر بعد دونوں گاڑی سے نکلے۔ وہ موسیٰ کے ہم قدم تھی۔ موسیٰ اسے وہیں واپس لایا جہاں سے وہ گئے تھے۔

مومنہ سے ملتے انہیں واپس بھیجا۔ جو بیٹی کے چہرے پر لوٹانے والا اطمینان دیکھ رہی تھیں۔

لیل موسیٰ کے ساتھ الیگزینڈر کے پاس افسس آگئی۔ موسیٰ اسے اتار کر خود کسی کام سے چلا گیا۔

وہ سی سی ٹی وی سے لیل کو ہی دیکھ رہا تھا۔ جس کا ہاتھ چومتے موسیٰ نے اسے اندر جانے کا کہا۔

اس نے غصے سے مٹھیاں میچیں۔ اس کا بیٹا اب حد سے بڑھ رہا تھا۔

لیل اندر داخل ہوتے سیدھا اس کے کبین میں آئی۔ آتے ہی اس کی سرخ
نظریں دیکھ وہ سمجھ چکی تھی وہ سب جان چکا ہے۔

ادھر انہیں۔ "وہیں بیٹھے بیٹھے حکم دیا۔ لیل حلق تر کرتے آگے آئی۔"
اس کے ہاتھ سے بیگ لیتے دور پھینکا۔ اسے اپنی گود میں گرایا جو ڈرتے ہاتھ
اس کی گردن میں ڈال گئی۔

یہ ہاتھ چومنے کا حق صرف مجھے ہے۔ "شدت سے ہونٹ اس کے ہاتھوں
پر رکھے۔

میری ایک بات مانو گے؟؟... "ایک ادا سے انگلی الیگزینڈر کے ہونٹوں پر"
جمائی۔ اس نے نظریں جھکا کر لیل کی انگلی دیکھی۔ پھر ہلکا سا منہ کھولا۔ انگلی
منہ میں ڈالتے ذرا سا اس پر کاٹا۔

وہ الیگزینڈر کو گھورتے ہاتھ ہی باہر کھینچ گئی۔

Don't try to seduce me....

لیل نے اسے گھورا۔ کالر پکڑ کر کھینچی۔

اور جورات کو تم نے کیا تھا وہ کیا تھا؟.. "ذرا غصے سے پوچھا۔ انکھیں چھوٹی ہو گئیں۔"

"That's called love and romance.."

پھر یہ بہکانا کیسے ہوا؟؟؟.. "نظریں تیکھی ہو گئیں۔"

کیونکہ آپ چاہتی ہیں میں آپ کی قربت میں سب بھوک کر آپ کی ماں مان لوں۔ "لیل مسکرائی۔ انکھیں بھی واپس اپنی جگہ آ گئیں۔"

تو کیا تمہیں میری قربت میں سب یاد رہتا ہے؟؟؟.. "انکھیں ایک ادا سے گھمائیں۔ وہ الیگزینڈر کو واقعی پاگل کر دینا چاہتی تھی۔"

موت کو دعوت مت دیں۔ میں افسس کا بھی خیال نہیں کروں گا۔ "لیل اس کے ہونٹ چومے۔ مگر اس نے رد عمل نہیں دیا۔"

موسیٰ پری کے بغیر ادھورا ہے۔ جیسے تم میرے بغیر۔ "اب الیگزینڈر کچھ جھٹکا بھی نہیں سکتا تھا۔"

مگر پری ابھی نابالغ ہے۔ آپ بالغ ہیں۔ "لیل نے اس کو کالر کو کھینچنا چاہا"
مگر رک گئی۔

میں بھی کبھی نابالغ تھی۔ جسے تم اپنی انہیں نظروں سے دیکھتے تھے۔ "لیل"
کی بات وہ نہیں جھٹلا سکتا تھا وہ درست کہہ رہی تھی۔

موسیٰ اپنا کام کر لے گا۔ ہم اپنا کرتے ہیں۔ "لیل کو یوں ہی گود میں اٹھاتے"
وہ وہیں روم میں لے آیا۔ جو اس نے لیل کے آنے کے بعد سیٹ کروایا تھا۔
اسے بیڈ پر ڈالتے وہ لیل پر جھکا تھا۔

میں نے صبح کا کھانا نہیں کھایا۔ "الیکزینڈر اس کی گردن میں جھکا تھا۔ اس"
کی بات پر سراٹھاتے اسے دیکھا۔ وہ کندھا چکا گئی۔

اٹھیں۔۔۔ "خود اٹھتے اسے بھی ہاتھ دے کر اٹھایا۔"

لیل کی حالت درست کی۔ اس کے سر پر واپس حجاب جما یا۔
اپنے کوٹ اور شرٹ بدلے جس پر سلوٹیں پڑ چکی تھیں۔

اپنا خیال رکھیں ورنہ برا ہو گا۔" الیگزینڈر کے وارن کرنے پے بھی اس " نے پلکیں نہیں جھپکیں۔

پھر تم کس لیے ہو؟؟ اگر مجھے اپنا خیال خود ہی رکھنا ہے تو۔؟؟.. "اس" سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔

سوا سے ساتھ لیتے وہ کین سے نکلا۔

گرل کو ڈز لیتے چلی گئی۔ الیگزینڈر لیل کی طرف آیا۔

الیگزینڈر اسے اج چھوٹے سے کیفے لایا تھا۔ جو بہت ہی خوبصورت طریقے سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔ دیکھنے میں ہی چھوٹا تھا ورنہ بہت مہنگا تھا۔

مقہی مشتقہ نامی یہ کیفے وہاں کافی مشہور تھا۔

لیل اس جگہ کو دیکھ کر خوش ہوئی۔ الیگزینڈر کے گارڈز ساتھ ہی آئے تھے۔

خطرہ موسیٰ کو ہی نہیں الیگزینڈر کو بھی محسوس ہو چکا تھا۔ اپنے لیے نہیں مگر

لیل کے لیے یہ ضروری تھا۔

ویٹر کو اپنا آرڈر دیتے وہ لیل کی طرف متوجہ ہوا۔ اس سے باتیں کرنے لگا۔
مگر لیل گھما پھرا کر موسیٰ کو ان باتوں میں لے اتی۔ جسے اس نے لپچ کی افر تو
دی تھی مگر وہ خود ہی نہیں آیا۔

اب ناجانے اس کی کیا وجہ تھی حالانکہ صبح تو وہ انے کے لیے تیار تھا۔
الیکزینڈر کو دیکھ اس نے سر جھٹکا۔ جو اسے یہاں کے کھانے کا بتا رہا تھا۔ جو
شائد کسی کلائنٹ کے ساتھ یہاں آیا تھا۔ جو اتنا سب جانتا تھا کیونکہ وہ دونوں تو
اج پہلی دفعہ یہاں ایسے تھے۔



منہا داس سی بیٹھی تھی۔ چہرے پے صرف ویرانی کے سایے تھے۔ وہ صبح
جب اٹھی تو اکیلی تھی۔ شایان پہلے ہی جاچکا تھا۔ وہ پہلے کبھی اتنی صبح نہیں گیا
مگر اس نے اگنور کیا۔

فریش ہوتے کپڑے بدلے، کھانا بنایا مگر کھانے کا موڈ نہیں تھا تو ویسے ہی
فریج میں رکھ دیا۔ اب باہر مخصوص جگہ پر بیٹھتے سگریٹ پینے میں مگن تھی
جب اس کے چہرے پے زور دار تھپڑ پڑا تھا۔ وہ گال پر ہاتھ رکھے سراٹھاتے
سامنے دیکھنے لگی۔ سگریٹ اس کے ہاتھ سے گرچکا تھا۔ آنکھوں میں پانی
بھرنے لگا۔ وہ پتھر کی بن گئی۔ جیسے یہ سب خواب ہو۔

وہ سرخ نظریں اسے گھور رہی تھیں۔ چہرہ غصے سے الگ سرخ ہو رہا تھا۔
اس نے نیچے سے جھکتے وہ سگریٹ اٹھایا جو آدھا باقی تھا۔
ایسی تربیت تو نہیں کی تھی۔ پھر کس سے سیکھا یہ سب؟.... "غصے بھرے"
چہرے سے ہی پوچھا گیا تھا۔

وہ ہوش میں اتے اس سے لپٹ گئی۔ سگریٹ نیچے پھینکنے اس نے ہاتھ منہا
کے گرد لپیٹ دیے۔ وہ شدتوں سے رونے لگی۔

مائی۔۔۔۔۔ "ہچکیوں سے روتے وہ لیل کی نظریں نم کر گئی۔"

وہ لیل سے بھی کچھ لمبی تھی۔ لیل اس کے سارا بوجھ خود پرانے پر کچھ تھکی۔
اسے سہرا دیتے اس جھولے پر بیٹھی۔ وہ بھی لیل کی صحت کا خیال کرتے
پیچھے ہوئی۔

لیل کے جھولے پر بیٹھتے ہی اس کی گود میں سر رکھ گئی۔

شایان کہاں ہے؟؟ اس نے تو کہا تھا وہ ہر پل تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔"
کچھ دیر کی خاموشی کے بعد لیل نے پوچھا۔

وہ نہیں رہتا یہاں سارا دن۔ پتا نہیں کہاں نکل جاتا ہے۔ "منہا نے جھوٹ"
نہیں بولا۔ وہیں لیل کو شایان پر غصہ آیا۔

اس کی کلاس تو میں خود لگاؤں گیں۔ تم ٹھیک ہو؟؟.. "لیل کے سوال پر"
اس نے ناں میں سر ہلایا۔

نہیں ماسی۔ ماسی وہ کہتا ہے میں گنہگار ہوں۔ میں قاتل ہوں۔ ماسی ایسا نہیں " ہے ناں۔ پھر بھی وہ نہیں مانتا۔ "یہ بتاتے منہا ہچکیوں سے روئی تھی۔ اس کی سانس پھولنے لگی۔ لیل اسے فوراً سے پانی لا کر دیا۔ تو وہ کچھ بہتر ہوئی۔ لیل کی آنکھوں میں اب غصہ تھا۔

مجرم تب تک مجرم رہتا ہے جب تک اسے سزایاں معافی نہ ملے۔ "لیل کی بات پر اس نے لیل کو دیکھا تھا۔ دونوں کی نظریں ملی ہوئی تھیں۔

میں نے اپنی اولاد کا خون تمہیں معاف کر دیا تھا۔ اپنی ماں کی واحد اولاد " ہوتے ان کا بھی خون معاف کر دیا۔ تو نہ تم مجرم رہی نہ ہی گنہگار۔ "لیل نے اج جھوٹی تسلی نہیں دی۔ بس حقیقت بتائی۔

منہا کی آنکھو سرخی کی لکیر ابھری۔ یقیناً وہ یہ نہیں سننا چاہتی تھی۔

منہا جب غلطیاں اور گناہ مان لیے جائیں تو کم تکلیف دیتے ہیں۔ "منہا کی نظریں کی وہ سرخی زیادہ ہونے لگی۔

میں نانو کو نہیں مارنا چاہتی تھی۔ بس غلطی سے ہاتھ لگ گیا۔ "وہ یقیناً"
دلانے لگی۔

اور میری اولاد کو؟؟؟... "لیل کی نظروں میں سوال تھا۔ وہ نظریں چراگئی۔"
ماضی بہت خوفناک تھا۔ بیس سال ایسے ہی نہیں گزرے تھے۔ بہت سے
راز دفن تھے ان بیس سالوں میں۔ جنہیں کھولنے کا وقت ابھی نہیں تھا۔
غلطی غلطی ہوتی ہے۔ چاہے جیسے بھی کی ہو۔ جیسے مجھ سے غلطی ہوگئی۔"
تمہیں انعم کے پاس چھوڑ دیا۔ انعم کی چالوں سے اپنا رشتہ بچانے کے چکروں
میں تمہیں بھول گئی۔ "لیل بھی شاید اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنے جا رہی
تھی۔

اس نے منہا کو دیکھا جواب اس کے سامنے بیٹھی تھی۔ دونوں نے ایک
دوسرے کے ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھے تھے۔

میں الیگزینڈر سے پہلے اور بعد کے وقفے میں کسی پر نہیں کھل سکی۔ وہ میرا
بچپن کا دوست تھا۔ وہ گیا تو خول میں بند ہوگئی۔ وہ آیا تو خول پھر سے چٹ گیا۔

جب آپ کو اپنی کہیں کھوئی ہوئی چیزیں مل جائیں آپ اپنے پاس موجود قیمتی
سے قیمتی چیز بھی بھول جاتے ہیں۔ صرف وہ نظر آتی ہیں۔ مجھے بھی بس
سکندر نظر آتا تھا۔ "منہادیکھ سکتی تھی ان نظروں کی شرمندگی۔
تمہارا گناہ معاف کر دینا بھی اسی گلٹ کا حصہ ہے۔ ورنہ شاید کبھی نہ"
کر پاتی۔ یاں کر دیتی میں نہیں جانتی۔ "وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔
منہا کے ہاتھوں پر گرفت مضبوط کرتے نم نظروں سے اسے دیکھا۔
سکندر سے محبت کے چلتے بہت سے لوگوں سے نا انصافی کر گئیں۔ تم سے۔"
موسیٰ سے۔ مگر موسیٰ کو الیگزینڈر نے اچھے سے سنبھال لیا۔ تمہیں انعم نے
نازک لمحات میں سکندر اور میرے خلاف کر دیا۔ "وہ مان رہی تھی۔
اگر مجھے علم ہوتا الیگزینڈر یوں لوٹ اے گا میں کبھی تمہیں اپنا اس قدر"
عادی نہیں بناتی۔ کبھی تمہیں اپنے قریب نہیں رکھتی۔ مگر اس کی ایک وجہ
تب انعم کی دماغی حالت تھی۔ ماما تمہیں ہر وقت نہیں سنبھال پاتی تھیں۔"
منہا نے ناں میں سر ہلایا۔

نہیں۔ مجھے بولنے دو۔ یہ سب تمہیں پہلے بتانا چاہیے تھا۔ تو شاید اتنا نقصان
نہیں ہوتا۔ تمہارے گناہوں کی حصہ دار ہوں میں۔ جانے انجانے میں ہی
سہی مگر ہوں۔ "لیل نے زور دیتے اسے روک دیا۔
لیل خود بھی رونے لگی تھی۔

تمہیں کیوں لگتا ہے الیگزینڈر کی محبت ایک فریب ہے؟ "پوچھا گیا۔"
منہا کی ناک بہنے لگی تھی۔ اس نے اپنے سٹالر سے ہی ناک کور گڑ ڈالا۔ وہ "
سرخ ہو گئی۔

مجھے بس آپ چاہیے تھی۔ اپنے پاس۔ مجھے آپ پر صرف اپنا حق لگتا ہے۔"
باقی ان کی محبت کا کبھی میں نے سوچا ہی نہیں۔ "لیل کے سامنے اسے
بد تمیزی سے مخاطب نہیں کر سکتی تھی۔

تو الیگزینڈر سے نفرت کی وجہ کیا ہے؟؟ اور موسیٰ سے بھی کیوں؟؟.."
لیل کے سوال پر وہ سر جھکا گئی۔ انگھوٹے سے لیل کے ہاتھ پر ہلکا سا دباؤ ڈالا۔

وہ آپ کو مجھ سے دور لے گئے۔ میں نے خود سنا تھا۔ آپ نے میرے لیے "شادی کی تھی۔ میری زندگی بچانے کے لیے۔ تاکہ وہ مجھے کچھ نہ کہیں۔" وہ بولتے چپ ہو گئی۔

پھر جب آپ نہیں مل رہی تھیں اور اگلے دن مل بھی گئیں۔ آپ نے خود "کہا تھا آپ الیگزینڈر کے پاس تھیں جب کہ ہم سب آپ کو ڈھونڈ رہے تھے مگر آپ نہیں ملیں۔ سب بہت پریشان تھے۔" وہ بتاتے پھر ناک رگڑ کر صاف کرنے لگی۔

مجھے کسی نے کڈنیپ کیا تھا۔ میں تمہیں اس وقت ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی "تھی۔ الیگزینڈر مجھے بچا کر لایا تھا۔" گزرے وقت میں وہ کچھ راز جان چکی تھی۔

آپ نے تب یہ نہیں بتایا تھا۔ "لیل سر جھکا گئی۔ یہاں بھی وہ غلط تھی۔" وہ شخص مجھے ایک محل میں قید کر دینا چاہتا تھا۔ اس کا ماننا تھا خوبصورتی پر "صرف اس کا حق ہے۔ الیگزینڈر اسی لیے تو مجھے پاکستان سے یہاں لایا تھا

ورنہ میرے اغواء کی ایک کوشش میرے اور الیگزینڈر کے نکاح سے پہلے ہو چکی تھی۔ "لیل کو جتنا معلوم تھا اس نے بتایا۔

نانو نے بتایا تھا مگر میں سمجھی وہ جھوٹ بول رہی ہیں تاکہ میں الیگزینڈر کو "اچھا سمجھوں۔" انکل جیسا لقب اب بھی منہ سے نہیں نکلا۔

الیگزینڈر برا نہیں تھا۔ "لیل نے مدھم سی سرگوشی کی۔"

مگر انہوں نے آپ کو مجھ سے الگ کر دیا۔ اچانک ایک روز ولن بن کر۔ "میں آپ کی گود میں سوتی تھی وہاں سے نکل گئی۔ میں آپ سے ہر بات سن کر کرتی تھی پھر نہیں کر سکی۔ ان کی وجہ سے میں آپ سے دور ہو گئی تھی۔" منہا نے زور دیتے کہا۔

مگر میری شادی تو ہونی ہی تھی۔ چاہے جب بھی ہوتی۔ جس سے بھی ہوتی۔ "لیل نے جیسے دلیل سی دی تھی۔

مگر آپ کی شادی یوں تو نہیں ہوتی۔ وہ آپ کے ساتھ زبردستی نکاح کر کے لے گیا تھا۔ "منہا بھی شاید درست تھی۔

کیا تمہارے لیے میری خوشی میٹر نہیں کرتی؟؟؟.. "لیل کے سوال پر اسے "چپ لگی۔

میں چاہتی ہوں آپ میرے ساتھ خوش رہیں۔ ہنسے مسکرائے مگر میرے "ساتھ۔" لیل اسے سمجھ نہیں پارہی تھی اور وہ لیل کو۔

کیا تم شایان سے محبت نہیں کرتی؟؟؟.. "منہا نے سراٹھایا پھر جھکا لیا۔"

میں!!!.. شاید کرتی ہوں۔" وہ خود بھی نہیں جانتی تھی ہاں یاں نہ۔"

کیا تم اس سے طلاق لے کر خیام کے پاس واس جانا چاہو گی؟؟؟.. "لیل کے سوال پر اس نے چونکتے سراٹھایا۔

نہیں۔ ویسے بھی بابا کو میری شادی کرنی ہی تھی۔ اب شایان سے ہو چکی"

ہے تو وہ ہی صحیح۔" اس نے نہیں بتایا خیام نے اسے کتنا ہرٹ کیا۔

میں بھی وہی کہہ رہی ہوں۔ خود کی جگہ مجھے رکھ کر دیکھو۔ اور خود کو خیام"

کی جگہ۔ جب تم خیام کے پاس ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہیں لوٹنا چاہتی تو میں

کیسے لوٹ آتی؟؟؟.. "وہ پھر بھی نہیں ماننا چاہتی تھی۔

اتنے عرصے میں وہ اتنا تو سمجھ چکی تھی لیل الیگزینڈر سے محبت کرتی ہے۔
الیگزینڈر محبت کرتا ہے یاں نہیں یہ جاننا اس کے لیے ضروری نہیں تھا۔
میں کچھ نہیں جانتی۔ میں کچھ کسی کو کسی کی جگہ نہیں رکھنا چاہتی۔ "وہ لیل"
کے ہاتھوں سے ہاتھ نکال گئی۔ شاہد وہ نہیں ماننا چاہتی تھی۔
وہ لڑکی!! جو گاڑی میں ملی تھی اسے تم کیسے جانتی ہو؟؟.. 'اب منہا اٹھتے'
وہاں سے جانے لگی۔ لیل نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔
منہا بتاؤ!!... "منہا اس کی طرف نہیں دیکھا۔"
میں نہیں بتا سکتی۔۔ "وہ نظریں چرانے لگی۔"
کیوں؟؟.. "لیل سراپا سوال تھی۔"
میں نے قسم کھائی تھی۔ میں مکر نہیں سکتی۔ "لیل نے اس کا ہاتھ چھوڑا۔"
وہ وہیں ایک طرف کھڑی ہو گئی۔
موسیٰ نے بھیجا تھا مجھے آج۔ اس نے کہا تم ٹھیک نہیں ہو۔ میرے سمجھانے"
سے سنبھل جاؤ گی۔ وہ ابھی باہر ہے۔ "وہ یہ بات اگنور کر گئی۔"

موسیٰ سے اسے خدا واسطے کا بیر تھا۔ الیگزینڈر اگر کچھ اچھا لگ بھی جاتا تو
ٹھیک تھا مگر موسیٰ نہیں۔

ماں بننے والی ہوں میں پھر۔ اٹس فنی ناں۔ اس عمر میں ماں۔ مگر اچھا لگ رہا۔
ہے۔ تم دونوں کے وقت کی گئی غلطیوں کا ازالہ اس سے کر لوں شاید۔ "منہا
حیرت سے لیل کو دیکھ رہی تھی۔ لیل مسکرائی۔
سچ کہہ رہی ہوں۔ تین ویکز کی پر یگننسی ہے۔ کچھ دنوں میں مہینہ پورا ہو۔"
جائے گا۔ "لیل نے مزید بتایا۔

موسیٰ بھی یوں ہی شک میں چلا گیا تھا۔ الیگزینڈر کی جان تک لے لینا چاہتا۔
تھا اپنی شدت پسندی میں۔ مگر ابھی مجھے تم سے محتاط رہنے کا کہا۔ الیگزینڈر
مجھے بھیجنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اسے ڈر تھا پھر سب پہلے جیسا نہ ہو جائے۔ "منہا
کی نظروں میں زخمی سا تاثر تھا۔

مگر میں نہیں مانی۔ میں تم سے ملنا چاہتی تھی۔ تمہیں خود یہ خبر سنانا چاہتی۔
تھی۔ کیونکہ پہلے واقعے کی ذمہ دار میں بھی تھی۔ گناہگار میں بھی برابر کی

تھی۔ شاید یہ ہم دونوں کی غلطیوں کا ازالہ کر سکے؟... "لیل نے اس کے ہاتھ تھامے۔ اب وہ چہرہ نہیں موڑ سکی۔

کیا اس سے بھی رنجشیں رکھوں گی؟؟.. "لیل نے نظریں اٹھا کر سوال کیا۔ " اس کی آنکھیں لبالب پانی سے بھری ہوئی تھیں۔

ماسی میں نے اولاد کھونے کا دکھ سہا ہے۔ روح تک زخمی ہو جاتی ہے۔ " شایان کے لائے کپڑے دیکھتی ہوں تو نئے سرے سے رونا اٹاتا ہے۔ وہ مجھے اپنی ہی اولاد کی قاتل سمجھتا ہے تو مزید دل میں درد اٹھتا ہے۔ "وہ شاید واقعی سمجھ چکی تھی۔

وہیں لیل کی آنکھوں میں خون اتر ا۔

کیا کہا ہے شایان نے تم سے؟؟.. "لیل نے ذرا سختی سے پوچھا۔ " وہ کہتا ہے میں نے خود اپنے بچے کی جان لی۔ جانتے بوجھتے اس کا خیال نہیں " رکھا۔۔۔۔۔ "یوں ہی وہ شایان کی سب باتیں بتاتی چلی گئی لیل کی نظریں غصے سے سرخ ہوتی جا رہی تھیں۔

یہ سموکنگ بھی اسی وجہ سے !!!... "اس نے بات پوری نہیں کی۔ منہا" کے جھکے سر نے بتا دیا کیا ماجرا ہے۔

تم چلو میرے ساتھ۔ شایان سے تو اب میں خود نمٹو گی۔ لاوارث نہیں ہو" تم۔ خیام منہ موڑ بھی لے تو ابھی لیل زندہ ہے۔ "منہا نے روکنے کی کوشش کی مگر لیل نے ایک نہیں سنی۔

اب گارڈز بھی سر جھکائے کھڑے تھے۔ لیل نے اسے لا کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بٹھایا۔ وہیں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا موسیٰ حیرت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ لیل نے اس کی طرف نہیں دیکھا۔

وہ گھومتے دوسری طرف سے منہا کے ساتھ بیٹھی۔

گاڑی چلاؤ موسیٰ۔ "منہا کچھ کہنے کو زبان کھولتی لیل نے سختی سے حکم دیا۔" مگر ریڈ۔۔۔ "اس نے کچھ کہنا چاہا مگر لیل کے انداز دیکھ کر چپ چاپ" گاڑی سٹارٹ کر دی۔

منہا اب پریشانی سے مڑتے پیچھے دیکھا۔ جانتی تھی شایان غصہ کرے گا۔ وہ اس سے بھی ڈر رہی تھی۔

شایان کو بتا دینا منہا میرے پاس ہے۔ اور بتا دینا لیل سے ڈیل کرنے کا تیار " ہو کر ایسے۔ " لیل کے لہجے میں ملکہ والی ادا تھی۔ لہجے میں ذرا بھی نزاکت نہیں۔

اور ڈیوڈ؟؟؟... " لیل نے منہا سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔ وہ آئینے میں اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اج سے پہلے کس کا حکم چلتا ہے گھر میں جو تم فکر کر رہے ہو؟؟؟... " لیل نے سختی سے کہا تو موسیٰ نے آئینے سے نظر ہٹا کر پلٹتے لیل کو دیکھا۔

وہ تو پتا چل رہا ہے۔ " لیل اس کا اشارہ سمجھتے سرخ پڑی۔ وہ اب کیا ہر معاملے کو لیل کی پرگننسی سے جوڑے گا۔

موسیٰ!!!... " غصے سے کہا تو وہ نظریں سیدھی کر گیا۔ "

موسیٰ سے پہلے تمہاری ماں ہوں میں۔ فکر مت کرو۔ شایان کی اتنی جرات " نہیں تمہیں کچھ کہہ سکے اب۔ " لیل کے حوصلہ دینے پر وہ ٹھنڈی پڑی۔ لیل اس کا سراپہ کندھے پر رکھا۔ اس سے ہلکی آواز میں باتیں کرنے لگی۔ وہ کچھ دیر تک یوں ہی سو گئی۔ موسیٰ دیکھا وہ سو گئی ہے تو ماں پر آئینہ جمایا۔ موسیٰ سے پہلے اپنی اس پیاری بیٹی کی ماں؟؟.. " لیل مسکرائی۔ " تمہاری تو ریڈ ہوں۔ تم کیوں جل رہے ہو پھر۔ " موسیٰ نے ایسے تاثرات دیے لیل مسکرا دی۔

موسیٰ تمہاری ماں کی تنہائیوں کی سا تھی ہے یہ۔ کیا تم اس کی نفرت کو ایک طرف رکھتے اسے اپنی بہن کے طور پر نہیں قبول سکتے؟؟.. " موسیٰ نے بے چارگی سے لیل کو دیکھا۔

ایمو شنل نہ کریں اپنا نام لے کر۔ " ذرا ٹننیں سے لہجے میں کہا تھا۔ چہرہ بھی " کچھ ایسے ہی تاثرات میں ڈھلا۔

پوچھ لینا اپنے ڈیوڈ سے بھی۔ وہ بھی اس بات پر اکتفا کرے گا۔ "موسیٰ" نے لمبی سانس خارج کی۔

اوکے مان لیا میری ایک بہن ہے۔ جسے میں پروٹیکٹ کروں گا بٹ پیار سے "بات اینڈال میرے سے نہیں ہوگا۔ اور اس بات پر فورس بھی نہیں پلیز۔" لیل نے ہاں میں سر ہلادیا۔ وہ تب تک گھر بھی پہنچ گئے۔

لیڈی گارڈز کو بلاؤ۔ "لیل کے حکم پر کچھ ہی دیر میں دو فٹ لیڈی گارڈز آگئیں۔ وہ منہا کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

وہ لیڈی گارڈز منہا کو گود میں اٹھاتے اندر لے آئیں۔ لیل کے بتائے کمرے میں اسے لیٹا دیا۔

موسیٰ لیل کے ساتھ تھا۔

ویسے یہ میلے سے بچھڑی بہن کافی جلدی نہیں مل گئی؟... "لیل کی طرف" جھکتے پوچھا۔ جس نے اسے گھورا تھا۔

اپ کے سکندر کو اب تک علم ہو چکا ہو گا۔ اپنی سکرپٹ تیار کر لیں۔ جس سے انہیں ایمو شنل کرنا ہے۔ "ذرا جو وہ سنجیدہ ہو جائے۔

وہ میری ہر بات مانتا ہے۔" لیل نے زور دیتے الفاظ کہے۔

جملہ درست کریں۔ آپ ان کی ہر بات مانتی ہیں۔ "اس کا پھر اشارہ لیل کے پیٹ میں پلتے بچے کی طرف تھا۔ لیل سرخ پڑی۔

موسیٰ شرم !!!... "وہ کندھا اچکاتے صوفے پر بیٹھا۔

پری کے فیصلے کا کیا بنا؟؟؟.. "لیل اس کے سامنے بیٹھی۔

مومنہ راضی ہے۔ مگر جنید نہیں۔ "موسیٰ نے غائبانہ اسے گھورا۔

میں دیکھ لوں گا انہیں تو۔ "صرف سوچا کہا نہیں۔

کھانا بناؤں؟؟؟.. "موسیٰ نے دیکھو جو نڈھال سی ہو رہی تھی۔ شاید وہ تھک گئی تھی۔

موسیٰ لیل کو دیکھتے کچن میں چلا گیا۔ لیل وہیں بیٹھی تھی جب وہ اسے فروٹ سیلڈ کی پلیٹ پکڑا گیا۔

تب تک یہ کھائیں۔ اس حالت میں کون اتنالا پر واہ بنتا ہے۔ "ذرا سنجیدگی" سے کہا کیونکہ لیل نے صبح کا کھانا کھایا تھا اور ابھی چار بج رہے تھے۔ وہ کافی وقت سے بھوکے تھے۔

وہ خود کچن میں چلا گیا۔ لیل وہیں بیٹھی تھی۔ جب موسیٰ پھر باہر آیا۔ میری پچھڑی بہن کے لیے کپڑے بھی منگوا لیں۔ "اسے اچانک خیال آیا" تھا۔ ویسے بھی لیل کے کپڑے تو وہ دونوں باپ بیٹا کسی کو پہننے نہیں دیتے تھے۔ جتنے بھی مرضی پرانے یا نئے ہوں مگر کوئی انہیں نہیں پہن سکتا تھا اخلاق سے بھی یہ بات کہی جاسکتی ہے۔ "لیل کے گھورنے پے ہاتھ میں" چچ پکڑے وہ مسکرایا

میں اس اخلاق کا مظاہرہ آپ کے سکندر سے سیکھوں گا۔ جوان اپنے پرانے" روپ میں آئے گیں۔ "لیل کے گھورنے سے پہلے ہی وہ واپس کچن میں چلا گیا۔

لیل نے ان لیڈی گارڈز کو ہی شاپنگ پر بھیج دیا جو لیل کے لیے رکھی گئیں
تھیں۔ اگر وہ کہیں اکیلی باہر جانا چاہے تو۔

ادھے گھنٹے میں وہ آگئیں۔ لیل نے وہ سامان منہا کے روم میں رکھوا دیا۔ وہ
بچے کے کمرے میں ہی تھی۔

لیل اور موسیٰ ہال میں بیٹھے لپچ کر رہے تھے جب منہا پسینے میں بھیگی باہر آئی
تھی۔ لیل اسے دیکھتے فوراً اس کی طرف بڑھی۔

موسیٰ نے کنٹرول کیا۔ ورنہ لیل کو کھانا کھاتے وقت اٹھنے کی اجازت تو
دونوں باپ بیٹا کسی طوفان بھی آمد پر بھی نہیں دیتے۔

کیا ہوا؟؟؟... "لیل نے اس کا چہرہ صاف کیا جو پسینے سے تر تھا۔"
برا خواب تھا شاید۔ میں ڈر گئی۔ "لیل نے اس کا کندھا تھپکا۔ دو تین منٹ"
تک وہ نارمل ہو گئی۔

فریش ہو جاؤ پھر کھانا کھا لینا۔ "منہا کو لیل نے کپڑوں کا بھی بتا دیا۔ وہ"
فریش سی کچھ دیر بعد باہر آئی۔

لیل سے پہلے موسیٰ نے ہی کھانا نکال کر دیا۔ لیل کی وجہ سے وہ بھی چپ چاپ تھام گئی۔

موسیٰ بہت اچھا کھانا ہے۔ آپ نے بنایا ہے ناں۔ "منہا خود کو سوچوں سے" نکالنے کے لیے بولی۔

مجھے کھانا بنانا نہیں اتنا۔ موسیٰ نے بنایا ہے۔ مائے پر سنل شیف۔ "لیل" مسکرائی۔ وہیں موسیٰ بغیر کوئی تاثر دیے کھانا کھاتا رہا۔

لیکن جب میں پہلے بچپن میں یہاں آئی تھی تب ایک دفعہ آپ نے کہا تھا "کھانا آپ نے بنایا ہے۔" لیل نے کھانا کھا لیا تھا۔ اس نے پلیٹ واپس رکھ دی۔

سکندر نے ہی بنایا ہو گا۔ میں بس شر مندہ نہ ہوں اس لیے کہہ دیا ہو گا۔ "ویسے بھی سکندر مجھے کچن میں نہیں گھسنے دیتا صرف جو بس بنانا اتنا ہے۔ باقی کچھ بھی نہیں۔" لیل نے انج خوشی سے بتا دیا۔ منہا ہاں میں سر ہلاتے کھانا کھانے لگی۔

میم باہر شایان سراپے ہیں۔ "گارڈ نے آکر بتایا۔ جسے لیل نے خود کہا تھا"
شایان کو اندر نہیں آنے دینا۔

انہیں کہیں اپنے پرنٹس کے ساتھ آئیں ورنہ مت آئیں۔ "موسیٰ نے"
مسکراہٹ دبائی۔

گارڈ کے جاتے ہی موسیٰ نے لیل کو دیکھا۔

ایک دم لیڈی باس لگ رہی ہیں۔ "لیل نے اسے گھورا۔"

وہ کھلکھلاتے اس کے ساتھ صوفے پر ابیٹھا۔ اس کے کندھے پر سر رکھتے
بھی اس کی کھلکھلاہٹ گونج رہی تھی

بے چارہ اب جانے گارخصتی اصل میں کسے کہتے ہیں۔ "لیل نے اسے"

دھپ رسید کی۔ وہ پھر بھی کھلکھلا دیا۔

ویسے میرے سے بھی اس نے بڑی مار کھائی۔ جب میری پچھڑی بہن سے"

نکاح کی خواہش ظاہر کی۔ اب اسے سمجھائیے گا کیوں منع کرتا تھا۔ "منہا نے

اسے گھورا

سوری پلیز ڈونٹ مائنڈ بٹ سچی بات ہے۔ "منہا کو لگا جیسے یہ اسے کہا ہو۔"
مگر جھٹلا دیا۔ موسیٰ اس سے بات نہیں کرتا تھا۔ مگر یہ اسے ہی کہا گیا تھا۔
ویسے اچھے سے سبق سیکھائے گا۔ اس کی وجہ سے ہی سماں بی نے بھانڈا پھوڑا
دیا ہمارے کام کا۔ اور پھر یہ بات لائن کو پتا لگی اور بس۔۔۔ "موسیٰ کی بات پر
لیل نے اس کی طرف دیکھا۔

جنید اسی وجہ سے نہیں مان رہا۔ "موسیٰ نے معصومیت سے ہاں میں سر"
ہلایا۔

موسیٰ!!!... "لیل کچھ غصے سے کہا۔ وہ کھلکھلاتے دور بھاگا۔ لیل اسے
تھپڑ لگا دیتی۔

یار اب میں کیا کروں۔ انہیں معلوم ہو گیا۔ ہم نے انہیں ساتھ ملا لیا۔ تب
تو وہ بہت خوش تھے۔ اب بیٹی دیتے وقت ان کی جان جا رہی ہے۔ میں کیا
کبھی شادی نہیں کرنی تھی۔ کسی نہ کسی کی بیٹی تو لاتا ہی۔ "موسیٰ کی باتوں پر
لیل بس صبر کر سکی۔

موسیٰ یہ کیا حرکت ہے۔ "الیکزینڈر ابھی آیا تھا۔ اس کی باتیں سن چکا تھا" لیل کا غصہ بھی۔

کچھ نہیں بس اپ نظریں گھما کر دیکھیں۔ "الیکزینڈر کی طرف دیکھتے" آہستہ سے کہا۔

الیکزینڈر نے دیکھا مگر سامنے بیٹھی منہا کو دیکھ فوراً لیل کی طرف نظریں گھمائیں۔

الیکزینڈر بغیر کچھ کہے کمرے میں چلا گیا۔ لیل نے اسے گھورا جواب مسکرا رہا تھا۔ نظروں سے پوچھ رہا تھا دیکھ لیا اخلاق۔۔

موسیٰ بہن کو کمپنی دو میں آئی۔ "موسیٰ اس کے جاتے ہی منہا کے سامنے" والے صوفے پر آ بیٹھا۔

ویسے مجھے اب تمہاری جیسی سمجھ آتی ہے۔ مگر میں تو کچھ کر بھی نہیں" سکتا۔ "منہا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

بلیک کنگ کی یہ بٹی دنیا میں آئی بھی نہیں اور مجھے انتہا کی جیلیسی ہو رہی ہے " اس سے۔ "منہا چپ چاپ اسے سنتی رہی۔

تم بھی یوں ہی محسوس کرتی ہو گی۔ جیسے میں۔ ویسے میرا تو باپ ہے میں " کچھ نہیں کر سکتا۔ یا تم ہی کسی دن فرصت میں بلیک کنگ کو زہر دے دو۔ " منہا نے سراٹھاتے اسے دیکھا۔ اس کی انکھیں حد سے بڑی ہو چکی تھیں۔ چل کرو۔ چیک کر رہا تھا مرو را تو نہیں گئی مگر تم تو زندہ ہو۔ ویسے انج یہ " زبان کیوں نہیں چل رہی؟؟؟ "موسیٰ پیچھے کو ٹیک لگا کر بیٹھا۔

سکندر میں!!!... "اس کے اندر داخل ہوتے ہی الیگزینڈر اس پر جارحانہ " انداز میں حملہ کیا۔ وہ اس کی سانسیں ہی قید کر گیا۔ لیل ہاتھ ہلا رہی تھی۔ مگر اس نے پرواہ نہیں کی۔ دونوں ہاتھوں سے اس کے چہرے کو تھامے وہ غصے سے اس کے ہونٹوں کو کھارہا تھا۔

اس کی سانسیں پیتے وہ سب کچھ فراموش کر چکا تھا۔ یاد تھا تو بس اتنا وہ اس وقت غصے میں ہے۔

مگر اچانک کچھ یاد آتے پیچھے ہوا۔ لیل نڈھال سی نیچے گرتی الیگزینڈر نے اسے
تھام لیا۔ اسے گود میں اٹھائے لا کر بیڈ پر بٹھایا۔ لیل کی سانس حد درجہ تک
پھول چکی تھی۔ وہ لمبی لمبی سانسیں بھر رہی تھی۔ الیگزینڈر نے ٹیبل سے
پانی کا گلاس اٹھا کر اسے دیا۔ وہ ہاتھ مارتے گرا گئی۔

الیگزینڈر پھر اس کی گردن تھامتے جھکا۔ اس دفہ سانسیں لینے کے بجائے
دینی شروع کر دیں۔ اس عمل سے وہ کچھ دیر میں نارمل ہو گئی۔

سکندر تم بہت برے ہو۔ "اج ایک عرصے بعد یہ جملہ کہا تھا"

مگر ہوں صرف آپ کو۔ "وہ مسکرائی بھی نہیں۔"

ایسے کون سانسیں تنگ کرتا ہے۔ تم ذرا رحم نہیں کھاتے غصے میں۔ ""

الیگزینڈر اس کا نچلا ہونٹ مسلا۔ وہ اس کی شدتوں سے سرخ ہو چکا تھا۔ جیسے

ابھی پھٹ پڑے گا۔

آپ غصہ دلاتی کیوں ہیں؟؟؟ "لیل نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا۔"

تم بات ہی نہیں سنتے بس غصہ شروع کر دیتے ہو۔" الیگزینڈر نے اس کا "ہونٹ مسلنا نہیں چھوڑا۔

لیل اس کا ہاتھ پکڑتے اسے روکا۔ مگر جانتی تھی ہاتھ پیچھے کرنے کا الگ غصہ ایسے گا۔ اس لیے وہ ہاتھ اپنی کمر میں ڈال لیا۔ خود اس کے بالکل پاس ہو گئی۔ وہ ابھی الیگزینڈر کو غصہ دلانے کا رسک نہیں لے سکتی تھی۔

وہ..... "لیل نے تھوک نگلتے بات شروع کی اور پھر پوری بات ہی اسے بتا دی۔

اس لیے آپ اسے یہاں لے آئیں؟؟؟.. "اس نے دوسرے ہاتھ سے لیل کا ہونٹ مسلنا شروع کر دیا۔ اب لیل نے نہیں روکا۔ وہ سمجھ چکی تھی وہ اپنا غصہ قابو کر رہا تھا۔

وہ صرف لیل کی اولاد نہیں تھی الیگزینڈر کی بھی تھی۔ لیل نے معاف کیا تھا الیگزینڈر معاف نہیں کر سکا تھا۔ نہ اس وقت اور نہ ہی اب۔

ہوں۔۔ "لیل نے ہنکار بھری۔"

"..اب کیا چاہتی ہیں؟؟؟"

شایان اس سے معافی مانگے۔ گارنٹی دے وہ دوباراً منہا کو یوں ٹارچر نہیں "کرے گا۔"

اوکے۔ اور موسیٰ کس بارے میں بات کر رہا تھا؟.. "اس نے موسیٰ کی" آخری بات بھی سنی تھی۔

لیل نے وہ بھی بتا دیا جنید موسیٰ کے کام کے بارے میں جانتا ہے۔
اب کوئی بھی باپ یوں مافیہ میں کام کرنے والے کو منہ اٹھا کر اپنی بیٹی تو "نہیں دے گا۔" الیگزینڈر نے اسے ڈیفنڈ کیا تھا۔

کوئی منہ اٹھا کر مافیہ میں کام کرنے والے کی بیٹی لیتا بھی نہیں ہے۔ "اشارہ" الیگزینڈر کی اس بیٹی کی طرف تھا جسے وہ ابھی سے اہمیت دینے لگا تھا۔

اور موسیٰ کو تو ایک پل میں یہاں نہیں چھوڑوں گا۔ مجھے کہا تھا بس دو منٹ "میں ملا کر لے آؤں گا۔" الیگزینڈر اگنور کرتے اٹھا۔ لیل اس کے پیچھے ہی باہر آئی تھی۔

کیونکہ یہ میرا گھر نہیں ہے۔ تمہارے باپ کا گھر ہے۔ "موسیٰ نے داد دیتی"
نظروں سے دیکھا۔ یقین آگیا بھی بھی زبان سلامت ہے۔

موسیٰ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔ "اس کے جواب دینے سے پہلے ہی"
الیکزینڈر کی چنگھاڑتی آواز گونجی تھی۔

یہ ریڈکنگ ہاؤس ہے۔ میری ماں کے نام۔ میں تو نہیں جاؤں گا۔"
الیکزینڈر اسے گھورا۔

لیل نے نظروں سے اسے خاموش رہنے کو کہا تھا مگر یہاں کسے پرواہ تھی۔
ویسے بھی شوہر سے زیادہ اولاد کا حق ہوتا ہے کسی بھی عورت کی جائیداد"
پر۔ "الیکزینڈر نے پاس پڑاوا اٹھا کر اسے دے مارا۔ یہ تو اچھا ہوا وہ سائیڈ ہو
گیا۔ مگر بازو کو پھر بھی لگ گئی۔

وائیٹ روز کا شمار عورتوں میں نہیں ہوتا۔ "لیل نے نظروں سے اسے"
وارن کیا۔

وہیں موسیٰ کو وہ جملہ یاد آیا تھا جو لیل نے ریسٹورنٹ میں کہا تھا۔

اور اگر اس شوہر نے تمہیں مجھے عورت کہتے سن لیا تو بیٹے کے واپس جانے کی گارنٹی نہیں ہے۔ "موسیٰ کو واقعی ٹھیک لگا تھا یہ جملہ ابھی۔

منہا یہ لائیو شو دیکھ رہی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی یہ ہو کیا رہا ہے۔ سکندر؟؟؟؟۔۔۔۔۔" غصے سے کہتے وہ اگے آئی۔ الیگزینڈر بھی رک گیا۔

موسیٰ نے مسکراہٹ دبائی۔ اب الیگزینڈر کی کلاس لگتی۔

ماما میرے بازو پے لگا ہے۔ "موسیٰ نے معصومیت سے منہ بناتے لیل سے " کہا۔ جو اس کا بازو دیکھ رہی تھی۔ لگا نہیں تھا جتنا وہ بن رہا تھا۔

لیل الیگزینڈر کی طرف پلٹی۔ اب اسے غصے سے گھور رہی تھی۔ وہیں موسیٰ لیل کے پیچھے کھڑا مسکراتے اسے چڑھا رہا تھا۔ منہانا چاہتے بھی مسکرا دی۔

موسیٰ کی حرکتیں ہی ایسی تھیں۔ جو بھنگڑا ڈالنے کے انداز میں ناچ رہا تھا۔ یہ سٹپ اس نے باران کی شادی پر سیکھے تھے۔ وہ بھی اس کی فرمائش پر۔

سکندر اسے زور سے لگ جاتی تو۔ اب میں عورت ہی ہوں۔ پھر ایسے کون " کرتا ہے۔ "الیکزینڈر نے موسیٰ کو گھورا۔ جانتا تھا لیل کے پلٹتے ہی وہ شریف بن جائے گا۔

ہیر کی فیملی کے ساتھ جانی بھی آرہا ہے۔ موسیٰ کا فیصلہ بھی کل ہی ہوگا۔ اور " آپ کے اس معصوم بچے کو تو میں کل بتاؤں گا۔ "الیکزینڈر کو فریش ہونا تھا۔ وہ چلا گیا۔ موسیٰ پھر معصوم سی شکل بناتے کھڑا ہو گیا۔

میں تمہاری ماں بعد میں الیکزینڈر کی بیوی پہلے ہوں۔ "مڑتے باور کرایا۔" وہیں منہا نے اپنی ماسی کو دیکھا جو سینکڑ میں ماں سے بیوی بن گئی تھی۔ آئی نو۔ "موسیٰ نے ڈھیلے سے تاثرات سے کہا۔"

تیار کر لو کل کن باتوں سے قائل کرنا ہے۔ "وہ گہرا مسکرایا۔" اگر بخوشی رخصت نہیں کریں گیں تو دوسرا اپشن موجود ہے۔ "سوچتے" مسکرایا۔

کہا نہیں۔ جانتا تھا لیل گھورتی۔

میں پری سے مل آؤں ذرا۔" کہتے وہ چلا گیا۔ جاتے لیل کا ماتھا چومنا نہیں " بھولا

لیل منہا کی طرف پلٹی جو حیرت سے سب دیکھ رہی تھی۔
آرام کر لو ابھی۔ یہاں یہ سب چلتا رہتا ہے۔ "لیل اس کے ساتھ آ بیٹھی۔"
ماسی یہ گھر آپ کے نام ہے؟؟؟.. "موسیٰ سے ہوئی اس کی آخری بات کا اثر"
تھا جو اس نے پوچھ لیا۔

موسیٰ کی کر توت ہے۔ گھر بھی میرے نام اور اس کا نام بھی۔ ریڈ کنگ "
ہاؤس۔ وہ مجھے ریڈ کہتا ہے نا اس لیے۔ "منہا نہیں مسکرائی۔ وہ یوں ہی
دیکھتی رہی۔

شایان اب کل ہی آئے گا۔ یہاں وہ کھڑکی سے بھی نہیں آ سکتا۔ "منہا بتا"
نہیں سکی وہ چاہتی ہے شایان کسی کھڑکی سے یہاں پہنچ جائے۔
شایان کے ساتھ جانا چاہتی ہو؟؟؟... "لیل کے سوال پر اس کی آنکھوں "
میں جیسے کچھ چمکا۔

یس۔۔ مجھے اس کے ساتھ جینا ہے۔ "لیل مسکرائی۔"

مگر وہ جب تک تم سے معافی نہیں مانگے گا تم نہیں جاؤ گی۔ قدر کروانی پڑتی "

ہے چاہے سامنے محبوب شخص ہی کیوں نہ ہو۔ "منہا اس کی بات سمجھی تھی۔

وہ معافی نہیں مانگے گا۔ "منہا نے مدھم آواز میں کہا۔"

اگر اسے محبت ہوئی تو وہ تمہارے قدموں میں بھی بیٹھ جائے گا۔ بس محبت "

ہونا ضروری ہے۔ "منہا لیل کی طرف دیکھا جو محبت کو بہت قریب سے

جان چکی تھی۔

مجھے سکندر سے محبت ہے۔ اس لیے اس کی بیٹی کی خواہش کو پورا کرنے کے "

لیے اس عمر میں بھی اس کی اولاد کو پالنے کے لیے تیار ہوں۔ جب مجھے موسیٰ

کی اولاد کو کھلانا ہے۔ مجھے الیگزینڈر کے پاس جاتا ہر شخص چبھتا ہے۔۔ پھر

بھی اس کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے اس کی بیٹی سے محبت کو دیکھنے کے

باوجود یہ سب کر رہی ہوں۔ "منہا دیکھ کر رہ گئی۔

اج نا جانے کیوں وہ لیل کو جھٹلا بھی نہیں پارہی تھی۔ یاں شاید تھک گئی تھی
جھٹلا جھٹلا کر۔ یاں شاید لیل کی باتس حقیقت میں لے آئی تھیں۔

محبت سب کرواتی ہے۔ "لیل کی بڑ بڑاہٹ اس نے باسانی سنی تھی۔"
موسیٰ کہہ رہا تھا میں الیگزینڈر کو زہر دے دوں۔ "لیل نے چونکتے اسے"
دیکھا۔ پھر کھلکھلا کر ہنس دی۔

اس کی باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ مزاق کر رہا تھا۔ "منہا کو حیرت ہوئی ان"
دونوں میں کب سے مزاق کا رشتہ قائم ہو گیا۔

تم دونوں میں مزاق کا رشتہ نہیں ہے مگر میں نے اسے کہا تھا تمہیں اپنی"
بہن کی طرح قبول لے۔ بس اسی کی کوشش کر رہا ہے۔ "لیل نے دھیمی سی
آواز میں کہا۔

وہ سن رہ گئی لیل کی بات سنتے۔

اپنی ریڈ کی کوئی بات وہ آج تک نہیں ٹال سکا۔ "لیل کی پچھلی بات کے اثر"
میں وہ یہ بات سن ہی نہیں سکی۔

سو جاؤ اب۔ میں بھی تھک چکی ہوں اب تو۔ "منہا لیل کے ماتھا چومنے پر"
کمرے میں چلی گئی۔

لیل اپنے کمرے میں آئی جہاں الیگزینڈر شاور کے نیچے کھڑا غصہ ٹھنڈا کر رہا
تھا۔ پانی گرنے کی آواز باہر تک آرہی تھی۔
وہ بھی بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی۔



لیل الیگزینڈر کے باہر نکلتے ہی ایک دفہ انکھیں بند کرتے کھولیں۔ وہ تولیہ
لیپٹے ہی باہر آچکا تھا۔ سینے پے بہتا پانی اور بکھرے بالوں سے ٹپکتا پانی دونوں
ہی اس کی جان پر بن ایسے تھے۔

الیگزینڈر بغیر لیل کی طرف دھیان دے کر پڑے لیتے ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ یہ ناراضگی کا اظہار تھا۔ لیل نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔
الیگزینڈر کی یہ حرکتیں اس کی جان لے لیتی کسی روز۔

کچھ دیر بعد وہ باہر آیا۔ اس سے پہلے وہ کچن کی طرف جاتا لیل نے اسے کمرے میں ہی روک لیا۔

اپنی وائٹ روز کو اگنور کر رہے ہو؟؟؟.. "لیل کے سوال پر الیگزینڈر نے "سرتاپیرا سے دیکھا۔ وہ خود اس وقت ٹراؤزر پہنے تھے۔ شرٹ پہننے کی زحمت نہیں کی تھی۔

میری مجال میں کچھ کروں یاں کہو۔ "الیگزینڈر نے ضبط سے آنکھیں بند کر لیں۔ لیل کی آنکھوں میں چمکتی نمی ناقابل برداشت تھی۔

جاؤ۔ "لیل سائیڈ ہوتے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ چہرے کے تاثرات بدل چکے تھے۔ آنکھیں لبالب بھری ہوئی تھیں۔

الیکزینڈر جانے کے قابل ہی نہیں رہا تھا۔ وہ کھڑکی کی طرف رخ کیے کھڑی لیل کے پیچھے جا کھڑا ہو۔

وائیٹ روز نہیں کریں ناں۔ "وہ بے بسی سے کہتے اسے سینے سے لگا گیا۔" لیل کے رونے میں شدت آئی۔ وہ اس کے سینے سے لگی ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔ اس کا وجود کانپنا شروع ہو چکا تھا۔ الیکزینڈر اسے گود میں اٹھاتے لا کر صوفے پر بیٹھا۔ لیل لے بال سہلائے اس کو سب ٹھیک ہے کی تسلیاں دیں مگر وہ چپ نہیں ہوئی۔

الیکزینڈر بھی اسے رونے دیا۔ وہ چاہتا تھا لیل کا یہ بھاری دل نہ رہے۔ وہ رو کر ہی سہی مگر ہلکا تو ہو جائے۔

ادھے گھنٹے بعد سرخ نظریں اٹھائیں۔ ہاتھوں سے آنکھیں صاف کیں چہرے پر ہاتھ کی پشت سے آنسوؤں چنے۔ الیکزینڈر بس اس کے بال سہلاتے اس کی آنکھوں پر نظریں جمائے بیٹھا رہا۔

سکندر وہ بہت تکلیف میں تھی۔ شایان نے اسے بہت ہرٹ کیا۔ اس نے "سموکنگ شروع کر دی ہے۔ میں نے تو کبھی اسے یہ نہیں سکھایا تھا۔ شایان کی باتوں نے اسے بہت توڑا۔" الیگزینڈر اس کے ہاتھ ہٹاتے خود اس کے چہرے سے آنسوؤں صاف کر رہا تھا۔ اس کی باتیں بھی تحمل سے سنیں۔ اور؟؟.... "الیگزینڈر اس کے دل میں جو کچھ تھا سب سننا چاہتا تھا۔" ماضی میں جو ہوا۔ ماما... بے بی.. اس میں صرف وہ قصور وار نہیں تھی۔" میں بھی تھی۔ پھر سزا اس اکیلی کو کیوں ملی؟؟ سکندر وہ انعم کی بیٹی ضرور تھی مگر اس پر میرے سایہ نے اندھیرا کر دیا۔ اسے میری قسمت کے برے دنوں نے ہر خوشی سے محروم کر دیا۔ "وہ خاموشی سے سنتا رہا۔

...مزید؟؟؟"

سکندر اس نے شدت پسندی مجھ سے لی تھی۔ مجھے شراکت پسند نہیں تھی "اس لیے وہ ایسی بنی مگر میں نے اسے توڑ دیا۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

تمہاری محبت کی دیوانگی میں میں بہت سے رشتوں سے وفاتک نہیں نبھا
سکی۔ "وہ پھر بھی نہیں بولا۔

"...اور؟؟؟"

خیام کی محبت میں کمی رہ گئی۔ انعم اسے ماں کا پیار نہیں دے سکی۔ ان "
دونوں نے بھی اسے ویسے نہیں چاہا جیسے میں چاہتی تھی۔ ویسے نہیں سنا جیسے
میں سنتی تھی۔ ویسے نہیں دیکھا جیسے میں دیکھتی تھی ورنہ وہ ایسی نہیں ہوتی۔
وہ مختلف ہوتی۔ "لیل کا غم عروج پر تھا۔

"....اور؟؟؟"

سکندر میں نہیں چاہتی تھی مگر پھر بھی ایک اور لیل بن گئی۔ میں چاہتی تھی "
وہ خوش رہے مگر میں نے خود کو اس سے دور کرتے اس سے خوش رہنے کا
حق چھین لیا۔ اس کی خوشیاں تو مجھ سے وابستہ تھیں۔ وہ تو دوست بھی نہیں
بناتی تھی۔ اس کی تو دوست ماں باپ سب میں تھی پھر کیسے کر گئی میں یہ
سب۔۔۔۔۔ "لیل کے آنسوؤں پھر بہنے لگے تھے۔

الیگزینڈر اسے مشکل سے سنبھالا۔

یہ گلٹ منہا کی حالت دیکھ کر جاگا تھا۔ ورنہ پہلے وہ ٹھیک تھی۔۔ جانتی تھی غلط ہے مگر الیگزینڈر میں مگن ہو کر بھول جاتی تھی۔

الیگزینڈر یہ بات جانتا تھا۔ موسیٰ کو اب الیگزینڈر سے زیادہ توجہ دینے کی کوشش کرنا بھی اسی لیے تھا۔ وہ جو بچپن میں اس کے ساتھ کر چکی تھی۔

الیگزینڈر کے قریب رہنے کی وجہ سے اس سے جلنا اور بھی بہت کچھ۔۔۔۔۔
الیگزینڈر اسے چپ کر وانا چاہا مگر وہ روئی جا رہی تھی۔ لیل کی صحت کے لیے یہ ٹھیک نہیں تھا۔ الیگزینڈر نے پرفیوم سی نکال کر اس کے چہرے پر سپرے کر دی۔ وہ کچھ ہی دیر تک بے ہوشی کی نیند میں چلی گئی۔ اس سے پہلے وہی باتیں بڑبڑاتی رہی۔ الیگزینڈر اسے توجہ سے سنا تھا۔۔

لیل کو بیڈ پر ٹھیک سے لیٹاتے الیگزینڈر نے اس پر کمبل دیا۔ خود کچن میں آیا۔ کھانا پہلے سے بنا ہوا تھا۔ ان سب نے کھانا کھا لیا تھا۔ الیگزینڈر مشکل سے

اکیلے چند نوالے کھائے۔ پھر لیل کے لیے سحری ٹائم کے لیے کچھ ہلکا پھلکا بنایا۔

اس کے کیے کیک اور پیسٹری ختم ہو چکی تھی۔ الیگزینڈر مکسچر تیار کرتے وہ بھی بنانے لگا۔ جب وہ فری تھا تو بازار سے لانے کا مقصد۔

اچھے سے کریم سے اسے ڈیکوریٹ کرنے کے بعد فریج میں رکھ دیا۔ لیل کے لیے ڈرائے فروٹس کے جار سٹور روم میں رکھے سامان سے لا کر بھرے۔ ہر چیز چیک کی۔ اگر کچھ ختم ہو چکا تھا تو وہ منگو الیتا۔

یہ سب کرنے کے بعد وہ فری ہوا۔ اب اسے پھر فریش ہونا تھا۔ کمرے میں آیا تو لیل اب اڑی تر چھی ہو چکی تھی۔ بے ہوشی کی نیند کا کمال تھا۔ الیگزینڈر اسے پھر سے ٹھیک کرتے اپنی پرفیوم اس کے پاس سپرے کی۔

وہ الیگزینڈر کی خوشبو پاس محسوس کرتے ماکرائی۔

الیگزینڈر بھی دوسرے کپڑے لیتے فریش ہونے چلا گیا۔ باہر نکلتے جھکا۔ لیل کی گال کا بوسہ لیا۔ وہ مسکراتے رخ موڑ گئی۔ الیگزینڈر اٹھتے نیچے آیا۔

وہ کبھی ایسا سوچتا بھی نہیں اگر لیل کے آنسوؤں اس کے دل پر نہ گرتے۔
مگر اب یہ ضروری تھا۔ اس کے لیے نہیں بلکہ اس کی لیل کے لیے۔ جسے
اب وہ پھر سے پہلی والی حالت میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

منہادر واہ ناک ہونے پر پریشان ہوئی۔ مگر پھر لیل کا سوچتے اٹھی۔ وہ ابھی
باتھ لے کر آئی تھی۔ شایان کا سوچتے اسے نیند نہیں آرہی تھی۔

دروازہ کھولتے ہی سامنے کھڑے انسان کو دیکھ اسے حیرت ہوئی۔ اس کے
چہرے کے تاثرات بدلے۔ اس کے تاثرات "کیا لینے آئیں ہیں؟؟؟" سے
"کیوں آئیں ہیں؟؟؟" والے ہو گئے۔

بات کرنی ہے تم سے کچھ۔ باہر ہال میں آکر سن سکتی ہو؟؟؟ "منہانے"
دیکھا وہ رف سے حوالے میں تھا۔ ٹراوزر اور شرٹ پہنے وہ آج بھی پہلے
الیگزینڈر جیسا ہی تھا۔

منہانے یس کہا تو الیگزینڈر وہاں سے ہٹ گیا۔ منہا الیگزینڈر کے سامنے
پڑے صوفے پر آ بیٹھی۔

میں لیل کی آنکھوں میں آنسوؤں نہیں دیکھ سکتا۔ وجہ کوئی بھی ہو مگر ان " کی آنکھوں میں آنسوؤں مجھ سے برداشت نہیں ہوتے۔ " اس نے جیسے تمہید سی باندھی تھی۔

لیل تمہاری اس حالت کا ذمہ دار خود کو سمجھتی ہیں۔ "الیکزینڈر ہاتھوں سے " اشارے بھی کر رہا تھا۔ بات کرنے کے دوران ہاتھوں کا استعمال کرنا اس کی عادت ہو چکی تھی۔۔

وہ نہیں تم ہو۔ میری اس حالت کے ذمہ دار۔۔ "منہانے کوئی لحاظ نہیں " رکھا تھا۔

ویل یہ کچھ حد تک ٹھیک بھی ہے۔ تم انعم کی بیٹی تھی۔ مجھے ڈر تھا تم وائٹ " روز کو نقصان پہنچاؤ گی۔ ویسے تو شاید تم نہ پہنچاتی مگر میری ان حرکتوں کے بعد پہنچا دیا۔ میں اس بات کو پہلے دن سے قبول رہا ہوں۔ "الیکزینڈر بہت آرام سے بولا۔ وہ اندازہ لگا سکتی تھی اسے ندامت اب بھی نہیں ہے۔ نہ لیل کو اس سے دور رکھنے کی اور نہ اپنی کسی حرکت کی۔

تواب؟؟؟... "منہا کا انداز لیا دیا تھا۔"

آنٹی کی موت کی وجہ تم نہیں تھی۔ تمہاری نانو تبسم کی بات کر رہا ہوں۔ "منہا کی آنکھوں میں سرخی کی لکیر چمکی۔ یقیناً اپنے گناہ یاد آنے پر ایسی ہی حالت ہوتی ہوگی۔"

ان کو ماسٹر ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ سیڑھیوں سے گرنے سے موت نہیں ہوئی۔" تھی ان کی۔ اٹیک کی شدت بہت کم تھی مگر ان کی عمر کے لحاظ سے وہ زیادہ ہو گیا۔ اس لیے وہ چل بسیں۔ "منہا نے مٹھیوں میں صوفے کو دبوچا۔ اس وقت یہ سچ نہیں بتایا گیا تھا۔ اسے الیگزینڈر سے اس وقت پھر شدید نفرت ہوئی۔"

مجھے کچھ دنوں پہلے علم ہوا۔ میں کسی کیس پر کام کر رہا ہوں۔ جہاں سے یہ بھی معلومات مل گئیں۔ اس ڈاکٹر نے دھوکہ دیا تھا۔ وجہ میں بتا نہیں سکتا۔ "منہا کے چہرے کی سرخی اور غصہ کم نہیں ہوا۔"

تم وجہ نہیں بتا سکتے؟؟ اسے وجہ نہیں بتا سکتے جسے سب سے پہلے قاتل اس کی اپنی ماں نے کہا تھا؟؟... "منہا گے کو ہوتے چبا چبا کر ایک ایک لفظ کہا۔"

انعم تب دکھ میں تھی۔ شاید اس لیے... "الیکزینڈر نے زندگی میں پہلی دفہ بونگی سی دلیل دی تھی۔"

اچھا اس کی بوڑھی ماں مر جانے کا دکھ زیادہ تھا۔ میری،، دس سالہ بچی کی ماں کو اس سے الگ کرتے وقت تمہیں اس دکھ کا احساس نہیں ہوا تھا؟؟... "الیکزینڈر یوں ہی ڈھٹائی سے نظریں جمائے بیٹھا رہا۔"

لیل میری تھیں۔ انہیں میرے پاس ہی انا تھا۔ اور انعم تمہیں لیل کے ساتھ بھیجنے کو تیار نہیں تھی۔ تمہیں خود یاد ہو گا تمہارے جھوٹ کی وجہ سے لیل کو چوٹ لگی تھی۔ پھر ان کی حالت۔۔۔ پورے ایک ہفتے وہ چل نہیں سکیں۔ وہ آخری کیل تھا۔ میں کیسے تمہیں انعم سے لے کر لیل کو تھما دیتا۔"

الیکزینڈر کو انج تک افسوس نہیں ہوا۔ اسے اس بات کا افسوس جاگا۔

تم نے خود ضد دلائی تھی مجھے۔ "منہا نیچی اواز میں چیخی۔"

غلط۔ تم یہ ثابت کرنا چاہتی تھی لیل تمہیں مجھ سے زیادہ پیار کرتی ہیں۔
تمہاری ایک پکار پر آجائیں گیں۔ "الیکزینڈر نے ہاتھ سے ناں کا نشان بھی
بنایا۔

تو غلط تو نہیں کہا تھا۔ سچ کہا تھا۔ "وہ بھی دھٹائی سے قائم تھی۔"
تو کیا تمہیں آج تک اپنی اس حرکت پر افسوس نہیں ہوا؟؟؟ "وہ دونوں"
شائد آج سچ بولنے کے موڈ میں تھے۔

منہا خاموش رہی۔۔ وہ دس سالہ بچی نہیں تیں سالہ جوان لڑکی تھی۔ ہو بہو
لیل کی کاپی۔

اوکے لیٹس پلے آگیم۔ صرف سچ۔ تم جو پوچھو گی میں سچ کہوں گا۔ اور "
تمہیں بھی جواب میں سچ کہنا ہو گا۔ "منہا صبر کا سانس لیتے ہاں میں سر ہلا
دیا۔

تم شروع کرو۔ "منہا زرا پر سکون ہو کر بیٹھی۔"

تم نے لیل کو مجھ سے دور کیوں کیا؟؟؟۔ "منہا کا لڑکھپن کھا جانے والا"

سوال۔ جس نے اس کی زندگی کی خوشیاں چھینیں۔

الیکزینڈر کے لیے جواب دینا مشکل تھا مگر دینا ضروری تھا۔

شہزاد کا نام سنا کبھی؟؟؟ اور اس کی بنائی جنت کی کہانی؟؟؟۔ "منہا نے ہاں"

میں سر ہلایا۔

ویسا ہی شہزاد دنیا میں پھر جنتا تھا۔ بس اس دفہ وہ جنت کی ملکہ بھی چاہتا تھا۔

ایسی ملکہ جس کے غلام بادشاہ بھی بننے پر فخر محسوس کریں۔ لیکن وہ صرف اس کے محل کی شان ہو۔ اس کی جنت کی ملکہ ہو۔ "منہا نے سوچ کر جھر جھری لی۔

ملکہ کے طور پر چلنا تھا اس نے لیل کو۔ اپنے محل میں قید کرنے کے لیے۔

وہ ہر حال میں وائیٹ روز کو اپنے پاس چاہتا تھا۔ اسی لیے میں انہیں پاکستان سے عمان لایا۔ عمان میری ریاست ہے۔ اور یہ میرا محل۔ بادشاہ کے محل

سے ملکہ کو اغواہ کرنا مشکل ہوتا ہے ریاست کی نسبت۔۔ "منہاد لچپی سے سن رہی تھی۔ لیل نے بھی اسے اس سے ملتا جلتا ہی کچھ بتایا تھا۔

بہت سی جانیں گئی ہیں اس کام میں۔ بہت سے قصور وار تھے تو بہت سے "بن گئے۔" منہا اس کی آخری بات نہیں سمجھی۔

پاکستان سے اغواہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی انہیں۔ میں نے ناکام کر "دی۔۔ میرے گھر میں لیل کے ہوتے کوشش تو دور کوئی سوچتا بھی نہیں۔ میرے پہلے گھر کا ڈیزائن تو یاد ہو گا۔ کارڈ اور پھر سکینر۔ اس کے بغیر لاک نہیں کھلتا تھا۔ اس کی یہ ہی وجہ تھی۔ میں لیل کے معاملے میں رسک نہیں لے سکتا تھا۔" منہا نے ہاں میں سر ہلایا۔

ماسی تو پھر بھی اغواہ ہوئی تھیں؟؟ تو کیا تمہارا ہاتھ تھا اس کے پیچھے؟؟۔۔۔ چھتے لہجے میں پوچھا تو الیگزینڈر مسکرایا۔

تمہاری وجہ سے ہوئیں۔۔ "منہاد درمیان میں ہی چیختی جب الیگزینڈر نے"

روک دیا

تمہاری محبت ان کی کمزوری بنائی گئی۔ انعم نے ہمارے دشمن کو بتا دیا لیل "منہا کے لیے ہر تالا توڑ کر چلی آئے گی۔ انہوں نے اس حساب سے سب پلان کیا۔ انعم کی آواز میں فیک کال کروائی۔ جس نے کہا منہا ٹھیک نہیں ہے۔ بس لیل سب چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئیں۔ تمہارے لیے۔ اس روز اگر مجھے لیل مل جاتیں تو پہلی گولی میں انہیں مارتا۔ اس ٹانگوں پر جن سے وہ چل کر گئیں۔" منہا نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا۔ مگر وہ جانتا تھا وہ سچ کہہ رہا ہے۔

اگلا سوال کرو؟؟؟ "الیکزینڈر نے اسے ہوش دلوا دیا۔"

میں ماسی کی کمزوری نہیں ہوں۔ "پر یقین لہجے میں کہا گیا۔"

تم ہو۔ اور تمہی ہو۔ ان کی اور کوئی کمزور نہیں۔ موسیٰ کے ساتھ تم سے "

زیادہ زیادتیاں کر چکی ہیں وہ۔ مگر افسوس صرف تمہارا ہے۔ اس کا نہیں

ہے۔ "الیکزینڈر نے ذرا دھیمے لہجے میں کہا۔"

کیسی زیادتیاں۔ ہر وقت تو وہ تمہارے ساتھ چپکار ہتا تھا۔ "منہا نے دہائی"
دیتے انداز میں کہا جو الیگزینڈر کو ناگوار گزرا۔

آہستہ بولو۔ بیس بائس سال کا ہو چکا ہے وہ۔ بارہ سال کا تھا جب سے "
ہوسٹل میں چلا گیا۔ وجہ صرف لیل ہیں۔" الیگزینڈر لیل سے یہ سب
نہیں بول سکتا تھا۔ مگر منہا سے۔۔۔

منہا کی نظروں میں حیرت اتری تھی۔۔

لیل کو تم جانتی ہی نہیں ہو۔ صرف دعویٰ ہے جاننے کا۔ محبت کا۔ ورنہ ایسا "
کچھ نہیں ہے۔ موسیٰ کو جب ہماری ضرورت تھی وہ اکیلا ہو گیا۔ تمہارے
پاس تو خیام تھا۔ اور اس سچ کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا خیام نے تمہیں باپ جتنی
محبت دی ہے۔" الیگزینڈر نے پوری بات نہیں بتائی۔

ہاں باپ جتنی محبت۔ میں بہت احسان مند ہوں ان کی محبتوں کیں۔ کسی "
دن ملے تو شکر ادا ضرور کروں گی ان کا۔" الیگزینڈر کو کچھ غلط ہونے کا اندیشہ
ہوا۔

کیا ہوا ہے؟؟؟.. "الیگزینڈر کے سوال پر وہ کچھ چونکی۔ ذرا سا مسکرائی۔"

کچھ بھی نہیں ہوا۔ کیا ہو گا۔ "اس کے چہرے پر درد کے تاثر تھے۔"

خیام نے کچھ کہا تم سے؟؟؟. "الیگزینڈر کے سوال پر وہ ہنس دی۔"

وہ کہتے ہیں آج تک نظریں نہیں ملا سکے تم سے۔ میری وجہ سے۔ کیونکہ

میں تمہاری اولاد کی قاتل ہوں۔ "اس کی آنکھوں میں نمی چمک رہی تھی۔"

بندوق پر ہاتھ تمہارے تھے مگر ٹریگر پر انگلی کسی اور کی تھی۔ "منہا نے"

اسے حیرت سے دیکھا۔

کل سب کے سامنے سچ بتاؤں گا۔ ابھی نہیں۔ "منہا ناچاہتے بھی چپ ہو گئی۔"

خیام سے اور تو کوئی ناراضگی نہیں؟؟؟.. "منہا نے ناں میں سر ہلا دیا۔"

تمہاری کال کے بعد مائٹر ہارٹ اٹیک ہوا تھا اسے۔ اب ٹھیک ہے۔ گھر بھی

چلا گیا۔ "منہا کی نظروں سے آنسوؤں بہنے لگے تھے۔"

شکریہ ضرور کہنا اسے مگر کیا ایک شکریہ کافی ہو گا یہ بھی سوچ لینا؟...""
منہا کی انکھیں وقفے وقفے سے رونے کے باعث سرخ ہو گئیں۔

اپنی سگی ماں کے مرنے پر بھی نہیں رویا تھا وہ۔ تمہارے آنسوؤں بہنے پر رو"
پڑا۔ میرے شیر بہادر کو رلا دیا تمہاری تکلیف نے۔" الیگزینڈر کی باتوں پر
آنسوؤں مزید بہنے لگے۔

الیگزینڈر نے ٹشو بوکس سے کچھ ٹشو نکال کر دیے۔ وہ خاموشی سے تھامتے
آنسوؤں صاف کرنے لگی
کچھ دیر خاموشی چھائی رہی۔

اب میرے ایک سوال کا جواب دو۔" منہا نے سراٹھایا۔"
مجھے اور لیل کو کیوں جدا کرنا چاہتی ہو؟؟... "الیگزینڈر پیچھے کو ٹیک لگائی۔"
بس ایسے ہی۔ مجھے میری ماسی واپس چاہیے تھی۔ اب تو کوئی خطرہ بھی نہیں"
ہے۔ تو دے دو انہیں واپس مجھے۔" الیگزینڈر مسکرایا۔

تم بہت بے وقوف ہو۔ تمہاری یہ محبت تمہاری سب سے بڑی کمزوری۔"
محبت کو طاقت بناتے ہیں کمزوری نہیں۔" منہا اب خود پر قابو پا چکی تھی۔
اس لیے پھر اسے گھورا۔

خود پر قاتلہ کاٹیک بھی تم نے اپنی بے وقوفی کی وجہ سے لگوا یا۔ اب دھوکے
باز کاٹیک بھی۔ تمہاری کمزور محبت نے تمہیں کسی کے ہاتھ کی کٹ پتلی بنا
دیا۔ اور تم سمجھ ہی نہیں پائی۔" منہا کی خونخوار نظریں اس پر ہی تھیں۔
اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔" منہا چیخنی تھی

سچ پھر بھی نہیں بدلے گا۔ اور ایسی بے وقوف لڑکی کو میں اپنی وائٹ روز تو
کبھی نہیں دے سکتا۔ نو نیور۔" الیگزینڈر کے چہرے پے ٹیز کرنے والی
مسکراہٹ تھی۔

محبت میں سمجھداری بے وقوف لوگ دیکھاتے ہیں۔ محبت تو کھیل ہی"
نادانوں اور بے وقفوں کا ہے۔" منہا کی بات پر الیگزینڈر نے داد دیتی نظریں
اٹھائیں۔

مگر دنیا کی سیاست سے محبت کو بچانے کے لیے نادانی اور بے وقوفی کی " ضرورت نہیں ہوتی۔ عقل اور سمجھ داری کی ہوتی ہے۔ " منہا کابس نہیں چل رہا تھا الیگزینڈر کے منہ پر ٹیپ لگا دے۔۔

ایک مافیہ کنگ کا دل اپنے ہاتھوں سے نکالا تھا میں نے۔ پتھر دل بن گیا تھا " میں اس روز۔ اس کی چنچیں تڑپنا سب مجھے ڈرا نہیں رہا تھا اس روز۔ اور تب میں نے جانا میری زندگی میں لیل کی جگہ نہیں ہے۔ وہ میرے ساتھ کھڑی نہیں رہ سکتیں۔ وہ ڈر جاتی تھیں۔ آہٹوں پر ڈر جانے والی لڑکی کو میں اپنی زندگی میں شامل کر لیتا تو وہ ہر اہٹ پر گھبرا جاتی۔ اور محبوب ہر وقت گھبرایا اور ڈرا نہیں دیکھا جاتا۔ پھر ایک روز مجھے معلوم ہوا کوئی انہیں قید کرنا چاہتا ہے۔ اپنی دنیا میں، اس روز بغیر سوچے سمجھے وہ کر دیا جو سمجھنے کے باوجود بھی کرنے کو تیار نہیں تھا میں۔ لیل کی ساری معلومات نکلوالی۔ اور تب میں نے جانا وحشت تو پوری دنیا میں ہے۔۔ اچھا ہے میرا محبوب آہٹوں سے ڈرتے میرے سینے میں تو چھپ سکتا ہے۔ ورنہ کسی کو نے میں پڑا رہا ہوتا۔ اور

انہیں تو میں روتا دیکھ ہی نہیں سکتا۔ "منہا کے چہرے پے وہ وہ تاثرات چمکے تھے وہ پہلے کبھی نہ چمکے ہوں۔ ڈر، خوف، پریشانی، وحشت، اضطراب۔۔۔
تمارے اسی حیوانی پن کی وجہ سے میں ماسی کو تمہارے پاس نہیں رہنے دینا"
چاہتی۔ "وہ ڈرتے بولی تو الیگزینڈر مسکرایا۔

اسی حیوان کی محبت میں قید ہیں وہ۔۔ کہیں نکل کر نہیں جاسکتیں اس"
گرفت سے وہ۔ وجود جو خاک کا پتلا ہے اسے قید نہیں کیا دل کو قید کیا ہے۔
میرے علاوہ کسی اور کو سوچنے کی بھی اجازت نہیں انہیں۔ "اس کے انداز
میں فخر تھا۔

تم ماسی سے محبت کیوں کرتے ہو؟؟؟.. "منہا پر تجسس سے پوچھا۔۔"
وجہ نہیں جان پایا اب تک۔ محبتوں کی کمی تو نہیں تھی مجھے۔ میری ماں اور"
باپ دونوں کو خود سے زیادہ عزیز تھا میں۔ مگر لیل کو دیکھنا جانے کیوں پھر
کچھ دیکھ ہی نہیں سکا۔ "وہ جیسے اس سکسل کے گراؤنڈ میں پہنچ گیا تھا۔ جہاں
لیل کسی لڑکی کو بچانے کے چکر میں خود بھی کود پڑی تھی۔۔

کوئی تو وجہ ہوگی۔ "منہا نے زور دیا۔"

وجہ ہی تو نہیں ہے۔ محبت کی وجہ نہیں ہوتی۔ وہ بس کسی نازک وقت کے کسی نازک لمحے میں دل کے کھلے دروازے سے چپکے سے اندر اتر جاتی ہے۔ اور پھر کبھی باہر نکلنے کو تیار نہیں ہوتی۔ "منہا کو الیگزینڈر سے باتیں کرنے میں مزا آنے لگا۔

اور ماسی تم سے کیوں محبت کرتی ہیں؟؟۔ "اب وہ مسکرایا۔"

وہ اپنی چیزوں رشتوں سب کو لے کر شروع سے شدت پسند ہیں۔ میں ان کا دوست تھا۔ دوستی بھی شدت پسند۔ انہیں سخت ناپسند تھا میرے ان کے علاوہ اور کسی کو بلانا بھی۔ ایک دفعہ انعم کو چاکلیٹ دے دی تھی ان کے حصے کی۔ مجھ سے ناراض ہو گئیں۔ پھر انعم کو سائیکو کہلوا کر مانی۔ مجھ سے کان پکڑواے۔ شاید تبھی کہیں محبت ہو گئی۔ "الیگزینڈر مسکرایا۔ منہا خود مسکرا رہی تھی۔

ہم دونوں انعم کو سائیکو کہہ کر بھاگ جاتے۔ اور وہ ہیں چڑچڑی ہو کر غصے " سے ہمیں گھورتی رہتی۔ "منہا کا قہقہہ گونجتا تھا۔

ویسے کیا فیس ہو گا ماما۔ سائیکو!!!.... ہا ہا ہا ہا ہا.... "الیکزینڈر نے اسے محسوس نہیں ہونے دیا وہ کتنا کھل کر ہنسی ہے۔

انعم کی تبسم انٹی سے بنتی تھی۔ وہ انہیں بہت پیار کرتی تھی۔ "الیکزینڈر" نے دھیمے سے کہا۔

ہاں۔ ماسی سے بھی زیادہ انہیں انعم ماما سے محبت تھی۔ "منہا نے اعتراف کیا۔

لیل کے فادر کی ڈیٹھ کے بعد اسے مینٹلی سپورٹ کی ضرورت تھی۔ جونہ " تو تبسم انٹی اسے دے سکیں اور نہ اس کی حفاظت کر سکیں۔ "منہا الجھتے اسے دیکھا۔

مجھے آج سب جاننا ہے۔ "الیکزینڈر لمبی سانس لیتے پاؤں سیدھے کیے۔ " ایک جگہ بیٹھنے سے وہ اکڑ چکے تھے۔

بہت حساس تھیں لیل۔ اپنے بابا کے بعد اکیلی ہو گئیں۔ تبسم آنٹی کی " شادی انعم کے بابا سے ہو گئی۔ انعم اور لیل سگی بہنیں نہیں ہیں۔ انعم کی ماما برٹش تھیں اور بابا لیل کے چاچو۔ جو اپنی بیوی کی وفات کے بعد پاکستان آ گئے۔ جہاں ان کی شادی ان کی بیوہ بھابھی سے کر دی گئی۔ "منہا پاؤں اکھٹے کرتے اوپر کر لیے۔ وہ بھی تھک گئی تھی۔ اس لیے پوزیشن بدلی۔ تبسم انعم میں بڑی ہو گئیں۔ اور لیل اکیلی۔ انعم کے بابا نے انہیں کمرے " میں بند کر دیا۔ باقی سب کو کہا اسے اپنے ساتھ ٹرپ پر لے جا رہے ہیں۔۔۔ وہ ناجانے کتنے دن بھوک پیاسی وہاں قید رہیں۔ وہ مرنے کے قریب تھیں جب انہیں کمرے سے نکالا گیا۔ ایک دفہ انسان موت کا مزہ اچکھ لے تو اپنے ہر فیر بی محبت کرنے والے سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ ان کے ساتھ بھی یہ ہی ہوا۔ انہیں انعم سے شدید نفرت ہو گئی۔ بچی تھیں وہ۔ انعم سے نفرت کرتے شاید اس کے باپ کو سزا دینا چاہتی تھیں۔ تبھی انہیں میں ملا۔ ہم دونوں کی اچھی دوستی ہو گئی مگر مجھے جانا پڑا۔ شاید جدائی لکھی تھی۔ میں بغیر بتائے چلا

گیا۔ اس بات کو انہوں نے دل پر لیا۔ واپس سے خود کے خول میں بند ہو گئیں۔ یوں ہی خود سے بے پروا وہ بڑی ہو رہی تھیں جب انہیں تم ملی۔ انعم سے نفرت اپنی جگہ مگر وہ دوسری لیل نہیں بنانا چاہتی تھیں۔ اس لیے تمہیں رکھ لیا۔ باقی تم جانتی ہو۔ "انعم نے انکھیں صاف کیں جن سے اپنے پاس آنسوؤں بہہ رہے تھے۔

لیل تو میں پھر بھی بن گئی۔ تنہائیوں کی عادی۔ "منہا کی سرگوشی پر" الیگزینڈر اسے تسلی دینا چاہتا تھا مگر اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔ اس طرح اسے سپاروں کی عادت ہی پڑ جاتی۔

تمہیں خیام کو سوچتے انہوں نے سوچا تھا دوسری لیل کو الیگزینڈر جیسا "دوست دے رہی ہیں۔" وہ شاید لیل کو ڈیفینڈ کر رہا تھا۔

جو ماسی کی محبت کے عادی ہو جائیں انہیں کسی اور کی محبت نہیں بھاتی۔ ان "کی شدت پسند محبت اور کوئی نہیں کر سکتا۔" وہ بڑ بڑائی۔ الیگزینڈر نے بھی

تم بہت سمجھدار تھی جب تک لیل کے ساتھ تھی۔ "الیکزینڈر نے تبصرہ کیا۔"

آپ کی سوتیلی سالی نے سب سے پہلے بے وقوف بنایا ہے۔ پھر لوگوں نے کٹیتلی ہی سمجھ لیا۔ "وہ طنزیہ مسکراہی۔"

اس میں تو لیل کا کوئی قصور نہیں ہے اب۔ "وہ تو جیسے بیٹھا ہی لیل کی صفائی دینے تھا۔"

میری اس حالت کا ذمہ دار کون ہے پھر؟؟ اگر آپ دونوں ہی بری ہیں... "منہا اگے کو ہوتے پوچھا۔"

ویسے کیا ہے تمہاری حالت کو؟؟ اچھی خاصی تو ہو۔ "الیکزینڈر راج ضرورت سے زیادہ بول رہا تھا۔"

یس!!! کیا ہے میری حالت کو؟؟ اچھی خاصی تو ہوں۔ "وہ تلخی سے ہنسی۔"

تم نے خود کو خود یوز می بنا دیا ہے۔ ہر شخص اتنا ہے اور تمہارا استعمال کرتے " چلا جاتا ہے۔ میری وائیٹ روز نے تو تمہیں یہ نہیں سیکھایا تھا ناں ہی ایسا بنایا۔ "منہا میری پر اسے گھورا۔

میری ماسی بھی ہیں وہ۔ "غصے سے باور کروایا۔"

بس یہ ہی مسئلہ۔ ماسی کی بات پر تم باقی بات بھول جاتی ہو۔ "حالانکہ وہ خود" موسیٰ کے ساتھ ایسا تھا۔

لیل کی قسم کھا کر کہو کیا آج تک اپنے دماغ سے کوئی کام کیا ہے؟؟ دوسروں کے بنائے پلان پر عمل کرتی ہونا؟؟۔ "منہا نظریں چرا گئی۔ وہ سچ کہہ رہا تھا۔

اب دیکھ لو۔۔ "افسوس سے کہا۔"

اچھا اگر میں تمہارے ساتھ مافیہ جوائن کرنا چاہوں؟؟۔ "منہا کے اچانک اس سوال پر الیگزینڈر زور سے ہنسا۔

تو اگلے دن میری لاش ملے گی بغیر دل کے۔ دو لوگوں کو قتل کر چکی ہے۔
تمہاری ماسی۔ تمہیں لگتا ہے مجھے چھوڑے گی۔ "الیکزینڈر نے انگلیوں
سے دو کاسائن دیا۔

اتنی بھی جلا د نہیں ہیں میری ماسی۔ "منمناتے کہا۔"
وہ تم سے بہت محبت کرتی ہے منہا۔ مگر انہوں نے کبھی خود کو ضائع نہیں
ہونے دیا۔ تم بھی خود کو ان کی محبت میں ضائع مت کرو۔ "الیکزینڈر کا انداز
سمجھانے والا تھا۔

میں کچھ نہیں سمجھ پاؤں گیں۔ میری محبت بہت نا سمجھ ہے۔ "الیکزینڈر"
نے اسے بے بسی سے دیکھا۔ جو پھر وہیں آٹکی تھی۔

^^^

موسیٰ کھڑکی پھلانگتے اندر آیا مگر سامنے پری کو روتے دیکھ اس کی جان ہوا
ہوئی تھی۔

ہیے مائے وچ بتاؤ کیا ہوا ہے؟؟.. "موسیٰ اسے فوراً سے گود میں بھرا۔"

وہ اس کے سینے سے لگتے ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔

موسیٰ اسے کتنی دیر تک سینے سے لگائے رکھا جب اس کا دھیان پری کے گال پر گیا۔

یہ کیا ہوا؟؟؟.. "انگلیوں سے اس کی گال سہلائی۔ اس پر تھپڑ کے نشان"

تھے۔ وہ بھی گیرے۔ سفید گال پر وہ نشان اسے چھب رہے تھے۔

بابا نے مارا؟؟؟.. "اس نے ناں میں سر ہلایا۔"

ہارون نے؟؟؟. "مومنہ کے تو مارنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔"

پری چپ رہی۔ موسیٰ اسے چھوڑ باہر آیا۔ پری بھی اس کے پیچھے آئی تھی۔ وہ آواز دیتی رہی مگر اس نے نہیں سنی۔

ہال میں بیٹھے ہارون کو گریبان سے پکڑتے کھڑا کرتے ایک تھپڑ کھینچ کر اس کے منہ پے مارا تھا۔

وہ پیچھے جا گرا۔ وہ پھر اسے مارتا جب پری اس کے آگے آگئی۔ وہیں دوسرے

کمرے میں موجود جانی اور مومنہ بھی شور سنتے باہر ایسے

“How dare he to slap you??..”

موسیٰ غصے سے گر جا۔ وہیں جانی نے غصے سے ہارون کو دیکھا تو وہ سر جھکا گیا۔

مومنہ جانی کے بازو پر ہاتھ رکھے اسے روکا تھا کہیں وہ موسیٰ سے جھگڑا شروع نہ کر دے۔

موسیٰ وہ بھائی ہے میرا۔ "غصے سے کہا۔ دونوں ہاتھ موسیٰ کے سینے پر رکھے " تھے۔ وہاں موجود ہر انسان جانتا تھا وہ اسے روکنے کی طاقت نہیں رکھتی مگر وہ اس کا پابند تھا۔

اس کا یہ مطلب نہیں اسے تم پر ہاتھ اٹھانے کا پر مٹ مل گیا۔ "پری نے " اسے گھورا۔ جو پہلے ہی نظریں ہارون پر جمائے تھا۔

میں کسی پھول کو تمہیں سختی سے نہ چھونے دوں اس کی اتنی جرات تمہیں " تھپڑ مارے۔ میں جان لے لوں گا اس کی۔ " وہ چیخا۔ ہارون ایک دفہ کانپا تھا اس کے غصے بھری آواز پر۔

مجھے چکر آرہے ہیں۔ مجھے سونا ہے۔ "پری نے آخری ہربہ استعمال کیا۔"

موسیٰ بغیر کسی کی پرواہ کیے اسے گود میں اٹھاتے کمرے میں لے گیا۔

پیچھے بیٹھا ہارون جانی کے ہاتھوں ذلیل ہو رہا تھا۔ جس نے بغیر وجہ پوچھے اس کی اچھی خاصی بے عزتی کر دی تھی۔ مومنہ تو بس افسوس کرتی نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔

مگر تھپڑ کی وجہ جان کر جانی بھی سوچ میں پڑا تھا۔ ہارون کا وہاں سے بھیج وہ "خود کافی دیر تک یوں ہی بیٹھا سوچتا رہا۔"

^^^

ویسے شایان سے کتنی محبت کرتی ہو؟؟؟ "الیکزینڈر یوں پوچھا جیسے دونوں دوست ہوں۔"

بہت۔۔ اس کی بے رخی برداشت کرنے کے باوجود اسے ہی یاد کر رہی "ہوں۔ وہ بھی قاتل کہتا ہے مجھے۔ قاتل ہی سمجھتا ہے۔" طنزیہ مسکرائی۔
الیکزینڈر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھائیں۔

تو اپنی عزت کرواوا اس سے۔ بتاؤ اسے تمہاری بھی اولاد تھی وہ۔ تم بھی اتنی ہی تکلیف میں ہو۔" وہ تلخی سے ہنس دی۔

بس پھر تم کہتی ہو میں اپنی ماسی جیسی ہوں۔" الیگزینڈر تو ناجانے کیوں انج بچپن کی طرح اس سے بحث کرنے لگا۔

تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے ہاں؟؟ میری ماسی ہیں وہ۔ میں ان جیسی ہی ہوں۔" وہ صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اگے کو جھکتے چیختے کہا۔

میرے ایک تھپڑ مارنے پے مجھے تڑپایا ہے خود سے دور رکھ کر وائٹ روز نے۔ ایک تھپڑ کی سزا یہ ہے سوچو مینٹلی ٹارچر کرتا تو کیا سزا دیتی وہ مجھے؟..." منہا بھی ٹھنڈی پڑی۔

الیگزینڈر نے جو س ڈال کر دیا تو وہ چپ چاپ پی گئی۔

محبوب کے قدموں میں نہیں بچھ جاتے۔" پیار سے سمجھایا۔

تم تو بچھ گئے ہو۔" الیگزینڈر نہ چاہتے بھی مسکرا دیا۔

اپنے تجربے سے ہی بتا رہا ہوں ایسا نہیں کرتے۔ "منہا نے اسے گھورا۔ وہ" مسکرا دیا۔

لیل کے دور جانے کے بعد تم نے اپنے دماغ کا استعمال کرنا کیوں چھوڑ دیا؟؟؟.. "الیکزینڈر کچھ تجسس سے پوچھا۔

منہا کا جی چاہا ہاتھ میں پکڑا گلاس الیکزینڈر کے منہ پر دے مارے۔ جو سوچ رہی ہو وہ کرنے سے لیل ناراض ہو سکتی ہیں۔ "وہ منہا کے تاثرات سے ہی سمجھ گیا۔

اسی لیے صرف سوچ رہی ہوں۔ کر نہیں رہی۔ "برے منہ بناتے گلاس" نیچے ٹیبل پر رکھ دیا۔

میرے سوال کا جواب نہیں دیا تم نے۔ میں نے تو سب سچ بتایا ہے۔ "" الیکزینڈر بھی بغیر جواب سنے پیچھا چھوڑنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ پتا نہیں۔ "ہاتھ جھلاتے بے فکری سے کہا۔"

مطلب تم مان رہی ہو تم نے واقعی دماغ کھو دیا؟؟؟.. "الیکزینڈر نا جانے"
کیوں فری ہو رہا تھا۔

پیچھے کو گرتے وہ کھلکھلایا۔

منہا خو نخوار نظروں سے اسے گھورا جو دوہرا ہو رہا تھا۔

میری کہانی سنو گی؟؟ میں تو تم سب کی کہانی سے واقف ہوں۔ ہر پہلو بھی "
جانتا ہوں۔" منہا دلچسپی سے اسے دیکھا۔

یس۔۔۔ "وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔"

میں اکلوتا بیٹا تھا اپنے ماں باپ کو۔ دونوں کی جان بستی تھی مجھ میں۔ اور پھر "
میں نے اپنے ماں باپ کو اپنی آنکھوں کے سامنے تڑپتے مرتے دیکھا۔ جس کا
دل میں نے نکالا تھا وہ بہت پہلے میرے دل سے کھیل چکا تھا۔ میں نے تو
بس بدلا لیا تھا۔ تو تحفے میں قدرت نے بلیک کنگ کا خطاب دے دیا۔ بہت
اچھا لگتا تھا شروع شروع میں یہ۔ پھر یہ ایک قید سا معلوم ہوتا جس سے رہائی
آپ کو مرنے کے بعد بھی نہیں ملتی۔ میرے ماں باپ کے قتل میں ہاتھ کچھ

اپنوں کا بھی تھا۔ میں نے اپنوں کی چوٹ سہی تھی۔ لیل کو اپنوں کی دی
چوٹ پر تڑپتے دیکھا۔ تم بھی ان کی اپنی تھی۔ مگر تم مجھ سے نفرت میں انعم
کی بولی بولنے لگی۔ میں یہ ہی سمجھا وہ تمہاری اپنی بولی ہے۔ میں نے تمہیں
لیل سے دور کر دیا۔ لیل خود کو قصور وار سمجھ رہی ہیں تو سوچا ہے انج میں
نے۔ ورنہ کبھی نہ سوچتا۔ کہ اصل قصور وار میں خود ہوں۔ "منہا نے اسے
شاید اسے شر مندہ ہونا آتا ہی نہیں تھا۔ دیکھا
اگر احساس ہے تو ماسی مجھے دے دیں۔ مجھے ان کے سنگ جینے دیں۔ "کچھ"
امید سے پوچھا۔



موسیٰ پر ی کو بیڈ پر لیٹاتے خود اس کے پہلو میں لیٹا۔ پھر جھکتے نرمی سے اس کی گال پر اپنے ہونٹوں سے مر حم رکھنے لگا۔ پر ی کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

انی لو یو... "وہ اس سرگوشی پر مسکرا دی۔ موسیٰ یوں ہی ہونٹ اس کی گال پر رکھے لیٹا رہا۔ ہلا نہیں۔ وہ دونوں اسی پوشیشن میں نیند میں اتر گئے۔ پر ی اسے وجہ نہیں بتانا چاہتی تھی ورنہ وہ مزید غصہ کرتا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی بانہوں میں سوئے صبح اٹھے۔ جب سورج کی روشنی نے ہر صرف اجالا کر دیا۔ موسیٰ بغیر پر ی کو اٹھائے ہی چلا گیا۔ وہ سوئی اتنی پیاری لگ رہی تھی اسے اٹھانے کا جی ہی نہیں چاہا موسیٰ کا۔ وہ چپکے سے وہاں سے واپس گھر آ گیا۔ جانی بھی اسی وقت نکلا تھا۔ اس کے ساتھ مومنہ تھی۔

اس کی بانیک کو جاتے دیکھ جانی نے ضبط کیا۔ وہ ایک سیکنڈ پہلے باہر نکلتا تو موسیٰ کو روک سکتا تھا۔ مگر ابھی وہ جاچکا تھا۔ وہ خود بھی مومنہ کو لیتے کار میں بیٹھا۔

وہیں خیام انعم کے ساتھ اپنی گاڑی میں گھر سے نکلا۔ اسے بھی ضروری کام تھا۔ اسے بس بتایا گیا تھا کام ضروری ہے آگے نہیں بتایا گیا۔ ایک طرف ہیر شایان کو گھورتے اس کے ساتھ کار میں بیٹھ رہی تھی۔ جس کے ساتھ عمر بھی تھا۔ منسا کے پاس شان رک رہا تھا۔ وہ دونوں بھی آنا چاہتے تھے مگر ہیر نے منع کر دیا۔ فرقان رومہ اور ہانیہ کے ساتھ دو بیٹیاں گیا تھا۔ وہ اس وقت عمان میں تھا ہی نہیں۔ ورنہ شاید وہ بھی اس وقت وہاں جمع ہوتا۔ گرل ویسے ہی ان کے جھمیلوں میں نہیں پڑتی تھی۔

موسیٰ بیک ڈور کا استعمال کرتے کنگ مینشن میں پہنچا۔ وہ دور سے اتی ان سب کی گاڑیوں کو بھی پہچان چکا تھا۔ وہ سب وہیں آرہے تھے۔ موسیٰ ابھی کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں شاور لیتے فریش ہونے لگا۔ اور وہ سب اپنی گاڑیوں سے نکلتے ایک دوسرے سے ملتے اندر کو بڑھے۔ جہاں گارڈ نے دروازہ کھول دیا تھا۔

دے دیں ماسی اگر احساس ہے تو؟؟؟.. "منیا نے پھر سوال دہرایا جب"

قدموں کی اہٹ پر دونوں نے دروازے کی طرف دیکھا۔

وہ سب وہاں کھڑے حیرت سے منہا اور الیگزینڈر کو رو کر دیکھ رہے تھے۔

ان دونوں نے ایک ساتھ نظر گھڑی پر ڈالی۔ انہیں وقت کا احساس ہی نہیں ہوا۔ کب رات سے دن ہو گیا۔ الیگزینڈر اٹھتے ان سب کو بیٹھنے کا کہا۔ شایان تو منہا کو دیکھ رہا تھا جو جیسے بیٹھی تھی ویسے کی ویسے ہی تھی۔

منہا میں۔۔۔ "شایان اس کی طرف جھکتے کچھ کہنا چاہا مگر وہاں سخت آواز"

گو نجی۔ جس پر وہ رک گیا۔

منہا اس وقت ریڈ کنگ مینشن میں ہے۔ بات کے لیے اجازت درکار ہوگی "تمہیں۔" شایان کچھ برہمی سے ہیر کے ساتھ بیٹھ گیا۔ جو اسے گھور رہی تھی۔۔

الیکزینڈر منہا یہاں کیسا آئی؟؟... 'پوچھنے والا خیام تھا۔ وہ کچھ ڈھیلا تو لگ رہا تھا مگر منہا ملی نہیں۔ یوں ہی پاؤں اکھٹے کرتے بیٹھی رہی۔۔ اس کی ماسی کا گھر ہے یہ۔ میں پوچھنے کا حق نہیں رکھتا تھا۔" منہا کچھ اترائی۔" اس جواب کی توقع نہیں تھی مگر اچھا لگا تھا۔ خیام کچھ پریشان سا بیٹھ گیا۔ انعم بھی منہا سے ملنا چاہتی تھی مگر اس کے تاثرات ایسے نہیں تھے کوئی اس سے ملتا۔

میں وائٹ۔۔۔ وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ ایک نظر منہا کو دیکھا۔ دل میں "شدت پسندی کا خیال جاگا مگر یہ ضروری تھا۔" منہا جاؤ وائٹ روز کو بلا لاو۔" سب نے حیرت سے الیکزینڈر کو دیکھا۔ اس نے دل پر پتھر رکھتے بی جملہ کہا تھا۔ ورنہ ایسی اجازت تو موسیٰ کو بھی نہیں تھی۔

منہا نے حیرت سے اسے دیکھا مگر پھر اٹھتے چلی گئی۔ الیگزینڈر نیچے کسی کمرے میں منہ دھوتے باہر آیا۔ تب تک لیل بھی فریش سی نیچے آچکی تھی۔ منہا کے ساتھ بیٹھی وہ اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

منہا قاتل نہیں ہے۔ نہ اپنی اولاد کی اور نہ ہی ہماری اولاد کی۔ "الیگزینڈر" بیٹھتے ہی کہا۔ ان سب نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ کوئی تمہید نہیں کچھ بھی نہیں۔ سیدھا یہ جملہ۔۔۔

تبسم انٹی ہارٹ اٹیک سے فوت ہوئی تھیں۔ مائٹر تھا مگر عمر کی وجہ سے "برداشت نہیں کر سکیں۔ منہا اس الزام سے بھی خارج ہے۔" انعم نے پہلو بدلا۔ کیا کچھ یاد نہیں آیا تھا۔

منہا نہیں جانتی تھی اس نے کون سی دوا لیل کو دی اور کون سی وہ خود "استعمال کرتی رہی۔ اس کا کسی نے یوز کیا۔ لیل کی محبت اس کی کمزوری تھی۔ اور کسی نے اسی کمزوری کا فائدہ اٹھایا۔ منہا کا ارادہ بچہ مارنے کا نہیں تھا۔"

منہا نے چہرہ لیل کے کندھے کے پیچھے چھپایا۔ اس کا سیاہ ماضی ان الزام کی وجہ سے ہی تو تھا۔ لیل نے اسے خود میں سمیٹ لیا۔

منہا اب تم بولو گی۔ جو جس سے کہنا چاہو کہہ سکتی ہو۔ یہ سب تمہیں سننے " کے پابند ہیں۔ " لیل نے اونچی آواز میں کہا تھا۔ شایان سر جھکاتے پہلو بدلا۔ وہ اسے ایسے نہیں دیکھ پارہا تھا۔

مامامیری سب سے بڑی قصور وار آپ ہیں۔ میں کبھی آپ کو معاف نہیں " کر پاؤں گیں۔ ماسی نے نانو کو معاف کیا کیونکہ انہیں الیگزینڈر ملا تھا۔ ان کے ساتھ ہوئی نا انصافیوں کی تلافی ہو گئی۔ مگر میرے کسی نقصان کی تلافی نہیں ہوئی۔ مجھے الیگزینڈر جیسا نہیں ملا۔ میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گیں۔ " بہت دھیمے انداز میں شکوہ کیا۔

لیل نے اس کے گرد بازو جمائل کرن چاہا الیگزینڈر نے اشارے سے روک دیا۔ اس طرح وہ کمزور پڑنے لگتی۔ مر حم ملنے پر درد کی تکلف کم ہونے لگتی ہے پھر درد دینے والے پر ایسا غصہ بھی کم ہو جاتا ہے۔ وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔

آپ نے کہا الیگزینڈر ماسی کو ٹارچر کرتا ہے۔ انہیں میرے نام پر دھمکاتا ہے۔ اس لیے وہ مجھ سے نہیں ملتیں۔ اور میں بے وقوف!!! وہ بات کرتے تلخی سے خود پر ہی ہنسی۔ آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا۔ جو لیل کو کمزور کر رہا تھا۔ وہاں سب ہی نظریں نم ہو چکی تھیں۔

میں بے وقوف آپ کی باتوں میں آ بھی جاتی۔ آپ نے کہا الیگزینڈر خونی درندہ ہے۔ میں نے مان لیا۔ کیونکہ ماسی نے کہا تھا ماما جھوٹ نہیں بولتیں۔ لیکن آپ تو میری زندگی کے پر قدم پر جھوٹ ہی بولا۔ پہلے خود مجھ سے دور رہیں۔ مجھے مارنے تک کی کوشش کرتی رہیں۔ کوئی نہیں جانتا۔ ماسی بھی نہیں مگر آپ اپنی خراب حالت کے چلتے اکثر مجھے مارنے کو دوڑتی تھیں۔ میری ہی گردن دبا کر اپنی ناکام محبت کا غم کم کرنا چاہتی تھیں۔ اس نشانی کو ختم کرنا چاہتی تھیں جو آپ کو اپنے غم یاد دلاتی۔ اسی وجہ سے میں آپ کے پاس نہیں جاتی تھی۔ مگر کوئی نہیں جانتا تھا۔ کیونکہ سب کے سامنے تو آپ بہت سویٹ تھیں۔" وہ اپنا سالوں پر انادرد باہر نکال رہی تھی۔

اس کے گلے میں درد ہونے لگا۔ انکھیں سرخ ہو گئیں۔ وہ جیسے مرنے کو آ رہی تھیں۔ شایان اس کی تکلیف کا سوچتے غصے سے خود کو کو سا جوا سے مزید تکلیف دینے کی وجہ بنا۔

مگر تب تو ماسی میری پناہ گاہ تھیں۔ ہر جگہ سایے کی طرح۔ انہیں بھی "الیکزینڈر نے مجھ سے الگ کر دیا۔ اور یہ میری زندگی کا وہ سچ ہے جسے کوئی وضاحت نہیں بدل سکتی۔ کوئی بھی دلیل دی جائے مگر وہ دلیلیں اس تکلیف کو کم نہیں کر سکتیں جو میں محسوس کرتی تھیں۔ میری تو ماں باپ دوست بہن بھائی سب ماسی تھیں۔ انہیں بھی مجھ سے الگ کر دیا۔ ماسی کو بھی مجھ سے زیادہ الیکزینڈر سے محبت ہے۔" وہ کھوکھلا سا ہنسی۔ بات کرتے لیل کا ہاتھ تھام لیا جو رو رہی تھی۔ ہونٹوں پر ہاتھ رکھے بے آواز۔۔

سچی کہہ رہی ہوں۔ پہلے ایا تھا وہ آپ کی زندگی میں۔ آپ کی محبت میرے "جیسی ہی ہے۔ آپ نے مجھے محبت دی، تکلیف میں سمیٹا مجھے آپ سے دور نہیں جانا تھا۔ اور جس نے آپ کو مجھ سے دور کیا اس سے نفرت ہو گئی۔ وہیں

آپ کو الیگزینڈر سے محبت تھی۔ کیونکہ وہ آپ کے مشکل وقت کا ساتھ دیتی تھی۔ بس ہم تینوں ایک ٹرائینگل میں بندھ گئے۔ مگر تینوں ہی ضروری بھی تھے اور اس لائن سے بھی نفرت تھی جو ہمیں زائد لگتی۔ ہمیں وہی لائن کل لگتی جس کا آغاز کا سراہم سے جڑا تھا۔ اختتام کی تو پرواہ ہی نہیں تھی۔ "لیل کی انگلیوں سے کھیلتے وہ کبھی اس کو دیکھتے کچھ الفاظ کہہ دیتی۔

بس ہم دونوں کی جگہ سوائپ ہو گئی۔ پہلی لیل آپ تھیں جسے الیگزینڈر "نے سمیٹا۔ دوسری لیل میں تھی جسے لیل نے سمیٹا۔ مگر پہلی لیل کو الیگزینڈر چاہیے تھا اور دوسری لیل کو پہلی لیل۔ وہ بھی بغیر شراکت کے۔ بس اس کھیل میں ہم تینوں پھس گئے۔ اور ارج تک نکل ہی نہیں سکے۔ بس دو مخالف لائنز ایک دوسرے سے اس تیسری لکیر کو چرانا چاہ رہی ہیں۔ جو ٹرائینگل کو مکمل کر رہی ہے اور ہمیں بھی۔ بس سمجھ ہی نہیں پار ہے ہم۔ "وہ بہت سمجھداری والی باتیں کر رہی تھی۔ پہلے والی منہا سے بہت مختلف۔۔

الیگزینڈر مجھے کچھ دیر پہلے کہہ رہا تھا جب میں آپ کے پاس تھی بہت "

سمجھدار تھی۔ واقعی آپ کے سایے میں آ جاؤں تو خود بخود سمجھدار ہو جاتی ہوں۔ ابھی دیکھ لیں۔ کتنی فلسفی بھری باتیں کر رہی ہوں۔ "وہ مسکرائی۔ لیل نے اس کی کنپٹی چومی۔

کل موسیٰ نے بہت نارمل بات کی۔ اس کی حرکتوں پر بلاوجہ مسکرائی میں "

کل۔۔ علم ہوا وہ آپ کو کیوں عزیز ہے۔ بہت پیارا ہے وہ۔ مگر۔۔۔ جانے دیں۔ "اس نے بات مکمل نہیں کی۔

وہیں لیل سوچ رہی تھی الیگزینڈر کی اس سے کب بات ہوئی۔ مگر پھر پوچھا نہیں۔

اپ سے بہت محبت کرتی ہوں میں۔ اتنی کہ کیا اچھا ہے کیا برا اب بھول "

جاتی ہوں۔ اگر کوئی مجھے کہے اس کنویں میں چھلنگ لگا و لیل مل جائے گی میں بغیر سوچے سمجھے لگا دوں۔ آپ کی محبت کے معاملے میں خاصی بے

وقوف ہوں۔" لیل اسے ایک سائیڈ سے سینے سے لگایا۔ وہیں انعم خیام کے سینے میں سر چپائے رو رہی تھی۔

اپنے ہی گناہوں کا ائینہ جب کوئی دیکھائے تو بہت تکلیف ہوتی ہے۔
میرے بابا ملے تھے مجھے۔ کہتے ہیں بلکل اپنی ماسی جیسی ہو۔ میں ان کی بات "پر بہت مسکرائی۔ خاصے بوڑھے ہو گئے ہیں۔ چند منٹ بات ہوئی تھی ہماری۔ مگر چند منٹ میں میں نے جانا خونی رشتوں میں کشش ہوتی ہے۔" خیام کو یوں لگا اس کے منہ پر جو تمارا گیا ہے۔

ان کے بھائی بھتیجے اور ان کی ماما تھیں ساتھ۔ وہ مجھ سے بات کرنے پے سخت خفا تھیں۔ مگر پھر سب اچھا لگنے لگا انہیں۔ میں بھی۔ میری باتیں بھی۔۔۔" لیل نے اسے نہیں روکا۔ کھل کر بولنے دیا۔

وہ مجھے بہت اچھے لگے۔ ان کے ساتھ وقت گزارنا اچھا لگا۔ انہوں نے کہا "اپنی ماں کے زیادہ قریب مت ہو جانا۔ اس کا قرب تکلیف دیتا ہے۔ میں کیا بتاتی میں نے وہ تکلیف سہ لی ہے۔" لیل نے اس کے ہاتھ دبائے۔

احمد کبھی تمہارا خیال نہیں رکھتا۔ وہ کبھی تمہیں ڈیزرو نہیں کرتا تھا۔ "اس" نے گردن ہاں میں ہلائی۔

چند منٹ کی محبت جتنا ناسان ہوتا ہے سالوں محبت کرتے رہنے کے لیے "بہت بڑا دل چاہیے۔ ان کی محبت بھی ایسی ہی تھی شاید۔ مگر ماما کے متعلق وہ بالکل ٹھیک تھے۔" لیل نے ناں میں سر ہلانا چاہا منہا نے روک دیا۔ ماسی آپ ہر شخص کے دل تک نہیں جانتیں۔۔ اگر انہیں بابا نہ ملتے، ان کی "محبت نہ ملتی تو یہ آج بھی آپ کو تکلیف دینے کے موقعے ڈھونڈ رہی ہوتیں۔ ہر شخص آپ کی سوچوں کے مطابق اچھا نہیں ہوتا۔" خیام نے دیکھا جو مزید شدت سے رونے لگی تھی۔

منہا وہ ماما ہیں تمہاری۔ "منہا مسکرائی۔"

میں بھی بیٹی تھی ان کی۔ محبت سے کی گئی شادی کی نشانی جو ان کی زندگی کا "روگ بن گیا۔" وہ ڈبل آواز میں چیخی۔

سوری۔ آپ سے اونچی آواز میں بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ بہت محبت " اور پیار سے رکھا آپ نے مجھے۔ مگر پتا ہے کیوں بدگمان ہو گئے؟؟.. " وہ لیل کے پاس سے اٹھتے خیام کے گٹھنے کے پاس نیچے بیٹھ گئی۔ اس کا ہاتھ تھام لیا۔

اپنی بیوی کی وجہ سے۔ اب یہ جھوٹ مت بھولیے گا نہیں۔ انہوں نے ہی " کہا تھا جو لیل کی جان کی پرواہ کیے بغیر اس کے بچے کو مارنے کی کوشش کر سکتی ہے وہ لیل کو بھی مار دے گی۔ میرا خون ہے میں جانتی ہوں۔ کس حد تک جائے گا؟؟.. " ادھے ادھورے جملے آج بھی تکلیف دے رہے تھے۔ خیام نظریں ملانے کے بجائے چراگیا۔ لیل نے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔ خون ان کا تھا مگر تربیت میری ماسی کی تھی۔ دیکھیں اور بتائیں آج تک کتنے " خون کیے ہیں میں نے؟؟.. " وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ان سب کے درمیان میں کھڑی تھی۔

ماسی جانتی تھیں نانوکے ساتھ جو ہوا حادثہ تھا۔ بس نہیں جانتی تھیں ان کی "اولاد کو مارنا نہیں چاہتی تھیں پھر بھی سب کے سامنے مجھے ڈیفینڈ کیا۔ مگر اپ!!... آپ تو آج تک مجھے قاتل ہی مانتی آئی ہیں۔ اور دیکھیں اپنے داماد کو۔۔۔ یہ بھی مجھے قاتل ہی سمجھتا ہے۔" ان سب کی نظریں شایان کی طرف گھومیں۔ وہ سر جھکا گیا۔

اس نے بھی سبق دیے ہیں مجھے۔ اس نے بتایا ہے منہاڑ پتے مر بھی جائے "تو وہ منہا کی تکلیف کی پرواہ نہیں کرے گا کیونکہ منہا قاتل ہے۔" ہاتھوں سے اشارے سے بتاتے وہ ان سب کو گنہگار کر گئی تھی۔ لیل بھی غلط تھی۔ تمہیں اس کی غلطی کیوں نظر نہیں آتی؟؟.. "انعم آخر" خیام کے سینے سے سراٹھاتے کہا۔۔

وہ گہرا مسکرائی۔ بہتی آنکھوں کی مسکراہٹ حسین تھی۔۔

کیونکہ جن سے محبت کی جائے ان کی غلطیاں گناہ کچھ نظر نہیں آتا۔ مجھے بھی "نہیں آتیں۔ میں دیکھنا ہی نہیں چاہتی۔ بس محبت کرتے جانا چاہتی ہوں۔

جب تک روح قائم ہے۔ "لیل کا وجود رونے سے لرز رہا تھا مگر قدم بے جان تھے۔

وہ تو جانتی ہی نہیں تھی منہا اس سے اتنی محبت کرتی ہے۔

تم سب میں صرف ماسی ہے جنہوں نے کبھی یہ نہیں کہا تم نے خون کیا۔ تم "قاتل ہو۔ وہ کہتی تھیں وہ حادثہ تھا۔ ان کی موت طے تھی۔ انہیں مرنا ہی تھا ایک روز۔ سب خدا کا پلان کیا تھا۔ وہ سب باتیں مجھے سکون دیتیں۔ "اس نے لمبی سانس لی۔ جیسے وہ سکون واپس محسوس کیا ہو۔

مگر کسی قاتل کے ہاتھ میں کنجر آج تک خدا نے نہیں پکڑا یا۔ کسی کا گھر "اجاڑنے کا منصوبہ خدا نے کسی دماغ میں نہیں ڈالا۔ یہ انسانوں کے کام ہیں۔ انسان قاتل ہیں اور منصوبے بنانے والے بھی۔ خدا نے انسانیت کا قتل کرنے کا نہیں کہا۔ مگر یہ سب وہ مجھے نہیں بتاتی تھیں۔ بات یہ نہیں تھیں وہ جانتی نہیں تھیں۔ بات یہ تھی وہ مجھے پاگل نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ اور اگر وہ

سب ماسی کہیتس تو میں واقعی پاگل ہو جاتی شاید۔ "اس نے مڑتے لیل کو دیکھا ایک مسکراہٹ دی۔

آپ کو ہمیشہ یہ تڑپ رہی میں ماسی کو زیادہ کیوں چاہتی ہوں؟؟؟ ہیں " ناں!!! ابھی بھی ہے۔ بس اب بابا کی محبت میں آپ سب بھول جاتی ہیں۔ میں بتاؤں کیوں ہے؟؟ وہ وقت گزرنے کے بعد گیان نہیں دیتیں۔ وہ پہلے بتاتی ہیں قتل گناہ ہے۔ تب نہیں بتاتیں جب ہم کسی کا قتل کرتے گلٹ میں بیٹھے ہوں۔ "انعم کو اپنے میں بد صورت ترین شکل نظر آرہی تھی۔ مگر وہ ائینہ اس کی اصل صورت دیکھا رہا تھا۔

آپ کو اکثر افسوس ہوتا ہے ناں آپ مجھے ماسی سے نفرت کروانے میں " کامیاب نہیں ہوں سکیں۔ مگر پتا ہے اصل افسوس کیا ہے۔ احمد بھی آپ سے سچی محبت نہیں کر سکا اور احمد کی بیٹی بھی نہیں۔ "گھٹنوں پر ہاتھ رکھے اگے کو جھکتے کہا۔

ابھی خیاں غصے میں اس پر ہاتھ اٹھاتا جب الیگزینڈر نے درمیان میں آکر
روک دیا۔

ڈونٹ۔ وہ اس وقت میرے گھر کی دہلیز پر ہے۔ اور میں ہاتھ اٹھانے کی "
اجازت نہیں دیتا۔ وہ بھی سچ بولنے پر۔۔۔" وہ الیگزینڈر کے کندھے کے
پیچھے تھی۔

انعم نے دیکھا وہ ہی نہیں بلکہ لیل بھی الیگزینڈر کے کندھے کے پیچھے نظر آ
رہی تھی۔

ویسے برے تم بھی نہیں ہو۔ اگر ماسی کا مسئلہ نہ ہوتا تو اچھی بونڈگ ہوتی "
ہماری۔" منہا کی ٹون اچانک سے بدلی۔ بہت پر جوش مسکراتے انداز میں
بتایا۔

الیگزینڈر پلٹا اس کی بات پر ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔ جو ابھی رور ہی تھی اور
ابھی کیا کہہ رہی تھی۔

بہت جلتی تھی میں تم سے۔ اس دن تو انتہا ہوئی جب ماسی میری طرف "
دیکھے بغیر تمہارے ساتھ جیٹ میں بیٹھ گئیں۔ اتنا غصہ آیا کہ بس نہیں چل
رہا تھا تمہیں جہاز سے باہر پھینک دوں۔" الیگزینڈر خیام کو وارن کرتے
چھوڑا۔ اور منہا کی باتیں سننے لگا

مگر رات تم سے باتیں کرتے جانا برے تو نہیں ہو تم۔ بس برے وقت میں "
ملے۔ مگر برا وقت تو وہ میرے لیے تھا۔ تمہارا تو اچھا تھا۔ جسے تم نے خود اچھا
بنایا۔" الیگزینڈر اسے خاموش کروانا چاہتا تھا مگر شاید وہ آج بولنا چاہتی تھی۔
جاؤ لان کے دو چکر لگا کر آؤ۔" الیگزینڈر کے حکم پر وہ سر پیچھے کو پھینک کر "
ہنسی۔ جیسے الیگزینڈر نے کوئی مزاق کیا ہو۔

تمہیں لگتا ہے میں تمہاری بات مانو گیس؟؟؟۔ "وہ قمقمے لگاتے جیسے اس کا "
مزاق بنارہی تھی۔ وہاں باقی سب سنجیدہ تھے۔ خیام مکمل انعم کی طرف
متوجہ تھا۔

ہاں کیونکہ تمہاری ماسی بھی میری ہر بات مانتی ہیں۔ "لیل نے اپنی آنکھوں سے آنسوؤں صاف کرتے مسکرائی۔ منہا نے پلٹتے لیل کو دیکھا۔ اس کے ہاں میں سر ہلانے پر چپ چاپ باہر چلی گئی

صرف ماسی کے کہنے پر جا رہی ہوں۔ "باور کرانا نہیں بھولی۔" اس کے جانے کے بعد الیگزینڈرا ان سب کی طرف متوجہ ہوا۔ خیام وہ سچ کہہ رہی تھی۔ سچ کڑوا بھی ہو تو اسے پینا پڑتا ہے۔ "خیام سر" جھکائے انعم کے آنسوؤں صاف کرنے میں لگن تھا۔

مگر انعم اس کی ماں ہے۔ "اس کے دہائی دی۔" پھر تو ایڈورڈ بھی تمہارا باپ تھا۔ "خیام کی نظریں سرخ ہوئیں مگر یہ" جواب زہر کے گھونٹ کی طرح زبردستی پینے جیسا تھا۔ وہ میری ماں کا قاتل تھا۔ "جیسے بہت کچھ یاد آیا ہو۔"

انغم اس کی معصومیت کی قاتل ہے۔ کون بڑا مجرم ہوا؟؟ اس کی توپوری " شخصیت مر گئی کہیں.. " الیگزینڈر کے دو ٹوک جواب اج اسے بولنے کے قابل نہیں چھوڑ رہے تھے۔

شایان اس سب میں چپکے سے وہاں سے نکلتے باہر جانا چاہا مگر الیگزینڈر کی چپک کی نظروں نے اسے پہچان لیا تھا۔

شایان یہاں سے ہلنا بھی مت۔ "وہ وہیں جم گیا۔ سب کی نظریں اس کی " طرف پلٹی تھیں۔ ہیر نے اسے گھورا۔ جسے عمر نے سنبھالا ہوا تھا۔

تم سے ابھی حساب کتاب رہتا ہے۔ "وہ سر جھکا گیا۔ دل میں موسیٰ کو کوسا " جواب وہاں سے غائب تھا

منہالان میں چکر لگاتے خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔ جب موسیٰ اسے کچن میں نظر آیا۔ کچن کی کھلی کھڑکی سے اسے جو س بناتے دیکھ وہ اس کھڑکی کی طرف آگئی۔

اوہ۔ تمہاری سپیچ ختم ہو گئی۔ گڈ۔۔ بہت اچھی تھی۔ ویری ایمپریسو۔۔۔

منہانے اسے گھورا۔ جو جو سگلاس میں ڈال رہا تھا۔

ایک گلاس شلیف سے آگے ہوتے اسے پکڑا یا۔ منہا نے نہیں پکڑا۔
پکڑ لو۔۔۔۔۔" موسیٰ نے پھر کہتے گلاس مزید آگے کیا۔"

اتنا فری کیوں ہو رہے ہو؟؟؟.. "اس کے سوال پر موسیٰ نے مسکراتے ہاتھ " واپس کھینچ لیا۔ گلاس میں سے ایک سپ لیتے اسے شلیف پر رکھا۔ منہا ابھی تک اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

میں اپنی ماں کا بہت فرمانبردار ہوں۔۔۔" منہا کے ہاتھ میں کوئی بھاری چیز "ہوتی تو وہ موسیٰ کو دے مارتی۔ سیدھا اس کے اس مسکراتے چہرے پر۔ اس کی مسکراہٹ چڑاتی تھی۔

میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ عقل مندی سے کام لیتا ہوں۔۔ خود کو "مظلوم بنا کر اپنی ماں کی محبت بٹور لیتا ہوں۔۔ نہ کے سب سے لڑتا جگھڑتا ہوں۔" اس کے چہرے کی مسکراہٹ منہا کو زہر لگی تھی۔ بس نوچ لینے کو

جی چاہتا۔ کچھ اس کے چہرے کے نقوش لیل سے ملتے تھے۔ ان پر غصہ الگ تھا۔

سب غلط بولتے ہیں۔ تم میری ماسی جیسے نہیں ہو۔ بس شکل ملتی ہے۔ باقی "تم الیگزینڈر کے بیٹے ہو۔ اسی جیسے چالاک۔۔۔" منہا نے انگلی سے گول دائرے کا نشان اس کے چہرے کا بنایا۔ وہ مسکرایا۔

“Lail with brain in male version..”

مسکراتے خود کو داد دی۔ منہا جو خوش ہو رہی تھی اسے گھورنے لگی۔ تمہارے کہنے کا مطلب ہے میری ماسی بے وقوف ہیں؟؟؟ "وہ اگے کو" ہوتے چیخی۔ موسیٰ نے جوس کے سپ لیے۔

سمجھدار کے لیے اشارہ کافی ہے۔ باقی تم اپنا دیکھ لو سمجھدار ہو کہ بے "وقوف۔۔۔" وہ لا پر واہی سے کہتے کچن سے نکلتے ہال میں جانے کے بجائے دوسرے رستے سے اوپر چلا گیا۔

پیچھے منہا تمل گئی تھی۔ وہ کچھ دیر لمبی سانسیں لیتے غصہ ختم کرنے آئی تھی اور موسیٰ نے اس کا غصہ مزید بڑھا دیا تھا۔ وہ اسی برے موڈ کے ساتھ اندر آ گئی۔

جہاں سامنے الیگزینڈر ان سب کی کلاس لگائے کھڑا تھا۔ اسے الیگزینڈر کا اپنے لیے یوں بولنا بھی اس بات پر قائل نہیں کر سکا وہ مجبور تھا۔ اس کا لڑکھین تباہ ہوا تھا۔ وہ یوں سستے میں تو نہیں جانے دے سکتی تھی۔

شایان تم منہا سے معافی مانگو گے۔ تب ہی وہ واپس جانے کا فیصلہ کرے گی۔ "لیل نے مداخلت کی۔ وہ نہیں چاہتی تھی بات بگڑے۔

منہا دروازے سے لیل اور الیگزینڈر کی بات سنتے اندر آ گئی۔

مجھے کسی کی معافی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر شخص اپنے اعمال کے لیے آزاد"

ہے۔ بس کسی سے حساب کتاب پورا کرنا ہے۔ "منہا الیگزینڈر کے سامنے آ

کھڑی ہوئی۔

کس سے؟؟.. 'جانتے بوجھتے بھی پوچھا۔"

تم سے !!!... "لیل کو الیگزینڈر نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔"

کون سا حساب کتاب؟؟؟.. "وہ انجان بن گیا۔"

جانتے تو تم اچھے سے ہو۔ پھر اداکاری کیوں کر رہے ہو؟؟ مگر خیر میں بتا "دیتی ہوں۔ بقول تمہارے تب ماسی کو مجھ سے دور کرنا تمہاری مجبوری تھی۔ میں نے مان لیا۔ سمجھ بھی لیا۔ اور بقول تمہارے تم نے غلط کیا اس بات کا تمہیں احساس بھی ہے۔" وہ ہر لفظ پر زور دیتے کہہ رہی تھی۔ الیگزینڈر جانتا تھا وہ اگے کیا کہے گی۔

ماسی مجھے لوٹا دو۔ میں تمہیں معاف کر دوں گیں۔ "کیا دریا دلی کا مظاہرہ کیا" گیا تھا۔

موسیٰ اپنے کمرے میں بیٹھا ہال میں لگے کیمرے سے سارا منظر انجوائے کر رہا تھا۔ جو س کے ساتھ پاپ کورن کھاتے وہ جیسے کسی نئی ریلیز ہوئی مووی کو پوری توجہ سے دیکھ رہا ہو۔

ان سب پر اس سوال پر سکتہ طاری ہوا۔ خیام نے اب الیگزینڈر کو جتنی نظروں سے دیکھا۔ جیسے کہہ رہا ہو دیکھ لو۔ انعم بھی صرف سوں سوں کرتے اب خیام کے سینے پر سر رکھے تھی۔ جانی کوپری کے ساتھ جو ہو رہا تھا اور اپنا اٹل فیصلہ سنانے میں زیادہ دلچسپی تھی۔ اسے اس تماشے سے کوئی خاص مطلب نہیں تھا۔ شایان کے لیے تو زندگی موت کا سوال تھا۔ وہیں ہیراج اپنے استاد کا انصاف دیکھنا چاہتی تھی۔ کیونکہ جو دکھ اس نے آج منہا کے لہجے میں محسوس کیا تھا وہ کبھی اس کی زندگی سے بھی گزرا تھا۔ اس نے بھی ایسے بغیر محبت کے دن گزارے تھے۔ جہاں اس کے وجود کی کسی کو ضرورت تھی بس محبت نہیں تھی۔

میں لیل کو خود سے دور نہیں بھیج سکتا۔ اس حالت میں تو بالکل بھی نہیں۔۔۔"

منہا تلخی سے مسکرائی۔

اچھا کیا تمہیں بھی ڈر ہے کہیں میں تمہاری اولاد کو پھر ناماردوں؟؟.. "اس" کے اندر چھپی تکلیف صرف لیل نے محسوس کی تھی۔

تم یہاں ہی لیل کے ساتھ رہو۔ جب تک چاہو۔ ویسے بھی یہ لیل کے ہی " نام ہے۔۔ مگر وہ مجھ سے دور نہیں جاسکتیں۔ " اٹل انداز میں کہا۔

میرا سوچا تھا اس وقت میں کیسے رہوں گی ماسی کے بغیر۔ اب اپنا جوا اتنا سوچ رہے ہو۔ " منہا کا لہجہ خاصا چھبتا تھا۔۔

مجھے علم ہی نہیں تھا تم وائٹ روز سے اتنا اٹیچ ہو۔ اور لیل کی حفاظت کے " لیے اگر مجھے کبھی موسیٰ کی جان بھی لینی پڑے میں پیچھے نہ ہٹوں تو دور کرنا تو کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ " وہ آج بھی افسوس نہیں کر رہا تھا۔ وہ آج بھی اپنے عمل پر پختہ تھا۔۔

تم بہت بے حس ہو۔ ظالم بھی۔ " الیگزینڈر کندھا اچکاتے لیل کی طرف " دیکھا جواسے گھور رہی تھی

محبت میں صرف محبوب کو دیکھا جاتا ہے اس پاس نہیں۔ تم اور موسیٰ بھی " اس پاس جیسے ہو۔۔ جنہیں لیل کی حفاظت کے لیے میں کبھی بھی اگنور کر سکتا ہوں۔ " وہ نادام تک نہیں تھا۔۔

ہاں صرف محبوب دیکھا جاتا ہے۔ میں ماسی کے پاس ہی رکوں گیں۔""
دھیمے لہجے میں کہتے وہ لیل کے ساتھ بیٹھ گئی۔ جس کی خونخوار نظریں
الیکزینڈر پر جمی تھیں۔ وہ دیکھ سکتی تھی اس وقت اس کی ماسی کتنے غصے میں
ہے۔

منہا نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔ شایان اس کے آس پاس بھی نہیں بھٹکے گا۔ ورنہ "
انجام کا زمرہ دار وہ خود ہو گا۔" ہیر نے ہاں میں سر ہلاتے اس کی تسلی کی۔ جو
اس فیصلے پر غصے سے وہاں سے چلا ہی گیا۔ منہا نے اسے غصے سے جاتے دیکھ
تھوک نکلا۔ جانتی تھی جب بھی وہ واپس لوٹی شایان بہت برا پیش آتا۔ مگر
ابھی وہ واپس نہیں جانا چاہتی تھی۔ کسی بھی حالت میں نہیں۔

جانی تمہارا کیا فیصلہ ہے۔ تم بھی سنا کر جاؤ۔ "خیام انعم کے ساتھ وہیں بیٹھا"
تھا۔ الیکزینڈر کے اشارے کے لیے رکا ہوا تھا۔

پری کی رخصتی نہیں ہوگی۔ نہ آج نہ پھر کبھی۔ "اس نے اٹل فیصلہ دیا۔"
پری کی شادی کب ہوئی؟؟.." ہیر نے حیرت سے پوچھا تھا۔"

نکاح ہوا تھا۔ موسیٰ سے۔ اس نے زبردستی کیا تھا نکاح پر ی سے۔ "جواب"

الیکزینڈر نے دیا۔ ہیر کی آنکھیں پھٹیں۔ چہرے کے تاثرات بگڑے اور پھر

یک دم وہ قہقہے لگانے لگی۔ سب نے اسے حیرت سے دیکھا تھا سوائے جانی

جے۔ وہ غصے سے دیکھ رہا تھا

جانتا تھا اس کے ہنسنے کی وجہ کیا ہے۔

ویسے جانی کہاں تم مافیہ میں کام کرنے والے کو بیٹی نہیں دینا چاہتے تھے اب"

مافیہ کنگ کو دو گے۔ ہاؤ بیو ٹیفل؟؟؟.." وہ ایک دفہ پھر کھل کر ہنسی۔ لیل اور

مومنہ نے لب دبائے

عمر ہیر کو گھور رہا تھا جس کی ہنسی ہی نہیں رک رہی تھی۔

کس نے کہا وہ دے گا؟؟؟ اس نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔ "الیکزینڈر ذرا سختی سے"

کہا مگر وہ بھی ہیر تھی۔

وہ خود لے جائے گا۔ جس نے نکاح کے لیے اجازت نہیں لی وہ رخصتی کے لیے لے گا؟؟ تم سب سمجھے ہی نہیں۔" آخر میں طنز کیا۔ وہیں موسیٰ نے فخر سے اپنی اڑھی تر چھی لکیر کو دیکھا جو سچ کہہ دیتی تھی اکثر۔۔۔

ہیر!!!.... "اس نے جلدی سے ہونٹوں پر زپ کا اشارہ کیا۔ جانی اسے "خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ مومنہ اس کا ہاتھ تھامے اسے روکا ورنہ وہ خود بھی میدان میں اتر پڑتا چاہے زبان سے ہی سہی۔

جانی تمہاری مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو گا۔" اس نے ہاں میں سر ہلایا۔ "جانی بھی چلا گیا۔ ہیر بھی اس کے پیچھے ہی نکلی۔ اب وہاں خيام اور انعم ہی تھے۔

خيام کچھ کہنا چاہتے ہو؟؟.. "اس نے سینے سے لگی انعم کو دیکھا۔ پھر منہا" کو۔

وہ کچھ کہنا تو چاہتا تھا مگر انعم۔۔۔

منہا خیام کو اپنی ماں کے بعد تم سب سے زیادہ عزیز ہو۔ بس کچھ لوگوں کے "احسان کے بوجھ تلے انسان کو جھکنا پڑتا ہے۔ تم بھی جلد سمجھ جاؤ گی۔" منہا خیام کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے سینے سے لگنا چاہتی تھی۔۔۔ وہ خیام کے پاس جاتی مگر انعم کے پلٹنے پر رک گئی۔ اس کی سگی ماں نے بہت سے رشتے چھین تھے اس سے۔ ان میں سے ایک باپ کا بھی تھا۔ جو کبھی اسے مکمل میسر نہیں آسکا۔

خیام انعم کے ساتھ چلا گیا۔ الیگزینڈر لیل کو دیکھا جو کچھ روٹھی روٹھی سی تھی۔ وجہ وہ جانتا تھا۔۔۔

میں کھانا۔۔۔ "اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی گئی۔" مجھے تمہارے ہاتھ کا بنا کچھ بھی نہیں کھانا۔ موسیٰ بنالے گا کھانا میرے لیے۔ "غصہ یقیناً بہت زیادہ تھا۔

ماسی میں بناتی ہوں۔ "منہا خوشی سے کہتے کچن میں چلی گئی۔ لیل کے روکنے پر بھی نہیں رکی۔

ناو مائے ٹایم۔۔ "سرگوشی کرتے لیل کو گود میں اٹھاتے کمرے میں لے لے" ایا۔

لیل کی مزاحمت کو بھی کسی کھاتے میں نہیں رکھا۔

ناراضگی کی وضاحت کریں۔ "لیل کو دروازے سے پن کرتے پوچھا۔" تم نے منہا اور موسیٰ کو اس پاس کہا۔ موسیٰ کو مارنے کی بات بھی کی۔ "لیل" کا لہجہ انم ہو گیا۔

میں سچ میں اہسا کر سکتا ہوں۔ میرے لیے صرف آپ ضروری ہیں۔ "لیل نے غصے سے الیگزینڈر کی گردن پر کاٹنا ہی شروع کر دیا۔ دانتوں سے اس کی جلد کو نوچتے وہ شاید ہفتوں کی بھوک کی ہی لگ رہی تھی۔

الیگزینڈر بھی اف کیے بغیر اس کی کمر میں پاتھ ڈالتے اسے اونچا کر رہا تھا۔

بس؟؟؟.. "اس کے پیچھے ہونے پر پوچھا۔ لیل نے ہاتھ کی پشت سے"

ہونٹ رگڑے جن پر خون کے داغ تھے۔

اب میری باری۔۔ "سرگوشی کرتے لیل کو لاتے بیڈ پر ڈالا۔ وہ اگے کا"
سوچتے گھبرائی۔

سکندر نو... "ہاتھ اس کے ہونٹوں پر رکھا۔ الیگزینڈر نے آنکھوں سے ہی"
".. پوچھا تھا کیا ہے؟؟

میں تھک گئی ہوں۔ مجھے ابھی فریش ہونا ہے۔" الیگزینڈر ہاں میں سر"
ہلاتے اٹھا۔

چلیں ابھی فریش ہو جائیں۔ یہاں سے رات کو کانٹینیو کریں گیں۔" اسے"
وٹروم کے دروازے پر اتارتے اس کے کان کی لوچو متے سرگوشی کی۔
وہ سرخ پڑتے سکندر کو گھورنے لگی۔۔

بلکل بھی نہیں۔" باور کروایا۔۔"

یہ تو رات کو دیکھیں گیں۔" الیگزینڈر نے جیسے چیلنج کیا تھا۔ وہ دیکھا جائے"
گاوالے تاثرات سے فریش ہونے چلی گئی۔ الیگزینڈر اس کے کپڑے نکالتے
پیں لگ کیا۔

خود وہ بہت لیٹ ہو چکا تھا۔ باہر سے ہی افیس جانے کی صدا دیتے وہ نکل گیا۔
یہ بھی بتا دیا کھانا وہ آفیس میں کھا لے گا۔

وہیں منہا پوری دل جمائی سے اپنے اور لیل کے لیے کھانا تیار کر رہی تھی۔ جو
وہ دونوں خوشی سے کرتیں کیونکہ الیگزینڈر تو جا چکا تھا۔ اور اس کے جانے پر
وہ خاصی خوش بھی تھی۔

کاش تم ہمیشہ کے لیے میرے اور ماسی کے درمیان میں سے نکل سکتے۔۔۔"
اس نے خواش کی۔

پھر سر جھٹکتے کھانا ٹیبل پر سجاتے لیل کو بلانے اس کے کمرے میں آئی۔ منہا
کے لیے انجکادن بہت خوبصورت تھا۔ اور وہ اسے مزید انجوائے کرتے
حسین بنا لیتی۔ اس کی خوشی لفظوں میں ناقابلِ بیاں تھی۔

...



موسیٰ کا ارادہ آج صرف سونے کا تھا۔ وہ لیپ ٹاپ اف کرتے اب سکون سے پڑا تھا۔ اچانک موبائل واہریٹ ہونے پراٹھا۔ وہاں پری کی کال تھی۔ اس نے جلدی سے کال اٹھائی۔ وہ اسے بہت کم ہی کال کرتی تھی موسیٰ پلیز جلدی آؤ۔ "اس نے دیکھا بارہ بج رہے تھے۔ پھر کیا ہو گیا۔" لیکن اسے کال پر مطمئن کرتے وہ بیک ڈور سے ہی نکل گیا۔ لیل کو نہیں بتایا۔ اس نے ذرا سادیکھا تھا وہ خوشی سے منہا کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔ اپنی بانیک پر بیٹھتے ہی اس نے سپیڈ فل کر دی۔ بانیک ہو اسے باتیں کرنے لگی۔ اور وہ بھی ابھی رکنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ وہاں پہنچتے وہ کھڑکھی سے ہی پری کے کمرے میں آیا۔

مائے وچ، وائیٹ کیا ہوا؟؟؟ "پری صوفے پے بیٹھی رورہی تھی۔ وہ اس" کے پاس نیچے بیٹھا جو فوراً سے اس کی گود میں سمٹی تھی۔ اس کے سینے سے لگی ہچکیوں سے روتے وہ موسیٰ کو مجبور کر رہی تھی۔ وہ ہر چیز کو اگ لگا دے۔

کچھ دیر تک روتے وہ خاموش ہوئی۔ موسیٰ نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے
چہرہ سامنے کیا کیا۔ وہ نم روئی روئی نظریں اسے تکلیف دے رہی تھیں۔ اس
کے آنسوؤں دیکھنا ناقابل برداشت تھا۔

کس نے کچھ کہا؟؟؟.. "موسیٰ کے سوال پر وہ سرواپس موسیٰ کے سینے پر رکھ
گئی۔

کسی نے نہیں۔ "وہ اس میں چھپنے لگی۔"

پھر رونے کی وجہ؟؟؟.. "موسیٰ اسے اٹھاتے خود بھی صوفے پے بیٹھا۔ وہ"
اس کی گود میں بیٹھی تقریباً چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔

مجھے تم سے دور نہیں جانا۔ ہمیشہ تمہارے پاس رہنا ہے۔ "سرگوشی کرتے"
اس کے سینے پر ہونٹ رکھے۔ موسیٰ نے ضبط کرتے ہونٹ میچے۔

میں دور جا بھی نہیں رہا اور نہ ہی جانے دوں گا۔ "وہ مسکرائی۔ موسیٰ نرمی"
سے اس کی گال پر ہونٹ رکھے۔ پری کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

موسیٰ اسے کچھ دیر بہلاتے سلا دیا۔ پھر اسے بیڈ پر لیٹاتے وہ خود کمرے میں "ٹہلتے کسی سے بات کر رہا تھا۔ معلوم کرنا چاہتا تھا خریدی اچانک کیوں رو پڑی۔

اور جو اسے معلوم ہوا اس پر اس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔ مگر یہ مسکراہٹ انسانی نہیں تھی۔ ایک شیطانی مسکراہٹ جس میں راز دفن ہوں۔

وہ پری کے ماتھے کا بوسہ لیتے وہاں سے چلا گیا۔

^^^

جانی الیگزینڈر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں کے درمیان گفتگو کا موضوع موسیٰ اور پری تھی۔ الیگزینڈر جانی کے پر فیصلے پر اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کر چکا تھا۔ اور اب دینے کو تیار بھی تھا۔

جانی کے جاتے ہی گرل وہاں آئی۔ جس کے تاثرات بگڑے ہوئے تھے۔

سوری سر۔ بٹ آپ کو کچھ بتانا ہے۔ "اس نے لیپ ٹاپ الیگزینڈر کے" سامنے رکھا۔ اور وہ شاک کی حالت وہ سامنے چلتا منظر دیکھ رہا تھا۔ اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا ایسا کچھ۔ لیپ ٹاپ کی سکریں بند کرتے گرل اب اگلے حکم کی منتظر تھی۔

تم بحرین فلائے کرو۔ وہاں رہو۔ ہر چیز ابرو کرو۔ پھر وہاں اپنے مطابق" کوئی بھی پلان بناتے اس پر عمل کرو۔ مگر ایسے شیطان صفت لوگوں کی اس دنیا کو ضرورت نہیں۔ ان کا خاتمہ ضروری ہے۔" الیگزینڈر کے لہجے میں غصے اور سفاکی کی رمق تھی۔

گرل ہاں میں سر ہلایا۔

ہیر بھی تمہارے ساتھ جانا چاہ رہی ہے۔ اسے بھی لے جانا۔ مگر اس وقت" میں تم لوگوں کا یہاں سے رابطہ مکمل کٹا رہے گا۔ کسی سے بھی۔ وہ بحرین میں ساری فون کالز ٹیپ کرتے ہیں۔ اگے تم سمجھدار ہو۔" گرل یس سر کہتے چلی گئی۔

اب اسے ہیر اور چند اور ساتھوں کے ساتھ آج ہی نکلنا تھا۔ اور یہ بہت ضروری تھا۔ ان کے لیے نہیں مگر چند مزید لڑکیوں کے لیے۔ جو ناامیدی میں ہی اپنی زندگی کی بازی ہار رہی تھیں۔

گرل بیٹھی بحرین کے متعلق سب جاننے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس سب میں صرف ان کے کام کی چیزیں تھیں۔ اور کچھ بھی نہیں۔ وہ اپنے فون پر اتنی کالز بھی اگنور کر رہی تھی۔ وہیں دوسری طرف کسی کا برا حال تھا۔ میں مصروف ہوں۔ "کہتے اس نمبر پر سینڈ کر دیا۔"

کب تک ہے یہ مصروفیات؟؟..."سوال بھی فٹ سے آیا۔"

جب تک دوبارہ امیر ایسج نہیں آ جاتا۔ "کہتے ہی اس نے موبائل اف کر دیا۔"

ادھر وہ مسیج کو چھوڑا اب کال کر رہا تھا مگر کوئی پک کرے موبائل ان ہو تو پھر۔

وہ تلملایا مگر یہ فضول تھا۔ یہ بات بھی وہ جانتا تھا۔

گرل اب سکون سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ اب کام کرنا آسان تھا۔
ویسے بھی فون کالز وہاں نہیں کر سکتی تھی۔

^^^

ہیر اور شایان دونوں اپارٹمنٹ میں تھے۔ عمر انہیں چھوڑتے ہو اسپتال جا چکا
تھا۔ شان منسا کے ساتھ گھومنے نکلا تھا۔

شایان مجھے تم سے یہ توقع نہیں تھی۔ "ہیر کے لیے میں گہرا دکھ تھا۔ وہ جلد
سے صوفے سے اٹھتے ہیر کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ اس کے گھٹنوں پر سر
ٹکائے وہ رونے لگا تھا۔

ماما مجھے خود بھی خود سے یہ توقع نہیں تھی۔ میں بس ماما جانے کیوں ایسا ہو "
گیا۔ حالانکہ وہ تو میری محبت ہے۔ "وہ رو دیا تھا۔

ہیر نے اسے کبھی ہوں روتے نہیں دیکھ۔ آواز سے روتے وہ تڑپ رہا تھا۔
ہیر کو کسی انہونی کا خیال آیا۔

اس نے جلدی سے ہاتھ شایان کے چہرے کے گرد رکھتے اس کا سراٹھایا۔

شایان مجھے بتاؤ۔ کیوں رورہے ہو اتنا؟؟ ماما کو بتاؤ شایان.. "ہیر نے بہت"
پیار سے پوچھا تھا۔

وہ اس کی ہتھیلی چومتے آنسوؤں بہاتے ان نم نظروں کو جھکا گیا۔
ماما میں نہیں جانتا کس کی غلطی ہے مگر کچھ پہلے جیسا نہیں رہا۔ ماما میں نے "
بہت کوشش کی مگر نہیں ہو سکا۔ میں منہا کو نہیں سنبھال سکتا تھا اسی لیے
اسے غصہ دیکھایا۔ اور غصہ دیکھانے سے وہ جلدی سنبھل گئی۔ ویسے وہ
میری بانہوں میں روتی میں برداشت نہیں کر پاتا۔ غصہ دیکھاتے دور رہنا
اسان تھا۔ مگر ماما ہم دونوں کا کیا قصور تھا؟؟.." ہیر نے اس کے آنسوؤں
صاف کیے۔

ماما وہ نہیں جانتی وہ اب کبھی ماں نہیں بن سکتی۔ اس سے ماں کا رتبہ چھین کر "
خالی ہاتھ چھوڑ دیا گیا۔ ماما میں اس بات کا الزام کس کے سر لگاؤں؟؟ کسے
کہوں تمہارا قصور ہے۔ "وہ تڑپ کر رورہا تھا۔ وہیں ہیر سن ہو چکی تھی۔ اسے
یقین نہیں آرہا تھا جو اس نے سنا۔

ڈاکٹر نے کہا وہ اب دوبارہ ماں نہیں بن سکتی۔ ماما سے اپنے بچے سے بہت "محبت تھی۔ جب وہ یہ بات جانے لگی وہ بہت روئے گی۔ لیکن اگر میں ہی اس سے دور رہوں گا غصہ کروں گا تو وہ جان ہی نہیں سکے گی۔ اس لیے میں اس سے دور ہو گیا۔ مگر وہ کیوں نہیں سمجھی؟؟.." آخر میں سوال کرتے وہ کوئی معصوم بچہ ہی لگا۔

محبت غصے کی زبان نہیں سمجھتی شایان۔ اسے بس پیار اور الفت سے "سمجھایا جاتا ہے۔ غصہ تو اس کی عقل میں ہی نہیں آتا۔" ہیر کا خود کا لہجہ انم ہو چکا تھا۔

مگر ماما وہ پیار پر اتنا نرم پڑ جاتی کہ ٹوٹ ہی جاتی۔ میں اسے سنبھالنے کے ہنر "سے واقف ہی نہیں ہوں۔ میں نے اسے بس رلانا، غصہ کرنا اور تنگ کرنا ہی سیکھا ہے۔ میں یہ ہی سمجھتا رہا غصہ کرنے سے وہ سب بھول جائے گی۔" شایان کے آنسوؤں ہی نہیں ٹھہر رہے تھے۔

شاید سمجھ چکا تھا غصہ کرنا اور ٹارچر کرنا الگ ہوتا ہے۔ اور وہ جسے غصہ سمجھتا تھا وہ ٹارچر کرنا تھا۔ اتنا ٹارچر کرنا وہ دماغ سکون کے لیے بھی آپ کو ہی ڈھونڈے۔ مگر شاید اب اسے سزا غصہ ٹارچر سب اچھے سے سمجھ آ رہا تھا ہیر جواب دیتی مگر رنگ پر چونکی۔ وہاں چمکتا میسج دیکھ اس نے ایک نظر شایان کو دیکھا۔ اسے شایان کو سنبھالنا بھی تھا اور کام بھی کرنا تھا۔ دونوں ہی ضروری تھے۔ کیونکہ اس دفہ خود اس نے کام کا کہا تھا۔

اسے وقت دو۔ وہ اگر تم سے محبت کرتی ہوئی تو تمہارے پاس ہی لوٹے گی۔ مگر اپنے گناہوں کی معافی مانگنا مت بھولنا۔ معاف کرنا یاں سزا دیں اب اس پر ہے۔ "ہیر نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

ماما وہ سچ جان کر ٹوٹ جائے گی۔" وہ ابھی تک وہیں اٹکا تھا۔ اب آنسوؤں " سوکھ چکے تھے۔

تم کس لیے ہو۔ جوڑ لینا۔ "وہ ہاں میں سر ہلا گیا۔"

وہ اپنے بچے کا جان کر بہت خوش تھی۔ اسے بچوں سے بہت محبت ہے۔"
میں کیسے تلافی کروں گا سب کی۔" وہ تڑپ رہا تھا۔ جبکہ ہیر خود اس انکشاف
پر حیرت زدہ تھی۔

لیکن وہ سمجھ جائے گی۔۔ اگر تم پیار سے سمجھو گے تو۔" ہیر نے اسے
یقین تھمایا تھا۔ اور اس نے مضبوطی سے تھام بھی لیا۔
ابھی اسے وقت دو۔ پرانے زخم مندمل ہونے دو۔ پھر اسے کوئی نیا غم دینا۔"
ورنہ وہ ابھی مزید ٹوٹ جائے گی۔" شایان نے ہاں میں سر ہلایا۔
ہیر اس کا ماتھا چوما۔ وہ ہیر کے کہنے پر اپنے کمرے میں آرام کرنے چلا گیا۔ ہیر
عمر کے پاس ہو سہیل جانے کے لیے نکلی۔

وہ دس منٹ سے بھی کم وقت میں اس کے پاس تھی۔ وہ جو منسا کے ساتھ
ایکسیڈنٹ میں آئی لڑکی کا چیک اپ کر رہا تھا چونکا۔ اسے دیکھتے سنجیدگی سے
اس کے پاس آیا۔

کیسی ہے اب یہ لڑکی؟؟؟.. "اس کے سوال پر عمر نے پلٹتے اس لڑکی کو"
دیکھا۔

کچھ بولتی ہی نہیں۔ ابھی ایک ڈاکٹر سے بات کی ہے۔ وہ آئیں گیں کچھ"
دنوں تک۔ پھر دیکھیں گیں۔ "ہیر نے اسے دیکھا جو اوپر خلا میں دیکھ رہی
تھی۔ وہ اس لڑکی کا بائیو ڈیٹا نکالنے میں بھی فیل رہے تھے۔ مگر وہ لڑکی یہاں
کی نہیں تھی۔ یہ یقین تھا انہیں۔ اور یہ یقین بھی پختہ تھا۔
تم؟؟؟ سب ٹھیک ہے نا؟؟؟۔ "اج کے واقعے کے بعد وہ کچھ محتاط ہو رہا"
تھا۔

ہاں وہ مجھے جانا ہے۔ میں نے تمہیں بتایا تھا۔ "اور یہاں عمر کے دل پر ہاتھ"
پڑا تھا۔

وہ اسے کھینچتے اپنے کین میں لے گیا۔ وہ بھی ڈھیلی پڑتی اس کے ساتھ ہی
تھی۔

ہیر کیوں؟؟ تم جانتی ہو مجھے تمہارے بغیر رہنے کی عادت نہیں۔ "عمر غصے" سے کہا۔ اس کی پکڑ بھی ہیر کے ہاتھ پر سخت ہوئی۔

کیونکہ ضروری ہے۔ میں خود بھی جانا چاہتی ہوں۔ جن ہاتھوں کو دوسروں کے خون سے تر رہنے کی عادت ہو جائے وہ زیادہ دیر تک خشک نہیں رہ سکتے۔ "عمر نے اس کا ہاتھ موڑتے اس کی کمر پر لگایا۔ وہ بغیر اف کیے کھڑی رہی۔

مجھے بتاؤ کتنا خون چاہیے۔ میں دیتا ہوں۔ "عمر اس کی گردن ہر دانت" گاڑھے۔ وہ سسکی مگر جب تک خون نہیں نکلا وہ پیچھے نہیں ہوا۔ ندیاں بہادوں گا اس گردن سے۔ جتنے چاہے مرضی ہاتھ رنگنا۔ "وہ بھی" اسی کار انجھا تھا۔

میں سمجھی تھی تم اپنی نبض کاٹ کر کہو گے لے لو جتنا خون لینا ہے۔ مگر "بہت ڈر پوک نکلے تم۔" افسوس سے کہا تھا۔

عمر نے پکڑ سخت کرتے اسے خود میں بھینچا۔ اب گردن پے بالکل سامنے
دانتوں سے کاٹا۔ نشان ابھرنے لگے تھے مگر اسے مطلب نہیں تھا۔ وہ اسے
بتانا چاہتا تھا اس کے جانے کا سن کر وہ تکلیف میں ہے۔

عمر مجھے درد ہو رہا ہے۔ چھوڑو۔۔۔ "وہ چیخی تھی۔ مگر عمر کے پیچھے نہ"
ہونے پر بدلے میں اس کی گال پر دانت گاڑھ گئی۔ وہ سسکتے پیچھے ہوا۔ ہیر
اکثر ان نازک سی گالوں کو ہی نشانہ بناتی تھی۔

عمر اسے گھورتے دور ہوا۔ جس کے دانتوں کے نشان یقیناً چھپ چکے تھے۔
تمہارا خیال ہے میں معصوم بے وقوف لڑکیوں کی طرح تمہاری ان "
حرکتوں پر سسکتے روو گیں تو غلط ہو تم۔ برابر کا بدلہ لینا جانتی ہے ہیر۔۔۔"
غصے سے کہتے عمر کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹایا۔

جس نے پھر جھٹکے سے اسے پاس کیا۔ اپنے ٹیبل سے چیزیں گراتے اسے اوپر
بٹھایا۔ جوا بھی بھی اسے گھور رہی تھی۔ اس کی گردن پر جلن ہو رہی تھی۔
عمر نے واقعی آج بہت غصے سے کاٹا تھا۔

میں بھی تمہارا ہی رانجھا ہوں۔ اگر تمہارا خیال ہے میں تمہیں جانے دوں گا۔"
تو غلط ہو تم بھی۔ "غصے سے کہتے وہ ہیر کی گردن میں جھکنے لگا تھا جب کسی نے
درو قزہ کھول دیا۔

دونوں نے ایک ساتھ دروازے کی طرف دیکھا۔ وہاں وہی لڑکی کھڑی تھی
جو عمر سے چیک اپ کروانے آئی تھی۔

ہیر عمر کے پیچھے ہٹنے سے پہلے ہی اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اس کے
ہونٹوں پر ہونٹ رکھ گئی۔ وہیں وہ لڑکی حیرت زدہ سی دیکھتی رہ گئی۔ اس کی
انکھیں پھٹی تھیں۔ مگر ہیر بھی اپنے نام کی ایک تھی۔

اس کے ہونٹوں کو چوستے وہ اسے ہوش کی دنیا میں لے ہی آئی۔ عمر جب تک
شاک سے نکلتا وہ لڑکی ٹھاہ کی آواز سے دروازہ بند کرتے چلی گئی۔ ہیر نے
بھی فوراً عمر کو خود سے دور دھک دیا۔

ویسے لوگ تو یہاں بھی بہت ہیں۔ جن کے خون سے ہاتھ رنگے جاسکتے "
ہیں۔ "وہ ہاتھوں کو مسلتے بولی۔ عمر سیدھا کھڑا ہوا اب اسے گھور رہا تھا۔

مائے ڈئیر ہبی۔ میرے واپس آنے تک اگر ان آنکھوں نے کسی اور کو دیکھنے " اور ان ہاتھوں نے کسی اور کو چھونے کی گستاخی تو کیا خواہش بھی کی تو نتیجہ میرے بیوہ ہونے کی صورت میں مکمل ہوگا۔ " عمر کی کالرد رست کرتے اسے وارن کیا۔ عمر نے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں دبا دیا۔ کب جانا ہے؟؟؟... " عمر اس کی ساری باتوں کو اگنور کیا۔ "

کیوں میرے جانے کے بعد کوئی خاص پلان بنایا ہے۔ جس پر عمل کرو " گے؟؟؟ وہ بھی ہیر تھی جس سے سیدھے جواب کی توقع رکھنا ہی سب سے بڑی غلطی تھی۔

ہیر!!! اپنا خیال رکھنا۔ اور جلد لوٹ انا۔ " عمر کی بات پر ہیر اس کی گردن میں ہاتھ ڈال گئی۔

خیر تو ہے؟؟؟ آج کسی طنز کے جواب میں کوئی طنز نہیں۔ " وہ حیرت زدہ ہی تو تھی۔

بس۔۔ میں تھک گیا ہوں زبانی لڑائی سے۔ " عمر اسے مزید پاس کر لیا۔ "

تو ہاتھوں پیروں سے لڑائی کرنے کا ارادہ ہے؟؟؟.. "انکھیں ٹپٹپاتے"

پوچھتے وہ چند سال پہلے والی ہیر لگ رہی تھی

عمر اس کی کمر کو ہاتھوں میں بھرا۔ اس کی مسکراہٹ تھمی تھی۔ اس کے ساتھ ہی عمر اسے ایک جھٹکے سے گود میں اٹھا گیا۔ ہیر نے پہلے ہی ہاتھ اس کی گردن میں باندھ رکھے تھے۔

وہ اسے ساتھ لیے ہی صوفے پر گرا۔

کیوں ادا اس ہو؟؟؟ منہا کی وجہ سے؟؟.. اسے لیل بھا بھی سنبھال لیں گیں۔ "فکر مت کرو۔" عمر نے پیار سے اس کی گال سہلائی۔ وہ لڑنے جھگڑنے کے بجائے سر اس کے سینے پر رکھ گئی۔

عمر کی سوچ بالکل ٹھیک تھی۔ وہ منہا کی وجہ سے ادا اس تھی۔

عمر وہ بچپن میں بہت سمجھدار تھی۔ نا جانے کیوں کیسے کب ایسی ہو

گئی؟؟؟.. "عمر نے اس کے بال سہلائے۔"

وہ اچھے سے جانتا تھا وہ خود کو اس کی جگہ رکھ کر سوچ رہی تھی۔ وہ اس کی تکلیف کو محسوس کر رہی ہے۔ جیسے اس کا ماضی تھا کچھ ویسا ہی تو منہا کا بھی تھا۔

بعض دفہ ٹھوکر ضروری ہوتی ہے۔ انسان کو مزید سمجھدار بنانے کے لیے۔" دیکھنے کے لیے کون سے ہاتھ اسے تھامتے ہیں جب وہ پیار بھری گود سے نکل آئیں۔ "عمر اسے آرام سے سمجھانے لگا۔ ہلکا سا اس کے بال بھی سہلا رہا تھا۔ کوئی بھی امتحان بغیر تکلیف دیے کیوں نہیں گزر جاتا؟؟؟.." ہیر کے سوال پر عمر بھی سوچ میں پڑا تھا۔ مگر اسے مطمئن کرنا ضروری تھا۔

کیونکہ امتحان ویسے ہی آزمائشوں کا نام ہے۔ "عمر نے دلیل دے تو دی تھی" مگر وہ خود بھی اس سے مطمئن نہیں تھا۔

جن سے محبت ہو انسان تو انہیں تکلیف میں برداشت نہیں کر سکتا پھر خدا" کیوں ایسا کرتا ہے۔ کیوں تکلیف میں دیکھ کر بھی راحت نہیں دیتا؟؟؟.." ہیر کے سوال عمر کو بھی الجھا رہے تھے۔

تاکہ انہیں دائمی سکون اور راحت دے سکے۔ جو اس دنیا میں رہتے تو نہیں "ملتیں۔" ہیر پھر دھیمی دھیمی سانسیں لیتے نیند میں اتر گئی۔ عمر اس کی سانسوں کی آواز سنتے اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ سوچکی تھی۔

دماغی دباؤ ختم ہوا تو نیند غالب آگئی۔ جو وہ ویسے ٹھیک سے نہیں لے پار ہی تھی۔

عمر اسے سیدھا کرتے لیٹایا۔ اپنا وائٹ کوٹ اس کے وجود پر ڈالا جس سے وہ چھپ سی گئی۔ ا

جھکتے اس کا ماتھا چوما جو پریشانی میں اسی کے وجود میں پناہ ڈھونڈتی تھی۔

مریض بھیج دو۔ "وہ واحد لڑکی ہی تھی۔ جو ابھی ہو کر گئی تھی۔ وہ ہی اندر"

ائی۔ ہیر کو ایک طرف لیٹے دیکھ غصے سے گھورا۔ مگر جلد ہی تاثرات بدل گئی۔

سوری۔ بیٹھیں پلیز۔۔ "عربی میں کہتے اس لڑکی کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جو"

اب اپنی بیماری کے متعلق بتا رہی تھی۔ جو کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے

رہی تھی۔ عمر نے ہیر کے دانتوں کے نشان والی گال چھپائے رکھنے کی
کوشش کی اور کامیاب بھی ہوا۔

عمر اسے کچھ نئی میڈیسن دیتے بھیج دیا جس کی نظریں ہیر سے ہٹ ہی نہیں
رہی تھیں اور اسے ناجانے کیوں مگر اس لڑکی کی نظریں اچھی بھی نہیں لگ
رہی تھیں۔ وہ بھی ہیر کے وجود پر۔ جس پر پڑاسفید کوٹ کو بہت گہری
نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

عمر باقی ایک دو مریض دیکھنے کے بعد وہیں اپنی کرسی پر بیٹھتے ہیر کو نہارنے
لگا۔ جو ناجانے اس سے کب اور کتنے عرصے کے لیے دور جاتی۔ وہ چاہتا تو
نہیں تھا مگر اس کے کام میں رکاوٹ بھی نہیں بننا تھا۔ اس لیے اسے جانے
دینا ضروری تھا۔

منہا نے سارا دن لیل کے ساتھ گزارا۔ لیل نے منہا کے بالوں کی تیل سے مالش کی۔ جس کی شروع سے خواہش تھی اس کے بال لیل جیسے ہوں۔ اور اب تھے بھی۔

منہا پھر لیل کے بالوں کی مالش کی۔ وہ کھلکھلاتے خوشی بھرا دن گزار کر اب تھکتے سونے چلی گئی۔ لیل بیٹھی ہال میں الیگزینڈر کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ موسیٰ کو اس نے کال کی تھی جو ضروری کام کا کہتے باقی بات گول کر گیا۔ وہ بھی فون کو گھورتے پھر منہا کی باتیں سننے لگی۔

سوری وائیٹ روز۔ اج خالصیٹ ہو گیا۔ "الیگزینڈر لیل کو سینے سے لگایا۔" وہ جواونگ رہی تھی۔ فوراً اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔

تم جانتے بوجھتے لیٹ اے۔ میں جانتی ہوں۔ "وہ ہلکا سا بڑبڑائی۔ الیگزینڈر مسکرایا

کھانا کھایا؟؟؟ "الیگزینڈر کے سوال پر ہلکی سی انکھیں کھولنے کی کوشش " کرتے وہ مسکرائی۔

تمہارے بغیر کیسے کھاتی؟؟؟ جو س پیا ہے۔ میں نے منہا کے ساتھ لنچ کیا۔
تھا۔ ڈنر تمہارے ساتھ کرنا تھا۔ "الیکزینڈر اسے اٹھائے کمرے میں آیا۔
اسے بہڈ پر لیٹاتے اس پر کمرے کی درستی کیا۔

وہ خود فریش ہوتے کچن میں آگیا جہاں کھانا بنا تو تھا مگر وہ لیل کے لیے اپنے
ہاتھوں سے کھانا پکاتا۔

اس نے میکرونی ہی بنالی ساتھ براونی جو لیل سحری میں کھا لیتی۔ ساتھ فرائیڈ
رائس بھی۔ وہ فارغ ہوا جب منہا کچن کے دروازے پر نمودار ہوئی۔
ماسی نے میرے ساتھ ڈنر نہیں کیا۔ کیونکہ انہیں تمہارے ساتھ کھانا کھانا
تھا۔ "وہ بے تاثر لہجہ تھا۔ یوں بولی جیسے نیوز سنار ہی ہو۔

کیونکہ مجھے صبح اور شام کا کھانا ان کے بغیر کھانے کی عادت نہیں۔"
الیکزینڈر اسے ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے صفائی دے گیا۔ وہ ہلکا سا
مسکرائی۔

یہ صفائی تم پہلے دے دیتے تو شاید لمحات کچھ الگ ہوتے!... "الیکزینڈر"
نے جواب دینے کے بجائے وال کلاک کو دیکھنا شروع کر دیا۔
تب تم نہیں سمجھتی۔ "وہ درست کہہ رہا تھا"
میں ابھی بھی نہیں سمجھنا چاہتی۔ "وہ دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو"
گئی۔

سمجھ جاؤ گی۔ وقت لگے گا۔ ان کے پاس رہتے جان جاؤ گی۔ "الیکزینڈر"
پلٹتے چولہا بند کر دیا۔

آپ کیوں کہتے ہو ماسی کو تم؟؟.. "یہ سوال وہ واقعی پوچھنا چاہتی تھی۔"
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔۔۔ "انداز شاعرانہ تھا۔"
توماسی تمہیں آپ کیوں نہیں کہتیں۔ "اس کے سوال پر الیکزینڈر"
مسکرایا۔

تکلف پسند نہیں مجھے۔ وہ بھی ان کے منہ سے۔ "الیکزینڈر میکرونی پلیٹ"
میں ڈالنے لگا۔

جواب سمجھ نہیں آیا مجھے۔ "وہ یہ نہیں کہہ سکی تکلف تو تمہیں پسند نہیں تو"
مافی محبت کے اصول کو کیوں نہیں مان رہیں۔

جہاں عاشق ٹھہر جائے وہاں ادب و آداب کے اصول و ضوابط کسی کام کے
نہیں رہتے۔ "منہا نے اب ر واٹھائی۔

تم کہنا چاہتے ہو مافی کو تم سے عشق ہے؟؟... سوال چبھتا تھا۔

میں جانتا ہوں انہیں مجھ سے عشق ہے۔ "الفاظ پر زور دیا۔

مگر میں نہیں مانتی۔ "الیکزینڈر اب جواب نہیں دیا۔

ایک دن جان بھی جاؤ گی اور مانو گی بھی۔ "اس کے پاس سے گزرتے

سرگوشی کی۔ منہا کو آواز اپنا وہم لگی۔ وہ بھی کچن کی لائٹس اف کرتے اپنے

کمرے میں آگئی۔ وہ تو یوں ہی الیکزینڈر کی موجودگی محاس کرتے اسے تنگ

کرنے آگئی تھی۔ یاں شاید گلہ کرنے کہ اس کی وجہ سے لیل نے ڈنر اس کے

ساتھ نہیں کیا۔

الیکزینڈر آتے ہی ٹرے ٹیبل پر رکھی

لیل کو گود میں اٹھاتے لا کر نیچے اتارتے شاوران کیا۔ اس کے وجود سے بہتے پانی نیچے گرنے لگا۔ وہ ہڑبڑا کر انکھیں کھولتے تڑپی۔ الیگزینڈر اسے سینے میں میچتے شاوراف کیا۔

سکندر یہ کیا حرکت ہے؟؟؟... "اس کی نیند خراب ہوئی تھی۔ وہ چیخی۔" ڈنر نہیں کیا آپ نے ابھی تک۔" برہمی سے کہا۔ "تو تم ایسے کرو گے؟؟ میں سو رہی تھی۔" غصہ ہنوز قائم تھا۔ "میں اور بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں۔" بتاتے لیل کے نچلے ہونٹ پر ہونٹ "رکھتے اسے کھینچا۔ وہ جو اسے دیکھ رہی تھا زور سے انکھیں میچ گئی۔ سکندر!!!... "جھنجھلا کر کہا" وہ چپ چاپ پیچھے ہو گیا۔

الیگزینڈر نے گہری نظر اس پر ڈالی۔ بھگے کپڑے وجود سے چپک چکے تھے جو الیگزینڈر کو تو بے بس کر رہے تھے۔

تم جاؤ میں آتی ہوں۔" الیگزینڈر کو وہاں سے بھیجنا تھا۔"

وہ بھی بغیر تنگ کیے اس کار خسار چومتے باہر چلا گیا

نائیٹ سوٹ بھی ہینگ کیا جسے لیل پہنتی۔

اب وہ مکمل ہوش میں آچکی تھی۔ الیگزینڈر کے سامنے بیٹھی کھانا کھاتے وہ

اسے گھور رہی تھی۔ جو اپنے ہاتھوں سے کانٹے سے اسے کھلا رہا تھا۔

لیل پھر سونے کے لیے گرتی الیگزینڈر نے اسے تھام لیا۔ پلیٹس وہیں سائیڈ

پر رکھ دیں۔

میں نے کہا تھارات کو یہاں سے ہی کنٹینو کریں گیں۔۔۔ یاد ہے"

ناں؟... "الیگزینڈر اس کے ہونٹ سہلائے۔ وہ الیگزینڈر کا انتظار کرنے

پے پچھتائی۔

مجھے سونا ہے سکندر۔ میں تھک گئی ہوں۔ "وہ منمنائی۔ اب غصہ الٹ اثر"

دیکھاتا۔ وہ رکنے کے بجائے مزید تنگ کرتا

سارا دن تھا پ کے پاس۔ "باور کراتے اسے اٹھا کر بیڈ پر لے آیا۔ لیل" اسے خود پر سایہ نہیں کرنے دیا۔ دونوں ہاتھ اس کے سینے پر رکھتے روک دیا۔

میں منہا کو کمپنی دے رہی تھی۔ "باور کروایا۔"

اب مجھے کمپنی دیں۔ "لیل اسے گھورا مگر کوئی فائدہ نہیں تھا۔ وہ اس کی روح میں اتر کر ہی سانس لیتا۔

لیل اس کی حرکتیں دیکھتے خود ہی خود کو اسے سونپ گئی۔ جانتی تھی چاہے وہ رد عمل نہیں دے رہا تھا مگر اندر کہیں وہ جیلیسی محسوس کر رہا تھا۔ جیسے وہ کرتی تھی مگر بتاتی نہیں تھی سوائے الیگزینڈر کے کسی اور کو۔

الیگزینڈر اس کی مزاحمت رکتے دیکھ اس کے ہونٹوں کو چومتے اس کی جان نکالی۔ وہ پھر بھی ہاتھ اس کی گردن میں باندھے رہی۔ س ر می سے ان ہاتھوں کو اس کے بالوں میں الجھاتے اس کا ساتھ دیتی شدید تھکاوٹ کے باوجود۔۔۔ وہ صرف اس کی وائیٹ روز ہی کر سکتی تھی۔۔

الیگزینڈر نے دیکھا اس کی آنکھیں نیند سے بند ہو رہی تھیں۔۔ کھلنا تو دور کی بات تھی۔

نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالتے الیگزینڈر نے اس کا ماتھا چوما۔

سو جائیں۔ نیند کا خیال رکھا کریں اب۔۔ "پیار سے اس کی گال ہونٹ" رکھتے اس پر کمر بل دیا وہ چہرہ الیگزینڈر کے سینے میں چھپا گئی۔

I love you more than everything in my life..

الیگزینڈر اس کے ہونٹ چومتے اس اعتراف کو دل و جان سے قبول کیا

I love you too my White Roz.

لیل اس کے سینے کا حصہ بن گئی۔ الیگزینڈر خود بھی آنکھیں موند گیا۔

لیل کو تھکا کر اپنی طلب پوری کرنا تو اس کی ڈکشنری میں تھا ہی نہیں۔ پھر وہ
کیسے لیل کو تکلیف دے سکتا تھا۔ اس کی تو روح میں بستی تھی لیل، اس کی وائٹ

روز۔۔۔

^^^

خیام آج کام پر نہیں گیا تھا۔ وہ انعم کے ساتھ ہی تھا۔ جو ٹھیک نہیں تھی۔
رومان بھی ماں کی تیمارداری کر رہا تھا۔

بابا ہوا کیا ہے ماما کو؟؟۔ "رومان تب سے پوچھ رہا تھا۔ خیام نے بھی تنگ"
آتے سب بتا دیا۔

بابا آپ نے اسے کچھ نہیں کہا۔ وہ ماما کو اتنی باتیں سناتی رہی۔ "رومان غصہ"
ہوا تھا۔۔

خیام کچھ نہیں بولا۔ وہ کچھ سمجھ ہی نہیں پار رہا تھا۔ اسے کیا کرنا ہے اور کیا
نہیں۔

آپ کو اسے یوں نہیں جانے دینا چاہیے تھا۔ ماما اس سے اتنا پیار کرتی تھیں " پھر بھی وہ۔۔ " وہ غصے سے بولتے خود ہی رک گیا۔ اب اگے کیا کہتا۔

رومان میرا کل اثاثہ ہے وہ۔ " میں نے بہت چاہا ہے اسے۔ "

اسی کا صلہ ہے جو وہ گھر سے بھاگی تھی۔ " رومان تلخ ہوا۔ "

وہ بھاگی نہیں تھی رومان۔ اسندہ میری بیٹی کے لیے یہ الفاظ استعمال مت " کرنا۔ " خیام ہاتھ اٹھاتے اٹھاتے رک گیا۔

رومان غصے سے کمرے سے ہی واک آؤٹ کر گیا۔ وہ مزید منہا نامہ نہیں سننا چاہتا تھا۔

خیام انعم کے سرہانے بیٹھا اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے پر سکون کرنے لگا۔ جو پہلے ہی نیند میں تھی۔

وہ سمجھ ہی نہیں پارہا تھا اسے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔ کس کی سائیڈ لیننی ہے اور کس کی نہیں۔ کس کی سننی ہے اور کس کی نہیں۔ وہ عجیب کشمکش کا شکار

تھا۔

اسی کشمکش میں کب وہ نیند میں اتر اوہ سمجھ ہی نہیں سکا

^^^

تمہیں معلوم ہے سب سے خوفناک منظر کب ہوتا ہے؟؟.."وہ سوال کر رہی تھی۔۔

ہوا کی دوش پر لہراتے بال اس کے رخسار سے چھیڑ چھاڑ کرتے خوش ہو رہے تھے۔۔ اس کی دائیں گال پر پڑتا ڈمپل آج کچھ اداس تھا۔ آنکھوں کی چمک بھی ماندھی پڑ رہی تھی جیسے وہ اداس ہو۔

جب اپنے اپنوں سے لڑتے ہیں۔"گہرے انداز میں کہتے وہ مسکرائی۔۔" اب ڈمپل بھی مسکرا دیا۔

خوفناک جانتے ہو کیوں؟؟ اندر دل رو رہے ہوتے ہیں۔ چاہتا ہے بس کر دیں۔ ہر کوئی خاموش ہو جائے مگر ہم نہیں رکے۔۔ دوسروں کو ان کی اوقات دیکھانے کے چکر میں اپنی ہی اوقات دیکھا دیتے ہیں۔"وہ طنزیہ مسکرائی۔

ایسے کمزور اور بزدل اپنے نہیں رکھنے چاہئیں۔ جو اس قدر چھوٹے ہوں۔۔۔"

انتہائی رازداری سے کہا تھا۔ مگر وہ خاموشی سے سن رہا تھا۔

تم بھی تو میرے اپنے تھے۔ سب سے قریبی۔ اسی لیے تمہیں بچا کر رکھا"

ہے۔ کھونا نہیں چاہتی میں تمہیں۔ "وہ اج ضرورت سے زیادہ باتیں کر رہی تھی۔ وجہ اس کا موڈ کچھ برا تھا۔

ویسے تم کون سے اپنے ہو؟؟ بزدل اپنے یاں پھر وحشی اپنے؟؟.. "اس کی"

طرف جھکتے ہو چھا۔ جو لاغر سا بیڈ پر پڑا تھا۔

خیر تمہیں تو چپ لگ چکی ہے۔ تم کیا بتاؤ گے۔ "افسوس سے کہتے وہ اٹھ"

گئی۔ اب اس کا موڈ تو وقت کے ساتھ بہتر ہوتا تو وہ کیوں وقت ضائع کر رہی تھی۔ اگلی چال کی تیاری کرتی۔

پہلے والی تو کامیاب ٹھہری تھی۔ جس کی خوشی وہ بتائے نہیں بتا سکتی تھی۔



پری ادا سی سے نیند کی آغوش میں اتری۔ موسیٰ کے انا نے کا دکھ تھا۔ اور
تھا بھی بہت زیادہ۔ مگر جلد ہی اس کی خوشبو میں وہ نیند کی لپیٹ میں آ گئی۔
وہیں ایک سایہ دیوار کے ساتھ لگتے اندر کودا۔ بیڈ پر سوئی اس حسین و جمیل
وہج کو دیکھ مسکرایا۔

گھٹنا فولڈ کرتے اس کے پاس جھکا۔ ہلکی سی پھونک اس کے چہرے پر
ماری۔ وہ مسکراتے کسمسائی۔ مگر اٹھی نہیں۔

اس نے جھکتے ہاتھ میں پکڑی سپرے اس کے چہرے پر کی۔ وہاں آس پاس
دیکھتے ایک چٹ پکڑتے اس پر کچھ لکھا۔

پری کے بے ہوش وجود کو بانہوں میں بھرتے وہ کھڑکی کے رستے ہی باہر
نکلا۔ وہیں گارڈز کی ایک تعداد سر جھکائے کھڑی تھی۔ جنہیں جانی نے پری

کی حفاظت کے لیے رکھے تھے۔ وہ سب اس کی ایک گھوری کی مات نکلے
بس۔

پری کو گاڑی میں ڈالتے وہ سیدھا ہوا۔ گاٹی کا دروازہ بند کرتے وہ دواری سائیڈ
ایا جہاں اس کا کرائم پارٹنر کھڑا تھا۔

میں اب ہفتہ ایک کسی سے بھی ٹچ میں نہیں رہوں گا۔ یہاں سب سنبھال
لینا۔ "شایان ہاں میں سر ہلایا۔

موسیٰ اس سے گلے ملتے وہاں سے چلا گیا۔ شایان بھی اپنی گاڑی سٹارٹ
کرتے اس کے پیچھے ہی نکلا۔ مگر اس کی منزل وہ گھر تھا جہاں وہ منہا کے
ساتھ رہ رہا تھا۔

ہیر کو وہ ابھی ایئر پورٹ پر چھوڑ کر ادھر آیا تھا۔ گرل بھی اس کے ساتھ ہی
تھی۔

شان اب اپنے ہسپیرز کے دنوں میں ہی واپس جاتا۔ منسا کو کمپنی دینے کے لیے وہ تھا۔ منسانے یہاں ایڈمیشن لینے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ آن لائن یو کے سے ہی پڑھ رہی تھی۔۔

عمر بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔ ہیر کو جانے سے وہ رو کے گایہ اس کا خیال تھا مگر عمر بس اسے گلے سے لگاتے اپنے ہونے کا مان بخشا۔ اور بھیج دیا۔۔ شایان بھی ہھر کچھ نہیں کہا۔ ہیر عمر کے ساتھ سیدھا ہو سہٹل سے ہی آئی تھی۔ اس کا ارادہ اب اپنی تنہائی کے ساتھ وقت گزارنے کا تھا۔ منہا تو پاس تھی نہیں۔ اور دور کرنے میں اس کا بھی بہت بڑا ہاتھ تھا۔

^^^

ہاں۔۔۔ میں سن رہا ہوں۔ تیاری مکمل رکھو۔ پری کو کل کی یہاں سے " بھیجنا ہے۔ " جانی فون پر بات کرتے گھر میں داخل ہوا۔ ہارون بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔

وہ بات ختم کرتے ڈائمنگ روم کی طرف آگیا۔ جہاں اس کی بیوی اور بیٹی
ٹیبل پر کھانا سیٹ کر رہے تھے۔

پری سوری۔ مجھے کل تم پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔ "ہارون مومنہ اور"
جانی کے کہنے پر اس سے معافی مانگنے آیا تھا۔

کوئی بات نہیں۔ تم تو میرے پیارے بھائی ہو۔ "پری نے اس کا گلٹ کم"
کرنا چاہا۔ اس کی گال کھینچتے اس کے بال بگاڑے۔ وہ مسکرا دیا۔

ہارون موسیٰ برا نہیں ہے۔ وہ بس اس روز نشے میں تھا۔ "پری آخر میں"
بڑ بڑاپی مگر ہارون سن چکا تھا۔

کیا کہا تم نے؟؟؟ "ہارون نے غصے سے پوچھا۔"

میں بس کہہ رہی تھی وہ اچھا ہے۔ مجھ سے پیار کرتا ہے۔ میرا خیال رکھتا"
ہے۔ "پری جلدی میں سمجھ ہی نہیں سکی کیا بولا ہے۔

ہارون نے اٹے ہاتھ کا تھپڑ پری کی نازک رخسار پر لگایا۔ وہ رخسار پر ہاتھ
رکھتے آنسوؤں بہانے لگی۔ ہارون غصے سے اٹھا۔

تمہارا دماغ کام نہیں کر رہا۔ "غصے سے کہتے وہ چلا گیا۔"

پری رور ہی تھی جب اس روز موسیٰ آیا۔ اس کے بعد ہارون نے جانی کو بتایا۔ جس نے فیصلہ کیا پری کو یہاں سے بھیج دیا جائے گا۔ جہاں وہ موسیٰ کی پہنچ سے دور جاسکتی۔ کیونکہ اتنا تو وہ جانتے تھے وہ موسیٰ کو یہاں آنے اور پری سے ملنے سے نہیں روک سکتے۔

پری بھی اس روز جانی کی باتیں سنتے خوب روئی۔ پھر اسی جزباتی کیفیت میں موسیٰ کو بلایا۔ جس نے فوراً پتا لگوا لیا تھا۔ وہ اسی بات پر اب کچھ کرنے کا سوچ چکا تھا۔

ہارون ڈائمننگ ٹیبل پر بیٹھے ہی اس دن میں کھو گیا۔ پری کل یہاں سے چلی جاتی۔ وہ یہ سوچ کر ادا اس تھا۔ مگر یہاں اسے مکمل قصور وار صرف اور صرف موسیٰ ہی لگا۔ جس کے زبردستی نکاح کرنے کی وجہ سے انہیں پری کو یہاں سے بھیجنا پڑ رہا تھا۔

پری خوشی سے اب کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔ مومنہ کو تنگ کرتے جانی کی
پشت کے پیچھے چھپتے وہ کھلکھلاتی اس گھر کی رونق تھی۔ مگر انہیں اس رونق
کو دور بھیجنا تھا۔ وہ یہ سوچ کر اداس ہو گئے۔

ہارون نے اپنے باپ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دیا۔ وہ بھی ہاں
میں سر ہلاتے کھانا کھانے لگا۔ کچھ چیزیں زندگی میں ضروری ہوتی ہیں۔
پری وہاں سے اٹھتے کمرے میں چلی گئی۔ جہاں سے اس کی زندگی کا نیا باب
شروع ہونا تھا۔

^^^

ہیر فون آف کر دو۔ "گرل کی بات پر اس نے نا مسمجھی سے اسے دیکھا۔"
بحرین میں کالز ٹیپ ہو گئیں۔ ہم عمان میں کسی سے رابطہ نہیں رکھ
سکتے۔ "ہیر نے ہونٹ کاٹے۔ عمر یہ بات نہیں جانتا تھا۔ وہ لوگ ایئر پورٹ
پے ہی تھے۔

میں آتی ہوں۔ تم ذرا سامان چیک کر والو۔ "ہیر کہتے ایک سائیڈائی۔ وہیں"
عمر کار میں اداس سا بیٹھا تھا ہیر کی کال آتے فوراً پک کر گیا۔

عمر!!!... "عمر اس کے لہجے پر پریشان ہوا۔"

ہوں بولو۔ میں سن رہا ہوں۔ "وہ ہونٹ کاٹتے الفاظ کے چناؤ کا سوچنے"
لگی۔

عمر میرا فون وہاں آف رہے گا۔ میں رابطہ نہیں کر پاؤں گیں۔ پریشان"
مت ہونا۔ "عمر خود بھی پریشان ہو۔۔

ہیر اب یہ کیا ہے؟؟؟ فون کالز سے کیا ہو جائے گا؟؟؟.. "وہ برے موڈ سے"
بولا۔

عمر!!!... "وہ ٹھنڈا پڑا۔"

اپنا خیال رکھنا۔ اور..... بس اپنا خیال رکھنا۔ "ہیر مسکرا بھی نہیں سکی۔"

I am always be there for you.....

اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔ عمر کو سی اف کہتے اس نے موبائل اف کر دیا۔ اب وہ مطمئن تھی۔

گرل نے چیک کر لیا تھا۔ وہ اس کو مسکراہٹ دیتی کا ونٹر پر چل دی۔ گرل اس کے ساتھ ہی تھی۔ جبکہ چہرہ سنجیدہ تھا۔

اب یہ سنجیدگی کام ختم نہ ہونے تک یوں ہی رہتی۔ جواب اس کی شخصیت کا خاصہ بھی بن چکا تھا۔

^^^

الیگزینڈر اور لیل دونوں جم میں تھے۔ لیل تو باتوں کے دوران ہلکی پھلکی ایکسر سائز کر رہی تھی۔ الیگزینڈر ویٹ اٹھاتے اس کی ساری باتیں خاموشی سے سن رہا تھا۔

سکندر بس.... "وہ ہانپتے بیٹھ گئی۔"

اچھا جائیں۔ جو س بنائیں۔ میں اتا ہوں۔ "الیکزینڈر اسے جانے کا کہتے کسی"
کو کال ملائی۔ ٹاول پکڑتے اپنا پسینہ صاف کیا۔ لیل جانے کے بجائے قدم
اس کی طرف بڑھائے۔

اس کے پاس کھڑے ہوتے ٹاول اس کے ہاتھوں سے لے لیا۔ اوپر ہوتے
اس کا پسینہ خود صاف کرتے ٹاول اس کی گردن میں ڈالتے اسے خود پر
جھکایا۔

تم اچھا بلکل نہیں کر رہے۔ پری کو موسیٰ سے دور کرنے کا سوچنا بھی"
مت۔ "الیکزینڈر مسکراتے ہاتھ اس کی کمر میں ڈال لیا۔ اسے پاس کرتے
ہونٹ اس کی گردن پر رکھے۔

اس نے پورے بیس گھنٹوں کے لیے آپ کو مجھ سے دور کیا تھا۔ اب اسے"
بھی تو معلوم ہو دوری کا مزہ کیسا ہوتا ہے۔ "الیکزینڈر بھی کہاں پیچھے تھا۔
آئی لو ویو۔۔ ہر شخص ہر رشتے سے زیادہ۔۔۔ "الیکزینڈر وہیں ٹھہر گیا۔"
بلیک میلنگ ہے یہ!.. "اس نے دہائی دی۔"

لیل اوپر ہوتے اس کے ہونٹ چومے۔

میں کر سکتی ہوں۔" اس نے اتراتے جواب دیا۔"

جانی نے فیصلہ کر لیا ہے۔ میں اب کچھ نہیں کر سکتا۔" وہ جیسے سائیڈ ہو گیا۔

مجھے تم سے بات نہیں کرنی پھر۔" نروٹھے پن سے کہتے وہ الیگزینڈر کے ہاتھ آنے سے پہلے چلی گئی۔ وہ اپنے بالوں کو پونی میں قید کرتے اب بس اس نے والے وقت کے بعد اپنے لیے دعا کہی کر سکا۔

لیل باہر آتے جو س بنایا۔ پھر منہا کو اٹھانے کے خیال سے اس کے کمرے میں آئی۔ وہ پہلے ہی اٹھ چکی تھی۔ بلکہ مکمل تیار تھی۔

ماسی کی جان اٹھ گئی۔" لیل اسے نروس نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ اس لیے پیار سے کہتے اسے گلے لگایا۔ وہ مسکرا دی۔

آجاؤ۔ میں نے جو س بنایا ہے۔ پھر بریک فاسٹ کریں گیں۔" وہ لیل کے ساتھ باہر آ گئی۔ تب تک الیگزینڈر کچن میں کھڑا فروٹ سیلڈ بنا رہا تھا۔

لیل نے تین گلاس میں جو س ڈالا۔ منہا بھی اس کے ساتھ کچن میں ہی تھی۔
لیل اسے جو س دیتے ایک گلاس خود پکڑا۔ الیگزینڈر والا شلف پر ہی رہنے
دیا۔

الیگزینڈر اسے گھورتے لمبی سانس بھری۔ ابھی تھوڑی دیر تک موسیٰ چیتا
چلاتا ہوا تاپری کہاں ہے۔ اس لیے اچھا ہی تھا ابھی وہ لیل کو نخرے نہ
دیکھائے۔

منہا نے حیرت سے الیگزینڈر کو دیکھا۔ وہ لیل کے رکھے گلاس کو چپ چاپ
تھام کر پی گیا۔ وہ صاف دیکھ سکتی تھی لیل الیگزینڈر سے ناراض ناراض سی
ہے۔

ناراضگی اپنی جگہ لیکن یہ ختم کرنا ہے سارا۔ ورنہ لحاظ میں بھی نہیں رکھوں۔"
گا۔" الیگزینڈر وارن کرتے فروٹ سیلڈ اس کے سامنے رکھا۔ لیل اسے
یوں ہی دیکھتی رہی۔ آخر کو الیگزینڈر کو ہی ٹھنڈا ہونا پڑا۔

اچھا کھالیں۔ اپنے لیے نہ سہی بے بی کے لیے۔ آپ کھانا بھی لیٹ کھاتی ہیں۔ اتنا بھوکا رہنا ٹھیک نہیں۔ "منہا لب دبا گئی۔

کل سب پر رعب جمانے والا شخص یاد آیا۔ یہ تو بالکل مختلف تھا۔ لیل اب احسان کرنے والے انداز میں پلیٹ پکڑتے سامنے کی۔

منہا سر جھکائے مسکراہٹ چھپانے لگی۔ جہاں سب الیگزینڈر کے سامنے بولنے کی ہمت نہیں کرتے تھے وہیں لیل اس سے منت تک کروا سکتی تھی۔ لیل کا موبائل رنگ ہوا۔ اس سے پہلے لیل جاتی منہا "میں لاتی ہوں۔" کہتے چلی گئی۔

میں کلک اریج کر دوں گا۔ جو بھی کھانا ہو وہ بنا دے کرے گا۔ رات اور صبح "کاتو میں بنا جاؤں گا مگر ابھی آپ کے ساتھ بچی بھی ہے۔ اس کا بھی کچھ کھانے کا موڈ ہو گا۔" الیگزینڈر اسے دیکھتے کہا جو ناراض سی بیٹھی تھی۔ وہیں واپس اتی منہا نے اس کے الفاظ سنے تھے۔

مومنہ کی کال؟؟؟ "حیرت زدہ سی ہوتے کال پک کی۔۔"

آپی پری وہاں ہے؟؟؟.. "سب سے پہلے وہی سوال آیا۔"

کیا مطلب پری یہاں ہے؟؟؟.. پری یہاں کیسے ہو سکتی ہے۔ "لیل نا سمجھی" سے کہا۔ چہرے پے پریشانی تھی۔

بھابھی سکندر سے بات کروادیں میری۔ "پہلی دفہ جانی نے الیگزینڈر کو" سکندر کہا تھا۔ لیل بھی فون اسے تھما دیا۔

پری کو موسیٰ لے کر گیا ہے۔ الیگزینڈر مجھے میری بیٹی واپس چاہیے۔ "اتنا" کہتے اس نے کال کاٹ دی۔ بیٹی کا یوں موسیٰ کے لے جانے کے بعد وہ الیگزینڈر سے ادب و احترام سے پیش نہیں آ سکتا تھا۔

موسیٰ پری کو لے گیا۔ "الیگزینڈر نے ٹھنڈے انداز میں کہا تھا۔ وہیں لیل" بھی ٹھنڈی ہو کر بیٹھ گئی۔ اب لبوں پر زبان پھیرتے الیگزینڈر کو دیکھا۔ وہ اسے ہی خو نخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

مجھے نہیں بتایا اس نے پکا۔ "لیل نے یقین دہانی کروائی۔"

موسیٰ واقعی اس دفہ براپٹے گا۔ اور اب جانی جو چاہے کرے مجھے کوئی مسئلہ " نہیں۔ "الیکزینڈر کچھ خفگی سے کہتے وہاں سے چلا گیا۔ لیل نے اس کے جانے پر لب دبائے۔ منہا پاس ہی کھڑی تھی۔ لیل کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دیا۔

فکر مت کریں۔ "منہا نے اس کا کندھا دبا یا۔"

لیل نے چور نظر سے دیکھا، الیکزینڈر جاچکا تھا۔

فکر کس کافر کو ہو۔ یہ پری کو موسیٰ سے دور کرنا چاہتے تھے۔ اچھا ہوا وہ ان " سب سے بہ دور لے گیا اسے۔ اب علم ہو گا انہیں۔ دور کرنا اسان ہوتا ہے۔ مگر دوری سہنا نہیں۔ "لیل کافی انجوائے کرنے والے انداز میں بول رہی تھی۔ منہا کا منہ کھل گیا۔

ادھر بیٹھو تم۔ "لیل نے اسے سامنے سامنے پڑی فری چئیر پر بٹھایا۔"

تم فکر مت کرو۔ پری موسیٰ کو پسند کرتی ہے۔ وہ خود موسیٰ سے دور نہیں "

جانا چاہتی۔ صرف معلوم ہونے پر یہ لوگ اسے دور کرنا چاہتے ہیں وہ بہت

روئی۔ دور ہو جاتی تو ضرور بیمار ہی پڑ جاتی۔ اب موسیٰ کچھ دنوں بعد اسے واپس لے آئے گا۔ پھر سب سیٹ بھی کر لے گا۔ اور ویسے بھی مافیہ ہے یہ۔ یہاں شادیاں کم اور اغواہ زیادہ ہوتے ہیں۔ "آخری لائن منہ میں بڑ بڑائی۔ ماسی!!!... "منہا نے اس کی بڑ بڑاہٹ سن لی تھی۔"

منہا تم نہیں جانتی۔ یہاں یہ سب چلتا ہے۔ اگر شایان تم سے سیدھے "طریقے سے معافی کے لیے نہ مانا تو ہم بھی اسے اغواہ کر لیں گیں۔ مدد عمر کی لیں گیں۔ وہ ایسے کاموں میں ماہر ہے۔ ہیر اور گرل ویسے چلی گئیں۔ ان کی طرف سے ٹینشن ہی ختم۔" لیل یقیناً کافی انجوائے کر رہی تھی۔

ماسی!!!... "منہا پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہنسنے لگی۔ اسے یہ سب باتیں مزاحیہ "لگ رہی تھیں۔

میں مزاق نہیں کر رہی۔ مافیہ کی یہ ہی بات تو مزے کی ہے۔ جسے جب جی "چاہے اغواہ کر لو۔" وہ بول مزاحیہ انداز میں رہی تھی مگر بات اس نے تلخ کہہ دی تھی۔ منہا سمجھنے سے پہلے ہی وہ انداز بدل گئی۔

یہاں نارمل شادیاں نہیں ہوتیں۔ یاں تو زبردستی یاں اغواہ۔ "میری اور"
اپنی ہی دیکھ لو۔ ہیر کی شاید بھی اغواہ کرتے ہوئی۔ مومنہ کا تو کیس ہی الگ تھا
اور رومہ تو ویسے ہی فرقان کو پسند کرتی تھی۔ اور فیملی کا بھی مسئلہ نہیں
تھا۔ "منہا ہنستے اپنی ماسی کی کہانیاں سن رہی تھی۔

مافیہ دلدل ہے۔ ہم سب اس میں پھنس چکے ہیں۔ اب ہاتھ پاؤں ہی مار"
سکتے ہیں مگر نکلنا ناممکن ہے۔ بس اسی بات پر عمل کرتے زندگی جینی پڑ رہی
ہے۔ ورنہ خون سے رنگے ہاتھ اور شرٹس دیکھنا کسی کو پسند نہیں ہوتا۔" بات
کرتے کرتے لیل سنجیدہ ہو گئی۔

آپ الیگزینڈر کو بولیں یہ کام چھوڑ دے۔ "منہا اسے اداس نہیں دیکھنا"
چاہتی تھی۔

اگلے دن عمان کی گلی میں لٹکی اس کی لاش ملے گی مجھے۔ ہتھارا اٹھانا آسان"
تھا اب چھوڑنا نہیں۔ پکڑے رکھنے پر بھی موت کا خطرہ ہے اور چھوڑنے پر

بھی۔ اس سے اچھا ہے پکڑی رکھے۔ جب تک سانس میں سانس ہے لڑتا رہے۔ کچھ ناامید لڑکیوں کے لیے۔۔ "یہ لیل پہلی لیل سے الگ تھی۔ ماسی آپ بدل گئی ہیں۔" لیل مسکرا دی۔

روز اس بے یقینی کے ساتھ سکندر کو بھیجتی ہوں کہیں اسے کوئی چوٹ نہ لگ جائے کچھ ہونہ جائے۔ یہ بے یقینی بدل دیتی ہے۔ "منہا لیل کے ہاتھ دبائے۔

وہ بھی مسکرا دی۔

کچھ نہیں ہو گا اسے۔ سٹون مین ہے وہ۔ "لیل مسکرا دی۔ منہا ناچاہتے بھی " ایسا بولا تھا۔

مجھے چھوڑتے کیوں نہیں ڈری تھیں یوں؟؟؟.. "منہا کی نظروں کا سوال وہ " سمجھ گئی تھی بغیر بولے بھی۔

سکندر نے صرف اتنا کہا تھا منہا اگر سکول سے واپس ہی نہ آ سکے اور اس " سے شادی کے لیے تیار ہو گئی تھی میں۔ کچھ نہیں جانتی تھی اس کے بارے

میں۔ یہ تک نہیں کہ وہ مجھے آگے بچ سکتا ہے۔ کیا کرتا ہے؟؟ کس طرح کا انسان ہے۔ کچھ بھی نہیں۔ صرف تمہارے لیے۔ تمہیں سکندر کے لیے نہیں چھوڑا تھا۔ تمہیں تمہارے لیے چھوڑا تھا۔ "منہا نے روکنا چاہا لیل پھر بھی بات پوری کی۔

پھر دور کیوں ہو گئیں؟؟۔ "منہا کے سوال پر لیل نے نظریں اس کی " نظروں میں گاڑھیں۔

ایک خوفناک ماضی ہے میرا۔ تمہارے ساتھ رہتے بھی مجھے ٹراما زاتے " تھے۔ سکندر نے سب بھلا دیا۔ میرا ماضی سب کچھ۔ اس میں مجھے سب کچھ ہی بھول گیا۔ ماما کی نا انصافی۔ انعم، تم سب کچھ۔ جب تک یاد آیا تم انعم کے اشاروں پر چلنے لگی۔ اور ایسی چلی پھر میری وضاحتیں تمہیں جھوٹ لگتیں۔ "منہا خاموش سے سنتی رہی۔

منہا اسان حل ہوتا ہے انسان قسمت کا لکھا کہہ کر اپنی غلطیاں بھول " جائے۔ مشکل حل ہوتا ہے اپنی ماضی کی غلطیاں کو اپنا کر مان کر معافی مانگتے

اسندہ محتاط رہنے کا سوچتے آگے بڑھا جائے۔ لوگ اسان حل چنتے ہیں۔
قسمت کا لکھا مان کر سب بھول جاتے ہیں۔ میں ایسا نہیں کر سکی۔ "لیل نے
بولتے وقفہ لیا۔

میں دوسری لیل نہیں پیدا کرنا چاہتی تھی۔ مجھے ماما قصور وار لگتی تھیں۔"
اپنی اس حالت کی۔ اس لیے تمہاری ماں کی لا پرواہی دیکھتے تمہیں سنبھال
لیا۔ لیکن میں بھی ماما بن گئی۔ وہ انعم میں گم کر اپنی محبت بھولنا چاہتی تھیں۔
میں اپنی محبت میں گم کر پر چیز بھول گئی۔ ہمیں جن کے اعمال سے نفرت ہو
قدرت ہمیں ان کی ہی جگہ لا ٹھہراتی ہے۔ اور ہم دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ "منہا
کا بچپن پھر بھی لوٹایا نہیں جاسکتا تھا۔

میرا بچپن تو پھر بھی بھیانک خوابوں کی نظر ہی ہے۔ "منہا کی بات پر لیل"
اس کے پاس ہوئی۔

مرہم رکھنے سے زخم بھر جاتا ہے۔ ختم نہیں ہو جاتا۔ درد چلا بھی جائے تو"
نشان ضرور رہتے ہیں۔ "اور اب شاید منہا سمجھی تھی۔

کیا آپ بھی پاؤں میں چھبی کر چیوں کے نشان دیکھ مجھے یاد کرتی ہیں؟؟..""
لیل ناں میں سر ہلایا۔

وہ زخم میری نظروں کی پہنچ سے دور ہے۔ نہ دیکھائی دیتا ہے نہ سوچوں
میں جھانکتا ہے۔ "منہا کے ہاتھوں میں لیل کے ہاتھ تھے۔

ایک زخم میں نے آپ کو بے دھیانی میں دیا۔ دوسرا آپ نے مجھے بے
دھیانی میں دیا۔ نہ میں مرہم رکھ سکی۔ نہ ہی آپ۔ مجھے مرہم رکھنے کا موقع
نہیں ملا۔ آپ نے مرہم رکھنے کا موقع ڈھونڈ لیا۔ "منہا کے لیے لیل آج
بھی اسی اونچی مسند پر تھی۔

تمہارا دیا زخم تو بہت معمولی تھی۔ "لیل اس کی سوچیں پڑھنا چاہتی تھی۔"
زخم تو زخم ہوتا ہے۔ معمولی ہو یاں بڑا۔ جسمانی ہو یاں روحانی۔ تکلیف جسم
میں بھی ہوتی ہے اور روح میں بھی۔ پھر فرق کہاں بچا۔ "وہ اپنی ماسی کو جھکا
نہیں دیکھ سکتی تھی۔

مگر تمہارا زخم بھرنے میں وقت لگے گا۔ سالوں صدیاں۔ بہت گہرا زخم " ہے۔ ناسور بن جاتا اگر کچھ دن اور دیر ی ہوتی۔ "منہا مسکرائی۔

ناسور زخموں پر مرہم جلدی اثر کرتا ہے۔ خاص طور پر محبوب ہاتھ کا دیا " مرہم "منہا کی باتیں لیل اچھے سے سمجھ رہی تھی۔

وائیٹ روز میں جا رہا ہوں۔۔۔ کک آجائے گا تھوڑے دیر تک۔ "الیکزینڈر کو " جلدی تھی۔

اس کی ضرورت نہیں۔ کھانا میں بنا لوں گیں۔ "الیکزینڈر نے لیل کو " دیکھا۔

سکندر تم کک بھیج دینا۔ گھر کے کام کرنے کے لیے ساتھ نہیں لائی میں " اسے۔ الیکزینڈر نے سر کو خم دیا۔

ابھی یاد سے کھانا کھانا ہے آپ نے۔ میں ذرا جلدی میں ہوں۔ منہا لیل کا " خیال رکھنا۔ میرے لوٹنے تک۔ انجیہ پریشان ہیں۔ "لیل فوراً سے اٹھی

تھی۔۔ الیگزینڈر تب تک اپنی بات مکمل کر دی۔ منہا دیکھ رہی تھی لیل
کہاں پر ہشان ہے۔

اتنی جلدی کس بات کی ہے تمہیں؟؟۔ "اب پھر دبنگ سٹائل لوٹ آیا۔"
بہت ارجنٹ ہے۔ پلیز سمجھیں۔ موسیٰ کا فون اف ہے۔ ٹرائے مت کیجئے۔"
گا۔ "لیل نے اسے گھورا۔

منہا میں اتی ہوں۔ "الیگزینڈر کا ہاتھ پکڑتے اسے اپنے ساتھ ایک کمرے
میں لے گئی۔

کیا جلدی مچائی ہے۔ سانس لو پہلے۔ "الیگزینڈر اسے گھورا جو لیٹ کر وارہی
تھی۔

لیل خود ہی اوپر ہوتے اس کے ہونٹ چومے۔ اسے اپنی سانسوں سے
سانسیں دینے لگی۔ الیگزینڈر کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔ سہارے کے
لیے لیل کی کمر پاتا تھ رکھ دیا۔

شام کا کھانا ساتھ کھائیں گیں۔ ابھی مجھے جانے دیں۔۔ "لیل نے اس کی"
کالر نہیں چھوڑی۔

وعدہ کرو۔ "الیکزینڈر مجبور ہوا۔"

وعدہ کرتا ہوں ہر صورت لوٹوں گا۔ چاہے زمین آسمان ایک ہو جائیں۔""
لیل خوش ہو گئی۔

میری روح میں بستی ہیں آپ۔ آپ سے جدائی موت ہے۔ اور جب تک "
آپ زندہ ہے میں مر نہیں سکتا۔" لیل اترائی۔

الیکزینڈر نرمی سے اس کے ہونٹ چومے۔ سختی وہ نہیں دیکھا سکتا تھا۔
الیکزینڈر اپنا بریف کیس لیتے چلا گیا۔ لیل اسے الوداع کہتے کچن میں آئی۔
جہاں منہا کھانا ٹیبل پر سجا رہی تھی۔

سکندر کی بات مان رہی ہو۔ "اس نے ناں میں سر ہلایا۔"

آپ کے لیے کھانا بہت ضروری ہے۔ وہ بھی ٹائم پر۔ "لیل کرسی پر بیٹھ"
گئی۔

سکندر برا نہیں ہے۔ "وہ مسکرائی۔"

بس میرے ساتھ برا کر گیا۔ "خفگی سے کہا گیا۔"

اسے علم نہیں تھا تم میرے ساتھ اتنی اٹیچ ہو۔ "ایک دلیل سی دی۔"

اسے علم ہوتا پھر بھی وہ ایسا ہی کرتا۔ یقین جانیں اگر آپ کے لیے اسے اپنی "

جان دینی پڑے اس سے بھی پیچھے نہیں ہٹے گا وہ۔ ایک رات بیٹھ کا باتیں کی

ہیں ہم دونوں نے۔ بہت اچھے سے جان گئی ہوں۔ "منہا نے رکتے کرسی کی

بیک پر ہاتھ جماتے ایک ایک لفظ واضح کہا

اگر تب ہم سب کو مارتے اسے آپ کو لے جانا پڑتا وہ پھر بھی نہیں سوچتا۔ "

آپ اس کا بلا سنڈ پوائنٹ ہے۔ آپ کے سامنے اسے کچھ نہیں دکھتا۔ اپنا آپ

بھی نہیں۔ "لیل اگے کو ہوتے ٹیبل پر ہاتھ رکھے۔

قبول کر رہی ہو وہ مجھ سے محبت کرتا ہے؟؟.. "لیل نے دلچسپی سے پوچھا۔ "

کر بھی لوں تو میرا ہوا نقصان بھرا نہیں جاسکتا۔ "بات وہیں آٹھرتی تھی۔ "

You know....

وہ کہتے چنیر پر بیٹھی۔

اس سب نفرت کی بڑی وجہ سب کا الیگزینڈر کے سامنے جھکنا بھی ہے۔ بابا "بھی ہمیشہ اسے خود سے بالا تر رکھتے۔ اس پاس کے سب لوگ بھی۔ اس منظر نے مجھے اس سے مزید نفرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور جب نفرت گہری ہو جائے تو وجہ ختم بھی ہو جائے تو نفرت ختم نہیں ہوتی۔" وہ ٹھیک تھی۔ میں یہ بہت پہلے جان چکی تھی آپ قید نہیں ہیں۔ الیگزینڈر آپ سے محبت کرتا ہے۔ آپ اس کے ساتھ خوش ہیں۔ مگر میں یہ ماننے کو تیار نہیں تھی۔ آپ سب کے مطابق وہ

Greatest in all

تھا۔ وہ شخص جسے سب عزیم مانیں۔ جس کے سامنے سب جھکتے ہوں۔ وہ سب لوگ اسے وہی سمجھتے تھے۔ اس چیز نے مجھے نفرت پر پختہ کر دیا۔ کوئی عزیم تو نہیں ہو سکتا۔ اتنا عزیم کہ اس کے سامنے سوال تک نہ اٹھایا جائے۔ نظریں جھکالی جائیں۔ جیسے وہ بادشاہ ہو اور ہم رعایا۔ جو شخص کسی بادشاہ کی

سلطنت میں بھکاری کی طرح رہ رہا ہو۔ اسے کبھی بادشاہ سے محبت نہیں ہو سکتی جیسے وزیر اور اعلیٰ زمیندار لوگوں کو ہوتی ہیں۔ "لیل خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔

میں نے تو اب جانا وہ تو خود کو عزیم سمجھتا ہی نہیں۔ یہ سب لوگ ہیں جو " اسے عزیم بناتے ہیں۔ اتنا عزیم کے اس سے سوال تک نہیں کرتے۔ میری اس سے نفرت میں زیادہ ہاتھ ان سب کا ہے۔ اس کی نسبت۔۔ " منہا بہت سمجھداری بھری باتیں کر رہی تھی۔

بس ایک بات اس کی نا جانے بری ہے کہ اچھی۔ میں سمجھ ہی نہیں پا " رہی۔ " وہ کچھ کنفیوز تھی۔

اس کے لیے بس آپ ہی آپ ہیں۔۔ اور کوئی نہیں ہے۔ " ویسے دیکھو تو یہ " جملہ بہت فینٹسی سی دیتا ہے۔ ایک لڑکا کسی کو اتنا ٹوٹ کر چاہ رہا ہے۔ مگر اس آپ ہی آپ میں وہ آپ کے آس پاس بسے لوگوں کو اگنور کر دیتا ہے۔ ان اگنور ہوئے لوگوں میں ایک میں بھی ہوں۔ میرے لیے اب یہ جملہ قابل

تعریف ہو کر بھی نہیں ہے۔ "لیل خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔ دم سادھے۔ جیسے زور سے سانس لیا تو یہ طلسم ٹوٹ جائے گا۔

خود کا ماضی دیکھوں تو برا لگتا ہے۔ مگر اس ماضی کو سامنے رکھے یاں " چھوڑے بغیر یہ سوچوں مجھے بھی کوئی ایسا شخص ملے۔ جس کے لیے بس میں ہی میں ہوں۔ اور کوئی بھی نہیں تو اچھا لگتا ہے۔ بہت اچھا۔ دل میں جیسے تار سے چھڑتے ہیں کسی ردھم کے۔ "لیل سمجھ رہی تھی وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے۔۔۔

الیکزینڈر برا نہیں ہے۔ یہ میں بھی مان چکی ہوں مگر یہ نہیں مان سکتی " میرے ساتھ برا نہیں ہوا۔ "وہ پیچھے کو ٹیک لگائے بیٹھ گئی آپ کو معلوم ہے ایسا شوپر ہر لڑکی کا خواب ہو گا۔ جس نے کبھی ماضی میں " کچھ بھی برا دیکھا ہو۔ کہ وہ بس اسے چاہے۔ اس کے لیے سب بھول جائے۔ اسے سب بھلا دے۔ اس کی زندگی کو بہار میں بدل دے۔۔ ہر قد پر اس کے ساتھ ہو۔ اسے مضبوط بنائے۔۔ اسے کھل کر سانس لینے کے قابل بنائے۔

اور صرف اسی کا ہو۔ کوئی رشتہ کچھ بھی اس کے لیے ضروری نہ ہو۔ "منہا
نے بولتے لمبی سانس لی۔ وہ بغیر وقفے کے بولی جا رہی تھی۔

مگر زندگی کے رستوں میں ملنے والے کچھ لوگ ہو سکتا ہے اس لڑکی کو"
عزیز رکھتے ہو۔ ماضی میں سب برا ہی تو نہیں ہوتا۔ کچھ اچھے پل بھی ہوتے
ہیں۔ مگر جب بھلا یا جائے تو سب بھلا یا جاتا ہے۔ اچھے یاں برا لمحات نہیں
دیکھے جاتے۔ "منہا اب چپ کر کے بیٹھ گئی۔

ان شارٹ۔ انسان اپنے ساتھ ہوا برا نہیں بھول سکتا۔ چاہے وہ ایک "
پرنسز لینڈ کا رہنے والا ہی کیوں نہ ہو۔ "منہا نے جیسے بات ختم کی۔
بھرپائی تو کی جاسکتی ہے۔ "لیل نے کوشش کی۔

بہت بری بھرپائی کی گئی ہے میرے ساتھ۔ وقت نے مجھے سکندر نہیں "
دیا۔ دے دیتا تو شاید بھرپائی ہو جاتی۔ "وہ مان کر بھی نہیں مان پار ہی تھی۔
یاں شاید کیا تھا۔

سکندر کیوں؟؟؟... "لیل کے سوال پر وہ مسکرائی۔ "

اگر میری قسمت کا سکندر مل جاتا تو آج آپ کے سامنے شکوہ شکایات کا پٹارا " لے کر نہیں بیٹھی ہوتی۔ جس طرح آپ نے خاموشی سے نانا اور ماما کو معاف کر دیا تھا میں بھی سب کو معاف کر دیتی۔ آپ کو بھی۔ بس سب بھولتے اس کے ساتھ زندگی میں آگے بڑھ جاتی۔ پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھتی۔۔ اس کے ساتھ کہیں دور سفر پر نکل جاتی۔ جہاں سے کبھی واپس نہیں لوٹتی۔ " وہ امید سے کہہ رہی تھی۔۔

اب اس پر میرا اختیار نہیں تھا۔ " لیل نے جیسے افسردہ ہو کر کہا۔ " موسیٰ ہو سکتا تھا۔ وہ واقعی مجھے دور لے جاتا۔ سب سے دور۔ جیسے اپنی وچ " کو لے گیا۔ مگر اسے محبت اپنی وچ سے تھی۔ " منہا نے کچھ سوچ کر کہا۔ اگر دل پر اختیار نہ ہوتا تو وہ کسی اور کو اپنی لائف میں شامل کرتا۔ وہ پری " نہیں تھی۔ وہ کوئی نہیں تھی۔ مگر پھر بھی سب کچھ تھی۔ بہت خوبصورت، ہنسنتی تو دل کو فتح کرنے کا راز کھلتا۔ وہ کسی کی ڈھیروں دعاؤں کا صلہ سا لگتی۔ " لیل کھوسی گئی تھی۔

منہانے اسے ہوش کروایا۔

ویسے کہہ رہی ہوں۔ آپ سیریس نہ لے لینا۔ موسیٰ تو مجھے الیگزینڈر سے
بھی زیادہ زہر لگتا ہے۔ "کچھ غصے سے کہا۔

کیوں؟؟؟۔ "لیل جاننا چاہتی تھی۔"

بس ایسے ہی۔ معلوم نہیں۔ مگر اچھا نہیں لگتا۔ "لیل نے بھی نہیں کریدا۔"
ویسے آپ کو علم تھا وہ پری کو لے جائے گا؟؟۔ "آئیر واٹھائی۔"

یس۔ اس نے خود کہا تھا۔ اب وہ موبائل بھی اف رکھے گا۔ الیگزینڈر سے
واقف ہے وہ۔ اسی کا باپ ہے۔ اپنی باپ گری دیکھانے پر آیا تو دو منٹ میں
ڈھونڈ لے گا۔ "منہاں میں سر ہلاتے کھانا گرم کرنے لگی۔ جوان کی باتوں
میں ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

آپ کی باتوں میں شروع سے لے کر آخر تک الیگزینڈر ہی ہوتا ہے۔ "لیل"
مسکرا دی۔

اس سے عشق سے اوپر کا تعلق ہے میرا۔ میری روح میں بھی وہ ہی بستا۔

ہے۔ "منہا نے گرم کھانا ٹیبل پر رکھا۔ جو س میں برف نکلتے وہ ڈالی۔

مجھ سے کیا ہے پھر؟؟؟۔" اسے صرف خود میں دلچسپی تھی۔۔

محبت۔۔۔۔۔ "لیل کو سوچنا بھی نہیں پڑا۔"

موسیٰ سے؟؟؟۔" دوبار سوال آیا۔"

محبت ہی ہے اس سے بھی۔ "وہی جواب دیا۔"

عشق کیوں نہیں؟؟؟۔" چیخ بھرتے منہ میں ڈالتے سوال کیا۔"

عشق بس ایک سے ہوتا ہے۔ عشق میں شراکت برداشت نہیں ہوتی۔۔"

محبتیں تو بہت ساری ہو جاتی ہیں۔ عشق میں شمار کے لیے واحد الف کا ہندسہ

ہے۔ اسے اور کوئی گنتی نہیں آتی۔

منہا داد دیتے کھانا کھانے لگی۔ لیل صرف فروٹ سیلڈ پر ہی اکتفا کیا۔ ابھی

اس کا کھانا کھانے کا موڈ نہیں تھا۔



اب باری ہے اگلے وار کی۔ وہ بھی بہت نازک وقت میں۔ "اندھیرے"
کمرے کی آواز گونجی۔ وہاں اس قدر اندھیرا تھا آواز کی سمت کا تعین کرنا بھی
مشکل ہوتا۔ سوائے سیاہی کے کچھ نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔
وہ آواز اب خوشی سے قہقہوں کی آواز میں بدل گئی۔ پھر اچانک وہ آواز بند ہو
گئی۔ کوئی دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی۔ اس کے ساتھ ہی خاموشی کا
دورانیہ بڑھنے لگا۔

It's time of your fall....

سرگوشیاں گنگناتے کوئی وجود اندھیرے میں ہی یہاں سے وہاں ٹہل رہا تھا۔
وہ یقیناً کافی خوش تھا۔ اور اسی خوشی کو وہ یوں منارہا تھا۔



ماسی ویسے کس سے کرنی تھی موسیٰ کو شادی؟؟؟۔ "منہا نے دل میں مچلتا"
سوال پوچھ ہی لیا۔

وہی جس میں وحشتوں کے بسیرے تھے۔ جو سر سے لے کر پاؤں تک راز "
تھی اور راز بھی باکمال۔۔ "منہا کو لیل کا کسی اور کی تعریف کرنا برا لگا تھا۔
اس کے چہرے کے بگڑتے تاثرات یہ ہی ثابت کر رہے تھے۔
کون ہے یہ باکمال راز؟؟؟ "لیل بھی ہوش میں آئی۔ منہا کی جیلیسی دیکھ "
مسکرا دی۔

کوئی نہیں۔ "مدھم سا کہتے اس نے فروٹ سیلڈ کا خالی باؤل میز پر رکھا۔"
میں سکندر سے پوچھ لو کھانا کھایا کہ نہیں اس نے۔ "لیل اٹھ گئی۔ منہا نے "
منہ بگاڑا۔ سکندر کا ذکر زیادہ برا لگا تھا۔

لیل موبائل لیتے باہر لان میں آئی۔ اسے کال ملاتے وہ وہیں ٹہلنے لگی۔

وہاں پر طرف گولیوں کا شور تھا۔ اور ان گولیوں کے شور میں وہ اپنے فون پر اتنی کال دیکھ رہا تھا۔ اس نے برے طریقے سے دانت پیسے۔ اگر کال نہ اٹھائی تو لیل پریشان ہوگی۔ سوچتے کال اٹھالی۔

سکندر!!!! کہاں ہو؟؟؟۔ "الیکزینڈر نے اپنے سامنے ڈٹ کر گولیاں"

برساتے اپنے دشمنوں کو دیکھا۔ پھر اپنے گارڈز کو جنہیں وہ یہاں سے جانے کا بول چکا تھا۔ وہ سب ریڈ کنگ مینشن جا رہے تھے۔ لیل پر بھی حملہ ہو سکتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا اسے کوئی تکلیف ملے۔

آپ کہاں ہیں؟؟؟۔ "الیکزینڈر کے سوال اور پیچھے سے اتنی گولیاں!! وہ"

پیشان ہوئی۔

لان میں۔۔ "کچھ گھبراتے بتایا۔"

فوراً اندر جائیں۔ منہا کو ساتھ لے کر بیسمنٹ میں چلی جائیں۔ "الیکزینڈر"

کی پریشان آواز پر وہ اندر کو بھاگی۔

سکندر تم کہاں ہو پلیز بتاؤ "ساتھ اس کا بھی خیال تھا۔"

میں نے وعدہ کیا تھا میں لوٹوں گا۔ اور میں ہر صورت لوٹوں گا۔ "الیکزینڈر"
لیل کے رونے کی آواز سنی تھی۔

Sikander i need you at all points of my
life..

وہ کلیشن کوفے کو لوڈ کرتے مسکرایا۔

"I am always be with you just feel.."

لیل اس کی یقین دہانی پر ہاں میں سر ہلا۔ یا۔ اب وہ کچن کے سامنے تھی۔
منہا چلو۔ "اسے ہاتھ سے پکڑتے بغیر اس کی سنے گھسیٹتے اپنے ساتھ"
بیسمنٹ میں لے گئی۔ منہا برتن دھو کر رکھتے فری ہوئی تھی۔ جب لیل آ
گئی۔ وہ بار بار پوچھ رہی تھی کیا ہوا مگر لیل جواب ہی نہیں دیا۔

سکندر!!!.. "دھیما سا پکارا۔"

جی۔ "وہ آج بھی ایک پکار پر حاضر تھا۔"

تم ٹھیک ہو!!..!! "الیکزینڈر نے سامنے توپ لگتے ہی سامنے ہوا میں اڑتی"
گاڑی اور پرے گرے اپنے دشمن دیکھے۔

میں ٹھیک ہوں۔ اپنا خیال رکھیں آپ بس۔ میں لوٹوں گا۔ اور ضرور"
لوٹوں گا۔ آپ کے پاس واپس۔۔۔ "لیل نم لہجے میں ہاں کہا۔
بیسمنٹ کے لینڈ لائن سے گارڈ کو کسی کو بھی اندر بھیجنے سے منع کریں۔ میں"
کسی کو بھیجتا ہوں مینشن۔۔۔ "لیل نے ہاں کہتے کال کاٹی۔

سکندر پر حملہ ہوا ہے۔ وہ یہاں بھی حملہ کر سکتے ہیں۔ "منہا کی انکھیں"
پھٹی۔ اسی لیے وہ اس مافیہ کے خلاف تھی۔
گارڈز کسی کو اندر مت آنے دیں۔ کسی کو بھی نہیں۔ "اس نے اپنے الفاظ پر"
زور دیا۔

لیکن میم ایک کلک ابھی ابھی اندر گیا ہے۔ "اس نے جلدی سے کہا۔ وہاں"
لیل پریشان ہوئی۔

یہ کلک نہیں ہو سکتا تھا۔ نہیں۔۔۔۔

روکو اسے فوراً۔ وہ اندر نہ آئیے۔ "گارڈز فوراً بھاگے تھے۔ لیل نے آگے"
ہوتے بیسمنٹ کے ٹرانسپیرنٹ شٹر گرا دیے۔ اس کے ساتھ ہی ایک بٹن
دبایا۔ ہر طرف دیواریں گرنے لگیں۔ وہ ٹرانسپیرنٹ کی شیٹس بھی ان
دیواریں کے پیچھے چھپ گئیں۔ لیل نے آگے ہوتے بیسمنٹ کو لاک بھی لگا
دیا۔ الیگزینڈر نے یہ سب اسے پہلے ہی سیکھا دیا تھا۔

ان کے محلوں میں بیسمنٹ اور ایسے لاکز ضروری ہوتے تھے۔

لیل اس ٹرانسمیٹر کے پاس آ بیٹھی۔ گھر میں گونجتی زرا سی آواز بھی وہاں
صاف سنائی دیتی۔

وہاں کسی کے قدموں کی آواز آرہی تھی۔ پیچھے گارڈ کی کوسٹاپ کوسٹاپ کہتے
چلا رہے تھے۔ وہیں پھر گولیوں کی آواز گونجتی اور گارڈز کی آواز آنا بند ہو
گئی۔ منہا اور لیل کو پریشانی ہوئی تھی اب۔

الیگزینڈر نے خیام کو کال ملائی مگر اس نے پک ہی نہیں کی۔ وہیں جانی کو کال
کی۔ وہ بھی الیگزینڈر سے بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ وہ دونوں آج

افیس بھی نہیں آئے تھے۔ فرقان ویسے ہی دبئی تھا اپنی فیملی کے ساتھ۔ آخر
تھکتے اس نے شایان اور عمر کو کال کی۔ اس کے سامنے دشمن ڈھیرے ہوئے
پڑے تھے مگر یہاں گریز کا ایک پورا کنٹینر بھی تھا۔ وہ یہاں سے نہیں ہل
سکتا تھا۔ اسے پھر سے گھیرا جا رہا تھا۔ ہلنے کی صورت میں موت ہوتی۔ جو
اسے منظور نہیں تھی۔

عمر مینشن میں حملہ پوا ہے۔ شایان کے ساتھ وہاں پہنچو فوراً۔ منہا اور لیل
وہیں ہیں فوراً نکلو۔" وہ چیخا۔ اس کے ساتھ ہی ایک سنسناتی گولی اس کے
کان کے پاس سے گزرتے موبائل لے اڑی۔

اب پھر وہاں جنگ کا سماں تھا۔ الیگزینڈر کی گولیاں تو پہلے ہی ختم ہو چکی
تھیں۔ اب تو اس کا ہاتھ اور کان بھی زخمی ہو گیا۔ سامنے صرف چار پانچ
بندے ہی تھے۔ مگر کان کو لگتی گولی نے اس کی ہمت چھین لی۔

وہ نیچے گرا پڑا تھا۔ ان لوگوں نے مسکراتے وہیں سے فائیر کھول دیے۔ وہ یقیناً الیگزینڈر کو بھون دینے کے خیال سے ایسے تھے۔ الیگزینڈر کے وجود سے بہتا خون اس افسس کو نہلا گیا۔ مگر وہ ہلا بھی نہیں۔ وہ یوں ہی پڑا رہا۔ شاید منہا کی سنی جا چکی تھی۔ الیگزینڈر کو ان دونوں کے درمیان میں سے نکالا جا چکا تھا۔

کچھ دعائیں بغیر سوچے سمجھے انسان مانگ بھی لیتا ہے اور وہ قبول ہو کر ہمیں ہی تکلیف دیتی ہیں۔ اب نا جانے منہا کا کیا حال ہوتا۔ یہ خبر جاننے کے بعد کہ اس کی دعا کو قبولیت کا شرف بخشا جا چکا ہے۔

^^^

ملکہ...!! "لیل لرزی۔"

یہ آواز جانی پہچانی تھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں کپکپانے لگے۔ اس کا وجود ٹھنڈا ہوا۔

منہا اس کے پاس بیٹھی تھی۔

Where are you Malika?? I need you
badly...

Malika your Sikander is no more plz
come out.

سرگوشیوں کی آواز ابھی بھی جاری تھی۔ لیل ٹرانسمیٹر بند کرتے دور جا
بیٹھی۔ اب وہ الیگزینڈر کو کال ملارہی تھی مگر کال جاہی نہیں رہی تھی۔
منہا لیل کو سنبھالنے کی کوشش تو کر رہی تھی مگر سب فضول۔۔۔
ماسی میں۔۔۔ "منہا نے کچھ کہنے کی کوشش کی۔"

چپ رہو۔ وہ سن لے گا۔ یہ وہی نقاب پوش ہے۔ سکندر نے اسے مار دیا"
تھا۔ یہ پھر آگیا۔ شیطان کیوں نہیں مرتے۔ مرجانے کے بعد بھی کیوں
زندہ رہ جاتے ہیں۔" وہ بڑبڑاتے بار بار کال ملارہی تھی۔ جیسے الیگزینڈر اٹھا
لے گا۔

اسے بس الیگزینڈر کی آواز سننی تھی۔ تصدیق کرنی تھی وہ زندہ ہے۔ اسے
الیگزینڈر کے پاس جانا تھا۔ وہ پھر یہاں کیوں تھی۔

عمر اسی وقت نکلا تھا۔ اس نے ساتھ ہی شایان کو کال کی۔

وہ یہ بات سنتے پریشان ہوا۔ اب تو موسیٰ بھی یہاں نہیں تھا۔ وہ اپنی وائٹ کو
تو ساتھ لے گیا تھا مگر وائٹ روز کو بھول گیا۔ جس کے پیچھے کبھی ایک
شیطان پاگل ہوا پڑا تھا۔

خیام جانی اس وقت کوئی بھی وہاں نہیں تھا۔

عمر اور شایان بغیر انتظار کیے ریڈ کنگ میشن بھاگے تھے۔ عمر نے ایمر جنسی
کیس بھی کسی اور کو ہینڈل کرنے کا کہہ دیا۔ وہ مزید دیر نہیں کرنا چاہتا تھا۔
شایان زیادہ قریب تھا۔ وہ گاڑی چلاتے گن لوڈ کر رہا تھا۔ اس نے جیسے ہی
میشن کے سامنے گاڑی روکی وہاں کوئی گارڈ نہیں تھا۔

وہ لاک کو گولی سے اڑاتے اندر بڑھا۔ اس کے پیچھے ہی عمر کی گاڑی بھی تھی۔
وہ بھی جلدی سے اس کے پیچھے ہی آیا

چلو۔۔ "عمر کے دونوں ہاتھ میں گن تھی۔ وہ نہیں جانتے تھے اندر کتنے"
آدمی ہیں۔

ان دونوں نے ذرا سنبھلتے آگے قدم بڑھایا۔ نیچے کے ہال میں گارڈز کی لاشیں
پڑی تھیں۔ وہیں آواز بھی گونج رہی تھی۔ وہ آگے بڑھتے آواز کی سمت
اے۔

وہ اوپر والے پورشن سے آرہی تھی۔

عمر دائیں تو شایان بائیں سائیڈ سے اوپر کو بڑھے۔

Malika i am missing you. Plz come out..

سرگوشی سی ہوئی۔ شایان عمر کو اشارہ کرتے اس سائے کو دیکھا جو اندر کی
طرف بڑھا تھا۔

اس نے دبے قدموں سے اس کے پیچھے جانا چاہا۔ وہ ہاتھ کندھے پر رکھتے
پیچھے کو فائر کر گیا۔ شایان کی سب سے بڑی غلطی تھی جو اس نے دھیان
نہیں دیا۔

وہ گولی شایان کے دل کے مقام پر لگی۔ عمر اس شخص کے پیچھے گولی چلائی۔ وہ
اگے کو سیدھا نکل گئی۔ وہ زمین بوس ہوتا اس سے پہلے شایان نیچے گرا تھا۔
عمر نہیں جانتا تھا شایان کو گولی لگی ہے۔ اس آدمی کی گن پر سلاٹمنس لگا تھا۔
عمر شایان کے بجائے اس آدمی کی طرف آیا۔
پاؤں کی ٹھوکر سے اسے سیدھا کیا۔

وہ واقعی مر چکا تھا۔

عمر اس کا جسم ٹٹولا۔ وہاں ایک سپیکر نکلا۔ آواز اس سپیکر سے آرہی تھی۔ وہ
شخص خود نہیں بول رہا تھا۔ عمر پھر آواز گونجنے سے پہلے ہی سپیکر توڑ دیا۔
شایان اٹھو۔ اب ڈرامے مت کرنے لگ جانا۔ "عمر نے غصے سے کہا۔"
سر سوری ہم لیٹ ہو گئے۔ "وہ سب گارڈز تھے۔ جنہیں الیگزینڈر نے"
بھیجا تھا۔

انہوں نے اگے ہوتے شایان کو سیدھا کیا۔

وہ بے ہوش پڑا تھا۔ کالے کوٹ کی وجہ سے خون نظر نہیں آیا مگر نیچے پہنی سفید شرٹ خون سے رنگی ہوئی تھی۔

شایان۔۔۔ "وہ چیخا۔ وہیں جاننے کے لیے کیا ہو رہا ہے منہا نے ٹرانسمیٹر" ان کیا تھا۔ وہاں عمر کی چیخ سنتے وہ پریشان ہوئی۔ وہیں لیل ہاتھوں کی کپکپاہٹ روک رہی تھی۔

سرا نہیں ہو سپیٹل لے جانا ہو گا۔ "گارڈ کی بات پر وہ فوراً ہوش میں آیا۔" دو گارڈز نے شایان کو اٹھایا۔ عمر میں ہمت نہیں تھی اس کا بازو بھی اٹھا سکے۔ شایان کی سانسیں مدھم ہوتی جا رہی تھیں۔ وہ گھبرار ہا تھا۔ نا جانے کیا ہو جائے۔۔۔

منہا فوراً سے بٹن دباتے وہ دیواریں اٹھائیں۔ ٹرانسپیرنٹ شیٹ ہٹائی۔ وہ بغیر لیل کی طرف دیکھے باہر بھاگی تھی۔

اس نے پلٹتے لیل کو بھی نہیں دیکھا۔ جس کی حالت اس کی موجودگی میں ہی بگڑ چکی تھی۔

لیل سے اکیل چھوڑ جانے کا گلہ کرنے والی خود بھی اسے اکیلا چھوڑ گئی تھی مگر
پرواہ نہیں کی۔ لیل تو انجان تھی مگر یہاں تو وہ خود دیکھ رہی تھی۔ اپنی
نظروں سے لیل کی حالت۔۔۔۔

وہیں لیل کو وہاں اکیلے رہ جانے کا خوف جاگا۔ پھر الیگزینڈر کے کال نہ
اٹھانے اور آواز نہ سنانے پر وہ مزہد پینک اٹیک کا شکار ہوتے بے ہوش ہو
گئی۔ مگر اس نے دیکھا ہی نہیں۔

وہ بھاگتے عمر کے پیچھے آئی تھی۔ گارڈز منہا کو اکیلا نکلتے دیکھ اسی طرف
بھاگے۔۔

شایان!!.. "وہ چیخی۔"

گارڈ نے اسے گاڑی میں ڈالا۔ خود ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ عمر اور منہا
اس کے ساتھ پچھلی سیٹ پر تھیں۔ عمر نے نہ تو منہا کو روکا نہ ہی کچھ اور کہا۔
اس کی خود انکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ بس شایان کا خون روکنے کی
کوشش میں مگن تھا۔ اپنا کوٹ اتارتے اس کے سینے پر باندھ رکھا تھا۔

چاقو دو۔ "عمر کی بات پر گارڈ نے چھوٹا سا چاقو اور لائٹرا سے دیا۔"

وہ چاقو کو اچھے سے گرم کرتے اس کے سینے سے شرٹ ہٹاتے گولی نکالنے میں مگن تھا۔ انکھیں دھندلی ہو رہی تھیں مگر اسے بچانے کے لیے یہ ضروری تھا۔

ہو سپٹل پہنچنے تک دیر ہو جاتی۔ وہ بچھٹانا نہیں چاہتا تھا۔ پھر وہ ہیر کو کیا جواب دیتا۔

خون ابل ابل کر باہر نکل رہا تھا۔ منہا انکھیں میچے بس شایان کے لیے دعا کر رہی تھی۔ کسی طریقے بس وہ بچ جائے۔

میم!!! "گارڈ نے آواز دی مگر وہ تو بے ہوش پڑی تھی۔"

وہ الیگزینڈر کے ڈر سے اسے سیدھا بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اٹھانا تو دور کی بات ہے۔

لیڈی گارڈز کی بھی باہر لاشیں پڑی تھیں ورنہ وہ انہیں بلا لیتے۔"

میم پر پانی پھینک کر دیکھیں؟؟؟.. "ان میں سے ایک نے سوال کیا۔"
الیکزینڈر سر جان لے لیں گیں۔ لیڈیں گارڈ کو بلا لیتے ہیں۔ تب تک انتظار"
کر لیں گیں۔ "انہوں نے فوراً کال کی۔

ادھے گھنٹے کے اندر دو لڑکیاں وہاں موجود تھیں۔ انہوں نے لیل کو اٹھایا مگر
لیل ہوش میں ہی نہیں آرہی تھی۔

ہمیں میم کو ہو اسپتال لے جانا ہو گا۔ "انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔"
چلو۔ "ان لیڈی گارڈز نے لیل کے گرد چادر دی۔ پھر ایک نے اسے"
سمیٹ کر گود میں اٹھالیا۔ گارڈز نے مزید گارڈز بلا لیے تھے۔

انہوں نے گارڈز الیکزینڈر کے پیچھے بھی بھیج دیے تھے۔ کچھ گارڈز یہاں
سے لاشیں ہٹانے کے کام لگے تھے۔

وہ لیل کو قریبی ہو اسپتال میں لائے تھے۔ جہاں داخل ہوتے ہی انہوں نے
پورا ہو اسپتال اپنے انڈر لے لیا۔ اب نہ تو کوئی باہر جاسکتا تھا اور نہ ہی کوئی اندر
اتا۔ اگر کوئی مریض اتنا بھی تو پہلے اپنی رپورٹس انہیں دیکھاتا۔

وہ لیڈی گارڈز لیل کو سٹیچر پر ڈالے ایمر جنسی روم میں لے گئیں۔ جتنی بھی لیڈی ڈاکٹر ز اس وقت وہاں تھیں وہ سب لیل کے پاس روم میں تھیں۔ ادھر دیکھاؤ یہ۔۔۔ "انہیں انجیکشن اندر لے جاتے دیکھ ایک لیڈی گارڈ نے" اسے روکا۔ اسے چیک کرتے پھر اندر لے جانے دیا۔ وہ بس تاسف سے انہیں یہ سب کرتے دیکھ رہی تھیں مگر کچھ کہنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔۔۔ وہ ٹھیک ہیں مگر ہوش نہیں آ رہا۔ "ڈاکٹر کی بات پر وہ بری طرح بگڑی" تھیں۔

میم کو سر کے لوٹنے سے پہلے ہوش نہ آیا تو کسی کی خیر نہیں۔ "ڈاکٹر کے" گریبان کو ہاتھ سے سہلاتے وہ جیسے وارن کر رہی تھیں۔ اس ڈاکٹر نے تھوک نگلا۔

اور میم پریگنٹ تھیں؟؟؟ "اچانک انہیں یاد آیا۔"

بچہ بھی ٹھیک ہے۔ لیکن ان کے۔۔۔۔۔ ہوش میں آنے کا ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ "مشکل سے بات مکمل کی۔"

اس نے ہاتھ کے اشارے سے ڈاکٹر کو جانے کا کہا۔

مینشن صاف ہو گیا؟؟؟۔ "گارڈز نے یس میم کہا تھا۔"

میم کو گھر لے جانے کی تیاری کرو۔ ڈاکٹر ز کی ضرورت نہیں۔ مومنہ میم کو"

اٹھالاؤ گھر سے۔" وہ حکم دیتے اندر بڑھی۔

"We are always be ther for you Ma'am."

سرگوشی کرتے اس نے لیل کو ماتھا چوما۔

لیل کی ہارٹ بیٹ کچھ بڑھی۔ یقیناً وہ غیر مانوس لمس کی وجہ سے تھا۔

گارڈز نے ساری تیاریاں کر لی تھیں۔ اس نے پھر لیل کو بانہوں میں سمیٹتے

اٹھالیا۔ گارڈی میں ڈالتے وہ دوسری گارڈ بھی اس کے ساتھ بیٹھی۔

تم تو آج میم سے پہلی دفہ مل رہی ہو پھر اتنی انسیت؟؟؟۔ "اپنی ساتھ کی"

آواز پر وہ مسکرائی۔

کچھ لوگوں سے محبت خدا خود بخود ہمارے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔" وہ"

مسکراتے لیل کو دیکھنے لگی۔

لیل کے پہنچنے سے پہلے ہی سب ٹھیک ہو چکا تھا۔ سارا گھر صاف ہو چکا تھا۔
انہوں نے لیل کو نیچے کسی کمرے میں ہی لیٹا دیا۔ مگر جانی کے گارڈز نے انہیں
اندر نہیں جانے دیا تھا۔ جیسے ہی یہ بات اس کے علم میں آئی اس نے انہیں
واپس بلا لیا۔

ٹینا کنگ مینشن آؤ۔ میم ٹھیک نہیں ہیں۔ "اس نے اپنی کسی ساتھی کو کال
کی۔"

یہ تو میرے لیے اعزاز کی بات ہے۔ میں ابھی آتی ہوں۔ "وہ خوشی سے"
کہتے ہو اسپتال کے عملے کو بتاتے وہاں سے آگئی۔

آپ کے لیے ہماری جانیں بھی حاضر۔ "مسکرا کر کہتے وہ پردے برابر"
کرتے باہر آئی۔

گھر کے گیٹ پر سیکیورٹی بڑھا دو۔ الیکٹرانک وائر زان کر دو۔ وہ بھی فل "
والٹیج پر۔ اگے بڑھنے والا اپنی موت کا خود ذمہ دار ہو گا۔ "وہ یقیناً کافی سخت
تھی۔"

اب اگر خیاں سریاں جنید سر کی فیملی یہاں آئے تو وہ اندر نہیں آئیں گیں۔"
انہیں بھی گیٹ سے واپس بھیج دینا۔" وہ رحم نہیں جانتی تھی۔
وہ گارڈاؤ کے کہتے چلا گیا۔

کچھ ہی دیر میں یہاں گیٹ پر بھی ویسی ہی سیکیورٹی شروع کر دی۔ سکینر کے
بغیر کوئی گزر نہیں سکتا تھا۔ منشن کے چاروں طرف الیکٹرک وائرز اور
ڈائنماٹ بجھ گئے۔ وہ خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے۔

وہ لڑکی ٹینا بھی آگئی۔ اس کے کہے مطابق جس جس مشین کی ضرورت تھی
وہ گھر میں آگئی۔ ایک پورے کمرے کو لیب سنٹر بنا دیا۔ لیل کے سارے
ٹیسٹ بھی یہاں ہی ہوتے۔ وہ اسے گھر سے باہر نکالنے کا رسک نہیں لے
سکتے تھے۔

ہمارہ خوش قسمتی ہے جو ہمیں میم کو اتنے قریب سے دیکھنے اور خدمت
کرنے کا موقع ملا۔" وہ ٹینا کی بات پر مسکرا دی۔

آج جانا ہے کچھ اپنے اپنے نہیں ہوتے۔ "افسوس سے کہتے الیگزینڈر کی ٹیم"
پر فاتح پڑھی جو اس سے ناراضگی کے چلتے اسے اکیلا چھوڑ چکے تھے۔
وہ دونوں اندر لیل کے پاس آگئیں۔ تاکہ اس کی مومنٹ نوٹ کر سکیں۔

^^^

شایان کو ہو اسپٹل میں شفٹ کرتے ہی اس کو ٹانگے لگا دیے گئے۔ اس کی
گولی پہلے ہی نکالی جا چکی تھی۔ اندر زہر نہیں پھیلا تھا۔ گولی صرف اوپری
پر ت میں ہی تھی۔ وہ کچھ ہی دیر میں ہوش میں آ جاتا۔ منہا اس کے لیے دعا
کر رہی تھی۔

منہا تم مینشن چلی جاؤ۔ لیل بھا بھی اکیلی ہو گیں۔ "عمر اسے ہو اسپٹل نہیں"
روکنا چاہتا تھا۔

نہیں۔ میں کہیں نہیں جاؤں گیں۔ میں شایان سے دور نہیں جاؤں"
گیں۔ "صاف انکار کرتے وہ جیسے اپنا حکم سنار ہی تھی۔

عمر اسے اپنے کیمین بھیجنا چاہتا تھا مگر وہ اس بات پر بھی نہیں مانی۔

منسا لیل بھا بھی کے پاس چلی جاؤ۔ وہ اکیلی ہیں۔ حملہ ہوا ہے ان پر۔ "منسا"
پریشان ہوئی۔

وہ شان کے ساتھ شاپنگ پر آئی تھی۔ وہ اس کے ساتھ ہی فوراً سمنیشن کے
لیے نکلی۔

آپ اندر نہیں جاسکتے۔ جب تک میم کی اجازت نہ ہو۔ "انہوں نے صاف"
انکار کر دیا۔

کون سی میم؟؟؟ "منسا نے غصے سے پوچھا۔"

وہی جوان کی اپنی نہیں ہیں۔ "منسا پلٹی۔"

مجھے ریڈ سے ملنا ہے۔ شان تم موسیٰ کو کال کرو۔ "غصے سے کہتے شان کو"
حکم دیا۔

اپنا تعارف دیں آپ پہلے۔۔ "وہ سکون سے بولی۔ ہاتھ میں گن تھی۔۔"

میں منسا ہوں۔ ہیر اور عمر کی بیٹی۔ "وہ اوہ کے انداز میں منہ کھول گئی۔"

سوری میم۔ پلیز آجائیں۔ اور شایان سر کیسے ہیں اب؟؟؟۔ "اسے اچانک"

خیال آیا۔ پہلے اسے یاد ہی نہیں تھا۔

شایان کو کیا ہوا؟؟؟۔ "وہ چونکی۔"

انہیں گولی لگی تھی۔ "اس نے جیسے بتایا تھا۔"

کیا؟؟؟۔ "منسا پیچھے کو گرتی جب شان نے اسے تھاما۔"

شان بھائی۔۔۔۔۔ "وہ رو دینے کو تھی۔۔۔"

ٹھیک ہوں گیں۔ تم فکر مت کرو۔ اگر وہ ٹھیک نہیں ہوتا تو بابا ہمیں اس

طرف نہیں بھیجتے۔ "شان نے اسے حوصلہ دیا۔"

پہلے ریڈ سے مل لو۔ انہیں دیکھ لو۔ پھر تب تک بابا سے پوچھ لیتا ہوں۔"

ضرورت ہوئی تو ہم دونوں وہاں چلے جائیں گیں۔ "وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔"

وہ لڑکی سائیڈ ہوئی تو منسا اور شان اندر آ گئے۔

تبھی اس لڑکی کو کال ریسیو ہوئی جس میں شایان کے ٹھیک ہونے کا بتایا گیا

تھا۔

شایان ٹھیک ہیں۔ عمر سرنے گولی نکال دی تھی۔ اب وہ قدرے بہتر"
حالت میں ہیں۔ تھوڑی دیر تک ہوش آجائے گا۔" وہ اس چھوٹی سی لڑکی کو
روتے نہیں دیکھ پارہی تھی۔

تھینک یو۔" اس نے سر کو خم دیا۔"

منسا لیل کو دیکھائی تھی۔ اس کے پاس کھڑی ڈاکٹر سے پوچھا بھی مگر وہ خود
نہیں سمجھ پارہی تھی۔

جورجیا میم کا دماغ کام نہیں کر رہا۔ وہ کچھ سمجھ ہی نہیں پارہی۔ ان کا دماغ
ایک جگہ اٹک چکا ہے۔" ٹینا کی بات پر وہ بری طرح سے بگڑی۔

سکندر انکل کہاں ہیں؟؟ انہیں بلائیں وہ ٹھیک ہو جائیں گیں۔" منسا زکام
زدہ آواز میں بولی۔

وہ ابھی نہیں آسکتے۔" ہلکا سا کہتے اس نے اشارہ کیا۔"
ٹینا واپس چلی گئی لیل کے پاس۔

آپ دونوں یہاں رکے گئیں؟؟؟۔ "جور جینا کے سوال پر منسا نے شان کو" دیکھا۔

میں یہاں ہی ہوں۔ شان تم بھائی کے پاس چلے جاؤ۔ ماما بھی نہیں ہیں۔ تم" انہیں سنبھال لو گے۔ "شان ہاں میں سر پلاتے چلا گیا۔

آپ بھی چلی جائیں اگر جانا ہے تو۔ "اس نے دعوت دی۔ وہ چھوٹی سی" لڑکی روتے اچھی نہیں لگ رہی تھی۔

نہیں۔ میں ٹھیک ہوں۔ ریڈ کے پاس پھر کوئی اپنا نہیں ہو گا۔ سکندر انکل" نے کبھی انہیں اکیلا نہیں چھوڑا۔ "دھیمے سے بڑبڑاتے وہ اس کے کمرے میں چلی گئی۔

جور جینا بھی شان کو بھیج دروازہ لاک کیا۔ بیسمنٹ میں وہ ایک دفہ سب چیک کرائی۔ کہیں کوئی مسئلہ تو نہیں۔

وہ کسی کو کال پر کال کر رہی تھی مگر وہ اٹھا ہی نہیں رہا تھا۔ اسے عجیب گھبراہٹ سی ہوئی۔

خیام اپ گئے نہیں اج؟؟؟۔ "وہ اٹھی تھی۔ اٹھ بجنے والے تھے مگر وہ ابھی" تک رف حو لیے میں تھا۔

کہیں نہیں جارہا میں۔ آج تمہارے پاس ہی ہوں۔ "خیام نے اس کا ماتھا" چوما۔

تم اٹھو میں تمہارے لیے کھانا بناتا ہوں۔ ساتھ میں بریک فاسٹ کریں" گیں۔ "وہ فریش ہونے چلی گئی۔

خیام کھانا بنانے کچن میں آگیا۔ ابھی وہ کھانا بنارہا تھا جب انعم کچن میں داخل ہوئی۔

خیام پلٹتے مسکرایا۔ وہ اس کے ساتھ شیف سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ بڑی بات ہے اج میرے لیے کنگ کی جارہی ہے؟؟؟۔ "مسکراتے پوچھا۔" اب اپنی بیوی کے لیے اتنا تو بنتا ہے۔ "وہ مسکرائی۔"

خیام کال آرہی ہے۔ "انعم نے اس کا دھیان موبائل کی طرف کروایا جہاں"
الیکزینڈر کی کالز آرہی تھیں۔

خیام نے پکڑتے موبائل الٹ کر رکھ دیا۔

تم بتاؤ تم کس خوشی میں اتنی ڈارک لپ اسٹک لگا کر آئی ہو؟؟؟۔ "خیام نے"
تھکے چتونوں سے پوچھا۔

خیام صرف لپ گلوں۔۔ "خیام نے اس کی بولتی بند کر دی۔"

وہ صرف لپ گلوں لگا کر آئی تھی۔ خیام تو بس اسے فون کالز سے ہٹانے کو
لپ اسٹک کی بات کی۔

وہ انعم کی سانسیں پیتے اپنی اور اس کی عمر کا لحاظ بھی نہیں کر رہا تھا۔

وہ سسکیاں بھرتے اس کے وجود کو دور دھیکلنا تھی مگر یہ ممکن نہیں تھا۔

خیام کے ہونٹ اس کے ہونٹوں کو دبائے اس کی لپ گلوں بھی ساری پھیلا کر

اس کے ہونٹ چپ چپ کر چکے تھے۔ وہ انعم کی سانسیں یوں پی رہا تھا جیسے

دوبارہ نہیں ملے گی۔

انعم تنگ اتے اس کے کندھے پر مکے برسائے۔ وہ تب جا کر پیچھے ہوا۔

اب ہونٹ ٹھیک لگ رہے ہیں۔ نیچرل کلر میں۔ "انعم اسے گھورتے سر"

دیوار سے ٹکائے سانسیں نارمل کر رہی تھی۔

خیام اس کی حالت دیکھتے مسکرایا۔ ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے اس کی گردن کو

ہونٹوں سے چومتے نشان ڈالنے لگا۔

اب تم کمرے میں ٹاول پہن کر کیوں نہیں آتی؟۔ "انعم کا چہرہ سرخ پڑا۔ وہ"

مسکرا رہا تھا۔

انعم کی گردن کو ہونٹوں کے بجائے اب دانتوں سے کاٹتے وہ اسے اچھے سے

سب سبق سیکھا گیا تھا۔

وہ کراہتے خیام سے دور ہونا چاہ رہی تھی۔

خیام تم دن بدن جنگلی ہو جاتے ہو۔ "اسے گھورتے دور ہوئی۔"

خیام نے اسے گھورا ہی تھا وہ جلدی سے تصحیح کر گئی

سوری۔ تم نہیں آپ۔ مگر جنگلی پھر بھی ہوتے جارہے ہیں۔ "اپنی بات"
پھر بھی مکمل کی۔

کیونکہ تم دن بدن جوان ہوتی جا رہی ہو۔ "پھر انعم کی گال پر ہونٹ رکھے۔"
ابھی وہ کوئی گستاخی کرتا جب کوئی کھانا تھا۔

کھانا ملے گا ج کے صرف آپ دونوں میاں بیوی کا رومانس دیکھنے پر اکتفا"
کرو۔ "انعم شرم سے سرخ پڑی۔

خیام نے ہلٹتے اسے گھورا۔

کھانے کا کیا ہے۔ وہ تو کسی ہوٹل سے بھی مل جائے گا۔ میں وہیں سے کھا"
لوں گا۔ سوری۔ آپ جاری رکھیں۔ "وہ شرافت سے کچن کا دروازہ بند
کرتے چلا گیا۔

خیام پھر انعم کے چہرے پے جھک گیا۔ چو لہے کو بند کر دیا۔ انعم میں کھو کر وہ
سب بھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایک بہت ہی برا حوالہ جو اسے کل یاد آیا
تھا۔ اور ابھی تک یاد ہی تھا۔

جانی بھرا بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں کارڈ تھا جو پری کے روم کی تلاشی لیتے
اسے ملا۔ ہارون بھی پاس ہی بیٹھا تھا۔

مومنہ پر سکون سی کچن میں کھانا بنا رہی تھی۔ وہ مطمئن تھی پری موسیٰ کے
ساتھ ہے۔ اسے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔

پری صرف موسیٰ کی وچ ہے۔ جو پری کو موسیٰ سے دور کرنے کا منصوبہ "
بنائے گا وہ پری کو کبھی ڈھونڈ ہی نہیں پائے گا۔" جانی صبح سے ناجانے کتنی
دفہ کالز کر چکا تھا۔

بابا سکندر انکل کی کال۔۔۔ "ہارون کی بات ابھی ہونٹوں پر ہی تھی جب "
جانی نے فون پکڑتے دیوار میں دے مارا۔

موسیٰ کا پری کو لے جانا اسے اب انا کا مسئلہ لگ رہا تھا۔ اس کے انکار کے
باوجود وہ کیسے اس کی بیٹی کو لے جاسکتا تھا۔ وہ بھی اس سے دور۔۔۔

ہارون دیکھتا ہی رہ گیا۔

جانی نے وہ خط لائٹر لیتے جلادیا۔ واپس بیٹھا اب وہ اپنا پاؤں جھلاتے ضبط کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

سر الیگزینڈر سر کے گارڈائیں ہیں۔ وہاں... "جانی نے اس کی بات کاٹی۔"
کوئی بھی اندر نہ آئے۔ انہیں واپس بھیج دو۔ "غصے سے کہتے کریڈل پٹخ دیا۔"
دوبارہ وہ گارڈز کال کرتے رہے مگر اس نے کریڈل ہی سائیڈ پر گرادیا تھا۔
کال اتی کیسے۔ مجبوراً وہ گارڈز چلے گئے۔

مومنہ بس تاسف سے جانی کا غصہ دیکھ رہی تھی۔ وہ اج ویسے ہی غصے میں
تھا جیسے سالوں پہلے آیا تھا۔ جب عمر کی وجہ سے ہیر ہرٹ ہوئی تھی۔ اور وہ عمر
سے ملی بھی۔ تبھی وہ یوں ہی تھا۔

مومنہ اسے نہ بلانا ہی مناسب سمجھا۔

بابا کھانا کھالیں۔ "ماں کے اشارے پر ہارون نے مدھم سے کہا۔"

یہاں ہی لے آؤ۔ "مومنہ کھانا لے آئی۔"

مومنہ ابھی میرے سامنے مت انا۔ "دھمکی دی تھی"

مگر میرا قصور!!!" مومنہ ابھی بول رہی تھی جب جانی نے سالن کو ڈونگا"
اٹھا کر فرش پر پٹخ دیا۔

تم ہی تھی جسے موسیٰ سے محبت تھی۔ جو چاہتی تھی پری کو موسیٰ کے ساتھ "
رخصت کر دیا جائے۔ مجھے پورا یقین ہے تم بھی اس سب میں شامل تھی۔
دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے۔ میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا
چاہتا۔" وہ نم نظروں سے اسے دیکھتے چلی گئی

ہارون میں بھی ہمت نہیں تھی جانی کے سامنے کچھ کہنے کی۔ وہیں مومنہ
کمرے میں اوندھے منہ لیٹے بے تحاشہ رو رہی تھی۔ جانی نے عرصے بعد
اسے ڈانٹا تھا وہ بھی بغیر اس کے کسی قصور کے۔۔

ہارون فرش صاف کرتے سارا کچھ ٹیبل سے اٹھالیا۔ جانی بھرا بیٹھا تھا۔ اس کا
اس وقت بالکل بھی کسی سے بات کرنے کا موڈ نہیں تھا۔ وہ سخت غصے میں
تھا۔

وہ سب اپنے اپنے غصے میں گم یہ بھول چکے تھے کوئی بلیک کنگ بھی ہے جو
شاید بلیک کنگ بھی تھا میں بدل چکا ہے۔ مگر وہ انجان ہی رہ گئے۔



بابا شایان؟؟؟.. "شان بھاگتے ہو اسپتال میں داخل ہوا تھا۔ اتے ہی شایان کا"
پوچھا۔

اسے ہوش آگیا ہے۔ منہا ہے اس کے پاس۔ "شان نے شکر کیا۔ عمر اسے"
لیتے شایان کے روم میں آیا تھا۔
تم نے تو ڈرا دیا تھا۔ "شایان مسکرا دیا۔ وہ چپ چاپ ایک سائیڈ بیٹھی منہا"
کو دیکھ رہا تھا۔

ریڈ کیسی ہیں؟؟؟. "اسے فوراً خیال آیا۔"

انہیں ہوش نہیں آرہا۔ الیگزینڈر نے گارڈز بھیج دیے ہیں ان کے پاس۔""
شایان فکر مند ہوا۔

موسیٰ بھی یہاں نہیں تھا۔ ورنہ وہ اس سے رابطہ کر لیتا۔
بابا پ ایک دفہ چل کر ریڈ کو دیکھیں۔ مجھے وہ ڈاکٹر بھی کچھ خاص نہیں"
لگی۔ "شان کی بات پر عمر نے ہاں میں سر ہلایا۔
منہا تم بھی چلو۔" عمر نے پھر دعوت دی۔ وہ تب سے سر جھکائے رو رہی"
تھی۔

نہیں۔ آپ سب جا رہے ہیں۔ شایان کے پاس کوئی نہیں رہے گا پھر۔ میں"
یہاں ہی ٹھیک ہوں۔ ویسے بھی ماسی کے پاس گارڈز ہیں۔" شایان نے شان
کا اشارے سے پاس بلایا۔

ریڈ کے پاس کون کون ہے؟؟۔ "سر پیچھے رکھے پوچھا تھا۔"

منسا ہے، جو رجینا اور ٹینا نامی دولڑکیاں ہیں۔ گارڈز کی پوری فوج ہے۔""
اس نے ہاں میں سر ہلادیا۔

جور جینا سے پوچھنا موسیٰ سے رابطہ نہیں ہوا اور سکندر انکل؟؟ وہ کہاں " ہیں؟؟ ان کا بھی معلوم کرے۔ ورنہ خود افسس چلے جانا۔ "وہ دھیماسا کہہ رہا تھا۔

شان نے ہاں میں سر ہلایا۔

منساریڈ کا خیال نہیں رکھ پائے گی۔ جور جینا کو کہنا سکندر انکل کے واپس " آنے تک وہیں رہے۔ "شان دروازے پر پہنچا جب دوبار اس کی آواز سنائی دی۔

اور کچھ؟؟؟ "شان وہیں سے بولا۔"

تم بھی وہیں رہنا۔ جور جینا بہت جلد غصے میں آ جاتی ہے۔ سب کو فالتو میں " سزائیں سنائے گی۔ تم سنبھال لینا پھر اسے۔ "شان نے سر کو خم دیا۔

جیسے ہی ریڈ کو ہوش آئے مجھے بتا دینا۔ "شان نے ہاں میں سر ہلایا اور چلا گیا۔

منہا سے دیکھ رہی تھی جو نقاہت زدہ سا تھا۔ وہ شایان سے دور بلکل بھی نہیں جانا چاہتی تھی۔ چاہے سب یہاں رہے یاں چلے بھی جائیں۔
شایان میں !!!.. "اس نے کچھ کہنا چاہا۔"

منہا وہیں بیٹھی رہی۔ "وہ آنکھوں میں آنسوؤں لیے وہیں ٹھہر گئی۔"
شایان اس کے آنسوؤں دیکھ آنکھیں میچیں۔
ادھر آؤ۔۔۔ "وہ چپ چاپ اس کے پاس آگئی۔ آنکھیں آنسوؤں سے"
بھری ہوئی تھیں۔

روکیوں رہی ہو؟؟ مرا نہیں ہوں ابھی۔ بیوہ نہیں ہوگی ابھی تم۔ "منہا"
کے آنسوؤں ابلتے باہر گرنے لگے۔

تم بہت برے ہو۔ "اس کے سینے پر مکہ مارا۔ غلطی سے منہا کا ہاتھ اس کے"
زخم پر لگ گیا۔ وہ کراہا تھا۔ منہا فوراً سے سوری کہتے اس کے زخم پر پھونک
مارنے لگی۔ وہ مسکرا دیا۔

کچھ نہیں ہوا۔ میری بے وقوف بیوی۔ "شایان اس کا ہاتھ تھاما۔"

سٹول کھینچ کر اس پے بیٹھو۔ "اس نے چپ چاپ حکم کی پاسداری کی۔"

کب سے رو رہی ہو؟؟؟ "شایان نے اس کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔"

جب سے تمہیں گولی لگی۔ "شایان ناں میں سر ہلایا۔"

اتنی بے یقین تھی میرے زندہ بچ جانے پر کہ رونا ہی شروع کر دیا۔ "منہا"

نے اسے نم نظروں سے دیکھا جو ہر بات پر اپنی مرنے کی بات کر رہا تھا۔

سو جاؤ۔ مجھے لگتا ہے تم دو دن سے سوئی بھی نہیں۔ "منہا سر جھکا گئی۔ یہ سچ"

تھا

وہ واقعی مینشن میں سوتی نہیں تھی۔ اسے شایان کے بغیر نیند ہی نہیں آتی۔

شایان کے بیڈ پر اس کے سر رکھ لیا۔ شایان خود بھی لیٹا ہوا تھا۔ چت بیڈ پر

لیٹے اس کے بازو پر سر رکھے منہا سٹول پر بیٹھی انکھیں بند کیے تھی۔ پھر کچھ

ہی دیر میں وہ نیند میں بھی اتر گئی۔

شایان کو ویسے ہی میڈیسن کی وجہ سے نیند آرہی تھی۔ عمر نے اسے ڈرپ لگائی تھی۔ اس کا تو سونا ہی بنتا تھا۔ منہا جس طرح دورائیں جاگ کر گزاری تھی اس نے بھی سونا ہی تھا۔

^^^

موسیٰ صبح سے گم تھا۔ وہ بھی اپنے کمرے سے نہیں نکلی۔ صبح وہ خود کو واپس یہاں دیکھ خوش تو ہوئی مگر پھر اچانک کچھ یاد آیا۔ اس کا اغواہ کرنا۔ اپنے ماما بابا کو یاد کرتے وہ دو منٹ تو روئی پھر ان کا فیصلہ یاد کرتے موسیٰ کی اس حرکت کو اچھا ہی جانا۔ وہ موسیٰ سے دور نہیں جانا چاہتی تھی۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ بیلا اس کے لیے کھانا لائی تھی۔ ساتھ ہی موسیٰ کی دھمکی بھی۔ اس نے چپ چاپ کھانا کھالیا۔ ویسے بھی بچے کے لیے بھوکا رہنا ٹھیک نہیں تھا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ پھر لیٹ گئی۔

نیند تو نہیں آرہی تھی پھر بھی یوں ہی لیٹی رہی۔ وہ یوں لیٹی لیٹی ہی نیند میں اتر گئی۔ اسے محسوس ہی نہیں ہوا۔

موسیٰ کام سے واپس لوٹا۔ بیلا سے اس کے کھانے کا پوچھا۔ پری کا چپ چاپ
کھانا کھا لینا اچھا لگا۔ وہ اپنا کوٹ ڈریسنگ روم میں پھینکتے روم میں آیا۔
مائے وِج۔ "وہ کروٹ کے بل لیٹی تھی۔"

ایسے لیٹنے سے کمر کا بل واضح ہو رہا تھا۔ اس کے وجود کو دیکھ اس کے گلے میں
گلٹی سی ابھری۔

وہ شوز دور پھینکتے اس کے پیچھے جا لیٹا۔ ہونٹ اس کی گردن میں رکھتے ایک
ہاتھ سے اس کا پیٹ سہلایا۔ پری اس کے لمس پر اٹھی تھی مگر ہلی نہیں۔
ناراض ہے میرا بے بی؟؟۔ "اس نے جواب نہیں دیا۔ موسیٰ جانتا تھا وہ اٹھ"
چکی ہے۔

موسیٰ اسے سیدھا کرتے اس کے پیٹ پر ہونٹ رکھے۔ وہ سانس بھرتے
اپنے خاموش رہنے پر پچھتائی۔

میرا بے بی ناراض ہے؟؟؟۔ "الفاظ دہرائے۔ اب وہ اس کی شرٹ ہٹائیے۔"
اس کے پیٹ کو ہونٹوں سے چوم رہا تھا۔ وہیں پری سانسیں بھرتے اس کے
وجود تلے دبی مزاحمت بھی نہیں کر سکتی تھی۔
نہیں ہے ناراض تمہارا بے بی۔ "نروٹھے پن سے کہا۔"
میں اپنے بے بی کی بات کر رہا ہوں۔ "اوپر ہوتے اب ہونٹ اس کی گال
پر رکھے۔۔

پری شک سے اسے دیکھا۔ اب وہ گال سے ہوتے گردن پر آیا۔
موسیٰ نو۔۔ "پری نے ہاتھ اس کے ہونٹوں پر رکھے۔"
اور یہ نو کیوں؟؟؟۔ "کچھ غصے سے پوچھا۔"
میں تھک گئی ہوں۔ مجھے آرام کرنا ہے۔ "موسیٰ نے اسے گھورا۔"
صبح سے کیا کر رہی ہو؟؟؟۔ "وہ سر جھکا گئی۔"
بہت کر لیا آرام۔ ابھی اٹھو۔ واک پر جانا ہے۔ "موسیٰ اسے فریش ہونے"
بھیجا۔ اس کے کپڑے وہ اس دفہ ساتھ لایا تھا۔ مگر ساری ہی فراکس۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا شلا اور قمیض میں پری اپنے بارے میں کسی قسم کے کمپلیکس کا شکار ہو۔ اور عمایا یہاں پہننا اچھا نہیں تھا۔ جھاڑیوں میں اٹکتا۔

پری اسے گھورتے فریش ہونے چلی گئی۔ موسیٰ خود بھی سمپل ساثرٹ ٹراؤزر نکال لیا۔

وہ پری کو لیتے باہر لان میں آگیا۔ پری اس کے بازو میں بازو ڈالے ٹہل رہی تھی۔ اس کے ساتھ نے ساری ناراضگی اڑن چھو کر دی۔

موسیٰ یہ حارث چپ چپ کیوں رہتا ہے؟؟۔ "اس کا دھیان اسی کاٹیج کی طرف تھا۔ جہاں حارث ابھی وضو کرنے کے بعد گیا تھا۔

تم مجھ پر دھیان دو بے بی۔۔" پری اس کی پکڑ سخت ہوتے دیکھ سانس "بھری۔ وہ اس کی گال پر ہلکا سا دانتوں سے کاٹتے پکڑ نرم کر گیا۔

موسیٰ بابا؟؟؟۔ "اس اب رونا آیا۔ حالانکہ رونا موسیٰ کے اتنے زور سے "کاٹنے پر آیا تھا۔ مگر درد میں یاد بابا کی ہی آئی۔

وہ اپنے گھر ہیں۔" پری نے اسے گھورا۔"

مسے وچ اب تمہیں رخصت کرتے وہ تمہارے ساتھ ہی تو نہیں جاسکتے۔"
انہیں اپنے گھر میں ہی رہنا ہے۔ اور تمہیں رخصت ہوتے اپنے شو موہر کے
گھر ہی جانا تھا۔ جہاں تم آگئی۔ "موسیٰ کی ہدایت بھری باتوں کو اگنور کرتے
وہ اندر چلی گئی۔

موسیٰ سانس بھرتے اس کے نخرے دیکھے جواب ہر چھوٹی بڑی بات پر یوں
ہی چڑچڑی ہونے والی تھی۔

موسیٰ !!!۔ "وہ اندر جاتا جب حارث نے اسے بلایا۔ وہ وہیں آگیا۔"
اس کی بات سنتے وہ کافی وقت بعد فری ہوا۔

اندر پری تب تک بیل کے ساتھ مصروف ہو گئی۔

تمہارا نام کیا ہے؟؟۔ "پری اس کے پاس شلف پر بیٹھی۔"

بیل۔۔۔ "مسکراتے بتایا۔ وہ اپنے کام میں بھی مصروف تھی"

تمہارا نام کس نے رکھا تھا؟؟؟ "وہ اس سوال پر مسکرائی۔"

میرے شوہر نے۔ "اس کے جواب پر پری نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔"

ماما بابا نے کیوں نہیں؟؟؟۔ "کچھ الجھ کو پوچھا۔"

کیونکہ میرے ماما بابا نہیں تھے۔ "پری نے اوہ والا منہ بنا دیا۔"

سوری۔۔ "ندامت سے کہتے اس نے بیلا کو گلے سے لگاتے اس کی پیٹ"
تھکی۔ جیسے شرمندہ ہو۔

کوئی بات نہیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔ "بیلا کو وہ معصوم سی لڑکی اچھی لگی۔"

اچھا تمہارا شوہر کہاں ہے؟؟؟۔ "اب اگلا سوال حاضر تھا۔"

وہ کہیں کھو گیا۔۔ "وہ کھوئی سی بولی پری کو برا لگا"

میں موسیٰ کو بولوں گیں ڈھونڈ کر دے۔ وہ سب کو ڈھونڈ لیتا ہے۔ اس نے

رہڈ کو بھی ڈھونڈ لیا تھا۔ "افسوس سے کہتے وہ اسے تسلی دے رہی تھی۔"

بیلا اس کی نا سمجھی پر ناں میں سر ہلاتے کھانا چلے سے اتارا

وہج!!!۔ "موسیٰ کی آواز گونجی۔ مگر وہ نہیں ہلی۔ یوں ہی اکڑ کر بیٹھی"

رہی۔

میں نے تمہیں بلایا تھا۔ "وہ ایسے مڑی جیسے ابھی اس کی آواز سنی ہو۔"

میرا نام پری ہے۔ وچ نہیں۔ "موسیٰ اسے گھورا جواب نخرے دیکھانے کی"
حد کر رہی تھی۔

موسیٰ اسے آنکھوں سے ہی کمرے میں چلنے کا کہا۔ مگر وہ بھی سننے کو تیار نہیں
تھی۔ اس نے شاید موسیٰ کو بہت ہی مہذب سمجھ لیا تھا۔ جو وہ اسے بدلے
میں کچھ نہیں کہے گا۔

موسیٰ بیلا کو اگنور کرتے پری کو گود میں اٹھایا۔ پھر اس کی چیخیں گونجی مگر وہ
سننے کو تیار نہیں تھا۔ اس نے پری کو یوں ہی کمرے میں لا کر ہی دم لیا۔
اب بتاؤ کس بات کے نخرے دیکھا رہی تھی؟؟؟ "موسیٰ اسے بیڈ پر پھینکا۔"
تمہارے بچے کی ماں بننے کے نخرے۔ "غصے سے کہتے وہ موسیٰ کو مسکرا نے"
پر مجبور کر گئی۔

میرے بچے کی ماں پھر اتنا تو جانتی ہوگی میں کتنا جنونی انسان ہوں؟؟؟.. ""
پری کلنے تھوک نگلا۔

موسیٰ کی انگلیاں اس کے بالوں سے کیچر آزاد کرتے دور پھینک چکی تھیں۔
وہ انے والے وقت سے گھبرائی۔ ابھی وہ موسیٰ کی قربت برداشت کرنے
کے قابل نہیں تھی۔

موسیٰ نو۔۔ "موسیٰ نے چہرہ اس کی گردن میں چھپایا۔ اپنا سارا وزن اس"
نازک سی لڑکی کے وجود پر ڈالے وہ بھول چکا تھا وہ کتنی نازک ہے۔
یہ بار بار نو کیوں؟؟ میرا پاس انا قبول کیوں نہیں؟؟۔ "پری لرزی۔ سوال"
مشکل تھا۔

مجھے ڈر لگتا ہے۔ تم پھر بہت جنونی ہو جاتے ہو۔ "منمناتے بتایا۔"
مگر یہ جنون اترنا بھی تو تم پر ہی ہے۔ ورنہ غصے کی صورت میں سب پر تھوڑا"
تھوڑا اترے گا۔ "پری اس کے ہونٹوں کو اپنی گردن پر گردش میں محسوس
کرتے لب دبائے پڑی رہی۔

اتار لینا سب پر۔۔ ابھی پلیز نہیں۔ "موسیٰ اوپر ہو گیا۔"
وہ اس کی ہچکچاہٹ نہیں سمجھ پارہا تھا۔ پھر بھی اسے کچھ وقت دینے کا سوچا۔

اور یہ دوری کب تک برداشت کرنی ہے مجھے؟؟؟۔ "وہ وائلڈ کنگ اس کے" سامنے خاصا اثریف ثابت ہو رہا تھا۔

جب تک تمہارا بے بی اس دنیا میں نہیں آ جاتا۔ "موسیٰ بیڈ پر لیٹتے اسے اپنے" سینے پر ڈالا۔

میرا بے بی تم ہو۔ وہ ہم دونوں کا بے بی ہو گا۔ جسے ہم پیار دیں گیں۔ "پری" اس کی گردن میں بازو باندھ گئی۔

موسیٰ مجھے وچ مت کہا کرو۔ "غصے سے منہ پھلا کر اچانک یاد اتے ہی کہا۔" کیوں؟؟؟ میری وچ ہو تم۔ "پری نے غصے سے موسیٰ کی گردن میں کاٹا" میں پری ہوں۔۔ "زور دیتے کہا"

میرے لیے وچ ہو۔ وہ بھی صرف میری وچ۔۔ "اس پر اثر نہیں ہوا۔" پری ہی تھکتے اوپر ہوئی۔ اس کے سینے پر سر رکھتے انکھیں موند گئی۔

کھانا نہیں کھانا؟؟؟۔ "اس کے سوال پر پری نے ناں میں سر ہلایا۔" مجھے ابھی سونا ہے۔ کھانا پھر کھا لو گیں۔ "موسیٰ بھی کچھ نہیں کہا۔"

وہ موسیٰ کو اپنا بیڈ بنائے اس کے سینے پر سر رکھے آنکھیں موند گئی۔

موسیٰ کو بھی ابھی کوئی کام نہیں تھا۔ اس لیے سکون سے پڑا تھا۔ ورنہ اب تک وہ پری کو بیڈ پر ڈالتے چلا جاتا۔

بیلا حارث کا کھانا نکالتے باہر انیکسی میں آئی۔ وہ نماز ادا کر رہا تھا۔ اپنے پیچھے کسی کو محسوس کرتے وہ جو دعا کے بعد سجدے میں گرا تھا یوں ہی سجدے میں رہا۔۔

اس کے سجدے لمبے ہوتے دیکھ بیلا چپ چاپ وہاں سے چلی گئی۔ جانتی تھی جب تک وہ نہیں جائے گی اس کا سجدہ ختم نہیں ہوگا۔

اس کے جاتے ہی حارث نے سر اٹھایا۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ کچھ لوگ محبوب تو ہوتے ہیں مگر انہیں دیکھ صرف گناہ یاد آتے ہیں۔ ماضی کے خوفناک گناہ۔ جن سے پیچھا چھڑائے نہیں چھوٹتا۔

عمر اور شان کو جو رجینا اندر لے آئی۔ اب عمر لیل کو چیک کر رہا تھا۔ ویسے تو سب نارمل تھا بس لیل کا دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔ وہ بری طرح ڈسٹرب ہوا۔

یہ سمجھ سے باہر ہے۔ "عمر بھی سر تھا مے بیٹھ گیا۔ شان ناامیدی دیکھ بے" بسی کی مورت بنا۔

باقی سب کہاں ہیں؟؟؟ "جو رجینا اس کے سوال پر مسکرائی۔" جن کا ماننا تھا لیل نے انہیں مشکل وقت میں اکیلا چھوڑ دیا۔ آج وہ سبھی لیل کو ان کے مشکل وقت میں اکیلا چھوڑ حساب برابر کر لیا۔ "عمر سر جھکایا۔ ان میں ایک نمبر ان کی بہو کا بھی تھا۔

خیام اور جانی؟؟؟ "وہ تلخی سے مسکرائی۔"

وہ اب اس گھ میں داخل نہیں ہوں گیں۔ "قطعاً انداز میں کہا۔"

انہیں بتاؤ تو۔ "عمر کو اس کی ضد سمجھ نہیں آئی۔"

کیا لگتا ہے آپ کو؟؟ کیا الیگزینڈر سرنے انہیں نہیں بلایا ہوگا۔ آپ سے "پہلے انہیں ہی کالز کی ہو گئیں۔ جب وہ تب نہیں آئے تو ابھی بھی کوئی گنجائش نہیں۔" شایان نے ٹھیک کہا تھا۔ وہ غصے کی تیز تھی اور سزائیں سناتی تھی۔

منسا تم چپ کرو یا ر۔ سکندر انکل کو انے دو۔ لیل انٹی نے فوراً سے اٹھ جانا "ہے۔ تمہیں تو معلوم ہے وہ ان کی کہی بات نہیں ٹالتیں۔" شان نے نرمی سے جھڑکا۔

جور جینا سکندر انکل کہاں ہیں؟؟؟۔ "اسے اچانک یاد آیا۔"

جور جینا نے اسے دیکھا جو اسے نام سے پکار رہا تھا۔

کال می میم۔ نام سے مت بلانا اب مجھے۔ "سکندر کے سوال وہ غائب کر گئی۔"

او کے میم سکندر انکل کہاں ہیں؟؟؟۔ "عمر بھی انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔ ٹینا اندر "لیل کے پاس تھی۔ باہر بس وہ چاروں ہی تھے۔"

وہ لاپتہ ہیں۔ "سکون سے بتاتے سب کا سکون غارت کیا۔"

پاگل تو نہیں ہو گئی تم؟؟؟ "شان چیخا۔"

تم آواز نیچی رکھو۔ "شان اس کے گن نکالنے پر ٹھنڈا پڑا۔"

عمر اسے اشارہ کرتے خود اگے آیا۔

بیٹا پورا ماجرا بتاؤ؟؟؟.. "عمر کے اتنے پیار سے پوچھنے پر اس نے گن اندر رکھی۔"

برامت مانے گا مگر آپ کی اولاد اپنی ماں پر گئی ہے۔ بد تمیز۔۔۔ "شان نے"

اسے گھورا۔ عمر نے مسکراہٹ دبائی۔ اس لڑکی کے جواب اچھے تھے۔

وہ الیگزینڈر سر کو گولیاں لگی ہیں۔ ہمارے بندے جب تک پہنچتے کوئی"

انہیں اٹھالے گیا۔ اب ہمیں معلوم وہ زخمی ہیں یا زیادہ نقصان ہوا۔"

شان کو پریشانی ہوئی۔

وہ یہ خبر شایان کو کیسے دیتا اور پھر لیل!!! اس نے ہونٹ کاٹے۔

بابا ریڈ؟؟؟.. "منسا عمر کے گلے لگتے رونے لگی۔ عمر نے اسے حوصلہ دیا تھا۔"

ابھی اس لڑکی کا کیس حل ہوا نہیں تھا اور یہ مسئلہ ہو گیا۔ اب نا جانے اگے کیا کیا ہوتا۔

میں چلتا ہوں۔ میں یہاں نہیں رک سکتا۔ شان تم بھی چلو الیگزینڈر کے " افسیس کو دیکھاتے ہیں ایک دفہ۔ منسا تم یہاں ہی آنٹی کے پاس رہو۔ جانتی ہو ناں ماما کو کتنی عزیز ہے وہ۔ " منسا نے روتے ہاں میں سر ہلایا۔
عمر اس کا ماتھا چوما۔ اسے حوصلہ دیا۔

شان اور عمر وہاں سے چلے گئے۔ پیچھے جو رجینا نے کسی طریقے منسا کو بہلا ہی لیا۔ وہ بھی اب چپ بیٹھی تھی۔

^^^

عمر اور شان سیدھا افسیس ایسے تھے۔ وہاں تو جیسے کسی نے خون کی ہولی کھیلی تھی۔ عمر تو اتنا خون اور جگہ جگہ انسانی جسم کے ٹکڑے دیکھ ناک پر رومال رکھ لیا۔

وہاں گارڈز صفائی کر رہے تھے۔ عمر نے سب دیکھتے الیگزینڈر کی حالت سوچی تو دل دہل گیا۔

وہیں پڑی سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھی۔ وہاں صاف الیگزینڈر کو گولی لگتے دیکھائی دی تھی۔ پھر ان لوگوں کے فائیر کھولنے کے بعد الیگزینڈر کے وجود سے بہتا خون بھی۔۔۔ جس حد تک اسے گولیاں لگ چکی تھی اب بس وہ دعا ہی کر سکتا تھا وہ بچ گیا ہو۔

اس کے بعد ان لوگوں نے سارے کیمراز پر شوٹ کرتے انہیں توڑ دیا۔ مگر نہیں جانتے تھے ان میں ریکارڈوڈیو کہیں نہیں جاتی۔ یوں محفوظ ہی رہتی ہے۔

عمر اور شان وہاں سے سیدھا ہو اسپتال آئے۔ جہاں شایان اور منہا کو سوئے دیکھ وہ دونوں چپ چاپ عمر کے کیمین میں آ گئے۔

شایان اب ٹھیک تھا۔ منہا بھابھی لیل انٹی کے پاس چلی جاتیں۔ "عمر نے" کندھے اچکائے۔ اسے زبردستی بھیجنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔

اس کا شوہر ہے شایان۔ ہو سکتا ہے وہ اس کے پاس رکنا چاہتی ہو۔ "شان"

بھی ہاں میں سر پلا گیا۔

اب وہ دونوں وہاں بیٹھے شایان کے اٹھنے کا انتظار کر رہے تھے۔ ہیر یہاں ہوتی تو اب تک زمین آسمان ایک کرتے الیگزینڈر کو ڈھونڈنے میں جت چکی ہوتی۔ مگر مسئلہ ہی یہ تھا وہ یہاں نہیں تھی۔

عمر کو اس کی یاد شدت سے ستائی۔ ابھی دو دن نہیں ہوئے تھے اسے گئے اور یہاں یہ سب ہو گیا۔ وہ یقیناً یہاں ہوتی تو سب سنبھال لیتی۔

^^^

رومان ہوٹل سے کھانا کھاتے نکلا ہی تھا اسے شایان کا خیال آیا۔ ہانیہ تو یہاں تھی ہی نہیں۔ ورنہ وہ اسے تنگ کر لیتا۔

شان یہ شایان کہاں مصروف ہے؟؟ کال نہیں اٹھا رہا۔ "شایان کے کال نہ"

اٹھانے پر اس نے شان کو کال کر لی۔

وہ ہو سہیل میں پڑا ہے۔ "شان نے بے تاثر لہجے میں کہا۔"

کیا۔۔۔۔"وہ چیخا۔"

آکر دیکھ لو۔"غصے سے کہتے کال کاٹ گیا۔"

رومان فوراً سے گاڑی دوڑا لے گیا۔ اسے شایان نے تو ایسا کچھ نہیں بتایا تھا۔
وہ گاڑی دوڑاتے ہو اسپتال پہنچا۔ ریسپنڈنسٹ سے شایان کو روم نمبر پوچھتے وہ
سیدھا وہیں آیا۔

شایان؟؟؟۔"وہ چیختے چیختے رک گیا۔ منہا شایان کے بازو پر سر رکھے سو"
رہی تھی۔ شایان بھی نیند میں گم تھا۔

وہ دروازہ بند کرتے باہر گیا۔ عمر کے کیمین میں داخل ہوتے اسے سمجھ نہیں
آئی حالات کیسے ہو چکے ہیں۔

شایان کو کیا ہوا ہے؟؟؟۔"اس کے سوال کا جواب شان نے دینا ضروری"
نہیں سمجھا۔ عمر ہی بولا تھا۔

گولی لگی ہے۔"وہ انکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا۔"

کیسے؟؟؟۔"یہ سوال بھی اتنی ہی بے یقینی لیے تھا۔"

لیل بھا بھی پراٹھک ہوا تھا۔ وہیں پر۔۔ "اب تو اسے باقاعدہ شک لگا۔"
ماسی پراٹھک؟؟ اب کیسی ہیں وہ؟؟ "عمر نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مگر وہ"
کھڑا رہا

رہسپانس نہیں کر رہیں۔ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کومہ میں ہیں۔ مگر ابھی کچھ "
سمجھ نہیں آرہا۔ "رومان کو تو دھچکا ہی لگا تھا۔
سکندر انکل کہاں تھے تب؟؟.. "کچھ خفگی سے پوچھا۔"
اس پر بھی حملہ ہوا تھا۔ ابھی وہ لاپتہ ہے۔ بہت زیادہ گولیاں لگی ہیں اسے۔"
بچنے کی امید بالکل زیرو ہے۔ "عمر نے کوئی پردہ نہیں رکھا۔
وہ لڑکھڑا کر گرنے لگا تھا شان نے تھام لیا۔

ہمیں کیوں نہیں بتایا کسی نے؟؟۔ "مری سی آواز میں پوچھا۔"
اب یہ تو تم اپنے بابا سے پوچھ لو۔ ہمارے مطابق الیگزینڈر نے انہیں کال "
کی ہے مگر وہ ناجانے کہاں بڑی تھے۔ "جواب دینے والا شان تھے۔ جسے
جور جینا کی اپنوں والی بات چھبی تھی۔

رومان وہیں بیٹھے کر خيام کو کال ملائی۔

بابا کہاں ہیں آپ؟؟؟۔ "کچھ غصہ جھلک رہا تھا لہجے میں۔۔"

گھر کیوں کیا ہوا؟؟؟۔ "وہ انعم کے ساتھ بیٹھا مووی دیکھ رہا تھا۔"

ماسی پرائٹیک ہوا۔ الیگزینڈر انکل پر گولی چلیں۔ الیگزینڈر انکل لاپتہ ہے۔"

ماسی کو مہ میں ہیں۔ اور آپ گھر پر بیٹھے آرام کر رہے ہیں۔ "کچھ غصے سے

پوچھتے وہ خیال کو دہلا گیا۔

کیا بکواس کر رہے ہو؟؟؟۔ "اسے لگا رومان ویسے ہی کہہ رہا ہے۔"

آپ کو کال کی تھی الیگزینڈر انکل نے؟؟؟۔ "دو ٹوک لہجے میں پوچھا۔"

ہاں۔۔۔۔ "خيام کے منہ سے غیر ارادتا ہاں نکلا تھا۔"

بس فاتحہ پڑھ لیں۔ آرام مل گیا آپ پر احسان کرنے والے کو زندگی سے"

ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ "خيام پکارتا ہی رہا اس نے کال کاٹ دی۔ انعم خيام کو

پیچھے سے آواز دی۔ مگر روک اگنور کرتے باہر کو بھاگا۔

رومان انہیں کوئی بھی بات کہے بغیر باہر کو بھاگا۔ ارادہ لیل کے پاس جانے کا تھا۔ جو یقیناً گھر ہی تھی۔

رومان نے رستے میں پوچھ بھی لیا۔ لیل گھر ہی تھی۔ ادھر خیام بھی سب چھوڑ جانی کو کال کرتے سب بتایا۔

وہ بھی بھگا تھا مگر اب وقت گزر چکا تھا۔

جب خیام اور جانی دروازے پر ائے رومان گارڈز سے جھگڑ رہا تھا۔ جو اسے اندر نہیں جانے دے رہے تھے۔

رومان کیا بحث لگائی ہے۔ پیچھے ہٹو۔ "خیام ناگواری سے کہا۔"

آپ اندر نہیں جاسکتے۔ "گارڈز نے جو رجینا کو بھی کال کر دی۔"

وہ بھی وہیں آگئی۔ جانی تب گارڈز کو گیٹ کھولنے کا بول رہے تھے۔

جن کے ہاتھ فون کا بٹن پریس کرتے وقت تھکتے ہوں۔ ان کے لیے یہ "

دروازے نہیں کھلتے۔ "وہ دونوں شرمندہ تو ہوئے مگر وہ جو رجینا کو جواب دہ

نہیں تھے۔

تم کوئی حق نہیں رکھتی۔ دروازہ کھولو۔۔ "خیام غصے سے کہا"

یہ گھر تب تک میرے انڈر ہے جب تک لیل میم کو ہوش نہیں آجاتا یاں"

الیکزینڈر سرواپس نہیں آجاتے۔ اس لیے اب اس دروازے پرانے کی

زحمت مت کرنا۔ "اس نے گارڈز کو گیٹ لاک کر دینے کا کہا۔

وہ سے بھی یہاں سے وہ آ بھی جاتے تو آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ وہ گیٹ

صرف جو رجینا کے فیس سکین کرنے پے کھلتا۔

خیام اور جانی تلملاتے رہ گئے مگر انہیں اندر نہیں جانے دیا گیا۔

رومان انہیں افس لے آیا۔

وہاں بھی اب سب کچھ صاف ہو چکا تھا۔ گارڈز نے انہیں سی سی ٹی وی فوٹیج

دیکھانے سے منع کر دیا۔ یہاں بھی ان کی کوئی بات نہیں چل سکی۔

وہ صرف ہاتھ ملتے واپس آ گئے۔

تم کیوں الیکزینڈر کی کال نہیں اٹھا رہے تھے؟؟؟ "جانی نے خیام سے پوچھا"

بس میں ناراض تھا۔ "رومان نے ان دونوں کو دیکھا۔"

ناراضگی میں آپ بھول جائیں گیں وہ آپ کے بھائی ہیں۔ انہیں آپ کی " ضرورت ہو سکتی ہے۔ تف ہے ایسے اپنوں پر۔ "رومان دکھ سے کہتے اپنی گاڑی میں جا بیٹھا۔

ہمیں اس کی کال اگنور نہیں کرنی چاہیے تھی۔ "وہ اب سوائے افسوس کے " اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

اس کے گارڈز بھی آئے تھے میں نے انہیں بھی بھیج دیا۔ مجھے ایسا نہیں کرنا " چاہیے تھا۔ "جانی کو اب محسوس ہو رہا تھا۔

شایان ہو اسپتال میں ہے۔ اس کا ہی پتا کر لیں۔ "غصے سے کہتے رومان نے " بغیر ان کی آواز سننے کال کاٹ دی۔

وہ دونوں ایک ہی گاڑی میں عمر کے پاس ہو اسپتال میں آئے۔ وہاں اب منہا بھی اٹھ چکی تھی۔ شایان کو سوپ پلا رہی تھی۔ حالانکہ وہ خود پی سکتا تھا۔ مگر اسے شایان کی تیمارداری کرنی تھی۔

عمر شایان کے ساتھ یہ؟؟؟ "پوچھنے والا خیام تھا۔"

لیل بھا بھی پراٹھک ہوا تھا۔ وہیں اپنی بے دھیانی کی وجہ سے اس نے گولی لگوائی۔ "عمر اسے گھورا تھا۔ وہ مسکرا دیا۔

منہا اور خیام ایک دوسرے کو دیکھا بھی نہیں تھا۔

شایان کو کس نے بتایا تھا؟؟؟ "پوچھتے کچھ شرم بھی آرہی تھی۔"

میں نے۔ الیگزینڈر کی کال آئی تھی مجھے۔ تبھی میں اور شایان مینشن کی طرف گئے۔ "ان دونوں کا سر جھکا۔

جو کسی زمانے میں الیگزینڈر کا دشمن تھا وہ اس کے کام آیا مگر وہ دونوں اپنے ہوتے ہوئے بھی اس کی کال کو غصے میں اگنور کر گئے۔

اور لیل بھا بھی کچھ معلوم ہے کیسی ہیں؟؟؟ "خیام کا دامت سے سراٹھانا" مشکل تھا۔

وہ رسپانس نہیں کر رہیں۔ کومہ میں بھی نہیں کہہ سکتے مگر ان کا دماغ کام

نہیں کر رہا۔ "خیام کو اپنی لا پرواہی اور جانی کو اپنی ضد پر افسوس ہوا۔

الیگزینڈر کچھ معلوم کہاں ہے؟؟؟ "عمر نے ناں میں سر ہلایا۔"

فوٹج میں اس پر گولیاں چلتے دیکھیں ہیں میں نے۔ انہوں نے پوری گنز۔"
خالی کی ہیں اس کے وجود پر۔ خون پانی کی طرح بہہ رہا تھا۔ ایسے میں الیگزینڈر
کا زندہ بچ جانا معجزہ ہی ہو سکتا ہے۔ مگر سچ کہوں تو مجھے امید نہیں وہ بچے۔
ویسے بھی جو اسے اغواہ کر کے لگے گئے ہیں انہوں نے ناجانے ٹریٹمنٹ دیا ہو
کہ نہیں۔ "وہ دونوں بری طرح سے شرمندہ ہوئے۔

الیگزینڈر تکلیف میں تھا اور انہیں انا کا پرچم بلند رکھنا تھا۔ لعنت تھی ان کی
ایسی انا پر۔

تم نے لیل کا چیک اپ خود کیا؟؟؟۔ "وہ اصل میں پوچھنا چاہتا تھا تمہیں وہ"
اندر جانے دے رہے ہیں؟؟؟ مگر یہ پوچھنا اپنی ہی تزلزل ہوتی۔
جی۔ منساو ہیں ہیں۔ لیل بھا بھی کے پاس۔۔ میں اور شان بھی کچھ دیر پہلے "
چیک کر کے آئے ہیں۔ "خیام اور جانی ایک دوسرے سے ہی نظریں چرا
رہے تھے۔

میں مریض دیکھ لو۔ "عمر کہتے چلا گیا۔ شان پہلے ہی یہاں نہیں آیا تھا۔"

وہیں جانی شایان کے پاس جاتے اس کا حال احوال پوچھنے لگا۔
منہا؟؟؟۔ "خیام کی پکار پر اس کے آنسوؤں گرے تھے۔"
وہ اٹھتے بغیر کچھ سوچے سمجھے اس کے سینے سے آگئی۔ خیام کے دل میں
ٹھنڈک اتری۔

بابا میں نے آپ کو بہت یاد کیا۔ "خیام نے اس کا مات چوما۔"
میں نے بھی۔ "شایان نے ایک نظر دونوں باپ بیٹے کو دیکھا پھر جانی کو"
حادثے کی تفصیل بتانے لگا۔

ماسی کے پاس کیوں نہیں رکی؟؟۔ "اس کے سوال پر منہا نے ہونٹ"
کترے۔

وہ شایان کے پاس رہنا چاہتی تھی۔ اسے ضرورت تھی اس کی۔
لیل اکیلی ہے وہاں۔ الیگزینڈر بھی لاپتہ ہے۔ فوٹیج کے مطابق تو الیگزینڈر"
شاید۔۔ "خیام سے بات مکمل نہیں ہوئی۔

منہا اس کی ادھوری بات کا مطلب سمجھ گئی تھی۔

اور ماسی؟؟؟۔ "بے صبری سے پوچھا۔"

کومہ میں ہے۔ رسپانس نہیں کر رہی۔۔ "منہا نم نظریں خیام کے سینے میں"
چھپا گئی۔

ماسی کے پاس کون کون ہے؟؟؟۔ "سوال پوچھتے وہ بتا گئی وہ واقعی یہاں سے"
نہیں جانے والی۔

منسا اور الیگزینڈر کے گارڈز۔ "اس نے سر نہیں اٹھایا۔"

آپ ماما کو وہاں ان کے پاس چھوڑ آئیں۔ یا مومنہ انٹی کو۔ میں شایان کے "
ٹھیک ہوتے ہی آ جاؤں گیں۔ "خیام نے نہیں بتایا وہ وہاں گھس بھی نہیں
سکتے۔

ٹھیک ہے جاؤ۔۔ "وہ شایان کے پاس چلی گئی۔"

جانی اور خیام باہر آ گئے۔

مومنہ کو لینے بھیجا تھا جور جینا نے گارڈز کو۔ میرے انکار پر اب وہ اندر نہیں "
جانے دے رہی۔ تب میں نے گارڈز کو اندر نہیں آنے دیا۔ اب وہ ہمیں اندر

نہیں جانے دے رہی۔ وہ کبھی ہمیں اندر جانے بھی نہیں دے گی۔ بہت
ضدی اور ڈھیٹ لڑکی ہے۔ ہر انسان کو سزا دیے بغیر نہیں مانتی۔ "جانی اس
سے واقف تھا۔ ملاقات پہلی دفہ ہوئی تھی۔

مگر یوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بھی تو نہیں بیٹھ سکتے۔۔ "کچھ بے بسی سے"

کہا۔

الیکزینڈر کے دشمنوں کو پکڑتے ہیں؟؟ کیا معلوم کچھ ہاتھ لگ جائے؟؟؟"

خیام کو بھی یہ فیصلہ ٹھیک لگا۔

چلو پھر!!! "وہ دوسروں اگے بڑھے۔"

بغیر یہ جانے وقت کے بعد جتنائی گئی محبت ہو یا ہمدردی کسی کام نہیں آتی۔



ہیر اور گرل دونوں اپنے اپنے کام پر نکلی تھیں۔ دونوں الگ الگ کام کر رہی تھیں۔ ہیر تو نقلی ڈیٹیلز کے ساتھ ایک ہو اسپتال میں نرس کا عہدہ سنبھال چکی تھیں۔ وہیں گرل اس کے پاس ہی ایک ریسٹورنٹ میں ویٹرس کی جاب پر تھی۔ اس جگہ کا انہیں شک تھا۔

یہاں انہیں اس ڈاکٹر کے بارے میں کچھ معلومات مل سکتی تھی۔ اس لیے وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ دونوں اتے ہی اپنے کام میں لگ گئیں۔ گرل تو مسکرا کر باتیں کرتے واپس آ کر اپنا جبرٹا پکڑ کر بیٹھ جاتی۔ وہیں ہیر اتے ہی عمر کو یاد کرنے لگتی۔ ان دنوں اس نے بس عمر کو یاد کیا۔

ہمیشہ میرے بیٹے، میری اولاد کہنے والی کو علم ہوا تھا عمر کی اس کی زندگی میں کیا اہمیت ہے۔ عمر اس کے لیے دوا جیسا تھا۔ جس کے بغیر اب وہ تڑپ رہی تھی۔ اسے سکون نہیں پڑ رہا تھا مگر کچھ کر بھی نہیں پار ہی تھی۔

نہ تو کسی سے رابطہ، نہ ہی کسی سے بات۔ مگر اس کسی میں پرواہ صرف عمر کی تھی۔ شایان کو شان سنبھال لیتا۔ منساویسے ہی اپنے باپ کی چیلی تھی۔ وہ اچھے سے جانتی تھی وہ عمر کے ساتھ ہی چپکی رہتی۔

باقی بچی منہا تو وہ ویسے ہی لیل کے پاس تھی۔ اچھا ہی تھا وہ لیل کے پاس رہتے اپنا دل ہلکا کر لیتی۔ ٹھیک ہو جاتی۔ اسے جو گلے تھے ختم ہو جاتے پھر پر سکون سی زندگی شروع کر سکتی۔۔ ہیر اپنے خیالوں میں گم تھی جب گرل نے اس کے پاس چائے کا کپ رکھا۔

بہت مشکل ہے!... "ہیر کی بات پر گرل مسکرائی۔"

بہت مشکل ہے اسی لیے تو ہم آئی ہیں۔ "ہیر مسکرا دی۔"

اب وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ پورے ایک ہفتے کی انفارمیشن شیئر کر رہی تھیں۔ ہر چھوٹی بڑی چیز کو انہوں نے نوٹ کی۔

یہ ان دونوں کی روٹین تھی۔ پورا ہفتہ وہ چیزیں ابرو کرتیں اور اتوار کو بیٹھ کر ڈسکس کرتیں۔ ان کے آنے جانے کا وقت مختلف تھا۔ بہت کم ہی ایک جیسا ہوتا۔ انہیں تفصیلی بات کا موقع ہی نہیں ملتا۔

انہیں بس اس ڈاکٹر کی تلاش تھی جو زندہ ہو کر بھی کہیں نہیں تھا مگر ان کا یقین تھا وہ بہرین میں ہی کہیں ہے۔ اس کی موت کا ہر ثبوت پختہ ہونے کے باوجود ان کے لیے قابل یقین نہیں تھا۔ وہ ڈاکٹر ایک راز بن چکا تھا۔ جسے اب وہ کھوجنے والے تھے۔ وہ بھی ہر صورت۔۔۔۔۔

یہ کام ان کے لیے بے انتہا ضروری تھا۔ آخر کو سوال ان لڑکیوں اور ڈھیروں آگے آنے والی لڑکیوں کا بھی تو تھا۔ ان کے لیے زندگی موت کا معاملہ ہو چکا تھا۔

جس کے لیے وہ دونوں اپنا اپنا سکون چھوڑ کر یہاں آئی تھیں۔ اس کام کے لیے وہ کس حد تک جاسکتی تھیں یہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

فرقان کو جس وقت الیگزینڈر اور لیل کا علم ہوا وہ فوراً واپس آ گیا۔ ہانیہ اور رومہ بھی سیدھی وہیں آئی تھیں۔ جور جینا نے انہیں بھی نہیں روکا۔ وہ لیل کو بے ہوشی میں دیکھ وہیں رک گئیں۔

منسا بھی وہیں تھی۔ فرقان کے حکم پر وہ دونوں بھی وہیں رہ رہی تھیں۔ وہ لیل کو اس وقت اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ کبھی نہیں۔

فرقان خیام اور جانی سے ملا تھا۔ ان دونوں کی حرکت جاننے کے بعد وہ بھی انہیں نہیں بلارہا تھا۔ وہ دونوں اس کی مدد تو کر رہے تھے مگر بول چال بند تھی۔ آفیس میں بھی وہ فرقان کے آنے کے بعد ہی گھسے۔

انہوں نے الیگزینڈر کی لوکیشن ٹریک کرنے کی ہر ممکن کوشش کر لی تھی مگر کچھ نہیں ہوا۔ وہ کہیں نہیں مل رہا تھا۔ وہیں دوسری طرف لیل کو رومہ کی حالت میں ہی تھی۔

ٹینا ہر وقت لیل کے پاس ہی رہتی۔ جور جینا کسی کام سے باہر جاتی تو وہ لیل کے پاس سے ہلتی بھی نہیں۔ جور جینا نے اس سارے وقت میں ریڈ کنگ

ہاؤس پر قبضہ جمار کھا تھا۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی گھر میں گھس بھی نہیں پاتا۔

شایان اب بالکل ٹھیک تھا۔ گولی نکل جانے کی وجہ سے اس کی حالت جلد بہتر ہو گئی۔ منہا اس کے ساتھ ہی تھی۔ اسے ہاسپٹل سے ڈسچارج مل چکا تھا۔ منہا ہر پل اس کے ساتھ ہی رہنا چاہتی تھی۔ عمر کے لاکھ کہنے پر بھی وہ نہ تو گھر گئی اور نہ ہی لیل کے پاس۔ خیام اسے ملنے آچکا تھا جس سے وہ اچھے سے ملی۔ خیام سے ساری ناراضگی جیسے ختم ہو گئی ہو۔ وہ انعم کی کوئی بات نہیں کرتی۔ بس اس کے کندھے پر سر رکھتے معافی مانگ لیتی۔ جو اسے اتنا ڈی گریڈ کیا۔ حالانکہ اس نے تو منہا کا اتنا خیال رکھا تھا۔ پھر بھی وہ انعم کے ساتھ ہی پس گیا۔

آرام سے !!! "منہا فور آسے اسے سہارا دیا۔ وہ لڑکھڑاتے گرنے لگا تھا۔"
منہا اسے سہارا دیتے واپس بیڈ پر بٹھایا۔

میں عمر انکل!!.. "منہا بھی جاتی عمر خود ہی آگیا۔ شان بھی اس کے ساتھ"
ہی تھا۔

چلیں۔۔۔ "وہ سنجیدگی سے بولا۔"

شایان کو سہارا دیتے وہ باہر لایا۔ منہا کے ساتھ میں اس کی دوائیاں تھیں۔ عمر
ان لوگوں کو بھیج ایمر جنسی میں آپریشن کرنے چلا گیا۔ جہاں کسی زخمی مجرم
کو لایا گیا تھا۔

منہا اور شایان گاڑی میں پیچھے بیٹھے تھے۔ شان اکیلا اگے بیٹھا گاڑی چلا رہا
تھا۔ گاڑی میں پھر بھی مکمل خاموشی تھی۔

شان مجھے ریڈ سے ملنا ہے۔ کنگ ہاؤس لے چلو۔ "شان نے ہاں میں سر"
ہلاتے گاڑی موڑی۔ منہا ٹوکے بنانہ رہ سکی۔

شایان صبح مل لینا۔ ابھی تم خود ڈسچارج ہوئے ہو۔ "شایان نے چہرہ"
موڑتے اسے دیکھنا شروع کر دیا۔ بالکل خاموشی سے۔۔۔

تم ریڈ سے ملنے گئی تھی؟؟؟.. "اس کے سوال سے زیادہ لمبا عجیب تھا۔"

نہیں۔ ماسی کے پاس ڈاکٹر اور گارڈز ہر پل تھے۔ ویسے بھی وہ بے ہوشی کی " حالت میں تھیں۔ "منہا کے جواب پر شایان بغیر کچھ کہے چہرہ سیدھا کر لیا۔ شایان ریڈ ہاؤس کے سامنے گاڑی رکھتے ہی نیچے اترا۔ منہا اس کا انداز نہیں سمجھ پارہی تھی۔ وہ بھی اس کے پیچھے ہی آگئی۔

شان اسے سہارا دینا چاہتا تھا اس نے روک دیا۔ منہا اس کا بازو تھامتا تو اس نے کوئی رد عمل نہیں دیا۔

گارڈز کی ایک بھاری نفری وہاں کھڑی تھی۔ وہ یقیناً لیل کے لیے ہی تھی۔ جو رجینا کو بلاؤ۔۔۔ "وہ گارڈز گیٹ کھولنے کو تیار نہیں تھے۔ یقیناً جو رجینا" کا حکم تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ دروازے پر تھی۔

اچھی خاصی ہائیٹ، گوری رنگت، بھورے شولڈر کٹ بال، سنہری آنکھیں، جینز شرٹ پہنے، ہاتھ میں پسٹل پکڑے وہ لڑکی لیڈی بوس ہی تھی۔ اوہ۔ تم ٹھیک ہو گئے۔ "شایان کو ٹھیک دیکھ وہ واقعی خوش تھی۔"

قبضہ کب تک قائم رکھنے کا ارادہ ہے؟؟؟ "شایان نے وہیں کھڑے سوال"
کیا۔ وہ مسکرائی

جب تک اصل مالک نہ لوٹ آئیں۔ "وہ صاف اردو بول رہی تھی۔"

مجھے ریڈ سے ملنا ہے۔ "شایان اصل بات پر آیا۔"

مل لو تمہیں کس نے روکا ہے۔ تمہیں کوئی روکے گا بھی نہیں۔ "ہاں میں"

سر ہلاتے منہا کو دیکھا۔ وہ شایان کے ساتھ جڑی کھڑی تھی۔

اور میری بیوی؟؟؟.. "وہ مسکرائی"

تمہاری بیوی بھی آسکتی ہے۔ مگر تمہاری بیوی بن کر۔ "شایان اس کے"

الفاظ سمجھ چکا تھا۔

جو رجینا ہٹی تو وہ تینوں ہی اندر آ گئے۔

وہ انہیں سیدھا لیل کے کمرے میں لائی۔ وہ پانچ دن سے یوں ہی بے ہوش

پڑی تھی۔ اس کے ہو اس لوٹ ہی نہیں رہے تھے۔ بند انکھیں خاموش لب

وہ وائٹ روز جیسے کسی زہریلے سیب کے اثر میں تھی۔

شایان نے لب بھینچ کر لیل کی یہ حالت دیکھی۔

منہا سے بازو چھڑاتے وہ بیڈ پر لیل کے پاس بیٹھا۔ منہا دوسری طرف سے لیل کے سرہانے بیٹھتے اس کے ماتھے کا بوسہ لیا۔ شایان اسے نہیں دیکھا۔ مجھے ریڈ سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔ "سب نے اسے دیکھا۔"

وہ سب ایک ایک کرتے جانے لگے۔ آخر میں جور جینا اور منہا ہی بچ گئے۔ منہا تم بھی۔ "شایان نے زور دیتے کہا۔"

منہا نے آنکھوں کے اشارے سے اس لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ جور جینا یہاں سے نہیں جائے گی۔ تم جاؤ۔ "وہ غصے بھری نگاہ جور جینا پر ڈالتے چلی گئی۔"

منساہانیہ اور رومہ کے ساتھ لپچ کر رہی تھی۔ انہیں ان تینوں کی آمد کا علم نہیں تھا۔

جور جینا یوں سائیڈ پہ ہی کھڑی تھی۔ شایان ہلکا سا لیل کی طرف جھکا۔

شایان یاد رکھنا وہ وائٹ روز اور ریڈ دونوں ہیں۔ "اس نے احساس کروایا وہ"
کس سے وابستہ ہے۔ کن رشتوں کی ڈھال تلے ہے۔

مجھے معلوم ہے۔ بس تم خاموش رہو۔ "اسے تنبیہ کی۔ وہ خاموشی سے"
صوفے پر بیٹھ گئی۔

باہر منہا شایان کو اس لڑکی کے ساتھ اندر چھوڑ جانے پر چڑ رہی تھی۔ ناجانے
کیوں اس کے لیے لیل عدم ہو چکی تھی۔

لوٹ آئیں۔ "شایان نے جھکتے سرگوشی کی۔"

وہ بہت غصہ کرے گا۔ ویسے ہی مار کٹائی کا بہت شوق ہے اسے۔ "دھیمے"

سے کہتے وہ یقیناً اسے ہوش میں لانا چاہتا تھا۔

موسیٰ کی ریڈ لوٹ آئیں۔ آپ کے بغیر ریڈ کنگ ہاؤس ویرانا ہو چکا ہے۔"

ملکہ کے بغیر تخت تخت نہیں لگ رہا۔ "لیل کے وجود میں جیسے ہلچل سی

ہوئی۔ وہ ناجانے موسیٰ پر چونکی کے ملکہ پر۔۔۔

شایان نے اس کے ہاتھ کی ہلتی انگلی دیکھی۔ شاید وہ بے ہوشی میں سب سن سکتی تھیں۔

کیا یہ سب سن سکتی ہیں؟؟؟ "شایان نے عربی میں پوچھا۔ تاکہ اگر وہ سن بھی سکتی ہے تو سمجھ نہ سکے۔

وہ ہمیں معلوم نہیں" کہتے پھر ان پر نظریں جما گئی۔

شایان ہاں میں سر ہلاتے واپس جھکا۔

سکندر بہت برا ہے اپ کا۔ ناجانے کیوں لوٹ ہی نہیں رہا۔ کیا آپ کو بھی

اس کے لوٹ آنے کا انتظار نہیں؟؟؟ ویسے تو کہتی ہیں عشق کرتی ہوں۔ کیا اتنا

ہی عشق ہے جو ان کی نشانی تک خود میں سموئے گہری نیند میں اتر گئیں۔

جیسے وہ تو لوٹیں گیں ہی نہیں۔ "اچانک لیل کی ہارٹ بیٹ بڑھنے لگی۔

جو رجینا نے اسے روکنا چاہا مگر اس نے خاموش کر دیا۔ اسے انکھیں

دیکھاتے ہونٹوں پر انگلی رکھتے چپ رہنے کا کہا۔

ٹینا کو بلاؤ۔۔۔" اس نے دروازے کھولتے ٹینا کو آواز دی۔ جو فوراً حاضر " تھی۔

باہر منہا اندر جانا چاہتی تھی مگر جو رجینا نے دروازہ ہی بند کر دیا۔ اب ٹینا لیل کی ہارٹ بیٹ پلز ریٹ چیک کر رہی تھی جو سامنے مشین پر شو ہو رہا ہے۔ ٹینا نے انگھوٹے سے گڈ کا نشان دیا۔ وہ مسکرایا۔۔

ایلیک کافی غصے والا ہے۔۔ کہیں آپ کو نیند میں دیکھ ہم سب کی جان لے " لی تو؟؟؟ ہم سب کی جان بچانے کی خاطر ہی لوٹ آئیں۔ ابھی تو ہمیں اس شہزادی کا بھی انتظار ہے۔ جسے آپ چھپائے بیٹھی ہیں۔ اس پر ہی رحم کھائیں۔ یوں تو وہ پھول بھی آپ کے اندر ہی مرجھا جائے گا۔ پھر مالی کو کیا جواب دیں گیں۔ " لیل کے وجود کی ہلچل بڑھ رہی تھی۔

ٹینا سے سب باتیں جاری رکھنے کا کہا۔ مگر وہ چپ ہو گیا۔

ان دونوں کو ساتھ باہر آنے کا کہا۔ لیل کے کندھوں پر چادر برابر کی۔ وہ لیل کا ماتھا چومتا اس سے پہلے ہی جو رجینا نے اسے کھینچ لیا۔ دروازہ ٹینا نے باہر نکلنے

کے لیے کھولا جب منہا کی نظر جور جینا اور شایان پر پڑی۔ وہ شایان کو بازو سے کھینچ رہی تھی۔

وہ جور جینا کو سوری والے تاثرات سے دیکھتے اس کی گھورتی نظروں سے بچتے باہر آگیا۔

منہا ابھی تک ان دونوں کو سخت نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ جن کی طرف شایان نے دھیان نہیں دیا۔ وہ ان سب کے ساتھ وہیں کھڑا تھا۔
تم مزید باتیں جاری رکھتے؟؟؟ چپ کیوں ہو گئے؟؟؟ "ٹینا نے اسے گھورا۔"
نہیں۔ ایسے ایک ساتھ ان کے دماغ کو دھچکا لگے گا۔ اہستہ اہستہ ٹھیک ہے۔"
تب تک سکندر انکل کا بھی کبھ معلوم ہو جائے گا۔ "شایان نے دیکھا جور جینا بھی اسے گھور رہی تھی۔

اپنی حد میں رہنا۔ ورنہ اگلی دفہ گولی چلانے والے ہاتھ اور نشانہ دونوں "
میرے ہوں گیں۔ اور بچنا ناممکن ٹھہرے گا۔ "منہا کو اس کا لہجہ برا لگا۔

تم یوں بات نہیں کر سکتی۔ یہ میری ماسی کا گھر ہے۔ اور جس سے تم مخاطب " ہو وہ ان کا داماد۔ " منہا گے آئی۔ جور جینا تلخ ہنسی۔

تم شایان کی بیوی کی حیثیت سے یہاں کھڑی ہو۔ بھانجی کی کوئی حیثیت " نہیں یہاں ابھی۔ " شایان نے منہا کو خاموش کر دینا چاہا مگر وہ جور جینا کو گھور رہی تھی۔ شان تو ویسے ہی منہا سے کچھ خفا تھا۔ وہ اسے بلا ہی نہیں رہا تھا۔ تم ہو کیا ہاں؟؟۔ " منہا اس پر جھپٹتی اس سے پہلے ہی جور جینا نے اسے " دور دھکیل دیا۔

کہاں جور جینا صبح و شام بلا ناغہ جم کرنے والی فٹ فٹ لڑکی اور کہاں منہا۔۔۔ وہ جور جینا سے لڑتی بھی تو ہار جاتی۔

جور جینا۔ میں معافی مانگ لیتا ہوں۔ پلیز سوری۔ " شایان درمیان میں " کو دا۔۔

اپنی بیوی کو تمیز میں رکھو۔ ورنہ جو تمیز مس لیل سیکھانا بھول گئیں وہ میں " سکھا دوں گئیں وہ بھی دو سیکنڈ میں۔۔ " منہا کو وہ عورت زہر لگی۔ جبکہ شایان کا معافی مانگنا اس سے بھی برا۔

شایان تم کیوں معافی مانگ رہے ہو؟؟ یہ میری ماسی!!!.. "جور جینا کی" بات پر اس کی بولتی بند ہو گئی۔

وہی ماسی جس کا پچھلے پانچ دن سے تم نے پتا بھی نہیں لیا۔ جن کے اٹیک کا " علم ہوتے بھی تم انہیں اکیلا چھوڑ گئی۔۔ شرم سے ڈوب مرو۔۔ اسی لیے الیگزینڈر سر سے لڑ رہی تھی۔ اس لیے انہیں واپس پانا چاہتی تھی۔ "جور جینا نے آج ویسا ہی آئینہ دیکھا یا جو چند دن پہلے منہا نے انعم کو دیکھا یا تھا "جور جینا ٹس انف۔۔۔"

Georgina, it's enough..

شایان گر جاوہیں وہ مسکرائی۔

تمہیں تو برا لگے گا۔ آخر کو بیوی ٹھہری تمہاری۔ اور تمہاری ہی تو خدمت " گزاریاں کر رہی تھی۔ " وہ بھی کہاں چپ رہنا جانتی تھی۔۔

جور جینا اپنی باتوں پر غور کرو۔ شایان نے لیل انٹی کو بچاتے ہی گولی کھائی " ہے۔ " شان کو برا لگا اس کا لہجہ۔

میں نے پہلے بھی کہا تھا مجھے میم کہنا۔۔ اور دوسری بات گولی اپنی بیوقوفی کی " وجہ سے کھائی تھی۔ اور تیسری بات آئندہ مجھے ٹوکنے کی کوشش بھی مت کرنا۔ " وہ تو اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔

جور جیابھی میم ضروری ہیں۔۔۔ " وہ ٹینا کی بات پر ٹھنڈی ہوئی۔ " شایان تم کل پھر آ جانا۔ کیا معلوم اس طرح میم کی حالت سدھر جائے وہ " بھی جلدی۔۔ " ٹینا مدھم لہجے میں کہا جب منہا اس کے جواب میں گرجی۔۔ شایان نہیں آئے گا۔ اب وہ یہاں تب ہی آئے گا جب ماسی ہوش میں آ " جائیں گیں۔ " جور جینا جانے لگی تھی پلٹتے اس تک آئی۔

ٹھاہ۔۔۔۔

یہ تھپڑ تمہیں بہت پہلے پڑنا چاہیے تھا۔ تم ایک انتہائی خود غرض لڑکی تھی۔
اور ویسی ہی ہو۔ "منہا منہ پر ہاتھ رکھے شاک میں کھڑی تھی۔ جو رجیا وہاں
سے جا چکی تھی۔

شایان نے اسے بانہوں کے گھیرے میں لے لیا۔ نہیں چاہتا تھا بات
بڑھے۔۔۔ جبکہ وہ پہلے ہی بڑھ چکی تھی۔

جو رجینا بالکل ٹھیک ہے۔ "شان افسوس سے کہتے چلا گیا۔۔ وہیں منہا کو
شایان نے اپنے سینے میں چھپا لیا۔ جو نکلنے کو مچل رہی تھی۔۔

میں کل آؤں گا۔ بس اسے سنبھال لینا۔ دروازہ نہ لاک کر دے۔ "ٹینا نے
مسکراتے ہامی بھری۔ وہ منہا کو لیتے چلا گیا۔ شان پہلے ہی نکل گیا تھا۔
ہانیہ رومہ اور منسا اس ڈرامے سے لاعلم تھیں۔۔

منہا بیہو۔۔۔ "وہ روتے اسے دیکھنے لگی۔"

میرا کیا قصور ہے جو تم مجھے ڈانٹ رہے ہو؟؟؟ "شایان نے اس کے بال
ہٹائے۔ وہ رورہی تھی۔۔

ریڈ سے ملنے کیوں نہیں جا رہی تھی؟؟؟۔ "ارام سے سوال کیا۔"

مجھ سے وہ اس حالت میں نہیں دیکھی جاتیں۔ وہ بستر پر بے ہوش!!!۔
میں نے انہیں کبھی یوں نہیں دیکھا۔ "شایان اسے پاس کرتے اس کے بال
سہلائے۔۔

لیکن انہیں تمہاری ضرورت ہے۔ "شایان نے پیار سے سمجھانا چاہا۔"
انہیں بس الیگزینڈر کی ضرورت ہے۔ اس کے آتے ہی وہ ٹھیک ہو جائیں۔"
گیں۔ "شایان نے اسے دیکھا جو نا جانے کیوں بدلی سی لگی۔

لیکن تم تو ریڈ کے پاس رہنا چاہتی تھی۔ ہمیشہ سے انہیں الیگزینڈر سے الگ
کر دینا چاہتی تھی۔ پھر اب جب وہ اکیلی ہے تو تم ان کے پاس کیوں نہیں رہ
رہی؟؟؟۔ "شایان نے سوال پر وہ جیسے لا جواب ہو گئی۔ کچھ نہیں بولی۔

مجھے وہ پہلے جیسی چاہیے تھیں۔ ہنستی مسکراتی، مجھ سے باتیں کرتیں۔ مجھ
سے پیار کرتی۔ یہ تو وہ نہیں ہیں۔ یہ تو الیگزینڈر کی جدائی میں بے ہوش پڑی

اسی کی وائیٹ روز ہے۔ "شایان نے اسے خود سے الگ کر دیا۔ اچانک سے جیسے احساسات چدل چکے تھے

تم واقعی خود غرض ہو۔۔" سرگوشی کرتے شان کو اندر آنے کا اشارہ کیا۔ "جسے اس نے خود منہا سے بات کرنے کے لیے باہر بھیجا تھا۔ منہا شایان کو دیکھا جو اسے خود سے دور کر چکا تھا۔

وہ دوبار شایان کے پاس ہوئی۔۔ اس دفہ اس نے نہیں کھٹکا۔ بس خاموشی سے باہر دیکھتا رہا۔ جیسے کسی گلٹ میں آگیا ہو۔

شان ان دونوں کو گھراتا رہا۔ شایان کو اندر کمرے تک چھوڑ وہ واپس آگیا۔ اب کیا ہے؟؟؟ "وہ بھری ہوئی تھی۔۔"

منسا کو باہر بھیجو۔۔ "شان بھی اکھڑ لہجے میں بولا۔"

کیوں؟؟؟ "شان نے اسے گھورا۔"

میری بہن ہے وہ... "باور کروایا۔"

تو؟؟؟ "وہ بھی شاید اسے زچ کرنے کے موڈ میں تھی۔"

دیکھو مس جور جینا میں اس وقت فل تپا ہوا ہوں۔ تو شرافت سے میری " بہن کو باہر بھیجو۔۔ " وہ طنزیہ مسکرائی۔

اگر نہ بھیجوں تو؟؟؟.. "ٹینا ان کی بحث دیکھ منسا کو بلانے چلی گئی۔ جو لیل " کے کمرے میں بیٹھی اس سے باتیں کر رہی تھیں۔ یہ کام بھی شایان نے کرنے کو کہا تھا۔

تو میرے اپنے ہاتھ پاؤں بھی سلامت ہیں۔۔ " جور جینا نے پسل نکالتے " ہاتھ میں پکڑی۔۔

مجھے اپنے ہاتھ پاؤں کا زیادہ استعمال کرنے کی ضرورت کی نہیں پڑے " گی۔ " ابھی وہ جو ب دیتا منسا آگئی۔

شان کیا ہوا؟؟؟ " وہ گھبرائی۔ شان نے اس کا ماتھا چوما۔۔ " "

کچھ نہیں ہوا۔ بس تم سے ملنا تھا۔ اور تمہیں ایڈمیشن کے لیے بھی لے جانا " تھا۔ " منسا اسے حیرت سے دیکھا

بابا نے کہا ہے تم یہاں سے اب کہیں نہیں جاؤں گی۔ "وہ سمجھتے ہاں میں" سر ہلا گئی۔ جور جینا ابھی تک اسے گھور رہی تھی۔

جور جیا میں جا رہی ہوں۔۔ تھوڑی دیر تک آ جاؤں گیں۔ اور فرقان انکل "کو کہنا رومہ انٹی سے مل جائیں۔ وہ انہیں مس کرتی ہیں۔" آخر میں لب دبائے۔ جور جیا مسکرائی تو وہ شان کے ساتھ نکل گئی جسے اپنی بہن کا جور جیا سے یوں فری ہونا پسند نہیں آیا تھا۔

کیوں بحث کر رہی تھی؟؟؟.... "ٹینا کے سوال پر وہ مسکرائی۔۔" کچھ نہیں۔ "بغیر سیدھا جواب دیے وہ چلی گئی۔ ٹینا بھی لیل کے پاس آ گئی۔" جس کی حالت کچھ سدھر رہی تھی مگر ہوش نہیں آ رہا تھا۔

ٹینا؟؟؟؟۔ "وہ جو لیل کی رپوٹرس چیک کرنے لگی تھی باہر آئی۔" میں ادھے گھنٹے تک آؤں گیں دھیان رکھنا۔ مجھے پھر آفیس بھی جانا ہے۔"

وہ سمجھتے ہاں میں سر ہلا گئی۔

جور جینا چپ چاپ بیک ڈور سے نکل گئی۔ بغیر کسی کے علم میں آئے۔ وہ
نہیں چاہتی تھی گارڈز تک یہ سمجھیں وہ یہاں نہیں ہے۔ وہ لیل کی جان پر
کسی قسم کا خطرہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

^^^

فرقان یہ کون سا دشمن ہے الیگزینڈر کا؟؟؟.. "اس نے غصے سے فائل ہی"
دور پھینکیں۔

جسے ہم نے جاننا ضروری نہیں سمجھا۔ "فرقان نے کھلتے فائل اٹھائی۔ ان"
میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں تھا جو سکندر کو اٹھانے کی کوشش کرتا۔
کیوں نہیں مل رہا وہ؟؟؟.. نا جانے کہاں ہے؟؟... "وہ سخت ناامید ہو رہا تھا۔"
اگر یہ بے چینی اس وقت دیکھائی ہوتی تو اج الیگزینڈر سر یہاں کو تے۔۔۔"
طنز کرنے والی کی طرف نظریں گھمائیں۔ وہ وہی تھی جسے الیگزینڈر نے سر
چڑھا دیا تھا۔

خیام نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جانی تو ویسے ہی خاموش تھا۔

جور جینا کوئی اچھی خبر؟؟؟۔ "فرقان کو دیکھتے وہ اس کا لپ ٹاپ کھولتے" اس میں ناجانے کیا ڈھونڈنے لگی۔

لیل میم کی حالت کچھ بہتر ہو رہی ہے۔ مگر یہ بات اس کمرے سے باہر نہ جائے۔ کسی کی بیوی بیٹی تک بھی نہیں۔ "اشارہ صاف خیام کی طرف تھا۔ وہ ضبط کر گیا۔

ان کے اٹھنے سے پہلے الیگزینڈر سر کو ڈھونڈنا ہے ورنہ وہ ہنگامہ کریں" گئیں۔ وہ بھی بہت برا۔۔۔ "خور جینا کی بات پر سب اتفاق کرتے تھے۔ ہیر اور گرل میم تو اس ڈاکٹر کے پیچھے گئی ہیں۔ وہ تو نہیں ہو سکتا مگر جو" سر پر انزکال سر کو آئی تھی!! یہ وہ ہو سکتی ہے یا سکتا ہے۔ "ان سب نے خاموشی سے سنا جبکہ اس کال کے متعلق فرقان ہی جانتا تھا اور جور جینا بس۔۔۔

لیکن لڑکیاں تو اس نے اغواہ کر لی تھیں پھر الیگزینڈر سے کیا دشمنی تھی اس کی؟؟؟ "جور جینا لپ ٹاپ پر نا جانے کیا کر رہی تھی مگر مسلسل ساتھ بول بھی رہی تھی۔

دشمنی بنانی تھوڑی پڑتی ہے۔ یہ تو بن جاتی ہے۔ کبھی بھی، کہیں بھی، کیسے "بھی۔" انکھیں کسی انجانے سے منظر کو دیکھ رہی ہوں جیسے۔۔۔

ان لوکیشن پر چیک کریں۔ سر یہاں ہو سکتے ہیں۔ باقی وہ جو بھی ہے بہت "شاطر ہے۔" وہ جیسے داد دے رہی تھی۔

اور تمہیں کیسے یقین ہے الیگزینڈر یہاں ہو سکتا ہے۔؟؟؟ "خیام نے سوال "کرنا ضروری سمجھا

جیسے مجھے یقین ہے آپ کی بیٹی نفسیاتی ہے بالکل ویسے ہی۔ "وہ سب جانتے" تھے جو جینا کتنی قابل ہے۔ مگر خیام جان بوجھ کے سوال کر رہا تھا۔ وہ اپنی تزیل کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔

خیام بس۔۔ تم جانتے ہو وہ اپنا کام کرنے کا طریقہ کسی کو نہیں بتاتی۔ یہ ذاتی "
دشمنیاں تم اس وقت نہ ہی سامنے رکھو تو بہتر ہے۔" فرقان نے ہی ٹوکا۔
خیام چپ چاپ واپس بیٹھ گیا۔
جو رجینا ویسے ہی کھڑی تھی۔

آئندہ مجھے میم کہہ کر مخاطب کرنا اور نہ مت کرنا۔ "اب وہ خیام کی عمر کا"
لحاظ بھولتے بولی۔۔ وہیں فرقان نے ناں میں سر ہلایا۔
وہ لڑکی انا کے معاملے میں بہت پکی تھی۔ خیام یہ جانتے بھی پنگا لیا۔
رومہ میم سے مل لیں۔ اور انہیں کمپنی جانے دیں۔ میم کے پاس میں اور ٹینا "
ہے۔ منسا بھی پر وقت پاس ہے۔" فرقان سے بات کرتے لہجہ یکسر مختلف تھا
میں آج تو نہیں کل آؤں گا۔ آج یہ جگہ دیکھنی ہیں۔ پھر انشاء اللہ آگے کا "
سوچیں گیں۔" اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

عمر سر سے کہیں ایک دفہ میم کو چیک کر جائیں۔ ٹینا کا اتنا تجربہ نہیں۔۔۔"

فرقان نے ہاں میں سر ہلاتے اسے بھی ٹیکسٹ کر دیا۔ جس نے اوکے کہتے موبائل واپس رکھتے چمیر سے ٹیک لگائی۔

دو گھنٹے کا جان تھکا دینے والا آپریشن کرتے وہ ابھی باہر نکلا تھا۔

وہ آجائے گا۔ "جور جینا اب لیٹ ٹاپ چھوڑ چکی تھی۔"

اگر الیکزینڈر سر کا علم نہ ہوا تو مجبوراً مجھے ہیر اور گرل میم کو بلانے جانا"

پڑے گا۔ بس ایک مہینے کا وقت ہے ہمارے پاس۔ ویسے بھی لیل میم کو

ہوش آگیا تو وہ پینک کریں گیں۔ خود کو یاں بے بی کو نقصان پہنچائیں گیں۔"

اب وہ کافی سنجیدہ تھی۔

انشاء اللہ وہ مل جائے گا۔ بس بھابھی کو ہوش آجائے اس کے آنے"

تک۔۔ "سب نے آمین کہا تھا۔

فرقان انعم لیل بھابھی سے ملنا چاہتی ہے۔ "وہ جانے کے لیے پلٹی مگر رک"

گئی۔

لیل میم سے ملنے کے لیے میری اجازت درکار ہوگی۔ جبکہ میری طرف " سے صاف انکار ہے۔ الیگزینڈر سر کے آتے ہی چاہے آپ وہاں ڈہرا جمالیں مگر ابھی بالکل نہیں۔ "خیام نے دانت پیسے۔ وہ اپنی کہتے جا چکی تھی۔

فرقان یہ لڑکی حد سے بڑھ رہی ہے۔۔ "وہ اپنی چسیر پر بیٹھا۔" وہ تب بھا بھی کے پاس تھی جب اپنے اپنے نہیں رہے تھے۔ اب وہ حد میں " رہے یاں بڑھے فرق نہیں پڑتا۔ "خیام کو چپ لگی۔ جانی بھی اندر پسا تھا۔ پری کا تو اسے علم تھا موسیٰ کے پاس ہے مگر الیگزینڈر کا تو علم ہی نہیں تھا وہ کہاں ہے۔ مافیہ کاکنگ غائب تھا

پری کی طرف سے وہ اب فکر مند نہیں تھا۔ وہ موسیٰ کی بیوی تھی۔ ویسے بھی موسیٰ اس کی بہت کثیر کرتا۔ خیال تھا تو الیگزینڈر کا۔۔

ہارون بھی روز اس سے الیگزینڈر کا پوچھتا۔ جس کے جواب میں وہ بس ناں میں سر ہلا دیتا۔

مومنہ تو اس روز کی چپ تھی۔ مگر وہ الیگزینڈر کے معاملے میں الجھا ہوا تھا اس کی سن ہی نہیں پار ہا تھا۔ نہ ہی اپنی کہہ پار ہا تھا۔ شام کو کھانا ٹیبل پر سجا کر وہ خود کمرے میں بند ہو جاتی۔ جیسے ہی وکمرے میں جاتا وہ سوئی ہوئی ملتی۔ صبح بھی کھانا بنا کر ان کے اٹھنے سے پہلے وہ جم چلی جاتی۔ جہاں جانے کا اسے وقت نہیں مل رہا تھا۔

وہ ہارون کی پڑھائی میں مدد کر رہی تھی۔ ہارون بھی ماں کا اترا چہرہ دیکھ ادا اس تھا۔

مومنہ آپ ادا اس اچھی نہیں لگتیں۔ "مومنہ ادا سی سا مسکرائی۔۔۔" میں کل سے ہاسپٹل جانے کا سوچ رہی ہوں۔ تمہارے واپس آنے پر شاید "نہ ملوں۔ کھانا بنا کر رکھ دیا کروں گیں۔ کھا لینا کرنا یاد سے۔" مومنہ نے اس کا ماتھا چوما۔

وہ مومنہ کے گلے لگ گیا۔

آپ بابا سے ناراض ہیں؟؟؟ "وہ تلخ سا ہنسی۔"

نہیں۔ "وہ مطمئن ہوا۔"

تمہارے باپ سے ناراض ہونے کا حق نہیں رہا میرا۔ شاید دوسروں کی "غلطیوں کی سزا دینے کے لیے نکاح کیا تھا اس نے مجھ سے۔" وہ ہارون کو ساتھ لگائے اپنی سوچاں میں گم تھی۔

اپنے بابا کو بھی بتا دینا۔ میں ڈرائیور کے ساتھ شایان کا پتا لینے جا رہی ہوں۔ "وہ آج ڈسچارج ہو گیا ہے۔" ہارون کا سکول کا کام تھا۔ وہ نہیں جاسکتا تھا۔ مومنہ اکیلی ہی ڈرائیور کے ساتھ چلی گئی۔ پیچھے ہارون نے ماں کا ادا سی بھرا روپ دیکھا۔

موسیٰ اس سب کی وجہ تم ہو۔ نہ توپری کو ساتھ لے جاتے اور نہ ہی بابا ماما "میں لڑائی ہوتی۔ ہر مسئلہ کی وجہ تم ہی ہو۔" غصے سے اسے سوچتے وہ اپنا ہی سکیچ بک خراب کر چکا تھا۔

ہوش میں آتے موسیٰ کے کھاتے میں ایک اور غلطی لکھی۔ اس کے ساتھ ہی
دوبارہ بنانے لگا۔ پہلے تو مومنہ نے مدد کر دی۔ اب اسے اکیلے ہی سب کرنا
تھا۔

^^^

وہ خاصا خوش تھا۔ تھوڑے فاصلے پر گاڑی چلاتے وہ ادھے گھنٹے سے ان کے
پیچھے تھا۔ وہ تو اتنے دنوں سے اس کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اور آج وہ
نکلی تھی۔۔

منسا کا ایڈمیشن ہو گیا تھا۔ مائیگرین کے ڈاکو منٹس اس نے جمع کروادے تھے۔
بس اب اسے یہاں سپرزدینے تھے۔ باقی کلاسز تو اس کی پوری تھی۔ جن
میں اسے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ اب وہ شان کے ساتھ کیفے جا رہی تھی۔ اسے
بھوک لگی تھی۔۔

وہ دونوں ساتھ بیٹھے آرڈر کرنے کے بعد لیل کے بارے میں ہی باتیں کر
رہے تھے۔

میری اور جو رجیا کی دوستی ہو گئی۔ "وہ خوش تھی۔"

اور میری بحث۔۔ "برامنہ بنایا۔ اس کا ذکر پسند نہیں آیا تھا۔"

کیوں؟؟؟ "پھر شان نے اسے سب بتا دیا"

وہ ہنستے دوہری ہو رہی تھی۔ وہیں کچھ فاصلے پر بیٹھا وہ اس معصوم حسن کو دیکھ

رہا تھا جو خاصا کم سن بھی تھا۔ ہنستے مسکراتے اس کے سفید رنگ میں گھلتی

سرخیاں کافی بھائی تھیں اس کی نظروں کو۔

Asian beauty....

روُضی۔۔۔

زیر لب کہا۔ جبکہ وہ مسکراہٹ قابو کرنے کے چکر میں پھر مسکرا دی۔ جس

پر شان اسے گھور رہا تھا۔



موسیٰ... "بے چین سی آواز ابھری۔"

وہ ہلنے سے بھی قاصر تھی۔ ذرا سی مزاحمت بھی نہیں کر پار ہی تھی۔ اس پر جھکا و جو اس کی گردن میں کاٹتے اسے سسکنے پر مجبور کر رہا تھا۔

اس کے دونوں ہاتھ پہلے ہی اس ستم گر کے قابو میں تھے۔ پری انکھیں میچے اس کی شدتیں سہہ رہی تھی۔

اچانک وہ پری کو ہوش میں آتے دیکھ اوپر ہوا۔ اس کو دیکھا جو انکھیں میچے پڑی تھی۔

موسیٰ بغیر کچھ کہے واپس سر اس کی گردن میں رکھ دیا۔ اب وہ نرمی سے چومنے لگا۔ پری اس کی نعمی پر انکھیں کھولیں۔ ایک ہاتھ اس کے بالوں میں الجھایا۔ دوسرا اس کے کندھے کے گرد رکھا۔

اچانک موسیٰ اس کی گردن سے ماس کو دانتوں میں بھرا۔ وہ سسکتی موسیٰ کے بال کھینچ گئی۔ دوسرے ہاتھ کے ناخن اس کے کندھوں میں کھبودیے۔

سوری۔۔ "معافی مانگتے اب وہ وہاں مرہم رکھ رہا تھا۔ اپنے ہونٹوں سے۔"

پری اس کے بالوں میں اپنے ہاتھوں کی پکڑ ڈھیلی کی۔ حلق تر کرتے اسے دیکھا جو کچھ ٹھیک نہیں تھا۔

موسیٰ کیا ہوا؟؟ سب ٹھیک ہے نا؟؟؟.. "اس کے سوال پر موسیٰ اس کے ساتھ بیڈ پر چت لیٹ گیا۔

پری فوراً اسے شرٹ درست کرتے اس کے سینے پر ہوئی۔ وہ واقعی ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔

بے چینی سی ہو رہی ہے مجھے۔ ریڈ سے بات کرنی ہے پر۔۔ "وہ جیسے بے بس ہوا۔

تو تم کال کر لو۔ "موسیٰ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا۔ وہ ادھی اس کے سینے پر"

پڑی تھی۔ اس کے سینے پر کہنی ٹکائے اس پر سر رکھے۔

"نہیں کر سکتا۔ مجبوری ہے۔"

کیوں کیا مجبوری ہے؟؟؟ "غصے سے ہو چھا۔"

نہیں بتا سکتا۔ مگر کال نہیں کر سکتا میں۔ "وہ جیسے بے بس تھا۔"

تو پھر بے چین بھی مت ہو۔ "پری اسے گھور رہی تھی۔ جس کا رنگ سرخ" سے پیلا پڑ رہا تھا۔ اور یہ سارا پچھلے کچھ دنوں سے کھانا نہ کھانے اور نیند نہ لینے کا کمال تھا۔ یہ بے چینی پچھلے چند دنوں سے اس پر حاوی تھی۔ جس کا ذکر وہ
اج کر رہا تھا۔

میری بے چینی کا حل تمہارے پاس ہے۔ "پری کے ہونٹ مسلتے کہا۔ وہ"
موسیٰ کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔

موسیٰ تم ریڈ سے مل آؤ۔ میرے پاس حادثہ اور بیلا ہیں۔ "موسیٰ نے کچھ"
نہیں کہا۔ بس اسے دیکھتا رہا۔

نہیں جاسکتا۔ ایک ماہ تک ہم دونوں یہ کٹیج نہیں چھوڑ سکتے وائیٹ۔ میں"
نے وعدہ کیا ہے۔ ماما کی قسم کھائی ہے۔ مگر نہیں سکتا۔ "بے بسی کی انتہا پر وہ
اس وقت کھڑا تھا۔

تمہاری بے چینی یوں نہیں جائے گی۔ تم جانتے ہو میں حل نہیں ہوں۔"

مجھے تم سلا کر خود باہر چلے جاتے ہو۔ زبردستی کھانا کھلا کر خود نہیں کھاتے۔

موسیٰ اس طرح تم ٹھیک نہیں رہو گے۔" اسے موسیٰ کی فکر تھی۔

میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ فکر مت کرو۔ ایک ہفتہ گزر گیا۔ باقی تین ہفتے ہیں"

بس۔ وہ بھی گزر جائیں گیں۔" وہ خود جانتا تھا یہ گزرے گیں کیسے۔ مگر

ابھی پری کو بے فکر کرنے لگا۔

گھڑ سواری پر چلو گی؟؟؟۔" موسیٰ ہاتھ پھیلائے پوچھا"

تم وہاں بھی یوں ہی رہو گے۔" اٹھتے اس کے ہونٹوں کا بوسہ لیا۔ وہ پھر"

بھی اسے یوں ہی پریشان نظروں سے دیکھتی رہی۔

نہیں رہوں گا۔ تم چلو۔۔" موسیٰ اسے ساتھ باہر لے آیا۔"

کون سا گھوڑا؟؟؟۔" موسیٰ اسے اصطبل میں لے آیا۔"

تیز بہادر۔۔۔" موسیٰ اس کے نام پر ناں میں سر ہلاتے اس گھوڑے کو"

کھولا۔

وہ دونوں ہی اس پر سوار ہوئے۔ پری خوشی سے بازو موسیٰ کے بازوؤں کے گرد باندھ گئی۔ وہ مسکرایا وہ خوش ہے۔ ورنہ چند دنوں سے موسیٰ کو دیکھ وہ بھی پریشان ہی رہتی۔ وہ نہیں چاہتا تھا اس کا اثر ان کے بے بی پر پڑے۔۔۔ پری کھلکھلاتے کافی خوش تھی۔

موسیٰ اسے ایک درخت سے سیب اتار کر دیا۔ اس نے منہ بناتے منع کر دیا۔ مجھے یہ نہیں کھانا۔ "موسیٰ مسکراتے اس کی بائیٹ لی۔"

اب کھاؤ۔۔۔ "موسیٰ واپس اسے پکڑا یا۔ منہ بناتے وہیں سے دانتوں سے" کتر ا جہاں موسیٰ نے کاٹا تھا۔

منہ کے ڈیزائن بناتے مشکل سے سیب کھایا۔

پتا نہیں ریڈ کیسے کھا لیتی ہیں؟؟؟ "موسیٰ سے پوچھا جس نے سیب لیتے تین" سے چار بائیٹز میں وہ سارا ختم کر دیا۔ وہ تو دیکھتی رہ گئی۔

ایسے۔۔۔۔ "پری نے اسے گھورا۔"

بکھر۔۔۔"اس کی سپیڈ دیکھتے نہ القاب دیا۔ وہ مسکراتے اسی جھرنے کے"
پاس اتر۔

پری خوشی سے وہی منظر پھر دیکھنے لگی۔

اج موسیٰ اسے وہیں پاس میں بنے قدرتی باغ کی طرف بھی لے آیا۔ وہاں
پھولوں اور ان کے رنگوں کو دیکھ اس کی آنکھیں کھل گئیں۔
موسیٰ اسے دیکھ اپنی بے چینی چھپانے لگا۔ وہ اپنی وجہ سے پری کو تکلیف میں
نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

ویسے بھی اس کی عمر بہت کم تھی اور پھر پرگننسی۔۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا اس کی صحت ذرا بھی کوئی مسئلہ کرے۔ اس نے دائی اماں
سے بات کرتے کھانا بدل دیا تھا۔ اب وہ موسیٰ کی بتائی چیزیں ہی کھاتی۔ وہ
بھی وہ خود بناتا۔ بس کبھی بیلا بنادیتی۔ جو ہریل اداس سی لان میں بیٹھی ہوتی۔
پری موسیٰ کی غیر موجودگی میں اس سے اچھی خاصی دوستی کر لی تھی۔ لیکن
اس دوستی میں باتیں صرف پری کرتی۔ بیلا بس خاموشی سے اس کی باتیں

سنتی رہتی۔ وہ ناجانے خود کہاں ہوتی۔ پری نے ایک دفہ موسیٰ سے بیلا کے شوہر کا ذکر کرنا چاہا مگر موسیٰ نے ٹوک دیا۔

اس کے بعد کبھی پری ایک دوسرے کی باتوں کے دوران کسی تیسرے کو درمیان میں نہیں لاسکی۔ چاہے وہ بیلا ہو یاں حارث۔۔۔

پری کو اکثر اپنے ماما بابا یاد آتے مگر یہاں بیلا سے باتیں کرتے وہ انہیں بھول جاتی۔ پھر موسیٰ بھی ہر وقت اس کے پاس ہوتا۔ اسے اور کیا چاہیے تھا۔ موسیٰ تو اس کی بچپن کی محبت تھا۔ جواب عشق کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ وہ پہلی معافیہ کوین تھی جس نے معافیہ کنگ کو خود سے شادی اور محبت پر مجبور کیا۔

وہ اچھے سے جانتی تھی موسیٰ نے اس سے نکاح کیوں کیا تھا بس موسیٰ کو تنگ بھی تو کرنا ہوتا۔ جو وہ خوب کرتی اور پورے دل سے کرتی۔

بہت برے ہیں آپ کے سکندر!!!....."سرگوشیاں سی کی جا رہی تھیں۔"
جنہیں وہ سن رہی تھی۔ اندر ہل چل سی مچی ہوئی تھی۔

کم تو آپ بھی نہیں ہیں۔!!!..."منہ بنا کر کہتے اس کا ہاتھ تھاما۔"
موسیٰ یہاں ہوتا تو اب تک سکندر انکل کی اس حرکت کی سزا نہیں سنا چکا"
ہوتا۔"وہ یقیناً اس ہو رہی تھی۔

ابھی تو میں آئی تھی اور اب سب!!!..."بات ادھوری چھوڑ دی۔"
نئی آنے والی پری کا ہی خیال کر لیں۔ میں تو اس کا نام بھی سوچا ہے۔"لیل"
کی انگلیوں سے کھیلنے ایک نظر مشین کی طرف بھی تھی۔
نام بتاؤں؟؟.."تجسس سے پوچھا۔ جیسے وہ سن رہی ہو۔"
جانیا اعظم....."مسکراہٹ ہی انوکھی تھی۔"

پیارا نام ہے ناں؟؟مجھے پتا ہے۔مجھے بہت پسند آیا تھا۔"وہ کافی خوش"
تھی۔ وہیں وہ بھی بے ہوشی میں ہی اس نام پر مسکرائی مگر وہ دیکھنے سے قاصر
رہ گئی۔

میں ابھی آئی۔۔ "آرام سے اس کا ہاتھ واپس بیڈ پر رکھتے وہ چلی گئی۔"

کچھ دیر بعد یوں بیڈ پر لیٹے لیٹے ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔ مگر جلد ہی کھل بھی گئیں۔ کسی کے جارحانہ لمس نے اسے برے طریقے سے اٹھا دیا۔

سکندر!!!... "ہونٹوں سے آواز نکلی۔ اس نے غور نہیں کیا۔"

وہ اپنی وائٹ روز کو سبق سیکھا رہا تھا۔ جو وہ اپنی من مانیوں میں اتنا آگے نکل آئی۔

الیگزینڈر اس کے ہونٹوں پر جھکاشت بھرے لمس چھڑ رہا تھا۔ اس کا نچلا ہونٹ اچھا خاصا زخمی ہو چکا تھا مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔ وہ سکون سے اس کی سانسیں پیتے جیسے کسی سزا کا مستحمل تھا۔

لیل کے دونوں ہاتھ اٹھتے اب اس کے کندھوں پر آپڑے۔ مضبوطی سے اس کے کندھوں کو دبو چے وہ اسے پیچھے کرنا چاہ رہی تھی۔

الیگزینڈر اس کے ہونٹ کو دانتوں میں دبا کر کھینچا۔ وہ سسکی بھرتے لمبی سانسیں لینے لگی۔ الیگزینڈر جھکتے اب اس کی گردن پر جا بجا لمس چھوڑ رہا تھا۔

دانتوں سے کاٹتے وہ اسے اچھا خاصا بے بس کر چکا تھا۔

سکندر!!!... "ہچکی بھرتے اسے ہکارا جو مدہوش ہو چکا تھا۔"

کیا حاکت بنالی ہے آپ نے اپنی۔ جانتی ہیں مجھے پھر بھی۔ جانتی ہیں کتنا "شر ت پسند ہوں میں۔ پھر کیوں کیا یہ سب؟؟ وہ لڑکی آپ کے کپڑے بدلتی ہوگی!! مجھے یہ سوچ کر کچھ ہو رہا ہے۔ اس وجود کو چھونے کا حق صرف میرا ہے۔ پھر کیسے کوئی یہ حماقت؟؟.." لیل کراہی۔ وہ غصے سے لیل کی گال پر دانتوں سے نشان بنا چکا تھا۔

سکندر میں۔۔ "کچھ بولنا چاہا مگر وہ لیل کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اسے "خاموش کروا گیا۔

جانتی ہیں پریگنٹ ہیں آپ۔ پھر بھی یہ حرکت کی؟؟ کیا کہا تھا میں نے؟؟" واپس آؤں گا۔ ہر صور آؤں گا۔ پھر میرے الفاظ پر یقین نہیں تھا جو یہ حالت بنالی۔ میری بیٹی کی جان بھی مشکل میں ڈالنے پر تلی ہیں۔ "لیل میری بیٹی کے الفاظ پر انکھیں کھولیں۔

غصے سے اس کی گال پر دانت گاڑھے۔ اسے فرق نہیں پڑا۔ وہ لیل کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے سہارا دیے رہا۔

یہ سفید جوڑا کیوں پہنا آپ نے؟؟؟... "اچانک ہی اس کی نظر پڑی تھی۔"
الیگزینڈر غصے سے اس کی شرٹ کا گریبان پکڑ کر اسے پھاڑ دیتا اچانک لیل
نے اسے چیختے روکنا چاہا۔

سکندر نو۔۔۔۔۔ "وہ چیخی۔ اس کے ساتھ ہی آس پاس دیکھا۔ وہاں کوئی"
نہیں تھا۔

وہ سفید جوڑے میں ہی تھی مگر الیگزینڈر پاس نہیں تھا۔ وہاں ہر طرف
مشینیں تھیں۔

وہ بیڈ سے اٹھی۔ پاؤں نیچے رکھنا کچھ مشکل لگ رہا تھا۔ وہ پچھلے ایک ہفتے سے
یوں چیدپر ہی تو تھی۔ پاؤں سن ہو چکے تھے۔ لڑکھڑانے سے پہلے ہی وہ
سنجھل گئی۔

اپنے وجود پر سفید جوڑا دیکھ الیگزینڈر کی اس رنگ سے ناپسندیدگی کا خیال آیا۔
فوراً ڈے اگے بڑھتے الماری سے لائٹ گرین کلر کا جوڑا نکالا۔
وہ لیتے واشروم میں گھس گئی۔ اچھے سے اپنے وجود سے ان دوائیوں اور
مشینوں کی بونکالتے وہ باہر آئی۔ بالوں کو یوں ہی پشت پر کھلا چھوڑ دیا۔
اس سے یہ سنبھالے نہیں جا رہے تھے۔ بازوؤں میں درد اٹھ رہا تھا۔ اسے
فلحال کچھ یاد نہیں تھا۔

بالوں کو کنگھا کرتے وہ ہلکان ہوئی۔ مگر بال سیدھے ہو ہی گئے۔ انہیں کیچر
میں قید کرتے حجاب پکڑتے سر پر اوڑھا۔ ایک نظر آئینے میں نظر آتے اپنے
وجود پر ڈالی۔ کچھ کمزور سا معلوم ہو رہا تھا۔
وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتے باہر آئی۔ وہاں ہر طرف ویرانا تھا۔ جیسے چڑیا پنکھ
بھی نہ مارتی ہو۔

منہا؟؟؟.. "اس نے پکارا۔ اس کے خیال سے منہا یہاں ہی تھی۔ منہا تو"
نہیں آئی مگر اور کسی نے بھی اس کی آواز نہیں سنی۔

وہ سیڑھیاں اترتے نیچے آئی۔ وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔

ڈرائنگ روم کا دروازہ بند تھا۔ ٹرانسپیرنٹ دروازے کی وجہ سے اندر بیٹھے سب نظر آرہے تھے۔ وہ وہیں آگئی۔

ہاتھ بٹھاتے دروازہ کھولا ہی تھا کہ سب نے پلٹتے اسے دیکھا۔ وہ ان کے دیکھنے کے انداز پر الجھی۔

میم!!! "اس کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔"

رومہ؟؟؟ "تم سب یہاں... "وہ اٹھتے لیل کے پاس آئی۔"

میں خود بیٹھ جاؤں گیں۔ "ان کے سہارا دینے پر کہتے وہ خود ہی بیٹھ گئی۔"

جور جینا کی نظروں میں شکر بھرے تاثرات تھے۔ ٹینا خود حیرت زدہ تھی۔

منسا تو ابھی شان کے ساتھ سکول گئی تھی۔ ورنہ وہ پہلے بیٹھی لیل سے باتیں

ہی کر رہی تھی۔

رومہ پانی دینا پلیز۔۔ "جور جینا خود ہی اسے گلاس میں پانی ڈال کر دیا۔"

تم سب مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟؟ اور منہا کہاں ہے؟؟.. "اس کے" سوال پر سب نے نظریں ہٹاتے جھکالیں۔

میم منہا شایان کے ساتھ چلی گئی۔ "جور جینا ہی بولی۔"

جور جیا تم دونوں یہاں؟؟ پہلے تو میرے کہنے پر بھی کبھی نہیں آئیں.. "" لیل ان سب لڑکیوں سے واقف تھی۔ اور ان سے تو الیگزینڈر نے خود ملوایا تھا

جی۔ ضروری تھا۔ "اس نے پوری بات نہیں بتائی۔"

ٹینا!!.. "وہ فوراً حرکت میں آئی۔"

میم پلیز چیک کرنے دیں۔۔ "جور جیا نے منت کی۔"

ٹینا لیل کی پلز ریٹ، ہارٹ بیٹ ڈب چیک کرنے لگی۔ اب سب ہی نارمل تھا۔

ہو گئی تسلی؟؟.. "اس نے مسکراتے ہاں میں سر ہلایا۔"

اچھا منہا کب گئی؟؟۔ "وہ یقیناً سمجھ نہیں پار ہی تھی۔"

شایا سر یہاں آئے تھے ان کے ساتھ ہی چلی گئیں۔ "لیل نے اچھا والے"
تاثرات دیے۔

رومہ تم کب سے یہاں ہو۔ اور میری بہو بھی۔۔ "ہانیہ مسکراتے ان کے"
گلے ملی۔ الیگزینڈر یہاں ہوتا تو یہ ملاپ نہیں کرنے دیتا۔
میم آپ پر حملہ ہوا تھا۔ "جور جینا جیسے یاد کروایا تھا۔۔"
ہاں لیکن اب میں ٹھیک ہوں۔ "جور جینا اسے دیکھا جسے سب یاد تھا وہ پھر"
بھی ایسے بیہوش کر رہی تھی۔

میم عمر سر آئے ہیں۔۔ "گارڈ کی کال پر وہ لیل سے ڈور ہوئی۔ انہیں بھیج دو"
کہتے وہ واپس لیل کے پاس آئی۔

اسلام و علیکم بھا بھی !!!۔۔ "عمر کو وہ دروازے پر لینے گئی۔ دروازہ اس کے"
بغری اوپن نہیں ہوتا۔

وا علیکم اسلام۔ آجاؤ عمر۔۔ "وہ مسکراتے سامنے پڑے صوفے پر بیٹھا۔۔"

وہیں پیچھے شایان اور منہا تھے۔ وہ دونوں لیل کو دیکھ حیران ہوئے۔ عمر خود
شاک ہوا مگر تاثرات سنبھال گیا۔

ریڈ!!!.. "شاک سے کہتے وہ بغیر خیال کیے آکر لیل سے ملا۔ لیل اس"
کے بالوں میں ہاتھ چلایا جو اس کے کندھے پر سر رکھے نا جانے کیوں ادا اس ہو
گیا تھا۔

آپ کو کب ہوش آیا؟؟؟.. "اس کے سوال پر لیل مسکرا دی۔"
ابھی۔ منسا کی باتوں پر۔ ابھی نا جانے کہاں گئی۔ "وہ مسکرا دیا۔ اس کے"
سکول جانے کا بتاتے وہ وہیں بیٹھا رہا۔

منہا آگے آکر لیل سے ملی۔ وہ شاک کی کیفیت سے نکل آئی تھی عمر ٹینا سے
لیل کی حالت ڈسکس کر رہا تھا۔ جو رجینا ان کی باتیں سننے لگی۔
موسیٰ کا پتا چلا کہ نہیں؟؟؟. "آہستہ سے پوچھا۔ کوئی سن نہ لے۔"

نہ۔ کام پک کرتا ہے موسیٰ۔ کیسے ممکن تھا کوئی جان جائے۔ "لیل"
مسکرائی۔ موسیٰ سے بات کرنے کو جی چاہا مگر اس کا فون آف تھا۔ وہ ٹرائے
کر چکی تھی۔

وہ لوگ بیٹھے ہی تھے جب فرقان وہاں آیا۔ وہ لوگ آج کسی لوکیشن پر نہیں
جاسکے تھے۔ تو وہ آج لیل کو دیکھنے آگیا۔ یہاں آکر اسے سر پر انز ہی ملا تھا۔
بھابھی؟؟؟..."خوشی انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔ لیل اس کے"
تاثرات دیکھ اسے گھورا۔ وہ مسکراتے سیدھا ہو گیا۔

کھانا منگو اور جیا۔ یہ سب کھانا کھا کر جائیں گیں۔ "اس کے حکم کی تکمیل"
ہوئی۔ فوراً اسے کھانا آگیا۔ لیل سربراہی کر سی پر بیٹھی خود فروٹ سیلڈ کھا
رہی تھی۔ جو جو جینا بنا کر لائی تھی۔

وہ سب لیل کو دیکھ خوش تھے۔ لیل کے ایک طرف منہا تو دوسری طرف
شایان تھا۔ منہا لیل سے باتیں کر رہی تھی۔ جن کا جواب وہ خش اسلوبی سے
دے رہی تھی۔

فرقان رومہ کو تو ساتھ لے جاؤ۔۔ "لیل اسے اکیلا جاتے دیکھ ٹوکا۔"

بھابھی آپ کے پاس پھر۔۔۔ "وہ اٹکا۔"

میرے پاس سکندر ہے۔ تم لے جاؤ انہیں ساتھ۔ "وہ سب پریشان"
ہوئے۔ اب لیل کی دماغی حالت کا اندازہ اس کی باتوں سے ہی لگایا جاسکتا تھا۔
جو عمر اور ٹینا لگا رہے تھے۔

ہاں فرقان تم لے جاؤ۔ "عمر کے ہامی بھرنے پے وہ یس کہتے کچھ دیر بیٹھ"
گیا۔

بھابھی منسا کو تو چھوڑ جائیں؟؟؟ "عمر نے سوال کیا۔ انکھیں اسے جانچ رہی"
تھیں۔

نہیں۔ میرے پاس جو رجینا اور ٹینا ہیں۔ سکندر کے آنے تک یہ دونوں"
یہاں ہی رہیں گیں۔ "مطلب وہ جانتی تھی سکندر ابھی نہیں آئے گا۔ عمر
نے کچھ شکر کیا۔

بھابھی آپ کو معلوم ہے اس دن کیا ہوا تھا؟؟؟۔ "عمر کچھ محتاط انداز سے"
پوچھ رہا تھا۔

عمر مجھے سب یاد ہے۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ اب اگر تم نے مجھے یوں تنگ
کیا تو میں الیگزینڈر کو شکایت لگاؤں گیں۔ "وہ اس کے بے تکے سوالوں سے
تنگ آئی۔ وہیں اب منہا بولی۔ جس کی کسی کو امید نہیں تھی۔۔

ماسی انکھیں کھولیں اور دیکھیں۔ آپ کا سکندر کہیں نہیں ہے۔ وہ مرچکا"
ہے۔ آپ کو اس کی لاش تک نہیں مل سکتی۔۔ "وہ چیخی تھی جبکہ اٹے ہاتھ کا
تھپڑ اس کے منہ پر پڑا تھا۔ وہ دوہری ہوتے دور جا گری۔ تھپڑ مارنے والا
شایان تھا۔ جواب اسے سرخ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔
وہیں لیل بے ہوش ہوتے پیچھے کو گر گئی۔

شایان نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھتے جو رجینا کو لیل کو اٹھانے کا کہا۔
اگر ریڈ کو کچھ ہوا تو اپنی خیر منالینا۔۔ "وارن کرتے وہ اندر سے کسی اچھی"
خبر کے آنے کی امید میں تھا۔۔

سب ٹھیک ہے شایان۔ بس سٹریں سے بے ہوش ہو گئیں۔ ابھی ان کی "حالت اتنی بہتر نہیں۔ مگر جلد ٹھیک ہو جائیں گیں۔" شایان نے شکر کیا۔ اب وہ منہا کی طرف پلٹا تھا۔ جو اسے اور جو رجینا کو گھور رہی تھی۔ کیا سمجھتی ہو تم خود کو؟؟ ہاں بولو اب؟؟... بہت ہی کوئی بڑی مظلوم ہو "تم؟؟ تو ایسا کچھ نہیں ہے۔ جس جس شخص نے زیادتی کی تھی تمہارے ساتھ تم بدلہ لے چکی ہو۔ خیام انکل کو روتے اپنی داستان سنائی۔ انہیں منی ہارٹ اٹیک ہوا۔ ہاسپٹل میں ایڈمٹ رہے وہ۔ ابھی ان کی جان کو ایک ذرا سے جھٹکے سے بھی خطرہ تھا۔ وہ جو کبھی کبھی تمہیں اگنور کر جاتے تھے ان کو سزا مل گئی۔ تم نے خود دی۔ باقی بچی ریڈ!!! تو ریڈ کو بھی اپنی باتوں سے تم دوبارہ موت کے منہ میں دھکیل چکی ہو۔ پہلے انہیں اکیلا چھوڑ کر۔ یہ جاننے کے باوجود انہیں پینک اٹیک اتے ہیں۔ تم انہیں چھوڑ آئی۔" منہا نے روتی نظروں سے اسے دیکھا۔ جو اس کے سر پر کھڑا اسے سب بتا رہا تھا۔ اور وہ سننے پر مجبور تھی۔

شایان میں تمہارے لیے انہیں چھوڑ کر آئی تھی۔ "روتے بتایا جبکہ شایان "نیچے اس کے پاس بیٹھا۔

وہ بھی اپنے الیگزینڈر کے لیے تمہیں چھوڑ کر گئی تھیں۔ تمہیں تو انہوں "نے خیام انکل کو سونپا تھا۔ تم تو انہیں ایک بند اندھیرے کمرے کو سونپ کر آ گئی۔ "وہ سفاک بنا تھا۔

وہ تمہیں کسی پل اکیلا نہیں چھوڑتیں مجھے کال کرتے تمہارے ساتھ رویہ "نرم رکھنے کا کہا۔ وعدہ کیا وہ تمہیں میرے پاس بھیجیں گیں۔ بس مجھے صبر اور تحمل سے تمہیں سمجھانا ہے۔ مگر تم۔۔۔ "افسوس سے کہتے وہ منہا کو اسی کی نظروں میں گرا گیا۔

فرقان سر آپ جائیں۔۔۔ رومہ اور ہانیہ میم کو بھی ساتھ لے جائیں۔ "فرقان کو بھی یہ ٹھیک لگا۔ وہ ان دونوں کو لیتے چلا گیا۔ عمر اندر ٹینا کے ساتھ تھا۔

اٹھو تم بھی۔" شایان اسے بازو سے پکڑتے کھینچتے ساتھ لے گیا مگر اس نے "مزاحمت نہیں کی۔ جو رجینا نے ان کے درمیان کوئی مداخلت نہیں کی۔ وہ ویسے بھی دوسروں کے معاملات میں کم ہی بولتی تھی۔

بھا بھی ٹھیک ہیں۔ بس انہیں سٹریس نہیں دینی۔" اس نے ہاں میں گردن "ہلائی

عمر اسے مزید کچھ ہدایات دیتے چلا گیا۔ وہ چاہتا تھا منسا کو ابھی یہاں ہی رہنے دیا جائے۔ وہ لیل کو کچھ پر سکون رکھ لے گی۔ اپنی باتوں اور حرکتوں سے۔ جو رجینا بھی مداخلت نہیں کی۔ ویسے بھی یہ درست تھا۔

شایان کچھ زیادہ غصہ کر گیا۔ "ٹینا کو منہا کے ساتھ جو ہوا اس پر افسوس تھا۔" میم کی جان جاسکتی تھی۔ اگر وہ دماغ پر پریشتر لیتیں تو۔۔ "جو رجینا کو کچھ برا" نہیں لگا۔ وہ لڑکی یہ بہ ڈیزرو کرتی تھی۔

پہلے محبت نہ ملنے کا رونا۔ اور جب وہی لوگ بیمار پڑے تو انہیں چھوڑ وہ چپ چاپ نکل گئی۔

اسے بس محبتیں چاہیں۔ اور جو اسے محبت نہیں دے سکتا وہ اسے چھوڑ دیتی " ہے۔ خیام سر تب تک ٹھیک تھے جب تم محبت دی۔ جیسے ہی انہوں نے کچھ سختی برتی وہ برے ہو گئے۔ لیل میم تب تک اچھی تھیں جب تک ٹھیک تھیں۔ جیسے ہی وہ بیڈ سے لگیں وہ انہیں چھوڑ گئی۔ مڑ کر حال تھ نہیں پوچھا ٹھیک سے۔ سب خود غرض ہیں یہاں۔ اپنے ہی اپنوں کے دشمن ہیں۔ " دکھ سے کہتے وہ اندر لیل کو دیکھنے چلی گئی۔

ٹینا کو بھوک لگی تھی تو کھانا کھانے آگئی۔ ساتھ ہی گارڈز کو بھی کھانا بھیجا۔ گارڈز خود کچھ نہیں کھا سکتے تھے۔ انہیں کھانا اندر سے ہی بھیجا جاتا۔ باہر کا پانی تک ان کے لیے حرام تھا۔ جو رجینا ہر معاملہ میں احتیاط برت رہی تھی۔

وہ نہیں چاہتی تھی کوئی بھی ان گارڈز کو کچھ ایسا کھلا دے جو ان کے حق میں
برا ہو۔ اور وہ لوگ اندر آسکیں۔ اس لیے ہر طرف سے محتاط رہنا ضروری
تھا۔ جو وہ رہ بھی رہی تھی۔۔

بلیک کنگ لوٹ آؤ۔ تمہاری وائیٹ روز تمہاری دوری برداشت نہیں کر "
سکے گی۔" جو رجینا کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔ الفاظ یوں تھے جیسے لیل کے
ہوں۔

اس نے مڑتے بیڈ پر لیٹی لیل کو دیکھا۔ وہ نیند کی آغوش میں تھی۔ وہ چلتے اس
کے پاس آئی۔

عشق کی معراج چھو چکی ہیں آپ۔ نا جانے کیوں پھر بھی غلط لوگوں میں "
محبتیں تقسیم کرتی رہتی ہیں۔ انہیں محبت دیتی ہیں جو آستین میں پلتے سانپوں
جیسے ہیں۔ موقع ملتے ہی ڈس لینے سے بعض نہیں آتے۔" سرگوشی کرتے
وہ لیل کا چہرہ دیکھنے لگی۔ جیسے کچھ پڑھنا چاہ رہی ہو۔ کچھ کو جھ رہی ہو اس کے
چہرے میں سے۔۔ مگر ملنا ناممکن تھا۔

خیام کی کال آتے دیکھ فرقان نے اٹینڈ کر لی۔

کہاں ہو؟؟؟۔ "سیدھا سوال کیا۔"

گھر جا رہی ہوں۔ "وہ کچھ ادا اس ساتھ۔"

تمہیں تو ریڈ مینشن جانا تھا؟؟؟۔ "وہ الجھا۔"

ہاں۔ وہی سے ہو کر آیا ہوں۔ رومہ اور ہانی ساتھ ہیں۔ "وہ سمجھ نہیں سکا۔"

تو بھابھی کے پاس کون ہے؟؟؟۔ "فرقان سوچنے لگا اسے بتادے کہ نہیں۔"

جور جینا اور ٹینا۔ "مختصر نام بتائے۔"

میں انعم کو وہاں چھوڑا ہوں۔ بھابھی ہوش میں نہیں ہیں۔ کوئی تو اپنا ان

کے پاس ہو۔ "وہ پریشان سا بولا۔"

بھابھی اب ٹھیک ہیں۔ ہوش آچکا ہے انہیں۔ وہ کسی کو پاس رکھنے کو تیار

نہیں۔ سوائے ان دونوں بیگانہ لڑکیوں کے۔ اپنوں پر ان کا اپنا یقین بھی نہیں

رہا۔ "فرقان کی بات نے خیام کو شرمندہ کر دیا تھا۔"

وہ مزید کچھ کہے بغیر کال کاٹ گیا۔ ہانیہ پیچھے لیٹی ہی سوچکی تھی۔

رومہ نے فرقان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دیا۔ وہ اسے انکھیں جھپکتے پر سکون کرنے لگا۔ جو اس کی وجہ سے پریشان تھی۔

فرقان سیدھا گھر آیا۔

فرقان گاڑی کھڑی کرنے لگا۔ رومہ ہانیہ کو اٹھاتے کمرے میں لے گئی۔

اسے اس کے بکمرے میں لیٹاتے وہ فرقان کے پاس آئی۔ وہ بیٹھا جوتا اتار رہا

تھا۔ رومہ اس کے جوتے لے کر شوریک میں رکھتے واپس آئی۔

اس کے پاس بیٹھتے اس کے ہاتھ تھامے۔ وہ کچھ پریشان تھا۔

الیکزینڈر سر کا کچھ معلوم ہوا؟؟؟.. اس کے سوال پر فرقان نے چہرہ اس کی

گردن میں چھپا لیا۔

نہیں۔۔۔۔ "وہ اس کی گردن پر ہونٹ رکھے جیسے کسی غم کو بھلا ناچاہ رہا"

تھا۔

سب ٹھیک ہو جائے گا۔" رومہ نے یقین سدا لایا۔ اس کا جی چاہا اس بات پر "یقین کر لے۔"

رومہ ہاتھ بڑھاتے اس کے بال سہلائے۔ وہ چند منٹ یوں ہی رہا۔ پھر رومہ سے دور ہو گیا۔

تم سو جاؤ۔ مجھے کچھ کام کرنا ہے۔" نرمی سے اس کے ہونٹ چومتے وہ دور "ہو گیا۔ رومہ بیڈ پر لیٹتے اسے سامنے کا وچ پر بیٹھا کام کرتے دیکھنے لگی۔ اسے یوں کام کرتے دیکھ اس کی نا جانے کب آنکھ لگ گئی۔

فرقان ان دس جگہ کے بارے میں انفارمیشن نکالنے لگا۔ جانے سے پہلے وہ انہیں ایک دفہ چیک کر لینا چاہتا تھا۔ بعد میں کوئی مسئلہ نہ ہو اس لیے۔۔ بولو؟؟؟۔۔" مصروف سا جواب آیا۔"

کیا کر رہے ہو؟؟؟۔" ان دونوں کو سکون نہیں تھا۔۔"

کل جہاں جانا ہے لوکیشن چیک کر رہا ہو۔" ساتھ ہی کام بھی جاری تھا"

میں نے دیکھ لیا۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کھنڈر جگہ ہیں۔ وہاں الیگزینڈر کے " ہونے کے امکان بھی ہیں۔ پہلے بھی ایڈورڈ پر ایک دفہ حملہ ہوا تھا۔ تب وہ انہیں جگہ پر چھپا تھا۔ "تو مطلب وہ اسی لیے ان جگہ کا نام لائی تھی۔۔

اوکے۔۔ "کہتے ہی اس نے لیپ ٹاپ اف کیا۔"
کیا ہوا؟؟؟۔ "سوال کافی دیر بعد آیا"

مجھے الیگزینڈر کی بہت یاد آرہی ہے۔ "کہتے ہی آواز کی نمی چھپائی۔ یہ جانے " بغیر وہاں وہ بھی بے آواز آنسوؤں بہا رہا ہے۔

مجھے وہاں سے نکالا تھا الیگزینڈر نے۔ ایک ڈرپوک انسان کو جینے کی وجہ " دی۔ مجھے اپنی باتوں سے حوصلہ دیا۔ اور میں اسے موت کے منہ میں دھکیل کر بھی نہیں جان سکا۔ اس میں میرا بھی ہاتھ ہے۔ "فرقان نے اسے بولنے دیا۔

ہم سب گناہ گار ہے جنید۔۔ "اس نے پہلی دفہ اس کا پورا نام لیا تھا۔۔"

اس نے کہا تھا کچھ گڑ بڑ ہے۔ میں پھر بھی ضد کرتے دبئی گھومنے گیا۔ مجھے " نہیں جانا چاہیے تھا۔ " شدید افسوس تھا اسے۔

میرے خون سے برائی کا ہر قطرہ نکالا تھا اس نے۔ ڈرگ سپلائی کرتا تھا میں " لوگوں کو۔۔ اور اسی کے خون کے قطرے بے مول ہوتے رہے اور ہمیں خبر تک نہیں تھی۔ " وہ افسوس سے زیادہ دکھ تھا۔ خود کے بے خبر رہ جانے کا جس نے بھی یہ کیا میں اسے موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ " اس کے لہجے " میں جنون تھا۔

جنید پہلے الیگزینڈر کو ڈھونڈنا ہے۔ بھا بھی کو ہوش آچکا ہے۔ وہ نہ ملا تو وہ " پھر ویسی ہو جائیں گیں۔ " اسے لیل کی بھی فکر تھی۔

بھا بھی کو ہوش آگیا؟؟؟.. " وہ حیرت میں تھا۔۔ "۔

ہاں۔ اور منہا کی کارستانی کی وجہ سے پھر سٹریس میں چلی گئیں۔ " اسے " منہا کی اس حرکت پر شدید افسوس تھا۔

پھر وہ اسے سب بتاتے چلا گیا۔ جانی کو بھی افسوس ہوا۔۔

منہا کو ان سے دور رکھو۔ چاہے وہ جیسا بھی سمجھے۔ "بے لچک لہجہ تھا۔"

فرقان کو بھی یہ ہی درست لگا۔

اچھا میں اب کچھ کام کر لو۔ "جانی نے خود پر قابو پایا۔"

فرقان نے بھی کال کاٹ دی۔

اس نے پلٹتے ایک نظر اپنی بیوی کو دیکھا۔ جس کے جاب سٹارٹ کرنے کا

اسے اپنے بیٹے سے علم ہوا تھا۔

وہ سو نہ رہی ہوتی تو شاید وہ اسے اٹھا دیتا۔ وہ ایک نظر بے بسی سے مومنہ کے

سوئے وجود ہر ڈالتے اٹھا۔

اسے الیگزینڈر کے دشمنوں کی لسٹ بنانی تھی۔ جنہیں اس کی وجہ سے ذاتی

نقصان پہنچا ہو۔ کسی کی جان یاں فیملی کو۔۔۔

وہیں اس کے جانے کے بعد مومنہ نے سراٹھایا۔ وہ لائبریری جا چکا تھا۔

مومنہ کی انکھیں لبالب پانی سے بھری ہوئی تھیں۔ ابھی وہ مزید روتی جب

موبائل کی نوٹیفیکیشن ٹون پر اس نے فون اٹھایا۔

امید ہے آپ کل مجھے ملیں گیں۔ وہیں جہاں کل ملاقات ہوئی تھی۔ کچھ "سچ ہے جن سے پردہ اٹھانا چاہتا ہو۔ آپ کے لیے وہ راز جاننا بہت ضروری ہیں۔" اس نے میسج پڑھتے موبائل اوندھ دیا۔

وہ اس راز کو بھی جان جاتی جو اسے صبح معلوم ہونا تھا مگر ابھی جانی کے بغیر بلائے اٹھ کر چلے جانے کا دکھ زیادہ تھا

میں نے صرف اپنی بیٹی کی خوشی چاہی تھی۔ آپ نے تو مجھے گناہ گار ہی بنا دیا۔ "دکھ سے کہتے وہ پھر ہچکیوں سے رونے لگی۔ مگر یہاں اس کی ہچکیاں سننے والا کوئی نہیں تھا اور جو تھا وہ اس وقت انتہائی مصروف تھا۔ کسی محسن کو بچانے کے لیے جدوجہد میں مصروف۔۔۔



شایان خاموشی سے ڈرائیو کرتا رہا۔ وقفے وقفے سے منہا کی سسکیاں گونجتی رہیں مگر اس نے پرواہ نہیں کی۔ ابھی وہ اس کی پرواہ کرنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اسے اپنے پہلے والے گھر لاتے اس نے جھٹکے سے گاڑی روکی۔ وہ جگہ ویسی ہی تھی۔ شایان اسے بازو سے گھسیٹتے اندر لے گیا۔ منہا بھی مزاحمت نہیں کی۔

ایک روز پہلے بھی وہ یوں غصے میں ہی اسے ساتھ لایا تھا۔ تب منہا بے ہوش تھی مگر آج مکمل ہوش و ہواس میں تھی۔ اسے لا کر اپنے کمرے میں بیڈ پر پٹختے وہ باکوں میں انگلیاں چلاتے خود کو پرسکون کرنے لگا۔

شایان میں بس ماسی کوچ.... "اس کی بات درمیان میں ہی رہ گئی۔ شایان" نے واڑا اٹھاتے سامنے ڈریسنگ ٹیبل کے دروازے پے دے مارا۔ وہ چکنا چور ہو کر نیچے گرا۔ وہ سہمی تھی شایان کے غصے سے۔

تمہیں کس نے کہا تھا انہیں سچ بتانے کو؟؟؟ جو اتنے دنوں سے ان کا خیال " رکھ رہے تھے وہ مر نہیں گئے تھے۔ " منہا کی سسکی گونجی مگر اس نے پرواہ نہیں کی۔

اس لیے چاہتی تھی الیگزینڈر ریڈ سے علیحدہ ہو جائے؟؟ تاکہ تم بھی انہیں " الگ کر دو۔ بدلہ لینا چاہتی تھی ان سے؟ بتاؤ مجھے؟؟؟۔ " شایان نے پاس آتے اسے بازو سے تھامتے اپنے روبرو کیا۔

بتاؤ!!!!!!.. " وہ پھر چیخا۔ "

منہا کو لگا اس کے کان کے پردے پھٹ چکے ہیں۔ شایان نے پرواہ نہ کرتے اس کی کہنی سے پکڑتے اسے بیڈ سے نیچے اتارا۔ اب وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔

جانتی تھی تم انہیں تمہاری ضرورت ہے پھر کیوں نہیں ٹھہری ان "

کے پاس؟؟؟ صرف سچ ورنہ ابھی طلاق دے کر فارغ کر دوں گا اور کوئی مجھے
روک بھی نہیں سکتا۔۔۔" انداز میں بلا کی سفاکی تھی۔ منہا پر تو قیامت ٹوٹی
تھی۔ مگر اسے پرواہ کہاں تھی۔

بتاؤ ورنہ میری ضد سے تم واقف ہو۔ محبت اتنی بھی سر نہیں چڑی کہ "
تمہارے بغیر سانس ہی نہ لے سکوں۔۔۔" منہا اس کی طرف پھٹی نظروں
سے دیکھ رہی تھی۔ اس کا انداز بتا رہا تھا وہ طلاق دینے سے بھی بعض نہیں
آئے گا۔۔

مجھے تمہاری فکر تھی۔ میں باقی سب بھول گئی۔ شایان پلیر طلاق مت دینا۔"
میں مرجاؤں گیں۔۔۔" وہ گڑ گڑائی۔ شایان کے تاثرات نہیں بدلے۔ وہ
مزید وضاحت چاہتا تھا۔۔

تمہیں گولی لگی ہے بس اس خیال سے میں وہاں سے بھاگ نکلی۔ میں نے "
اور کچھ سوچا ہی نہیں۔ میرا دماغ ہی کام نہیں کر رہا تھا۔" شایان اسے بالکل
بھی نہیں ٹوکا۔

بعد میں تو میں ٹھیک ہو گیا تھا۔ پھر کیوں نہیں گئی ریڈ کے پاس؟؟؟۔"

اسے اس سوال کا جواب بھی ابھی چاہیے تھا۔

میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی وہ ویسے بھی بے ہوش تھیں۔ انہیں"

ہوش الیگزینڈر ہی دلا سکتا تھا۔ بے ہوشی میں انہیں میری ضرورت نہیں

تھی۔ "اس کے دلائل شایان کو اس سے نفرت پر مجبور کر رہے تھے۔

بے ہوشی میں انہیں تمہاری ضرورت نہیں تھا یاں تمہیں ان کی ضرورت"

نہیں تھی۔ تمہیں تو جیتی جاگتی سانس لیتی ہنستی مسکراتی چاہیے تھیں۔ جو تم

سے محبت کریں۔ تمہارا خیال رکھیں۔ تمہیں وہ لیل چاہیے ہی نہیں تھی

جس کا خیال تمہیں رکھنا پڑے۔ پھر ان سے کیسے سوال و جواب تھے اس

دن؟؟؟... "شایان کے سوال اسے شرمندہ نہیں کر سکے تھے۔

میں نے انہیں کٹھڑے میں کھڑا نہیں کیا تھا۔ بس الیگزینڈر سے سوال کیے"

تھے۔ "اس نے جیسے صفائی دی۔

کیوں کھڑا کیا تھا؟؟ تمہیں تو ان سے محبت ہی نہیں پھر صرف ضد کے چلتے " تم انہیں پاس چاہتی تھی؟؟۔ شایان کو شک ہی تو لگا تھا۔ وہ لڑکی اس حد تک چلی گئی۔

ہاں ہے میری ضد۔ اب سے نہیں بچپن سے۔ جو میرا ہے وہ صرف میرا " ہے۔ ماسی میری تھیں۔ انہیں میرے پاس ہونا چاہیے تھا۔ الیگزینڈر کے پاس نہیں۔ انہیں الیگزینڈر کے ساتھ ہنسنے مسکرا نے کا کوئی حق نہیں۔ میں ان کے کبھی نہ شادی کرنے کے فیصلے سے خوش تھی۔ وہ کبھی نہ شادی کرتیں۔ صرف میری بن کر رہتیں۔ یہ الیگزینڈر نا جانے کہاں سے آگیا۔ وہ نہیں آتا تو ماسی صرف میری رہتیں۔ "وہ کوئی سائیکو ہی لگی شایان کو۔ شایان نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔ اور اگر انہیں شدا د لے جاتا تو؟؟؟ اس نے جانے کس رو میں بہتے یہ سوال " پوچھ لیا۔

مجھے صرف الیگزینڈر سے مسئلہ ہے۔ اس نے یہ کیوں کہا ماسی مجھ اس سے "

زیادہ اسے چاہتی ہیں۔ وہ صرف مجھے چاہتی ہیں۔ ان کے لیے ساری دنیا

صرف میں ہونی چاہیے۔ اگر انہوں نے مجھے بیٹی بنایا تھا تو انہیں کسی سے

شادی کرنے یاں بچہ پیدا کرنے کا حق نہیں تھا۔ پھر کیوں کی انہوں نے

شادی؟؟؟ چکمہ دے کر پاکستان سے بھاگ جاتیں۔ مجھے ساتھ لے جاتیں۔

نانو اور ماما کو چھوڑ جاتیں۔ ہم دونوں الگ دنیا بسا لیتے۔۔۔ "شایان کو یقین

نہیں آرہا تھا یہ لڑکی وہی ہے جس سے اس نے محبت کی۔

اور اگر شہزاد تمہاری نانو اور ماما کو مار دیتا؟؟؟۔ "وہ اس کی بے رحمی کی حد "

جاننا چاہتا تھا۔

میری بلا سے سب مر جاتے مگر ماسی صرف میری رہتیں۔ اس موسیٰ اور "

الیگزینڈر کی نہ ہوتیں۔ "ان دونوں کا نام لیتے اس کے لہجے میں حقارت سی

تھی۔

موسیٰ تو تمہیں اچھا لگنے لگا تھا اور الیگزینڈر بھی؟؟؟۔ 'یہ سوال پوچھتے اس' کے لہجے میں بے یقینی تھی۔

ارے نہیں ہیں دونوں اچھے۔ مجھے چڑ ہے ان دونوں کے مسکراتے چہروں سے۔ اس لمحوں سے جب وہ ماسی کے پاس ہوتے ہیں۔ اچھا تھا اب ماسی بھی اکیلی رہتیں۔ انہیں علم ہوتا اکیلا ہونا کیسا ہے۔ الیگزینڈر مرجائے گا تو انہیں مزید اچھے سے معلوم ہو گا۔۔ "وہ بڑ بڑا رہی تھی۔

شایان پیچھے گرنے لگا۔ یہ تو کوئی اور ہی لڑکی تھی۔ یہ انسان تو نہیں تھی۔ یہ تو ایک شیطان تھی۔ جسے کسی پر ذرا برابر رحم بھی نہیں تھا۔

ماسی جب الیگزینڈر کے گھر میری پکار پر دوڑی چلی آئیں مجھے بہت خوشی " ہوئی۔ میری آنکھوں میں فتح کے رنگ تھے۔ الیگزینڈر ہار گیا تھا۔ مگر ان کو چوٹ لگ گئی۔ مجھے برا لگا مگر میں خوش تھی۔ میری محبت میں انہیں یہ بھی علم نہیں ہوا انہیں چوٹ لگ گئی ہے۔ بس ایسی محبتیں ہی تو چاہتی ہوں میں۔

بے لوث محبتیں۔ ہر وقت مجھے خود سے قریب تر رکھیں۔ میرے لیے سب قربان کر دیں۔۔ "وہ شایان پر آشکار ہو رہی تھی۔

تم انتہائی خود غرض ہو۔۔ "شایان نے دھیمی سی آواز میں کہا۔ وہ مسکرائی۔ "تمہارے معاملے میں بھی ایسی ہی خود غرض ہو۔ اگر تم نے مجھے چھوڑا تو "تمہیں مار دوں گیں۔ مگر تمہیں کسی کو نہیں دوں گیں۔۔ کسی کو بھی نہیں۔۔ "وہ کوئی سائیکو لگی اسے۔

شایان وہیں کھڑا رہ گیا۔ وہ باتھ روم میں چلی گئی۔ شایان کو ہوش آیا تھا لڑکھڑاتے قدموں سے وہ دوسرے کمرے میں آ گیا۔

یہ منہا نہیں ہو سکتی؟؟؟ یہ کون ہے؟؟.. 'اس کے ہونٹوں پر بس یہ ہی الفاظ "تھے۔۔

اس کے لیے یقین مشکل تھا۔

وہ لڑکی بچپن سے لیل کو اپنی ملکیت سمجھتی رہی۔ اس نے بچپن سے سوچ رکھا تھا لیل صرف اس کی ہوگی۔

اسے محبت نہیں چاہیے تھی۔ اسے غلام چاہیے تھے جو اسے محبتیں تو دیں مگر معاوضہ نہ لیں۔ ان کے زندہ یاں مردہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا بس وہ اسی کے ہوں۔ اسے بے لوث محبت دیں اور دیتے ہی رہیں۔

وہ گنگتے فرش ہو رہی تھی۔ بغیر جانے وہ اپنی دماغ حالت کسی پر بہت اچھے سے آشکار کر چکی ہے۔

شایان کے لیے یقین مشکل تھا اس کے نکاح میں ایک سائیکو لڑکی ہے۔ جو کسی کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ کسی کو بھی مار سکتی ہے۔ کسی کی بھی جان لے سکتی ہے۔ کسی کو بھی چوٹ پہنچا سکتی ہے۔ صرف اپنی انا کی تسکین کے لیے۔ اپنی ضد پوری کرنے کے لیے۔

اسے لگا اسے موسیٰ کی بات مان لینی چاہیے تھی۔ پہلی دفہ محبت کا یہ انتخاب اسے غلط لگا۔ یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ بالکل بھی نہیں۔

وہ اپنے بالوں کو ہاتھ میں پکڑے کھینچنے لگا۔ اسے چین ہی نہیں پڑ رہا تھا۔

وہ شاور کھولے اس کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ اس کے دماغ کی نسیں جیسے پھول
رہی تھیں۔ وہ جیسے ابھی پھٹ کر تمام قصہ تمام کر دیں گیں۔

^^^

منسا شان کے ساتھ چند پل گزارتے واپس گھرائی۔ اس کا استقبال پھر سے بے
ہوش لیل نے ہی کیا تھا۔ یہ جاننے پر لیل کو ہوش آیا تھا وہ بہت خوش ہوئی۔
اس کے پاس بیٹھے وہ پھر سے باتیں کرنے لگی۔

ان کی زبانی لیل کی دوبار ا بے ہوشی کی وجہ سنتے وہ ادا اس ہوئی۔ مگر یہ ادا سی
جلد نہیں چل سکیں۔ انہوں نے لیل کے ہونٹوں سے نکلتے جوا لفاظ بتائے
تھے وہ لیل کو واپس زندگی کی طرف لانے کا موجب بنتے۔

منسا شان کو واپس بھیج دیا تھا۔ یہاں اس وقت ٹینا ہی تھی۔ جو رجینا کسی کام
سے گئی تھی۔

الیکزینڈر کی زبان پر یقین نہیں آپ کو۔ بہت بری بات ہے۔ بلیک کنگ کی " نہ سہی اپنے ایلک کی بات پر یقین رکھیں۔ " لیل سے یوں باتیں کرنے لگی جیسے وہ ٹھیک ہو۔ صحیح سلامت اس کے سامنے بیٹھی باتیں سن رہی ہو۔ مجھے تو پورا یقین ہے۔ اس لیے دیکھیں کیسے جم کے کھا رہی ہوں۔ " خوشی " سے پلیٹ بھی دیکھائی۔

ویسے مجھے علم ہوا تھا ایلک بچپن میں بھی بہت شرارتی تھے۔ آپ کو محبت " بھری نظروں سے دیکھتے تھے اہممم۔۔ " وہ مسکرائی۔

جب واپس ایسے نہ سب سے پہلے موسیٰ کی پٹائی کریں گیں جو نا جانے کہاں " بھاگ گیا۔ جب آپ کو ضرورت ہے تب یہاں ہے ہی نہیں۔ اجائے ایک دفہ اپنی وچ کے ساتھ واپس۔ اسے تو میں نے اندر نہیں گھسنے دینا۔ " اسے موسیٰ پر غصہ تھا جو وہ نکال رہی تھی۔

سب برے ہیں۔ بس الیگزینڈر کے سامنے اچھے بنتے ہیں۔ ویسے اب آپ "انہیں ایلک کیوں نہیں کہتیں؟؟ سکندر بھی اچھا ہے مگر ایلک زیادہ اچھا لگتا ہے۔" کہتے لب دبا گئی۔

اداسی کی طرف جاتی گفتگو کو وہ واپس مسکراہٹوں کی طرف موڑ لائی تھی۔ ویسے وہ بہت بے وقوف بناتے رہے ہیں آپ کو۔ مجھے بالکل بھی اچھا نہیں "لگتا۔ آپ بھی بے ہوشی کی نیند کا بہانہ بنا کر انہیں بے وقوف بنانا۔ اچھا لگے گا۔" وہ خوش ہو گئی۔

ٹینا کے "میم کو سونے دو۔ اب ان کے آرام کا وقت ہے کہنے پر وہ اٹھ گئی۔ لیل کا ہاتھ تھکتے وہ باہر چلی گئی۔ ٹینا وہیں صوفے پر نیم دراز ہوتے لیل پر نظریں ٹکائے رہی۔

جب تک جو رجینا واپس نہیں آ جاتی اسے یوں ہی اٹھے رہنا تھا۔ وہیں منسا داس سی اپنے کمرے میں بیٹھی چاکلیٹ کھا رہی تھی۔ کیونکہ یہاں لیل نہیں تھی۔ جواب ہر وقت چاکلیٹ کھ کر انہیں ختم کر ہی کر دیتی۔ فریج

چاکلیٹ سے بھری تھی مگر کھانے والی فل وقت گہری نیند میں۔ جو نا جانے
کب ٹوٹی۔

^^^

اگلے روز جانی مومنہ کے اٹھنے سے پہلے ہی کام پر چلا گیا۔ ہارون بھی سکول جا
چکا تھا۔ اسے ان دونوں کے کھانے کی فکر ہوئی۔ رات سوچوں کے گرداب
میں پھنسی وہ کافی دیر بعد سوئی تو صبح وقت پر اٹھ نہ سکی۔ اس کے دل میں
ندامت کا ایک خیال سا کودا۔

جسے دل میں سموئے ہی وہ ہاسپٹل جانے کے لیے تیار ہونے لگی۔ ڈرائیور
گاڑی کے ساتھ تیار کھڑا تھا۔ اس کے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کر
دی۔ ان کے پیچھے ہی گارڈز کی ایک گاڑی تھی۔ جس کے متعلق مومنہ کو
معلوم نہیں تھا۔ مگر جانی ان حالات میں مزید کسی کی جان کا رسک نہیں لے
سکتا تھا۔

ہاسپٹل کے سامنے گاڑی رکتے ہی اس نے سوچوں کا خیر آباد کہہ دیا۔ گارڈز
کے دروازہ کھولنے پر وہ نیچے اتری۔ اسے واپسی کا وقت بتاتے وہ اندر بڑھی۔
بغیر جانے وہ ڈرائیور بمع گارڈز یہاں ہی رہے گا۔ اس کی حفاظت کے
لیے۔۔۔

وہ اندر اپنے کیمین میں جانے کے بجائے پیشنٹ روم میں آگئی۔ وہ وہیں لیٹا
تھا۔ اپنی عمر سے کچھ زیادہ ہی جوان لگتا۔ بوڑھا تو وہ پہلے بھی نہیں لگا تھا۔
کیسے ہیں؟؟؟ "انگلش میں بات کرتے وہ اس کی رپورٹس دیکھنے لگی۔"
بلکل ٹھیک۔ امید نہیں تھی تم آؤ گی۔ خیر امید تو یہ بھی نہیں تھی تم پھر"
کبھی مجھے ملو گی۔ "مومنہ کچھ نہیں بولی۔

آپ نے کچھ بتانے کے لیے بلایا تھا غالباً۔۔۔ "مومنہ مزید اس کی وارفتگی"
بھری نظریں برداشت نہ کر سکی۔۔

وہی تو بتانا ہے تمہیں اتنے سالوں سے۔ پہلے چند سیکنڈ دیکھ تو لینے دو۔ ""
مومنہ کے چہرے پے سختی چھائی۔ وہ اب نادان بچی نہیں تھی۔ دو بچوں کی

ماں تھی۔ نظروں کا مفہوم اور باتوں میں چھپے مطلب اچھے سے سمجھ سکتی تھی۔

شاید آپ کے پاس فضول ہانکنے کا بہت وقت ہے۔ مگر مجھے اپنے مریض " دیکھنے ہیں۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ " کہتے ہی رپورٹس واپس رکھتے اس نے بیگ اٹھایا۔ جب وہ شخص جلدی سے اس کا ہاتھ تھام گیا۔ مومنہ جھٹکے سے اپنا بازو کھینچتے اسے گھورا۔

شاید آپ بھول رہے ہیں میں کس کی ملکیت ہوں۔ اپنے ساتھ ہوئی پہلی " کروائی آپ بھولے تو نہیں ہوں گیں۔ " وہ کھل کر مسکرایا۔ اسی کا تو بدلہ لینا ہے مجھے۔ " دل میں سوچتے ہو نوٹوں پر گہری مسکراہٹ " تھی۔

ویسے شوہر کا اتنا زعم نہیں کرتے۔ شوہر بھی وہ جو مافیہ کا حصہ ہو۔ عورتوں " کو بیچنے کا کاروبار کرتا ہوا اور ناجانے کس کس کو ڈر گز بیچتا ہو۔ " مومنہ کی آنکھوں میں سرخی ابھری۔

بکواس کرنے کے لیے بلایا تھا تو میرے پاس وقت نہیں۔ اللہ حافظ۔۔ "وہ"
کہتے ہی مڑ گئی۔ مگر اس کے ہونٹوں سے نکلتے اگلے الفاظ نے اس کے قدم جکڑ
لیے تھے۔

وہ وہیں سن ہو گئی۔ اس کی باتیں ناقابل قبول ہو کر بھی ناقابل یقین نہیں
تھیں۔ ان کی سچائی سے کچھ حد تک وہ واقف تھی۔

وہ کتنی دیر اس کی بولتی زبان سے نکلتے الفاظ سنتی رہی۔ پھر بغیر کچھ کہے باہر
نکل آئی۔ کسی کو کال ملاتے بس اس کے ہونٹوں سے دو لفظ نکلے تھے۔

صرف ہاں یاں ناں میں جواب دیں۔۔ "اور وہیں اس شخص کے الفاظ نے"
بھی اس کی بے یقینی پر یقین کی مہر لگا دی۔ وہ لڑکھڑا کر گرنے لگی۔ مگر کسی
ساتھی عملے نے اسے تھام لیا۔

وہ بغیر اسے دیکھے، شکریہ کہے یوں ہی باہر آئی۔ ڈرائیور وہیں کھڑا تھا۔

گھر لے چلو۔۔ "اس کے حکم پر وہ حیران تو ہوا مگر جانی کو میسج کرتے بتا دیا۔"
وہ خود کھڑکی سے باہر کسی غیر مرکزی نقطے کو گھور رہی تھی۔ جس کا اسے
یقین نہیں تھا۔

یہاں ہی ٹھہرو۔۔ "وہ وہیں گاڑی کھڑی کرتے رک گئے۔ مومنہ اندر"
گئی۔ دراز سے کچھ نکالتے بیگ میں رکھا۔ اس کے ہونٹوں پر صرف سختی
تھی۔

یوں ہی اس چیز کو بیگ میں رکھے وہ باہر آئی۔ ڈرائیور کو گاڑی سٹارٹ کرنے
کا کہتے جانی کو کال ملائی۔

کہاں ہیں آپ؟؟؟.. "جانی حیران تو ہوا مگر اسے افسس کا ایڈریس بتا دیا۔ وہ تو"
عمر کی کالزدیکہ کر بھی حیران تھا مگر اس سے بات کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔
وہ اس وقت خیام اور فرقان کے ساتھ لوکیشن چیک کرنے آئے تھے۔ ابھی
واپس لوٹے۔۔

مومنہ نے بغیر کوئی جواب دیے کال کاٹی۔ ڈرائیور کو افیس کے رستے کا بتاتے
وہ سرخ نظروں سے اپنے ماضی کو سوچنے لگی۔ وہ ماضی جس میں وہ خوش
تھی، بہاریں ہر وقت ان پر چھائی رہتیں۔

وہ اپنی سائیڈ کادر وازہ کھولتے نیچے اتری۔ ڈرائیور کو نیچے اترنے کا موقع تک
نہیں دیا۔

وہ گارڈز کو بغیر چیکنگ کروائے اندر چلی گئی۔ ویسے بھی گارڈز اس سے واقف
تھے۔

وہ اندر آتے جانی کے کبین کی طرف جاتی جب وہ اسے رستے میں مل گیا۔
خیریت تھی تم اج یہاں آئی؟؟؟۔ "عمر کو کال کو اگنور کرتے سوال کیا۔"
ہاں۔ بس کچھ پوچھنا تھا۔ "جانی اس کے لہجے پر حیران ہوا۔"

مومنہ کیا ہوا ہے اور تم اس انداز میں کیوں بات کر رہی ہو؟؟؟ "اسے یہ"
انداز ہضم نہیں ہوا۔

کچھ بھی نہیں ہوا۔ مجھے آپ بتائیں جو میں پوچھتی ہوں۔ "کہتے ہی وہ دو" قدم اس کے پاس آئی۔

اپنے شوہر کے بارے میں جاننا نہیں چاہو گی؟؟ ارے وہی شوہر جو قاتل بھی ہے۔ تمہارے اپنے باپ کا قاتل۔۔۔ لاش دیکھی تھی اپنے باپ کی۔ بے دردہ بھولی تو نہیں ہو گی تمہیں جو تمہارے باپ کی لاش پر دیکھائی گی۔۔۔ کبھی سوچا نہیں تمہارا شوہر آخر اس تنگ گلی میں لینے کیا آیا تھا۔۔۔ "اس کے کانوں میں بیڈ پر پڑے اس شخص کی آواز گرج رہی تھی۔

میرے بابا کو کیوں مارا تھا؟؟؟.. "یہ سوال پوچھتے اس کے لہجے میں اذیت تھی۔

پوچھو اپنے بھائی سے کس بات کا بدلہ لینے کے لیے ہیر کو ٹارچر کیا؟؟؟ کس "فیملی کو اجاڑنے کا بدلہ تھا وہ؟؟؟ پوچھو اس سے کیا تمہارا شوہر قاتل نہیں تمہارے باپ کا، تمہاری ہنستی مسکراتی فیملی کا؟؟؟..." ان آوازوں پر اس کی

انکھیں سرخ ہو چکی تھی۔ بیگ سے گن نکالتے وہ اپنے سامنے کھڑے جانی پر
تانے اس سے سوال جواب کرن رہی تھی۔

مومنہ میں تمہیں سب!... "عمر کوئی صفائی دینا چاہتا تھا۔ اس کے ہاں یاں"
ناں کی بات پر جلدی سے ہاں کہا تھا۔ اور وہیں وہ کال کاٹ گئی۔
آنکھوں کی سرخی بڑھی۔ ایک سرخ لکیر کا اضافہ ہوا۔ دماغ کی نسیں پھولنے
لگیں۔ وہ جیسے ٹوٹ گئی ہو۔

اگر قاتل ہوا تو کیا سزا دوگی؟؟۔ معاف کر دوگی؟؟۔ اپنے باپ کو بے دردی "
سے مارنے والے کو؟؟۔ بخش دوگی اسے؟؟۔ یاں بدلہ لو گئی؟؟۔ اس کی جان لے
کر۔ جیسے اس نے تمہیں تکلیف دی تم اس کو دوگی۔۔ "مومنہ کی سماعت میں
وہ آواز زہر بن کر گھل رہی تھیں۔ جس پر وہ نہ چاہتے بھی عمل کرنے کا سوچ
چکی تھی۔

مومنہ کس نے کی ہے یہ بکو اس؟؟؟۔ "وہ چیخا جب مومنہ گن لوڈ کرتے اس" کی طرف پوائنٹ کی۔ وہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ اج ان آنکھوں میں صرف نفرت اور بدلہ تھا۔

میرے بابا کی موت کے وقت تم وہاں تھے کہ نہیں؟؟؟۔ "سوال پھر دہرایا" گیا۔

ہاں میں تھا مگر میں نے انہیں نہ۔۔۔۔۔ "الفاظ جانی کے منہ میں ہی رہ گئے۔" خون اس کے ہونٹوں سے ابل کر باہر نکلا تھا۔ گولی کی آواز پر کیمین میں بیٹھے خیام اور فرقان بھی باہر ایسے۔ سامنے کا منظر دیکھ وہ پتھر کے ہو گئے۔ وہیں باہر عمر کی گاڑی رکی۔ وہ یقیناً مومنہ کی باتوں کے چلتے وہاں آیا تھا۔ وہ سارے رستے بھی بے خبری سے جانی کو کال کرتے مومنہ کے متعلق بتانے کی کوشش کرتا رہا مگر اس نے کال کی پک نہیں کی۔ اور جب تک وہ پہنچا جانی کو گولی لگ چکی تھی۔ سیدھا سینے کے درمیان۔۔

جانی نے سینے پر ہاتھ رکھتا اسے سامنے کیا۔ وہاں خون لگا تھا۔ اس نے ایک زخمی نظر مومنہ پر ڈالی۔ اپنا دھوڑا جملہ مکمل کرنے کو لب کھولے۔

مگر میں نے انہیں نہیں مارا تھا۔ "کہتے ہی وہ نیچے گر گیا۔ ان سب کو ہوش " آیا تھا۔ مومنہ آنکھوں میں آنسوؤں لیے وہیں کھڑی تھی۔

جانی !!!... "عمر چیختے اس کی طرف بڑھا۔ خیام اور فرقان بھی اس کی " طرف بڑھے۔

بھائی اپ اسے نہیں چھوئیں گیں۔ یہ قاتل ہے ہماری فیملی کا۔ بابا کا۔ ہماری " خوشیوں کا۔ "وہ عمر کو دیکھتے چیخنی جو اس کے پاس نیچے بیٹھا تھا۔

مومنہ دعا کرو وہ بچ جائے۔ ورنہ میں کبھی تمہاری شکل بھی نہیں دیکھوں " گا۔ "غصے سے سخت انداز میں کہتے اس کے بازوؤں اور ماتھے کی رگیں پھولی ہوئی تھیں۔ یقیناً وہ اپنا غصہ قابو کر رہا تھا۔

خیام اور فرقان نے ایک سخت نظر مومنہ پر ڈالی۔ ابھی وہ اسے مجھ نہیں کہہ سکتے تھے۔ ان کے چہرے کے تاثرات سخت ترین تھے۔ جیسے ابھی مومنہ

کی گردن پکڑتے موڑ دیں گیں۔ اس سے ماضی کا حساب لیں گیں مگر وہ یہ نہیں کر سکے۔ سب باتوں کو جھٹکتے وہ اسے بازوؤں میں اٹھاتے گاڑی کی طرف دوڑے۔ ان کے پیچھے ہی گارڈز بھی تھے۔

خیام اور فرقان اسے گاڑی میں ڈال چکے تھے۔ عمر بھی ان کے پیچھے ہی بھاگا۔ جانی خود بے ہوش ہو چکا تھا۔

مومنہ وہیں بیٹھی رہ گئی۔ اس کو کوئی گلٹ نہیں تھا۔ اس نے اپنے باپ کی موت کا بدلہ لیا تھا۔ اس کے سر پر بس خون سوار تھا۔ ابھی وہ کسی ماضی کے حوالے کو نہیں سننا چاہتی تھی۔

آئیں میں آپ کو گھر چھوڑ دوں؟؟؟۔ "ایک لڑکی کے کہنے پر وہ فوراً سے "ہاتھ کھڑے کر گئی۔

دور۔ ہاتھ بھی مت لگانا مجھے۔۔ "اس کے انداز پر وہ لڑکی شر مندہ ہو گئی۔ "اس کے لہجے میں نفرت تھی۔

وہ نیچے سے اٹھتے وہ پستل تھا متے باہر آئی۔ گاڑی وہیں کھڑی تھی۔ ڈرائیور
آس پاس نہیں تھا۔ وہ خود ہی ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھی۔ اس کے انداز میں
ذرا بھی ندامت نہیں تھی۔

وہ گاڑی کو موڑتے گھر لے آئی۔ پستل واپس سائیڈ ٹیبل میں پھینکتے وہیں پڑی
نیند کی گولیاں اٹھائیں۔ ایک ساتھ پانی سے وہ گولیاں نکلتے وہ بیڈ پر اوندھے
منہ گر گئی۔

میرا بدلہ مکمل ہوا۔ "بڑ بڑاتے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہونے لگی۔"
وہیں ہو سپیٹل کے بیڈ پر لیٹا وہ شخص قہقہہ لگا کر ہنسا۔
میں نے تم سے کہا تھا۔ اگر وہ میری نہیں تو تمہاری بھی نہیں رہے گی۔ تم"
نے سنا ہی نہیں۔ "اس کے قہقہے میں جیت کا جزبہ سا تھا۔

اس ملاقات کو ایک اتفاقاً بنانے کے ایک اپنی ہڈیاں تک توڑ وانی پڑیں"
مجھے۔ ایکسیڈنٹ کا جھوٹا ناطک کرنا پڑا۔ دیکھ لو۔۔ پھر جا کر تم سپردِ خاک
ہوئے ہو۔۔ "خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔

مومنہ ہو اسپتال کی جاب سٹارٹ کرنے جا رہی تھی۔ رستے میں برے طریقے سے زخمی شخص کو دیکھ وہ رک گئی۔

گارڈز ناچاہتے ہوئے بھی اس کے حکم پر نیچے اترے۔ اس آدمی کو گاڑی میں ڈالتے ہو اسپتال لے گئے۔ یہ ہو اسپتال بی کے ٹیم کا پرسنل تھا۔ وہ یہاں پہلے بھی کام کر چکی تھی۔

اس شخص کو ایمر جنسی میں ایڈمٹ کرتے ان کی پٹیاں کرواتے وہ باہر نکلی۔ شکر ہے بچ گئے۔ "اس کے انداز پر اس کی کولیک ڈاکٹر مسکرائی۔ وہ جانتی" تھی مومنہ کتنی حساس دل ہے۔

کچھ دیر بعد مومنہ دوبارہ ان کے چیک اپ کے لیے گئی تھی۔ اب انہیں ہوش آچکا تھا۔

اب کیسے ہیں پروفیسر؟؟؟ "مومنہ انہیں پہچان گئی ہے اس بات کی خوشی" ہوئی تھی انہیں۔

“How are now professor??...”

میں نے تو سوچا تھا تم مجھے بھول گئی ہو گی۔ "وہ حقیقتاً خوش ہوئے۔"

"i thought you'd have forgotten me..."

مومنہ بس مسکرا دی۔

تم آج بھی پہلے جیسی ہو۔۔ "ان کے لہجے میں کچھ ایسا تھا جو مومنہ کو برا لگا۔"

"You are still like befor.."

میں آپ کی طبیعت کے بارے میں پوچھنے آئی تھی؟؟؟.. "مومنہ کچھ سختی"

سے پوچھا۔

"I came to ask about your health?"

وہ تو تب سے خراب ہے جب تمہارے شوہر نے یہ شہر چھوڑنے پر مجبور"

کیا۔۔ "مومنہ پر ان کی باتوں کا کچھ اثر نہیں ہوا۔

"it is bad from the day when your husband forced to leave this city.

اچھا ہی کیا تھا۔۔ "وہ انداز سے بتا گئی اسے یہ بے تکلفی پسند نہیں آئی۔"

“that was good...”

تم بہت معصوم ہو۔۔ "اس کے چہرے پے نظریں ٹکائے وہ شخص خاصا"
بے لحاظ تھا۔

“You are ver innocent...”

اسی لیے تب آپ کے ارادے نہیں سمجھ سکی تھی۔ اب الحمد للہ سے لوگ "
اور ان کی باتوں اور نظروں کے مفہوم سمجھ جاتی ہوں۔" خاصا جتنا انداز تھا۔
اسے اب سمجھائی تھی جانی نے اسے اس پروفیسر سے دور کیوں کر دیا تھا۔ اس
کے پیچھے کی وجہ بہت گہری تھی۔ جو وہ اب سمجھ چکی تھی۔

That’s why your intent could not
understand. Now, by the praise of God, I
can understand the meaning of their
words and eyes of people. “

نا سمجھ تو تم ابھی بھی ہو۔۔" وہ اسے اپنی باتوں سے زچ کرنے سے بعض " نہیں آیا۔

“You are still very foolish..”

مت بھولیں میرا شوہر ابھی اسی دماغ کا مالک ہے۔۔" انداز وار ننگ دیتا " تھا۔

“Do not forget my husband till owns the same mind.”

ویسے بھی دو بچوں کی ماں کے ساتھ فلرٹ بلکل بھی اچھا نہیں لگتا۔۔۔" جیسے جتنا چاہتی تھی وہ اپنی شادی شدہ زندگی میں خوش ہے۔

“Anyway, the flirt with two children's mother does not seem well.

اور اگر دو بچوں کی ماں سے پیار ہو تب؟؟؟.. "مومنہ اس کی ناقابل برداشت گفتگو کو انور کرتے فائلر پڑھنے لگی۔

“What if i am in love with the mother of
two child?”

چھوٹی موٹی چوٹیں ہیں جلد ٹھیک ہو جائیں گیں۔ کل تک ڈسارج کر دیا۔
جائے گا آپ کو۔ امید ہے دوبارہ ہماری ملاقات نہیں ہوگی۔۔۔۔۔ "کہتے ہی
بغیر اس کی پکاریں سننے وہ نکل گئی۔

“There are small thick injuries soon. You
will be done by the time to be done.
Hope we will not meet again..”

مومنہ اس بات ک ذکر کہیں نہیں کیا مگر اس کی طرف سے موصوم ہونے
والے ٹیکسٹ پر نہ چاہتے ہوئے بھی چلی گئی۔ اور جو وہ نہیں جانتا چاہتی تھی وہ
جاننے کے بعد وہ اور کچھ جان ہی نہیں سکی۔

جو میرا نہیں وہ تمہارا بھی نہیں ہو گا جیند عرف جانی۔۔۔۔۔ "کہتے وہ جانی کی"
موت کی خبر پر خاصا مطمئن اور خوش تھا۔

“if that is not mine, it will be not your
either Junaid also known as Jani...”

بہت وقت لگا ہے یہ سب جاننے میں۔ ایک عمر صرف ہوئی ہے میری
تمہارے بارے میں جانتے۔۔۔" وہ جیسے جتا رہا تھا۔

“it tooks very time to know about this.. i
used a couple of years of mine to know
about everything.”

بہت شوق ہے تم لوگوں کو دوسروں کی بہن بیٹیوں کو بچانے کا۔ اب اپنی
ہی بیوی کے ہاتھوں مرے ہو تو قبر تک اپن گناہ ڈھونڈ رہے ہو گے۔۔" اس
کے لہجے میں جانی کی دنیا جاڑ دینے کی خوشی تھی۔ جیت جانے کا سرور تھا۔

“you people are very fond of to save daughter and sisters of others. Now you are dead with your own wife’s hand, then you will find your sins until the grave.

میں اپنی زبان سے نہیں مکر تا۔ دیکھ لو ثابت کر دیا۔۔ "قہقہہ لگاتے وہ اندر"
والی نرس کو پریشان کر گیا۔۔

“I do not disavow from my tongue. See
proven.

آپ ڈسچارج ہو چکے ہیں۔ بل کل مسز جنید نے پے کر دیا تھا۔۔ "اس کے"
منہ سے مسز جنید سہل منتے اس کا حلق تک کڑوا ہوا۔۔

“you are discharged now. Bill has been
payed by Misses Junaid..”

اور مسٹر جینڈ کا کیا حال ہے؟؟ سنا تھا گولی لگی ہے؟؟.. "انداز افسوس والا"
تھا۔

“And what about Mr. Junaid?? I heard
he was shot??..”

نرس افسوس سے کہتے چلی گئی۔ یقیناً ان سب کے ساتھ اس کا رویہ بہت اچھا
تھا۔

"وہ نہیں رہے۔۔"

"He is no more..”

نرس کے جاتے ہی اس کے چہرے کے تاثرات غم سے خوشی میں بدلے۔
اس کے شک پر یقین کی مہر لگ گئی۔ وہ واقعی نہیں رہا تھا۔
"میں جیت گیا۔ اور مجھے میری جیت مبارک۔۔"

"i am winner and congrats me for my
win."

وہ کافی خوش تھا۔ اسی خوشی میں وہ بیڈ سے اترتے اپنے قدموں پر کھڑا ہوا۔
ایک دو جھٹکے دے کر بازو سیدھا کیا۔ پیٹی اتار کر دور پھینکی۔ ڈرپ نکالتے
اسے بھی اپنے وجود سے دور کیا۔

بغیر کسی کو بتائے وہ خاموشی سے وہاں سے نکل گیا۔

اب تمہیں میری بننے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ "یہ الفاظ اس نے اردو"
میں ادا کیے تھے۔ آواز میں صفائی نہیں تھی۔ برٹش ایکسپریس کی جھلک صاف
نظر آرہی تھی۔

وہ بغیر فکر کیے پار کنگ میں کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھتے وہاں سے نکل گیا۔
اس کا نام ریکارڈ میں نہیں تھا۔ مومنہ نے بس پروفیسر لکھوایا تھا۔ اس کے نام
سے وہ کبھی واقف ہی نہیں ہو سکی تھی۔ اور شاید ہونا بھی نہیں چاہتی تھی مگر
وہ شخص واقف کروانے پے بوند تھا۔

....



مومنہ نیند کی آغوش میں پڑی تھی جب کسی نے اسے جھنجھوڑ دیا۔ وہ ہڑبڑائی تو
ضرور مگر مشکل سے انکھیں کھولتے سامنے دیکھا۔ وہاں عمر کھڑا تھا۔ رت
جلے کی سرخی اور غصے کی خنکی وہ ایک دفہ ڈری تھی۔
اس کو ہوش آیا بھی نہیں تھا جب گھما پر ایک اٹے ہاتھ کا تھپڑ اس کے منہ پر
پڑا۔ مارنے والا اس کا جانِ عزیز بھائی تھا۔

بھالو؟؟؟.. "آواز میں بے یقینی تھی۔ اس کے چہرے پر انگلیوں کے " نشان چھپ چکے تھے۔ اس کی دائیں سائیڈ کا جبرہ بھی درد کرنے لگا۔ کیا سوچ کر گولی چلائی تھی اس پر؟؟ اور اب کتنے سکون سے اسی کے گھر " میں اسی کے کمرے میں پڑی ہو؟؟؟۔ "عمر کے تپھڑ سے زیادہ جانی کے گھر میں ہونے کی بات نے تکلیف دی۔

میرے باپ کا قاتل ہے وہ۔ آپ محبت میں باپ کا خون بھول گئے۔ میں " نہیں بھول سکی۔۔ "وہ چیخی۔ یہ اس خاموش اور نازک نظر آنے والی مومنہ سے یکسر مختلف نظر آرہی تھی۔

اس نے تمہیں بندوق تھا مناسیکھائی اور تم نے اسی پر گولی چلا دی؟؟؟.. " اس کے لہجے میں گہرا دکھ تھا۔

"ایسے نہیں ایسے تھا مو۔"

"ٹھیک سے پکڑو۔"

ایک انکھ بند کرو۔۔۔ ٹھیک سے نشانہ لو۔۔۔ شانے پر غور سے نظر"
رکھو۔۔۔ دماغ اسی طرف لگاؤ۔۔۔ شرماتے کا نہیں کہا۔" یوں ہی اس کے کانوں
میں ماضی میں کہی جانے والی جانی کی باتیں گونجیں۔ اس نے سر جھٹک دیا۔
یہ آسان تھا۔

تم میں ذرا رحمیاں ترس نہیں ہے۔ اندھیری رات میں تم پر عزت کی چادر"
اوڑھائی اس نے اور تم اس سے اسی کی سانسیں چھین گئی۔۔۔ "عمر گھرے دکھ
میں تھا۔

میرے باپ کا قاتل میرا بھی دشمن ہے۔ چاہے میرے ساتھ جتنا بھی اچھا"
رہا ہو۔۔۔ ویسے بھی مافیہ میں کام کرتا ہے وہ۔ لڑکیوں کا دھندا۔ ان کی خرید و
فرخت کا کام۔۔۔ ایسٹ شخص کامر جانا ہی بہتر ہے۔۔۔ "سفاک لہجہ اس کی
مومنہ کا نہیں تھا۔

یہ ساری خوبیاں ہمارے باپ میں تھیں۔ مرنے کا حق دار وہ تھا۔"
لڑکیا مومنہ کا کاروبار وہ کرتا تھا۔ جانی تو انہیں بچاتا تھا۔ "مومنہ استہزاء ہنسی۔

اب بیوی سے وفاداری نبھانے کو باپ پر الزام بھی لگا دیں۔ واہ۔ "وہ طنزیہ"
ہوئی تو عمر اسے بازو سے تھماتے باہر روشنی میں لے آیا۔

دماغ کا استعمال کرو اور بتاؤ کون سا غریب انسان آج تک اپنی اولاد کو لندن
بھیج سکا ہے۔ وہ بھی مہینے کے لاکھوں روپے کے ساتھ۔ کتنے کو غریب لندن
میں ڈاکٹری پڑھتے رہے ہیں؟؟؟ ہے جواب تمہارے پاس؟؟ نہیں ہوگا۔ اسی
زعم میں ہیر کو تکلیف دے چکا ہو مگر تم تو قاتل ہی بن گئی۔۔ "مومنہ
لڑکھڑائی۔ سچائی کی جھلک نظر آنے لگی تھی۔

اور اس نے نہیں الیگزینڈر نے مارا تھا بابا کو۔ جانی کو تو ترس آ رہا تھا ان کہ "
چچیں سن کر۔ وہی ترس کو تمہیں ننگے سر دیکھ کر آگیا تھا۔ مگر تم کیا جانو۔۔
تم بھی اپنے باپ جیسی نکلی۔ ظالم۔۔ "مومنہ سے نیند کی گولیوں کا اثر
اترنے لگا۔ تو دماغ نے کام کرنا شروع کیا تھا۔

خوش ہو جاؤ لے لیا بدلہ تم نے۔ چھین لیا ہارون کے سر سے باپ کا سایہ۔"
اس بچے پر ہی ترس کھلاتی۔ بارہ سال کا ہے وہ بس۔۔ خود کو بیوہ بنانے پر بھی
افسوس نہیں ہوا ہو گا۔ خوش ہو جاؤ۔۔۔" دکھ سے کہتے وہ وہیں بیٹھ گیا۔
مومنہ کی آنکھوں میں جھلملاتے موتی چمکنے لگے۔ اچانک مومنہ عمر کی
قدموں میں بیٹھی تھی۔

وہ میرے بابا کا قاتل تھا۔ وہ بابا جنہوں نے مجھ سے محبت کی۔ میری"
خوشیوں کی وجہ تھے۔ میرا گھر ویران کر دیا تھا اس نے۔ میں کیسے بخش
دیتی۔۔۔" وہ جیسے عمر کو صفائی دینے لگی۔

جن خوبیوں کی بنا پر تم جانی کو واجب القتل قرار دے چکی ہو۔ وہ خوبیاں"
ہمارے باپ میں تھیں۔ میری تعلیم اور اخراجات کے لیے انہوں نے
لڑکیاں اٹھا کر نیچی ہیں۔ ان کی بھی زندگی ہو گی۔ وہ بھی خوشیوں بھری
زندگی جینے کی خواہ ہو گئیں۔ مگر انہیں صرف رسوائی ملی۔ ان کی عزت نفس

کچل دی گئی۔ کیا اس کا حساب نہیں ہونا تھا؟؟۔ "عمر نے دھیمے لہجے میں
استفسار کیا۔ وہ کیا ہی جواب دیتی۔

انہیں لڑکیوں کی فروشی کے جرم میں اٹھایا تھا۔ ان کے سر غنہ تک پہنچنے "
کے لیے انہیں ٹارچر کرتے سچ اگلوایا تھا خیا م اور الیگزینڈر نے۔ جانی تو ترس
کھاتے باہر نکل گیا تھا۔۔ جسے تم اپنے ہاتھوں سے مارائی۔ خود کو بیوہ کر لیا۔
اپنے ہی بچوں کو یتیم کر گئی۔۔ خود پر نہیں تو ان دو بچوں پر ترس کھا لیتی۔
میری پوری بات ہی سن لیتی۔۔ "عمر نڈھال ہو چکا تھا

مومنہ اس کے گھٹنوں پر سر رکھے رونے لگی۔ اس کے پاس اب رونا تھا۔
کیا وہ واقعی؟؟۔۔۔ "آواز میں ڈر تھا۔"

ہاں۔۔۔۔ "عمر بے بسی بھرے لہجے میں کہتے جیسے تھک گیا ہو۔ وہیں "
مومنہ دھاڑیں مار کر رونے لگی۔

دروازے پر کھڑا ہارون یہ سب سن چکا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں
بھرنے لگے۔ وہ بغیر کچھ کہے پلٹ گیا۔ اپنے کمرے میں بند ہوتے وہ کمرے کا

تمنس نہس کر چکا تھا۔ گھنٹوں کے بل کمرے میں وسط میں بیٹھے وہ رونے لگا۔ آواز سے روتے وہ قد کاٹھ میں بڑا نظر آتا وہ بارہ سالہ لڑکا رو رہا تھا۔ اپنی دنیا جڑ جانے پر مگر وہ اس کا الزام کسی کے سر نہیں رکھ سکتا تھا۔ یہاں قصور وار اس کی اپنی ماں تھی۔

بچکیوں سے روتے وہ خود کے سب سے بڑے ناقابل تلافی نقصان پر رو رہا تھا۔ مگر ہر قدم پر ساتھ رہنے والا اس کا باپ آج کہیں نہیں تھا۔ اور اگر تھا بھی تو وہ اسے دیکھ نہیں پا رہا تھا۔ محسوس نہیں کر پا رہا تھا۔ جو وہ شدت سے کرنا چاہتا تھا۔

^^^

لیل کو رات بھرے سے ہوش نہیں آیا تھا۔ جو راتیں رات سے اس کے پاس تھی۔ ٹینا خود نیندیں حرام کرتے اس کے ساتھ ہی بیٹھی تھیں۔ انہیں اس وقت منہا پر شدید غصہ تھا جس کی وجہ سے لیل کی حالت پھر بگڑ گئی۔ منسا کو انہوں نے رات کو ہی آرام کرنے بھیج دیا تھا۔

اچانک جو رجینا کے فون پر نوٹیفیکیشن کی گھنٹی بجی۔ اس نے فون چیک کیا۔ وہاں پیغام پڑھتے ہی اس نے فوراً کال ملا دی۔ ٹینا اسے دیکھا جو پریشان سی نظر آنے لگی تھی۔ پریشان تو وہ پہلے بھی تھی مگر یہ اضطراب کچھ الگ اور زیادہ حیران کن تھا۔

کب؟؟؟.. "اس نے سب ایک لفظ پوچھا۔ اور اسے پورے واقع کی تفصیل سنا دی گئی۔ اس نے فون رکھتے سامنے بیٹھی ٹینا کو دیکھا۔

جنید سر کا خون ہو گیا۔ "ٹینا نے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔"

میم مومنہ نے انہیں گولی ماری۔ آفیس میں ہی سارا واقع ہوا۔ "وہ بہت پریشان تھی اور پریشانی واضح تھی۔

لیکن کیوں؟؟؟ جہاں تک مجھے معلوم ہے وہ سر سے محبت کرتی تھیں۔۔۔" انداز تفتیشی تھا۔ جیسے یقین نہ ہو۔

پتا نہیں۔ اس کی تفصیل تو صبح ہی ملے گی۔ "وہ کندھے اچکا گئی۔ ٹینا سخت پریشان ہو چکی تھی۔ اور یہ پریشانی ختم ہونے کا نام بھی نہیں لے رہی تھی۔

یہ کوئی بی کے فیملی کے پیچھے ہے۔ پہلا الیگزینڈر سر، پھر لیل میم اور اب "جنید سر۔۔۔ یہ جو کوئی بھی ہے انہیں تکلیف دینا چاہتا ہے۔ انہیں ختم کر دینا چاہتا ہے۔" جو رجینا کو بھی اس بات پر یقین تھا۔

اب کیا کرنا چاہیے؟؟.. "اس کے سوال پر جو رجینا خود نہیں جانتی تھی کیا" جواب دے۔

میرے خیال سے پلان بدل دینا چاہیے۔ اس پلان سے زیادہ نقصان ہوگا۔" ٹینا کی بات اسے درست لگی۔

میں سوچوں گیں۔ پھر دیکھیں گیں۔۔۔ "وہ ہاں میں سر ہلاتے اٹھ گئی۔" اسے لیل کو دوا دینی تھی۔ جو ڈرپ کے ذریعے ہی اس کے وجود میں جاتی۔ جو رجینا کچھ دیر بعد بیک ڈور سے کہیں چلی گئی۔ وہیں ٹینا لیل کے پاس تھی۔ باقی بچی منسا تو وہ سور ہی تھی۔ شان گھر جانے کو تیار نہیں تھا۔ اسی وجہ سے گارڈز کو اس میں سور ہا تھا۔ مگر کنگ مینشن سے دور ہونا اس کے لیے ناممکن

تھا۔ جو رجینا بھی گارڈز کو ارٹھر پر راضی ہو گئی۔ اسے کیا مسئلہ ہوتا۔ یہاں کون سا اس کی اناڑے آرہی تھی۔

^^^

پریشان مت ہو۔ انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ "اس نے دل میں"
امین کہا تھا۔

کیا کر رہی تھی؟؟؟۔ "وہ خود لان میں ٹھل رہا تھا۔"

لان میں۔۔۔ "مختصر جو ب دیا۔ وہ فرقان کی وجہ سے پریشان تھی۔"

کالج جانا سٹارٹ کر دو۔ فرقان انکل سے میں بات کر لوں گا۔ تمہارے پک
اینڈ ڈراپ کہ ذمہ داری میری۔۔۔ "وہ مسکرائی۔"

میں اب آپ کی ہی ذمہ داری ہوں۔۔۔ "وقت نے اس کی سوچ بدل دی۔"

رومان اتنا بھی برا نہیں تھا۔ اس پر تو غصہ بھی نہیں کرتا۔ تو اس کے سنگ
خواب پورے کرنے میں کیا برائی۔۔۔

میری بیوی کے منہ میں تو زبان بھی ہے۔ مگر پھر بھی مجھ سے دور بھاگتی "

ہیں۔۔ "کچھ افسوس سے کہتے وہ ہانیہ کو شرمانے پر مجبور کر گیا

میں کل تمہیں گھر سے پک کروں گا۔ ماما کو بتا دینا۔ بابا کو میں بتا دوں گا۔۔۔"

ہانیہ کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔

بس آپ عجیب و غریب حرکتیں نہیں کریں گیں۔۔ "اس کی بات پر "

رومان کھل کر مسکرایا۔

میری معصوم بیوی اسے رومانس کہتے ہیں۔ جلد ہی سمجھ جاؤ گی۔ بس میری "

سنگت میں ٹھیک سے رہنا، سیکھ جاؤ۔۔ "وہ بلش کر گئی۔ رومان اس کی حالت

سوچتے مسکرا نے لگا۔

رومان پلیز۔۔ "وہ مسکراتے لان میں پڑی چٹیر پر بیٹھ گیا۔ "

تم مجھے مان کہا کرو۔ رومان اچھا نہیں لگتا۔۔ "ہانیہ ٹھہر گئی۔ "

تو کیا مان کہنے سے میری بات مان جائیں گیں؟؟۔۔ "اس نے کچھ سوچتے "

ہاں کہہ دی۔

مان۔۔۔ اب ٹھیک ہے؟؟؟.. "ادھر اس کے دل میں اس نام پر گد گدی"
سی ہوئی۔

جی جانِ مان۔۔۔ "وہ دھڑکتے دل سے کال ہی کاٹ گئی۔ اس کا لہجہ ہی ایسا"
تھا اس کے گال تپ اٹھے۔ دونوں رخسار جیسے جلنے لگے تھے
وہ کرتی بھی تو کیا کرتی۔

وہیں موبائل پر نو ٹیفیکیشن ٹون پر اس نے فون سامنے کیا۔ وہاں رومان کا
پیغام پڑھتے اس کا بس نہیں چلا خود سے ہی خود کو چھپا دے۔

ہونٹ آتش ہے لمس تیرا جادو ہے
میری بانہوں میں اتر مجھے پہ سحر طاری کر

وہ پھر کچھ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے خود کو مفقود پاتے کتنے ہی پل یوں ہی
بغیر ہلے جلے کھڑی رہی۔ جیسے رومان کے ان الفاظ کا مطلب سمجھ کر بت بن

گئی ہو۔ اس کا رنگ گلابی ہو چکا تھا۔ ہونٹوں پر تبسم سا تھا جبکہ رخسار سرخ
ہوئے پڑے تھے۔ وہ مکمل مجسم اس وقت رومان کے سامنے ہوتی تو یقیناً وہ
اپنے ہو اس کھو کر اس میں اتر جاتا۔ مگر ابھی وہ دور تھے۔ اسی دوری کا خیال
کرتے رومان اندر آیا۔

جہاں اس کی ماں کھانا بنا رہی تھی۔ مگر اسے کھانے کی طلب نہیں تھی۔ اسے
اپنی ماسی سے ملنا تھا۔ اسے ایک نظر دیکھنا تھا مگر یہ ممکن نہیں تھا۔ جسے اب وہ
ممکن بنانے کا سوچ چکا تھا۔

^^^

موسیٰ میں کال کروں؟؟؟... "موسیٰ کی گود میں بیٹھے سوال کیا۔"
کسے؟؟؟... اس کو سمجھ نہیں آئی تھی۔ وہ دونوں اس باغ میں بیٹھے تھے۔"
ریڈ کو!!.. "کہتے موسیٰ کی گود میں بیٹھے ہی اس نے موسیٰ کی گال پر نرمی"
سے ہونٹ رکھے۔ موسیٰ نے بدلے میں نرمی سے اس کے ہونٹ چومے۔

میں نے دونوں کا وعدہ کیا تھا مائے وچ۔۔۔" پری نے براسا منہ بنایا۔"

وعدہ تم نے کیا ہے۔ میں نے تو نہیں کیا۔ میں تو کال کرتے خیریت پوچھ"

سکتی ہوں۔۔۔" اس نے اپنے تئیں بہت سیانی بات کی تھی۔

میں نے کہا تھا میں اور میری بیوی دونوں ایک ماہ تک کسی سے رابطہ نہیں"

رکھیں گیں۔ تم نہیں بھی نہیں کر سکتی۔۔۔" پری نے منہ بنایا۔

میں سوچ رہا ہوں اب واپس چلیں۔ رات ہو رہی ہے۔" پری نے ناں میں"

سر ہلایا۔

یہاں رات گزارتے ہیں۔" اس کا انداز ایسا تھا موسیٰ نہ نہیں کہہ سکا۔"

یہاں رات گزارنے کی کوئی خاص وجہ؟؟؟.." ہونٹ اس کی گردن پر"

رکتے موسیٰ اسے بوکھلانے پر مجبور کر گیا۔

موسیٰ!!!....." اس نے دہائی دی۔ وہ لب دبائے چپ ہو گیا۔"

اچھا نہیں کرتا تنگ مگر ایک بات تو بتاؤ؟؟؟.." وہ ہمہ تن گوش ہو گئی۔"

انجریڈ لپ اسٹک کیوں لگائی تھی؟؟؟.. "پری سرخ پڑتے چہرہ اس کے"
سینے میں چھپانا چاہا مگر یہ کہاں ممکن تھا۔

بتاؤ؟؟؟.. "وہ کیا جواب دیتی۔ وہ تو بس موسیٰ کا دھیان باقی چیزوں سے"
ہٹاتے خود کی طرف کرنا چاہتی تھی۔ وہ بس اس کی بے چینی ختم کرنا چاہتی
تھی۔

موسیٰ نہیں کروناں۔۔۔ "منمناتے اسے بعض رہنے کا کہا۔"

موسیٰ اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اس کا چہرہ سامنے کیے۔ اس کے لب
دیکھے اسے شدت سے پہاس کا احساس جاگا۔

موسیٰ اس کی بند انکھیں دیکھ خود بھی انکھیں بند کرتے اس کے نرم و ملائم
ہونٹوں پر جھک گیا۔ اس کی سانسیں قطری قطرہ پیتے وہ کافی مدہوش ہو رہا
تھا۔

اس کے ہونٹوں کی نرمی وہ اپنے ہونٹوں ہر محسوس کر رہا تھا۔ اس کا جی چاہا
انہیں مزید شدت سے چھوئے اور وہ ایسا کرنے بھی لگا۔ سختی سے اس کے

ہو نٹوں کی نمی کو اپنے ہونٹوں سے نکالنے لگا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے موسیٰ کے بال دبوچ گئی۔ جس کا اس نے کوئی خاص فرق نہیں لیا۔

موسیٰ ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے زور دیا۔ یہ اسے اس عمل میں ساتھ دینے کی دعوت تھی۔ جو وہ اج قبول کرنے کے موڈ میں نہیں تھی

موسیٰ کی شدتیں اس کی جان نکالنے لگی۔ موسیٰ کا ہاتھ بہکتے اس کے وجود پر گردش کرنے لگا۔ وہ اس کے لمس پر جی جان سے کانپتے مزید اس کے وجود سے ہی چپکی۔ موسیٰ نے ہاتھ یوں گردش کرتے ہی اس کی شرٹ کے بٹن پر رکھا۔ وہ مدہوشی میں محسوس نہیں کر سکی۔ موسیٰ اب مکمل بہک چکا تھا۔ ایک تو ماحول ہی اس قدر اثر انداز ہو چکا تھا دوسرا پری کی قربت اس پر حاوی تھی۔

پاس سے اتنی رنگ برنگ پھولوں کی خوشبو، موسم کی ہلکی خنکی، جنگل کا ماحول۔۔۔ سب ہی تو اس پر حاوی تھا۔

پاس ہی رات کی رانی کے کھلنے کی خوشبو بھی چھا رہی تھی۔ موسیٰ نے یوں اس پر جھکے ہی ہاتھ بڑھاتے کھینچ پر وہ پودے سے الگ کیا۔

اسے ہاتھ میں لیتے وہ پھول پری کے ہونٹوں ہر پھیرا وہ خود بہکتے اب اس کی گردن چوم رہا تھا۔ لمبی سانسیں بھرتی اس کے اس عمل پر مسکرائی۔

اس کے ہونٹوں ہر پھول رکھتے موسیٰ جھکا۔ نرمی سے اس پھول کو ہونٹوں میں دبائے اس کی گردن پر پھیرا۔ وہ سانسیں بھرتے تڑپ گئی۔

موسیٰ کھینچتے اس کی شرٹ اس کے وجود سے الگ کی۔ ہونٹوں میں پکڑا پھول اس کی شاہ رگ سے ہوتے بلی بٹن پر لایا۔ وہ تڑپتے سر میٹرس پر مارنے لگی۔ اس کی سانسیں بھاری ہونے لگی تھیں۔ موسیٰ کو خود کی طرف متوجہ کرنا اسان تھا مگر اس کی توجہ کو سمیٹنا مشکل اور اس سے کئی گنا ناممکن۔۔۔

میرا بے بی یہ جنگل کا حصہ ہے۔ میں بالکل بھی یہاں کوئی ڈیٹ نہیں منانا"

چاہتا۔" اس کے کان میں سرگوشی کرتے وہاں ہونٹ رگڑے۔ وہاں سے

ہونٹ کھسکاتے وہ پری کی بیوٹی بونز پر آئیں۔ سانسیں بھرنے سے ہڈیاں

نمایاں ہو رہی تھیں۔ وجود کی دلکشی، ابھار میں سانسیں بھرنے سے مزید
اضافہ ہوتا۔

موسیٰ سب کچھ بھاڑ میں بھیجتے اپنی شرٹ اتار کر دور پھینکی۔ اس کے وجود پر
جھکے وہ اس کی سانسیں ہینے لگا۔ دونوں ہاتھ اس کے وجود سے اٹھکیلیاں کر
رہے تھے۔ جو پری کو تڑپنے پر مجبور کرتا اور وہ تڑپ بھی رہی تھی مگر مزاحمت
نہیں۔

I love these lips.. these pink
strawberry....

اور اچانک پری کو کچھ یاد آیا تھا۔ وہ ساری شرم و حیا کو سائیڈ پر کرتی اس کو نیچے
گراتے اس کے اوپر ہوئی۔ موسیٰ تو اس کی ہمت دیکھتے رہ گیا۔ اس کے سینے پر
بیٹھی وہ موسیٰ کا موبائل ڈھونڈ رہی تھی۔ جو پاس ہی ہڑا تھا۔
کھلی شرٹ سے جھانکتا اس کا وجود موسیٰ کو بہکا رہا تھا۔

موسیٰ ہاتھ بڑھاتے اس کی گردن میں ڈالا۔ اسے خود پر جھکاتے اس کی آنکھوں میں دیکھا جواب موبائل کی لائٹ ان کر رہی تھی۔

لائٹ ان کرتے ہی اس کی سب سے پہلی نظر موسیٰ کے ہونٹوں پر ہی گئی۔ موسیٰ یہ ابھی بھی پنک نہیں ہوئے۔۔۔ "غم و غصے سے پوچھتے وہ اسے" حیران چھوڑتے خود ہی اس سے الگ ہوئی۔ اپنی شرٹ یوں ہی چھوڑے وہ رخ موڑ کر بیٹھ گئی۔ دونوں ہاتھ اپنے گرد باندھتے خود کی شرٹ سے ہی خود کو چھپا لیا۔

وہ موسیٰ کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ موسیٰ نے ہاتھ بڑھاتے اس کی کمر میں باندھا۔ اس کے پہلو سے شرٹ کھسکاتے وہاں ہلکا سا دانتوں سے کاٹا۔ وہ سسکتے دور ہونے لگی مگر موسیٰ نے نہیں کیا۔

جیسے ہی ٹائیٹ ملا میں انہیں واپس سے پنک کروں گا۔ پکا۔ ناراض نہیں" ہوتے میرا بے بی۔۔ "وہ موسیٰ کے پاس اس کی طرف پشت کرتے لیٹ گئی۔

موسیٰ اپنی چادر اس کے گرد دی۔ اگے ہوتے اس کے کندھے پر سر رکھا۔

اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔

پکا؟؟؟... "وہ یقین دہانی چاہتی تھی۔۔"

ہاں میرا بے بی۔ "وہ اتنے میں خوش ہو گئی۔ رخ موڑتے موسیٰ کے سینے"

سے لگی۔ موسیٰ مضبوطی سے ہاتھ اس کی کمر میں ڈالا۔

مجھے وہ ہونٹ بالکل ویسے ہی واپس چاہیے۔ مجھے یہ پسند نہیں۔۔ "انگلی سے"

ان ہونٹوں کو سہلانے کا کام بھی جاری تھا۔

مگر مجھے تو یہ ہونٹ ہر صورت میں پسند ہیں۔ "کہتے ہی وہ اسے پھر اپنے"

نیچے دبا گیا۔

اب ہونٹوں کا پہلا وار ہی اس کی بیوٹی بونز پر تھا۔ اس کے وجود کی نرم ہٹوں

میں کھوتے وہ بہکتا اس کے وجود میں اترانے کے قریب تھا جب کسی جانور

نے ان کے اوپر سے چھلانگ لگائی۔

موسیٰ نے اسے محسوس کیا تھا۔ وہ کوئی بہت بڑا جانور تھا۔ ان کے پاس پڑے کھانے کو کھارہا تھا۔

موسیٰ نے نامحسوس انداز میں پری کو نیچے ہی دبا دیا۔ اس جانور نے پنجا موسیٰ کی ہشت پر مارا۔

اس کے ناخن کافی نوکیلے تھے۔ موسیٰ کو اندر تک زخمی کر گئے۔ موسیٰ سسکی روکتے پری کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھے۔

وہ جانور انہیں بے حس و حرکت دیکھ انہیں مردہ تصور کرتے نکل گیا۔ مردار کھانا ان کی شان نہیں تھی۔

وہ بھیڑیوں کی سب سے اعلیٰ نسل تھی۔ سب سے زیادہ عزت نفس کے مالک اور خود مختار۔۔۔

ان کے کھانے سے فرائی گوشت کے ٹکڑے اٹھاتے وہ چلا گیا۔ یقیناً اس کا کوئی بچہ بھی اس جنگل میں تھا ورنہ وہ خود تو کبھی یہ گوشت نہ کھاتا۔

پری کو محسوس نہ ہوا اس لیے موسیٰ اس کے ہونٹوں پر نرمی سے بار بار ہونٹ رکھتا رہا۔ اس جانور کے جاتے ہی وہ پری کے وجود سے اٹھا۔

پاس ہی پڑی شرٹ اٹھا پہنی۔ اس نے اپنا زخم پری کی نظروں میں ہی نہیں آنے دیا۔ وہ اسے ڈرانا نہیں چاہتا تھا خاص کر جنگل سے۔۔۔

کیا ہوا؟؟؟۔ "وہ جو اس کے لمس کے لیے بے تاب تھی فوراً سے آنکھیں" کھول گئی۔

کچھ نہیں۔ ابھی گھر جانا ہے۔ "اس نے ہونٹ بھینچتے تکلیف دہائی۔ اس" کے ناخن کافی اندر تک گھسے تھے۔

پری اس کی بات پر خاموشی سے اٹھی۔

چلو۔۔۔ "موسیٰ اس کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہوا۔ گھوڑا موسیٰ کا اشارہ"

لاتے ہی سپیڈ سے بھاگا۔ پری موسیٰ کی گردن میں منہ چھپایا۔ جس کے بالوں

میں ایک ہاتھ پھنساتے اپنے درد کو قابو کرنے کے لیے وہ پری کے ہونٹوں پر

جھکا۔

گھوڑا نہیں نیچے نہیں گراتا۔ ویسے بھی اس کے پاؤں رکاب میں تھا۔
پری اس کے عمل میں ساتھ دیتے چند پل پہلے لگی اپنے وجود میں اس کے
وجود کی تپش کو بجھا رہی تھی۔ اچانک موسیٰ اس سے دور ہوا۔ جیسے بے تابی
سی ہوئی ہو۔

پری نے موسیٰ کی گال ہر ہاتھ رکھا۔ اس کی آنکھیں اچانک سے بڑی ہوئیں۔
ریڈ!!!... "کچھ بے تابی سے کہتے وہ بتا گیا اس کی بے چینی ابھی ختم نہیں"
ہوئی۔

اس سے پہلے پری کچھ کہتی وہ دونوں پیلس پہنچ گئے۔ موسیٰ نیچے اترتے اسے
بھی اتارا۔ ایسے اس کے کندھے میں درد سے اٹھا۔ جو اس نے اگنور کر دیا۔
پیلس کی روشنی میں اچانک اس کی نظر موسیٰ پر پڑی تھی۔ وہ گھبراتے اس کی
پشت خود کی طرف کرتے دیکھنے لگی۔
موسیٰ یہ!!!... "وہ گھبرا گئی تھی۔"

موسیٰ اسے بازو سے پکڑتے سامنے کیا۔

کچھ نہیں ہوا۔ تم جاؤ۔ میں حارث سے پٹی کروا کرتا ہوں۔۔۔ "موسیٰ اسے"
پچکارا مگر وہ خود ہی اسے گھسیٹتے حارث کے کاٹیج میں لے آئی۔ وہ ابھی نماز
ادا کرتے اٹھا تھا۔ موسیٰ اور پری کی یہاں آمد کو دیکھنے لگا۔

کنگ یہ؟؟؟... 'وہ وہیں ٹھہر گیا۔ ہوش میں اتے جلدی سے اسے بٹھاتے"
اس کی شرٹ پیچھے سے پھاڑ دی۔ پری موسیٰ کے سامنے کھڑی تھی۔ اس کے
ہاتھوں میں ہاتھ دبائے۔

موسیٰ یہ ہوا کیا؟؟؟.. "وہ اس کا خون گرم پانی سے صاف کر رہا تھا۔ جوا بھی"
باتھروم سے لایا تھا۔

کسی بھیڑیے نے ناخن مار دیا۔ "وہ یوں بولا جیسے کسی بچے نے ناخن مار دیے"
ہوں۔ وہیں پری سوچ رہی تھی یہ کب ہوا۔ کیونکہ وہ تو ہر وقت اس کے
ساتھ تھی۔

اندر تک زخم ہوا ہے۔ ٹانگے لگے گیس۔ سات سے اٹھ۔۔۔ "یعنی اس نے"
کافی چیر دیا تھا۔

موسیٰ الٹالیٹ گیا۔ پری اس کے سرہانے بیٹھی تھی۔ اس پر آیتیں پڑھ کر
پھونکنے لگی۔ حارث اسے عجیب سی نظروں سے دیکھا۔ پھر سر جھٹکتے سارے
اوزار لے کر اس کا زخم صاف کرتے خون رک جانے پر ٹانگے لگانے لگا۔
خون کافی بہہ گیا ہے۔۔ "موسیٰ کی شرٹ اور جینز بھی ساری خون میں رنگی"
ہوئی تھی۔ وہ خود بھی یہ بات جانتا تھا۔

نہیں۔ اتنا نہیں بہا۔ میں ٹھیک ہوں۔ "اب اس کی آواز کچھ نقاہت زدہ سی"
تھی۔

پری جاؤ بیلا کو بولو پانی گرم کرے۔ "وہ فوراً سے اندر بھاگی۔ وہ بیس سے"
پچیس قدم کا گھر تک کا فاصلہ تھا۔

موسیٰ کیسے ہوا یہ؟؟؟ "اس پاس کا زخم صاف کرتے پوچھا۔ وہ جانتا تھا"
موسیٰ ٹھیک بات نہیں بتائے گا۔

وہ تو معصوم تھا۔ بس کھانے کی تلاش میں تھا۔ میں ہوش میں نہیں تھا ورنہ "یہ نہیں ہوتا۔" وہ سمجھ گیا وہ ہوش میں کیوں نہیں تھا۔ اور اس ہوش میں نہ رہنے کی وجہ کو ابھی اس نے اندر بھیج دیا تھا۔

پانی سے بچانا ہے اور کچھ دن التالیٹ جائیں۔ ٹانگے کھل گئے تو مسئلہ ہو "گا۔" موسیٰ ہاں میں سر پلاتے اٹھا۔

وہ خود ہی چلتے اندر آ گیا۔ وہاں سے جاتے ایک نظر پورے چاند کو دیکھا۔ دوسری نظر بھیڑیے کی آوازوں پر گئی۔ اس نے سر جھٹکا۔

ہر کوئی یہاں شکاری ہے۔ جو شکاری نہ بن سکے وہ شکار بن جاتا ہے۔ اب یہ "اس پر ہے وہ شکاری بنتا ہے یا شکار۔"

وہ اندر بڑھا تو پری خود پانی گرم کر رہی تھی۔ بیلا کہیں نہیں تھی۔

مائے وچ تم کیوں کر رہی ہو۔ اگر تمہیں چوٹ لگ گئی تو!!.. "موسیٰ" برہمی سے کہتے اسے دور کیا۔ وہ موسیٰ کے سینے پر سر رکھ گئی۔

تمہیں یہ چوٹ کب لگی تھی؟؟ میں تو ہر وقت ساتھ تھی تمہارے۔۔۔"۔۔۔
موسیٰ ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالا۔

جب میں تم میں کھور ہا تھا۔ تمہاری سانسوں میں اترنے کی کوشش میں تھا۔
مجھے ہوش اسی نے کروایا۔۔۔ "پری نے نم نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔
مجھے تب کیوں نہیں بتایا؟؟۔۔۔" کچھ نم لہجے میں پوچھا۔ نظریں موسیٰ کے
سینے پر تھیں۔ جو برہنہ تھا۔ بس پٹی بندھی تھی۔

تمہاری قربت میں اس کا درد محسوس ہی نہیں ہوا۔۔۔ "موسیٰ اس کی
آنکھوں دیکھتے جھکا۔ نرمی سے اس کی آنکھیں چومتے وہ ان ہونٹوں پر جھکتا
جب قدموں کی چاپ پر دور ہوا۔
پری بھی اپنی سانسیں بحال کرنے لگی۔

پری یہ اپ ہیں؟؟۔۔۔ "بیلا کے سوال پر پری نے کچھ حیرت سے موسیٰ کو
دیکھا۔

جی۔۔۔۔ "وہ اچھا کہتے پلٹ گئی۔ مگر اس کے چلنے کا انداز بہت محتاط تھا۔"

موسیٰ بیلا؟؟؟... "اس کے چہرے پے پریشانی تھی۔"

کچھ نہیں ہے۔ تم چلو۔ میں آتا ہوں۔۔ "اس نے پانی کسی برتن میں نکال"

لیا تھا۔ اب منی ٹاول لیتے وہ برتن اٹھاتے اوپر بڑھا۔ پری اس کے آگے
تھی جبکہ چہرے پے پریشانی رقم تھی۔

موسیٰ کمرے میں آکر اپنا سینا اچھے سے گرم پانی سے صاف کیا۔ اس کی پشت
پری نے خود صاف کی۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے لگے۔ پشت صاف
کرتے پری نرمی سے ہونٹ اس پیٹی پر رکھے۔

موسیٰ ہاتھ پیچھے لے جاتے اسے آگے کھینچا۔ اسی سینے سے لگاتے اس کے گرد
بازو باندھ گیا۔

چھوٹی سی چوٹ ہے۔ ٹھیک ہو جائے گی۔۔ "پری اسے گھورا جو اس چوٹ"
کو چھوٹی سی کہہ رہا تھا۔

اچھا روؤ نہیں۔۔ سوتے ہیں۔ کافی رات ہو گئی ہے۔۔ "پری کو بیڈ پر ڈالتے"

وہ اس کے کندھے پر سر رکھتے الٹا لیٹا۔ ہاتھ بڑھاتے ریموٹ سے ساری

لائٹس اف کرتے ڈم لائٹ جلا دی۔ وہ بھی ایک کونے والی بس۔ اسے روشنی میں نیند نہیں آتی تھی۔

موسیٰ؟؟؟.. "اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے اسے پکارا۔ موسیٰ کے " دونوں ہاتھ اس کے گرد ہی تھے۔ وہ خود پری کے وجود پر سایہ کرتے لیٹا تھا۔ ہوں۔۔۔ "حارث نے اسے کوئی انجیکشن لگایا تھا۔ یقیناً وہ بے ہوشی کا تھا۔ " اسے نیند آرہی تھی۔

موسیٰ تم ریڈ کو اتنا یاد کیوں کر رہے ہو؟؟؟.. "وہ نیند میں جاتا مسکرایا۔ " "Because i love her.."

جواب حاضر تھا۔

کیا تمہیں ان کی یاد آرہی ہے؟؟؟.. "پری بھی ناجانے کیا جاننا چاہتی تھی۔ " مجھے وہ بھولتی ہی نہیں۔ مجھے بچپن سے ان سے محبت ہے۔ جب وہ مجھے " الیگزینڈر کے ساتھ دیکھتے ناک چڑھاتی تھیں مجھے ان پر بہت پیار اٹا۔ میں انہیں مزید تنگ کرتا۔ "موسیٰ کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔ وہ اپنی

گردن پر اس کے ہونٹوں کا لمس محسوس کر سکتی تھی۔ پھر بھاری پڑتی
سانسیں بھی۔۔۔

تو کیا سکندر انکل سے محبت نہیں ہے؟؟.. "اوپر ہوتے بند ہوتی آنکھوں"
سے اس کے لب چومے۔ وہ سوال پر ایسا رد عمل دیکھ کچھ سرخ پڑی۔
ان میں جان بستی ہے میری اور لیل کی۔ بس تنگ کرتا رہتا ہوں۔۔۔ "پری"
سمجھتے مسکرائی۔

موسیٰ کیا ہم ان سے بات بھی نہیں کر سکتے؟؟.. "وہ اہوں کہتے واپس لیٹ"
گیا۔

موسیٰ؟؟.. "اس نے پکارا مگر جواب نہیں آیا۔ یقیناً وہ انجیکشن کے نشے"
میں نیند میں اتر گیا۔

پری اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے خود بھی سونے کی کوشش کرنے لگی۔
اس کے گرد بازو ڈالے اس کے وجود پر لیٹا اس کا موسیٰ تھا۔ جس کے لیے وہ
صحیح غلط اچھا برا سب بھول چکی تھی۔ اور بھولنا چاہتی تھی۔

وہ شخص بے قراری سے کمرے میں چکر کاٹ رہا تھا۔ قدموں میں بہت تیزی تھی۔ سستی سے تو جیسے وہ واقف ہی نہ ہو۔ اسے جیسے کسی کا انتظار تھا۔ مکمل اندھیرے میں وہ شخص یقیناً اسی رات کو خود کو سموئے تھا۔

اچانک دروازے پر دستک دیتے کوئی اندرایا۔
کوئی خبر؟؟؟۔ "بے قراری عیاں ہونے لگی۔"

سروہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔ سیکیورٹی بہت سخت ہے۔ "یہ اس کا" سیکریٹری تھا۔ اس نے غصے میں واٹھاٹھاتے دیوار میں دے مارا۔
مجھے ملکہ کے بارے میں جانتا ہے۔ "وہ جیسے بتا رہا تھا۔"

مگر رر سر۔۔ "اس نے کچھ بولنا چاہا۔"

ملکہ کیسی ہیں؟؟؟... کب تک ٹھیک ہوں گیں؟؟؟... یاں ٹھیک ہو گئی"
ہیں؟؟؟.. "سب معلوم کرو۔"

سرروہاں جور جینا کا قبضہ ہے۔۔ "مشکل سے بتایا ورنہ جان عزیز تھی۔"

یہ لڑکی جان کیوں نہیں چھوڑتی۔ "کچھ غصے و برہمی سے کہتے اس کے"
ماتھے پر بل آئے۔ جو اندھیرے میں وہ دیکھنے سے قاصر تھا۔

جاو۔۔۔ "ناجانے کیا سوچ کر اسے بھیج دیا۔ اب وہ خود کوئی لائحہ عمل تیرا"
کر رہا تھا۔ اگر تو وہ لڑکی وہاں تھی تو مطلب ملکہ ٹھیک تھی۔ ورنہ ایک میت
کے پاس تو وہ کبھی نہ ٹھہرتی۔۔۔

اس سوچ سے اس کے چہرے پے خوشی چھائی۔ بغیر یہ جانے وہ کس حالت
میں اور کیسے پڑی ہے۔

بہت جلد ملاقات ہوگی۔ اب تو اصل رکاوٹ بھی نہیں رہی۔ تمہارے بیوہ"
ہونے کی تعزیت بھی تو کرنی ہے۔ "دکھ سے کہتے وہ قہقہے لگاتے خوش تھا۔
اور خوشی انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔



میم پھر دو دن سے بے ہوش ہیں۔ "جھکے سر سے بتایا۔"

وہ تو ٹھیک تھیں۔۔ "چہرے پے فکر نمایاں تھی۔"

پھر اس کی زبانی سب سنتے اس کی رگیں پھولیں۔

تم جاؤ۔۔ میں دیکھ لوں گا۔ مجھے کیا کرنا ہے۔ "چہرے پے سختی تھی۔ وہ سر"
ہلائے پلٹ گئی۔

وہ اٹھتے دروازے کے سامنے رکا۔

آپ اپنوں کے لیے نہیں ہیں۔ آپ صرف میری ہیں۔ اپنے صرف آپ"
کو تکلیف دیں گیں۔ اور اب یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ "ٹھنڈے لہجے میں
کہتے قدم باہر کو بڑھائے۔۔

^^^

رات کا سماں تھا۔ لیل کو کوئی ہوش نہیں تھا۔ منسا اس سے باتیں کرتی رہی
تھی۔ شان بھی کچھ وقت کے لیے لیل سے مل کر واپس چلا گیا۔ رومان بھی
ضد کرتے اس کے ساتھ آیا۔ جور جینا نے بھی اج اسے نہیں روکا۔ آنے دیا۔
وہ بہت الجھی ہوئی تھی۔ لیل کی طبیعت خرابی اسے پریشان کر رہی تھی۔

پھر لیل پر دوبار حملے کی کوشش۔ انہیں معلوم ہو چکا تھا لیل زندہ ہے کل انہوں نے پیلس کے باہر سے دولا شیں اٹھائیں تھیں۔ جو اندر گھسنے کی کوشش میں مر چکے تھے۔

انہیں معلوم کیسے ہوا وہ نہیں جانتے تھے مگر اب انہیں کچھ کرنا تھا۔ جو بہت برا ہونے والا تھا۔ اب کس کس کے لیے یہ جاننا مشکل تھا۔

ٹینا صبح سے لیل کی بگڑتی حالت دیکھ رہی تھی۔ وہ چاہتے بھی کچھ نہیں کر پا رہی تھی۔ بے ہوش لیل کے پاس بیٹھتے وہ ادھ گھنٹہ خوب روئی۔ ان کی مسیحا تھی وہ۔ وہ لوگ اسے اس حالت میں نہیں دیکھ پارہے تھے۔

اوپر سے وہ لوگ ساری جگہ چھان چکے تھے مگر الیگزینڈر نہیں ملا۔ جس اس نئے دشمن کے نقش ملے تھے۔ جو لیل کے پیچھے پڑا تھا۔ اسے اس کے اپنوں سے دور کر دینا چاہتا تھا۔ اسے سب سے دور لے جانا چاہتا تھا۔ اور اس کے کسی مقصد کو وہ نہیں سمجھ سکے تھے۔

تم آرام کرو۔۔۔ "ٹینا کو بھیج جو رجینا بھی کچھ دیر بعد خود بھی اپنے کمرے کا" رخ کیا۔

وہیں ایک سایہ سا ایک کمرے کا دروازہ کھولتے اس میں داخل ہوا۔ اس کے انداز میں ذرا بھی ڈر نہیں تھا۔ یہاں کی سیکیورٹی پر وہ جیسے ہنس رہا تھا۔ تمسخر اڑاتے انداز میں اس نے سکینر توڑا تھا۔

ہر تالے کا جوڑ توڑاتا ہے مجھے۔۔۔ "طنزیہ کہتے وہ اگے بڑھا تھا۔ جہاں" کمرے کی نشاندہی اسے پہلے ہی تھی۔

جس میں داخل ہوتے اسے جو منظر دیکھنے کو ملا اس نے اس کا خون کھولا دیا تھا۔

مشینوں میں جکڑا اس ملکہ کا وجود اسے اگ لگا گیا۔ وہ آنکھوں میں غصہ لیے اگے بڑھا۔ اس کے پاس رکتے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔

وہ آج بھی ویسی ہی تھی مگر وقت کی اس چوٹ نے اسے بوڑھا کر دیا تھا۔ اس کے آس پاس صرف مشینیں ہی مشینیں تھیں۔ اس کے دل کہ دھڑکن

نارمل سے کم ہوتی جا رہی تھی۔ اسی لیے تو اپنے کمرے میں لیٹی ٹینا کا دھیان
اس ریڈنگ پر ہی تھا۔ جیسے ہی ریڈنگ بڑھتی اسے فوراً معلوم ہو جاتا۔ وہ
سوئے ہوئے بھی چوکنے لگتا۔

اس کے بازوؤں کی نسیں پھولنے لگیں۔ ماتھے پر بلوں میں اضافہ ہوا۔ وجود
میں جیسے کسی نے اگ لگا دی ہو۔

وہ دونوں ہاتھ اس پریوش کے چہرے کے گرد رکھتے اس پر جھکا۔ اپنے شوز
اتارتے بیڈ کے پاس ہی پھینک دیے۔ شرٹ بھی زمین پر پڑی تھی۔ وہ اس
وقت صرف ٹراؤزر میں تھا۔ اس کا کسرتی وجود عیاں ہو رہا تھا۔ بازوؤں کی
مچھلیاں بیان کر رہی تھیں ابھی غصہ باقی ہے۔

میری بات پر دھیان نہ دینے کی سزا تو بنتی ہے۔ "غصے سے کہتے اس کے"
ہونٹ مسلے۔ اس کے ساتھ ہی وہ جھکا تھا۔ اس کے ہونٹوں کو شدتوں سے
اپنے ہونٹوں میں دبائے وہ باقی سب بھول گیا۔

ایک ہاتھ لیل کے چہرے کے گرد رکھے وہ گھونٹ گھونٹ اس کی سانسیں
پینے لگا۔

اچانک ریڈنگ کم ہونا شروع ہوئی۔ لیل کی سانسیں کم ہونے لگی تھیں۔ اس
کے دل کی دھڑکن بھی کم ہو رہی تھی۔ وہ تڑپی۔ اس کے وجود میں بسی روح
جیسے باہر نکلنے کو تیار نہیں تھی۔

اس کے ساتھ ہی وہ اس کے ہونٹوں سے ہونٹ جدا کرتے اس کی گردن
میں جھکا۔ دانتوں سے وہاں کاٹتے وہ اس کی دھڑکنیں بڑھا گیا
اچانک لیل کہ دھڑکنوں کی رفتار بڑھنے لگی۔ مگر وہاں پر وا کسے تھی۔ وہ اچھے
سے جانتا تھا اس کی قربت میں لیل کی سانسوں کا زیر و بام اوپر نیچے تو ہو گا۔
ٹینا جو نیند میں جا رہی تھی ریڈنگ بڑھتے دیکھ گھبرائی۔ شاید اسے لیل کی
حالت کا علم ہو چکا تھا۔

وہ فوراً سے باہر بھاگی۔ ابھی وہ دروازہ کھول کر اندر جاتی جب کسی نے اسے
بازو سے کھینچتے دروازے سے دور کیا۔

کہاں جا رہی ہو؟؟؟۔ "ماتھے پر بل، لہجے میں غصہ وہ واقعی سفاک بن جاتی تھی۔"

جور جیا!!! میم۔۔۔ ان کی سانسیں اوپر نیچے۔۔۔ "مشکل سے بات مکمل" کی۔ اسے لیل کو دیکھنے کی جلدی تھی۔

اندر سر ہیں۔۔۔ "غصے سے الفاظ چباتے ادا کیے۔ وہیں ٹینا کی انکھیں پھٹیں۔" سر الیگزینڈر؟؟؟... "جیسے تصدیق چاہی۔۔۔"

ہاں۔۔۔ "اسے کہتے ہی دروازے سے دور کھینچ لائی۔" مگر پلان کے مطابق تو انہیں ابھی سامنے نہیں آنا تھا۔ "وہ تفتیش میں مبتلا ہوئی۔"

وائیٹ روز کے سامنے سارے پلان دھرے کے دھرے جاتے ہیں۔

دوسرا سر جنید۔۔۔ ان کا لوٹنا ضروری تھا۔ "ٹینا ہاں میں سر ہلایا۔"

مگر میم ٹھیک نہیں ہیں۔۔۔ "اسے لیل کی کچھ فکر ہوئی۔"

ان کی سانسیں بھی مدھم تھیں۔۔۔ "جور جینا مسکرائی۔"

عشق کا معراج چھوایئے ہیں وہ دونوں۔ ایک دوسرے کی اصل دعا وہ خود " ہیں۔ تم فکر مت کرو۔ " وہ ہاں میں سر ہلاتے واپس پلٹ گئی۔

ساری مشینیز آف کر دیں۔ جب لیل کا اصل ڈاکٹر اور دعا اس کے پاس موجود تھی پھر ان سب کی ضرورت نہیں تھی۔ جو رجینا بھی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اصل محافظ لوٹ ائے تھے اب اس کی حفاظت کرنے کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ اور اسے اس بات کی بہت خوشی تھی۔

جو رجینا اپنے موبائل پر کال اتے دیکھ پک کی۔ پھر اس کی باتوں اور طنز سے تنگ پڑتے اگلے بندے نے خود ہی کال کاٹ دی۔

وہ سکون سے سونے چلی گئی۔

ایلیک۔۔۔ "بکھری سانسوں میں پکارا تھا۔ مگر وہ پیچھے نہیں ہوا۔ اس کی " گردن اور کندھے پر اپنے دانتوں سے نشان بناتے اسے سسکیاں بھرنے اور تڑپنے پر مجبور کرتا رہا۔

پلیز۔۔۔"اس کی خوشبو سے پہچان گئی تھی۔ اس کی گردن میں سانس"
بھرتے لیل نے خود کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ ڈرپ کی سونیاں ابھی
تک اس کے ہاتھوں میں تھیں۔ وہ انہیں زیادہ ہلا نہیں سکتی تھی ورنہ تکلیف
ہوتی۔

آہ۔۔۔"وہ سسکی۔ الیگزینڈر اس کی شرٹ ہٹاتے اس کے سینے پر دانت"
گاڑھ چکا تھا۔ شکوہ کرتی نظروں سے اسے دیکھا جواب اس کی شرٹ برابر کر
رہا تھا۔

بہت بے رحم ہو تم۔۔۔"اس کی آنکھوں میں آنسوؤں تھے۔"
آپ سے کم۔۔۔"باور کروایا۔"

کیا کہا تھا میں نے؟؟ جانے سے پہلے بتایا بھی تھا لوٹوں گا پھر کیوں نہیں سنی"
میری بات؟؟؟"وہی سوال جو اس کے خواب میں پوچھے گئے تھے۔

مجھے یقین نہیں آ رہا تم سچ میں ہو۔"وہ خواب کی کیفیت میں بولی۔"

ہاتھ کی پرواہ کیے بغیر بڑھاتے اس سے الیگزینڈر کی گال کو چھوا۔

الیکزینڈر نے وہی ہاتھ پکڑتے اس سے ڈرپ نکالتے دور پھینکی۔ چند سینکڑ
اسے اپنے ہاتھ میں دبائے رکھا۔ اس سے خون باہر نہیں نکلا۔ دوسرے ہاتھ
پر بھی وہی عمل دہرایا۔

لیل کے ہاتھ سن ہو چکے تھے یوں جیسے جسم بھی سن ہو گیا ہو۔ وہ الیکزینڈر کا
وزن برداشت نہیں کر پار ہی تھی۔ مگر یقین ضروری تھا۔
مجھے ڈر ہے تم ابھی ہوا میں تحلیل ہو جاؤ گے۔۔ "الیکزینڈر جو اس کے ہاتھ "
کو دبائے تھا اس کی بات سنتے رکا۔

اس کے کان کے پاس جھکتے ہو ادا نتوں سے کاٹا۔ وہ سسکتے الیکزینڈر کی گردن
میں سانس بھر گئی۔

آپ کے وجود میں تحلیل ہو سکتا ہوں ہوا میں نہیں۔ "کہتے ہی اس نے "
لیل کے وجود سے ہر پردہ الگ کر دیا۔ اس کی شرٹ نیچے الیکزینڈر کی شرٹ
کے ساتھ پڑی تھی۔ وہ بھی مزاحمت کرنے کے بجائے ہاتھ الیکزینڈر کی
گردن میں باندھ گئی۔

اج میں خود بھی چاہتی ہوں تم میری روح میں اترو۔ مجھے محسوس ہو تم "

خواب نہیں ہو۔ حقیقت ہو۔ خوبصورت حقیقت۔۔۔" وہ دودن اس کی

جدائی برداشت نہیں کر پائی تھی۔ الیگزینڈر جانتا تھا اگر دودن زیادہ ہو جاتے

تو لیل اس کی جان لینے کو آ جاتی۔

ابھی تو یقین چاہتی تھی وہ زندہ ہے۔ پھر وہ یہ یقین کرتی کہیں وہ بچ تو نہیں

گیا۔ یہ عشق بھی نرالی چیز تھی۔

سکندر۔۔۔۔۔ "سکی گونجی۔"

الیگزینڈر اس کے وجود میں سرایت کرتے سسے تڑپنے پر مجبور کر رہا تھا۔

الیگزینڈر نے انگلیاں لیل کی انگلیوں میں پھنسا لیں۔ لیل نے اس کی انگلیوں

پر پکڑ سخت ترین کردی۔ اس کے لبوں سے نکلتی سسکیاں الیگزینڈر کو زندگی

کا مزادے رہی تھیں۔

مائے وائیٹ روز۔۔۔۔۔۔۔ "سرگوشی اس کے کان میں انڈیلی۔ وہ نم "

انکھوں سے مسکرائی۔

الیگزینڈر کی شدتیں اس کی جان نکال رہی تھیں مگر اس کے سرگوشیاں
مسکراہٹ بکھیرنے کا موقع دے رہی تھیں۔

لیل ابھی بس یہ یقین چاہتی تھی وہ صحیح سلامت اس کے پاس ہے۔ ہھر وہ
باقی اس سے سوال بھی کر لیتی۔

لیل ضبط کرتے انکھیں میچیں۔ اچانک اس کا دھیان الیگزینڈر کے کان پر
گیا۔ وہاں پٹی بندھی تھی۔ اس کے باقی وجود پر اور کوئی نشان نہیں تھا۔
سوائے پہلے کے ایک دو نشان کے۔

لیل اس کے کندھے کے گرد بازو ڈالتے اس کے سینے سے چپکی۔ اوپر ہوتے
اس کے کان پر ہونٹ رکھے۔ وہ اپنی تکلیف میں بھی الیگزینڈر کی تکلیف
نہیں بھول رہی تھی۔

میرا ہونا صرف تمہارے ہونے سے ہے۔۔۔ "الیگزینڈر کو یہ سرگوشی"
بہت بھائی تھی۔

جس کے اظہار کے طور پر اس نے اپنی شدتیں مزید تیز کر دیں۔ وہ سسکیاں
بھرتے اس کی سانسوں میں سانسیں لینے لگی۔ الیگزینڈر بھی اس کے
ہونٹوں پر جھک گیا۔ نرمی سے ایک ہاتھ اس کے بیلی بٹن پر سہلاتے اسے تڑپا
رہا تھا تو ہونٹوں سے اس کے ہونٹوں پر کاٹتے اسے احساس بھی کروا رہا تھا وہ
پاس ہے۔

الیگزینڈر کی سانسوں میں سانسیں بھرتے وہ ایک دم سے پیچھے بیڈ پر سر رکھ
گئی۔ الیگزینڈر نرمی سے اس کی تھوڑی پر ہونٹ رکھے۔ وہ سسکی مگر مزاحمت
نہیں کی۔

اور الیگزینڈر کی قربت تو وہ آج ساری رات برداشت کرنے کو تیار تھی۔ آخر
کو اتنے دنوں بعد اسے الیگزینڈر کے وجود کے ہونے کا یقین آیا تھا۔ وہ اس
یقین کو روح تک تو محسوس کر ہی سکتی تھی آج کے دن۔۔۔

باہر سورج کی روشنی نے بسیرا کر رکھا تھا۔ وہ اس روشنی میں اٹھنے کے باوجود
ویسے ہی پڑی تھی۔ بس بیلا کو بیل دے کر بلایا۔ اسے کمرے کے پردے
خاموشی سے برابر کرتے جانے کا بولا۔ وہ خود ہل نہیں سکتی تھی اور موسیٰ کی
نیند بھی خراب نہیں کرنی تھی۔

موسیٰ کے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ بیلا کی نظریں یکسر اگنور کر گئی۔ جو
حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ پھر موسیٰ کا خیال کرتے جلدی سے
نکل گئی۔

موسیٰ اس کے لمس پر بھی یوں ہی پڑا رہا۔ وہ یقیناً گہری نیند میں تھا۔
پری نرمی سے ہونٹ اس کے ماتھے پر رکھے۔ پھر اس کی گال پر ہاتھ رکھتے اس
کا دھیان موسیٰ کے ہونٹوں کی طرف گیا۔ ان کے اعنابی رنگ پر اسے غصہ
سایا تھا۔ جو وہ موسیٰ کے ہونٹوں پر کاٹتے نکالنے لگی۔ اس کے ہونٹوں کو
اپنے دانتوں میں دبائے وہ یقیناً اپنے ہو اس میں نہیں تھی۔ موسیٰ پھر نوکیلے
سے لمس پر انکھیں کھولیں۔ اس کے کندھے کے گرد ہاتھ رکھتے اسے سہارا

دیا۔ پری بھی اس کو ہوش میں آتے دیکھ نرمی سے الگ ہوئی۔ اس کی سانسیں
پھول چکی تھیں۔

آج میرے ہونٹ کھانے کا ارادہ ہے بریک فاسٹ میں؟؟؟.. "موسیٰ کی"
بات پر وہ اسے گھورتے اس کے ہونٹوں پر پھر سے کاٹتے دور ہوئی۔ موسیٰ
بھی سکون سے اس کے وجود سے اپنا بوجھ ہٹالیا۔

میں فریش ہو جاؤں پھر کھانا لاتی ہوں۔ "کہتے ہی منہ بناتے واشروم میں"
چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی موسیٰ کے چہرے پے پریشانی کے سایے
لہرائے۔۔

وہ آج اپنے ہاتھوں کو نہیں روک پایا۔ اس کے کال ملاتے ہی دوسری طرف
سے کال موصول کر لی گئی۔

تم یقیناً اپنا وعدہ بھول گئے ہو؟؟؟.. "موسیٰ اس بات پر عجیب کو فٹ سی"
محسوس کی۔

مجھے کچھ نہیں بھولتا۔ ریڈ اور سکندر کیسے ہیں؟؟۔ "اس کے لہجے کی بے"
چینی دوسری طرف بھی پہنچی تھی۔ جو اس کے چہرے پر مسکراہٹ کا
موجب بنی۔

اپنی وچ سے فرصت مل گئی تمہیں؟؟ میرے خیال سے تو ابھی صبح و شام"
اس کی بانہوں میں گزارنے کے دن ہیں۔۔ "موسیٰ کا خون کھولا تھا۔
شٹ اپ۔۔۔" اور وہیں دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی۔ موسیٰ کی "
غصہ بھری آواز پر پری بھی باہر نکل آئی تھی۔ اس کو غصے میں دیکھ فوراً اس
کے پاس آ بیٹھی۔

موسیٰ کیا ہوا؟؟۔۔ "اس کے لہجے کی پریشانی پر موسیٰ نے اپنے تاثرات "
درست کیے۔

کچھ نہیں۔ تم جاؤ کھانا لاؤ۔۔ "اس کے جاتے ہی موسیٰ نے شایان کو کال "
ملائی مگر جواب نہیں۔ رومان کو مگر اس کا فون ہی بزی۔ منسا کو کال ملائی مگر

بیل جاتی رہی کسی نے کال نہیں اٹھائی۔ ہیر اور گرل یہاں تھے نہیں۔ اس کا دماغ چکر آیا۔

کچھ تو گڑ بڑ تھی ورنہ اچانک ایک ساتھ ایسا کچھ نہیں ہوتا۔

پری کھانا رہنے دو۔۔ "وہ چیخا۔ پری ڈری تھی۔

چلو۔۔۔ "موسیٰ اسے بازو سے کھینچتے ساتھ لے گیا۔ بیلادیکھتی رہ گئی۔"

وہیں حادثہ بھی۔۔۔

میں جا رہا ہوں۔ یہاں خیال رکھنا۔۔۔ "وہیں سے ہانک لگائی۔"

مگر کنگ آج کی میٹنگ؟؟؟... "موسیٰ نے دیکھا جائے گا کہتے پری کو گاڑی"

میں بیٹھنے کا کہا۔ خود اس کے ساتھ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے گاڑی سٹارٹ

کی۔

پیچھے حادثہ اور بیلادیکھتے ہی رہ گئے وہ گاڑی دوسو کی سپیڈ سے دوڑا لے گیا۔

موسیٰ ہوا کیا ہے؟؟؟.. "موسیٰ تک اس کی آواز مشکل سے پہنچی تھی۔"

کچھ اچھا نہیں ہوا۔ کچھ تو ہوا ہے۔ جس سے مجھے بے خبر رکھا گیا۔ "سوچتے"
کہا۔ پری اس کی باتیں نہیں سمجھی۔

موسیٰ سڑک پر اتے کسی سائن یاں سگنل کو نہیں دیکھا۔ ان کی گاڑی ہوا سے
باتیں کر رہی تھی۔ پری کو ڈرتے دیکھ موسیٰ اس کا چہرہ اپنے سینے میں چھپا
گیا۔ موسیٰ کے کندھے میں درد اٹھ رہا تھا مگر اس نے پرواہ نہیں کی۔ اسے
پرواہ تھی ہی نہیں۔

ریڈ اس کا فون نہ اٹھائے ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ پھر کیسے ممکن تھا وہ اسے کال
نہ کرے۔ اس کا فون نمبر دیکھ کر بھی اگنور کر دے۔ کچھ تو تھا جس کی پردہ
پوشی کی گئی۔ جس کے لیے اسے دور بھیجا گیا۔ جس تک پہنچنا اب اس کی ضد
تھی اور ضروری بھی تھا۔

سب ٹھیک ہے۔۔۔ "موسیٰ اس کا ماتھا چوما جو اس کی فکر میں گھلی جا رہی"
تھی۔

موسیٰ پاس ہی پڑے بسکٹس اسے دیے۔ جو اس نے تھام تو لیے مگر کھا نہیں رہی تھی۔

مائے وچ یہ کھاؤ۔ ورنہ میرا کھلانا تمہیں برا لگے گا۔ "اس نے نہ چاہتے بھی" پیکٹ کھولا۔ ایک بسکٹ موسیٰ کے ہونٹوں کے پاس کیا۔ اس نے مجبوراً ہونٹ کھول لیے۔

اس طرح پری خود بھی کھاتی رہی اور اسے بھی کھلایا۔ پھر اپنی گود میں پڑی موسیٰ کی میڈیسن نکالتے اس کے ہونٹوں میں رکھی۔ ان میں سے ایک گولی نیند کی تھی۔ موسیٰ اسے نکال کر باہر پھینک دیا۔

پانی کی بوتل اٹھاتے چند گھونٹ بھرتے اس نے گولیاں نگلیں۔ پھر بوتل پری کو پکڑائی جو اس میں سے پانی پینے لگی۔ ابھی کافی لمبا رستہ باقی تھا۔ انہیں یقیناً رات ہو جاتی۔ مگر پہنچنا ہر صورت تھا۔

رومان ہانیہ کو گھر سے پک کیا۔ اسے کالج لے کر گیا۔ فرقان اور خیام گھرتے ہی نہیں۔ اس نے انعم کو بھی رومہ کے پاس چھوڑ دیا۔ کسی کا بھی اکیلا رہنا ابھی ٹھیک نہیں تھا۔

ان میں سے کوئی بھی جانی کی موت کے متعلق نہیں جانتا تھا۔ سوائے مومنہ کے۔۔۔

رومان ہانیہ کے ساتھ ہی سب کلاسز لیں۔ جب اس کی کلاس سبز ختم ہو گئیں تو اسے اپنے ساتھ ہی گاڑی میں بٹھاتے وہاں سے نکلا۔ ہانیہ کی فرمائش پر وہ اسے تنگ نہیں کر رہا تھا۔ بس ایک دو بار اس پر گہری نظر ڈال لیتا۔ وہ اسی میں گھبرا جاتی۔

چپ چپ کیوں ہو؟؟؟ "واپسی پر سوال کیا۔"

ایسے ہی۔۔ "وہ کیا بتاتی وہ رومان کی نظروں سے کنفیوز کورہی ہے۔"

ایسے ہی کیسے؟؟؟ "رومان ذرا سا اس کی طرف جھکا۔ وہ ہڑبڑا کر نظریں"

مور گئی۔ وہ مسکراتے سیدھا ہوا۔

کھانا کھاؤ گی؟؟؟.. "اس نے نہ تو اقرار کیا نہ ہی انکار۔۔۔"

رومان ایک ریسٹورانٹ میں لے آیا۔ وہاں اوپن ایریا میں بیٹھتے ہانیہ کے ساتھ اس کی پسند کا کھانا کھاتے وہ اسے پرسکون کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔

تم اچھی لگنے لگی ہو مجھے۔ خطرہ بڑھ گیا ہے ہم دونوں کے لیے۔ "ہانیہ کو"
اچھولگا تھا۔ رومان نے اگے بڑھتے اسے پانی پلایا۔ وہ اس کے ہاتھوں سے پانی پینے پر مجبور ہوئی۔ رومان نے خود ہی اس کے ہونٹ بھی صاف کیے۔ ہھرٹشو
پپر باسکٹ میں پھینکتے وہ سیدھا ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھا۔

ہانیہ نے چور نظروں سے اسے دیکھا۔ اب اس کا چہرہ جھک گیا تھا۔ رومان کو اس کی شرم مزہ دے رہی تھی۔

ایک دفہ سب سیٹ ہو جائے رخصتی کی بات کرتا ہوں میں بابا سے۔۔۔ "وہ"
مزید سر جھکا گئی۔ اب تو اس کی بھوک بھی مٹ چکی تھی۔
پلیز مجھے گھر جانا ہے۔ "وہ منمنائی۔"

رومان مزید تنگ کرنے کے بجائے اسے گھر چھوڑا۔

وہاں سے انعم کو ساتھ لیتے اپنے گھرایا۔ خیام آج بھی واپس نہیں آنا تھا۔ وہ سانس بھرتے بس اپنی ماں کو دیکھتے رہ گیا جو اداس تھی۔

انعم کو سلاتے وہ اپنے کمرے میں آیا۔ ہانیہ کو کال ملائی مگر وہ دھک دھک کرتے دل سے اٹھانے کے قابل ہی نہیں تھی۔ اسے ریسٹورنٹ میں اس کی بے باک حرکتیں اور گفتگو نہیں بھولی تھی۔ اب وہی باتیں سننے کو کال نہیں اٹھا سکتی تھی۔ میسج کی رنگ ٹون پر نہ چاہتے ہوئے بھی اس نے موبائل سامنے کرتے چیٹ کھولی۔ وہاں جگمگاتے پیغام پڑھتے اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔

اپنے ہونٹوں سے اتری ہوئی چائے دے کر
مجھ پر احسانوں کے پہاڑ گرا کیوں نہیں دیتی؟؟
مجھے تم سے، تمہیں مجھ سے محبت ہے
یہ ایک حقیقت ہے، تم اسے اپنا کیوں نہیں لیتی؟؟

وہ سرخ پڑتے اس شعر کو پڑھنے لگی۔ وہ اپنے الفاظ سے اسے سرخ کرنے کا
ہنر جانتا تھا۔ ہانیہ کتنی دیر تک یوں ہی بیٹھی رہتی جب رومہ کے آنے پر ہوش
میں آتے موبائل رکھتے لیٹ گئی۔

وہ دونوں ماں بیٹی آج ایک ہی کمرے میں لیٹنے والی تھیں۔ فرقان تو اب بھی
ناجانے کن کاموں میں مصروف تھا۔ جو اس نے کل کی طرح گھر آنے سے
انکار کر دیا۔

ادھر رومان اس کی حالت کا سوچتے مسکراتے سونے لیٹ گیا۔ کھانا تو اس نے
ہانیہ کے ساتھ کھالیا تھا۔ انعم رومہ کے ساتھ کھالیا تھا۔ رومہ نے خود اسے
بتایا تھا۔

لیل سے بھی وہ کل مل کر آیا تھا۔ اس کی حالت دیکھتے اسے یقین تھا وہ جلد
ٹھیک ہو جائے گی۔ منہا کی حرکت پر شدید غصہ آیا مگر اب وہ کچھ نہیں کر سکتا
تھا۔ وہ شایان کی بیوی تھی۔ وہ اسے سزا دینے کا حق بھی نہیں رکھتا تھا۔

منہا پر سکون سی سو رہی تھی۔ شایان دوسرے کمرے سے نکلتے ابھی واپس آیا تھا۔

اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے شایان نے اس کے چہرے سے بال ہٹائے۔ وہ سوتے میں بہت معصوم لگتی۔ اور یہ معصومیت خدا کی طرف سے تحفہ ہی تھی ورنہ اس چہرے کے پیچھے چھپے دل میں موجود خیالات سے اگر کوئی واقف ہو جاتا تو کبھی اس سے محبت کرنے کی غلطی تو نہیں کرتا۔

کبھی سوچتا تھا تم کس نیکی کے عوض ملی ہو مگر اب سوچتا ہوں نا جانے اتنا بڑا "کون سا گناہ تھا جو تم سے محبت ہو گئی مجھے۔" شایان اس کے چہرے سے بال ہٹائے۔

تمہاری ہر حرکت کے بارے میں جاننے کے باوجود میری تم سے محبت میں "ذرا برابر کمی بھی نہیں آئی۔ ابھی تم تڑپو گی تو تمہارے قدموں میں بیٹھ جاؤں۔" وہ اس کے سوتے وجود سے مہو گفتگو تھا۔

شان پوچھتا ہے کیا ہے تم میں ایسا جو تمہارے ہر گناہ کو جاننے کے باوجود تم "سے دستبردار نہیں ہو سکتا میں؟؟؟" وہ کسمپائی۔

شایان کی آواز یقیناً اس کی نیند میں خلل ڈال رہی تھی۔

میں خود بھی نہیں جانتا مگر تمہارے وجود میں کشش ہے۔ جو مجھے تم سے "باندھے ہیں۔ ورنہ ان گناہوں کی سزا کے طور پر سو کن مصلحت کرتا میں تم پر۔ سو تن بھی وہ جو تمہیں تڑپانے پر خوش ہوتی۔۔۔" یقیناً اگر وہ ہوش میں ہوتی تو اب تک شایان کی چیخیاں بلند ہو جاتیں۔

مگر سزا تو تمہیں دوں گا۔ جو تم بہت جلد جان بھی جاؤ گی۔ "سرگوشی" کرتے اس کے کان کی لو کو دانتوں میں کاٹا۔

وہ انکھیں مسلتے اٹھنے پر مجبور ہوئی مگر جب تک وہ اٹھ سکی۔ شایان اس کے پہلو میں انکھیں موندے لیٹ چکا تھا۔

وہ کان کے درد کو اگنور کرتے شایان کے گرد بازوؤں ڈالتے اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔ شایان بھی یوں ہی پڑا رہا۔ اسے کچھ نہیں کہا۔

منہا اٹھتے اس کی گال پر ہونٹ رکھے۔ پھر اس کے کان کے پاس جھکی۔

میں اس سوکن کی جان اپنے ہاتھوں سے نکال دوں گیں۔ جسے تم اپنی "

زندگی میں لانے کا خیال بھی دل میں لاؤ گے۔۔" غصے سے اس کے کان ہر

کاٹتے اسے سسکنے پر مجبور کرتے وہ پھر اس کے سینے پر سر جما گئی۔

شایان اسے گھورتے خود سے جدا کرتا مگر وہ اسے خود سے دور جانے دینے پر

تیار نہیں تھی۔ مضبوطی سے ہاتھ اس کے سینے سے گزارتے باندھ لیا۔ وہ

ضبط کرتے وہیں پڑا رہا۔

اسندہ میرے قریب آنے کی کوشش بھی مت کرنا۔ "انتہائی سفاک لہجے"

میں کہا۔ منہا بغیر ڈرے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے دیکھتی رہی۔

میں ہر دفعہ قریب آنے کا حق رکھتی ہوں۔ اور یہ لڑائی بعد کے لیے رکھ لو۔"

ابھی مجھے نیند آئی ہے۔ "بغیر شایان کے غصے کی پرواہ کیے وہ آنکھیں موند

گئی۔

شایان بھی تھکاوٹ کی وجہ سے بحث نہیں کی۔ یوں ہی اسے اپنے سینے پر
لیٹائے سو گیا۔ منہا اسی میں خوش ہو گئی۔ اور اسی خوشی میں کب نیند میں
اتری وہ جان ہی نہیں سکی۔ شایان اس سے پہلے ہی نیندوں میں گم چکا تھا۔
اس کی بھاری ہوتی سانسیں اس بات کی گواہ تھیں۔ جو منہا کے کان پر پڑ رہی
تھیں۔

^^^

مومنہ عمر کے جانے کے فوراً بعد اٹھی۔ ننگے سر ننگے ہاؤں ابھی وہ باہر بڑھتی
جب ہارون رستے میں آ گیا۔

ڈوپٹہ لے کر انیں پہلے۔۔۔ "وہ تو چند گھنٹوں میں جیسے جوان مرد بن گیا"
ہو۔

مومنہ اس کے غصے کے چلتے ڈوپٹہ لینے چلی گئی۔ وہ وہیں کاونچ میں کھڑا تھا۔
کہاں جانا ہے آپ نے؟؟؟ "مومنہ کے ہاسپٹل کہنے پر گارڈز سے چابی"
لیتے وہ اپنی ماں کو وہاں لے آیا۔

مومنہ اس کے پیچھے چل رہی تھی۔ وہ ناجانے کیوں مومنہ کو ڈرا رہا تھا۔ اس کا انداز ہی ایسا تھا۔

مومنہ ایک روم میں داخل ہوئی۔ ہارون اس کے پیچھے تھا۔
کیوں کہا تم نے جھوٹ... "باقی کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔"
وہاں کوئی نہیں تھا۔ کوئی بھی نہیں۔ وہ کمرہ خالی تھا۔

نرس یہاں جو مریض تھا وہ؟؟؟.. "کچھ سختی سے پوچھا۔ یہ انداز مومنہ کا"
نہیں تھا مگر وہ بتانے پر مجبور تھے۔

وہ تو بغیر بتائے چلے گئے۔ "مومنہ گرتی اس سے پہلے ہی ہارون نے اسے"
تھام لیا۔

آپ نے جو کرنا تھا کر لیا۔ اب واپس چلیں۔۔ "مومنہ کو وہ چھوٹا سا ہارون"
نہیں لگا۔ وہ تو کوئی بڑی عمر کا لڑکا تھا۔ اس کا بیٹا تو نہیں تھا۔

اور کیا وہ جانتا تھا وہ کیا کر چکی ہے۔ مومنہ کا سر جھک گیا۔ ہارون اسے گاڑی میں بٹھاتے واپس گھر کا سفر شروع کیا۔ گھراتے ہی واپس سے اسے بازو سے تھامتے اندر لے آیا۔

کاش مجھے آپ سے محبت نہ ہوتی۔ تو نفرت کرنے میں اتنی محنت نہ کرنی۔" پڑتی۔ "دکھ سے کہتے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ پیچھے مومنہ شکستہ قدموں سے نیچے گری۔

بدلے کی چاہ نے اس سے اس کا بیٹا ہی چھین لیا تھا۔ وہ بیٹا جو اسے عزیز تھا۔ وہ کتنی دیریوں ہی بیٹھ کر روتی رہی۔ پھر جانی کے کمرے میں آئی۔ وہاں سب کچھ ویسا ہی تھا جیسے وہ چھوڑ کر گیا تھا۔ اس نے ایک نر کمرے میں گھمائی۔ وہاں سائیڈ ٹیبل پر نوٹ پڑا تھا۔ اس نے اٹھا لیا۔

مائے بے بی سوری۔ معلوم ہے غصہ میں بہت الٹا سیدھا بول دیتا ہوں۔" مجھے معاف کر دینا۔ اور اس کے بعد سے مجھے ٹائیٹم ہی نہیں مل رہا۔ ریلی سوری یارا۔ تم تو میری جان ہو۔ تمہیں تو خود سے دور کرتے میری جان جاتی

ہے۔ میری پیاری بیوی۔ اپنا خیال رکھنا۔ اٹھ کر مجھے کال کرنا۔ الیگزینڈر کے ملتے ہی دونوں اپنے ہنی مون پر جائیں گیں۔ جہاں دوسرا کوئی نہ ہو۔ اب اپنے تیسرے بے بی کے لیے ٹرائے کریں گیں۔ "آخر میں لکھتے اس کا انداز کافی شوخ تھا۔ وہ یقیناً اچھے موڈ میں تھا جب یہ لکھا۔ مومنہ اسے تھماتے نیچے بیٹھ کر رونے لگی۔

اب اس کے پاس سوائے آنسوؤں کے اور کچھ نہیں تھا۔ اور اس میں سب سے بڑی غلطی بھی اسی کی تھی۔

وہیں ہارون دوسرے کمرے میں بے آواز بیٹھا تھا۔ اس کا رونا بھی نہیں جاری تھا۔ وہ بس چچی چہرے پے سجائے غیر مرکزی نقطے کو گھور رہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہیں سے جانی کو ڈھونڈ کر لائے اور زندہ کر لے۔ مگر مردے کو زندہ کرنا اس کے لیے ممکن نہیں تھا۔

خیام اور فرقان صوفے پے بیٹھے تھے۔ ان کے سامنے ہی عمر کھڑا تھا۔ اس کی انکھیں سرخ تھیں۔

اب کیا کرنا ہے؟؟؟ "اس کا انداز بتا رہا تھا وہ سخت نالاں ہے۔"

بس چپ رہنا ہے۔ کوشش کرنی ہے دشمن سمجھے اب ہم کمزور پڑ چکے ہیں " اور دوبارہ اوار کرے۔ "عمر نے ان کی بات سنی۔۔

میں اپنی بہن کو اس کا گھرا جڑنے کا بتا کر آ رہا ہوں اور تم کہہ رہے ہو چپ " رہنا ہے۔ اس دشمن کا انتظار کرنا ہے؟؟؟ "عمر چیخا تھا۔

فرقان نے اگے بڑھتے اسے پر سکون کیا۔

یہ ضروری ہے عمر۔ تم بھی جانتے ہو۔ ورنہ اگلا وار ہم لوگوں میں سے کسی " ایک پر ہو گا۔ "اس کا انداز بتا رہا تھا وہ دشمن کی چال سمجھنا چاہتا ہے۔

مومنہ نے گولی چلائی کیوں؟؟؟ "پیچھے بیٹھتے اب وہ اصل وجہ جاننا چاہتا " تھا۔

عمر کی زبانی یہ بات جانتے ہی ان کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔

یہ کون ہے جو ماضی کو کھنگال رہا ہے وہ بھی ہمیں اذیت دینے کے " لیے؟؟؟.. " انداز پر سوچ تھا۔

جو کوئی بھی ہے۔ ایک دفہ سامنے آجائے میرے ہاتھوں سے نہیں بچے " گا۔ " عمر کا بس نہیں چل رہا تھا ابھی سب تہس نہس کر دے۔ مجھے لگتا ہے یہ جانی کا کوئی پر سنل دشمن ہے۔ ہمیں جانی کے ماضی میں کیے " جانے والا سارے کاموں کی لسٹ بنانی ہو گی۔ وہ شاید اسانی سے مل جائے۔ " عمر نے بھی اس بات پر اتفاق کیا۔

فرقان وہیں بیٹھا اپنا لیپ ٹاپ لے کر کام کرنے لگا۔ وہیں خیام بھی لوکیشن ٹریس کرنے میں مصروف تھا۔ عمر اپنا مریض دیکھنے لگا۔ وہ تینوں اس وقت عمر کے ہو اسپتال میں تھے۔



موسیٰ کو پہنچتے رات ہو چکی تھی۔ مگر اسے کہاں پرواہ تھی۔ وہ پری کا ہاتھ
تھامتے اندر کو بڑھا۔ گارڈز میں اسے روکنے کی طاقت نہیں تھی۔ جو رجینا کا
حکم ہوتا تو بھی وہ اسے نہیں روک سکتے تھے۔

پری کو ساتھ لیے وہ آگے بڑھا۔ سامنے ہی سکینر لاک ٹوٹا پڑا تھا۔ وہ کچھ
پریشان ہوا۔ گارڈز کے ہوتے کون اندر آیا۔ وہ گھبرا یا سا اندر بڑھا۔ پری خود
اس کی حالت دیکھتے فکر مندی تھی۔

موسیٰ کو سب سے پہلا خیال اپنی ماں کا آیا تھا۔ وہ لیل کے روم کے پاس اتے
ایک جھٹکے سے دروازہ کھول گیا۔

اس کی نظر مشینوں پر پڑی تھی جب وہاں غصے بھری آواز گونجی۔

Get lost....

اس نے نظروں کا زاویہ بدلا۔ کمرے میں مکمل اندھیرا تھا مگر کمرہ لیل کا ہی
تھا۔ آواز الیگزینڈر کی تھی۔ جو اس وقت لیل پر جھکا ہوا اپنی پیاس بجھا رہا تھا۔
لیل بھی ڈرتے انکھیں میچ گئی۔ اس کی دھڑکن بڑھ چکی تھی۔

موسیٰ ہڑبڑا کر جلدی سے باہر نکلا۔ خود کو کو سا جو غیر ارادی یہ حرکت کر دی۔

موسیٰ کیا ہوا؟؟؟.. "موسیٰ پاس ہوتے اس کا ماتھا چوما۔"

وہ دونوں ٹھیک تھے پھر یہ مشینز۔۔ وہ کچھ الجھا۔

گھوم کر سب کمرے دیکھے۔ ان میں سے کس کمرے میں جو رجیا ہوتی وہ نہیں جانتا تھا۔

پری کو صوفے پے بٹھاتے ایک کمرے پر دھڑادھڑکے برسائے۔ وہاں لیٹی

ٹینا گھبرا گئی تھی۔ فوراً سے بدحواس سی باہر نکلی

موسیٰ؟؟؟.. "اسے جیسے یقین نہ آیا ہو۔"

جو رجیا کا کمرہ کون سا ہے؟؟؟. "اس نے نا سمجھی سے موسیٰ کو دیکھا۔ وہ کیوں"

پوچھ رہا تھا۔

جو رجیا کا کمرہ بتاؤ۔۔ "اس نے انگلی سے اشارہ کیا۔"

موسیٰ اسے وہیں چھوڑا اس کمرے کی طرف آیا۔ پاؤں کی ٹھوکر لگانے کے دو
سیکنڈ بعد وہ اس کے سامنے تھی۔

تم تمیز بھول چکے ہو؟؟؟۔ "وہ جو سکون کی نیند سوئی تھی نیند خراب ہونے پر"
چیخی۔

جو چیز آپ میں خود مفقود ہو اس کا دوسروں سے گلہ نہیں کرتے۔ "وہ"
تلملائی۔

میرے پیچھے کیا ہوا؟؟؟ اور تم دونوں یہاں کیوں ہو؟؟؟ ریڈ کے کمرے میں "
مشینز کیوں ہیں؟؟؟ مجھے تفصیل چاہیے۔ وہ بھی ابھی۔۔۔" موسیٰ کا انداز بے
لچک تھا۔

تم ریڈ کے کمرے میں گئے تھے؟؟؟۔ "انکھیں پٹھی۔ جیسے باہر آجائیں"
گیں۔

وہاں تو الیگزینڈر سر۔۔۔ "وہ جملہ ادھورا چھوڑ گئی۔"

پہلی دفعہ نہیں ہیں۔ ہمیشہ انہیں کے کمرے میں ہوتے ہیں۔۔۔ "وہ تلملائی"

مگر اس بندے کو کون سمجھائے۔ جسے ماں باپ کی تمیز نہیں۔۔۔

ذرا جو تم تمیز کا مظاہرہ کرو۔۔۔ "پری کو جو رجینا کی باتیں بری لگی تھیں۔"

موسیٰ تم اس سے کیوں پوچھ رہے ہو؟؟؟ ہم صبح ریڈ سے پوچھ لیں گیں۔۔۔"

جو رجینا نے نظریں گھما پر پری کو دیکھا۔

اچھی خاصی تمیز دار بنی تھی۔ تمہاری سنگت میں چار دن نہیں رہی اور زبان"

دیکھ لو۔ "وہ افسوس سے کہتے ان دونوں کو غصہ دلا گئی۔

تم سے پھر بھی کم بد تمیز ہے۔ "وہ صرف مسکرائی۔"

وہ تو دکھ رہا ہے۔۔۔ "موسیٰ اسے کچھ الٹ سیدھا کہتا وہ پہلے ہی جا کر صوفے"

پے بیٹھ گئی۔

جو پوچھنا ہے تمیز کے دائرے میں رہ کر پوچھنا ورنہ مجھے غصہ بھی آ جاتا"

ہے۔ "موسیٰ نے گن نکالتے اس کی کنپٹی پر رکھی۔

اس دماغ میں تو بھوسا بھرا ہے پھر غصہ کہاں سے آ جاتا ہے۔ "وہ پھر بھی" مسکراتی رہی۔

پوچھو گے یاں میں جاؤں؟؟؟.. "آبرو اٹھاتے پوچھا۔ پری کے اصرار پر" موسیٰ اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ان کے سامنے جو رجینا تھی۔
تم دونوں یہاں کیوں ہو؟؟؟.. "گن ٹیبل پر رکھ دی۔"
"میم پر حملہ ہوا تھا۔"

ماما پر؟؟؟.. "شاک سے پوچھا۔"
"یس۔۔۔۔"

ان کا کوئی نقصان تو نہیں ہوا؟؟؟.. "انداز میں ڈرتھا۔"

نہیں۔ بس کچھ دن کومہ میں رہیں۔ "موسیٰ کو خود پر غصہ آیا۔"

سکندر کہاں تھا؟؟؟؟.. "پری نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔ وہ غصے میں جا رہا تھا۔"

یہ وہ ہی بتا سکتے ہیں۔۔۔ "موسیٰ اچھے سے جانتا تھا وہ جانتی ہے پر بتا نہیں" رہی۔

شایان اور باقی سب۔۔۔ وہ کہاں ہیں؟؟؟ "جو رجینا نے ایک لمبی سانس لی۔" شایان سر کو لیل میم کو بچاتے گولی لگی۔ اب وہ ٹھیک ہیں۔ منہا ان کے " ساتھ ہے۔ شان گاردز کو ارٹریں ہے۔ رومان اپنی ماما کے پاس گھر۔ فرقان اور خیام سر عمر سر کے ساتھ ملتے دشمن ڈھونڈ رہے ہیں۔ منساروم میں آرام کر رہی ہیں۔ ہانیہ اور رومہ میم اپنے گھر ہیں۔ ہیر اور گرل میم بہرین میں ہیں۔ "اس نے ایک ہی سانس میں سب کا بتا دیا۔

اولڈ مین تو ہمارے کام میں مدد نہیں کرواتے پھر اب کیوں؟؟؟ "انداز میں" واضح تھا اسے یہ سب باتیں ہضم نہیں ہوئیں۔

لیل میم کو بچانے وہ بھی ساتھ آئے تھے۔ ان پر حملہ کرنے والوں میں " اے ایک انسان کو انہوں نے ہی مارا تھا۔ "وہ ہاں میں سر ہلاتے سیدھا ہو کر بیٹھا۔

سوال پھر وہی ہے سکندر کہاں تھا؟ "جور جینا نے کندھے اچکائے"
یہ وہی بتا سکتے ہیں۔ "اس نے بھی صاف جواب نہیں دیا۔"

سکندر...!!! "الیگزینڈر نے اس کا ماتھا چوما وہ خوف میں آگئی تھی۔"
کوئی نہیں ہیں۔ صرف میں ہوں وائیٹ روز۔۔۔ "وہ سانسیں بھرتے"
یقین کرنے لگی۔ الیگزینڈر اس کی تھوڑی چومی۔ وہ ابھی تک گھبراہوئی تھی۔
کس می۔۔۔۔ "لیل نے اسے حیرت سے دیکھا۔ الیگزینڈر چاہتا ہی یہ تھا وہ"
باقی سب بھول جائے۔ اگر لیل بار بار وہی سوچتی تو پینک اٹیک آتے۔ اس
طرح وہ الیگزینڈر میں مگن ہو جاتی۔

الیگزینڈر کا انداز دیکھ لیل اوپر ہوتے نرمی سے اس کے ہونٹ چومے۔ پھر
اس کی سانسوں سے سانسیں کھینچتے ہلکا سا دانت سے کاٹ بھی گئی۔ وہ اس کی
حرکت پر مسکراتے اس کے کندھے ہر جھکا۔

نرمی سے اس کے کندھے چومتے نیچے سے اپنی شرٹ اٹھا کر لیل کو پہنائی۔
اچھے سے جانتا تھا کچھ دیر تک وہ پھر دستک دے گا۔ بغیر سب جانے آرام جو
نہیں آئے گا اس کی جان کو۔

موسیٰ آیا تھا کچھ دیر پہلے دروازے پر۔ "لیل اسے دیکھا۔"
الیگزینڈر شرٹ کے بٹن لگاتے اس کی آنکھیں چومیں۔ لیل بازو اس کے
گرد ڈال گئی۔

سو جائیں۔ تھک گئی ہیں۔ "لیل سونے کو تیار نہیں تھی۔"
پچھلے دس دن سے سوہی رہی ہوں۔ مجھے نہیں سوں ما اب۔ تمہاری بانہوں
میں رہنا ہے۔ یقین کرنا ہے تم میرے پاس ہو۔ "الیگزینڈر اس کا ماتھا چوما
اس کی سوچ کے عین مطابق دوبارہ دروازے پر دستک ہوئی۔ اس دفہ انداز
مہذب تھا۔

موسیٰ ہے۔۔۔ "اس کی آنکھیں پڑھتے الیگزینڈر نے جواب دیا۔"

چلیں۔ ملنے آیا ہے ہم دونوں سے وہ۔۔۔" لیل نے اپنی حالت کی طرف اشارہ کیا۔

الیکزینڈر سے اپنا ٹراؤزر نکال کر دیا جو وہ ابھی کے لیے پین لیتی۔ خود اپنے پہنے ٹراؤزر پر شرٹ نکال کر پہن لی۔ اس نے دھیان ہی نہیں دیا جس ٹروزر کی شرٹ اس نے پہنی ہے وہ ٹراؤزر وہ لیل کو پہننے کے لیے دے چکا ہے۔ اگر دھیان تھا بھی تو اسے پرواہ نہیں تھی۔

سکندر مجھ سے چلا نہیں جا رہا۔۔۔" اس کے پاؤں سن ہو چکے تھے۔"

الیکزینڈر اسے بانہوں میں اٹھاتے باہر لے آیا۔

موسیٰ دیکھتا ہی رہ گیا۔ الیکزینڈر لیل کو بانہوں میں بھرے صوفے پر پری کے پاس بٹھایا۔

ماما؟؟؟ کیا ہوا ہے آپ کو؟۔" وہ پریشانی سے لیل کے قدموں میں بیٹھ گیا۔"

کچھ بھی نہیں۔ بس تمہارے ڈیوڈ کی جان کو سکون نہیں۔ بڑھاپے میں بھی مسخریاں کرتے ہیں۔۔۔" الیکزینڈر اسے گھورا۔

موسیٰ نے ان دونوں کو دیکھا۔

جور جینا بھی وہیں بیٹھی تھی۔

بابا یہ کیا ہوا؟؟؟.. "وہ اٹھتے الیگزینڈر کے پاس آیا۔ اس کے کان پر پٹی لگی تھی۔"

کچھ نہیں۔ بس کچھ لوگوں نے سمجھ لیا شیر بوڑھا ہو گیا ہے۔ "موسیٰ اسے بازو سے کھینچتے ٹیبل پر بٹھایا۔ آنکھوں میں وارننگ تھی

اس لیے مجھے وعدہ دلا کر یہاں سے بھیجا تھا؟؟؟..." لیل نے موسیٰ اور پھر "الیگزینڈر کو دیکھا۔ الیگزینڈر کے چہرے پے مسکان تھی۔

گیم پلانر تو آپ خود ہیں۔ "موسیٰ اسے گھور رہا تھا۔"

جانی پری کو یہاں سے بھیج دینا چاہتا ہے؟؟؟.. "وہ دونوں ساحل کنارے کھڑے تھے۔"

جانتا ہوں۔۔۔ "اندازہر سکون تھا۔۔۔"

تو کچھ کرنا نہیں چاہو گے؟؟؟ "موسیٰ نے چونک کر الیگزینڈر کو دیکھا۔"

اسے یہاں سے لے کر چلے جاؤ۔ باقی یہاں میں سنبھال لوں گا۔ اگر "
یہاں رہے تو جانی کبھی خود رخصتی نہیں دے گا۔ "موسیٰ کو باپ کی یہ مدد
ہضم نہیں ہوئی۔

آپ تو میرے خلاف ہیں؟؟؟... "انداز مشکوک تھا۔ جیسے الیگزینڈر پر یقین "
نہ ہو۔ موسیٰ اسے انکھیں چھوٹی کیے گھور رہا تھا۔
وہ گہرا مسکرایا۔

لیل کی خوشی کے لیے کچھ بھی۔ تم جیسے کی مدد بھی۔۔ "لیل کے نام ہر بھی "
اس کا انداز نہیں بدلا۔

بس بدلے میں تم سے کچھ چاہتا ہوں۔۔ "وہ اب سمجھا تھا۔ "
کیا؟؟؟.. "اٹیبر واٹھاتے پوچھا۔ "

باپ بیٹے میں یہ سودا بازی تو اب چلتی ہی رہنی تھی۔

تم اگلے ایک ماہ تک یہاں کسی سے رابطہ نہیں رکھو گے۔ نہ تم اور نہ ہی "
تمہاری بیوی۔۔ "موسیٰ کو یہ بات سمجھ تو نہیں آئی مگر مان گیا۔

تمہیں لیل کی قسم ہے۔ "موسیٰ بس اوکے کہتے چلا گیا۔"

پچھے الیگزینڈر گہرا مسکرایا۔ وہی مسکراہٹ اب بھی اس کے چہرے پر تھی۔

آپ نے خود مجھے خود سے اور ماما سے دور بھیجا۔ آپ جانتے تھے یہ حملہ ہو گا۔ آپ جانتے تھے وہ آپ کو اور ماما کو نشانہ بنائیں گیں؟؟؟۔ "الیگزینڈر ایک ایک لفظ سنا۔ موسیٰ ہر لفظ پر زور دیتے اپنی بات پر قائم تھا۔ وہیں پری اور لیل کے لیے یہ باتیں حیران کن تھیں۔۔

میں نے سب کو اسی وجہ سے محتاط رہنے کا کہا تھا۔ "اور وہ سچ کہہ رہا تھا۔" آپ سب جانتے تھے؟؟؟۔ "موسیٰ کو صرف اپنا جواب چاہیے تھا۔" ہاں۔۔۔۔ "اور یہاں پہاڑ ٹوٹا تھا ان سب پر۔ وہ بھی حیرت کا۔"

میں جانتا تھا۔ بس یہ نہیں جانتا تھا ان کا نشانہ لیل ہو سکتی ہیں۔۔ "لیل کی" طرف دیکھتے نہ امت بھری مسکراہٹ دی۔

لیل آنکھوں سے ہی اسے مطمئن کیا۔

مجھے کیوں دور بھیجا؟؟؟.. "موسیٰ آج بھی الیگزینڈر کے دماغ تک نہیں"
پہنچ سکتا تھا۔

تاکہ تم کام نہ بگاڑو۔ مگر وہ پھر بھی بگڑ گیا۔ "موسیٰ کابس نہیں چل رہا تھا"
شیشے کی یہ میز اٹھا کر اپنے باپ کے سر پے دے مارے۔ وہ ایسا کر بھی دیتا اگر
یہاں لیل نہ ہوتیں۔ یاں اسے یہ ڈرنہ ہوتا کہ اس کے جواب میں لیل میز پر
پڑی بندوق کی گولیوں سے اسے بھون دے گی۔

اور ماما کو بچانے اپ خود کیوں نہیں ایسے؟؟ شایان اور اولڈ مین "
کیوں؟؟؟.. "انداز ایسا تھا جسے ابھی الیگزینڈر کی جان لے لے گا
وہاں کینٹینر میں لڑکیاں تھیں۔ میں نہیں چاہتا تھا وہ لڑکیاں ان کے ہاتھ "
لگیں۔ اور لیل تک کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہ بیسمنٹ میں تھیں۔ جب تک
وہ خود نہ نکلتیں کوئی ان کا بال بھی باکا نہیں کر سکتا تھا۔

اور پھر ماما کو مہ میں تھیں۔ تب اپ کہاں تھے؟؟.. "الیگزینڈر پیچھے کو "
ٹیک لگائی۔

یہ بات پھر کبھی بتاؤں گا۔ ابھی پری کو ساتھ لے جاؤ۔ اسے آرام کی

ضرورت ہے۔ وائٹ روز بھی تھک چکی ہیں۔۔ "موسیٰ نے پری کو دیکھا۔

سارا دن کی ڈرائیونگ کے بعد اب وہ واقعی تھک چکی تھی۔

صبح تو ہر حال میں بتانا پڑے گا۔ "کہتے ہی وہ پری کا ہاتھ تھامتے اسے ساتھ

لے گیا۔۔ جاتے ہوئے لیل کا ہاتھ چومنا نہیں بھولا۔ جس پر وہ مسکرائی۔۔۔

ان کے جاتے ہی الیگزینڈر لیل کے ساتھ آ بیٹھا۔

لان میں واک کرنے چلیں؟؟؟۔۔ "لیل نے بازو اس کی گردن میں ڈالے۔

الیگزینڈر اسے اٹھائے لان میں لے آیا۔

آپ کے پل پل پر نظر تھی میری۔۔ جب بال بناتے جھنجھلائی تھیں تب

جی چاہاڑ کر آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔۔ "لیل اس کی گال ہر دانتوں سے ہلکا سا

کاٹا۔

اتنی مشکل سے بنائے تھے بال میں نے۔ تم آئیے کیوں نہیں؟؟؟۔۔ "کاٹا تھا

جہاں، وہاں نرمی سے ہونٹ رکھے۔

مجبوری تھی۔ "اس نے لیل کے معاملے میں پہلی دفہ کسی مجبوری کا اظہار"
کیا تھا۔

اس نے کہا تھا تم مر چکے ہو۔۔ "لیل کا لہجہ دھیمہ ہو گیا۔"

وہ خود زیرِ زمین جا چکا ہے۔۔ "لیل مطمئن ہوئی۔"

وہ مجھے ملکہ کیوں کہہ رہا تھا؟؟؟ شہداد تو مر گیا تھا۔ "الیکزینڈر اسے گود میں"
اٹھائے لان میں چل رہا تھا۔

ہے کوئی۔ آپ کو جاننے کی ضرورت نہیں۔ جلد یہ بھی شہداد کے پاس ہو"
گا۔ "اندازِ سفاک تھا۔

تم نے کہا وہ مر گیا ہے؟.. "لیل واضح ڈری تھی۔۔"

نہیں مرے تو مر جائے گا۔ آپ گھبرا ئیں نہیں۔۔ "لیل پر سکون نہیں ہو"
سکی۔

جور جینا نے تنگ تو نہیں کیا؟؟؟.. "الیکزینڈر کے سوال پر اس نے ناں میں"
سر پلایا۔

وہ نہیں جانتی تھی وہ کس کس کو تنگ کر چکی ہے اور کتنا۔

سکندر اب مجھ سے دور مت ہونا۔ چاہے کوئی بھی مجبوری ہو۔ "وہ یقیناً"
دہانی چاہتی تھی۔

کبھی بھی نہیں۔ میں دیکھ چکا ہوں سب۔ اب کبھی نہیں۔۔ "لیل خوش"
ہوتے اس کے سینے پر سر رکھا۔

اب کمرے میں چلتے ہیں؟؟؟ "الیکزینڈر کے پوچھنے پر کوئی جواب نہیں"
آیا۔

الیکزینڈر اسے کمرے میں لے گیا۔

اسے بیڈ پر لیٹاتے خود بھی شرٹ اتار پھینک وہ اس کے ساتھ لیٹا۔

لیل کو بازو کے گھیرے میں لیتے اس کے بالوں کا بوسہ لیا۔ لیل الیکزینڈر کی
بانہوں میں سکون میں جاتے نیند میں اترنے لگی۔

الیکزینڈر اس سے پہلے ہی لیل کی خوشبو میں سانسیں بھرتے سوچا تھا۔ وہ تو
ویسے بھی اتنے دن سے سکون سے سویا نہیں تھا۔

وہیں دوسری طرف پری موسیٰ کی بانہوں میں سکون کی نیند سو رہی تھی۔
بغیر جانے اس کا گھر کیسے اجڑ چکا ہے۔ کیسے اس کی ماں اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا
گھر اجاڑ چکی ہے۔

کیسے خود کو بیوہ اور انہیں یتیم کر چکی ہے۔ ایک اندھے بدلے کی نظر اپنے ہی
شوہر کی زندگی کو کر چکی ہے۔
بے خبری بھی ایک نعمت ہے۔

^^^

صبح تک وہ دونوں جانی کا سارا بچپلا ریکارڈ چھان چکے تھے۔ وہ تینوں ہو سپٹل
کے اس کمرے سے نہیں ہلے تھے۔ چوتھا وہاں پڑا مریض تھا۔ جو کہ عمر کی
وجہ سے وہاں تھا۔

یہ رہے اس کے دشمنوں کی لسٹ۔۔۔ "خیام نے انگڑائی لے کر تھکن"
اتاری تھی۔ خیام نے انہیں ایک نظر دیکھا۔

اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھ کینے کے بعد وہ ایک جگہ اٹکا۔

یہ پروفیسر؟؟؟... "عمر بھی چونکا۔"

مومنہ کچھ دن پہلے ایک پروفیسر نامی بندہ یہاں ایڈمٹ کروایا تھا۔

یہ ہی ہے وہ۔ جسے ہم ڈھونڈ رہے ہیں۔۔ "خیام نے شیٹ نیچے رکھ دی۔"

اب خیام اس کا بائوڈیٹا نکال رہا تھا۔ کچھ ہی دیر بعد اس کی ساری ڈیٹیل ان کے سامنے تھی۔

وہ مومنہ کو پسند کرتا تھا۔ ویسے تو اس کا ریکارڈ ایسا نہیں ہے۔ مگر ناجانے

کیوں مومنہ... "عمر کو دیکھ اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ جسے بہن کے لیے ایسے الفاظ برداشت نہیں تھے۔"

جانی نے اسے کالج سے ایکسپیل کروادیا تھا۔ اس کی پٹائی بھی کروائی تھی۔"

اس نے اگلی بات بتائی۔

یہ وہی ہے۔ مومنہ کو بھی اسی نے سب بتایا ہے۔ "عمر کے لہجے میں یقین"

تھا۔

التمش نام ہے اس کا۔ عمر پچاس سال لکھی ہے مگر چہرے سے نہیں لگتا۔"
کوئی کریمنل ریکارڈ نہیں ہے۔ بس ایک دودھ انا کی وجہ سے لڑائیوں
جھگڑیں کر چکا ہے۔ "مزید معلومات فراہم کی گئی۔

ابھی عمان میں ہے۔ پہلے لندن میں رہ چکا ہے۔ "انہیں مزید اس معلومات
میں دلچسپی نہیں تھی۔

رہتا کہاں ہے وہ؟؟؟.. "عمر بے صبری سے پوچھا۔"

خیام نے عمان کا رہائشی پتہ دہرایا۔

وہ تینوں اٹھے تھے جب کسی کی کال آئی۔ انہیں اب مجبوراً اس طرف جانا
تھا۔ یہ اب ضروری بھی تھا۔

^^^

صبح کا سورج طلوع ہوا تھا۔ سب اہستہ اہستہ اٹھنے لگے۔ منسا تو الیگزینڈرا اور
لیل کو حال میں بیٹھے دیکھ چیخ ماری۔ لیل اس کی خوشی دیکھ مسکرائی۔

اج اس کے الیگزینڈر کے گلے لگنے پر وہ زیادہ رد عمل نہیں دے سکی۔ کچھ ہی دیر میں موسیٰ اور پری بھی آگئے۔ الیگزینڈر ناشتہ بنا رہا تھا۔ ٹینا اور جو رجینا نے اسے مدد کی آفر کی مگر اس نے ٹھکرا دی

لیل کو لگا آج سالوں بعد الیگزینڈر کا بنایا کھانا کھا رہی ہے۔ اس پر ایک اور بات اشکار ہوئی تھی جو کھانا الیگزینڈر بناتا ہے اس کا ذائقہ بالکل الگ ہوتا ہے۔ چاہے وہ بیک کیا ہوا کیک ہو یاں فروٹ سیکڈ۔۔۔

ابھی وہ فروٹ سیکڈ کھا رہی تھی۔ موسیٰ لیل کا ماتھا چومتے پری کو بھی کچن سے فروٹ سیکڈ کی ہلیٹ لا کر دی۔ بس لیل کی پلیٹ میں پڑے فروٹس میں سیب زیادہ تھے اور پری میں سیب تھے ہی نہیں۔ اسے سیب پسند ہی نہیں تھا۔

شان لیل سے ملنے آیا تھا مگر ٹوٹے تالے کو دیکھ وہ خوف زدہ ہوا۔ جیسے ہی وہ پریشانی سے اندر آیا وہاں کی منظر الگ تھا۔

لیل بھی اٹھی ہوئی تھی۔ موسیٰ اور پری بھی وہاں بیٹھے تھے۔ کچن سے
الیکزینڈر کی کھٹ پھٹ کی آواز آرہی تھی۔

وہ خوشی سے الیکزینڈر سے ملا۔ جس نے اس کا کندھا تھپکتے اسے حوصلہ دیا۔
میں شایان کو بتاتا ہوں۔۔ "وہ کہتے جاتا جب الیکزینڈر کی آواز پر رکا۔"
اسے کہو اپنی بیوی کو لے کر یہاں ایے۔ میرا مت بتانا۔ "الیکزینڈر کا انداز"
کچھ الگ تھا۔

جورجیا فرقان کو کال کرو۔ ان تینوں کو کہو یہاں آئیں۔ اسے ساتھ لے کر۔"
میرا مت بتانا۔ بس یہ ہی کہنا اگر الیکزینڈر کے بارے میں کچھ جاننا ہے تو
حاضر ہو جائیں۔۔ "وہ ہاں میں سر ہلاتے چلی گئی انہیں کال کرنے
موسیٰ جا کر مومنہ اور ہارون کو لے آؤ۔ میرا نام لینا۔ لڑائی بالکل بھی مت"
کرنا۔ "وہ الیکزینڈر کے حکم پر اٹھا۔

شایان ابھی اٹھا تھا۔ اس کے ساتھ لیٹی منہا اب غائب تھی۔ باتھ روم سے
پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔

مطلب وہ نہار ہی تھی۔

وہ موبائل کی بیل کی آواز پر ہوش میں آیا۔

کنگ مینشن آجا۔ موسیٰ آیا ہے۔ بھابھی کو بھی ساتھ لانا۔ "کہتے ہی بغیر اس"

کی سنے کال کاٹ دی۔

وہ ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا

اسے گالیوں سے نوازتے اٹھا۔

خود دوسرے روم میں فریش ہوا۔ تب تک منہا فریش ہو کر کھانا بنا چکی تھی۔

شایان نے بغیر کچھ کہے اس کے ساتھ بیٹھتے کھانا کھایا۔ منہا کافی خوش تھی۔

اس کا اندازہ اس کے چہرے سے لگایا جاسکتا تھا۔

نیکپن سے ہاتھ صاف کرتے وہ اٹھا۔

میں چائے۔۔۔ "منہا کی بات وہیں ٹوک دی گئی۔۔۔"

ابھی کہیں جانا ہے۔ اٹھو۔۔ "وہ شایان کا انداز دیکھ بغیر سوال کیے اس کے " ساتھ آگئی۔ برتن اس نے اٹھا کر بس کچن میں رکھے تھے۔ دھو وہ واپس آ کر لیتی۔۔

گاڑی میں بھی خاموشی ہی چھائی رہی یہاں تک کہ وہ دونوں مطلوبہ جگہ پہنچ گئے۔

منہاجیران تو ہوئی مگر شایان کے اترنے کا اشارہ کرنے پے اتر گئی۔

^^^

فرقان ان دونوں کے ساتھ نکلنے لگا تھا جب اس کے موبائل پر کال آئی۔
بولو جو رجیا۔۔۔ "انہیں نکلنے کی جلدی تھی۔"

انہیں لے کر کنگ مینشن آ جاؤ۔ الیگزینڈر سر کے بارے میں کچھ معلوم " ہوا ہے۔ جلدی آنا۔ زیادہ وقت نہیں ہے۔ "فرقان نے او کے کہا ہی تھا وہ کال کاٹ گئی۔

فرقان انہیں ساتھ لیتے وہاں سے نکلا۔ اب وہ اس پروفیسر التمش کو کل کے لیے رکھ چکے تھے۔

گاڑی میں بھی ان تینوں کے درمیان باتیں ہوتی رہیں۔

خیام کے مطابق یہ احمق پن تھا۔ جورجیا نے اس کے مطابق پہلے بھی غلط بتایا تھا۔ ان دس جگہوں میں کہیں پر الیگزینڈر کا نام و نشان بھی نہیں ملا تھا۔ جس میں اسے ساری غلطی جورجیا کی ہی نظر آتی۔

وہیں عمر اور فرقان چپ بیٹھے تھے۔ بس خاموشی سے فاصلہ کٹ جانے کی دعا کر رہے تھے۔ اور ان کی دعا سنی بھی گئی تھی۔

دروازے پر گاڑی روکتے انہوں نے ایک ویل چئیر بھی نکالی۔

اسے لیتے اندر کو بڑھے۔ مگر لاک ٹوٹا دیکھ وہ بھی ڈرے تھے۔ اسی کے چلتے

اندر کو دوڑا مگر وہاں کا منظر دیکھ ان کی آنکھیں کھولی کی کھولی رہ گئیں۔

موسیٰ اسی وقت مومنہ اور ہارون کو لینے نکلا۔ پری کو لیل کے پاس چھوڑ گیا۔
جو جانی کے رد عمل کا سوچ ڈر رہی تھی۔

موسیٰ گاڑی ان کے گھر کے سامنے روکی۔ بغیر اسے آف کیے وہ گارڈز کی
رکھوالی سے گزرتے اگے بڑھا

اندر سامنے ہی مومنہ نڈھال سی ہال میں بیٹھی تھی۔

پری ماں۔۔۔۔۔ "اس نے سراٹھایا۔ انکھیں لبالب ہانی سے بھری ہوئی"
تھیں۔

مومنہ اس کے سینے سے لگی۔ ہچکیوں سے روتے وہ اپنے نقصان کا حل چاہتی
تھی۔ ہارون بھی اس کی آوازوں پر باہر نکلا۔ آج اس نے موسیٰ کو دیکھ کچھ
نہیں کہا۔

پری ماں کیا ہوا؟؟؟ "وہ کچھ بوکھلایا۔"

پری بلکل ٹھیک ہے۔ میں اسے ساتھ لایا ہوں۔ اگر اس کی یاد آرہی ہے تو "اپ اس سے مل لینا۔" موسیٰ کو جن سے محبت ہو وہ انہیں روتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔ یہ ہی حال اس کا مونہ کے معاملے ہو رہا تھا۔

موسیٰ!!!... جانی۔۔ میں نے اسے مار دیا۔۔ خود ہی خود کا گھرا جاڑ گئی "میں۔۔" اس کے کبھے میں گہرا دکھ تھا۔

پری ماں!! کیا کہہ رہی ہیں آپ؟؟.. اسے سمجھ نہیں آئی۔ "ہارون کی چچی بتا رہی تھی وہ سچ کہہ رہی ہے۔ مگر موسیٰ کو یقین نہیں تھا یہ غلط ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ زندہ ہیں۔۔" موسیٰ یقین کر ہی نہیں سکتا "تھا۔ اس کی معصوم سی بیوی پر کیا گزرتی جب اسے معلوم ہوتا۔ وہ لڑکھڑایا۔

ہارون دور کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔

اپ دونوں چلیں میرے ساتھ۔ ڈیوڈ نے بلایا ہے۔ اسے کچھ بات کرنی "ہے۔" اس کا انداز شاکی سا تھا۔ جیسے مومنہ کی پہلی بات پر یقین نہ ہو۔

وہ مرچکے ہیں۔۔ مجھے بابا نے خود بتایا تھا ان کی لاش کو دشمنوں نے کیسے "

گولیوں سے بھون دیا تم جھوٹ مت بولو۔ "وہ وہیں کھڑا بیٹھا۔

ہارون زبان کو لگام دو۔ کچھ نہیں ہوا اسکندر کو۔ بالکل ٹھیک ہے وہ۔ میں اس "

سے باتیں کرتا رہا ہوں ساری رات۔ یقین نہ ایے تو چل کر دیکھ لو مگر اب یہ

الفاظ منہ سے مت نکالنا۔۔ "انگلی اٹھائے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں وارن کیا۔

اسے چپ لگ گئی۔

موسیٰ ان دونوں کو گاڑی میں بٹھاتے وہاں سے نکلا۔ گاڑی میں مکمل خاموشی

تھی۔ بس مومنہ کے رونے کی آواز گونج رہی تھی۔ جس پر ہارون منہ سر

لیٹے بیٹھا رہا۔ جیسے سن ہی نہ رہا ہو۔

وہیں موسیٰ پری کا سوچ پریشان تھا۔ اگر واقعی جانی کو کچھ ہو گیا ہوا تو پری کا کیا

ہو گا۔ وہ اسے کیسے سنبھالے گا۔

ان کے پہنچنے سے پہلے ہی وہاں دو گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ایک تو شایان کی تھی،
دوسری یقیناً فرقان کی۔

وہ مومنہ کو کندھوں سے تھامتے آگے بڑھا۔

وہ لوگ سیدھا اندرائے۔ ہال میں نظر پڑھتے ہی وہ سب ٹھہر گئے۔ مومنہ تو
جیسے بت بن گئی تھی۔ موسیٰ نے نہ تھاما ہوتا تو وہ گر جاتی۔

فرقان الیگزینڈر کے گلے لگا کھڑا تھا۔ خیام شرمندہ سا ایک طرف۔ پری نیچے
چمیر کے پاس بیٹھی تھی۔ شایان لیل کے ساتھ لگا۔ اس کے کندھے پر سر
رکھے۔ منہا خیام کے پاس کھڑی تھی۔

مومنہ دوڑتے پری کے ساتھ بیٹھی۔ اس شخص کے گھٹنوں پر سر رکھے وہ
رونے لگی۔

پری تو ڈر گئی تھی۔ موسیٰ نے اسے اکرا اپنی بانہوں میں بھرتے پیچھے کیا۔ اسے
صوفے پر بٹھایا جبکہ اب سب کی نظریں ان دونوں پر تھیں۔

جانی مجھے معاف کر دیں۔۔۔ میں پاگل ہو گئی تھی۔ ایک دفہ معاف کر دیں "
مجھے۔ مجھے پہلے آپ سے سب پوچھنا چاہیے تھا۔ میں بہت بے رحم ہوں۔
مجھے اپنی اولاد پر ترس بھی نہیں آیا۔ "وہ روتے بس وہی باتیں دہرا رہی تھی۔
ہارون کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔

جانی مومنہ کو اگنور کرتے اس کی ظرف باز و پھیلائے۔ وہ ان میں آسمایا۔
میراثیر۔ روتے نہیں۔ بابا بالکل ٹھیک ہیں۔۔ "جانی کو اس کے سینے پر "
گرنے سے درد تو ہو رہا تھا مگر اسے پیار سے بولا۔

عمر نے آگے بڑھتے مومنہ کو زمین سے اٹھاتے گلے سے لگایا۔

وہ ٹھیک ہے۔ رومت۔ بعد میں منالینا۔ "مومسنہ نے اسے شکوہ کرتی "
نظروں سے دیکھا۔ جس پر اس نے غور نہیں کیا۔

کچن سے پانی لاتے گلاس میں ڈالتے اسے دیا۔

موسیٰ ماما یہ کیوں کہہ رہی تھیں؟؟؟ "پری کے سوال کو یکسر اگنور کرتے "
موسیٰ نے اس کے ہونٹ چومے۔

وہ سب کے سامنے ایسی حرکت پر سرخ پڑی۔

مگر کوئی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

کچھ نہیں ہے۔ تم دھیان مت دو۔۔ "منہا کی نظر اس طرف گئی تھی۔ اس" نے شولہ بار نظروں سے یہ منظر دیکھا۔

الیکزینڈر تم تو!!!.. "بات ادھوری چھوڑ دی گئی۔ وہ مسکرایا۔"

میرا بیٹا رات کو کہہ رہا تھا "میں گیم پلانر ہوں۔" یقین جانو۔ وہ بالکل ٹھیک " کہہ رہا تھا۔۔ "کنگ میکر کی مسکراہٹ۔ جیت جانے کی خوشی۔۔۔

دشمنوں نے گیہرا تنگ کیا تھا۔ میں نے ان کے گیرے کے گرد گھیرا ڈال " دیا۔ اور وہ سمجھ ہی نہیں سکے۔۔ "انداز ان کے لیے افسوس کرنے والا تھا۔

مجھے پہلے سے علم تھا مجھ پر حملہ ہوگا۔ میں فل تیار تھا۔ تم سب کو بھی اسی " کیے تیار رہنے کا تھا مگر افسوس۔۔۔ "خیام اور جانی نے سر جھکا لیا۔ ہارون اس کی چٹیر کے پاس کھڑا تھا۔

فرقان تمہیں بھی اسی لیے جانے سے منع کیا تھا مگر تم نے نہیں سنی۔۔۔"
اس نے کسی اور سے شکوہ تک نہیں کیا۔ ان دونوں کے دل پر یہ بات چھبی۔۔
جو خون نکلا وہ سب نکلی تھا۔ میں نے بٹ پر وف جیکٹ پہن رکھی تھی۔ یہ "
سب انہیں دیکھانے کے لیے تھا۔ تاکہ وہ غلطی کریں۔۔۔" موسیٰ باپ کو
دیکھا جس کے چہرے پے فتح کی خوشی تھی۔

بس یہ علم نہیں تھا وہ لیل پر حملہ کریں گیں۔ مگر اس کا بھی انتظام تھا۔ بس "
علم نہیں تھا اپنی بیوی کو اکیلا چھوڑ گیا ہوں۔" منہا تو نہیں مگر شایان سر جھکا
گیا۔ یہاں غلطی اس کی بیوی سے سر زد ہوئی تھی۔

مگر جو رجینا اور ٹینا کام آگئیں۔۔۔" ان دونوں نے سر کو خم دیا۔ جیسے ابھی "
بھی اس کے حکم کے لیے تیار ہوں۔

میرا منظر عام پر رہنا نہیں یہ بتا دیتا میں زندہ ہوں۔ مگر مجھے مردہ تصور "
کرتے وہ کھل کر سامنے آتے۔ بس نہیں جانتا تھا یوں کھل کر سامنے آئیں
گیں۔۔۔" اشارہ جانی کی طرف تھا۔

جور جینا سب جانتی تھی۔ ٹینا بھی۔ اور اس وقت مجھے صرف ان پر بھروسہ تھا۔ "کئی کے سر جھکے۔۔ موسیٰ باپ کو گھورا۔

تم پر بھی تھا۔ یقین تھا پنکا کرو گے۔ ان لوگوں کو چھپنے پر مجبور کر دو گے۔" اس لیے یہاں سے بھیجا۔ دوسرا وہ لیل ہی نہیں پری کے بھی پیچھے ہیں۔ انہیں ہماری دونوں کمزوریاں پاس چاہیے۔۔ "موسیٰ اسے سینے میں چھپایا تھا۔ حالانکہ یہ بات وہ جانتا تھا۔

سوری جنید۔ اس وقت تمہاری بیٹی کو رخصت کرنا مجبوری تھی۔ ورنہ لیل کو تو میں بچا لیتا مگر پری کو نہیں بچا پاتا۔ "جانی کا سر جھکا۔ وہ اسے جنید کہہ رہا تھا۔

جور جینا روز مجھے اپڈیٹ دیتی تھی۔ اور اسی کے چلتے میں نے منظر عام پر "آنے کا فیصلہ کیا ہے۔ میرا چھپنا انہیں شیر کر رہا تھا۔ وہ لوگ اب سب پر حملہ شروع کر چکے تھے۔۔ "ان سب نے اسے گھورا۔ جوا نہیں نا جانے کہاں کہاں خوار کر چکی تھی۔۔

اس میں نے بتانے سے منع کیا تھا۔ اس کو گھورنے کی ضرورت نہیں۔"

الیکزینڈر کی بات پر ان کے چہرے جھکے۔

الیکزینڈر یہ ہمیں لیل سے ملنے تک نہیں دے رہی تھی۔ "خیام نے جانے"

کس رو میں بہتے بول گیا۔

وہ اس کی مرضی تھی۔ میں نے کہا تھا یہ گھر میری غیر موجودگی میں اس کی"

ملکیت ہے۔ وہ جیسے چاہے قابو میں رکھتی۔۔۔" اس کا انداز جتنا گیا وہ بھولا نہیں

ہے۔

ابھی سب کھانا کھالیں۔ باقی باتیں پھر کرتے ہیں۔۔۔" الیکزینڈر نے اشارہ"

کیا۔ جو رجینا اور ٹینا کھانا لگانے لگیں۔

الیکزینڈر لیل کو فریش جو سلا کر دیا۔ جو وہ پینے لگی کیونکہ یہ مجبوری۔۔۔

الیکزینڈر کے سامنے تو خاص طور پر۔

پری موسیٰ کو اشارہ کرتے ہاتھ دھونے چلی گئی۔ منہا بھی نا جانے کیا سوچتے

اس کے پیچھے آئی۔

چھوٹی سی ہو اور ابھی سے بچے کی ماں بننے والی ہو۔ "منہا اس کے پیچھے آ"

کھڑی ہوئی۔

انداز افسوس اور ترس کھانے والا تھا۔

پری نے پلٹتے اسے دیکھا۔

الحمد للہ... "اسے زیادہ الفاظ ہی نہیں بولنے پڑے تھے۔ وہ جواب دیتے"

ٹاول سے ہاتھ صاف کرتے وہاں سے چلی گئی۔ پیچھے منہا تلملاتی۔ وہ ناجانے

کیوں موسیٰ کو خوش نہیں دیکھ پارہی تھی۔

پری کے جانے پر وہ بھی واپس ان کے پاس آئی۔ نظروں سے ہی پری کو نگل

جانے والے انداز میں دیکھا جو باپ کی چٹیر ڈائمنگ ٹیبل کی طرف لے جا

رہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی موسیٰ بھی تھا۔ جو جھکتے ناجانے جانی کے کان میں

کیا کہہ رہا تھا۔ جس پر وہ اسے گھور رہا تھا۔ وہ اس قدر دور سے دیکھنے سے سننے

سے قاصر تھی۔



سب ڈائننگ ٹیبل پر آ بیٹھے۔ الیگزینڈر کے دائیں جانب لیل اور بائیں جانب موسیٰ بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی پری بھی۔ باقی سب بھی اسی طرح۔۔ جبکہ دوسری جانب سربراہی کرسی پر جورجینا تھی۔ جس کے دائیں جانب ٹینا تو بائیں جانب شایان جس کے ساتھ منہا بیٹھی تھی۔

مومنہ کو عمر نے پاس بٹھایا تھا جس کے آنسوؤں ہی نہیں تھم رہے تھے۔ جانی کو ٹھیک دیکھ جہاں وہ خوش تھی وہیں اس کا اگنور کرنا جان پر بن رہا تھا۔ لیل نے منت کرتی نظروں سے الیگزینڈر کو دیکھا۔ وہ یہ نہیں کھانا چاہ رہی تھی۔ مگر الیگزینڈر کی گھوریاں۔۔۔۔۔

لیل "!!!... " اسے گھورا مگر کہاں اثر تھا۔

وہ پلیٹ پیچھے کرتے کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ الیگزینڈر نے بے بسی سے اسے دیکھا۔ یہاں تو غصہ بھی نہیں دیکھا سکتا تھا۔

تم سب کھاؤ۔ میں ابھی آیا۔۔۔" وہ سب اس کے اٹھنے پر کھانا چھوڑتے "جب الیگزینڈر نے ٹوک دیا۔

لیل بھی اٹھنے لگی تھی مگر الیگزینڈر کے جملے پر وہیں بیٹھی رہی۔

لیل۔۔۔ چپ چاپ واپس بیٹھ جائیں۔ میں واپس آنے لگا ہوں۔۔۔" لیل "منہ بناتے واپس بیٹھی۔

پری نے ساتھ بیٹھی ماں اور سامنے بیٹھے باپ کو دیکھا۔ دونوں میں جیسے سالوں کی دوری ہو۔

موسیٰ اس کی حالت دیکھ ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔ یہ خاموش تسلی تھی۔ وہ موسیٰ کی جانب دیکھنے کے بجائے مومنہ کو دیکھنے لگی۔ ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ان کو خود کی طرف متوجہ کیا۔

اما کھانا کھالیں۔ بابا راضی ہو جائیں گیں۔۔۔" وہ اصل بات تو نہیں جانتی "تھی مگر اتنا معلوم تھا یہ ناراضگی ہی ہے۔ جو دونوں ایک دوسرے سے دور بیٹھے ہیں۔

منہا کی نظریں اب وقفے وقفے سے لیل کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ جسے
الیکزینڈر کی فکر لگی ہوئی تھی۔

ریڈ بریڈ پر جیم لگا دوں؟؟؟.. "موسیٰ کے سوال پر بھی لیل نے ناں میں سر"
ہلایا۔ اس کا یہ سب کھانے کا موڈ نہیں تھا۔

کچھ ہی دیر میں الیکزینڈر دوبارہ حاضر ہوا۔ اب اس کے ہاتھ میں براؤنیز
تھیں۔ اس نے لیل کے سامنے رکھیں جس کی انکھیں چمک اٹھی تھیں۔
تم ٹیسٹی کھانا بناتے ہو۔ جو رجیا کے فروٹ سیلس میں وہ ٹیسٹ نہیں ہوتا"
تھا جو تمہارے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ "دھیمی سی آواز میں مطلع کیا۔ الیکزینڈر
مسکراتے ہلکا سا اس کی جانب جھکا۔

جو رجیا کے دل میں اپ کے لیے وہ عشق و محبت بھی نہیں ہے جو میرے"
دل میں ہے۔ محبت ایک جیسی نہیں تو ذائقہ ایک جیسا کیسے ہو گا؟؟؟.. "ابرو
ٹھا کر پوچھتے وہ اسے لاجواب کر گیا۔

پری نے لچائی نظروں سے براؤنیز کو دیکھا۔ موسیٰ کہنی ٹیبل پر ٹکاتے اس کے تاثرات دیکھے۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھائی۔

ناٹ فئیر ڈیوڈ۔۔۔ "سر ہلا کر افسوس سے کہتے اب اس نے کچن کی طرف"

قدم چڑھائے۔ جب واپس آیا تو براؤنیز کے ساتھ۔

پری کے ہونٹوں پر چار سو والٹ کی مسکراہٹ چھائی۔۔ جانی نے دیکھا اپنی بیٹی کو۔ وہ واقعی موسیٰ کے ساتھ خوش تھی۔ اس کے ہونٹوں کی مسکان نرالی تھی۔ جانی کے ساتھ بیٹھے ہارون کو یہ محبت اور خیال سب ڈھونگ لگ رہا تھا۔

اس وقت اسے موسیٰ اور اپنی ماں سے ایک جیسی نفرت ہو رہی تھی۔

لیل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھائی۔ جو رجیا اور ٹینا سکون سے کھانا کھانے میں مصروف تھیں۔ انہوں نے کسی کی طرف دھیان نہیں دیا۔ انہوں نے جتنا دھیان دے دیا تھا وہ بہت تھا۔

تمہیں اپنی بیوی کا خیال خود رکھنا آنا چاہیے۔" الیگزینڈر نے اس کی پہلی بات کا جواب اب دیا۔

اور یاد سے براؤنیز بنا کر رکھ دینا۔ وائٹ روز نے لہجے میں کھانی ہوتی ہیں۔۔" یقیناً وہ الیگزینڈر کی بنا کر رکھی براؤنی ہی اٹھالایا تھا۔

آپ کو بھی اپنی بیوی کا خیال رکھنا آنا چاہیے۔۔" الیگزینڈر کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ اتنی گہری وہ الیگزینڈر کے نوکیلے دانت تک واضح ہوئے۔ اب مکرمت جانا۔ میری بیوی کہا ہے تو مانو بھی۔ ریڈ نہیں کہنا پھر اب تم نے۔" الیگزینڈر کو لا جواب کرنا تھا۔

ابھی تو یقین جانے یہ کہیں سے ریڈ نہیں لگ رہیں۔ نظریں دیکھیں ان کی۔ یہ وائٹ روز ہے فلحال۔ آپ کے بغیر سانس تک نہ لینے کو تیار۔۔" موسیٰ نے دھیمے انداز میں کہا۔ صرف الیگزینڈر سن سکا۔ اس نے مسکراتے لیل کو دیکھا جو براؤنی کھا رہی تھی مگر دھیان اس پر بھی تھا۔

کوئی شک؟؟؟..."وہ سر جھکائے ہنس دیا۔ اس کے ماں باپ ایک دوسرے کے لیے پاگل تھے۔ اور وہ ان دونوں کے لیے۔۔۔

پری بھی خوشی سے وہ کھارہی تھی۔ مومنہ بیٹی کو خوش دیکھ چندپل کے لیے اپنا غم بھول چکی تھی۔

اچانک لیل کو پندھا لگا تھا۔ وہ کھانسنے لگی۔ الیگزینڈر نے فوراً سے پانی گلاس میں ڈالتے لیل کے ہونٹوں سے لگایا۔ منہا جو گلاس لیل تک لائی تھی وہیں رک گئی۔ سب کا دھیان بھی اس پر گیا۔

ڈونٹ منہا۔ اپنی جگہ پر واپس چلی جاؤ۔" اس کے انداز میں سفاکی کی حد تک ٹھنڈک تھی۔ وہ کپکپا گئی۔ لڑکھڑاتے قدموں سے واپس شایان کے ساتھ آ بیٹھی۔ جو اسے اگنور کرتے جو رجینا سے بات کر رہا تھا۔

لیل کے سنبھلتے ہی الیگزینڈر نے وہ پلیٹ اس کے سامنے سے ہٹا دی۔

تھوڑی تک کھا لیجئے گا۔ ابھی مت کھائیں۔۔۔" پانی کے گھونٹ بھرتے لیل "بھی اس کی بات پر اکتفا کیا۔

ویسے سارا کریڈٹ مجھے جاتا ہے۔ آپ کی وائیٹ روز تو زہرِ یلے سیب کے " اثر جیسا گہری نیند میں اتر چکی تھی۔ یہ تو میری باتوں سے ہوش میں آئیں۔ مگر مجھے کوئی پوچھ ہی نہیں رہا۔ سو سیڈ؟؟؟... "افسوس سے ناں میں سر ہلاتے وہ عمر کو اپنے دل کے قریب ترین محسوس ہوئی۔

منسا کو دیکھ اسے ہیر کی یاد شدت سے ستائی۔ جس سے رابطہ ممکن نہیں تھا۔ مگر دل یہ بات نہیں سمجھ پارہا تھا۔

وہ بس اسے دیکھنا چاہتا تھا۔ نہیں تو اس کی آواز سننا چاہتا تھا۔

تم تو ہیر کی پر چھائی ہو۔ تمہیں کوئی کیسے فراموش کرے گا؟؟؟.. 'وہ اترتے' شان کو دیکھنے لگی۔ وہ بس مسکرا دیا۔ وہ ابھی گارڈز کو ارٹھر سے آیا تھا۔

الیکزینڈر کو دیکھ حیران کم اور شک زیادہ ہوا۔ ابھی اسے ساری کہانی کا علم نہیں تھا۔ ارادہ بعد میں شایان سے پوچھنے کا تھا۔

یہ تو ہے۔۔۔ "وہ خوش ہو گئی۔ اور الیکزینڈر کو لوگوں کو خوش اور مطمئن " کرنے کا ہر انداز آتا تھا۔

اچھے ویسے آپ کو کوئی سیشنل جادو اتا ہے۔ جب بھی آپ کا نام لیتے آپ کی "وائٹ روزیوں حرکت کرتیں کہ کیا بتاؤں؟؟.. اور تو اور ان کی پلکیں جنبش کرتیں۔ انگلیاں حرکت کرتیں۔ میں تو حیران ہی رہ جاتی۔ پہلی دفہ کسی کے نام میں اتنی پاور دیکھی ہے۔۔" اسے تو سنانے کو کہانی مل گئی۔

جور جیا اور ٹینا بھی ہلکا سا مسکرا دیں۔

جادو نہیں عشق کہو۔ اس بات کا یقین ہے مجھے اگر میں نہ رہوں تو میری "وائٹ روز بھی اس دنیا سے کنارہ کر جائیں گی۔ انہیں خود کشی کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ طبعی موت کو ان کا دل قبول ہے کہہ دے گا۔" الیگزینڈر کے لہجے کے یقین پر لیل مسکرا دی۔ وہاں بیٹھا ہر انسان جانتا تھا یہ یقین کتنا شچا ہے۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ لبوں پر تبسم تھا۔

مگر موسیٰ کو یہ تبسم پسند نہیں آیا تھا۔ فوراً اسے گلا کھنکھارتے انہیں ہوش کی دنیا میں آنے پر مجبور کر گیا۔

مجھے بھیج کر یہ باتیں کہہ سکتے ہیں آپ۔ لیکن اگر میں یہاں ہوتا تو ایسا ممکن " نہیں تھا۔ "الیکزینڈر مسکراتے سر جھٹکا۔ وہ انہیں کی اولاد تھا۔ انہیں کی طرح جلن سے بھرپور۔۔۔۔

موسیٰ اپنی بات کو اگنور کرتے دیکھ الیکزینڈر کو گھورا۔

پھر کچھ ہی دیر میں وہ سب واپس ہال میں آ گئے۔ سب خاموشی سے بیٹھے الیکزینڈر کی بات شروع کرنے کا انتظار کر رہے تھے۔

سارا معاملہ میں تم سب کو بتا چکا ہوں۔۔ اب دہرانے کی ضرورت تو نہیں " ہے۔ "اس نے تمہید باندھی۔

جور جینا اور ٹینا دونوں نے اس مشکل وقت میں وائیٹ روز کا خیال رکھ کر " مجھ پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے۔ جو مجھ پر قرض ہے۔ "جور جینا فوراً سے اٹھی

سر یہ ہمارا فرض تھا۔ "وہ مسکرا دیا۔ نرم سی تشکرانہ مسکراہٹ۔ وہاں"
خیام اور جانی کو الیگزینڈر کا شکر اور جور جینا کے لیے احسان کا جملہ دونوں
چھبا۔ مگر اب وہ یہ برداشت کرنے پر مجبور تھے۔

فرقان تمہارا گلٹ نہیں بنتا۔ ہر شخص اپنی فیملی کے ساتھ ٹائم سپنڈ کرنا"
چاہتا ہے۔ تم بس غلط وقت پر چلے گئے۔ مجھے تمہیں صاف الفاظ میں سمجھانا
چاہیے تھا۔ مگر میرے لیے تب ذرا مشکل تھا۔" اسے شرمندہ دیکھنا
الیگزینڈر کو برا لگا۔

وہ جھکاسراٹھاتے الیگزینڈر کے سینے سے الگا۔ الیگزینڈر جانتا تھا وہ رونا چاہتا
ہے مگر اس کے کندھے تھکتے اسے تسلی دی۔

دور ہو جاو۔ ورنہ عینا کے بعد اب تک کسی پر گولی نہیں چلائی میری بیوی"
نے۔۔ کہیں اگلا نمبر تمہارا نہ ہو۔۔ "اس نے دور ہوتے دیکھا۔ واقعی لیل
اسے گھور رہی تھی۔ وہ کان پکڑتے مسکرایا۔ لیل بھی نہ چاہتے مسکرا دی۔
مسکراہٹ دباتے اسے دیکھا جو الیگزینڈر کے سامنے چھوٹا بچہ بن رہا تھا۔ وہ

جانتی تھی وہ الیگزینڈر کے اندھیر سفر کے ساتھیوں میں سے ہے۔ اسے انہیں قبولنا ہی تھا۔

وہاں سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ رومہ اور ہانیہ گھر تھیں۔ فرقان کو علم نہیں تھا ورنہ رومہ تو ضرور ساتھ آنے کی ضد کرتی۔

ویسے مجھے سوری کہنا بنتا ہے آپ کا۔ سب سے بڑا پلان میرے ساتھ کھیلا ہے اپ نے۔۔۔" الیگزینڈر نے ابھراٹھائی

میں تمہیں کہتایاں نہ کہتا تم نے پری کو ساتھ لے کر ہی جانا تھا۔ بس میں تمہیں ایک مہینہ کا لیمیٹڈ ٹائم دیا تھا۔ جو تم نے بالکل بھی پورا نہیں کیا۔ افسوس سے کہتے موسیٰ کو مسکراہٹ دبانے پر مجبور کیا۔

میں نے قسم ہی نہیں کھائی تھی۔ بس اوکے کہا تھا۔ یہ تو میری شرافت ہے جو ایک ہفتہ سے زیادہ وقت تک رابطہ نہیں کیا۔ ورنہ اب کو تو ایکسپوز میں نے کر ہی دینا تھا۔" الیگزینڈر جانتا تھا وہ کر دیتا۔ وہ اسی کا بیٹا تھا۔ اسی کا خون۔ اس کی طرح گیم پلانر۔۔۔

یہ تو ٹھیک کہا۔ "فرقان نے پیچھے سے اس کے کندھے پر دھپ رسید کی۔"
وہ ہونٹ بھینختے درد دبا گیا۔

پری اس کے تاثرات دیکھ فوراً فکر مند ہوئی۔

موسیٰ!!!... "فکر سے کہتے اس کی شرٹ دیکھی۔ اس کی سفید شرٹ خون"
میں رنگنا شروع ہو چکی تھی۔

موسیٰ اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اسے پر سکون کرنا چاہا مگر وہ بھی اسی کی
وجہ تھی۔ ان سب کا دھیان بھی موسیٰ کی شرٹ پر گیا۔

الیکزینڈر سب سے پہلے فکر مند سا اٹھا

موسیٰ؟؟؟... "لیل بھی اٹھی۔"

الیکزینڈر اسے کھڑا کرتے ہاتھوں سے ہی اس کی شرٹ پیچھے سے پھاڑ دی۔
وہ سانس بھرتے رہ گیا۔

یہ کس نے کیا؟؟؟... "الیکزینڈر کے لہجے میں بلا کی سفاکی تھی۔ جیسے شیر"
اپنے بچے کو چوٹ لگی دیکھ دھاڑتا ہے ویسی ہی دھاڑ۔۔

لیل بھی اس کی خون سی سنی پٹی دیکھ رہی تھی۔

جور جینا کے اشارے پر ٹینا فوراً سے فرسٹ ایڈ باکس لے آئی۔

تتم مت کرو۔ ماموں کر دیتے ہیں۔۔ "اس نے عمر کو اشارہ کیا۔"

موسیٰ ہاتھ کے اشارے سے ٹینا کو روک دیا۔

اولڈ مین آپ ہی کر دیں۔ میں اپنی وچ کی فرمائش نہیں ٹال سکتا۔ "پری"

پھر وچ پر اسے گھورا

وہیں عمر اس کے اولڈ مین ہر ہنستے اس کی پہلی پٹی ہٹاتے پھر سے زخم صاف

کرتے پٹی شروع کی۔ ٹینا جو رجینا کے ساتھ جا کھڑی ہوئی۔

ویسے موسیٰ کی وچ کافی چھوٹی نہیں؟؟؟.. "جور جینا نے اس لڑکی کو دیکھا۔"

ہاں چھوٹی تو ہے مگر قابو ایک بیسٹ کو کر رکھا ہے۔ وہ بھی تو دیکھو۔۔ "پٹی"

کے دوران بھی موسیٰ پری کو ہی نظروں سے تسلی دے رہا تھا۔ جو اس کے

سامنے بیٹھی عمر کے ذرا سا سختی سے ہاتھ لگانے پر بھی خود سی کرتی۔۔ مومنہ

بیٹی کو دیکھا۔ وہ تو محبت سمجھتی رہی تھی یہاں اس کی بیٹی عشق کر بیٹھی تھی۔

منہا یہ سب کوفت سے دیکھ رہی تھی۔ اس کی طرف سے سب مر جاتے۔
اسے پرواہ نہیں تھی۔ خاص طور پر موسیٰ کے مرنے کی تو بالکل بھی نہیں۔
ماموں ارام سے کریں پلیز۔ اسے درد ہو رہا ہو گا۔ "عمر مسکراتے اپنی جھلی"
سی بھانجی کو دیکھا۔

اس کا تو علم نہیں مگر تمہیں ضرور ہو رہا ہے۔ آنسوؤں صاف کر لو اپنے۔"
سٹون مین ہے اپنا۔ اسے کچھ نہیں ہو گا۔ "عمر نے زخم سے اوپر دھپ رسید
کی۔ وہ مسکرایا۔ وہیں پر ی اٹھتے عمر کو ہی دور کر گئی۔

کیا کر رہے ہیں۔ پھر یہ خون نکلنے لگے گا۔ "برہمی سے کہتے وہ عمر کو لیل کی"
کاپی لگی۔

شکریہ کہہ لو اپنی ساس کی طرح تم بھی۔ "عمر کی بات پر ان سب کو کیا کیا"
نہیں یاد آیا تھا۔ لیل انج اپنی اس حرکت پر مسکرا دی۔ الیگزینڈرا سے انج بھی
اتنا ہی عزیز تھا۔

ویسے شدت پسندی سب کی لیل جیسی ہے۔ تم بھی لیل۔۔۔ "عمر کو موسیٰ"
نے ٹوک دیا۔

وہ لیل نہیں ہے اور نہ ہی لیل جیسی ہے۔ وہ میری وچ ہے بس۔۔۔ "اس"
کے انداز میں بلکل بھی نرمی نہیں تھی۔

اس کی انکھیں بڑی ہو گئیں۔ چہرے پے سختی چھا گئی۔ عمر تو دیکھتا ہی رہ گیا۔
اور کوئی نہیں سمجھتا تھا مگر الیگزینڈر اچھے سے جانتا تھا۔ اگے بڑھتے اس نے
موسیٰ کو سینے سے لگایا۔ اس کے کندھے پر ہلکا سا ہاتھ سے رگڑا۔
اس کی انکھیں چھوٹی ہوئیں۔ سختی کم ہوئی۔ الیگزینڈر کو دیکھ وہ مسکرایا تو
الیگزینڈر بھی دور ہو گیا۔

وہیں لیل صرف یہ سوچ رہی تھی ایسا کیا ہے جو اپنی ریڈ سے عشق کرنے والا
اپنی بیوی کی اسی ریڈ سے مشابہت برداشت نہیں کر سکا۔

موسیٰ پر ی کو روم میں لے جاؤ۔ ارام کر لو کچھ دیر۔ "الیکزنڈر نے صرف"
ایک آپشن دیا۔ جسے ماننا اس کی مجبوری تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا پری کو جانی اور
مومنہ کے درمیان ہوئی لڑائی کا علم ہو۔

جی۔۔ "کہتے ہی وہ اسے لیتے اپنے روم میں چلا گیا۔ باقی سب اپنی اپنی جگہ پر"
بیٹھے۔

مجھے کسی سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ تو کسی کو گلٹی ہونے کی ضرورت نہیں۔""
وہ اچھے سے اشارہ سمجھ رہے تھے۔

سکندر۔۔ ہم شرمندہ ہیں۔ میں بس ایڈورڈ کے ذکر کی وجہ سے... "بات"
ادھوری چھوڑ بھی پیغام پورا پہنچا چکا تھا وہ

اٹس اوکے خیام۔۔ ماضی کے دردناک حوالے اور سچ ہر کسی کو برے لگتے"
ہیں۔ "وہ جتنا نہیں بھولا وہ سچ تھا۔

تمہارا تو میں جانتا ہوں۔ پری۔۔۔ اس کے موسیٰ کے ساتھ جانے کی وجہ " سے۔۔ "الیکزینڈر کی بات پر جانی کا سر جھکا۔ وہ پری کی سیفٹی کے لیے تھا۔ اب یہ جان کر وہ صرف شرمندہ ہو سکتا تھا۔

پری کی گارنٹی دیتا ہوں۔ اس کی رخصتی میں نے کروائی ہے تو زبان بھی دیتا " ہوں موسیٰ کبھی اسے ہرٹ نہیں کرے گا۔ اور نہ کسی کو کرنے دے گا۔ " یہ بات تو وہ بھی اب سمجھ چکا تھا۔

ہارون جانی کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔ باپ کا اس حوالے سے کچھ نہ کہنا اس نے شدت سے محسوس کیا۔ اسے موسیٰ سے شدید نفرت ہوئی۔

سکندر ان سب کے پیچھے ہے کون؟؟؟ "لیل نے وہ سوال پوچھا جو وہ سب "جاننا چاہتے تھے۔

آپ پریشان مت ہوں۔ اور نہ ہی کسی چیز کی ٹینشن لیں۔ بے بی کے لیے " اچھا نہیں۔ آپ کی بھی طبیعت بگڑے گی۔ "لیل کے سوال کا جواب تو نہیں ملا مگر ہدایات کا ٹوکرا مل گیا۔ جس پر بس وہ الیکزینڈر کو گھور کر رہ گئی۔

شایان ویسے تم نے ثابت کیا ہے موسیٰ کے ساتھ خاصے کم عقل ہیں۔ "وہ" سر جھکا گیا۔ اچھے سے اپنی غلطی ازبر تھی۔

اسے احتیاط کرنی چاہیے تھی اور وہ سکون سے اس کے پیچھے کھڑا گولی چلا رہا تھا۔

منہا کو الیگزینڈر کی بات اور شایان کا جھکا سر دونوں ہی برے لگے۔

وہ تمہارے کہنے پر ہی یہاں آیا تھا۔ "شایان کا جھکا سر اور ندامت بھری" نظروں میں شولے بھڑکے۔ اس نے اپنی بیوی کو انہیں سرخ نظروں سے گھورا

مگر تم میرے کہنے کے باوجود وائٹ روز کا خیال نہیں رکھ سکی۔ "الفاظ کا" تھپڑ بہت زور سے پڑا تھا۔ منہا بولنے کے قابل نہیں رہی۔

لیل نہیں جانتی تھی بات کیا ہے۔ اسے نہ شایان کی چوٹ کا علم تھا اور نہ ہی منہا کے جانے کا۔ کہ وہ کب گئی۔

تم ہوتے کون ہو مجھ سے سوال کرنے والے؟؟؟.. "جب کوئی جواب نہ بن"
سکا تو وہ چیخی۔

الیگزینڈر کے بولنے سے پہلے ہی لیل نے ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھتے اسے
خاموش کروایا۔

سکندر ٹھیک ہے۔ وہ شایان کے پاس جانا چاہتی تھی۔ اس کی مرضی، وہ چلی"
گئی۔ تم کچھ نہیں کہو گے۔ "الیگزینڈر کی سرخ نظریں دیکھ اسے کچھ پر سکون
کرنا چاہا ورنہ جانتی تھی یہاں میدان جنگ سچ جاتا۔
میں نے اسے کہا تھا آپ کا خیال رکھے۔ آپ ٹھیک نہیں ہیں۔ "الیگزینڈر"
ایک ایک لفظ پر زور دیا۔

تمہاری وائٹ روز کو صرف تمہاری ضرورت تھی اور ہے۔ اور کسی کی بھی"
نہیں۔۔ "الیگزینڈر کی آنکھوں میں سکون اتر آیا۔ اس کی یہ ہی باتیں
پر سکون کرتی تھیں۔

منہا اب آپ سے نہیں ملے گی... "لیل نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ " دونوں ایک ہی صوفے پر بیٹھے تھے۔

اسے خود ہی مجھ سے نہیں ملنا۔ وہ شایان کے پاس رہنا چاہتی ہے ہر " وقت۔۔ "لیل واقف نہ ہو کر بھی واقف تھی۔ اسے بے ہوشی میں ہوئی وہ ملاقاتیں نہیں بھولیں تھیں۔ کھلے دروازے سے منہا کی اس کے کان میں پڑتیں وہ باتیں بھی نہیں جو وہ شایان اور جو رجینا کو ساتھ دیکھ کہہ رہی تھی۔ وہ دونوں کتنی دیر تک یوں ہی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ بغیر کسی اور چیز کا خیال کرتے۔ منسا ان دونوں کو یوں دیکھ چکے سے اپنے موبائل میں ان کی تصویر اتار لی۔ فرقان نے گلا کھنکھارتے انہیں ہوش کروایا۔

ویسے کیا کڈ نیپ ہونے کے بعد ایسا شوہر ملتا ہے؟؟.. آپ کی شادی بھی " زبردستی ہوئی اور ماما کی بھی۔ بٹ دونوں میں کتنا پیار ہے۔ اہ کاش کوئی مجھے بھی کڈ نیپ کر لے۔ " آخری بات ہارون کو دیکھتے ہی جبکہ عمر اسے گھورا جو

مشکل سے چودہ پندرہ سال کی تھی اور اسے شادی کرنی تھی۔ وہ بھی کڈنیپ ہو کر۔۔

ویل تمہیں کوئی کڈنیپ نہیں کرے گا۔ دو بھائیوں اور ایک ڈاکٹر باپ کے " ہوتے تم کڈنیپ نہیں ہو سکتی۔ " شان کی بات پر اس کا سارا موڈ خراب ہو گیا۔ وہیں ہارون کا نظریں پھیرنا زیادہ چھبا مگر وہ اگنور کر گئی۔ یہاں رو تو نہیں سکتی تھی

خیام نے دونوں کو دیکھا۔ منسا کے انکھیں چھپکنے پر ناں میں سر ہلایا۔ وہ کچھ نہیں سمجھتی تھی۔

اگر ممکن ہوتا تو میں نے سکندر انکل کا ڈبلیکٹ نکال لینا تھا کہیں سے۔ کاش " ایسی بھی کوئی سائنس ہوتی۔ " حسرت سے کہتے وہ الیگزینڈر کو کھلکھلانے اور لیل کو اسے گھورنے پر مجبور کر گئی

موسیٰ تو بک ہو گیا۔ ایک کام کریں اگر اگلا بیٹا ہوا تو اسے مجھے دے دینا۔ پال " میں خود لوں گیں اسے۔ پھر اسی سے شادی بھی کر لوں گیں۔۔ وہ بھی ایسے

ہی خیال رکھے گا میرا۔ ہائے۔۔۔۔۔" اس کے تودل میں ابھی سے تتلیاں
بھرنے لگیں۔

عمر کی نظروں کی تپش پر اس نے سراٹھایا۔ باپ کی نظروں سے وہ سمجھ چکی
تھی یہ باتیں اسے اچھی نہیں لگیں۔

سوری۔ لو و میرج کا پلین کینسل۔ میرے بابا لڑکا ڈھونڈیں گیں اور میں "
شر میلی دلہنوں کی طرح چپ چاپ ہاں کر دوں گیں۔ اب خوش؟؟؟۔۔۔"
آنکھوں سے پوچھا۔

عمر ناں میں سر ہلایا۔ وہاں سب کے قہقہے گونجے۔ سوائے منہا کے۔ لیل اس
کے سر پہ چپت رسید کی۔ وہ کھلکھلا دی۔

موسیٰ پری کو سلاتے خود باہر آگیا۔

موسیٰ آرام کرتے۔ تم کیوں آگئے۔ چوٹ گہری ہے۔ بھرنے میں وقت "
لگے گا۔ یوں تو ٹھیک نہیں ہوں گیں۔" الیگزینڈر کے لہجے میں فکر ہی فکر

تھی۔ وہ دونوں چاہے لڑتے جھگڑتے مگر ایک دوسرے میں جان بھی بستی
تھی ان کی۔۔

ٹھیک ہوں یا۔۔ کچھ نہیں ہوا۔ ہلکی سی چوٹ ہے۔ اب شیر مزاج شخص "
چوٹیں لے کر تو نہیں بیٹھ سکتا۔" الیگزینڈر کو وہیں چھوڑ وہ لیل کے ساتھ
بیٹھ گیا۔

اس کی گود میں سر رکھتے وہ صوفے پر ہی لیٹا۔ ٹانگیں ایک سائیڈ کے بازو
سے باہر کو لٹکالیں۔

الیگزینڈر اسے گھورتے دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا۔ منہا کو وہ دونوں باپ
بیٹا زہر لگ رہے تھے۔ ان کی باتیں، مسکرا نا، کھلکھلاہٹیں اسے سب سے
نفرت سی ہو رہی تھی۔۔

موسیٰ تمہیں اب خیال رکھنا پڑے گا۔ "اس نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔"
ہاتھ کے اشارے سے ہی میں سنبھال لوں گا کہتے وہ الیگزینڈر کو بے فکر نہیں
کر سکا۔

لیل نے نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔ وہ سکون میں جانے لگا۔ ابھی یوں ہی انگلیاں چلاتے وہ پری کو سلا کر آیا تھا۔ جو اسے سلا ناچا ہتی تھی اس کی بھاری سرگو شیوں پر خود ہی سو گئی۔

منسا کا خیال رکھا کرو عمر۔ اسے اکیلا کہیں بھی بھیجنے سے پرہیز کرو۔ "اس" نے دبے لہجوں میں جیسے کسی چیز کا اشارہ دیا۔ وہیں عمر نے اپنی بیٹی کو دیکھا۔ وہ چھوٹی سی تو تھی۔ مافیہ میں لوگ نا جانے کیوں رحم نہیں کھاتے تھے۔

تمہارے ہو اسپتال میں جو لڑکی ہے اسے کسی اچھے ڈاکٹر کو چیک کرواؤ۔ اس" کا ٹھیک ہونا بہت ضروری ہے۔ وہ کوئی عام نہیں ہے۔ اس کے لیے سیکیورٹی بڑھا دو۔ اس کو آنچ بھی نہیں آنی چاہیے۔ "عمر کو پریشانی ہوئی۔ ہیر تو پہلے ہی کہا تھا لڑکی کچھ گڑ بڑ ہے۔ اس نے ہی دھیان نہیں دیا۔

تم اب ان کے ٹارگٹ پر ہو۔ اب سے نہیں کافی دنوں سے۔ ہیر جب یہاں" تھی تب سے۔ وہ بس کہیں پر چوک گئے۔ اب وہ چوکے گئے نہیں تو دھیان رکھنا۔ "عمر کو ہیر کی باتیں یاد آئیں۔ وہ اسی لیے اتنا چڑھ رہی تھی۔

کنگ پبلس کی سکیورٹی بڑھادو۔ اس قدر بڑھادو یہاں چڑیا بھی پنکھ نہ مار " سکے۔ گارڈز پورے پبلس کے گرد رہیں۔ فرنٹ بیک ہر دروازے پر۔ کیمرہ لگوادو۔ منی کیمرہ جو کسی کو نظر نہ آئیں۔ ہر وقت انہیں مانٹر کیا جائے۔ خطرہ ٹلاپے مگر گیا کہیں نہیں۔ جو رجینا تم لیل کی سکیورٹی کے لیے یہاں ہی رہو گی۔ دن میں انہیں شوٹنگ پر ٹیکس کروادیا کرنا۔ چاقو کا استعمال بھی انہیں سیکھادو۔ مشکل وقت میں خود کی حفاظت ان کا اپنا ذمہ ہے۔ " الیگزینڈر کی باتیں وہاں سب کو ڈرا رہی تھیں۔

کیا پھر کوئی لیل کے پیچھے تھا۔ کیا شہزاد مر گیا تھا یا کوئی اور شہزاد آ گیا تھا۔ وہ سب جاننا چاہتے تھے مگر جان نہیں سکتے تھے۔ کوئی نہیں جان سکتا تھا۔ بتانے والا رازوں سے پردہ اٹھانے میں وقت لیتا۔

میں اب یہاں ہی ہوں۔ ریڈ کو کسی قسم کا خطرہ نہیں ہوگا۔ "موسیٰ نے " وہیں لیٹے اعلان کیا۔

تم کل واپس جارہے ہو۔ یہاں نہیں رک سکتے۔ پری اور لیل دونوں ایک "جگہ نہیں رہ سکتیں۔ دونوں کو الگ رکھنا ہے۔ حملہ دونوں پر ایک ساتھ ہوا تو ہم سنبھال نہیں پائیں گیں۔" یہ پیار محبت ہی نہیں ان کے ساتھ ایک الگ امتحان بھی اتا۔ جو وائیٹ اور وچ دونوں کے حصے میں آرہا تھا۔

بٹ... "الیکزینڈر نے اسے وہیں ٹوک دیا۔"

تم جاؤ گے۔ ایک ماہ کہا تھا میں نے۔ تم مکر رہے ہو۔ میں پھر پری کو اکیلی کو "یہاں سے غائب کر دوں گا۔ اسے ڈھونڈنا مجھے ڈھونڈنے جتنا آسان نہیں ہو گا۔" موسیٰ الیکزینڈر کو گھورتے واپس لیل کی گود میں لیٹ گیا۔ ارادہ بعد میں بات کرنے کا تھا۔

خیام انعم کا خیال رکھو۔ بدلہ لینے والا عورت کس کی ہے یہ نہیں دیکھے گا۔ "بس بدلے کے لیے اٹھ آئیے گا۔" تو کیا سب کو خطرہ تھا۔ مگر یہ ہر دشمن ایک ہی وقت میں کیوں اٹھ آئیے تھے۔

خیام جی کہتے پریشان سا ہو گیا۔ منہا باپ کے پاس بیٹھتے اسے حوصلہ دیا۔ وہ بھی اس کا ماتھا چومتے اپنے اور اس کے درمیان ہوئی پچھلی چپقلش ختم کرنا چاہتا تھا۔

جانی!!.. "لمبی سانس لیتے اس کا نام لیا۔ وہ فوراً سے حاضر والے تاثرات" سے اسے دیکھنے لگا۔

تمہارے دشمن نے وار کر دیا تھا۔ قصور تمہارا ہے۔ تمہیں کہا تھا مومنہ کو" ہمارے کام کا بتادو۔ تم نے خود نہیں بتایا۔ اب اس سے ناراض رہنا فضول ہے۔" جانی نے ایک نظر مومنہ کو دیکھا۔ سر جھکائے وہ آنسوؤں بہانے میں مصروف تھی۔

سچ کہوں تو تمہیں فخر ہونا چاہیے کہ تمہیں ایسی بیوی ملی جو عورتوں کا سودا" کرنے والا اس کا اپنا شوہر ہی کیوں نہ ہو مگر اسے بھی قابل معافی نہیں سمجھتی۔ اس نے وہی کیا جو درست تھا۔ باپ کی موت شاید معاف کر دیتی مگر وہ عورتوں کا سودا کرنا نہیں کر سکی۔" مومنہ نے ہاتھوں سے آنسوؤں صاف

کیے۔ عمر سے سینے سے لگایا۔ ہارون کی نظریں بھی ماں پر تھیں۔ وہیں منسا کی ہارون پر۔ اسے جان نثار ہوتی نظروں سے دیکھتے وہ سب کی موجودگی فراموش کر گئی۔

مومنہ تمہارے بابا کو میں نے مارا تھا۔ نہ خیام نے اور نہ ہی جانی نے۔ جانی "تمہیں سچ بتا کر شر مندہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کا خیال تھا پھر تم اپنے بابا کی وجہ سے گلٹ میں رہو گی۔ اور اس کا خیال سچ تھا۔ مگر اپنے کام کا نہ بتانا غلط تھا۔ اور یہ حادثہ بھی اسی وجہ سے ہوا۔" جانی اس کے آنسوؤں نہیں دیکھ سکا۔ اسے خود میں چھپانا چاہتا تھا مگر سب کے سامنے نہیں۔

اس پہلو سے اس نے نہیں سوچا تھا۔ جس پہلو سے الیگزینڈر نے تصویر کا رخ دیکھا یا تھا۔

اور ہارون ماں سے نفرت یاں بغض نہیں رکھتے۔ ماں صرف ماں اور بیوی "نہیں ہوتی۔ وہ عورت بھی ہوتی ہے۔" ہارون نے واقعی مومنہ سے نفرت کی تھی۔ وہ سر جھکا گیا۔ الیگزینڈر نظروں سے دل کا حال جان لیتا تھا۔ وہ ہر

فن مولا تھا۔ لیل سے جان نثار نظروں سے دیکھا۔ موسیٰ لب دبائے اپنی ریڈ
کو دیکھا جنہیں شوہر کو دیکھنا شاید پہلی دفہ نصیب ہوا تھا۔

پہلی دفہ دیکھ رہی ہیں؟؟۔ "ہلکی سی آواز میں پوچھتے وہ لیل کو شرمندہ کر"
گیا۔

شرم کرو۔ ماں ہوں تمہاری۔ "ایبر واٹھاتے اسے دیکھا۔"
افسوس کچھ مہینوں میں کسی اور کی بھی ہوں گیں۔ "اسی کی باتیں وہیں آ"
ٹھہرتی تھیں۔

ریڈ تو صرف تمہاری ہوں ناں۔ ماں چاہے جتنے مرضی بچوں کی ہو جاؤں۔"
موسیٰ اٹھ بیٹھا۔ سب نے اسے دیکھا تھا۔

ڈونٹ ٹیل بھی آپ کا اس کے بعد پھر کسی بے بی کا پلان ہے۔ "وہ سب"
کے سامنے لیل کو شرمندہ کر گیا۔ وہ دانت پیستے اپنے بیٹے کو گھورنے لگی۔

وہیں سب موسیٰ کی بات کی منطق سمجھنے چاہ رہے تھے جس کی سمجھ صرف
الیکزینڈر کو آئی تھی۔

موسیٰ بیہو۔۔ "اس نے سانس ہوا میں چھوڑتے واپس سر لیل کی گود میں"
رکھا۔

ہاں میں بہو کر لوں۔ اور آپ میری ماں کے گرد بچوں کے گینگ بٹھا"
دیں۔ "بڑ بڑاتے وہ لیل کو چہرہ چھپانے پر مجبور کر گیا۔ جو اس نے پاس ہی
ہڑے پلو میں چھپا بھی لیا۔

وہیں سب نے مسکراہٹ دبائی۔ الیکزینڈر کے سامنے ہنسنے کا رسک نہیں
لے سکتے تھے۔

موسیٰ اب اگر تم نے کچھ بھی بکو اس کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔"
الیکزینڈر کے وارن کرنے پر بھی اس کے تاثرات نہیں بدلے

جانی تم ریٹ کرو۔ ہارون گاڑی ڈرائیو کر لیتا ہے۔ مومنہ کو ساتھ لے کر "گھر جاؤ۔ بیٹھو باتیں کرو۔ اور ہر مسئلہ مسائل حل کرو۔" وہ پھر بھی ان کا سوچ رہا تھا۔ وہ سوائے شرمندہ ہونے کے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ ہارون جانی کا خیال رکھنا۔ اور کوشش کرنا یہ ابھی چلے نہیں۔۔ خیاں جاؤ "جانی کو گاڑی تک چھوڑ کے آؤ۔" وہ چاروں اٹھے۔ میرے لیے کوئی حکم؟؟؟... "شایان کے شوخ لہجے پر موسیٰ نے اسے "گھورا۔

تم بلیک کنگ کے بندے نہیں ہو۔ اس لیے تمیز سے چلتے بنو۔ حکم کے کچھ "لگتے۔۔" عمر مسکرایا۔ پہلی دفعہ اس کے سامنے کسی نے اس کے بیٹے کی بوکتی بند کی تھی۔

شان بچے تم بھی نکلو۔ بہت کر لی رکھوالی۔ اب ذرا پڑھائی ہر توجہ دیں۔ " موسیٰ کے انداز پر عمر اچھا خاصا خوش ہوا۔

وہ ابھی مومنہ کو پیار سے گلے لگاتے دروازے تک چھوڑ کر آیا تھا۔ جو روتے ہلکان ہو رہی تھی۔

شایان اور شان بھی چلے گئے۔ منہا شایان کے ساتھ ہی گئی تھی۔ عمر کا شکریہ ادا کرتے الیگزینڈر نے اسے بھی بھیج دیا۔ عمر مشکل وقت میں اس کے بہت کام آیا تھا۔ منسا عمر کے ساتھ ہی یہاں سے گئی۔

اب وہاں خیام اور فرقان ہی بچے۔ ٹینا اور جو رجینا دونوں ہی الیگزینڈر کے کہنے پر آرام کرنے چلی گئیں۔ وہ اتنے دنوں سے مکمل نیند نہ لے سکنے کی وجہ سے تھکی ہوئی تھیں

سکندر میں بہت شرمندہ ہوں۔ مجھے اس وقت... "الیگزینڈر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے ٹوک دیا۔ موسیٰ لیل کے ساتھ لان میں واک کرنے گیا تھا۔ اس لیے وہ کھل کر بات کر رہے تھے۔

خیام وہ وقت گزر گیا۔ گزرے وقت کی صفائیاں مجھے نہیں چاہیں۔ بس "امید ہے انے والے وقت میں تم میری کسی بات کو انا کا مسئلہ نہیں بناؤ گے۔" وہ ردست کہہ رہا تھا

سب جاننے کے باوجود وہ صفائیاں واقعی فضول تھیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے اچھے سے واقف تھے۔

انعم کو منہا سے ملنے ملانے کی کوشش کرو۔ انعم ماں ہے اس کی۔ زہادہ دیر "ناراضگی قائم نہیں رہے گی۔ ماسی ماں سی ہو سکتی ہے مگر ماں نہیں۔ لیل کے دل میں منہا کے لیے وہ چاہت نہیں جو انعم کے دل میں ہو۔ اس بات کو سمجھو اور رشتوں کو مضبوط کرو۔ ورنہ ہوا کے ایک جھونکے سے یہ رشتے اڑ جائیں گیں اور تم دیکھتے رہ جاؤ گے۔" الیگزینڈرا اس کا کندھا تھپکا۔

انعم کو سمجھاؤ۔ اسے بتاؤ اولاد کو ہر وقت گیان دینا بھی ضروری نہیں ہوتا۔ "اور وہ دونوں جتنا ہو سکے لیل کے متعلق باتوں سے اجتناب کریں۔ وائٹ روز کو درمیان میں لائیں گیں تو دونوں میں کبھی کچھ نارمل نہیں ہوگا۔ منہا

انعم کو لیل سے آگے رکھنے کو تیار نہیں اور انعم کم پر قائل نہیں۔ اس لیے
لیل درمیان میں نہ ہی ائے تو اچھا ہے۔ "وہ سب کا سوچ چکا تھا۔ سوائے
اپنے

تم جاؤ۔ فرقان میں کچھ ڈاکو منٹس لے لوں۔ پھر آفیس چلتے ہیں۔ کچھ کام"
کرنا ہے۔ "خیام ان دونوں سے ملتے چلا گیا۔
الیکزینڈر اندر پیپرز لینے گیا۔ فرقان وہیں بیٹھ اس کا انتظار کرنے لگا۔ جب وہ
باہر آئے اور کب وہ جائیں۔ وہیں خیام ایک بوجھ سالاے کروہاں سے گیا تھا۔
جو چاہتے بھی ہلکا نہیں ہو پایا۔



جانی گاڑی میں مومنہ سے کوئی بات نہیں کی۔ ہارون آگے گاڑی چلا رہا تھا۔
وہ دونوں پیچھے بیٹھے تھے۔ گاڑی کی خاموشی ان تینوں کو چھب رہی تھی مگر
بولنا کوئی نہیں چاہتا تھا۔

آخر کار گھر آگیا۔ گارڈز کے ساتھ ملتے ہارون نے جانی کو نہچے اتارا۔ آگے
مومنہ اسے کمرے تک لے گئی۔ ویسے بھی وہل چئیر اٹو میٹک تھی۔۔ مگر پھر
بھی جانی اس کے رحم و کرم پر رہا۔

ہارون گاڑی کھڑی کرتے اندر آیا۔ مومنہ جانی کو کمرے میں لے جا چکی تھی۔
وہ ماں باپ کو اکیلے وقت دینے کا سوچتے خود وہیں ہال میں بیٹھ گیا۔
دوائی کھالیں۔۔ "مومنہ نے ہی چپ توڑی۔"

جانی کی میڈیسن نکالتے ساتھ پانی کا گلاس لیتے وہ اس کی طرف آئی۔ وہ بیڈ پر
لیٹ چکا تھا۔

جانی اس کے ہاتھ سے میڈیسن لیتے کھالی۔ کھانا وہ کھا کر ائے تھے۔

جانی اس کے پلٹنے سے پہلے ہی اس کا ہاتھ پکڑتے اپنے پاس گرایا۔ اسے نرمی سے پاس کرتے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

مومنہ اس کے پاس سے آتی دوائیوں کی خوشبو تک محسوس کر سکتی تھی۔ اس نے آج کسی قسم کے کلونیاں پر ویوم کا استعمال نہیں کیا تھا۔

مجھ پر گولی چلانے کا کوئی افسوس ہوا تھا؟؟؟ ذرا سا!! بلکل تھوڑا سا؟؟؟..."

جانی الیگزینڈر کی بتائی تفصیل سن بھی لیتا تو یہ بات ناقابل فراموش تھی وہ

اپنے شوہر کو، شوہر بھی وہ جو جان تک لٹانے کو تیار رہتا اس پر گولی چلا چکی

ہے۔ چلا بھی دی تو ٹھیک مگر کیا اسے افسوس ہوا۔

میں مر رہی تھی۔ "جانی نے اس کے کندھے کے گرد ہاتھ پھیلاتے اسے"

ساتھ لگالیا۔ وہ اس کا کندھا ملتے ہی رونے لگی۔

میں نے نیند کی بہت ساری گولیاں کھالیں۔ سوچا تھا میں بھی مر جاؤں گیں"

مگر میں بچ گئی۔۔ "جانی اس کی پشت سہلائی۔ وہ کافی رورہی تھی۔

اس میں صرف ایک ننید کی گولی تھی۔ باقی سب وٹامنز کی گولیاں تھیں۔"
میں نے دل دی تھیں۔ مجھے ڈر تھا کہیں تم سٹریس میں آکھا انہیں نگل نہ
لو۔" جانی سنجیدگی سے بتایا۔ وہیں مومنہ سمجھ ہی نہیں سکی کیا تاثرات دے
جب تک میں زندہ ہوں تمہیں مرنے نہیں دے سکتا۔" نرمی سے مومنہ "
کے ہونٹوں کا بوسہ لیا۔ وہ انکھیں بند کرتے اس کے لمس کو دل کی گہرائیوں
تک محسوس کرنے لگی۔

جانی کتنی ہی دیریوں ہی اس کی سانسیں پیتے رہا۔ اس کے دور ہوتے ہی مومنہ
نڈھال سی اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔ جانی نے اس کی پشت سہلائی۔ چند
لمبی سانسیں بھرنے کے بعد اس کی سانسیں نارمل ہو گئیں۔

جانی نے پھر اسے سامنے کیا۔ جانی اسے ایک نظر پاس سے دیکھا۔ پھر بغیر کچھ
کہے اس کی گود میں سر رکھتے الٹا لیٹ گیا۔ وہ اپنا چہرہ اس کی گود میں چھپا رہا تھا

مجھے بیچا گیا تھا۔ آٹھ دس کی عمر تھی میری۔ ایک بہن بھی تھی میری۔ ہم "دونوں سب نہیں سمجھ سکے تھے۔ بہت معصوم تھی وہ۔ مجھ سے بڑے ہونا کے باوجود چھوٹی لگتی۔" جانی کے ہونٹ مسکرائے۔

معصومہ نام تھا اس کا۔ "مومنہ خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔ معصومہ" نام پر وہ ٹھہر گئی۔ تو اس لیے وہ پری کا نام معصومہ رکھنا چاہتا تھا مگر اس نے پوچھا بھی نہیں۔ اس نام کو رکھنے کی وجہ بھی نہیں جانی چاہی۔ انج اسے اپنی جانی سے بے خبری پر افسوس ہوا۔

یتیم تھے ہم دونوں۔۔ صرف ایک چچا تھے۔ جیسے ہی وہ اس دنیا سے گئے "ہمارے سر سے ہر سایہ چھین لیا گیا۔ وہ ہمیں باپ کی طرح ہی چاہتے تھے۔ ان کی وفات ایک دھچکا تھی۔ جس نے ہم دونوں بہن بھائی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ایک شخص کام کا لالچ دیتے ہم دونوں کو بیچ گیا۔ معصومہ گھر رہنے کو تیار نہیں تھی۔ وہ میرے ساتھ ہی آئی۔ اور پھر ہم دونوں کہیں نہیں جا سکے۔ وہ شخص میرا چچا کا قریبی دوست تھا۔ دوست بھی دشمن نکل اتے ہیں۔

اس روز روتی معصومہ کو سمیٹتے مجھے یہ سبق ملا تھا۔ "اس کے آنسوؤں مومنہ
کی گود میں گر رہے تھے۔ اور اس نے اب جانا وہ الٹا کیوں لیٹا۔ وہ اپنے
آنسوؤں اس سے چھپا رہا تھا۔ بغیر سینے میں لگی گولی کی پرواہ کیے۔۔
سینے پر گولی کا درد بھی اس روتی بہن کو سمیٹنے سے زیادہ دردناک نہیں تھا۔
وہ رات دردناک تھی۔ میں اپنی بہن کو دفنا بھی نہیں سکا۔ مجھے گود میں سلا"
کر وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سو گئی۔ اس رات نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین
لیا اور میں بے خبر سوتا رہا۔ جب تک اٹھاسب کچھ لٹ چکا تھا۔ وہ لوگ بہت
ظالم تھے۔ مجھے موت کے قریب چھوڑتے میری بہن کو لے گئے۔ اور میں
کبھی اس کے مردہ وجود کو بھی نہیں دیکھ سکا۔ اس صبح میں سونے پر بہت
پچھتایا۔ اتنا کہ کتنی راتیں میں سو ہی نہیں سکا۔۔ نیند بری لگنے لگی مجھے اس
روز سے۔ اس قید نے مجھے دماغی قیدی بنا دیا۔ وہ نا جانے مجھ سے کیا چاہتے
تھے۔ نہ اس کمرے سے نکالتے، نہ مارتے اور نہ ہی کسی دوسرے قیدی کو

وہاں بھیجتے۔ بس تین ٹائم کھانا دے جاتے۔ میں نا جانے کتنے سال وہاں قید رہا۔ میں کبھی حساب نہیں لگا سکا۔ "وہ ابھی بتاتے بھی جیسے الجھا ہو۔

پھر ایک روز انہوں نے مجھے نکالا۔۔ مجھے کنگ کے محل میں پیش کیا۔ کنگ "ایڈورڈ۔۔ وہ مجھ پر ڈرگ ٹسیٹ کرنا چاہتے تھے۔ وہ شاید یہ کام شروع بھی کر دیتے مگر الیگزینڈر آگیا۔ کنگ کی تاج پوشی کا وقت تھا۔ اس نے سب کے سامنے اس کنگ کا دل نکال کر کچل دیا۔ اس کی آنکھوں میں خون تھا۔ میں ڈر گز کے نشے میں کمرے میں بند تھا۔ اس روز الیگزینڈر نے مجھے اور خیام کو وہاں سے نکالا۔ خیام ان سے واقف تھا۔ وہ الیگزینڈر کو کسی اور تعارف سے بھی جانتا تھا۔ میں کبھی کسی کے سامنے کھل ہی نہیں سکا۔ الیگزینڈر نے ہمیں لڑنا سیکھایا اور ہم سیکھتے گئے۔ اسی وقفے میں ہمیں ہیر ملی۔ اس نے مجھے ہنسنا سیکھایا۔ میں نے اسے ہی معصومہ مان لیا۔ وہ مجھے بہت عزیز ہے۔ آج بھی، جب میرے پاس اپنی معصومہ ہے۔ "جانی کی آواز نم تھی۔ مومنہ کی گود بھیگ چکی تھی۔

الیکزینڈر نے میرے کہنے پر ایڈورڈ کے سارے سرد خانے چھان مارے۔ "وہاں ہمیں لڑکیوں کی لاشیں ملیں۔ ان میں بھرپر ڈر گزٹرانسپورٹ کیے جاتے تھے۔ انہیں میں مجھے میری معصومہ بھی ملی۔ اس دن مجھے ہیر نے سنبھالا۔ میں پاگل ہو جاتا اگر وہ نہ ہوتی۔ الیکزینڈر نے میری معصومہ کے لیے کفن دفن کا سارا بندوبست کیا۔ میں آج تک اس کی قبر پر نہیں جاسکا۔ مجھے شرم آتی ہے۔ الیکزینڈر جاتا ہے۔ ہر جمعرات۔۔ کوئی نہیں جانتا۔ میں جانتا ہوں۔ وہ وہاں سے اپنے ماں باپ کی قبر پر بھی جاتا ہے۔ ان دونوں کے پاس ہی میری معصومہ ہے۔ اسے اچھے ساتھی ملے ہیں۔ وہ خوش ہوگی وہاں مگر مجھ میں اس کا سامنا کرنے کی طاقت نہیں۔ میں اس کی حفاظت نہیں کر سکتا تھا۔" مومنہ کی مسلسل خاموشی پر جانی نے سراٹھایا۔

وہ بے آواز رو رہی تھی۔ جانی کے خود بھی گال بھیگ چکے تھے۔

رونے کو نہیں کہا پاگل۔۔۔ "اسے ہلکا سا گھورتے گلے لگاتے چپ کروانے"

لگا۔ وہ تو جانی کا کندھا ملتے مزید ہچکیوں سے رونے لگی۔

وہ روتے جانی کو بھی مشکل سے ضبط پر مجبور کر رہی تھی۔

اس کے رونے میں مزید شدت آنے لگی۔ جانی اس کے یوں رونے پر خود بھی انکھ کا کونا صاف کیا۔

مجھے آپ کی معصومہ سے ملنا ہے پلیز۔ "جانی بے بسی سے اسے دیکھا۔"

تم ہی تو میری معصومہ کی ماں ہو۔ "نرملی سے اس کا ماتھا چومتے ہاتھوں سے"

اس کے آنسوؤں صاف کیے۔

مجھے آپ کی معصومہ سے ملنا ہے۔ وہ تو ہماری معصومہ ہے۔ "سوں سوں"

کرتے کہا۔

جانی اسے گلے سے لگاتے اسے چپ کروانے لگا۔

وہ ہی اب ہم دونوں کی معصومہ ہے۔ اور اس بارے میں اور کوئی بات"

نہیں۔۔ "جانی اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اسے خاموش کروادیا۔ وہ بھی

مزید نہیں بولی۔ بعد میں بات کرنے کا فیصلہ کرتے وہ خاموشی سے جانی کی

گال پر جھکی۔ اس کی گال چومتے واپس چہرہ اس کے سینے میں چھپا لیا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو سینے سے لگائے یوں ہی محسوس کرنے لگے۔

^^^

موسیٰ پری کو چیک کرنے آیا تو وہ اٹھی ہوئی تھی۔ اسے گھورتے یوں ہی بیٹھی رہی۔

موسیٰ اس کے پاس بیٹھا پھر بھی گھورنا بند نہیں کیا۔

کیا ہوا؟؟؟ "پری نے کوئی جواب نہیں دیا۔ موسیٰ اوپر ہوتے اس کے بال "چہرے سے ہٹائیے۔

آرام تم نے کرنا تھا۔ سلا کر تم مجھے چلے گئے۔ "موسیٰ کے ہونٹوں پر "مسکراہٹ چھائی۔

کیونکہ میرے آرام میری پری سے وابستہ ہے۔ "اس کا گھورنا بند نہیں ہوا۔

بابا سے ملنے چلو گی؟؟؟ "پری کی آنکھوں میں سوال تھا کون سے بابا۔

سمال بی سے۔ معافی بھی مانگ لیں گیں۔ اور پری ماما سے بھی مل لیں "گیں۔

"پری اگے ہوتے اس کے سینے سے لگ گئی۔

موسیٰ نرمی سے اس کا سر چوما۔ وہ سر سیاہ بالوں سے کوور تھا۔

ماما اور بابا میں کیا جھگڑا ہے؟؟.. "موسیٰ جواب دینے کے بجائے اسے گود" میں اٹھایا۔

کپڑے بدلو۔ ہم دونوں جارہے ہیں وہاں۔ میں ریڈ کو بتادوں۔ "موسیٰ اس" کے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔

وہ بھی مومنہ سے پوچھنے کا سوچتے ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔
موسیٰ باہر آیا۔ وہاں الیگزینڈر اور لیل کے پاس فرقان بیٹھا تھا۔

ریڈ میں اور وچیری ماما سے ملنے جارہے ہیں۔ "الیگزینڈر اسے وہیں سے" سخت نظروں سے دیکھا۔

کہیں نہیں جارہے تم۔ سکون سے کل شام واپسی کے لیے نکلو۔ کسی کو خبر" بھی نہیں ہونی چاہیے پری کی۔ میں بالکل بھی ریسک نہیں لینا چاہتا۔"
الیگزینڈر پہلے بولا تھا۔

ریڈ میں ٹائیٹم سے واپس آ جاؤں گا۔ فکر مت کرے گا۔ "موسیٰ پاس ہوتے"
اس کے ماتھے کا بوسہ لیا۔

موسیٰ تمہاری چوٹ!! دوائی تو کھالو۔ رکو میں پانی لاتی ہوں۔ دوائی یہاں"
ہی رکھی تھی عمر نے۔ "لیل اٹھتے اسے اپنی جگہ پر بٹھایا۔ خود کچن میں چلی
گئی۔

الیکزینڈر فرقان سے کچھ بات کرنے لگا۔ کچھ فائلز کھولے بیٹھے تھے۔
لیل کے پانی لانے پر موسیٰ نے چپ چاپ دوا کھالی۔ تبھی مومنہ بھی باہر
نکلی۔ بڑفلائے ڈیزائن کا کھلا عبایا پہنے، سرپے حجاب کیے وہ تیار تھی۔
میں اپنا اور پری کا خیال رکھوں گا۔ فکر مت کریں یار۔ "کچھ پیار سے کہتے وہ"
پری کو لیتے وہاں سے نکلا۔ اس کے جاتے ہی الیکزینڈر نے فون اٹھایا۔
گارڈز کی گاڑیاں موسیٰ کے پیچھے بھیجو۔ ذرا ترتیب سے فاصلے پر رکھنا۔ ""
الیکزینڈر ہدایت دیتے فون واپس رکھا۔

موسیٰ پری کے لیے دروازہ کھول اسے اندر بٹھایا وہ خود ایک نظر سارے گھر کو سکین کرتی نظروں سے دیکھ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ اس کے پیچھے ہی ایک ایک کرتے گاڑی کی گاڑیاں نکلیں۔ موسیٰ سائیڈ مرر میں کالے رنگ کی وی ای پی گاڑی دیکھ مسکرایا۔ وہ اچھے سے اپنے باپ کے گاڑی کی گاڑیاں پہچانتا تھا۔

موسیٰ بابا کچھ کہیں گیں تو نہیں اور اگر انہوں نے تمہیں مارا؟؟؟۔ "پری کو" اس کی فکر ہوئی۔

کچھ کہیں گیں تو سن لیں گیں۔ اب کسی کی پندرہ سالہ بیٹی سے نکاح کیا ہے "تو سننا تو پڑے گا۔" پری اسے گھورتے مکہ اس کے بازو پر مارا۔ وہ مسکرا دیا۔۔۔

اور رہی مار کی بات تو سٹون مین ہوں میں۔ کچھ نہیں ہوگا۔ "پری مطمئن" نہیں تھی۔

کچھ دیر تک وہ گھر پہنچ گئے۔ موسیٰ نے دیکھا اب گارڈز کی گاڑیاں پیچھے نہیں ہیں۔ وہ کچھ چونکا۔ گارڈز کو کال کرتے پری کے لیے دروازہ کھولا۔ وہ پری سے باتیں کرتے گارڈز کی گاڑی نہیں دیکھ سکا۔

کہاں ہو تم لوگ؟؟؟.. "موسیٰ کچھ سختی سے پوچھا۔"

سرہم سڑک پے ہیں۔ "انہوں نے ایک گاڑی روک رکھی تھی۔ جس میں " سے چار سٹوٹ بوٹ پہنے لڑکے انہوں نے پکڑ رکھے تھے۔ جو ہاتھ پاؤں تو مار رہے تھے مگر بے فائدہ۔۔۔

اوکے۔۔ "موسیٰ بے فکر ہوتے پری کو لیتے اندر بڑھا۔ گارڈز نے گیٹ " آسانی سے کھول دیا۔

موسیٰ اسے لیتے اندر آیا۔ سامنے ہی ہارون صوفے پے بیٹھا ہی سو رہا تھا۔ پری کو اپنے بھائی کو دیکھتے ہی اس پر بہت پیار آیا آگے بڑھتے اس کے بالوں میں ہاتھ چلایا۔ وہ فوراً سے اٹھ بیٹھا۔ پری کو سامنے دیکھ اسے گھورا۔

کیا لینے آئی ہو یہاں؟؟؟... "کچھ غصے سے پوچھا۔"

اسے دکھ تھا وہ تب کیوں اس کے ساتھ نہیں تھی جب وہ تکلیف میں تھا۔
ہارون یہ میرے بابا کا گھر ہے۔ "اسے ہارون کا اجنبی لہجہ برا لگا۔"
وہی باپ جس کی م۔۔۔ "موسیٰ اسے درمیان میں ہی ٹوک دیا۔"
ہارون شمال بی کو بلاؤ۔ ان سے بات کرنی ہے ہمیں۔ "ہارون نے اسے"
گھورتے آبرو اٹھائی۔ جیسے پوچھ رہا ہو اس حکم کا مطلب۔۔
پری ماما؟؟؟.. "موسیٰ نے خود ہی آواز دی۔ اس کی آواز اتنی ضرور تھی وہ"
کمرے میں بیٹھے دونوں میاں بیوی حیرت زدہ ہوتے بیڈ سے اترے۔
جانی بغیر ویل چیئر کے ہی باہر آیا۔
ویل چیئر تو بس اس لیے تھی وہ سیدھا کھڑا نہ ہو۔ اس سے اس کا خون بہنا
شروع ہو جاتا۔

موسیٰ تم یہاں؟؟؟... "وہ دونوں دروازے پر کھڑے تھے۔"

کھڑے تو مت ہوں۔۔ "برہمی سے کہتے موسیٰ اگے بڑھتے جانی کو"
زبردستی سہارا دیتے صوفے پر بٹھایا۔ اس کی پیٹی خون سے گیلی ہونا شروع ہو
گئی۔

ویج فرسٹ ایڈ باکس لاو جلدی۔۔ "وہ فوراً سے اس کمرے میں گئی۔ وہاں"
سائیڈ ٹیبل پر ہی باکس پڑا تھا۔

وہ جلدی سے لیتے باہر آئی۔ انکھیں پانی سے بھری ہوئی تھیں۔
میں کرتا ہوں۔ پری ماما سے نہیں ہوگا۔ "کہتے ہی جانی کی شر اتارتے دور"
پھینکی۔

اس کی پیٹی کھولتے دباؤ دیا۔ جب دیکھا کافی دیر دباؤ کے بعد جب وہ خون نہیں
بہا تو موسیٰ نے زخم صاف کرتے دوبار اپٹی۔ وہ بہت احتیاط سے کام کر رہا
تھا۔ ہارون نم نظروں سے پاس ہی خون سے بھری پیٹی دیکھی۔
موسیٰ کے اٹھتے ہی ہارون جانی کے پاس بیٹھا۔

اس کے سینے لگتے وہ پھر سے رونے لگا۔ جانی اسے حوصلہ دینے لگا۔ پری نے مومنہ کو ساتھ لگایا جو باپ کا خون دیکھ رو رہی تھی۔ موسیٰ ہاتھ دھونے گیا تھا۔

تم بالکل بھی بہادر نہیں ہوئی۔ اپنی ساس کو ہی دیکھ لیتی۔۔ "مومنہ کی" سرزنش پر وہ روتے مسکرا دی۔

میں بن بھی نہیں سکتی۔ اور میں بننا ہی نہیں چاہتی۔ "مومنہ سے دور ہوتے" اس نے باپ کو دیکھا۔ امید بھری نظروں سے۔۔

جاؤ پری بابا سے مل لو۔۔ "موسیٰ پیچھے سے آیا تھا۔"

پری نے اسے دیکھا۔ وہ خود ہی اگے بڑھتے اسے جانی کی ایک سائیڈ بٹھا گیا۔

یسیاں باپ کو بہت پیاری ہوتی ہیں مائے وچ۔ اور وہ جو پیارے ہوں ان "

کی غلطیاں قابل معافی ہو ہی جاتی ہیں۔ "جانی اسے گھورا۔ پری جانی کے سینے

سے لگتے رونے لگی۔ وہیں ہارون کے آنسوؤں خشک ہو چکے تھے۔

مومنہ موسیٰ کی حرکت پر مسکراتے اسے بیٹھنے کا کہا۔ خود بھی اس کے پاس
ڈبل صوفے پر بیٹھ گئی۔ ہارون اور پری اپنے باپ کے ساتھ ہی بیٹھی تھیں۔

بابا ایتم سوری۔۔۔ "ہلکا سا کہا۔ جانی نے چہرہ موڑتے اس کا ماتھا چوما۔"

اپ کیسی ہیں اب؟؟؟ "موسیٰ کو اس کی صبح کی حالت یاد تھی۔"

ٹھیک ہوں۔ دیکھ لو تمہارے سامنے ہوں۔ "وہ مسکرایا نہیں۔"

صبح بھی آپ میرے سامنے تھیں۔ مگر اب فرق تو نظر آرہا ہے۔ "وہ ہاں"

میں سر ہلاتے اس کے گلے ملی۔ جانی کی نظر ان دونوں پر بھی تھی۔

ویسے مجھے کافی یاد آئی آپ کی۔ میں تو چاہتا تھا آپ کو اپنے پاس لے

جاؤں۔۔ "جانی وہیں سے غصے سے بولا۔

موسیٰ سوچنا بھی مت۔ میری بیوی ہے وہ۔ اپنی بیوی کو لے گئے اور ہم نے

جانے دیا۔ اتنا بہت ہے۔ "پری اسے گھورا جسے سکون نہیں تھا۔

آپ روک سکتے ہیں؟؟؟ "چڑاتی مسکراہٹ تھی۔ جانی کو پہلی دفہ موسیٰ

پر غصہ آرہا تھا۔

کہنے تو میں آپ کو سوری آیا تھا مگر آپ کو دیکھ کر لگتا نہیں آپ کو میرے "سوری کی ضرورت ہے۔۔" پری اشارے سے ہی معافی مانگنا کا کہا مگر وہاں کہاں اثر تھا۔

ویسے بھی میری پری ماما کو بہت رلایا ہے آپ نے۔ دیکھیں ابھی بھی "انکھیں سرخ ہیں ان کی۔ پہلے تو صرف ایک سائیڈ سے ماما تھیں اب تو ڈبل سائیڈ سے ہیں۔ اور مجھے اتنی پیاری معصوم سی بیوی دی۔ وہ بھی اتنی فرمانبردار تو ان کے لیے سوری کینسل۔" مومنہ نہ چاہتے بھی مسکرا دی۔ وہ معصوم بیٹی اس نے مجھے دی تھی جو تم چھین کر لے گئے۔ "موسیٰ کو اس" کے لہجے میں دکھ محسوس ہوا۔

جب میری بیٹی ہوئی آپ رکھ لینا۔ اسے کہنا آپ ہی اس کے اصل بابا ہیں۔ "میں برا نہیں مناؤں گا۔" موسیٰ نے کیا فیاضی دیکھائی تھی۔ پری باپ کے کندھے کے پیچھے سر چھپا گئی۔ اس کی باتیں ہی شر مندہ کرنے والی ہوتیں۔ وہیں ہارون اسے گھور رہا تھا۔ جس کی اس نے فکر نہیں کی۔

وہ میری بھی نواسی ہوگی۔" رعب سے کہا۔

اچھا اسے چھوڑیں۔ آپ بتائیں اب بھی رخصتی کے لیے تیار ہیں؟؟..""
موسیٰ نے بالکل ہی الٹ بات کی۔

"..مطلب؟؟؟"

دیکھیں پری کو ساتھ لے جانا مجبوری تھی۔ یہ بات اپ جان چکے ہیں۔ میں "پہلے سے دشمنوں کو جان چکا تھا۔ اور مجھے معلوم تھا وہ حملہ کریں گیں۔ ریڈ کی طرف سے میں بے فکر تھا۔ مگر پری کی طرف سے نہیں۔ مجبوری کے ساتھ ساتھ یہ میری خواہش بھی تھی۔" جانی نے سچائی بتانے کا فیصلہ کیا۔

پری کی طرف سے میں زبان دیتا ہوں۔ وہ کبھی کسی مافیہ پارٹی کا حصہ نہیں بنے گی۔ وہ ایک نارمل لائف گزارے گی۔" وہ باپ کی پرہشانی اب سمجھ رہا تھا جب اپنی بیٹی کا خیال جاگ رہا تھا۔ اسے تو یہ سوچ کر ہی کچھ ہوتا اگر اس کی بیٹی کو یوں کوئی ساتھ لے جائے۔۔

ہارون جاؤسٹڈی کرو۔" ہارون بغیر کچھ کہے اٹھ گیا۔"

اصل وجہ تمہارا مافیہ ہی تھی موسیٰ۔ اگر تم نارمل لائف گزار رہے ہوتے تو "پری کہ شادی میں بخوشی تم سے کرواتا۔ مجھے بہت عزیز ہو تم۔ مجھے اندھیروں سے نکالنے والے مسیحا کی اولاد ہو تم۔ عزیز نہ ہونا تو ناممکن سی بات ہے۔" پری کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔ موسیٰ اس کی خوشی کے لیے مسکرا دیا۔

بس پچھلے دنوں یہ قبول نہیں کر پار ہاتھامیری اتنی چھوٹی سی بیٹی اتنی بڑھ ذمہ "داری اٹھائے گی۔ دوسرا تمہاری وہ حرکت بھی بہت بری تھی۔" آمنے سامنے بیٹھ کر سکون سے باتیں کرنے سے مسائل حل ہو رہے تھے۔ وہ میں بھی نہیں چاہتا تھا۔ مجھے خود معلوم ہے وچا بھی چھوٹی سی ہے۔ "مشکل سے پندرہ سال۔ وہ تو خود کا دھیان نہیں رکھ پاتی۔ سارا دن اچھلتی کودتی رہتی ہے۔ مجھے تو ابھی سے بے بی اور پری دونوں کی فکر ہے۔" موسیٰ وجہ پھر گول کر گیا۔

میں تمہاری اس حرکت کی وجہ جانتا ہوں۔ "اس نے تھوک نگلا۔ یہ بات"
اگر الیگزینڈر جانتا تو اسے الٹا لٹکا کر جوتے مارتا۔ ساری فکر اور خیال نکل
جاتا۔

میں پیتا نہیں ہوں۔ بس کسی نے کولڈ ڈرنک میں ملا دی تھی۔ "ناچاہتے"
ہوئے بھی، ہسٹری سی آواز میں صفائی دی۔
وہ تو مجھے بھی پتا ہے۔ "اس بات کا وہ حلف بھی اٹھا سکتے تھے۔ وہ الکو حل"
نہیں پیتا تھا۔

"پھر ہاں سمجھوں؟؟؟"

کیا میرے ناں پر نہیں لے جاؤ گے معصومہ کو؟؟؟ "موسیٰ کھل کر"
مسکرایا۔ جانی بھی وجہ جانتا تھا۔

جب واقف ہیں تو ہاں کر دیں۔ میری بیوی کو بھی سکون آ جائے گا۔ ورنہ ہر"
وقت آپ کو یاد کرتی رہتی ہے۔ پھر خود کو بہلانے کو گارڈنگ شروع کر
دیتی ہے جو اسے اتنی تو بالکل بھی نہیں۔ "پری نے اسے گھورا۔

صرف ایک پودا خراب کیا تھا اور وہ پیچھے ہی پڑ گیا تھا

تم سیکھاؤ تو وہ سب سیکھ جائے گی۔" یہ لفظوں میں چھپی ہاں تھی۔"

پری مسکراتے جانی کے سینے سے لگ گئی۔ وہ مسکرا دیا۔ پری کی خوشی زیادہ

عزیز تھی۔ اگر وہ ایک مافیہ کنگ میں تھی تو وہ کی کر سکتا تھا۔

کیوں نہیں!! ویسے کیا ہوا گر میں پری ماں کو بھی لے جاؤ گا رڈنگ

سیکھانے؟؟؟" جانی اسے گھورتے پلو اس کی طرف پھینکا۔ وہ آج ضرورت

سے زیادہ شوخ ہو رہا تھا۔ مسکراتے وہ کیچ کر گیا۔

چلیں نہیں لے جاتا۔ آپ کو کمپنی دینے کو چھوڑ جاتا ہوں۔" کہتے ہی وہ خود

مومنہ کے سینے سے لگا۔

مومنہ ان کو خوش دیکھ خود بھی خوش تھی۔

سب ہنستے مسکراتے کتنے خوش تھے۔ بند دروازے کی جھری سے جھانکتا

ہارون بھی باپ اور ماں کو خوش دیکھ مسکرایا۔ موسیٰ جتنا بھی برا تھا مگر اسے

انج کچھ اچھا لگا۔ پھر سر جھٹکتے وہ اپنا کام کرنے لگا۔ موسیٰ اچھا نہیں تھا۔ اور نہ ہی کبھی ہوگا۔ اس نے خود کو ازبر کر وایا۔

اسے موسیٰ کو پسند نہیں کرنا تھا۔ وہ منسا کا بھائی تھا۔ اور اسے منسا سے نفرت تھی۔ کام کرتے اس کے دماغ میں یہ ہی سوچیں تھیں۔ وہیں جانی کی دوسری سائیڈ اب موسیٰ اس کے گلے لگا۔ مگر کچھ ہی دیر بعد واپس مومنہ کے پاس آ بیٹھا۔

پری ماں کی گود میں سکون ہے۔ "باور کر وایا۔"
میری گود میں تو جیسے کانٹے ہیں؟؟؟.."کچھ غصے سے بڑبڑاتے وہ انہیں ہنسنے"
پر مجبور کر گیا۔

کیوں کیا آپ کو پری ماں کی گود میں سکون نہیں ملتا؟؟؟.."اور یہاں جانی"
چاہتے بھی ہوں ہاں ناں نہیں کر سکا۔ بس مومنہ کی آنکھوں میں دیکھ پری کا
ما تھا چومتے موسیٰ کو گھورا جولا جواب کرنے کے ہنر سے واقف تھا۔

شایان کو گھر کے بجائے کہیں اور جاتے دیکھ اس نے سڑک کو گھورا۔ پھر
شایان کو

ہم کہاں جا رہے ہیں؟؟؟.. "اس نے جواب نہیں دیا۔"
منہا سے گھورتے کوئی بورڈ ڈھونڈنے لگی جہاں پتہ لکھا ہو۔ کچھ ہی دور اسے
مل بھی گیا۔

مگر وہیں شایان نے کچھ دور گاٹی بھی روک دی۔
اتر و!!.. "شایان اسے لیتے آگے بڑھا۔"
وہ نہ چاہتے بھی اس کے ساتھ گھسیٹتی جا رہی تھی۔
شایان اسے لیتے سیڑھیاں چڑھا۔ وہیں منہا کو ناجانے کیوں خوف سا آیا۔ وہ
یہاں نہیں جانا چاہتی تھی۔

مجھے نہیں جانا۔۔۔ "وہ شایان سے بازو چھڑانے لگی۔"
کیوں؟؟؟ وجہ!!.. "اس نے بے بسی سے شایان کو دیکھا۔"
تم مجھے پاگل کر دو گے.. "شایان اسے بازو سے کھینچتے پاس کیا۔"

اور جو تم سب کو پاگل کرنا چاہتی ہو اس کا کیا؟؟؟" وہ کچھ نہیں بولی۔

شایان مجھے یہاں نہیں جانا۔ پلیز۔ تم کہو میں سب سے معافی مان لوں"

گیں۔۔"منت کرتے کہا مگر اس نے غور نہیں کیا۔

اب ان کے پاس سے ایک شخص گزر کر اگے گیا۔ شایان مے سائیڈ ہوتے
اسے رستہ دیا۔ کھینچ کر اسے بالکل ایک کونے میں لایا۔

تم جذنتی ہوں تین بول میں دو لوگ جڑ جاتے ہیں تو تین بول میں ہی دو"

لوگ الگ بھی ہو کاتے ہیں۔۔"یہ ایک دھمکی تھی۔

وہ منہا کی کمزور جان چکا تھا۔ اب اس کا استعمال کر رہا تھا۔ بھرائی آنکھوں
سے اسے دیکھتے اگے بڑھی۔

شایان اس کے ساتھ ہی آیا۔ وہ اپائنٹمنٹ میں لے چکا تھا۔

ابھی ان کا نمبر آنے میں وقت تھا۔

منہا ہاتھوں کو دبائے بیٹھی تھی۔ شایان کو ایک نظر دیکھتی مگر وہ ترس
کھانے کے موڈ میں نہیں تھا۔

کچھ ہی دیر میں اسے ایک لڑکی گزرتی نظر آئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اس کی حالت قابلِ رحم تھی۔ منہا کو ڈر سا لگا۔ وہ یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی مگر شایان اسے کہیں نہیں جانے دیتا۔

ہر ڈر پر شایان کا الگ ہو جانے کا ڈر حاوی تھا۔ اسے پہلے لگتا تھا لیل نہ ملی تو وہ مرجائے گی۔ اب اسے لگ رہا تھا شایان نہ ملا تو وہ مرجائے گی۔

نا جانے کیوں وہ اس سوچ سے نہیں نکل رہی تھی۔

چلو۔۔۔ "ان کی باری آگئی تھی۔ منہا کی بھرائی نظریں بھی وہ اگنور کر گیا۔" اسے ہاتھ سے پکڑتے اپنے ساتھ اندر کیمین میں لے آیا۔

منہا نے سامنے یوں دیکھا جیسے موت کا فرشتہ بیٹھا ہو۔ سفید لباس پہنے جو اسے موت کا پروانہ سنا دے گا۔

شایان اسے بٹھاتے ایک فائل سامنے بیٹھی لیڈی کو بچڑائی۔ وہ ایک نظر منہا کو دیکھتے فائل پڑھنے لگی۔ اس کی ایک نظر بھی منہا کے پسینے چھوڑا گی۔

اسے یوں لگا وہ یہاں ہی مر جائے گی۔ شایان سے الگ ہونے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ مگر کیا مرنا اتنا آسان ہے۔ اس کے لیے ایک زندگی جینی پڑتی ہے۔

^^^

خیام گھراتے ہی انعم اور رومان کو الیگزینڈر کے واپس آنے کی خوشخبری سنائی۔ اس کے صحیح سلامت ہونے کا سنتے وہ دونوں خوش ہوئے تھے۔ رومان تو ملنے جانا چاہتا تھا۔ جس کے لیے قہ فوراً نکل گیا۔ میں نفل ادا کر لوں۔ میں نے دعا کی تھی شکرا نے کے نفل ادا کروں۔" گئیں۔ "خیام نے ہاں میں سر ہلایا۔

وہ وضو بناتے نوافل ادا کرنے چلی گئی۔ وہ لاونج میں ہی بیٹھ گیا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ باہر آئی۔ چہرے پے خوشی تھی۔ خیام اسے بازو سے پکڑتے پاس گرایا۔

کیا کیا دودن؟؟؟ میں تو گھر نہیں تھا؟؟؟۔ "قہ خیام کے کندھے پر سر رکھ گئی۔

آپ کو یاد۔ خیام میں کبھی تمہارا شکریہ ادا نہیں کر سکی۔ مگر مجھے صرف تم " سمجھے۔ میری ہر غلطی کو تباہی کو تسلیم کیا۔ جو میری اپنی اولاد نہیں کر سکی۔ " خیام اس کا ماتھا چوما۔

میں جانتا ہوں۔ اس نے بغیر پوری بات سنے تم پر الزام لگا دیا تھا۔ بچی ہے وہ " ابھی۔ سمجھ جائے گی۔ ء " وہ خیام کے اس کی سائیڈ لینے پر مسکرائی۔

میں اسے بچپن میں ٹارچر کیا یہ اس نے دیکھا مگر جب ٹھیک ہوئی تو اسے " واپس پانے کے لیے لیل سے جھگڑی۔ یہ اس نے نہیں دیکھا کیوں

خیام؟؟؟... لیل کو علم تھا میں دوائیاں کھاتی ہوں۔ مجھے نائٹ میر زاتے ہیں۔

میں راتوں کو ڈر جاتی ہوں۔ وہ منہا کو اسی لیے مجھ سے دور رکھتی تھی۔ اور

جب اس نے دیکھا میں ٹھیک ہوں۔ اس نے خود ہی مجھے منہا کے سکول میں

جاب آفر کی۔ مگر منہا کیوں نہیں سمجھی... "خیام نے دیکھا جو پہلے بھی وقفے وقفے سے روتی رہی تھی۔

اپنی بچپن میں کی جانے والی زیادتیوں پر وہ شرمندہ تھی۔ اور خیام اسے پھر وہی باتیں دہرانے نہیں دینا چاہتا تھا۔ اسی لیے اس روز بھی منہا کو ٹوکا مگر وہ تو اس سے بھی متنفر ہو گئی۔

بچی تھی۔ بچوں کے دماغ پکے ہوتے ہیں۔ گرہ پڑ گئی ہے اس کے دل میں۔ "نکل جائے گی وقت کے ساتھ ساتھ۔" انعم ہاں میں سر ہلایا۔

خیام ہم رومان کی شادی کریں؟؟ اس سے گھر میں رونق آئے گی۔ باقی "سب کا بھی دھیان بٹے گا؟؟۔" خیام اس کی اچانک بات ہر مسکرایا۔

ابھی نہیں۔ کچھ دن ٹھہر جاؤ۔ پھر۔۔ "وہ خوش ہو گئی۔"

منہا سے ملنے چلو گی؟؟۔ "اس نے سراٹھایا۔ وہ سنجیدہ تھا۔"

ضرور اگر وہ ملے تو۔۔ "وہ ادا اس ہوئی۔"

ادھوری باتیں جب پوری جانے گی تو کیوں انکار کرے گی؟؟؟ ویسے بھی "میری انعم ماں ہے اس کی۔ وہ اپنی ماں سے ملنے سے منع نہیں کرے گی۔" خیام اسے حوصلہ دیا۔

شادی کے اتنے سالوں میں وہ کبھی اتنا نہیں روئی جتنا منہا کی ان باتوں کو یاد کروانے کے بعد وہ روئی تھی۔ اسی کے چلتے وہ الیگزینڈر پر غصہ نکال گیا تھا۔ جو اس روز منہا کو ٹوکنے نہیں دیا۔

اس کا بھی قصور نہیں تھا۔ جو ادھی باتیں منہا بتا رہی تھی اس سے کوئی بھی انعم کو قصور وار ہی ٹھہراتا۔ مگر پوری بات تو صرف وہ جانتا تھا۔ نہ بھی جانتا ہوتا تو وہ کبھی انعم سے نفرت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ محبت تھی خیام کی۔ پہلی نظر کی محبت۔۔۔۔۔



مسٹر شایان اپ باہر چلے جائیں۔۔ "منہا نے تڑپ کر اس کا ہاتھ تھاما تھا۔"

شایان بصیر دھیان دیے اسے سخت نظروں سے وارن کرتے باہر چلا گیا۔

منہا کی نظروں نے دروازے سے باہر نکلنے تک اس کا پیچھا کیا۔

مسز منہار یلیکس۔۔ میں آپ سے صرف چند باتیں کروں گیں۔ "انہوں"

نے منہا کو پرسکون کرنے کی کوشش کی۔۔

مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔ پلیز۔۔ "منہا کو وہاں سے جانے کی"

جلدی تھی۔

آپ بچپن میں کافی شرارتی تھیں؟؟ مجھے بتایا تھا مسز لیل نے۔۔ "منہا نے"

اسے عجیب نظروں سے دیکھا۔ ماتھے پر بل تھے۔ یقیناً یہ جھوٹ پسند نہیں آیا

تھا۔۔

میں شرارتی نہیں تھی۔ ماسی یہ بات اچھے سے جانتی ہیں۔ آپ جھوٹ مت"

بولیں۔ "منہا آگے کو ہوتے کچھ چیخ کر رہا۔

وہ ڈاکٹر مسکرائی۔۔

ہاں یہ انہوں نے نہیں بتایا مگر آپ کو ان سے بہت محبت ہے۔ اور یہ بات "جھوٹ بھی نہیں ہے۔" منہا ہاتھوں کو مسل رہی تھی۔ جیسے صرف بھاگنے کا موقع تلاش کر رہی ہو۔

ہاں کرتی ہوں پھر؟؟ اس سے کیا بدل جائے گا؟؟۔۔ "وہ روڈلی بات" کرنے لگی۔ شاید اس طرح وہ اسے جانے دیں۔ چاہے بد تمیز کہیں یاں بد تہذیب۔۔۔

"...آپ کی شخصیت"

مجھے نہیں بد لوانی۔ میں جیسی ہوں ٹھیک ہوں۔ آپ مجھ پر اپنی محنت ضائع "مت کریں۔" وہ پھر بھی برا نہیں مناسکیں۔ شاید ان کے پیشن میں ایسے مریضوں کا آنا نارمل تھا۔

اور سکاٹریسٹ کا تو کام ہی لوگوں کے دلوں کے حال جاننا ہے۔

مسٹر شایان بتا رہے تھے آپ ان سے خفا ہیں؟؟ کوئی خاص وجہ؟؟.. "اس" نے منہا کی غیر دلچسپی کو اگنور کیا

میں اس سے خفا نہیں ہوں۔ اور وہ یہ بات اچھے سے جانتا ہے۔ آپ فالتوں کی باتیں مت کریں۔ "اسے سخت بری لگی یہ بات۔

مطلب آپ کو ان سے بہت محبت ہے؟؟.. "اس کا انداز سوالیہ تھا۔

ہاں ہے۔ مجھے اس سے بہت محبت ہے۔ ہو گئی خوش؟.. "کہتے ہی ہاتھوں کو اور بھی برے طریقے سے مسلا۔

".. مسز لیل بھی آپ سے بہت محبت کرتی ہیں؟؟؟"

نہیں۔ انہیں بس الیگزینڈر سے محبت ہے۔ "بتاتے چہرہ بے تاثر ہوا۔ ہاتھ مسلنا بھی چھوڑ دیا۔

اور بچپن میں؟؟.. "وہ خود بخود ہی جواب دینے لگی۔"

بچپن میں انہیں صرف مجھ سے محبت تھی۔ صرف ہم دونوں ہوتیں۔"
رات کے ڈھیر سارے قصے اور باتیں ہوتیں۔ ان کی ساری توجہ میرے لیے
ہوتی۔ مگر اب نہیں۔ "اسے ماضی کی کچھ باتیں یاد آئیں تھیں۔ چہرے پے
مسکان سی چھائی۔

تو کیا آپ کو ابھی بھی ان سے ویسی ہی محبت ہے؟؟.."منہا کھوئی ہوئی"
تھی۔

نہیں۔ وہ میرے دل سے اتر چکی ہیں۔ اب مجھے بس شایان سے محبت "
ہے۔۔

"...مسٹر شایان سے محبت کیوں؟؟"

اس سے محبت کی کوئی وجہ نہیں۔ وہ مجھ سے روڈ ہو جاتا ہے۔ میرا خیال "
نہیں رکھتا۔ مجھے غیر ضروری سمجھتا ہے مگر میرے لیے وہ ہر پل ہے۔ ہر پل
میں صرف اس کا خیال ہے۔ "وہ جان ہی نہیں پار ہی تھی وہ کیا بول رہی
ہے۔ وہ ڈاکٹر مسکرائی۔

تو مسز لیل سے محبت کی بھی کوئی وجہ نہیں تھی؟؟؟..." بہت مدہم آواز"
میں پوچھا۔ کہیں اس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹ نہ جائے۔

ان سے محبت کی وجہ تھی۔ بہت سی وجوہات تھیں۔ وہ میرا خیال رکھتی"
تھیں۔ مجھے توجہ دیتیں۔ اگر وہ مجھے اپنے لیے خاص نہ کر لیتیں تو وہ کبھی
میرے لیے خاص نہ ہوتیں۔" وہ جسے کسی راز سے پردہ اٹھا رہی تھی۔
"..آپ ضدی کیوں ہیں؟؟؟"

ضد محبت کا جزو خاص ہے۔ اس کے بغیر محبت ادھی ادھوری سی لگتی"
ہے۔

"ہو سکتا ہے یہ صرف آپ کی سوچ ہو۔"

تو محبت بھی تو میری ہی ہے۔ اور میری محبت میں میری ہی سوچ چلے گی۔"
اب جیسے وہ ہوش اور غیر ارادتا کے درمیان میں کھڑی تھی۔ بس ایک
چھلانگ میں ہوش میں آ جاتی۔

شایان سر بہت لکی ہیں۔ ایسی محبت کرنے والی بیوی قسمت والوں کو ملتی " ہے۔"

وہ سر ہلاتے طنزیہ مسکرائی۔ ابیہانے کال کی۔ کچھ ہی دیر میں شایان واپس آ گیا۔

تم باہر جا کر بیٹھو۔ میں آتا ہوں۔ اور یہ میرا موبائل پاس رکھو۔ گیم کھیل " لینا۔ " منہا نے حیرت سے اسے دیکھا۔ پھر بغیر کچھ کہے وہ تھام گئی۔ وہ گیمز نہیں کھیلتی تھی اور یہ بات شایان جانتا تھا۔ پھر بھی۔۔ وہ کچھ الجھی مگر چلی گئی۔

شایان اس کے جانے پر اس کی چھوڑی ہوئی جگہ پر بیٹھا۔ انہیں میری ضرورت نہیں ہے۔ انہیں آپ کی ضرورت ہے۔ " شایان کو " اس جواب کی توقع نہیں تھی۔

وہ نہ تو پاگل ہیں اور نہ ہی نفسیاتی مریض۔ بس ان کا دماغ اچانک ہوئے " حادثات کو قبول نہیں کر پاتا۔ " شایان دھیان سے اس کی بات سننے لگا۔

جیسے اپ نے بتایا تھا وہ اپنی ماسی کے چھوڑ جانے کے بعد ایسی ہو گئیں۔ پہلے " وہ نارمل تھیں۔ " شایان نے ہاں میں سر ہلایا۔ وہ اگلی بات کا منتظر تھا۔

انہیں مسز لیل کی عادت ہو چکی تھی۔ ان سے محبت وصول کرنے کی، ان کی " توجہ کی اور عات محبت سے بری چیز ہے۔ عادت نشے جیسی ہے۔ ایک دفہ لگ جائے تو انسان کو خوار کرتی ہے۔ انہیں بھی یہ خواری اسی وجہ سے فیس کرنی پڑ رہی ہے۔ " شایان کو اس بات کا کچھ نا کچھ تو علم تھا۔

کوئی بھی انسان فوراً ہونے والی تبدیلی قبول نہیں کرتا۔ وہ بھی کسی محبت " دینے والے انسان کی صورت میں تو بالکل بھی نہیں۔ انہیں بھی مسز لیل کا یوں چھوڑ جانا قبول کر پانا ناممکن لگا۔ اور اسی کے چلتے ان کے دل میں نفرت سی پیدا ہوئی۔ اس شخص سے جنہوں نے مسز لیل کو ان سے الگ کیا۔ " اس بات سے بھی وہ واقف تھا۔

اگر مسز لیل انہیں وقتاً فوقتاً پاس بلا تیں، سمجھاتیں، انہیں کچھ عرصہ اپنے " پاس رکھ کر اپنی زندگی اور اس کی مصروفیات بتاتیں تو وہ ایسی نہیں ہوتیں۔

بغیر وضاحت کے چھوڑ جانے والا محبوب بھی ہو تو اس کا چھوڑ جانا چھبتا ہے۔

انہیں بھی یہ چیز چھبتی ہے۔ "اور یہاں شایان نے لمبی سانس لی۔

ریڈ اس کے لیے ہیر سے اگے تھی۔ وہ اسے کبھی چاہ کر بھی غلط نہیں ٹھہرانا

چاہتا تھا مگر اب۔۔۔۔۔

اب کی اگر بات کی جائے تو یہ ان کا جسٹیفائیڈ رویہ ہے۔ اس کے متعلق "

کوئی بھی انسان کچھ نہیں کہہ سکتا۔" وہ نہیں سمجھتا تھا۔

انسان کو جن کی وجہ سے تکلیف ملے وہ انہیں تکلیف میں دیکھ کر خوش ہوتا "

ہے۔ دل کے کسی کونے میں ایک کمینہ سی خوشی اٹھتی ہے۔ انسان چاہے

ہو نوٹوں سے کچھ بھی کہے مگر یہ جزبات نارمل ہیں۔ ہر انسان میں ہوتے

ہیں۔ منہا کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے۔ مسز لیل کو اکیلا دیکھ وہ خوش تھی۔ جن

کی وجہ سے وہ اتنا عرصہ اکیلی رہی انہیں یوں اس شخص سے دور دیکھنا انہیں

خوشی دیتا۔ باقی جو وہ آپ سے محبت کرتیں ہیں وہ الگ ہے۔ "شایان آخری

بات پر الجھا۔

کوئی بھی سائنس دل کو نہیں سمجھ سکتی۔ نہیں جان سکتی کوئی انسان بغیر کسی "وجہ کے، ہمارے ساتھ برا سلوک رکھنے کے باوجود کیوں اچھا لگتا ہے۔ ایسا ہی رشتہ ان کا آپ کے ساتھ ہے۔" شایان کے دل میں یہ جان کر انجانی سی خوشی ہوئی۔

شاید ہر انسان کو کسی دوسرے انسان کی خود سے اتنی محبت جان کر خوشی ہی ہوتی ہے

مسز لیل کو ان سے دور رکھیں اور انہیں ایک الگ ماحول دیں۔ انہیں آپ "کی ضرورت ہے۔ آپ انہیں محبت اور پاگل پن کا فرق سیکھائیں۔ وہ جواب سے کرتی ہیں وہ پاگل پن ہے۔ مسز لیل ان کے لیے ایک ناسور ہو چکا زخم ہیں۔ جب تک ان کے سامنے رہے گا وہ آگے نہیں بڑھ پائیں گیں۔ وہ مسز لیل کو واپس چاہیں گیں۔" شایان سوچوں میں ڈوبا تھا۔

وہ ضدی ہیں۔ ان کی پہلی محبت ان سے الگ ہو گئی اب وہ دوسری کو خود "سے باندھ کر رکھنا چاہتی ہیں۔ سوچتی ہیں اگر آپ کے ہر رویے کو قبول

کریں گیں تو آپ صرف ان کے بن کر رہیں گیں۔ آپ اپنے رویے سے انہیں سب سمجھائیں کہ ایسا نہیں ہوتا۔ چھوڑنے والے ہر حال میں چھوڑ جاتے ہیں۔ "شایان کو آخری بات کچھ بری لگی۔

مسز لیل کا چھوڑنا ان پر بہت برا اثر چھوڑ چکا ہے۔ جسے کوئی نہیں بھرسکا۔ " باقی اب آپ پر ہے۔ مہس نے بیماری اور دعادوں بتادیں۔ اب کیسے دعا دیتے ہیں یہ آپ پر ہے۔ "شایان انہیں الوداع کہتے باہر نکلا۔ وہ وہیں سامنے بیٹھی تھی۔ گیم ہی کھیل رہی تھی۔ سوچیں کہیں اور تھیں مگر نظریں گیم پر۔

چلو۔۔۔ "وہ فوراً سے اٹھی۔ موبائل شایان کی طرف بڑھایا۔ جو اس نے "تھام لیا۔

شایان میں واپس یہاں نہیں آؤں گیں پلیز۔ یہ شک دیتے ہیں۔ مجھے درد " ہوتا ہے۔ "شایان نے اس کے موبائل والے بڑھے ہاتھ کو کھیمچتے اسے ساتھ لگایا۔

میں اتنا بے خبر نہیں ہو سکتا کوئی میری بیوی کو شاکر دے اور میں جان ہی نہ " سکوں۔ "شایان کے گلے سے لگانے پر اس کے گلے میں گرہ پڑنے لگیں۔ وہ انکھیں چھپکنے لگی۔ یہ آنسوؤں روکنے کا طریقہ تھا۔

چلتے ہیں۔ "شایان اسے ساتھ لیتے واپس گاڑی میں آیا۔ وہ گاڑی میں بھی " شایان کے سینے سے لگی بیٹھی رہی۔ کیا کھاؤ گی؟؟؟ "وہ نہیں سمجھی تھی۔"

لنچ کا پوچھ رہا ہوں؟؟؟ "گاڑی چلاتے ایک نظر اسے دیکھا۔ "میں گھر جا کر کچھ بنالوں گی۔"

اوکے۔۔ "شایان نے ضد نہیں کی۔ پھر گاڑی میں خاموشی چھائی رہی۔ "کتنی محبت کرتی ہو مجھ سے؟؟؟ "اچانک سوال اور اس کا مقصد وہ نہیں سمجھ سکی۔

کس حد تک جاسکتی ہو میری محبت میں؟؟؟ "اس نے سوال بدلا۔ "اپنی جان دے سکتی ہوں۔" وہ مسکرایا۔

جان نہیں دینی۔ بس کسی کو معافی دے دو۔ الیگزینڈر لیل موسیٰ تینوں کو "اپنی زندگی سے عدم کر دو۔ جیسے وہ ہوں ہی ناں۔ جیسے تم کبھی ان سے ملی ہی نہ ہو۔" منہا جیسے پتھر کی ہو گئی ہو۔

میں سمجھ چکا ہوں تم ان سے اپنی تنہائیوں کا بدلہ لینے کے لیے ان کی زندگی "میں جانا چاہتی تھی۔ میرے لیے انہیں معاف کر کے اگے بڑھ جاؤ۔ مڑ کر بھی انہیں مت دیکھو۔ منہا میں ان تینوں سے بہت محبت کرتا ہوں۔ میرے لیے انہیں تکلیف میں دیکھنا مشکل ہے۔ جیسے میرا دل مجبور ہے تمہیں نہ چھوڑنے پر۔" منہا نے چندیل پلکیں چھپکیں۔ شایان سے دور ہوتے بیٹھی کنگ مینشن لے چلو۔ مجھے کچھ بات کرنی ہے مسز لیل سے۔۔ "وہ ابھی" سے یکسر انجان ہو گئی۔

شایان بھی گاڑی موڑ لی منسا اس سے دور ہی بیٹھی تھی۔

کنگ مینشن ویسا ہی تھا جیسے وہ چھوڑ کر گئے تھے۔ ابھی چندیل پہلے تو وہ یہاں سے نکلے تھے۔ اب پھر واپس آ گئے۔

انہیں گارڈز نے بغیر سوال کیے جانے دیا۔ شایان منہا کو دیکھتے اسے ساتھ لگائے رکھا۔ وہ کچھ الجھی ہوئی سی تھی۔

وہ اندرائے۔ سامنے ہی الیگزینڈر اور فرقان بیٹھا تھا۔ لیل شاید کمرے میں تھی یاں کچن میں۔ وہ نہیں جان سکی۔

شایان کوئی کام تھا؟؟؟.. "منہا کو یکسر اگنور کیا۔"

ریڈ سے کچھ بات کرنی تھی میری بیوی نے۔ "الیگزینڈر الفاظ پر غور کیا۔"

فرقان تم دیکھ لو۔ باقی کل کریں گیں۔ ابھی تم بھی ہانیہ کا ٹائیٹم دے لو۔"

رومان شادی کا سوچ چکا ہے۔ "فرقان اسے گھورتے اٹھ گیا۔ وہ مسکرایا۔"

شایان اور منہا تب تک ڈبل صوفے پر بیٹھ چکے تھے۔

میں بلا کر لایا۔ "کہتے ہی الیگزینڈر گیا۔ لیل کمرے میں لیٹی تھی۔ جسے وہ"

اٹھا کر اپنے ساتھ ہی باہر لایا۔ وہ یقیناً کچی نیند سے اٹھی تھی۔

تم دونوں؟؟؟.. "لیل الیگزینڈر کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔"

جی منہا کو کچھ بات کرنی تھی۔ "شایان ہی بولا۔"

چند دن پہلے میں نے کہا تھا مجھے قسمت نے الیگزینڈر نہیں دیا۔ اج لگا غلط کہا " تھا۔ مجھے قسمت نے الیگزینڈر سے بڑھ کر دیا۔ " لیل خاموشی سے اس کی بات سنی۔

مجھے عادت ڈال کر چھوڑ جانے کی معافی دینے آئی ہوں مسز لیل کو۔ مجھے " نفسیاتی مریض بنانے کی معافی دینے آئی ہوں مسٹر الیگزینڈر کو۔ اور مجھے تنہا محسوس کروانے کی معافی دینے آئی ہوں موسیٰ کو۔ " پہلے لیل اور پھر الیگزینڈر کی طرف اشارہ کیا۔

وائیٹ روز نے کبھی تمہیں اکیلا نہیں چھوڑا۔ " الیگزینڈر کو اس پر الزام اچھا " نہیں لگا۔

جن سے محبت ہو ان کی غلطی نظر نہیں آتی۔ تم تو عشق کرتے ہو خیر " سے۔ " منہا نے بالکل نرم انداز میں بات کی۔ لیل بغیر کچھ کہے بیٹھی رہی۔ میں بہت پہلے اپنی غلطی مان چکی ہوں۔ " منہا مسکرائی۔ "

مگر غلطی مان جانا بھی مجھے پر سکون نہیں کر سکا۔ مگر اب میں معاف کر رہی ہوں۔ مجھے آپ میں سے کسی کو نہیں دیکھنا۔ کسی سے رابطہ نہیں رکھنا۔ مجھے اپنے ماضی سے دور بھاگنا ہے۔ "کہتے ہی وہ اٹھی۔

شایان بھی اس کے ساتھ ہی اٹھا۔

وہ لیل کے پاس آیا۔ اس کے کندھے پر سر رکھا۔ لیل نے پیار سے اس کے بال سہلائے۔

الیکزینڈر اس کا اشارہ سمجھتے چند پل وہاں سے ہٹ گیا۔ وہ ویسے بھی اس محبت کے مظاہرے کو برداشت نہیں کر پارہا تھا۔

منہا جاؤ گاڑی میں بیٹھو میں اتا ہوں۔ "وہ چلی گئی۔"

شایان سر اٹھاتے لیل کو دیکھا۔

مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔ "لیل نرمی سے مسکرائی۔"

میں جانتی ہوں۔ "وہ ویسے ہی اسے دیکھتا رہا۔"

میں پھر بھی کہنا چاہتا ہوں۔ شاید میرے یہ الفاظ آپ کو برے لگیں مگر "مجھ سے خفا مت ہوئے گا۔" لیل نے ناں میں سر ہلایا۔
"کبھی نہیں ہوں گیں۔ تم بھی مجھے عزیز ہو۔"

ریڈ آپ کو منہا کو اپنی عادت نہیں ڈالنی چاہیے تھی۔ اس سے محبت نہیں "جتانی چاہیے تھی۔ اس کا خیال نہیں رکھنا چاہیے تھا۔ وہ بہت بری قیمت چکا رہی ہے اس محبت کی۔" سر جھکا کر کہا۔

سچ ایک طرف مگر وہ لیل کو جو مقام دیتا تھا وہاں اس سے سخت بات کہنا بھی اس کی محبت کی توہین تھی۔

میں یہ مانتی ہوں۔ مگر انسان بہت خود غرض ہوتا ہے شایان۔ میں بھی "ہوں۔ مجھے سکندر کی محبت سب سے پہلے چاہیے۔ چاہے میری محبت کے لیے کوئی تڑپ بھی رہا ہو میں پرواہ نہیں کروں گیں۔ بہت بھوکے ہوں میں محبت کی۔ ہر انسان ہوتا ہے۔ جس نے کچھ وقت تنہائی کو قریب سے دیکھا ہو۔ اور جب انسان خود بھوکا ہو وہ کسی کو اپنا کھانا نہیں دیتا۔ وہ صوفی ہی ہوتے ہوں

گیں جو خود سے پہلے کسی اور کا خیال کرتے ہوں۔ مگر میں ایک عام انسان
تھی۔ اور ہوں۔ "شایان نے جھکتے اس کا ہاتھ پکڑ کر چوما۔

آپ کی عزت و احترام کچھ بھی کبھی کم نہیں ہو سکتا۔ میرے دل میں آپ
کے لیے محبت بھی نہیں۔" لیل اس کی گال تھپتھائی۔

یہ تمہارا بڑا دل ہے۔" وہ بھی مسکرا دیا۔ نرم سی مسکراہٹ۔۔"

منہا کا خیال رکھنا۔ جانتی ہوں میرے نہ کہنے کے باوجود بھی رکھو گے۔ مگر"

وہ بھی میری طرح محبتوں کی بھوک کی ہے۔ مگر یہ بھوک اب صرف تمہاری

محبت بجھا سکتی ہے۔" شایان نے ہاں میں سر ہلایا۔

"منہا اب کبھی آپ سے نہیں مل سکے گی۔"

مجھ سے ملنا اسے صرف ماضی یاد کرواتا ہے۔ اور جو لوگ دردناک قصوں

سے وابستہ ہوں ان کا سامنا نہیں کرنا چاہیے۔ ان سے نہیں ملنا چاہیے۔"

شایان سمجھتا تھا۔

لیل کو الوداع کہتے وہ چلا گیا۔ لیل بھی کمرے میں چلی گئی جہاں الیگزینڈر تھا۔

کہانی کے دور رخ تھے۔ ایک لیل کی طرف سے دوسری منہا کی طرف سے۔ جو جس طرف کھڑا تھا اسے اسی انداز سے کہانی سمجھ آرہی تھی۔ کوئی دونوں رخ ایک ساتھ نہیں دیکھ سکتا تھا اور نہ ہی کوئی دوسرے رخ کو سمجھنا چاہتا تھا۔ اسے بس اپنے والے کے سچے ہونے پر یقین تھا۔

آپ منہا سے ملی کیوں نہیں؟؟ پہلے تو اسے گلے لگاتی تھیں۔ "الیگزینڈر" کھڑکی کے سامنے کھڑا تھا۔

اس کو محسوس کرتے ہی سوال کیا۔

لیل اس کے پیچھے کھڑے ہوتے اس کی پشت سے سر ٹکایا۔

میں ماضی ہوں اس کا۔ وہ اگے بڑھنے جا رہی تھی۔ میں اس سے چمٹنا نہیں "چاہتی تھی۔ میں اسے کبھی وہ محبت نہیں دے سکتی جو پہلے کبھی دی تھی۔ تب میں تنہائی کا شکار تھی۔ اور تنہائی کا ساتھ کتنا بھی عزیز ہو ورنہ میں بھول

ہی جاتا ہے۔ میں بھی روشنی میں اتے ہی اسے بھول گئی۔ اب جب وہ مجھے
بھولنے لگی ہے تو میں اسے خود کو یاد رکھنے پر مجبور نہیں کرنا چاہتی تھی۔ میری
روشنی تم ہو۔ "الیکزینڈر اس کا ہاتھ پکڑتے اسے سامنے کیا۔
گلٹ میں مت جائیں۔ کچھ کہانیاں یوں ہی لکھی ہوتی ہیں۔ آپ کبھی نہیں"
جانتی تھیں وہ آپ کی اس قدر عادی ہو جائے گی۔ "الیکزینڈر اس کے بالوں
کا بوسہ لیا۔

کاش جان جاتی۔ تو وہ اس قدر اذیت اور ذہنی انتشار کا شکار نہیں رہتی۔"
الیکزینڈر کو اب اس قدر دکھ رکھنا برا لگا۔
اس کی اپنی بھی غلطی ہے۔ آپ افسوس سے نکل آئیں۔ "لیل مسکراتے"
اس کی داڑھی پر ہاتھ رکھا۔

تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔ اس لیے ایسا کہہ رہے ہو۔ شایان اس سے"
محبت کرتا ہے۔ وہ کچھ اور کہہ کر گیا ہے۔ ہم جس سے محبت کرتے ہیں

صرف اسے سچا گردانتے ہیں۔ انسان کسی دوسرے کی طرف کی کہانی نہیں سمجھتا۔ "الیکزینڈر کو یہ فلاسفی فضول لگی۔

سوچنا چھوڑیں۔ وہ شایان کے ساتھ خوش ہے۔ اور آپ میرے ساتھ۔" بس کہانی ختم۔ افسردگی تاری مت کریں خود پر بلا وجہ میں۔ ویسے بھی مجھے بس آپ کو سمجھنا ہے اور کچھ نہیں۔ "وہ درست تھی۔ صرف محبوب اور محبوب ہی نظر آتا ہے۔ اس کی کوئی کوتاہی نہیں۔ اسے بھی کبھی نظر نہیں آتی۔

موسیٰ نہیں آیا اب تک؟؟؟ "لیل نے بات ہی بدل دی۔" وہ رات وہیں رکے گا۔ میرا کہا نہیں مانا تھا اس نے۔ اسلحہ سے لیس گاڑی " اس کا پیچھا کرتے پکڑی ہے گا رڈز نے۔ نشانہ صرف پری تھی ان کا۔ جانتے ہیں رانی کو کچھ ہوا تو بادشاہ خود ہی مر جائے گا۔ مارنے کی ضرورت نہیں پڑے گی مگر وہ سمجھتا ہی نہیں۔ اسی لیے یہاں سے بھیجا تھا۔ "الیکزینڈر غصے میں آیا تھا۔

لیل اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اوپر ہوئی۔ نرمی سے اس کے ہونٹ چومتے جیسے غصہ کم کرنا چاہا۔

بادشاہ کو بھی اپنی ملکہ کی اہمیت اور خطرے کا علم ہے۔ وہ سب سنبھال لے گا۔ میرا ایلک اتنی پریشانی مت لے۔" الیگزینڈر مسکراتے اسے گود میں اٹھایا۔

کھانا کھالیا تھا؟؟؟.. "لیل نے ہاں میں سر ہلایا۔"

الیگزینڈر اسے بیڈ پر ڈالتے اس کے ساتھ لیٹا۔

سو جائیں۔ رات کو کہیں جانا ہے ہم نے۔ پھر آپ کو سونے نہیں دوں گا۔" لیل اس کی بانہوں میں جاتے ہی مسکراتے آنکھیں موند گئی۔ اس کی آخری بات سنی ہی نہیں۔

تم سے زیادہ اور نہ ہی تم سے کوئی اگے۔۔ "سرگوشی کی۔ الیگزینڈر مسکرایا۔"

میں جانتا ہوں وائٹ روز کے لیے صرف میں ہی میں ہوں۔" وہ بھی

مسکرا دی۔

الیکزینڈرا سے نیند میں جاتے دیکھ خود بھی انکھیں موند گیا۔ وہ بھی اتنی دیر بیٹھ کر کام کرتے اب تھک چکا تھا۔ اسے نیند چاہیے تھی۔ ویسے بھی پچھلے چند روز اس کے بہت برے گزرے تھے۔ جن کا اسے غصہ تھا اور دکھ بھی۔ دکھ بس لیل سے دور رہنے کا۔ جو لیل اس سے الگ رہتے تڑپی۔

^^^

منہا کی خاموشی پر شایان اس کی طرف پلٹا۔ وہ سڑک سے باہر دیکھ رہی تھی۔ ناجانے کچھ کھوج رہی ہو۔ وہ دونوں ابھی رستے میں تھے۔ کیا ہوا؟؟؟ "وہ پلٹی۔"

کیا تم مسز لیل سے مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہو؟؟؟ "شایان جانتا تھا اس کا دماغ اتنی جلدی انہیں نہیں بھولے گا۔"

منہا وہ مجھے عادت ڈال کر تنہا کر کے نہیں گئیں۔ میرا ان سے نفرت یاں "دشمنی کا کوئی رشتہ نہیں۔" شایان نے سوچ سمجھ کر جواب دیا۔

وہ تو میرا بھی نہیں رہا۔ ویسے کیا اگر وہ تمہیں تنہا کر جاتیں تو تم بھی ایسے ہی "ہوتے؟؟؟..." انداز میں ناچاہتے بھی تجسس آگیا۔

شاید ہاں۔ تنہائی میں صرف سوچیں ہوتی ہیں اور جب انسان سوچوں کے "رحم و کرم پر ہو تو اکثر شیطان بن جانے سے بھی گریز نہیں کرتا۔" منہا سڑک سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا

کیا تم بھی یوں ہی کنارہ کر جاؤ گے؟؟.."سوال فوراً سے آیا تھا۔ اس میں "ایک ڈر چھپا تھا۔

ہمارا رشتہ ایسا نہیں ہے کنارہ کر سکیں۔ ہم دونوں میاں بیوی ہے۔ شریکِ حیات۔ کنارہ کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔" منہا نظریں نہیں ہٹائیں۔

مگر میرے ماں باپ تو بہت آسانی سے الگ ہو گئے تھے۔" وہ جانتا تھا یہ "انعم اور احمد کی بات ہو رہی ہے۔

رشتے کی بنیاد ہی بہت کچی تھی۔۔ ایک کو آزادی چاہیے تھی تو دوسرے کو "حسن پسند آیا۔ جب شادی انسان کے بجائے اس کی خوبیوں سے کی جائے تو نتائج ایسے ہوتے ہیں۔" منہا اسے دیکھا جو اس کی الجھنیں سلجھا رہا تھا۔ اور میں سوچتی رہی مسز لیل اور الیگزینڈر بھی یو نہی الگ ہو جائیں گیں۔" جیسے میرے ماں باپ ہو گئے۔ محبت کی شادی تھی ان کی بھی تو۔" وہ خود کی سوچ پر ہی ہنسی۔

یہ رشتہ یوں نہیں ٹوٹتا۔ بہت گہرا ہے یہ۔ کسی مرد سے قائم کیا جائے تو وہ "آپ کو قبر تک نہیں چھوڑتا۔" ڈرائیو کرتے ہی بتایا تم بھی مجھے قبر تک مت چھوڑنا۔ "فور آسے کہا گیا۔" کیسے چھوڑوں گا۔ میں نے کون سا خوبصورتی یاں کوئی خوبی دیکھی تھی تم "میں محبت کے وقت۔ بس تم پر نظر رکھتے رکھتے محبت کر بیٹھا۔ حالانکہ روٹین تو تمہاری عام سی ہوتی۔ مگر پھر بھی نا جانے کیوں دل میں اتر گئی۔" وہ کیسے خود بھی نہ جانتا ہو۔

پھر غصہ کیوں کرتے ہو؟؟؟ جن سے محبت ہو ان کو خود سے دور تو نہیں رکھا"
جاتا۔ ان کو یوں ڈانٹا بھی نہیں جاتا۔ "منہا صرف لیل کی محبت سے واقف
تھی اور وہ محبت بالکل صرف محبت تھی۔ بغیر کسی ڈانٹ پھٹکار کے۔

جن پر حق ہو ان پر جتایا بھی جاتا ہے۔ غصہ ڈانٹ پیار سب انہیں پر ظاہر کیا"
جاتا ہے جن پر ہم اپنا حق سمجھتے ہوں۔ "گاڑی گھر کے سامنے رکی
منہا جواب کے بعد مزید سوال نہیں کر سکی۔

یہ ہیر اور عمر کا گھر تھا۔ وہ اسے یہاں کیوں لایا وہ نہیں جانتی تھی مگر باتوں
میں وہ دیکھ ہی نہیں سکی رستہ کون سا ہے۔

ہم یہاں کیوں آئیں ہیں؟؟؟.. "شایان کے دروازہ کھولنے پر وہ نیچے اتری۔"
کیونکہ اب یہ ہی تمہارا گھر ہے۔ عمر تمہارے بابا اور ہیر تمہاری ماما۔ منسا"
تمہاری بہن تو شان تمہارا بھائی۔ "اسے ساتھ لے جاتے اگاہ کیا۔
شان غصہ ہے مجھ پر۔ وہ مجھے شاید قبول نہ کرے۔ "اسے ڈر تھا۔"

قبول کرے یاں نہیں مگر رہو گی تم اس کی بھا بھی ہی۔ اور یہ سچ اسے ماننا ہی " ہے۔ تم اس کی فکر مت کرو۔ " وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔

گھر میں اس وقت عمر ہی تھا۔ باقی شان اور منسا نا جانے کہاں تھے۔ وہ وہاں سے تو آگئے تھے۔ یقیناً گھومنے گئے ہوں گیں۔

اسلام و علیکم بابا!!!.. "شایان سلام کرتے منہا کے ساتھ ان کے پاس " بیٹھا۔

وا علیکم السلام!!! امید تو نہیں تھی یہ دہلیز کبھی ہماری بہو کے قدموں کو " پہچان پائے گی۔ " وہ مسکرایا۔

عمر نے پیار سے ہاتھ منہا کے سر پر رکھا۔ وہ کچھ نروس سی تھی۔۔

ہیر یہاں نہیں ہے ورنہ ویکم کرتی تمہارا۔ میرے سے تو بس کھانے کی " توقع کر سکتے ہو۔ " شایان بغیر ہچکچائے عمر کے سامنے پڑی پلیٹ کھینچتے اس میں سے کھانا کھانے لگا۔

عمر اسے گھورا مگر پرواہ کسے تھی۔

میں بنا لیتی ہوں کھانا۔ "وہ فوراً سے اٹھی۔"

بیٹھی رہو بیٹا۔ رہتے چاہے عمان میں ہیں مگر ہیں دل سے پاکستانی ہی۔ پہلے "
بہو کھیر میں ہاتھ ڈالے گی پھر ہی گھر کا کچن سنبھالے گی۔ اور یہ تب تک نہیں
ہو گا جب تک تمہاری ساس نہ لوٹ آئے۔" عمر اسے بٹھاتے خود کچن میں
گیا۔

منسا اور شان کے حصہ کا کھانا پڑا تھا۔ وہی گرم کرتے باہر لایا۔ ایک پلیٹ منہا
کو تھماتے دوسری اپنے اگے رکھی۔
منہا تب تک شایان کو دیکھتی رہی جو مگن سا کھانا کھا رہا تھا۔ جیسے پہلی دفہ کھا
رہا ہو۔

تم کھاؤ بیٹا۔ یہ ماں کی غیر موجودگی میں انسانوں کی کیٹا گری سے نکل جاتا "
ہے۔" منسا اسے دیکھا جو لا پر واہ بنا بیٹھا تھا۔

زخم کیسا ہے اب؟؟؟.. "اس نے ہاتھ سے ہی گیا کا اشارہ کیا۔ کہ زخم تو ختم "
بھی ہو گیا۔

شایان کبھی انسان دیکھے ہیں؟؟۔ "اس کے ایک ہی گھونٹ میں پورا گلاس"
ختم کرنے پر چوٹ کی۔

روز آئینے میں دیکھتا ہوں۔ "جواب بھی فٹ سے آیا تھا۔"

ویسی شکلیں انسانوں کی نہیں ہوتیں۔ "شایان ڈکار لیتے اٹھا۔ پیٹ پر ہاتھ"
پھیرا۔

ماما کہہ رہی تھیں تم دونوں بیٹے باپ پر گئے ہو۔ ایک جیسی شکل، ایک جیسی"
عقل۔۔ "عمر جب تک جوتا اٹھاتا۔ وہ کہتے باہر کو دوڑ چکا تھا۔ وہیں منہا کو
پھندا لگا تھا۔

عمر اسے اگنور کرتے منہا کو پانی دیا۔ وہ بھی ایک ہی سانس میں سارا پانی پی
گئی۔ پینے کے بعد عمر کو دیکھا اس کے چہرے پے فکر تھی جبکہ منہا کو عمر کا پہلا
جملہ یاد آ رہا تھا جو اس نے شایان کو کہا تھا۔

منہا بچے تم فکر مت کرو۔ ہم دونوں میں یہ چلتا رہتا ہے۔ ماں نہیں ہے اس"
کی یہاں۔ اس کی کمی پوری کر رہا ہے۔ تم کھانا کھا کر آرام کر لینا۔ میں جوب

پر جا رہا ہوں۔ باقی گھر تمہارا ہے۔ ابھی دیکھو یاں آرام کرنے کے بعد۔ منسا
اور شان باہر سے کھانا کھا کر آئیں گیں۔ تو اب کچن میں مت گھس جانا۔ خود
کچھ کھانا ہوا تو فون کے ساتھ ڈائری پڑی ہے۔ وہاں آن لائن ڈیلیوری والوں
کا نمبر ہے۔ جو کھانا ہوا منگو لینا۔ میں بھی اکثر منگواتا ہوں۔ کھانا اچھا ہوتا
ہے۔ "اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے وہ چلا گیا۔

پیچھے منہا کے ہونٹوں پر اسودہ سی مسکراہٹ تھی۔

دور سے دیکھنے پر عمر اسے ہمیشہ سخت ہی لگا۔ مگر اس کی باتیں سنتے اسے علم ہوا
وہ کتنا نرم ہے۔ اور کتنا خیال رکھنے والا ہے۔

وہ اسودہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے ہی کھانا کھانے لگی۔

وہیں کچھ دیر پر لینڈ لائن پر کال آئی۔ اس نے شایان کا نمبر دیکھ کال پک کر لی۔

میں کسی کام سے جا رہا ہوں۔ دو گھنٹے تک لوٹ آؤں گا۔ تب تک گھر دیکھ "

لو۔ سونا مت۔ کہیں جانا ہے تم نے میرے ساتھ۔ " وہ الجھی مگر پوچھا نہیں۔

شایان مزید ایک دو بات کہتے کال کاٹ دی۔ وہ بس یوں ہاں جی میں ہی جواب دے رہی تھی۔ شاید کچھ الجھی ہوئی تھی اس لیے۔

منہا کھانا کھا چکی تھی۔ برتن اٹھا کر کچن میں رکھے۔ دھونے کے بجائے ناجانے کیوں ویسے ہی چھوڑائی۔

گھر دیکھنے کا سوچتے وہ سارے کمرے دیکھنے لگی۔ ہر کمرہ کھلا تھا۔ ہر کمرے میں بیڈ کے اوپر وال پے ہی مالک کی بڑی سی تصویر لگی تھی۔

ہیر کے کمرے میں اس کی اور عمر کی۔ جہاں عمر اسے گھور رہا تھا اور وہ عمر کو چڑاتی مسکراہٹ دے رہی تھی۔

منسا کے کمرے میں اس کی۔ جہاں وہ ہونٹوں کا پاؤٹ بنائے عمر اور ہیر کے درمیاں کھڑی تھی۔

شان کے کمرے میں جہاں پہچاننا مشکل تھا شان اور شایان کون ہے۔

دونوں کی ڈریسنگ اور سٹائل دونوں سیم تھا۔ ورنہ اصل میں تو شان نے زرا لمبے بال رکھے تھے تو شایان نے چھوٹے چھوٹے۔

ایک کمرے میں کوئی تصویر نہیں تھی۔ بس وہاں ایک پینٹنگ لگی تھی۔ جو کسی کو پیچھے سے پینٹ کیا گیا تھا۔ مگر وہ دولڑکوں کی تھی۔ اسے نا جانے کیوں لگا وہ ایک موسیٰ ہے۔ اس نے سر جھٹک دیا۔ وہ انہیں اپنے حال اور مستقبل میں نہیں چاہتی تھی۔ اگر تھے بھی تو وہ انہیں اپنی سوچوں میں جگہ نہیں دینا چاہتی تھی۔۔

وہ اگے جانے کے بجائے اسی روم میں آکر لیٹ گئی۔ وہاں پڑی چیزیں صاف بتا رہی تھیں مالک کون ہے۔



مومنہ لنچ تیار کر رہی تھی۔ پری اس کے ساتھ کچن میں تھی۔ وہ خود جانی اور ہارون کے ساتھ بیٹھا تھا۔ مگر نظریں اور دل جیسے کچن میں ہو۔

میں پانی لاتا ہوں۔" بہانہ بناتے ہی وہ فوراً سے وہاں سے نکلا۔ پیچھے جانی اس کی حرکت پر مسکرایا۔ وہ تب سے مختلف بہانے بنا رہا تھا مگر جانی نے ایک نہیں سنا۔ اسی لیے اب وہ بھاگ گیا۔

ہارون کا ماتھا چومتے جانی اس کو خود کی طرف متوجہ کیا۔ جسے موسیٰ کا انا پسند نہیں آیا تھا۔

پری چھونا بھی مت۔۔ "موسیٰ کی آواز گونجی۔ وہ جو سوچ رہی تھی گرم گرم پیزا کھائے گی وہی رک گئی۔

موسیٰ اسے گھورتے ٹرے دور کی۔ وہ بہت گرم تھی۔ اگر وہ چھوتی تو ہاتھ جلا لیتی۔ مومنہ کی ان کی طرف پلٹی تھی۔

تم نکلو یہاں سے۔ ذرا جو احتیاط کر لو تم۔" اسے گھورتے بازو سے پکڑتے "کچن سے باہر لایا۔

یہاں بیٹھو۔ اور ہلنا بھی نہیں یہاں سے۔ "اسے اپنی چھوڑی جگہ پر بٹھایا۔"
وہ منہ بنا گئی۔ جانی کارعب جمانا پسند نہیں آیا تھا۔ اگر وہ اپنے گھر میں ہوتی تو
اب تک موسیٰ پر چیخنا شروع کر دیتی مگر یہاں وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔
سمال بی یہ یہاں سے کچن میں نہ آئے۔ میں پری ماں کی مدد کرواتا ہوں۔""
اسے گھوراجو بے چین ہو رہی تھی۔

موسیٰ کی گھوری پر پری کا اسے گھورنا جانی کو مسکرا نے پر مجبور کرنے لگا۔
الیکزینڈر کے شیر کو جانی کی شہزادی بھی آسانی سے نہیں جانے دیتی تھی۔
اچھا خاصا زچ کر دیتی۔

وہ ہارون کی باتیں سننے لگا جو اپنے سکول کا کچھ بتا رہے تھے۔ وہیں پری منہ
پھلائے بیٹھی تھی۔

بیوی کی خاصی فکر ہے مگر ماں کی نہیں۔ "وہ مسکرایا۔ شرٹ کہنیوں تک"
فولڈ کرتے ایک دفہ نل کھولتے ہاتھ دھوئے۔ اس کی کلائیاں سفید شرٹ
کے مڑے بازوؤں میں بہت پیاری لگ رہی تھیں۔

فکر ہے اسی لیے کچن میں آیا ہوں۔ "مومنہ مسکرائی۔"

سب بن چکا ہے۔ بس یہ ان سب کو ڈائننگ ٹیبل پر آنے کا بول دو۔"

نہیں۔ مجھے براؤنی بنانی ہے۔ "پری کا پھولا منہ مومنہ کو بھی یاد تھا۔ وہ"

مسکرا دی۔

خاصی فکر ہے بیوی کی۔ "وہ مسکرا دیا۔"

مومنہ اسے کام کرتا دیکھنے لگی۔ مہارت سے چلتے ہاتھ کام کر رہے تھے۔ وہ شلیف بھی ساتھ ساتھ صاف کر رہا تھا۔ ذرا سا بھی گند نہیں ڈالا۔ انڈے توڑ کر ڈالتے چھلکے پاس ہی پڑی باسکٹ میں پھینکے۔

مومنہ کو اس کی مہارت اچھی لگی۔ الیگزینڈر بھی یوں ہی کچن میں کام کرتا تھا۔ مگر وہ اسے نہیں دیکھ سکی تھی۔ مگر موسیٰ کو دیکھ سکتی تھی۔

ہو گیا۔ "موسیٰ انہیں وہیں دیکھ مسکرایا۔ ان کے سوال پر ہاں میں سر لایا۔"

جی۔۔ "وہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اٹھی۔"

موسیٰ جب باہر آیا وہ ابھی تک منہ پھلائے بیٹھی تھی۔

کھانا لگ گیا۔ آجائیں سب۔۔ "مومنہ کی آواز پر وہ اٹھتے ڈائننگ ٹیبل پر"
گئے۔ ہارون جانی کے ساتھ تھا۔

موسیٰ پری کے ساتھ تھا۔ آگے آکر اس کے ساتھ بیٹھا۔

چلیں۔ کھانا کھالو۔ براؤنی بنائی ہے میں نے اپنے بے بی کے لیے۔ "پری"
پھر بھی سر نہیں اٹھایا۔

موسیٰ اس کے پاس جھکا۔ ہلکا سا اس کے کندھے پر سر رکھا۔ وہ نہیں ہلی یوں
ہی منہ پھلائے بیٹھی رہی۔

لو ویو۔ "موسیٰ اس کی گال پر جھکتے ہونٹ رکھے۔ وہ یوں سرخ ہوئی جیسے"
رنگ چھڑک دیا ہو۔ فوراً سے دور ہوئی۔

مجھے بھوک لگی ہے۔ "وہ فوراً سے اٹھ گئی۔ موسیٰ گال سے اب کندھے پر جا"
رہا تھا۔ وہ بہک جاتا تو سارا کام ختم ہو جاتا۔ وہ یہاں ہی سرخ ہو جاتی۔ اس لیے
فوراً سے اٹھ گئی۔ موسیٰ مسکرایا۔

وہ دونوں بھی ڈانٹنگ ٹیبل پر آگئے جہاں انہیں کا انتظار تھا۔ وہ دونوں مومنہ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ جانی کے دائیں جانب مومنہ تو بائیں جانب ہارون تھا۔ پری وہی کھانا دیکھ منہ بناتی جب موسیٰ کچن سے براؤنی لے آیا۔ اسے دیکھتے ہی اس کا چہرہ کھل گیا۔ موسیٰ خود تو کھانی نہیں تھی تو باقی ٹیبل پر ہی رکھ دیں۔

^^^

فرقان ہانیہ اور رومہ کے ساتھ باہر ڈنر کرنے گیا تھا۔ جہاں نا جانے کہاں سے رومان آگیا۔ اسے سخت جھنجھلاہٹ ہوئی مگر ہانیہ کے مسکراتے چہرے کے لیے وہ کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔

رومان بیٹا انعم کو بھی ساتھ لے اتے۔ "رومہ اس کے لیے پلیٹ میں چاول" نکالتے کہا۔

وہ تو آج بابا کے ساتھ وقت گزارتیں۔ آخر چھٹی ملی ہے اتنے دنوں بعد "انہیں۔" وہ مسکرا دی۔

آپ نے کیا سوچا ہے پھر کمپنی جوائن کرنے کا۔ میں سوچ رہا ہوں بزنس کا۔
ہی کچھ سیکھ لو۔ ڈگری تو مکمل ہونے والی ہے میری۔ "ارادہ انہیں یہ بتانے کا
تھا وہ انڈیپینڈنٹ ہو رہا ہے۔

بہت اچھی بات ہے۔ ضرور آنا۔ "ہانیہ فرقان کا خیال کرتے اسے نہیں"
دیکھ رہی تھی اور نہ ہی گفتو میں حصہ لے رہی تھی۔

اس کا باپ عمان میں رہتا تھا۔ وہ سب کھلے ذہن کے مالک تھے مگر فلحال
فرقان کا چہرہ بتا رہا تھا اسے اپنا دل اور دماغ دونوں کھلا نہیں رکھنا ہے۔ اسے
بس اپنی بیٹی کے لیے ابھی اسے قبول کرنے میں مسئلہ ہے۔

اور ہانی تمہارا کیا پروگرام ہے؟... "اب اس نے براہِ راست اسے ہی"
مخاطب کیا۔ رومہ نے مشکل سے چاول نگلے۔ پھر ایک نظر باپ کو دیکھا جس
کے تاثرات خاصے سخت تھے۔

بابا جو کہیں گیں وہیں کروں گیں۔ "حلق سے نوالہ نکلتے کہا۔ فرقان سر"
جھکاتے نوالہ لیا۔ رومان اس کی حالت دیکھ سر جھکا گیا۔

پھر بھی کچھ تو سوچا ہو گا۔ مطلب اگے پڑھنا ہے یاں شادی کرنی ہے؟.. ""
فرقان کی سخت نظریں اس کی طرف پلٹیں۔ رومہ اسے نظروں سے
پر سکون کرنا چاہا مگر اس کی شادی کا لفظ سنتے فرقان اچھا خاصا کھڑچکا تھا۔
ابھی وہ بی ایس کرے گی۔ پھر ایم فل اور پی ایچ ڈی۔ ابھی اس کا شادی کا "
دور دور تک کوئی منصوبہ نہیں۔ "فرقان تو جیسے چلانا چاہتا تھا مگر اوپن ایریا کا
خیال کرتے دھیمے مگر ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

فرقان!... "رومہ کو اس کا انداز ضرورت سے زیادہ سخت لگا۔"
تم دونوں چل کر گاڑی میں بیٹھو۔ "کھانا انہوں نے ابھی کھانا تھا مگر فرقان "
کی بات پر چپ چاپ چلی گئیں۔ ہانیہ تو ڈر رہی تھی۔ فرقان اب رومان کی
طرف پلٹا۔

ہانیہ سے بہانے بہانے سے ملنے اور بات کرنے کی کوشش مت کیا کرو۔ "
میں یہ فون کا لڑ بہت مشکل سے برداشت کر رہا ہوں۔ "فرقان کو ناجانے
کس بات کا غصہ تھا۔ جو اس پر نکالا۔

وہ میری بیوی ہے۔" رومان کا انداز بتا رہا تھا وہ یہ بات ماننے کو تیار نہیں۔"
میری بیٹی پہلے ہے وہ۔ اور میں اپنی بیٹی کے معاملے میں انسکیور نہیں ہونا"
چاہتا۔" باور کروایا۔

لیکن انکل آپ ایسا کیوں سوچ رہے ہیں؟؟ میں رومہ کا خیال اپنی جان سے"
زیادہ رکھوں گا۔" رومان نے ممکن حد تک اسے مطمئن کرنے کی کوشش
کی۔

الیکزینڈر سے زیادہ طاقتور نہیں ہو تم۔ اور اگر تمہیں کچھ ہو جاتا ہے تو"
میری بیٹی، اس کا کیا ہو گا۔ اگر اسے بھی کسی نے بھا بھی کی طرح اٹھانے کی
کوشش کی؟؟ رومان مجھ میں اپنی بیٹی کے ساتھ کچھ غلط ہوتا دیکھنے کی ہمت
نہیں ہے۔" وہ ضرورت سے زیادہ سوچ چکا تھا۔

مگر انکل!!!... "فرقان نے اسے ٹوک دیا۔"

مجھے اپنی بیٹی بہت عزیز ہے۔ سب سے زیادہ۔ اور اس کی حفاظت کے لیے"
مجھے اسے ساری زندگی بھی گھر بٹھانا پڑے تو میں نہیں سوچوں گا۔ چاہے اس

کے لیے تم سے بھی دور کیوں نہ کرنا پڑے۔ "وہ کہتے ہی اٹھ کر چلا گیا۔ بل
وہ پہلے دے چکا تھا۔

پیچھے رومان دیکھتا ہی رہ گیا۔

فرقان کی الیگزینڈرا اور لیل کے ساتھ ہوئے حادثے کے بعد یہ انسکیورٹی
بنتی تھی۔ وہ سمجھ سکتا تھا۔ مافیہ میں رہنے والے نارمل زندگی نہیں گزار
سکتے۔ کبھی نہیں۔ بہت مشکل ہے ان کے لیے۔

یہ وہ زہر کا ٹکڑا ہے جو نہ تو اگلا جاتا ہے اور نہ ہی نگلا جاتا ہے۔ اگلنے پر بھی موت
کا ڈر اور نگلنے پر بھی۔

وہ وہیں ریکھتا رہ گیا۔ فرقان انہیں تاثرات کے ساتھ وہاں سے جا چکا تھا۔ اس
کے پیچھے ہی گارڈز کی گاڑی تھی۔

یہ اپنے لیے نہیں تھی۔ یہ رومہ اور ہانیہ کے لیے تھی۔ جن پر اب وہ رسک
نہیں لے سکتا تھا۔ الیگزینڈرا والے حادثے کے بعد تو بالکل بھی نہیں۔

رومان بھی کچھ دیر بعد اٹھ گیا۔ اب اس کا ارادہ گھر جانے کا تھا۔ جہاں انعم اور خيام اس کا انتظار کر رہے تھے۔ کیونکہ پھر ان دونوں کو ڈنر پر جانا تھا۔ مگر اسے گھر چھوڑ کر۔ خيام نہیں چاہتا تھا وہ رات کو اوارہ گردی کرتا رہے۔ اور اسے خبر ہی نہ ہو۔۔

^^^

منہا سکون سے سوئی پڑی تھی جب کسی نے اسے جھنجھوڑا۔ وہ مندھی مندھی سی آنکھیں کھولتے دیکھنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں نیند بھری ہوئی تھی۔ اٹھو۔۔ میں نے کہا تھا سونا مت۔ اٹھو اب۔ "کچھ برہمی سے کہتے اس نے" منہا کو بازو سے پکڑا۔

پلیز مجھے نیند آئی ہے۔ یاں لگ رہا ہے پہلی دفہ سکون سے سوئی ہوں۔ پلیز " سونے دونوں۔۔ "پیار سے کہتے اس کی آواز میں نیند بھری ہوئی تھی۔ خمار آلود آواز جو واقعی نیند میں ہونے کی گواہی تھی۔

مگر مجھے تمہیں کہیں لے کر جانا تھا۔ "بے بسی سے کہا گیا مگر وہ شایان کا"
ہاتھ یوں تھامے ہی پھر سے نیند میں اتر چکی تھی۔

شایان نے بے بسی سے اسے دیکھا۔ پھر لمبی سانس لیتے پروگرام کل پر چھوڑ
دیا۔

ہم رہنے دو۔ تیاری مت کرنا۔ میں نہیں آ پاؤں گا۔ "کال کاٹتے موبائل"
سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔ پھر بیڈ پر سائیڈ پر بیٹھتے شوز اتار کر شوریک میں رکھے۔
کپڑے نکالتے واش روم میں گھسا۔

باہر نکلتے وہ کپڑے باسکٹ میں ڈالے۔ ڈھیلا سا شرٹ ٹراؤزر اس وقت اس
کے وجود پر تھا۔ بالوں میں ہاتھ ڈالتے انہیں ماتھے پر بھکیں دیا۔

کتنے سکون سی پڑی ہو۔ "بڑ بڑاتے اس کے ساتھ جگہ سنبھالی۔ اس کے"
گرد بازو ڈالتے اس کے ہونٹ چومے۔ وہ کسمسائی۔ برے سے منہ کے
ڈیزائن بنائے۔

سوری۔ میرے ہر عمل کے لیے۔ تمہیں نہ سمجھنے کے لیے۔ "اس کے"
کان میں سرگوشی کی۔ پھر چہرہ اس کی گردن میں رکھا۔
مائے بیوٹیفل وائف۔۔۔ "اس کی گردن پر ہلکا سادانتوں سے کاٹا۔ وہ"
کسمساتے آنکھیں کھول گئی۔

مجھے سونا ہے۔۔۔ "ادھ کھلی نظروں سے ہی اسے گھورا۔ آنکھیں اس کی"
کھل ہی نہیں رہی تھیں۔

تو سو جاؤ۔ کس نے روکا ہے؟... "منہا اس کی پکڑ سے نکلنے کو مچلنے لگی۔"
تم مجھے سونے نہیں دے رہے۔ میں صبح بابا کو بتاؤں گیں۔ "منہ بناتے اس"
کی پکڑ سے نکلنا چاہتی تھی۔ مگر یہ ممکن نہیں تھا۔ اس کی پکڑ اتنی بھی ہلکی
نہیں ہوتی تھی۔

اچھا!!... "مزاق اڑاتے انداز میں کہتے وہ منہا کو بے چارگی بھرے"
تاثرات اپنانے پر مجبور کر گیا۔

سو جاؤ۔ کچھ نہیں کہوں گا۔ "اس کا ماتھا چوما۔"

منہا کو یقین تو نہیں آیا مگر وہ انکھیں موندتے اس کروٹ بدل گئی۔ شایان کی طرف اس کی پشت ہو گئی۔

چہرہ اس طرف کرو۔ منہ موڑنے کو نہیں کہا۔ "غصے سے کہتے پھر اس کی" کمر میں ہاتھ ڈالتے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔

منہا دونوں ہاتھ اپنے چہرے کے نیچے رکھتے پھر سے نیند میں اتر گئی۔ وہ اس قدر پکی نیند کی مالک تو نہیں تھی مگر وہ آج نا جانے کیوں اس قدر گہری نیند میں جا رہی تھی۔

شایان حیران تو ہوا مگر اپنی حیرت کو پھر کبھی کے لیے رکھتے وہ ابھی خود بھی سونا چاہتا تھا۔ جس کے تحت وہ چہرہ اس کی گردن میں چھپاتے انکھیں موند چکا تھا۔

منہا اس کی گرم سانسوں پر کسمسائی مگر وہ بھی ڈھیٹ کی اعلیٰ مثال بنتے یوں ہی پڑا رہا۔ منہا بھی تھک کر اس کی پکڑ میں نیند میں اترنے لگی جو وہ خراب کر چکا تھا۔ مگر وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی۔

اگلا دن بھی نکل آیا۔ سورج پورے زور و شور سے اپنی روشنی ہر طرف پھیلا رہا تھا۔ وہیں جنید ہاؤس کے ایک کمرے میں مومنہ اور جانی محو خوب تھے تو دوسرے میں موسیٰ اور پری۔ چاروں کی سکون کی نیند میں ڈوبے تھے ہارون انہیں بغیر اٹھائے سکول کے لیے جاچکا تھا۔ وہ رات بھی جانی کے کہنے پر وقت پے سونے چلا گیا تھا۔ اور آج تو وہ ویسے ہی خوش تھا۔ اس کے بابا ٹھیک تھے۔ اس کے سامنے ہنس مسکرا رہے تھے۔ اسے اور کیا چاہیے تھا۔ وہیں فرقان کھانا کھا کر اٹھتے بہت جلدی میں تھا۔ اسے الیگزینڈر کو بھی پک کرنا تھا۔ الیگزینڈر ابھی اپنی گاڑی استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ فرقان کے چہرے پے کل رات کے تاثرات نہیں تھے۔ وہ یقیناً اس وقت خود پر قابو پائے تھا۔

ہانی!!.. "وہ دروازے پر پہنچ کر رکا۔ اسے کچھ یاد آیا تھا۔ ہانیہ بائیٹ لیتے " جلدی سے اٹھتے باہر آئی۔ فرقان دروازے پر ہی کھڑا تھا۔

جی بابا!!!... "وہ اس کے پاس آئی۔"

تمہیں پک اینڈ ڈراپ ڈرائیور کرے گا۔ "نام نالے کر بھی بتایا تھا رومان"
کے ساتھ نہیں آنا جانا۔

بابا!!!... "اس نے کچھ کہنا چاہا فرقان نے پاس اتے اس کے سر پر ہاتھ"
رکھا۔

اپنے بابا کی بات مان لو۔ میں صرف تمہیں باحفاظت دیکھنا چاہتا ہوں۔""
ہانیہ ناچاہتے بھی سر جھکا دیا۔

فرقان اس کا ماتھا چومتے نکل گیا۔ وہ بھی سانس بھرتے ٹیبل پر آگئی۔
بعض فیصلے اور خواہشات ماں باپ کی وجہ سے قربان کرنی ہی پڑتی ہیں۔
رومان سے ملنا اور باتیں کرنا بھی انہیں خواہشات میں سے ایک تھا۔ مگر وہ
اپنے باپ کے خلاف نہیں جاسکتی تھی
کبھی بھی نہیں۔۔۔

رومہ نے اس کا اتر اچہرہ دیکھا۔ وجہ بھی پوچھی مگر وہ ناں میں سر ہلاتے ہیں
کیک کھانے لگی۔ رومہ بھی زور نہیں۔ وہ بھی کچھ دیر تک آفیس کے لیے
نکلتی۔ جاتے ہوئے ہانیہ کو کالج ڈراپ کر دیتی۔

جو اتر اچہرہ لیے اب ہیں کیک کو کھانے کے بجائے دیکھ رہی تھی مگر بے
رنگ نظروں سے۔

^^^

رومان اٹھ جاؤ۔۔۔۔۔ "انعم اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی۔ اس"
نے انعم کا ہاتھ پکڑتے اپنی آنکھوں پر رکھ لیا۔
اٹھنے کا کوئی ارادہ؟؟؟.. "انعم اس کو گھورا۔"

نہیں۔ "سوئی سی آواز میں کہتے آنکھیں موندے پڑا رہا۔"

انعم جلدی آؤ۔ اور یہ نکما اٹھا کہ نہیں۔ "رومان جلدی سے انعم کا ہاتھ"

چھوڑتے واشر روم میں دوڑ گیا۔ انعم تو اس کی سپیڈ دیکھتے رہ گئی۔ وہ منہ کھولے
ابھی دیکھ رہی تھی جب خیام وہاں داخل ہوا۔

منہ تو بند کرو۔ اور ہوا کیا ہے؟؟؟۔۔" رومان کو وہاں نادیکھ اس نے شکر ہی ادا"
کیا جو وہ اٹھ چکا ہے۔

کچھ نہیں۔ چلیں۔ "انعم اس کو دیکھتے منہ بند کرتے اٹھی۔"

خیام نے اسے دیکھا جو ابھی تو اچھی بھلی تھی نا جانے اب کیوں عجیب بہیو کر
رہی تھی۔ مگر انور کرتے کچن میں آگیا۔

رومان ان کے جاتے ہی واشروم سے باہر نکلا۔ شکر ادا کرتے الماری سے
اپنے کپڑے نکالتے قاپس واشروم میں گھسا ورنہ خیام اس کی جان نکال دیتا۔
اسے خیام سے ڈر لگتا تھا۔ اور یہ بات خیام بھی جانتا تھا۔

کھانا آج انہوں نے باہر سے ہی منگوایا تھا۔ کچن میں جانے کا نہ تو اس کا اپنا موڈ
تھا اور نہ ہی لیٹ نائٹ آنے کے بعد صبح انعم کو کچن میں بھیجنے کا سوچا تھا۔
کھانا ٹیبل پر انعم نے ہی لگایا۔ خیام تب تک کسی سے فون پر بات کرتا رہا۔
جب تک وہ فری ہو اور رومان بھی آگیا۔

پپر ز کب ہیں؟؟؟۔۔" کھانا کھاتے اس نے مشکل سے سراٹھایا۔"

ابھی ایک ہفتہ ہے بابا۔ "خیام کو اس کی الیگزینڈر کی غیر موجودگی میں کی" جانے والی زبان درازی نہیں بھولی تھی۔

تو جاب شروع کر دیں۔ رومہ سے بات کروں گا میں۔ "رومان کو فرقان کا" رویہ یاد آیا۔

بابا میں خود کسی کمپنی میں ٹرائے کرنا چاہتا ہوں۔ سی وی سینڈ کی ہے رات" کو۔ اپنی کمپنی میں کام کرنے وہ بات نہیں ہے۔ "خیام نے سراٹھایا۔ حیرت سے اسے دیکھا۔

خیر تو ہے؟؟؟ "وہ مسکرایا۔ خیام کا لہجہ مشکوک تھا۔"

اپنی فیملی بنانی ہے تو اتنا تو بنتا ہے۔ "خیام کو اس کی سنجیدگی اچھی لگی۔"

اور یہ ایک رات میں کیا ہوا ذرا وضاحت کرنا؟؟؟ "خیام بھی اسے اتنی جلدی اور سستے میں نہیں چھوڑنے والا تھا۔

بابا منتوں میں سب بدل جاتا ہے آپ رات کی بات کر رہے ہیں۔ "ہلکی سی" مسکراہٹ تھی مگر وہ مسکراہٹ نہیں تھی۔ اس میں کچھ طنز تھا۔

مگر تم ایک رات میں کیوں بدلے؟؟؟.. "خیام اس میں سنجیدگی چاہتا تھا مگر"
یوں نہیں۔ کہ وہ اپنی شخصیت ہی بدل دے۔

بس... "خیام نے چاقو اٹھا کر اس کے سامنے کیا۔"

رومان سیدھی بات بتاؤ فضول بکو اس نہیں۔ "خیام کے انداز پر اس نے"
تھوک نگلا۔

وہ بس میں ہانی اور شادی سے پہلے خود مختار بننا چاہتا ہوں۔ "خیام اسے"
سنجیدگی بھری نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر چاقو نیچے رکھ دیا۔

فرقان نے کچھ کہا؟؟؟.. "خیام کا اندازہ درست تھا۔ اس نے سر جھکا لیا۔"
بابا پلینز۔۔ "خیام نے غصہ دباتے اسے دیکھا۔ وہ فرقان کو کال کرنے لگا تھا"
جب رومان نے فون چھین لیا۔

آپ انہیں کچھ نہیں کہیں گیں۔ سب یہاں بس اپنی بیٹی کو نارمل لائف"
دینا چاہتے ہیں۔ خطروں اور دشمنی سے دور۔۔ آپ بھی اسی لیے منہا کی
شادی کہیں اور کرنا چاہتے تھے۔ آپ تو ان کو سمجھ سکتے ہیں۔۔ اور پھر سکندر

انکل پر حملہ اور پھر ماسی کے اغواہ کی کوشش۔ کوئی بھی ڈر ہی جائے گا۔ اپنی بیٹی کو جان بوجھ کر اپنی آنکھوں کے سامنے کوئی آگ کی بھٹی میں نہیں جھونکنا چاہے گا۔ مافیہ میں کام کرنے والے سے شادی وہی آگ کی بھٹی ہے۔ "خیام کو اس قدر سنجیدہ اور سمجھداری بھری باتوں کی توقع اس سے نہیں تھی۔

تو اب تم کیا کرو گے؟؟ ہانیہ کو طلاق دے دو گے؟... "خیام نے تیز لہجے میں پوچھا۔ مطلب اسے بتانا تھا وہ نکاح ہے کوئی گھرا یا رشتہ نہیں جو ٹھکرا دیا جائے تو کوئی بات نہیں۔

اب ایسا بھی نہیں کہا میں نے۔ بس کچھ وقت لگے گا۔ میں انہیں سمجھاؤں گا۔ اور ویسے بھی ابھی ہانی پڑھ رہی ہے۔ تب تک سب سیٹ ہو ہی جائے گا۔ "خیام ایک لمبی سانس بھرتے کھانا کھانے لگا۔

رومان نے ایک نظر انعم کو دیکھا جس کی نظروں میں بیٹے کے لیے ستائش تھی
جس نے فرقان کے رویے کو انا کا مسئلہ نابنائے اس کی بات کو اچھے سے
سمجھا۔ اور اپنے باپ کو بھی سمجھایا۔

I am proud of you.....

And i love you...

رومان نے ماں کو فلائنگ کس دی۔ خیام نے گھورتے اس کے اسی ہاتھ ہر
تھپڑ مارا۔ وہ کراہتے ہاتھ نیچے کر گیا۔ اس کراہنے میں مصنوعی پن تھا۔ انعم
خیام کو گھورا مگر وہ پہلے ہی اسے گھور رہا تھا۔ وہ اگنور کرتے کھانا کھانے لگی۔ یہ
خیام کی سرخ نظروں سے بچنے کے لیے تھا۔ رومان بھی شرافت کا اعلیٰ نمونہ
بن گیا۔

ماں کا چمچہ۔۔۔ "خیام بڑ بڑاتے گلاس میں پانی ڈالتے پینے لگا۔ اندر تک جل"
گیا تھا اس کا۔

وہیں وہ دونوں ماں بیٹا سر جھکائے کھانا کھا رہے تھے۔ جبکہ اس کا کھانا حرام ہو چکا تھا۔

^^^

سر ہمارے دونوں آدمی مارے گئے۔ کنگ مینشن کی سیکورٹی بھی ڈبل ہو " چکی ہے۔ پرندہ تک پر نہیں مار سکتا۔ جو رجینا بھی باہر نہیں نکلتی۔ ٹینا کو واپس بھیج دیا ہے۔ " اس نے پر سوچ نظروں سے سامنے وال پیپر پر لگی تصویر کو دیکھا۔

پھر ہاتھ بڑھاتے چاقو پکڑ کر سامنے مارا۔ جو سیدھا اس چہرے کا نشانہ لیا۔ اس کا غصہ کم ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے غصے سے مزید چاقو سیدھا اس کی کبھی آنکھ اور کبھی ہونٹوں تو کبھی سیدھا ماتھے پر لگتا۔

اس تصویر میں دو چہرے تھے مگر دوسری تصویر پر خراش نہیں تھی۔

میری ملکہ اس کی وجہ سے اب تک یہاں نہیں پہنچ سکی۔ بوائے سے پوچھو " انہوں نے خود اس کی آخری سانس گنی تھی نا؟؟؟ " اس کا انداز سرد تھا۔

سر مزید حکم؟؟؟.. "سیکریٹری نے ڈرتے پوچھا"

اس نے مڑتے اسے دیکھا۔ پھر چاقو اٹھاتے سیدھا اس شخص کے دل کے
مقام پر وار کیا۔

وہ مرا تھا کہ نہیں؟؟؟.. "دوبارہ سوال کیا۔"

سر مر گیا تھا۔ اس کا بہت سا خون بہہ چکا تھا۔ اس کے سینے میں گولیوں کی
ایک تعداد اتری تھی۔ اگر زندہ ہوتا تو سامنے آ جاتا۔ بس اس کی دہشت
بٹھانے کو اس کی موت کا ذکر نہیں کر رہی بی بی کے ٹیم۔۔ "اسے بھی بات میں
دم لگا۔

پھر ہر سیکورٹی کو آگ لگا کر میری ملکہ مجھ تک لاؤ۔ "آواز میں جلد بازی"
تھی۔ جیسے ابھی یہ بات چاہتا ہو۔

سر ہم دوبارہ حملہ کرتے ہیں۔ "اس نے ہاں میں سر ہلایا۔ وہ چلے گئے۔"
ان کے جانے پر وہ اٹھتے اس تصویر کے پاس آیا۔

انکھ کے پاس لگے چاقو کو گھما کر اس کی ساری تصویر کی خراب کر دی۔ اس کا چہرہ ہی بگاڑ دیا۔

تم میری ملکہ کے ساتھ نہیں جتے۔ تم بوڑھے ہو چکے ہو۔ اور بوڑھے شیر "کوشیرنی نہیں بھاتی۔" دوسری تصویر پر نظر پڑتے ہی مسکرایا۔ ہاتھ اس کے گال اور گردن پر پھیرا۔ جیسے وہ کوئی وجود ہو۔ میری ملکہ۔۔۔ "آواز میں جیسے ہوس بھری ہو۔ انداز للچائی سا تھا۔" اندھیرے میں اس کا وجود واضح نہیں تھی۔

اچانک کھڑکی سے کھلتی روشنی ان تصاویر پر پڑی۔ وہ ساری دیوار ہی تصاویر سے بھری ہوئی تھی۔ اس میں الیگزینڈر سے لے کر پری تک سب کی تصاویر تھیں۔ ہر تصویر پر کوئی نشان۔۔

بس الیگزینڈر کی تصویر پہچاننا مشکل تھا۔ مگر تصویر میں نظر اتی اس کی ایک جامنی انکھ اور اس میں نظر اتے سرد تاثر سب ہی منفرد تھے جو اس تصویر کی کشش کو ان نشانوں کے باوجود بھی قائم رکھے تھے۔

کاش میں اس روز وہاں ہوتا۔ تو سب سے پہلے تمہارا یہ چہرہ بگاڑتا۔ یہ " ویلوٹ انز بگاڑتا، جن کی میری ملکہ دیوانی ہے۔ یہ بھورے بال جڑ سے اکھاڑ پھینکتا جن کی کشش نے اسے جکڑ رکھا ہے۔ یہ تو انا جسم کتوں سے نوچواتا جو میری ملکہ کو اپنی بانہوں میں بھرتا ہوگا۔ " اس کے لہجے میں نفرت ہی نفرت تھی۔ اس قدر خالص نفرت جیسے کسی پرانے دوست کے نئے دشمن بن جانے پر ہوتی ہے۔

وہ اس کہ دوسری آنکھ پر بھی ضرب لگاتے اب اسے بگاڑنے لگا۔ اس کے سارے چہرے کو اچھے سے بگاڑتے بھی وہ مطمئن نہیں ہوا بلکہ اس کی تصویر کو چاقو سے اوپر سے نیچے تک پھاڑ دیا۔

کاش تم اس روز میرے سامنے ہوتے۔ میں وحشی جانوروں کے اگے " تمہیں ڈالتا جو تمہارے وجود کو نوچ کر کھا جاتے۔ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کرتے تمہیں نئی افیت دیتے۔ وہی افیت جو مجھے تمہیں اپنی ملکہ کے ساتھ دیکھ کر ہوتی ہے۔ " اب وہ مطمئن ہوا۔ اب اس کی ملکہ کی تصویر اکیلی تھی۔

خوشی سے جھکتے اس نے اس تصویر کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھے۔
کاش اس تصویر کی جگہ تم خود ہوتی ملکہ اور میری بانہوں میں سانسیں "
بھرتی۔ میں تمہیں سراہتا....." اپنے ہونٹوں سے نازیبا الفاظ کہتے وہ خوش
ہو رہا تھا۔

اگر یہ الفاظ وہ الیگزینڈر کے سامنے استعمال کرتا تو یقیناً اب تک الیگزینڈر
اسے جہنم واصل کر چکا ہوتا۔ مگر ابھی وہ الیگزینڈر کی پہنچ سے دور تھا اور بس
یہ ہی مسئلہ تھا۔

بہت جلد ملاقات ہو گی ملکہ۔۔۔ بس تمہاری عدت کے دن گزر جائیں۔ اتنا "
تو احترام بنتا ہے بلیک کنگ کی موت پر۔ ہا ہا ہا ہا ہا۔۔۔" وہ خوش ہوتے واپس
اسی راکنگ چیئر پر آ بیٹھا۔

وسکی گلاس میں ڈالتے وہ اس حرام مشروب کو پیتے نظریں اپنی ملکہ کے
چہرے پے ٹکائے تھا۔

بنانے والا بھی تمہیں بوڑھا دیکھنے سے ڈرتا تھا۔ اس نے تمہیں صرف جوانی کی صورت بنایا۔ اور اس صورت میں اپسراؤں والی کشش رکھی، حوروں سی نزاکت رکھی، اور اس دنیا میں میری ملکہ بننے کے لیے اتار دیا۔ میری ملکہ اور صرف میری ملکہ۔۔۔۔۔" قہقہہ لگاتے وہ خاصا خوش تھا۔ ناجانے اب یہ خوشی کتنی مدت تک قائم رہتی۔

گھونٹ گھونٹ بھرتے نظروں میں چمک لیے اس دیوار پر نظریں ٹکائے وہ جیسے کسی اور ہی جہان میں اتر تھا۔

وہ جہان جس میں اس کی ملکہ اس کے ساتھ تھی۔ اس کے پہلو میں، اس کی رانی بنے۔ اس کی طرف رشک بھری نظروں سے دیکھتی۔ وہ سراہتی نظریں جو الیگزینڈر کے بجائے اس کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ وہ لمبے سیاہ بال اس کی پشت پر پھیلے تھے جنہیں وہ ہاتھوں پر لپیٹ رہا تھا۔ لپیٹے لپیٹے وہ اس کے سر کی پشت پر آگیا۔ پھر چھوڑتے دوبار اسے لپیٹنے لگا۔ پھر اچانک اس کا..... چہرہ جھکاتے وہ ان ہونٹوں پر جھکنے لگا

وہ اس شراب کے نشے میں جھومتے اپنے خوابوں میں مگن تھا۔ بغیر یہ جانے
اس ملکہ کا اصل مالک اسے کسی کے خواب میں بھی آنے کی اجازت نہیں دیتا۔
اور جس روز اسے علم ہوا وہ اس کی آنکھوں سے وہ خواب نوچ کر نکال دے
گا۔ اور وہ بھی اس رخ سے وہ پچھتائے بھی نہیں سکے گا۔

^^^

لیل اٹھ جائیں۔ جو رجینا انتظار کر رہی ہو گی آپ کا۔ "وہ الیگزینڈر کے سینے"
پر پڑی تھی۔ جب تک وہ اٹھتی نہیں الیگزینڈر بھی نہیں ہل سکتا تھا۔
اہوں سونے دو سکندر۔ تم بھی پڑے رہو۔ مجھے نیند آئی ہے۔ "لیل اس"
کے بازوؤں کے گرد بازو رکھ دیے۔ الیگزینڈر بے بسی سے اسے دیکھا۔
وائیٹ روز!.... "الیگزینڈر بے بسی سے پکارا۔"

وہ نہیں بولی۔ اس کی گردن میں منہ دیے پڑی رہی۔ اس کا موبائل رینگ
ہوا۔ فرقان کی کال تھی۔ اس نے چیک کیا۔

میں گھر میں کھڑا ہوں۔ جانا نہیں ہے؟؟.. "الیکزینڈر اپنی وائٹ روز کو"
دیکھا جو آج اٹھنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

جانا ہے۔۔۔ رکو تم۔ میں آتا ہوں۔ "اسے میسج بھیج کر لیل کو سینے سے بیڈ پر"
منتقل کرتے وہ جاتا جب لیل نے اس کی گردن میں ہاتھ باندھ دیے۔ وہ وہیں
ٹھہر گیا۔

جانے دیں پلیز۔۔۔ "بے بسی سے کہا۔ وہ اس حالت میں اس پر غصہ بھی"
نہیں کر سکتا تھا ورنہ وہ روتی جو اس سے برداشت نہیں تھا۔
تم کہیں نہیں جاؤ گے آج۔ کہیں بھی نہیں۔ "اسے گھورا۔ الیکزینڈر اس"
کے ہاتھ بھی نہیں جھٹک سکتا تھا۔

وائٹ روز!!!.. "سختی سے کہا مگر وہ بھی اسی کی بیوی تھی۔" ایس!!!.. ""
دل پھینک انداز میں کہتے وہ الیکزینڈر کو اپنے ہونٹوں کا بوسہ لینے پر مجبور کر
گئی۔ جو اس نے لیا بھی۔

جانے دیں۔ ضروری ہے۔۔ "لیل ناں میں سر ہلاتے اوپر ہوتے اس کے"
ہونٹ خود چومے۔ اب وہ اس کی سانسیں بھی کھینچ رہی تھی۔ الیگزینڈر نرمی
سے لب کھولتے اسے سانسیں دے بھی دیں۔

یار میں کیا کروں گا سارا دن فری رہ کر؟؟؟.. "لیل ایک ہاتھ اس کی گردن"
سے نکالا۔ الیگزینڈر خوش ہوا شاید وہ اسے جانے دے رہی ہے جبکہ لیل وہ
ہاتھ اس کے سینے پر پھیرا۔

کیا تمہیں میں نظر نہیں آرہی۔ کیا اتنے بد زوق ہو اپنی وائٹ روز کی"
بانہوں کو جھٹلا کر جاؤ گے۔ "ابرواٹھا کر پوچھتے وہ خالصتاً فدا کرنے والا انداز
تھا۔ اور وہ اپنی وائٹ روز پر تو پہلے ہی فدا تھا۔

سوچ لیں؟؟؟... "الیگزینڈر کے پوچھنے پر وہ اس کے سینے پر دانتوں سے"
کاٹ گئی۔ وہ سسکتے اسے گھورنے لگا جو بہت جزباتی ہو رہی تھی۔

الیگزینڈر جانا ہے کہ نہیں؟؟؟ بہت دیر ہو رہی ہے.. "فرقان کی آواز"
گو نجی لیل اسے گھورا جو اس پر جھکا تھا۔

پلیز جانے دیں!... "لیل اگنور کرتے اسے بیڈ پر دھکے دیتے خود اس کے"
اوپر ہوئی۔

آخر اس بیڈ سے نیچے بھی اترے تو سوچ لینا پسٹل چلانا مجھے ابھی بھی اتنی ہے۔"
اب نشانہ تم ہو گے یا تمہاری وائٹ روزیہ کوئی نہیں جانتا۔" الیگزینڈر کو اس
کا دبنگ انداز پسند آیا تھا۔

وہ اسے وہیں چھوڑ پاس ہی پڑی اس کی شال اوڑھتے اٹھی۔ دروازہ کھولتے
باہر دیکھا جہاں فرقان کھڑا تھا۔

سکندر آج نہیں جائے گا۔ اسے آرام کرنا ہے۔ تم جاؤ۔ "فرقان کو یقین"
نہیں آیا۔

مگر؟؟؟.. "لیل نے اسے گھورا۔"

اس کے کان پر گولی لگی ہے۔ چیخنا اس سے برداشت نہیں ہوتا اور بلیک"
کنگ کے آفیس میں چیخنا نہ ہو یہ ممکن نہیں۔ اس لیے وہ نہیں جائے گا
ابھی۔ "فرقان نے کچھ کہنے کو لب کھولے مگر بند کر گیا

تو میں کیا کروں؟؟؟ "بے بسی سے پوچھا۔"

باقی سب کہاں ہیں؟؟؟ "ابر واٹھاتے پوچھا۔"

اپنے اپنے گھر۔۔۔ "اندازنا سمجھی بھرا تھا۔"

تو تم بھی اپنے گھر جاؤ۔ پکڑ لینا اس نئی مصیبت کو پرسوں یاں جب مرضی "مگر الیگزینڈر ابھی یہاں سے نہیں ہلے گا۔" وہ لمبی سانس لیتے پلٹا۔ لیل نے اس کے جانے تک دروازہ بند نہیں کیا۔ پھر جب واپس آئی الیگزینڈر ویسے ہی پڑا تھا۔

رحم کیوں نہیں کھاتے خود پر۔ کل بھی موسیٰ کی فکر میں چیخے تو تو کیسے "تاثرات تن گئے تھے۔ اچھے سے جانتی ہوں تمہیں درد ہو رہا تھا۔ اس لیے سکون سے یہاں لیٹو۔ کہیں نہیں جا رہے تم۔ اور میں ذرا موسیٰ سے پوچھوں۔ وہ کیسا ہے اب؟؟؟ کل بھی ڈھنگ سے نہیں پوچھ سکی۔" الیگزینڈر کو اس کی فکر پسند آئی۔ موسیٰ کے لیے۔ اپنے لیے تو وہ اسے ہمیشہ یوں ہی فکر مند دیکھتا آیا تھا اور دیکھتے رہنا چاہتا تھا۔

لیل فون اٹھاتے کال ملائی جو دوسری بیل پر ہی اٹھالی گئی۔

موسیٰ جو پری کے موجود پر الٹا لیٹا تھا چونکتے سر اٹھا گیا۔ پھر موبائل اٹھاتے اسے بغیر دیکھے کال یس کی۔

جی؟؟؟.. "نیند سے بھری آواز۔"

یہ کوئی سونے کا وقت ہے؟؟ موسیٰ اٹھو۔ کھانا کھا کر میڈیسن لو۔ "موسیٰ کو"
خوشگوار حیرت ہوئی۔

آپ کہیں تو زہر کھالوں دوائی کیا چیز ہے۔ "پری ابھی سو رہی تھی۔ موسیٰ"
اس کے نرم و نازک وجود سے اٹھا۔ پشت کے زخم کی وجہ سے وہ یوں لیٹا تھا۔
ابھی دوائی کھاؤ ورنہ زہر کی جگہ مار کھانی پڑے گی۔ "وہ سیدھا ہوا۔"

ویسے خیر ہے اتنی صبح صبح ایسی دھمکیاں؟؟؟.. "اس نے اٹھا کر شرٹ پہنی۔"
کان اور کندھے کے درمیان موبائل رکھا۔

ہاں بس۔۔ کھانا کھاؤ اور پھر دوائی لو۔ "لیل الیگزینڈر کے لیے بھی کھانا"
لے آئی۔ جو صرف بریڈ اور جیم تھا۔ ساتھ جوس کا گلاس جو وہ اب کھا رہا
تھا۔

مائے دبنگ لیڈی آپ کے سکندر کہاں ہیں؟؟؟ "مسکراتے کچن کارخ"
کیا۔

کھانا کھا رہا ہے اور تمہارا بھی کچھ لگتا ہے۔ "وہ مسکراتے اپنے لیے بریڈ جیم"
ہی نکالنے لگا۔ ابھی اس کا کچھ بنانے کا موڈ نہیں تھا۔

میرے تو ڈیوڈ ہیں۔ "لیل ہنسی۔ الیگزینڈر اسے اشارے سے پاس بلا آیا۔"
اب بریڈ پر جیم لگاتے اس زبردستی کھانے کو دیا۔

اچھا آپ بھی کھانا کھائیں۔ میں بھی ذرا کچھ کھالوں۔ پھر آتا ہوں کچھ دیر"
تک واپس۔۔۔ "لیل نے او کے اللہ حافظ کہتے کال کاٹی۔ موبائل پاس پھینکتے
وہ بھی چھوٹے چھوٹے ہائٹ لینے لگی جبکہ الیگزینڈر کا بریڈ تین ہائٹ میں ختم
ہو جاتا۔ اس نے دل میں ماشاء اللہ کہا۔ الیگزینڈر ویسے بھی ہیوی ناشتے کا

عادی تھا مگر اتنا نہیں۔ جتنا وہ اس وقت کھا رہا تھا یہ تو بس وہ کچھ دنوں سے
ڈھنگ سے کھانا ہی نہیں کھا رہا تھا۔ تو اب بھوک زیادہ تھی۔



کہاں؟؟؟۔ "الیگزینڈر اس کے ہاتھ سے ٹرے لیتے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔"
وہ برتن کچن میں رکھنے جا رہی تھی۔

سکندر میں... "الیگزینڈر اسے ٹوکتے اپنے پاس بیڈ پر گرایا۔"
اپنی بات پر قائم رہیں اب۔۔ "الیگزینڈر اس کا کیچر اور ڈوپٹہ اتار کر سائیڈ"
پر پھینکا۔ لیل کا دل بہت زوروں سے دھڑکا۔ ابھی تو اس کی پہلی شدتوں کے
نشان نہیں گئے تھے۔ وہ مزید کیسے سہتی۔۔

اب مجھے اپنی بانہوں میں وقت گزارنے دیں۔۔۔" الیگزینڈر اس کی گال پر "نرمی سے انگلی ٹریس کی۔ اس کے ہونٹوں کو ہلکا سا چھوتے اسے لمبی سانس بھرنے پر مجبور کر گیا۔

بلیک کلر کی شارٹ قمیض اور پلازو میں اس کا چاندنی سا وجود دمک رہا تھا۔ اس کے وجود سے اٹھتی منفرد خوشبو سب سے الگ تھی۔ وہ خوشبو لیل کے وجود کی ہی نہیں تھی۔ اس میں الیگزینڈر کی خوشبو شامل تھی۔ ان دونوں کے وجود سے ایک دوسرے کی خوشبو ہر وقت اتی رہتی تھی۔

سکندر!!!... "حلق سے پھنسی پھنسی سی آواز نکلی۔"

خاموشی اختیار کریں۔ مجھے میرے کام میں مدد ملے گی۔ ساتھ تو آپ دینے "سے رہیں۔۔۔" الیگزینڈر کی آواز میں خمار تھا۔ وہ بہک رہا تھا۔

لیل اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اوپر ہونا چاہا مگر اس کے وجود تلے دبا وہ اپنا وجود ہلا بھی نہیں سکی۔

مزاحمت مت کریں۔ میں غصہ میں آگیا تو بات بگڑ جائے گی۔ "لیل نے"
ہاتھ پہلو میں ڈال دیے۔ الیگزینڈر اس کی شرٹ کندھوں سے کھسکاتے وہاں
ہلکا سادا نتوں سے کاٹا۔ پہلے کے نشان بہت مدھم ہو چکے تھے۔
سس۔۔۔ "لیل سسکی الیگزینڈر اسے سسکنے بھی نہیں دیا۔ اس کے ہونٹ"
اپنے ہونٹوں تلے دبا گیا۔

الیگزینڈر کے اپنے وجود پر کوئی شرٹ نہیں تھی۔ اس نے فریش ہونے کے
بعد سے پہنی ہی نہیں تھی۔

لیل اس کے وجود تلے تڑپی۔ الیگزینڈر کے گلون کی خوشبو اسے چاروں
طرف سے گھیر رہی تھی۔ وہ اپنے ہوا اس کھونے لگی ہو جیسے۔

الیگزینڈر نے پاس سے ریموٹ پکڑتے بٹن دبایا۔ پورے کمرے میں اندھیرا
چھا گیا۔ کھڑکیوں کے آگے بلینڈر آگئے۔ سورج کی روشنی کے آگے پردہ
حائل ہو گیا۔

سکندر پلینز۔۔۔"سانسیں بھرتے مشکل سے کہا جبکہ الیگزینڈر کو یہ سننے "میں دلچسپی نہیں تھی۔۔"

رحم کھاؤ مجھ پر۔۔ میں تھک گئی ہوں۔" الیگزینڈر اس کی کالر بونز پر ناک "سے ٹچ کیا۔ اس کی گرم سانسیں لیل کی کالر بونز پر پڑیں۔ وہ تڑپ اٹھی مگر الیگزینڈر سے دوری ممکن نہیں تھا۔

ابھی کیسے رحم کھالوں۔ ابھی تو ایک ہفتے کی دوری کا حساب دینا ہے۔"" الیگزینڈر کی سرگوشیاں بھی جاری تھیں۔ بھاری آواز کی سرگوشیاں لیل کو تڑپا رہی تھیں۔

مگر وہ... تو تمہارا اپنا پلان تھا۔" مشکل سے کہا مگر الیگزینڈر کو دلچسپی نہیں تھی

آئی لوویو۔ مائے وائیٹ روز۔۔" لیل کے چہرے پر مسکراہٹ چھائی۔" الیگزینڈر اوپر ہوتے اسے دیکھ مسکرایا۔

آئی لو ویو ٹو۔۔ "الیکزینڈر کو جواب دینا اس نے ضروری سمجھا۔ اس کے " بغیر جیسے وہ لیل سے ناراض ہو جاتا۔

مجھے آپ کے وجود میں اترنا ہے۔ آپ نے خود روک کر غلطی کی ہے۔ " لیل بے بس پڑی۔ آنکھیں کھولتے اس کی ویلوٹ انز میں دیکھا جن میں اس کی قربت کے رنگ بھرے تھے۔

لیل اپنی صحت، وجود کی حدت، سانسوں کا اتار چڑھاؤ سب بھاڑ میں بھیج کر اس کی گردن میں بازو ڈالے۔ جنہیں الیکزینڈر نے گردن سے نکالتے چومتے ان میں اپنی انگلیاں پھنسا لیں۔

وہ الیکزینڈر کے ہاتھوں پر پکڑ سخت کر گئی۔ سانسوں کی تڑپ کے باوجود وہ الیکزینڈر کی شدتیں برداشت کرنے کو تیار تھی۔

تھینک یو مائے وائیٹ روز۔ "اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔ الیکزینڈر " بھی اس کے ہونٹوں پر جھکا۔ وہ تڑپ اٹھی۔ الیکزینڈر کے وجود میں سے

اٹھتی حدت اب اس کے وجود میں منتقل ہونے لگی۔ وہ پھر بھی دل مضبوط
کیے اس کی شدتیں سہنے لگی۔

اس کی سسکیاں کمرے میں گونج رہی تھیں۔ الیگزینڈر کی بھاری آواز کی
سرگوشیاں اسے مضبوط بنا رہی تھیں۔ جن میں اس کے لیے محبت ہی محبت
بھری تھی۔

لیل ہلکا سا کراہی۔ وہ اس کی بیوٹی بونز پر جھکا اپنی داڑھی مسل رہا تھا۔ داڑھی
کی ہلکی چھبن اسے مچلنے پر مجبور کر رہی تھی مگر وہ ایسا بھی نہیں ہونے دے رہا
تھا۔

لیل اس کا سسکنا اپنے ہونٹوں میں دبا گیا۔ لیل بھی اس کی شدتوں سے تڑپتے
اس کی شدتوں میں ساتھ دینے لگی

وہ مسکرایا۔ اس کی وائٹ روز تڑپ رہی تھی اور اسے تڑپا بھی رہی تھی۔ اور
یہ تڑپانا الیگزینڈر کو زیادہ عزیز تھا۔

فرقان واپس گھر آیا۔ تب تک رومہ اور ہانیہ جاچکی تھیں۔ اس نے کمپنی میں جانے کا سوچا۔

ابھی وہ گھر سے نکلا جب وہاں رومان کی گاڑی آرکی۔ اس کا ضبط پھر سے ٹوٹنے لگا۔ اسے ابھی رومان کی شکل بھی نہیں دیکھنی تھی۔

مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔ "فرقان نے ایک نظر گھڑی کو دیکھا۔" جیسے بتا رہا ہوں زیادہ وقت نہیں ہے میرے پاس۔

زیادہ وقت نہیں لوں گا میں۔ "فرقان ہاں میں سر ہلاتے گھر میں داخل ہوا۔" رومان بھی پیچھے ہی آیا۔

بولو اب۔۔ "رومان صوفے پر بیٹھا ہی تھا جب وہ بھڑک اٹھا۔۔"

آپ ہانی کو مجھ سے دور نہیں کر سکتے۔ وہ میری بیوی ہے۔ "وہ کل رات" سے اسے کالز کر رہا تھا مگر مجال جو اس نے ایک بھی پک کی ہو۔ اگر کالج گیا تو وہاں بھی وہ اسے دیکھ منہ موڑتے چلی گئی تھی۔

اور ایسی غلط فہمی کیوں ہوئی آپ کو رومان صاحب؟؟؟..." وہ لمبی سانس لے کر رہ گیا۔ مافیہ میں سب ہی سائیکو تھے۔ اور جو چند ٹھیک تھے انہیں بھی وہ پاگل کر دینا چاہتے تھے۔

دیکھیں انکل ہانیہ میرے نکاح میں ہے۔" اس نے تحمل سے سمجھانا چاہا۔ "مجھے پرواہ نہیں۔" وہ تو جیسے لاپرواہ تھا۔

کیوں پرواہ نہیں۔ بیٹی ہے وہ آپ کی اور میں اس کا شوہر۔ سمجھتے کیا ہیں آپ" سب خود کو؟؟؟... پہلے موسیٰ نے پلان بنایا شادی کا۔ میں چپ چاپ مان گیا۔ نکاح ہو گیا۔ اب وہ میری منکوح ہے۔ اور جب میں خود چاہتا ہوں ہم دونوں ایک ساتھ زندگی گزاریں تو آپ کو مسائل ہو رہے ہیں۔" وہ بھڑک ہی اٹھا تھا۔

کٹیتلی نہیں ہوں میں۔ موسیٰ کی مان لی بس بہت ہو گیا۔ اب میری چلے گی۔ وہ میری بیوی ہے اور مجھے کوئی روک بھی نہیں سکتا۔" وہ جو تحمل سے

بات کرنے آیا تھا فرقان کا انداز دیکھ بھڑک گیا۔ سب کچھ بھاڑ میں بھیجتے غصے سے کہتے ٹھاپچھے فرقان اس کی پشت کو گھورا۔

عجیب ہیں۔ ایک دفہ رخصتی ہو جائے میں ہانی کو ساتھ لے کر کسی "

دوسرے ملک ہی چلا جاؤں گا۔ ان سب سے دور۔۔۔" وہ بڑبڑاتے اٹھا۔
فرقان تک بھی اس کی بڑبڑاہٹ گئی۔

رکو۔۔۔" اب اس نے ٹھہرتے فرقان کو دیکھا۔

بیٹھو۔۔" وہ لمبی سانس لیتے واپس بیٹھا۔ فرقان کے انداز میں دلچسپی تھی۔
تم ہانیہ کو یہاں سے دور لے جاؤ گے؟؟؟..." پوچھتے ابرو بھی اتھار کھیں "
تھیں۔

ہاں لے جاؤں گا۔ سب سے دور۔ جہاں آپ سب کا اور آپ کے پلانز کا "
نام و نشان بھی نہ ہو۔" رومان بھی بغیر سوچے سمجھے بولتا ہی چلا گیا۔ اور وہ
سوچ بھی ایسا ہی رہا تھا۔ یہاں سے دور جانے کا جہاں کوئی نہ ہو۔ جو ان کے
درمیان میں آئے۔

سوچ لو۔ اگر واقعی ایسا کر سکتے ہو تو؟؟؟.. "اب وہ اس کے انداز پر ٹھہر گیا۔"

مگر فرقان کی آنکھوں میں نظر آتی سچائی بتا رہی تھی وہ سچ بول رہا ہے۔ یہ مزاق نہیں ہے وہیں رومان کا چہرہ ایک دفہ تاریک ہوا مگر فرقان کی اگلی باتیں سنتے یہ تاریکی جاتی رہی۔۔ اب وہ فرقان کی باتوں کو سنجیدگی سے لے رہا تھا۔۔

^^^

پری اور مومنہ ابھی سو رہی تھیں۔ جانی اور موسیٰ دونوں لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ ہارون کے سکول جانے کا پیغام انہیں مل چکا تھا۔

پری کو میں بے ہوشی کی حالت میں یہاں سے لے کر گیا تھا۔ وہ یہاں سے "ہوش و ہواس میں کبھی نہیں جاتی۔ اس کی غلطی نہیں ہے۔" جانی سامنے سنجیدہ سا بیٹھا تھا۔۔

موسیٰ ہم بیسویں صدی میں رہ رہے ہیں۔ اور یہ پاکستان بھی نہیں ہے۔ اور "اب تو پاکستان میں بچیاں پسند کرتے لڑکے کا بتا دیتی ہیں اور ساتھ گھر

چھوڑنے کی دھمکی بھی دیتی ہیں۔ ایسے میں اس ایڈوانس شہر اور ماڈرن ملک میں رہنے والی اپنی بیٹی کے بارے میں کیا ہی سوچوں گا۔ "موسیٰ کو شرمندگی سی ہوئی۔

سوری۔ میری غلطی ہے ورنہ ایسا نہیں ہوتا۔ "جانی بھی ادا اس ہو چکا تھا۔" لڑکا اور لڑکی کی ایسی حرکتوں میں قصور وار دونوں برابر کے ہوتے ہیں۔" میں ان میں سے نہیں جو سارا قصور وار تمہیں ٹھہرا کر اپنی بیٹی کو معاملے میں سے نکال دو۔ یہ جاننے کے باوجود وہ بھی تم سے محبت کرتی ہے۔ "موسیٰ کا سر مزید جھکا۔ اگر وہ لعنت ملامت کرتا تو اتنا برا نہیں لگتا جتنا ابھی لگ رہا تھا۔ آج کل کی لڑکیوں کو ماں باپ کی محبت قید لگتی ہے۔ اسے بھی لگا میری " محبت اسے قید کر رہی ہے۔ تم سے دور کر رہی ہے ورنہ وہ تمہیں اتنا تنگ کرتی تم اسے واپس لانے پر مجبور ہو جاتے۔ "موسیٰ جوتے سے زمین پر نشان سے ڈالنے لگا۔

وہ بہت معصوم ہے۔ "جانی مسکراتے ذرا سا سیدھا ہوا۔"

کاش میں بھی کہہ سکتا۔ میری بیٹی معصوم نہیں ہے۔ ہاں میری بیوی بہت " معصوم تھی کیونکہ اسے ماحول ایسا ملا تھا۔ میں نے اپنی بیٹی کو ایسا ماحول نہیں دیا تو یہ بھی نہیں کہوں گا وہ معصوم ہے۔ ہاں شروع میں سب جانتے بہت بھڑک اٹھا تھا۔ "موسیٰ کوپری کے لیے ایسا کچھ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ آپ مجھے جو چاہے کہہ لیں مگر اسے نہیں۔ پلیز۔۔۔" جانی مسکراتے اسے " پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ اس کے ساتھ صوفے پر آ بیٹھا۔

ایک بات ہے جو بالکل سچ ہے۔ تم اسے مجھ سے زیادہ محبت نہیں کر سکتے۔ " میری محبت غیر مشروط ہے۔ تمہاری محبت مشروط ہے۔ وہ مجھے دھتکارے، مجھ سے نفرت کرے میں پھر بھی اس پر غصہ نہیں کروں گا۔ اسے ہرٹ نہیں کروں گا۔ مگر تم !!! تم اسے تکلیف دو گے۔ چاہے بعد میں گلٹ کرو۔ شوہر اور باپ میں یہ ہی فرق ہوتا ہے۔ شوہر کبھی باپ جیسی محبت نہیں دے سکتا۔ ورنہ میری بیوی مجھ پر اپنے باپ کے لیے گولی نہیں چلاتی۔ شوہر کچھ

بھی کر لے مگر باپ کی محبت سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ "موسیٰ نے کچھ نہیں کہا۔ جبکہ اس کا ایمان تھا وہ کبھی پری کو تکلیف نہیں دے سکتا۔
اب واپسی کے لیے نکل جاؤ۔ وقت گزر رہا ہے۔ "موسیٰ ہاں میں سر ہلاتے"
اٹھا۔

جانی یوں ہی بیٹھا رہا۔ وہ کچھ دہر بعد سوئی جاگی پری کے ساتھ حاضر تھا۔ جو
آتے ہی جانی کے ساتھ صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھی۔
بابا پلینز اسے کہیں مجھے سونا ہے۔ "اس کا بازو تھامے جانی کے کندھے میں"
سر چھپایا۔ انکھیں بند تھیں۔

اپنے گھر جا کر سونا اب۔ اٹھو شاہاش۔۔ "مگر وہ نہیں ہلی۔ موسیٰ ناں میں"
سر ہلایا۔

یوں ہی لے جاؤ۔۔ "موسیٰ جھکتے اسے بانہوں میں اٹھالیا۔ جانی اس کا"
کندھا سہلایا وہ اسے الوداع کہتے نکل گیا۔

جانی نہیں چاہتا تھا مومنہ ان کو رخصت کرتے وقت اداس ہو۔ ویسے بھی وہ اتنے دن بعد سکون سے سو رہی تھی وہ اسے اٹھانا نہیں چاہتا تھا۔

موسیٰ اسے گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر بٹھاتے سیٹ بیلڈ باندھا۔ پھر اپنی طرف آیا۔ پری کے ماتھے کا بوسہ لیتے اس نے گاڑی سٹارٹ کی۔

مائے وِج۔۔۔ "ہلکی سی سرگوشی کی۔ جبکہ اس کے نکلتے ہی دوسری گاڑیاں" جو کہ گارڈز کی تھیں اس کے پیچھے آئیں۔ اب ان کی تعداد ٹریل ہو چکی تھی۔ اس کی گاڑی کو چاروں طرف سے گھیر چکے تھے۔ اس نے مرر میں دیکھا۔ پھر کچھ سوچتے پر سکون سا بیٹھا رہا۔

وہ سیدھا کنگ مینشن آیا وہاں سب کچھ ویسا ہی تھا۔ اس نے دروازہ کھولا تو گارڈز نے فرقان کے جانے کا بتایا۔ وہ اوکے کہتے اگے بڑھا۔

لیل اور الیگزینڈر کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔ مطلب وہ کھانا کھا کر پھر سو گئے۔ وہ پری کو گود میں اٹھائے اپنے کمرے میں آیا۔ اسے بیڈ پر ڈالتے وہ کمرے سے جم میں آگیا۔۔

اوہیلو۔۔۔"جور جینا پہلے ہی وہاں روک آؤٹ کر رہی تھی۔۔۔"

تمہارا روک آؤٹ ختم نہیں ہوا؟؟؟..."وہ نو کہتے پنچنگ بیگ کو تیج کرنے"

لگی۔ اس نے اپنی پوری وقت سے اسے تیج مارنے شروع کر دیے تھے۔

کیوں؟؟؟..."موسیٰ جو شرٹ اتارنا چاہتا تھا اب یوں ہی ویٹ پر یکٹس"

کرنے لگا۔

لیل میم کا ویٹ کر رہی ہوں۔"موسیٰ کے ہونٹوں ہر مسکراہٹ چھائی۔"

فضول ہے۔ کنگ اور کوین کھانا کھا کر دوبار اسو بھی گئے۔ اب جلدی نہیں"

اٹھے گیں۔ تم بھی آرام کر لو۔"ساتھ مفت کا مشورہ بھی دیا۔

میں پھر بھی جم ہی کروں گیں۔"مصنوعی مسکراہٹ سجاتے کہا۔ موسیٰ"

بھی اس کے انداز پر ناں میں سر ہلایا۔

کب جارہے ہو؟؟؟..."موسیٰ آئبر واو پر کواٹھائی۔"

شاید کل۔۔۔"نارمل جواب دیتے اپنا کام جاری رکھا۔"

او کے۔۔۔ پری بھی ساتھ جارہی ہے تمہارے؟؟۔۔ "موسیٰ کو یہ مداخلت"
پسند نہیں آئی۔

میری ایسی کوئی بونڈگ نہیں جو میں تمہیں اپنے پر سنلزن بتاؤں۔ "وہ او کے"
کہتے اپنے کام میں لگی رہی۔

موسیٰ بھی اسے مکمل اگنور کیا۔ مگر زیادہ دیر نہیں کر سکا۔

تم کب جارہی ہو واپس؟؟۔۔ "اس کی اسکرین اوپر کوشوٹ کر گئی۔"

میں بھی اپنے پر سنلزن ایرے غیرے لوگوں سے شئیر نہیں کرتی۔ "ٹاول"
سے چہرہ صاف کرتے وہ نکل گئی۔ وہ اس وقت جم سوٹ میں ہی تھی۔ اسے
بلکل بھی پرواہ نہیں تھی کس کی نظر اس کے وجود پر پڑتی ہے اور کس کی
نہیں۔

موسیٰ سر جھٹکتے اپنا کام کرنے لگا۔ یہ تو ہے ہی سر پھری تھی۔ جس کے ساتھ
بات کرنا فضول تھا۔ خیر بات کرنا تو اس سے بھی فضول تھا۔ مگر وہ خود کو ان
میں نہیں گنتا تھا۔

جور جینا وہاں سے سیدھا کچن میں آئی۔ جو س بنا پڑا تھا۔ اس نے اسی میں سے ایک گلاس میں ڈالتے پیا۔ بالوں سے پونی نکالتے انہیں واپس پونی کی۔ پہلے بال اس کی گردن سے چپک رہے تھے۔

اس کا کمرہ نیچے ہی تھا۔ وہ فریش ہونے چلی گئی۔ جب واپس آئی تو اس کے وجود پر جینز شرٹ تھی۔

کچن میں آتے اپنے لیے میکرونی بنائی۔ اس کے ساتھ انڈہا بالتے وہ وہیں ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گئی۔ وہ اپنے دھیان کھانا کھاتے ساتھ موبائل بھی چیک کر رہی تھی۔ جس پر ٹینا کے میسج آ رہے تھے۔ جو اس سے لیل کا پوچھ رہی تھی۔

خطرہ ٹلتا ہے تو میم کو ہو سٹل بلاتے ہیں۔ سب مل بھی لیں گیں ان سے۔ " حال بھی ہو چھ لیں گیں۔ تم ایک دفہ آکر چیک کر جانا۔ مشینز بھی ابھی تک دوسرے کمرے میں پڑی ہیں۔ سر کہہ رہے تھے ابھی یہاں ہی رہنے

دیں۔ "اس کو میسج کے بجائے اب سیدھا کال کی۔ ٹینا بھی اس کی بات سننے
او کے کہا

میں آؤں گیں پھر شام کو۔ ابھی ہاسپٹل جانا ہے۔ پھر بات ہوگی۔ اللہ"
حافظ۔۔ "اس نے کال کاٹی۔ جو رجینا بھی موبائل ٹیبل پر اُلٹتے سارا دھیان
کھانے کی طرف کیا۔ اب تو اسے بھوک بھی سخت لگ رہی تھی۔

^^^

خیام آپ نے کام پر نہیں جانا کیا؟؟؟.. 'وہ کوئی دسویں دفہ یہ بات پوچھ رہی"
تھی۔ رومان ابھی کالج کے لیے نکلا تھا۔ وہ بھی خیام کی ڈھیروں باتیں سننے
کے بعد۔۔

تمہیں مسئلہ کیا ہے آخر؟؟؟ کیا میرا گھر پر رہنا برداشت نہیں؟؟؟.. "خیام"
اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے پیچھے کو مڑنے پر مجبور کر گیا۔ وہ خیام کے
سامنے بیٹھی تھی۔ وہ اس کے بالوں میں مالش کر رہا تھا۔ مگر یہ مالش کے
دوران اس کی گستاخیاں تھیں جو اسے یہ سوال پوچھنے پر مجبور کر رہی تھیں۔

بولو اب؟؟ چپ کیوں کر گئی؟؟ یاں زبان گروی رکھوا دی ہے؟؟.. "اس"
کی گردن میں درد اٹھنے لگا۔ اس کا سر خیم کے گٹھنے پر تھا۔

خیم پلیز۔۔۔ "اس کے ہونٹ پھڑپھڑائے۔۔۔"

خیم اس کے انہیں ہونٹوں پر زور دار بوسہ لیتے اسے بھوکلانے پر مجبور کر
گیا۔

وہ درد کی پرواہ کرتے اسے چھوڑ گیا۔ انعم سرخ پڑتے سیدھی ہوئی۔۔۔۔
تم بہت ظالم ہو۔۔۔ "خیم نے ابڑھائی۔۔۔ وہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔"
آپ بہت ظالم ہیں۔ "غصے سے کہتے وہ جانے لگی جب خیم نے اسے پاس"
گرا لیا۔

کہیں گھومنے چلو گی میرے ساتھ؟؟ ہنی مون پر بھی نہیں گئے تھے۔۔۔"
انعم نے اسے گھورا۔

اور جو دنیا کے دس ممالک کی سیر کی تھی وہ کیا تھا؟؟ ہاں!!!... "خیام"
مسکراتے اس کی گردن میں زور سے کاٹا۔ وہ سسکتے اسے ہاتھوں سے دور
دھکیلانے لگی جو خود ہی دور ہو گیا۔

وہ تو بس سیر تھی۔ ہنی مون تو ایسا نہیں ہوتا۔ اور ہنی مون پر کسی ٹھنڈے "
علاقے میں جاتے ہیں۔ جہاں بیوی بستر سے اٹھنے کو تیار نہ ہو۔ "انعم کی اس
کی سرگوشیوں پر آنکھیں پھٹیں۔ وہ مسکراتے اپنے سامنے بیٹھی بیوی کے
کندھے پر سر رکھتے اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

آپ بہت بے شرم ہیں۔ مجھے بات ہی نہیں کرنی۔ "وہ جانے لگی مگر خیام"
نے اس کی کمر کے گرد ہاتھ لپیٹ لیا۔ وہ ہلنے سے بھی قاصر ہو گئی۔ کچھ دیر
مزاحمت کرنے کے بعد وہ نروٹھے پن سے وہیں بیٹھ گئی۔

مت کرو۔ باتیں کرنا ویسے بھی فضول کام ہے جو میں بالکل بھی پسند نہیں "
کرتا۔ "خیام اس کے بالوں کو اونچا کرتے اس کی گردن پر ہونٹوں سے نشان
بنانے شروع کر دیے۔

خیام پلیر۔۔۔۔۔"وہ سسکی۔"

ابھی وہ مزید ایسی کوئی حرکت کرتا جب دروازہ انلاک ہونے کی آواز آئی۔
انعم نے اسے دور دھکے دیا۔

رومان داخل ہوا تھا۔ ساتھ بڑبڑاہٹ بھی جاری تھی۔

تمہیں کیا ہوا؟؟؟.."وہ اگنور کرتے اپنے کمرے میں چلا گیا۔ انعم نے خیام"
کو دیکھا۔

میں دیکھتا ہوں اسے۔ تم جاؤ نہالو۔ تیل زیادہ ہو گیا ہے سرد رہو گا۔"وہ"

اٹھ گئی۔ اس کی شرٹ بھی پیچھے سے گیلی ہو چکی تھی وہ بھی تیل سے۔

خیام رومان کے کمرے میں آیا۔ وہ ٹھنڈا ہونے کے لیے واش روم میں گھس

چکا تھا۔ خیام بعد میں بات کرنے کا سوچتے اپنے کمرے میں آیا۔ وہاں بھی انعم

باتھ لے رہی تھی۔ وہ سانس بھرتے بیڈ پر ہی لیٹ گیا۔ ساتھ ہی اپنے

آدمیوں سے اپڈیٹ لینے لگا۔ جو بتا رہا تھا کوئی بھی آج آفیس نہیں آیا۔ مگر

کچھ آدمی آفیس کے باہر دیکھے گئے ہیں۔

ہانیہ نے کال دیکھ کر بھی اگنور کر دی۔ وہ صبح سے یہ ہی کر رہی تھی۔ رومہ نے پوچھا تو اس نے بات ٹال دی۔

رومہ اسے کالج اتارتے چلی گئی۔ وہ سیدھا آرہی تھی جب اسے رومان کھڑا نظر آیا۔ وہ اسے اگنور کرتے اپنی دوستوں کے پاس آگئی۔ رومان جو اس سے بات کرنے ہی آیا تھا ایسے اگنور کرنے پر تلملایا۔ مگر اس کی دوستوں کا خیال کرتے پلٹ گیا۔

ہانیہ نے چور نظروں سے اس کا سرخ چہرہ اور تنے عصاب دیکھے۔ وہ اسے گہری نظروں سے دیکھتے پلٹ گیا۔ رومہ نے شکر ادا کیا ورنہ کوئی بعید نہیں تھا وہ سب کے سامنے اسے ساتھ لے جاتا

What happened??...

ہانیہ کی دوست یاسین نے پوچھا۔ وہ کچھ نہیں کہتے ان کے ساتھ کلاس لینے آ گئی۔ اس کا دھیان کلاس میں بھی نہیں تھا۔ وہ بالکل نہیں جانتی تھی میم کیا پڑھا رہی ہیں۔

وہ بس انہیں دیکھتی جا رہی تھیں۔ جبکہ اصل میں دماغ اور نظریں کیوں اور تھے۔

وہ مس اپنا لیکچر ختم کرتے چلی گئیں مگر اسے ہوش نہیں آیا۔ یاسین کو بھی جلدی تھی وہ چلی گئی اسے بغیر بتائے۔ اسے جب تک ہوش آیا پوری کلاس خالی تھی۔

وہ خود کو کوستے بیگ اٹھا کر چل پڑی۔ اس کا ارادہ لا بیری میں بیٹھنے کا تھا۔ وہاں تو خاموشی ہوتی۔ وہ مسلسل سوچتی تو ہی اپنی سوچوں کو کوئی رخ دے پاتی۔

لا بیری میں بیٹھے بھی اس کا دھیان رومان کی طرف تھا۔

مجھے مان کہا کرو۔ "وہ اس کا کہا جملہ ہاد کرتے شرمیلا سا مسکرائی۔"

مس یو۔ تم تو مجھے بھول گئی تھی۔ وہاں جا کر بات بھی نہیں کی۔ "نروڑھے"
پن سے کہا جا رہا تھا۔ اس سے شکوہ کرتا وہ اسے بہت پیارا لگا مگر صرف کال
پر۔ اصل میں تو وہ جن تھا۔ جو اسے کھانے سے بھی گریز نہیں کرتا
مجھے یاد ہی نہیں آئی۔ وہاں اتنے ہینڈ سم... "رومان تو پورا جل گیا۔"
ہانی کو شش بھی مت کرنا۔ بہت برا پیش آؤں گا۔ بہت تنگ دماغ ہے"
میرا۔ بیوی کے منہ سے کسی کی تعریف برداشت نہیں کر پاؤں گا۔ "وہ تو ڈر
ہی گئی۔"

میں مزاق کر رہی تھی بس۔۔ "ڈرتے بتایا۔ رومان غصے سے کال ہی کاٹ"
دی۔

دو بار کچھ دیر بعد پھر کال آئی۔ وہ جو برے موڈ سے بیٹھی تھی کال پک کرتے
کچھ نہیں بولی۔

سوری۔ اوور ہو گیا تھا میں۔ جانتا ہوں تم ایسی نہیں ہو پھر بھی نا جانے کیا ہو"
گیا۔ ریلی سوری۔ تم کہو گی تو میں بھی کسی کو نہیں دیکھوں گا۔" لہجے میں
ندامت تھی۔

ہانیہ کو اچھا لگا۔ وہ اپنی بد تمیزی کو پوزیسیونس کہتے ڈیفینڈ نہیں کر رہا تھا۔
معافی مانگ رہا تھا۔

کچھ دیر تنگ کرتے اس نے بھی اسے معاف کر دیا۔ رومان اس کو چھیڑا تو وہ
سرخ پڑتے کال کاٹ گئی۔

ابھی بھی اس کی بات کو یاد کرتے وہ سرخ پڑی۔ مگر جب ہوش آیا وہ اکیلی
تھی۔ وہ بہت اداس ہوئی۔ اسی اداسی کے ساتھ گھر جانے کو اٹھی۔ وقت
کافی گزر چکا تھا۔

الیگزینڈر نڈھال سی سوئی اپنی بیوی کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر الیگزینڈر کی شدتوں کے نشان دمک رہے تھے۔ اس نے جھکتے ان نشانوں پر ہونٹ رکھے۔

وہ ابھی کچھ دیر پہلے سوئی تھی وہ بھی الیگزینڈر کی منتیں کرتے۔
وائیٹ روز!!!... "الیگزینڈر اسے اٹھانا چاہا مگر وہ ہلی بھی نہیں۔"
الیگزینڈر اسے اپنے سینے سے بیڈ پر منتقل کیا۔ اس کے وجود پر اس وقت بس الیگزینڈر کی شرٹ تھی الیگزینڈر نے ہاتھ بڑھاتے کمبل دور پھینک دیا۔
کر ٹر اوپر کر دیے مگر سورج آگے نکل چکا تھا۔ کمرے کی جلتی روشنیوں نے ہی بس کچھ روشنی کر دی۔

اٹھ جائیں اس سے پہلے کہ میں بہک جاؤں!!!... "لیل نے مندھی"
مندھی آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔ یہ گھونسا اس کے سینے پر مارتے چہرہ
موڑنا چاہا جب الیگزینڈر اس کے کندھے پر جھک گیا۔ وہاں دانتوں سے
کاٹتے وہ اسے سکھنے پر مجبور کر گیا

سکندر پلینز۔۔ میں تھک گئی ہوں۔ "اس کی آواز بھی نڈھال سی تھی۔"
الیکزینڈر پیچھے ہو گیا۔ مگر ایک ہاتھ ابھی بھی اس کے وجود کے گرد تھا۔
جس سے وہ ہلنے سے تو قاصر تھی

مگر میرا تو ابھی ساتھ ساتھ لینے کا ارادہ ہے۔ "لیل اس کی بے باکی پر سرخ"
پڑی۔

نہیں کرو پلینز ورنہ میں بھی موسیٰ کے ساتھ چلی جاؤں گیں۔ "کچھ نہ"
سو جھتے دھمکی ہی دے دی۔

اور آپ کو لگتا ہے میں جانے دوں گا۔ کبھی بھی نہیں۔ بلکہ سزا الگ سے "
دوں گا۔ ایسی سوچ بھی دماغ میں لانے پر۔ "لیل کے نیم عریاں کندھے اس
کے سامنے تھے مگر وہ مزید نشان نہیں ڈالنا چاہتا تھا۔

سکندر نو!.... "وہ چیخی۔"

الیکزینڈر اس کے وجود کو دوبار اسے اپنے قبضے میں لیتا جب اس کی حالت
دیکھتے اس کی انگلیوں سے انگلیاں جدا کیں۔

پلیز۔۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ میں تھک چکی ہوں۔ "الیکزینڈر سانس"
چھوڑتے اسے دیکھا۔

مجھے روکنا بھی آپ ہی کی خواہش تھی۔ پھر اب کیا ہے؟؟.. "آئبر واٹھا کر"
پوچھتے وہ لیل کو نظریں جھکانے پر مجبور کر گیا۔
پلیز سکندر... "وہ ٹھنڈا ہوتے دور ہوا۔"

فریش ہر کر جلدی سے نیچے آئیں۔ میں کھانا بناتا ہوں۔ "الیکزینڈر اس کا"
ماتھا چوما۔

وہ اس کے مان جانے پر ابھی حیرت سے دیکھ رہی تھی جب الیکزینڈر جھکتے
دوبار اس کی بیوٹی بونز چومتے نیچے چلا گیا۔ ارادہ نیچے کسی کمرے میں
فریش ہونے کا تھا۔

لیل بھی اس کے جانے پر سکون کا سانس لیتے بیڈ سے اٹھی۔ خود کو الیکزینڈر
کی شرٹ میں دیکھ اسے شرم سی آئی مگر الیکزینڈر کی قربت میں گزر اوقت ہر
بات پر غالب تھا۔

لیل بھی فریش سی نیچے آئی جہاں الیگزینڈر کھانا بنا رہا تھا۔ وہ اس کے پاس شلف پر بیٹھتے پیسٹری کھانے لگی۔ جو کہ اس کی پسندیدہ تھی۔

الیگزینڈر اسے دیکھ مسکراتے کھانا بناتا رہا۔ لیل کے لیے بھوکا رہنا ٹھیک نہیں تھا اور وہ اس بات کا مکمل خیال رکھنا چاہتا تھا۔

موسیٰ لنچ کے وقت باہر نکلا۔ پری کو بھی اب ہوش آچکا تھا۔ وہ موسیٰ کو گھور رہی تھی جس نے اسے اس کی ماما سے ملنے بھی نہیں دیا۔ پہلے بھی ہوں ہی کڈنیپ کر دیا۔

آ جاؤ۔ کھانا کھا لو۔ پھر رات کو نکلنا ہے ہمیں۔۔۔ "پری اس کا ہاتھ جھٹکتے خود" ہی اگے بڑھی۔ وہ اچھے سے جانتا تھا یہ غصہ تھوڑی سی مدت کے لیے تو یوں ہی رہے گا۔ تو وہ اگنور کر رہا تھا۔

وہ دونوں کچن میں داخل ہوتے ٹھٹھک کر رک گئے۔ الیگزینڈر شلف پر

بیٹھی لیل کو خود پر جھکائے تھا۔ ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال رکھا تھا۔ دوسرا اس کی گردن میں۔

موسیٰ نے گلا کھنکھارتے انہیں متوجہ کیا۔ لیل جلدی سے الیگزینڈر کو دور دھک دیا۔ وہیں الیگزینڈر سنبھلتے لیل اور پھر موسیٰ کو گھورا۔

بالوں میں ہاتھ چلاتے دو سیکند خود کو پر سکون کیا ورنہ اس مداخلت پر سخت غصہ آیا تھا اسے۔

کھانا بن گیا ہو تو سرو کر دیں گیں۔۔ "موسیٰ کی بات پر پلٹتے اسے گھورا مگر " اچانک کچھ یاد آتے ہی وہ اس کے پاس آیا۔

زخم کیسا ہے اب؟؟ پیٹی بدلوائی؟؟.. "دوسرے سوال پر موسیٰ نے ناں " میں سر ہلایا۔

تمہیں خیال کیوں نہیں ہے اپنا؟؟... "لیل بھی شلف سے نیچے اترائی۔ " اسے بازو سے پکڑتے چمیر پر بٹھایا۔ پری نرو اس سی کھڑی تھی۔ الیگزینڈر روم سے فرسٹ ایڈ باکس لینے گیا تھا۔

وائیٹ روز اور تم بہت لا پرواہ ہو۔ اپنا خیال ہی نہیں رکھ پاتے۔ اب انسان " اپنا کچھ تو خیال کرتا ہے مگر نہیں جی۔۔ " بڑ بڑاتے اسے گھورا۔

آج بھی شرٹ اتروانے کے بجائے پھاڑ ہی دی۔ موسیٰ نے سانس بھری۔
ریڈ نے دلوائی تھی یہ۔ آپ نے پھاڑ دی۔ "الیکزینڈر اسے گھورا۔"
میں دوسری دلوادوں گا۔ نہیں تو وائٹ روز تمہیں پھر شاپنگ کروادیں"
گیں۔ بہت پیسا ہے ہمارے پاس۔ تم سے نہیں مانگے گیں۔ "موسیٰ نے
باپ کے جلے انداز پر مسکراہٹ دبائی۔
میری بیوی نے بھی شاپنگ کرنی تھی تو کیا وہ بھی... "لب دبائے شرارت"
سے پوچھا۔

موسیٰ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی وہیں اس کی پٹی کھولتے زخم صاف
کرتے الیکزینڈر کے چہرے پے سختی۔
کس ایریا میں رہتے ہو تم؟؟ اور کس جانور کی اتنی ہمت میرے بیٹے پر وار"
کرے؟؟.. ابھی تک زخم نہیں بھرا۔ تم نام بتاؤ مجھے۔ "الیکزینڈر کی
آنکھیں جیسے ریڈ ویلوٹ میں بدل گئیں۔ آنکھوں کی رنگت گہری ہوئی۔
پپوٹے بڑے ہو گئے۔

موسیٰ نے پلٹتے باپ کو دیکھا۔ اس کو نظروں سے پر سکون کرنا چاہا جب
الیکزینڈر بھڑک ہی اٹھا۔

نام بتاؤ مجھے ورنہ میں خود معلوم کروں گا۔ "موسیٰ بے بسی سے اسے"
دیکھا۔

سکندر!!! پیٹی کریں ٹھیک سے۔ یہ دیکھیں یہاں سے نظر آ رہا ہے۔"
الیکزینڈر کا دھیان پیٹی کی طرف چلا گیا۔ مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔
پری کون سا جانور تھا؟؟ تم ساتھ تھی ناں؟... "اس نے سر جھکا لیا۔"
الیکزینڈر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا جو وہ اس لڑائی میں بھول ہی گئی۔

وہ.. مجھے لگتا ہے بھیڑیا تھا۔ "الیکزینڈر ہاں میں سر ہلاتے پیٹی ٹھیک کی۔ پھر
اس کی شرٹ کو دیکھا جو فرنٹ سے بٹن والی تھی اور اب بیک سے بھی پھٹ
چکی تھی۔ یہ پہننے کے قابل نہیں تھی

جاؤ شرٹ بدل کے آؤ۔ "موسیٰ یس کہتے چلا گیا۔"

الیکزینڈران دونوں کو ڈائننگ ٹیبل پر بٹھاتے کھانا سرو کیا۔ موسیٰ کو آنے میں ناجانے کیوں ذرا دیر ہو گئی۔ حالانکہ اسے نکلنا تھا جو یقیناً ملتوی ہو چکا تھا۔ وہیں کسی کو اس پروگرام کے ملتوی ہونے پر خاصی خوشی ہوئی تھی۔ جس کی خوشی ناجانے کتنے وقت کی تھی جو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔



وہ کھانا کھاتے ہی پری کو لے کر نکل گیا۔ الیکزینڈرانے روکنے کی بہت کوشش کی مگر اس نے ایک نہیں سنی۔ الیکزینڈرانے کوشش کے باوجود بھی اسے نہیں روک سکا۔ وہ گارڈز کو چکما دے کر گھر سے نکل گیا۔ الیکزینڈرا تب سے بیٹھا تلملارہا تھا۔ اور موسیٰ کال پر لیل کو پر سکون کر رہا تھا جسے وہ بہانے سے کمرے میں بھیجتے وہاں سے نکلتا تھا۔ پری پریشان سی بیٹھی تھی۔ اس نے گارڈز کی گاڑیاں تک اپنے پیچھے نہیں آنے دیں۔

یار میں ٹھیک ہوں۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ کوئی خطرہ نہیں ہے۔ "موسیٰ نے"
کوئی بیسویں دفہ یہ جملہ دہرایا تھا۔ مگر الیگزینڈر کا غصہ اور لیل کی باتیں کسی
طور بند نہیں ہوئیں۔

میں فون ہی بند کر رہا ہوں۔ آپ لوگ باتیں ہی سنائی جا رہے ہو تب "
سے۔" اس کی بات ختم ہوتے ہی الیگزینڈر دھاڑتے لیل سے فون لیا جو
سپیکر پر تھا۔

تم جب تک پہنچ نہیں جاتے کال کاٹنے کی کوشش بھی مت کرنا۔ "اس کی"
دھاڑ فون کے پارپری کو بھی سنی گئی۔ وہ ایک دفہ کانپی تھی۔ لیل کو ایسی
دھاڑوں کی عادت ہو چکی تھی۔ اسے بالکل ٹھیک لگایہ۔

اچھا نہیں کرتا۔ اتنا اونچا تو مت بولیں۔ میری بیوی ڈر رہی ہے۔ "الیگزینڈر"
لیل کے کندھے پر ہاتھ رکھنے پر کچھ سکون میں آیا۔

کب تک پہنچو گے؟؟... "الیکزینڈر نے دیکھا لیل تھک چکی تھی۔ رات" کے بارہ بج رہے تھے۔ وہ دونوں دو گھنٹے سے اس فون پر اس سے غصے سے بات کر رہے تھے مگر اسے کچھ فرق نہیں پڑا۔

پانچ بجے؟؟... "مطلب ابھی مزید پانچ گھنٹے۔"

ریڈ کو سلا دیں۔ تھک گئی ہیں وہ۔ "موسیٰ لب دبائے کہا۔ وہ دو گھنٹے سے" بول رہی تھی۔ اس لیے اس نے ایسا کہا تھا۔

تمہیں کون سا شرم ہے یاں اس کی تھکاوٹ کا خیال ہے۔ "بڑ بڑاتے لیل کو" ہاتھ تھامتے زبردستی اٹھایا۔

آپ جو ہیں تو میں کیا کروں گا خیال رکھ کر۔ میں تو اپنی بیوی کا خیال رکھوں" گا اب۔ "کہتے ہی پری کو کندھے پر سر رکھنے کا کہا۔ جو نیند میں جھولنے لگی تھی۔ پری بھی ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی۔ وہ ہلکا سا مسکرایا

بیٹا امید بھی تم سے یہ ہی تھی۔ "وہ تپا۔"

سکندر میں۔۔ "الیکزینڈر اسے گھورتے زبردستی بیڈ پر لیٹایا۔ وہ خود بھی"
اس کے ساتھ ہی لیٹا۔ اس کا سر اپنے کندھے پر رکھتے ایک ہاتھ اس کی کمر سے
گزارتے پیٹ پر پھیرا۔ وہ بلش کرتے الیکزینڈر کے کندھے میں سر چھپا گئی۔
جو بیٹے کی باتوں کا جواب دیتے اسے بھی سرخ کر گیا تھا۔

اچھا اس جنگل میں کیا اور بھی جانور ہیں؟؟.. "الیکزینڈر ویسے ہی بات"
جاری رکھنے کو موضوع ڈھونڈا مگر بات اس کے مطلب کی نکل گئی۔
ڈیوڈ بلیومی بہت معصوم جانور ہیں وہاں میری نسبت تو۔ "اگر اس وقت"
لیل اس کے کندھے پر سر نہ رکھے ہوتی تو الیکزینڈر ضرور چیخ کر اسے جواب
دیتا۔

"موسیٰ ڈونٹ میس وومی۔"

Mosa, don't mess with me.

وہ مسکرایا۔

آپ کو ٹریگر کرنا آسان ہے۔ بہت آسان۔۔۔ "وہ دونوں باپ بیٹا اب"
ایک دوسرے سے ایزی ہو کر بات کرنے لگے۔ پری سوچکی تھی اور لیل نیند
میں جا رہی تھی۔

بس تمہارے لیے۔۔۔ باقی کسی پر اتنا غصہ نہیں آتا مجھے۔ "موسیٰ مسکرایا۔"

That was funny...

الیکزینڈر فون کو گھورا۔

تم نے جانی سے معافی مانگی؟؟؟... "الیکزینڈر کے سوال پر اس نے ایک نظر"
سوئی پری کو دیکھا۔ جو تھوڑی دیر پہلے مومنہ سے بات کر رہی تھی۔ اسے
اپنے حوالے سے بے فکر کر رہی تھی۔ جو اس کے یوں آنے پر سخت ناراض
تھی۔

ویسے نہیں جیسے سب مانگتے ہیں مگر انہوں نے معاف کر دیا۔ انہیں بس"
پری کی خوشی عزیز ہے۔ باقی وہ بہت اور باتیں کر رہے تھے۔ "موسیٰ کی

بات پر الیگزینڈر نا مسجھی سے سامنے لگی اپنی اور لیل کی تصویر دیکھی جو اس نے پینٹ کی تھی۔

"..اور مطلب؟؟؟"

میں بھی نہیں سمجھ سکا۔ بہت عجیب باتیں تھیں۔ "الیگزینڈر ناں میں سر" ہلایا۔

"جو نہیں سمجھے وہی بتاؤ۔"

ان کے مطابق یہ ماحول کا اثر ہے جو ان کی بیٹی بغیر انہیں بتائے مجھ سے " نکاح کر لیا اور بخوشی رہ بھی رہی ہے وہاں سب کو دھوکہ دے کر بھاگنے کے باوجود۔۔ "موسیٰ جو سمجھا بتا دیا۔

تو سچ ہے۔ جھوٹ نہیں کہا اس نے۔ ماحول کا اثر ہوتا ہے ورنہ بچہ ایشیائی " ممالک میں بھی وہی ہوتے ہیں اور وسٹرن میں بھی۔ وہ جو دیکھتے ہیں اسے نار ملائز کرنے لگتے ہیں۔ اگر حجاب دیکھیں گیں تو اسے نار مل سمجھیں گیں۔

اگر حرام تعلق دیکھیں گیں تو اسے نارمل سمجھیں گیں۔ "الیکزینڈر کی بات موسیٰ کو چھبی۔

بابا ہمارا تعلق حرام تو نہیں تھا۔ "موسیٰ کے لہجے میں ناگواری در آئی۔ "تم اگر نکاح کے باوجود بھی اسے لے جاتے تو وہ کچھ نہیں کہتی۔ یہاں رہ کر" اسے گر لفرینڈ اور بوائے فرینڈز کا تعلق نارمل لگنے لگا ہے۔ یہ مومنہ نہیں ہے جو معصومیت کا پیکر ہو۔ مومنہ ان سب سے بہت دور تھی۔ پری اس کی بیٹی ہو کر بھی ویسی نہیں تو وجہ صرف اسے دیے جانے والا ماحول ہے۔ اور ماحول انسان پر اثر انداز ہوتا ہے۔ "موسیٰ ایسی کوئی بات نہیں سمجھنا چاہتا تھا جس میں پری کے بارے میں کچھ برا سوچنا پڑے۔

اچھا ریڈ سو گئیں؟؟؟ "الیکزینڈر نے گردن موڑ کر دیکھا۔

ہاں۔ ہماری باتیں ہی انہیں اتنی بورنگ لگیں وہ جمائیاں لینے لگیں "تھیں۔ "موسیٰ کھل کر مسکرا نہ سکا تو وجہ صرف پری تھی جو سکون کی نیند میں تھی۔

میرے والی بھی سو گئی۔ ناجانے یہ لڑکیاں اتنی نیند کہاں سے لاتی ہیں؟؟؟ "الیکزینڈر مسکراتے لیل کو ماتھا چوما۔ جو ہلکا سا کسمائی۔

چلیں ہم اپنی ہی باتیں کرتے ہیں۔۔" موسیٰ نے دعوت دی جو الیکزینڈر "نے فوراً قبول لی۔ جب تک وہ صحیح سلامت کاٹیج نہ پہنچ جاتا وہ کال ڈسکنیکٹ نہیں کر سکتا تھا۔ اپنے بیٹے کے لیے خطرہ مول لینا اس کے لیے ناممکن تھا۔

^^^

عمر ہو اسپتال میں تھا۔ اس کے ساتھ کھڑی ڈاکٹر اس لڑکی سے بات کر رہی تھی جس کا جواب وہ بس سر سے دے رہی تھی۔

کیا تم بول نہیں سکتی؟؟؟ "انگلش میں بات کرتے پوچھا۔"

اس نے ناں میں سر ہلایا۔ عمر کو بھی واقعی افسوس ہوا۔ وہیں اس ڈاکٹر کو بھی۔

تمہارا گھر؟؟؟ "اس لڑکی نے ناں میں سر ہلایا۔"

فیمیلی؟؟؟.. "وہ تلخی سے ہنستے بیڈ پر لیٹ گئی۔ کپڑا سر تک تان لیا۔ فیمیلی کی " بات پر وہ یوں ہی ہو جاتی۔

عمر نے اس ڈاکٹر کو ناامیدی سے دیکھا۔ وہ دونوں باہر آ گئے۔ اس کے بارے میں بات کرتے وہ کوئی مزید ڈیٹیل جاننے کی کوشش کر رہے تھا۔ وہیں ان کے جانے پر اس لڑکی نے کپڑا منہ سے ہٹایا۔ اس کی نیلی آنکھوں میں صرف ویرانی ہی ویرانی تھی۔ جن میں ہلکی سی نمی اس کی نظروں کو دلکش تو بنارہی تھیں مگر اسے اداس بھی ثابت کر رہی تھیں۔

^^^

رومان خیام کے سامنے بیٹھے اپنا مدعا بیان کیا۔ جسے اس نے سنجیدگی سے سنا تھا۔ انعم اپنے کمرے میں سو رہی تھی۔ وہ اس نئے شوشے کو نہیں جانتی تھی۔ میں سمجھ ہی نہیں پارہا میں تمہیں کیا کہوں؟؟؟.. "خیام تو جیسے بول ہی نہیں " پارہا تھا۔

میں بتا چکا ہوں اپ کو۔ "بے بسی سے کہا۔"

اور باقی؟؟؟.... "خیام کے سوال پر رومان نے نظریں چرائیں۔"

میں اور انعم بھی اس دنیا میں جیتے ہیں رومان۔ ہمارا کون ہے تم دونوں کے "سوا؟؟؟ منہا ویسے ہی ہم سے ملنا نہیں چاہتی اور اب تم بھی؟؟؟.. "خیام گہرے دکھ میں تھا۔

بابا آپ بھی سمجھیں ناں؟؟؟ پلیز بابا۔ "وہ کہتے ہی خیام کو وہاں سے اٹھنے پر "مجبور کر گیا۔

رومان کو افسوس ہوا۔ وہ خیام کو افسردہ نہیں دیکھنا چاہتا تھا مگر حالات ہی ایسے تھے۔

وہ بیڈ پر لیٹا اپنے ہونٹ چبانے لگا۔ مگر وہ اپنا فیصلہ نہیں بدلنا چاہتا تھا۔ وہ سخت جھنجھلا یا۔۔۔

خیام اپنے کمرے میں آیا۔ انعم سکون سے سو رہی تھی۔

I am always with you wifee..

جھکتے انعم کا ماتھا چوما۔ اس کے تاثرات سوتے میں بھی ڈھیلے پڑے۔ خیام
سائیڈ ڈرار سے سگریٹ کا پیکٹ اٹھا کر وہاں سے باہر نکل آیا۔

وہ لان میں آگیا۔ وہاں پڑی چیئر پر بیٹھتے اس نے سگریٹ سلگالیا۔

Rooman you are everything to us..

بڑبڑاتے نمی بھری نظروں سے سگریٹ کا دھواں فضا میں چھوڑا۔
اس کی آنکھوں میں انکھادکھ تھا۔ وہ کسی سے بیان بھی نہیں کر سکتا تھا۔

I wish i could be a woman, at least i can
cry openly."

کاش میں عورت ہو سکتا۔ کم از کم میں کھل کر رو تو لیتا۔ "خود سے کہتے"
اس نے اپنا چہرہ گھٹنوں میں چھپا لیا۔

ایسی تکلیف آج تک نہیں ہوئی مجھے جتنی ابھی ہو رہی ہے۔ کیوں؟؟ کیوں؟
ہو ایہ میرے ساتھ؟؟ میں تو کبھی اسے کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی۔ ہر

خواہش پوری کی ہر بھی۔۔۔" اس کے چہرے کو بھگوتے آنسوؤں نیچے گر رہے تھے۔

سگریٹ نیچے کر چکا تھا۔ اس کی پینٹ پر آنسوؤں کے نشان آنے لگے۔ وہ ایک لمبا چوڑا مرد درو رہا تھا۔ جسے کسی غم نے نہیں رلایا اسے اس کی اپنی اولاد کمزور کر چکی تھی۔ پہلے منہا اور اب رومان۔۔ منہا کے معاملے میں تو اس سے کوتاہی ہوئی مگر رومان؟؟؟ اسے تو اس نے کبھی گرم سایہ تلے بھی نہیں آنے دیا۔ پھر وہ کیوں کر رہا تھا ایسا؟؟ شاید وہ اس کی گئی کوتاہیوں کی سزا دے رہا تھا اسے۔۔ جو اس نے منہا کے معاملے میں کئیں۔

کاش یہ سزا کسی اور صورت میں مل جاتی۔ میں معزور ہو جاتا مگر مجھ سے " میری بیساکھیاں تو نہ چھینی جاتیں۔" اس کا دکھ گہرا ہو رہا تھا۔

وہاں کا سرد موسم، چاندنی رات، جھلملاتے تارے، سب اس کے رونے کے گواہ بن رہے تھے۔ ان لمحات کے گواہ بن رہے تھے جو اس کے دل پر نقش

ہو چکے تھے۔ مگر اسے سننے والا کوئی انسان نہیں تھا اور ان کہے دکھ انسان کو اندر سے کھوکھلا کر دیتے ہیں۔ وہ بھی ایک ہی رات میں کھوکھلا ہوتا جا رہا تھا۔

^^^

وہ دنیا کا پہلا باپ تھا جو بیٹے کی سلامتی جاننے کے لیے آٹھ گھنٹے تک گاڑی کے چلنے کی آواز سنتا رہا۔ "الیکٹریٹڈر موسیٰ کو بائے بولتے کال کاٹی۔ وہ سوئی پری کو گود میں اٹھاتے اندر لے گیا۔ وہیں کاٹیج سے کچھ دور کھڑے اس کے دشمن اچھے سے جگہ کی نشاندہی تو پہلے ہی کر چکے تھے۔ اب وہ اس کی بانہوں میں جاتی اس لڑکی کو معنی خیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

ستکون خادمۃ قصرنا" عربی میں سرگوشی کرتے وہ شخص مسکرایا۔

اس کے ساتھ ہی انہیں نکلنے کا اشارہ کیا۔ وہ حارث کی نظروں میں نہیں آنا چاہتے تھے ورنہ وہ انہیں چیر پھاڑ دیتا وہ بھی زخمی شیر کی طرح۔ اور ان کی بوٹیاں بھی نہیں ملتیں۔

موسیٰ پری کو اندر لے گیا۔ اپنے کمرے میں لیٹاتے وہ حارث کے پاس آیا۔

کیسی گزری پارٹی؟؟؟.. "حادثہ ہی اس کے جانے کے بعد سارا خیال رکھا"
تھا۔ وہ ابھی تہجد کے وقت کا اٹھا ہوا تھا۔ اب فجر پڑھنے کا ارادہ رکھتا تھا جب وہ
آگیا۔

کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔ سب ٹھیک تھا۔ "موسیٰ ہاں میں سر ہلایا۔"
اب وہ حادثہ کو کچھ بتا رہا تھا جسے سنتے اس کی نظریں باہر آنے لگیں۔ اسے
یقین ہی نہیں آیا۔ ابھی وہ اٹھتا جب موسیٰ کی گھوری پر واپس بیٹھ گیا۔
سوری میری غلطی ہے۔ مجھے خیال رکھنا چاہیے تھا۔ "موسیٰ اس کا جھکاسر"
چاقو کی نوک کے ذریعے اٹھایا۔

اس کا خیال رکھنا تمہاری ذمہ داری ہے اور تم اپنے ذمہ داری سے چوک چکے"
ہو۔ "افسوس سے کہتے وہ اٹھ گیا۔

اس کے جانے تک حادثہ نے سر نہیں اٹھایا۔ اس کے جاتے ہی وہ باہر نکلا۔
موسیٰ اندر جا رہا تھا۔ وہ اسے دیکھتا رہا۔

میں ہر ذمہ اپنی ذمہ داری سے چوک جاتا ہوں نا جانے کیوں؟؟.."خود"
سے پوچھتے وہ وضو بنانے لگا۔

کچھ گناہوں کی معافی بار بار مانگنی پڑتی ہے۔ وہ اس قدر گہرے نقش چھوڑ
جاتے ہیں ہمارے وجود پر کہ ہم چاہتے ہوئے بھی نہیں بھول پاتے۔ حارث
کے وجود پر بھی ایسے ہی زخم نقش تھے۔

اس نے بازوؤں کہنیوں تک کرتے دھوئے تو ٹھہر گیا۔ سامنے نظر اتاکٹ
اسے کہیں ماضی میں کھونے پر مجبور کر گیا۔

وہ میرے لیے ایک طوائف جیسی ہے۔ تم سب آزاد ہو جاؤ مزے لوٹ"
لو۔" اس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے لگے۔ سنک میں گرتے وہ آنسوؤں
ندامت کے نہیں تھے۔ یہ گناہ کرنے کے بعد اگا ہی کے وہ آنسوؤں تھے جو
انسان کو خود سے شرمندہ کر دیتے ہیں۔

حارث نے ہاتھ بڑھاتے سائیڈ سے شیشہ پکڑ کر اتارتے سائیڈ پر رکھ دیا۔

ماضی کا ہر عکس قابلِ نفرت ٹھہرا تو تمہارا وجود ان میں سے ایک ہوا۔
کیوں؟؟؟.. "خود سے ہو چھتے وہ باقی وضو مکمل کرنے لگا۔

اس کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں مزید کرنے لگے مگر اب اسے پرواہ نہیں
تھی۔۔

لبے لبے سجدوں میں روتے وہ ان گناہوں کی معافی مانگ رہا تھا جو اس کی
ذات سے وابستہ تھے۔ اور یہ وابستگی کسی اور کے وجود سے بھی تھی۔ اسے
نفرت تھی اپنے وجود سے بھی اور اس دوسرے وجود سے بھی۔ مگر وہ اس
نفرت کا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

اگا ہی بہت تکلیف دیتی ہے۔ انسان اندھا ہی کیوں نہیں رہتا؟؟.. "اس کا"
وجود ہچکولے کھا رہا تھا۔ آنسوؤں ضبط نہ کرتے کرنے لگے تھے۔ نظریں
سرخ ہو چکی تھیں۔ اس کے کمرے میں موجود ہر چیز پر جیسے ادا سی اترائی
تھی۔

فضائیں جیسے اس کے رونے سے اداس تھیں۔ اسے چپ کروانے کے جتن کرنا چاہتی تھیں۔ وہ عربی شہزادہ روتے بلکل بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔
داڑھی سے ٹپک کر گرتے آنسوؤں وہیں کہیں اٹک جاتے۔ اس کے سفید دودھیالوں پر وہ داڑھی پر کشش لگ رہی تھی۔

سفید کلائیوں والا ہاتھ جس کی پتلی مخروطی انگلیاں لرز رہی ہیں۔ جن کا لرزنا اس کے وجود پر چھائے اس ردِ کار کا اثر دے رہا تھا جس سے کوئی واقف نہیں تھا۔

اور انسان کبھی خود اپنے گناہ کا ذکر نہیں کرتے۔ یہ وہ تذکرہ ہے جو کسی کے ہونٹوں سے سننا اچھا نہیں لگتا۔

اسے بھی نہیں لگتا تھا مگر اس کا اپنا وجود اس گناہ کا جیتا جاگتا ثبوت تھا۔ ثبوت بھی وہ جو بولتا ہو۔ جس کو خدا نے زبان دی ہو۔ اور وہ اس تذکرے کو کبھی نہیں سننا چاہتا تھا۔

نہ انج نہ پھر کبھی۔۔۔۔

اس نے سجدے سے سراٹھایا۔ لہورنگ انکھیں اس وقت پہچاننا مشکل تھا۔
اگر میں کبھی تم سے نہ ملتا۔ تو تم کبھی مجھے آگاہی ملنے کا موجب نہ بنتی۔۔۔"
اس کے لہجے میں حسرت سی تھی۔ مگر یہ حسرت فضل تھی۔ یہ بات وہ جانتا
تھا۔

ماضی بدل دینا اس کے ہاتھ میں نہ آج تھا اور نہ ہی کل۔ مگر وہ نہیں جانتا تھا
حال اور مستقبل بدلنا اس کے ہاتھ میں ہے جو وہ یوں گزر رہا ہے ندامت
میں۔ افسوس سے۔

^^^

کچھ کوز مینین وراثت میں ملتی ہیں تو کچھ کو دانائی۔ "ایک سیاہ سایا گہرے"
سمندر کنارے کھڑا تھا۔

مگر مجھے خواب میراث میں ملے ہیں۔ جن کی تعبیر میں اپنے ہاتھوں سے"
لکھوں گا۔ سرگوشی سے نہ تو آواز زیادہ تھی نہ ہی کم۔

وہ اپنا راز سمندر کے سپرد کرتے وہاں سے نکل گیا۔ اس سمندر کے پاس
زبان نہیں تھی۔ وہ کسی تک اس کاراز نہیں پہچانتا۔ اور رازا نہیں دو جو کسی کو
نہ بتائیں۔ جو خاموش رہنا جانتے ہوں۔

^^^

روشنیوں نے پھلتے دن نے آغاز کا اعلان کیا۔ انعم بھی چہرے پے پڑی ہلکی
سی سورج کی کرن سے ڈسٹرب ہوتے آنکھیں کھولیں۔ سب سے پہلی نظر
اس کھڑکی کو گھورا جہاں سے سرکتے پردہ اس کی نیند میں خلل ڈال چکا تھا۔
دوسری نظر ساتھ لیٹے شایان پر پڑی۔ اس کے ہونٹوں پر تبسم سا پھیلا۔ اس
کی رات کی حرکتیں یاد آئیں تو منہا نے اسے گھورا۔
منہا ذرا سا اوپر ہوتے اس پر سایہ کیا۔ سورج کی کرن اور شایان کے درمیان
پردہ سا حائل ہو گیا۔

تمہاری نیند خراب کرنے کا حق کسی کو نہیں۔۔ "ہلکی سی سرگوشی کرتے"
شایان کے ماتھے پر ہونٹ رکھے۔ وہ وہیں ٹھہری رہی جب اواز اس کے
کانوں میں پڑتے اسے شایان کو گھورنے پر مجبور کر گئی۔
اور جو تم کر رہی ہو وہ؟؟؟.. "شایان کی آنکھیں خمار آلود تھیں۔"
مجھے حق ہے۔ "جتاتے کہا۔"

اور میں یہ حق ہمیشہ صرف تمہیں ہی دوں گا۔ "شایان بھی اس کا ماتھا چوما۔"
وہ مسکرا دی۔ ہلکی سی مسکراہٹ ہونٹوں پر جمی تھی۔

میں چاہتی ہوں وقت یہاں ہی ٹھہر جائے۔۔ "کھوئے سے انداز میں اسے"
شایان کا یوں محبت جتنا اچھا لگ رہا تھا۔

اور میں چاہتا ہوں تم سنگ ہر لمحہ جی سکوں۔ "منہا کے آمین کہنے پر وہ مسکرا"
دیا۔

اٹھو کہیں لے کر جانا ہے تمہیں۔ "وہ برے سے منہ بناتے ہلی۔"

شایان اسے فریش ہونے بھیجا۔ وہ خود اپنے موبائل پے ٹیکسٹ کرتے کسی سے بات کرنے لگا۔

منہا کچھ دیر بعد باہر نکلی۔ شایان اسے دیکھا۔ اس نے وائٹ انر پہن رکھا تھا۔ پنک اپر عبایا کا وہیں پڑا تھا۔ وہ اگے سے کھلا تھا۔ انر سار اسفید سا ماڈرن ڈیزائن کا بنا تھا۔

منہا کا ڈریس پیچھے سے گیلا کوچکا تھا۔ وجہ اس کے گیلے بال تھے جو اس کی لشت پر بکھرے ہوئے تھے۔

میں فریش ہولوں۔۔ "ہوش میں آتے وہ منہا کے ہونٹ چومتے واشروم" میں بند ہو گیا۔ منہا تو دیکھتی ہی رہ گئی۔۔

جیسے ہی سمجھ آیا اس کا سفید چہرہ بھی اپر کی طرح پنک ہو گیا۔ وہ شایان کی حرکت کو بار بار یاد کرتے مزید سرخ پڑی۔ اس نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔

خشن... "بڑبڑاتے ٹیبل سے برش اٹھا کر بال کنگی کرنے لگی۔۔"

بیوی شوہر کو بد تمیز نہیں کہتے۔ کسی بھی زبان میں نہیں۔ "منہا نے حیرت" سے واشر و م کے دروازے کو دیکھا۔

وہ تو اتنا ہلکا بڑبڑائی تھی۔ کس قدر تیز کان تھے اس کے شوہر کے۔ وہ ناں میں سر ہلاتے اب کچھ نہیں بولی۔
کہیں وہ پھر نہ سن لے۔

شایان باہر نکلتے ہی اسے لے کر وہاں سے چلا گیا۔ ابھی وہ گیٹ پر پہنچے جب ندھال ساعمر داخل ہوا۔ وہ آج کے رفٹف کام کی وجہ سے تھک چکا تھا۔
میں شام کو واپس آؤں گا۔۔۔ "اس نے منہا کو ان سے بات بھی نہیں"
کرنے دی۔ بس اپنی کہتے بغیر ان کی سننے وہاں سے بھاگ نکلا۔
منہا بھی اسے دیکھتی رہ گئی۔ عمرا گنور کرتے سیدھا اپنے کمرے میں آیا۔ وہاں سے اتنی ہیر کی خوشبو میں سانس بھری۔

I am in love with your natural fragrance.
And i am missing you from whole of my
heart...

سرگوشی کرتے وہ سخت تریں افسردہ ہوا۔

اگر وہ یہاں ہوتی تو اپنی کڑوی کسلی باتوں سے ہی اسے ٹھیک کر لیتی مگر مسئلہ
ہی یہ تھا وہ پاس نہیں تھی۔

عمر کو اس کی شدید یاد ستائی۔ وہیں کسی ڈاکٹر کے پہنے سفید کوٹ کو دیکھتے ہیر کو
بھی عمر کی یاد آئی۔

اس نے دل کو ڈپٹے مشکل سے خاموش کروایا جو عمر کے نام کا جاپ کرنے لگا
تھا۔ اس کے نام کی مالا تسبیح پڑھنا شروع کر چکا تھا۔ اور اب ہر حالت میں
اسے پاس چاہتا تھا۔

یاد بھی عجیب شے ہے تب ستاتی ہے جب کوئی پاس نہ ہو۔ ساتھ موجود شخص
کے بارے میں تو جیسے یاد بھی بھول جاتی ہے۔

ہیر خود کے دل کو خاموش کرواتے ڈاکٹر کو انجیکشن بھر کر دیا۔ وہیں عمر بھی
سر جھٹکتے تھکاوٹ سے چور بدن کے ساتھ بیڈ پر گرا۔ اور اس تھکاوٹ میں وہ
چند ہی سیکنڈ بس ہیر کو سوچ سکا۔ جو سر جھٹکتے اس کی یادوں سے کچھ وقت
تک کے لیے تو چھٹکارا پا چکی تھی۔

^^^

شایان ہم یہاں کیوں آئیں ہیں؟؟؟.. "اس کا دل ڈر رہا تھا۔"
یار تمہیں سمندر میں نہیں پھینکوں گا۔ فکر مت کرو۔ "اس نے اپنا دل
مضبوط کیا۔

شایان مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ "وہ شایان کے ساتھ چپکی۔ وہ گہرا مسکرایا۔"
لگنا بھی چاہیے۔۔ "اس کے انداز نے اسے مزید ڈرا دیا۔"
شایان پلیز۔۔ "وہ بھی اس کا ڈر دیکھ ڈھیلا پڑا۔"
گود میں اٹھالوں؟؟؟.. "وہ فوراً سے اس کے ساتھ چپکی۔ شایان نے اسے"
گود میں ہی اٹھالیا۔

وہ شایان کے سینے میں چہرہ چھپائے تھی۔

شایان اسے لے کر وہیں بنے ایک کپڑے کے کاٹج میں آگیا۔ منہا سب کو حیرت سے دیکھنے لگی۔

وہاں اس قدر خوبصورت انداز سے سب سجایا گیا تھا۔ جیسے وہ پاکستان کا ہی کوئی علاقہ ہوا۔ اس نے خوشی سے شایان کو دیکھا۔

ہیپی برتھ ڈے۔۔۔ "وہ شایان کو شک سے دیکھ رہی تھی۔"

وہاں ایک طرف ہیپی برتھ ڈے مسز شایان لکھا تھا۔ اسے یہ نام زیادہ پسند آیا۔

کیک کٹ کرو۔۔ "منہا کی نظر اس چھوٹے سے کیک پر پڑی۔ وہ ون پاؤنڈ کا" بھی نہیں تھا۔ بالکل چھوٹا سا۔۔

منہا چھری سے اس کے پیس کیے۔ پکڑ کر شایان کو کھلایا جو اس نے منہا کی گال چومتے کھا بھی لیا۔ پھر اسے واپس کھلایا جو اسے پسند آیا تھا

ہیپی برتھ ڈے مائے وائف۔۔ منہا۔۔ "منہا چانک ٹھہر گئی۔"

یان مجھے منہامت بلایا کرو پلینز۔ "شایان اسے حیرت سے دیکھا۔"

پھر کیا کہو اور اچھا خاصا نام تو ہے۔ "شایان کو سمجھ نہیں آئی۔"

میں کسی کی منہا نہیں بننا چاہتی اور نہ ہی اپنے لیے کوئی منہا چاہتی ہوں۔"

شایان اسے سینے سے لگایا۔

اب تم میری بیوی ہو۔ کسی کی منہا نہیں۔ کسی کو میں تمہیں ایک سیکنڈ کے لیے بھی نہیں دوں۔ اب تم کسی کے اندھیرے وقت کی ساتھی نہیں ہو۔ ہم

دونوں روشنی اندھیرے، سردی، گرمی، جاڑے، دھوپ ہر وقت ہر لمحے

کے ساتھی ہیں۔ "منہا اس کے گرد بازو ڈالے۔

شایان جھکتے اس کا ماتھا چوما

تو مجھے کوئی نام بھی دو۔ میں اپنا پرانا سب کچھ چھوڑنا چاہتی ہوں یہ نام"

بھی۔ "شایان کو یہ کچھ مشکل لگا۔

تو کیا نام رکھوں؟ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا۔ "وہ واقعی نا سمجھی سے اسے دیکھ"

رہا تھا۔

جو تمہیں پسند ہو۔ "شایان مشکل میں آگیا۔"

ماہ رخ؟... "منہا کو پسند آیا۔"

تو میں آج سے تمہاری ماہ۔۔ "وہ مسکرایا۔ اچھا لگا تھا یہ نام اب۔"

نہیں ماہا۔ تم میری ماہا ہو۔ میری بیوی۔۔ "وہ مسکرا پی۔"

اسے بس اپنے پرانے تعاف سے چھٹکارا چاہیے تھا۔ جو اسے مل گیا۔ باقی

شایان کی پسند کا کوئی بھی نام ہو اسے اچھا ہی لگتا۔

شایان اسے سینے سے لگائے کھڑا رہا۔ وہ بھی اس کے ساتھ لگی خوش تھی۔

منہا خیام انکل تم سے ملنا چاہیں تو؟؟؟.. "منہا نے سراٹھایا۔ پھر جھکا لیا۔"

ابھی مجھے اپنے سنگ جینے دو پلینز۔ میں ابھی کچھ یاد نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔۔"

شایان نے ہاں میں سر ہلاتے پھر ان کی کوئی بات نہیں کی۔

عمان کا موسم بہار جیسا تھا۔ سورج بادلوں میں ڈوبا ہوا تھا دوپہر کے وقت۔۔۔

وہ دونوں سمندر کے پانی میں پاؤں ڈال کر بیٹھ گئے۔ وہ اتنا تو سمجھ چکی تھی
ڈوبنے پر بچانے والا کے ساتھ خود کی جان کی بازی لگا دینے والا مل چکا ہے۔
اب اسے کسی کا ڈر نہیں تھا۔

انہوں نے وہاں بہت اچھا وقت گزارا۔
منہا کو اپنی پہلی سالگرہ کچھ اچھی لگی۔

رات کو اسی لیے جگا رہے تھے؟؟؟.. "منہا کو ابھی یاد تھا۔"
ہاں مگر تم ہلی ہی نہیں۔ رات کو یہاں اتے تو ویو اچھا لگنا تھا۔ "وہ"
مسکرائی۔

شایان کے کندھے پر سر رکھتے ایک ہاتھ اس کے ہاتھوں میں دبایا۔
تمہارے ساتھ ہر ویو ہی اچھا ہے چاہے وقت کوئی بھی ہو۔ "شایان کو یہ"
اعتراف اس کے منہ سے سنتے زیادہ اچھا لگا۔

میں خوش قسمت ہو جسے اتنا چاہنے والی بیوی ملی۔ "منہا کے ہونٹوں پر"
آسودہ سی مسکراہٹ آئی۔

وہ پوچھنا چاہتی تھی کیا الیگزینڈر بھی یوں ہی خود کو خوش قسمت سمجھتا ہوگا
جب لیل اس سے اظہار محبت کرتی ہوگی مگر اس میں پوچھنے کی ہمت نہیں
ہوئی۔

یہ ان دونوں کے لمحات تھے۔ وہ ان میں کسی تیسرے کو نہیں چاہتے۔
... شایان؟؟

"...! ہوں

میں چاہتی ہوں اب سب مجھے ماہ رخ نام سے ہی جانے۔ "سر اس کے"
کندھے پر ہی تھا۔

ایسا ہی ہوگا۔ سب تمہیں ماہ رخ کہیں گیں اور میرے لیے ماہا۔۔۔ "وہ"
مسکرائی جب شایان نے یہ مسکراہٹ قید کر لی۔

گفٹ سر پر اُڑ ہے۔ جو تمہیں جلد ملے گا۔ "اسے بے صبری سے اس وقت"
کا انتظار تھا۔

منہا نے بغیر سمندر کی پرواہ کیے اس کے ہونٹوں کا بوسہ لیا۔ وہ تو شاک کی ہو گیا۔ منہا کی حرکتیں اسے شاک کر رہی دیتی تھیں۔

میری خواہش ہے ہم دونوں یوں ہی ساتھ مسکرائیں، خوش رہیں۔ "اس" نے مکمل دعا کی۔

آمین کہتے وہ دل سے اس دعا کے قبول ہونے کی خواہ تھی۔

بیٹھو گی مزید، کے چلیں؟؟؟.. 'دوپہر ہونے والی تھی۔ ان کی باتوں اور "

حرکتوں میں نا جانے کب وقت گزر گیا۔ وہ اندازہ ہی نہیں کر سکے۔

شایان ہم شان اور منسا کو بلا لیں یہاں۔ ساتھ سیلیبریٹ کریں گیں۔ میں "

دونوں سے اچھے سے واقف بھی ہو جاؤں گیں۔ "وہ کچھ نروس ہوتے بتا

رہی تھی۔

اوکے۔ اور گھبرانے کی ضرورت نہیں یار۔ وہ تمہاری بھی بہن ہی ہے۔۔۔ "

وہ مسکرا دی۔

شایان شان کو کال کرنے لگا۔ وہ دونوں سمندر ویو سے اٹھتے اب پاس ہی
ریسٹورنٹ میں آگئے۔ وہاں سے کھانا کھاتے وہ دونوں ان دونوں کا انتظار کر
رہے تھے۔ جو پارٹی کے نام پر اڑتے وہاں سے نکلے تھے۔

انہوں نے شایان کے میسوں سے کچھ کھانے کا کرہز تھا۔
اس بات کے لیے تو وہ پاگل تھے۔ بغیر جانے یہ کال کیوں اور کس مقصد کے
تحت کی گئی ہے۔ وہ بس نکل آئے۔ اور اب انہیں بس پہنچنا تھا جبکہ شایان اکتا
کر کھانا سٹارٹ کر چکا تھا۔

منسار ریسٹورنٹ میں داخل ہوتے ہی جاندار سی مسکراہٹ دی۔ وہیں کسی
دیکھنے والے نے یہ منظر کیپچر کر لیا۔ وہیں ہونٹوں نے سرگوشی کی اس
پری کو دیکھ کر۔

"اُنت نور عینی"

❖❖❖ تم میری آنکھوں کا نور ہو۔

منساب بیٹھی کھانا سٹارٹ کو چکی تھی۔۔ بغیر منہا اور شایان سے ملے ہی جبکہ
شان ان سے مل رہا تھا۔ منہا کو برتھ ڈے وش کر رہا تھا جو کافی خوش ہو رہی
تھی ورنہ ان دونوں کے حوالے سے اسے ڈر تھا۔

^^^

وقت گزرتے کبھی علم نہیں ہوا۔ ناجانے کیوں؟؟ انہیں بھی نہیں ہو رہا تھا۔
بس وقت گزرنے کا احساس ہو رہا تھا۔ لیل کے موڈ سوینگز اب شوہونے لگے
تھے۔ وہ ضد کرتی تھی۔

دن میں اسے جو رجینا سنبھال لیتی تو رات میں الیگزینڈر۔۔

الیگزینڈر کی محبت کی عادی وہ لڑکی سب بھول چکی تھی۔ ناجانے بھولنے
والے اتنی بڑی بھول کیوں کر جاتے ہیں۔ جو دوسروں کو تکلیف دے۔ مگر
وہ کر چکی تھی۔

محبت کے اندھے لوگ کبھی نظریں اٹھا کر دیکھ بھی نہیں پاتے۔ وہ بھی نہیں دیکھ پار ہی تھی۔ کسی اور بھی نہیں۔

لیل آجائیں... "الیگزینڈر کی آواز پر وہ اس کی طر پلٹی۔ مسکراتے اس کے " بازو میں بازو ڈالا۔

تم اتنے ہینڈ سم کیوں ہو؟؟؟.. "الیگزینڈر مسکرایا۔ جھکتے اس کا پیٹ چوما۔ وہ " بغیر بلش کے بھی سرخ پڑ گئی۔ الیگزینڈر کو یہ رنگ بدلنا بھایا۔ آپ کی نظروں کا کمال ہے۔ "لیل کھلکھائی۔ الیگزینڈر نے دل میں اس کی " نظر اتاری۔ جواج خوش تھی۔

چلیں اب؟؟؟.. "الیگزینڈر جھکتے اس کے ہونٹ نرمی سے چومے۔ وہ بغیر " مزاحمت کے کھڑی رہی۔ الیگزینڈر کے لمس میں صرف نعمی تھی۔ چلیں چلتے ہیں۔ "الیگزینڈر اس کو گود میں اٹھالیا۔

وہ دونوں نیچے اترے ہی تھے جب جور جینا وہاں آئی۔ وہ ابھی تیار سی نکلی تھی۔

لیل کو اسے دیکھ شرم سی ائی جبکہ اس کے تاثرات سپاٹ تھے۔

تم بھی چلی جاؤ اب۔ ہم بھی نکلنے لگے ہیں۔ "الیکزینڈر کوٹ ٹھیک کیا۔"
جور جینا ہاں میں سر ہلاتے وہاں سے چلی گئی۔ وہ الیکزینڈر اور لیل کے ساتھ
نہیں جا رہی تھی۔



ساری تیاریاں مکمل تھیں۔ ہر کوئی خوش تھا۔ ان میں بس ایک خیام ہی تھا جو
چہرہ چھپائے آنسوؤں روک رہا تھا۔
ہانیہ شرمائی سی ایک سائیڈ بیٹھی تھی۔ منسا اس کے ساتھ بیٹھی اسے چھیڑ رہی
تھی۔ شایان اور منہا یہاں نہیں تھے۔ شایان ان کے اس نئے پلان سے پہلے
ہی اسے یہاں سے لے جا چکا تھا۔

عمر خود کی مصروفیات میں اس سے ویسے بھی ڈھنگ سے نہیں مل پاتا تھا۔
اس لیے اسے زیادہ فیل ہی نہیں ہوا۔ منسا تو ہر وقت رہتی ہی شان اور عمر کے
ساتھ تھی۔ اور عمر اس لڑکی کو ٹھیک کرنے کی کوشش میں لگا رہتا مگر آج اس
خوشی کے موقع پر وہ ان کے ساتھ تھا۔

کچھ ہی دیر میں سب وہاں آ گئے۔ اگر نہیں تھے تو موسیٰ اور پری وہاں نہیں
تھے۔ انہیں کسی نے بتایا بھی نہیں۔ یہ الیگزینڈر کا حکم تھا جو ان کا پروگرام
جانتے اس نے دیا تھا۔

مبارک ہو۔۔۔ "لیل انعم کے گلے ملی۔ وہ مسکرائی۔۔۔ وہ خوش تھی۔"
رومان بھی خیام کا چہرہ دیکھ کچھ دکھی ہوا مگر انعم کے گھورنے پر مسکرا دیا۔
میری بیٹی... "ہانیہ فرقان کے گلے ملی۔"

ہانیہ کچھ حیران تھی۔ کہاں پہلے فرقان رومان کو دیکھنا بھی پسند نہیں کر رہا تھا
اور اب انکی رخصتی۔۔۔ وہ تو حیران ہو رہی تھی مگر اسے سب اچھا لگ رہا تھا۔

رومہ ہانیہ کے ماتھے کا بوسہ لیا۔ پھر سب لوگوں نے انہیں گفٹس دیے۔ وہ خاصے خوش تھے۔ ان میں سے کوئی بھی انے والے کل سے واقف نہیں تھا۔

اپنی بات پر قائم رہنا۔ "فرقان رومان کے ساتھ بیٹھتے اسے وارن کیا تھا" جیسے۔ وہ سر ہلا گیا۔

ویسی رونق نہیں ہے جیسے ہماری شادیوں پر تھی۔ "جانی کی بات پر وہ سب" مسکرائے۔

وہ بھی ان سب کا حصہ بنا تھا۔ ہارون اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ باپ کے اس حادثے کے بعد وہ ناجانے کیوں ایسا ہو رہا تھا۔

آپ کی شادی پر تو خاصی رونق تھی جانی صاحب۔۔ "فرقان نے طنز کیا وہ" کھل کر مسکرایا۔

کیا ہوا نروس کیوں ہو؟؟؟ "رومان جھکتے اس سے پوچھا۔ باقی سب اب اسی" بات پر جھگڑ رہے تھے۔

کچھ نہیں بس ویسے ہی۔ "ہانیہ کو ہلکا سا پسینہ آگیا۔ رومان نے ہاتھ بڑھاتے"
اس کا ہاتھ تھاما۔

دوسرے ہاتھ سے اس کا گھونگھٹ پیچھے کر دیا۔ وہ اس کا چہرہ دیکھ حیران رہ گیا۔ وہ سادہ سی رہنے والی ہانیہ آج بالکل مختلف لگ رہی تھی۔ اس پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا۔

میرادل دھڑکنا بھول رہا ہے۔ "ہانیہ کی حالت مزید خراب ہوئی۔ سب کو" اگنور کرتے وہ جھکا۔ نرمی سے اس کا ماتھا چوما۔

Everything for you and always be for
you..

وہ اس سرگوشی پر سرخ پڑتے چہرہ جھکا گئی۔ رومان ہلکا سا ہاتھ اس کے کندھوں کے گرد جمایل کر اسے اپنی آغوش میں بھر لیا۔
وہیں وہ سب اب بات گھما کر الیگزینڈر کی شادی پر لے آئے۔

اس روز تو مجھے لگا لیگزینڈر دماغ سے چلا گیا۔ کبھی اپنا دل حق مہر میں لکھوا"
رہا تھا تو کبھی جائیداد۔۔" جانی کی بات پر لیگزینڈر نے اسے گھورا۔
وہ تواج بھی اس نے اپنی وائیٹ روز کے نام کر رکھی ہیں۔" فرقان نے بھی"
حصہ لیا۔

Call her Bhabhi not white rose.

لیگزینڈر کے سخت لہجے پر اس نے ہاتھ کھڑے کرتے ہاں میں سر ہلایا۔ وہیں
رومہ گہرا مسکرائی۔ فرقان نے اسے گھورا۔

اب نکلو سبھی۔ زیادہ وقت ہو جائے گا پھر۔۔" لیگزینڈر نے گھڑی"
دیکھیں۔ وہاں دس بج رہے تھے۔ ویسے بھی وقت زیادہ ہو رہا تھا۔ لیل نے
ہلکی بلیک کلر کی شال سے اپنے وجود کو چھپا رکھا تھا حالانکہ ابھی اس کا پیٹ اتنا
واضح نہیں تھا مگر وہ پھر بھی کو نشیسی ہو جاتی تھی۔۔

ہانیہ پھر نعم نظروں سے سب سے ملی۔ فرقان کے سینے سے لگتے وہ رونے لگی۔ فرقان بھی بیٹی کی رخصتی پر نظریں نم کر گیا۔ مگر یہ ہی اچھا تھا۔ اس کے مستقبل کے لیے یہ ضروری تھا۔

رومان اپنی گاڑی خود ہی ڈرائیو کر رہا تھا۔ بس اس کے ساتھ گارڈز کی گاڑیاں تھیں۔ ان کے ساتھ ہی انعم بھی لیل اور باقی سب سے ملتے خیام کے ساتھ وہاں سے چلی گئی۔

الیکزینڈر خیام کو دیکھا۔ اسے خیام سے بات کرنے کا موقع نہیں ملا تھا مگر وہ ادا اس تھا اور وہ یہ بات محسوس کر سکتا تھا۔ اس نے کل بات کرنے کا سوچا۔ فرقان اور رومہ کو بھیج وہ جانی کی طرف آیا جسے ہارون ساتھ واشروم لے کر گیا تھا۔ اس کا زخم اب ٹھیک تھا۔ ڈیڑھ ماہ سے زیادہ وقت صرف اس کے اس زخم کو کچھ حد تک ٹھیک ہونے میں لگے۔ مومنہ کا نشانہ پکا نہیں تھا ورنہ وہ اب تک خالق حقیقی سے جا ملتا مگر گولی گئی بہت گہری تھی۔ جسے نکالتے عمر کو

اسے اچھا خاصا چیرنا پڑا۔ وہ زخم گہرے ہو گئے اس لیے اسے ریکور کرنے میں وقت لگ رہا تھا۔

پری سے بات ہوئی تمہاری؟... "الیکزینڈر کے سوال پر جانی نے ناں میں "سر ہلایا۔

نا جانے اب یہ کن مسائل میں پڑا ہے۔ اس کے دو گارڈز ہر وقت گھر کے "باہر پہرہ دیتے ہیں۔ صرف ہمارے نہیں تم سب کے بھی۔ جو اسے ساری انفارمیشن دیتے رہتے ہیں۔ محترم کا کہنا ہے اسے اب ہم پر اعتبار نہیں۔ "جانی مسکراتے کندھے اچکائے۔

جیسے کہ رہا ہو تمہارا ہی بیٹا ہے تم پر ہی جائے گا۔ ہارون کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے الیکزینڈر اس سے اگے کا پلان پوچھنے لگا جو وہ بخوشی بتا رہا تھا۔ اسے بھی اپنے بابا کی طرح الیکزینڈر کا بزنس جوائن کرنا تھا جبکہ جانی اس کی اس فرمائش پر اسے گھورا۔

بز نس کرو گے تم۔ انسانوں کی طرح ورنہ جوتے پڑیں گیں۔ موصوف کو"

مافیہ میں جانا ہے۔" ہارون نے اس چھترول پر منہ بنایا۔ جانی اسے اچھی خاصی

جھاڑ پلا چکا تھا۔

یار میں بھی بہت پابندیاں لگائی تھیں نتیجہ صفر نکلا۔ وہ پھر بھی اسی کام کی"

طرف چل پڑا۔" الیگزینڈر کی بات پر جانی نے ہارون کو دیکھا۔

اسے میں سیدھا رکھوں گا۔ یہ ذرا مافیہ کا سوچ کر تو بتائے۔ ہم سب اس"

دل دل میں پھنسنے ہیں بہت ہے۔" ہارون باپ کا موڈ دیکھ وہاں سے چلا گیا۔

لیل کھڑی مومنہ سے بات کر رہی تھی۔ کچھ ہی دیر تک وہ چاروں بھی وہاں

سے نکلے۔۔

سب ہی اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔ سارے ویٹراب وہاں سے سامان

اٹھا رہے تھے۔

رومان کی گاڑی سیدھا گھر آئی تو اس کی وجہ چاروں طرف سے گھیرے جانے

والا گارڈز کی گاڑیوں تھیں۔ اس نے دیکھا وہ گارڈز بھی اس کے اندر داخل

ہونے تک وہیں کھڑے رہے۔ انعم اور خیام ابھی پیچھے تھے۔ ہانیہ نروس ہونے لگی۔

رومان اس کا ہاتھ تھامے اسے گھر کے اندر ہال میں لے آیا۔

نروس مت ہو۔ پہلے بھی اتنی ہو تم اس گھر میں۔ "رومان اسے چل کرنا" چاہا۔

مگر پہلے آپ کی بیوی بن کر تو نہیں آتی۔ "اس کے ہونٹوں سے پھسلا وہ" مسکرایا۔

رومان اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھا۔

میں تو شروع سے جانتا تھا تم میری بیوی بنو گی۔ "رومان کا انداز فریفتہ"

ہونے والا تھا۔ وہ گھبرائی۔ چہرے پے شرم و حیا کی لالی چھانے لگی۔

یہ بھی جانتا تھا تم بھی مجھے ہی سوچو گی۔ "رومان اس کے اور اپنے درمیان"

فاصلہ ہی نہیں چھوڑا۔ سرگوشی کرتے وہ اس کی ناک سے ناک ٹچ کر گیا۔

رومان کی گرم سانسیں اسے گھبرانے پر مجبور کرنے لگیں۔

تم بہت پیاری لگتی تھی مجھے بچپن سے۔ بس تم سے اریٹھ سا شو کروا تا۔"
کہیں تمہیں کسی غلط نظر سے دیکھنا نہ شروع کر دوں۔" رومان راز کھول رہا
تھا۔

ہلکا سا پکڑ کر اس کے گلے سے وہ جیولری کی ہک کھولی۔ وہ اس کی گود میں آ
گری۔ رومان نے پکڑتے اسے ٹیبل پر پھینک دیا۔ ہلکی سی آواز گونجی۔ اس
کے بعد پھر خاموشی چھا گئی۔

تم واحد ہو جو مجھے گھٹنوں کے بل لا سکتی ہو۔ مجھے کالج میں بھی تم کسی اور"
لڑکے سے بات کرتی برداشت نہیں ہوتی تھی۔ اور جو تمہیں ان میں سے
غلط نظر سے دیکھتا میں اسے سزا دیتا۔" یہ بات تو وہ بھی جانتی تھی۔۔ وہ
شروع سے اسے پروٹیکٹ کرتے آیا تھا۔

خواہ وہ کوئی پروفیسر ہی کیوں نہ ہو جسے ٹھکرک جھاڑنے کے لیے کالج کی
بچیاں پسند آ جاتیں۔ اسے سخت نفرت تھی ان ٹیچرز سے اور رومان ان سب
کا صفایا کر چکا تھا صرف اس کے لیے۔۔۔

کیا میں تمہیں اچھا نہیں لگتا تھا؟؟؟.. "رومان نے اس کے بالوں کی لٹ"
چہرے سے ہٹائی۔ نرمی سے وہاں ہونٹ رکھے۔ اس کا دل تو جیسے دوسو کی
سپیڈ سے دوڑا۔ رومان کی پرفیوم کی خوشبو اس کے وجود میں جانے لگی۔ اس
کی سانسوں میں اترتی وہ مہک اسے مسمرا کر لگی تھی۔
بس ڈر لگتا تھا۔ جب آپ کسی کو بھی مارتے تھے۔ "رومان نے ہلکی وہ لٹ"
کھینچی۔ جواب دینے پر مجبور ہو گئی۔

تم بہت کیوٹ تھی بچپن میں۔ مجھ پر غصہ بھی کرتی تھی۔ بڑی ہو کر تو بس"
ڈرنے لگی۔ میں چاہتا تھا تم واپس پہلے جیسی بن جاؤ۔ "رومان کے لہجے میں
ابھی بھی خواہش تھی۔

مان۔۔ "اس نے ہچکی بھری۔ رومان اس کے گلے کی ہڈیوں پر اپنے نشان"
چھوڑ رہا تھا۔ وہ اس طرح حال میں اس حرکت پر سرخ پڑی۔ ابھی خیاں
انعم آجاتے۔ اسے سوچ کر ہی شرم آئی۔۔

جی جانِ مان۔۔ "سرگوشی کرتے وہ مزید نیچے جاتا جب قدموں کی آہٹ پر"
دور ہو۔ ہانیہ کا ڈوپٹہ درست کرنا نہیں بھولا تھا۔ ہانیہ کی نیک بونز پر سرخ
نشان دکنے لگے تھے جو وہ کسی کو نہیں دیکھانا چاہتا تھا۔

وہیں ہانیہ تو یوں ہو گئی جیسے بھری محفل میں اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ
رومانس کرتے پکڑی گئی ہو۔ رومان اس کا ہاتھ پکڑتے دبایا جو ڈر رہی تھی۔
رومان آرام کر لو تم دونوں اب۔ بچی کو یہاں کیوں بٹھایا ہے؟.. "انعم کے"
پوچھنے پر وہ ہانیہ کا ہاتھ تھامتے اٹھا۔

بس موم جانے لگے تھے۔ بس ہانیہ کو پر سکون کر رہا تھا "ہانیہ مزید سرخ"
ہوئی۔ وہ اسے کس طرح پر سکون کر رہا تھا اگر وہ یہ جان جاتی تو بیٹے کو بس
گھورتی۔۔

اچھا جاؤ اب۔۔ "خیام کی نظریں ویران تھیں۔ ان میں شکوہ تھا۔ جس سے"
نظریں چراتے رومان اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

انعم بھی خيام کے لیے دودھ لینے کچن میں چلی گئی۔ ساتھ اسے میڈیسن بھی دینی تھی۔ اس کا ہارٹ اٹیک والا دن وہ آج تک نہیں بھولی تھی۔ اس کا ہر ممکن خیال وہ خود رکھ رہی تھی اب۔ صرف اسی وجہ سے۔ وہ خيام کو کبھی کھونا نہیں چاہتی تھی۔

واشروم اس طرف ہے۔ کپڑے میں نکال دیتا ہوں۔ تم فریش ہو جاؤ۔ " ہانیہ اس کے ناچھیڑنے پر سکون میں آگئی۔

وہ کپڑے لیتے آرام سے واشروم میں چلی گئی۔ جب وہ واپس آئی رومان کپڑے بدلے اب سادہ سے شرٹ ٹراؤزر میں تھا۔

.. اس کے ساتھ ہی اسے وہ کچھ الجھا ہوا اور اس لگا

یہاں آ جاؤ۔ " وہ ہچکچاتے رومان کے کھلے بازو پر سر رکھتے لیٹ گئی۔ "

رومان نے اس کی طرف کروٹ بدلی۔

تھک گئی ہو؟؟؟.. " اس نے معصومیت سے ہاں میں سر ہلایا۔ وہ واقعی کافی " تھک چکی تھی۔

سو جاؤ میری جان۔۔۔ "رومان اس کا ماتھا چومتے اس کے بالوں میں انگلیاں"

چلانے لگا۔ وہ کچھ ہی دیر میں رومان کی بانہوں میں سکون کی نیند میں اتر گئی۔

وہیں رومان الجھا ہوا تھا۔ وہ نہیں سمجھ پارہا تھا۔ ایک فیصلہ لے تو چکا تھا مگر

اب اس پر عمل مشکل تھا۔ اس قدر مشکل کہ اسے لگ رہا تھا وہ اپنی روح

کہیں پیچھے چھوڑ جائے گا۔ اسکے پاس صرف جسم بچے گا

مگر وہ مرنا نہیں چاہتا تھا۔ زندگی سے بھرپور سانسیں لینا چاہتا تھا۔

مائے لائف۔۔۔ "سرگوشی کرتے وہ ہلکا سا اوپر ہوا۔ نرمی سے ہانیہ کے"

ہونٹوں پر ہونٹ رکھے۔ وہ تڑپی۔ وہ نرمی سے سختی کی طرف جارہا تھا۔

اس کی شدتوں نے ہانیہ کو اٹھا دیا۔ رومان اس کے دونوں ہاتھ قابو کرتے اوپر

پن کر دیے۔ وہ محلنے لگی۔ اس کی سانسوں کی رفتار کم ہو رہی تھی۔۔۔

مگر وہ مست سا اپنی پیاس بجھا رہا تھا۔ اچانک ہانیہ کے ہاتھ بے جان ہو کر نیچے

گرے۔ تب وہ پیچھے ہوا۔ ہانیہ تڑپ کر سانسیں بھریں۔ رومان اس کی

حالت دیکھتے لب دبائے۔

بہت محنت کرنی پڑے گی مجھے تم پر۔۔" ہانیہ کی نیند سے بھری آنکھوں میں "نیند کے خمار کے ساتھ غصہ بھی تھا۔ جو شایان اپنی حرکتوں سے اسے نیند سے اٹھا چکا تھا۔

سو جاؤ لٹل وانٹی۔ ورنہ مشکل ہو جائے گا۔" رومان کی بے بسی پر اس کے "پسینے چھوٹے۔ وہ گھبراتے فوراً سے آنکھیں موند گئی۔ اس کی نظروں میں اب شرم و حیا کے تاثر تھے۔

رومان کے سینے میں منہ دیے وہ گھبرا رہی تھی جب رومان کا ہاتھ اس کا سر تھپکنے لگا۔ وہ اچانک ہی ہر سوچ کو بھول گئی۔ اس کے گرد بازو ڈالتے وہ آنکھیں بند کر گئی۔ رومان اس کا ماتھا چوما۔

وہ اس کے لمس کو روح تک محسوس کرتے کچھ ہی دیر میں پھر سو گئی۔ رومان کی بھی ساری سوچوں کا رخ اچانک بدل گیا۔ وہ بھی جلد ہی نیند میں اتر گیا۔ جبکہ چہرے پے کچھ سختی سی تھی۔

الیگزینڈر اور لیل دونوں گاڑی میں جا رہے تھے۔ ان دونوں کی نظریں ایک دوسرے کے سنگ ہی تھی جب ان کی گاڑی پر کسی نے گولی چلائی۔ گاڑی بلٹ پروف تھی۔

الیگزینڈر اچانک چوکنہ ہوا۔ گارڈز بھی اس نے خود ہی بھیج دیے تھے۔
الیگزینڈر لیل کا سوچتے سپیڈ بڑھادی۔ مگر ہاتھ شیشے سے باہر نکالتے اس نے
فائر کرنا نہیں بھولا جو سیدھا اس گاڑی کے شیشے پر لگا جو چکنا چور ہوتے
سامنے بیٹھے ڈرائیور کو چھباتا تھا۔ ساتھ ہی گاڑی بل کھاتے سڑک کنارے جا
لگی۔

الیگزینڈر ہاتھ اندر کرتے شیشے اوپر کر دیے۔
پریشانی کی کوئی بات نہیں وائیٹ روز۔ "الیگزینڈر دیکھا اس کا چہرہ پیلا پڑ چکا
تھا۔

پھر الیگزینڈر گاڑی کی سپیڈ فل بڑھادی۔ وہ جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتا تھا۔ مگر
ابھی لیل کو ٹریگر کرنا نہیں بھولا۔ جو ابھی اس حادثے ہر ہی اٹک چکی تھی۔

الیگزینڈر کے ہونٹوں کا ایک زوردار حملہ اور بس وہ اس کے سینے پر مکے
برساتے اب اسے گھور رہی تھی جس نے اس کے ہونٹوں پر اچھا خاص زخم
دے دیا تھا۔

وائیٹ روز۔ آپ مجھے نہیں روک سکتیں۔ اپنی قربت سے دور تو کبھی "
نہیں کر سکتیں۔" اس کے انداز میں چیلنج تھا۔ لیل نے اس سے نظریں
چرائی۔ پیٹ پر ہاتھ رکھے وہ گڑ بڑاتے باہر دیکھنے لگی مگر وہاں تو صرف اندھیرا
تھا۔ وہ پھر بھی الیگزینڈر کی طرف دیکھنے سے اعتراض برتنے لگی۔
اور یوں بے مقصد باہر دیکھتے ہی نا جانے وہ جب نیند میں اتر گئی۔ الیگزینڈر
کمرے میں بھی اسے گود میں اٹھا کر لے گیا۔
اسے کمرے میں لیٹاتے موبائل اٹھایا۔
سٹیفن روڈ سے ایک گاڑی سے ٹکرا ہوئی ہے میری۔ اسے حراست میں "
لو۔" وہ لوگ فوراً حکم کے مطابق نچلے۔

الیگزینڈر فریش ہونے چلا گیا۔ جب واپس آیا تو موبائل واہیریٹ کر رہا تھا اس نے اٹھا لیا۔

سروہاں کوئی نہیں ہے۔ "الیگزینڈر ہاں میں سر ہلاتے کھڑکی کے پاس آیا۔" باہر نکل کر بالکونی سے گھر کو ایک نظر دیکھنے لگا۔

اوکے۔۔ وہاں کسی سے پوچھو۔ "مگر وہاں تو ہر شخص ایسے کسی حادثے سے" ہی مکر گیا۔ الیگزینڈر سمجھ چکا تھا اب اسے وہ نہیں ملیں گیں مگر تب وہ گاڑی روکنے کا رسک بھی نہیں لے سکتا تھا۔

اوکے نظر رکھو فلحال وہاں۔ "الیگزینڈر کہتے پلٹا۔"

لیل سوئی جاگی کیفیت میں بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھیں نیند سے بھری تھیں۔ الیگزینڈر اس کے ساتھ ایٹا تو وہ واپس سر اس کے کندھے پر رکھتے لیٹ گئی۔ اس کی نیند کھلنے کا اصل مسئلہ ہی الیگزینڈر تھا جو اس سے دور تھا۔

جانی اور مومنہ دونوں کار میں اکیلے تھے۔ ہارون عمر کے ساتھ چلا گیا تھا۔
شان تو ویسے ہی منسا کو ساتھ لے گیا۔ وہ دونوں بہن بھائی تو عمان کے ہر
ریسٹورنٹ کا کھانا چیک کر چکے تھے۔ ان کی صبح و شام بس کھانا کھانے میں ہی
گزر جاتی تھی۔ باقی سب تو ان کے لیے بے معنی تھا۔

ہارون عمر کے ساتھ ہو سپٹل آیا۔ وہ مسکراتے اپنے بھانجے کو دیکھنے لگا جو آج
خوش تھا ورنہ پچھلے ایک حادثے نے اسے اداس کر دیا تھا۔
کیا سوچا ہے پھر اگے؟؟.. "عمر کے سوال پر اسے ہانیہ کی رخصتی کے بعد کا"
لمحہ یاد آیا۔ وہ مسکرا دیا۔

ارادے تو ماموں مافیہ جوائن کرنے کے ہیں۔ بابا مافیہ میں ہیں یہ جان کر تو"
نا جانے کیوں مختلف سی فیلنگ آرہی ہے۔ "عمر ناں میں سر ہلایا۔
میرے ساتھ چلو گے یاں یہاں ہی بیٹھو گے؟؟.. "وہ عمر کے کیمین سے"
فائل لینے آئے تھے۔

میں یہاں بور ہو جاؤں گا۔ ساتھ ہی چلتا ہوں۔ "عمر نے موسٹ ویلکم"
والے تاثر دیے۔

عمر اس کے ساتھ اسی لڑکی کے پاس آیا۔ جو اپنا چیک اپ کسی اور سے کروانے
کو تیار نہیں ہوتی تھی۔

کیسی ہو گرل؟؟؟.. "اس نے ایک نظر ڈاکٹر کے پیچھے کھڑے اس لڑکے کو"
دیکھا۔ وہ بغیر کوئی تاثر دیے بیٹھی رہی۔

یہ میرا بھانجا ہے۔ کچھ نہیں کہے گا۔ "عمر کو لگا وہ ڈر رہی ہے۔ ہارون نے اپنا"
چہرہ دیکھا۔ وہ ڈراونا تو نہیں تھا۔

ہارون تم ڈاکٹر میتھین کے ساتھ چلے جاؤ۔ وہ تمہیں بور نہیں ہونے دیں"
گیں۔ "ہارون کا منہ کھل گیا۔ وہ اس لڑکی کو گھورتے وہاں سے چلا گیا۔ جو
اس کو اسی کے ماموں سے دور کر چکی تھی۔

اس کے جانے پر اس لڑکی نے سراٹھایا۔ اب وہ عمر کے سوالوں کا جواب
ہاتھ سے دے رہی تھی یاں لکھ کر۔

وہیں ہارون بڑبڑاتے اس ڈاکٹر کے پاس جانے کے بجائے عمر کے کیمین میں آ گیا۔ اور وہاں ہر چیز کو چھیڑتے اسے آخر کوئی تو کام کی چیز ملی۔
یہ اس لڑکی کی فائل تھی۔ وہ اسے پڑھنے لگا۔ اسے اس کی ساری معلومات ہی عجیب لگی۔

Strangest girl i have ever seen.

بڑبڑاتے وہ فائل واپس رکھی۔ وارڈ بوائے سے شیک منگواتے وہ پینے لگا۔
کچھ دیر تک عمر آ جاتا تو وہ دونوں منسا اور شایان کو جوائن کرتے جو کسی
ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے کا سوچے تھے۔ حالانکہ انہیں بھوک نہیں تھی
مگر سویٹ کھانے میں کیا برائی تھی۔ تو وہ دونوں بھی وہی ٹرائے کر لیتے۔

^^^

حارث پریشان سا بیٹھا تھا۔ وہیں موسیٰ کو کوئی فکر نہیں تھی۔ وہ اس کی زبانی
سب سنتے بھی پر سکون تھا۔

وہ میری گیم میں مجھے ہی پھنسانا چاہتے ہیں واو۔ "آخر میں لہجے میں ستائش"
تھی۔

فکر مت کرو۔ میں دیکھ لوں گا۔ تم جاؤ۔ "حادثہ اٹھتے چلا گیا"
وہ اندر آیا۔ وہاں پری نہیں تھی۔

سر وہ سوئمنگ پول کی سائیڈ گئی ہیں۔ "بیلا اس کی نظریں دیکھ جواب دیا۔ وہ"
اوپن کچن میں کام کر رہی تھی۔ یہ پری کی فرمائش تھی۔ جس کا کہنا تھا وہ اس
سے بات کرے۔

موسیٰ وہیں آ گیا۔ وہ چیئر پر لیٹی دھوپ کے مزے لوٹ رہی تھی۔ موسیٰ کو
اتے دیکھ مسکرائی۔

کیا کر رہی تھی؟؟؟.. "موسیٰ کے سوال پر اس نے منہ بنایا۔"
موسیٰ یہاں سگنل کیوں نہیں اتے۔ میں پرانی ویڈیوز دیکھ دیکھ کر تھک گئی"
ہوں۔ "وہ مسکرایا۔

پانی پیو تم۔ اور پر سکون کرو خود کو۔ "موسیٰ کی بات پر وہ اسے گھورتے بوتل "تھام گئی۔۔

کچھ ہی دیر میں موسیٰ شرٹ اتارتے سوئمنگ پول میں کود گیا۔ وہیں پر ہی اسے دیکھتے منہ بگاڑا۔ وہ اس کی شکایات کیوں نہ سنتا تھا جو اسے اس جگہ سے تھیں۔ یہ پریگنسنسی کی وجہ سے وہ ہر چیز سے چڑچڑی ہو جاتی

موسیٰ تیرا کی کر رہا تھا۔ اسے اچانک ایک شرارت سو جھی۔ وہ سوئمنگ پول میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئی۔ جب موسیٰ اس کی طرف آیا تو ہاتھ سے بائے کا سائن دیا۔ وہ مسکراتے دوسری طرف کو سوئمنگ کرنے لگا۔ پری نے جلدی سے بوتل کھولتے ہونٹوں سے لگائی۔ موسیٰ کے پلٹنے سے پہلے واپس رکھ دی۔

موسیٰ اس کی طرف آیا۔ وہ جو ہونٹوں کے ڈیزائن بنا رہی تھی تھم گئی۔ موسیٰ اس کی ٹانگوں کے گرد دونوں ہاتھ رکھے اونچا ہو رہا تھا۔۔

پری نے ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا۔ دوسرا اپنا چہرہ اس کے چہرے پر جھکایا۔ ہونٹوں کا پاؤٹ بناتے وہ جیسے اس سے لپ کس مانگ رہی تھی۔
موسیٰ کو اس کی ادا پسند آئی۔

... وہ خود بھی اس کے ساتھ بیٹھتے اس کے ہونٹوں پر جھکا مگر یہ کیا؟؟
فوارے کی صورت میں پانی اس کے چہرے پے آگرا۔ ابھی مزید اتنا جب موسیٰ نے وہ فوارہ ہی اپنے ہونٹوں سے لاک کر دیا۔

موسیٰ اس کے ہونٹوں ہر جھکا سختی سے اس کے ہونٹوں میں دبا سارا پانی اپنے ہونٹوں سے نکالتے پی گیا۔ اب تو جیسے وہ اس کے ہونٹ بھی پینا چاہتا تھا۔ وہ اس کی شدتوں پر سسک بھی نہیں سکی۔

موسیٰ تو ناجانے کیسی سختیاں دیکھنا چاہ رہا تھا جو بھول گیا وہ ابھی بچی ہے اور اس کے بچے کی ماں بھی بننے والی ہے۔ بس اس کو یاد تھا تو اس کی سانسیں پینا۔

بے بی گرل کیوں پنگے لیتی ہو مجھ سے جب برداشت نہیں ہوتا؟.. "پری"
نے کھینچ پر مکہ اس کے سینے پر مارا۔ وہ پیچھے کو فرش ہر لیٹ گئی۔ موسیٰ بھی اس
کے ساتھ ہی لیٹا۔

پری سانسیں بھر رہی تھی۔ اس کے وجود کے خدو خال نمایاں ہوتے اسے
دلکش بنا رہے تھے۔ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ اس کے پیٹ کا ہلکا سا نظر آتا
ابھار سب سے زیادہ اٹریکٹو تھا۔

مائے بے بی گرل آئی مس یو سوچ۔ "موسیٰ کی بات وہ نہیں سمجھی۔"
مگر میں تو تمہارے پاس ہی ہوں۔ "پری کی بات پر موسیٰ اس کے وجود پر"
ہوا۔ مگر سارا وزن اپنے ہاتھ ہر تھا۔ اپنا ذرا سا بوجھ بھی پری پر نہیں ڈالا۔
مجھے تم ہر پل یاد آتی ہو۔ دل و دماغ سے کہیں جاتی ہی نہیں۔ بس ہر لمحہ "
تمہیں ہی سوچتے رہنا چاہتا ہوں۔ "دیوانوں کی طرف کہتے پری کی گال پر
داڑھی رگڑی۔ وہ منہ بناتے ہلکا سا مسکرائی۔

کیوں؟؟؟.. "موسیٰ جواب دینے کے بجائے اب ہاتھ پیچھے ہٹا دیا۔ اب وہ"
اس کے ہونٹوں ہر جھکا۔ مگر اب نرمی سے اس کی سانسیں پی رہا تھا۔ پری
دونوں ہاتھ اس کی گردن میں باندھ گئی۔

موسیٰ اس کے سر کے پاس دونوں ہاتھ رکھے۔ اس کے وجود ہر جھکے نرمی سے
اب اس کے کندھوں پر آ گیا۔

پری تڑپی۔ وہ سسکی تھی مگر موسیٰ مزید اس کو تڑپانے لگا۔

کیا ہوا گر ہم یہاں رات گزائیں؟؟.. "وہ دونوں پول کے کنارے تھے۔ ذرا"
ساہلتے اور پانی میں گر جاتے۔ مگر وہ اپنی پری کو کبھی گرنے نہیں دے سکتا
تھا۔

موسیٰ نو!... "وہ چیخی۔"

یس موسیٰ کی جان۔۔ "اپنے لفظوں پر زور دیتے اس نے بہت زور سے"

پری کی بیوٹی بونز پر دانت گاڑے۔ وہ سسکتے دہکی مگر موسیٰ کے سامنے
مزحمت فضول تھی۔۔

میں سوچ رہا ہوں کچھ دنوں کے لیے واپس چلیں؟؟ اب تو ڈیڑھ ماہ ہونے والا ہے۔ "موسیٰ کے لہجے میں اداسی سی آسمائی۔

نو!... بابا نے کہا تھا جب تک وہ خود نہ کہیں میں تمہیں واپس نہ آنے دوں.. "موسیٰ نے ابڑواٹھائی۔

اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے کروٹ بدلتے اسے خود پر کیا۔ زیادہ دیر سخت فرش پر لیٹنے سے اس کی کمر میں درد اٹھتا جو وہ نہیں چاہتا تھا۔ پری کی صحت اور درد کا خیال تو وہ خود سے بھی زیادہ رکھتا تھا۔

اور تمہارے یہ بابا کب کا حکم دیں گیں؟... "انداز طنزیہ تھا۔"

معلوم نہیں۔۔ مگر موسیٰ تم کہیں نہیں جاؤ گے۔ "موسیٰ نے اسے یوں دیکھا جیسے بچے کو بہلاتے وقت دیکھتے ہیں۔۔

اور تم مجھے روکو گی کیسے؟؟... "پری دونوں بازو اس کے کندھے پر رکھے۔"

کیا تمہیں لگتا ہے میں نہیں روک سکتی؟... "پوچھتے انگلی موسیٰ کی گردن پر ٹریس کی۔

موسیٰ تو اس کا انداز دیکھتے رہ گیا۔

بیوی کیوں مرنا چاہتی ہو؟؟؟ "موسیٰ کے ہونٹوں کی سرگوشی اس نے"
بخوبی سنی مگر انور کرتے اس کی شرٹ کے بٹن کھولتے وہاں ہونٹ رکھے۔
موسیٰ سر پیچھے ٹکا گیا۔

اب وہ مزید اوپر ہوتے اس کے وجود کو اپنے ہونٹوں سے چھوتے اسے بتا رہی
تھی وہ کیسے روکتی۔

موسیٰ کیا میرا یہ انداز تمہیں نہیں روک سکتا "موسیٰ لب دبائے اوپر ہوا۔"
روم میں چلتے ہیں۔۔۔ "اسے یوں ہی لیتے پہلے بیٹھا اور پھر اس پھولوں سی"
نازک لڑکی کو گود میں اٹھالیا۔ وہ تو دیکھتی رہ گئی۔ موسیٰ کی شرٹ کے پہلے
تین بٹن کھلے تھے۔ نیچے سے ابھی بند تھی۔ اس کے لب خشک ہوئے۔

موسیٰ ان ہونٹوں کی نمی پہلی ہی پی چکا تھا۔ اوپر سے اس کی حرکتیں۔

اس کا تو گلاتک خشک ہو گیا۔ اس نے موسیٰ کا چہرہ دیکھا اور پھر اس کی
آنکھیں۔

ان نظروں میں اس کے وجود کی طلب تھی۔

موسیٰ پلیز۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ "موسیٰ ٹھہرتے اسے دیکھا۔ وہ بیک"

سائیڈ سے ہی کمرے میں جا رہے تھے۔

اچھا چلو پہلے اس بھوک کا علاج کرتے ہیں۔ "اسے اٹھائے ہی کچن کی"

طرف آیا۔ بیلا اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔

کیا کھاؤ گی؟؟.. "موسیٰ اسے شلف پر بٹھاتے دونوں ہاتھ اس کے گرد"

رکھے۔

ا م م م م... میکرونی اینڈ کباب اور کڑا ہی نان۔۔ "موسیٰ اس کی فرمائش"

دیکھی۔

اپنی صحت دیکھی ہے؟؟.. "موسیٰ مزاق سے ہو چھتے گوشت نکال کر"

دھونے لگا۔ وہ پہلے ہی صاف تھا۔ اس نے بس چند منٹ پانی میں بھگونا تھا۔

ہاں دیکھی ہے۔ مگر یہ بھوک اس کو لگی ہے۔ "ہاتھ سے پیٹ کی طرف"
اشارہ کیا۔ پر یگننسی میں اسے بہت بھوک لگتی تھی اور اس کے مطابق سارا
قصور اس بے بی کا ہی تھا۔

موسیٰ اس کے لیے کھانا بناتے اسے بھی ٹیسٹ کرواتا۔ پھر اچانک وہ مسکرایا۔
باہر حارث پودوں کو پانی دے رہا تھا۔ یہ اس کی ڈانٹ کا ہی کمال تھا۔
جاؤ فریش ہو او۔ ہھر کھانا کھاتے ہیں۔ "موسیٰ اسے نیچے اتر۔ اس کے"
کپڑے گیلے ہو چکے تھے۔ وہ موسیٰ کی گال پر ہونٹ رکھتے اوپر کو بھاگی۔
پری آرام سے۔۔ "وہ پیچھے سے چیخا۔"

وہ اوپس سوری والے تاثرات دیتے آرام آرام سے چلنے لگی۔ موسیٰ ناں میں
سر ہلاتے باہر آیا۔

دوبارہ کوئی حرکت؟؟؟ "حارث ناں میں سر ہلایا تو وہ واپس کچن میں آیا۔"
وہاں سے کھانا نکالتے حارث کو دیا۔ جو پائپ بند کرتے اپنے کاٹیج میں چلا گیا۔
وہ بہت کم ہی محل میں آتا تھا ورنہ اس کا اس جگہ سے کوئی واسطہ ہی نہیں تھا۔

موسیٰ پھر پری کے آنے پر اس کے لیے کھانا لگایا۔ وہیں پڑے برتن بتا رہے تھے بیلا کھانا کھا چکی ہے۔ بس وہ تینوں کی بھوکے تھے۔

^^^

میم اگلا حکم؟... "اس کے پاس کھڑے ایک فٹ فاٹ لڑکے نے ہو چھا جو" سپیشل اس کی سیکرٹری کے طور پر پوائنٹ ہوا تھا۔ اس لڑکی کو منظر عام پر لے آو۔ اس کی شناخت ان کے سامنے آجائے۔" تبھی تو مزائے گا "آخری لائن خود سے بڑ بڑائی۔ وہ یس کہتے چلا گیا۔

بہت احسان فراموش ہو تم بلیک کنگ۔ ایک تھینکس بھی نہیں کہا۔ بہت نا" امید ہوئی ہوں میں۔ "افسوس بھرے تاثرات سے کہتے قہقہہ لگایا۔ وہ کچھ دیر مسکراتے اس پوسٹر کو دیکھتی رہی پھر اپنے کام کے لیے نکلی۔

^^^

ماہا؟؟؟.. "منہا نے سراٹھاتے اسے دیکھا۔"

وہ دونوں کچھ دن گھومنے کے لیے پہاڑ کی چوٹیوں ہر اے تھے منہا کو بہت
مزا آرہا تھا۔ شایان کے سنگ جینا اچھا لگ رہا تھا
سچ بتاؤ گی؟؟.. "منہا نے سراٹھاتے اسے دیکھا۔ فرائیڈ رائس کی پلیٹ"
وہیں چھوڑی۔۔

بلکل بھی جھوٹ نہیں بولوں گیں۔ "وعدہ والے تاثرات سے کہا۔"
وہ لڑکی کون تھی جس کا تم نے کہا مانا تھا۔ ہماری شادی والے دن۔۔ "منہا"
کی نظریں جھکیں۔ وہ ناخن سے ٹیبل کھرچنے لگی۔
پھر ایک دم نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

میں نے اسے زیادہ پاس سے نہیں دیکھا مگر وہ جو رجینا سے ملتی ہے۔ یاں"
شاید جو رجینا ہے۔ "اور شایان وہیں جم گیا۔ وہ پتھر کا پتلا بن گیا۔

تو کیا غداران کے اپنے اندر تھے۔ اور وہ باہر ڈھونڈ رہے تھے۔ وہیں منہا
ہونٹ کاٹ رہی تھی۔ شایان نے انگھوٹے کی مدد سے اس کا ہونٹ آزاد
کرواتے ناں میں سر ہلایا۔

وہ اس پاس دیکھنے لگی۔ اچانک سے سرخ پڑتے وہ چہرہ چھپا گئی۔ شایان
مسکرایا۔ اپنی ساری سوچوں کو بعد کے لیے رکھتے ابھی وہ ان حسین لمحوں کو
انجوائے کرنا چاہتا تھا۔ جو وہ پورے دل سے کر رہا تھا۔



شکر ہے اپ واپس آئے۔ "عمر مسکرایا۔"
اس کے ساتھ بیٹھتے صوفے کی بیک سے ٹیک لگائی۔
چلیں پھر؟؟؟... "عمر کچھ دیر بعد آرام کرنے کے بعد بولا۔"
چلتے ہی۔۔ "ابھی الفاظ اس کے منہ میں تھے جب ایک پریشان سی نرس"
وہاں آئی۔ وہ بغیر پوچھے ہی دروازہ کھول کر سامنے کھڑی ہوتی بے تابی سے
بولی۔

سر وہ پیشینٹ بہت، میسٹرک ہو رہی ہے۔ "عمر فور ابھاگا۔"

ہارون بھی اس کے پیچھے ہی گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ دونوں دروازے پر تھے۔ وہ لڑکی ہر چیز اپنے پاس سے دور پھینک رہی تھی۔ ڈرپ تک اس نے نکال پھینکی تھی۔ اس کے ہاتھ سے بے دردی سے ڈرپ کی سوئی کھینچنے سے خون نکل رہا تھا۔

عمر پریشان ہوتے آگے آیا۔ اس نے سائیڈ پر پڑی میڈیکل انسٹرومنٹ میں سے چاقو پکڑ لیا۔

وہ ہاتھ سے دور رہنے کا اشارہ کرنے لگی۔ عمر اسے پریشانی سے دیکھ رہا تھا۔ "ہارون عمر کو پریشان دیکھ آگے آیا۔

اس نے ایک نظر ان دونوں کو دیکھا۔

"Uncle, look there..."

وہ لڑکی فوراً سے دوسری طرف دیکھنے لگی۔

ہارون نے ہاتھ بڑھاتے چاقو کھینچ لیا۔ وہ پریشان ہوا۔ یہ لڑکی کیا ہے۔ عمر نے شکر کیا۔ وہ لڑکی اب ان دونوں کو ڈرتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

Don't be scared. We are here with you.

ہارون کی بات اسے اچھے سے سمجھائی تھی۔ اس نے پلکیں جھپکیں۔

"Do you want water?..."

ہارون نے نرس کو اشارہ کیا۔ وہ پانی لے آئی۔ ہارون نے پانی کا گلاس بیڈ پر رکھا۔ اس نے ڈرتے اٹھایا۔ پورا گلاس ایک ساتھ ختم کرتے اس کی نظریں ان سب پر بھی تھیں۔ کہیں وہ اس پر حملہ نہ کر دیں۔

شکر یہ یار۔۔ "ہارون نرمی سے مسکرایا۔ عمر اس کے پاس آتے اس کا کندھا"

تھپکا۔ اب وہ لڑکی ٹھیک تھی۔ نرس نیچے سے چیزیں اٹھانے لگا۔

فوڈ؟؟؟؟ "اس نے پلکیں جھپکیں۔ ہارون نے عمر کو دیکھا۔ وہ اس کے"

لیے خود ہی کھانا لینے چلا گیا۔

"Do you like to eat fast food??..."

ہارون اپنی رو میں بہتے پوچھا۔ سٹول کھینچ کر اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔
اس نے نا سمجھی بھرے تاثرات دیے۔

"We are going for dinner. Will you come
with us?.."

اس نے پلکیں جھپکیں۔ وہیں عمرا یا۔

ماموں اسے بھی ساتھ لے جائیں۔ دیکھیں ڈول سی ہے۔ پھر باہر جائے گی۔
گھومے پھرے کی تو جلدی ٹھیک ہو جائے گی۔ "عمر نے اس لڑکی کو دیکھ۔
اس کے تاثرات ایسے ہی تھے جیسے وہ راضی ہو۔

ہارون سکندر؟.. اس نے اسے سخت سیکیورٹی میں رکھنے کا کہا۔ "ہارون"
نے ہونٹ چبایا۔ پھر اس لڑکی کو دیکھا۔ وہ شاید ان کے تاثرات سے بات
سمجھ رہی تھی۔ اسے وہ ادا اس اچھی نہیں لگی۔

ہم ہیں ناں ساتھ۔ ہم خیال رکھ لیں گیں۔ گارڈز کی گاڑی بھی ساتھ ہو۔
گی۔ "عمر اس لڑکی کو دیکھ مان گیا۔

اور کچھ ہی دیر میں وہ سب ڈنر کرنے ہاف مون میں اکھٹے تھے۔ ناجانے یہ کون سا ڈنر تھا جو رات کے بارہ بجے ہو رہا تھا۔ وہ لڑکی عمر اور ہارون کے درمیان مگر فاصلے پر رکھی چیر پر بیٹھی تھی۔

منسا شان کے ساتھ بیٹھی تھی مگر نظریں ہارون پر تھیں۔ جن سے اسے الجھن ہو رہی تھی۔

ہارون نے اس لڑکی کو پلیٹ میں برگر اور فرائزر رکھ کر دیں۔ اس نے چپ چاپ ایک سائیڈ سے تھام لیں۔ وہ ذرا سمٹ کر بیٹھی تھی۔ نرمی سے کھا رہی تھی۔ ہارون نے محسوس کیا وہ کسی کو ہاتھ نہیں لگانے دیتی۔ اب ناجانے اس کی کیا وجہ تھی مگر اس نے بعد میں عمر سے پوچھنے کا سوچا۔

ہارون تم بھی لو۔ "عمر کی موجودگی کی وجہ سے اس نے دانت پیستے پلیٹ" لے لی۔ ورنہ ابھی اس کی ستھری کر دیتا۔

شان اب تمہاری باری ہے شادی کی.. "عمر نے اسے چھیڑا۔"

نو وے بابا۔ میری لاش بھی نہیں ملے گی اگر ممّا کے بغیر شادی کی تو۔ "عمر"
کھلکھلایا۔ ہیر کا ذکر اچھا لگا تھا۔

تو پھر منسا کی کر دیتے ہیں۔ میرے پسند کے لڑکے سے۔ "زور دیتے کہا۔ وہ"
شرمانے کی ناکام کوشش کرتے شان کے کندھے کے پیچھے چھپی۔
مکمل فلاپ۔۔ "منسا منہ بناتے اس کے کندھے پر دھمو کہ جڑ دیا۔"
اچھا میری ہی کر دیں۔ "ڈھٹائی سے کہا۔"

اب اتنی ہے اپنی اصل حالت میں۔ "شان پھر بعض نہیں آیا۔"
تو پھر میں ڈھونڈو لڑکا؟؟؟۔ "عمر شرارت سے پوچھا۔ وہ مسکرائی۔"
ڈھونڈتا کیا ہے اپنے بھانجے سے کر دیں۔ "ہلکی سی آواز میں کہا۔ شان ہی"
سن سکا۔ عمر موبائل پر اتنے میسجز کی طرف متوجہ ہو گیا۔ شان نے ہارون کو
دیکھا۔

وہ خود کو مصروف ثابت کر رہا تھا۔ عمر اس کی بارہ چودہ سال ہی تھی مگر
پر سنیلٹی سے وہ بیس بائیس سال کا لگتا۔ اس کا قد، گوری رنگت، بلٹ
(چھاتی) سب جانی سے ملا تھا۔

منسا کی نظریں ہارون پر تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی وہ شان کو کیا بتا چکی ہے۔
منسا اب ہم چلتے ہیں۔ بابا کو ابھی ہو اسپتال جانا ہے واپس۔۔۔ "منسا چونک کر"
اسے دیکھا۔ اس کی سنجیدگی سمجھ نہیں آئی مگر اس کی سرخ ہوتی نظروں پر
اٹھ گئی۔ ہارون اس لڑکی کو پانی ڈال کر دے رہا تھا۔ شان اسے اگنور کرتے
اگے چلا۔

اچھی بات ہے پریکٹس کرو۔ کل کو میرا خیال بھی تو رکھنا ہے۔ "ہارون کا"
ضبط ازمانا نہیں بھولتی تھی وہ۔

اس کے جاتے ہی ہارون نے زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارا۔ وہ اچھلی۔ ہارون اسے
معذرت کرتی نظروں سے دیکھا۔
وہ کھانا ختم کر چکی تھی۔

"Shall be go?.."

اس نے فوراً گردن ہاں میں ہلائی۔ عمر نے انہیں دور سے کھڑے ہوتے دیکھا۔ بل شان دے چکا تھا۔ وہ ہاتھ سے دو منٹ کا اشارہ کرتے وہیں کھڑا رہا۔

ہارون اسے لے کر باہر آ گیا۔ اسے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بٹاتے وہ خود فرنٹ پر بیٹھ گیا۔ گاڑی عمر نے ہی آکر ڈرائیو کرنی تھی۔ اس لڑکی اور عمر کو ہو سپیٹل چھوڑا اب گارڈز اسے گھر چھوڑنے آئے تھے۔ وہ اس قدر تھک چکا تھا فوراً ہی اپنے کمرے میں بیڈ پر اوڑھ لے کر گیا۔

Shamless girl.

منسا کی حرکت یاد آئی تو کڑوے دل سے کہتے وہ لائٹس اف کر گیا۔ اسے نیند آ رہی تھی۔ وہ اس بے شرم لڑکی کو مزید نہیں سوچنا چاہتا تھا۔

^^^

الیکزینڈر سورج کی کرنوں پر بیدار ہوا۔ سورج کی روشنی سامنے لگے وال مرر
سے ٹکراتے اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ وہ رات کو پردے برابر کرنا
بھول گیا تھا۔

الیکزینڈر اٹھا۔ سب سے پہلا دھیان فون پر گیا۔ ابھی اس نے فون اٹھایا ہی
جب کسی کی کال آئی۔

Surprise..

اس نے کوفت سے فون اٹھایا۔ یہ نا جانے کیوں اس کا پیچھا نہیں چھوڑ
رہی / رہا تھا۔

بولو!.." وہ اٹھتے پردے برابر کرنے لگا۔ لیل کی نیند میں خلل نہیں ڈالنا"
چاہتا تھا۔

"You don't know about morning
greetings".

تم صبح کی سلامتی کے بارے میں نہیں جانتے۔" الیکزینڈر اسے اگنور کیا۔"

میں تم جیسوں پر سلامتی بھیجنا فرض نہیں سمجھتا۔ "وہاں اس کے چہرے پر"
گہری مسکراہٹ چھائی۔

احسان فراموش ہو تم۔ "جتانا نہیں بھولا۔"

او کے پھر؟... "الیگزینڈر نے آج لوکیشن ٹریس کرنے کی کوشش نہیں"
کی۔ یہ حرکت فضول تھی۔ یہ جو کوئی بھی تھا نہیں پکڑا جاسکتا تھا۔

"Don't be confused, I am a girl.."

الیگزینڈر ٹھہر گیا۔ وہ یہ ہی سوچ رہا ہے۔ یہ وہ کیسے جانتی تھی۔

پریشان مت ہو بلیک کنگ۔ بس یہ بتاؤ شکر یہ کب ادا کرو گے؟؟ جان بچائی"

ہے تمہاری میں نے۔ "الیگزینڈر اب واپس ہوش میں آیا۔

اور جو لڑکیاں اٹھائی تم نے وہ؟؟.. 'وہ تیز لہجے میں بولا۔ وہاں کھلکھاہٹیں"
گو نجیں۔

تو ایک لڑکی دی بھی تو ہے تمہیں۔۔ "الیگزینڈر اس کی بات نہیں سمجھا۔"

کس کی بات کر رہی ہو تم؟... "الیگزینڈر کی چھٹی حس بیدار ہوئی۔ کچھ"
غلط نہ ہو جائے۔

پہچان لو۔ اب بولو شکریہ۔ میں نہ ہوتی تو آج اپنی وائٹ روز کو یوں محبت"
بھری نظروں سے نہیں دیکھ رہے ہوتے تم۔ "الیگزینڈر واقعی وہاں کھڑا
لیل کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظروں میں واقعی محبت تھی۔
کیا وہ کوئی جادو گر تھی یا اس کمرے میں کوئی کیمرہ لگا تھا۔ مگر یہ کمرہ تو بالکل
پروف تھا۔ پھر ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔

Don't be worry. I am game changer..

کھلکھلا کر کہتے کال کاٹی۔ الیگزینڈر تو کچھ دیر تک ہل ہی نہیں سکا۔ یہ لڑکی اتنا
سب کچھ کیسے جانتی تھی۔

مارک؟... "وہ باہر اتے چیخا۔ کچھ ہی دیر میں وہ سیول وردی میں گارڈ"
حاضر تھا۔

میرا کمرہ سارا چیک کرو۔ کہیں کوئی کیمرہ کچھ بھی ہو تو فوراً بتاؤ۔" کہتے ہی "اگے بڑھا۔ الیگزینڈر نے عربی میں بات کی تھی۔ حالانکہ الیگزینڈر اسے امریکہ سے ساتھ لایا تھا مگر عمان میں رہتے اسے اپنے گارڈز اور ملازموں سے عربی میں بات کرنے کی عادت ہو چکی تھی۔

الیگزینڈر لیل کو گود میں اٹھاتے دوسرے روم میں لے گیا۔ وہ گہری نیند میں تھی۔ ہلی بھی نہیں۔ وہ خود فریش ہونے گیا۔ اس کا دماغ پھٹ جاتا۔ یہ کون...!! تھی اور اس کی وائٹ روز

وہ کیسے جانتی تھی وہ لیل کو وائٹ روز کہتا ہے۔ اس نے شاور کے نیچے کھڑے شاور بند کیا۔ ہاتھوں سے بال پیچھے کیے جو گیلے سے اس کے چہرے پر گر رہے تھے۔ اس کی نظروں میں سوال تھا۔

وہ پریشانی سے ٹاول کھینچتے اپنے وجود پر لپیٹتے باہر آیا۔ کپڑے کھینچتے ہینگر سے الگ کیے۔ کچھ ہی دیر میں وہ مارک کے ساتھ اپنے کمرے میں موجود تھا۔

ایک ایک کو رپھاڑ دو۔ مجھے یہاں سے کچھ نا کچھ ملنا چاہیے۔ "اس کے ساتھ"
دو مزید آدمی کام پر لگ گئے۔ وہ ہر چیز کو پھاڑ کر ہی چیک کرنے لگے۔ ایک
ایل ای ڈی کھولے اسے چیک کر رہا تھا۔ ایک کمرے کی ہر لائٹ کھول کر
نیچے اتار چکا تھا۔ کمراسار اگندہ ہو چکا تھا مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔
وہ بس اپنے سوالوں کے جواب چاہتا تھا۔

سلی بلیک کنگ۔۔ "بڑ بڑاتے وہ جینز شرٹ پہنے لڑکی باہر نکلی۔ پھر ایک"
کمرے کے سامنے رکی۔ ہاتھ بڑھاتے کھولا۔
ہیلو بابا!.. کیسے ہیں؟ اچھے تو نہیں ہوں گیں۔ مگر آج آپ کا دوست اپنے"
انجام کو پہنچ جائے گا۔ اس نے اپ کے ساتھ اچھا نہیں کیا تھا۔ "ان کی
نظروں میں دیکھا۔ وہ مفلوج ہو چکے تھے۔ انہیں اس بات سے زیادہ اپنی بیٹی
کی اس حالت کا دکھ تھا۔

I am getting ready for taking revenge..

وہ بائے والے انداز میں ہاتھ ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔ اس کے بال لہلاتے رہے۔ ان کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔

اس کے جانے کے فوراً بعد ایک نرس آیا۔ اب وہ انہیں نہلانے لے جا رہا تھا جبکہ وہ اپنی بیٹی سے ملنا چاہتے تھے۔
مگر یہ ممکن نہیں تھا۔

^^^

الوداع۔ پھر ملاقات ہوگی۔ کسی خوبصورت دنیا میں۔ تاحیات کے لیے۔
اس کا ہاتھ تھامے بیٹھا وہ اچانک اٹھا۔ اس کی ہتھیلی چومی۔ انعم کی نظریں پانی سے بھر گئیں۔ مگر وہ نہیں رکا۔ اچانک اس سے دور جانے لگا۔ اس طرف صرف سیاہی تھی۔ وہ کچھ بول ہی نہیں پار ہی تھی۔ اس کی زبان جیسے مفلوج ہو چکی ہو۔ اچانک اس کے وجود میں توانائی آئی۔ اب اس کا سایہ تک نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کا دل لرزا

خیام۔۔۔ "وہ زور لگا کر چیخی۔"

انعم پر سکون سی سو رہی تھی۔ مگر اچانک ڈرتے آنکھیں کھولیں۔ اس نے

چاروں طرف دیکھا۔ وہاں خیام نہیں تھا۔ وہ ڈری۔

خواب میں بھی وہ اس سے دور جا رہا تھا۔

وہ بغیر شال اور جوتے کے ہی بیڈ سے اترتے ہر جگہ چیک کرنے لگی۔ واشروم

ہر جگہ دیکھ لینے کے باوجود اسے خیام کہیں نہیں ملا۔

رومان اچانک ٹھک ٹھک پر اٹھا۔ کوئی بہت برے طریقے سے رو رہا تھا۔

ساتھ دروازہ بھی کھٹکھٹا رہا تھا۔ وہ چونکتے جلدی سے اٹھا۔

ہانیہ بھی گھبراتے اٹھ چکی تھی۔ رومان اسے نظروں سے پر سکون کرتے

دروازہ کھولا۔ سامنے ہی ہریشان حال انعم کھڑی تھی۔

مان۔۔۔۔۔ مان۔۔۔۔۔ مان۔۔۔۔۔ "رومان بھی پریشان ہوا۔"

ماما کیا ہوا بابا کو؟؟؟ "وہ اس چھوڑ خیام کے کمرے کی طرف آیا۔ وہاں کوئی"

نہیں تھا۔

اس نے ہر جگہ چیک کی۔ مگر خیاں یہاں ہوتا تو ملتا۔ وہیں ہانیہ انعم کو سنبھال رہی تھی۔ جو خیاں کا نام لیتے رو رہی تھی۔ رومان بار بار اس کا نمبر بھی ٹرائے کر چکا تھا مگر وہ کال ہی نہیں اٹھا رہا تھا۔ اور اچانک اس کا نمبر ہی بند جانے لگا۔ اب رومان گھبرا یا۔

اما آپ کو کچھ بتایا بابا نے؟؟ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ "انعم ناں میں سر ہلایا۔" اس میں بولنے کی ہمت نہیں تھی۔

ممان۔۔۔ الیگ۔۔۔ گزینڈر۔ "وہ مشکل سے بولی۔ وہ فوراً سمجھ گیا۔ وہیں" کھڑے اس نے ماں کو سینے سے لگایا

ایک ہاتھ سے فون پر کال ملاتے کان سے لگایا۔

ہیلو انکل؟.. "الیگ زینڈر جو اس لڑکی کی کال کے بعد سب چیک کر رہا تھا" فون اٹھا گیا۔

کیا؟؟؟.. "اس کا سنتے ہی رماغ گھوم گیا۔"

کب؟.. "اب ماتھے پر بل ائے۔"

مجھے تب کیوں نہیں بتایا؟.. "اسے غصہ آیا۔ نا جانے وہ کب سے غائب تھا۔"
سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھو۔ میں اتا ہوں۔ "کہتے ہی وہ مارک کو سب ٹھیک"
سے چیک کرنے کا حکم دیتے باہر بڑھا۔

رومان فوراً سے اس کمرے کی طرف ایسا کہ چیک کر سکے۔ انعم کو ہانیہ کے
پاس ہی بٹھایا جو ساس کی حالت دیکھتے پریشان تھی۔
جورجیا میم کا خیال رکھنا۔ اور سیکیورٹی ڈبل کر دو۔ جتنی ہے اس سے مزید"
ڈبل۔۔ "وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔ ہر جگہ اب کنگ پیلس کے گرد صرف گارڈز
تھے۔ الیکٹرک لائنز تک پھیلا دی گئی تھیں۔۔

الیکزینڈر پریشانی سے جا رہا تھا جب اسے اچانک خیال آیا۔ کیا اب اس کے
پچھے وہ لڑکی تھی یاں پھر وہ نسا دشمن؟... "وہ سوچنے لگا۔

کچھ ملا؟؟؟.. "رستے میں ہی رومان کو کال کی۔"
نہیں انکل۔ "الیکزینڈر نے ہونٹ دبائے۔"

میں آفیس جاتا ہوں۔ وہاں سے اس کی لوکیشن مل جائے گی۔ تم انعم کو"
سنجھالو۔ نہیں تو اسے کنگ مینشن چھوڑ کر آفیس آ جاؤ۔ ہانیہ کو اکیلا مت
چھوڑنا۔" رومان او کے کہتے اٹھا۔

ہانیہ چلو۔" رومان ان کی ایک بھی سنے بغیر انہیں ساتھ لے گیا۔"
ماما پلسز چپ کر جائیں۔ بابا کو دکھ ہو گا آپ کو روتے دیکھ۔ میں وعدہ کرتا"
ہوں بابا آپ کے سامنے ہوں گیں بلکل ٹھیک اور صحیح سلامت۔" انعم اس
کی طرف امید سے دیکھا۔

رومان وہ میرا واحد سہارا ہے۔ پلیز اسے کچھ مت ہو۔" رومان نے ماں کے "
سر پے ہاتھ بھیرا۔ جھکتے اس کا ماتھا چوما۔ وہ روتے لرز رہی تھی۔
میرا وعدہ ہے کچھ نہیں ہو گا۔ وہ بلکل ٹھیک ہو گئیں۔" کاش وہ وعدہ کرنے "
سے پہلے جان لیتا وہ اللہ نہیں ہے عبد اللہ ہے۔ اور اللہ کے بندے کبھی نہیں
جان سکتے چند پل بعد ان کی زندگی کیسی ہو گی۔ مگر وہ تو کسی اور ہی کی زندگی کی
.. گارنٹی دے رہا تھا۔ بغیر جانے نا جانے وہ ابھی بھی زندہ ہے کہ نہیں؟؟؟

ان دونوں کو وہاں اتار وہاں فیس آیا۔ فرقان بھی وہیں تھا۔ وہ دونوں مصروف سے لگے تھے۔ ان کے گھر کے پاس سارے کیمرے لگ چکے تھے۔ جانی کی طبیعت خرابی کے باعث اسے کچھ نہیں بتایا گیا تھا۔ وہ نہیں چاہتے تھے وہ اس حالت میں یہاں اٹھ آئے۔

رومان گارڈز؟؟؟.. "الیکزینڈر لیپ ٹاپ پر جھکے ہی پوچھا۔"

بے ہوش پڑے ہیں۔ سب کے وجود بے سدھ ہے۔ انہیں گن کی بیک "سائیڈ مارتے بے ہوش کر دیا گیا۔" الیکزینڈر نے اسے دیکھا۔

"وہ خیاں کو کچھ نہیں کریں گیں۔ مجھے یقین ہے۔"

فرقان ظنزیہ مسکرایا۔

سکندر ہوش میں اجاؤ۔ انہوں نے پیسوں کے لیے اغواہ نہیں کیا ہو گا خیاں "

کو۔" فرقان کی بات پر رومان کی نظروں میں نمی چمکی۔ اس کا باپ تھا وہ۔

پہلے منہا کی وجہ سے ادا اس تھا۔ اب اس کی وجہ سے اور اب تو وہ ان سے دور ہی ہو گیا۔

چاچو۔۔ "الیگزینڈر فرقان کو نظروں سے چپ کرواتے اس کے پاس آیا۔"
کچھ نہیں ہو گا خیام کو۔۔ بہادر بچے ہو تم تو۔ "الیگزینڈر اسے سینے سے"
لگاتے حوصلہ دیا۔

چاچو وہ میری وجہ سے اداس تھے۔ وہ پریشان تھے مگر میں ان کی نہیں سنی۔"
وہ مجھ سے روٹھ گئے ہیں۔ پلیز انہیں واپس لے دیں ورنہ میں کبھی خود کو
معاف نہیں کر پاؤں گا۔ "فرقان ان کے ایمو شنل ڈرامے کو نہ دیکھ فوٹیج
دیکھ رہا تھا۔۔

وہ ضرور واپس آئے گا۔ "رومان کے آنسو صاف کرتے بولا جبکہ وہ اس میں"
یہ بولنا بھول گیا نا جانے زندہ کے مردہ۔۔

الیگزینڈر یہ دیکھو۔۔ "وہ فوراً رومان کو چھوڑا اس طرف آیا۔"

وہاں خیام گزرتے نظر آ رہا تھا۔ اس کی حالت نڈھال تھی۔ جیسے وہ گہرے
دکھ میں ہو۔ رومان کا سر جھکا۔ اس کے باپ کی یہ حالت اس کی وجہ سے تھی
وہ خود سے بھی کیسے نظریں ملاتا۔

پھر اچانک اس کے پاس ایک لڑکا آیا۔ اس سے کچھ کہا۔ وہ اس کے ساتھ چل پڑا۔ اور اگے وہ کیمرے کی ریخ سے باہر تھے جبکہ مزید کسی کیمرہ میں کچھ ریکارڈ ہی نہیں تھا۔ وہ بری طرح سے تپے

کس جگہ کی ویڈیو ہے۔ "رومان نے ان کے گھر سے کچھ دور روڈ کا ذکر کیا۔" الیگزینڈر اب وہاں کا چیک پوسٹ چیک کرنے لگا۔ یہاں تو گاڑیاں رجسٹر ہو کر گزرتی ہوں گیں۔ مگر کوئی بھی گاڑی ایسی نہیں تھی جیسی اس ویڈیو میں۔ نہ ہی وہ لڑکا کہیں تھا۔

فرقان تم یہاں رہو۔ میں اور رومان وہاں جا کر چیک کرتے ہیں شاید کچھ مل جائے۔ "اس نے ہاں میں گردن ہلائی۔ وہ دونوں چلے گئے۔ پیچھے فرقان پاس کے کسی اور کیمرہ تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر پہلی دفہ اس کے لیے یہ کام مشکل ہوا۔ وہ نہیں جان سکا کیوں؟؟

لیل کمرے کو حیرت سے دیکھا۔ ابھی اسی حالت میں باہر جاتی جب نظر
صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے کچھ پڑھتی جو رجینا پر گئی۔

سکندر؟؟؟.. "اس نے جلدی سے پوچھا۔"

سر کسی کام سے گئے ہیں۔ "اس نے ہاں میں سر ہلاتے پیچھے ٹیک لگائی۔"
فریش ہو جائیں۔ میں جو س لاتی ہوں۔ "لیل بھی آرام سے اٹھ گئی۔"
الیکزینڈر کی کمی شدت سے محسوس ہوئی۔ اس کا بالوں میں ہاتھ چلا کر اٹھانا
بہت مس کیا اس نے۔

وہ جب تک فریش ہو کر باہر نکلی جو رجینا آگئی۔ لیل نے لائٹ گرین کلر کی
سادہ سی قمیض اور پلاز وپہنا تھا۔ ڈوپٹہ پھیلا کر کندھوں پر ڈال لیا۔ یہاں کوئی
لڑکا نہیں تھا۔

میم آپ باہر نہیں جاسکتیں۔ "لیل اسے حیرت سے دیکھا۔"
کیوں؟؟.. "لیل ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے ہی پوچھا۔"

آپ کے روم میں کچھ کام ہو رہا ہے۔ باہر کے لڑکے ہیں وہاں۔ "وہ اوہ کہتے" بیٹھ گئی۔

یہ انعم کی آواز ہے۔۔ "وہ چونکی۔ پھر بغیر جورجیا کو دیکھے ہی نیچے آئی۔ انعم" رورہی تھی۔ وہ آدمی سارے اسی کمرے میں تھے۔ ان کی مجال جو ایک نظر اٹھا کر بھی کہیں دیکھ سکتے۔ عمان کے بلیک کنگ کا گھر تھا یہ اور اس کی ملکہ رہائش پذیر تھی یہاں۔ اس گستاخی پر وہ جان سے جاتے جوا نہیں بہت عزیز تھی۔

انعم کیا ہوا؟؟؟ "ممتا بھرے انداز میں پوچھتے اسے سینے سے لگایا۔" ل۔۔۔ نخ۔۔۔ یام۔۔۔ "لیل نے ہانیہ کو دیکھا۔ انعم تو بات ہی مکمل نہیں کرپا" رہی تھی۔

خیام انکل کا کچھ معلوم نہیں ہو رہا۔ صبح سے نہیں مل رہے۔ "جورجیا کو" حیرت ہوئی مگر چہرے پے کوئی تاثر نہیں تھا۔

جورجیا کیا سکندر اس لیے گیا ہے؟۔۔ "اس نے تیز نظروں سے پوچھا۔"

مجھے نہیں معلوم۔ مجھے سرنے نہیں بتایا۔ "لیل اسے گھورتے انعم کو"
صوفے پر بٹھاتے اس کے ساتھ ہی بیٹھی۔

جور جیا پانی لانا پلینز۔۔ "وہ فوراً سے کچن سے جگ اور گلاس لے آئی۔ لیل"
نے خود ہی پانی ڈالتے انعم کو پلایا۔ جو ایک گھونٹ بھرنے کو بھی تیار نہیں
تھی۔

مگر ضد کرنے پر پی گئی۔

سکندر ڈھونڈ لے گا خیام کو۔ تم رومت شاباش۔ "ان کی خوشی کو ناجانے"
کس کی نظر لگ گئی یاں شاید یہ مصیبت لکھی تھی ان کی قسمت میں۔۔
لل۔۔۔ یل وہ ب۔۔ ہت اداس تھا۔۔ اک۔۔ چھ"

د۔۔۔ دنوں۔۔ س۔۔ے۔ "لیل نرمی سے اس کے بال سہلاے۔

وہ مل جائے پھر اس سے پوچھ لینا وہ کیوں اداس تھا۔ ابھی تو تم دونوں کو"
ساتھ رومان کے بچوں کو کھلانا ہے۔ اتنا تھوڑا سا تھا تو نہیں میرے دیور کا تم
سے۔ "آخر میں اسے ہلکا پھلکا کرنا چاہا۔

انعم پھر بھی کچھ سننے کو تیار نہیں تھی۔

آخر لیل نے اسے نیند کی گولیاں پانی میں ملا کر پلا دیں۔ تب جا کر وہ کچھ چپ ہوئی۔ مگر پھر بھی دھیمے لہجے میں وہی باتیں جاری تھیں۔

جور جیا انعم کو اس کمرے میں لیٹا آؤ جہاں میں سو رہی تھی۔ "اس نے حکم" کی تکمیل کی۔

انعم کو گود میں سنبھال کر اٹھاتے اس کمرے میں لیٹایا۔ پردے برابر کرتے اس نے کمرے میں اندھیرا کر دیا۔ لیل کے رشتے ان کے لیے قابل عزت تھے۔

ابھی مت آؤ۔ پھر کبھی۔ ابھی معاملہ بگڑ چکا ہے یہاں بھی۔ سب پریشان ہیں۔ "جور جیا سیڑھیوں پر آتے کسی سے بات کرتے نیچے آتے ہی کال کاٹی۔

جور جیا پلینز کچھ ہلکا پھلکا بنا دو۔ "وہ کچن میں چلی گئی۔ ایک لمبی سانس کھینچی۔"

It's too difficult to handle this woman..

وہ کھانا بناتے حاضر تھی۔

ہانیہ بچے کھانا کھاؤ۔ "ہانیہ سمجھی وہ اپنے لیے منگوار ہی ہیں اب ان کی بات" سنتے وہ نروس ہوئی۔

سوری۔ مگر ہماری فیملی میں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ خیام کچھ ادا اس تھا یقیناً خود ہی "کہیں خود کو لاک کر لیا ہو گا۔ بے فکر ہو کر کھانا کھاؤ میں سکندر سے پوچھتی ہوں۔" اس نے ہاں میں گردن ہلائی جبکہ لیل یہ نہ بتا سکی یہ ایک فرضی کہانی ہے جو اس نے سنائی۔

یہاں مافیہ میں کوئی خود کو قید نہیں کرتا سب کسی دوسرے کو قید کرنا چاہتے ہیں بلکہ کرتے ہیں وہ بھی بخوشی۔

یس وائیٹ روز؟... "لیل اس کی آواز میں بھی تیزی محسوس کی۔ یقیناً وہ" گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

تم کہاں ہو اور خیام؟؟.. "الیکزینڈر لمبی سانس لی۔"

میں خیام کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ اور خیام لاپتہ ہے۔ جہاں سے آخری بار دیکھا"
گیا میں وہاں جا رہا ہوں۔ وہ کچھ ادا اس تھا۔ "لیل کچھ ادا اس اور فکر مند ہوئی۔
سکندر خیام مل جائے گا ناں؟؟؟.. "لہجے میں فکر تھی۔ وہ اچھے سے جانتی"
تھی انعم کو صرف خیام سنبھال سکتا ہے اس کے بغیر وہ ادھوری ہے۔
انشاء اللہ۔۔ آپ دعا کریں۔ "لیل کو وہ جھوٹے دلا سے نہیں دے سکا۔"
لیل نے دل میں آمین کہا تھا۔

انعم اور ہانیہ؟؟؟.. "الیکزینڈر کے سوال پر رومان کے بھی کان کھڑے"
ہوئے جبکہ نظریں سڑک پر تھیں۔

انعم کو نیند کی گولی دے کر سلا یا۔ ہانیہ کو کھانا بنوا کر دیا ہے۔ بچی ہماری وجہ"
سے بہت پریشان ہے۔ شادی کی پہلی صبح ہی یہ سب تو نہیں سوچا ہو گا اس
نے۔ سکندر پلیر جلدی ڈھونڈیں خیام کو۔ "آخر میں منت کا سا انداز تھا۔

لیل ڈونٹ۔ آپ بس حکم دیتی اچھی لگتی ہیں۔ منت مت کیا کریں پلیز۔"
میں اپنی ملکہ کو جھکا کر کبھی خوش نہیں ہو سکتا۔" بے بسی سے کہا۔ وہ اس
حالات میں بھی اسے مسکرا نے پر مجبور کر گیا۔

پھر میرا حکم مان کر ہی اسے ساتھ لے کر لوٹنا۔" الیگزینڈر نے جی کہتے کال"
کاٹی۔ وہ دونوں مطلوبہ جگہ پر پہنچ چکے تھے۔ الیگزینڈر نے گاڑی روکی۔
جبکہ لیل بھول گئی اسے ساتھ زندہ سلامت ساتھ لے کر لوٹنا بھی کہنا تھا۔
ساتھ لے کر صرف لوٹنا ہو تو مردہ بھی ساتھ لوٹ سکتا ہے۔ مگر وہ نہیں
جانتی تھی ادھر رے لفظ تکلیف دیتے ہیں۔ اور انہیں صرف سہنے والا جانتا
ہے۔

الیگزینڈر ایک شاپ کی طرف آیا۔ خیام کی فوٹو نکال کر اس سے ہو چھنے لگا۔
یہ صبح یہاں سے کچھ لوگوں کے ساتھ گاڑی میں گیا ہے۔" انہوں نے"
عربی میں ہی بتایا جبکہ الیگزینڈر کچھ اور جاننا چاہتا تھا۔

گاڑی کا نمبر لوگ کچھ یاد ہو تو؟؟؟.. "الیکزینڈر کے سوال پر اس کچھ بوڑھے " شخص نے دماغ پر زور دیا۔

نہیں۔۔ نمبر پلیٹ تو نہیں تھا مگر وہ لوگ ڈیسنٹ تھے۔ یہ لڑکا آرام سے " ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ان کی جان پہچان والے تھے شاید۔ تم کیوں ڈھونڈ رہے ہو؟؟؟. الیکزینڈر بغیر جواب دیے واپس آیا۔

کچھ معلوم ہوا؟؟؟.. "الیکزینڈر اس جگہ کو گھوم کر دیکھا۔"

یہ ہی کہ دشمن بہت پاس کا ہے۔ ہماری پہچان کا مگر ہم پہچان بھی نہیں پا رہے۔ "الیکزینڈر پر سوچ تھا۔

پھر وہ رومان کو ساتھ لے کر واپس آگیا۔ اب وہ آفیس میں بیٹھے اس دشمن کو ڈھونڈ رہے تھے جس کی وجہ سے وہ یہاں تک پہنچے۔

دشمنوں میں سب سے خطرناک دشمن بہترین دوست ہوتا ہے۔ "وہ بھی"

اس دوست کو نکالنا چاہ رہے تھے۔ جبکہ ہارون بھی اب بغیر آنسوؤں بہائے

اپنے باپ کو ڈھونڈنے کے جتن کر رہا تھا۔ جن ہر اس کی پوری امید تھی وہ
کامیاب ہوگا۔



ماموں پلیز مان جائیں۔ میں پکا خیال رکھوں گا اس کا۔ "عمر نے اسے گھوری"
دی۔

پلیز ناں۔ شاید اس طرح وہ ٹھیک بھی ہو جائے۔ "عمر اب اسے دیکھنے لگا۔"
تم اچھے سے جانتے ہو سب۔ اس کے لیے سیکیورٹی کتنی ضروری ہے یہ "
بھی میں تمہیں کل شام بتا چکا ہوں۔ "عمر کی گھوریاں کم نہیں ہوئیں۔

میں گارڈز ساتھ لے جاتا ہوں پلیز مان جائیں۔ "اب وہ عمر کے ہاتھ پکڑتے"
منت کرتے بولا۔ عمر اس کے پکڑے ہاتھوں کو دیکھا۔ پھر اسے۔

میں مان بھی جاؤں تو سکندر نہیں مانے گا۔" اس نے دو ٹوک جواب دیا۔
جبکہ ہارون کے چہرے کی شیطانی مسکراہٹ بتا رہی تھی اس کے پاس اس کا
بھی حل ہے۔

ہم انہیں نہیں بتائیں گیں۔ میں کچھ دیر تک اسے واپس لے آؤں گا"
سمیل۔۔ "عمر نے اس کے ہاتھ جھٹکے۔

یہ ممکن نہیں ہے۔" وہ کہتے فائلز اٹھانے لگا"
ہارون نے انہیں بے بسی سے دیکھتے دانت پیسے۔۔

وہ اس دن پینک ہو رہی تھی اور میں نے ہی آپ کی مدد کی تھی بھولیں"
مت۔۔ "ایک ٹانگ اٹھا کر زمین پر ماری۔ خاموش کمرے میں جوتوں کی
آواز گونجی۔

میں پھر بھی اجازت نہیں دوں گا۔" کہتے ہی وہ اٹھ گیا۔ ہارون نے بے بسی"
سے انہیں دیکھا مگر عمر اس کی لڑکی کی جان پر رسک نہیں لے سکتا تھا وہ بھی
صرف ہارون کے ایڈوینچر کے لیے۔۔

میں بھی کسی کی نہیں سنوں گا۔ آخر کو کوئی میری نہیں سنتا۔ "اس نے"
پھونک مارتے بال چہرے سے پیچھے کیے۔ پھر ایک لٹیسٹوڈ سے چلتے اس لڑکی
کے روم میں آیا۔

Hi!!!..

وہ صرف مسکرائی۔۔

Are you okay?..."

اس نے گردن ہاں میں ہلائی۔۔

Can i ask your name?..."

اب اس نے گردن ناں میں ہلائی۔ ہارون کو افسوس ہوا۔ سیدھا نام ہی پوچھ
لینا چاہیے تھا۔ شاید وہ بتا دیتی۔۔

Will you go with me?..."

اس کی آنکھوں میں نا سمجھی اتری

"At my school party.."

وہ سوچ میں پڑی۔

I can ask you doctor, he is my uncle, he
will be alright with this."

اس نے ہونٹ چبایے۔

"If you don't want to go than it's okay.."

کچھ مایوسی سے کہا۔ وہیں اس لڑکی نے ہاتھ سے ہارون کو رکنے کا اشارہ کیا۔
پھر سوچتے گردن ہاں میں ہلائی۔ ہارون کے چہرے پے خوشی پھیل گئی۔

I am going to talk your doctor, than we
will leave

اس نے گردن ہاں میں ہلائی۔

ہارون مسکراتے چہرے سے باہر نکلا۔ اور وہیں کاریڈور میں چکر لگانے لگا۔

"...ایک"

"...دو"

"...تین"

وہ اپنے چکر مکمل کرتے اندر آیا۔

وہ مان گئے۔ ہم چلتے ہیں۔۔ "اس نے خوشی میں اردو کے الفاظ پی استعمال"
کر لیے۔ مگر وہ ہارون کے چہرے کہ خوشی سے مطلب سمجھ گئی۔
ہارون نے اسے وہیں کسی نرس سے کپڑے لاد دیے۔ وہ ہارون کو اچھے سے
جانتی تھیں۔ وہ اکثر عمر کے پاس آ جاتا تھا۔ پھر ان سب کو خوب تنگ کرتا۔
اب وہ لڑکی کپڑے بدلنے گئی تھی۔ جیسے ہی وہ باہر آئی ہارون اسے اپنے پیچھے
چلنے کا اشارہ کیا۔

بغیر عمر کو بتائے ہی وہ اس لڑکی کا چہرہ چھپاتے اسے اپنے ساتھ ہاسپٹل کے
تیسرے اور خوفیہ رستے سے لے کر نکل گیا۔ وہیں عمران سب سے بے خبر
اپنے دوسرے مریض چپک کر رہا تھا۔

گارڈز ہاسپٹل کے فرنٹ اور بیک پر بیٹھے تھے۔ اندر لوگوں کو ان کی وجہ سے
مسئلہ ہوتا جو وہ نہیں چاہتے تھے۔

مگر نہیں جانتے تھے کوئی انہیں چکما دے جائے گا وہ بھی یوں۔۔۔

وہ ہارون کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی۔ ہارون رستے میں اس سے ہلکی پھلکی باتیں کرتا رہا۔ پھر جیسے ہی وہ سکول پہنچا اسے لیتے اندر آ گیا۔

وہ ہارون سے کچھ فاصلے پر تھی۔ ہارون نے اسے محسوس نہیں ہونے دیا۔ وہ اسے اپنے دوستوں کے پاس لے آیا۔

Who is she buddy?...”

ہارون نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اسے شرارت سو جھی۔۔

She is my girlfriend...

چہرے پے شیطانی مسکراہٹ بھری خوشی تھی۔ وہیں ایک طرف سے شان اور منسا بھی چلے آ رہے تھے۔ منسا کو یہاں ایک پروفیسر سے کچھ کام تھا۔ وہ انہیں جانتی تھی۔ بس اسی لیے آ گئی۔ دوسری سوچ ہارون سے ملنے کی بھی تھی۔

We are not going to believe on it..

وہ ہتھے سے ماننے سے ہی اکھڑ گئے۔ ہارون نے انہیں گھورا۔ وہیں ایک طرف نظر منسا پر پڑی۔ وہ اسی طرف آرہی تھی۔ اس نے منہ بگاڑا مگر اس کے شیطانی دماغ میں کچھ آیا۔

She is and i am going to prove it to all of you.

یہ اپنے سے دو قدم دور منسا کو سنایا گیا۔ وہ وہیں رک گئی۔ شان اسے دوسری طرف جاتے دیکھ وہیں آگیا۔

Then kiss her.

ان میں سے ایک نے شرط رکھی۔ منسا وہیں کھڑی اب اسے دیکھ رہی تھی۔ جو یقیناً اس کی ضد میں اس لڑکی کو کس بھی کر لیتا۔

Okay..

اس لڑکی کے سمجھنے اور ری ایکٹ کرنے سے پہلے ہی ہارون نے اس کی گال پر ہونٹ رکھ دیے۔ اور وہیں وہ لڑکی ایک دفہ کانپ گئی۔

دوسری طرف منسلٹ کھڑائی۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہے مگر اس کے
پیچھے کھڑے شان نے اسے تھام لیا۔

ہارون پریشانی سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اب باقاعدہ نیلی پڑنا شروع ہو چکی
تھی۔ اس کی حالت بگڑنے لگی۔

اس کے دوست بھی پریشان ہو گئے۔

Buddy what are you looking for?? Take
her to hospital..

ہارون کے ایک دوست نے کہا وہیں وہاں ایک اور لڑکا آٹھرا۔

Haroon why she is with you?? She is the
princess of Jordon.

ہارون نے اسے حیرت سے دیکھا۔

She is. She is missing from few months
and they are looking for her.

اسے یقین نہ آیا

سامنے کھڑی لڑکی ایک شہزادی تھی۔ جس کا رنگ پل پل بدل رہا تھا۔ جس کی نیلی آنکھوں میں درد کا ایک جہاں اباد تھا۔ وہ جیسے خود کو چیخنے سے روک رہی تھی۔

Firstly take her to hospital Haroon..

دوسرا لڑکا پھر چیخا۔

وہ فوراً سے حرکت میں آیا۔ وہ بے ہوش ہو کر پیچھے کو گرتی مگر ہارون نے اسے تھام لیا۔ گود میں اٹھاتے وہ باہر پارکنگ کی طرف بھاگا۔ یہاں وہ اپنا سکول میں لاسٹ ڈے منانے آیا تھا۔ کل سے وہ کالج جوائن کر لیتا۔ مگر یہاں تو کچھ اور ہی ہو گیا۔

وہ شان کی بانہوں میں گرمی منسا کو اگنور کرتے اسے لیتے اپنی گاڑی میں بیٹھتے وہاں سے نکل گیا۔

منسا ہوش میں آو۔۔ "وہ رونا شروع کر چکی تھی۔"

شان وہ۔۔۔" ہاتھ سے اشارہ کرتے جیسے بولنے کو الفاظ نہ بچے ہوں۔"

وہ تمہیں پسند نہیں کرتا اور اس حقیقت کو مانو۔" شان نے اسے بدترین

انینہ دیکھایا۔

نہیں وہ بھی مجھے پسند کرتا ہے۔ بس وہ موسیٰ کی وجہ سے مکھ سے چڑتا ہے۔"

میں جانتی ہوں۔ تم دیکھنا وہ مجھ سے شادی کرے گا۔ میرا خیال رکھے گا پھر تم

جان جاؤ۔۔" شان نے اسے بے بسی سے دیکھا۔

منسا کی یہ حالت ناقابل قبول تھی مگر وہ کیا کرتا۔

ابھی چلا یہاں سے۔ بعد میں بات کریں گیں اس بارے میں۔" شان اسے

لے گیا۔ وہ اتنی چھوٹی نہیں تھی وہ اس کی پسند کو دل لگی کہہ دیتا اور اتنی بڑی

بھی نہیں تھی اسے محبت قرار دے دیتا۔

ویسے بھی وہ منسا کی شادی کبھی وہاں نہیں کرتا جہاں اس کو مشکلات کا سامنا

کرنا پڑے۔ اور کسی شخص کی تزییل برداشت کرنی پڑے اور ہارون یہ ہی کرتا

دس سال بعد بھی وہ منسا کے معاملے میں نہیں بدلتا۔ وہ یہ بات اچھے سے جانتا تھا۔

بس منسا کو سمجھانی تھی جسے اگر ہارون ابھی نکاح کرنا کا کہے تو وہ مان جائے۔ وہ محبت کرتی تھی اور یہ اس کے دل پر لکھا تھا نا جانے اس کی محبت کا کیا انجام ہوتا۔

شان منسا کو لے کر وہاں سے چلا گیا۔ ابھی وہ کسی سے ملنے کی حالت میں نہیں تھی جبکہ اس کی حالت دیکھتے وہیں کھڑے ایک شخص نے مشکل سے قابو کیا۔

ورنہ جی چاہا ابھی جا کر اس لڑکی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اس کی جان اپنے ہاتھوں سے لے کر اس کا ساری زندگی کا رونا ہی ختم کر دے گا۔

You are going to regret for this so called
love..

غصے سے کھڑکی پر ہاتھ مارتے وہ کوریڈور سے دور ہوتے اپنے کیمین میں آ گیا۔

وہیں سے کچھ دور اب ہارون کا وہی دوست کھڑا تھا۔

Give me money. I told him what you
said.

اس لڑکے نے پاکٹ سے ہزار ڈالر کے چند نوٹ نکال کر اس لڑکے کو
دیے۔ جو لیتے وہ خوشی سے وہاں سے چلا گیا۔

وہیں اس آدمی نے اب کسی کو کال ملائی۔ جو پہلی ہی بیل پر ریسو ہو گئی۔
میم کام ہو گیا۔ لڑکی کی شناخت اب الیگزینڈر تک پہنچ جائے گی۔ "وہ"
مسرور ہوئی۔

گڈ۔۔ اب لوٹ آؤ۔ "وہ خوشی سے قہقہہ لگاتے کر سچ سے ٹیک لگا گئی۔۔"

My day.

وہ خوش تھی۔ آج اس کے دو کام ہو گئے۔ ایک تو اسے بون میر وڈو نرمل گیا۔
دوسرا اس لڑکی کہ شناخت سب کے سامنے آگئی۔ اب سب اس کے مطابق
چلتا۔ سب کچھ۔۔۔

میم سر کا زخم ٹھیک ہو گیا۔ مزید حکم؟.. "اس کا سیکریٹری اندر آیا۔"
انتظار کرو۔ انتظار میں بہت لذت ہے۔۔ میں چاہتی ہوں لیکن اینڈر اس کی
لذت چھکے۔ "وہ یقیناً خوش تھی۔"

تم روم تیار کرو۔ اور ہر چیز چیک کرو۔ خون کا ٹیسٹ بھی دوبارہ کرواؤ۔ کیا
واقعی بیچ ہے؟.. "اس نے ہاں میں سر ہلایا اور چلا گیا۔"

ڈاکٹر میم کہہ رہی ہیں خون چیک کریں۔۔ "اس ویل چئیر پر بیٹھے آدمی نے"
سر موڑتے اسے دیکھا۔

وہ اس قابل تو نہیں تھا دیکھا جائے مگر ان کی مجبوری تھی۔ یہ ڈاکٹر ان کی میم
کے لیے بہت کام کی چیز تھی۔ جسے وہ مار بھی نہیں سکتے تھے۔

وہ دونوں بھائی ہیں۔ کیا کبھی دیکھا ہے کسی بھائی کا خون دوسرے سے " مختلف ہو؟.. " وہ سیلنز کی بات کر رہا تھا۔ جن کی انہیں سمجھ تو نہیں تھی مگر چلے گئے۔

وہ ڈاکٹر جانے اور ان کی میم۔

^^^

وہ سب سر تھا مے بیٹھے تھے۔ مگر خیام کہیں نہیں ملا۔ وہ ہر کوشش کر چکے تھے۔ الیگزینڈر آخر کار ساری فائٹس کا ڈیٹا ہیک کرتے وہاں چیک کر رہا تھا۔ نا جانے یہ کون سا دشمن تھا جو ان کے پیچھے پڑ گیا۔ الیگزینڈر اچانک کچھ سوچ کر اٹھا۔ اس نے موبائل پکڑا۔ وہاں وہ نمبر شو نہیں ہو رہا تھا۔

I want to talk you girl..

اور پھر دو سیکنڈ کے بعد ہی اس کا موبائل رنگ ہوا۔ سب نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ الیگزینڈر نے فوراً کال اٹھائی۔

کیا کہنا ہے مجھے تم نے؟؟؟.. "وہ یقیناً مصروف تھی۔"

تم کیوں کر رہی ہو یہ؟... "وہ سی کرتے اس ڈاکٹر کو گھورنے لگی۔ وہ اب " اس کے بازو سے پن نکال رہا تھا۔ پھر اس کے باقی وجود سے بھی پٹیاں ہٹانے لگا۔ اس کے دونوں ٹانگوں اور بازوؤں پر اس پٹی کے نشان پر چلے گئے۔ سفید دودھیاں بازوؤں پر وہ سرخ نشان دمک رہے تھے۔ وہ بیڈ سے اتر کر ایک سائیڈ آئی۔ الیگزینڈر اس کی خاموشی محسوس کی۔

میں نے کیا ہی کیا ہے؟؟.. "وہ انجان بنی۔"

خیام تمہارے پاس ہے۔ "الیگزینڈر کے لہجے میں یقین تھا۔"

جہاں سے اٹھایا تھا وہیں چھوڑ رہی ہوں اٹھالو۔ "اس نے کال کاٹ دی۔" الیگزینڈر ان سب کو اگنور کرتے سرخ پڑتے چہرے سے باہر بھاگا۔ اس کے پیچھے رومان اور فرقان بھی ایسے مگر وہ نکل چکا تھا۔ وہ دونوں دوسری گاڑی میں نکلے۔

گاڑیوں کو کراس کرتے وہ چند منٹ میں اس جگہ پر تھے۔ خیام سہیں گرا پڑا تھا۔ الیگزینڈر کی سانسیں کھمبیں۔ اس میں آگے بڑھنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

اس کی سانسیں خشک ہو گئیں۔ اس نے ہوا میں اکسیجن کی کمی محسوس کی۔ وہ ٹھہراتے حلق تر کرتا آگے بڑھا۔ تبھی وہاں رومان اور فرقان بھی آگئے۔ ان دونوں کا چہرہ بھی تاریک ہوا۔

خیام بے سدھ ایک سائیڈ پڑ پڑا تھا۔ اس کے وجود میں کوئی ہل چل نہیں تھی۔ اس کے وجود پر وہی کپڑے تھے جو اس نے صبح کے پہنے تھے۔ ان کپڑوں پر بھی خون کے چھینٹے تھے۔ ان کی جان نکل رہی تھی۔

چاچو!... "اس کے لب ہلے مگر آواز نہیں نکلی۔ کچھ حوصلہ کرتے خیام کی"

طرف بڑھے۔

اس نے کپکپاتے ہاتھ اس کی طرف بڑھائے۔ رومان کی سانسیں اٹکیں۔
الیکزینڈر ہاتھ سے اسے سیدھا کیا۔ ہاتھ مشکل سے اس کی گردن کی طرف
بڑھایا۔

اس کے ہاتھ اس قدر کپکپارہے تھے وہ اس کی نبض تک نہیں ڈھونڈ سکا۔
مشکل سے نبض پر انگلی رکھتے محسوس کیا۔ اس کی انگلیوں کے نیچے جیسے کوئی
چیز چل رہی تھی۔ اس نے شکر کیا۔

شکر ہے!..." اس نے چہرے پے ہاتھ پھیرا۔ اس کے چہرے پے جیسے "
کسی نے پیلا رنگ چھڑک دیا تھا۔ اس کے تاثرات تک کھنچے کھنچے سے محسوس
ہو رہے تھے۔

الیکزینڈر نے رومان کی طرف دیکھتے پلکیں جھپکیں۔

خیام ٹھیک ہے۔۔ "اس کی ہلکی سی آواز نکلی۔"

رومان وہیں گھٹنوں کے بل گر گیا۔ فرقان نے اس کا کندھا تھپک کر اسے
حوصلہ دیا۔

فرقان پلیز اٹھاؤ۔ مجھ میں ہمت نہیں ہے۔ "فرقان نے ہاں میں سر ہلاتے"

خیام کو اٹھاتے کندھے پر لادا۔ الیگزینڈر کا وجود خیام کو کھونے کے ڈر سے

کانپ گیا تھا ایک دف۔

اس کی زندگی کا مشکل ترین عمل تھا خیام کی نبض کرنا۔ جو کے لمباترین

عرصہ تھا اس کی زندگی کا۔

چلور ومان۔ وہ ٹھیک ہے۔ "الیگزینڈر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ"

نم نظروں سے الیگزینڈر کو دیکھتے اٹھا۔ اس کے سینے سے لگتے وہ رونے لگا۔

الیگزینڈر اسے حوصلہ دیتے گاڑی تک لایا۔ اس میں اب گاڑی ڈرائیو کرنے

کی ہمت نہیں تھی۔ گارڈز میں سے ہی کوئی گاڑی ڈرائیو کرتا وہ بس اپنے

کپکپاتے ہاتھوں کو سکون دیتا۔

خیام کو سیدھا ہو اسپتال لے کر گئے۔ وہاں اس کا چیک اپ ہو رہا تھا۔ وہ تینوں

باہر بیٹھے تھے۔

He is alright..

ان تینوں نے شکر ادا کیا۔ عمران کے ساتھ آ بیٹھا۔

مجھے کیوں نہیں بتایا؟... "اب رات ہو چکی تھی۔ ان کا سارا دن خیام کو"
ڈھونڈنے میں ہی نکل گیا تھا۔

ہوش ہی نہیں رہا یار۔ خیام کی گمشدگی نے ہمارے ہوا اس چھین لیے"
تھے۔ "اس نے تحمل سے فرقان کی بات سنی۔

عمر اس کے کپڑوں پے خون کیوں تھا؟ کیا اسے کوئی چوٹ لگی ہے؟..""
الیکزینڈر کو ڈر تھا۔

اسے کوئی چوڑ نہیں لگی۔ جسم پر سوئی کا بھی نشان نہیں ہے مگر خون اسی کا"
ہے۔ اب مجھے باقی کچھ سمجھ نہیں آئی۔ "عمر کی بات پر الیکزینڈر بھی دیکھنے
لگا۔

اب اسے ہوش کب آئے گا؟.. "وہ پریشان تھا۔ بس خیام کو اپنے سامنے"
ٹھیک ٹھاک دیکھنا چاہتا تھا۔

دس بیس منٹ تک۔ آپ دونوں اس کے پاس ہی چلے جائیں۔ "وہ سر"
ہلاتے اٹھ گئے۔

عمر ابھی اس لڑکی کے کمرے کا دروازہ کھولا ہی تھا جب اسے ایک طرف سے
ہارون اتنا نظر آیا۔ اس کی بانہوں میں وہ لڑکی تھی۔ ساتھ گارڈز تھے۔ وہ
جلدی سے اس طرف بڑھا۔

ہارون یہ!... "وہ پہلے ہی بول پڑا۔"

ماموں پہلے اسے چیک کریں پلیز۔۔۔ "وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔"
عمر کے کہنے پر وہ اسے جلدی سے بیڈ پر لیٹا گیا۔

عمر نے اسے ڈاکٹرز کو بھیجنے کا کہا۔ اور خود باہر رکنے کا۔ وہ ڈاکٹرز کو بھیج خود
باہر بیٹ گیا۔ سر ہاتھوں میں تھا مے وہ سخت اضطرابی حالت میں تھا۔

وہاں الیگزینڈر اور فرقان خیام کے پاس کے روم میں تھے۔ جہاں وہ ہوش
میں آ رہا تھا۔ مگر اچانک پھر آنکھیں موند گیا۔ جیسے کسی شے کے نشے میں ہو۔
الیگزینڈر فرقان کو چپ ہی رہنے کا کہا۔ ابھی وہ سویا ہی رہے تو ٹھیک ہے۔

الیکزینڈر باہر لیل کو بتانے چلا گیا۔ تاکہ وہ پریشان نہ ہو۔ رومان کو حوصلہ
فرقان دے رہا تھا جو باپ کی حالت پر خود کو قصور وار ٹھہرا رہا تھا۔ فلحال
فرقان ہانیہ اور اپنے رشتے کو سائیڈ پر رکھ رہا تھا۔ ورنہ شاید خود غرض ہو
جاتا۔

ہر باپ شاید بیٹی کے معاملے میں یوں ہی خود غرض بن جاتا ہے۔ جیسے وہ بن
رہا تھا۔

عمر باہر نکلتے ہی ہارون کو غصے سے ایک تپھر لگایا۔ اس سے پہلے وہ گرتا وہاں
اتے الیکزینڈر نے اسے تھام لیا۔ غصے سے بھری نظروں سے عمر کو دیکھا جو
خود بھی غصے میں تھا۔

عمر یہ کیا حرکت ہے؟؟ بچہ ہے وہ ابھی اور تم... "بات ادھوری چھوڑتے"
ہارون کو دیکھا جس کے آنسوؤں بہنے لگے تھے۔

اس بچے کو میں نے کتنی دفہ منع کیا تھا اس لڑکی کو ساتھ مت لے جانا، اس"
کی سیکیورٹی کا مسئلہ ہے یہ پھر بھی لے گیا۔ "عمر کا غصہ کم نہیں ہوا۔

کس لڑکی کی بات کر رہے ہو؟؟؟.. "الیکزینڈر نے حیرت سے اسے دیکھا"
پھر ہارون کو جو نادم تھا۔

وہی جس کی سیکیورٹی بڑھانے کا تم نے کہا تھا۔ "نظریں ہارون کو نکلنے کی"
کوشش میں تھیں۔

کیا ہوا اسے اور اب کیسی ہے وہ؟؟؟.. "بے قراری سے پوچھا۔"
بے ہوش ہے۔ مگر ٹھیک ہے۔ "ہارون کی ندامت کچھ کم ہوئی۔"
ہارون تم نے عمر کی بات کیوں نہیں مانی اور اگر اس لڑکی کو کچھ ہو جاتا۔"
ابھی تو ہمیں اس کے بارے میں معلوم کرنا ہے سب۔۔ "الیکزینڈر اسے
پیارے سمجھانا چاہا۔ ضرور وہ اسے ساتھ گھمانے کے چکر میں لے گیا ہو گا۔
ویسے بھی بچہ ہی تو تھا وہ۔

وہ جو رڈن کی شہزادی ہے۔ اس کے ماں باپ اسے ڈھونڈ رہے ہیں۔""
ہارون کے دھیمے لہجے کے انکشاف پر الیکزینڈر اور عمر دونوں نے اسے حیرت
سے دیکھا۔

جورڈن؟؟ مگر بادشاہ عبداللہ کی تو کوئی بیٹی نہیں پھر؟؟.. "الیکزینڈران" کے بارے میں جانتا تھا۔

وہ اسلامی ممالک میں سے ایک تھا۔ قطر، کویت، عمان یہ سب ایک ہی جیسے ممالک تھے۔

مجھے کسی نے بتایا میں نہیں جانتا خود۔ "ہارون نے جھکے سر سے انکشاف کیا۔

وہیں الیکزینڈر کو اس لڑکی کی بات یاد آئی۔

اس نے کہا تھا ایک لڑکی دی ہے اور یہ وہی تھی۔ "غصے سے الیکزینڈر کا جی" چاہا دیوار پے ہاتھ دے مارے۔

عبداللہ کو بیٹیوں سے نفرت ہے۔ اسے سلطنت چلانے کو بیٹا چاہیے جو اتنی "شادیوں کے بعد بھی نہیں ہوا۔ اس نے یہ بیٹی قید کر رکھی تھی۔ جسے وہ گمنام لڑکی ہمارے سر ڈال گئی۔ وہ پوری ایک سلطنت کو میرا دشمن بنانے کے

چکروں میں ہے۔ "الیکزینڈر کابس نہیں چل رہا تھا کسی دیوار میں اپنا سر دے مارے۔

وہ پہلے ہی ایک دشمن کو نہیں پکڑ پا رہا تھا اور یہاں ایک ملک اس کا دشمن بن رہا تھا۔ وہ کیسے ہینڈل کرتا اسے۔ وہ بھی لیل کو سیکیورٹی دینے کے ساتھ۔۔۔
ہا ہا ہا ہا۔۔۔ الیکزینڈر۔۔۔!... اف بلیک کنگ۔ پھنسا دیا نا میں نے تمہیں۔"
کتنا حسین موقع ہے تمہارے چہرے کی اڑی رنگت دیکھنے کا مگر یہ۔۔۔ "اس
نے بازو پر لگی ڈرپ کو دیکھا۔

ابھی نہیں۔ میری صحت یابی ضروری ہے پہلے پھر ملاقات ہوگی۔ "وہ"
کھلکھلائی۔ وہیں وہ ڈاکٹر اسے نفرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔
وہ اس کی تخلیق تھی مگر اب اسی کے لیے خطرناک۔
اس نے نفرت سے منہ موڑ لیا۔

اسے لے جاؤ یہاں سے۔۔۔ "اس کا سیکیورٹی حکم کا غلام تھا فوراً سے عمل"
کیا۔ وہیں دس ڈاکٹر ز اور نرسز کی جوڑی کھڑی تھی صرف اس کا خیال رکھنے

کے لیے۔ اسے دیکھنے کے لیے۔ اسے ایک ادھے جلے اور لنگڑے ڈاکٹر کی
اب ضرورت نہیں تھی۔ اور جلد ہی وہ اس کو دنیا سے ختم کرنے کا ارادہ
رکھتی تھی۔

الیگزینڈر کس کی بات کر رہے ہو؟؟؟ "عمر سمجھا نہیں۔"
جس نے خیام کو اٹھوایا تھا۔ "دانت پیسے۔ وہیں ہارون نے حیرت سے"
انہیں دیکھا۔

ہارون تم گھر جاو اب شاباش۔ اور کہیں نہیں جانا۔ گارڈز تمہیں گھر"
چھوڑنے جائیں گیں۔ خیام مل گیا ہے۔ جانی کو اس حوالے سے پریشان مت
کرنا وہ پہلے ہی ٹھیک نہیں۔ "الیگزینڈر کی ساری بات سمجھتے وہ وہاں سے چلا
گیا۔ وہیں وہ اس لڑکی کو سوچ رہا تھا جس نے الیگزینڈر کو بھی سر پکڑنے پر
مجبور کر دیا۔

Ver strange...

بڑبڑاتے وہ گاڑی میں بیٹھا۔ جس میں ڈرائیور پہلے سے موجود تھا۔ وہیں اسلحہ سے لیس گاڑیاں بھی ان کے اگے پیچھے نکلیں۔ وہ رسک نہیں لے سکتے تھے۔ جو کچھ ہو چکا تھا اس کے بعد بالکل بھی نہیں۔

کون ہے یہ الیگزینڈر؟؟؟... "عمر نے اسے دیکھا جا کے سر پکڑنے کی کسر رہ" گئی تھی۔

وہی جس نے میری جان بچائی۔ "دھیمے لہجے میں کہا۔"

مطلب؟؟... "اسے حیرت ہوئی۔"

میرے کان کو گولی لگنے کے بعد میں نیم بے ہوش ہو چکا تھا۔ مجھے گولیاں " لگیں اور کتنی لگیں میں نہیں جانتا مگر وہ میرے دماغ کا نشانہ لے رہے تھے۔ تب یہ وہاں آئی۔ ان سب کو ختم کیا۔ ان کی لاشیں بھی وہاں سے لے گئی۔ میری سوچ تھی وہ لڑکیاں کدنیپ کرنے آئی ہے مگر نہیں۔ وہ مجھے بچانے آئی تھی۔

ہائے بلیک کنگ۔۔ "الیکزینڈر نیم بے ہوشی میں نہیں سمجھ سکا وہ لڑکی ہے"
یاں لڑکا۔

بلیک کنگ کو آج ایک لڑکی نے بچایا ہے۔ احسان یاد رکھنا۔ "الیکزینڈر کی"
گال تھپتھپاتے اس کا موبائل نکالا۔ وہاں کچھ بٹن پریس کرتے لاک کھولا۔
اتنا اسان پاس ورڈ۔ "قہقہہ لگاتے جو رجیا کو کال ملائی۔ جو الیکزینڈر کے"
موبائل سے کال اور پھر کسی کی بتائی الیکزینڈر کی حالت کا سنتے دوڑی۔
وہ الیکزینڈر کے پاس ہی تھی جب گارڈز کی لیل کی حالت بتانے کے لیے کال
آئی۔

وہ فوراً سے الیکزینڈر کو سیف زون میں چھڑتے خود وہاں پہنچی۔ جہاں بلیک
کنگ کی کوین بھی اس کی جدائی نہیں برداشت کر پار ہی تھی۔ جو اس کی
موت کا سنتے ہی طبعی موت کو پکارنے لگی تھی۔ جو رجینا خود بھی نہیں جانتی
تھی اخرا سے الیکزینڈر کے موبائل سے کس نے کال کی مگر وہ اتنا جانتی تھی
الیکزینڈر اسے جانتا ہے۔

اوہ۔۔ "عمر کے تاثرات سنجیدہ تھے۔"

مجھے سمجھ نہیں آرہی وہ تمہاری دشمن ہے کہ دوست؟.. "عمر واقعی نہیں"
سمجھ پارہا تھا۔

وہ ولن ہے۔ وہ کسی کہ دوست نہیں۔ بس انا پرست ہے۔ اپنے دشمن کو"
کسی اور کے ہاتھوں مرتا نہیں دیکھ سکتی۔ "الیکزینڈر جیسے اس کی ذہنیت سمجھنے
کی کوشش کر رہا تھا۔

اب... "ابھی وہ بات کرتا وہاں فرقان آیا۔"

خیام کو ہوش آگیا۔ "وہ دونوں وہیں اس طرف بڑھے۔"
وہاں خیام بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے بیھا تھا۔ کچھ نڈھال سا تھا۔

تم ٹھیک ہو اب؟؟؟ "اس نے بس سرہاں میں ہلا دیا۔"

عمر ہم اسے گھر لے جائیں؟؟؟ "اس نے ایسے تاثر دیے تم لوگوں کی"
مرضی۔

الیکزینڈر پھر ان دونوں کو اٹھنے کا کہا

خیام کو وہ ہو اسپتال میں رکھنے کا رسک نہیں لے سکتے تھے۔ اس کا گھر ہونا ہی ٹھیک تھا۔

خیام کو اٹھاو۔ "فرقان ویل چئیر ہی لے آیا۔ ان میں اب کسی میں ہمت" نہیں تھی۔ خیام بھی بغیر کچھ کہے ان کی بات مان لی۔
عمر اس لڑکی کو بھی گھر شفٹ کرو۔ ہم اسے یہاں نہیں رکھ سکتے۔ "اس" نے اس بات پر عمل کرنے کے بجائے ایک اور پلان پیش کیا۔ وہ الیگزینڈر کو بھی ٹھیک لگا۔ وہ اس پر ڈن کرتے وہاں سے چلا گیا۔

عمر پھر وہیں کام کرنے لگا۔ الیگزینڈر بھی ان کے پیچھے ہی الگ گاڑی میں نکلا۔ خیام کو واپس ویل چئیر پر بٹجانے وہ اندر لائے۔ ہانیہ اور لیل ہال میں بیٹھی تھیں۔ لیل نے خیام کو دیکھتے ہی شکر ادا کیا۔ وہ انکھیں کھولے سب کو دیکھ رہا تھا۔

ہانیہ کی انکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ رومان خیام کو وہیں انعم کے پاس بیڈ پر لیٹا آیا۔ سہ رستے میں بھی نیند کی حالت میں تھا۔ بیڈ پر لیٹتے ہی

آنکھیں بند کر گیا۔ وہ ابھی کچھ بتانے کی حالت میں نہیں تھا ورنہ پوچھنے تو انہوں نے بہت کچھ تھا۔

رومان واپس اتے ہانیہ کا ہاتھ پکڑتے اسے نیچے کسی روم میں لے گیا۔ وہ جانتا تھا یہ کمرے فری ہی ہوتے ہیں۔ یہاں کوئی نہیں ہوگا جس سے اسے شرمندگی ہو۔

لیل فرقان کے لیے پانی لینے گئی تھی۔

جب تک وہ گھر پہنچا فرقان خیام کو کمرے میں لیٹائے خود حال میں بیٹھے تھے۔ رومان وہاں نہیں تھا۔ نہ ہی ہانیہ۔ شاہد وہ دونوں ساتھ گئے تھے۔ وہ بھی فرقان کے ساتھ بیٹھا۔

جب لیل واپس آئی الیگزینڈر فرقان کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اس نے ایک گلاس فرقان کو دیا تو دوسرا الیگزینڈر کو پکڑایا۔ وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا۔ وہ صبح کے نکلے اب لوٹے تھے۔

کچھ ملا؟... "الیکزینڈر مارک کو بلاتے اس سے پوچھا۔ وہ سر جھکائے کھڑا" تھا۔

کچھ بھی نہیں ملا سر۔ کوئی منی کیمرہ بھی نہیں۔ "الیکزینڈر نے سر ہاں میں" ہلایا جبکہ دماغ میں لاتعداد سوچیں تھیں۔

مارک وہاں سے چلا گیا۔ الیکزینڈر فرقان کی طرف پلٹا۔ لیل بھی وہیں ان کے پاس بیٹھ گئی۔

وہ لڑکی جو رڈن کی شہزادی ہے۔ اس کا بندوبست کرنا ہو گا۔ وہ کچھ ہی دنوں" میں یہاں آجائے گا۔ "فرقان کی آنکھیں پھٹیں

وہ ڈس ایبل لڑکی؟.. "فرقان کو حیرت سی حیرت ہوئی۔"

ہاں۔۔ اور اب اس لڑکی سے میں خود ملوں گا۔ مجھے پہلے ہی اسے دیکھنا"

چاہیے تھا۔ میں اسے پہچان لیتا۔ "اسے خود پر غصہ آیا۔ وہیں لیل خاموشی سے سنتی جا رہی تھی۔۔

الیکزینڈریہ رائے بکھرتا جا رہا ہے۔ آخر یہ ہے کون جسے اتنا شوق ہے ہمیں " مصیبت میں دیکھنے کا۔ " سوچوں میں ڈوبا وہ بولا۔

وہی جس نے میری جان بچائی۔ " غصے سے کہا جیسے ابھی وہ لڑکی سامنے ہو تو " اس کا قتل کر دے۔

بادشاہ عبداللہ سے اس کے تعلقات اچھے تھے اب اس حرکت کے بعد سب بگڑ جاتا۔ وہ سخت پریشان ہو رہا تھا۔ اس حالت میں سب بگڑنا نہیں چاہیے تھا۔ وہ کمزور پڑ جاتا جو وہ نہیں چاہتا تھا۔

کوئی بھی بادشاہ اپنے اس پاس کی ریاستوں کو اپنا دشمن نہیں بنانا چاہتا وہ بھی نہیں چاہتا تھا۔

پھر الیکزینڈر نے انہیں سب بتا دیا۔ وہیں لیل نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا جو الیکزینڈر کی جان بچانے والی کا تھا۔

الیکزینڈر کیا وہ جادو گر نی ہے؟؟.. " الیکزینڈر کے بتائے دوسرے " واقعات نے یہ پوچھنے پر مجبور کر دیا۔

مجھے نہیں معلوم۔ مگر وہ عام نہیں ہے۔ وہ عام ہو ہی نہیں سکتی۔ "وہ"
بڑ بڑایا۔

لیل نے ہاتھ بڑھاتے اس کے کندھے پر رکھا۔ یہ ایک خاموش تسلی تھی۔
وہ لیل کو دیکھتے ہاں میں سر ہلاتے اسے پر سکون کر گیا۔
فرقان بھی تھک چکا تھا۔ وہ بھی اب گھر کو نکلا۔ رومہ بھی آفیس سے آچکی
ہوتی۔ اسے نہ دیکھ پریشان ہوتی۔

روکیوں رہی تھی؟.. "رومان نے اسے اندر کرتے دعوازہ بند کیا۔ اور اسے"
اسی دروازے کے ساتھ لگاتے کھڑا کیا۔
انکل!.. "اس سے اگے نہیں بولا گیا۔"

میں نے کہا تھا وہ صحیح سلامت سامنے ہوں گیں۔ میری بات پر یقین نہیں"
تھا؟.. "ایک ہاتھ اس کی گردن میں ڈالتے اس کا چہرہ سامنے کیا۔ وہ انکھیں
جھپکتے اسے دیکھنے لگی۔

یقین تھا مگر!.. "رومان نے اسے الفاظ مکمل نہیں کرنے دیے۔"

وہ اس کی کمر میں پاتھ ڈالتے اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔ گردن میں موجود ہاتھ پر پکڑ سخت کرتے اس کا چہرہ پیچھے کو جھکاتے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دبا لیا۔

رومان کا اضطراب کو خود میں اترتا محسوس کرنے لگی۔ وہ اچھے سے ہانیہ کو سبق سیکھاتے دور ہوا۔ مگر دور ہونے سے پہلے اس کا ہونٹ دانتوں میں دب کر کھینچنا نہیں بھولا۔

وہ اف کرتے تڑپ اٹھی۔ رومان نے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا۔ وہ سانسیں بھرتے اپنی سانسیں مکمل کرنے لگی۔

رومان اسے بانہوں میں اٹھاتے لا کر بیڈ پر لیٹا۔

چپ چاپ سو جاؤ۔ صبح سب بتاؤں گا۔ ابھی میں تھک چکا ہوں۔ "وہ کچھ"

نہیں بولی۔ رومان جس قدر اضطراب کا شکار رہا تھا اسے باں ہوں میں بھرتے

وہ سارا اضطراب ختم ہو گیا۔ وہیں ہانیہ جو دن میں وقفے وقفے سے روتی رہی

تھی وہ بھی اتنا روتے رہنے کے باعث اب سکون میں آتے ہی سو گئی۔

شان منسا پر چادر درست کی۔ نیند کی گولیاں کھلانے کے بعد وہ سوئی تھی۔

شان باہر آیا جب اس کا موبائل رنگ ہوا۔

شان تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ "وہ سننے لگا۔"

اور تم نے مان لیا؟.. "شایان نے اسے منہا کی بات بتائی تھی جو اس نے"

جو رجینا کے لیے کہا۔

اب تمہیں کون سا دور اپڑا ہے؟.. "وہ منہا کو کمرے میں سویا چھوڑ کر آیا"

تھا۔

دیکھو شایان میں نے اپنی نظروں سے اسے لیل آنٹی کا خیال رکھتے دیکھا"

ہے۔ ناپسندیدگی اپنی جگہ مگر میں منہ اٹھا کر کسی پر الزام نہ تو لگا سکتا ہوں اور

نہ ہی قبول کر سکتا ہوں۔ "اس کا انداز بہت بے باکانہ تھا۔ شایان کو اس نے

حقیقت کا اٹنہ دیکھایا۔

اور ویسے بھی مجھے تمہاری بیوی کی باتوں ہر اعتبار نہیں۔ "اس نے اپنی"
سوچ بتائی۔

بھابھی ہے وہ تیری۔ تمیز سے۔۔ "شان نے منہ بنایا۔ پہلے ہی وہ منسا کی وجہ"
سے پریشان تھا۔

میں کب نہیں مان رہا۔ تیرا دل ایسا ہے اسی بھابھی پر تو۔ ماننا تو بنتا ہی ہے۔ ""
شایان کو اسے بتانا فضول لگا۔

دیکھ شان وہ مجھ سے جھوٹ نہیں بولتی۔ "اس نے سکون سے سمجھانا چاہا۔"
میرے بھائی وہ کسی سے سچ بھی نہیں بولتی۔ "شان کچھ زیادہ ہی اس کے"
خلاف تھا۔

شان مجھ سے جوتے کھانے والی باتیں مت کرو۔ "اس نے ناگواری سے"
ٹوکا۔۔

دیکھ شایان تو بھی جانتا ہے اور میں بھی وہ سوائے لیل آنٹی کے کسی سے "
کبھی سچ نہیں بول سکی۔ جھوٹ نہیں بولتی تھی مگر سچ بھی نہیں بولا۔ ہمیشہ

سچ چھپا جاتی ہے۔ لیل انٹی کو زہر دینے والی حرکت سے لے کر اب تک کی اس کی ساری حرکتیں دیکھ لو۔ اور اگر میں اس کی بات مان بھی لوں تو باقی سب کو ثبوت کہاں سے دوں؟.. "اس نے بالکل ٹھیک بات کہی تھی اور یہ اس کا ماننا تھا۔"

تم الیگزینڈر انکل کو بتاؤ۔ وہ خود سچ جھوٹ معلوم کر لیں گیں۔ "اسے بہت" غصہ آیا مگر انہیں وارن بھی کرنا تھا۔

جورجینا کے خلاف وہ کچھ نہیں سنیں گیں۔ اور میں ایسا رسک نہیں لے "سکتا جو میری جان پر ائے۔ اپنے کام خود ہی نمٹاؤ۔ اللہ حافظ۔" شایان کا منہ کھل گیا۔

وہ اس کی کال کاٹ چکا تھا۔ شایان غوے سے بھرا کافی دیر تک وہاں سے ہل ہی نہیں سکا۔

وہیں شان پہلے ہی منسا کی وجہ سے پریشان تھا اس کی باتیں سنتے اب مزید اضطرابی حالت میں آ گیا۔

یہ عجیب مصیبت ہے مافیہ کی۔ ہر چند دنوں بعد کوئی دوست دشمن نکل آتا۔
ہے۔ "غصے سے بڑبڑاتے وہ وہاں سے اٹھتے اپنے کمرے میں آگیا۔
عمر نے صبح آنا تھا۔ اسے کوئی ایمر جنسی آگئی تھی۔ اب یہ ایمر جنسی کیا تھی یہ
تو خدا جانے یاں عمر خود۔



الیکزینڈر فرقان کے جاتے ہی لیل کے پاس ہوا۔ اس کا سر اپنے کندھے پر
رکھتے اس کو دیکھا جو تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔
کھانا کھایا؟... "لیل کی خاموشی نے جواب دے دیا"
آپ بہت غلط کرتی ہیں لیل۔۔۔ اس کا ہی خیال کر لیا کریں۔ "اسے"
گھورتے وہ کچن میں چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں نوڈلز بنا کر لے آیا۔

یہ کھائیں۔ میں تب تک کچھ بناتا ہوں۔ "لیل باؤل پکڑنے کے بجائے اس" کا ہاتھ پکڑ لیا۔

کچن میں جانا ہے تمہارے ساتھ۔۔ "الیکزینڈر اسے گھورتے گود میں" اٹھایا۔ باؤل لیل کے ہاتھ میں تھا۔

کچن میں لا کر اسے شیلف پر بٹھاتے الیکزینڈر خود کھانا بنانے لگا۔ لیل نوڈلز کھا رہی تھی۔

خیام کہاں تھا؟... "لیل کے سوال پر الیکزینڈر نے اسے دیکھا۔"

اسی کے پاس جس نے میری جان بچائی۔ "اور یہاں لیل کی آنکھیں باہر" انے کو بے تاب ہو گئیں۔

تو پھر خیام واپس کیسے ملا؟... "شاک سے پوچھا۔ پھر الیکزینڈر نے اسے" شارٹ کرتے ساری کہانی بتادی۔

وہ لڑکی ہم دونوں کو اتنا کیسے جانتی ہے؟... "اس کے لہجے میں حیرت ہی" حیرت تھی۔

"It's strange but it is true..."

الیکزینڈر دھیمے لہجے میں کہتے ہاتھ دھوئے۔ ابھی اس نے پاستہ بنانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

لیل تو مشکل سے سانس لی تھی۔ اب یہ کون تھا جو اس دوسرے دشمن سے بھی زیادہ بدتر تھا۔

اپ کھانا کھائیں دھیان سے وائیٹ روز۔ "الیکزینڈر اس کی تھوڑی" چومی۔ وہ جس قدر حیرت میں تھی اب کیا ہی کھاتی۔

الیکزینڈر پاستہ بناتے پاستہ اور لیل دونوں کمرے میں ہی لے آیا۔ لیل بیڈ پر بیٹھی کھانا کھا رہی تھی اور الیکزینڈر فریش ہو رہا تھا۔ سارے دن کی خواری کے بعد اب اس کی حالت بری ہو رہی تھی۔

وہ سونے سے پہلے ہاتھ ضرور لیتا۔

اس کے باہر نکلتے لیل نے باقی پلیٹ اسے پکڑائی۔ خود اس کے کندھے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ ایک ہاتھ اس کے بازو پر گردش کر رہا تھا۔ وہ یوں ہی سوچوں میں گم الیگزینڈر کے پاستہ ختم کرنے سے پہلے ہی سو گئی۔ پھر وہ نہیں جانتی الیگزینڈر نے اسے کب سیدھا کیا اور کیسے۔۔ وہ بس نیند میں اتر چکی تھی۔

الیگزینڈر فری ہوتے اسے سیدھا کرتے اپنی بانہوں میں بھرا۔
مائے وائیٹ روز۔۔ "اس کا ماتھا چومتے سرگوشی کی۔ وہ کسمسائی۔ الیگزینڈر"
کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

نرمی سے اس کے ہونٹ چومتے وہ دور ہوا۔ اپنے بالوں میں ہاتھ ڈالتے انہیں کھولا جوا بھی نم تھے۔ وہ نم بالوں سے ہی لیل کے کندھے پر سر رکھے لیٹ گیا۔ بانہیں اس کے گرد پھیلا لیں جو سکون سے سو رہی تھی۔ اور وہ بھی صرف الیگزینڈر کی قربت کی وجہ سے۔

وہ بے چین سی ہوئی۔ چہرہ سارا پسینے سے تر تھا۔ اس نے گھبراتے آنکھیں کھولیں۔ جیسے ہی اس کی نظریں پاس گئیں تو وہ ٹھہر گئی۔ وہ وہی تھا۔ اس کے بالکل پاس، اس کے قریب ترین۔ سانسیں لیتے چھوڑتے۔ تناؤ بھرے چہرے کے ساتھ سیدھا چت لیٹا۔ بند آنکھیں خاموش لب مگر گرم سانسیں چھوڑتا۔

انعم کی سانسیں رکیں۔ کہیں وہ کوئی خواب تو نہیں تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا۔ اس کے گال پر ہاتھ رکھے محسوس کرنے لگی۔ وہ وہیں تھا اس کے پاس تھا۔ خواب بھی نہیں تھا اور نہ ہی دور تھا۔

انعم ہاتھ گال سے ماتھے اور گردن تک لائی۔ اس کے پاس ہوتے ہونٹ اس کے سینے پے دل کے مقام پر رکھے۔ اس کے دل کی دھک دھک سنتے جیسے اس کا اپنا دل دھڑکنے لگا تھا۔

وہ مزید اس کے پاس ہوتے خیام کے سینے پر سر رکھ گئی۔ ایک بازو اس کے گرد پھیلاتے وہ اس کے ہونے کے یقین کو پختہ کر رہی تھی۔

وہیں خیاام کے سوئے وجود میں ہلچل ہوئی مگر وہ آنکھیں نہیں کھول سکا۔
جیسے ان آنکھوں پر بھاری بوجھ تھا۔ وہ خود میں اتنی طاقت ہی نہیں پارہا تھا وہ
آنکھیں ہی کھول لے۔

انعم اس کے سینے پر سر رکھتے سکون میں آگئی۔ آنکھیں اٹھاتے سر بھی اٹھایا۔
ایک نظر اس کا چہرہ دیکھا۔ نرمی سے اس کی گردن چومتے واپس سر اس کے
سینے پر ٹکا گئی۔

اس کی کل دنیا تھا خیاام اور دنیا جڑ جائے تو انسان خوش نہیں رہ پاتا۔ وہ بھی
خوش نہیں رہ پاتی مگر اس کی دنیا اس کے پاس تھی۔ وہ بھی بالکل صحیح
سلامت۔۔۔

اس کو چین پڑ چکا تھا۔ اور اسی چین اور سکون کے چلتے وہ نیند میں جانے لگی۔
جو پہلے اسے نیند کی گولیوں سے آئی تھی مگر اب تو جیسے نیند ہوا سوں پر سوار
ہو گئی۔

ہارون صبح جانی سے بہانہ بناتے ہو اسپتال کے لیے نکلا۔ گاڑی بھی وہ خود ڈرائیو کر رہا تھا۔ وہ بس اس لڑکی کی حالت جاننا چاہتا تھا۔ وہ بالکل نہیں چاہتا تھا وہ بیمار ہو جائے وہ بھی اس کی وجہ سے۔

وہ جانتا تھا عمر بھی ہو اسپتال میں ہی ہو گا۔

وہ جیسے ہی وہاں ایسا سب سے پہلے اسی لڑکی کے روم میں آیا۔ وہ وہیں بیڈ پر پڑی تھی۔ ایک طرف چہرہ موڑے۔ ہارون کی طرف اس کی پشت تھی۔ وہ مسکرایا۔ وہ ٹھیک تھی۔ اس کا گلٹ کم ہوا۔

وہ آہستہ قدموں کے چلتے اس کے پاس آیا۔ جیسے ہی وہ اس کے چہرے والی سائیڈ ایا تو رک گیا۔ یہ لڑکی وہ نہیں تھی۔ یہ کوئی اور تھی۔

وہ وہیں سے واپس دوڑا۔ اب صرف عمر ہی اس لڑکی کے بارے میں بتا سکتا تھا۔

وہ عمر کے کیبن میں آیا۔ وہ وہیں چئیر کی بیک سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ ٹانگیں سامنے ٹیبل پر رکھے، جبکہ انکھیں بند تھیں۔ یقیناً وہ تھک چکا تھا۔

ماموں؟... "اس نے قدموں کی آہٹ اور پھر آواز پر انکھیں کھولیں۔"
سامنے ہی پریشان سا ہارون کھڑا تھا۔

کیا ہوا؟... "اس کے سوال پر ہارون کے چہرے پے پریشانی تھی۔"
وہ لڑکی... جو رڈن کی شہزادی۔ وہ کہاں ہے؟... "پھولی سانسوں میں"
پوچھا۔

وہ چلی گئی۔ الیگزینڈر نے اسے کہیں بھیج دیا۔ میں نہیں جانتا کہاں۔"
ہارون کے چہرے پے ناامیدی چھائی۔ اسے اس لڑکی سے معافی مانگنی تھی۔
ماموں پلیز بتادیں۔ مجھے اسے سوری کہنا ہے۔ "عمر کے چہرے پے"
تھکاوٹ تھی۔ اب بے زاری چمکنے لگی۔

کسی کو اس سے ملنے کی اجازت نہیں۔ مجھے بھی نہیں۔ اور اب پلیز سوری کی"
رٹ مت لگانا۔ "ہارون نے عمر کو گھورا جو پہلے ہی تھکا ہوا تھا اب اس کی بحث
سننے مزید تھک رہا تھا۔

اگر نہیں چاہتے تمہاری اس حرکت کا جنید کو علم ہوا تو چپ چاپ یہاں سے " نکلتے بنو۔ اور آئندہ اس لڑکی کے بارے میں مت پوچھنا۔ ورنہ میں تو ایک تھپڑ لگایا ہے مگر وہ تمہیں بالکل بھی نہیں بخشتے گا۔ " ہارون کی گھوریاں بڑھ گئیں۔

ماموں کا مطلب ہے ماں جیسا رحم دل مگر آپ بالکل بھی نہیں ہے۔ " کہتے " ہی وہ نکل گیا۔ پیچھے عمر کے چہرے پے مسکراہٹ چھائی۔ اس نے سر جھٹکا۔ فرسٹ ٹائیٹم کے ڈاکٹر زآچکے تھے۔ وہ بھی اب واپسی کے لیے نکلا۔ اسے جانا ہی تھا اب۔ اسے سکون کی نیند لینی تھی۔

وہ کندھوں کو جھٹکتے اٹھا۔ ساری رات کام کی وجہ سے اب اس کے کندھے درد کر رہے تھے۔

عمر انگڑائی لیتے پہلے منسا لے کرے کی طرف چل پڑا۔ ایک دف پہلے اسے
چیک کرنا تھا۔ جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا سامنے ہی منسا سوراہی تھی مگر وہ
رک گیا۔

شان منسا کے سرہانے بیٹھا تھا۔ اس کے سر پر گیلی پیٹی پڑی تھی جسے شان نے
شاید بدلا تھا۔ وہ خود تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

عمر کی ساری تھکاوٹ اڑن چھو ہو گئی۔ وہ گھبراتے ان کے پاس آیا۔ شان کے
کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے ہلایا۔ وہ فوراً اسے انکھیں مسلتے اٹھا۔

جی بابا... "عمر اس کی حالت دیکھی۔ بکھرے بال اور تھکاوٹ زدہ چہرہ وہ"
یقیناً ساری رات نہیں سویا تھا۔

کیا ہوا منسا کو اور تم کیاں یہاں بیٹھے ہو؟.. "پوچھتے ساتھ ہی منسا کے سر پر
ہاتھ رکھا۔ وہ بخار میں تپ رہی تھی۔ عریض نشان ہوا۔

مجھے کیوں کال نہیں کی۔ اتنا تیز بخار ہے اسے۔ "شان کے بتانے سے"
پہلے ہی وہ سمجھ گیا۔

شان کو سائیڈ پر کرتے وہ گھبرا یا سانس کے پاس بیٹھا۔ اس کے سر سے پٹی
ہٹاتے ٹاول سے اس کا ماتھا صاف کیا۔ اس کی نازک سی گڑیا گہری نیند میں
تھی یاں پھر بے ہوش تھی۔

ڈرپ لے کر آؤ۔ اور میرا بریف کیس بھی۔ "وہ غصے سے بولا۔ شان بھی"
چلا گیا۔

ڈرپ سٹینڈ ٹھیک کرتے عمر نے منسا کی نبض ڈھونڈتے اسے ڈرپ لگائی۔
آنکھوں میں آنسوؤں چمکے۔ اسے سوئی لگاتے بھی جیسے عمر کو درد ہوا۔
ڈرپ میں چند انجیکشن لگاتے وہ اب کھڑا شان کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس کے
بولنے کا منتظر ہو۔

بابا وہ ہم سکول گئے تھے ہارون کے۔ "اس نے بولنا شروع کیا۔ عمر اگے"
جاننا چاہتا تھا

شان نے ایک نظر منسا کو دیکھا۔ کیا وہ اس کا راز افشا کر سکتا تھا۔ کیا بتا دیتا اس
... کے باپ کو؟

وہ رک گیا۔ ایک نظر اسے دیکھے پھر عمر کو جو اگے سننا چاہتا تھا۔

وہیں میری کسی سے لڑائی ہو گئی۔ یہ بھی ساتھ تھی۔ میں انہیں تھپڑ مارنے لگا تھا یہ درمیان میں آگئی۔ اور بس تھپڑ اسے لگ گیا۔ اور وہیں گھماتا ہوا تھپڑ آ کر شان کے منہ پر لگا۔

وہ ذرا دور جا کھڑا ہوا۔ عمر اسے سختوں نظروں سے دیکھ رہا تھا جو سر جھکائے تھا۔

اس یہ بہانہ نہیں بنانا چاہیے تھا۔ اسے اس سے زیادہ بونگا بہانہ نا جانے کیوں نہیں ملا۔

وہ کھڑا یہ ہی سوچ رہا تھا جب عمر نے مزید اٹے ہاتھ کا تھپڑ مارنے کے لیے اٹھایا مگر رک گیا۔

میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔ میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔ " " پہلے جو اس کی تھکاوٹ کا خیال آ رہا تھا وہ بھی جاتا رہا۔ وہ چیر کھینچتے منسا کے

پاس بیٹھ گیا۔ اس کا ڈرپ کی سوئی والا ہاتھ تھام لیا۔ اس کی رنگت پیلی ہو رہی تھی۔ عمر کو شان پر مزید غصہ آیا۔

وہ باہر نکلنے سے پہلے ایک نظر ان دونوں باپ بیٹی کو دیکھنا نہیں بھولا۔ وہ رات کو منسا کو چیک کرنے آیا تھا جب وہ اسے بخار میں پتی ہوئی ملی۔ اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ عمر کی ہیر کے بخار کے وقت کاروائیاں یاد کرتے اس نے بھی وہی کیا۔

ٹاول اور پانی کا باول لے لیا۔ اس کے سر پر گیلے ٹاول کی پٹیاں کرتے وہ ساری رات نہیں سو سکا اور انعام کے طور پر اسے یہ تپھر ملا تھا۔ اس کا موڈ بگڑا۔ ایک تو میں انہیں پنچنگ بیگ لگتا ہوں شاید۔ یہ ہر کوئی آکر بجا جاتا ہے۔

بڑ بڑاتے وہ کچن میں آیا۔

گال سجاد دی مار کر۔ "اس کا گال سرخ ہو چکا تھا۔ اس نے پانی کا گلاس لیتے"

ایک ہی سانس میں ختم کیا۔ پھر برف لیتے وہ گال پر رگڑنے لگا۔ عمر کا ہاتھ

سخت تھا اور اس نے ہولا بھی نہیں رکھا۔ اس کے چہرے پر اچھا خاصا نشان پڑ چکا تھا۔

اسے منسا پر بھی غصہ آیا۔ اور ہارون پر بھی۔ ان دونوں کی وجہ سے ہی اسے یہ تھپڑ پڑا تھا۔

وہ غصے سے گھر سے ہی نکل گیا۔ وہ ویسے ہی سڑکوں پر گاڑی دوڑاتے ایک جگہ رکا۔

وہاں جو رجینا کھڑی تھی۔ ساتھ ایک لڑکا بھی تھا۔ وہ اسے کچھ دے رہی تھی۔ وہ جلد ہی سمجھ گیا وہ پیسے ہیں۔ وہیں اس لڑکے نے اسے کچھ انفارمیشن دی۔

جسے ایک نظر دیکھتے اس نے اپنے بیگ میں رکھ لیا۔ وہ اٹھی۔ وہیں وہ لڑکا بھی چلا گیا۔ مگر شان کو اب کچھ گڑبڑ ہونے کا تاثر دے گیا۔

وہ اپنی گاڑی جو رجینا کے پیچھے لگا لیا۔ وہیں جو رجینا بھی اپنے پیچھے کسی کہ گاڑی محسوس کر چکی تھی۔ اس نے روڈ کے ایک سائیڈ گاڑی روک دی۔

شان بھی پاگلوں کی طرح اس کے پیچھے گاڑی روکی۔ اس کا خیال تھا وہ گاڑی سے نکل کر کہیں جائے گی جبکہ وہ اسی کی گاڑی کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ ہاتھ کے اشارے سے شیشہ نیچے کرنے کو کہا۔ جو اس نے کر بھی دیا۔ پس؟... "جو رجینا نے ہاتھ بڑھاتے اسے کالر سے پکڑ لیا۔ تقریباً وہ اسے "گاڑی کے شیشے سے باہر نکال چکی تھی۔

میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو؟... "آنکھیں غصے سے بھری ہوئی تھیں۔ شان "نے جھٹکا دے کر اپنا گریبان اس سے چھڑایا۔ تمیز سے۔ تمہارا نوکر نہیں ہو میں۔ جس سے تم ایسے پیش آرہی ہو۔"" جو رجینا نے ایبر واٹھاتے اسے دیکھا۔

میں ایسے نوکر رکھتی بھی نہیں۔ "ہلکی سی مسکراہٹ سے کہتے وہ اسے تپا" گئی۔ شان گاڑی کا دروازہ کھولتے باہر نکلا۔ اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔

سمجھتی کیا ہو تم خود کو ہاں؟.. ایک توبی۔ کے ٹیم سے غداری کر رہی ہو۔ ان " کے دشمنوں سے ملی ہوئی ہو اوپر سے مجھے انکھیں دیکھا رہی ہو۔۔ " وہ دھاڑا۔ جو رجینا نے اسے ناگواری سے دیکھا۔

اور ایسی بکو اس پر میں تمہاری زبان کھینچ سکتی ہوں۔ " انداز سرد تھا۔ شان " کے تو سر پر لگی تلوں پے بجھی۔

اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے میں نے چوڑیاں پہن رکھی ہیں جو میں تم پر ہاتھ " نہیں اٹھاؤں گا۔ " بازو سے پکڑتے جو رجینا کو گاڑی کے ساتھ لگایا۔ وہ دھاڑی تھی۔

ہاتھ مت لگاؤ مجھے۔ " ساتھ ہی اس کا ہاتھ پکڑتے دور جھٹکا۔ "

تم الیگزینڈر انکل سے غداری کیوں کر رہی ہو؟؟؟ " وہ سکون سے دور ہو " گیا۔ سینے پر بازو لپیٹتے اس سے پوچھا۔

اچھا اور تمہیں لگتا ہے میں تمہیں بتاؤں گیں۔ سوفی ناں۔۔۔ " اسے دور " جھٹکتے وہ خود اس کے سامنے ہوئی۔

میں الیگزینڈر انکل کو بتاؤں گا تمہاری حرکتیں۔۔۔" وہ پیچھے سے دھاڑا۔
جور جینارکتے پلٹی۔

کسی کے باپ سے بھی نہیں ڈرتی جور جینا۔ جاؤ بتاؤ جسے بتانا ہے۔ "شولہ بار"
نظروں سے کہتے وہ چلی گئی۔ پیچھے شان نے لمبی سانس کھینچی
وہ اپنے غصے کے چلتے جانے انجانے میں جور جینا کو باتیں سناچکا تھا مگر اس کا اپنا
غصہ کم ہو گیا۔ جو کہ اس کے حساب سے درست ہوا۔

اب وہ گھر کی طرف گاڑی موڑنے کے بجائے کسی ریسٹورنٹ کی طرف جا رہا
تھا۔ جہاں بیٹھ کر سکون سے کھانا کھاتے وہ آگے کے بارے میں سوچ سکے۔
اتنا تو وہ جان چکا تھا اگر منسا کو ہارون نہ ملا تو وہ مر جائے گی۔ مگر وہ اسے مرنے
نہیں دے سکتا تھا۔ اسے بہت پیاری تھی اپنی بہن۔

^^^

ہاں کہاں ہو؟؟ میں نے کہا تھا ابھی مت آنا۔ پھر بھی تم آگئی۔ یار سب"
پریشان تھے۔ "وہ کہتے گاڑی سے اتری۔ سامنے ہی ٹینا کھڑی تھی۔ اس روز

وہ منع بھی ٹینا کو ہی کر رہی تھی یہاں آنے سے۔ جو لیل کو ملنے آنا چاہتی تھی مگر خیام کے اغواہ کے چلتے اور الیگزینڈر کے سارے کمرے چیک کرنے کی رکت کی وجہ سے اس نے روک دیا۔

چلو اب۔ آہی گئی ہو تو مل کر جانا۔ "جو رجینا کل شام یہاں نہیں رکی تھی۔" وہ کسی کام سے گئی تھی۔

ٹینا اس کے روڈ ہونے پر منہ بناتے اس کے ساتھ چل دی۔ "انہیں سامنے ہی صوفے پر بیٹھی لیل مل گئی۔ وہ یقیناً بھی جم سے لوٹی تھی۔ تھکاوٹ کا اندازہ اس کے چہرے سے لگایا جاسکتا تھا۔ الیگزینڈر وہاں نہیں تھا۔

وہ یاں تو کچن میں تھایاں فریش ہونے گیا تھا۔ آجاؤ۔ "لیل اٹھتے ان دونوں سے ملی۔ وہ دونوں وہیں بیٹھ گئیں۔" الیگزینڈر کچن سے انہیں دیکھ ان کے لیے ریفریشمنٹ لے آیا۔

سر رہنے دیتے میں لے آتی۔۔ "جور جینا فور آسے بولی۔ الیگزینڈر نے لیل"

کو دیکھا جو کہہ رہی تھی میرا فروٹ سیلڈ کہاں ہے۔

تم دونوں کھاؤ۔ یہ اس وقت بلیک کنگ نہیں میرا کک ہے۔ "ان دونوں"

نے مسکراہٹ دبائی۔ لیل کے اشارہ کرنے پر جو س کا گلاس تھام گئیں۔

میں لاتا ہوں۔ "الیگزینڈر چلا گیا۔"

ٹینا لیل سے اس کی صحت کے بارے میں پوچھنے لگی۔ پھر اس کی نبض چیک

کرتے وہ اس کی بارٹ بیٹ اور سب چیک کرنے لگی۔ وہ اپنا سارا سامان

ساتھ لائی تھی۔

یہ کھائیں اور ٹینا رہنے دو۔ ابھی کچھ دیر تک میں انہیں ہو سہیل لے جا رہا"

ہوں۔ وہاں مکمل چیک اپ ہو جائے گا۔ "وہ یس سر کہتے سارا سامان بند کر

گئی۔

جور جینا جو س کا ادھا ختم کیا گلاس تھا مے تھی۔

سرخیام سر کیسے ہیں اب؟.. "ان سب کو خیام کے ملنے کا علم ہو چکا تھا۔"

سورہا ہے ابھی۔ ویسے ٹھیک ہے۔ بس کمزوری سی ہے اسے۔ "کہتے وہ پھر"
کچن میں گیا۔ اب پزا کے سلائس نکالتے ان دونوں کے لیے لایا۔
سر ہم بس یہ... "لیل نے انہیں ٹوک دیا۔"

چپ چاپ پکڑ کر کھاؤ۔ "لیل کی گھوریوں پر انہوں نے پلیٹ تھام لی۔"
تم دونوں کھاؤ میں آتی ہوں۔ "لیل فریش ہونے چلی گئی۔ الیگزینڈر ویسے"
ہی کچن میں تھا۔

یار ویسے سر کھانا مزے کا بناتے ہیں۔ "ٹینا نے سرگوشی کی۔ لیل سیڑھیاں"
چڑھتے اوپر جا رہی تھی۔ ایک ہاتھ پیٹ پر تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ میکڈونلڈ والے بھی ان کے سامنے فیل ہیں"
یار۔ "اس نے چسکے لے کر کہا۔

جورجینا کا جتنا موڈ شان نے خراب کیا تھا وہ الیگزینڈر کے کھانے نے ٹھیک
کر دیا۔

وہیں لیل اپنا ڈریس نکالتے اب واش روم میں بند ہو چکی تھی۔

دوسری طرف رومان اپنے کمرے میں واٹر روم سے فریش سائیکلا۔ ہانیہ ابھی
سورہی تھی۔

وہ اس کے پاس آٹھرا۔ ہاتھ بڑھاتے اس کے بال چہرے سے پیچھے کیے۔
جان مان اٹھ جائیں۔ صبح ہو گئی ہے۔ "وہ کروٹ بدلتی مگر رومان کے کمر"
میں پڑے ہاتھ نے ایسا نہیں کرنے دیا۔

مان؟... "ہاتھ بڑھاتے اس کے گال پر رکھا۔ رومان نے وہی ہاتھ چوم لیا۔"
یس!... "وہ اگے ہوتے رومان کے گال پر ہونٹ رکھ گئی۔ رومان کا چہرہ"
شاک سے سرخ ہوا۔

ہاتھ بڑھاتے اس نے ہانیہ کے ہونٹ سہلائے۔ وہ اسے خواب کے بجائے
حقیقت جانتے ٹھہر گئی۔ حلق تر کیا۔

میں... "وہ سمجھ نہیں سکی کیا بولے۔ رومان نے اس کی مشکل آسان"
کر دی۔

فریش ہو جاؤ۔۔۔ "وہ اٹھی۔ رومان دور ہوتے اپنے بال کنگھی کرنے لگا۔"

ہانیہ اسے دیکھ گھبراتے واثر و م میں بند ہو گئی۔ رومان مسکرایا۔ وہاں کچھ ایکسٹاڈریسز پڑے تھے۔ لانگ شرٹ اور جینز تھیں۔ اس نے وہی دروازے کے ساتھ لٹکا دیں۔ ہانیہ ایسے ڈریس پہن ہی لیتی تھی۔ وہ فریش ہوتے وہی کپڑے پہنتے باہر آئی۔ رومان کمرے میں نہیں تھا۔ وہ شکر ادا کرتے بال خشک کرنے لگی۔ ابھی اس نے بال پیچھے کو جھٹکے تھے جب اسے آئینے میں رومان کا عکس نظر آیا۔

جانِ مان کیوں مجھے ہارٹ اٹیک کروانا چاہتی ہو۔ "اس کی سانسیں کم" ہوئیں۔

رومان ہاتھ اس کی کمر میں ڈالا۔ وہ سانس بھر گئی۔

ان دونوں کے وجود سے پھوٹتی خوشبو اور کلون کی سمیل دونوں ہی فضا میں چھا رہی تھیں۔ رومان کی قربت ہانیہ کی سانسیں چھین رہی تھی۔

رومان ہاتھ رول کرتے اسے سامنے کیا۔ نرمی سے انگلی اس کی گردن میں نظر آتے اس گھڑے پر رکھتے گھمائی۔ سانسیں لینگ سے وہ گھڑا واضح ہوتا۔

رومان جھکتے اس گھڑے کو چوما۔ ہلکا سا زبان سے وہاں ٹچ کیا۔ اس کے وجود میں جیسے رنگ سے بھر گئے۔ اس کا پورا وجود سرخ ہو گیا۔ سانسیں سینے میں اٹک گئیں۔ ہونٹ کپکپا گئے۔ وجود جیسے اس کی سانسیں پڑنے پر تڑپ اٹھا تھا۔

مان۔۔۔۔۔ "ہلکا سا کہتے وہ ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھ گئی۔ وہ اس کی انہیں" سانسوں کو قید کر گیا۔

نرمی سے اس کے ہونٹوں کو یوں چھوا جیسے پانی پی رہا ہوں۔ ہانیہ تترپی تھی۔ دونوں ہاتھوں سے اس کے کندھے دبوج لیے مگر وہ پیچھے نہیں ہوا۔ اس کی سانسیں اسے مزادے رہی تھیں۔

تم مجھے پاگل کر دو گی۔ کسی کام کا نہیں چھوڑو گی۔ "ان دونوں کی سانسیں" پھولی ہوئی تھیں۔ رومان اس کے کندھے پر سر رکھے سانسیں لے رہا تھا۔ ایسے اس کی سانسیں ہانیہ کے کندھے پر پڑ رہی تھیں۔ عریاں کندھوں پر پڑتیں گرم سانسیں اسے مزید تڑپا گئیں۔

مان پلیز۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ "اس نے ہلکی سی آواز میں کہا۔ رومان اس کے کندھوں سے اب سینے کی طرف جا رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی وہ آج ہی حدود کو اس کر دے۔

مجھے بھی بھوک لگی ہے شدید۔۔۔" ہانیہ اس کی سرگوشی پر تڑپی۔ وہ ہانیہ کے کان کی لوپر کاٹتے اسے اچھلنے پر مجبور کر گیا۔

رومان اس کے اچھلنے پر دور ہوا۔ اس کی تڑپ دیکھ وہ مسکرایا۔

چلیں تمہاری بھوک کا علاج کرنے۔ میری بھوک تو مٹنے سے رہی۔ "وہ"

جلدی سے ڈوپٹہ درست کرتے باہر بھاگتی جب رومان اس کا ہاتھ تھامتے اسے روک دیا۔

سب کو معلوم ہو جائے گا ہمارے درمیان گزرے لمحات کا۔ یار تمہیں"

میرے دیے نشان بھی چھپانے نہیں آتے۔۔۔ "نرمی سے کہتے پاؤڈر پکڑتے ان سرخ نشانوں پر لگانے لگا۔

اس کے شدت سے چھونے کے نتیجے میں ہوئے وہ نشان اس سے کچھ چھپ گئے۔

... کم بخت تیرے پیٹ میں کوئی بات کیوں نہیں رہتی؟؟؟
تیری ہر دوست واقف ہے بوسہ وصل سے۔۔۔

ہانیہ کا چہرہ شرم سے سرخ ہوا۔ اس کی شاعری اسے یوں ہی سرخ کر دیتی تھی۔

چلیں اب یاں مزید؟.... "وہ اس کی بات مکمل ہونے دینے سے پہلے ہی"
باہر کو دوڑی۔ رومان کے چہرے پر مسکراہٹ چھائی۔

وہ بھی اس کے پیچھے ہی باہر آیا۔ سامنے ہی ہانیہ لیل اور جور جینا سے مل رہی تھی۔ وہ ان کی طرف آنے کے بجائے خیام اور انعم کے کمرے کی طرف آیا۔

وہ سکون سے اپنے کمرے میں سو رہے تھے۔ وہ مسکرایا۔

انغم خیام کے سینے پر سر رکھے اس کے گرد بازو ڈالے پڑی تھی۔ وہ اپنی ماں کی بے قراری اور بے تابی سمجھتا تھا۔ بغیر انہیں تنگ کیے وہ باہر آ گیا۔ لیل سے ملتے وہ بھی ڈائننگ ٹیبل پر ان سب کے ساتھ بیٹھتے کھانا کھانے لگا۔

رومان خیام کو دیکھا؟... "الیکزینڈر کے سوال پر اس نے کھانے سے ہاتھ روکے۔

جی۔۔ سو رہے ہیں دونوں۔" "الیکزینڈر نے شکر کیا۔" لیل اسے حوصلہ دیا جو خیام کی حالت کی وجہ سے ساری رات بھی بے سکون سا رہا تھا۔

رومان ذرا محتاط کرنا۔ "وہ سمجھتے ہاں میں سر ہلا گیا۔" سریہ کس کج حرکت تھی؟... "الیکزینڈر نے سانس کھینچی۔ یہ کوئی چھوٹی "پانچویں دفہ وہ کسی کو بتانے جا رہا تھا۔ وہ تو اس لڑکی کا نام لے لے کر تھک گیا تھا۔

وہی جس نے تمہیں میری حالت بتائی۔ "جور جیانے حیرت سے دیکھا۔"
اسے سمجھ نہیں آئی۔

جور جینا بعد میں بتاؤں گا۔ ابھی کھانا کھاؤ۔ "لیل کی گھوری پر کہا جسے ٹیبل"
پر کام کی باتیں پاند نہیں تھیں۔

وہ بھی یس سر کہتے کھانا کھانے لگی۔ ٹینا مسکرائی۔

سر اب بتادیں۔ "وہ سب ابھی حال میں بیٹھے تھے۔ ہانیہ اور لیل دونوں"
واک کرنے گئی تھیں۔ رومان اندر ہی تھا۔

پھر الیگزینڈر نے اس لڑکی کے بارے میں سب بتادیا۔ وہی وہ سنتے شاک
میں چلے گئے۔ یہ کون تھی اور اگر خیام کو کچھ کرنا نہیں تھا تو اٹھوایا کیوں؟..
اسے جواب نہیں مل سکا۔

سر وہ کس لڑکی کی بات کر رہی تھی؟.."ٹینا نے سوال کیا۔"

وہی جو ہو سپٹل میں پڑی ہے۔ ڈس ایبل گرل۔ وہ جو رڈن کی شہزادی"
ہے۔ "ان کے منہ کھل گئے۔ رومان کی بھی آنکھیں بڑی ہو گئیں۔

وہ لڑکی؟.... "حیرت سے بات مکمل نہیں ہو سکی۔"

ہاں وہ لڑکی اور ہمیں اس سے ملنے جانا ہے۔ رومان تم یہاں ہی رہو گے۔"
خیام کا دھیان رکھنے کے لیے۔ فرقان آ رہا ہے۔ میں اس کے ساتھ جاؤں
گا۔" جو رجینا تو پہلے ہی یہاں رہنا تھا۔ لیل کی سکیورٹی کے لیے۔۔۔

او کے انکل۔۔۔ "وہ نہ چاہتے بھی مان گیا۔ وہی ہانیہ کے متعلق بے قراری"
سی ہوئی۔ وہ لیل کے ساتھ باہر تھی۔ وہ اسے اپنے سامنے دیکھنا چاہتا تھا۔
میں نکلتا ہوں۔ فرقان کو وہیں سے لے لوں گا۔" الیگزینڈر اٹھا۔"
وہ ان سب کو چھوڑتے باہر نکلا۔ ہانیہ الیگزینڈر کو اتادیکھ اندر چلی گئی۔
الیگزینڈر لیل کے پاس آٹھرا۔

نرمی سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے ساتھ لگایا۔

میں عمر کے پاس جا رہا ہوں۔ دھیان رکھیے گا اپنا میرے لیے۔۔۔ "جھکتے اس"
کا ماتھا چوما۔

لیل نے بھی بدلے میں اس کے ہونٹ چومے۔ وہ مسکرایا۔ لیل اظہار کے معاملے میں اس سے دو ہاتھ آگے تھی۔

تم بھی اپنا خیال رکھنا۔ میرے لیے۔۔۔۔۔" الیگزینڈر ہاں میں سر ہلاتے " اسے اندر بھیجا۔ جب تک لیل اندر نہیں پہنچی وہ وہیں کھڑا رہا۔ پھر خاموشی سے وہاں سے نکل گیا۔

وہیں کھڑی لیل نے آیت الکرسی پڑھتے دور سے الیگزینڈر پر پھونکی۔ وہ سے اللہ کے حفظ و امان میں دے رہی تھی۔۔

ہانیہ کے اندر آتے ان کے ساتھ بیٹھی۔ وہ جو رجیا اور ٹینا سے ہلکی پھلکی باتیں کرنے لگی۔

رومان تم اٹھاؤ خیام کو۔ اتنا سونا ٹھیک نہیں ہے۔" اسے الیگزینڈر نے بتایا " تھا وہ کل شام سے اسی حالت میں ہے۔

رومان چلا گیا۔ لیل بھی ان کے ساتھ آ بیٹھی۔

ہا۔۔۔رون۔۔۔"ہلکی سی سرگوشی کی۔ عمر جو اس کے پاس ہی بیٹھا تھا فوراً"
سے اس کی طرف متوجہ ہوا۔

جی میرا بچہ۔ بابا یہاں ہی ہیں۔"وہ سمجھ نہیں سکا تھا اس نے کسے پکارا۔"
بابا۔۔۔"وہ عمر کی آواز پر مندھی مندھی انکھیں کھولتے اس کی طرف"
متوجہ ہوئی۔

عمر نے اس کا ماتھا چوما۔

جی میری جان۔۔۔"وہ باپ کی نم انکھیں دیکھ تکلیف زدہ ہوئی۔"
بابا پلیر روئیں مت۔۔۔"عمر ہاں میں سر ہلایا۔ وہ اب ہوش میں آچکی تھی۔"
بابا کی جان رولا دیا تم نے۔"مسکراتے اسے پر سکون کیا۔"
اٹھو کچھ کھاؤ۔۔۔"عمر اسے اٹھایا پھر پاس ہی پڑا سوپ اسے گرم کر کے"
دیا۔

پھر جھکتے اس کے ماتھا چوما۔ وہ سوپ پینے لگی۔ مگر اس کے ہاتھ کپکپا رہے
تھے۔ عمر خود پکڑتے اسے سوپ پلانے لگا۔

شان کی تو میں گلاس لگاؤں گا۔ اس کی ہمت کیسے ہوئی تم پر ہاتھ اٹھانے کی۔"
ابھی تو ایک تھڑپڑا ہے ابھی مزید پڑیں گیں۔ "منسا باپ کی باتیں حیرت سے
سنیں۔

شان کو کیوں مارا؟؟؟... "اس نے حیرت سے پوچھا۔"
کیونکہ اس نے تم پر ہاتھ اٹھایا۔ اب مکھ سے جھوٹ مت بولنا۔ "عمر نے"
وارن کیا۔

وہیں منسا کو شان پر ٹوٹ کر پیارا یا۔ جو اس کی حالت کی اصل وجہ کے بتائے
بہت ہی بونگا بہانہ دے کر خود بھی مار کھالی۔
بابامیری غلطی تھی۔ ء "عمر اسے گھورتے چپ کر وادیا۔"
ابھی یہ پیو۔ پھر میڈیسن کھانی ہے۔ کیسے ایک دن میں بیمار ہو گئی ہی۔ جیسے "
صدیوں سے کچھ کھایا نہ ہو۔ "ہاتھ اس کے سر پر پھیرا۔
وہ باپ کے اس قدر خیال رکھنے پر مسکرائی۔

بابا وہ لڑکی، جس کا ایکسیڈنٹ میری گاڑی سے ہوا تھا وہ ہارون کے ساتھ " کیوں تھی؟... " اسے اچھے سے وہ لڑکی یاد تھی۔

وہ ہارون ویسے ہی اسے ساتھ لے گیا۔ تم اسے چھوڑو۔ اس نے جہاں جانا " تھا وہ چلی گئی۔ تم بے فکر رہو۔ " منسا کے وجود میں سکون سا اتر ا۔ اچھا ہوا!... " عمر اس کی بات نہیں سن سکا۔ وہ اس کے لیے دوائی نکال رہا " تھا۔

وہ دل میں بہت شکر گزار تھی۔ وہ بالکل نہیں چاہتی تھی ہارون اس سے کسی وجہ سے بھی دور ہو۔ وہ مزاق میں بھی ہارون کو کسی اور کا ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

عمر اسے میڈیسن نکال کر دی۔ جو اس نے مطمئن چہرے سے تھام کر کھاتے پانی پی لیا۔

خیریت تو ہے؟ آج تم اتنے سکون سے دوائی کھا گئی؟۔۔ " وہ مسکرائی۔ "

بس میں آج خوش ہو۔۔۔" عمر نے اسے حیرت سے دیکھا۔ ہھر سر جھٹکتے "
اس کے لیے دوسری ڈرپ نکالی۔
وہیں منساب مسکراتی نظروں سے باپ کو دیکھ رہی تھی جو اس اچانک خوشی
کو نہیں سمجھ پارہا تھا۔



شایان پلیز میرے لیے!۔۔۔" اس نے منت کرتی نظروں سے دیکھا۔
شایان نے ایک نظر اس لائن کو دیکھا پھر اپنی بیوی کو۔
اچھا اوکے۔" وہ مان گیا۔"

اب وہ وہیں پر کھڑی کارز میں سے ایک پر سوار ہو رہا تھا۔ وہ سب ایک لائن میں کھڑی تھیں۔ یہ کار ریسنگ تھی اور جیتنے والے کا انعام تو انہیں معلوم نہیں تھا مگر یہ منہا کی ضد تھی۔

وہ تو اسے یہاں کار ریسنگ دیکھانے لایا تھا مگر وہ آتے ہی اس کو بھی اس کار ریسنگ میں حصہ لینے پر منانے لگ گئی۔

وہاں بہت ہی پروفیشنل لوگ حصہ لے رہے تھے۔ منسا کے خیال سے وہ ہار جاتا اور شرط کے طور پر اسے واپس لے جانے کے بجائے کسی دوسرے ملک گھمانے لے جاتا۔

شایان نے اسے وہیں سے ہیلیمٹ پہنتے ایک گھوری سے نوازا۔ وہ مسکرا دی۔ اس کی ضد کے چلتے ہی وہ آیا تھا ورنہ نہیں آتا۔

اب وہاں گن کی آواز گونجی اور ساتھ ہی میں وہاں ریس شروع ہو گئی۔

منہا اب دانتوں میں انگلیاں دبائے وہاں دیکھ رہی تھی۔ وہاں کبھی کوئی گاڑی آگے ہو جاتی تو کبھی کوئی۔ وہ اس قدر دور جا چکے تھے منہا پہچان بھی نہیں پا رہی تھی ان میں سے شایان کون ہے اور ہے بھی کہ نہیں۔

پھر کچھ ہی دیر میں وہ سب گاڑیاں ونگ لائن کر اس کرتے آگے بڑھیں۔ وہ پریشانی بھرے تاثرات سے کھڑی تھی۔ یہ ریس زیادہ لمبی نہیں تھی۔ پہاڑی علاقوں میں رستہ ملنا مشکل تھا۔ وہ یہاں مزید پہاڑ نہیں کاٹ سکتے تھے۔ ان کی خوبصورتی خراب ہو جاتی جو ٹوریسٹ کو اٹکریٹ کرتی تھی۔ ہیلیمٹ پہنے وہ وہی کھڑا تھا۔ ناچاہتے بھی مسکراہٹ اس کے چہرے پر آئی۔ منہا بھی اسی طرف چل دی۔ وہاں وئر کو انعام مل رہا تھا۔ انہیں دلچسپی تو نہیں تھی مگر وہ دونوں آگئے۔

شایان خاموشی سے ان کا دیا پرائزلے لیا۔ جیسے ہی وہ نیچے اترا منہا اس کے گلے کا ہار بنی۔ شایان نے بازو اس کے گرد ڈالا۔ وہاں کھڑے سب لوگ تالیاں بجا رہے تھے۔ وہ جو ہار گئے وہ بھی۔

ویسے بھی یہ ہار جیت تو زندگی کا حصہ تھی تو وہ کیونکر کسی کی جیت سے جیلیس ہوتے۔۔

یہ کیا ہے؟... "منہا کو انعام دیکھنا تھا۔"

اب تم میری بات مانو گی اور ہم واپس۔۔۔ "شایان نے اسے دیکھا۔ اس کی" بات سننے کے باوجود بھی اس کے چہرے پے خوشی بھری ہوئی تھی۔ اس نے ہاتھ شایان کے سامنے کیا اور وہاں لکھے الفاظ پڑھتے اس کا منہ بنا۔
اب تم مجھے ساتھ لے جاؤ گے۔ وہ بھی ان دس قدیم جگہ پر۔ جن کا ویزا" تمہیں بطور انعام ملا ہے۔" اس نے خوشی سے کہا۔

خیام روٹھے تاثرات سے چلنے لگا۔ وہ بھی اس کے پیچھے ہی آئی۔
اگر تمہیں نہیں جانا تو کوئی بات نہیں۔ "منہا نے ڈرتے کہا۔ شایان اس کا" چہرہ دیکھا۔ وہ اس کے غصے کا سوچ ڈر رہی تھی۔

اس نے آنکھیں بند کرتے کھولیں۔ پھر اسے سامنے کرتے سینے سے لگایا۔

ہم دونوں چلے گئیں۔ "وہ مسکرا دی۔ اس کی مسکراہٹ میں دنیا جہاں کی" خوشی تھی۔

شایان کا اپنی ساری توجہ اسے دینا اسے اچھا لگ رہا تھا۔ اور وہ اس میں بہت خوش تھی۔ ان چند دنوں میں منہانے زندگی جی تھی جو وہ پچھلے چند سالوں سے جینا بھول چکی تھی۔

شایان بھی مسکرا دیا۔ پھر اسے لیتے واپس ہو ٹل آ گیا۔ اب اسے نیند آئی تھی۔ اور پھر شام کو وہ دونوں فلائٹ میں لیتے۔ جس میں دیر وہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔

^^^

وچ یہ ڈریس پہن لو۔ "پری نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔ وہ دونوں ابھی" ڈنر سے فارغ ہوئے تھے۔ اور موسیٰ یہ ڈریس اٹھالایا۔

ہم کہیں جارہے ہیں؟... "موسیٰ مسکراتے اس کے پاس ہوا۔ نرمی سے"
ہونٹ اس کے ہونٹوں پر رکھتے آ نہیں محسوس کیا۔ پھر نرمی سے اس کے
ہونٹوں سے الگ ہوا۔

یس پارٹی میں۔ صرف دو منٹ کے لیے۔ پھر واپس آ جائیں گیں۔ "وہ مان"
گئی۔ ڈریس لیتے چپ چاپ تیار ہونے چلی گئی۔ موسیٰ وہیں کھڑا اسے دیکھتا
رہا۔ پھر موبائل پکڑتے حارث کو کال ملائی۔

حارث!! سیکورٹی مکمل ہو۔ میں اپنی بیوی کی حفاظت پر رسک نہیں لے
سکتا۔ "اس کا انداز کافی سرد تھا۔ وہ یس سر کہتے سب دیکھنے لگا۔

حارث وہیں ہال میں تھا۔ وہ سب تیاریاں دیکھ رہا تھا۔ آج وہاں پارٹی تھی۔
جس کے لیے وہ دونوں جارہے تھے۔

وہاں سب لوگوں کو پری کے متعلق علم ہو چکا تھا۔ اور کسی کے لیے بھی
عورت رکھنا ممنوع تھا۔ ان کے قانون کے مطابق کوئی بھی ناجائز تعلقات

میں کسی بھی کم عمر لڑکی کو نہیں رکھ سکتا تھا۔ موسیٰ پر بھی یہ قانون لاگو ہوتا تھا۔

اسی قانون کے چلتے وہ موسیٰ کو کنگ کی کرسی سے ہٹانا چاہتے تھے کیونکہ قانون توڑنے والا کوئی بھی ہو مگر اسے سزاہر صورت ہوتی۔ ان کا بھی یہ ہی پلان تھا۔ مگر وہ انجام سے واقف نہیں تھے۔ چلیں؟... "موسیٰ پلٹتے اسے دیکھا۔"

وہ ریڈ اور بلیک کمینیشن کی فراق تھی۔ جس کا گھیر اس قدر تو تھا کوئی بھی اس کے زیادہ قریب نہیں آ سکتا۔

وہ موسیٰ کی وچ تھی اور موسیٰ اسے چھونے کی اجازت کسی کو نہیں دے سکتا تھا۔ دیکھنے تک کی بھی نہیں۔

چلتے ہیں۔۔۔ "موسیٰ نے خود تھری پوس پہنا تھا۔ جھکتے نرمی سے اس کا ماتھا" چوما۔

موسیٰ اسے گود میں اٹھالیا۔ وہ بھی سر اس کے سینے پر رکھ گئی۔

موسیٰ نرمی سے سیڑھیاں اترتے باہر آیا۔ گاڑی کھڑی تھی۔ وہاں صرف ایک ہی گاڑی تھی۔ کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی اس محل پر حملہ کرے اور وہ بھی موسیٰ کی موجودگی میں۔

پری کو فرنٹ سیٹ پر بٹھاتے وہ خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا۔
پری اس کا بازو تھامتے اس کے پاس ہوئی۔

کیا یہ مافیہ کی پارٹی ہے... "اس نے حارث اور موسیٰ کی گفتگو سنی ہوئی"
تھی۔ وہ کچھ کچھ جانتی تھی۔

یس۔۔ "پری نے مزید کچھ نہیں پوچھا اور چند ہی منٹ میں وہ اس جگہ پر"
پہنچ گئے۔

موسیٰ اسے پھر گاڑی سے نیچے اتارتے گود میں اٹھایا۔ بیک سائیڈ سے ہوتے
وہ اپنے اس محل کے کمرے میں آیا۔ وہاں ہر طرف بڑے بڑے پودے
تھے۔ ان میں کچھ پہچاننا مشکل تھا۔

وہ مشکل سے اس دروازے کو دیکھ سکی تھی جس میں سے سر جھکائے وہ اندر
ائے تھے۔ پھر موسیٰ نے زور لگا کر اس دروازے کو بند کر دیا۔ وہ لوہے کا موٹا
سادروازہ تھا۔

وہ اس سے اگے آیا۔ چند ہی قدم چلا تھا پھر ہاتھ سے ایک دیوار سلائیڈ کرتے
سلائیڈ کی۔ اب وہ ایک کمرے میں پہنچ گئے۔
یہاں آرام کرو۔ میں کچھ دیر تک آتا ہوں۔ "اسے وہیں بیڈ پر لیٹاتے موسیٰ"
اس کا ماتھا چوما۔ وہ گھبرائی۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔ "وہ ساری حویلی نما محل کالا تھا۔ ہر طرف جیسے سیاہی"
بکھر چکی تھی۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی یہ آخر کون سی جگہ ہے۔ پھر وہ کمرہ،
وہاں بھی سب اس کی سمجھ سے باہر تھا۔ وہ یہاں نہیں رکنا چاہتی تھی۔
پری نے موسیٰ کا ہاتھ تھام لیا۔ کہیں وہ اسے یہاں نہ چھوڑ جائے۔

یہ میری سلطنت ہے وچ۔۔ "وہ موسیٰ کے ساتھ چپکی۔ موسیٰ نے نرمی"
سے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالا۔ دوسرے سے اس کا حجاب کھولا جو نقاب

کی صورت تھا۔ کھلتے ہی پری کا چہرہ اس کے سامنے تھا۔ اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔

موسیٰ نرمی سے اس کی گال پر جھکا۔ وہاں ہونٹوں سے چومتے وہ اس کا چہرہ گیلا کر گیا۔ جگہ جگہ اس کے چہرے کو چومتے وہ دور ہوتے اس کے ہونٹ دیکھنے لگا۔ دونوں کی سانسیں پھول چکی تھی۔ کمرے میں الگ ہی ساز برپا تھا۔

"My weakness...."

سرگوشی کرتے وہ اس کے ہونٹوں پر جھک گیا۔ ایک ہاتھ پری کے سر کے نیچے رکھ دیا۔ موسیٰ کے انداز میں بے صبری تھی۔ وہ تڑپ اٹھی۔ اتنی شدت تو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھائی تھی۔ پری کی سانسیں کم ہونے لگیں۔ وہ تڑپ اٹھی۔

موسیٰ بھی رعایت دینے کو تیار نہیں تھا۔ گھماتے اسے بیڈ پر لے کر بیٹھ گیا۔ ہاتھ بڑھاتے اسے مزید خود کے قریب کھینچتے گود میں بٹھالیا۔ پری اس کے

کند ہوں ہر تھپڑ مارے مگر سب فضول۔ اس کی مزاحمت کسی کام نہیں آئی۔
وہ اپنے کام میں مگن لگا رہا۔

موسیٰ کے وجود کی خوشبو پری کے وجود میں پھیلنے لگی۔ وہ تڑپی مگر وہ یہ تڑپ
اسے نہیں دیکھا پارہی تھی شاید۔

اس کے ہاتھ پہلو میں گرے۔ وہ نڈھال ہو چکی تھی۔ موسیٰ دور ہوتے اس
کی گردن پر جھکا۔ وہاں نرمی سے ہونٹ رکھتے وہ اس کی تھوڑی تک آیا۔

"Don't make me demon.."

پری نے ہاتھ اس کے کندھوں کے گرد ڈالے۔ ناں میں سر ہلاتے اسے دیکھا
جس میں ابھی بھی اس کے وجود کی طلب تھی جبکہ پری تھک چکی تھی۔ وہ
مزید موسیٰ کی یہ شدتیں برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

تم جن ہی ہو۔ "وہ مسکرایا۔"

ارام کرنا ہے کہ مزید!!... "اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ موسیٰ نے"
کہتے چہرہ اس کے پاس کیا۔

وہ اسے دھکے دیتے خود سے دور کر گئی۔ اسے گھورنے لگی جو آج ٹریک سے اتر چکا تھا۔

انتظار کرو۔ میں آتا ہوں۔ تھوڑی دیر تک۔۔۔ "پری کے پاؤں اٹھا کر بیڈ پر" رکھے۔ اس پر اپنا کوٹ اتار کر اوڑھا دیا۔

وہ دروازہ کھولتے باہر نکل گیا۔ پری کو جس قدر وہ نڈھال کر چکا تھا۔ وہ اب یہاں ہی سو جاتی۔ اس میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی وہ کچھ اور سوچ سکے اور موسیٰ بس یہ ہی چاہتا تھا۔

اگر وہ کچھ بھی سوچتی تو بس یہاں سے جانے کے بارے میں سوچتی۔ اب وہ سکون سے نڈھال سی پڑی رہتی۔ مگر اس کے لیے مسئلہ نہیں بناتی۔

موسیٰ باہر آیا۔ حارث وہاں کی تیاریاں دیکھ رہا تھا۔ وہ سب لوگ جمع تھے۔ موسیٰ چلتے اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

وہ سب ناچاہتے بھی اس کی تعزیم میں کھڑے ہوئے۔ موسیٰ نے گردن ہاں میں ہلائی۔

میرے خلاف کیا پروپیگنڈا چل رہا ہے؟... "اس نے عربی میں ہی پوچھا۔"
وہ سب لوگ اسے دیکھنے لگے۔ وہ سب جانتا تھا۔ ان سب نے حلق تر کیا۔
جو جو جواب چاہتا ہے سامنے آئے؟.. "ان کے پاس اس سے حسین موقع"
نہیں تھا۔ وہ سامنے آتے یا نہ آتے مسئلہ تو تھا ہی۔ انہوں نے ایک دوسرے
کو دیکھا۔ پھر اگے بڑھ گئے۔

کنگ آپ نے ہی کہا تھا اصول سب کے لیے ہیں۔ اب مکر نہیں سکتے"
آپ۔۔ "موسیٰ گردن ہاں میں ہلائی۔

بادشاہ کبھی زبان سے نہیں پھرتے۔ "اس نے باور کروایا۔ ان سب کو"
حوصلہ ہوا۔

کنگ ناجائز تعلقات پر کسی بھی نابالغ لڑکی کو پاس رکھنا آپ کی اصول کی"
کتاب کے مطابق غلط ہے۔ جس پر ہم سب نے آج تک عمل کیا ہے۔ "اس
نے حارث کو دیکھا۔ گارڈز کی قطاریں وہاں آنے لگیں۔

یہ جرم ہے۔ اور رہے گا۔ کسی بھی نابالغ لڑکی سے ناجائز تعلقات جرم کے "زمرے میں ہی آئیں گیں۔" ان سب کو حوصلہ ہوا۔

کنگ آپ نے بھی ایسے ہی ایک لڑکی... "موسیٰ نے چاقو کھینچ کر مارا۔ وہ "چاقو اس شخص کے چہرے کو ہلکا سا زخمی کرتے ہزر گیا۔ وہ شخص اپنا چہرہ ہاتھوں میں تھامے بیٹھ گیا۔ باقی سب کو تو گویا سانپ سونگھ گیا۔

لڑکی نہیں اس سلطنت کے بادشاہ کی رانی ہے وہ۔ "وہ دھاڑا۔ سب کی زبانوں پر خاموشی چھا گئی۔ وہ شخص درد سے تڑپتے بیٹھا تھا۔

یہاں سے کوئی ایک شخص بھی نہ ہلے۔ "اس کی نظریں شو لے اگل رہی "تھیں۔

وہ ان سب کو چھوڑے اوپر کی طرف بڑھا۔ وہاں سے اپنے کمرے کی طرف اتے اس نے پری کو اپنے ساتھ لیا۔

اگلے دو سیکنڈ میں وہ ان کے سامنے تھا۔ ایک ہاتھ پری کی کمر میں ڈالے۔
دوسرے میں چاقو تھا۔ ان سب سانسیں خشک ہوئیں۔ اس رانی کے
چہرے پر نقاب تھا۔

رانی ہے یہ اس سلطنت کی۔ اس کے سامنے جھکنا فرض ہے تم سب کا۔ "وہ"
دھاڑا۔ بات عربی میں ہی کی۔ پری اس کی اتنی اونچی آواز پر کانپی۔ سمجھ وہ گئی
تھی موسیٰ نے کیا الفاظ کہے مگر بولی نہیں۔

موسیٰ اسے اپنی چھوڑی کرسی پر بٹھایا۔ خود اس کی بیک پر کھڑا ہوا۔
میری بیوی کو اب اگر کوئی لڑکی کہے گا تو اس کا حشر اس سے بھی برا ہوگا۔ ""
اشارہ اس آدمی کی طرف تھا جس کا چہرہ وہ خراب کر چکا تھا۔
علم تو ہو چکا ہو گا کون ہے اس سلطنت کے بادشاہ کی رانی۔ میری جائز "

بیوی۔ جائز تعلقات۔۔ "اس نے لفظ لفظ پر زور دیا

وہ سب لوگ سر جھکائے کھڑے تھے۔ یہ اس رانی کی تعزیم میں تھا۔ وہ سر
نہیں اٹھا سکتے تھے۔

موسیٰ نے حارث کو اشارہ کیا۔ دولیڈی گارڈز آگئے آئیں۔ وہ پری کو واپس
اسی کمرے میں لے گئیں۔ موسیٰ نے اسے نظروں سے پر سکون کیا۔
اب اگر کوئی کچھ سوچے گا بھی تو اس کی سزا میں تعین کروں گا۔ "اس کی"
دھاڑ پری تک پہنچی تھی۔

پھر وہاں کھڑے وہ تینوں آدمی زمین بوس ہو چکے تھے۔ جن کا ارادہ پری کے
ساتھ موسیٰ کے ناجائز تعلقات ثابت کرنا تھا۔ مگر وہ اس کام میں فیل ہو
گئے۔

دشمن کو موقع نہیں دیتے۔ ورنہ وہ پلٹ کر وار کرنا سیکھ جاتا ہے۔ "کہتے ہی"
اس نے چاقوان آدمیوں کے سینے سے نکالا۔ وہ تڑپے مگر اسے پرواہ نہیں
تھی۔

میری نظر میں یہ سب سے آسان موت ہے۔ اٹھالو انہیں۔ "وہ دھاڑا۔"
گارڈز ان کی لاشیں اٹھ کر لے گئے۔

آج کی محفل اتنی ہی تھی۔ "اس کے حکم پر وہ سب لوگ نکلنے لگے۔ موسیٰ" بھی اوپر کو آیا۔

وہ سب لوگ لڑکیوں کا دھندہ کرنا شروع کر چکے تھے۔ ان کا مرنا ضروری تھا۔

پری!... "موسیٰ کمرے میں آیا جب وہ بیڈ پر دہکی بیٹھی تھی۔ اسے دیکھتے ہی گھورا

تم اتنی بے دردی سے لوگوں کو مار دیتے ہو؟... "اس کے لہجے میں غصہ" تھا۔

وہ لڑکیاں بچتے ہیں وچ۔ ان کی موت لکھی تھی۔ "وہ پر سکون نہیں ہوئی۔" ابھی گھر چلو۔ یہاں نہیں رک سکتے۔ "موسیٰ اسے بانہوں میں اٹھا کر لے گیا۔ وہ مزاحمت کرتی رہی مگر فضول تھی۔ موسیٰ اسی دروازے سے گزرتے واپس آیا۔

گاڑی میں بیٹھتے اب دونوں کے چہرے کے تاثرات کھینچے ہوئے تھے۔

موسیٰ بھی سارے رستے گاڑی میں خاموش رہا۔

گھر پہنچتے ہی موسیٰ اسے پھراٹھاتا مگر وہ خود ہی نکل گئی۔ وہ غصے سے چلتے خود کو گراتی مگر موسیٰ نے اسے تھام لیا۔

اسے بانہوں میں بھرتے وہ اوپر کی طرف بڑھا۔

یہ ڈریس اتار کر آؤ۔ "پری کو ڈریسنگ روم میں اتارتے ٹراؤزر شرٹ"

تھمائی۔ وہ بھی اب اس ڈریس میں نہیں رہ پارہی تھی۔

اس نے ڈریس اتارتے وہ ہلکا سا ڈریس ہی پہن لیا۔ جب باہر آئی وہ وہیں بیٹھا تھا۔

پری مجھے مجبور مت کرو میں تمہیں کچھ کہوں۔۔ "موسیٰ اونچے لہجے میں"

کہا۔ پری اسے اگنور کرتے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی لوشن لگانے لگی۔

موسیٰ اس حرکت پر غصے سے اٹھتے اس کے سامنے آیا۔

اسے بازو سے تھامتے اس کا رخ موڑا مگر جیسے ہی پری کی نظریں پڑیں وہ اسے دیکھنے لگی۔ موسیٰ اس کی ٹکٹکی باندھنے پر اسے دیکھا۔

موسیٰ یہ ہونٹ پنک ہو گئے۔ "وہ خوش ہوئی۔"

موسیٰ نے اسے دیکھا جو ابھی منہ بنائے تھی مگر ابھی خوش بھی ہو گئی۔

یہ صبح سے پنک ہیں۔ تم نے اب غور کیا۔ "پری اس کو دیکھ لب کاٹے۔ پھر" اسے جو جانتا تھا وہ کیا چاہتی ہے۔

پری اس کی گردن میں ہاتھ باندھے۔ موسیٰ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے ہلکا سا اٹھایا۔ وہ موسیٰ کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ گئی۔ اس کے ہونٹوں کو چومتے وہ جیسے ہر چیز بھلا چکی تھی۔

جوشدت موسیٰ نے دکھائی تھی وہ اس سے بھی آگے جا رہی تھی۔

موسیٰ اس کو اوپر اٹھالیا۔ اسے لاتے ساتھ بیڈ پر بیٹھتے پیچھے کو ٹیک لگائی۔ وہ
موسیٰ کے ہونٹوں کو چوستے جیسے وہ نئارنگ اتارنا چاہتی تھی۔ اس کی جرات
پر موسیٰ بھی حیران تھا۔ اس کی سانسیں پیتی وہ خاصی خوش تھی۔
وہ اس قدر شدتوں سے اس کی سانسیں لے رہی تھی موسیٰ اس کی گردن
میں ہاتھ ڈالتے اسے بیڈ پر لیٹاتے اوپر ہوتے اس کے ہونٹوں سے خود
سانسیں کھینچنے لگا۔ پری اس کی سانسیں لے چکی تھی۔ جو اسے اب واپس
چاہیے تھیں۔

موسیٰ اب بغیر لحاظ کیے سانسیں واپس لے رہا تھا۔ شدتوں سے چھوتے وہ
اسے بتا رہا تھا وہ آج اس پر غصہ تھا۔

"it's my time..."

پری کے کان میں سرگوشی کی۔ اس کی سانسیں سینے میں اٹکیں۔ موسیٰ بغیر
پرواہ کیے جھک گیا۔ اس کی سانسیں پیتا وہ مدہوش ہو چکا تھا۔
کروڑ بدلتے پری کو اوپر کیا۔ اور خود نیچے ہو گیا۔

I am in love with you...

پری کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھائی۔ یہ اعتراف ہر دَفہ نہا لگتا۔

موسیٰ جے ہاتھ اپنی کمر پر گردش ہوتے دیکھ اس کی سانسیں رک گئیں۔ اس نے ہاتھ بڑھاتے ریموٹ اٹھایا۔ ساری لائٹس اف کرتے ڈم لائٹس ان کر دیں۔ پورا کمرہ پر سوز سا ہو گیا۔

دونوں کی سانسیں کمرے میں گونجتے الگ ہی ماحول قائم کر رہی تھیں۔ موسیٰ کے کلون کی خوشبو پورے کمرے میں پھیلی تھی۔ دوسرا پری کے وجود کی خوشبو موسیٰ کے وجود میں پھیل رہی تھی۔

اے۔۔ موسیٰ!.. "وہ کراہی۔ موسیٰ اس کی نیک بون پر دانتوں سے ہلکا سا کاٹا" تھا۔ اس کا تڑپنا بنتا تھا۔

مجھے اب یہ دوری ختم کرنی ہے۔ "کہتے ہی اس نے پری کی شرٹ اس کے" وجود سے الگ کر دی تھی۔ وہ اس کی بانہوں میں پگھلنے لگی۔ موسیٰ کا دھیان اس کی بل کھاتی کمر پر گیا۔ وہ نو عمر لڑکی تھی۔ ابھی پندرہ سال کی بس۔۔

وہ کلی جسے وہ گلاب اپنی قربت میں بنارہا تھا۔

موسیٰ نے نرمی سے ہونٹ اس کمر کی گولائی پر رکھے۔ پھر وہاں سے ہونٹ سفر کرتے اس کی گردن پر ائے۔ وہ سانسیں بھرتے تڑپ رہی تھی مگر

.....اف

اس شخص کی قربت۔۔ اس کے گلابی ہونٹوں کا لمس جس کی وہ دیوانی ہو چکی تھی۔

موسیٰ اس کے پیٹ کے ابھار کو دیکھا۔ نرمی سے وہاں بھی ہونٹ رکھتے وہ اس کے وجود پر سایہ کر گیا۔ کمر کی اسے ضرورت نہیں تھی۔

اپنی وچ کو وہ اپنے وجود تلے چھپا سکتا تھا۔

موسیٰ اس کے وجود کو خود میں سموئے اسے تڑپنے پر مجبور کر گیا۔ وہ اس کے دھڑکنوں کے مقام پر جھکا اپنے نام سن رہا تھا جو اس کا دل ہر ایک سیکنڈ میں پکارتا تھا

میری قربت اور میں صرف تمہارے ہیں۔ "اس کا ماتھا چوما۔"

وہ سسکیاں دبا رہی تھی۔ موسیٰ کا جنون اس پر بھاری پڑتا تھا۔ جوا بھی بھی پڑ رہا تھا۔

شش۔۔۔ بے بی اب اتنا تو برداشت کرنا پڑے گا۔ "موسیٰ کی سرگوشی پر"
وہ موسیٰ کی گردن میں دانت گاڑھ گئی۔ اس قدر شدتوں پر وہ اسی قدر
شدتوں سے اس کی گردن میں کاٹ رہی تھی۔ جگہ جگہ نشان بن چکے تھے۔
مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔

موسیٰ اس کو دیکھا جو اتنی سی شدتوں پر تڑپ رہی تھی۔
موسیٰ اچانک اس کے وجود سے اوپر ہوا۔ وہ لمبی سانسیں لیتے بال چہرے سے
ہٹاتے یوں ہی پڑی رہی

مائے وچ!... "پری نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔"

کیا میری قربت تکلیف دیتی ہے؟... "وہ اس کے احساسات جاننا چاہتا تھا۔"
مجھے اس تکلیف سے محبت ہے۔ "موسیٰ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھائی۔"
وہ محبتوں کے معاملے میں اسی کے برابر تھی۔

پھر برداشت کروا نہیں مائے وچ.. "کہتے پھر اس پر سایہ فگن ہوا۔ اس کے " ہونٹوں سے جان نکالتے وہ اسے تڑپا گیا۔

پری نے ناخنوں سے اس کی پشت زخمی کر دی۔ مگر یہ بلی جیسے ناخن شیر پر کیا ہی اثر کرتے۔

وہ اپنے کام میں مگن رہا۔

یہ دل میرا نام بولتا ہے۔۔ "پھولی سامسوں میں اطلاع دی۔ پھر جھکتے اس "

کے دل کے مقام پر ہونٹ رکھے۔ اس کی تڑپ دیکھی جو کپکپائی تھی۔

اس دل کو کسی اور کا نام لینے کی اجازت بھی نہیں ہے۔ "وہ مسکرا دیا۔ اور "

اسی خوشی میں اس کی شدتوں میں اضافہ ہوا تھا۔ پری کی سانسوں کا زیر و بام

ٹوٹنے لگا۔ اس کی سانسوں کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔ موسیٰ نے ہونٹوں

تلے وہ آواز بھی دبا دی۔

وہ تڑپتے اس کے بال نوچنے پر آگئی۔ مگر موسیٰ ابھی اسے مزید اپنی شدتوں

سے روشناس کروانا چاہتا تھا۔

اس نے ڈم لائنس بھی آف کر دیں۔ مگر وہ محسوس نہیں کر سکی۔ موسیٰ اس کی گردن میں منہ چھپائے وہاں ہلکا ہلکا کاٹنے لگا۔ مگر وہ اپنی تڑپ میں یہ محسوس نہیں کر پار ہی تھی۔

موسیٰ اس کی کمر کے بل پر ہاتھ رکھتے کروٹ بدلی۔ اب وہ موسیٰ کے سینے پر پڑی تھی۔

موسیٰ اسے دیکھا جو اس کے سینے پر نڈھال سی سر رکھے پڑی تھی۔
مائے وچ!... "اور یہاں پر ی کی بس ہوئی تھی۔"

وہ دانتوں سے اس کے سینے پر کاٹتے اسے چیخنے پر مجبور کر گئی۔ اس کے دانتوں پر خون بھی لگ گیا مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔

وہ اس کی گردن، سینے، کندھوں جگہ جگہ کاٹتے اچھے خاصے نشان بنا چکی تھی۔ جتنا موسیٰ نے اسے تنگ کیا تھا وہ اتنا تو غصہ دیکھا ہی سکتی تھی۔

You are a demon, devil, beast, monster..

غصے سے کہتے وہ اس کی گردن سے اب گال پر دانتوں سے کاٹ رہی تھی۔
موسیٰ اسے نہیں روکا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا وہ غصہ یوں ہی اتارے گی۔ اور وہ
چاہتا بھی تھا وہ غصہ یوں اتار دے۔

اپنا غصہ اتارتے وہ نڈھال سی موسیٰ پر گری۔

بس کے ابھی مزید کاٹنا ہے؟... "وہ جواب دینے کے بجائے غصے سے اب"
اس کے ہونٹوں ہر دانتوں سے کاٹتے انہیں زخمی کر گئی۔ وہ گلابی ہونٹ
سرخ ہو گئے۔ مگر اس نے پرواہ نہیں کی۔

اب بھگتو ایک مونسٹر کو۔۔۔ "وہ روکتی اس سے پہلے ہی موسیٰ اس پر حاوی"
ہو گیا۔ وہ پھر تڑپی تھی مگر ابھی وہ یہ تڑپ دیکھنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ اس
کی سانسیں پیتے وہ اس کی سانسیں بھاتی بھی کر چکا تھا۔

اور شاید ساری رات اسے یوں ہی تڑپانا چاہتا تھا۔ جو وال کلاک ہاتھ مارتے
گرادی جس پر الارم سیٹ تھا۔ وہ آج کسی الارم پر دھیان نہیں دینا چاہتا تھا۔

اج بس اپنی پری کوں ڈھال سی اپنی بانہوں میں سوئے دیکھنا چاہتا تھا جس کے لیے محنت جاری تھی۔

^^^

الیگزینڈر اور فرقان ہو اسپتال میں داخل ہوئے۔ عمر انہیں اپنے ساتھ لیتے ہو اسپتال کے سیکریٹ روم کی طرف آیا۔ جہاں اس لڑکی کو رکھنے کی بات اس نے کی تھی اور الیگزینڈر بھی مان گیا تھا۔

وہ دونوں آج اس سے پہلی دفہ مل رہے تھے۔ وہ بالکل ویسی نہیں تھی جیسی شہزادیاں ہوتی ہیں۔

نہ رنگت میں اور نہ ہی اعتماد میں۔ وہ تو کسی ٹوٹی پوٹی لڑکی کا منظر پیش کر رہی تھی۔

"Hi!..."

فرقان ہی اگے آیا۔ اس لڑکی نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ ہر سر جھکا گئی۔ عمر بھی آگے آیا۔

Are you okay now??..

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

Here's someone who wants to meet you.

اس نے سر اٹھایا۔ الیگزینڈر اگے آیا تھا۔ وہ اسے دیکھتے ہی رہ گئی۔

You are a saviour..

الیگزینڈر کے ساتھ ان سب نے اسے حیرت سے دیکھا۔ وہ پہلی دفعہ اپنی زبان کھول رہی تھی۔

She told me you are going to save me
from King Abdullah..

اس کے لہجے میں امید تھی۔ اور الیگزینڈر وہیں ٹھہر گیا۔

I will...

وہ الیگزینڈر کے پاس آنے پر اس کے ہاتھ تھام گئی۔ وہیں عمر اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ کسی کو خود کو چھونے نہیں دہتی تھی۔ چھونے پر پینک کر جاتی۔ کسی

سے بات نہیں کرتی تھی اور الیگزینڈر سے خود بول رہی تھی۔ آخر معاملہ کیا تھا۔ کہیں وہ کوئی ٹراپ تو نہیں تھی۔

Please save me. He will send me to Qatar. I don't want to go there. They are bad people..

الیگزینڈر کے کلیجے کو ہاتھ پڑا۔ یوں لگا اس کی اپنی بیٹی اس کے سامنے بیٹھی ہو۔ الیگزینڈر اگے بڑھتے اسے سینے سے لگایا۔ اس کا سر چوما۔ جو رونا شروع ہو چکی تھی۔

No one is going to harm you. I am with you..

الیگزینڈر اسے حوصلہ دیا۔ وہ الیگزینڈر کا گریبان پکڑتے مزید شدت سے رونے لگی۔

He killed my Mom. He is a monster.

اسے بالکل علم نہیں تھا وہ اتنا ظالم ہے۔ اگر ہوتا تو شاید اب تک وہ اس کی سلطنت کو جڑ سے اکھاڑ دیتا۔

Now i am with you. Your saviour.

وہ کچھ دیر الیگزینڈر کے حوصلہ دینے کے بعد چپ کر گئی۔ الیگزینڈر اسے بیڈ پر لیٹاتے اس کا ماتھا چوما۔

وہ ان دونوں کے ساتھ باہر آیا۔ وہ لڑکی اب غنودگی میں جا رہی تھی۔ وہ دونوں عمر کے کعبین میں آ گئے۔ جہاں بیٹھے اب وہ اس معاملے کو ڈسکس کر رہے تھے۔

الیگزینڈر یہ ٹراپ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ بادشاہ ہو کر اپنی بیٹی کیوں بچے "گا؟.." عمر ماننے کو تیار نہیں تھا۔

بادشاہ اپنی سلطنت وسیع کرنے کو کچھ بھی کر سکتا ہے۔ "اس نے بھی سچ کہا" تھا۔ جبکہ فرقان کچھ سمجھ ہی نہیں پارہا تھا۔

اب اس لڑکی کا کیا کرنا ہے۔ پہلے تو اسے واپس بھیجنا تھا؟... "عمر نے سر"
تھامتے پوچھا۔

وہ واپس نہیں جائے گی۔ کسی قیمت پر بھی نہیں۔ "فرقان سراٹھاتے اسے"
دیکھا۔ اس کا انداز قطعی تھا۔

تم جانتے ہو کیا کہہ رہے ہو؟؟ وہ عام انسان نہیں ہے۔ "فرقان کو سمجھ"
نہیں آئی اسے کیسے سمجھائے۔

میں سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں۔ اور اگر وہ عام انسان نہیں ہے تو مجھے بھی "
بلیک کنگ کا خطاب دان میں نہیں ملا تھا۔ کما یا ہے۔ اپنا خون بہا کر۔ "اس
میں فرقان کو وہی جھلک نظر آئی جو اس نے پہلے کبھی شہاد کو قتل کرتے
دیکھی تھی۔

اب کیا کریں گیں۔ اگر وہ لینے آیا تو ہمیں اسے واپس کرنا ہو گا۔ "فرقان"
کی بات بھی سچ تھی۔

نہیں۔ میں اسے واپس نہیں بھیجو گا۔ "الیکزینڈر تقریباً چیخا۔"

اچھا کیسے روکو گے؟.. "فرقان آج دو ٹوک پوچھ رہا تھا۔ وہ مزید مشکلات
نہیں چاہتا تھا۔

اس کا نکاح کروا کر۔ پھر وہ عبداللہ کی بیٹی نہیں کسی کی بیوی ہوگی۔ عبداللہ
اس پر حق کھوجائے گا۔ "ان دونوں نے اسے شک سے دیکھا۔

اور کس سے نکاح کرواؤ گے اس کا۔ کسے بلی کا بکر ابنائے کا ارادہ ہے۔"

الیکزینڈر وہ لڑکی دماغی طور پر ٹھیک نہیں۔ کسی کے چھونے پر پینک ہو جاتی
ہے۔ اسے دورے پڑتے ہیں۔ بولنا وہ نہیں چاہتی کچھ اور تم اس کا نکاح کرواؤ
گے۔ "الیکزینڈر کو ان کی کسی بات سے فرق نہیں پڑا۔

ہارون نکاح کرے گا۔ وہ میری کوئی بات نہیں ٹالتا۔ "وہ دونوں الیکزینڈر
کی ضد دیکھتے رہ گئے۔

الیکزینڈر پاگل مت بنو۔ اور وہ لڑکی ابھی خود چھوٹی ہے۔ بارہ چودہ سال
کی۔ "الیکزینڈر نے سر موڑتے فرقان کو دیکھا۔

قطری بادشاہ اسے اپنی کنیز بنائے گا اگر وہ لوٹی۔ اور بادشاہ کی کنیزیں ان کے مہمانوں کے لیے دعوت عام ہوتی ہیں۔ میں اس لڑکی کو کسی صورت میں اس سب کا حصہ نہیں بنے دوں گا۔ چاہے کچھ بھی کرنا پڑے اس کے لیے۔" الیگزینڈر کے انداز میں جنون تھا۔ اور وہ اس جنون کو نہیں سمجھ پا رہے تھے۔

اچھا اور اگر ہارون نے منع کیا تو کیا خود نکاح کرو گے اس سے؟.. "فرقان" سر اپا سوال تھا۔

فرقان زبان سنبھال کر۔ میرے لیے بیٹی جیسی ہے وہ۔ "فرقان اب کے" ٹھنڈا پڑا۔

میں کروں گا شادی اس سے.. "دروازے کی طرف سے آواز آئی۔ وہ سب" سر موڑنے پر مجبور ہوئے تھے۔ اور انہیں امید نہیں تھی وہ شخص اس بات پر اکتفا کرے گا۔



وہاں وہی کھڑا تھا۔ دونوں ہاتھ کھلے دروازے کے پٹ پر رکھے۔ آنکھوں میں سختی جو کوئی پہچان نہیں پایا۔ وہ قدم بڑھاتے اندر آیا۔ وہ تینوں اسے ہی دیکھ رہے تھے۔ تینوں کے چہرے پے سوال تھا۔ وہیں عمر کے چہرے پے صرف سختی تھی۔

شان میں تمہیں کسی کنویں میں چھلانگ لگانے نہیں دوں گا۔ "عمر دو ٹوک" کہا تھا۔ اس کے تاثرات تن چکے تھے۔

اسے اس لڑکی سے ہمدردی تھی مگر ہمدردیوں کے چکر میں کوئی بھی انسان اپنا گھر نہیں برباد کر لیتا۔ وہ بھی نہیں چاہتا تھا ایسا کرنا۔

بابا مجھے میرے فیصلے لینے دیں۔ "شان نے کہتے ان کے پاس جگہ سنبھالی۔"

ہیر ہوتی تو کیا تب بھی یہ ہی کہتے؟... "عمر غصے سے کہا تھا۔ شان کی یہ ضد"
اسے غصہ دلار ہی تھی۔ الیگزینڈر اور فرقان دونوں خاموش تھے۔

ماما میرا ساتھ دیتیں۔ "عمر نے ایسی نظروں سے دیکھا کہ یہ لیپ ٹاپ اٹھا"
کر تمہارے سر پر دے ماروں۔ جبکہ شان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔
یار آپ کا غصے سے سرخ چہرہ بہت پسند ہے مجھے۔ "شان اٹھتے عمر کے پیچھے"
کھڑے ہوتے اس کی گردن میں بازو ڈالے۔ الیگزینڈر اور فرقان سنجیدگی
سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

بکو اس نہ کرو۔ "عمر اس کے ہاتھ جھٹکے۔ انداز میں ڈھیلا پن تھا۔ شان سر"
عمر کے کندھے پر رکھ گیا۔ بازو واپس اس کے گلے میں ڈالے۔

وہ کمزور ہے اس وقت۔ میں اسے مضبوط بناؤں گا۔ کسی مضبوط کو میری"
ضرورت نہیں ہے۔ "عمر نہیں سمجھنا چاہتا تھا۔

وہ کوئی عام لڑکی نہیں تھی۔ ایک قیدی شہزادی تھی جو سلطنت کی باغی بن چکی تھی۔ باغی کا ساتھ دینے والا بھی باغی کہلاتا اور اس میں اپنے بیٹے کو تکلیف اور مشکلیں برداشت کرتے دیکھنے کی طاقت نہیں تھی۔

شان میرے پاس صرف تم لوگ ہو۔ میں کل کو ہیر کو کیا جواب دوں گا۔ "میری بات سمجھو نیچے۔" "عمر اس کی گال پر ہاتھ رکھا۔ اس نے اگے اتے عمر کے دونوں ہاتھ چومے۔ وہ دونوں خاموش تماثائی کا منظر پیش کر رہے تھے۔

آپ میری بات سمجھیں بابا۔ میں بھی اگر اپنا ہی سوچوں تو شکار کرتے "جانور اور مجھ میں کوئی فرق نہیں۔ مجھے دوسروں کی تکلیف پر فرق پڑے گا تو ہی تو انسان کہلاؤ گا۔" اس نے مطمئن کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

شان اگر عمر نہیں مان رہا تو رہنے دو۔ میں ہارون اور جانی سے بات کر لوں "گا۔" "لیگنڈ ران دونوں کو ایک دوسرے سے ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔

نہیں انکل۔ اس کی شادی مجھ سے ہوگی۔ ہارون میں اسے سنبھالنے کی " طاقت نہیں۔ مجھے اس کی ہر بیماری کا علم ہے۔ اسے سپیس دے کر شاید ٹھیک بھی کر لو مگر ہارون خود چھوٹا ہے۔ "شان نے انہیں بھی سوچوں میں ڈال دیا۔

الیکزینڈرا بھی چلو۔ بعد میں دیکھ لیں گیں۔ ابھی کچھ اور چیک کرنا ہے۔ " فرقان کی بات پر وہ اٹھا۔ عمر اور شان کی آنکھوں کے سامنے وہ دونوں نکلے۔ اب شان اٹھتے عمر کے سامنے آیا۔

میں اسی لڑکی سے شادی کروں گا۔ " انداز قطعی تھا۔ "

وہ تم سے چھوٹی ہے۔ " عمر تقریباً چیخا۔ پہلے جیسا پیار تو جیسے غائب ہو گیا۔ " ماما بھی آپ سے چھوٹی تھیں۔ " عمر نے غصے سے لیپ ٹاپ اٹھا کر سائیڈ پر پٹخا۔

میں محبت کرتا ہوں تمہاری ماں سے۔ " دانت پیستے کہا۔ "

انگوہ کیا تھا آپ نے ماما کو۔ اتنی محبت مجھے تو ہضم نہیں ہو رہی۔ "عمر کو غصہ"
دلا کروہ خاصار یلیکس تھا۔

اور ویسے بھی میں بھی اس لڑکی سے محبت کرتا ہوں۔ "عمر نے سامنے پڑا"
پیڈ اٹھا کر اسے مارا۔

نام بھی جانتے ہو اس کا؟؟ اور محبت کب ہوئی؟؟ اسے دیکھا تو ہے نہیں تم
نے۔ "عمر کے آئبر واو پر کو شوٹ کر چکے تھے۔

محبت ہونے کے لیے نام اور چہرہ دیکھا ہونا ضروری نہیں۔ "عمر کا چہرے"
غصے سے سرخ تو ہو ہی چکا تھا۔ اب جیسے تنے لگا۔

فلا سفر بننے کو نہیں کہا ہے۔ ڈھیٹ ماں کی ڈھیٹ اولاد۔۔۔ "آخر میں"
دانت پیسے جبکہ شان کھل کر مسکرایا۔۔

اگر ماما نے آپ کے یہ الفاظ سن لیے تو آپ کی جان کی گارنٹی نہیں۔ "قہقہہ"
روکتے درمیان میں کہا۔۔

سن ہی نہ لے۔ وہاں جا کر بیٹھ گئی ہے۔ کال تک نہیں کر سکتے۔ آواز تک " نہیں سنی میں نے اتنے دن سے اس کی۔ نا جانے کہاں ہے؟؟؟ " عمر کو بھڑاس نکالنے کا موقع مل گیا۔

اچھاناں ابھی میری سنیں ہیر کے رانھجے۔۔ " عمر رانجھا لفظ پر اسے گھورا۔ " شان دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ میرے ہاتھوں پٹو گے۔ میں تمہاری شادی " کہیں بھی نہیں ہونے دوں گا۔ ہیر کے آتے ہی تم نے سارا الزام میرے سر لگا دینا ہے۔ " شان اب سنجیدہ ہو کر بیٹھا۔

اپنی ذمہ داری پر کر رہا ہوں۔ آپ کا نام نہیں لوں گا۔ سوچ سمجھ کر فیصلہ " کر رہا ہوں۔ اور میری بھی بہن ہے۔ میں کسی دوسرے کی بہن بیٹی کو محفوظ کروں گا تو اپنی بہن کے لیے بھی پر سکون رہو گا۔ " عمر مطمئن تو نہیں ہوا لیکن اب کچھ نہیں بولا۔

شان بہت بڑی ذمہ دار ہے یہ !!! " عمر اسے خبردار کرنا چاہتا تھا۔ وہیں " شان سکون سے بیٹھا رہا۔

بابا میں نے بہت سوچ کر فیصلہ لیا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ "وہ پر سکون نہ" ہو کر بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا گیا۔

میں جارہا ہوں۔ تم بھی منسا کے پاس چلے جاؤ اب۔ اور معافی مانگنا مت "بھولنا۔" باور کرو اتے وہ اپنی مریض دیکھنے چلا گیا۔

وہیں شان کو عمر سے پڑا وہ تھپڑ یاد آیا۔ عمر کے جاتے وہ بھی اٹھا۔

یہ دنیا بہت مطلبی اور خود غرض ہے۔ میں بھی اسی دنیا کا حصہ ہوں۔ "وہ" انکھیں جھپکتے اٹھا۔ ایک نظر خود کو دیکھا۔ شرٹ کی سلوٹیں ہاتھ سے ٹھیک کیں۔ اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔

وہ گاڑی لیتے ہاسپٹل سے نکلا۔ اب اسے گھر ہی جانا تھا۔ وہ اپنا کام کر چکا تھا۔ اب اسے بس انتظار کرنا تھا۔ اس فیصلے کا جو وہ اپنے حق میں چاہتا تھا۔

^^^

الیگزینڈر اور فرقان آفیس میں بیٹھے تھے۔ فرقان کوئی انفارمیشن ہیک کر رہا تھا۔ وہیں الیگزینڈر جو رجینا کو کال ملانے لگا۔ جو پہلی ہی بیل پر اڑھالی گئی۔

یس سر!... "الیکزینڈر نے ماتھا مسلا۔ وہ لیل کو خود ہو سپٹل لے جانا چاہتا" تھا۔ کسی کو نہیں کہنا تھا ایسا کرنے کو مگر اب۔۔۔

جور جیناوائیٹ روز کو ہو سپٹل لے جانا۔ اور خیام کو بھی۔ دونوں کا چیک "اپ ہونا ہے۔ اور سیکیورٹی میں ذرا مسئلہ نہ ہو۔۔۔" وہ مزید الیکزینڈر کی ہدایتیں سننے لگی جو سیکیورٹی کے حوالے سے تھیں۔ پھر لیل کے پاس آئی۔ وہ خیام اور انعم کے پاس بیٹھی تھی۔ وہ سب لپچ کر رہے تھے۔ ہانیہ سر جھکائے رومان کی نظروں سے خائف ہو رہی تھی جو اسے گھور رہا تھا۔

میم سر کا آرڈر ہے آپ کو اور خیام سر کو چیک اپ کے لیے لے جانا ہے۔ " "خیام نڈھال سا تھا۔ اس نے کسی پر غور نہیں کیا۔ بس خاموشی سے کھانا کھاتا رہا۔ وہ جب سے اٹھا تھا یوں ہی تھا۔ لیل بھی اس کے لیے اب پریشان ہو رہی تھی۔

گاڑیاں تیار کرو۔ تب تک ہم تینوں ریڈی ہو جائیں گیں۔ "لیل نے انعم کو"
دیکھا۔ وہ خیام کے لیے جس قدر فکر مند تھی ابھی اسے اکیلے نہیں جانے
دیتی۔

ماسی میں بھی چلتا ہوں ناں۔۔ "رومان انہیں اکیلا نہیں جانے دینا چاہتا تھا"
مگر۔

نہیں۔ تم ہانی کے رہو۔ پہلے ہی بچی بہت پریشان رہی ہے۔ ابھی نئی نئی "
شادی ہے۔ اسے ٹائیٹم دو۔۔ "لیل نے گھورتے کہا۔ وہ ناچاہتے بھی ڈھیلا پڑا
میں ایسے ہی چلوں گیں۔ "لیل انعم کو تیار ہونے کا کہنے کے لیے منہ کھولا "
ہی تھا مگر اس نے پہلے ہی بول دیا۔

لیل "او کے" کہتے خود چادر لینے چلی گئیں۔ وہیں ہانیہ کا سانس خشک ہوا۔ وہ
رومان کے ساتھ تنہا رہتی !!! یہ سوچ ہی اسے بے چین کر رہی تھی۔

رومان خیال رکھنا اپنا اور ہانی کا۔۔ "لیل سر پہ چادر درست کی۔ خیام خود "
ہی ٹھیک سے چل لیتا تھا۔ اسے کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

انعم بھی خیام کے ساتھ ہی گاڑی میں جا بیٹھی تھی۔

جور جیناڈو رانیو کر رہی تھی۔ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر لیل جبکہ پیچھے وہ دونوں بیٹھ گئے۔ خیام خاموشی سے سب دیکھ رہا تھا۔ انعم کی آنکھیں بار بار بھیگ رہی تھیں۔ خیام کا ایسا روپ اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اسے خیام کے ایسے انداز سے ڈر لگ رہا تھا۔ الیگزینڈر بھی اسی لیے چاہتا تھا ایک دفہ چیک اپ ہو جائے۔

ان کے اگے پیچھے چاروں طرف گاڑیاں ہی گاڑیاں تھیں۔ الیگزینڈر کے حکم پر پوری سکیورٹی دی جا رہی تھی۔ جور جیناڈو گاڑی ڈرائیو کر رہی تھی وہ بھی بولٹ پروف تھی۔ وہ اب کسی پر رسک نہیں لے سکتا تھا۔

ایک نہیں دو دو دشمن ان کے پیچھے تھے اور تیسرا بھی اسی لائن میں تھا۔ بس اپنی باری کے انتظار میں تھا۔

وہیں گھر میں بیٹھی ہانیہ کی سانسیں خشک ہوئیں۔ رومان کی نظریں بتا رہی تھیں اب کہاں جاؤ گی۔

انہیں سمجھ گیا۔۔۔ "رومان نے اپنی موجودگی کا احساس کروایا۔ وہ دونوں ہال میں"
ہی بیٹھے تھے۔

وہ میں واشر روم۔۔۔ "وہ بہانہ بنا کر وہاں سے بھاگتی جب رومان نے اس کا"
بازو تھام کر اسے خود پر گرا لیا۔ ہانیہ نے چیخ ہو نٹوں پر دبائی تھی۔ اس نے
بڑی بڑی پھیلی نظروں سے رومان کو دیکھا۔ اس کا انداز خاصا جان طلب تھا۔
ابھی تو ایسا کوئی کام بھی نہیں ہوا۔ "شرم سے ڈوب مرنے کا مہاورہ ہانیہ"
کو ابھی سمجھ آیا تھا۔ اس نے شرم سے آنکھیں میچتے سر جھکا لیا۔
مان پلینز۔۔۔ "دھیمے لہجے میں التجا کی۔ رومان کا ہاتھ اس کی کمر پر گردش کر"
رہا تھا۔

مان کی جان کے لیے کچھ بھی مگر چھوڑ نہیں سکتا۔ "اس کا ایک ہاتھ"
موڑتے کمر پر ہی لگا دیا۔ اپنا ناک اس کی گردن پڑر گڑی۔ وہ کراہی مگر رومان
نے دھیان نہیں دیا۔

ہم نے گولڈن نائیٹ بھی نہیں منائی۔۔ "ہانیہ بس وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی۔ اس کا رنگ سرخ ہوا۔ وہ کپکپاتی

مان پلیز جانے دیں۔۔۔ "اس نے منت کی مگر اس پر کہاں اثر تھا۔"
اتنی مشکل سے تو ہاتھ لگی ہو کیسے جانے دوں؟.. "اسے صوفے پرے"
گراتے خود اوپر ہوا۔ مگر اچانک رکا۔

ایک نظر ہال میں دیکھا۔

جانِ مان یہاں ہم سیف نہیں کمرے میں چلتے ہیں۔۔ "رومان اس کے"
وجود سے اوپر اٹھتے اسے بھی بانہوں میں بھرا۔ ہانیہ حلق تر کرتے اسے
دیکھا۔ پھر اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔ رومان مسکرایا

کیا کر رہے ہو؟؟ بتاؤ وہ نکلے کے نہیں؟... "الیکزینڈر نے غصے سے پوچھا۔"
وہ دونوں ایک ہی ٹیبل پر بیٹھے تھے۔ رومان نے غصے سے سرخ چہرہ اٹھایا۔

How he dare to touch my daughter!! I
am gonna kill his."

الیگزینڈر نے حیرت سے اس کی بات سنی۔

کس کی بات کر رہے ہو فرقان؟.. "کہتے خود ہی لیپ ٹاپ پکڑا۔ وہاں ہال"
خالی تھا۔ کوئی نہیں تھا۔ اس نے باقی کیمرے چیک کیے۔ لیکن سیڑھیوں کا
کیمرہ دیکھ اور وہاں سے ہانیہ اور رومان کو جاتے دیکھ وہ معاملہ سمجھ گیا۔
مسکراہٹ دباتے اسے دیکھا جو سرخ ہو رہا تھا۔

وہ رومان کی بیوی ہے۔۔ "الیگزینڈر اچھے سے جانتا تھا فرقان اپنی بیٹی کے"
لیے کتنا پوزیشن ہے۔

وہ میری بیٹی ہے۔۔ "وہ تقریباً چیخ ہی پڑا۔ الیگزینڈر نے پانی کا گلاس لیتے"
اسے پکڑ لیا۔

وہ غصے سے پکڑتے سارا ختم کر گیا۔ ایک ہی سانس میں پیتے پٹخنے کے انداز میں
گلاس ٹیبل پر رکھا۔

اب بھی دماغ کام کیا کہ نہیں؟؟ بیٹی تمہاری ہے مگر بیوی رومان کی ہے۔ وہ "حق رکھتا ہے اس پر۔" فرقان نے حق لفظ پر دانت پیسے۔

"رخصتی کے لیے بھی تم نے خود کہا تھا۔"

اسی بات کا تو افسوس ہے۔ "دھیمے لہجے میں بڑ بڑایا۔ الیگزینڈر سنتے ناں میں "سر ہلایا۔

عمر کو کال ملاؤ۔ پہنچ گئے ہو گئیں۔ کیا نکلا خیم کے بلڈ ٹیسٹ میں؟.. "وہ بلڈ ٹیسٹ پہلے کا کر چکا تھا۔ جب وہ پہلے اسے ہو اسپتال لے کر گئے تھے۔

کرتا ہوں۔ "انداز میں ابھی تک ویسی ہی سختی تھی۔ یقیناً ابھی تک رومان کا "اپنی بیٹی کو تنگ کرنا اس کے دماغ میں گھوم رہا تھا۔

وہ میری بیٹی ہے۔ وہ میری بیٹی کو تنگ ہی کر رہا تھا۔ وہ اس کی پکڑ سے نکلنا چاہ رہی تھی۔ یہ رومان ہی ایسا ہے۔ میری بیٹی تو معصوم سی ہے۔ میرے کہنے پر اس سے قطع کلامی تک کر دی تھی۔ یہ رومان ہی چھپچھورا ہے۔ اور ویسے بھی بیوی کا مطلب یہ تو نہیں رومان اسے یوں تنگ کرے۔ وہ اپنی رومہ کو تنگ

کرنے والی حرکتیں بھول چکا تھا۔ مگر اپنی بیٹی کو کسی نے چھوایہ بھی برداشت نہیں ہو پارہا تھا۔ وہ عمر کو کال ملائے ساتھ اپنی سوچوں میں بھی گم تھا۔
عمر خیام آگیا؟۔۔۔" وہ تینوں اس کے سامنے ہی بیٹھے تھے۔"

ہوں۔ بلڈ ٹیسٹ پوزیٹو آیا ہے۔ کوئی ایسی نشا آور دوا دی ہے وہ کچھ دنوں "
تک یوں ہی رہے۔ نقصان دہ نہیں ہے۔ بس وہ نہیں چاہتے تھے خیام وہ دن
یاد رکھے۔ شاید وہ اپنی شناخت کھل جانے سے ڈر رہے ہیں۔" عمر اٹھتے ان
سے ایکسیوز کرتے سائیڈ پر آگیا۔۔

اب؟... "فرقان نے فون سپیکر پر دیا تھا۔ وہ دونوں اس کی بات سن رہے "
تھے۔ بات ختم ہوتے ہی الیگزینڈر کی آواز گونجی۔۔

میں کوشش کرتا ہوں اثر جلدی ختم ہو جائے۔" ان دونوں کو بھی یہ ہی "
ٹھیک لگا۔

الیگزینڈر اسے فرقان سے بات کرتے چھوڑ ہی باہر نکلا۔"

وائیٹ روز!... "الیکزینڈر نے اب لیل کو کال ملائی۔ وہ خیام اور انعم کو"
وہاں چھوڑے باہر نکلی۔ جو رجینا وہیں کھڑی تھی۔ اس نے باہر نکلتے اسے ہاتھ
سے پر سکون بھی کیا جو چوکنا ہو چکی تھی۔
بولو اور تم خود کیوں نہیں آئے؟.. "لیل وہیں چیر پر بیٹھ گئی۔ جو رجینا دور"
کھڑی تھی۔

میں ذرا بڑی تھا ایک کیس میں۔ آپ بتائیں ٹیسٹ میں کیا آیا؟.. ""
الیکزینڈر کی بات پر اس نے منہ بنایا۔
اگر میں نہ بتاؤں تو؟... "الیکزینڈر اس کے انداز پر مسکرایا۔"
تو میں ڈاکٹر سے خود پوچھ لوں گا۔ "اس نے منہ بنایا۔"
ٹھیک ہوں۔ بس ڈرپزل لگے گیں۔ وہ عمر مجھے گھر ہی لگا جائے گا نہیں تو ٹینا۔"
باقی اور کوئی ایشو نہیں۔ "اس نے اوکے کہا۔

اب گھر جائیں خیام اور انعم کو ساتھ لے کر۔ میں بھی اتنا ہوں شام میں۔ ""
لیل اس کی مصروفیات کا سوچتے کال کاٹ دی

الیکزینڈر بھی واپس آیا جہاں فرقان نے بھی عمر کی کال کاٹ دی تھی۔ اب وہ اپنے کام میں لگا تھا۔

جور جینا خیام اور انعم کو بلا لو۔ چلیں۔ "اس نے اوکے کہتے دروازہ ناک کیا۔" وہ دونوں باہر آ گئے۔

خیام کو عمر نے ایک انجیکشن لگایا تھا مگر ابھی اسے ہوش نہیں آیا تھا۔
جور جینا ان تینوں کو گاڑی میں بٹھاتے ایک نظر دوڑائی۔ وہاں کچھ نہیں تھا۔
اس کی چیل جیسی نظریں چاروں طرف سکین کر رہی تھیں۔ کہیں کوئی ایسا
انسان تو نہیں جو ان کے لیے بعد میں مشکل کھڑی کر۔ وہ اسے پہلے ہی ختم کر
دیتی مگر ایسا کچھ نہیں تھا۔

وہ سب کچھ نارمل دیکھ گاڑی میں بیٹھی۔ لیل اسے گھورا جو نا جانے کیوں دیر
کر رہی تھی مگر لیل نہیں جانتی تھی وہ اس کی نحافظ کی ڈھوٹی نبھار ہی ہے۔

سوری میم.. "لیل ناں میں سر پلاتے چہرہ باہر کی طرف نوڑا۔ پیچھے خیام"

انعم کے لندھے پر سر رکھے پھر سو گیا۔ انعم کو اس کی فکر تھی مگر عمر کی باتوں نے وہ فکر کافی حد تک کم کر دی۔ وہ ٹھیک تھا۔ بس نشے کی وجہ سے ایسا تھا۔

وہ چاہتی بھی نہیں تھی خیام کو کچھ ہو۔

^^^

جانِ مان!... "رومان اسے کمرے کے درمیان میں نیچے اتارا۔"

تمہارا دور جانا مجھے تمہارے مزید قریب آنے کے مجبور کر رہا ہے۔"

رومان نے چہرہ اس کی گردن میں چھپایا۔ وہاں گیلہ لمس چھوڑتے وہ اسے بے بس کر چکا تھا۔

ایک ہاتھ اس کی کمر پر گردش کرتے اس کے وجود کو خود میں جذب کرنے کی کوشش میں تھا۔

رومان!.. "پھولی سانسوں سے پکارا۔ رومان نے اسے دیکھا۔"

جی جانِ مان؟.. "اور بغیر اس کا جواب سنے وہ اس کے ہونٹوں پر جھک آیا۔"
اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دبائے وہ اپنی تشنگی بجھا رہا تھا۔
رومان کے کلون کی خوشبو اس کے ہواسوں پر سوار ہو رہی تھی۔ وہ بے چاری
بھی کیا کرتی۔۔

These make me happy...

اس کا اشارہ ہانیہ کے ہونٹ تھے۔ جنہیں وہ اب انگلی سے سہلا رہا تھا۔ جنہیں
وہ اچھی طرح اپنی شدتوں سے روشناس کرواتے پیچھے ہوا تھا۔
رو۔۔۔ ما۔۔۔ س۔۔۔ "رومان نے اسے اپنا نام بھی مکمل نہیں کرنے دیا۔"
اس کے گلے کی ہڈی ہر دانتوں سے کاٹتے وہ اسے سسکنے پر مجبور کر گیا۔
اہم۔ شور مت کرو۔ "ہانیہ نے اس بے رحمی پر لب دباتے ہچکی روکی۔ اس"
کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے لگے تھے۔
رومان نے اس کی گردن میں جھکے ہی ایک ہاتھ سے اس کی شرٹ کی زپ پکڑ
کر کھینچ دی۔ ساتھ ہی ہانیہ کے آنسوؤں کے۔

شاک سے انکھیں بڑی ہوئیں۔

اب وہ اپنے ہاتھوں سے اس کی پشت کو چھو رہا تھا۔ اس کی شرٹ بھی کندھوں سے کھسکنے لگی۔ رومان نے ہونٹوں سے ہی وہ شرٹ کندھوں سے کھینچتے نیچے کر دی۔ لب اس کے وجود کے ابھار پر رکھے۔

وہ کپکپاتے اس کی پکڑ سے نکلنے کی جدوجہد کرنے لگی مگر سب فضول تھا۔ ہانیہ کی سانسیں پھول گئیں۔ پورے کمرے میں اس کی سانسوں کا شور برپا تھا۔ جو الگ ہی ساز پیش کر رہا تھا۔

رومان کی کلون کی پھیلی خوشبو اس ساز کو چار چاند لگا رہی تھی۔ رومان ذرا سا اس سے دور ہوا۔ انکھوں میں خمار لیے اس کے وجود کو دیکھا۔ سرخ نیلے نشان انکھوں کے سامنے ہی جگمگا رہے تھے۔ کلائیاں جو دروازے کے ساتھ سر کے اوپر پن تھیں۔ ایک ہاتھ جو اس کی کمر میں تھا۔

اس کے کپکپاتے لب جو اس کا نام پکارنا چاہ رہے تھے۔ اس کی پلکیں جو آنے والے لمحات کا سوچتے لرز رہی تھی۔ پڑ پڑاتے لبوں کو اس نے دانتوں تلے دبایا تھا۔ اور یہاں ہی رومان نے حلق تر کرتے اس کے ہونٹوں کو دیکھا۔ پھر بغیر پرواہ کیے وہ ان ہونٹوں پر جھک گیا۔ ایک ہاتھ اس کی کمر پر گردش کر رہا تھا جس سے وہ اچھلنے لگی۔

ہونٹوں سے وہ اس کی الگ جان نکال رہا تھا اس کی سانسیں تنگ کرتے۔۔۔ رومان پلیز جانے دیں۔۔۔ "اس نے مشکل سے کہا۔ اس کے انداز کی شدت اسے ڈرا رہی تھی۔۔

تم مجھے اپنے سحر سے آزاد کرو تو میں بھی تمہیں جانے دوں۔ "وہ اس کی بات اسی پر الٹ گیا۔

جبکہ اصل میں میں چاہتا ہوں تم کبھی مجھے اس سحر سے آزاد مت کرو۔ " کہتے ہی ایک ہاتھ اس کی لوور بیک پر رکھتے اسے اٹھاتے لا کر بیڈ پر لیٹایا۔ اپنی شرٹ اتارتے مبیڈ کے پاس پھینکی۔

اس رشتے میں دوریاں نہیں نزدیکیاں بڑھاتے ہیں مائے ڈیر"

وائف۔۔۔۔۔"وہ خوابناک ماحول بناتے اسے بتا گیا وہ اس سے کیا چاہتا ہے۔

نو۔۔۔۔۔"رومان نے انگلی اس کے ہونٹوں پر رکھی۔ پسینے سے چپکے بال اس"

کے چہرے سے ہٹائے۔ اس کے وجود پر پڑے ہی اس کی چوٹی کے بل
کھولنے لگا۔ وہ لرز نے لگی۔

کیا نہیں جانتی تھی ایک مرد کی طلب کو؟..."ہانیہ انکھیں میچتے سر جھکا"
گئی۔

رومان اسے دیکھا جس کے عارض تک شرم سے سرخ ہو چکے تھے۔ گردن
پر سرخ نشان پہچاننا مشکل تھا چونکہ سفید دودھیا وجود سارا ہی سرخ پڑ چکا تھا۔
اس کی بھاری پڑتیں سانسیں رومان کو مجبور کر رہی تھیں وہ آج سارے
ہر دے گرا دے۔

اس کو اپنی سانسوں میں سمو لے۔

میں تمہیں آج خود سے دور نہیں کر سکتا۔ آئی کانٹ۔۔۔" کہتے ہی ایک "جھٹکے سے وہ شرٹ لندھوں سے بھی نیچے کر دی۔

اس کے وجود ہر جھکتے اس کی بیوٹی بونز چو میں۔ وہاں سے اس کے سینے اور پھر پیٹ تک کا سفر کیا۔

ہلکا سا اپنے ہونٹوں سے اس کی بلی بٹن کو چھوا۔ ابھی دانتوں سے کاٹنا چاہا ہی وہ رومان کے بالوں میں ہاتھ ہنساتے اس کا چہرہ سامنے کر گئی۔ رومان نے لب دبائے اس کی حالت دیکھی۔

ابھی تو کچھ خاص ہوا نہیں ہے اور تمہاری یہ حالت ہے۔ جب کچھ خاص ہو "جائے گا تو کیا کرو گی مائے وائف؟..." رومان کہتے اسے شرمانے پر مجبور کر گیا۔

اس کے ہاتھ لرزے۔ رومان کے بالوں پر پکڑ ڈھیلی پڑی اور یہاں ہی رومان واپس اس کی گردن سے ہوتے نیچے بیوٹی بونز تک آیا

مان پلیز نہیں کریں۔۔۔" اس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے لگے۔"

رومان جو دانتوں سے اس کی شاہ رگ کو کاٹنے کا ارادہ رکھتا تھا اوپر ہوا۔
اس کی حالت دیکھی۔ لمبی سانسیں بھرتے اس کا حال دمہ کے مریض سے
بھی برا تھا۔ جسے استھمانہ دیا جائے۔ بال سارے بکھر چکے تھے۔ وجود تو
ویسے ہی رومان نے سلوٹ زدہ کر دیا تھا۔

رومان نرمی سے ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے پہلو بدلتے اسے اوپر کیا۔
جسے باندھ رہی ہو اس نے جس دن زنجیریں توڑی تم پچھتاؤ گی۔ "وہ بس"
اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔ اسے رومان کی نظروں سے شرم آرہی تھی۔ جو
اس کے وجود میں اترتے اسے سرخ کر رہی تھیں۔
رومان نے ہاتھ بڑھاتے نیچے سے اپنی شرٹ اٹھائی۔ ہانیہ کی شرٹ تو ناجانے
کہاں پڑی تھی۔ لیل نے اسے اس کی مرضی کے کپڑے منفوا دیے تھے۔ جو
وہ پہنے گھوم رہی تھی۔ اور وہی کپڑے رومان کا نشانہ بنے۔

نرمی سے اسے شرٹ پہناتے سینے سے بیڈ پر منتقل کیا۔ بٹن بند کرتے اس کی نظریں پھر ہانیہ کے وجود میں اٹکیں۔ رومان جھکتے ہونٹ اس کے دل کے مقام پر رکھتے اسے پھر سے نظریں میچنے پر مجبور کر گیا۔

کچھ نہیں کر رہا اب۔ نظریں چرانے کی ضرورت نہیں۔ "انداز روٹھا روٹھا" ساتھ۔ یقیناً وہ خود پر مشکل سے ضبط کر رہا تھا۔

میرے لوٹنے سے پہلے اگر نہ سوئی تو سوچ لینا میں اس سے آگے کس انداز "میں شدتیں لوٹاؤں گا۔" وہ جو رومان کو منانا چاہتی تھی۔ اس کی بات پر زور سے انکھیں میچ گئی۔

رومان اس کے ہونٹوں کا زوردار بوسہ لیتے اسے حواس باختہ چھوٹ خود فریش ہونے چلا گیا۔ اصل میں تو اس دل کو ٹھنڈا کرنا تھا جو چاہتا تھا اسب بھلا کر ہانی کو اپنی بانہوں میں بھر لے۔ اور پھر اب بھول جائے۔ مگر ابھی ایسا ممکن نہیں تھا۔

اس نے شاہور کھولا اور نیچے کھڑا ہو گیا۔ جینز بھی یوں ہی وجود پر تھی۔

اس سے اچھا تھا رخصتی ہی نہ ہوتی۔ اب کیسے دور رہو۔۔۔ "بڑبڑاتے اپنے"
ہی سر کے بال کھینچنے لگا۔

ادھر ہانیہ اپنی شرٹ نیچے سے اٹھاتے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔ جلدی
سے اپنی شرٹ پہنتے باہر اتے لائنس آف کرتے لیٹ گئی۔

وہیں رومان خود کو ٹھنڈا کر رہا تھا نہیں چاہتا تھا اپنی بیوی کی مرضی کے بغیر
اس کے وجود سے اپنی طلب مٹائے۔

اب محبوب بیوی ہو تو اس کے دل کے مقام سے کون گرنا چاہتا ہے۔ طلب
سے زیادہ وہ مقام عزیز ہوتا ہے۔ وہ بھی مجبور آیاں بحقیقی مگر برداشت کرنے
ہر مجبور تھا۔ جو وہ کر رہا تھا۔

وہیں لیل ہانیہ اور رومان کو وہاں نہ دیکھ مسکرائی۔

گارڈز سوئے خیام کو کمرے میں لیٹا گئے تھے۔ انعم کی ضید تھی وہ خیام کے
پاس ہی بیٹھے گی۔ وہ خیام کی صحت یابی کی دعا کرتے اب مصلے پر ہی بیٹھی
تھی۔ وہیں خیام کے بارے میں عمر نے پہلے ہی بتا دیا تھا انجیکشن کے بعد

اسے گہری نیندائے گی۔ اس لیے وہ سکون میں تھی۔ چاہے دل میں ہلچل مچی ہوئی تھی۔

بیٹھ جاؤ جور جینا.. "وہ بیٹھ گئی۔"

میم ہانی!... "لیل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھائی۔"

اپنے شوہر کے ساتھ ہے۔ "جور جینا کت ہونٹ اوہ والے انداز میں ہو" گئے۔

لیل کے چہرے پے مسکراہٹ چھائی۔

ویسے کیا رومان واقعی ہانی کو پیار کرتا ہے؟.. "لیل آگے کو ہوئی۔"

وہ پیار کرتا ہے اسی لیے شادی کی ورنہ موسیٰ تو بہانہ ہے۔ "جور جینا اس کی طرف نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔"

یہ لوگ دیکھاتے کچھ ہیں اور ہوتا کچھ ہے۔ موسیٰ دیکھتا رہا وہ پری کو پسند"

نہیں کرتا جبکہ اس سے نکاح کر چکا تھا۔ رومان دیکھتا رہا وہ ہانی کے پیچھے موسیٰ

کی وجہ سے ہے جبکہ دل اس کا خود ہانی پر آیا تھا۔ وہ بھی بچپن سے، بس فرقان

کی وجہ سے ڈرتا تھا۔ فرقان کو اپنی بیٹی بانٹنا پسند نہیں۔ چاہے اس بیٹی کے شوہر سے ہی کیوں نہ ہو۔ "جو رجینا آخری بات پر مسکرا دی۔

اور منسا؟... "وہ شاہد سب کا جاننا چاہتی تھی۔"

وہ۔۔۔ وہ اک راز دل میں دبائے ہے۔ چند لوگ واقف ہے اس سے۔ مگر "

راز وقت سے پہلے نہیں کھولتے۔ "وہ ہاں میں سر ہلاتے پیچھٹو گئی۔

لیل بھی ٹیک لگاتے کچھ آرام دہ پوسچر میں آگئی۔ انداز یوں ہی تھا جیسے لیٹی

ہو۔

اپنے کمرے میں لیٹ جائیں۔۔۔ "لیل کو بھی یہاں لیٹنا ٹھیک نہیں لگا۔"

اب صرف الیگزینڈر نہیں تھا یہاں۔

وہ نیچے الیگزینڈر کے آفیس روم میں پڑے بیڈ پر ہی آگئی۔ اس میں سیڑھیاں

چڑھ کر اوپر جانے کی ہمت نہیں تھی۔

جور جینا باہر بیٹھی ابھی تو ٹینا کے ساتھ چیٹ کر رہی تھی۔ جو خود ہو اسپتال کی
نائٹ شفٹ اور یہاں کے چکر کے بعد ابھی جم کر رہی تھی۔ فٹ رہنا بھی تو
ضروری تھا۔

^^^

منسا آج پھر اسی سکول آئی تھی۔ وہ جیسے ہی ٹھیک ہوئی اپنا کال نمٹانے آگئی۔
آج شان اس کے ساتھ نہیں تھا۔
وہ سیدھا اس پروفیس کے کمرے میں ہی آئی۔ وہ کچھ ٹوٹی سی تھی۔ ہارون آج
سکول نہیں آیا تھا۔ یہ اسے صبح ہی علم کو چکا تھا۔ نہ آنے کی وجہ یقیناً وہ لڑکی
تھی۔ اس نے ہونٹ دبا کر اپنی سسکیاں روکیں اور اس کمرے کا دروازہ
کھٹکھٹایا۔ جہاں سے اسے اندر آنے کی اجازت ملی تھی۔

فی القلب لقد دخلت بالفعل بالفعل، لماذا سمحت للغرف التي بدخل الغرفة؟
منسا سے کچھ حیرت سے دیکھا۔

جی؟؟؟... "اس نے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔"

کسی اور سے بات کر رہا تھا۔ آپ بیٹھیں پلیز۔۔۔ "انگلش میں کہا۔ وہ بھی "سمجھتے بیٹھ گئی۔

میں نے آپ سے بات کی تھی۔ ایمیگریشن کی؟؟... "منسا کی بات سنتے اس "نے پیپرزا اس کے سامنے رکھے۔

یہ رہے۔ آپ فل کر کے مجھے دے دیں۔ سبمٹ میں کروادوں گا۔ آپ "پرسوں سے جوائن کر سکتی ہیں۔ "منسا نے لیتے وہ ایک نظر دیکھا۔ وہ سارا عربی میں تھا۔

پھر اس نے ایک نظر انہیں دیکھا۔

میں فل کر کے دے جاتی ہوں۔ شکریہ۔ "کہتے وہ اس کی مدد لینے کے "بجائے شان کو کال کرتے باہر نکلی۔

یوم واحد سوف یكون لک فقط

پیچھے سے سرگوشی کی۔ منسا سے سنی مگر وہ سمجھی کسی اور سے مخاطب ہے۔

شان پلیر اسی سکول اجاؤ۔۔ "وہ اس کی لوکیشن ٹریک کرتے وہیں آ رہا تھا"

جب اس کی کال پک کیں۔ جہاں وہ کال اٹھاتے ہی کام کی بات پر آئی۔

میں اتا ہوں۔۔ "اور دو سیکنڈ میں وہ اسی کوریڈور میں اس کے سامنے تھا۔"

کیا ہوا؟.. "منسانے اسے پیپر ز پکڑائے۔ وہ پڑھتے اسے دیکھنے لگا۔"

کالج کیوں بدل رہی ہو؟.. "اس نے ہونٹ میچے۔"

وہاں ہارون بھی ہو گا۔ میں اس کو کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی۔ "لب"

دبائے مشکل سے آنسوؤں پر قابو کیا۔۔

وہ کسی کا نہیں ہو گا۔ جو لڑکی تم دونوں کے درمیان آ رہی تھی اس سے میں

شادی کر رہا ہوں۔ "منشاک سے اسے دیکھا۔

شان!... "ہونٹ پھڑپھڑائے مگر آواز نہیں نکلی۔"

ہارون کو تم سے کوئی دور نہیں کرے گا۔ "منسانے اس کے ہاتھ تھامے۔"

شان وہ ٹھیک نہیں ہے۔ وہ لڑکی بول نہیں پاتی۔ اسے فوبیا ہے چھونے سے " پینک۔۔ "شان نے اس کے چہرے کے گرد ہاتھ رکھتے اسے یا تھوں کے پیالے میں بھرا

میں اس کے ساتھ گھر نہیں بسا رہا۔ بس ایک سیف پلیس دوں گا۔ اس " طرح وہ تمہاری خوشیو سے دور ہو جائے گی۔ " یہ شخص پہلے والے سے یکسر مختلف تھا۔

بابا نہیں مانیں گیں اور میں اتنی خود غرض نہیں ہوں۔ "شان نے اس کے آنسوؤں صاف کیے۔

بابا مان گئے۔ اور تم خود غرض نہ سہی مگر میں ہوں۔ جو تمہارے لیے " ضروری ہے وہ تمہارے قدموں میں ڈھیر کرنا میری ذمہ داری ہے۔ فرض ہے۔ " منسا اس کے سینے سے لگی۔

شان ایسا مت کرو۔ میرے لیے ایسا مت کرو۔ میں تمہاری محبت کے بوجھ " تلے آ جاؤں گا۔ "شان نے اس کا ماتھا چوما۔

کیا میری محبت بوجھ ہے تمہارے لیے؟.. "اس نے ناں میں سر ہلایا۔"
پھر جو کر رہا ہوں کرنے دو۔ ویسے بھی مجھے اس لڑکی سے کای قسم کی کوئی "
خواہشات نہیں۔ تو نہ اسے مسئلہ ہو گا نہ ہی مجھے۔ مگر ہارون شاید کچھ توقعات
رکھت جنہیں وہ پورا کرنے کے اہل نہیں ہے۔ بقول تمہارے اسے فوبیا
ہے۔ "منسا پھر کچھ نہیں بولی۔ بس اس کے سینے سے لگی رہی۔۔
شان نے اس کا ماتھا چوما وہیں کوئی ان دونوں کو دیکھ مسکرایا۔۔

“Poor people....”

سرگوشی کرتے وہ مسکراتے واپس اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔
وہیں شان نے اسے جو س تھماتے خود وہ پیپر زفل کر رہا تھا۔ منسا جان نثار
منظروں سے اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی۔ جو اس کے لیے اتنا کچھ کر رہا تھا۔ اپنا
سب کچھ داؤ پر لگانے جیسا ہی تو تھا یہ۔

اس نے نہ وہ لڑکی دیکھی تھی نہ اسے جانتا تھا بس اس کے لیے شادی کر رہا
تھا۔ وہ ناجانے خود کو خوش قسمت کہتی یاں شہزادی مگر خدا نے اسے بے
لوٹ محبتوں سے نوازا تھا۔

اور ہر شخص اپنا سوچتے دوسروں کو بھول جاتا ہے۔ وہ بھی اس لڑکی کو بھول
چکی تھی۔ جسے اپنوں نے ہی بری مار ماری تھی۔



ایک مہینہ چالیس دن مکمل.... "کلینڈر پر پنسل سے وہ تاریخ مارک کرتے"
وہ شخص مسکرایا۔ پورے دانتوں والی مسکراٹ جس میں خوشی ہی خوشی
بھری تھی۔

ایک ایک دن گن کر گزارا ہے۔ کوئی میری تڑپ نہیں سمجھ سکتا۔ بے بی "ڈول تم بھی نہیں۔" وہ خیالوں میں کسی سے مخاطب تھا۔

گیراج میں کھڑی اپنی گاڑی نکالتے وہ اس میں سوار ہوا۔ گھر کو لاک کرنا ضروری نہیں سمجھا۔ ویسے بھی گھر سارا ویراں تھا۔ اور جس قدر ویراں جگہ پر وہ بنا تھا کوئی بھی وہاں نہیں اتا۔ اگر آ بھی جاتا تو گھر میں ایسا کچھ نہیں تھا جو وہ لے کر نکل سکتا۔

تم مجھ سے پوچھے بغیر وہاں نہیں جاؤ گے۔ بالکل بھی نہیں۔ "کسی کی سرد" سی آواز میں کہی بات یاد آئی۔ مگر اس نے سر جھٹک دیا۔ کیا بگاڑ لے گی بے بی ڈول میرا۔ ویسے بھی افسردہ ہو گی میں جا کر اسے ہمت "دوں گا۔ اور اگر اس نے منع کر دیا تو؟..." اس نے اس شخص سے پوچھنے کا پروگرام کینسل کر دیا۔

میں اپنی بے بی ڈول سے ملنے کی اجازت کسی سے نہیں لوں گا۔ "غور سے" کہتے اس نے گاڑی ڈرائیو کرنا جاری رکھا۔

اس کی گاڑی سڑک پر پانی کی طرح پھسل رہی تھی۔۔ وہ جلد از جلد وہاں پہنچنا چاہتا تھا بغیر اپنے انجام سے واقف۔۔

انت حیاتی، نورِ من۔۔۔۔

وہ گنگناتے ساتھ ڈرائیونگ بھی کر رہا تھا۔ اس کے چہرے کی خوشی ہی نرالی تھی۔

وہاں پہنچتے ہی اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔۔ اپنی گاڑی سے نکلتے اس نے ایک نظر اس گھر کو دیکھا۔ پھر اس کے کھلے گیٹ کو۔

آج تو قدرت بھی چاہتی ہے میں تم سے ملوں۔ "گاڑی بغیر لاک کیے ہی وہ" کھلے مین گیٹ سے اندر بڑھا۔

گھر تو پیارا ہے مگر تمہاری قسمت اتنی پیاری نہیں تھی۔ "افسوس سے کہتے" وہ مزید آگے بڑھا۔ اگلادروازہ تو ویسے ہی کھلا رہتا تھا۔ باہر گارڈز کی وجہ سے اندر والا گیٹ جانی کے حکم پر کھلا ہی چھوڑ دیا جاتا۔

وہ نہیں جانتا تھا اس کا بھی کوئی دشمن ہے ورنہ شاید ضرور احتیاط برت لیتا۔

سارا گھر ویران تھا۔ وہ ہال کو خالی دیکھ وہاں بیٹھ گیا۔

ایک نظر وہیں ہال کے وسط میں لگی جانی کی تصویر دیکھی۔

تمہاری جگہ یہ نہیں رہی۔ "ٹیبیل پر پڑا نمائش کے لیے رکھا واثا اس نے اٹھا"
کر اس تصویر پر دے مارا۔ تب بھی کوئی باہر نہیں نکلا۔

بے بی ڈول... مومنہ؟... "وہ آواز میں محبت سموئے پکارنے لگا۔ وہیں وہ"
اٹھتے نیچے والے کمرے بھی چیک کرنے لگا۔

“who are you?...”

ہارون ناجانے کہاں سے آگیا۔ وہیں کسی نے شٹ کہتے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔
اسے یہاں نہیں ہونا چاہیے تھا۔

"I am your new father my child.."

اس نے پاس اتے ہارون کے سر پے ہاتھ پھیرنا چاہا جسے اس نے جھٹک دیا۔

Stay away from me..

وہ باپ جیسی آواز میں گرجا۔ اس شخص نے ناگواری سے اس کی آواز کی
جھنجھکاہٹ سنی۔

Slow down your pich. otherwise i will
do..

وہ بھی سفاکی سے گرجا۔ ہارون اس انجان کو دیکھا جو انہیں کے گھر آکر انہیں
پر رعب جمارہا تھا۔

ہارون تم جاؤ میں بات کرتی ہوں۔ "ان دونوں نے آواز کی سمت مڑتے"
دیکھا۔

اس شخص کے چہرے پے مسکراہٹ تھی۔

ہارون ایک نظر ماں کو دیکھا۔ پھر اس شخص کو گھورتے ماں کے ساتھ آکھڑا
ہوا۔

میں آپ کو اس پاگل انسان کے پاس اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔ "مومنہ نے"
بیٹے کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ اس کے قد کو اتنا اس کا بیٹا بہت سمجھدار ہو چکا
تھا۔

بابا کے پاس جاؤ۔ "ہارون بابا کے نام پر چپ چاپ نکل گیا۔ مگر جانے سے"
پہلے پلٹتے اسے ایک نظر ضرور گھورا جس کی نظریں اسے اپنی ماں کے وجود پر
برداشت نہیں ہو رہی تھیں۔

مگر وہ پھر بھی چلا گیا۔

التمش چلتے مومنہ کے سامنے آکھڑا ہوا۔

اچھا ہوا تم نے سفید جوڑا نہیں پہنا ورنہ مجھے افسوس ہوتا۔ "مومنہ سینے پر"
بازو لپیٹے کھڑی رہی۔

کیوں گمراہ کیا تھا مجھے؟... "وہ دونوں انگلیوں میں بات کر رہے تھے۔"
التمش اردو نہیں جانتا تھا۔

تاکہ مجھے میری منزل مل جائے۔ "اس کا اشارہ مومنہ کی طرف تھی۔"

یہ وجود صرف ایک شخص کی منزل ٹھہرا ہے اور اسی کار ہے گا۔ کسی"
دوسرے کے چھونے سے پہلے آگ لگا دوں گیں خود کو۔۔۔" یہ پچھتاوے
کے سایے تلے روتی رہنے والی وہی مومنہ تھی جسے اس کے آنسوؤں نے
مضبوط بنا دیا تھا۔

یہ بھی ثابت ہو جائے گا۔ ویسے لگتا ہے بیوگی کا سوگ ختم ہو گیا؟...""
مومنہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔
تمہیں کس نے بتایا تھا ماضی؟؟؟ اگر میرے سوال کا جواب دے دو تو شاید"
میں بھی تمہارے سوالوں میں دلچسپی لوں؟..."" التتمش مسکراتے صوفے
پر بیٹھا۔ مومنہ یوں ہی کھڑی رہی۔

بہت محنت لگی ہے۔ بہت وقت صرف ہوا ہے۔ ایسے ہی تو جنید سپردِ خاک"
نہیں ہوا۔ "مومنہ نے اس کے الفاظ پر ضبط کیا۔ وہیں کسی کی آواز کانوں میں
گو نجی۔

کول مائے بے بی۔ وہ ٹریگر کر رہا ہے تمہیں۔ تم پر سکون رہو۔ "اس نے ہلکا"
ساکان کو چھوا۔ پھر اس کے پاس آ بیٹھی

تمہاری وجہ سے میں نے اپنے شوہر پر گولی چلائی تھی۔ ایک شخص کے قتل "
میں تمہارا ہاتھ ہے۔ "مومنہ کی بات پر وہ ویسی ہی جان نثار نظروں سے اسے
دیکھتا رہا۔

تمہارے لیے ایسے ہزاروں قتل خود بھی کرنے پڑیں تو مجھے کوئی افسوس "
نہیں ہوگا۔ "مومنہ اسے دیکھا جو سیدھی بات پر نہیں آ رہا تھا۔
کس نے بتایا تمہیں وہ سب؟؟ مجھے صرف اس شخص کا نام جانتا ہے۔ اسے "
اس کے انجام تک پہنچانا ہے۔ "مومنہ غصے سے کہا۔ انداز بھی بلا کا سخت تھا۔
وہ میں نہیں بتا سکتا بے بی ڈول۔۔ "مومنہ کو اس کی شکل سے نفرت "
ہوئی۔

Then go to sleep bastard..

وہ آواز پر پلٹتا کسی نے پہلے ہی اس کے سر میں کوئی بھاری چیز دے ماری۔ وہ ایک سائیڈ کو گر گیا۔

وہاں فرقان کھڑا تھا۔ چہرے پے سختی تھی۔ یہ پلان بھی اسی کا تھا۔ جانی تو مومنہ کو کبھی اس ذلیل انسان کے سامنے نہیں بھیجتا۔ یہ صرف اور صرف اسی لیے تھا وہ اس شخص کے ذریعے اصل دشمن تک پہنچنا چاہتے تھے۔ سوری بچے۔ ہمیں علم نہیں تھا یہ اتنا ڈھیٹ ہے۔ "مومنہ سر جھکا گئی۔" فرقان اسے اٹھاتے وہاں سے نکلا۔ گاڑی میں اسے ڈالتے اب اس کا رخ آفیس کی طرف تھا۔

اسے الیگزینڈر نے ہی یہاں بھیجا تھا۔ وہ اس شخص کے گھر سے نکلنے سے لے کر اب تک کے ہر عمل سے واقف تھے۔ بس نہیں چاہتے تھے وہ دوسرا شخص چو کنا ہو۔ اسی لیے اس کے منہ سے سچ اگلا کر اسے جانے دیتے مگر اب اسے اغواہ کرنا ان کی مجبوری تھی۔ وہ سمجھ چکے تھے وہ بغیر ٹارچر کے سچ نہیں بولے گا۔

انسانوں کو ان کا غرور اور کم عقلی مارتی ہے۔ اسے بھی انہیں دو چیزوں نے
مات دے دی

فرقان کے جاتے ہی مومنہ اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔ جانی وہیں تھا۔
نرم سی مسکراہٹ سجائے ہارون کا کام چیک کرتے۔ اور ہارون شاید اسے
تنگ کر رہا تھا۔

وہ یہ دنیا اپنے ہاتھوں سے اجاڑ دیتی مگر خدا نے اسے بچا لیا۔ بغیر باپ کے بچے
کیسے ہوتے ہیں یہ وہ جانتی تھی۔ نہیں چاہتی تھی اس کا بیٹا بھی وہ زندگی جیتا۔
اس نے شکر ادا کیا جو خدا نے اسے معافی مانگنے کا وقت دیا۔ بجائے ہچھتاوے
میں گھیرنے کے۔

مومنہ بھی ان دونوں کی طرف بڑھی۔ ہارون کے ساتھ بیٹھتے جانی کو دیکھا
جس کی نظروں میں اس کے لیے محبت تھی۔ جس نے ایک ہی نظر میں
پہچان لیا وہ اس کے سینے سے لگنا چاہتی ہے۔

ہارون جاؤ مووی دیکھ لو مگر بدلے میں رات کو پڑھنا پڑے گا۔ "وہ بخوشی"
غائب ہو گیا۔ جانی نے ہاتھ مومنہ کی طرف بڑھایا۔ وہ تھامتے اس کی گود میں
آ بیٹھی۔

وہ اب ویل چئیر پر نہیں تھا۔ بالکل ٹھیک تھا۔ اور اس بات نے مومنہ کی
سانسیں بھی بحال کی تھیں۔ جسے جانی کے حوالے سے ڈر لگا رہتا تھا۔
جانی اس کے گرد بازو باندھتے اسے سینے سے لگایا۔ نرمی سے اس کا ماتھا چوما۔
وہ جیسے سکون میں آ گئی۔

پلیز مجھے کبھی چھوڑ کے مت جائیے گا۔ "وہ جانتا تھا یہ خیال کیوں آیا۔"
کبھی نہیں۔ "پکڑ سخت کرتے اس نے مومنہ کو خود میں بھینچ لیا مگر وہ ہلی"
بھی نہیں۔ یوں ہی اس کے سینے کا حصہ بنی رہی۔
جانی بھی سر اس کے سر پہ ٹکاتے بیٹھا رہا۔ وہ صوفے پہ تھا۔ اور مومنہ اس
کی گود میں۔

الیگزینڈر کے حکم پر فرقان التمش کو ٹارچر سیل میں ہی باندھ آیا۔ اب وہ دونوں بیٹھے اگلا کام کر رہے تھے۔

ویسے تمہیں کیسے علم تھا یہ یہاں ہوگا؟... "فرقان نے آنکھیں چھوٹی" کرتے پوچھا۔ ساتھ ہی اس ایریے کے آس پاس بھی چیکنگ جاری تھی۔ گرل نے میسج بھیجا تھا۔ جور جینا نے پیغام مجھ تک پہنچایا۔ "جور جینا اس روز" جو چپ اس لڑکے سے لی تھی اور فائلز وہ سب اس نے لا کر الیگزینڈر کو ہی دیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ شان کی نظروں میں مشکوک بھی ہو گئی تھی۔ اوکے اور وہ دونوں کب واپس آرہی ہیں؟.. "الیگزینڈر نے کندھے اچکائے۔ وہ نہیں جانتا تھا وہ کب لوٹیں۔

"..مطلب؟"

فرقان وہ دونوں ڈاکٹر کو ساتھ لیے بغیر نہیں لوٹیں گیں۔ "یعنی کے" دونوں نے ضد پکڑ لی تھی۔

فرقان بس نفی میں سر ہلاتے کام جاری رکھا۔ دیکھنا بھی تو تھا خراس کی
عمیادت کو کون کون اتا ہے۔

^^^

پری انج گھر میں اکیلی بور ہو رہی تھی۔ اسے کوئی کام کرنے کا بھی موڈ نہیں
تھا۔ حارث بھی ناجانے اس کے ساتھ کہاں گیا تھا۔ بیلا گارڈنگ میں
مصروف تھی۔ اور وہ منہ بنائے اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔
اس نے خود ہی کافی بنائی۔ موسیٰ نے براؤنی بنا کر رکھی تھی مگر وہ کافی بناتے وہ
ایسے ہی کھا گئی۔ پھر کافی کا کپ لیتے لاونج میں بیٹھی ٹی وی دیکھنے لگی۔
اچانک وہاں عجیب سی آواز گونجی۔ وہ پریشان ہوئی۔ اس نے چاروں طرف
دیکھا۔ گھر میں بھی کوئی نہیں تھا۔ اسے ڈر لگا اس نے سب سے پہلے فون
اٹھاتے موسیٰ کو کال ملائی۔

موسیٰ!... "اس کی سانسیں یوں پھولی جیسے وہ دوڑ میں حصہ لیتے ناجانے"
کتنے میل سے دوڑ رہی ہو۔

کیا ہوا پری؟... "موسیٰ کو کسی گڑ بڑ کا احساس ہوا۔"

موسیٰ وہ... "اس کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی جب ایک زوردار آواز"
گو نجی۔ ادھر موسیٰ تو ادھر پری گھبرائی۔ اس نے ڈرتے فوراً سے پیٹ پر ہاتھ
رکھا۔

موسیٰ باہر کوئی گویاں چلا رہا ہے پلینز جلدی آو۔ "وہ ڈر گئی تھی۔ اور یہ"
اس کے انداز سے واضح تھا۔

کہاں ہو تم؟؟؟ اور ابھی اوازیں کتنی تیز ہیں؟؟؟... "وہ سخت پریشان تھا۔"
دیواریں بلٹ پروف تھیں پھر بھی وہ اکیلی تھی۔ اس کی جان جیسے ہتھیلی پر آ
گئی تھی

می۔۔۔ میں تو ٹی وی لاونج میں ہوں۔ "اس نے گھبراتے بتایا تھا۔ وہ پہلی"
دفہ ایسی سچویشن دیکھ رہی تھی۔
وہ ڈر گئی تھی۔

فوراً وہاں سے اٹھو اور ٹی وی لاونج کے دائیں جانب چلو۔ لیکن اگر کچھ کھاپی رہی تھی تو برتن بھی وہاں سے اٹھالو۔ "وہ نہیں چاہتا تھا اگر وہ وہاں گھس جائیں تو انہیں شک گزرے اندر کوئی ہے۔

باہر سے ابھی بھی گولیاں چلائی جا رہی تھیں۔ وہ لوگ ہر طرح کے اسلحے کا استعمال کر رہے تھے۔ وہ شیشے ٹرانسپیرنٹ تھے۔ مگر باہر سے کوئی اندر نہیں دیکھ سکتا تھا۔

وہ ان لوگوں کو مزید ہیوی قسم کی گزنکالتے دیکھ ڈری تھی مگر موسیٰ کے سوال پر جلدی سے ہوش میں آئی۔

کافی پی رہی تھی۔ "اس نے مگ اٹھایا۔ اس کے حکم کے مطابق وہاں بنے" نشان ڈوپٹے کی مدد سے صاف کر دیے۔

وہ کپ تھا مے ہی اس طرف چلتی آئیں۔ وہیں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ وہ اس میں گھسی۔ اب وہاں کچھ ٹوٹا پھوٹا سامان تھا۔

موسیٰ کے حکم کے مطابق وہ اس کباڑ میں ایک طرف پڑی الماری میں گئی۔
اس نے جیسے ہی قدم الماری میں رکھا ٹھیک تین منٹ بعد وہ چیخ مارتے نیچے
گرتی جا رہی تھی۔

اس نے دل پر ہاتھ رکھ لیا۔ یہ تو شکر تھا نیچے میٹرس پڑا تھا۔ اس کی ہڈیاں بچ
گئی۔ اس نے خود اٹھتے فون بھی اٹھایا۔

اب وہیں پر ایک بلو بٹن ہے وہ دبا دو۔ "اس کے دباتے ہی ایک ہلکی سی آواز"
اُئی جیسے کچھ بند ہوا ہو۔

اب وہ آگے جا رہی تھی۔ وہ تو یہاں ایک الگ ہی دنیا دیکھ حیران رہ گئی تھی۔
وہاں جیسے کسی کے رہنے کے لیے ہر چیز کا بندوبست تھا۔ نفاست سے سجایا
گیا ایک گھر۔ اس نے دائیں جانب دیکھا وہاں صوفے، ٹی وی بیڈ سب کچھ
تھا۔ وہیں بائیں جانب دیوار کی مدد سے الگ کی گئی تھی۔ وہاں جم اسلحہ اور
لڑائی کی ہر چیز موجود تھی۔ وہ ایک سائیڈ سے وہ دیکھنے آگے اُئی جب اس کے
پیچھے ہل چل ہوئی تھی۔

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ اس کو یہاں دیکھ حیران رہ گئی تھی۔

وہ وجود غصے سے ان سلاخوں کو توڑنا چاہ رہا تھا۔ اس کی سرخ آنکھیں بکھرے
بال اس کا حلیہ ہی اسے ڈرا گیا تھا۔

موسیٰ ابھی فون پر ہی تھا۔

وائیٹ جلدی سے رائٹ سائیڈ کا بٹن دباؤ۔ "اس نے غصے سے سخت آواز"
میں حکم دیا تھا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے بٹن دبایا۔

ان سلاخوں کے اگے ایک لوہے کا پردہ سا گیا۔ وہ نیچے سے اٹھتے اوپر تک گیا
تھا۔ وہ وجود دکھنا بند ہو گیا۔

موسیٰ یہ یہاں کیا کر رہی ہیں؟؟.. "وہ گھبرا چکی تھی۔ موسیٰ سمجھتا تھا۔"

میں وہاں آ جاؤں پھر بتاتا ہوں۔ ابھی تم وہیں مشین پڑی ہے۔ ہال کے"

بائیں سائیڈ کچن ہو گا وہاں۔ کافی بنا کر پیو۔ میں پانچ منٹ میں وہاں آ جاؤں گا۔

ڈرنا نہیں۔ تم تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ "موسیٰ اسے حوصلہ دیتے گاڑی کی

سپیڈ بڑھا دی۔

اس نے فون نہیں کاٹا تھا۔ اب اسے کافی مشین چلنے کی آواز آرہی تھی۔۔
اس کی زندگی محفوظ تھی۔ اس کے پاس جینے کی وجہ محفوظ تھی۔ بس اس کی
بھی جان میں جان آگئی تھی۔

پھر اس کے وہاں پہنچتے ہی وہ لوگ ہڑ بڑا گئے
وہ مضبوط قدم اٹھاتے ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے قدموں کی دھمک
ہی ان سب کو ڈرا گئی تھی۔ اس کی دہشت سے تو وہ سب واقف تھے۔ وہ
سب نقاب پوش تھے۔ ان کا پورا وجود ڈھکا ہوا تھا۔ تھی۔
موسیٰ کے ہاتھ میں

Ak-47

تھی۔ وہ اپنے سامنے آنے والے ہر شخص کا دل یاں دماغ چیرتا جا رہا تھا۔
اس کے باقی ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی مل گئے۔ اب اس کے دائیں طرف
شایان تو بائیں طرف شان تھا۔ وہ دونوں اس کی کال پر آگئے تھے۔۔

اب وہ اپنے سامنے کھڑے ہر دشمن کا سینہ چھلنی کرتے جا رہے تھے۔ وہاں ہر طرف جنگل ہی جنگل تھا۔ وہ اس جنگل میں بناواحد گھر تھا۔ جسے سے کوئی واقف نہیں تھا۔ وہ گھر نہیں تھا۔ وہ ایک حویلی تھی۔ ایسی حویلی جو رہنے کے لیے نہیں بلکہ دیکھائی نہ دینے کے لیے بنائی گئی تھی۔ جو چھپانے کے لیے تھی۔

موسیٰ نے ایک شخص کے گراتے اس کے سر کو ٹھوکر ماری تھی۔ اس کے پاؤں کے جوتے میں بناوہ چاقو اس شخص کا دماغ چیر گیا۔ وہ سفاکی سے اگے بڑھتے ہر شخص کو گراتا جا رہا تھا۔

اسے بس ایک وجود کی فکر تھی۔ جو اس وقت محفوظ تھی۔ اس تک ان کی آنکھ بھی نہیں پہنچ سکتی تھی۔ وہ عام انسان کے دیکھنے کے لیے نہیں تھی۔ اسی لیے تو وہ یہاں اس کی قید میں تھی۔ اور اسے باقی کی زندگی بھی موسیٰ اعظم کی قید میں گزارنی تھی۔

وہ اگے بڑھے۔ ابھی کوئی اندر نہیں جاسکا تھا۔ شان ان سب کی لاشیں اٹھانے لگا۔ شایان موسیٰ کے ساتھ آگے آیا۔

شایان فلائٹ میں ابھی ٹائیٹم ہے۔ تم نکل جاؤ۔۔۔ "وہ ایئرپورٹ کی" طرف جارہا تھا جب موسیٰ نے اسے حملے کا بتایا۔ شان تو منسا کے ساتھ تھا۔ وہ دونوں ہی بی کے فیملی کے پرسنل ہیلی کوپٹر میں وہاں آگئے۔ اور اگے سے موسیٰ بھی اسی طرف آرہا تھا۔

اوکے۔ خیال رکھنا بھابھی صاحبہ کا۔۔۔ "اسے چھیڑتے وہ نکل گیا۔ موسیٰ" اندر آیا مگر اچانک کچھ یاد آتے رکا۔

بیلا؟؟؟... وہ کہاں تھی؟.. "اس نے کیمرہ زچیک کیے۔ پھر باہر گارڈن کی" طرف بھاگا۔ وہ وہیں ایک پودے کے پیچھے چھپی ترتر کانپ رہی تھی۔ اچانک کسی کے قدموں کی آہٹ قریب محسوس کرتے مزید سمٹی۔ ابھی موسیٰ نے پودا ہٹایا ہی وہ بے ہوش ہوتے وہیں گر گئی۔

موسیٰ جانتا تھا اس نے بھی کبھی ایسا کچھ نہیں دیکھا۔ اسے حادثہ کا خیال آیا جو اس صورت حال کے بارے میں بالکل نہیں جانتا تھا۔ اور اسی کے کام کے لیے نکلا تھا۔

حادثہ!... "اس نے کال ملاتے بات شروع ہی کی تھی وہ" میں پہنچ گیا "سر" کہتے گاڑی پارک کرتے وہاں آیا موسیٰ یہ؟... "وہ وہاں گرا خون اور لاشیں حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ جنہیں "شان گھسیٹتے لے جا رہا تھا۔

بیلہ کو اٹھاؤ۔ وہ بے ہوش ہو گئی ہے ڈر سے۔۔ "حادثہ کا دھیان اس کی "طرف گیا۔ موسیٰ اسی لیے منہ موڑے کھڑا تھا۔ کیاری کے پانی سے وہ مکمل بھیگ چکی تھی۔

حادثہ موسیٰ سے نظریں چراتے اسے گود میں اٹھاتے محل کی طرف چل دیا۔ موسیٰ بھی بیسمنٹ کی طرف آیا۔ جہاں اس کی جان جہاں تھی۔

موسیٰ گارڈن کی بیک سائیڈ اتے پودے ہڑائے۔ وہاں لگاتالا بھی زنگ آلود
ہو چکا تھا۔ اس کے پاس چابی نہیں تھی۔ اس نے یوں ہی پتھرا اٹھا کر اسے مارا
اور چند سیکنڈ میں ہی تالا ٹوٹ گیا۔

وہ اندر آیا۔ وہاں سے دائیں طرف اتے وہ سیدھا بیسمنٹ میں آیا۔
پری لاک کھولو... "وہ لاک اندر سے ہی کھلتا۔ اس کے پاس فلحال کوئی چابی"
نہیں تھی۔

پری جو ڈر رہی تھی کپکپاتی۔ یہ موسیٰ نہیں تھا۔ وہ سمٹ کر بیٹھ گئی۔
مائے وچ!... "اب وہ ٹھہر گئی۔ موسیٰ اسے وچ کہتا تھا۔ وہ صرف پری نام"
کی وجہ سے لاک نہیں کھول رہی تھی فوراً سے آگے بڑھی۔
پری فوراً سے لاک کھوتے اسے دیکھتے ہی اس کے سینے سے لگی۔ موسیٰ اس کی
گھبراہٹ سمجھتے اس کے گرد مضبوطی سے بازو ڈالے۔

مائے وچ سب ٹھیک ہے۔۔ "موسیٰ اندر کی طرف بڑھا۔ وہیں آدھا کافی کا"
مگ بھی پڑا تھا۔

موسیٰ؟... "چہرہ اس کے سینے سے نکالتے اسے دیکھا۔ جیسے تصدیق چاہتی" ہو۔

یس مائے وچ؟... "موسیٰ اس کے ہونٹ چومتے اسے گود میں اٹھ لیا۔"
موسیٰ وہ یہاں کیوں ہے؟... "سوال موسیٰ کی سوچ کے الٹ آیا۔ پری بھی"
یہ نہیں پوچھنا تھا مگر دھیان ان لوہے کی جالیوں کی طرف جاتے ہی وہ خود کو روک نہیں سکی۔

بتاتا ہوں۔۔ "موسیٰ بیسمنٹ کا وہ دروازہ لاک کرتے گھر کی سائیڈ والے"
دروازے کی طرف آیا۔ لفٹ کا بٹن دباتے وہ اگلے سیکنڈ ہال اور کچن کے
درمیان بنی اس جگہ میں نکلے تھے۔ جسے وہ سمجھ نہیں پائی تھی آخر کیوں بنائی
گئی ہے۔ پھر شاید نماز کے لیے جگہ رکھی ہو سوچ کر چھوڑ دیا کیونکہ وہاں سے
تازہ ہوا بھی بہت خوبصورت آتی تھی۔

موسیٰ اسے بانہوں میں اٹھائے ہی کمرے میں لاتے بیڈ پر لیٹا یا۔ خود کی
شرٹ اتارتے دور پھینکی۔

میں شاور لے لوں۔۔ "اس کے پاس سے خون کی سمیل آرہی تھی۔ وہ چلا"
گیا۔ پری وہیں لیٹی سوچنے لگی۔ جانی نے ٹھیک کہا تھا۔ یہ زندگی آسان نہیں
تھی۔ بلکل بھی نہیں۔

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب موسیٰ اس کے پاس آلیٹا۔ ایک ہاتھ اس کے
پیٹ پر رکھتے جھکتے اس کا پیٹ چوما۔ وہ موسیٰ کو دیکھنے لگی۔

اب پوچھو؟.. "موسیٰ اسے سینے پر لیٹے لیا جو کچھ زیادہ ہی پریشان تھی۔"
موسیٰ یہ تمہارے دشمن تھے؟؟ مطلب وہ پارٹی والے؟... "موسیٰ اس کا"
سر چوما۔

نہیں۔ یہ وہ نہیں تھے۔ ان میں اتنی ہمت نہیں۔ "پری مطمئن نہیں"
ہوئی۔

پھر کون تھے؟.. "چہرے پے ذردی پھیلنے لگی۔"

یہ وہی تھے جنہوں نے بلیک کنگ پر حملہ کیا تھا۔ "وہ موسیٰ کو گھبراہٹ"
سے دیکھنے لگی۔

کچھ نہیں کریں گیں یہ۔ بس مجھے اور بلیک کنگ کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔""
موسیٰ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

اگر انہوں نے پھر!... "موسیٰ اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اسے خاموش"
کروادیا۔

کچھ نہیں ہوگا۔ کوئی کچھ نہیں کرے گا۔ میں اب تمہارے پاس ہوں۔"
میرے ہوتے تمہیں کوئی چھو بھی لے تو میں اپنی جان نہ دے دوں۔۔"
موسیٰ جانتا تھا ابھی وہ ان جزباتی باتوں سے ہی بہلتی۔ اور یہ ہی باتیں اسے
پر سکون کرنے لگیں۔

اور موسیٰ وہ؟.... "اچانک پھر وہ یاد آئی۔"

وہ پچھلے چند سالوں سے یہاں ہی قید ہے۔ اس کی آخری پناہ گاہ بھی یہاں "
ہی بنے گی۔" انداز سفاک تھا۔

تمہیں کیسے ملی؟؟ وہ تو یہاں تھیں ہی نہیں۔ "اس کا دماغ کسی دوسری بات"
کی طرف چلا گیا تھا۔ اب وہ حملے کو بھول جاتی۔

مجھے وہ ملی نہیں تھی۔ بلکہ اپنی ہی غلطیوں کے چلتے مجھ تک آگئی۔ "پری نے"
مزید بات نہیں کریدی۔

وہ موسیٰ کے سینے پر ہونٹ رکھتے اس کی گردن میں منہ چھپا گئی۔
مجھے سونا ہے... "آج کا واقعی اس کے لیے بہت بڑا تھا۔ وہ اچھے سے جانتا"
تھا اسے یہ سب ہضم کرنے میں وقت لگے گا۔ وہ بھی اسے وقت دینا چاہتا
تھا۔

موسیٰ پردے گراتے اس کو خود میں میچا۔ اس کا ماتھا چومتے اس کے بالوں
میں انگلیاں چلاتے اسے پر سکون کر دیا۔
وہ بھی کچھ بڑبڑاتے اس کی گردن اپنے ہونٹوں سے چھونے لگی۔ موسیٰ کے
ہونٹوں پر مسکراہٹ چھائی۔ اس نے پیار سے اس کے بال سہلائے۔ ایک
ہاتھ پہلے ہی پری کی کمر میں تھا۔ جبکہ دوسرا اس کے بالوں پر۔
پری کی خوشبو سے بھری سانسیں اس کے وجود پر پڑ رہی تھیں۔ جو اسے مجبور
کر رہی تھیں پری کو خود میں سمونے پر مگر ابھی یہ ٹھیک نہیں تھا۔

ابھی وہ ٹھیک نہیں تھی۔ اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔ ابھی پری اور اس کے بچے کے لیے آرام ضروری تھا۔

^^^

منہا داس سی بیٹھی تھی۔ وہ لوگ ایئر پورٹ جانے کے لیے نکل رہے تھے جب شایاں کو کال آئی۔ وہ فوراً سے چلا گیا۔ اسے انتظار کرنے کا کہا۔ جبکہ وہ سب کچھ ویسے ہی چھوڑے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹے اچھے خاصے آنسوؤں بہا چکی تھی۔

ابھی ابھی اس کے آنسوؤں خشک ہوئے تھے مگر ادا سی کا جود وراپڑا تھا وہ جانے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ منہانے کھٹکھے کی آواز پر سراٹھایا۔ وہاں شایان کھڑا تھا۔ وہ اس ایک نظر دیکھ واپس سر جھکا گئی۔

چلنا نہیں ہے کیا؟؟ ابھی بیس منٹ ہیں فلائٹ میں۔ "منہانے اسے" دیکھا۔ پھر گھڑی کو۔

واقعی ٹائم تھا۔

مگر!... "شایان اسے گھورتے جلدی سے بیگ کمرے سے نکالے۔

میں بھی چاہتا ہوں ہم دونوں چند دن ساتھ تنہائی میں گزاریں۔ اب اٹھو"
شباباش۔ فلائٹ مس ہو جائے گی۔" وہ پر جوش سی جلدی سے اٹھی۔ شایان
کے روبرو ہوتے اس کے چہرے پے سچی مسکراہٹ تھی۔

میں ساتھ ہوں۔ اور ہم ایک ہیں۔" منہاسر اس کے کندھے پر رکھا۔"
تھینک یو میرے لیے اتنا سب کچھ کرنے کے لیے.. "شایان نے اس کا ماتھا"
چوما۔ گاڑی ڈرائیور ڈرائیو کر رہا تھا۔

یہ ہم دونوں کے لیے ہیں۔ اور ہنی مون پریڈ تو ہر کیل کا گول ہوتا ہے۔"
منہاسر اس کے سینے میں چھپایا۔ شایان مسکرا دیا۔
بابا میں اور منہاسر ہنی مون کے لیے جارہے ہیں۔" عمر کو اس کا پیغام موصول"
ہوا۔ اس کے چہرے پے مسکراہٹ آئی۔

Best of luck. M to ja nai saka tum log hi
chaly jao..

شایان مسکرایا۔ اس کے بابا بھی۔۔

وہیں منسا باپ کی مسکراہٹ نہ سمجھتے جھکتے ان کا موبائل دیکھا۔ پھر میسج پڑھتے
اس نے باپ کو دیکھ قہقہہ لگایا۔

میں سمجھ رہی تھی ماما کا میسج ہے۔ "یہاں عمر ادا سی سے اسے دیکھا۔ وہ"
دونوں گھر میں بیٹھے مووی دیکھ رہے تھے

اتنے اچھے نصیب کہاں ہمارے۔۔ "منسا باپ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے"
اسے حوصلہ دیا۔ وہ بھی بیٹی کے لیے مسکرا دیا۔

ڈنر پر چلیں؟... "عمر فوراً سے راضی ہو گیا۔ پھر وہ دونوں ہی گاڑی میں ڈنر"
کرنے نکلے۔ اب وہ عمر کو اپنی مرضی کے ریسٹورنٹ لے جا رہی تھی۔
عمر اس کی باتیں سن رہا تھا جو شان کے ساتھ گھر واپس آئی تھی مگر شان
نا جانے خود کہاں تھا۔ وہ بالکل بھی نہیں جانتا تھا۔۔
چلیں جی آرڈر کریں.. "منسا نے مینیو باپ کے سامنے دکھا۔"

عمر اپنا آرڈر کرتے منسا کو پکڑا دیا۔ اس نے بھی اپنی پسند کی چیزیں منگوا لیں۔
اب وہ دونوں باپ بیٹی مسکراتے ڈنر کر رہے تھے جبکہ وہ کسی کی گہری
نظروں کے حصار میں بھی تھے۔

اپنوں سے بہت دور جانے کے دن قریب ہیں نور عین۔ "وہ بڑبڑاتے کلک"
کی آواز سے ان دونوں کی تصویر نکالتے وہاں سے چلا گیا۔ وہیں عمر اور منسا
دونوں نے چونکتے پاس دیکھا۔

نا جانے کیوں انہیں لگا کوئی انہیں دیکھ رہا ہے۔ جبکہ انجان تھے کوئی واقعی ان
کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا مگر اب اٹھ گیا۔

^^^

بیل اسر سے پاؤں تک گرتے پانی سے جھٹپھاتے انکھیں کھولیں۔ وہ اس
سخت گرفت سے نکلنے کی جدوجہد کرنے لگی جس نے اس کی کمر کے گرد لپیٹا
ڈال رکھا تھا۔ انکھیوں کھولتے جیسے ہی اس نے پاس دیکھا اس کی مزاحمت اور
تاثرات سب ختم ہو گئے۔ چہرہ تاریک ہو گیا۔

حارث نے گرفت ہلکی سی سخت کی۔ وہ مکمل اس کے سینے سے آگتی۔ اس سے پہلے ہی بیلا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے فاصلہ قائم کیا۔ مگر اسے یہ فاصلہ پسند نہیں آیا تھا۔

اتنی نازک تو نہ تھی گولیوں کی آواز سے بے ہوش ہو جاؤ۔ "انداز خاصا جتنا" تھا۔ اس نے نظریں جھکائیں۔

مجھے جانا ہے۔ "زبان کا استعمال کیا۔ جانتی تھی ہاتھوں اور پاؤں کا استعمال" فضول ہے۔

جاسکتی ہو؟... "حارث کہ گرفت مزید سخت ہونے لگی۔ وہ سسکی۔ اس" کے وجود سے چپکے کپڑے اب اسے شرم و حیا میں مبتلا کر رہے تھے۔ ہلکے سے سرخ ہوتے عارض حارث کو بھائیے۔ اس کے وجود سے اٹھتی حدت تو الگ ہی منظر پیش کر رہی تھی۔۔

پلیز حارث!.. "اس نے منت کی۔ حارث تو جیسے بہک گیا۔ چہرہ اس کی"
گردن میں چھپاتے اس کے دونوں ہاتھ موڑتے کمر پر لگا دیے۔ پانی ابھی تک
ان دونوں کے وجود پر بہہ رہا تھا۔ وہ دونوں مکمل بھیگ چکے تھے۔
بیلہ کا وجود تو نمایا ہو رہا تھا۔ حارث کے ہاتھوں کا لمس اس کیلے وجود پر گیلی مٹی
پر ریگنتے سانپ جیسا لمس دے رہا تھا۔ اس نے انکھیں میچ لیں۔ وہ تڑپی مگر
اس نے کبھی پرواہ نہیں کی تھی اس کی۔ کبھی نہیں۔ نہ انج اور نہ ہی پہلے
کبھی۔۔۔۔

اس نے سوچتے لب دبائے۔

حارث اس کی گردن سے بہتا پانی ہونٹوں سے چن رہا تھا۔ اس کی کمر پر رکھا
ہاتھ حارث نے نرمی سے پھیرا۔

وہ فوراً سے اچھلی۔ اور اسی اچھلنے میں اس کے ہونٹ حارث کے سینے سے
ٹکرائے۔ وہ شرٹ لیس تھا۔ ہونٹ سیدھے دل کے مقام پر آئے۔ وہ

ٹھہراتے ان نظروں میں دیکھنا لگا۔ جن میں پانی صرف حادثہ کے اونچے قد کی وجہ سے نہیں جا رہا تھا۔

حادثہ اس کے ہونٹ دیکھے۔ پھر اس کی میچی نظریں۔ وہ ان ہونٹوں پر جھکنے لگا۔ مگر اس کے ہونٹوں کی سرگوشی پر ٹھہر گیا۔

پلیز مجھے چھوڑ دو سٹون۔۔۔ "اور اس نے واقعی چھوڑ دیا۔"

اپنے وجود سے دور جھٹکتے وہ باہر کی طرف بڑھا۔ وہیں نیچے فرش پر گری بیلا اپنی قسمت پر ماتم کناں تھی۔

تو اپنے کایج میں آکر سجدے میں گرا حادثہ اپنے گناہوں پر شرمندہ۔۔۔۔۔
.... اب نا جانے دونوں کی کہانی میں کیا لکھا تھا؟؟؟



اس کا سر بہت بھاری تھا۔ وہ چاہتے بھی جیسے انکھیں کھولنے سے قاصر تھا۔
اس نے گردن ذرا سی ہلائی ہی تھی کہ کوئی چیز اس کے گوشت کو چیرتے اس
کی شاہرگ تک آگئی۔ تکلیف سے اس نے چیخنا چاہا مگر صرف اوں اوں کی
آوازیں نکال سکا۔ آنکھوں سے جیسے خون نکلنے لگا تھا۔
درد سے پھٹتی انکھیں کھولتے اس نے آس پاس دیکھنا چاہا۔ وہ اس چیز کو بھی
اپنی گردن سے الگ نہیں کر سکا جو چاقو اور خنجر سے بھی زیادہ تیز اور نوکیلی
تھی۔

اس کے دونوں ہاتھ بھی باندھے تھے۔ آنکھوں نے جیسے ہی پاس دیکھا وہ
سمجھ گیا وہ غلطی کر چکا ہے۔ اور اس غلطی کی سزا کے طور پر وہ اب قید میں
تھا۔

اس نے پاؤں ہلانے چاہے مگر وہاں بھی تکلیف ہی اٹھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں
بہت باریک رسی سے باندھے گئے تھے جو مزاحمت کرنے پر اس کی جلد
چیرتے اندر اتر جاتی۔

اس کے بال پیچھے کسی چیز سے باندھتے اس کی گردن کو پیچھے کھینچنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ وہ گردن بھی کسی رسی سے بندھی تھی۔ وہ خود کو چھڑا بھی نہیں پارہا تھا۔

اس کی آنکھوں سے تکلیف کے چلتے آنسوؤں بہنے لگے۔ مگر وہ اس تکلیف کو کم کرنے کی کوئی کوشش بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اسے مزید اپنی کم عقلی پر افسوس ہونے لگا۔

وہ آوازیں نکال نکال کر بھی تھک چکا تھا مگر کوئی فائدہ نہیں۔ وہ بس ایک بند کمرہ تھا۔

اچانک دروازہ کھلا۔ اندھیرے کمرے میں اچانک اتنی روشنی پڑنے پر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ شخص چلتا آگے آیا۔ التمش نے آنکھیں ہلکی ہلکی کھولنا شروع کیں۔ مگر روشنی میں اس شخص کو دیکھنا مشکل ہوا۔

جیسے ہی مزید ایک شخص کے داخل ہوتے ہی کمرہ بند ہوا اور ان کے چہرے واضح ہوئے اس کی آنکھیں شاک سے پھٹ گئیں۔

اس کی آنکھوں میں سوال تھا۔ مگر وہ ان سوالوں پر مسکرایا۔ فرقان نے اگے ہوتے اس کے منہ سے کمرہ نکالا۔

وہ جو چیخیں تب سے دبائے تھا وہ باہر نکلنے کے بجائے بس ہونٹوں سے نکلا "تم!..." جانی مسکراتے آگے آیا۔

ہاں میں۔ زندہ صحیح سلامت۔ اپنی فیملی کے ساتھ خوش۔ "اس کے چہرے" پے مسکراہٹ گہری ہوئی جبکہ دوسرے شخص کے چہرے کی تکلیف۔۔۔

تم نہیں جانتے اسے۔ میرے جینے کی جتنیں دعائیں وہ آج تک کر چکی ہے۔

اس کے بعد مجھے اپنے ہاتھوں سے زہر بھی دیتی تو بیچ جاتا میں۔ "فرقان ایک سائیڈ کھڑا اس شخص کو گھور رہا تھا۔ جسے اب تکلیف جیسے بھول گئی تھی۔

جانی فالتو کا وقت نہیں ہے ہمارے پاس۔ اس بعد میں مطمئن کر لینا اپنی لوو"

لائف کے بارے میں۔ "جانی نے پلٹتے اسے گھورا۔ وہ اس شخص کا چہرہ دیکھ

بے زار ہو رہا تھا۔

تم کر لو اپنی عاشقی معشوقی کی باتیں اس سے۔۔۔ "غصے سے کہتے وہ پیچھے ہو"
گیا۔ فرقان اسے گھورتے اس شخص کے سامنے آیا جسے ان کی باتیں سمجھ
نہیں آئیں تھیں۔ جانی التمش سے انگلش میں بات کی تھی جبکہ آپس میں اردو
میں۔

کس کے کہنے پر کیا تھا یہ سب تم نے؟... "وہ درد سے انکھیں میچے زبان"
بند کیے پڑا رہا۔ فرقان بھی اب زبان سے پوچھنے کے بجائے سیدھا اس کے
گلے کی رسی تنگ کر دی۔ وہ چیخا تھا۔

اس کی دردناک چیخوں نے ایک دفہ کمرہ دہلا دیا۔ جانی بھی کان پر ہاتھ رکھ
گیا۔ مگر انہیں اس کے درد کی پرواہ نہیں تھی۔ اب تو بالکل بھی نہیں۔۔
بتانا پسند کرو گے؟.. "اس کے ہاتھ بھی باندھے تھے۔ وہ اس درد سے بچنے"
کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا مگر مزید اس کی جلد چھیلی جارہی تھی۔ فرقان
نے ایک دفہ رسی تنگ کرتے چھوڑ دی۔ وہ شخص کانپنے لگا۔ اس کی سانسیں

پھول گئیں۔ آنکھوں سے بہتا پانی گریبان میں گرنے لگا۔ آنکھیں سرخ ہو گئیں جیسے خون بہنے لگا تھا۔

میں اسے نہیں جانتا۔ وہ صرف کال کرتا تھا۔ میرے فون میں نمبر ہے۔" پلیز اسے نکال دو۔ میں مر جاؤں گا۔" چیختے مشکل سے اس کے ہونٹوں سے آواز نکلی۔ وہں رڑپ ہی تو اٹھاتا تھا۔ گردن کے ماس کو چیر کر اندر جاتی وہ رسی اسے تڑپا رہی تھی۔ جس سے بہتا خون اس کے کپڑے بھی رنگ چکا تھا۔ اس کی گردن سے ہوتے وہ خون اس کے سینے پر بہہ رہا تھا مگر جو تکلیف گردن سے اٹھتے انٹریوں تک جارہی تھی اس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ فرقان اس کی رسی ذرا ڈھیلی کی۔ مگر ابھی بھی اس کی حالت قابل رحم ہی تھی۔ اس نے رحم کھاتے اس کے لیے پانی نکالتے گلاس اس کے ہونٹوں سے لگایا۔ جسے وہ پیتے اپنی گردن ہر بھی گرا رہا تھا۔ اس سے کچھ سکون ملا تھا اسے جیسے۔

فرقان تم چلو۔ کسی لڑکے کو بھیجو اس کی پٹی کر دے گا۔ "وہاں میں سر"
ہلاتے اس کے پیچھے ہی نکلا۔ ان دونوں کے جاتے ہی ایک لڑکا میڈیکل باکس
لیتے وہاں آگیا۔

اب وہ اس شخص کو لیٹاتے اس کی گردن پر پٹی کر رہا تھا۔ وہیں نیم بے ہوش
ساوہ شخص ابھی تک سسک رہا تھا۔ جیسے آخری سانسیں بھرتا شخص تڑپتا ہے۔
فرقان بیٹھا اس کا فون چیک کر رہا تھا۔ وہیں جانی جو آج بس اس شخص سے
ملنے ہی آیا تھا۔ اب وہیں اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ الیگزینڈر گھر کے لیے نکل چکا
تھا۔ بس فرقان ہی جانی کے آنے کے انتظار میں تھا۔

چلیں اب؟؟؟..."جانی ہاں میں سر ہلاتے اٹھ گیا۔ وہ دونوں ایک ہی کار"
میں جا رہے تھے۔

فرقان جانی کو اتارتے پھر خود گھر جاتا۔ ویسے بھی رومہ کی بہت کالز آچکی
تھیں۔ وہ اکیلے گھر میں پریشان ہو رہی تھی۔ اب تو ہانیہ بھی نہیں تھی۔

اسے ہانیہ کو یاد کرتے پھر وہی سب یاد آیا۔ غصہ پھر سے عود آیا۔ جسے جانی کی باتوں نے دبا دیا ورنہ وہ سیدھا لیگزنڈر کے گھر ہی چلا جاتا۔

جانی اس کے سرخ چہرے کی طرف دھیان نہیں دیا تھا ورنہ شاید چپ ہوتے وجہ پوچھ ہی لیتا۔ مگر وہ اپنی ہی دھن میں بولے جا رہا تھا۔ جس کے چلتے فرقان کو بھی اپنی سوچوں کو خیر اباد کہنا ہی پڑا۔

^^^

منسا کے پیپر ز پروف ہو چکے تھے۔ وی کالج جانا بھی شروع کر چکی تھی۔ مگر اس کے اندر خالی پن سا تھا۔ وہ ہارون سے بھی نہ تو ملتی اور نہ ہی بات کرتی۔ اس پر و فیسر کو شکریہ کہنے گئی تھی مگر وہ بھی نا جانے کہاں چلے گئے۔ اس نے دھیان نہیں دیا۔

وہ اپنے دھیاں سوچوں میں گم جا رہی تھی جب کسی سے زوردار تصادم اسے سر پکڑنے پر مجبور کر گیا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑا لپٹا پٹاخ کی آواز سے نیچے گرتے ٹوٹ گیا۔

اس کا منہ شاک سے کھلا۔ ابھی وہ سامنے کھڑے بندے کو دو چار تازہ تازہ
سناتی اپنی غلطی ہونے کے باوجود بھی مگر رک گئی۔ اس شخص کو دیکھتے
آنکھوں میں نرم مسکراہٹ آئی۔ وہیں اس شخص کے چہرے پر شرمندگی
بھری مسکراہٹ تھی۔

سو سوری منسا۔۔۔ "اس نے مسکراتے بس اس کے ہاتھ سے لیپ ٹاپ"
لے لیا

کوئی بات نہیں۔ تمہاری کوئی غلطی نہیں تھی۔ میں ہی دھیان نہیں دیا۔"
جبکہ وہ ابھی بھی خود کو ہی قصور وار سمجھ رہے تھے۔

یہ وہی شخص تھا جس نے منسا کی پٹی کی، پھر اس کو اس کالج کا پتہ دے کر یہاں
ایڈمیشن لینے کا کہا۔ وہ تب سے غائب تھا۔ انج منسا کو مل گیا۔

میری بھی غلطی ہے مجھے دھیان دینا چاہیے تھا۔ "منسا نے اوکے کہتے لیپ"
ٹاپ یوں ہی پکڑے رکھا۔ اس میں سارا ڈیٹا تھا۔ وہ ریپسیر نہ بھی ہوتا تو ڈیٹا تو
نکل ہی آتا۔

اچھا تم یہاں؟.. "منسا کے ساتھ وہ بھی چلنے لگے۔ جبکہ منسا بالکل دھیان"
نہیں دیا کتنی نظروں ان دونوں کے یوں ساتھ چلنے پر انہیں کے وجود پر
ٹھہری تھیں۔

کچھ کی نظریں اس ہینڈ سم پر و فیسر پر تو کچھ ہی منسا جیسی سلم سمارٹ لڑکی پر
جس کے ساتھ وہ اکڑو پر و فیسر اتنا مسکرا کر بات کر رہا تھا۔

میں بھی اسی کالج میں پر و فیسر ہوں اب۔ "منسا نے اوہ والی مسکراہٹ دی۔"
پھر تو ملاقات ہوتی رہے گی۔ "وہ بھی ہاں میں سر ہلاتے مسکرایا۔"

میں کلاس میں چلتی ہوں پھر۔۔ "وہ وہیں رک گئے۔ منسا آگے بڑھ گئی۔"

اس کے جاتے ہی انہوں نے بھی سر جھٹکا اور اس کے پیچھے ہی چل دیے۔

منسا فرنٹ ڈیسک پر ہی لیپ ٹاپ رکھ کر بیٹھ گئی۔ وہ کافی لیٹ ہو چکی تھی۔

بچوں کو پڑھتے ایک ماہ کا عرصہ ہو چکا تھا۔ اس کے مسئلے ہی ختم نہیں ہو رہے

تھے۔ ایڈمیشن کیا خاک لیتی۔

پروفیسر کے آنے کا نوٹس لیے بغیر وہ اپنا لپ ٹاپ آن کرنے کی کوشش کر
.....!! رہی تھی اگر ہو جائے تو

باقی کلاس اب اپنے لپ ٹاپ اوپن کرتے بیٹھ چکی تھی۔ سلائیڈز شو ہونے
لگی تھیں سامنے بورڈ پر بھی۔ پروجیکٹر ان ہو چکا تھا۔
منسا یہ لے لیں۔ "منسا نے آواز پر سراٹھایا۔"

تو تم کیسے کرو گے؟.. "وہ بالکل نہیں سمجھ پائی وہ پروفیسر ہے۔"
میں کر لوں گا تم لے لو۔ "وہیں باقی کلاس انکھیں پھاڑے منسا کو دیکھ رہی"
تھی جو پہلے دن ہی پروفیسر کے ساتھ اتنا کھل کر بات کر رہی تھی۔
منسا اوکے کہتے لپ ٹاپ تھام لیا مگر جیسے ہی اس کی نظر اٹھی سامنے بورڈ کی
طرف اور اسے وہاں لیکچر دیتے دیکھا تو وہ ہونٹ دبا گئی۔

اسے علم ہی نہیں تھا وہی اس کا پروفیسر ہے۔ وہ جانتی نہیں تھی مگر ویسے بھی
اسے فرق نہیں پڑا۔ لندن امریکہ میں بچے اپنے پروفیسر سے اس سے بھی

کہیں زیادہ فرینک ہوتے۔ یہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔ اس کے حساب سے یہ نارمل ہی تھا۔

وہ اسی کے لیپ ٹاپ پر سب نوٹ کرنے لگی۔ جبکہ باقی سب وقفے وقفے سے انکھیں پھاڑتے اسے بھی دیکھ لیتے۔

لیکچر ختم ہوتے ہی وہ اس کی طرف آیا۔

اپنا نام ہی بتادیں۔ "منسا لیل ٹاپ والس کرتے مسکراتے پوچھ لیا۔ وہ اتنی ملاقات کے باوجود اس کا نام نہیں جان سکی تھی۔

ظہیر احمد!.." اس نے لیپ ٹاپ کے سائیڈ کارنر میں چمکتے نام پر انگلی رکھی "منسا نام پڑھتے ں مائس ضرور کہا۔

وہ بھی اللہ حافظ کہتے چلا گیا۔ پیچھے منسا بھی مزید لیکچر لینے تھے۔ وہ اپنا موبائل کھول کر بیٹھ گئی۔ تب تک ہوں ہی صحیح۔ ویسے بھی جس طرح باقی سب اسے دیکھ رہے تھے اچھا ہی تھا وہ ان کی طرف متوجہ نہ ہو۔

ایک لڑکی نے اٹھتے اس سے آکر بات کرنے کی کوشش کی مگر اس کے اعتماد سے

What's your problem?..

پوچھنے پر وہ واپس اپنی جگہ پر جا بیٹھی۔

وہ بھول چکی نی اعتماد ہے تو ہی وہ ان کے اکڑو پر وفیسر سے اپنے سکون سے بات کر رہی تھی۔

اب سبھی بیٹھے منسا کے بارے میں ہی باتیں کر رہے تھے جس کے وہ نام سے بھی واقف نہیں تھے۔

^^^

جانی الیگزینڈر اور فرقان کے سامنے بیٹھا تھا۔ جہاں فرقان کے چہرے پے بے زاری تھی وہیں جانی سمجھ ہی نہیں پارہا تھا کیا کہے۔

الیگزینڈر سپاٹ تاثرات کے ساتھ اپنے موقف پر قائم تھا۔ وہیں فرقان کو اس کی ضد ہی فضول لگ رہی تھی۔

الیکزینڈر میں کیسے بات کروں گا ہارون سے؟؟ وہ ابھی چھوٹا ہے۔"

الیکزینڈر نے فوراً سے موبائل اٹھاتے اسے کال ملا دی۔ وہ تو الیکزینڈر کی طرف سے انویٹیشن ملنے پر بخوشی آنے کو تیار ہو گیا۔

اور اگلے دو منٹ میں وہ ان کے سامنے تھا مگر وہاں چھائی سنجیدگی اسے بھی سنجیدہ ہونے پر مجبور کر گئی۔ وہ الیکزینڈر اور جانی کے سامنے بیٹھ گیا۔ فرقان بھی اسے صوفے پر بیٹھا تھا۔ اس نے ایک نظر باپ کا چہرہ دیکھا۔ پھر فرقان اور الیکزینڈر کا۔ وہ معاملہ نہیں سمجھ پا رہا تھا۔

جورڈن کی شہزادی یاد ہے؟... "ہارون کو وہ کیسے بھول سکتی تھی۔ وہ اس" سے ملنا چاہتا تھا مگر عمر نے ملنے نہیں دیا تھا۔

جی۔ میں نے ماموں سے کہا تھا ملنے دیں۔ مجھے اسے سوری کہنا ہے مگر" ماموں نے کہا وہ آپ کے پاس ہے۔ "پھولے منہ سے کہا۔ جبکہ فرقان نے لمبی سانس لے کر چھوڑی۔

یہاں کے حالات ویسے ہی بدتر تھے۔

میں اس کی شادی کروانے کے لیے لڑکا ڈھونڈ رہا ہوں۔" اس نے افسردہ "تاثرات دیے۔

مگر وہ تو چھوٹی سی ہے۔" فوراً سے خیال آیا۔ تو وہ فوراً ہی بول گیا۔ جانی "خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

شان اس سے شادی کو تیار ہے۔" ہارون کونا جانے کیوں برا لگا۔ وہ لڑکی "چھوٹی تھی۔ شان بہت بڑا تھا۔

مگر وہ تو اس لڑکی سے بہت بڑا ہے۔ شان سے مت کروائیں۔ ویسے بھی وہ "ہر وقت منسا منسا کرتا رہتا ہے۔ وہ اس کا ویسے خیال نہیں رکھ پائے گا۔" ہارون کو وہ سب بچے سمجھتے تھے مگر وہ بچہ ہر چیز اچھے سے محسوس کرتا تھا۔ اور پہچانتا بھی تھا۔

پھر کس سے کرواؤں؟.. "اور یہاں وہ بھی سوچ میں پڑا"

الیکزینڈر اسے دیکھ رہا تھا۔ جانی بھی۔ بس فرق ان ہی صوفے سے ٹیک لگائے سامنے دیوار کو گھور رہا تھا۔ اسے یہ گھما پھرا کر بات کرنا سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

میں کرکیتا ہوں اگر بابا کو کوئی ایشونہ ہو تو۔ "الیکزینڈر کے چہرے پر"
مسکراہٹ چھائی۔ اس نے جانی کو دیکھا۔ وہ ویسے ہی تاثرات سے بیٹھا تھا۔ نہ
خوشی نہ غم۔

ہارون اسے فوبیا ہے۔ وہ تمہیں اپنے پاس بھی نہیں آنے دے گی۔ وہ بول "
نہیں سکتی۔ اگر وہ ٹھیک نہ ہوئی تو تمہارا پورا فیوچر ہے۔ کیا گزار لو گے زندگی
کیونکہ ہم تمہیں کبھی اسے چھوڑنے نہیں دیں گیں۔" جانی نے اپنے طور پر
مکمل ڈراؤنا منظر پیش کیا تھا۔ جبکہ ہارون بھی سوچ میں پڑا۔

بابا وہ بس کسی چیز سے ڈری ہوئی ہے۔ ٹھیک ہو جائے گی۔ "جانی اس کی"
الجھی سی آواز سنی

اور اگر وہ ٹھیک نہ ہو؟.. "وہ جواب چاہتا تھا۔"

مجھے یقین ہے میں اسے ٹھیک کر لوں گا۔ ڈاکٹر سے بات کروں گا۔ اس کا "

خیال رکھوں گا۔ اسے یقین دلاؤ گا وہ محفوظ ہے۔ "شاید وہ اسے نہ ٹھیک

ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ یاں ہیریہ تصور ہی اس کے لیے ناممکن تھا۔

ٹھیک ہے۔ مگر یاد رکھنا میں تمہیں اس کے ساتھ زیادتی نہیں کرنے دوں۔"
گا۔ اور صرف شادی ہو کر وہ گھر آئے گی۔ رہے گی وہ الگ ہی۔ جب تک وہ
ہوش و ہوا اس میں نہیں آجائے گی تب تک تم دونوں الگ ہی رہو گے۔
مطلب نکاح سمجھ لو۔ رخصتی تم دونوں کے بالغ ہونے پر ہوگی۔ "جانی نے
خود ہی سب واضح کر دیا۔ جبکہ الیگزینڈر بھی وہی چاہتا تھا۔
اوکے۔۔ مجھے کوئی ایشو نہیں۔" جانی نے سر ہلایا۔ وہ سمجھ گیا اب اسے باہر
جانا ہے۔ وہ چپ چاپ اٹھ گیا۔

اب تمہارا کیا فیصلہ ہے؟.. "الیگزینڈر کی بات ہر وہ مسکرا دیا۔"
تم اچھے سے جانتے تھے وہ اس لڑکی کو پسند کرنے لگا ہے۔ "جانی کے لہجے"
میں صاف مسکراہٹ اور جھنجھلاہٹ تھی۔

محبت نہیں ہے۔ ہمدردی ہے ابھی اسے اس لڑکی سے۔ اور ہمدردی سے "
بہت سی محبتیں جنم لیتی ہیں۔" فرقان نے ان کے فلسفے پر سر جھٹکا۔

اسے ابھی بھی ان کا اس لڑکی کو یہاں رکھنے اور شادی کروانے کا فیصلہ غلط ہی لگ رہا تھا۔ وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔ نہ آج نہ پھر کبھی۔

پھر کب کا پلان ہے؟.. "جانی ڈھیلا ہو کر بیٹھ گیا۔"

کل شام۔ "اس نے ہاں میں سر ہلایا۔"

جانی بہت سوچ سمجھ کر ہارون کا نام لیا تھا میں نے۔ مان رکھ لینا۔ میں اسے "فیملی کا ماحول دینا چاہتا ہوں۔ جو صرف مومنہ اور تم دے سکتے ہو۔ کیونکہ تم گھر میں کسی مافیہ کی بات نہیں کرتے۔ گھ جاتے ہی وائٹ کالر بن جاتے ہو۔ اور اسے ایک عام زندگی دینا ابھی ضروری ہے۔" جانی نے سر ہلاتے اس کا مان برقرار رکھنے کا وعدہ کیا۔ وہیں فرقان بور ہوتے اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔ یہ اس کی ناراضگی تھی جو وہ لوگ اس کی بات نہیں سن رہے تھے۔ مگر وہ اسے کیسے بتاتے وہ اس کی بات سننے سے قاصر ہیں۔

الیکزینڈر بھی اٹھا اور جانی بھی۔ ہارون باہر گاڑی لیے کھڑا تھا۔ جانی کے اتے ہی اسے لے کر نکل گیا۔ الیکزینڈر اپنی گاڑی میں آیا۔ ابھی وہ رستے میں تھا جب اسے پھر اسی لڑکی کی کال موصوم ہوئی

اب کون سی خبر رہ گئی ہے؟.. "الیکزینڈر اس سے بہت تنگ تھا۔" تم کسی ڈاکٹر کے پیچھے تھے ناں؟.. مجھے اس کی لاش ملی تھی۔ اسی رستے پر " پھینک دی جہاں خیام کو پھینکا تھا۔ اٹھا لو اگر ضرورت ہے تو۔۔ اینڈ بائے۔۔ " مسکراتے لہجے میں کہتے وہ کال کاٹ گئی جبکہ الیکزینڈر کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔ اس نے گاڑی موڑی تو گارڈز کو بھی گاڑیاں واپس کو موڑنی پڑیں۔

وہ اسی جگہ پر آپہنچا جہاں سے خیام کو اٹھایا تھا۔ اور وہ سفید کوٹ میں ڈھانچا سا پڑا تھا۔ ویل چئیر پر ایک طرف کو لڑھکتا سر۔ اس نے اگے بڑھتے چیک کیا۔ اس کی سانسیں بند تھیں۔ گارڈز بھی چوکنا سے اس کی طرف گن پوائنٹ کرتے کھڑے تھے۔

اسے اٹھا کر ہو سپیٹل چھوڑ آؤ۔ عمر کے پاس۔۔ "وہ گارڈز ایک گاڑی میں"

اسے ڈالتے لے گئے۔ الیگزینڈر واپس اپنی گاڑی میں آ بیٹھا۔

وہ دونوں اسی ڈاکٹر کے پیچھے تھیں۔ اس کا چہرہ جلا ہوا تھا مگر یہ وہی تھا۔

وہ اچھے سے پہچان سکتا تھا اسے۔۔ وہ دونوں وہاں ڈھونڈ رہی تھی اور یہ ڈاکٹر

اس کے پاس تھا۔ اور انہیں گمان بھی نہیں گزرا۔

الیگزینڈر کے ہو اس کام نہیں کر رہے تھے۔ اس کا جلا چہرہ اس قدر خوفناک

تھا وہ ابھی تک سمجھ نہیں پا رہا تھا یہ چہرہ جلا تھا یا جلا یا گیا۔

اس نے گاڑی گھر کے سامنے روکی۔ برے موڈ اور ہلکے قدموں سے اگے

بڑھتے اندر آیا۔

وہ سیدھا ہال میں آیا۔ اس کی متاع جاں وہی پڑی تھی۔ اب وہ پھر اس گھر میں

اکیلے ہی تھے۔۔

خیام اب ٹھیک تھا۔ بس ابھی آرام کر رہا تھا۔ رومان اور ہانیہ بھی ان کے

ساتھ ہی لوٹ گئیں۔

لیل کا ماتھا چومتے وہ کچن میں کھانا بنانے لگا۔ وہ کھانا کھا کر دونوں ایک ساتھ ہی اوپر جاتے۔

لیل کی صحت کے چلتے وہ زیادہ سیڑھیاں نہیں چڑھتی تھی۔ اور وہ خود بھی نہیں چاہتا تھا وہ خود کو تکلیف دے۔

وہ تو چاہتا تھا لیل نیچے والے کمرے میں شفٹ ہو جائے مگر اسے کمرہ بدلنے سے نیند نہیں آتی تھی۔ پھر وہ ساری رات کروٹیں بدل بدل کر گزار دیتی۔ الیگزینڈر اس کی اسی عادت کے چلتے نیچے بھی نہیں سلا سکتا تھا اسے۔

^^^

ماضی:

وہ سکول میں بیٹھی اپنی فرینڈ کی باتیں سن رہی تھی۔ وہ ابھی فور کلاس میں تھی۔ اس کی ساری فرینڈز کے بوائے فرینڈز تھے۔ مگر اسے جانی نے ان سب کاموں سے منع کیا تھا۔

اسی لیے وہ لڑکوں سے دور ہی رہتی تھی۔ مگر اپنی دوست کی باتیں سنتے اس کے دل میں بھی خیالات سے جاگے

وہ اسے اپنی اور اپنے بوئے فرینڈ کی کسی ملاقات کا قصہ سنارہی تھی۔ جسے پری بہت دلچسپی سے سن رہی تھی۔ وہ دونوں فری ٹائم میں گراؤنڈ میں بیٹھ جاتیں۔

وہ دونوں باتیں کر رہی تھیں جب اس کی دوست کا بوئے فرینڈ آگیا۔ وہاں گراؤنڈ میں ابھی کوئی نہیں تھا۔ اس کے بوئے فرینڈ نے جھکتے اپنی گرل فرینڈ کے ہونٹ چومے۔ یہاں پری کی آنکھیں کھل گئیں۔ پھر وہ دونوں اسی کے پاس بیٹھ گئے۔

پری کو تو ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ وہ فوراً سے بہانہ بناتے سٹھ گئی۔ وہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ انہوں نے پری کے جانے کا نوٹس ہی نہیں لیا وہ واش روم میں آکر اپنے چہرے پے پانی کے چھینٹے مارنے لگی۔ اسے جانی نے کبھی ایسی جگہ پر بھی نہیں جانے دیا تھا جہاں یہ سب ہو مگر وہ لڑکی یہاں کی

نہیں تھی۔ وہ نیویارک سے یہاں آئی تھی۔ اس کے بابا بریٹش مسلم تھے۔
مگر ماما کنیڈین۔ وہ بھی کر سچن تھی۔ جبکہ پری صرف اتنا جانتی تھی اس کے
بابا مسلم ہے۔ وہ اس قدر نہیں جانتی تھی ورنہ جانی کی وارننگ پر وہ صرف
مسلم گرلز سے ہی دوستی کرتی تھی۔ اور کسی سے نہیں۔

اس روز ڈرائیور اسے لینے آیا۔ وہ چپ چاپ ان کے ساتھ بیٹھتے گھر آ گئی۔ وہ
بھی جانی اور مومنہ سے ملتے اپنے کمرے میں فریش ہونے چلی گئی۔ ان کے
ساتھ ہمیشہ باتیں کرنے والی پری آج خاموش سی تھی۔ جانی نے اسے
بہلانے کی کوشش کی اور وہ بہل گئی۔

جانی نے پوچھا بھی کیا ہوا مگر اس نے نہیں بتایا۔ وہ بہت ڈر چکی تھی۔ پہلی
دفہ اپنی عمر کی لڑکی کو کسی لڑکے کے ساتھ یہ کرتے دیکھ وہ گھبرا چکی تھی۔
اگلے روز اس نے اپنی دوستی توڑنے کا سوچا مگر اس کی دوست کے مطابق یہ
سب نارمل تھا۔

تم نے دیکھے گبر ٹیل کے ہونٹ۔ اتنے سوفٹ اور پنکش ہیں۔ تم نے کبھی "کسی کے ہونٹ ٹیسٹ ہی نہیں کیے۔ تم ضرور کرنا پھر دیکھنا تمہیں معلوم ہو گا۔" وہ بچی ہر طرح کے جنسی تعلق سے واقف تھی۔ یہ الگ بات تھی اس کی ماں نے کبھی اسے حد سے بڑھنا نہیں سیکھایا تھا۔ مگر وہ چاہتی تھی اس کی دوست کا بھی بوئے فرینڈ ہو۔ جس کی باتیں وہ اس سے شنیر کرے۔ پھر وہ دونوں اپنے اپنے بوئے فرینڈ کے ساتھ ڈنر ڈیٹ پر ملیں۔ باتیں کریں۔ وہ خاصی خوش تھی جبکہ پری نروس۔۔۔

ایوا کی باتیں کچھ دن اس کے دماغ سے نہیں نکل سکیں۔ پھر چند دن میں ہی وہ موسیٰ کی برتھ ڈے پر بلیک کنگ کے مینشن میں پہنچ گئے۔ وہاں سب کچھ پہلے جیسا ہی تھا

الیکزینڈر اور لیل کی محبت، موسیٰ کی ضد، اور لیل کی گھوریاں۔ اس نے بہت انجوائے کیا۔ مگر اچانک اس کی نظر موسیٰ پر پڑی۔

وہ ایک سائیڈ بیٹھا خاموشی سے کیک کھا رہا تھا۔ کچھ کیک اس کے ہونٹ پر
بھی لگا تھا ذرا سائیڈ پر۔ مگر اس نے پرواہ نہیں کی۔ شاید اس کا دھیان نہیں
تھا۔

وہ کہیں کھویا ہوا تھا۔ پری وہاں بیٹھے اسے دیکھتی رہی۔ موسیٰ نے کولڈرنک کا
گلاس اٹھاتے ہوئے اس سے لگایا۔ وہاں پری نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔
موسیٰ ٹشو سے ہونٹ تھپتھپاتا اٹھا۔ الیگزینڈر اسے ایک لیپ ٹاپ پکڑا یا۔
جبکہ لیل نے گلاب۔ جنہیں ہو خاموشی سے تھام گیا۔ الیگزینڈر نے اس کا
ماتھا چوما۔ لیل بھی آج کے دن مسکرا دی۔ موسیٰ ماں کے مسکرانے پر مسکرا
دیا۔

پاس آتے ماں کا ہاتھ پکڑتے اسے ذرا سا جھکایا۔ ابھی وہ لیل کے برابر نہیں
ہوا تھا۔

لیل کا ماتھا چومتے وہ لیل کے گلے ملا۔

ماما آئی لو یو۔۔۔ "ہلکی سی سرگوشی کی۔"

لیل کی آنکھیں نم ہوئی۔ پیچھے ہوتے اس کا بھی ماتھا چوما۔ مگر وہ جواب نہیں دے سکی۔

میں آرام کر لوں۔ "لیل کو الگ کرتے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ پری ان" کو ہی دیکھ رہی تھی۔ مومنہ اور جانی ہارون سے جھنجھلا رہے تھے جو انہیں بہت تنگ کرتا تھا۔

وہیں ہیر منسا کو عمر کو پکڑائے خود ٹھہل رہی تھی۔ اس نے دیکھا سب مصروف ہیں۔ وہ چپکے سے موسیٰ کے کمرے کی طرف چل دی۔ دے قدموں سے دروازہ کھول وہ اندر آئی۔ دروازہ لاک نہیں تھا۔ اس نے اندر قدم رکھا۔ کمرہ بہت ٹھنڈا تھا۔ موسیٰ اے سی فل پر چھوڑتے خود کمبل اوڑھگ سو رہا تھا۔ وہ کسی کی کمرے میں موجودگی محسوس کیے بھی یوں ہی لیٹا رہا۔

جب وہ وجود پاس آیا تو وہ پہچان گیا یہ پری ہے۔ اس کی خوشبو باقی سب سے الگ تھی۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا وہ کیا کرنے آئی ہے۔ وہ یوں ہی لیٹا رہا۔

وہ آنے جانے میں بہت تھک چکا تھا۔ اسی لیے آرام کر رہا تھا۔ وہ ہو سٹل رہتا تھا۔ اسی لیے لیل سے ملتے ایمو شنل ہو جاتا۔ لیل کی حالت کے پیش نظر وہ اس کے پاس نہیں رہتا تھا۔ وہ پچھلے سال سے بہت بیمار رہ چکی تھی۔ وہ اپنی ماں کی یہ حالت نہیں دیکھ پاتا تھا۔

وہ یوں ہی لیٹا تھا جب پری بیڈ کی ایک سائیڈ سے چڑھتے اوپر آئی۔ اس کے پاس ہوتے وہ موسیٰ کو دیکھنے لگی۔ وہ موسیٰ کے بالکل پاس گھٹنوں کو بیڈ پر اٹے بیٹھی تھی۔

موسیٰ کو دیکھ اس کا گلا خشک ہوا۔ مگر اس نے خود کو حوصلہ دیا۔ تم بھی کسی کے گلابی ہونٹ ٹیسٹ کرنا۔ بہت مزائے گا۔ "اس کے کانوں میں ایوا کی آواز گونجی۔

اس نے موسیٰ کے گلابی ہونٹ دکھے۔ وہ بہت نرم تھے۔ وہ ان کی نرمگی محسوس کرنے کو بے چین ہوئی۔

وہ موسیٰ کے چہرے کے گرد ہاتھ رکھتے انکھیں بند کرتے اس کے ہونٹوں پر جھک گئی۔ اس کے ہونٹ چومتے وہ موسیٰ کو بھی شاک کر گئی۔

اس نے ہلکا سا اس کا نچلا ہونٹ چوسا۔ ساتھ ہی موسیٰ ہوش میں آیا۔ اس کی گردن کو گدی سے پکڑتے اس کا چہرہ اپنے سامنے کیا۔ موسیٰ اس کی اس حرکت پر وحشت زدہ ہی ہو گیا۔

کیا حرکت تھی یہ؟... "غصے سے پوچھتے وہ اسے پیچھے بیڈ پر بٹخ کیا۔" پری کی بولتی بند ہو گئی۔

موسیٰ اٹھتے اپنی شرٹ اٹھا کر پہنی۔ لائنس آن کرتے اسے دیکھا جو رور ہی تھی۔ ہاتھ بڑھاتے اسے کھینچتے بیڈ سے نیچے اتار۔ اسے یوں کھینچے ہی وہ باہر گارڈن میں لے آیا۔ وہ سب گارڈن کی دوسری طرف تھے مگر انہیں نہیں دیکھ سکتے تھے۔

کیا حرکت تھی یہ؟.. "وہ گر جا۔ پری کی کلائی ابھی تک اس کے ہاتھ میں" تھی

پلیز چھوڑ دو۔ مجھے درد ہو رہا ہے۔ "موسیٰ نے جھٹکا دے کر اس کی کلائی"

چھوٹی۔ وہ اس کے پاس سامنے والی چئیر پر بیٹھی تھی۔

بکو اس کرو میں نے کہا۔ اور تمہیں یہ سب سیکھا کون رہا ہے ہاں؟.. "اس کا" غصے سے برا حال تھا۔

وہ لڑکی کیا اس عمر میں بھی یوں ہی منہ اٹھا کر ایسی حرکتیں کرنا شروع کر دیتی تھی وہ بھی کسی کے ساتھ بھی۔ اگر وہ جانی سے واقف نہ ہوتا تو شاید اسے لے جا کر اس کے باپ کے سامنے پیش دیتا۔

مم۔۔۔ یری فرینڈ نے کہا تھا۔ اس نے کہا کسی کے پنک لپس ٹیسٹ کرنا۔ "تمہارے ہی اس گھر میں سب سے پنک تھے تو۔۔" بات ادھوری چھوڑ دی۔ موسیٰ کی ں نظروں نے بتا دیا تھا آگے نہیں بولنا۔

کون سی دوست ہے یہ تمہاری؟؟ اور ایسی دوستیں بناتی ہو تم؟؟ اپنی عمر "دیکھی ہے اور حرکتیں؟.. "اس کا غصہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔

کیا اگر کسی راہ چلتے لڑکے کے ہونٹ پنک ہوتے تو وہ اسے چوم لیتی۔ کیا وہ واقف نہ تھی یہ دنیا درندوں کی ہے۔ لوگ عمر رنگ نسل نہیں دیکھتے بس اپنی ہوس مٹانے کو گوشت تلاش کرتے ہیں۔

آئندہ اگر تم نے ایسی کسی لڑکی سے دوستی رکھی تو میں تمہیں اند دھیرے "کمرے میں قید کر دوں گا۔ سانپ اور بچھو کے ساتھ۔" پری کی تھوڑی تھماتے اس کی نظروں میں دیکھ کر بتایا۔

کیا نام ہے اس دوست کا؟.. "اس نے اسی غصے سے پوچھا۔"
ایوا۔ "مشکل سے نام نکلا۔"

دفہ ہو جاؤ یہاں سے ورنہ میرے ہاتھوں مر جاؤ گی اور آئندہ اگر کسی کے "بھی اتنا قریب گئی تو مرو گی میرے ہاتھوں۔" موسیٰ اسے دھمکانا نہیں بھولا۔ جانتا تھا ویسے وہ نہیں سنتی۔

موسیٰ اسے بھیج کر سر ہاتھوں میں تھاما۔ جسے وہ معصوم دیکھنا چاہتا تھا وہ ہی سب سے بڑی چالاک اور ہوشیار نکل رہی تھی۔

وہ اسے باہر لایا ہی اس لیے تھا کہیں وہ کمرے میں غصے سے اس کی گردن ہی نہ دبا دے۔

اب وہ اگے کا سوچ رہا تھا کیسے پری کا سکول بدلنا ہے۔ یاں اس کی دوست کو اس سے دور کرنا ہے۔ ورنہ یہ معصومہ معصوم کے علاوہ باقی سب بن جاتی۔ وہ تھکا ہوا تھا۔ آرام کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ اس کا سارا آرام ہی چھین کر لے گئی۔ اب تو اس پر لیٹنا بھی حرام ہو گیا تھا جیسے۔

وہیں پری صاحبہ کچھ ہی دیر میں خود کو نارمل کرتے سب بھول بھال کر منسا کو گود میں اٹھائے اس سے کھیل رہی تھی۔ موسیٰ دور سے اسے ایک نظر دیکھتے اپنا قہر دبا یا ورنہ آج وہ قتل ہو جاتی۔



سب تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ نکاح جانی کے گھر میں ہی ہو رہا تھا۔ سب وہاں ہی جمع تھے۔ خیام تو ہارون کو سفید کلف لگے جوڑے میں دیکھ مشکل سے قابو کیا۔ اسے منسا کا بھولا بھالا سا چہرہ یاد آیا۔ اس کی ضد یادائی مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ مولوی آچکا تھا۔ وہ لڑکی بھی سادہ سا ڈریس میں تھی۔ وہیں الیگزینڈر کے کندھے کے پیچھے چھپی ہوئی۔ جیسے اسے کوئی دیکھ لے گا۔ یاں اٹھا کر لے جائے گا۔

لیل یہاں نہیں تھی۔ اس کی حفاظت اور صحت کے چلتے الیگزینڈر اسے گھر ہی چھوڑ آیا تھا۔ جو رجینا اس کے پاس تھی اور انعم بھی۔ خیام بھی اسے یہاں ساتھ نہیں لایا تھا۔ وہ تو جانتا ہی نہیں تھا کیا ہونے جا رہا ہے۔ وہ تو یہاں سب دیکھ کر حیران ہو گیا تھا۔

وہیں ایک سائیڈ بیٹھا عمر خاصا پر سکون تھا۔ وہ شان کی ضد سے واقف تھا۔ مگر وہ نہیں چاہتا تھا شان اس لڑکی سے شادی کرے۔ اس کی بہت سی وجوہات تھیں مگر اس کی سب سے بڑی وجہ شان کا غصہ اور منسا سے محبت ہی تھی۔ وہ

کبھی منسا کے علاوہ کسی دوسری پڑکی کو توجہ نہیں دے سکتا تھا۔ کبھی بھی نہیں۔۔

وہاں عورتوں میں صرف مومنہ ہی تھی۔ وہ تو کچھ سمجھ ہی نہیں سکی تھی کیا ہوا اور کب ہوا۔ بس جانی نے کہا اور اس نے کر دیا۔ نہ سمجھنے کا وقت ملانا ہی سمجھانے کا۔ وہ بھی ہارون کو مطمئن دیکھ چپ رہی

مولوی صاحب نے الیگزینڈر کے اشارے پر نکاح پڑھانا شروع کیا۔ الیگزینڈر ذرا سا پیچھے ہوتے اس لڑکی کو بھی سامنے کیا جو چھپ رہی تھی۔ ہارون سامنے والے صوفے پر بیٹھا تھا۔

اس نے ایک دفہ بھی نظر اٹھا کر ہارون کو نہیں دیکھا۔ وہ سر جھکائے بس الیگزینڈر کے کندھے کے پیچھے چھپ رہی تھی۔

اب الیگزینڈر ہی اسے نکاح کے لیے بھی ہاں کہنے کا کہا۔ وہ اسے پہلے سمجھا چکا تھا۔ اور وہ سمجھ بھی گئی۔ اسے بس الیگزینڈر کی ہر بات ماننی تھی۔ اور جیسے وہ کہہ رہا تھا وہ کرنا تھا۔

وہ نکاح پڑھ رہے تھے جب خیام موبائل پر کال آتی دیکھ وہاں سے اٹھا۔ ذرا
سائیڈ پر اتے اس نے کال یس کی۔

بولو شان!..# وہ کچھ افسردہ تھا۔

کہاں ہیں آپ اور باقی سب۔ کال بھی کوئی پک نہیں کر رہا؟.. اسے تفتیش
ہوئی۔

جانی کے گھر۔ ہارون اور اس لڑکی کا نکاح ہے۔ نام مجھے نہیں معلوم کیا
تھا۔ "خیام نے زور دیا مگر اسے نام یاد نہیں آیا۔

کیا؟... "وہ چیخا۔

کیسے کر سکتے ہیں وہ سب یہ۔ میں نے کہا بھی تھا۔ "غصے سے بڑبڑاتے اس"
نے کال کاٹی۔ وہ اکیلا گھر تھا۔ ابھی منسا کو کالج چھوڑ کر آیا تھا۔ وہ دونوں خوشی
سے باتیں کر رہے تھے۔ شان کو اپنی بہن کی فکر جاگی۔

کیا بول!.. "اگے سے ٹون ٹون کی آواز آئی۔ کال کٹ چکی تھی۔ خیام سر
جھٹکتے واپس آ بیٹھا۔

وہ پیپر زپر سائن کر رہے تھے۔ ایک گواہ خیام بھی تھا۔ اس نے بھی سائن کیے۔ اب وہ سبھی دعا مانگ رہے تھے۔ اس نے بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

ابھی وہ سب دعا کے بعد چہرے پے ہاتھ پھیر کر فارغ ہوئے تھے جب دروازے پر شان نمودار ہوا۔ اس کے چہرے پے غصہ ہی غصہ تھا۔ عمر اس کو سمجھانے کے لیے اٹھا مگر وہ پہلے ہی ایک ہاتھ کھڑا کرتے اسے روک گیا۔ میں نے کہا تھا مجھے اس لڑکی سے شادی کرنی ہے "اس نے ایک ایک لفظ پر زور دیا۔ قدم بڑھاتے ان کے سامنے بھی آکھڑا ہوا۔

وہ لڑکی میری کفالت میں ہے۔ میں جس سے چاہوں اس کا نکاح کروا سکتا ہوں۔" الیگزینڈر اپنی لگہ سے کھڑا ہوا۔

وہ لڑکی بھی ساتھ ہی الیگزینڈر کا ہاتھ تھامتے کھڑی ہوئی۔ الیگزینڈر نے اس کا ہاتھ پکڑتے دبایا۔ پھر مومنہ کی طرف پلٹا۔

الیکزینڈر کے ہاں میں سر ہلانے پر وہ چپ چاپ مومنہ کے ساتھ چلی گئی۔ یہ ایک بات تھی وہ رہی مومنہ سے فاصلے پر ہی۔ اسے خود کو چھونے نہیں دیا۔ میں نے پہلے بات کی تھی آپ سے۔ "شان چاہتے ہوئے بھی غصہ کنڑول" نہیں کر پار ہا تھا۔

میں نے سب سے پہلے ہارون کا ہی نام لیا تھا۔ "الیکزینڈر اس کا غصہ سمجھ" نہیں پار ہا تھا۔ اور وہ سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔

You all do unfair to me..

بڑ بڑاتے وہ چلا گیا۔ عمر پر ایک افسوس بھری نگاہ ڈالنا نہیں بھولا جس کے مطابق شان کے ساتھ یہ اچھا ہی ہوا تھا۔

وہ سنبھل جائے گا۔ تم لوگ فکر مت کرو۔ "ہارون کو اس کا تملانا مزادے" رہا تھا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا شان کیوں اس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ وہ کیوں ہارون کی شادی اس سے نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔

ہارون تم جاوا اپنے کمرے میں۔ "وہ سر ہلاتے چلا گیا۔ آج تو اس کی خوشی کا" دن تھا۔ منسا کو مات ہو چکی تھی۔ اب وہ کبھی اس سے شادی نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے دل میں جیسے سکون اتر ا تھا۔ مومنہ اس لڑکی کے ساتھ تھی۔ ہارون نے ذرا سا ان کے کمرے میں جھانکا۔

ایمان حیانت عبد اللہ۔۔ "اس کے نام کی سرگوشی کی۔ پھر مسکراتے انہیں" کے کمرے میں داخل ہوا۔ وہ مومنہ سے ذرا فاصلے پر لیٹی تھی۔

سوری حیا۔ اس دن کے لیے۔ میری وجہ سے تمہاری طبیعت خراب ہو گئی" تھی۔ "وہ ہلی بھی نہیں۔ سن کر بھی جواب تک نہیں دیا۔

مومنہ اس کو دیکھا۔ وہ اس کا جواب سننے کو رکا تھا جو نہ ملنے پر مایوس ہوتے باہر نکل گیا۔

شان اپنی گاڑی میں آ بیٹھا۔ اس نے سر ہاتھوں میں تھام لیا۔ اپنے ہی بال کھینچتے وہ اس وقت شدید پاگل ہو رہا تھا۔ اس نے خود کو اپنے میں دیکھا اس کے چہرہ سارا ضبط سے سرخ پڑ رہا تھا۔ اس نے اپنے موبائل پر آتی منسا کی کال

دیکھی۔ وہ کاٹ نہیں سکا۔ کال اٹھاتے وہ خاموشی سے اس کی باتیں سنتا رہا۔ جو اپنی کلاس لینے کے بعد اب بھوک لگنے کی وجہ سے کیٹین جارہی تھی۔۔

سوری منسا.. منسائی ایم ریٹی سوری۔۔ میں کچھ نہیں کر سکا۔ مجھے معاف کر" دو۔" وہ گڑ گڑاتے کال کاٹ گیا۔ منسا پریشان ہوئی۔ شان کیوں رو رہا تھا۔ اس کی آواز اتنی شکست خوردہ کیوں تھی۔

اس نے واپس کال ملانی چاہی مگر انجان نمبر سے کال دیکھ جلدی سے پک کر لی۔ کہیں شان کی نہ ہو۔ کیا معلوم اس کے موبائل کی بیٹری ڈیڈ ہو گئی ہو۔ مبارک باد نہیں دو گی مجھے۔۔" وہ پہلے ہی لفظ پر آواز پہچان گئی۔ وہ ہارون" تھا۔ اس کے دل و دماغ میں بسا ہوا۔ وہ اس کی آواز کی خوشی محسوس کر سکتی تھی مگر وجہ!! وجہ کیا تھی۔ وہ سوچ می ڈوبی۔

نکاح کر لیا میں نے۔ مبارکباد ہی دے دو۔ "منسا کو اگلی سانس لینا مشکل لگا۔"
اس نے ہونٹ کھولتے سانس بھری وہ بھی مشکل سے۔ لڑکھڑاتے گرنے
لگی مگر وہاں سے گزرتی ایک لڑکی نے اسے ہاتھ سے تھام کر پاس بیٹھایا۔
اس کی آنکھوں میں درد چمکنے لگا۔ ہارون اس کی خاموشی پر مسکرایا۔
شان بھی آیا تھا۔ مبارکباد تو اس نے بھی نہیں دی۔ خوشی نہیں ہوئی ہو"
گی۔ "اسے اب شان کی شکست کی سمجھ آئی۔"

ایمان حیا!!.. نام ہے میری بیوی کا۔ "بیوی سنتے اس کی سانسیں تنگ"
ہوئیں۔ اس نے گلا پر ہاتھ رکھ لیا۔

ہارون کی بیوی!! اس کی شادی کسی اور سے ہو گئی۔ کیا اب ہارون اس کا نہیں
ہوگا؟؟ اب وہ خالی ہاتھ رہ گئی۔ اس کے دل کی محبت عشق سب کہاں گیا؟؟
کیوں اسے نظر نہیں آیا۔

سوگ منالو۔۔ میں اپنی بیوی کے پاس جا رہا ہوں۔ "کال کاٹ دی گئی۔"
عمان کے ٹھنڈے موسم میں منسا کا وجود تپنے لگا۔ اس کی سانسیں خشک
ہونے لگیں۔ اسے پسینہ آنے لگا۔

اس نے گلے سے سٹالر کھینچ کر نیچے پھینک دیا۔ اب وہ کھینچ کھینچ کر سانس کینے
کی کوشش کر رہی تھیں۔ فون بھی پاس گر چکا تھا۔ وہ نیو لیپ ٹاپ بھی جو
شان نے لا کر دیا تھا۔ اس کا بیگ جس میں پیسے اور اس کے سارے پیپرز
تھے۔ سب کچھ ہی۔ مگر اسے اس وقت اپنی سانسوں کی پرواہ تھی جو تنگ ہو
رہی تھیں۔۔

اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں ابلنے لگے۔ وہ
مضبوط لڑکی جسے کبھی تنہا رہنے سے خوف نہیں آیا تھا۔ جو ہر مسئلہ حل کر لیتی
تھی۔ جس کے لیے سب کچھ نارمل تھا مگر آج اس کے لیے کچھ بھی نارمل
نہیں تھا۔ آج وہ مضبوط نہیں رہ سکی۔ وہ ٹوٹ گئی۔

وہاں کوئی بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ وہ یوں ہی بیٹھی اپنی حالت پر ماتم
کناں تھی۔ سب کچھ جیسے ختم ہو چکا تھا۔ سب کچھ جیسے ایک جھٹکے نے اس
سے چھین لیا۔ کیا ہارون سب کچھ تھا؟؟ وہ خود سے یہ نہیں پوچھ سکی۔ اس
میں ہمت نہیں تھی۔ ابھی وہ ایک دکھ پر رونا چاہتی تھی۔

اس نے لرزاتے ہاتھوں سے آنسوؤں صاف کیے۔ خود لمبی سانسیں
بھرتے اپنے آنسوؤں پر قابو پانا چاہا۔ وہ خود کو کمزور نہیں بنا سکتی تھی۔
منسا؟؟ تم ٹھیک ہو؟؟.. "وہ اپنا کافی کاکپ وہیں پھینک اس کی طرف آیا۔"
ہاتھ میں وہی کپ تھا جسے وہ ابھی پینے کے لیے لایا تھا مگر منسا کی حالت دیکھ وہ
بھول گیا۔

منسا نے اسے انجان نظروں سے دیکھا۔ وہ اسے نہیں جانتی تھی۔ وہ اسے کبھی
نہیں جان سکتی تھی۔ بہت مشکل تھا اس کے لیے۔

تم چلو میرے ساتھ۔۔۔" اب سبھی اسے دیکھ رہے تھے۔ ظہیر منسا کی " چیزیں اٹھاتے اس کا بازو تھا مے اسے اپنے آفیس لے آیا۔ سب کچھ ٹیبل پر رکھتے اس نے منسا کو صوفے پر بٹھایا۔ پانی گلاس میں بھرتے اسے پلایا۔ وہیں باقی سب کی نظروں میں حیرت اور معنی خیز مسکراہٹ تھی۔ یہاں ایسے بہت سے افسیر گزر چکے تھے۔ انہیں بھی یہ انہیں میں سے ایک لگ رہا تھا۔

کیا ہوا؟... "منسا کی آنکھوں میں اب اجنبیت جاتی رہی۔ وہ ظہیر کے سینے سے لگ گئی۔ وہ صوفے کے پاس نیچے اس کے گٹھنے کے پاس بیٹھا تھا۔ اب منسا بھی نیچے اس کی گود میں آگئی۔ اسے ہوش نہیں تھا۔۔۔ مگر ظہیر!!! اسے اچھے سے سب کی ہوش تھی۔

اس نے شادی کر لی۔ "روتے بتایا۔ بغیر نام لیے بھی وہ جانتا تھا کس کی بات " ہو رہی ہے۔

تو تم بھی شادی کر لو۔ "منسا کا چہرہ سامنے کرتے اس کے چہرے سے چپکے"
بال سائیڈ کیے۔ اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر رکھا تھا۔
میں؟.. "منسا نے بھری آنکھوں سے اسے حیرت سے دیکھا۔"
جب وہ کر سکتا ہے تو تم بھی کر لو۔ جب وہ تمہیں خوش دیکھے گا تو خود ہی"
ہاتھ ملتے رہ جائے گا۔ "وہ چاہ کر بھی وہ الفاظ نہیں کہہ سکا جو اس نے پلین
کیے تھے۔

کیا اسے افسوس ہو گا؟؟ مجھے کھو دینے کا؟.. "انکھیں اٹھائے پوچھتے وہ اسے"
ہارون کو قتل کرنے کی وجہ دے گئی۔

ہاں۔ تم تو پلکوں پر بٹھانے کے لیے ہو۔ رلانے کے لیے تھوڑی۔۔ "اس"
کے آنسوؤں پوچھتے وہاں ہونٹ رکھے۔ منسا محسوس نہیں کر سکی۔

مگر مجھ سے شادی کون کرے گا؟؟.. "اس نے فکر سے ہو چھا۔ آنسوؤں"
سے دھلا چہرہ بہت اڑیکٹو لگ رہا تھا۔ ظہیر تو جیسے ان چمکتے رخسار پر دل
ہارنے لگا تھا۔

میں کروں گا۔ اگر تم ہاں کرو تو!!! "منسانے اس کی طرف دیکھا۔ پھر اس کا چہرہ۔

تمہاری فیملی؟.. "پوچھتے اس کی آواز لرزی۔ وہ خود بھی کانپ رہی تھی۔" وہ کچھ نہیں کہیں گیں۔ ان کی مرضی میری مرضی میں ہے بس۔ مگر" تمہاری فیملی!!! "اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

مجھے تم سے ابھی نکاح کرنا ہے۔ "منسانے انسوؤں رگڑ کر صاف کیے۔ اس کی آنکھیں رخسار دونوں سرخ ہو گئیں۔ ظہیر کو یہ حرکت ناگوار گزری مگر فلحال وہ اسے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔

اوکے۔۔۔ "اسے اور کیا چاہیے تھا۔ وہ فوراً مان گیا۔ اور اس کو اپنے ساتھ ہی پاس کی مسجد میں لے گیا۔ وہ اسے بغیر رشتے کے ساتھ لے جاتا تو نکاح تو نہیں کرواتے گھر والے مگر اسے سمجھا بجھا کر واپس بھیج دیتے اور یہ وہ نہیں چاہتا تھا۔

وہاں مولوی کے بتائے خانے میں سائن کرتے وہ جیسے خالی جسم تھا۔ جس کی روح پرواز کر چکی ہو۔ مگر اس کی روح سر تا پیر کسی کی قید میں آچکی تھی۔ جو اسے اب پھڑ پھڑانے بھی نہیں دیتا۔

اس کے چہرے پے خوشی چھائی۔

منسا ولد عمر اس کی بیوی بن چکی تھی۔ مافیہ کی ایک کمزور اب اس کے قبضے " میں تھی۔ اس کے ساتھ رشتے میں بندھ چکی تھی۔ اس کی ہو چکی تھی۔ اس کی قیدی بن چکی تھی۔

اب؟.. "ظہیر اس کے ساتھ مسجد سے باہر نکلا۔ اس نے نکاح نامہ فولڈ کرتے پاکٹ میں ڈال لیا۔

مجھے چند تصاویر بنوانی ہیں۔ اپنی اور تمہاری!..."ظہیر موبائل نکالتے " اسے اپنے پاس کیا۔ ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے اسے اپنے ساتھ لگا گیا۔ منسا کی آنکھیں بڑی ہوئیں۔

میری طرف دیکھو۔۔ "اس نے ظہیر کی طرف سے نظریں اٹھائیں۔ اور وہیں"

ایک کیمرہ ان پر فوکس ہوتے ان کی تصویر لے گیا۔ وہ ظہیر کے بہت پاس

کھڑی تھی۔ سر پر سرخ چنری اوڑھے۔ جینز اور شرٹ پر ڈوپٹہ الگ ہی لک

دے رہا تھا۔

آئی وانٹ ٹو کس یو۔ "سرگوشی کرتے وہ ایک ہاتھ اس کی گال پر رکھتے اس"

کے ہونٹوں پر جھک آیا۔ ذرا سا اس کے ہونٹوں سے سانس کھینچیں۔ وہیں وہ

پوز بھی موبائل میں قید ہو گیا۔

تھینک یو۔۔ "ظہیر نے موبائل تھام لیا۔"

منسا کو پکڑ آیا۔ یہ منسا کا ہی موبائل تھا۔ اس نے لیتے ایک نمبر نکالتے تصاویر

اس پر سینڈ کر دیں۔

وہیں اپنے کمرے میں لیٹتے ہارون پر پہاڑ گرا۔ وہ ننگے پاؤں ہی باہر کودوڑا

جہاں وہ سب ابھی بیٹھے بات کر رہے تھے۔

بابا یہ!... "اس نے اڑے ہو اسوں کے ساتھ انہیں موبائل پکڑا یا۔ جسے"
جانی نے پکڑا تو مگر عمر کو تھما دیا۔

اسے سمجھ نہیں آئی۔ اس تصویر میں منسا کی کمر میں ظہیر نے ہاتھ ڈال رکھا
تھا۔ وہ آنکھیں کھولے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ ایک ٹانگ منسا کی
دونوں ٹانگوں کے درمیان رکھی تھی۔ جیسے وہ گرنے والی ہو اور ظہیر نے
اسے تھام رکھا ہو مگر ایسا نہیں تھے۔ اور وہ سمجھ سکتے تھے۔۔

الیگزینڈر نظر پڑتے ہی عمر کو دیکھا۔

میں نے احتیاط کرنے کو کہا تھا تمہیں عمر۔۔ وہ لڑکا بھی ہمارے دشمنوں "
میں سے ایک ہے۔" الیگزینڈر تو سر تھام گیا۔

وہیں عمر کو حیرت سی حیرت تھی۔ ہارون نے اس کا میسج نہیں دیکھا یا جس میں
لکھا تھا

Congrats me for my wedding day..

اس نے وہ نہیں دیکھا یا تو وجہ صرف اتنی تھی وہ انہیں شک نہیں دینا چاہتا تھا۔ ایک دم سے نہیں۔

تمہیں یہ کس نے بھیجیں؟.. "جانی کی نظریں اب اس کی طرف اٹھیں۔" خیام اچھے سے جانتا تھا کس نے بھیجیں۔

عمر بچی کو کال کرو۔ یہ تفتیش پھر ہو جائے گی۔ "عمر پھٹی نظروں سے تصویر" دکھ رہا تھا۔ وہ تو جیسے جم گیا تھا۔

اس نے نظر اٹھا کر خیام کو دیکھا۔ پھر اس کی بات سمجھی مگر اس میں ہمت نہیں تھی۔

خیام خود ہی اپنا موبائل نکالتے اسے کال ملائی۔ جو دوسری بیل پر ریسیدو ہو گئی۔

کہاں ہو تم؟ اور کس کے ساتھ؟.. "کچھ غصے سے پوچھا۔ وہیں منسا ظہیر" کے ساتھ اس کی گاڑی میں تھی۔

گاڑی میں ہو۔ اپنے شوہر کے ساتھ۔ "اس نے پردہ نہیں رکھا۔ اس کا انداز"
بتا رہا تھا ہارون انہیں سب بتا چکا ہے۔

منسا کیا بکواس کر رہی ہو؟.. "انداز غصے سے بھرا تھا۔ ان تینوں نے بھی"
اسے دیکھا۔

سچ بول رہی ہو۔ اور آپ وہیں تھے۔ آپ کو سب معلوم تھا لیکن پھر بھی..."
پھر بھی مجھ سے سب چھپایا۔ "اس کی آواز رندھ گئی۔ خیام ان سب کے
سامنے کوئی صفائی بھی نہیں دے سکا۔

عمر کی کیا غلطی ہے ان سب میں؟؟ اسے کیوں سزا دے رہی ہو؟.. "اسے"
اپنے باپ کی محبت یادائی۔ گلے میں آنسوؤں کا گولا اٹکا۔

میری کیا غلطی تھی؟؟ اس سے محبت کرتی تھی بس۔ کیا اس بات کی بھی"
سزا دینا بنتا تھا مجھے؟.. "ظہیر محبت کے لفظ پر مشکل سے خود پر قابو کیا۔

اس نے میری محبت اور مجھے ٹھکرایا.. "اس کی بات مکمل نہیں ہو سکی۔"

ظہیر نے موبائل اس کے ہاتھ سے کھینچتے باہر پھینک دیا وہ دیکھتی ہی رہ گئی۔

وہیں خیاں کال کٹ جانے پر دوبار اٹرائے کی مگر نمبر ہی بند ہو گیا۔ وہ عجیب
جھنجھلا یا۔

وہیں الیگزینڈر اور عمر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ تیسری نظر ان کی
اس موبائل میں کھلی تصویر پر تھی۔

یہ کیا حرکت تھی؟؟.. "منسا غصے سے پوچھا مگر وہ اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔"
گھبرا گیا۔ "منسا نے باہر دیکھا۔ وہ چھوٹا سا گھر تھا۔"
وہ اتری۔ ظہیر بھی گاڑی پارک کرتے وہیں اس کے پاس آیا۔
چلو۔ "اس کا ہاتھ تھا متے خود ہی اسے اندر لے آیا۔ منسا اس کا استحقاق سے"
ہاتھ پکڑنا دیکھتی رہ گئی۔

اس کے وجود میں کاٹنے سے اگے۔ یہاں تو ہارون کو تصور کیا تھا۔ یہ حق تو وہ
ہارون کو دینا چاہتی تھی۔ پھر کوئی اور کیوں تھا یہاں۔

اداسی کا ایک دور اپڑنے لگا۔ جس نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

یہاں رہتا ہوں میں۔ "ظہیر اسے گھر کے اندر لا کر چھوڑا۔ وہ چھوٹا سا ایک "منزلہ گھر تھا۔ چھوٹا سا ہال اور دو کمرے۔ ایک کچن روم تو دوسرا بیڈ روم بس۔ اور گھر یہاں پر ختم۔

اور تم بھی میرے ساتھ ہی رہو گی۔ "وہ منسا کے بلکل سامنے اس کے پاس آ" کھڑا ہوا۔

میں چلی جاؤں گیں۔ میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گیں۔ مجھے بس "ہارون کو افسوس زدہ دیکھنا ہے بس۔ "ظہیر کے چہرے پے مسکراہٹ چھائی۔

تم اب آزاد نہیں ہو سکتی۔ "اس کا ہاتھ پکڑتے وہ منسا کی انگلیوں سے کھینے "لگا۔ منسا نے کھینچ کر ہاتھ اس کی گرفت سے نکالا۔

میں ہارون سے محب.. "الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے۔ ظہیر اس کا وہی "ہاتھ پکڑتے کھینچ کر اسے اپنی بانہوں میں گراتے اس کی سانسیں اور الفاظ قابض کر چکا تھا

ایک ہاتھ منسا کے کندھے کے پیچھے اور ایک اس کی کمر میں سہارا دیے۔ وہ غصے سے اس کی سانسیں پی رہا تھا

منسا کی سانسیں اس کے وجود سے غصے سے کھینچتے اسے بالکل بھی پرواہ نہیں تھی وہ اس کی عمر کی آدھی بھی نہیں ہے۔ اس سے چھٹی ہے۔ عمر میں بھی اور شدتیں برداشت کرنے کے لیے بھی

منسا دونوں ہاتھ ظہیر کی کالر کو پکڑتے خود کو سہارا دینے کے لیے استعمال کیے تھے۔ وہ مزاحمت بھی نہیں کر پار ہی تھی کھل کر۔

وہ اس کی سانسیں کھینچتے اپنی سانسوں میں ملا گیا۔ ہلکا سا اس کی کمر میں ڈالا ہاتھ اگے پیچھے کیا۔

وہ تڑپ کر اس کے سینے سے لگی۔ ظہیر اس وجود کی خوشبو خود میں اتارتے بھی مسکرا دیا۔

منسا کے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دباتے ہلکا سا کاٹا۔ وہ سسکی۔ اور اس کی سسکیاں سنتے وہ دور ہوا۔ اسے یوں ہی اپنی بانہوں میں بھرے ایک کمرے کی طرف بڑھا۔

منسا سے بیڈ کی طرف جاتے دیکھ مچلی۔
چھوڑو مجھے۔۔ "وہ تڑپی تھی۔"

ظہیر نے آبرو اٹھائی۔۔ وہ اس سے دور نہیں رہ سکتا تھا۔ اگر آج وہ اپنی قربت کی زنجیریں اس کے قدموں میں نہ باندھے تو وہ کل اسے چھوڑ سکتی ہے۔ وہ اس کا دور نہیں کر سکتا تھا۔ کبھی نہیں۔

نکاح کیا ہے تم نے۔ اپنی مرضی سے۔ "منسا کو جزبات میں لیا گیا وہ فیصلہ یاد" آیا۔

جبکہ ظہیر تو اس کے جزباتی انداز کا ہی فائدہ اٹھایا تھا۔ جب وہ خود چلتے اس کے پاس آئی تھی تو وہ کیسے اسے یوں ہی جانے دیتا۔ کبھی بھی نہیں۔

تم ایسا کچھ نہیں کر سکتے۔ چھوڑو مجھے۔ میں ابھی چھوٹی ہوں۔ "منسا"
مزاحمت کر رہی تھی مگر یہ ہاتھی کے سامنے چونٹی کی مزاحمت جتنا ہی تھا۔
اسی کے جتنا بے کار۔

تمہاری دنیا میں لڑکی کی عمر کہاں دیکھی جاتی ہے۔ دیکھی جاتی ہے تو صرف "
اس کی نزاکت، خوبصورتی اور اٹریکشن۔ "منسا" سے دیکھا۔
مطلب وہ جانتا تھا وہ مافیہ فیملی سے ہے۔ اسے اپنی کم عقلی کا شدت سے
احساس ہونے لگا۔

میری دنیا میں محبت بھی دیکھی جاتی ہے۔ جو مجھے کسی اور سے ہے۔ تم سے "
نہیں۔ "ظہیر اپنا بازو اس کی کمر میں ڈالتے پکڑ سخت کی۔ وہ سسکی مگر یہ
سسکنا کچھ بھی نہیں تھا۔

مگر میری دنیا میں بیوی کو صرف شوہر سے محبت جائز ہے۔ جو تم کرو گی۔ ہر "
لمحہ ہر پل۔ "کہتے ہی اٹھا کر منسا کو بیڈ پر پٹختا تھا۔ وہ اس کے بے دردی دیکھانے
پر گھبرائی۔

وہ بوڈی بلڈر تھا۔ منسا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے دماغ نے تیزی سے کام کرنا شروع کیا تھا۔

مجھے جانے دو ورنہ میری دنیا کے لوگ کس قدر ظالم ہے تم نہیں جانتے۔"
ابھی۔ "منسا نے وار ننگ دینی چاہی مگر وہ ہنس دیا۔

اپنی شرٹ اتار کر دور پھینکتے۔ اس نے اپنا بیلٹ بھی نکال دیا۔ وہ منسا کی سمت
بیڈ کی طرف بڑھا۔

ظہیر تم بہت پچھتاؤ گے۔۔ "وہ مسکرایا۔

تم جیسا حسن پانے کے بعد مجھے پچھتاوا کس چیز کا ہو گا۔۔ "وہ منسا کے پاس بیڈ"
پر گرا

منسا کے بھاگنے سے پہلے ٹانگ سے پکڑتے اسے اپنے نیچے دبا گیا۔

یہ مزاحمت فضول ہے۔ "اس کی دور جانے کی جدوجہد کرنا برا لگا تھا۔ وہ"
ٹوکے بنا نہیں رہ سکا۔

مجھے جانے دو۔ "وہ منسا کی گردن پر اپنی داڑھی رگڑ رہا تھا۔ اس کی منت
سننے سراٹھایا۔

صبح خود لے چلو گا۔ ابھی نہیں۔ "واپس سے ہونٹ منسا کی گردن پر رکھے۔"
ایک ہاتھ اس کی شرٹ پر رکھتے اسے ان بٹن کرنا شروع کیا۔ وہیں منسا کی
جسے روح پرواز کرنے لگی تھی۔

میں ابھی بہت چھوٹی ہو۔ "منسا کی سانسیں پھول چکی تھیں۔ اس کا وجود
ظہیر تلے دبا اپنی موجودگی کا پتہ دے رہا تھا۔

میں کوشش کروں گا بہت نرمی سے پیش آؤں۔ "منسا کا جیسے دل دھڑکا۔"
اس کی شدت ظہیر نے بھی محسوس کی۔

میں یہ سب برداشت نہیں کر پاؤں گی پلیز۔ "اس کی منت نے بھی اثر"
نہیں دیکھایا۔

ظہیر اس کی شرٹ سائیڈ کرتے اس کے سینے پر جھکا تھا۔ اس کے وجود کی
زرنگی کو ہونٹوں سے چھوتے وہ مسرور ہوا۔ اپنی داڑھی رگڑتے اس کے
سرخ و سفید وجود کو سرخ کر گیا۔

منسا اور سائز شرٹ پہنتی تھی۔ اس نے کبھی شرٹ کے نیچے اور کچھ نہیں
پہنا تھا۔ اسے کبھی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوئی۔ مگر آج۔

وہ لرز رہی تھی۔ اس نے ہاتھ ظہیر کے کندھوں پر رکھتے اسے دور کرنا چاہا۔
تم بہت خوبصورت ہو۔ تمہارا یہ وجود، یہ بہت نرم ہے۔ "منسا کی سانسیں"
پھول رہی تھیں۔ مگر وہ اس کے کان میں سرگوشیاں کرتے وہاں ہونٹوں
سے رگڑتے اسے تڑپا رہا تھا۔

پلیز۔۔ "ظہیر اس کی ہلکی سی مزاحمت دیکھی۔ وہ چھوٹی سی لڑکی ذرا سی"
مزاحمت میں ہی تھک چکی تھی۔

اب تو بالکل دور نہیں جاسکتا۔ آج تک کسی لڑکی کے اتنا قریب نہیں آیا۔
بتیس کا ہونے والا ہوں۔ اب تو خود پر رحم آنے لگا ہے۔ "منسا باتوں میں

محسوس ہی نہیں کر سکی وہ اس کے دونوں ہاتھ بیڈ پر اسی کی شرٹ سے باندھ چکا تھا۔

اس کے ہاتھ قابو میں دیکھ وہ سانسیں لیتے چھوڑتے اس کے پیٹ کی طرف آیا۔

اس کا پیٹ اوپر نیچے ہو رہا تھا۔ وہ سانسیں بھر رہی تھی۔ وہ بھی فل رفتار سے۔۔۔

ظہیر اس کے پیٹ پر انگلی سے ٹچ کرتے ہلکا سا دبایا۔ وہ زور سے آنکھیں میچتے پڑ پڑائی۔

پلیزنو... "وہ انسنی کرتے منسا کے پیٹ پر ہونٹوں سے چھوتے اس کی" سانسیں مزید تیز کر گیا۔ پیٹ سے پھر اوپر جاتے اب اس کا دھیان اس کی شاہ رگ پر بنے تل پر آیا۔

اس تل کو دانتوں سے چھوتے وہ منسا کی چنچیں نکال گیا۔

وہ سسکیاں دباتے اپنا ہی ہونٹ کاٹنے لگی تھی جب ظہیر نے اس کا ہونٹ
انگھوٹھے کی مدد سے چھڑایا۔

It's my job..

کہتے وہ پورے حق سے ایک ہاتھ اس کی دھڑکنوں پر پھیرتے اس کے
ہونٹوں پر جھکا۔

منسا کے ہونٹوں کو ہونٹوں میں دبائے وہ انہیں جس قدر شدتوں سے چوم رہا
تھا منسا کی جان ہلکان ہونے لگی۔

وہ تو یہ تک محسوس نہیں کر سکی وہ کب سے اس سے اردو میں ہی بات کر رہا
ہے۔ کب سے اس کی سانسوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے وہ اسے اپنی قربت میں
تڑپا چکا تھا۔

ان کے کمرے کی لائٹس تک آن تھیں۔ جن کی وہ پرواہ نہیں کر رہے تھے۔
ظہیر نے ہاتھ بڑھاتے کمبل کھینچتے دونوں کے وجود پر برابر کیا۔ لائٹس آن
ہی رہنے دیں۔ اسے اپنی بیوی کے چہرے پر پے کھلتے رنگ بھی تو دیکھنے تھے۔

اس کے وجود کو خود میں سموئے وہ اس کی سانسوں کی رفتار اس قدر تیز کر گیا کہ وہ خود بھی ڈر گیا کہیں وہ اسے تکلیف نہ دے رہا ہو۔

پلیز۔۔ "وہ سسکا اٹھی۔۔"

ظہیر نرمی سے اس کا ماتھا چوما۔ اس کا چہرہ پسینے سے تر تھا۔ اس کا وجود اس کے تلے دبا کیپا رہا تھا۔

وہ نرم و نازک سی لڑکی اس کی شدتیں برداشت کرنے کو چھوٹی تھی مگر اب اس میں برداشت نہیں رہی تھی۔۔

میں کچھ غلط نہیں کر رہا۔ اپنا حق لے رہا ہو۔ تم صبح ہوتے ہی اپنا حق لے " لینا۔ " منسا کی سانسیں کچھ نارمل ہوئیں۔ اس کا رنگ سرخ ہو چکا تھا۔ بس گردن پر ہلکے سے دانتوں سے کاٹنے کے نشان تھے۔ اس کے علاوہ اور کہیں اس نے نہیں کاٹا تھا۔

بس داڑھی سے رگڑنے کی وجہ سے جلد سرخ ہو چکی تھی۔

میں اپنی قسمت پر نازاں ہو۔ "منسا کو اس کی سرگوشیاں اچھی لگ رہی ہیں۔"

اے۔۔ احمد۔۔۔ "وہ لرزی۔۔"

وہیں وہ اس کے ہونٹوں سے احمد سن کر خوش ہوا تھا۔ جس کے نتیجے میں اب وہ اس کی دھڑکنوں کو چوم رہا تھا۔ اس کے وجود کو اپنے سینے سے لگائے تھا۔

ظہیر خوش تھا۔ اس کے کانوں میں منسا کے ہونٹوں سے نکلا ہارون کے لیے اعتراف محبت تازیانے کی طرح بج رہا تھا مگر ابھی اپنا نام اس کے ہونٹوں سے نکلتے سن وہ مطمئن تھا۔

وہ اس کے وجود سے دل تک کا سفر بہت جلدی طے کر لیتا۔
صرف کچھ عرصہ میں مگر اسے کسی ایرے غیرے کو سوچنے کا وقت نہیں دیتا۔

ظہیر کی شدتیں اس کے وجود کو اپنی لپیٹ میں لیے تھیں۔ اس کے ہونٹوں سے ں کھلتی سسکیاں اور کراہیں وہ بہت پیار سے سن رہا تھا۔

اچھا تھا وہ اسے یہاں لے آیا ورنہ یہ آوازیں اسے بہت شرمندہ کرواتیں۔ وہ ابھی مزید اس کے وجود کے نشیب و فراز میں اترے رہنا چاہتا تھا مگر منسا کی کم پڑتیں سانسیں اور لرزتا وجود اسے ایسا کرنے سے روک گیا۔ شش۔۔ بس۔ "اوپر ہوتے ظہیر اسے سینے سے لگایا۔ اس کے دونوں ہاتھ کھول دیے۔

اور وہیں اس پر جنگلی بلی نے حملہ کیا تھا۔

منسا اس کے قابو میں کرنے کی ساری کوششوں پر پانی بھیرتے اپنے بڑے بڑے ناخنوں سے اس کا سینہ گردن باز و سب زخمی کر گئی۔ اچھے خاصے نشان ڈالتے وہ یوں ہی برہنہ وجود کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔ غصے سے تیز چلتی سانسیں اور وجود میں اٹھی تبدیلی دونوں ہی نما تھا۔

ظہیر ایک نظر خود کو دیکھتے پھر اسے دیکھا جو ابھی بھی مطمئن نہیں تھی۔ اسے ابھی بھی ظہیر پر بہت غصہ تھا۔

باقی حساب کتاب صبح۔ ابھی سو جاتے ہیں۔ "ظہیر اسے کھینچتے اپنی بانہوں" میں بھرتے لیٹ گیا۔

کمبل بھی کھینچ کر دونوں ہر دیا۔ منسا نے اب کوشش کی مگر اس کے مسلز اور سکس پیکس والے ہاتھوں کی پکڑ سے وہ نہیں نکل سکی۔۔

وہ آخر مزاحمت چھوڑتے یوں ہی لیٹ گئی۔

ظہیر کے دونوں ہاتھ سینے پر بندھے تھے مگر اس کے سینے سے منسا لگی تھی۔ اور ہاتھ بھی اسی کے سینے پر بندھے تھے۔

ایک ٹانگ اس نے منسا کی ٹانگوں پر رکھ دی۔ وہ دونوں کروٹ کے بل لیٹے تھے۔

تم اب کوئی ایسی ویسی حرکت نہیں کرو گے۔۔ "وجود میں درد سا اٹھنے لگا" تھا۔ جو وہ بار ہی تھی۔ ظہیر کو نہیں بتانا چاہتی تھی۔

یہ محبت ہے میری۔ ایسا ویسا کچھ نہیں ہے سمجھ آئی۔ "منسا کچھ نہیں بولی"
ظہیر اس کے کندھے پر سر رکھتے اس کے کان کی لو چومی۔ وہ مزاحمت کرنے
لگی۔ مگر ظہیر کی سرگوشی نے اسے خاموش کروا دیا۔

Misses Zaheer Ahmad stay calm..

وہ خاموش ہو گئی۔ ظہیر نے لائٹس آف کرتے دوبارہ بازو اس کے گرد ڈالا۔
تم اب میری بیوی ہو۔ اور میں اپنی بیوی کو خود سے دور نہیں جانے دوں"
گا۔ "منسا خاموشی سے اس کی بات سنی۔۔

مجھے گوارا نہیں تم کسی ایرے غیرے کو یاد بھی رکھو۔ میں تمہاری سانس"
سانس اس قدر مصروف کر دوں گا تمہارے پاس کچھ اور یاد کرنے کا وقت
نہیں ملے گا۔" وہ سمجھ رہی تھی یہ ایرا غیر اکون ہے۔

تم نے مجھ سے شادی کیوں کی؟.. "اس کے دل کی بات زبان پر آئی۔"
کیونکہ مجھے اپنی رات رنگین کرنی تھیں۔ "منسا نے کہنی پیچھے کو اس کے"
سینے میں ماری۔ وہ کھلکھلا دیا۔

کیا؟؟؟.. سچ تو بولا ہے۔ ابھی رات رنگین ہی تو کی ہے اور اب تمہاری زندگی " کی ہر رات یوں ہی گزرنے والی ہے۔ " منسا کے کان کی لودانتوں سے ہلکے سے کاٹتے اسے سسکنے پر مجبور کیا۔

منسا کروٹ اس کی طرف بدلی۔ اب وہ ظہیر کی نظروں کے سامنے تھی۔ میں تمہیں اس قابل ہی نہیں چھوڑوں گیں تم اپنی راتیں رنگین کر سکو۔ " غصہ اس چھوٹے سے ناک پر رکھا تھا۔ چہرے پے بھی ویسا ہی انداز تھا۔ اپنا ہی نقصان کرو گی پھر۔ یہ شدتیں اور جنون کہاں سے لاؤ گی۔ جو تمہیں " تمہاری سانسوں کا محتاج کر دے۔ جو تمہاری سانسیں اس قدر بھاری کر دے تم سانس سانس میں مجھے پکارو۔ " اس کی باتوں نے ہی منسا کی سانسیں بھاری کر دیں۔

وہ انکھیں میچ گئی۔ اور اس کی میچیں انکھوں پر لب رکھتے ظہیر نے جھکتے اس کی گردن چومی جہاں دانتوں سے کاٹا تھا۔

تم اور صرف تم سے محبت ہے مجھے۔ اور تم بھی صرف مجھ سے محبت اور وفا"
نبھاؤ گی۔" وہ جیسے بتا رہا تھا۔

منسا کچھ نہیں بولی۔۔ ظہیر اس کی خاموشی پر اپنا ہونٹ ہلکا سا کاٹا مگر اس کے
ہونٹوں کا لمس اپنے سینے پر محسوس کرتے اس کی آنکھیں چمکیں۔ یہ خاموش
اعتراف تھا۔

وہ واپس سر اس کے بازو پر رکھ گئی۔ ظہیر بھی بازو اس کے گرد ڈال لیا۔ اس
کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اسے کسی تیسرے کا خیال ذہن میں لائے بغیر
سونے پر مجبور کر گیا۔

اس کے سوتے ہی وہ خود بھی بھاری ہوتی آنکھیں بند کر گیا۔ صبح کی روشنی
جب پھیلتی تو وہ صبح کے لیے فکر مند بھی ہو جاتا۔ ابھی تو سب ٹھیک تھا۔
کیونکہ منسا اس کے پاس تھی۔ اس کی بانہوں میں۔



اج انتہا ہو چکی تھی اس کے صبر کی۔

You are going to pay for this my Dil...

اس نے ایک غصے بھری نظر اس تصویر پر ڈالتے موبائل اٹھایا۔ نمبر کال لاگ
میں پہلے سے ہی تھا۔ جس پر کال ملاتے وہ خود سیڑھیاں اترتے نیچے آگیا۔

میری بیوی کہاں ہے؟... "دوسری طرف سے کال اٹھالی گئی تھی اور سب"
سے پہلے سوال بھی سن لیا گیا۔

وہیں جواب سنتے اس نے سانس بھری۔

تھینک یو۔ "اس نے کہتے قدم باہر کور کھے جب دروازے کے پیچھے جھری"
سے کوئی اسے ہی جھانکتا دیکھائی دیا۔ وہ اسی طرف آگیا۔

میری جان ماسو کے پاس جائے۔ میں ماما کو واپس لانے جا رہا ہوں۔ "وہیں"
اس لڑکی کی آنکھوں میں خوشی چمکی۔

او کے بابا۔۔۔ "خوشی سے اس کا چہرہ چومتے وہ چلی گئی۔ وہیں اس کا مسکراتا"
چہرہ اپنی بیٹی کے جاتے ہی پھر سے سرد ہو گیا۔

گاڑی نکالتے اس نے ڈیش بورڈ پے پڑا اپنا پاس پورٹ بھی چیک کیا۔ جس کی
آج اسے ضرورت تھی۔

اپنے سیکریٹری کو کال پر اپنے جانے کو بتاتے وہ خود ایئر پورٹ کی طرف چل
دیا۔

^^^

الیکزینڈر نے دیکھا فرقان اسے اگنور کر رہا تھا۔ اس نے بعد میں سمجھانے کا
سوچتے بات جانے دی۔ ابھی وقت نہیں تھا۔

اس نے موبائل اٹھاتے کال ملائی۔ جو موصول ہو گئی۔

ہوں۔۔۔ وہ یہاں ہی ہے۔ تم آ جاؤ۔ نہیں اسے رہنے دو۔ وہ آ جائے گی۔ تم"

فلائیٹ لے کر ابھی نکلو۔ "فرقان صرف الیکزینڈر کی باتیں سن سکا۔ کان

لگانے کی کوشش کی مگر وہ نہیں جان سکا فون کی دوسری طرف کون تھا۔

مجھے گھر ڈراپ کر دو۔ نہیں تو پچھلی گاڑی سے کسی گارڈ کو بھیج دو وہ ڈرائیو کر لے گا۔" الیگزینڈر سیٹ پیچھے کو کھولتے ذرا ڈھیلا ہو کر لیٹا۔

فرقان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ خود ہی گاڑی ڈرائیو کرتا رہا۔ عمر بھی ان کے ساتھ ہی نکلا تھا۔ جسے وہ گھر ڈراپ کر کے آئے تھے۔ منسا کی باتیں جو خیام نے اسے بتائیں تھیں ان کے بعد عمر میں اتنی ہمت نہیں تھی اس سے بات کر سکتا۔

وہ ہارون اور منسا کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا مگر منسا کی اتنی اجنبیت دیکھانے نے اسے توڑ دیا تھا۔ الیگزینڈر کو بھی اس کا خیال تھا۔ مگر شان بھی اس کی کالز پک نہیں کر رہا تھا۔

شایان ویسے ہی ان سب کو بتا کر اپنے ہنی مون پر گیا تھا۔ وہ اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتے تھے۔ وہ دونوں خوشی سے ایک دوسرے کے سنگ تھے تو وہ اپنی پریشانی ان میں کیوڈا لیتے۔

خیام کو پہلے ہی فرقان گھر چھوڑ کر آیا تھا۔ الیگزینڈر کو جانی سے کچھ بات کرنی تھی اس لیے وہ رک گیا تھا۔ اسے تو امید تھی فرقان چلا جائے گا مگر وہ آگیا۔ جانی اور عمر دونوں کو سمجھاتے اس نے منسا کے پیچھے جانے سے روک دیا تھا ورنہ جانی کو تو آگ لگ گئی تھی۔

اس کا تو بس چلتا اس شخص کی جان لے لیتا جس کی یہ حرکت تھی۔ مگر وہ اسے جانتا ہی تو نہیں تھا۔ مگر خیام کو لگ رہا تھا وہ اس لڑکے کو جانتا ہے۔ نا جانے کیوں مگر وہ سوچ نہیں پارہا تھا۔

فرقان الیگزینڈر کو اتارتے خود اپنے گھر کے لیے نکلا۔ رات بہت ہو چکی تھی۔ لیل بھی اس وقت سوچکی ہوتی۔ الیگزینڈر بھی دبے قدموں سے کپڑے بدلتے اس کے ساتھ ہی لیٹ گیا۔

جھکتے اس کا ماتھا چوما جو بالکل چت لیٹی تھی۔ ایک ہاتھ پیٹ پر تھا۔ اس کے چہرے پے جو نور جھلکنے لگا تھا وہ الیگزینڈر کو اس کی رخسار کو شدتوں سے

سرخ کر دینے پر مجبور کرتا مگر نہیں۔ وہ پہلے ہی مشکل میں تھی مزید نہیں۔
الیکٹریٹڈ اپنا پروگرام کینسل کر دیتا۔

وہیں فرقان گھر میں داخل ہوتے ہانیہ کی غیر موجودگی شدت سے محسوس
کی۔

پہلے جہاں ہانیہ اس گھر میں چہکتی رہتی تھی اب وہیں خاموشی چھا چکی تھی۔
اسے معلوم ہوا تھا رومان ہی اسے کالج لے جا رہا ہے اور واپس بھی لاتا ہے۔
اس کے پیپر زہور ہے تھے۔ وہ فری ہو جاتی کچھ دنوں تک۔ اس کا رزلٹ
بھی دو دن میں آ جاتا اور۔۔۔۔۔

اس سے اگے سوچا نہیں گیا۔ اس نے کار کی چابی سائیڈ ٹیبل پر پھینکتے ٹائی کی
ناٹ ڈھیلی کی۔ شرٹ کے بٹن کھولتے اسے پاس میں ہی گراتے بیڈ پر لیٹ
گیا۔ سوچیں صرف اپنی بیٹی کی طرف تھیں جو اس سے دور ہو چکی تھیں اور
اب بہت دور چلی جاتی مگر یہ اس کے لیے ٹھیک تھا اور اسی کے لیے تھا۔

وہ شام کے وقت فارغ ہوئی۔ سارا دن وہاں ریسٹورنٹ میں کام کرتے
آرڈرز لیتے دیتے اب اس کی کمر اکڑ چکی تھی۔ وہ گھر جا کر آرام کرنے کا ارادہ
رکھتی تھی۔

اسی ارادے کے ساتھ اس نے گھرانے لاک کیا۔ مگر اندر جاتے اسے کچھ غیر
معمولی محسوس ہوا۔ گھر میں کسی تیسرے وجود کی خوشبو تھی۔ ہیر یہ استعمال
نہ کرتی تھی۔ وہ اچھے سے محسوس کر سکتی تھی۔

اس نے جلدی سے بیلٹ سے گن نکالتے ہاتھ میں پکڑی۔ چوکنے ہوتے
چاروں طرف دیکھنے لگی۔ پہلے ہیر کو کمر اکھول کر چیک کیا پھر کچن اب وہ اپنے
کمرے کی طرف آئی۔ ہاتھ مارتے کمر اکھولا۔ کمرے میں روشنیاں جل رہی
تھیں۔ اور انہیں روشنیوں میں بیڈ پر ایک وجود لیٹا تھا۔ بہڈ کمر اون سے ٹیک
لگائے۔ شرٹ پاس ہی گری پڑی تھی۔ اس کی حلق میں سانس اٹکی۔ اس کو
دیکھا جس کے تاثرات تنے اور سرد تھے۔

اس نے وہ پسٹل وہیں کمرے کے باہر پڑے ٹیبل پر پھینکی۔ اس شخص کو اس کے ہاتھ میں گن پسند نہیں تھی۔ اس کا غصہ دیکھ لینے کے بعد یہ گن پھینک دینا ضروری تھا۔

تمہارے میسج کا انتظار کرتے کرتے میں یہاں آ گیا۔ "ایک ایک لفظ" مسکراتے مگر چبا کر کہا۔

گرل کی مجبوری تھی اس کی طرف قدم بڑھانا۔

شاہ۔۔۔ وہ۔۔ "اس کے حلق میں جیسے کچھ اٹک گیا ہو۔ بولا ہی نہیں جا رہا" تھا۔

تمہاری دوری نے قوت سماعت چھین لی ہے میری۔ پاس آ کر کہو جو کہنا "چاہتی ہو۔" جو ہاتھ کسی کا قتل کرتے نہیں کانپے تھے وہ ہاتھ میرا بالاج کی شدتوں کا سوچ کا نپنے لگے تھے۔

میر وہ ضروری کام تھا اس لیے۔۔۔ "مشکل سے کچھ قدم بڑھائے۔ ایک" ایک لفظ الگ کرتے وہ بہت مشکل سے ہی بول رہی تھی جب میر بالاج کی آنکھوں کی وارننگ پر اس کے پاس بیڈ پر بیٹھی۔

دین ہر وقت دروازے پر نظر ٹکائے رہتی تھی۔ "گرل کا سر جھک گیا۔ کام" اور فیملی دونوں کو سنبھالنا مشکل تھا۔

سوری میر۔۔۔ "میر بالاج نے اسے بیڈ پر گراتے اس پر سایہ کیا۔"

کس کس چیز کے لیے سوری؟؟ ہاں بولو.. میرے ساتھ جو کرتی ہو اس کے لیے یاں دین کے لیے؟؟.. "پوچھتے اس کی نظروں میں غصہ ہی غصہ تھا۔

تمہیں کیا ہم تینوں کی پرواہ نہیں؟۔ نہ میری نہ ہی دین کی۔ ہم چاہے پیچھے سے مر جاتے مگر تمہیں کیا؟؟ تمہیں تو اپنا کام کرنا ہے۔ وہی کام جس میں بس لوگوں کا قتل کر دیا جاتا ہے۔ "غصے سے کہتے وہ اسے نہیں دیکھ سکا جو خود بھی غصے میں آگئی تھی۔

ایک قاتلہ کے پیچھے آنے کا کوئی مقصد نہیں بنتا پھر۔۔ آپ اپنی خوبصورت " زندگی میں لوٹ جائیں اور ایک معصوم لڑکی بھی تلاش لیں۔ " گرل نے اسے خود سے دور دھکیل دیا تھا۔ میرا لاج کے رنگ میں غصے کی سرخیاں گھلنے لگیں۔ اس کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ گرل کا ہاتھ تھام گیا۔ جسے چھڑانے کے بجائے وہ اسے سپاٹ چہرے سے دیکھنے لگی۔

کیا تم میرے اور بچوں کے لیے یہ نہیں چھوڑ سکتی؟.. " اس کے چہرے پر " طنزیہ مسکراہٹ آگئی۔

جیسے آپ سب نے چھوڑا تھا مجھے مردہ سمجھ کر۔ میری قبر بنادی تھی بالکل " ویسے ہی؟.. " پوچھتے اس کی نظروں میں سالوں کا دکھ تھا۔

بے وفائی آپ لوگوں کے خون میں ہے۔ مجھ میں نہیں۔ " اس نے غصے " سے میرا لاج کا ہاتھ ہی جھٹک دیا۔

میں بس چاہتا ہوں ہم نارمل لائف گزاریں۔ "میر بالا ج نے ایک کوشش کی۔ وہ اپنے بچوں کی نظروں میں ماں کے لوٹ آنے کا انتظار نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اسے ان کی فکر تھی۔

نارمل لائف؟؟؟... سات سال گھر سے دور رہنے والی لڑکی جو ناجانے کہاں رہی ہو اس سے نارمل لائف کی توقع رکھنا بے وقوفی ہے سردار صاحب۔۔" میر بالا ج کو اس کا طرزِ مخاطب برا لگا۔

اس میں میری غلطی نہیں تھی۔ "وہ نادم تھا"

میری غلطی تھی۔ آپ کی نہیں تھی۔ اور اب بھی میری غلطی ہے۔ آپ "لوٹ جائیں۔ اور اسی قبر پر فاتح پڑھ کر میری روح کے لیے سکون کی دعا کیا کریں جس پر پانچ سال تک جاتے رہے ہیں۔" گرل نے اپنا ہاتھ اس سے چھڑوا لیا تھا۔

دل؟.... "وہ پشت کیے کھڑی رہی۔ پلٹی نہیں۔"

دل مر گئی۔ اب صرف گرل ہے۔ جسے آپ قبول نہیں سکتے۔ "میر بالاج"
اس کے پیچھے جا کھڑا ہوا۔ اس کے کندھے پر سر رکھتے اس کی کمر کے گرد
ہاتھ ڈالا۔

میں چاہتا ہوں قبول کر لو تمہاری یہ شناخت مگر میں نہیں کر پار ہا۔ "وہ ہنس"
دی۔

تو سمجھ لیں دلاں میر بالاج شام مر گئی۔ دفن دیا آپ نے اسے۔ منوں مٹی"
تلے۔ "میر بالاج کے ہاتھ کی پکڑ سخت ہوئی تھی۔

گرل درد کے باوجود بھی یوں ہی کھڑی رہی۔

اور دین بالاج شاہ؟؟؟.. "اس کے کان میں سرگوشی سا پوچھا۔"

میر بالاج شاہ میں اس کی طرف اٹھنے والی نظریں نوچ لوں گیں۔ آئندہ ایسا"
مزاق بھی نہیں کرنا۔ "گرل کے ہاتھ اس کے گریبان تک پہنچ گئے تھے۔
غصے سے اس کا برا حال ہوا تھا۔

وہ اپنی اولاد کے بارے میں یہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ کبھی نہیں۔

جتنی تمہیں اس سے محبت ہے اس سے کہیں زیادہ مجھے تم سے ہے۔ اور "

جب تم میرے دل کے ٹکڑے کر سکتی ہو تو میں تمہارے دل کی طرف نظر بھی نہ اٹھاؤں؟؟؟" گرل کے ہاتھ اپنے گریباں سے ہٹاتے وہ اس کی کمر پر موڑ کر لگا گیا۔ گرل پھڑپھڑائی اس کی گرفت پر مگر گرفت اس نے بھی ہلکی نہیں رکھی۔

میر بالا ج شاہ مجھے مجبور مت کرو میں پرانے پینترے اپناؤ۔۔ "وہ ہلکا سا" مسکرایا۔

ایک ہاتھ بڑھاتے اس کی ٹانگوں کے پیچھے سے ڈالتے اسے گود میں اٹھاتے بیڈ پر چڑھ کر اب اسے دیکھا۔

میں بھی پھر پرانے پینترے ہی استعمال کر لیتا ہوں۔ "کہتے ہی اس نے اپنی" ٹائی گلے سے نکالی تھی۔

شاہ نو۔۔۔ "اس کا انداز دیکھ وہ ڈری مگر یہاں اس نے سنا ہی کب تھا۔"

اسے اگنور کرتے وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ جسے لاک لگاتے وہ مڑا تو گرل
واشروم کی طرف بھاگنے کی چاہ میں تھی جسے ایک ہی جست میں اس تک
پہنچتے وہ ناکام بنا گیا۔

تمہیں اپنی تڑپ سے متعارف کروانا ہے مجھے گرل۔۔۔ "اس کے ہونٹوں"
سے گرل اچھا نہیں لگا۔ اس کے ہونٹوں سے اسے ہمیشہ دل ہی اچھا لگتا تھا۔
مجھے چھوڑو۔۔۔ "اس کی باتوں کو اگنور کرتے میرا لاج اس کے ہاتھ"
تھامتے انہیں اس کے سر پہ باندھ گیا۔ ایک نظر اس کے پھڑپھڑاتے وجود کو
دیکھا۔ جو کھلنے کو بے تاب تھی۔

میں شاور لے کر آیا۔ "کہتے ہی وہ گرل کو ہاتھ سے ویو کرتے واشروم میں"
بند ہو گیا۔

اس کے جاتے ہی گرل اٹھ بیٹھی۔ خود کو کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔ مگر
دونوں ہاتھ الگ الگ بندھے تھے۔ بیڈ کے دونوں کونوں سے بندھے ہاتھ وہ

نہیں کھول پارہی تھی۔ اس نے کوشش کی مگر دانت بھی ان تک نہیں پہنچ پا رہے تھے۔

میر بالا ج مجھے کھولو۔۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گیں۔ "شاو سے پانی"

بالا ج میر کے وجود پر گر رہا تھا۔ وہ اس کی باتیں سنتا گہرا مسکرایا۔

شاو ربند کرتے کھینچ کر ٹاول نکالتے اپنے وجود پر لپیٹا۔

کہاں سے پیو گی خون؟.. گرل نے نظریں اس کی طرف اٹھائیں۔ وہ"

واشر روم کے دروازے پے کھڑا تھا۔ آدھی باڈی کے گرد ٹاول لپیٹے۔ اپنے

سکس پیکلز کی نمائش کرتے۔ ہلکی بڑھی داڑھی جو ٹرم کی ہوئی تھی۔ وہ بھی

اج ہی کی گئی تھی۔

اس کے سینے سے بہتے پانی کو دیکھ گرل نے نظریں چرائیں۔ وہ آج بھی اتنا ہی

جاذب نظر تھا۔

میں نے پوچھا خون کہاں سے پیو گی مائے ویمپائر؟.. "پاؤں میں سلیر"
تھیں جو وہیں واٹر روم میں پڑی تھیں جنہیں اب وہ پہنے اس کی طرف قدم
بڑھا رہا تھا۔

وہ اپنا وجود سمیٹے بیٹھی تھی۔ مگر دونوں بازو!! وہ دونوں بیڈ کے کونوں سے
بندھے تھے۔ جن سے انہیں سمیٹنا مشکل تھا۔

میر میں پلیز بتاتی ہوں کیا کام تھا تم مجھے کھولو۔ "اس کی بات پر وہ مسکرایا۔"
کھول دوں؟.. "اس کی نظروں کی تپش سے گرل کا وجود جلنے لگا۔ وہ"
شخص نظروں کی حد سے اگے تک ظالم ہی تھا۔

پلیز کھول دو۔۔ "اس کے چہرے پے ہلکی سی مسکراہٹ نے چھپ"
دیکھائی۔ پھر وہ اس کی ٹانگ سے پکڑتے اسے کھینچ کر واپس بیڈ پر لیٹا گیا۔
وہ چیخی مگر اس نے دھیان نہیں دیا۔

میر بالاج کے ہاتھ اس کی شرٹ کے بٹن کھول رہے تھے۔ وہ اپنے ہاتھ کھولنا
چاہ رہی تھی مگر یہ ممکن نہیں ہو سکا۔ مگر وہ بٹن کھولتے اب اسے دیکھ رہا تھا۔

کیا؟؟؟ تم نے خود کہا تھا کھول دوں۔ میں نے تو کھولے ہیں۔ "گرل کی" سانسیں سینے میں اٹکیں۔ میرا بالاج نے ہاتھ سے شرٹ سائیڈ کی مگر نظر پڑتے ہی اس کی نظریں جل گئیں۔

اس کے سینے پر جلنے کا نشان تھا۔ گلے کے بالکل درمیان میں۔ اور اس پر کوئی ایمنٹ کریم کچھ نہیں لگایا گیا تھا۔ میرا بالاج کی نظروں میں غصے کی لہر دوڑی تھی۔

وہ اس وجود کے متعلق لا پرواہ تھی جو اسے عزیز تھا۔ جس کے لیے وہ ایک دنیا سے لڑ کر آیا تھا۔

کیسے ہوا یہ؟.. "ہلکا سا انگلی سے ٹچ کیا۔ وہ چھالابن کر خود ہی پھٹ بھی گیا" تھا مگر اس نے پرواہ نہیں کی۔ گیلا پانی پڑنے سے وہ جگہ خراب ہو رہی تھی۔ سفید بدن پر وہ داغ براگ رہا تھا۔ میرا بالاج اپنے ہونٹوں سے مرہم رکھنے لگا۔ اس کے گرم ہونٹوں کا مرہم بہت بے رحم تھا۔ وہ کوشش کے باوجود اسے روک نہیں سکی۔

کیسے ہوا یہ؟.. "پوچھتے ساتھ اس جگہ پر مرہم بھی رکھ رہا تھا۔ اپنے ہونٹوں سے۔ اور جب ضبط جواب دے گیا تو اس کی گردن میں ناک رکھتے لمبی سانس بھری۔ وہیں گرل کی اپنی سانسیں بھی تنگ ہو گئیں۔

وہ۔۔۔ وہ ایک لڑکی سے غلطی سے گرم کھانا گر گیا تھا۔ "وہ اس کی گھوری" پر جلدی سے بولی۔ یہ نہیں بتا سکی کسی سے انفارمیشن چھیننے کے چکر میں وہ اپنا وجود جلا گئی تھی۔۔

میرا بس چلے تو تمہیں کہیں قید کر دو۔ وہاں سے نکلنے بھی نہ دوں۔ "وہ" سسکی۔ میرا بالاج اس کی گردن پر دانتوں سے کاٹتے اچھے خاصے زخم دے گیا تھا۔ جو ناقابل برداشت تھے۔ گرل کے ہونٹوں کی سسکیاں اور انکھوں سے بہتے آنسوؤں یہ بتا رہے تھے۔

علم ہوا مجھے کیسا محسوس ہوتا ہے جب تم خود کا خیال نہیں رکھتی۔۔ "گرل" انکھیں بند کیے سانس لیتی رہی۔ میرا بالاج اٹھتے سائیڈ ٹیبل ڈرار سب چیک کرتے انٹرنٹ لے کر آیا۔

ہلکی سی انگلی پر لیتے پھونک مارتے اسٹمنٹ لگائی جو سرخ بھیگی انکھوں سے چہرہ
موڑے پڑی تھی۔

میر بالا ج اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے سٹرپس کھولتے اس کے سینے کو ہر پردے
سے آزاد کر دیا۔ زخم معدے کے اوپر تک تھا۔ اسے اسٹمنٹ لگانے میں مشکل
ہوتی جواب آسانی سے لگ گئی۔

وہ انکھیں بند کیے سسکتی پڑی رہی۔ میر بالا ج اس کی شرٹ ہلکی سی سینے پر
برابر کی۔ درمیان سے رہنے دی جہاں زخم تھا۔

اس کے ساتھ لیٹتے۔ اس کے بازو پر سر رکھا جو چہرہ موڑے پڑی تھی۔
یہ وجود میری ملکیت ہے پھر اس کا خیال کیوں نہیں رکھتی؟... "اس کے"
کان پر ہونٹ رکھتے وہاں اپنی گال رگڑتے پوچھا۔ وہ کچھ نہیں بولی۔
میر بالا ج اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ غصہ تھی۔ اور یہ غصہ کیوں تھا یہ بھی وہ جانتا
تھا۔

دین سے بات کرو گی؟.. "پلٹتے اس کا چہرہ دیکھا۔ جواب اپنا موبائل نکال"
رہا تھا۔

صبح میرے ساتھ واپس جا رہی ہو اسی شرط پر بات ہو گی۔ ورنہ نہیں۔ "وہ"
تلملانی۔ پھر چہرہ وہیں موڑ گئی۔

میر بالا ج اس کا ضدی پن دیکھا۔

ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے اس کا رخ اپنی طرف موڑا مگر احتیاط کی۔

جانتی ہو تمہارا روٹھنا برداشت نہیں مجھے.. "پوچھتے اس کا برہنہ وجود بھی"
اگنور کیا جس پر اس کی نظریں اٹک رہی تھیں۔

مجھے تم سے بات نہیں کرنی!.. "کہتے ہی نظریں پھیر لیں اور یہاں میر"
بالا ج کی بس ہوئی۔

ایک ہاتھ سے اسے واپس ڈالتے وہ اس پر جھک گیا۔ اس کے ہونٹوں کو لاک
کر گیا مگر احتیاط کرتے۔

دونوں ہاتھ اس کے سر کے پاس جمائے اپنا وجود اس کے وجود کے سہارے
نہیں رکھا ورنہ وہ درد سے تڑپ اٹھتی۔

اس کے ہونٹوں کو شدتوں سے چومتے وہ اپنے سینے کے بھگے بالوں کا لمس
اس کے سینے پر چھوڑ گیا۔ گرل تو اس کی شدتیں دیکھ تڑپ اٹھی۔ مزاحمت وہ
کر نہیں پا رہی تھی۔

اس نے بیڈ شیٹ کو ہی مٹھیوں میں دبوج لیا۔

میرنو۔۔۔ "اس نے پھولی سانسوں سے اسے دوبار ا جھکنے سے روکا جو اس کی"
سانسیں قابض کرتے بھول جاتا تھا۔

تم خود میر کی کتنی سنتی ہو جو میر تمہاری سنے؟؟.." آبرو اٹھاتے پوچھا پھر"

بغیر اس کی سنے ہاتھ بڑھاتے لائٹس اف کر دیں۔ گرل کا وجود اس کی

شدتوں کا سوچ لرزا۔

وہ ٹاول کھینچ کر نکالتے اس کے وجود پر جھکا۔ اس کے انداز کی بے تابی نے گرل کی چنچیں نکلوا دیں۔ وہ دھیان نہ دے سکا سیدھا اس کے سینے پر زخم والی جگہ پر جھک آیا مگر اس کی چنچیں سنتے دور ہوا۔

وہ بیڈ شیٹ مٹھیوں میں دبوچے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دبائے اپنا درد برداشت کر رہی تھی۔ انمنٹ اب میرا لاج کے سینے پر بھی لگی تھی۔ اس نے گرل کی حالت دیکھی پھر ضبط کرتے دور ہو گیا۔ وہ اس حالت میں نہیں تھی وہ اپنی شدتیں اور غصہ اس پر اتار دیتا۔

یہ حرکت کی کس نے ہے؟.. "گرل سے دوری اس کی جان کو آرہی تھی۔" میرا آپ نہیں جانتے پلیز رہنے دیں۔ "مشکل سے کہا۔ درد حد سے سوا" تھا۔ میرا سب بھاڑ میں بھیجتے اس کے وجود کو پھونک مارتے سکون دینے لگا۔ شرٹ پیچھے کر دوں؟.. "بے صبری سے پوچھا۔ گرل کے جواب نہ دینے" پر شرٹ سینے سے فل ہی سائیڈ پر کر دی۔

خود اپنا پرانا ڈریس ہی پہنتے اس کے پہلو میں آ بیٹھا۔ اس کے ہاتھ کھول دیے
جس کی انگلیاں درد سے بیڈ شیٹ کو دبو چنے کے چکر میں سفید ہو چکی تھیں۔
میر بالا ج انہیں سہلانے لگا جبکہ گرل ہلکے سے پھونک اپنے سینے پر بھی مار
رہی تھی۔

میں کر دیتا ہوں۔۔۔" اسے پاس کرتے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگوائی۔ خود اس
کے پیٹ پر ہاتھ رکھتے پھونک مارنے لگا۔

میر سو جائیں۔ آپ کی آنکھیں سرخ ہیں "وہ جس دن سے آئی تھی میر"
بالا ج ایک دن نہیں سوسکا۔ اس کے پیچھے اس کی اولاد تھی اسے جگانے کو۔
جو اسے اچھا خاصا تگنی کا ناچ نچوڑ رہی تھی۔

میر بالا ج بغیر کچھ کہے اس کی گرد میں سر رکھ دیا۔ اس کے پیٹ پر ہونٹ
رکھتے بازو اس کی کمر میں ڈالا جو بیٹھی تھی۔

پیچھے کو ٹیک لگائے ایک ہاتھ سے میرا بالاج کے بال سہلانے لگی۔ جو اچانک ہی خاموش ہو گیا تھا ورنہ وہ جس قدر جنونی ہو رہا تھا کوئی بعید نہیں تھی ہر چیز کی بغیر پرواہ کیے اس کے وجود میں اتر کر اسے سبق سیکھاتا۔

صرف ان زخموں کا خیال ہے ورنہ اس وجود میں اترنا ذرا بھی مشکل " نہیں۔ " ہلکی سی سرگوشی کرتے باور کروایا۔ وہیں گرل کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔ وہ ٹھیک سوچ رہی تھی۔

پیچھے کو ٹیک لگائے وہ میرا بالاج کا چہرہ دیکھنے لگی جو اس کی دوری سے پیلا پڑ چکا تھا۔ یقیناً وہ اپنے کھانے کا خیال نہیں رکھ رہا تھا ورنہ ایسا نہیں ہوتا۔

میر کے بارے میں سوچتے ہی وہ خود بھی نیند میں اترنے لگی۔ جبکہ پہلے سے اکڑ چکی کمراب یقیناً تختہ بن جاتی۔ مگر وہ واقعی خود کی پرواہ نہیں کرتی تھی۔ اگر کچھ ضروری تھا تو اپنے مسیحا کا حکم اور میرا بالاج کی زندگی اور سکون۔

بس۔ یاں پھر اس کی اولاد۔

وہ مسکرائی۔ اپنی اولاد کا سوچ سکون ملا۔ بہت جلد وہ ان سے ملتی۔ انہیں
واپس سینے پر سلاتی جیسے پہلے سلاتی تھی۔ وہ خوش ہوئی۔

وہ اچھے سے جانتی تھی میرا لاج کبھی خود اس کا پتہ نہیں جان سکتا۔ یہ
الیکزینڈر نے ہی بتایا تھا۔ اور ہیر بھی آجاتی تھی۔ آج وہ نہیں آئی مطلب
الیکزینڈر نے اسے واپس بلا لیا تھا۔

وہیں الیکزینڈر بھی اس وقت کار میں بیٹھے ہیر کو ہی کال ملائی تھی۔
اسے واپس بلا تے ساتھ ہی گرل کے متعلق بھی بے فکر کر دیا۔ مگر اسے منسا
کے متعلق نہیں بتایا۔ وہ اسے پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔
گرل ان سب کو سوچتے ہی نیند میں اتر گئی جبکہ سوتے میں بھی وہ چوکنا
تھیں۔ اور سوچیں اس ڈاکٹر کی طرف جسے دیکھنے کا وقت عمر کو نہیں ملا تھا اور
اب وہ آئس میں پڑا تھا۔

مگر اب عمر بھی جیسے آئس میں پڑا ہو۔ ٹھنڈے تاثرات کے ساتھ ہال میں
ہڑے صوفے پر بیٹھا سامنے پڑی ہر چیز کو وہ ٹھنڈے انداز سے دیکھ رہا تھا۔ وہ
جب سے واپس آیا تھا یوں ہی بیٹھا تھا۔ اور بس سوچ رہا تھا
میری محبت میں کمی کہاں رہ گئی؟... "مگر اسے جواب نہیں ملا۔"

^^^

ہانیہ بیٹھ کر پیپر کی تیاری کر رہی تھیں۔ وہیں رومان پاس بیٹھنا جانے کون
سے پیپر زفل کر رہا تھا وہ بالکل بھی نہیں جانتی تھی۔ مگر رومان کے ڈر سے
اتنی رات گئے تک بیٹھی پڑھ رہی تھی۔

مان پلیزاب سو جائیں؟... "اس نے تھکاوٹ سے بھرپور انداز میں پوچھا۔"
وہ پیپرز سائیڈ پر رکھتے اس کی طرف متوجہ ہوا۔ دونوں ڈبل صوفے پر بیٹھے
تھے۔

دونوں سوتے ہیں۔ "وہ پاس ہوا جبکہ ہانیہ اس کے مطلب کو سمجھتے پانی پانی"
ہو گئی۔

نہیں۔۔ میرا مطلب سچ میں سوتے ہیں۔ نیند والا سونا۔۔ "اس نے صفائی"
دی جبکہ رومان اس کا ڈوپٹہ گلے سے نکالتے سائیڈ پر رکھتے اس کا ہاتھ تھام
گیا۔

اصل والا سونا ہی۔ دونوں ساتھ میں۔ "کہتے اسے پیچھے کو گراتے اس پر"
جھکا۔ ہانیہ کی سانسیں سینے میں اٹک گئیں۔ اس نے لرزاتے ہاتھ رومان کے
کندھوں پر رکھے۔

مان پلیز۔ مجھے نیند آئی ہے اصل والی۔۔ "اس کی باتیں رومان کو مسکرا نے"
پر مجبور کر رہی تھیں۔

مجھے بھی اصل والی بھوک لگی ہے۔ شدید طلب ہو رہی ہے مجھے۔ "ہاتھ"
اس کی شرٹ کے اندر سے پیٹ پر پھیرا۔ وہ اچھلی۔

مان!.. "وہ چیخ اٹھی۔ رومان جلدی سے جھکتے اس کی چیخ اپنے ہونٹوں میں"
دبا گیا ورنہ ابھی اس کی ماں کمرے کے باہر کھڑی کمرابجا رہی ہوتی۔

اس کے ہونٹوں سے سانسیں کھینچتے رومان کا ہاتھ اس کے وجود کی حدیں بھی پار کر چکا تھا۔

ہانیہ کو شش کرتے اس کا ہاتھ روکنا چاہا تھا مگر اس کی ذرا سی شدت دیکھانے نے اس کی سانسیں بڑھا دیں جو وہ اپنے ہونٹوں سے چن بھی رہا تھا۔
اس کی دھڑکنوں کے مقام پر ہاتھوں سے دباؤ دیتے وہ اسے اچھا خاصا ٹر پار ہا تھا۔

ہانیہ کو ہونٹوں پر جلن سی ہونے لگی۔ رومان جزبات میں بہتے اس کے ہونٹ زخمی کر چکا تھا جبکہ ہاتھ ابھی تک اپنے عمل میں مصروف تھے۔

تمہاری موجودگی مجھے ہوش گنوانے پر مجبور کرتی ہے ورنہ اتنا سخت تو نہیں " ہوں۔ " اس کے ہونٹوں کو دیکھا جہاں خون کا قطرہ جما تھا۔ جھکتے اس خون کے قطرے کو ہونٹوں سے چنا۔ ہانیہ ڈرتے پھر انکھیں میچ گئی مگر اب رومان نے شدتیں نہیں دیکھائیں۔

ہاتھ اس کے سینے سے کندھوں کی پچھلی سائیڈ کی طرف لے جاتے اسے
اپنے سینٹ پرالٹے کروٹ بدلی۔

کل آخری پیپر ہے ناں؟... "ہانیہ اس کی گردن میں منہ چھپائے تھی۔ بس"
ہاں میں گردن ہلا دی۔ جس سے اس کے ہونٹ رومان کی گردن کے
چھوئے۔ وہ مسرور ہوا۔

کل تک کی ہی آزادی ہے تمہیں۔ پھر خود میں اس طرح قید کر لوں گا"
سانس بھی نہیں لے سکو گی۔ "کہتے اسے اپنے سینے میں زور سے دبایا۔
دونوں ہاتھ اس کی کمرے پشت پر باندھے۔ وہ ہلکا سا سسکی مگر رومان نے
گرفت ڈھیلی نہیں کی۔

اسی انداز میں اٹھتے اسے بھی لا کر ساتھ بیڈ پر لیٹا جبکہ ہانیہ اب سر اٹھانے کی
طاقت بھی خود میں نہیں پاتی تھی۔

خود کو تیار کر لینا کل کے لیے۔ اب مزید وقت نہیں دوں گا میں۔ "اس کے"
کان میں سرگوشی کرتے کان کی لوپر کاٹا پھر بغیر اس کی سسکی کی پرواہ کیے
وہاں ہونٹ رکھے۔

ہانیہ اب سر ہی اس کے سینے میں چھپا گئی۔ جس کو ذرا بھی اس کا خیال نہیں
تھا۔ اور یہ اس کا اپنا خیال تھا۔

^^^

کیارپورٹس ائیں ہیں؟... "غصے سے پوچھا۔ وہ عجیب چڑچڑی سی ہو رہی"
تھی۔ اس کی حالت اس کی اپنی سمجھ سے بھی باہر تھی۔ اب تو اسے ہر بات پر
غصہ بھی آنے لگا تھا۔

میم یہ ہیں۔ "اس میں بولنے کی ہمت نہیں تھی۔ اس نے چھیننے کے انداز"
میں رپورٹس لیں۔ اور انہیں پڑھتے اس کی انکھیں پھٹنے کے قریب ہو
گئیں۔

اس شخص نے بھی پہلی دفہ اپنی میم کی یہ حالت دیکھی تھی ورنہ وہ صرف غصے اور سکون میں نظر آتی۔ آج پہلی دفہ وہ شاک ہوئی تھی۔ اور وجہ وہ بھی جانتا تھا۔

یہ کیسے ممکن ہے؟؟؟.. غصے سے فائل پٹختے پوچھا۔

میم آپ کے بلڈ کی وجہ سے۔ "اس نے ہمت کرتے بولا۔

مطلب؟... "آبرو اٹھاتے پوچھا۔ انداز میں سختی تھی۔

آپ کے جسم میں اس وقت دو بلڈ گروپس ہیں۔ اور دونوں ہی ہارومونز

ریلیس کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر یہاں نہیں ہے۔ اور باقی کوئی ڈاکٹر یہ بات سمجھ

نہیں پاتا تھا۔ پہلی دفہ اسے اپنی کسی بات میں جلد بازی کا احساس ہوا۔

دفہ ہو جاویں یہاں سے اور بلڈ گروپ تب کیوں چیک نہیں کیا تھا؟؟.. "وہ"

کھڑے ہوتے دھاڑی۔ اس کے لیے یہ بات ناقابل یقین تھی۔

ڈاکٹر نے۔۔۔ "اس نے ہاتھ درمیان میں کرتے اسے روک دیا۔"

چلے جاو ورنہ میرے ہاتھوں مر جاؤ گے تم بھی۔۔ "وہ چلا گیا۔ ویسے بھی"
حکم کا غلام تھا جبکہ وہ اندر ہر چیز تھس تھس کر چکی تھی مگر اسے صبر نہیں آ رہا
تھا۔

وہ وہیں فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ سمجھ ہی نہیں پا
رہی تھی۔

^^^

عینا کی گرتی صحت نے عامر کو سخت پریشان کر دیا تھا مگر اس کے چیک اپ
کے بعد جو بات سامنے آئی اس نے ان کے رونگھٹے کھڑے کر دیے۔ اب عینا
ہی نہیں وہ بھی بیمار رہنے لگے۔ مگر ان میں عینا کو کچھ بتانے کی ہمت نہیں
تھی۔ وہ کبھی زبان ہی نہیں کھول سکے۔

اور انہیں دنوں انہوں نے عینا کی ضد کو اگنور کرتے اس کے لیے لڑکا تلاش
کرنا شروع کر دیا۔ انہیں لڑکا تو نہیں مگر ایک مرد ملا۔ شاید وہ عینا کو سنبھال
لیتا۔

نعمان۔۔۔ پیشے کے لحاظ سے ایک ڈاکٹر۔

انہوں نے زور زبردستی اس سے عینا کی شادی کروادی۔ وہ عینا سے محبت کرتا۔ اس کا خیال رکھتا۔ اسے خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا۔ اور عامر اس شخص کا شکریہ ادا کرتے نہیں تھکتے جنہوں نے ان کی بیٹی کو اپنا لیا تھا۔ ہر برائی اور بیماری کے ساتھ۔۔۔



دن کی روشنی پھیلنے لگی تھی۔ ہر طرف پرندوں نے اپنی آواز کے ساز بکھیرنے شروع کر دیے تھے۔ انہیں ساز و آواز سے بھری ایک چڑیا کھڑکی پر بیٹھ کر گنگناتے منسا کو اٹھانے کا موجب بنی۔

مندھی مندھی سے آنکھیں کھولتے منسا نے سب سے پہلے اسے گھورا جو فوراً
سے اپنے پنکھ پھیلاتے وہاں سے نکل گئی۔ شاید وہ بھی اس کی دہشت سے
واقف تھی۔

دوسری طرف وہ اپنا پیٹ پکڑ کر ہلکی سی دوہری ہوئی۔ آنکھوں سے ابل ابل
ہر آنسوؤں باہر آنے لگے۔ وہ ابھی تک ظہیر کی گرفت میں ہی تھی۔ اس کی
طرف کروٹ بدل کر اس کے سینے سے لگی۔

وہ بھی پاس ہوتی ہل چل پر نظریں کھول کر دیکھنے لگا۔ منسا کو دوہری پڑے
دیکھ رہا گھبرا یا۔

منسا کیا ہوا؟.. "اسے دیکھا جو دونوں ہاتھ پیٹ پر لپیٹے خود ٹانگیں بھی پیٹ"
کے ساتھ جوڑ رکھی تھیں۔

منسا نے درد بھری نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ ان آنکھوں میں صرف
آنسوؤں اور درد ہی تھے جو اسے تڑپا گئے

ہئے میری جان کیا ہوا؟؟؟.. "اٹھتے جلدی سے اسے سیدھا کیا مگر وہ فوراً ہی"
کراہی

درد ہو رہا ہے۔ "مشکل سے دانت پر دانت جمائے کہا جبکہ یہ درد ناقابل
برداشت ہو رہا تھا۔

کہاں ہو رہا ہے؟؟؟.. "بے وقوفوں کی طرح سوال کیا۔"
منسا جواب دینے کے بجائے اپنے آنسوؤں صاف کیے۔ ظہیر تڑپ اٹھا تھا اس
کی ایسی حالت دیکھ کر۔

ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں؟.. "ظہیر کہتے ہی اٹھا۔"

الماری سے اپنا شرٹ ٹراؤزرنکالتے اسے پہنانے لگا۔ وہ تو پیٹ سے ہاتھ
ہٹانے کو تیار نہیں تھی مگر ظہیر نے زبردستی کر ہی لی۔

اس کے وجود پر اپنی قربت کے نشان دیکھ وہ اچھا خاصا سٹل ہو گیا تھا اور شاید
پھر کوئی گستاخی کر دیتا اگر وہ پہلے ہی درد سے تڑپ نہ رہی ہوتی۔

ممیں نہیں ہل سکتی۔۔۔" مشکل سے الفاظ ہونٹوں سے نکلے۔ ظہیر تو پاگل " ہونے لگا تھا۔

میں ماما کو کال کرتا ہوں۔۔۔" کہتے ہی وہ چاروں طرف اپنا موبائل " ڈھونڈنے لگا۔ جو اسے سائیڈ ٹیبل پر پڑا مل گیا۔

ماما پلینز جلدی آئیں۔ ہاں میرے والے اپارٹمنٹ میں۔" کال اٹھاتے ہی " انہیں اپنے لاڈلے بیٹے کی فکر سے بھری آواز سنائی دی۔
ظہیر!۔۔۔" انہوں نے کچھ کہنا چاہا۔"

ماما پلینز آجائیں جلدی۔ دو منٹ کا فاصلہ ہے بس پلینز۔۔۔" وہ اس کی بات پر " جلدی سے کھانا ویسے ہی چھوڑ شمال اوڑھتے باہر کواٹیں۔ باہر کا موسم سرد تھا۔

ادھر ظہیر کال کاٹتے کمرے کا حال دیکھا۔ وہ انہیں اس کمرے میں اگر لاتا تو بہت سے سوالوں کے جواب دینے پڑتے۔ جن سے ابھی وہ بچنا چاہتا تھا۔

بس میری جان۔ ابھی ماما آجائیں گیں۔ وہ کوئی حل بتادیں گیں۔ "ظہیر"
اسے بانہوں میں بھرتے باہر لایا۔

اور وہیں تب دروازہ ناک ہوا تھا۔ وہ منسا کو صوفے پر بیٹھاتے خود باہر کی
طرف گیا۔

ظہیر اتنی ہڑبڑی میں کون بلاتا ہے۔ تم تو ٹھیک ٹھاک ہو۔ ہوا کیا ہے پھر۔ ""
انہوں نے برہمی سے پوچھا

اہ۔۔ "وہیں کراہنے کی آواز سنتے انہوں نے سامنے دیکھا۔ منسا پھر دہری
ہوئی پڑی تھی۔ ظہیر اس کی طرف بڑھا۔

میری جان بس۔۔ "ظہیر اس کی طرف بڑھا تھا۔ اس کے چہرے سے بال
سائڈ کیے جبکہ اس کی ماں سب حیرانگی سے دیکھ رہی تھی۔

ماما پلیز کچھ کریں۔ اسے درد ہو رہا ہے بہت۔۔ "انہوں نے بیٹے کو اور پھر
اس لڑکی کو دیکھا۔ وہ کچھ سمجھ نہیں پارہی تھیں۔

ظہیر یہ لڑکی ہے کون اور تمہارے ساتھ کیوں ہے؟... "انہوں نے"
دانت پر دانت جمائے کچھ غصے سے پوچھا۔ ظہیر منسا کے سر ہانے بیٹھا اس کے
بال سہلار ہاتھا۔

مامامیری بیوی ہے وہ۔ باقی بعد میں پہلے اس کے درد کا کچھ کر دیں "
پلیز۔۔۔" منت بھر انداز تھا۔ اپنی ماں سے اونچی آواز میں وہ بات نہیں کر
سکا تھا اج تک۔ ان کے لیے اس کے دل میں بہت عزت و احترام تھا۔
ظہیر اسے ہوا کیا ہے۔ جب تک یہ پتا نہیں چلے گا میں کیسے کچھ کروں۔۔۔"
ظہیر اٹھتے سائیڈ ہوا۔ منسا ابھی تک درد برداشت کرتے دوہری ہو رہی تھی۔
ظہیر کی اماں اگے آتے منسا کو ذرا ساسیدھا کیا۔ اس کے پیٹ کو دیکھا جہاں
اس نے ہاتھ رکھے تھے۔ ظہیر ماں کی موجودگی کی وجہ سے چہرہ موڑتے کھڑا
ہو گیا۔

سدرہ اس کے پیٹ دباتے اس کا چہرہ دیکھا۔ پھر یوں ہی چیک کرتے انہوں
نے ظہیر کو ایسی نظروں سے دیکھا وہ سر جھکا گیا۔

وہ کچن میں چلی گئیں جہاں سے کچھ دیر بعد وہ قہوہ سا بنا کر لائیں۔ ظہیر پھر منسا
کے سرہانے بیٹھا اس کے بال سہلا رہا تھا۔ اس کا درد کم کرنے کی ایک
کوشش سی تھی۔

دوسرا ہاتھ اس کے پیٹ کے نچلے حصے پر تھا جو شرٹ کے اندر سے اسے
سہلاتے اسے کچھ سکون دے رہا تھا جواب وہ بس انکھیں میچے ہونٹ دانتوں
تلے دبائے پڑی تھی۔ ہر تھوڑی دیر بعد ایک سسکی بھر لیتی بس۔۔۔
اپنی ماں کو اتے دیکھ ظہیر نے اس کی شرٹ برابر کر دی۔

یہ پلاؤ اسے۔۔۔ "ظہیر نے وہ قہوہ لیتے منسا کو اپنے کندھے کے سہارے"
کرتے اسے پلایا جو اس نے مشکل سے پیا تھا۔

مگر پیتے ہی واپس لیٹ گئی۔ ظہیر اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اسے کچھ
سکون آنے لگا۔ ظہیر نے بھی شکر ادا کیا۔

اسے کمرے میں لیٹا کر آؤ۔ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔ "ان کا انداز"
سخت تھا۔ ظہیر نے گلا صاف کیا۔ ان سے نظریں چراتے منسا کو دیکھا جسے اب
سکون کی سانس آرہی تھی۔ مگر ہاتھ ابھی بھی پیٹ پر تھا۔
ظہیر اسے گود میں اٹھایا تاکہ کمرے میں چھوڑ کر آ سکے۔ منسا جس قدر نڈھال
تھی درد سے اس نے بھی مزاحمت نہیں کی۔

وہیں دروازہ ناک ہوا۔ سدرہ ان دونوں کو چھوڑ دروازے کی طرف
بڑھیں۔ اور ان کے دروازہ کھولتے ہی کوئی آندھی طوفان کی طرح اندر گھسا
تھا۔

اب کہاں چلی جا رہی ہیں؟.. "سردہ پیچھے پوچھتے آئیں مگر وہ آتے ہی ظہیر کو"
کمرے کے دروازے سے واپس کھینچ لائیں۔ کالر سے پکڑتے اسے گھما کر
اپنے سامنے کیا۔

کیا کیا ہے تم نے میری بیٹی کو؟؟؟..." ہیر نے جلدی سے منسا کو اپنی بانہوں میں لیا۔ منسا اپنی ماں کا کندھا ملتے ہی آنسوؤں بہانے لگی۔ ہیر نے اسے جلدی سے صوفے پر بٹھاتے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھاما۔

ماما!!! ماما مجھے درد ہو رہا ہے.." ظہیر اسے دیکھنے لگا۔ رکے ہوئے آنسوؤں " پھر سے بحال ہو گئے۔ ہیر نے پلٹتے اس شخص کو دیکھا جس کی بانہوں میں منسا تھی۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیٹی کو چھونے کی؟؟..." ایک گھما کر گھونسنہ اس کے منہ پر پڑا۔ سدرہ تو دو قدم پیچھے ہوتے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ گئیں۔ منسا سکون سے بیٹھی رہی۔ اچھے سے جانتی تھی اس کی ماں کتنی مار دھاڑ کرنے والی ہے۔

ہیر پے در پے اس کے چہرے پر تھپڑ مارتے ابھی ٹانگ سے اس کے جسم کی نازک جگہ پر وار کرتی جب منسا اس کے سامنے آکھڑی ہوئی۔

ماما نہیں۔ میں نے خود شادی کا کہا تھا اسے۔۔ "ہیر نے اسے حیرت سے"
دیکھا۔ پھر اٹے ہاتھ کا سیدھا تپھر اس کے چہرے کی زینت بنتا اس سے پہلے ہی
ظہیر نے اسے تھام لیا۔

ہیر نے آنکھیں اٹھاتے اسے دیکھا پھر سیدھے ہاتھ کا الٹا تپھر منسا کو دے مارا۔
وہ نیچے کو گر گئی۔ ظہیر شاک سا ہیر کو دیکھتے اس کا ہاتھ چھوڑ منسا کے ساتھ
بیٹھا۔ جو آنسوؤں سے بھری نظروں سے ماں کو دیکھ رہی تھی۔

تمہاری وجہ سے تمہارا باپ پہلی دفہ کمزور پڑا ہے۔ وہ رویا کہ اس کی محبت "
اور تربیت میں ناجانے کہاں کمی رہ گئی اور تم کہہ رہی ہو تم نے خود شادی کا کہا
تھا۔ "منسا کو تھوڑی سے پکڑتے اس کا چہرہ سامنے کیے اس کی آنکھوں میں
آنکھیں ڈال کر پوچھتے اسے نظریں جھکانے پر مجبور کر گئی۔

میں نہیں تھی، عمر سے کہتی۔ وہ تمہارا نکاح اسی شخص سے نہ کروانا تو تم ایسی "
حرکت کرتی تو میں سمجھ بھی جاتی مگر اب۔۔۔ "ظہیر سمجھ ہی نہیں پار ہاتھا
حالات کو ٹھنڈا کیسے کرے مگر وہیں دروازے پر اب کی بار عمر نمودار ہوا

ہیرا!!! چھوڑو اسے۔ "ہیرا اس کا چہرہ جھٹکتے چھوڑ دیا۔ عمر تڑپ کر اپنی بیٹی" کی طرف بڑھا۔

ہیرا بھی واپس آئی تھی مگر اتنے ہی جب عمر کو نڈھال اور بے حس و حرکت دیکھا تو وہ تڑپ اٹھی۔ پھر عمر کی زبانی سب سنتے اس کا خون کھول اٹھا۔ عمر کا رونا اسے تڑپا گیا۔ عمر کو روتے تو وہ کبھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

اس کے خیال سے تو سارا قصور اس لڑکے کا تھا مگر منسا کے اعتراف نے اس کا پارہ ہائی کر دیا۔ اور بغیر سوچے سمجھے اس نے منسا کو تھپڑ دے مارا۔ جس کے نشان اچھے خاصے اس کی گال پر چھپ چکے تھے۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسے تھپڑ مارنے کی۔ "عمر گر جا۔ منسا کو سینے سے" لگاتے اس کے ساتھ ہی نیچے بیٹھ گیا۔ منسا اب مزید شور سے رونے لگی۔ وہیں سدرہ سارا معاملہ سمجھنے کی کوشش میں تھیں۔۔

بابا!!! ماما بالکل بھی اچھی نہیں ہیں۔ "ہیرا نے اسے گھورا۔"

اب وہ صوفے پر بیٹھی وہیں ٹیبل پر پڑے جگ میں سے گلاس میں پانی نکالتے پی رہی تھی اس کی غصے سے سانس پھول چکی تھی۔

آپ کو چاہیے تھا کسی اور لڑکی کو کڈنیپ کرتے۔ انہیں نہیں۔ "ہیرا سے" گھورا جس کی مستیاں ابھی بھی قائم تھیں۔۔

میرا بچہ کیا کرتا۔ دل ایا گدھی پر تو گھوڑی کا کوئی کیا کرے۔۔ "ہیرا نے اب" باپ بیٹی کو نظری اٹھا کر دیکھا۔

عمر شاید یہ چند ماہ کافی نہیں تھے۔ اگلی دفہ پورے سال کے لیے جاؤں گیں۔ عمر کے دل پر ہاتھ پڑا۔ پلٹتے اسے یوں دیکھ جیسے کہہ رہا ہو اب جا کر تو دیکھاؤ تم کہیں۔ اگر قید نہ کر دیا تو کہنا۔ ہیرا نے ناک سے مکھی اڑائی۔

ظہیر نے گلا کھنکھارتے اپنی موجودگی سے آگاہ کیا۔ اب دونوں نے اسے دیکھا عمر منسا کواٹھا کر صوفے پر لایا۔ ظہیر بھی نیچے سے اٹھا۔ سدرہ تو ویسے ہی چکر اکر گرنے کے ڈر سے پہلے ہی صوفے پر بیٹھی تھیں

یہ میری ماما ہیں۔ "اس نے تعارف کروایا۔ وہیں منسا نے انہیں دیکھا۔ اسی" لیے وہ سب حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔۔

بیٹا تم کون ہو پہلے یہ بتاؤ؟.. "ہیریوں تعارف لینے لگی جیسے وہ ابھی منسا کے لیے رشتہ لایا ہو۔۔

ماما یہ میرا شوہر ہے۔ میں نے کہاناں شادی کے لیے میں نے کہا تھا۔" پروفیسر ہے میرے کالج میں۔ میرا جب ایکسیڈنٹ ہوا تھا تب بھی انہوں نے ہی بچایا تھا۔ "ہیری کی نظروں میں ذرا برابر نرمی بھی نہیں آئی۔ کیا معلوم وہ سب کسی پلان کا حصہ ہو؟.. "ہیری کی نظریں شاطر تھیں۔" ظہیر نظریں چراتے سر جھکا گیا۔ جیسے چوری پکڑی گئی ہو۔ ماما!... "منسا نے احتجاج کیا۔"

شٹ اپ!.. "وہ اپنا سامنہ لے کر رہ گئی۔ عمر اس کا ماتھا چومتے اسے خود ہی" خاموش کروادیا۔

بیٹا تم نے منسا سے شادی کیوں کی؟؟؟ صرف اس کی ضد کی وجہ سے؟.. "عمر"
کچھ انسانوں کی طرح سوال کیا ورنہ ہیر تو لڑنے کو آرہی تھی
انگل میں پسند کرتا ہوں منسا کو۔۔۔ "ہیر کی آنکھوں میں مرچیں بھریں۔"
تمہاری عمر کی آدمی بھی نہیں ہے وہ۔ اور تم اسے پسند کرتے ہو۔ شرم تو"
نہیں آئی ہوگی۔ "ہیر کی بات پر منسا نے باپ کو دیکھا کہ دیکھ لیں کیسے بات
کر رہی ہیں۔

آئی آپ بھی اپنی شادی کے وقت انگل کی عمر کی آدمی بھی نہیں تھیں۔"
اور انگل نے تو آپ کو کڈنیپ کیا تھا۔ "ہیر نے منسا کو تیز نظروں سے دیکھا۔
عمر خود ہی یہ باتیں منسا کو بتاتا تھا۔ اسی لیے وہ جانتی بھی تھی۔ اس کے خیال
سے منسا نے ہی اسے بھی بتایا۔

تم اپنی بات کرو بیٹا۔ میرے تو ماں باپ نہیں تھے۔ اور منسا مے صحیح"
سلامت تمہارے سامنے بیٹھے ہیں۔ "عمر کو برا لگا اس کی بات سن کر۔

مگر میں تو سنا تھا الیگزینڈر انکل آپ کے لیے ماں باپ کی جگہ ہیں اور وہ بھی " آپ کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ " اب ہیر نے منسا کو مزید تیز نظروں سے دیکھا۔ وہ سر جھکا گئی۔

ظہیر اپنا پیپر مکمل تیار کر کے آیا تھا۔ اس نے دل میں سوچتے مسکراہٹ دبائی جو ہیر کی نظروں سے چھپی نہیں رہ سکی۔

بلکل ٹھیک سنا تھا اور اسی الیگزینڈر نے عمر کو گھٹنوں کے بل بھی لایا تھا۔ یہ " بھی سنا ہو گا۔ " اب وہ کچھ نہیں بولا۔

منسا ہمارے ساتھ جائے گی۔ ابھی وہ بہت چھوٹی ہے۔ شادی اور اس کی ذمہ " داریاں سنبھالنے کے لیے تو بہت چھوٹی ہے وہ۔ " ہیر کی بات پر ظہیر کی سانسیں اٹکیں۔

وہ نہیں جاسکتی۔ میں نہیں جانے دوں گا۔ " ظہیر تو اکھڑ ہی گیا۔ ہیر نے " اسے ابرو اٹھا کر دیکھا۔

ہم دونوں نے اپنی میریڈلائف سٹارٹ کر لی ہے۔ آپ اسے نہیں لے جا سکتیں۔ "منسا اس کی بے باکی پر سر عمر کے سینے میں چھپا گئی۔ وہیں عمر اور ہیر دونوں کی نظریں اس کی طرف اٹھیں۔ اس کے وجود سے اٹھتی خوشبو اور مہک دونوں یہ ہی بتا رہی تھیں۔ وہ سچ بول رہا ہے

عمر نے برے طریقے سے پہلو بدلا۔ ابھی تو وہ خود بیچی تھی۔ وہیں ہیر کی نظریں ایسی تھیں منسا سر نہیں اٹھا پار ہی تھی۔ ظہیر کو سمجھ نہیں آرہی تھی یہ لوگ چاہتے کیا ہیں۔

وہ پھر بھی ہمارے ساتھ واپس جائے گی۔ "منسا پر نظریں ٹکائے ہی کہا جبکہ "منسا اب پھر ظہیر کی کسی بات کی منتظر تھی۔ مگر اس کی چپی پر ذرا سی انکھ باہر نکالتے اسے دیکھا۔ وہ کھڑا تھا۔ اپنے پورے قد کے ساتھ۔۔۔

شادی منسا کی مرضی سے ہوئی تھی تو رخصتی میری مرضی سے ہوئی ہے۔ جو "کل شام کی ہو چکی ہے۔ جو کسی صورت نہیں ٹل سکتی۔" وہ بھی اٹل ہو گیا۔

اس کے چہرے پے ہیر کی مار کے نشان تھے مگر اس کے خوب رو چہرے پے وہ
نشان بچ رہے تھے۔ منسا کا دل گد گدا یا۔ وہ واپس سر چھپا گئی۔
ہیر!... "عمر کی پکار پر وہ جو منہ کھولنے لگی تھی رک گئی۔"
بیٹھ جاؤ پہلے۔ "وہ سدرہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔"

معاف کیجئے گا۔ ہماری وجہ سے اتنا سارا مسئلہ ہو گیا۔ اس ملک میں ایسے کام"
مانا بڑی بات نہیں مگر کیا کریں ہمارے دل و دماغ بیٹیوں کے لیے اور
پوزیسیو ہیں۔ "عمر نے معذرت خواہ نظروں سے دیکھا
ہیر نے اسے گھورا مگر پرواہ کسے تھی۔

میں چاہتا ہوں منسا کی رخصتی پھر ہمارے گھر سے ہو۔ میری ایک بیٹی ہے۔"
اس کی شادی کے کچھ خواب تھے۔ "سدرہ تو ویسے ہی نرم دل خاتون تھیں
فوراً سے مان گئیں۔

ظہیر نے منسا کو دیکھا جو انکھیں موندے باپ کی خوشبو میں سانسیں بھر رہی
تھی۔

ایک منٹ بس۔۔ "وہ اٹھتے منسا کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچتے اپنے ساتھ لے" گیا۔ ہیر کے اٹھنے سے پہلے ہی عمر نے اسے روک دیا۔ وہ خود سدرہ سے باتیں کرنے لگا

یہ منہ چھپانے کے بجائے تب بول کیوں نہیں رہی تھی؟.. "اسے کمرے" میں لاتے دروازہ بند کیا۔

احمد!... "اس کی سانس پھولی۔ اس کا انداز غصے سے بھرپور تھا۔" تم اس کے بارے میں کسی سے کچھ نہیں کہو گی۔ بس اتنا بتاؤ گی میں تمہیں "پسند کرتا ہوں اس لیے شادی کی۔ اور کچھ نہیں۔" وہ اچھے سے جانتی تھی وہ کس کے ذکر سے روک رہا ہے۔

مگر حقیقت بدل تو نہیں جائے گی۔ میں ہار.. "اس کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے

ظہیر جھکتے اس کے الفاظ روک گیا۔ اس کی سانسیں کھینچتے اسے اچھے سے سزا دیتے جلد ہی دور ہو گیا بغیر ہونٹوں پر کاٹنے کے۔ نہیں چاہتا تھا وہ شرمندہ ہو۔ پہلے کے نشان ہلکے ہوئے تھے یہ ہی بہت تھا

مجھے گوارا نہیں تمہارے سوچوں میں بھی وہ ہو۔ "اس کی پھولی سانسوں کو" کان لگا کر سنتے کہا۔ خود ہونٹ اس کے کان پر رکھے۔

میں تمہیں اپنی قربت میں اس قدر مصروف کر دینا چاہتا ہوں تم اس کے " نام کو بھی نہ سوچ سکو۔ "اس کے انداز میں جنونیت تھی۔ منسا کے دل میں اس کی جنونیت دیکھ ڈر سا بیٹھا تھا۔

مگر میرا دل تو.. "ظہیر نے انگلی اس کے ہونٹوں پر رکھتے انہیں سہلایا۔" دل کی بات مت کرو۔ زندگی کی بات کرو۔ زندگی میں جب میں ہو۔ تو دل میں بھی آہی جاؤں گا۔ جو وجود میں اتر سکتا ہے اس کے لیے دل میں اترنا کون سا مشکل ہے۔ "منسا کی سانسوں کی آواز اس کے کانوں میں گونجنے لگی۔ وہ ظالم بنا اس کی سانسیں مزید تیز کر گیا۔

آج شام رخصتی ہوگی۔ تیار رہنا۔۔۔ "اس کی گال تھکی۔ جوا نکھیں بند"
کیے سانس لے رہی تھی۔

اچانک اس کی نظر اٹھتے بیڈ کی طرف گئی۔ وہاں دیکھتے وہ پریشان ہوئی۔
کیا تمہیں چوٹ لگی ہے؟.. "کچھ فکر سے پوچھا۔ ظہیر اس کی نظروں کے"
اینگل کی طرف دیکھا۔

نہیں۔ یہ تمہارا ہے۔ "لاپرواہی سے کہا۔ جبکہ منسا خود کو دیکھ رہی تھی"
اسے تو کہیں چوٹ نہیں لگی تھی۔ پھر یہ خون!! وہ پریشان ہوئی۔
ظہیر نے جھکتے اس کے کان میں کچھ کہا تھا اس کے ساتھ ہی اس کی رنگت
سرخ پڑی۔ وہ خون چھلکاتا چہرہ جھکا گئی۔

تم بہت بے شرم ہو۔ "کہتے ہی اسے دھک دیا جو اپنی جگہ سے ایک انچ بھی"
نہیں ہلا۔۔

کل شام تیار رہنا۔ خود کو مضبوط بنالینا۔ رحم کی توقع بھی فضول ہوگی۔ میں"
بلکل بھی نہیں بخشوگا۔ "اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنے سینے سے لگایا۔

وہ ظہیر سے قد میں بھی بہت چھوٹی تھی۔ اس کے سینے تک اس کا سر جاتا تھا
مشکل سے۔

ظہیر اس کے گرد بازو ڈالتے اسے مضبوطی سے اپنے سینے سے لگایا
چلیں باہر!.." وہ بغیر کچھ کہے اس کے سینے سے لگی رہی۔ اسے یہاں "
سکون مل رہا تھا۔

وہ پھر اسے بازو سے تھامے باہر لایا۔ ابھی بھی اس کے وجود پر ظہیر کے ہی
کپڑے تھے۔ جس کی شرٹ تو گھٹنوں سے بھی نیچے جا رہی تھی اور ٹراؤزر تو
ویسے ہی کاٹ کر چھوٹا کیا گیا تھا۔

انکل پلیراج شام تک بہت ہے۔ میں بابا اور ماما ہی صرف آئیں گیں۔ باقی "
فیملی پاکستان میں ہے۔" عمر کو کوئی اعتراض نہیں تھا
وہ مان گیا۔

ہیر پوچھنا تو بہت کچھ چاہتی تھی مگر عمر کی سنتے چپ چاپ اٹھ گئی۔ وہیں منسا
ظہیر کی ماں سے ملتے ایک نظر اسے دیکھتے وہاں سے چلی گئیں۔

اب ظہیر بیٹھا اپنی ماں کو سب بتا رہا تھا جو شک کی حالت میں تھی۔ انہیں تو یقین نہیں آرہا تھا۔

^^^

ہیر عمر اور منسا کے ساتھ سب سے پہلے کنگ مینشن آئیں۔ سامنے ہی انہیں جو رجینا مل گئی۔ اس سے ملتے وہ تینوں اندر آ گئے۔ جو رجینا تو منسا کی ڈریسنگ دیکھنے لگی۔ پھر سر جھٹکتے جا کنگ کرنے چلی گئی۔

وہیں الیگزینڈر لیل کو بانہوں میں بھرے اس کی تیاری میں مدد کروا رہا تھا جب ہیر کے کال کرنے پے دو منٹ میں کام ختم کرتے نیچے آ گیا۔

اسلام و علیکم!... "الیگزینڈر ان تینوں سے ملا۔ مگر منسا کو ساتھ دیکھ عمر کو" ایک دفہ ضرور دیکھا جس نے ہیر کی طرف اشارہ کیا۔ وہیں لیل کچھ نہیں جانتی تھی۔

منسا تم نے کیا اج شان کے کپڑے پہن لیے؟.. "لیل ہنستے بولی۔ وہیں وہ" سر جھکا گئی۔ لیل نے خاموشی محسوس کرتے ان سب کو دیکھا۔ سب کے چہرے سنجیدہ تھے۔ لیل کو گڑ بڑ کا احساس ہوا۔

نظریں اٹھا کر الیگزینڈر کو دیکھا۔ جس نے رخ موڑتے منسا کو دیکھا۔ جاؤ وائیٹ روز کو اپنے ساتھ لے جاو۔ جم میں کچھ ہلکی پھلکی ایکسرسائز کر لیں۔ "وہ بھی غنیمت جانتے اسے لے کر چلی گئی۔

اب الیگزینڈر ان کی طرف پلٹا

عمر نے رات تک رخصتی سب بتا دیا۔ الیگزینڈر خاموشی سے انہیں دیکھتا رہا۔ یہ جاننے کے باوجود بھی وہ لڑکا کون ہے؟ "الیگزینڈر نے آبرو اٹھائی۔" وہ منسا سے محبت کرتا ہے۔ "الیگزینڈر کی نظروں کے سوال پر وہ سر جھکا گئی۔ جن میں صاف لکھا تھا

ویسی ہی محبت جیسی عمر تم سے کرتا تھا؟.. "عمر بھی جانتا تھا سوال ایسا ہی ہو"

وہ یہاں بدلے کے لیے آیا تھا۔ "الیکزینڈر سب سچ بول رہا تھا۔"
الیکزینڈر اس کی نظروں میں صرف محبت تھی۔ میں کسی بدلے کو نہیں "
جانتی مگر میری بیٹی اس کے ساتھ خوش ہے اور خوش رہے گی۔ "ہیر کا انداز
دو ٹوک تھا۔

ایک دفعہ سب دیکھ لینا!.. "اس نے پھر بھی محتاط کرنا چاہا۔"
دیکھ تو لیا ہے اسے۔۔ جیسے متاعِ جاں کی طرح وہ منسا کو اپنے سینے میں سمیٹے "
تھا وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ "ہیر کی بات کی سچائی سے تو اب کوئی
واقف نہیں تھا۔ عمر ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔

وقت سب پردے ہٹا دے گا۔ "اس نے بھی کندھے اچکائے کے "
ضرور۔۔

یہ کس کے کپڑے پہنے ہیں تم نے؟.. "لیل اس کے ساتھ چلتے پوچھا۔ اس "
نے پلٹتے دیکھا۔ وہ سب دور تھے

اپنے شوہر کے۔ "اتراتے کہا۔ لیل رکتے اسے دیکھنے لگی۔ وہ لیل سے بہت " فری تھی۔ لیل کا خیال تھا مزاق کیا ہو گا۔ اس کا شوہر کہاں سے آ گیا۔ یار سچ کہہ رہی ہوں۔ آپ بھی تو سکندر انکل کے پہنتی ہیں۔ میں نے بھی " پہن لیے۔ ویسے بھی میرا شوہر بھی یوں ہی میرا پیچھا کرتا تھا جیسے آپ کا سکندر۔ آپ کو انہوں نے اغوا ہونے سے روکا تھا اور مجھے میرے شوہر نے مرنے سے بچایا ہے۔ " وہ الیگزینڈر کے ساتھ اس کا موازنہ کرتے خاصی خوش تھی جبکہ لیل جانتی تھی وہ الیگزینڈر کا ادھا بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔ پیارا ہے؟.. " منسا کے دل میں گد گدی سی ہوئی۔ اس کو وہ اونچے لمبے قد کا " مالک ہینڈ سم پروفیسر یادایا جس کے بارے میں ساری کلاس باتیں کرتی رہتی تھی۔

بہت زیادہ۔ " وہ دونوں جم میں آ گئیں۔ "

بس عمر زیادہ ہے۔ " کچھ افسوس سے کہا۔ "

کتنی زیادہ؟.. " لیل وہاں آ کر اپنا ڈوپٹہ اتارتے سائیڈ رکھا۔ "

بتیس سال کا ہے وہ۔ "لیل نے پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا۔ وہ خود چودہ سال کی تھی بس۔ وہ تو اس کی عمر کی آدھی بھی نہیں تھی۔

منسا یہ کچھ زیادہ نہیں؟.. "اس نے ہاتھ جھلایا۔"

بلکل بھی نہیں۔ اب میں چھوٹی ہوں تو بڑی عمر کے میچور بندے سے

شادی کروں گیں ناں۔ جو مجھے سنبھال لے ناں کہ جسے مجھے سنبھالنا

پڑے۔ "آخری بات پر کوئی یاد آیا تھا۔ اور لیل بھی جانتی تھی وہ کون ہے۔

اور ہارون آج کل کیا کر رہا ہے؟.. "لیل نے عام سے انداز میں پوچھا۔ وہ

سمجھی وہ شاید ویسے ہی ہارون کو تنگ کرتی تھی۔ اب واقعی میں کسی اور سے

محبت کرنے لگی۔

وہ!! شادی۔ "مسکرا کر کہا جبکہ مسکراہٹ میں درد تھا۔"

مطلباً؟.. "لیل سب چھوڑ اس کے پاس آئی۔"

اس نے کل شام شادی کر لی۔ میں نے سوچا میں بھی اپنے سہاگ کا جوڑا

پہن لوں۔ "لیل نے اسے سینے سے لگایا۔"

وہ کھل کر رونے لگی۔ لیل اس کے بال سہلائے۔ جوشد توں سے روتے اس کی بھی نظریں نم کر گئی تھی۔

اس نے مجھے کال کرتے اپنی شادی کا بتایا۔ مبارکباد مانگ رہا تھا وہ۔ وہ جانتا "تھاسب پھر بھی مجھے افیت دینے کے لیے یہ سب کیا۔" لیل اس کے بال سہلاتے اسے بولنے دیا ورنہ درد دل میں رہ جاتا۔ جو اسے جینے نہیں دیتا۔ میں نے بھی سوچا گزری محبت کا روگ نہیں لینا چاہیے کسی ایسے کو پکڑ کر "شادی کر کینی چاہیے جو میرے کے دل پر مرہم رکھ دے۔ زخم مند مل کر دے اور اس نے ایک ہی رات میں کر دیے۔" آخری میں کہتے چہرے پے شرمیلی سی مسکان تھی۔

جبکہ لیل اس شخص کا سوچ دل میں مسکرائی جس نے منسا کے دل کو چور چور ہونے سے روک لیا تھا۔

اچھا اور نہیں بتاؤ گی اس مسٹر منسا کے بندے کے بارے میں.. "منسا" کھلکھاتے دور ہوئی۔

ویل۔۔ بہت ہینڈ سم ہے گڈ لکنگ ہے، چار منگ ہے۔ بس ظالم بہت " ہے۔ "آخر میں بڑ بڑائی۔

اس کی ساری رات کی گستاخیاں یاد آگئی تھیں۔ جو اسے تڑپا دیا تھا اس بد تمیز انسان نے۔

وہ ہر مسز کا بندہ ہوتا ہے مسز منسا۔ "لیل کو الیگزینڈر کا جنونی انداز یاد تھا۔ " اچھا پ ایکسرسائز تو کریں۔ بے بی کے لیے ٹھیک ہوگی۔ " منسا اس کا " دھیان اپنی باتوں سے ہٹایا۔

اس بے بی نے مجھے بہت تنگ کر رکھا ہے۔ موسیٰ سے بھی زیادہ۔ ایک تو " الیگزینڈر کی ہدایات سکون نہیں لینے دیتیں دوسرا اس بے بی کے موڈ سونگز۔ "لیل یقیناً خاصی تنگ تھی۔

کوئی نا۔ آپ بھی بلیک کنگ کو بہت تنگ کر چکی ہیں۔ کوئی تو ہو بدلہ لینے " والا۔ "لیل اسے گھورا۔ وہ کھلکھلائی۔

جوزف میں اسے کیسے لے جاؤں؟.. "وہ سخت پریشان ہوا۔ اس کے کہنے پر"
پہلے اس نے اس لڑکی کی ماں سے شادی کی تھی۔ اب وہ چاہتا تھا وہ اس بچی کو
گھر لے جائے۔ وہ کیسے کرتا یہ۔

ابھی تو شکل سے وہ عورت اس کے قابو میں آنے لگی تھی۔ اس کا خیال رکھتے
رکھتے نا جانے کب اسے اس سے محبت ہونے لگی۔ اب وہ اسے تکلیف نہیں
دے سکتا تھا۔

تم لے کر جاؤ گے۔ اور اسے اس کی ماں کو یہ ہی کہہ کر تھماؤ گے یہ اس کی"
بیٹی ہے۔ ورنہ میں یہ کام کروں گا۔ پھر چاہے وہ عورت مر جائے۔۔۔" اس
شخص کی سفاکی سے وہ واقف تھا۔ اب اسے مرنے نہیں دے سکتا تھا۔
اس نے مشکل سے اس کی بانہوں سے وہ لڑکی لے لی جو دو تین سال کی تھی
مگر نہ تو بولتی اور نہ ہی چلتی۔

جہاں بیٹھا دو بیٹھی رہتی۔ بس ایک جگہ دیکھتی رہتی۔

اس روز عینا پر پہاڑ ٹوٹا۔

اپنے باپ کی گرتی صحت کار از اس دن کھلا۔ اس شخص کی بانہوں میں موجود وہ بچی اسے کسی گناہ کا صلہ لگ رہی تھی۔ نعمان کی کوشش کے باوجود بھی وہ اس کے قابو میں نہیں آئی۔

اس لڑکی کے چہرے اور بازوؤں کو ناخنوں سے اچھا خاصا زخمی کر گئی۔ مگر وہ بچی اس جگہ سے نہیں ہلی۔ کچھ نہیں بولی۔ مزاحمت تک نہیں کی۔ رونا تو دور کی بات تھی۔

نعمان پہلے عینا کو اس کے کمرے میں نیند کی گولیاں دے کر سلا کر ایے پھر اس بچی کی طرف ایے۔۔

وہ تمہاری ماما ہیں۔ "وہ بغیر جواب دیے یوں ہی انہیں دیکھتی رہی۔ یہاں "تک کہ نعمان اس کے قدموں میں بیٹھے۔

میں تمہارا بابا ہوں۔ میری بیٹی ہو تم۔ بس تمہاری ماما کو کچھ نفسیاتی مسائل ہیں۔ وہ جلد ٹھیک ہو جائیں گیں۔ "وہ بچی سنتی رہی۔

نعمان نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ وہ چپ چاپ اٹھ گئی۔ اسے کمرے میں بیٹھاتے
وہ اس کے لیے کھانا لے آئے جو اس نے چپ چاپ کھا لیا۔ پھر برتن واپس
رکھ دیے۔

ابھی وہ برتن واپس رکھنے گئے ہی تھے جب وہ بچی خون کی الٹیاں کرتے
دوہری ہونے لگی۔ اس کی ساری نسیں پھول کر جیسے باہر آنے کو بے تاب
تھیں۔

ہر رگ چاہے نیلی یا سرخ واضح ہو گئی۔ یوں جیسے ابھی پھٹ پڑیں گیں۔
اس لڑکی کا سر چکرانے لگا۔ وہ سر تھامے بیٹھ گئی۔ جب سارا کھانا باہر
نکال لیا وہ بھی خون کے ساتھ تو اسے چین پڑا مگر وجود کی نسیں اور سرد رویا
ہی تھا۔

اسے کھانا مت دینا۔ اور صبح میرے پاس لانا۔ یہ اس کے خون کا اثر ہے۔
کہتے مزید اس کی پریشانیاں سننے بغیر ہی کال کاٹ دی۔

اب وہ کوئی فارمولہ دیکھ رہا تھا جس سے وہ لڑکی ٹھیک ہو سکتی تاکہ اس کے کام آجائے۔ جبکہ نعمان پریشانی سے اسے دیکھ رہے تھے جو سر تھامے بیڈ پر سجدے کی حالت میں جھکی ہوئی تھی۔ اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ اس کے ناک سے لہو نکل رہا تھا جو وہ تکیے پر سر رکھے اس میں بہا رہی تھی۔ وہ بچی نہیں کوئی بڑی عمر کی سمجھدار لڑکی لگی اسے۔ وہ اس کے لیے گرم پانی لے آیا۔ شاید اس سے وہ ٹھیک ہو سکتی۔ اپنی بہت ممکن کوشش کرنے لگا مگر وہ بھول گیا وہ عام نہیں تھی۔ وہ انسان نہیں تھی۔



عمر وہیں سے ہو اسپتال چلا گیا۔ ہیرا اور منسا وہیں تھے۔ لیل جم کے بعد فریش ہونے چلی گئی۔ منسا بھی اپنی ماں سے خائف ہوتے وہاں رکنا مناسب نہیں

سمجھا۔ الیگزینڈر ویسے ہی کچن میں کھانا بنارہا تھا۔ ہیرہال سے اٹھتے اس کے پاس آئی۔

الیگزینڈر وہ ڈاکٹر کہاں ہے؟؟ تم نے کہا تھا وہ یہاں ہی ہے۔ "ہیر کے" سوال پر اس نے بغیر مڑے ہی جواب دیا۔

عمر کے ہاسپٹل میں۔ "ہیر نے حیرت سے اسے دیکھا۔"

ہو سہیل کیوں؟؟.. "الیگزینڈر پین کے ڈھکن کو اس کے اوپر رکھتے پورا" اس کی طرف پلٹا۔

لاش میں اپنے گھر میں رکھنے سے تو رہا۔ "اس کا موڈ بگڑا تھا اس ڈاکٹر کے" ذکر سے۔

لاش؟؟.. "الیگزینڈر ایک ساتھ ساری بات بتاؤ مجھے۔" اسے ادھی ادھوری بات زہر لگ رہی تھی۔

اس لڑکی نے لاش دی تھی اس ڈاکٹر کی۔ پہلے خیم کو اغواہ کیا۔ ابھی تک تو" یہ معلوم نہیں ہوا اغواہ کیا کیوں تھا مگر ہمیں خیم صحیح سلامت واپس مل گیا۔

اور اب ڈاکٹر کی لاش تھما دی۔ "وہ سخت غصے میں آیا تھا۔ اتنے سوریس ہونے کے باوجود بھی کچھ نہیں جان پارہے تھے یہ بات اسے بری لگ رہی تھی۔ جس نے تمہاری جان بچائی؟.. 'ہیر نے کنفرم کرتے انداز میں پوچھا۔" میری جان نہیں بچائی تھی اس نے۔ اپنا ایگو سیٹسفائیڈ کیا تھا۔ اپنے دشمن کو "کسی اور کے ہاتھوں مرتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔" الیگزینڈرا ان کی ایک ہی بات کی رٹ سنتے تھک چکا تھا۔ تقریباً چیخنے کے انداز میں کہا۔ اوکے۔ ہائپر تو مت ہو۔ مگر یہ لڑکی ہے کون؟.. "انداز پر سوچ تھا۔ اب" الیگزینڈرا کو ہیر پر غصہ آنے لگا۔ وہ نہیں جانتے تھے وہ کون ہے پھر بھی وہ پوچھ رہی تھی۔

الیگزینڈرا ہمارا کوئی پرانا دشمن نہیں ہے سوائے عینا کے۔ ہم اس کو ڈھونڈ "کر تھک چکے ہیں مگر وہ ہمیں نہیں ملی۔ کہیں یہ عینا تو نہیں؟.. "الیگزینڈرا کو اس لڑکی کے بات کرنے کا انداز یاد آیا۔ اس نے فوراً سر نفی میں ہلایا۔

نہیں وہ عینا نہیں ہے۔ اس کا انداز، طرزِ مخاطب سب مختلف ہے۔ وہ عام " نہیں ہے۔ اور عینا کا انداز بہت عام تھا۔ "لیل جو کچن میں داخل ہوئی تھی الیگزینڈر کی آخری بات سنتے اسے گھورنے لگی۔

کس کا انداز عام نہیں ہے؟.. "انداز میں جلن تھی۔ ہیر مسکراتے اس کے " پاس سے گزرتے باہر چلی گئی۔ الیگزینڈر کو گھورتے لیل ہیر کو جانے دیا۔ خود چلتے الیگزینڈر کے پاس اتے اس کا گریبان تھا۔

بڑھاپے میں بھی تمہاری جان کو سکون کیوں نہیں ہے؟؟؟ "غصے سے اس " کی کالرنچے کو کھیں پختے پوچھا۔ الیگزینڈر دونوں بازو اس کے پہلو میں رکھتے اسے خود کے قریب کیا مگر لیل کا پیٹ درمیان میں آہی گیا۔

یہ دیوار اسی بات کا ثبوت ہے۔ "لیل اس مے سینے پر مکہ مارا۔ وہ مسکرا دیا۔ " لیل اچھے سے سمجھ رہی تھی اس کا اشارہ اس کے پیٹ کی طرف تھا جس کی وجہ سے وہ لیل کو سینے سے نہیں لگا سکا۔

تم بہت بے شرم ہو۔" انداز بہت بڑی بات بتانے والا تھا۔ الیگزینڈر "مسکراتے اسے یوں ہی چھوڑے پلٹا۔

اس بے شرم نے پڑا بنایا ہے آپ کے لیے۔ یاد سے کھا لیجئے گا۔" اس نے "بھی لیل کے لہجے میں جواب دیا۔

میں نہیں کھاؤ گیں۔ مجھے کیک کھانا ہے۔" الیگزینڈر اسے گھورا۔ ڈاکٹر نے "اسے میٹھا منع کیا تھا۔ لیل پھر بھی بعض نہیں آتی تھی۔ بہانے بہانے سے کچھ نا کچھ میٹھا کھا ہی لیتی۔

نو کیک، نو چا کیلٹس، نو براؤنیز اینڈ نو پیسٹریز۔" لیل اسے گھورنا جاری "رکھا۔ اسے جو پسند تھا وہ ان سب سے انکار کر رہا تھا۔

بے بی کے آنے تک یہ سب بالکل بھی نہیں۔ ڈاکٹر نے پہلے ہی کہا ہے آپ کا "شوگر لیول ہائی رہ رہا ہے۔ میں بالکل نہیں چاہتا یہ مسئلہ ساری زندگی کے لیے ہو۔" لیل کا گھورنا بند نہیں ہوا۔ ساتھ ہونٹ باہر کو بھی پھیلنے لگے۔

وقت گزر گیا تھا مگر اس کا ہر بات پر رونا ج بھی قائم تھا۔ وجہ بس اتنی تھی
الیکزینڈر اسے بوڑھا ہونے ہی نہیں دے رہا تھا۔ اسے ابھی بھی بچہ بنا کر رکھا
تھا۔

میں پھر کچھ بھی نہیں کھاؤں گیں۔ "اس کے سینے ہر جا بجائے مارتے بتایا"
جبکہ الیکزینڈر اسے بالکل بھی نہیں روکا۔

مطلب میرے ہونٹوں سے کھانا ہے آپ نے؟.. "الیکزینڈر اس کو سینے"
سے لگایا تھا۔ لیل کا چہرہ سرخ پڑ گیا اسے گھورتے جانا چاہا مگر یہ ممکن نہیں
تھا۔

جان پیاری ہے تو چپ چاپ کھ لیجے گا ورنہ سزا کے لیے تیار رہیے گا۔ ""
لیل کی گال تھکتے وہ چلا گیا۔ لیل اس کی پشت کو گھورا۔

لیل نے کچھ دیر پہلے فروٹ سیلڈ اور پھر جو س پیا تھا۔ ابھی وہ کچھ نہیں کھا
سکتی تھی اور الیکزینڈر کا بھی یہی حال تھا۔

لیل اسے جاتے دیکھ قدم اپنے روم کی طرف بڑھائے۔ اس کا ارادہ اپنی نیند پوری کرنے کا تھا جو دن میں تو آتی مگر رات میں کہیں بھاگ جاتی۔ اور وہ اکثر راتیں الیگزینڈر کو تنگ کرتے گزارتی۔ مگر وہ بھی اپنی وائٹ روز کو اس قدر دیوانہ کے بغیر اف کیے اس کی بے سروپا باتیں سنتا اور دلچسپی سے جواب بھی دیتا۔ جو کہ ایک صبر آزما کام تھا۔

ہیرمنسا کو پہلے ہی ساتھ لے گئی تھی۔ اس کی کچھ تیاریاں تھیں جو اسے کرنی تھیں۔ اور عمر کا بھی حکم تھا۔ عمر بھی وہیں آ جاتا۔ ابھی بس ایک پیشنٹ کو دیکھنے گیا تھا۔ جو کہ بہت ضروری تھا۔ ورنہ وہ نہیں جاتا۔

الیگزینڈر نے لیل کو منسا کی رخصتی کا نہیں بتایا۔ وہ رات کو ہی اسے ساتھ لے جاتا۔ ابھی وہ اس بندے کے بارے میں مزید جاننے کے بارے میں جا رہا تھا جو ان کی قید میں تھا۔

جس کے موبائل میں نہ تو کوئی نمبر تھا اور نہ ہی گھر میں کوئی معلومات۔ نہ کوئی اس کی خیر خبر لینے آ رہا تھا۔ وہ شخص شاید چوکننا ہو چکا تھا۔ جو اپنا ہر

سورخ مٹا دیا۔ مگر الیگزینڈر بھی اس کے بارے میں سب جان کر ہی دم
لیتا۔ اس کو اس شخص کے بارے میں جاننا ہی جاننا تھا جواب پھر اس کی وائیٹ
روز کے پیچھے تھا۔ اس دفہ وہ لیل کے اغواہ ہونے تک کاویٹ نہیں کر سکتا
تھا۔ اسے پہلے ہی کچھ کرنا تھا۔

^^^

ہانیہ نے اللہ اللہ کرتے آخری پیپر دیا۔ سکون سے بیٹھی اب وہ رومان کے
انتظار میں تھی جو کچھ ہی دیر میں ایگزیم روم سے نکلا۔
چلو۔ "پاس اتے کہا۔ وہ بھی اٹھ گئی۔ رومان سسے پہلے اپنے ساتھ لےج"
کروانے لے کر گیا۔ پھر دونوں ہی سیدھا گھر آئے۔
انعم سامنے ہی بیٹھی تھی۔ ہانیہ اپنی ساس کے پاس بیٹھتے باتیں کرنے لگی۔
رومان فریش ہونے چلا گیا۔ جب واپس آیا خیام بھی اٹھ چکا تھا۔ رومان باپ کو
دیکھ افسردہ ہوا۔

ہانی جاؤ اپنی اور میری پیکنگ کرو۔ "ہانیہ نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔ وہیں"

خیام مزید چہرہ موڑ گیا۔ انعم سے وہ پہلے بات کر چکا تھا۔ جو نہ چاہتے بھی اس

کی بات سمجھ گئی۔

مگر!... "رومان نے اسے درمیان میں ہی ٹوک دیا۔"

جاو۔ پھر بتانا ہوں آکر۔ "وہ اس کی سنجیدہ صورت دیکھ ڈرتے فوراً ہی اٹھتے"

اوپر کمرے میں چلی گئی۔ رومان اور خیام کے پاس بیٹھا۔

ماما سوری۔ میں نہیں جانا چاہتا مگر!.. "بات ادھوری چھوڑتے اپنی ماں کے"

ہاتھ پکڑتے چومے۔

کوئی بات نہیں۔ "دل پر پتھر رکھتے مسکراتے اسے جانے کی اجازت دی۔"

وہ خیام کی طرف آیا مگر وہ منہ موڑتے اٹھ کر چلا گیا۔ رومان کا دل دکھا مگر وہ

کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

انعم اس کا کندھا تھکتے خیام کے پیچھے کمرے میں چلی گئی۔ رومان ناامیدی سے اپنے ماں باپ کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا۔ جس کے پیچھے یقیناً خیام افسردہ تھا اور انعم بھی۔

وہ بھی افسردہ تاثرات کے ساتھ صوفے سے اٹھتے سیڑھیاں چڑھنے لگا جبکہ سوچیں اس ملاقات کی طرف تھیں جس میں فرقان نے سب سے مشکل مطالبہ اس کے سامنے رکھ دیا۔

تم ہانیہ کو لے کر یہاں سے دور چلے جاؤ۔ معافیہ اور اس کی ساری پلاننگز سے "دور تو ہی میں ہانیہ کہ رخصتی دوں گا ورنہ یہ ممکن نہیں۔" رومان کا منہ کھل گیا۔ وہ تو مزاق میں لگا تھا مگر فرقان تو سچ میں اسے سب سے دور کرنا چاہتا تھا۔

مگر یہاں میرے ماما بابا ہیں۔ میں انہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔ "اس نے" دہائی دی تھی۔

میں نے تمہیں اپنی شرط بتادی۔ الیگزینڈر اور لیل بھی تو موسیٰ کے بغیر ہی "رہتے ہیں۔ مجھے نہیں لگتا خیام اور انعم کو مسئلہ ہوگا۔" وہ سخت دلی سے کام لے رہا تھا۔ خود غرض بن رہا تھا۔ صرف اپنی بیٹی کا سوچ رہا تھا اور ہر ماں باپ اولاد کے معاملے میں خود غرض ہی ہوتے ہیں۔۔

لیکن انکل اپ ایسا کیوں چاہتے ہیں؟؟ میں یہاں بھی ہانیہ کو سیکیورٹی دے "سکتا ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں اس پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔" اس نے فرقان کو منانے کی ایک کوشش کی۔ وہ ہانیہ کو چھوڑنا بھی نہیں چاہتا تھا اور یہاں سے جانا بھی نہیں۔

اگر یہاں رہ کر ہی سیکیورٹی دینی ہے تو وہ میں بھی دے سکتا ہوں۔ اگر "اپنے ساتھ یہاں سے دور لے جاسکتے ہو تو بات کرو ورنہ ہانیہ میری کتنی فرمانبردار ہے تم جانتے ہو۔" اور اس وقت رومان کو ہانیہ کی اس فرمانبرداری سے بہت چڑھوئی۔ اگر وہ اس کے سامنے ہوتی تو شاید اس کی جان نکال دیتا۔

ٹھیک ہے۔ میں تیار ہوں۔ پیپر زدیتے ہی ہم نکل جائیں گیں۔ مگر اس سے "پہلے مجھے رخصتی چاہیے۔" فرقان کو یہ سب کہتے اس کا دل خون کے آنسوؤں رورہا تھا مگر یہ کرنا ضروری تھا۔ وہ اپنی بیوی کو بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ چند دن ہانیہ کے ساتھ گزارتے وہ واپس آ جاتا مگر اسے تو مطمئن کرنا تھا۔ یہ اس کی سوچ تھی مگر فرقان بھی اس سے واقف تھا۔

ایک ایگریمنٹ ہو گا اس بات پر۔ تب ہی میں رخصتی دوں گا۔ "رومان مان" گیا۔ اور فرقان کی جیت ہو گئی۔

اور اسی شام لوٹتے اس نے خیام سے یہ ہی بات کہی۔ جس کے جواب میں اسے خیام کا ٹوٹا بکھرا وجود دیکھنے کو ملا۔ اس کی تکلیف اور غم سے بھری باتیں سننی پڑیں۔

خیام اسی وجہ سے افسردہ بھی تھا مگر وہ کچھ نہیں کر سکا۔ فرقان سے اس نے بات کرنے کی کوشش نہیں کی۔ جب وہ منہا کا نکاح کسی باہر کے شخص سے

کرتے اسے یہاں سے بھیجنا چاہتا تھا تو پھر کیسے اس کی سوچوں اور مطالبات کا انکار می ہوتا۔

گر اس دل کو کیسے سمجھتا جو اپنی دونوں اولاد کو خود سے دور جاتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

رومان نے سوچوں سے بھرے دماغ سے کمرے میں قدم رکھا۔ ہانیہ سامنے ہی پریشان سی بیٹھی تھی۔ اس نے صرف بیگ نکالے تھے پیسنگ شروع نہیں کی تھی۔

پیسنگ نہیں کی تم نے؟.. "ہانیہ اسے امید سے دیکھا۔"

ہم کہاں جارہے ہیں؟... "ہانیہ کا خیال تھا وہ ہنی مون کے لیے جارہے"

ہوں گیں مگر وہیں خیام کا اتر اچہرہ یاد آتا تو یہ خیال غلط لگتا۔

عمان چھوڑ کر جارہے ہیں ہم۔ "کہتے ہی اپنے کپڑے نکالتے پیک کرنے"

شروع کر دیے۔

لیکن کیوں؟.. "ہانیہ پریشان ہوئی۔"

کیونکہ مجھے یہاں نہیں رہنا۔ مجھے معافیہ سے دور زندگی گزارنی ہے۔"

مصرف سے کام کرتے ہی جواب دیا۔

میں اپنے بابا کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گیں۔ "رومان نے پلٹتے اسے گھورا مگر وہ"
یوں ہی کھڑی رہی۔

وہ اپنے بابا کو نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔ اس کی فیملی تھی یہاں۔ اس کی ماما بابا اور
اس کی ساری کزنز۔

تو مجھے چھوڑ دو گی؟.. "آبرو اٹھا کر پوچھا۔ وہ کپڑے وہیں پھینکتے اس کو"
بازو سے تھامے اپنے سامنے کھڑا کیا۔

مگر ہم یہاں بھی تو رہ سکتے ہیں۔ اور آپ کی فیملی بھی تو یہاں ہی ہے۔"
رومان کا غصہ دیکھ وہ بہت آہستگی سے بولی۔

نہیں رہ سکتے۔ ہر دوسرے دن یہاں کوئی نساہنگامہ ہو چکا ہوتا ہے۔ کبھی"

کوئی آغواہ تو کبھی کسی پر حملہ۔ میں ایسے ماحول میں اپنی لائف نہیں سٹارٹ

کرنا چاہتا۔ "رومان کا انداز بہت سخت تھے۔ وہ بھی خود سے ہی ایک جنگ لڑ

رہا تھا۔ فرقان اپنی بات پر قائم رہنے کا زور دے رہا تھا تو خیام کے چہرے کی
افسردگی الگ جان کو آرہی تھی۔ وہ درمیان میں پس چکا تھا۔

میں نہیں جاؤں گیں کہیں بھی۔ میں ابھی بابا کو کال کرتی ہوں۔ وہ مجھے "
اپنے پاس لے جائیں گیں۔" روتے کال کرنے کو موبائل ڈھونڈنے لگی
جب رومان اسے کہنی سے تھامتے سامنے کیا۔

تم کسی کو کال نہیں کرو گی۔ میرے ساتھ چپ چاپ چلو گی۔ "رومان کی "
پکڑ سخت تھی۔ اس کے بازو میں درد اٹھنے لگا۔

رومان اس کو انکھیں میچے درد ضبط کرتے دیکھ گرفت ڈھیلی کی مگر چھوڑا
نہیں۔ ہانیہ نے بھی مسیچی آنکھیں کھولیں۔

ہانی مجھے زبردستی کرنے پر مجبور مت کرو۔ بہت پیار سے سمجھا رہا ہوں "
میرے ساتھ چلو چپ چاپ۔ "ہانیہ رونے لگی۔ رومان کو اس کے آنسوؤں
دیکھ اب مزید برا لگنے لگا۔

جی چاہتا دے یہ تمہارے باپ کا ہی فرمان ہے۔ جس کے پاس رہنے کو تم
تڑپ رہی ہو۔ مگر فرقان کی شرط یاد آگئی۔

تم ہانیہ کے سامنے میرا نام نہیں لو گے۔ عمان چھوڑنے کی وجہ تم خود کی "
کوئی دو گے۔" رومان کا جی چاہا سامنے بیٹھے انسان کا قتل کر دے جو اسے
پھانسی پر لٹکنے سے بھی مشکل کام بتا رہا تھا۔

اور چاہتا تھا کوئی جانے بھی نا کہانی کا ماسٹر مائنڈ کون ہے
تم میرے ساتھ چلو گی۔ اور یہ فائنل ہے بس۔ "رومان کی اونچی گرج پر وہ "
کانوں پر ہاتھ رکھتے آنکھیں میچ گئی۔

میں نہیں جاؤں گیں۔ مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانا۔ میں بابا کو بول کر "
آپ سے طلاق لے لوں گیں۔" رومان کے ڈر سے رونے لگی تھی۔
آنسوؤں گال سے بہتے گردن ہر گھر رہے تھے۔

رومان کی بس ہوئی۔ یہاں اس کے لیے وہاں باپ چھوڑنے تک کو تیار تھا
اور وہ اس سے ہی طلاق لے رہی تھی۔

غصے سے ہانیہ کی کمر کو ہاتھوں میں بھرتے اسے سامنے کیا۔

کیا بکواس کی ہے ابھی تم نے؟.. "غصے سے ہو چھتے ایک ہاتھ سے اس کے " بال پکڑ کر کھینچتے اس کی گردن پیچھے کو کھینچی۔ وہ درد سے کراہی مگر رومان کو بس اس کا لفظ طلاق سنا جا رہا تھا۔

رومان چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے۔ "وہ مچلنے لگی۔ رومان اس کے درد کی پرواہ کیے بغیر اس کی گردن میں دانتوں سے کاٹا۔ شاہ رخ پر سرخ نشان چمکے۔ ہانیہ کی چیخ اس کمرے میں گونجتی وہیں دب گئی۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی طلاق کی بات کہنے کی بھی ہاں؟.. "اس کا غصہ دیکھ " ہانیہ مزید شدت سے رونے لگی۔ رومان نے بہت غصے سے اس کی گردن میں کاٹا تھا۔ وہ تڑپ ہی تو اٹھی تھی۔ وہ شخص ظالم بن جاتا تھا غصے میں۔ اور اسی غصے سے تو وہ کھار کھاتی تھی جو آج اس پر نکل رہا تھا۔

مان پلیز۔۔۔ "رومان اس کے شدتوں سے رونے پر ٹھنڈا پڑا۔ "

اس کے بال چومتے اسے سینے سے لگایا۔ اس کی کمر سہلاتے اسے چپ
کروانے لگا۔ وہ واقعی غصے میں حیوان بن جاتا تھا۔

اتم ریلی سوری میری جان۔ بس میں یہاں نہیں رہنا چاہتا ناں۔ تم تو میری
بات کو سمجھو۔ "رومان اسے پیار سے ڈیل کرنے کا سوچا۔
وہ کچھ نہیں بولی۔ اسے رومان کے غصے نے ڈرا دیا تھا اور وہ ابھی تک رومان
سے ڈری ہوئی تھی۔

تم چلو گی ناں میرے ساتھ۔ ہم دونوں وہاں خوب انجوائے کریں گیں۔"
تمہیں تو ویسے بھی دنیا گھومنی تھی۔ اسی شرط پر شادی کی تھی مجھ سے۔ میں
تمہیں پوری دنیا گھماؤ گا۔ ترکی بھی لے کر جاؤں گا۔ "پیار سے اس کے بال
کان کے پیچھے کرتے اس کے آنسوؤں ہونٹوں سے چنے۔ وہ پھر بھی کچھ نہیں
بولی۔

جانِ مان چلے گی ناں اپنے مان کے ساتھ۔۔۔ "رومان اس سے یقین دہانی
چاہتا تھا جو وہ نہیں دے رہی تھی۔۔

پلیز مان۔۔۔" رومان نے انکھیں بند کرتے کھولیں۔"

وہ پہلے سے افسردہ تھا اپنے باپ کی حالت کی وجہ سے اور اب ہانیہ کا انکار اسے مزید غصہ دلارہا تھا۔

مجھے سختی ہر مجبور مت کروہانی۔ میں بالکل بھی نہیں چاہتا تھا تم میرا جلالی "
روپ دیکھو۔" ہانیہ کی منت کرتی نظریں اس کی نظروں سے ٹکرائیں مگر اس
نے انکھیں بند کر دیں۔

مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانا۔ آپ کو اجازت ہے اپنی دوسری شادی کر "
لیں۔ جہاں چاہیں جس سے چاہیں۔" اس نے بڑے دل کا مظاہرہ کیا۔ جبکہ
یہ بات صرف دل جانتا تھا کس حالات میں کہی ہے۔

رومان ایک جھٹکے سے اس کا ڈوپٹہ پکڑ کر دور اچھال دیا جو اسے اپنی باتوں سے
غصہ دلارہی تھی۔

چلو پھر پہلی بیوی کے ساتھ گولڈن نائیٹ منالوں۔ پھر دوسری شادی کسی "
سے کرنے کا سوچوں گا۔" کہتے ہی ہانیہ کی شرٹ بھی کھینچتے پھاڑ دی۔

وہ ابھی تک دوپٹے کی وجہ سے اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی شرٹ پھٹنے پر
ابھی ہاتھوں سے خود کو ڈھکتی جب رومان نے اس کی کلائیاں پکڑ کر اس کی کمر
پر لگا دیں۔ شرٹ سامنے سے دو ٹکڑوں میں بٹ چکی تھی۔ وہ بے یقینی سے
رومان کو دیکھ رہی تھی۔

تم خود کو کو سوگی مجھے دوسری شادی کا مشورہ دینے پر۔ "رومان نے اس کے "
کان میں سرگوشی کی۔ پھر وہیں دانتوں سے کاٹا۔ وہ فوراً سے سسکی تھی۔
رومان اس کی شرٹ نیچے ہی گرا دی۔ اب وہ جھکتے اس کی بیوٹی بونز کو دانتوں
کا نشانہ بنا چکا تھا۔

مان پلیز نہیں۔۔۔ "رومان اس کی سننے کے بجائے ایک ہاتھ اس کے "
ہوٹوں ہر رکھتے اس کی آواز ہی دبا دی۔ وہ مچلنے لگی مگر رومان بغیر پرواہ کیے
اس کی بیوٹی بونز پر نقش و نگار بناتا رہا۔

سرخ نیلے نشان ان نیلی تمرگوں ہر چمکنے لگے۔ وہ جہاں سے دانت ہٹاتا وہیں
ایسے نشان جگمگا جاتے۔ اس کے وجود پر قطرہ قطرہ شدتیں لوٹاتے وہ اسے تڑپا
گیا۔

کیا خیال ہے چلو گی کہ نہیں؟.. "رومان کی بات پر اس کی ہچکی بندھ گئی۔ تو"
کیا وہ اسے یوں کمزور کرنا چاہتا تھا۔ اپنی قربت سے تڑپا کر اس کا فیصلہ بدلوانا
چاہتا تھا۔

نہیں جاؤ گیں۔ کبھی نہیں۔ میں اپنے ماما بابا کو نہیں چھوڑو گیں۔ "رومان"
نے سرخ نظروں سے اسے دیکھا۔

اسے اٹھا کر بیڈ پر پٹختے وہ اپنی شرٹ اتارتے دور پھینک گیا۔ ہانیہ بیڈ کراون
سے ٹیک لگائے گٹھنے سینے سے چپکائے بیٹھی تھی۔ وہ اس کے انداز سے ڈر چکی
تھی۔

اس کا وجود کانپ رہا تھا۔ جلد پر جلن ہو رہی تھی مگر وہ اس شخص کے سامنے
کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔

جانِ مان ایک دفہ پھر سوچ لو؟.. 'اپنی شرٹ بیڈ کے پاس پھینکتے اس نے'
جینز سے بیلڈ نکالا۔

ہانیہ کی آنکھیں بڑی ہوئیں۔ اسے لگا رومان اسے مارنے لگا ہے۔ اس بیلٹ سے۔

اس نے ڈرتے زور سے آنکھیں میچ لیں۔

مان پلیز نہیں۔ "رومان اس کا ڈرنا دیکھا۔ ہہرا اپنے ہاتھ میں بیلٹ کو۔ ہانیہ"
کی سوچ سمجھتے ہی اسے خود سے نفرت سی ہوئی۔ جلدی سے بیلٹ دور، ہھیکنٹے
اس کے پاس بیٹھتے اسے بانہوں میں بھرا۔

جان؟ مان مر کر بھی تم ہر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا۔.. "رومان اس کی گال پر"
محبت بھرے بوسے دیتے اسے صفائیاں دینے لگا وہیں اس کا نرم انداز لوٹتے
دیکھ ہانیہ ٹوٹ کر رونے لگی۔

تم بالکل بھی اچھے نہیں ہو۔ مجھ سے محبت بھی نہیں کرتے۔ سب باتیں "ساری شاعری جھوٹ ہے۔ تم دھوکے باز ہو۔" وہ اس کی حالت اچھے سے سمجھ رہا تھا۔

اسے سینے سے لگائے بھڑاس نکالنے دی۔ پھر سامنے کرتے جیسے ہی نظر اس کے سینے پر پڑی وہ خود سے شر مندہ ہوا۔

اسے یوں ازیت دینا تو نہیں بنتا تھا۔ اسے خود پر غصہ آیا۔

سوری جانِ مان۔ "سرگوشی کرتے اس کی بیوٹی بونز پر اپنے ہونٹوں سے "مرہم رکھنے مگا۔ ہانیہ دوبارہ اسکی۔

اس کی پناہوں سے نکلنے کی جدوجہد اب نہیں کی۔ یوں ہی پڑی رہی۔ جبکہ اس کی مزاحمت نہ دیکھ رومان شیر ہوا۔

ایک ہاتھ اس کے پیٹ پر پھیرتے اسے خود میں چھپنے ہر مجبور کر گیا۔

یوں بیٹھنے سے پیٹ میں بل سے آگئے تھے۔ اس نے ان بلوں کو انگلیوں

سے چھوتے یوں ہاتھوں میں بھرا وہ کپکپا اٹھی۔ رومان کا انداز جان لیوا تھا۔

اب رکنا اور دور جانادونوں کام ناممکن ہے۔ "سرگوشی کرتے اس کے"
ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دبایا۔

ایک ہاتھ سے کروٹ بدلتے ہانیہ کو اپنے ساتھ بیڈ پر لیٹایا۔ اس کے وجود کو
اپنے وجود میں لپیٹتے وہ اسے تڑپا گیا۔

ایک ہاتھ اس کے سینے پر گردش کرتے اسے تڑپا رہا تھا جبکہ دوسرا اس کی
کلائیاں تھامے اسے مزاحمت سے روک رہا تھا جواب ہھر سے ہلکی ہلکی جاگ
اٹھی تھی۔

"I am in love with these love bites on
your beauty bones."

سرگوشی کرتے اسے شرم سے دہرا کر گیا۔

ہانیہ تڑپی تھی اس کی شدتوں پر وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔

اس کی سانسوں کو پیتے اس کے وجود سے کھیلتے وہ ہر بات ہر الفاظ فراموش کر
چکا تھا۔

ہانیہ کے وجود سے اٹھتی خوشبو میں سانس بھرتے وہ اسے دیکھ رہا تھا جو
سانسوں کے لیے تڑپ رہی تھی۔ رومان کے ہاتھوں کا لمس اس کو ہوش و
ہوا اس بھلا رہا تھا۔

وہ بھول گئی ابھی کس بات کی ضد تھی، کس بات کا جھگڑا تھا۔ یاد رہا تو صرف
اتنا کہ رومان اس ہر مہربان ہو رہا ہے۔ اس کی سانسوں میں سانسیں لے رہا
ہے۔ اس کے پاس ہے۔ محبت سے چھو رہا ہے۔ اس کا وجود مہکا رہا ہے اپنی
قربت سے۔ اور وہ بس یہ ہی باتیں یاد رکھنا چاہتی تھی۔

مان!.." پھولی سانسوں سے اسے پکارا۔ جس کی شدتیں سہتے وہ ادھی ہو"
رہی تھی۔ اس نے تڑپ کر دونوں بازو رومان کے کندھوں کے گرد
پھیلائے۔

اس کی تڑپ دیکھتے رومان نے اپنی شدتوں پر قابو کیا۔ اسے دیکھا جس کا سارا
چہرہ پسینے سے تر تھا۔ بال چہرے سے چپکے ہوئے تھے۔ لب دانتوں تلے

دباے تھے۔ انکھیں ہلکی نم تھیں مگر ان میں تکلیف نہیں تھی۔ نہ ہی ضبط تھا۔ مگر ہلکی سی شرماہٹ تھی۔

تمہارے وجود سے میرے وجود کی خوشبو آرہی ہے۔ "ہانیہ اس کمنٹ پر" شرخ پڑتے انکھیں میچ گئی۔

میں چاہتا ہوں میرے وجود سے تمہارے وجود کی خوشبو بھی آئے۔ کوئی" دور سے بھی دیکھے تو پہچان جائے میں کس کی ملکیت ہوں۔ "وہ ہر دفعہ ہانیہ کو جینے کی وجہ دیتا تھا۔

مان !!!... "پھولی سانسوں میں پکارا۔

جی جانِ مان؟... "کہتے پھر اس کی گردن میں ہونٹ رکھے۔"

وہاں سے ہونٹوں کا سفر شروع کرتے وہ اس کی بیوٹی بونز سے بھی نیچے جانے لگا۔

وہ جو بات کہنا چاہتی تھی وہ بھولتے پھر سے تڑپ کر بیڈ شیٹ مٹھیوں میں دبوج گئی۔

رومان اس کی بلی بٹن کو دیکھتے وہاں ہونٹ رکھے۔ ہلکی سادانتوں سے کاٹا ہی تھا وہ تڑپ اٹھی۔ ہچکی بھرتے یونٹ دبائے۔ اس کے وجود کے ابھار یک دم اتنے واضح ہوئے کہ وہ مسمرائز ہو گیا۔

پھر سانس بھرو ویسے ہی۔۔ "ہانیہ نے اسے حیرت سے دیکھا۔ اس کی" سانسیں پھول چکی تھیں اور وہ چاہتا تھا وہ پھر سے ویسے ہی سانسیں بھرے مان نہیں.. "اس کی نہیں سنتے ہی رومان واپس جھکتے اس کے ہیٹ پر" دانتوں سے نشان بنائے

وہ چیختے واپس سے ویسے ہی سانس بھر گئی۔ پیٹ سے ساری ہوا نکلتے بیوٹی بونز میں آسمانی۔

رومان نے ہلکا سا بیوٹی بونز کو چھوا۔ وہ انکھیں میچتے اس روشنی میں پڑی رہی جس میں وہ اس کے وجود کے خدو خال تک کو اچھے سے پہچان چکا تھا اور یقیناً حفظ بھی کر چکا تھا۔

ہانیہ کی سانسیں بھیک گئیں۔۔ اس کے وجود میں جیسے برقی لہریں سی بھر گئیں۔

ہانیہ نے تڑپتے اس کا ہاتھ تھا مناجا ہا مگر رومان اوپر ہوتے اس کے دونوں ہاتھ تھامتے اس کے سر پہ ہن کر گیا۔

You are more beautiful from inside..

وہ اس ان سائیڈ کا مطلب سمجھتے پانی پانی ہو گئی۔

رومان کا انداز بھی اس طرح کا تھا وہ خود سے نظریں چرا جاتی۔

رومان اس کے شرمانے کانوٹس لیے بغیر اپنے ہاتھوں سے اسے چھوتے اس کی سانسیں پھر سے پھلا گیا جبکہ ہانیہ تڑپتے محلی۔ ایرٹیاں بیڈ پر رگڑیں۔ تب جا کر رومان کو اس پر رحم آیا۔

تم مجھے بہکار ہی ہو۔ یہ ریشم کا نرم و نازک سا وجود۔ سب کچھ ہی۔ "اس کی" تھا تڑپا نگلی سے لکیریں کھینچتے اسے خود میں چھپنے ہر مجبور کر دیا۔

انچھینا فضول ہے۔ آج تو بالکل بھی نہیں۔ "کہتے وہ ہھر سے اس کے وجود"
کو خود میں سمو گیا۔ ہانیہ سوائے تڑپنے کے اور کچھ نہیں کر سکی۔

وہ کھل کر مزاحمت بھی نہیں کر پار ہی تھی۔ اس کی دونوں کلائیاں رومان کے
قبضے میں تھیں جو یقیناً اس پر رحم کھانے کے موڈ میں تو نہیں تھا۔ اور یہ وہ بھی
سمجھ چکی تھی۔

وہیں جلتی روشنیاں بھی ان کے ملاپ سے شرمارہی تھیں مگر رومان بے
شرمی کی اعلیٰ مثال بنے اسے ان جلتی روشنیوں میں نظر بھر کر دیکھتے تڑپا رہا
تھا۔

اس کے وجود کے انگ انگ کو چھوتے مسرور ہو رہا تھا اس کے وجود کی
رازوں کو جاننے مزید اسے بے بس کر رہا تھا۔ اس کی بھاری سانسیں سنتے کسی
پسندیدہ گلوکار کو سننے جیسے پھول رہا تھا۔

اس کے وجود کے تلو پر انگلی پھیرتے انہیں محسوس کر رہا تھا جو چاند پر داغ
سے تھے مگر چاند کا داغ اتنا حسین نہیں تھا جتنے اس کی بیوی کے وجود کے

تل۔۔ اور اس بات کا اعتراف اس کے دل نے کیا تھا۔ وہ بھی پوری
رضامندی کے ساتھ۔

اور ابھی بھی ان تلوں کو چھوتے وہ اسے باور کروا رہا تھا کہ وہ ہر انداز سے
خوبصورت ہے۔ ہر رخ سے باکمال ہے۔ ہر تصور سے زیادہ دل موہنے والی
ہے۔ ہر مصور کے تصور سے زیادہ حسین ہے۔ دل کو بھانے والی ہے۔
ہانیہ سوائے ان سرگوشیاں پر تڑپتے اس میں چھپنے کی کوشش کرتے اور کچھ
نہیں کر پار ہی تھی مگر یہ سرگوشیاں اس کے وجود کو مسرور کر رہی تھیں جیسے
نئے کھلتی کھلی مسرور ہو بلکل ویسے ہی۔

اور اس نئی کلی کو بھی رومان کی قرب نے کھلنے اور پھول بننے پر مجبور کر ہی دیا
تھا مگر اب وہ پھول بھی اپنی اس حالت پر خوش تھا مسکرا رہا تھا۔ اپنے جزبات
سے واقف ہو کر تڑپنے کے باوجود بھی خوش تھا۔

رومان کے نرم ہاتھوں کا نرم گرم سانس اسے بھی بہکا رہا تھا جو وہ محسوس
کرتے بہک بھی گئی تھی۔ اس کے سینے کو ہونٹوں سے چھوتے اس کی

سانسوں کو اپنی سانسوں میں اتارتے وہ گواہی دے رہی تھی وہ ہی نہیں بہکا وہ خود بھی بہک گئی ہے۔

جہاں رومان اس کی سانسیں پینا چھوڑتا وہ رومان کی سانسیں کھینچنا شروع کر دیتی۔ وہ اس طرح اس کے ساتھ دینا پر خوشی سے پھولتے اسے اپنے سینے ہر منتقل کر گیا۔ وہ تڑپی تو مگر دھیان نہیں دیا۔

اس کی شدتیں اب اسے بہکا چکی تھیں۔ اور اس بہک جانے کے بعد اس کی قربت کی تکلیف بھی اسے مزادے رہی تھی۔

رومان اپنے کندھوں پر ناخنوں کی ہلکی جلن محسوس کی۔

وہ اس کی شدتوں سے لڑتے اس کی کمرز خمی کرنا شروع کر چکی تھی۔ مگر یہ

جلن اسے مزادے رہی تھی جیسے رومان کی قربت ہانیہ کو سکون دے رہی

تھی۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے کے سکون میں ہی گم تھے۔ باقی سب

بھول چکے تھے۔ اور شاید بھولے ہی رہنا چاہتے تھے۔



ماضی:

موسیٰ اپنی برتھ ڈے کے اگلے دن ہی پری کے سکول ہو آیا۔ اس لڑکی کو ایکسیپل کرواتے بہانے دے کر جانی اور مامنہ کو سکول بدلوانے کا بھی کہہ دیا۔ جس پر عمل مومنہ نے انکھ بند کرتے کیا۔ اس کے لیے تو موسیٰ ہی پیر تھا جس کی بات ماننا اس کے حکم ماننا جتنا ضروری تھا۔

موسیٰ آج گھر ہی تھا ورنہ پہلے دو دن وہ کبھی کہیں نکل جاتا۔ لیل اس کے پاس آئی۔ وہ ابھی اٹھی تھی۔ الیگزینڈر کج شدتیں سہنے کے بعد وہ اکثر صبح لیٹ ہی اٹھتی۔۔

آج کوئی مصروفیات نہیں ملیں؟.. "وہ مسکرا دیا۔ لیل اس کے ساتھ بیٹھ " گئی۔

بس۔۔۔ "لیل نے اسے دیکھا۔"

سوری۔!... "وہ ہنس دیا۔ سر نیچے کو گرائے۔"

اس کی ضرورت نہیں رہی۔ "لیل کو برا لگا۔ وہ اپنی ہی اولاد کے حق میں"

بری ثابت ہوئی تھی۔

میری وجہ سے... "موسیٰ نے بات کاٹ دی۔"

شاپنگ کرنے چلیں؟؟؟ پھر مجھے واپس جانا ہے دو دن تک۔ "لیل نے اسے"

دیکھا۔ پہلی دفہ بغیر الیگزینڈر کی پرواہ کیے تیار ہو گئی۔

بس ڈرائیو کر لینا۔ باقی سب ٹھیک ہے۔ میں ڈرائیونگ نہیں کر پاؤں"

گیں.. "اس نے سر جھکاتے خم دیا۔ جیسے یہ بات قبول کر لی ہو۔

میری شال بھی لے آؤ پھر۔۔ "وہ ہنستے لیل کا گال چومتے اوپر شال لینے چلا"

گیا۔ لیل کی خراب صحت کے چلتے وہ بیمار رہی تھی۔ اور وہ بھی کافی دیر تک۔

بس اسی لیے سیڑھیاں اترنے سے پرہیز کرتی۔ ورنہ اس کی ٹانگوں میں درد

ہونے لگتا۔

چلیں اب؟.. "لیل اٹھ گئی۔ موسیٰ نے شال اس کے گرد اوڑھائی۔"

نوگارڈز۔۔ "موسیٰ انہیں گھورتے پیچھے آنے سے روکا وہ بھی پیچھے ہٹ گئے۔"

دہشت کے بغیر کوئی بات سنتا ہی نہیں.. "بڑبڑاتے گاڑی میں بیٹھا۔ لیل"

اس کی بات سنتے مسکرا دی۔

"پیارے سے بھی بات منوائی جاسکتی ہے۔"

صرف ان سے جواب سے محبت کرتے ہیں۔ "لیل اس بات سے اتفاق"

کیا۔ اور مزید بحث نہیں کی۔

تم بدل گئے ہو۔ "وہ مسکرایا۔ نظریں چاروں طرف تھیں۔"

وقت بھی تو بدل گیا ہے۔ "لیل نے اس کا سیڑنگ پر رکھا ہاتھ دیکھا۔ وہ"

بلکل سکندر کے ہاتھوں کی طرح تھے۔ سفید اور شفاف۔

کب ہو رہے ہیں تمہارے اے اولیولز کمپلیٹ؟.. "موسیٰ نے موڑ کاٹا۔"

ابھی بہت وقت ہے۔ آپ بتائیں؟ کافی پیسے گیس؟.. لیل مان گئی۔ وہ "پاس ہی کیفے کے سامنے گاڑی روکتے نیچے اترے۔ موسیٰ کی تیز نظریں اپنے پیچھے آتی گاڑی پر نہیں تھیں۔ وہ اسے نہیں دیکھ سکا۔

جس میں ایک بے ہوش لڑکی فرنٹ سیٹ پر پڑی تھی۔ وہ لڑکی جانی پہچانی تھی۔ اس کی بند دراز پلکیں اس وقت دنیا کو اپنی خوبصورتی نہیں دیکھا رہی تھیں۔

چلیں؟.. "موسیٰ کے دروازہ کھولنے پر وہ نیچے اتری۔" سکندر سے شادی کے بعد آج تک گاڑی کا دروازہ نہیں کھولا میں نے۔ آج تم نے بھی کھولنے نہیں دیا۔" وہ لیل کے ہم قدم تھا۔ اس بات پر فخر بنتا ہے ویسے۔ "لیل مسکرائی۔ ہلکا سا کھینچتے ڈوپٹہ سر پہ برابر کیا۔

وہ تور و زاول سے ہے۔ "موسیٰ نے لیل کے لیے کرسی پیش کی۔۔" وہ بیٹھ گئی۔

سکندر پر؟.. "پوچھتے خود بھی بیٹھا۔ ساتھ ہی ٹیبل پر پڑا مینیو دیکھنے لگا۔"
تم دونوں پر۔ "سراٹھاتے لیل کو دیکھا۔ پھر مسکراتے سر جھٹک گیا۔"
مسکرائے کیوں؟.. "موسیٰ نے سراٹھایا۔ ویٹر کو ہاتھ سے بلاتے کو لڈ کافی"
پر ہاتھ رکھتے انگلی سے دو کا اشارہ کیا۔ وہ یس سر کہتے چلا گیا۔ موسیٰ لیل کی
طرف پلٹا۔

وہیں لیل شیشے کے پار دیکھ رہی تھی۔ ایک آدمی کی بانہوں میں بے ہوش
پڑی لڑکی۔ ایک طرف کو ڈھلکا اس کا چہرہ۔ چہرے پے بکھرے سنہری
بال۔ اس کی سرخ و سفید رنگت۔۔ لیل اسے دیکھتی رہی یہاں تک کہ وہ
شخص اسے یوں اٹھائے ہی ہوٹل مینجمنٹ کی طرف چلا گیا۔ جہاں سے شاید
اسے اپنے کمرے کی چابی لینی تھی۔
کیا ہوا؟.. "لیل اس کی طرف پلٹی۔"

کچھ نہیں۔ "سر جھٹکتے اگنور کیا۔ یہاں ہر دوسرا شخص یوں ہی تھا۔ کسی بھی " لڑکی کے ساتھ رات گزارنے والیاں پھر کلب سے اپنی بے ہوش بیوی کو اٹھا کر لانے والا۔

مگر وہ لڑکی چھوٹی تھی۔ اس کے دل نے سرگوشی کی۔ وہ دل و دماغ میں اٹک گئی۔

یہاں گارڈز اور الیگزینڈر ہوتے تو وہ فوراً اسے کچھ بھی کرتے اس لڑکی کو بچانے کا کہہ لیتی مگر سامنے اس کا بیٹا تھا۔

موسیٰ!... "وہ ہمہ تن گوش تھا"

ایک دفہ چیک کر دو جو آدمی ابھی ایک بے ہوش لڑکی کو بانہوں میں لے کر " یہاں سے گیا ہے کیا وہ لڑکی اپنی مرضی سے گئی ہے یا اس شخص کی بیوی ہے۔ پلیز۔۔ اگر اس کے ساتھ زبردستی ہوتی ہوئی تو میں برداشت نہیں کر پاؤں گیں۔ "موسیٰ لیل کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

میں جاتا ہوں۔" کہتے اٹھا مگر رک گیا۔ لیل کو یوں چھوڑ کر بھی نہیں جاسکتا" تھا۔

میرے پاس پسٹل ہے۔ تم جاؤ۔" لیل نے پاؤں کی پنڈلی میں بندھی "پسٹل نکالتے دیکھائی۔ وہ مسکراتے نکل گیا۔ اپنی ماں کی حفاظت بندی پسند آئی تھی۔

وہ سیدھا ریسیپشنسٹ کے پاس آیا۔ گن دیکھاتے اس سے اس آدمی کے کمرے کی ڈوبلیٹ چابی لی۔ جو اس نے ڈرتے ایک سیکنڈ میں پکڑادی۔ اور اگلے ہی پل موسیٰ لفٹ میں تھا۔ دو منٹ کے اندر وہ اس کمرے کے باہر کھڑا تھا۔ ایک نظر کمرہ دیکھا۔ پھر وہیں چابی لاک میں گھماتے دروازہ کھول وہ اندر آیا۔ وہاں مکمل خاموشی تھی۔ ایسی آواز نہیں تھی جس سے سمجھ آتی کسی کے ساتھ زبردستی ہو رہی ہے۔ وہ پلٹنے لگا مگر رک گیا۔

پاس سے کہیں آواز ابھر رہی تھی۔ وہ آواز بھی اردو میں تھی۔ اگر کوئی اور زبان ہوتی تو وہ چلا جاتا مگر اب ٹھہر گیا۔ اسے سننے کے لیے۔

جی بوس کام ہو گیا۔ لڑکی کی صبح لاش ملے گی اس ڈاکٹر کو۔ اور پھر وہ "پچھتائے گا۔" اس نے ایک نظر پلٹتے بیڈ پر ہوش وہو اس سے بیگانہ لیٹی اس لڑکی کو دیکھا۔

جینز شرٹ میں سفید وجود دمک رہا تھا۔ سنہری بالوں نے چہرے کو چھپا رکھا تھا۔ آڑی ترچھ بیڈ پر وہ پڑی ہوئی تھی۔ موسیٰ گن تھا مے ہی آگے آیا۔ اس شخص کی باتیں سب ثابت کرنے کو کافی تھیں۔

یہ لڑکی کون ہے اور اپنا مقصد بتاؤ اسے یہاں لانے کا؟... "موسیٰ کی گن" اس کی طرف تھی۔ وہ ایک بچے کو دیکھ مسکرا دیا۔

بچے تمہارے کام کی چیز نہیں ہے۔ نکلو یہاں سے۔ "غصے سے پچکارتے وہ" اگے بڑھا تھا جب موسیٰ نے اس کے بالکل ساتھ پڑے گلدان کا نشانہ لیا جو ٹوٹ کر چکنا چور ہو گیا۔ جہاں اس شخص نے کانوں ہر ہاتھ رکھا وہیں اس لڑکی کے وجود میں بھی ہلچل ہوئی۔

ٹم اگر اسے یہاں سے لے بھی جاؤ تو وہ نہیں بچے گی۔ میں نہیں تو کوئی اور " اور وہ نہیں تو کوئی اور ہی سہی مگر اسے مرنا ہے۔ اسے مرنا ہی ہو گا۔ " موسیٰ اس کی بکو اس سنتے پاس فروٹ باسکٹ میں پڑا چاقو اٹھا کر سیدھا مارا۔ وہ اس شخص کی شاہ رگ میں جا لگا۔ وہ منہ کھولے ہی کچھے کو گرا جبکہ خون سارا اس پاس پھیلنے لگا۔ کچھ چھینٹے اس کے کپڑوں پر بھی گرے تھے مگر موسیٰ ان چھینٹوں سے بہت دور تھا۔

فالتو کی باتوں سے سخت نفرت ہے مجھے۔ آئندہ نہیں بھولو گے۔ " اس کے " مردہ وجود کو ایک نظر دیکھا۔ پھر پھلانگتے کمرے کے ایک طرف بیڈ پر پڑی اس لڑکی کو بانہوں میں اٹھائے وہ باہر نکلا۔ وہاں لگا کیمرہ دیکھا جیسے وہ جانے سے پہلے بیل گم سے ڈھک چکا تھا۔ اور جس میں نہ تو اس کا چہرہ واضح تھا نہ ہی شناخت۔ کوئی بھی اسے پہچان نہیں پاتا۔

اس لڑکی کو بانہوں میں اٹھایے ہی وہیں لیل کے پاس آیا جواب اس لڑکی کو نیم بے ہوشی کی حالت میں دیکھ جلدی سے اٹھی تھی۔۔

موسیٰ کیا ہوا اسے؟.. "انداز میں ڈرتھا۔ کچھ غلط ہو جانے کا جبکہ اس کا چہرہ"
ابھی تک ڈھکا ہوا تھا۔

کچھ نہیں ہوا اما۔ آپ گاڑی کی طرف چلیں۔ "کسی عملے نے موسیٰ کو"
روکنے کی کوشش نہیں کی۔ سب ہی اس کے ہاتھ میں پڑے بلیک کنگ کے
لاکٹ اور باہر کھڑی گاڑی کی دہشت میں تھے۔ جس پر بلیک کنگ کی مہر
تھی۔

موسیٰ اس لڑکی کو پچھلی سیٹ پر لیٹائے بغیر اس کا چہرہ دیکھے باہر پریشان"
کھڑی اپنی ماں کی طرف پلٹا۔

وہ ٹھیک ہے۔ بس بے ہوش ہے۔ ابھی سب ٹھیک ہو جائے گا۔ "لیل کو"
سینے سے لگایا جو اچانک سے بہت پریشان ہو چکی تھی۔ اس کے ہاتھ پاؤں
کپکپانے لگے تھے۔ اسے اپنا ماضی یاد آنے لگا تھا۔ موسیٰ کچھ نہیں جانتا تھا پھر

بھی اپنی ماں کی حالت دیکھ وہ تفتیش میں مبتلا ہوا تھا۔ آخر کسی کی تکلیف پر کوئی کیسے اتنا پریشان ہو سکتا تھا۔ جس سے آپ واقف بھی نہ ہوں۔

اما چلیں۔ پھر اسے چیک کرواتے ہیں۔ "موسیٰ کے دروازہ کھالنے پر وہ"

فرنٹ سیڈ پر بیٹھی۔ موسیٰ بھی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ احتیاط سے گاڑی چلاتے وہ دونوں پہلے کلینک آئے۔ جہاں پہلے تو اس لڑکی کو چیک کرنے لگے مگر اس کو ہوش میں اتے دیکھ وہ رک گئے۔ گاڑی میں بھی وہ اچانک ہوش میں آنے لگتی مگر پھر واپس سے انکھیں موند جاتی۔ اس لیے وہ دونوں پریشان نہیں ہوئے۔

وہ شک میں ہیں۔ آپ ان کا خیال رکھیں بس۔۔ "اس کی انکھیں کھولتے" چیک کرنی چاہیں جب وہ اٹھتے سائیڈ کو گئی۔ جیسے ڈر گئی ہو۔

موسیٰ ان کی دی دوائی لیتے اسے لیے گاڑی میں آیا۔ موسیٰ کے اگے چلنا کا اشارہ کرنے پر وہ چپ چاپ اس کے اگے چل دی۔ لیل بھی ان کے ساتھ ہی تھی

موسیٰ یہ جگہ؟.. "لیل نے اس گھر کو دیکھا۔"

میرا پارٹمنٹ ہے۔ اپ چلیں۔ "لیل نکلی۔ موسیٰ سے پہلے ہی لیل نے "اس لڑکی کے لیے دروازہ کھول دیا۔

موسیٰ کو جیلیسی سی ہوئی۔ وہ اس کی ماں تھی۔ اس لڑکی کے لیے دروازہ کھول رہی تھی۔

ان دونوں کو لیتے موسیٰ اندر آیا۔ لیل بھی اسے گھر نہیں لے جانا چاہتی تھی۔ الیگزینڈر کے سوال اسے تنگ کرتے۔ اور الیگزینڈر اس کے رونے سے تنگ پڑتا۔

اسے بٹھاتے موسیٰ ان کے لیے پانی لے آیا۔ وہ بیٹھی چاروں طرف حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

پانی!.. "وہ چپ چاپ گلاس تھام گئی۔ پیا بلکل بھی نہیں۔"

تم کون ہو؟.. "لیل اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ وہ پلٹی۔"

موسیٰ بھی ان دونوں کے سامنے بیٹھا۔ وہ اس لڑکی کو پی دیکھ رہا تھا۔

اتیت.. "لیل یہ ہی سمجھی یہ اس کا نام ہے۔"

گھر کہاں ہے؟؟ رہتی کہاں ہو؟؟.. "وہ ان کی بات نہیں سمجھی"

آخر موسیٰ نے لیل کی بات انگلش میں ہی دہرائی۔ جسے شاید وہ سمجھ گئی۔

کہیں نہیں۔ کوئی نہیں۔ "کہتے ہی وہ چہرہ چھپاتے رونے لگی۔ لیل نے"

پریشانی سے موسیٰ کو دیکھا۔ وہ خود پریشان ہوا تھا۔

لیل ابھی مزید کچھ پوچھتی جب الیگزینڈر کی کالز انا شروع ہوں گئیں۔ لیل

موسیٰ کو وہاں چھوڑے خود الیگزینڈر سے بات کرنے کو سائیڈ ہوئی۔

لیل کہاں ہیں آپ؟؟ موسیٰ کے ساتھ نکلیں ہیں؟.. "جھنجھلاہٹ سے"

بھری فکر سے پر آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

کافی پینے ائے ہیں۔ "الیگزینڈر ٹھنڈا پڑا"

کہاں ہیں بتائیں۔ میں بھی اتا ہوں۔ "لیل نے موسیٰ کو دیکھا سو چیں یہ"

تھیں سچ بتادے کہ نہیں۔

اس لڑکی کو دیکھا۔ وہ ڈری سہمی تھی۔ الیگزینڈر کی تفتیش سے وہ مزید ڈر جاتی۔ اور اس محل میں وہ ٹھیک بھی نہیں ہوتی۔ وہاں نارمل ماحول نہیں تھا۔ ہم بس گھر پہنچنے والے ہیں۔ تم رکو۔ موسیٰ سے رستہ پوچھ لو۔ "لیل نے" جلدی سے فون موسیٰ کو تھا دیا۔ وہ حیرت سے اپنی ماں کو دیکھنے لگا۔ دو منٹ میں گھر ہوں گیں۔ تب تک سکون سے بیٹھیں۔ چرا نہیں لی آپ" کی بیوی میں نے۔ "موسیٰ اپنے انداز سے اسے ٹھنڈا کرتے لیل کی طرف پلٹا۔ جو الیگزینڈر سے جھوٹ بولنے کا سوچ برا محسوس کر رہی تھی۔ اب اس جھوٹ کا مطلب؟.. "موسیٰ نے ماں کو دیکھا" میں اسے کنگ مینشن نہیں لے جانا چاہتی۔ "موسیٰ ان کی بات نہیں" سمجھا۔

تو یہ وہاں کیوں جائے گی۔ اپنے گھر جائے گی ناں۔ "موسیٰ کا دھیان اس" کے جھکے سر کی طرف تھا جو اس نے ایک دفہ بھی نہیں اٹھایا۔

موسیٰ ابھی تک اسے نہیں دیکھا تھا۔ پانی کا گلاس اٹھاتے بھی اس کا چہرہ جھکا ہوا تھا۔ موسیٰ تو اس پردے کو سمجھ نہیں پارہا تھا۔

موسیٰ ایسی حالت اپنوں کے چوٹ دینے کے باعث ہوتی ہے۔ "وہ جانتی" تھی۔ اس نے ایسی ہی ایک چوٹ سہی تھی۔

اب کیا چاہتی ہیں پھر آپ؟.. 'وہ ٹھنڈا ہوا۔"

تم اسے اپنے ساتھ لے جاؤ۔ کسی گرلز ہو سٹل میں ایڈمیشن کروادینا۔ اس" پر نظر رکھتے دھیان رکھ لینا۔ "موسیٰ نے دونوں ہاتھ اٹھائے۔

ادھر دیکھو تم!!.. ہو کون اور گھر کہاں ہے تمہارا۔ بتاؤ تمہیں میں وہاں"

چھوڑ کر اتنا ہوں۔۔ "موسیٰ انگلش میں دھاڑتے اس کا ہاتھ تھاما تھا جب اس نے ہاتھ چڑھاتے چہرہ اٹھایا۔ وہیں صوفے سے اٹھتی لیل کی نظر بھی اس کے چہرے پے پڑی۔ موسیٰ تو وہیں سٹل ہو گیا۔

لیل کی بھی یہی حالت تھی۔ وہیں وہ لڑکی ڈرتے اپنے گھٹنوں کے گرد بازو لپیٹتے ڈرتے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

ریڈ روز!.."پلٹتے لیل کو حیرت سے دیکھا جبکہ لیل کی آنکھوں میں بھی "وہی حیرت تھی

ہو بہو چہرہ۔ ویسے ہی ہونٹ، ویسے ہی عارض ویسے ہی نقش بس آنکھوں کا رنگ مختلف تھا۔ اس کی آنکھیں گہری کالی تھیں۔ اس کے بلیک جینز کی طرح کی کالیں۔۔۔

پلیزنو۔۔۔"کہتے وہ مزید صوفے میں گھسنے لگی جبکہ موسیٰ تو اب کچھ کرنے کی ہمت کھو چکا تھا۔

آرہے ہیں صبر کریں۔"الیگزینڈر کی بار بار کی کالز سے تنگ اتے کہتے "موبائل دور پٹختے لیل کو دیکھا جو اس لڑکی کو ہی حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ موسیٰ یہ کون ہے؟.."وہ کیا ہی جواب دیتا جب خود بھی نہیں جانتا تھا۔"تم یہاں ہی بیٹھو میں اتا ہوں۔"موسیٰ کو سوچنے کا وقت چاہیے تھا۔ لیل کا "ہاتھ تھا متے اسے باہر لے آیا۔

آپ بابا کے پاس جارہی ہیں۔ میں اس لڑکی کے پاس ہوں۔ اس کا خیال " رکھوں گا۔ آپ اس سے اب کل ملیں گیں۔ بلیک کنگ کو اس بارے میں علم نہ ہو۔ "موسیٰ اسے ہدایات بھی دے رہا تھا جبکہ وہ کھوئی سی تھی

جیسے ہی موسیٰ کی گاڑی رکی الیگزینڈر باہر نکل آیا۔ وہ گارڈن میں ہی تھا۔ ماما ٹھیک نہیں ہیں۔ رستے میں کسی لڑکی کے ریپ کیس کی نیوز سن لی ہے۔ " جزباتی ہو رہی ہیں۔ پلیز سنبھالیں۔ "موسیٰ ویسے ہی دماغ میں چلتی باتوں سے پکڑتے کسی بہانہ کو دے دیا جبکہ الیگزینڈر کو یہ واحد وجہ ہی ملی لیل کی اس افسردگی کی اور وہ جانتا تھا یہ بات کس قدر سچی ہو سکتی ہے۔

الیگزینڈر لیل کو تھا متے اندر لے گیا۔ اس کا ماتھا چومتے اس کو بہلانے لگا۔ جبکہ لیل کا دماغ اس لڑکی میں اٹکا تھا۔

الیگزینڈر اس کی حالت دیکھتے اسے انٹی ڈپریشنٹ ادویات کھلا دیں۔ جو اسے ڈاکٹر نے ایک عرصہ پہلے دی تھیں۔

جو کھاتے لیل کے دماغ کو سکون بھی آیا اور وہ نیند میں بھی اترنے لگی۔

الیکزینڈر اس کی حالت کو سوچتے ہی نیند میں اتر ا۔ وہ لیل کے متعلق بہت احتیاط کرنے لگا تھا اب۔ وجہ وہ اسے کھونا نہیں چاہتا تھا۔ کسی قیمت پر نہیں۔ موسیٰ جب واپس آیا وہ لڑکی ویسے ہی بیٹھی تھی۔ اس کے اتے ہی ڈرتے سیدھی ہوئی۔

تم ٹھیک ہو؟؟ کھانا پانی کچھ دوں؟.. "موسیٰ کا دل اچانک نرم ہو گیا۔ اس کا" چہرہ لیل سے ملتا تھا۔ اس کی ماں سے۔ ہو بہو اس کی کاپی۔ وہ سختی برت ہی نہیں سکتا تھا۔

اس نے بس ناں میں سر ہلایا۔

سوؤ گی؟.. "موسیٰ اس کا جواب سنے بغیر ایک کمرہ ٹھیک کرتے باہر آیا۔" تم اس کمرے میں لیٹ جاو۔ میں اس کمرے میں ہوں۔ کچھ بھی ہو مجھے بتا" دینا۔ "موسیٰ اسے اٹھایا۔ اسے خود ہی اس کمرے میں بیڈ پر لیٹاتے اس پر کبیل دیا جبکہ وہ چپ چاپ ویسی ہی رہی۔ جیسے کوئی چھوٹی بچی ہو۔ جیسے کسی چیز کا علم نہ ہو۔۔ جسے انگلی پکڑ کر ہر کام کروایا جاتا ہو۔

اس کے جاتے اس لڑکی نے انکھیں کھولیں۔ ان میں کچھ رنگ تھے۔ موسیٰ وہ نہیں دیکھ سکا۔ وہ ساتھ والے کمرے میں جا کر لیٹ گیا۔ اس کے حوالے سے باقی باتیں وہ اب صبح لیل سے کرتا۔

وہاں لیل ویسے ہی بے ہوش پڑی تھی۔

اور وہیں جو لیل نے صبح کہا وہ اسے ماننا ہی پڑا۔ لیل کی بات پر عمل کرتے اگلے دن وہ اس لڑکی کے فیک پاسپورٹ کے ساتھ عمان سے دور جا چکا تھا۔

وہیں وہ لڑکی ویسی ہی تھی جیسی پہلی رات کو تھی۔ موسیٰ اسے الگ رکھنے کے بجائے ایک اپارٹمنٹ لے لیا۔ اس کا ایڈمیشن بھی اپنے ساتھ ہی کر والیا۔ وہ جاتی تو صحیح مگر بغیر کچھ کہے سنے بیٹھی رہتی۔ موسیٰ کو بعض دفعہ حیرت ہوتی بیچ پر چلو گی؟.. "موسیٰ کی بات پر اس نے سراٹھایا۔ وہ بیٹھی دیوار پر لکر ہں" کھینچ رہی تھی۔

موسیٰ کے دوبار کہنے پر اٹھ گئی موسیٰ اسے اپنے ساتھ باہر لے آیا۔

یہ انج پہلی دفعہ وہ اسے اپنے ساتھ باہر لایا تھا

تم بول سکتی ہو؟.." چلتے چلتے پوچھا۔ دونوں کے پاؤں کو ٹھنڈا ٹھنڈا پانی چھو"
رہا تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں انہیں خوش آمدید کہہ رہی تھیں۔۔
یس۔۔" موسیٰ اسے حیرت سے دیکھا۔"

تو بولتی کیوں نہیں؟.." وہ سمجھ ہی تو نہیں سکا تھا"
کیونکہ کوئی مجھے سننا ہی نہیں چاہتا۔" اس نے بہت گہری بات کہی تھی۔"
موسیٰ اس کی گہرائی سمجھنے لگا۔

مگر میں تمہیں سننا چاہتا ہوں۔" کافی وقت گزر گیا۔ موسیٰ نے جواب "
دینے میں وقت لیا

موسیٰ کی نظریں اس کے سنہری بالوں کی طرف اٹھیں۔ وہ ہوا کی دوش پر لہرا
رہے تھے۔ اس وقت اس کی آنکھیں اسمانی تھیں۔ رنگ بدلتی وہ نظریں
بہت پیاری لگ رہی تھیں۔ موسیٰ کو ان کا بدلتا رنگ بہت پسند تھا۔
مگر وہ کبھی اس لڑکی کے سامنے اعتراف نہیں کر سکا۔۔

کچھ بولو!.." موسیٰ جیسے اسے سننا چاہتا تھا۔۔"

کیا؟.. "وہ فضول میں کیا بولتی۔"

کچھ بھی!.. "بات کو طول دی۔"

موسیٰ تم بہت اچھے ہو۔ "وہ مسکرا دیا۔ پاؤں سے پانی کو ٹھوکر ماری مگر وہ" مائع تھا۔

پھر تو تم بھی بہت پیاری ہو۔ "یہ تعریف اس کے لیے نہیں تھی۔ اس" چہرے کے لیے تھی جو لیل سے ملتا تھا۔

اور میری آنکھیں؟.. "موسیٰ نے ان آنکھوں میں دیکھا۔ وہ فوراً سے" نظریں پھیر گیا۔ ان میں دیکھنا والا ان نظروں میں ڈوبنے سے بچ نہیں پاتا۔ مگر وہ ان نظروں میں نہیں ڈوب سکتا تھا۔ نہیں۔ بلکل بھی نہیں۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو ان نظروں کے صدقے میں اپنی جان دیتا۔ "وہ" مسکرائی۔

یہ جھوٹ تھا۔ "موسیٰ نے اسے حیرت سے دیکھا۔ وہ آج پہلی دفعہ یوں بات" کر رہے تھے۔

تمہیں ایسا کیوں لگا؟.. "پوچھتے اب وہ واپسی کی طرف چل پڑے۔"

کیونکہ ان نظروں میں کسی اور کا عکس ہے۔ "اس کا نظریں چرانا وہ سمجھ گئی"

تھی۔۔

تمہارے بال سب سے الگ اور حسین ہیں۔ "اس نے بالوں میں ہاتھ"

پھیرا۔ ہوا سے ابھی تک وہ لہرا رہے تھے

اور تم اس دنیا میں سب سے حسین ہو۔ کردار نقوش اخلاق سب میں۔"

موسیٰ نے اسے مسکراتی نظروں سے دیکھا۔

کیونکہ تمہارے ساتھ ایسا ہوں۔ ورنہ بعض لوگ مجھے بد تمیز سمجھتے ہیں۔"

اور یہ سچ تھا۔

نظر اور نظریہ کا فرق ہے۔ "موسیٰ اس کے گاڑی میں بیٹھتے خود بھی اپنی"

سائیڈ آ بیٹھا۔

باتیں کرتی، ہنستی مسکراتی رہا کرو۔ آس پاس کی دنیا حسین لگنے لگتی ہے۔"

وہ سر جھکا گئی۔

موسیٰ جانتا تھا اس نے چہرہ کیوں جھکایا۔

جبکہ اس کا خیال تھا یہ اس نے اچھا کیا۔ اگر وہ اس چہرے میں گھکی سرخیاں دیکھ لیتا تو نظریں ہٹانا مشکل ہو جاتا۔ دل کی دنیا بدل جاتی جو وہ نہیں چاہتا تھا۔

تم سے ملنے تمہاری فیملی کیوں نہیں آتی؟.. "موسیٰ نے گھر کے سامنے" گاڑی روکی۔

بغیر جواب دیے وہ باہر نکلا۔ اس کے پیچھے ہی وہ بھی آگئی۔

موسیٰ ہال میں بیٹھا تھا۔ وہ بھی وہیں بیٹھ گئی۔

مجھے پیچھے آنے والوں سے نفرت ہے۔ محبتیں ہو یاں نفرتیں ہم قدم ہی"

اچھی لگتی ہیں۔ اور ہر روز دو گٹھنے میرا باپ مجھ سے رپورٹ لیتا ہے میری۔

ملنے کو اور کچھ ضروری نہیں۔ "موسیٰ کے لیے اب یہ عام سی بات تھی۔

اسے اکیلا رہنے کی عادت پڑ چکی تھی۔

تمہاری ماما!! وہ نہیں کرتیں کالز.. "وہ اب اصل بات پر آئی تھی۔"

تمہارا پوچھتی ہیں۔ "اسے جیسے یقین نہیں آیا۔"

وہ بہت نرم دل ہیں۔ "موسیٰ کو اپنی ماں کی یاد ستائی۔"

وہ اندھیری رات کے اس چاند کی طرح ہیں جو سب کو راستہ دیکھاتا ہے۔"

ان کی منزلیں اسان بناتا ہے۔ "اس کی باتیں بتا رہی تھیں اسے لیل سے
مُبت ہے۔"

میری بات ہو سکتی ہے ان سے؟.. "اور تبھی لیل کی کال آگئی۔ موسیٰ"
مسکراتے کال اٹینڈ کی۔

اج سکندر گھر نہیں لوٹے ابھی تک؟.. "پوچھتے فون کان سے لگایا۔"

نہیں۔ "اداسی سے جواب دیا۔"

ابھی بھی ٹین ایجر زوالی محبت گئی نہیں.. "چہرے پے مسکراہٹ تھی۔"

سکندر کبھی بوڑھا نہیں ہونے دے گا مجھے۔ "وہ اترائی۔"

آپ بوڑھی ہو بھی گئیں تو وہ محبت بوڑھی نہیں ہوگی جو آپ دونوں میں " ہے۔ "لیل کی اولاد بھی اس محبت سے واقف تھی۔ کیونکہ انہوں نے اس محبت کی مار سہی تھی۔۔

کبھی سوچتا ہوں بالکل آپ کے جیسی بیوی ڈھونڈو جو اتنی ہی محبت کرے۔ " اور میری عمر میں اضافہ ہوتا رہے۔ "وہ مسکرا دی۔

اس کے بارے میں کیا خیال ہے جو تمہارے پاس ہے۔ ہو بہو میرے " جیسی.. "موسیٰ نے اسے دیکھا جو اب صوفے پر بیٹھی ہونٹ چبا رہی تھی۔ اس نے فوراً اسے نظروں کا زاویہ بدل دیا۔

وہ لڑکی سرتاپا قیامت تھی۔ ایک اگ تھی اور ایسی اگ جلا کر خاک کر دیتی ہے جو وہ نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔

میرے حصے کی محبتیں جسے دینی ہیں وہ ابھی بہت چھوٹی ہے۔ "لیل اس " وقت نہیں سمجھی یہ کس کی بات ہو رہی ہے۔۔

اچھا کیسی ہے وہ؟.. "موسیٰ اب اسے نہیں دیکھا۔۔"

میرے ساتھ بیچ پر گئی تھی۔ باتس کیں۔ اب صوفے پر بیٹھی ہے۔۔۔"

کہتے زرا سی نظر گھمائی پھر موڑ لی۔

مجھ سے بات کرے گی؟.. "ایک امید سے پوچھا۔"

یہ بات کر لو۔ "موسیٰ موبائل ٹیبل پر رکھتے چلا گیا۔"

وہ ایک نظر اس کی پشت کو دیکھتے موبائل اٹھاتے کان سے لگ گئی۔

کیسی ہو؟.. "لیل اب انگلش میں ہی بات کی۔۔"

".. ٹھیک۔ آپ کیسی ہیں؟"

میں بھی ٹھیک۔ "لیل کے پاس پوچھنے کو کچھ نہیں بچا۔"

موسیٰ تنگ تو نہیں کرتا؟.. "یوں ہی پوچھ لیا جبکہ جواب جانتی تھی"

نہیں۔۔ "فور آسے جواب آیا۔"

ایک بات پوچھوں؟.. "لیل نے اجازت دے دی۔۔"

میں آپ سے کیوں ملتی ہوں؟ ہم دونوں کے چہرے، الفاظ سب اتنا میل"

کیوں کھاتا ہے؟.. "وہ الجھی ہوئی ہو جیسے۔"

میں خود سوچتی ہو۔ مگر جان نہیں سکی۔ "لیل کے جواب نے اسے بے چین کیا۔"

کیا دلوں کی محبت چہروں میں نظر آتی ہے؟.. "لیل کو سوال پوچھنے کی تک نہیں سمجھ آئی۔"

ہاں اتی ہے۔ "اور وہیں باہر الیگزینڈر کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا"

سکندر آگیا ہے۔ میں پھر بات کرو گیں۔ اللہ حافظ۔ "اس نے کال کاٹ"

دی۔ اس لڑکی نے ایک نظر موبائل کو دیکھا

تبھی ایک کمرے سے موسیٰ برآمد ہوا۔

کچھ کھاؤ گی؟.. "اس نے ناں میں سر ہلایا۔ فون ٹیبل پر رکھ دیا۔"

سکندر آگئے ہوں گیں؟. "انداز بتانے والا تھا یا سوالیہ۔ وہ سمجھ نہیں سکی"

مگر گردن ہاں میں ہلا دی۔

تم کھانا بہت کم کھاتی ہو؟.. "پوچھتے وہ خود پزا کھا رہا تھا جواتے ہوئے آرڈر"

کر کے آیا تھا۔

مجھے بھوک نہیں لگتی۔ "موسیٰ نے کندھے اچکا دیے۔"

مرضی ہے تمہاری۔ "وہ بھرپور انصاف کر رہا تھا اپنے پزا کے ساتھ۔۔"

اگر یہاں پری ہوتی تو پزا دیکھ اس نے ٹوٹ پڑنا تھا۔ گرم گرم پزا تو اس کی

جان ہے۔ "مسکراتے کہا۔ جبکہ وہ موسیٰ کو دیکھنے لگی

پری کون؟.. "موسیٰ بائیٹ لیتے اسے دیکھا۔"

جس کا عکس میری نظروں میں ہے۔ "اس کی نظروں میں جیسے جلن سی"

ابھری۔ جیسے یہ جواب پسند نہ آیا ہو۔۔

اور اس کی نظروں میں کس کا عکس ہے؟.. "موسیٰ کو اس کا سوال پسند نہیں

آیا۔

اس کی زندگی میں اسے تک صرف میں ہی ہوں۔ نظروں کے عکس"

بدلنے میں وقت نہیں لگتا۔ "وہ کہنا چاہتی تھی پھر تم اپنی نظروں کا عکس بدل

لو مگر کہہ نہیں سکی۔

وہ اٹھتے سونے چلی گئی۔ موسیٰ بھی کچھ دیر بعد اٹھ گیا۔۔

اسے بھی صبح یونیورسٹی جانا تھا۔ وہیں وہ لڑکی اپنے بستر پر پڑی نیند میں گم تھی۔

^^^

وہ لڑکی کہاں ہے؟.. "وہ اپنے سامنے کھڑے حیوان کو دیکھ کا نپا"
جوزف میں!.. "اس کے جواب سے پہلے ہی ایک خالی واٹن کی بوتل اس کے سر میں توڑ دی گئی۔ وہ چیخ اٹھا۔

وہ میری سالوں کی محنت ہے۔ تم نے ایک جھٹکے سے گنوا دی۔ "پوچھتے اس"
کابس نہیں چل رہا تھا اس کی جان لے لے
وہ لڑکی اس لیے نہیں سوئی تھی تمہیں!.. 'ہر بات کے ساتھ اس کے سر'
پے شیشے کی بوتل توڑی جاتی۔ اس کے سر سے خون نکلنے لگا تھا جو اس کی گردن سے اندر بہہ رہا تھا۔

جب تک وہ نہیں ملے گی تم یہاں ہی مرو گے۔ "نعمان اس کی حیوانیت کا"
سوچ لرزا۔

وہ مطمئن تھا۔ اچھا ہوا وہ لڑکی بھاگ گئی ورنہ یہ حیوان ڈاکڑ اس کی جان لے لیتا۔ عینا بھی یہاں نہیں تھی۔ وہ اب ٹھیک تھی اس کی محبت نے اسے پہلے جیسا تندرست کر دیا تھا۔

اس کو اپنی بیوی کی یاد ستائی مگر اس قید میں وہ اس سے نہیں مل سکتا تھا۔ وہ اسے سوچتے ہی سر میں لگنے والی پے در پے بوتلوں سے بے ہوش ہو گیا۔ وہیں وہ ڈاکڑ اب اپنے کیبن کی ہر چیز تہنہ نہس نہس کر چکا تھا مگر اس کو چین نہیں پڑ رہا تھا۔ جس کہ وجہ بس وہ لڑکی تھی۔ اس کی تخلیق تھی جو اس سے دور ہو چکی تھی۔

^^^

وہ دونوں اگلے دن یونیورسٹی کے لیے نکلے۔ شان اور منسا بھی اسی جگہ تھے مگر وہ ان سے کبھی نہیں ملا۔ اسے میل ملاپ بڑھانا پاند نہیں تھا۔

وہ دونوں جارہے تھے جب موسیٰ کو گڑ بڑ کا احساس ہوا۔ وہ پلٹا۔ کوئی بندوق کا نشانہ ان کی طرف لیے کھڑا تھا۔ موسیٰ جلدی سے اس لڑکی کا بازو پکڑتے اسے کھینچا۔

وہ پاس سے گزرتی لڑکی کے بازو میں لگ گئی۔ ہر طرف افراتفری مچ گئی۔ موسیٰ بھی اسے سب کی نظروں سے بچاتے وہاں سے لے گیا۔ وہ دونوں پیدل ہی نکلے تھے۔ اب موسیٰ کو اس شخص کی بات یاد آئی جو اس نے کہی تھی مطلب اور بھی لوگ اس لڑکی کو مارنے کے پیچھے تھے۔ وہ کہیں جانے کے بجائے گھر واپس لوٹ آئے۔ وہ لڑکی پھر ڈر چکی تھی۔ موسیٰ اسے مخاطب نہیں کیا۔ اسے کمرے میں لیٹاتے وہ خود لیل سے بات کرنے لگا۔

ماما وہ لوگ اسے مارے بغیر چین نہیں لیں گیں۔ "اس کے لہجے میں بے" بسی تھی۔

اب تم کیا چاہتے ہو؟؟ الیگزینڈر کو سب بتادوں؟.. "لیل یہ حل نہیں" چاہتی تھی۔

مجھے بندوق اٹھانے دیں۔ "لیل کی نظروں میں نمی چمکی"

اپنے کہا تھا اس لیے میں نے کبھی کسی پر گولی نہیں چلائی۔ کسی انسان ہر
نہیں۔ "وہ یہ بتانا بھول گیا گولی نہیں چلائی بس چاقو چلائیے ہیں۔ وہ بھی
خوشی سے۔

موسیٰ یہ مشکل ہے۔ "اس کی آواز نم تھی۔"

پھر اس لڑکی کا سوچ لیں۔۔ "لیل نے انکھیں بند کرتے کھولیں۔ خود پر
گزری وہ راتیں ہاد کیں۔

اجازت ہے۔ بس کسی مجبور پر ہاتھ مت اٹھانا۔ "موسیٰ نے یس ماما کہا ساتھ
وعدہ بھی دیا جبکہ چہرے پے مسکراہٹ رقصاں تھیں۔ جیسے مراد برائی
ہو۔۔



اگلے دو گھنٹے میں سب تک منسا کی رخصتی کی خبر پہنچ چکی تھی۔ خیام کو اس کا الگ دھچکا لگا۔ وہ تو پریشان ہی ہو گیا۔ رومان کو بھولے وہ سیدھا ان کے گھر ہی آگیا۔

رومان اور ہانیہ کو انہوں نے بلایا بھی نہیں جو اپنی ہی من مانیوں میں مگن تھے۔

خیام اور انعم پریشانی سے بیٹھے ہیر کی بات سن رہے تھے۔ جبکہ خیام کو اس کی یہ حرکت بالکل بھی پسند نہیں آئی تھی۔ وہ چاہتا تھا منسا کہیں نہیں جائے مگر ہیر کی ضد سے کون واقف نہیں تھا۔

جانی اور مومنہ بھی ہارون اور حیا کے ساتھ آگئے۔ یہ الگ بات تھی حیا صرف الیگزینڈر کا سنتے یہاں آئی تھی۔ اسے بس اتنا بتایا گیا تھا وہاں اس کی ملاقات الیگزینڈر سے ہوگی جبکہ الیگزینڈر یہاں کہیں نہیں تھا۔ وہ ایک طرف

ہاتھوں پر تھوڑی ٹکائے الیگزینڈر کا انتظار کرنے لگی جبکہ ہارون کو ناجانے
کیوں غصہ آرہا تھا۔

وہ اس لڑکی کو روتے دیکھنا چاہتا تھا۔ یوں ہنستے مسکراتے اپنی زندگی میں خوش
نہیں۔ وہ جو چہچہاتے خیام کو لہنگا دیکھا رہی تھی وہ پاگل ہی تو ہو رہا تھا۔
منسا!.. "عمر کے آواز دینے پر وہ انکھیں میچتے پلٹی۔۔"

جی بابا۔۔ "عمر اس کے پاس آیا۔۔"

اس کے کندھوں کے گرد ہاتھ پھیلاتے اسے سینے سے لگایا۔

تیار ہو جاؤ۔ نکاح دوبارہ ہو گا۔ "وہ سفید خوبصورت سالہنگا لیتے اوپر چلی"
گئی۔ ہیر بھی اس کے ساتھ ہی تھی۔ انعم کو بھی دعوت دی جو اس نے قبول
لی۔ مومنہ حیا کے ساتھ تھی۔

ماما یار ناراضگی چھوڑ دیں۔ "منسا ماں کے سینے سے لگی۔ وہ دونوں کمرے میں"
تھے۔ انعم ان کو دیکھ مسکراتے وہیں ایک طرف بیٹھ گئی۔

کیا ہوا؟؟ اب تو دلہا تمہاری پسند کا ہے "ہیر اس کی آنکھوں کا درد نہیں سمجھ سکی۔ اس نے آنکھیں جھپکتے آنسوؤں بہنے سے روکے۔

کیسے بتاتی جسے وہ پسند کرتی ہے۔ جس کی وہ دلہن بننا چاہتی ہے اس کی دلہن نیچے بیٹھی ہے۔ اس کے ساتھ۔ سب سے نظریں چراتے کبھی ایک نظر اس پر ڈالتی۔ اس سے پیچ کرتے کپڑے پہننے والی۔ جہاں اس نے ہونا تھا وہاں اب کوئی اور تھی۔ وہ تو ناجانے کہاں آگئی تھی۔

منسا کیا کوئی بات ہے جس کا مجھے علم نہیں؟..." ہیر کا انداز محتاط تھا۔ "نہیں ماما۔ وہ بس اپ سے جدا ہونے کا سوچ۔۔" بات مکمل نہیں ہو سکی۔ "گلے میں آنسوؤں کے گولے اٹکے۔ وہ ہیر کے گلے لگتے رونے لگی۔ ہیر بھی اس کو تھپکتے چپ کروانے کی کوشش کرتی رہی۔ اس کی اپنی آنکھیں نم ہو گئیں۔ اپنی اولاد کے آنسوؤں دیکھنا مشکل تھے۔

ابھی تو تم چھوٹی سی تھی۔ عمر تو تمہیں خود سے دور نہیں کرتا تھا۔ اور اب تم "کتنی بڑی ہو گئی۔" بڑی وہ نہیں ہوئی تھی بس وقت نے بڑا کر دیا تھا۔

عمر کہتا تھا ہم گھر داماد رکھ لیں گیں۔ مگر تمہیں خود سے دور نہیں کریں۔"
گیں۔ "اس کا ماتھا چو مانسا کو مزید رونا یا۔ اپنی وجہ سے وہ ان سب سے دور ہو
رہی تھی۔

سوری ماما۔۔۔ "ہیر نے اس کا ماتھا چوما۔"

باتھ لے لو۔ وقت ہو چکا ہے۔ وہ اتنا ہو گا۔ "آخر میں لہجہ کڑوا ہوا۔ اسے شاید
وہ دلی طور پر پسند نہیں تھا۔

ماما احمد برا نہیں ہے۔ بس تھوڑا سا بڑا ہے۔ "انعم دھیان نہیں دے سکی
ورنہ اس نام پر ایک دفہ چونک ضرور جاتی۔

ہاں تھوڑا سا بڑا۔ پورے بتیس سال کا ہے وہ۔ ادھی بھی نہیں ہو تم اس
کے۔ "وہ شرم سے سر جھکا گئی۔۔

باتھ لے لو اب۔ "اسے ڈپٹ کر کہا۔ وہ سر ہلاتے چلی گئی۔ انعم اس کی
محبت پر مسکرا دی۔ وہیں منسا کی انکھیں پھر بھرا آئیں۔ باہر بیٹھا ہارون اور اس

کی بیوی یاد آئی تھی۔ اس وقت وہ اپنے شوہر کو بھول چکی تھی ورنہ یہ آنسوؤں
بہانے کی غلطی نہیں کرتی۔

ہیر منسا کی چیزیں پیک کرنے لگی۔ اس کا ہر جوڑا رکھتے اس کے دل کو کچھ
ہونے لگا۔ اس کی چھوٹی سے گڑیا ج اس سے دور ہو جاتی۔ دور تو پہلے بھی
تھی مگر یوں حق تو تھا مگر اب ہ بھی نہیں رہے گا۔

انعم اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے حوصلہ دیا۔ اس وقت اسے اپنے بیٹے کا
دور جانا یاد آ رہا تھا جو صبح ہوتے ہی نکل جاتا۔ اس کے دل پر جیسے برف سی
گرنے لگی مگر اس نے خود کو جھٹکتے ابھی ہیر کو تسلی دینا بہتر سمجھا۔ ویسے بھی
اسے ضرورت تھی۔

وہیں باہر عمران سب کے لیے کھانے کا بندوبست کیا۔ جانی اور خیام بھی اس
کی مدد کرنا چاہتے تھے مگر اس نے روک دیا۔ فرقان بھی نکل چکا تھا بس پیچ
جاتا۔ وہیں الیگزینڈر منسا کے لیے گفٹ لینے گیا تھا۔ لیل اس کے ساتھ ہی
تھی۔

وہ دونوں بھی کچھ ہی دیر میں آگئے۔ الیگزینڈر کو گھورتی لیل اور لیل کو پکارتا اس کا سکندر۔ جانی ان کو دیکھ مسکرا دیا۔ وہ دونوں اپس میں آج بھی بچے ہی تھے۔ عمر چاہے جتنی بھی ہو گئی ہو۔۔

کب آرہے ہیں آپ کے لارڈ صاحب؟... "جانی کو لڑلا سامنے دیکھنے کی" جلدی تھی۔

رستے میں ہیں۔ "عمر نے وارن کرتی نظروں سے کہا جبکہ وہ اگنور کر گیا۔" وہیں ہارون کو یہ سب ہی زہر لگ رہا تھا۔ مگر اس کی طرف کسی کا دھیان نہیں تھا۔

فرقان رومان اور ہانیہ کو یہاں نہ دیکھ یہ ہی سمجھا وہ اپنی بات پر پورا اتر رہے۔ شام کو ہی نکل گیا ہے۔ اس کے دل میں کچھ ٹھنڈک سی پڑی۔ ہانیہ کو یہاں نہیں رہنا چاہیے تھا۔ اس دنیا میں نہیں۔ بلکل بھی نہیں۔

الیگزینڈر ان سے ملتے وہیں بیٹھ گیا۔ وہیں لیل اوپر کمرے میں چلی گئی۔ وہ اس لڑکی کو نہیں دیکھ سکی جو الیگزینڈر کو دیکھ کھل اٹھی تھی۔ لیل کے جاتے

ہی الیگزینڈر اس لڑکی سے ملا۔ اس کی گال تھکتے اس کا حال پوچھا جو خوش تھی۔ چہرے پے مسکراہٹ تھی۔۔ وہ خوش ہوا۔ اس نے ٹھیک کیا تھا۔ وہ جانی کی فیملی میں ہی محفوظ تھی۔

اس لڑکی سے ہلکی پھلکی باتیں کرتے وہ اس کی روٹین پوچھنے لگا جو صرف گھر ہی رہتی تھی۔ کبھی باہر نہیں نکلی۔ وجہ اس کا ہارون سے دور بھاگنا تھا۔ وہیں الیگزینڈر ہارون سے بات کرنے کا سوچ چکا تھا۔ اس طرح تو وہ لڑکی ٹھیک نہیں ہوتی۔ کچھ تو کرنا ہی تھا اسے نارمل کرنے کے لیے۔۔

وہ اگیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ "عمر بیل ہونے پر اٹھا۔ اس سے پہلے وہ ایپس" میں باتوں میں مشغول تھے۔

اور دروزے پے وہ ہی تھے۔ عمران تینوں سے ملتے انہیں اندر لے آیا۔ ظہیر کی نظریں کسی اور کی ہی تلاش میں تھیں۔ وہیں سدرہ کچھ نروس ہو رہی تھیں۔ مگر شوہر کے ساتھ ہونے پر سکون میں آ گئیں۔

اجائیں۔۔۔" عمر کے سائیڈ ہونے پر باقی سب کی بھی نظر ان پر پڑی۔ خیام
انج سالوں بعد ہی وہ چہرہ اپنے سامنے دیکھ رہا تھا۔ وہیں خیام کو دیکھ وہ شخص
بھی ٹھہر گیا۔ ظہیر کو دیکھنے لگا جس نے انکھیں جھپکتے آگے چلنے کا کہا۔
ہیر یہ!.. "خیام اٹھتا جب ہیر نے روک دیا۔"

وہ میری بیٹی کا شوہر ہے خیام۔ "اس نے ایک ہی جملے میں سب باور کروا"
دیا۔ خیام ٹھنڈا ہو کر بیٹھ گیا۔
اب اسے انعم کی فکر ہوئی۔

ہیر انہیں کو لڈرنک دیتے سدرہ سے ہلکی پھلکی باتیں کیں جبکہ وہ پہلی ماں
دیکھ رہی تھی جس نے بیٹی کی رخصتی پر بھی جینز شرٹ پہن رکھی تھی۔
یہ ظہیر اور اس کی فیملی ہے۔ "اب خیام کا دھیان اس لڑکے پر گیا۔ زیادہ وہ"
نام پر چونکا تھا۔

عمر ہیر کو دیکھا جو ماحول کا تناؤ سمجھ چکی تھی۔

میں چاہتا تھا نکاح دوبارہ ہو جائے۔ سب کی موجودگی میں۔ "عمر نے اپنا"

مدعا پیش کیا جس پر ظہیر اور احد دونوں نے سوال نہیں اٹھایا۔

پھر کچھ ہی دیر میں مولوی آگیا۔ پہلے کمرے میں منسا سے پوچھ کر ائے۔ پھر باہر ائے ظہیر سے پوچھا۔ جس نے اسے قبول کیا تھا۔ انعم کمرے میں ہی تھی منسا کے ساتھ۔ اسے چھیڑتے اپنا غم بھول چکی تھی۔

دعما نگتے مولوی چلا گیا۔ احمد ذرا خاموش ہی بیٹھا تھا۔ ظہیر اس کی وجہ جانتا تھا۔ اس نے خیام کو دیکھا جو اسے پہچان چکا تھا مگر کچھ نہیں بول رہا تھا۔

ہیر یہ لڑکا منہا کے لیے بھی رشتہ لایا تھا۔ یہ مجھے دھوکہ دے چکا ہے۔"

اپنے نقلی ماں باپ کے ساتھ آکر۔ "خیام اسے خبردار کرنا چاہا۔

میں جانتی ہوں مگر اس وقت رخصتی ہونے دو۔ ہر بات کریں گیں۔ "ہیر"

اس کا ہاتھ تھپکتے اٹھ گئی۔ خیام نے پریشانی سے الیگزینڈر کو دیکھا۔ وہ اٹھتے

اس کے پاس آیا۔

خیام ہیر اور عمر اپنا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اب کچھ بھی ہو جائے وہ نہیں رکیں۔"
گیں۔ "خیام نے تیش سے ان دونوں کو دیکھا۔ اتنا سب کچھ جاننے کے
باوجود بھی وہ منع کر رہے تھے۔

مومنہ سدرہ سے بات کرنے لگی۔ وہ تو مومنہ کے ساتھ بیٹھی اس معصومہ
اور پیاری سی لڑکی کی دیوانی ہو گئی تھیں۔ ان کے چھونے سے پہلے ہی مومنہ
نے ان کو بتا دیا اسے فوبیا ہے۔ وہ بھی اوہ کہتے رک گئیں۔ پھر ویسے ہی اس کی
تعریف کرنے لگیں۔۔

عمر احمد سے بات کرنے لگا۔ جانی بھی مجبوراً حصہ لیا۔ خیام الیگزینڈر سے
کچھ بات کر رہا تھا۔ ہیر ویسے ہی اوپر تھی۔ ظہیر نے گلا کھنکھارتے عمر کی
دیکھا۔

مجھے اپنی بیوی سے ملنا تھا۔ "عمر نے اسے گھورا مگر اس کا مطالبہ نہیں بدلا۔"

سیڑھیاں چڑھتے تیسرا کمرہ ادائیں جانب۔ "وہ شکریہ کہتے اوپر چلا گیا۔ وہیں"
ہارون اس کی پشت کو گھورا جس سے وہ خوب مرد برداشت نہیں ہوا تھا۔ منسا
کا اس قدر بڑے مرد کے ساتھ رشتے کا سوچ مسکرا دیا۔ انداز تلخ تھا۔
وہ مجھے منسا سے بات کرنی تھی۔ رخصتی سے پہلے۔۔۔ "ہیر باہر ہی مل گئی"
تھی اسے۔

اسے ایک نظر گھورا۔ مگر پیچھے اتنی لیل کو دیکھ وہ رک گئی۔
اسلام و علیکم!۔۔۔ "جھکتے سلام کی۔ لیل نے مسکراتے اسے پیار دیا۔ وہیں"
ہیر سائیڈ پر کھڑی تھی۔

تو تم وہ خوش قسمت ہو جسے منسا سے نوازا گیا۔ "وہ مسکرا دیا۔"
خوش قسمت تو وہ ہوا جسے آپ سے نوازا گیا ہے۔ "لیل کے دونوں رخسار"
سرخ ہو گئے۔ وہیں ہیر مسکرا دی۔

اگر تو یہ تعریف اس لیے تھی میں منسا سے ملنے دوں گیں تو فضل ہے۔۔۔"
لیل اس کی بات سن لی تھی۔

مسز منسا سے ملنے کی اجازت درکار نہیں ہے مجھے۔ "لیل کو جواب پسند"
ایا۔

جاو مل لو۔ "لیل انعم کو بھی باہر بلا لیا۔ رومہ بھی اس کی دیکھا دیکھی نکل"
آئی مگر منسا کو چھیڑنا نہیں بھولی جو سرخ ہو گئی تھی۔
وہ سب ابھی وہیں کھڑی تھیں جب ظہیر اندر داخل ہوتے دروازہ اندر سے
لاک کیا۔ ان سب کے منے کھلے تھے۔ انعم نے ہیر کو داد دیتی نظروں سے
دیکھا۔

وہیں رومہ کھلکھلائی۔ لیل کے لیے کھڑا ہونا مشکل ہو گیا۔ ہیر ان کو گھورتے
اب نیچے چلنے کا کہا۔

عمر سوری۔ مگر مجھے انعم کو لے کر جانا ہو گا۔ "عمر نے انکھیں جھپکیں۔"
وہ ان سب کے ساتھ انعم کے نیچے اترتے ہی اسے سہیپیں لگ روم میں آنے
دیے بغیر ہی اسے لے کر وہاں سے باہر آیا

خیام ہم!.."خیام اسے خاموش کر وادیا۔ وہ منہ بناتے اس کے پیچھے ہی "آئی۔

میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا۔ "خیام بہانہ بنا" لیا۔ وہ انعم کو فکر مند نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ فوراً سے خیام کی طرف متوجہ ہوئی۔ وہ سب بھول گئی۔ منسا کی رخصتی سب کچھ ہی۔

خیام تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ ہم سیدھا گھر چلتے ہیں۔ تمہاری "دوائیاں گھر ہیں۔" انعم فکر مندی سے کہتے اس کا بازو تھاما۔

اسے گاڑی میں بٹھاتے خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی۔ خیام نے اسے ڈرائیونگ سیکھائی تھی۔ جو وہ اکثر کرتی رہتی تھی۔ مگر زیادہ نہیں۔

میں کرتا ہوں۔ "خیام اسے روکنا چاہا مگر وہ نہیں سن رہی تھی۔"

خیام کو چپ رہنے کا کہتے اس نے گاڑی میں چابی گھماتے سٹارٹ کی۔ خیام اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔

وہ تکلیف میں نہیں تھی۔ وہ کچھ نہیں جان سکی تھی۔ خیام نے شکر ادا کیا۔
اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلاتے وہ اسے ساتھ لگا گیا۔ وہ گاڑی ڈرائیو
کرتے اسے گھورنے لگی۔ خیام مسکرا دیا۔ وہیں انعم نے اسے گھورا
خیام نے اچانک اسے سیکنڈ مون جانے کا کہا۔ جہاں سے اب ان کا ڈنر کا ارادہ
تھا۔ انعم نے ممکن کو شش کی مگر خیام ڈنر کیے بغیر نہیں مانا۔
انعم نے گاڑی بھی کیفے کے سامنے روک دی۔ جہاں ان دونوں کو جانا تھا۔
وہاں اس وقت خاموشی تھی۔ وقت بہت زیادہ ہو چکا تھا۔ مگر خیام بھی ہلنے کو
تیار جو نہیں تھا۔

^^^

احمد یہ کیا!.." وہ اٹھتے اس کے پاس آئی۔ جو دروازہ لاک کر چکا تھا۔
کیا؟.." پلٹتے اسے دیکھا جو مکمل دلہن کے روپ میں اس کے روبرو تھی۔
وائیٹ کلر کے گرا گرے اور شارٹ کڑتی میں ننگے پاؤں میں وہ مزید اس کے
سینے سے نیچے جا رہی تھی۔ اس کے سامنے وہ بالکل چھوٹی سی تھی۔

میری دلہن!... "ظہیر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا۔ وہیں میری دلہن کے لفظ"
پر وہ شرمائی۔

احمد سب کیا سوچ رہے ہوں گیں۔ "کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اسے"
خیال آیا۔ تو فوراً بول اٹھی۔

یہ ہی تم نے ایک جوان مرد کو پاگل بنا دیا ہے۔ "ہاتھ بڑھاتے اسے مزید"
پاس کیا۔ وہ ظہیر کے سینے سے لگ گئی۔

روکیوں رہی تھی؟.. "اس کی آنکھیں دیکھیں جن میں ابھی بھی ہلکی نمی"
تھی۔

منسانے اسے دیکھا۔ پہلا خیال تھا وہ سچ چھپالے۔ کوئی بہانہ دے دے۔
مگر نہیں۔۔

اس نے سچ بتانے کا فیصلہ کیا۔

اس کی بیوی بہت پیاری ہے۔ "بغیر نام لیے بھی وہ بتاگی بات کس کی ہو"
رہی ہے۔

وہ تو میری بھی ہے اور اس سے زیادہ۔۔ "کہتے اس کے ہونٹ ہلکے سے"
چومے۔ وہ ظہیر کو دیکھتی رہی۔ یوں ہی۔۔

کیا تم نے دیکھا اسے؟.. "ہونٹ چباتے پوچھا۔"

مجھے ضرورت ہی نہیں محسوس ہوئی۔ مجھے اپنی بیوی دیکھنی تھی بس۔ "منسا"
اسے گھورا۔۔

پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو میں زیادہ خوبصورت ہوں؟.. "ظہیر نے انگھوٹے"
کے پریشر سے ہونٹ آزاد کروادیا تھا۔ وہ اب ابرواٹھائے اسے گھور رہی
تھی۔

جو نظروں میں بس جائے اس سے خوبصورت اور کوئی نہیں ہوتا۔ "کہتے"
اس کی کمر پر پکڑ سخت کرتے ایک ہاتھ اس کی گردن پے رکھا۔
اس کی فرمائش پر وہ مکمل پاکستانی دلہن کی طرح تیار ہوئی تھی۔ وہ عربی دلہن
نہیں چاہتا تھا۔ اسے اپنی بیوی ویسی ہی دیکھنی تھی جیسے وہ تھا۔۔

پھر تو اسے وہ زیادہ خوبصورت لگ رہی ہو گی۔ "ظہیر کے چہرے پر اب"
ذرا غصے بھرے تاثرات ابھرے۔ یقیناً وہ اس شخص کے متعلق باتوں سے
تنگ پڑ رہا تھا۔

تم اپنی بات کرو۔ کب سنار ہی ہو خوشخبری؟ جس طرح شدتیں اتاری ہیں"
امید تو مجھے دو تین دن تک کی ہے۔ "منسا کا رنگ اچانک ہی سرخ ٹماٹر ہو
گیا۔

اس کی دل کی دھڑکن بڑھ گئی۔ ظہیر کو گھورتے وہ اس کی پکڑ سے نکلتے دور جا
کھڑی ہوئی۔ اس کی حالت بری ہو گئی۔

کیا ہوا؟؟ اب بتاؤ؟.. "ظہیر اس کی طرف قدم بڑھائے۔"

اس کی حالت اسے مزادینے لگی تھی۔ درمیانی بٹن کھولتے اس نے کوٹ
اتارتے سائیڈ چیئر پر اچھے سے لٹکا دیا۔ منسا اسے شرٹ کے بٹن کھولتے دیکھ
لرزی۔

احمد نو!... "اس نے روکنا چاہا۔"

کیوں؟؟؟ صرف چند پل۔ پھر تو ویسے ہی مجھے کھلی چھوٹ مل جانی ہے۔۔۔"

منسا کا وجود لرزا۔ احمد اسے اٹھاتے لا کر بیڈ پر ڈالا تھا۔ وہ اس کے انداز سے

بہت ڈر چکی تھی۔ اور اس کا ڈر نا ظہیر کو اچھا لگ رہا تھا۔

منسا کو بیڈ پر بٹھاتے ظہیر وہیں بیٹھا۔۔۔ شرٹ لیس سینے اس کے سامنے تھا۔

سہ نظریں اٹھانے کے قابل تک نہیں رہی تھی۔۔۔

صرف تھی دیر کی قربت۔ بس۔۔۔ "کہتے ہی اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر"

وہ اسے پیچھے کو بیڈ پر گراتے اس پر سایہ کر گیا۔

منسا کے ہاتھ تڑپتے اس کے کندھوں کی طرف گئے۔

ظہیر اس کی سانسیں قید کر گیا۔ اس کے ہونٹوں کو پیاسوں کی طرح چھوتے

اسے تڑپنے پر مجبور کر گیا۔ اس کے پھولے ہونٹوں کی ریڈ لپ اسٹک اس کے

سارے چہرے کے گردن پھیل گئی۔

سیکنڈ کا کھیل تھا اور منسا کی حالت بگڑ گئی۔ جود وپٹہ سر پے سیٹ تھا اب

کندھوں سے پیچھے جا گرا تھا۔ چہرے کا سارا میک اپ خراب ہو گیا، جیولری

جو گردن میں تنگ سی تھی اب گلے میں جھول رہی تھی۔ سانسیں جو ہموار تھیں اب ان کی رفتار تیز ہو چکی تھی۔ منسا کی ہی نہیں ظہیر کی بھی حالت ٹھیک نہیں تھی۔

بس اس کے کندھوں پر جگہ جگہ نئے نشان پڑ چکے تھے۔ جن میں سے ہلکا خون رس رہا تھا۔ وہ منسا کے ناخنوں کے کاٹنے کی پرواہ کیے بغیر اس کی روح میں اتر رہا تھا۔

اس کی نیک بون پرداختوں سے ہلکا کاٹتے اس کی سانسیں ناہموار کرتے اس کے سوچوں سے ہر شخص نکال چکا تھا۔

وہیں منسانے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھتے نفی میں سر ہلایا۔ اس کی سانسیں پھول چکی تھیں۔ اس کا سارا ڈریس خراب ہو چکا تھا۔

کیا ہوا؟.. "منسانے اسے گھورا۔ وہ خود اپنی سانسیں ہموار کر رہی تھی۔"

ناجانے اس شخص میں ایسا کیا تھا وہ اس کی قربت کے لمحات میں سب بھول جاتی تھی۔ یاد رہتا تو صرف وہ اور اس کی گرم سانسیں۔ اس وقت بھی وہ

سب بھول چکی تھی۔ باہر سب کے ساتھ بیٹھے ہارون اور اس کی بیوی کو بھی۔۔

ہم واحد کیل ہے جو رخصتی سے پہلے گولڈن نائیٹ منا چکے ہیں۔ "منسا پہلے" ہی سرخ تھی مزید شرم سے لال لال ہو گئی۔

احمد نہیں کروناں پلیز۔۔۔ "اس قدر معصومیت سے کہا کہ وہ سب" بھلاتے پھر اس کے ہونٹوں پر جھک گیا۔ بس اس دفہ انداز میں نرمی تھی۔ آہستہ آہستہ سے اس کی سانسیں پیتے وہ اس کے دونوں ہاتھ بھی سرپے پن کر گیا۔

اس کی ڈھیلی پکڑ دیکھ منسانے اسے دور دھکے دیا۔ خود جلدی سے بیڈ سے اٹھتے دور کھڑی ہوئی۔ اس کا چہرہ سارا ظہیر کی شدتوں سے خراب ہو چکا تھا۔ پھیلی لپ اسٹک اور ہلکا بہتا کاجل۔۔۔۔

ڈوپٹہ جو صرف کندھوں پر پڑا تھا۔ شرٹ جو کندھوں سے سرک رہی تھی مگر شاید کسی پن کے سہارے ٹکی ہوئی تھی۔

تم بہت بے شرم ہو۔ بہت زیادہ۔ میں جا رہی ہوں باہر۔۔۔ "ظہیر بیڈ"
کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھے اس کی حرکتیں ہی ملاحظہ کر رہا تھا جو کندھے سے
شرٹ ٹھیک کرتے باہر جانے کے موڈ میں تھی۔ وہ چپ چاپ دیکھتا رہا۔
منسا دروازے کی طرف بڑھی تھی اس کی آواز سنائی دی۔۔
اس حالت میں جاؤ گی؟.. "منسا اس کی بات کو انور کرتے دروازہ کھولا۔"
وہیں سامنے کھڑے شخص کو وہاں دیکھ اسے یقین نہیں آیا۔ کیا وہ واقعی کھڑا
تھا یہاں۔۔۔

منسا اگر اس حالت میں کمرے سے باہر قدم رکھا تو بہت برا ہو گا۔ ابھی کل
کی اپنی حالت بھولی نہیں ہو گی تمہیں۔ "پچھے سے ظہیر کی آواز گونجی۔
ہارون کے چہرے پے ناگواری سی چھائی۔ اور منسا کو یہ تاثرات اچھے لگے۔
ایک بوڑھا ہی ملا تھا تمہیں شادی کرنے کو؟... "منسا کو اس کے لہجے میں"
جلن کا سا احساس ہوا۔ پلٹتے ظہیر کو دیکھا جو نظروں سے واپس بلارہا تھا۔ وہ
نہیں جانتا تھا وہ یہاں کیوں کھڑی ہے یاں دروازے پے کون ہے۔

اصل مرد ہے وہ۔ مگر تم نہیں سمجھ سکتے۔ میرے شوہر کو یہ برداشت بھی " نہیں تم میری سوچوں میں بھی آؤ۔ وہ مجھے خود میں اس قدر گم کر دینا چاہتا ہے میں تمہیں سوچوں بھی نا۔ " وہیں ظہیر ماتھے پر بل لیے اٹھے۔ وہ سمجھ چکا تھا منسا کے ساتھ کوئی کھڑا ہے۔

مائے وائف میں مزید انتظار نہیں کر سکتا۔ " ایک ہاتھ سانپ کی طرح اس " کے پیٹ کے گرد لپٹا اور ساتھ ہی ہونٹوں سے اس کی گردن پر جا بجا گیلا لمس چھوڑے جانے لگا۔ جہاں ہارون پہلے ہی منسا کی حالت دیکھ بگڑ رہا تھا اب ظہیر کی اس کے سامنے ایسی حرکتوں پر تپ ہی اٹھا تھا۔

ماموں نیچے بلارہے ہیں تم دونوں کو۔ " دانت پیستے کہا۔ ظہیر نے منسا کی " گردن سے ہونٹ ہٹائے جبکہ وہ انکھیں میچے پڑی تھی۔ ظہیر نے اس کی گردن کی پچھلی سائیڈ پر کاٹا تھا۔ وہ سسکی مشکل سے روکے تھی۔ اور وہ اچھے سے جانتی تھی یہ کاٹنا کیوں اہم سمجھا اس نے۔

تم نہیں بچے آپ۔ بڑا ہوں میں تم سے۔ اور اپنی بیوی کی عزت میں کمی میں " ویسے بھی برداشت نہیں کرتا۔ آئندہ یاد رکھنا۔ " اس کو سمجھاتے ساتھ ہی ہاتھ بڑھاتے دروازہ اس کے منہ پر بند کیا۔ وہیں منسا اس کے غصے کا سوچ اس کی گردن میں منہ چھپاتے اس کے سینے سے لگی۔

جانا نہیں ہے کیا؟ " وہ کچھ نہیں بولی۔ یوں ہی کھڑی رہی۔ "

ماما کو بھیجو تیاری کے لیے ساتھ کہ میرے ہاتھوں تیار ہونا ہے؟.. " ابرو " اٹھاتے ہونٹ دانتوں تلے دبائے پوچھا۔

منسا اس کے سینے پر مکہ مارتے واشروم میں چلی گئی۔ پیچھے وہ مسکراتے شرٹ اور کوٹ پہنتے یوں ہی بیٹھا تھا جب ہیر دروازے پے نمودار ہوئی۔

اس نے شکر ادا کیا اپنی حالت سنواری ورنہ اس کی ساس تو پہلے ہی اسے خاصا ڈراؤنا اثر دیتی تھی۔

منسا کہاں ہے؟.. " وہیں منسا پریشان سی واشروم میں کھڑی تھی۔ ہیر کی " آواز سنتے اسے ڈھارس ملی۔

واثر روم میں۔۔ "اشارے سے بتایا۔ ہیر اس کی طرف گھومی"

مل لیاناں۔ اب نیچے جاؤ۔ تمہارے ساتھ ہی جانا ہے اس نے۔ "کچھ سخت"

انداز تھا۔ وہ چپ چاپ اٹھتے چلا گیا۔ ہیر نے دروازہ ناک کیا جہاں سے منسا کی

پریشانی سے بھرپور آواز سنتے وہ بس مسکرا دی۔۔

کیسے سنبھالتی وہ سب؟ ابھی تو خود اسے سنبھالنے کے لیے کسی کہ ضرورت تھی۔۔

شادی کی پڑی تھی۔ اب وہاں کون سنبھالے گا تمہیں؟؟ یہاں تو عمر میں"

شان سب تھے۔ "اسے گھورا بھی ساتھ۔۔

احمد سنبھال لے گا۔ "لاپرواہی سے کہتے وہ اب اپنا میک اپ درست کر رہی"

تھی۔ وہیں ہیر اس کی لاپرواہی دیکھ بس ناں میں سر ہلایا۔۔

ظہیر نے دیکھا وہاں ساری جگہ فل تھی۔ وہ لیل کے ساتھ جا بیٹھا۔ الیگزینڈر

کال سننے باہر گیا تھا۔ ورنہ پہلے وہی اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ سب کی نظریں

اس کی طرف گھومیں۔ وہ سمجھ نہیں سکا مگر لیل مسکراتے سر نفی میں ہلایا۔ وہ
پُر سکون تو نہیں ہوا مگر بیٹھا رہا۔

لیل احمد کو یہاں دیکھ حیران تو ہوئی تھی مگر الیگزینڈر نے اسے بے فکر کر دیا۔
وہ سدرہ سے ملی تھی۔ وہیں وہ لیل کو بہت نرم نظروں سے دیکھ اس سے
ملے۔

یہ سب اتنے حیرانی سے کیوں دیکھ رہے ہیں مجھے؟... "اسے سمجھ نہ آیا تو"
دھیمے لہجے میں لیل سے ہی پوچھ لیا۔ وہیں اندر داخل ہوتے الیگزینڈر نے
اسے گھورا مگر وہ الیگزینڈر کو نہیں دیکھ رہا تھا۔

کیونکہ تم سکندر کی جگہ بیٹھے ہو۔ "وہ سمجھا نہیں۔"

یہ ان کی جگہ کیسے ہوئی؟.. "نا سمجھی سے پوچھا۔"

کیونکہ یہاں میری بیوی بیٹھی ہے۔ "جواب الیگزینڈر نے دیا۔ وہ سر"

اٹھاتے الیگزینڈر کو دیکھ بھی معاملہ نہیں سمجھا۔

سکندر وہاں کہیں بیٹھ جاؤ۔ بچہ ہے وہ کوئی بات نہیں۔ "الیکزینڈر نے اسے"
تیز نظروں سے دیکھا۔ وہیں لیل کی دوسری طرف بیٹھی رومہ اٹھ گئی۔
اپ یہاں بیٹھ جائیں الیکزینڈر۔ "لیل کی منت کرتی نظروں پر وہ وہیں"
بیٹھ گیا۔ رومہ کو فرقان نے چسیر لادی۔ وہ منسا کے لیے بھی چسیر لا رہا تھا۔
اس کے مطابق سجائی ہوئی چسیر۔۔۔

ویسے یہ آپ کے شوہر ہیں؟.. "لیل نے سرہاں میں ہلایا۔"
بوڑھے ہیں۔ آپ تو ابھی ٹین ایجر لڑکی لگتی ہیں۔ "لیل اس کے تبصرے پر"
کھلکھلا اٹھی۔ سب لیل کے قہقہہ لگانے پر اسے دیکھنے لگے جبکہ وہ ہنس رہی
تھی الیکزینڈر کو پہلی دفہ کسی اور نے بھی بوڑھا کہا۔

لیل سب کو دیکھ مسکراتی نظروں سے نفی میں سر ہلایا۔ الیکزینڈر کا ہاتھ اس
کے کندھے کے گرد آپڑا۔ وہ دیکھتی رہ گئی۔ اب وہ ظہیر کو گھور رہا تھا۔

مجھے اپنی بیوی سے فری ہونے والے لوگ پسند نہیں۔ "لیل نے الیگزینڈر کو گھورا وہیں حیا ان تینوں پر نظریں ٹکائے تھی۔ وہ دیکھ رہی تھی کیسے وہ لڑکا الیگزینڈر کو گھور رہا تھا۔

وہ مومنہ کے پاس سے اٹھتے الیگزینڈر اور اس لڑکے کے درمیان آنکھڑی ہوئی۔

You can't fought with my savior....

الیگزینڈر مسکراتے اسے کندھوں سے پکڑاتے ایک سائیڈ بیٹھایا وہیں لیل اب نا سمجھی سے الیگزینڈر کو دیکھ رہی تھی۔

یہ آپ کو چیٹ کر رہے ہیں۔ "اشارہ الیگزینڈر کی طرف تھا۔ لیل پورا اس کی طرف مڑی۔ الیگزینڈر اس لڑکی کو سنبھال رہا تھا۔ وہ نہیں کر سکتا۔ "انداز میں یقین تھا۔"

ایسا کیوں؟؟؟ "لیل سر ہلاتے مسکرا دی۔"

تم نہیں سمجھ سکتے۔ "وہ ٹھیک تھی۔ کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ کوئی بھی" نہیں۔۔

اگر انہوں نے چیٹ کیا تو!... "انداز جاننے والا تھا۔"

تو میں اس کی جان لے لوں گی۔ مگر وہ نہیں کرے گا۔ وہ میرا سکندر"

ہے۔" ظہیر کو یہ اعتماد اچھا لگا۔ اب وہ یہ اعتماد اپنی بیوی میں چاہتا تھا۔

بابا کہتے تھے آپ بہت غصے والی ہیں مگر مجھے تو نہیں لگیں کبھی۔ "لیل ہنستے"

دور بیٹھے احمد کو دیکھا۔ وہ اب بوڑھا ہو چکا تھا۔

اب میرا غصہ صرف الیگزینڈر کے لیے ہے۔ "دور بیٹھے الیگزینڈر کی"

نظریں اس سے ملیں۔ وہ مسکرایا۔ وہ بھی مسکرا دی۔۔

اور محبت؟... "اسے لیل سے باتیں کرنا اچھا لگ رہا تھا۔"

وہ صرف اپنے بچوں کے لیے۔ "وہ سمجھا نہیں۔"

"... اور الیگزینڈر کے لیے کیا ہے؟"

عشق... "وہ لیل کا جواب سنتے سامنے دیکھ سٹل ہو گیا۔ وہاں سے منسا اتر"
رہی تھی۔ اب اس نے سرخ رنگ کا جوڑا پہنا تھا۔ زیادہ بھاری نہیں تھا۔ بس
ہلکا سا کڑھائی کا کام ہوا تھا۔

منسا کو لا کر ایک صوفہ خالی صوفے اس پر بٹھایا گیا۔ اس نے چتیر کی طرف
اشارہ بھی کیا مگر ہیر نے سنی ہی نہیں۔

ہیر نے اسے بھی منسا کے ساتھ بیٹھنے کا کہا۔ جس پر عمل اس نے ایک ٹرانس
کی حالت میں کیا۔ منسا کے ساتھ بیٹھتے بغیر کسی کی پرواہ کیے اس کا ماتھا چوما
جبکہ وہ سب کے سامنے ایسی حرکتوں پر سرخ پڑی۔

وہیں ہارون کو پہلے ہی ظہیر سخت زہر لگ رہا تھا اب مزید غصہ آنے لگا۔ وہ تو
الیکزینڈر اور لیل کے پاس اسے مشکل سے برداشت کر رہا تھا۔

ظہیر احمد اب کچھ سوالوں کے جواب دو۔ "اس نے نا سمجھی سے پیر کو"
دیکھا۔ وہ ان دونوں کے پاس بیٹھی تھی۔

جی۔۔۔"اس نے حلق تر کیا۔ سچ بات تو یہ تھی اسے اپنی ساس سے ڈر لگتا"
تھا۔

تم شادی کے بعد یہاں ہی رہو گے؟.. "اس نے اپنے ماما بابا کو دیکھا۔"
نہیں۔ منسا میرے ساتھ پاکستان جائے گی۔ میں یہاں نہیں رہ سکتا۔ میرا"
پاکستان میں پورا بزنس سیٹ اپ ہے۔" وہیں عمر کے دل کی دھڑکن بڑھی۔
مگر بیٹی کو دیکھ رک گیا۔

وہ جہاں خوش رہے وہ اسے وہیں رہنے دیتا۔

اوکے مگر منسا کی سٹڈی؟.. "منسا جانتی تھی وہ اسے نہیں روکے گا۔"
میری اپنی یونیورسٹی ہے۔ میں انویسٹر ہوں اس میں ففٹی پر سنٹ۔ منسا کے"
لیے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔" یعنی وہ آزاد ہوگی اپنے فیصلوں میں۔۔
ظہیر احمد ولد سفیان اگر میری بیٹی کی آنکھوں میں ذرا بھی تکلیف سے"
بھرے آنسوؤں چمکے تو یاد رکھنا میں انسانوں کو بغیر آواز پیدا کیے مارنے کے

ہنر سے واقف ہوں۔" اسے وارن کرنا نہیں بھولی وہیں عمر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا جو سنجیدہ ہو رہی تھی۔۔

باقی سب نے منسا کو پیار دیتے اس کے لیے لائے گفٹس اسے دیے۔ احمد جو منہا کو دیکھنا چاہتا تھا اپنی خواہش دل میں ہی دبا گیا۔ یہ سب کام بھی مزید کچھ دیر چلے پھر انہیں وقت کا ہوش آیا تو سب کام ختم کرنے لگے۔ منسا کی رخصتی بھی تو کرنی تھی آج ہی۔۔



بابا ماما کے ساتھ گاڑی میں چلے جائیں۔ میں منسا کو لے آؤں گا۔" سدرہ نے "اسے گھورا۔ مگر وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتے مسکرا دیا تو وہ چلی گئی۔ احمد بھی اسے وقت پر واپس آنے کی ہدایات دیتے نکل گیا۔

منسا اپنے کمرے میں گئی تھی۔ اب نا جانے اس کا کیا کام تھا۔ ہیر کچن سے اس کے لیے کچھ لے کر جا رہی تھی۔ وہ بیٹھ گیا۔ الیگزینڈر اور لیل بھی یہاں ہی تھے۔

رومہ اور فرقان بس چلے گئے تھے۔ ان کا گھر ذرا دور تھا۔ الیگزینڈر اور عمر نے ہی انہیں بھیج دیا۔

کھاؤ اب یہ۔ اور گرم دودھ بھی پی لینا۔ "منسا نے برا منہ بناتے دودھ پیا۔" میں تمہارا بریف کیس نیچے چھوڑ آؤں۔ "ہیر اسے وہاں چھوڑ نیچے چلی گئی۔" وہیں عمر ظہیر کے ساتھ بریف کیس رکھوانے لگا۔ ہارون ان سے نظر بچاتے اوپر آیا۔ اسے بیٹھ کر سکون سے کھانا کھاتے دیکھ اسے نا جانے کیوں غصہ سا آ گیا۔

ویسے عجیب ہے ناں تمہارے ساتھ بھی۔ جو پہلے منہا کا شوہر بنے جا رہا تھا "اب تمہارا شوہر بن گیا۔" منسا نے اسے تیز نظروں سے دیکھا۔ اسے یہ فضولیات نہیں سننی تھیں۔

مجھے تمہاری بکو اس نہیں سننی۔ شکریہ۔۔ "منسا اس کے منہ سے ظہیر کے"
متعلق کچھ برا نہیں سننا چاہتی تھی۔

منہا کا تو بھائی بھی تھا وہ۔ منہا خیام ولد احمد ہی تو مکمل نام ہے اس کا۔ "منسا"
دودھ کا آخری سپ لیتے اٹھی۔
وہ سرتاپا قیامت تھی۔

ہارون نے اعتراف کیا وہ خوبصورت ہے۔ مگر اسے اس کی خوبصورتی سے
بھی چڑھتی۔ وہ بس اسے روتے دیکھنا چاہتا تھا۔ صرف روتے۔
اور میرے شوہر کا مکمل نام ظہیر احمد ولد سفیان ہے۔ اور مجھے اس وقت تم"
سے کی گئی محبت پر افسوس ہو رہا ہے جو ایک عورت کو خوش نہیں دیکھ پارہا۔
عورت بھی وہ جو کبھی اس سے محبت کی دعویٰ دار تھی۔ "منسا کی باتیں اسے
تازیا نے کی طرح لگیں۔

منسا آ بھی جاو۔ "ہیر کی آواز گونجی۔ وہ جو کچھ کہنے کو منہ کھولنے لگا تھا"
کنڑول کرتے سائیڈ ہو گیا۔

ہیرا سے لیتے نیچے گئی تو وہ بھی پیچھے ہی ہولیا۔

لیل اور الیگزینڈر سے ملتے وہ عمر کے سینے سے لگتے رونے لگی۔ جو اسے

خاموش کرواتے گاڑی میں بٹھا گیا۔ ہیرا اس کا ماتھا چومتے ظہیر کو پھر خبردار

کیا۔ جو ویسے ہی اس کی ہر بات ماننے کو تیار تھا۔

ظہیر تو اس کا رونا مشکل سے برداشت کر رہا تھا۔ وہیں اس کے جاتے ہی جانی

دروازے سے ہی اپنے بچوں کو لے کر چلا گیا۔ الیگزینڈر اور لیل اس کے

ساتھ واپس آئے۔

الیگزینڈر ہارون سے پھر بات کرنے کا سوچا۔ حیا کو پیار دیتے اسے بھیجا۔

پاکیٹ میں پڑی چاکلیٹ نکال کر اسے دی جو وہ تھام گئی۔ وہیں لیل کی تیز

نظریں اس پر ہی تھیں۔ وہ مسکرا دیا اپنی بیوی کی حرکت پر۔

کیا ہوا؟.. 'ظہیر نے گاڑی ڈرائیو کرتے اس کی طرف دیکھا۔ وہ ہونٹ"

دانتوں تلے دبائے جیسے درد ضبط کر رہی ہو۔

احمد!... "روتے کہا اور یہاں احمد کی بس ہوئی۔ گاڑی روکتے اسے گود میں " سمیٹا جو رونا شروع کر چکی تھی

کیا ہوا حیاتی!... "اس کی گال پر جا بجا بو سے دیتے اس کا چہرہ سامنے کیا۔۔" "مم مجھے درد ہو رہا ہے۔" ہچکی بھرتے بتایا جبکہ احمد نے اسے دیکھا جس کے " شدت سے رونے پر رنگ میں سرخیاں گھل چکی تھیں۔

میں گھر جا کر میڈیسن دوں گا۔ بس تھوڑی دور ہے گھر۔۔ "اس کا ارادہ " ویسے بھی گھر وقت پر جانے کا تھا۔

نو۔۔ "سر ہلاتے اس کی گردن سے سانسیں بھرنے لگی۔ اس کی گود میں " بالکل کسی بچے کی طرح بیٹھی تھی بس چہرہ سامنے کے بجائے اس کی طرف تھا۔

کیوں؟.. "اس نے گاڑی بھی سٹارٹ کر لی۔

ماما نے کہا تھا میڈیسن نہیں کھانی۔۔ "وہ سمجھا تو نہیں مگر سر ہلا گیا۔"

میں یہاں کاٹ لو؟... "وہ اس کی گردن اور کندھے کی درمیانی جگہ پر انگلی رکھے پوچھ رہی تھی۔ ساتھ سوں سوں بھی جاری تھی۔

کاٹ لو۔۔۔" ظہیر کی ابھی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی۔ جب وہ دانتوں سے پوری طاقت لگا کر وہاں کاٹنے لگی۔ اس قدر شدت سے کہ ظہیر بھی چیخ اٹھا۔ ایک ہاتھ اس کی کمر میں لپیٹتے اس کو ساتھ چپکایا جو شاید ماس کھانے کے ارادے سے کاٹ رہی تھی۔

منسا کے ہونٹوں اور گلے میں خون کا ذائقہ سا اتر ا مگر وہ پیچھے نہیں ہٹی۔۔۔ جنگلی بلی پہلی دفہ گوشت ملا ہے؟.. "اسے چھیڑتے پوچھا جو پیچھے ہی نہیں ہٹ رہی تھی

مجھ سے درد برداشت نہیں ہو رہا۔۔۔" بتاتے اب اس کی گردن کی دوسری سائیڈ کی طرف آئی۔ پہلی طرف تو اچھے خاصے نشان بن چکے تھے۔ پھر بغیر پوچھے ہی وہ ظہیر کے کندھے کے دوسری سائیڈ بھی ایسے ہی نشان بنا گئی۔ وہ پھر چیخ اٹھا مگر منسا نے بالکل پرواہ نہیں کی۔

وہ اس کے دانتوں کی چھبن پر سسکا۔ اب وہ گردن سے کندھے تک جگہ جگہ
کاٹ رہی تھی مگر وہ اسے روک نہیں رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا اسے کس چیز کا
درد ہے مگر اس کے کاٹنے کی شدت سے درد کی شدت کا اندازہ وہ لگا سکتا تھا۔
کبھی جنگلی بلی تو کبھی شیرنی!! آخر چکر کیا ہے ہوں؟.. "اس کی کمر سہلاتے"
پوچھا۔

اشارہ کبھی کمر پر ناخن مارنے اور اب کاٹنے کی طرف تھا۔ منسا اس کی گردن
میں منہ دیے ہلکا سا سسکی۔

کیا ہوا؟؟؟.. "منسا نے جواب نہیں دیا۔"

شرٹ اتار دوں۔ سینے ہر کاٹ لینا.. "وہ جواب دینے کے بجائے اس کی گود"
میں ہی سیدھی ہو کر بیٹھی۔

میرا بچہ بننے کی ضرورت نہیں۔ بچے مجھے ہر صورت چاہیے۔ تم میری بیوی"
ہی ہو۔ نہ تمہیں بے بی کہوں گا اور نہ ہی مانوں گا۔ "منسا اس کی بات پر دونوں
ہاتھوں سے اس کی داڑھی کھینچی۔

وہ اسے گھورنے لگا جواب اس کی داڑھی کے بالوں سے کھیل رہی تھی۔۔
تم میرا خیال بچوں کی طرح نہیں رکھو گے؟.. "ہونٹ دبائے پوچھا۔ ظہیر"
سامنے سے دھیان ہٹاتے اسے دیکھا۔۔

نہیں۔۔۔ "اسے جواب پسند نہیں آیا تھا۔ سر اٹھائے اسے منہ بناتے دیکھنا"
جاری رکھا۔۔

میں تمہارا خیال بیوی کی طرح رکھوں گا۔ بچوں اور بیوی میں زمین آسمان کا"
فرق ہے۔ بہت جلد سمجھا دوں گا تمہیں۔ "اس کے اٹھے سر کو تھامتے اس
کے ہونٹ چومے۔

وہ اپنا سر ظہیر کے سینے میں چھپا گئی۔ ظہیر بھی ایک ہاتھ اس کے گرد ڈالا۔
سونے کی غلطی مت کرنا۔ میں اٹھا دوں گا پھر۔۔۔ "اب گھر پاس ہی تھا۔"
وہ ظہیر کے سینے پر چٹکی کاٹتے پھر انکھیں موند گئی۔ ظہیر اسے گھورتے دو
منٹ بعد گاڑی روک دی۔

مجھے یوں ہی اٹھا کر لے جاو۔۔ "حکم دیتے انداز پر وہ مسکرا دیا۔"

پہلے ہی دن اپنی ساس کو ان سیکیور کرو گی تم تو۔ "اس کا حکم مانتے اسے گود"
میں اٹھائے باہر نکلا۔ وہ اس کا بے بی نہ ہو کر بھی بے بی جتنی ہی تھی۔۔۔
چھوٹی سی۔۔۔

ساس کے پاس اپنا شوہر ہے۔ تم زیادہ باتیں مت بناو۔ "اس کے ڈپٹے پر کمر"
پر رکھے ہاتھ پر پکڑ سخت کی۔ وہ انکھیں کھولتے اسے گھورنے لگی۔
اتنا رستہ نہیں ہے جتنا تم منہ بنا رہے ہو۔ نہیں اٹھا سکتے تھے تو اس وقت "
کیوں ہاں کی تھی۔ منع کر دیتے ناں۔ میں نے کون سا تمہارے سر پہ
بندوق رکھی تھی۔ یاں تمہارے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اغوا کرتے دھمکایا
تھا جو میری بات ماننا تمہاری مجبوری تھی۔ "ظہیر نے اس کی چلتی زبان
ملاحظہ کی۔

یہ زبان پہلے تو نہیں تھی۔ "وہ ابھی دروازے سے دور ہی کھڑے تھے۔"

جھوٹ مت بولو۔ تمہارے سامنے کتنی دفعہ بولی ہوں۔ اشاروں سے بات تو نہیں کرتی تھی تم سے۔ "ظہیر کو اس سے بحث کرنا سب سے بڑی غلطی لگی۔

اس زبان کی لمبائی کی بات کر رہا ہوں۔ "انداز جتنا تھا جبکہ وہ بھی منسا تھی۔" اپنے نام کی ایک۔۔۔

یہ پہلے بھی منہ کے اندر ہی رہتی تھی۔ اور اتنی ہی لمبی تھی۔ باہر کو تو نہیں گر رہی۔ "اس کی گود میں وہ اسے ہی گھور رہی تھی۔

یہ عورتیں اس طرح دھوکہ دیتی ہیں۔ شادی سے پہلے معصوم اور شادی کے بعد محلے کی پھپھو کی طرح چالاک اور ہوشیار۔ "بڑ بڑاتے اس کو یوں ہی اٹھائے آگے کو قدم بڑھائے۔

تم بات درمیان میں نہیں چھوڑ سکتے۔ "ساتھ ہی دہائی دی۔"

ابھی تو جو کام ادھورا چھوڑ دیا تھا تمہارے بابا کے گھر میں وہ پورا کرنا ہے۔۔۔"
منسا کی زبان کوتالے لگ گئے۔ جیسے سارے الفاظ ختم ہو گئے ہوں۔ وہ تو
دیکھتا رہ گیا۔

مسکراہٹ دبائی جواب چہرہ اس کے سینے میں چھپا چکی تھی۔ وہ مسکرا دیا۔
ویکم ہوم بیٹا۔۔۔" احمد اور سدرہ نے یک زبان کہا۔ وہ دونوں انہیں کے
انتظار میں تھے۔

منسا اب اس کی گود سے اترنا چاہا مگر وہ بھی پکڑ سخت کر گیا۔ اس نے بہت
معصوم منہ بنائے مگر کسی کام نہیں آئے۔

سدرہ مسکراہٹ دباتے دروازے کے دونوں طرف سرسوں کا تیل گرایا
پھر انہیں ال مدرانے کو رستہ دیا۔

چلے جاؤ اپنے کمرے میں۔۔۔" وہ مسکرا دیا۔۔۔"

منسا کو کمرے میں بیڈ پر بیٹھاتے وہ سیدھا ہوا۔

کھانا کھاو گی؟.. "منسا نے لب دبائے پہلے تو سوچا۔ پھر سرہاں میں ہل دیا۔"

کپڑے بدل لو پھر۔ یہ بھاری ہوں گیں۔ "منساو کے کہتی ظہیر کے کمرے"
میں لائے بریف کیس میں سے لانگ شرٹ اور ٹراؤزر پہنتے اس کے ساتھ
باہر آگئی

وہ کچھ نروس تو تھی مگر ظہیر کی فیملی نے الگ ثابت ہی نہیں ہونے دیا۔
انہوں نے بھی وہاں ٹھیک سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اسی لیے ظہیر نے اس
سے بھی پوچھ لیا۔ پھر کھانا آرڈر کرتے وہ ان کو بھی ڈائننگ ٹیبل پر بلا لیا۔
بیٹا اور لے لو۔ "منسا نے تو ہاتھ ہی کھڑے کر دیا۔"

نہیں ماما۔ یہ بہت ہو گیا۔ "ظہیر اس کے ماما کہنے پر خوش ہوا۔"
یہ بات وہ اس کے چہرے سے پڑھ سکتی تھی۔ حالانکہ یہ لفظ غیر ارادتا نکلا تھا۔
وہ اچانک یوں بول گئی جیسے سامنے ہیر ہو۔ مگر ظہیر کی مسکراہٹ دیکھتے وہ
سوچ چکی تھی وہ انہیں ماما باب ہی کہے گی۔

اچھا تو اور کچھ کھاؤ گی؟.. "انہوں نے بھی خوش دلی سے پوچھ لیا۔"

نہیں ماما۔ بس بہت ہو گیا۔ اپ بابا سے پوچھ لیں۔ کہیں وہ ناں برامان "
جائیں۔ "ظہیر اس کی مستی پر مسکرایا۔ وہیں احمد سدرہ کو گڑ بڑاتے دیکھ مسکرا
دیے۔

میرے بابا برا نہیں مانتے۔ "ظہیر نے انہیں ڈیفینڈ کیا۔ "
مگر میری ماما تو مان جاتی تھیں۔ جب بابا کھانے کے ٹیبل پر بار بار مجھ سے ہر "
ڈش کے بارے میں پوچھتے تھے۔ "وہ بھی کھل کر باتیں کرنے لگی۔
اور تمہارے بابا ڈشز کے بارے میں کیوں پوچھتے تھے؟.. "ظہیر ٹیبل پر "
کہنی ٹکاتے اس کی طرف رخ کیا۔

کیونکہ بابا کھانا بناتے ہیں تو پوچھنا تو تھا ہی کیسا بنا ہے۔ "ظہیر اس کی "
مسکراہٹ دیکھی جو شرارت سے بھرپور تھی۔
اور تم بابا اور ماما میں لڑائی کرواتی تھی۔ بیڈ گرل۔ "ظہیر اس کا ناک پکڑتے "
دبایا۔

منہا سے گھورتے اپنا ناک چھڑایا۔

ماما ویسے ہی لڑائی کرتی رہتی ہیں۔ انہیں کوئی بات نہیں چاہیے ہوتی۔ "یہ" بات تو ظہیر اچھے سے جان چکا تھا۔

جیسے تمہیں۔۔۔ "انگلی پھر اس کی طرف اٹھاتے اس کا ناک چھیڑا۔"

پروفیسر میں بول رہی ہوں اپنے ہاتھ پاس رکھو ورنہ یہاں لڑائی ہو جانی " ہے۔ وہ بھی پہلے ہی دن۔ "احمد اور سدرہ دلچسپی سے انہیں دیکھنے لگیں جو بچوں کی طرح جھگڑ رہے تھے۔ اس پاس کا ہوش تک بھلا چکے تھے۔

بے وقوف لڑکی یہ دن نہیں رات ہے۔ "اپنی بات پر خود ہی ہنسا۔ وہیں منسا" اس کا سر پھوڑنے کو کچھ ڈھونڈتی جب احمد درمیان میں کودے۔

بلکل ٹھیک۔ یہ رات ہے اور رات سونے کے لیے ہوتی ہے۔ تو شاہاش " ابھی اٹھو۔ "منسا ان کی بات پر ہتھیار ڈال دیے۔۔

بابا کو بھی نہیں معلوم رات سونے کے لیے نہیں اپنے ادھورے کام مکمل " کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ "اس کی طرف جھکتے سر گوشی کی۔

وہ سرخ پڑ گئی تھی۔ ساتھ ہی سر بھی جھک گیا

احمد اور سدرہ نے پھر ظہیر کو دیکھا۔ وہ کندھے اچکا گیا حالانکہ وہ دونوں جانتے تھے اس شیرنی کی زبان کوتالا اس نے لگوایا ہے۔

ان دونوں کو چھوڑ وہ چپ چاپ چلے گئے۔ ارادہ انہیں اکیلے میں وقت دینا کا ہی تھا۔

چلیں میری شیرنی کمرے میں؟.. "اس کی کرسی گھماتے اس کا رخ اپنی" طرف کیا۔ وہ خود کھڑا تھا۔

وہ مجھے کچھ بتانا تھا۔ "اس کے ہچکچانے پر ظہیر اس کی چمیر کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا۔ اس کے ہاتھ پکڑے جنہیں وہ موڑ رہی تھی۔

وہ!... "ایک لفظ کہتے پھر سر جھکا لیا۔ ظہیر انگلی اس کی تھوڑی کے نیچے" رکھتے اس کا چہرہ اٹھایا۔ وہ انکھیں ہی بند کر گئی۔ وہ اس گریز کا مطلب نہیں سمجھ پارہا تھا۔

منسانے اپنے ہاتھ اس سے چھڑائے۔ ابھی وہ کچھ کہتا جب وہ دونوں بازو اس کی گردن میں ڈال گئی۔ سر اس کی گردن اور کندھے میں چھپایا۔

میں ٹھیک نہیں ہوں۔ تم میرے پاس نہیں آ سکتے۔ "وہ اس کی بات نہیں سمجھا تھا۔"

اور کیسے پاس آتے ہیں۔ ہم دونوں پہلے بھی پاس ہی ہیں۔ "منسابے چارگی" سے منہ بنایا۔ وہ جوہر دوسری بات ذومعنی کرتا تھا اب اس کی باتوں کے مطلب نہیں سمجھ پارہا تھا۔

جتنا پاس تم انا چاہتے ہو اتنا پاس نہیں آ سکتے۔ "اور اس کی بات سمجھنے میں" اسے وقت لگا۔ جب سمجھائی مسکراتے اس کا چہرہ سینے سے نکالا۔ اتنا ٹینشن لینے والی کوئی بات نہیں۔ اٹس اوکے۔ نارمل ہے۔ "ظہیر اس" کے کندھے تھکے۔ وہیں اس کا نارمل جواب منسا کو سکون دے گیا۔ اسے تو ڈر تھا کہیں وہ ہاپرنہ ہو جائے۔

میں دودھ لاتا ہوں گرم گرم۔ وہ پینا آرام ملے گا۔ "اس کا ماتھا چومتے وہ چلا" گیا۔ منسا کچھ پل تو وہیں بیٹھی رہی پھر اس کے پیچھے جانے کو اٹھی مگر وہ پہلے ہی آگیا۔

کمرے میں چلتے ہیں۔ "ظہیر اس کا ہاتھ تھامتے اسے کمرے میں لے آیا۔"
اسے بیڈ پر بٹھاتے دودھ کا گلاس تھمایا۔

گرم گرم ہے۔ زیادہ گرم نہیں ہے۔ ایک ایک سپ لے کر پیو۔ اچھا لگے"
گا۔ "اب اس کے درد کی بھی سمجھ آرہی تھی۔ جو وہ گاڑی میں اس کے
دونوں کندھے اور گردن زخمی کر گئی۔

ظہیر کچھ دیر بعد باہر آیا۔ اس کے پاس بیڈ پر جگہ سنبھالی جواب سکون سے
بیٹھی تھی۔ اس کے سر اپنے کندھے پر رکھتے اس کے گرد بازو ڈالے۔
کیا یہ میری کل کی حرکت کی وجہ سے تھا؟.." کیا وہ اس قدر چھوٹی تھی۔"
اس کو گلٹ سا ہونے لگا۔ جب سے یہ خیال آرہے تھے وہ برا محسوس کر رہا
تھا۔

نہیں۔ پہلے بھی ہوتا ہے ایسے۔ بس پہلی دفعہ اتنی درد ہو رہی ہے۔ ماما نے کہا"
تھا شادی کے بعد ہوتی ہے۔ بس خیال رکھنا ہے اپنا۔ پھر ٹھیک ہو جائے
گی۔ "دھیمے لہجے میں بتایا۔

باہر لان میں جھگڑتی لڑکی تو جیسے کوئی اور تھی۔ اسے یقین نہیں آیا یہ اس کی شیرنی ہی ہے۔ اتنا دھیمہ لہجا۔

پہلے کون خیال رکھتا تھا؟.. "اس کا ماتھا چوما۔"

بابایاں پھر شان۔۔ "ظہیر مسکرا دیا۔ وہ واقعی بچی تھی۔ اسے بہت خیال رکھنا پڑنا تھا۔ مگر قبول تھا۔ اس کے لیے سب قبول تھا۔

ہاٹ واٹر باٹل لے آؤں؟.. "ایک ہاتھ سے اس کے پیٹ کے نچلے حصے کو دبانے لگا۔ اسے کچھ سکون مل رہا تھا ایسے۔۔

نہیں۔ ایسے اچھا لگ رہا ہے۔ "وہ مزید ظہیر کے ساتھ چپکی۔ ظہیر بھی نرمی سے دباتے اسے اپنی آغوش میں بھر گیا۔

اگر وہ اسے اپنی طلب کے لیے ساری رات جگا سکتا تھا تو اس کے درد کے وقت میں اس کے لیے بھی جاگ سکتا تھا۔

اگر وہ اپنی عمر میں چھوٹی ہونے کے باوجود اس کی شدتیں سہتے تڑپتے اس کی
بانہوں میں رات گزار سکتی تھی تو وہ بھی اس کے درد کے وقت میں اس کا
درد کم کرنے کی کچھ کوشش کر سکتا تھا۔

سو جاؤ۔۔ "ظہیر اس کی انکھیں چومیں۔ وہ ایک ہاتھ اس کے گلے میں"
ڈالتے اس کے ساتھ لگی ہی آنکھیں موند گئی۔ ظہیر اس کے سکون سے
سونے پر سکون ہوا۔ شاید اسی طرح اس کی تکلیف کم ہو جاتی۔
اس کے لیے ابھی یہ ہی اچھا تھا۔

^^^

کہاں جانا ہے اب؟... "وہ دونوں ہائیکنگ کر رہے تھے۔ شایان ایک جگہ"
رکتے ہانپنے لگا جبکہ منہا تجسس سے اگے کا پوچھ رہی تھی۔
بڑی میں ہوں۔ تھک تم رہے ہو۔ "اس کے پاس بیٹھتے اسے چھیڑا۔"
دونوں کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ دونوں نے فل بوڈی کوور سوٹ پہن رکھے
تھے۔ ہاتھوں پر گلوں اور چہرے پر ٹوپیاں۔۔۔

کیونکہ آج کل تمہیں میں نہیں تھکار ہا ورنہ تمہاری سانسیں تو اب تک "ناہموار ہو چکی ہوتیں۔" شایان کی طرف جھکی تھی وہ۔ شایان اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے مزید جھکالیا۔

وہ اس کی اس حرکت پر فوراً نروس ہوئی۔ وہیں شایان مسکراتے اسے مزید چھیڑنے لگا۔

ان ٹھنڈی وادیوں میں ایک دوسرے کے وجود میں اترنے کا مزالگ ہو "گا۔" منہا کارنگ پیلا پڑنا شروع ہو گیا۔ اس کی باتوں کو سوچتے ہی وہ نیلی پیلی ہونے لگی۔ وہیں شایان اس کی حالت دیکھتے چھوٹی سی گستاخی کی اور وہیں منہا میڈیم کا دل زوروں سے دھڑکنے باہر آنے کو بے تاب ہونے لگا۔

ون موور کس۔۔ "کہتے ہی دوسرا ہاتھ اس کے چہرے کے گرد رکھتے اس کے ہونٹوں پر جھکا۔ وہ سردی سے کپکپاتے اور سرد ہونٹوں کا لمس پاتے سسکی مگر جیسے ہی اس کے لمس میں گرمی بھرنے لگی منہا کی سانسیں تیز ہو گئیں۔۔

شایان اس کے ہونٹوں ہر ہلکا سا کاٹا۔ وہ سسکی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹ نیلے سے واپس سرخ ہو گئے۔ شایان اس کی حالت دیکھتے اسے اپنی جگہ پر بٹھاتے خود اٹھا۔

اب کون بوڑھا لگ رہا ہے تمہیں؟.. "پوچھتے خود بازو کھولتے ان سرد" ہواؤں کو اپنے وجود میں بھرا جو منہا کے وجود کی گرمی کم کرنے لگیں۔ تم چیئر ہو۔۔ "دہائی دی وہیں شایان نے اسے جن نظروں سے دیکھا وہ" شرم سے سر ہی جھکا گئی۔

چلیں مس جوان؟.. "اس کا ہاتھ پکڑتے کھینچتے اٹھایا۔ اسے چھیڑتے اس" کے ساتھ ہی پہاڑی کر اس کرتے اگلی پہاڑی کی طرف جانے لگا۔ وہاں زپ لائن لگی تھی۔ انہیں نیچے جانا تھا۔

ایسے آسانی ہوتی۔ واپس پہاڑی اترنا مشکل کام تھا۔ وہ دونوں ہی بہت خوش تھے۔ اپنی زندگی کے خوبصورت لمحات میں سے ایک یہ ٹرپ تھا۔ جس میں دونوں خوش تو تھے مگر کچھ خالی ہن ساتھ تھا۔ جو منہا سمجھ نہیں پار ہی

تھی۔ مگر ناجانے اچ کیوں یہ خالی پن سا بھرتا محسوس ہوا۔ وہ سمجھ نہیں پائی۔
مگر مسکراتے اس کے ساتھ اگلی پہاڑی پر جانے لگی۔

^^^

بیلا؟... "وہ جو اپنے دھیان کام کر رہی تھی چونکی۔"
جی؟.. "پری اس کے جی کو اگنور کرتے اس کے کندھے کے ساتھ لگتی باہر"
لان میں دیکھنے لگی۔

یہاں سے کاٹیج کتنی صاف نظر آتی ہے۔ اور حارث بھائی بھی۔ "بیلا"
نامحسوس سی لرزی۔

اس دن کے بعد اس کا سامنا نہیں ہوا تھا حارث سے۔ وہ اس کے سامنے آتی
ہی نہیں تھی۔ وہ اس کی ایک جھلک دیکھ کر ہی ر فو چکر ہو جاتی۔
کیا ہوا؟؟ آؤ میں حارث بولتی ہوں اچ ہمیں جنگل گھمانے لے کر جائے۔"
موسیٰ تو ناجانے کب آئے گا۔ "وہ اس کا ہاتھ پکڑتے اس کی سنے بغیر اسے
کھینچتے ساتھ باہر لے آئی۔

حارث؟... "وہ فوراً چونکا۔"

جی میم!... "وہ پہلی دفعہ اس سے یوں مخاطب ہوا تھا۔"

مجھے اور بیلا کو جنگل گھمانے لے کر جاو۔ "حارث نے سفید چھوٹے سے"

ہاتھ میں دبی وہ کلائی دیکھی۔ پھر سر جھکاتے جی کہا۔

پری خوشی سے اس کی کلائی چھوڑتے ہلکا سا اچھلی مگر حارث کے روکنے پر

شرمندہ سے ہنسی ہنستے پیچھے ہوئی۔

میں شوز پہن کر آئی "کہتے ہی وہ اندر کودوڑی۔ بیلا حارث کی نظروں سے"

ڈرتے وہیں کھڑی رہ گئی۔

وہ ایک نظر اندر جا چکی پری کودیکھ اس کی طرف بڑھا۔ ایک قدم کے فاصلے پر

رکتے اس کی تھوڑی تھماتے چہرہ اٹھایا۔

کہاں گھومنا ہے تمہیں؟.. "وہ انکھیں میچے لرزی۔ حارث کا انداز اور لمس"

دونوں بہت ٹھنڈا تھے۔

چپ چاپ جا کر کمرے میں لیٹ جاؤ۔ یہ ٹانگیں چلنے کے قابل نہیں۔"
چھوڑوں گا تمہاری ان فرمائشوں پر۔" وہ حلق تر کرتے آنکھیں زور سے میچ
گئی۔ حادثہ اس وقت ماضی کی بھول بھلیوں سے آزاد اسے دیکھ رہا تھا۔
اس کو ہلتے نہ دیکھ اس کی کمر پر ہاتھ رکھا۔ اس کے وجود پر جیسے کسی نے پانی
پھینک دیا۔ وہ پسینے میں نہا گئی۔ حادثہ اس کے کان کی طرف جھکا۔
وہاں ہونٹ بالکل اس کے کان پر رکھے۔

اگر سیر کا شوق ہے تو رات کو آنا تمہیں دوسری دنیا کی سیر کرواؤں گا۔"
بیلانے دیکھا۔ یہ ویسے ہی الفاظ تھے۔ اسی شخص کی جھلک تھی۔ اسی کے
ہونٹوں کے لمس سا تھا۔ اس کے لیے اگلی سانس مشکل ہو گئی۔
وہ سانس روکے وہیں جمی رہی۔ حادثہ اس کی کمر پر پکڑ سخت کرتے اس کے
کان سے نیچے گردن پر ہونٹ رکھے۔ وہاں زبان سے چھوتے گیلا لمس
چھوڑا۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اسے پوری وقت سے دھکے کتے اندر بھاگ
گئی۔

پیچھے حادثہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے کاٹیج میں چلا گیا۔ اب پری اور بیلا دونوں ہی کہیں نہیں جاتیں۔

بیلا دومانٹ میں بخار میں تپنے لگتی۔ پری اس کا خیال رکھتے جنگل گھومنے کو مکمل بھول جاتی۔ وہ وضو بناتے نفل ادا کرنے کا سوچنے لگا۔ یہ کام تو چلتے ہی رہنے تھے۔

بیلا کمرے میں دوڑتے پہنچی۔ اس کے پاؤں تک اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔ وہ لرز نے لگی تھی۔

وہ وہیں فرش پر گر گئی۔

نوگھوسٹ نوپلیز۔۔ "سرگوشیاں کرتے دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانٹ لیا۔

بے بی حسن تو سراہنے کے لیے ہوتا ہے۔ اور مجھ سے اچھا سراہنے والا کہاں " ملے گا تمہیں۔ اس حسن کا حق ادا کر دوں گا میں آج کی شام۔۔۔ "ماضی کی سرگوشی گونجی۔ وہ مزید خود میں سمٹی۔

نو۔۔۔ائی سیڈ نو۔۔۔"وہ چیخنی۔ باہر جاتی پری چیخ سنتے بیلا کے کمرے میں"

ائی۔ تب تک بیلا بے ہوش ہو چکی تھی۔۔

پری حارث کو بلاتے اسے بیڈ پر لیٹایا جبکہ وہ بالکل بھی شرمندہ نہیں تھا۔

انتہائی مطمئن انداز میں بیلا کے ماتھے پر ٹھنڈی پٹیاں کرنے کے لیے کچن سے پانی لایا۔

وہیں پری شوز بدلنے گئی تھی جب اس کا دل بے ایمان ہونے لگا۔ وہ اس کے پاس بیٹھا تھا۔

اس نے ایک نظر اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ سارا پسینے سے بھگا تھا۔ ہونٹ جو خشک ہو چکے تھے۔ چہرہ مر جھایا ہوا تھا پھر بھی اس میں کشش تھی۔۔

اتنا پسینہ تو میری قربت بھری راتوں میں نہیں آیا تمہیں۔ "اس کے"

ہو نوٹوں کو انگلی سے تھپکتے سرگوشی کی۔ بالکل اس کے کان کے پاس۔

بیلا بے ہوشی میں بھی سرخ پڑی۔ نبض چلنے کی رفتار تیز ہو گئی۔۔۔ حارث
کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھائی۔ دونوں ہاتھ اس کے چہرے کے گرد رکھتے
وہ اس کے ہونٹوں ہر جھکا۔

نرمی سے چومنے کے بجائے وہ ان نرم ہونٹوں پر سختی سے دانتوں سے کاٹ
گیا۔ ہلکی خون کی بوند نمودار ہوئی

جسے وہ اپنے ہونٹوں سے پیتے مزید زور سے اس کے ہونٹوں کو دباتے مزید
خون نکالنے لگا۔

I am addict of this blood.. Red Blood--

زبان سے اس کے ہونٹوں پر پھر نمودار ہونے والے خون کو چنا۔ باہر پری
کے قدموں کی آواز سنتے وہ پھر شدت سے اس کے ہونٹ پر کاٹتے دور ہو
گیا۔

حارث بھائی آپ چلے جائیں۔ میں ہوں اب بیلا کے پاس۔ "وہ پریشان سی"
تھی۔

حارث ایک گہری نظر بیلا کے وجود پر ڈالتے چلا گیا۔ وہیں پر ی اس کے پاس بیٹھتے اسے ہوش دلانے کے جتن کرنے لگی۔ حارث اچھے سے جانتا تھا وہ اب ہوش میں صبح ہی آئے گی۔ اس کی اتنی دہشت تو تھی وہ چوبیس گھنٹے خود سے بیگانہ ہو جاتی۔ سب بھول جاتی۔

حارث کے جاتے پر ی کو اچانک دائی کا خیال آیا۔ پھر باہر جاتے حارث کو انہیں بلانے کا کہا۔ وہیں موسیٰ بھی آج وقت سے واپس آ گیا۔ بیلا کی بے ہوشی کا سنتے اس کا سر حارث کی طرف گھوما۔ اس کے جھکے سر نے سب ثابت کر دیا۔ وہ اسے دائی کو بلانے کا کہتے پر ی کے گرد بازو حائل کرتے اندر چلا گیا۔

اسی بہانے وہ پر ی کا ایک دفہ پھر چیک اپ کروا لیتا ورنہ پر ی تو کہیں جانے کو تیار ہی نہیں ہوتی تھی۔

^^^

:ماضی

تم ٹھیک ہو؟.. "موسیٰ اس کے پاس فکر مند سے بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ لیل"

سے ملنا موسیٰ کی سب سے بڑی کمزوری تھی۔

ہوں۔" دھیمے سے کہتے وہ ویسے ہی پڑی رہی۔"

ڈاکٹر کے پاس چلیں؟.. "وہ اسے یوں نہیں چھوڑ سکتا تھا جب اس کی ذمہ داری لیل نے اسے سونپی ہو۔

نہیں۔ میں ٹھیک ہوں۔ تم بس بتاؤ اپنی پری کے بارے میں۔ کیا نام ہے"

اس کا؟ یاں پھر پری اس کا نام ہے؟؟؟.. "وہ ویسے ہی پوچھنے لگی۔

وہ معصومہ ہے مگر معصومیت کے بغیر۔" وہ مسکرا دیا۔ اور وہ موسیٰ کی"

مسکراہٹ دیکھنے لگی۔

پری کے ذکر پر وہ مسکراہٹ بہت الگ سی تھی۔

اور اسے بڑے ہو کر مجھ سے شادی کرنی ہے۔ اس کا صرف یہ خواب"

ہے۔" موسیٰ اس کی پچھلی ملاقات کا حوالہ دیا۔ جہاں وہ اسے واپس آنے سے پہلے سمجھانے گیا تھا۔

اچھا؟؟ اگر میں تمہاری بات مان کوں تو مجھے کیا ملے گا؟.. "موسیٰ اسے"
گھورا۔

تمہیں کیا چاہیے؟.. "اسے کسی طریقے تو سمجھانا ہی تھا۔"

مجھے اپنا ایک خواب پورا کرنا ہے۔ "موسیٰ نے مزید بولنے کا اشارہ کیا۔"
تم سے شادی کرنی ہے بڑے ہو کر۔ میری زندگی کا خواب ہے۔ "موسیٰ"
چہرہ موڑتے مسکراہٹ دبائی۔

اور وہ کیوں؟.. "پری انگلی سے اسے پاس ہونے کا اشارہ کیا۔"

تم نے کہا تھا صرف ہسبنڈ وائف ایک دوسرے کے ہونٹ چھو سکتے ہیں۔"
مجھے تمہارے ہونٹ چھونے ہے۔ وہ بھی روز۔ "موسیٰ اسے گھورتے سیدھا
ہوا۔ کوئی بعید نہیں تھا وہ ابھی اس کے ہونٹوں کو چھونے لگتی وہ بھی اپنے
ہونٹوں سے۔

او کے ڈن۔۔ تب تک تم کسی کے ہونٹوں کے بارے میں نہیں سوچو گی۔"

اور نہ ہی ایسی باتیں کسی سے سنو گی اور نہ ہی سوچو گی۔ "موسیٰ اس کے ساتھ مزید دماغ نہیں کھپا سکتا تھا۔

وہ اس بات پر راضی تھی تو یہ ہی صحیح۔۔۔

وہ خوشی سے کہنیاں میز پر ٹکائے ہاتھوں میں چہرہ رکھے محبت سے موسیٰ کو نہارنے لگی۔ اور موسیٰ اس کے یوں نہارنے کے لیے ساری زندگی بھی یوں ہی بیٹھا رہ سکتا تھا۔

کہاں کھو گئے؟.. "وہ چونکا۔"

مسکراتے سر نفی میں ہلایا۔

وہ کافی چھوٹی بچی ہے۔ "موسیٰ مسکراتے اٹھ کر کھڑکی کے پاس جا کھڑا"

ہوا۔

عمر میں تمہاری سوچ سے بھی چھوٹی اور حرکتوں پلس دماغ میں تمہاری"

سوچ سے بھی بڑی۔ "اس کی باتیں وہ خوشی سے بتا رہا تھا۔

تمہاری ماما کو پسند ہے؟.. "موسیٰ پلٹا"

وہ مجھے پسند ہے۔ اور ہم دونوں کے لیے اتنا بہت ہے۔ کسی بھی اور کی پسند نا
پسند معنی نہیں رکھتی۔۔ "اس کا انداز بتا رہا تھا وہ کتنا شدت پسند ہے اس کے
معاملے میں۔۔

موسیٰ اسے اپنا خیال رکھنے اور اگر ضرورت ہو تو بلانے کا کہتے وہاں سے چلا
گیا۔ پیچھے وہ اس کو جاتے دیکھتی رہی۔ یہاں تک کہ کمرہ بند ہو گیا۔ کمرے
میں اندھیرا چھا گیا۔ اور وہ انکھیں موند گئی۔ اس کے ہوا سوں پر نیند تاری
ہونے لگی۔



رومان کی آنکھ کھلی تو سب سے پہلی نظر اپنی بانہوں میں بے سدھ پڑی ہانیہ پر گئی۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھائی۔ پھر ایک نظر گاجرٹی کو دیکھا جو صبح کے دس بجارہی تھی۔

اس کے ہونٹ اوو کی شپ میں بن گئے۔ جلدی سے اٹھتے پہلے خود فریش ہوا۔ پھر ہانیہ کو اٹھانے کے خیال سے اس کی طرف بڑھا۔ جوا بھی تک اپنی تھکاوٹ سوکراتارنے کے موڈ میں تھی۔

ہانی!! اٹھ جاوے بی۔۔۔" اس کے ہونٹ چومتے ہلکی سی سرگوشی اس " کے کان میں کی۔ وہ کسمساتے اسے آنکھیں کھولے دیکھنے لگی۔ رومان اس کو آنکھیں کھولتے دیکھ مسکرایا۔

اٹھ جاو۔۔۔" رومان کو دیکھ وہ منہ بناتے کروٹ بدلتی مگر رومان پہلے ہی اس " کے گرد بازو ڈال گیا۔ وہ رخ موڑنے سے تواب رہی۔
مجھے سونا ہے ابھی۔" وہ چہرے سے بھی تھکی ہوئی لگ رہی تھی۔"

میں بانہوں میں اٹھا کر واشروم میں چھوڑ کر آؤں؟... "رومان کو گھورتے"
وہ اٹھی۔ رومان اسے پُر سکون کرنے کو دور ہو گیا۔

اس کے وجود پر صرف رومان کی شرٹ تھی۔ وہ اسے دیکھا جو چہرہ موڑے
کھڑا تھا۔ وہ جلدی سے بیڈ سے نیچے پاؤں رکھتے واشروم میں بھاگ گئی۔ جیسے
رومان نے اسے پکڑ لیا تو چھوڑے گا ہی نہیں۔

وہ نفی میں سر ہلاتے اس کے کپڑے ہینگ کرتے خود اس کی پیکنگ کرنے
لگا۔ جبکہ اب پھر چہرے کے تاثرات بدل گئے۔ جس چہرے پے مسکراہٹ
تھی اب اس پر پھر ناگواری اور غوہ سا چھا گیا جبکہ ہانیہ جانے کے بارے میں
مکمل فراموش کر چکی تھی۔

وہ اس بات کو ہی بھول چکی تھی۔

ہانیہ فریش ہونے کے بعد دیکھا تو کپڑے لائے ہی نہیں تھی۔ اس نے ہاتھ
جیسے ہی باہر بڑھایا تو کپڑے لٹکے محسوس ہوئے۔ وہ لب دبائے انہیں کھینچ کر
اتارتے مسکرائی۔

وہ مسکراتے نیچے آئی مگر وہاں رومان کو بیگنز کے ساتھ تیار کھڑے دیکھ اس کی رنگت بدلی۔

ایک طرف خاموش سا خیام کھڑا تھا۔ رومان انعم کے ہاتھ ہاتھ پکڑے اسے کچھ کہہ رہا تھا۔

ماما ہم چلتے ہیں فلائٹ کا ٹائیم ہو چکا ہے۔ "ہانیہ کو نیچے اترتے دیکھ کہا۔"

بابا!... "وہ خیام کے پاس آیا۔ اس کے جانے سے پہلے ہی اس کے سینے سے"

لگ گیا۔ خیام وہیں سٹل ہو گیا۔ چہرے کے تاثرات بدلے

اس کی آنکھوں میں آنسوؤں چمکنے لگے۔

وہیں ہانیہ خود بھی چہرہ جھکائے آنسوؤں چھپائے۔ وہ نہیں جانتی تھی کہا وجہ

ہے مگر اس نے آج سے پہلے رومان کو اتنا سخت دل نہیں دیکھا تھا۔ کبھی

نہیں۔۔

اب تو جیسے وہ پتھر بن چکا تھا۔ جس پر کسی مار کا اثر ہی نہیں ہو رہا تھا۔

سوری بابا۔ میں اچھا بیٹا ثابت نہیں ہو سکا۔ " کہتے ہی وہ خیام کو چھوڑ اپنے " آنسوؤں صاف کرتے بیگنز لیتے چلا گیا۔ اس کے پیچھے ہی ہانیہ بھی گئی۔ وہ رومان کی نظروں کا دکھ پہچان چکی تھی۔ وہ اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ بیٹی کو رخصت کرنے سے زیادہ بیٹے کو رخصت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ انعم تم " چلی جاؤ اسے گیٹ تک چھوڑنے۔ میں نہیں جاؤ پاؤں گا۔ " خیام کہتے ہی روم میں چلا گیا۔

انعم نے ڈوپٹے کے پلو سے آنسوؤں صاف کیے۔ باہر ہانیہ رومان کو دیکھ رہی تھی جو آنسوؤں چھپائے گاڑی میں بیگنز رکھ رہا تھا۔

رومان ایسی کیا مجبوری ہے آپ کی؟ .. " وہ رومان کے سامنے آکھڑی " ہوئی۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔ کہنا چاہتا تھا تم مگر نہیں کہا۔ وہ ہر طرف سے بے قصور تھی۔ وہ اسے الزام نہیں دے سکتا تھا۔

گاڑی میں بیٹھو۔۔۔" ہانیہ کے مزید سوال کرنے سے پہلے اسے بازو سے
پکڑتے گاڑی میں بٹھایا۔

اللہ حافظ ماما۔ میں پوری کوشش کروں گا جلد لوٹنے کی۔ "رومان انعم کا ماتھا"
چومتے اسے گلے سے لگایا۔ انعم بھی جواباً اس کا ماتھا چوما۔
اور وہ چلا گیا۔ گاڑی میں بیٹھے چابی گھماتے گاڑی سٹارٹ کی اور پیچھے اپنے
ماں باپ کو اکیلا چھوڑ کر وہ چلا گیا۔

انعم نے ہاتھ سے بہتے آنسوؤں روکے۔ ایک دودھ آنکھیں تھپکیں۔ اسے
خیام کو بھی سنبھالنا تھا۔ وہ کمزور نہیں پڑ سکتی تھی۔

خود کو باور کرواتے وہ بھی اندر کو پلٹ گئی۔ گارڈز دروازہ واپس بند کر رہے

تھے۔

^^^

منسا کب سے اٹھی تھی وہ بالکل بھی نہیں جانتی تھی۔ بس جب سے اٹھی تھی
سامنے لیٹے ظہیر کو نظروں میں بسائے ہی تھی۔

اس کا بھاری مردانہ ہاتھ اس کے پیٹ کے گرد تھا ایک ہاتھ کندوں کے گرد پھیلا اسے خود سے لپیٹے تھا۔ وہ بالکل چھوٹی بچی کی طرح اس کی آغوش میں سمائی ہوئی تھی۔

کیا دیکھ رہی ہو؟... "اچانک نظریں کھوکتے اسے دیکھا جو اسے نہار رہی تھی۔

تم آنکھیں بند کرو۔ جیسے پہلے لیٹے تھے ویسے ہی لیٹے رہو۔ "ڈپٹ کر کہا۔" ظہیر مسکراتے اس کو بانہوں میں بھرے کروٹ بدلی۔ وہ دونوں دائیں سے بائیں جانب ہو گئے۔

تم کچھ زیادہ ہی حکم نہیں دے رہی؟.. "ابرواٹھاتے پوچھا۔" تم نے خود کہا تھا بیوی بنوں بے بی نہیں۔ تو بیوی تو حکم ہی دیتی ہے۔ میری "ماما تو ہر وقت بابا کو حکم دیتی رہتی ہیں۔" ظہیر جان چکا تھا وہ اپنی ماما کی طرح اسے اچھا خاصا تنگ کرنے والی ہے۔

ہم آج دوپہر تک پاکستان کی فلائٹ لیں گیں۔۔ "ظہیر نے اس کے" تاثرات دیکھے۔

مجھے گھومنے کا بہت شوق ہے۔ تم مجھے پورا پاکستان گھماؤ گے ناں؟۔۔ "اس" کے سوچوں کے بلکل الٹ سوال آیا۔ ظہیر اس کی گال تھکتے مسکرا دیا۔
آئی لوویو۔۔۔ "منساا سے گھورا۔"

یہ پہلا اعتراف تھا محبت کا۔ وہ بھی اس کے سامنے۔ شادی سے پہلے اور بعد دونوں میں پہلا اعتراف۔۔

تم مجھے گھماؤ گے ہر صورت۔ آئی لوویو پر ٹر خانہیں سکتے تم مجھے۔ "ظہیر اس" کی باتوں پر اسے مضبوطی سے سینے میں بھیتے سے مسکرایا۔

ضرور۔ مگر ابھی اٹھو۔۔۔ "ظہیر اسے چھوڑا۔ وہ خود بھی اٹھا۔ وقت بہت" ہو چکا تھا۔ دونوں کو فریش بھی ہونا تھا۔

میں کپڑے پر یس کرتا ہوں۔ تب تک تم فریش ہو لو۔ پھر میں فریش ہو" جاؤں گا۔" وہ ظہیر کی گال چومتے جھٹ سے واشر و م بھاگ گئی۔ وہ مسکرا دیا۔

کھڑے نکالتے پر یس کرتے اور تیار ہوتے میں دونوں کو ادھا گھنٹہ لگ گیا۔ بغیر بازوؤں کے پنک کلر کی قمیض اور شلوار۔ ایک کندھے پر ڈوپٹہ ڈال" رکھا تھا جبکہ دوسرا ویسے ہی نظر آ رہا تھا۔ ظہیر نے پکڑتے دوپٹہ پیچھے سے پھیلا کر دیا۔ اس طرح سے اس کے دونوں بازوؤں چھپ گئے۔

ہوں۔ اب ٹھیک ہے۔ اب چلو۔۔۔" منسا مسکرا دی۔"

اسے لیتے وہ نیچے آیا جہاں کھانا ریڈی تھا۔ وہ ہنستے مسکراتے ان کے ساتھ رات کی طرح باتوں میں کھانا ختم کر گئی۔

ظہیر اور احمد کے کہنے پر وہ جانے سے پہلے ایک دفہ ماما بابا کو ملنے کے خیال سے وہاں سے نکلی۔

میں سوچ رہا تھا تم جانے کے نام پر واویلا مچاؤ گی۔ "گاڑی چلاتے اسے اپنی"
سوچ سے آگاہ کیا۔

کیوں؟؟ میں کیوں ایسا کرتی۔ ویسے بھی میں کون سا ہمیشہ سے یہاں رہ " "
رہی تھی۔ مجھے یہاں اے بھی کچھ عرصہ ہوا ہے بس۔۔ "ظہیر اس بارے
میں نہیں جانتا تھا۔

فوٹو شاپ پر روکنا کہیں۔ "ظہیر بغیر وجہ پوچھے ہی اسے وہاں لے گیا۔"
جہاں وہ کسی کی بڑی سی فوٹو فریم کر وار ہی تھی۔ وہ بیٹھ کر اس کے ساتھ انتظار
کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں انہیں فوٹو مل گئی۔ جس کے پیسے اسی کی جیب سے
گئے جبکہ وہ ریپر کے پیچھے تصویر دیکھنے سے قاصر تھا۔

اسے ساتھ نہیں لے جانا کیا؟.. "اس نے عمر کے گھر کے باہر گاڑی روکی "
تھی۔ اس کے خالی ہاتھ جانے پر پچھلی سیٹ پر پڑی تصویر کا پوچھا۔
نہیں۔ یہ ریڈ روز کے لیے ہے۔ "وہ اس کا ریڈ روز نہیں سمجھا مگر اس کے "
پوچھنے سے پہلے ہی وہ سامنے سے آتے عمر کے گلے لگ گئی۔

عمر اسے ساتھ ہی اندر لے گیا۔ شان آچکا تھا۔ جہاں اس کے تاثرات منسا کو دیکھ کر خوشگوار ہوئے وہیں اس شخص کو دیکھ بگڑے۔

منسا ہی اسے سب سمجھایا جبکہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا ہارون اور اس ظہیر نامی بندے کا منہ توڑ دے۔

شان تمیز سے۔ میرا بہت خیال رکھتا ہے وہ۔ "اسے ساتھ لاتے وارن کیا۔" منسا کے لیے ہی وہ اس سے اچھے سے ملا۔ ہیران کے لیے ریفریشمنٹ لے آئی۔ منسا ماں سے ملتے واپس بیٹھ گئی

ہیرا اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ ہشاش بشاب تھی۔ وہ خوش ہوئی۔ چلو بڑا سہی مگر خیال تو رکھ رہا تھا اس کی بیٹی کا۔

کچھ دیر وہاں بیٹھتے ہیر کی ہایات سنتے وہ نکلے۔ ظہیر تو لمبی سانس بھری۔ اب تو ساس کے ساتھ سالا بھی مل چکا تھا۔

وہ تو سوچ کر رہ گیا آخر یہ سسر کیسے ان کے درمیان زندہ ہے۔ منسا اس کی حالت دیکھتے ہنس رہی تھی۔

جب ظہیر چلتی گاڑی آٹوپر کرتے اس کے ہونٹوں سے وہ ہنسی چنے لگا جبکہ
اب وہ تڑپ اٹھی۔

ظہیر شدتوں سے اس کی سانس پیتے سے تڑپا گیا۔ وہ مچلتی اس کے کندھے ہر
ہاتھوں سے مکے مارنے تک آگئی مگر وہ اس کے ہونٹوں پر دانتوں سے نشان
چھوڑ کر ہی پیچھے ہوا

اس کے پیچھے ہوتے منسا سیٹ سے ٹیک لگائے لمبی سانسیں بھرتے سانسیں
ہموار کیں۔ پھر الیگزینڈر کے گھر پہنچنے تک وہ سانس ہی سیدھی کرتی رہی۔
جو اس نے بگاڑ دی تھی۔

مجھے تم سے اب کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔" اپنے ہونٹ سے بہتا خون صاف "
کرتے اسے گھورا۔ گاڑی کی پچھلی سیٹ سے وہ بڑے سائز کا فریم اٹھاتے
آگے چل پڑی۔

ظہیر اس کے پیچھے ہی آیا۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ گارڈز نے منسا کو تو
جانے دیا مگر ظہیر کو روک لیا۔

ظہیر اسے بہت آوازیں دیں مگر وہ چلی گئی۔ کچھ دیر بعد الیگزینڈر نمودار ہوا۔
جس نے گارڈز کو اسے اندر بھیجنے کو کہا جبکہ وہ معصوم سی شکل بنا گیا۔ اس کی
بیوی بہت چالاک تھی۔

لگتا ہے ان مضبوط دیواروں کے پچھے خزانہ چھپا رکھا ہے۔ "الیگزینڈر"
اس کے ساتھ چلتے اس کی بات پر ہنس دیا۔

کچھ لوگ خزانوں کی طرح ہی ہوتے ہیں۔ "وہ اب اندر والا دروازہ پار کر
گئے

سامنے ہی منسا لیل کے گلے لگی کھڑی تھی۔ تصویر شاپر میں لیٹی ہی پڑی تھی۔
ریڈروز اور بلیک کنگ یہ اپ دونوں کے لیے۔ "ظہیر نے ریڈروز پر لیل"
کو دیکھا۔ رہ واقعی سرخ گلاب تھی۔ مگر الیگزینڈر کے لیے اسے بلیک کنگ کا
خطاب سمجھ نہیں آیا مگر ابھی منسا جواب دینے کے موڈ میں نہیں تھی۔
الیگزینڈر اس سے فریم لیتے وہ ریپراتارا۔

اس کے نیچے سے اس روز کی تصویر نکلی جب الیگزینڈر واپس آیا تھا اور لیل
اسے نہار رہی تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے پاس بیٹھے تھے۔

پیاری ہے بہت۔۔۔ "لیل ماکراتے اس کا گال چھوا جبکہ الیگزینڈر تصویر کو"
غور سے دیکھ رہا تھا۔ تصویر میں لیل کی سائل اس کی آنکھوں کی محبت سب
بہت واضح نظر آرہے تھے۔

الیگزینڈر ان دونوں کی پرواہ کیے بغیر تصویر اوپر کرتے اس میں نظرات لیل
کے چہرے پے ہونٹ رکھے۔

ویسے اب تصویر کا حق ادا ہوا ہے۔ "منسا شرات سے بولی جبکہ لیل"
شرماتے سر ہی جھکا گئی۔

ویسے اب اپ واقعی ریڈ روز لگ رہی ہیں۔ نا جانے یہ کیوں وائٹ روز کہتے "
ہیں۔ "الیگزینڈر کو دیکھ منہ بنایا۔ جو تصویر رکھنے جا رہا تھا۔
مجھے وائٹ روز ہی پسند ہے۔ "منسا بس نفی میں سر ہلا دیا۔"

سکندر اگر آپ کو زہر بھی دیں تو آپ کہیں گیں یہ اچھا ہے۔ "منہ بگاڑ کر کہا"

جبکہ ظہیر ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

موسیٰ بھی اتنا جیسلس نہیں ہوتا۔ "منسا کو اچانک اس کی یاد ستائی۔"

میری شادی پر بھی نہیں تھا وہ۔ میں اب اس سے بات نہیں کرنی۔ "لیل"

کندھے اچکائے کہ تمہاری مرضی۔

وائیٹ روز!.. فروٹ سیلڈ.. "لیل منہ بناتے باول پکڑا۔ جبکہ منسالب"

دبائے۔

اٹھم۔ ہم بھی یہاں ہی ہیں۔ "ڈرامائی انداز میں کہا۔"

الیکزینڈر کو کسی کی پرواہ نہیں۔ "منسا انہیں گھورتے لیل کو دیکھا۔"

جار ہی ہوں میں آج پاکستان۔ میری قدر ہوگی آپ کا پھر ہی۔ "ظہیر اس"

ڈرامہ کوین کو دیکھا۔

اچھی بات ہے۔ "اس کی بات سنتے منسا نے برا سامنہ بنایا۔"

لیل نے بازو واکیے وہ اس کے پاس آ بیٹھی۔ الیگزینڈر کو چڑھاتی مسکراہٹ دی۔

وہ سر نفی میں ہلا گیا۔

اپنا خیال رکھنا۔ "لیل کی بات پر اس نے احمد کو دیکھا۔"

وہ احمد رکھ لے گا۔ "لیل اس کی نظروں کا مرکز دیکھا۔ الیگزینڈر کو دیکھا جو ان دونوں کو ہی دیکھ رہا تھا۔

اگلے لیلا مجنوں کی جوڑی۔ "منسا سنتے کھلکھلائی۔ وہیں باقی ہنس دیے۔"

ہم چلتے ہیں۔ فلائٹ کا ٹائم ہو گیا ہے۔ "ظہیر اسے دیکھا۔ وہ جلدی سے"

لیل کے گال پر بواہ دیتے دور ہوئی۔ الیگزینڈر اسے گھورتا ہی رہ گیا۔ وہ کھلکھلائی۔

آپ واقعی ریڈ روز ہیں۔ "الیگزینڈر اسے گھورا وہیں لیل الیگزینڈر کو دیکھا"

جس سے ظہیر کی یہ بات برداشت نہیں ہوئی تھی۔

مگر صرف اپنے بلیک کنگ کی۔ "وہ ہنس دیا۔"

اصل لیلا مجنوں کی جوڑی وہ خود تھے۔ مگر بناتے دوسروں کو تھے۔
ظہیر ان کو خدا حافظ کہتے منسا کو لیتے وہاں سے نکل گیا۔ پیچھے لیل نے
الیکزینڈر کے کندھے پر سر ٹکایا۔

کبھی تم نے یوں زبردستی شادی کی تھی مجھ سے۔ اج منسا نے ظہیر سے کی "
تھی۔ مگر جیسے ہم خوش ہیں۔ ویسے ہی وہ دونوں بھی خوش ہیں۔" الیکزینڈر
اس کے ہونٹوں پر لگی کریم صاف کی۔ وہ سرخ پڑی اس کے کریم صاف
کرنے کے انداز پر۔

میں اور آپ الگ ہیں۔ ہم جیسا کوئی بھی نہیں ہے۔ "اس کے ہونٹ"
چومے۔ لیل اس کے سینے پر سر ٹکائی۔ وہ اس بات کے سچ جھوٹ سے
واقف نہیں تھی مگر الیکزینڈر واقعی الیکزینڈر تھا۔ اور اس جیسا کوئی نہیں
تھا۔

واپس آتے ہی وہ سدرہ اور احمد کے ساتھ فلائٹ کے لیے نکلے۔ ان کی گاڑیاں
رینٹ پر تھیں۔ وہ ایئر پورٹ پر چھوڑ جاتے۔ وہاں سے گاڑیوں کا مالک
گاڑیاں لے جاتا

منسا تھوڑی سی نروس تو تھی۔ وہ بالکل نہیں جانتی تھی اس کی فیملی میں وہاں
اور کون کون ہے مگر اسے ڈر سالگ رہا تھا۔

اگر اس کی باقی فیملی نے اسے قبول نہ کیا یا وہ سدرہ اور احمد کی طرح کھلے
!! دل کے مالک نہ ہوئے تو

مگر اس نے ایک نظر ساتھ بیٹھے ظہیر کو دیکھا۔ جو ہر دو سیکنڈ بعد اس سے
پوچھ رہا تھا کفر ٹیبل ہو کہ نہیں۔

کیا وہ اسے چھوڑ دیتا۔

تو جواب نہیں تھا۔ وہ اسے کبھی نہیں چھوڑتا۔ الٹا سب کو اسے قبول کرنے پر مجبور
کر دیتا۔

ظہیر ابھی سویا تھا۔ وہ بھی اس کے بازو کے گرد ہاتھ ڈالتے اس کے کندھے پر سر رکھتے انکھیں موند گئی۔

ظہیر اس کے ساتھ تھا۔ اور جب ظہیر اس کے ساتھ تھا اسے فکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

وہیں سدرہ اور احمد کی سیٹ ان سے دور تھی۔ سیٹس احمد نے بک کروائی تھیں اور یہ ان کی ہی کارستانی تھی۔ ظہیر اچھے سے سمجھتا تھا۔

ظہیر منسا کے سونے پر چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔ اپنی سرخ نظریں جھپکتے اس کا ماتھا چومتے وہ پھر سر سیٹ کے ساتھ ٹکا گیا۔

محبت منسا تھی یاں منسا محبت تھی۔ "کون کس سے وابستہ تھا وہ نہیں جانتا تھا" مگر بدلے کی اس کی سوچ کو توڑ دیا تھا اس محب منسانے۔

ورنہ بدلہ تو اس نے بھی لینا تھا۔

دشمن تو وہ بھی تھا۔ مگر صرف تھا۔ رہا نہیں۔ وہ دشمن رہنا ہی نہیں چاہتا تھا۔

ان کا داماد بن کر خوش تھا اور وہ ہی رہنا چاہتا تھا۔ اور اب وہی رہتا۔

:ماضی

اب کیا چاہتے ہو؟.. "شایان ہاتھوں میں ہاتھ پھنسائے اس کے سامنے بیٹھا" تھا

میں اس کی سیفٹی چاہتا ہوں بس۔۔ "موسیٰ کے منہ سے وہی بات سنتے اس" نے غصہ ضبط کیا۔

موسیٰ دس قتل!... دس لوگ مار دیے ہیں تم نے۔ اور تم کہہ رہے ہو "صرف اس کی سیفٹی!.. "شاک سے پوچھا۔ انداز میں غصہ بھی تھا۔ موسیٰ نے جواب نہیں دیا۔

رومان بھی ایک طرف بیٹھا تھا۔ وہ دونوں ٹوور کا بہانہ بناتے موسیٰ کے پاس آئے تھے۔

اب کیا چاہتے ہو تم؟.. "رومان کی جرأت نہیں تھی سوال کرنے کی۔ یہ"
کام شایان ہی کر سکتا تھا۔

کام شروع ہو چکا ہے۔ میں کچھ نہیں روک سکتا۔ کچھ بھی روکنا ممکن نہیں"
رہا اب۔ سال بی ہمارے کام کے متعلق جان چکے ہیں۔ میں نے بات کی ہے۔
وہ کسی سے کچھ نہیں کہیں گیں۔ "شایان کا منہ کھل گیا۔

وہیں بیٹھے شان اور منسا پریشان ہوئے۔ مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔

میں آ رہا ہوں وہاں حکومت کرنے۔ "اٹھتے ایک عزم سے کہا۔"

موسیٰ دماغ خراب مت کرو۔ تم جانتے ہو بلیک کنگ کو۔ "شایان بھی اس"
کے ساتھ ہی کھڑا ہوا۔

میرا باپ نہیں ہے وہ۔ "غصے سے چیخا۔ جبکہ باقی سب مسکرا دیے۔"

باپ ہی ہے وہ تمہارا موسیٰ اعظم۔ "موسیٰ نے شایان کے ہاتھ سے گن"
لیتے اس کے دماغ پر تانی۔

وہ اسے جان بوجھ کر غصہ دلارہا تھا۔ جانتے ہوئے وہ پاگل ہے پہلے ہی۔

کسی کے باپ سے نہیں ڈرتا موسیٰ اعظم۔ اور میں واپس آ کر وہاں اپنی "حکومت اپنے اصولوں پر قائم کر کے رہوں گا۔" چیختے کہا جبکہ شایان ویسے ہی کھڑا رہا۔

کسی کے باپ سے نہیں ڈرتے مگر اپنے باپ کا کیا خیال ہے۔ جس سے ہم "سب تو ضرور ڈرتے ہیں۔" موسیٰ نے دور پڑے واژگان نشانہ لیتے اسے چکنہ چور کر دیا۔

موسیٰ ایک لڑکی کے لیے اپنی زندگی تباہ مت کرو "شایان اب چیخا۔ وہیں "قہ لڑکی کمرے میں سب سن رہی تھی۔۔

ایک لڑکی کے لیے سب کرنے والا کوئی پاگل نہیں ہوں میں۔ موسیٰ اعظم "نام ہے میرا۔ ایک عرصے سے اپنی سلطنت کے لیے کام کر رہا ہوں۔ میرا خواب ہے وہاں حکومت کرنا۔ جوہر صورت ممکن ہو گا۔ وہ لڑکی صرف مہرہ بنی ہے۔ ماما سے اجازت لینے کے لیے بس۔۔ اور کچھ نہیں۔" ان سب کی انکصیں پھٹیں۔

یہاں وہ پاگل ہو رہے تھے موسیٰ ایک لڑکی کے لیے سب کر رہا ہے اور یہاں تو بات ہی الگ تھی۔ وہ تو اپنے خواب پر کام کر رہا تھا۔

الیکزینڈر کو علم ہو جائے گا تمہارے لوٹنے کا۔ "شایان کو خدشہ تھا۔"
نہیں ہو گا۔ کوئی نہیں جانتا میں کہاں ہوتا ہوں۔ وہ بھی نہیں جانتے۔"
موسیٰ کی بات پر وہ واپس بیٹھا۔

پھر کل نکلتے ہیں واپس۔۔۔ "موسیٰ نے ہاں میں گردن ہلائی۔"
ان میں سے کسی نے بھی وہ لڑکی نہیں دیکھی تھی۔ وجہ موسیٰ نے دیکھنے نہیں
فی تھی۔ جبکہ وہ نہیں چاہتا تھا کوئی بھی جانے وہ لڑکی اس کی ماں سے ملتی
ہے۔

تم دونوں واپس ہو سٹل نکلو۔۔۔ "شان اور منسا چپ چاپ اٹھ گئے۔ جبکہ "
شان صرف چھٹیاں منانے یہاں آیا تھا ورنہ وہ اور منسا بھی الگ الگ ہی تھے۔
تم دونوں یہاں نہیں رک سکتے۔ رات کہیں اور بندوست کرو۔ "وہ موسیٰ"
کو گہری نظروں سے دیکھتے اٹھ گئے۔ جبکہ وہ ان کے دیکھنے کا مقصد جانتا تھا۔

مگر سر جھٹک دیا۔

وہ ان کے ساتھ فضول میں دماغ نہیں کھپا سکتا تھا۔

آ جاؤ باہر.. "وہ باہر نکلی۔ وہ اچھے سے جانتا تھا وہ سب سن چکی ہے"

تو تم واپس جا رہے ہو؟.. "موسیٰ اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔"

تم کون ہو؟؟ تمہارے گھر والے سب جانتا ہے انج مجھے۔ دکھ ختم ہو چکا ہے"

اب تو تمہارا۔۔ "اس نے سانس بھری۔

میں نہیں بتانا چاہتی۔ "موسیٰ ٹیک لگائے یوں ہی بیٹھا رہا۔"

اس عورت کو جانتی ہو۔ "موسیٰ نے ایک تصویر اس کے سامنے رکھی۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یوں ہی موسیٰ کو دیکھتی رہی۔

تم بھی میرے ساتھ واپس جا رہی ہو۔ چاہو تو یہاں بھی رک سکتی ہو۔۔۔"

موسیٰ نے کھلی آفر دی۔۔

میں چلوں گیں واپس۔۔ "موسیٰ نے ویلکم والے تاثر دیے۔"

تمہیں مارنے کے لیے کچھ لوگ پیچھے لگے ہیں۔ "اس نے جیسے بتایا تھا"
حالانکہ وہ پہلے سے جانتی تھی۔

میں جانتی ہوں۔ "موسیٰ اسے یوں ہی دیکھتا رہا۔"

کئی دفہ مجھے تم پر شک ہوتا ہے مگر تمہارا چہرہ ہر شک دور کر دیتا ہے۔ "وہ"
کچھ نہیں بولی۔

ہم ابھی نکل رہے ہیں۔ اپنی تیاری کر لو۔ "کہتے ہی اس نے شایان اور"
رومانمو بھی کال ملا دی۔ آن کائن ٹیکسٹس بھی بک کروادیں۔
موسیٰ کو گڑ بڑ لگ رہی تھی۔ اسی لیے وہ ابھی جانا چاہتا تھا۔

وہ دونوں حیران تھے مگر اسی وقت فلائٹ لیتے وہ عمان اترے۔۔ اور وہاں
سے سیدھا اس علاقے۔۔۔

موسیٰ یہ؟.. "رومان تو وہ بنگلہ دیکھتے ہی ٹھہر گیا۔"

چلو۔۔۔ "اسے ڈپٹا۔"

وہ سب وہاں لاونج میں بیٹھ گئے۔ وہ لڑکی بھی ساتھ ہی تھی۔

شاہین یہ لو۔ پاس رکھ لو۔ "اس نے فون پکڑتے پکیٹ میں ڈال لیا۔ وہاں"
کبھی اسے اس کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی۔

تم دونوں صبح واپسی کے لیے نکلس۔ باقی دیکھ لیں گیں پھر۔۔۔ "کہتے وہ"
خود باہر نکل گیا

اور اسی سفر میں اسے دو اور ساتھی مل گئے۔ حادثہ اور بیلا۔
دونوں زخمی حالت میں تھے۔ حادثہ تو مرنے کے قریب تھا۔
وہ جنگل سے انہیں وہاں اٹھالایا۔ پاس کے گاؤں سے دائی بلاتے ان کی مرہم
پٹی کروائی۔ اور تب سے وہ اس کے ساتھ تھے۔

موسیٰ ان کے ماضی سے واقف نہیں تھا۔ کچھ نہیں جانتا تھا اور نہ ہی کبھی
ہو چھا۔ اسے کبھی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوئی۔

اگلے دن وہاں جون مارٹن کی جگہ اس کی حکومت تھی۔

جون مارٹن مرچکا تھا۔ اور اسے مارنے والا موسیٰ۔۔ وہ اس قدر کم عمر لڑکے کو اپنا بادشاہ قبولنے کو تیار نہیں تھے مگر سابقہ بادشاہ کی کتاب کے اتمصول ماننا مجبوری تھی۔

مگر موسیٰ نے بیٹھتے ہی سارے اصول بدلوا دیے۔ سب کچھ اپنے مطابق کر دیا اور اس دوران بہت سے دشمن بھی بنا لیے مگر پرواہ نہیں کی۔ اگلی صبح رومان اور شایان واپس چلے گئے۔ اب وہاں موسیٰ کے ساتھ وہ لڑکی تھی بس۔

حارث اور بیلا ٹھیک ہو چکے تھے۔ مگر ان دونوں میں اسے کبھی کچھ ٹھیک نہیں لگا۔ بیلا اس کے گھر کی نوکرانی بن کر رہنا چاہتی تھی۔ وہ مان گیا۔ حارث اس کا کام جاننے کے باوجود بھی اس کا ساتھ بننا چاہتا تھا۔

موسیٰ کو بھی وفادار لوگوں کی ضرورت تھی۔ اسے ایک سچا ساتھی مل گیا۔ شایان اور رومان کی بھی اس سے اچھی بنتی تھی۔ اور اس طرح وہ بھی ان کا ہی حصہ بن گیا

شاہین تمہیں اب یہاں سے نکلنا ہو گا۔ ان لوگوں کو ڈھونڈھنے کے لیے یہ " ضروری ہے۔ " وہ دونوں امنے سامنے بیٹھے تھے

میں اسے جانتی ہو۔ " موسیٰ اسے دیکھتا رہا۔ "

جس نے مسز لیل کی پر یگننسی کے ٹائیٹم مس کیرج کروایا۔ جو مسز لیل کو " مارنا چاہتی ہے۔ جو منا کو بہکا رہی ہے۔ " موسیٰ کے تاثرات یک دم حیرت زدہ ہوئے تھے مگر وہ بیٹھا اسی انداز میں رہا۔

میں جانتا ہوں وہ عینا ہے۔ " شاہین نے ہاں میں سر ہلایا۔ "

میں یہ بھی جانتی ہوں وہ کہاں ہے اور اب کس پلان کی تیاری میں ہے۔ " " موسیٰ اب سیدھا ہو کر بیٹھا۔

کہاں ہے وہ؟ .. " وہ موسیٰ کے پاس ہوئی۔ "

میری ماں ہے وہ۔ میں نہیں جانوگیں تو کون جانے گا۔ " موسیٰ کو اس کا پتا " جاننے میں جلدی تھی۔

مجھے مارنا چاہتی تھی وہ۔ میرے نکلنے پر وہ بھی نکلے گی۔ سامنے آئے گی۔"
ایک نئے منصوبے کے ساتھ۔۔ "موسیٰ اس کی اگلی بات میں دلچسپی رکھتا
تھا۔

مجھے واقعی باہر نکلنا ہے۔ "موسیٰ پھر اس کا پلان سنا۔ اس کی سب باتوں کو"
سننے اسے بالکل بھی نہیں لگا یہ پلان فلاپ ہو گا مگر کون جانتا تھا۔۔۔
کوئی بھی نہیں۔

وہ لڑکی بھی نہیں۔

لیل کی پرچھائی بھی نہیں۔

وہ عکس بھی نہیں جو لیل کے عکس سے زیادہ اس سے میل کھاتا تھا۔

تو پھر کوئی بھی نہیں۔

میری بچی!... "اگلے دن شاہین گاڑی لے کر بغیر موسیٰ کو بتائے اس"

عورت کے دروازے پر تھی۔

جس نے اسے دیکھتے ہی خود سے لپٹا لیا مگر وہ بے تاثر کھڑی رہی۔

بابا کہاں ہیں؟.. اس نے اپنا سوال پوچھا۔

میں نہیں جانتی۔ اس نے غصے سے اس عورت کا جبرٹا دبوچ لیا۔

سچ بتاؤ ورنہ ایک جھٹکے میں مر جاؤ گی۔ سختی سے کہا مگر وہ بھی ڈھیٹ

عورت تھی جوانج تک نہیں مری۔

تم مجھے کیا مارو گی۔ مرو گی تو تم خود۔ وہ ہنس دی۔

تم کبھی مجھے گناہ کہتی تھی۔ اور گناہ نہیں مرا کرتے۔ زندہ رہتے ہیں۔ کسی نا

کسی شکل میں۔ کسی نا کسی جگہ پر۔ پر اسرار لہجے میں کہا۔

چھوڑو مجھے اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ اسے دھکیل کر وہ دروازہ بند کر

گئی۔

وہیں وہ پلٹ آئی۔ جو وہ چاہتی تھی وہ ہو گیا۔

لیل پھر تم۔۔ تم ہی تم۔۔ کیوں مومن نہ کرو میں اس سے نفرت۔ وہ تم سے "ملتتی ہے۔ میری بد قسمتی سے ملتتی ہے۔ مگر تم دونوں مرو گی۔ تم اور تمہارا عکس بھی۔۔" قہقہہ لگاتے وہ خوش تھی۔۔

اس نے سامنے لگے پینچنگ بیگ کو دیکھا جس پر لیل کی تصویر لگی تھی۔
تم جیسی کوئی بھی زندہ نہایت رہے گی۔ الیگزینڈرا کیلا تڑپے گا۔ موت کی "بھیک مانگے گا۔ جیسے تمہیں پہلے پل پل تڑپتے دیکھ وک تڑپا ہے۔ اب بھی ویسے ہی تڑپے گا۔" مسرور ہوتے وہ خوشی سے جھومنے لگی۔

وہ خود سے عہد کرتے کسی کا نمبر ملانے لگی۔ جبکہ چہرے پے اب بھی خوشی والے تاثرات ہی تھے۔

^^^

بیلا کو اگلے دن صبح ہوش آیا۔ اسے اپنے پاس سے عجیب سی خوشبو آرہی تھی۔
اس نے بیڈ کی سلوٹیں دیکھیں۔ سب سے پہلا خیال جس کی طرف گیا۔ اسے
اس کے وجود سے شدید نفرت ہوئی۔ فجر کا وقت تھا۔ وہ بغیر دوپٹے کے ننگے

قدموں کی اس کے کاٹج کی طرف آئی۔ اتے ہوئے مرر میں اپنا چہرہ دیکھ اس
کاشک یقین میں بدل چکا تھا۔

اس کے ہونٹ پر ایاز خم اس بات کا ثبوت تھا جو وہ سوچ رہی ہے ٹھیک ہے۔
موسیٰ اور پری اس وقت ابھی ذپنے کمرے میں تھے۔ وہ باہر بھی ہوتے تو وہ
پرواہ نہیں کرتی۔

تم بنتے تو بہت مسلم ہو۔ پھر کسی لڑکی کی بے ہوشی کا فائدہ اٹھانے کی ہمت "
کیسے ہوئی؟.. " جاتے ہی وضو بناتے حارث کو گریبان سے پکڑ لیا۔
جبکہ وہ تو اس کی ہمت دیکھتے رہ گیا

جانتی ہو کیا کر رہی ہو؟.. " سرد لہجے میں پوچھا۔ "

بہت اچھے سے۔۔ " حارث اس کا غصہ دیکھا پھر گھماتے اسے شیشے کے "
ساتھ لگایا۔

تم میں ایسا کیا ہے جو میں تمہارا فائدہ اٹھاؤں گا۔ پہلے خود کو تو دیکھو۔۔۔ اور "

تم تو اچھے سے جانتی ہو میں ایک دفہ منہ لگائی چیز کو دوبارہ نہیں چھوتا۔ اب

چاہے وہ چیز ہو یا عورت... "بیلا کا حلق تک کڑوا کر دیا اس کی باتوں نے

اس شخص سے زیادہ اسے کبھی کسی نے بے مول نہیں کیا تھا۔ مگر وہ پھر بھی

اسے چاہتی تھی۔ اور وہ اپنے اس دل پر اسی بات کی وجہ سے لاکھوں پر لعنت

بھیج چکی تھی۔

پہلی لعنت تم پر اور تمہاری اس دوغلی شخصیت پر۔ دوسری لونٹ میرے "

اس دل پر جو تم سے محبت کرتا ہے۔ حالانکہ قابلِ مے م نفرت کے بھی نہیں

ہو۔ دوغلی انسان۔۔ "چٹخ کر کہتے وہ جاتی جب حارث غصے سے اس کے

جبرے کو پکڑتے اس کے ہونٹوں پر جھک گیا۔

انداز میں وہی سختی تھی۔ اس کے ہونٹوں کو دانتوں سے اچھا خاصا زخمی

کرتے وہ خون نکال چکا تھا۔ اس کا ہونٹ پھٹ چکا تھا۔

اب دل کھول کر لعنت بھیجنا۔۔ "اسے دور جھٹکا۔ وہ حارث کی پشت کو"
گھورتے وہاں سے بھاگ گئی۔

اب پھر وضو بنانا پڑے گا۔ "اس کے ہانٹوں کو یاد کرتے بڑ بڑایا۔ جبکہ وہ"
اب غلطی سے بھی اس کے کاٹیج میں قدم رکھنا کا نہیں سوچتی۔
وہ اپنے عمل سے بتا چکا تھا وہ کیا کر چکا ہے اور کیا کر سکتا ہے۔



مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔ "ظہیر اسے نظروں سے پر سکون کیا۔ احمد اور سدرہ"
ایک طرف کھڑے گاڑی کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ منسا کو ساتھ ریسٹ روم
لے کر گیا تھا۔ جہاں سے نکلتے وہ مزید نروس ہو گئی تھی۔

ہم اس میں جائیں گیں؟.. "اس نے سامنے کھڑی اوڈی کو دیکھا۔ پھر ظہیر کو۔"

یس۔۔ "اس کی انکھیں باہر آگئی۔"

اس نے تو سنا تھا پاکستان میں ایسی گاڑیاں کم ہوتی ہیں تو کیا اس کا شوہر کافی امیر تھا۔ اس کی انکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔

تم بہت امیر ہو کیا؟.. "اس کا بازو کھینچتے اسے کچھ دور لے جاتے پوچھا۔"

زیادہ نہیں مگر تمہارا کھانا دانا پورا کر لوں گا "منسا نے اسے گھورا۔"

تم ناں یہ میرے ساتھ لفظوں کا گیم مت کھیلو۔ "اسے گھورا جبکہ ڈرائیور"

دوسری گاڑی میں سدرہ اور ظہیر کو لے کر جا چکا تھا۔ یہ ظہیر کی پرسنل گاڑی

تھی جو اس نے منگوالی۔ اس میں وہ دونوں ہی گھر جاتے۔

مجھے ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ تم ویسے ہی پٹ جاتی ہو۔ "منسا اسے گھورنا کم"

نہیں کیا۔ وہ ناں میں سر ہلاتے اسے بازو سے تھامتے لا کر گاڑی میں بٹھایا۔

خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔

ظہیر!... "اب لہجایک دم سے دھیمما ہو گیا۔"

ہم۔۔۔ "اس کی طرف رخ کیا۔"

تمہاری فیملی میں کون کون ہے؟... "اس کا ڈردیکھ وہ مسکرایا۔۔۔"

وہاں جا کر دیکھ لینا۔ "اس نے گھورا مگر یہاں پرواہ کسے تھی۔ وہ ظہیر کو"

انور کرتے باہر پاکستان کہ خوبصورتی دیکھنے لگی۔ لاہور ایئرپورٹ سے وہ

سیدھا ان کے گھر جا رہے تھے۔

مناسٹرک پر لگی چیزوں کو دیکھتے کبھی کھانے کا سوچ چکی تھی۔ چاہے اب

ظہیر کے ساتھ اتنی یاں اکیلے مگر یہ ایڈونچر اسے ضرور کرنا تھا۔

گھر آ گیا۔۔۔ "منسا پھٹی نظروں سے ایکٹر میں پھیلے اس گھر کو دیکھ رہی"

تھی۔

تم یہاں رہتے ہو؟... "شاک سے پوچھا۔ انکھیں باہر آنے کو بے تاب"

تھیں۔ منہ کھل چکا تھا۔ ظہیر انگلی تھوڑی کے نیچے رکھتے اس کا منہ بند گیا مگر

اس کا شاک کم نہیں ہوا۔

ہاں۔ یہاں رہتا ہوں۔" لاپرواہی سے کہتے وہ گاڑی اندر لے گیا۔ گاڑی "سیدھا گھر کے مین ڈور کے سامنے روکی۔

چلیں مسز ظہیر احمد۔۔۔" اس کی طرف کادر وازہ کھولتے ہاتھ بڑھایا۔ وہ "ابھی تک اسی گلابی شلوار قمیض میں تھی۔ اب ڈوپٹہ کندھے پر جھول رہا تھا۔ ظہیر نے بھی پرواہ نہیں کی۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" مکمل اس کے بازو سے چپک گئی۔ جبکہ ظہیر "مسکراہٹ دباتے اسے شیرنی سے بھگی بلی بنتے دیکھا۔ مگر تم تو میری شیرنی ہو۔ تمہیں کسی سے کیسا ڈر؟..." ظہیر چاہتا تھا کھل "کر قہقہہ لگائے مگر ایسا کرنے پر وہ جھگڑنے کو آ جاتی۔

سرپرائز!....." اونچی سی آواز گونجی۔ اس کے ساتھ ہی ان دونوں پر "پھولوں کی بارش شروع ہو گئی۔ منسا تو کھلکھلاتے گھومی۔ پھول ابھی تک گر رہے تھے جبکہ گھر کے اندر کھڑے سب شاک میں تھے۔

بھائی یہ بچی کون ہے؟.. "کسی کی پھنسی سی آواز نکلی۔ وہیں منسا نے بچی کہنے"
والے کو گھورا۔

بچی نہیں ہوں میں۔ "خوشی کی جگہ چہرے پے غصہ آگیا۔ ظہیر اسے"
نظروں سے پر سکون کرتے ساتھ لگایا۔

ڈوم یہ بھا بھی ہی تم لوگوں کی۔۔۔ "ان تینوں لوگوں کے منہ سے یک"
زبان کیا نکلا تھا۔ ظہیر نے انہیں گھورا تو وہ کھسیانے سے ہوئے۔

مگر یہ تو بچی ہیں۔ "سانہ نے پھر موت کو دعوت دی۔"

میں نے کہا میں بچی نہیں ہوں۔۔۔ "ساتھ ہی چیخ سنائی دی۔ ظہیر نے اس"
کی کمر میں ہاتھ ناڈالا ہوتا تو شاید وہ اب تک سانہ کو مار بھی چکی ہوتی۔

سانی میں نے کہا وہ میری بیوی ہے۔ مطلب تم لوگوں کی بھا بھی۔ "اس"
نے انکھوں سے گھورتے لفظوں سے سمجھایا۔

بھائی سامی کا کیا بنے گا اب؟.. "شامی جس کا پورا نام شمیمہ تھا آواز نکلی جبکہ"
سامی پر منسا کی گھوری اب ظہیر کی طرف پلٹی۔

بعد میں بتاتا ہوں میری شیرنی۔ ابھی کمرے میں چلتے ہیں۔ "اس کی"
گھوریاں دیکھ وہ سمجھ چکا تھا وہ ابھی پھٹ پڑے گی۔

ماما بابا کہاں ہیں؟.. "انہوں نے اوپر کمرے کا اشارہ کیا۔"

وہ بھی انہیں گھورتے سکون سے بیٹھنے کا کہتے دوسرے پورشن کی طرف چل
پڑا۔ جس کا دروازہ گھر کے اندر سے ملا ہوا تھا۔

یہ ہم دونوں کی جگہ ہے۔ یہاں تم مجھے جیسے مرضی ٹریٹ کر سکتی ہو مگر اس"
طرف بالکل بھی نہیں۔ میں سب کے لیے سخت مزاج بندہ ہوں۔ تو تم مجھے
بالکل بھی ان کے سامنے نرم ثابت نہیں کرو گی۔ "نسا ایک جگہ رک گئی۔
ظہیر نے پکڑتے اسے دیکھا۔

اس نے انگلی کے اشارے سے پاس آنے کا کہا۔ وہ پلٹ آیا۔
تم مجھے حکم دے رہے ہو؟.. "آبرو اٹھا کر چیخ کر پوچھا"
یہ جانتے ہوئے بھی وہاں کہنے کی حالت میں نہیں ہے۔

نہیں۔ درخواست ہے۔ بہت کرم ہو کر اگر اس پر نظر کرم کی جائے۔"

تو۔ "منسانے اوکے کہتے نزاکت سے اگے چلنے شروع کر دیا۔

وہ اس کے پیچھے قدم بڑھاتے اسے گھوم کر بانہوں میں اٹھا گیا۔

کمرے میں چل کر سکون سے سوتے ہیں۔ شام میں اٹھیں گیں اب۔""
کہتے ہی اس کو لیے ایک کمرے میں گھس گیا۔

؟ منسا بھی اس کے گلے میں بانہیں ڈال گئی۔ ظہیر اسے لیے ہی مین روم میں
آتے اسے بیڈ پر گراتے ساتھ ہی خود بھی گرا۔

وہ کنگ سائز گول بیڈ تھا۔ کمرے میں اس وقت اندھیرا ہی تھا اور ظہیر نے
لائٹس بھی ان نہیں کیں۔

گھڑی، شرٹ، کوٹ شوز سب اتار کر نیچے ہی پھینک دیا
کسی چیز کی بھی پرواہ نہیں کی۔

بس اسے بانہوں میں بھرتے اس کے نازک سے وجود ہر اپنا وزن ڈالنا نہیں
بھولا جسے اس کے وجود کی گرمی سے سکون مل رہا تھا۔ تو وہ بھی پیچھے ہٹنے کا

نہیں کہا۔ بلکہ خود بھی اس کے بالوں میں ہاتھ پھنساتے اس کے کندھے میں منہ چھپاتے اس کی خوشبو میں سانسیں بھرنے لگی۔

منسا کے نرم نازک پتلی سے انگلیاں اپنے بالوں میں محسوس کرتے وہ مسکرا دیا۔ وہ لڑکی اسے اپنا عادی بناتی جا رہی تھی۔ مگر اس میں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ وہ اس کی تھی اور اپنوں کا عادی ہونا برا تو بالکل بھی نہیں ہوتا۔

سانی یہ بچی ہماری بھابھی کیسے؟.. "ڈوم ان کے جاتے ہی حیرت سے بولا۔" میں بھی وہی سوچ رہی ہوں۔ "ڈوم ہوش میں اتے اس کے سر پے چپت" لگائی۔

تم کب سے سوچنے لگی کوڑ دماغ۔ "سانی نے پاس پڑا پلو اٹھا کر اسے دے" مارا۔

اوائے میں سوچ رہی ہوں اب بھائی کو سامی سے کون بچائے گا۔ ہماری" بھابھی بننے کے خواب تو اس نے دیکھ رکھے تھے۔ "شامی کی بات پر وہ دونوں اپنی لڑائی بھول گئے۔

ویسے دیکھنے میں بچی ہے ورنہ ہے پوری پٹاخہ۔۔ "شامی اور سانی دونوں"
نے ڈوم کو گھورا۔

بھابھی ہیں وہ۔ گندی نظر نہیں ڈال سکتے تم ان پر۔ "ڈوم نے انہیں گھورا۔"
میں اس سنس میں نہیں کہہ رہا تھا بے وقوفو۔۔ مطلب وہ بہت چالاک
اور تیز ہیں۔ "وہ دونوں خود ہی گڑ بڑا گئیں۔

اصل چالاک تو سامی ہے۔ اب نا جانے وہ یہاں کون سا تماشہ لگوائے گی۔"
اللہ بچائے ہماری اس بچی بھابھی کو ان سے۔۔ "ہاتھ اٹھاتے دعا کرتے منہ پر
ہاتھ پھیرے۔

ویسے ہمیں اج شک ملا ہے۔ "ڈوم کو اچانک یاد آیا۔۔"
جی ڈوم صاحب۔۔۔ "سانی نے اس کی بے وقوفی کو دیکھتے کہا۔۔"
میں تو شک میں ہوں۔ میں تو ابھی کسی سے بات نہیں کر سکتا۔ "سانی"
اسے گھورا جو بڑ بڑاتے جا رہا تھا۔

شامی بھی اس کے جانے پر شکر کیا۔

ہم دونوں مووی دیکھیں؟.. "اس کے سوال پر سانی نے اسے گھورا۔"

ٹائٹنک مووی ہوگی۔ اینڈ پر وہ ناسمو امر جائے گا اور تم دو گھنٹے بیٹھ کر روؤ"

گی۔ میں نہیں دیکھ رہی کچھ بھی۔ تم ہی دیکھو اپنا جیک اور اس کی وہ

خوبصورت سی لیل۔۔۔" وہ شامی کو غصے سے ناک چڑھانے پر مجبور کرتے نو

دو گیارہ ہو گئی۔ جبکہ شامی مووی لگاتے بیٹھ گئی۔

ابھی اس کے چہرے پے اشتیاق تھا۔ مووی شروع ہو چکی تھی۔ اس کا پرنس

چارمنگ توجیک ہی تھا۔ اس کے خوابوں کا شہزادہ۔۔۔

وہ اپنی ہی دنیا میں کھونے لگی۔

^^^

"...موسیٰ؟"

"...! ہوں"

"..موسیٰ؟"

"...! جی"

موسیٰ مسیسی؟.... "اب اس کا نام لمبا کھینچا۔"

کیا کہنا ہے وچ!.."پری نے اسے گھورا۔"

وہ موسیٰ کے سینے پر پڑی تھی۔ اس کے ہونٹوں کو انگلی سے ٹچ کرتے وہ ان سے کھیل رہی تھی جبکہ موسیٰ کی انکھیں بند تھیں۔۔

موسیٰ؟..."اب اس نے انکھیں کھولتے اپنی ضدی وچ کو دیکھا۔"

کیا ہوا ہے؟.."اس کا موڈ اف تھا۔ اس کے تاثرات یہ بتا رہے تھے۔"

مجھے ماما سے ملنا ہے۔۔"لب ذرا سے پھیلے۔"

ان کی یاد آرہی ہے؟.."اس نے جھٹ سے سرہاں میں ہلایا۔۔"

میں کرتا ہوں کچھ۔ روتے نہیں شاباش۔۔"وہ موسیٰ کی گال پر ہونٹ"

رکتے سر اثبات میں ہلا گئی۔۔

جاؤ بیلا کو دیکھو۔ ہوش آیا کہ نہیں۔؟.."وہ او کے کہتے اٹھی۔"

موسیٰ اس کے وجود کو گہری نظروں سے دیکھا۔ اس کے پیٹ کا ابھار صاف

نظر آتا تھا۔ کمر مزید پتلی نظر آنے لگی تھی۔

اس کی حالت دیکھتے دائی نے یہ ہی کہا تھا بیٹا ہے جبکہ وہ بھی بیٹا ہی چاہتا تھا۔
موسیٰ پیچھے کسی کو کال ملانے لگا۔ جس نے پہلی ہی بیل پر کال اٹھالی۔
تم رات کو مینشن ائے تھے؟.. "حارث نے تھوک نگلا۔ اسے معلوم نہیں"
تھا وہ اتنی جلدی جان جائے گا۔
جی۔۔ "مشکل سے ہاں نکلا تھا۔"

اسے ٹارچر کرنا چھوڑ دو ورنہ میں تمہیں ٹارچر کرنے پے آ جاؤں گا۔ "غصے"
سے کہتے کال کاٹی۔

وہاں پری بیلا کو دیکھ رہی تھی جس کا بخار تو اتر چکا تھا مگر وہ کام کرنے پے لگی
تھی۔ صبح کچن صاف کرتے مینشن کی صفائی بھی وہ کر چکی تھی۔ ابھی بھی پری
نے اسے مشکل سے بٹھایا۔

میڈم سر غصہ کریں گیں آپ کے کام کرنے پے۔۔۔ "پری نے اسے"
گھورا۔

وہ مجھ پر غصہ کرے گا تو میں بھی چپ نہیں بیٹھو گی۔ اس پر جواب میں "غصہ کروں گی۔" بیلا پری کی بات پر مسکرائی۔

اپ کے پیر سو ج رہے ہیں۔۔ "پری کے سرخ و سفید سے چھوٹے چھوٹے" پیر مزید سرخ ہوتے پھول رہے تھے۔ کھڑے ہونے کے دو منٹ بعد ہی ایسا ہونا شروع ہو جاتا۔

دو منٹ لگے گیس سینڈ وچ بنانے میں۔ کچھ نہیں ہو گا۔ "لا پرواہی سے کہتے" وہ ابھی ساس پین نکالتی جب موسیٰ نا جانے کہاں سے آ گیا۔ ایک جھٹکے میں اسے گود میں اٹھاتے بغیر بیلا کی پرواہ کیے اسے گھوریوں سے نوازا۔ جبکہ بیلا بے چاری مفت میں ہی شر مندہ ہو گئی۔

ارام کیوں نہیں ہے تمہیں؟.. "پوچھتے اسے لا کر بیڈ پر لیٹایا۔ اس کے پیر" دیکھے جن کا دو سینکڑ میں کوئی حال نہیں رہا تھا۔

دیکھی ہے ان کی حالت!... "اسے گھورتے ہلکا سا ڈانٹا۔ وہ منہ سر پیٹے اس" کامو بائل سائیڈ ٹیبل سے اٹھاتے اس پر گیم کھیلنے لگی۔

موسیٰ تیل لے کر آتے اس کے پیروں کو پکڑتے مالش کرنے لگا۔ پری نے
دوسرا پاؤں بھی اس کی گود میں رکھ دیا۔

موسیٰ نرمی سے ان کی مالش کرتے ہلکا ہلکا اس کی ٹانگیں بھی دبا دیں۔ اسے "
اچھا محسوس ہونے لگا۔ وہ فون رکھتے انکھیں موندے لیٹ گئی۔

میرے بالوں میں بھی تیل لگاؤ۔" موسیٰ اسے پاس بلایا۔ وہ اس کا ہاتھ "
تھماتے قریب ہوئی۔

موسیٰ اسے اپنے سامنے بٹھاتے اس کے بالوں سے کیچر نکالتے ان میں تیل
لگانے لگ۔ انگلیوں کی پوروں سے مالش کرتے اسے دیکھا جو انکھیں
موندے سکون میں تھی۔

ساری رات موسیٰ کو اٹھانے کے بعد اب اسے نیند آرہی تھی۔

موسیٰ تیل دور پھینکتے اب اس کے کندھوں کو ہلکا ہلکا دبایا۔ وہ مزید اس کے
سینے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

موسیٰ تیل سے بھرے ہاتھ کو اس کی شرٹ کے اندر لے جاتے پیٹ اور اس سے ذرا اوپر پھیرا۔

وہ تڑپ ہی اٹھی۔ ایک لمبی سانس بھرتے وہ تقریباً چھلی۔

موسیٰ پیچھے ہوتے اسے بیڈ پر گرایا۔ خود اس پر سایہ کرتے دونوں ہاتھ اس کے چہرے کے گرد رکھے۔

ساری رات تم نے مجھے سونے نہیں دیا۔ "پری نے معصوم سی شکل بنائی۔"
اس سے پہلے وہ سارا الزام اپنے وجود میں پلتے بچے پر ڈالتی موسیٰ اس کی سانسیں ہی قید کر گیا۔

اس کے وجود کو نرمی سے چھوتے دوسرا ہاتھ اس کے وجود پر ہی گردش کرنے لگا۔

اس کی سانسوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے وہ اس شرٹ کا پردہ بھی گرا چکا تھا۔
مجھے ساری رات اٹھانے کا حرج نہ تو ادا کرنا پڑے گا۔ "پری چپت لیٹی"
سانسیں بھر رہی تھیں۔

موسیٰ اوپر ہوتے شرٹ اتار کر دور پھینکی۔ اس کا وجود دیکھا جو تیل سے ہلکا نم تھا

نو!.." ہاتھ اس کے سینے پر رکھتے اسے خود پر جھکنے سے روکا۔"

تمہاری صحت کا لحاظ کر رہا ہوں۔ مگر آج تم نہیں روک سکو گی۔" کہتے اس کے وجود کو گہری نظروں سے دیکھا۔ وہ شرم سے نظریں چرا گئی۔

اور یہاں ہی موسیٰ اس کی انگلیوں میں انگلیاں پھنساتے اس کے وجود پر سایہ کیا۔

وہ تڑپی۔ محلی مگر موسیٰ کی نرم گرفت کے سامنے وہ ہار گئی۔

موسیٰ اس کے ہونٹوں کو یوں چھو رہا تھا جیسے وہ روئی کے بنے ہو۔ نرم و نازک سے۔ وہیں اس کی سانسیں پیتے وہ اچانک رکا۔ وہ چاہتا تھا پری بھی اس کا ساتھ دے۔

ہلکا سا اپنے اور اس کے وجود میں فاصلہ لاتے وہ اوپر ہو گیا۔ پری نے نظریں کھولتے اسے دیکھا۔ اس کا دور رہنا جانے کیوں برا لگا۔

مجھے تمہارے ہونٹوں کا لمس دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ "اس کی"

سرگوشی پر وہ اسے محبت بھری نظروں سے دیکھتا رہا۔

پری ہاتھ اس کی گردن میں ڈالتے اس کا چہرہ خود پر جھکاتے اس کے ہونٹوں سے سانسیں کھینچنا شروع کر دیں۔

تم مجھے کسی روز پاگل کر دو گی۔ "وہ اس کی گردن میں ہونٹ رکھتے" مسکرائی۔

پھر اس کے ہونٹ دیکھے جنہیں وہ کاٹ چکی تھی۔

موسیٰ تمہارے ہونٹ زخمی ہیں۔ ان سے خون نکل رہا ہے۔ "لب دبائے" کہا۔

تمہیں کیوں پسند ہے یہ ہونٹ اتنے؟.. "وہ اوج جاننا ہی چاہتا تھا۔"

کیونکہ یہ تمہارے ہیں۔ "کہتے اس کے ہاتھ ہٹاتے وہ اس کے چہرے کو"

دونوں ہاتھوں میں بھرتے وہ خون کی بوندیں چننے لگی۔ بغیر اپنی پھولی

سامسوں کی پرواہ کیے وہ موسیٰ کی سانسوں سے کھیل رہی تھی۔ جو سکون سے
بیڈ پر لیٹا اسے اپنی من مانیاں کرنے دے رہا تھا۔

پری اس کے نچلے لب کو ہونٹوں میں بھرے اس کی نمی جذب کر رہی تھی۔
وہ ہو اس بھلا چکی تھی۔

موسیٰ اس کا انداز دیکھا۔ وہ اس سے زیادہ جنونی ہو رہی تھی۔

ایک ہاتھ بڑھاتے اس نے موسیٰ کی گردن اور سینے پر پھیرنا شروع کر دیا۔
وہاں سے بالوں میں لے جاتے انہیں بے ترتیب کر گئی۔

تم، تمہارا وجود، یہ نرم ہونٹ سب مجھے پاگل کرنے کی طاقت رکھتے "
ہیں۔۔۔" اس کے سینے پر پڑے ان سرخ ہو چکے ہونٹوں کو دیکھتے سرگوشی
کی۔

اور مجھے تمہاری یہ پھولی سانسیں۔۔۔" کہتے ہی اس پر سایہ کیا۔"
ہر پردہ گراتے وہ اسے اپنی سانسوں سے بھی قریب کر گیا۔

اس قدر دور اتے پلٹنا مشکل تھا۔ اور موسیٰ اسے یہ اچھے سے بتا رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں کو شدتوں سے سرخ کرتے وہ اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا۔
موسیٰ... "وہ ہکلا گئی۔"

موسیٰ اس کی سننے کے بجائے اس کی سانسیں مزید شدتوں سے پینے لگا۔ اس کو لگا وہ اگلی سانس نہیں لے پائے گی۔

موسیٰ اس کی گردن پر ہونٹوں سے شدتوں سے چھوتے اسے اچھے سے اپنی بے قراریاں سنارہا تھا۔ وہیں پر ہی تو تڑپ ہی اٹھی۔

خود کو کو سا جو ہر دَفہ اس شیر کو چھیڑ دیتی تھی مگر بعض بھی نہیں آتی۔

موسیٰ بھی اس کی گرتی سانسوں کو سنبھالتے نرمی سے اسے خود میں سموئے اس کے وجود میں اتر رہا تھا۔ وہیں پر ہی ہر دَفہ کی طرح تڑپ رہی تھی۔

اس کی نرمی میں بھی جنون ہوتا تھا۔ جو اس کو تڑپا دیتا۔ ابھی بھی وہ تڑپتے پسینے

میں نہا گئی۔ جس سے چپکے بال موسیٰ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اس کے

چہرے سے پیچھے کیے۔

اچھا خاصہ اور تھا۔ خود ہی دعوت دی ہے۔ اب بھگتو۔۔۔ "سارا الزام اس" کے سر ڈالتے وہ شدتوں سے اس کی سانسیں چھیننے لگا۔ وہیں پر ہی اس کی سانسوں میں سانسیں کھینچ کر اپنی سانسیں ہموار کرنے لگی۔

انہیں بالکل بھی وقت کا ہوش نہیں تھا۔ باہر سورج اپنے جو بن ہر آچکا تھا۔ مگر وہ دونوں خود میں گم کر سب بھول چکے تھے۔ اور شاید یاد بھی نہیں رکھنا

چاہتے تھے

^^^

ہانیہ انکھیں صاف کرتے رومان کے پیچھے ہی اس گھر میں داخل ہوئی۔ وہ سوئٹزر لینڈ کا ایک چھوٹا سا گھر تھا۔ مگر ان دونوں کے لیے بہت تھا رومان اسے پہلے ہی خرید چکا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ وہ کچھ نہیں بول رہی تھی۔ وہ اندر اتے سائیڈ میں پڑے صوفوں سے سفید چادر ہٹاتے وہاں بیٹھ گئی۔ رومان بیگز اندر لا رہا تھا۔

ہانیہ اس سے نظریں ملائے بغیر ہی بیٹھی تھی۔ رومان نے اسے ایک نظر دیکھا تھا۔

کھانا منگواؤں؟.. "وہ جواب دینے کے بجائے اٹھ گئی۔ رومان اس کے جانے سے پہلے اس کا ہاتھ پکڑتے اسے روک لیا۔

آپ نے اپنی مرضی کی۔ اب مجھے اپنی مرضی کرنے دیں۔ یاں اس میں "بھی میں آپ کی پابند ہو؟.. "اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

وہ اپنے آنسوؤں ضبط کر رہی تھی۔ رومان اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

وہ پلٹتے بھری نظروں سے لکڑی کی سیڑھیاں چڑھتے اوپر چلی گئی۔ وہیں رومان پیچھے اسے جاتا دیکھتا رہا۔

وہ دونوں تو آگئے تھے۔ مگر ان کی خوشیاں وہیں رہ گئیں۔

رومان سب کچھ ویسے ہی چھوڑے گاڑی لے کر وہاں سے نکل گیا۔ وہیں ہانیہ اندر بیڈ پر لیٹی رو رہی تھی۔

اس نے خیام کی آنکھوں کا دکھ دیکھا تھا۔ اس نے انعم کی بے بسی دیکھی تھی۔
اس کا اپنا دل رورہا تھا۔ وہ خود اپنی مجبوری بھی جانتی تھی۔
مگر یہ محبت اسے باندھ چکی تھی۔ اور یہ کوئی رسی بھی نہیں تھی جسے وہ کاٹ
دیتی یاں توڑ دیتی۔

یہ تو نظر بھی نہیں آتی تھی۔ چھوٹا بھی مشکل تھا مگر یہ تھی۔ پیروں میں
بندھی زنجیروں کی طرح۔

وہ روتے رومان سے شکوہ کر رہی تھی جو وہاں موجود نہیں تھا۔ جو اسے سن ہی
نہیں رہا تھا۔ جو وہاں ہو کر بھی اس کے پاس نہیں تھا۔ وہ اکیلی تھی۔

^^^

لیل اٹھتے انگڑائی لے کر تھکن اتاری۔ پھر پاس دیکھا جہاں الیگزینڈر کا نام و
نشان بھی نہیں تھا۔ جبکہ سائیڈ ٹیبل پر نوٹ پڑا تھا۔

اس نے اٹھا کر پڑھا۔ وہ کام پر جا چکا تھا۔ کھانا ریڈی پڑا تھا۔ جسے وہ وقت پر
کھالے۔ یہ ہدایات اس کی طرف سے تھیں۔

وہ منہ بناتے اٹھی ایک نظر خود کو دیکھا پھر فریش ہوتے بال کنگھی کرتے باہر آئی جہاں جو رجینا ہال میں بیٹھی تھی۔

میم کھانا گرم کر دوں؟.. "لیل مسکراتے بیٹھ گئی۔"

ویسے الیگزینڈر یہ ڈیوٹی تمہیں کیوں دے گیا؟.. "وہ مسکرا دی۔ اس کا" اشارہ کھانا کھلانے کی طرف تھا۔

تاکہ میں آپ کا خیال رکھ لو۔ جو آپ خود نہیں رکھتیں۔۔ "وہ اوہ والے" انداز میں کہتے پیچھے پلو سیٹ کرنے لگی۔

پلیز الیگزینڈر کو کال ملا دو گی؟.. "اس نے فوراً سے فون لا تھمایا۔ خود کھانا" گرم کرنے چلی گئی

سکندر!... "وہ فوراً سے ٹارچر سیل سے باہر نکلا۔"

وائیٹ روز!! کیا ہوا ہے؟.. "وہ پاگل ہی تو ہوا تھا۔"

تم مجھ سے ملے بغیر چلے گئے۔۔ "اس نے سکون کی سانس بھری۔"

آپ کے پاس جو رجینا ہے؟.. "لیل نے یس کہا۔"

پھر کھانا کھائیں۔ اور اپنا خیال رکھیں۔ مجھے ایک کیس پر کام کرنا ہے۔ اور "

پلسز رونا نہیں ہے۔" وہ واقعی ہونٹ پھیلا رہی تھی۔ منہ بناتے ناک چڑھائی

مزید ہدایات سننے کے بجائے غصے سے کال کاٹ گئی۔

میم یہ لیں۔۔ "اس نے پراٹھارول لیل کے سامنے رکھے۔ وہ منہ بناتے "

کھانے لگی۔ جبکہ الیگزینڈر سے ناراضگی پکی ہو چکی تھی۔

جور جینا اپنی میم کا غصہ دیکھ وہیں بیٹھی رہی۔

^^^

ماضی:

وہ لڑکی مدد کر سکتی ہے۔ بے وقوف سی ہے وہ۔ "طنزیہ کہا۔۔"

پھر تیاری مکمل رکھو۔ "وہ خوش ہوئی۔"

کال کاٹ کر وہ وہیں پڑے صوفے پر خوشی سے بیٹھی۔

وہ پر جینز اور شرٹ تھی۔ جو کہ اس کی بوڑھی ہڈیوں ہر اچھی نہیں لگ

رہی تھی مگر وہ ٹائٹ جینز ہی پہنتی۔

میرا خون بھی اس خون میں خون و خون ہو جائے گا۔ "اس کے دل میں اپنی"
بیٹی کے لیے نفرت ہی نفرت تھی۔

اسے ایک میسج ریسیو ہوا۔

وہ خوش ہوتے ہڈی پہنتے اسی وقت باہر نکلی۔

پہلے تم مرو گی پھر تمہارا عکس!۔ "اس کے لہجے میں نفرت بول رہی تھی۔"
آنکھوں میں بدلے کا جہاں اباد تھا۔

اور جو عورت اپنی بیٹی سے نفرت کر سکتی ہے وہ کسی اور کو کیسے بخش سکتی تھی۔

Bk815m

ایک میسج ٹون کے ساتھ اسے گاڑی کا نمبر ریسیو ہوا۔

اس نے نظریں دوڑائیں۔ کچھ ہی فاصلے پر گاڑی کھڑی تھی۔ اس نے چپکے
سے جا کر اس گاڑی میں بوم لگا دیا۔ خود دور سے اس میں ہنستی مسکراتی لیل کو
بیٹھتے دیکھا۔

آج تم مرو گی۔۔ اور کل وہ!! ایک منٹ۔ کل کیوں؟؟ وہ بھی آج ہی"
مرے گی۔" کہتے اس نے قدم اپنی گاڑی میں پڑے فون کی طرف
بڑھائے۔

میری پیاری بیٹی!..." وہ اپنے کام میں لگی تھی۔ اسے یہ مداخلت پسند نہیں"
آئی۔

پٹرول جھڑکتے اس نے وہیں لیب میں پڑی اس بے حس و حرکت وجود کو
دیکھا جسے وہ کچھ دیر پہلے اپنے ہاتھوں سے مار کر ادھ مرا کر چکی تھی۔
میرے پاس وقت نہیں ہے سانپوں سے گفتگو کرنے کا۔" وہ کال کاٹتے"
کاٹتے رک گئی۔

تم کچھ وقت میں اکیلی ہو جاؤ گی۔ وجود مر جائے گا۔ عکس بچ جائے گی۔""
افسوس سے کہا جبکہ وہ اپنی غلطی پر پچھتائی۔

اس نے تو سوچا تھا وہ پہلے اسے مارے گی مگر وہ لیل کی طرف چلی گئی۔
نوں۔۔ اسے روکنا تھا یہ سب۔۔۔

بابا میرا انتظار کیجئے گا۔ "اس نے وہیل چئیر پر بیٹھے اس شخص کا ماتھا چوما۔" اشارہ کیا۔ دو گارڈز آ نہیں لیتے چلے گئے۔ انہیں ڈاکٹر کی ضرورت تھی۔ جوزف ان کی حالت بری کر چکا تھا۔ جو وہ کسی صورت نہیں بھول پارہی تھی تم بھی یہاں ہی تڑپو گے۔ "کہتے ہی اس نے ایک جھٹکے سے لاسٹر نکالا۔" وہیں پڑے اس ڈاکٹر کی نظروں میں خوف اور التجا تھی مگر اس نے نہیں سنی۔ ایک قدم اگے جاتے وہ پلٹی۔ اس کی آنکھوں کے خوف سے محفوظ ہوتے اس نے لاسٹریوں جلاتے ہی چھوڑ دیا۔

اس کے ساتھ ہی وہاں اگ پھیلنا شروع ہو گئی۔ اس ڈاکٹر کا ادھا وجود جل گیا م۔ وہ تڑپنے لگا۔ اس کی نظروں میں خوف تھا۔ مر جانے گا۔ درد سے تڑپنے کا۔ مگر اسے یہ خوف مزادے رہا تھا۔

تم تڑپو گے تو ہی تو مجھے سکون ملے گا۔ "کہتے ہی اسے یوں ہی جلتے دیکھتی" رہی۔

وہ موسیٰ کو بتا چکی تھی۔ وہ لیل کو بچا لیتا۔ وہ نکل چکا تھا۔ وہ وہیں لیل کے پاس تھا۔

اچانک اس کی انٹریوں میں تکلیف اٹھی۔ وہ جو سمجھ رہی تھی یہ درد ختم ہو گیا ابھی باقی تھا۔ اس نے اس ادھ جلے شخص کو دیکھا
اسے بار نکالو۔۔ "مزکل سے کہا۔ اپنا وجود سنبھالا جو درد برداشت نہیں کر"
پارہا تھا۔

وہیں وہ ڈاکٹر خوف میں تھا
اس کی آنکھیں اس وقت سرخ تھیں۔ سامنے جکتی آگ کی مانند سرخ۔۔ اس
کی طرح ہی غصہ اور شولے بھڑک رہے تھے اس میں۔۔
اسے کچھ نہ ہو۔ ورنہ میں تمہیں مار دوں گیں۔ "وہ درد اور تکلیف"
برداشت نہیں کر پارہی تھی جب موسیٰ کی کال آئی۔
میں ماما کے ساتھ ہوں۔ وہ حملہ نہیں کر سکتی ان پر۔۔ "وہ گاڑی سے دور"
کھڑا بول رہا تھا۔

گاڑی میں بوم لگا ہے۔ "اس نے تکلیف سے کہا مگر وہ سمجھ نہیں سکا۔"
وہ سب کچھ ویسے ہی چھوڑتے گاڑی لے کر اس طرف کو نکلی۔ اسے لوکیشن
کا علم تھا۔ وہ یہاں ہی تھے۔

وہ بے قراری سے اگے بڑھ رہی تھی۔ لیل کو مرتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔
میں تم جیسی ایک اور بناؤں گا۔ اور وہ میرے اشاروں پر چلے گی۔ مگر ہر "
شخص اسے تم ہی سمجھے گا۔ سچ صرف میں جانو گا۔" اس ڈاکٹر نے اپنی تکلیف
دباتے خود سے کہا۔

اس سوچ سے چہرے پے خوشی چھائی۔ مگر اپنی کمر میں لگتے انجیکشن سے وہ
بے ہوش ہو گیا۔

وہیں دوسرے روم میں نعمان کا چیک اپ کیا جا رہا تھا۔ جو اپنی ٹانگیں کھو چکے
تھے۔ یہ قید انہیں معذور بنا چکی تھی۔

شاہین تم یہاں کیوں آئی؟.. "اس نے غصے سے پوچھا۔ وہیں دور کھڑی عینا "
مسکرائی۔

وہ اسی کے آنے کا تو انتظار کر رہی تھی۔

مسز لیل کہاں ہیں؟.. "اسے دھک دیا۔ موسیٰ اس کے گڑتے پڑتے وجود کو"
دیکھا۔ اس کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔

وہ مشکل سے قدم اٹھاتے گاڑی کی طرف بڑھی۔ وہیں لیل اس کی حالت
دیکھتے پتھر اگئی۔

اپ نہیں مر سکتیں۔ کچھ کوگوں کو مرنا نہیں چاہیے۔ "کہتے ہی گاڑی کا"
دروازہ کھولنے کے بجائے گر گئی۔ وہیں عینا دور سے اسے دیکھ ہی نہیں
سکی۔ وہ ذرا قریب ہوئی۔

وہ ان دونوں کو ایک ساتھ مارنا چاہتی تھی۔ ایک کو مار کر دوسرے کو نہیں
چھوڑ سکتی تھی۔

اس نے گاڑی کے نیچے ہاتھ لے جاتے بول نکال کر دور پھینکا۔ وہیں عینا اس
کے اچانک اٹھنے پر اس کے ہاتھ میں بوم دیکھ فوراً بٹن دبایا مگر تب تک وہ اسے
دور پھینک چکی تھی۔

عینا کے چہرے پے غصے کے تاثرات آئے۔ وہیں کچھ دور کھڑی گاڑیاں اس
دھماکے کی ضفمد میں آئی تھیں۔ مگر کوئی انسان نہیں۔
موسیٰ نے شکر ادا کیا۔

تم جیسی لڑکی کو پہلے ہی مار دینا چاہیے تھا۔۔۔ ناجانے تم کیسے بچ گئی؟۔"
کیسے؟... "سوچتے اس نے ڈیش بورڈ پر پڑی گن دیکھی۔
لیل اور موسیٰ ابھی حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

اس نے اچانک منہ پر ہاتھ رکھا۔

ایک گولی اس کے وجود کے آر پار ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی خون کا فوارہ
اس کے منہ سے نکلا۔

اس نے موسیٰ کو دور کھڑی عینا کی طرف اشارہ دیا۔

اسے مت چھوڑنا۔ وہ بھاگ جائے گی۔ اسے تا عمر قید رکھنا۔ "کہتے ہی وہ"
گری مگر اس کے گرنے سے پہلے لیل ان حالات کو برداشت نہ کرتے بے
ہوش ہو گئیں۔

موسیٰ نے عینا کو دیکھا جو ان دونوں کو گرتا دیکھ خوش تھی۔ اس نے عینا کے ہاتھ میں گن دیکھی۔

وہ آج مر گئی۔ جسے پہلے دن مار دینا چاہیے تھا۔ "وہ پورے دانتوں سے" مسکرا رہی تھی۔

موسیٰ نے اسے وحشت بھری نظروں سے دیکھا۔ لیل کو بانہوں میں بھرتے گاڑی میں ڈالا۔ وہ صرف بے ہوش تھی۔ اس نے شکر ادا کیا۔ اس نے دور کھڑی عینا کا نشانہ لیتے ایک گولی اس کے بازو کے نشانے پر ماری۔ وہ جو ان دونوں کو دیکھ رہی تھی موسیٰ کو دیکھتے وہیں گر گئی۔ تب تک گارڈز اس تک پہنچتے اسے قید کر گئے۔ موسیٰ لرزتے وجود کے ساتھ اس کے پاس آیا۔

دوانگلیاں اس کی ناک کے پاس رکھتے چیک کیا۔ مگر کوئی سانس نہیں تھی۔

اس نے دل کو سمجھاتے اسے حوصلہ دیتے اس کی نبض دیکھی۔ وہ بھی رکی ہوئی تھی۔ اس میں کوئی شور نہیں تھا۔ اور اسے لگا دنیا سے شور ختم ہو چکا ہے۔

ہر طرف دنیا گونگی بہری بن چکی ہے۔ اسے کچھ سنائی نہیں دیا۔
سر میم کو ہاسپٹل لے جائیں؟.. "گارڈز چو کنسا کھڑے تھے۔"
ماما!... "وہ پلٹا"

تم شاہین کو مینشن لے جاؤ۔ میں ماما کو لے کر جاتا ہوں۔ "وہ الیگزینڈر کو"
شک ہونے نہیں دے سکتا تھا۔

ایک بات میں تم سے کہنا چاہتا ہوں!!!... "وہ رکا۔ اس کے پاس واپس"
بیٹھا۔ "تمہارے بال، آنکھیں دونوں بہت خوبصورت ہیں۔ بہت
خوبصورت۔ اتنی خوبصورت کوئی بھی ان زلفوں کے جال میں پھنس
جائے۔ کوئی ان آنکھوں کے سمندر میں ڈوب جائے۔" اس نے ان بند
آنکھوں کو دیکھا۔

وہ اٹھ گیا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھی۔ اپنے ہوش سنبھال لینے کے بعد وہ آج رورہا تھا۔ اور مردکار و ناعورت کے رونے سے زیادہ دردناک ہوتا ہے۔

اس عورت کو بھی مینشن لے جاؤ۔۔ "اس نے حادثہ کس بھی کال ملا" دی۔ اسے عینا کے وجود سے نفرت ہوئی۔ خود وہ بھاری ہوتے دل کے ساتھ لیل کو ہو سپٹل لے کر گیا۔ وہ اس کی ماں کو بچاتے خود مر گئی۔

اسے یہ چیز گلٹ دے رہی تھی۔ اس کی حفاظت کا وعدہ تو اس نے لیل سے کیا تھا پھر وہ کیسے چونک گیا۔۔



اما گھر ہیں۔ جلدی گھر پہنچیں۔ وہ ٹھیک نہیں ہیں۔ "ایک میسج الیگزینڈر" کے موبائل پر چھوڑتے وہ خود وہاں سے نکل گیا۔ الیگزینڈر بھی اس کا میسج ملتے ہی پریشانی سے ٹرچر سیل سے باہر بھاگا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا موسیٰ لیل کے معاملے میں مزاق نہیں کرتا۔

وہیں لیل کے پاس موسیٰ نے ایک ڈاکٹر اور دو گارڈز چھوڑ دی تھیں۔ وہ لیڈی گارڈز تھیں۔ ہر وقت لیل کے لیے ان کا اس گھر میں رہنا ضروری ہوتا تھا۔ الیگزینڈر کی باقی کالز کو وہ اگنور کر گیا۔ اس کی آواز اس وقت بھاری تھی۔ وہ الیگزینڈر کو یہ نہیں بتا سکتا تھا اس کا مضبوط بیٹا اس وقت رو رہا ہے۔ وہ بھی اس لڑکی کے جانے پر جو اس کی کچھ نہیں لگتی۔

جس سے اس کا کوئی رشتہ نہیں مگر وہ اس کے دل کے قریب تھی۔ وجہ چاہے اس کا چہرہ لیل سے ملنا تھا یاں ایک عرصہ ساتھ رہنا مگر وہ اسے عزیز تھی۔

کچھ لوگ بلا وجہ عزیز ہوتے ہیں۔ وہ بغیر کسی وجہ کے دل کی گہرائیوں میں گر جاتے ہیں اور پھر کبھی وہاں سے نکل نہیں پاتے۔ وہ بھی یوں ہی اس کے دل میں اتر گئی تھی۔

کاش تم میری ماما سے نہ ملتی۔ کاش تمہارا چہرہ؟!... "اس نے بات ادھوری" چھوڑی۔ اس کے آنسوؤں ایک بے نام سی لڑکی کے لیے بہہ رہے تھے۔ وہ مینشن جا کر اس کے وجود کو منوں مٹی تلے دبانے کی سوچ سے لرز رہا تھا۔ اس کے وجود پر لرز اساتاری ہو رہا تھا۔ وہ اس کی محبت نہیں تھی۔ اسے محبت صرف پری سے تھی۔ جسے وہ اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا تھا۔ جس کے ساتھ وہ زندگی کی بہار اور خزاں ریکھنا چاہتا تھا مگر وہ لڑکی!... وہ لڑکی پھر بھی اس کے دل کے قریب تھی۔ اور وہ چاہتے ہوئے بھی اس کی موت کا دکھ کم نہیں کر پا رہا تھا۔

میں صرف یہ بتانا چاہتی ہوں ضروری نہیں محبت ہو تو کوئی عزیز ہو۔ لوگ) بغیر کسی رشتے، بغیر کسی وجہ کے بھی دل کی گہرائیوں میں اتر جاتے ہیں۔

جیسے چند دوست۔۔ جیسے میری ایک دوست۔۔ نہ کوئی خونی رشتہ نہ ہی
(... سالوں کی پہچان مگر دل کے پھر بھی بہت قریب

سروہ میشن پہنچ چکی ہیں۔ "حادثہ کا پیغام وصول ہوا۔ اس کی سانسیں کم"
ہونے لگیں۔ اب میشن کچھ ہی دور تھا۔ وہ کچھ ہی دیر میں اس کی میت کے
سرہانے بیٹھا ہوتا۔ اس کی جان نکل رہی تھی۔

اسے نہ بچا پانا اس کے لیے ایک مشکل بن چکا تھا۔ مشکل بھی وہ جس کا کوئی
حل نہیں۔۔

اس نے بھیگی نظروں سے میشن کے گیٹ کو دیکھا۔ اس کے گارڈز کی
گاڑیاں وہیں تھیں۔ وہ یقیناً گائیج میں تھے۔

وہ اترتے ڈیش بورڈ پر پڑی سن گلاسز لگا گیا۔ اپنی روتی نظریں کسی کو بھی
دیکھانا اس کی توہین تھی۔ جو وہ کبھی نہ کرتا۔

کہاں ہے وہ؟.. "اس کے لیے میت بولنا اس کے لیے سوہانِ روح تھا۔"
انتہائی مشکل تھا۔۔

سر سیل میں۔۔۔ "وہ ہوش میں نہیں تھا۔ اس کا جواب نہیں سنا۔ بس چپ" چاپ اس کے پیچھے چلنے لگا۔

سر یہ رہیں!!!۔۔۔ "موسیٰ نے سامنے سفید پٹی بازو پر لیٹے پڑی عینا کو دیکھا۔" میں دوسری لڑکی کا پوچھ رہا ہو؟۔۔۔ "انداز میں بالکل بھی پہلے والا غصہ اور" جلال نہیں تھا۔ وہ اس وقت غم میں تھا اور غم انسان کو توڑ دیتا ہے۔

سر کون سی دوسری لڑکی؟۔۔۔ "حادثہ نہیں سمجھا تھا۔"

جس کے لیے میں نے تمہیں بلایا تھا۔ تمہیں کہا تھا گارڈز کے ساتھ اسے "مینشن لے جاو۔۔۔" اب غصہ چمکا۔ انداز بھی سخت ہو گیا۔

موسیٰ یہاں صرف یہ ہی تھیں۔ گارڈز کے ساتھ یہ ہی تھیں۔ "موسیٰ نے" اس کا گریبان پکڑ لیا۔

وہ لڑکی کہاں ہے؟؟ یہ عینا کو لے کر پہلے نکلے تھے۔ وہ دوسرے گارڈز کے ساتھ تھی۔ "حادثہ نے اس کے ہاتھ اپنے گریبان سے نہیں ہٹائے۔"

مجھے صرف گارڈز کی ایک گاڑی ملی۔ باہر بھی وہی بیٹھے ہیں۔ اور کوئی نہیں "ایا۔" اس نے تحمل سے کہا تھا جبکہ موسیٰ کو شاک لگا تھا۔

وہ حادثہ کو چھوڑ باہر آیا جبکہ وہ لوگ بھی یہ ہی کہہ رہے تھے وہ نہیں جانتے۔ موسیٰ نے لمبی سانس بھرتے خود کو پرسکون کیا۔

وہ گارڈز کہاں ہیں؟؟ حارث انہیں کال ملاو۔۔۔ "وہ ضبط کرتے بولا ورنہ" غصہ اس قدر تھا کہ سب تہس نہس کر دے۔

موسیٰ کوئی کال پک نہیں کر رہا۔ "موسیٰ نے غصے سے چشمہ اتار کر دور " پھینکا۔ وہیں اس کی آنکھیں دیکھ وہ سب گارڈز ایک دفہ خود پر فاتحہ پڑھ گئے۔ وہ حد درجہ سرخ تھیں۔ ضبط کی گواہی دے رہی تھیں۔ وہ آنکھیں شولے اگل رہی تھیں۔

موسیٰ اپ میم کو کال کر لیں۔ وہ بھی تو ساتھ ہیں۔۔۔ "وہ موسیٰ کے سینے " کے اندر ہاتھ ڈال کر جیسے دل پر وار کر گیا تھا۔

وہ کیسے کرتا اسے کال؟

وہ تو مر چکی تھی۔ کیا اس کے پاس مرے ہوؤں کا نمبر تھا۔

تم لوگ جاو۔ وہ سارا رستہ دیکھو۔ کیمرہ از چیک کرو۔ مجھے وہ لڑکی چاہیے۔""
وہ ان کی طرف دیکھتے دھاڑا۔

وہیں حادثہ ایک قدم اس سے دور ہوا۔

وہ گارڈز بس سر کہتے وہاں سے جلدی سے نکلے۔ وہیں موسیٰ پیچھے پڑی چٹیر پر
بیٹھا۔

اس عورت کو سلاخوں میں ڈال دو۔ اسے ایک مہینے تک کھانا پانی کچھ نہیں"
دینا۔ اس کے وجود پر بچھو چھوڑ دو مگر زہر نکال لینا۔ کیڑے مکوڑے سب۔
اس عورت کو ایک مہینے تک قبر کا سا احساس ہونا چاہیے۔" وہ بدلے پر اتر آیا
تھا۔

جبکہ حادثہ اس کی اتنی سخت سزا سنتے سمجھ نہیں پارہا تھا آخر ہوا کیا ہے۔

اس نے شایان کو کال ملا دی۔ وہ بھی تب تک آگیا جبکہ اپنے ساتھ خبر بھی
لایا۔

وہ جس گاڑی میں تھے وہ بلاسٹ ہو گئی۔ گارڈز وہ لڑکی سب کی لاشیں جل " کر خاک ہو چکی تھیں۔ پولیس نے وہ سب دھو دیا۔ وہ سڑک کے درمیان تھا۔ "موسیٰ کی آنکھوں میں اب درد چمکا۔

مجھے مرنا فینٹی سائیڈ کرتا ہے۔ موت اور پھر بس!... مجھے موت کو سوچنا " بھی ایک الگ سا سکون دیتا ہے۔ "وہ ایک دن یوں ہی بیٹھے تھے جب موسیٰ سے باتوں کے درمیان میں وہ بولنے لگی۔

تمہیں نہیں لگتا موت ہر تکلیف سے آزاد کر دیتی ہے۔ انٹریوں کو جکڑ کر " سانسوں کو تکلیف دینے والی ہر تکلیف سے۔ انسان مر کر امر ہوتا ہے۔ زندہ رہ کر کوئی امر نہیں ہوتا۔ "وہ اسے بتا رہی تھی جبکہ موسیٰ موت کو نہیں سوچ سکتا تھا۔

موت کو سوچنا اسے اس کی ماں اور باپ کی یاد دلاتا۔ وہ انہیں اپنے مرنے پر اور خود کو ان کے مرنے پر روتا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ کبھی اس موت کو سوچنا نہیں چاہتا تھا۔

مار دینا اور موت دونوں الگ تھیں۔ اور وہ انہیں الگ ہی رکھنا چاہتا تھا۔۔۔"
موسیٰ بس اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔

اس کا انداز بھی اس کی موت سے عقیدت کو ثابت کر رہا تھا۔ انکھیں میچے وہ
شاید خود کر ہر تکلیف سے ازاد محسوس بھی کر رہی تھی۔ جبکہ وہ خود کو دیکھ رہا
تھا۔ اسے ایسی کوئی تکلیف نہیں تھی جس سے اسے ازادی چاہیے ہوتی۔
!! مگر آج

اج اسے تکلیف تھی۔ اور بہت زیادہ تھی۔

شدید تھی۔ اتنی شدید کہ اس کا دل منہ کو آ رہا تھا۔

میں شہر جا رہا ہوں۔ "وہ شایان کی مزید کوئی بات نہیں سن سکا۔"

شایان اور حارث نے اسے روکنا مچھا مگر وہ ان کی ایک بھی سنے بغیر گاڑی
میں بیٹھتے وہاں سے نکل گیا۔

وہ سیدھا وہیں آیا تھا۔ جہاں اس کا سکون تھا۔

میں!... میں منیبہ ہوں۔ پلٹنے والی۔ ہر جگہ سے پلٹ آتی ہوں۔ پیدا"

ہوتے ہی موت سے اور اب موت سے زندگی کی طرف پلٹ رہی ہوں۔

ناجانے کب موت مجھے واپس خود کی طرف پلٹالے۔۔ "سوچوں میں گم

ایک آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

وہ اسے اپنے خیالوں میں جکڑ رہی تھی۔ اس کا غم موسیٰ کو کھارہا تھا مگر وہ ایسا

نہیں ہونے دے سکتا تھا۔

کبھی بھی نہیں۔

پری جیند کو باہر بھینچنے کا کہو۔ "عربی میں کہتے وہ آنکھوں پر سن گلاسز"

لگائے تھا

کچھ ہی دیر میں چہکتی سی پری اس کی گاڑی میں آ بیٹھی۔

تم مجھے آج کیوں لینے آئے؟؟ اور تم واپس کب آئے؟؟ کہیں تم جھوٹ بول"

کر یہاں ہی تو نہیں رہ رہے؟.. "چھوٹی سی انگلی اٹھائے وہ اس سے پوچھ رہی

تھی۔ موسیٰ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ادھر دیکھو؟... "وہ گاڑی ایک جگہ روک گیا۔ وہ سنسان سڑک تھی مگر"
پری کو کون سا پرواہ تھی۔

وہ اچھے سے جانتی تھی اسے وچ کہنے والا اسے دنیا کے درندوں کے سامنے
نہیں ڈالے گا۔ اس کی پری کی طرح حفاظت کرے گا۔ اس قدر مان تو تھا اس
پر۔

موسیٰ تم ٹھیک نہیں ہو... "نا جانے پوچھ رہی تھی یاں بتا رہی تھی مگر وہ"
کچھ نہیں بولا۔ بس یوں ہی اسے دیکھتا رہا۔
پری نے اگے ہوتے اس کی گلاسز اتار دیں۔

موسیٰ اسے اپنی نظروں سے ڈرانا نہیں چاہتا تھا۔ وہ انکھیں بند کر گیا۔
میں اصل کی وچ تو نہیں ہوں جو تم ڈرتے انکھیں بند کر رہے ہو"
منہ بنا کر کہا جبکہ موسیٰ کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ نے چھپ
دیکھائی۔

اچھا میں کب بڑی ہوں گیس؟؟.. "موسیٰ اس کی بات نہیں سمجھا تھا۔"

مطلب؟.. "وہ موسیٰ کی اس کھوں کو انگلیوں سے چھونے لگی۔ وہ کچھ بھی " نہیں بولا۔

پھر مجھے ان ہونٹوں کو چھونا ہے۔ "کھوئے سے انداز میں کہتے وہ موسیٰ کی " آنکھوں کو ٹھنڈک بخش گئی۔

نکاح کر لو مجھ سے ابھی اسی وقت۔۔ "موسیٰ نے آنکھیں کھولیں۔ ان میں " اب درد غم تکلیف کچھ نہیں تھا۔ وہ بالکل اپنے ہواسوں میں تھا۔

نکاح!... وہ کیا ہوتا ہے؟.. "وہ تھوڑی کے نیچے انگلی رکھتے پوچھنے لگی۔

تم معصوم نہیں ہو۔ اس لیے بننے کی کوشش بھی مت کرو۔ "موسیٰ اس " کے چہرے پے ہلکی سی تھپکی دی۔

میں معصومہ پلس پری ہو۔ "اس نے فوراً سے دہائی دی۔۔

تم پری ماں کی بیٹی ہو مگر ان کے جیسی نہیں ہو۔۔ "وہ موسیٰ کو گھورنے لگی۔

غصے سے اس کے بازو کی پشت پر چٹکی کاٹی مگر وہ ویسے ہی بیٹھا رہا۔ جیسے یہ درد

محسوس ہی نہ کر پارہا ہو۔

مگر اس نکاح سے مجھے کیا ملے گا؟.. "موسیٰ اسے دیکھا جسے بس اپنے"
فائدے سے مطلب تھا۔

کیا موسیٰ اعظم کامل جانا کافی نہیں؟.. "ابرواٹھاتے پوچھا جبکہ پری نے"
ہونٹ ٹھیرے کیے

نہیں۔ مجھے تمہارے ہونٹ چاہیے۔ پھر تم مجھے انہیں چھونے سے نہیں"
روکو گے۔ ڈیل ڈن کرو نہیں تو میں سب بابا کو بتا دوں گی۔ پھر وہ سکندر
انکل کو بتائیں گی اور لیل انٹی تم سے ناراض ہو جائیں گی۔ "موسیٰ نے
اسے دیکھا۔

کیا وہ اسے دھمکے رہی تھی؟؟ موسیٰ کو۔ "اس نے حیرت سے سوچا تھا۔"
سوچ لو؟.. "موسیٰ اس کے دھمکانے کا اثر نہیں لیا۔"

پھر موبائل دواپنا۔ میں سیدھا لیل انٹی کو کال کرتی ہوں۔ "اس نے ہاتھ"
پھیلا یا۔

موسیٰ نے وہی ہاتھ پکڑتے چوم لیا۔

وہ اسے سیدھا وہاں کی واحد مسجد میں لے آیا۔ اہل ی مغرب کا وقت تھا۔ وہ سب ابھی نماز ادا کرتے فارغ ہوئے تھے۔

موسیٰ کی بات پر وہی سے لوگ گواہ اٹھ آئے۔ وہیں پری سکول حجاب سے ہی چہرہ ڈھانپ لیا۔

اس کی عمر پر مولوی نے کوئی سوال نہیں اٹھایا۔ اس نے بھی کوئی بات نہیں کی۔

موسیٰ اسے اپنے نکاح میں لیتے اس پر سے نظر نہیں ہٹائی۔ وہ نہیں جانتی تھی یہ رشتہ کیسا ہے مگر وہ اچھے سے جانتا تھا۔

موسیٰ اور پری دونوں ایک دوسرے کو ہی دیکھ رہے تھے۔ وہ موسیٰ کو محبت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

اس نے گھونگھٹ سے ایک نظر سب کو دیکھتے اسے فلائنگ کس دی۔

موسیٰ پاس دیکھا۔ وہ سب اپنے کام میں مصروف تھے۔ نکاح نامے کی خانہ پوری ہو رہی تھی۔ وہ مسکراتے سر جھٹک گیا۔

موسیٰ وہاں سے اٹھتے اس کے پاس آیا۔ مولوی ابھی اپنے کام کر رہا تھا۔
تمہیں سکون کیوں نہیں ہے؟.. "اسے گھورا جو اپنے نکاح پر حد سے زیادہ"
خوش تھی۔

ابھی مجھے تمہارے ہونٹوں کو چھونے کا پر مٹ مل جائے گا۔ پھر تم بھی مجھے"
نہیں روکو گے۔ "انگلی اٹھا کر اسے تنبیہ کی۔۔

موسیٰ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھائی۔ اس کی طرف ہلکا سا جھکا۔
تم خود ہی میرے پاس آنے کے بجائے دور بھاگو گی۔ "انداز چیلنج کرنے والا"
تھا۔ وہ سر جھٹک گئی۔ مزید کچھ کہنے سے پہلے ہی مولوی نے اسے بلا لیا
معصومہ ولد جنید کیا آپ کو موسیٰ اعظم قدل سکندر اعظم اپنے نکاح میں "
قبول ہیں؟.. "مولوی کے سوال پر پری نے اسے دیکھا۔ پھر اس کا ہاتھ کھینچتے
اسے خود کی طرف جھکایا جبکہ مولوی اس کے جواب کا منتظر تھا۔۔

یہ تمہارے ہونٹوں کا نام کیوں نہیں لے رہے؟؟ میں بتا رہی ہوں ان "
سرخ گلابی ہونٹوں کو کسی کو چھونے بھی نہیں دوں گی۔" موسیٰ لب دبائے
مسکرایا۔

کچھ وقت پہلے جو غصہ غم تکلیف درد تھا وہ سب مسکراہٹوں میں بدل چکا تھا۔
! منیبہ کو درد سے نجات کے لیے موت کی ضرورت تھی۔ مگر اسے
اسے نہیں تھی۔ اس کے لیے ہر تکلیف سے نجات کا ذریعہ پری کا وجود تھا۔
جو کچھ دیر تک اس کے نام ہو جاتا۔ وہ بھی تاقیامت کے لیے۔

میرا نام لے رہے ہیں مطلب میں سارے کا سارا۔ ہونٹ کان ناک گردن "
ٹانگیں سب تمہارا۔۔" اس نے اوہ کہتے جلدی سے قبول ہے کہا۔ وہیں تینوں
دفہ اس نے یہ ہی الفاظ دہرائے۔

موسیٰ اعظم ولد سکندر اعظم کیا آپ کو معصومہ و دل جنید اپنے نکاح میں "
قبول ہے؟۔" موسیٰ کے جواب دینے سے پہلے ہی پری اسے اپنی طرف کھینچ

یہ اب تم سے کیوں پوچھ رہے ہیں؟.. "اس نے پہلے کبھی کوئی نکاح نہیں"
دیکھا تھا۔ مگر وہ معصوم نہیں تھی۔ وہ اسے معصوم نہیں کہہ سکتا تھا۔
کہ تمہارے بھی ہونٹ گال گردن ناک سب میرا ہے۔ ہم دونوں اب"
ایک دوسرے کے ہیں۔ "اس نے اسے گھورتے چھوڑ دیا۔ مگر باور ضرور
کروایا۔

میں اپنے بابا کی بھی ہوں اور رہوں گیں۔ "موسیٰ مسکرا دیا۔ پھر اس سے"
اجازت چاہی جس نے اس کا بازو چھوڑا جبکہ مولوی شاید اکتا چکا تھا۔ اسے یقیناً
گھر جانا تھا۔

موسیٰ نے پھر دو بار اپو چھے جانے پر پری کو اپنے نکاح میں قبول لیا
مزید کچھ دیر کی فار میلیٹی کے بعد انہوے نکاح نامہ اسے تھماتے ساتھ دعا
بھی دی۔ موسیٰ مسکراتے ان سے گلے ملتا جب پری درمیان میں آگئی۔

تم اب میرے ہو۔ تم کسی سے گلے نہیں مل سکتے۔ بدلے میں میں بھی " نہیں ملوں گیں۔ "موسیٰ ان سے معذرت کرتے انہیں بھیجا جبکہ اب دھیان اپنی بیوٹی پر گیا جو اسے گھور رہی تھی۔

آؤ گھر چھوڑ دو۔ بڑی پریشان ہو رہے ہوں گیں۔ "پری جانے کے بجائے" اس کے رستے میں آگئی۔

تم اب کسی سے بھی ملنے سے پہلے میری اجازت لو گے۔ روز مجھے سکول میں " ملنے آؤ گے۔ میرے لیے چاکلیٹ بھی لاؤ گے۔ مجھے خود کے پاس آنے سے نہیں روکو گے۔ تم کسی لڑکی سے فرینڈ شپ بھی نہیں کرو گے۔ تم اب صرف میرے ہو۔ "انگلی پر گنواتے وہ موسیٰ کو منہ کھولنے پر مجبور کر گئی۔ وہ نہ تو پری تھی، نہ معصومہ بلکہ وہ کوئی افت تھی۔ جسے وہ اب خود سے چمٹا چکا تھا۔

گھر بھی جانا ہے کہ میرے ساتھ چلو گی؟.. "موسیٰ کے سوال پر وہ اس سے " پہلے گاڑی کی طرف دوڑ گئی۔ موسیٰ بھی اس کے پیچھے ہی آیا۔

یہاں رو کو!..."موسیٰ نے اسے حیرت سے دیکھا۔ وہ گھر کی بیک سائیڈ"
تھی۔ وہ یہاں کیوں رکو رہی تھی جبکہ اب رات ہو گئی تھی۔

تم وہاں گاڑی پارک کرو۔ پھر یہاں سے چھلانگ لگا کر اندر کودتے میرے"
کمرے میں چھپ جانا۔ میں تمہارے لیے کھانا لے آؤں گیں۔ رات تو ہو
گئی ہے۔ ویسے بھی سونے کا وقت ہے۔ میں یہاں سے اگے چلی جاؤں
گیں۔"موسیٰ اسے دیکھا۔

وہ کچھ بھی مزید کہنے کے بجائے اس کی طرف جھکی تھی۔
اس کی گال کا بوسہ لیتے وہ جلدی سے اترتے اندر کو بھاگ گئی جبکہ موسیٰ دیکھتا
ہی رہ گیا۔

موسیٰ بے چارگی سے اس دیوار کو دیکھا۔ پھر خود کو۔ وہ چھلانگ لگاتے اندر
کود گیا۔ گاڑی وہیں دیوار کے پاس کھڑی تھی۔ بغیر گاڑی پر چڑھے دیوار کو دنا
نا ممکن تھا۔

وہ جمناسٹک کا کھلاڑی نہیں تھا جو یہ کام آسانی سے کر لیتا۔

پری کہاں تھی تم؟.. میں نے اتنی کالز کیں۔ سکول بند تھا۔ تم وہاں نہیں۔"
تھی۔" پری نے ماں کو دیکھا جو رونے کو آچکی تھی۔ بھائی کو جو ماں کے ساتھ
لگا سے چپ کر رہا تھا۔

وہ میں فرینڈ کے ساتھ مووی دیکھنے چلی گئی تھی۔" جانی نے اسے غصے سے "
دیکھا۔ وہ سر جھکا گئی جبکہ مومنہ کا بس نہیں چل رہا تھا اسے ایک لگا دے۔
ہمیں کیوں نہ بتایا؟.. "پری نے ہونٹ لٹکائے۔"

وہ زبردستی لے کر گئی تھی۔ میں نہیں جانا چاہتی تھی۔ پھر اس نے کال ہی "
نہیں کرنے دی۔" پری کے کمرے کی کھڑکی سے اسے دیکھتا موسیٰ تو یہ
ادا کاری دیکھتے دنگ رہ گیا۔

میرا بچہ!! روتے نہیں۔ بابا بالکل نہیں ڈانٹیں گیں۔" جانی تو اس کے "
آنسوؤں دیکھ تڑپ اٹھا۔

وہیں مومنہ نے دونوں باپ بیٹی کو گھورا۔ ہارون نے ماں کو دیکھا جو تب
سے پریشان تھی مگر ابھی غصے میں آچکی تھی۔

ہارون کھانا کھا کر سو جانا۔ "غصے سے کہتے وہ دھڑام سے اپنے کمرے میں"
بند ہوئی۔

دونوں باپ بیٹی نے پلٹ کر دیکھا۔

میں دیکھتا ہوں۔ تم کھانا کھاؤ شاہاش۔۔۔ "جانی اس کا ماتھا چوما۔ اس کا مجھے"
بھوک لگی ہے کہنا اسے تڑپا گیا

بابا میں کھانا کمرے میں لے جاؤں؟.. "منہ لٹکائے پوچھا۔ جانی اسے "جو"
میرے بچے کی مرضی "کہتے چلا گیا۔ مومنہ نے روم لاک نہیں کیا تھا۔ اس
نے شکر ادا کیا۔

وہیں ہادون کر سی گھسیٹ کر بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔

تم اتنا کھاؤ گی؟.. "ہارون نے اس کی پلیٹ دیکھی۔"

یس۔۔ "منہ پھلا کر کہتی وہ کھانا لیتے دھپ دھپ کرتی اپنے کمرے میں"
پہنچ گئی۔ بیگ ابھی تک کندھے پر لٹک رہا تھا۔

کوئی دیکھ لے گا۔ کمرے میں چلو۔۔ پری اسے گھورتے دھیمے کہا۔ موسیٰ "بھی کمرے میں آگیا۔ وہ کھڑکی بند کرتے اسے گھور رہی تھی۔

تم کھانا کھاؤ میں فریش ہو جاؤں۔" کہتے ہی وہ دھپ سے واش روم میں بند ہوئی۔ موسیٰ نے اس کی پھرتی دیکھی۔

پھر دیکھا تو یاد آیا وہ کپڑے لے کر نہیں گئی۔

وہ کپڑے لیتے واش روم کے دروازے سے لٹکا گیا مگر وہ بھی ٹاول لپیٹے یوں باہر نکلی کیسے یہاں شو چل رہا ہو۔ کندھوں سے نیچے جاتے بال کھلے ہوئے تھے۔ قد میں چھوٹا ہونے کی وجہ سے ٹاول اس کے گھٹنوں سے بھی نیچے جا رہا تھا۔

پری کپڑے پہن کر او۔ "اس نے گھورتے سختی سے کہا۔"

میں جا رہی ہوں۔ بس بال!.. "موسیٰ کی گھوری دیکھ پٹی۔۔"

میں چلا جاؤں گا اگر میری بات نہ مانی تو۔۔ "وہ موسیٰ کو گھورتے کپڑے"

لے کر ڈریسنگ روم میں بند ہو گئی۔

موسیٰ نے سانس بھری۔

یہ مشکل اُمر تھا۔ وہ بچی تھی۔ واقف نہیں تھی باتوں کی گہرائیوں سے مگر

وہ...

وہ تو سب جانتا تھا۔

وہ ماتھا مسلتے بیٹھا تھا جب وہ اس کھلے سے کو فتان میں باہر نکلی۔ موسیٰ نے شکر

ادا کیا۔

کھانا کھا لو آ کر۔ "اس نے خود مشکل سے دونوں لے لیے تھی۔ اس لڑکی" کی حرکتیں اس کی بھوک مٹا چکی تھیں۔

وہ بارہ سال کی بچی تھی مگر وہ توجہ نہیں تھا۔ وہ تو اس سے بڑا تھا۔ اور بڑی

بات ہر بات سے واقف تھا۔

موسیٰ میں تو ہیر و ہیر و سن کو ٹاول میں دیکھ رومانس شروع کر دیتے ہیں۔ تم

مجھے ڈانٹ کیوں رہے تھے؟.. موسیٰ کے گلے میں پانی ہی اٹک گیا۔

اس نے کھانسی پر قابو پاتے اس آفت کو دیکھا جو اسے کچھ گھنٹے میں بہت جھٹکے
دے چکی تھی

کیونکہ یہ اصل زندگی ہے اور میں ہیر و نہیں ہوں اور نہ ہی تم ہیر و سن۔۔۔"
اسے ہلکا سا گھورا۔

پری اس کی بات پر غصے سے اس کی گود میں بیٹھتے اس کی گال پر کاٹ گئی۔
موسیٰ اسے سامنے کیا جو اس کی تھائی پر بیٹھی تھی۔ اس وقت وہ اس کی بیوی یا
منکوحہ نہیں مگر بچی ضرور لگ رہی تھی۔ چھوٹی سی بچی۔۔

میں نے کچھ کیا تو برداشت نہیں کر پاؤ گی تم۔۔ "موسیٰ اس کی گال"
سہلائی۔ نرم لمس میں بسا جنون وہ نہیں سمجھ سکی۔

اب تو میں تمہارے ہونٹ چھو سکتی ہوں۔ "اس کی بات کو سرے سے"
اہمیت نہ دیتے وہ اس کے ہونٹوں کو نشانہ بناتے ان پر جھک گئی۔ نرمی سے اس
کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دبائے وہ ہاتھ اس کے کندھوں کے گرد
باندھ گئی۔

وہ بارہ سال کی تھی اور موسیٰ بیس۔۔ اٹھ سال کا فرق تھا۔ مگر یہ فرق بہت تھا۔ سب جاننے اور ہر چیز سے لاعلم ہونے کے لیے۔۔

موسیٰ کے جذبات کو ہوا دے گیا تھا اس کے ہونٹوں کا لمس۔ وہ اپنی پیاس بجھاتے پیچھے ہٹتی جب موسیٰ اس کے ہونٹوں کو اب اپنے ہونٹوں میں دبا گیا۔ پری کے لمس میں تو نرمی تھی مگر موسیٰ کا لمس تو آگ میں جلتے سولوں کی طرح تھا۔

پری کے رونوں ہاتھ مٹھیوں کی صورت بن گئے۔ وہ شدتوں سے اس کے ہونٹوں کو چوم رہا تھا۔ دانتوں سے ہلکا سا کاٹتے اسے اچھلنے پر مجبور کیا۔ پھر اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس کرتے اس نے زور سے پری کے لب دبائے تھے جب وہ اپنے ہاتھوں کی بنی مٹھوں سے اس کے کندھوں پر وار کرنے لگی۔۔

موسیٰ تب جا کر پیچھے ہوا۔

پری نڈھال سی اس کے کندھے پر گری۔

موسیٰ اسے بانہوں میں بھرتے لا کر بیڈ پر لیٹایا۔ اس کے وجود کو ایک نظر دیکھتے کمرہ لاک کر دیا۔

میں یہاں سو جاؤں؟.. "موسیٰ اس کے پہلو کی طرف اشارہ کیا۔"
وہ جو اس کے لمس سے تڑپ گئی تھی ابھی بھی تڑپتے نفی میں سر ہلا گئی۔ موسیٰ اس کا ماتھا چومتے جا کر صوفے پے لیٹ گیا۔

اس کی خوشبو موسیٰ کے وجود میں بس گئی تھی۔ وہ اس کے ساتھ کمرے میں پڑے ہونے کا سوچ بھی سو ہی جاتا جبکہ پری اس کی خوشبو خود میں برداشت کرتے تڑپ رہی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی یہ کس شولہ بارود نے اس کے ہونٹ چھو لیے جو وہ اندر تک جل گئی۔ مگر نہیں جانتی تھی اس شولے میں ہاتھ دینے والی بھی وہ خود ہے۔

پری ذرا سی نظر اٹھاتے دیکھا۔ کمرے کی لائٹس آف تھیں وہ پھر بھی صوفے پے لیٹے موسیٰ کو دیکھ سکتی تھی۔

وہ ڈبل سیٹر صوفہ تھا۔ اسے بالکل بھی مشکل نہیں تھی مگر مشکل میں توپری کی جان آچکی تھی۔

جواب کسی صورت نہیں چھوٹنی تھی۔ وہ غلطی سے مگر خود کو ہی قید کر چکی تھی جس سے رہائی اب ناممکن تھی۔

اس نے روتے تاثرات سجائے موسیٰ کو دیکھا۔ اپنے ہونٹوں کو انگلی سے چھوتے محسوس کیا۔ اس کے انکھیں پانی سے بھر گئی۔

موسیٰ کاشد ت سے چھونا سے رلا گیا۔ موسیٰ ایک نظر اس کے لرزتے وجود کو دیکھا۔ پھر صوفہ چھوڑتے اس کے پاس بیڈ پر آیا۔

میں نے بتایا تھا ناں ہم دونوں اب ایک دوسرے کے ہیں۔ "پری کچھ نہیں" بولی۔

اب اگر یہ ہونٹ میرے ہی تو کیا میں انہیں نہیں چھو سکتا؟.. "پری نے" نفی میں سر ہلایا۔ موسیٰ اسے گھورا۔

پھر تم نے میرے ہونٹ کیوں چھوئے؟.. 'وہ اس کے سامنے بچہ بن گئی'

کیونکہ یہ میرے بھی ہیں۔ "فور آسے آواز نکلی۔"

موسیٰ نے اسے داد دیتی نظروں سے دیکھا۔

یعنی جو موسیٰ کا وہ بھی پری کا اور جو پری کا وہ بھی صرف اس کا۔ واہ تھے اس کے خیالات تو۔

تم اب مجھے ایسے نہیں چھو وگے؟ لب دبا کر کہا۔

کیسے؟.. "موسیٰ اسے تنگ کرنا تو نہیں چاہتا تھا مگر اس کی شکل دیکھنا جانے" کیوں ایسا کرنے لگا۔

اتنی زور سے۔۔ "موسیٰ نے اوکے کہہ دیا۔"

اچھا ابھی سو جاؤ۔ "موسیٰ اس کے بال سہلائے۔"

تم یہاں سو سکتے ہو مگر مجھ سے دور رہ کر۔۔ "موسیٰ اس کی بات پر"

مسکراتے اس کے ساتھ لیٹ گیا۔

موسیٰ کے بالوں میں چلتی انگلیوں سے اسے سکون مل رہا تھا جو اس نے بالکل بھی نہیں جھٹکیں۔

موسیٰ بھی اس کی شکل دیکھ یہ سمجھ سکتا تھا۔ اس لیے بالکل بھی مزید تنگ نہیں کیا۔

اس کے پاس لیٹتے اس کا چہرہ دیکھتے وہ خود بھی نا جانے کب سو گیا۔ اسے علم ہی نہیں ہوا۔

وہ سارا دن کا تھکاوٹ سے چور بالکل بے ہوا اس پڑا تھا جب کسی نے اسے جھنجھوڑا۔

اس نے وقت دیکھا۔ باہر سورج کی روشنی تھی۔ دوسری نظر اپنے نیچے دبی لڑکی پر پڑی۔ وہ اس کے ہاتھ پاؤں قابو کیے پڑا تھا۔

موسیٰ کے چھوڑنے کی دیر تھی وہ لمبی سانس بھرتے اٹھی۔

میں اب جا رہا ہوں۔ شام کو پھر آؤں گا۔ "موسیٰ کی بات پر وہ خاموش ہی رہی۔

موسیٰ پاس اتے نرمی سے اس کے ہونٹ چومے۔ وہ فوراً اسے انکھیں بند کر گئی۔ اسے کے نرم لمس پر پری پاگل ہو جاتی اس سے پہلے ہی وہ چلا گیا۔

پری انکھیں بند کیے پڑی تھی موسیٰ نا جانے کب کا جاچکا تھا۔ وہ محسوس نہیں کر سکی۔ وہ اس کی خوشبو میں سانس بھر رہی تھی۔

Bad boy.

سرگوشیانہ اسے نام دیتے وہ شرماتے چہرہ تکیے میں چھپا گئی۔

وقت کا خیال کرتے وہ واشروم میں دوڑی جبکہ مومنہ کو اسے ہی اٹھانے آ

رہی تھی واشروم کا دروازہ بند ہونے کی آواز سنتے واپس پلٹ گئی۔

وہ اٹھ گئی تھی۔ اب اس کی رات کے لیے کلاس وہ بعد میں لگاتی۔ ابھی جنید کو

کھانا بھی دینا تھا۔

وہیں پری جلدی سے فریش ہو رہی تھی جبکہ اس کا چھوٹا بھائی فریش ہو کر

ناشتہ کرنے نیچے بھی پہنچ چکا تھا۔ وہ ہر دفعہ پری سے نمبر لے جاتا تھا۔ پھر بھی

وہ پری کو عزیز تھا۔ کیونکہ وہ اس کا اکلوتا بھائی تھا۔ اور پیارا بھی۔۔۔

^^^

الیکزینڈر رات سے لیل کو سنبھالتے ہلکان ہو رہا تھا۔ وہ ہر تھوڑی دیر بعد ڈر سے اٹھ جاتی۔ الیکزینڈر اسے نیند کی دوا کھلاتے سلا یا تھا اب۔
وہ موسیٰ کا انتظار کر رہا تھا۔ کب وہ لوٹے اور کب وہ سب جانے۔
وہ کچن میں تھا جب جوتوں کی آواز پر باہر آیا۔
میری بات سن کر اوپر جانا۔ "وہ اپنے کمرے میں جانے کے بجائے"
الیکزینڈر کے پاس آگیا۔
لیل کو کیا ہوا تھا؟.. "موسیٰ نے ماتھا مسلا۔"
ہر دفعہ ان کی حالت ایک وجہ سے خراب نہیں ہو سکتی۔ "موسیٰ اچھے سے"
جانتا تھا بہانہ کام نہیں کرے گا۔ وہ بھی پرانا تو بالکل نہیں۔
کچھ دشمن ہمارے پیچھے تھے۔ انہوں نے گاڑی میں بوم فٹ کر دیا تھا۔ بس"
وہاں کی لڑائی اور سب دیکھتے ماما کی یہ حالت ہو گئی۔ "الیکزینڈر شک سے
پلٹا۔

بوم!... "حیرت سی حیرت تھی۔"

وہ جو کوئی بھی تھی بس ماما کو ختم کر دینا چاہتی تھی۔ اسے ماما سے بہت نفرت " ہو جیسے۔ مگر وہ میرے ہاتھ نہیں لگی۔ "الیکزینڈر کی آنکھوں میں کسی کا عکس لہرایا۔

عینا!.. "موسیٰ یہ نام سنا۔"

یہ ہے کون بابا؟.. "الیکزینڈر سر موڑتے چلے کو دیکھنے لگا جہاں کھانا جلنے " والا تھا۔

ہے کوئی۔ میں پکڑ لوں گا۔ تم واپسی کی تیاری کرو۔ یہاں رہنا تمہارے لیے " سیف نہیں۔ "وہ چپ چاپ وہاں سے چلا گیا۔

وہیں الیکزینڈر کا دماغ عینا میں اٹک گیا۔

کیا وہ عورت زندہ تھی؟.. اس کی وائٹ روز کو موت کے منہ میں دھکیلنے " والی کیا مری نہیں؟.. "خود سے ہی سوال کرتے اسے موسیٰ کی بتائی بات پر سو فیصد یقین تھا۔

اب بس اسے اس عورت کو ڈھونڈنا تھا۔ اس سے پہلے وہ پھر لیل کو نقصان پہنچاتی۔ وہ خود سے عہد کرتے کھانا بنانے میں مصروف بھی تھا۔



وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ اسے موسیٰ کے کل شام کے نکاح کا علم بھی ہو چکا تھا۔ پری کی حرکتوں سے وہ پہلے ہی واقف تھا۔ اس کی محبت بھری نظریں موسیٰ پر ٹکائے رکھنا وہ شروع سے سمجھ چکا تھا۔

شان اور رومان اس بات سے واقف نہیں تھے۔ شایان نے بھی نہیں بتایا۔ موسیٰ وہ بہت چھوٹی تھی ابھی۔ "مشکل سے اس کے ہونٹوں سے نکلا۔ وہ"

اس کی پھپھو کی بیٹی تھی۔ پھپھو بھی وہ جو انہیں بہت عزیز تھی۔ اسی نسبت سے انہیں پری بھی بہت عزیز تھی۔

مومنہ کے کہتے رہنے کے باوجود وہ پری کو اس کی دلہن بنائے گی اس نے کبھی پری کو اس نظر سے نہیں دیکھا۔

منہا پر نظر رکھو۔ وہ بے وقوف سی لڑکی ہے۔ سمجھتی ہے سب سے دور ہو " کر ریڈ سب کو بھول بھی جائیں گیں۔ "موسیٰ کے تاثرات کچھ عجیب سے تھے۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

یاریہ کام شان کو دے دو۔ مجھ سے ویسے بھی اس کی نہیں بنتی۔ "بے زاری" سے کہا جبکہ موسیٰ نے اس کی کسی بات پر دھیان نہیں دیا۔ یہ اچھا ہے۔ اب اس کے خزرے دیکھو۔ "غصے سے سوچتے اس کا موڈ سخت " خراب ہوا۔

وہ لا پر واہی سے وہاں سے اٹھتے باہر نکلا۔ ابھی جا رہا تھا جب اس نے دیکھا منہا ایک شاپنگ مال کے باہر کھڑی ہے۔ اس نے گھور کر اسے دیکھا۔

وہ خاصی لا پرواہی سے کھڑی تھی۔ سٹالر کندھے پر لٹک رہا تھا۔ عبایا کے نیچے سے برہنہ ٹانگ نظر آرہی تھی۔ اسے یوں دیکھ اس نے سر جھٹکا۔ وہ جاب کر رہی تھی۔

یہاں پاس کی کوچنک سنٹر میں وہ بچوں کو پڑھاتی تھی ضرور وہاں سے شاپنگ کرنے آگئی۔ وہ لا پرواہی سے سوچتے آگے نکل جاتا مگر رک گیا۔ اس کی آنکھوں نے اپنے سامنے ناقابل فراموش منظر دیکھا۔

وہ کسی لڑکے کی گاڑی میں بیٹھی، اس سے مسکرا کر ہاتھ ملایا پھر اس کلچ سے پیسوں کا بنڈل نکال کر دیا۔ جسے اس نے تھماتے ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔ منہا باہر نکلنے کے بجائے اس کے ساتھ ہی گاڑی میں نا جانے کہاں جا رہی تھی۔ شایان بھی ان کے پیچھے ہی گاڑی دوڑادی۔ وہ ذرا فاصلے پر ہی رہا۔ مگر اس کی تیز نظروں نے اس گاڑی کا نمبر نوٹ کرتے اس کا ڈیٹا نکالنا شروع کر دیا۔

وہ گاڑی کسی لڑکی کے نام ر جسٹر تھی مگر وہ لڑکی اب عمان میں نہیں تھی۔
گاڑی کے لیے کوئی چوری کی ایف آئی آر بھی درج نہیں تھی ورنہ اسے مل جاتی۔

وہ باقی ساری انفارمیشن ویسے ہی چھوڑے ان کے پیچھے جاتا رہا۔ جبکہ کچھ ہی دور جا کر گاڑی ایک جگہ پر رکی۔ شایان نے بھی گاڑی روک لی۔
منہا کے گاڑی سے نکلتے ہی وہ شخص گاڑی دوڑا لے گیا۔ وہ سلون تھا۔ منہا وہاں چلی گئی۔ وہ کتنی دیر تک اس سلون کو دیکھتا رہا۔ پھر اپنے موبائل سے کسی کو کال ملائی۔

کچھ دیر میں وہاں خیام کا ڈرائیور آ گیا۔ وہ منہا کے یہاں اترنے کا مطلب بھی سمجھ گیا۔ ڈرائیور اور منہا کے جاتے ہی وہ بھی چلا گیا۔

^^^

منسافریش ہو کر بیٹھی ظہیر کے فارغ ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔ جوا بھی تک بال بھی نہیں بنا سکا تھا۔ جبکہ کمرہ وہ سارا گندہ کر چکا تھا۔

صبح بھی منسا اٹھنے کے بعد سب سے پہلے اس کا پھیلا یا گند سمیٹا تھا۔ گھڑی
شرٹ سوکس کوٹ سب نیچے کارپٹ پر گرا پڑا تھا۔ ابھی بھی وہ سارا
ڈریسنگ ٹیبل بھی پر فیومز کو اپنی جگہ سے ہلانے میں خراب کر چکا تھا۔
مجھے بھوک لگی ہے۔۔ "منسا نے دہائی دی۔۔ وہ دو منٹ کہتے جلدی سے بال"
سیٹ کرتے پر فیوم سپرے کرتے اس کی طرف آیا۔ اس میں بھی اس نے
دس منٹ لے ہی لیے۔

اس نے عام روٹین والے کپڑے ہی پہنے تھے۔ شلوار قمیض بس۔ اج شاید
اس کا منسا کو اکیلے چھوڑ کر جانے کا ارادہ نہیں تھا۔ باقی جو بھی تھا مگر منسا کو وہ
شلوار قمیض میں جینز شرٹ سے زیادہ پیارا لگ رہا تھا۔ جس کا اظہار وہ پہلے کر
چکی تھی۔

چلو۔۔ "منسا اسے گھوری سے نوازتے اٹھی۔ ظہیر نفی میں سر ہلایا۔ اس"
کے ہم قدم ہوتے اس کا ہاتھ تھاما۔

وہ سب بچے تم سے بڑے ہیں مگر تم ان سے فری نہیں ہو گی۔ وہ افلاطون " ہے۔ تم ان کی بڑی بھابھی بن کر رہو گی۔ " منسا کچھ نہیں بولی۔

ابھی اسے صرف اپنی بھوک سے مطلب تھا۔

مجھے کھانا چاہیے۔ ہدایات نہیں۔۔ " ظہیر لمبی سانس بھری۔ اس کے "

ساتھ گزارا کچھ مشکل تو تھا اور ساتھ ہی صبر آزما بھی۔

اور مجھے تم!.. " اس کی بولتی ساتھ ہی بند ہو گئی۔ اسے اب یہ ہی طریقہ "

استعمال کرنا تھا اسے چپ کروانے کا ورنہ اس کی زبان اسے ضرور شرمندہ کرواتی۔۔

ظہیر بچی کا خیال کر لیتے۔ اتنا لیٹ کر دیا ج بھی۔ " سدرہ کہتے ہی منسا کے "

لیے پلیٹ لگائی۔ جبکہ وہ ظہیر کو گھور رہی تھی۔ کچھ دیر پہلے والی شرم غائب تھی۔۔

اس نے اپنی مرضی سے ہی لانگ شرٹ اور جینز پہن رکھا تھا۔ جہاں شامی

اور سانی اسے یوں دیکھ حیرت زدہ تھیں وہیں ڈوم نے سر ہی جھکا لیا۔

ظہیر چہر کھسکاتے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جس پر عمل کرتے وہ فوراً سے بغیر
ظہیر کے بیٹھنے کا انتظار کیے سدرہ کی سیٹ کی پلیٹ سے کھانا کھانا شروع کر
گئی۔

احمد مسکرا دیے مگر اس کا کسی بھی کی طرف دھیان نہیں تھا۔ ظہیر بیٹھتے اپنی
پلیٹ میں کھانا خود ہی نکال لیا۔ وہیں وہ بچوں کی طرح جلدی جلدی کھا رہی
تھی مگر کھانا کھانے میں نفاس تھی۔ وہ بالکل بھی کھانا اپنے اوپر نہیں گرا
رہی تھی۔

منسا رام سے۔۔ "اس نے کھانا کھاتے ہی اسے گھورا۔"

مجھے بھوک لگی ہے۔ "ایک ایک لفظ پر زور دیا۔ وہیں احمد نے ہی ظہیر کو "
ٹوک دیا۔

کھانے دوپچی کو۔ بھوک لگی ہوگی۔ پلین میں بھی اس نے کھانا نہیں کھایا "
تھا۔ "ظہیر سر جھکٹے خود کھانا کھانے لگا وہیں ان تینوں کی حیرت گہری
ہوئی۔

ظہیر اور کسی کو ڈانٹنا بھول جائے۔ کیسے ممکن تھا یہ۔ سدرہ کی گھوری پر وہ تینوں کھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔

مامیہ ڈش پاس کر دیں۔۔ "سدرہ نے باول اٹھاتے اسے دیا۔" وہ تھامتے اپنی پلیٹ میں نکالتے کھانے لگی۔ وہیں سدرہ ہنس دی۔ ان تینوں نے اپنی ماں کو دیکھا۔ کیا وہ ان کی ماں کی ڈانٹ سے بھی بچ گئی۔ کیا وہ کوئی پری تھی یاں جادو گرینی جس نے ان سب پر جادو کر دیا تھا۔ جو کوئی اسے کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔

شکر ہے خدا کا۔۔ "کھانا ختم کرتے با آواز بلند کہتے اس نے منہ پر ہاتھ" پھیرا۔ وہیں ظہیر نے اسے ناگواری سے دیکھا۔ بیٹا تم آج آفیس نہیں جاؤ گے؟... "سدرہ اسے جانتی تھیں۔ وہ ابھی اسے "ڈانٹ دیتا۔ انہوں نے اسے اسی لیے پکار لیا۔

نہیں ماما۔ "کہتے نیکپن سے ہونٹ تھپچھاتے اس نے پلیٹ اپنے سامنے "سے ہٹائی۔

کھانا کھا لیا تم نے؟.. "اس نے ابھی ہاں کی ہی تھی ظہیر اسے اپنے ساتھ"
اپنے پورشن میں لے گیا۔ منسا اس کے کھینچنے پر گھسیٹتے اس کے ساتھ ہی چل
دی۔

منسا میں نے کل کیا کہا تھا؟.. "انداز ذرا سخت تھا۔"
وہ اپنے پورشن میں ہال میں کھڑا تھا۔ اس نے درمیانی دروازہ بھی لاک کر
دیا۔ اب کوئی اس طرف نہیں آ سکتا۔ میں ڈور ویسے ہی صبح کے وقت لاک
رہتا۔

تم بہت برے ہو۔ پیار سے بھی سمجھا سکتے ہو مگر تم مجھے ڈانٹتے ہو۔ مجھے تم "
سے بات نہیں کرنی۔ تم بھی مجھ سے بات مت کرنا۔" اپنا بازو چھڑاتے اسے
گھورتے کہتے ہی وہ صوفے پے جا بیٹھی۔ دونوں پاؤں سمیٹتے صوفے کے اوپر
کرتے چہرہ گھٹنوں میں چھپا گئی۔

ظہیر نے سانس بھرتے اسے دیکھا۔ وہ واقعی ڈانٹ رہا تھا۔ سمجھا نہیں رہا
تھا۔

یار مجھے کھانا کھاتے وقت آوازوں سے چڑھے بس۔ "منسانے سر نہیں"

اٹھایا۔ وہ اس کے پاس آ بیٹھا۔

ایک گھٹنہ فولڈ کرتے دوسرا نیچے کو لٹکائے وہ اس کے بالکل پاس اس کی طرف رخ کیے بیٹھا تھا۔

میں کون سا جانوروں کی طرح آوازیں نکال رہی تھی۔ "ناراضگی میں بھی" وہ لڑائی نہیں بھولی

مجھے انسانوں کی آوازیں بھی نہیں پسند۔۔ "بے بسی سے کہا"

تو تب منع کرنا تھا ناں۔ تب تو شوق سے ہاں کر دی تھی۔ کہ چلو بوڑھے بابا" کو کوئی لڑکی تو مل رہی ہے۔ اب تم مجھ سے فالتو کی باتوں پر جھگڑ رہے ہو۔۔" وہ چیخ ہی پڑی تھی۔۔

میں جا رہی ہوں شان کو کال کرنے۔۔ وہ مجھے لے جائے گا۔ "وہ اٹھتے ابھی" ایک قدم ہی آگے بڑھا سکی تھی جب ظہیر نے اس کا بازو تھامتے اسے خود پر گرایا۔

منسانے ہاتھ صوفے کی بیک پر رکھتے فاصلہ برقرار رکھا۔ ظہیر نے اسے گہری نظروں سے دیکھا۔

وہ رو رہی تھی۔ آنکھیں ہلکی نم تھیں۔ آنسوؤں باہر نہیں نکلے تھے مگر وہ رو دینے کو تھی۔

تم اس حالت میں نہیں ہو مجھے برداشت کر سکو۔ تو اتنا ہی بولو جتنا برداشت " کر لو۔ " ٹھنڈے لہجے میں کہتے وہ منسا کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں نمودار کرنے کی وجہ بنا۔

مجھے اپنی بیوی جینز شرٹ میں بھی نہیں پسند مگر میں نے تمہیں کچھ نہیں " کہا۔ میں تمہارا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ " اس کی باتوں پر بھی منسا کی آنکھوں کی نمی غائب نہیں ہوئی۔

وہ تو تم نے پھر بھی خراب کر دیا۔ " ظہیر نے دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے اسے اپنی آغوش میں بٹھایا۔

اور مجھے بھی گندگی نہیں پسند۔ میں تو چپ چاپ تمہاری پھیلائیں چیزیں " اٹھائیں، ٹھیک کیں۔ میں نے تو کچھ نہیں کہا۔ تم ہر چھوٹی سی بات پر احسان جتا رہے ہو۔ " انگلی کی نوک سے آنسوؤں کو بہنے سے پہلے ہی روک دیا۔ ظہیر اس کی حالت دیکھی۔ لمبی سانس بھری۔ وہ ابھی بچی تھی۔ وہ میچور حرکتیں نہیں کر سکتی تھی۔ اسے سمجھنا ہو گا۔

سوری!.. " نرمی سے اس کی گال پر ہونٹ رکھے۔ اس کی آنکھوں کی نمی غائب ہونے لگی مگر چہرے کے تاثرات نہیں بدلے۔

چیزیں پھیلا نامیری عادت ہے۔ اس پر تمہیں کمپر وائرز کرنا پڑے گا۔ " منسا " اسے گھورتے اپنا ایک ہاتھ اس کے کندھے سے ہٹایا تو کھانا کھاتے وقت باتیں کرنا میری مجبوری ہے۔ تمہیں برداشت کرنا ہو " گا۔ " چٹخ کر کہتے وہ ظہیر کو مسکرا نے پر مجبور کر گئی۔

او کے۔۔ مگر میری کچھ اور بھی ایسی باتیں ہیں جن پر تمہیں برداشت کرنا"
پڑے گا۔ "منسا اس کے او کے پر جہاں سکون میں آئی وہیں اگلی بات پر اس کی
ابھرواوپر کو شوٹ کر گئی۔

جگہ جگہ رومانس کرنے والی، شدتیں اور جنونیت، بے قراریاں۔۔ "منسا کو"
بتاتے وہ نمونہ بھی دیکھانے لگا۔

اس کے کندھوں اور کان کے درمیانی گردن پر محبت سے چھوتے اپنی داڑھی
رگڑتے وہ اسے کسمسانے پر مجبور کر گیا۔

میری بھی بہت سی حرکتیں پھر برداشت کرنے کو تیار رہنا۔۔ "منسا اس کے"
بالوں کو مٹھیوں میں دبو چتے اس کا چہرہ سامنے کیا۔ وہ سنتے بغیر جواب دے
اس کی شاہ رگ پر جھک آیا۔

وہاں موجود تل کو ہونٹوں اور پھر دانتوں سے کاٹتے اسے تڑپا گیا۔ وہ ظہیر
کے بالوں پر گرفت سخت تر کر گئی۔

اپنے بوڑھے بابے کو گنجا کرنے کا ارادہ ہے؟.. "ظہیر اس کی گرفت کی"

شدت دیکھ سرگوشی کی۔ وہ چہرہ اس کی گردن میں چھپا گئی۔

لمبی سانسیں بھرتے وہ اس کے گلون کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اتار رہی

تھی۔۔ ظہیر اس کی کمر سہلاتے اس کی حالت پر مسکرایا۔۔

مجھے درد ہو رہا ہے پھر۔۔ "ہلکی سرگوشی کی۔ ظہیر اسے اٹھاتے"

اپنے کمرے میں لے آیا۔ وہ اس کی گود میں سمٹی بھی اس کی خوشبو میں

سانسیں بھرتے رہی۔۔

اس کے بیڈ پر ڈالنے پر بھی اس نے ظہیر کی گردن سے ہاتھ نہیں نکالے۔ وہ

اس کی ضد دیکھتے اس کے ساتھ ہی لیٹ گیا۔

مجھے شان سے بات کرنی ہے۔ "اس کے سینے پر پڑے فرمائش کی۔ ظہیر اپنا"

موبائل نکالتے اس کا نمبر ملاتے فون منسا کو تھما دیا۔

دوسری بیل پر ہی کال اٹھالی گئی۔

منسا، میرا بچہ کیسی ہو؟.. "محبت بھرا لہجہ۔ ظہیر بھی اس کی آواز آسانی سے "سن سکتا تھا۔

ٹھیک ہوں۔ "اس کا انداز روٹھاروٹھاسا تھا۔"

میں آجاؤں وہاں؟.. "منسا فوراً سے ہاں کہا۔ مگر ہیر اور عمر کا خیال اتے "روکی۔ شایان بھی وہاں نہیں تھا۔

میرے پاس تو احمد ہے۔ تمہارے آنے سے ماما بابا اکیلے ہو جائیں گیں۔ "اس کی فکر دیکھ شان مسکرایا۔

میں ملنے آؤں گا۔ "اس نے اوکے کہا۔"

تم ٹھیک ہو؟... "جواب فٹ سے نفی میں آیا۔ شان گھبرا یا۔"

کیا ہوا؟؟ احمد ظہیر جو بھی نام ہے اس کا، کیا اس نے کچھ کہا؟.. "تفتیشی "انداز تھا۔

اگر وہ کچھ کہتا تو میں خود آ جاتی۔ تمہیں کال نہیں کرتی۔ "وہ ٹھنڈا ہو کر "

بیٹھا۔ وہیں ظہیر نے اس کی گال پر دانتوں سے ہلکا سا کاٹا۔ وہ سسکتے گال پر

ہاتھ رکھ گئی۔ دور ہونا چاہا مگر ظہیر نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے
یوں ہی سینے سے لگے رہنے پر مجبور کیا۔

پھر کیا ہوا ہے؟.. "پوچھتے اب انداز میں بے زاری آگئی۔"

ہوا کچھ بھی نہیں۔ مگر میں ٹھیک نہیں ہوں۔ "ظہیر اس کی ایک ہی رٹ"
سننے فون اس سے لے لیا۔

بلکل ٹھیک ٹھاک ہے۔ کھانا کھا کر آئی ہے۔ ابھی سوئے گی۔ تم بھی سکون"
کرو۔ "منسا اسے گھورا مگر وہ اپنی کہتے بغیر اس کی سنے کال کاٹ گیا۔

منسا مسکراتے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا۔ وہیں ظہیر اس کی حرکتوں پر بس
نفی میں سر ہلا سکا وہ اس کی سوچوں کے الٹ تھی۔ مگر اس کی سوچوں میں
بھی تھی۔

رات کے کھانے پر بھی وہ دونوں نہیں گئے۔ ظہیر نے انہیں منع کر دیا۔ وہ
منسا کے ساتھ ہی کمرے میں کھانا کھاتے اس کے ود کو خود میں سمیٹتے سو گیا۔
اس کا درد سے ہر تھوڑی دیر بعد کراہنا وہ مشکل سے برداشت کر رہا تھا۔

ساری رات اس نے سسکیاں بھرتے گزاری جبکہ ظہیر چاہتے بھی کچھ نہیں کر پاتا تھا۔

ہیر نے اس کسی بھی قسم کی دوائی کھانے سے منع کیا تھا۔ بس گرم دودھ اور قہوہ۔۔

جو ظہیر خود اس کے لیے لے کر آیا تھا۔ اسے اپنے ہاتھوں سے پلایا بھی۔ ہاٹ واٹر بوتل اس کے پیٹ پر رکھتے وہ وقفے وقفے سے دباتا بھی رہا۔ وہیں منسا بغیر ہل چل کیے اس کے سینے میں منہ چھپائے تھی صبح والی لڑائی کے نقش بھی نہیں تھے۔۔

^^^

سامی تم یہاں؟؟؟.. "ان دونوں بہنوں نے حیرت سے اس کا چہرہ دیکھا۔"
ہاں میں اور تم دونوں اتنا گھبرا کیوں رہے ہو؟؟.. "گھورتے اپنا بیگ صوفے"
پے رکھا۔

ظہیر کہاں ہیں؟؟ واپس اجانا تھا ناں انہیں کل؟.. "ان دونوں نے انگلی"
سے ظہیر کے پورشن کی طرف اشارہ کیا۔

کبھی بھا بھی بھی بول دیا کرو یا۔۔ "حسرت سے کہا مگر ان دونوں کی زبان"
کو تالے لگ گئے۔۔

شامی بے بی بھا بھی اٹھیں کہ نہیں؟.. "کہتے ہی اس کی نظر جیسے ہی سامنے"
اٹھی وہ چپ کر گیا۔

کون بے بی بھابی؟.. "اس نے ان تینوں کو ابھراٹھاتے دیکھا۔ انداز میں"
تفتیش تھی۔۔

تمہاری ظہیر بھائی سے بات ہوئی؟؟ وہ کافی گفٹس لائے تھے عمان سے "
تمہارے لیے۔۔ "وہ گفٹ کا سنتے خوشی سے اچھلی۔ اس کی پچھلی بات کو بھی
بھول گئی۔

اپنے کمرے میں ہے نا وہ۔ میں ابھی وہاں جا کر لیتی ہوں اپنا گفٹ۔۔۔"

خوشی سے کہتے وہ اس کے پورشن کی طرف بڑھ گئی۔ اسے لاک دیکھ واپس اتے کی وال سے اس کی چابی لیتے دروازہ کھولنے لگ گئی۔

ڈوم کیوں اپنی جان پیاری نہیں ہے تمہیں؟؟ کون سا گفٹ لائیں ہیں بھائی"

اس کے لیے آج تک جواب لے ائے؟.. "شامی کی تیز گھوری پر وہ مسکرایا۔۔

بے بی بھا بھی۔ وہ کسی گفٹ سے کم ہیں کیا۔ گفٹ بھی شاکنگ۔ ابھی دیکھنا"

دھماکہ ہو گا۔ "خوشی سے کہتے وہ ان دونوں کو بھی مسکرا نے ہر مجبور کر گیا۔

سامی نے ناک پر پھسلتی عینک درست کی۔ پھر شامی کے اگے ہاتھ کیا جس نے تالی دے ماری۔

سامی سے بہت سے بدلے بنتے تھے ان کے۔ وہ بہت بار انہیں ان کی ماں سے ڈانٹ پڑوا چکی تھی۔ آج سارے بدلے ایک ہی بار میں ختم ہو جاتے۔۔

ادھر ظہیر صبح کے وقت اپنی بیوی کے ساتھ رومانس میں مصروف تھا۔ وہ دونوں نیچے ہال میں بیٹھے تھے۔ رات والے حویلیے میں ہی تھے۔ ظہیر اسے ساتھ واک پر لے کر گیا تھا۔ گھر کا بیک یارڈ اتنا بڑا تو تھا وہ واک کر کیتے اسانی سے۔ وہ بھی نرم گھاس پر۔۔

وہ اس کا چہرہ سامنے کیے اس پر بوسے دے رہا تھا۔ منساخاموشی سے ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھے اسے ایسا کرنے دے رہی تھی۔ نرم ہونٹوں کے نرم بوسے اسے اچھے لگ رہے تھے۔۔

ظہیر نے اس کے ہونٹوں کو دیکھا۔ انگلی سے انہیں سہلایا۔ یوں سہلاتے ہی وہ اس کے نچلے ہونٹ کو دو انگلیوں میں بھرتے اس پر بوسہ دے گیا۔ منسا پھولی سانسوں سے اس کے سینے پر پڑی تھی۔ بغیر مزاحمت کرتے۔۔ ظہیر کی یہ گستاخیاں اسے اس کا درد بھلا رہی تھیں۔ وہ بھی تو اسی لیے اس کے وجود کو اپنی خوشبو سے مہرکار ہاتھ۔۔

ظہیر یہ کر رہے ہو تم؟؟ کسی بچی کے ساتھ ایسی حرکت کرتے تمہیں ذرا " شرم نہیں آرہی؟.. " ان دونوں نے آواز کی سمت سر اٹھایا۔ ظہیر اسے اپنی گود سے صوفے پر بٹھایا۔ سخت نظروں سے اسے دیکھا جس کی مداخلت اسے بالکل بھی پسند نہیں آئی تھی۔

سامیہ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟.. "دانت پر دانت جمائے سختی سے پوچھا۔ " وہیں منسا کو سامی نام یاد آیا تھا۔ وہ صوفے سے نیچے اتری۔

تمہیں کیا مسئلہ ہے؟؟ میرے شوہر کو تمیز سیکھانے والی ہوتی کون ہو تم؟؟ " میرا شوہر مجھے جیسے میری مرضی ٹھج کرے۔ یہ ہم دونوں کا مسئلہ ہے۔ " ظہیر کو کچھ بولنا ہی نہیں پڑا۔

اس کی افت خود بخود ہی سب بتاتے چلی گئی۔ اسے بھی کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ سامیہ عرف سامی نے ایک نظر ظہیر کی طرف دیکھا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا وہ بچی سچ کہہ رہی ہے۔

وہ روتے وہاں سے چلی گئی۔ منسا واپس ظہیر کے پاس بیٹھتے اس کی گود میں
اٹی۔

تم اپنا کام جاری رکھو۔ "ظہیر مسکرا ہٹ دبائے اس کی حرکتیں دیکھیں۔"
اسے ذرا برابر پرواہ نہیں تھی

صرف کچھ دن۔ پھر اپنا کام میں بہت اچھے سے جاری رکھوں گا۔ "ساتھ"
ہی منسا کی بولتی بند ہو گئی۔

ظہیر اسے بانہوں میں اٹھائے کمرے میں لایا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا سامی اب
اس کی ماں کے سامنے بیٹھی رو رہی ہو گی۔ وہ آنسوؤں جو کہیں جاسوئے تھے
اب وہاں بہا رہی ہو گی۔ مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔

فریش ہو جاو۔ پھر تمہیں واشروم بھی گندا لگے گا۔ "منسا کو کمرے کے وسط"
میں اتارا۔ وہ مسکرائی۔

باتھ لینے کے بعد باتھروم ڈرائے کرتے ہیں۔ "اسے سمجھایا جس نے اسے"
ابھی گود سے اتارا تھا۔

اس کا نام ہے باتھ روم۔ نہانے کی جگہ۔ وہ خشک نہیں ہوتی۔ اپنی فلاسفی "اب اپنے پاس رکھنا۔ اور جلدی باتھ لو۔ پھر تمہیں بھوک بھی لگ جاتی ہے۔" منسا سے اگنور کرتے اپنے کپڑے لیے واش روم چلی گئی۔

اج اس نے ظہیر کی پسند کو ذہن میں رکھا۔ سادہ سی شلوار قمیض جو شارٹ کرتا ٹراؤزر میں تھی وہ لیتے نہانے چلی گئی۔

تب تک ظہیر اپنے کچھ فائلز کسی کو سینڈ کر دیں۔

پھر ظہیر فریش ہونے چلا گیا۔ اس نے منسا کو نہیں دیکھا تھا جو ڈریسنگ روم میں گھس گئی تھی۔

منسا کپڑے دینا!.." منسا اس کی آواز سنتے اس کی الماری کھولی۔ وہاں بہت "سے کپڑے تھے۔ اس نے اپنے کپڑوں کا رنگ دیکھا۔ وہ ہاف وائٹ اور ڈارک براؤن کلر کے پیٹرن میں پتیاں بنی تھیں۔ اس نے ظہیر کے لیے بھی وائٹ سوٹ نکال دیا۔

اس نے بھی چپ چاپ تھام لیا۔

ظہیر کے نکلتے منسائے واثر روم صاف کیا۔ شیمپو لوشن سب اپنی جگہ رکھا۔
پھر باہر اتے ڈریسنگ روم صاف کیا جو وہ اپنے لیے جوتا ڈھونڈتے خراب کر
چکا تھا۔ ڈریسنگ ٹیبل سیٹ کیا۔ ظہیر نے غور سے دیکھا۔ اس کے کام کرتے
اس کے ماتھے پر ایک بھی بل نہیں تھا۔ بس کبھی کبھی اسے گھور دیتی۔ جواب
میں اس کے مسکرا نے پر وہ مزید گہری گھوری دیتی۔
چلیں... "ظہیر اسے آغوش میں بھرا۔"

میرا ڈوپٹہ۔۔ "اس نے پلٹ کر وہ شیفون کا ڈوپٹہ دیکھا۔ منسا کو گود سے"
اتارنے کے بجائے ڈوپٹہ خود ہی پکڑتے اسے بھی ساتھ لیے باہر آگیا۔
سیڑھیاں اترتے اس کی ناک کو اپنی ناک سے چھیڑا۔
وہ بدلے میں ظہیر کی گردن پر دانتوں سے کاٹنے لگی۔ وہ ہلکا سا سسکا اور وہ
اپنے آپ کو داد دینے لگتی۔
ظہیر اس کی حرکتوں پر جیسے جی اٹھا تھا۔۔

دروازے کے پاس پہنچتے اسے نیچے اتارا۔ اس کے کندھوں کے گرد وہ شفون
کا ڈوپٹہ دیتے اس کا ماتھا چوما۔

My baby wife....

منسا بد لے میں اسے جھکاتے اس کا ماتھا چوما۔ وہ اس کا ہاتھ تھامے اب
دوسرے پورشن میں آگیا۔

سامنے کا منظر اس کی سوچ کے مطابق ہی تھا۔ سامیہ بیٹھی اس کے ماں کے
گلے لگی اپنے رونے رو رہی تھی۔ اس کے تینوں بہن بھائی بیٹھے انہیں ہی
دلچسپ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

احمد یقیناً جان چھڑاتے افسس نکل چکے تھے۔ مگر وہ پھنس چکا تھا۔

مامانچ میں خالہ بھی آرہی ہیں۔ اچھا سا اہتمام کر لیجیے گا۔ "منسانے اسے"
دیکھا۔

بھائی اپ جمعہ پڑھنے جارہے ہیں؟.. "ڈوم کی زبان کو کجھلی ہوئی۔"

اج بدھ ہے پاگل انسان۔ پھر کون سا جمعہ!.. "سامی نے اسے تھپڑ مارا۔"

نہیں وہ اپ نے وائیٹ سوٹ پینا ہے تو!.." ظہیر کی گھوری پر مشکل سے "الفاظ نکلے۔ جنہیں اس نے اگنور کر دیا۔

وہ اسے اپنے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر لایا تھا۔ ہال میں بیٹھنے کا نہ اسے کہا نہ ہی خود بیٹھا۔

کھانا کھاؤ تینوں اکر۔۔" اسے بیٹھاتے ظہیر نے ان تینوں کو آواز لگائی۔ جو "یک زبان جی بھائی کہتے اگلے دو سیکنڈ میں اس کے سامنے پڑی چمیر پر بیٹھے تھے۔

سامیہ کو میرے پورشن میں جانے کا کس نے کہا؟.." ان تینوں کی سانسیں "اٹکی۔

ملازمہ ان کی پلیٹ میں کھانا نکال رہی تھی۔

بھائی وہ اپ کا پوچھ رہی تھی۔ ہم نے کہا اپ اپنے پورشن میں ہیں وہ بغیر "

ہماری اگلی بات سنے وہاں چلی گئی۔۔" ظہیر نے ڈوم کو گھورا۔ اس کے

بہانوں سے وہ اچھے سے واقف تھا۔۔

یہ منسا ہے۔ میری بیوی اور تم تینوں کی بھا بھی۔ تم لوگ اسے بھا بھی ہی کہو۔
گے۔ اور اپنے ساتھ اسے کسی پنگے میں ملانے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ خیر
نہیں تم تینوں کی۔۔ "منسانے کھانے سے ہاتھ روکے اسے دیکھا۔

انہیں ملانے کی ضرورت ہی نہیں۔ میں خود مل جاؤں گیں۔۔ "کندھے"
اچکائے بے فکری سے کہا۔ ظہیر نے اسے گھورا مگر وہ اب اپنے کھانے کی
طرف متوجہ تھی۔

وہیں ان تینوں نے چہرہ چھپائے مسکراہٹ دبائی۔

سزا کے لیے بھی تیار رہے گیا مسز ظہیر احمد۔۔ "اس کے مسز کہنے پر منسا کا"
دل دھڑکا۔

اس نے نظریں اٹھائے اسے دیکھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں دیکھ وہ بھی اس
کے جذبات سمجھ چکا تھا۔ اس سے نظریں ہٹاتے ان تینوں کو دیکھا جو انہیں ہی
کسی مووی کی طرح دیکھ رہے تھے۔

یونیورسٹی سٹارٹ کر دینوں ہی آج سے۔ کھانا کھا کر نکلو فوراً سے۔ میں۔

ڈرائیور کو بول دیتا ہوں۔ "انہوں نے اس کے پلٹنے اور پھر اگلے حکم پر منہ بناتے ہیں کہا۔

اما کھانا نہیں کھائیں گیں؟.. "اپنی بھوک ختم ہوئی تو ان کا خیال آیا۔"

پوچھ لو خود۔۔ "وہ چیئر کھسکاتے ہال میں آئی۔۔"

اما کھانا کھالیں آکر۔۔ بھوکا رہنا اچھا نہیں ہوتا۔۔ "فکر مندی سے کہتے وہ"

سدرہ کے سینے سے لگی سامیہ کو زہر لگی تھی۔۔

میں نے ابھی میڈیسن کھائی ہے۔ کچھ دیر بعد کھاؤں گیں۔ تم ظہیر کو کھانا"

دو۔۔ "پیار سے کہا جس پر وہ مڑ گئی۔۔

وہیں سامیہ اب سدرہ کو مزید روتے اپنے دکھ سنانے لگی۔ جنہیں وہ مشکل سے سن رہی تھیں۔

وہ کہہ رہی ہیں کچھ دیر تک کھائیں گیں۔۔ "ظہیر ہاں میں سر ہلاتے ان"

تینوں کو اٹھانے کا کہا۔ جو کھانا کھانے کے باوجود بھی بیٹھے تھے۔

بھائی ایک چھٹی!... پلینز۔۔۔" ظہیر کی گھوری پر وہ تینوں چپ چاپ اوپر " چلے گئے۔

تم ارج آفیس جاؤ گے؟.. "ظہیر نے بے فکری سے یس کہا۔۔"

اور میں؟.. "منہ بناتے پوچھا۔"

خالہ آرہی ہیں۔ ان سے کہیں لگانا۔ تمہاری طرح بہت باتونی ہیں۔ "منسا کی" گھوری پر وہ ہنس دیا۔

لنچ کے وقت واپس آ جاؤں گا۔ "اس کا ماتھا چوما جس کی گھوری پر اسے ہنسی" آرہی تھی۔

اس کے جاتے ہی منسا نے ملازمہ کو برتن اٹھانے کا کہا۔ خود کو گھومتے گھر دیکھنے لگی۔ وہ تینوں تو یونیورسٹی جا چکے تھے۔

وہیں اس کہ نہ ہو سکے والی سوتن بیٹھی اس کی ساس کو یقیناً پٹیاں پڑھا رہی تھی۔۔

مگر اس کی زبان بھی کینچی تھی۔ وہ ساری پٹیاں کاٹ کر کھول دیتی۔۔

وہ یوں ہی گھومتے گھومتے پول سائیڈ پر آگئی۔

وہاں کوئی کہ تھا۔ وہ ٹھنڈے پانی میں پاؤں ڈال کر بیٹھتی ٹھنڈی ہواؤں میں سانس لینے لگی۔

^^^

حیا!... "وہ لاونج میں اکیلی بیٹھی تھی۔ ہارون کی آواز پر سر اٹھاتے اسے "دیکھنے لگی۔

گھومنے چلو گی؟.. "وہ فوراً نفی میں سر ہلاتے سمٹ کر بیٹھی۔۔"

کیوں؟.. "وہ کچھ نہیں بولی مگر ہارون جانتا تھا اس کی اس دن والی حرکت کی وجہ سے۔

ماما بھی ساتھ ہوں گیں آج۔ تینوں شاپنگ پر چلتے ہیں۔ "وہ سر جھکائے "بیٹھی رہی۔

ماما!.. "اٹھتے مومنہ کو آواز دی۔"

وہ کچن سے جی کہتے وہاں صفائی کر رہی تھی۔

شاپنگ پر چلیں گیں۔ تینوں۔۔ "مومنہ نے حیا کو دیکھا۔ وہ نظر اٹھائے"
انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔۔

ضرور کیاں نہیں۔ تینوں مزے کرے گیں۔۔ "اس کے چہرے پے"
سکون اترتے دیکھ مومنہ خوش ہوئی۔

ہارون نے اس کے ساتھ کچن کا کام نمٹایا۔ پھر وہ تینوں ہی شاپنگ پر چلے
گئے۔

اُس کریم کھائیں!.." پھر بغیر اس کا جواب سنے وہ انہیں کیفے میں بیٹھاتے"
ان کے لیے س کریم لے آیا۔

اسے باہر گھمانا، دنیا سے متعارف کروانا یہ سب الیگزینڈر کا حکم تھا۔ وہ نہیں
چاہتا تھا وہ بچی ایک جگہ قید ہو کر رہے۔ وہ اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا۔

ماما یہ الیگزینڈر انکل کی فیورٹ ہے ناں؟.." اس کے کھانے کے بجائے"
اُس کریم کو گھورنے ہر اس نے ویسے ہی ہوا میں تیر چھوڑا۔

الیکزینڈر کے نام پر حیا ائس کریم کو دیکھنے لگی۔ پھر بغیر کچھ کہے وہ چپ چاپ کھانے لگی۔ کچھ ہی دیر میں انداز دلچسپ ہو گیا۔ اب وہ خوشی سے کھا رہی تھی۔

اس نے کبھی یہ چیزیں پہلے نہیں کھائی تھیں۔ وہ پہلی دفعہ کھاتی مگر پھر بھی اس کا انداز بہت نفاست پسند ہوتا۔ بالکل بھی کچھ گندہ نہیں کرتی۔ وہ دوسروں کو وہ چیز کھاتے دیکھتی اور پھر خود بھی ویسے ہی کھاتی۔ ہارون نے کبھی اسے پہلے کھانا شروع کرتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ کبھی کسی سے کچھ پوچھتی بھی نہیں تھی۔ کسی کو تنگ بھی نہیں کرتی۔ ان کے گھر میں بھی وہ ویسے ہی خاموش طبع تھی۔

باتیں الیکزینڈر سے ہی صرف کرتی۔ اگر کبھی وہ آ جاتا۔ یاں کبھی وہ فون کر لیتا۔ وہ بھی جانی کے نمبر پر۔

ہارون پاس بیٹھا ہوتا تو وہ خاموش ہو جاتی۔ اس کے دور ہونے پر وہ کھل کر
بات کرتی۔۔ ہارون اس کی ذات میں دلچسپی لینے لگا تھا۔ اور اب چاہتا تھا وہ
بھی اس کی ذات میں دلچسپی لے۔
وہ محبت کے بدلے محبت چاہتا تھا۔
انتہائی بے وقوف بنا بیٹھا تھا۔



جنید بیٹھا خیام کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے جانی کو رومان اور ہانیہ کے جانے کی
ساری بات بتادی تھی۔ جہاں اسے فرقان کے اس فیصلے پر افسوس ہوا تھا
وہیں رومان کی کم عقلی ہر غصہ آیا۔

خیام دل چھوٹا مت کرو۔ پری بھی تو مجھ سے دور ہے۔ "جانی اسے حوصلہ"
دینے کی ایک کوشش کی۔

فرقان الیگزینڈر کے ساتھ التمش سے کچھ پوچھ رہا تھا۔ جوان کی مار کھانے
کے بعد اب ادھا ہو چکا تھا مگر اس شخص کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔
بیٹی کا روزِ اول سے معلوم ہوتا ہے ایک دن جائے گی۔ مگر بیٹے کا!!! اس کا تو
طے نہیں ہوتا۔ بیٹی تو رخصت کرنے لیے ہوتی ہے مگر بیٹا تو رخصت نہیں
کرنا تھا میں نے کبھی بھی۔ یہ تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ "جانی کے پاس الفاظ
نہیں بچے۔"

پہلے منہا اور اب رومان!!!.. ایسے تو نہیں سوچا تھا۔ دونوں مجھے ایسے چھوڑ
گئے جیسے میں تو کبھی کچھ تھا ہی نہیں ان کی زندگی میں۔ "خیام نے انکھوں کی
نمی چھپائی۔ جانی چاہتے ہوئے بھی کچھ نہیں کہہ سکا۔ اس کے پاس کچھ کہنے کو
بچا ہی نہیں تھا۔"

خیام میں سوچ رہا تھا ہم دونوں ایک ہی گھر میں شفٹ ہو جائیں۔ ویسے بھی "دوپور شن ہیں۔ لیل اور انعم کا اکیلا پن بھی دور ہو جائے گا۔" الیگزینڈر کہیں سے آدھمکا تھا۔ اور آتے ہی اپنا منصوبہ بھی بتا دیا۔

اب تمہاری پرائیویسی تو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا میں۔۔ "خیام اچانک سے "غم بھلاتے شوخ لہجے میں کہا۔ وہیں جانی بھی مسکرایا۔

بکو اس مت کرو۔۔ "اسے لیل کی صبح کی حرکت یاد آئی تھی۔۔"

سچ بول رہا ہوں فیوچر کے اولڈ فادر۔۔ "الیگزینڈر کی گھوری اس پر گہری "ہوئی مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔

تم سے جوان لگتا ہوں۔ کسی سے بھی پوچھ لو۔ "انداز چیلنج دیتا تھا جبکہ وہ "جاننا تھا وہ سچ کہہ رہا ہے۔ کسی سے بھی پوچھ لے وہ ہی جوان کہلا یا جائے گا۔ الیگزینڈر میں پھر بھی وہاں شفٹ نہیں ہوں گا۔ "اس نے آبرو اٹھائی "تھی

انسانوں کی طرح میری بات مان لو۔ ورنہ بوڑھے تو تم ہو ہی گئے ہو۔"

خیام نے سنجیدگی قائم رکھی۔

میں بھا بھی کو اپنی وجہ سے... "الیکزینڈر نے اسے درمیان میں ہی ٹوک دیا۔

پانچ پورشن ہے اس گھر کے۔ جس میں مرضی شفٹ ہو جانا۔ تمہاری مرضی ہے۔ اور بھا بھی تمہاری ویسے ہی دوسرے پورشن کے ٹاپ فلور پر ہوتی ہے۔ اب بحث کے بجائے آ جانا۔ تمہارے کپڑے تو وہاں ہیں۔ بس انعم کے لانے پڑیں گیں۔" بتاتے وہ اسے کل تک کا وقت بھی دے گیا۔

میں انعم سے بات کر کے بتاؤں گا۔" اس نے دونوں ہاتھ کھڑے کرتے "اسے مزید پلان بنانے سے روکا۔ الیکزینڈر بھی یہ ہی چاہتا تھا۔ اوکے کہتے وہ سیدھا ہوا۔

تم سناؤ؟؟ کیسا جارہا ہے؟۔ اب اس نے رخ جانی کی طرف کیا۔"

بہت اچھا۔۔۔ بس میری بیوی مجھے کام پر بھیجتے ڈر جاتی ہے۔ "کہتے ہی"
مسکراہٹ دبائی۔ وہ اسی وجہ سے مومنہ کو معافیہ کے بارے میں سب سچ
نہیں بتاتا تھا۔

اچھی بتا ہے۔ تم بھی بہت بگڑ گئے ہو۔ لڑکیوں سے لیٹر لیتے ہو۔۔۔"
الیگزینڈر کی گھوری پر وہ سر پیچھے پھینک کر کھل کے مسکرایا۔
اور جو تم بگڑ رہے ہو!! میں بتاؤں بھابھی کو چاکلیٹس کی سٹوری؟.."
جانی کے پوچھنے پر خیام بھی مسکرایا۔
اس بارے میں وہ بھی جانتا تھا۔

پہلی فرصت میں میری جان لے لیں گیں وہ۔۔ اور بعد میں وجہ پوچھیں"
گیں۔ "الیگزینڈر کے مسکرا نے پر وہ دونوں بھی الیگزینڈر کی دہشت صرف
خود تک محدود دیکھ مسکرا دیے۔

الیگزینڈر وہ سچ میں کچھ نہیں جانتا۔ "ہانپتا فرقان اندرایا۔"
الیگزینڈر نے التمش سے سچ اگلوانے کا کام اسے دیا تھا۔

اسے چھوڑ دو۔ مگر کسی سڑک پر۔۔ "فرقان نے اسے حیرت سے دیکھا۔"
پھر اس کی صورت کی سنجیدگی دیکھ چلا گیا۔

اب اگر الیگزینڈر نے یہ کام کرنے کو کہا تھا تو اسے کرنا ہی تھا۔ یہ الگ بات ہے اس بندے کو پکڑنے کے لیے انہوں نے کتنے دن اس پر نظر رکھوائی تھی۔ کتنے بندوں کی نیند حرام ہوئی تھی۔ کتنوں کو مانگنے والا بننا پڑا تھا۔
نکلو اب گھر کو۔ اور حیا کے ساتھ کچھ کھلنے کی کوشش کرو۔ عمر سے حل"
پوچھو کیسے مگر کرو۔۔ "اس نے اوکے کہتے قدم باہر کو بڑھائے۔

خیام بھی انعم سے پوچھنے کا وعدہ کرتے نکل گیا۔ وہیں وہ بھی اٹھا۔ فرقان بھی اس شخص کو لے کر جا چکا تھا۔

گرل کا بھی اسے اس کے بعد کوئی ٹیکسٹ یا میسج نہیں آیا مطلب وہ اپنے
میربالاج کی قید میں آچکی تھی۔ اس کا سوچ وہ سر جھٹکتے گاڑی میں بیٹھا۔

الیکزینڈر کی گاڑی کے پیچھے گارڈز کی بھی دو گاڑیاں تھیں۔ اس نے سر جھٹکا۔
یہ موسیٰ کا کام تھا۔ یہ الیکزینڈر کے اپنے گارڈز نہیں تھے۔ جو اس کی سن
لیتے۔

یہ موسیٰ کی طرح ڈھیٹ تھے۔

عمر!!!... "وہ پیشینٹ کی فائل دیکھ رہا تھا۔ گلاسز اتارتے سائیڈ پر رکھتے مکمل"
اس کی طرف متوجہ ہوا۔

بولو۔۔۔ سن رہا ہوں۔۔۔ "الیکزینڈر کی بات سنتے اس نے سائیڈ کبرڈ سے"
فائل نکالی۔

اس ڈاکٹر کاچیک اپ کیا تھا میں نے۔ یہ جلنے کے نشان پہلے کے ہیں۔ دو"
سے تین سال پہلے کے۔ ٹانگیں بھی اسی حادثے کے بعد سے نہیں کام کر
رہیں۔ اسے بہت پریشور تھا۔ دوسرا اس کو افیت دے کر مارا گیا ہے۔ بار بار
گردن دبائی گئی ہے۔ اس کی گردن پر انگلیوں کے بہت گہرے نشان ہیں اور

جگہ جگہ ہیں۔ کسی نے بہت گہرا بدلہ لیا ہے اس سے۔۔ "عمر ساری ڈیٹیل
پڑھتے ساتھ اپنی سوچ بھی بتادی۔

دشمنی تو بہت گہری ہے اس کی ہر شخص سے۔ بس وجہ مل جائے۔۔۔"
بڑ بڑایا۔

وہ اس لڑکی سے سخت تنگ تھا۔ ناجانے کون تھی اور کیوں یہ سب کر رہی
تھی۔ یہ عینا بھی نہیں تھی اور وہ اسے جانتی بھی تھی۔ وہ بھی بہت اچھے
سے۔

سکندر یہ پکڑ کسی مضبوط انسان کی ہے۔ کوئی معد میرے خیال سے۔ کسی "
عورت یاں لڑکی کی پکڑ اتنی سخت نہیں ہو سکتی۔ "یہاں الیگزینڈر چونکا۔
کسی مرد کی پکڑ!... "اس کا انداز شکایہ تھا۔"

کال تو اس لڑکی نے کی تھی۔ کہیں لیل کے پیچھے جو نسا انسان تھا وہ اور یہ لڑکی
ایک ہی تو نہیں تھے۔ وہ سوچنے لگا۔
پھر وہ اسے بچانے کیس آئی تھی۔

یہ سب بہت کنفیوژ کرنے والا تھا۔ وہ کچھ سمجھ نہیں پارہا تھا۔ ان دونوں میں سے کسی ایک کا پکڑا جانا سخت ضروری تھا۔ اگر اسے ان سوالوں کے جواب جاننے تھے تو۔۔

کچھ اور؟... "الیکزینڈر کی خاموشی وہ بھی محسوس کر چکا تھا۔" وہ ڈاکٹر ہے۔ مگر عام ڈاکٹر نہیں۔ مطلب ریسرچ ورک کرنے والے۔" مطلب جو سائنس میں نئی چیزیں متعارف کرواتے ہیں۔ "الیکزینڈر یہ سب باتیں جانتا تھا۔ پھر بھی سکون سے سنتا رہا۔

منسا کیسی ہی اب؟؟؟ ظہیریاں اس کی گیملی تنگ تو نہیں کیا اسے؟.. "عمر" نے فون کان سے ہٹا کر ایک دفہ دیکھا۔ وہ کیا بات کر رہا تھا اور وہ کیا پوچھ رہا تھا۔ بالکل ہی الٹ۔۔۔۔

شان کی بات ہوئی تھی۔ ٹھیک ہے۔ ظہیر تو اچھا ہے اس کے ساتھ۔ باتوں " کے دوران بھی اسے نہیں لگا کوئی اسے تنگ کرتا ہو۔۔ شایان ایک دفہ کوٹ

ائے ہھر شان جائے گا اس سے ملنے۔ "عمر سمجھتا تھا اس کی فکر۔ اسی لیے بتا دیا۔

ہیرا ج کل گھرا اپنی نیندیں پوری کر رہی تھی۔ فری وقت میں اولڈ اتج ہوم چلی جاتی جو اس نے بنوایا تھا۔ اس میں عمر کا بھی مکمل سپورٹ تھا۔ اور اب اسے لگ رہا تھا اچھا کیا۔ اس طرح ہیرا بڑی تو تھی۔ ورنہ شاید وہ گھر میں بیٹھی بور ہوتی رہتی۔۔۔

اور ہیرا!۔۔۔ "الیکزینڈر کی بات بھی مکمل نہیں ہوئی جب عمر بول پڑا۔" میں پہلے بتا دوں اب وہ کہیں نہیں جائے گی۔ پہلے میں بہت مشکل سے اس "سے دور رہا ہوں اتنے دن۔" وہ کھل کر مسکرایا۔

میں اس کا حال پوچھنے لگا تھا۔ "شرارت سے لب دائے۔ اب وہ گھر کے " قریب تھا۔

وہ بالکل ٹھیک ہے۔ مگر اتنی بھی ٹھیک نہیں تم اسے کسی کام سے بھیج دو۔ تم " تو بوڑھے نہیں ہوئے مگر ہم دونوں میاں بیوی بوڑھے ہیں۔ اب ہمیں ایک

دوسرے کے ساتھ وقت گزارنے دو۔" الیگزینڈر اس کا غصہ دیکھ خاصا خوش تھا۔

ناجانے کیوں اسے دوسروں کو غصہ دلا کر مزا آتا تھا۔

ویسے میں سوچ رہا تھا اگلے پلان میں اس کو بھی ساتھ ملاؤں۔۔" کہتے ہی اس نے عمر کو چہرہ سوچوں میں لایا۔ وہ مکمل سرخ ہوتے تپ چکا ہوتا۔ خبردار۔ الیگزینڈر سوچنا بھی مت۔۔" سرخ چہرے سے کہتے اسے " الیگزینڈر کا قہقہہ سنائی دیا۔

الیگزینڈر دل کھول کر ہنستے گاڑی روکتے نیچے اترا۔ چابی گارڈز کو دیتے وہ اندر بڑھا۔۔

اچھا پھر ہیر سے نہ پوچھوں؟.. "وہ پھر بجی بعض نہیں آیا۔"

بہت کرم ہو گا اپ کا ہم پر۔" الیگزینڈر کے قہقہے کی آواز لیل تک پہنچی " تھی۔

وہیں الیگزینڈر نے "یہ کرم نوازی قبول کیجئے پھر۔۔" کہتے کال کاٹتے اوپر کی طرف قدم بڑھائے۔

جور جینا اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی۔ الیگزینڈر کے اتے ہی وہ ٹینا سے ملنے چلی گئی۔۔

وہیں الیگزینڈر لیل کو بانہوں میں بھرتے کچن میں کے آیا۔ جہاں جور جینا نے پہلے ہی ڈنر سیٹ کر دیا تھا۔ وہ لیل کا ہاتھ تھامے اس سے معافی مانگتے چند گستاخیاں کرتے اسے منانے میں مصروف تھا۔

وہیں لیل اسے نخرے دیکھاتے اس کی سامنے پڑی چسیر پر بیٹھے اس کی گود میں پاؤں رکھے اسے گھورنے میں۔ جہاں الیگزینڈر کو اس کے پاؤں کی فکر تھیں وہیں اسے اپنی ناراضگی کی۔ جو الیگزینڈر سے زیادہ دیر کبھی برقرار نہیں رہ سکی تھی۔ وہ اسے منانے کے ہنر سے واقف تھا

ہانیہ روتے روتے کب سو گئی اسے علم نہیں ہوا۔ اسے جب ہوش آئی رومان
لائٹس ان کیے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے سر پے پٹی سی
بندھی تھی۔ وہ فوراً سے ہوش میں آتے اس کی طرف بڑھی۔
رومان!... یہ کیا ہے؟.. "اس کو کہنی سے تھامتے اس کا رخ اپنی طرف"
کیا۔

کچھ نہیں۔ تم سو جاو۔۔ "اس کا انداز کچھ روکھا سا تھا۔"
ادھر دیکھو!... "ہانیہ نے اس کا چہرہ دیکھا۔ اس کے چہرے پے بہت سی"
جگہ خراشیں بھی تھیں
کیسے ہوا یہ سب؟.. "پریشانی سے ہو چھتے بغیر اس کے خفگی بھرے چہرے"
کی پرواہ کیے اسے بیڈ پے بٹھایا۔ اس کی پٹی دیکھی جو شاید اس نے خود کی
تھی۔ ساری اڑھی تر چھی تھی۔ ہانیہ اسے کھولتے ساتھ اسے گھور بھی رہی
تھی۔۔

مجھے اٹھا دیتے!.." ذرا سنجیدگی سے کہتے فرسٹ ایڈ باکس سے روئی نکالتے "
زخم اچھے سے صاف کرتے دوبار انفاست سے پٹی کرنا شروع کی۔
میں تمہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا۔" دھیمے سے لہجے میں کہا۔ خفگی "
برقرار تھی۔۔

ہاں صبح یہ چوٹ دیکھ کر تو جیسے میں ڈسٹرب نہیں ہوتی۔ خوش ہو "
جاتی۔۔" منہ بناتے کہتے پین کلر نکالتے پانی کے ساتھ اسے تھمائی۔ رومان
چپ چاپ پی گیا۔

کیسے ہوا؟.." چیزیں اٹھاتے تفتیش بھی جاری تھی۔۔"
ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔" مماسے گھورتے چہرے پے آئی چوٹوں پر ٹیوب "
لگانے لگی۔

اور تم نے بالکل بھی خیال نہیں کیا ہو گا۔ رومان بڑے ہو جاؤ۔ ہم سب کا ہی "
خیال کر لو۔۔" اس نے ہانیہ کو بالکل بھی نہیں ٹوکا۔

صرف کچھ وقت۔۔ پھر ہم واپس چلیں گیں۔ "اپنا جملہ کرتے اس کے"

چہرے پے چھائی ادا سی دیکھ وہ اس کے ہاتھ تھامتے پیار سے بوالا۔

بابا کو بھی یہ بتا دیتے۔ وہ اتنا ادا اس تھے ہمارے آنے سے۔۔ "دھیمے سے"

لہجے میں کہا۔ یقیناً رومان کے غصے سے ڈر رہی تھی۔

بابا کو بتایا تھا۔ انہیں لگا انہیں دلا سے دے رہا ہوں۔ میں نہیں لوٹوں گا۔"

سرہانیہ کے کندھے پر ٹکایا۔ وہ اس کے بالوں میں ذنگلیاں چلانے لگی۔

اور ماما کو بتایا تھا یہ؟.. "اسے انعم کی بھی فکر تھی۔"

نہیں۔ مجبوری تھی۔ "وہ کچھ نہیں بولی۔"

سیدھے ہو کر لیٹ جاو۔ اس طرح نیند ٹھیک سے نہیں آئے گی۔ "وہ کچھ"

کہنے کے بجائے اسے یوں ہی اپنے ساتھ پیچھے بیڈ پر گرا گیا۔

رومان بیڈ پر صحیح سے!.. "رومان اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اس کے"

کان کے پاس ہونٹ رکھے۔

رومان کے کلون کی خوشبو اس کے آس پاس پھیلنے لگی۔ اس کا غصہ دیکھنے کے بعد اب ایسا محبت بھرا انداز دیکھ وہ گھبرائی۔

رومان کا ہاتھ اس کی کمر پر گردش کرتے کندھوں کے گرد پھیلا تھا۔ اس کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی۔ وہ آگے کا سوچ آنکھیں بند کر گئی۔ اس کے ہونٹ کپکپانے لگے۔ اس کے وجود پر جیسے رومان کا سحر طاری ہو رہا تھا۔

رومان اس کے گھبرانے پر مسکرا ہٹ دبائی۔ اس کے ہونٹ انگلی سے سہلائے۔

وہ لمبی سانس بھرتے اس کا نام پکار گئی۔

مان!... "ساتھ ہی سانسیں بھی بکھریں۔"

جی جانِ مان!.. "اس کی کان میں سرگوشی کرتے وہاں ہونٹ رکھے۔"

وہ لرزتی سانسیں اس کے کندھے میں سر رکتے وہاں چھپا گئی۔ رومان

مسکرایا۔

اپنی نیند سے بند ہوتی انکھیں کھولتے اس کے سرخ چہرے کو دیکھا۔۔ پھر
اس کے نچلے ہونٹ کو۔۔۔

اس کے نچلے ہونٹ کو دانتوں سے ہلکا سا چھیڑتے اسے اپنی گرفت میں
کپکپانے پر مجبور کرتے وہ انکھیں بند کر گیا۔ اس کے چہرے کے ساتھ چہرہ
ٹکائے۔۔

رومان کی گرم سانسیں ہانیہ کے چہرے پے پڑ رہی تھیں۔ وہ اپنے بہت پاس
سے محسوس کر رہی تھی۔ اور انہیں سانسوں کی گرمی کی وجہ سے چپ چاپ
پڑی تھی۔ رومان کو یوں ہی سانسیں بھرتے دیکھ اس نے انکھیں کھولیں۔
اسے دیکھا اس کی گرم سانسیں ابھی بھی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ اس
کی سانسیں بھاری ہو چکی تھیں۔ مطلب وہ نیند میں اتر چکا تھا۔

وہ بھی اس کے کندھے سے بازو گزارتے اسے دیکھنے لگئی۔ رومان کی چوٹ
دیکھ وہ تودہل گئی تھی۔ اسی لیے ساری ناراضگی غصہ سب بھاڑ میں بھیتے اسے
بانہوں میں بھرتے اس کے زخموں ہر مرہم رکھنے لگی۔

وہ رومان کے چہرے اور ماتھے پر اے ہرز خم پر ہونٹوں سے مرہم رکھ رہی تھی۔ اس کی جاگتے میں ایسا کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

ہانیہ نے انگلی سے اس کے زخموں کو چھوا۔ اسے ان کی تکلیف اپنے جسم میں اُترتی محسوس ہوئی۔ اس کی آنکھوں میں ہلکی نمی جاگی۔

اس نے رومان کو نظریں کھولتے اسے خود میں بھینچ کر واپس آنکھیں موندتے دیکھا۔ وہ بھی گھبراتے جلدی سے سونے کا نائٹک کر گئی۔ رومان اسے سویا سمجھتے ہی خود میں دبوج گیا۔

وہ بھی رونا بھولتے اس کی بچت ہو جانے پر شکر ادا کرتے اس کی بانہوں میں ہی سونے کی کوشش کرنے لگی۔ حالانکہ اس کی پکڑ بہت سخت اور گرفت خاصی تنگ تھی۔ اتنی تنگ وہ سانس بھی نہیں لے پارہی تھی۔ مگر وہ اسے اٹھا نہیں سکتی تھی۔

کبھی نہیں۔

رومان سے ناراضگی جتنی بھی ہو مگر اسے تکلیف میں دیکھنا اور تڑپتے دیکھنا اس کے بس سے باہر تھا۔ اور ان سب میں اس کے آرام کا خیال رکھنا بھی اتنا تھا۔ جو وہ اچھے سے رکھ رہی تھی۔ اور آئندہ بھی ضرور رکھتی۔

دوسری شادی تو اس نے دل پر پتھر رکھتے کرنے کا کہا تھا۔ ورنہ اس میں اتنا حوصلہ بالکل بھی نہیں تھا وہ رومان کو کسی اور کے ساتھ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

اس نے ساری سوچیں جھٹکیں۔ رومان کی پکڑ کی سختی پر مسکرا دی۔ وہ پاس تھا۔ بتنا بہت تھا۔

اور محبت میں پاس ہونا بھی بہت ہوتا ہے۔

بہت سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔

^^^

ظہیر کے واپسی لہجے کے ٹائیٹ ہوئی۔ اس کی خالہ واقعی آچکی تھیں۔ اور اس کی سوچ کے عین مطابق بیٹھی منسا سے باتیں کر رہی تھیں۔

اسلام و علیکم خالہ!.." وہ اٹھتے ظہیر کا ماتھا چومنے لگیں۔ جبکہ ظہیر نرم سا
ماکراتے دور ہو گیا۔

منسا اس کی شکل دیکھ مسکرائی۔

وا علیکم السلام! خالہ صدقے۔۔" وہ مسکرایا۔۔"

منسا میرے کپڑے نکال دو۔" وہ اٹھ گئی۔"

خالہ کو میں ابھی اتنی کہتے وہ اپنے پورشن کی طرف چل دی۔ ظہیر وہیں کھڑا
تھا۔۔

میں نے پہلے بتایا تھا میں سامیہ سے شادی کسی صورت نہیں کروں گا اور اہ
جانتی بھی تھیں۔ اس لیے اب اسے میری زندگی میں زہر گھولنے سے روک
لیں خود ہی۔۔ ورنہ میں اس گھر میں اس کا انا ہی ممنوع کر دوں گا۔" منسا کے
جاتے ہی وہ اصلیت پر آیا

میں روک دوں گیں۔ تم فکر مت کرو۔ اور بہو پیاری ہے۔" آخر میں اسے
چھیڑا۔

اخر آپ جیسی باتونی ہے۔ آپ کو تو اچھی لگنی تھی۔ "وہ مسکرایا۔"

آپ بیٹھیں۔ میں فری ہو کر اتا ہوں۔۔ "وہ کہتے اپنے کمرے کی طرف"

بڑھا۔

وہیں لبنی کا رخ اپنی بہن کے کمرے کی طرف تھا۔

سامی ڈرائیور باہر کھڑا ہے۔ تم گھر جا رہی ہو۔ فوراً نکلو۔ تم سے بات میں "

گھر آ کر کروں گیں۔۔ "سامی نے اپنی خالہ کو دیکھا مگر اس کی ماں کے

چہرے کی سنجیدگی ایسی نہیں تھی کوئی کچھ بھی کہتا۔

سامی روتے تاثرات کے ساتھ ہی وہاں سے چلی گئی۔ لبنی اب سدرہ کی

طرف پلٹیں۔

میں ناراض نہیں ہوں۔ اس لیے برا مت منائیں۔ مجھے ظہیر نے پہلے ہی "

منع کر دیا تھا ایسی سوچوں سے۔۔ "انہوں نے بہن کو دلا سہ دیا۔ وہ شرمندہ

ساہنس دیں۔

میں چلتی ہوں۔ "سدرہ نے ان کا ہاتھ پکڑا۔"

آپ۔۔ کھانا تو کھا کیں۔۔ "منت کی مگر وہ بہانہ بناتے چلی گئیں۔"

اصل وجہ ان کی بیٹی تھی جو محبت کے رونے روتے ان کی بہن کے سامنے
انہیں شرمندہ کر چکی تھی۔

وہیں اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے انہوں نے بس ایک نظر سامی کو گھورا
تھا۔ ساتھ کی اس کا رونا بھی بند ہو گیا۔۔

ڈرائیور گاڑی سٹارٹ کرو۔۔ "ان کا حکم۔۔ لے ہی گاڑی سٹارٹ کر دی"
گئی۔ وہیں سامی اب چہرہ پیڑی رتے باہر دیکھتے اپنے آنسوؤں چھپانے لگی۔ جو
اگر اس کی ماں نے دیکھ لیے تو اس کی خیر نہیں تھی۔۔

لبنی بس اپنی شرمندگی چھپا رہی تھیں جو ان کی اولاد کی وجہ سے ان کے حصے
میں آئی تھی۔ ان کے منع کرنے کے باوجود وہ سب کو ظہیر کی بگیترا کا
تعارف ہی دیتی تھی۔

جب وہ تب ان کی نہیں سنتی تھی تو اب تو سننا ہی تھا اسے۔ چاہے جیسے بھی۔

انہیں اپنا بھانجا بہت عزیز تھا۔ اس نے محرومی دیکھی تھی۔ وہ اسے اب اسے خوشیوں سے دور نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ اسے اپنی زندگی میں خوش دیکھنا چاہتی تھیں۔

جس کے لیے وہ مزید ر کے بغیر ہی آگئیں تھیں۔

^^^

مومنہ گروسری کرنے آئی تھی۔ جانی ابھی نہیں لوٹا تھا۔ رات کا وقت تھا۔ وہ پہلے حیا اور ہارون کے ساتھ شاپنگ پر گئی تھی۔ مگر تب وہ انہیں تنگ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

پھر ان کے ساتھ واپس گھر جاتے اس نے ڈنر تیار کیا۔ جانی کے آنے میں ابھی وامقت دیکھتے وہ ڈرائیور اور گارڈز کے ساتھ گروسری کرنے آگئی۔ دکان ان کے پاس ہی تھی۔ وہ لسٹ گارڈز کو بھی دے دیتی مگر اسے کسی کی لائیں چیزیں پسند بھی نہیں آتی تھیں۔ اسے سب کچھ اپنے ہاتھوں سے چیک کیا پسند تھا۔

ہیرا سے اس عادت پر تنگ بھی کرتی تھی مگر وہ مجبور تھی۔

وہ یوں ہی اشیاء دیکھ رہی تھی جب اسے کسی چہرے پے شناسائی کا گمان ہوا۔
اس نے پلٹ کر دیکھنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی وہ شخص گھومتے اس کی گردن
میں کوئی انجکشن لگا گیا۔

وہ چکراتے سر کے ساتھ بے ہوش ہوئی تھیں۔ وہیں اس شخص نے اسے
بانہوں میں سمیٹتے گروسری شاپ کے سیکنڈ ڈور کا رستہ لیا۔ سامنے پر تو اس
کے گارڈز تھے۔

وہ ان کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ انہیں گاڑی میں ڈالتے چہرے سے نقاب
ہٹایا۔

مسکراہٹ اس کے چہرے پے چھائی۔ سرگوشی سی کرتے ان کا حجاب
درست کیا۔ گاڑی وہاں بڑھاتے کبھی ایک نظر ان پر بھی ڈال لیتا۔ وہ بے
ہوشی کی نیند میں پڑی تھیں۔

وہیں جانی جیسے ہی گھر پہنچا مومنہ کے گھر نہ ہونے پر اسے ہارون پر غصہ آیا۔
گارڈز سے ہو چھا تو انہوں نے گروسری شاپ کا بتایا۔

ہارون نے ان گارڈز کو کال کی تو ان سے موصول ہوتی خراب اسے چونکا گئی۔
مومنہ کہاں جاسکتی رہی۔ وہ تو گارڈز کے بغیر کہیں نہیں جاتی تھی۔ عمر تک
سے ملنے وہ گارڈز کے ساتھ گاڑی۔ یہ جاتی تھی۔ اسے رستوں کی ہیچان
نہیں تھی۔

وہ گھبراتے دل پر ہاتھ رکھ گیا۔ اچانک اس نے اپنا موبائل رنگ ہوتے
دیکھا۔

اس نے جیسے ہی سامنے کرتے وہاں جگمگاتا پیغام پڑھا اس کا خون کھول گیا۔
وہیں اس پیغام کے ساتھ ایک مسکراتا ایموجی بھی تھا۔ جو اسے اس وقت بہت
غصہ دلارہا تھا۔

حیا اور رومان کو ڈائننگ ٹیبل پر اکیلا ہی چھوڑ وہ خود کمرے میں بن ہو گیا۔
آنہیں مومنہ کا بھی نہیں بتایا۔ وہ اس وقت شدید غصے میں تھا۔ اور اسی غصے
میں وہ کچھ سمجھ بھی نہیں پارہا تھا۔

کھانا نکال دوں؟.. "وہ مومنہ اور جانی کو نہ دیکھ گھبرائی۔"
میں دور رہوں گا۔ بالکل بھی پاس نہیں آؤں گا۔ اب بتاؤ؟۔ "ہارون ہاتھ"
دور کرتے ایک ایک لفظ الگ کرتے انگلش میں کہا۔
وہ سر ہلا گئی۔

ہارون اس سے پوچھ پوچھ کر اسے کھانا کال کر دیا۔ پھر اسے جو س ڈال کر
دیتے ساتھ پانی کا گلاس بھی تھمایا۔ وہ آرام آرام سے کھانا کھانے لگی۔
کیا مجھ سے ڈر لگتا ہے؟.. "ہارون ویسے ہی پوچھ لیا۔ وہ خود بس پلیٹ میں"
چمچ چلا رہا تھا
ہاں... "گردن ہلائی۔"

ہارون شرمندہ سا ہو کر رہ گیا۔ وہیں پھر شرمندہ ہنسی ہنستے وہ کھانا کھانے لگا۔
جبکہ اسے ایسے دیکھ حیا بھی مسکرائی۔ اس کی آنکھوں کی چمک لا جواب تھی۔
مگر ہارون نہیں دیکھ سکا۔

سکول جاؤ گی؟.. "اس نے نا سمجھی سے دیکھا۔"

جہاں میں پڑھنے جاتا ہوں؟.. "اب اسان سا پوچھا۔"

اس نے گردن ہاں میں ہلائی۔ ہارون مسکرایا۔

میرے ساتھ!؟... "اس نے سوال پر غور کیا۔ پھر پہلے سوال پر۔ پہلا"

سوال اچھا تھا۔ یہ نہیں۔ مگر پھر بھی وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔

تمہیں پڑھنے کا شوق ہے؟... "وہ بھی فوراً سے ہاں میں سر ہلاتے جواب"

دیا

وہ خوش ہوا۔ چلو کسی طریقے سے ہی سہی دو بار بات چیت شروع ہوئی۔

اس سے یوں باتیں کرتے ہی وہ کھانا کھانے لگا۔ جن کے جواب تیا گردن

کے سہارے ہی دے دے ہی تھی۔ جبکہ سہ تجسس سے سب بچھ پوچھ رہا تھا۔

الیگزینڈر کی تعلیم سے لے کر اس کی کس سبجیکٹ میں انٹرسٹ زیادہ ہے وہ بھی بتا دیا۔ جبکہ وہ دماغ میں پر چیز حفظ کرتی جا رہی تھی۔ جیسے الیگزینڈر جیسی ہی بنے گی۔

ہارون اس کی سوچوں سے بے خبر اسے سب بتا رہا تھا۔

^^^

پری اپنے کمرے میں تھی۔ موسیٰ کسی کام سے گیا تھا۔ بیلا بھی اب گارڈن تک جانے کی غلطی نہیں کرتی۔ حادثہ ہی اب گارڈن بھی دیکھ رہا تھا۔ وہیں موسیٰ گاڑی روکتے اس سے نیچے اترا۔ کسی کو بانہوں میں بھرتے لا کر کمرے میں کیٹایا۔ چہرے پے جانی پہچانی مسکراہٹ تھی۔ حادثہ اسے کسی کو لے جاتے دیکھا مگر سر جھٹک گیا۔

یہاں نا جانے اب اور کس کس نے اس آنا تھا۔ مگر اسے سب سے پہلے آئی لڑکی نہیں بھولتی تھی۔

اس کی خواہش تھی وہ اسے دوبارہ دیکھے۔

موسیٰ اسے کمرے میں لیٹاتے اس کا ماتھا چوما۔

پری ماں۔۔ "خوشی سی تھی اس کے چہرے پر۔"

موبائل نکالتے چیک کیا۔ جانی نے جواب نہیں دیا تھا مگر وہ میسج دیکھ چکا تھا۔

پری ماں اپنے موسیٰ کے ساتھ ہیں۔۔ "اور جانی کو پری ماں سنتے ہی آگ"

لگ گئی تھی۔ جو وہ بند کمرے میں بیٹھا جھجھارہا تھا۔

موسیٰ اسے یوں ہی سوئے چھوڑ کر اپنے کمرے میں آیا۔

پری کو وہ اس حالت میں ٹریول کرتے کہیں لے جا نہیں سکتا تھا اور مومنہ کو

اگر وہ سیدھے طریقے سے لینے جاتا تو وہ سب لوگ بہت مسئلہ بناتا۔ اس لیے

اس نے الٹا رستہ استعمال کیا۔۔

اس طرح کوئی بھی نہیں کچھ کر پاتا۔ سب لوگ ہی اب بس ہاتھ پر ہاتھ رکھتے

انتظار کرتے۔ وہ خوش تھا۔

ناجانے سب کو تنگ کرنے میں اسے کون سامزا تا تھا۔ جو وہ یوں کرتے لیتا

بھی تھا۔

اگر پری ماں کی جگہ ریڈ روز ہوتیں تو اب تک بلیک کنگ ہر چیز کو اگ لگا چکے ہوتے۔۔ "چہرے پے مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ خوشی سی بھی تھی۔ باپ کا ذکر اس کی روح کو خوش کر دیتا تھا۔ ایک وقت میں الیگزینڈر نے اسے ماں اور باپ دونوں کا پیار دیا تھا۔ وہ اسے بھول نہیں سکتا تھا۔ کبھی بھی نہیں۔

لیل اور الیگزینڈر دونوں اس کے لیے ناقابل فراموش اور ناقابل بیان محبتیں تھے۔

^^^

احمد پیچھے ہٹو!.. "وہ الماری سے کپڑے نکال رہی تھی جب وہ اس کے پیچھے "ہی آگکڑا ہوا۔ دونوں ہاتھ ادھر ادھر رکھتے اس کا رستہ ہی بند کر دیا۔ کہاں پیچھے ہٹو!.. "منسانے اسے گھورا" مجھے خاکہ سے باتیں کرنی ہیں ابھی۔ پیچھے ہٹو۔۔ "ظہیر کو یہ محبت اچھی لگی۔

وہ چلی گئیں۔ اب دو دن بعد آئیں گیں۔ پھر مل لینا۔ "وہ ان سے اچھے سے"
واقف تھا۔

کیوں!.."ماتھے پر بل آئے۔"

مجھے رومانس کرنے کے لیے وقت دینے کا سوچتے۔۔ "کہتے ہی بازوؤں میں"
اٹھاتے اسے لے کر صوفے پر بیٹھا۔

مجھے کس کرو۔ "ظہیر کی فرمائش پر اس نے جھکتے بس اس کا ماتھا چوم یا۔"
ایسے والا کس نہیں۔ "اسے گھورتے کہا جو اسے بچہ سمجھ رہی تھی۔"
پھر کیسے والا کس؟.."ماتھے پر بل لاتے ہو چھا۔"

ایسے والا۔۔ "کہتے ہی وہ دونوں ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے اسے خود پر جھکا"
گیا۔

اس کے ہونٹوں کو دانتوں میں چباتے وہ اسے اچھے سے کس کا طریقہ سمجھا رہا
تھا۔

دونوں ہاتھوں سے اس کی کمر پر دباؤ ڈالا۔۔ وہ مزید اس کے ساتھ چپکی

ظہیر کی گردن میں دونوں بازو ڈالتے وہ اس کے چہرے پے جھکی ہوئی تھی۔
وہ اس کے ہونٹوں کو چباتے اس کو اچھا خاصا پاگل کر رہا تھا۔
منسانے ذرا سی ہلنے کی کوشش بھی کی تو وہ اپنی شدتیں سخت کر گیا۔
منسا کے ہونٹوں کو چباتے اچانک ہی اس نے منسا کی زبان کو ہونٹوں میں
دبائے چوسا۔

وہ فوراً سے اس کے کندھوں پر دباو ڈالتے اس سے دور ہوئی۔
لمبی سانسیں بھرتے جھولتے ڈوپٹے اور کھلے وجود کے ساتھ اس کی بانہوں
میں پڑی تھی۔

ظہیر اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا۔

تم!.. "اسے کوئی لفظ نہیں ملا۔"

ہونٹوں تک تو ٹھیک تھا مگر وہ زبان۔۔۔

وہ اس کی گود سے نکلتی جب ظہیر اسے اب صوفے پے گراتے اس پر

جھکا۔۔

کتنے دن لگیں گیں؟.. "وہ سمجھ رہی تھی وہ کس کے متعلق بات کر رہا" ہے۔ مگر جواب دینا مشکل تھا۔

پتا نہیں؟.. "ظہیر اسے گھورا۔"

اس کی زبان کا تالا سمجھ نہیں آیا تھا۔

کچھ انوکھا تو نہیں پوچھ رہا میں۔ پہلے بھی جب ایسا ہوتا ہے پھر تمہیں کیوں "معلوم نہیں؟... "اسے گھورا۔

مجھے نہیں پتا۔ "وہ انکھیں ہی موند گئی۔ وہ ابھی تک ظہیر کی اس روز کی قربت نہیں بھولی تھی۔ ابھی اس کی قربتوں کا نہیں سوچ سکتی تھی۔

مجھ سے چھپا تو نہیں سکتی تم یہ بات۔ معلوم تو مجھے ہو ہی جائے گا پھر بچ کر "دیکھانا۔ "اسے گھورتے جھکتے سختی سے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دبایا۔

منسا نے مچلتے اس کی گود سے نکلنا چاہا جب وہ اس کی شرٹ کے اندر سے بازو ڈالتے اس کے پیٹ پر پھیرتے اسے تڑپا گیا۔

وہ مچل اٹھی۔ لمبی سانسیں بھرتے وہ ایک دفہ کپکپائی۔ ظہیر اس کو سانسیں
ہموار کرتے دیکھ اس کے نکالے کپڑے لے کر واشروم میں گھس گیا۔ پیچھے
وہ اس کی پشت کو گھورتی رہی جو پل میں اس کی سانسیں بگاڑ جاتا تھا۔



صبح کی روشنی پھیلتے ہی اس نے آنکھ کھولی۔ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے اس کے
لبوں پر مسکراہٹ چھائی۔ ایک نظر پاس لیٹے موسیٰ کو دیکھا۔ اس کے چہرے
کے گرد ہاتھ رکھتے وہ اس کے ہونٹوں کا بوسہ لینے لگی۔

اس کے ماتھے کے بلوں میں اضافہ ہوا۔ یقیناً یہ دخل اندازی پسند نہیں آئی
تھی۔

کھڑوس ہوتے جارہے ہوتم۔۔"اس کے کان میں سرگوشی کرتے وہاں"
دانتوں سے کاٹا۔ اس کی کل دوپہر کی شدتیں وہ نہیں بھولی تھی۔ کیسے اس کی
جان لبوں ہر آگئی تھی۔ وہ شخص اس کی سانسیں چھین لیتا تھا۔ پھر بھی ناجانے
کیوں عزیز تھا۔۔

مائے وچ اپنی جان پیاری ہے تو مجھے تنگ مت کرو۔۔"بند آنکھوں سے ہی"
وارن کیا۔ وہ اس کو گھورتے بیڈ سے پاؤں نیچے لٹکائے بیٹھی۔ پھر واپس کو
گرتے اس کی گال پر دانتوں سے کاٹتے اس کی گرفت میں آنے سے پہلے
رول کرتے بیڈ سے اٹھ گئی۔

موسیٰ نیند سے بھری آنکھیں کھولے اسے گھور رہا تھا۔ پری دور کھڑی
شرارت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ موسیٰ کی ہی شرٹ میں تھی۔ ساتھ فلیپر پہن رکھا تھا۔ شرٹ کی وجہ سے
وجود عیاں تھا۔ ابھرا ہوا پیٹ دیکھ وہ رک گیا۔

اگر وہ اسے کچھ بھی کہتا تو وہ بھاگنا شروع کر دیتی۔ وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔ اس طرح وہ خود کو چوٹ لگوا لیتی۔ اسے پری کے وجود پر ہلکی سی چوٹ بھی برداشت نہیں تھی۔

نیچے جاو۔ لائبریری کے ساتھ جو روم ہے وہاں۔ اور اب اگر بیڈ پر آئی تو یاد رکھنا یہاں سے ہلنے نہیں دوں گا میں۔ چاہے تم تڑپو یاں مچلو۔ "پری کپکپا گئی۔ اسے گھورا جواب پھر بیڈ پر لیٹ گیا تھا۔ چہرہ تکیے میں چھپاتے اوندھا ہو چکا تھا۔

پری اسے گھورتے نیچے آئی۔ آخر دیکھے تو صحیح آخر ہے کیا وہاں۔ اسے کسی سرپرائز کی امید تھی۔ وہ مومنہ کے بارے میں بھول چکی تھی۔ نیچے اترتے ہی اسے سب سے پہلے اداس سی بیٹھی بیلا نظر آئی۔ اسے اس کے خوبصورت چہرے پر یہ اداسی اچھی نہیں لگی۔ مگر وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ موسیٰ نے اسے بیلا سے سوالات کرنے سے منع کر دیا تھا۔

بیلا سے کمرے کا پوچھتے وہ وہاں آئی۔ اس نے ہاتھ بڑھایا تو کمرہ لاک نہیں تھا۔ وہ دروازہ کھولتے اندر بڑھی۔ سامنے بیڈ پر کسی وجود کو دیکھتے اس کے چہرے پر نا سمجھی اتری۔

پلٹتے بیلا کو دیکھا۔ وہ واپس اپنی سوچوں میں گم چکی تھی۔ اس نے قدم آگے بڑھائے۔ بیڈ کے پاس اتے ہی وہ اس وجود کو محسوس کر گئی کون ہے۔
ماما!... "شاک سے کہتے وہ تیز قدموں سے ان کے پاس بیڈ پر گری۔"
مومنہ بھی ہوش میں آرہی تھی۔ جیسے ہی انکھیں کھولنے کے قابل ہوئی پری کو اپنے پاس دیکھا اس کا چہرہ چومنے لگی۔ اس کے ماتھے اور گال پر بوسہ دیتے وہ اسے سینے سے لگا گئی۔

پری میرا بچہ!.. "پری نے مومنہ کا گال چوما۔"
ماما!... "وہ واپس اس کے سینے سے لگی۔ مومنہ کو ہوش آیا تو محسوس کیا یہ"
کمرہ اور جگہ وہ کچھ نہیں جانتی۔

پری یہ کون سی جگہ ہے؟؟.. "نا سمجھی سے پوچھا۔"

ماما آپ میرے گھر ہیں۔ موسیٰ کے کایج میں۔ وہ ہی آپ کو یہاں لایا۔"
اس کے سینے سے لگے ہی بتایا۔

وہیں مومنہ کامنہ کھل گیا۔ ساتھ ہی کل شام کا یاد آیا۔ جس نے اس کی گردن پر کچھ لگایا تھا۔ پھر شاید وہ بے ہوش ہو گئی۔ اسے کچھ یاد نہیں تھا۔ موسیٰ نے مجھے اغواہ کیا ہے!..."شاک سے کہتے وہ پری کو بھی اٹھتے اسکا" چہرہ دیکھنے پر مجبور کر گئی۔

ماما اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔ بس مجھے آپ کی یاد آرہی تھی تو وہ آپ کو" لے آیا۔"اس نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔ اگر اپنے باپ کا غصہ دیکھ لیتی تو یہ بات نہیں کہتی۔ مگر افسوس وہ جانی کا غصے سے سرخ ہوا چہرہ دیکھ ہی نہیں سکتی تھی۔

ایسی ہی بات ہے۔ اور جانی!... وہ تڑپ رہے ہوں گیں۔ موسیٰ کیوں اپنی" حرکتوں سے بعض نہیں آتا۔"اس نے نروٹھے پن سے کہا۔ وہیں اپنے باپ کے لیے ماں کی فکر دیکھ وہ مسکرائی۔ لب دانتوں تلے دباتے مومنہ کو دیکھا۔

ویسے آپ کو تو خوش ہونا چاہیے۔ آپ کو کسی ہینڈ سم بوائے نے کڈنیپ کیا " ہے۔ وہ بھی اولڈ اتج میں۔ "مقمنہ اس کے سر پے چپت لگائی۔ وہ کھلکھاتے اسے بھی ہلکا پھلکا کر گئی۔

تم کیسی ہو اور طبیعت تو ٹھیک رہتی ہے؟.. "مومنہ کا دھیان اس کی طرف " گیا۔ اس کا وجود دیکھا۔ وہ چھوٹی سی تھی اور اتنی بڑی ذمہ داری۔ وہ ٹھہر ہی تو گئی تھی اسے یوں دیکھ۔۔۔

موسیٰ خیال رکھتا ہے میرا۔ اور میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔ دیکھنا ابھی بیلا " فروٹس اور جو س لے آئے گی۔ پھر اپنی نگرانی میں ختم کرواتے موسیٰ کو بتائے گی۔ "بتاتے منہ بنایا۔ جیسے ہی اس کی بات ختم ہوئی دروازہ ناک ہوا۔ پری نے آنے والے کو اجازت دی۔ وہ بیلا ہی تھی۔

فروٹس اور جو س یہاں ہی لادوں آپ کو؟.. "مومنہ پری کی جتنی نظریں " دیکھ مسکرائی۔

ادھر آؤ تم۔ "وہ چپ چاپ آگئی۔"

ماما یہ بیلا ہے۔ اور میری فرینڈ بھی۔ اور موسیٰ کو بھی میری اس دوستی پر کوئی "اعتراض نہیں ورنہ ہر دفعہ دوست نہیں بنانے کہتے خاموش کروادیتا تھا۔" منہ بناتے کہا۔ وہ مسکراتے بیلا سے ملنے لگیں۔

مامائیں میں آپ کو مینشن دیکھاؤ۔۔ "وہ جلدی سے نیچے اتری۔ پاؤں میں "سلیپر پہنا۔ اب گلے میں جھولتے سٹالر کچھ درست کیا۔ مومنہ بھی اس کی خوشی دیکھتے اٹھ گئی۔

مومنہ کے فریش ہونے تک پری بھی اپنی حالت کچھ درست کی۔ نیچے کے کمروں میں بھی اس کے کپڑے پڑے تھے۔ وہ ان میں سے کوئی بھی ڈریس لیتے چینج کرتے آگئی۔ فریش وہ موسیٰ کے ہاتھوں ہوتی۔ اس کے ہاتھ پیچھے نہیں جاتے تھے۔ بالوں میں شیمپو کرنا مشکل ہو جاتا۔ موسیٰ پھر خود ہی اسے نہلاتا۔

آجائیں ماما۔۔ "وہ ان کا ہاتھ تھامے آگئی۔ بیلا کچن میں فروٹس کاٹ رہی "تھی۔

مومنہ اس کے ساتھ مینشن دیکھ رہی تھی۔ اس مینشن کا ڈیزان دیکھ وہ تو
دنگ رہ گئی تھی۔ وہ سارا شیشے کا بنا تھا۔ ساری دیواریں شیشے کی۔ مگر ان سے
باہر دیکھا جاسکتا تھا۔ باہر سے اندر نہیں۔

پری سیڑھیاں چڑھتے اوپر والا پورشن نہیں دیکھایا۔
وہ اسے اپنے ساتھ باہر لے آئی۔ بیک یارڈ اور گارڈن دیکھاتے وہ اسے دور
سے حارث کا کاٹیج بھی دیکھا گئی۔

یہاں کون رہتا ہے؟.. "مومنہ نے پوچھا تو وہ مسکرائی۔"

حارث رہتا ہے۔ زیادہ تر خاموش ہی رہتا ہے۔ ابھی بھی تلاوت کر رہا ہو"
گا۔ "مومنہ نے دیکھا وہ واقعی سچ کہہ رہی تھی۔

کاٹیج کی بڑی سی کھلی کھڑکی سے اس کے سامنے پڑا قرآن مجید اور اس کے ہاتھ
دونوں نظر آرہے تھے۔

اچھا بچہ ہے۔ "مومنہ کہتے اسے دیکھا جواب اسماں کو دیکھ رہی تھی۔"

ماما یہاں جھرنا بھی ہے۔ بہت پیارا ہے..... "ایسے ہی باتیں کرتے وہ"
مومنہ کے ساتھ وہاں واک بھی کرنے لگی۔

کچھ دیر تک بیلا فروٹس لے اتی جو وہ وہیں پڑی چئیر پر بیٹھ کر کھاتے مومنہ کو
مزید باتیں بتاتی۔

جو اس کے ابھرے پیٹ کو دیکھ مسکرا رہی تھی۔

صرف کچھ ماہ اور پھر اس کی بیٹی بھی ماں بن جاتی۔ جو ابھی خود اسے ماما ماما کہتے
نہیں تھکتی تھی اسے بھی کوئی ماما کہتا۔ وہ اپنی ہی سوچ پر مسکرائی۔

اس کا کھلا رنگ بتا رہا تھا موسیٰ اس کا بہت خیال رکھتا ہے۔ اسے اپنی جان سے
زیادہ چاہتا ہے۔ ورنہ اس حالت میں اتنی مسکراہٹ چہرے پر آجانا غنیمت
ہی ہے۔

وہیں حارث قرآن مجید رکھتے انہیں وہاں بیٹھا دیکھا۔ وہ دیکھتے ہی پہچان گیا وہ
مومنہ ہے۔ پری کی ماں۔

وہ اج باہر جانے کے بجائے وہیں بیٹھا رہا۔ وہ انہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ اب سمجھ چکا تھا موسیٰ اس روز کسے اٹھا کر لایا تھا۔ اور کیوں لایا تھا یہ پری کے چہرے کی خوشی بتا رہی تھی۔

اس نے دیکھا بیلا بھی ٹرے پکڑے دھیان سے سیرھیاں اترتے ان کی طرف ہی آرہی تھی۔

اس کے چہرے کے گرد بالوں کا ہالہ تھا۔ وہ اس کی وجہ بھی جانتا تھا۔ اس کی گردن کے گہرے دانتوں کے نشان ابھی تک گئے نہیں تھے۔ اسی وجہ سے وہ بال کھلے چھوڑے گھوم رہی تھی۔

وہ اپنی گستاخیاں یاد کرتے مسکرایا۔

بیلا کی اچانک اس طرف نظر اٹھی تھی۔ اسے کھڑکی میں کھڑے خود پے نظریں جمائے دیکھ اس کے ہاتھ لرزے۔

وہیں اس کا لرزنا محسوس کرتے وہ گہرا مسکرایا۔ جہاں کسی بھی لڑکی کو اس کی مسکراہٹ جان لیوا لگتی بیلا کو وہ وبالِ جاں لگی۔

وہ اس پر سے نظریں ہٹاتے خود کو اس سے بچانے لگی ہو جیسے۔

حادثہ خود ہی اس کی مشکل آسان کرتے وہاں سے پلٹ گیا۔ کھڑکی بھی بند کر دی۔ اس نے واپس پلٹ کر دیکھا ہی نہیں مگر اپنے وجود پر نظروں کی تپش غائب سی ہوتی محسوس کر چکی تھی۔

مگر اب اس طرف نظر اٹھانا اس کے لیے مشکل تھا۔
یاں شاید ناممکن۔۔۔

^^^

جانی کو کسی پل بھی سکون نہیں تھا۔ الیگزینڈر سے بھی اس نے بات کی تھی۔
اس نے موسیٰ سے پوچھا مگر وہ پری کو پری ماں کی یاد آرہی تھی تو میں لے آیا
کہتے اسے موبائل کو گھورنے پے مجبور کر گیا۔

جانی بھی سمجھتے چپ کر گیا۔ مگر یہ خاموشی صرف پری کے لیے تھی۔ موسیٰ
پر تو اسے شدید غصہ تھا۔ خیام تو اس کا اچھا خاصا ریکارڈ لگا رہا تھا۔ وہ تین دن
سے وہیں پری کے پاس ہی تھی۔

وہیں خیاں بھی انعم کے ساتھ الیگزینڈر کے گھر شفٹ ہو چکا تھا۔ جو رجینا کو
ابھی بھی اپنی جاب پر قائم رہنا تھا۔ جب تک وہ شخص پکڑا نہ جاتا۔ مگر وہ
الیگزینڈر کے آنے کے بعد کہیں بھی باہر نکل جاتی تھی۔ الیگزینڈر بھی اس
کی آزادی نہیں چھینتا تھا۔

وہیں شایان اور رومان ابھی تک نہیں لوٹے تھے۔ وہ ان کے بارے میں کچھ
نہیں جانتے تھے۔ فرقان نے ایک دودھ کا لڑکیاں مگر اس نے جواب ہی
نہیں دیا ان کا لڑکا۔

الیگزینڈر ابھی ان کے معاملے میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ وہیں شایان ابھی اپنی
چھٹیاں انجوائے کر رہا تھا۔

رومہ افسس جاتی تھی۔ اب فرقان ذرا جلدی فری ہو کر اسے افسس سے پک
کر لیتا۔ ہانیہ کے جانے کے بعد وہ دونوں ایک دوسرے کو کمپنی دے رہے
تھے۔

وہیں جانی اب ہارون اور حیا کو دیکھ کر دن گزار رہا تھا۔ اسے موسیٰ پر جتنا غصہ تھا وہ بھی کم ہوتا جا رہا تھا۔

حیا ہارون کے ساتھ سکول جانا شروع کر دیا تھا۔ وہ ہر جگہ اس کا خیال رکھتا۔ ہارون خود تو ابھی فری تھا۔ اس نے اگے کالج میں جانا تھا۔ مگر رزلٹ آنے سے پہلے وہ فری تھا۔ اس نے حیا کو بھی او اے لیولز کے لاسٹ کلاس میں ایڈمیشن دلوا دیا تھا۔ وہ چاہتا تھا وہ دونوں ایک ساتھ ہی کالج جائیں۔

اسے ہارون ہی پڑھا رہا تھا۔ وہ بہت جلد سب سمجھنے والی بنی تھی۔ ہارون کو کبھی اس پر زیادہ دماغ میں کھپانا پڑا۔ بس کبھی وہ روٹھ کر بیٹھ جاتی۔ مگر الیگزینڈر سے بات کرتے ہی وہ ٹھیک ہو جاتی۔

الیگزینڈر اس کے لیے دوا جیسا تھا۔ وہیں ہارون کو اکثر اب الیگزینڈر سے جلن سی ہوتی۔ وہ کبھی اس سے کوئی بات نہیں کہتی تھی۔ وہیں الیگزینڈر سے ڈھیروں باتیں کرتی۔ اسے سکول کا بتاتی۔ اپنی نئی پڑھی ہر چیز کے بارے میں بتاتی۔

اور جیسے ہی وہ پاس اتاچپ کر جاتی۔

وہ اسے پڑھا رہا ہوتا تب بھی وہ لکھ کر ہی اس سے سوال ہو چھتی۔ وہ چاہتا تھا وہ بھی اس سے زبان سے باتیں کریں۔ اس کو تنگ کرے۔ اس سے فرمائشیں کریں مگر وہ تو خاموشی ہی دے رہی تھی۔

وہیں حیا کی نظریں اب ہارون کو پہچاننے لگی تھیں۔ اس کے پاس آنے پر چمکنے لگتیں۔ وہ اس کے سمجھانے پر اسے دیکھتی رہتی۔ کھانا کھاتے وقت چپکے سے اس کے سوچوں میں گم چہرے پے بھی نظر ڈال لیتی۔ ہر اس کے دیکھنے سے پہلے ہی نظروں کا زاویہ بدل لیتی۔

اس کے احساسات بدل رہے تھے مگر ہارون یہ نہیں جانتا تھا۔ اور وہ شاید بدلتے احساسات کبھی سمجھ ہی نہیں سکتا تھا۔

^^^

ظہیر نے گاڑی گیٹ کے سامنے ہی روکتے اندر کو قدم بڑھایا۔ جہاں پہلے دوسری گاڑی کھڑی ہوتی تھی وہ جگہ اس وقت خالی تھی۔ اس گاڑی میں

تینوں بچے یونیورسٹی گئے تھے۔ ڈرائیور وہیں ان کا انتظار کرتا۔ انہیں اپنے ساتھ ہی واپس لاتا۔ وہ بغیر انہیں ساتھ لیے کبھی گھر نہیں لوٹا تھا۔ تیسری گاڑی ویسے ہی احمد کے زیر استعمال تھی۔

وہ خالی ہال دیکھتے سیدھا اپنے پورشن میں آیا۔ پہلے تو منسا اپنے کمرے میں ہی لیٹی ملتی یاں پھر باہر ہال میں ٹی وی کے سامنے۔

وہ وہاں نہ دیکھ سیدھا اپنے کمرے میں آیا۔ مگر کمرے کا دروازہ کھولتے ہی اس کی سانس رک گئی۔ وہ اپنے دھیان اس کی طرف پشت کیے بال بنا رہی تھی۔ ان کا بن بناتے کھولا۔ اس کی نظر اس پتلی سی کمر سے ہوتے اوپر کواٹھی۔ بالوں کے بنے بن سے اس کی گردن واضح ہو رہی تھی۔ پتلی لمبی گردن تھوڑی ہی دیر میں چھپ گئی۔ اس نے تھوک نگلا۔ وہ چھوٹی سی لڑکی ساڑھی پہنے اس کی جان نکال چکی تھی۔ دونوں بازو اوپر ہونے کی وجہ سے کمر ہلکی سی نظر آرہی تھی۔ اس کے ہاتھ نیچے کرتے ہی چھپ گئی۔

وہ اچانک پلٹی۔ شاید کسی کی نظریں محسوس کر گئی تھی۔ وہیں وہاں کھڑے
ظہیر کو دیکھ اس کی سانس اٹکی۔

وہ تھوک نکلتے پیچھے کو قدم اٹھانے لگی۔ احمد نے اس کے کندھے سے نیچے
گرتے پلو کو دیکھا۔ وہ گرتے اس کے وجود کو نمایاں کر گیا۔ مگر نیچے گرنے
کے بجائے وہ اس کے بازو پر گرا تھا۔ وہ اسے واپس کندھے پر رکھ گئی۔
تم پانچ دن بعد نہا لیتی ہو؟.. "کہتے ہی وہ منسا کو نظریں میچنے پر مجبور کر گیا۔"
اس کی طرف قدم بڑھاتے اس کے عین سامنے آرکا۔

مجھے سے چھپانے کی وجہ!.. "اس کے بال ہاتھ سے چہرے سے ہٹائے۔ وہ"
دھک دھک کرتے دل کو مضبوطی سے پکڑے کھڑی رہی۔ ہاتھ پسینے سے
نہانے لگے۔ ہتھیلیاں بھیگ گئیں۔

احمد پلیز۔۔ "سانس بھرتے کہا۔ وہ اس کی گردن میں سانس بھرتے وہاں"
ہو ننوں سے مہر لگانے لگا۔ اس کے وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتے وہ اس کی
کڑتی کے اندر سے کمر پر ہاتھ ڈال گیا۔

بہت صبر کیا ہے میں نے۔ اب نہیں۔ پانچ دن بہت تھے تم سے دور رہنے میں۔ "اس کی گردن کو اپنے ہونٹوں کے لمس سے خم کرتے وہ اسے تڑپا گیا۔ وہیں منسانے اس کے کندھے دبوچے۔"

احمد پلینز۔ مجھے ماما کے ساتھ جانا ہے۔ "دھیمی سی آواز نکلی۔" کہاں؟.. "ابرواٹھاتے دور ہوا۔"

ان کی فرینڈ کی برتھ ڈے پارٹی میں۔ میں نے آپ سے پوچھا تھا۔ "وہ تم سے آپ پر آگئی۔ وہ اچھے سے جانتا تھا یہ کیوں ہے۔ اتنی خوبصورت بیوی سے دور کیسے رہوں؟۔" بے بسی سے کہتے اس کے لپ اسٹک لگے ہونٹ دیکھے۔

پلیر جانے دیں۔ "وہیں باہر سدرہ کے دروازہ ناک ہونے کی آواز آئی۔" بیٹا آ جاو۔۔ "منسانے منت کرتے انداز سے اسے دیکھا۔"

خوبصورتی وہ بھی انتہا کی۔ اوپر سے میری اپنی بیوی میں۔ اور تمہیں لگتا ہے " میں پانچ دن اس خوبصورتی سے دور رہنے کے باوجود تمہیں جانے دوں گا۔ " اس کے کان میں سرگوشیانہ کہتے وہ اسے کپکپانے پر مجبور کر گیا۔ منسا اس کی شرٹ کو کندھوں سے دبوچا ہوا تھا۔ وہ تڑپ رہی تھی اس کی ان سرگوشیوں پر۔۔

پلیز۔۔ مجھے جانا ہے۔ " ہلکا سا کہتے وہ اسے اپنی فرمائش بتا رہی تھی۔ " میں رات کو کوئی بہانہ نہیں سنو گا۔ تمہاری تھکاوٹ کا خیال نہیں کروں " گا۔ تمہیں خود میں بھیج کر مزید تھکا دوں گا۔ " اس کے ہونٹ دیکھے۔ وہ ان سرخ ہونٹوں کو اپنی سانسوں سے مہکانا چاہتا تھا مگر یہ ممکن نہیں تھا۔ اس کی صورت دیکھتے وہ رک گیا تھا۔

رات کو کوئی مزاحمت نہیں کرو گی تم پھر۔ خاموشی سے میری بانہوں میں " پڑی رہو گی۔ " منسا اس کی شدتیں بڑھتے دیکھ جلدی سے گردن ہاں میں ہلا گئی۔

جانے دے رہا ہوں مگر یاد رکھنا۔ "نرمی سے اس کے ہونٹ چومتے دور"
ہوا۔ ڈریسنگ ٹیبل سے سیفٹی پن لیتے اس کا پلو اچھے سے سیٹ کیا۔ اس کی
کڑتی دونوں طرف سے برابر کی۔

ظہیر جو فائل لینے آیا تھا اس نے وہ فائل نکالی۔ منساب تک اپنی سانسیں برابر
کرتے اب لپ اسٹک دیکھ رہی تھی۔

یہ گہری مت کرنا۔ "کہتے اس کا بازو تھا مے اسے اپنے ساتھ باہر لے آیا۔"
ماما کس کی برتھ ڈے ہے؟.. "منسا کو وہاں ان کے پاس چھوڑتے پوچھا۔"
انہوں نے اپنی کسی فرینڈ کا نام لیا۔ وہ سنتے منسا کو گہری نظر سے دیکھنے لگا۔
آئیں میں چھوڑ دیتا ہوں۔ "وہ جو بہو کے صدقے واری جارہی تھیں رکتے"
اسے سننے لگی

آویٹا۔ "منسا کے ساتھ وہ ظہیر کی گاڑی میں بیٹھیں۔"
ظہیر کے گھورنے کا اثر تھا وہ چپ چاپ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئیں۔ سدرہ اپنے
بیٹے کی ایک حرکتوں ہر مسکرا دیں۔

ظہیر نے مڑتے دیکھا۔ اس کی ماں سیٹ سے ٹیک لگائے انکھیں موند گئی تھی۔ یہ ظہیر اور منسا کو خود کی طرف سے بے فکر کرنے کے لیے تھا۔
ظہیر ہاتھ بڑھاتے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ وہ پہلے ہی دھک دھک کرتے دل سے پڑی تھی۔ اس کی اس حرکت پر مزید سرخ پڑ گئی
ظہیر اس کا ہاتھ چھوڑتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے گاڑی کے دروازے سے اپنی طرف کیا۔

شام تک یہ فاصلے سمٹ کر سانسوں تک پاس آجائیں گیں۔ پھر ابھی ان "فاصلوں کا مقصد؟.." اس کے کان میں سرگوشی کرتے اسے سننے پر مجبور کیا۔ مگر وہ چاہتا تھا وہ سمٹے بھی صرف اس میں۔

احمد ماما!.." ہلکی سی آواز میں مزاحمت کی مگر اس نے سنی ہی نہیں۔"
اس کی کمر کو ہاتھوں میں بھرتے اسے تقریباً اپنی سیٹ پر گرانے کو تھا۔ وہیں وہ اس کے ہاتھوں کے لمس پر تڑپ رہی تھی۔ اس کا وجود سرخ انار ہو چکا تھا۔ اس نے کوشش بھی کی مگر ظہیر کی نظریں دیکھ وہ وہیں ٹھہر گئی۔

اس کی ساری تیز تراری ظہیر کی سخت نظروں کی مار تھی بس۔ اس کے گھورتے ہی وہ بالکل خاموش ہو جاتی۔

پہلی دفعہ مجھے رات کاشت سے انتظار رہے گا۔ "اس کی کمر پر گرفت سخت" کرتے اس کے ہونٹوں کو گہری نظروں سے دیکھا۔ وہ اس کی نظروں کی طلب پر اپنا دل مضبوط کرنے لگی۔ حالانکہ اس کی اس رات کی شدتیں وہ نہیں بھولی تھی۔ ابھی تک اس کے وجود پر اس کی شدتوں کے نشان تھے۔ اس کی داڑھی کی رگڑ سے سرخ ہوئی جلد ابھی تک ویسے ہی تھی۔ اور وہ شخص اب اسے اپنی باتوں سے ہی تڑپا رہا تھا۔ رات کو تو وہ اس کی جان لبوں پر لے آتا۔

کیا ہوا؟؟ اب کچھ نہیں بول رہی؟؟؟.. "وہ اس کے ہاتھ کی سختی پر لب" دبائے نظریں میچے اس سے بچنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جب وہ اس کے وجود کو پھر اپنی گرفت میں لیتے اسے تڑپا گیا۔

احمد پلینز۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ "اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کیے"

بغیر ہی اس نے دھیمے لہجے میں اسے اپنی خاموشی کی وجہ بتائی۔

کس سے؟.. "گرفت نرم کرتے محبت سے پوچھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا وہ اس"

سے ڈرے۔

منسا بھی اپنی ساس کی موجودگی کو فراموش کر گئی۔

آپ کی شدتوں سے.. "وہ مسکرایا۔ تب تک گاڑی اپنی منزل تک پہنچ چکی"

تھی

ماما گھرا گیا.. "اسے جواب دینے کے بجائے ظہیر نے سدرہ کو آواز دی۔ وہ"

انکھیں کھولتے مسکراتے اوکے کہہ کر نیچے اتریں۔

منساتی ہے۔ آپ چلیں۔۔ "وہ اوکے کہتے چلی گئیں تو ظہیر اس کی طرف"

پلٹا

اب پورا اس کی طرف گھوما۔ دونوں ہاتھ اس کی کمر کے گرد رکھتے اسے پاس

کیا

لگنا بھی چاہیے۔ مگر اتنا یقین بھی رکھو میں کبھی تمہیں ہرٹ نہیں کروں۔"
گا۔ کبھی بھی نہیں۔" اس کے ماتھے کا بوسہ لیا۔

جہاں اس کی پہلی بات پر اس کی سانسیں رکیں وہیں وہ اس کی دوسری بات
اور بوسے پر نارمل ہو گئی۔

جاؤ۔۔۔" کہتے وہ خود ہی نیچے اترتے اس کی طرف آیا۔ گاڑی کا دروازہ"
کھول کر اسے نیچے اتر۔

بے بی مت بنو حیاتی۔" اس کے ماتھے پر چپت لگاتے اسے جانے کا کہا۔"
وہ اس کے پیار سے کہنے پر کچھ نروس سی اگے بڑھ گئی۔ وہیں ظہیر اس کے
جاتے ہی گاڑی لیتے آفیس چلا گیا۔ احمد ویسے ہی میٹنگ میں مصروف تھے۔
منسا کچھ نروس سی اگے قدم بڑھاتے گیٹ سے گزرتے ہال کی طرف آئی۔
آپ کون ہو؟.. "اس نے اپنے سامنے کھڑے تھری پیس میں چھوٹے"
سے نمونے کو دیکھا۔

میں لڑکی ہوں۔۔ "وہ ناجانے کیوں مزے سے بولنے لگی۔ حالانکہ پہلے وہ"
نروس تھی۔

مگر مجھے تو پری لگ رہی ہیں۔ "اس لڑکے کی فلڑی حرکت پر وہ مسکرائی۔"
اپس۔۔ میں تو لڑکی ہوں۔ آپ کا خواب ٹوٹ گیا۔ "افسوس سے کہتے وہ"
اس کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھی۔

منسا دھرا جاو بیٹا۔۔ "اس نے ایک روم سے سدرہ کی آواز سنی۔ وہ اس"
طرف جاتی جب وہ بچہ سامنے آگیا۔

پری آپ میرا ہاتھ پکڑ لو۔ میں لے جاتا ہوں۔ "وہ اس کی رکت پر مسکرائی"
مگر اس کا ہاتھ تھامتے آگئی۔

وہاں سب ایچڈ عورتیں تھیں۔ وہ مسکراتے ان سے ملنے لگی۔ وہ سب سمجھی
منسا سدرہ کی کوئی رشتہ دار ہے۔ کسی کی بھی سوچ اس طرف گئی ہی نہیں وہ
ان کی بہو ہو سکتی ہے۔

سب یہ ہی جانتے تھے سامیہ ظہیر کی منگیتر ہے۔ اور ان دونوں کی ہی شادی ہوگی۔

وہ ان سے ملتے اس بچے کے ساتھ کھیلنے لگی۔ وہ اپنے باقی سب دوستوں کو چڑھا رہا تھا۔ وہ اس کی حرکتوں پر اکثر قہقہہ لگا دیتی۔ سدرہ اس کی مسکراہٹ کی نظر اتاری۔ وہیں وہ سب عورتیں بھی مسکرا دیتیں۔

میں نے آج دعا کی تھی اللہ مجھے پری ملنے آئے اور آپ آگئیں۔ "منسا کی" مسکراہٹ گہری ہوئی۔

اچھا کیا آپ کو پری سے کوئی ضروری کام تھا کیا؟.. "لب دبائے پوچھا۔" پس۔۔ مجھے اس پری سے شادی کرنی ہے۔ جیسے شیریں اپنی ڈول کی کرتی ہے۔ "منسا کا قہقہہ پھر گونجا۔

جہاں اس بچے کی ماں اپنے بیٹے کی باتوں پر مسکرا رہی تھی وہیں منسا کا دلچسپی سے اس کی ساری باتیں سننا اسے مزید مسکرا نے پر مجبور کرتا۔

مگر میں تو ڈول نہیں ہوں۔ "وہ شاید اسے ناامید کرنا چاہتی تھی۔"

پری تو ہیں ناں آپ۔۔ "ماتھے پر ہاتھ مارتے کہا۔"

مگر میری تو شادی ہو گئی۔ "اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔۔"

بری بات۔ پری جھوٹ نہیں بولتی۔ "مگر پر ہاتھ رکھے وہ اسے بڑوں کی طرح بتا رہا تھا۔"

تم بہت کیوٹ ہو۔۔ "اس کی گال کو کھینچتے کہا۔ وہیں وہ اپنی تعریف پر شرماتے سر جھکا گیا۔"

منسا کا پھر قہقہہ گونجا۔ اس نے ایسا بچہ پہلی دفعہ دیکھا تھا۔۔

منسا اسے یہاں لے او۔ اب کیک کٹ کرنا ہے۔ "وہ مسکراتے اس کا ہاتھ تھامتے اسے وہاں لے آئی۔"

وہیں وہ لڑکا ان سب کو جتا رہا تھا میرے پاس پری ہے۔

پری آپ کے پنکھ کدھر ہیں؟.. "منسا کے ساتھ وہ سب بھی مسکرائیں۔"

ہر پری کے پنکھ نہیں ہوتے۔ کچھ زمین پر چلتی پھرتی پریاں ہوتی ہیں۔"

اپنی ماں کی بات پر او کے کہتے آگے آگیا۔

ماما ظہیر کو کہیں کوئی گفٹ ہی لے آئے۔ مجھے ایسا اچھا نہیں لگ رہا۔ "اس کا" فون اس کے پاس نہیں تھا۔ وہ ظہیر نے توڑ دیا تھا۔ اس کے بعد سے وہ لے ہی نہیں سکی۔ ظہیر کے موبائل سے ہی شان سے بھی بات کی۔

یہ لو خود ہی کہہ لو۔۔ "انہوں نے موبائل ہی اسے تھما دیا۔ وہ اسے یوں ہکڑا" جیسے وہ ظہیر خود ہو۔

اسے کال کرنے کے بجائے میسج کرتے ہی وہ اسے اتے ہوئے گفٹ لانے کو کہہ دیا۔

وہی وہ میسج ملتے ہی سمجھ گیا یہ اس کی چھوٹی سی بیوی ہے۔ ماما نہیں۔ کچھ اور قلبی!.."منسا اس کے قلبی کا مطلب جان چکی تھی۔ لرزتے ہاتھوں" سے اس نے جلدی سے فون واپس سدرہ کو تھما دیا۔

منسا واپس بچوں کے ساتھ کھیلنے لگی۔ اور اسی کھیل میں اسے علم ہی نہیں ہوا کب ڈنر کا ٹائم ہو گیا۔

اب ان کے باقی گیسٹ بھی آنے لگے۔ ڈنر باہر گراونڈ میں سیٹ تھا۔

منسا بھی سدرہ کے ساتھ گراونڈ میں ہی آگئی۔ جبکہ سدرہ نے بتایا تھا ظہیر شاید نہ آسکے۔ وہ کسی میٹنگ کے لیے جا چکا ہے۔

اس کو ذرا برا لگا لیکن سر جھٹکتے وہ بچوں کے ساتھ ہی کھیلنے لگی۔

برتھ ڈے بوئے چھپ رہا تھا اور وہ سب بچوں کے ساتھ ملتے اسے ڈھونڈ رہی تھی۔ اور کچھ ہی دیر میں پکڑا بھی جاتا۔

ڈنر کر لو بیٹا۔۔ "وہ اوکے کہتے بچوں کو ساتھ لیے ہی ٹیبل پر آ بیٹھی۔"

وہ کھانا کھاتے ذرا امید میں تھی ظہیر آئے گا مگر وہ نہیں آیا۔

بہت تنگ کیا ان بچوں نے تمہیں۔۔ "وہ ان کی باتوں پر مسکرائی۔"

نہیں۔ یہ تو بہت پیارے ہیں۔ "وہ مسکرائی۔۔"

تم بھی بہت پیاری ہو گڑیا۔ "اس کی گال چھوتے وہ عورت بہت سے بولی۔"

وہ مسکرا دی۔۔

میری بیٹی ہے ہی بہت پیاری۔۔ "سدرہ کی تعریف پر وہ چھینپ ملکر"

مسکرائی۔

ویسے اگر برانا مانو تو سدرہ بتا ہی دو بچی ہے کون۔ اور اس کے ماں باپ؟.. ""

سدرہ مسکراتے سر نفی میں ہلایا۔

وہ عمان میں رہتے ہیں۔ اور اس کے بابا وہاں ڈاکٹر ہے۔ ماما کا اولڈ اٹیج ہوم " ہے۔ " وہ مسکرائیں۔

بچی تو بہت پیاری ہے۔ میں بھی اپنے چھوٹے بیٹے کے لیے رشتہ دیکھ رہی ہوں۔
تھی۔" وہیں دور سے اتنے شخص نے ان کی بات سنی۔

اس کے وجود میں آگ لگی۔ منسا ان کی بات نہیں سمجھی تھی۔ وہ مسکراتے
بس انہیں دیکھ رہی تھی

Hi sweetie!...

اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے کسی نے سرگوشی کی۔ وہیں سب انہیں حیرت سے دیکھنے لگے۔

منسا کی آنکھوں کی چمک نے اس کا سیر وں خون بڑھایا۔

کیا بات ہے اج ظہیر احمد صاحب نے ہماری پارٹی کو رونق بخشی۔ "وہ ظہیر"
کی اس حرکت کو بھلاتے محبت سے بولیں۔

بس جہاں بیوی وہاں وہاں شوہر۔۔ "منسا کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔"
وہ اس کے سینے سے لگی کھڑی تھی۔ ظہیر کے سینے سے اس کی پشت ٹکڑا رہی
تھی۔

بیوی!.. "انہوں نے حیرت سے دیکھا۔"

یہ مسز ظہیر احمد ہیں۔ "اسے فالتو کی گفتگو کی عادت نہیں تھی۔ اصل بات"
کی بس۔۔

مگر تم تو۔۔ "وہ بولتے بولتے رک گئیں۔"

ظہیر کی مسکراہٹ دیکھی۔ اور منسا کی ہاسٹ اور عمر۔۔

وہ چھوٹی سی تھی۔ کسی کا خیال ہی اس طرف نہیں جاسکا۔ وہ تو سوچ بھی نہیں
سکتے تھے وہ ظہیر کی بیوی ہوگی۔

جی۔۔ یہ میری پیاری سی بہو ہے۔۔ "سب کا شاک ختم ہو گیا۔"

ماما ڈرائیور گاڑی کے ساتھ باہر ہے۔ میں منسا کو ساتھ لے جا رہا ہوں۔""
ساتھ والی بات پر منسا کی آنکھیں پھٹیں۔ اس کا چہرہ سرخ ہوا۔ آنے والے
حالات اور ظہیر کی شدتوں کا سوچ وہ سرخ پڑتے لرزی۔ وہ اس کی حالت
دیکھتے مسکراتے اسے لیتے وہاں سے چلا گیا۔

پیچھے سب حیرت سے ظہیر اور منسا کو محبت سے جاتے دیکھ رہے تھے۔ ان
سب کو منسا اور ظہیر کے میاں بیوی ہونے نے شاک کر دیا تھا۔ ان کی حالت
ابھی بھی ویسے ہی تھی۔



ظہیر کی خاموشی اسے مزید ڈرا رہی تھی۔ اس کے سارا دھیان ڈرائیونگ پر
رکھنے پر اس نے اپنی ہتھیلیوں کو دیکھا۔ وہ ساری پسینے سے بھیگ چکی تھیں۔

اس کے چہرے پر بھی ہلکا ہلکا پسینہ تھا۔ اس نے ہاتھ کی پشت کی مدد سے صاف کرتے اسے دیکھا۔

احمد!... "مشکل سے الفاظ نکلے تھے جب اس نے ڈرائیونگ کے دوران "ہی انگلی اس کے ہونٹ پر رکھ دی۔
کچھ مت بولو۔ مجھے جلد گھر پہنچنا ہے ابھی۔ "منسا کی زبان تالو سے چپک گئی۔

وہ ریش ڈرائیونگ کرتے ہی گھر پہنچا۔ منسا کو ایسی ڈرائیونگ کی عادت تھی مگر اسے اس جنونیت کی عادت نہیں تھی جو ابھی ظہیر اس پر عیاں کرتا۔
رات ہو چکی تھی۔ سب سو چکے تھے۔ ان کے پیچھے ہی دوسری گاڑی میں سدرہ آرہی تھیں۔ مگر وہ ان سے بہت پیچھے تھیں۔

ظہیر گاڑی گھر کے اندر لے جاتے گیٹ کے سامنے روکی۔ گاڑی سے نکلتے اس کی طرف آیا۔ اسے گاڑی سے نکلنے کا کہنے کے بجائے خود ہی اسے بانہوں میں اٹھاتے ٹھوکر کی مدد سے دروازہ بند کر دیا۔

منسا میں دوبارہ کچھ کہنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی۔ اس نے بس تھوک نگلتے ناک کی سیدھ میں جاتے ظہیر کے چہرے کو دیکھا۔ وہ اسے اج اپنے پورشن کے دروازے سے اندر لایا تھا۔ وہاں سے گھر مزید شاندار لگتا مگر ابھی اسے کچھ بھی شاندار نہیں لگ رہا تھا۔ ابھی اسے بس ہر چیز میں اپنی موت نظر آرہی تھی۔

ظہیر اسے سیدھا اپنے کمرے میں لایا۔ وہ اس کی گود میں آنکھیں میچے پڑی تھی۔ جیسے کبوتر بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتی ہے۔

ایسے نہیں بچ سکتی تم۔ اور آج تو بالکل بھی نہیں۔۔۔ "اس کو پاس کرتے ہاتھ" اس کی کمر میں ڈالا۔ اس نے آنکھیں نہیں کھولیں۔

مجھے دیکھتے ہی ان آنکھوں میں جو چمک آتی ہے۔ مجھے اس چمک سے محبت " ہے۔ "اس کی آنکھوں کا بوسہ لیا۔ وہ ظہیر کے کوٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی۔

کیا میرا پاس آنا برا لگتا ہے؟.. "اس کی حالت دیکھتے پوچھا۔ وہ بالکل اس کی" مرضی کے خلاف اس کے قریب نہیں جانا چاہتا تھا۔ پہلی دفہ اس کے دل کی مجبوری تھی مگر اب۔۔۔۔

نفی میں سر ہلاتے وہ اس کے سینے میں سر چھپا گئی۔ وہیں ظہیر کے چہرے پے مسکراہٹ چھائی۔

کھانا کھایا تھا؟.. "وہ اسے کمفر ٹیبل کرنا چاہتا تھا۔ بالکل ہی اسے اپنی باتوں" اور قربتوں سے سانسیں لینے کے لیے محتاج نہیں کر دینا چاہتا تھا۔ ہوں۔۔۔ "ظہیر اس کو خود میں چھپتے دیکھ مسکرایا۔۔۔"

میں کبھی ماما کی کسی دوست کے گھر نہیں گیا۔ تمہارے لیے یہ پریکٹس بھی" کر لی۔ "منسا کی گردن کو ناک سے چھیڑتے اسے بھی چھیڑ لیا۔۔۔

تو کیا احسان کیا ہے؟ بیوی ہوں میں تمہاری۔ مجھے لینے آنا ہی ہو گا تمہیں ہر" دفہ۔۔۔ "اس کے سینے سے دبی دبی سی دھمکی اور احتجاج سنائی دیا۔

بیوی کے بہت سے حقوق بھی ہوتے ہیں۔۔ "منسا کی بولتی پھر سے بند ہو" گئی۔

اب بولو!.. "اسے اکسایا۔"

کر تو رہی ہوں پورے۔۔ "اب دھیمی سی آواز نکلی۔ وہ مشکل سے سن سکا۔" ٹھیک سے تو نہیں کر رہی۔ "اس کے کان میں سرگوشی کی۔" احمد نہیں کروں.. "وہ سمجھ چکی تھی وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔ وہیں وہ" مسکرایا۔

برداشت کر لو گی میری قربت؟... میں شدتیں لٹاؤں گا ج!.. "اسے" پہلے ہی بتا دیا۔

میں کوشش کروں گیں۔۔ "وہ جانتی تھی وہ اسے نہیں روک سکتی۔ اور" وہ اسے اس کے حقوق لینے سے روک بھی نہیں سکتی تھی۔
ظہیر اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکالتے اس پر نظریں جما کر اسے دیکھا۔

وہ انکھیں موندے اس کے سامنے چہرہ کیے کھڑی تھی۔ ظہیر شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھکتے انہیں چوما۔

وہ تڑپ کر ہاتھ اس کی گردن میں ڈال گئی۔

شدتوں سے اس کی سانسیں پیتے وہ اسے اچھی طرح تڑپا گیا۔ وہیں وہ انکھیں میچے بس اس میں پناہ ڈھونڈ رہی تھی۔

ایک ہاتھ منسا کے کندھے کے پیچھے اور ایک اس کی کمر میں سہارا دیے۔ وہ غصے سے اس کی سانسیں پی رہا تھا

منسا کی سانسیں اس کے وجود سے کھینچتے اسے بالکل بھی پرواہ نہیں تھی وہ اس کی عمر کی آدھی بھی نہیں ہے۔ اس سے چھوٹی ہے۔

منسا دونوں ہاتھ ظہیر کی کالر کو پکڑتے خود کو سہارا دینے کے لیے استعمال کیے تھے۔ وہ مزاحمت بھی نہیں کرنا چاہتی تھی مگر اس کی شرتیں۔۔۔۔

وہ اس کی سانسیں کھینچتے اپنی سانسوں میں ملا گیا۔ ہلکا سا اس کی کمر میں ڈالا ہاتھ اگے بچھے کیا۔

وہ تڑپ کر اس کے سینے سے لگی۔ ظہیر اس وجود کی خوشبو خود میں اتارتے
بھی مسکرا دیا۔

منسا کے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دباتے ہلکا سا کاٹا۔ وہ سسکی۔ اور اس کی
سسکیاں سنتے وہ دور ہوا۔ اسے یوں ہی اپنی بانہوں میں بھرے بیڈ کی طرف
بڑھا۔

منسا سے بیڈ کی طرف جاتے لرزی۔
منسا کا حلق خشک ہو چکا تھا۔ ظہیر کے بیڈ پر اتارتے ہی اس نے ظہیر کے سینے
پر ہاتھ رکھا۔

احمد پانی!... "وہ رکا۔ اسے دیکھا۔"

اس کی حالت دیکھ وہ سائیڈ ٹیبل سے گلاس میں پانی ڈال کر اسے دینے لگا۔
خود ساتھ ہی اس کے بالوں سے پنزنکا لیتے انہیں کھولا۔ وہ یوں ہی سسپ سسپ
بھرتے پانی پی رہی تھی۔ جیسے پانی ختم ہو جانے کا خدشہ ہو جبکہ اسے یہ ہی
خدشہ تھا۔

بس!.."خود ہی اس کے ہاتھ سے گلاس لے لیا۔"

نہیں میں پینا!.."ظہیر باقی پانی خود پیتے گلاس واپس رکھا۔"

ڈرنا فضول ہے۔۔"اس کو دیکھا جو اس وقت اپنی ساڑھی کی طرح ہی "سرخ ہو چکی تھی۔

کیا کمفر ٹیبل نہیں ہو؟.."کوٹ اور شرٹ اتار کر رکھتے اس کے پاس آیا جو "چہرہ جھکائے اپنی حالت سے بے پرواہ تھی۔

اس کی سرخ لپ اسٹک تو پہلے ہی اتر چکی تھی مگر ابھی وہ اسے بہت خوبصوت لگ رہی تھی۔

ہلکی پھیلی لپ اسٹک کے باوجود۔۔

نہیں وہ بس۔۔"ہاتھوں کی انگلیاں چٹختے وہ سمجھ نہیں سکی وہ کیا کہنا چاہتی "ہے۔ اور وہ واقعی سمجھ نہیں پار ہی تھی۔

کیا؟.."اس کے پاس بیٹھتے وہی ہاتھ تھامتے اپنے ہاتھوں میں چھپا لیے۔" اس کے چھوٹے سے ہاتھ ظہیر کے ہاتھوں میں چھپ گئے۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے.. "چہرہ جھکائے بتا ہی دیا۔ وہیں ظہیر اسے گہری نظروں سے دیکھتے لیمپ بھی آف کر دیا۔ پورا کمرہ اندھیرے میں نہا گیا۔"

اب نہیں لگے گا۔ "اسے بیڈ پر گراتے اس پر سایہ کیا۔ وہ اس کو اپنے پاس محسوس کرتے پر سکون ہوئی۔ وہیں ظہیر کو اپنی گردن میں جھکتے محسوس کر اس کی روح فنا ہوئی۔"

احمد!.. "صرف سوچتے ہی اس کی سانسیں بھاری ہو گئیں۔ وہیں احمد اس کی گردن میں جھکا وہاں اپنے ہونٹوں کی مہر لگا رہا تھا۔"

شش۔۔ "اس کے ہونٹوں کو اپنی انگلیوں سے سہلاتے وہ اس کی گردن سے ہوتے اس کی بیوٹی بونز کی طرف جارہا تھا۔ وہاں محبت سے بوسے دیتے وہ ہلکا ہلکا دانتوں سے کاٹنے پر آگیا۔"

سوری بے بی۔ بٹ آئی کانٹ کنٹرول۔۔ "اس کے سینے پر ناک رگڑتے" کہ کر وہ اس کے سینے پر دانتوں سے کاٹ گیا۔

ساتھ ہی منسا چیخی تھی۔ اس کی چیخ سننے ظہیر وہاں محبت سے بوسے دینے لگا۔

منسا کی سانسیں مکمل پھول گئیں۔ اس کا وجود ظہیر کے بوجھ تلے دبا کپکانے لگا تھا۔

منسانے ہاتھ ظہیر کے بالوں میں ڈالتے ان میں پھیرنا شروع کر دیا۔ وہ مزید بہکنے لگا۔ وہیں جب بھی ظہیر اس کے ہونٹوں یاں وجود پر دانتوں سے کاٹا وہ ظہیر کے بال کھینچ دیتی۔

تمہارا سانسیں بھرتا وجود مجھے پاگل کر دیتا ہے۔۔ "اس کے ہونٹوں کو اپنے" ہونٹوں میں دبانے سے پہلے انہیں ہونٹوں پر ہونٹ رکھتے سرگوشی کی۔ پھر اس کی سانسیں کھینچتے وہ اسے تڑپا گیا۔ منسا کے ہونٹوں میں خون کا ذائقہ گھلنے لگا۔ وہ تڑپتے اس سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی مگر اب وہ ظہیر کے قبضے میں آچکی تھی۔

اور اس کی قربت سے نکلنا ناممکن تھا۔
اس کے لیے تو ناممکن تھا۔ اور رہتا۔

باہر چاند ان دونوں کو دیکھ کر مادیہ تارے رقص کرنے لگے۔ ہوائیں شور مچانے لگیں۔ فضاؤں میں الگ سا ساز بکھر گیا۔

ظہیر کی شدتیں سہتی اندر وہ تڑپتے اس کی گردن اور گال دانتوں سے سرخ کر گئی مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔

ابھی وہ اپنی طلب پوری کرنا چاہتا تھا۔ وہی طلب جو اسے خود سے اتنے دن دور ہونے کی وجہ سے بڑھ چکی تھی۔

اس سے پہلے اس نے کبھی کسی سے شادی کا نہیں سوچا تھا اور اب اس سے شادی کے بعد وہ سوائے اس کے اور کچھ سوچ ہی نہیں پاتا تھا۔

وہ اسے خود کے گرد جیسے لپیٹ چکی تھی۔ وہ چاہ کر بھی اس کی سوچوں اور خیالوں سے نکل ہی نہیں پاتا تھا۔

ظہیر اس کی سانسیں اس قدر تنگ کر دیں وہ آخر اس کی سانسوں سے سانسیں کھینچنے پر آگئی۔ تڑپ کر اس کی سانسوں سے سانسیں بھرتے وہ اس وقت استھما کی مریض لگ رہی تھی۔ جسے وقت پر اس کی دوا نہ دی جائے۔

وہیں ظہیر تو اس کی دوا (آکسیجن) ہی اس سے چھین چکا تھا۔ اس نے تو تڑپنا ہی تھا۔

ظہیر کو شرارت سو جھی۔ وہ اس سے زبردستی سانسیں لینے لگا۔ وہ تڑپ ہی اٹھی۔ مچلتے اس کا وجود سانسیں رک جانے کے خوف سے پسینے میں نہا گیا۔ وہیں ظہیر کی اس حرکت پر اس کی آنکھوں میں پانی بھرا۔ ظہیر اس کے پاؤں بیڈ پر مارنے پے پکڑ ہلکی کی۔ تاکہ وہ سانس لے سکے مگر اس نے نہیں لی۔ وہ اس کے وجود سے دور ہو گیا۔

منسا سانس لو!.." غصے سے کہا۔ وہ بغیر سانس لیے سرخ چہرے اور بہتی " آنکھوں سے پڑی رہی۔

منسا!.." اسے گھورا مگر وہ ضد سے پڑی رہی۔ ظہیر کا سانس نہیں نہ دینا یاد تھا۔ " ظہیر اس کے وجود کو جھٹکے کھاتے دیکھ زبردستی اس کے ہونٹوں پر جھکتے اسے سانسیں دینے لگا۔

ایک ہاتھ اس کی برہنہ کمر پر رکھتے دوسرا سر کے پاس وہ اس کے وجود پر جھکا
اسے سانسیں دے رہا تھا۔ جو اس سے ضد کے چلتے یہ حرکت کر رہی تھی۔
اب بچ کے دیکھانا!..." غصے سے کہتے وہ اس کے وجود کو خود میں سموتے "
اس کی سانسیں بڑھا گیا۔

منسٹریپ کر اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھا۔
تمہاری سانسیں روکنے کا حق صرف مجھے ہے۔ تمہیں بھی نہیں۔ بلکل بھی "
نہیں۔" اسے باور کرواتے اس کے ہونٹوں کو دبائے اچھے سے اسے سبق
سیکھا رہا تھا۔

منسٹریپ کر اس کے کندھوں پر تھپڑ مارنے لگی۔ اس کی سانسیں پھول چکی
تھی۔

کمرے میں الگ ہی شور برپا تھا۔ اس کی بھاری سانسیں کمرے میں گونج رہی
تھیں۔ اس کے ساتھ ہی ظہیر کی سانسوں کا الگ سے شور تھا۔ وہ اس کے
وجود سے جان اپنی مرضی سے نکال رہا تھا۔

وہیں وہ صرف تڑپ سکتی تھی۔ ظہیر جیسے مضبوط جسم انسان کے سامنے اس کی مزاحمت اور کوئی بھی کاروائی کیا ہی اثر رکھتی۔

وہ اس کی سانسوں سے کھیلنے اسے اچھی طرح سانس روکنے کا مطلب سمجھا رہا تھا۔

احمد پلینز!.." پھولی سانسوں سے بھری آواز کی چیخ اس کے کانوں سے "ٹکرائی۔ وہ اس سے اوپر ہوتے اسے دیکھنے لگا۔

اس کا سارا وجود پسینے سے نم ہو چکا تھا۔ اس کے بال چہرے سے چپکے ہوئے تھے۔ ظہیر نے انہیں سائیڈ کرتے اس کا چہرہ صاف کیا۔

اسندہ اگر ایسا کچھ کیا جو تمہاری سانسیں بڑھانے کے بجائے میں روکو گا۔" اسے وارن کیا۔ وہیں منسا نم نظروں سے اسے دیکھ اس کی اٹھائی انگلی ہی دانتوں میں دباتے اس پر کاٹا۔

اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ وہ اس سے دور جانا چاہتی تھی مگر یہ ممکن نہیں تھا۔

تم بلکل بھی اچھے نہیں ہو۔۔ "کہتے اس کی انگلی چھوڑی جو اسے کچھ دیر پہلے"
تقریباً مارنے کے درپے آگیا تھا۔

اب بتاتا ہوں برا کہتے کسے ہیں۔۔ "کہتے ہی وہ پھر اس کے وجود پر تسلسل جما"
گیا۔ وہیں اب پھر منسا سوائے تڑپنے کے اور کچھ نہیں کر پائی۔
ظہیر کی شدتوں کے سامنے شاید کبھی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ وہ اس کے وجود
کو تڑپا کر اس کی سانسیں چھین کر بھی اس کے دل میں اتر رہا تھا۔

وہ نرمی نہیں دیکھاتا تھا مگر منسا پھر بھی اس کی گرویدہ ہوتی جا رہی تھی۔
ابھی بھی اس کی قربت میں تڑپتے، اس کے کندھوں کے گرد ہاتھ ڈالے وہ
اس کے ماتھا چومنے پر سب بھولتے ہلکا سا مسکرا دی تھی۔ اور ظہیر اس
مسکراہٹ کا مطلب سمجھنے سے اور دیکھنے سے قاصر تھا۔

مگر ایک عورت کے لیے یہ بہت معنی رکھتی تھی۔
منسا کے لیے بہت معنی تھے اس کے۔ چاہے ظہیر کے لیے یہ صرف بوسہ
تھا۔

قربت کے لمحات میں تڑپتی بیوی کے ماتھے پر دیا جانے والا سب سے قیمتی
بوسہ۔۔۔۔۔

جس پر وہ تڑپنے کے باوجود بھی مسکرا دیتی ہے۔
وہ بوسہ نا جانے کتنا قیمتی تھا۔

^^^

وہ سب ہال میں بیٹھے تھے۔ پری مومنہ سے باتیں کر رہی تھی۔ موسیٰ ابھی
اپنے کسی کام سے واپس آیا تھا۔ حارث کل ہی مومنہ اور پری کو جھرنادیکھانے
لے کر گیا تھا۔

پری کی تو ضد تھی وہ گھوڑے پر بیٹھے گی مگر حارث نے موسیٰ کا حکم ہے کہتے
اسے بگی پر بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔

پری نے تو بیلا سے بھی آنے کا کہا مگر وہ مانی ہی نہیں۔ وہ حارث کی اس دن کی
حرکت نہیں بھولی تھی۔ وہ بس حارث کا سامنا دوبارہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔
بیلا پھر گھر ہی رہی۔

موسیٰ سے مومنہ ناراض تھی۔ اسے بھی دو تین دن سے وقت نہیں مل رہا تھا۔ آج وقت ملا تو وہ ان کے ساتھ لنچ کرنے آگیا۔

پری ماں ناراضگی ختم بھی کر دیں۔۔ "وہ ان کے کندھے پر سر رکھتے بولا۔" تمہیں کون سا کسی کی ناراضگی کی پرواہ ہے۔ "منہ بنا کر کہا۔ موسیٰ مسکرایا۔" پرواہ ہے اسی لیے تو آپ کو لایا تھا۔ "مومنہ نے اسے گھورا۔"

ہاں بس بیوی کی ناراضگی کی پرواہ تھی۔ "چاہتے ہوئے بھی کندھے سے" اس کا سر نہیں جھٹک سکی۔ وہ مومنہ کو پری اور ہارون سے زیادہ عزیز تھا۔ ان دونوں سے پہلے اس نے موسیٰ کو اپنا بیٹا مان کر اسے پیار دیا تھا۔

آپ نے کہا کسی کی تو میں نے اپنی بیوی کی کر لی۔ "مومنہ کی گھوری پر وہ گہرا" مسکراتے اس کے قدموں میں بیٹھا۔

چھوڑا تاہوں واپس آپ کو آپ کے جانی کے پاس ادا اس مت ہوں۔ بہو اور" بیٹے کے ساتھ خاصے خوش ہیں وہ۔ "وہ ان سب سے واقف تھا

موسیٰ پٹو گے۔ "جانی والے لفظ پر وہ بلش کر گئی۔ حالانکہ اسے خود جنید کو"

جانی کہنے کی عادت ہو چکی تھی۔ کبھی اسے یہ لفظ غیر شناسا لگا ہی نہیں۔

مار لیں۔" اس نے گال اگے کی۔ مومنہ نے ہاتھ اٹھایا مگر مارنے کے بجائے"

اس کے بال بگاڑتے اس کی گال پر بوسہ دے گئی۔

وہیں کچن سے آتی پری کو یہ محبت کا مظاہرہ سمجھ نہیں آیا۔

ماما بچپن میں مجھے لگتا تھا موسیٰ آپ کو بیٹا ہے اور مجھے آپ اٹھا کر لائی ہیں۔"

اس کی بات سنتے وہ دونوں کھل پر مسکرائے۔

وہیں اپنی بات کا مزاق بنانے پر پری نے ان دونوں کو گھورا۔

وچ اٹھانی ہوتی تو وہ کوئی اچھی سلجھی بچی اٹھاتے۔ یقین کر لو تم ان کی اپنی بیٹی"

ہی ہو۔" پری نے پوپ کارن کی پلیٹ اسے دے ناری۔ پلیٹ تو اس نے کچھ

کر لی مگر پارپ کارن سارے گر گئے۔

موسیٰ مت تنگ کرو میری بچی کو۔۔۔" مومنہ با نہیں کھولیں۔ موسیٰ کو"

گھورتے وہ ان میں آسمائی۔

مومنہ اب موسیٰ کو چڑھاتے مومنہ سے پیار بٹورنے لگی۔

وہ اب پری ماں نے واپس جانا ہے۔ "پری نے اداس نظروں سے اسے"
دیکھا۔

مائے وچ اپنے بابا کا بھی سوچا۔ تین دن سے دور ہیں پری ماں ان سے۔"
اس کی آنکھیں جھلکنے کو تیار تھیں وہ کچھ نارمل ہوئیں۔

تمہاری برتھ ڈے پر پھر لے آئیں گیں پری ماں کو۔ ابھی جانے دو"
انہیں۔۔ "پری مومنہ کا ماتھا چومتے اس سے دور ہوئی۔

پکا؟۔۔ "انگلی اٹھائے پوچھا۔ اس نے بغیر مومنہ کی پرواہ کیے اس کا ماتھا"
چومتے پکا کہا۔

مومنہ مسکراتے چہرے موڑ گئی۔ وہیں پری اسے گھور کر دیکھا۔ وہ مسکرا دیا۔
اجائیں۔ آپ کو آپ کے جانی کے پاس چھوڑ آئیں۔۔ "ذرا سا جھکتے ہاتھ اگے"
کیا۔ مومنہ اس پر ہاتھ رکھتے اٹھی۔

پری کو اپنا خیال رکھنے اور دوبار آنے کا کہتے وہ موسیٰ کے ساتھ باہر نکلی۔ پری
بھی پیچھے ہی آئی

مومنہ کو حادثہ کے ساتھ گاڑی میں بٹھاتے وہ دونوں واپس آگئے۔ حادثہ
ہی اسے چھوڑنا جا رہا تھا۔ وہیں پری موسیٰ کے گلے لگ گئی۔

ادا اس مت ہو۔ میں نے کہا ناں.. "نرمی سے اس کے ہونٹ چومتے اسے"
گود میں اٹھالیا۔

موسیٰ ہمارا بے بی بھی یہاں ہوگا؟.. "اچانک ہی اس کی ساری سوچیں اپنے"
بے بی کی طرف چلی گئیں۔

یس۔۔ "وہ اسے اٹھائے سیرھیاں چڑھ رہا تھا۔"

اگر ڈاکٹر ز اور مشینز کی ضرورت پڑی تو؟.. "موسیٰ اسے گھورا۔"

نہیں پڑے گی۔ اگر پڑی تو یہاں سب کچھ ہے۔ "اس کی معلومات میں"

اضافہ کیا

وہ بند دن پہلے ہی ساری مشینز منگوا چکا تھا۔ مینشن کا ایک کمرہ مکمل لیبر روم کے طور پر سیٹ کر دیا گیا تھا۔ اور ڈاکٹرز بھی وہ اگلے ماہ منگوا لیتا۔ اس کے لیے کون سا کام مشکل تھا۔

سارا سامان؟.. "زور دیتے پوچھا۔"

ہاں۔۔ اور اب مزید سوال نہیں۔۔ "موسیٰ اسے گھورا۔"

کیوں؟.. "پری اس کی داڑھی سے کھیلنے لگی۔ اس نے بھی نہیں روکا۔"

موسیٰ ان چند ماہ میں راڑھی پھر سے بڑھالی تھی یہ پری کی خواہش پر تھا۔ جسے اس کی داڑھی پسند تھی۔ جسے اب وہ وقفے وقفے سے کھینچتی بھی رہتی۔

موسیٰ بے بی کا نام کون رکھے گا؟.. "موسیٰ کے بیڈ پر ڈالتے وہ اپنے بازو اس کی گردن میں ڈال گئی۔"

وہ اس کو نظروں سے میں واپس آتا ہوں۔ "کہتے کمرے کے پردے برابر کرتے اس کے ساتھ آلیٹا۔"

تم رکھو گی۔ تمہارے اتنا درد برداشت کرنے کے بعد کسی اور کے پاس حق " ہی نہیں ہے نام رکھنے کا۔ " پری پھر اس کے چہرے کو چھیڑنے لگی۔
کبھی ابورو کے بال تو کبھی داڑھی۔

تو کیا نام رکھوں میں اس کا؟.. "اب اسے نئی فکر لاحق ہوئی۔"
جو بھی تم رکھنا چاہو!.. "اس نے کھلی آفر دی۔"

میں تو چاہتی ہوں اس کا نام ریڈ رکھیں۔ اگری بیٹی ہوئی تو بابا۔ بیٹا ہوا تو ریڈ " نام رکھیں گیں اس کا۔ " موسیٰ اس کا ماتھا چوما
تم جس سے مرضی رکھو لینا۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔ "اسے اپنی طرف سے " بے فکر کیا۔

تمہیں کیوں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تمہاری بھی اولاد ہو گی وہ۔ "اسے " گھورتے لڑنے پر آگئی۔

ہو گی۔ کیوں نہیں ہو گی۔ تمہارے بطن سے ہوئی اولاد میرے لیے قابل " محبت ہے۔ " وہ اس بات پر بلش کرتے اس کے سینے میں چھپی۔

موسیٰ تمہیں مجھ سے کب محبت ہوئی تھی؟.. "موسیٰ اس کے بال سہلانے" لگا۔

جب تم بے فکری سے میرے ہونٹوں پر جھکی انہیں چوم رہی تھی۔ "پری" چہرہ اٹھاتے اسے دیکھا۔

تب تو تم نے مجھ پر اتنا غصہ کیا تھا۔ "منہ بناتے کہا۔ اسے آج بھی اپنی اس حرکت پر ذرا اثر مندگی نہیں تھی۔

اگر میں تب محبت برساتا تم وہ بھی برداشت نہیں کر پاتی۔ "اس کی گردن" کو ہاتھ سے سہلاتے کہا۔

وہ اس کے لہجے پر کپکپائی تھی۔

تب کیوں ہوئی؟.. "وہ موسیٰ کی شدت دیکھتے واپس پہلی بات پر آگئی۔

مجھے اس لڑکی سے محبت ہوئی تھی جو بغیر کسی کی پرواہ کیے بس مجھے چاہتے

میرے ہونٹوں پر جھکی تھی۔ جسے بس میرے ہونٹ ٹیسٹ کرنے تھے۔

جسے کسی کے دیکھ لینے کی بھی پرواہ نہیں تھی۔ "موسیٰ کی باتوں پر وہ اس کے

سینے میں سر جھکا گئی۔ اس کے ہونٹوں آج بھی چومنا چاہا تھا مگر اب وہ بدلے
میں غصہ نہیں واقعی پیار نچھاور کرتا جو وہ برداشت کرنے کی طاقت نہیں
رکھتی تھی۔ ان دنوں تو بالکل بھی نہیں۔

موسیٰ تم نے مجھ سے اچانک نکاح کیوں کیا تھا؟ "اُج تو شاید وہ اس کا"
انٹرویو لینے پر آگئی تھی۔

کیونکہ مجھے بھی یہ ہونٹ چومنے تھے۔ بغیر کسی مزہبی رکاوٹ کے۔ بغیر "
دل کی کسی ملامت کے۔ بغیر ضمیر کے سوالوں کے۔۔" اس کے ہونٹ اُج
پھر ہونٹوں سے سہلائے۔

اور!.. "وہ مزید وجہ جاننا چاہتی تھی۔"

مجھے تمہارے کندھے پر سر رکھ کر رونا تھا۔ "پری حیرت سے سراٹھایا تھا۔"
کیوں؟.. "وہ موسیٰ کو کبھی کمزور اور روتا ہوا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔"

لیکن پھر تمہارے پاس اتے ہی میں ہر غم بھول گیا۔ تمہاری شرارتیں اور "باتیں مجھے سب بھلا گئیں۔" اس کی بات پر پری اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے سامنے کیا۔

میں تمہیں کمزور دیکھنا بھی نہیں چاہتی۔ کبھی نہیں۔ "اس کے ہونٹ" چومتے بتایا۔ وہیں وہ اس کے ہونٹ جو اباً چومتے ہاں میں سر ہلا گیا۔

موسیٰ؟.. "اچانک اس کی داڑھی ہر ہاتھ رکھتے محبت سے کہا۔"

ہوں!.. "جواب دیتے اپنی گال پر رکھی اس کی ہتھیلی چومی۔"

کیا بے بی ہم دونوں کے درمیان سوئے گا؟.. "موسیٰ اس کی باتوں پر مسکرا دیا۔"

اس کی سوچیں گھوم پھر کر اپنی اولاد پر جارہی تھیں۔ شاید دل میں احساسات جاگنے لگے تھے۔ شاید ہر ماں کے دل میں جاگتے تھے۔

ہاں۔۔ جب تک وہ الگ سونے کے قابل نہیں ہو جاتا۔"

اور جب الگ سونے کے قابل ہو گیا تو کہاں سوئے گا؟؟ الگ کمرے " میں؟۔ "موسیٰ اس کے سوالات کے جواب سکون سے دے رہا تھا۔
نہیں۔ ہمارے کمرے میں الگ بیڈ پر۔ اور اگر تمہاری طرح ہوشیار اور " چالاک ہو تو جلد ہی اپنے کمرے میں بھی چلا جائے گا۔ " پری اسے گھورا۔
وہ مسکرا دیا۔

میری اولاد مجھ پر ہی جائے گی۔ "گھرتے کہا۔۔"
مطلب چالاک؟۔۔ "وہ موسیٰ کی گال پر دانتوں سے کاٹ گئی۔۔ وہ اس کی " کمر کے گرد ہاتھ ڈالے اسے ساتھ لگالیا
ابچھے سے جانتا تھا وہ اپنی حالت کی وجہ سے چڑچڑی ہو رہی ہے۔ وہ اسے اسی لیے تو اس حالت میں پیار سے ہینڈل کرتا تھا۔ اس کے ہر موڈ سونگنز کو پیار سے ہینڈل کرتا۔۔

میرے بچے تم پر نہیں جائیں گیں۔۔ "دور ہوتے اس کی گال دیکھی جو " سرخ ہو چکی تھی۔ وہ مطمئن ہوئی۔ ساتھ ہی اپنے خیالات بھی بتائے۔

ہمارے بچے اور مجھ پر کیوں نہیں جاسکتے؟۔ "موسیٰ کی گھوری دیکھ اس نے"
ڈبل گھوری دی۔

بس نہیں جائیں گیں تو نہیں جائیں گیں۔ "ڈھڈائی سے جواب دیتے وہ"
موسیٰ کو مسکرا نے پر مجبور کر گئی۔

مائے وچ؟۔ "موسیٰ نے اس کی مسکراہٹ دیکھی۔"

یس مائے ڈیمن (جن)؟۔ "موسیٰ متاثر ہوتے انداز میں مسکرایا۔"

کیا خیال ہے پھر ڈیمن بن کر دیکھاؤں؟۔ "پری اس کی کمر میں سخت کوئی"
گرفت پر چلی۔

موسیٰ نو!۔ "وہ چیخی۔"

مگر موسیٰ پہلے ہی اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دباتے اس کی سانسیں
اپنی سانسوں میں اتارنے لگا۔ اس کی خوشبو کو اپنی خوشبو میں بھرتے وہ
اچانک رکا۔

تم میرا کلون استعمال کرتی ہو؟۔ "موسیٰ اس کی خوشبو پہچانتا تھا۔"

یس!.. "پھولی سانسوں سے کہا ایک ہاتھ کی پشت سے نم ہونٹ صاف"
کیے۔

موسیٰ اس کے دونوں ہاتھ کلائیوں سے پکڑتے سرپے پن کرتے دوبارہ
ہونٹ نم کر گیا۔ وہ بیڈ پر پڑی اس کی شدتوں پر مچلی حالانکہ وہ شدتیں دیکھا
ہی نہیں رہا تھا۔

یہ تو وہی نمونہ تھا کو اس نے پہلی شام نکاح کے بعد دیکھا یا تھا مگر اب وہ بس
اس حالت میں نہیں رہی تھی یہ نمونے برداشت کر پاتی۔

موسیٰ اس کا مچلنا تیز ہوتے محسوس کر اس سے دور ہوا۔ وہ تڑپتے سانسیں
بھرنے لگی۔ اس کے ہونٹوں کو انگلی سے صاف کیے جن پر خون کی ہلکی سی
بوند تھی۔ پھر وہی انگلی اپنے منہ میں ڈالتے وہ خون ہونٹوں سے چوس لیا۔
تم مجھے بالکل نرمی سے نہیں چھوتے۔۔ "اس کے ہونٹ ابھی تک کپکپا"
رہے تھے۔ اور یہ سارا موسیٰ کی شدتوں کا کمال تھا۔

کیونکہ میں تمہیں نرمی سے چھوہی نہیں سکتا۔ اور مجھے خود کی طرف متوجہ " کرنے سے پہلے سوچنا تھا ناں یہ... "پری نے اسے گھورا۔

تو کیا اب تم مجھے سزا دو گے؟.. "انگلی اٹھائے پوچھا۔ موسیٰ اس کی حرکت پر " لب دبا گیا۔ وہیں اس کے لب دبائے پری کی سانسیں اٹکیں۔۔
ایسے مت کیا کرو۔ میری سانسیں اٹک جاتی ہیں۔۔ "اس کے دانتوں سے " ہونٹ ازاد کرواتے کہا۔

موسیٰ کی آنکھوں کی تپش پر وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اس کے ہونٹ سہلانے لگی۔ وہ بالکل بھول چکی تھی وہ کس قدر جنونی ہے۔

سو جاؤ ورنہ میں ساری رات سونے نہیں دوں گا۔ "اس کی دھمکی پر بھی وہ " اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس کے ہونٹوں پر جھک گئی۔

نرمی سے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دبائے وہ اس کے ہونٹ چوسنے لگی۔ موسیٰ اپنا وجود ڈھیلا چھوڑ دیا۔ وہ اس کے سینے پر پڑی اس کے ہونٹوں ہر جھکی اس کے ہونٹوں کی دیوانی بیوی تھی۔

جسے اس کی شدتوں جنونیت کی پرواہ نہیں تھی اگر کچھ ضروری تھا تو صرف اس کے ہونٹوں کو چومنا۔ جو وہ ہر صورت کرتی۔

جب وہ پیچھے ہوئی تو اس کے اپنی سانسیں پھول چکی تھیں۔ موسیٰ نرمی سے اس کی کمر سہلاتے اس کی سانسیں ہموار کیں۔

تم ہونٹ چومو پھر بھی میری سانسیں پھولتی ہیں۔ میں چومو پھر بھی میری سانسیں پھولتی ہیں۔ ایسا کیوں؟.. "سوال پوچھتے کافی سوچو بچار کیا تھا۔ اسی لیے تو کہتا ہوں جان بناو۔ تم سنتی ہی نہیں۔" موسیٰ اس کے سوالوں پر "مسکرا رہا تھا۔

وہ شاید خود بھی نہیں جانتی تھی کہا پوچھ رہی ہے۔ وہ اکثر یوں ہی اُلٹے

سیدھے سوال کرتی تھی جن کا جواب موسیٰ پوری توجہ سے دیتا۔

میں پھر تمہارے ساتھ جم کیا کروں گیں۔۔ "موسیٰ اس کا سر سینے پر رکھتے

اس کے بال سہکائے۔

یوں ہی بے تکی باتیں کرتے وہ موسیٰ کی مکمل دلچسپی دیکھتے جواب سنتے مسکرا بھی دیتی۔

وہ اب نیند میں جا رہی تھی۔ موسیٰ بھی اسے پُر سکون ہونے دیا۔
باہر بیلا اداس سی بیٹھی تھی۔ پہلے تو مومنہ تھی تو اسے اچھی کمپنی مل گئی تھی۔
اب مومنہ بھی چلی گئی۔ حارث کی حرکتیں اب پھر پہلے جیسی ہوتے دیکھ وہ
اکثر لرز جاتی۔

اس کی نظریں اور ان کی تپش وہ اکثر اپنے وجود پر محسوس کرتی۔ وہ ماضی
بھول چکی تھی۔

یہ تو حارث تھا جو ماضی سے نکلا ہی نہیں۔ وہ تو اسے ایک بوا خواب سمجھ کر بھلا
چکی تھی۔

مگر حارث اس برے خواب سے نکل ہی نہیں سکا تھا۔ اگر نکل آتا تو شاید اب
تک اس کے وجود کو اپنی محبتوں سے معتبر کر دیتا۔ اس کی سانسیں ویسے ہی
چھین کیتا جیسے اس کی بیماری کی حالت میں چھینی تھی۔

وہ اکثر اس رات کو سوچ کر فکر مند ہوتی۔ کیا حادثہ حد سے بڑھ گیا تھا؟؟؟
اور اس سوال کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔ چاہے وہ جانتی تھی وہ
پہلی دفعہ حد سے نہیں بڑھا۔ وہ تو ہر دفعہ حدیں کر اس کر جانے والوں میں
سے تھا۔

اور بیلا کے معاملے میں تو اس نے کبھی حدیں بنائی ہی نہیں تھیں۔ جنہیں
کر اس کرنے میں اسے کوئی مشکل پیش آتی۔

وہ بیلا کا پلے بوائے تھا۔ اس کا گھوسٹ تھا۔ جو اسے اکثر راتوں کو خوابوں
میں آکر ڈرا دیتا تھا۔

وہ واقعی کا گھوسٹ تھا۔ جو بیلا کی سانسیں چھیننے میں سیکنڈز لیتا تھا۔

بیلا کا پلے بوائے، گھوسٹ۔۔۔

وہیں بیلا اس کی ماضی تھی۔ صرف خوفناک ماضی اور ایک گناہ۔ ناجانے اب
ان کی کہانی کیا موڑ لیتی۔



...! ظہیر کی شدتیں سہتے وہ آدمی ہو چکی تھی۔ مگر وہ شخص

اچانک ہی وہ نرمی سے سختی پر آ جاتا۔ اور پھر منسا کی حالت، بگڑتی سانسیں اور
سسکیاں سنتے وہ اپنی شدتیں کم کر دیتا

مگر تب تک وہ پسینے سے نہا چکی ہوتی۔ اس کی شدتوں کے نشان منسا کی

گردن اور کندھوں پر چمک رہے تھے۔ گہرے دانتوں کے نشان جو اسے

مزید بہکا دیتے تھے۔ مگر منسا کی حالت دیکھتے وہ مکمل بہک بھی نہیں پاتا۔

احمد!.. "اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بھیگی نظروں سے اسے پکارا۔ وہ جو"

اس کے کندھوں سے نیچے جھکا تھا اس کی بار بار مداخلت پر غصے سے اوپر ہوتے

اسے دیکھنے لگا۔

کیا مسئلہ ہے؟.. "ابھی بھی اس کا غصہ دیکھ منسا غصے سے اسے دیکھا۔"

صبح ہو چکی ہے۔۔ "چیختے کہا۔ ساتھ ہی اسے دور دھک دینا چاہا مگر وہ اپنے "ہونٹوں پر زبان پھیرتے مسکرایا۔

ابھی سورج نکلنے میں وقت ہے۔۔ "منسا کی آنکھیں نیند سے بند ہو رہی تھیں "مگر وہ اس شخص کو دیکھ کر رہ گئی جو اسے اتنا ترپا کر بھی ابھی سکون میں نہیں آیا تھا۔

اب کون سا سورج نکلے گا؟.. "ظہیر نے کھڑکی کی طرف دیکھا۔ وہاں "گرتی ہلکی سرخ روشنی بتا رہی تھی سورج نکل چکا ہے۔ ظہیر رول کرتے بیڈ پر ہوا۔

ابھی ایک اور سورج نکلے گا۔ وہ بھی یہاں!.. "کہتے اس کے پیٹ کو لبوں "سے چھوا۔

اس کا مطلب سمجھتے بھی منسا کے چہرے کا غصہ کم نہیں ہوا۔ وہ اسے بند ہوتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

میں باتھ لے لوں۔ پھر تمہیں بھی کچھ کھانے کو دیتے ہیں۔ میں تو ابھی "

تک بھوکا ہوں مگر خیر۔۔" منسا اس کے اٹھنے پر بغیر اس کی مزید باتیں سننے

کمبل اپنے وجود کے گرد اچھے سے لپیٹے اوندھی ہو گئی۔

ظہیر اس کے وجود کو گہری نظروں سے دیکھتے نیچے سے سب کپڑے اٹھا کر

باسکٹ میں پھینکتے خود باتھ لینے چلا گیا۔

فریش ہوتے مکمل تیار ہو کر وہ منسا کے پاس آیا مگر وہ ابھی تک اٹھنے کے موڈ

میں نہیں تھی۔

منسا؟.. "اس نے پکارا مگر وہ جواب دیے بغیر سوئی رہی۔"

ساری رات ظہیر کی شدتیں سہنے کے بعد اب وہ اٹھی رہتی تو یہ ناممکن تھا۔

ظہیر اس کے چہرے سے کمبل ہٹایا تاکہ وہ کھل کر سانس لے سکے۔ اس کے

سر چومتے کمرے میں کھڑکیاں بند کرتے ان کے آگے پردے کرتے

لائٹس بھی آف کر دیں۔

منسا نہیں آئی؟.. "سدرہ کے سوال کا جواب دیتے وہ چیئر پر بیٹھا۔"

وہ سو رہی ہے۔ پہلی دفہ کسی پارٹی وغیرہ کا حصہ بنی ہے تو تھک گئی تھی۔ ""

اب وہ اصل بات تو انہوں نہیں بتا سکتا تھا۔

احمد اسے جلد آنے کا کہتے ان تینوں کو ساتھ لیتے نکل گئے۔ ان سب کا کھانا ہو چکا تھا۔

یہ ظہیر ہی تیار ہونے میں تیں گٹھنے لگا کر آیا تھا جو اتنا لیٹ ہو گیا۔۔

ماما میرے پورشن میں کوئی ملازم نہ جائے۔ "انہوں نے اوکے کہا جبکہ "چہرے پے مسکراہٹ تھی۔

ظہیر ان کو اللہ حافظ کہتے چلا گیا۔ وہیں سدرہ اس کی خوشیوں کی دعا کی تھی۔

الیکزینڈر اور خیام افس کے لیے نکلے تھے۔ لیل ابھی تک سو رہی تھی۔ انعم
جور جینا سے باتیں کرنے لگی۔ وہ ابھی آئی تھی۔ اس نے رات ٹینا کے ساتھ
گزاری تھی۔

انعم بھی یہاں آکر کافی بہتر ہو گئی تھی۔ دن ان کے ساتھ اچھا گزر جاتا۔ ورنہ اکیلا رہتے تو صرف سوچوں کو گھیرا دماغ میں رہتا

الیگزینڈر کا فیصلہ اب خیاں کو بھی درست لگ رہا تھا۔ وہ بھی کچھ بہتر ہو چکا تھا۔ لیل کی حرکتیں اور الیگزینڈر کا جواباً حرکات بہت جان لیوا ہوتیں۔ وہ تو ان دونوں کی بڑھاپے میں ان حرکتوں پر مسکرا دیتا۔ یہ الگ بات تھی لیل کو دیکھ کر کبھی اسے یہ نہیں لگا یہ عورت تیس سال سے زیادہ کی ہے۔ الیگزینڈر تو ویسے ہی جوان بنتا تھا۔ اسے بوڑھا کہنے کی گستاخی کون کر سکتا تھا۔ وہ تو پھر اپنی عمر ثابت کرنے پے تل آتا۔

فرقان افسس پہنچ چکا تھا اور جانی تو آج گھر ہی رہتا۔

کچھ ہی دیر پہلے موسیٰ کے پیغام کے مطابق مومنہ کو جانی کے گھر اتارا جا چکا تھا۔ جہاں الیگزینڈر نے شکر کیا اب اسے جانی کا پھولا منہ نہیں دیکھنا پڑے گا وہیں یہ بھی شکر کیا موسیٰ نے کچھ عقل مندانہ کام کیا۔

خیام تم چلو میں آتا ہوں۔۔۔ "وہ اپنے موبائل پر آتی کال دیکھ سائیڈ آگیا۔"

اب کیا رہ گیا تمہارا!.."الیگزینڈر کے لہجے میں ناگواری تھی۔ وہیں۔"
دوسری طرف وہ مسکرائی۔

تم اپنے دشمنوں کو اتنا ہلکا کیوں لیتے ہو؟.."وہ چسپر پر جھول رہی تھی۔"
کیونکہ تم سفاکی دیکھانے کو موجود ہو اس لیے۔"وہ اس کا اشارہ سمجھ کر قہقہہ"
لگا کر ہنسی۔

دشمن قبر کی دیواروں تک دشمن ہی رہتا ہے۔ تم دشمن کو انسان سمجھ سکتے"
ہو میں نہیں۔"انداز میں بھی سخت دلی جھلک رہی تھی۔
اتنی سخت دلی کسی دن تمہیں خود کو لے ڈوبے گی۔"الیگزینڈر باتوں میں"
کچھ جانتا چاہ رہا تھا۔

نرم دل دشمن کو دوست بھی تو نہیں بناتے انسان۔۔"کچھ دھیمے اور ضدی"
لہجے میں کہا۔

جب آپ کا اپنا دل زخمی ہو آپ کا حق بنتا ہے زخم دینے والے کو زخموں"
سے چور کر دیں۔"اس کی سفاکی دیکھ الیگزینڈر ہل ہی نہیں سکا۔

سوال بس یہ تھا وہ ایسی کیوں تھی؟؟؟ اور اس نے کون سا ایسا گناہ کر دیا تھا جو وہ اس کی سزا بن کر اتری۔

اور میں نے کون سا زخم دیا ہے تمہیں؟.. "الیکزینڈر کے سوال پر وہ" مسکرائی۔

میں نے کب کہا تم نے کوئی زخم دیا ہے۔ "وہ ماتھے پر ہلکے بل لا کر بولی۔" تو پھر میرے پیچھے کیوں پڑی ہو؟ مجھ سے دشمنی کیوں؟.. "الیکزینڈر اس وقت ہو اس میں نہیں تھا۔

کچھ دشمن انسان شوقیہ بناتا ہے۔ تم سے دشمنی بھی میرا شوق ہے۔ "وہ لڑکی ایک پہلی تھی۔

تم ہو کون؟.. "الیکزینڈر کے سوال پر وہ چمیر سے اٹھتے کھڑکی کے پاس آئی۔

بہت پاس کہیں دل و دماغ میں۔۔ تمہارے یاں کسی اور کے۔ دیکھ لو شاید "ڈھونڈ لو۔" کہتے وہ کال کاٹ گئی۔

الیکزینڈر بھی اس دنیا سے نکلا جس میں وہ کھورہا تھا۔ وہیں وہ لڑکی اب ساتھ
والے روم میں جا رہی تھی۔ اس کے ہیل کی ٹھک ٹھک کمرے کی خاموش
فضا میں گون رہی تھی۔ جسے وہ آسانی سے سن سکتی تھی مگر سننا نہیں چاہتی
تھی۔۔

^^^

ہانیہ!.. "نرمی سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے چھوتے سرگوشی کی۔ وہ"
سرخ پڑتے آنکھیں میچ گئی۔

یار میں مووی دیکھ کر تھک گیا ہوں۔۔ "ایک ہاتھ اس کے اوپر سے"
گزارتے اس کے کندھے کے گرد رکھا۔ کروٹ بدلتے رخ اس کی طرف
موڑا۔

اگر تم نے جواب نہیں دیا تو میں اپنی مووی سٹارٹ کر لوں گا۔ "وہیٹ سے"
آنکھیں کھول گئی۔ آنکھیں کھولتے ہی اس کی آنکھیں رومان کی آنکھوں سے
ٹکرائیں۔

وہ اپنے گھر کے اندر ہال میں بیٹھے مووی دیکھ رہے تھے۔

مان!.. "اس کی سانس ہلکی پھول گئی۔"

جی جانِ مان!.. "وہ اس کے ہونٹوں کو گہری نظروں سے دیکھتے بولا۔"

مان نہیں پلیز۔۔ "اس کے جھکنے سے پہلے ہی اس نے ہونٹوں ہر اتھر رکھ"

دیا۔

کیوں؟.. "آببر واٹھا کر ہو چھتے اس کی ہتھیلی چومی۔ وہ مونچھوں کی رگڑ پر"

اپنا ہاتھ پیچھے کر گئی۔ وہ گہرا مسکرایا۔

مان نہیں ناں پلیز۔۔ "اس کے ماتھے پر بندھی پٹی کو انگلیوں سے چھوتے"

اس پر نظریں ٹکائے کہا۔

بس وجہ بتا دو؟.. "اس کی کمر پے ہاتھ رکھتے جھکتے اس کا ماتھا چوما۔ رومان کی"

پٹی پر رکھا منسا کا ہاتھ کپکپا گیا۔ اس کے لمس میں شدت تھی۔ اور اسی شدت

سے وہ ڈر رہی تھی۔

ایک شرط پر!.."اچانک اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ چھائی۔"
ہانیہ وہ نہیں دیکھ سکی۔ مگر رومان جانتا تھا خود کو اور شرط کو بھی۔
کون سی شرط؟.."اس نے نظریں پٹی پر ٹکائے ہی ہو چھا۔"
میری نقل اتارو گی تم۔ جب تک میں ناکھوں تب تک؟.."ہانیہ کو یہ"
دلچسپ لگا۔

وہ فوراً سے مان گئی۔

رومان نے ہاتھ اوپر کیا وہ بھی کر گئی۔ اس نے دوسرا ہاتھ لمبا کیا۔ وہ بھی یوں
لیٹے ہی وہ ہاتھ لمبا کیا۔ رومان ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے دوسرا اس کی
گردن کے گرد رکھا۔

ہانیہ اس کو دیکھا پھر یاد آیا یہ شرط ہے۔ اب اس کی مجبوری تھی
اس نے آنکھیں بند کرتے ہاتھ اس کی کمر اور گردن میں ڈالے۔ ظہیر جھکتے
اس کا ماتھا چوما۔ وہ بھی ہونٹوں پر زبان پھیرتے اس کا ماتھا چوم گئی۔

رومان اس کی گال پر ہونٹ رکھے۔ وہ بھی ایسا کر گئی۔ رومان اٹھتے اس کی کمر اور گردن سے ہاتھ نکالا۔ اس کے خود ہی نکل گئے۔

رومان اوپر ہوتے اپنے بال ماتھے پر بکھیرتے پیچھے کیے۔ ہانیہ بھی اٹھ کر بیٹھتے اپنے بال پیچھے کیے۔

اب اسے مزالانے لگا

رومان اس کے ہونٹ نرمی سے چومے وہ بھی پر جوش سی بغیر دھیان دیے اس کے ہونٹ چوم گئی۔

رومان نے ہاتھ اپنی شرٹ پر رکھا۔ ہانیہ بھی ایسا ہی کیا۔ اچانک رومان اپنی شرٹ اتار کر دور پھینکی۔ وہ ٹی شرٹ تھی ہانیہ بھی ویسے ہی اتارنے کے لیے شرٹ اٹھائی مگر درمیان میں ہی روک دی۔

تب تک رومان اس کے دودھیا پیٹ کو دیکھ چکا تھا۔

شرط پوری نہ ہونے کی صورت میں میری چلے گی۔۔ "ہانیہ اسے بے"

چارگی سے دیکھا۔

مگر وہ بھی اپنے نام کا ایک تھا۔ وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔
مان مجھ سے نہیں ہو گا پلینز.. "اس کی صورت دیکھ وہ پگھل گیا۔ خود ہی ہاتھ"
سے اس کی شرٹ برابر کرتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے پاس کیا
تو نہ کرو۔ "کہتے ہی نرمی سے اس کے ہونٹوں پر جھکے وہ اچانک ہی وہاں"
دانت گاڑتے دور ہوا۔ ہانیہ سسکتے اس کے دور ہونے پر ہونٹ سہلانے لگی۔
تم بھی ایسا کر سکتی ہو؟.. "رومان اسے دعوت دی۔"

وہ اس کے ہونٹوں ہر دانتوں سے کاٹتے اپنا غصہ نکالنے لگی۔ رومان بھی اسے
نہیں روکا۔ ہاتھ اس کے کندھوں کے گرد پھیلاتے اسے اپنا کام جاری رکھنے
دیا۔

رومان اس کے دور ہوتے اسے دیکھا جو لمبی سانسیں بھر رہی تھی۔ وہ بغیر
وقفہ لیے اس کی گردن میں جھک گیا۔ وہاں دانتوں سے کاٹتے اسے چیخنے پر
مجبور کیا۔ وہ رومان کے کندھوں کے گرد بازو ڈالتے درد ضبط کرتے ہونٹ
چبانے لگی۔

اس کے پیچھے ہوتے ہی ہانیہ نے اسے نم نظروں سے دیکھا۔

تمہاری باری!.. "اپنی گردن سامنے کی۔"

ہانیہ ساری شرم و حیا بھلاتے اس کی گردن میں دانتوں سے کاٹتے اسے بتا رہی تھی وہ بھی اس سے پیچھے نہیں۔

رومان ہونٹوں پر زبان پھیری۔

وہ اس کی گردن میں کاٹتے پاگل ہو رہی تھی۔ اس نے نرمی سے ہاتھ

بڑھاتے اس کی شرٹ کو اوپر کرتے وہاں ہاتھ ڈالا۔

وہ بدلہ لینے میں محسوس ہی ہیں کر سکی۔ رومان کا ہاتھ اس کی کمر سے ہوتے

اس کے پیٹ کے گردیوں لپٹا وہ چونک اٹھی۔

مان نو!.. "وہ چیخ کر اسے روکنے لگی مگر رومان اس سے پہلے ہی اس کی"

شرٹ کی زپ دوسرے ہاتھ سے کھولتے اس کے کندھوں پر جھک گیا۔

کندھوں سے سینے تک کا سفر منٹوں میں طے کیا۔ ہانیہ اس کی پناہوں میں

ہونٹ دبا گئی۔

مان!.."سسکیاں بھرتے اس کا نام بھی پکارا۔"

رومان اس کی سسکیاں سنتے اسے پیچھے بیڈ کر گراتے اس پر سایہ کیا
اس کی شرٹ کندھوں سے سائیڈ کرتے اس کے وجود کو گہری نظروں سے
دیکھا۔ وہیں ہانیہ تڑپ رہی تھی۔ آنکھیں میچے دونوں ہاتھوں میں بیڈ شیٹ
دبوچے وہ رومان کے اگلے عمل سے بھی واقف تھی۔

یہ پہلی دفہ تو نہیں ہے!..!۔ اسے باور کروایا جو اس روز سے بھی زیادہ "
تڑپ رہی تھی۔

وہ کیا بتاتی اگر یہ پہلی دفہ ہوتا تو شاید وہ اتنا نہ ڈر رہی ہوتی مگر اس کی شدتوں
سے واقف ہونے کے بعد اس کا ڈر بھی تو بنتا تھا۔

ابھی تو اس کے پہلے کے دیے نشان تازہ تھے۔

جانِ مان جتنا چاہو شور مچاؤ مگر مزاحمت نہیں۔۔۔ "اس کے کان کی لو کو"

چومتے وہاں دانتوں سے کاٹا۔

وہ بیڈ شیٹ پر گرفت سخت کر گئی۔

رومان نرمی سے اس کے ہاتھوں سے بیڈ شیٹ چھڑاتے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے چومے۔ اس کی انگلیوں میں انگلیاں پھنساتے اس کے سر کے پاس ہاتھ بیڈ پر پن کیے۔۔

ان کی اصل جگہ یہ ہے۔۔ "اس کے ہاتھوں کی گرفت اپنے ہاتھوں پر" سخت ہوتے دیکھ وہ اس کے کان کے پاس سرگوشی کرتے اسے چہرہ موڑتے خود کو چھپانے کی کوشش کرنے پر مجبور ہو گیا۔

رومان اس کی شرٹ مزید نیچے کرتے اس کے وجود پر جھکا اسے اپنے ہونٹوں سے معتبر کر رہا تھا۔ وہ مچل رہی تھی۔ مزاحمت تو اب کر نہیں سکتی تھی مگر اس کی سسکیاں اس کی تڑپ اچھے سے بتا رہی تھیں۔ جو وہ سن بھی رہا تھا۔ کیا پاس نہیں آؤں؟.. "وہ اوپر ہوتے اچانک نجانے کیوں برامان گیا۔" ہانیہ تڑپ کر آنکھیں کھولیں۔

نہیں مان میں۔۔ "وہ اس کے نہیں کا مطلب کچھ اور ہی لیتے اس کے وجود" سے اپنی گرفت ہٹاتا جب ہانیہ اس کے گلے میں بازو ڈال گئی۔

رومان نے نظریں اٹھاتے اسے دیکھا۔ وہ دونوں ہاتھ اس کے گلے میں ڈالے
اسے بیڈ پر گراتے اس کے سینے پر پڑی تھی۔

میں بس ڈر جاتی ہوں۔ "اس کے سینے پر سر رکھتے چہرہ چھپایا۔ رومان اس کو"
یوں ہی دیکھتا رہا۔ دل میں خوشی سی تھی جو وہ چہرے پہ نہیں لایا۔

میں کون سا جانور ہوں جس سے تمہیں ڈر لگتا ہے۔ "نروٹھے پن سے کہا۔"
انسان ہے اسی لیے لگتا ہے۔ "اسے بتاتے منہ بگاڑا۔"

ادھر دیکھنا!.." اسے گھورتے بیڈ پر ڈالتے اس پر اپنے وجود کا بوجھ ڈالا۔"

ہاں تو؟؟ سچ بول رہی ہوں۔ ہر وقت آگ اگلے رہتے ہیں۔ اور غصہ تو"

یہاں رکھا ہوتا ہے۔ "اس کے ناک کو انگلی سے چھیڑا

اگر کسی دن میں نے اتنا غصہ کیا ناں تو آپ کی بھی خیر نہیں رہنی!.. ہاں بتا"

رہی ہوں۔ "وہ اسے گھورتے بہت پیاری لگ رہی تھی۔

میں چاہتا بھی نہیں میری خیر رہے!.." اس کے کان کی کوچومتے اس کی "تھوڑی چومی۔ تھوڑی سے ہوتے اس کی شاہ رگ کی طرف آیا۔ وہ انکھیں میچ گئی۔

میں چاہتا ہوں ہر شام تم میری بانہوں میں یوں ہی تڑپو۔۔" وہ آنکھیں میچ گئی۔

یوں ہی چھپو۔۔" اشارہ اس کے اپنے سینے میں چھپنے کی طرف تھا۔" یوں ہی شرما کر سرخ ہو جاو۔۔" وہ واقعی لال ٹماٹر ہو چکی تھی۔" پھر میرے ہونٹ چومو۔۔ جب میں سانسیں خود لے کر تھک جاؤ تم" خود بخود مجھے اپنی سانسیں دے دوں۔ میری بانہوں میں مچلو۔" اس کی بھاری آواز کی سرگوشیاں ہانیہ کو تڑپا گئی تھیں۔

اس نے ہاتھ بڑھاتے سائیڈ لمپ بھی آف کر دیا۔

اس کے وجود پر جھکتے اس کی سانسیں تنگ کر گیا۔ ہانیہ نے اس کی انگلیوں پر گرفت سخت کی۔ وہ اس کی تڑپ پر نا جانے کیوں خوش ہوا

رومان اس کے ہونٹوں کو شدتوں سے اپنے ہونٹوں سے نم کرتے وہ نمی بھی خود میں ہی جذب کرتا جا رہا تھا۔ وہیں ہانیہ سوائے تڑپنے مچلنے کے اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

جہاں سامنے ان کی لگائی مووی ختم ہو چکی تھی۔ اور اب ان کی اپنی مووی کا آغاز بھی ہو گیا تھا۔ انہیں ختم ہوئی مووی کی پرواہ بھی نہیں تھی۔ بلکل بھی نہیں۔

اس وقت ان دونوں کی مکمل توجہ اپنی بنائی مووی پر تھی۔ جو وہ دے رہے تھے۔ وہ بھی مکمل۔۔۔

^^^

دوپہر ہو چکی تھی مگر منسا نہیں اٹھی۔ ظہیر کی بھی کال آچکی تھی اس کا پوچھنے کے لیے۔ مگر وہ تو سو رہی تھی۔

سدرہ موبائل رکھتے قدم ظہیر کے پورشن کی طرف بڑھائے۔ وہ نرمی سے
قدم رکھتے سیڑھیوں کے بجائے لفٹ سے آگئیں۔ ظہیر کا بس لفٹ میں دم
گھٹتا تھا۔ یہ تو احمد اور سدرہ کے لیے تھی

وہ خود اکیسلیٹر کا ہی استعمال کرتا اگر کسی مال بھی جاتا تو۔ اسے لفٹ میں جانا
سخت ناپسند تھا۔

سدرہ دروازہ کھول کر اندرائیں۔ منسا سکون سے کمرے میں دیکھی پڑی تھی۔ وہ
اس قدر چھوٹی سی تھی وہ ڈھونڈ ہی نہیں سکیں۔ وہ کمرے میں چھپ سی گئی
تھی۔

وہ آگے اتے اس کے سرہانے آ بیٹھیں۔ ہاتھ بڑھاتے اس کے چہرے سے
بال ہٹائے جو اوندھی پڑی تھی۔

بال ہٹاتے ہی انہیں منسا کے سونے کی وجہ کا بھی علم ہو گیا۔ اس کی گردن پر
جگمگاتے نشان اچھے سے سمجھا رہے تھے وہ کیوں سو رہی ہے اور ظہیر کی کل
جلد بازی کی وجہ کیا تھی۔

وہ بغیر منسا کو اٹھائے اس کی سرگوشیوں کی طرف دھیان دیے بغیر ہی وہاں سے آگئی۔ جسے لگ رہا تھا ظہیر اسے پھر سے تنگ کر رہا ہے۔

جسٹگ وہ "احمد نہ کریں.." کہتے بعض رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جو آفیس روم میں بیٹھا اس کے پاس جانے کا ہی سوچ رہا تھا مگر یہ کام بھی ضروری تھے۔

منسا اس کے ہواسوں پر سوار ہو چکی تھی۔ اس کی پھولی سانسوں کی پکار وہ صبح سے نہیں بھول پایا تھا۔ اسے ہر دم اس کی سسکیاں یاد آتیں۔ وہ تو جیسے ہر طرف اترائی تھی۔ اس کے پاس سے ایک سٹوڈنٹ گزرا تو اسے اچانک ہی منسا کا خیال آگیا اس کے لگائے سونگ کے بول ہی ایسے تھے وہ منسا کو یاد کرنے پر مجبور ہو گیا۔

... تیرا عشق بڑا تیکھا"

مجھے تیکھا اچھا لگا۔ "آ نہیں سنتے وہ منسا میں ہی کھو گیا۔

وہ ک آفیس کے بعد یونیورسٹی آگیا تھا۔ اس کا دوسرا پارٹنر آج کل یو ایس گیا تھا۔ وہ یونیورسٹی کی نئی برانچ اوپن کرنے کا سوچ رہا تھا۔

ظہیر کا بھی یہ ہی پلان تھا۔ وہ بھی اس کاروبار کو پھیلانا چاہتا تھا۔

اچانک بیٹھے بیٹھے ہی ظہیر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھا گئی۔ منسا کی باتیں یاد کرتے اس کے لب خود ہی مسکرا نے لگے تھے۔ وہ لڑکی اس کے لیے جان لیوا ہوتی جا رہی تھی۔ اور وہ اس کے کیے و بال جاں۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا کل کس طرح برداشت کی تھیں منسا نے اس کی !! شدتیں

اس کی تڑپ وہ اچھے سے دیکھ سکتا تھا۔ اور وہ بھیگی نظریں۔

وہ چاہ کر بھی خود کی شدتوں پر کنٹرول نہیں رکھ پا رہا تھا۔ جس کے نتیجے میں منسا کو اس کی شدتیں سہنی ہی پڑتیں۔ اس کے چاہنے ناچاہنے کے باوجود۔۔۔

ظہیر نے بہت کوشش کی مگر وہ یونیورسٹی میٹنگز اور لنچ کے بعد بھی بہت مصروف رہا۔ آخر شام کے وقت ہی اسے چھٹی ملی۔

وہ تھکا ہارا گاڑی لیتے گھر کو نکلا۔ ساری رات نہ سونے کی وجہ سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں مگر پورے جسم ہر تھکاوٹ کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ منسا اس کی تھکاوٹ خود میں جذب کر لی تھی۔ وہ گھر جاتے ہی اسے شرماتے خود سے چھپنے کی کوشش کرتے سوچ مسکرایا۔

ہاں وہ ایسی ہی تھی۔ اس سے شرم کر چھپنے کی کوشش کرنے والی اس کی دنگ سی شیرنی۔

جو کبھی بھیگی بلی بھی بن جاتی تھی۔ اور تو اور کبھی شیرنی بھی۔

وہ مسکراتے اس سوچتے ڈرائیور نگ کر رہا تھا۔ احمد گھر پہنچ چکے تھے۔ بس وہ ہی لیٹ تھا۔

وہ سیدھا اپنے ہو رشن کی طرف آیا۔ ابھی وہ کسی کے سوالات کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ منسا اس کے ساتھ ہی نیچے کھانا کھانے آتی تھی۔ وہ اپنے کمرے میں اس کے ہونے کا سوچ مسکراتے سیرِ صیاں پھلانگتے اوپر آیا۔

دروازہ ہلکا کھلا تھا

وہ اس نے اٹھنے کا سوچ گہرا مسکرایا۔ بریف کیس وہیں پھینکتے وہ اندر بڑھا۔ کمرہ بالکل وہسا ہی تھا جیسے وہ چھوڑ کر گیا تھا۔ وہ کمبل میں دبک کر سوئی اپنی بیوی کو دیکھ بس نفی میں سر ہلا گیا۔ خود باتھ کیتے کپڑے بدلے۔

وہ بالکل بھی نہیں چاہتا تھا کسی روز اس کی بیوی اسے ہی گندابول دے۔ جس قدر وہ صفائی پسند تھی وہ بول بھی سکتی تھی مگر وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔

وہ اس کے سرہانے بیٹھتے اس کے بال سہلانے لگا

منسا! "دھیمے سے پکارا۔"

کھانا کھا لو پہلے قلبی!.." اس کے ہانٹ ہلکے سے کھلے تھے۔ انہی انگلی سے "بند کرتے وہ مسکرایا بھی۔"

منسا!.." کچھ دیر انتظار کرتے پھر آواز دی۔"

وہ صبح سے سو رہی تھی۔ ابھی تو شام ہونے والی تھی۔ تو کیا ابھی تک اس کی نیند پوری نہیں ہوئی تھی۔ اسے گھورتے سوچا۔ وہ چاہتا تھا وہ اٹھ جائے۔ اسے تنگ کرے یا شرمائے مگر اس کی آنکھوں کے سامنے ہو۔۔۔
ظہیر اس کو اٹھتے نہ دیکھ اس کے کان کی لودانتوں میں دباتے اس پر کاٹا۔
وہ سسکی بھرتے ساتھ ہی کان پر ہاتھ رک گئی۔ ہلکی آنکھیں کھولتے اسے گھورا۔

اٹھو کھانا کھانا ہے۔" اسے گھورا جو ہر سے آنکھیں بند کرنے لگی تھی۔"
مجھے بس سونا ہے۔ اور اب تم مجھے نہیں اٹھاؤ گے ورنہ میں شان کو کال کر دوں گیں۔" اس کی دھمکی تب ہی آتی جب وہ سنجیدہ ہوتی۔
مطلب وہ ابھی بس سونا ہی چاہتی تھی۔

ظہیر اسے یوں ہی سوئے چھوڑ خود ناشتہ کرنے نیچے آ گیا۔

منسا ابھی بھی نہیں اٹھی؟.." نفی میں سر ہلاتے اپنی نشست پر بیٹھا۔"

دوپہر میں بھی چیک کیا تھا میں نے۔ تب بھی سو رہی تھی۔ بہت گہری نیند۔
میں اسے اٹھایا نہیں۔ "ظہر کا سر جھکا۔

جس حالت میں وہ تھی ممکن ہی نہیں تھا کوئی اسے دیکھ لیتا اور سمجھ نہ پاتا آخر
ہوا کیا ہے۔

وہ بھی جان چکی تھی۔ ظہیر کے چہرے جھکنے پر وہ اسے شرم سے جوڑتی
مسکرا دیں۔

بھائی بھابھی یونیورسٹی نہیں جائیں گیں کیا؟ میرا مطلب کیا وہ پڑھتی
نہیں؟.. "ڈوم کو خیال گزرا تھا۔

وہ بس چاہتا تھا منسا بھی ان کے ساتھ یہ ٹارچر برداشت کرے۔۔

جائے گی۔ مگر تم اس کی فکر مت کرو۔ اور خبردار اگر اسے کسی پنگے میں "

ملایا۔ ڈوم میں بتا رہا ہوں بالکل نہیں بخشوں گا۔ "وہ شاید ان کے دماغ سے
واقف تھا۔

ڈوم فوراً سے اپنی صفائی دینے لگا۔ جس پر ظہیر کو کوئی یقین نہیں تھا۔

کھانا کھاتے بھی اسے نظروں کے حصار میں رکھا

وہ بیچارے تو بات کر کے پچھتا رہا تھا۔ وہیں شامی اور سانی دونوں خوش ہو رہی تھیں۔

ڈوم کو چڑھاتی مسکراہٹ دے رہی تھیں۔ جو بدلے میں انہیں کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔

ظہیر پھر کھانا ختم کرتے اسے ایک زبردست سی گھوری سے نوازتے منسا کے لیے گرم دودھ کا گلاس لیتے وہاں سے چلا گیا۔ وہیں ڈوم تو اپنی بے بی بھا بھی کے بارے میں سوچ رہا تھا جس کے لیے دودھ خود ظہیر احمد صاحب خود لے جا رہے تھے۔

ظہیر کمرے میں داخل ہوتے اسے لاک کیا۔ سائیڈ لیپ آن کرتے دودھ کا گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔

منسا اٹھو دودھ پی لو۔۔ "وہ انسنی کرتی سوئی رہی۔"

منسا!.. "زور دے کر پکارا۔"

کیا ہے؟؟ سونے دو مجھے۔ خبردار اب اگر میرا نام لیا تو!.."مندھی"
انکھوں سے اسے گھورتے وہ واپس سوتی جب ظہیر نے ہاتھ اس کے
کندھوں کے گرد ڈال دیا۔

دودھ پی کر سو جانا۔"گلاس اس کی طرف بڑھایا۔"
مجھے نہیں پینا۔"ظہیر نے ہاتھ نہیں نکالا۔ وہ اسے گھورتے اس کے ہاتھ"
سے گلاس لیتے ایک ہی سانس میں سارا گلاس ختم کرتے اسے تھما گئی۔
وہ تو دیکھتا ہی رہ گیا۔

اب مجھے اٹھانے کی کوشش!.."اس کی بات مکمل بھی نہ ہو سکی جب ظہیر"
اس کے ہونٹوں پر جھکا اپنے ہونٹوں سے وہ سائیڈ پر لگا دودھ صاف کرنے
لگا۔

منسا کی ساری نینداڑی تھی۔

میں نے سوچا تھا جا کر اپنی بیوی کی بانہوں میں رات گزاروں گا۔ ویسی ہی"
جیسی کل گزار رہی مگر تم تو پہلے والی قربت سے نہیں نکلی۔۔ ابھی تک اسی

تھکاوٹ میں ہو۔ کیسے چلے گا یہ سب۔۔ کیسے کرو گی میری قربتیں اس طرح
برداشت۔۔ 'اس کے کان کی لوچومتے وہاں سانسیں بھرتے سرگوشی کی۔
وہ پہلے ہی اس کی سانسیں چھیننے پر تڑپ رہی تھی۔۔

ظہیر کی نرم گرفت پر وہ اس کی بانہوں سے نکلتے اسے گھورنے لگی۔
احمد اگر تم نے مجھے اٹھایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ "اس نے ٹھنڈی"
سانس بھرتے اپنی بیوی کو دیکھا۔

وہ چھوٹی تھی۔ بالکل بچی۔

اس کی اپنی دونوں بہنیں اس سے بڑی تھیں۔
پھر بھی اس نے کبھی ان دونوں کی شادی کا نہیں سوچا۔
اس کی بیوی تو ان دونوں سے بھی چھوٹی تھی

پھر ناجانے کیوں وہ اس کی عمر کا نہیں سوچ پاتا تھا۔ یاں شاید بیوی چیز ہی
ایسی ہوتی ہے انسان کا دماغ کام ہی نہیں کرتا۔

جیسے اس کا صبح سے نہیں کر رہا تھا۔ نہ ہی کسی کام میں دل لگ رہا تھا۔

وہ اس کا دل اپنے پہلو میں دبائے سو رہی تھی تو کیسے اس کا دل لگتا۔
کیسے اسے چین پڑتا۔

ظہیر نے اسے دیکھا وہ ہھر سے انکھیں موندتے سوچکی تھی۔ ظہیر اس کے
گرد بازو ڈالتے اس کے ساتھ چپک کر لیٹ گیا۔ ایک ٹانگ اس کی ٹانگوں پر
رکھتے دوسرا ہاتھ اس کی کمر کے اوپر رکھا۔
وہ کسی بچے کی طرح اس کی آغوش میں آگئی۔

تم نے مجھے اپنی انگلیوں پر لپیٹ لیا ہے۔ تمہارے علاوہ اور کوئی نظر ہی نہیں "
آتا۔ " اس کی گردن چومی

وہ تب تک نیند میں اتر بھی چکی تھی۔ اس کے جواب یاں رد عمل نہ دینے پر
ظہیر نے سر جھٹکا۔

وہ تو ابھی ایک ہفتے کی شدتیں نہیں سہہ پائی تھی وہ کیسے اس کی طلب
برداشت کرتی۔ کیسے اپنے وجود میں اس کی نشانیاں سمیٹتی۔

.. وہ بہت چھوٹی تھی اور اسے تو اپنی اولاد چاہیے تھی۔ کیسے ہوتا سب ؟

اس کی سوچیں ہر طرف جانے لگی۔ لیکن پھر منسا کے کسمسا کر کروٹ بدلتے
رخ اس کی طرف موڑنے پر اس کی ساری سوچیں اسے خیر اباد کہہ گئیں۔
وہ اسے ہگ کرتے اس کا ماتھا چومتے خود اس کے چہرے پر نظریں ٹکائے
یوں ہی اسے دیکھنے لگا۔ وہ اسے یوں ہی بانہوں میں بھرے دیکھتے رہنا چاہتا
تھا۔

ہر فکر ہر پریشانی سے دور۔۔۔

^^^

ہارون اور حیا سکول کے لیے نکل رہے تھے جب حارث نے مومنہ کو اس
کے گھر کے باہر اتارا۔

وہ ہارون اور حیا سے ملتے اندرائی۔ سامنے ہی اس کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔
ڈاننگ ٹیبل پر دو پلیٹس ہی دیکھ اس نے خشک گلاتر کیا۔

ہاتھ اپنے روم کی طرف بڑھائے۔ دروازہ لاک کرنا نہیں بھولی۔ اندر داخل ہوتے اس نے راکنگ چئی ہر جھولتے جانی کو دیکھا۔ وہ محسوس نہیں کر سکی وہ سو رہا ہے یا اٹھا ہوا ہے۔

وہ اس کی چٹیر کے پاس اتے انکھیں جھپکتے اس کا غصہ محسوس کرنے کو خود کو ریڈ کر رہی تھی۔

جانی!... "اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے وہ اس کی گود میں گری تھی" مومنہ نے تھوک نکلتے اس کا چہرہ دیکھا جو ستا ہوا تھا۔ وہ یقیناً کافی دنوں سے نیند نہیں لے رہا تھا۔

تم جانتی ہو میں دن میں اٹھتے سب سے پہلے کیا کرتا ہو؟.. "اس کا سوال وہ" نہیں سمجھی۔

مگر جب جانی اس کے چہرے کے گرد ہاتھ پھیرتے اس کی سانسیں قید کی وہ اس کے سوال کا مطلب جان گئی۔

کیا سوچا تھا بوڑھا ہو گیا ہوں تو کیا ہی غصہ دیکھاؤں گا ہاں؟.. "پوچھتے اس" کی گردن میں ہاتھ ڈالتے پکڑ سخت کی۔ اس کے انداز میں غصہ تھا۔

جانی مجھے موسیٰ نے اغواہ کیا تھا۔۔ "اس کے غصے سے ڈرتے وہ ایک ہی" سانس میں بول گئی۔ جانتی تھی اگر اس نے غصہ اتارا تو وہ برداشت نہیں کر سکے گی۔۔

وہیں جانی حیرت سے اسے دیکھتے سمجھ نہیں پارہا تھا اب موسیٰ کو کیا کہے؟؟ ڈھیٹیاں پھر کالی زبان والا۔۔

اس نے کہا تھا وہ مومنہ کو اغواہ کرے گا بغیر یہ جانے وہ ایک روز واقعی ایسا کرے گا اور اس نے کر کیا۔

جانی بس ٹھنڈی سانس بھرتے مومنہ کے کندھے پر سر ٹکاتے رہ گیا۔ وہیں مامنہ نے اس کا غصہ ٹھنڈا ہونے پر شکر ادا کیا۔



"...! منسا اٹھو"

صبح سے شام ہو گئی اور اب شام سے پھر صبح ہو گی مگر منسا میڈم کی نیند پوری نہیں ہوئی۔

مجھے سونا ہے!.." ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔"

پہلے کھانا پھر سونا۔ اگر کھانا کھانے نہیں چلو گی تو یوں ہی تنگ کرتا رہوں"

گا۔" وہ بولتے ہی منسا کو غصہ دلا گیا۔

وہ اسے گھورتے خود سے کمر بل دور ہٹاتے اٹھی۔ ظہیر کی نظریں اسی پر تھیں۔

اسے گھورتے بالوں کو دور جھٹکتے وہ بیڈ سے اتری۔ چپل پہنتے بھی اسے گھوری

دینا جاری رکھا۔

پہلے فریش ہو جاؤ۔ پھر گھور لینا۔" کہتے اس کے کیٹے نکالنے لگا۔ وہ اس کی"

پشت کو گھوری سے نوازتے واش روم میں بند ہوئی۔

چلو اب۔۔ "موبائل پر کام کرتے ظہیر نے سراٹھایا۔ وہ تیار کھڑی تھی۔"

اسی کے نکالے بلیک شرٹ اور ٹراؤزر میں۔ وہ بھی اٹھ گیا۔

پیاری لگ رہی ہو۔ "اس کا ماتھا چومتے اس کا بازو تھاما۔ وہ بھی بغیر مزاحمت"
کیے اس کے ساتھ نیچے آگئی۔

کیا ہوا؟... "اچانک سے اسے پوچھتے وہ دروازہ کر اس کرتے دوسرے"

پورشن میں آیا۔ سوال ہو چھتے ہی سامنے نظر اٹھی تو وہ ٹھہر گیا

سامنے ہی سامیہ اور لبنی بیٹھی تھیں۔ اس کو چپ سامیہ کو دیکھ کر لگی تھی۔

بیٹھو بیٹا۔۔ "سدرہ کو ہی بولنا پڑا۔"

ظہیر نے منسا کے لیے چسیر کھسکائی جس پر وہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔ وہ خود بھی

بیٹھتے کھانا نکالنے لگا۔ ملازمہ پہلے ہی بس ایک دفہ کھانا دے کر چلی جاتی۔ وہ

اپنے گھر کی باتیں باہر کسی سے نہیں سننا چاہتے تھے۔

اسی لیے اسے بھیج دیتے۔

منسا لبنی سے سلام لیتے کھانا کھانے لگی۔ سدرہ مسکراتے انہیں بتانے لگیں
منسا کھانے کے معاملے میں بہت بری ہے۔ کھانا کھاتے وقت اسے کوئی
ڈسٹرب کرے یاں کچھ بھی ہو پسند نہیں۔ وہیں سامیہ نخوست سے سر جھٹکا۔
اسے تو وہ اس وقت زہر لگ رہی تھی۔ ظہیر کے ساتھ بیٹھی تو کچھ زیادہ ہی
لگ رہی تھی۔

منسا کچھ غیر آرام دہ تھی۔ ظہیر نے اس کی حرکت دیکھی۔ وہ اپنی کمر کو ایک
ہاتھ سے دبانے کی کوشش میں تھی۔ کچھ اکڑ کر کمر کا جیسے بل نکالنا چاہتی ہو۔
ظہیر کی نظریں اسی پر ٹکی تھیں وہیں منسا کھانا کھاتے بھول چکی تھی یہاں کوئی
اور بھی بیٹھا ہے۔ وہ مکمل اسی طرف متوجہ تھی۔

ظہیر نے ہاتھ بڑھاتے اس کی کمر پے رکھا۔ ارادہ دبانے کا تھا۔ پھر ناجانے
کیوں اسے تنگ کرنے کی خاطر وہ اپنا ہاتھ اس کی شرٹ سے اندر ڈالتے
پھیرتے اسے کھانے سے توجہ ہٹانے پر مجبور کر گیا۔

وہ خود مکمل کھانے کی طرف متوجہ تھا۔ منسا ماتھے پر بل لاتے اسے دیکھا۔ وہ اس کی کمر دبانے کا سوچ رہا تھا جب منسا اس کا ہاتھ جھٹکتے رخ اس کی طرف موڑتے اس کا کالر پکڑ کر کھینچا۔ وہ سمجھ نہیں سکا ہوا کیا۔

پروفیسر تمہیں اچھے سے پتا ہے میں کھانا کھا رہی ہوں پھر تنگ کیوں کر " رہے ہو؟.. " ایک ہی سانس میں چیختے کہا۔

ظہیر اسے سرد نظروں سے دیکھا۔ منسا کی پکڑ ڈھیلی پڑی تھی اور ساتھ ہی ختم بھی ہو گئی۔ منسا نے آس پاس دیکھا۔ وہ سب انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔ مگر اسے ظہیر کی سرد نظریں ڈرا رہی تھیں۔ اس نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے تھوک نکلا۔

اپنے ہاتھ پیچھے کرتے ظہیر کی سخت نظروں سے اس کی آنکھیں چمکیں۔ سامیہ ظہیر کی گھوریاں اور سرد نظریں اس ہی دیکھ خاصی خوش تھی۔ منسا نے اس کی نظروں میں اپنے لیے افسوس دیکھا تھا۔

وہ بغیر کسی کی کوئی بھی بات سنے ڈاننگ ٹیبل سے اٹھتے اپنے پورشن کی طرف چلی گئی۔

اما آپ لوگ کھانا کھائیں۔ "ان سب کو اس کے لیے فکر مند دیکھ ٹوکا۔"
سدرہ کی نظریں ابھی بھی وہیں تھیں۔ اسے دوبار اپنے الفاظ دہرانے پڑے۔
سامیہ اور لبنی تواج صبح ہی آئی تھیں۔ سامیہ منسا سے معافی مانگنے آئی تھی۔
وہیں لبنی منسا سے ملنے آئی تھیں۔ اس روز وہ اسے ٹھیک سے مل نہیں سکی
تھیں مگر یہاں تو کچھ اور ہی ہو گیا۔

منسا اپنے پورشن میں آتے ہی آنسوؤں کو بہنے دیا۔ اس کے گال بگھوتے
آنسوؤں اب نیچے گر رہے تھے۔ اس نے کندھے پر جھولتے ڈوٹے سے
انکھیں رگڑیں۔ وہ فوراً سے سرخ ہوئیں۔

منسا انہیں قدموں سے دوڑتے کسی کمرے میں بند ہو گئی۔ اس کا خیال تھا
ظہیر اس کے پیچھے آئے گا مگر وہ نہیں آیا۔ وہ ناچاہتے بھی اسی کے انتظار میں
تھی۔

کمر میں اٹھتا درد بڑھ رہا تھا۔ مگر وہ اوندھی پڑی رونے میں مصروف تھی۔
اس نے اچانک کسی کے قدموں کی آواز سنی۔ اس کا خیال تھا ظہیر اس کے
لیے آیا ہے۔

وہیں وہ اپنا بریف کیس لیتے وہاں سے چلا گیا۔ وہ اپنی طرف سے منسا کو عقل
سیکھانا چاہتا ہے۔ اسے ڈائمنگ ٹیبل پر چیخنے والی عادتیں اسے سخت ناپسند
تھیں۔

منسا قدموں کی آواز پر اٹھ کر دروازے کے پاس آئی۔ اس کے ہاتھ میں
بریف کیسے دیکھ سب سمجھ گئی۔ ظہیر ایک دفہ بھی پلٹ نہیں دیکھا۔ اس کے
یوں ہی چلے جانے پر وہ مزید دکھی ہوئی تھی۔ آنسوؤں مزید ابلنے لگے۔
مجھے یہاں رہنا ہی نہیں ہے۔ "ہتھیلی کی پشت سے آنسوؤں صاف کرتے"

اس نے ہال میں پڑا فون دیکھا۔ وہ لینڈ لائن تھا مگر پری پیڈ تھا۔
وہ اس کی طرف بڑھی تھی۔ شان کا نمبر اسے زبانی یاد تھا۔ اسی نے کروایا تھا۔

ہیلو شان سپیکنگ!.."وہ آگے سے رونے کی آواز سنتے وہ پریشان ہوا۔"

گلاسز اتار کر دور رکھیں۔ وہ سڈی روم میں بیٹھا رہا تھا۔

منسا!.."وہ اس کی آواز سنتے مزید شدت سے رونے لگی۔"

شان مجھے بھوک لگی ہے۔"شان نے لمبی سانس بھری۔"

تو کھانا کھاؤ نا؟.."وہ ساتھ اس کی لوکیشن بھی دیکھ رہا تھا۔ جہاں گھر کا نام"

تک شوہور ہا تھا۔ پاکستان سے لاہور تک ساری ڈیٹیل۔۔

میں کھانے گئی تھی مگر ظہیر۔۔ وہ اچھا نہیں ہے۔ تم مجھے لینے آؤ۔ مجھے"

یہاں نہیں رہنا۔ تم جلدی آؤ۔۔"وہ پریشان ہوا تھا۔

میں اتا ہوں تم روؤ تو نہیں۔"وہ اس کے شدتوں سے رونے پر پریشان ہو"

گیا تھا۔ ساتھ ہی ڈر تھا کہیں وہ منسا کو ہارون کے طعنے نادیتا ہو۔

وہ اچھے سے جانتا تھا ان سب کی محبت نے منسا کو کتنا حساس کر دیا ہے۔ وہ اسی

لیے تو ہارون جیسا نکما انسان بھی اس کے ساتھ دیکھنے پر قائل ہو گیا تھا۔ یہ تو

اللہ کا فضل ہوا اور منسا خود ہی پیچھے ہٹ گئی۔

وہیں لبنی سے منسا سے معافی مانگنے کی اجازت لے کر اتنی سامیہ اسے یوں
روتے دیکھ خوش ہوئی تھی۔ مگر کسی سے بات کرتے دیکھ اس کے چہرے
پے مسکراہٹ چھائی۔

اس نے ہاتھ بڑھاتے وہیں سائیڈ پر لگا اس لینڈ لائن کا پلگ ہی نکال دیا۔ وہیں
منسا کے تڑپ کر شان کو پکارنے پر اسے کمینی سی خوشی ہوئی تھی جسے وہ سمیٹتے
وہاں سے نکل گئی۔

وہیں منسا نے فون سامنے کیا تھا مگر لائن کی ختم ہو چکی تھی۔ ادھر شان
پریشان ہوا۔

منسا اس فون کو کریڈل پر پٹختے وہاں سے اٹھتے اسی روم میں جا کر بند ہو گئی۔
آئی ہیٹ یو۔ تم بالکل بھی اچھے نہیں ہو۔ تمہی میرا بالکل بھی خیال نہیں"
ہے۔" بھوکے رہنے پر مزید دکھ اٹھ رہا تھا۔ جس سے رونا بھی شدید ہونے
لگا۔

بیڈ پر گری وہ تکیے کو بھگونے میں مصروف تھی۔

وہیں شان اٹھتے باہر بھاگا

بابا!... "وہ اونچی آواز میں بولا۔"

ان دونوں نے اسے دیکھا تھا۔ وہ کچن میں کھانا بنا رہے تھے

کیا ہو گیا شان؟ منسا تو ٹھیک ہے؟.. "عمر کو اسی کی فکر تھی ہیر بھی پریشانی"

سے اسے دیکھا۔ دودھ اس کی بات ہوئی تھی۔ تب وہ بالکل ٹھیک تھی۔ اچھے

سے تھی۔ ہنس رہی تھی۔

بابا میں اس سے ملنے جا رہا ہوں۔ بس مجھے اس کی بہت یاد آرہی ہے۔ "اس"

نے سب جانتے پھر ہی بتانے کا سوچا۔ وہیں عمر نے سانس بھرتے اسے

گھورا۔

چلے جاو۔ "ہیر اس کے چہرے کی سرخی دیکھی تھی۔ وہ بلا وجہ پریشان"

نہیں ہوتا تھا

وہ ہیر کے ہاتھ چومتے عمر کو ویسے ہی اللہ حافظ کہتے اپنے کمرے سے
پاسپورٹ لینے چلا گیا۔ وہیں عمران دونوں ماں بیٹے کی حرکتوں سے آج تک
واقف نہیں ہو سکا تھا

اس نے جانے سے پہلے موسیٰ اور شایان دونوں کو میسج کر دیا تھا۔ وہیں رومان
کا اس وقت ان میں سے کسی سے رابطہ نہیں تھا۔ وہ نا جانے کہاں مضروف
تھا۔

اسے سارا پروس مکمل کرتے پاکستان کے لیے نکلنے میں وقت لگ گیا۔ جب
اس کی فلائیٹ پاکستان لینڈ کی رات ہو چکی تھی۔ وہ ٹیکسی لیتے اس گھر کے
پتے پر پہنچا۔

وہیں ظہیر سارا دن منسا کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکا۔ بس سدرہ سے پوچھتا رہا
وہائی کہ نہیں۔ انہیں بھی اس کے کمرے میں جانے سے منع کر دیا تھا۔
حالانکہ وہ اتنی پریشان تھیں۔

وہیں لہٰذا اس بات پر سامیہ کو قصور وار نہیں مان سکتی تھیں۔ ظہیر کی اس عادت سے وہ واقف تھیں۔ اور منسا ابھی بچی ہے اس بات سے بھی۔

ظہیر ساری میٹنگز کینسل کر دیں۔ کوئی کام نہیں کیا۔ یوں ہی سارا دن اپنے آفیس میں بیٹھا رہا۔ وہ بالکل بھی کہیں نہیں جانا چاہتا تھا منسا کو سوچتا رہا مگر اس کے لیے گھر جانے کی زحمت نہیں کی۔

یہ جانتے ہوئے بھی وہ بھوک کی کتنی کچی ہے اور اس وقت اس کی دماغی حالت کیا ہے۔

وہ اسے سبق دینا چاہتا تھا۔ تاکہ وہ سمجھ سکے۔ اور اسنہ ایسی حرکت نہ کرے۔ یہ جانے بنا وہ اس کے لیے کس طوفان کو دعوت دے چکی ہے۔

وہ رات کے وقت گھرا یا۔ وہاں ماحول اس کے مطابق ہی تھا۔ وہ ان سب سے سلام لیتے اپنے کمرے میں آیا وہاں منسا نہیں تھی۔ وہ ایک ایک کرتے سارے کمرے چھاننے لگا۔ وہیں ایک کمرے کو لاک دیکھ وہ سمجھ گیا منسا یہاں ہی ہے۔

منسادر وازہ کھولو۔۔ "وہ بولا نہیں دھاڑا تھا۔"

وہ جو روتے روتے سو گئی تھی اس کی دھاڑ پر ایک دفہ اچھلی تھی۔ وہ ڈرتے خود میں سمٹی۔ اسے ظہیر کے انداز سے ڈر لگ رہا تھا۔

وہ بیڈ کے اوپر بیٹھی تھی۔ ہاؤں سمیٹتے خود میں ہی چھپنے لگی۔ باہر وہ دروازہ ناک کرتا جا رہا تھا۔

شان نے ٹیکسی سے اترتے ایک نظر اس گھر کو دیکھا۔ دیواریں تو جیسے فیشن کے لیے بنی تھیں اور سامنے بیٹھا گارڈ سونے کے لیے۔

وہ ایک جھٹکے میں بیگ دیوار پر رکھتے پھلانگتے دیوار پار کر گیا۔ بیگ بھی اتارتے اندر کو بڑھا۔

وہیں کسی لڑکی کی چیخ نکل گئی تھی۔ اس نے پلٹ کر اس لڑکی کو گھورا۔ جو اس کے پلٹنے پر انکھیں ہھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔

ہینڈ سم چور!.. "وہ منہ میں بڑبڑائی۔"

شان اسے ہونٹوں پر انگلی رکھتے خاموش رہنے کا کہتے وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

پیچھے وہ بھی ہوش میں آئی۔ کچن کے دروازے سے وہ اندر جاتے گھبرا رہی تھی۔ وہ چور تھا اور اسے سب کو بتانا تھا۔

شان آخری لوکیشن کے حساب سے ڈائریکٹ دوسرے پورشن کی طرف ہی بڑھا تھا۔

گیٹ سے اندر داخل ہوتے وہ ساتھ ہی لوکیشن بھی دیکھ رہا تھا۔ اب زوم کر رکھی تھی۔ وہیں ظہیر کی دھاڑ سنتا وہ اسی طرف گیا۔

منساوروازہ کھولس ورنہ میں توڑ دوں گا۔ "اس کی دھاڑ خاصی اونچی تھی۔" شان باآسانی وہاں پہنچ گیا۔

منسا!.. بچے میں ہوں شان۔ دروازہ کھولو۔ "ظہیر سے کچھ کہنے یاں"

پوچھنے کے بجائے وہ ڈائریکٹ منسا سے بولا۔ وہ اس کی آواز سنتے لڑکھڑاتے قدموں سے دروازہ کھولتے ہی اس کے سینے سے لگی تھی۔

اس کے گرنے سے پہلے شان نے اسے بانہوں میں سمیٹ لیا۔ اسے گود میں اٹھاتے لا کر صوفے پر بیٹھا۔

وہیں سانی کے ڈالے شور کی وجہ سے سب چور کو ڈھونڈتے ظہیر کے پورشن میں آ پہنچے تھے۔ سانی حیرت سے منسا کو چور کے گلے لگا روتے دیکھ رہی تھی۔

وہ سب ہی دروازے پر حیرت سے کھڑے تھے۔ ظہیر کا خاموش کھڑا رہنا بتا رہا تھا وہ منسا کا کچھ لگتا ہے۔ سدرہ اور احمد بھی اسے نہیں جانتے تھے۔ وہ شادی پر وہاں نہیں تھا

منسا میرا بچہ بس۔۔ میں آگیا ہوں ناں۔ میری جان بس کرو۔ روتے " نہیں۔ " اسے سینے سے لگائے وہ بچکار رہا تھا۔ وہیں ظہیر کا بس نہیں چل رہا تھا اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا لے۔ وہ ضبط کرتے کھڑا تھا۔

ایک گلاس پانی لا کر دو۔ " انداز حکمیہ تھا۔ ظہیر کچھ کہے بغیر ہی پانی لینے چلا گیا۔

لبنی اور سامیہ بھی وہیں کھڑی تھیں۔ ظہیر کے اشارہ کرنے پر وہ سب بیٹھ گئے۔

منسا پانی پی لو شاباش۔۔ "اس کا چہرہ سینے سے نکالا۔ وہ دور ہوتے اس کے" ہاتھ سے ہی گلاس کو ہونٹوں سے لگاتے پانی پی گئی۔ شان نے اپنی شرٹ کے بازو سے اس کے ہونٹوں پر لگا پانی صاف کیا۔

وہ اس کے سینے پر سر رکھتے اس کی کالر سے انسوؤں صاف کرنے لگی۔ شان بس سانس بھر کر رہ گیا۔

وہیں سانی اور شانی انکھیں پھاڑے دیکھ رہے تھے۔ کیا وہ منسا کے بابا تھے۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ بے آواز سا "اتنے ہینڈ سم بابا نکلا۔۔" پھر خود ہی کانوں کا ہاتھ لگاتے سر جھکا لیا۔

مجھے بھوک لگی ہے۔ میں نے کل سے کچھ نہیں کھایا۔ تم مجھے باہر سے کھانا" منگو کر دو۔ "شان نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا

منسا اس ٹائم میں تو!.. "اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی گئی۔"

میں پھر بابا کو کال کرتی ہوں۔ "شان نے گرل کے گارڈز کو پہلے ہی کال کر دی تھی۔ وہ یہاں ہی تھے۔ اس کا میسج ملتے ہی وہ کھانا لے آئے۔ احمد نے گارڈز کو ان کو اندر بھیجنے کا کہا۔

وہ کھانا شان کو پکڑاتے وہیں کھڑے ہو گئے۔ وہیں اب وہ دونو بہنیں انکھیں بھاڑے گارڈز کو دیکھ رہی تھیں۔ اتنا تو پتا چل گیا وہ منسا کا باپ .. نہیں ہے۔ تو کیا بھائی؟

ساتھ ہی سوچیں ظہیر کی طرف گئی۔ ان کے بھائی تو اتنی محبت سے پیش نہیں ... آتے تھے۔ پھر شان آور منسا کیسے؟ وہ تو اب بس رشک کر سکتی تھیں۔

اب کھاؤ۔ "کھانا نگالتے اس کے سامنے رکھا۔ وہ اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھتے کھانا کھانے لگی۔ وہ لاہور کا مشہور کھانا چنے نان اور ساتھ حلوہ تھا۔ ساتھ ہی کراچی ریسیپی کی بنی مشہور کراچی بریانی۔ اس کی خاصیت بس یہ

تھی اس میں گوشت کے ساتھ آلو بھی تھے۔ بریانی کے رنگ میں رنگے
آلو۔۔

منسا بغیر کسی کی پرواہ کیے کھا رہی تھی۔ ظہیر اسے گھورتی نظروں سے دیکھ رہا
تھا۔ مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔ شان چپ چاپ بیٹھا تھا۔
کھانا ختم کرتے اس نے کوئی دسویں دفہ اب پانی مانگا۔ ظہیر اب جگ ہی لا کر
سامنے رکھ دیا۔ جس سے چند گھونٹ پیتے اس نے گلاس میں ڈالا پانی بھی
واپس رکھا۔

اب اپنے کمرے میں جاؤ۔ میں یہاں ہی ہوں۔ "منسا نے اسے پریشانی سے "
دیکھا۔

مجھے تمہارے ساتھ جانا ہے۔ "بتایا گیا۔"

میں یہاں ہی ہوں۔ اور یہاں ہی رکوں گا چند دن۔ تم جا کر سو جاؤ۔ "اس "
نے ابتر واٹھاتے اسے دیکھا۔

یہ میرا فون ہے۔ یہ پاسپورٹ اور یہ کارڈز۔ پاس رکھ لو۔ اب بے فکر ہو۔"
جاو۔ کہیں نہیں جاسکتا اب میں۔۔ "وہ ساری چیزیں لیتے ان سب کو اگنور
کیے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

در حقیقت وہ ان سب کی آنکھوں میں اپنے لیے افسوس نہیں دیکھنا چاہتی
تھی۔ جیسا افسوس اس نے سامیہ کی نظروں میں دیکھا تھا ویسا افسوس۔۔۔
منسا کے جاتے ہی شان نے شکر کا کلمہ پڑھا۔ اس کے چھوڑے پانی کو ہی پیتے
اس نے پیچھے کھڑے گارڈز کو دیکھا۔

تم لوگ جاو۔ مگر یہاں ہی رہنا۔۔ پاس میں کوئی ہوٹل دیکھ لو۔ رینٹ گرل "
کے اکاؤنٹ میں ڈال دینا۔ میں بات کر لو گا اس سے۔ "وہ یس سر کہتے چلے
گئے۔۔ شان اب ان کی طرف پلٹا۔

میری وجہ سے جو تکلیف ہوئی اس کے لیے میں معافی چاہتا ہوں۔ اور چور "
رستے سے آنے کے لیے بھی ریلی سوری۔ "سدرہ نے سانی کو گھورا۔ وہ سر
جھکا گئی۔

وہیں منسا کے لیے رشک تھا جسے اتنا پیار کرنے والا بھائی ملا۔

منسا کے سامنے یہ سب کہتا تو وہ ہتھے سے اکھڑ جاتی۔ بابایاں ماما کو کال کر دیتی "

اور وہ دونوں اس سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔ ساری فقونج لے کر یہاں دھاوا

بول دیتے اور بات بڑ جاتی۔ "ان سب نے سمجھتے سر ہلایا۔

میں شان ہوں۔ منسا کا بڑا بھائی۔ "ان سب کی نظروں کے سوال کا جواب "

دیا۔

وہ بچی ہے۔ تو اس کی ان حرکتوں کے لیے میں معافی!.." احمد نے ٹوک "

دیا۔

بیٹا اب ہمیں شر مندرہ تو مت کریں۔ ہم بھی جانتے ہیں بچی ہے۔ بس ظہیر "

ذرا غصے کا تیز ہے۔ اسی وجہ سے بچی ناراض ہو گئی ورنہ بات تو بڑی نہیں

تھی۔ "احمد اس کے بار بار معافی مانگنے پر خود ہی بولے۔

ظہیر تو شاید زبان ادھار دے آیا تھا۔

انکل میں سمجھ سکتا ہوں۔ جس عمر میں ظہیر ہے۔ انسان کچھ میچور ہی ہوتا۔"
ہے۔ میں اسی لیے سب جانتے منسا کے فیصلے کو نہیں سراہا تھا مگر وہ بضد
تھی۔ "شان کچھ جاننے کو ظہیر کی نظروں میں دیکھا تھا۔ سرخ نظریں بتا
رہی تھیں یہ بات کس حد تک ناگوار گزری ہے۔

ڈوم بہنوں کو لے کر جاو۔ کھانا کھاو۔ ہم بعد میں کھالیں گیں۔ "وہ تینوں"
کو لے کر چلا گیا۔ ورنہ وہ ابھی آیا ہی یہ ڈرامہ دیکھنے تھا۔
ماما میں بات کر لوں گا۔ اپ لوگ بھی جائیں۔ "ان کے کہنے کے باوجود بھی"
انہیں بھیج کر دم لیا۔ پھر دروازہ لاک کرتے اس کے سامنے آ بیٹھا۔
منسا میری بیوی ہے اور رہے گی۔ "شان مسکرایا۔ ٹانگ پر ٹانگ رکھتے"
سیدھا ہو کر بیٹھا۔

میں کبھی اس بات سے نہیں مکر وگا مگر وہ بچی ہے۔ "ظہیر بچی پر اسے"
گھورا۔

یہاں وہ اس سے اپنے بچے چاہتا تھا اور وہ اسے بچی بول رہا تھا۔

ظہیر وہ بہت حساس ہے۔ اسے کبھی کسی نے سرد نظروں سے بھی نہیں دیکھا۔ اور تمہارا غصہ! سوری مگر وہ یہ غصہ کبھی برداشت نہیں کر سکتی۔" وہ چپ چاپ اسے سنتا رہا۔

اس نے ایک عرصہ بابا کی فرینڈ کی فیملی کے ساتھ گزارا۔ انہوں نے بھی "کبھی اسے اونچی آواز میں مخاطب نہیں کیا۔ یہ ڈر نہیں محبت کی وجہ سے تھا۔ وہ منسا سے محبت کرتے تھے۔ ہماری فیملی میں بھی سب کی اس میں جان بستی ہے۔ ریڈ کی اس سے دوسری کی وجہ سے کوئی اسے ڈانٹتا بھی نہیں تھا۔ اور تم جس لہجے میں اسے باہر آنے کا بول رہے تھے وہ ڈر چکی تھی۔ اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔ وہ اپنا بوجھ خود نہیں اٹھا سکی ڈر سے۔" وہ بہت تحمل سے بول رہا تھا۔

میں تم دونوں کا رشتہ خراب نہیں کرنا چاہتا۔ کوئی بھائی اپنی بہن کا گھر نہیں اجاڑنا چاہے گا لیکن اگر تم اپنا غصہ کنٹرول نہیں کر سکتے تو ایک بھائی کے لیے یہ مجبوری بن جائے گی۔" وہ بہت عاجزی سے بول رہا تھا۔

وہ اچھے سے سمجھ چکا تھا وہ اسے نہیں چھوڑے گا۔ یہ تو بس اسے سمجھانے کے لیے تھا منسا لا وارث نہیں ہے۔ اس کے لیے ایک فیملی ہے۔

میں بھی اپنا رشتہ خراب نہیں کروں گا کبھی۔ اور غصہ۔۔ میں کوشش کروں گا کنٹرول کر لوں۔" اس کی عاجزی دیکھ ظہیر بھی غصے سے بات نہیں کی۔

تم اسے ویسے سمجھاتے رہو گے تو وہ سمجھ جائے گی۔ وہ ضدی ہے مگر پیار سے مان جاتی ہے۔ ہم سب کی مجبوری ہے ہم اسے روتے نہیں دیکھ سکتے۔" ظہیر کو حیرت ہوئی کیا یہ وہی شخص تھا جو اسے وہاں ملا تھا۔ مگر اس کا انداز اور لہجہ دونوں مختلف تھے۔

وہ نہیں جانتا تھا وہ کس قدر جلدی بدلنے والا انسان ہے۔ کردار بدلنا تو اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

میں پوری کوشش کروں گا اپنا غصہ ختم کرنے کی اور اسے پیار سے سمجھانے کی۔ تم آؤ کھانا کھا لو۔" وہ ظہیر کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پر آ گیا۔

منسا کے لیے رکھی چٹیر پر اب وہ بیٹھا تھا۔ وہیں تینوں لڑکیوں کی آنکھیں اس پر تھیں۔

سامیہ تو سمجھ نہیں پا رہی تھی آخر یہ یونانی شہزادہ آیا کہاں سے ہے وہیں سامیہ چپکے سے اس کی معدہ کی جیسی سفید رنگت پر نظر ڈال لیتی جس پر اسے داڑھی اچھی لگ رہی تھی۔

اس کا ہر چیز بھلائے کھانا کھانا دیکھ وہ سب سمجھ گئے تھے منسا کی یہ عادت کس پر گئی ہے۔

وہیں سامیہ اور شامی تو رشک کر رہی تھیں منسا کی قسمت پر۔ جو اسے اتنا چاہنے والا بھائی ملا ہے۔ جو اسے پلکوں پر بٹھاتا ہے۔

وہیں ان کا اپنا بھائی تھا ہر وقت ناک پر غصہ رکھتا۔ انہوں نے غصے سے اپنے بھائی کو دیکھا مگر احساس ہوتے ہی سر جھکاتے کھانا کھانے لگیں۔

ظہیر نے ملازم کو آواز دیتے اپنے ہی پورشن کا ایک کمرہ صاف کروا دیا۔ شان کا سامان بھی وہاں رکھوا دیا

شان کھانا کھاتے دکل میں ہی شکر ادا کرتے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ یہ ان دونوں بہن بھائیوں کی عادت تھی۔ بس منسا شوخی میں اونچی کہہ دیتی۔ اور شان نیچے لہجے میں۔

اصل میں ہم دونوں بہن بھائی بھوک کے معاملے میں بہت کچے ہیں۔ عمان "کا کوئی ایسا ریسٹورنٹ نہیں جہاں سے ہم دونوں نے کھانا کھایا ہو۔" شان اپنی بے بسی بتائی وہ سب ہلکا سا مسکرا دیے۔

بیٹا چائے یا کچھ اور چاہیے ہو تو بتادیں!.." سدرہ کے پوچھنے پر وہ مسکراتے "نفی میں سر ہلا گیا۔

نہیں انٹی۔۔ یہ بہت ہو گیا۔ کھانا بہت ٹیسٹی تھا۔ "یہ الگ بات تھی وہ" کوئی دس گلاس پانی پی چکا تھا۔ اسے کھانے میں اتنی مرچیں بالکل برداشت نہیں ہوتی تھیں مگر یہ اس کا اپنا گھر نہیں تھا۔

سانی جاؤ بھائی کو اُس کریم لادو۔ شاید مرچیں لگ رہی ہیں اسے!.."سانی"
نے حیرت سے سراٹھایا۔

میرے تو بھائی نہیں ہیں یہ!.."سدرہ شرمندہ ہوتے اسے گھورا۔ وہیں"
شان مسکرا دیا۔

کچھ اور بھی لوگ اس کی بہن کی طرح تھے۔

وہ منہ میں بڑبڑاتے اُس کریم کا باؤل لے آئی۔ اسے کھانے سے شان کے
منہ میں مرچوں کا ذائقہ کچھ کم ہوا۔

آؤ کمرہ دیکھا دوں۔"ظہیر اسے ساتھ لے گیا۔ باقی سب بھی کھان کھا چکے"
تھے تو سونے کے لیے اٹھ گئے۔

شان دروازے کے سامنے کھڑے ہوتے ظہیر کو دیکھا۔

وہ سر پر اُزدیکہ کر خوش ہو جاتی ہے۔ لیکن تم اگر محبت سے بات بھی کرو"
گے تو پگھل جائے گی۔"ظہیر جانتا تھا وہ اس کا سر پھاڑنے کو آئے گی اور محبت
تو وہ ایسی دیکھتا تھا وہ یاد رکھتی۔

ظہیر مجھے کچھ اور بھی بات کرنی تھی؟ "ظہیر نے بولنے کا اشارہ کیا۔"
اگر تم ہارون!.."ظہیر نے ہاتھ کھڑا کر دیا۔"

میں سب جانتا ہوں اور میری بیوی کو اب کسی ہارون سے کوئی واسطہ "
نہیں۔"اس نے شکر ادا کیا چلو یہ بات نہیں۔

اوکے۔ مجھے ڈر تھا کہیں بات بڑھنے کی وجہ وہ نہ ہو۔"اس نے اپنا ڈر بتایا تھا"
نہیں۔ وہ تو ہم دونوں کی آپس کی بات تھی۔ کسی تیسرے کی وجہ سے نہیں"
تھے۔"وہ سر ہلا گیا۔

میں جانتا ہوں وہ بچکانہ ہے۔ اور جیسی وہ حرکتیں کر رہی ہیں مجھے یقین ہے "
تم نے اسے کھانا کھاتے وقت کچھ کہا ہو گا۔" کہتے مسکراتے چہرے سے لب
دبائے

کہاں یار۔ کچھ کہا ہی نہیں۔ بس اس کی کمر درد کر رہی تھی تو سوچا دبا دو۔"
ہاتھ لگاتے ہی وہ اچھل پڑی۔ سب کے سامنے میرا گریبان ہی تھام لیا۔ اور
میں بھی غصہ میں آ گیا۔"وہ اچانک ہی یوں بولا جیسے دونوں دوست ہوں۔

تم نے اس پر ہاتھ!.." بات ادھوری چھوڑ دی۔"

نہیں۔ بس سرد نظروں سے گھورا تھا۔ اور میڈم کمرے میں بند ہو۔
گئیں۔ "شان اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

اس کے ساتھ زندگی گزارنا صبر آزما کام ہے۔ "اس نے ہاں میں سر ہلاتے"
باتوں سے اسے پر سکون کیا۔

شان اپنے کمرے میں گیا تو ظہیر بھی اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ کمرہ
لاک نہیں تھا اس نے شکر ادا کیا ورنہ جس طرح وہ کر رہی تھی کمرہ تو لاک کر
ہی لیتی۔

ظہیر نے بیڈ پر دیکھا تو وہ انکھیں بند کیے چت لیٹی تھی۔ وہ اس کے پاس آ
بیٹھا۔ اس کا وجود بتا رہا تھا وہ سو نہیں رہی۔

مجھے چھوڑ کر جانا چاہتی ہو؟.." اس کے ساتھ لیٹتے ہاتھ اس کے پیٹ سے"

گزارتے کمر میں ڈالا۔ چہرہ اس کی گردن میں چھپا لیا

وہ کچھ نہیں بولی۔

تمہاری کمزوری دکر رہی تھی۔ وہ دانا چاہتا تھا میں۔ بس اس سے پہلے تمہیں "ذرا چھیڑ دیا اور تم نے اچھے سے بتایا اسندہ ایسا نہ ہی کروں۔" منسا چپ چاپ رہی۔ کچھ نہیں بولی

ظہیر اس کی گردن میں ہونٹوں سے اپنے بنائے نشانوں کو چھونے لگا۔ اچانک اس کا ہونٹوں سے زبان سے چھونے پر وہ تڑپ اٹھی۔ کچھ بولو!.." وہ اس کی آواز سننا چاہتا تھا۔"

تمہیں جب میری آواز پسند ہی نہیں تو میں کیوں بولو؟.." نروٹھے پن سے "کہا۔

آواز سے زیادہ پھر سسکیاں پسند ہیں۔ وہ سن لوں؟.." منسا کا دل دھڑکا تھا "اس نے انداز پر۔"

تم میرے بھوکا ٹھنے کے باوجود بھی میرے پیچھے نہیں آئے۔ "شکوہ کرتے" وہ رخ موڑنے سے قاصر تھی۔

آئندہ یہ غلطی نہیں ہوگی۔ ایک دفہ اپنے احمد کو معاف کر دو بس۔ "اس کا" ماتھا چومتے شاہ رگ کو اپنے ہونٹوں سے چھوا۔

وہ اس کی کالر کو ہاتھوں میں دبوچ گئی۔ مگر اچانک یاد آنے پر اس کی کالر چھوڑ دی۔

آئندہ نہیں کروں گا نہ ایسا۔ پکا۔ "اس کے ہونٹ چومتے یقین دلایا۔" وہ کچھ نہیں بولی۔۔ یوں ہی پڑی رہی۔

کیسے مانو گی؟ "پوچھتے ایک ہاتھ اس کی کمر کو دبائی رہا تھا۔ وہ اس کے ہلکا سا زور سے دبائے پر رخ موڑتے تڑپ کر اس کے سینے سے لگی۔
ظہیر نظریں اٹھائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

جتنے دن شان یہاں ہے تم مجھے اس کے ساتھ باہر جانے سے نہیں ٹوکو" گے! "اتنا تو وہ بھی جانتی تھی وہ ظہیر سے الگ نہیں ہونا چاہتی۔

بس اس کے غصے اور سرد نظروں سے خفا ہو گئی تھی۔ پھر اس کا نامنا سونے پے سہاگے کام کر گیا تھا۔

تو کیا بدلے میں تم مجھے اپنے پاس آنے سے نہیں روکو گی؟ "اس کی شرٹ کے بٹنز پر انگلی پھیری۔ وہ اس کی شدتیں یاد کرتے تھوگ نگل گئی۔

احمد مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ "بے بسی سے کہا۔

کیا میری شدتیں اور جنون برا لگتا ہے؟ "اس کی شرٹ کے بٹن کھولنے شروع کر دیے تھے۔ وہ سانسیں بھرتے اسے بھی تڑپا رہی تھی۔

نہیں۔ بس مجھ سے جنون برداشت نہیں ہوتا۔ مجھے پھر ڈر لگتا ہے۔ "ظہیر

اس کا ماتھا چوما۔

اس کا انداز یوں تھا جیسے اپنے برداشت نہ کر سکنے پر چڑ رہی ہو۔

اسی لیے تو کہتا ہوں صحت بناؤ۔ "وہ کچھ نہیں بولی۔ ظہیر کی نظریں اپنے

وجود کے آر پار ہوتے دیکھ وہ اس میں سمٹنے لگی تھی

میں کوشش کرو گا شدتیں کم کروں۔ تم کوشش کرنا برداشت کر سکو۔

دونوں تھوڑا تھوڑا کامیاب ہو ہی جائیں گیں۔ "ظہیر کا انداز دیکھ وہ بیڈ شیٹ

کو مٹھیوں میں دبوچ گئی۔

ظہیر اس کی گردن میں منہ دیے وہاں سے ہوتے اس کی نیک بونز کی طرف
ایا تھا۔ سانس بھرنے سے وہاں ہڈیاں ابھرتیں۔ اسے یہ ہڈیاں پسندائی
تھیں۔

انہیں چومتے وہ منسا کو تڑپا بھی رہا تھا۔ جس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے
اس کی انگلیاں مضبوطی سے تھام لی تھیں۔ ظہیر اس کی تڑپ دیکھ رک گیا
تھا۔

وہ حدوں سے گزرنے کے بجائے سائیڈ ہو گیا۔ مگر دور ہونے سے پہلے اس
کے وجود کو اپنے ہونٹوں سے یوں چھوا وہ اس کی بانہوں میں پگھل گئی۔
اس نے ہاتھ بڑھاتے کمر کھینچ کر خود پر اوڑھتے ساتھ اس پر بھی دیا۔
سو جاو۔ پہلے ہی کل سے کچھ نہیں کھایا۔ کہیں یہاں ہی بے ہوش نہ ہو"
جانا۔ "باتوں سے اسے ہلکا پھلکا کیا۔

منسا سے گھورتے اس کی گردن دانتوں سے کاٹا۔ وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے
اس کے دانتوں کے نشانات کو اپنے وجود پر ابھرتے محسوس کر سکتا تھا۔



صبح ہوتے ہی سدرہ اپنی عبادت کے لیے کمرے سے نکلیں۔ وضو بناتے وہیں
ایک سادہ مگر خوبصورتی سے سجائے کمرے میں نماز ادا کرتے قرآن مجید کی
تلاوت کرنے لگیں۔

کچھ ہی دیر میں سامیہ اور شمیمہ بھی نماز ادا کرتے انہیں حاضری لگوا چکی
تھیں۔ یہ سدرہ کا حکم تھا کوئی ان میں سے نماز نہیں چھوڑے گا۔ ماسوائے
ظہیر کے۔۔۔

جوان کی ایک نہیں سنتا تھا۔ اگر سنتا بھی تھا تو اس معاملے میں نہیں۔
جلدی کرونا!۔۔ "منسا باہر سے چیخی۔"

اسے فریش ہونا تھا۔ پھر شان کے ساتھ لاہور گھومنا تھا مگر یہ ظہیر نکلے تو
نال۔۔

کس بات کی جلدی ہے تمہیں؟ "اندر سے آواز گونجی۔ وہ جسم خشک"
کرتے اب ٹاول لپیٹ رہا تھا۔

اسی بات کی جس کی تمہیں بھی ہے۔ "منہ بناتے کہا۔ وہیں وہ ٹاول لپیٹے"
باہر نکلا۔ منسا کی بولتی بند ہوئیں۔ اس نے سر ہی جھکا لیا۔

مجھے تو اپنے بچوں کی جلدی ہے! "اس کے الفاظ سے منسا کو مکمل ہی چپ"
لگ گئی۔

ظہیر اپنے سیکسس پیک شو کرتے اس کے پاس آیا۔ گیلے ہاتھوں سے ہلکے سے
اس کی گال چھوئی۔

تو کب دے رہی ہو مجھے نیوز؟.. "اس کے بال انگلی پر رول کرنے شروع"
کر دیے۔

کیسی نیوز؟.. "دھیمے سے پوچھا۔"

گڈ نیو.. میرے بابا بننے کی۔ "اس کی گال چومتے اسے سٹل چھوڑے وہ خود"
ڈریسنگ روم میں بند ہو گیا۔ پیچھے منسا اپنے تپتے وجود اور عارض کے ساتھ
کتنی ہی دیر کھڑی رہی۔ پھر کھٹکے سے ڈریسنگ روم اوپن کرنے پر وہ جلدی
سے واش روم میں بند ہوئی۔ ظہیر اب وہیں اپنے لیے میچنگ شوز دھونڈ رہا تھا،
ٹائی الگ سے اور وایج بھی ابھی رہتی تھی۔
اسے تو ابھی کافی وقت لگنے والا تھا

بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ وہیں گھر میں داخل ہوا۔ وجود پر جم سوٹ تھا۔ بال
پسنے سے ماتھے پر چپک رہے تھے۔ اس نے ٹراؤزر کی پائیٹ سے رومال
نکالتے اس سے پسینہ صاف کیا۔ وہیں ایک دوسرے کے سر پرے سر جوڑے
کھڑی وہ تینوں اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

شان کا حسن دیکھ اب تو سامیہ کو ظمیر بھی اس کے سامنے زیر و لگتا۔ وہیں
سانیہ کو وہ ہینڈ سم چور لگتا تو شامیہ کو وہ اس کا جیک لگتا۔ جو نا جانے کہاں کھو
گیا تھا مگر اسے واپس مل گیا۔

شرم تو نہیں اتنی گھرائے مہمان کو تاڑتے ہوئے!.."ڈوم نا جانے کہاں"
سے آٹکا۔

وہ تینوں گھبراتے فوراً سے پلٹیں۔ ڈوم کو دیکھ سانس بھرتے شکر ادا کیا۔

ہینڈ سم مہمان!.."سکون میں اتے ہی سانیہ نے اس کی تصحیح کی۔"

وہ تو میں بھی ہوں۔"کالر کھڑی کرتے فخر سے کہا۔"

میں نے ہینڈ سم کہا ڈفر تو نہیں۔"طنزیہ مسکراہٹ اچھالتے اسے اگ کی"

بھٹی میں جو نکتے وہ تینوں وہاں سے چلی گئیں۔ پیچھے وہ وہیں کھڑا جلتا کڑھتا رہا
گیا۔

شان سیدھا اپنے کمرے میں آیا۔ گھر تو اسے اب تک جو س مل جاتا تھا مگر
یہاں ایسا کوئی سین نہیں تھا۔ وہ فریش ہوتے ظہیر کے پورشن میں بنے ویل

فرنشڈ کچن میں آگیا۔ وہاں ضرورت کا سارا سامان موجود تھا۔ اس نے سکون سے اپنے لیے جوس بنایا۔ ساتھ ہی منسا کے لیے بناتے ٹرے میں رکھتے اندازہ لگاتے کے کمرے کی طرف آیا۔

منسا بیٹھی غصے سے طہیر کو گھور رہی تھی۔ وہ مکمل تیار تھی مگر ظہیر کے ٹشن ہی ختم نہیں ہو رہے تھے۔ وہ کوئی دسویں ٹائی بدل رہا تھا۔ منسا تو اس کو بس گھور ہی سکتی تھی۔

دروازہ ناک پونے پر وہ اسے گھورتے کھول گئی۔

اب کیسی ہو؟.. "نروٹھے پن سے" ٹھیک ہوں.. "کہا تھا۔ شان نے اسے " جوس کا گلاس دیا۔

وہ ٹرے سائیڈ پر رکھتے اس کے ساتھ صوفے پر آ بیٹھا۔

شلوار قمیض میں پیاری لگ رہی ہو! "اس کا چہرہ سرخ ہوا۔ شان کی " تعریف ہر ثر ماتے وہ اسے مسکرا نے پر مجبور کر گئی۔ وہیں اب ظہیر کی نظریں اسی پر تھیں۔

میں ہھر ٹکٹ بک کرواؤ؟.. "شرارت سے پوچھا۔ ساتھ ہی لب دایا۔"
نہیں۔ بس گاڑی بک کروالو۔ تم مجھے پورا لاہور گھماؤگے جب تک یہاں"
ہو۔ "شان نے اسے گھورا۔

وہ اکڑ کر کہتے جو س پینے لگی۔ ظہر بھی کچھ ہی دیر میں تیار کھڑا تھا۔
سوری۔ مجھے پتا نہیں تھا تم کون سا فلیور لوگے۔ میں پھر تمہارے لیے"
جو س نہیں لایا۔ "وہ منسا کی وجہ سے فار مل تھا ورنہ یہ خدمت گزاریاں تو
صرف شایان اور منسا کے لیے تھیں۔ اس نے تو کبھی موسیٰ یاں رومان کو بھی
کچھ بنا کر نہیں دیا تھا جو س تک بھی نہیں
کوئی بات نہیں۔ منسا پیا میں پیا ایک ہی بات ہے۔ "وہ اسے دیکھ کر بولا جس"
نے جھوٹے منہ بھی نہیں پوچھا تھا پینا ہے تو پی لو۔
مگر مجھے الگ سے بھوک لگتی ہے جو شدید ہو چکی ہے۔ "وہ اٹھ کھڑی"
ہوئی۔

شان ان دونوں سے پہلے نکل گیا۔ وہیں منساب ظہیر کے ساتھ اکیلی تھی۔

کیا یہ زبان تھک جاتی اگر تم یہ پوچھ لیتی "ظہیر کیا آپ بھی جو س پیے"
گیں؟۔ "اس کے سامنے کھڑے ہوتے کچھ خفگی بھرے تاثرات سے
پوچھا۔

میں کسی ظہیر کو نہیں جانتی!۔ "لا پرواہی سے کہا۔"
تو تمہارا شوہر کون ہے؟۔ "اس کی کمر کے گرد ہاتھ لپیٹا۔ وہ اپنی بات پر
پچھتائی۔

احمد!۔۔ "اس نے یک لفظی جواب دے کر سوچا تھا وہ مطمئن ہو کر اسے
جانے دے گا۔

اور اگر وہی احمد چاہے تم اسے ظہیر کہہ کر بلاؤ!۔۔ "کہتے ہی ہاتھ کی گرفت
تنگ کرنا شروع کر دی۔

اس نے تھوک نگلا تھا۔

ظہیر اس کی حالت غور سے دیکھتے دوسرے ہاتھ سے اس کا نچلا لب دبایا۔
اس پر ہلکا سا کٹ تھا اور یہ ظہیر کی ہی مرہون منت تھا۔

یہ اچھا لگ رہا ہے۔ ان کا اصل رنگ سرخ سے زیادہ پیارا ہے۔ "وہ ہونٹ"
اپنے منہ کے اندر لے جاتی اس سے پہلے ہی وہ ان پر جھک گیا۔ وہ اس کے
الفاظ سے سمجھ رہی تھی وہ کیا چاہتا ہے۔ اور کیوں چاہتا ہے۔

اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دبائے وہ ان کو شدت سے چوم رہا تھا۔
ایک ہاتھ اس کی کمر میں گردش کرتے اسے الگ سے تڑپانے لگا۔ ظہیر اس
کی گردن میں ہاتھ ڈالے اسے خود میں سموئے تھا۔

وہ اس کی بانہوں میں بغیر تڑپے بس اسے خاموشی سے اپنی سانسیں لینے
دے رہی تھی۔ نہیں چاہتی تھی وہ ذرا بھی غصے میں آئے۔ اور جو رات کو وہ کر
چکا تھا اس کے بعد منسا اس سے دور نہیں جانا چاہتی تھی۔

اپنی طلب کو سائیڈ پر رکھتے جب اس نے منسا کی صحت کا خیال کیا تھا منسا سب
بھول گئی تھی۔ اگر کچھ یاد رہا تھا تو بس ظہیر احمد۔ اس کا شوہر۔۔۔

ظہیر اس کو آہستہ سے خود سے الگ کیا۔ اس کے ہونٹوں سے نرمی سے
ہونٹ جدا کیے۔ اسے سینے سے نکالتے اس کا چہرہ سامنے کیا۔ وہ سانسیں

بھرتے انکھیں بند کیے پڑی تھی۔ اس کی شدت برداشت کرنے کے بعد وہ اکثر ایسی ہی ہو جاتی تھی۔ اور اس کی پھولی سانسیں ظہیر کو مسمرائز کر دیتیں۔ وہ سب بھول جاتا۔ سب کچھ ہی۔۔۔

تم نارمل سے زیادہ پھولی سانسوں میں اچھی لگتی ہو مجھے۔ "ہاتھ اس کی کمر" سے پیٹ پر پھیرتے وہ اسے تڑپا گیا۔ جو اس کے گلے میں بازو ڈالتے اس کے سینے سے لگ گئی تھی۔ مشکل سے اس کے سینے تک پہنچنے والی نے پاؤں زمین سے اونچے کر لیے تھے۔

چھوٹی سی ہو مگر کام بڑے بڑے ہیں۔ "اشارہ اس کے گردن میں بازو" ڈالنے کی طرف تھا۔

کھانا نہیں کھانا اب؟.. "وہ کچھ نہیں بولی"

ظہیر اسے خود ہی بانہوں میں بھرتے نیچے لایا۔ دروازے کے پاس لاتے اسے نیچے اتارا۔ دوسری طرف سے شان کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ

سدرہ کے ساتھ ٹیبل سیٹ کر رہا تھا۔ وہ یقیناً ان کاموں کا عادی تھا یاں کچھ بھی۔۔۔

مگر اس نے زیادہ نہیں سوچا

بیٹا اب تو بیٹھ جاو۔۔ "وہ او کے کہتے منسا اور ظہیر کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ کچھ " ہی دیر تک باقی سب بھی آگئے۔ لبنی میٹنگ کے لیے چکی گئی تھی۔ اپنے شوہر کی وفات کے بعد وہ ہی بزنس سنبھال رہی تھی۔

ان کے ساس اور سسر ایک عرصہ پہلے وفات پا چکے تھے۔ وہیں ان کے شوہر اکلواتے بیٹے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ایسا کوئی نہیں تھا جو بزنس سنبھالتا۔ ظہیر نے ان کی کچھ مدد کی۔ کچھ وہ خود بھی بزنس اور فائننس سے ہی تھیں تو ان کے لیے زیادہ مسئلہ نہ بن سکا۔ اب وہ اپنی ساری کمپنی کو اکیلے ہی ہیں دل کر رہی تھیں۔

ظہیر ان کی کبھی کبھار مدد کر دیتا۔ مگر اب چوں کہ سالوں سے انہوں نے ہر طرح کی مدد لینے سے انکار کر دیا تھا۔۔

ظہیر کو داماد تو وہ بھی بنانا چاہتی تھیں مگر اس کی باتوں کی بعد انہوں نے امید چھوڑ دی تھی۔ وہ ان کو بہت پہلے ہی سب باتوں سے آگاہ کر چکا تھا۔
خالہ میں سامیہ سے شادی نہیں کر سکتا۔ اپ اسے ابھی سے سمجھالیں۔۔۔"
وہ انہیں کچھ کام بتانے آپایا تھا مگر اس کی اچانک بات پر وہ ٹھہرتے اسے دیکھنے لگیں۔ یہ ایک عرصہ سے طے تھا تو آج وہ ایسا کیوں چاہتا تھا۔
کوئی وجہ بھی تو ہوگی؟۔۔۔" انہوں نے پریشانی سے پوچھا۔"
میں بابا کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔" وہ سمجھی نہیں تھیں۔"
منہا۔ ان کی اپنی بیٹی۔۔۔" لبنی نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ یہ کیوں "
کہہ رہا تھا

بابا سے مس کرتے ہیں۔ میں اس سے شادی کے بعد اسے یہاں لے آؤں "
گا۔ کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔" جبکہ انداز ایسا تھا جیسے بدلہ لینا چاہتا ہو۔

وہ اچھے سے جانتی تھی وہ احمد سے کس قدر محبت کرتا ہے۔ وہ ضرور اس کی محبت سے چلتے منہا کو ان سب سے الگ کرتے یہاں لانا چاہتا تھا۔ وہ ان سے جھوٹ نہیں بولتا تھا۔

احمد نہیں مانے گا۔ اور وہ تمہاری بہن ہے۔ "انہوں نے ایک کوشش کی" وہ میری بہن نہیں ہے۔ ہم دونوں کے ماں باپ ایک نہیں ہیں۔ ہم "دونوں بس کزن ہیں۔ اسلامی شریعت کے مطابق ہم دونوں کا نکاح جائز ہو گا۔" وہ اتنا بھی بے چبر نہیں تھا

مگر احمد!.. "اس نے پشت دھوار کی طرف کی۔"

میں انہیں کچھ نہیں بتاؤ گا۔ "اس نے کہتے ہی پلٹ کر جانا شروع کر دیا۔" پیچھے وہ وہیں کھڑی رہ گئیں۔

وہیں ظہیر کچھ ہی دنوں میں عمان چلا گیا۔ اس نے گھریہ ہی بتایا اسے بزنس کے حوالے سے کچھ کام ہے۔

اس نے وہاں منہا کے اور خیام کے بارے میں سادی معلومات حاصل کی۔

اس کے دوست کو پیسے دیتے اسے اپنا باپ بننے کا ناطک کرنے کا کہا۔ وہ ماں

بھی گیا۔ خیام بھی اس سے راضی تھا۔ سب ٹھیک جا رہا تھا جب اچانک ہی

انہوں نے منہا کی مرضی کا بتا کر نکاح کی ڈیٹ بھی کینسل کر دی۔

اس دن اسے بہت غصہ آیا تھا۔ وہیں تب تک اس نے سیکنڈ ہار گیٹ سیٹ کر

لیا۔ وہ منسا تھی۔ خیام کو بگ بی کہنے والی منسا اس کا خیال تھا وہ خیام کی بہن ہے

مگر معلومات نکالنے میں پتا چلا وہ اس کی کچھ نہیں لگتی۔ بس دل کا گہرا تعلق

ہے۔ وہ خیام کو تکلیف دینا چاہتا تھا۔ جیسی تکلیف اس کے بابا کو ہوتی تھی۔

اپنی بیٹی کے بارے میں سوچ کر

منسا سے تعلقات بڑھاتے اس کا ارادہ اسے اغواہ کرنے کا تھا مگر نجانے کیوں

وہ کبھی ایسا نہیں کر سکا۔ مگر اس کی ہارون سے محبت کے بارے میں جان کر

اسے بہت غصہ آیا۔ اس نے گھر میں اس روز بہت توڑ پھوڑ کیں۔

وہیں دوسری طرف احمد کو اس کے عمان آنے کے پیچھے کے مقصد کا علم ہو گیا۔

وہ بھی اگلے ہی روز سدرہ کے ساتھ عمان آگیا۔ اب انہیں ایئرپورٹ سے پک کر ناس کی مجبوری تھی۔ اس کا اپنا پارٹمنٹ چھوٹا تھا۔ اس نے پاس ہی ایک بڑا گھر لے لیا۔ ارادہ اس کا خود بھی وہیں شفٹ ہونے کا تھا مگر احمد کی بتائی سچائی نے اسے توڑ دیا

اس نے ظہیر کو سب سچ بتا دیا۔ اپنی بزدلی سے لے کر منہا کو مارنے کی خواہش تک سب ہی۔

اگر اسے احمد سے محبت نہ ہوتی تو شاید ان کے منہ پر کہہ دیتا اپ یہ ڈیزرو کرتے تھے مگر دل میں موجود محبت نے اسے روک دیا۔ وہیں دوسری طرف اس کا دل منسا کے کیے بدلنے لگا تھا۔

اس کا بھی ایک دن حل مل گیا۔ احمد اسے واپس لے جانے کی کوشش کر رہا تھا جب ظہیر نے ان سے دودن مانگے۔ وہ یہاں ایک کالج میں پڑھا رہا تھا۔ وہ وہاں سے سب پیک اپ کرنا چاہتا تھا۔

اس کا خیال تھا شاید منسا اس کے لیے نہیں بنی۔ وہیں دوسری طرف کبھی خواہش کرتا وہ منسا کو اغواہ کر لے مگر اس کی سن لی گئی۔

منسا اس کے سامنے ٹوٹی حالت میں آئی۔ اس نے سب بھولتے اسے اپنا لیا۔ اسے اپنا نام دے کر اس سے نکاح کر لیا ظہیر جانتا تھا وہ ابھی جزباتی طور پر کمزور ہے۔ اور اس نے اسی بات کا فائدہ اٹھایا۔ وہ اس بارے میں احمد سدرہ لبنی کسی کو نہیں بتاؤ گا مگر اگلے ہی روز منسا کے وجود میں ڈھٹتے درد سے وہ دونوں ہی سب جان گئے۔

اس نے شادی کے روز ہی منسا کو سب بتا دیا تھا۔ اسے اپنی بانہوں میں بے بس کرنے کے بعد وہ اسے ہر حقیقت سے آگاہ کر چکا تھا۔ جسے سننے اور سمجھنے کے باوجود بھی اس وقت منسا کچھ نہیں کہہ سکی۔ یاں شاید کینے کو مجھ تھا ہی نہیں

وہ تھکاوٹ کے چلتے احمد کی اس سے کچھ بلاوانے کی ہر کوشش پر پانی پھیرتے
سو گئی

جبکہ وہ باقی ساری رات سو نہیں سکا۔ وہیں منسا کا صبح ایسا رویہ جیسے اس نے
اسے کچھ نہ بتایا ہو تو اس نے بھی بات نہیں کریدی۔ وہ اتنا تو سمجھ چکا تھا وہ
سب سمجھ بھی چکی ہے اور جان بھی۔

اب اسے خود سے دور نہ تو وہ جانے دیتا اور قریب تو وہ ہر صورت کر ہی لیتا۔
مگر وہ خود ہی اس سے دور جانے کا نہیں سوچ رہی تھی۔ اس نے شکر ادا کیا۔
ظہیر احمد کا اپنا سگا بیٹا نہیں تھا۔ وہ ان کے بھائی کا بیٹا تھا۔ ظہیر سفیان اس کا
پورا نام تھا۔

وہ بہت چھوٹا تھا جب سفیان کی ایک کار حادثے میں موت ہو گئی۔ اس نے
ظہیر کو بہت توڑ دیا۔ سدرہ اس کے ساتھ ہی تھیں۔

وہیں احمد ان دنوں انعم اور منہا کے ساتھ تھے۔ مگر جب لوٹ کر آئے تو ان
کے گھر والوں نے انہیں اس شرط پر قبول کیا وہ سدرہ سے نکاح کر لیں۔

احمد نکاح کرتے ہی فوراً عمان آگیا۔ وہ وہاں نہیں رکنا چاہتے تھے۔ یہاں انہیں انعم ملی۔ اسے خوشحال دیکھ وہ پاگل ہو گیا۔ کوشش کی اسے واپس پانے کی مگر یہ ممکن نہیں ہو سکا۔

خیام کے عمان سے دس سال کے لیے بین کروانے پر وہ گھر ہی لوٹ گئے۔ وہیں گھر وقت گزارتے انہیں علم ہی نہیں ہوا جب وہ ظہیر کے قریب ہو گئے۔ اس کے بعد کچھ سال کے وقفے سے ان کی تین اولادیں ہوئیں۔ ڈوم اور پھر شمیمہ اور سانہ۔ انہیں وہ تینوں بھی بہت عزیز تھے۔

ظہیر کو احمد کی بڑی محبت پسند نہیں تھی۔ مگر وہ کسی سے کچھ نہیں کہتا۔ وہ ان سب سے دور ہوتے وقت سے پہلے ہی سمجھدار ہو گیا۔ اس نے اپنی قابلیت سے اپنا فیملی بزنس ہی اچھا خاصا بڑھا لیا۔ اس کے ساتھ ہی اپنی مرضی سے یونیورسٹی میں پارٹنرشپ کے ساتھ کام شروع کیا جو اب بلندیوں کو چھو رہا تھا۔

اسے سفیان کا کچھ خاص یاد نہیں تھا مگر احمد سے محبت کے چلتے اس نے سب کے سامنے خود کو ظہیر احمد پکارنے شروع کر دیا۔

سب لوگ ہی اسے اس نام سے جاننے لگے۔ لوگوں کے لیے وہ احمد کا ہی بیٹا بن گیا۔ اور وہ اس بات ہر خوش بھی تھا۔ مگر اس سارے عرصے میں وہ احمد کو سینے سے لگا کر اپنی بیٹی کی تصویر دیکھ کر روتے ضرور دیکھ چکا تھا۔ جس کے لیے اس نے سب پلان کیا تھا۔ جبکہ تب اسے آدھا سچ ہی معلوم تھا۔ پورا سچ جان کر وہ خود سے شرمندہ بھی ہوا۔ جو منہا کو اغواہ کرنے کا سوچ چکا تھا۔ مگر منسا کے آنے نے اس کا ہر پلان بدل دیا۔ وہ اس کے ہوا سوں پر چھانے لگی۔ اس نے پاس بیٹھ کر سکون سے کھانا کھاتی منسا کو دیکھا۔

ہوں؟.. "وہ ہوش میں آیا۔"

منسا اس کی شرٹ کا بازو کھینچ رہی تھی۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

میری کمر درد کر رہی ہے!.." روتے تاثرات سے بتایا۔ وہ سب یوں بن گئے جیسے کچھ نہ دیکھ سکتے ہوں کیونکہ سننا تو واقعی مشکل تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے پاس جھکے بول رہے تھے۔

تو!.." اسے گھورا جو سامنے بیٹھی اپنی ناہو سکنے والی سو کن کو بھی گھور لیتی جو "شان پر نظریں جمائے تھی مگر منسا سمجھے تو۔۔۔" دبا دو۔ "ظہیر نے اسے گھورا۔"

اگر تم نے انکار کیا تو یہاں سب کے سامنے تمہارہ کالر پکڑوں گیں میں۔" اس نے سانس بھری۔

کمرے میں چل کر دباؤ گا۔ یہاں اچھا نہیں لگتا۔ "اسے پیار سے پچکارا۔" اس کی نظروں میں واضح سوال تھا تو کیا اس روز اچھا لگا تھا یا پھر وہ جھوٹ تھا۔ کمرے میں چل کر دباؤ گاناں۔ ابھی نہیں بے بی۔ "اسے پیار سے سمجھانا" شروع کیا مگر فضول۔۔۔

ظہیر اس کو سیدھا کرتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ابھی ہلکا سا دبا یا جب اس کی چیخ نکل گئی۔ ظہیر اسے گھورتے دیکھا۔ سب نے انہیں دیکھنا شروع کر دیا تھا۔

وہ ان سے معافی مانگتے کھانا ختم کرنے لگا۔ منسا بھی سامیہ کو جتنی نظروں سے دیکھا۔ جس کے چہرے پر مسکراہٹ وہ نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔

ظہیر ان دونوں کی حرکتوں پر بس نفی میں سر ہلا گیا۔ سامیہ ہوش میں اتے اس کو گھور رہی تھی تو بد لے میں منسا بھی پوری اتر رہی تھی۔ شان اپنی بہن کی ضد پر مسکرایا تو ظہیر نے سر پکڑ لیا۔

سامیہ کو اچانک جیسے کچھ یاد آیا تھا۔ وہ فوراً اٹھ گئیں۔ وہیں اس کے تینوں بہن بھائی بھی اٹھتے یونیورسٹی جانے کی تیاری کرنے لگے۔

گاڑی منگوالی؟.. "کھانا ختم کرتے اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ سدرہ بیٹھی "جوس پی رہی تھیں۔ ناشتہ انہوں نے بھی کر لیا تھا۔

کسی گارڈ کی لے لوں گا۔ "بے فکری سے کہا گیا۔ منسا کو بھی بس کھانے کی پرواہ تھی۔

میری گاڑی لے جانا۔ مجھے ڈرائیور چھوڑ دے گا۔ "اس نے دونوں کی باتوں میں مداخلت کی۔ منسا ان دونوں کے درمیان بیٹھی تھی وہیں ان تینوں کی سانس سوکھی جو مکمل تیار کھڑے تھے

تم بھی آو گے کیا؟ "اس کی طرف نظریں اٹھا کر پوچھا۔ وہ تو ان انکھوں میں ڈوبنے لگا تھا۔ گول مٹول سی کالی آنکھیں۔ جیسے کسی کارٹون کی ہوں۔ فری ہوا تو ضرور۔۔ "ظہیر نے اپنا ہاتھ مسلا۔ وہ منسا کا ماتھا چومنا چاہتا تھا مگر یہاں نہیں۔

مجھے میری فائل نہیں مل رہی۔ کھانا کھا لیا ہے تو اسے ڈھونڈنے میں مدد کر دو۔ "وہ اسے گھورتے منع کرتی جب شان کی گھوری پر الٹا اسے گھورتے اٹھ گئی۔

اس کے ایسا کرنے پے شان مسکرایا۔ وہیں عمر کی کال آتے دیکھ پک کر لی۔

بابا ٹھیک ہے وہ۔ ابھی ظہیر کو فائل دینے گئی ہے۔ "وہ انہیں مطمئن کر رہا" تھا۔

تو کال کیوں نہیں اٹھا رہی؟.. "یہ تو وہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اس کا فون ٹوٹ چکا ہے ورنہ انہیں بتا دیتا۔

بابا اس کا فون شاید گم گیا ہے۔ مجھے بھی ظہیر کے موبائل سے کال کرتی تھی۔ ماما کو بھی اسی نمبر سے کی ہو گی۔ "ہیرا سے پاس بیٹھی گھور رہی تھی۔ مگر وہ اسی بات پر پریشان تھا۔

شان وہ بچی ہے اور ظہیر میچور۔ عمروں کا فرق عام بات نہیں ہوتی۔ ہیرا تو شروع سے سنجیدہ تھی۔ ہمیں مسئلہ نہیں ہوا ایک دوسرے کو سمجھنے میں مگر منسا تو بچکانہ حرکتیں کرتی رہتی ہے۔ "اس کی فکر شان ز مجھ سکتا تھا

میری ظہیر سے بات ہوئی تھی۔ اور منسا سے بھی۔ وہ دونوں خوش ہیں بابا۔ "ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ "وہ بات کرتے سدرہ سے

مسکراتے اجازت لیتے وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے وہ تینوں بیٹھے اپنے بھائی کا انتظار کر رہے تھے۔

ظہیر کون سی فائل؟.. "کمرے میں آتے پوچھا۔ جو سامنے بیڈ پے بیٹھا اسی" کا انتظار ہے کر رہا تھا۔ اسے اتے دیکھ وہ اٹھا تھا۔

منسا اس کی آنکھوں میں دیکھ ڈری تھی۔ قدم قدم اٹھاتے وہ اس کی طرف بڑھا۔ وہیں منسا وہی قدم پیچھے کو لے رہی تھی مگر کب تک۔ آخر پیچھے دیوار آ ہی گئی۔

مجھ سے بھاگ رہی ہو؟.. "اس کے سامنے رکتے ایک قدم کا فاصلہ بھی ختم" کر دیا۔ ان دونوں میں بس ہوا کے گزرنے کا رستہ تھا جو وہ ختم کر دینا چاہتا تھا منسا سانس کھینچتے نفی میں سر ہلایا۔ ظہیر کی گہری نظریں اس کے وجود پر تھیں۔

اب شلوار قمیض کیوں پہنتی ہو؟.. "اس کے کندھے پر جھکتے وہاں ہونٹ"
رکھے تھے۔ قمیض اسے کافی کھلی تھی۔ کندھوں سے ذرا نیچے کھسک رہی
تھی۔

تم نے کہا تھا خود۔ تمہیں جینز شرٹ نہیں پسند۔ "دھیمے سے کہا۔ وہ خود"
نظریں میچے کھڑی تھی۔ ظہیر نے ہونٹوں سے ہی اس کی شرٹ ذرا نیچے
کرتے وہاں لبوں سے نشان بنانے شروع کر دیے۔

وہ ایک دفہ تو کپکپا گئی۔ اس کی شدتوں کے سامنے وہ ایسی ہی ہو جاتی تھی۔
نظریں میچے وہ اپنی ہی قمیض کو مٹھیوں میں دبوچے کھڑی تھی۔ ظہیر اس کی
شرٹ برابر کرتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے دیوار سے دور کرتے اپنے
ساتھ لگایا۔

وہ پھر بھی نظریں میچے ہی رہی۔ اسے ظہیر کے جنون سے ڈر لگ رہا تھا۔

اس کے جبین (پیشانی) سے ہوتے ظہیر کی نظریں چھوٹے سے ناک سے ہو کر ان ہونٹوں پر آٹھہریں۔ ہلکے ہونٹ کھولے وہ سانسیں بھر رہی تھی۔
اس کا وجود اس کی پھولی سانسوں کی گواہی دے رہا تھا۔

اتنی بے چینی کیوں؟.. "اس کے ہونٹوں کو انگلی سے چھوتے اس کی"
گردن میں سامنے شاہ رگ پر ہونٹ رکھتے اس کی خوشبو اندر کھینچی۔
اسے منسا کے وجود سے بھی اپنی جیسی خوشبو آرہی تھی۔ یقیناً یہ اس لیے تھا وہ
اس کے وجود سے اس کی خوشبو چراچکی تھی۔

احمد!.. "اس کے الفاظ سنتے ہی وہ اس کی سانسیں تنگ کر گیا۔ منسا کے ہاتھ"
خود ہی اپنی شرٹ سے اس کے کندھوں پر آٹھہرے۔

ظہیر اس کے ہوا اس گنوا کر بھی اپنے ہوا سوں میں تھا۔ اپنے ایک ہاتھ سے
اس کی دونوں کلائیاں پکڑ کر کمر پر لگا دیں۔ وہ نہیں چاہتا تھا کوئی بھی اس سے
سلوٹ زدہ شرٹ کی وجہ پوچھے۔

منسا کی کلائیاں تھامے ہاتھ سے وہ اسے اپنے سینے سے چپکائے کھڑا تھا۔
دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں ڈالے اس کو تڑپا رہا تھا۔ اپنے ہاتھ کو آگے پیچھے موو کرتے وہ اس کی سانسیں مزید تنگ کر گیا۔

منسا چلنے لگی تھی مگر وہ شدتوں سے اس کی سانسیں پی رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دبائے وہ ان کا رس نچوڑ لینا چاہتا تھا۔ اسے یہ سٹابری بہت پسند تھی۔ اور جب یہ سرخ رنگ میں رنگے ہوتے تو اس کی جان لبوں پر آ جاتی۔ جیسے ہلکی لگی لپ اسٹک سے آگئی تھی۔

اس کی مزاحمت مکمل دم توڑ گئی۔ ظہیر کا ہاتھ اب اس کی لور بیک پر تھا۔ اس کی لور بیک پر ہاتھ رکھتے وہ اسے گود میں اٹھا گیا۔ منسا بھی اس کی شدت دیکھتے دونوں ٹاگیں اس کی کمر کے گرد لپیٹ گئی۔ ظہیر اسے یوں ہی اٹھائے اس کو اصل شدتوں کے مطلب سے روشناس کروا رہا تھا۔

منسا کی کلائیاں بھی وہ بے دھیانی میں چھوڑ چکا تھا جو وہ اب اس کے بالوں میں ہاتھ پھنسائے ضبط کر رہی تھی۔ اس کے بال بھی سارے بکھر چکے تھے۔

ظہیر ایک ہاتھ سے اس کا کیچر نکال کر پھینک دیا تھا۔

وہ اسے یوں لیے ہی صوفے پر آ بیٹھا۔ اب منسا اس کی گود میں تھی۔ ظہیر کے شدتوں سے سانسیں پینے پر وہ رڑپ بھی رہی تھی۔ دونوں بازوؤں کی کمنیاں اس کے کندھوں پر ٹکائے وہ اس کے بال کھینچتے اسے خود سے دور کرنا چاہتی تھی جو آج یہ ممکن نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔

جو ضبط اس نے رات کو کیا تھا اب اس کی جان کو آ رہا تھا۔ وہ مزید صبر نہیں کر پارہا تھا۔ اس کی شدتیں یہ ثابت کر رہی تھیں۔

وہ شدت سے پڑ پڑائی تھی اس کی گرفت میں۔ پیٹ کی حدیں پھانگ کر اوپر جاتے اس کے ہاتھ اسے تڑپے گئے تھے۔ وہ یوں ہی کرتا تھا۔

ظہیر اس کی سانسیں رکتے دیکھ دور ہوا۔ ایک ہاتھ سے اس کی کمر سہلائی۔
دوسرا اس کے کندھوں کے گرد ڈالا۔ وہ ڈھیلا وجود اس کے کندھے پر گرا
گئی۔

کچھ دیر تک سانسیں بھرنے کے بعد وہ اٹھنے کے قابل ہوئی۔ اٹھتے ہی ظہیر
کو گھورا جو خاموشی سے اس کا ماتھا چومتے اسے صوفے پر بٹھا گیا۔
باقی رات کو۔ ابھی اگر میں یہاں رکا تو معاملہ بگڑ جائے گا۔ نہ تم کہیں جاسکو"
گی ناہی میں۔ "اس کے الفاظ میں شدت تھی۔ وہ جلدی سے اس کی بانہوں
کی حد سے دور ہوئی۔

ظہیر اس کا ماتھے شدت سے چومتے اس کے بکھرے وجود پر ایک گہری نظر
ڈالتے وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے منسا دل پر ہاتھ رکھے اپنی سانسیں ہموار کر رہی
تھی۔ سر پیچھے صوفے سے ٹکایا ہوا تھا۔ وہ تڑپ چکی تھی اور اسے تڑپانے والا
ظہیر احمد اس کا شوہر ہی تھا۔

موسیٰ کی نظریں سامنے ٹکی تھیں۔ پری ابھی سو رہی تھی۔ حارث اس کے ساتھ تھا۔ بیلا گھر پر تھی۔

موسیٰ کیادیکھ رہے ہو؟.. "وہ سمجھ نہیں پایا۔"

شایان کو بولوا ب لوٹ آئے۔ وقت بہت ہو چکا ہے۔ اب پلٹ کر وار " کرنے کا وقت ہے۔ "حارث تو حکم کا غلام تھا۔ اس نے فوراً سے شایان کو پیغام بھیج دیا۔ وہ بھی اوکے کہتے پھر بیڈ پر رکھے تکیے میں منہ دے گیا۔ منسا باہر کھانا بنا رہی تھی۔

اور رومان!.. "اس کے سوال پر موسیٰ اس تصویر کے پاس ہوا۔" اسے کہو جگہ بدل کر ڈھونڈے۔ میرے خیال سے اس کا سوراخ وہیں سے " ملے گا۔ "وہ اٹھ گیا۔ پیچھے حارث اب اسے کال ملانے لگا۔

گیم پلانر موسیٰ تھا۔ فرقان بھی ان کا مہرہ بنا تھا۔ انہوں نے خود فرقان کو رومان کو ضد سے یہاں سے بھیجنے پر مجبور کیا۔ رومان بھی سب جانتا تھا۔ ان دونوں کی پہلے بات ہو چکی تھی۔

سمجھنے والے سمجھ رہے تھے وہ بکھر رہے ہیں جبکہ وہ جڑ رہے تھے۔ ایک نئی مضبوطی کے ساتھ۔۔ مگر وہ سمجھ نہیں سکتے تھے۔

اگر الیگزینڈر گیم پلانر تھا تو موسیٰ بھی اسی کا بیٹا تھا۔ وہ بھی اسی طرح تھا مگر وہ گیم چینجر تھا۔ اس نے سارا منظر بدل دیا تھا۔ ہر احساس بدل دیا تھا۔ وہ جو منظر دیکھنا چاہ رہا تھا سب نے وہی دیکھا۔ اس نے منظر دیکھا یا فرقان کے خود غرض بن جانے کا۔ بی۔ کے فیملی بھی اسے سچ مان گئی۔ خیام کو ایک کمزور انسان دیکھا یا وہ سب سمجھ گئے۔ اس نے پلان بنایا نہیں تھا۔ اس نے لوگوں کو چلایا تھا۔ شطرنج کے کھلاڑیوں کی طرح۔

جب یہ کھیل کھلتا تو بادشاہ خود بھی مہرہ بن چکا ہوتا۔ چلانے والے کا مہرہ۔۔۔



موسیٰ پر سوچ نظروں سے سامنے دیوار پر پڑتے الیگزینڈر کے عکس کو دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں ویڈیو کال پر تھے۔ الیگزینڈر آج اس لڑکی کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔

بابا میں نے آپ کو سب بتا دیا تھا۔ "اس نے وہی بات دہرائی جو چند منٹ سے کہہ رہا تھا۔

نہیں۔ وہ لڑکی کہاں گئی مجھے یہ جاننا ہے۔ مجھے نہیں لگتا وہ مری ہے۔ میری" ابھی چند دن پہلے بات ہوئی ہے۔ وہ ایسے الفاظ بول رہی تھی جیسے مجھے جانتی ہو۔۔ بہت اچھے سے۔۔ "اس کے لہجے میں ذرا لچک نہیں تھی۔

وہ مر گئی۔ "موسیٰ کی آنکھوں کی سختی پر الیگزینڈر حیران ہوا تھا۔"

کافی دیر تک دونوں طرف خاموشی حائل رہی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو خاموشی سے دیکھتے رہے۔ بغیر کچھ کہے صرف سانسیں لیتے اور چھوڑتے۔۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے وہ بیچ گئی ہو؟.. "وہ وقفے سے بولا۔"

نہیں۔ وہ نہیں بچ سکتی تھی۔ اس کی سانس رک چکی تھی۔ دل دھڑکنابند "ہو چکا تھا۔ اگر آخر میں گاڑی نہ بھی جلی ہوتی تو وہ نہیں بچ سکتی تھی۔" موسیٰ کا ٹھنڈا انداز دیکھ الیگزینڈر ٹھہر سا گیا تھا۔

تو پھر یہ لڑکی کون تھی۔ کیا اس سے واقف تھی یا اسے جاننے میں غلطی ہو رہی تھی۔

اور وائٹ روز جس کا کہہ رہیں تھیں وہ زندہ ہے وہ لڑکی یہ ہی نہیں "تھی؟.. " اسے لیل کی حالت یاد تھی

وہی لڑکی تھی۔ مگر یہ وہ نہیں ہے۔ وہ قتل نہیں کر سکتی۔ وہ کسی کو اغواہ " نہیں کر سکتی۔ وہ بہت کمزور تھی یا شاید معصوم!.." آخر میں انداز سوالیہ ہو گیا۔

موسیٰ کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟... "بہت ہی محتاط انداز تھا۔ جسے "خدا شہ ہو جواب کے بجائے وہ بھڑک نہ اٹھے۔

نہیں۔ میرے دل میں صرف پری ہے۔ میری وچ۔ بس۔۔ "الیکزینڈر"
نے شکر کیا وہ ہاتھ نہیں ہوا۔ ورنہ وہ موسیٰ کو تکلیف میں دیکھ کر تکلیف
محسوس کرتا تھا۔

کیسی ہے پری؟؟؟.. اسے یہاں لے او۔ اس حالت میں اگر ہو سہیل جانا پڑا"
تو.. "وہ بات بدل رہا تھا۔

موسیٰ کے چہرے کی سختی اس کے اندر کی توڑ پھوڑ کو واضح کر رہی تھی۔
نہیں۔ وہ یہاں ہی رہے گی۔ مشینز اور ڈاکٹر یہاں موجود ہیں۔ "الیکزینڈر"
کی طرف سے پھر خاموشی چھا گئی۔

اما کیسی ہیں؟؟؟.. "اسے لیل کا خیال آیا حالانکہ وہ کل ہی لیل سے بات کر"
چکا تھا۔ مگر ابھی وہ دونوں اس حائل ہوتی خاموشی کو پر کرنا چاہتے تھے۔۔
بلکل ٹھیک ہیں۔ تمہیں یاد کرتی ہیں۔ ڈاکٹر نے بھی کہا ہے خطرے والی"
کوئی بات نہیں۔ "الیکزینڈر ہوش میں کبھی اسے یہ نہ بتاتا لیل اسے یاد کرتی
ہے مگر بے خیالی میں بتا گیا۔ وہیں موسیٰ صرف اسے سن رہا تھا۔ اسے سمجھنے

کی کوشش نہیں کی۔ الیگزینڈر مزید چند منٹ بات کرنے کے بعد کال کاٹ دی۔ موسیٰ بھی وہاں سے اٹھ گیا۔ پری بیلا کے ساتھ واک کرنے گئی تھی۔ موسیٰ اس کے ساتھ ہی جانا تھا مگر الیگزینڈر کی کال کی وجہ سے وہ یہاں آگیا۔ مگر اب وہ کسی اور ہی بارے میں سوچ رہا تھا۔

^^^

رومان ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟.. "وہ بور ہونے لگی۔ اس کا یہاں چائلڈ" ہو اسپتال میں کیا کام۔۔ مگر اس کا یہ شوہر۔۔

اس نے میسنی سی شکل بناتے اسے دیکھا۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے ساتھ ہی گھسیٹ رہا تھا۔ سارے وارڈ چیک کرنے کے بعد اب وہ دونوں ہو اسپتال سے نکلے تھے۔

مان آپ کہیں خوفیہ ڈاکٹر تو نہیں بن رہے؟.. "اس سے طنزیہ پوچھا۔"

بنوں گا مگر گائنی کالوجسٹ!.. "اس نے نا سمجھی سے رومان کو دیکھا۔"

... نظروں میں سوال تھا کیوں؟

تاکہ اپنی بیوی کی لیبر روم میں اپنے نمونے کو دنیا میں لانے میں مدد کر " سکوں۔۔ " ہانیہ کا چہرہ سرخ انار ہوا۔

رومان مسکرایا۔ وہ اس کا دماغ ہو سپٹل آنے کی وجہ سے نکال گیا تھا اور وہ سمجھ بھی نہیں سکی۔ وہ ایسا ہی چاہتا تھا۔ مگر اس کے چہرے کی سرخی دیکھ وہ اسے مزید چھیڑنے لگا۔

تاکہ کل کو تم یہ تو نہ کہو تم کیا جانو میں نے کتنا درد سہا تھا۔ " اس کی کمر میں " ہاتھ ڈالے وہ ہو سپٹل کے گراؤنڈ میں کھڑے تھے۔ ہانیہ چہرہ جھکائے تھی۔ ویسے محنت تو میری بھی برابر کی ہے مگر تم کہاں یاد رکھو گی۔ میرا راتوں کو " جاگنا۔۔ " دھیمے سے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ وہ بھاری آواز کی سرگوشی اور اس کی خوشبو اس قدر پاس محسوس کرتے ہی ادھی ہو گئی۔ چہرہ خون چھلکانے جیسا ہو گیا۔ رومان اسے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ جیسے وہ اس کی کسی مووی کا پسندیدہ منظر ہو۔ آنکھوں کی چمک بھی الگ تھی۔

مان پلیر۔۔ "اس کی نظروں کی تپش پر وہ اس کے سینے میں چھپ گئی۔"
رومان نے بازو اس کے گرد ڈالے۔ وہ اپنا گرم تپتا چہرہ اس کے وجود میں چھپا
گئی تھی جو اس چہرے کی تپش کی وجہ تھا۔
اب تو میں کچھ کر بھی نہیں رہا پھر بھی مان پلیر!.. "اس نے دہائی دی۔ ہانیہ"
جواب دینے کے بجائے اس کے سینے میں دانتوں سے کاٹا۔
وہ سسکتے اس سے دور ہوا۔

اے ظالم لڑکی!.. "ہانیہ اس کے انداز پر مسکراہٹ دباتے چہرے پر ہاتھ"
رکھا
اب اسی قابل ہیں۔ "وہ اسے گھورتے سینہ مسلنے گا۔ وہیں ہانیہ خوش ہو رہی"
تھی۔

میں ایسے کاٹو تو تمہاری چیخیں نکل جاتی ہیں۔ میں برا الگ سے بن جاتا"
ہوں۔ "وہ اسے پھر سے چہرہ چھپانے پر مجبور کر گیا۔ ہانیہ اس کی طرف پشت

کرتے سیدھا کھڑی ہوئی۔ اس کی باتوں سے اس کے دل کی دھڑکن بڑھ چکی تھی۔

صرف باتوں سے دھڑکن بڑھ گئی!.. "اس کے پیچھے رکتے اس کے ہاتھ کو" اپنے ہاتھ سے چھوا۔ وہ اچھل پڑی تھی۔ رومان اس کی حالت دیکھتے مسکرا ہٹ دبائی۔

وہیں رومان اسے مسکراتی طلب بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ چہرے پے ایک دو جگہ ہلکے زخم تھے۔ باقی چہرہ بالکل شفاف تھا۔ ماتھے پر پیٹی بھی لگی اب ہٹ چکی تھی۔ وہاں کوئی نشان بھی نہیں تھا۔

میرا خیال ہے اب گھر ہی چلنا چاہیے۔۔ "اس کی نظریں اپنے چہرے پے" جمے دیکھ وہ پاس آکر بولا۔ ہانیہ اس کی بات سمجھتے نفی میں سر ہلایا تھا۔ وہ پچھلے چند دنوں سے اپنی سانسوں سے اسے تڑپا چکا تھا۔ اب تو اس کی بس ہو چکی تھی۔

مان ابھی مجھے گھومنا ہے۔۔۔ "اس نے دہائی دی۔ وہ ابھی اس کی شدتیں"
سہنے کے موڈ میں نہیں تھی۔

مگر مجھے اس وجود کی گردش کرنی ہے۔ "اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے محبت"
سے اسے پاس کیا

اسے بالکل پرواہ نہیں تھی وہ باہر کھڑا ہے۔ ویسے بھی یہاں کسی کو کسی کی
پرواہ نہیں تھی۔ وہ دوسروں کی کیوں کرتا۔

مان نہیں پلیز۔۔۔ "انکھس بند کرتے کہا۔ اس کے وجود پر بڑھتی روم کی"
گرفت نرم پڑی۔ جھکتے نرمی سے اس کے ہونٹ چومے۔ اس کی سانسوں کو
ہلکا سا خود میں انڈیلا۔ اس کی خوشبو میں سانس بھری۔ اسے ایک دفہ
کپکپانے پر مجبور کر دیا۔

ہانیہ کی سانسیں بگڑی تھیں۔ رومان کے وجود کی محسوس کن خوشبو وہ خود میں
محسوس کر سکتی تھی۔ اس کے پیچھے ہٹ جانے کے باوجود بھی۔۔۔

بند آنکھیں اور کپکپاتے لب دونوں وہ غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسے ایک نظر
بھر کر دیکھا جس کی خوشبو اس کے جذبات کو پھر سے بیدار کر چکی تھی۔ وہ
چاہتا بھی تھا واپس جانا مگر ہانیہ کا شوق۔

کہاں جانا ہے؟.. "اسے خود ہی ساتھ چلانا شروع کر دیا۔ وہ دونوں کچھ ہی"
دیر میں گاڑی میں بیٹھے تھے۔ رومان سے چھپتی اپنی سانسوں کی ڈور سنبھالتی
ہانیہ اور اسے نظروں سے پزل کرنے میں مصروف رومان۔۔۔

چلیں!.. "لب دبائے کہا۔ ہانیہ ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں تھیں۔ اپنی"
شدتوں کے نشان اس کے چہرے پر دیکھنا اس کی شدید خواہش تھی۔ جو وہ
پوری بھی کرنا چاہتا تھا مگر اس کے لیے رات تک کا انتظار ضروری تھا۔
گھر؟.. "اس کے انداز اور دھیمے لہجے پر وہ مسکرایا۔۔۔"

کہتی ہو تو وہاں چلے جاتے ہیں؟.. "ہانیہ فوراً سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔"

پھر گھومنے ہی چلتے ہیں۔ "وہ پیار سے کہتے اس کی گال سہلا گیا۔ ہانیہ کے"
دل میں مچتی اودھم کو بھی سکون آیا ورنہ وہ تو گھبرا رہی تھی رومان کی شدتوں
کا سوچ۔

اس کا دل ہی دھڑک دھڑک کر اس کی جان لبوں پر لے اتار رومان کو کچھ
کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑنی تھی۔ یہاں کی سڑکیں گاڑیوں سے بھری
ہوئی تھیں۔ وہ دھیان سے ڈرائیو کر رہا تھا۔

ہانیہ اس پر نظریں جمائے اسے دیکھنے لگی۔ خوبصورت آنکھیں اس وقت
سامنے کی طرف متوجہ تھیں۔ وہ ہاتھ جوہر وقت اس کے گرد ہی رہتے، اس
کی کمر کے گرد کسی سانپ کی طرف لپٹ جاتے اب اسٹیرنگ ویل پر تھے۔
لب جو اس کے وجود کو چھوتے اسے اپنی خوشبو سے بھرتے تڑپا دیتے تھے ان
کا کونا بھی اس نے دانتوں تلے دبا رکھا تھا۔

ہانیہ نے پہلو بدلا۔ اس کا ہونٹوں کو یوں دانتوں تلے دبانا اسے تڑپا سا گیا۔
وہیں وہ اس کی سوچوں سے بے پرواہ گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ ابھی وہ اس دنیا

سے کوچ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ابھی تو اسے ہانیہ کے ساتھ ایک زندگی جینی تھی۔ سب پریشانیوں اور فکروں سے دور۔۔۔

^^^

حیا کلاس لے رہی تھی۔ ہارون کیفے میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کی کلاس کے سب لوگ ہی جان چکے تھے وہ ہارون کی بیوی ہے۔ اسے کوئی کچھ نہیں کہتا۔ سب ہی اس سے دور ہی رہتے۔ وہ ایسے کھلنے بھی لگی تھی۔ چند لڑکیاں اس سے بات کر لیتیں۔ وہ بھی ہارون نے خود ہی کہا تھا ورنہ وہ بھی اس سے دور ہی بھاگتیں۔۔

ہارون آخر تھکتے اٹھا۔ اتنا وقت ہو چکا تھا وہ کیوں نہیں آئی۔ اب تک تو وہ فری ہو جاتی۔۔

وہ سوچتے اس کی کلاس کی طرف بڑھ رہا تھا جب اسے چند اوباش لڑکوں کے گھیرے میں دیکھ اس کا خون کھولا۔

حیا کلاس لے کر فری ہوئی تھی۔ وہ سب بچوں کے نکل جانے تک وہیں
رہتی۔ جب وہ سب چلے جاتے وہ تب اٹھتی۔ اس کا دل کسی سے ٹکرانے کا
سوچ کر ہی بگڑنے لگتا۔ وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔ وہ ہارون کے کیفے میں
ہونے کا سوچتے اٹھتے روم سے نکلی۔

ابھی وہ جارہی تھی جب اسے چند لڑکے گزرتے دیکھائی دیے۔ وہ سائیڈ ہو
گئی مگر وہ جانے کے بجائے اس کے گرد ہی اکھٹے ہو گئے۔

وہ تعداد میں تقریباً پانچ تھے حیا کو ان کی نظروں سے ڈر لگنے لگا۔ اس نے اپنا
پہنا کوٹ مضبوطی سے تھام لیا۔

یار میں نے سنا ہے یہ گونگی ہے۔ "ان میں سے ایک خالص انگلش میں "
بولا۔ حیا ان کی بات سمجھ گئی تھی۔ مگر وہ وہاں سے نکلنے کا راستہ دیکھ رہی تھی
جو اسے نہیں مل رہا تھا۔ وہ اس کے گرد گھیرا تنگ کر رہے تھے

پھر تو اچھی بات ہے۔ شور بھی نہیں کرے گی۔ "وہ ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنستے بولے۔ وہیں حیانفی میں سر ہلاتے پیچھے دیوار میں چھپا چاہ رہی تھی۔ اس نے اس وقت شدت سے ہارون کو پکارا مگر وہ کہیں نہیں تھا۔ اس کی آنکھوں میں پانی بھر گیا۔ وہیں وہ لڑکے اسے اس حالت میں دیکھتے قہقہے لگا رہے تھے۔ ان کو اپنے گرد گھیرا تنگ کرتے دیکھ اس کی جان ہوا ہونے لگی۔ اسے لگا اس کی موت اس کے قریب آچکی ہے۔ اب وہ مرجائے گی۔ وہ اسے ہاتھ لگائیں گیں اور بس ہر درد پھر سے عودائے گا۔

وہیں وہ لڑکے بس اسے تنگ کر رہے تھے۔ ان کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ تو اس کو چیختے چلاتے دیکھ کر وہ قہقہے لگانا چاہتے تھے۔ ان میں سے ایک نے حیا کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا جب کسی نے اتے ہی ایک جھٹکے سے اسے دور جھٹکتے حیا کو ساتھ لپٹایا۔ وہ ڈرتے اس کے سینے سے لگتے ہی کپکپانے لگی۔

ہارون کی سرخ نظریں دیکھ وہ چپ چاپ پلٹ گئے جبکہ ہارون ان کی شکلیں یاد کر رہا تھا۔ ہارون ایک دم سے خود پر بوجھ پڑتے دیکھ حیرت سے چونکا۔ وہ

اس کے سینے سے لگی بے ہوش ہو چکی تھی۔ ہارون اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے
اسے گود میں اٹھالیا۔ اسے اٹھاتے وہ گاڑی کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔ جبکہ
.... دماغ میں اٹکا تھا اسے اکیلا کیوں چھوڑا؟

ہارون اسے سیدھا عمر کے پاس ہو سہیٹل لایا مگر وہ آج وہاں نہیں تھا۔ اس نے
ماتھا مسئلے کسی دوسرے ڈاکٹر سے اس کا چیک اپ کروایا۔ جس نے اسے
ڈرپ لگاتے اس کے کچھ ہی دیر میں اٹھنے کا بتایا۔ ہارون شکر ادا کرتے اس
کے پاس سٹول کھینچ کر بیٹھ گیا۔

وہ پریشانی سے اسے دیکھ رہا تھا جو ابھی بھی بے ہوش تھی۔ وہیں بالکل آہستہ
چلتی ڈرپ جو آدھی ہو چکی تھی۔

ہارون اس کے چہرے کو دیکھتے اس میں ہی اٹک گیا۔ چھوٹے سی انکھیں اور
وہیں چھوٹے سے پتلے سے ہونٹ اس کے سرخ ٹماٹر ر خسار جو کسی کی بھی
توجہ کھینچ لیتے، سفید دودھیار نگت جو کسی کو بھی پاگل کر دیتی۔ چھوٹی س

ناک جو رونے سے بہنے لگتی۔ سلکی کالے بال جو اس کی پشت پر بکھر رہے
ہوتے۔ اس نے ایک دفہ بھر پورا انداز میں اس کا جائزہ لیا۔

اچانک اس کی نظر ہونٹوں سے نیچے تھوڑی اور پھر شاہ رگ میں اٹک گئی۔
اس کی گردن میں ایک ابھری سی گلٹی تھی۔ وہ اسے دیکھتے پاگل ہوا۔ وہ یہ
گلٹی آج دیکھ رہا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھاتے اس گلٹی کو انگلیوں کے پوروں سے
چھوا۔

مگر اچانک وہ انگلیوں سے چھوتے ہونٹوں سے چھونے پر آگیا۔ اس گلٹی کو
ہونٹوں سے چومتے اس کا ناک حیا کی تھوڑی کو بھی چھو رہا تھا۔ وہ مصروف سا
جھکا چومتے ابھی وہاں سے مزید بہکتا جب کھٹکے پر جلدی سے اس سے دور
ہوا۔

باہر وہ ڈاکٹر تھیں۔ حیا کو ایک دفہ دیکھنے آئی تھیں۔ اس نے چہرے پے ہاتھ
بھیرتے خود پر قابو کیا۔ اپنی سرخ آنکھیں جھپکیں۔ دل چاہا ابی اسے

چھوتے مزید اپنی روح کو سکون دے دے جو اس سوچ سے پریشان تھی
کہیں وہ لڑکے اسے کچھ کرنے دیتے مگر وہ رک گیا۔
وہ اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔ کبھی بھی نہیں۔

وہ ڈاکٹر اب کوئی انجکشن ساڈرپ میں ڈالا۔ کچھ ہی دیر میں ہوش میں آجائے
گی۔ کہتے چلی گئیں۔ ساتھ ہی اسے بے فکر رہنے کا بھی کہا۔ اور ساتھ اسے
بھی سٹریس نہ دینے کا کہا۔

کیونکہ ان کے مطابق وہ سٹریس لینے سے ہی بے ہوش ہوئی تھی۔ اور وجہ تو
صرف وہ جانتا تھا وہ کیوں بے ہوش ہوئی۔

حیا ہوش میں آتے تڑپنے لگی تھی۔ ادھر ادھر سے مارتے وہ بے چین ہو رہی
تھی۔ ہارون غیر اراداً ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھتے اسے پر سکون کیا۔ وہ بھی
کچھ ہی پل میں تڑپنا چھوڑتے پر سکون ہو گئی۔ ہارون اس ہی پریشانی سے دیکھ
رہا تھا۔

اس پے نظریں جمائے وہ اب اس کے ہوش میں آنے کے انتظار میں تھا۔
مومنہ کی گھر سے کالز آچکی تھیں۔ جسے اس نے کسی بہانے ٹال ہی دیا۔ وہ اپنی
ماں کو فکر مند نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بس ایک دفہ وہ اٹھ جاتی تو وہ اسے گھر ہی
لے جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

^^^

لیل انعم اور جور جینا تینوں ہال میں بیٹھی تھیں۔ انعم تو اب جور جینا کے ساتھ
ملنے لیل کو بہت تنگ کرتی۔ جس پر وہ اسے صرف گھور رہ جاتی تو جور جینا
سوری میم کہہ دیتی۔

ویسے انعم مجھے اچھے سے یاد ہے کم تو خیام بھی نہیں ہے۔ تمہاری بھی "
سانسیں خشک ہو جاتی تھیں اسے سامنے دیکھ۔۔" اس کی ابھی بھی سانسیں
خشک ہو گئی۔ تھوک نکلتے اس نے لیل کو گھورا۔ وہیں جور جینا لب دبائے
اسے دیکھ رہی تھی۔

تم میرا چھوڑو۔ جور جینا تم بتاؤ تمہارا کسی بھولے بھالے لڑکے کو پھسانے کا"
کوئی پلان نہیں؟.. "اس نے اب لیل کو نہیں چھیڑا۔ ورنہ جواب میں وہ
اسے بھی تنگ کرتی۔ ابھی تو وہ پہلی بات کے اثر میں تھی۔

کچھ لوگ اکیلا رہنے کے لیے بنے ہوتے ہیں۔ انہیں روح کے ساتھی کی"
ضرورت نہیں ہوتی۔ "وہاں بہت عجیب سا ماحول بن گیا۔ ایک خاموشی نے
ان سب کو گھیر لیا۔

جور جیانتہیں کبھی نا کبھی تو کسی کی ضرورت پڑے گی۔ "لیل کے دل نے"
کہا تھا مگر اس کے لبوں سے کچھ نہیں نکلا۔ وہ بھی اس خاموشی کو سننے لگی۔
اچھا میں نے سنا مومنہ واپس آگئی۔ لوگ جوانی میں کڈیپ ہوتے ہیں اور"
ہماری مومنہ بڑھاپے میں ہو رہی ہے۔ اور کڈنیپ کرنے والا بھی اس کا اپنا
داماد۔۔۔ "انعم کی بات نے ماحول کو پھر خوشگوار کر دیا۔

جور جینا مسکراتے انہیں دیکھا۔ جبکہ لیل بھی صرف مسکرا دی۔

موسیٰ کی کوئی خیر خبر بھی رکھ لو یا ر۔ پھر اسے بتانا بھی ہے اس کا بہن بھائی " دنیا میں آئے ہیں۔ " لیل اسے گھورا جس کی زیادہ تر باتیں ہی وہی ہوتیں۔ ویسے چپ کیوں ہو گئی۔ ایسی خاموشی تو تمہیں الیگزینڈر کے سامنے بھی " نہیں لگی۔ " انعم نے پھر سے چھیڑا تھا۔

وہ اپنے پیٹ کے چلتے یہاں سے جا بھی نہیں سکتی تھی۔ ورنہ ابھی ان دونوں کو گھورتے وہ یہاں سے واک آؤٹ کر جاتی۔ جبکہ انعم بھی یہ بات جانتی تھی۔

تمہیں تو صرف خیام ہی چپ کروا سکتا ہے۔ وہ بھی اپنے ہی انداز سے۔۔ " اجائے میں کہوں گیں بھی۔۔ " انعم اسے گھورنے لگی۔ وہیں جو رجینا ان دونوں کی لڑائی دیکھ رہی تھی۔

اس میں ہمت نہیں رہی اب مجھے چپ کروانے کی۔ " ناک سے مکھی " اڑاتے کہا

چلو دیکھ لیتے ہیں۔ اج وہ گھر واپس آتا ہے تو۔۔ "لیل کی بات پر اس نے"
تھوک نگلتے لا پر واہی سے اسے دیکھا۔ جیسے اسے پرواہ ہی نہیں ہو۔ جبکہ اندر
دل جانتا تھا وہ کیا کر سکتا تھا اور کیا کرتا۔ اس کی بولتی وہ اچھے سے بند کرتے
پھر اس سے پوچھتا اب بتاؤ۔ اور وہ بالکل بھی نہیں چاہتی تھی کوئی بھی اسے
یوں چھیڑے جیسے وہ ابھی لیل کو چھیڑ رہی تھی۔

خیزم تو ایک دفہ چھڑ گیا تو بعض بھی نہیں اتنا۔ اس نے سوچوں میں ہی کانوں
کو ہاتھ لگایا۔ وہیں ان دونوں کے قہقہے پر وہ ہی انہیں گھورتے وہاں سے چلی
گئی۔ پیچھے جو رجینا اپنی میم کی خوشیوں کی دعا کی تھی۔

وہ الیگزینڈر کا بنایا کھانا ہی لانے چلی گئی۔ وہ لیل کے لیے لہجہ خود تیار کر کے
جاتا تھا۔ اسے منظور نہیں تھا لیل اس حالت میں کسی کا بنایا کھانا کھائے۔ انعم
بھی کک رکھنے سے منع کر دیا تھا۔ خیام اور اپنا کھانا وہ خود بناتی۔

الیگزینڈر اور خیام کے اتے ہی وہ دونوں اپنے اپنے پورشن میں چلی جاتیں۔
وہیں جو رجینا ویسے ہی ٹینا سے ملنے جاتی۔

الیگزینڈر اور خیام دونوں کو اپنی تنہائی عزیز تھی۔ الگزینڈر کو تو کچھ زیادہ ہی عزیز تھی۔ جو پہلے ہی لیل کو وارن کر دیا تھا اس حوالے سے ضد نہیں کرنی۔ اور وہ بھی الیگزینڈر کو دیکھتے ہی ہر ضد بھول جاتی۔ اس کی بانہوں میں جانے کو بے تاب ہو جاتی۔ مچلتی اس کی قربت میں سانس بھرنے کے لیے۔ اور الیگزینڈر بھی اس بات سے واقف تھا۔ وہ الیگزینڈر سے زیادہ عشق کی حدوں سے گزر چکی تھی۔

^^^

مجھے ابھی نہیں جانا!.."منہا اس کے سینے سے لگ گئی۔ شایان بیگ پیک" کر رہا تھا۔ وہ اس وقت ابھی سو رہی تھی۔ مگر اٹھتے ہی جیسے شایان نے اسے سب بتایا وہ پھر ضد کرنے لگی۔

منہا ضد نہیں کرتے شاباش۔۔"اس کے چہرے سے بال کان کے پیچھے" کرتے اس کا ماتھا چوما۔ وہ اس وقت اپنے نائٹ سوٹ میں ہی تھی۔

رات وہ دونوں مووی دیکھتے کب سوئے انہیں علم نہیں تھا مگر کافی وقت گزر چکا تھا۔ وہ چاہنے کے باوجود بھی اب یہاں نہیں رک سکتا تھا۔
انہیں جانا ہی تھا۔ وہ موسیٰ سے ضد کرتے یہ ٹور کے لیے آیا تھا مگر اس نے پھر بھی کام تھا ہی دیا۔

وہ منسا کے ساتھ یہاں گھومتے کسی شخص کو بھی تلاش رہا تھا۔ اس کے اس طرح دونوں کام ہی ہو رہے تھے۔

اس آدمی کی تلاش بھی جاری تھی اور اس کی بیوی بھی خوش تھی۔ اور یہاں وہ مطمئن بھی تھا۔ مگر اب اسے لوٹنا ہی تھا۔

اس کی کی پیچھے فیملی تھی۔ ایک کام تھا جو اس کی روح کے قریب تھا۔ وہیں منہا یہ سب نہیں سمجھ رہی تھی۔ یاں شاید اسے شایان کی توجہ بٹ جانے کا خدشہ تھا۔

یہ جانے بغیر یہاں بھی وہ صرف اسے ٹائم نہیں دے رہا۔ رات کو اسے سلانے کے بعد وہ اسی کام کے لیے بھی نکل جاتا تھا۔

وہیں منہا ان باتوں سے واقف نہیں تھا۔ وہ بس چاہتی تھی شایان اس کی طرف متوجہ رہے۔

منہا میرے وہاں ماما بابا ہیں۔ بہن بھائی ہے۔ مجھے جانا ہی ہو گا۔ "اس لیے"

بے بسی سے اسے دیکھا تھا۔

ہم پھر آجائیں گیں۔ اتنا دکھی ہونے والی بات نہیں ہے۔ "اس نے کپڑے"

دور رکھتے اس کی کمر کے گرد بازو ڈالتے اسے ساتھ لگایا۔ وہ ویسے ہی چپ چاپ رہی۔

کیا یہ جگہ پسند آگئی ہے؟ "نرمی سے پوچھا۔ اس نے بغیر سوچے سمجھے ہاں"

میں سر ہلایا۔

اگر صبح و شام میری بانہوں میں جاگ گزارے ہوتے تو تم نے یہاں سے"

واپس بھاگنے کی کرنی تھی۔ "بھاری آواز میں کہتے اس کی تھوڑی چومتے

ہو ننوں کو دیکھا۔ وہیں منہا کی سانسیں اور الفاظ دونوں ہی گلے میں اٹک گئے۔

کیا ہوا رک جائیں؟؟ دونوں ساتھ صبح و شام جاگیں گیں۔ کوئی ڈسٹرب
بھی نہیں کرے گا۔ تم اور صرف میں۔ تنہائی اور دودلوں کا ساتھ۔ بس اگر
تم بے ہوش نہ ہوئی تو۔۔ "منہا ابھی سے بے ہوش ہونے والی ہو گئی۔

اس کی سانسیں تو اس کی پہلی دفہ کی قربت کا سوچتے ہی بھاری ہونے لگیں۔
وہ اس سے دور ہوتے نفی میں سر ہلا گئی۔ شایان مسکراتے لب دبائے۔

کیا ہوا؟؟ رکنا نہیں اب؟۔ "اس کے پاس اتے پوچھا۔"

نہیں۔۔ "وہ کہتے پیچھے کو قدم لینے لگی شایان کا ایسا کوئی پلان نہیں تھا پھر"
بھی اس کی طرف قدم بڑھانے لگا۔

کیوں اب کیا ہوا؟۔ "اس کے بالوں میں منہ دیتے ان کی مسحور کن خوشبو"
خود میں اتاری۔ اسے دیکھا جوا نکھیں میچ چکی تھی۔ ہونٹوں کو زبان سے تر
کرتے وہ شدید پیاسی محسوس کر رہی تھی خود کو۔۔

شایان اپنے انداز میں اب اسے جانے کے لیے تیار کرنے لگا۔

ایک ہاتھ اس کے عبائے کی ڈوری پر رکھتے اسے کھول دیا۔ وہ کپکپا گئی۔ مگر وہ اس کی کپکپاہٹ محسوس کرتے بھی یوں ہی رہا۔ اس کے وجود کو گہری نظروں سے دیکھتے اس کا گلا ڈھیلا ہونے پر نیچے کھسکانے لگا۔
منہا کی سانسیں اٹکنے لگی تھیں۔ اس نے شایان کے بالوں میں مٹھیوں میں دبوج لیا۔

وہ پرواہ کیے بغیر اس کمر سے تھامتے ڈر سیگ ٹیبل پر بٹھا گیا۔ اس کو دیکھا جس کی سانسیں پھول چکی تھی۔ وجود پر جیسے سحر تاری ہوا تھا۔
وہ خود میں اترتی شایان کی خوشبو بھی محسوس کر سکتی تھی جو اس کی سانسیں قید کر رہا تھا۔ شدتوں سے اس کی سانسوں پر جھکے وہ انہیں پی رہا تھا۔
منہا کے ہاتھ خود بخود ہی اس کے بالوں سے نکلتے کندھے دبوج گئے۔
وہ بے دردی سے اس کے ہونٹوں پر دانتوں سے کاٹتے اس کی سانسوں میں اپنی قربت کی تپش بھر گیا۔ منہا کی سانسیں بھول گئیں۔ مگر وہ لا پرواہ بنا اسے تڑپا رہا تھا۔

شدتوں سے اس کی سانسیں پیتے اسے بالکل بھی پرواہ نہیں تھی۔ اس کے
جنوں سے منہا ویسے بھی ڈر جاتی تھی۔ وہیں شایان آج بھی اس کے ہونٹوں
کو دانتوں میں دبائے اس کے منہ میں خون کے گھلنے کی وجہ بنا تھا مگر وہ پیچھے
نہیں ہوا۔

شدت سے اس خون اور ان ہونٹوں کی نمی چوستے وہ اسے بتا گیا تھا وہ رحم کرنا
آج بھی نہیں سیکھا۔ اور اس پر رحم کھانا تو شاید کبھی سیکھ ہی نہیں پاتا
منہا کا وجود کپکپا اٹھا۔ اس نے سر اٹھا کر شایان کو دیکھا۔
وہ اس کو سینے سے لگائے اس کی سانسیں ہموار ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔
پھر بیڈ کی طرف چلیں یاں عمان؟.. "ابروا اٹھاتے پوچھا حالانکہ جواب وہ"
جانتا تھا۔

عمان.. "مشکل سے ایک لفظ نکلا۔ اس کی سانسیں ہی اس قدر آگے پیچھے"
ہو چکی تھیں۔ ان کا جیسے ردھم بگڑ چکا تھا اور بگاڑنے والا ہمیشہ کی طرح اس کا
ظالم شوہر ہی تھا۔

جسے اب اس نے چھوٹا ہونے کے طعنے دینا چھوڑ دیے تھے۔ وہ بالکل بھی نہیں
چاہتی تھی وہ پھر اسے اچھے سے روشناس کروائے کون چھوٹا ہے اور کون بڑا۔
وہ پھر ایسے موڈ میں آ جاتا تھا کہ اس کی بولتی بند ہو جاتی۔ وہ سب بھول جاتی۔
اور شایان تو ویسے بھی اسے سب بھلا دینا ہی چاہتا تھا۔

^^^

موسیٰ پری کو ساتھ لے کر دائی کے پاس چیک اپ کے لیے گیا تھا۔ بیلا گھر
میں اکیلی تھی

حارث تھا مگر وہ ایسے ہی تھی جیسے اکیلی ہو۔ سب سے پہلے تو اس نے ہاتھ
لیا۔ گھر کی صفائی ہو چکی تھی۔

اب وہ کھانا بنانے جارہی تھی۔ وہیں حارث اپنے کائنج میں بیٹھا وہاں لگے
کیمراز سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اچانک وہاں اذان کی آواز سنتے وہ اٹھ گیا۔ اسے نماز ادا کرنی تھی۔ ایسے منظر
اس کی بہت سی نمازیں چھین چکے تھے مگر اب نہیں۔

بلکل بھی نہیں۔

پری لب دبائے موسیٰ کو دیکھ رہی تھی۔ جبکہ اس کی گھوری بلکل بھی کم نہیں ہوئی۔ وہ دونوں گاڑی میں اب واپس لوٹ رہے تھے۔ دائی ماں نے موسیٰ کو ڈھکے چھپے لفظوں میں اس سے دور رہنے کا کہا تھا۔ جہاں وہ موسیٰ کی حالت دیکھتے مسکرائی تھیں وہیں موسیٰ نے اسے گھورنا شروع کر دیا۔

پری کو اب شدت سے گھر جانے کا انتظار تھا۔ جو جلد ختم ہو گیا۔

میں لے جاتا ہوں۔ خود مت چلو۔۔ "اس کے پاؤں سوج جاتے تھے۔ اسی"

کے چلتے موسیٰ اسے بانہوں میں بھرتے اندر لے گیا۔ پری اس کے گلے میں

باں میں ڈال گئی۔

اب کیوں منہ لٹکایا ہے۔ تب تو کہا تھا جس چیز کا مجھے ڈر تھا وہ ہو گیا اب"

مجھے تمہارے پاس آنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ "پری اسے بھی ساتھ

چھیڑا۔

سانسوں سے پاس نہیں آسکتا مگر سانسوں تک تو آسکتا ہوں۔ اور تمہاری "جان تو میں اپنے ہونٹوں سے تمہارے ہونٹ چھوتے بھی نکال سکتا ہوں۔۔" اس کو ساتھ ہی چپ لگی تھی

موسیٰ اب اسے اکسایا مگر وہ نہیں بولی

وہ اسے یوں ہی اٹھائے لفٹ سے اج کمرے میں آیا۔ سڑھیوں کا استعمال اسے پسند تھا مگر اب پری کے لیے وہ ٹھیک نہیں تھیں۔ یہ مکمل بند تھیں۔ موسیٰ نے کچھ ماہ پہلے ہی انہیں کھلا دیا۔ جب یہ پری کی اس حالت میں کام نہیں آسکتیں تو ان کا بعد میں ہونا تو فضول ہی تھا۔ وہیں پری اج پہلی دفہ لفٹ سے جارہی تھی۔ وہ بھی موسیٰ کے ساتھ۔۔

تم نے مجھے کبھی لفٹ نہیں دیکھائی؟.. "وہ موسیٰ کی پچھلی باتیں بھولتے"

بولی

کیونکہ یہ دیکھانے والی چیز ہی نہیں تھی۔ "لاپرواہی سے کہتے اپنے کمرے"
میں قدم رکھا۔ اسے بیڈ پر ڈالتے اس پر کمبل دیا۔ مگر ایک دفہ پہلے اس کے
پاؤں ضرور دیکھ لیے۔

اکیلے اس میں نہیں جانا۔ ساتھ بیلا ہو تب ہی۔ "وہ اس کے اوپر جھکانگی"
اٹھائے اسے وارن کر رہا تھا جب پری اس کی گردن میں بازو ڈال گئی۔
مجھے سونا ہے۔ تمہاری بانہوں "موسیٰ بغیر کچھ کہے اس کا سراپے سینے ہر"
رکتے لیٹ گیا۔ اور کچھ ہی دیر میں وہ نیند میں بھی چلی گئی۔ موسیٰ اس کا ماتھا
چومتے اس پر کمبل ٹھیک کیا۔ خود بھی کچھ دیر لیٹنے کا پروگرام بنایا۔ الیگزینڈر
کی باتوں نے اسے ڈسٹرب کر دیا تھا مگر پری کا وجود آج بھی اس کے لیے
سکون کی وجہ بنا۔



اس نے انج بہت انجوائے کیا تھا۔ سارا دن شان کے ساتھ لاہور گھومتے اس کی خوشی تو جیسے واپس لوٹ آئی۔ شان کے کندھے پر سر رکھے وہ اب چل رہی تھی۔ حالانکہ سر رکھنا ہیل کی وجہ سے ممکن تھا جو اس نے پہن رکھی تھی۔

میں نے تمہیں بہت مس کیا!۔ "منہ بناتے ادا اس بننے کی ممکن کو شش" کرتے کہا۔

مجھے نہیں۔ اپنے سیر سپاٹوں کو.. "موسیٰ کی زبان سے نکلا ایک اور لفظ وہ" پکڑ چکے تھے۔

جوان کل صرف یہ ہی کہتا رہتا یہ رومان اور شایان کے سیر سپاٹے ہی ختم نہیں ہو رہے۔ کبھی کہیں کی لوکیشن تو کبھی کہیں کی۔ وہیں وہ اور حادثہ اس کی کانفرنس کال کے آخر پر اس گفتگو کو سنتے مسکرا دیتے۔

تو کیا تم جیسے کو مس کرو گی۔ شکل دیکھی ہے اپنی۔ "سانہ جو سدرہ کی بنائی"
کھیرا نہیں باہر گراؤنڈ میں دینے آئی تھی منسا کی بات پر منہ کھولتے اسے دیکھنے
لگی۔

اس کی ہی تو شکل دیکھنے والی تھی اور وہ کہہ رہی تھی شکل دیکھنے ہے اپنی۔ ""
سانہ منہ بند کرتے ان کے سامنے کھیر رکھی۔

یہ ماما نے دی ہے۔ "وہ ہاتھ باندھے بچوں کی طرح بولی۔"

یار بیٹھ جاو۔ تم لوگوں سے تو میرا تعارف ہی نہیں ہو سکا۔ اپنا نام ہی بتادو۔"

سانی ہی بتایا ہے احمد نے تو بس۔ پورے نام اور تعارف تو شاید تم پر ہی

چھوڑے ہیں۔ "اس نے ناں ناں کرنے کے باجود اسے اپنے ساتھ جھولے

پر بٹھالیا۔

منسا درمیان میں بیٹھی تھیں۔ ایک طرف شان تو اب دوسری طرف سانہ

تھی۔ وہیں سامیہ اسے گھور رہی تھی جو اسے چکما دے کر خود انہیں کھیر

دینے آگئی۔

اچھا چلو مجھ سے شروع کرتے ہیں۔ "اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا"

میرا پورا نام منسا عمر ہے۔ میں اپنی فیملی میں سب کی لاڈلی ہوں۔ میرے دو "بھائی ہیں ان کی کوئی ویلیو نہیں۔ مگر صرف بابا اور میرے لیے۔ میرے بابا ڈاکٹر ہے۔ عمر نام ہے ان کا۔ وہیں ماما ف!.." شان نے اسے بازو سے پکڑتے ہوش کروایا تھا۔ یہ باتیں وہ اپنے سسرال میں تو نہیں بتا سکتی تھی۔ مطلب ماما اولڈ اتج ہوم چلاتی ہیں۔ ہیر نام ہے ان کا۔ وہیں بھائیوں کے "ناں شان اور شایان۔ میں پڑھ رہی ہوں۔ یونیورسٹی جانا ہے اب بس۔ پھر پڑھائی ختم۔" اس نے ہاتھ جھاڑے جیسے پڑھائی نہیں کہیں کا عزاب ہو۔ ویسے بھی وہ پڑھنے میں اچھی نہیں تھی۔

اب تم اپنا بتاؤ۔ "سانہ چور نظروں سے شان کو دیکھ رہی تھی۔ سر جھکا" ہوا۔ وہیں شان اپنے موبائل پر میسج چیک کر رہا تھا۔ مگر نظروں کی تپش پر لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

سانی!.." اسے بازو سے پکڑتے ہوش کروایا۔"

ہاں!.. "وہ چونکی"

"اپنے بارے میں بتاؤ اور اس ٹومی کے بارے میں بھی۔"

ٹومی!.. "نا سمجھی سے پوچھا۔"

وہ تمہارا بھائی ٹومی!.. "وہ جھنجھلائی۔"

ڈوم!.. "تصحیح کرتے وہ ساتھ ہی قہقہہ لگائی۔"

ڈوم کو جب پتا چلتا اس کی بے بی بھابھی اسے ٹومی بنا چکی ہے تو وہ ضرور پاگل ہو جاتا۔

بھابھی!.. "اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے وہ پھر دہری ہوتے مسکرا نے"

لگی۔ پورے دانتوں کی مسکراہٹ۔۔

منسا اور شان ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ رہے تھے۔ شان دلچسپی سے اس کو پیٹ پر ہاتھ رکھتے مسکراتے دیکھ رہا تھا۔ وہیں سامیہ سے یہ سب برداشت نہیں ہوا تھا۔ وہ بھی وہیں آگئی۔

کیا ہوا سانہ؟؟ اتنا کیوں مسکرا رہی ہو؟۔ "منسا اسے گھور کر دیکھا۔ اس کا انا" ناگوار گزرا۔ وہیں شان اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے اسے سر کے اشارے سے کسی بھی پنگے سے منع کیا۔۔ سانہ بھی تب تک نارمل ہو چکی تھی۔

پلیز بیٹھ جائیں۔۔ اور سانہ تو ویسے ہی باتیں کر رہی تھی۔ "شان منسا اور" سانہ کو چپ دیکھ مروت کے مارے بولا

وہیں وہ بھی سامنے پڑی کر سیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی۔ شان منسا کو ساتھ لیتے جھولے سے اتر ا۔ سانہ بھی پھر اترتے ان کے ساتھ وہیں آگئی۔۔ اپ!۔۔ "منسا اس کی بات ٹوک دی۔"

سانہ تم بتاؤ نا اپنا بارے میں؟۔ "سامیہ شان کو دیکھ مسکرا دی۔ جو خود بہن" کی ایسی حرکتوں کی وجہ نہیں سمجھ پار ہاتھا۔

بھابھی ہم دو بہنیں اور دو بھائی۔ ظہیر جنہیں اپ احمد کہہ رہی ہیں۔ وہیں" میں سانہ جسے سب پیار سے سانی کہتے ہیں۔ اس کے بعد ڈوم جسے اپ نے ٹومی بنا دیا تھا۔ اصل میں اس کا نام ابوسفیان ہے۔ اس کے بعد شمیمہ جسے

سب شامی کہتے ہیں۔ سب بس پیار سے سانی شامی ڈوم کہتے ہیں مگر پیار کوئی کرتا ہے نہیں!۔ "ہونٹ زرا سا باہر لٹکایا۔ شان نے نظریں چرائیں۔ ورنہ پہلے وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کوئی نہیں میں ہوں ناں۔ مجھے ٹومی سے لے کر شامی سانی سب سے پیار " ہے۔ "اسے خود سے لپٹایا۔ وہیں وہ بھی مسکراتے اس کے گلے لگ گئی۔ بھابھی وہ ٹومی سن کر بہت روئے گا۔ "منساناک سے مکھی اڑاتے مسکرائی۔ " کل تم تینوں فری ہوناں؟۔ "اس نے یس کہتے سر پے ڈوپٹہ درست کیا۔ " شان کی نظریں انہیں پر تھیں۔ اسے اچھا لگ رہا تھا منسا کا سب میں گھلنا ملنا۔ پھر ہم پانچوں پارٹی کریں گیں۔ لاہور میں تو ویسے بھی بہت مزے کا دیسی " کھانا ہے۔ "وہ انہیں بتا رہی تھی جو خود لاہور میں پلے بڑھے تھے۔ یہ الگ بات تھی وہ لوگ کبھی باہر نہیں نکلے تھے۔ ظہیر انہیں کہیں نہیں جانے دیتا تھا۔

بھائی نہیں مانیں گیں۔ "اس نے خدشہ ظاہر کیا۔۔"

ہم اس سے نہیں پوچھیں گیں۔ "اس نے مسکراتے بتایا وہیں اس طرف اتا" ظہیر اس کے پلان سن سکتا تھا۔ بس نفی میں سر ہلا گیا۔

اسلام و علیکم!.. "اس کی آواز سنتے وہ چمکتی نظروں سے پلٹی تھی۔ ظہیر کو" ان نظروں میں اتی اس چمک سے محبت ہوئی۔ وہ اندر جانے کے بجائے شان کے اپنی جگہ چھوڑنے پر منسا کے ساتھ بیٹھا۔ شان سامیہ کے ساتھ پڑی چٹیر پر بیٹھ گیا۔ وہیں جو انہیں گھور رہی تھی سب شائستگی سے مسکرا دی۔ منسا کی نظریں اس پر ہی ٹکی تھیں۔ شان مسکراتے سر جھٹک کر نظریں ہٹائیں۔ وہ اس کے ساتھ خوش تھی۔ بس اپنی بچکانہ حرکتوں کی وجہ سے اکثر ادا اس ہو جاتی۔ جو وہ سمجھ بھی سکتا تھا۔

کیا کیا آج سارا دن؟ "بریف کیس سامنے پڑے ٹیبل پر رکھ دیا۔ سانہ" کھیرا نہیں ڈال کر دینے لگی ورنہ سدرہ سے اس کی کلاس لگتی۔ جو وہ نہیں چاہتی تھی۔

منسا ہلکی آواز میں اسے سب بتا رہی تھی۔ جسے وہ محویت سے سن رہا تھا۔ وہیں سامیہ اب شان سے باتیں کرتے اس کے متعلق اس سے پوچھنے لگی۔ جو وہ ہموار لہجے میں بتا رہا تھا۔ سانیہ سے کھیر کا باول پکڑتے مسکراتے ہلکا سا شکریہ کہا۔ وہ بس سر ہلا گئی۔ ناچاہتے ہوئے بھی سامیہ کو بھی ڈال کر دیا۔ جس کی مسکراہٹ اسے زہر لگ رہی تھی۔

مطلب میرے بغیر خاصا خوش وقت گزارا ہے تم نے؟.. "اس کی بات" سنتے منسا مسکراتے سر ہاں میں ہلایا۔ ظہیر اسے گھورتے بازو اس کی کرسی کی پشت پر پھیلاتے اس کے کندھے پر رکھا۔

سوچ کر بولو۔ رات میرے ساتھ ہی گزارنی ہے تم نے۔ کب کیسے بدلہ لے لوں تم سمجھ بھی نہیں پاؤ گی۔ "اس کی لودیتی نظروں کی طلب نے اس کا گلابوں خشک کر دیا جیسے وہ صحرا میں آگئی ہو۔ اور اس کے پاس پانی کا ایک گھونٹ تک نہ ہو

ہیلو ایوری ون۔ ماما کا فرمان ہے آج کا ڈنر مون لائٹ میں ہوگا۔ "وہ خوشی سے بول رہا تھا مگر ظہیر پر نظر پڑتے ہی اس کی زبان کوتالے لگ گئے۔ اس کی خشک ہوتی زبان دیکھ سانہ مسکرائی۔

وہ میں بس بتا رہا تھا۔ "دھیمے سے کہا۔ ظہیر اسے گھورتے منسا کو اٹھنے کا اشارہ کرتے اٹھا۔

میں بابا سے کچھ بات کر لو۔ تم میرا بریف کیس لے کر کمرے میں جاو۔" میرے کپڑے بھی نکال دینا۔ "اسے نظروں سے اٹھنے کا کہتے وہ چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی شان سامیہ کے پاس سے اٹھتے اس کے پاس آیا۔ اس کا پھولا منہ بتا رہا تھا یہ حکم پسند نہیں آیا۔

منسا میری جان شوہر ہے وہ تمہارا۔ "رخ ہلکا سا اس کی طرف موڑے اس کے کھلے بال کان کے پیچھے کرتے اس کا گال سہلایا۔ میں تھک گئی ہوناں!.." دہائی دی۔"

میرا بچہ وہ تو سارا دن کام کر کے آیا ہے۔ تم تو میرے ساتھ گھومی ہوناں۔"
وہ زیادہ تھکا ہوا ہے۔ "لہجہ نرم رکھا ورنہ وہ اس کی باتوں پر اکھڑ جاتی۔
میں بھی تو تھک گئی ہوں۔ انسان صرف کام کرنے سے تو نہیں تھکتا۔" وہ"
بحث پر اترائی۔

میں نے تب کہا تھا مت جاو اس کے ساتھ۔ تب تو سب کو بتائے بغیر بہت "
شوق سے شادی کی تھی۔ اب تمہیں اس کے کام کرتے موت پڑ رہی ہے۔"
دبے سے لہجے میں اسے گھورتے کہا۔ وہ بس اتنا ہی پیار جتا سکتا تھا۔
میں بابا کو بتاؤں گیں تم مجھ سے اس لہجے میں بات کرتی ہو۔ "وارنگ دیتے"
وہ وہاں سے اٹھ گئی۔ بریف کیس بھی غصے سے اٹھایا۔ وہیں شان بس اس کے
جانے پر شکر ادا کیا۔

ڈوم اور سانی نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اتنے پیار سے تو بات کر رہا تھا۔ پھر
بھی بابا کو بتانا تھا کیا۔ ان دونوں کے چہرے پے حیرت تھی۔ مگر منسا کو اس
سے کوئی مطلب نہیں تھا۔

وہ تو تب سے سر جوڑے ان دونوں بہن بھائی کو دیکھ رہی تھی۔ وہیں سامیہ کی نظروں میں ان کے لیے ناگواہی رہی تھی۔

تم بیٹھ سکتے ہو۔ "شان اس کے جانے کے بعد ڈوم سے بولا جس کا منہ کھل " چکا تھا۔

وہ ایسی ہی ہے۔ تم لوگ اس کی فکر مت کرو۔ "اس نے ان کی شکلیں " دیکھتے کہا۔

پھر تو بھائی کی بھی خیر نہیں "وہ بڑبڑایا۔ شان کھل کر مسکرایا۔ وہیں سانیہ " اور سامیہ کی نظریں اس کے ڈمپل پر گئیں۔

اس یونانی دیوتا کے پاس دنیا کی خوبصورت ترین چیزیں تھیں۔ وہ صرف دیکھ کر رہ گئے۔ ڈوم کے گھورنے پر سانیہ نے اس پر سے نظریں ہٹائیں۔

وہ تو اب واقعی نہیں ہے۔ "مسکراتے کہا۔ وہیں سدرہ کو دروازے پے " کھڑے دیکھ اس نے سانس بھرتے ان کا حکم یاد کیا۔

وہ مجھے ٹیبل سیٹ کروانا تھا۔ "اسے جیسے اچانک یاد آیا۔ وہ اجازت لیتے چلا گیا۔ شان بھی اس کے پیچھے ہی ہو لیا۔ اس کی گردن میں بازو ڈالتے اس سے باتیں کرتے وہ بھی ملازموں کے ساتھ ملتے ان کی مدد کرنے لگا۔

سامیہ نے گھورتے سانپہ کو دیکھا۔ اسے بازو سے پکڑتے پاس بٹھایا۔

یار دیکھو تمہارے بھائی نے تو مجھے تم لوگوں کی بھابھی بنایا نہیں۔ اب مجھے "اپنی بھابھی کی بھابھی ہی بن جانے دو۔" التجا کرتے میسنی سی شکل بنائی۔

بہن میں اتنی فراغ دلی نہیں دیکھانے والی۔ ویسے بھی میرا خود ارادہ ہے اپنی "بھابھی کی بھابھی بننے کا۔ ہماری فیملی میں وٹے سٹے کا بھی رواج ہے۔" وہ اسے ہری جھنڈی دیکھاتے اندر کو چل دی۔

پیچھے سامیہ نے دانت پیسے۔ مگر وہ دور سے بائے بائے کرتے اندر بھاگ گئی۔

پیچھے وہ ندیدوں کی طرح وہاں کام کرتے شان کو دیکھ رہی تھی۔ جو یقیناً آکتا چکا تھا۔ بس منسا کی وجہ سے برداشت کر رہا تھا۔

جس نے موبائل تو دے دیا تھا مگر کارڈز اور پاسپورٹ نہیں دیا تھا۔ اور دھمکی بھی دی تھی۔

کون سی کلاس میں ہو یا؟ "شان کا خود گریجویٹ مکمل ہو چکا تھا۔ اب" اس کا ارادہ اپنا بزنس کرنے کا تھا۔ جبکہ سائیڈ بزنس تو مافیہ تو چلتا ہی رہنا تھا۔ شایان کے لوٹنے کا بھی اسے علم ہو چکا تھا۔ وہ جلد ہی ارادہ رکھتا تھا اسے بھی اس بزنس بھی شامل کرے۔ ویسے تو پارٹنرشپ کے لیے موسیٰ کافی تھا مگر وہ اپنی سیفٹی کے لیے شایان کو چاہتا تھا۔ کیونکہ نقصان کی صورت میں شایان اسے سنبھال تو لیتا۔

اسے تو ویسے ہی موسیٰ کی گھوریوں سے ڈر لگتا تھا۔ اور اس حادثے سے بھی۔ جو ناجانے کہاں سے اگیا تھا۔

اس کا پرانا نام جانتے جہاں وہ ہنسا تھا وہیں اس کو دیکھ اس کی بولتی بند ہو گئی۔

چھوڑی چھاتی اور پھولے مسلز چھ فٹ سے نکلتا قد اور بھاری ہاتھوں کی مار۔
وہ واقعی گھوسٹ تھا۔ اس نے ابھی بھی اپنی سوچیں جھٹکیں۔ وہ تو واقعی
گھوسٹ کی طرح اس کے دماغ پر سوار ہو رہا تھا۔

^^^

دشمنی دو طرح کی ہوتی ہے۔ "بند کمرے میں دو عکس تھے۔ دونوں ہی"
مکمل سیاہ۔

ایک جنہیں برداشت کر لیتے ہیں۔ چاہے مجبوری میں۔ یہ صرف بزدل
لوگوں کی دشمنی ہوتی ہے۔ "دوسرا عکس دھیان سے سن رہا تھا۔

ایک جنہیں وہ زندہ بھی برداشت نہیں کر پاتے۔ اور اسی لیے آپ ان کی
خوشیاں چھین لیتے ہیں۔ یہ صرف بہادر جنونی لوگوں کی دشمنی ہوتی ہے۔"
اس نے حرام مشروب میں برف کا ٹکرا انگلیوں میں پکڑ کر اٹھاتے ڈال دیا۔

اور میں دوسری قسم کی دشمنی رکھتا ہوں۔ بے رحم اور سرد دل دشمنی۔"

گھونٹ بھرتے وہ مشروب حلق سے نیچے اتاری۔ دوسرا سایہ گلاس پکڑے
یوں ہی جسے اندر کچھ گھول رہا تھا۔

اور جو میری دشمنی کے رستے میں آتا ہے اسے میں مار دیتا ہوں۔ "اس عکس"
کے گلے میں وہ مشروب اٹکی۔ وہ کھانسی کرنے لگا۔

تمہیں بلو پوائزن کے بارے میں معلوم ہے۔ زہر کی وہ قسم جو آپ کو تڑپا
تڑپا کر مارتی ہے۔ "اس شخص کے وجود میں واقعی تکلیف اٹھنے لگی۔ اس کے
دونوں ہاتھ جیسے کسی نے جکڑ لیے تھے۔ وہ انہیں ہلانے سے قاصر تھا

اس سے تمہارا وجود پہلے پتھر کا ہو گا۔ پھر اہستہ اہستہ دل۔ اور یوں سارا"

وجود سرد ہو جائے گا۔ "اس نے جیسے کوئی نیوز پڑھی تھی

میری دشمنی کے رستے میں آنے کی سزا ہے یہ۔ سوچو اس دشمن سے کتنی"

نفرت ہو گی مجھے۔ جو اس کے بچ جانے کا جانتے میں نے تمہیں ایسی موت

دی۔ "وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے آگے کو جھکتے بولا۔ انداز میں بلا کی سختی تھی۔

تم نے کہا تھا وہ مر چکا ہے۔ میں اسے اپنی نظروں کے سامنے سانس لیتے " دیکھا۔ وہ زندہ تھا۔ اس کی لاش یہاں لانے کا کہا تھا مگر تم اس میں بھی ناکام رہے۔ " وہ نیچے پڑا تڑپ رہا تھا۔ وجود پتھر ہو چکا تھا۔ دل بند ہو رہا تھا۔ اس کا وجود جھٹکے کھانے لگا۔ وہیں وہ آرام سے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے سکون سے شراب پیتے رہا۔

یوں تڑپ تڑپ کر ہی وہ شخص دم توڑ گیا۔ مگر اسے ذرا بھی پرواہ نہیں تھی۔ میرے کمرے سے گند ہٹا دو سارا۔ " وہ واکی ٹاکی میں بولتے واپس اہنہ " چئیر پر آ بیٹھا۔ دو گارڈز فوراً حاضر ہوئے۔ اسے اٹھا کر لے جاتے وہ فرش بھی رگڑ کر صاف کر گئے۔ وہ اسے آرام سے بیٹھا رہا جیسے کوئی موقی دیکھ رہا تھا۔ جہاں کسی کے مر جانے یاں مار دینے سے کسی کو کوئی فرق ہی نہ ہڑتا ہو۔ نہ اسے اور نہ ہی کسی اور کو۔

انسانی جسم کی قیمت ایسی تو نہیں تھی مگر انسان کے دل کے لالچ نے اس کی قیمت کم کر دی۔ جیسے اس شخص کی ہو چکی تھی جو دوسروں کے مرنے پر اپنے

بچ جانے کا شکر ادا کرتا تھا۔ خدا نے آج اس کی گردن میں بھی رسی ڈال کر
مکمل کھینچ دی۔ اور وہ محسوس کرنے سے بھی قاصر رہ گیا۔

^^^

ہانیہ سونے کی کوشش بھی مت کرنا۔ میں باتھ لے کر آ رہا ہوں۔ اگر تم "
سوئی تو میں تمہاری نیند کی بھی پرواہ نہیں کروں گا۔" اسے وارن کیا تھا۔ اس
نے منہ پھلایا رومان کو دیکھا۔

وہ سارا دن گھومنے کے بعد اب تھک چکی تھی۔ وہ دونوں کھانا بھی باہر سے
کھا کر آئے تھے۔ اب اس میں ہمت نہیں تھی رومان کی شدتیں سہنے کی مگر
وہ سونے کی غلطی بھی نہیں کر سکتی تھی۔ وہ اچھے سے جانتی تھی وہ پھر اسے
کیسے اٹھاتا۔

وہ اس کے دہکتے لبوں کا لمس نہیں بھول سکتی تھی۔ وہ ایک ایسا انسان تھا جو
اس کی جان لبوں پر لانے کے بعد پوچھتا تھا آخر ہوا کیا ہے۔ وہ اس کے انداز
سے ہی ڈر جاتی تھی۔

وہ پھر رحم بھی نہیں کھاتا۔ اس پر تو جیسے پھر جن سوار ہو جاتا۔ جو اسے اکساتا تھا وہ سب بھول کر اس پر اپنی شدتیں نچھاور کر دے۔

وہ بیٹھی تھی جب رومان نہا کر فریش سا باہر نکلا۔ وہ بیڈ پر بیٹھی انگلیاں چٹخ رہی تھی۔ رومان اس کی بگڑتی حالت دیکھ لب دبا یے۔ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہوتے بال بنانے لگا۔

وہاں سے پلٹتے وہ ایک بیگ اٹھاتے ہانیہ کی طرف پلٹا۔ اسے بیگ تھماتے اس کا ہاتھ تھامتے اسے اٹھایا۔ وہیں وہ سمجھنا چاہ رہی تھی یہ رومان نے کب لیا۔ وہ دونوں تو ساتھ تھے۔ ساری جگہ وہ ایک ساتھ تھے۔ وہ ایک پل کے لیے بھی دور نہیں ہوئے تو یہ کہاں سے آئی۔

اٹن لائن منگوائی ہے۔ "اس کے چہرے سے سوچوں کا اندازہ لگایا۔ وہیں"

ہانیہ شرم سے نظریں میچ گئی۔

یہ پہن کر او۔ شادی کے بعد پہلا تحفہ ہے۔ یہ سوچ کر انا۔ "اسے بازو سے"
پکڑتے واشر و م میں داخل کرتے دروازہ بند کیا۔ وہیں وہ حیرت سے اس کی
بات سمجھنا چاہتی تھی۔

سر جھٹکتے اس نے بیگ میں ہاتھ ڈالتے شاپر نکالا۔ وہ خوبصوت پیکنگ میں
کوئی سلک کا سوٹ تھا۔ وہ کپڑوں کا سوچ مسکرائی۔۔
وہ بیگ نیچے کمر کھتے وہ پیکنگ کھولنے لگی مگر اسے کھولتے ہی اس کی سانسیں
اٹک گئیں۔ وہ ڈریس اس قابل نہیں تھا وہ پہن کر رومان کے سامنے جاتی۔
بلکل بھی نہیں۔ وہ تو ویسے اس کی جان نکال دیتا۔ اس کی سانسوں کی تپش تو
وہ ابھی تک نہیں بھول سکی تھی۔ پھر اب کیسے چلی جاتی۔ اس نے ہونٹ
کچلے۔

ہانیہ پانچ منٹ۔ ورنہ میں اندر جاؤں گا۔ اور یقین جانو مجھے مسئلہ بھی نہیں"
ہوگا۔" اس نے بے دردی سے اپنے ہونٹ کچلے۔

وہ تو اسے سادہ لباس میں دیکھ مچل اٹھتا تھا۔ اس کی خوشبو کو سامسوں سے
انہیل کرتے اسے پاگل کر دیتا تھا پھر اب وہ کیسے اسے چھوڑتا۔ وہ بھی اس
لباس میں۔

اس نے تھوک نگلتے گلاتر کیا۔ وہ ڈریس ساتھ لگاتے اس کی لمبائی چیک کی۔
وہ مشکل سے اس کی تھائیز تک جارہی تھی۔ اس نے پھر باہر سے رومان کی
اواز سنی تھی۔

اس کا کہا جملہ یاد آیا۔ اللہ کے نام کا ورد کرتے اس نے وہ پہننے کا فیصلہ کرتے
سٹالر اتارا۔

وہ کچھ ہی دیر میں اپنا لباس اتارتے اس چھوٹی سی نائٹی میں کھڑی تھی۔ اس
وقت فیصلہ مشکل تھا وہ زیادہ سرخ ہے یاں ہھر وہ نائٹی جو اس کے رنگ میں
رنگی تھا یا واقعی سرخ تھی فیصلہ مشکل تھا۔

ہامیہ ایک منٹ بس۔ "وہ ہونٹ کچلنے لگی۔ پہن تولی تھی اب باہر جانا بڑا"
مسئلہ تھا۔ اس نے سٹالرا اٹھا کر اپنی ٹانگوں کے گرد لپیٹ لیا۔ باقی برہنہ بازو

زیادہ مسئلہ نہیں تھے۔ وہ اکثر فیملی کید رنگ میں بغیر بازوؤں کے لباس پہن لیتی تھی۔

مگر تب رومان نہیں تھا۔ اس کی شدتیں نہیں تھیں۔ اس کی جنون خیزیاں نہیں تھیں۔ وہ اس کی شدتوں کا سوچ ہی تڑپنے لگی تھی۔ باہر جا کر تو اس کی جان ہوا ہوا جاتی۔

تیس سکیںڈ۔۔ "وہ ایک ایک سکیںڈ کا حساب رکھ رہا تھا۔ ہانیہ نے کانپتے" ہاتھوں سے گھماتے دروازہ کھولا۔ رومان اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ قدم بڑھاتے باہر آئی۔

نظریں میچیں ہوئیں تھیں۔ جیسے ڈر ہو سامنے کوئی بھوکا شیر ہے جو اسے کھا جائے گا۔ جبکہ یہ سچ بھی تھا۔ وہ بھوکا شیر ہی تھا۔ مگر اس کی قربت کا بھوکا شیر۔ جو اسے کھاتے اپنی بھوک مٹانا چاہتا تھا جو دن بدن بڑھتی جا رہی تھی۔ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

لوکنگ ہاٹ!۔ "اس کی سرگوشی کان کے پاس محسوس کرتے وہ مزید زور"
سے انکھیں میچ گئی۔ رومان اس کی حرکت پر مسکرایا۔
نرمی سے اس کے ہاتھ کی پکڑ سے وہ ٹانگوں کے گرد لیپٹا سٹالر کھینچ کر دور کیا۔
وہ ہاتھوں کی مٹھیاں بناتے کپکپانے لگی۔ رومان کو اس کی حالت دیکھ مزا آ رہا
تھا۔

اس نے چند گرم سانسیں اس کی گردن کی پشت پر چھوڑیں۔ ہاتھ اس کی کمر
کے گرد لیپٹا۔ اس کے وجود سے جڑ کر کھڑے ہوتے وہ اسے آنے والے
لمحات سے ڈرا رہا تھا۔

رومان کے پر تپش ہونٹوں کا لمس اس کی کان پر محسوس ہوا تھا۔ وہ مزید
سمٹی۔

تم اتنی ہاٹ کیوں ہو یا؟۔ میری جان لینا چاہتی ہو؟۔ یاں کوئی اور ارادہ"
ہے؟۔ 'پوچھتے اس کی گردن کے پیچھے سے دانتوں سے ماس کو بھرا۔ وہ ہلکا سا
سکی۔

رومان گرم ہونٹوں کے لمس کے ساتھ اب وہاں سرخ نشان بھی چکمنے لگا۔ وہ
درد سے نظریں زور سے میچ گئی۔

ہیپی برتھ ڈے۔ مائے ڈسٹوائف!.. 'وہ مڑتے اس کے سینے سے'
لگی۔ اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ وہ تو اس کی سانسوں سے تڑپ چکی
تھی۔ اب نا جانے وہ اور کیا کرتا مگر وہ تو اتنے میں ہی تھک گئی تھی۔
تم نے مجھے ڈرا دیا تھا۔ کوئی ویسے وش کرتا ہے۔ "اس کے سینے پر مکے"
برسائے۔ وہیں نظریں اس کے سینے پر سر رکھے ہی کھولیں۔ اس کی آنکھیں
سامنے کی طرف اٹھیں۔ پورے کمرے کا نقشہ بدل چکا تھا۔ ہر طرف
پھولوں نے کمرے کو چھپا لیا تھا۔

گولڈن نائیٹ میں تو ایسا کچھ مل نہیں سکا۔ میں نے سوچا اب ہی تجربہ کر"
لو۔ "اس کے الفاظ نے اس کی جان نکال دی۔ وہ مزید اس کے سینے میں
چھپنے لگی۔

کیک کاٹیں؟.. "اس کے کھلے بال ایک کندھے پر رکھے۔ دوسرے"

کندھے کو انگلیوں کے پوروں سے سہلاتے وہ ناک رگڑا۔ ناک ٹریس کرتے

وہ اسے کپکپانے پر بھی مجبور کر رہا تھا۔

ایک ہاتھ اس کی تھائیز پر تو دوسرا کمر پر۔ ان برکنہ تھائیز کو چھوتے وہ اسے

بے بس کر رہا تھا۔ وہ اس کی قربت کا سوچ کر ہی تڑپ چکی تھی۔

نہیں۔۔ "دھیمے سے کہا۔ وہ جانتی تھی کیک کٹ کرتے ہی وہ پاگل ہو"

جائے گا۔ اور اس کی قربت میں بہکتے اسے بھی پاگل کر دے گا۔

بیڈ پر جانے کی مجھے بھی جلد ہے جانِ مان مگر ابھی کیک کاٹ لیتے ہیں۔"

اس کا مطلب سمجھتے وہ پانی پانی ہو گئی۔ شرم اور ڈر سے رنگت سرخ ہوتے

اسے مزید جاذب نظر بنا گئی۔

کیا ارادہ ہے پھر کیک کل پر رکھ لیں؟.. "وہ اس کے سینے سے دور ہوئی مگر"

رومان کے ہاتھ نے ایسا ممکن نہیں ہونے دیا۔

کیک کاٹنا ہے جانِ مان۔ دوریاں نہیں بڑھانیں۔ یہ تواج کم کرنے کا وقت " ہے۔ "وہ نچریلی گلابی ہونٹوں کو کپکپانے سے روکنے کے لیے انہیں دبا گئی۔ رومان اس کی حرکت پر دل تھاما۔ وہ چاہتا تھا وہ کیک کاٹ لیں مگر اس کی بیوی شاید ایسا نہیں چاہتی تھی۔ وہ چاہتی تھی وہ سب بھول کر اس کی روح میں اتر جائے اور پھر وہ ساری زندگی اسے برتھ ڈے پر کیک بھی نہ کاٹنے دینے کا طعنہ دیتے رہے۔۔

کیا چاہتی ہو واقعی کیک نہ کاٹیں یاں یہ سا لگرہ میری بانہوں میں پگھل کر " منانا چاہتی ہو؟.. 'بھاری آواز کی سرگوشی اسے کپکپانے پر مجبور کر گئی۔ اس کی آواز کا خمار وہ اچھے سے محسوس کر سکتی تھی۔ اور وہ جانتی تھی وہ ایسا کر دیتا۔ وہ اس کی روح میں اترنے کے ہر ہنر سے واقف تھا۔ مگر وہ تو اسے روکنے کا ایک طریقہ بھی نہیں جانتی تھی۔

مان کیک!.. "اسے اپنی گردن میں جھکتے دیکھ کہا۔ کہا بھی کیا وہ منمنائی"

تھی۔ وہ اپنے جذبات پر بندھ باندھتے پیچھے ہٹا۔ اس کا ہاتھ تھامتے اسے ٹیبل کی طرف لے آیا۔

وہ چھوٹا سا ہاف پاؤنڈ کا کیک پڑا تھا۔ ساتھ ہی ایک چھری بھی۔

کیک دل کے شپ کا تھا۔ ہانیہ اس کیک کو کٹ کرتے تھوڑا سا انگلیوں سے لیتے رومان کو کھلایا۔ جو چپ چاپ کھا گیا۔ ہانیہ کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ پر اس نے ہانیہ کو ہاتھ تھامتے خود کو کھلایا۔

ابھی سے یہ کپکپاہٹ سمجھ نہیں آرہی مجھے؟۔ "اس کو سرخ کیا جو اس کی"

قربت کا سوچتے پہلے ہی سرخ ہو رہی تھی۔

وہاں کی خاموشی اس قدر جان لیوا تھی ہانیہ کو پسینے آنے لگے تھے۔ وہ ٹھنڈے علاقے میں تھے۔ کمرے میں ہیٹر چل رہا تھا۔ وہ پھر بھی گرمی محسوس کر رہی تھی۔ حالانکہ ہیٹر ابھی کمرے میں مکمل گرمی نہیں کر سکا تھا۔

کھاو!.." وہ نرمی سے ہونٹ کھول گئی۔ رومان نے اس کے نچلے ہونٹ پر "ہلکا سا انگلی سے کیک رگڑا۔ اسے کھلاتے یہ حرکت کی۔ وہ سرخ ہوئی۔ یہ پسینے ہیٹر کی گرمی کے ہیں یاں میری قربت کی گرمی کے؟.." وہ آنکھیں "میچ گئی۔ رومان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے دباؤ دیا۔ وہ اس کے پاس ہو گئی۔ رومان کے الٹ جانا وہ نہیں سیکھ سکی تھی۔ رومان کو غصہ وہ کبھی نہیں دلانا چاہتی تھی۔

مان کب واپس جائیں گیں؟.." اس ماحول سے نکلنا چاہا۔ "بس چند کام ہیں وہ ختم ہو جائیں۔" کہتے اس خاموشی کو سنا۔ جوان دونوں "میں حائل تھی۔

پسینے چھوٹ رہے ہیں تمہارے تو ابھی سے۔" اس کے ماتھے کو لبوں سے "چھوتے اس کی گردن پر انگلی ٹریس کی۔ وہ آنکھیں میچ گئی۔

رومان کی انگلی اس کی گردن سے اوپر تھوڑی اور ہونٹوں کی طرف جاتی پھر سے واپس آئی۔ اس دفہ گردن پر نہیں رکی مزید نیچے جاتے کالر بون سے

بیوٹی بونز کی طرف آگئی۔ ہانیہ کا گلا خشک ہوا۔ اس سے پہلے وہ نائٹی کے ڈیپ
گلے سے اس کے وجود کو مزہ دے باکی سے چھوٹا وہ اس کا ہاتھ تھام گئی۔
مان!.. "سانسیں بھول چکی تھیں۔ وجود اس کی قرب کی تپش سے پسینہ"
سے بھر چکا تھا۔

تمہاری حالت بتا رہی ہے ہیٹر کی ضرورت نہیں رہی اب۔ تمہارا وجود"
ویسے ہی گرم ہو گیا ہے۔" اس کے ماتھے اور ہاتھوں کی ہتھیلو کے پسینے پر
چوٹ کی۔

رومان کا ہاتھ ابھی بھی ہانیہ کے ہاتھوں میں تھا۔ وہ انکھیں بڑی بڑی کھولے
اسے دیکھ رہی تھی۔

مجھے روکنا فضول ہے۔" اس کے پاس جھکا۔ دوسرا ہاتھ پیچھے لے جاتے"
ڈوری جھٹکے سے کھینچ کر کھول دی۔

اچانک ہی دونوں کندھوں اور سینے پر پھیلا وہ کپڑا الگ ہوتے اس کے پیٹ
سے ہوتے نیچے گر گیا۔

ہانیہ کی آنکھیں مزید پھٹیں۔ رومان نے دوسرا ہاتھ اس کی بیوٹی بوئز پر ہلکا سا پھیرا۔ وہ سرخ ہوتے رخ موڑتے چھپنے لگی۔ جیسے رومان اسے پہلی دفہ دیکھ رہا ہو۔

میری قربت کیا ہر دفہ نئے درد سے روشناس کرواتی ہے جو تم چھپ رہی ہو؟.. "وہ بعض نہیں آیا۔"

اس کے پیچھے سے کمر کے ساتھ سینہ لگائے۔ وہ اپنا برہنہ سینے اس کی برہنہ کمر کے ساتھ لگائے اپنے وجود کی تپش اس کے ٹھنڈے وجود میں بھرنے لگا۔ رومان دونوں بازو پیچھے سے کمر سے پھیلاتے پیٹ پر رکھتے اوپر سینے کی طرف لے گیا۔ وہ لرزتے اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔

جب یہ دھڑکنیں میرے نام کا ورد کرتی ہیں تو ان دھڑکنوں کو مجھے چھونے نہ دینا تو غلط ہے۔ "وہ سسکی۔ سانس بھرتے اس کے سینے سے چپک گئی۔

م۔۔۔ن "لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکلے۔"

مان تو گیا ہوں تمہاری سانسیں بھی میری دیوانی ہیں اور کیا مانوں؟.. "اس"
کی بات کا اپنی پسند کا مطلب نکالتے اس کے کندھے کو اپنی گرم سانسوں سے
بھرنے لگا۔

خمار سے بھرا ہجہ اور تپش سے بھری سانسیں ہانیہ کے وجود کو اپنی گرفت
میں لے چکے تھے۔ جس سے وہ چاہ کر بھی نہیں نکل سکتی تھی۔



رومان کے ہاتھوں کا لمس اسے تڑپا رہا تھا۔ انکھیں میچے وہ اس کے شدت
بھرے لمس پر تڑپ رہی تھی۔ اس کی گرفت نرم تھی مگر اس سے نکلنا
ناممکن۔۔

اس کی پر تپش سانسیں ہانیہ کے برہنہ کندھے پر پڑ رہی تھیں۔ اس کے سلگتے
ہو نوٹوں کا لمس اس کی گردن کی پشت پر نشانات بنا رہے تھے۔ رومان کے
ہاتھوں کے پر تعش لمس پر وہ اچانک سسکی بھرتے اچھلی۔ ہانیہ کی سانسوں کا
شور کمرے میں الگ ہی منظر پیش کر رہا تھا۔ اس کی پھولی سانسیں اس کی
بگڑتی حالت کا پتہ دے رہی تھیں۔ رومان اسے تڑپاتے اس کو انکھیں میچتے
انے والے لمحات سے مزید ڈرا رہا تھا۔

اچانک رومان نے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔ وہ انکھیں میچے
سانسیں بھرتے تڑپ رہی تھی۔ اس کی پھولی سانسیں بتا رہی تھیں وہ ابھی
بے ہوش ہو جائے گی۔ اس کی حالت کی پرواہ کیے بغیر رومان اس کے دونوں
ہاتھ قابو کرتے اس کی پشت پر لگا دیے۔ خود سلگتے ہونٹ اس کی شاہ رگ پر
رکھ گیا۔ ایک ہاتھ اس کی کمر کو سہلا بھی رہا تھا جو ان ہاتھوں کے نرم لمس پر
بھی تڑپ رہی تھی۔

رومان کے ہونٹ اس کی شاہ رگ سے ہوتے نیچے کا سفر کرنے لگے۔ اس کے ہونٹ پھسلنے کے سے انداز میں اس کی شاہ رگ گردن اور کالربون سے نیچے جا رہے تھے۔ رومان نے اس کی کالربون پر ناک رگڑا۔ وہ اس کے لمس پر ہلکی سی سسکی بھرتے اچھلی۔

رومان کی گرم سانسیں اس کے گرم وجود کو مزید گرم کر رہی تھیں۔ یہ الگ بات تھی باہر برف باری شروع ہو چکی تھی۔ مگر رومان کی گرم گرفت نے اس کی سانسیں تک گرم کر دی تھیں۔۔

باہر برف آسمان سے گر رہی ہے۔ یہاں میرا دل تمہارے قدموں میں گر رہا ہے۔ کیوں ہو تم اتنی خوبصورت؟.. اس کے وجود کی دلکشی کو چھوتے اس کو ہونٹ دبانے پر مجبور کرتے اپنی گرم سانسیں اس کے کان پر چھوڑتے وہاں خمار بھری سرگوشی کرتے وہ اسے تڑپا گیا۔

یہ سسکیاں مجھے پاگل کر رہی ہیں.. "اس کے ہلکے کھلے گلابی نرم ہونٹوں پر"
اپنے مونچھوں تلے دبے سلگتے ہونٹ رکھے۔ جو اسے خود میں بھینچ لینا چاہتے
تھے۔

رومان کے ہاتھوں کا لمس اس کے وجود کو ایک سانس بھی نہیں بھرنے دے
رہا تھا۔ وہیں اس کے گرم ہونٹ اب اس کے ہونٹوں سے بھی جان نکالنا
چاہتے تھے۔ شدت سے اس کی سانسوں سے سانسیں کھینچتے وہ اسے تڑپا گیا۔
ہانیہ ہاتھ چھڑانے کو مچلنے لگی مگر وہ اس کی سانسوں پر گرفت سخت کر گیا۔ وہ
سوائے تڑپنے اور کپکپانے کے اور کچھ نہیں کر پار ہی تھی۔

رومان کے ہونٹوں کے سخت لمس کے ساتھ اس کی داڑھی کی چھبیں اس کی
الگ سے جان نکال رہی تھی۔ اس کا چہرہ خون چھلکا رہا تھا۔ تنفس بحال
کرنے کی کوشش کرتے میں مچل رہی تھی مگر اس شخص کی گرفت سے نکلنا
بھی اسان نہیں تھا۔

تم مجھے پاگل کر رہی ہو!.." ذرا سادور ہوا۔ ہانیہ کی ہتھیلیاں پسینے سے تر ہو۔
چکی تھیں۔ اس کی شدت سردی میں بھی اسے گرمی کا احساس دلارہی تھی۔
رومان کی اپنی سانسیں بھی پھول چکی تھیں۔ ہانیہ کے ماتھے سے ماتھاٹکائے
اس کے چہرے پے اپنی گرم سانسیں چھوڑتے وہ اس کو آزاد پھر بھی نہیں کر
رہا تھا۔ ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے اسے اپنے ساتھ چپکائے کھڑا تھا۔
رومان کے برہنہ سینے سے وہ پہلے ہی نظریں چرارہی تھی اب اس کے سینے
سے لگتے اسے یوں لگا جیسے کسی صحرائی علاقے میں گرم ریت پر گر گئی ہے۔
اس کا اپنا وجود بھی اگ میں جلنے لگا۔ وہ مزاحمت کرتے ڈور جانے کی کوشش
کرنے لگی۔۔ جو کہ ناممکن تھی۔

یہ ہونٹ بہت نرم ہیں۔۔" اچانک اس کے ہونٹوں کو انگلی سے سہلایا۔ وہ"
ہونٹ پہلے ہی اس کی شدتیں سہتے سحر گلابی ہو چکے تھے۔ جیسے ابھی ان سے
خون بہنے لگے گا۔ اور وہ تڑپ بھی تو اٹھی تھی اس کے ہونٹ مسلنے پر۔

بغیر لپ اسٹک کے ہونٹ سرخ کرنے کا طریقہ جانا ہے آج میں نے۔۔۔"

اس کے سرخ خون چھلکاتے چہرے پے نظریں ٹکائے اس کی مزاحمت کو مکمل توڑ دیا۔ اب ان دونوں میں تنکے برابر بھی فاصلہ نہیں تھا۔

رومان اس کے وجود کی نرمی اپنے سینے پر محسوس کر سکتا تھا۔ اس کی سانسیں بھی جو وہ بھر رہی تھی۔ وہ گرمی بھی جو اسے لگ رہا تھا اس کے وجود میں آگئی ہے۔

ما۔۔۔۔۔ن!.. 'وہ سسکی۔"

رومان کے سلگتے ہونٹ اب اس کے وجود کو تڑپا رہے تھے۔ وہ اس کے سینے پر ہونٹوں سے نشان بنانے لگا تھا۔ سرخ نشان جگمگانے لگے تھے۔ جن کی پرواہ کیے بغیر وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے گود میں اٹھا گیا۔

ہانیہ اس کے یوں اٹھانے پر شرم سے نظریں میچ گئی۔ وہ اس کے سامنے اس حالت میں وہ بھی جلتی روشنیوں میں تھی۔ اس کا دل گھبرا رہا تھا۔ اس کا وجود

سوچتے ہی گرم ہونے لگا تھا۔ وہ ناجانے اس کے وجود کی گرم کیسے برداشت کرتی۔۔

میں چاہتا ہوں تمہاری روح تک رسائی حاصل کرنا۔ تمہارے وجود میں "پھول کھلانا۔ تمہیں اپنی قربت میں تڑپا دینا۔" اسے بیڈ پر ڈالتے وہ خود بھی اس پر سایہ کر گیا۔

ہانیہ بند آنکھیں کیے کپکپاتے وجود سے پڑی تھی۔ ال رومان کے لمس میں شدت ہی شدت تھی۔ وہ ان شدتوں سے ڈر رہی تھی۔ اس کی جنونیت اسے ڈر رہی تھی۔ اس کی گرم سانسیں اور بہکتے سلگتے ہونٹ اس کے وجود سے جان نکال رہے تھے۔ وہ تڑپتی بھی نہ تو کیا کرتی۔

اسے تو لگ رہا تھا یہ اس کا حوصلہ ہے جو وہ اب تک بے ہوش نہیں ہوئی ورنہ اس کی سانسیں لمس حدت سب اسے مارنے پر تلے تھے۔ اس نے بیڈ شیٹ کو مٹھیوں میں دبوج لیا۔ یہ تو جانتی تھی رومان کے سامنے وہ مزاحمت کرتے

صرف اسے خود سے ناراض کرے گی اور پھر اس کی ناراضگی مول لینا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

اس وجود کی نرمی مجھے بہکا رہی ہے۔ اور میں اب بہک جانا چاہتا ہوں۔ "اس" کے وجود پر جھکے اس کے وجود میں اپنے وجود کی گرمی اور تپش اتارتے وہ اس کے کان پر ہونٹ رکھے گرم سانسیں وہاں چھوڑتے اسے بتا رہا تھا۔ حالانکہ وہ پہلے سے جانتی تھی وہ بہک چکا ہے۔ اس کی آواز کا خمار اسے اچھے سے یہ بتا رہا تھا۔ اس کے لہجے نے ثابت کر دیا تھا وہ بہک چکا ہے۔ وہ خود لفظوں میں بتاتا یاں نہیں۔۔۔

میں پگھل جانا چاہتا ہوں اس وجود میں۔ اور چاہتا ہوں تم بھی میرا ساتھ "دو۔" اس کی فرمائش پر ہانیہ کی آنکھیں کھلی تھیں۔ وہ اس کے سینے پر کاٹتے اسے تڑپا رہا تھا۔ اور چاہتا تھا وہ اس کا ساتھ دے۔

اس نے سسکی بھری۔ اس دفہ رومان نے کافی شدت سے کاٹا تھا۔ اس کے سینے پر دانتوں کے نشان جگمگانے لگے تھے۔

وہ اس نشان کو دیکھ مسکرایا۔ سلگتے ہونٹوں سے وہاں چھوتے اب اسے بتانے لگا وہ کتنا ٹرپ رہا ہے اس کے وجود کے لیے۔ اس کی قربت کے لیے۔

مما۔۔ن۔۔"وہ کپکپاتے لہجے سے اسے پکارنے لگی۔ وہ اس کی تھائیز پر"

انگلیوں سے لکیریں بناتے اس کو سمٹنے پر مجبور کر رہا تھا۔ اس کی پکار پر سر اٹھایا۔ اس کے ہونٹ اس کے پیٹ کے گرد تھے۔ بلی بٹن پر دانتوں سے ہلکا کاٹتے ہونٹوں سے سہلاتے وہ بے پرواہ ہی تو تھا۔ اپنے نیچے دبے وجود سے۔۔

ہانیہ نے ہاتھ اٹھاتے اس کے کندھے پر رکھا۔ اس کے ہاتھوں میں کپکپاہٹ تھی۔ رومان نے ان پتلی انگلیوں کا لمس محسوس کیا۔ وہ گرم لمس بتا رہا تھا وہ اس کی قریب میں پگھلنے لگی ہے۔ رومان چاہے پگھلے یاں نہیں۔

میری شدتیں سہنا کی کوشش کرنا۔ نرمی کی امید بالکل مت رکھنا۔ "اس"

کے ہاتھ پکڑتے اوپر ہوا۔ اس کی ہتھیلیوں کو اپنے ہونٹوں کے لمس سے مزہد

گرم کرتے اپنے انگلیوں میں اس کی انگلیاں پھنساتے اس کے سر کے پاس
پن کیں۔

وہ رومان کے وجود کو خود میں اترتے دیکھ تڑپ اٹھی تھی۔ انکھوں میں نمی
بھری۔ رومان جانتا تھا یہ تڑپ اسے ضرور ہوگی۔ وہ اس کی نرمی کی عادی
تھی۔ یہ شدتیں اور تڑپ تو وہ پہلی دفعہ دیکھا رہا تھا

جانِ مان تمہارا مان تمہارا دیوانہ ہے۔۔ "اس کی سرگوشی پر اس نے میچی"
انکھیں کھولیں۔ رومان کی گرفت پر اس کی سسکیاں بلند ہونے لگیں۔
دونوں کی ہھولی سانسوں کا شور کمرے میں برپا تھا۔ ہانیہ کی کبھی سسکیاں بھی
گوخنے لگتیں۔ جن کی پرواہ کیے بغیر وہ اس کے وجود کو اپنے لمس سے
متعارف کروا رہا تھا۔ اپنے وجود کی شدتوں سے اس پر اسی کے وجود کے راز
آشکار کر رہا تھا۔

ہانیہ درد سے انکھیں میچتے انکھ کے کنارے سے بہتے آنسوؤں کو محسوس کر
مزید مچلی مگر رومان کی بڑھتی شدتوں نے اس کی سانسیں سوکھا دیں۔ وہ
سسکیاں بھرتے اس کے کانوں میں رس گھولنے لگی۔

یہ وجود اس کی سانسیں اور سسکیاں بہت معنی رکھتے ہیں میرے لیے۔۔۔"
اس کے کان کی لو کو چومتے اس کو ہونٹوں میں دبایا۔ وہ رومان کی انگلیوں پر
گرفت سخت تر کرتے جا رہی تھی۔

آخر اس کی شدتوں سے کپکپاتے تھکتے وہ اس کے کندھوں کو اٹھتے دانتوں میں
دبا گئی۔

رومان اس کی حرکت پر مسکرایا۔ رومان کے ہونٹوں کے شدت بھرے لمس
پر وہ تڑپنے کے سوائے اب اسے تڑپا بھی رہی تھی۔ اس کو یقین تنارومان بھی
تڑپے گا۔

مگر وہ اس کے نوکیلے دانتوں کی پکڑ پر مسکرا دیا تھا۔ اس کی کن پٹی چومتے اس کا چہرہ اپنے کندھے سے دور کرتے سامنے کیا۔ اس کی سانسیں دیکھیں وہ ابھی بھی بھولی ہوئی تھیں۔

انی لائیک اٹ۔۔ "اس کا اشارہ سمجھتے وہ ابھی کچھ کہتی مگر اس کی شدتیاں" بڑھانے پر زور سے انکھیں میچ گئی۔ اس کے لمس نے اسے تڑپا ہی تو دیا تھا۔ وہیں رومان اب اس کے کندھوں کے درمیان جھکے تھا۔ وہ سوائے سسکیاں بھرتے مچلنے کے کچھ کرنے سے قاصر تھا۔ لب دبائے وہ اس کی شدتیں سہہ رہی تھی۔ جو اس کی جان نکال دینا چاہتا تھا۔

رومان کی بے باک نظریں بھی اس کے وجود کے ار پار ہو رہی تھیں۔ اچانک ہی اس نے ہانیہ کے دونوں ایک ایک ہاتھ میں لیتے دوسرے ہاتھ سے اس کا پیٹ سہلایا۔ وہ سانس بھرتے چیخی۔ جبکہ اس کی چیخیں صرف اس کمرے میں دب رہی تھیں۔ انہیں کوئی سننے والا نہیں تھا۔ اور جو تھا اسے پرواہ نہیں تھی۔

ہانیہ کی سائیں پھول چکی تھیں۔ اس کا سینہ میں پڑا دل ادھل پھدل کرنے لگا تھا۔ وہ اس میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی مگر یہ بھی فضول تھا۔

اچانک ہی ہانیہ کی حالت خراب ہوئی تھی۔ اس نے زور لگا کر رومان کو خود سے دور کرنا چاہا۔ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اسے پوری قوت سے دھک دیتے وہ بیڈ سے پرے کو جھکی۔ رومان کی نظروں میں اس کی اس حرکت پر غصہ چمکا تھا۔ ابھی وہ اسے کچھ کہتا جب وہ بیڈ سے پرے الٹتی جھکی تھی۔ سارا کھایا ایک اس کے حلق سے پانی کے ساتھ باہر نکلا تھا۔ جو کھانا اس نے وہاں کھایا تھا وہ بھی سارا باہر آگیا۔ وہ پیٹ پر ہاتھ رکھے تھی۔ برہنہ وجود کو دیکھ رومان نے کمبل کھینچ کر اس کے وجود پر دیا۔ ہاتھ اس کے سر پر رکھا۔ وہ دوہری ہوئی پڑی تھی۔

رومان گھبرا گیا۔ اس کے ہونٹوں کو ہاتھ سے صاف کرتے اسے سیدھا کیا۔ مان۔۔ "اس کی حالت بگڑ چکی تھی۔ وہ اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔ ہوہیں" رومان پریشان سا اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

بس؟.. "وہ اس کے سینے ہر جما گئی۔ اب جیسے ساری شرم و حیا ختم ہو گئی" ہو۔ رومان اپنی شرٹ اٹھا کر اسے پہنائی۔ نائیٹی تو نیچے زمین پر پڑی تھی جس پر اس نے الٹی کر دی تھی۔

مان فرش!.."مشکل سے دو لفظ نکلے تھے۔ اس کے وجود سے جیسے ہمت ختم ہو چکی تھی۔ وہ ہاتھ ہلانے کی طاقت بھی خود میں نہیں پاتی تھی۔ اس کا وجود جسے بے جان ہو چکا تھا۔ رومان اسے اس حالت میں دیکھ پریشان ہوا تھا۔

ہوٹل سٹاف صاف کر دے گا۔ تم فکر مت کرو۔ "اس کے بال چہرے سے" ہٹائے۔ وہ سارے پسینے سے تر تھے۔ وہیں رومان اس کے کیے فکر مند تھا۔ میں کپڑے پہن لو۔ پھر تمہیں ہو اسپتال لے چلتا ہوں۔ "اس کا ماتھا چومے" اسے بیڈ پر لیٹایا۔ وہ نڈھال سی بغیر کچھ کہے وہیں کیٹی رہی۔ یہ الگ بات تھی ہو اسپتال وہ جانا نہیں چاہتی تھی مگر ابھی کچھ کہنے اور کرنے کی ہمت وہ خود میں مفقود پاتی تھی۔ تو یوں ہی انکھیں بند کر گئی۔ رومان کا بجائے غصہ کرنے

اور جھنجھلانے کے پرواہ کرنا اچھا لگا تھا مگر ابھی اس کا دماغ کچھ سوچنے کی حالت میں نہیں تھا۔

رومان جلدی سے باتھ لیتے جیڑے پہنے۔ ہانیہ کے لیے اس کا کوئی ڈریس نکال لایا۔ اسے وہ پہنایا۔ وہ بالکل ہی اس کے رحم و کرم پر پڑی تھی۔ وہ ایک دفہ پھر الٹی کی چکی تھی۔ اس دفہ صرف پانی آیا۔

رومان کو ڈر تھا کہیں اسے فوڈ پوائزنگ نہ ہو گئی ہو۔ کھانا تو اس نے بھی وہی کھایا تھا مگر وہ دماغ کا کیا کرتا جیسے چین نہیں تھا۔ وہ بے چین ہو رہا تھا اسے یوں اس حالت میں دیکھ۔۔

رومان اسے بانہوں میں اٹھائے ہی کارڈ ڈالتے دروازہ کھولا۔ باہر نکلتے پھر دروازہ لاک کیا

ہانیہ اس کے سینے پر سر رکھ گئی تھی۔ جس طرح وہ الٹیاں کر چکی تھیں رومان کو ڈر تھا اس کے وجود کا واٹر لیول کا کم ہو گیا ہو۔ اسی لیے وہ جلد بازی میں تھا۔

سر ہوٹل میں ڈاکٹر موجود ہے۔ اپ وہاں چیک کروا سکتے ہیں۔ "رومان"
نے ضرور کہتے سٹاف کے پیچھے ہی قدم بڑھائے۔ ضرورت کے لیے انہوں
نے ہوٹل میں ہی مکمل کلینک بنا رکھا تھا۔ وہ لیڈی ڈاکٹر ہی تھیں۔ رومان
ویسے بھی اس حالت میں میل یاں لیڈی کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔
اسے بس ہانیہ کی فکر تھی

یہاں لیٹا دیں۔۔ "رومان نے اسے ایک بیڈ پر لیٹایا۔ ڈاکٹر اس کی حالت "
دیکھ رہی تھی۔ رومان بے ربط جملوں میں اس کی حالت بیان کر رہا تھا جو خود
نڈھال سی نیم بے ہوش ہو چکی تھی۔

وہیں ڈاکٹر اسے باہر بھیجتے کرٹن برابر کرتے اس کا چیک اپ کرنے لگیں۔
ہانیہ کی سسکیاں وہ دوسری طرف بھی سن سکتا تھا۔ وہ ان کج پرواہ کیے بغیر
کرٹن دور کرتے ابھی اگے اتنا مگر ان کو ہانیہ کا چیک کرتے دیکھ رخ موڑ گیا۔
ڈاکٹر غصے سے مینز لیس

Mannerless .

کہتے کرٹن دوبار برابر کیے۔ وہ کیسے بتاتا وہ اس کو اس حالت میں دیکھ مچل رہا تھا۔

وہیں ڈاکٹر اب ہانیہ کو ڈرپ لگاتے اس کو دیکھا جو مخمل جیسی نرم تھی۔ وہ اس کے گال اور وجود کر نشان دیکھ باہر کھڑے انسان کی جنونیت کا سوچ بس کپکپا گئیں۔ پھر سر جھٹکتے اسے اندر بلا۔

بیٹھ جائیں مسٹر!.." وہ ہانیہ کو نظروں کے رستے دل میں اتار رہا تھا جب "ڈاکٹر کی بات پر اس سے نظریں ہٹاتے ان کے پاس آ بیٹھا۔ وہ ٹیبل کے دوسری طرف چیر پر بیٹھ تھیں۔

وہ پریگنٹ ہیں۔ آپ ان کا بہت خیال رکھیں۔ اور کوشش کریں گھر کا "ہیلدی کھانا کھلائیں۔ یہ زیادہ باہر کے کھانے سے ہوا ہے۔ باقی..." وہ ڈاکٹر بالی جارہی تھیں وہیں وہ شک سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ آخر نرس رکتے اس کا چہرہ دیکھا۔ موہیوں ہونق ہوا پڑا تھا جیسے ناجانے وہ کوئی ڈراؤنی کہانی سنارہی ہوں۔

مسٹر!.. "انہوں نے چٹکی بجائی۔ وہ ہوش میں آیا"

سوری۔ کیا کہا آپ نے!.. "اس نے اپنے ہونٹ ترکیے۔ ڈاکٹر اسے غصے سے گھور رہا۔"

یہ کہ آپ کی بیوی ماں بننے والی ہیں۔ ان کا خیال رکھیں۔ "وہ یقین نہیں کر" پارہا کیا وہ جو سن رہا ہے وہ سچ ہے۔ اس کی بیوی ماں یعنی وہ باپ!.. یقین تو ناممکن ہی تھا اس کے لیے

مسٹر آپ ہوش کیوں نہیں کر رہے۔ میں بول رہی ہوں ان کا خیال" رکھیں۔ فرسٹ پر یگننسی ہے یہ ان کی۔ بہت سے مشکلات آسکتی ہیں۔ "غصے سے ٹیبل پر ہاتھ مار کر کہا وہیں مشکلات کی بات پر وہ چونکا تھا۔"

مطلب اس کی جان کو تو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اگر ایسی کوئی بات ہے تو آپ بتادیں مجھے ایسا بچہ بالکل نہیں چاہیے جو میری بیوی کے لیے نقصان دہ ہو۔" اس نے سخت دلی سے کہا تھا۔ اسے اولاد سے زیادہ اہنی ں بیوی عزیز تھی۔ جو اسے بالکل صحیح سلامت اپنی بانہوں میں چاہیے تھی۔

نہیں مسٹر۔ پر یگننسی اب ایسی بھی کوئی خطرناک چیز نہیں ہے۔ "انہوں نے سانس بھرتے کہا۔ انہیں اس شخص کی حرکتیں پاگل کر دیتیں۔ پھر ہانیہ بے ہوش کیوں ہے؟؟ اور اس نے جو بھی کھایا تھا وہ بھی باہر آ گیا۔" ایسے تو وہ خود کمزور ہو جائے گی۔ "پریشانی ہی پریشانی چھائی تھی اس کے چہرے پر۔ پلٹ کے ایک نظر بے ہوش سوئی اپنی بیوی کو بھی دیکھا تھا۔ ڈرپ ختم ہونے تک انہیں ہوش اجائے گا۔ اور اولٹیاں کی بات تو اس حالت میں ایسا ہوتا ہے۔ میں وٹا منزدیتی ہوں۔ وہ دین ٹھیک ہو جائیں گیں۔" رومان کو یقین تو نہیں آیا مگر ان کی دوائیاں لیتے وہ ہانیہ کی ڈرپ ختم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ وہ کرٹن چاروں طرف سے برابر کرتے اس کے بیڈ کے پاس سٹول دکھتے بیٹھ گیا۔ وہ ڈاکٹر خود ہی شرم کرتے وہاں سے چلی گئیں۔ انہوں نے ایسا نمونہ شوہر پہلے دفعہ دیکھا تھا۔

جو بیوی کے پرگینسی کا سنتے خود ہی پاگل ہو رہا تھا۔ پاگل سے بھی کوئی اوپر کا لیول تھا۔ انہوں نے سر جھٹکا۔ انہوں نے اپنی لائف میں آج تک کوئی اہسا شوہر نہیں دیکھا تھا۔ ہاں بس لوگ خوشی سے اس کے گلے لگ جاتے۔ ان کا ہاتھ تھا متے ان کو بے ربط جملوں میں شکریہ کہتے رہتے مگر یہ تو سب سے الگ تھا۔ سب سے انوکھا۔ اور سب سے لاجواب بھی شاید۔۔

انہیں اس کی بیوی کے لیے اولاد قربان کرنے والی بات یاد آئی۔ وہ نہ چاہتے بھی مسکرا دیں۔

وہیں اندر ہانیہ ہلکی انکھیں کھالنے لگی تھی۔ انہیں کھولتے ہی اس کی سب سے پہلے نظر اپنا ہاتھ تھا مے بیٹھے رومان پر پڑی۔ وہ چپ چاپ اس پر نظری ٹکائے تھا۔ ہانیہ نظریں کھولے اس کا فکر سے بھرپور چہرہ دیکھ مسکرائی۔ مگر وہ مسکراہٹ اندروانی ہی تھی۔

تم نے مجھے ڈرا دیا تھا۔ ایسا بھی کوئی کرتا ہے۔ "برہمی سے کہتے اس کا ماتھا"

چوما مگر ہاتھ یوں ہی تھا مے رکھا۔ یوں تھا مے ہی وہ ہاتھ اپنے دل کے مقام پر

کھ لیا۔ ہانیہ اپنے ہاتھ کی پشت پر اس کے دل کی دھڑکن محسوس کر سکتی تھی۔
وہ معمول سے ہٹ کر تھی۔ نارمل سے کچھ اوپر

مان کیا ہوا؟.. "ہلکی کھلی آنکھوں سے ہو چھا۔ اس کی آنکھوں پر جیسے کچھ"
بوجھ تھا

میری محنت رنگ لائی ہے۔ "اس کے کان میں جھکتے سرگوشی کی۔ وہ نا سمجھی"
سے رومان کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بالکل بھی نہیں جانتی تھی کون سی محنت۔
کیا کوئی کام کر رہے تھے؟.. "اس نے پوچھا"

ہاں۔ بہت ضروری کام۔ سب سے ضروری۔ "ہانیہ لب دبائے۔"
رومان کی اس طرح پھر سے بھاری سرگوشیاں اسے سانسیں کھینچ کھینچ کر
بھرنے پر مجبور کر رہی تھیں۔

مممیں یہاں کیوں ہو؟.. "اس نے دیکھا یہ کوئی کلینک تھا۔"

کیونکہ تمہاری حالت ایسی نہیں تھی تمہیں گھر ہی رکھا جاتا۔ "وہ دوماں"
اج گھر نہیں تھے۔ رومان اس کی برتھڈے سلبریت کرنے کے لیے اسے

ہوٹل لایا تھا۔ ویسے بھی گھر یہاں سے دور تھا۔ وہ دونوں گھومتے گھومتے
بہت دور آنکے تھے۔

مان مجھے آپ کی باتیں سمجھ نہیں آرہی۔ صرف کھانا ہضم نہیں ہوا۔ اور تو"
کچھ نہیں ہوا تھا مجھے۔" وہ جھنجھلائی۔ وہیں رومان کے لبوں پر مسکراہٹ
چھائی۔

گھر چل کر بتاتا ہوں کیا ہوا تھا تمہیں۔۔۔" ہانیہ اسے گھورا مگر وہ اگنور کرتے"
ڈرپ اتارتے اسے ہھر سے بانہوں میں بھر گیا۔ جاتے ہوئے ڈاکٹر کو شکریہ
کہنا نہیں بھولا۔ جو سانس بھرتی اپنے کین میں چلی گئی۔

ہانیہ رومان کی بے باک نظروں پر شرماتے چھپنا چاہ رہی تھی۔ اس کی نظریں
اس کے وجود کے آر پار ہو رہی تھی۔ ان کی نظروں کی تپش پر ہی اس کا وجود
جلنے لگا تھا۔ وہ تو رومان کی ان خدمت گزار یوں کا سوچ رہی تھی جو پھر واپس
اسی پر آ جاتا

رومان دروازہ کھولتے اس کے ساتھ اندر بڑھا۔ اسے گود میں بھرے بیڈ پر لیٹایا۔ اب فرش سارا صاف تھا۔ یقیناً رومان نے جانے سے پہلے حکم دے دیا تھا۔ جبکہ اس نے وہاں ڈاکٹر کے کیپنک میں بیٹھے یہ حکم دیا تھا۔
مان مجھے آپ سے ڈر لگ رہا ہے۔۔ "وہ منمنائی۔"

کیوں؟.. "اس پر نظریں جمائے ہو چھا۔"

وہ اس کے ساتھ بیٹھا اس کے نہار بھی رہا تھا۔

آپ ایسے دیکھ رہے ہیں تو مجھے ڈر ہی لگے گا۔ "وہ پھر منمنائی۔ جیسے اونچا"
بولا تو وہ ناراض ہو جائے گا۔

کیسے دیکھوں پھر؟؟ اور میری بیوی جو میں جیسے چاہے دیکھوں۔ اب تو"

ویسے بھی بیوی کے علاوہ کچھ اور بھی ہونے والی ہو۔ "اس نے نا سمجھی

بھرے تاثرات دیے۔ وہ پھر سے اس کی باتیں اور ان کا سر پیر ڈھونڈنے میں لگی تھی۔

نہیں سمجھی؟.. "اس نے نفی میں سر ہلایا۔"

آپ صاف صاف بتادیں ناں کیا بننے والی ہوں اور آپ کی؟ اتنا کیوں گھما " پھر ارہے ہیں۔ "وہ خفگی بھرے تاثرات سے بولی۔ ساتھ ہی اس کے کندھے سے سر بھی اٹھا دیا۔

میرے بچوں کی ماں بننے والی ہو۔ "اس کا کان چومتے سرگوشی۔ وہ جواسکے " لمس پر نظریں میچ گئی تھی اس کی بات ٹھیک سے سمجھ نہیں سکی۔ مان پلیز ٹھیک سے بتادیں۔ "رومان ہتھ اس کے کندھے سے گزارتے اسے " خود میں سمیٹا۔

ماں بننے والی ہو تم۔ پریگنٹ ہو۔ "اس کے سرپے ہلکی سی چپت لگا کد کہا۔ " وہیں وہ انکھیں پھاڑے اس کی بات سننے لگی۔

سچ بول رہا ہوں۔ ہم دونوں ماں باپ بننے والے ہیں۔ "لب دبائے کہا۔ " ہانیہ ابھی تک بے یقینی بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ رومان اس کا ماتھا چومتے شدت بھرا لمس اس کی گال ہر بھی چھوڑا۔ اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ یہ اس کے چہرے سے بھی واضح تھا۔

مان میں ماما!.." وہ بولتے ہوئے ہر ہاتھ رکھ گئی۔ آنکھوں میں آنسوؤں "چمکے۔

رومان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے خود سے لگایا۔

جی جانِ مان۔ آپ ماما بننے والی ہیں۔ میرے بچوں کی ماما۔ "اس کی گال سے "اب تھوڑی چومی۔ مگر وہ ہوا اس میں نہیں تھی۔ ابھی اس کے سر پر خوشی سوار تھی۔۔

اور آپ میرے بچوں کے بابا۔۔ "رومان مسکرا دیا۔

ہاں!.." اپنا دوسرا ہاتھ اس کی گردن پر رکھا۔ وہ اچانک جیسے ہوش میں "آئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی رومان کی قربت یاد آئی۔ اس کا گلا خشک ہو گیا۔ رومان اس کی گردن میں ہاتھ پھیرتے اس کی گال کو انگوٹھے سے سہلانے لگا۔

مجھے یقین نہیں آ رہا تھا ہم دونوں ماں باپ بننے والے ہیں۔ "اس کی گردن"
میں لمبی سانس بھری۔ اس کی جان لیوا خوشبو کو خود میں اتارا۔ مگر اس کی
خوشبو میں بسی اپنی خوشبو سو نگھٹتے وہ مسکرایا۔

وہ جس قدر اس کے پاس آیا تھا یہ خوشبو انا تو بنتا ہی تھا۔ اور پھر ہانیہ کے وجود
سے یہ خوشبو تو اسے ویسے ہی جان لیوا لگ رہی تھی۔

مجھے یہ خوشی دینے کے لیے بہت بہت شکریہ۔۔۔ "اس کی گال چومی۔"
گال سے تھوڑی اور پھر کان۔۔ مگر اب لمس میں نرمی ہی نرمی تھی۔ بالکل
بھی سختی نہیں دیکھائی۔

وہ اس کی شدتوں سے ڈرنے لگی تھی اس حالت میں۔

رومان کیا وہ میرے پیٹ میں ہے؟؟ مطلب یہاں؟۔ "اس نے ہاتھ بھی"
رکھا۔ رومان اوپر ہوا۔ اس کی بات پر گہرا مسکراتے اس کا پیٹ چوما۔
ہاں مگر بالکل چھوٹا سا!۔۔ "اس نے انگلی کے اشارے سے بتایا۔"

اتنا چھوٹا۔ یہ تو چاول کے دانے سے بھی چھوٹا ہے پھر۔۔ "اس کا منہ بنا"

ہاں مگر آہستہ آہستہ بڑا ہو گاناں۔ نو ماہ اسی لیے تو لگتے ہیں۔ وہ چاول کے " دانے سے انسان کے بچے میں بدلے گا۔ " اسے پیار سے سمجھایا۔ ہاتھ سے اس کے بال سنوارے۔ جو پہلے کے بھی بگڑے تھے اور اب پھر۔۔

اتنا ٹائیٹم لگے گا اسے انے میں۔۔ " اداس ہوتے سوچنے کے ساتھ کہا۔ " زیادہ ٹائیٹم تو نہیں ہے۔ نو ماہ سے پہلے ہی آئے گا۔ زیادہ تر بچے تو اٹھ ماہ سے " کچھ دن ہی اوپر جاتے ہیں۔ اور ویسے بھی جب بھی آئے مگر ہو گا تو تم ہمارے پاس ہی۔ " اس کے پی پر شرٹ کے اوپر سے ہی لب رکھے۔ ہانیہ بغیر شرمائے مسکرائی۔ رومان کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ مان یہ بیٹی ہے کہ بیٹا؟.. " اسی وقت فکر لاحق ہوئی۔ "

کیا کرو گی جان کر جانِ مان!.. " اس کا ایک ہاتھ ہانیہ کے بالوں سے چھیڑ " چھاڑ بھی کر رہا تھا۔

اس کی شاپنگ کروں گیں۔ اب اتنے ٹائیٹم میں یہ تو کرنا ہی ہے۔ اس کا کمرہ " بھی سیٹ کرنا ہے۔ اس کے لیے جھولا بیڈ کھولنے۔ اتنا کچھ ہے مان.. "

روہانسی ہو کر سوچا۔

رومان کھل کر مسکرایا۔ وہ اس سے بھی شایدہ پاگل ہو رہی تھی۔ وہ کیا ہی کہتا۔ ابھی نہیں بتاتے ناں ڈاکٹرز۔ ابھی ٹائیٹم لگے گا یہ جاننے میں۔ اور بیٹا ہو یاں "

بیٹی دونوں تمہر جائیں گیں۔ معصوم اور پیارے سے۔ ایسے ہی سلکہ بالوں والے۔ " ہانیہ اس کے سینے پر سر رکھا۔ وہ ہاتھ اس کے کنڈھے سے گزارتے پیٹ پر رکھ گیا۔

رومان وہ روئے گا بھی؟.. " اس نے لمبی سانس بھری۔ "

تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے انسان روتے نہیں؟. " اس نے الفاظ ہی چسبن "

لیے۔ اب وہ کیا ہی سوال پوچھتی۔ اس نے سیدھا جواب ہی نہیں دیا تھا۔ اٹے جواب پر وہ پھر سیدھا سوال کہاں سے لے آتی۔

مگر بچے زیادہ روتے ہیں ناں!.." کچھ ہی دیر خاموشی چھا سکی۔ وہ پھر وہیں " آٹکی۔

کوئی بات نہیں۔ اس کی داد و اور ناں وہیں۔ وہ سنبھال لیں گیں۔ تب تک ہم " واپس چلے جائیں گیں۔ " وہ واپس جانے کا سنتے خوش ہوئی تھی۔ اسی خوشی میں رومان کی گال کو اپنے ہونٹوں کے لمس سے معتبر کر گئی۔

ہانی سو جاو ورنہ میرے سوئے جز بات جاگ جائیں گیں۔ پھر ہم دونوں کا " سونا ناممکن ہو جانا ہے۔ " وہ اس کے لہجے کی شدت پر لرزی تھی۔ اس کی پناہوں میں ہی کانپتے جلدی سے آنکھیں موندتے اس میں چھپ گئی۔

وہیں رومان آنکھیں کھولے چھت کو دیکھ رہا تھا۔ اب اسے واپس پلٹنا تھا۔ ہانیہ کی ایسی صحت کے بعد وہ یہاں اکیلا اسے رکھ کر رسک نہیں لے سکتا تھا۔

رومان کی جگہ کوئی اور آ جاتا۔ شان یاں پھر حارث۔ مگر اس کے ساتھ اس کی بیوی تھی۔ فرقان کو وہ منا ہی لیتا۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی۔

بغیر جانے وہ اگے کا پلان بنا رہا تھا۔ نہیں جانتا تھا یہ خوشی اسے نصیب ہوگی
کہ نہیں مگر وہ خوش تھا۔ جس دشمن کے پیچھے وہ تھے وہ بھی تو ان کے ہی پیچھے
تھے۔ اب نا جانے وہ انہیں ڈھونڈ لیتا یاں، بھریہ سب اسے۔ مگر اتنا طے تھا
جس نے ڈھونڈ لیا وہ دوسرے کو نقصان ضرور دیتا۔



منسا کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔ وہ کھانا کھاتے اس کی طرف دیکھ مسکرایا۔ وہ
کچھ دیر پہلے اسے اچھے سے بتا کر لایا تھا وہ کس قدر تھک چکا تھا وہیں منسا بس
سب سے نظریں چرا رہی تھی۔ وہیں شان اس کی خاموشی محسوس نہیں کی۔
وہ چپ چاپ کھانا کھاتا رہا۔ وہ سامیہ کی نظریں خود پر محسوس کر سکتا تھا۔ کچھ
غیر آرام دہ بھی تھا مگر اس نے اگنور کیا۔

وہ سب ابھی کھانا ہی کھا رہے تھے جب شان اٹھ گیا۔

میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔ مجھے کچھ تھکاوٹ سی ہے۔ "وہ ان سب" کے سر اٹھانے پر وضاحت دیتے جاتا جب منسا بھی اس کے پیچھے ہی اٹھی۔ کیا ہوا؟.. "منسا اس کا ہاتھ تھاما۔"

تم اس چڑیل کی وجہ سے جا رہے ہو؟؟؟ اسے میری سو کن بننے کا شوق ہے " اسی لیے ایسی حرکتیں کر رہی ہے۔ "منہ بسورا۔ شان نے لمبی سانس بھرتے اسے دیکھا۔

مجھے آرام کرنا ہے اس لیے جا رہا ہوں۔ تم بیٹھ کر کھانا کھاؤ۔ ظہیر صرف " تمہارا ہے۔۔ "اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

شان چلا گیا۔ وہیں سامیہ نے نروٹھے تاثرات سے اس کی پشت کو دیکھا۔ منسا اسے گھورتے اپنی جگہ پر بیٹھی۔ سانیہ اپنے کھانے کی طرف متوجہ تھی۔

منسا کھانا کھاؤ!.. "ظہیر اسے گھورا مگر وہ منہ بناتے اسے دیکھنے لگی۔"

میرا دل خراب ہو رہا ہے اسے دیکھ کر!.. "اس نے سامنے پڑی نہاری"
دیکھی۔

کھاو۔ باہر سڑکوں سے کھانا لے کر کھاتے تو دل خراب نہیں ہوتا۔ "اس"
نے منہ بنایا۔

ظہیر کے گھورنے پر زبردستی ابھی پہلا نوالہ ہی لیا تھا جب اسے لگا کھانا باہر آ
جائے گا۔ وہ فوراً اٹھتے کچن کی طرف بھاگی۔ ظہیر بھی پریشانی سے اس کے
پیچھے ہی آیا۔ وہ بیسن پر جھکی تھی۔ ایک ہاتھ شلیف پر رکھا تھا۔ دوسرے سے
بیسن کے نل کو۔

منسا کیا ہوا؟.. "اسے سیدھا کیا۔ وہ ظہیر کے کندھے پر ہی سر رکھ گئی۔"
پتا!.. "الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔ وہ پھر جھکی تھی۔ ساتھ ہی کھایا پیسا سارا"
باہر آنے لگا۔ اس نے جتنا گھوما تھا اس کا سارا حر جانہ جیسے ابھی دے رہی
تھی۔

میں ہاسپٹل لے چلتا ہوں۔ ایسے تو تمہیں ویکنس ہو جائے گی۔ "اسے گود" میں اٹھاتے باہر کی طرف بڑھا۔

وہ نڈھال سی اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔ وہ سب انہیں دیکھ پریشان ہوئے۔ کیا ہوا بچی کو؟.. "پریشانی سے پوچھا۔"

پتا نہیں ماما۔ وومنگ ہو رہی ہے اسے۔ میں ہو سہیٹل لے جا رہا ہوں۔ "احمد" بھی اس کے ساتھ ہی ہو لیے۔ ڈرائیور اس وقت انیکسی میں اپنے بچوں کے ساتھ تھا۔ وہ کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔

سدرہ پریشانی سے کھانا بھی نہیں کھا سکیں۔ ان سب نے بھی چھوڑ دیا۔ وہیں سامیہ چپکے سے ان سب کے درمیان سے نکلتے شان کے کمرے کی طرف بڑھی۔ وہ اسے خود یہ بات بتا کر اپنے نمبر بنانا چاہتی تھی۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ چھائی۔

اس کے دروازہ ناک کرتے ہی وہ کچھ ہی دیر میں سامنے آگیا۔ انکھیں نیند سے بھری تھیں۔

وہ منسا!.. اسے ووٹنگ ہو رہی ہے۔ اس کی حالت ٹھیک نہیں۔ "انگلی سے"
اشارہ کرتے اٹک اٹک کر بتایا۔ جیسے واقعی پریشان ہو۔ وہیں شان کی آنکھیں
پھٹیں۔ اس کی حالت بتا رہی تھی وہ بہن کے لیے بہت فکر مند ہے۔
منسا؟.. "فکر مندی سے کہتے باہر کو دوڑ لگائی۔ وہیں سدرہ سے اتے دیکھ"
مزید پریشان ہوئیں۔

بیٹا وہ منسا کو ظہیر ہو سپٹل لے کر گیا ہے۔ اس کی حالت ٹھیک نہیں۔ "وہ"
ہو سپٹل کا نام پوچھتے جلدی سے نکلا۔ ڈوم اس کے ساتھ چلنے کا کہا مگر وہ اسے
وہیں رکنے کا کہتے چلا گیا۔

اس کے ہو سپٹل پہنچنے کے رستے میں ہی اسے شایان کی کال آگئی۔
کیا ہوا اتنا پریشان کیوں ہو؟.. "اس کی آواز سے وہ اندازہ لگا گیا۔"

وہ منسا!.. وہ ہو سپٹل ہے۔ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ "الفاظ بے ربط"
سے تھے۔

تم اس کے پاس ہو؟.. "اس کی پکڑ بیگ ہر سخت ہوئی۔ منسا اس کے ساتھ " ہی تھی۔ وہ دونوں ایئر پورٹ پر تھے۔ عمان واپس جانے کے لیے نکلے تھے۔ ان کی پہلی فلائٹ کسی وجہ سے لیٹ ہو چکی تھی۔

نہیں۔ جارہا ہوں۔ پلیز آجیاز۔ مجھ وہ اس حالت میں نہیں دیکھی جائے گی۔ "فکر سے کہا۔ شایان بھی عمان کے بجائے پاکستان کی فلائٹ بک کرواتے کچھ ہی دیر میں اس طرف فلائی کر گیا۔ بیگز وہ وہیں ایئر پورٹ کے باہر چھوڑ گیا۔ وہ اتنے بھاری سامان کو پاکستان نہیں لے جاسکتا تھا اور ان کی اسے اتنی ضرورت بھی نہیں۔۔

شان دوسو کی سپیڈ ہر گاڑی دوڑاتے ہو سسٹل پہنچا۔ جب وہ وہاں پہنچا احمد وہاں سوئس بانٹ رہے تھے۔ وہیں وہ انہیں حیرت سے دیکھنے لگا۔ ظہیر وہاں نہیں تھا۔ احمد ہر گزرتے انسان کو روکتے اسے سوئس دے رہے تھے۔ وہ ان کی خوشی نہیں سمجھا۔

انگل منسا کو کیا ہوا؟.. "ان کی حرکت اگنور کی۔۔"

وہ اندر ہے۔ مل لو۔ "اس کے گلے ملتے کہا۔ اسے سن کی حرکتوں کی سمجھ"

نہیں آرہی تھی۔ وہ سر جھٹکتے اندر آیا۔

منسا ظہیر کا ہاتھ تھا مے اسے گھور رہی تھی۔ وہ لب دبائے مسکرا رہا تھا۔ منسا کو ڈرپ لگی تھی۔

منسا میری جان کیا ہوا ہے؟.. "وہ اس کی دوسری طرف آگیا۔"

ماموں بننے والے ہو تم۔۔ "ظہیر کی مسرت سے بھری آواز سنتے اس نے"

حیرت سے منسا کا ہاتھ چھوڑتے اسے اور ظہیر کو دیکھا

منسا؟.. "آنکھوں میں بھی شاک تھا"

تم ابھی خود چھوٹی سی ہو۔ اور یہ سب!.. "وہ شرم سے سر ہی جھکا گئی۔"

میں ڈاکٹر سے بات کرتا ہوں۔ تم ابورشن کروارہی ہو۔ ابھی بچے پالنے کی"

عمر نہیں ہے تمہاری!.. "ظہیر کے ہاتھ کی گرفت اس کے ہاتھ پر مضبوط

ہوئی۔ اس نے تکلیف سے لب دباتے شان کی پوری بات سنی۔

شان!.. کوشش بھی مت کرنا مزید کچھ کہنے کی۔ میرے وجود کا حصہ ہے"
وہ۔ تم چاہتی ہو میں اسے مار دوں۔ "منسا کا انداز شکایہ تھا۔
منسا تم چھوٹی ہو ابھی۔ بچہ سنبھالنا بہت مشکل ہے۔ "وہ نہیں چاہتا تھا منسا"
اسے غلط سمجھے۔

سدرہ ماما ہیں۔ وہ میری مدد کر دیں گیں۔ تم ابھی یہاں سے چلے جاؤ۔ مجھے "
تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنی۔ "وہ چیخنی۔ وہ چپ چاپ وہاں سے نکل گیا۔
اسے ابھی بھی منسا کا یہ فیصلہ غلط لگ رہا تھا۔

اس کے جاتے ہی منسا چیختے ظہیر سے اپنا ہاتھ آزاد کروایا۔

تم میرے بچے کو مارو گی؟.. "اس کی نظروں میں سوال تھا جبکہ انداز سرد۔"
وہ میرا بھی بچہ ہو گا احمد۔ "دہائی دیتا انداز تھا۔"

تم اپنے بھائی کی بات مانو گی؟... "اٹھتے دونوں ہاتھ اس کے گرد رکھتے اس "
کی آنکھوں میں دیکھا۔

نہیں۔ اگر مانی ہوتی تو تب مانتی جب اس نے تمہیں چھوڑنے کا کہا تھا۔""
اس کی کالر سے کھینچتے اسے مزید خود پر جھکایا۔ ظہیر نے سرخ نظروں سے
اسے دیکھا۔ غصے سے رگیں پھولنے لگیں۔

میں یہ سانسیں روک نہ دوں اگر یہ میری نہ ہو سکیں!.." تنک کر کہتے "
اس کی شاہ رگ سہلائی۔

میری سانسوں کے ساتھ اب تمہاری اولاد کی بھی سانسیں جڑ چکی ہیں۔""
بتاتے اس کی کالر کو ہلکا ہلکا کھینچا جاری رکھا۔

ان سانسوں کے ساتھ میری بھی سانسیں جڑی ہیں۔" اس کی شاہ رگ "
چومی۔ وہاں چومتے ابھی وہ مزہد بہکتا جب ڈاکٹر اندرائیں۔ ان دونوں کو اتنا
پاس دیکھ انہیں بغیر دستک دیے انے پر شدید افسوس ہوا۔ مگر اب پلٹ بھی
نہیں سکتی تھیں۔

ظہیر چہرہ موڑے اب اپنے چہرے پے ہاتھ پھیر رہا تھا۔

کیسی ہیں مسز ظہیر؟.. "منسا نے ٹھیک ہے کہا۔ جس پر وہ اسے پر یگننسی کی " مبارکباد دیتے کچھ ہدایات بھی کرنے لگے۔

پاکستان میں ویسے بھی چودہ پندرہ سال کی لڑکیوں کی شادی ہونا عام سی بات تھی۔

میری اپنی فیملی میں ایسے ہی رواج ہیں۔ مگر اللہ کے فضل سے میرے بابا) نے میرے ساتھ ایسا نہیں ہونے دیا۔ اس لیے اس بات میں سو فیصد سچائی (میں خود بھی جانتی ہوں۔

ظہیر ان کی چند باتیں سنتے پلٹ گیا۔ وہ باہر احمد کے گلے لگا کھڑا تھا۔ شان بیٹھا اسے گھور رہا تھا۔

اس نے عمر کو بھی کال کر دی تھی۔ وہ سب لوگ تو یہ جانتے ہی شاک میں آ گئے۔ الیگزینڈر تک جیسے ہی یہ خبر پہنچی اس کے لبوں پر مسکراہٹ چھائی۔ وہ اس شخص کو دیکھتے ہی جان چکا تھا وہ صبر کبھی نہیں کرے گا۔ یہ حوصلہ صرف جانی میں تھا۔ جو حق رکھتے ہوئے بھی اپنی بیوی سے اتنا عرصہ دور رہا۔

خیام کا غصے سے برا حال ہو گیا۔ انعم اور لیل بیٹھیں مسکرا رہی تھیں۔ وہیں وہ سب غصے سے پھولتی سانسوں سے ظہیر کو کوس رہے تھے۔

فرقان بھی اس بارے میں جان چکا تھا۔ اب انہیں جتنی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ جیسے کہہ رہا ہو دیکھ لو نتیجہ۔۔

ویسے اتنی تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ پر یگننسی شادی کے بعد ہوتی ہی " ہے۔ " لیل ان سب کے چہرے نہیں سمجھ پارہی تھی۔

وائیٹ روز اپ جا کر آرام کریں۔ " لیل نے اسے گھورا۔ وہ منسا کے حوالے " سے فکر مند تھا۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے وہ بھی بچہ نہ چاہتی ہو اور ظہیر نے زبردستی کی ہو۔۔

فلائٹ بک کراؤ۔ " الیگزینڈر حکم دیتے لیل کو لیتے لفٹ کی طرف بڑھا۔ " وہ سب ویسے ہی کھڑے رہ گئے۔

عمر وہیں کھڑے فلائٹ کے لیے کال کرنے لگا۔ وہیں جانی اور خیام بھی
انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔ وہ بالکل نہیں جانتے تھے یہ فلائٹ کن کے لیے
بک ہو رہی ہے۔ کیا وہ سب جا رہے ہیں۔

^^^

رات ہو چکی تھی۔ منسا کو یہ تیسری ڈرپ لگ رہی تھی۔ ظہیر اس کے پاس
بیٹھا تھا۔ شان نا جانے کہاں گیا تھا۔ احمد گھر چلے گئے تھے۔ ظہیر کچھ دیر تک
اسے لے کر جاتا

ظہیر میں چھوٹی سی ہو خود۔ اور میں تو ہر وقت خود الٹی سیدھی حرکتیں
کرتی رہتی ہوں۔ اسے کیسے سنبھالو گیں۔ "وہ فکر مند ہوئی۔
میں سنبھال لوں گا۔ تمہیں بھی اور اپنے بچے کو بھی۔ تم فکر مت کرو۔ "اس کا
ماتھا چوما۔ وہ ظہیر کا بازو تھام کر سینے سے لگاتے رخ اس کی طرف کر گئی۔
اس کی آنکھوں کی چمک نرالی تھی۔

شان!.. اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی دروازہ کھولتے کوئی اندر آیا۔

ان دونوں نے چہرہ موڑا۔

شایان!.."وہ خوش ہوئی۔ وہیں ظہیر شایان کو دیکھ حیران نہیں ہوا۔ وہ" اس کے متعلق پہلے سے جان چکا تھا۔ وہیں شایان کی زیرک نظروں نے ظہیر اور منسا کے رشتے کی نوعیت کا اندازہ دو سیکنڈ میں لگا لیا۔

منسا کو لیٹے رہنے کا کہتے وہ اس کے سرہانے کھڑا اس کا ماتھا چوم گیا۔ منسا بھی اس کے ساتھ آکھڑی ہوئی۔ شان بھی منہ بنائے کھڑا تھا۔ مجھے ماموں بنانے کا حق بھی تمہیں ہی ہے۔" منسا شرم سے مسکرائی۔" شان اسے گھور کر دیکھا۔

مبارک ہو!.."منسا منہا کا ہاتھ تھامتے اس سے مبارکباد وصولی۔" وہیں منہا چور نظروں سے ظہیر کو دیکھا۔ کیا منسا کی شادی اس سے ہوئی تھی۔ اس کی شکل وہ نہیں بھولی تھی۔ بیٹھ جاو!.."وہ اٹھتے منہا سے بولا۔"

تم بھا بھی بول سکتے ہو اسے۔ "شایان منسا سے بات کرتے اسے بھی حکم دیا۔"
وہ ابھرا اٹھاتے اسے دیکھنے لگا۔

میرے بابا کی بیٹی ہے وہ۔ میری کزن۔ بہن ہے وہ میری۔ بھا بھی نہیں۔"
شایان بہن سن کر بس ہونک بھر دی۔

شایان تم اسے بولو مجھ سے سوی کرے۔ اس نے اتنے برے الفاظ استعمال
کیے۔ "انگلی اٹھا کر کہا۔ وہ جان بوجھ کر لاڈ کر رہی تھی
سوری۔۔" شایان کی نظریں دیکھ دھیماسے کہہ دیا۔

اوکے۔ "کہتے وہ شایان سے اور منسا سے باتیں کرنے لگی۔"

ظہیر اس کی ڈرپ ختم ہوتے دیکھ نرمی سے کیونلا اس کے ہاتھ سے نکالا۔ وہ
سکتے اس کے بازو کو نوچ گئی۔ ظہیر بغیر کچھ کہے اس کا ہاتھ سہلایا۔ شایان
اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کا خیال رکھنا وہ بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

وہ سب لوگ کچھ ہی دیر میں گھر کے لیے نکلے۔ ایک گاڑی میں ظہیر اور منسا
وہیں دوسری میں وہ تینوں۔۔

شان رستے میں اسے سب بتا چکا تھا وہیں شایان اسے افسوس بھری نظروں سے دیکھا۔ ماں تو ماں ہی ہوتی ہے۔ چاہے دو سال کے بچے کی ہو یا دو سو سال کے بچے کی۔ وہ کبھی اپنے بچے کو مارنے کا سوچے بھی نہ اور شان اسے مارنے کا کہ چکا تھا۔

وہ شایان کی گھوریاں دیکھ کر سر ہی جھکا گیا۔ منہا پیچھے بیٹھی تھی۔ وہ دونوں بھائی فرنٹ سیٹ پر تھے۔

گاڑی روکتے وہ لوگ گھر کے اندر آئے۔

شایان اور منسا حیرت سے گھر دیکھ رہے تھے۔ انہیں امید نہیں تھی وہ اتنا امیر ہو گا۔ شایان کو بلکل بھی نہیں تھی۔

وہ تینوں اندر کی طرف بڑھے۔ سیدھا ظہیر کے پورشن میں اس کے کمرے میں ہی آئے۔ سب لوگ اس کے گرد جمع تھے۔

سامیہ ایک طرف کھڑی تھی۔ جبکہ وہ تینوں اپنے بھتیجے کی آنے کی خوشی منا رہے تھے۔ منسا تو ان کے ناموں کی فہرست سنتے مسکرا دی۔

اجائیں!.."ظہیر کی اچانک نظر اٹھی تو ان سے کہا۔"

احمد کی نظر منہا کی طرف اٹھی تھی۔ شایان اس کا کندھا تھپتھاتے اسے دیکھا۔ انداز یوں تھا جاو مل لو۔ وہ وہاں سے ہل ہی نہیں پار ہی تھی۔ انکھیں جھکی ہوئی تھیں۔

شایان خود ہی اس کا ہاتھ تھامتے اسے ان کے سامنے لے آیا۔ وہیں سامیہ اور سانیہ حیرت سے دود و شان دیکھ رہے تھے۔

میری بیٹی!.."کہتے ہی وہ اسے سینے سے لگائے رونے لگے۔ وہ سب انہیں "دیکھ اپنی آنکھیں نم کر گئے۔

اب احمد صوفے پے بیٹھے منہا سے باتیں کرنے لگے۔ اس کا ماتھا چومتے وہ ہر دوسری بات پر اس کے ہاتھ چوم لیتے۔ وہ نم نظروں سے مسکرا دیتی۔ شایان نے اسے پہلے ہی سمجھایا تھا۔

باپ چاہے جتنا بھی دھتکار دے بیٹی کو مگر اپنی بیٹی کے دل میں اپنا مقام نہیں بدل پاتا۔ وہ نہیں بدل پائے تھے۔

احمد کو اچانک کسی کی کال آئی۔ ان کی مجبوری تھی اسے سننا۔ وہ منہا کا ماتھا
چومتے ضروری کال کا بتاتے وہاں سے گئے۔ منہا ان سب کے ساتھ منسا کے
پاس آکھڑی ہوئی۔

یار اب دود و شان ہیں۔ کوئی لڑائی نہیں، ایک تم رکھ لو دوسرا میں رکھ"
لوں گیں۔" سامیہ کی بات پر سانیہ کا چہرہ سرخ پڑا۔ وہ تو بس یوں ہی اس
سے جھگڑا کرتی رہتی۔ ایسی تو اس کی سوچ نہیں تھی۔ وہیں اس کی بات سنتے
منہا کے چہرے پے سرخی بڑھی۔

شایان پلیر پانی کا گلاس لادو۔" اسے حکم دیا وہ بھی خاصی اونچی آواز میں۔ وہ"
حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

کیا ہوا؟.. "اس کے پاس آکھڑا ہوا۔"

تم میرے شوہر ہو.. "شایان حیرت سے اسے دیکھا۔"

میں تو پہلے دن سے بتا رہا ہوں۔ تمہیں اب یاد ہوا۔" سامیہ ان کی باتیں"

سنتے افسوس سے منہ لٹکا گئیں۔ وہیں سانیہ انہیں حیرت سے دیکھا۔

شان تم نے بابا کو کال کی؟.. "وہ مسیج دیکھتے چیخا۔ وہاں ڈوم سامیہ اور"
سانیہ ہی تھیں۔ ظہیر سدرہ کی کچن میں مدد کر رہا تھا۔
شان نے تھوک نگلتے ہاں کہا۔

وہ سب یہاں آرہے ہیں۔ کچھ کرنے سے پہلے سوچ بھی لیا کرو۔ "ڈوم کو"
اس پریشانی کی وجہ سمجھ نہیں آئی۔

سب؟.. "شاک سے پوچھا۔ وہیں منسا ان سب کو دیکھنے کا سوچ خوش"
ہوئی۔

بابا بھی؟.. "منہا کو خیام سے ملنا تھا۔ احمد سے ملتے اب اسے خیام کی یاد"
شدت سے ستائی تھی۔

چاہے وہ احمد کو دلی طور پر قبول کرنے پر مجبور تھی مگر خیام تو اس کے دل سے
وابستہ تھا۔ باپ کا اصل مطلب سمجھانے والا خیام ہی تو تھا۔ اپنی کوتاہیوں
کے باوجود بھی وہ خیام کو عزیز رکھتی تھی۔ احمد سے بھی عزیز۔

پتا نہیں۔ "وہ سر ہاتھوں میں تھامتے بیٹھ گیا۔"

سانہ شان کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے دیکھنے پر رخ موڑ گئی۔

رش کم کرو اب۔ منسا کو آرام کرنا ہے۔ "ظہیر وہاں آتے ان سب کو اس کے پاس جمع دیکھ بولا۔

شان اٹھو!.."شایان کی گھوری پر وہ چپ چاپ اٹھ گیا۔ ظہیر شایان کے لیے ایک روم کھلوادیا۔ وہ بھی وہاں چلا گیا۔ وہ تینوں بھائی بہن بھی ظہیر کی وجہ سے یہاں سے جانے پر مجبور تھے۔ ورنہ وہ ابھی منسا کے پاس بیٹھنا چاہتے تھے۔

مگر ظہیر اپنی بیوی کے ساتھ چند حسین پل چاہتا تھا۔ جوان کی موجودگی کی وجہ سے ممکن نہیں تھے۔ ان کے جاتے ہی ظہیر کی نظروں میں چمک دیکھ منسا سمٹی۔

مجھے مکمل کرنے کے لیے شکریہ۔۔"اس کا پیٹ چوما۔ وہ سرخ پڑتے" نظریں میچ گئی۔

تمہارے بغیر میں ادھورا تھا۔ "اس کی سرگوشیاں اسے اچھی لگ رہی تھی۔"
اچانک وہ اس کے سر کے پاس ہاتھ رکھتے اس کے ہونٹوں پر جھکا۔ منسا بھی
اس کی تڑپ دیکھتے مزاحمت نہیں کی۔

اس کے بالوں میں ہاتھ ڈالے وہ اس کے سلگتے ہونٹوں کے لمس کو برداشت
کر رہی تھی۔

ظہیر اس کی سانسیں اپنی گرم سانسوں میں کھینچتے اسے تڑپا گیا۔ وہ مچل اٹھی
تھی۔ اچانک اس کے ہونٹوں سے دانتوں سے کاٹنے پر اس نے ظہیر کے
بال کھینچے مگر وہ فضول ہی تھا۔

یہ وہ پھل تھا جس کا انتظار میں بالکل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ "اس کی گال چومتے"
کان میں سرگوشی کی۔

منسا اس کی باتوں پر سرخ انار ہو گئی۔ وہ گہرا مسکرایا۔ اس کے ہونٹ صاف
کرتے خون کا وہ اکلوتا قطرہ اس کے ہونٹوں سے اپنے ہونٹوں سے چنا۔

میرا دل چاہ رہا ہے ساری دنیا کو چیخ کر بتاؤں میں باپ بننے والا ہوں۔ "اس" کی خوشی وہ محسوس کر سکتی تھی۔ اس کا چہرہ پر مسرت بھی اسی وجہ سے تھا۔ کس نے روکا ہے بتالو۔ "اس کے کالر پر انگلی سے لکیر کھینچتے کہا۔" بتایا تو ہے۔ کمپنی میں سب کو بونس دیا۔ یونیورسٹی میں چھوٹی دے دی۔ " منسا سے حیرت سے دیکھ

یونیورسٹی میں؟.. "حیرت ہی حیرت تھی۔"

میں باپ بننے والا ہوں۔ سب کو معلوم ہونا چاہیے۔ سب کو۔۔ "اوہ انداز" لگا سکتی تھی اس نے یہ خبر میڈیا تک کو دے دی ہوگی۔ وہ ناں میں سر ہلا گئی۔ وہ بہت مشہور تھا۔ اس کے بارے میں میڈیا والے ویسے بھی خبریں ڈھونڈتے ہی رہتے تھے۔ اب جب انہیں مل چکی تھی تو وہ پورے جوش و خروش سے اسے پھیلاتے بھی۔ منسا بس اس کی اس قدر خوشی کو دیکھتے اس کی خوشی یوں ہی قائم رہنے کی دعا کی۔ وہ ظہیر کی اس خوشی کے لیے اپنا خیال رکھنے کا بھی سوچ چکی تھی۔

اس کو سوپ تھمایا جو وہ لبوں پر جلن سی محسوس کرنے کے باوجود بھی پینے لگی۔ اسے بھوک لگی تھی مگر یہ پینا اب اس کی مجبوری تھی۔ ڈاکٹر نے کچھ بھی سخت کھانے سے ابھی منع کیا تھا۔ اب اس کی کیا وجہ تھی وہ نہیں جانتی تھی۔

^^^

انعم آپ کے پاس رہے گی۔ آپ اکیلی نہیں ہیں۔ جو رجینا بھی آپ کے "ساتھ ہے۔ مجھے گرل نے بھی کچھ دن پہلے آنے کا کہا تھا مگر میں ٹال گیا۔ اب تو جانا ضروری ہے۔" الیگزینڈرا اس کا ماتھا چوما۔

ہیر چاہتی تھی الیگزینڈرا ان کے ساتھ جائے۔ اور گرل کا کہنا تھا اتے ہوئے ٹینا کو بھی ساتھ لے آئیں۔ اسے کچھ کام تھا اس سے۔ انہوں نے ہاں کر دی۔ جانی اپنی میڈیکل کنڈیشن کی وجہ سے فلائے نہیں کر سکتا تھا۔ فرقان بھی ان کے ساتھ جانے پر بضد تھا۔ اور خیام تو پہلے ہی جا چکا تھا۔ بغیر ان سب کو بتائے۔ منسا میں اس کی جان بستی تھی۔ اور اس کے بارے میں ایسی نیوز سن کر وہ رک ہی نہیں سکا۔

لیل اس کا ماتھا چوما۔ وہ بد لے میں مسکرایا۔

میں کل شام تک آپ کے پاس ہوں گا۔" لیل نے ہاں میں سر ہلایا۔۔
مجھے کس کرو۔" اس کی فرمائش پر اسے حیرت نہیں ہوئی۔ ایسا اکثر کہتی تھی۔

الیگزینڈر اس کی باتوں پر عمل کرتے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اس کے
ہونٹوں ہر جھکا۔ نہایت نرمی سے اس کی سانسوں سے سانسیں کھینچتے وہ اسے
بتا رہا تھا روح کے قریب جانا صرف اس کا حق ہے۔

وہ بھی خاموشی سے بازو الیگزینڈر کی گردن میں ڈالے اس کو اپنی سانسیں
دے رہی تھی۔ الیگزینڈر کچھ دیر یوں ہی اس کی سانسیں کھینچتے رہا مگر اچانک
اس کی پکڑ ہلکی ہوتے دیکھ دور ہوا۔ اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکائے اس کی
سانسیں ہموار ہونے دیں۔

کل تک بس۔۔" اسے بتاتے وہ بغیر الوداع کہتے چل گیا۔ الیگزینڈر کبھی
اسے الوداع نہیں کہہ سکا تھا۔ کبھی نہیں۔

وہیں لیل کی نظریں سانسیں بھرتے اس کی پشت پر تھیں۔

جورجیا ان کے پاس ہی تھی۔ الیگزینڈر کے حکم پر سیکیورٹی بھی مکمل کر دی گئی۔ الیگزینڈر یہاں سے سیدھا ایئر پورٹ ہی گیا تھا۔ جہاں وہ سب اسی کے انتظار میں تھے۔

ہیر عمر اور فرقان بس۔ رومہ ریڈ مینشن آنے کے بجائے گھر ہی رکنے کا کہا تھا۔ افسس سے وہ گھر قریب تھا۔ ویسے بھی وہ خود کی حفاظت کر لیتی۔ گارڈز بھی تھے۔ وہ بے فکر تھے۔

الیگزینڈر کے اتے ہی وہ تینوں اسے ساتھ لیے فلائیٹ میں بیٹھے۔ جوا نہیں کچھ گھنٹوں میں پاکستان پہنچا دیتی۔

الیگزینڈر کو پاکستان کا آخری چکر یاد تھا۔ اس چکر نے اس سے اس کا بہت کچھ قیمتی چہرے مینا تھا۔ اس کی بیوی کو ادھا پاگل کر دیا تھا۔

اس نے سر جھٹکا۔ یہ سوچیں وہ ہاوی نہیں کر سکتا تھا۔

لیل کی مس کیر تیج والا پارٹ گرل کی سٹوری کا حصہ ہے۔ جو جلد کھل
(جائے گی۔)

^^^

ٹومی یہ دینا!.." اس نے ضبط کرتے ٹیبل پر منسا کو جو س کا جگ دیا۔ ظہیر"
نے پہلے ہی جگ تھا متے اسے خود گلاس میں ڈالتے جو س دیا۔ وہ ضد کرتے
ان کے ساتھ ہی کھانا کھا رہی تھی۔ شایان شان اور منہا بھی یہاں ہی تھے۔
منہا کی گھوری کے بعد اب سامیہ شایان کی طرف انکھیں نہیں اٹھائی
تھیں۔

ابھی وہ کھانا کھا رہے تھے جب اچانک باہر ایک ساتھ اتنی گاڑیوں کے چلنے
اور رکنے کی آواز آئی وہ دہل گئے۔ وہیں شایان شان کو گھورا۔ وہ اچھے سے
جانتے تھے وہ کون ہیں۔

احمد اور سدرہ کے پیچھے وہ سب ہی باہر گئے۔ دیکھیں تو صحیح کون ہیں۔
ان سب کی انکھیں حیرت سے پٹھیں۔

وہاں روئل رولس مرسڈیز بینز اور بگاڈی کھڑی تھیں۔ اور ان جیسی کتنی ہی کارز۔ وہیں ان کارز سے ایک شان سے وہ سب اتر رہے تھے۔

گارڈز کی گاڑیاں بھی ساتھ تھیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے الیگزینڈر کے لیے دروازہ کھولا۔ اور ایسے ہی باقی سب بھی اترے۔ سدرہ حیرت زدہ تھیں۔

ان کے گھر دیکھ کر انہیں نہیں لگا تھا وہ اتنے امیر ہوں گیں مگر اب تو ان کی زبان ہی نہیں کھل رہی تھی اور انکھیں بند نہیں ہو رہی تھیں۔

بابا!.." وہ عمر کے سینے سے لگی۔ جس نے بازو اس مے گرد ڈالے۔ وہ "خیام کو یہاں نادیکھ حیران تھے۔

سامیہ نے سانیہ کو ٹھوکا مارا۔

یاریہ بوڑھے ہو کر کتنے ہیڈ سم ہیں۔ اور یہ لمبے بالوں والے تو ہیڈ سم کی "مکمل ڈیفینیشن ہیں۔" سانیہ اسے گھورتے سر جھکایا۔

احمد ہوش میں اتے ان سب سے ملتے آ نہیں اندر لے ایے۔

الیکزینڈر کی موجودگی کا رعب تھا ان میں سے کوئی کچھ نہیں بولا۔ سب خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

ریڈ کو کیوں ساتھ نہیں لائے؟.. "وہ عمر اور ہیر سے ملتی اب الیکزینڈر کی" طرف بڑھی۔ الیکزینڈر اسے بانہوں کے گھیرے میں لیا۔ وہ سب منساکی قسمت پر رشک کر رہی تھیں۔ جسے اتنے چاہنے والے ملے تھے۔ وہ بھی دل کی گہرائیوں سے۔

وہ اس حالت میں نہیں تھیں۔ مبارکباد دے رہیں تھیں۔ "وہ سر جھکا گئی۔" اور کیا کہا؟.. "سدرہ ان کے لیے ریفریشمنٹ لینے گئیں تو احمد بھی ان کی" مدد کا بہانہ کرتے نکلے۔ انہیں تو یہ خاموشی جیسے ڈر رہی تھی۔

یہ کہ شادی کے بعد پریگننسی نارمل ہے۔ "فرقان کی زبان کو یہاں بھی" سکون نہیں تھا۔ ہیر اور عمر دونوں نے اسے گھورا۔ وہ کندھے اچکا گیا۔

مبارک ہو!.."ظہیر کے اتے ہی اسے گلے سے لگاتے مبارکباد دی۔ جو"
اس نے قبولی بھی۔

آپ بتا کر نہیں آئے ورنہ میں خود آپ سب کو لینے آ جاتا۔"شان اور"
شایان وہیں بیٹھے تھے۔

بس اچانک سے پروگرام بنا۔ اور ہمیں گرل کے گارڈز نے پک کر لیا تھا۔"
وہ وہیں ایک طرف بیٹھ گیا۔

اچھا آپ کا بیٹا کب آرہا ہے؟.."الیکزینڈر ظہیر سے بات کرتے اس کی"
طرف پلٹا۔

موسیٰ کا کسے معلوم ہو سکتا ہے۔"بے پرواہی سے کہا۔"

موسیٰ نہیں۔ دوسرا بیٹا۔ میں نے نسا پلان سوچا ہے۔ اگر میری بیٹی ہوئی تو"

میں اس کی شادی آپ کے بیٹے سے کروں گیں۔ ہائے کتنا مزائے گا۔"

الیکزینڈر اس کے سر پے چپت لگائی۔ وہیں ظہیر نے اسے گھورا۔

وہ کبھی اپنی بیٹی کو مافیہ میں تو نہیں دیتا۔

میں تمہاری سہیلی نہیں ہوں۔" ساتھ باور کروایا۔ وہ ہاتھ جھلاتے "اٹھی۔۔

اپنے سہی رہڈ تو میری سہیلی ہیں۔ میں ان کو بتاؤں گیں۔" اس کے بے "فکری عروج پر تھی۔ ظہیر اس کی مزید باتیں سننے کے بجائے اسے کندھے سے تھامتے اپنے ساتھ بٹھایا۔

خیام سر راستہ بھول گئے ہیں۔" ٹیمنا جو باہر گارڈز کے ساتھ تھی انہیں "آتے بتایا۔

وہ جگہ بتادیں کہاں ہیں۔ ڈوم جا کر لے آئے گا۔" ظہیر درمیان میں بولا "وہیں ڈوم نے نظریں اٹھاتے اسے پتلی سی لڑکی کو دیکھا۔ مکمل طور پر فٹ وہ جینز شرٹ میں کسی کی بھی نظروں کیا مرکز بن سکتی تھی۔

ٹینا تم بھی ساتھ چلی جاو۔ وہ خیام کو کیسے پہچانے گا۔" ڈوم کی مراد برائی۔ "پہلی دفعہ تو کسی لڑکی کے ساتھ رائڈ کرنے کا موقع ملا تھا۔ وہ کیسے گنوا دیتا۔ اپنی شرٹ درست کرتے وہ ظہیر سے چابیاں اور گھوریاں لیتے چلا گیا۔

بگ بی پہلے ائے تھے؟.. "ان سے پوچھا۔"

تم سے ملنے کی جلدی تھی اسے مگر رستے ہی بھول گیا۔ "فرقان کو ہر معاملہ"
ہی مزاحیہ لگتا۔ وہیں الیگزینڈر کو بے چینی سی تھی۔ اور وجہ بھی وہ سمجھ نہیں
پارہا تھا۔

^^

آپ کیا کرتی ہیں؟ "ٹینا نے اس کی طرف دیکھا۔"
پہلے نام ہو چھا جاتا ہے۔ "وہ اوہ کہتے" اپ کا نام کیا کے؟ "کہتے ایک نظر"
اسے دیکھ گیا۔

ٹینا۔ "اس نے اوہ کہا۔"

بدلے میں دوسرے فریق کا بھی نام پوچھا جاتا ہے۔ "وہ مسکرائی۔"
تمہارا نام ڈوم ہے۔ میں نے سنا تھا۔ مجھے مجھے پہلے سے معلوم باتیں ہو چھنے"
"کی عادت نہیں۔"

مگر میرا نام تو ابوسفیان ہے۔ "ٹینا اسے دیکھا۔"

کس کے ابو؟.. "ڈوم نے اسے گھورا۔"

آپ کا پریٹ کریں تو کسی ناکسی کے ابو بن سکتے ہیں۔ "ٹینا نے ایسے فلرٹ
پر اسے گھورا۔

دھیان سے گاڑی چلائیں۔ کہیں ابو کی جگہ مریض نہ بن جائیں۔ "منہ"
موڑتے کہا۔

اپ کی محبت میں مریض بننے کو بھی تیار ہیں۔ "دل پر ہاتھ رکھتے انتہائی"
لو فرانہ انداز میں کہا۔ ٹینا کے لبوں پر مسکراہٹ چھائی۔

محبت کے مرض لا علاج ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر ڈھونڈتے ہی رہ جائیں گیں اپنی"
بیماری کا۔ "وہ ساتھ لوکیشن بھی دیکھ رہی تھی۔

محبت کے مرض کا ڈاکٹر محبوب ہی ہوتا ہے۔ اور آپ کو ڈھونڈنا زیادہ"
مشکل تو نہ ہوگا۔ "وہ مسکرا دی۔

اپ کو ایک بتاؤں؟.. "راز داری سے کہا۔"

میں ڈاکٹر ہی ہوں۔۔ "اس کے ابّرو ٹھا کر پاس ہونے پر وہ اس کے کان "میں بولی۔

وہ اوہ کہتے سیدھا ہوا۔

پھر تو کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ آپ اپنے مریض کو ادویات تو دیں ہی دیں "گیں۔ "وہ سر جھٹک گئی۔ وہ لڑکا لا علاج تھا۔

یہاں اس طرف!۔ "وہ ہاتھ سے اشارہ کرتے بولی۔ ڈوم نے اسی طرف "گاڑی روک دی۔

خیام نے سامنے ہی مل گیا۔ وہ ٹینا کو دیکھ کر جھکا گیا۔ یہ چیز ہی شر مندہ کر رہی تھی بغیر بتائے نکلا بھی تو ان سے پہلے پہنچنے کے بجائے گم ہو گیا۔

اس کے گاڑی میں بیٹھتے ڈوم تیر کی طرح سیدھا رہا۔ جیسے اس سے زیادہ کوئی شریف ہو ہی نہ۔ ٹینا مو بائل پر جور جینا کو اس کے بارے میں بتاتی ساتھ مسکرا بھی رہی تھی۔ جس پر وہ ایک ادھ نظر تو ڈال ہی لیتا۔ چاہے چپکے سے ہی

صحیح

سر بلیک کنگ پاکستان گیا ہے۔ میم اکیلی ہی گھر!.. "وہ مسکرایا۔ آنکھوں کی چمک دگنی ہو گئی۔

اور وہ لڑکی جو رجینا؟.. "اسے یاد تھا پچھلا واقعہ۔۔"

وہ وہیں ہے مگر اس سے اچھا موقع نہیں ملے گا۔ "وہ بھی یہ بات جانتا تھا۔" سب سے برا دشمن ہوتا ہے جسے صرف بدلے سے وابستہ ہو۔ صحیح اور غلط سے نہیں۔ ایسے دشمن آپ کی بوٹیاں بھی نوچ لیتے ہیں اور افسوس بھی نہیں کرتے۔ ایسے دشمن سے بچنا چاہیے۔ "وہ جیسے خود کو بتا رہا تھا۔

گاڑیاں تیار کرو اس دفہ میں خود جاؤں گا۔ "حکم کا غلام پلٹ گیا۔"

ملکہ میرے پاس ہوگی۔ اور سارا کھیل میرے ہاتھ میں۔ تم ہار جاؤ گے۔"

تمہاری اولاد کو میں اپنا غلام بناؤں گا۔ وہ میرے اشاروں پر ناچے گا۔ اور

ملکہ!... "رکتے اس کی بگڑی ہوئی تصویر کو دیکھا۔

ملکہ اپنی یادداشت کھونے کے بعد میری وفادار ہو جائیں گیں۔ اس کا دل یاد رکھے یاں نہیں مگر دماغ صرف مجھے جانے گا۔ صرف مجھے۔۔ "اس کے قہقہے کمرے میں گونج رہے تھے۔

سرگاڑیاں تیار ہیں۔۔ "وہ اپنا کوٹ جھٹکتے اٹھا۔"

بی کے فیملی کا جو بندہ جہاں ملے اسے وہیں مار دو۔ کوئی نہیں بچے۔ کوئی بچہ " ہے وہ بھی، کوئی بڑا ہے تو وہ بھی۔ "اس نے یس سر کہتے پیغام دے دیا۔ وہ اندھیرے سے روشنی میں آیا۔ روشنی میں آتے ہی اچانک اس نے آنکھیں بند کیں۔

اس کے چہرے پے ایک باریک سی لکیر جیسا کچھ تھا۔ جیسے کسی باریک سلاخ سے چہرہ جلا ہو۔ ایک آنکھ ساری سفید۔ وہیں ایک طرف کا ہونٹ کٹا ہوا تھا۔ جس سے اس کا جبرٹا نظر آتا۔ وہ انتہائی ڈراؤنا تھا۔

اسے کوئی بچہ دیکھ لیتا تو ضرور ڈر ہی جاتا۔ اس کے چہرے پے چھائی شیطانیت اسے زیادہ ڈروانا بنا رہی تھی۔ مگر وہ لوگوں کی نظروں کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔

اس کے گارڈز کے بھی چہرے جھکے ہوئے تھے۔ وہ اپنی جان گنوا نہیں سکتے تھے۔ وہ اپنے بوس کی سخت دلی سے واقف تھے۔ ایک جھٹکے سے گاڑی میں بیٹھتے اس نے دروازہ بند کیا۔ باقی گارڈز بھی گاڑیوں میں بیٹھتے گاڑیاں اگے بڑھالے گئے۔

وہیں وہ اپنے موبائل پر لیل کی تصویر کھولے مسکرا رہا تھا۔ ہلکی روشنی میں اس کے یہ قمقمے انتہائی ڈراؤنا اثر دے رہے تھے۔ برہنہ دانت اور مسوڑے یوں نظر آرہے تھے وہ کسی ڈراؤنا موتی کا اہم کردار ہو۔ وہیں وہ ہر طرح کی سوچ سے بے ہر واہ لیل کو پانے کا سوچ خوش ہو رہا تھا۔ اور اس کی خوشی کا اندازہ لگانا ج ممکن تھا۔



فرقان کے چہرے پے مسکراہٹ تھی۔ وہیں منسا کو سینے سے لگائے بیٹھا خیام سب سے نظریں چرا رہا تھا۔ الیگزینڈر سنجیدگی سے بیٹھا جور جینا سے ہر گھنٹے کی اپڈیٹ لے رہا تھا۔ عمر اور ہیر سدرہ اور ظہیر سے باتیں کر رہے تھے۔ احمد بھی وہیں خاموش بیٹھے تھے۔ عمران سے حال احوال پوچھ چکا تھا۔

شایان اور منہا کہاں ہیں؟ "اس کے سوال کے ساتھ ہی وہ تینوں وہاں داخل ہوئے۔ منہا سامیہ کی وجہ سے شایان کو اکیلا نہیں چھوڑ رہی تھیں۔ کچھ منسا کی باتوں سے تو اسے سامیہ کوئی گھر توڑنے والی ڈائن لگ رہی تھی۔ بابا!.." منہا خوشی سے کہتے خیام کے سینے سے لگی۔ خیام نے اس کا ماتھا

چوما۔ وہیں احمد منہا کی نظروں میں اتنی خوشی اور محبت دیکھ سوائے رشک کرنے کے اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ ضرورت کے وقت ساتھ چھوڑ جانے والے اپنے ہی کیوں نہ ہوں مگر وہ ویسے عزیز نہیں رہتے جیسے ضرورت کے وقت مدد دینے والے ہیں۔ ان دونوں کا بھی یہی حال تھا۔

تم جاتے ہوئے مل کر بھی نہیں گئی۔ "منہا جانتی تھی وہ اس کے ساتھ"
زیادتی کر گئی تھی۔

شایان کے ساتھ خوش ہو؟.. "دھیماسے پوچھا۔ پہلے سوال کا جواب اس
کے پاس نہیں تھا۔

ہاں۔ بہت!.. "مسکراتی نظروں سے جواب دیا۔ خیام خوش ہوتے اس کا"
ماتھا چوما۔

آپ کو پتا ہم نے ہائیکنگ کی پیراگلائیڈ نک کی۔ ہم دونوں بلٹ ٹرین پر"
بیٹھے۔ میں نے پیرس اٹلی یونان سب ممالک دیکھے۔ اتنا مزہ آیا۔ "احمد سے
ملتے وہ خوشی نہیں تھی جو خیام کے وقت تھی۔

مجھے منہا سے جیلیسی ہو رہی ہے اب!.. "منسا کی آواز پر وہ سب مسکرائے۔"
وہ پاس بیٹھی ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی۔

وہ کیوں؟ تمہارا تو بگ بی ہو۔ پھر کیسی جیلیسی؟. "خیام منہا کو سینے سے"
لگائے اس کے ساتھ ہی بیٹھا۔

کبھی مجھے تم سے ہوتی تھی۔ "منہا اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔ وہ ہنس "دی۔

ماما کھانا لگ گیا ہے۔ "آدھی رات سے اوپر کا وقت ہو رہا تھا۔ مگر وہ سب "بیٹھے ویسے ہی باتیں کر رہے تھے۔

کھانا کھالیں سب۔ "وہ اٹھے۔ الیگزینڈر کے بیٹھنے کے بعد وہ سب بیٹھے "تھے۔ وہ خود تو کھا چکے تھے۔ مگر ظہیر اور احمد ان کا ساتھ دینے بیٹھ گئے۔ ماما یہ سانیہ ہے۔ اور وہ ٹومی۔ "انگی سے دور لاونج میں بیٹھے ڈوم کی طرف "اشارہ کیا۔ ہیر نے اسے حیرت سے دیکھا۔

بھابھی ڈوم!.. "سانیہ نے ہنستے تصحیح کی۔

وہی ناں۔ شمیمہ سو رہی ہے۔ یہ تینوں میرے نئے کراٹم پارٹنر ہوں "گیں۔ "سانیہ کے ساتھ کھڑے ہوتے مسکراہٹ دی۔ ہیر نفی میں سر ہلاتے اس کا ماتھا چوما۔

آئی یار مجھے آپ اپنے ساتھ لے جائیں۔ میری ماما تو اتنا غصہ کرتی ہیں۔ اور "اپ اتنا پیار۔" ہیر ہنستے اس کا بھی ماتھا چوما

وہ منسا کی طرح ہی تھے۔ اچھا تھا اسے اپنے جیسے مل گئے۔

ضرور کیوں نہیں۔ مگر آپ کے بابا بھی تو آپ کو مس کریں گیں۔ "اس" نے احمد کو دیکھا۔ ہاں اس کے بابا نہیں مس کرتے۔ مگر ان سب میں ویسے پیار نہیں تھا جیسے وہ سب منسا سے کرتے تھے۔

ہیر اسے زیادہ دیر کھڑے مت ہونے دو۔ "الیکزینڈر مشکل سے دو چمچ" چاول نکالے تھے۔ وہ بھی وہ بس چمچ چلاتے دودا نے کھاتے اسے ٹوکا۔ اچھا الیکزینڈر!.." کہتے اسے بٹھایا۔ وہیں سانپ کی نظر الیکزینڈر کی طرف اٹھی تھی۔

اس کے بال دونوں طرف کندھے تک جاتے تھے۔ گھنے بال اس پر بچ رہے تھے۔ وہیں بڑھی داڑھی۔ اس نے دل کو سنبھالا۔ یہاں ہر شخص اتنا خوبصورت تھا ہر کسی پر کرش آ جاتا۔

بھابھی یہ کیا کھاتے ہیں؟.. "وہ منسا کے ساتھ آ بیٹھی۔ اس نے کھانا کھا لیا"
تھا۔ وہیں شان جو منسا کی دوسری طرف بیٹھا تھا مسکرا ہٹ دبائی۔

اپنی وائٹ روز کا وقت۔ اور اگر انہیں معلوم ہو گیا تمہارا ان پر کرش ہے تو"
پہلی فرصت میں گولی ماریں گیں تمہیں۔ پہلے ایک لڑکی نہیں مل رہی جسے
الیکزینڈر سے محبت کا شوق تھا۔ "اس کے تو جیسے دل پر ہاتھ پڑا۔ فوراً سے
نظریں ہٹا گئی۔ منسا سے گھورا جو جان بوجھ کے اسے تنگ کر رہا تھا۔
مممیں تو بس ویسے ہی پوچھ رہی تھی۔ "وہ ہکلا گئی۔ شان نے مسکرا ہٹ دبائی۔"

شایان گارڈز کے لیے ہوٹل اریج کرو۔ یہاں صرف مارک رہے گا۔ اسے"
اندر بھیجنا۔ "وہ اٹھ گیا۔

بابا!... بابا جیک مر گیا!.. "وہ نائٹ سوٹ میں سیڑھیوں سے بہتی"
آنکھوں سے نیچے اتری۔ سب کی نظریں اس کی طرف اٹھی تھیں۔ سانہ
نے ماتھا پیٹا۔ وہ تب تک نیچے کھڑی ان سب کو دیکھ رہی تھی۔ آنکھوں میں

حیرت تھیں۔ وہیں دروازے پے کھڑا ایک شخص مسکرایا۔ وہ بھی اچھے سے
جانتا تھا یہ جیک کون ہے۔

مگر وہ سر جھٹک کر واپس پلٹ گیا۔

احمد اٹھتے شمیمہ کو وہاں سے لے گئے۔ وہیں اس کے سوالوں پر بس صبر کیا۔
سوری وہ!.. "الیکزینڈر نے سدرہ کو ٹوک دیا۔"

کوئی بات نہیں۔ بچی ہے۔ ہمارے گھر میں بھی ایسی ہی بچیاں ہیں۔ "عمر"
مسکراتے ہاں میں سر ہلایا۔ وہیں انہوں نے شکر ادا کیا۔ ظہیر سارے کمرے
کھلواتے انہیں صاف کروانے چلا گیا۔

شان بس اس چڑیل کو کہیں بھیج دو نا؟ "سامیہ کو دیکھ ک کہا۔"

کیا سوچ ہے پھر شادی کرتے ساتھ لے جاؤں؟.. "ہلکے پھلکے انداز میں"
پوچھا۔ وہیں وہ چونکی۔

ہاں یہ ٹھیک ہے۔ نہ یہ یہاں ہوگی نا ہی احمد پر نظر رکھے گی۔ "سانہ ان کی"
گفتگو سن رہی تھی۔ منسا کی بتوں پر صرف مسکرا دی۔ اسے ان دونوں کی

شادی سے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ وہ تو بس ویسے ہی شان کا نام لے کر اس سے جگھڑتی۔

کروں پھر ماما سے بات؟ ابھی رشتہ پکا کر دیں میرا بھی؟.. "ابھرو اٹھا کر" پوچھا۔

قتل کر دینا ہے میں نے تمہارا۔ اتنا سیریس لینے کی ضرورت نہیں۔ مزاق "کر رہی تھی۔ ویسے بھی مجھے لگتا ہے اس کی گندہ نظریں تم پر ہے۔ بچ کر رہو اس سے۔" وہ ساتھ ہی سنجیدہ ہو گئی۔

کوئی اور حکم؟.. "نفی میں سر ہلایا۔ وہیں ظہیر نمودار ہوا۔ سارا دن "ہو سپٹل اور ابھی بھی کام کرتے یقیناً وہ تھک چکا تھا۔

منسا ارام کا وقت ہے اب۔ شاباش کمرے میں جاو۔ "اس کی حالت کے" چلتے بچوں کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا۔

وہ سب یہاں ہی ہیں۔ صبح باتیں کر لینا۔ ابھی باتہ بچ رہے ہیں۔ "اسے" ہاتھ سے پکڑتے اٹھایا۔ وہ بھی اٹھ گئی۔

گڈنائیٹ ایوری ون۔ صبح ملاقات ہوگی۔ ابھی ہم بستر کو شرف بخشیں۔"

گیں۔ "ان سب نے مسکراتے سر جھٹکا۔ وہ نہیں ادھر سکتی تھی۔"

ظہیر اپنے پورشن میں اتے ہی اسے بانہوں میں اٹھالیا۔ اسے لا کر بیڈ پر

لیٹاتے اس کے ساتھ ہی لیٹا۔ اسے باں ہوں کے گچھرے میں لیتے اس کا ماتھا

چوما۔

سونے کے لیے لائے ہو تو سونے دونوں مجھے اب "منہ بنا کر کہا۔ ظہیر بھی"

چپ چاپ پیچھے ہٹ گیا۔

سو جاو۔ "زیادہ ضد نہ کرتے پکڑ بھی ہلکی کر دی۔ وہ ظہیر کے سینے میں"

منہ چھپاتے انکھیں موند گئی۔ اسے واقعی نیند کی ضرورت تھی۔ جو اس کا

میسنہ شوہر اب اسے بغیر تنگ کیے لینے بھی دے رہا تھا۔

^^^

ٹینا بھی یہاں ہی تھی۔ الیگزینڈرا سے یہاں رکنے کا ہی کہا تھا۔ عمر فرقان کے ساتھ کمرہ شئیر کر لیتا۔ اور وہ ہیر کے ساتھ۔ وہ بالکل بھی ان لوگوں کو زیادہ تنگ نہیں کرنا چاہتے تھے۔

وہ سب لوگ کھانا کھانے کے بعد کمروں میں جا کر لیٹ گئے۔ ٹینا باہر کھڑی جو رجینا سے بات کر رہی تھی۔ اس کے موبائل کے وہاں کمرے میں سگنل نہیں آرہے تھے۔ قمیص اچانک ڈوم آدھمکا۔ اس کا خیال تھا وہ ٹینا کے پیچھے چنچے گا تو وہ ڈر جائے گی مگر وہ سکون سے پلٹی۔

وہ شرمندگی چھپانے کو ہنسا دیا۔ مگر وہ سنجیدہ ہی رہی۔

آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟.. "ٹینا کے جواب دینے کے بجائے وہاں واک" کرنے پر وہ اس کے ہم قدم ہوا۔

"دوست سے بات کرنے آئی تھی۔"

"اپ شادی شدہ ہی؟"

"نہیں۔"

"انگيڙ؟۔"

". نهين"

". کوئی پسند ہے؟"

". بلڪل بهي نهين"

". کسی کو پسند کرنے کا ارادہ؟"

". ناممکن۔"

". مجھے پسند کر لیں؟"

". نهين۔"

". شادی کا کیا خیال ہے؟"

". بلڪل بهي نهين۔"

". مجھ سے شادی کا خیال؟"

". ناممکن"

وہ دونوں ایک جگہ ٹھہر گئے۔ ورنہ پہلے وہ ٹینا کے ہم قدم تھا۔ ہر سوال پر اس کا دل دھڑک جاتا تھا۔

"کیوں؟؟ کوئی خاص وجہ؟"

تم میری دنیا سے نہیں ہو۔ ہم دونوں الگ دنیا سے ہیں۔ تم نہیں سمجھ سکو۔
گے۔ "وہ کہتی بغیر اس کی سنی واپس کمرے میں چلی گئی۔

دنیا تو میں ایک بنا کر رہوں گا۔ چاہے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے۔ "ایک عزم"
سے کہا تھا۔

وہ وہاں سے اپنے کمرے میں جانے کے بجائے سیدھا اپنی ماں کے کمرے میں
اسے آیا۔ وہ دونوں اٹھے ہوئے تھے۔

کیا ہوا؟.. "سدرہ نے پوچھا۔"

مجھے شادی کرنی ہے۔۔ "احمد نے اسے گھورا۔"

اچھا کس سے کرنی ہے آپ کو شادی؟.. "احمد کے سوال پر اسے اپنا حوصلہ"

ختم ہوتا محسوس ہوا۔

بابا پلیر مزاق نہیں ہے۔ ظہیر بھائی سے پانچ سال چھوٹا ہوں بس۔ ستائیس سال کا ہوں۔" احمد اسے گھورا

اچھا کس سے کرنی ہے؟ "سدرہ درمیان میں بولی"
وہ جو لڑکی بھابھی کی فیملی کے ساتھ آئی ہے۔ ٹینا۔ "سدرہ کو وہ خاموش سی"
بچی یاد تھی۔

اگر وہ شادی شدہ یاں انگلیجڈ!.."ڈوم نے انہیں ٹوک دیا۔"
میں نے ہو چھا ہے۔ وہ کسی کو پسند بھی نہیں کرتی۔" احمد بس اس کی"
حرکت پر عیش عیش کراٹھے۔ مگر وہ بھی ڈھیٹ تھا۔
میں صبح بات کرو گیں۔ ابھی تم جاؤ جا کر سو جاو۔" سدرہ کسی طریقے"
اسے مطمئن کرتے وہاں سے بھیجا۔ وہیں اب وہ احمد کو بھی اس حوالے سے
منار ہی تھیں۔۔

ڈوم اپنے کمرے میں جاتے خاصا خوش تھا۔

وہ خاموشی سے گاڑیوں سے اترے۔ ایک ایک کرتے مینشن کے چاروں
طرف کھڑے گاڑوں کو گرانانشروع کرتے خود ان کی جگہ سنبھالی۔ وہیں وہ
شخص خاموشی سے گاڑی میں بیٹھا تھا۔

وہاں رات کا سماں تھا۔ وہ شخص دھیان ہی نہیں دے سکے انہیں موت نے آ
لیا ہے۔ مگر الیگزینڈر کو تحفے کے طور پر اس نے ان سب کو مارا نہیں تھا۔
صرف بے ہوش کر دیا۔ تاکہ وہ ان سب کو خود مار سکے۔

جب وہ اپنی وائیٹ روزیہاں نہیں دیکھے گا تو ان سب کو مار ہی تو دے گا۔ وہ
خوش ہوا تھا۔

جیسے ہی آخری گاڑی گرا وہ گاڑی سے نکلا تھا۔ اس کے پیچھے اور آگے چارہٹے
کٹے گاڑوں تھے۔ ان کے ہاتھوں میں رائفلز تھیں۔

وہ اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ رہے تھے۔ ان سب کے چہروں پر صرف
وحشت تھی۔ اس تاریکی میں وہ کسی کو بھی موت کے مترادف ضرور لگتے۔

مگر انہیں پرواہ نہیں تھی۔ وہ ہر چیز اور اپنے انجام سے بے پرواہ اگے بڑھ رہے تھے۔

دروازہ کھولو۔! "اس کے حکم کے ساتھ ہی گیٹ پے فائر کھول دیے" گئے۔ مگر اچانک ہی وہاں لینڈ مائنز ایکٹو ہو گئیں۔ وہ سب جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے رہ گئے۔

وہ شخص اپنی جگہ سے ہلا۔

اگرچند منٹ مزید جینا چاہتے ہو تو جہاں کھڑے ہو وہیں کھڑے رہو۔" ان کو ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ جہاں کھڑے تھے وہیں رک گئے۔ تم سب او۔" دوسری گاڑی کے گارڈز اب اس کے ساتھ تھے۔ مگر اچانک "گیٹ کھولنے پر لگنے والے جھٹکے سے وہ شخص دور جا گرا۔

اڑادو دروازہ!.." اندر بلٹ پروف دیواروں کے زیر سایہ وہ اس بوم کی "آواز نہ سن سکے جس کے ساتھ ان کے گھ کا دروازہ اکھڑ چکا تھا۔ مگر زمین کو لگتے جھٹکے پر وہ چونکے ضرور۔

چلو اب!.."وہ گارڈز جو دروازے کے پاس تھے وہ سب ہی مرے پڑے"
تھے۔ الیگزینڈر کے گارڈز مینشن کے سامنے دھیر کی صورت میں پڑے
تھے۔ وہ سب بچ گئے۔

اگے ہال سے گزرتے وہ سیدھا مین گیٹ کے سامنے رکے۔ وہاں کی سیکیورٹی
اب ہٹادی گئی تھی الیگزینڈر کے آخری بار توڑنے کے بعد کسی نے ٹھیک ہی
نہیں کروائی۔ انہیں ضرورت ہی نہیں محسوس ہوئی۔

چلو!.."وہ دروازے کو توڑتے اندر بڑھے۔ وہیں وہ تینوں جو ہال میں بیٹھی
تھیں آواز پر چونکی۔

ملکہ۔۔ دیکھیں میں آیا ہوں۔"اس کی خوفناک آواز جیسے ہی لیل کے"
کانوں میں پڑی وہ کانپنے لگی تھی۔ ناجانے کیوں اسے اس لفظ سے خوف سا
محسوس ہوتا۔

جور جینا بندوق تانے سامنے آئی تھی۔ انعم کو لیل کو لے جانے کا کہا مگر وہ لیل
کو گھسیٹ بھی نہیں سکتی تھی اور لیل میں جیسے ہلنے کی طاقت نہیں تھی۔

اہ۔۔ بہت وفادار ہو تم۔ بہت حفاظت کر لی اب میری ملکہ کو ان کی اصل
 جگہ پر لوٹنا ہے۔ محل ان کا منتظر ہے۔ "وہ آگے بڑھا۔ وہیں جو رجینا بغیر اس
 کی خوفناک شکل کی پرواہ کیے اس کے دونوں سامنے کھڑے گارڈز مار
 گرائے۔ ان کی جگہ مزید گارڈز آکھڑے ہوئے۔ اس نے ابھراٹھائی۔
 کتنوں کو مارو گی۔ یہاں اب کچھ نہیں بدل سکتا۔ ملکہ میری ہے۔ اور انہیں "
 لوٹنا ہے۔ "وہ آگے بڑھا مگر جو رجینا لیل اور انعم کے سامنے آکھڑی ہوئی۔
 میرے ہوتے نہیں!.." وہ تن کر کھڑی تھی "
 تو تم مرجاو۔۔ "لیل بے ہوش ہو چکی تھی۔ وہیں جو رجینا نے گولی چلائی "
 تھی مگر اچانک سائیڈ ہوتے اس نے گولی ضائع کر دی۔ ساتھ مسکرایا۔ اس
 کے بالکل پاس اتے اس سے بندوق چھیننا چاہی مگر وہ اس کے ہاتھوں کو ڈاج
 دیتے اس پر گولی چلا گئی۔ جو سیدھا اس کے بازو میں گھسی۔
 میری موت تم نہیں لکھ سکتے۔ جسے آدمی دنیا نار سکی تم کیا مارو گے؟ " "
 تنفر سے کہا۔ وہیں گارڈز اپنے بوس کے آرڈر کے انتظار میں تھے۔

پھر تمہیں آج میں مارو گا۔ "جور جینا اپنی کلائی پر پہنی گھڑی سے کسی کو پیغام"
بھی بھیج چکی تھی۔ مگر اس نے نہیں دیکھا۔

آزما کر دیکھ لو۔ میں تو ویسے بھی موت کے انتظار میں ہوں۔ "اس نے اپنے"
گارڈز سے گن لیتے اس پر تانی۔

وہ ڈٹ کر کھڑی رہی۔ اس کی گن میں ایک گولی تھی۔

وفاداری کی قیمت موت ہے۔ "اس نے جیسے بتایا وہ مسکرائی۔"

غدار کہلائے جانے سے اچھا موت ہے۔ "وہ بھی ڈٹی تھی۔"

جاو میں تمہیں نہیں مارتا۔ مگر کیا جواب دو گی جب اپنے بلیک کنگ کو خود "

اپنے منہ سے بتاؤ گی تمہارے سامنے اس کا دشمن اپنی ملکہ کو لے گیا۔ "اس

کے اشارے پے وہ لیل کی طرف بڑھے تھے۔ وہیں جور جینا نے آخری گولی

بھی انہیں ماری۔۔ وہ شخص نیچے گرا۔

یہاں صرف خون کی ندیاں بہیں گیں۔ اور کچھ بھی نہیں۔ "وہ وہیں کھڑی"

تھی۔ انعم بار بار لیل کو پکار رہی تھی۔۔

"کاش کوئی میرا بھی ایسا وفادار ہوتا۔"

وفاداری پیسوں سے نہیں ملتی۔ تم کبھی اسے نہیں خرید پاتے۔ "اس نے"
افسوس سے سرہاں میں ہلایا۔

نہنتی ہو چکی ہو تم۔ اب بھی ایسی باتیں؟.. "جور جینا نے اس کی آنکھوں"
میں دیکھا۔

"نہنتی کے پاس اپنے ہاتھ ہیں۔"

کیا ہوا گریہ ناکارہ کر دیے جائیں؟. "اس نے پوچھتے ہی حکم دیا۔ گارڈز نے"
فائر کھولے تھے مگر وہ ان سب کو ڈاج دے گئی۔ لیل اور انعم ویسے ہی نیچے
بیٹھی تھیں۔

تم مجھے پسند آئی۔ تم بھی ساتھ چلو گی۔ "وہ ابھی کچھ کہتی یاں کرتی جب اس"
نے جور جینا کے ماتھے پر گن کی نال مارتے اسے بے ہوش کر دیا۔
گاڑی میں ڈالوا سے۔ "اس کا حکم مانتے وہ اسے اٹھا کر لے گئے۔"
پیچھے ہٹ جاو۔ "انعم پیچھے نہیں ہوئی۔"

وہ گارڈز بوس کے حکم پر انعم کو کھینچ کر لیل سے دور کرتے اسے ایک کمرے میں بند کر گئے۔ وہ ہر ایک کو زندہ چھوڑ رہا تھا تاکہ الیگزینڈر اپنی شکست کی داستان ان کی زبانی سن سکے۔ صرف دیکھنا تو کافی نہیں تھا۔

ملکہ میری تھی اور میری ہے! اب میری طرف ہی لوٹ گئیں۔ "اس نے" وہیں گرے گارڈ کے خون سے نیچے فرش پر لکھا۔ اس کے ساتھ ہی لیل کو گارڈز کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالنے کا کہتے آگے بڑھ گیا۔

وہاں الیگزینڈر ان سب سے بے خبر بے چین ہو رہا تھا۔ مگر اپنی بے چینی کی وجہ بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

وہیں دل کی گہرائیوں سے اسے پکارتی لیل بے ہوش ہو چکی تھی۔ اس کی سانسیں بھی مدھم مدھم ہو گئیں ہوں جیسے۔ مگر اس کا الیگزینڈر اس سے دور تھا۔ بہت دور۔ شاید جب تک وہ اس کے پاس پہنچتا تب تک سب ختم ہو چکا ہوتا۔ یاں شاید ختم ہو چکا تھا۔ اب صرف راکھ بچی تھی۔

بابا پ کو معلوم ہے ناں میں کون ہوں؟.. "وہ ان کے پیرا لسنز وجود کے"
پاس کھڑی تھی۔

ایک گناہ۔ وہ گناہ جسے اس کی ماں ختم کر دینا چاہتی تھی۔ مگر اب خود قید میں
ہے۔ "انہوں نے اس کی حالت دیکھی۔

کاش وہ ایک دفہ رو لیتی مگر وہ روتی نہیں تھی۔ اور یہ اس کی سب سے بڑی
کمزوری تھی۔

میں زندہ ہوں۔ سب سمجھتے رہے میں مر گئی مگر ایسا کہاں ممکن ہے۔ پھر"
بھی کہانی کے اختتام تک نہیں رہوں گیں۔ "وہ اپنی بیٹی کی حالت دیکھ رہے
تھے۔

وہ جو ہر روز نئے خواب سجاتا ہے میرے
وہ نہیں جانتا، نیند میں ڈر جاتا ہوں میں
جس کہانی کو بڑے شوق سے پڑھتے ہو نہ تم

اس کہانی کے تو آخر میں مر جاتا ہوں میں



وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔

اپ کو بتا رہی ہوں اب امید مت رکھیے گا میرے لوٹ آنے کی۔ "انہوں نے اس کی حالت دیکھی۔

منیبہ تم پر یکنٹ ہو۔ ایسا مت کرو اپنے ساتھ۔ "وہ کھل کر ہنسی۔"

یہ میں نہیں ہوں۔ میرے وجود میں گھلتا خون ہے بابا جو اپنا اثر دیکھتا ہے۔"

اور میرے خون کا مر جانا بہت ضروری ہے۔ "انہوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

کیا فرق تھا عینا میں اور اس میں۔ دونوں ہی اپنی اولاد کو ختم کر دینا چاہتی تھیں۔ دونوں ہی سفاک تھیں۔ دونوں ہی ظالم تھیں۔

میں جارہی ہوں۔ اب یہ سب آپ کا ہے۔ نہ رکھنا ہوا تو بے شک اگ لگا " دیکھئے گا۔ " وہ کہتے خود نکل گئی۔ اس کے پیچھے وہ اسے آج بھی نہیں روک سکے۔

نہ چند سالوں پہلے روک سکے تھے جب اس نے انہیں چھوڑنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور چھوڑ بھی گئی تھی۔ وہ اس روز بھی اسے نہیں بھیجنا چاہتے تھے اور آج بھی نہیں۔ مگر ان کی آج تک نہیں سنی گئی تھی۔

^^^

وہاں جیسے رونق سچ چکی تھی۔ وہ سب لوگ کھانے کی ٹیبل پر پھر سے جمع تھے۔ جہاں سے کھانا کھاتے وہ پھر سیدھا لانچ میں آ گئے۔ ڈوم نے انہیں اشارہ کیا تھا۔ سدرہ نے ہونٹ تر کرتے بیٹے کی بے صبری دیکھی۔

وہ مجھے پوچھنا تھا اس بچی کے ماں باپ کہاں ہیں؟ "انہیں اور کوئی سوال" مناسب نہیں لگا۔ جبکہ جانتی نہیں تھیں یہ سوال ہی سب سے غیر مناسب ہے۔

جی کہیں کیا کہنا ہے؟ الیگزینڈر اس طرف متوجہ ہوا۔

وہ مجھے اپنے بیٹے ڈوم میرا مطلب ہے ابوسفیان کے لیے اس بچی کا ہاتھ مانگنا " تھا۔ اگر آپ کو مناسب لگے تو!.. "الیگزینڈر کو دیکھتے خود بخود ہی اگلے الفاظ منہ سے نکلے۔

وہیں وہ سب انہیں ہی دیکھنے لگے۔ منسا نے ڈوم کو اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ ظہیر اور احمد بھی وہیں تھے۔ احمد تو رات کو ہی اس کام سے ہاتھ کھڑے کر دیے تھے۔

ٹینا!.. "ان کی آواز پر وہ سر جھکائے نظریں میچ گئی"

یہاں او۔۔ "وہ الیگزینڈر کے پاس منسا کی بنائی جگہ پر آ بیٹھی۔"

سر میں اسے پسند نہیں کرتی۔ "وہ فوراً سے بولی۔ نہیں چاہتی تھی الیگزینڈر" اسے غلط سمجھے۔

جیسا تم چاہو گی ویسا ہو گا۔ اگر تم ایک خوشحال زندگی گزارنا چاہو تو یہ رشتہ قبول سکتی ہو۔ ہماری دنیا سے دور!۔ "وہ دونوں دھیمے لہجے میں بات کر رہے تھے۔ کوئی انہیں نہیں سن سکتا تھا۔ اپنی کوشش کے باوجود بھی ڈوم بھی نہیں۔

مگر جو رجینا کہہ رہی تھی شادی صرف قید ہے۔ "اس کی بات سنتے" الیگزینڈر مسکرایا۔ وہ لڑکی نہیں سدھر سکتی تھی۔

اس کے مطابق تو یہ دنیا ایک قید ہے۔ اس سے رہائی صرف موت ہے۔ "وہ سر جھائے رہی۔

"تم خود کیا چاہتی ہو؟"

مجھے بس اپنا ہو سپٹل کھولنا ہے بس۔ باقی فیملی کا تو سوچا ہی نہیں۔ "وہ سچ" بول رہی تھی۔

عمر!.. "وہ اسے دیکھنے لگا۔"

تمہاری یہاں جوزمین تھی لاہور میں۔ وہ میں خریدنا چاہتا ہوں۔ پیپرزنوا"
لینا۔ ٹینا کے نام ٹرانسفر ہوگی وہ۔ ہو سہیٹل وہاں پہلے ہی بنا ہوا ہے۔ "ٹینا نے
اسے دیکھا۔

مجھے اپنے پیسوں سے کھولنا ہے۔ "دہائی دی۔"
سمجھ لینا قرض لیا ہے۔ مجھے ہو سہیٹل کی کمائی سے لوٹا دینا۔ "وہ سر جھکا گئی۔"
بحث کرنا اس کی شان کے خلاف تھا۔

میں چاہتا ہوں تم بھی ایک زندگی جیو۔ ایک گھر میں رہو۔ جیسے حیا کے لیے"
چاہی تھی۔ جیسے منسا اور ہانیہ کے لیے چاہی۔ ویسی ایک خوشحال زندگی۔ "وہ
سر جھکا گئی۔

مجھے منظور ہے۔ مگر اسے سب سچ بتا کر۔ "الیکزینڈر اس کے سر پر ہاتھ"
رکھا۔

وہ تم خود بتا دینا۔ اگر وہ پھر بھی راضی رہا تو ٹھیک ورنہ تم وہاں جا کر ہو سہیل " کھول لینا۔ "وہ سر ہلا گئی۔

ٹینا کو لڑکے سے بات کرنی ہے دو منٹ۔ اگر پھر بھی اس کی ہاں رہی تو " ہماری طرف سے ہاں ہے۔ "وہ ٹینا کے اٹھنے پر چپ چاپ چلا گیا۔ دل میں لڈو پھوٹ رہے تھے

ماما!.. "ہیر نے شان کو دیکھا۔"

کیا ہے اب؟ "اسے گھورا۔"

یاد ہے سانیہ آپ کو کہہ رہی تھی اسے اپنے ساتھ لے جائیں۔ "ہیر اسے تر چھی نظروں سے دیکھا۔

یار سچ میں لے چلتے ہیں ناں۔ آپ کے دونوں بیٹے شادی شدہ بھی ہو جائے " گیں۔ "ہیر نے اسے گھورتے الیگزینڈر کی طرف اشارہ کیا۔

مامانہ کریں یار۔ اپ جانتی ہیں میرے سے ان کے سامنے نہیں بولا جائے " گا۔ ابھی بھی دیکھیں کیسے پریشان سے بیٹھے ہیں۔ "ہیر اسے دیکھا۔

میں کرتی ہو بات پر ہاں کی امید مت رکھنا۔ "اس نے اشارے سے ہی"
الیکزینڈر کو ساری بات بتادی۔ وہ شان کو گھورتے سدرہ کی طرف پلٹا۔

—

دیکھ لو کر دی ناد نیا ایک!۔ "وہ اسے اپنے ساتھ ایک کمرے میں لایا تھا۔"
میں مافیہ میں کام کرتی ہوں۔ "اس نے بغیر لگی لپٹی سچ بتایا۔"
تو میں پاکستان کا پرائم منسٹر ہوں۔ حد ہے یار۔۔ "وہ ہنس دیا۔ اس نے ٹینا کی"
بات کو مزاق ہی لے لیا۔

وہ ہنس کر کہتے ٹینا کے پاس ہو جب اس نے گن نکالتے اس کے سینے پر رکھ
دی تھی۔

اب کھلونوں سے ڈراؤ گی۔ "وہ ہنس تھا جب ٹینا نے اس کی میگزین نکالتے"
اسے گولیاں دیکھائیں۔ اس کا منہ کھل گیا۔ یہ شک لگا تھا اسے۔

ناجانے کتنے لوگوں کی لاشیں گرائیں ہیں اس سے۔ "وہ سفاکی سے بولی"
اس سے!۔۔ "وہ اچانک ٹینا کے ہاتھ سے گن چھین گیا۔ وہ دیکھتی رہ گئی۔"
ڈوم نے اسے ایک دفہ گھما کر دیکھا۔ پھر اس کی پھٹی نظروں میں۔

اب بولو مجھ سے شادی کرو گی؟ "گن اس کے سینے ہر دل کے مقام پر"
رکھی۔

دیکھو یہ کھلونا نہیں ہے۔ واپس کرو۔ "وہ اس سے بندوق جھپٹی جب ڈوم"
نے اس کی کلائی پکڑتے کمر پر موڑ دی۔ اچانک ٹینا کی سانسیں تیز ہوئیں۔ اس
نے گھبرا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ دونوں بہت پاس کھڑے تھے۔
اگر میرے سوال کا جواب ہاں نہ ہوا تو میں یہ کھلونا چلا کر دیکھاؤ گا۔ "ٹینا تو"
اس کے اس قدر پاس کھڑے ہونے پر اپنی حالت سمجھ نہیں پارہی تھی اس
کی دھمکی کیا ہی سنتی

مجھ سے شادی کرو گی؟ "ٹینا نے ایک نظر اس کے ہاتھ میں پکڑی گن کو"
دیکھا پھر اسے۔ اس کا گلا خشک ہوا تھا۔

تم دور ہٹو۔ میں جواب دیتی ہوں۔ "وہ اس کی کمر پر گرفت سخت کر گیا۔"
اس کی کلائی بھی مزید شدت سے موڑ دی۔ وہ ہلکا سا سسکی

ابھی جواب دو۔ اور ایسے ہی۔ مجھے فرق نہیں پڑتا تم کون ہو۔ مجھے صرف تم " سے شادی کرنی ہے۔ تمہاری اگلی پچھلی نسلوں سے نہیں۔ " وہ دبا دبا سا اس کے کان میں پھنکارا۔ ٹینا اس کی سانسوں کی گرمائش پر اپنی بگڑتی حالت اور سینے میں پھڑپھڑاتے دل دونوں کو سنبھالنا چاہا۔

تم نہیں جانتے مگر میرے اگے پیچھے واقعی کوئی نہیں۔ مجھے اغواہ کر کے بیچا " گیا تھا۔ اور اس کے تحت میں اب یہاں ہوں۔ تم ایسے فیصلہ .. " ڈوم نے گن کی نال اس کے دل سے مقام سے منہ کے اوپر رکھ دی۔ وہ کچھ بولنے کے قابل نہیں رہی۔

میرے سوال کا جواب !۔ " اسے اور کسی چیز میں دلچسپی نہیں تھی۔ " میں کروگیں۔ " ڈوم اس کی گردن پر سانسیں چھوڑتے اسے مزید تڑایا " تھا۔ جس کے ساتھ ہی جواب بھی اس کے ہونٹوں سے نکلا۔ وہ مسکراتے اسے چھوڑ دو رہا۔

میں ہر وقت چل موڈ میں رہتا ہوں اس کا بلکل بھی مطلب نہیں ہے میں " اصل میں بھی ویسا ہی ہوں۔ اس لیے ایسا سوچنے کی غلطی بھی نہیں کرنی۔ وہ میں باقی سب کے لیے ہوں۔ تمہارے لیے ایسا ہی ہوں گا جیسا ابھی تھا۔ اور تمہیں ایسے ہی قبولنا ہے۔ " اس کی گردن پے نظریں ٹکائے کہا۔ وہ کوئی جواب نہیں دے سکی۔

پہلی دفعہ کوئی مرد اس کے اتنا پاس آیا تھا۔ اس کی ایسی حالت کا جواز اس کے پاس تھا۔ مگر فرقان بھی تو اکثر شوٹنگ سکھاتے پاس آ جاتا۔ کندھے پر ہاتھ رکھتا، بازو پے ہاتھ رکھتے اینگل درست کرواتا۔ پھر اب کیا ہو گیا۔ مگر نہیں جانتی تھی فرقان کے لمس میں ایک باپ اور استاد کا سا احترام ہوتا۔ وہ شخص استحقاق سے چھو رہا تھا۔ جیسے اس پر حق رکھتا ہو۔

ڈوم اس کا ہاتھ تھامتے گن اس پر رکھی۔

میں جلد از جلد شادی چاہتا ہوں۔ ہاسپٹل کا بہانہ دینے کی ضرورت نہیں۔"

شادی کے بعد دس بیس جتنے کہو گی بن جائیں گیں۔" وہ سر جھکائے اپنے ہاتھ میں رکھی گن دیکھ رہی تھی۔

میرا تعارف اچھے سے ہو گیا ہو گا اج۔ اب خود کا تم مجھے سہاگ رات کو"

دے لینا۔ مجھے غیر لڑکیوں کی زندگی میں دلچسپی نہیں۔ بیوی بنو گی تو جانیں گیں سب۔" ٹینا نے اسے گھورا۔

غیر لڑکیوں کی زندگیوں میں دلچسپی نہیں تھی مگر انہیں چھونے میں تھی۔

وہ دونوں واپس وہیں آئے۔ تب تک ہیرا لیگزینڈر کو سب بتا چکی تھی۔ وہیں

الیگزینڈر بات کرنے کو الفاظ تلاش کرنے لگا۔ کسی کی بیٹی کا رشتہ مانگنا اتنا آسان نہیں تھا۔

ڈوم کے چہرے کی خوشی نے بتا دیا سارا ماجرا۔ انہیں پوچھنا ہی نہیں پڑا۔

ہمیں شام تک نکلنا ہے۔ نکاح کر لیں پھر اج ہی رخصتی بھی۔ ولیمہ آپ"

اپنی مرضی سے جیسے چاہیں کریں۔" ڈوم کو خود کچھ کہنا ہی نہیں پڑا

ٹینا کوئی مسئلہ تو نہیں؟۔ "اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ ڈوم کی حرکت اب "تک نہیں بھولی تھی۔

وہ کوئی معصوم لڑکی تو نہیں تھی مگر اس کے پاس آنے پر جیسے وہ مشرقی لڑکی بن گئی ہو۔

واؤ۔ ٹینا اب میرے ساتھ رہے گی۔ "وہ خوشی سے اس سے ملی۔ وہ بس "ہنس دی۔

کیا کوئی بات ہے؟۔ "اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "کیا بتاتی ایک مرد کے ایسے پاس آنے پر اپنے دل کی بدلتی حالت کا سوچ رہی ہے۔

اج ہی نکاح اور رخصتی سے کوئی مسئلہ تو نہیں؟۔ "الیکزینڈر کے سوال پر وہ "پھر نفی میں سر ہلا گئی۔ سر جھکا ہوا تھا۔

الیکزینڈر کے گھڑی بار بار سرخ ہو رہی تھی۔ اسے کوئی پہغام مل رہا تھا مگر وہ ان سب میں مصروف رہا۔ دیکھ ہی نہیں سکا۔

جلد بازی میں پوچھ رہا ہوں۔۔ لیکن اگر کو میری بات بری لگے تو بے شک "ٹوک دیں۔ میں شان کے لیے آپ کی بیٹی کا ہاتھ مانگنا چاہتا ہوں۔" سدرہ اور احمد نے انہیں حیرت سے دیکھا۔

کون سی بیٹی؟ "سدرہ کے منہ سے اچانک نکلا تھا۔ دل میں بھی یہ ہی سوال تھا۔

سانہ!.." شان درمیان میں بول دیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا وہ کچھ اور ہی سمجھیں۔

ہمیں سوچنے کا وقت چاہیے۔ "احمد سدرہ کو ہاں نہیں کہنے دی۔ الیگزینڈر ہاں میں سر ہلایا۔

ہم دو سے تین ہفتے میں پھر چکر لگائیں گیں۔ تب تک تو آپ سوچ لیں "گیں۔" شان نے منہ بنایا۔
دو تین ہفتے۔

سر جو رجیا کے لیے انتظار کرنا چاہتی ہوں میں۔ "ٹینا نے اپنی خواہش ظاہر کی۔

تمہارے ولیمے پر وہ ہوگی۔ میں تمہیں محفوظ ہاتھوں میں دینا چاہتا ہوں۔"
ایک خوشحال گھر میں۔ میرے جاتے ہی وہ نکلے گی۔ "الیکزینڈر کی بات پر وہ
ہاں میں سر ہلا گئی۔

شایان منہا کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔ وہیں سامیہ سانیہ دونوں شمیمہ کے ساتھ
روم میں تھیں۔ انہیں یہاں بیٹھنے کی اجازت نہیں تھی۔

سر گرل میم؟.. "اسے اچانک اپنے یہاں آنے کی وجہ یاد آئی۔"
وہ دیکھ لے گی۔ تمہارا اب اس دنیا سے کوئی واسطہ نہیں۔ "وہ کٹر لہجے میں
بولا۔

مطلب اب وہ ان کی ہر اپڈیٹ سے بھی بے خبر رہتی۔ وہ اسے ہر چیز سے
دور کر دیتے۔ اچانک یوں اپنی الگ دنیا سے کٹ جانے پر دل تو دکھا مگر وہ کچھ
نہیں کر سکتی تھی

وہ دلدل ہے ٹینا۔ میں وہاں سے نہیں نکل سکتا۔ مگر تم لوگوں کو نکال دینا۔
چاہتا ہوں۔" وہ جانتی تھی یہ بات۔

ٹینا آؤ میں تمہیں باقی سب سے ملواتی ہوں۔ "منساا سے ان سب کے سامنے"
اپنے ساتھ لے گئی۔۔ ڈوم کی مسکراتی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔
ڈوم تم کرتے کیا ہو؟۔ "الیکزینڈر کے سوال ہر اس نے تھوک نگلا۔ ذب وہ"
براہ راست اس سے مخاطب تھا۔ جواب دینا اس کی مجبوری تھی۔

فیل ہوتا ہے۔ "ظہیر کی غصے بھری بڑبڑاہٹ ان سب نے سنی۔"

پچھلے چار سال سے ایک ہی کلاس میں اٹکا ہے۔ خاک کرے گا یہ۔ "اس"
نے تو جھاڑ ہی پلا دی۔ سدرہ ظہیر کو گھورا مگر وہ سچ بولے ہی جا رہا تھا۔

پھر یہ نکاح نہیں ہوگا۔ "اس کے دل کو ہاتھ پڑا۔ ظہیر کو یہ ہی درست لگا۔"
نام خاندانی نہیں ہوتا۔ اپنا نام خود بنانا پڑتا ہے۔ تم بھی کچھ ثابت کرو۔"

چالیس پچاس ہزار کی تنخواہ بھی ہو تمہاری تو ٹینا کی شادی میں مجھے مسئلہ نہیں

مگر ایک بے روزگار کو بیٹی دینا میری شان کے خلاف ہے۔ "ڈوم کے دل پر ہاتھ پڑا۔ وہ بے روزگار تو نہیں تھا۔

میں مارکیٹنگ اسٹڈنٹس اننگ میں ہوں۔ کمپنیز کے لیے لوگوں کو بناتا ہوں۔ " مارکیٹنگ کرتا ہوں ان کی۔ اسی ہزار تو میری مہینے کی کمائی ہے۔ بے روزگار تو نہیں ہوں۔ " سب کی نظریں اس کی طرف اٹھی تھیں۔

سدرہ اور احمد کی بھی۔ وہیں ظہیر کے چہرے پے شک تھا۔

تو ڈوم تمہاری ہی ویب سائٹ ہے؟.. " ظہیر نے شک سے پوچھا۔ اس نے بس ہاں میں سر ہلا دیا۔

تم نے مجھ سے دولاکھ لوگوں کو بنانے اور مارکیٹنگ کے لیے تھے؟. " وہ سر جھکا گیا۔ اب تو سچ سامنے اچکا تھا۔

تم مجھ سے ہر ماں جیب خرچ بھی لیتے ہو۔ تمہیں ذرا شرم نہیں آئی مجھ

سے پیسوں کی ڈیمانڈ کرتے؟. " اس کا شک سب سے زیادہ تھا۔ وہ اس

بندے کے پروفیشنلزم کا دیوانہ ہوا تھا۔

اب وہی بندہ اس کا اپنا چھوٹا بھائی نکلا۔

میں نے محنت کی تھی۔" وہ منمنایا۔"

تمہارا وہ میک (لیپ ٹاپ) بھی میرے پیسوں کا ہے۔" وہ اب اس بارے"

میں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ سوائے شرم سے سر جھکانے کے۔

سوری۔۔" ظہیر اسے سخت غصے بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہیں"

الیکزینڈر بھی اسے ہی جانچ رہا تھا۔ ہیر نے بھی چیک کرتے اسے گرین سگنل

دے دیا۔ مطلب وہ ویب سائٹ تھی اور اس کے نام تھی۔

مطلب وہ صرف فیل نہیں ہوتا تھا۔ دماغ کا استعمال کر کے فیل ہوتا تھا۔ اب

ناجانے اس کے پیچھے کیا راز تھا۔ اس وقت وہ پوچھنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

اس وقت وہ اضطراب میں تھا



نکاح کی تیاری ہو چکی تھی۔ لان کو ہی اچھے سے سجالیا گیا۔ ڈوم تو خوشی سے ہر طرف چہک رہا تھا۔ الیگزینڈر کو بے چینی سی ہو رہی تھی۔ جو رجینا کے موبائل سے اسے سب ٹھیک ہے کا پیغام مل رہا تھا۔ مگر وہ اپنی بے چینی کا کیا کرتا۔

ہیر کے ساتھ ٹینا نکاح کا جوڑا لینے گئی تھی۔ منسا کو ظہیر اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتا تھا۔ انہوں نے کوئی مسئلہ نہیں بنایا۔ وہ اس کی بیوی تھی۔ الیگزینڈر عمر اور فرقان یہاں ہی تھے۔ شان شایان اور منہا کو ساتھ لے کر گیا تھا۔ ان کے پاس پہننے کو کپڑے نہیں تھے۔ جو کہ ان کی سب سے بڑی ضرورت تھی۔

جلدی نکاح کرنے کا کہو۔ مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا۔ "اس نے اپنے" اندر کے اضطراب اور پریشانی کو دبانے کی ممکن کوشش کرتے کہا۔ مگر اب یہ ممکن نہیں رہا۔

بس وہ سب آجائیں۔ پھر کرتے ہیں۔ "عمر اس کی بے چینی شاید سمجھتا تھا"

الیکزینڈر ہاں میں سر ہلایا۔ وہ سب تیار ہونے چلے گئے۔ وہیں ٹینا اندر جانے کے بجائے الیکزینڈر کے پاس آئی۔

میں چاہتی ہوں آپ میرے کفیل بن کر نکاح کروائیں۔ "الیکزینڈر ہاں" میں سر ہلاتے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

ایسا ہی ہو گا۔ "وہ اندر چلی گئی۔ جو رجینا کی کمی محسوس ہوئی مگر اس نے کچھ " نہیں کہا۔

ڈوم اپنے کمرے میں تیار ہو رہا تھا۔ شان کی ضد پر اس کا بھی نکاح کیا جا رہا تھا۔ رخصتی پھر بعد میں کر دی جاتی۔ الیکزینڈر بھی اس پر راضی تھا۔

تم نے بھی مجھے چیٹ کیا! "سامیہ آکر دہائی دی۔"

میں نے؟ مگر کیسے؟.. "اس نے اپنے سینے پر انگلی رکھتے پوچھا"

تمہیں پتا تھا میں شان جی کو پسند کرتی ہوں۔ "آنکھوں میں ہلکی نمی بھی لے " آئی۔

آپ کے شان جی مجھے پسند کرتے ہیں۔ باقاعدہ بھابھی کے ذریعے یہ پیغام " بھی پہنچایا گیا ہے۔ "سانہ کے پونٹوں پر دل جلاتی مسکراہٹ تھی تم بہت وہ ہو!.."دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچیں۔"

بہت پیاری اور معصوم۔ میں جانتی ہوں۔ "چہرے پے دل جلاتی،" مسکراہٹ تھی۔ وہیں شان ان کی گفتگو سنتے وہیں سے پلٹ گیا۔

اس معصوم اور پیاری کو تو وہ نکاح کے بعد دیکھ لیتا۔ ابھی یہ صحیح وقت نہیں تھا۔

سانہ؟!.."اب شمیمہ کہیں سے آٹکی۔"

کیا ہے؟!.."ابرواٹھائی۔ وہ فیس ماسک لگائے تھی۔ کچھ ہی دیر میں اسے " میک اپ بھی کرنا تھا۔ سامیہ وہیں بیٹھی اسے گھور رہی تھی۔ ساتھ ایک ادھ آنسوؤں بھی بہا لیتی۔

سانہ مجھے میرا جیک لوٹا دو۔ میں پاسٹ کی روز ہوں اور وہ جیک۔ یہ ہمارا نانا"
جنم ہے۔ پلیز ہمیں جد امت کرو۔ "گھٹنوں کے بل بیٹھتے دونوں ہاتھ
جوڑے مکمل مسکین اور جزباتی عورت کا رول پلے کرنے کی کوشش کی۔
مکمل فلاپ۔ ایسی منتوں کا مجھ پر اثر نہیں ہوگا۔ ویسے بھی جیک اپنی روز کو"
بھول چکا ہے۔ وہ اس وقت اپنی نئی محبوبہ کے حسن میں گم ہے۔ "ہاتھ
جھلاتے لا پر واہی سے کہا۔

شمیمہ اسے گھورتے وہیں بیٹھ گئی۔

پلیز یہ ظلم مت کرو مجھ پر۔ مجھے میرا جیک لوٹا دو۔ ورنہ میں اس کے بغیر"
بوڑھی ہو جاؤں گیں۔ "سانہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر مائیکرو وائر فون
سے اس کی آواز سنتے قہقہے لگانے چاہتا تھا مگر اس نے ضبط کر لیا۔

پوری فلم ہے یہ!.."ہنستے اتر بیس نکالا"

میں یہ نہیں لوں گیں۔ بلکل بھی نہیں۔ "اس نے ظہیر کے چہرے پے"

چھائی معنی خیز مسکراہٹ دیکھی۔ دوسری نظر اس ساڑھی کو۔

میں لے لوں گا۔ تمہیں بس پہننا ہے۔ "اسکی ایکسرے کرتی نظریں"

ساڑھی سے ہوتیں منسا کے وجود پر آٹھریں۔

میں پہنوں گیں بھی نہیں۔ کسی قیمت پر بھی نہیں۔ تمہارا سر پھاڑ سکتی ہوں"

مگر یہ نہیں پہن سکتی۔ "وہ ظہیر کے سامنے کھڑی دے دے لہجے میں چیخی۔

وہ دونوں اس وقت بوتیک میں تھے۔ یہ ظہیر کے فرینڈ کی وائف کا تھا۔

انہوں نے ابھی نیو لاؤنچ ہونے والا سٹاک بھی آ نہیں دیکھا دیا۔ ظہیر کے

رتبہ سے وہ واقف تھے۔

یہ خادم کس لیے ہے؟.. "وہ محبت بھری نظروں سے اسے دیکھتے وہ"

ساڑھی سیلنز گرل کو پکڑا یا۔ منسا تب تک دوسرے ڈریس دیکھ رہی تھی

یہ تمہیں فٹ نہیں ائے گا۔ "منسا نے پلٹ کر اسے گھورا۔"

تمہیں کیسے معلوم یہ مجھے فٹ نہیں ہوگا؟ "کمر پر ہاتھ ٹکڑے لڑا کا عور قس"
کی طرح پوچھا۔

کیونکہ میں نے یہ فکر بہت گہری نظروں سے دیکھا ہے۔ تمہارے سائز کا "
مجھے اچھے سے معلوم ہو چکا ہے "اس کی بولتی نظروں نے اسے سر جھکانے پر
مہبور کر دیا۔

وہ ڈریس اس کے ہاتھ سے لیتے واپس رکھ گیا۔ منسا اس کی بے باک گفتگو سنتے
ہی چپ ہو چکی تھی۔ اس کا چہرہ خون چھلکانے جیا ہو گیا۔ اس کی حالت
ناقابل بیان ہو گئی تھی۔ پورے وجود پر جیسے کسی نے سرخ رنگ جھڑک دیا
ہو۔

ظہیر اسے گہری نظروں سے دیکھا۔

میں یہ نہیں پہنتی ظہیر!.. "اس نے دہائی دی۔"

میرے لیے تو پہننی پڑیں گیں۔ "وہ انڈر گارمنٹس اور نائٹ سوٹس کی"

شاپ تھی۔ ظہیر نے وہاں سے بغیر اس سے سائز پوچھے اس کی شاپنگ کی۔

وہ بس ایک جگہ کھڑی شرم سے انگلیاں چٹختی رہی۔ اسے دو تین نائٹیز کا معائنہ کرتے دیکھ اس کی روح فنا ہوئی۔ وہ شخص خاصا بے شرم تھا۔ اور یہ بات وہ اچھے سے سمجھ چکی تھی۔ نہ بھی سمجھی ہوتی تو اب کی اس کی حرکتیں یہ سمجھانے کو کافی تھیں۔۔

اب چلتے ہیں!.. "اس کا ہاتھ تھا ما جوا نکھیں میچے تھی۔ چہرہ سرخ انار تھا۔" وجود پر تو جیسے اس کے چھوٹے ہی کپکپی طاری ہو گئی۔ ظہیر انہیں پے کرتے منسا کے ساتھ وہاں سے نکلا۔ گاڑی میں بیٹھنے کے باوجود بھی وہ کچھ نہیں بولی۔ یہ شرم و گھبراہٹ کا دورانیہ تو گزر گیا۔ پھر ایسے کیوں بیٹھی ہو؟ "منسا کا" وجود کپکپا گیا۔

ظہیر اس کی تھائیز پر ہاتھ رکھے اس کے وجود سے جیسے ایک دفہ جان نکال گیا تھا۔

احمد!.. "ظہیر بغیر دیکھے ہی اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اسے خاموش" کروادیا۔

چپ رہو۔ ورنہ یہاں ہی کچھ ایسا کر دوں گا مجھ سے چھپتی پھر وگی۔ "وہ"
بے چینی سے پہلو بدل کر رہ گئی۔ اس شخص کی باتیں اس کے عمل کی طرح
بے باک تھیں۔۔

یہ ہونٹ یہ وجود سارا ہی بہت نرم ہے۔ اتنا نرم کے میرے چھونے پر کپکپا"
اٹھتا ہے۔ سرخ پڑ جاتا ہے۔ "ظہیر نے اس کے نچلے ہونٹ کو انگلی سے
سہلاتے انہیں نیچے کو کھینچتے چھوڑا۔

وہ سانس بھرتے اپنے دل کی دھڑکنوں کے بگڑ جانے پر پشیمان سی ہوئی۔
اج رات میری شدتیں سہنے کو تیار رہنا۔ کل جانے دیا تھا۔ اج جانے نہیں"
دوں گا۔ "گھر کے سامنے گاڑی روکی۔ لان کی روش سے بہتے جیسے ہی گاڑی
رکی وہ ظہیر کے نکلنے سے پہلے ہی دھڑکتے دل سے بغیر شاپنگ بیگز لیے اندر
بڑھ گئی۔ وہ مسکراتے اس کے پیچھے ہی آیا۔

منسا عمر اور الیگزینڈر کے پاس چلی گئی۔ وہ بیگز اپنے کمرے میں رکھنے چلے گیا۔

کچھ ہی دیر میں سب لان میں جمع ہو گئے۔ سوائے لڑکیوں کے سب وہیں تھے۔ نفیس سے جوڑے میں خوش کھڑی سدرہ اور ان کے ساتھ احمد۔ پریشانی سے بیٹھے خیام اور الیگزینڈر۔ سب فکروں سے آزاد فرقان۔ اور انہیں سب میں آج بھی جینز اور کڑتے میں مبلوس ہیر۔ ذیک طرف سر جوڑے بیٹھے شایان اور شان۔ منہا بھی منسا اور سانہ کے ساتھ ہی تیار ہو رہی تھی۔ وہیں سامیہ منہ پھلائے اپنی ماں کی ڈانٹ سن رہی تھی۔ شمیمہ اداس سی بیٹھی تھی۔ وجہ اس کے جیک کی کسی اور سے شادی تھی۔ وہ انہیں گھورتے نیچے آئی۔ وہاں کھڑے ایک انجان انگریز کو دیکھ وہ انکھیں چھوٹی کیے اس کی طرف بڑھی۔

تم کون ہو؟.. "انگلانی اٹھائے پوچھا۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ یوں ہی کھڑا رہا

Your jawline is so sharp..

شمیمہ کی نظر پڑی تھی اور پھر وہیں اٹک گئی۔

Just like Jack.

وہ کچھ نہیں بولا۔ مگر اس مماثلت پر مسکرا ضرور دیا۔ جو وہ نہیں دیکھ سکی۔
تم ہمارے گھر میں کیوں ہو؟ "اس نے پھر کوئی جواب نہیں دیا۔"
تم یاں تو گونگے ہو یاں پھر بہرے۔ یاں تو تم مجھے سن نہیں پارہے۔ نہیں تو"
اپنے نہ بول سکنے کو چھپا رہے ہو۔ مگر میں بھی روز ہوں۔ جیک کی روز۔ مجھ
سے کچھ نہیں چھپتا۔ "خود کی تعریف خود ہی کرتے وہ اپنے بال جھٹکتے اسے
گھورتے وہاں سے چلی گئی۔ پیچھے وہ مسکرا دیا۔ ہلکی سی بے نام مسکراہٹ۔۔
خیام کے اچانک آواز دینے پر وہ پلٹ گیا۔ خیام منہا کے ساتھ بیٹھا باتیں کر
رہا تھا۔ وہ مکمل تیار تھی۔ مگر ابھی خیام سے اپنے سارے لمحات شئیر کرنا
چاہتی تھی۔ جو وہ مسکراتے چہرے سے سنتے اپنی بیٹی کے لیے خوش بھی تھا۔
بابا؟.. "خیام نے اس کا ماتھا چومتے جی کہا۔"
مجھے بھی ایسے شادی کرنی ہے پلیز۔ "خیام مسکراتے اس کی خواہش سنی"

مجھے شایان کی دلہن بننا ہے۔ میں پہلے ٹھیک سے بن ہی نہیں سکی۔ "وہ"
ادا اس ہوئی۔ اپنی کم عقلی یاد آئی۔ مگر اب بھی تو کچھ نہیں بگڑا تھا۔
وہاں جا کر تمہاری شادی دھوم دھام سے کریں گیں۔ سب کو بلائیں"
گیں۔ "خیام خوشی سے اسے اپنا پلان بتانے لگا۔ جو وہ چمکتی نظروں سے سنتے
خوش تھی۔ وہیں احمد جو ظہیر کو بلانے آئے تھے اس پلان کو سنتے اپنی نم
نظریں میچیں۔

اس نے انہیں قبول لیا تھا مگر محبت دینا آسان نہیں تھا۔ اور شاید انہیں بھی
یوں ہی گزارا کرنا تھا۔
وہ اپنے آنسو صاف کرتے ظہیر کے پورشن کی طرف آئے مگر وہ پہلے ہی نیچے
اتر رہا تھا۔ ان کو دیکھ انہیں کی طرف آگیا۔

^^^

محفل سچ چکی تھیں۔ نکاح خواں آچکا تھا۔ سب اپنی اپنی نشست پر پر اجماع
تھے۔

ٹینا کی خواہش کے چلتے الیگزینڈر اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔ سانپہ کے اطراف میں اس کے ماں باپ تھے۔

باقی سب نیچے لگائے گاؤ تکیے پر کمنیاں ٹکائے بیٹھے تھے۔ خیام شان شایان اور منہا کے ساتھ تھا۔ منسا ظہیر کے زبردستی کرنے کی وجہ سے اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔ وہیں ہیر اور عمر شان کو ان سب کے درمیان میں سے اٹھتے سیٹج کی طرف آنے کا کہہ رہے تھے۔ جو وہ دو منٹ کا کہتے ٹالنے لگا۔

نکاح خواں نے اجازت طلب کی۔ جس کے ساتھ ہی ٹینا کا وجود ہلکا سا لرزا۔ الیگزینڈر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔ پھر وہ سمجھ ہی نہیں سکی کیسے اس نے قبول ہے کہتے دستخط کر دیے۔ کیسے سب نے اس کے لیے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور کیسے وہ ٹینا سے مسز ابوسفیان احمد بن گئی۔ وہ سمجھ ہی تو نہیں سکی۔ شاید قسمت ایسے ہی لکھی تھی۔

اس نے نظریں اٹھا کر الیگزینڈر کو دیکھا۔ وہ اس کی کیفیت سمجھتے اسے سینے سے لگا گیا۔ ڈوپٹے سے ڈھکا اس کا سر چوما

میرے لیے تم بیٹی ہو۔ اور اب سے تم بھی مجھے اپنا باپ پاؤ گی۔ "ٹینا جانتی" تھی وہ سچ کہہ رہا ہے۔

وہ ایسا ہی تھا۔ اگر کچھ کہہ دیا تو اس پر عمل کر کے دیکھتا۔ اور اس نے عمل کرنا تھا۔

اس کے نکاح نامے پر لکھی گئی ایک ایک شرط اس بات کی گواہ تھی وہ ٹینا کو بیٹی مان چکا ہے۔ اندر کہیں دل میں وہ بھی جانتی تھی وہ الیگزینڈر کو روز اول سے باپ کی شکل میں دیکھتی ہے۔ مگر ایک شرم سی اڑے اجاتی تھی میں اب کو بابا کہہ لیا کرو؟.. "کچھ جھجھک کر پوچھ"

باپ کو بابا ہی کہتے ہیں۔ "اس نے ٹینا کو مان بخشا تھا۔ اور وہیں ٹینا اپنے دل کا" سارا اخبار نکالتے اس کے سینے سے لگتے کھل کے روئی تھی۔ وہ سب بھی اس کے رونے پر پریشان ہوئے۔ سب سے زیادہ ڈوم مگر الیگزینڈر کی موجودگی میں وہ اسے خود میں بھی نہیں بھینچ سکتا تھا۔ اس نے صبر کرتے دل کو تھپکی دی۔۔

انکل میں چپ کر والیتا ہوں۔ "وہ زیادہ دیر اس کار و نابر داشت نہیں کر" سکا۔

وہ یوں ہاتھ کھولے کھڑا تھا جیسے ٹینا کوئی چھوٹی بچی ہو جسے وہ اسے تھما دے گا۔ بغیر یہ جانے وہ کس مزاج کا انسان ہے۔

بچے ابھی وہ اپنے باپ کے پاس ہے۔ اور جب باپ بیٹی کو رونے دے "مطلب وہ اپنی بیٹی کے دل کا غبار نکالنا چاہتا ہے۔" دھیمے لہجے میں کہتے اسے واپس بیٹھنے پر مجبور کر گیا۔

وہیں ٹینا کی نظر اس کی طرف اٹھی تھی مگر ساتھ ہی جھک گئی وہ شیر وانی پہنے تھا۔ سفید جوڑے کے اوپر کالی شیر وانی۔ اس پر مختلف دھاگوں سے کام کیا گیا تھا۔ وہ اس شیر وانی میں پیارا لگ رہا تھا۔ اور یہ بات وہ دل سے مانتے سر جھکائے بیٹھ گئی۔

ٹینا کے چپ ہونے پر مولوی نے بھی شکر ادا کرتے دوسرا نکاح پڑھوانے کی اجازت مانگی۔

سانہ کا دل دھڑکا۔ وہ اپنے ساتھ آکر بیٹھے ڈوم کا ہاتھ مضبوطی سے تھام گئی۔
وہ سدرہ اور احمد سے زیادہ اس کے قریب تھی۔ مزاق چاہے جیسا بھی تھا مگر
ان کو ایک دوسرے سے محبت تھی۔

شان اب اٹھتے سٹیج پر آیا۔ اس کے سامنے بیٹھتے اس نے گہری نظروں سے
ہاف وائیٹ گرارہ اور کڑتی پہنے دیکھا۔ پھر سر جھکا گیا۔

مولوی صاحب کے پوچھنے پر دونوں نے سر جھکائے ایک دوسرے
کو قبول۔ وہیں شمیمہ کی آنکھوں سے آنسو بہے۔

ظالم دنیا نے اس سے اس کا جیک چھین لیا مگر وہیں ایک طرف اسی دوپہر
والے آدمی کو دیکھ وہ اپنا غم ہلکا کرنے اس کے پاس آگئی۔

جیک کی شادی اس کی روز سے ہونی تھی۔ ظالم دنیا نے روز کو پھر تنہا کر
دیا۔ "وہ پلٹتے اس نمونے کو دیکھنے پر مجبور ہوا۔

یہ تو وہ سمجھ گیا یہ ارشاد شان کی شان میں کیے گئے ہیں۔ وہ بغیر کچھ کہے دوپہر
والی حالت میں ہی رہا۔

وہیں شمیمہ مزید کچھ باتیں سنتے اسے پھر گونگا بہرا ہونے کے طعنے دیتے اپنی عقل کے قصیدے پڑھتے وہاں سے چلی گئی۔

ان سب نے لڑکا لڑکی کی خوشحال زندگی کے لیے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ جس میں سب سے زیادہ بلند اور کھلے ہاتھ شان کے ہی تھے۔ اس کی مسخریوں ہر منسا مسکرائی۔

وہ سب دعا مانگ کر جیسے ہی فارغ ہوئے ابھی کوئی کچھ کہتایاں کرتا مگر اس سے پہلے ہی شان اٹھتے سامنے لگی جھال کو ہٹاتے جھکتے سانپہ کو چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔ اس کے شک میں جانے سے پہلے ہی وہ اس کا ماتھا چومتے دور ہو گیا۔ وہیں ان سب کے منہ کھلے مگر وہ ان سب سے بے خبر اور بے پرواہ واپس شایان اور خیام کے پاس آ بیٹھا۔

مارک جاؤ مولوی صاحب کو چھوڑاؤ۔ "الیکزینڈر کی آواز پر ایک گارڈز" حاضر ہوا۔ انہیں لیتے چلا گیا۔ وہیں شمیمہ نے منہ بگاڑا۔ وہ اس کی باتوں پر تو عمل نہیں کرتا تھا۔ جواب بھی نہیں دیتا۔

گھمنڈی نہ ہو تو!.."منہ بگاڑا"

مگر پھر اپنا دکھ یاد آنے پر وہ نئے سرے سے رونے لگی۔ پرانے آنسوؤں تو ختم ہو چکے تھے۔

سدرہ کے ساتھ بیٹھیں لبنی بہن کو مبارکباد دے رہی تھیں جو خاصی خوش تھیں۔ اور اس رشتے سے مطمئن بھی۔

ٹینا اب مجھے نکلنا ہے۔ یہ سب صبح آئیں گیں۔ تمہارے پاس ہی ہیں۔""
الیکزینڈرا اس کا ہاتھ تھپکا۔

رخصتی تک رک جائیں۔" الیکزینڈرا اس کی بات پر ٹھہر گیا۔ ورنہ اسے بس "یہاں سے جانے کی جلدی تھی۔

وہیں سانپہ شان کی حرکت کے بعد خود سے ہی چھپ رہی تھی۔

سدرہ اسے کمرے میں چھوڑ آئیں۔ وہیں وہ سب وہیں لان میں بیٹھے تھے۔

شان ان سب سے واشر روم کا بہانہ بناتے وہاں سے نکلا۔ جس کمرے میں وہ

تیار ہو رہی تھی سب سے پہلے وہ چھانا مگر وہ خالی تھا مگر اچانک بیڈ پر پڑے اس
سرخ ڈوپٹے کو دیکھ وہ رک گیا۔

لبوں پر مسکراہٹ چھائی۔ وہ اندر داخل ہوتے دروازہ لاک کرتے اس

ڈوپٹے کو اٹھا کر اپنے گلے میں شال کی طرف ڈال گیا

وہ صوفے پر بیٹھا اس کے باہر آنے کا منتظر تھا۔ کچھ ہی دیر میں بغیر آواز کے

دروازہ کھلا۔ دھلے چہرے کے ساتھ وہ باہر نکلی۔ میک اپ سارا بہہ چکا تھا۔

چہرہ صرف پانی سے بھیگا ہوا تھا وہیں وہ خود بغیر ڈوپٹے کے تنگ سی کڑتی میں
تھی۔

اس کے وجود کو گہری نظروں سے دیکھتے گلا کھنکھار کر اپنی موجودگی سے آگاہ

کیا۔ وہ دل پر ہاتھ رکھے پلٹی۔ شان کو بے فکری سے صوفے پر دیکھ اس کی

روح فنا ہوئی۔

اپنی کڑتی کے بعد سب سے پہلا خیال دوپٹے کا آیا مگر وہ اس کی گردن میں دیکھ

وہ روہا نسی ہوئی۔

تو میں تمہارے حسن میں ڈوبا ہوں۔" وہ وہیں بیٹھے ہی بولا۔"

سانہ کو لگا اس کہ روح فنا ہو جائے گی۔ اس شخص کی نظریں۔ وہ کوئی اور
ڈوپٹہ لیتی مگر اس کی دھمکی پر آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔

اسی حالت میں یہاں اور نہ میں وہاں اوگا۔" وہ اس کے اٹھنے پر مرے
مرے قدموں سے اس کی طرف بڑھی۔ کلائیوں کی چوڑیاں گلے کا زیور
کانوں کے جھمکے سب اتر چکا تھا۔ وہ ہر بناوٹ سے پاک تھی۔

سوچا نہیں تھا میک اپ کے بغیر بھی اتنی حسین لگے گی۔" سانہ کو سمجھ نہ آیا
ی تعریف ہے یا بے عزتی۔

اس کے قدم وہیں روک لینے پر شان اس کا ہاتھ کھینچتے اسے پاس بٹھایا۔
تم جانتی ہو مجھے کبھی شادی کا شوق نہیں جاگا۔ مگر تمہیں دیکھ ایک عدد بیوی
کی کمی شدت سے محسوس ہوئی ہے۔" وہ شان کے اس قدر پاس بیٹھی تھی
اس کا ڈمپل بھی چھو سکتی تھی۔ مگر چھونے کا حوصلہ نہیں تھا۔

وہ چاہتے ہوئے بھی اس بات کی وجہ نہیں پوچھ سکی۔

وجہ ہی پوچھ لو!.. "اس کی تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔"
وہ انکھیں ہی میچ گئی۔ شان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اس کے پاس ہوا۔ وہ
اس تنگ کڑتی میں بھی اس کی تراشی ہوئی کمر کا اندازہ لگا سکتا تھا۔
سانیہ کے دل کی دھڑکنیں منتشر ہونے لگیں۔ دل یوں دھڑکنے لگا جیسے
صدیوں سے بند ہو۔

چلو میں بتا دیتا ہوں۔ "احسان کر رہا ہوں جیسے۔ جھکتے سانیہ کے کان کی لو کو"
دانتوں تلے بایا وہ سسکی بھرتے دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر جما گئی۔
مزاحمت کرنے کی عادت نہیں ہے تمہیں اچھی بات ہے۔ "اس کا چہرہ"
سرخ انار ہوا۔ جیسے ابھی خون چھلنے لگے گا۔ وہیں اس کی بے باک باتیں اسے
سر سے پیر تک کپکپانے پر مجبور کر رہی تھیں۔ سانیہ میں ہمت نہیں تھی اس
کے خوب رو چہرے کو نظر اٹھا کر دیکھ لیتی۔

اگر میری بیوی ہوتی تو تمہیں کبھی یوں مجھے نہیں تاڑنے دیتی جیسے تم مجھے "
گھورتی رہتی تھی۔۔ "اس نے میچیں نظریں کھولیں تھیں۔ شاک سے۔

اس کی انکھیں سیدھا شان کی انکھوں سے ٹکرائی۔ وہ اب چاہ کر بھی نظریں جھکا نہیں سکی۔

مگر اب یہ تمہاری ڈیوٹی ہے۔ آخر کو تمہارا شوہر ہوں۔ شوہر پر ہی بیوی کی " حفاظت فرض نہیں ہوتی۔ بیوی کا بھی فرض ہے شوہر پر نظریں گاڑھنے والیوں کی انکھیں نوچے۔ " وہ اسے جیسے سبق سیکھا رہا تھا۔ جسے یاد رکھنا اس کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

کیا نہیں دیکھتی تھی مجھے چپکے سے؟ .. " وہ واپس سر جھکا گئی۔ "

اب تو شوہر ہوں۔ اب کوئی پابندی نہیں۔ جیسے مرضی دیکھو۔ جہاں سے " مرضی دیکھو۔ " وہ جہاں مرضی پر مزید زور سے انکھیں میچتے کپکپائی۔

ایسے ہی میں بھی جہاں سے مرضی دیکھوں جیسے مرضی دیکھو۔ آخر بیوی ہو " تم میری اب۔ " اس کو جھٹکے سے اپنی گود میں بھرا۔ سانپ تڑپ کر بازو اس کے کندھوں پر رکھے۔

وہ دونوں صوفے پے ہی تھے۔ سانہ پہلے صوفے پے تھی مگر اب شان کی
تھائیئر پر۔

مجھے ڈسٹرب مت کرنا۔ اچھی بیویاں ویسے بھی شوہر کی فرمانبردار ہوتی ہیں۔
"اس کی پھٹی آنکھوں میں دیکھ وہ اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اس کے
نرم ہونٹوں پر اپنے تشنہ سلگتے لب رکھ گیا۔ سیکنڈز میں اس کی سانسوں سے
سانسیں کھینچتے وہ اسے تڑپا گیا۔۔ سانہ نے اس کے کندھے دبوچے تھے۔ جو
بے فکری سے اس کی سانسوں میں اپنی خوشبو گھول رہا تھا۔

ایک ہاتھ اس کی کمر پر رکھے وہاں موو کرتے وہ اسے اچھے سے تڑپا رہا تھا۔
سانہ ہاتھ پیچھے لے جاتے اپنی کمر پر چلتے اس کے ہاتھوں کی حرکت روکنی
چاہی مگر وہ اس کے ہاتھ ہی کمر کے پیچھے باندھ گیا۔ وہ صرف پھڑپھڑا کر رہ
گئی۔۔

تم میں نشہ ہے۔ جو میرے سر پے سوار ہونے لگا ہے۔ "سانہ اس کے
کندھے پر سر رکھتے سانسیں ہموار کرنے لگی۔ شان اس کے کان میں جھکتے

وہاں لوپر لب رکھتے سرگوشتی کی۔ ایک ہاتھ سے اس کی کمر سہلاتے اس کی سانسیں نارمل کرنے میں مدد کی۔

اور تم بالکل بھی اچھے نہیں ہو۔ چھوڑو مجھے۔ "وہ تڑپ کر اس کی گرفت سے نکلنا چاہتی تھی مگر شان نے ایسا ممکن نہیں ہونے دیا۔ یہ تو ابھی ٹریلر تھا۔ پوری مووی رخصتی کی رات دیکھاؤ گا تمہیں۔" انکھ دبا کر کہا۔ وہ اسے گھورتے اس کی گود سے نکلنا چاہتی تھی مگر اس نے ایسا بھی نہیں ہونے دیا۔

چھوڑو مجھے!۔ "اس نے مچلنا شروع کر دیا"

ابھی پکڑا ہی کہاں ہے۔ جس دن میں نے ٹھیک سے پکڑا تم چل بھی نہیں سکو گی۔ "وہ پھڑ پھڑانے لگی مگر وہاں کہاں اثر تھا۔

سانپہ کی آنکھیں ہلکی نم تھیں۔ شان نے ان کی نمی دیکھتے لب دبائے۔

شدتیں برداشت نہیں ہوئیں؟۔ "اس نے جواب نہیں دیا۔ ویسے ہی"

مزاحمت جاری رکھی۔

میں تو اس سے کئی زیادہ جنونی ہو۔ یار تم تو میری بانہوں میں اتے ہی مر جاؤ گی۔" اس کو سینے میں دباتے اس کے بکھرے بال کمر کے پیچھے کیے۔ اس نے اب مزاحمت نہیں کی۔ وہ شان کے کمر میں ڈالے ہاتھ پر رک سی گئی۔

ویسے ایک بات تم نے سچ کہی تھی۔ میں دیوانہ ہو چکا ہوں۔ مگر تمہارے "حسن کا نہیں۔ ان نشیلی آنکھوں کا جن میں اپنا عکس ابھرتا دیکھ میری سانسیں تمہارے لیے چل اٹھتی تھیں۔" مطلب وہ واقف تھا۔ وہ جانتا تھا وہ اس سے محبت کرتی ہے۔ اسے چاہتی ہے۔ اس کے باوجود بھی وہ ایسے بنتا تھا۔

سوچ رہا ہوں واپس نہ جاؤ مگر یہ مجبوری ہے۔ "اس کے ہونٹ ہلکے سے "چومے۔

اگلی ملاقات میں تم میرے ہونٹ چومو گی۔ خود کو تیار کر لینا۔ "اسے"
صوفے پے ڈالتے اس کی دھڑکنوں کے مقام پر ہونٹ رکھے۔ اس پر اپنے
لمس کا رد عمل دیکھے بغیر ہی وہ نکل گیا۔

پیچھے اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے سانیہ اپنے دل اور آنکھوں کی اس بے ایمانی
پر اسے کوس رہی تھی۔ جو ایک راز بھی اچھے سے سمیٹ نہیں سکے۔ اسے
سب بتا دیا

وہیں شان کو باہر نکلتے دیکھ ڈوم جو سانیہ کو دیکھنے آیا تھا وہیں سے پلٹ گیا۔ اس
کے پیچھے کھڑی سامیہ اور شمیمہ نے بھی اسے نکلتے دیکھا تھا۔
مگر وہ واپس جانے کے بجائے اس کے گزرتے ہی کمرے میں آئیں مگر وہاں
بکھری پڑی سانیہ جو داستان سنار ہی تھی اس پر دونوں نے کانوں ہر ہاتھ
لگاتے استغفر اللہ پڑھی۔ جسے اگنور کرتے وہ اپنا حولیہ درست کرنے کے
لیے واشروم میں بند ہو گئی۔

میں نے گرگٹ انسانی شکل میں دیکھا۔ "شمیمہ نے کھوئے انداز میں کہا۔"

میں پہلے دن سے کہہ رہی ہوں یہ گرگٹ ہے۔ دیکھا کیسے رنگ بدلا۔"
میرے شان جی کو مجھ سے چھین لیا۔ "اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے
آنسوؤں کے قطرے تھے۔

اور میرا جیک۔ روز تنہا رہ گئی۔ "اس کا اپنا دکھ تھا۔ وہیں وہ ان دونوں کے"
دکھوں سے بے پروا اپنے ہونٹ پر اے گہرے کٹ کو دیکھ خود سے شرماتے
چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی۔

اس کو خود سے بھی شرم آرہی تھی۔ لبوں پر ہلکا سا ہاتھ رکھتے جیسے اس کے
لمس کو محسوس کرنا چاہا ہو۔

اس کے سلگتے ہونٹ اور گرم تپش بھری سانسیں یاد کرتے اسے خود سے
شرم آرہی تھی۔ خود سے نظریں ملانا مشکل ہوا تو وہ اپنے کے سامنے سے
ہٹ گئی۔

بہت بد تمیز ہو تم!۔ 'سرگوشی سی کرتے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔ یہ دل اس"
کے نام کی ہی سرگوشیاں کر رہا تھا۔ وہیں وہ بھی اپنے دل کی حالت سے آگاہ

تھی۔ بس چھپانا چاہتی تھی۔ لاکھ چھپانے کے باوجود جسے نہیں بتانا تھا اس نے
ہی حال جان لیا۔

اسے شان کے اس کی اس سے محبت کا علم ہونے پر بہت شرم آرہی تھی۔ مگر
اب وہ صرف شرماسکتی تھی۔ وہ شخص اب اسے نہیں چھوڑنے والا تھا۔

^^^

الیکزینڈر رخصتی کرواتے ہی نکل گیا۔ ٹینا کو قرآن کے سایہ میں لان سے گھر
کے اندر تک چھوڑتے وہ باقی ہیر کے ذمے لگا گیا۔ جو اسے ڈوم کے کمرے
میں بٹھائی۔

الیکزینڈر کے ساتھ فرقان اور خیام بھی چلے گئے تھے۔ عمر اور ہیر ابھی منسا
کے لیے یہاں ہی تھے۔ وہیں شایان بھی کسی کام سے یہاں ہی رک گیا۔ اور
منہا اسے اکیلا چھوڑنے کو تیار نہیں تھی۔ وہ تو پھر شایان کے پلو سے بندھی
رہتی۔۔

شان ان سب کو یہاں ہی چھوڑے باران کو ملنے کے لیے بلا لیا۔ جواج کل
میں اپنے سیکنڈ ہنی مون پر جانے کی تیاری میں تھا

ڈوم ظہیر سے اپنی کلاس لگوانے کے بعد کمرے میں جانے کی اجازت پاسکا
تھا۔ وہیں اب اس کے چہرے پے چار سو چالیس والٹ کی مسکراہٹ تھی۔
باقی سب سونے جا چکے تھے۔ شان الیگزینڈر فروان اور خیام کو انیورپورٹ
چھوڑنے گیا تھا۔ وہیں سانہ گھبراتے ان شمیمہ اور سامیہ کو اپنے روم میں
ہی سلا لیا۔ یہ الگ بات تھی سونے سے پہلے دونوں کے دکھڑے اسے سننے
پڑے۔ جو کے اس نے مجبوری کے تحت سن لیے۔

مگر آنکھیں موندتے ہی جس کا عکس اس کی آنکھوں میں لہرایا وہ اسے
مسکرا نے اور شرمانے پر مجبور کر گیا۔ پھر اسے سوچتے وہ کب سوئی وہ خود
بھی نہیں جان سکی۔ وہیں وہ دونوں اس کے پاس ہی لیٹی کب کی سوچکی
تھیں۔

ڈوم نے شیروانی اتار کر بازو پر رکھ لی تھی۔ اب صرف سفید کڑتے چا جامے میں تھا۔ دروازہ کھولتے اندر قدم رکھا۔ اگے بڑھتے سٹنگ ایریا سے اگے آیا۔ وہاں اس کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔ وہ وہیں ایک طرف کھڑی تھی۔ ڈوپٹہ اترا ہوا تھا۔ گلے سے ہار کا ہک کھول کر وہ نکالنا چاہ رہی تھی۔ اس کام میں اتنی مگن تھی وہ کسی کے آنے کا نوٹس ہی نہیں لے سکی۔

ڈوم نے شیروانی چئیر پر رکھتے قدم اس کی طرف بڑھائے۔ پیچھے سے ہک ایک جھٹکے کے کھوکی۔ وہ ہار اس کے گلے سے نیچے جا گرا۔ وہیں وہ بھی پلٹی تھی۔ ڈوم نے جھکتے وہ ہار اٹھا کر سائیڈ پر پڑے ایک چھوٹے سے سٹائٹلش میز کی طرف پھینکا۔ اس پر ویسے بھی بہت سی کینڈلز پڑی تھی۔

ٹینا کی سانسیں خشک ہوئی۔ کسی مریض کا آپریشن کرتے بھی اس کی حالت یوں نہیں ہوئی تھی۔ وہ تو سب سے سخت دل ڈاکٹر تھی۔ ایک جھٹکے میں چیرا دے لیتی۔ بڑے سے بڑے کٹ کو سل لیتی مگر یہاں اس کی جان بس ڈوم کی نظروں سے جانے لگی تھی۔

ڈوم کی بے باک نظریں اس کے رعنائیاں عیاں کرتے وجود پر تھیں۔

جوڑے کی صورت بنے بال اور میک اپ سے منبر چہرا۔ آنکھوں میں چمکتا ہلکا
کا جل۔ وہ اس وقت قیامت ڈھا رہی تھی۔

میں نے کہا تھا اور کر بھی لیا۔ ہو گئی ہم دونوں کی دنیا ایک۔ "ٹینا گھبراتے"
پیچھے کو قدم اٹھانے لگی۔ وہیں ڈوم اس کی گھبراہٹ کو انجوائے کرتے اس کی
ظرف قدم بڑھائیے۔

مگر اچانک پیچھے وہیں ٹیبل آنے کی وجہ سے وہ رک گئی۔
ڈوم اس کے عین سامنے آرکا۔ وہ ڈوم سے نظریں ہٹاتے کمرے کو دیکھنے
لگی۔ سوچ تھی شاید وہ بھی اسے اگنور کر دے۔ یاں اس کی حالت یوں
خراب نہ ہو۔

کم وقت میں بھی اس نے کمرہ مکمل تیار کر والیا تھا۔ ہر طرف بھینے پھولوں کی
خوشبو تھی۔ وہیں خوشبو ان کے ہوا سوں ہر بھی اثر کر رہی تھی۔

یہ دوڑ بھاگ فضول ہے۔ "اس کے سامنے رکتے اہا تھ بڑھاتے بال کھول"
دیے۔

اس نے پہلے ہی بیوٹیشن کو کہہ دیا تھا بالوں میں صرف ایک پن ہو۔ اگر اسے
ٹینا کے بال کھولتے مسئلہ ہوا تو اس کی بھی خیر نہیں ہوگی۔ اس نے دھمکی کو
سرپس لے لیا تھا۔ اس نے شکر ادا کیا۔ مگر کھلتے ہی وہ بال مشکل سے اس کی
کمر تک جاسکے۔

وہ شاید کٹواتی تھی۔ ورنہ بال بھاری تھے۔

تمہاری سانسیں کیوں پھول رہی ہیں؟ انہیں خاموش کراؤ۔ ابھی تو ایسا کچھ "
ہوا بھی نہیں اور ان کی رفتار!.." بات اُدھوری چھوڑتے بھی پیغام پورا دیا
تھا۔ وہ کپکپاتے لب تر کرنے لگی۔

ڈوم کی نظریں اس کے تشنہ لبوں پر جم گئی۔ وہ اپنی گرم سانسوں کے ساتھ
اس کے کان کی کوپر جھکا۔ وہاں ہلکا سا کاٹا۔ وہ اس کی گرم سانسوں پر کپکپاتے
سکی بھرتے اسے مسکرا نے ہر مجبور کر گئی۔

میرا حق دیکھنے کی سوچ پر اتنا پسینہ اگر میں لینے ہر آگیا تم تو پانی پانی ہی ہو جاؤ"
گی۔ "اس کے چہرے پے چمکتے پسینے ہر چوٹ کی۔ انگلیوں سے وہ پسینہ صاف
کرتے ہاتھ اس کی کمر کیوں ڈالا

اسے اپنے پاس کھینچتے سینے سے لگایا۔ وہیں ٹینا کی سانسیں مزید بگڑیں۔
آج تک شادی کے ڈر سے پڑھائی مکمل نہیں کی۔ مگر تمہیں دیکھ کر پڑھائی"
لٹکانے پر افسوس ہوا۔ "اس کے ہونٹ ہلکے سے وا ہوئے۔ کیا وہ شخص
صرف اس سوچ سے فیل ہوتا رہا تھا۔ وہ سوائے شک ہونے کے کچھ اور کر
بھی نہیں سکتی تھی۔

تمہیں دیکھتے ہی دل نے ضد کی تھی۔۔ وہ بار بار دہرانے لگا اسے تمہیں اپنی"
بنانا ہے۔ میں نے بھی دل کی سن لی۔ کب تک دماغ کی سنتا۔ "الفاظ بھاری
نہیں تھے۔ ٹینا کے کانوں میں اس بھاری آواز کی سرگوشیاں اسے ایسا بنارہی
تھیں۔

تمہیں دیکھتے ہی میں نے فیو خر بھی سوچ لیا تھا۔ میں کمپنی اوپن کرتا۔"

تمہیں اپنی سیکریٹری بنالیتا۔ بچوں کو ماما سنبھالتیں۔ اور تم اور میں دونوں بس ہر وقت ٹور پر ہی رہتے۔ ایک دوسرے سے سانسوں سے بھی قریب رہتے مگر تم تو ڈاکٹر نکل آئی۔ "کیا وہ اس قدر اگے کا سوچے تھا۔

ٹینا چکراتے سر سے اس کی باتیں سن رہی تھی یقیناً ناممکن تھا۔ مگر ڈوم جیسے خر (پاگل) دماغ بندے سے کچھ بھی ایکسیپٹ کیا جاسکتا تھا۔

اس نے ٹینا کے کان کی کوکودانتوں میں دباتے چھوڑا۔ وہ سسکتے ہاتھ اس کے سینے پر جما گئی۔ جنہیں چومتے وہ اپنے ہاتھوں میں دبا گیا۔ وہیں ٹینا پہلی دفہ کسی سے نظریں چرا رہی تھی۔ مگر وہ کسی اس کا شوہر تھا۔ اس کے وجود پر ہر حق رکھنے والا شوہر۔۔

وہ بھی کیا کرتی۔

خود کو سنبھالتی یاں ان ڈولتی سانسوں کو۔

جو اس کا ساتھ بھی نہیں دے رہیں تھیں۔



ٹینا کی پھولتی سانسوں کو اپنی سانسوں سے مزید تیز کرتے ڈوم اس کو تڑپا گیا۔
ٹینا نے ڈوم کے کندھوں کو مضبوطی سے تھام لیا تھا۔ اس کے ناخن ڈوم کے
کندھوں پر خراشے ڈالنے لگے مگر اس نے پرواہ نہیں کی۔ وہ آج کسی چیز کی
پرواہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بالکل بھی نہیں

ڈوم اس کے شدت سے ناخنوں سے نشان بنانے پر اس کے ہاتھ اپنے
کندھے سے ہٹاتے انہیں اپنے ہاتھوں میں قید کر لیا۔
یہ ڈولتی سانسیں بہت خراب ہیں۔ "ٹینا کے کندھے پر شدت سے بھرپور"
بوسہ دیا۔ وہ کپکپا اٹھی

مگر اسے کہاں پرواہ تھی اس کے کپکپانے کی۔

ٹینا کو تو اپنی سمجھ نہیں آرہی تھی وہ جو بہادر اور نڈر تھی اب اپنے ہی شوہر کی قربت سے نظریں چرا رہی تھی اس سے بھاگنا چاہتی تھی۔ اس کی سانسوں کی تڑپ پر بوکھلا اٹھی تھی۔ وہ تو خود ہی جیسے اچانک مشرقی لڑکی بن گئی ہو۔ آہ۔ ڈوم!.. "وہ سسکی۔ ڈوم اس کی گردن پر دانتوں سے کاٹنا شروع کر دیا تھا۔ وہ تڑپ کر اس سے دور جانا چاہتی تھی مگر اس نے ممکن نہیں ہونے دیا۔

ڈوم نہیں ابوسفیان۔ "وہاں وہ اپنی ڈولٹی سانسیں سنبھال رہی تھی اور "اسے ٹینا کی تصحیح کرنی تھی۔

ہاتھ بڑھاتے اس کی کمر میں ڈالتے اسے اپنی طرف کھینچا۔ وہ اس کے سینے پر ہاتھ جماتے فاصلہ قائم کرنا چاہتی تھی مگر اس کی گرفت نے یہ بھی ممکن نہیں چھوڑا۔

بولو ابوسفیان!.. "اس کی گھوری پر وہ جلدی سے ہڑبڑا کر سفیان بولی تھی۔"

ابوسفیان۔ میرا پورا نام لیا کرو گی تم۔ "اس کی گردن پر دانتوں کے نشان کو"
سہلایا۔ وہ جلدی سے ہاں میں سر ہلا گئی۔

اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھی۔ ڈوم کی شدتوں نے اسے ادھا کر دیا تھا

بولو کیا نام لو گی؟۔ "وہ اس کے ہونٹوں سے سننا چاہتا تھا۔"

ابوسفیان!۔ "پھولی سانسوں کے درمیان کہا۔ وہیں وہ گہرا مسکرایا۔"

میری بیوی خاصی فرمانبردار ہے۔ ویسے بھی میں تم سے بڑا ہوں۔ بڑوں کی

بات ماننی چاہیے۔ "اس نے باتوں کے دوران بھی اپنی طلب بھری نظریں

اس کے وجود سے نہیں ہٹائیں۔

اس کے پر تعیش ہاتھوں کا لمس وہ اپنی کمر پر محسوس کر سکتی تھی۔ جو آہستہ

آہستہ کمر سے اوپر کی طرف جا رہا تھا۔

اچانک ڈوم نے ایک جھٹکے سے اس کی کڑتی کی زپ کھول دی۔ اس کی کڑتی

جھٹکے سے اس کے کندھوں سے کھسکی تھی۔ وہ ہاتھ چھڑانے کی کوشش

کرتے ابھی اپنی کڑتی سمیٹتی جب وہ اپنے سلگتے ہونٹ اس کے کندھوں پر جما گیا۔

تپش سے بھرے ہونٹ اس کے کندھوں کو اپنی قربت سے سرخ کرتے جا رہے تھے۔

پلیز کچھ ٹائم!.. "اس نے مشکل سے چند الفاظ کہے تھے۔ ناجانے کیوں" ڈوم کے سامنے اس کی زبان نہیں کھل رہی تھی۔ بند سی ہو چکی تھی۔ جو وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کیوں ہے۔

ٹائم ہی تو نہیں ہے۔ ابھی چند گھنٹوں میں رات گزر جائے گی۔ "وہ اپنے" مرضی کے مطلب نکالتے اس کی شرٹ مزید کھسکاتے اس کے دھڑکنوں کے مقام پر جھکا۔ اس کے دونوں بازو ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے پر ٹکا دیے۔ وہ تڑپنے لگی۔

اس کی قربت نے اس کی سانسیں پھولا دیں۔ وہ مزاحمت کرنے لگی مگر یہ کسی کام نہیں تھی

وہ جھکا اس کی سانسیں تیز کرنے کا باعث بنا۔ بغیر کسی چیز کی پرواہ کیے وہ لبوں سے اس کی جان نکال چکا تھا۔ ہونٹوں سے ہی کڑتی مزید کھسکاتے وہ اسے اچھے سے اپنے سارے مطلب سمجھا رہا تھا۔

یہ بھی کہ آج دوری ناممکن ہے۔

جتنی بہادری دیکھائی تھی اتنی بہادر بنو بھی۔ "وہ شیشے سے سر ٹکائے نیم" برہنہ وجود سے اس کے سامنے پڑی اس کی آنکھوں میں اتنے خمار کا باعث بنی تھی۔ وہ سب بھلائے اس کے وجود کی رعنائیوں میں گم ہوا تھا۔ بغیر کسی بھی چیز کا خیال کرتے۔

میں تو سوچا تھا میری بہادر بیوی قربت کے حسین لمحات میں میرا ساتھ "دے گی مگر تم تو!.." "لب دبائے جملہ ادھورا چھوڑا۔ نظریں اس کے ادھ کھلے ہونٹوں پر تھیں۔ جن سے سانسیں بھرتے وہ اسے بھی تڑپا رہی تھی اور خود بھی تڑپ رہی تھی۔

ڈوم نے ایک جھٹکے سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے گود میں اٹھاتے لا کر
بیڈ پر ڈالا۔ وہ خود کو نرم گدے پر محسوس کرتے لرزی تھی۔ وہیں اپنا کڑتا اتار
کر بیڈ کے سائیڈ پر پھینکتے وہ اس پر سایہ فگن ہوا۔

ساری داستان صبح سنالینا۔ جو کہو گی چپ چاپ بیٹھ کر سنوں گا۔ مگر ابھی "
سب سے ضروری سے لمحات ہیں۔ جو میں کسی صورت ضائع نہیں کرنا
چاہتا۔" ٹینا نے کپکلاتے ہاتھوں سے اپنی کڑتی تھام رکھی تھی۔ جسے بغیر پرواہ
کیے ڈوم نے ایک جھٹکے سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اس کے وجود سے الگ
کر دیا۔

ٹینا خود کے وجود کی رعنائیاں عیاں ہونے سے چھپانے میں مصروف تھی
جب ڈوم کی نظریں پیٹ پے ذرا دائیں جانب ایک نشان کی طرف پڑیں۔
کینڈلز کی روشنی میں وہ نشان صاف نظر آ رہا تھا۔

یہ کیسے ہوا تھا؟.. "اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اٹھاتے اپنے سامنے"
بٹھایا۔ وہ نظریں جھکائے تھی۔ اس کے برہنہ سینے کو دیکھنے کی ہمت اس میں
نہیں تھی۔

گولی لگی تھی!.."دھیمے سے کہا۔ جبکہ اس کے ساتھ ہی کچھ اور بھی یاد آیا"
تھا۔

وہ!.."ڈوم اس نشان کو ہاتھ سے سہلارہا تھا۔ اس کے اچانک چپ ہو"
جانے پر سہلانا روکا۔

بولو!.."اس نے خشک حلق تر کیا۔ آنکھیں ہلکی سی نم ہوئیں۔"
میں کبھی ماں نہیں بن سکتی۔"بولتے یوں سانس بھری جیسے فضا میں"
اکسیجن کم ہو چکا ہو۔ اور اسے سانسیں ٹھیک سے لینے میں مسئلہ ہو رہا ہو۔
ڈاکٹرز نے ومب (بچہ دانی) نکال دی تھی۔ اس میں سارا زہر پھیل گیا"
تھا۔"ڈوم نے بالکل سکون سے اس کی بات سنی تھی۔ پھر ہاتھ بڑھاتے اس
کی گال پر بہتے آنسوؤں صاف کیے۔

وہ اس کی شدتوں پر نہیں روئی تھی مگر یہ حقیقت بتاتے رو پڑی۔ وہ سمجھ سکتا تھا وہ کیسا محسوس کر رہی تھی

میں نے تم سے شادی بچے پیدا کرنے کے لیے تو نہیں کی تھی۔ اس کے لیے میں اکیلا بھی کافی تھا۔ "ٹینا اس کی بات ختم ہوتے اسے حیرت سے دیکھا۔ وہ کیا کہہ رہا تھا۔

یار آئی وی ایف کی بات کر رہا ہوں۔ کچھ غلط مت سمجھ لینا۔ "اس کے فوراً سے کہنے پر ٹینا مسکرائی۔ وہی ڈوم اسے سینے سے لگا لیا۔

وہ اس کے برہنہ سینے کی تپش پر گھبراتے خود سے نظریں چرانے لگیں وہیں ڈوم اس کے خشک آنسوؤں دیکھ اسے واپس بیڈ پر دھکیلا۔

تمہاری تڑپ مجھے میرے ارادوں سے نہیں روک سکتی۔ اس لیے ساتھ نہ دے سکو تو چپ چاپ پڑی رہنا۔ میں جو کرنا ہوا خود کر لوں گا۔ "ٹینا کا نچلا لب سہلاتے کہا۔

وہ اس کی بے باک گفتگو پر نظریں میچ گئی۔ جس کے ساتھ ہی ڈوم نے ڈم
لائٹس بھی بجھاتے اس پر سایہ کیا۔ اس کے وجود کو خود میں بھرتے وہ اس کو
درد اور ہر تکلیف سے دور لے گیا۔ وہیں ٹینا بھی اس کے کندھوں پر ناخنوں
سے نشان ڈالتے اسے اپنی شدتیں مزید تیز کرنے پر اکسار ہی تھی۔ جس پر وہ
خوش بھی ہو رہا تھا۔

اپنے کانوں میں گو نجی معنی خیز سرگوشیوں اور دھیمی آواز کے اظہار محبت پر
وہ مزید اس کی بانہوں میں پگھل رہی تھی۔ جس پر وہ بھی اپنی شدتوں کی
بارش مزید تیز کرتے اسے تڑپا دیتا۔

^^^

منہا وقت دیکھ سانس بھری۔ ظہیر اس وقت سوچکا ہوتا۔ لان میں بھی اس
کی طلب بھری نظروں سے وہ بچتی رہی تھی۔ ابھی بھی وہ ہیر اور عمر سے
باتوں کے دوران اچھا خاصا وقت ضائع کر کے آئی تھی۔ سوچ صرف اتنی

تھی ظہیر سوچکا کوگا۔ جبکہ جیسے ہی اس نے کمرے میں قدم رکھا اسے وہ
سامنے ہی بیٹھا مل گیا۔

اس نے تھوک نگلتے حلق تر کیا۔ ایک نظر اسے دیکھتے دروازہ بند کرتے اس کی
طرف قدم بڑھانے لگی۔ جو اسے ہی نظروں سے گھور رہا تھا۔

احمد میں بہت تھک گئی ہوں۔ پلیز سائیڈ ہو جائیں۔ "منمناتی اواز میں"
تھکاوٹ بھر کر کہا۔ جبکہ اس نے گہری نظروں سے شرارے اور کڑتی میں
اس کا وجود دیکھا۔ وہ اس کی نظروں سے پزل ہوئی۔

ڈریسنگ روم میں ساڑھی پڑی ہے۔ پہن کر او۔ "اس نے دو ٹوک حکم دیا۔"
منسانے انکھیں جھپکیں۔

اگر نہیں پہننا اتا تو میں پہنا دوں گا۔ کوئی بڑی بات نہیں۔ "اس نے دو قدم"
پیچھے لیے۔

یہ آفر نہیں تھی۔ یہ دھمکی تھی اگر خود نہ پہنی تو میں پہناؤں گا۔ وہ اس سے بچنے کو رستہ ڈھقنڈا رہی تھی مگر اس کی نظریں بتا رہی تھیں وہ ایسا کچھ نہیں ہونے دے گا۔

وہ اسے ہر حال میں اپنی قربت کی بارش میں بگھو کر رہے گا۔ اگر ڈریسنگ روم کا نہیں معلوم تو میں لے چلتا ہوں۔ "وہ فوراً اس کے" اٹھنے سے پہلے ہی واٹر روم میں بند ہو گئی۔ وہیں وہ گہرا مسکرایا۔ اس کے جاتے ہی وہ بھی اٹھا۔ کمرے کو اس کے مطابق صاف کرتے وہ ایک نظر سب دیکھ کر مطمئن ہوا۔ اس نے بیڈ شیٹ کے کور سے لے کر پلو کے کور تک بدل دیے۔

منسارات کو جب بھی کمرے میں آتی یہ ضرور کرتی اور وہ اسے دیکھ کر ہی یہ کر رہا تھا۔ ورنہ اس نے تو کبھی غور بھی نہیں کیا تھا کون سی بیڈ شیٹ کتنے دن سے پڑی ہے اور کون سی اترے ہفتہ ہو گیا۔

منسانے خوبصورت سی پیکنگ سے وہ ساڑھی نکالی۔ اس کارلشیمی پلوسائیڈ پر رکھا۔ اس کا پیٹی کوٹ اور بلاؤز نکال کر سائیڈ پر کیا۔ بلاؤز پر نظر پڑتے ہی وہ شرم سے خود سے نظریں چرا گئی۔

وہ سارا بیک لیس تھا۔ صرف ڈوریاں بنی تھیں۔ کندھوں پر بھی واحد ایک ڈوری۔ اور سامنے سے اس قدر چھوٹا اور گہرے گلے کا۔ اس نے ایک جھٹکے سے اسے دور پھینکا۔ وہ ریشمی ساڑھی بھی اس قابل نہیں تھی اس کا وجود چھپاتی۔

اس نے اپنا پہنا مکمل لباس دیکھا۔ وہ اس کے خوبصورت حسن پر بیچ رہا تھا۔ مگر یہ سب تو اسے دیکھتے ہی شرم آرہی تھی

منسا دو منٹ!.. "اس نے بے بسی سے اس کی آواز سنی"

ساڑھی کا پلوریڈی ٹو وئیر تھا۔ اس نے دل میں بسم اللہ پڑھتے وہ پہنا شروع کر دیا۔ اور کچھ ہی دیر وہ گلابی ریشم کی ساڑھی اس کے دودھیا وجود پر تھی

اس نے ایک نظر اُنے میں اپنے عکس کو دیکھا۔ وہ اس قدر جان لیوا لگ رہی تھی وہ جانتی تھی ظہیر بھی ایک دفہ اس پے نظریں جما کر باقی سب بھول جاتا۔ وہ اس کا دیوانہ ہی تو تھا۔ پھر اب کیسے اس پر سے نظریں ہٹاتا اگر تم باہر نہ آئی تو میں اندر آ جاؤں گا۔" اس نے ایک اور دھمکی سنی۔ وہ "اس کے انتظار میں ہی تو بیٹھا تھا۔ اور اب ایک ایک پل ایک ایک صدی جیسا لگنے لگا تھا

کچھ ہی دیر میں دروازہ انلاک ہوا۔ منسا نے قدم باہر رکھے تھے ظہیر کی نظریں ان دو دھیا پاؤں سے ہوتے ان بھاری تھائیز سے گزرتے اس پتلی سی کمر پر آٹھہریں۔ اور وہاں سے اوپر جاتے ہی اس کے حلق میں کانٹے اگائے ایسے حسن کا انتظار کروانا بھی بنتا ہے۔!۔" خمار سے بھری پہلی ہی سرگوشی "اس کا حوصلہ پست کر گئی۔ وہ کپکپاتے لبوں کو زور سے بھینچ گئی جب ظہیر اس کی طرف قدم بڑھائے تھے

کبھی سوچا تھا اتنی سی عمر میں ایک بتیس سال کے مرد کو پاگل کر دو گی۔؟۔۔۔"
وہ کیا کہتی۔ ظہیر کی نظریں اور اس کے کمر میں جاتے ہاتھ اسے کچھ بولنے
کے قابل ہی نہیں چھوڑ رہے تھے۔

کل ماما کی فرینڈ کہہ رہی تھیں منسا جیسی چھوٹی سی بچی نے تو ظہیر کو اپنی "
انگلیوں پر لپیٹ لیا ہے۔ مجال ہے جو یہاں سے وہاں بھی دیکھ لے۔ اب
تمہیں دیکھ کر لگ رہا ہے ٹھیک کہہ رہی تھیں۔" اس کے لب منسا کی گردن
پر تھے۔

وہ نرمی سے لب رکھتے سر گوشیاں بھی کر رہا تھا۔ ایسی سر گوشیاں جو اس کی
جان پر بن رہی تھیں۔ وہ کیا کہتی اسے۔ اور کیا جواب دیتی۔
احمد!.. "اس نے کچھ بولنا چاہا تھا جب وہ اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اسے "
خاموش کروا گیا۔

میرے ہونٹ تمہارے وجود کو چھونے کو بے قرار ہیں۔ اسے اپنے لمس سے سیراب کرنے کو پیا سے ہیں۔ اور تم لفظوں میں وقت ضائع کر رہی ہو۔" وہ الفاظ سے اپنی بے قراری کی داستان سنا گیا۔

منسا کے ہونٹوں کو ہونٹوں میں دبائے وہ اسے تڑپا گیا۔ منسا نے دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر جمائے تھے جب وہ اپنے ہاتھ اس کی کمر پر پھیرتے اسے چھلنے پر مجبور کر گیا۔

ہر چیز سے بے پرواہ وہ اپنے سلگتے لمس سے اسے بھی سلگا گیا تھا۔ جھٹکے سے اس کی دو منٹ پہلے باندھی ڈوریوں کو کھولتے وہ اس کی کمر کو اپنے لمس سے معبتر کرنے لگا۔ وہیں وہ سوائے تڑپنے کے اور کچھ بھی نہیں کر پاتا رہی تھی۔ اور یہ ظہیر کی گرفت کا کمال تھا۔

اج مزاحمت مت کرنا۔ میں اپنی اولاد کی خوشی بھی اج منانا چاہتا ہوں۔"" اس نے جیسے پہلے ہی وارن کیا تھا۔

اس کا بلاؤز اس کے کندھوں سے نیچے سرکانے لگا تھا۔ پہلے ہی وہ کھلے گلے کا
تھا۔ وہ اس کی دھڑکنوں کو ہونٹوں سے چھو کر اس کی سانسیں مزید تیز کر
گیا۔

وہاں سے ہوتے اس کے ہونٹ منسا کی گردن اور پھر وہاں سے کندھوں پر آ
ٹھہرے۔ جگہ جگہ سے ہلکا کاٹتے وہ اس دودھیا وجود پر سرخ نشان لانے کا
موجب بنا تھا۔ وہیں وہ ہر طرف سے بے پرواہ اس کے وجود میں گم کرا بھی
یہاں سب حدیں پار کرتا جب منسا کی سسکیوں نے اسے روک دیا۔
وہ پیچھے ہوتے اسے جھٹکے سے کھینچ کر خود کے ساتھ لگا گیا۔ وہ تڑپ ہی تو اٹھی
تھی۔ اچانک ظہیر اس کی کمر کے گرد بازو ڈالتے اسے اوپر اٹھایا۔ اسے گود
میں بھرنے کے بجائے وہ اسے یوں نیچے لٹکا کر اٹھائے ہی لا کر بیڈ پر لیٹا گیا۔
ایک جھٹکے سے بیڈ پر پھسکنے کے بجائے انتہائی نرمی سے اسے بیڈ پر ڈالا۔ وہیں
وہ بدلی بیڈ شیٹ دیکھ بھی نہیں سکی تھی جب وہ اس کے وجود پر سایہ کر گیا۔

شش۔۔ ان سانسوں کو سنبھالو۔ ابھی تو یہ تیز ہونے کا جواز بھی نہیں ڈھونڈ "
سکتی اور اس قدر شور۔۔ "منسانے خود سے بھی نظریں چرائیں۔
ظہیر نے ان جگمگاتے نشانات پر انگلی پھیری۔

بہت نازک ہے یہ وجود!.. "اس کا اشارہ سمجھ کر وہ شرم سے دوہری پڑتی "
جب وہ ہر حد ہی پار کر گیا۔

اس کے وجود کو خود میں گم کرتے اس کی سانسیں وہ اب تیز کر گیا۔ ایک
طرف اس کی گردن میں منہ دیے وہ ہلکا کاٹتے وہ اسے اپنی بے قراریاں سنارہا
تھا جب وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھسناتے اپنے وجود کی تڑپ اس کو بھی بتا
رہی تھی۔

جو وہ اچھے سے محسوس کر سکتا تھا۔ اپنی چھوٹی سی بیوی کی ہمت سے بھی وہ
واقف تھا۔ اور اس کی جان سے بھی۔

جو اس کی شدتوں سے سیکنڈز میں ادھی ہو جاتی تھی۔

رومان ہانیہ کے ساتھ گھومنے آیا تھا۔ اس کی پرگننسی کے چلتے وہ اس سے
حسین زندگی جینے کی وجہ تو نہیں چھین سکتا تھا۔ وہ اس کے ہونٹوں پر مزید
مسکان لانا چاہتا تھا۔ اور اسی سوچ کے ساتھ وہ اسے اپنے ساتھ پارک سائیڈ
لایا تھا۔ وہاں بنے مختلف جھولوں پر جھولے لیتی وہ خاصی خوش تھی۔
اور اسی خوشی میں رومان بھی شریک تھا۔

یہ ہونٹ مسکرانے کے لیے بنے ہیں۔" کہتے ہی اس کے ہونٹوں پر زور"
دار بوسہ دیا۔

وہ ایسے اس وقت ایسی کرم نوازی پر جہاں بوکھلائی وہیں رومان مسکرایا۔
اچانک رومان کو اپنی کمر پر کچھ چھبتا سا محسوس ہوا۔ اس نے پلٹ کر دیکھنا چاہا
تھا جب پیچھے کھڑے شخص نے گرفت سخت کی۔

اگر اپنی اور بیوی بچے کی خیریت چاہتے ہو تو چپ چاپ ہمارے ساتھ"
چلو۔" رومان نے پلٹنا چاہا مگر اس بندوق کی نالی اس کی کمر میں گہری ہوئی۔

رومان نے ہانیہ کا چہرہ دیکھا۔ وہ اس پاس دیکھ رہی تھی۔ وہ یہاں سے بھاگ سکتا تھا مگر ہانیہ کے لیے بھاگنا ٹھیک نہیں تھا۔ وہ پریگنٹ تھی۔

اس نے اپنی بیوی کو دیکھتے ہر چیز خدا پر چھوڑ دی۔

میں چلتا ہوں مگر تم کچھ نہیں کرو گے۔ "رومان نے سرد لہجے میں کہا۔ ہانیہ" بھی اس کی ایسی بات پر پلٹی۔

رومان اسے ساتھ لگاتے اس کا ماتھا چوما۔

میں سب ٹھیک کر لوں گا۔ تم مجھ پر بھروسہ رکھنا۔ "اسے باور کرواتے وہ" اس شخص کے اگے اگے چلنے لگا تھا۔ وہیں باہر ان کا پورا گروہ تھا۔ اڈکا خیال تھا وہ یہاں سے بھاگ جائے گی مگر یہ پلان وہیں کا وہیں رہ گیا۔ وہ یہاں سے اسانی سے نہیں نکل سکتا تھا۔

اسی بات کا اسے ڈر تھا۔ اسی وجہ سے وہ یہاں سے جانا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا یہ لوگ ان کے پیچھے ہی رہیں گیں۔ اور اب وہ فرقان کی اسے وہاں سے بھیجنے کی وجہ سمجھتا تھا۔ بات جب اپنی اولاد پر آئی تھی وہ سمجھا کیا معاملہ ہوتا ہے یہ۔

مگر ابھی وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

اب وہ بھی کمزور پڑ چکا تھا۔ مگر دل ہی دل میں مدد کے لیے پکار بھی جاری تھی۔۔

وہیں ہانیہ اس کے سینے سے لگی چل رہی تھی۔ جسے وہ اپنی باتوں سے پر سکون کر چکا تھا۔

وہ لوگ انہیں گاڑی میں بٹھاتے انہیں وہاں سے لے گئے۔ وہیں رومان کی نظروں میں اپنی بیوی اور اولاد کے لیے صرف ڈر تھا۔

وہ چاہتا تھا بس کسی طریقے سے وہ انہیں بچالے۔ ابھی تو وہ مکمل خوش بھی نہیں پوسکا تھا اپنی اولاد کو لے کر۔ ایسے میں کوئی بھی نقصان وہ کیسے برداشت کرتا۔؟؟؟

بہت مشکل تھا۔

ہانیہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر تھے۔ رومان کے ساتھ ایک اور لڑکا تھا۔ اس کی بندوق کا رخ سیدھا رومان کی طرف تھا۔ وہ بھی ڈر رہی تھی۔

اپنے محبت سے بنائے گھر کے بکھر جانے کے خیال سے۔

^^^

ہارون حیا کے ساتھ باہر آیا تھا۔ وہ دونوں بیٹھے کافی پی رہے تھے۔ وہاں موسم بہت پیارا تھا۔ سی سائیڈ پر بیٹھے وہ انجوائے کر رہے تھے۔ اس حادثے کے بعد حید میں کچھ بدلا تھا۔

اب وہ اکثر ہارون کے بازو پر بازو رکھ لیتی۔ مگر ہارون کبھی اسے چھونے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ جانتا تھا جس روز اس نے ایسا کیا یاں کرنے کا سوچا وہ ہر حد بھول کر اس میں اتر جائے گا۔

وہ مشرقی لڑکا نہیں تھا۔ وہ عمان کے ایک ماڈرن شہر کی ہیدائش تھا۔ یہاں کا بچہ بچہ ریلیشن شپ سے واقف تھا۔ وہ بھی ہر بات اچھے سے جانتا تھا۔ یہ الگ

بات ہے کبھی اسے کسی لڑکی کے ساتھ تعلقات بنانے جیسا گناہ کرنے کی

سوچ نہیں آئی مگر اب اپنی بیوی کو سامنے دیکھ وہ اچانک بہک سا جاتا۔

جیسے اس روز ہاسپٹل میں بہکا تھا۔ اب بھی وہ بہک جانا ہی چاہتا تھا مگر اس کی بیوی میں اتنی طاقت نہیں تھی۔

وہ حیا کی آنکھوں میں اترتی چمک کو دیکھ رہا تھا جو سامنے کھیلنے بچوں کو دیکھ کر اتی۔

چلنا ہے وہاں؟.. "اس نے فوراً سے ہاں میں سر ہلایا۔ وہ دونوں سمندر"

کنارے چلے گئے۔ ہارون نے بل پے کر دیا تھا ویسے بھی وہ ان کا ریگولر کسٹمر

تھا۔ وہ ان سے اچھے سے واقف تھا۔

حیا جوتے اتار کر سمندر کے پانی میں پاؤں ڈال کر کھڑی ہو گئی۔ پانی آکر اس

کے پاؤں کو چھو کر گزر جاتا۔ وہ دلشی سے مسکرا رہی تھی۔۔

اس کے بال چہرے کو چھو کر واپس سے ہوا کی دوش ہر لہراتے اس کے
چہرے سے آپکتے۔ وہ ان کے چہکنے سے سخت تنگ تھی۔ مگر مسکرا رہی
تھی۔

انت الاجمل فی عینی!.." اچانک ہی اس کے بال چہرے سے ہٹاتے اس "
کے کان میں سرگوشی کی۔ وہ اس کے الفاظ کی حدت پر سر جھکا گئی۔
یہ ہارون کے لہجے کی تپش کا کمال تھا ورنہ وہ شاید الفاظ تو نہیں سمجھی تھی۔
ہارون کی اچانک نظر سائیڈ پر پڑی تھی وہاں کھڑے ایک جیسے چند ادھیوں کو
کال پر کسی سے بات کرتے اور پھر اپنی طرف دیکھتے دیکھ اسے غلط ہونے کا
احساس ہوا۔

وہ فوراً سے حیا کا بازو تھامتے اسے وہاں سے لے کر نکلا۔ وہ اس کی گرفت پر
کانپی تھی مگر ابھی وہ دھیان نہیں دینا چاہتا تھا۔
کیا ہوا؟.." انگلش میں پوچھا تھا۔ جس کا جواب دیے بغیر وہ ہوٹل کے کچن "
میں چھپ گیا۔ مینیجر کو بھی کسی کو ان کے متعلق کچھ نہ بتانے کا کہا۔

ادھے گھنٹے بعد وہ واپس باہر نکلا۔ تب تک وہ وہیں ایک سائیڈ چھپ کر بیٹھے
رہے۔ اس نے جانی کو کال کرتے سب بتایا تھا۔ وہ اس کی گھبراہٹ زدہ آواز
سننے گھبرا یا۔

اگر ہارون یہاں واپس اتنا تو مطلب وہ سب جان جاتے۔ ان کے متعلق سب
کچھ ہی۔ اس کے پیچھے الیگزینڈر رہے یہ بھی۔

جانی نے اسے سوچتے سمجھتے ایک پلان بتایا تھا جس پر ناچاہتے بھی وہ عمل
کرنے پر مجبور ہوا۔

سر وہ ان میڈم کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ کہہ رہے تھے بتانے والے کو انعام ملے "
گا۔ "ہارون نے پاکٹ سے جتنے ہی سے نکلے نکال کر اسے دیے۔ وہیں وہ خوش
ہو گیا۔

چلو!.. "اس کا بازو تھا متے اسے ہر اپنے ساتھ کھینچا۔ جو وہ کھینچتی چلی "
آئی۔

یہ بابا کے لوگ ہیں ناں؟.. "اس نے جیسے خود کلامی کی تھی۔ وہیں ہارون" سب سے نظر چھپا کر اسے لیتے ایک گاڑی میں بیٹھا۔ ساتھ ہی جانی کی بھی لوکیشن بھی ان کر دی۔

میں نہیں جانتا مگر میں یہ جانتا ہوں وہ تم تک کبھی نہیں پہنچ سکیں گیں۔" میرے مرنے کے بعد بھی نہیں۔ "اس کا ماتھا چوما جو اس سوچ کے اتے لرزی تھی وہ اسے لے جائیں گیں۔

ہارون نے ایک دو جگہ ایک گاڑی اپنے پیچھے دیکھی۔ وہ انہیں ڈانج دے کر نکل گیا۔ اس کی گاڑی پر وی آئی پی ٹیگ تھا۔ پولیس نے اسے سگنل کروا کر کرنے پر نہیں روکا مگر پیچھے کی گاڑیاں مجبوراً کیں۔ وہیں وہ انہیں ڈانج دے کر نکل گیا۔ گاڑی کی سپیڈ اس قدر بڑھادی وہ انہیں ڈھونڈ نہ سکے۔

ہارون اسے سارے رستے اپنی باتوں سے سنبھالتا رہا۔ وہ اچھی خاصی ڈر چکی تھی۔ ہارون اس کی وجہ بھی سمجھ رہا تھا۔ وہ دوپہر کے وقت یہاں تھے۔ جانی

اس وقت الیگزینڈر کے گھر تھا۔ ان سے منسا کی پرگننسی کا سن کر شاک تھا۔
ان سب کو وہاں سے جاتے دیکھ اس نے ہارون کو یہاں نہیں بلایا۔
وہی ہارون لوکیشن فالو کرتے رات کے وقت وہاں پہنچا تھا۔ جہاں پہنچتے ہی
اس کا استقبال ایک جواں جہاں مرد نے کیا۔ اسے دیکھتے ہارون کو اپنا پ
چھوٹا سا لگنے لگا۔ وہ اس کی قیادت میں اگے بڑھا تھا۔ حیا اس کے کندھے کے
پیچھے چھپ رہی تھی وہیں وہ اپنے سامنے چلتے مرد کو دیکھ شاک میں تھا۔
میم اندر ہیں!.. 'وہ سنتے حیا کے ساتھ اگے بڑھ گیا۔ وہ مرد وہیں سے پلٹ"
گیا۔ اس نے دل میں خدا کے نام کا ورد کرتے اندر قدم رکھا۔ وہاں روشنیوں
نے اس کا استقبال کیا تھا لان کی روش پر روشنیاں نہیں تھیں۔ صرف انیکسی
اور محل میں روشنیاں تھیں۔ وہ اگے بڑھتے لاونج میں آیا جہاں سامنے ہی
میم نیم دراز تھیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوبصورت سی لڑکی بیٹھی سیٹ
کاٹ رہی تھی۔

وہ بیوٹی اینڈ بیسٹ کی بیوٹی کی طرح تھی۔ جو ایک محل میں قید ہو جانے پر
اداس ہو۔

وہیں ہارون حیا کا یا تھ تھا متے اگے بڑھا تو وہ نیم دراز لڑکی سیگی ہوئی تھی جس
کے ساتھ ہی اس کا چہرہ بھی عیاں ہو گیا۔ وہ ممتا سے بھرپور چہرہ تھا۔
ہارون اسے دیکھ مسکرایا وہ بھی اٹھتے شاک سے اس کی طرف بڑھی۔ جس
نے بازو اس کے کندھے کے گرد ڈالتے اسے ساتھ لگایا۔ وہ بھی اس کے
چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے خوش تھی۔

تم یہاں!۔۔ مجھے یقین نہیں آ رہا اور یہ کون ہے؟.. "اچانک اس کی نظر"
حیا پر پڑی۔

یہ!.. "وہ رکا"

میری بیوی ہے!.. "وہ شاک ہوئی۔ حیرت سی حیرت تھی۔"

ہارون!.. "اسے شاک ہی بڑا لگا تھا۔"

تم نے مجھے بتایا بھی نہیں۔ بلایا بھی نہیں۔ "بیلا بیٹھی پری کا اتر اچہرہ دیکھ رہی تھی۔"

وہ سب جلدی میں ہوا تھا۔ وقت نہیں ملا۔ "پری اسے گھورا۔"

حیا کانپ رہی تھی۔

پری اسے اگنور کرتے حیا کو بازو سے پکڑ کر صوفے پر بٹھایا۔ اس کا ڈراسہا سا چہرہ دیکھ وہ سمجھ نہیں سکی۔ ہارون بھی اس کے ساتھ آ بیٹھا۔

پری ابھی کوئی کمرہ دیکھ دو اور موسیٰ کہاں ہے؟۔ "وہ اس کی سنجیدگی دیکھ چوکی۔"

پری نے بیلا کو اشارہ کیا۔ وہ اٹھ کر ان کے لیے کمرہ صاف کرنے چلی گئی۔

ہارون ہوا کیا ہے؟۔ "پری اس کا ہاتھ تھاما۔"

ابھی حیا کو سونا ہے۔ وہ ابھی ٹھیک نہیں ہے۔ "پری ہاں میں سر ہلایا۔ اس کا"

ابھرا ہوا پیٹ صاف بتا رہا تھا وہ کچھ ہی دنوں میں ایک انمول تحفے سے نواز دی جائے گی۔

وہ پری کا ماتھا چومتے اٹھا۔ حیا کو کمرے میں لیٹا کر اس کا سر تھپکا۔ وہ کچھ ہی پل میں نیند کی آغوش میں چلی گئی۔ اس کا وجود ہلکا ہلکا کانپ رہا رہا تھا اور یہ سب آج دن میں ہوئے واقعے کی وجہ سے تھا۔

وہ حیا کے کمرے کی لائٹس ان ہی رہنے دیتے باہر نکلا۔ پری وہیں صوفے پر بیٹھی تھی۔ وہ بیلا نامی لڑکی اس کے پاؤں کی مساج کر رہی تھی۔ اور وہ پری کے چہرے کی ناگواری سے سمجھ سکتا تھا یہ موسیٰ کا حکم ہے۔

بیٹھ جاو۔ بیلا پلینز پہلے ہارون کو کھانا لادو۔ "وہاں میں سر ہلاتے اٹھ گئی۔" موسیٰ کہاں ہے؟ "سوال کرتے اس کی طرف رخ کیا۔ وہ سامنے ٹیبل پر پاؤں بٹھے تھی۔

موسیٰ!.. کسی کام سے گیا ہے۔ کہہ رہا تھا لوٹ آئے گا کل تک۔ "اس نے" ہاں میں سر ہلایا۔

پری اس کے چہرے پر چھائی سنجیدگی دیکھی۔ وہ اچھے سے سمجھ سکتی تھی وہ پریشان ہے مگر کیوں ہے یہ وہ نہیں جانتی تھی۔

پری وہ بہت معصوم ہے۔ میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔ "پری کے کندھے پر"

سر رکھ لیا۔ وہیں پری اس کے بالوں میں انگلیوں سے سہلایا

معصومہ سے بھی زیادہ معصوم؟.. "وہ مسکرایا۔"

نہیں۔ معصومہ سے کم معصوم!۔ "وہ خوش ہوتے ہنادی۔ تب تک بیلا بھی"
کھانا لے آئی۔

تمہیں دیکھ کر مجھے ڈر لگ رہا تھا نا جانے کیا ہو گیا؟۔ "وہ اسے فکر میں مبتلا"
نہیں کرنا چاہتا تھا۔

موسیٰ یہاں نہیں ہے تو تمہارے پاس بس یہ دونوں ہیں؟۔ "اسے جیسے"
اچانک خیال گزرا۔

موسیٰ کے محل کو انڈر ریسٹیمیٹ مت کرنا۔ کسی کمیں ہمت نہیں اس محل"
میں داخل ہو سکے۔ "فخر سے بتایا۔ وہ پچھلا واقعہ نہیں بھولی تھی۔

اور تم اپنی بیوی کے لیے فکر مت کرو۔ کوئی یہاں داخل نہیں ہو سکتا۔"

محل چاروں طرف سے محفوظ ہے۔ اور حادثہ کے ہوتے ڈرنا فضول ہے۔ "وہاں میں سر ہلا گیا۔"

موسیٰ کیا کام کرتا ہے پری؟.. "اس نے سوال اسی سے پوچھا تھا جو اسے"

بلکل سچ جواب دیتی۔۔

وہ معافیہ ٹیم کالیڈر ہے۔ یہ دنیا یہ سلطنت اس کی ہے۔ "اس کی باتوں پر"

ہارون کے چہرے پے چھائے سوالات کم ہونے لگے۔

وہ قاتل ہے؟.. "پری ہنس دی"

جتنی تم اپنی حیا سے محبت کرتے ہو اس سے کئی زیادہ میں اپنے موسیٰ سے"

عشق کرتی ہوں۔ اسندہ ایسا کہنے کی کوشش بھی مت کرنا۔ "وہ اس کا جنونی"

اننداز دیکھ ٹھہر ہی تو گیا تھا۔

یہ ان کی پری تو نہیں تھی۔ یہ کوئی اور ہی تھی۔ وہیں وہ ہارون کو گھورتے بیلا

کے سہارے اٹھی۔

بے فکر رہنا یہاں کوئی نہیں پرندہ پر بھی نہیں مار سکتا۔ "اسے جتاتے وہ بیلا"
کے ساتھ لفٹ کے ذریعے اپنے کمرے میں آئی۔

بیلا تم اج یہاں ہی سو جانا۔ موسیٰ بھی صبح ہی واپس آئے گا۔ "وہ اوکے کہتے"
اپنا بستر لینے چلی گئی۔ وہیں پری نے پورے کمرے کے پردے برابر کرتے
موسیٰ کی شرٹ نکالتے اس پر پرفیوم جھڑکی۔

یہ کپڑے وہ صبح جاتے اتار کر گیا تھا۔ اس نے وہی شرٹ لی تھی جس سے
موسیٰ کی اپنی خوشبو بھی آئے۔

اس شرٹ کو پہنتے ساتھ اہناٹراؤز پہنا۔ بال کمر پر کھلے ہی چھوڑ دیے۔ کچر
اتار کر یوں ہی پھینک دیا۔

موسیٰ کے یہاں نہ ہونے نے اس پر اداسی طاری کر دی تھی۔

کچھ ہی دیر میں بیلا وہاں آگئی۔ وہ ڈبل صوفے پر اپنا بستر بچھاتے وہاں لیٹ
گئی۔ موسیٰ کی جگہ پر لیٹنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔ اگر پری اس حالت

میں نہیں ہوتی تو وہ تو اس کمرے میں قدم بھی نہیں رکھتی۔ مگر اب مجبوری کے تحت یہ کرنا پڑا تھا۔

بیلا بستر پر لیٹتے اچانک پردے کی لرز نے پراٹھی۔ پری انہیں ٹائی کرنا بھول گئی تھی۔ وہ صوفے سے نیچے قدم رکھتے اٹھی۔

پری کی میڈیسن اس نے کھانے میں ملا کر اسے کھلا دی تھی۔ اب وہ کم از کم سکون سے سو جاتی۔۔

وہیں کھڑکی کے پاس باہر کھڑے سایے کو دیکھ وہ لرزی۔ ایسا ہی سایہ کبھی اس کے کمرے کی کھڑکی کے باہر بھی نظر آیا تھا۔ اس کے چہرے پے بھی یوں ہی مسکراہٹ تھی۔ اور پھر اس سایے نے اس کے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

اسے گھوسٹ کی طرح ڈرانے لگا۔ آخر اس سے سب چھین کر وہ خود بھی خالی ہاتھ رہ گیا۔ اس کے پاس کچھ بھی نہ بچ سکا۔ بیلا بغیر اس سایے کے پاؤں سے نظریں اوپر اٹھائے پردے برابر کر دیے۔

وہیں حادث بھی سارے محل کے گرد الیکٹرک سپلائی ان کرتے واپس پلٹا۔
اب وہ اپنے کٹیج میں جا رہا تھا۔ جہاں وہ سکون سے بیٹھ کر نماز ادا کرتا۔
اب وہ کوئی گھوسٹ نہیں رہا تھا۔ ورنہ شاید اب بھی اسے ڈرانے اس کمرے
میں پہنچ جاتا۔ جس کی کھڑکی میں کھڑی بیلا کو اس نے بہت گہری نظروں
سے دیکھا تھا۔ مگر پھر سر بھی جھٹک دیا۔

وہیں اچانک اسے موسیٰ کی کال آئی تھی۔ اس کی گھبراہٹی آواز پر وہ پریشان
ہوا۔ اب کیا ہوا تھا۔ ایسی آواز اس نے پہلے ایک دفہ منیبہ کے مرنے پر سنی
تھی اور اب بھی ویسی ہی آواز سن وہ پریشان ہی ہوا۔

موسیٰ کو وہ بہت کم ٹوٹی حالت میں دیکھتا تھا۔ اس کے سخت جسم کے پیچھے نرم
دل سے بھی صرف وہ واقف تھا۔ اور اچھے سے جانتا تھا وہ اپنوں کی تکلیف پر
کیسے تڑپ اٹھتا ہے۔ اسی لیے تو وہ ابھی بھی اس کی پریشانی سے بھری آواز سن
کر چو کنا ہوا



الیکزینڈر پلین میں بیٹھتے بھی پریشانی سے لیل کا نمبر ملا رہا تھا۔ جو کہ بند جا رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا یہ غصے کی وجہ سے ہے یاں پھر لیل کے ساتھ کچھ برا ہوا ہے۔

بہت سی سوچیں اس کے دماغ میں آرہی تھیں۔ کوئی بھی کسی نمبر پر کال پک نہیں کر رہا تھا۔ نہ جو رجینا نا نعم ناں ہی فرقان یاں رومہ۔ وہ سخت جھنجھلاہٹ کا شکار ہو چکا تھا۔

اسے ڈر تھا کہیں لیل کو وہ شخص پھر کڈنیپ نہ کر چکا ہو۔ وہ ایہ سوچاتے ہی ..! لرزا۔ اس کی وائٹ روز

نہیں یہ نہیں ہونا چاہیے تھا اسے یہاں انا ہی نہیں چاہیے تھا۔ اسے ہیر کو کسی بہانے سے منع کر دینا چاہیے تھے۔ لیل کے ماضی میں ہوئے حادثات کو

جاننے کے باوجود اسے نہیں جانا تھا۔ وہ اپنے سر کے بال نوچنا چاہتا تھا۔ بغیر کسی کی پرواہ کیے وہ اس پلین میں سب کو چیخ چیخ کر اپنی دردناک سوچوں سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ چپ چاپ بیٹھا رہا

اپنی سرخ نظریں سامنے والی سیٹ کی پشت پر ٹکائے وہ لاتعداد سوچوں میں گھرا۔ صرف اپنی وائٹ روز کو صحیح سلامت چاہتا تھا۔ اور کچھ بھی نہیں۔ نہ کسی سے کوئی بات ڈننا اور نہ کسی سے کوئی بات کہنا۔

نظریں سامنے ٹکائے وہ ہونٹوں پر انگلی ٹکائے دردناک سوچوں سے بھرا بالکل خاموش تھا۔ یہ خاموشی اسے اندر سے توڑ رہی تھی۔ یہ سوچ اس کی بیوی کس حالت میں ہوگی اسے ڈرانے لگی۔

یہاں کہیں بھی کسی بچے کا خیال نہیں تھا۔ پرواہ صرف لیل کی تھی۔ وہ بھول چکا تھا لیل پریگنٹ ہے۔

اگر کچھ یاد تھا تو صرف لیل کے بارے میں۔

پلین کے سفر کے وہ گھنٹے اسے صدیوں جیسے لگ رہے تھے۔ وہ چاہتا تھا بس پلک جھپکتے وہ لیل کے سامنے ہو۔ یہ فاصلہ سب ختم ہو جائے۔ وہ لان میں بیٹھی مسکرا رہی ہو۔ اور وہ اسے دیکھ جی اٹھے۔

مگر کچھ منظر سوچوں کے مطابق نہیں ہوتے۔ وہاں بھی شاید ایسا کچھ نہ ہوتا۔ لیل لان میں نہیں ہوتی۔ اسے دیکھ کر کوئی نہیں مسکراتا۔ اسے شاید افسوس سے بھری نظریں سہنی پڑتیں۔ مگر کیا وہ برداشت کر پاتا ایسا کچھ۔ اس کی سوچیں اس اندر ہی اندر مار رہی تھیں اور وہ کر بھی رہا تھا۔ بار بار

پلین کے لینڈ کرتے ہی وہ خود ہی ٹیکسی لیتے وہاں سے نکلا۔ وہ اس وقت اس حالت میں نہیں تھا کسی سے محبت اور نرمی سے بات کرتا۔ اس نے بندوق تانتے اس شخص کو گاڑی فل سپیڈ پر دوڑانے کا کہا۔ اور اپنی جان بچانے مے ڈر سے وہ شخص فل رفتار سے گاڑی دوڑانے بھی لگا۔

ٹیکسی ڈرائیور کی گاڑی کی سپیڈ بھی اسے وقت کی رفتار سے بہت کم لگ رہی تھی۔ اسے چاہیے تھا وہ الیگزینڈر کو سیکنڈز میں پہنچا دیتا۔ تاکہ وہ اپنے گھر کے مناظر دیکھ سکے

مگر وہ اپنی قاتل سوچوں میں گھرا وہاں پہنچ گیا۔ وہ گھر ویسا ہی تھا جیسے اس نے چھوڑا تھا۔ مگر وہاں کچھ تھا جو پہلے جیسا نہیں تھا۔ گھر کی دیوار اور گارڈز کے چہرے وہاں کچھ بھی ویسا نہیں تھا۔ گھر کی پھٹی پختی زمین بھی ویس نہیں تھی جیسی اس نے چھوڑی۔

وہ ٹیکسی سے سیکنڈز میں نیچے اترتے بغیر کہیں بھی دیکھے اندر بڑھا۔ وہ اس حالت میں تھا جیسے وہ پلین میں بیٹھا تھا۔

اندر بھی گھر کی دیواروں پر گولیوں کے نشان تھے۔ وہ اپنی بری سوچوں کے سچ ہو جانے کے ڈر سے لرزا۔ اس نے اپنی سرخ نظروں اور کپکپاتے لبوں کو مشکل سے قابو کیا۔ اس کی نظریں سامنے ٹکی تھی۔ کپکپاتے لبوں سے اس نے سامنے پہلے سے کھلا دروازہ دکھایا اور اندر کی طرف قدم رکھے۔ ہر قدم پر

اس کی سوچوں کا تسلسل براہوتاجارہا تھا۔ وہ ان سوچوں سے چھٹکارا پانا چاہتا تھا۔

اس کی نظروں نے وہ منظر دیکھا جو اس نے بالکل بھی نہیں سوچا تھا۔ اس کے چہرے پر شک تھا۔ نظروں میں انجانے سے تاثر تھے۔ وہ مشکل سے دیکھ سکا تھا۔ اس نے آنکھیں رگڑیں۔

کیا معلوم سامنے کا منظر مختلف ہو جائے۔ سامنے جو دکھ رہا تھا وہ کوئی خواب ہوتا۔ یہ سب ویسے نہیں ہوتا۔ سب دیکھ لینے کے بعد بھی۔۔
اس نے لرزتے قدم مزید اگے بڑھائے۔ اس نے آنکھیں نہیں جھپکیں۔ وہ بغیر کسی کی پرواہ کیے اسے بانہوں میں بھر گیا۔

وائیٹ روز!.." وہ اس کے چہرے کا بوسہ لے رہا تھا۔ جگہ جگہ سے۔ بغیر "انعم اور جور جینا کی موجودگی کی پرواہ کیے۔ اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی۔ جو دیکھ چکا تھا اس کے بعد نہیں۔

انغم اور جور جینا خود ہی وہاں سے ہٹ گئیں۔ ان دونوں کے چہرے دیکھنے کی
الیکزینڈر نے کوشش نہیں کی۔

لیل نے دونوں بازو الیکزینڈر کے گرد ڈال لیے۔ وہ اس کے سینے پر سر رکھ
گئی۔ اچانک الیکزینڈر رکا۔ لیل کو دیکھا۔
وہ بہت نڈھال تھی۔ وہیں جور جینا بھی تو سڑھیاں چڑکراؤ پر گئی تھی۔ کیا ہوا
تھا۔

خدا مجھ پر مہربان ہے۔ "لیل کو ان الفاظ کی توقع نہیں تھی۔"
وائیٹ روز میں ڈر گیا تھا۔ اپ نے مجھے ڈرا دیا۔ "پھر وہ الفاظ نکلے جن کی"
اسے امید تھی۔ وہ لیل کے بالوں کا بوسہ لے رہا تھا۔ بار بار اپنے تڑپتے دل کو
سکون دینے کے لیے وہ لیل کی گردن تک کو چومتے اس کی حالت کو نہیں
دیکھ رہا تھا۔

الیکزینڈر لیل کو سینے میں بھینچ گیا۔ اس کے گرد مضبوطی سے بازو ڈالے۔
اتنی مضبوطی سے کہ وہ سسکی۔

سوری وائٹ روز۔ مگر میں نہیں سمجھ پارہا اپنی حالت۔ مجھے اس دنیا کی "درندگی نے ڈرا دیا تھا۔ اور میں ڈر گیا ہوں۔ ہر اس بات سے جو یہ دنیا عورتوں کے ساتھ کرتی ہے۔" وہ بے ربط جملے بول رہا تھا۔ ان سب جملوں کا کوئی مطلب نہیں تھا۔ اس کی نظروں میں نہیں تھا۔ وہ اس وقت سمجھنے کی حالت میں نہیں تھی۔۔

سو نے چلیں؟.. "وہ ابھی تک لیل کو غور سے نہیں دیکھ سکا۔ لیل کو گود" میں اٹھاتے نہایت آرام سے اسے اوپر اٹھایا۔ اسے ساتھ لیے سڑھیوں کے ذریعے ہی اپنے کمرے میں آیا۔ مگر وہاں جو رجینا کو ایک طرف پشت کیے ذرا نیچے ہوئے دیکھ وہ سمجھ نہیں سکا۔

لیل سرا لیکزنڈر کے سینے پر رکھے ہر چیز سے بے پرواہ تھی اور شاید تھک چکی تھی۔

الیکزینڈر نہایت نرمی سے لیل کو بیڈ پر ڈالا۔ اس کے سر کے نیچے سر ہانا رکھا مگر اچانک جو رجینا پیچھے ہوئی تھی اور ساتھ ہی اس کے جھکنے کی وجہ بھی سمجھ آ گئی۔

وہاں جھولا پڑا تھا۔ اور جھولے میں کچھ تھا۔ وہ لیل کے پاس سے ہٹتے اس کی طرف آیا۔ وہاں ایک بچہ تھا۔ نامولود بچہ۔۔

سراپ کا بیٹا۔۔ "الیکزینڈر شک سے کبھی اس بچے تو کبھی لیل کو دیکھتا۔"

اس کی نظر جو رجینا کے چہرے پے پڑی۔ اس کا چہرہ زرد تھا۔ اس کے ماتھے پر

پٹی تھی۔ سب سے بڑی بات ان کے چہروں میں راز سے دفن ہوں جیسے

وہیں اسے یاد آیا انعم بھی ایسی ہی تھی۔ مگر اس کے بازو پر پٹی تھی۔ ماتھے پر

صرف بینڈ تاج۔۔ وہ جو رجینا کے جانے پر ہوش میں آیا۔ اس نیند میں گم بچے کو

دیکھا۔ پھر نڈھال سی پڑی لیل کو۔ اس کے ساتھ ہی اسے لیل کی پر یگننسی یاد

آئی۔ گھر کی دیواریں اور اجرڑی حالت دونوں اس کے دماغ میں ابھرے مگر

لیل اس حالت میں نہیں تھی وہ اس سے کچھ ہو چھتا۔ اس نے سوئے بچے کو

بھی نہیں ہلایا۔ موسیٰ بھی نیند خراب ہونے پر بچپن میں بہت شور کرتا تھا۔ وہ
ابھی اس بچے کا شور نہیں سننا چاہتا تھا اور نہ ہی اپنے چند گٹھنے کے بچے کی نیند
خراب کرنا چاہتا تھا

لیل؟.. "اس نے پکارا مگر وہ نیند میں جا چکی تھی"

الیکزینڈر کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ دنیا وہ نہیں جس میں وہ اتنے سالوں
رہا۔ یہ جیسے ہر چیز بدل چکی تھی۔ سب کچھ عجیب ہو چکا تھا۔

لیل سے لے کر گھر تک سب ہی۔ اور وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کچھ بھی۔ نہ
جو رجینا ویسی تھی اور نہ ہی انعم۔۔ آخر ہوا کیا تھا۔

لیل کو اگر وہ ہو سپٹل لے جاتے تو کچھ تو ہوتا۔

کچھ جو وہ جان پاتا۔

وہ ڈاکٹر اسے کال کرتا۔ اسے کوئی میسج ملتا۔ کچھ تو ہوتا مگر یہاں کچھ نہیں تھا۔
بس تھا مگر پہلے جیسا نہیں تھا یاں شاید وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

اس نے سوئی لیل کو نظر پھر دیکھا۔ اس کے وجود پر کھلی سی شرٹ تھی۔ چہرہ
زرد تھا۔ اس کا جسم ہلکا سا کانپ رہا تھا۔ وہ اس دفہ پھر اتے ان پیس مک اٹیک
کی وجہ نہیں سمجھ آیا۔

اس نے سب بھاڑ میں بھیجتے لیل کے پہلو میں جگہ سنبھالی۔ اس کے ساتھ
لیٹتے اسے خود میں بھرا۔ اس کا ماتھا چوما۔ اس کے کندھوں کے گرد بازو
ڈالے۔ اس کے ساتھ ہونے کے ثبوت دیے اور چند ہی منٹ میں وہ بغیر
دوائیوں کے بھی ٹھیک ہو گئی۔

اس نے سر موڑتے کاٹ میں پڑے اپنے بیٹے کو دیکھا۔ وہ اسے گود میں اٹھانا
چاہتا تھا۔ جیسے موسیٰ کو اٹھایا تھا۔ جیسے وہ پہلے اپنے بیٹے کے لیے سب کچھ تھا
کیا وہ اس کے لیے بھی ہوتا۔
اس کی سوچیں بدلنے لگی تھیں۔

موسیٰ کی یاد شدت سے ستائی۔ کیا وہ جانتا ہوگا اس س بھائی دنیا میں آگیا۔
کیا وہ غصے ہو گیا۔ کیا روٹھا ہوگا

اس کے دماغ میں لاتعداد سوچیں تھیں

اور انہیں سوچوں میں وہ یہ بھی سمجھ رہا تھا وہ یہاں فٹ نہیں ہو رہا اور یہاں
فٹ ہونے کے لیے اسے سب جاننا پڑے گا جو سوائے جور جینا کے اور کوئی
نہیں بتائے گا۔

وہ لیل کو مضبوطی سے اپنی بانہوں میں بھر گیا۔ اس کے کانوں میں
سرگوشیاں کرنے لگا۔ وہ اس کی دو اسب الیگزینڈر میں تھی۔ جو وہ اسے ہر
سانس کے ساتھ دے رہا تھا۔ کیسے ممکن تھا وہ ٹھیک نہ ہو۔
..! اور یہ بچہ

یہ الیگزینڈر کی خواہش تو نہیں تھی
یہ لیل کے لیے تھا۔

اس کی وائیٹ روز کے لیے۔

اپنے مسکرتج کے بعد جو اس کی حالت رہی تھی جو وہ برداشت کرتی رہی تھی
اس کے بعد ضروری تھا وہ اس غم سے نکل پاتی۔

وہ چاہے مضبوط بن جاتی مگر اندر اس کی کمزوریوں سے وہ واقف تھا۔
الیکزینڈر کے سامنے وہ خود کو سنبھال لیتی تھی مگر کیا واقعی وہ سنبھال چکی تھی
خود کو۔

...!! نہیں

بلکل بھی نہیں۔ اسے ایک وقت لگا تھا لیل کو واپس لیل بنانے وہ ایسے میں وہ
خود کیسے ٹھیک ہو گئی۔

الیکزینڈر اس کی حالت سنوانے کے لیے، اسے دکھ سے نکالنے کے لیے ہی تو
یہ بچہ پیدا کیا تھا۔

ورنہ اسے کہاں خواہش تھی بیٹی کی۔ اس کے لیے سب موسیٰ ہی تھا۔ بیٹی کی
اگر خواہش تھی بھی تو وہ منسا اور حیانے مکمل کر دی تھی۔ منسا سگی بیٹی سے بھی
زیادہ لیل کا خیال رکھتی تھی۔ کہاں ضرورت تھی مگر صرف لیل کے لیے

چاہے لیل جتنا بھی کچھ کہتی مگر وہ ماں تھی۔ اولاد کے جانے کا غم وہ اس سے
اچھے سے جانتا تھا۔ اس نے لیل کو اندھیری راتوں میں باہر بیٹھ کر روتے
دیکھا تھا۔ سب کو معاف کر دینا آسان تھا مگر وہ سب بھول پانا نہیں
وہ بھی اپنی کوکھ کو نہیں کھولی تھی۔ اسے ہر درد اچھے سے یاد تھا۔ اس کھائے
زہر کے بعد پیٹ میں اٹھتے درد سے لے کر اس کے وجود سے اس کے حصے کو
نکالنے تک کا ہر درد۔

پھر وہ کیسے ٹھیک رہتی۔ الیگزینڈر اس کے لیے تھا مگر اس کی اولاد جس کے
خواب وہ سجا رہی تھی وہ نہیں تھی۔ اور الیگزینڈر کا ہونا اولاد کے نہ ہونے کے
غم کو ختم نہیں کر پایا تھا۔ تو اس نے سب کچھ پھر سے کرنا چاہا۔ اس کی کوکھ
میں پھر سے اپنا عکس چھوڑنا چاہا۔ مگر یہ نہیں جانتا تھا نتائج کیا ہو گا۔ اس نے
کوئی خواہش نہیں کی تھی۔ دل سے بالکل بھی نہیں نابیٹے کی نہ ہی بیٹے کی

اس کی سب خواہشات صرف لیل کی صحت مندی سے جڑی تھیں۔ اور وہ
ابھی بھی شاید ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔ شاید وہ سب ٹھیک سے نہیں جانتا تھا۔
یاں شاید اس نے کچھ مس کر دیا تھا۔ مگر کیا یہ وہ سمجھ نہیں پارہا تھا۔

^^^

ہارون نے موسیٰ کو نہیں دیکھا۔ اس کا جانی سے رابطہ نہیں تھا۔ اچانک ان
سب کے نمبر زبند ہو چکے تھے۔ فرقان تک اس کی کال ریسو نہیں کر پارہا
تھا۔ اور وہ سمجھ نہیں پارہا تھا یہ ہو کیا رہا ہے۔
پری موسیٰ کی غیر موجودگی پر اس تھی مگر بے سکون نہیں اس نے اس کے
چہرے پے اطمینان دیکھا تھا۔ وہ ان چند دنوں میں حیا سے بہت فرینک ہو
گئی۔

وہ دونوں باتیں کرتے رہتے۔ حیا کو پری کے ہونے بچے کو اپنے ہاتھوں سے
چھونے کی بہت خواہش تھی۔ وہ موسیٰ کے بارے میں بالکل بھی کچھ نہیں

پوچھتی تھی۔ چاہے اس نے کی دفعہ ان دونوں کو اس موسیٰ نامی بندے کے متعلق بات کرتے دیکھا تھا۔

اجاؤ۔ وہاں کیوں کھڑے ہو؟.. "وہ سب لاونج میں ہی کھانا کھا رہے تھے" آتا ہوں۔ "اس نے سر بھی ہلایا۔"

پھر اگلے پل میں لاونج میں تھا۔ یہ آج اسے تیسری رات تھی یہاں۔ دو دن گزر چکے تھے مگر موسیٰ کہیں نہیں تھا۔ یہاں بس وہ لڑکی اور حارث تھے۔ حارث بھی وہ جسے دیکھ کر اکثر اسے خوف ہی آجاتا مگر وہ مجھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔

جانی کی اجازت کے بغیر وہ واپس بھی نہیں پلٹ سکتا تھا۔ وہ بالکل بھی حیا پر رکس نہیں لینا چاہتا تھا۔ یہ جان لینے کے بعد وہ اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے یہاں تک پہنچ چکے ہیں۔

حیاثرمائی سی جھجھکتی سی پری کے ساتھ بیٹھی تھی۔ وہ بھی سامنے بیٹھ گیا۔
بیلانامی اس لڑکی نے ان دونوں کو کھانا نکال کر دیا۔ پھر پری کے حکم پر خود
بھی وہیں بہٹھ کر کھانے لگی۔

اچانک پری نے کھانے سے ہاتھ چھوڑتے سامنے دیکھا۔ وہ بھی پلٹا۔ قدموں
کی آواز نہیں تھی مگر یوں لگا کوئی پیچھے کھڑا ہوا
موسیٰ تھا۔ وہ وہی تھا۔ تھکے سے تاثرات کے ساتھ کھڑا
سب سے پہلے اکر پری کے گرد بازو ڈالتے اس کا ماتھا چوما۔ وہیں حیا اس سے
ڈرتے ہارون کے پیچھے آچھی۔

وہ اسے کوئی دیولگ رہا تھا جو اسے کھا جاتا
موسیٰ!.. ہارون یہاں ہے!۔ "اس نے ہوش کروایا۔ وہ انہیں تاثرات کے "
ساتھ سیدھا ہوا۔

بڑی نے بتا دیا تھا مجھے سب۔ میں تم سے صبح بات کرو گا۔ ابھی مجھے سونا "
ہے۔ "بغیر کسی کی پرواہ کیے وہ پری کو گود میں بھر کر اوپر کی طرف بڑھا۔

ساتھ ہی بیلا کو کھانے کا کہنا نہیں بھولا۔ جو فوراً سے اٹھی۔ اس نے اپنی پلیٹ میں جتنا کھانا ڈالا تھا وہ ختم کر چکی تھی۔ اس کی پلیٹ بالکل صاف تھی۔ کیا وہ اتنا ہی کھاتی تھی؟... وہ سوچ کر رہ گیا۔

وہیں اپنے پیچھے چھپتی حیا کو سامنے کرنا چاہا مگر وہ اس کے ہاتھ لگانے سے پہلے ہی دور ہو گئی۔

کھانا کھا لو بیٹھ کر!.. "اس حادثے کے بعد وہ پھر کسی کو چھونے نہیں دیتی" تھی۔ ہارون کو بھی نہیں۔ جو چند الفاظ بولنے شروع کیے تھے وہ بھی دم توڑ گئے۔ وہیں ہارون ناامید نہیں ہو سکا۔ اسے مزید اس کے کیے کو شش کرنی تھی۔ جو کہ جاری تھی۔

حیا کچھ ہی دیر میں کھانا ختم کرتے اپنے کمرے میں چلی گئی مگر ہارون وہیں بیٹھا رہا۔ اسے انجیری اور موسیٰ کو ساتھ دیکھ برا بھی نہیں لگا۔

شاید وہ سمجھ چکا تھا محبت پر دماغ کا زور نہیں چلتا۔ دل کسی کی نہیں سنتا۔ وہ بھی محبت سے واقف ہو چکا تھا۔ اور یہاں اس کا بھی دل کچھ نہیں سمنا چاہتا تھا۔ مگر وہ اپنے دماغ کی سننے پر مجبور تھا۔

موسیٰ کی گرفت میں بالکل بھی نہیں چلی

یوں ہی منہ بنائے وہ موڑے رہی۔ موسیٰ اسے بیڈ پر بٹھایا مگر اس کا چہرہ ویسے ہی رہا۔ وہ گہرا مسکرایا۔

تپش بھرے ہونٹ اس کی گال پر رکھے۔ پری نے ہاتھ سے گال رگڑی۔ موسیٰ مزید شدت سے اس کی گال پر بوسہ دیا۔ وہیں وہ مزہ شدت سے اسے رگڑنے لگی جیسے لمس اتر جائے گا۔ اس کی گال سرخ ہو چکی تھی۔

اس وجود پر بھی میری مہر ہے وہ کسے ہٹاؤ گی؟.. "اس کی نظروں میں" نظریں ڈالے پوچھا۔ موسیٰ کی گرم کچھ حد تک غصے سے بھری سانسیں اس

کے چہرے پے پڑ رہی تھیں۔ موسیٰ کی گرفت نرم تھی مگر اس کا چہرہ سخت تھا۔

پری نے تھوک نکلا۔ اس نے غلط جگہ پنگالے لیا تھا۔ ابھی وہ کچھ کہتی دروازہ ناک ہوا

موسیٰ اسے یوں ہی چھوڑے دروازے کی طرف چڑھا۔ وہاں کھڑی بیلا سے کھانے کی ٹرے کیتے اسے واپس بھیجا۔ خود اپنے کپڑے لے کر واشروم میں بند ہو گیا۔ پری نے اس کا روٹھ جانا دیکھا۔

جن دنوں اس کو منہ بنانا چاہیے تھا۔ ان دنوں موسیٰ یہ حرکتیں کر رہا تھا۔ موڈ سونگز تو اسے ہونے تھے اور یہ حرکتیں موسیٰ کی تھیں۔ وہ غصے سے اٹھتی مگر تبھی وہ باہر نکلا۔

پاؤں نیچے بھی مت رکھنا۔ پہلے ہی سرخ ہو رہے ہیں۔ "موسیٰ اسے" گھورتے اس کے پاس آیا۔ وہیں پری اسے مزید گھوری دی۔

ماما میں بننے والی ہوں اور موڈ سو نگز تمہیں ہوتے ہیں۔! "اسے گھورا۔"

موسیٰ اس کے لیے کھانے کی ٹرے بیڈ پر ہی لے آیا۔ وہ ٹاول سے بال خشک کر چکا تھا۔

کیونکہ میں بابا بننے والا ہوں۔ "اس کے چہرے پے مسکراہٹ تھی۔ پری"

اس کے اچانک ک منہ بنانے اور پھر خود ہی مان جانے کو نہیں سمجھی۔

موسیٰ!.. "وہ چیخی۔"

موسیٰ کھانے کی ٹرے بیڈ پر رکھتے خود اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اس کے

ہو نوٹوں پر جھکا تھا۔

پر تعیش ہو نوٹوں کا سلگتا لمس وہ اپنے ہو نوٹوں پر محسوس کر سکتی تھی۔ بہت سا

وقت اس معنی خیز خاموشی میں گزر گیا۔ صرف پری کی سانسوں کے لیے

تڑپتے مزاحمت کرتے کی آواز گونج رہی تھی۔ جسے وہ سن بھی رہا تھا مگر دور

ہونا ناممکن تھا۔

موسیٰ اس کے ہونٹوں کی نمی جذب کرتے اس کی مزاحمت مدھم پڑتے دیکھ
دور ہوا۔ وہیں پری نے کھینچ کر سانسیں بھریں۔ اس کے کندھے پر سر رکھے
وہ مشکل سے اپنی سانسیں ہموار کر رہی تھی۔ موسیٰ اس کی کمر سہلانے لگا۔
میرے موڈ سونگ یہ ہوتے ہیں۔ وہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔ اور تمہیں "
میرے موڈ سونگنز سے بچنا چاہیے۔" اس کے بال گردن سے ہٹاتے وہاں
لب رکھے۔ وہ خاموشی سے موسیٰ کے کندھے پر یوں ہی پڑی رہی۔
کھانا کھا لو!.." موسیٰ اسے سیدھا کیا۔ اس کی حالت دیکھتے لب دبائے۔ "
نرمی سے ہونٹ اس کی شاہ رگ پر رکھے۔ پھر وہاں اپنی مونچھوں رگزیں۔
وہ سسکتے سرخ پڑ گئی۔ موسیٰ کی داڑھی سور مونچھوں کی چھبن جان لیوا تھی۔
خاص طور پر گردن اور کندھوں پر۔

ویسے میرا کھانا تو ابھی تیار ہونے میں بہت وقت ہے۔" اس نے بتایا اور "
ساتھ ہی اس کی شاہ رگ پر ہلکا سا کاٹا۔ وہ سسکتے موسیٰ کو دور دھیکنا چاہتی تھی
مگر موسیٰ نے ایسا ممکن نہیں ہونے دیا۔

اس کی گردن اور چہرہ اچھے سے سرخ کرتے وہ اپنی شدتوں کے نشان دیکھ
خاصا خوش تھا۔

یہ نشان اچھے لگتے ہیں مجھے۔ "وہ کھانا بھول کر اب اس میں گم ہو گیا۔"
اور یہ نشان تم پر!.." کہتے ہی اس نے سپنے وجود پر جھکے موسیٰ کی گال پر "
دانتوں سے اچھے خاصے گہرے نشان بنا دیے تھے۔ اس کے نوکیلے دانت
موسیٰ کی گال پر الگ سے نمودار ہوئے۔

وہ اس جنگلی بلی سے دور جانا چاہتا تھا مگر اس کی حالت کے پیش نظر ایسا ممکن
بھی نہیں تھا۔

اب پتا چلا کیسے درد کرتے ہیں یہ نشان!.." اس کے کندھے سے دھک "
دیتے اسے دور کیا۔

موسیٰ نے اسے گھورا۔ اس کی گال سے ہلکا سا خون رسنے لگا تھا۔ وہ واقعی جنگلی
بلی بن چکی تھی۔

وہ اسے گھورتے اپنی گال بھی سہلارہا تھا وہیں پری مطمئن انداز میں کھانا
کھانے لگی۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

جنگلی بلی!.. "وہ بڑبڑایا۔"

تمہاری صحبت میں رہ کر ہی بنی ہوں!۔ "بلند آواز میں جواب آیا۔"
ہاں سارے الزام مجھ پر ڈال دو۔ "موسیٰ اسے گھورتے اب گال پر کریم لگا"
رہا تھا۔ ورنہ یہ نشان بہت برے لگتے۔

جو کرتے ہو اس کا الزام تو ایسا گا ہی۔ "وہ اس کی بے پرواہی ہر عیش عیش کر"
اٹھا۔

میں نے تو بس یہ کیا ہے۔ اور اس کا الزام دل و جاں سے قبولتا ہوں۔ "اس"
کا اشارہ سمجھتے پری سرخ پڑی مگر اس نے جھکنا کہاں سیکھا تھا۔ وہ بھی موسیٰ
سے لڑائی میں۔۔

ہاں جیسے یہ تو بہت ہوش میں کیا تھا!۔ "وہ بڑبڑاپی۔"

اس کے بعد جو کیا تھا وہ تو پورے ہوش و ہواس میں کیا تھا۔ "اسے بتاتے"
بلکل بھی شرم نہیں آئی۔

تم بہت بے شرم ہو!.." اس کی دونوں گال سرخ ہو چکے تھے۔ جیسے دہکنے"
لگے ہوں۔

میری صحبت میں رہنے کے بعد تم زیادہ بے شرم ہو گئی ہو!.." وہ موسیٰ کو"
گھورنے لگی۔ یہ بات ناقابلِ برداشت ہوئی تھی۔

اگر ایسا سلوک رکھاؤ گے تو میں ابھی اپنے بھائی کے ساتھ چلی جاؤں"
گیں!.." اس نے دھمکایا۔

مائے وچ!!۔!۔! تمہارا بھائی یہاں سے باہر قدم بھی نہیں رکھ سکتا۔ اس لیے"
یہ دھمکی تو تم مجھے دے ہی نہیں سکتی۔" پری اسے گھورتے کھانا بھی جاری
رکھا۔

تم برے ہو!.." اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔ وہیں وہ ٹیوب رکھتے بیڈ پر"
ایا۔

اسی لیے تو فاصلہ قائم رکھا ہے۔ اچھا ہوتا تو اس وقت تم تڑپ رہی ہوتی۔"
میری بانہوں میں۔ تڑپ رہی ہوتی سانسوں کے لیے۔ اہیں بھر رہی ہوتیں
جو میرے کانوں کو سکون بخشتیں۔۔۔ "وہ انتہائی بے باک تھا۔ اور اس کا نظارہ
وہ بہت پہلے بھی کر چکی تھی۔

پری کی سانسیں خشک ہو گئیں۔ اب بات کرنے کی اس میں ہمت نہیں
تھی۔ اس کو وہ دیکھ موسیٰ مسکرایا۔ کھانا ختم کرتے وہ موسیٰ سے پہلے لیٹ
گئیں۔

وہیں موسیٰ کھانا ختم کرنے کے بعد برتن کچن میں رکھتے واپس آیا۔ اچانک
پری کو اپنے پاؤں پے کچھ نرم سا احساس ہوا۔ وہیں موسیٰ بیٹھا اسکے پاؤں پر
تیل لگا رہا تھا۔ ان کے نیچے پلو بھی پڑا تھا۔ وہ لب دبا گئی۔
وہ چاہے برا تھا بے باک تھا مگر وہ اس کا موسیٰ تھا۔

ہر برائی اچھائی کے باوجود اس کا موسیٰ.. جسے وہ ہر حال میں اپنے ہم قدم
چاہتی تھی۔ جس کی خوشی کے لیے وہ کچھ بھی کرنا چاہتی تھی۔

اچانک وہ اپنے پاؤں پر ہونٹوں کے لمس پر مسکرائی۔
وہ ایسا ہی تھا۔ اس کے لیے نرم۔ ہر دھڑکن کے جھگڑے کے بعد بھی اس
کے ہر درد پر مرہم رکھنے کے لیے ہر دم تیار۔۔

^^^

حیا سوچکی تھی مگر ہاروں نہیں۔
وہ گہری سوچ میں گم تھا۔ وہ کچھ ہی دنوں میں چودہ سال کا ہو جاتا۔ وہ اچھے
سے جانتا تھا پھر اسے کیا کرنا تھا مگر اب اس کے ارادے بدل رہے تھے۔
اس نے ایک نظر اپنی سوئی ہوئی بیوی کو دیکھا۔
اس کے پیپر ز بھی تھے مگر جانی کا کہنا تھا وہ وہاں سے نہ جائیں۔ کہیں بھی
نہیں۔ اب اسے حیا کے ایگزائمز بھی ان لائن دلوانے تھے۔ وہ ایسا نہیں چاہتا
تھا۔ مگر اسے کرنا ہی پڑتا۔

وہ اس کے پاس سے اٹھتے باہر آیا۔ وہاں حارث تھا وہ گھر کے چاروں طرف
الیکٹرانک لان ان کر رہا تھا۔ ایک دفہ ان کرتے اس نے خود گھر کو ہاتھ لگا کر
چیک کیا۔

ہارون اس کے وجود کے ذچھلنے پر خود ایک دفہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہوا تھا۔
کیا اسے ڈر نہیں لگا تھا۔ خود ان کرتے وہ خود ہی اسے ہاتھ لگا کر چیک کر رہا
تھا۔ اس کی کرنٹ دیکھ رہا تھا۔

حارث اس کی کرنٹ بڑھا دیں۔ وہ وہاں سے صاف سب دیکھ سکتا تھا۔ مگر
اسے سب سے حیرت زدہ حارث کا وہ اطمینان لگا جو اس الیکٹرانک شک کے
بعد پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ہاتھ میں یقیناً درد تھا۔ جسے وہ بارہا تھا۔
وہیں ہارون کی نظروں کے سامنے ہی وہ وضو کرنے چلا گیا اور وہ حیرت سے
سب دیکھتا ہی گیا۔

حیا کے کسمسانے پر وہ پلٹا۔ اس کا بستر صوفے پے تھا۔ حیا اس کے ساتھ
سونے پر زیادہ ڈر جاتی تھی۔

اسی لیے ہارون الگ ہی سو رہا تھا۔ اس کی نیند خراب کرنے کا پروگرام تو نہیں تھا۔ اس نے کھڑکی بند کر دی۔ کمرہ لک کرتے وہ صوفے پر آگیا۔ مگر لیٹنے کے بعد بھی اسے نیند نہیں آئی۔ وہ کسی اور ہی سوچ میں گم تھا۔

جو اسے اس وقت اپنا کیرئیر بنانے سے زیادہ ضروری اور اہم لگ رہی تھیں۔

^^^

ڈوم ٹینا کو سینے سے لگائے سکون سے پڑا تھا۔ اس کے بالوں کی خوشبو خود میں اتارتے وہ خاصا پر سکون تھا۔ اس کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ تھی۔ ٹینا اس کا کڑتا پہنے سو رہی تھی۔ اور وہ برہنہ سینے پر اسے لیٹائے تھا جو ساری رات کی تھکاوٹ کے بعد اب سکون سے سو سکی تھی۔

ڈوم اس کے بال گردن سے ہٹاتے کمر کے پیچھے پھینکے۔ اس کو گہری نظروں سے دیکھا جس کے کندھوں اور گردن پر اس کی قربت کے نشان تھے وہ خوش ہوا ان نشانات کو دیکھ کر۔

پلیز سونے دیں!.." دھیمی سی آواز گونجی۔"

وہ ساری رات بھی مشکل سے بول سکی تھی۔ ڈوم تو جیسے اس کی گردن ہی کاٹ دی تھی یاں اس کی آواز ہی چھین لی تھی۔ جو وہ کچھ بول ہی نہیں سکی۔ مگر دن تو سونے کے لیے نہیں ہوتا۔ "اس کے کان میں سرگوشی کی" مگر میں تھکی ہوئی ہوں۔ "وہ ڈوم کے سینے سے اٹھنا چاہتی تھی مگر یہ ممکن" نہیں رہا تھا۔

کیوں اپ ساری رات کیا کرتی رہی ہیں؟؟؟ جہاں تک مجھے یاد ہے محنت تو ساری میں نے کی تھی۔ "اس کی بے باکی ہر ٹینا کی رنگت سرخ پڑی۔ اس کے ساتھ ہی سر بھی جھک گیا۔ وہ اس کی ذومعنی باتوں کا کیا ہی جواب دیتی۔ بتاؤ کیا نہیں کی تھی میں نے محنت!.." محبت بھرے نرم لہجے میں پوچھا۔ "ٹینا کو اس کی یہ معصومیت اب اس کے اندر کے جنونی انسان کو دیکھ لینے کے بعد زہر لگی۔

ہاں اپ نے تو جیسے ہل چلایا تھا!.." وہ بڑبڑائی۔ وہ کھل کر مسکرایا۔"

وہیں ٹینا کو اپنے الفاظ اور بے باکی کا احساس ہوا۔ وہ سر جھکاتے خود کو چھپانے لگی

تم بہت معصوم ہو مائے ڈیر وائف!.."سرگوشی کرتے اس کی شاہ رگ اور "گردن کے بعد کندھے اپنے ہونٹوں سے سرخ کر دیے۔ وہ چوم رہا تھا مگر اس کی مونچھوں کی چھبیں اس کی جلد کو سرخ کر دیتیں۔ تو وہ کیا ہی کرتی

ابوسفیان ٹائیٹم زیادہ ہو رہا ہے؟.."اس نے جیسے ہی الفاظ کہے اس کے ساتھ ہی ڈوم اس کے ہونٹوں پر اپنا لمس چھوڑنے لگا۔ دونوں ہاتھ اس کے چہرے کے گرد رکھے وہ اس کی سانسیں کھینچ کر اپنی اور اس کی سانسیں ملا چکا تھا۔ وہیں وہ سوائے تڑپنے نے اور کچھ نہیں کر پار ہی تھی۔

وہ اس خاموشی میں ٹینا کی سانسوں کے لیے تڑپ سن سکتا تھا مگر وہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔

مگر جیسے ہی وہ پیچھے ہوا وہ نڈھال سی اس کے کندھے پر گری۔ وہ مسکراتے
اس کا ماتھا چومتے خوش ہوا۔

جس دن تم نے ایسی شدتیں دیکھائیں میں جواب میں یوں نہیں کروں گا۔"
اس دن ایک معافیہ گرل اور ایک عام لڑکے کی برداشت کا اندازہ لگا لینا "اس
نے جیسے چیلنج کیا تھا مگر وہ اس کو پورا کرنے کی حالت میں نہیں تھی۔
بلکل بھی نہیں۔

ڈوم اسے اپنی سانسیں ہموار کرنے کے لیے چھوڑ خود فریش ہونے چلا گیا۔
وقت واقعی زیادہ ہو چکا تھا۔



سورج طلوع ہو کر اپنا آدھا چکر مکمل کر لیا مگر اس کی بیوی کی تھکن نہیں
اتری۔ ظہیر نے اپنی بانہوں میں سمٹی اپنی بیوی کو گھورا۔ ہلکے ہونٹ کھولے
سانسیں بھرتی وہ جیسے ابھی تک تھکن نہیں اتار سکی تھی
قلبی!.. "اس نے منسا کے کان میں پکارا مگر وہ کسمساتے واپس آنکھیں موند"
گئی۔

ظہیر اس کے نہ اٹھنے پر گھڑی کو دیکھا جو بارہ بج رہی تھی۔ سب نیچے دوپہر
کے کھانے کا انتظار کر رہے ہوتے اور اس کی بیوی کی ابھی صبح بھی نہیں ہوئی
تھی۔ ایسی بھی کیا تھکن؟... اس نے غصے سے سوچا تھا
اور ساتھ ہی بغیر پرواہ کیے وہ اس کی پہلے سے سرخ گردن پر دانتوں سے
کاٹتے اس کے سسکنے پر جلدی سے دور ہوتے آنکھیں موند گیا۔

منسا نے درد سے مچلتے آنکھیں ایک دفہ زور سے میچیں پھر ہلکی سی کھولتے پاس
دیکھا۔ ظہیر کو سوئے دیکھ اس نے اپنی گردن ہر ہاتھ رکھتے چیک کیا۔ پھر
اسے دیکھا جس گہری نیند میں تھا۔ اسے ابھی بھی جلن ہو رہی تھی اور ظہیر تو

سورہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نا سمجھی اتری۔ ایک دفہ حیرت سے پھر اسے دیکھا مگر جیسے ہی دھیان خود کی طرف گیا وہ شرم سے خود سے نظریں چرا گئی۔ جلدی سے ادھی بیڈ شیٹ جو اس کے نیچے تھی وہ ہی اپنے گرد لیپٹ لی۔ اسے اچھے سے مضبوطی سے ہاتھوں سے تھامتے ظہیر کو دیکھا۔ وہ ابھی بھی سونے کا نائٹک کر رہا تھا وہیں وہ سمجھ رہی تھی وہ واقعی میں سورہا ہے۔ تمہیں معلوم ہے تم بہت بد تمیز ہو؟.. "اس کے مونچھوں کے گرد انگلی" پھیری۔ پھر اس کے برہنہ سینے کو دیکھا۔ وہاں سے نظریں پھسل کر سکس پیکز اور پھر واپس بازوؤں کے ابھرتے مسلز پر آ گئیں۔ ان بازوؤں کی سخت گرفت یاد آئی تو اس کی سانسیں مزید تنگ ہوئی۔ اس نے کب کھول کر ایک سانس ابھری۔ پھر اپنی انگلی دیکھی جو اس کی مونچھوں پر تھیں۔ تمہاری یہ بوڈی میری سانسیں روک دیتی ہے؟ کیوں جاتے ہو جم تم؟.. "" اس کے سینے پر کہنی ٹکائے وہ ابھی تک اسے سویا سمجھ کر چھیڑ رہی تھی

تمہیں بالکل معلوم نہیں ہے نازک سی بیوی سے کیسے پیش آتے ہیں۔ جنونی
انسان!.. "اس کی مونچھوں کا بال پکڑ کر کھینچا۔ وہ درد سے سسکا مگر آنکھیں
نہیں کھولیں۔ منسا مزید شیر ہوئی۔

اور یہ ہونٹ!.. بخدا یہ تو سلگتے شولے ہیں۔ جان کو اتے ہیں میرے۔"
سانسیں کھینچ لیتے ہیں۔ "اس نے ساتھ ہی اس کے ہونٹوں پر انگلی پھیری۔
وہیں ساتھ ہی اس کی انگلی پر شدت سے دانتوں کے نشان ابھرتے اسے چیخنے
پر مجبور کر گئے

اے۔۔ احمد چھوڑو۔۔ "اس نے غصے سے دوسرا ہاتھ تھپڑ کی صورت میں اس
کے سینے پر مارا جبکہ وہ اسے سسکتے دیکھ خود ہی انگلی چھوڑ گیا۔
سلگتے شولوں میں ہاتھ نہیں دیتے۔ جل جاتا ہے!۔ "جتاتے ساتھ ہی اپنا"
ہاتھ اس کے چہرے پر، پھیرا تھا جو سرخ پڑ چکی تھی۔ اور وہ اچھے سے جانتا تھا
یہ صرف غصہ ہے جو وہ میڈم سرخ پڑ چکی ہیں اور کچھ بھی نہیں۔

مجھے شوق بھی ہے نہیں ہے دینے کا۔ چھوڑو تم مجھے!.."ساتھ ہی مچلنے"

لگی۔ ظہیر باتوں کے دوران اس کی کمر میں ہاتھ ڈال چکا تھا۔ وہ اچھے سے جانتی تھی اب وہ اس کی گرفت سے نہیں نکل سکتی

میں تو ظالم ہوں اور کوئی ظالم تمہاری کیوں سنے گا؟.."اس گھوتے پکڑ"

مزید گہری کی وہیں اس کی مزاحمت بھی رک گئی

تم بے شوم ہو۔ خاصے اعلیٰ درجے کے بے شرم!.."جتاتے غصے سے اس"

کے بال پکڑ کر کھینچے۔ جنہیں چھڑاتے اس نے منسا نے دونوں ہاتھ بھی قید کر لیے۔

باپ بننے کے لیے بے شرمی کے اعلیٰ درجے کی ڈگری کی ضرورت ہوتی"

ہے۔ تم تو سمجھ گئی ہو گی اب تک۔۔"منسا کے کان سرخ ہو گئے۔ وہ شخص

کیوں بسلنے سے پہلے نہیں سوچتا تھا۔ وہ مچلنے لگی۔ وہیں اس کا مچلنا اسے مزہ

دے رہا تھا۔

یہ کیوں لپیٹا ہے؟.. کیا ابھی بھی کچھ ہے جس کا پردہ ہے؟.. "اس کی بے"
باکیاں عروج پر تھیں۔ ذیک جھٹکے سے بیڈ شیٹ اس کے وجود سے الگ
کرتے وہ خاصا خوش تھا۔ منسا اس کے وجود میں ہی چھپنے لگی۔ وہیں وہ گہرا
مسکرایا۔

تم!.. "اسے کچھ نہیں سوچا جس سے بتا سکے وہ آخر میں ہے کیا وہیں ظہیر"
مسکراتے اس کی گردن میں جھکا تھا۔

نرمی سے وہاں کاٹتے وہ اس کی سسکیاں بلند ہوتے دیکھ گہرا مسکرایا
میرے ہونٹوں سے زیادہ یہ سسکیاں جان لیوا ہیں!.. "ساتھ ہی بتاتے وہ"
اس کے ہونٹوں کو بھی لاک کر گیا۔ اس کے نرم ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی
گرفت میں لیتے وہ شدت سے اس کی سانسیں پی رہا تھا۔ سہیں وہ تڑپتے
دونوں بازوؤں اس کے کندھے ہر جما چکی تھی۔ جس کی ہر واہ کیے بغیر وہ اس
کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اس کی سانسوں کی روانی کم کرنے کا باعث بنا تھا۔

وہیں منسا آخر تھکتے اپنے ہاتھ نیچے کر گئی۔ اس میں ابھی اتنی ہی انرجی تھی۔
ساری رات بھی تو اس کی شدتیں سہتے وہ تھک چکی تھی اور وہ شخص پھر اسی
موڈ میں آچکا تھا۔

اس کی گردن سے پہلو کی طرف جاتے وہ اسے تڑپا کر بتاتا وہ کس قدر بے
شرم ہے جب دروازے پر دستک ہوئی تھی۔ وہ غصے سے اس کے وجود سے
سراٹھا گیا۔

بھائی جیک مر گیا!.. اس دنیا نے مجھ سے جیک چھین لیا!.. "اس نے"
انکھیں کھول کر بند کیں۔

شمیمہ اپنے جیک کے دکھ میں اکثر بھول جاتی تھی وہ کون ہے اور وہ کسے جیک
کی موت کے بارے میں بتا رہی ہے۔

اچھ ہوا مر گیا ورنہ میں نے مار دیا تھا!.. "اس کی دھاڑ سنتے ہی شمیمہ کو"
ہوش آیا تھا۔

وہ تو کل سے ناجانے کتنی دفنہ یہ مووی دیکھ چکی تھی۔ اس نے گھر میں ہڑے
سارے ٹشو ختم کر دیے تھے مگر جیک کی موت کا دکھ ختم نہیں ہوا۔ وہیں
ظہیر کہ دھاڑ سنتے ہی وہ سب غم بھولتے نیچے کودوڑا لگائی
وہیں ظہیر بھی اس کے وجود سے دور ہوا۔

تمہاری نند نے تمہاری جان بچالی ورنہ ابھی بے شرمی کے نمونے دیتا!..""
منسا آنکھیں بند کیے ہڑی تھی۔ ظہیر اس کی بند پلکوں اور برہنہ سجد کو گہری
نظروں سے دیکھا۔ اس کے وجود ہر جھکتے دل کے مقام ہر لب رکھتے اس کی
سانسوں کو روانی بخشتے وہ دور ہوا۔ وہیں منسانے وہیں پڑی اس کی شرٹ لیتے
جلدی سے خود کو چھپایا تھا

مگر وہ اس کی یہ حرکت دیکھنے سے پہلے ہی فریش ہونے کے لیے واش روم
میں بند گیا۔ وہیں منسا سینے پر ہاتھ رکھے سانسیں ہموار کر رہی تھی جو کبھی
سدھر جاتیں تو کبھی بگڑ جاتیں۔ مگر یہ کنٹرول بھی صرف ایک شخص کے
ہاتھ میں تھا۔

..! اس کے شوہر۔ ظہیر احمد کے ہاتھ میں

^^^

لیل بے چین سی ہوتے نیند میں ہی سرادھرا دھرم مارنے لگی۔ اس کی حالت عجیب ہو رہی تھی۔ ایسے جیسے کسی صحرائی علاقے میں آگئی ہو۔ دونوں ہاتھوں سے گلپلغے وہ سانسیں بھرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وجود الگ سے بے جان ہو رہا ہو جیسے۔ وہیں الیگزینڈر بالکل خاموشی سے اس کی حالت دیکھ رہا تھا۔ وہ اس کے پہلی بار ہلانے پے ہی اٹھ گیا تھا۔ مگر دیکھنا چاہتا تھا ہوا کیا ہے اور اسے ہو کیا رہا ہے۔

اس کے مزید تڑپتے پاؤں بھی بیڈ پر مارنے پر الیگزینڈر نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایے۔ اس کے دونوں کندھوں سے اسے تھامتے ایک دفہ جھنجھنور کر رکھ دیا۔ اس قدر شدت سے کہ وہ اٹھ گئی۔ وہ بے یگانی سی نظروں سے الیگزینڈر کو دیکھ رہی تھی۔ جیسے جانتی ہی نہ ہو

الیکزینڈر کے لیے یہ ناقابل برداشت ہوا تھا۔ دونوں بازوؤں یوں اس کے گرد ہی رکھے وہ شدت سے اس کی سانسیں قید کر گیا۔ لیل دونوں ہاتھوں سے اس کے کندھے دبوچے۔ وہ اس کی تڑپ کی پرواہ کیے بغیر اس کی سانسیں چھین رہا تھا۔ شدتوں سے انہیں پیتے وہ اس کو تڑپا گیا۔
اب ایسی کوشش بھی مت کرنا!.." اس کی مزاحمت تیز ہوتے دیکھ وہ اس کے کان میں پں کارا۔

سکند!.." اس کی بات مکمل ہونے دینے سے پہلے وہ پھر اس کے وجود پر "جھکا۔ شدتوں سے اس کی سانسیں پیتے وہ سمجھ چکا تھا لیل کی نارمل ڈیلیوری ہوئی ہے۔

الیکزینڈر شدتوں سے اس کی سانسیں پیتے نرمی پر آ گیا۔ نرمی سے اس کے نچلے لب کو ہونٹوں میں دباتے وہ بار بار اپنا عمل دہرا رہا تھا۔ لیل کی مزاحمت تو تک چکی تھی مگر اس کے دونوں ہاتھ ابھی بھی الیکزینڈر کے کندھوں پر تھے۔

اب پتا چلا میں کون ہوں؟.. "پھولی سانسوں کے دوران پوچھا۔"

وہ بغیر کچھ بولے بس سانسیں بھرتی رہی۔ الیگزینڈر اس کے چہرے پر پھر

جھکا۔ اب نرمی سے اس کے نقش چومنے لگا۔ الیگزینڈر کے بال دونوں

طرف سے گرتے ان کا چہرہ چھپا گئے۔

سانسیں اس قدر پھولنا برہا پے کی نشانی ہوتی ہے! "اس نے لیل کو چھیڑا"

تھا مگر وہ کچھ نہیں بولی۔

اگر وہ اس وقت اپنے ہوا سوں میں ہوتی تو یقیناً الیگزینڈر کی اس بات کا منہ توڑ

جواب دیتی۔ مگر ابھی وہ چپ چاپ بس سانسیں بحال کرتی رہی

کیا واقف نہیں ہو خود سے یاں بھول چکی ہو؟.. "اسے کمر میں ہاتھ ڈال کر"

اٹھایا۔ وہ خود بھی اٹھ بیٹھا تھا۔

سکندر!.. "الیگزینڈر نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اسے خاموش کروا"

دیا۔

ابھی مجھے یہ مزاحمت اور ان ہونٹوں سے نکلا ہر لفظ غصہ دلا رہا ہے۔"

دھیمی آواز میں اپنے دل کی حالت بیان کی۔ وہیں لیل آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھتے اس کی سرخ نظروں کو دیکھتے ہی کچھ حد تک ڈری تھی۔

جانتی ہے ناں اس دل کی ملکہ ہیں اپ! پھر بھی ایسے کیوں پیش آرہی ہیں؟.. "اسے لیل کا ڈرا چھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ اس سے لڑتی جگھڑتی پھر ہی ٹھیک تھا۔

لیل آنکھیں موند گئی۔ الیگزینڈر کو شدید غصہ آیا تھا اس حرکت پر۔ غصے سے لیل کی گردن اپنی آہنی گرفت میں دبوچنے اس کا چہرہ اپنے بلکل عین سامنے کیا۔ اس کی آنکھوں میں دیکھا جو پھٹنے کے قریب تھیں۔ آپ کی یہ حرکتیں مجھے تڑپا رہی ہیں... "لیل کی سسکی نکلی۔ اس کی گرفت نرم نہیں تھی۔

اسی لیے مجھے تڑپا رہے ہو!.. "شکوہ سا کیا تھا۔"

اپ کو بھی تو میری تڑپ کا اندازہ ہونا چاہیے!.. "اسے بتاتے وہ غصے سے"

اس کی شاہرگ پر دانتوں سے کاٹ گیا تھا۔ لیل چلی اور ساتھ ہی آنکھوں

میں آنسوؤں بھرے تھے۔

کیا ہوا تھا جو پر یگننسی وقت سے پہلے ہوئی؟.. "اسے اچھے سے معلوم تھا"

ڈاکٹر نے کیا ٹائیم دیا تھا۔ کون سی تاریخ بتائی تھی۔ وہ مان ہی نہیں سکتا تھا کچھ

نہ ہوا ہو۔

تم جو رجبی!.. "الیکزینڈر نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رگڑی۔"

آپ بتائیں!.. اور صرف آپ بتائیں گیں۔ "لیل اس کے ایسا کرنے پر"

اپنے وجود میں اٹھتی گرمی دیکھ سکتی تھی۔ یہ اس کے غصے کی تپش ہی تھی۔

لیل نم نظروں سے اسے دیکھا۔ مگر وہ رحم کھانے کے موڈ میں نہیں تھا۔ اس

..! سے ہی سننا چاہتا تھا ساری کہانی

الیکزینڈر بغیر رحم کھائے اسے دیکھتا رہا۔ مطلب آج وہ اس کی نم نظریں دیکھ

نہیں پگھلے گا۔

سکندر یہ دنیا کبھی مجھ پر مہراں نہیں ہوئی۔ تمہاری غیر موجودگی میں تو بالکل "بھی نہیں!.." وہ الیگزینڈر کے گلے میں بائیں ڈال کر اس کے سینے سے لگی۔ الیگزینڈر بھی اپنی گرفت کھولتے اس کی کمر کے گرد بازو لپیٹے۔ وہیں وہ دردناک لمحات یاد کرتے زور سے آنکھیں میچ گئی۔

جلدی کرو۔ وقت نہیں ہے ہمارے پاس!.." وہ دھاڑا۔ وہیں اس کی دھاڑ "پر وہ سب ایک دفہ لرزے مگر سپیڈ کم نہیں کی۔

وہ ہزاروں کی تعداد میں گاڑیاں تھیں جن میں اسلحے سے لیس باڈی گارڈ۔۔۔ جو اس وقت کسی کی حفاظت کے لیے نہیں بلکہ کسی کی جان لینے کے لیے جا رہے تھے۔ کسی کو مارنا اس وقت ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

وہ گاڑیاں ایک محل کے سامنے رکیں۔ سب اپنی اپنی پوزیشن پر فٹ ہو گئے۔ وہ خود بھی ایک اندھیری جگہ میں جا بیٹھا۔ محل کی سیکیورٹی اس نے کم کرنے کا حکم بھی دے دیا۔ اپنے گارڈز کو وہاں سے ہٹ جانے کا بول دیا۔ لیڈی گارڈز کو وہاں سے اپنی جگہ بدل دینے کا حکم دیا۔

وہ سب خود وہیں گھات لگاتے بیٹھ گئے۔ اور ان میں وہ بھی تھا۔ اس نے بہت بار یکی سے ہر چیز کا معائنہ کیا تھا۔ پھر اس کے اندر جاتے ہی اس نے سب کی پوزیشن بدل دی۔ اب وہاں گاڑیاں کے پاس کھڑے گارڈز نیچے پڑے گارڈز کی شرٹس پہن رہے تھے۔ انداز میں جلد بازی عیاں تھی۔ پھر وہ سب گارڈز جو نیچے پڑے تھے انہیں اٹھا کر ایک لوڈر میں پھینک آئے۔ وہ گاڑیاں لوڈ کرنے کے لیے گاڑی تھی مگر اس وقت انہیں اس کی زیادہ ضرورت تھی۔ وہ خود وہیں پیچھے تھا۔ ضبط کرتے وہ منیج کیمرہ سے اندر کے حالات دیکھ رہا تھا۔ اس نے چھو کر نیچے گری ایک عورت کو محسوس کرنا چاہا۔ مگر اسے ضبط کرنا تھا۔ یہ ضروری تھا۔

ان کو باہر نکلتے دیکھ اس نے گارڈز کو اشارہ کیا۔ وہ سب چوکنے ہو گئے۔ لینڈ مائنز پر جو گارڈز کھڑے تھے ان کے پہلے ہی چھترے اڑ چکے تھے۔ باقی پولیس دھماکے گولیاں کسی بھی آواز سن کر یہاں آنے سے تور ہی۔

اس شخص کے گاڑی میں بیٹھتے ہی اس کے گارڈز نے اشارہ کر دیا تھا۔ سب سے آگے وہ ڈراؤ نے انسان کی ہی گاڑی تھی اور اس میں اس کے سب سے قابل اعتبار گارڈز۔۔ جنہیں وہ اپنے ساتھ اندر لے کر گیا تھا۔

آج تمہیں گارڈز نہیں تمہاری موت فالو کر رہی ہے۔ بہت جلد تمہیں فالو کرتے جبرئیل علیہ السلام بھی آجائے گا۔" وہ ہنسی عجیب تھی۔ جیسے اس میں راز سے دفن ہوں۔

وہ ان کے پیچھے جانے کے بجائے اندر بڑھا۔ وہاں گارڈز بھی اس کے پیچھے آئے۔ وہ سیدھا اس کمرے میں آیا جہاں انعم تھی۔ اس کو نیچے سے اٹھاتے باہر لا کر صوفے پر بٹھایا۔ وہ درد سے کرا رہی تھی۔

موسیٰ نے اس کے زخم پر مرہم لگایا۔ وہ موسیٰ کو سب بتانا چاہتی تھی مگر اس کے چہرے کی سختی اسے کچھ بھی بتانے سے روک رہی تھی۔

میں سب جانتا ہوں۔ آپ آرام کریں!۔" بتاتے وہ انعم کا ماتھا چوم کر وہاں سے نکلا۔ اس وقت اس کا ان کے پیچھے جانا ضروری تھا۔ دو گارڈز انعم کے پاس چھوڑے۔ وہ اس وقت کسی تیسرے پر امید نہیں رکھ سکتا تھا۔

موسیٰ!.. "وہ پیچھے سے پکار سنتا پلٹا۔ انعم اسے نم نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

موسیٰ لیل!.. "وہ جملہ مکمل کرنے کی سکت سد میں نہیں پاتی تھی۔"

نوماہ میری ماں نے حفاظت کی ہے میری۔ اب نو سو سال بھی ان کی حفاظت کرنا میری ذمہ داری ہے۔" انعم کو اس کے الفاظ سے سکون دیا۔ وہ انعم کو نظروں سے پر سکون کرتا وہاں سے نکلا۔

اس کے نکلتے ہی اسے لوکیشن مل چکی تھی۔ وہ فوراً سے اپنی گاڑی میں نکلا۔ اس وقت اس کے ساتھ کوئی گارڈ نہیں تھا۔ باقی سب کو وہ بھیج چکا تھا۔

موسیٰ کی گاڑی ہو اسے باتیں کر رہی تھی۔ اس نے اپنے سامنے اتنی گاڑی کے دائیں جان سے کٹ مارا تھا مگر وہیں سامنے سے گاڑی کی سپیڈ ہلکی ہوئی تو وہ

بائیں جانب کو نکل گیا۔ اس کی گاڑی تو جیسے زگ زگ میں چل رہی تھی۔
کبھی سیدھا کبھی دائیں تو کبھی بائیں!... وہ اس وقت صرف وقت پر پہنچ جانا
چاہتا تھا۔ جو کہ انتہائی ضروری تھا اس کے لیے۔

موسیٰ آگے سے سنسان سڑک آنے پر اسی طرف ہولیا۔ وہاں کوئی گاڑی
نہیں تھی۔ اس کی گاڑی مزید رفتار سے چلنے لگی۔ وہ عمان کے سب سے الگ
تھلگ علاقے مستندم میں آچکے تھے۔ وہ فل رفتار سے گاڑی چلا رہا تھا۔ اس
قدر رفتار کے اسے ان کی گاڑیاں بھی وہاں مل گئیں۔ اس نے سپیڈ ہلکی کر
دی۔

وہ گاڑیا

کچھ دور جا کر رک گئیں۔ وہیں وہ بھی گاڑی روک کر ان کی طرف بڑھا۔ وہ
ایک بہت چھوٹا سا نہیں مگر چھوٹا گھر تھا۔ اس نے حیرت سے دیکھا۔ یہاں تو
اس کے ہونے کا وہ گما بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اگر خود نہ دیکھ لیتا۔

وہ گارڈز کو اشارہ کرتے مزید اگے بڑھا۔ وہیں وہ ادھے کٹے شخص کو دیکھ اس
منے منہ موڑا۔ اس کا نظر اتنا جبراً اس کو کسی شیطان کا تاثر بن رہا تھا۔ جبکہ اصل
میں وہ شیطان ہی تھا۔

تم بھی میرا غلام بننے کو آگئے۔ اچھا ہے الیگزینڈر کی اولاد شہزاد کی نوکر بنے گی!
"موسیٰ ہنس دیا۔ وہ ہنسی بہت طنزیہ تھی۔

جو جنم ہی بادشاہ بننے کو ہوں تم تو کیا انہیں کوئی ریاست بھی فقیر نہیں کر
سکتی۔۔" وہ تلملایا۔

میری جگہ پر کھڑے ہو تم!.. شہان سنبھال کر بات کرو!۔" وہ چیخا۔
کتے جس جگہ بیٹھ جائیں اسے اپنی سمجھ لیتے ہیں۔ جبکہ اصل میں انہیں دو گز
زمین بھی نہیں ملتی۔" یہ جیسے اس پر کاری وار کیا تھا موسیٰ نے۔۔

تمہاری ماں میرے قبضے میں ہے۔ چاہوں تو چٹکیوں میں ختم کر دو اسے اور
اس کے ہونے والے بچے کو!.. "وہ یقیناً اپنی طاقت کے نشے میں تھا

جو میرا ہے اسے میری اجازت کے بغیر جبرئیل بھی نہیں چھو سکتا۔ تم تو چیز
ہی کیا ہو؟.. "موسیٰ نہتا اس کے سامنے کھڑا اتنی بڑی بڑی باتیں کر رہا تھا
اس سے بالکل بھی برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

پہلے تم بتاؤ تم چیز کیا ہو؟.. "اس کے اشارے پر کچھ گارڈز نے بندوبست
موسیٰ پر تان لی۔ وہ ہنس دیا

شیرکتوں کو اپنی شناخت نہیں بتاتے۔۔ "وہ غوے سے اٹھتے ایک گارڈ سے
گن چھین کر موسیٰ کے سر پر رکھ گیا۔۔

چاہوں تو ابھی ایک جھٹکے میں ختم کر دو۔ سوگ منانے کو میت بھی نہیں
ملے گی تمہارے باپ کو!.. "موسیٰ نے داد دیتی نظروں سے دیکھا۔

بوائز!.. "اس کی آواز گونجنے لگی وہاں فائرز کی آواز گونجی۔ جتنے بھی گارڈز
اس کے ساتھ تھے ان سب نے باقی کو مار گرایا۔ اب وہ سبھی گارڈز موسیٰ کے
پیچھے کھڑے تھے۔ گنز کا نشانہ وہ شخص تھا۔

بادشاہ نے بازی پلٹ دی اور تم سمجھ بھی نہیں سکے۔ "طنزیہ کہتے اس کے"
ہاتھ سے بندوق لے کر دور پھینکی۔

یہ سب میرے بندے تھے۔ تم لوگ اس کی طرف کیوں کھڑے ہو؟.."
وہ غصے سے دھاڑا۔ ابھی تو شاک سے نکلا تھا۔

تم لڈو کے دانوں کی طرح مخالف کے جانے کا انتظار کر رہے تھے میں نے"
شطرنج کھل کر بساط ہی پلٹ دی۔ "اس کی گال تھپتھپانی چاہی مگر ہاتھ روک
گیا۔

تم نے دھوکہ کیا ہے میرے ساتھ!.." وہ اپنی پوری شدت سے چیخا۔"
دشمنی اصولوں پر نہیں نبھائی جاتی۔ دھوکہ فریب چالیں سب دشمنی میں"
ہی تو ہوتا ہے۔ "وہ غصے سے تلملار ہاتھ۔ گارڈز اس کے اشارے پر اسے
بازوؤں سے دبو چتے گھٹنوں کے بل بیٹھا گئے۔ موسیٰ کرسی کھینچ کر خود اس پر
بیٹھا۔

اپنے ہاتھ میں پکڑی گن اس وقت کے دماغ پر رکھی۔

میں دشمن پر رحم کرنے کا قائل نہیں۔ پلٹ وار کرنے سے پہلے ہی دشمن کو "پسپا کر دیتا ہوں۔" اس نے گن والے ہاتھ سے ہی اس شخص کو بالوں سے دبوچتے اس کا چہرہ سامنے کیں۔ اس میں اتنی طاقت نہیں تھی۔

گارڈز اسے چھوڑ کر دور ہو گئے۔ موسیٰ ایک جھٹکے سے بازو اس کے کندھے کے گرد ڈالتے اس کا بازو توڑ دیا۔ وہاں درد سے کراہتے پیچھے جا گرا

موسیٰ اسے وہیں چھوڑا اندر کی طرف بڑھا۔ وہاں واحد ایک کمرہ تھا۔ اور وہ بھی مکمل اندھیرے میں۔

موسیٰ نے ہاتھ بڑھاتے لائٹس آن کیں۔ مگر کمرے کا منظر دیکھ اس کا خون کھولا۔ ان سب کی تصاویر اور پھر الیگزینڈر کی تصویر پر چاقو سے کیے گئے وار!.. کہاں برداشت تھا باپ کے ساتھ ایسا کرنے کا کوئی سوچے بھی۔

موسیٰ نے نظریں دوڑا کر ایک کونے میں پڑی لیل اور جورجینا کو دیکھا۔ لیل کو بازوؤں میں بھرا جبکہ باہر سے لیڈی گارڈ جو آواز دی۔ جورجینا کو اٹھالے۔

لیل کی حالت کے چلتے وہ لیڈی گارڈز ساتھ لایا تھا۔ اس نے لیل کو بہت احتیاط سے اٹھایا تھا۔

تم ملکہ کو مجھ سے دور نہیں لے جاسکتے!..." وہ چیخا۔ گارڈز نے اس کی "ٹانگوں پر رافل سے فائر کرتے اسے واپس گرنے پر مجبور کیا۔ موسیٰ باہر گاڑی کی طرف جاتے پلٹا

ملکہ ہیں مگر صرف الیگزینڈر کی۔۔ جسے تمہارا باپ نا اپنی ملکہ بناسکا اسے تم "کیا خاک حاصل کر سکو گے۔" لیل کو اٹھائے ہی موسیٰ نے اس شخص کی پسلوں پر وار کرتے اسے دہرا ہونے پر مجبور کیا

اگر ملکہ میری نہیں تو کسی اور کی بھی نہیں رہیں گیں۔ "موسیٰ شدید غصے کے چلتے پھر پاؤں سے اس کے پیٹ پر وار کیا۔ وہ دہرا ہوا۔

میں خالی ہاتھ رہا تو بچے کا تم سب کے پاس بھی کچھ نہیں۔ نہ ملکہ نا اس کی "کو کھ۔۔" وہ درد کے باوجود ہنسا۔

موسیٰ کو احساس ہوا اس سے کچھ چھوٹ گیا ہے

نیلا؟....." وہ دھاڑا۔"

کچھ ہی دیر میں وہاں ایک لمبے قد کی کچھ بھاری وجود کی عورت نمودار ہوئی۔
موسیٰ نے لیل کا وجود اس کی بانہوں میں دیا۔ لیل کے ہاتھ پکڑے چیک
کیے۔ اس کے بازوؤں سے شرٹ اوپر کرتے اسے وہ نشان مل گیا جو وہ ڈھونڈ
رہا تھا۔ اس کے پاس سے جگہ سرخ تھی۔

ہو سپیٹل لے جاؤ انہیں۔ اور ابھی ڈیلیوری ہوگی ڈاکٹر کو بتا دینا۔ تم ڈیلیوری
روم سے کہیں نہیں جاؤ گی۔" اسے سمجھا کر وہاں سے بھیجا۔ وہ خود اس کی
طرف پلٹا۔

تم نے اس حرکت کے بعد اپنی موت کو دعوت دی ہے!..." موسیٰ کے "
چہرے پے چٹانوں سی سختی تھی۔ وہ شخص کو گریبان سے پکڑتے کھڑا کر گیا۔
لوگ موت کو دعوت دیتے ہیں تم نے اپنے لیے قیامت بلا لی ہے!..."
موسیٰ کے بھاری ہاتھ کا مکہ اس کے منہ پر پڑا۔ ساتھ ہی وہ دور جا گرا۔ اس
کے منہ سے خون نکلنے لگا تھا۔

ملکہ مر جائے گی۔ اور الیگزینڈر صرف دیکھتا رہ جائے گا۔ "وہ جیسے موسیٰ کو"
مزید غصہ دلارہا تھا۔ اس نے پاس کھڑے گارڈ سے چھین کر پانی کی بوتل لے
کر سارا پانی ایک ہی جھٹکے میں ختم کرتے بوتل دور پھینکی۔ خود پاؤں پر وزن
ڈالتے اس کے پاس نیچے بیٹھا۔

تم شہداد کے بیٹے ہو۔ ایک ناجائز اولاد جس سے اسے نفرت تھی۔ اسی "
نفرت میں اس نے تمہارا چہرہ بگاڑ دیا۔ "اس نے موسیٰ کو خود سے دور دھکے
دینا چاہا مگر وہ اپنی جگہ سے ایک انچ نہیں ہلا۔

تمہیں اس نے وراثت میں اپنا خواب دیا تھا ناں!۔ محل کی رانی کو واپس "
لانے کا خواب۔ "وہ یہ سب کیسے جانتا تھا وہ نہیں جانتا تھا مگر اسے شک اس
بات کا تھا شہداد کی اس سے نفرت سے کوئی کیسے واقف ہوا۔

تمہیں کیا لگا تھا تم ہمارے پیچھے ہو؟.. میں نے منظر بدل دیا۔ بساط الٹ "

دی، چالیں الٹی کر دیں۔ کردار بدل دیے۔ مگر تم نہیں سمجھ سکے۔ "موسیٰ

بہت آرام سے بول رہا تھا۔

تم نے میری ماں کو زہر سے بھراا نچیکشن لگا کر غلط کر دی۔ "اس پر حیرت"
اتری تھی۔

موسیٰ نے گن اس کے چہرے کی ٹھیک سائیڈ پر مارتے اسے دور جا کرنے پر
مجبور کیا۔ وہ شاک سے اسے دیکھ رہا تھا جو سیکنڈ میں سب سمجھ گیا۔

تمہاری موت اتنی دردناک بناؤں گا پھر کوئی شہاد جنت بنانے کے خیال"
سے بھی نفرت کرے گا۔ "پے درپے اس نے اپنے جوتے کی نوک اس
شہاد کے پیٹ میں مارتے اسے کہو لہان کر دیا۔

نیچے بیٹھتے اس کا ہاتھ پکڑتے جھٹکے سے موڑ دیا تا نگوں میں اسے پہلے ہی
گولیاں لگ چکی تھیں۔ اب وہ بھاگ تو بلکل بھی نہیں سکتا تھا۔

لے جاو اسے۔۔ میں ریڈ کے پاس جا رہا ہوں۔ اس کیسا نسیں بند نہیں ہونی"
چاہیں۔ گولیاں نکال کر وہاں نمک مرچ بھر دو۔ یہ ہل پل تڑپے گا۔ "وہ ابھی
بھی چیخ رہا تھا۔ درد برداشت کرنا مشکل تھا۔

لے جاو!۔۔۔" موسیٰ پھر سے دھاڑا۔ ساتھ ہی بالوں میں ہاتھ چلاتے " انہیں پیچھے کیا۔ گارڈز کو وہاں سے بھیج وہ خود گاڑی لے کر ہو اسپتال کے لیے نکلا۔ لیل کی حالت کا سوچتے اسے کچھ ہو رہا تھا۔

اسے پہلے ہی شہاد کو ختم کر دینا چاہیے تھا۔ اس سے غلطی ہو گئی جو اسے لیل تک رسائی حاصل کرنے دی۔ وہ بس لیل کو تکلیف سے آزاد کرنا چاہتا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا وہ شخص پہلے ہی لیل کو زہر دے دے گا۔

اسے اپنی ماں پر رسک نہیں لینا چاہیے تھا۔ اس کی سوچیں اس وقت صرف لیل کے گرد تھیں۔ کچھ ہی دیر میں وہ ہاسپتال کے سامنے تھا۔ جہاں جاتے ہی اسے خوشخبری سننے کو ملی تھی۔

سر میم بلکل ٹھیک ہیں۔ بیٹا ہوا ہے۔ انڈرا بزو لیشن ہیں دونوں ابھی۔ " " موسیٰ وہیں بیٹھتا چلا گیا۔ اس نے ہاتھوں کے پیالے آسمان کی طرف اٹھائے تھے۔

خدا یا تیرا شکر ہے۔ بے شک تو رحیم ہے۔ "اس نے پورے دل سے یہ"

بات کہی تھی۔ کچھ دیر وہ وہیں بیٹھا خدا کا شکر ادا کرتا رہا۔

روم کے پاس کھڑے ہوتے اس نے مسکراتی نظروں سے بیڈ پر نیند میں گم لیل اور کاٹ میں پڑے بچے کو دیکھا۔

بیٹی تو نہیں ہو سکی چلو بیٹا ہی مبارک ہو!.. "وہ غائبانہ الیگزینڈر سے" مخاطب تھا۔ لبوں پر دھیمی مسکراہٹ تھی۔

لیل سے ابھی وہ نہیں مل سکتا تھا۔ ڈاکٹرز نے منع کیا تھا۔ وہ وہیں سے کچھ دور ایک کمرے میں پڑی جور جینا کے پاس آیا۔ اس کا چہرہ زرد تھا۔ گن کی نال لگنے سے اس کا کافی خون نکلا تھا۔ پھر جس بے دردی سے انہوں نے اسے گاڑی میں پھینکا تھا اسے کچھ چوٹیں آئی تھیں۔

کچھ لوگوں کی وفاداری کی قیمت اپنی ساری جمع پونجی دے کر بھی نہیں "چکائی جاسکتی۔" وہ جور جینا سے بہت دھیمے لہجے میں بولا۔ وہ ما کرادی۔ جبکہ

چہرے پے تناؤ تھا۔ باہر ہو سپیٹل کے چاروں طرف گارڈز تھے۔ اس کے علاوہ لیل اور جو رجینا کے کمرے کے باہر الگ سے گارڈز تھے۔

تمہارا شکریہ میں ادا نہیں کر سکتا چاہے کچھ بھی کر لوں۔ "وہ اس کی ہمت پر " واقعی ایسا سوچ رہا تھا۔ جیسا اس نے کہا۔

موسیٰ وفاداری بازار میں ملتی کوئی سبزی نہیں جس کی قیمت ہوگی۔ نہ ہی " مدد ہے جس کا شکریہ ادا کیا جائے۔ " وہ اسے لاجواب کر گئی۔

وہ ہاں میں سر ہلاتے جانتا تھا وہ سچ کہہ رہی ہے مگر وفاداری ایک احسان بن جاتی تھی۔ جو اتارنا بہت ضروری تھا۔

ارام کرو۔ کچھ دیر تک واپس گھر جانا ہے پھر۔ اب سارے خطرے ٹل چکے " ہیں۔ الیگزینڈر کے سب دشمن ختم سوائے ایک کے! " وہ چپ چاپ لیٹ گئی۔ یقیناً وہ نہیں جانتی تھی وہ ایک کون ہے یا ابھی پوچھنا نہیں چاہتی تھی

موسیٰ واپس باہر آگیا۔ حارث کو کال ملائی۔ وہ پہلے تو پریشان ہوا مگر پھر سب جانتے اسے سکون کی سانس آئی۔ موسیٰ نے اسے ہارون اور حیا کا بھی خیال رکھنے کی تلقین کی۔ جسے جانی نے اس کی طرف بھیجا تھا۔

ایک دشمن ابھی مر بھی نہیں تھا کہ دوسرا اٹھ آیا۔ اور اب تو ایک پوری ریاست!.. وہ سخت پریشان ہوا۔ اور اسی پریشانی میں وہ رومان کو کال ملانے لگا مگر اس کا نمبر بند تھا۔

اس نے کچھ سوچتے رومہ کو کال ملائی مگر وہ بھی اف۔ گارڈز تک کے نمبر بند۔ وہ پریشان ہوا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جانی اور مامنہ کو بھی کالز کی مگر وہاں سے بھی کوئی جواب نہیں

کیا وہ کچھ چھوڑ چکا تھا؟.. "اس کے چہرے پے سوال ہی سوال تھے۔ پریشانی ہی پریشانی تھی۔



موسیٰ گاڑی لے کر فوراً سے وہاں سے نکلا۔ وہ سیدھا جانی کے گھر آیا مگر وہاں کا
منظر دیکھ اس بے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔ رومہ جانی مومنہ سب وہیں
تھے۔ تبھی ایک کمرے سے ہانیہ اور رومان بھی نکلے۔ موسیٰ نے گلہ کھنکھارا
مگر کسی نے جواب نہیں دیا۔

ایسی کیمنی حرکتیں کرتے وقت شرم تو نہیں آئی ہوگی؟.. "غصے سے"
پوچھتے وہ ہانیہ کو سہارے سے صوفے پر رومہ کے پاس بٹھا گیا۔

خیر، تم سب ٹھیک ہو۔ میں سمجھا کچھ ہونا گیا ہو۔ میں اب چلتا ہوں۔ ""

موسیٰ اسے یوں اگنور کیا جیسے وہ وہاں موجود ہی نہ ہو۔

رومان کی سارے رستے جان اٹکی رہی تھی۔ وہ گاڑی سے ایئر پلین اور پھر
ایئر پورٹ سے گھر تک کے رستے یہ ہی سوچتا رہا تھا یہاں سے بھاگے کیسے اور
اس نے ایسی حرکت کر دی تھی وہ غصے سے بس اسے گھور سکا تھا۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا اس حرکت کے چلتے اس کی جان نکل دے۔ وہیں
موسیٰ کو باقی سب بھی ویسے ہی گھور رہے تھے۔ ان سب کو موسیٰ نے کل
سے قید کر کے رکھا تھا۔ ابھی کچھ دیر پہلے ان کے فون واپس دیے گئے۔ اسی
غصے کے چلتے ان میں سے کوئی بھی اس کا فون نہیں اٹھا رہا تھا۔ اور ابھی ارادہ
بھی نہیں تھا اٹھانے کا۔

تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے سب تمہارے اشارے پر ناچے گیں!... "رومان"
غصے سے اس کا گریبان تھا۔ وہ سب ایک دفہ اپنی جگہ سے اٹھے تھے۔
رومان کی آنکھیں سرخ تھیں۔ وہ اس ٹارچر کو نہیں بھولا تھا جو اسے برداشت
کرنا پڑا۔ صرف اس سوچ کے ساتھ نا جانے اس کی بیوی اور بچے کے ساتھ کیا
ہو گیا۔

مان!.."ہانیہ نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تھی جب رومان کی سرخ"
تپش بھری نظریں دیکھ وہیں رک گئی۔

تمہاری اس حرکت کی وجہ سے اگر میرے بچے کو کچھ ہو جاتا تو؟.. "وہ"
گر جا۔ ان سب نے حیرت سے رومان کی بات سنی تھی۔ پہلے تو وہ اتے ہی
ہانیہ کو لے کر کمرے میں چلا گیا تھا۔ اب اس کی بات شک ہی دیتی۔
اس بچے کے لیے ہی تھا یہ!.. "اس نے رومان کے ہاتھ دور جھٹکے۔"
تم سب سے اہل ما بھی بے پرواہ نہیں ہو جتنا سمجھ لیا ہے!.. "رومان اسے"
نا سمجھی سے دیکھ رہا تھا۔ باقی سب کے بھی یہ ہی تاثرات تھے۔
ریڈ کنگ ہاؤس پر حملہ ہوا تھا۔ وہ جو رجینا اور ریڈ کو اغواہ کے لے"
گیا۔۔ "ان سب کے ہاتھ منہ پر گئے تھے۔ سب کے تاثرات میں ڈر تھا کہیں
پھر لیل کے بچے کو کچھ نہ ہو گیا ہو۔

آپ سب کو اغواہ کرنا مجبوری تھی میری۔ وہ ہر جگہ سے بی کے فیملی کے"
لوگ اغواہ کر رہا تھا۔ تمہیں جب میرے لوگوں نے اغواہ کیا اسی وقت وہاں
شداد کے بندے بھی پہنچ چکے تھے۔ انہیں یہ تاثر دینا ضروری تھا تمہیں ان

کے لوگوں نے اغواہ کیا ہے۔" رومان کا غصہ کم نہیں ہوا۔ وہ اسے تو بتا سکتے تھے۔ کم از کم وہ سکون میں تو آ جاتے۔

شداد تو مر گیا تھا؟.. "جانی نے اسے اپنی آنکھوں سے مرتے دیکھا تھا۔" یہ شداد کا ناجائز بیٹا تھا۔ وہیں محل کے سامنے طے خانے میں قید تھا۔ شداد اپنا خواب اسے سونپ کر مرا تھا۔ وہ بدلہ لینے ریڈ کو قید کرنے کے لیے یہاں تک آیا تھا۔ اتنے سال انتظار کرتا رہا۔ "رومان کی نظروں کا غصہ کم نہ ہوتے دیکھ اس نے گلہ کھنکھارا۔ مطلب وہ واقف تھا اس کہانی کے پیچھے چھپی کہانی سے بھی۔

تم پہلے دن سے اس سے واقف تھے۔ تم روزِ اول سے سب جانتے تھے۔" سوائے اس کے وہ کیسا دکھتا ہے اور رہتا کہاں ہے؟.. "رومان کے پول کھولنے پر اور یہ جان لینے پر اسے حیرت نہیں ہوئی۔ وہ ویسے ہی کھڑا رہا۔

تم نے اسے پکڑنے کے لیے ہم سب کو مہروں کی طرح استعمال کیا ہے اور "اب سیفٹی زون میں جارہے ہو؟.." "رومان کی دھاڑ پر بھی اس کی حالت میں تبدیلی نہیں آئی۔

وہیں باقی سب کی ایک حیرت کم ہوتی تو دوسری آجاتی۔ وہیں رومان گھٹنوں پر ہاتھ رکھے اب سانس لے رہا تھا۔ مگر ان سب کے چہرے دیکھ اسے اندازہ ہو گیا وہ کیا کر چکا ہے۔ وہاں سے ہوتی نظر موسیٰ کی طرف اٹھی تو خود پر لعنت بھیجی۔ وہ غلط کر چکا تھا اپنے ساتھ۔۔

وہ جس قدر ٹھنڈے انداز میں کھڑا تھا وہ اچھے سے جانتا تھا وہ اسے قتل کر دینا چاہتا تھا۔۔

بلیک کنگ تک یہ راز نہ پہنچے اس کے لیے ضروری ہے تم سب قید ہی "رہو۔" اس نے اسی ٹھنڈے انداز میں کہتے ان سب کے ہاتھوں سے گارڈز کو فون چھین لینے کا کہا۔ ساتھ ہی لینڈ لائن بھی کاٹ دی گئی۔ اب وہ سکون سے

کھڑا ان سب کے چہروں کے اتنا غصہ دیکھ رہا تھا۔ ان میں ہانیہ سکون سے بیٹھی تھی

ہانی خواب پورا ہوا دنیا گھومنے کا کہ نہیں؟.. "وہ اس کے سامنے آ بیٹھا۔"
رومان اب ذرا دور ہی کھڑا تھا۔

ہو رہا تھا مگر اپ نے بلا لیا۔ "موسیٰ مسکرایا۔"

ضروری تھاناں بچے۔ پھر چلی جانا۔ ابھی بے بی کے لیے مبارک ہو!۔ "وہ"
سر جھکا گئی۔ چہرے پے شرمیلی مسکراہٹ تھی۔ رومان اس کے صدقے
واری گیا تھا۔

موسیٰ اٹھتے واٹلٹ میں سے کچھ کرنسی نکال کر اس کے سر سے واری۔ وہیں
باقی سب اس حرکت پر موسیٰ کا کچھ دیر پہلے فون کھینچنا نہیں بھولے تھے۔
جس کی وجہ سے چہرے کا تناؤ کم نہیں ہوا۔

وہ پیسے کسی گارڈ کو پکڑاتے اسے صدقے میں دینے کا بتایا۔ خود واپس اتے ہانیہ
کے سر پے ہاتھ رکھتے اسے پھر دعا دی۔ جو اس نے جھکے سر سے سنی تھیں

باقی اس نے ان سب میں سے کسی کو بھی نہیں بلایا۔ مگر وہ جانتے تھے اب
موسیٰ انہیں فون تو کسی صورت استعمال نہیں کرنے دے گا۔

سارے گیم بدل کر چاہتا ہے ہم مانیں یہ معصوم ہے!۔ "رومان بڑ بڑایا۔"
ان سب نے سنی بھی اور اس بات پر اتفاق بھی کیا۔

Gamr changer!..

رومان اس کے باہر کی طرف بڑھتے قدموں پر دل میں کہا تھا جبکہ اس بات پر
ایمان وہ دماغ سے لایا تھا۔

^^^

اس کے واپس ہو سہیل جانے تک لیل کو ہوش اچکا تھا۔ موسیٰ لیل کے
سرہانے کھڑا اس کے بال سہلارہا تھا جو اسے ایک برا خواب سمجھ کر جھٹلا نہیں
پارہی تھی۔ وہ شخص آیا تھا۔ پھر لوٹ کر آیا تھا۔

موسیٰ کے ہوتے کوئی اس کی ریڈ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ "موسیٰ اس کا"
ما تھا چوما۔ لیل کو جیسے کچھ حوصلہ ہوا۔

مبارک ہو دوسرا بیٹا آگیا!.. بلیک کنگ کی خواہش خواہش ہی رہ گئی۔ "وہ"
موسیٰ کے کندھے پر تھپڑ لگاتے ہنس دی۔

موسیٰ لیل سے دور ہوتے کاٹ میں پڑے اس انوکھے بچے کو دیکھا جو ایک دف
بھی نہیں رویا تھا۔ تب سے بس نظریں کھولے چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔
موسیٰ اسے بانہوں میں بھرا۔ وہ جب سے آیا تھا وہ سو رہا تھا۔ ابھی ہوش آیا تھا
اسے۔ اور سب سے پہلے وہ موسیٰ کو ہی دیکھ رہا تھا۔

موسیٰ اس کی اوشن بلوائنکھیں دکھیں۔ ان سب میں ایسی انکھیں کسی کی نہیں
تھی۔ موسیٰ کو پہلی نظر میں اس کی انکھیں پسند آئی تھیں اور اسے شاید
موسیٰ۔۔

اپنے ہاتھ بڑھاتے موسیٰ کی گال چھوتے وہ دل کھول کر مسکرایا تھا۔ موسیٰ
اس کی ہنسی پر فدا ہوا۔ اس کے دونوں گال میں ڈمپل ابھرے۔ اس کی اوشن
بلوائنکھیں جیسے خوش ہوئی ہوں۔ موسیٰ غیر ارادتا جھکتے اس کی گال کا بوسہ

لے گیا۔ وہیں لیل ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ موسیٰ کی اس سے محبت دیکھ
وہ مسکرائی۔

ماما یہ بہت پیارا ہے۔ "وہ سراٹھاتے لیل کو دیکھ خوشی سے بولا۔"
ماما کی جان تم بھی تو پیارے ہو۔ "لیل دل سے بولی۔ وہ مسکراتے اسے لیل"
کی گود میں ڈال گیا

اپ اسے فیڈ کروالیں۔ میں ڈاکٹر سے مل کر اتا ہوں۔ "لیل کا ماتھا چومتے"
وہ دور ہوا جبکہ بچے کی نظریں ابھی بھی گھوم کر موسیٰ پر گئی تھیں۔ وہ واپس
اس کے پاس جانے کے لیے مچلنے لگا تھا۔ مگر موسیٰ اس کی گال چھوتے وہاں
سے چلا گیا

ڈاکٹر سے ملتے اور لیل کی کنڈیشن پوچھتے اسے کافی وقت لگ گیا۔ جب وہ
واپس آیا لیل جھنجھلائی ہوئی تھی

موسیٰ ڈاکٹر کو بلاو۔ یہ فیڈ نہیں کر رہا۔ "ماں کی بات پر وہ مسکراتے پلٹ"
گیا۔ لیل نے تو موسیٰ کو سنبھالا تھا پھر بھی اس کی یہ حالت تھی پری تو پھر اس
کی جان کھاتی بچے کو سنبھالتے۔

اسے شدت سے پری کی یاد ستائی۔ اسے بانہوں میں بھرنے کی چاہت جاگی
مگر ابھی وہ اس سے دور تھا۔

ڈاکٹر لیل کی بات پورے دھیان سے سنی۔ ہر فارمیسی سے دودھ منگواتے وہ
فیڈر میں ڈالتے بچے کو دیا تو وہ چپ چاپ پی گیا۔ لیل کی بچے کی طرف
گھوریاں دیکھ وہ مسکرایا۔

مسز سکندر ایسا ہوتا ہے۔ کچھ بچے ایسے بہیو کرتے ہیں۔ آہستہ آہستہ یہ "
ٹھیک ہو جائے گا۔ اسی وارڈ کی ایک بچی بھی ایسا بہیو کر رہی ہے۔" لیل کو یہ
سن کو کچھ سکون ملا۔

ڈاکٹر مزید کچھ باتیں کرتے چلی گئی۔ موسیٰ بھی ساری باتیں دھیان سے
سنیں۔

لیل کے ڈسجارج سپر صبح تک بنے تھے۔ وہ اس کے ساتھ وہاں ہی رات رکا۔
اگلے دن لیل اور جور جینادونوں کو ڈچارج کرواتے وہ مینشن آیا تھا۔
سارا دن وہاں گزارتے اسے الیگزینڈر کے آنے کی جیسے ہی خبر ملی وہ چلا گیا۔
الیگزینڈر کی سپیڈ وہیں کھڑے سٹاف نے اسے بتادی تھی۔ الیگزینڈر کے
پیچھے جاتے خیام اور فرقان کو بھی اغواہ کرتے وہ حفاظت سے جانی اور مومنہ
کے ساتھ پہنچا گیا۔ جہاں ان سب نے انہیں حقیقت بتائی وہاں ہی ان سب
کی آنکھیں پھٹ گئیں۔

وہ جسے معصوم سمجھتے تھے وہ ہی سب سے بڑا چار سو بیس نکلا۔
ان سب کو بے وقوف بناتے رہا اور وہ جان ہی نہیں سکے۔ سب سے زیادہ
غصہ فرقان کو تھا جو بھول چکا تھا اس نے ہانیہ اور رومان کو یہاں آنے سے منع
کیا تھا

لوگ لوگوں کو ٹھگتے ہیں موسیٰ اپنوں کو ٹھگتا ہے۔ وہ بھی اس انداز سے وہ "
جان سمجھ ہی نہیں پاتے۔" خیام وہاں چکر کاٹتے شدید غصے میں آ گیا تھا۔

وہیں ہانیہ کے ماں بننے کی خوشی ان سب کو تھی۔ فرقان تو ہانیہ کا ماتھا چوما۔
رومہ اس کے صدقے واری جا رہی تھی۔ ہر دو منٹ بعد اس کے لیے کوئی
جوس لے آتی۔ رومان شکر کر رہا تھا اس کا سسر اس کے پیچھے نہیں لگا ورنہ
اسے ڈر تھا کچھ ایسا ہی ہو جاتا۔

فرقان کا اس وقت سارا دھیان اپنی بیٹی پر تھا۔ جسے وہ کبھی خوش لگتی اور کبھی
کمزور۔ جس سے بار بار وہ اس کی ڈائٹ کا پوچھ رہا تھا۔ جسے پر سکون وہ اپنی
باتوں سے اچھے سے کر رہی تھی مگر وہ باپ کے دل کا کیا کرتا جو اتنے دنوں
بعد بیٹی کو واپس سامنے دیکھ تڑپ اٹھا تھا۔

خیام اب ایک جگہ بیٹھ گیا۔ کم از کم انعم کو ہی وہ یہاں بھیج دیتا۔ موسیٰ کے
اسے اکیلا رکھنے پر غصہ آیا۔ یاں محل جانے دیتا یاں انعم کو اس کے پاس بھیج
دیتا۔ دونوں سے ایک کام تو کرتا۔ پہلے ہی وہ اتنے دنوں سے انعم سے دور
تھا۔ رابطہ تک نہیں ہو سکا۔ اور اب یہ!.. موسیٰ اگر اسے اس کی بیوی سے
دور نہ کرتا تو سب ٹھیک تھا۔

خیام رومان کی طرف دیکھا بھی نہیں تھا۔ وہ بالکل بھی نہیں چاہتا تھا وہ نرم
لڑے۔ وہ روم

سے ناراض تھا اور رہتا۔ یہ الگ بات ہے ہانیہ کے پاس آنے پر وہ سب
بھولتے اس کے سر پر پیار دے گیا۔ اور رومان کو یوں اگنور کیا جیسے وہ یہاں
ہو ہی ناں۔ جس کا اسے برا تو لگا مگر وہ بعد میں منانے کا سوچ چکا تھا۔
اولاد کتنی اہم کوئی ہے یہ تو اب وہ جان چکا تھا۔ اور سارا کرم موسیٰ کا تھا۔ جس
نے اسے اچھا خاصا احساس کروایا تھا۔ بچہ تختے والا تو وہ بھی نہیں تھا۔ الیگزینڈر
کو سب بتا کر رہتا وہ بھی۔ پھر چاہے موسیٰ کو جو تے پڑتے یاں کچھ بھی۔۔

^^^

الیگزینڈر کو ساری بات بتاتے اس نے الیگزینڈر کے چہرے پر اتے سکون
کو دیکھا۔

موسیٰ اب کہاں ہے؟.. "اس نے نفی میں سر ہلایا مطلب وہ نہیں جانتی"

بے بی اٹھا نہیں اب تک؟۔ "وہ بات بدل گیا۔ نہیں چاہتا تھا لیل پھر وہ"
سب یاد کرے

اٹھ گیا ہو گا۔ روتا نہیں ہے بس۔ ڈاکٹر نے کہا تھا نارمل ہے۔ "الیکزینڈر"
کے ماتھے پر اتے حیرانی کے بل اس کی بات پوری ہوتے ہی ختم ہو گئے۔
میں لاتا ہوں۔۔ "الیکزینڈر اسے چھوڑے بے بی کی طرف بڑھا۔ وہ واقعی"
نہیں سورا تھا۔

الیکزینڈر اسے اٹھایا۔ وہ چھت سے نظریں ہٹاتے اپنی آنکھیں اس پر ٹکا گیا۔
ہاتھ مارتے الیکزینڈر کی داڑھی میں اپنی ننھی انگلیاں پھنسانیں۔ الیکزینڈر
اسے پاس کرتے اس کی گال پر زوردار بوسہ دیا۔ مگر شاید اسے یہ بوسہ پسند
نہیں آیا تھا۔ وہ منہ کے ڈیزائن بنانے لگا۔

لیل اس کی شکل دیکھیں!۔ "وہ لیل کے پاس آیا تھا مگر تب تک وہ آنکھیں"
ٹپٹپاتے یوں دیکھنے لگا جیسے وہ بہت ہی فرمانبردار بچہ ہو۔ لیل نے الیکزینڈر
کے ہاتھوں سے بے بی لیا۔

اتنا پیارا تو ہے۔ موسیٰ بھی تعریف کی تھی۔ مجھے تو موسیٰ پر لگتا ہے "سارا!.. "وہ خوشی سے اس کے گال پر بوسہ دیتے الیگزینڈر کو تڑپا گئی جبکہ لیل نے یہ بدلہ لیا تھا جو کچھ دیر پہلے الیگزینڈر اس کی گال کا بوسہ لیا تھا۔ یہ الگ بات تھی اس کے سرخ پھولے گال دیکھ ویسے ہی دل کرتا رہتا ہر وقت بوسے لیتے رہیں۔

ہاں بس اپ دونوں ماں بیٹا ہی تو پیارے ہیں۔ باقی سب تو افریقہ سے آئے ہیں!.. "لیل کا جی چاہا دل کھول کر ہنسنے۔ مگر وہ لب دبا گئی۔ سائیڈ پر فیڈر کو اٹھاتے اس میں دودھ بنانے لگی جبکہ وہ لیل کی گود میں پڑا مسکراتی نظروں سے الیگزینڈر کو دیکھ رہا تھا جو ناچاہتے بھی ہنس دیا۔ لیل کا ماتھا چوما جو مسکراتی۔

میں باقی سب کو دیکھ لوں۔ انہیں نا جانے کہاں بھیج دیا ہے!.. "الیگزینڈر" کہتے ابھی باہر بڑھا جب اسے کال آنے لگی اس نے نمبر دیکھے بغیر کال اٹھا دی۔

بیٹے کی مبارک ہو!.. "وہ آواز پہچان گیا۔"

سامنے ہوتی تو قبول کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ "وہ مسکرائی"
اپنے گھٹنوں سے چادر ہٹاتے وہ بیڈ سے نرمی سے اٹھتی کھڑکی کے سامنے آ
کھڑی ہوئی۔

پھر جلد ملاقات ہوتی ہے۔ انتظار کرنا۔ "وہ الیگزینڈر کو نئی سوچوں میں"
ڈالتے کال کاٹ گی۔ مگر الیگزینڈر زیادہ دیر سوچ نہیں سکا۔ فوراً سے نیچے کی
طرف بڑھا۔

انعم تم لیل کے پاس چلی جاؤ۔ جو رجینا تم میرے ساتھ آؤ۔ "دونوں نے"
بغیر اف کیے اس کے حکم کی تکمیل کی۔

زیادہ چوٹیں تو نہیں آئیں؟ "اس کا سوال غیر متوقع تھا۔ مگر وہ نوسر کہتے"
فرینٹ سیٹ پر اس کے ساتھ بیٹھی۔

مجھے فخر ہے تم اپنی ڈیوٹی سے نہیں چوکی۔ "وہ سر کو خم دے گئی۔"

الیکزینڈر سیدھا جانی کے گھرایا مگر وہاں کا منظر دیکھ اس نے سب کو حیرت سے دیکھا۔

وہ سب منہ بنائے بیٹھے تھے۔ گارڈز ان کے پاس کھڑے نیند کے باوجود فل چوکنے لگے۔

الیکزینڈر!.. "خیام کی سب سے پہلے نظر پڑی۔"

ویسے ہی گارڈز بھی نکلتے چلے گئے۔ اب وہاں صرف وہی رہ گئے۔

تم سب یہاں کیوں ہو؟.. "الیکزینڈر کے سوال کرتے ہی خیام پھٹ پرا۔"

اس جو نئیر بلیک کنگ کی وجہ سے۔ ہمیں یہاں قید کرتے وہ و خود یہاں سے"

نکل گیا۔ اسے کرے ہاں کوئی اس کی بیوی سے دو دن دور تڑپ اٹھے گا۔"

جانی نے اسے گھورا۔ بولنے سے پہلے دیکھ تو لیا کرے وہ

خیام کون سی افتا گئی ہے جو یوں بول رہے ہو؟.. "الیکزینڈر نیچے لہجے"

میں دھاڑا۔

تمہارا وہ موسیٰ کسی افت سے کم ہے۔ "وہ اصل میں سب سے چہتا خیام کا ہی" تھا۔ اب وہ اسے ہی باتیں سنارہا تھا۔ الیگزینڈر اسے نظروں سے چپ ہونے کا کہا۔ وہ اس کی باتوں سے جانی کا شرم سے جھکتا سردیکھ سکتا تھا۔

فرقان تم بتاؤ بات کیا ہے؟۔ "اسے گھورتے فرقان کی طرف پلٹا۔"

بات تو بس یہ ہی ہے اس دف موسیٰ میرے ہاتھوں سے نہیں بچے گا۔ "وہ"

کمنیاں فولڈ کرتے جیسے ابھی لڑائی کی تیاری کرنے لگا تھا جیسے۔

جانی تم ہی بول دو۔؟۔ "الیگزینڈر اب اس کی طرف پلٹا۔"

سکندر مجھ سے کچھ نہ پوچھو!۔۔ "الیگزینڈر انہیں چھوڑتے اپنے غصے کو قابو"

میں کرتے ہاتھ میں پکڑی گن زور سے سامنے شیشے کے ٹیبل پردے ماری۔

ہر بندے کے نخرے ختم نہیں ہو رہے۔ قبر کے مردوں سے پوچھو اب کیا"

ہوا ہے؟۔ تم سب تو بولنے سے گئے ہو۔ "ان سب کو جیسے سانپ سو نگھ گیا۔"

الیگزینڈر ان سب کو غصے بھری نظروں سے دیکھا۔

رومان ایک سانس میں بتاؤ کیا ہوا ہے؟۔ "وہ اس سے ہی بولا جس کے " بارے میں وہ جانتا تھا وہ اس سے ڈرتا ہے۔

رومان نے تھوک نگلا۔ الیگزینڈر کی آنکھیں موسیٰ سے زیادہ خطرناک تھیں۔ وہ ڈرنے لگتا تھا ان آنکھوں سے۔۔ اس نے سانس بھرتے اپنے دل پر تھپکی دی۔

پھر رومان اسے سب بتاتے چلا گیا جبکہ الیگزینڈر بغیر ماتھے پر ایک بھی بل لائے اس کی ساری بات سنی۔ اور سنتے وہ جو رجینا کی طرف پلٹا جو کندھے اچکا گئی

وہ ان سب باتوں سے واقف ہی نہیں تھی۔

موسیٰ!۔۔ "اس نے الفاظ ڈھونڈے چاہے مگر اسے ملے ہی نہیں۔ اس نے " ایک سانس بھری۔ پھر خود بھی ان کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔

اس بیٹے کو اپنی دنیا سے دور رکھنے کے لیے اس نے ہو سٹل بھیجا تھا اور وہی بیٹا اس کی دنیا کے سب گر جانتے انہیں پر ازاں گیا اور وہ سمجھ ہی نہیں سکے۔

الیکزینڈر سرہاتھوں میں تھا مے بیٹھا تھا۔ جور جینا ہی حوصلہ کرتے اس کے پاس آئی

سر!.. "اس نے کندھے پر ہاتھ رکھنا چاہا الیکزینڈر نے روک دیا۔"
موسیٰ کی لوکیشن پتا کرواؤ۔ "ان سب کو اگنور کرتے وہ جور جینا سے پہلے"
ہی باہر بڑھ گیا۔ وہیں وہ بھی اس کے پیچھے ہی آئی۔ باقی سب سر تھا مے بیٹھے
تھے۔ موسیٰ سے تو وہ پکے ناراض تھے۔ اور غصہ الگ سے
وہ لوگ کچھ ہی دیر میں اپنے اپنے گھر کو نکل گئے۔ رومان ہانیہ اور خیام کے
ساتھ ہی تھا مگر دونوں ہی اسے جیسے جانتے نہ ہو۔ فرقان رومہ کو لے کر نکل
گیا۔

جانی بھی شکر ادا کیا ان کا گھر خالی ہوا۔

^^

موسیٰ جم میں تھا جب اسے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ وہ پلٹا نہیں
مگر جانتا تھا آنے والا کون ہے۔ کچھ ہی دیر میں چہرہ بھی نمودار ہوا۔

ہارون اسے دیکھ رہا تھا۔ موسیٰ اس کی طرف سر اٹھاتے ویٹ واپس رکھا
کوئی بات کرنی ہے؟.. "ہارون نے ہاں میں سر ہلایا۔"

بولو!.. "وہ ٹاول سے پسینہ صاف کرتے اس کی طرف آگیا۔ سکون سے"
اس کی ساری بات سنتے وہ ہاں میں سر ہلاتا جب وہ دونوں چیچ پر باہر کودوڑے
وہ حیا کی چیخ تھی۔ وہ پھر سوتے میں ڈر چکی تھی۔ موسیٰ اس لڑکی کو گہری
نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ہارون کے دیکھنے پر سہ ان دونوں کو اکیلا چھوڑ خود آ
گیا۔

پری بھی لفٹ سے نکل رہی تھی۔ موسیٰ کی شرٹ پہنے کھلے بالوں میں موسیٰ
نے اسے گھورا۔

نیچے کیوں آگئی؟.. "اسے گھورا جبکہ پاؤں وزن ڈالنے سے ہلکا سوجنا شروع"
ہو گئے۔ سرخ الگ سے ہوئے۔

تم سن کا خیال کیوں نہیں کرتی۔ تمہیں مجھ پر رحم کیوں نہیں اتا؟.. ""
بڑبڑاتے اسے اٹھایا جو موسیٰ کی جھنجھلاہٹ پر خوش تھی

کیونکہ تم مجھ پر رحم نہیں کرتے۔۔" اپنی گردن کی طرف دھیان کروایا۔
جہاں اس نے رات کو کاٹا تھا۔

اپنا یاد ہے جیسے جنگلی بلکی کی طرح نوچا تھا؟۔" ائی برواٹھا کر پوچھا۔ وہ"
نروٹھے تاثرات اپناتی دوسری طرف دیکھنے لگی۔

کیا ہوا؟۔۔ اب بھی بولو!۔۔" اس نے اکسایا۔ وہ واپس اوپر کی طرف جارہے"
تھے۔

میں بد تمیز لوگوں سے بات نہیں کرتی!۔۔" موسیٰ کا حیرت سے منہ کھل"
گیا۔ گرفت ذرا سی تنگ کرتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

کیا کہا پھر کہنا!۔۔" اس کے پوچھنے پر بھی پری کے تاثرات نہیں بدلے۔"
مائے ڈیمن میں نے کہا میں بد تمیز لوگوں سے بات نہیں کرتی۔۔" اس کی"
گال پر ہاتھ رکھے وہ بولی۔ موسیٰ اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھا مگر وہ
بھی اسے ویسے ہی دیکھتی رہی۔

موسیٰ اسے بیڈ پر ڈالتے اس کا چہرہ ہاتھوں میں دبوچا۔۔

میں بد تمیز ہوں؟.. "شاک سے پوچھا۔ جیسے ابھی تک یقین نہ آرہا ہو۔"

جو لوگ اپنی بیوی کو اس حالت میں تنہا چھوڑ کر جائیں وہ بد تمیز ہی ہوتے ہیں!.."موسیٰ اس کے چہرے پر پے جھکتے مزید اس پر سایہ کیا۔

اچھا پھر تو یہ بڑی غلطی ہے۔۔ اس کی سزا کیا ہوگی؟.."پری نے دونوں بازو اس کے گرد ڈالے۔

یہ ہی کہ تم اب صرف میرے پاس رہو گے۔ کوئی کام نہیں کرو گے۔"

میری برتھ ڈے پر میری سب سے ویڈیو کال پر بات کرواؤ گے۔۔"موسیٰ اس کی ساری فرمائشیں سنتے خاموشی سے سر کو خم دیا۔

یہ باتیں تو میں ویسے بھی مان سکتا ہوں اپنی وچ کی!.."خوشی سے پری اس

کی گال کا بوسہ لیا تھا۔ مگر اس کے دور ہونے پر موسیٰ سیدھا اس کے ہونٹوں ہر جھکا۔

ممتا کی لالی اس کے چہرے پر جھلنے لگی تھی۔ ہونٹوں کی نرمی مزید زیادہ ہو چکی تھی۔ موسیٰ نرمی سے ان ہونٹوں کو چومتے اپنی تپش سے انہیں بھرنے لگا۔ پری مضبوطی سے بازو اس کی گردن میں باندھ گئی۔

اچانک موسیٰ اس کے ہونٹوں پر دانتوں سے بھی دباؤ دیا تھا۔ وہ نرم روئی سے ہونٹ برداشت نہیں کر سکے تھے اور ساتھ ہی ان سے خون نکلنے لگا تھا۔ جس کا ذائقہ موسیٰ کو تو بہت پسند تھا۔ اس کے انداز بھی یہ ہی بتا رہے تھے۔ پری کی سانسیں بگڑنے لگی تھی۔ وہ تڑپ اٹھی تھی مگر موسیٰ کو اب اس ہر رحم نہیں آ رہا تھا۔

وہ اس خون کو اپنے ہونٹوں سے مزید شدتیں دیکھا کر چوسنے لگا۔ پری اب اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھے اسے دور دھیکلنا چاہتی تھی مگر موسیٰ نے وہ بھی ممکن نہیں ہونے دیا۔

موسیٰ!.." پھولی سانسوں سے اسے پکارا۔ ساتھ ہی زور سے تھپڑ اس کے " کندھوں پر مارے۔ اس کی بکھری سانسوں کا شور کمرے میں برپا تھا جس کو سننے سے ساز جیسا لگ رہا تھا۔

میں تو صرف پاس آ رہا ہوں۔ تمہاری شکایات بھی تو دور کرنی ہیں!.." " پری مچل اٹھی۔ وہ اب اس کی شاہ رگ پر جھکا تھا۔ ابھی دانتوں سے کاٹنے پر اتنا جب اپنی پاکٹ میں بز ہوتے ڈیوائس پر وہ اٹھا۔

باقی رات کے لیے۔ ابھی اتنا بہت ہے۔" بتاتے وہ خود موبائل لیتے باہر " نکلا۔ کال حارث کی تھی۔ اس نے سوچا وہیں جا کر پوچھ لے۔ وہاں پری اب سینے پر ہاتھ رکھے اپنی سانسیں ہموار کر رہی تھی جنہیں موسیٰ نے اچھا خاصا بگاڑ دیا تھا۔

وہ سیدھا کالج میں آیا جہاں بیٹھا حارث اسے کال ملا رہا تھا۔

وائٹڈ کنگ بلیک کنگ سب جان چکے ہیں۔ "اس نے فکر سے بتایا وہاں"
موسیٰ کی مسکراہٹ دیکھ اس نے اسے حیرت سے دیکھا۔ وہ اس بات پر کیسے
مسکرا سکتا تھا۔

اسے جاننا ہی تھا۔ بلیک کنگ تک ہی تو سب پہنچنا چاہیے تھا۔ "وہ خوش"
ہوتے محظوظ بھی ہو رہا تھا۔

انہوں نے آپ کی لوکیشن نکالوانے کا حکم دیا ہے۔ "حارث کو یقین تھا اب"
تو وہ پریشان ہو گا مگر وہاں کوئی فکر نہیں تھی۔

حارث فکر مت کرو۔ وہ کبھی نہیں جان سکتے میں کہاں ہوں۔ میرا باپ"
ہے وہ۔ اور اپنے باپ کی دماغ کے حدود سے میں واقف ہوں۔ "حارث تو
اس کی لاپرواہی پر عیش عیش کراٹھا۔

وہ حارث کو بھی بے فکر رہنے کا کہتے کاٹیج سے نکلا۔ ایک چکر لان کا لگاتے اس
نے ہر چیز اپنے ہاتھوں سے چھو کر محسوس کرتے وہ مطمئن تھا۔

وہیں کھڑے اس نے سر موڑ کر اس پاس پھلے جنگل کو دیکھا۔ پھر گیٹ کے پاس آیا۔ وہاں جیسے وہ کسی کی خوشبو لینے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایک نظر پھر ڈالتے پورے محل کی طرف دوڑاتے وہ گیٹ کی طرف بڑھا۔ لان کی روش سے گزرتے وہ محل میں گم ہو گیا۔ وہیں حادثہ اب بس اس طوفان کے انتظار میں تھا۔

^^^

وہ سب کھانا کھا کر فارغ ہو چکے تھے۔ شمیمہ بیٹھی آنسوؤں صاف کر رہی تھی۔ ٹینا ڈوم کی نظروں سے پزل ہو رہی تھی۔ سدرہ احمد کا ٹفن پیک کر رہی تھیں اور احمد باہر گاڑی کے پاس کھڑے تھے۔

شان منہا ساتھ بیٹھا تھا۔ اس سے ٹرپ کی ساری باتیں سنتے وہ سوچ چکا تھا وہ خود کہاں جائے گا۔

تم اپنی بیوی کو روم لے کر جانا۔ بہت پیارا شہر ہے!.. "شان نے منہ بگاڑا"

خالی سڑکیں دیکھنے کا موڈ نہیں ہے میرا۔ میں دیکھ لوں گا کہاں جانا ہے۔"

تم اپنا رستہ ناپو۔۔ "منہا نے اس کے بازو پر تھپڑ مارا۔ وہیں سامیہ بس یہ پہچاننے کی کوشش میں تھی یہ اس کے شان جی ہیں یاں شایان۔۔

دفہ ہو جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ جہاں دفہ ہونا ہے۔۔ "سامیہ ان کی باتیں نہیں سمجھ پارہی تھی۔ وہ دونوں عربی میں بات کر رہے تھے۔

دفہ تو تم دونوں میاں بیوی ہو گے۔ میری تو بیوی کا گھر ہے۔ ہو سکتا ہے"

میں گھر داماد بننے کے موڈ میں ہوں۔ "منہا سے حیرت سے دیکھا۔

سچ بول رہے ہو؟.. "اسے بازو سے تھام پھر پاس کیا۔"

ہاں تو کیا مزاق کروں گا۔ "منہ بنایا وہیں جو کنگ کے بعد جم سے ہو کر اتا"

شایان انہیں دیکھ رہا تھا۔

شان جو سلا دو یار!.. "سامیہ کو اب پتا چلا وہ تب سے اپنے شان جی کو دیکھ رہی تھی۔

ابھی بھی میں جو س لا کر دوں تو بیوی کس لیے رکھی ہے تم نے؟.. "عربی"
میں ہی کہا تو شایان مسکرایا۔

بیوی کے اور بھی بہت سے کام ہوتے ہیں۔ رخصتی کے بعد سمجھ جاؤ گے۔"
اس کے چہرے پر ذومعنی مسکراہٹ تھی۔

وہیں منہا سرخ پڑی۔ شایان کو گھورا مگر اس کی شوخ نظریں اسی پر تھیں۔
شمیمہ اپنے دکھ میں مصروف تھی۔ سدرہ کچن میں سے نکلتے باہر کی طرف
بڑھی تھیں۔

سانہ آج کمرے سے نہ نکلنے کی ٹھانی تھی وہیں عمر اور ہیر گرل سے ملنے گئے
تھے۔ وہ صبح کے ہی نکل چکے تھے۔

شان بھی کچھ دیر تک باران سے ملنے جاتا۔ ابھی وہ یہاں پہنچا نہیں تھا۔
تو ان کاموں کے لیے نوکر رکھو۔ میں تمہارا نوکر نہیں ہوں!۔ "شایان اب"
پلٹ کر اسے گھورا۔

بز نس سٹارٹ کرنا ہے کہ نہیں.. "وہ منہ بسور کر اٹھا وہیں شمیمہ کو پھر دورا"
پڑا۔

مما جیک!.."سدرہ جو واپس کچن میں جارہی تھیں اسے گھورا۔"
شیمی میرے پاس بھی نہیں آنا۔ بہت پٹوگی۔ جاؤ منسا کے گلے لگ کر غم منا"
لو۔۔"انہوں نے سانیہ کا کہنا تھا مگر بغیر جانے ان کے منہ سے منسا نکل گیا۔
وہیں وہ بھی اٹھتے اس طرف چلی گئی مگر اگے سے جو دھاڑ سننے کو ملی اس نے تو
اسے ڈرا ہی دیا۔

وہ فوراً سے نیچے کودوڑ آئی۔

یہ پکڑو۔ اور میں جارہا ہوں۔ اب اپنی اس ہڈ حرام بیوی سے بھی کوئی کام"
کہہ لینا جسے صرف دو نمبر مشورے دینے آتے ہیں۔"منہا سے گھورا۔ ابھی
وہ اسے کوئی چیز دے مارتی مگر وہ اس سے پہلے ہی باہر کودوڑ گیا۔

شایان منہا کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ لب دباتے جو س کا گلاس ہونٹوں سے لگایا۔
یہاں وہ کوئی شرارت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ کب کہاں سے کون آجائے کیا
معلوم!.. وہ سوچتے ہی توبہ کر گیا۔



ہارون اور موسیٰ آمنے سامنے تھے۔ حیا اور پری آمنے سامنے۔ ٹیبل کے گرد
چار ہی کرسیاں تھیں۔ بغیر کسی کی پرواہ کیے موسیٰ پری کے پاؤں اپنی گود میں
رکھ رکھے تھے۔ وہیں حیا بس اس شخص سے دور دور رہ رہی تھی جو اسے ڈرا
رہا تھا اپنی لک سے۔ اور اپنے بے تاثر چہرے سے
تم ابھی نہیں لوٹ سکتے!.. 'ہارون نے ابجرواٹھا کر اسے دیکھا۔ بیلا کھانا لگا'
رہی تھی۔

مجھے تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں کہیں لوٹنے کے لیے!.."پری نے"
اسے گھورا مگر وہ اس کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔

ضرورت تو بہت ہے میری اجازت کی!.."موسیٰ کے چہرے پے دل"
جلاتی مسکراہٹ تھی۔

باپ نہیں جو جس کی اجازت معنی رکھتی ہو میرے لیے!.."اس نے"
گلاس نیچے پھینکا۔

تمہارا نہ سہی مگر تمہارے بانجھوں کا تو باپ ہوں!.."ہارون کا بس نہیں"
چل رہا تھا وہ گلاس واپس جاڑتے موسیٰ کے چہرے پے دے مارتا۔
مگر ضبط کر گیا۔ ہاتھوں کی مٹھیاں بھیج کر اس نے موسیٰ کو زہر کے کڑوے
گھونٹ کی طرح برداشت کرنا چاہا مگر وہ گلے میں اٹک جانے والا کاٹنا تھا۔ وہ
نگل کیسے لیتا؟.. موسیٰ کو ضبط کرتے دیکھ وہ مسکرایا۔ مگر موسیٰ کو بھی ہار قبول
نہیں تھی۔

اسی بات کا افسوس رہے گا ساری زندگی!.." دوسرا گلاس لیتے جگ سے "
پانی ڈالنے لگا۔ حیا خود ہارون کے انداز سے ڈر رہی تھی۔

پھر تو تم پر فرض ہے دل کھول کر افسوس کرو۔ آخر کار میں موقع بھی "
دے رہا ہوں۔" موسیٰ کو گھورتے اس نے گلاس پر گرفت سخت کی۔ پری ہی
آخر کر موسیٰ کو ٹوکا تھا۔

بیلا میرا کھانا روم میں دے جانا۔ ایسے شور میں میری حالت خراب ہو جاتی "
ہے!۔ وہ جتنا ابھی پاؤں موسیٰ کی گود سے نکالتی جب موسیٰ اس کے
پاؤں ہر گرفت سخت کرتے اسے بانہوں میں بھرتے سیدھا ہوا۔

ہمارا کھانا بیلا!.." ہارون کو انکھ مارتے وہ وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے ہارون نے "
گلاس ٹیبل پر پٹخا مگر اپنی ہی بیوی کو ڈرتے دیکھ وہ صرف موسیٰ کو صلو توں سے
نواز سکا جس کی جان کو کبھی سکون نہیں تھا۔ ہر وقت اس کا خون ابال مارتا
رہتا اور وہ دوسروں کے بھی خون کے بہاؤ میں روانی کا باعث بنتا تھا۔

موسیٰ کے جاتے ہی ہارون اٹھتے حیا کی سائیڈ آیا۔ گلاس میں پانی ڈالتے اس کے
ہونٹوں کے پاس کیا۔ وہ گھبراتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے
سر کے اشارے سے اسے پانی پینے کا اشارہ کیا۔

وہ بس میرا کزن ہے تو ایسا ہو جاتا ہے۔ تم مت ڈرو۔۔ "ہلکے سے اس کے"
بال سہلائے مگر اسے محسوس بھی کہ ہوا۔

کھانا کھاؤ!.." ہارون چاہ کر بھی کسی ذومعنی جملے کا استعمال نہیں کر سکا۔
اس کی معصوم صورت دیکھ دل ہی نہیں کرتا تھا وہ کچھ بھی ابھی جانے۔
ہارون اس کے پاس وہیں بیٹھا رہا۔ اس کی پلیٹ میں سالن ڈالتا تو کبھی اسے
روٹی تھما دیتا۔ بیلا پاکستان کی رہنے والی تھی پیچھے سے۔ اس لیے وہ اکثر وہی
کھانا بنا لیتی۔ بہت کم ہی صحیح مگر وہ پاکستانی کھانے اچھے بناتی تھی۔ اسے عربی
کھانے میں سب اچھے سے اتے تھے۔ وہ شاورما کباب فلافل حمص تبوۃ
فتوش شیش طاووق مجبوس مندی قورمہ سبزی اور بھہ بہت کچھ مگر وہ ان
دنوں بس یہ ہی بنا سکی تھی۔ دن میں تینوں وقت وہ مختلف کھانا بناتی۔ ہارون

تو اس کے کھانے کا دیوانہ ہوا تھا۔ اس کی شدید خواہش تھی وہ کوئی
ریسٹورانٹ اوپن کر لے یاں اس کی بیوی کو بھی کھانے کی کلاسز دے دے جو
وہ بھی ایسے کھانے روز کھاڈے۔

اسے تو اس شخص کی قسمت پر رشک تھا جو اس کے ہاتھ کے بنے کھانے روز
کھا سکتا ہوگا۔ وہ بھی فرمائش کے ساتھ۔۔

ہارون حیا کو کھانا کھاتے دیکھ بھی بیلا کے ہاتھ کے بنے کھانے کو سوچ رہا تھا۔
جبکہ بیلا وہیں کچن میں کھڑی موسیٰ اور پری کے لیے کھانا نکال رہی تھی۔
بندہ کچھ تمیز دیکھا لیتا ہے؟.. "موسیٰ نے اسے گھورا۔"

خود ہی کہا تھا بد تمیز ہو تم۔ اب بھگتو!.. "لا پرواہی سے کہتے وہ اسے تہا گیا"
موسیٰ کو گھورتے وہ بھی اپنے بھائی کی طرح بس صبر کے گھونٹ بھر سکی
کیونکہ وہ تو اپنے ہر عمل میں بے پرواہ تھا۔

وہیں باہر بیٹھا حادثہ ہر طرف فون ملا کر نیوز کنفرم کر رہا تھا۔ اگر تو واقعی ایسا
تھا تو آج موسیٰ کی ہڈی پسلی ٹوٹنے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔

وہ اچھے سے جانتا تھا الیگزینڈر میں کتنی طاقت ہے اور موسیٰ اس کے ایک ہی
تھپڑ سے خون تھوکنے لگے گا یہ بھی مگر موسیٰ کو کون سے سمجھائے!.. باپ
باپ ہی ہوتا ہے، باپ بھی وہ جو بلیک کنگ ہو!۔ "وہ تو اس سوچ سے ہی لرزا
تھا مگر موسیٰ کی بے فکری میں رتی برابر بھی کمی نہیں آئی۔

وہ اس کے بتانے پر بس اوکے کہتے اپنی بیوی میں گم ہو گیا۔ باہر صرف سوچ
سوچ کر حارث کی جان آدھی ہو گئی۔ کمرے میں پڑا کھانا بھی ویسے ہی تھا۔
اس میں ہمت نہیں تھی اس کھانے کو چھو سکے کھاتا کیسے!.. اور یہ جاننے کے
بعد موت اپنی پوری رفتار کے ساتھ اس کی طرف بڑھ رہی ہے کھانا کھایا
کس کافر سے جاتا۔

حارث اچانک کسی سوچ کے اتے بیسمنٹ کی طرف گیا۔ اسے کسی چیز کی بو آ
رہی تھی جیسے۔ مگر جیسے ہی اس نے وہاں قدم رکھا اسے اپنے ناک کو دباتے
بند کرنا پڑا۔ بو بہت تیز تھی۔ اور بو تھی کس چیز کی یہ بھی چند سکینڈ میں کھل

گیا

سامنے ہی عینا کی لاش پڑی تھی۔ اس کا پورا جسم نیلا پڑ چکا تھا۔ وہیں اس کے ہونٹ اور وجود دونوں سرد تھے۔ حارث نے سانس بھرتے ایک کونے میں پڑے دوسرے شخص یعنی دو نمبر شہداد کو دیکھا۔ جو عینا کی لاش دیکھ کر سمٹ چکا تھا۔ زبان کو جیسے تالا لگ چکا ہو۔۔

حارث موسیٰ کو عینا کا بتانے کے لیے کال ملائی مگر وہ پک ہی نہیں کر رہا تھا۔ اس نے تھک کر اس کی لاش بیسمنٹ سے نکالی۔ اب اسے ٹھکانے تو لگانا تھا۔ یہ کام بھی تو اس کے ذمے تھے

^^^

منسا کی گھوریاں عروج پر تھیں۔ ظہیر مکمل تیار افس جانے کے لیے ریڈی تھا۔ اسے تو سمجھ نہیں آرہی تھی یہ دن کے ایک بجے کون سے افس جانا ہے اس نے مگر ظہیر کی نرم آنکھوں کی مار تھی وہ بس اور ساتھ ہی گھوریاں ختم ہو گئیں

تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے میں تمہارا موڈ نہیں سمجھتا مائے وائف!.. "اس" کے کندھے پر سر ٹکایا۔ وہ اس کے سامنے کھڑی بال چرش کر رہی تھی۔ قد آرائینہ جس میں دونوں کا عکس جو توں سے لے کر سر کے بالوں تک نظر آ رہا تھا۔

میری چھوٹوسی بیوی میری اپنی کپہنی ہے وہ۔ مجھے کون روکے گا یا۔ جانا" ضروری ہے ناں۔ بابا اکیلے میٹنگ ہینڈل نہیں کر پائیں گیں۔ نیا پر وجیکٹ ملنا ہے ہمیں۔ "منسا کندھے جھٹکتے اسے دور کیا۔ برش ٹیبل پر پٹختے دراز سے جیلوری نکال کر پینے لگی۔

جو بولو گی مانوں گا اب ناراضگی ختم کر دو!۔ "اسے نرم پڑنا ہی پڑا۔" آوٹنگ!.. "اس نے شرط سامنے رکھی۔ ظہیر ماننا ہی بنا۔ اس کی خوشی دیکھ" ظہیر نفی میں سر ہلایا۔ سہ دونوں ہاتھوں سے اس کا بازو دبوچتے اسے جھکاتے اس کے ہونٹ چوم گئی۔

چلو اب!.. "اس کو ہوش میں بھی نہیں آنے دیا اور باہر کھینچ لائی۔ وہ سب"
اج اسی کے پورشن میں ناشتہ کر رہے تھے۔ وہ اب اسے واپس کمرے میں
بھی نہیں لے جاسکتا تھا ورنہ اس اچانک حملے کا جواب تو اچھے سے دیتا۔
ٹومی گاڑیاں تیار رکھنے ہم سب اج اوٹنگ کے لیے چلے جائیں۔ سوائے"
تمہارے اس اولڈ بردار کے!.." ظہیر کو دیکھ شرارت سے مسکرائی۔ وہ
ہنسا۔ اس کا اولڈ کہنا برا بھی نہیں لگتا تھا۔

منسا بری بات۔ شوہر ہے وہ تمہارا!.." شایان کے ٹوکنے پر منہ بناتے وہ"
اسے گھورنے لگی۔

اگر وہ اولڈ ہے تو اولڈ ہے۔ وہ کیوں برا مانے گا؟.. ظہیر تم تاؤ کیا تمہیں برا"
لگایہ؟.." اس کا بازو واپس کھینچ کر پوچھا۔ اس نے ساتھ ہی نفی میں سر ہلایا۔
نظریں صرف منسا پر تھیں۔۔ ڈوم نے گلا کھنکھارتے چہرے موڑ کر
مسکراہٹ دبائی۔

وہ قربان ہوئے بکرے سے پوچھ رہی تھی چھری کی دھار مزادیتی ہے کہ
نہیں!.. وہ کیا ہی جواب دیتا۔ بے چارہ بولنے کے قابل کہاں رہا تھا جو کچھ
بتاتا۔

یہ ہی حال ظہیر احمد کا تھا۔ جو اس وقت اس قربانی کے بکرے کی طرح ہی
بے بس تھا۔

بھابھی صاحبہ جانا کہاں ہے؟.. "شمیمہ جانے کا نام سنتے فل اداکاری سے"
بولی۔

جہاں بھابھی کی نند بولے وہیں چلے جائیں گیں!.. "اس نے شمیمہ کی گال"
سہلائی۔ وہ ابھی منسا کے گلے لگتی جب ظہیر کو دیکھ واپس اپنی جگہ پر جا بیٹھی۔
وہیں شایان اور منہا نہیں ہی دیکھ رہے تھے

نمبر ٹوکھاں گیا!.. "اس نے شان کے بارے میں پوچھا تھا۔"

باران سے ملنے!.. "وہ ایک دم خوش ہو گئی۔"

باران یہاں ہے؟.. مجھے اس سے ملنا ہے۔ تم اسے بولو کہیں نہ جائے آج۔"

ہم اس سے بھی ملیں گیں!.." ظہیر کی آنکھیں سرخ ہوئی۔ بازوؤں کی رگیں تن گئیں۔ دل میں شدت سے جلن کا تاثر جاگا۔ شایان کی نظریں بہن سے ہوتے بہنوئی کی طرف اٹھیں تھیں اور وہ جان چکا تھا وہ غصہ کرے گا۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ نہیں آیا جو تم انجوائے کرو گی!.." اس نے اپنی بہن کو "ظہیر کے قہر سے بچانے کی ایک ننھی سی کوشش کی مگر شاید اسے ضد ہی اپنی جان ہبیاری نہیں تھی۔

وہ تو باران کی موجودگی میں کچھ بولتی ہی نہیں۔ ہاں اکیلے میں اتنا بولتی ہے "کہ کوئی حد نہیں۔ اس کے باقی کزنز بھی اتنے فنی ہیں۔ ہر بات پر اتنا مزاق بناتے مزا اجاتے ہیں۔ میں ان سے ملنے بھی جاؤں گیں ظہیر کے ساتھ۔ اور اب تم لوگوں کو وہاں ساتھ بھی نہیں لے جاؤں گیں!.." اس نے اعلان کیا۔ ساتھ ہی رخ ذرا سا موڑے ظہیر کو دیکھا۔ اس کی پھولی رگیں اور غصے

سے سرخ ہڑتا چہرہ دیکھ وہ گھبرائی مگر اس گھبراہٹ میں بھی اس سے دور نہیں ہوئی۔

شمیمہ اور ڈوم ویسے چپکے سے نکل چکے تھے۔ انہیں جانے کی تیاری بھی تو کرنی تھی۔ آخر پہلی دفہ یوں سب ساتھ انجوائے کرنے جا رہے تھے۔

وہیں شایان بھی منہا کو لے کر وہاں سے باہر آ گیا۔ وہ ان میاں بیوی کے درمیان نہیں آنا چاہتا تھا۔

تمہیں اس سے ملنا ہے؟.. "رخ اس کی طرف موڑتے اسے پاس کھینچا" وہ کچھ نہیں بولی۔ کتنی ہی دیر ظہیر کو یوں ہی دیکھتی رہی۔ پھر نرمی سے اس کا بازو اپنے ہاتھ سے ہٹاتے اپنے پیٹ پر رکھا۔ ظہیر بھی اس کی دھڑکنیں نحسوس کرتے نرم پڑا۔

میں انگلینڈ میں پلی بڑھی ہوں۔ اور تمہارے لیے شلوار قمیض پہن سکتی ہو" برکھا نہیں۔ پابندیاں ایک حد تک اچھی لگتی ہیں۔ حد سے سوا ہو جائیں تو قید لگنے لگتی ہیں۔ اور میں قید بامشقت کرنے والی عورتوں میں سے نہیں ہوں۔

یقین جانو اس بچے کو اکیلا پالنا مسئلہ نہیں ہو گا میرے لیے کبھی بھی۔ تو آئندہ ایسی سوچیں دماغ میں کانے سے پہلے سوچ لینا میں دبو سی لڑکی نہیں ہوں۔ چھوٹی ہوں مگر سمجھتی سب ہوں۔ حفاظت اور قید دونوں کا فرق جانتی ہوں۔ "ظہیر کو بولنے کے قابل نہ چھوڑتے وہ اس کا ہاتھ ہٹا کر وہاں سے باہر چلی گئی۔ وہیں ظہیر کرنی دیر تک بیٹھا اس کی باتوں کو سوچتا رہا۔ وہ واقعی اس کے بارے میں اوور پوز یسیو ہو رہا تھا۔ اگر اسے کوئی انسکیورٹی تھی تو خود ساتھ چلا جاتا نسبتاً اس کو ٹوکنے کے اور غصہ دیکھانے کے۔ وہ بھی جان جانتا ان میں کیسا تعلق ہے مگر یہ حرکت کر کے وہ صرف اسے خود سے دور کر رہا تھا۔

میں جارہا ہوں۔ ہو سکتا ہے تم سب کو جوائن کروں۔ خیال رکھنا اپنا!.." وہ "جب باہر آیا تو قدرے پرسکون اور مسکراتا تھا۔

منسا کا ماتھا چومتے اسے ہدایت دیتے وہ وہاں سے سیدھا فیس کے کیے نکلا۔

منسا سے لان تک چھوڑنے آئی۔ پھر اس کی گاڑی نکلنے تک وہیں کھڑے
دیکھتی رہی۔ یہاں تک وہ چلا ہی گیا۔ مگر اس کی گاڑی باہر نکالنے سے پہلے کی
وہ پلٹ کر نرم ہنسی دینا اس کی نظروں کی چٹک واپس لوٹانے کی وجہ بنا۔ وہ
اس کے بات سمجھ جانے ہر مسکرائی

شاید تب واویلا مچا دیتی تو دونوں میں صرف مسائل بڑھتے نسبتاً سب ٹھیک
ہونے کے۔ اب اسے سوچ کر قدم بڑھانے تھے۔ اس کے ساتھ اس کی
اولاد تھی اور وہ اپنی اولاد بروکن فیملی کا حصہ نہیں بنانا چاہتی تھی۔
اس طرح کوئی جھکا بھی نہیں مگر دونوں بات سمجھ بھی گئے۔ اسے اور کیا
چاہیے تھے۔ والس پلٹتے وہ ان سب کے چہرے کی خوشی دیکھ مسکرائی۔
وہ سب ہنستے مسکراتے خوش کتنے اچھے لگ رہے تھے۔ وہ اسی بات پر
مسکراتے شمیمہ کے ساتھ آ بیٹھی۔

یہ سانیہ میڈم کہاں ہیں!.." اس نے شمیمہ سے ہی ہو چھا۔ سڑھیاں اتر ہر"
اتی سامیہ کو دیکھ وہ یاد آئی تھی اور سامنے نظر اتی وہ زہر لگ رہی تھی۔ جس
نے سدرہ سے کہلوا کر لبتی کو اسے یہاں رکنے دینے کی بات کی تھی۔

کمرے میں اپنے نکاح کی خوشی منا رہی ہے!.." منہ بنا کر کہا جبکہ ساتھ ہی"
شایان نے اپنی سوچ پر فاتحہ پڑھ لی جس کا خیال تھا صرف منسا ہی بد زبان
ہے۔۔ جسے معلوم نہیں کب کیا بولنا ہے مگر یہاں سب ہی ایسے تھے۔
واہ چلو پھر ہم بھی اس کا ساتھ دیتے ہیں!.." منسا اس سے بھی دو ہاتھ اگے"
اسے ساتھ لیے ہی چل دی۔

منسا بیٹھو چپ چاپ!.." شایان اسے گھورا۔ وہ منہ بنا کر اسے دیکھنے لگی۔"
تمیز سے بات کرو۔ ایسے میرا شوہر بھی مجھ پر حکم نہیں چلا سکتا سمجھ"
ائی!.." انگلی اٹھا کر اسے اپن سناتے وہ جا چکی تھی مگر وہیں کچن سے نکلتی
سدرہ نے اسے دیکھ لیا تھا۔

منسا ایک جگہ بیٹھ جاؤ۔ ابھی نیو پر یگننسی ہے۔ زیادہ چلنا ٹھیک نہیں!۔ "ان" کے ٹوکنے ہر وہ کھسیانی ہوئی۔

وہ ماما سانہ کے پاس جا رہے تھے!۔ "انہوں نے ساتھ اس کا بازو تھامے" کھڑی شمیمہ کو دیکھا

جاؤ مگر دھیان سے۔ اور ایسے ہی واپس نہیں آ جانا۔ چند منٹ سکون کی "سانس لے کر ہانی پینا پھر واپس سڑھیاں اترنا۔ ظہیر اتنا ہے تو لفٹ ان کروانے کا کہتی ہوں میں اسے!۔" آخری بات کچھ ہلچ آواز میں بڑ بڑائی۔ وہ دونوں ان کی پہلی بات ہر ہی اہستہ اہستہ قدموں سے اوپر جانے لگیں۔ انہوں نے سیدھا جا کر دھاوا سانہ کے روم پر بولا تھا۔

ایسا بھی کیا ہو گیا جو شرم سے کمرے سے ہی نہیں نکل رہی!۔ "وہ موبائل" اوندھے ان دونوں کو دیکھ منمنائی۔

بھابھی!۔ "منسا اس کے پاس بیڈ پر جگہ سنبھالی۔ شمیمہ سدرہ کی ہدایت کے" مطابق اسے پانی لا کر دیا۔

تم بتا سکتی ہو میں کسی کو نہیں بتاؤں گیں!.." پاس امہوتے سرگوشی کی "
سانہ نے ہاتھ سے کان پاس کرنے کا اشارہ کیا۔ وہ خوش ہوتے جلدی سے
اس کے پاس آئی۔

سانہ نے ایک ہاتھ اس کے کان کے گرد رکھا۔

وہ تو بالکل بھی نہیں ہوا جس کی صورت میں آپ ماں بننے والی ہیں!.." اس "
کی سرگوشی طر منسا سرخ ہوتے اسے گھورتے دور ہوئی۔ وہیں وہ بھی برابر
گھورتی رہی۔

میں ظہیر کو بتاؤں گیں تم کتنی وہ ہو!.." اسے کہتے گلاس ہونٹوں سے "
لگاتے گھوٹ بھرے۔

وہ مجھ سے یہ تو پوچھنے انے سے رہے میں نے یہ ہیوں کہا!.." اس نے ناک "
سے مکھی اڑائی۔ وہیں شمیمہ بات سمجھنے کی کوشش میں تھی۔
اس کی بات سنتے منسا مسکرائی۔

ہاں مگر شان تو پوچھنے آسکتا ہے۔ اور کیا ہوا سب بتا بھی سکتا ہے؟.. "اس" کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھ سانپہ کے حلق میں جیسے سانسیں اٹک گئیں۔ اس نے گلے ہر ہاتھ رکھے وہ لمحات یاد کیے جب وہ جنونی انسان اس کی سانسیں روک گیا تھا۔ کتنی بے رحمی تھی اس کے لمس میں۔ وہ نہیں بھولی تھی۔ اپنی سانسوں کا بگڑ جانا بھی نہیں۔۔۔

یار یہ چیٹنگ ہے۔ بات ہم خونوں کی ہے۔ انہیں کیوں گھسیٹ رہی ہیں؟.. "وہ جھنجھلائی۔

مجھے بچپن سے چیٹنگ کرنے کا بہت شوق ہے۔ ایک دفہ کرنے کے دیکھنا "تو بنتا ہے!.. "وہ چیڈ سے اٹھی۔ سانپہ نے رحم طلب نظروں سے اسے دیکھا۔ مگر وہاں کوئی رعایت نہیں تھی۔

کچھ لے دے کر کام نہیں نمٹ سکتا؟.. "اس نے کچھ سوچ کو ہو چھا۔"

اور تم مجھے کیا دے سکتی ہو؟.. "اس نے آبرو اٹھا کر پوچھا۔"

کچھ اہم راز۔ جنہیں جان کر آپ کی روح تک خوش ہو جائے گی!.."منسا"
اسے دلچسپی سے دیکھا اسے نا جانے کیوں ایسا لگ رہا تھا یہ راز ظہیر کے بارے
میں ہیں۔

شمیمہ انہیں دیکھ ہی رہی تھی جب منسا اس کی طرف ہلٹی۔ اسے بازو سے تھاما۔
بچوں کی باتیں نہیں ہیں۔ تم باہر انتظار کرو!.."اس کا منہ کھل گیا۔ ابھی"
کچھ دیر پہلے وہ اسے اپنا کراٹم پار ٹنر بول رہی تھی اور ابھی نکال بھی دیا۔
منسانے اسے باہر نکالتے دروازہ بند کر دیا۔ شمیمہ نے بند دروازے کو گھورا۔
پھر ڈوم کو اس طرف اتے دیکھا اسے شرارت سو جھی مگر ابھی نہیں۔ کسی اور
وقت!.."وہ اپنی سوچ پر مسکراتے اس کے ہاس سے اچھلتے نیچے چلی گئی۔ مگر
وہ اپنی بیوی کو دیکھنا چاہتا تھا جو نا جانے اس کی ماں کے ساتھ کچن میں ایسے
کون سے کام کر رہی تھی جو ختم ہو ہو رہے تھے۔

وہ باوی سب اگنور کرتے سیدھا وہیں آیا مگر اسے وہاں کچن ٹیبل پر بیٹھ کر
سبزیوں کا بنا سوپ پیتے دیکھ وہ مسکرائے اس کے سامنے آ بیٹھا۔ ٹینا کتنی حلق
میں سوپ اٹکا تھا۔ وہ کھانستے جلدی سے چمچ والس رکھ گئی۔

پیو!..۔" وہ چمچ تھام گئی۔"

تمہارے دبنگ سٹائل پر فدا ہوا تھا یار۔ ویسی ہی رہا کرو میرے ساتھ۔"
ڈانٹوں تنگ کرو بلکل بھی نہیں ٹوکوں گا۔ یوں ڈرو گی تو خود سے نفرت سی
ہو گی جس نے ایک لڑکی کو بد لئے پر مجبور کر دیا۔ وہ اسے ٹھیک سے کھانا
کھانے دینے کی سوچ کے ساتھ وہاں سے نکلا۔ پیچھے ٹینا کے ہونٹوں پر
مسکراہٹ آئی۔ الیگزینڈر کا انتخاب غلط نہیں تھا۔ اس کی سوچ بھی غلط نہیں
تھی۔ وہ بلکل ٹھیک تھا۔ لوگوں کے کل بھی پہچان سکتا تھا اور آج بھی۔ یہ
اس کی سوچ تھی۔ ناجانے کتنی غلط اور کتنی صحیح۔

وہ سب لوگ کچھ ہی دیر میں گاڑیوں میں نکلے۔ ٹینا اور ڈوم الگ گاڑی میں،
شایان اور منہا الگ اور منسا شمیمہ سانہ سامیہ اور شان الگ گاڑی میں۔ چاہتا تو
شان بھی تھا سانہ کے ساتھ الگ گاڑی میں جائے مگر یہ ممکن نہیں تھا۔ اس
کی دو غلی بہن کے ہوتے تو بالکل بھی نہیں۔

وہ سب سونگ لگائے اپنی موج مستیوں میں تھے۔ وہیں شان کی نظروں
سے سانہ بار بار پزل ہو رہی تھی۔ وہ سامیہ اور شمیمہ کے ساتھ پیچھے بیٹھی
تھی۔ منسا آگے بیٹھی تھی۔

پہلے لاہور کا کھانا!! وہ بھی حویلی ریسٹورانٹ سے۔ پھر بادشاہی مسجد گھو میں "
گیں اور تب تک پھر بھوک لگ جائے گی!.." شمیمہ ہنس دی۔ اس کی بھوک
والی بات پر۔

وہ سب سیدھا وہیں حویلی آئے۔

ٹیسٹی کھانے کی خوشبو!.." نیچے اترتے ہی منسا بولی۔ ڈوم بھی اس کی بات "
سنی تھی۔ باقی سب مسجرا دیے۔

بھا بھی جی کھانے کے علاوہ بھی ایک دنیا ہوتی ہے۔ "منسا اسے گھورا پھر"
مسکراتے اس کے پاس آئی۔

اور وہ تم جیسے نکموں کے لیے ہیں۔ جسے دیکھنے کی مجھے خواہش نہیں۔ "ٹینا"
سر جھکائے مسکرائی۔ باقی سب بھی دبا دبا ہنسنے لگے۔ ڈوم ان سب کو گھورتے
ٹینا کا ہاتھ ٹکڑتے اندر لے گیا۔ وہ ریسٹورنٹ کے فرسٹ فلور پر آئے تھے۔
کھلے آسمان کے نیچے ناشتہ کرنے کا مزہ ہی الگ تھا۔ پھر وہاں سے نظر آتا
بادشاہی مسجد کا منظر ہی الگ تھا۔ وہ سب تو تصاویر بنانے لگ گئے۔ سانی اور
منسا بس بیٹھی تھیں۔ سانیہ تو سلسلان کی نظروں سے پریشان ویں منسا کو سب
انتظار کتھا کب وہ مینیولائیں اور وہ آرڈر دے۔

پریگننسی کے بعد اسے زیادہ بھوک لگتی تھی۔ اور ڈاکٹر بھی کہا تھا یہ نارمل
ہے۔ کچھ کیسز میں ایسا ہوتا ہے۔ تو وہ مزے سے اپنی پسند کے کھانے
کھانے لگی۔ ابھی بھی بس اسے کھانے سے مطلب تھا۔

کھانا رڈ کرتے اور کھاتے ہی وہ لوگ بادشاہی مسجد کی سیر کے لیے نکل گئے۔ منسا وہیں بیٹھی رہی۔ اس کا کہیں جانے کا موڈ نہیں تھا۔ شان نے بتایا تھا باران آرہا ہے۔

وہ تین گٹھنے وہاں بیٹھی رہی مگر کوئی نہیں آیا۔ اسے شدید غصہ آیا تھا۔ یہاں تک کہ وہ سب بھی دوپہر کی چائے کے لیے واپس آگئے۔ کسی نے چائے منگوائی کسی نے ساتھ نگٹس تو کسی نے کیک۔ ویسے بھی ان کا مینیو بہت بڑا تھا۔ ہر طرح کی چیز وہاں تھی۔ وہ خوش تھے۔ منسا شان کو گھور رہی تھی جو بے چارہ خود نہیں جانتا تھا وہ کیوں نہیں آیا۔ ابھی صبح میں تو وہ اس سے مل کر واپس گیا تھا۔

ہیلوپر سز مینور!.."منسا اسے گھورتے سامنے پڑا گلاس اسے دے مارا۔ جو" اس نے کیچ کرتے واپس رکھا۔ باقی سب بھی انہیں ہی دیکھ رہی تھیں۔

مجھے گندے سامان دیا کرو۔ میں تمہارا سر پھاڑ دوں گیں!.." ان سب "

نے منسا کا غصہ دیکھا۔ وہیں باران ہر بات سے لے پر واہ وہاں بیٹھا تھا۔ شان کے ساتھ کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے اس نے اپنے لہجے کھانا رڈر کر دیا تھا۔

پسند مذے کی ہے گبلو کی!.." منسا نے اب پانی سے بھرا گلاس پھینکا۔ اس " نے جلدی سے مینیو آگے کر دیا۔ وہ اس سے ٹکراتے ٹیبل پر گر گیا۔

نیورمس و ددا گرلز بوائے!.." منسا اس گھور ناجاری رکھا وہیں وہ اب سوچ " رہے تھے آخر یہ نخرم ہیں کون جو منسا کو اتنا غصہ دلارہے ہیں۔

مجھے لگتا ہے یہاں انگریزوں اور بادشاہ ظفر علی کی جنگ شروع ہونے والی۔ " عام رعایا کو یہاں سے کوچ کرنا چاہیے!.." ڈوم نے جیسے کمٹری کی تھی۔

تمہیں نادنیا سے کوچ کروادوں؟.." منسا اب اس کی طرف دھاڑی شان " نے سانس بھری۔

اجاؤ یہاں شاہی قلعہ سارا تو دیکھا ہی نہیں۔ اس کا گیٹ اور سڑھیاں تو سب " سے الگ ہیں اور بادشاہ کا حمام!.." چلو آؤ وہ دیکھا دوں!.." کہتے وہ ان سب کو

تقریباً گھسیٹتے ساتھ لے گیا۔ اس طرح تو باران اور اس کی صلح کروانے نا ممکن ہوتا۔ وہ تو ہر ایک بات پر جگھڑنے کو آتی۔

غصہ تھوک دو پیاری بچی۔ میں تمہاری شادہ پر نہیں آسکا!.."منسا اسے"

گھورا

مجھے بھی کسی نے نہیں بتایا تھا آج نیری شادی ہے!.."باران نے ہیں"

والے تاثرات دیے تھے۔

یار میں ایمو شنل تھی اور اسی چکر میں شادی ہو گئی۔ پتا ہی نہیں چلا!.."

باران نے پہلی لڑکی دیکھی تھی جو کہہ رہی تھی بس ایمو شنل تھی اس لیے شادی ہو گئی۔

اور کتنی شادیاں کرنے کا ارادہ ہے پھر ایمو شنز میں؟.."منسا اب کوئی چیز"

ڈھونڈی مگر شان کے حکم پر ویٹر سب نیچے لے جا چکا تھا۔

منسا کوئی جواب نہیں ملا تو پاؤں پٹختے اٹھی۔

تمہاری طرح چہرہ دیکھ کر تو نہیں مری کسی پر!.." باران نے اسے دیکھتے "مسکراہٹ دی۔

بندی بھی تو پھر کمال ڈھونڈی ہے۔ ہے کوئی اس کے جوڑ کا تو دیکھاو۔؟.." "منسا جانتی تھی وہ سچا ہے۔ اس جیسی پیاری واقعی کوئی نہیں تھی۔ خیر اس بات پر میں اکتفا کرتی ہوں وہ پیاری ہے بس قسمت خراب نکل آئی " تو کیا کر سکتی ہے!.." باران بلبلا اٹھا۔ وہ اسے خراب قسمت کا حصہ بول رہی تھی۔ اچانک منسا کے پیچھے کسی کا سایہ محسوس کرتے اس نے سر اٹھایا۔ منسا بھی سر گھما کر دیکھا۔

اے یہ چمک!! کیوں اس کی آنکھیں خوشی سے روشن ہو جاتی تھیں اسے دیکھتے ہی۔ اور اس روشنی کو دیکھ وہ باقی سب بھول جاتا تھا۔ یہ بھی وہ کرنے کیا آیا تھا۔

کیسا گزر رہا ہے دن؟.." پوچھتے ساتھ سامنے بیٹھے شخص کو اگنور کیا۔ وہ "جانتا تھا یہ ہی باران ہے۔

بہت اچھا۔ "ہو نوٹوں سے یہ نکلا تھا جبکہ آنکھیں کہہ رہی تھیں "آپ کے"
انے سے دو بالا مزا ہو گیا۔ "وہ مسکرایا

منسا یہ تمہارے سسر!.. "باران کی بات مکمل نہ ہو سکی ظہیر منسا کی گردن"
کو پکڑتے اس کے ہو نوٹوں پر جھک گیا۔ نرمی سے وہاں بوسہ لیا۔ باران کو اس
کا جواب مل گیا

وہیں منسا کی آنکھوں میں پہلے شک اور پھر شرم کے تاثرات جاگے۔ ظہیر کی
اس حرکت پر وہ چہرہ ہی چھپانے لگی۔

شوہر ہوں!.. "دو لفظی جواب دیا۔ وہ بھی تب جب وہ عملی ثبوت دے"
چکا تھا۔ عملی ثبوت دینے کے بعد اس کی ضرورت تو نہیں رہی تھی مگر اسے
بتانا تھا وہ اس کا شوہر ہے

ہمم۔ میں چلتا ہوں۔ پھر ملاقات ہوگی۔ "اسے اپنا یہاں بیٹھنا اب عجیب"
لگ رہا تھا۔ جب وہ دونوں خود کی طرف متوجہ تھے وہ وہاں بیٹھ کر کرتا بھی کیا

ظہیر نے غور نہیں دیا۔ وہ اپنا سامنہ لے کر وہاں سے اٹھ گیا۔ ساتھ شان
کی خاطر داری کرنا نہیں بھولا جس نے کہا تھا منسا اسے یاد کر رہی ہے۔ ایسا یاد
کر رہی تھی وہ اسے کہ شوہر کے آتے ہی سب بھول گئی۔

شان بھی اس کی سب باتیں سکون سے سنیں۔ اس کے دل کی بھڑاس سنتے
اسے بالکل بھی پرواہ نہیں تھی اس کے ساتھ کتنا برا ہوا۔ وہ اپنی بیوی کو بچوں
کی طرح کھیلتا دیکھنے میں مگن تھا۔ اس کی بات سن کر کیا کرتا۔۔۔

باران اسے دھکے دے کر "اسی کے پاس چلا جا!.." کہتے وہاں سے چلا گیا۔
پچھے شان اب ایک جگہ پر بیٹھا ان سب کو تصاویر بنانے میں مگن دیکھ ہنس رہا
تھا۔

ظہیر نے منہ بنا کر بیٹھی اپنی بیوی کو دیکھا۔ پھر سب کو بتاتے اسے لے کر چلا
گیا۔ منسا سارے رستے گاڑی میں منہ پھلائے ایک طرف رخ کر کے بیٹھی
رہی۔

کس بات کا غصہ ہے جو منہ بنا کر بیٹھی ہو ہاں؟.. "اس نے منسا کو بازو سے" پکڑتے اپنی طرف کھینچا۔

تمہیں تمیز کیوں نہیں ہے ظہیر؟... وہ صرف پوچھ رہا تھا اور تم؟.. "اس" نے بات ادھوری چھوڑتے اس سے اپنا بازو چھڑایا۔

ہاں تو میں نے بس بتایا ہے شوہر ہوں تمہارا!.. "اس کی بے پرواہی عروج" پر تھی۔

تو بندہ زبان سے بھی بتا سکتا ہے۔۔ "وہ غصے سے دبا دبا چینی۔"

زبان کے بجائے یونٹوں کا استعمال کیا بس!.. "منسا کا جی چاہا گاڑی اس پر" الٹ دے

تم مجھ سے بات ہی مت کرو۔ "وہ رخ موڑ گئی۔"

منسا تم نے کیا تمہیں قید نہیں پسند میں نے تمہیں سمجھا۔ اب تم میری

حرکتوں کو سمجھو بس!.. "منسا پلٹ کر اسے گھورا۔"

سمجھو کیا میں اس میں؟.. "آنکھوں سے بھی سوال کیا۔"

بس سمجھو مجھے نہیں پتا کیا سمجھنا ہے مگر تم مجھ سے وابستہ ہو۔ "منسا اسے"

دیکھا۔ وہ چہرہ سیدھا کیے اب گاڑی چلا رہا تھا۔

منسا نے اس کے پھولے مسلنز سے لیکر چہرے کی داڑھی تک اسے دیکھا۔

مائے اولڈ ہزیبنڈ!.."منسا اس کے ساتھ چپکتے اس کے بازو سے بازو"

گزارتے اس کی گال کا بوسہ لیا۔

یار اتنا بھی اولڈ نہیں ہوں!.."وہ برا مان گیا۔"

میرے لیے تو اولڈ ہی ہو۔ تم اولڈ اور میں ینگ۔ بیسٹ"

کمرہ منیشن!.."منسا اوپر ہوتے اس کی گال چومی۔ وہ اسے گھورتا رہا۔

ویسے تم پاسٹ مین میں پریزنٹ گرل اور ہمارے بچے فیوچر چائلڈ!.."ہا ہا ہا"

کتنا اچھا لگے گا!.."ظہیر اس کی بات پر مسکرا دیا۔

وہ جن چیزوں کو لے کر ان سیکور تھا وہ ان سب کا مزاق بنا کر اسے سب

چیزوں اور سوچوں سے دور لے آئی تھی۔



دوپہر کے کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔ موسیٰ اور ہارون دونوں پری کی گھوری پر سکون سے بیٹھے تھے مگر آنکھوں سے وار جاری تھا۔ حیاتو ہارون اور موسیٰ کو جانوروں کی طرح ایک دوسرے کو گھورتے دیکھ ڈر رہی تھی۔

بیلانے کھانا ٹیبل پر سجانا شروع کیا۔ حارث باہر ہی تھا۔ وہ عصر کی نماز ادا کر رہا تھا۔

موسیٰ!.. "پری اسے گھورا۔ وہ اس کی طرف پلٹتے محبت بھری نم نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

یس مائے وچ!.. "پری نے ہارون کے لبوں پر اتنی مسکراہٹ دیکھی۔ پھر "موسیٰ کے محبت سے بھرے تاثرات۔

پری اسے ضبط کرتے گھورنا جاری رکھا مگر ہارون کا سر جھکانا اسے زہر لگا تھا۔

پری غصے سے چہرہ اس کی طرف موڑتے ٹیبل پر ہاتھ مارتے ہارون کو گھورا
تمہارے دانت کیوں؟.. "اس کی بات مکمل نہ ہو سکی جب وہاں ٹھاکا کی آواز"
گو نجی۔ پری اور حیانے گھبرا کر دل پر ہاتھ رکھا۔ وہیں ہارون بھی اپنی جگہ سے
اچھلا۔

سمجھتے کیا ہو تم خود کو؟.. ہم سب کٹیتلی ہیں تمہارے ہاتھوں کے؟.. ""
موسیٰ چمیر سے نیچے گرا پڑا تھا۔ اس کی گال پر انگلیوں کے نشان چھپ چکے
تھے۔ وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے اٹھا۔ گردن موڑتے جیسے بل نکالا۔ پھر سامنے
دیکھا جہاں اس کا باپ کھڑا اسے گھور رہا تھا۔ چہرہ غصے سے سرخ تھا۔
وہ الیگزینڈر کو دیکھ جہاں حیران ہوا تھا وہیں اس کی باتیں سن کر سمجھ گیا وہ
کس بارے میں بات کر رہا ہے۔

موسیٰ لب پھیلائے ایک طرف چپ چاپ کھڑا رہا۔

اور عینا کو کس خوشی میں مار دیا؟؟ ہم اس سے اس نئے دشمن کا پوچھ "لیتے؟.. "الیکزینڈر مشکل سے ضبط کیا تھا مگر چاہتا تھا ابھی اس کا کام تمام کر دے

بیٹے کی مبارک ہو۔۔ "الیکزینڈر پھر غصے سے مکہ اس کی پسلیوں میں مارا۔" وہ دوہرا ہوا۔ ساتھ ہی ہونٹوں سے خون نکلا تھا۔ اسے ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے بھی وہ الیکزینڈر کے خون میں غصے کا ابال لانے کی وجہ بنا۔ باپ نہیں تھے تم میرے جو مجھے بغیر بتائے مجھ سے چھپا کر سب کرتے "رہے۔ جیسے میں تو ڈر جاؤں گا سب جان کر!.. "الیکزینڈر پھر موسیٰ پر وار کرتا جب پری سامنے آگئی۔ الیکزینڈر اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتے رخ موڑ گیا۔ وہیں پری پریشانی سے موسیٰ کے چہرے سے خون صاف کر رہی تھی۔ انگلیوں کے نشان دیکھ اسے افسوس ہوا۔

آپ کے پوتوں کا تو باپ ہوں ناں یار!.. "پری اس چٹکی کاٹی جس کی جان "کو سکون نہیں تھا۔

عینا کا باپ بننے کی ضرورت نہیں تھی ناں!.. اسے کیوں مار دیا؟..""
الیکزینڈر پری کی وجہ سے اب اسے تھڑ بھی نہیں مار سکا تھا۔ دور سے ہی اسے
گھورتے وہ گرایا۔ وہیں موسیٰ کی آنکھوں میں سوال اتر۔

حادثہ!... "وہ دھاڑا۔ پری کو سائیڈ کرتے وہ باہر بھاگا۔ الیکزینڈر کے "
پیچھے وہ سب بھی باہر کی طرف بڑھے۔۔ ہارون نے پری کو سہارا دیا تھا مگر بیلا
نے درمیان میں اتے پری کو باہر جانے سے روک دیا۔ وہ گھورتی رہی مگر بیلا
نے نہیں جانے دیا۔ وہیں حیا بھی پری کے ساتھ ہی چپک کر واپس بیٹھ گئی۔
یہ دیکھو!.. "الیکزینڈر اسے سامنے کی طرف حیرت سے دیکھتے دیکھ غصے "
سے کہا۔ ہارون بھی وہیں آکھڑا ہوا۔ حادثہ بھی پاس ہی کھڑا تھا۔ وہ بھی
ابھی الیکزینڈر سے دو تھپڑ کھا چکا تھا۔

بابا میں نہیں جانتا کیسے ہوا یہ سب!۔ "حادثہ ابھی ہاں میں سر ہلاتے اس "
کی بات سے اکتفا کرتا جب الیکزینڈر کی گھوری پر سر جھکا گیا۔ وہیں ہارون
سامنے پڑی لاش کو دیکھ رہا تھا۔

وہ سب جانتے تھے یہ کون ہے۔ انہوں نے شروع سے ہی بچوں کو اپنے دشمنوں سے واقف رکھا تھا تاکہ کوئی بھی ان کے جھانسنے میں آکر خود کو نقصان نہ پہنچالے۔ خاص طور پر عینا کی طرف سے یہ خیال رکھنا تو فرض سمجھا تھا انہوں نے۔ اسی لیے اس روز بیسمنٹ میں عینا کو دیکھتے ہی پری پہچان گئی تھی۔

تو کیسے مر گئی یہ؟.. تمہاری قید میں تھی ناں؟.. "الیکزینڈر ذرا بھی ڈھیلا" نہیں پڑ رہا تھا وہیں جو رجینا کی گاڑی آکر رکی تو ان سب نے اس کی طرف چہرہ موڑا۔ وہ الیکزینڈر کا پیچھا کرتے یہاں تک پہنچی تھی۔

حارث کیمرہ!.. "اسکے سر جھکانے پر وہ بات ادھوری چھوڑ گیا۔ جواب مل " چکا تھا۔ وہیں جو رجینا بھی ہونٹوں پر ہاتھ رکھ گئی۔

سر یہ!.. "الیکزینڈر اور موسیٰ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے " تھے۔

.. شداد کہاں ہے اب؟.. "وہ دھاڑا۔ اس سے اس لڑکی کا پوچھنا تھا اسے؟"

یہاں ہے؟.. "اواز سنتے وہ سب ہی پلٹے تھے۔ وہ سٹریٹ جینز اور وائٹ"

شرٹ پر بلو جیکٹ پہنے بال کمر پر باندھے اوشن بلو آنکھوں سے ان سب کی
سیکیورٹی پر ہنستے اسے گھسیٹتے وہاں لائی تھی۔

موسیٰ کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی۔ حارث کی حالت یوں تھی جیسے
کسی سانپ نے ڈس لیا ہو۔ وہیں الیگزینڈر اور ہارون اسے ایک جیسی نظروں
سے دیکھ رہے تھے۔ جو رجینا کی نظروں کا تاثر سب سے الگ تھا۔

منیبہ!.. "وہ گہرا مسکرائی۔"

ہاں منیبہ!.. دیکھ لو میں نے کہا تھا پلٹنے والی ہوں۔ تم نے ٹھیک سے سنا ہی
نہیں!.. "افسوس سے کہتے اس شخص کو سامنے پٹھا۔

یہ تمہارا قیدی ہے ناں!.. "آنکھیں پٹپٹا کر موسیٰ کو پوچھا۔"

مگر افسوس اب قیدی تھا بن جائے گا۔ "موسیٰ اگے بڑھ کر اسے روکتا مگر وہ"

تب تک اس کے سینے پر گولیاں چلا چکی تھی۔ آنکھوں موسیٰ کی آنکھوں میں

ڈالے جن میں چٹانوں سی سختی تھی۔ موسیٰ کا دل لرزا اس کی اس قدر سفاکی دیکھانے پر۔

وہ ایک قدم اگے بڑھاتے شہاد کے دل پر جہاں گولی لگی تھی اپنی ہیل سے گہرا زخم کرنے لگی۔ وہ پہلے ہی تڑپ رہا تھا اب بلبلا نے لگا۔ وہ تڑپنے لگا۔ اس تڑپ نے اسے اپنی زندگی کا پہلا زخم یاد کروایا تھا۔ بابا نہیں!... "وہ چیخ آج بھی ویسی ہی تھی۔ پہلے جیسی وحشت اور تکلیف" خود میں سموئے۔

باپ نہیں ہوں میں تمہارا!.." ایک دھاڑ نے اس کے کانوں کے پردے " پھاڑ دیے۔ ساتھ ہی لوہے کی سلاخ اس کا چہرہ چہرتے نیچے کو گئی تھی۔ وہ درد سے بلبلا اٹھا۔ اس کی چیخیں اس پورے طے خانے میں گونجنے لگیں مگر اسے سکون نہیں تھا

اب جانا تم نے۔ میں تمہارا باپ نہیں ہوں۔ "گارڈز نے اس کے اشارے"
پر اس بچے کے دونوں بازو پیچھے کو پکڑتے اس کو چہرہ سامنے کرنے پر مجبور
کیا۔ شہزاد نے اس بچے کے بال پکڑتے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔
تم میرے کچھ نہیں لگتے۔ کچھ بھی نہیں!.." تکلیف دیتی سلاخ اس کا چہرہ"
کاٹتے جارہی تھی۔ اس کی چیخیں دردناک ہو چکی تھیں۔ ان گارڈز نے بھی
جھرجھری لی تھی اس سفاکی پر۔ وہ بچہ خون تھوکنے لگا تھا مگر اسے کہاں فرق
تھا۔

اولاد عزیز ہوتی ہے۔ مگر تم مجھے کبھی عزیز نہیں تھے نہ ہو۔ مجھے بس اپنی"
ملکہ چاہیے۔ میری صرف ملکہ ہے اور جنت!.." دھاڑ سے کہتے اس نے
کھینچ کر اس کے جبرے کا ماس الگ کر دیا۔ آدھا وہ پہلے کاٹ چکا تھا۔ یوں
کھینچنے سے وہ درد سے چیختے بے ہوش ہو گیا۔ اس کی چیخیں کمرے میں گونجتی
رہیں مگر وہ سننے والے نہیں تھے۔

یوں ہی چھوڑ دواسے۔ مر جائے گا خود ہی!! تم سب ملکہ کی آمد کی تیاریاں "
کروں!.." وہ اس کی دھاڑ پر اس بچے سے نظریں ہٹاتے وہاں سے باہر چلے
گئے جس کا چہرہ اب کوئی ڈراؤنہ تاثر ہی دے رہا تھا۔

وہیں شداد اس کے پاس آیا۔ کھینچ کر اپنے پاؤں سے ٹھوکر اس کے زخمی
چہرے پر ماری۔ جس بے دردی کا اس نے مظاہرہ کیا تھا۔ اس سے اس بچے
کے چہرے سے خون مزید شدت سے رسنے لگا۔ وہ بے ہوشی میں بھی
تکلیف سے تڑپنے لگا مگر اسے کہاں کسی کی تکلیف نظر آرہی تھی۔ اسے یوں
ہی چھوڑ وہ چلا گیا۔

اس نے آج بھی دھیمی نظریں اٹھائیں۔ اسے اس تکلیف نے اس شداد کی دی
تکلیف ہی یاد کروادی تھی۔

اسی تکلیف سے روشناس کروانے کے لیے تو لیل کو اغواہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ
اپنے باپ کی روح کو ویسے ہی تکلیف دینا چاہتا تھا جیسے اسے ہوئی مگر وہ منہ
کے بل آگرا۔ اس کے پاس کچھ نہ بچا۔

الٹا جو خوشی شہداد کے مرنے پے ہوئی تھی وہ بھی اس سے چھین لی گئی۔ اسے
اس کی وہ خواہش شہداد اے ملا گئی۔ وہ صرف تڑپ سہنے کے قابل رہ گیا۔

--

جبریل اور عزرائیل سے واقف نہیں تم۔ روح عزرائیل قابض کرتے ہیں۔
ہر غرور کو موت کے درد سے وہ جھکاتے ہیں۔ مگر تم آج بھی نام یاد رکھنے میں
پوہڑ ہی ہو! فرشتوں کے نام تک ٹھیک سے یاد نہ رکھ سکے افسوس!...."
افسوس سے کہتے وہ ہیل مزید اس کے سینے میں کھاتی جا رہی تھی۔
موسیٰ جانتا تھا وہ لوگوں کو ان کے ناموں سے آج تک یاد نہیں رکھ سکا۔ اپنی
اسی کمزور کو چھپاتے اس نے سب کے نیک نیم رکھ لیے تھے۔ مگر وہ اس لڑکی
کے منہ سے یہ نہیں سننا چاہتا تھا۔ اسے اس کی ہدایات میں دلچسپی نہیں تھی۔
وہیں ہارون نے شک سے دونوں کو دیکھا۔ کیا وہ دونوں ایک دوسرے سے
اس حد تک واقف تھے۔ اس کی نظریں موسیٰ کے چہرے پے چھائی وحشت
کا حاظہ کر رہی تھیں۔ جب منیبہ کے دوبارہ بولنے پر رخ اس کی طرف موڑا۔

تم غلط تھے۔ غرور کی جھلکیاں نظر آنے لگی ہیں تم میں۔ کوئی کام کائنات میں تم سے پوچھ کر نہیں ہوتا۔ نہ موت ناپیدائش۔ موت کسی کی اجازت نہیں لیتی۔ وہ بن بتائے آتی ہے۔ جیسے تمہارے قیدی کی موت!!! کیا بچا سکے تم اسے! نہیں ناں۔ ایسے ہی کچھ اور لوگوں کو نہیں بچا سکو گے!.. "وہ خوشی سے کہتے اپنے پورے وزن سے شہداد کے سینے پر کھڑی ہوئی۔ وہ تڑپ کر دم توڑ چکا تھا۔

موسیٰ اس کی سفاکی دیکھنے کے بعد کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہا تھا۔ وہ کیا ہی بتاتا یاں کیا ہی کچھ کہتا۔ وہ تو جیسے اس کے الفاظ سن ہی نہیں رہا تھا۔ میں ٹھیک تھا۔ تم ہی وہ ہو جسے وائٹ روز نے بچایا تھا۔ اب تم احسان ماننے کے بجائے ہمیں نقصان پہنچانا چاہتی ہو!.." الیگزینڈر نے شرمندہ کرنے کی ناکام کوشش کی۔

وائٹ روز نے بچایا تھا؟.." وہ یوں بولی جیسے کسی جھوٹ کو دہرایا جائے۔"

شہر نج کی بساط الٹ دینے والا بادشاہ بھی کچھ نہیں سمجھا۔ تنتت!.. ""

افسوس سے کہہ کر وہ موسیٰ سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑی ہوئی۔

تم نے مجھے نہیں بچایا تھا۔ میں نے تمہیں مجبور کیا تھا خود کو بچانے پر!.. "

انہوں نے مجھے موسیٰ کے ساتھ نہیں بھیجا میں نے مجبور کیا۔ کمزور دل

لوگوں کی کمزوریوں سے کھیلنا میرا سب سے بڑا شوق ہے۔ تم سب کے ساتھ

بھی یہ ہی تو کیا ہے میں نے!۔ "موسیٰ کے لیے یقین مشکل تھا وہ لڑکی زندہ

ہے اور پھر اس کے ساتھ چال بھی چل چکی ہے۔

میں نے خود کو خود اغواہ کر وایا۔ میں خود پر خود حملہ کر وایا۔ ہر کام میں نے "

خود کر وایا۔ اور آخر میں اپنی ہر دل عزیز ماں کو بھی میں نے ہی مارا۔ ساری

رات تڑپی ہے وہ۔ مگر افسوس کوئی اس کی تڑپ نہیں سن سکا!.. "وہ افسوس

ذدہ چہرے سے کہہ رہی تھی مگر وہ سب جانتے تھے اسے کتنا افسوس ہے۔

تم انسان نہیں!.. "موسیٰ درمیان میں آتے الیگزینڈر کو بات مکمل نہیں "

کرنے دی۔

ہر کام کے پیچھے تم تھی!.. "وہ گہرا مسکرائی۔"

عینا کو ماما کے متعلق تم نے بتایا۔ ان کے میسکیرج میں تمہارا ہاتھ تھا۔ تم نے "ہی منہا کا مسکیرج کروایا۔ تم نے منسا کا ایکسیڈنٹ کروایا۔ تم نے حیا کو اغواہ کرتے یہاں چھوڑا۔ تم ہر کام کے پیچھے تھی۔ تم نے بگ بی کو اغواہ کیا۔ تم نے اپنی موت کا جھوٹا ٹک کیا۔ تم!.. "موسیٰ ابھی اس پر ہاتھ اٹھاتا جب وہ موسیٰ کا ہاتھ جھٹک گئی۔

کوشش بھی مت کرنا۔ جڑ سے اکھاڑ دوں گیں یہ ہاتھ!.. "موسیٰ کو یقین "نہیں آ رہا تھا وہ جسے معصومیت کا پیکر مانتا رہا وہ ہر کام کے پیچھے تھی۔

تمہاری وجہ سے میری ماں ڈپریشن میں رہی!.. "وہ دھاڑا تھا۔ الیگزینڈر "ایک طرف خاموش سے کھڑا سب سمجھنے کے باوجود بھی کچھ نہیں کہہ رہا تھا۔

تمہاری ماں کی وجہ سے میری ماں مجھ سے نفرت کرتی رہی۔ جب اس شکل " کی وجہ سے میں سکون میں نہیں تو کوئی اور کیوں رہتا؟.. اس کی دھاڑ موسیٰ سے بھی اونچی تھی۔

موسیٰ کے لیے ناقابل یقین تھیں اس کی باتیں۔ وہ تو لیل سے محبت کرتی تھی۔ اسے بچانے کے لیے موت کو قبول کر گئی۔

میرا کام مکمل ہو چکا تھا۔ تب خود کو تم لوگوں سے دور کرنے کے لیے " ضروری تھا وہ۔ تنگ پڑ چکی تھی میں تم دونوں ماں بیٹے سے۔۔ اور اس سے بھی۔ ایک ساتھ تینوں سے جان چھڑالی!.." موسیٰ نے غصے سے مٹھیاں میچیں۔

تم بھی اپنی ماں جیسی ہو۔ احسان فراموش۔ خود غرض!.." وہ دل کھول کر " ہنسی۔

مگر ایک احسان تو میرا بھی ہے تم سب پر!.. 'موسیٰ' نے اسے حیرت سے "دیکھا تھا جب اچانک ایک شخص ان کی سائیڈ سے نکلتے منیبہ کی طرف جا کھڑا ہوا۔

وہ حیران رہ گیا۔ وہ کیا باقی سب بھی سمجھ نہیں سکے کیا کہیں اور کیسے کہیں۔ اور کیا تاثر دیں۔

جور جینا!.. "ان سب نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ بے تاثر چہرے کے" ساتھ اس کی طرف کھڑی تھی۔

منیبہ کے چہرے پے مسکراہٹ چھائی۔ اسی مسکراتے چہرے کے ساتھ وہ موسیٰ کے سینے پر گن رکھتے پھر اپنے پیچھے جور جینا کی طرف اشارہ کیا۔

دیکھو اور بتاؤ کیا احسان بھول گئے اب؟.. "ان سب نے نفرت بھری" نظروں سے اس کے وجود کو دیکھا۔

چلو ایک اور احسان کرتی ہوں میں!.." ان سب کے سمجھنے سے پہلے ہی "
جور جینا کے کندھے میں گولی لگی تھی اور پیچھے سے نکلتے چلی گئی۔ وہ اسی بے
تاثر چہرے سے کھڑی تھی۔

یہ میرا مقابل بنائی گئی تھی۔ اور میں نے اسے اپنا تابعہ کر لیا۔ "جور جینا گولی"
لگنے کے باوجود بھی یوں ہی کھڑی تھی۔

موسیٰ چیخ کر اس کی طرف بڑھا تھا مگر جور جینا اس پر گن تان لی۔ الیگزینڈر
ایک طرف شک سے کھڑا تھا۔

یہ الیگزینڈر کی وفادار نہیں منیبہ کی تابعہ تھی۔ یہ احسان میرا مانو جو اس نے "
ہر موڑ پر تمہاری وائیٹ روز کو بچایا!.." تمہاری پر خاصا زور دیا۔ وہ سب
دیکھتے ہی تو رہ گئے تھے۔

جور جینا کے کندھے سے خون نکل رہا تھا مگر وہ کھڑی تھی۔ منیبہ پلٹ کر
اسے دیکھا۔

منیبہ اسے چھوڑ دو!.." اس کے چہرے پے مسکراہٹ گہری ہوئی۔ "

ایک نیا احسان کرنے کا موڈ نہیں ہے میرا اب!.." اس بندوق سے گولی"
نکلتی سیدھا اب جو رجینا کے سینے پر لگی۔ وہ گرتے چلی گئی۔ الیگزینڈر اور
موسیٰ شک سے کھڑے تھے۔ اس نے ایک دفہ بھی منیبہ کی گولیوں کو ڈاج
نہیں دی ورنہ وہ تو خود کو بچا لیتی تھی۔۔

اہ کام تمام ہوا!.." ہاتھ جھاڑتے اس نے ان سب کے شک سے بھرپور"
چہرے دیکھے۔

رکو!! تم کہیں نہیں جاسکتی!.." موسیٰ سرخ نظروں سے اسے رکنے پر"
مجبور کیا۔۔

تم پر اتنا یقین کیا اور تم نے یہ صلہ دیا!.." شک سے اس کی بری حالت"
تھی۔

تم نے یقین نہیں کیا میں نے مجبور کیا تھا یقین کرنے پر!.." وہ شاید آج تک"
کسی کو کریڈٹ دینا نہیں سیکھی تھی۔ پورے وثوق سے کہتی وہ موسیٰ کو اپنے
بیلٹ میں لگی گن نکالنے ہر مجبور پر گئی۔

الیکزینڈر آگے بڑھتے موسیٰ کے کندھے پر ہاتھ رکھنا چاہا جب وہ دو قدم آگے
بڑھ گیا۔ حارث اور ہارون دونوں بت کی طرح کھڑے تھے۔

آج یہ غلطی نہیں کروں گا!.." وہ اسے پر شوق نظروں سے دیکھتے واپس "
اس کی طرف آگئی۔

میں بھی چاہتی ہوں کوئی یہ غلطی کر دے!.." موسیٰ اس کی نظروں میں "
بڑھتی موت کی خواہش دیکھی۔۔

مرنا اس کا شوق تھا مگر وہ کبھی خود کشی نہیں کر سکتی۔ اتنی بات تو وہ اچھے سے
جانتا تھا۔ موسیٰ ہر بات میں دھوکہ کھا سکتا تھا مگر اس بات میں نہیں۔ اپنی
اس سوچ کے معاملے میں وہ موسیٰ پر کھلی کتاب تھی۔

میں تم جیسی سفاکی نہیں دیکھاؤں گا۔ میں نے تمہیں دل سے اپنا مانا "

تھا!.." آخری جملہ بہت دھیمے سے کہا۔ صرف وہ دونوں ہی سن سکے۔ منیبہ
نے اس کی نظروں میں نظر آتے دکھ کو دیکھا۔ اس کے دل میں جیسے ہلکا سا

درد اٹھا۔

ہر حادثہ یہ ثابت کرنا چاہ رہا تھا تم مظلوم نہیں ظالم ہو مگر میرا دل نہیں مانا۔"
اس کے لیے تم معصوم تھی۔ ابھی بھی دل یہ نہیں مان رہا وہ سارا دھوکہ تھا۔
تمہارا یہ چہرہ کیوں نہیں میل کھاتا ان باتوں سے؟.. "وہ دھاڑنا چاہتا تھا۔
چیتے یہ سب اس سے کہنا چاہتا تھا مگر وہ آواز بہت مدھم تھی۔ جو صرف منیبہ
سن سکی۔

کیونکہ یہ چہرہ تمہاری ماں جیسا ہے۔ اپنی ماں کے چہرے کو چال باز تو نہیں"
کہو گے۔ "منیبہ اس کے کان میں جھکتے بولی۔ دونوں کی ہاتھ میں پکڑی گن کا
رخ ایک دوسرے کی طرف تھا۔

الیکٹریٹڈ ران کی آوازیں نہیں سن سکتا تھا مگر اسے موسیٰ کے لہجے کا دکھ نہیں
بھولا تھا۔ اور نہ ہی وہ درد جو اس نے موسیٰ کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

کاش یہ چہرہ مجھے عزیز نہ ہوتا!.. "اس نے جس حسرت سے کہا تھا وہ گن"
اس کے سینے سے ہٹاتے ہاتھ پیچھے کر گئی۔ خود اس کے مزید پاس ہوئی۔
دونوں میں بس دو ہاتھ کا فاصلہ تھا۔

"..کیا کرتے پھر اس چہرے کے ساتھ؟"

تیزاب سے جلادیتا ہے!.."جس وحشت سے اس نے کہا تھا اس کے
چہرے کی مسکراہٹ ویسے ہی گہری ہوئی۔

ابھی بھی خواہش پوری کر سکتے ہو!.."ہارون کو ان دونوں کی یہ نزدیکی
ناگوار گزر رہی تھی۔

بگ بی کو کیوں کڈنیپ کیا تھا؟.."وہ اس کے بات بدلنے پر مسکرائی۔"
ہاتھ بڑھاتے اس کی گال پر بلکل کے پاس لے آئی۔ چھونے کے بجائے ہاتھ
دور سے محسوس کیا۔

میں مفت میں کچھ نہیں دیتی۔ چاہے وہ معلومات ہو یاں موت!.."اس کا"
ہاتھ دور سے موسیٰ کے نقوش محسوس کر رہا تھا۔ گال سے بہتے ناک اور
ماٹھے سے ہو کر واپس دوسری گال کی طرف۔۔۔
قیمت بتاؤ!.."اسے بس جاننا تھی وجہ"

کل این پی ہو اسپتال میں خون ڈونیٹ کر دینا۔ وہاں سے تمہیں معلومات " بھی مل جائے گی۔ " اس نے بات ختم ہوتے ہی ہاتھ بھی پیچھے کھینچ لیا۔ اگر کل مجھے انفارمیشن نہیں ملی تو اس خوبصورت چہرے پے تیزاب ضرور " گراؤں گا۔ " اس کا لہجہ سفاک تھا مگر وہ پھر بھی بغیر ڈرے کھڑی رہی۔
"..! اگر زندہ بچی تو ضرور "

"..! میں مردہ وجود پر بھی تیزاب گرانے سے نہیں چوکوں گا " سفاکی مبارک۔۔ " وہ اپنی گن بیلٹ میں لگا گئی۔ اس وقت اس کی آنکھیں " سرخ تھیں۔ موسیٰ ان کے رنگ بدلنے سے واقف تھا۔ وہ موسیٰ کے کان کے پاس جھکی۔ ایک ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا۔ موسیٰ نے بالکل بھی نہیں جھٹکا۔ وہیں اس کے الفاظ اس کو ایک دفہ آنکھیں بند کرنے پر مجبور کر گئے۔

کہانی کے ولن سے سچی محبت کرنے والا صرف اس کہانی کا ہیرو تھا، موسیٰ " اعظم، وائڈ کنگ۔۔ " اس کے پیچھے ہٹتے ہی موسیٰ نے آنکھیں کھول لیں۔

چلتی ہوں۔ پھر کبھی نہ ملنے کے لیے!.." وہ سچ کہہ رہی تھی۔ موسیٰ کو آج " بھی اس سے محبت تھی۔ اس کے دل میں آج بھی اس کے لیے ایک نرم گوشہ تھا۔ اس کے دل کی خواہش تھی وہ آج بھی واپس پلٹ آئے۔ اس کے ساتھ رہے۔ اس کے بچوں کو گود میں اٹھائے۔ ایک محبت بھری زندگی گزارے۔ کسی سے شادی کر لے مگر وہ شاید نہیں پلٹ سکتی تھی۔ موسیٰ نے اس سے نہیں پوچھا وہ کیسے بچ گئی۔ اس کی توسانسیں رک چکی تھیں۔ وہ ان لمحات کو سوچنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ جن میں اسے تکلیف ملی ہو۔ اس نے درد دیکھا ہو۔ کسی بہت قریبی کے چھوڑ جانے کا دکھ۔۔۔ تم مجھے ہمیشہ یاد رکھو گے اور صرف تم ہی۔ کبھی نہیں بھول پاؤ گے۔ چاہ کر " بھی نہیں۔ " وہ موسیٰ سے دور ہٹتے جو رجینا کی طرف آئی۔ اس کے پاس نیچے بیٹھتے اس کے چہرے کو چھوا۔ اٹھتے اسے کندھے پر ڈالاجب الیگزینڈر سامنے آیا۔

تم اسے ساتھ نہیں لے جاسکتی!.." منیبہ نے آئیر واٹھائی۔ "

بابا لے جانے دیں۔ وہ زندہ ہماری نہیں تھی اس کے مردہ وجود کا ہم سے کیا"
واسطہ؟.. 'وہ شاید سچ برداشت کرتے نڈھال ہو رہا تھا۔

موسیٰ اس نے ایک عرصہ میری وائیٹ روز کی حفاظت کی ہے!.. "وہ"
چنچا۔

وہ کیسے لے جانے دیتا جو رجینا کو۔ سچ جاننے کے باوجود بھی اسے یہ بات قبول
نہیں تھی۔

یہ اس قدر وقت تم لوگوں کی حفاظت میرے کہنے پے کی ہے۔ کسی خوش"
فہمی میں مت رہنا وفاداری نبھائی ہے اس نے۔ اگر نبھائی بھی تو صرف مجھ
سے!۔ "الیکزینڈر کے اگے بڑھنے سے پہلے ہی موسیٰ نے اسے روک لیا۔

لے جاؤ اپنے وفاداروں کو اپنے ساتھ اور دوبارہ یہاں مڑ کر بھی مت"
دیکھنا!.. "الیکزینڈر اس کی تکلیف کی وجہ کو زندہ نہ جانے دیتا اگر موسیٰ اسے
روک نہ رہا ہوتا

میرا وفادار تو یہ دل بھی ہے۔ اسے بھی لے جاؤں؟.. "جور جینا کو کندھے"
ہر ڈالے وہ موسیٰ کے سامنے کھڑی تھی جبکہ الیگزینڈر بھی موسیٰ کے ساتھ
تھا۔ اس و احیات بکو اس پر ابھی وہ منیبہ کو کچھ کہتا جب موسیٰ کے جواب پر
ہی خاموش رہ گیا۔

یہ دل صرف میری ویج کا ہے۔ مکان میں آتے جاتے بہت لوگ ہیں مگر "
اس کا مالک ہمیشہ ایک ہی رہتا ہے۔ تم بھی آنے جانے والوں میں سے ہو۔
مالک بس میری پری ہے!.. "وہ یوں مسکرائی جیسے بچے کو بہلاتے وقت
مسکرائیں۔

مان لیتے ہیں تم کہتے ہو تو!.. "جور جینا کو الیگزینڈر کی آنکھوں سے سامنے"
اٹھا کر وہ پلٹ گئی۔ الیگزینڈر موسیٰ کو دیکھ کر ٹوٹا تھا۔
وہ لڑکی صرف تکلیف دینا جانتی تھی۔ ہر شخص کا استعمال کرنے سے واقف
تھی۔ اور کچھ بھی نہیں۔۔

جنہوں نے اسے دل سے چاہا وہ انہیں بھی زخمی کر کے چلی گئی۔ اور جس نے اس سے نفرت کی انہیں وہ موت کے گھاٹ اتار چکی تھی۔ ایک کی لاش ہو اسپتال میں لاوارث پڑی تھی تو دوسرے کی اس کے سامنے۔۔

اس نے خود سے وابستہ ہر انسان کو درد دیا تھا۔ کسی کو موت کا درد تو کسی کو جدائی کا۔۔

باباقصہ تمام ہوا۔ آپ ان دونوں کو لے کر چلے جائیں۔۔ مجھے اس وقت "تنہا رہنا ہے!". "ہارون کی طرف اشارہ کرتے وہ حارث کی سوالیہ نظروں کو اگنور کرتے وہاں سے چلا گیا

پیچھے حارث الیگزینڈر کے پاس آیا تھا۔

سریہ لاش!.. "الیگزینڈر نے نیلے اور سر دپڑ چکے عینا کے وجود کو دیکھا۔"

اس کی اکڑ اور انا سے یہاں تک لے آئی تھی۔۔

دُفنادو۔ مرنے والوں سے بیر نہیں رکھتے۔ محبتیں جب روح سے ہوں تو"

نفرتیں بھی انہیں سے رکھنی چاہیے۔" وہ مدھم مگر سخت لہجے میں کہتے وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے ہارون بھی اس کے ہم قدم ہوا۔

حادثہ گارڈز کو بلاتے میت کے کفن و دفن کا بندوبست کرنے لگا۔ اتنا تو وہ جانتا تھا لیکن اینڈر اس کا جنازہ پڑھنے نہیں جائے گا۔

محبتیں اگر مرنے کے بعد بھی رہیں تو نفرتیں بھی مرنے کے بعد بھی رہتی ہیں۔ ان کی نفرتیں بھی زندہ تھیں۔

ہارون اور لیکنز اینڈر جب ہال میں آئے وہاں صرف حیا اور بیلا ہی تھیں۔

موسیٰ پری کو اپنے ساتھ لے جا چکا تھا۔ لیکنز اینڈر نے شکر ادا کیا وہ اکیلا نہیں ہے۔

ہارون تیاری کر لو۔ تم دونوں میرے ساتھ نکل رہے ہو۔" وہ حیا کو ساتھ لے کر وہاں سے پلٹ گیا۔ بیلا لیکنز اینڈر کے لیے پانی لے آئی۔ جسے اس نے خاموشی سے تھامتے پیا۔

موسیٰ کیا ہوا!.."پری محبت سے اس کی گال پر ہاتھ رکھا۔"
میں بکھر رہا ہوں!.."اسے بیڈ پر ڈالتے وہ اس کے ساتھ ہی بیٹھا۔ اس کے"
بالوں میں منہ دیے وہ پریشان ہوئی تھی۔

تم تو میرے ڈیمن ہو۔ اور ڈیمن نہیں بکھرتے!.."اس کے گال کو"
ہاتھوں سے چھوا۔ موسیٰ کے وجود میں جیسے سکون اترا۔ منیبہ کا لمس جلتے
کوئلے جیسا تھا مگر اس کی پری کا لمس نرمی لیے تھے۔ محبت بھرا تاثر خود میں
سموئے۔۔

تمہیں مجھے سمیٹنے کا شوق ہے نا؟؟؟ تو اب سمیٹ لو!.."موسیٰ اس کا کیچر اتار"
کردور پھینکا۔ اس کے وجود پر سایہ کرتے اس کے لبوں پر لب رکھے۔
پری خاموشی سے اس میں سمٹی تھی۔ موسیٰ بہت احتیاط سے اس پر جھکا تھا۔
اس کے پیٹ کے گرد ہاتھ رکھے۔ جیسے ڈر ہو وہ اسے تکلیف نہ دے دے۔
تمہیں صرف میں ہی سمیٹ سکتی ہوں!.."پھولی سانسوں میں اسے بتاتے"
وہ موسیٰ کے بالوں میں ہاتھ پھنساتے اس کا چہرہ سامنے کر گئی۔

موسیٰ اسے سرخ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ پری خاموشی سے نرم ہونٹ اس کی آنکھوں پر رکھے۔ موسیٰ کا وجود جیسے ہلکا ہونا شروع ہو گیا۔

ماحول میں محبت بھری سرگوشیاں گونجنے لگیں۔ موسیٰ کا کچھ وزن پری کے دائیں طرف کندھے پر تھا۔ وہ بغیر محسوس کیے اس کی گردن میں ہاتھ ڈال گئی۔

اپنی ہھولی سانسوں اور بگڑتے ردھم میں وہ موسیٰ کو سیمٹنے کی کوشش میں تھی۔ ہر چیز اور بات سے بے پرواہ ہو کر وہ اس کے ہونٹوں کے بوسے لینے لگی۔ ماحول جیسے بھاری ہونے لگا۔ موسیٰ کے وجود کی گرمی پری میں اترنے لگی۔

وہ پھولی سانسوں سے اس سے سانسیں لینے کے باوجود بھی سانسوں کی تنگی کا شکار تھی۔ وہیں موسیٰ کی سانسیں برابر تھیں۔

پری کی سانسوں کا شور کمرے میں گونجنے لگا۔ موسیٰ زرا سی جو ہونٹوں کو حرکت دیتا تو اس کی سسکیاں بھی گونجنے لگتیں۔

وہ موسیٰ کے نچلے ہونٹ کو لبوں میں دبائے تھی مگر اچانک اس کی مونچھوں کی چھبنا اپنے نرم ہونٹوں ہر محسوس کرتے وہ سسکی۔ ساتھ ہی دور ہوتے اس کی مونچھوں کو گھورا۔ موسیٰ اس کے لمس میں مدہوش ہو رہا تھا اس کے دور ہونے پر آنکھیں کھول گیا۔

موسیٰ نے آنکھوں سے سوال کیا تھا۔

میرے ہونٹ نرم ہیں!.." موسیٰ نے ہاتھ بڑھاتے اس کے ماتھے پرے بل " انگلیوں سے سیدھے کیے۔ پھر ان ہونٹوں کی نرمی اپنی انگلیس پر محسوس کی۔

یہ تو میں جانتا ہوں یہ نرم ہیں!.." موسیٰ کا لہجہ بوجھل تھا۔

مگر تمہاری یہ مونچھیں، یہ نرم نہیں ہیں!.." موسیٰ اس کا پھولا منہ دیکھا۔

اب کیسی لگیں!.." موسیٰ نے داڑھی سے بھری گال اس کے چہرے پرے

رگڑی۔ اس کا ڈوپٹہ گردن سے ہٹاتے وہاں پر مونچھوں رگڑتے اس کی

گردن سے ہٹاتے وہاں پر مونچھوں رگڑتے اس کی گردن اور نیک بونز کو
سرخ کر گیا۔ وہ کھلکھلاتے موسیٰ کو دور کرنے کی کوشش کیے بغیر پڑی رہی۔
بس اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ لیے۔

موسیٰ نو!.. "وہ اس کے گدگدی کرتے انداز پر ہنستے سرخ پڑ چکی تھی۔ پورا"
چہرہ ریڈ ہو چکا تھا۔ وہیں اس کا سانس بھی ہلکا پھولا۔ موسیٰ دور ہوا تو وہ کچھ اٹھ
کر بیٹھی۔ موسیٰ نے اس کے لیے گلاس میں پانی نکالا۔ جو پیتے وہ اپنی گردن پر
بھی گرا گئی۔

اتنی ہمت تھی بس؟.. "اسے اکسایا۔"

پری گلاس رکھتے اسے گھورا۔ کالر سے پکڑ کر اسے پاس کھینچا۔

ہمت تو بہت ہے مگر ابھی اس کا بھی خیال کرنا ہے ناں!.. "موسیٰ کا ہاتھ"
پکڑ کر اس نے اپنے پیٹ پر رکھا۔ اور تبھی اندر بیٹھے بے بی نے کلک کی تھی۔

موسیٰ!.. "وہ خوشی سے چیخ ہی اٹھی۔ آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔ وہیں"

بے بی نے ہھرکک کیا۔ موسیٰ اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھے یہ کک محسوس کر سکتا تھا۔

مائے وچ اسے سکون کیوں نہیں؟ اتنی زور سے اپنی ماما کو کون مارتا ہے؟۔"

وہ فکر سے بولا تھا۔ جھکتے اس کا پیٹ چوما جیسے اس بچے کی کک سے پری کو درد ہونے لگا ہو۔

تم جب اپنی یہ ہتھیاروں جیسی مونچھوں سے وار کرتے ہو تب تو جیسے مزا اٹا"

ہے۔ خبردار میرے بیٹے کی کک پر کچھ کہا!۔ "موسیٰ آ بھرا اٹھا کر اسے دیکھا۔

اوہ ابھی سے سائیڈ بدل لی۔ مگر خیر۔۔ "دھیمے سے کہتے وہ بھی پری کے"

ساتھ آ بیٹھا۔

ویسے یہ ہتھیار تو واقعی مزادیتے ہیں۔ دیکھا نہیں تم کیسے ہنسنے لگتی ہو جب"

بھی وار کروں!.. "پری اس کے سینے پر سر رکھا۔

موسیٰ کو اس کی پری نے واقعی سنبھال لیا تھا۔ وہ کہتی ہی نہیں تھی بلکہ اسے سمیٹ بھی لیتی تھی۔ جیسے ابھی بغیر اسے محسوس ہونے دیے وہ اس کے دل کے زخموں پر مرہم رکھ گئی۔ اسے خود میں مصروف کر لیا۔ مگر وہ محسوس کر سکتا تھا سوائے جاننے کے۔۔



منہا اور شایان ان سب سے الگ شاہی قلعے کی ایک ویران سی سائڈ پر بیٹھے تھے۔ وہ چھوٹا سا چوہا بنا تھا۔ منہا اس پر پاؤں نیچے لٹکائے شایان کے کندھے پر سر رکھے تھی۔ شایان نے ایک ہاتھ منہا کی کمر میں ڈالا کہیں وہ گر نہ جائے۔ وہ جگہ باقی شور سے دور تھی۔ وہ دونوں کافی دیر سے یوں خاموشی ہی بیٹھے تھے جیسے ڈر ہو کوئی بھی کچھ بولا تو یہ محبت اڑ جائے گی جو اس خاموشی میں آ بسی ہے۔

تم اب پہلے جیسے نہیں ہو!.." اس کے شکوہ کو سنتے شایان مسکرایا۔ اپنے "سینے پر رکھے اس کے سر کو سر جھکا کر دیکھا۔

میں تو پہلے جیسے ہی ہوں۔ تمہارا وزن کچھ زیادہ ہو گیا ہے!.." منہانے "کہنی شایان کے پیٹ میں ماری۔ وہ مسکراتے اس کے بال چوم گیا۔ پہلے تو تم میرے اگے پیچھے گھومتے تھے۔ ہر وقت مجھے فالو کرتے۔ اور "اب!.." اس نے اصل مڈعا بیان کیا۔

پہلے بیوی بھی تو نہیں تھی۔۔۔" منہا اسے گھورتے اس سے دور ہونا چاہا مگر "شایان نے پکڑ سخت کر دی۔

چھوڑو مجھے۔ تم ہو ہے دھوکے باز!.." منہا کی مزاحمت کو اگنور کرتے "شایان اس کو اپنے ساتھ گراتے پیچھے چو بارے پر ہی لیٹ گیا۔ وہیں ہاؤں ننھے ہی لٹ رہے تھے

دھوکے باز ہوتا تو تم سے شادی کیوں کرتا!.." اس کے چہرے کے پاس "کہنی ٹکائے ہو چھا۔ جبکہ ایک ہاتھ اس کے کندھے پر تھا۔

وہ تو تم نے مجھے دھمکہ کر کی تھی۔ میں ساری رات ڈر سے سوئی نہیں تھی۔"

اس روز!.." وہ جانتا تھا یہ سچ ہے۔ اسی لیے لبوں پر مسکان چھا گئی۔

ویسے تم نے ماننا بھی نہیں تھا۔ "منہا کی مزاحمت مزید شدت دیکھانے لگی۔"

مگر شایان کی ضد کے اگے ہار ہی گئی۔

تم نے میرے گلے پر چاقو رکھ کر مجھ سے پیپر زسائن کروائے تھے اور ابھی"

بھی تمہارے لیے وہ سب اتنا غیر ضروری ہے!.." شک سے بڑی آنکھیں

کرتے پوچھا۔

رومان کا آئیڈیا تھا یہ!.." اس نے بتایا تھا تم چاقو سے ڈرتی ہو۔ "منہا کو شک"

کا جھٹکا لگا۔ شایان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

رومان!.." وہ گواہوں میں سے ایک تھا ناں!.." شایان نے ہاں میں سر"

ہلاتے ایک نظر اس پاس دیکھا۔ کسی کو موجود نہ پا کر وہ منہا کے ہونٹ

چومتے اس کی سانسوں کا زیر و بام بگاڑ کر دور ہوا۔ منہا گھبراتے اور ڈر سے

آنکھیں بند کر گئی

مگر گواہ وہ میری طرف سے تھا۔ تمہارا کفیل بننے سے اس نے منع کر دیا۔
تھا!.."منہا کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ اس کی مسکراہٹ گہرتی ہوتی چلی گئی۔ اس
کے ساتھ ہی وہ غصے سے اسے پیچھے دھکے دیتے اس کے کندھوں پر وزن
ڈالتے اسے گھورنے لگی۔

میں بہن ہوں اس کی کہ تم؟.."غصے سے پوچھا۔"
میں تو بہنوئی ہوں۔ بہن تم ہی ٹھیک ہو۔"منہا کا غصہ مزید گہرا ہو۔"
ایک غلطی کی وجہ سے وہ مجھے ایسے تو نہیں چھوڑ سکتا۔ تم مجھے مار چر کرتے"
رہے اور وہ سب جانتے چپ تھا۔ یوں بن جاتا جیسے وہ کچھ نہ جانتا ہوں۔"
منہا کی آواز اونچی ہو گئی۔ اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی اب۔
تم دل پر ہاتھ رکھ کر کہو تم نے جو کیا تھا وہ قابل معافی تھا؟.."وہ نظریں"
چراتے دور ہو گئی۔

ادھر دیکھو یار!.."منہا کے نظریں چرانے پر شایان اس کا چہرہ تھامتے خود"
کی طرف کیا۔

وہ وقت گزر گیا۔ یہ وقت ہے۔ تب ہم دونوں ایک دوسرے کے خلاف "تھے۔ اب ساتھ ہیں۔ جو گزر گئے اسکے لیے اب جھگڑنا فضول ہے۔ اور تب تمہیں ہم سب سے نفرت تھی۔ اس وقت تمہارا کیے کی وجہ صرف نفرت تھی۔ اب وہ نہیں رہی تو ماضی کی دایدریں بھی چھوڑ دو۔" شایان اس کے چہرے سے بال پیچھے گئے۔

پچھتاوے حال اور مستقبل دونوں کھا جاتے ہیں۔ اگر غلطیاں ماضی کی ہوں "تو انہیں ماضی میں ہی چھوڑ دو۔ حال میں مت لاؤ۔" منہا اس کی ہر بات دھیان سے سنتے خاموشی سے سر اس کے کندھے پر رکھ گئی۔ شایان نے بھی اب اسے تنگ نہیں کیا۔ وہ ٹھیک تھی اور یوں ہی ٹھیک رہے یہ اس کی خواہش تھی۔

شایان کی شادی کا مزیدیں نظر لکھنا فضول ہے۔ پہلے اور اس سینئر میں سب (واضح ہو چکا ہے۔

ٹینا اپنے ہاتھ پکڑے ڈوم کو دیکھا۔ پھر باقی سب کو جو تصاویر بنانے میں
مصرف تھے۔ ڈوم اس کے مزید پاس ہوتے کھڑا ہوا۔

کیا مجھ سے ڈر لگتا ہے؟.. "اس کے سوال پر ٹینا نے جھک کر اٹھایا۔"

ہوں!.. "ہاں میں سر ہلاتے منہ سے بھی ہلکی سی آواز نکلی۔"

کیوں؟.. "اس کے سوال کا جواب اس کے پاس نہیں تھا۔"

ادھر دیکھو!.. "اس نے ڈوم کے تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھنے پر سر اٹھالیا۔"

اس کی آنکھیں سامنے والے کی آنکھوں سے ملی تھیں۔ اور وہیں اسے لگا دنیا
ٹھہر چکی ہے۔

ہر منظر رک گیا ہے۔ یہ شادی کے بعد اس کا ڈوم سے پہلا ایسا آئینہ سامنا تھا

جہاں وہ اس کی آنکھوں میں اندر تک دیکھ سکتی تھی۔ یہ آنکھیں شفاف

تھیں۔ کسی بھی عکس کے بغیر مگر وہ ان آنکھوں میں خود کو دیکھ سکتی تھی۔ وہ

محبت سے بھری نظریں جنہوں نے اسے مجبور کر دیا تھا خود میں دیکھنے کے

لیے۔

شرم عورت کی حیا کا اہم پہلو ہے مگر روح کے ساتھی سے اس قدر " شرم !!! کیوں؟.. " پاس ہوتے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا۔
بتاؤ!.. " وہ نظریں ہٹانے سے جیسے قاصر تھی۔ مسلسل اس کی سرمئی سی " آنکھوں میں دیکھتے وہ انجانی سی قوتوں کے زیر سایہ اٹھتے اس کی آنکھیں چوم گئی۔ یہ حادثہ لمحوں کا تھا مگر ڈوم کو لگا اس میں س آسمایا ہے۔ ہر لفظ ہر بات ہر احساس سب کچھ ہی

یہاں تک کے محبت عقیدت اور عشق بھی

اسے لگا وہ محبت سے اوپر کا سفر طے کر چکا ہے اور شاید وہ محبت سے اگے کی کوئی معراج تھی جس پر وہ آکھڑا ہوا۔

کچھ لوگ ساتھ کھڑے ہو جائیں تو سمجھ نہیں ہم خوش قسمت ہیں کہ وقت " مہربان ہے۔ " وہ شرماتے سرخ پڑی۔ پھر نظریں جھکا گئی۔ ہلکا سا بالوں نے چہرے پے احاطہ کیا۔ وہ پھر آنکھیں اٹھاتے اس کو دیکھ سر جھکاتے بال کان کے پیچھے کر گئی۔

ڈوم کی ساری زندگی ان لمحات میں آسمانی۔

لوگ آزمائے جاتے ہیں۔ میں نواز گیا ہوں۔ "اس کے ماتھے اور پھر"

ہو ننٹوں کا بوسہ لیتے وہ اس کے کان کی لو کو سر خپڑتے دیکھ مسکرایا۔

ایک ہاتھ اس کے کندھے کے گرد پھیلاتے وہ ان سب کی طرف بڑھ گیا۔

وہیں ٹینا سر جھکائے تھی۔ ڈوم اس کے کندھوں سے پھسلتی چادر برابر کرتے

مسکرایا تو کسی کیمرہ نے یہ منظر قید کیا۔ وہیں دور کھڑی سانپہ ان کی تصاویر کو

محبت سے دیکھ رہی تھی۔ وہ بھی آگے بڑھ آیا۔

شان سائیڈ پر بیٹھا بھی بھی اپنی بیوی کا اچھلنا کودنا ہی دیکھ رہا تھا۔ اسے منسا کی

جگہ ایک اور بچی مل چکی تھی۔ بس اب یہ بچی اس کی بیوی تھی۔ جسے بڑا تو وہ

کر ہی لیتا۔ اس میں کوئی دقت نہیں ہوتی اسے۔

وہیں شمیمہ شان کے سانپہ کو دیکھتے دیکھ ادا اس ہوئی۔

یہ ادا سی فرضی تھی کیونکہ کچھ دور کھڑے گارڈ کو دیکھ اسے ہرجیک کی یاد

ستانی تھی جو وہ اب یوں ہی ادا اس رہ کر اتار سکتی تھی۔

وہیں سامیہ تو شک کی حالت میں بیٹھی تھی۔ اس کے آنسوؤں تھے کہ خشک ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ ایک طرف منہا شایان کے ساتھ دوسری طرف شان سانہ کو محبت سے تکتے ہوئے تیسری طرف ڈوم ٹینا کے ہاتھ تھامے اسے نہارتے ہوئے اور چوتھی طرف وہ۔ ایک ڈوم بچا تھا۔ وہ اس پر ہی لائن مار لیتی مگر وہ بھی ایک پڑکتی کبوتری کو لے کراڑ گیا۔ شان تو ویسے ہی اس کا نہیں رہا۔ شایان کے ساتھ چانسز تھے مگر وہ!.. اسے بیوی سے فرصت نہیں۔ تیسری طرف ظہیر تو اس کا تو کسی اور کو سوچنا بھی کفر جن جاتا جیسے۔ اس کی وہ چھوٹی سی بیوی اسے کہیں دیکھنے ہی نہیں دیتی۔

...! اس کے ساتھ کیسے کوئی لڑکا ہوتا

گھر چلو سب۔ بہت کرلی مٹر گشتی۔ مجھے ٹانگوں میں درد ہو رہا ہے اب!.. ""

اس کی چیخ پر وہ سب چونکے تھے۔ وہیں دوسری طرف سے اتے شایان کا ہاتھ منہا کے ہاتھ میں دیکھ اس کا خون مزید جلا۔ مگر وہاں کسے پرواہ تھی۔

شمیمہ کے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ تھی۔ اس نے لب دبار کھے تھے۔ اور وہ
جانتی تھی یہ کیوں ہے۔ وہ کیوں اتنا جل رہی ہیں۔
چلیں شان جی۔"

وقت ہو گیا ہے بہت۔

اگر جو ہو گئی مزید رات

پھر کوئی نہیں کرے گا ہمارا سواگت

ہائے یہ تو شعر بن گیا۔ نہیں بلکہ پاپ بن گیا۔ ہائے میں پاپ سٹار۔۔ "اپنی"
گال پر ہاتھ رکھے وہ ایسے انداز میں بولی شان کے لبوں پر بھی مسکراہٹ
چھائی۔

شایان اسے اشارہ کرتے نکلا۔ وہیں ڈوم بھی چلا گیا۔ ان تینوں کو اسے ہی لے
جانا تھا اب واپس۔

ایسے پاپ تم مجھے رخصتی کے بعد سنانا۔ ابھی گھر چلتے ہیں!۔ "شان اس کے"
کندھے کے گرد بازو پھیلاتے کہا جب اس کی سانس اٹکی۔

وہ سامیہ کو جلانے کو مسکرائی مگر سوائے ہونٹ پھلنے کے مسکراہٹ نہیں
نودار ہو سکی۔ شان بھی سب سمجھتے اسے گھسیٹتے اپنے ساتھ لے گیا۔ پیچھے وہ
دونوں بھی پاؤں پٹختے آئیں۔ وہیں گاردز کی گاڑی بھی ان کے پیچھے تھی۔
اگر شان کو الیگزینڈر کا ڈرنہ ہوتا تو وہ ان سب کو گاردز کے ساتھ بھیج خود اپنی
بیوی کے ساتھ یہ خوبصورت لمحات انجوائے کرتا جو پیچھے بیٹھی چڑیلوں نے
ناممکن بنا دیے تھے۔

اس نے فرنٹ مرر سے ان دونوں کو گھورا پھر اسے جویوں گاڑی کے شیشے
سے سمٹ کر بیٹھی تھی جیسے وہ تو ویمپائر ہے۔ اسے کھا جائے گا۔ بلکہ اس کے
چھترے اڑا دے گا۔

اللہ اللہ کرتے راستہ ختم ہوا۔ اور سانپ سب سے پہلے باہر بھاگی تھی۔ جبکہ
اس کا خیال تھا اب تو دوپیل مل ہی جائیں گیں۔ وہ اپنی بیوی کی اس چھین
چھپائی سے سخت جھنجھلایا۔ بہت جلد وہ اپنی قربت سے اسے جھنجھلانے پر
مجبور کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

ابھی کے لیے وہ بس صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گیا۔ وہیں وہ دونوں چڑیلیں
بھی اسے حسرت سے دیکھتے وہاں سے نکل گئیں۔ اس نے شکر ادا کیا ان
دونوں سے جان چھوٹی۔ ورنہ اسے تو اپنی عزت کی فکر ہو جاتی جس طرح وہ
دونوں لڑکیاں اسے ایکسرے کرتی نظروں سے دیکھتیں۔
ویسے بھی یہاں کس کی عزت محفوظ تھی۔ کیا پتا وہ اس کی عزت لوٹنے کا
سوچ چکی ہوں۔

شان نے اپنی سوچ کے ساتھ ساتھ خود پر بھی لعنت بھیجی۔ وہ لوگ تو اپنی
اپنی بیویوں کے ساتھ تھے وہ بھی تنہائی میں۔ تو اب وہ تو واپس جلد آنے سے
رہے۔ وہ کیوں یہاں رہ کر وقت ضائع کرتا۔ اس سے اچھا تھا وہ باران کے
پاس ہوٹل ہی چلا جاتا۔ کم از کم کچھ انٹر ٹینمنٹ ہی ہو جاتی۔
جو جلد وہ اپنی بیوی سے لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

ناجانے اس کے سب پلان سانیہ سے ہی کیوں وابستہ تھے۔ پہلے اسے چڑ تھی وہ اسے دیکھتی کیوں ہے اب چڑ تھی دیکھتی کیوں نہیں؟ اب کیا شکل بدل گئی۔ یاں اس نے پلاسٹک سر جری کروالی تھی۔

وہ سخت جھنجھلاہٹ کا شکار ہوتے وہاں سے نکلا۔ نہیں جانتا تھا اب جزبات بدل چکے تھے۔ اب رشتہ بدل چکا تھا۔ پہلے وہ یوں دیکھنے پر واپس پر شوق نظریں نہیں لوٹاتا۔ پہلے وہ جانتا تھا دونوں میں کوئی رشتہ نہیں مگر اب!.. اب تو وہ شوہر تھا اس کا۔ ہر حق رکھتا تھا۔ وہ ایک نمونہ دیکھ لینے کے باوجود کیسے چلی جاتی اس کے پاس۔ بالکل بھی نہیں۔ کبھی نہیں۔

وہ تو اس سے بچتی۔ کہیں وہ پھر اپنے مونسٹروالے روپ میں آگیا تو وہ تو گئی تھی کام سے۔ ایک تو اب تک وہ اپنے ہونٹوں کی جلن نہیں بھولی تھی۔ ہر وقت اسے یہ جلن یاد رہتی۔ پھر اس کی نظریں الگ سے احساس کروائیں اب وہ بیوی ہے کسی کی۔ پھر وہ کیونکر اس کے سامنے بے پرواہ ہو کر گھومتی۔.. تاکہ اس کا شکار بن سکے؟

..! ناممکن

سیڑھیاں چڑھتے وہ خود سے بھی باتیں کر رہی تھی۔ بغیر جانے ان کا سر پیر ہے بھی کہ یہ فضول ہیں۔ بس وہ خود سے جنگ میں تھی۔ کیونکہ دل چاہتا تھا ایک دفہ نظر بھر کر دیکھا جائے شان کو۔ مگر دماغ جانتا تھا بدلے میں کیا ہوگا اسی لیے منع کر رہا تھا۔ اسی جنگ میں وہ خود بھی پس رہی تھی۔ مگر جلد فیصلہ دل کے حق میں ہی ہوتا۔ وہ اپنے کیس کالج بھی خود ہی ہوتا ہے۔ یہ ہر گواہی اور ثبوت رد کر دیتا ہے۔ تو اس کی ہار کیسے ممکن تھی؟.. کیسے۔

^^^

الیکزینڈر جاچکا تھا۔ عیناد فنائی جاچکی تھی۔ ہارون اور حیا بھی جاچکے تھے۔ بیلا حال میں پریشان سی بیٹھی تھی۔ پری اور موسیٰ دونوں تب سے کمرے میں بند تھے۔ وہیں حارث باہر لان میں ایک چسیئر پر بیٹھا تھا۔ چہرہ آسمان کی طرف اٹھائے۔

بیلا حوصلہ کرتے باہر کو قدم بڑھائے۔ اس کی چٹیر کے پاس رکتے اس نے
دل مضبوط کیا۔ جو چاہتا تھا وہ فوراً یہاں سے بھاگ جائے۔ ابھی وہ اپنی اس
سوچ پر عمل کرتی جب اس کے ہاتھ پر کسی ہاتھ کی گرفت پڑی۔ وہ رکنے پر
مجبور ہوئی۔

مشکل سے سانسیں نکلتے اس نے ہونٹ ترکیے۔ حادثے نے نظریں چرائیں۔
کیا کہنے آئی ہو؟.. "اس کے سوال پر بیلا نے اسے ڈر سے دیکھا۔"
وہ تم ٹھیک نہیں تھے! "ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک لفظ کہا۔ اس نے یہ ڈر"
ملاحظہ کیا

آئندہ مر بھی رہا ہوں تو مت آنا!.." بیلا کی آنکھوں میں آنسوؤں چمکے مگر"
ہونٹوں سے خدا ایسا نہ کرے نہیں نکل سکا۔ حادثے نے سراٹھایا تو اس کی
آنکھیں ندیاں بہا رہی تھیں۔

میں نے چپ کر دیا تو تمہیں مزید رونا آئے گا۔ اس لیے اچھا نہیں خود ہی " آنکھیں صاف کر لو!.. " وہ فارغ ہاتھ سے آنکھیں صاف کرتے ٹپٹپاتے جیسے آنسوؤں روکنا چاہتی تھی

میں آج بھی وہی درندہ ہوں۔ شیر روزہ بھی رکھ لے تو افطار پر گھاس نہیں " ہرن ہی کھائے گا۔ اس لیے اچھا ہے ہرن جنگل میں قید رہے۔ " اس کا ہاتھ تھپکتے اسے اپنی بات اچھے سے سمجھاتے وہ وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے بیلانے اپنی کپکپاتی ٹانگوں سے گرنے سے پہلے ہی چسیر سنبھالی۔ اپنے دل پر ہاتھ رکھا جس کی رفتار دوسو سے اوپر ہو چکی تھی پھر اسے دیکھا جس کی وجہ سے یہ رفتار بڑھی تھی۔

وہ اب وضو کر رہا تھا۔ یقیناً نوافل ادا کرتا۔ بیلانے کے بعد اسے نفل ادا کرنے ہوتے تھے۔ ناجانے یہ کیوں تھا۔ مگر وہ جانتی تھی وجہ وہی ہے۔ اب وہ بغیر مڑے کوٹیج کے اندر چلا گیا۔ وہ کتنی دیر تک اس کی پشت کو او جھل ہونے کے باوجود وہیں دیکھتی رہی۔

کچھ لوگوں کے دیے زخم بھی عزیز ہوتے ہیں۔ "مدھم سی سرگوشی کرتے"
وہ اٹھ گئی۔ اسے کھانا بنانا تھا۔

^^^

الیکزینڈر کے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک اڑتا ہوا پلو اس کے سینے
سے ٹکڑا کر قدموں میں گرا۔ اس نے حیرت سے سامنے دیکھا۔
اب کیا لینے آئے ہو؟.. تم جانتے ہو یہ مجھ سے نہیں سنبھالا جاتا اکیلے۔ بچے"
پیدا کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ سنبھالتے وقت تم مردوں کی جان کیوں جاتی
ہے؟.. "وہ تقریباً چیخ رہی تھی۔

وہ ایک عرصہ ڈپریشن کا شکار رہی تھی۔ کیسے ممکن تھا وہ اب نارمل رہتی۔
الیکزینڈر پاس آتے اس کی گود سے اپنے بیٹے کو اٹھایا۔ وہ اس کی داڑھی کو
چھوتے خوش ہوا۔ الیکزینڈر نے اسے جھولے میں ڈالتے اسے آٹوپر کر دیا۔
اب وہ خود ہی ہلتا رہتا اور یہ صاحب سو جاتے۔

یار بس کام تھا ایک!.. "لیل نے اسے گھورا۔"

آنکھوں کے گرد ہلکے سیاہ داغ تھے۔ یہ ان دنوں کی ہی مرہون منت تھا۔
الیکزینڈر نے سائیڈ ٹیبل سے سیرم نکالا۔

ہاں کرو کام۔ سب کام اب ہی تو یاد آنے ہیں۔ یہ تو جیسے میں نے اکیلے پیدا کیا تھا۔ اپنی منمائیاں کرتے وقت ٹائم تھا۔ اب تو کام ہی ختم نہیں ہوتے!.." وہ جیسے خود سے باتیں کر رہی تھی۔ الیکزینڈر اس کے ساتھ بیٹھتے ہاتھ اس کے کندھے کے گرد پھیلا یا۔

رات کو سوئی نہیں؟.." لیل نے جواب نہیں دیا مگر مزاحمت نہیں کی۔
الیکزینڈر اس کے بالوں میں انگلیوں سے ہلکی مساج کرنے لگا۔ وہ اہستہ اہستہ ہلکی پڑنے لگی۔ اور جلد ہی نیند میں اتر گئی۔

الیکزینڈر اسے بیڈ پر ڈالتے اس پر چادر درست کی۔ اسیرم پکڑتے اس کی آنکھوں کے گرد لگانے لگا۔ اسے کسی صورت منظور نہیں تھا اس کی وائٹ روز بوڑھی دکھے۔ یاں اس کا بیٹا ہی یہ کہہ دے ماما آپ تو بوڑھی ہیں۔ اس کی وائٹ روزینگ تھی۔ اور رہتی۔

وہ صبح کے پہلے کھلتے گلاب کی طرح ہمیشہ تازہ ہی رہتی۔ کبھی بوڑھی نہیں ہوتی۔ کسی کے لیے بھی نہیں۔

^^^

کہاں جانا ہے تم نے اب؟.. "پری کی گھوری پر اس نے ٹائی بازو پر لپیٹتے اس" کی طرف قدم بڑھائے۔ اس کے پاس بیٹھتے ٹائی اسے تھمائی۔

ضروری ہے۔ بیلا تمہارے ساتھ رہے گی ہر سیکنڈ۔ اور اپنا خیال رکھنا" میرے لیے۔ "پری کا پیٹ چومتے اس کی باندھی ٹائی کو ایک نظر دیکھ وہ اٹھ گیا۔

پری دور تک اسے جاتے دیکھا۔ اس کے جاتے ہی بیلا ٹرے میں فروٹ سیکڈ لے آئی۔ وہ برے سے منہ بناتے اسے دیکھنے لگی مگر یہ مجبوری تھی۔ ورنہ موسیٰ کی شدتوں کی جو جھلک اسے دیکھنے کو ملتی وہ اس کی جان نکال دیتا۔ اس لیے اچھا تھا! ابھی جان ہلکان کر لی جائے۔

موسیٰ نے ہو سپٹل میں قدم رکھا۔ شوز میں مقید پاؤں آگے بڑھاتے وہ ریسپشن کی طرف آیا۔

مجھے خون ڈونیٹ کرنا ہے؟۔ "اس کی بات پر وہ موسیٰ کو اوپر سے لے کر" نیچے تک دیکھا۔

نرس ہیلن!۔۔ "ایک نرس حاضر ہوئی۔"

انہیں پرائیویٹ روم میں لے جائیں۔ "وہ اس کے پیچھے جانے کے بجائے" ہاتھ آگے پھیلا گیا۔

انفارمیشن؟۔۔ "وہ جانتا تھا اب منیبہ اس کے سامنے نہیں آئے گی۔ کبھی" بھی نہیں۔

نرس جیسے ہی یہ ہوش میں آئیں انہیں لیٹر دے دینا!۔۔ "موسیٰ یہاں زور" رز بردستی کر سکتا تھا مگر وہ دیکھنا چاہتا تھا۔

کیا وہ اسے مارنا چاہتی تھی۔ تاکہ لیل کو تکلیف مل سکے۔ جیسی تکلیف اسے ہوئی۔ کیا وہ موسیٰ سے بھی نفرت کرتی تھی؟۔۔ اسے یہ سوال پریشان کر

رہے تھے۔ ان کا جواب جاننا زیادہ ضروری تھا۔ بگ بی کے اغواہ کار از جاننے سے زیادہ ضروری۔۔

موسیٰ خاموشی سے اس کے پیچھے ہولیا۔

موسیٰ بیڈ پر لیٹتے ہاتھ بڑھایا۔ اس کی بے صبری دیکھ نرس نے لیٹر اسے دے دیا۔

کیونلا اس کے بازو میں لگ چکا تھا۔ مگر وہ بغیر پرواہ کیے وہ لیٹر کھول گیا۔ اسے وہ سچ جانتا تھا جو سب سے چھپا تھا۔ مگر نہیں جانتا تھا جادو تب تک مسمرائز کرتا ہے جب تک اس کا طریقہ نامعلوم ہو۔ جیسے ہی طریقہ آجائے وہ فالتو محسوس ہوتا ہے۔ بے وقعت لگتا ہے۔ اور اسے دیکھ کر خوش ہو کر تالیاں بجاتے لوگ پاگل لگتے۔

تمہیں نہیں مار سکتی منیبہ!.. کبھی بھی نہیں۔ تم وہ ہو جس کی تصاویر کو "گھنٹوں دیکھ کر بے وجہ مسکرا دیتی تھی۔ تم وہ ہو جس سے لازوال محبت کی ہے۔ تمہارے لیے تو دنیا چھوڑی جاسکتی ہیں۔ تمہیں دنیا چھوڑنے پر کون کافر

مجبور کرے گا۔ تمہارے بغیر یہ دنیا بے وقعت ہے تو میں تو چیز ہی کیا
...! ہوں

تم نے یہ سب باتیں پڑھ کر دل خوش کر لیا ہو تو چلو سیدھی بات کر طرف "
چلتے ہیں۔ فالتو میں ایمو شنل مت ہو جانا۔ محبت اور میں!.. افسوس کبھی
نہیں کروں گیں۔ "موسیٰ نے سر جھٹک کر لیٹر ایک دفہ سینے پر رکھتے آس
پاس دیکھا۔ وہ نرس وہیں بیٹھی تھی۔ اس کے جسم سے خون نکل کر بوتل میں
جار ہا تھا۔

فضول لڑکی!.. "وہ واقعی اس کی باتیں سن کر دل میں مسکرایا تھا۔"
کسی کی بھی ایسی باتیں اسے مسکرا نے پر مجبور کر ہی دیتی۔ مگر آخر پر لکھے الفاظ
اسے شدید غصہ سادلا گئے۔ جسے دباتے اس نے پھر لیٹر اٹھایا۔ دولا نر چھوڑ
کر پھر لکھا تھا۔ مگر کسی اور سیاہی سے

میں نے الیگزینڈر کے کنٹینر سے لڑکیاں اغواہ کروائی تھیں کیونکہ مجھے ان "کا خون چاہیے تھا۔ اور جانتے ہو وہ کس لیے چاہیے تھا؟.." وہ جلدی سے اگلی کائن کی طرف بڑھا مگر وہ خالی تھا۔ اس نے صفہ پلٹا۔

کاش یہ بے صبری میں اپنی نظروں سے دیکھ سکتی مگر افسوس!.." اس نے "اگلی لائن کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔ پھر اگلا صفحہ کھولا۔ وہ ایک ہی لیٹر میں نا جانے کتنے صفحات تھے اور وہ بھی اس قدر باریک۔

اپنے لیے۔ صرف خود کے لیے۔ خود کو اس تکلیف سے آزادی دلوانے کے " لیے جس کے چلتے خیام کو اغواہ کروایا۔ "اگے سب اسی صفحے پر تھا۔ اس نے جلدی سے نظر پخلی کائن کی طرف دوڑائی۔

تم جانتے ہو اس درد کو۔ میرا خون سے بھیگا تکیہ تو یاد ہو گا۔ میرا درد سے " پھٹتا سر بھی اور میرے منہ سے نکلتا خون بھی!.." وہ دھیان سے پڑھتے وہ منظر بھی یاد کر رہا تھا جس سفید تکیے کو سرخ دیکھ وہ ایک دفہ پریشان ہوا مگر

اس نے مطمئن کر لیا۔ یہ کہہ کر یہ خون ہے مگر اس کس نہیں۔ یہ جانور کا ہے۔ جس زخمی تھا۔ اور وہ اس کی پٹی کر رہی تھی۔

وہ میرا پیدا ہونے کے سائیڈ ایفیکٹ تھے۔ اس کے لیے اغواہ کیا تھا خیام کو۔" اس کے وجود سے دو بوتلیں خون کی نکالیں۔ اپنے وجود میں لگائیں۔ موت کے قریب ترین تڑپ محسوس کی۔ مگر میں پھر بھی ویسی ہی رہی۔ کیونکہ خیام الیگزینڈر کا بھائی نہیں تھا۔ "وہ شروع سے جانتا تھا وہ دونوں بھائی نہیں ہیں۔

مگر وہ یہ بھی جانتا تھا منیبہ کی یہ تڑپ وہ دل سے ختم کرنا چاہتا تھا۔ کچھ لوگو جتنا بھی غلط کر دیں ان کے لیے دل سے نرم گوشہ نہیں جاتا۔ وہ لوگ یوں ہی دلوں میں بسے رہتے ہیں۔

اس کا بھی ایک سائیڈ ایفیکٹ ہوا میرے وجود پر۔ مگر وہ میں تمہیں نہیں " بتانا چاہتی۔ میں مزید سفاک نہیں بنوں گیں۔ بس یہ ہی وجہ تھی خیام کے اغواہ کیں۔ لڑکیاں اغواہ کرنے کی۔ مجھے خود کو تکلیف سے آزاد کرنا تھا۔ اب

تم سفاک کہو یاں ظالم مگر اپنے وجود کی تکلیف برداشت نہیں ہوتی۔ ایک جانور سے بھی نہیں۔ "اس نے نہیں کہا تھا میں تو ہر انسان تھی۔ وہ جانتا تھا وہ خود کو انسان نہیں مانتی۔

کیوں اس کی وجہ وہ آج سمجھا تھا۔

انسانوں میں انسانیت ہوتی تھی اور اس میں وہ نہیں تھی۔ وہ سفاک تھی۔ اور یہ سفاکی اسے خود کو انسان کہنے سے روکتی تھی۔

موسیٰ نے آنکھیں بند کرتے کھولیں۔ نیچے پڑے آئس باکس میں دو خون کی بوتلیں تھیں۔ وہ اب جاسکتا تھا۔

منیبہ کہاں ہے؟.. "اسے اس سے ملنا تھا۔ ساری باتیں چھوڑ کر۔ ہر تکلیف" بھول کر۔ اس کے کیے دھوکے کو بھول کر۔ وہ اچھا نہیں تھا مگر اس کے کیے برا نہیں بننا چاہتا تھا۔

وہ نہیں ہیں۔ "اس نے باکس اٹھا کر بند کیا۔"

یہاں نہیں ہے تو کہاں ہیں؟؟ کہیں تو ہو گی؟.. "موسیٰ تقریباً دھاڑا۔ مگر"
یہ اس کی سوچ تھی۔ اس کا لہجنا رمل تھا۔

کہیں بھی نہیں ہیں۔ جار جیا اور وہ ہو سہیٹل کے بیک ہارڈ میں ایک ہی قبر"
میں دفن ہیں۔ "وہ بتاتے چلی گئی۔ وہیں موسیٰ پیچھے بیڈ پر گرا۔

تو کیا یہ سائیڈ ایفیکٹ موت تھی؟؟؟ اس نے خود سے سوال کیا مگر جواب
نہیں مل سکا۔ اس نے سارا لیٹر کھولا۔ اس کے سارے ہسپر جھاڑے جیسے
اس میں سے کچھ نکل آئے گا۔

اس نے بے بسی سے ان صفحات کو دیکھا۔

کاش تم انسان بنتی جانور نہیں!.."حسرت سے کہا۔"

تم کیوں عزیز ہو میں نہیں جانتا مگر تم مجھے عزیز ہو۔ بہت عزیز۔ اتنی عزیز"
میں تمہاری قبر پر فاتحہ پڑھنا چاہتا ہوں۔ یہ جاننے کے باوجود تمہیں میری
ماں سے اپنی آخری سانس تک نفرت تھی۔

یہ جاننے کے باوجود تم میری ماں اور میری دوری کی ایک بڑی وجہ تھی۔
سب جاننے کے باوجود دل نا جانے نفرت کیوں نہیں کرتا۔
شاید تم ٹھیک تھی۔

یہ دل تمہارا وفادار ہے۔ مگر کاش تم بھی وفادار ہوتی۔ وفانہانے سے واقف
ہوتی۔ تو اچ ایسا کچھ نہیں ہوتا۔ تم یوں جدا نہیں ہوتی۔ میں تمہیں ٹھیک کر
لیتا۔ اپنا خون تمہیں دیتا مگر تم افسوس انسان نہیں بننا چاہتی تھی۔ تم جانور
تھی۔ تمہارا شکار موت تھی اور اپنے شکار میں مدد لینا تو جانوروں کی شان کے
خلاف ہے۔ "اس کا دماغ اس سوچ سے پھٹ رہا تھا۔

اس نے باہر ہاسپٹل کے بیک یارڈ کی طرف قدم بڑھائے۔ جیسے ہی وہاں پہنچا
سامنے ہی قبر تھی۔ وہ واحد قبر تھی۔ اور اس کے آس پاس جگہ ویران۔
اس نے قبر کی تختی پر لکھے نام دیکھے۔

دو گنا۔ ایک دوسرے کے نام!۔ "وہ واقعی گناہ تھے۔ ایک جو جینا جو"
آئی اور ان سب کی زندگیوں میں مسیحا بن گئی۔ وہیں ایک منیبہ جس نے آتے
ہی ان سب کو کپتلیوں کی طرح نچایا

اپنی مرضی کا کھیل دیکھا اور پھر انہیں چھوڑ کر اپنے رستے ہوئی۔ چاہے اس
کھیل میں وہ بہت سے کھلاڑی زخمی بھی کر گئی۔

کاش تم میری بہن ہوتی۔ قیامت تک اگر تمہیں سرد ہوا بھی چھو جاتی تو خود"
کو قتل کر دیتا۔ مرنے تک تمہاری حفاظت کرتا۔ مگر یہ کاش حقیقت نہیں
بن سکا۔ "وہ گھٹنوں کے بل اس کھر در ری زمین ہر بیٹھا۔

ہاتھ اٹھاتے اس نے ان دونوں کے قبر پر ایک ہی فاتحہ پڑھتے ان کی مغفرت
کی دعا کی۔ قبر کے عزاب میں کمی کی دعا کرتے وہ اٹھا۔

تم نے ٹھیک کہا تھا۔ میرے اختیار میں کچھ نہیں۔ تم بھی تو میری تھی۔ میں"
تمہیں بھی نہیں بچا سکا۔ کسی اور کو کیا ہی بچاتا۔ اپنی ماں کو زہر دیے جانے
سے نہیں روک سکا۔ اور شاید میری یہ ہی انا مجھے تمہاری قبر تک لائی ہے۔

خدا کسی کو خود احساس کروائے تو انسان کے پاس کچھ نہیں رہتا۔ میرے لیے دعا کرنے میرے پاس سب بچ جائے۔ "شدت سے دل سے دعا نکلی۔

یہاں اس قبر پر بیٹھ کر وہ صرف یہ ہی سوچ سکا تھا۔ ان دونوں کو زندہ کرنے کی اس میں طاقت نہیں تھی۔ ایک کو تو اس نے سامنے مرتے دیکھا تھا۔ دو دن پہلے وہ اس کے احسان گنوار ہا تھا اور پھر اسے ہی مرتے دیکھ چپ رہا۔ وہ کیسے کسی کو بچا پاتا۔

اس کا غرور واقعی اس کے منہ پر مار دیا گیا تھا۔ اور اب وہ سر اٹھانے کے قابل بھی نہیں تھا۔

اس نے اس قبر کو ہاتھوں سے ایک دفہ چھوا۔ انکھیں خشک تھیں۔ بس لہجہ دکھی تھا

وہ وہاں سے اٹھا۔ وہیں سے پار کنگ ایریا میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف آیا۔ وہ اکیلا آیا تھا۔ حارث اور گارڈز حویلی میں ہی تھے۔ وہ نہیں چاہتا تھا پری کو کچھ بھی ہو۔

وہ پری پردرد برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

اب کیا رہ گیا؟.. اس کے کال اٹھاتے ہی چٹختی آواز گونجی۔"

سلام!۔" جانی نے فون کو گھورا۔"

وسلام۔۔" اس نے بھی پورا ہی جواب دیا۔"

کل پری کی برتھ ڈے ہے۔ اپ سب آئے تو وہ خوش ہوگی۔ بس کوشش"

کیجئے گا ہارون میرے خون کھولانے کے لیے ساتھ نہ آئے۔ باقی آپ سب

انوائیڈ ہیں۔" جانی نے اس کی بات سنتے ہی کال کاٹ دی۔ ابھی پہلے والا غصہ

نہیں اتر اٹھا۔

موسیٰ کے لبوں پر اب دھیمی سی ہنسی تھی۔ وہ ان سب باتوں پر مسکراتے

گاڑی حویلی کی طرف لے جانے لگا۔



حارث کہاں ہو تم؟.. "اس نے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ سجائے سوال"
پوچھا۔

حویلی!.. "وہ موسیٰ کی کسی بات کا مطلب نہیں سمجھتا تھا۔ وہ ویڈیو کال پر"
کیوں آیا تھا اور پھر چہرے کی مسکراہٹ!.. وہ کچھ حیرت زدہ تھا
عمان سے دو گھنٹے میں جانے والی ساری فلائٹس کی ڈیٹیل نکلاؤ۔ "حارث"
اس بات کا مطلب نہیں سمجھا۔

موسیٰ تم نے سچ جان لیا؟.. کیوں اغواہ کیا تھا اس نے خیام سر کو؟.. ""
حارث بھی سچ جانتا چاہتا تھا۔

میں حویلی پہنچ چکا ہوں وہیں آکر بتاتا ہوں۔ "اسی مسکراہٹ کے ساتھ اس"
نے کال بند کر دی۔ حارث نے فون کو گھورا۔ کیا ہو جاتا اگر وہ ابھی بتا دیتا۔ کم
از کم اس کو اتنی بے صبری نہیں ہوتی۔

حارث بے صبری سے وہاں چکر کاٹنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں موسیٰ کی گاڑی وہاں تھی۔ وہ گیٹ کی طرف بڑھا۔ موسیٰ گاڑی پارک کرتے لان میں پڑی چیز کی طرف آگیا۔ حارث بھی وہیں آبیٹھا۔

یہ پڑھو!.." حارث نے حیرت سے اسے دیکھا پھر وہ لیٹر اٹھا کر پڑھنے لگا۔ اس کے انداز میں بھی ویسی ہی بے صبری تھی۔

موسیٰ یہ!.." اس نے اسے حیرت سے دیکھا۔ اس کے لیٹر پڑھ لینے تک " دونوں طرف خاموشی رہی۔

وہ مر گئی!.." اسے حیرت ہی تو ہوئی تھی۔ ابھی کل تو وہ یہاں تھی۔ " حارث کیا تمہیں لگتا ہے میری شکل پر کہیں بے وقوف اور کم عقل لکھا " ہے؟.." حارث کو اس بات کی تک تو سمجھ نہیں آئی مگر ناں میں سر ہلا گیا۔ ناجانے پھر منیبہ کو ایسا کیوں لگا!.." حارث کو اس کی ڈھکی چھپی باتیں سمجھ " نہیں آرہی تھیں۔

"!.. موسیٰ! ایک دفہ میں ساری بات بتاؤ"

وہ زندہ ہے۔ جو رجینا بھی زندہ ہے۔ دونوں ایک ساتھ یہاں سے جائیں " گیں۔ ابھی نکلی نہیں۔ مگر نظر رکھو۔ " بات مکمل کرتے ہی موسیٰ سر پیچھے پھینک کر دل کھول کر ہنسا۔

وہ نہیں مر سکتی۔ ایسی سانسیں دس بھی بند ہو جائیں تو انہیں کچھ نہیں ہو " سکتا۔ اور میں گلٹ میں آ رہا تھا۔ " وہ اپنے ہاتھ پر کینولا کا نشان دیکھ مزید کھل کر ہنسا۔

موسیٰ مگر تم نے بتایا ان دونوں کی قبر!.. " وہ سوال کرتے بھی شاک میں " تھا۔

قبر جھوٹی ہے بلکل ان دونوں کی طرح!.. " وہ اچھے سے جانتا تھا۔ " عمان سے کوئی فلائیٹ نہ جائے اگلے دو گھنٹے میں۔ کچھ بھی کرو!.. " وہ " اچانک جیسے کچھ یاد آتے چونکا۔ حارث بھی فوراً کال ملائی مگر تب تک دو فلائیٹس نکل چکی تھیں۔

ایک گریسا تو دوسری جرمنی کے لیے۔ حادثہ نے اسے دیکھا۔ یہ بتاتے
اسے ڈر تھا موسیٰ ناراض ہوگا۔

ان دونوں ممالک میں ہی کہیں ہیں وہ دونوں!.." اس کا چہرہ اتنا ہنسنے کی
وجہ سے سرخ تھا۔

اسے بابا کا خون کیوں چاہیے تھا!.." جیسے اچانک کوئی کڑی ملی ہو۔"
سر نے عینا کو خون ڈونٹ کیا تھا ایک دفہ!.." حادثہ کے بتاتے ہی اس"
نے جیسے کوئی پوائنٹ پکڑا۔

تو یہ وجہ تھی!.." وہ اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارتے جیسے سب سمجھ چکا تھا۔"
یہ ممکن صرف اس خون میں شامل خون کی وجہ سے ہوا!.." وہ ڈاکٹر کھڑا"
تھا۔ اپنے سامنے کھڑی منیبہ سے کہہ رہا تھا جو چند دن پہلے اس کی نظروں
میں آئی تھی۔

تو میری اس بیماری کی دوا کیا ہے؟.." کچھ غصے سے پوچھا۔"

اس شخص کا خون!.." اس نے سامنے دیوار پر پروجیکٹر سے نظر اتی تصویر " دیکھی۔ بڑھے بالوں میں سنہری سی رنگت اور ویلوٹ انکھیں دھوپ میں کھڑا وہ شخص چمک رہا تھا۔

یہ کون ہے؟.." وہ اس کے پاس آئی۔"

بلیک کنگ!... عمان کا بادشاہ کہو یاں کنگ!.." وہ اس ڈاکٹر کی طرف پلٹی۔

اوہ۔ تو اب مجھے اس کا خون چاہیے!.." اس نے خود کلامی کی۔"

کوئی اسان ہدف؟.." وہ ڈاکٹر اسے سب بتانے پر مجبور تھا ورنہ وہ اسے ایک جھٹکے میں قتل کر دیتی۔

اس کا بیٹا!.." ساتھ ہی موسیٰ کی تصویر چلی۔ وہ ٹینجر سا بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ چہرے پے شیطانی مسکراہٹ اور بائیں کھولے وہ جیسے فضاؤں سے خوشبو چھی رہا ہو۔

اس سے اسان ہدف!.." اگلی تصویر لیل کی تھی۔"

یہ!.. "اس نے ایک نظر تصویر دیکھی پھر اس ڈاکٹر کی طرف پلٹی۔"
عینا کی تم سے نفرت کی وجہ۔۔ بلیک کنگ کی بیوی اور کوین۔ لیل۔ اور اس"
کی وائٹ روز!.. "اس کے چہرے پے شک کے تاثرات تھے۔ کوئی کسی
سے اتنا کیسے مل سکتا تھا۔ وہ بھی تب جب ان کا دور دور تک ایک دوسرے
سے کوئی تعلق نہ ہو۔

یہ بھی خون کا کمال ہے اب؟.. "اس ڈاکٹر کو گھور کر پوچھا۔"
نہیں دل کا۔ "وہ سر جھٹک گئی۔"

الیکزینڈر کا کوئی بھائی؟.. "اگلی تصویر خیام کی چلی۔"
یہ اسان ہدف ہے۔ مگر تب تک تم آرام کرو!.. "وہ سمجھ سکتا اس سے پہلے"
ہی اس کے ماتھے پر پاس پڑاوا اثر مار کر وہاں سے نکل گئی۔

اس کے بعد اس نے اپنا پلان تیار کیا تھا۔ لیل اور موسیٰ کی ساری انفارمیشن
نکالی۔ لیل اور ان دونوں کے ایک ساتھ باہر نکلنے کا انتظار کیا اور وہ مکمل
ہوتے ہی وہ اپنے پلان پر عمل جاری کر گئی۔

وہیں وہ ڈاکٹر جوزف اس کے بابا نعمان کو اغواہ کر کے لے گیا۔ مگر اب وہ رک نہیں سکتی تھی۔ اب اس کے لیے یہ ناممکن تھا۔ اس نے سب وقت پر چھوڑتے اپنا کام جاری رکھا۔

پہلے اس کا خیال تھا وہ موسیٰ سے خون لے مگر ناجانے کیوں وہ اس عمل سے ڈر رہی تھی۔ وہ جانتی تھی جس روز موسیٰ کو اس کا علم ہوا اور اسکے ہر عمل کا وہ اسے جان سے مارنے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔

لیل پے حارثے کے دوران اسی لیے اس نے خود کامر جانا بھی ثابت کر دیا۔ اس وقت اس کا سب سے دور ہونا ضروری تھا۔ وہ اس درد کے ساتھ مزید وقت نہیں گزار سکتی تھی۔

اسی لیے وہ الگ ہو گئی۔ ان سب سے دور ہوئی۔ اور تبھی اپنی بیماری کا کوئی علاج ڈھونڈنے پر اس نے ڈاکٹر جوزف کو لگایا۔ وہ ادھا پیرالسز ہو چکا تھا حادثے کے بعد مگر پھر بھی اس کی مجبوری تھی۔

نعمان نے اپنا پیشہ نہیں چھوڑا۔ وہ ایک لڑکی کو منیبہ کی طرح بنانے میں کامیاب ہوا مگر اس کا پلان تب فیل ہوا جب وہ اس کے بجائے منیبہ کے ارڈر فالو کرنے لگی۔

منیبہ اور جوزف دونوں نہیں جانتے تھے یہ کیوں ہے مگر وہ ڈاکٹر جوزف کا کوئی بھی ارڈر فالو نہیں کرتی۔ منیبہ اس روز اپنی قسمت کے اس پنے پر بہت ہنسی۔

اسے جو رجینا نام دے کر وہ اسے الیگزینڈر کے پاس چھوڑ آئی۔ اس کے لڑکیوں سے بھرے کنٹینر میں اسے ڈالنا مشکل نہیں تھا۔ الیگزینڈر اسے ٹریننگ کروا کر اپنے پاس رکھ لیا۔ وہ منیبہ کو الیگزینڈر کی ہراپڈیٹ دیتی۔ وہیں دوسری طرف منیبہ کا درد اب بڑھنے لگا۔ جو رجینا کے ساتھ پلاننگ کر کے اس نے لڑکیوں کا کنٹینر پورا ہی اغواہ کر لیا۔

ان سب لڑکیوں کے خون سے پنا انٹی ڈوڈ اس کے کام تو بہت آیا مگر چل نہیں سکا۔ اس روز اس لڑکے کو بریف کیس لیتے وہ اسے پیسے اس کیمیکل کے دے رہی تھی جو اسے اس کے ساتھ استعمال کرنا تھا۔

اس ڈاکٹر سے اب وہ تنگ پڑ چکی تھی اور اس بیماری سے۔ اس نے ایسے حالات پیدا کیے کہ خیام کمزور پڑا۔ اور انہیں دنوں اس نے خیام کو اغواہ کر والیا۔ اس کا خون نکال کر اسے واپس کیمیکل سے سل دیا۔ اس طرح نشان بھی نہیں بچتے۔ وہ خیام کے سامنے نہیں آئی تھی۔ اس نے اسے دیکھا بھی نہیں۔

مگر وہ نہیں جانتی تھی یہاں خود انفارمیشن نہ نکال کر وہ کتنی بڑی غلطی کر چکی ہے۔

بیڈ پر پڑی وہ لڑکی بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔ ادھر سے ادھر "سرمارتے وہ اپنے بازوؤں پر بندھی وہ پٹیاں کھول دینا چاہتی تھی

یہ اتنا درد کیوں ہے؟.. "وہ چلائی۔"

اس کی ایک ایک نس واضح ہو چکی تھی۔ ان میں نیلی اور ہری رگیں پہچاننا بہت آسان تھا۔ وہیں وہ ڈاکٹر تو چاہتا ہی یہ تھا وہ مر جائے۔

یہ درد برداشت کرنا پڑے گا میڈم۔۔۔ "کچھ دیر تک وہ ٹھنڈی پڑ گئی۔ اس کا" چہرہ سارا پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔ اس نے اپنی کھلی پٹیوں کو دیکھ پھر بیڈ سے نیچے قدم رکھے۔

اس کا خیال تھا وہ اب ٹھیک ہے اور اسی کے چلتے اس نے ڈاکٹر کو مروانے کا حکم دے دیا۔ مگر وہ جلد بازی کر گئی۔ اس کا اندازہ اسے کچھ ہی دنوں میں ہو گیا۔

آزادی مبارک!.. "فلائٹ پر بیٹھی ایک لڑکی نے سن گلاسز لگے چہرے" سے دوسری لڑکی کو مسکرا کر رہا۔ دونوں کے چہروں پر دھیمی مسکراہٹ تھی۔ اور گود میں بھی کچھ تھا۔

آپ کو بھی ایم!.. "دونوں کی مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی۔ اور دونوں" ہی جانتی تھیں اب انہیں کوئی نہیں ڈھونڈ پائے گا۔

موسیٰ کو اگر معلوم ہو گیا ہمارے بچ جانے کا!.."جور جینا نے پوچھا۔ لب
ترکیے۔

وہ جانتا ہے۔ وہ سمجھ چکا ہے مجھے خون کیوں چاہیے۔ اب میں اپنے مرنے
کے بعد خون کسے دیتی۔ وہ جان چکا ہے میں زندہ ہوں۔ اور تم بھی!.."جور
جینا مسکرا دی۔ مگر وہ انہیں پکڑ نہیں سکتا تھا۔
جور جینا کے سینے پر لگی سب گولیاں نقلی تھیں۔ سب کچھ ان کا پلان تھا۔ وہ
انے سے پہلے اسے بتا چکی تھی۔

ایک گھونٹ ہم دونوں جیت کے نام!.."دونوں کے چہرے پے برابر کی
خوشی تھی۔

دونوں نہیں تینوں!.."منیبہ نے نیچے اپنی گود میں دیکھا۔ کمبل میں لپٹا ننھا
سا وجود اس کی گود میں تھے۔

جیت ہے اور جنون بھی۔۔"ان دونوں نے ہاتھ میں پکڑے انرجی ڈرنک
کے گھونٹ بھرے

ایک نظر ایک دوسے کو دیکھا۔ پھر قہقہے لگا اٹھیں۔ وہیں سب نے ایک دفہ مڑ کر انہیں دیکھا مگر پرواہ کہاں تھیں انہیں۔

چلیں چلتے ہیں اگلی دنیا میں۔ جہاں نہ کوئی جلن نا کوئی حسد اور نہ کوئی

چال!.."جور جینا کی بات پر اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

نوڈاؤٹ جین!.."وہ جور جینا کو جین ہی کہتی۔"

وہیں جور جینا کے لیے وہ بس ایم تھی۔ اور وہ دونوں ہی اس تیسرے وجود کے

ساتھ مکمل تھیں۔ انہیں کسی چوتھے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ سب کچھ

پیچھے چھوڑ کر جا رہی تھیں۔

موسیٰ کی بات مکمل ہوتے ہی حارث نے اپنا کھلا ہوا منہ بند کیا۔

یہ سب چالیں چلنے والی وہ کلرڈ آنکھوں والی تھی؟.."کچھ حیرت سے"

پوچھا۔

وہی ہے.."موسیٰ نے لیٹر چھین کر پاکٹ میں ڈالا۔"

خیال رکھنا۔ وہ کبھی بھی لوٹ سکتی ہے۔ "حارث نے فوراً سے کینولا کو ہاتھ لگایا۔

استغفرُ اللہ!.. "موسیٰ کھل کر مسکرایا۔"

حارث کے کانوں کو لگے ہاتھ دیکھ اس کی ہنسی پھر نکل گئی موسیٰ اندر کی طرف بڑھا مگر وہاں سے اتنی چیخ سنتے اس کی جان نکلی۔ وہ فوراً اوہر کی طرف چڑھا۔ ساتھ حارث کو بھی دھاڑ سنائی دی وہ فوراً سے سب چھوڑا اس کے پیچھے ہی دوڑتا آیا۔

مائے وچ!۔ "وہ بے صبری سے اس کی طرف بڑھا جو بیڈ پر پڑی تڑپ رہی تھی۔ پورا کمرہ اس کی چیخوں سے گونج رہا تھا۔

حارث دائی ماں کو لے کر آو۔ اور ڈاکٹر کو بھی!.. "حارث سیڑھیوں سے" واپس کو دوڑا۔ وہیں اپنے کایج میں کل سے ائے ڈاکٹر کو گارڈ کے ساتھ اوپر بھیج وہ خود بھی دائی ماں کو لینے چلا گیا۔

وہیں وہ ڈاکٹر موسیٰ کی سرخ نظروں سے ڈرتے کچھ کر بھی نہیں پار ہی تھی۔
اس کے تو ہاتھ کپکپانے لگے تھے۔ اس نے بیلا سے پانی منگواتے ابھی کپکپاتے
ہاتھوں سے ٹاول پری کے چہرے پے رکھا تھا جب موسیٰ نے اسے گھورا۔
اب اگر تمہارا ہاتھ کانپا تو یہ ہاتھ کسی کام کے قابل نہیں رہیں گیں!..."
اس کی دھاڑ کا اثر تھا وہ ایک دفہ تو کپکپائی مگر پھر اس کے ہاتھ مشین کی طرح
چلے موسیٰ پری کو گود میں لیٹائے تھا۔ وہ درد ضبط کرتے اپنا لب چبار ہی تھی
جب موسیٰ نرمی سے اس کا ہونٹ نکالتے وہاں اپنی ہتھیلی رکھ دی۔ وہ زور
سے دانت اس پر جما گئی۔

موسیٰ دوسرے ہاتھ سے اس کے کندھے سہلار ہاتھا۔ پیٹ کو سہلاتے اسے
کچھ سکون دے رہا تھا۔ حارث دومنٹ میں دائی کو لے کر یہاں تھا۔ کو تو اتنی
جلد بازی پر گھبرائی۔

باہر نکلو تم۔ پریشان کر رکھا ہے تم نے!..." وہ ان کی باتوں پر بھی نہیں ہلا۔"

میں یہاں ہی رہوں گا!.." پری کا سر تکیے پر رکھتے وہ اس کے سرہانے بیٹھ گیا۔ وہ دائی بھی سمجھ چکی تھی اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ وہ ضد پر اڑ چکا ہے۔

بیلا اور وہ ڈاکٹر ایک کپڑا پری کے پیٹ سے اوپر کرتے پکڑ گئی۔ اس طرح پری کا ادھا حصہ پردے کے دوسرے حصے کی طرف چھپ گیا۔ موسیٰ اس کا ماتھا چوما۔ وہ موسیٰ کے ہاتھوں کو مضبوطی سے دبوچے تھی۔

یار مجھ سے زیادہ تو یہ درد دے رہا ہے!.." پری کے کان میں جھکتے کہا۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے لگا۔ موسیٰ کی جان اٹکی۔

وہ اس وقت منیبہ جو رجینا سب بھول چکا تھا۔ اگر یاد تھا تو صرف اپنی پری کا۔ جو اس کی شریک حیات تھی۔

جو اس کے لیے تکلیف سہہ رہی تھی۔ جس کو پہلی نظر دیکھ کر اس نے اپنا مانا ..! تھا اور وہ بھی پوری کی پوری اسی کی تھی۔ اس کے پیچھے پاگل

ایک دفہ پری کہ زوردار چیخ نکلی اور ساتھ ہی بچے کے رونے کی آواز گونجی۔ موسیٰ اور پری دونوں کی جان میں جان آئی۔ دونوں نے سانس بھری تھی۔

شکراً الحمد للہ!.."پری کا ماتھا چوما۔ وہ سانسیں لیتے بھی اس کا لمس محسوس" کر سکتی تھی۔

مزید کچھ دیر میں پردہ ہٹا دیا گیا۔ وہ ڈاکٹر بیلا کے ساتھ بچے کو گرم پانی سے دھو رہی تھی۔ وہیں دائی پری کو دیکھ رہی تھی۔

موسیٰ اس کے وجود کو ایک دفہ اپنے ساتھ لگایا۔

تم میرے لیے ہر شخص سے عزیز ہو۔ تم اس دل کہ دھڑکن ہو۔ تم میرا" سب کچھ ہو۔ ریڈ روز اور ریڈ چلی دونوں میری حیات ہیں!.." وہ جانتی تھی وہ لیل اور اسے برابر رکھتا ہے۔

پری ساتھ ہی انکھیں بند کرتے چلی گئی۔ موسیٰ اٹھتے دائی کی طرف آیا۔ گھور کر اس ڈاکٹر کو دیکھا۔

بیلا اسے یہاں سے لے جاؤ ورنہ میرے ہاتھوں سے مر جائے گی!.." وہ" ویسے ہی ڈرتے رفو چکر ہوئی۔ اس کا تو خیال تھا اتنی بڑی بات نہیں مگر وہ

نہیں جانتی تھی صرف ڈیلیوری کا کام نہیں ہے۔ ایک مونسٹر کو بھی ہینڈل کرنا ہے۔

دائی اب پری کا سر کسی کپڑے سے باندھتے اس کے ہاتھ پاؤں دبانے " لگیں۔ موسیٰ انہیں روکنے کو بڑا جب انہوں نے موسیٰ کو گھوری دی۔ وہ اپنے بیٹے کو بیلا سے لیتے باہر آیا۔

تمہیں تو اپنی ماں کی برتھ ڈے پارٹی میں آنے کی جلدی تھی۔ "وہ ہنسا۔ بیلا" موسیٰ کو اپنے بیٹے سے باتیں کرتے چھوڑوہاں سے اندر چلی گئی۔ چلو ہم ذرا اب تمہیں سلا دیں۔ اپ محترم تو لگتا ہے نیند پوری کرنے کے " موڈ میں ہیں.. "موسیٰ اسے اندر لے آیا۔ پری کے ساتھ ہی لیٹا یا جو ہلکی نیند میں تھی۔

دائی اماں اسے گھوریاں دیتے باہر گئیں تو وہ بھی باہر آیا۔

اتنی ہڑ بڑی کیوں مچادی تھی۔ نارمل تھا بچہ۔ میں جانتی تھی مگر تمہاری یہ "حرکتیں!.." وہ سر جھکا گیا۔ وہ اسے چپت لگاتے وہاں سے چلی گئیں۔ موسیٰ اندر آیا۔ وہ دونوں ماں بیٹا سکون کی نیند میں تھے۔

پچھلے دو گھنٹے سے اس کی جان سولی پر لٹکانے کے بعد وہ دونوں اب سکون میں تھے۔

موسیٰ اپنی شرٹ دیکھی وہ پسینے سے بھیگی تھی۔ وہ اپنا ڈریس نکالتے فریش ہونے چلا گیا۔ وہیں حادث بھی دائی ماں کو چھوڑنے جا رہا تھا ڈاکٹر تو ڈرتے اسی وقت جانے کی ضد کی تھی۔ حادث اسے گارڈ کے ساتھ بھیج دیا۔

بیلا بھی سکون کا سانس لیا۔ وہ اب اپنے کمرے میں تھی۔ رات تک وہ پری کی برتھ ڈے پارٹی کے لیے آجاتے اور یہاں اس کا بیٹا بھی اس کی برتھ ڈے پارٹی میں شامل ہونے کے لیے جلدی سے آگیا۔

بیلا کو وہ ننھا سا وجود پھر سے بانہوں میں بھرنے کا جی چاہا مگر وہ ایسا نہیں کر سکتی تھی۔ یہ ممکن نہیں تھا۔ ابھی وہ اپنے باپ کے ساتھ تھا۔

باپ بھی وائلد کنگ۔ کیسے ممکن تھا وہ زندہ بچ کر نکل اتی اس کے کمرے سے۔ اس سے اچھا تھا وہ یوں ہی اس حسرت کے ساتھ لیٹی رہے۔

اچانک اسے ہلکے سے کھٹکے کی آواز سنائی دی۔ وہ جلدی سے بیڈ سے اٹھ بیٹھی۔ چہرہ پسینے سے بھیگ گیا۔ وہ چاروں طرف کمرے میں نظر دوڑانے لگی مگر سب ٹھیک تھا۔ کہیں کچھ بھی نہیں تھا۔

اچانک اس کی نظر کونے میں کھڑی بلی پر پڑی۔ اس کی جان ایک دفہ اٹکی۔ اس نے سانس بھرتے اسے دیکھا۔ اس کی سانسیں تو جیسے سینے میں اٹک گئی۔

اس نے مشکل سے نظریں وہاں سے ہٹا کر اس پاس دیکھنا چاہا مگر اس کی نظریں وہاں سے ہلنے کو تیار نہیں تھیں۔

اس نے

شکل سے کمرے کا راستہ مایا۔ وہ یہاں سے باہر بھاگ سکتی تھی۔ بلی سے بچ کر۔۔

اسے ڈریسنگ ٹیبل اور دروازے تک کا راستہ چھوٹا لگ رہا تھا۔ اتنا چھوٹا وہ چکنے میں جیسے گر جائے گی اس سے ٹکرا کر جبکہ فاصلہ اچھا خاصا تھا۔

یا اللہ مدد... "وہ ورد کرتے وہاں بیڈ سے نیچے قدم رکھ گئی۔ پھر ایک نظر" اس نے بلی کو دیکھا جو وہاں ہی تھی۔ وہ خدا کا نام لے کر آنکھیں بند کرتے باہر کود وڑی۔ ارادہ ہال میں جا کر رکنے کا تھا مگر اس کے کہیں پہنچنے سے پہلے وہ پاؤں ٹیبل سے ٹکرا کر نیچے گر گئی۔

اے!.. "وہ نیچے بیٹھ کر رونے لگی تھی۔ بال دونوں طرف سے لٹوں کی" صورت چہرے پے گرے تھے۔ پونی میں مقید بال کندھے پر گرے پڑے تھے۔ ایک ہاتھ سے پاؤں پکڑے وہ اب بلی بھول چکی تھی۔ وہیں اس نے نظر اٹھا کر خود کو گہری نظروں سے دیکھتے حارث کو دیکھا۔ وہ دائی اماں کی دی دوائی موسیٰ کو دینے آیا تھا۔

اس کا خیال تھا حادثہ اس کی مدد کر آئے گا مگر وہ اس کو اگنور کرتے وہاں سے
گزر گیا۔ بیلا مزید شدت سے رونے لگی۔ مگر وہ نہیں پلٹا۔ وہ وہاں سے چلا
گیا۔

تم نے کبھی میری قدر نہیں کی۔ تم شروع سے ایسے ہو!.." افسوس سے "
کہتے وہ نیچے سے اٹھی۔ سہارے سے کھڑے ہو کر جیسے ہی بلی کا خیال آیا تو
دیکھا۔ مگر وہ وہاں سے جا چکی تھی۔ اب وہاں کوئی نہیں تھا۔ اس نے سکون
کی سانس بھری۔
شکر تھا وہ چلی گئی۔

اس شکر میں وہ پھر حادثہ کا یوں ہی چھوڑ جانا یاد آتے شدت سے رونے لگی۔
مگر آنسوؤں صاف کرتے اس نے اب آئینے میں نظراتے اپنے عکس کو
دیکھا۔

وہ اپنے عکس کو دیکھتے ہی کہیں ماضی میں کھو گئی۔

حارث اور بیلا کا الگ ناول ہو گا۔ صرف ان دونوں کا کیل۔ صرف پندرہ یا)
(اٹھارہ بیسیوڈ کا۔ اس کو لمبا کرنے کا اب میرا موڈ نہیں۔

^^^

جانی کی غصے سے بھری گھوریاں موسیٰ کا طواف کر رہی تھیں۔ وہیں مومنہ تو
اپنے نواسے کو بانہوں میں بھرے کسی دوسری ہی دنیا میں پہنچ چکی تھی۔ اس
کے ساتھ بیٹھی حیا کی آنکھیں بھی محبت سے لبریز اس چھوٹے سے بچے کا
طواف کر رہی تھیں جو اس وقت سو رہا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی وہ سویا ہوا جن
جب اٹھا تو کیا ہو گا۔ وہ ان سب کو بتا دیتا پھر اس کا سویا رہنا کتنا اچھا ہے۔
پری ماتھے پر ڈوپٹہ باندھے پڑی تھی۔ وہیں اس کے ساتھ ہارون بیٹھا تھا۔
جس کی بچت ہو گئی تھی تو صرف پری کی وجہ سے۔
موسیٰ خود سامنے صوفے پر بیٹھا تھا۔

کیا دیکھ رہیں ہیں۔ اولاد شادی کے بعد ہوتی ہی ہے۔ "موسیٰ جانی کی طرف"
جھکتے بولا

موسیٰ لیل بھا بھی نہیں آئیں گیں؟.. "اس نے جانی کے غصے بھری نظریں"
اگنور کرتے مومنہ کو دیکھا۔

پری ماں وہ اپنے بلیک کنگ کی اجازت کے بغیر ہاتھ پاؤں بھی نہیں ہلانے"
والیں۔ اور اب تو ویسے بھی وہ سفر نہیں کر سکتیں۔ "مومنہ مسکرائی۔
خیر بات تو سچ ہے!.." وہ ہنسی۔"

کچھ ہی دیر میں وہاں کیک آگیا۔ جو موسیٰ نے خود بنایا تھا۔ رات کے بارہ بج
چکے تھے۔ موسیٰ نے بیلا سے کیک لیتے پری کے سامنے بیڈ پر رکھا۔ اس کو
مسکراتی نظروں سے دیکھا جو اس کی آنکھوں کی مسکراہٹ دیکھ مسکرا دی۔
میرے لیے اس دنیا میں آنے کا شکریہ!.." وہ کسی کا بھی خیال کیے بغیر اس"
کا ماتھا چوم گیا۔ پری نے آنکھیں بند کرتے اس کا لمس محسوس کیا۔
ہم بھی یہاں ہیں!.." مومنہ نے مسکرا کر کہا۔"

وہ ہنستے دور ہوا۔

موسیٰ نے اپنے بیٹے کو مومنہ سے لیتے تھا۔ خود پری کے ساتھ بیٹھتے اسے چاقو پکڑایا۔

سالگرہ مبارک!.. "وہ موسیٰ کی سرگوشی پر کیک کاٹنے لگی۔ جانی ساری" ناراضگی بھلائے ابھی اپنی بیٹی کے پیدا ہونے کی خوشی منانے لگا۔ وہاں "ہیپی برتھ ڈے پری" کی صدائیں گونجنے لگیں۔ اس نے بھی کیک کاٹتے سب سے پہلے موسیٰ کو کھلایا۔ جسے آدھا واپس موسیٰ نے پری کو کھلایا۔ وہ دونوں ان سب کو واقعی بھول گئے تھے۔

پری نے پھر جانی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ وہ منہ بناتے اٹھا تھا۔ کہاں پہلے اس کی بیٹی اسے کیک کھلاتی تھی اب اس باگڑیلے کو کھلا رہی تھی۔

موسیٰ جانی کے چہرے سے اس کی سوچ کا اندازہ لگا سکتا تھا۔ وہ اٹھا تو جانی اس کی جگہ بیٹھ کر کیک کھلاتے اپنی بیٹی کے ہاتھ پر بریسلٹ بھی پہنایا۔ پری نے موسیٰ کو گھورا جو اس کے لیے کوئی گفٹ نہیں لایا تھا۔ مومنہ اور ہارون بھی اسے وش کرتے کیک کھاتے اسے اس کے گفٹس دیے۔

حیا نے اپنا لایا گفٹ اسے دیا تو پری پیار سے اس کا گال چوما۔ وہ سرخ پڑتے
رخ موڑ گئی

ہارون نے اس کا سرخ چہرہ دیکھ لب دبائے۔ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔
موسیٰ اس کی نظروں کا مرکز دیکھ اگنور کیا۔ اب وہ بچوں کو عشق معشوقہ
کرتے دیکھ اچھا تو نہیں لگتا

وہ بیلا کو کھانا لانے کا کہنے کا سوچ باہر نکلا۔ ویسے بھی اسے پری کے لیے سوپ
بنانا تھا۔

^^

بابا!.."خیام کی گھوری پر وہ واپس بیٹھا"

ہانیہ انعم کے ساتھ بیٹھی اس کا بنایا گاہر کا حلوک کھا رہی تھی۔ رومان نے
نظروں سے منت کی تھی ساتھ اس کے حق میں کچھ بولنے کی مگر وہ بھی میانی
بنی رہی۔

بابا موسیٰ کا پلان تھا یہ!.."اس نے تھک کر اب کہہ دیا۔"

اور تم تو کا کے نیا نے (بچے) تھے اس کی بات مان کر چل دیے۔ "اس نے"
میسنی سی شکل بنائی مگر خیم رعیات دینے کے موڈ میں نہیں تھا۔
تم نے ایک دفہ بھی کسی کا نہیں سوچا!.." اس نے سر جھکایا۔ کچھ شرم جاگی"
تھی مگر اس نے سل دی۔

یار آپ سمجھ لیں میں ہنی مون پر گیا تھا۔ اب لوٹ آیا ہوں۔ بخش دیں"
ناں!.." خیم کی گھوری گہری ہوئی۔

اور واپسی پر گفٹ بھی تم تو لایا ہوں!.." رومان کی بات ہر خیم نے آبرو"
اٹھائی۔

یار اولاد کی اولاد بھی کسی گفٹ سے کم ہوتے ہیں کیا۔ بتائیں کیا یہ تحفہ فری"
میں مل جاتا ہے!.." ہانیہ کا شرم سے چہرہ جھک گیا۔ وہ شخص ناجانے کیوں
شرم نہیں کرتا تھا۔

وہیں انعم اور خیم نے بھی اسے گھوری دی مگر اس کی زبان کو کہا سکون تھا۔

دیکھیں چند ماہ تک وہ اپ کی گود میں ہو گا۔ اس کا سوچ کر منع کر دیں ورنہ " میں اگر اسے دور لے گیا تو آپ کی ہی جان اٹک جانی ہے!.." "خیام نے آنبر اٹھا کر اسے دیکھا جو اسے دھمکا رہا تھا۔

گارڈز نئے رکھے ہیں میں نے اب۔ تم قدم باہر رکھو اگر تمہاری ٹانگیں نہ " توڑ دیں انہوں نے تو بات ہے!.." "رومان نے بے بسی سے باپ کو دیکھا۔ کیسے معاف کریں گیں۔ بتادیں؟.." "خیام نے سامنے والے ڈبل صوفے " پے بیٹھے رومان کو دیکھا۔

اگر تم مجھے سب سچ بتادو۔ "اسے موسیٰ کی اس دن کی گھوریاں نہیں " بھولیں تھیں۔ ابھی تو اس نے شکر ادا کیا تھا وہ آیا نہیں اپنے اس گھوسٹ کو لے کر یہاں۔

مبارک دو مجھے۔ فیوچر کائنگ دنیا میں آگیا میری بدولت!.." "رومان نے " حیرت سے موبائل پر ٹیکسٹ پڑھا اور سمجھاتے ہی وہ چیخ اٹھا۔ ان سب نے اسے حیرت سے دیکھا۔

بابا موسیٰ بیٹا بن گیا!.. "خیام نے اسے گھورا۔"

وہ پہلے ہی بیٹا تھا۔ اپنے باپ کا!.. "اس نے سوچنا چاہا اس نے پہلے کیا کچھ"
غلط بول دیا مگر وہ سوچ نہیں سکا۔

"وہ موسیٰ کا باپ پیدا ہو گیا۔"

کچھ غلط بولا پھر۔۔ "اس نے سر کجھایا۔"

یہ خود ہی ہڑھ لیں۔ میرا شاید دماغ کام نہیں کر رہا۔ "خیام نے اس سے"
فون چھینا۔ اس کا میسج پڑھتے مسکراہٹ چھائی مگر اچانک یاد آیا وہ تو اس سے
ناراض ہے۔ مگر یہ سوچتے یہاں کون سا وہ دیکھ رہا ہے اس نے خوشی سے انعم
کو بات بتائی۔

وہ خوشی سے ہانیہ کو سینے میں بھینچ گئی

بس اب خدا بچے کو صحت اور تندرستی والی زندگی دے!.. وہ بہت خوش
تھی۔

پری کی تو برٹھ ڈے بھی تھی۔ اچھا ہے ماں اور بیٹا دونوں ایک ہی دن "

سالگرہ کر لیں گیں!.." انعم کی بات پر وہاں رومان کھلکھلایا۔

وہ تو اپنی وچ کے لیے الگ سے پوری پارٹی دیا کرے گا۔ وہ بھی فل سٹائل "

میں!.." وہ جانتا تھا اسے پری کے پیدا ہونے کی کتنی خوشی ہے۔

اپنی سالگرہ وہ مشکل سے مناتا جبکہ پری کی سالگرہ کے دن تو ان سب کو ٹریٹ

ملتی۔ ان کی پسند کی شاپنگ سارا دن۔ فل ڈے اس کے ساتھ انجوائے۔۔ اور

اس کی وچ کی باتیں۔ جنہیں وہ فل دلچسپی سے سنتا۔۔

وہ تو اسے دیوانہ کہہ دیتا اگر یقین ہوتا اس کی جان بچ جائے گی۔

ماما مجھے بھی موسیٰ کا بے بی دیکھنا ہے۔ "ہانیہ کی آواز پر ان تینوں نے اسے "

دیکھا۔

ابھی نہیں بیٹا۔ وہ دور کا سفر ہے۔ اتنی دور جانا ابھی ٹھیک نہیں۔ "وہ سانس "

بھرتے منہ بنا گئی۔ اسے موسیٰ کا بے بی دیکھنا تھا۔۔

نام کیا ہے اس کا!.." انعم کو اس میں دلچسپی تھی۔۔"

"..! کنگ۔ اس نے یہ ہی بتایا"

یہ کیسا نام ہوا۔ موسیٰ کی بھی حرکتیں نرالی ہیں۔" انعم کو یقین تھا اس کا بیٹا"
اس کے ساتھ مزاق نہیں کرے گا جبکہ خیام کی گھوریاں دیکھ اس نے چند
پھنسی سانسیں بھریں۔۔

ابھی نام نہیں رکھا اس نے!.." جھکے سر سے بتایا۔ کچن سے جو س لینے جاتی"
انعم واپس ہلٹی۔

وہ اب اپنے گھر کو لوٹ چکے تھے۔ الگزمینڈر اور اس کے بچے سے مل کر آئے
تھے جس کا نام رکھنے کی انہیں ابھی فرصت ہی نہیں مل رہی تھی۔

دونوں باپ بیٹا ایک جیسے ہی ہیں۔ اپنے بیٹوں کا نام رکھنے کی فرصت نہیں۔"
ناجانے کتنے کام پڑیں ہیں ان کے کرنے والے۔" انعم کی بڑبڑاہٹ سنتے وہ
جواب تو دیتا ان کی مصروفیات کیا ہے مگر اسے یقین تھا اس کے ساتھ ہی اسے
خیام کی طرف سے اڑتا ہوا جوتا آئے گا۔ جو سدھا اس کے سر میں لگے گا۔

دفا ہو جاؤ اب کمرے۔ اور معافی کی شرط بھولنا مت۔ ہانی کی وجہ سے جانے " دے رہا ہوں!.." وہ خدا کا شکر ادا کرتے اٹھا مگر زبان میں ہڈی ہی نہیں تھی۔ یہ ایک جگہ رکتی ہی نہیں۔

میری بیوی پر احسان نہ جتائیں۔ یہ تو اپنے پوتے پوتی کے لیے ہیں۔ "ہانیہ" کے لیے سراٹھانا مشکل تھا مگر اس کو ڈھیٹ شوہر ڈھٹائی کی اعلیٰ مثال دیتے وہیں کھڑا ان کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا کہ کیا بول چکا ہے۔ اسے شرم کرنی چاہیے۔ مگر وہ تو مزید بے باک بنا۔

آپ بھی میرے پیدا ہونے پر الیگزینڈرا نکل کے ہاتھوں ذلیل ہوتے " تھے۔ "اب جوتے کا سوچنے کا بھی وقت نہیں ملا۔ پہلے ہی اڑتا ہوا جوتا اس کے سینے پر لگا۔ اس جوتے کا نشان عین سینے کے سامنے چھپا۔

وہ مطمئن ہوتے اوپر کی طرف بڑھا۔ وہ خیام کا پارہ ہائی کرنے میں کامیاب ٹھہرا تھا۔ اب اسے کوئی فکر نہیں ہوتی۔ کم۔ کم۔ کم اب وہ سکون سے سو

جاتا۔

وہ مسکراتے خيام کا سرخ چہرہ یاد کرتے اپنے کمرے میں داخل ہوا۔



وہ چاروں نیچے کمروں میں آرام کر رہے تھے۔ موسیٰ اپنے بیٹے کو گود میں اٹھائے بیٹھا تھا۔ ابھی اٹھتے ہی اپنے باپ کو دیکھ وہ مسکرایا۔ موسیٰ تو اس مسکراہٹ کے صدقے گیا۔ پری اس کے پہلو میں سکون سے سو رہی تھی۔ موسیٰ ابھی کچھ دیر پہلے اس کے کندھے دبائے تھے تاکہ اس کا جسم درد نہ کرے۔ ویسے تو صبح سے دائی ماں آنے والی تھیں۔ موسیٰ وڈیو کال اتی دیکھ پر وجیکٹر سے موبائل اٹیچ کر دیا۔ سامنے ہی ان کا عکس دیوار پر پڑنے لگا۔ موسیٰ انکے چہرے دیکھ مسکرایا۔

وہ تینوں خاموشی سے موسیٰ کو دیکھتے رہے۔ موسیٰ کے لبوں پر دھیمی
مسکراہٹ تھی۔ لیل کی نظریں اس کے گود میں پڑے بچے پر تھیں تو موسیٰ
کی نظریں بھی دوسری طرف کے بچے پر تھیں۔
تمہیں مس کرتا ہے یہ!.. ابھی بھی دیکھو کیسے خوش ہو رہا ہے۔ "اتنی عمر"
میں بچے پہچانتے تو نہیں تھے مگر وہ موسیٰ کو دیکھتے ہی ہاتھ پاؤں ہلانے لگا
تھا۔

میں بھی مس کرتا ہے۔ آپ سب کو۔ "لیل نے بیڈ پر سوئی پری کو دیکھا۔"
آہ۔۔ میرا موسیٰ اب بے بی سیٹر بنے گا!.. "وہ تینوں مسکرائے۔ الیگزینڈر"
تو اچھا خاصا کھلکھلایا۔

وہ تو پہلے بھی تھا۔ ان میڈم کو سنبھالنا بے بی سیٹر سے بھی مشکل کام ہے۔ ""
لیل نے اسے گھوری دی۔

نام کیا رکھا ہے بے بی کا؟.. "اسے ابھی خیال آیا تھا وہ اپنے بیٹے کا نام نہیں"
رکھ سکا۔

وہ پری کہہ رہی تھی اگر بیٹا ہوا تو آپ نام رکھے گیں۔ "اسے بروقت یاد آیا۔"
اور آپ نے؟.. "الیکزینڈر نے سر کیمرہ سے نکالنا چاہا مگر ممکن نہیں تھا۔"
لیل الیکزینڈر کو گھورنا شروع کر گئی۔ اور وہ بچنے کو راستہ دھونڈ رہا تھا۔ وہ سمجھ
گیا ابھی کوئی نام نہیں رکھ گیا۔

قلان قیس نام کیسا رہے گا؟.. "موسیٰ کے سوال پر دونوں نے چہرہ سامنے"
موڑا۔

اچھا نام ہے مگر ابھی تم کہہ رہے تھے تمہارے بیٹے کا نام وائیٹ روز رکھیں"
گیں!.. "الیکزینڈر نے بازو لیل کے کندھے کے گرد ڈالا۔
موسیٰ اسے گھورا مگر اس وقت موسیٰ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔
یہ میرے بھائی کا نام ہے بیٹے کا نہیں!.. "ان دونوں کی آنکھیں بڑی"
ہوئیں۔

پہلے اتنا ہنگامہ برپا کرنے والے نے کیسے تسلیم کر لیا اتنے آسانی سے۔

اچھا نام ہے۔ یہ ہی رکھیں گیں ہم!.. "الیکزینڈر چاہتا بھی تو اب انکار"
نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے بھی ہاں میں سر ہلا دیا۔ یہ الگ بات تھی اسے قیس
نام پسند نہیں آیا تھا مگر کیا کیا جاسکتا تھا اب۔

اس کی وائیٹ روزہاں کہہ چکی تھی۔ اب اس کی بات کا پاس رکھنا اس کی
مجبوری تھی

موسیٰ تم گئے تھے؟.. "الیکزینڈر کا اشارہ وہ سمجھ گیا تھا۔"

دونوں سے مل کر آیا ہوں۔ زمین کے نیچے تھیں دونوں۔ "الیکزینڈر اس کا"
مطلب سمجھ گیا مگر لیل نے سر جھٹکا۔ ان دونوں باپ بیٹے کی ان باتوں میں
اسے دلچسپی نہیں تھی۔ وہیں موسیٰ بالکل بھی نہیں جانتا تھا اس نے جھوٹ
کیوں بولا۔

شاید وہ الیکزینڈر کو ان کی طرف سے بے فکر کر دینا چاہتا تھا تاکہ وہ اسے نہ
ڈھونڈیں۔

جو بھی تھا مگر الیگزینڈر کا اطمینان اسے اچھا لگا تھا۔ جسے اب وہ ختم تو کسی صورت نہ کرتا۔

پری کروٹ بدلتے موسیٰ کے گٹھنے کے ساتھ چپکی۔ لیل اور الیگزینڈر نے لب دباتے رخ موڑا۔ وہیں موسیٰ کو کہاں پرواہ تھی۔ ان دونوں کے جھکے سر اگنور کرتے وہ اپنی بیوی کے ماتھے کا بوسہ لے گیا۔ الیگزینڈر کو گھورتے لیل کال ڈراپ کر گئی جواب بیٹے کی حرکتیں دلچسپ نظروں سے دیکھتے لیل کو بھی دیکھنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

وہیں الیگزینڈر کی گود میں پڑے اس ادھے فٹ کے پدے سے بچے نے لیل کو گھورنا شروع کر دیا تھا۔ جس کی طرف ان کا بالکل دھیان نہیں تھا۔ لیل کے ہاتھ میں پکڑا ریموٹ وہ اس سے چھیننا چاہتا تھا مگر شاید اپنے چھوٹے ہونے پر افسوس تھا۔

وہ ان دونوں کو اپس میں گم دیکھ منہ بسورتے چھپنے لگا۔ الیگزینڈر اس کا کسمسنا محسوس کرتے اسے سامنے کیا۔

میرے خیال سے اسے نیند آئی ہے؟.. "الیکزینڈر اس کا چہرہ چھپانا دیکھتے" کہا۔

مگر ابھی تو اٹھا ہے یہ!.. "الیکزینڈر لیل کی بات سنی تو مگر اس بچے کو لیتے" جھولے میں ڈالا۔ جہاں لیٹتے ہی وہ الٹا ہو گیا۔ یقیناً یہ اس کی ناراضگی کا اظہار تھا مگر الیکزینڈر نہیں سمجھتا تھا۔

وہ اس کی پیٹ تھپک کر جھولے کو آٹوپر کرتے چلا۔ وہیں بچے نے پھر کروٹ بدلی۔ اب وہ منہ بسور گیا کیونکہ اسے تو کسی نے منایا ہی نہیں تھا۔ اپنی چھوٹی چھوٹی انگلیوں سے جھولے کے اندر کا سفید کپڑا کھینچتے وہ یقیناً کسی کے نہ منانے پر اداس تھا۔

الیکزینڈر اور لیل کی باتیں کرتے ہی آواز سن کر یہ اداسی کا دورہ مزید گہرا ہوا مگر جھولتے جھولے نے اسے نیند کی آغوش میں دے ہی دیا۔ جبکہ سوتے میں بھی اس کے چہرے کے تاثرات ثابت کر رہے تھے وہ اداس ہے اور کسی بات کا برا مان چکا ہے۔

اس عمر کے بچے ایسے ہوتے نہیں مگر یہ میری تصوراتی دنیا ہے۔ تو اسے))
(بڑھا چڑھا کر بیان کرنے میں کیا حرج!!!۔ صرف انٹر ٹینمنٹ کے لیے۔

^^^

میں نہیں جا رہی کہیں بھی۔ تم دونوں کو سمجھ کیوں نہیں آرہی!.."سانہ"
چیخی مگر ان دونوں پر ذرا برابر بھی اثر نہیں ہوا۔

تم جاؤ گی ورنہ میں یہ تصاویر خالہ کو دیکھا دوں گیں!.."سانہ کی تصاویر"
دیکھ کر جان نکلی۔ ان میں وہ شان کی بانہوں میں گری پڑی تھی۔ مگر یہ
تصویر اصلی نہیں تھی۔ غور کرنے پر پتا چل جاتا تھا۔ پر اس کی بھولی ماں تو اس
کی جان نکال دیتی ناں۔

ایک تو ان ٹیکنالوجی کی دنیا سے دور ماؤں کا مسئلہ بھی یہ ہے۔ ذرا سی آڈیٹ کر
ہوئی تصویر انہیں مل جائے تو سمجھیں گیں اصلی ہے اور وہ بین ڈالیں گی اولاد
بچاری ڈر جائے گی خدا نخواستہ کوئی مر تو نہیں گیا خاندان میں۔

اے۔۔۔۔۔"اس نے دانت کچکچائے۔ ان دونوں کو سالم نگل جانے والی"
نظروں سے دیکھتے اس نے بیڈ سے اپنا تکیہ اور بلیکٹ اٹھایا۔ اپنے سینے کے
ساتھ انہیں بازو سے دبا کر وہ ان دونوں کو اگنور کرتے سخت تاثرات سے
وہاں سے نکلی۔

اس کے جاتے ہی ان دونوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔
اب مزائے گا!.."وہ اس کے پیچھے ہی ہو لیں۔۔۔"
شان باران سے ملنے کے بعد کافی لیٹ آیا تھا۔ کھانا اس نے وہیں اس کے
ساتھ کھا لیا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا اپنی کمپنی کے بارے میں پلان بنا رہا تھا جب
دروازہ ناک ہوا۔

کم ان!.."ساتھ ہی خوشبو پہچانتے اس نے سراٹھایا۔۔ دروازے پر اپنا"
بوریا بستر ساتھ سمیٹ کر لائی اپنی بیوی کو دیکھ اسے کچھ حیرت ہوئی۔ گھڑی
کی طرف نظریں دوڑائیں جہاں گیارہ بج رہے تھے۔

سب خیر ہے ناں!۔ "اس نے خشک ہوتا گلہ تر کیا۔ وہ چہرہ جس پر پہلے غصے" سے بھرے تاثرات تھے اب مسکینیت چھا چکی تھی۔

وہ!.. وہ میں آج آپ کے پاس سو جاؤں!.. "مشکل سے بات مکمل ہو" سکی۔ بار بار اس کا گلہ ہی خشک ہو جاتا وہیں شان کی انکھیں بڑی ہوئیں۔ کیا وہ نہیں جانتی تھی وہ کس سے پوچھ رہی ہے اور ان میں کیا رشتہ ہے۔ کیا وہ ان رشتے کے تقاضوں سے واقف نہیں تھی۔ کیا نہیں جانتی تھی وہ نکاح کی رات کیسے خود پر قابو کرتے نکلاتھا۔

کیا وہ بھول گئی تھی اپنی بکھری سانسیں اور غیر مناسبت حولیہ جو اس نے بنادیا تھا۔ کیا اپنے نچلے ہونٹ پر ایسا گہرا کٹا سے اب آنے میں نظر نہیں آتا تھا۔ اس کے دل میں لاتعداد سوال تھے مگر اس کی نظریں جیسے ایک جگہ جم گئیں۔

اس نے انکھیں بند کرتے کھولیں۔ وہیں سانیہ تو پہلے ہی ڈر سے ادھی ہو چکی تھی۔ شان کی نظریں دروازے کی طرف اٹھیں تو وہاں سایے دیکھ وہ ادھا

ماجر ا سمجھ گیا۔ باقی کا ماجرا سانپ کی حالت نے سمجھا دیا جو بس یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔

یہ بلینکٹ اور تکیہ ادھر رکھو۔ "اس نے بیڈ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ کپکپاتے " ہاتھوں سے اسے وہاں رکھتے اپنی سابقہ جگہ پر جا کھڑی ہوئی۔
یہاں او!.." ساتھ ہی ہاتھ سے بھی اشارہ کیا۔ وہ ڈبڈباتی آنکھوں سے اسے " دیکھتے آگے بڑھی۔ اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھ خشک سانسیں نم کرتے اس نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔ شان نے اسے نرمی سے اپنے ساتھ صوفے پر بڑھایا۔

اس کے لب کپکپا رہے تھے۔ وجود ٹھنڈا ہو رہا تھا۔ اس کا وجود ہلکا سا لرز بھی تھا ایک دفہ اس کے چھونے سے۔ شان اس کے چہرے کی بدلتی رنگت بھی دیکھ سکتا تھا۔

جانتی ہو ہم دونوں میں کیا رشتہ ہے اور اس کے تقاضے!.." وہ سر جھکاتے " آنکھیں بند کر گئی۔ جیسے کچھ نہ جانتی ہو۔ مگر اس کی بگڑتی حالت اور کپکپاتے

لب اچھے سے یہ داستان سنا چکے تھے وہ سب جانتی ہے اور ہر بات سے واقف بھی ہے۔

تمہیں رخصتی تک میرے سامنے آنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ خاص طور پر "تنہائی میں۔ اور تم میرے پاس سونے آگئی!.." اس نے بے وقوفی کا احساس کروایا تھا۔ وہیں سانپ نے لرزتے ہاتھوں کو دبوچتے گود میں رکھا جیسے وہ ابھی ان ہاتھوں سے اسے دور دھکے دے کر باہر بھاگ جائے گی۔

میں بہک گیا تو تمہاری نیندیں پوری نہیں ہو پائیں گیں یہاں!.." سانپ نے لب دبایا۔ شان نے نرمی سے انگھوٹے کی مدد سے اس کا ہونٹ آزاد کروایا۔

سانپ کو یوں لگا اس کے ہونٹوں کو کسی جلتے انگارے نے چھو لیا ہے۔ اور اب اس کی تپش سے وہ بھی جل جائے گی۔

پلیز!.."شان کی بہکی نظریں اپنی گردن پر جاتے دیکھ وہ کچھ مچلی۔شان"

نے ان بہکی نرم نظروں سے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔اس کے نچلے لب کو
سہلایا۔۔سانہ کو لگا بھی اسے موت آجائے گی اور پھر بس۔۔

اسے کسی شرط کو پورا ہی نہیں کرنا پڑے گا۔

شان نے اس کی گردن آنکھوں کے سامنے کرتے وہاں لب رکھے۔وہ
سکی۔اس کے ہونٹوں کا لمس جلتے کوئلے جیسے لگا۔وہ یوں محسوس کرنے
لگی جیسے وہ جلنا شروع ہو چکی ہے۔وہ جلی تو نہیں تھی سرخ نشان ضرور
ابھرنے لگے۔

سانہ نے تڑپ کر شان کو کندھوں سے تھاما۔وہ اس کا چہرہ ایک طرف کو
جھکائے اس کی گردن پر نرم گرم لمس چھوڑتے اس کی گردن اچھی خاصی
گیلی کر گیا۔

سانہ کی سانسوں کا شور کمرے میں گونجنے لگا تھا۔ دروازے پر کھڑے وہ دو
سایے اب وہاں سے ہٹ چکے تھے۔ وہ جو سننا چاہتے تھے سنتے ہی وہاں سے
بھاگ گئے۔

شان نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے سامنے کیے۔ اس کی بگڑتی سانسوں
کی سسکیاں سنیں۔ اس کی سرخ رنگت دیکھیں۔ اس کی پھولی سانسوں کا برپا
کیا شور سن۔

اسندہ کسی کی بھی دھمکی میں آکر میرے کمرے میں اتنی رات کو مت آنا۔
ورنہ انجام کا نمونہ تم دیکھ چکی ہو!.." وہ لب کھولے سانس بھر رہی تھی
وجود ہلکا لرز رہا تھا۔ سانسیں بھرنے سے وجود کی دلکشی نمایاں ہوتی۔ شان
نے اس کے نچلے لب کو پھر سے انگلیوں سے چھیڑا۔ وہ ابھی اس کے نچلے لب
کو اپنے جنون کا نشانہ بناتا جب وہ اپنا ہونٹ اندر لے گئی۔

شان نے برا سامنے بنایا مگر اس کے چہرے پر فتح کے رنگ دیکھ لب
مسکراہٹ میں ڈھلے۔

اوہ۔ میں بھول گیا۔ تم تو سونے آئی تھی۔ چلو ساتھ میں سوتے ہیں!.."

اس کی بات کا پس منظر سوچتے سانیہ ابھی مزاحمت کرتی جب وہ اسے گود میں بھر کر بیڈ کی طرف بڑھ چکا تھا۔

تکیے درست کرتے اسے ٹھیک سے لیٹایا۔ ساتھ ہی خود بھی اس کے پہلو میں لیٹا۔

ہر بات کا غلط مطلب نہیں نکالتے۔ سونے سے میرا مراد سونا ہی تھا۔ ساری رات سانسوں کا رقص سننے سے نہیں!.." اس کی زو معنی باتیں سانیہ کو احساس کروارہیں تھیں وہ کتنی بڑی غلطی کر چکی ہے نکاح کے بعد اس کے کمرے میں آنے کی۔

تم تو سونے آئی تھی!.." شان کی طرف پشت کیے وہ لیٹی تھی جب شان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اس کے ساتھ جڑا۔ اپنی ایک ٹانگ اس کی ٹانگوں سے گزارتے اوپر رکھی۔ پھر ہاتھ اس کی کمر میں۔ چہرہ اس کی گردن میں چھپایا۔ وہ اب اس حالت میں کیا خاک سوتی۔

اس کی تو سانسیں چھین رہا تھا شان کا یہ رویہ۔۔

نکاح کے بعد تنہائی میں شوہر سے ملنا بالکل ٹھیک نہیں ہوتا!.." وہ کہنا تو چاہتی تھی پھر مجھے جانے دیں مگر اس کے لب جیسے سل چکے تھے۔
بات کرتے اس کے ہونٹ سانیہ کی گردن کو چوم جاتے۔ وہ وہیں کپکپانے لگتی۔

تمہیں سردی لگ رہی ہے؟.." سانیہ اپنے بالوں سے نکلتا کیچر محسوس کیا۔ وہ اس کا سوال نہیں سن سکی۔

مجھے حیرت ہے تمہیں میری قربت میں بھی سردی لگ رہی ہے۔.." سانیہ کا چہرہ سرخ انار ہو چکا تھا۔ اس نے زور سے آنکھیں میچ لیں۔

تم نے میری ایک بھی تصویر نہیں لی۔ باقی کتے بلی ہر جانور انسان کی لی مگر میری نہیں۔" وہ دن کی بات کر رہا تھا۔ وہ سمجھ چکی تھی۔

اس کے جواب نہ دینے پر شان نے اس کی گردن کا ماس دانتوں میں دبو چا۔ وہ سسکی۔

لی تھی۔ پلیز۔۔ "اس کی سانسیں بھی مشکل میں آ گئیں۔"

گڈ۔۔ شوہر کی تصاویر پاس ہونا اچھا ہے!.."اپنے ہونٹوں سے ہی اس کی "گردن سہلائی۔ وہ مزید گھبراہٹ کا شکار ہونے لگی۔

کون سی کلاس میں ہو تم!.."اس کے عمل سے سوال بالکل میل نہیں کھا" رہا تھا۔

اس کا کمر سے ہاتھ گردس کرتے اس کے وجود سے اٹھکیلیاں شروع کر گیا۔ وہ ان کی شدت پر تڑپ جاتیں۔

بس نہیں چل رہا تھا اس میسٹرس میں جرب ہو جاتی۔ اور دوبار اس شخص کے سامنے نہیں آتی۔

ففتہ سمٹر گریجویشن!.."اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس اس کی کمر پر "ہاتھ رکھتے اس بیڈ پر چت لیٹا دیا۔

اب اپنے ہونٹ اس کی شاہ رگ پر رکھے۔ سانیہ کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ اس نے کوشش کرنی چاہی شاید بھاگ جائے مگر وہ مکمل اس جن کے قبضے میں تھی جو اسے چھوڑنے کا ارادہ تو بالکل بھی نہیں رکھتا تھا۔

شان کے ہونٹ اس کی شاہ رگ سے پھسلتے کالر بونز پر آٹکیں۔ اس نے ان ہڈیوں پر اپنا ناک سہلایا۔ اس کی خوشبو کو جیسے سانسوں کے ذریعے خود میں بھرا۔

کون سا پرفیوم استعمال کرتی ہو!.." وہ سوال بھی پوچھ رہا تھا اور جواب بھی "نہیں سنتا تھا۔"

اس کے ہاتھ پھسلتے اب اس کی تھائز پر انگلیاں ٹریس کر رہے تھے۔ وہیں اس کے ہونٹ اس کی شاہ رگ اور گال کے بعد اب بیوٹی بونز کی طرف جانا شروع کر گئیں۔

سانہ کی سانسوں کا بکھرا شور برپا تھا۔ کمرے کا بو جھل ہن شان کے ہواسوں
ہر سوار ہو رہا تھا۔ وہ چند محبت بھرے بوسوں کا سوچ کر بہکا تھا مگر اب ایسا بہکا
کے سنبھل ہی نہیں پارہا تھا۔ نہ خود سے نہ ہی اس سے۔

شان نو!.." اس کے ہونٹ مزید نیچے جاتے جب سانہ کی پھولی سانسوں "
میں چیخ سنی ساتھ ہی اس نے ہاتھوں سے شان کے کندھے ناخون سے زخمی
کر دیے۔

میں پہلے ہی کہہ رہا تھا۔ دیکھنا تنہائی اور پھر بیوی کی موجودگی کا اثر!.." وہ "
تو جیسے بری الزمہ تھا۔ سانہ نے سانسوں کی ورزش کرتے اس کی لاپرواہی
دیکھی۔

سو جاواب ورنہ پھر کچھ غلط ہو جائے گا!.." وہ جھٹ سے انکھیں مونڈ گئی۔ "
ان مونڈی آنکھوں سے ہی سانسیں ہموار کرنا جاری رکھا۔

شان اس کو پھر پہلو سے آغوش میں بھرا۔ اب چہرہ بس اس کے کندھے کو چومتے وہاں رکھ گیا۔ وہ تو سمجھی تھی وہ پھر ایسی حرکتیں شروع کر دے گا مگر شکر خدا کا جو وہ سمجھ گیا۔۔

شان کی حرکتوں کا سوچ وہ اس کی بانہوں کے گھیرے میں ہی تھکاوٹ سے انکھیں موند گئیں۔ وہیں وہ اس کی خوشبو میں بھری سانسیں کھینچتے ابھی نیند سے کوسوں دور تھا۔

...

میرا پیپر ہے۔ میں نے پہلے کہا تھا شاید کسی دن سکپ ہو جائے۔ مگر سکپ کرنے کے بجائے میں نے یہ ادھا لکھ ہی لیا
پہلے 5000+ الفاظ ہوتے ہیں یہ 2600+ ہیں۔ ابھی ان پر اکتفا کریں۔

^^^

چونکہ میرا پیپر ہوا کینسل تو اب آگے ایکی سوڈ پورا کرنے میں وقت لگ گیا۔
اس کے لیے معذرت۔۔۔

آج پھر محفل سچی تھی۔ آج موسیٰ اکیلا نہیں تھا۔ وہ اپنے اگلے جاں نشین کے ساتھ بیٹھا تھا۔ گود میں اسے بٹھائے موسیٰ کے چہرے پے آج سفاکی کے ساتھ نرمی بھی تھی۔ مگر وہ سب جانتے تھے یہ نرمی صرف اس بیٹے کے لئے ہے جو اس کی گود میں ہے۔

حادثہ اس کے پیچھے سایے کی طرح کھڑا تھا۔ باقی سب گارڈز وہاں ہر طرف تھے۔ مگر پہچاننا مشکل تھا کون گارڈ ہے اور کون کے ساتھ۔۔

میرے تخت کا اگلا جاں نشین ہے یہ۔ اگلا کنگ اس پبلز اور ریاست " کا!.. " عربی میں بلند آواز میں بتاتے وہ ان سب کو بتا گیا تھا وہ اپنی اولاد چھپا کر نہیں پالے گا۔

جیسے الیگزینڈر نے اسے چھپائے رکھا۔ کسی کے سامنے نہیں آنے دیا مگر وہ جگہ اس کی تھی۔ اسے اس جگہ پر آنا ہی تھا۔ اس کا بیٹا بھی ویسا ہی ہو گا۔ اور وہ جانتا تھا یہ دنیا کیسے انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

مبارک ہو کنگ!.."موسیٰ نے سرہاں میں ہلایا۔"

یہ تخت ایسا نہیں تھا جسے چھوڑنا کسی بھی شہزادے کا خواب ہو۔ اسے چننا خون میں بس جاتا ہے۔ اس کا بیٹا بھی اس تخت کو ہی چنتا۔

لیکن کنگ تخت تو ہمیشہ قابل انسان کو ملتا ہے!.."موسیٰ اسے یوں اٹھائے" ہی اٹھتے اس کے سامنے آیا۔

انسان قابل ہوتا نہیں ہے۔ بنایا جاتا ہے۔ اور جس کا باپ کسی کے حلق میں "ہاتھ ڈال کر دل نکال لے کیا وہ اس دل کے ٹکڑے کرنے کے قابل بھی نہ ہو گا؟" وی شخص اس کے لہجے کی سفاکی پر لرزا۔ وہیں باقی سب بھی ڈرے تھے۔

کسی اور کا کوئی سوال؟.."سب کے سر جھک گئے۔"

تخت اپنا بادشاہ نہیں چنتا۔ بادشاہ اپنا تخت خود چنتا ہے۔ اور موسیٰ اعظم کا "بیٹا اپنا تخت خود چنے گا۔" وہ واپس سیٹج کی طرف آیا۔ سب کچھ بھلائے اپنی نیند میں گم اس بچے کو حارث کو پکڑا یا۔ جس کی آنکھوں میں چمک آ بسی۔

اسے وچ کے پاس چھوڑ آو۔ پوچھے تو کہنا میرے ساتھ جنگل دیکھ رہا تھا۔"

حارث سر جھکاتے بچہ لے کر پلٹ گیا۔ وہیں جو حارث کی وجہ سے وار نہیں کر رہے تھے ان کی آنکھیں حارث کے جاتے ہی خوشی سے چمکیں۔

شیر بوڑھا بھی ہو جائے تو شکار کرنا نہیں بھولتا اور اگر وہی شیر باپ بن جائے تو ہر جانور کے چھترے کر دے جو اس کے بچے کے سر سے اس کا سایہ چھیننا چاہے۔ اب جو قدم بڑھائے سوچ کر بڑھائے۔" اس نے پہلے وارن کر دیا۔

وہ سب جن کے قدم اٹھے ہی تھے انہوں نے واپس رکھ لیے۔ موسیٰ کے لہجے کی وحشت بتا رہی تھی وہ کسی کو نہیں بخشے گا۔ اس کے ہاتھ میں ہتھیار نہیں تھا مگر وہ جانتے تھے اس کے پاس ایک چاقو ہے۔ اور وہ اس چاقو سے ہی سب کے کام تمام کر سکتا ہے۔

باپ بننے کے پہلے دن جلاد نہیں بننا چاہتا میں مکھے مجبور بھی مت کرو۔" وہ شخص سر بھی نہیں اٹھا سکے۔ موسیٰ واپس جا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ آنکھیں

بند کرتے ایک بازوؤں آنکھوں پر رکھ لیا۔ اس حالت میں بھی وہ جانتا تھا اس پر حملہ کرنے کی طاقت کسی میں بھی نہیں۔ وہ سب اپنے دلوں کے ڈر پر فتح پاتے تو ہی تو اس کا کچھ کرتے۔

وہ سب لوگ دل میں حسرت لیے موسیٰ کو دیکھتے رہ گئے۔ وہ یہ آنکھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کرنا چاہتے تھے۔ گران میں اتنا حوصلہ بھی نہیں تھا۔

^^^

میں اس حالت میں یونیورسٹی جاتی اچھی نہیں لگو گئیں!.." ظہیر نے اسے "گھورا

کیا ہے تمہاری حالت کو؟.." اس نے منہ بنایا۔ نا جانے یہ صبح صبح اس کون "سادورہ پڑا تھا جو اسے بھی ساتھ اٹھالایا۔

میرا پیٹ بڑا ہو جائے گا کچھ دنوں تک!.." ظہیر کی نظروں نے اسے "نظریں پھیرنے پر مجبور کیا۔

ابھی تو نظر نہیں نہ آرہا۔ اور تب میں کچھ کر لوں گا۔ "منسانے برا سامنہ بنایا"
مگر وہاں سن کون رہا تھا۔

ظہیر اس کی ایک بھی نہ سنتے اسے یونیورسٹی لے جا کر ہی دم لیا۔ وہ اسے اپنے
ساتھ ہی یونیورسٹی کی بیک سائیڈ سے لایا۔ بلکل بھی نہیں چاہتا تھا وہ کسی کی
بھی نظروں میں آئیں۔

افیس میں بیٹھے ہی ساری فار میلیٹی پوری ہو گئی۔ وہ ظہیر کے ساتھ بیٹھا
صرف سائن کر رہی تھی۔ اب سب مزے کالگ رہا تھا۔ ہر پروفیسر اس کے
سامنے میم میم کر رہا تھا۔

ہائے!.. یہ سب مجھے میم کہہ رہے ہیں!.."ظہیر مسکراتے چہرہ موڑا۔ وہ"
لڑکی چاہتی ہی نہیں تھی وہ کوئی کام کر سکے۔

اوکے۔ آپ جائیں اور میری مسنز کو بھی ساتھ لے جائیں۔ انہیں ان کی"
کلاس دیکھا دیجئے گا۔" وہ پروفیسر عفران ایک دفہ تو پتھر ہو گئے پھر جلدی
سے ہوش میں اتے منسا کو اگے چلنے کا اشارہ کرتے اس کے پیچھے ہوئے۔ منسا

باہر نکلنے سے پہلے ایک مسکراہٹ اسے ضرور دی جو اسے گھورتے یقیناً
مستیوں سے بعض رہنے کا کہہ رہا تھا۔

عفران تو حیران تھا یہ ظہیر کی بیوی ہے۔ اتنی چھوٹی سی۔ ابھی پڑھ رہی ہے۔
اس نے تو سوچا تھا اس کے بوس کی بیوی کوئی عورت ہوگی مگر یہ۔۔۔
اس نے دماغ میں بھری سوچوں کو تالا لگایا۔ اور اسے لیے وہاں سے اگے چل
پڑا۔

منساہر چیز کو بہت شوق سے دیکھ رہی تھی۔ عفران یونیورسٹی میں سب سے
سخت پروفیسر مشہور تھے۔ انہیں کسی لڑکی سے اس قدر پیار سے اور احترام
سے پیش آتے دیکھ ان سب کا حیرت سے برا حال تھا۔

اس طرف میم!.." وہ کلاس کی طرف بڑھی۔ عفران اسے سٹاف لفٹ"
کے ذریعے تھرڈ فلور پر لے آیا۔ سٹوڈنٹس لفٹ ہر وقت بھری رہتی۔
وہاں سے وہ سیدھا تیسرے کمرے کی طرف آئے۔ عفران کلاس کے
دروازے کے سامنے رکاوٹ پر پروفیسر نے لیکچر بند کر دیا۔

عفرن ہاتھ سے پلیز کہا تو منسا اندر بڑھی۔ وہ سب کو اشتیاق بھر نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ آخر کو اسے بھی اب یہاں رہنا تھا۔

یہ مسز منسا ہیں۔ آپ کی نیو فیلو۔ کاپریٹ کریں اور تنگ کرنے سے پرہیز کریں۔ مسز منسا اگر کوئی آپ کو تنگ کرے تو آپ مجھے بتائیں گیں۔ "ان سب کی آنکھیں مسز پر کھلی تھیں۔ اتنی سی لڑکی اور کسی کی بیوی۔ کتنے لڑکوں کے تو دل ٹوٹے۔

آپ اپنا انٹروڈکشن دیں!۔ "پروفیسر کے کہنے پر وہ ڈانس پر آگئی" مائے سیلف مسز منسا ظہیر۔ میں عمان سے یہاں مانگریٹ ہوئی ہوں۔ مائے فادر از اڈاکٹر اینڈ مائے مدر از اولڈ اتج ہوم کئیر ٹیکر، اونر راز ویل!۔ "وہ سب بھی ایسے ہی امیر گھروں سے تعلق رکھتے تھے تو ان کے لیے یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی۔

مائے او اے لیولزار فرام لندن۔ "اب سب کی آنکھیں پھٹیں۔ لندن پڑھنا" آسان تو نہیں تھا۔ اتنا کہتے وہ پیچھے ہٹی پھر بولی

امید ہے یہاں بھی وقت اچھا گزرے گا۔ اور مجھے دوست بنانا پسند نہیں۔"
اس لیے آپ سب اس کی فکر مت کریں۔" اس میں اعتماد تھا اور وہ بول بھی
رہا تھا۔

پروگیسر کے اشارہ کرنے پر وہ آخری میں ایک خالی کرسی پر جاتی جب عفران
نے اس روک دیا۔

میم میں یہاں لادیتا ہوں!۔" وہ رک گئی۔ سڑھیاں چڑکراؤ پر جانا اس کے "
لیے مشکل تھا۔

یہ کلاس سیدھی نہیں تھی۔ اوپر کو بنی تھی۔ نیچے سے سیڑھیاں اوپر کو
جاتیں۔ اور وہ سیڑھیاں اتنی تو تھیں ان کے سائیڈ پر پنج پڑے تھے۔ عفران
نے اسے ایک چمیر خالی پڑی اگے لا کر رکھ دی۔

اوہ میں بتانا بھول گئی۔ میں پریگنٹ ہوں۔ تو آپ سب مجھے مبارکباد دے "
سکتے ہیں!۔" کہیں سے جان کر ان کے منہ زیادہ کھلتے۔ اور پھر شاید ان کی
باتیں اسے تکلیف دیتیں۔ اس نے خود ہی بتا دیا۔

تھینک یو سر۔ اور پلیز انہیں کہیں گا مجھے ساتھ لے کر جائیں۔ ڈرائیور نہ "

لینے آئے مجھے!۔ "عفران یس میم کہتے گئے تو منسا وہاں بیٹھ گئی

ان سب کی حیرت مزید بڑھ گئی۔ وہ لڑکی شادی شدہ بھی تھی۔ ماں بھی بننے

والی تھی اور اوپر سے سر عفران جیسا سخت بندہ اسے میم کہہ رہا تھا۔ اتنے

آرام سے بات کر رہا تھا۔

انہوں نے سب چھوڑتے کلاس کی طرف دھیان دیا ورنہ جلا تو وہ بھی کم نہیں

تھا جو سامنے لیکچر دے رہا تھا۔

اج تک ان سے کسی نے ڈرتے سوال نہیں پوچھا تھا مگر منسا کے سوال!.. انکا

ادھا گھنٹا اس کے سوالوں کا جواب دینے میں ہی گزر جاتا۔ وہ لنگو سٹکس پڑھ

رہی تھی۔ ہر الفاظ کو کیسے بولنا ہے اور آواز کس فلو سے نکلے کہاں کس لفظ پر

دباؤ دینا ہے وہ تو ایک ہی دن میں گھبرا گئے

وہ جوان کالیکچر نوٹ کرتے کرتے تھک جاتے تھے آج وہ سب ہی پین ہاتھ میں پکڑے سوچ رہے تھے اگر سر کچھ لکھوادیں۔ وہ ایک لائن بولتے اور منسا اندر سے دس سوال نکال لیتی۔

جہاں پہلے منسا کے لیے تفتیش تھیں وہیں اب اس کے لیے بہت مسکراہٹ بھری نظریں تھیں۔ آخر کوئی تو بولنے والا آیا تھا۔ ورنہ وہ تو کچھ بولتے ہی نہیں تھے۔

سر میرا سوال!.." انہوں نے وقت دیکھا تو کلاس کا وقت ختم ہوئے پانچ منٹ گزر چکے تھے۔

کل جواب دو گا۔ ابھی میری کلاس ہے!.." منسا نے اوکے کہا۔ وہ چلے گئے۔" اس کے بعد کوئی کلاس ہے کہ نہیں!.." ان سب نے یک زبان نہیں کہا۔" منسا ساتھ ہی کمرے سے باہر تھی۔ ہاتھ میں بیگ پکڑ رکھا تھا۔ اس میں اس کے پانی کی بوتل، بھوک لگنے پر کھانے کے لیے فروٹ توٹفن الگ سے تھا۔

شو گریول لو لگے تو چاکلیٹ بھی۔ منسا باہر نکلی تو وہاں ایک سٹاف ممبر کھڑی تھی۔

میم یہ مجھے دے دیں۔ سر کا حکم ہے!۔ "وہ بیگ واقعی بھاری تھا۔ منسانے" اس لڑکی کو پکڑا دیا۔

لفٹ کے ذریعے وہ پھر نیچے اسی کمرے میں آ گئی۔ ظہیر وہاں نہیں تھا۔ ایک راؤنڈ پر گیا تھا۔

کینیٹین کس طرف ہے!۔ "اس نے لڑکی سے سوال کیا۔"

"!۔ میم میں لا دیتی ہوں"

نہیں مجھے جانا ہے خود۔ اپ رستہ بتا دیں۔ "وہ منسا کے ساتھ ہی آ گئی۔"

منسا کیفے پر تھی جب اس نے ظہیر کے ساتھ پنسل کاپی لے کر چلتی ایک لڑکی کو دیکھا۔

ظہیر اسے کچھ بتا رہا تھا وہ ساتھ ساتھ لکھتی جا رہی تھی۔ وہ یونیورسٹی میں جن چیزوں کی کمی تھی وہ سب دیکھ رہا تھا۔ پانی کی کوالٹی خود چیک کر کے آیا تھا۔ باقی کلاسز مگر اگر کچھ خراب ہو۔

منسا کی طرف نظر اٹھی تو اس کی چمکتی نظریں دیکھ وہ مسکرایا۔ اپنا فون نکالتے اسے کال ملائی۔

آفیس میں او جلدی!.."منسا کیفے جانے کے بجائے آفیس کی طرف چل" پڑی۔ وہ لڑکی بھی واپس چلی گئی۔

منسا آفیس میں داخل ہوتے ہی ظہیر کو کرسی پر جھولتے دیکھا۔ وہ آفیس کونے میں بنا تھا۔ تو اس طرف کوئی نہیں ہوتا تھا۔

بڑے ٹھاٹ ہیں تمہارے تو یہاں!.."منسا اس کی طرف آگئی۔"

ظہیر اس کے اگے ہاتھ پھیلا یا۔ جس پر ہاتھ رکھتے وہ اس کی گود میں بیٹھی۔ اب وہ بھی اس کے ساتھ جھول رہی تھی۔

تمہاری یہ آنکھیں مجھے پاگل کر دیتی ہیں!.."بہکی نظریں اس کی آنکھوں"
پے تھیں۔

وہ اس کی آنکھوں کا بوسہ لیتے اب اس کے ہونٹوں کو چومنے لگا۔ منسا کا سر اس
کے سینے سے ٹکڑا رہا تھا۔ اس کی تھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھتے ظہیر نے اس کا
سر اوپر اٹھایا تھا۔

اس کے اوپر لب کو ہونٹوں میں بھرے دبایا تو وہ ہلکا سا سسکی۔
مگر دور نہیں ہوئی۔

اس کی سسکیوں کا کمال تھا ظہیر کی آنکھوں میں خمار اتر ا۔ اس نے اپنی ٹائی
ڈھیلی کرتے شرٹ کے اوپر دو بٹن کھول دیے۔ اسے گود سے اٹھاتے سامنے
ٹیبیل پر بٹھاتے اپنی چٹیر بھی اونچی کی۔

منسا کے دونوں ہاتھ اپنی گردن میں رکھتے وہ خود ایک ہاتھ منسا کی کمر میں ڈال
گیا۔ دوسرے سے اس کی گردن تھامی۔

اپنی منمائیوں سے اس کے لب سرخ کرتے وہ اس کی سسکیاں سننے لگا۔

منسا کا نچلا لب اس کی پکڑ میں تھا۔ وہ اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس کر سکتا تھا۔ مگر ابھی ان کی نرمی زیادہ ضروری تھی۔ جو وہ محسوس کر بھی رہا تھا۔ اس کے لبوں سے فاصلہ طے کرتے وہ اس کے کندھوں کی طرف آیا۔ منسا نے پکڑ سخت کی۔

ظہیر یہ ہمارا کمرہ نہیں ہے!.. "اسے بتانا چاہا گھر نہیں ہے یہ مگر اس کہاں" پرواہ۔

کمرہ بھی ہمارا ہوتا ہے اور یہ آفیس بھی ہمارا ہے۔ تم فکر مت کرو۔ "اس کی" تو جیسے سنی ہی نہیں۔

منسا ہلکا سا سسکی۔ اس کے دانت اس کا کندھا زخمی کر گئے تھے۔ ظہیر کے تپش بھرے لمس نے اس کا وجود جلانا شروع کر دیا تھا۔ اس کی پکڑ میں مچلتے وہ پاگل ہونے لگی مگر آزادی کہاں ممکن تھی۔

تم مجھے پاگل کر دو گی!.." ہمیشہ والا جملہ کہتے اس کی شرٹ کندھوں سے "
کھسکا دی۔ وہ کھلی شرٹ تھی۔ سیکنڈز میں اس کا وجود اس کے سامنے نیم
برہنہ ہو گیا۔

منسا ابھی خود کو ڈھانپتی جب ظہیر کے ہونٹوں نے ایسا ممکن نہیں ہونے دیا۔
اپنے ایک ہاتھ سے اس کی شرٹ مزید کھسکاتے اس نے اس کی وجود کی نرنگی
کو ہاتھوں پر محسوس کیا۔ پھر وہاں نرمی سے ہونٹ رکھے۔
منسالب دانتوں تلے دبائے سسکیاں بھرنے لگی۔ اس کا وجود پھگنے لگا تھا اس
کی بانہوں میں۔

وہ مضبوطی سے ہاتھ ظہیر کی گردن میں باندھ گئی۔ مچلتے کبھی وہ ہاتھ کندھوں
سے گزار کر بالوں میں لے جاتی تو کبھی تڑپتے اسے دور دھیکلنا چاہتی مگر یہ
ممکن نہیں تھا۔

مجھے افسوس رہے گا یہ ہمارا کمرہ نہیں تھا!.." منسا کے لب مسکراہٹ میں "
ڈھلے۔

وہ اچھے سے جانتی تھی یہ کیوں تھا۔ اس کے دل میں جو طلب جاگ رہی تھی وہ یہاں تو پوری نہیں کر سکتا تھا۔ اور اپنی طلب پوری نہ ہونے کا دکھ تو اسے ضرور ہونا تھا۔

مجھے بھوک لگی ہے!.." ہاتھوں کی انگلیوں سے بال ماتھے سے پیچھے کیے جو "ظہیر نے بکھیر دیے تھے۔ ٹیبل سے اپنا کپچرا اٹھایا۔ ظہیر اس کی شرٹ کندھوں سے برابر کرتے ہاتھ پیچھے لے جاتے زپ بند کی۔ وہ ظہیر کی عنایتوں پر سرخ پر چکی تھی۔ گردن کندھا دونوں زخمی تھے۔ میں کھانا منگواتا ہوں!.." اسے وہیں چھوڑ کال ملائی۔"

ارڈر دیتے وہ منسا کے لب کو پھر ہونٹوں میں دبا گیا۔ طلب تو پوری نہیں ہونی تھی مگر تڑپ تو پوری کر ہی سکتا تھا وہ۔۔۔



ٹینا نے لب چباتے فون کو دیکھا پھر ساری سوچیں ایک طرف رکھتے ڈائل
نمبر ملا ہی دیا۔

"..! اسلام و علیکم سر"

بابا بولنے کی اجازت لی تھی تم نے!.." وہ ہلکا سا مسکرائی۔"

اسلام و علیکم بابا!.." الیگزینڈر فائل بند کرتے سائیڈ کی۔"

وا علیکم اسلام!.." اب بولو کیا بات کہنی جن تھی اور وہاں تو سب ٹھیک ہیں"

اور ڈوم؟.." اس نے فکر مند باپ کی طرح ایک ساتھ ہی سارے سوال

پوچھ لیے۔

نہیں سب ٹھیک ہے۔ ابوسفیان بھی اچھے ہیں اور مام بھی۔ مجھے بس وہ"

جورجی کا پوچھنا تھا۔ وہ کال نہیں اٹھا رہی تھی۔" اس نے ہچکچا کر پوچھا۔ وہیں

الیگزینڈر نے الفاظ بننے شروع کیے تھے۔

ٹینا کہاں بیٹھی ہو اس وقت اور پاس کون ہے؟.." وہ اس سوال کا مطلب"

نہیں سمجھی۔

میں اکیلی بیٹھی ہوں اپنے کمرے میں۔۔ بابا جو رجینا تو ٹھیک ہے نا؟.. اسے " کچھ ہوا تو نہیں؟... " وہ پریشان ہوئی۔ دوسری طرف الیگزینڈر پہلی دفہ کچھ کہنے سے پہلے اس حد تک سوچ رہا تھا۔ اور وجہ صرف یہ تھی وہ نہیں چاہتا تھا اس کی بیٹی تکلیف میں آئے۔

وہ جو رجینا کے بارے میں چھپا بھی نہیں سکتا تھا اور بتا بھی نہیں پارہا تھا۔ وہ اس وقت عجیب دقت کا شکار تھا

ٹینا ڈوم کو بلاو!.. " اس نے بہت سوچ کر یہ حکم دیا تھا۔ وہیں ٹینا کا دل " شدت سے کہہ رہا تھا کچھ غلط ہے۔ اس نے اٹھتے نیچے ہال میں بیٹھے ڈوم کی طرف دیکھا۔ اس کی بھی اچانک نظر اٹھی۔ اسے پریشان دیکھ وہ خود بھی گھبرا یا۔

ٹینا کے اشارے پر وہ ان سب کو باتوں میں مگن دیکھ سائیڈ سے اوپر کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ آکر کھڑا ہوا جب ٹینا کمرے کی طرف چل دی۔ وہ بھی پیچھے ہی آیا۔

اب بولیں بابا!.."ڈوم سمجھا نہیں وہ کس سے بات کر رہی ہے۔"
ڈوم سے بات کرو او میری!.."ٹینا نے بغیر کچھ کہے فون سے تھم دیا۔"
الیکزینڈر نے اس سے مختصر بات کرتے کال کاٹی۔ وہیں دوسری طرف ڈوم
اس کے ساتھ بیٹھا۔

کیا کہہ رہے تھے بابا!.."ٹینا نے بے صبری سے پوچھا۔ ڈوم کا شک سا"
گزارا وہ ابھی رو دے گی مگر وہ مضبوط بنے بیٹھی تھی
کس بارے میں؟.."اس نے جانتے بوجھتے بات بڑھائی"
جورجیا کے بارے میں!.."وہ تحمل سے بولی پھر بھی انداز میں بے صبری"
عیاں تھی۔

وہ کہہ رہے تھے وہ ان کے ساتھ نہیں ہے۔"ڈوم نے اس کے چہرے کی"
بدلتی رنگت دیکھی۔

تو کہاں ہے؟؟ کسی مشن پر ہوگی۔ نمبر بھی اسی لیے بند ہے۔"وہ جیسے خود"
کے دل کو تسلیاں دے رہی تھیں۔ ڈوم نے اس کے ہاتھ تھامے۔

وہ انہیں چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ اسے معافیہ میں نہیں رہنا تھا۔ "ٹینا کی"

آنکھیں بڑی ہوئیں۔ ساتھ ہی اس نے ڈوم کے ہاتھ جھٹکے

و۔۔۔۔ وہ دوست ہے می۔۔ ری۔ مجھے بتائے بغیر وہ نہیں جاسکتی۔ اور بابا"

کو چھوڑنا اور معافیہ چھوڑنا یہ۔۔۔۔ دونوں ناممکن کام ہیں اس کے لیے۔ "وہ مکمل اعتماد سے بولی

ڈوم نے اس کی حالت دیکھتے بہت کچھ سوچا تھا۔

الیکزینڈر نے تو اسے جو رجیا کی موت کا بتایا تھا۔ اگر وہ موت کی بات بتا دیتا تو

وہ تو شاید تڑپ اٹھتی۔ یہ اس نے اچھا کیا تھا جو اسے یہ کہہ دیا وہ چھوڑ کر چلی

گئی۔ وہ تو یہ بات بھی برداشت نہیں کر پار ہی تھی

مرنے کا سنتے کس حد تک جاتی وہ صرف سوچ ہی سکا تھا۔

اس کی زندگی تھی وہ ٹینا۔ اس نے اپنی مرضی سے چن لی!۔ "ڈوم اس کے"

ہاتھ واپس تھامتے تقریباً اس قدر اونچی آواز میں تو بولا تو کوئی بچہ سن لیتا تو ڈر

جاتا۔

مگر وہ!.."ڈوم نے انگلی اس کے ہونٹوں پر رکھی۔"

کیا تم کبھی معافیہ چھوڑنا چاہتی تھی!.."اس نے نفی میں سر ہلایا۔"

اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے۔ تم اسے سمجھو۔ وہ اس زندگی سے تنگ تھی۔
تو چلی گئی۔"اس نے انکھیں جھپکتے ڈوم کی بات سمجھنے کی کوشش کی مگر اس کا
دل نہیں مان رہا تھا۔

مگر وہ!.."ڈوم نے اسے بات مکمل نہیں کرنے دی۔"

وہ اس کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اس کا چہرہ جھکاتے ان نرم ہونٹوں کو اپنے
ہونٹوں کی سخت گرفت میں لے گیا۔ اپنی پکڑ میں اسے محلتے دیکھ بھی پکڑ ہلکی
نہیں کی۔۔

ٹینا کی رنگ سرخ انار ہونے لگی۔ وجود الگ سے اس کی قربت سے گھبرا رہا
تھا۔ وہیں اس کے دونوں گال سرخ ہو چکے تھے۔ جیسے بھی رس نچوڑنا
آسان ہو جائے گا۔

اس نے دونوں بازوؤں ڈوم کے کندھوں پر رکھ لیے۔ اس کی سانسوں کی قلت بڑھنے لگی مگر اسے کہاں پرواہ تھی۔ وہ شدتوں سے اس کے ہونٹوں کو دبائے اس سے سانسیں چھین رہا تھا۔ ٹینا ایک دفہ بیڈ پر ہی اچھلی۔ اس کا انداز بہت سخت لیے ہوئے تھا۔

ڈوم نے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے اسے پاس کیا۔ وہ بھی آسانی سے ہو گئی۔ شاید جانتی تھی اس کی پناہ گاہ اب یہ بائیں ہی ہیں۔

اس کے ہونٹوں سے اچھے سے جان نکالتے ڈوم اس کی گردن میں جھکا تھا۔ پہلے اس کی سانسیں بند کر دیں اور اب اچانک ہی تیز۔۔۔

وہ سسکی۔ ڈوم کا نشانہ اس کی شاہ رگ کے نیچے نظر آتا وہ گھڑا ہی تھا۔ جسے وہ اپنے دانتوں کے پر تعیش لمس سے شاید کھا لینا چاہتا تھا۔

تمہاری قربت میں نشہ ہے۔ میں سب بھولنے لگتا ہوں!.. "وہ اس کی" شرٹ کو کھسکا کر وہاں اپنے ہونٹ رکھ گیا۔۔

اس وجود کی نرنگی مجھے ہو اس قائم نہ رکھنے پر مجبور کرتی ہے!.."اس نے"
لب ٹینا کی بیوٹی بونز پر رکھے۔

اس کی شرٹ کی زپ آدھی کھلی تھی پیچھے سے۔ وہ آسانی سے اس کے
کندھوں کو اپنا نشانہ بنا سکتا تھا۔

ٹینا کی سانسیں بھاری ہو چکی تھیں جیسے نا جانے کتنا سفر کر کے آئی ہو۔ اس
کے ہونٹوں سے سسکیاں نکل رہی تھیں تو کبھی ہلکی سی چیخ
ڈوم اپنے کام میں مصروف تھا مگر یہ بھول چکا تھا دروازہ بھی بند کرنا ہوتا ہے۔
ہلکے کھلے دروازے سے سامیہ دھڑام سے اندر داخل ہوئی۔ وہ جلدی سے
دور ہوا وہیں سامیہ بھی اپنی کم عقلی پر خود کو کوسا۔

سورپی۔۔۔ وہ ماما بلا یا۔۔۔ میں جاتی ہوں۔" وہ ڈوم کی نظریں دیکھ ہی وہاں"
سے بھاگ گئی۔ پیچھے ٹینا تو ویسے ہی ڈوم کے وجود کے پیچھے چھپی ہوئی تھی۔
ڈوم اس کے جانے پر ٹینا کو یوں ہی چھوڑے دروازہ بند کرنے کو اٹھا مگر تب
تک وہ واش روم میں بند ہو چکی تھی۔

ڈوم اس کی حالت سوچتے لب دبائے۔ اس کی ابھی بھی بھیگی سانسیں یاد کرتے اس کے دل میں ٹینا کی طلب نے سراٹھایا

جسے باہر سے اتنی اپنی ماں کی آواز پر اس نے سینے میں ہی دفن کرتے باہر کو قدم بڑھائے۔ وہیں ٹینا شکر ادا کیا وہ باہر گیا ورنہ تو اس کی جان لبو پر آچکی تھی۔

ڈوم کی قربت اسے فل وقت کے لیے جو رجیا بھلا چکی تھی مگر کب تک۔ کبھی نا کبھی تو وہ بیٹھ کر اسے مکمل سوچتی۔۔ اور شاید تب اس کے راز بھی جان جاتی۔

^^^

سانہ صبح سے شان سے چھپ رہی تھی۔ وہ جہاں بھی نظر اتا وہ وہاں سے دوڑ جاتی۔ اس نے کھانا بھی کمرے میں ہی کھایا۔ وہ اس وقت اس کی نظروں کا سامنا کرنے سے گھبرار ہی تھی۔

اسے کل صبح کی اپنی وہ حرکت نہیں بھولی تھی۔ ابھی وہ سوچتی تو ساتھ ہی اس کے چہرے پر گلے بکھر جاتا۔ اس کی سانسیں بگھڑ جاتیں۔ وہ شخص بے شک ساحر تھا۔ جو اسے خود میں مگن کر گیا۔ اور وہ سمجھ بھی نہیں سکی۔ صبح بھی اس کی بانہوں میں وہ اس قدر سکون کی نیند لے کر اٹھی تھی جس کا کوئی ثانی ہی نہیں۔

اس نے نیند سے بھری آنکھیں کھولتے یلکی سرخ ڈوروں بھری ان نظروں سے ہی اسے دیکھا۔ اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔ وہ سوتے معصوم سا بچہ لگ رہا تھا۔

شایان اور اس میں فرق کرتی وہ نظریں بھی بند تھیں۔ سانپہ تو ان سرمائی نظروں میں اپنا عکس دیکھ کر پاگل سی ہو جاتی تھی۔ مگر وہ اپنے دل کو سنبھال لیتی جو بگڑ رہا تھا۔

سانپہ نے اوپر ہوتے اس کے بازو پر ہاتھ رکھے۔ وہ بازوؤں کے پھولے مسلز جن کو وہ اس وقت اسانی سے چھو سکتی تھی۔ اس نے سانس بھری۔ انگلی سے

اس کے برہنہ بازو کو چھوتے اس کے دل میں شدت سے انہیں بانہوں میں
بھرنے کا خیال جاگا۔

شان کے دونوں ہاتھ اس کی کمر کے گرد تھے۔ وہ خود گہری نیند میں تھا اور
سانیہ اس کو دیکھ تڑپ رہی تھی۔

تم اتنے کیوٹ کیوں ہو؟.. "اس کی سرخ گال کو دیکھتے سانیہ نے وہاں انگلی"
ٹکائی۔ جب اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں۔ سانیہ ایک دم سے ڈری
تھی۔۔ وہ ابھی سو جانے کا ناطک کرتی جب شان نے گرفت سخت کی۔
وہ اس کے سینے سے چپک گئی تھی۔ بغیر ڈوپٹے کے قمیض میں وہ اس کے
برہنہ سینے سے بالکل چپکی ہوئی تھی۔ شان کے سینے کی گرمی وہ محسوس کر
سکتی تھی۔ اس کی جان لبوں میں اٹک گئی۔

میں کیوٹ ہو؟؟ مگر میں تو خود کو ہینڈ سم سمجھتا تھا۔ "اس نے سانیہ کے"
گال پر اپنی گال رگڑی۔ اس کی داڑھی کی چھبن پر وہ سسکی۔ ساتھ ہی گال

سرخ ہوئے۔ سانسیں الگ سے بکھرنے لگیں۔ ان کا شور سنتے شان بھی مزید بہکتا جب اسے بیڈ پر ڈالتے خود اس پر سایہ کیا۔

گیومی آڈیپ لپ کس۔ "سانہ نے اس حکم پر انکھیں ٹپٹپائیں۔"

شان کا جی چاہا بھی اسے اپنی قربت سے رنگ دے مگر یہ ٹھیک نہیں تھا۔ وہ ابھی مکمل رخصتی کے بعد اسے نہیں ملی تھی۔ وہ ایسا کچھ نہیں کرنا چاہتا تھا جس سے وہ کسی سے بھی نظریں چرائیں۔ یاں ان کا رشتہ خراب ہو۔

اگر خود دوگی تو صرف کس ورنہ میں کس سے کہاں تک چلا جاؤں گا تم سمجھ " بھی نہیں سکوگی۔ "اس نے حلق تر کیا۔ شان اس کے وجود پر مزہد جھکا۔

اس کے کان کی لوہا تھوں میں مسلی۔ وہ سانس بھرتے اچھلی۔ سیدھا شان کے سینے سے ٹکرائی۔ اسے لگا اس کا دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہو جائے گا۔

پلیز!.. ابھی رخصتی نہیں ہوئی۔ "اس نے دھیمی سی آواز میں اسے روکنے " کی کوشش کی۔

بے بی یقین کرو کس کرنے سے بے بی نہیں ہو گا۔ "وہ شرم سے نظریں"
زور سے میچ گئی۔ اس کا شان سے نظریں ملانے سے ہی حال برا ہو رہا تھا۔
سوچ لو۔۔ میں نے لی تو صرف کس نہیں ہو گی پھر۔ تمہاری سانسیں تک "
تڑپ جائیں گیں۔ "اس کی سانسیں ابھی بھی تڑپ رہی تھیں۔ اس نے
مشکل سے ہونٹوں کو تر کیا

ہونٹوں پر زبان پھیرتے اس نے بند آنکھوں سے ہی شان کی طلب بڑھادی
تھی۔

ان کو نم میں بھی کر سکتا ہوں۔ تم کیوں زحمت کر رہی ہو؟.. "اس کے"
الفاظ سمجھتے ہی سانیہ پانی پانی ہوئی۔ اس کا دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہونے
لگا۔ اس نے ہونٹ اندر منہ میں لے لیے۔ شان نے اس کو گھورا۔
اب قصور وار تم ہو گی اگر میں مزید بہکا تو!.. "سانیہ نے ڈرتے اس کے"
کندھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ شخص کیوں نہیں سمجھتا تھا
پلیز۔ شادی کے بعد نا!.. "شان کی آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا۔"

شادی کے بعد جو میں کہوں گا وہ کرو گی؟.. "اس نے بغیر سوچے سمجھے ہاں"
میں سر ہلا دیا۔ وہ نہیں جانتی تھی یہ حکم اسی نوعیت کے ہوں گیں۔۔
سوچ لو۔ میرا ہر حکم ان سے وابستہ ہو گیں!!! "اس نے انگھوٹھے کی مدد"
سے اس کے ہونٹ سہلائے۔ وہ تڑپ اٹھی۔ اس کی سانسیں بھاری ہو رہی
تھیں۔

وہ اچانک ہی گھبرانے لگی تھی جیسے۔ شان کی قربت ویسے بھی اسے گھبراہٹ
میں مبتلا کر دیتی تھی۔۔

ابھی کس کر دو تو بیچ سکتی ہو؟.. "وہ نفی میں سر ہلا گئی۔"

اگر میں لے لوں؟.. "اس نے پھر نفی میں سر ہلایا۔"

شان کو بھی اس پر ترس آ ہی گیا۔ وہ سانپ کے وجود سے بیڈ کی سائیڈ پر ہوا۔

سانپ بھی فوراً اسے اٹھی۔ آنکھیں کھولنا یاد ہی نہیں رہیں۔ وہ انہیں بند

آنکھوں میں اٹھتے سیدھا شان کے وجود سے ٹکرائی جو بیڈ کے پاس بیٹھا تھا۔

ٹکرا نے تک تو ٹھیک تھا مگر جو اس کے ہونٹ سیدھا اس کے ہونٹوں سے جا لگے وہ برا ہوا۔

وہ بیڈ کے پاس جھکا ہوا تھا۔ سائیڈ ٹیبل سے اپنی گھڑی نکال رہا تھا جب یہ خوبصورت حادثہ پیش آیا۔

اب سانپہ کی بھی آنکھیں کھل گئیں۔ اس نے دور جانا چاہا مگر اب کہاں ممکن تھا۔ شان اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے گود میں لیے بیڈ پر بیٹھا۔ اس کے ہونٹوں سے چہرہ سیکڈز تک سانسیں کھینچتے اسے لٹھا کر دیا۔ سانپہ کی سسکیاں کمرے میں گونجیں تو اسے ہوش آیا۔ اسے نرمی سے بیڈ پر گراتے وہ اٹھا۔

میرے باہر نکلنے تک اگر نہ گئی تو سمجھنا رخصتی ہو گئی۔ "وہ ڈر سے آنکھیں" بھی بند نہیں کر سکی اب۔ کہیں پھر کوئی بے وقوفی نہ ہو جائے۔ شان تو دھمکا کر کمرے میں بند ہو گیا مگر اسے اپنی حالت درست کرتے وہاں سے نکلنے میں دو منٹ لگ گئے۔

اس کے کمرے سے نکلتے ہی اس نے سیدھا جا کر اپنے کمرے میں ہی سانس لی۔ تکیہ اور چادر بیڈ پر پھینکتے وہ خود بھی وہیں لیٹ گئی۔ چہرہ میسٹرس میں چھپا لیا کہیں کوئی دیکھ نہ لے اس کے چہرے پے کیسا گلال بکھر چکا ہے۔

وہیں واشروم میں بند شان کے چہرے پے دھیمی مسکراہٹ تھی۔ اپنے لبوں کو چھوتے وہ مسرور تھا۔ اور یہ ہی مسروری سارا دن چھائی رہی مگر اپنی بیوی کو خود سے چھپتے دیکھ اسے شدید غصہ بھی آیا۔

سانہ کا چھپنا پہلے تو اسے مزادیتار ہا مگر پھر اس کی جگہ غصے نے لے لی۔ جو وہ جلد اس سے رخصتی کے بعد اس پر اتارنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

وہیں اس کے ارادوں سے بے خبر وہ کمرے میں کھانا کھاتے بھی اس کے خیالوں میں گم تھی۔ جو اچانک اس کی زندگی میں آ کر اس پر چھا بھی گیا۔ اور پوچھاتک بھی نہیں۔

چند دن یوں ہی گزر گئے۔ خیام اب رومان سے ٹھیک سے بات کر لیتا۔ وہیں
الیکزینڈر کی اپنے بیٹے سے بننے لگی مگر موسیٰ سے زیادہ نہیں۔ اب ان کے بیڈ
کے سائیڈ ٹیبل پر موسیٰ کی ایک تصویر ہمہ وقت پڑی رہتی کیونکہ ان کا بیٹا
موسیٰ کو دیکھے بغیر گزارا نہیں کرتا تھا۔ یہ دونوں بھائیوں کا الگ ہی پیار تھا۔
وہیں لیل نے ان کے بیٹے کوں مام دیا تھا۔

قمبر اعظم!.. "موسیٰ کو یہ نام پسند آیا۔ باقی سب کو بھی۔ جانی اپنی فیملی کے
ساتھ وہاں سے واپس آ گیا۔ پری ان کے جانے پر اداس ہوئی مگر یہ تو طے تھا
خیام بھی انعم کے ساتھ پری سے ملنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر ہانیہ کی وجہ سے وہ
نہیں جاسکتے تھے۔ کیونکہ انعم کو یقین نہیں تھا رومان اس کا ٹھیک سے دھیان
رکھے گا

رومان تو شکر ادا کیا فرقان نے اس سے واپس آنے کے متعلق کچھ نہیں
پوچھا۔ وہیں دوسری طرف وہ اب اپنی ساس کے ساتھ کمپنی میں کام کر رہا
تھا۔ جلد یادیرا نہیں اپنی کمپنی بھی اوپن کرنی تھی۔

شایان شان اور وہ۔ موسیٰ بھی شامل ہوتا اگر اس کی مرضی ہوئی تو۔ ویسے
پیسے تو وہ انویسٹ ضرور کرتا۔ اور یہ پہلے دن سے طے تھا۔ صرف ان تینوں
کے درمیان۔ موسیٰ اس ڈیل کو نہیں جانتا تھا۔ اگر جانتا تو ضرور انہیں
گھوریاں دیتا۔

اب سب ٹھیک تھا۔ حیا کو ڈھونڈنے والا بھی اب کوئی سامنے نہیں آیا۔ جانی
نے بھی یہ بات کسی کے سامنے نہیں رکھی۔

وہ خاموش رہا۔ وہ ان سبکو پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جب وہ ابھی پہلے
وار سے سنبھلے ہوں۔

وہیں جو رجیا کا لیگزنڈر چاہ کر بھی نہیں بتا سکا اس نے دھوکہ دیا ہے۔ اس
نے سب کو یہ ہی بتایا وہ وہاں حملے کے دوران چل بسی۔ وقت نہیں تھا تو
انہوں نے اسے وہیں دفن دیا۔ قبر کا ثواب انہیں ویسے بھی علم تھا کہاں پر
ہے۔ باقی رہی ان سب کے سوالوں کی بات تو لیگزنڈر کو دکھی دیکھ کر
انہوں نے پوچھے ہی نہیں۔

لیل کو یہ سچائی بتاتے وہ گھبرا یا۔ وہیں لیل دو گٹھنے تک روتے اس کا کندھا گیلا
کیا پھر سمجھ ہی گئی۔ یاں شاید بیٹے میں مگن ہو گئی۔ جو بھی تھا مگر الیگزینڈر نے
اسے پھر روتے نہیں دیکھا۔

سب فلحال ٹھیک تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا سوائے موسیٰ اور الیگزینڈر کے
جو رجیانے کیا دھوکہ دیا۔ انہوں نے ہارون اور حارث کو بھی کسی سے کچھ
بھی کہنے سے روک دیا۔ وہ دونوں بھی چپ چاپ مان گئے۔

ہارون حیا کے ساتھ ہی کالج جاتا۔ اس کے پیپر تو خیر اس نے بعد میں دلوا ہی
لیے تھے۔ رزلٹ میں آگیا۔ اب وہ دونوں ایک ہی کلاس میں جا رہے تھے۔
وہیں ہارون اسے کالج سے واپس گھر چھوڑنا جانے خود کہاں چلا جاتا۔ وہ بالکل
نہیں جانتی تھی۔ بس اب وہ ہارون کے ساتھ دھیمے لہجے میں باتیں کر لیتی۔
اس نے شکر ادا کیا چلو کچھ تو بدلاؤ آرہا ہے اس لڑکی میں۔

موسیٰ اور اس میں پھر سردین چھا چکا تھا۔ دونوں پھر ایک دوسرے کو یوں گھورتے جیسے ایک دوسرے کی بھینس چرائی ہو۔ مگر ان سب کو بھی عادت ہو چکی تھی۔

اور وہ اچھے سے جانتے تھے ہارون اب اپنے دانت تڑوانے کے لیے اسے بالکل نہیں چھیڑے گا۔ وہ جانتے تھے موسیٰ رحم سے واقف نہیں۔ باقی سب ابھی تو ویسے ہی موسیٰ سے ناراض تھے۔ یہ الگ بات ہے اس کے باپ بننے کی خوشی تھی۔ آخر کو کوئی تو تھا جو اب اس سے ان کے بدلے لیتا۔ اسے تنگی کا ناچ نچاتا۔ اس کو سبق سیکھاتا جو وہ بھول گئے تھے سیکھانا۔ مگر وقت سے واقف نہیں تھے وہ سب۔ ناجانے ان کے یہ منصوبے اب کامیاب ہوتے کہ نہیں۔ مگر انہیں امید پوری تھی۔ آخر کیسے ممکن تھا موسیٰ اعظم کا بیٹا قبر اعظم کچھ سیدھا کام کرتا۔ جس کا باپ پیدا ہی اٹھے کام کرنے کے لیے ہوا ہو۔ اس کا بیٹا کیسے کچھ سیدھا کرے گا۔ ان کے لحاظ سے یہ ناممکن سی بات تھی۔

شان تمیز تہذیب کچھ ہے کہ نہیں؟.. "عمر بھڑکا۔"

اپ میں تھی جب ماما کو کڈنیپ کیا تھا؟.. "عمر نے ہیر کو جتاتی نظروں سے"
دیکھا۔ وہ کافی بنانے میں مگن رہی۔

شان اگر تم میرے!.. "شان نے اسے ٹوک دیا۔"

جانتا ہوں اگر آپ کے سامنے ہوتا تو آپ مجھے جوتے مارتے۔ مگر ابھی"
میری بات سنیں!۔ "وہ جھنجھلایا۔

مجھے نہیں سننی تمہاری کوئی بھی بکو اس۔ "عمر بھی بھڑکا۔"

تو پھر دادا بننے کو تیار رہیے گا اب۔ "عمر کو اس بے باک پر غصہ سا آیا۔"

مگر وہ بھی اپنی ماں جیسا تھا۔ اپنی سناتے کال کاٹ گیا۔

دیکھ لو۔ بیٹے کی پسند دیکھنی تھی۔ "ہیر لب دباتے مگ اس کے سامنے"

رکھا۔

ایسی بے صبری تم بھی دیکھاتے رہے ہو جوانی میں۔ "عمر اس کو جھنجھلاتی"
نظروں سے دیکھا۔

وہ عمر کے ساتھ بیٹھتے اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔

عمر تم بہت اچھے شوہر ہو!.." عمر نے اس بلیک میلنگ پر منہ بسورا۔"

اور اچھے باپ بھی!.." عمر چاہتا تھا اس کا سر جھٹک کر اٹھ جائے۔"

جی نہیں۔ نہ میں اچھا باپ نہ ہی اچھا شوہر۔ تم مجھے برا ہی رہنے دو۔ "اس"
نے ہاتھ کھڑے کر دیے۔

میں تمہیں اپنے بیٹے کی شادی پر نہیں بلاؤں گیں۔ "اس نے دھمکایا"
ساتھ ہی انگلی اٹھائے اسے وارن کیا۔

بچے کس درخت سے اتارے تھے؟.." ہیر نے دانت پیسے۔ ان کی لڑائی"
بڑھاپے میں بھی ختم نہیں ہوتی تھی۔

میں کل ہی پاکستان جارہی ہوں۔ تم لگے رہو اپنی ٹھہر کی نر سز کے ساتھ۔"
اور خبردار اب میرے ساتھ آئے تو!.. "وہ وہاں سے اٹھتے کمرے میں بند ہو
گئی۔

عمران ماں بیٹے کی ہٹ دھرمی دیکھی۔ ابھی ان کو اے ایک ماہ نہیں ہوا تھا۔
پھر کس منہ سے رخصتی کا پوچھنے چل پڑتے۔ مگر ان ماں بیٹے کو گھر سے کھا کر
عقل کون دے۔

عمر کو ہو سپٹل جانا تھا۔ اس نے نائٹ شفٹ تھی وہ یہ معاملہ پھر سلجھانے کا
سوچ اس کی طرف کو نکلا۔ ویسے بھی اس معاملے کا حل تو کافی لمبا ہی نکلنا
تھا۔

شایان منہا کی خواہش پر اسے گھمانے کے لیے مری لے کر گیا تھا۔ وہاں اب
صرف شان تھا۔ اور منسا جو کالج چلی جاتی۔ دوسری طرف ٹینا تو وہ اپنا ہو سپٹل
سیٹ کر رہی تھی۔ ڈوم یونیورسٹی کے بعد اس کی مدد کروادیتا۔ شان بھی
کبھی اس کے پاس ہی چلا جاتا۔

سانہ تو مجال تھی کبھی یونیورسٹی سے آنے کے بعد اس کے سامنے بھی آ
جائے۔ اس چھپن چھپائی کا مزہ اسے اچھے سے چکھاتا۔

سامیہ بھی واپس چلی گئی تھی۔ شمیمہ کا دکھ پھر سے تازہ ہو جاتا جب وہ
شان کو دیکھتی۔۔۔ اسے اس کا جیک یاد آ جاتا۔ اور روز اداس ہو جاتی۔
ظہیر خود ہی منسا کو یونیورسٹی چھوڑتا اور لیتا۔ اگر کبھی نہ جا پاتا تو وہ سانہ اور
ڈوم کے ساتھ آ جاتی۔ ڈوم کو تو اب خیر سے اس کی بیوی لینے آ جاتی۔
آ جائیں۔ میں باہر ہوں!.." ڈوم کال سنتے دوستوں کے گھیرے سے باہر"
نکلا۔

سامنے ہی یونیورسٹی کے باہر وہ کھڑی تھی۔ گاڑی کے اندر ہی بیٹھے انتظار میں
تھی۔ سمپل سی شلوار قمیض پر وائٹ کوٹ پہنے۔ یقیناً وہ عجلت میں نکلی تھی۔
سٹیٹھو سکوپ بھی ساتھ والی سیٹ پر پڑا تھا۔ کچھ پنسلز اور ایک ڈائری بھی۔
سامنے ڈیش بورڈ پر ایک کتاب پڑی تھی۔ یہ ڈاکرز بھی۔ اس نے دل میں
اس ایم بی بی ایس کی ڈگری کو کوسا۔

کھانا کھا کر آئی ہو؟۔ "باہر کھڑے ہی پوچھا۔"

ٹینا نے نفی میں سر ہلایا۔

تم نے صبح بھی کچھ نہیں کھایا۔ مریضوں کا خیال رکھتے خود مریض بن جاؤ۔
گی۔ اترو نیچے۔ شام کا کھانا کھایا ہے۔ صبح بس دودھ کا گلاس۔ وہ بھی میں نے
دیا تو پی لیا۔ "ٹینا کو اس کی ڈانٹ اچھی لگ رہی تھی۔ اس نے باہر نکلنے سے
پہلے سٹالراٹھا کر سر پے لیا۔ ڈوم اسے گھورتے اسے یونیورسٹی کیفے ہی لے
آیا۔

اب اگر تم نے کھانے میں ایسی کوتاہیاں کیں تو یاد رکھنا تمہارا ہو اسپتال بند
کر دینا ہے میں نے۔ حد ہو گئی۔ "وہ ساتھ بڑبڑا بھی رہا تھا۔

اس کے دوستوں نے اسے واپس کسی لڑکی کے ساتھ اندر داخل ہوتے دیکھا
تو اس کے پیچھے ہی آگئے۔

بیٹھو میں کھانا لاتا ہوں۔" وہاں سلیف سرویس بھی۔ وہ خود ہی لینے چلا۔
گیا۔ جب وہ واپس آیا ٹینا کے گرد اس کے دوستوں کا جھرمٹ تھا۔ جو اپنا
تعارف دے چکے تھے اب ٹینا کا تعارف چاہتے تھے۔

ڈوم کون ہے یہ؟ لیٹ می گیس تمہاری بہن۔ مگر وہ تو چھوٹی تھی۔ یہ تو
ڈاکٹر ہیں۔" انہوں نے سوچا مگر یہ خیال ہی نہیں گزرا وہ اس کی بیوی بھی ہو
سکتی ہے۔

مسز ابوسفیاں!.." ٹینا سر جھکا گئی۔ ڈوم نے جوس اس کے سامنے رکھتے
پینے کا اشارہ کیا۔ ان کی باتیں تو اب ختم نہیں ہونی تھی۔
تمہارے تو کسی بھائی کا نام بھی ابوسفیان نہیں ہے۔ پھر!.." انہوں نے
اسے گھورا جو سیدھا صاف نہیں بتا رہا تھا۔

کیونکہ یہ میرا نام ہے۔" وہ بس ہنستے اوکے کہنے لگے مگر جیسے ہی سمجھ آیا بات
کیا ہے ان کے منہ کھل گئے۔ انکھیں بڑی ہو گئیں۔ ٹینا کو بھوک لگی تھی۔ وہ
اگنور کرتے کھاتی رہی۔

مطلب یہ تمہاری۔ مطلب تم نے شادی کر لی۔ "پہلے گھبراتے اور پھر"
شاک سے کہا۔ ڈوم نے ہاں میں سر ہلایا۔ ساتھ ہی سینڈوچ سے ریپیر ہٹاتے
ٹینا کو تھمایا۔ ان کی انکھیں تو باہر آنے کو بے تاب ہوئیں۔
تو تو شادی سے بھگتا تھا۔ تجھے تو لڑکیوں سے چڑ تھی!... "ایک نے حیرت"
سے پوچھا۔

"اور ہم سمجھتے رہے تم گے ہو۔"

(Gay)

ڈوم نے اسے گھورتے جو س کا خالی کین اسے دے مارا۔ وہیں ٹینا کے لبوں پر
مسکراہٹ چھائی جو ڈوم کے گھورتے ہی دم توڑ گئی۔

تو کمینے انسان ایسی بکواس کیوں کرتے تھے۔ ہم تو یہ ہی سمجھتے تھے لڑکیوں
میں دلچسپی نہیں۔ "وہ بھی بھڑکے۔"

لڑکیوں میں نہیں تھی۔ ایک لڑکی میں تھی۔ جب ملی میں نے فوراً سے پکڑ
لی۔ "ٹینا کی پلکیں لرزیں۔ یہ چلمن اسے اچھی لگی تھی۔"

ہاں جیسے یہ تو تتلی تھی تو نے جسے پکڑ کر قید کر لیا۔ جواڑ جائے گی۔ "انہوں نے اس کے اتنے اچھے محبت بھرے جملے کا ستیاناس ہی مار دیا۔ وہ سوائے دانت پیسنے کے کچھ نہیں کر سکا۔

اچھا بھابھی آپ سچ میں ڈاکٹر ہیں؟ "اس نے جی بھائی کہا۔"

ڈوم تو اس کے انداز کا دیوانہ ہوا۔

ویسے بھابھی آپ کو ہمارا بھائی پسند کیسے آگیا؟ بھائی پر خاصا زور دیا۔"

ٹینا نے جواب ڈھونڈنا چاہا مگر ملا ہی نہیں۔ ڈوم بھی اس کے جواب کا منتظر تھا۔

میرے بابا کی پسند ہیں یہ!.."اس نے بہت ڈھونڈا مگر یہ ہی جواب مل سکا"

بس۔

ویسے کہنا پڑے گا آپ کے بابا کی پسند بہت ہی گندی ہے۔ "ڈوم نے اسے گھورا۔ جبکہ ٹینا کو اپنے بابا کے لیے یہ بات بری لگی۔

میرے بابا کی پسند سمجھنے کے لیے دماغ چاہیے۔ "ان سب کے ہونٹ اوہ" والے انداز میں ہو گئے۔

ڈوم کے لبوں کی مسکراہٹ نے اسے جتایا وہ چاہتے نا چاہتے اس کے حق میں بول چکی ہے۔

بھابھ!۔ "اس کی بات درمیان میں ہی رہ گئی۔"

رش کم کرو۔ ہاسپٹل سنبھال کر تھکی ہوئی ہے میری بیوی۔ بھوک لگی ہے "اسے۔" انہوں نے ڈوم کی یہ بے وفائی دیکھی۔ پھر اسے گھورتے اللہ حافظ کہتے وہاں سے چلے گئے۔ جاتے ہوئے بھی کے جتنا نہیں بھولے۔

"بیچلر پارٹی تو دی نہیں۔ اب میرج پارٹی ہی دے دینا۔"

جب کماؤں کا تولے لینا۔ ابھی تو خود بیوی کے پیسوں پر پل رہا ہوں۔ "پچھے" سے ہانک لگائی۔

وہیں ٹینا نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔ اتنا تو وہ کماتا تھا۔ اوپر سے جو پیسے ظہیر دیتا۔

یہ الگ بات تھی اب اس نے دینے بند کر دیے تھے۔ اسی وجہ سے وہ احمد صاحب سے پیسے مانگ رہا تھا۔ جو گھوریوں کے باوجود دے دیتے۔ آخر کو باپ ٹھہرے۔

اپ کے پاس پیسے ہیں تو صحیح!.." اس نے حیرت سے کہا تو ڈوم اس کی طرف پلٹا۔

وہ ان کمینوں پر لگانے کے لیے تو نہیں ہیں۔ انہیں تو میں اپنی بیوی پر لگاؤں" گا۔" کڑوے لہجے سے کہتے آخر میں لہجے میں مٹھاس گھل گئی۔

ٹینا کی پلکیں پھر لرزی۔

وہ پیسے میں اپنے بچوں کے لیے سنبھال کر رکھ رہا ہوں۔ ابھی تو ان کے لیے زمینیں بنانی ہیں۔ انہیں اچھے سکولز میں بھی تو پڑھانا ہے۔ باقی سب خرچے پورے ہو جائیں گیں مگر میرے کپڑے جوتے؟.. ٹینا نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

اس نے جواب نہیں دیا۔ بس اسے دیکھتی رہی۔ جس کی آنکھوں میں محبت تھی۔

چلو خیر ہے۔ میرے کپڑے جو توں کے پیسے تو تم دے ہی لو گی۔ آخر کو اتنا "کمانے والی بیوی ملی ہے۔ میرے خرچے تو اٹھا تو اٹھا لے گی۔" ٹینا ہنس دی وہ زندگی سے بھرپور شخص تھا۔ اس میں بسا خالی پن بھی اپنے انداز سے بھرنے لگا تھا۔ وہ ایک بہترین انتخاب تھا۔

ٹینا کے سامنے کھانا پڑا تھا مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔ وہ بس ڈوم کو دیکھتی رہی۔ جب وہ اچانک اس کے ماتھے کا بوسہ لیتے دور ہوا۔

اس گرم لمس نے ٹینا کو ہوش کروایا۔ وہ گھبراتے اس پاس دیکھنے لگی۔ سب لوگ مگن تھے۔ وہ شرماتے گلال بھرے گال سے سر جھکا گئی۔ اور ڈوم کو اج اس کا شرمنا دل و جاں سے پسند آیا۔



سکون سے بیٹھ جاؤ اب۔ آگئے ہیں ہم!.." عمر کی گھوریاں عروج پر تھیں۔"
وہیں شان کی مسکراہٹ تو اسے جلا رہی تھی۔

شان اگر تم نہیں جانتے دلہا بننے سے پہلے بوڑے (بغیر دانتوں کے) بن جاو"
تو وہاں بیٹھ جاو!.." شان کا منہ کھلا۔ ان کا باپ اتنی اچھی اور گاڑھی پنچابی
کیسے جانتا تھا۔ جبکہ جانتا نہیں تھا اس کے باپ نے اپنا بچپن یہاں گزارا ہے۔
وہ ایسی پنچابی نہیں جانے گا تو کون جانے گا۔

اور یہ میری بیوی کو چھوڑو!.." عمر ہیر اور شان کے درمیان گھسا۔ شان جو"
ہیر کے کندھے پر سر رکھے تھے اس جھٹکے سے صرف ضبط ہی کر سکا۔
میں نے تو آج تک اپنی ماما کے لیے یوں جگھڑا نہیں کیا!.." شان کا منہ"
بنا۔

کیونکہ یہ پہلے میری بیوی ہے۔ جا کر اپنی بیوی پکڑو!.." شان منہ بسورے"
وہاں سے اٹھ کر دوسرے صوفے پے بیٹھا۔

ہاں وہ تو جیسے ہاتھ آجائے گی۔ دو ماہ ہونے والے ہیں نکاح کو مگر مجال ہے جو"
کہیں دکھ بھی جائے!.." اس نے دل کی بھڑاس نکالی۔ ایک تو اتنی کوشش
کے باوجود بھی ہیر اور عمر پہلے نہیں آئے تھے بلکہ مہینے لے لیے اور دوسری
اس کی بیوی۔

تمہاری فطرت سے واقف ہو چکی ہو گی۔ اپنی عقل مندی کا ثبوت دے"
رہی ہے!۔" شان اپنے باپ کو گھورتے وہاں سے اٹھ ہی گیا۔ وہ تو شاید آیا ہی
اس کا خون سکھانے تھا۔

ہیر عمر کو گھوریاں دیں مگر پرواہ کب کی تھی اس نے ان آنکھوں کی۔
وہیں دوسرے کمرے میں جانی اور مومنہ بھی تھیں۔ وہ دونوں ہیر کی وجہ
سے آئے تھے۔ الیگزینڈر اور خیام نے کہا تھا وہ اپنی فیملی کے ساتھ مہندی
والے دن آجائیں گیں۔ بس اسی کے چلتے انہیں جانی کو ساتھ لانا پڑا۔ جانی کو
وہ چھوڑ کر جانے کے حق میں نہیں تھی۔ کوئی تو اس کے ساتھ ہوتا۔

الیگزینڈر اور خیام کی تو بہت بڑی وجہ تھی نہ آسکنے کی

ویسے بھی جب تک نکاح کے دن ڈلتے لیل کا چلہ مکمل ہو چکا ہوتا۔ فرقان بھی کہا تھا وہ پرسوں تک آجائے گا۔ رومہ میٹنگز کی وجہ سے مصروف تھی۔ ورنہ ساتھ تو اسے بھی لانے کا پروگرام تھا ان کا۔

شایان اور منہا بھی شام تک واپس آ جانا تھا۔ شایان اسے بہت گھما پھرا رہا تھا۔ وہ پاکستان کی خوبصورتی دیکھ کر بہت خوش تھی۔ اور اس کی خوشی ہر تصویر میں جھلکتی تھی۔

مری کی گرتی برف میں شایان کے سینے سے لگے وہ راتوں کا سفر کرتے زندگی کا کھل کر مزالے رہے تھی مگر وہ اپنی پہلی اولاد کے دکھ کو نہیں بھولی تھی۔ اور شاید بھول بھی نہ سکتی تھی۔

یہ کسک اس کے دل میں تھی۔ اور جاتی ہی نہیں تھی۔

شایان اپنی پوری کوشش کرتا وہ اس وقت کو مت سوچے مگر تنہائی کے چند لمحات کے آنسوؤں وہ اپنی اولاد کے نام کر ہی دیتی۔ وہ نہیں بھول پاتی تھی۔

اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے وہ اپنی اولاد کھو چکی تھی۔ اور یہ دکھ تو شاید ساری زندگی نہ جاتے۔

وجہ چاہے کوئی بھی رہا ہو مگر مجرم وہ خود بھی تھی۔ اور یہ بات اس کا دل اور دماغ دونوں جانتے تھے۔

^^^

ظہیر میٹنگ اٹینڈ کر رہا تھا۔ وہ صبح منسا کو یونیورسٹی چھوڑ کر خود یہاں آگیا تھا۔ اس کی بہت ضروری میٹنگ تھی۔ انہیں نیاپرو جیکٹ ملنا تھا۔ وہیں دوسری طرف سانہ اور ڈوم اس کے ساتھ ہی تھے۔ کلاس الگ تھی مگر وہ اس کے اس پاس تھے یہ بات حوصلہ دے رہی تھی۔

ڈوم تو اب اتا جاتا اپنی بیوی کے ساتھ ہی تھا۔ جس کا ہاسپٹل چند ہی دنوں میں مشہور ہو چکا تھا۔ اور اس کی مشہوری کی اصل وجہ اس کا شوہر تھا جو بغیر بتائے اس کے ہو ہسپٹل کی مارکیٹنگ کر چکا تھا۔ مگر فری میں تو بالکل نہیں۔

چاہے کچھ بھی ہو جائے مگر اس کی راتیں بغیر ٹینا کو اپنے رنگوں میں رنگے
نہیں گزرتی تھیں۔ جب وہ نڈھال سی اس کے سینے پر پڑے اس سے شکوے
کرتی تو وہ اس کے ہونٹ چوم کر اسے خاموش کروا دیتا۔

اس کے لبوں کے بوسوں سے بات شروع ہو کر پھر اس کے وجود کی
گہرائیوں پر ختم ہوتی۔ وہ تو شکوے کرنے سے گریز کرنے کی بہت کوشش
کرتی مگر اس کے جنون کے اگے ہار جاتی۔

ڈوم اس سے اپنی مار کیٹنگ کی اچھی خاصی فیس وصول رہا تھا۔ وہیں ٹینا بھی
جانتی تھی اس کا شوہر چھپ کر اس کے بہت کام آ رہا ہے۔ اس کے ساتھ
اتوار کی کافی پیتے سڑکوں پر چلتے باتیں کرتے وہ اکثر خود کو خوش قسمت سمجھتی
تھی۔ جس کے پاس جینے کی ہر وجہ موجود تھی۔ جس کی زندگی کا اب ایک
مقصد بھی تھا۔ اور ایک محب بھی۔ جو اسے دل و جاں سے چاہتا تھا۔

ٹینا سارا دن ہو اسپتال میں کام کرتے ایک گھٹنا اپنے ارام کے لیے نکال ہی لیتی۔ وہ بالکل نہیں چاہتی تھی وہ سارا دن تھکاوٹ کے بعد ڈوم کو اپنی بے زاری بھری شکل دیکھائے۔ وہ اپنا مکمل دھیان رکھتی۔

اب اس کی وجہ سے ڈوم بھی بھی جاتا، روز صبح واک الگ سے اور پروٹین شیک تو اس کی روٹین بن چکی تھی۔ سدرہ تو خوش تھیں کوئی تو ہے جس نے ان کے بیٹے کو سیدھا کیا۔ وہ بہت نخرے کرتا مگر ٹینا سے اپنے ساتھ لے جا کر ہی دم لیتی۔ اس کی گھر کے سب لوگوں سے بھی اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی۔ اب وہ ڈوم کو نخرے دیکھاتی بھی اور اس کے نخرے دیکھتی بھی۔ اور وہ یوں ہی اپنی مستیوں میں مگن خوش بھی تھے۔ اس خوشیوں بھری زندگی میں کبھی جو رجیا کی یاد دستک دیتی مگر وہ اس کی خوشحال زندگی کے لیے دعا کرتے وہ اپنی زندگی کی طرف مڑ جاتی۔ یہ سوال بھی دماغ میں کئی دفہ اتے آخر وہ کہاں چلی گئی۔ مگر کہاں سے اگے اسے سوچنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ ڈوم اور ہاسپتال دونوں اسے فرصت ہی نہیں دیتے۔

دن کے وقت ہاسپٹل اور رات کے وقت ڈوم۔ وہ ڈوم کی ان شدتوں اور
محبتوں کی عادی ہو چکی تھی۔ وہ بالکل بھی اب معافیہ میں نہیں جانا چاہتی
تھی۔ جو جگہ چھوڑنے کا اسے پہلے دکھ تھا وہ دکھ اس خوشحال زندگی نے ختم
کر دیا۔

^^^

منسا نے موبائل نکالتے سامنے بور سے لیکچر کو سنا۔ وہ ایک لڑکی کے ساتھ
بیٹھی تھی۔ اس نے کتاب کے اندر موبائل رکھتے کتاب ذرا تر چھی کر دی۔
ہائے ہی!.. "پیغام دوسری طرف سے دیکھ کر اگنور کر دیا گیا۔"
میں تمہیں مس کر رہی ہوں!.. "پھر وہی حرکت۔"
"بہت بور لیکچر جا رہا ہے۔"

مجھے تمہاری یونیورسٹی کا کوئی ٹیچر نہیں پسند۔ اونر بھی نہیں پسند!.. "ظہیر"
موبائل اٹھا کر سکرین سے میسج پڑھ کر واپس رکھ دیتا۔ لبوں پر ہلکی سی

مسکراہٹ چھا جاتی۔ اگر وہ اسے ایک بھی جواب دیتا تو وہ اگے سے فری ہی ہو جاتی۔ اور وہ ابھی ایسا کچھ نہیں چاہتا تھا۔

آئی لو یو!.." ظہیر نے دل پر ہاتھ رکھا۔ اسے یوں لگا جیسے منسا نے اس کے سامنے کھڑے یہ جملہ کہا ہے۔

بعض اجاؤ منسا۔" سرزنش کرتا جواب ملا مگر وہ خوش ہوئی۔"

..! مجھے سونا ہے"

گھر جا کر سو جانا۔" اس نے مفت کا مشورہ دیا۔ باقی کمرے میں سب لوگ میٹنگ سن رہے تھے۔

مجھے تمہاری بانہوں میں سونا ہے۔" ظہیر نے اس پاس دیکھا۔ انگلی ڈالتے "ٹائی ڈھیلی کی۔ یہ لڑکی تو اس کے جذبات پر سوار ہو رہی تھی۔

منسا!.." پھر ویسا ہی جملہ۔"

جی احمد جی!.." اوہ اس دودھ کے جی کو سنتے لب دباتے مسکراہٹ دبا گیا۔"

مر جاو گی!.." وہ ہنسی"

اپ کی بانہوں میں موت بھی قبول ہے۔ "جاں وارتا انداز۔"

وہ مر مٹا تھا ان الفاظ پر۔

مگر تمہاری موت کے لیے تو میری قربت ہی کافی ہے!۔ "وہ بھی بہک چکا" تھا۔

تو میرے لیے اور کیا موت ہو سکتی ہے؟۔ تمہاری بانہوں کے حصار میں "تڑپنا موت جیسا ہے۔" وہ بھول چکا تھا وہ میٹنگ حال میں ہے۔

جب تمہارے لبوں سے لب ملتے ہیں تو جو محسوس ہوتا ہے وہ سب سے "قیمتی لمحہ ہے۔" ظہیر کے وجود میں جیسے آگ لگی تھی۔ اور وہ لڑکی آگ سے کھیل رہی تھی۔

مجھے تمہاری بانہوں کا لمس شدت سے یاد آ رہا ہے!۔ "یہ جانتے وہ مسیح پڑھ" رہا ہے وہ مزید دل فریفتہ مسیح بھیجے لگی۔

"!..! میں آ جاؤں وہاں"

تم کہو تو میں تمہارے پاس آ جاتی ہوں۔ "وہ اسے چھیڑ رہی تھی۔ بغیر"
جانے وہ چھڑچکا ہے۔

منسا بہت پچھتاؤ گی اگر میں وہاں ا گیا تو!.. "اس نے اس دھمکی کو ہوا میں"
اڑایا۔

ویسے بھی اگر وہ آ بھی جاتا تو کیا ہی کرتا۔ صرف اس کی سانسیں چھین لیتا اور
اپنے ہونٹوں سے اس کی جان نکالتا۔ یہاں یونیورسٹی میں وہ اپنی طلب پوری
کرنے سے تورہا۔ مگر نہیں جانتی تھی وہ کس حد تک جاسکتا ہے اور اس کا خود
پر کس حد تک کنٹرول ہے۔

میری با نہیں تو انتظار میں ہیں۔ "ظہیر کا سیکریٹری پاس کھڑا اس کی حرکتیں"
حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی انج اسے ہوا کیا ہے۔
اس کا پھر جواب نہیں آیا۔ منسا نے ذرا سا فون انگلی سے اوپر کرتے پاوٹ بنا
کر تصویر لی اور سیدھا اس کے نمبر پر بھیج دی۔ ظہیر نے لوڈ ہوتے ہی تصویر
کھولی۔ اس کے ہونٹوں کو دیکھ اسے ان ہونٹوں کو چھونے کی خواہش پھر

جاگی۔ اس کا اپنی بانہوں میں تڑپنا یاد آیا۔ کیسے وہ اس سے سانسیں چھین لیتا تو وہ ہونٹ کھولے سانسیں بھرتی تھی۔

اس نے سامنے دیکھا جہاں اس کا سیکریٹری اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے پر جلدی سے چہرہ موڑ گیا۔

بابا کو بلا لاؤ۔ "وہ حکم ملتے ہی اٹھا۔ ظہیر نے پھر اسے جواب نہیں دیا۔ منسا" بھی سامنے مصروف ہو گئی۔ جہاں سر اسے تر چھی نظروں سے گھور رہے تھے کیونکہ وہ اسے فون ہر مغروف دیکھ چکے تھے مگر عفران کے چلتے کچھ نہیں کہہ سکتے تھے۔ سوائے عفران کے یونیورسٹی میں کوئی کہ جانتا تھا وہ ظہیر کی بیوی ہے۔

بابا منسا کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے جانا ہے۔ "انہیں مختصر بہانہ بنا کر" سناتے وہ وہاں سے نکل گیا۔ احمد بھی گھبرائے کہ نا جانے بچی کو کیا ہو گیا ہے۔ مگر انہوں نے میٹنگ کی طرف توجہ دی۔

ظہیر ریش ڈرائیور نگ کر رہا تھا۔ کوٹ ساتھ والی سیٹ پر پڑا تھا۔ ٹائی گلے میں جھول رہی تھی۔ وہ فرنٹ گیٹ پر گاڑی روکتے باہر نکلنے سے پہلے اپنی ٹائی ٹھیک سے پہنتے کوٹ بازو پر اٹھا گیا۔ کتنے ہی لوگوں نے ٹھہر کر اسے دیکھا۔ ایک گارڈ اس کے پیچھے چل رہا تھا۔

سب سٹوڈنٹس اس کی پرسنلیٹی پر فدا تھے۔ لڑکیاں تو دل سے چاہتی تھیں اسے ڈیٹ کرے۔ مگر ایسا ناممکن تھا۔ وہ کسی لڑکی کو دیکھتا بھی نہیں تھا۔ اسے ایک طرف اپنی لڑکی کھڑی نظر آئی۔ وہ مسکراتے وہیں آیا۔ منسا سانہ کے ساتھ کھڑی تھی۔ ڈوم ابھی کلاس لے رہا تھا۔

بھائی!... "سانہ خوش ہوئی۔ پہلی دفہ ظہیر اس کی طرف آیا تھا۔ ظہیر" نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ سانہ سے تو سب واقف تھے وہ ظہیر کی بہن ہے۔ اس لیے تو لڑکے اس سے دور رہتے کہ کہیں کوئی ہڈی وڈی نہ ٹوٹ جائے ظہیر کے ہاتھوں۔

کیسی رہی کلاس؟.. "سانہ خوشی سے جواب دے رہی تھی۔ ظہیر اپنی "بیوی کی آنکھوں کی چمک دیکھ رہا تھا جن پر جیسے کسی نے روشنی بھردی ہو وہیں ایک نظر گھما کر جب اس نے سب لڑکیوں کو اسے تاڑتے دیکھا تو اس کا خون جلا تھا۔

باہر ڈرائیور کھڑا ہے۔ تم گھر چلی جاؤ۔ منسا تم آفیس میں آؤ۔ "اب منسا کی" جان گئی۔ سانہ ظہیر کے حکم کے مطابق چلی گئی۔ ظہیر بھی منسا کو نظروں سے وارن کرتے آگے بڑھا۔

منسا بھی خود میں حوصلہ پیدا کرتے وہاں سے ہلی تھی۔ بیک سائیڈ سے ہی وہ ظہیر کے آفیس کی طرف آئی۔ وہاں پر رکتے پہلے اس نے ایک دفہ خود کو حوصلہ دیا وہ یہاں اس کی سانسوں تک جاسکتا ہے بس۔ مگر وہ بھول چکی تھی وہ اس کا شوہر ہے۔ جو اس کی سانسوں سے آگے جانے کی اجازت اس سے تو نہیں لے گا۔

منسا اس کو دیکھتے مینسا مسکرائی۔ وہ اپنی کرسی پر بیٹھا تھا۔ بس آج کوٹ سائیڈ
سٹینڈ پر لٹک رہا تھا۔ ٹائی ٹیبل پر پڑی تھی۔ شرٹ کے پہلے تین چار بٹن کھلے
تھے۔ ان سے اس کا سینہ جھانک رہا تھا۔ جس پر گہرے کالے بال تھے۔ وہ
اپنی مردانگی اور وجاہت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

اب کیا ہوا؟.. "اس کے سوال پر منسا نفی میں سر ہلاتے آگے بڑھی مگر جیسے"
ہی آگے بڑھتے سامنے نظر پڑی تو اس کا دل ایک دفہ زور سے دھڑکا۔ آنکھوں
نے جیسے دھوکا کھایا ہو۔ ظہیر اسے گہری نظروں سے دیکھتے چہرے اٹھا۔
کیا ہوا اب؟... اب میری بائیں اور ہونٹوں کا لمس نہیں ستا رہا؟.. "اس"
کے سوال اور بڑھتے قدموں نے اسے بتا دیا تھا وہ اس کی جان نکال دینا چاہتا
ہے

احمد وہ!.. "اس کی زبان لڑکھڑائی۔ ظہیر اس کا بیگ لیتے ٹیبل پر رکھا"
قلب ملکی!.. "منسا کو گود میں اٹھاتے اس بیڈ کی طرف بڑھا جس کو دیکھ اس"
کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔

احمد اس کا مطلب کیا ہے ملکہ ولکی!.. "اس نے کوشش کی تھی ماحول ان"

دونوں پر سوار نہ ہو۔

قلب مطلب دل اور ملکی مطلب میرا۔ میرا دل!.. "منسا کا الفاظ سمجھنے سے"

پہلے بھی دل دھڑک کر پاگل ہو جاتا اور جانتے تو مزید اس کی سانسیں پاگل ہو

رہی تھی۔

ظہیر اسے بیڈ پر ڈالتے اس کا ڈوپٹہ اتارنا چاہا جب وہ روک گئی۔

ظہیر! وہ میری کلاس ہے!.. "اس نے مدھم سے الفاظ نکالے۔ اسے"

روکنے کی ایک کوشش تھی۔

ظہیر اس کے پاس بیڈ پر بیٹھا۔

..! کب ہے"

ساڑھے تین بجے!.. "اس نے ظہیر کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھے جو اس کے"

کندھوں پر تھے۔

ابھی بارہ بجے ہیں۔ بہت وقت ہے ابھی۔ تین بجے تک تم کلاس لینے کے " کیے بالکل تیار ہوگی۔ " اس نے حلق سے تھوک نگلا۔

اس نے مزاحمت کرنی چاہی مگر ظہیر اسے پیچھے بیڈ پر لیٹا گیا۔ منسا نے اسے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے دیکھا تو خشک لب ترکیے۔ وہ جانتی تھی اب وہ اسے نہیں روک پائے گی۔ اسے روکنا باس کے بس کی بات رہی ہی نہیں تھی۔

اس نے خود کو کو سا کیا ضرورت تھی اس جن کو چھیڑنے کی۔ یہ جانتے ہوئے بھی وہ کیا کر سکتا ہے

ظہیر کچھ دن پہلے ہی یہ بید لگوا دیا تھا۔ ویسے تو یہ منسا کے اراکمرنے کے لیے تھا۔ تاکہ جب وہ تھک جائے تو ریسٹ کر سکے۔ اس نے سوچا ہی نہیں تھا یہ اس کی شدتیں لوٹانے کے کام بھی آئے گا۔

کس نے کہا تھا سوئے ہوئے جن کو چھیڑو!.. " اس کے بسورے منہ پر " ہونٹ رکھے۔

مجھے کیا معلوم تھا جن پہلے سے تیار بیٹھا ہے کوئی مجھے چھیڑے اور میں اس " سے چمٹ جاؤں!.." ظہیر اس کی گردن میں جھکتے بیگھا لمس چھوڑا۔ اس کی گردن سے خوشبو لیتے وہ اس کا جواب سن کر مسکرایا۔

کوئی بھی نہیں صرف اس کی بیوی!.." اس نے تصحیح کرتے اس کے لبوں " کو اپنے کبوں میں بھرا۔ شدت بھرے کبوں کا کس اسے تڑپا گیا۔ جو ہاتھ پہلے ہسلو میں تھے انہوں نے ظہیر کے بالوں کو دبوچا۔ ظہیر شدتوں سے اس کی سانسیں کھینچ رہا تھا۔

وہ ظہیر کے سینے سے چپک چکی تھی۔ ایک ہاتھ سے ضبط کرتے اس نے احمد کے کندھے پر ناخن گھاڑ دیے مگر یہاں پر واہ کسے تھی۔ وہ تو پاگل ہو رہا تھا اس کی بانہوں کے حصار میں۔

احمد اس کے نچلے لب کو دانتوں میں بھر کر کھینچا۔ اس کی سسکیاں گونج گئیں۔ منسا کی بھاری سانسیں اس بند کمرے میں گونجنے لگیں۔ جنہیں سن کر اس کے کان خوش ہو رہے تھے۔

احمد نو!.. 'منسانے اسے روکنا چاہا۔ وہ تو اس کے لمس پر تڑپ اٹھی"
تھی۔

اب یہ جن چھڑچکا ہے اور اپنی طلب پوری کیے بغیر نہیں ہٹے گا۔ "اس نے"
غاف بتاتے اس کی تھوڑی دانتوں میں بھری۔ وہ تراش کر بنائی گئی جالائن
جس سے ماس کاٹتے وہ اس کی سسکیاں سن رہا تھا۔

اس کی جالائن سے ہوتے وہ شاہ رگ کو اپنے لمس سے گیلا کر گیا۔

اہ!.. "ظہیر کے لنس شدت بھرے تھے۔ اس کے وجود پر سرخ نشان"
ابھرنے لگے۔ گردن چہرہ اور کندھوں کے درمیان۔۔ منسانے سختی سے ہاتھ
اس کے بالوں میں الجھا لیے۔

ظہیر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے ذرا سا اوپر اٹھایا۔ ہاتھ پیچھے اس کی کمر
سے ہوتے زپ پر آٹھہرے۔

اب رکنا ناممکن ہے قلبی۔ "اسے بتاتے وہ زپ کھولتے سارے پردے ہی"
گرا گیا۔ کمرہ نیم روشن تھا۔ وہ اس کے وجود کی نرنگی کو محسوس کرتے دیکھ
بھی سکتا تھا۔

وہ گول بیڈ جس سے ظہیر کے پاؤں نیچے جا رہے تھے اس کے قد کے لحاظ سے
چھوٹا تھا۔ یاں شاید وہ ہی درمیان میں پڑے تھے۔

احمد گھر جا کر!.. "اس نے مشکل سے چند الفاظ کہے جب ظہیر اس کے"

برہنہ کندھوں کو چومتے وہاں بھی نشان چھوڑنے لگا۔

اس کے لمس کی گرمی اور شدت دونوں بڑھتے جا رہے تھے۔ وہ نہیں چاہتی
تھی یہاں بس تڑپتی ہی رہے۔

گھر جا کر یہ عمل دہرائیں گیں قلبی۔ ابھی دوری ناممکن ہے۔ "بہکا لہجہ اسے"
جتا گیا تھا وہ پیچھے نہیں ہٹے گا۔

میں چاہتا ہوں میری بیوی بھی قربت کے ان لمحات کیں میرا ساتھ دے۔"
شرمائے مگر مجھے گھبرانے پر مجبور بھی کر دے۔ "منسا کے وجود کی نرنگی کو

ہاتھوں پر محسوس اسے لمس اور بات دونوں سے تڑپا گیا۔ مگر منسا تو جیسے ان الفاظ میں اٹکی تھی۔

ایک جھٹکے سے وہ ظہیر کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے چہرہ سامنے کرنے پر مجبور کر گئی۔

پھر اس کے سمجھنے سے پہلے اس کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ گئی۔ مونچھوں تلے دبے اس کے ہونٹوں کو وہ اپنے نرم ہونٹوں سے معتبر کر رہی تھی۔ اس کی مونچھیں اس کے نرم ہونٹوں پر چھب رہی تھیں مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔ ظہیر کروٹ بدلتے اسے اوپر کر گیا۔ اب وہ ظہیر میر کے سینے ہر پڑی تھی۔ اور وہ بے فکری سے اسے اپنی سانسوں دے رہا تھا۔ منسا کے ہونٹوں کی نرمی اس کو بہکاتے مزید اگے لے آئی۔ اس نے رہے رہے پر دے بھی گرا دیے تھے۔ منسا بھی گھبرا کر پیچھے ہوتی جب اس نے ساتھ پے ہاتھ بڑھاتے بلینکٹ کھینچ کر دونوں کے وجود پر دیا۔ منسا کی جان میں جیسے جان آ گئی۔

ظہیر اس کے باکوں کو سہلاتے بس اس کا لمس محسوس کر رہا تھا جواب اس کی گردن پر ہونٹ رکھے تھی۔ اس کی بکھری سانسوں کا شور برپا تھا۔ ظہیر انہیں سنتے انکھیں موندے اس کے لمس کو محسوس کرتے لبوں ہر مسکراہٹ سجائے لیٹا تھا۔

منسا نے اچانک شرارت سے اس کی گردن میں دانتوں سے کاٹا۔ ساتھ ہی ظہیر کی سسکی سنتے وہ کھلکھلائی۔

ہاہا۔۔۔ ایسے ہی درد ہوتا ہے جب تم کاٹتے ہو!۔ "ساتھ جتایا بھی۔" ظہیر اسے گھورتے کروٹ بدلتے پھر اسے اپنے نیچے دبا گیا۔ اب منسا کی سسکیاں تھیں اور ظہیر کی شدتیں۔ وہ تڑپتے اسے روکنا چاہتی تھی مگر ظہیر بھی اس کے کندھوں پر دانتوں سے نشان بناتے اچھے سے بدلہ لے رہا تھا۔ ظہیر نے اچانک اس کی گردن پر داڑھی سہلائی تو وہ کھلکھلاتے ہنسنے لگی۔ ظہیر اس کی ہنسی کو لبوں میں دباتے اسے پھر تڑپا گیا۔ اور یہ تڑپنے تڑپانے کا کھیل تو ان دونوں میں چلتا ہی رہنا تھا یوں ہی۔

ڈوم کو میسج مل چکا تھا سانہ کے جانے کا۔ وہ ان ٹینا کے ہو اسپٹل جانے کے خیال سے کیب کروا تے نکلا۔ اس کی گاڑی ٹینا کے پاس تھی۔ اور وہ جان بوجھ کر اپنی منگوا بھی نہیں رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا ٹینا کو اسے نہ لینے انے کا کوئی بھی بہانہ ملے۔ وہ اپنے دوستوں کے ہاتھ انے سے پہلے ہی نکل گیا۔

--

ہا اسپٹل پہنچتے ہی اسے ریسپیشنسٹ نے ٹینا کا بتا دیا۔ وہ ایمر جنسی وارڈ میں تھی۔ کوئی اپریشن کر رہی تھی۔ ڈوم او کے کہتے ٹینا کے روم میں آ گیا۔ یہ سارا اس نے اپنی مرضی سے سجا یا تھا۔ ٹینا کو بس ہا اسپٹل کی فکر تھی۔ باقی کمرے سے اسے کوئی لینا دینا نہیں تھا۔

وہیں ایک سائیڈ پر ڈبل صوفہ پڑا تھا۔ اور اگے کرٹن بھی ہو جاتے۔ یہ منسا نے اپنے آرام کر لیے رکھوائے تھے۔ وہ جانتا تھا وہ ہا اسپٹل میں رہنے کے باوجود بھی آرام کے لیے وقت نکال لیتی تھی۔

دوم وہیں لیٹ گیا۔ سائیڈ پر پڑی سی شال پڑی تھی۔ یہ اسی کی تھی۔ ٹینا کو مزید شاپنگ کا وقت نہیں مل رہا تھا اور سردی بڑھ رہی تھی۔ صبح ماحول میں خنکی آ جاتی تو ڈوم نے اسے اپنی شال نکال دی تھی وہ وہیں شال اوڑھ کر لیٹ گیا۔ وہاں ٹینا کی خوشبو میں سانسیں بھرتے وہ جلد ہی نیند میں اتر گیا۔

ٹینا جب آپریشن سے فری ہوئی تو ریسٹرنسٹ کی بات سنتے وہ مسکراتے چہرے سے اپنے افیس روم کی طرف بڑھی۔ وہ خوشی سے آئی مگر ڈوم کو وہاں نہ دیکھ پلٹتی جب نظر صوفے پے گئی۔ صوفے کے پاس اس کے جوتے پڑے تھے۔ یہ صبح اسی نے نکالے تھے۔ وہ وہیں مسکراتے اپنی چسیر پر بیٹھ گئی۔

وہ دس منٹ تک وہاں بیٹھی پھر اسے دیکھتے ہی صوفے پے اس کے سرہانے والی سائیڈ آ بیٹھی۔ شال کو ذرا سا ہٹاتے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگی۔ ڈوم نے انکھیں کھولتے اسے دیکھا۔ وہ ہلکا سا مسکرائی۔ ہاتھ پیچھے ہٹایا جب ڈوم نے وہی ہاتھ تھماتے اسے اپنی طرف سیدھا کھڑا کیا۔ وہ ہو بھی گئی۔

تم مجھے اٹھا دیتی!۔ "ٹینا اس کے کندھے پر دباؤ ڈالتے اسے لیٹنے پر مجبور کیا۔"

اب آرام کر رہے تھے۔ سو جائیں۔ مجھے ابھی تین بجے پھر آپریشن کرنا۔"

ہے۔ اس کے بعد دونوں ساتھ گھر چلیں گیں۔ "ڈوم نے موبائل نکال کر

وقت دیکھا۔ ابھی ایک بجاتا تھا۔

اس نے ٹینا کو بھی ساتھ ہی گرا لیا۔

ٹینا کی سانسوں کا زیر و بام بگڑا۔ وہ ڈوم کے سینے سے چپکے صوفے پے پڑی

تھی۔ اس کے دونوں بازو اس کی کمر کے گرد تھے۔

تین بجنے میں دو گٹھنے ہیں۔ تب تک تم بھی آرام کر لو۔ "وہ ٹینا کی گردن"

میں منہ دے گیا۔ کوئی جسارت نہیں کی۔ مگر اس کی گرم سانسیں اور بھگیے

ہونٹ خود بخود ہی اس کی گردن چھونے لگے۔

ابوسفیان میں ٹھیک ہوں۔ بالکل نہیں تھکی!۔ "لڑکھڑاتے کہا۔"

اب اگر بات کی تو رات والے کام دن میں بھی کر سکتا ہوں میں!۔ "ٹینا کی"

زبان تو اب تالوں سے چپک گئی۔

دھمکتی دیتے بھی اس نے سر نہیں اٹھایا۔ اس کی گردن میں یوں دیے ہی اس کی خوشبو سانسوں میں اتار تار ہا۔ ٹینا پھر کچھ نہیں بولی۔ خاموشی سے ادھی اس کے سینے پر پڑی ادھی صوفے پے پڑی انکھیں موند گئی۔

ڈوم نے شال دونوں پردے دی۔ کرٹن کھینچتے آگے کر دیے۔ ہاتھ اوپر لے جاتے سائیڈ ٹیبل پر پڑی کی سے دروازہ بند کر دیا۔ دروازہ آٹولاک تھا۔ اب کوئی نہیں کھولتا۔

یہ چند حرکتیں اس کی ہی تھیں۔ جن کی وضاحت اس نے یہ ہی دی تھی اگر وہ کوئی فائل دیکھ رہی ہو تو اٹھ کر دروازہ بند کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ نہیں بتایا تھا اگر وہ اس کی سانسوں سے کھیل رہا ہو تو اٹھنا نہ پڑے اس لیے ہے۔ وہ بہت آگے کا سوچتا تھا۔ آج ٹینا یہ بھی سمجھ گئی تھی۔

^^^

ظہیر سینے پر نڈھال سی پڑی تقریباً سوچکی اپنی بیوی کو دیکھا۔

منسا لیکچر ہے تمہارا!.. "اس نے ہاتھ سے بال سہلاتے اسے اٹھانا چاہا۔"

جس کی ساری انرجی وہ نچوڑ چکا تھا۔ اب تو جیسے اس میں ہلنے کی بھی طاقت نہیں تھی۔ ظہیر کی قربت اس کے ہوا سوں پر بھی بھاری تھی۔

مجھ سے ہلا بھی نہیں جا رہا۔ مجھ سپ نہیں لیا جائے گا۔ مجھے سونا ہے اب " صرف۔۔ " ظہیر سمجھتے اس کی کمر سہلائی۔

اپنی وائٹ شرٹ کے بٹن جو اس کے وجود پر تھی اس کے بٹن بند کیے۔ وہ ویسے ہی پڑی رہی۔

ظہیر اٹھتے ٹیک لگاتے اس کے بال سہلانے لگا۔ وہ مزید گہری نیند میں جانے لگی۔ وہاں پڑی بلینکٹ اٹھا کر اسے اوڑھایا اچھے سے۔ خود وہیں ایک الماری میں پڑا اپنا دوسرا ٹیکسٹونکال کر وہ واشروم میں گھسا۔

جب تک اس کی بیوی نیند پوری کرتی وہ ذرا یونیورسٹی کاراؤنڈ ہی لگا لیتا۔ ویسے بھی کافی وقت ہو چکا تھا۔ وہ تو اب جیسے نکما ہوتا جا رہا تھا۔

نہ یونیورسٹی کی طرف توجہ دے پاتا نہ ہی افیس کی طرف۔ یہاں ہوتا تو منسا کی بائیں اور وہاں افیس میں اس کی یادیں۔

وہ تو شادی کے بعد جیسے کسی کام کا نہیں رہا تھا۔ وہ شاور لیتے مکمل تیار باہر نکلا
بال ڈائے کرتے انہیں یوں بکھرا ہی رہنے دیا۔ منسا کے پاس بیڈ کے قریب
گری گھڑی اٹھا کر پہنی۔

اس کا ماتھا چوما۔ جواب گہری نیند میں تھی۔ اس کا فون وڈیو کال پر لگاتے
سامنے رکھتا کہ وہ نظر رکھ سکے وہ کب اٹھی ہے۔
آفیس کی چابی اس کے پاس تھی۔ باہر نکلتے وہ لاک کر گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا وہ
غلطی سے بھی وہاں داخل ہو جائے۔ اپنی سیکرٹری کے ساتھ اب وہ وہاں
راؤنڈ لگاتے ساتھ منسا کو بھی چیک کر لیتا۔ ہاتھ میں پکڑے فون پر وڈیو کال پر
اس کا سویا چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔ جس پر چھائی ممتا کی لالی تو اور ہی رنگ
دیکھاتی تھی۔ اسے جلدی تھی بس کام نمٹائے اور اسے لے کر گھر جاسکے۔

ٹینادروازہ ناک ہونے کی آواز پراٹھی۔ ڈوم کے ہاتھ اپنے گرد سے ہٹائے جو
خود بھی اٹھتے اسے چھوڑ گیا۔ ٹینا حالت درست کرتے دروازہ کھولا جہاں
سامنے ہی اس کے پاس آئی نیو ڈاکٹر تھی

ٹینا نے وقت دیکھا۔ وہاں چار بج رہے تھے۔ اس نے ہلکا سا ہاتھ ماتھے پر مارا۔
سوری۔ میں بھول ہی گئی تھی۔ پیشنٹ کہاں ہیں اب!.. "وہ جاتی جب"
ڈاکٹر نے اسے روک دیا۔

ان کا اپریشن ڈاکٹر نیمتہ نے کر دیا ہے۔ "اس نے شکر ادا کیا۔"
وہ اسے پیشنٹ کی حالت بتاتے چلی گئی تو ٹینا واپس آئی۔ ڈوم ابھی بھی وہیں لیٹا
تھا۔

اٹھ جائیں گھر جانا ہے۔ آپریشن تو ہو گیا۔ "اس نے عام سے لہجے میں کہا۔"
ڈوم اٹھتے شال دور کرتے اس کے پاس آیا وہ کچھ فائلز نکال رہی تھی جو
ضروری تھیں تاکہ وہ گھر جا کر پڑھ سکے۔

سوری۔ مجھے نہیں پتا تھا ہم اتنی گہری نیند سو جائیں گیں اور وقت گزر جائے گا۔ "ٹینا نے اپنے کندھے پر رکھے ڈوم کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے۔ یوں معصومیت سے معافی مانگ رہے ہیں تو لگ رہا ہے معصومیت ختم ہے" آپ پر۔ جبکہ وہ تو آپ پر شروع بھی نہیں ہوتی کبھی "ڈوم نے اسے گھورا۔ وہ گہرا مسکراتے اس کے بازو کھولتے اس کے سینے پر سر رکھ گئی۔ شوہر کی بانہوں میں سکون تھا اسی لیے نہیں اٹھی۔ ورنہ یہ نرم بستر تو وقت سے پہلے اٹھا دیتا ہے۔ "ڈوم نے بازو اس کے گرد باندھ لیے۔ کہتی ہو تو روز ا جایا کروں گا؟؟؟" شرارت سے پوچھا۔ اب روزیوں لیٹ ہوئی تو ہاسپٹل آنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی ہم دونوں کو۔ "وہ ہنسا ٹینا بھی مسکراتے یہ بات کہی تھی۔ بند ہو بھی جائے تو تمہارے لیے تو کما ہی سکتا ہوں میں!.." ٹینا کا چہرہ "سامنے کرتے اس کا بوسہ لیا۔

مگر آپ کے کپڑے جوتے۔ آپ کا بھی تو اتنا خرچا ہے۔ وہ بھی تو مجھے اٹھانا"
ہے۔۔"ٹینا نے ڈرامائی انداز میں کہا تو دونوں کے قہقہے اس خاموش کمرے
میں گونجے۔ دونوں ہی زندگی سے بھرپور لمحات جی رہے تھے۔
ڈوم مسکراتے اس کے بالوں کا بوسہ لیا۔ سٹالرا اٹھا کر اس کے سر پر دیا۔
فائلز خود پکڑتے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔ اسے لیے وہ لفٹ کی طرف
بڑھا۔ ٹینا محبت بھری نظروں سے اس کا ہر انداز دیکھ رہی تھی۔
اس کی محبت جان لیوا تھی مگر اس کے بغیر گزارا بھی نہیں تھا۔ وہ اس کے
جینے کے لیے ضروری ہو چکا تھا۔



موسیٰ کی گود میں قمبر تھا۔ اس کے چہرے پے سختی تھی۔ سامنے بیٹھے شخص کو وہ خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ بیلا سائیڈ پر کھڑی تھی۔ قمبر کچھ آرام کرتا تو وہ اسے لے جاتی۔ حارث اپنے کاٹیج میں تھا۔

اس دنیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا میں اگر میری بیوی کو خراش بھی آئی " تو!.." "اواز مدھم تھی مگر اس کی سختی کسی دھاڑ سے کم نہیں۔

موسیٰ میں بھی نہیں چاہتا پری کو کچھ ہو!.." "موسیٰ اسے سخت نظروں سے " دیکھتے اس کا ہاتھ جھٹکا۔ قمبر کو اٹھاتے بیلا کی طرف بڑھایا مگر وہ پھر رونے لگا۔ موسیٰ اسی گود میں ہی لے لیا۔ بیلا کو جانے کا اشارہ کیا۔

اگر تم یہ نہیں چاہتے تو پہلے سچ کیوں نہیں بتایا!.." "قمبر کی پرواہ کیے بغیر وہ " دھاڑا۔ اس کی دھاڑ سے وہ ڈرا نہیں۔ قمبر ٹکر ٹکر اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔ موسیٰ اس کی طرف دیکھتے مسکرایا۔ وہ موسیٰ کے سینے میں منہ چھپا گیا۔

پوری دنیا الٹ جائے مجھے پرواہ نہیں مگر میرے بچے کی ماں اپنے بچے کے " ساتھ ہونی چاہیے۔ اور تمہاری وجہ سے وہ یہاں نہیں۔ میرے بیٹے کے

رونے کا حرجانہ بھگتنا پڑے گا تم سب کو۔ "قمبر کو یوں اٹھائے وہ کمرے میں گیا۔ اسے تکیے کے سہارے بٹھاتے اس کے سامنے ایک بیگ پیک کیا۔ ساتھ ہی قمبر کے دو چار سوٹ اور دودھ رکھ لیا۔

اس نے سب اٹھاتے باہر کو قدم بڑھائے جب پھر موبائل رنگ ہوا۔ اس نے کال اٹھالی۔

کیا حال ہیں وائلڈ کنگ!.. 'موسیٰ' نے نمبر دیکھا۔

کتوں کو حال بتانے سے صحت میں افاقہ نہیں ہوتا۔ "ٹکسا جواب دیتے اس" نے قمبر کے منہ میں فیڈر ڈالا۔ ابھی ان دونوں کے ساتھ کوئی تیسری گاڑی میں بیٹھتا وہ گاڑی اگے بڑھالے گیا۔ وہ حادثہ کی طرف آیا۔

وہ خود کو یاں قمبر کو نقصان دے دے گا۔ اس کا اکیلا جانا ٹھیک نہیں۔ "اس" کے چہرے سے فکر عیاں تھی۔

یہ سلطنت اکیلے حاصل کی ہے وائلڈ کنگ نے۔ وہ جنگلی بادشاہ ہے۔ نام "سے ہی نہیں کام سے بھی جنگلی ہے وہ۔ اپنے دشمنوں کی ہڈیاں تک چبا جائے

گا۔ اور وہ بے بس ہو کر رہ جائیں گیں۔ "حادثہ کی بے فکری نے اسے مزید فکر مند کیا۔

وہ اپنی گاڑی لیتے وہاں سے نکلا۔

بیوی مل سکتی ہے تمہیں تمہاری!.."موسیٰ کو یہ بکواس سننے میں دلچسپی نہیں تھی۔

جسے اس کے ماں باپ سے چھینا ہو تمہیں لگتا ہے اسے میں اپنے دشمنوں سے مانگوں گا۔"اسے موسیٰ کی اکثر پسندائی تھی۔

میری بات مانو۔ میری بیٹی دے جاؤ اور اپنی بیوی لے جاؤ۔"موسیٰ نے قہر "کا چہرہ صاف کیا۔ وہ اس کی تھائی پر لیٹا تھا۔ موسیٰ کی شرٹ کے بٹن سے کھیل رہا تھا۔

میں نے کہا نا مجھے خیرات کی عادت نہیں۔ اور جو میرا ہے وہ میں لے لوں "گا۔ تم فکر مت کرو۔"موسیٰ نے کال پھر بھی نہیں کاٹی۔

مطلب تم پری پر حیا کو چن رہے ہو؟.. "اس نے سوال کیا۔ وہ موسیٰ کو"
جزباتی کرنا چاہتا تھا۔

نہیں میں بے غیرتی پر غیرت کو چن رہا ہوں۔ "اس شخص کا حلق تک کڑوا"
ہو گیا۔

مطلب تمہیں اپنی بیوی کی پرواہ نہیں۔ "انہیں اس لڑکی سے کوئی لینا دیا"
نہیں تھا۔ انہیں بس حیا واپس چاہیے تھی۔ اس کا سودا ہو چکا تھا۔
موسیٰ نے کوئی جواب نہیں دیا تو اسے اپنا وار خالی جاتا محسوس ہوا۔
تمہارے باپ کا اچھا دوست ہو۔ بادشاہ عبداللہ۔۔ کیوں یہ دوستی خراب"
"کرنا چاہتے ہو۔

وہ دوستی میرے باپ سے ہے۔ مجھ سے نہیں۔ اور اب اگر میرے باپ کی"
فوج بھی سامنے آجائے تو تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ "موسیٰ کے لہجے
میں نفرت آویزاں تھیں۔

بھونکنے والے کتے کاٹتے نہیں موسیٰ اعظم!.. "وہ طنزیہ ہنسا۔"

مگر دھاڑتے ہوئے شیر ضرور کاٹ لیتے ہیں۔ اور ان کا وار بھی سیدھا"
گردن پر ہوتا ہے۔ "موسیٰ کا زیادہ دھیان اپنے بیٹے کی طرف تھا جو سوراہا تھا۔
میں بھی دیکھتا ہوں جنگلے میں قید شہر کتنی دیر تک دھاڑتا ہے۔ ویسے بھی"
قطری بادشاہ کو صرف لڑکی سے مطلب ہے۔ کوئی بھی ہو۔ "اس نے موسیٰ
کی دھکتی رگ پر ہاتھ رکھا۔

کوشش کر کے دیکھ لو۔ اگر قطری بادشاہ کو جان پیاری ہوئی تو میری بیوی"
کے لیے ایسا خیال بھی دماغ میں نہیں لائے گا۔ "وہ سمجھ چکا تھا یہاں وہ
سامنے والے کے دماغ سے نہیں کھیل سکتا۔

عبداللہ تنگ آتے خود ہی کال کاٹی۔ موسیٰ نے مطلوبہ جگہ کے سامنے گاڑی
روکی۔ اندر داخل ہونے سے پہلے گارڈز سے کچھ بات کی۔ پھر قمبر کو سینے
سے لگائے ہی اندر بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں بیگ تھا۔

میرے بچے کی تکلیف کا حساب ہو گا۔ "وہ پلین کی طرف بڑھ رہا تھا جب"
الیکزینڈر کی کال آئی۔

کہاں ہو تم!.." وہ پریشان تھا۔"

جورڈن کی سرحد پر!.." وہ ابھی جا رہا تھا مگر اس نے جھوٹ بولا۔"

"موسیٰ وہ خطرناک ہو سکتا ہے۔"

مجھے پرواہ نہیں۔" بے بی کیریئر کی مدد سے قمبر اپنے ساتھ لگا تھا۔"

مگر مجھے ہے۔ اور میں پیچھے نہیں ہٹوں گا۔" الیگزینڈر کی فکر بڑھی۔"

قمبر کہاں ہے؟.. اسے یہاں چھوڑ جاؤ۔" موسیٰ نے سیٹ پر بیٹھتے بے بی

کیریئر سے بچہ نکالا۔

"میرے ساتھ ہے۔"

موسیٰ وہ چھوٹا!.." اس کی بات مکمل نہ ہو سکی۔"

چھوٹا ہے اس لیے ساتھ لے جا رہا ہوں۔" الیگزینڈر کو غصہ آیا جو انہیں

پہلے علم نہ ہو سکا۔

میری اولاد میرے ہوتے تنہا محسوس کرے تو لعنت میری بادشاہت اور"
میرے تخت پر۔" یہ لعنت الیگزینڈر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی
بادشاہت پر بھیجی گئی ہو۔

پھر کوئی بات نہ ہوئی۔ موسیٰ نے کال کاٹ دی۔ پلین سٹارٹ ہو گیا۔
یہ موسیٰ کا نہیں تھا۔ وہ کسی سے مدد لے رہا تھا۔ اب یہ کسی کون تھا یہ کوئی
نہیں جانتا تھا۔

--

عبداللہ لڑکی؟.. "وہاں اس بند کمرے میں صرف وہ دونوں تھے۔"
بادشاہی طرز کا بنا وہ کمرہ جس میں ہر آسائش موجود تھی اپنی قیمت کا منہ بولتا
ثبوت تھا۔ دیوار پر لٹک رہی تصاویر گزر چکے بادشاہوں کی تصاویر بتا رہی
تھیں وہ کیسے کیسے حالات سے گزر کر یہاں تک آئے ہیں۔

لڑکی!.. وہ نہیں مگر کوئی اور ہے۔ تم اسے لے جاؤ۔ "عبداللہ نے سوچ"
سمجھ کر کہا۔

بات تمہارے خون کی ہوئی تھی۔ تم جانتے ہو میں حسب و نسب کے " معا ملے میں کتنا پکا ہوں۔ " دونوں میں عربی میں ہی بات ہو رہی تھی۔ میرے حرم میں بھی کوئی کنیز نہیں۔ صرف بادشاہی خون سے تعلق رکھتی " لڑکیاں ہیں۔ " عبداللہ نے ہاں میں سر ہلایا۔

وہ لڑکی عمان کے کنگ کی رشتہ دار ہے۔ " قطری بادشاہ نے اسے حیرت سے دیکھا۔

مگر وہ تو عورتوں کا کاروبار نہیں کرتا تو یہ لڑکی تمہارے پاس کیسے آئی۔ تم " دونوں کی تو دوستی بھی تھی۔ " اس نے نفرت سے موسیٰ کا خیال ذہن میں لایا۔

اب نہیں رہی۔ اور لڑکی کیسے آئی تم اسے چھوڑو۔ تمہیں شاہی خون چاہیے " اور وہ شاہی خون ہے۔ " وہ سر ہلا گیا۔

رات کے جشن کے بعد لڑکی تمہارے حوالے کر دی جائے گی۔ اگے تم " جانو اور لڑکی جانے۔ " اس نے پہلے سب کلیر کرنا چاہا۔

جورڈن سے نکلتے ہی لڑکی میری ذمہ داری ہے۔ "وہ دونوں اس بات پر"
اکتفا کر گئے۔

رات تک محفل بھی سب گئی۔ عبداللہ بیٹھے تھے۔ باقی ان کے وزیر اور اعلیٰ
افسران بھی آنے لگے۔ دوسرے جن ممالک سے تعلقات تھے ان کے
بادشاہ بھی حاضر ہو گئے۔

سب بیٹھے تھے۔ محفل اپنے عروج پر تھی۔ قطری بادشاہ بیٹھے انتظار میں تھے
مگر ان کا انتظار ختم ہی نہیں ہو رہا تھا۔

فلائٹ کا وقت ہو گیا ہے۔ میں لڑکی لاتا ہوں۔ "عبداللہ نے وہیل چیئر پر"
لڑکی کو بٹھاتے لانے کا حکم دیا۔

کچھ ہی دیر میں لڑکی حاضر تھی۔ قطری بادشاہ اٹھا۔ اس نے لڑکی کے چہرے
سے پردہ ہٹایا۔ پھر گرا دیا۔

میرا باہر ایک مہمان ہے۔ وہ آرہا ہے۔ پھر میں نکلتا ہوں۔ "عبداللہ واپس آ" بیٹھا۔ قطری بادشاہ خود کسی کو لینے جا رہا تھا یہ حیرت کی بات تھی۔ وہ بھی اس کے پیچھے آیا مگر قطری بادشاہ نے اسے بھیج دیا۔

وہ اگیا۔ لڑکی واپس کمرے میں لے جائی گئی۔ محفل ختم ہو رہی تھی۔ سب لوگ نکل رہے تھے۔ صرف چند ایک لوگ تھے۔ اور ان کے ٹھہرنے کی وجہ عبداللہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

وہ یہاں نہیں ہے!.."موسیٰ کی گھوری دیکھ اس نے ہاتھ کھڑے کیے۔" میں نہیں جانتا یا مگر وہ لڑکی زوجہ انہی (بھابھی) نہیں تھی۔ "موسیٰ کے" چہرے پے اب فکر کے سایے لہرائے۔ قطری بادشاہ نے ہاتھ بڑھایاں جب موسیٰ نے دور کر دیا۔

وہ سو رہا ہے۔ "اس کے سینے سے لگا اس کا بیٹا۔"

باپ پر جائے گا۔ "موسیٰ اس وقت مزاق سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔ وہ" قطری بادشاہ کے ساتھ ہی آگے بڑھا۔

تیار پوری ہے ناں!.. "اس نے ہاں میں سر ہلایا۔ وہ دونوں وہیں بڑھے۔"
ان کے جاتے گاٹڈز بھی گرتے جا رہے تھے اور ان کی جگہ قطری بادشاہ کے
گارڈز لیتے جاتے۔ اس وقت جو رڈن کا شاہی محل اور شاہی خاندان دونوں
ان کے قبضے میں تھے۔

قطری بادشاہ یہ کون ہے؟.. "موسیٰ چلتے آگے آیا۔ بغیر کوئی خیال کیے اس"
نے اس شخص کے منہ پر مکہ دے مارا۔ وہ لڑکھڑا کر گرا تھا۔ وہ تھری پیس کے
ٹیکسٹو میں مسلمان نہیں مگر کوئی پٹھان یا امریکی باشندہ ضرور معلوم ہو رہا
تھا۔

موسیٰ کو اس سے دور کرنے کو کوئی آگے نہیں بڑھا۔

پہلا اور آخری سوال میری بیوی کہاں ہے.. "قطری بادشاہ کو بھی چپ"
چاپ کھڑے دیکھ وہ سمجھ گیا کایا پلٹ گئی ہے۔

یہ میری حکومت ہے۔ ابھی میں تمہیں موت کے گھاٹ اتار سکتا ہوں۔""
موسیٰ نے ابرواٹھائی۔

ایک ٹانگ اس کے پیٹ میں رسید کی۔ وہ تڑپ اٹھا مگر کچھ کر نہیں سکتا تھا
موسیٰ اسے یوں ہی چھوڑے وہاں کا ایک ایک کمرہ چھاننے لگا۔ اور یوں ہی وہ
ایک کمرے میں پہنچا۔ وہاں ہر طرف کیمرے تھے۔

موسیٰ نے اس کے ذریعے سارے کمرے چیک کیے۔ اسے ایک کمرہ میں
ایک لڑکی نظر آئی۔ مکمل عبا یئے میں سرپے ڈوپٹہ گرائے۔ موسیٰ کو اس پر
پری کا گمان ہوا۔ وہ شاید بے ہوش تھی وہ سب چھوڑے اس کمرے کی
طرف آیا۔

اس کے سارے گارڈز سر کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ ان کے
بادشاہ نے جب گٹھنے ٹیک دیے تھے تو وہ کیا ہی کرتے۔ موسیٰ ایک اکڑ کے
ساتھ اس کمرے کی طرف بڑھا۔ اس لڑکی کے چہرے سے ڈوپٹہ ہٹایا مگر وہ
اس کی وچ نہیں تھی۔

موسیٰ نے کپڑا واپس گرایا۔ سارے محل کے نوکر رہنے والے سب نیچے جمع
تھے۔ بادشاہ کے رشتہ دار اس کی بیوی سب کے سب۔ موسیٰ ان سب کو قہر

برساتی نظروں سے دیکھا۔ وہ ان سب کو جلا دینا چاہتا تھا۔ اگر اس کی وچ
نہیں مل رہی تھی تو ان سب کا کیا فائدہ

میری بیوی کہاں ہے؟.. "اتے ہی دھاڑا۔ مگر مجال ہے اتنی اونچی آوازیں"
سن کر بھی اس کا بیٹا اٹھا ہو۔ وہ سکون سے پڑا رہا جیسے کچھ ہو ہی نہ رہا ہو۔
وہ اندر!.. "عبداللہ نے کمرے کی طرف اشارہ کیا"

وہ میری بیوی نہیں ہے!.. "قطری بادشاہ پہلے سے جانتا تھا۔ اس نے پری"
کو دیکھا تھا۔ یہ پری نہیں تھی۔ یہ کوئی اور لڑکی تھی۔

ہمیں یہ ہی ملی تھی!.. "موسیٰ نے ٹھوکر اس کے پیٹ پر ماری۔ رانیہ تڑپ"
کرا گے آئیں۔ موسیٰ کی نظروں کی وحشت دیکھ وہ بھی وہیں رک گئیں۔
میری بیوی کہاں ہے؟.. 'وہ اپنا سوال دہراتے ساتھ اس کا زخمی بھی کر چکا"
تھا۔

اگر میری بیوی نہیں ملی تو میں تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ "قطری"
بادشاہ اگے بڑھا تھا مگر اسے روکنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

موسیٰ پاگل مت بنو۔ اس لیے مدد نہیں کی میں نے تمہاری تم اسے مار دو۔""
موسیٰ جو اس کے منہ پر مکوں کی برسات کر چکا تھا ٹانگ سے پکڑتے اسے
قطری بادشاہ کی طرف پھینکا۔

وہ درد سے چیخا۔ اس کے چہرے پے سارے زخم تھے۔ وہیں قطری بادشاہ
کے چہرے پے شیطانی مسکراہٹ۔

جو رڈن انج سے قطری ریاست بن گئی۔ اور یہاں کاننا بادشاہ میں یعنی "
قطری۔۔" وہ عبداللہ کی آنکھوں میں فتح سے دیکھتا بولا۔ موسیٰ اور قطری میں
پہلے ہی طے ہو چکا تھا موسیٰ اس کی مدد کرے گا بدلے میں ریاست اس کی،
موسیٰ کو ویسے بھی صرف اپنی بیوی سے غرض تھا۔ اس کی طرف سے باقی
دنیا چاہے تباہ ہو جاتی۔

موسیٰ نے اس کے سارے گارڈز سے تفتیش کی جنہوں نے بس اتنا بتایا نہیں
یہ لڑکی جنگل سے ملی۔ اور اس نے کہا تھا وہ ہی موسیٰ کی بیوی ہے تو وہ اسے اٹھا
لائے۔

موسیٰ اس لڑکی کو بھی وئیل چئیر سے دھکیلتے اپنے ساتھ لے آیا۔ وہ پلین بھی
قطری کا ہی تھا۔ جو اس وقت کو استعمال کر کے واپس جا رہا تھا۔

موسیٰ سمجھ نہیں پا رہا تھا اپنے اس خالی ہاتھ لوٹ جانے پر وہ کیا کرے۔ اس
نے اتنا فاصلہ اس لیے تو طے نہیں کیا تھا کہ اسے خالی ہاتھ لوٹنا پڑے اور اس
کی بیوی۔۔ وہ کہاں تھی۔ اگر وہ یہاں نہیں تھی تو کہاں تھی۔

وہ اپنی آنکھ میں بہتے قطرے کو صاف کرتے زندگی میں پہلی دفہ دل میں درد
محسوس کر رہا تھا۔ جیسے کوئی اس کے دل کو برچھی سے کاٹ رہا ہو۔ اس کے
ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہو۔ موسیٰ نے اپنے بیٹے کا ماتھا چوما۔

وہ اسے ایک سیکنڈ کے لیے بھی خود سے دور نہیں کرنے والا تھا۔ تب تک تو
بلکل بھی نہیں جب تک وہ اپنی حفاظت کے قابل نہیں ہو جاتا۔ وہ اپنے بیٹے
کو تنہائی نہیں دینا چاہتا تھا۔ بلکل بھی نہیں۔ اس نے تنہائی دیکھی تھی مگر اس
کا بیٹا وہ نہیں دیکھے گا۔

پرنسز بولو ماما!.." وہ بیٹھی اس دو ماہ کی بچی سے سر کھپا رہی تھی جو ابھی بول ہی نہیں سکتی تھی۔ وہ بس اس کی ماما کی رٹ سن کر کھلکھلانے لگتی اور وہیں وہ بھی خوش ہو جاتی۔

ایم پری لاپتا ہے۔ عبد اللہ نے پری کے بدلے حیا مانگی مگر موسیٰ نے انکار کر دیا۔ اس کی سلطنت گر گئی مگر وہاں پری نہیں کوئی اور ہی لڑکی تھی۔" وہ مسکرائی۔ اس بچی کے جھولے پر پڑے کھلونوں کو اوپر لٹکاتے وہ اٹھتے اس کی طرف آئی۔

وہ بال جو کبھی ہواؤں کی دوش پر لہراتے تھے اب کندھوں تک آرہے تھے۔ سامنے سے ہیر بیگنز جو اس کی آنکھوں کو نما ہی رنگ دے رہے تھے۔ اس نے انگلی سے بال زرا سائیڈ کیے۔ ابھی ان بالوں کی عادت نہ تھی تو وہ کچھ عجیب محسوس کرتی کبھی کبھی۔

مطلب موسیٰ کا احساس شروع ہو گیا۔ غرور کا جواب مل رہا ہے اسے۔ ذرا "تڑپنے دو۔ تم انا بیہ کو دیکھو۔" وہ اپنی بیٹی کی طرف اشارہ کرتے باہر چلی گئی۔

جور جیا جانتی تھی اب وہ ادھے گھنٹے کے اندر اندر جان جائے گی پری کہاں
گئی۔ موسیٰ کے مینشن کے کیمرہز تک اسے اب بھی رسائی حاصل تھی۔ اور
وہاں سے ہر کیمرہ کا منظر مل جانا آسان ہی تھا۔

اور ویسا ہی ہوا وہ بیٹھی ہر منظر کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ دائی اماں کے ساتھ
باہر نکلتی پری کو بھی جو یقیناً موسیٰ سے چھپ کر ان کے ساتھ گھومنے جا رہی
تھی۔

وہیں اسے ایک کمرے میں سویا ہوا قمبر نظر آیا۔
تم واقعی چاند کے ٹکرے ہو!.." اس کی نظریں ٹھہر گئی تھیں اس "
خوبصوت چہرے پے۔

اس کی آنکھیں محبت کا پتہ دے رہی تھیں مگر اس نے سر جھٹکا۔ وہ دونوں باپ
بیٹا اسے اس کی سوچوں سے نکال کر خود کی طرف متوجہ کر لیتے تھے۔ مگر
اب نہیں

وہ سب جانتے کیمر از بند کر گئی۔ وہاں موسیٰ کی فلائٹ لینڈ ہو چکی تھی مگر اب اس کے لہجے میں نہ غرور تھا نہ چال میں وہ دھمک۔ آنکھوں میں آنسوؤں بھرے تھے۔ کندھے جھکے ہوئے۔

خدا یا میں جان گیا میرے بس میں کچھ نہیں۔ آپ کو آپ کے محبوب کا "واسطہ مجھے میرا محبوب لوٹا دیں۔ اپ جتنی اعلیٰ محبت نہیں ہے میری مگر ادنیٰ سی محبت کو اپنی محبت کے صدقے میں دے دیں۔ غرور سب مٹی میں مل گیا۔ موسیٰ بہت بے بس ہے یہ بھی جان گیا وہ۔ خدا یا مجھ پر اپنا کرم کیجیے۔" وہ اس مسجد کے دروازے پر کھڑا شد توں سے دعا مانگ رہا تھا۔ ہمت کرتے اس نے اندر بھی قدم بڑھائے۔ وضو بناتے وہ نماز پڑھنے کی جگہ آگیا۔

پہلے کبھی وہ الیگزینڈر کے ساتھ نماز ادا کر لیتا تھا۔ اس کے بعد کبھی نہیں کر سکا۔ اس کی تنہائیوں نے اسے کبھی خدا سے متعارف ہونے کا موقع ہی نہیں

دیا۔ اور اب وہ اپنے مطلب کے لیے آگیا۔ مگر خدا جھکانے کے ہنر سے واقف تھا۔ اسے بھی اپنے درپے جھکاپی لیا۔

موسیٰ نے بے بی کریر کھولتے بچے کو اپنے پاس لیٹایا۔ اپنا کوٹ اتار کر اس کے وجود پر اوڑھایا۔ ادھائیچہ بچھایا۔ وہ سکون سے کسمسا کر سو گیا۔

موسیٰ نے نیت باندھتے نماز شروع کی۔ اس کا حافظہ اچھا نہیں تھا۔ وہ نام بھول جاتا تھا۔ مگر وہ نماز نہیں بھولا۔ یہ خدا کی قدرت تھی یا اس پر خدا کا کرم مگر وہ نہ کبھی نماز بھولا اور نہ ہی وضو۔ وہ بھول جاتا تھا روح نکالنے کو سافرشتہ اتا ہے مگر نہیں بھولا اللہ نے یہ دنیا اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تخلیق کی۔ نہیں بھولا یہ نماز ان کی طرف سے تحفہ تھا۔ اپنی محبت کے صدقے میں مجھے میری محبت لوٹا دیں۔ موسیٰ دنیا کا ادنیٰ سا "شخص جس کی حثیت صرف جوتے کے دھول کے برابر ہے اس کی فریاد سن لیں۔ مجھے میرے بچے کی ماں لوٹا دیں۔" وہ سجدے میں گرا گڑ گڑا رہا تھا۔

کون سی اکڑ کہاں کی اکڑ سب خاک ہو چکا تھا۔ خود کو بہت کچھ ماننے والا اج
خود کو خاک سے بھی گیا گزرا مان چکا تھا۔ جس کی قیمت صرف پاؤں کی دھول
جتنی ہو۔ جہاں جس کے مرضی جوتے سے چمٹ کر جہاں مرضی چلی گئی۔
جسے جب مرضی جھاڑ دیا جائے۔

اپنی رحمت کے صدقے ایک گستاخ کو بخش دیں۔ "اس نے سجدے سے"
سراٹھایا تو چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔ اس نے ہاتھ چہرے پر پھیرتے ان
آنسوؤں کو ہاتھوں میں جذب کیا۔ تبھی اس کا موبائل رنگ ہوا۔
تمہاری وچ جنگل میں ہی ہے۔ ڈھونڈ لو۔ "یہ مدد خدا کی طرف سے تھی۔"
منیبہ نے ساتھ ہی سم نکال کر توڑ دی۔ وہ اسے کال کرتے نہیں بتانا چاہتی
تھی۔ موسیٰ کو اس کی وچ کا نہیں بتانا تھا مگر ناجانے کیوں اس کے دل کو
سکون نہیں پڑ رہا تھا۔

جیسے وہ خود نہیں تھی۔ کوئی اسے مجبور کر رہا تھا کال کرنے پے۔ اس نے پھر فون بھی سامنے فرش پر گرا دیا۔ وہیں شور کی آواز سنتے جو رجیائی تو وہ نارمل ہو گئی۔

جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

موسیٰ آواز پہچان گیا تھا۔ مگر اس نے کال کی کاٹ دی۔ موسیٰ نے وہیں کھڑے ہوتے دو نفل ادا کیے۔ یہ شکرانے کے تھے۔ وہ جانتا تھا جس سے مدد مانگی ہے وہ اسے خالی ہاتھ نہیں بھیجے گا۔ قمبر کو اٹھاتے اس نے واپس بے ی کرئیر باندھتے اس میں ڈالا۔ وہ لڑکی اس کے گارڈز کے پاس تھی۔

وہ اپنی گاڑی میں بیٹھتے اسے جنگل کی طرف ہی لے گیا۔ حادثہ کو بھی کال ملائی۔

موسیٰ محل پر حمل ہوا ہے!.. 'موسیٰ' بو نچھکا گیا۔ "کیا بکو اس کر رہے ہو؟" غصہ عودایا تھا جیسے۔

موسیٰ یہاں سچ میں حملہ ہوا ہے۔ میں بیلا کو لے کر یہاں سے نکل رہا۔"

ہوں۔ ان کے ادنیٰ زیادہ ہیں۔ ہم میں اتنی طاقت نہیں۔ "موسیٰ اسے چند ہدایات دیتے جنگل کی طرف جاتی گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔

وہ وہاں ہر رستہ دیکھ رہا تھا۔ محل سے لے کر جنگل تک کا رستہ جہاں اس کے ہونے کا گمان تھا وہ ہوا یا مگر اسے پری نہیں ملی۔ وہ مزید جھنجھلایا۔

موسیٰ وہ میم کوڈ ہونڈر ہے ہیں۔ اور ان کے یہاں نہ ملنے پر اودھم مچا دیا۔
ہے۔ میں اور بیلا بیسمنٹ میں ہیں۔ میرے پاس گن نہیں ہے۔ اور یہاں سے نکلنا خطرے سے خالی نہیں۔ "موسیٰ اور پری کے نہ ہونے کی وجہ سے اس نے الیکٹرک کنٹرول ان نہیں کیا تھا۔ اگر کر دیتا تو وہ یہاں نہ ہوتے۔ مگر یہاں وہ کوتاہی کر چکا۔

یہ سب موسیٰ کے لیے ساتھ بزنس کرنے والے تھے۔ موسیٰ کے یہاں نہ ہونے کا سنتے وار کرنے ایسے تھے مگر وہاں سب خالی پاتے ان کی جان پر بن چکی تھی۔۔

موسیٰ کچھ سوچتے قمبر کو لیتے جھاڑیاں چیک کرنے لگا۔ وہ یہاں کے چپے چپے سے واقف تھا۔ اب وہ اس جھرنے کی طرف جانے لگا۔ وہاں پاس ہی پتھروں کے نیچے ایک غار سا بنا تھا۔ وہ سیدھا وہیں آیا۔

اسے وہیں کسی کے ہونے کا گمان ہوا۔ اس نے سامنے دیکھا۔ وہ نہیں جانتا کب اور کیوں اس کی آنکھوں سے انسوؤں بہنے لگے۔ وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔ موسیٰ کو دیکھتے ہی اس کی طرف لپکی۔ اس سے لپٹتے وہ اہننے بیٹے کو چوم رہی تھی جسے وہ گھر چھوڑ کر خود سیر کرنے کے خیال سے نکلی تھی۔ وجہ صرف یہ تھی موسیٰ اسے باہر نہیں لے جاتا تھا۔

موسیٰ دائی ماں!.. "انہوں نے انہیں مار دیا۔" وہ بتاتے رونے لگی۔ "موسیٰ اس کا ماتھا چوما۔ اس کے چہرے کا ایک ایک نقش چومتے وہ ساتھ شکر الحمد للہ بھی کہہ رہا تھا۔ پری کے جیسے جلتے دل میں ٹھنڈک اترنے لگی تھی۔ اس نے لرزتے ہاتھ موسیٰ کے کندھوں پر رکھے لیے۔

موسیٰ وہ بہت برے تھے۔ انہوں نے دائی ماں کو مار دیا۔ ان کی بیٹی کو ساتھ لے گئے۔ دائی ماں نے مجھے چھپا دیا تھا۔ موسیٰ میری وجہ سے ان کی بیٹی خطرے میں ہے۔ "موسیٰ کے بہتے آنسوؤں ہونٹوں سے چنے۔ وہ لڑکی ٹھیک ہے۔ میرے گارڈز کے پاس ہے۔" اسے کچھ بے فکر کیا۔ "دائی اماں کی موت تو آچکی تھی۔

ان کی موت تو طے تھی۔ وہ یہاں نہ مرتی تو کسی اور حادثے سے مر جاتیں۔ وہ پری کو ان کے حوالے سے بے فکر کرنے لگا۔ پری نے کسمساتے قمبر کو موسیٰ کی گود سے لیتے اپنے سینے سے لگایا۔ وہ اتنی دیر سے اپنے بیٹے کے لیے بھی تورور ہی تھی۔ جو بھوک کی وجہ سے ناجانے کتنا رویا تھا۔

موسیٰ یہ بہت رویا ہو گا۔ تم بھی اس کے پاس نہیں تھے۔ "موسیٰ اسے لیتے گاڑی کی طرف بڑھا۔

میں نے ایک سیکنڈ کے لیے بھی اسے خود سے دور نہیں کیا۔ تنہائی بہت "جان لیوا ہوتی ہے پری۔ میں اپنی اولاد کو وراثت میں تنہائی نہیں دوں گا۔

میرے ماں باپ نے تنہائی دیکھی تو وہ میرے حصے میں بھی آگئی۔ مگر اس سے اگے نہیں جائے گی۔ "وہ وثوق سے بول رہا تھا۔

اسے اپنی اولاد سے کتنی محبت ہے یہ بات انجیری اس کے الفاظ سے جان چکی تھی۔ اس نے موسیٰ کے سینے سے لگتے اس کے ہونٹ چومے۔

موسیٰ اسے گاڑی میں بٹھاتے گاڑی سٹارٹ کر دی۔ وہ محل کے پاس آیا تو وہاں سب اجر چکا تھا۔ ہر چیز کا تھس نہس ہو رہا تھا۔ اس کے پودے جن کو وہ ہر روز پانی دیتا اس وقت مرجھائے پڑے تھے۔ انہیں زمین سے اکھاڑ دیا گیا تھا۔ دیواروں پر نشان پڑ رہے تھے۔

موسیٰ کو لگا جیسے یہ نشان اس کے دل پر پڑے ہوں۔ وہ پیری کو ساتھ لیے اندر کی طرف چڑھا۔ وہ تو یہ سب دیکھ کر حیران تھی۔ اس کو ڈر تھا بیلا کے ساتھ کچھ نہ ہو گیا ہو۔

موسیٰ نے آتے ہی سیڑھیوں کے نیچے کی طرف بنے دروازے کو کھولا۔ وہ کوئی پینٹنگ معلوم ہوتی مگر وہ دروازے تھا۔ جب تک اسے پورا نہ سرکایا جاتا وہ کھلتا نہیں۔

پری بھی اس کے ساتھ بڑھی۔ موسیٰ کا ایک ہاتھ اس کے گرد تھا حارث!.." موسیٰ نے اواز دی۔ وہاں ہل چل سی پیدا ہوئی۔ حارث نکل کر سامنے آیا۔ اس کی حالت نے جو سنایا تھا وہ موسیٰ سننا نہیں چاہتا تھا۔ مگر اس کی حالت یہ ضرور بتا رہی تھی بیلا بالکل ٹھیک ہے اور وہ خود تو ضرورت سے زیادہ ہی ٹھیک ہے۔

اب جاو باہر اور فوٹیج نکالو آخر یہ تھے کون کون۔!.." بیلا کا انتظار کیے بغیر وہ "پری کو بانہوں میں اٹھا کر وہاں سے چلا گیا۔ وہیں بیلا بھی اس کے جانے کے بعد نکلی۔ ہونٹوں کی پھیلی لپ اسٹک اور بکھری ہوئی شرٹ کی سنائی داستان سے حارث نظریں چراتے نکلاتا وہ بھی باہر آگئی۔ مگر اپنی حالت کچھ سنوانے کے بعد۔۔

وہاں ہر چیز بکھر رہی تھی

حادثہ نے گارڈز کو واپس بلا دیا۔ اس نے موسیٰ کے حکم پر کسی کو بھی وار کرنے سے روکتے وہاں سے جہاں ہو سکے چھپ جانے کا کہہ دیا تھا۔ ان کے ہاتھ ان کا ایک بھی گارڈ نہیں آیا۔ وہ سب ہی خفیہ رستوں سے نکل گئے۔ اب واپس آتے وہ سب محل کی مرمت میں جت گئے۔ حادثہ نے سب سے پہلے الیکٹرانک کنیکشن ان کیا۔

وہیں پری کمرے میں بیٹھی اپنے بیٹے کو چوم رہی تھی۔ موسیٰ اس کے بال سنوارتے اس کا سر چوما۔ قمبر انہیں دیکھ کر منہ کھولنے لگا۔ موسیٰ ابھی اس کے منہ میں فیڈر دیتا جب پری نے روک دیا۔ میں فیڈر کرتی ہوں۔۔۔ "رونے والی آواز سے کہتے وہ قمبر کو اپنے چادر میں "چھپا گئی۔ موسیٰ اس کے پیچھے تکیہ درست کیا۔ اسے اپنے بیٹے کے ساتھ کچھ وقت دیتے وہ باہر آیا۔ پری بھی پیچھے سر رکھتے اپنے بیٹے کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اسے لگا تھا اج اس کی دنیا الٹ گئی ہے۔ اولاد سے دوری کیا ہوتی ہے اس نے
اب جانا تھا اور موسیٰ اسے سانسوں سے کتنا قریب چاہیے یہ بھی۔ موسیٰ کی یاد
اسے اس وقت کانپتے شدت سے ستار ہی تھی

موسیٰ نے دائی اما کی لاش کو ان کے گھر پہنچا دیا تھا۔ وہیں ان کی بیٹی بہت رو
رہی تھی مگر جو خدا کو منظور ہو۔ اس کا ایک بھائی اور بھابھی بھی تھا۔ وہ اس کا
خیال رکھ کیتے۔ ویسے بھی اس کی منگنی ہو چکی تھی۔ دائی اماں اس کی شادی
کرنے والی تھی اور یہ ہو گیا۔

موسیٰ اس لڑکے سے بھی ملا۔ ان کے نماز جنازہ میں شرکت کرتے اسے اپنے
اس غرور پر مزید رونا دیا۔ وہ کسی کو بچا نہیں سکتا تھا۔ کسی پر اس کی اتنی گرفت
نہیں تھی۔ وہ وقت کو نہیں روک سکتا تھا۔

وہ صرف حفاظت کی کوشش کر سکتا تھا۔ احتیاط برت سکتا تھا۔ اس کے علاوہ
کچھ نہیں۔

انج کے ہوئے ان حادثوں سے اسے اس کی اوقات یاد دلا دی تھی۔ کوگوں کو
خود سے ڈرتے دیکھ وہ غرور کا بت بنتا جا رہا تھا۔ انقریب وہ کوئی اور گستاخی بھی
کر دیتا جس کا پچھتاوا اسے شاید ہمیشہ رہتا مگر خدا نے پہلے ہی اسے جھکا دیا۔
غرور انسان کو دردِ درپر جھکا دیتا ہے۔ جو خدا کے سامنے نہیں جھکتے، جن کے
دل خدا کی محبت سے پر لطف نہ ہوں وہ دنیا کے کسی کو نے میں ہوں، کسی بھی
خدا کے ماننے والے ہوں مگر خدا انہیں ان کی اوقات یاد دلا دیتا ہے۔
جو ایک خدا کے سامنے جھک جائے خدا اسے کسی اور کے سامنے جھکنے نہیں
دیتا۔ اور جو ضد سے اکڑ جائے تو خدا کی قدرت سے وہ دردِ درپر جھکتے اپنے غرور
کو مٹی میں ملتا دیکھتے ہیں۔ مگر موسیٰ کو خدا نے واپس اپنے درپر ہی جھکا لیا تھا۔
اسے بلا لیا تھا۔ اور بتا بھی دیا تھا۔ سمجھا بھی دیا۔ جتا بھی دیا۔
اور وہ جان گیا۔ سمجھ گیا۔ مان گیا۔



پری کو اپنے چہرے پے گیلی سانسوں کا گمان ہوا۔ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے تھی۔ کب سوئی اسے علم نہیں تھا۔ اسے اتنا یاد تھا وہ قمبر کو فیڈ کروا رہی تھی۔ اور اب جب اس کے ہوا اس بیدار ہوئے تو وہ کسی کی بانہوں میں تھی۔ جو اس کی سانسوں سے چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔ اس کے وجود کو اپنے وجود میں بھرنے کی کوشش جاری تھی جیسے۔ اور وہیں وہ سانسوں کی اس قلت پر تڑپ اٹھی۔

اس کے لب اس کے لبوں کو چھو رہے تھے اس کی جیسے جان ان تپش بھری لنس نے نکال دی تھی۔ وہ تڑپ کر موسیٰ کے کندھے تھام گئی۔۔
موسیٰ کیا ہوا؟.. "پھولی سانسوں سے اس کے دور ہوتے پوچھا۔"

موسیٰ پھر سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں بھرا۔ ان پھولے ہوئے نوٹوں پر اپنے شدت سے بھرپور لمس چھوڑتے ان کو سرخ انار کر گیا۔ پری کے ہاتھ کپکپا اٹھے۔ اس کے لیے تو موسیٰ کو روکنا بھی ناممکن ہوتا جا رہا تھا۔

کچھ مت بولو!.. "اس کو اپنے پیٹ پر موسیٰ کے ہاتھوں کی گرمی محسوس" ہوئی۔ اس نے زور سے میچ پھیں آنکھیں کھولیں۔ جھولے کی طرف دیکھا

جو ہل رہا تھا۔ یقیناً قمبر اس میں تھا۔ اور اس کا باپ اس کی جان نکالنے آ گیا۔

موسیٰ مجھے پیاس لگی ہے!.. "مشکل سے کہا۔ موسیٰ کی گردن پر اس کے

دانتوں کے نشان تھے۔ وہ اس کے وجود پر گہرے نشان چھوڑتا جا رہا تھا۔

ابھی دوری ناممکن ہے۔ "موسیٰ بغیر اس سے دور ہوئے ایک ہاتھ سے اپنی

شرٹ دو حصوں میں چاک کر دی۔ شرٹ پھٹنے کی آواز کے ساتھ پری کی سسکیاں بھی گونجیں۔

موسیٰ اس کے نچلے لب کو یوں دبایا تھا وہ تڑپ اٹھی۔

وہ نرم ہونٹ اس کی سخت پکڑ پر کپکپاہی تو اٹھے تھے۔ وہیں موسیٰ نرمی سے
مرہم رکھتے اسے سکون دیا۔ مگر کب تک۔۔۔ آخر وہ پھر شدتوں پر آہی
جاتا۔

تم سے دوری سوہان روح ہے۔ میں تمہیں سانسوں سے پاس محسوس کرنا"
چاہتا ہوں۔ تم سے دوری نے جو میرے وجود کو بکھیرا ہے اسے سمیٹنا چاہتا
ہوں۔" مدھم سرگوشیاں۔۔

پری نے مضبوطی سے ہاتھ اس کے کندھوں کے گرد ڈال دیے۔ اس کی
منمانیاں بڑھتی ہی جا رہی تھیں۔ وہ کیا ہی کرتی۔

تم مجھے پاگل کر دو گے!.." اس نے شکوہ سا کیا تھا۔"

موسیٰ اس کے لبوں پر ہلکے سے دانت گاڑھے وہ مچلی۔ مگر موسیٰ کے ہاتھوں
کے لمس کے سامنے یہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔

میں دنیا الٹ دیتا اگر تم نہ ملتی تو!.." سب ختم کر دیتا۔ اپنی ریاست خود کو۔"

سب کچھ۔۔" پری جانتی تھی یہ صرف باتیں ہیں۔ اصل میں وہ صرف خود کو

بر باد کرتا۔ مگر یہ عاشقانہ باتیں اچھی لگ رہی تھیں۔ فلسفے نہیں چاہیے ہوتے
محبوب کی زبان سے۔ صرف ایسی عاشقانہ باتیں چاہیے ہوتی ہیں۔۔ جو
حقیقت پر مبنی تو نہیں ہوتیں مگر ان کو سچ ماننے کا دل کرتا ہے۔ کسی کے
ہونٹوں سے اپنے لیے چاند تارے توڑ کر لانے کا سننا اچھا لگتا ہے۔ یہ جاننے
کے باوجود ایسا نہیں ہو سکتا مگر دل سمجھتا کہاں ہے۔

پاگل ہو تم!..." پری نے اس کے کندھوں پر تڑپتے دباؤ دیتے کان میں "
سرگوشی کی۔ موسیٰ مسکراتے اس کے لبوں کو لبوں سے چھیڑا۔
تم نے کر دیا ہے!.." اس کی منمنائیاں جاری تھیں۔"

ہاتھ شرٹ کے اندر لے جاتے اس نے پیٹ کر ذرا سا ہاتھوں میں بھر کر دبایا
وہ ساتھ ہی سسکتے موسیٰ کے کندھے پر دانتوں سے کاٹ گئی۔ موسیٰ کو اس
کے دانتوں کے لمس نے مسرور کیا تھا۔ وہ الٹا ہاتھ اس کے پیٹ پر پھیرتے
اس کو دباؤ دینے پر مجبور کر گیا

الزام لگاتے ہو تم مجھ پر!.."سکی بھرتے اس کے کندھوں پر ناخن گاڑھ"
دیے۔ موسیٰ اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے اپنے بالوں میں الجھائے۔
تمہیں تو یہ بھی نہیں کہہ سکتا اتنی تم معصوم!.."پری نے دونوں ہاتھوں"
میں اس کے بال بھر کر کھینچ دیے۔ وہ ہلکا سا سکتے اوپر اٹھا۔
موسیٰ میری سانسیں!.."وہ ہلکا سا سکی۔ موسیٰ اس کی گردن کی ہڈی پر"
ہونٹوں کے بعد اب دانتوں سے کاٹنے پر آگیا تھا۔

یہ میری بھی ہیں۔"پری نے ہاتھ پھر اس کے کندھوں اور پشت پر"
کھبونے شروع کر دیے۔ وہ بے چارہ اب کیا ہی کرتا۔ اس لیے اب نہیں
چھیڑا۔

موسیٰ ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے کروٹ بدلی۔ اسے اپنے سینے پر کرتے
اس کے لبوں کو لبوں میں دبا لیا۔ وہ موسیٰ کے لمس پر سک اٹھی۔ مگر اس کی
سسکیاں بھی وہ لبوں میں دبا گیا۔

مگر ناجانے کیوں پری مزاحمت بھی نہیں کر رہی تھی۔ اس کا اپنا دل بھی اس کی قربت کا خواہ تھا۔ وہاں اس غار میں تڑپتے وہ موسیٰ کے ہاتھوں میں ہمارے گلے میں چاہتی تھی۔ اس کے سینے میں یوں چھپ جانا چاہتی تھی۔ اس کے لبوں کا لمس محسوس کرنا چاہتی تھی۔ اس کو اپنے قریب ترین چاہتی تھی مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔ وہ کتنا روئی تھی اسے یاد کرتے۔ وہ سارا دن وہاں پڑی رہی اور رات کو آیا تھا۔ وہ دن اس کے لیے لمبا ترین تھا۔ وہ انتظار جان لیوا تھا۔ وہ ڈر سے اس غار سے نکل بھی نہیں پار ہی تھی۔ وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ وہ بہت ڈر پوک تھی۔ اور اس وقت موسیٰ کی غیر موجودگی نے اس کا ڈر بڑھا کر اس کے ہواسوں پر سوار کر دیا تھا۔ وہ چاہتی بھی تو اس وقت اپنی حفاظت نہ کر پاتی اگر وہ لوگ اسے اٹھا کر لے جاتے

اس وقت کو سوچتے اس نے موسیٰ کے ہاتھوں پر گرفت مضبوط کی۔ موسیٰ اس کی زپ جھٹکے سے کھولتے اس کے کندھوں سے نیچے بیوٹی بونز پر لب

رکھ لیے۔ نرمی سے اس کے وجود کی نرمی کو ہونٹوں سے چھوتے وہ اسے
سرور بخشنے لگا تھا۔

سی!.. "موسیٰ کی مونچھوں کی چھبیں پر وہ سسکی۔"

موسیٰ کو اس کی سسکیاں بھائی تھیں۔ اس نے ایک ہی جھٹکے میں وہ شرٹ اس
کے تن سے جدا کرتے اسے خود میں چھپنے پر مجبور کر دیا۔ اور وہ تو ویسے بھی
موسیٰ میں چھپنا چاہتی تھی۔ اور چھپ رہی تھی۔

کمرے میں گونجتے ان کی سانسوں کا شور اور پری کی سسکیوں کا ساز سب نے
موسیٰ پر الگ قسم سے وار کیا تھا۔ وہ اپنے پلان منصوبے سب بھلا چکا تھا۔
بھول چکا تھا اس کا بیٹا بھی تین ماہ کا ہے۔ ابھی وہ ایسا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ مگر
وہ بھول ہی تو چکا تھا۔

پری ہمیشہ اس کے ہواسوں پر سوار ہو جاتی تھی۔ ابھی وہ سب بھلاتے اس کو
اپنی بانہوں میں تڑپا رہا تھا۔ وہ موسیٰ کے کندھوں پر دانتوں اور ناخنوں سے
نشان ڈالتے اس کے وجود کو مزید اپنے وجود میں اترنے پر مجبور کر رہی تھی۔

تم کبھی مجھے خود سے دور مت جانے دینا!.."موسیٰ اس کی تڑپتی آواز کی "سرگوشی سنی۔ اس کی سسکیوں میں یہ الفاظ مشکل سے سمجھ آئے مگر موسیٰ اس کا ماتھا چومتے اس کے کان میں "کبھی نہیں" کہا تھا۔

موسیٰ کی گرم تپش بھری قربت میں اسے سرد موسم میں بھی سردی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ مگر موسیٰ کی بے باک نظروں سے پناہ ڈھونڈتے اس نے بلینکٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے وہ اٹھا کر سائیڈ پر گرا گیا۔

میری ملکیت مجھ سے چھپانا وہ بھی میری مرضی کے بغیر سراسر غلط کام "ہے۔" پری کے دانت کی لولبوں میں دبائی۔ وہ سسکی۔ موسیٰ نے وہاں دانتوں سے کاٹا۔ وہ ساتھ ہی اس کے کندھوں پر دانتوں سے کاٹنے لگی۔

اج وہ اس کی قربت میں تڑپنے کے مکمل بدلے لے رہی تھی۔ موسیٰ کے سینے اور کندھوں پر سرخ نشان ابھر رہے تھے جو سارے ہی پری کے دانتوں سے کاٹنے کے تھے مگر پیچھے تو وہ بھی نہیں ہٹ رہا تھا۔ اور پری بھی نہیں چاہتی تھی وہ دور ہو

وہ تو چاہتی ہی یہ تھی موسیٰ اس کے وجود میں اتر کر اس سے دوری کا ہر ڈر ختم کر دے۔ اس کے لبوں کا جام پیتے اس کی سانسوں سے دوری کا ہر خیال دور کر دے۔ اس کو خود میں چھپا لے۔ اسے اپنی قربت میں تڑپاتے وہ لمحات ہی بھلا دے۔ اس سے وعدے و وعید کرے۔ اسے اپنی بانہوں کے حصار میں بھر کر دنیا سے دور کر دے۔ اس کو سانس سانس کے لیے تڑپا کر اپنی سانسیں دے۔ جن میں اس کی خوشبو بھری ہو۔ جسے وہ اپنے سینے میں کہیں چھپا دے۔ تاکہ دوری کے لمحے میں ان سانسوں کو باہر نکالتے وہ ہوا میں اس کی خوشبو محسوس کر سکے۔

یہ پہلی قربت تھی جس میں تڑپتی آواز میں سرگوشیاں پری کر رہی تھی۔ اور موسیٰ ان کو سن رہا تھا۔ اس کی ہر بات پر عمل بھی کر رہا تھا۔ اسے خود میں چھپاتا جا رہا تھا۔ اسے اپنی تڑپ سے متعارف بھی کروا رہا تھا۔ تاکہ وہ جان جائے وہ اکیلی ہی تکلیف میں نہیں تھی۔ تڑپا وہ بھی تھا اور برابر کا۔

عشق کی معراج پر پہنچ چکی بیوی دل کی سرحدوں پر قبضہ جمالیتی ہے۔۔۔"

موسیٰ کی سرگوشی اس کے کانوں میں گونجی۔ ساتھ ہی اس کی جلتی قربت میں اس کی سسکیاں گونجنے لگیں۔ موسیٰ کی قربت میں درد تو تھا مگر یہ درد اسے عزیز تھا۔

وہیں موسیٰ اس کی بیوٹی بونز کو چومتے اس کے وجود میں اٹھتے ہر درد پر مسرور ہو رہا تھا۔

ظہیر ابھی یونیورسٹی آیا تھا۔ یونیورسٹی میں دو بجے فنکشن تھا۔ جس کے لیے اس کا ہوا ضروری تھا۔ منسا اور سانیہ بھی اس میں شرکت کر رہی تھیں۔ وہ منسا سے ملنے کے لیے جلدی گیا تھا۔

شان کی شادی کے دن پڑ چکے تھے۔ ایک ماہ بعد ان کی شادی تھی۔ ہیر اور عمر ایک ماہ سے یہاں ہی تھے۔ وہ ٹینا کی ہو اسپتال میں مدد کرنے لگے۔ وہیں جانی اور مومنہ کو بھی اس نے یہاں ہی رکھ لیا۔ مومنہ جانی کے ساتھ روز اپنے

ماں باپ کی قبر پر دعا پڑھنے جاتی۔ وہ روتی تو تھی مگر جانی چپ کروا ہی لیتا۔
اور جب رونا مزید ہوتا تو جانی اسے قمبر سے وڈیو کال پر بات کروا دیتا۔ وہ
نوا سے کی محبت میں سب بھول جاتی۔

شان کو ان ایک ماہ کی تک تو سمجھ نہیں آئی مگر وہ برداشت کر گیا۔ اب صبر تو
لازمی تھا۔ اب وہ ویسے بھی الیگزینڈر کے مکان میں رہ رہا تھا۔ عمر اتنے دن
یہاں ان کو تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔ اتنے دن کا سنتے شایان بھی شادی کے
عین دنوں میں آنے کا فیصلہ کیا۔

سراسر طرف!.." ظہیر نے انکھیں گھماتے ان دونوں کو ڈھونڈنا شروع"
کیا مگر کوئی نہیں ملا۔

وہ اس کے ساتھ ہی اپنے افسس میں آ گیا۔ موبائل نکالتے منسا کو کال ملائی۔
سانہ کے ساتھ وہ کنٹین میں بیٹھی تھی اب اٹھ گئی۔ جانتی تھی ظہیر اسے
کب کال کرتا ہے۔ وہ بھی اتنی بے صبری سے۔

سانہ کو اپنی دوستوں کے ساتھ چھوڑے وہ اس کے افیس کی طرف
آئی۔ اب اس کا پیٹ ہلکا واضح ہونے لگا تھا۔ اسی کے چلتے وہ ایک بڑی سی چادر
اوڑھ لیتی۔ جس سے اس کا پیٹ نظر نہ آئے جبکہ ظہیر کو تو ابھی محسوس بھی
نہیں ہوتا تھا اس کا پیٹ باہر کو نکلا ہے۔

جی جناب!.." وہ دروازہ ناک کرتے اندر داخل ہوئی۔ ظہیر مسکراتے بازو"
واکیے۔ وہ ان میں آسمائی۔

ظہیر نے عربی میں کچھ الفاظ کہے مگر منسا کو وہ سمجھ نہیں آئے۔
ان کا مطلب کیا ہے؟ تم نے پہلے بھی عمان میں ایک دفہ کہے تھے.." ظہیر"
اس کا ماتھا چوما۔ اسے اپنی گود میں بٹھایا۔

جب دل میں بغیر اجازت کے داخل ہو گئی ہو تو دروازے سے داخل ہونے"
سے پہلے اجازت کیوں!.." منسا اس کی مونچھوں سے کھیلتے یہ الفاظ سنتے سر
جھکا گئی۔

تم ارج سب کو بتاؤ گے میں تمہاری بیوی ہوں!.." دھیمے سے لہجے میں "
فرمائش کی۔

اسے چڑھتی ان لڑکیوں سے جن کی رال اسے دیکھتے ہی ٹپکنے لگتی اور وہ سب
ہی اس کو ایسی نظروں سے دیکھتیں کہ وہ تڑپ اٹھتی۔ اس کا بس نہیں چل رہا
تھا ان سب کی جان نکال دے۔ نکال بھی دیتی اگر ڈوم اسے یہ مشورہ نہ دیتا۔
نہیں!.." منسا اس کی مونچھوں کا بال بے دردی سے کھینچا۔ وہ اس کے ہاتھ "
میں ہی آگیا۔ ظہیر درد سے سسکتے اسے گھورا۔

اگر تم نے سب کو نہ بتایا میں تمہاری بیوی ہوں تو تمہاری مونچھوں کے "
سارے بال یوں ہی اکھاڑ دوں گیں۔" اس نے دھمکی دی جس کا کوئی اثر
نہیں تھا

تم نہیں بتاؤ گے؟.." دھمکاتا انداز۔ ظہیر اس کے ہونٹوں کا بوسہ لیا۔ "
کھانا کھاو گی!.." اس نے بات ہی بدل دی۔ منسا اسے گھورتے اس کی گود "
سے نکلتی جب وہ ہاتھ اس کی کمر میں ڈالتے مضبوط کر گیا۔

مجھے کچھ بھی نہیں کھانا!.." وہ کھانا کھانے کی شوقین تھی مگر اس وقت "

اس سے زیادہ بڑی بات ظہیر کی بیوی کے طور پر متعارف ہونا تھا۔

میرے ہاتھوں سے بھی نہیں؟.." ظہیر نے لالچ دیا۔"

وہ ان دنوں سب کچھ ظہیر کے ہاتھوں سے ہی کھا رہی تھی۔ جب وہ نہیں

کھلاتا وہ کھانا ہی نہیں کھاتی۔ اس کی چلتے وہ اسے اپنے کمرے میں ہی کھانا

کھلاتا۔ نیچے سب کے سامنے تو ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ اتنی بے شرمی ابھی نہیں

آئی تھی اس میں۔۔۔

مجھے بھوک لگی ہے!...." اس کی گردن میں منہ دیا۔ ظہیر نے کھانا آرڈر "

کیا۔ جو کچھ ہی دیر میں حاضر تھا۔ اب وہ ظہیر کی گود میں بیٹھی اس کے ہاتھ

سے ہی کھانا کھا رہی تھی۔ لبوں پر دھیمی مسکراہٹ تھی۔

ظہیر چند نوالوں کے بعد جھکتے اس کے لب چومے۔ اس کی ایسی حرکتوں پر وہ

شرما جاتی تھی۔ چہرہ سرخ ہو جاتا۔ پلکیں لرز جاتیں۔ اور وجود کپکپا سا جاتا۔

ظہیر کو پلکوں کا لرزنا سب سے زیادہ پسند تھا۔

ظہیر کا دماغ اس وقت کہیں اور تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا منسا کسی کی بھی باتوں سے ہرٹ ہو۔ وہ اب اس کا اور اپنی عمر کا فرق غور سے دیکھتا تھا۔

لوگ باتیں بنانے سے بعض نہیں آتے اور اسے ڈرتھا ان کی باتیں منسا کو ہرٹ کریں گیں۔ وہ لوگ نہیں جانتے تھے منسا کے پاس کتنا پیسا ہے۔ نہیں جانتے تھے وہ کس فیملی سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر وہ صرف ظہیر سے واقف تھے۔ اور اسی کے چلتے اپنی باتوں سے اسے زخمی کر دیتے۔ جو وہ نہیں چاہتا ہے۔

اس کے سامنے تو سب خاموش رہتے مگر بعد میں !!! وہ تو ہر وقت اس کے ساتھ نہیں رہ سکتا تھا۔ لوگوں کی باتوں کا اس پر کیا اثر ہوتا یہ سوچ ہی اس کو ڈرا دیتی۔ اب تو وہ ویسے بھی ماں بننے والی تھی۔ ایسے وقت میں وہ کتنی حساس ہو چکی تھی یہ بات وہ جانتا تھا۔ پھر بھی اسے ان کوگوں کی زبانوں سے لڑنے کو اکیلا چھوڑ دینا بے وقوفی تھی۔

ظہیر اپنی سوچوں سے چونکا۔ کب ان کا کھانا ختم ہوا اور وہ آفیس روم سے
یونیورسٹی کے ہال میں آگئے وہ سمجھ ہی نہیں سکا۔ منسا وہیں فرنٹ لائن میں
سب بچوں نے ساتھ بیٹھی تھی۔ منسا کے ساتھ سانہ تھی۔ جس نے اسے
جوس تھمایا تھا۔ جو وہ تھماتے پینے لگی۔

ظہیر کے بارے میں چند تعریفی کلمات کے بعد لٹریچر کا وہ شو شروع کیا تھا۔
سٹوڈنٹس نے شیکسپیئر کا مشہور پلے اوڈیسی شروع کیا۔ جو ان سب نے
انجوائے کیا۔

اس کے بعد چند انگلش شاعری پر بات چلی۔ ابھی شو کو چند منٹ کی چریک
دی گئی جب منسا سٹیج کی طرف آئی۔ سانہ اسے پیچھے سے بیسٹ اف لک کہہ
رہی تھی۔ اس کی مسکراہٹ بتا رہی تھی وہ کچھ انوکھا ہی کرے گی۔ ظہیر
اسے روکنا چاہتا تھا مگر اس کے پاؤں ہلنے سے انکاری تھے۔

اسے یہ ڈر تھا سب منسا کو جو کہیں گیں وہ برداشت نہیں کر سکے گا۔ اور یہ
بات سچ تھی۔ کل شام کو شان کی مہندی تھی۔ وہ اس کے متعلق سوچ رہا

تھا۔ مگر منسا کی اس رکت پر اب اس کی ساری سوچیں اس طرف تھی۔ اس نے عفران کو اشارہ کیا وہ منسا کو روکے۔

میم اپ یہاں کچھ نہیں بول سکتیں!.." وہ اس کے مائیک کے پاس کھڑے " ہونے پر وہاں آگیا۔

منسا نے مائیک اتار کر ہاتھ میں پکڑ لیا۔ وہ بے بسی سے دیکھتا رہ گیا۔ میں کیوں نہیں بول سکتی۔ میں یونیورسٹی کے اونر کی بیوی ہوں۔ "ظہیر" کے ساتھ اس کا دوست بھی بیٹھا تھا۔ وہ قدرے ینگ تھا۔ سب کا خیال تھا شاید وہ۔ کسی کا خیال ظہیر کی طرف نہیں گیا جو پریشان تھا۔ اور چہرہ خطرناک حد تک پیلا پڑ چکا تھا۔

عفران بے بسی سے ظہیر کو دیکھا۔ مگر وہ اس وقت کچھ کہنے کے قابل نہیں تھا۔

مجھ سے چند لوگ واقف ہوں گیں۔ فرسٹ سمسٹر کی سٹوڈنٹ ہوں۔" میرڈ ہوں۔ اور پریگنٹ بھی ہوں۔ مگر ان سب میں ایک بات!.. میں اس

یونیورسٹی کے اونر کی بیوی ہوں۔ اسی لیے اس روز اتنا پر وٹو کول مل رہا تھا۔
یقین کریں اس پر وٹو کول پر میں خود کو ڈولنٹ ٹرمپ ہی سمجھنے لگی تھی!.."

سب کھلکھلا اٹھے

میں یہاں اپنے شوہر کا بتانے آئی تھیں۔ پلیز مسٹر اونر یہاں تشریف لے
ائیں۔ آپ کو آپ کی پیاری سی بیوی پکار رہی ہیں۔۔۔" اس کی شوخ چنچل
طبعیت کی وجہ سے سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ باقی لڑکیوں کے
چہرے پے کچھ حسد تھا مگر اسے پرواہ کہاں تھی۔

ظہیر کا دوست اچانک اٹھا۔ وہ سمجھے وہ اس طرف آئے گا مگر وہ بیک سیٹیج کی
طرف چلا گیا۔ وہیں ظہیر اٹھا تو ان سب کے منہ کھلے تھے۔

یہ میرے اولڈ ہز بینڈ ہیں مسٹر ظہیر احمد اور میں ان کی ینگ بیوی مسز منسا"
ظہیر احمد.. "ان سب کے چہروں پے شاک تھا۔

کہاں خیال کیا تھا وہ ظہیر جیسے ادنیٰ کی بیوی نکل آئے گی۔ ان سب کے کھلے
منہ کی طرف اس نے خاص توجہ نہیں دی۔

ظہیر اس کے ساتھ آکھڑا ہوا۔ اب اسے سب کی نظروں میں گرا بھی تو نہیں
سکتا تھا۔ اس کے ساتھ کھڑا ہوا تو منسا کی آنکھوں کی چمک بڑھی۔ اس کے لب
خود ہی مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

اب اب سب لوگ سمجھ رہے ہوں گیں میں نے شادی پیسے کے لیے کر لی "
تو خیر میں بھی مان لیتی ہوں۔ اب اتنا پیسا تو ہے ان کے پاس مجھ جیسی فدا ہو
جائے۔ پہلی نظر میں ہی!.." اس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھیں۔
وہ سب منسا کو سمجھ نہیں پا رہے تھے۔

بہت محبت ہے مجھے اپنے ہز بینڈ کے پیسوں سے۔ ایک پائی بھی کسی پر خرچ "
کرنے نہیں دیتی۔ جتنا کماتے ہیں سب میرا!.." وہ ان سب کے دماغ میں
چلتی سوچوں کو الفاظ دے رہی تھی۔ وہ سب ہی چہرہ گھماتے خود سے ہی
چھپ رہے تھے۔

اپ سب مانیں گیں تو نہیں مگر جب میں ان سے ملی انہیں خود پیسوں کے " لالے پڑے تھے۔ کالج میں پڑھا رہے تھے۔ " منسا کے لبوں پر مسکراہٹ رقصاں تھی۔

سوری ٹوال۔ میری بیوی ذرا بچکانہ طبیعت کی ہے۔ اس لیے ایسی باتیں کر " دیتی ہے۔ اپ سب انجوائے کریں۔ " ظہیر نے اس سے مائیک لے لیا۔ جہاں ظہیر کچھ جھنجھلا یا سا تھا وہ کھلکھار ہی تھی۔ اور اسے یہ کھلکھلاہٹ پسند تھی پھر بھی اس نے منسا کو گھوری دیتے اس کی کمر میں بازو ڈالتے اسے اپنے ساتھ لیے نیچے اترا۔

وہاں اب سٹیج پھر سے سنبھال لیا گیا۔ مگر ان لڑکیوں کی نظروں کا حسد کم نہیں ہوا۔

یہ کیا حرکت تھی!.. " ظہیر اسے ان سب سے دور لے آیا۔ "

تم ڈر رہے تھے تو میں نے خود بتا دیا میں تمہاری بیوی ہوں۔ " ظہیر اس کی " ڈھٹائی پر اسے گھورا۔

منسا!.. "منسا بغیر اس پاس دیکھے اس کے سینے سے لگی۔ چہرہ اوپر اٹھاتے"
اسے دیکھا جسے چہرہ جھکا کر اسے دیکھنا پڑ رہا تھا۔

جی!... "اس نے لمبا سا جی کہا۔"

وہ اپنی باتوں سے تمہیں ہرٹ کریں گیں! "اس کے خدشے وہ پہلے سے"
سمجھ چکی تھی۔

میرے پاس گن چاقو دونوں ہیں۔ میں ان سے ہرٹ کروں گیں۔ "ظہیر"
اسے گھورا مگر وہاں کسے فرق تھا۔

تم میرے شوہر ہو۔ میرے سر کے تاج۔ تم کوئی چوری کی ہوئی گھڑی نہیں"
ہو جسے میں وقت دیکھنے کے لیے بھی نہیں نکالوں کہ کہیں پکڑی نہ جاؤں۔
تمہیں میں اپنے سر پر سجانا چاہتی ہوں۔ "ظہیر کے دل میں ٹھنڈک اتری
ان باتوں سے۔

میں سب کو چیخ چیخ کر بتاؤں گیں تم میرے شوہر ہو۔ بڑے ہو اس کا"
مطلب یہ تو نہیں لوگوں سے ڈر سے ہم اپنا رشتہ چھپالیں۔ اور مجھے جب پرواہ

نہیں تمہارے بڑے ہونے سے تو انہیں کیوں ہے۔ میں نے تم سے پیسوں کے لیے بھی شادی کی ہے تو یہ میری مرضی ہے۔ یہ سب کون ہے مجھے کچھ کہنے والے یاں پوچھنے والے!.." ظہیر کو واقعی اس محبت کی ضرورت تھی۔ محبت چھپائی نہیں جاتی اور میرے دل میں تمہارے لیے بڑھتی محبت میں "تم سے خود سے کسی سے بھی نہیں چھپاؤں گیں۔ سب کو بتاؤں گیں مجھے تم سے محبت ہے۔" اس نے زندگی میں اس سے پہلے ایسا خوبصورت اظہارِ محبت نہیں دیکھا۔

یہ الفاظ خوبصورت تھایاں انداز خوبصورت تھایاں شاید کہنے والا خوبصورت تھا جو بھی تھا مگر وہ ان الفاظ پر مر مٹا تھا۔ اور ان الفاظ سے زیادہ وہ اس وجود ہر مر مٹا تھا جس نے یہ الفاظ کہے تھے۔

میری بیوی خدا کا بہترین تحفہ ہے۔" ظہیر نے اس کے ماتھے کا بوسہ لیا۔ "منسانے آنکھیں بند مرتے اس لمس کو روح تک محسوس کیا۔

اب وہ واپس وہاں نہیں جانا چاہتا تھا۔ سانہ کو گارڈ کے ساتھ بھیج دیا۔ خود منسا کے ساتھ ڈنر کرنے چلا گیا۔ منسا اس کے بازو پر سر ٹکائے اسے ڈرائیورنگ کرتے دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں ساتھ خوش تھے۔ ظہیر کے یہ ڈر وہ آہستہ آہستہ نکال لیتی۔

^^^

سانہ گاڑی میں پچھلی سیٹ پر بیٹھتے دروازہ بند کیا۔ ابھی وہ پلٹی ہی تھی جب اس کی چیخ نکل گئی۔ سامنے ہی شان اپنے پورے شان سے براجمان تھا۔ ڈرائیور کی جگہ اسے دیکھ اس کی سانس گلے میں اٹک گئی۔ بہت بھاگنے کا شوق ہے ناں۔ یہ شوق پورا نہ کیا تو کہنا!.." وہ لرزی۔ شان " کے منہ سے ایسی باتیں سنتے اس کی جان ہوا ہوئی تھی۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے سیٹ دبوتے کچھ کہنا چاہا مگر منہ سے الفاظ ہی نہیں نکل رہے تھے۔ وہ چپ کار وزہ رکھتے بیٹھ گئی اور شان کو اس کی یہ چپی مزید غصہ دلا گئی۔

کل ان کی مہندی تھی اور وہ بجائے اس کو محبت بھری نظروں سے دیکھنے کے
اس سے ڈر رہی تھی۔ اس لڑکی کا علاج تو اب وہ ضرور کرتا۔ اور وہ بھی اچھے
سے۔ بس رخصتی ہو جائے ایک دفہ۔ وہ مکمل سوچ چکا تھا۔ ابھی اسے بغیر
کچھ کہے گھر اتارا۔ سانپ کا بھاگنا اسے مزید جلا گیا۔ اب وہ ایسے ہی سانپ کو
جلانے کا سوچ چکا تھا۔ اور اس کی حرکتیں تو بتا رہی تھیں اسے اپنی جان پیاری
نہیں ہے۔ جواب وہ نکال کر اسے بتاتا بھاگا جاتا کیسے ہے۔

^^^

ڈوم منہ بنائے ٹینا کے کین میں بیٹھا تھا۔ وہ سر جری سے فری ہوتی تو وہ
دونوں کھانا کھانے جاتے۔ وہ ہر دو منٹ بعد گھڑی پر وقت دیکھتے آخر کڑھتے
وہاں سے نکلا۔

اس کا خون کھول اٹھا اس شخص کو ٹینا کے ساتھ فری ہوتے دیکھ۔ اس نے کڑوا
سامنہ بناتے قدم اس طرف بڑھائے جہاں ٹینا کا دھیان فائل پر تھا۔ وہ کچھ

سمجھا رہی تھی مگر وہ ڈاکٹر جو ناجانے کہاں سے آگیا تھا اس کی بیوی کو تاڑ رہا تھا۔

ٹینا کے چہرے پر بالوں کی ایک لٹ گر رہی تھی۔ وہ ڈاکٹر اسے ہٹاتا اس سے پہلے ہی ڈوم نے نرمی سے اسے پکڑتے کان کے پیچھے اڑیسا۔ ٹینا سر اٹھاتے مسکرائی۔

مسز کتنا وقت لگے گا؟.. "ٹینا نے دو منٹ کا اشارہ کیا۔ مگر وہ ڈاکٹر ڈوم کو "خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

یہ کام ضروری ہے؟.. "ٹینا نے فائل بند کرتے اس ڈاکٹر کو پکڑائی۔ "باقی اپ ڈاکٹر انیمتہ سے پوچھ لیں۔ "وہ وہیں کھڑا رہا مگر ٹینا ڈوم کی طرف پلٹ گئی۔

اپ سے ضروری نہیں۔ "ڈوم کے لبوں پر مسکراہٹ آئی۔ "صرف محبت بھرے جملے لڑکیوں کو خوش نہیں کرتے۔ مرد بھی ایسے جملوں پر دل کی دھڑکن روک لیتے ہیں۔

جیسے ابھی ڈوم نے روک لی تھی۔ انکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔

میم اپ کے بھائی ویٹ کر لیں گیں۔ پلیز مجھے ان کی سمجھ نہیں آتی۔ "ڈوم"
پلٹ کر اسے گھومتے فائل پکڑ کر نیچے پھینک دی۔ ٹینادر میان میں نہیں بولی
جانتی تھی ڈوم کو غصہ کس بات پر آیا ہے۔

مسز ٹینا ابوسفیان احمد!.. پورا نام ہے اپ کی میم کا۔ میری بیوی۔۔ "وہ"
شخص ڈر کر دو قدم دور ہوا۔

ڈوم ٹینا کا ہاتھ تھامتے اسے اس کے کعبین کی طرف لے گیا۔ جانا تو انہیں کھانا
کھانے تھا مگر لب تر کرتے اس کے ساتھ کی کھینچی چلی گئی۔ ہو سہیٹل کے
باقی ڈاکٹرز کو عادت ہو چکی تھی ڈوم کی ایسی حرکتوں کی۔ وہیں وہ جلتا کرڑھتا
نیچے سے فائل اٹھانے لگا۔

کوئی لڑکی پسند بعد میں آتی اور وہ کسی کی بیوی پہلے نکل آتی۔ اس کے ساتھ ہر
دفہ یہ ہی ہوتا تھا۔ نا جانے اسے بیوی کب ملنی تھی۔ اس نے دل میں سوچا
تھا۔

ڈوم!... "اس کی بات مکمل نہ ہو سکی۔ ڈوم اسے کبین میں داخل کرتے"
ہی دروازے سے لگاتے اس کے ہونٹوں پر جھک آیا۔ اس کے لبوں کو سختی
سے اپنے لبوں میں دبائے اس کے ہونٹوں پر شدتوں سے بھیگالمس چھوڑنے
لگا۔ وہ کپکپا اٹھی۔

اس کی شدتوں پر ٹینا نے ذرا سی مزاحمت کی مگر اس نے الٹ اثر دیکھایا۔
وہ اس کے لبوں پر دانت گھاڑ گیا وہ سسکی مگر وہ پیچھے نہیں ہٹا۔
ڈوم کے لمس پر اس کے منہ میں خون کا ذائقہ کھل گیا۔ وہ تڑپتے دونوں
ہاتھوں سے اس کے بال دبوج گئی۔

تم برے ہو!.. "اس کے پیچھے ہوتے شکوہ کیا۔ پھولی سانسوں کو ہموار"
کرتے سر پیچھے دروازہ سے ٹکالیا۔ ڈوم اپنا چہرہ اس کی گردن میں چھپایا۔
جب کوئی تمہیں فدا ہوتی نظروں سے دیکھے تو میں برا ہی ہوں۔ شکر کرو"
اس کی آنکھیں نہیں نکال دیں۔ "اس کے شدت بھرے لمس پر ٹینا کی
گردن اور کندھوں پر سامنے سرخ نشان جگمگانے لگے وہ مچل اٹھی۔

تم اس ڈاکٹر کو نکال دو گی۔ "ٹینا سے حیرت سے دیکھا۔"

ابوسفیان وہ!.. "ابھی وہ کوئی صفائی دیتی وہ پھر اس کے لبوں کو اپنے گرم لبوں کی پکڑ میں لے گیا۔

اس کے جلتے لبوں کے لمس پر اب وہ صرف اپنے لیے دعا کر سکتی تھی۔

ہاں کہ نہیں!.. "پیچھے پوتے پوچھا جب اس کے پاس کوئی آپشن نہیں تھا۔"

اس کا ایک ہاتھ ٹینا کی کمر پر اس کی شرٹ کی زپ پر تھا۔ ابھی وہ انکار کرتی اور

وہ سب حدیں یہاں ہی توڑ دیتا۔ وہ یہاں ٹینا کو شاپنگ کروانے کے خیال سے

ایا تھا۔

اب اس کے ہو سپٹل پر قبضہ جمانے کا خیال اسے کب گزرا وہ نہیں جانتی تھی

مگر اتنا تو سمجھ چکی تھی ڈوم اس پر ایسی نظریں برداشت نہیں کر سکتا جو اسے

خود بھی چھبیں۔

اسے خود اس کا دیکھنا ناگوار گزر رہا تھا مگر اس نے اگنور کیا۔ پر جس سے وہ وابستہ تھی وہ اگنور نہیں کر سکا تھا۔ اور یقیناً سندرہ بھی نہ خود اگنور کرتا اور نہ اسے کرنے دیتا۔

ٹینا ہاں میں سر ہلاتے اس کا چہرہ تھا متے اس کے لبوں پر جھک گئی۔ اب اس کے لمس میں شدت تھی۔ نرم ہونٹوں کا لمس ڈوم کو سکون بخشنے لگا۔ جلتے دل پر ٹھنڈی پھوار بن کر برسا تھا وہ لمس۔۔

ڈوم اس کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اوپر اٹھالیا۔ وہ مدہوش سی اس کے لمس سے اس کی سانسوں سے سانسیں کھینچتے اس کے نچلے لب کا رس اپنے لبوں سے نکالتے دور ہوئی۔ اپنی سانسیں ہموار کرتے اس کے ارادے دیکھے جو اسے صوفے کی طرف لے جا رہا تھا۔

شاپنگ!.. "ڈوم کو ابھی یہاں آنے کی وجہ یاد آئی۔"

وہ سب بھاڑ میں بھیجنا چاہتا تھا مگر اس کی آنکھوں کی چمک پر اپنے جذبات بھاڑ میں بھیج کر اس کی حالت درست کرتے باہر کی طرف بڑھا۔

ہر وقت اپنے جذبات کی سننا ضروری نہیں ہوتا۔ بعض دفہ سامنے کھڑے
محبوب کی بھی سننی پڑتی۔ جو روح میں بس کر بس اپنا آپ آپ کو سونپ دیتا
ہے

جیسے ٹینا نے سونپ دیا تھا۔ بغیر اف کیے اس کے فیصلے کو مان جانا اس کا ہی کام
تھا۔ وہ چاہتی تو واویلا مچا سکتی تھی۔ میں کیوں مانو۔ یاں تم مجھ پر اپنے فیصلے
تھوپ رہے ہو مگر اس نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ یہ ہو سپیٹل اپنے نام ہونے کا
رعب بھی نہیں جمایا۔ اور اس وقت ڈوم مان چکا تھا اسے شہزادیوں میں ایک
شہزادی سوئی گئی ہے۔ جس کو اب وہ اپنی رانی مان چکا ہے۔



موسیٰ پری کے ہلانے پر انکھیں کھولیں۔ وہ اس کے نیچے دبی پڑی تھی۔ موسیٰ اس کے کندھا ہلانے پر اٹھا۔ نظریں اپنے گیلے سینے سے ہوتے اس کی طرف گئیں۔ جو اس کے یوں دیکھنے پر گڑ بڑ اسی گئی تھی۔

قمبر کو بھوک لگی ہے!۔ "اس نے جیسے وجہ سی دی تھی اٹھانے کی۔ موسیٰ" پہلے الماری کی طرف بڑھا۔ وہاں سے ٹاول اور شرٹ نکالتے اسے دی۔ قمبر کو جھولے سے اٹھاتے اس کی طرف بڑھا جو اپنی شرٹ پہنے اب قابل قبول حالت میں تھی۔ ورنہ پہلے تو اس کی حالت دیکھ موسیٰ کا پھر بہک جانے کا موڈ بن رہا تھا۔

موسیٰ وہ گیلا ٹاول لے جا کر ٹب میں بگھو دیا۔ خود اس کے پہلو میں آلیٹا۔ اس کا اپنا سینہ بھی اب صاف تھا۔ پری کے پہلو میں منہ دیتے وہ ایک ہاتھ میں اس کا ہاتھ پکڑتے اس سے کھیلنے لگا

میرے پاس رہا کرو۔ بہت پاس۔ سانسوں سے قریب۔ تم سے دوری" میری جان پر بن جاتی ہے!۔ "پری اس کے بال سہلائے۔ موسیٰ مزید اس

کے پہلو میں منہ دیا۔ وہاں اس کا بیٹا اپنا پیٹ بھر رہا تھا۔ جسے بھوک تو لگی تھی مگر مجال ہے وہ دوسرے بچوں کی طرح رونادھونا مچاتا ہو۔ اسے یقیناً معلوم تھا اس کی ماں خود ہی اس کی بھوک کا بندوبست کر لے گی۔

موسیٰ شان کی مہندی ہے کل!.."موسیٰ انکھیں کھولتے اسے دیکھا۔ وہ" جاننا تھا اس کی مہندی ہے۔ وہ یاد نہیں کروا رہی تھی۔ مگر پوچھ رہی تھی جانے کا۔

ہم چلیں گیں۔ تمہارا چلہ بھی مکمل ہو چکا ہے۔ میں فلائٹ بک کروالوں" گا۔"پری جانے کا سن کر خوش ہو گئی تھی۔ وہیں موسیٰ نیند سے بھری انکھیں بند کر گیا۔ پری بھی جلد ہی اپنے بیٹے کا پیٹ فل کرتے اسے درمیان میں لیٹاتے خود بھی سونے لگی۔

باپ بیٹا ہی اسے مکمل نیند نہیں لینے دیتے تھے۔ ادھی رات تک باپ نے جگائے رکھا اور سحری کے وقت بیٹے کو بھول لگ گئی۔ اس وقت بالکل نہیں لگی جب اس کا باپ اپنے کام میں مصروف تھا۔ پری اسے گھورا جو ہونٹ باہر

نکال کر پھلائے سورہا تھا۔ پری کو اس پر ٹوٹ کر پیارا یا۔ اس کے پھولے
گالوں کا بوسہ کیتے وہ مسکراتے آنکھیں موند گئی۔ تھک تو وہ چکی تھی۔ تو نیند
نہ انا ممکن تھا۔

^^^

سانہ جوڑا سامنے رکھے بیٹھی تھی۔ کچھ دیر تک اس کی مہندی تھی۔ نکاح ہو
چکا تھا۔ اس لیے مہندی اکٹھے کرنے میں انہیں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ مہندی
احمد پریس میں ہی تھی۔ وہ سب تیاری میں مگن تھے۔ منسا اور ٹینا کی بھی
مہندی رکھی گئی تھی۔ ان دونوں کی رخصتی انتہائی سادگی سے ہوئی تھی تو
انہوں نے سوچا ان کو بھی کوئی کسک نہیں رہے۔

کل شام وہ ساری شاپنگ کر لائے تھے۔ اسی لیے اب سب تیار ہو رہے
تھے۔ اور ان سب تیاریوں سے بے فکر سانہ شان کی شدتوں کا سوچ کر
آدھی ہو رہی تھی۔ شمیمہ لہنی اور سامیہ کے ساتھ تھی۔ سامیہ کا موڈ تو نہیں
تھا اس مہندی میں آنے کا مگر !!! مجبور آگئی۔ ان سب کو اپنے اپنے کپل میں

دیکھ اس کا دل جل رہا تھا۔ کاش اگر اس کے لیے کوئی لڑکا پیدا ہو جاتا۔ کہیں
کسی کو نے کھد رے سے نکل اتا۔ کسی کچھور کے درخت سے نیچے گر جاتا۔
اس نے دل پر ہاتھ رکھتے ٹھنڈی اہ بھری۔ پھر وہاں چہچہاتی تتلی منسا کو دیکھا جو
محفل کو جاندار بنا رہی تھی۔

گہرے پیلے اور گلابی رنگ کے گرارے اور کرتی میں ڈوپٹہ کندھے پر ٹکائے
بال کھلے چھوڑے ہلکے میک اپ کے ساتھ بالوں میں پھولوں سے ڈیزائن
بنائے وہ کوئی حور معلوم ہوتی تھی۔ سامیہ نے نظریں ہٹائیں۔ اسے منسا کے
حسن سے جیسی سی ہوئی مگر وہ کیوں اس سے جیلس ہو۔ وہ کیا کم خوبصورت
ہے؟.. اس نے آئینہ نکالتے اس میں اپنا چہرہ دیکھا۔ لگ تو وہ بھی پیاری رہی
تھی مگر منسا سے کم۔ اس نے منہ بناتے آئینہ واپس بیگ میں رکھ دیا۔ خود اپنی
باقی فرینڈز کے پاس چلی گئی۔ انہیں دیکھتی رہتی تو شاید یوں ادا اس ہی رہتی۔
شان ہاف وائیٹ جوڑے میں ہرے رنگ کی واسکوٹ پہنے جھولے پر بیٹھا
تھا۔ ایسے ہی دو اور جھولے بھی سجے تھے۔ ان پر منسا اور ٹینا بیٹھی تھیں۔ اور

ٹینا کے ہوتے ڈوم وہاں نہ ہو ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ وہ بھی وہیں اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گیا۔ وہیں ظہیر محترم اپنی منمنائیاں روم میں پوری کرنے کے بعد اب اپنے بزنس پارٹنر کے پاس کھڑے تھے۔ سانیہ تیار ہو رہی تھی اس لیے وقت لگ رہا تھا۔

فرقان اور شایان دونوں اچکے تھے۔ اور ان کی بیویاں بھی۔ ان کے ساتھ ہی حیا اور ہارون، اور خیام اپنی پوری فیملی کے ساتھ۔ الیگزینڈر اور موسیٰ دونوں ہی لیٹ تھے۔ وجہ ان کی فلائیٹ لیٹ ہو گئی۔ وہ دونوں ساتھ آرہے تھے۔ وہ سب لوگ وہاں جمع تھے۔ خیام انعم کو سب بتا چکا تھا۔ مگر وہ اپنے پوتا پوتی کے آنے کی خوشی میں اتنا مگن تھی وہ کسی بات پر غور نہیں دینا چاہتی تھی۔ یاں شاید خود کو مصروف کر دینا چاہتی تھی۔

ہیر نے آج بھی پینٹ کے ساتھ فراک پہنی تھی۔ مگر پھر عمر کے لاکھ جتن کرنے پر اس نے ٹیلا پہن لیا۔ عمر کو اس وقت وہ پہلے والی ہیر لگی جس نے اس کی محبت میں مشرقی لباس پہنا تھا۔

شمیمہ اداس سی آج پھر اس گارڈ کے پاس کھڑی تھی جسے الیگزینڈر یہاں ہی
چھوڑ کر گیا تھا۔ مگر مجال ہے اس نے منہ سے ایک لفظ بھی نکالا ہو۔ شمیمہ کو تو
حیرت ہوتی وہ شخص آخر بنا کس مٹی کا ہے۔ یاں شاید اس کے منہ میں زبان
نہیں ہے۔ مگر وہ بھی ایک نام کا ڈھیٹ تھا۔ مجال ہے جو منہ سے کچھ بک کر
اس کی تسلی کر دیتا۔ وہ سر کھپاتی رہتی اور وہ بت بنا کھڑا رہتا۔

خدا کرے تمہاری بیوی گونگی ہو۔ اور تم پھر جانو اگر کوئی ہماری باتوں کا "
جواب نہ دے تو کیسا محسوس ہوتا ہے!.." اس نے دونوں ہاتھ اٹھاتے دعا
یاں شاید بد دعا دی اور چل دی۔ پیچھے اس نے ہونٹوں پر امڈی مسکراہٹ کو
مشکل سے دبایا۔ اس لڑکی کی پشت کو دیکھتے نفی میں سر ہلاتے وہ واپس سنجیدہ
ہو گیا۔ اس کا کام لڑکیوں پر نظر رکھنا نہیں تھا۔ اس نے فوراً سے خود کو ڈپٹا۔
اور واپس سے چوکننا ہوتے کھڑا ہوا۔

وہ وہاں اتے مہمانوں کے پاس کارڈ اور انکی چیکنگ دونوں کر رہا تھا۔ خطرہ تھا
تو نہیں مگر احتیاط ضروری تھا۔ جو وہ الیگزینڈر کے کہنے پر کر رہا تھا۔ الیگزینڈر

کو جہاں عبد اللہ کے لیے افسوس تھا وہیں حیا کے لیے خوشی۔ اب کوئی اس کے پیچھے نہیں آتا۔ وہ سکون کی زبدگی بسر کر پاتی۔ اس کا ڈر سے بھرپور چہرہ الیگزینڈر کو برا لگتا تھا مگر انہوں نے ابھی اسے نہیں بتایا تھا اس کا باپ مرچکا ہے۔

^^^

مامار سم شروع کروادیں اب!.."شان سانہ کو دیکھنے کے لیے بے تاب" تھا۔

الیگزینڈر نہیں آیا ابھی تک۔ جوتے پڑیں گیں تمہیں اب اگر بے صبری" دیکھائی تو!.."اس نے منہ بگاڑا۔ کچھ ہی دیر میں باہر گاڑیاں رکیں۔ اور اس کے ساتھ ہی پوری شان سے ایک فیملی اندر بڑھی تھی۔

ایک طرف الیگزینڈر تو دوسری طرف موسیٰ درمیان میں پری اور لیل اور دونوں کے ہاتھ میں چند ماہ کے بچے۔ وہ مکمل لگ رہے تھے۔ اچانک لیل کی گود سے بچہ موسیٰ کی طرف لپکنے لگا۔ موسیٰ نے اسے تھام لیا۔ وہیں اس کا اپنا

بیٹا جہاں تک سب کا خیال تھا جل رہا ہوتا مگر وہ تو مسکراتے اپنے باپ کی
مسکراہٹ دیکھ رہا تھا۔

میں نے سوچا تھا یہ تم پر جائے گا!.." وہ سمجھ رہا تھا ہیر کس حوالے سے "
بات کر رہی تھی۔

مجھ پر ہی جائے گا۔ بس ذرا وقت سنبھل جانے دیں۔ "وہ اسے کنگ ہی بنانا "
چاہتا تھا۔ اپنی طرح کا سفاک بادشاہ۔۔۔

رسم کر لیں ابھی!.." الیگزینڈر اس تکرار کو شروع ہونے سے پہلے ختم کر "
دیا۔ الیگزینڈر ان سب کی طرف بڑھتے ان سے ملنے لگا۔ اب پری کی گود سے
نکلتا بچہ لیل کے پاس تھا۔ ان سب سے ملتے وہ ایک طرف صوفوں پر بیٹھ
گئی۔ پری اس کے ساتھ تھی۔ اور قلان موسیٰ کو کہیں جانے نہیں دے سکتا
تھا۔

ویسے بھائیوں کی یہ محبت ہضم نہیں ہو رہی مجھے!.." شایان نا جانے کہاں "
سے اڑکا۔

تمہیں کیا لگتا ہے تم دونوں بھائیوں میں نہیں ہے تو باقی کسی میں بھی نہیں۔"
ہو گی۔ "شایان اسے گھومتے بچہ اس کی گود میں ہی دیکنا چاہا۔ جسے موسیٰ نے
دور کر دیا۔

مجھے منظور نہیں اسے کوئی بیماری ہو!.." شایان نے شک سے اسے "
دیکھا۔

تمہیں میں بیمار لگتا ہوں؟؟؟.." شک سے ہو چھا۔"
تمہاری بیوی چلتی پھرتی بیماری ہے!.." شایان اسے گھورتے بچہ دیکھ کر ہی "
دم لیا۔

موسیٰ منہا کے حوالے سے کوئی مزاق نہیں۔ میں اس کا ماضی دہرا نہ نہیں۔"
چاہتا۔ "موسیٰ اس کی سنجیدگی دیکھ ہاں میں سر ہلا دیا۔ اچھا تھا وہ دونوں ایک
دوسرے کے ساتھ خوش تھے۔

انعم ہانیہ کو اپنے ساتھ بٹھایا تھا۔ رومہ بھی اپنی بیٹی کے صدقے واری جارہی تھی۔ اب اس کی صحت سے معلوم ہوتا وہ پریگنٹ ہے۔ وہیں پری منسا کی طرف بڑھی۔ موسیٰ کو نظروں سے مطمئن کیا۔

کیا حال ہے موسیٰ کی بے بی سسٹر!.." منسا اسے گھورتے گلے سے لگایا۔" پری نے سامنے پڑے تھال سے مہندی اس کی ہتھیلی پر لگائی۔ وہیں لیل کے اشارے پر موسیٰ بھی وہیں آگیا۔ ظہیر کے ساتھ بیٹھتے اس سے اپنا تعارف کروایا۔

ویسے خیر ہے آج بہت خاموشیاں ہیں!.." موسیٰ اسے گھورا۔" ویسے میں پہلے دن سے جانتی تھی موسیٰ کا بیٹا ہوگا۔ میں نے بہت کوشش کی ڈورے ڈالنے کی مگر تم نے اسے پہلے پٹالیا!.." موسیٰ کی گھوری کی پرواہ کیے بغیر وہ ہانکتی رہی۔ جب ظہیر کا بازو کندھے پر محسوس ہوا تو اسے یاد آیا اس کے ساتھ کون بیٹھا ہے۔

تم سے شادی کرنے کو انسان کا پاگل ہونا ضروری ہے۔ اور الحمد للہ مجھ میں
ابھی عقل ہے... "موسیٰ ماحول کو کچھ ہموار کرنا چاہا۔

تمہارے کہنے کا مطلب ہے میرا شوہر کم عقل ہے!.. موسیٰ میں تمہاری
جان لے لوں گیں۔ "وہ بغیر پرواہ کیے کھڑے ہوتے غصے سے چیخنی۔ عمر نے
ماتھا پیٹا۔ اس لڑکی کو سکون نہیں تھا۔

منسا!.. "ظہیر کی سرد آواز پر سر جھکاتے تھوک نکلا۔"

وہ واپس بیٹھتے ظہیر کو سوری والی نظروں سے دیکھنے لگی۔ الیگزینڈرا ٹھٹھتے اس
طرف آیا۔

بلیک کنگ!.. اسے یہاں سے جانے کا بولیں۔ مجھے اپنی شادی میں یہ نہیں
چاہیے!.. "اب نا جانے شان کہاں سے اڑکا۔ شاید اپنی بیوی کا انتظار کرتے
کرتے تھک گیا تھا۔

دو ماہ کی ہر گینسنسی کے بعد شادی کا خیال آ رہا ہے واہ!.. "منسا کی گھوریاں
اس کی طرف پلٹیں

شان تمیز سے بہن ہے وہ تمہاری!.. "الیکزینڈرا سے گھورا۔"

مگر بلیک کنگ یہ ہر دوسری بات پر ظہیر کی بیوی بن جاتی ہے جیسے ہم تو"

اسے کوڑے کے ڈھیر سے اٹھا کر لائے تھے۔ "منسانے مہندی والا باؤل اٹھا کر شان کے سر پر الٹ دیا۔ اسے غصے سے سرخ نظروں سے دیکھتے وہ موسیٰ کی طرف پلٹی۔

تمہاری شادی ٹھیک سے نہیں ہوئی تم اب میری برباد کرنا چاہتے ہو۔ میں "جانتی ہوں یہ میرے بھائی نہیں تمہارے چیلے ہیں۔" موسیٰ کرپری نے گھورا تو وہ کندھے اچکا گیا۔

یہ کیا کیا پاگل عورت!.. "وہ چیخا۔"

عورت ہوگی تمہاری بیوی، تمہاری بیٹی تمہاری ماں۔ تمہاری کچھ لگتی۔ "کہاں سے عورت لگتی ہوں میں تمہیں۔ ابھی جوان لڑکی ہوں میں!.. "منسا تو اس کے مہندی سے لتھڑے بال پکڑ کر جڑ سے اکھاڑ دیے۔ وہ بے چارا

تڑپ کر رہ گیا۔ اس سے اپنے بال چھڑاتے دور ہوا تو کتنے ہی بال منسا کی ہاتھوں میں تھے۔

بابا مجھے اس کے ساتھ ایک ہال میں مہندی نہیں کروانی!.. 'وہ عمر کو دیکھ' چنچا۔

ہیر کینسل کروادو۔ شان کی شادی نہیں ہوگی!.. "عمر بھی اپنے نام کا ایک" تھا۔

ہاں مجھ پر بس چلتا ہے بس۔ ایک نے بغیر بتائے نکا کر لیا۔ دوسری نے "شادی کر لی۔ اب میں شرافت سے شادی کروانے کی کہہ رہا ہوں تو برداشت نہیں ہو رہا!.. 'ان سب کی زبان تیز چھری کی طرح چل رہی تھی۔ وہ کیا ہی کرتے۔۔۔"

شان دفع ہو جاو۔!.. "شایان کی گھوریوں پر وہ پلٹا مگر وہیں سامنے" دروازے پر پکڑی سانپ کو تیار اور اپنی طرف مسکراتی نظروں سے دیکھتے دیکھ اس کا خون جل گیا۔

دیکھ لوں گا ایک ایک کو!.. "ان سب کو کہتے وہ اندر کی طرف بڑھا۔ جاتے"

ہوئے سانپ کو ایسی گھوری دی وہ بے چاری ڈر ہی گئی۔

سدرہ نے سانپ کو جھولے ہر بٹھایا۔ باقی لوگ رسم کرنے لگے۔ لیل گود میں

بچے کے ساتھ ہی رسم کی۔ وہیں ٹینا نے ہاتھ بڑھائے تو لیل نے بچہ اسے

دے دیا۔

یہ بہت پیارا ہے!.. "اس نے تو بچے کے گال ہی چوم چوم کر سرخ کر"

دیے۔ وہ قمبر تھا۔ قلان موسیٰ کے پاس تھا۔

اللہ تمہیں بھی دے گا۔ ایسے ہی پیارے پیارے۔۔ "وہ شرم سے چہرہ جھکا"

گئی۔ ڈوم تو اس شرم و حیا کے صدقے واری گیا تھا۔

باقی سب نے بھی رسم کی۔ ڈوم نے ٹینا کی شرٹ کھینچتے اسے قریب کیا۔

یہ دونوں لڑکیاں ایک دوسرے کی کیا لگتی ہیں؟.. "اس کا اشارہ لیل اور"

پری کی طرف تھا۔

ساس اور بہو!.. "ڈوم کی انکھیں پھٹیں۔"

منہ بند کر لیں!.."ڈوم منہ بند کرتے حیرت سے انہیں دیکھا جن میں یہ " کہنا مشکل تھا لیل ساس ہے۔ پری چھوٹی ہے یہ تو معلوم ہوتا مگر لیل اتنی بڑی ہے یہ معلوم نہیں ہوتا۔

"..! اور یہ بچے۔۔ یہ کس کے ہیں"

ایک لیل ماما کا دوسرا پری کا۔ "اس کا منہ پھر کھلا۔"

دونوں ساس بہو ایک ہی وقت میں ماں بنیں!.."ٹینا نے ہاں میں سر ہلایا۔"

یار یہ عجیب ہے۔ "اس نے سر ہلاتے جیسے سوچوں کو باہر گرا نا چاہا۔ ٹینا"

مسکراتے اس کے ہاتھ تھامے۔

یہ الیگزینڈر سر جنہیں اب میں بابا کہتی ہوں ان کی بیوی ہیں۔ اور انہیں"

دیکھ کر اپ تم یہ بھی نہیں کہہ سکو گے یہ پچاس سے اوپر ہیں۔۔ "اس نے منسا

سے کسی بات پر ہلکی بحث کرتے الیگزینڈر کو دیکھا۔ شاید اسے سمجھا رہا تھا۔

یاں جھنجھلا رہا تھا۔ مگر اس کے لیے دونوں ہی حیرت کی بات تھی۔

یار تمہارے مائیکے میں رشتے یاد رکھنا بہت مشکل ہے۔ کون کس سے کتنا بڑا "جے اور کس کا کیا لگتا ہے یہ جاننے میں اور یاد رکھنے میں مجھے ابھی دس سال تو لگے گئیں۔۔" ٹینا مسکرا دی۔ وہ بھی جانتی تھی یہ کام مشکل ہے۔

شان فریش سا باہر نکلا۔ اب اس نے سفیر جوڑا پہن رکھا تھا۔ وہ سانپہ کے ساتھ آ بیٹھا۔ سانپہ کے چہرے پر گھونگھٹ تھا۔ جو اس نے اپنی گھبراہٹ چھپانے کو کیا تھا۔ ابھی سب رسمیں کر رہے تھے جب اچانک سے لائٹ چلی گئی۔ سب کی آواز گونجنے لگیں۔ وہ حیرت سے دیکھنے لگے تھے۔ وہیں شان کو شایان کا میسج ملا۔ جس نے شان کی دھمکیوں پر یہ حیرت کی تھی۔

بہت ہنسی آرہی تھی!.."سانپہ گھبرا رہی تھی جب اچانک اس کے ہاتھ پر "گرفت کرتے کسی نے اس کا گھونگھٹ الٹ دیا۔ اور اس کسی سے وہ واقف تھی۔

نہیں وہ!.."اس سے بولا ہی نہیں گیا۔ جیسے الفاظ گلے میں اٹک گئے"

ہوں۔

شان نے اپنا انگوٹھا اس کے ہونٹوں پر مسلا۔ سرخ لپ اسٹک اس کے ہونٹوں پر پھیل گئی۔ شان کو یہ رنگ پھیلا زیادہ اچھا لگا تھا۔ وہ ہلکی روشنی میں ان کی باتیں اور منسا کی حالت دونوں دیکھ سن سکتا تھا۔

بہت شوق ہے نہ بھاگنے کا۔ اب اپنی ان بھاگتی سانسوں کو بھی شوق سے "بھاگتے دیکھنا!.." اس کے سمجھنے سے پہلے شان اس کی گردن کو ہلکا سا ٹھیرا کرتے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لے گیا۔

سانیہ نے اس کے کندھوں کو دبوچا۔ مگر وہ اس کے ہونٹوں کو اپنے اگ کی مانند جلتے ہونٹوں کی تپش میں جلاتے اس کی سانسیں اپنی سانسوں سے ملانے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سانیہ کی لپ اسٹک پھیل گئی۔ جو میک اپ تین گٹھنے میں کیا گیا تھا تین منٹ میں اس پر پانی بھیر دیا گیا۔

شان کی پاکٹ میں پڑا موبائل رنگ ہوا۔ وہ سانیہ کے نچلے لب کو دانتوں سے پکڑ کر کھینچتے دور ہوا۔ اپنا انگوٹھا اس کے بھگے ہونٹوں پر رگڑا۔

اب بھاگ کر دیکھنا۔ کل شام اچھے سے تمہیں بھاگنے کے فوائد بتاؤں۔"
گا۔ "اسے دھکاتے وہ دور ہوا۔ سانپہ نے ہاتھ اس کے کندھوں سے ہٹا
دیے۔ اس کا وجود لرز رہا تھا۔ آنکھوں کی جھالریں نیچے گر چکی تھیں۔ وجود
کپکپانے لگا۔

اس کے کال پک کرتے ہی کائنات آگئی۔ وہاں سب بھی ایدھے ہوئے۔ وہیں
موسیٰ کی نظریں شان پر تھیں۔ جو اس کی نظروں سے گھبرا یا۔ جیسے راز
فراموش ہونے کا ڈر ہو۔ احمد جو الیکٹریسیشن کو کال کرنے والے تھے رک
گئے۔ وہیں سدرہ جو جزیئر کی چابیاں لینے جا رہی تھیں وہ بھی لوڑائیں۔ مگر
موسیٰ کی نظریں واپس نہیں لوٹیں۔ وہ سانپہ کے لرزتے وجود سے شان کی
چال کا اندازہ مگا گیا۔ نفی میں سر پلاتے وہ پری کی طرف چڑھا۔
اس نے گلابی رنگ کا چوڑی دار اور قمیض پہنی تھی۔ ساتھ سلیپر۔ ہیل پہننے
کی بہت کوشش کی مگر موسیٰ نے یہ ممکن ہی نہیں ہونے دیا۔

وہیں ایک طرف لیل بیٹھی تھی۔ اس نے بھی گلابی رنگ پہنا تھا۔ مگر بہت ہی ہلکا۔ موسیٰ ان دونوں کے درمیان میں جا بیٹھا۔ سر لیل کے کندھے پر رکھتے اس نے ایک نظر اس بچے کو دیکھا جو اس کی بانہوں میں اتے سوچکا تھا۔ جبکہ ایک ہاتھ اس کے چہرے پر پڑے تھے۔ جسے موسیٰ نے نرمی سے دور کیا۔ اسے مجھ سے اتنی محبت کیوں ہے؟... "دھیمے سے پوچھا۔ پری اس کے " سوال پر نفی میں سر ہلایا۔

کیونکہ اس کی ماں کے دل میں تمہارا عکس ہے۔ محبتیں اثر رکھتی ہیں۔ " موسیٰ سر لیل کے کندھے پر ہی رکھے رکھا۔ جب الیگزینڈر کہیں سے آٹپکا۔ منہانے ایک نظر ان سب کو دیکھا تھا۔ پھر خیام کے کندھے پر سر رکھتے وہ ان ل۔ حات کو جینے لگی۔

جنہیں چھوڑ دیا جائے انہیں چھوڑ دینا چاہیے۔ ان سے باتوں کے بہانے " تلاش ما، ان کی خوشیوں پر نظر رکھنا ان کے روتے چہروں کو یاد کرنا سب بے معنی ہے۔ " اس نے بھی سب چھوڑ دیا۔

موسیٰ پہلے تو تمہیں مسئلہ تھا بیوی نہیں ہے۔ اب تو وہ بھی ہے۔ پھر بیوی پر "حق کیوں جمار ہے ہو!.." "موسیٰ مزید لیل کے ساتھ جڑا۔

میری ریڈ روز ہیں!.." "اس نے استحقاق سے کہا۔"

اور میری بیوی، بچوں کی ماں، میری بچپن کی دوست۔۔ تم سے زیادہ حق "ہے!.." "وہ موسیٰ کو دور کرتے ان دونوں میں جگہ بنا کر بیٹھ ہی گیا۔ وہیں پری اس لڑائی پر کھلکھلانے لگی۔ موسیٰ اس کی کھلکھلاہٹ پر سب بھولتے اسے ساتھ لگایا۔

جائیں آپ کو دی میں نے ریڈ روز۔ میرے پاس بھی ریڈ ہے اب!.." "پری کا ماتھا چوما۔ جو اس کی حرکت پر سرخ پڑی۔

ہارون منسا کی خوشیاں دیکھنا جانے کیوں جلا سا تھا۔ اسے خوش تو نہیں دیکھنا تھا۔ مگر اب موسیٰ سے کوئی لڑائی ہی نہیں رہی تھی۔ پھر بھی وہ کسی کے ساتھ ہنستی مسکراتی اسے اچھی نہیں لگ رہی تھی

اسے اس کا بھیگا چہرہ ہی ہنسند تھا جو اس کے طنزیہ جوابات سن کر بن جاتا تھا۔
مگر اب وہ بالکل ٹھیک تھی۔ ہنس رہی تھی۔ خوش تھی۔ اور اس کا شوہر۔
کچھ دیر پہلے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ وہ شخص بیٹھا اس کے پاؤں میں
بیٹھے اس کے جوتے کا سٹرپ کھول رہا تھا۔ وہ حیا کو چاہتا تھا مگر وہ کبھی ایسی
حرکت نہیں کرتا۔ اسے یقین تھا۔ مگر اس کا قدموں میں بیٹھ جانا!.. وہ
حیرت زدہ تھا۔ کیا وہ خوش قسمت تھی جو اسے واقعی اس سے زیادہ چاہنے والا
مل گیا۔

ملی تو اسے بھی تھی۔ ایک شفاف لڑکی۔ اس نے حیا کی طرف دیکھا۔ قہ مسکرا
رہی تھی۔ وہ منسا کو بھولتے اس میں گم ہو گیا۔ شاید حسد اس کی خوشیاں کھا
جاتا۔ اسے خود کی خوشیوں کو بچانا تھا۔ اپنی ہی حسد بھری نظروں سے۔ یہ
مشکل تھا مگر جب تک حیا ساتھ تھی وہ ایسا کر ہی لیتا۔

ان کی یہ محفل دیر رات تک جمی۔ پھر سب ہی سونے کے لیے اپنے اپنے
کمروں میں چلے گئے۔ رات کا ایک بج چکا تھا۔ کسی میں ہمت نہیں تھی اس

وقت اپنی بیویوں کے ساتھ کوئی خستہ گی کرتا۔ وہ بھی تب جب وہ سارا دن
تھک چکی تھیں۔ سب نے غنیمت جانتے انہیں سونے ہی دیا۔ اوپر سے شکر
کیا وہ ان سے اپنے پاؤں نہیں دباوا رہیں۔

ان سب سے بے پرواہ ظہیر بیٹھا منسا کے پیروں کی مالش کر رہا تھا۔ وہیں وہ بیڈ
سے ٹیک لگائے اسے نہا رہی تھی۔

ظہیر اٹھتے ابھی تیل واپس رکھتا جب منسا نے اس سے تیل لے لیا۔

منسا میں ٹھیک ہوں!.." وہ اٹھتا اس سے پہلے ہی منسا نے اسے بازو سے "
کل مینچتے واپس بٹھایا۔ اس کی شرٹ اتارتے اس کے کندھوں پر مالش کرنے
لگی۔

کندھوں سے بالوں میں ہلکا تیل لگاتے وہ اسے سکون دینے لگی
میرے بوڑھے شوہر اپنی صحت کا خیال رکھا کرو۔ ورنہ کسی روز بال سفید "
ہو جائیں گیں۔۔ سانس بھی پھولنے لگتی ہے پھر بڑھاپے میں!.." منسا

شرارت سے کہتے اس کے کندھے پر تھوڑی ٹکائی۔ ظہیر اس کی تھوڑی
اں گلی سے اوپر اٹھاتے رخ ہلکا سا اس کی طرف موڑا۔

میں ابھی ثابت کر سکتا ہوں کون بوڑھا ہے اور کس کی سانس پھول جاتی ہے!
"منسانے اپنے خشک کوتے لب ترکیے۔

میں تھک گئی ہوں۔ مجھے سونا ہے۔ تم نے باتوں میں لگا دیا۔ صبح رخصتی بھی ہے۔
"کچھ ہی دیر کی خاموشی چھائی۔ پھر وہ اسے ڈپٹنے والے انداز میں کہتے
جلدی سے چادر اوٹھتے لیٹ گئی۔

ظہیر اس کے ساتھ لیٹتے ہاتھ اس کے گرد ڈالے۔

کل اپنی نیندوں کو خیر اباد خود ہی کہہ دینا۔ میں نے کہا تو مشکل ہو گا۔ "اس"
نے تھوک نگلا۔ ظہیر ہاتھ بڑھاتگ سائیڈ لیمپ بھی اف کر دیا۔ منسانے رخ
اس کی طرف موڑا۔ شکر ادا کیا وہ آج سونے دے رہا ہے۔ کل تو وہ کوئی نہ کوئی
بہانہ کر ہی لیتی

باقی باتیں کل پر چھوڑتے اس نے ابھی سونا ہی بہتر سمجھا۔ ویسے بھی تھکاوٹ
سے اس کا برا حال تھا۔

^^^

لیل اور موسیٰ باہر تھے۔ الیگزینڈر اپنے بیٹے کو سنبھال رہا تھا۔ پری اور قمبر سو
رہے تھے۔

موسیٰ میں قلان کے حوالے سے پریشان ہوں؟.. "موسیٰ اپنی ماں کے گرد"
بازو ڈالے۔ اس کا ماتھا چوما۔

وہ بالکل ٹھیک ہے ماما۔ فکر مت کریں! "موسیٰ اپنی ماں کو فکر مند نہیں"
کرنا چاہتا تھا۔

نہیں۔ وہ بعض دفعہ عجیب ہو جاتا ہے۔ ایسی مسکراہٹ عجیب سی۔ کسی بچے"
کے چہرے پے نہیں ہوتی جیسی اس کے چہرے پے ہوتی ہے۔ پھر تمہیں
دیکھتے جو وہ ری ایکٹ کرتا ہے۔ یہ سب عام نہیں ہے۔ بالکل بھی عام نہیں
ہے۔ "موسیٰ ایک جگہ رکھتے لیل کے ہاتھ تھامے

وہ عام ہو بھی نہیں سکتا۔ وہ آپ کا بیٹا ہے۔ اور آپ کا عکس عام نہیں۔"
ہوتا!.. "لیل مسکرا نہیں سکی۔ وہ واقعی میں پریشان تھی۔

موسیٰ تم اس کا دھیان رکھنا۔ ہمیشہ۔ اسے کسی غلط رستے پر مت جانے۔"
دینا۔۔ "موسیٰ نے ماں کی یقین دہانی کروائی۔ وہیں دروازے پر الیگزینڈر
نمودار ہوا۔

وائیٹ روزیہ نہیں سو رہا!.. "وہ جھنجھلایا ہوا تھا۔"
لیل اپنے بیٹے کو لے کر گئی تو الیگزینڈر اس طرف آگیا۔
".. کیا کہہ رہی تھیں لیل؟"

یہ ہی کہ قلان کچھ عجیب ہے۔ "بتانا تو الیگزینڈر بھی بہت کچھ چاہتا تھا مگر"
اس نے نہیں بتایا۔ سر جھٹکتے اسے پر سکون کیا ایسا کچھ نہیں۔

ان سب کو علم ہو چکا تھا عبداللہ بادشاہ کی سلطنت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب
وہاں قطری بادشاہ کی حکومت ہے۔ اور اب حیا بلکل محفوظ ہے۔ اس کے

پیچھے کوئی نہ ائے گا۔ وہیں موسیٰ اپنے مجرموں کو قید کے لایا تھا۔ جنہیں سزا وہ وہاں جا کر دیتا۔

وہاں حارث اس کی حکومت سنبھال رہا تھا۔ انہوں نے رات و رات ان لوگوں کو پکڑ کر گھنٹوں پر لایا تھا۔ وہ بہادر تھا۔ مگر بہادری ماضی بھلانے میں کارساز نہیں ہوتی۔ وہ بھی اس معاملے میں بے بس تھا۔ اسی لیے موسیٰ بھی اس کے رویے سے کچھ پریشان تھا۔

^^^

صبح ہوتے ہی وہاں ہلچل مچ گئی۔ سب لڑکیاں ناشتے کے بعد سلون چلی گئی۔ جتنے بھی مرد تھے وہ بیٹھے گپیں نارتے رہے۔ جب وقت ہوا تو وہ سب بھی اٹھے۔ قلان موسیٰ کے پاس تھا۔ اور قمبر ماں سے جدا ہونے کو تیار نہیں تھا تو اسے پری ساتھ ہی لے گئی۔

وقت کو دیکھتے سب مرد تیار ہونے لگے۔ موسیٰ نے لیل سے قلان کے کپڑے کو پوچھتے اسے بھی تیار کر لیا۔ مگر اس کو تیار کرتے اسے اس کے وجود

لر بہت عجیب سا نشان ملا تھا۔ جو اسے دیکھا دیکھا سا معلوم کورہا تھا مگر کہاں اور کب دیکھا یہ وہ نہیں جانتا تھا۔

پھر اس نے سوچوں کو جھٹک دیا۔ شاید لیل کی باتوں کا اثر تھا۔ ویسے بھی اس کے خیال سے بلیک کنگ کی اولاد کا نارمل ہونا نہیں لکھا تھا۔ نہ اس کی دف نہ ہی اب قلان کی دف۔۔

الیکزینڈر تو اپنے بیٹے کی دغا بازی پر حیران تھا۔ موسیٰ یہاں سے نکلنے سے پہلے ہارون کے پاس آیا۔

کوشش کرنا اب یہ انکھیں مسز ظہیر احمد کے ارد گرد نہ ہو۔ ورنہ انجام برا" ہوگا۔" اس کے لہجے میں چٹانوں سی سختی تھی۔ یقیناً وہ کل اس کی حسد بھری نظریں دیکھ چکا تھا۔ وہ سر جھکا گیا۔ وہ چاہتے ہوئے بھی ڈیفنڈ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بھی تب جب وہ غلط تھا۔

ہارون نے ادھاسراٹھایا۔ اسے موسیٰ کے گود میں پڑے بچے کے چہرے پر
مسکراہٹ نظر آئی مگر وہ عجیب تھی۔ شیطانی سی مسکراہٹ جیسے وہ خوش ہو
رہا ہو۔ مگر اس عمر میں ایسی مسکراہٹ اور اس انداز سے۔

موسیٰ کو وہ کچھ کہتا اس سے پہلے ہی موسیٰ چلا گیا۔ موسیٰ پری کو لینے خود گیا تھا۔
لیل بھی اس کے ساتھ ہی آگئی۔ باقی سب کے ساتھ گارڈز تھے۔ وہ انہیں
لے آتے۔

میرج حال مکمل سجا ہوا تھا۔ احمد کا کوئی رشتہ دار تو نہیں تھا مگر دوست عزیز
بہت تھے۔ سب لوگ خوشی سے ان کی خوشیوں میں شریک ہوئے تھے۔
سیج سچ چکا تھا۔ اس وقت ہھر بس دلہنوں کا انتظار تھا۔ ٹینا نے اپنے ہو سپٹل
سے کو لیگ کو بلایا تھا۔ ڈوم اس کی خاطر ان سے مل رہا تھا۔ مگر اس ڈاکٹر کو
دیکھ اس کا خون کھولا۔
پر برداشت کر گیا۔

شمیمہ پھر اس مارک وڈھونڈتے ہوئے اس طرف آئی۔ اسے ہال سے باہر جاتے دیکھ وہ بھی اس کے پیچھے ہی آئی۔

ایک طرف کو اسے چھپتے جاتے دیکھ اس ہر جاسوسی کا بھوت سوار ہوا۔ وہ بھی ہیک اتارتے دے قدموں اس کے پیچھے ہوئی۔ مگر ہیل اتارنے تک وہ گم ہو گیا۔

اس نے ادھر ادھر اسے تلاش کیا۔ اسے کچھ دور وہ نظر آیا۔ مگر اس طرف دیکھتے اس کی آنکھیں پھٹ گئیں۔ اس نے ناقابل برداشت منظر دیکھا۔ وہ ایک دفہ جھٹکا کھا کر پیچھے ہوئی۔ سامنے کا منظر اس کی ٹانگوں سے جان نکال چکا تھا۔ وہ چاہتے ہوئے بھی وہاں سے نہیں بھاگ سکتی تھی۔

وہیں وہ پلٹا تھا اور اسے لگا اس کی موت بھی اس کی طرف پلٹ کر آئی ہے۔ وہ اٹے قدموں بھاگ جانا چاہتی تھی مگر زمین نے اس کے پاؤں جکڑ لیے تھے۔

تم۔۔ "اس سے بولا نہیں گیا۔"

اگر کسی کو بتایا تو اگلا وار تم ہو گی بے بی ڈول!.." وہ لرزی۔ وہ خون سے رنگا"
چاقو اس کی گال پر ٹریس کر رہا تھا۔

ساتھ ہی شمیمہ بے ہوش ہوتے جھول گئی۔ مارک نے اس کی گال صاف کی۔
اسے گود میں اٹھاتے لا کر میرج ہال میں لوگوں سے ذرا دور پھینک دیا۔ پھر
کسی بچے کی اس ہر نظر پڑی تو سب کا دھیان اس کی طرف ہو گیا۔
ڈوم کے اسے اٹھا کر کے جانے تک وہ وہیں دور کھڑا ریکھتا رہا۔ پھر اپنا کام
مکمل کرنے کو پلٹ گیا۔ وہاں کوئی اس کے کام سے واقف نہیں تھا۔
الیکزینڈر بھی نہیں۔



موسیٰ کی نظروں کی طلب نہ لاتے پری چہرہ جھکا گئی۔ وہ اس وقت بھاری لہنگے
کڑتی میں تھی۔ اس کا اپنا سوٹ تھوڑا سا پھٹ گیا تھا۔ اور فٹنگ بھی کم ہو چکی

تھی۔ اسے وہ چھوٹا ہو گیا۔ پھر سانہ نے اپنا ایک جوڑا اسے دے دیا۔ اب اس نے وہی پہنا تھا۔ اور موسیٰ کی نظروں سے وہ چھپ رہی تھی۔

احمد شمیمہ کو لے کر پریشان تھے۔ جو بے ہوش ہو چکی تھی۔ اس کی وجہ سے جلدی سے سارا پروگرام بھی ختم کر دیا گیا۔ مہمانوں کے کھانا کھاتے سے پہلے ہی وہ لوگ نکلنے لگے۔

الیکزینڈر کا بزنس وہاں سنبھالنے کو کوئی نہیں تھا۔ وہ وہیں سے واپس عمان کے لیے چلا گیا۔ فرقان اور رومہ بھی ضد کرتے چلے ہی گئے۔ باقی سب لوگ واپس ہی آ گئے۔

سانہ نظریں جھکائے شان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چل رہی تھی۔ اچانک شان نے رکتے اسے دیکھا۔ وہ اپنے وزن سے زیادہ بھاری لہنگا پہن چکی تھی۔ اب چلا بھی نہیں جا رہا تھا۔

شان نے ایک جھٹکے سے اسے گود میں اٹھالیا۔

تمہیں تھکانے کو اج میں ہوں۔ اس بھاری لہنگے کی ضرورت تو نہیں۔"

تھی۔ "وہ اپنے دل کی دھڑکن پر پریشان ہوئی۔ چہرہ جیسے خون چھلکانے لگا۔ وہیں وہ سب منہ جھکائے مسکرا نے لگے۔ شان اسے اپنی گاڑی میں بٹھاتے وہاں سے نکل گیا۔ ایک گاڑی میں شایان اور منہا ہیر اور عمر کے ساتھ گئے۔ خیام اور انعم اپنے بیٹے اور بہو کے ساتھ نکلے۔ احمد کی ساری فیملی جاچکی تھی۔ موسیٰ اپنے بیٹے کو گود میں لیے بیٹھا تھا۔ پری اپنا منہ دھونے لگی تھی۔ میک اپ کی وجہ سے اس کی سکن خراب ہو رہی تھی۔ اسے خارش ہونے لگی۔ ڈاکٹر کے پاس لے چلوں؟.. "موسیٰ نے فکر سے پوچھا۔ وہ پہلے قلان کی وجہ سے پریشان تھا۔ وہ اس کے پاس رہنے کی ضد کر رہا تھا۔ اور اب تو رونے بھی لگا۔ موسیٰ تو اس کی آنکھوں میں آنسوؤں دیکھ کر تڑپ اٹھا۔ مگر وہ اسے لیل سے دور اپنے پاس بھی نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس کی گود میں پڑا قمبر سوچکا تھا۔ اسے سونے سے فرصت نہیں تھی۔۔

نہیں میں ٹھیک ہوں۔ یہ اتر گیا تو اب ٹھیک ہے!.." موسیٰ اس کا گیلا چہرہ "دیکھتے پاس ٹیبل سے پڑے باکس سے چند ٹشوز نکالتے پانی صاف کیا۔ اس کے بالوں کا بوسہ لیتے اس کو سینے سے لگایا۔

جب معلوم ہے کیسی حالت ہو جاتی ہے تو پھر کیوں لگایا!.." پری نے چہرہ "اس کے سینے سے نکالتے اس کی طرف دیکھا۔ اس کی انکھیں بتا رہی تھیں یہ صرف اس کی توجہ اپنی طرف رکھنے کے لیے تھا۔

وہ مہندی پر سب کی نظریں اس کی طرف دیکھتے انسکیور ہو رہی تھی۔ اور اب تو آدھا جہان یہاں پر تھا۔ موسیٰ اسے واپس قریب کیا۔ اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکایا۔

میرے چاروں طرف صرف تم ہو۔ اور جہاں تم ہو مجھے اور کچھ نہیں "دکھتا!.." اسے خود میں بھینچ لیا۔ پری کو بھی اس کے سینے کی گرمی ہی چاہیے تھی۔ اس کے سینے سے لگتے ہی اس کی دنیا مکمل ہو گئی۔

میں نے کبھی حور کا تصور نہیں کیا مگر آج خیال گزرا ہے وہ بھی یوں ہی کسی " کی آنکھوں کو ایک منظر پر جمانے کی طاقت رکھتی ہوں گیں۔ " پری اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔

جی چاہتا ہے آج سوچوں حوریں کہیں میری بیوی کا حسن دیکھتے ہی تو نام " نہیں تخلیق کیا گیا! .. " وہ اب سر جھکا گئی۔

موسیٰ کی تعریفیں اس کے دل کی دھڑکن روک دیتی تھیں۔ اس نے لب موسیٰ کے سینے پر دل کے مقام پر رکھے۔ موسیٰ مسکرایا۔
موسیٰ اس کے گرد بازو ڈالے گاڑی کی طرف بڑھا۔ اس کا بیٹا اب کسمانے لگا تھا۔ اسے اپنے نرم بستر کی خواہش تھی اس وقت بس۔۔

^^^

وہ دلہن بنی اس شخص کے سامنے بیٹھی تھی۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ شیر وانی اتار کر صرف پاجامے میں بیٹھا اسے نہار رہا تھا۔ نہ وہ اس کی خاموشی سمجھ پارہی تھی۔ اور نہ ہی اس کی نظروں کا مطلب۔۔

آخر اس نے ہمت کرتے نظریں اٹھائیں مگر آدھے میں ہی واپس لوٹ گئیں۔ اس کو بغیر شرٹ کے دیکھنے اس شرم دلارہا تھا۔ اس کے چہرے پر گھونگھٹ نہیں تھا مگر سر نے اس کی آنکھیں چھپالیں تھیں۔

میں انتظار میں ہوں!.. "وہ سمجھی نہیں تھی۔ مگر سر نہیں اٹھایا۔ نہ ہی منہ" سے کچھ بولی۔

بھاگوا ب بھی۔ سارا گھر تمہارا ہے۔ بھاگ کر دیکھ لو۔ یاں شاید اب پاؤں" کے ساتھ جو بلیاں بندھی تھیں وہ کھل گئیں؟.. "اس کا شرم سے سراٹھانا محال ہوا۔

میں نے نکاح کروایا تھا کچھ کھٹی میٹھیں یادیں بنے گئیں اور میری منکوحہ کو" شادی کے بعد میں جن لگنے لگ گیا۔ جس کے شاید وہ پاس گئی تو وہ اس سے چمٹ جائے گا!.. "وہ طنز کر رہا تھا مگر طنز سچا تھا۔ وہ جن کی طرح اس سے چمٹ ہی تو جاتا تھا۔ پھر وہ بے چاری بھاگتی نہیں تو اور کیا ہی کرتی۔

بولو اب!!! نکاح سے پہلے تو یہ زبان قصائی کی چھری کی طرح چلتی تھی۔"

اب اسے زنگ کیوں لگ گیا!.." وہ طنز میں بھگے جملے اس کی آنکھیں نم کرنے لگے۔ ایک تو وہ اپنی فیملی چھوڑ کر آئی تھی اور دوسرا اب شان کا رویہ۔ وہ بہت حساس تھی۔ اور اس وقت یہ حساسیت غالب آنے لگی۔ شان کے ہونٹوں سے ابھی اگلا جمہ نہیں نکلا تھا۔ جب اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیک گیا۔ شان تو اس کے آنسوؤں سے بھگتے ہاتھ دیکھ اسے گھورا۔

سانہ کی تھوڑی تلے ہاتھ رکھتے اس کا سراو پراٹھایا۔

اس طرف دیکھو!.." وہ آنکھیں بند کر گئی۔ مگر بند آنکھوں سے بھی "آنسوؤں بہہ رہے تھے۔

شان ساری ناراضگی اور سبق بھاڑی میں بھیج کر اس کے قریب ہوا۔ اسے گود میں بھرتے وہ اسے سینے سے لگا گیا۔ سانہ مزید شدت سے رونے لگی۔ وہیں شان کو سمجھ نہیں آرہی تھی اب کیا خود کو کوسے؟.. اس نے غصے سے

خود کو گھورنا چاہا مگر یہ ممکن نہیں تھا۔ اپنے چہرے پر لگی آنکھیں اپنا ہی چہرہ نہیں دیکھ سکتیں۔ اسے غصہ آیا

سانی میری جان چپ کرو ناں!.. "وہ جھنجھلایا۔"

آپ غصہ کر رہے ہیں!.. "ہونٹ باہر کو لٹکائے۔ شان نے اپنے لب تر" کیے۔ اس کے پھولے ہونٹ دیکھے۔ ان پر لگی سرخ لپ اسٹک۔ اوپر سے ان کی نرمگی۔

شان بھول گیا اسے سانیہ کو خاموش کروانا ہے۔

وہ سب بھاڑ میں بھیج کر اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے اس کے نرم ہونٹوں ہر جھک آیا۔ شدتوں سے اس کی سانسیں گھنچھیں۔ اس کے کبھی نچلے تو کبھی اوپری ہونٹ کو لبوں میں دبالتا۔ سانیہ نے شان کے کندھوں کو دبوچا تھا۔ اس کی سسکیاں گونجنے لگیں۔

وہ انتہائی شدتوں سے اس کے ہونٹ چوم رہا تھا۔ سانیہ کے ہاتھ کندھوں سے بالوں میں جاٹکے۔ اور شان ہونٹوں سے کندھوں کی طرف بڑھا۔

سانہ نے شان کے بال کھینچے مگر یہ فضول ہی ٹھہرا۔

سانہ کو پیچھے بیڈ پر لیٹاتے وہ اس کے وجود سے لپٹا ڈولٹہ اتار کر دور کر گیا۔

بال سادی چٹیاں میں بنے تھے۔ کوئی پن نہیں تھی ورنہ شاید وہ چیخ پڑتی۔

شان!.. "اس کے لبوں سے نکلتا اپنا نام اس نے غور سے سنا، ہٹھرا نہیں لبوں"

کو اپنے لبوں میں بھر گیا۔ اس کے نچلے لب کو چباتے وہ بھول چکا تھا وہ رور ہی

تھی اور اسے چپ کروانا تھا۔ سانہ بھی اس وقت رونا بھول گئی۔

شان نے ابھی اس کی کڑتی کندھے سے کھسکائی جب سانہ نے ہاتھ اپنے

کندھوں پر رکھے

کیا ہوا!.. "دونوں کی سانسیں پھول چکی تھیں۔ شان کی آنکھیں سرخ"

تھیں۔ یہ اس کی قربت کے خمار کا کمال تھا۔ جسے وہ اس وقت اس پر اتارنا

چاہتا تھا۔

منہ دکھائی!.. "ہھولی سانسوں سے مشکل سے بہانہ بنایا۔"

شان نے اسے حیرت سے دیکھا۔ پھر اس کے چہرے کو۔

اس منہ کی منہ دیکھائی تو بنتی ہے!.." کہتے ہی اس کے ہونٹوں کو پھر سے "چومنے لگا۔ اس وقت صرف ہونٹوں سے ہی نہیں بلکہ دانتوں سے بھی شدتیں برسانا شروع کر دیا۔ سانپہ اس کی شدت پر مچلی مگر وہ اسے مزاحمت کی اجازت بھی کہ دے رہا تھا۔

سانپہ کی بھیکری سانسوں کا شور برپا تھا۔ ماحول میں اس وقت تنہائی گونج رہی تھی۔ وہیں شان بے فجری سے اس کی سانسیں پی رہا تھا۔ اسے کسی کی پرواہ نہیں تھی۔ نہ کھلی کھڑکی سے جھانکتے چاند کی، نہ جلتی روشنیوں کی اور نہ ہی موبائل کی جونج بج کر پاگل ہو رہا تھا۔

سانپہ نے شان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے اپنے پورے زور سے جھنجھوڑا۔
قہ دور ہوتے اسے غضب بھری نظروں سے دیکھنے لگا

کیا مسئلہ ہے؟.." اس کی دھاڑ پر وہ بیڈ میں دھنسنے کی کوشش کرنے لگی۔"

وہ آپ کا فون!.." وہ بات مکمل نہیں کر سکی۔ کندھوں سے سرکتی شرٹ "ہر ہاتھ رکھے۔ وہیں شان کے کندھے سے ہلکا خون رس رہا رہا۔ اور یہ اس کی بیوی کے ناخنوں کا کمال تھا۔

شان نے غصے سے فون اٹھایا تھا۔

کہاں ہو تم؟..." شایان کی غصے بھری آواز پر اسے مزید غصہ آیا۔ "کہاں ہو سکتا ہے! میانو یلا دلہا اس وقت اور کہاں تھے تم اس وقت جب "منہا کو وارن کرنے گئے تھے؟.." وہ مزید بے باکی اور غصے سے بولا۔

وا حیات بکو اس کروالو تم سے۔ سیدھے بتاؤ کہاں ہو؟.." شان کا جی چاہا "فون دیوار میں ڈے مارے مگر اپنا سیم سنگ گلیکسی زیڈ وہ توڑ بھی نہیں سکتا تھا۔ عمر سے ترلے ڈال ڈال کر اس نے یہ فون لیا تھا۔ جس کا کہنا تھا فون سے کرنی تو کال ہی ہے۔ کیا فرق پڑتا ہے سکرین فلپ کرتی ہے کہ نہیں۔

اپنی بیوی کی بانہوں میں اور اگر اپ کی اجازت ہو تو اپنی گولڈ نائیٹ منا "لوں؟.." "سانہ مزید بیڈ میں دھنسنے لگی۔ ہاتھوں سے چہرہ چھپا لیا۔ وہ

شخص اسے بھی شرمندہ کر رہا تھا۔ کیسے کرتی وہ کل ان سب کا سامنا۔۔۔ ویسے بھی اسے لگ رہا تھا شان اس کی جان نکال دے گا۔ اسے صبح تک کا وقت ہی نہیں ملے گا۔

مر جاؤں اس کی بانہوں میں ہی۔ مقبرہ بنا لینا وہیں!۔۔۔ "وہ دھاڑا۔ زرا جو" تمیز ہو بڑے بھائی سے کیسے بات کرنی ہے۔ شان نے اب فون اف کرتے سامنے کا وچ کی طرف پھینکا۔ وہ بالکل سیف لینڈ کر گیا۔ اب وہ اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہوا جو اس سے چہرہ چھپا رہی تھی۔

تم کچھ کہہ رہی تھی منہ دیکھائی جیسا کچھ!۔۔۔ "سانہ نے چہرے سے ہاتھ" نہیں ہٹائے۔

ہم منہ دیکھائی صبح ڈیسا ٹیڈ کریں گیں۔ اور پکا جو تم مانگو گی میں دلا دوں گا۔" مگر ابھی!۔۔۔ "سانہ بغیر بولے بھی سمجھ گئی اس وقت اس کا خود پر کنٹرول نہیں۔

شانن میں وہسہ!.."وہ ابھی ہلکاتے بول رہی تھی جب شان واپس اس پر"
سایہ کیا۔ ہاتھ بڑھاتے سائیڈ لیمپ اف کر دیا مگر وہ چاند کی روشنی بند نہیں کر
سکتا تھا۔ اس پر اسے ں برداشت ہی کرنا تھا۔ وہ چاند کی روشنی سیدھا سامنیہ کے
لمل کے وجود پر پڑ رہی تھی۔ اس نے اس روشنی میں اس کے وجود پر بھگے
لمس کے نشانات دیکھے۔

سب یہاں اس حسن پر تمام ہے!.."شان اس کی کڑتی کی زپ مکمل کھول"
دی۔ وہ اس کے کندھوں سے رکنے لگی۔ شان بغیر انتظار کیے اس کے وجود پر
جھک گیا۔

اس کے کندھوں اور گردن پر ہونٹوں سے سرخ نشان بنانے لگا۔ اس کے
لمس میں گرمی اور شدت تھی۔ وہ بے باک تھا۔ اور اس کا لمس اس بات کا
ثبوت تھا۔

اس نے زبان کی نوک سے اس کے ہونٹوں کو چھوا۔ وہ انکھیں نیچے اس کے
کندھوں پر دباؤ دیتے اسے دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

اج بھاگنا اور دوریاں بنانا دونوں ناممکن ہے۔ "شان سانہ کے دونوں بازو"
اس کے سر پہ پن کیے۔ ذرا سا جھکتے اس کی کڑتی نیچے سے پکڑتے اس کے
ہاتھ اسی سے باندھ دیے۔ پھر اس کڑتی کو بیڈ کروان میں اٹکا دیا۔ وہ جتنی بھی
مزاہمت کرتی ہاتھ نہیں کھلتے۔

تم نے مجبور کر دیا ہے سانی!!۔ ورنہ میں بہت محبت سے پیش انا چاہتا تھا۔"
تھا۔ "اس پر سارا مدعا ڈالتے وہ اس کے پیٹ پر انگلی سے دباؤ ڈال گیا۔ وہ
سانس بھرتے چلی۔ مگر اس کی گرفت میں مچلنا بھی کہاں ممکن ٹھہرا۔
شان اس کی سسکیاں اور آہیں سن رہا تھا۔ اس وقت وہ کسی ساز سے کم نہیں
تھے۔ مدھم لہنے میں پکارا جاتا اس کا نام اس وقت اس کا پسندیدہ میوزک تھا۔
شان اس کے بیوٹی بونز کو لبوں سے چھوتے اسے تڑپا گیا۔ اس کے وجود کو خود
میں بھرتے وہ اس کے ہونٹوں سے جان نکالنا نہیں بھولا۔ اس کی سانسیں
اس وقت تیزی اور مدھم کے مدار میں پھسنی تھیں۔ شان کی ذرا سی شدت
اس کی سانسیں ناہموار کر دیتی۔

وہ اس کی بائیں بیڈ کروان سے نکالتے اپنے گلے میں ڈال گیا۔ سانپ نے
تڑپ کر اس کے بال مٹھیوں میں بھرے۔ ناخنوں سے اس کی پشت زخمی
کرنی شروع کر دی۔ دانتوں سے اس کے کندھے کر زخمی کیا۔ مگر اس کی
شدتیں کم نہیں ہوئی بلکہ مزید بڑھ گئیں۔

شان!... "وہ چیخی۔ شان اس کے پیٹ پر دانتوں سے کاٹتے اس کو تڑپا گیا"
تھا۔ شان ایک نظر اس کے سانس میں بھرتے وجود کو دیکھاں عمارتے سرے
سے سوار ہوا۔

وہ اس کے ہیٹ پر ناک سے چھوتے اوپر کی طرف بڑھا۔ اس کی بیوٹی بوز اور
پھر نیک بوز کے بعد گردن کو بھی یوں ہی ناک سے چھوا۔ جیسے وہ اس کے
وجود کی خوشبو اپنی سانسوں میں اتار رہا تھا۔

یہ خوشبو!!.. مجھے اپنا عادی بنالے گی!!.. "اس کی سسکیاں گونج رہی"
تھیں۔ اور ان سسکیوں میں شان کی بھاری آواز کی سرگوشیاں بھی تھیں۔
جن پر وہ کبھی مسکرا دیتی تو کبھی اس کے کندھے اور پشت زخمی کرنے لگتی۔

مگر اتنا تو وہ جان چکی تھی وہ اسے ازادی نہیں دے گا۔ اپنی قربت سے آزادی تو بالکل بھی نہیں۔ جب تک اس کی طلب مکمل طور پر نہیں اتر جائے گی وہ اسے یوں ہی اپنی بانہوں میں تڑپائے گا۔ وہ بھی خاموشی سے اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے اسے اس کی طلب پوری کرنے دینے لگی۔

انجام جانتے بھی مزاحمت فضول تھی۔ اسی سوچ سے وہ رک گئی۔ چاند کی روشنی میں وہ اس کی گردن میں جھکا وہاں اپنے لنس کی مہر لگا رہا تھا۔ جسے وہ محسوس کرتی جا رہی تھی۔

یہ رات شاید یوں ہی گزر جانی تھی۔ ایک دوسرے کی طلب میں سانسیں بھرتے۔ ایک دوسرے کے لمس کو دل میں محفوظ کرتے۔ ایک دوسرے کی سانسیں گنتے۔ اور ان سانسوں میں اپنا نام سنتے۔۔۔

باہر چاند اپنا چکر مکمل کرنے کو آگے بڑھ گیا۔ اب کھڑکی میں اندھیرا تھا۔ اس اندھیرے میں بھی وہ اپنے کندھے پر پڑتی گرم سانسیں اور ان سانسوں کا اثر دیکھ سکتی تھی۔

وقت گزرتے علم نہیں ہوتا۔ سیکنڈ منٹس میں بدل جاتے اور منٹ گھنٹوں میں۔ وہی گھنٹے دنوں میں اور دن مہینوں کے چکر سے ہوتے سالوں کی طرف۔ مگر بعض لوگوں کے لمحے تو کہیں اٹک سے جاتے ہیں۔ زندگی اگے ہی نہیں بڑھتی۔

وہ بیڈ سے اٹھی۔ اپنے بیٹے کو جھولے سے نکالتے گود میں بھرا۔ اسے بھوک لگی تھی۔ اس کا پیٹ بھرتے وہ اسے پھر جھولے میں لیٹا گئی۔ آنے میں کھڑے ہوتے اپنے وجود کو دیکھا۔

وہ اس وقت اجرٹی دلہن کاں ظر پیش کر رہی تھی۔ اس نے نظریں چرا لی۔ وہ کبھی ایسی نہیں تھی مگر اب ہو گئی۔ پچھلے کچھ ماہ سے۔ وہ ایسی ہی تھی۔ اسے اپنی پرواہ ہی نہیں تھی۔ جس کے لیے پرواہ تھی جب وہ یہاں نہیں تھا تو وہ کیوں پرواہ کرتی۔

وہ بچن کی طرف آئی۔ فریج سے بنا پڑا کھانا نکال کر گرم کرتے اپنے کمرے میں لے آئی۔ اپنے بچے کے لیے اسے اتنا تو کھانا ہی تھا۔
اچانک کھٹکھٹا سا ہوا۔ وہ کچھ ڈری۔

گھر بھی کوئی نہیں تھا۔ سانیہ ہو سہیٹل میں تھی۔ ہیر مومنہ اور جانی وہاں گئے تھے۔ اس کا اپریشن ہوا تھا۔ کچھ پیچیدگیوں کی وجہ سے نارمل ہونا ناممکن تھا۔ ایسے میں بھی بچے یاں ماں کی صحت کا ڈر ہی تھا۔ وہ کیا ہی کرتے۔ تو پریشانی میں اسے سہارا دینے چلے گئے۔

وہ بالکل ٹھیک تھی اب۔ بچہ بھی ٹھیک تھا۔ مگر چند مسائل کی وجہ سے فلائٹس اف تھیں۔ انہیں تقریباً دو ماہ ہو چکے تھے۔

منسا بھی اپنے بچے کے ساتھ وہیں اس کے پاس ہی تھی۔

شان نے عمان آنے سے منع کر دیا تھا۔ وہ معافیہ سے دور رہنا چاہتا تھا۔

شایان اور منہا ویسے ہی گھومتے پنچھی تھے۔ وہ ایک ماہ سے زیادہ ایک جگہ پر نہیں رکتے۔ کبھی کسی جگہ تو کبھی کسی جگہ۔

عمر بھی شان کی بات سنتے اس کی معافیہ سے دور رہنے کی بات کو سمجھا۔ وہ
دونوں سانپ کی پرگننسی سے پہلے اس سے ملنے آتے رہے تھے۔ مگر اس کے
بعد سانپ کا سفر بند ہو گیا۔

ہانیہ کا اپنا بچہ چھوٹا تھا۔ انعم اور رومہ دونوں اس کا خیال رکھنے کو ایک گھر میں
رہ رہیں تھیں۔ خیام کا بھی کہنا تھا وہ اس کے ساتھ ہی شفٹ ہو جائیں۔ تو
فرقان اور رومہ بھی خیام اور انعم کے ساتھ تھیں۔ اس طرح وہ بیٹی سے دور
بھی نہیں تھے۔ اور اس سے ملنے کو ترستے بھی نہیں۔ رومان کی اپنی بیٹی میں
جان بستی تھی۔ وہ بہت پیاری سی گولا مولو سی تھی۔

باہر کسی کو نہ پا کر وہ واپس کمرے میں آئی مگر سامنے شان سے بیڈ پر براجمان
شخص کو دیکھ اس کی سانسیں اٹکیں۔

وہ سر جھٹک گئی۔ وہ کہاں یہاں ہوتا۔ اسے تو اپنے کاموں سے فرصت نہیں
تھی۔ وہ چار ماہ سے یہاں تھی۔ مگر مجال ہے جو اس نے پلٹ کر پوچھا بھی ہو۔
اس کی آنکھیں بھرا گئیں۔ وہ جانتی تھی سامنے بیٹھا اس کا عکس ہے جو کچھ ہی

دیر میں ہوا میں تحلیل ہو جائے گا۔ وہ بیڈ پر اپنی جگہ آکر لیٹ گئی۔ وہیں اس شخص کی آنکھوں کی سرد مہری بڑھی۔

دو ہزار انوسو تیس گھنٹے میں تم میرے وجود کو عکس سمجھنے لگی۔ اگر کبھی یہ "مدت بڑ جائے تو کیا مردہ تصور کر لو گی مجھے؟...." اس کی آواز میں دکھ نہیں سرد پن تھا۔

پری نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ وہ یوں ہی لیٹی رہی۔ آنکھوں سے آنسوؤں بہنے لگے۔

میرے وجود کی حقیقت کو تصور سمجھ کر کون سی خوشی ملتی ہے تمہیں؟..." بتاؤ!.." وہ دھاڑا۔ پری کے آنسوؤں میں روانی آگئی۔

تم کیوں آئے ہو اب؟.." موسیٰ اس کے ہونٹوں پر جھکنے لگا تھا جب اس "نے موسیٰ کو کل دھوں سے دور دھکیلنا شروع کر دیا۔

بغیر میری صفائی سے تم مجھے ریڈ کے پاس چھوڑ گئے۔ اب کیوں آئے ہو
پھر!.. میں کھلونا تو نہیں تھی جس سے دل بھر گی تو واپس اس کی جگہ رکھ
دیا!.. "اس نے موسیٰ کو شرٹ کی کالر سے ہکڑ کر کھینچا۔

اپنے الفاظ یاد ہیں کہ میں یاد کرواؤں!.. میں وہ سب بولتا تو کبھی معاف"
کرتی تم مجھے!.. "وہ اس کے رونے پر ٹھنڈا پڑا۔ اپنے ہاتھوں سے اس کے
آنسوؤں صاف کیے۔

کیا غلط کہا تھا ہاں!.. تم اپنی طلب کے لیے ہی پاس آئے ہو میرے جب"
بھی آئے۔ پہلی دفہ تمہارا خود پر کنٹرول نہیں تھا۔ دوسری دفہ تمہیں بہانہ
مل گیا میرے کڈنیپ ہونے کا۔ اور پھر تیسری دفہ!.. "وہ رک گئی۔
موسیٰ جو اسے سخت نظروں سے دیکھ رہا تھا رکنے پر اس کو بولنے کا اشارہ کیا۔
بولو۔ بتاؤ اب تیسری دفہ تم نے خود مجھے بہکا دیا۔ اب کیوں رک گئی۔ شوق"
سے ساڑھی پہنی تھی ناں۔ پہلی دفہ تو چلو میں نشے میں تھا مگر کیا دوسری دفہ
تم مجھے نہیں روک سکتی تھی۔ تم مجھے خود سے دور کرتی تو کیا میں ہوش میں

نہیں اتنا۔ کیا میرے بچوں کی ہیدائش میں سارا میرا ہی ہاتھ ہے؟.. "اس نے کچھ ٹھنڈے انداز میں پوچھا۔

اسے یوں ہی مزاحمت کرتا چھوڑے وہ اٹھا۔ جھولے میں صرف ایک بچے کو دیکھ اسے گھورا۔

قمبر اور محمود کہاں ہیں؟.. پری نے اس کی اولاد کے لیے فکر دیکھی۔ "بابائے تھے تو وہ ضد کرتے ان کے ساتھ چلے گئے۔ "موسیٰ اسے گھورا۔ "قمبر کا تو وہ مان سکتا تھا اس کی الیگزینڈر سے بنتی تھی۔ سال کا ہونے کے باوجود وہ الیگزینڈر کے پاس جانے کو مچلتا۔ مگر محمود!!! وہ تو ابھی پانچ ماہ کا تھا۔ "قیوم کو بھی ان کے ساتھ ہی بھیج دیتی!.. "پری نے کوئی جواب نہیں دیا۔ "موسیٰ کو اس کی یہ چپی زہر لگی۔ ایک تو وہ اتنی مشکل سے آیا اور اس لڑکی کے خزانے ختم نہیں ہو رہے تھے۔

پری تم نے اس روز بہت غلط الفاظ استعمال کیے تھے۔ میں تم پر غصہ نہیں " کرنا چاہتا تھا۔ اسی لیے یہاں چھوڑ گیا۔ میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا!.." وہ اسے ابھی بھی ہرٹ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پری نے جواب نہیں دیا۔ موسیٰ اس کا منہ موڑنا دیکھا اور یہ آخری وار ثابت ہوا۔ موسیٰ اپنے شرٹ اتارتے دور پھینکی۔ وہ جانتی تھی وہ غصے میں ہے۔ مگر یہ بھی جانتی تھی وہ اسے ہرٹ نہیں کرے گا۔

آخری دفہ پوچھ رہا ہوں بولو گی کہ نہیں!.." اس نے جواب دینے کے " بجائے لائنٹس ہی اف کر دیں۔ موسیٰ اس کی ہڈ دھرمی کو گہری نظروں سے دیکھا۔ پھر ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے کبل کھینچتے دور پھینکا۔ پری غصے سے تکیہ اسے دے مارا۔ بیڈ ہر جتنے تکیے تھے وہ اس لڑائی میں زمین بوس ہو گئے۔ اب اپنے ہر فعل کی ذمہ دار تم خود ہو!.." اس کے سمجھنے سے پہلے اس کے " لب کسی گرم تپش بھری گرفت میں آ گئے۔ اس کا وجود جلنے لگا تھا جیسے۔

اس نے سائیڈ ٹیبل کی طرف ہاتھ مارا۔ وہاں فون پڑا تھا۔ اسے اپنے بابا کو کال کرنی تھی۔ انہوں نے کہا تھا موسیٰ جب بھی آئے وہ انہیں ضرور بتائے۔
اس نے ہاتھ مارا مگر موبائل نیچے گر گیا۔ موسیٰ اس کے نچلے لب پر دانت گاڑھے۔ وہ سسکیاں بھرنے لگی۔ موسیٰ کے کندھوں ہر مکے مارے۔ موسیٰ اس کے وجود سے اوپر ہوا۔

کیا یہ گلابی ہونٹ اب پسند نہیں رہے؟.. "اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے بیڈ"
پر اس کے سر کے پاس جمادیا۔ کلائیوں پر سخت گرفت کے باوجود بھی وہ نظریں اس کے ہونٹوں سے نہیں ہٹا سکی۔

گہری نظروں سے ان گلابی ہونٹوں کو دیکھا۔ ہہرا اپنے لبوں پر زبان پھیری مگر خون کا ذائقہ منہ میں گیا۔ موسیٰ اس کی آنکھوں میں اترتی طلب کو دیکھا اپنے ہونٹ مزید اس کے ہونٹوں کے پاس کیے۔ ایک ہاتھ اس کے سر کے نیچے رکھتے اسے پاس کیا۔ پری سب بھولتے اس کے ہونٹوں کے بوسے لینے لگی۔ بے قراری سے اس نے ہونٹ چومتے اس کی سانس پھول گئی۔

نرم ہونٹوں کا لمس موسیٰ کی روح کو بخشنے لگا۔ یہ وہ چیز تھی جو اس نے اتنے ماہ میں لمس کی۔ اور اب تو وہ تھک چکا تھا انتظار کرتے کرتے۔ اسی لیے اس کے پاس پہنچ گیا۔

تم سے دوری عذاب ہے؟.. "اس کے ہونٹوں سے ہونٹ دور کرتے کان" میں سرگوشی کی۔ پری بازو اس کی گردن میں ڈالتے اسے بیڈ پر دھکے دیا۔ خود اس کے سینے پر لیٹی۔

تم نے خود یہ عذاب اپنے گلے میں ڈالا تھا!.. "موسیٰ اس کی گردن میں" ہاتھ ڈالتے اسے خود ہر جھکایا۔

اسی بات کا افسوس ہے؟... "وہ دونوں مدھم سرگوخیاں کر رہے تھے۔" موسیٰ نے اس کی گردن میں دانت گاڑھے۔ وہ تڑپتے چیخنے لگی۔

موسیٰ اسے بیڈ پر ڈالتے اس پر سایہ کیا۔ اس کے وجود کو خود میں بھرتے وہ ہر حد پار کر گیا۔ وہ موسیٰ جو محبت سے ہمیش اتا تھا اج شدتیں دیکھاتے اس کی جان لبوں ہر لے آیا۔

پری کی آنکھوں میں آنسوؤں بھر گئے مگر موسیٰ کی گرفت بھی عزیز تھی۔ اس سے جگھڑا تھا مگر اسے دور کرناں بطور نہیں تھا۔

موسیٰ کے شدت بھرے لمس کے نشانات اس کے وجود پر نظر آنے لگے۔ پری ہاتھ چھڑانے کو مچلنے لگیں مگر موسیٰ کی گرفت نہیں صرف کلائیوں پر نشانات ابھر سکے۔

پری کی بھاری سانسیں کمرے میں گونجنے لگیں۔ اس کے ساتھ موسیٰ کی تیز سانسوں کا شور بھی جاری تھا۔ جو اس کمرے کا ماحول پر سوز بنا رہا تھا۔ موسیٰ کے ہونٹ اس کی تھوڑی کوچومتے گردن سے ہو کر سینے پر آرکے۔ موسیٰ پہلے کے نشانات دیکھ کر مسکرایا۔ اور اس کی بیوٹی بو نز پر اب ہونٹوں کے بعد دانتوں سے نشان ڈالتے یہ مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔

اس کے وجود کے انگ انگ کو چھوتے مسرور ہو رہا تھا اس کے وجود کی رازوں کو نئے انداز سے روشناس یوتے وہ اسے مزید بے بس کر رہا تھا۔ اس کی بھاری سانسیں سنتے کسی پسندیدہ گلوکار کو سننے جیسے خوش رہا تھا۔

پری سوائے ان سرگوشیاں پر تڑپتے اس میں چھپنے کی کوشش کرتے اور کچھ نہیں کر پار ہی تھی مگر یہ سرگوشیاں اس کے وجود کو مسرور کر رہی تھیں۔
موسیٰ کا لمس اسے واقعی زندگی بخشتا تھا۔ اور یہ بات وہ جان چکی تھی۔

اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں بھرا۔ شدت بھرے لبوں کا لمس اسے تڑپا گیا۔ جو ہاتھ پہلے ہسلو میں تھے انہوں نے پھر موسیٰ کے بالوں کو دبوچا۔ موسیٰ شدتوں سے اس کی سانسیں کھینچ رہا تھا۔

وہ موسیٰ کے سینے سے چپک چکی تھی۔ ایک ہاتھ سے ضبط کرتے اس نے موسیٰ کے کندھے پر ناخن گھاڑ دیے مگر یہاں پرواہ کسے تھی۔ جہاں پہلے اس کی پشت ایسے نشانات سے بھری پڑی تھی ان میں چند ایک مزید سہی۔ کیا فرق پڑ جانا تھا اس کو۔ وہ تو پاگل ہو رہا تھا اس کی بانہوں کے حصار میں۔

موسیٰ اس کے نچلے لب کو دانتوں میں بھر کر کھینچا۔ اس کی سسکیاں گونج گئیں۔ پری کی بھاری سانسیں اس بند کمرے میں گونجنے لگیں۔ جنہیں سن کر اس کے کان خوش ہو رہے تھے۔ اور اپنے کانوں میں گونجتے اس ساز کشق

سننے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جاسکتا تھا۔ اور وہ جا بھی رہا تھا۔ مگر وہ نہیں جانتی تھی۔ وہ اپنے ہی بنائے منصوبہ کے الٹ چلا گیا ہر دفہ۔ صرف ان سانسوں کی تڑپ کے چلتے۔ صرف اس کے وجود کی اٹھتی طلب کو پورے کرنے کو۔

پری کے ہونٹوں کو اس کے ہونٹوں کی طلب اٹھنے لگی تھی۔ جہاں موسیٰ کی قربت نے اس کی سانسیں تیز کر دی تھیں وہیں وہ موسیٰ کا چہرہ گردن سے نکالتے اس کے سمجھنے سے پہلے اس کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ گئی۔ مونچھوں تلے دبے اس کے ہونٹوں کو وہ اپنے نرم ہونٹوں سے معتبر کر رہی تھی۔ اس کی مونچھیں اس کے نرم ہونٹوں پر چھب رہی تھیں مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔

وہ اپنے ہونٹوں پر اس کے ہونٹوں کو محسوس کرنے کی طلب پوری کرنا چاہتی تھی۔ چاہے اس طلب میں وہ اس کی جان نکال دیتا۔

وہاں کوئی اس کے کیے فکر مند تھا۔ مگر وہ ہر فکر سے آزاد موسیٰ کی بانہوں میں
پڑی اپنی اور اس کی طلب مٹا رہی تھی۔ یہ اس کا خیال تھا جبکہ ہر سانس کے
ساتھ موسیٰ کی تڑپ بڑھتی جا رہی تھی۔ اور اسے اس تڑپ کی شدت سے
روشناس کرواتے وہ اپنے جنون سے ملانے لگا تھا۔
جس کے ساتھ پری کی چیخیں سنتے وہ نرم پڑ گیا۔ اور اپنی بیوی کی ناز کی دیکھ
اسے ہمیشہ ہی نرم پڑنا تھا۔



پری نے موسیٰ کے کندھے پر مکہ مارا تھا۔ وہ ہلکا سا کراہتے دور ہوا۔
تم سب سے ظالم ہو۔ "موسیٰ اسے گھورا۔ اس پر غصہ اتارنے کے بعد اسے "
کچھ سکون آ گیا تھا۔

میں ظالم ہوں؟... "پری اسے دور کرنا چاہا مگر نہیں کر سکی۔"

موسیٰ اس کے مزاحمت کرتے ہاتھ پکڑتے اوپر باندھ دیے۔ وہ مچلنے لگی۔

ہاں ہو تم ظالم۔ میرا تو خیال ہے ہی نہیں مگر اپنی اولاد کا بھی نہیں ہے!.. ""

وہ رات سے اس کی شدتیں سہہ رہی تھی۔ اس کی حالت بگڑ چکی تھی مگر مجال ہے اسے ذرا بھی افسوس ہو۔

اپنی اولاد کا کون سا خیال نہیں کیا میں نے؟.. قمبر ریڈ کے پاس ہو گا۔ اور "

محمود قیوم کی طرح سو رہا ہو گا۔ "پری کی مزاحمت مزید تیز ہوئی۔

اور اس کا کیا!... "موسیٰ نے اس کے ہلکے پھولے پیٹ کو دیکھا۔ اس کا "

خیال تھا پریگنسی کے بعد خیال نہ رکھنے کی وجہ سے ایسا ہو گیا مگر اب اس کی

بات سنتے اس نے غور کیا تھا۔ ساتھ ہی پری کے ہاتھ بھی چھوڑے۔ وہ اسے

دھکے دیتے خود سے دور کر گئی۔

موسیٰ اس کی ناراضگی کا مطلب اب سمجھا۔

قیوم اور محمود دونوں جڑواں تھے۔ ان کے ٹائیٹم موسیٰ نے کسی کو نہیں بتایا تھا
پری پریگنٹ ہے۔ وہ ان سب کی باتیں سننے کے خیال سے چھپاتا رہا۔ پری تو
اس سے چند دن جگھڑ کر چپ کر گئی۔

موسیٰ سمجھتا تھا وہ کس بات ہر گھبراتی ہے مگر وہ اسے کیا بتاتا۔ وہ خود ڈرتا تھا۔
اس کا تو پلان تھا قبر کی پیدائش کے پانچ سات سال وہ دوبار اے بی کے
بارے میں سوچے گا مگر پری کا چلہ ابھی ختم ہوا تھا جب وہ اپنے پری کو کھو
دینے کے ڈر کی وجہ سے اس کے قریب ہو گیا۔ پری بھی اسے دور نہیں کر
سکی۔ وہ اسے دور کرنا بھی نہیں چاہتی تھی۔ اور موسیٰ کی قربت میں اتنی
شدتیں تھیں وہ اسے تڑپا گیا۔

صرف دو دن ناراض رہ سکی تھی وہ تب بھی موسیٰ کی محبت پر پگھل گئی۔ اس
دفہ پھر موسیٰ نے اس کی کوئی میڈیکل رپورٹس نہیں کروائیں۔ وہیں موجود
ایک دوسری دائی نے اس کا چیک اپ کیا۔ اس دفہ اسے پہلے سے مسائل
نہیں تھے۔ اسے محسوس ہی نہیں ہوا وہ پریگنٹ ہے۔ موسیٰ قبر کو سنبھال

لیتا۔ ہر وقت بیلا بھی اس کے ساتھ ہوتی۔ قمبر زیادہ وقت موسیٰ کے ساتھ ہی گزارتا۔

انہیں دنوں ہانیہ کی ڈیلیوری کی ڈیٹ تھی۔ پری کا اب عمان انا ضروری تھا۔ لیل بھی چاہتی تھی وہ آئے اور وہ آئی۔

پری نے گھبراتے موسیٰ کو دیکھا۔ جس نے ایک ہاتھ سے قمبر کو تھامتے اس کے کندھے کے گرد ہاتھ ڈال رکھا تھا۔ وہ سیدھا ریڈ پیلس آئے تھے۔

وہ موسیٰ کے حوصلہ دینے پر اگے بڑھی۔ سارا مسئلہ ان سب کی نظروں کا تھا۔ اور اندر جاتے ہی انہیں وہیں دیکھنے کو ملا جس کا انہوں نے تصور کیا تھا۔ وہ سب انہیں حیرت سے دیکھنے لگے تھے۔ پری پھر گھبرائی۔

موسیٰ!.. "لیل اٹھی۔ ہانیہ کی ڈیلیوری نارمل تھی مگر ہو اسپتال میں۔ کچھ" پابندیوں کی وجہ سے سب ہو اسپتال نہیں جاسکے تھے۔ ہانیہ کے پاس بس انعم رومان اور فرقان تھے خیام الیگزینڈر کے پاس تھا۔ رومہ کی ارجنٹ میٹنگ تھی۔ وہ رک نہیں سکتی تھی۔۔

ہارون بھی حیا کے ساتھ وہیں تھا مگر اس نے زیادہ ری ایکٹ نہیں کیا۔ وہیں مومنہ اور جانی کا حیرت سے برا حال تھا۔ الیگزینڈرا سے گھور رہا تھا۔

وائیٹ روزیری کو اندر لے جائیں!.."موسیٰ پری کو خود ہی روم میں چھوڑ" کر آیا۔ اس کو بیڈ پر بٹھا کر پانی پلاتے وہ خود باہر آ گیا۔ اس کے نکلتے ہی مومنہ اور جانی پری کے پاس چلے گئے۔ عمر آپریشن کرنے والی ٹیم کے ساتھ تھا۔ وہیں ہیر موسیٰ کو مسکراتی نظروں سے دیکھا تھا جو اب بھی اس بلا وجہ کی لکیر کو نہیں سمجھا تھا۔

موسیٰ کو چھوٹی تھی!.."الیگزینڈرا انتہائی افسوس سے کہا۔ ابھی وہ مزید کہتا" جب خیاں آیا۔ الیگزینڈرا سے گھورتے چلا گیا۔ ہیر بھی موسیٰ اور لیل کو دیکھتے نکل گئی۔

موسیٰ!.. یہ کیا حرکت ہے اب۔ وہ سب پہلے مشکل سے سنبھلے تھے اور" اب یہ۔۔ ابھی قمبر چھوٹا تھا بچے!.."قلان پاس ہی کاٹ میں سو رہا تھا۔ موسیٰ ل کے کندھے پر سر رکھتے اس کے ساتھ بیٹھا۔

ماما وہ میں ایسا نہیں چاہتا تھا مگر!..." وہ رکا۔ سانس بھری۔ لیل کو صفائی "دینا مشکل تھا۔

مگر وہ پری کی کڈ نیپنگ کے بعد میں ڈر گیا تھا۔ میں بھی جانتا تھا وہ چھوٹی "ہے۔ اور پھر ابھی قمبر بھی۔" لیل اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ وہ ستا یا سا لگ رہا تھا۔ یقیناً ہر دفہ ایسے رویے دیکھ وہ تھک گیا تھا۔ پہلے بچپن میں لیل کی عدم دلچسپی اور پھر بورڈنگ میں رہنے اور منیبہ والے حادثے کے بعد اب وہ کچھ حساس سا ہو رہا تھا۔ یہ کیوں تھا یہ وہ سمجھ رہی تھی۔

باقی سب کو کیسے سنبھالو گے اب؟.. جنید سخت غصے میں ہے۔ "موسیٰ لیل" کی گود میں سر رکھے لیٹا۔

میری بیوی اور میری اولاد۔ کسی کو کوئی مسئلہ نہیں پونا چاہیے۔ "وہ اکڑا۔" لیل نے اسے چپت لگائی۔

اور تمہاری بیوی بھی کسی کی اولاد ہے۔ وہ حق رکھتے ہیں اپنی بیٹی کے بارے " میں سوال کرنے کا۔ ان کا حق کوئی نہیں چھین سکتا موسیٰ۔۔ شوہر کبھی ماں باپ کا حق نہیں چھین سکتا۔ وہ حق رکھتے ہیں سوال کرنے کا۔ وہ ماں حق رکھتی ہے جس نے اسے نو ماہ اپنی کوکھ میں پالا۔ وہ باپ حق رکھتا ہے جو اس کے رونے کی آواز سنتے ہی اٹھ جاتا تھا۔ شوہر سے کئی درجے اوپر ماں باپ ہوتے ہیں۔ "موسیٰ انکھیں بند کیے لیٹا رہا۔ وہ لیل کی بات سمجھ رہا تھا۔ پہلے اس کا یہ ہی خیال تھا وہ کسی کو جواب دینے کا حقدار نہیں۔ مگر اب جیسے لگ رہا تھا جانی اور مومنہ کا قرضدار ہو۔ قرضدار تو وہ تھا۔ انہوں نے اسے اپنی بیٹی دی تھی۔ جسکے بطن سے اس کی اولاد وجود میں آئی تھی۔ وہ اس وجود کے بارے میں سوال کرنے کا حق تو رکھتے تھے۔

اب کیا کروں؟.. "وہ ہر چیز کو غرور سے لے کر چلنے والا انسان تھا۔ جھکنا " سیکھا ہی نہیں تھا۔ کچھ حالات ایسے بنے رہے اسے کبھی جھکنا ہی نہیں پڑا۔ اب اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا جھکے کیسے۔ اور وہ بھی اسے سیکھنا پڑ رہا تھا۔

لاڈلوں سے زیادہ مغرور لوگوں کے لیے جھکنا مشکل کو تا ہے۔ اور اس وقت وہ اس بات کی زندہ مثال تھا۔

نرمی سے بات کرو۔ ان کی ڈانٹ پھٹکار سن لو۔ "موسیٰ نے برا سامنہ بنایا۔"
اپنی بیٹی کا سوچو تو برا نہیں لگے گا۔۔۔ "موسیٰ لیل کو بے بسی سے دیکھا۔"
یہ جو تم باپ بیٹا اپنی بیٹی کے نام پر آکر برے منہ بناتے ہوناں لڑو گے "
میرے ہاتھوں۔ باقی لڑکیاں کیا کسی کی بیٹی نہیں؟.. "اس نے اٹھتے لیل کی
گال پر بوسہ دیا

کب کرتے ہیں کچھ۔ مانگولوں کا معافی میں!.. "لیل اس کا ماتھا چوما تو وہ چلا "
گیا۔ ارادہ سیدھا جانی کے پاس جا کر معافی مانگنے کا ہی تھا۔

باپ بیٹی کو تکلیف میں دیکھ خود بھی درد میں ہی ہوتا۔ وہ یہ بات سمجھ چکا تھا۔
اور پری کو تو اب ڈبل تکلیف سے گزرنا تھا۔ اس نے بھی اب معافی مانگنے کا
سوچ لیا تھا۔ یہ بات وہ اچھے سے جانتا تھا خواری تو اسے ہو گی۔ جانی جلدی
معاف کرنے والوں میں سے تو نہیں تھا مگر وہ کہانی کا اہم کردار تھا اس کا

مطلب یہ بھی نہیں تھا وہ ہر جگہ بد تمیزی اور غرور سے کام لیتا۔ لوگ جھکنے کے لیے بنے ہیں۔ چاہے وہ کسی کہانی کے غیر ضروری کردار ہوں یا اہم مرکزی کردار۔ وہ ان کی زندگیوں اہم کردار تھا مگر جھکنے اسے بھی تھا۔ اور اب اس نے تو جھکنا سیکھ بھی لیا تھا۔

موسیٰ نے سراٹھایا۔ بے بسی سے واشروم کی طرف جاتی پری کو دیکھا۔ اس روز معافی مانگنے کے باوجود بھی وہ پھر وہی سب کر بیٹھا تھا۔ اس نے ایک دفہ خود کو کوسا۔ مگر اس دفہ غلطی پری کی بھی تھی۔

ابھی قیوم اور محمود کو دنیا میں آئے دو ماہ ہی ہوئے تھے جب اسے موسیٰ کی برتھ ڈے کا علم ہوا۔ ساتھ یہ بھی پتا چلا وہ پچھلے دو سال سے اپنی سالگرہ بھول چکا ہے۔

پری نے اسے سر پر انڈینے کا سوچا۔ اور اسی سر پر انڈینے چکر وہ پھر سب کو سر پر انڈینے کر بیٹھی۔

وہ ہرن کی طرح سچ سنور کر بادشاہ کو سلامی پیش کرنے گئی تھی۔ نہیں جانتی تھی بادشاہ تو پہلے ہی شکار کی تلاش میں ہے۔ موسیٰ بھی اس کے حسن میں کھوتے سب بھول گیا۔ وہ ہوش میں آنا نہیں چاہتا تھا اور پری نے اسے ہوش نہیں دلایا۔ اس کی اولاد کو سارا دن شور کرتی تھی وہ بھی سکون سے پڑی رہی۔

اور تبھی ایک نیا وجود چپکے سے پری کے وجود میں پرورش لینے لگا۔ موسیٰ اس بارے میں نہیں جانتا تھا مگر پری سب سمجھ چکی تھی۔ اسی کے چلتے اس کی موسیٰ سے کچھ بحث ہو گئی۔ اسی بحث کے چلتے وہ موسیٰ کو وہ الفاظ کہہ گئی جن کی کسی کو توقع نہیں تھی۔ موسیٰ کو بھی نہیں۔

مائے وچ کیا ہوا ہے؟.. یاں ایسا منہ کیوں بنایا ہے؟.. "وہ پہلے ہی اپنی پکڑ" سے بھاگ چکے ایک آدمی کی وجہ سے پریشان تھا۔ حارث کی ایک غلطی سے وہ شخص جیل سے نکل گیا۔

مجھے نہیں پتا!.. "رکھائی سے کہتے اس نے قیوم کو فیڈ کروانا جاری رکھا۔"
وہیں محمود رو رہا تھا۔ موسیٰ اسے ایک نظر دیکھتے قیوم کو اٹھالیا۔ قمبر مسکراتے
باپ کو دیکھا۔ موسیٰ اس کے لیے مسکرایا۔
موسیٰ پری کے پاس بیٹھتے اس کے کندھے پر سر رکھا۔ اس کی گال کا بوسہ
لیا۔

کیوں پریشان ہوا تھی!.. بے بی میں سنبھال تو رہا ہوں ساتھ!.. "اس نے"
عام سے لہجے میں کہا تھا۔

تم سنبھال رہے ہو اس کا مطلب یہ بھی نہیں میں یہاں بچوں کی فوج پیدا"
کرتی جاؤں۔ "موسیٰ کو اس کی بات بری لگی مگر وہ اسے پر یگننسی کے بعد میں
فینٹ سنبھ کر اگنور کر گیا۔ مگر وہ اس کی چپی اگنور نہیں کر سکی۔

میں بچے پیدا کرنے والی مشین نہیں ہوں۔ اور نہ ہی کسی کی طلب اور ہوس"
کو پورا کرنے کا سامان!.. "وہ تلخی سے بولی تھی۔ نہ بھی بولتی تو ان الفاظ کی
تلخی بہت تھی جو اس کمرے میں گونجتے موسیٰ کو بے یقین کر رہی تھی۔

میں تمہارے پاس اپنی ہوس مٹانے کو اتا ہوں؟.. "یہ ایک سوال نہیں"
تھا۔ امید تھی وہ انکار کر دے گی۔

مجھے نہیں معلوم۔ مجھ سے دور رہا کرو بس۔۔ "موسیٰ اس کے پاس سے اٹھ"
گیا۔

مزید ایک ہوس پرست مرد کے ساتھ رہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی"
تمہیں!.. "پری کے سمجھنے سے پہلے اس نے فیصلہ کیا تھا۔ موسیٰ کی آنکھوں
میں گہرا دکھ تھا۔ اور پری کو بھی اب ادراک ہوا وہ کیا کہہ چکی ہے۔ مگر اس
وقت الفاظ واپس نہیں جاسکتے تھے۔ اس ترکش دان سے نکلے ہوئے تیر کی
طرح جو اپنا پرایا نہیں دیکھتا۔

موسیٰ میں!.. "موسیٰ پیکنگ کر رہا تھا۔ اس کے سارے کپڑے اس نے"
نکال کر بیگ میں ڈال دیے تھے۔۔

بولو مگر یہ آخری جملہ ہو گا جو تم مجھ سے کہو گی!.."موسیٰ نے ہاتھ روکے"
پوچھا۔ اسے امید تھی شاید وہ کچھ ایسا کہہ دے اس کی روح کی تڑپ کو سکون
مل جائے۔

موسیٰ میں اپنے بچوں کے بغیر کیسے رہوں گی!.."موسیٰ نے انکھیں"
موندتے وہ آنسوؤں اندر اتارے۔ اس وقت شدت سے جی چاہا اس وجود کو
ختم کرنے کا۔ مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

یہ بھی ساتھ جائیں گی تمہارے۔ ہوس پرست صحیح مگر خود غرض"
نہیں ہوں۔۔۔"پری چہرہ جھکا گئی۔

اس کے بعد محل سے پیلس تک کے رستے وہ کچھ نہیں بول سکی۔ موسیٰ کا دل
کان بنے صرف یہ سننا چاہتا تھا وہ غلط بول گئی تھی۔ وہ اس کے حالات کو
سمجھے۔ معافی چاہے نہ مانگتی مگر وہ چپی کا مار رہی تھی اسے۔

موسیٰ اسے ریڈ پیلس لایا تھا۔ بیگ نکال کر گارڈ کو پکڑائے وہ اندر دینے چلا
گیا۔ بچے کاٹ میں تھے۔ گارڈ وہ بھی اندر لے گیا۔ قمبر باپ کو دیکھ کر

مسکرایا۔ موسیٰ دل پر پتھر رکھ کر مسکرا دیا۔ اس کا ماتھا چوما۔ پری کی آنکھوں میں شرمندگی تھی مگر وہ کچھ نہیں بولی۔

آئندہ تمہیں ایک ہوس پرست لمس اپنے آس پاس نہیں ملے گا۔ مگر " موسیٰ کو بکھیرنے میں ایک نام کا اضافہ کیا ہے تم نے!..." اسے ہاتھ سے تھامتے اندر چھوڑا۔ وہیں اندر سے پریشان سی لیل باہر نکل رہی تھی۔ وہ بغیر مڑے باہر نکلتے گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔

موسیٰ کی آنکھوں سے ایک آنسوؤں بہا۔

محبت سے بڑی سزا اور کوئی نہیں۔ سزا بھی ایسی جس کی لذت کا کوئی ثانی " نہیں!..." وہ تلخی سے مسکرایا۔

پہلے دفہ تو وہ بہکا تھا۔ اس نے مان لیا۔ دوسری دفہ کیا صرف اس کا قصور تھا؟.. کیا پری اس کی بانہوں میں آنے کے لیے پاگل نہیں ہوئی تھی۔ کیا وہ ان لمحات کو بھولنے کے لیے اس کے قریب نہیں آئی تھی۔ اور اب وہ اسی پر الزام دے رہی تھی۔ ہوس پرستی کا۔

اس نے غصے سے ڈیش بورڈ پر پڑی ہر چیز گاڑی میں برے طریقے سے پھینکنی شروع کر دی۔ وہاں جب وہ واپس پہنچا تو ایک نئی مصیبت اس کے لیے تیار تھی۔ جس سے وہ ابھر ہی اٹھا۔ مگر وہ پری کو معاف نہیں کر سکا۔

وہاں پری پہلے تو ریڈ پیلس رہی۔ پھر جانی اسے اپنے پاس لے گیا۔ اسی دن کے لیے جانی نے اسے کہا تھا وہ پری کی غلطیاں معاف نہیں کر سکے گا۔ جانی موسیٰ پر بہت غصہ تھا۔

قیوم اور محمود کا نام جانی اور مومنہ نے ہی رکھا تھا۔ ان دونوں کی پیدائش پر وہ سب وہیں جمع ہوئے تھے۔ سب بہت خوش تھے۔ اور چند ہی دنوں میں پھر سب بگڑ گیا۔ ابھی تو دو ماہ بھی ٹھیک سے نہیں گزرے تھے۔

وہیں پری پر نئی تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔ چیک اپ کروانے پر معلوم ہوا وہ پھر پریگنٹ ہے۔ وہ پہلے سے یہ جانتی تھی۔ یہ بات لیل کے پاس ہی اسے معلوم ہو چکی تھی۔ اس نے صبر کیا۔ جانی اس روز ہی اسے ساتھ لے گیا۔ اب وہ چند ماہ سے وہیں تھی۔ لیل اور الیگزینڈر روز اس سے ملنے آ جاتے۔

کبھی صرف الیگزینڈر آجاتا۔ قمبر باپ کو یاد کرتا تھا۔ اور باپ کا عکس اسے صرف الیگزینڈر میں ملتا۔ جسے دیکھتے ہی وہ اس کے پاس جانے کو مچلنے لگتا۔ وہیں اس کے باقی دونوں بچے باپ کے لمس سے نااشنا ہی تھے۔ اس نے پلٹ کر دیکھا کب تھا

پری کو اس کے نہ لوٹنے کا دکھ تھا۔ وہیں اسے پری کے الفاظ کا۔ محبت جھکنا سیکھاتی ہے۔ موسیٰ بھی آخر تھکتے خود ہی جھکنے کو وہاں پہنچ آیا۔ اور وہاں اس کی بیوی نے اسے نئی ہی خبر سنا دی۔ وہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اب اس کی ان باتوں کا مطلب بھی سمجھ آیا تھا۔

وہ وہیں بیٹھے بیٹھے ہی سو گیا۔ اسے علم نہیں ہوا۔ مگر قیوم اس کے سینے پر لیٹا تھا۔ جسے اس نے ابھی جھولے سے نکالا تھا۔

پری باہر نکلتے ان دونوں کو دیکھا۔ انکھوں میں آنسوؤں بھرے۔ نیچے سے کمبل اٹھاتے ان دونوں کو اوڑھایا۔ خود کی حالت کچھ درست تھی۔ بازوؤں پر انگلیوں کے سرخ نشان دیکھتے انہیں چومنے لگی۔

ان نشانوں کو اس نے مس کیا تھا۔ وہ موسیٰ کی قربت کے لیے دیوانی تھی مگر اس کے پاس آنے کے بعد جو تبدیلیاں رونما ہوئیں انہوں نے اس کو شدید غصہ دلادیا تھا اس روز۔ جو اس نے موسیٰ پر نکال بھی دیا۔ مگر نتیجہ انتہائی برا نکلا۔

وہ موسیٰ کے پاس اتے اس کے بازو پر سر رکھے لیٹی۔ کمر اپنے اوپر بھی دیا۔ وہ گہری نیند میں تھا۔

اس کی گال چومتے اس کے ہونٹوں کو انگلیوں سے مسلا۔ اس کے ہاتھوں ہر انگلیوں سے لکیریں سی کھینچیں۔ آنکھوں میں آنسوؤں بھرے۔ موسیٰ کا وجود اس کی زندگی میں بہت ضروری ہو چکا تھا۔

وہ غصہ کرے یا کچھ بھی مگر موسیٰ اسے پاس چاہیے تھا۔ اس کی دوری نے اسے کھالیا تھا۔ جہاں جس چہرے پر رونق رہتی تھی وہ پیلا پڑ چکا تھا۔ ڈاکٹر بھی اسے بچے کے حوالے سے اچھی باتیں نہیں کہہ رہا تھا۔ وہ جو پہلے ڈرتی

تھی اب موسیٰ کے آنے پر بے فکر ہو چکی تھی۔ وہ جانتی تھی وہ اپنی بیوی اور بچے کو بچالے گا۔

باقی موسیٰ کے یہاں ہونے کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔ سوائے باہر کھڑے گارڈز کے۔ جنہیں وہ دھمکا کر آیا تھا کسی کو نہیں بتانا وہ یہاں ہے۔ الیگزینڈر اور لیل بھی ان دنوں اس سے ناراض تھی لیل نے بے تحاشہ کالز کی مگر اس نے ایک بھی پک نہیں کی۔ مگر اپنے بچوں کی تصاویر اسے روز ملتی تھیں۔

لیل اسے بلا ناغہ تصاویر بھیجتی۔ جنہیں دیکھ کر اس کی آنکھیں بھرا جاتیں۔ اس کی ماں بھی شاید اس کا دل نرم کرنے کو ایسا کرتی تھی۔

قلان کی اس سے روز بات ہوتی۔ الیگزینڈر اسے موبائل پر کال ملا کر موبائل تھما کر دور ہو جاتا۔ وہ موسیٰ کی اس حرکت پر ناراض تھا۔ اس کا خیال تھا ایسے وہ مان جائے گا واپس آنے پر۔ مگر وہ ڈھیٹ بھی واقع ہوا تھا۔ دل

دماغ کے قدموں میں بیٹھ گیا مگر وہ نہیں مانا۔ اس نے اپنے دل کو زنجیروں میں باندھ دیا۔ جس نے یہ خواری کا راستہ اس کے لیے چنا تھا۔

قلان موسیٰ سے بات کیے بغیر دن نہیں گزارتا تھا بات کیا ہی ہوتی اس نے سارا تھوچ موبائل پر گرا کر اسے گندا کر دینا کوتا۔ اس کی اپنی ہی کوئی زبان ہوتی۔ اور اس سے بات کرتے موسیٰ کچھ وقت کے لیے سب بھول جاتا۔ یہ بھی وہ ان دنوں کتنا تنہا محسوس کرتا ہے۔

قلان بن بولے اس کی تنہائیوں کا ساتھی بن چکا تھا۔ اور موسیٰ کو یہ ساتھی بہت عزیز تھا۔ اور اس کے ساتھی کو وہ۔

اپنی زبان میں اس سے باتیں کرتے وہ موسیٰ کے دل میں اترتے ان میں گہرائیوں میں جاتا جا رہا تھا۔ اور موسیٰ بھی اسے ان گہرائیوں میں جانے دے رہا تھا۔ بغیر جانے اور بغیر سمجھے۔

^^^

کس کی کال تھی؟.. "جانی کی بات پر ہارون پلٹا۔"

پری کی!.."جانی اس سے فون چھیننا۔ اس کی ریکارڈز میں جا کر چیک کیا۔"
پھر ریکارڈنگ اوپن کی۔ سامنے ہی ابھی تیس سیکنڈ کی کال تھی۔ اس نے
کھول دی۔

پری کی بھاری سانسیں اور ذن میں موسیٰ کو پکارا جانا۔ وہ گھبرایا کہیں پری درد
میں نہ ہو۔

اس نے گارڈز کو کال ملائی جو فوراً سے اٹھالی گئی۔

کہاں ہو تم سب؟.."وہ دھاڑا۔"

سرگھر کے باہر!.."وہ ڈرے۔ پہلے موسیٰ اور اب جانی۔"

جاؤ اندر جا کر دیکھو پری تو ٹھیک ہے!.."ان سب نے حلق تر کرتے ایک"

دوسرے کو دیکھا۔ اندر ان کی موت تھی۔ جس سے وہ بچ رہے تھے۔

سروہ۔۔ سروہ موسیٰ سر کی گاڑی کھڑی ہے!.."جانی کو انتہا کا غصہ آیا۔"

اس کا جی چاہا فون اٹھا کر دیوار میں دے مارے۔

تم لوگ کہاں مر گئے تھے؟ "وہ سب پہلے ہی موسیٰ کا سوچ کا نپ رہے"
تھے۔

وہ کچھ نہیں بولے۔ ہارون نے آخر جانی کو خاموش کروالیا۔ وہیں حیا بھی اس
طرف چلی آرہی تھی تو جانی لمبی سانس بھرتے خود کو کمپوز کیا۔

بابا کیا ہوا؟.. "فکر سے پوچھا۔ اس عرصے میں وہ ان کے بہت قریب ہو"
چکی تھی۔

کچھ نہیں بیٹا۔ آپ جاو!.. "ہارون اسے ساتھ لے گیا۔ اس کے کندھے"
کے گرد ہاتھ ڈالے۔ اب وہ اسے اتنا پاس آنے دیتی تھی۔ دونوں جلد ہی بائیر
سکول ختم کرتے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لیتے۔
جانی وہاں کھڑے خممود کے غصے پر مشکل سے قابو کیا۔

^^^

سنجھالو اب اسے!.."ظہیر اپنے بچے کو نرمی سے اٹھایا۔ ساتھ منسا کو گھورا
جس نے بے دردی سے بچے کو نرم گدے پر پھینکا تھا مگر اس کا بچہ اس گدے
سے زیادہ نازل تھا۔

اس عرصے میں ظہیر تو اپنی بیوی سے ڈرنے لگا تھا۔ جوہر وقت لڑائی کے موڈ
میں رہتی۔ مگر اس کے پاس اتے ہی اس کی زبان کوتالے لگ جاتے۔
میرے اکیلے کا بچہ تو نہیں ہے!.."منسانے اسے ڈبل گھوری دی۔"
تب تو بڑے شوق سے کہا تھا پال دو سنجھال میں لوں گا۔ اب سنجھالتے"
ہوئے تمہیں یاد آرہا ہے تمہارے اکیلے کے بچے نہیں ہیں!.."ظہیر اپنی بیٹی
زحلے کو تھام کر باہر نکلا۔

پچھے منساتکیے سے ٹیک لگا گئی۔

--

میری طرف دیکھو!!.."ٹینا نے بے بسی سے جھولے میں جھولتے اپنے"
بچے کو دیکھا

سارا دن تمہارے پاس ہوتا ہے وہ۔ چند پل مجھے دے دو تو کیا بگڑ جائے۔"
تمہارا!.. "اس کی نظریں وہیں جمے دیکھ ڈوم اس کی گردن میں شدت سے
کاٹا۔ وہ سسکی۔

سفیان میں تھک گئی ہوں!.. "مدھم سی مداخلت کی۔"
پھر رات کو یزان بھی جگا دیتا ہے!!.. "منت سی کی تھی۔"
دن تمہارا اسپتال میں گزرتا ہے۔ رات تم اپنے اس نمونے کے ساتھ "
گزارتی ہو میرا ٹائم کہاں گیا؟.. "ٹینا نے اسے پرسکون کرنا چاہا جب وہ اٹھا۔
اچھا خاصا سوچا تھا صرف میں اور میری بیوی ہوں گیں۔ ناجانے بھابھی کو "
کیا مدرٹریا بننے کی خواہش پڑی تھی۔ اپنا ڈھول اتار کر ہمارے گلے میں ڈال
دیا۔ ساری رات اس کا سپیکر بند نہیں ہوتا۔ "وہ بڑبڑاتا اسے جھولے سے
نکال کر لے گیا۔ وہ واقعی رونا شروع کر چکا تھا۔

منسا کے گھر جڑوا بچے پیدا ہوئے تھے۔ جبکہ ایک ہوتے ہی منسا نے اسے ٹینا کو
تھما دیا۔ اور پہلے دن سے ٹینا ہی اسے سنبھال رہی تھی۔ اسے کبھی لگا ہی نہیں

وہ اس کا بیٹا نہیں۔ مگر ڈوم۔ اسے اپنی طلب پوری کرنے میں آنے والا ہر شخص چھبتاتا تھا۔ چاہے وہ اس کا بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ جسے وہ سارا دن اپنے ساتھ افسس تو رکھ سکتا تھا مگر رات کے دوپل اپنے کام میں خلل ڈالنا برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

ٹینا جانتی تھی اب وہ کہاں گیا ہو گا۔ وہ سکون سے لیٹ گئی۔ اگر اس کے آنے سے پہلے نیند آگئی۔ کیا معلوم وہ رحم کھالے۔ اس نے دل میں سوچتے کمبل کھینچ کر اوڑھ لیا

ظہیر سیدھا اپنی ماما کے روم میں آیا۔ دروازہ کھلا تھا۔ اسے کھٹکھٹانا ہی نہیں پڑا۔ ماما آج آپ اسے ساتھ سلا لیں گیں۔ بہت تنگ کر رہی ہے۔ اور اس کی ماما تو "الگ سے تنگ کر رکھا ہے!.." وہ آخر میں بڑبڑایا۔ احمد نے مسکراتے بازو وا کیے۔ ابھی وہ انہیں زحلے تھا متاجب جھنجھلا یا سا ڈوم کمرے میں داخل ہوا ماما یا راسے ساتھ سلا لیں آج۔ رونہ میں اسے کچھ کر دوں گا۔ "ظہیر کو دیکھ" وہ مسکرایا۔

سدرہ نے بازو پھیلائے تو وہ یزان انہیں تھماتے فوراً سے نکلا۔ کیا معلوم کب وہ پھر رونے لگے۔

یہ بڑا نہیں ہو سکتا۔ "نفی میں سر ہلاتے وہ کمرے سے نکلا۔ وہیں پیچھے سدرہ" اور احمد مسکراتے اپنے پوتے پوتی کو سنبھالنے لگے۔ جن میں ان کی جان بستی تھی

^^^

سانہ کے پاس ہی ہیر بیٹھی تھی۔ عمر بچے کا چیک اپ کر رہا تھا۔ رومان بھی پاس تھا۔ شایان اور منہا بھی وہیں تھے۔ اس نے حسرت سے ہیر کی بانہوں میں پڑے بچے کو دیکھا۔

شایان کے نظریں چرانے پر ہیر نے بچہ منہا کو تھمایا۔ وہ ڈرتے تھام گئی۔ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے لگے۔ اپنی اولاد شدت سے یاد آئی مگر وہ اس وقت کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

شایان اس کے کندھوں کے گرد بازو ڈالتے حوصلہ دیا۔ بچہ اس کی گود سے لیتے ہیر کو تھمایا۔ وہ تڑپی تھی مگر شایان نے یہ تڑپ نہیں دیکھی۔

ماما ہم اتے ہیں!... "شایان اسے اپنے کمرے میں لے آیا۔ وہیں لاتے اس"

کا ہاتھ چھوڑا

روکیوں رہی ہو؟.. "شایان نرمی سے اس کے انسوؤں صاف کیے۔"

مجھے بے بی کو دیکھنے نہیں دیا تم نے!.. "شایان اس کے ماتھے کا بوسہ لیا۔"

وہ اپنے حوالے سے ایسی کسی سوچ میں نہ پڑے اسی لیے تو وہ اس کے پاس نہیں اتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا وہ اپنے ٹیسٹ کروائے اور اسے ہر بات کا علم ہو جائے۔ اس سے اچھا تھا وہ اس سے دور ہی رہے۔

وہ اسے سارا وقت دنیا میں اسی لیے تو گم رکھتا تھا وہ اپنے وجود کی اس کمی کو محسوس نہ کرنے لگ جائے مگر وہ پھر بھی ہو گیا۔

وہ ہمارا نہیں ہے۔ اور کسی خیر کی چیزوں سے اٹیچ نہیں ہوتے!.. "اس کے"

چھوٹے بھائی کو بیٹا تھا وہ۔ مگر وہ نہیں چاہتا تھا وہ اس سے اٹیچ ہو۔

وہ کبھی وہاں ان کے ساتھ نہیں رہتا۔ اور دوسرا وہ اس طرح مزید اپنی کمی کو محسوس کرتی۔

ہمارا کیوں نہیں ہے؟.. "شایان کے سینے پر مکے برساتے وہ تڑپنے لگی" تھی۔

مجھے اس کے کپڑے لینے تھے۔ میری وجہ سے وہ نہیں!.. "شایان بات" مکمل نہیں ہونے دی۔ اس کا چہرہ دبوچتے وہ اس کے ہونٹوں پر جھک گیا۔ اس کے اوپری اور نچلے ہونٹ کو شدتوں سے چومتے وہ اسے سانس سانس کے لیے محتاج کر گیا۔ وہ کیا ہی اپنی تڑپ برداشت کرتی۔

شایان کی شدتیں آج سالوں بعد وہ محسوس کر رہی تھی۔ اسے لگا وہ ابھی گر جائے گی۔ اس کے قدموں میں جان ہی نہیں بچی۔ اس نے مضبوطی سے شایان کے کندھوں سے شرٹ کو دبوچا۔

وہ ایک ہاتھ سے اس کی تھوڑی پکڑے دوسرا اس کی گردن میں ڈالے اس کی سانسیں تنگ کر گیا۔

شایان کا ایک ہاتھ اچانک سے پھسلتے اس کی کمر میں جمائل ہوا۔ کمر اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے اچانک ہی شایان نے اپنا ہاتھ اس کی شرٹ کے اندر پیٹ پر پھیرا۔ اس کے بیلی بٹن پر انگلی سے دباو ڈالا۔ وہ سانس بھرتے اچھلی۔ اپنے ہی پاؤں پر اچھلی تھی وہ۔

شایان اس کا اچھلنا محسوس کیے بغیر اس کی سانسیں خود میں بھرتے جارہا تھا۔ وہ ہمارا نہیں ہے۔ اور ہم دونوں میں کسی تیسرے کی ضرورت بھی " نہیں!.." اس نے باور کروایا۔

تم مجھے اب اپنے پاس نہیں کرتے!.." شایان اس سے دور ہوتا وہ پہلے ہی " اس کو کالر سے تھام گئی۔

کیا اب میرے وجود کی چاہ نہیں رہی؟.." شایان غصے سے اس کا چہرہ دبوچا۔ " یہ وجود کل بھی معنی رکھتا تھا اور آج بھی۔ اگر یہ فضول بکو اس دماغ میں لائی " تو ان کی ساری تاریں میں بلاسٹ کر دوں گا!.." منسا کا گلا خشک ہوا مگر وہ بھی کہاں اس کی سنتی تھی۔ آخر منمائی بھی تو کرنی تھی۔

اپنی ضد بھی تو دیکھانی تھی۔

تو ثابت کرو۔ بتاؤ مجھے یہ وجود معنی رکھتا ہے!.."منسانے اس کی شرٹ"

کھینچتے پھاڑ دی۔ وہ نازک سا پکڑا سیکنڈز میں پٹھتا چلا گیا۔

شایان اسی لمحے سے تو ڈر رہا تھا۔ وہ جان جاتی وہ ماں نہیں بن سکتی تو وہ ضرور

الٹی سیدھی باتوں پر زور دیتی۔ اسے دوسری شادی کرنے کا کہتی۔ یاں خود

ڈاکٹر کی دی دوائیں کھا کھا کر پاگل ہو جاتی۔ وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔

یہ بات ایک دفہ پہلے بتائی تھی اور تمہا سپٹل میں پہنچ گئی تھی۔ ابھی میں"

یہاں ایسی حالت افورڈ نہیں کر سکتا!.."اس نے پلکیں جھپکیں اور ان پلکوں

کے جھپکنے کے مرحلے میں ہی شایان وہاں سے نکل گیا۔ وہ سمجھتی کیا جب

دیکھ ہی نہ سکی۔



کم ہیر (ادھر آؤ!..)" وہ نفی میں سر ہلاتے ڈور ہونے لگی۔ مگر اس کے "چہرے پے سختی آتے دیکھ وہ رک گئی۔ اس کے پھیلے ہاتھ پر آگے بڑھتے ہاتھ رکھا۔ جس سے کھینچتے اس نے اسے گود میں بھر لیا۔

Your only escape are my arms..

تمہارا واحد فرار میری بائیں ہیں۔ "شمیمہ نے برا سامنہ بنایا۔ اس کی "انگریزی سے اسے چڑھتی مگر مجبوری۔

میں تو آزاد پنچھی ہوں!.. "اس کی بات نہ سمجھتے اس نے عجیب سے تاثرات "دیے۔ شمیمہ نے ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھے۔ مارک نے اسے اٹھا کر پاس ہی پڑے ٹیبل پر بٹھالیا۔ قد کی مناسبت سے اسے بہت مسئلہ تھا اس تک پہنچنے میں۔۔۔

میرے بھولے انگریز!.. کبھی انگریزوں نے ہمیں غلام بنایا تھا۔ اب "انگریز ہمارے غلام ہیں۔ یا ہا ہا ہا ہا!.. "وہ مارک کے کندھے پر سر رکھتے کھلکھلانے لگی۔

کچھ نہیں کہہ رہی۔ "مارک کا چہرہ دیکھ شرافت سے سیدھی ہوئی۔"
اگلے ماہ رخصتی ہے۔ اب ٹانگ اڑائی تو مرو گی میرے ہاتھوں!.."شمیمہ"
نے منہ بنایا۔ مگر اب منع بھی نہیں کر سکتی تھی۔ ان دونوں کا نکاح ہو چکا تھا۔
وہ اس حادثے کے بعد بہت ڈر گئی تھی۔ مارک نے بھی اسے اچھا خاصا ڈرایا
تھا۔ وہ جو پہلے اس کے چہرے کی خوبصورتی کی دیوانی تھی اب اسے دیکھتے ہی
ڈر جاتی۔

پورے دو ماہ تک تو وہ اسے دیکھتے ہی بھاگ جاتی۔ جہاں بھی دکھتا اسے تو
موت نظر آنے لگتی۔

اور مارک کو اپنی روز کی خوبصورتی نے تو نہیں مگر ڈرنے دیوانہ کر دیا۔ وہ جو
کبھی الیگزینڈر سے ڈرتے بات نہ کرتا اس نے الیگزینڈر سے منت ہی کر لی۔
الیگزینڈر بھی اس کی شکل دیکھتے پہلے تو پھینٹی لگانے کا ارادہ کیا مگر پھر مان گیا۔
الیگزینڈر ہی ان سے بات کی۔ اس نے شمیمہ سے بات کی۔ وہ تو حیرت زدہ
تھی الیگزینڈر اس سے بات کر رہا ہے اور وہ بھی اتنے پیار سے۔ اس نے بغیر

سوچے سمجھے ہاں کر دی۔ مگر نکاح والے دن اس کی جان ہوا ہونے لگی۔
مارک نکاح سے دو دن پہلے ہی اسلام قبول کر لیا۔ ویسے تو وہ پہلے ہی کرنا چاہتا
تھا مگر حوصلہ نہیں تھا۔ پھر اس نے خود کو مضبوط کیا۔

سدرہ اور احمد تو ویسے ہی الیگزینڈر کے کہے لڑکے پر آمین کر گئے۔ مارک نے
بھی مافیہ چھوڑ دی۔ وہ شان کی یہاں شروع کی ہوئی کمپنی میں کام کر رہا تھا۔
الیگزینڈر کو اس کا یہ فیصلہ اچھا لگا تھا۔ شان نے تو بسمہ اللہ کی تھی مارک کے
انے پر۔ صرف ڈیڑھ سال میں ان کی کمپنی اسماں کی بدلیوں کو چھونے لگی
تھی۔

ہر کوئی ان کی کمپنی میں انویسٹ کرنے کو تیار تھا۔ انہیں ایک بھی پروجیکٹ
میں ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ وہ کافی مطمئن تھے مگر ابھی مزید ترقی ان کی
راہ دیکھ رہی تھی۔

شمیمہ نے اس کے دھمکانے پر منہ بنایا۔ وہ ہر روز یونیورسٹی کے بعد اسے
ساتھ لے آتا۔ دو سے تین گھنٹے تک وہ اسے اپنے ساتھ گزارنے پر مجبور
کرتا۔ گھر والوں سے اس نے پہلے ہی اجازت لے لی تھی۔
وہ پہلے تو چند دن ڈرتی رہتی مگر پھر اس کی حرکتوں پر چڑتے وہ ہنسنے مسکراتے
لگی۔

میں کب کچھ کہہ رہی ہوں!.."منہ بناتے انگلش میں کہا۔"
مارک کو اردو نہیں آتی تھی اور شمیمہ اس کا بہت فائدہ اٹھاتی۔
اسے تنگ کرتی۔ مگر پھر اس کی ذرا سی جسارت پر وہ سب کچھ فر فر بولنے
لگتی۔

ویسے اگر چند ماہ مزید!.."ابھی اس نے بولنا چاہا تھا جب مارک اس کی کمر"
میں ہاتھ ڈالا۔ ساتھ ہی اس نے جملہ بدل دیا۔

نہیں مہمیں کہہ رہی تھی میں مزید ماہ بلکل انتظار نہیں کروں گیں!..."

اس نے مسکراتے اپنی ہونے والی بیوی کو دیکھا۔ مارک کے ساتھ رہتے اسے
فر فر انگلش بھی آگئی تھی۔ وہ بھی پورے برٹش اکسٹ کے ساتھ۔

اچھی بات ہے۔ ویسے بھی میں نہیں چاہتا میری روز مزید اپنے جیک سے"

دور رہے!.." شمشیر کے چہرے پے مسکراہٹ چھائی۔ مارک جس کا
موجودہ نام محمد حیدر تھا اس نے شمیمہ کو گلے سے لگا لیا۔ یہ نام اسے شمیمہ نے
دیا تھا۔

ابھی وہ چند گھنٹے مزید اس کے ساتھ گزار کر جاتی۔ ابھی تو انہیں اکھٹے بیٹھ کر
ٹائٹینک دیکھنی تھی۔ پھر آدھا گھنٹا تو محمد حیدر اسے چپ کرواتا۔

^^^

ظہیر جب واپس لوٹا تو منسا سوری تھی۔ اس نے منہ بنایا۔ دونوں ہاتھ اس
کے گرد رکھتے اس کے چہرے پے سایہ کیا۔ ایک ہاتھ سے اس کے چہرے
پے بکھرے بال سائیڈ پر کیے۔

منسا کسمساتے ہلکی انکھیں کھولیں۔ ظہیر نے اس کے گال کا بوسہ لیا مگر منسا کے چہرے پر پے نولفٹ کا بورڈ تھا۔ جس کے چلتے اسے بالکل بھی نہیں لگ رہا تھا وہ آج اسے اپنے پاس آنے دیتی۔

میری بیوی آج میرے لیے جاگ نہیں سکتی کیا؟.. "منسا نے اس کا ہاتھ پکڑتے اپنے دونوں بازوؤں میں دبوج لیا۔

اوہوں!.. 'ہلکی آواز میں کہتے وہ بتا گئی آج زحلے کو سنبھالتے تھک گئی ہے۔" ظہیر نے بھی اپنے جذبات پر آج فاتحہ پڑھ لی۔ اس کی چھوٹی سی بیوی پوری پٹاخہ تھی۔ یونیورسٹی میں بھی وہ ایسا ہی کرتی تھی۔ زحلے کو ساتھ لے جاتی۔ ظہیر کی سیکریٹری اسے سنبھال لیتی۔ اگر ذرا سا بھی زحلے ضد کرتی تو وہ فوراً سے کلاس چھوڑ کر آ جاتی۔ اسے اپنی بیٹی سے بہت محبت تھی۔

اب بس وہ بھی احتیاط کر رہا تھا۔ نہیں چاہتا تھا اس کی چھوٹی سی بیوی ہھر سے ہاسپٹل کے چکر لگا لگا کر تھک جائے۔ ظہیر نے اس کا ماتھا چوما۔ اس کے ساتھ لیٹتے اس کو سینے سے لگایا۔ منسا اس کے سینے میں چہرہ چھپاتے مسکرائی۔

ظہیر اس کے ہونٹوں کا بوسہ لیا۔ وہ اس کے لمس پر منسا کے چہرے پے پھول
کھل اٹھے۔ وہ انکھیں بند کرنے کے بجائے خود اوپر ہوتے اس کے ہونٹ
چومنے لگی۔ ظہیر اپنی بیوی کی حرکتوں پر آنکھیں پوری کھول گیا۔ ہاتھ بھی
اس کے پہلو میں رکھتے ہلکی کروٹ بدلتے اسے اپنے سینے پر کر گیا۔ منسا شدت
سے اس کے لب چبانے لگی تھی۔

منسا کی سانسیں پھول چکی تھیں۔ ظہیر کے لبوں سے خون رسنے لگا مگر اسے
پرواہ نہیں تھی۔ وہ اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے ملائے وہ خون بھی اپنے
حلق میں انڈیل گئی۔ ظہیر اس کے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔ مگر وہ اس
وقت جنونی ہو چکی تھی۔ اور اس کے جنون کے نمونے اب ظہیر کے گال اور
گردن پر بھی رونما ہونے لگے تھے۔

منسا اس کے ہونٹوں کے بعد اب گال اور گردن بھی اپنے ہونٹوں اور دانتوں
سے سرخ کرنے لگی۔ ظہیر بھی بغیر ہل چل کیے پڑا رہا۔ اچانک منسا نے چہرہ

اس کے سینے سے اٹھایا۔ وہ شرٹ لیس تھا۔ منسا نے ہاتھ اس کے بازوؤں کی
مچھلیوں پر رکھیں۔

منسا! سو جاو۔۔۔ "ظہیر اس کے چہرے سے بال ہٹائیے۔ اسے ساتھ"
گراتے اس کو بانہوں میں بھر لیا۔ منسا نے مزاحمت شروع کی تھی۔
چھوڑو مجھے۔ ابھی تو تمہیں اپنی بیوی کو جگانا تھا۔ اب وہ جاگنے کو تیار ہے اور"
تم سلار پیے ہو!.. "منسا اسے گھورتے اس کی بانہیں اپنے گرد سے ہٹانا چاہتی
تھی۔ مگر ایسا کرنا ناممکن تھا۔

ابھی تمہارا سونا ہی اچھا ہے۔ "منسا نے منہ بسورا۔"

سونا نہیں ہے مجھے۔ ابھی تمہارے سنگ رات گزارنی ہے مجھے۔ "ظہیر تو"
اپنی کہی بات پر پچھتایا۔ کہاں وہ ایسا کرنا چاہتا تھا اور اب اس کی بیوی۔۔۔
"!! ابھی سونا ہے بس"

اوہوں۔ ابھی راتیں رنگین کرنی ہیں!.. "ظہیر اس کے لہجے سے شرارت"
سمجھتے اس کی گال پر دانتوں سے ہلکا سا کاٹا۔ وہ سسکی۔

کروں پھر راتیں رنگین؟.. "منسا ساتھ ہی آنکھیں موند گئی۔"

اب تم تھک گئے ہو تو میں رحم کھا لیتی ہوں۔ سو جاؤ تم۔ میں سمجھ سکتی ہوں میرا شوہر بوڑھا ہے۔ سارا دن کام کے بعد تھک گیا ہے۔ "ظہیر اس کو دیکھا جو بند آنکھوں سے ہی اسے باتیں سناتے رخ موڑ گئی۔

اس نے بھی شکر ادا کرتے اس کے گرد دونوں طرف سے بانہوں کا گھیرا بنایا۔ اتنا تو وہ جانتا تھا اب وہ اگر اسے چھیڑتا تو وہ واقعی اپنی اصل شکل میں آکر اسے ڈرا دے گی۔ اس لیے اچھا ہی تھا وہ سوئی رہے۔

^^^

ٹینا کو اپنی گردن پر گرم سانسیں محسوس ہوئیں۔ اس نے ہاتھ بڑھایا جو سیدھا ڈوم کی گردن پر پڑا۔ وہ سسکی۔ ڈوم اس کی گردن پر برے طریقے سے ہونٹوں سے نشان ڈالے۔

سفیان!.."پھولی سانسوں سے پکارا۔ ڈوم اس کے پہلو میں ہاتھ رکھتے"
اسے ذرا سا اوپر اٹھایا۔ اس کی شرٹ کی زپ ایک جھٹکے سے کھولتے اس کی
شرٹ کندھوں سے کھسکا دی۔

شش!.. بہت دنوں سے صبر کر رہا ہوں میں۔ مگر اج نہیں۔۔" اس کی"
سرگوشی وہ اپنے کانوں میں گونجتے محسوس کر سکتی تھی۔ ساتھ ہی اس کے
کان پر لبوں کا لمس محسوس ہوا۔

ڈوم کے ہاتھ کے لمس پر وہ تڑپی۔ اس کا ہاتھ اس کی شرٹ کھسکاتے اس کے
کندھوں کی طرف آیا۔ وہاں لبوں سے بوسے دیتے وہ اسے تڑپا گیا۔

پلیز میں تھک گئی ہوں!.."ڈوم نے ہلکے دانتوں سے اس کی گردن پر"
دانتوں سے کاٹا۔ پھر اس کی نظریں گردن کی اس ابھری ہڈی کی طرف
گئیں۔ وہ بہکا تھا اس کو دیکھ۔ لبوں کے بعد دانتوں سے اس ہڈی کو بھرا تو وہ
تڑپ ہی اٹھی۔

سرجری کی تھی اج؟.. "ٹینا کا سرنفی میں ہلا۔ ساتھ ہی ڈوم کی شدتیں تیز"
ہوئیں۔

اب اگر تم نے مزاحمت کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا!۔ "ڈوم کے لبوں"
پر مسکراہٹ چھائی۔ اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں بھرتے وہ اس کی
سانسیں تڑپا گیا۔

ڈوم اس کے ہونٹوں کو ہاتھوں سے مسلا۔ اس کی بے باک نظریں ٹینا کے
وجود کے گرد تھیں۔ وہ ان ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لے گیا۔ اس کے
لمس کی شدت پے وہ تڑپی۔ اس نے جس شدت سے چھوا تھا وہ تڑپ ہی
اٹھی۔ اس کے وجود میں ایک میٹھا درد سا اٹھا۔

ڈوم کسی بھی بناوٹ سے پاک اس کے لبوں پر اپنے لبوں سے نشان چھوڑ رہا
تھا۔ اس کے لبوں سے خون نکلنے لگا تھا۔ ڈوم اس کے خون کو ہونٹوں سے
چوستے اسے تڑپا گیا۔

ڈوم اس کی سوچ سے بھی زیادہ بے باک تھا۔ اس کے ہاتھ اس کے وجود پر
گردش کرتے اس کی سانسیں روک رہے تھے۔ وہ اس کا ماتھا چومتے اس کی
پھولی سانسوں کو دیکھ اس کے ہونٹوں پر جھک گیا۔ وہ اس کی قربت میں
تڑپ اٹھی تھی۔ وہ اس کے کندھے پر اپنے ناخنوں سے نجانے کتنے ہی
نشان بنا چکی تھی۔ ڈوم بغیر پیچھے ہوئے ہی اپنی انگلیاں اس کی انگلیوں میں
پھنساتے انہیں بیڈ پر اس کے سر کے پاس پن کر دیا۔ وہ اب صرف مچل کر
رہ گئی تھی۔

اس کا سسکیاں بھرتا وجود ڈوم کو مزید بہکا رہا تھا۔ ان دونوں کی سانسوں کی
اواز خاموش کمرے میں گونج رہی تھی۔ جو ماحول پر گہرا اثر چھوڑنے میں
کامیاب ہو رہی تھی۔ ڈوم اس میں مکمل مدہوش ہو چکا تھا۔ ٹینا کو وہ خود بہکا
چکا تھا۔ وہ اس کی بہکی سانسوں میں اس کے ہونٹوں سے نکلتا بار بار اپنا نام سن
زیادہ مدہوش ہو رہا تھا۔

ڈوم اس کی شرٹ دیکھی جس سے اس کا برہنہ سینا نمایاں ہو رہا تھا۔ ڈوم نے بہکی نظروں سے اس کے وجود کی نرنگی کو دیکھا۔ شرٹ مزید نیچے کرتے وہ وہاں ہونٹوں سے جھک آیا۔

ٹینا ٹڑپی۔۔ ساتھ ہی اس کے لبوں سے سسکیاں نکلنے لگیں۔ وہ مچلنے لگی تھی۔ اور ٹینا کا یہ مچلنا ڈوم کو مزادے رہا تھا۔

محبوب چاندنی راتوں میں بانہوں میں یوں مچلے تو زندگی کا گماں ہوتا ہے۔۔۔" ٹینا مسکرائی۔ ڈوم نے یہ مسکراہٹ قید کر لی۔

اس کے وجود پر اس گولی کے نشان پر ہونٹوں سے بوسہ دیا۔ پھر اس کی نظریں اس کے وجود کی نرنگی سے ہوتے پیٹ کی طرف گئیں۔ اس نے بلی بٹن کو گہری نظروں سے دیکھا۔

اس پر چین اچھی لگے گی!.. "اس کا اشارہ کمر بند کی طرف تھا۔ ٹینا نے "مزاہمت کرتے اسے گھورا۔ اسے جیسے ہوش آیا تھا۔

پہلے ایک دفہ اس نے ناک کے وقت کہا تھا یہاں بالی اچھی لگے گی۔ اسے پورا ایک ماہ درد ہوتا رہا تھا۔ اس کا خیال تھا یہ چین بھی اسے درد دے گی۔ بلکل بھی درد نہیں ہو گا چین میں۔۔ "ڈوم اس کے ناک پر لب رکھتے کہا۔" ساتھ ہی اس کے وجود کو خود میں بھر گیا۔ ٹینا بھی اس کے مدہوش کرتے لمس پر پگھلنے لگی۔ اور ڈوم کو تو اس کا پگھل جانا ویسے بھی عزیز تھا۔ وہ اس کی بیوٹی بونز کو اپنے ہونٹوں کے لمس سے روشناس کرواتے اپنی اج کی تھکن اس کا اتار رہا تھا۔ اور خواہش تھی اس کی تھکن خود میں سمیٹنے کی بھی۔۔

^^^

موسیٰ کی انکھ باہر دستک کی آواز پر کھلی۔ اس نے اپنی بانہوں میں پڑی پری کو دیکھا۔ ابھی وہ اس کا ماتھا چومتا وہ پہلے ہی دستک کی آواز پر اٹھتے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ سامنے الیگزینڈر تھا۔ محمود اور قمبر کو اٹھائے۔ محمود ماں کو دیکھتے مچلنے لگا۔

موسیٰ اٹھتے سوئے ہوئے قیوم کو جھولے میں ڈالا۔ پری نے ایک دفہ بھی اس سے نظریں نہیں لائیں۔ قمبر کو اپنے پاؤں پر چلتے دیکھ موسیٰ کی آنکھوں میں آنسوؤں سے بھر گئے۔

اس کی آنکھوں میں آنسوؤں دیکھ موسیٰ تڑپا۔ وہ اتنے ماہ سے باپ سے دور تھا۔ ویسے تو بچے اس عمر میں دوڑنے لگتے ہیں۔ مگر وہ ابھی نارمل سا چل رہا تھا۔

قمبر جو کبھی نہیں رویا تھا۔ اج باپ کو ملتے ہی رونے لگا۔ الیگزینڈر نے اسے جتنی نظروں سے دیکھا۔ وہیں پری سر جھکا گئی۔ موسیٰ کے ساتھ یہاں وہ بھی قصور وار تھی۔ اسے موسیٰ سے بچوں کو دور نہیں کرنا چاہیے تھا مگر پھر خیال آیا اسے یہاں چھوڑ کر جانے والا موسیٰ ہی تھا۔ وہ گلٹی نہیں ہو سکتی تھی۔ سارا قصور موسیٰ کا تھا۔

الیگزینڈر کے اشارہ کرنے پر موسیٰ قمبر کو سینے میں بھینچے ہی باہر بڑھا۔ پری محمود کو فیڈ کروانے لگی۔

اپنی اس حرکت کی وصاحت دینا پسند کرو گے؟.. پہلے بچوں اور اپنی بیوی کو "
یہاں چھوڑ گئے۔ اور اب اچانک سے حق جمانے لوٹ ائے!..." اس نے
سر جھکا لیا۔

موسیٰ نے جھکے سر سے ہی اس پر چند حقیقتیں اشکار کیں۔ جن پر وہ صرف
اپنے بیٹے کی عقل کو سلامتی پیش کر سکا۔ جس کی ناجانے کون سب عزت
نفس باپ سے مدد مانگتے وقت ہرٹ ہو جاتی ہے۔ جوہر معاملے کو اکیلے ہی
ہینڈل کرنے میں لگا رہتا۔

تم اپنی منمنائی کر چکے ہو۔ اب جانی اپنی کرے گا۔ پھر تم سب دیکھ لینا۔ میں "
کسی کو کچھ نہیں کہہ رہا۔ سب اپنی مرضی کروں!.." وہ غصے سے کہتے وہاں
سے چلا ہی گیا۔ پیچھے قمبر نے بہت آوازیں دیں۔ ایلک ایلک کہا مگر اس کی
مدھم آواز وہ نہیں سن سکا۔

وہ الیگزینڈر کو بابا کہتا تھا۔ مگر یہ لیل کو پڑھایا سبق تھا۔ لیل کو وہ باپ کی طرح ریڈ ہی کہتا۔ مگر تو تلے منہ سے صرف لیڈ ہی نکلتا۔ مگر لیل اس پر بھی خوش ہو جاتی۔

ابھی تو قلان موسیٰ کے آنے سے واقف نہیں تھا۔ ورنہ شاید وہ ضرور یہاں آنے کی ضد کرتا۔

موسیٰ بر کو پھر سینے سے لگایا۔ وہ باپ کے گال پر ہاتھ رکھتے اس کی گردن میں منہ دے گیا۔

بہائی مش یوں! "اپنی زبان میں بتایا وہ اسے یاد کرتا رہا ہے۔"

بابا مس یو ٹو میری جان!.. "موسیٰ کو اج علم ہوا تھا الیگزینڈر کیوں ہر ہفتے"

اس سے ملنے کی ضد کرتا تھا۔ کیوں لیل سے شدت پندی کے باوجود وہ اس کی

ایک اہ پر تڑپ جاتا تھا۔۔۔ چاہے کبھی عیاں نہیں کرتا تھا مگر الیگزینڈر لیل

سے زیادہ اس سے محبت کرتا تھا۔

اکثر مڈل کلاس باپ بھی یوں ہی اپنی محبت عیاں نہیں کر پاتے۔ اندر کہیں
دل میں چھپا لیتے ہیں۔ مگر ایسے لمحات میں وہ محبت ابلتے دودھ کی طرح باہر آ
ہی جاتی۔

^^^

جانی اگلی فلائٹ نہ ملنے پر جیٹ منگوا لیا۔ الیگزینڈر سے اجازت مانگی تو اسے
دینی ہی پڑی۔ وہ حیا اور ہارون کو بھی ساتھ ہی لایا۔ مومنہ کو چھوڑ کر انا تو ممکن
نہیں تھا۔ ہیرا اور عمرا بھی اپنے بچوں کے ساتھ رہنا چاہتے تھے۔
جانی سیدھا اگلی صبح گھر کو آیا۔ گاڑی ابھی بھی وہیں کھڑی تھی۔ وہ غصے سے
کھولتے اندر کی طرف آیا۔ مومنہ اس کے پیچھے ہی تھی۔ اس دفہ وہ بھی موسیٰ
سے ناراض تھی۔ اس نے پری کی بگڑتی حالت اچھے سے دیکھی تھی۔ موسیٰ
کا ایک کال تک نہ کرنا اسے بہت منتشر کر چکا تھا اس سے۔ جس کے تحت وہ
اسے معاف کرنے کا پروگرام تو نہیں رکھتی تھی۔

دروازہ کھولو!.."کمرے کے دروازے پر زور سے ہاتھ مسرتے اتھ دھاڑ"
سنائی دی۔ موسیٰ جو پری کو منانے کی کوشش کر رہا تھا ایک نظر پلٹتے
دروازے کو گھورا۔ اس کے تینوں بچے سو رہے تھے۔ وہ بالکل نہیں چاہتا تھا وہ
اٹھیں۔ قمبر تورات اس سے سب کی شکایتیں لگاتا رہا کیسے وہ سب کو بتاتا تھا
اسے بابا سے ملنے جانا ہے اور کوئی اسے ساتھ نہیں لے جاتا تھا۔ پھر کیسے
ہارون اس کو مار کیٹ نہیں لے کر جاتا تھا۔ اس نے سب شکایتیں سنیں اور
ان لمحات کو مس کر دینے پر افسوس بھی ہوا۔

وہ بہت دیر تک باتیں کرتا رہا۔ اس کے پاس پری تو کب کی سو گئی۔ پھر موسیٰ
قمبر کو بھی جدوجہد کے بعد سلا لیا۔ اب اس کی نیند میں خلل پڑتے دیکھ اسے
غصہ سا آیا۔

اب اگر ہارون تمہارا ہاتھ دروازے کی طرف بڑھاتا تو میں وہ ہاتھ توڑ کر"
دوسرے ہاتھ میں دے دوں گا!.."وہ ایک دفہ اچھل کر دور ہوا۔ اس کی
دھاڑ بہت پاس سے سنائی دی۔

وہ واقعی جوش میں آ کر دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا۔

بڑی ابھی بچے سو رہے ہیں۔ میں باہر آ کر بات کرتا ہوں۔ ابھی نہیں "

پلیز!.." جانی بچوں کا سن کر پیچھے ہٹ گیا۔

مومنہ نے کچن سے پانی لا کر اسے دیا۔ ہارون حیا کو اس کے کمرے کی طرف چھوڑنے چلا گیا۔ جو اس کی اونچی آواز کے بعد اب موسیٰ کی دھاڑ سنتے ڈر چکی تھی۔ اسی لیے وہ اسے ذرا کچھ نارمل فیل کروانے جو خود ساتھ چلا گیا۔

--

موسیٰ واپس پری کے سامنے آ کر بیٹھا۔

میرا بھائی ہے وہ۔ تم اس کا ہاتھ توڑو گے؟.." غصے سے پوچھا۔

نہیں کروں گا کچھ یار۔۔ بس تم میرے ساتھ جانے کو مان جاو۔۔ " پری نے "

دل پر پتھر رکھتے پھر خاموشی کا مارا اسے مارنا شروع کر دیا۔

پکا تمہارے قریب نہیں آؤں گا۔ تم سے دوری بنا کر رکھوں گا!.." پری کو "

یہ سب باتیں کھوکھلی لگ رہی تھیں۔

جیسی دوری کل رات بنائی تھی!.."موسیٰ چہرہ جھکائے خود کو ایک دفہ زیر"
لب گالیوں سے نوازا۔۔

وہ بس!.."موسیٰ کی بات مکمل ہونے سے پہلے پری نے اسے کالر سے پکڑ"
لیا۔۔

تم ہر دفہ بعد میں بہک گیا تھا کہہ کر ٹال دو گے۔ مگر انہیں میں نے ہیدا کرنا"
ہے۔ نو ماہ تکلیف میں نے سہنی ہے۔ ان کو فیڈ کرواتے پاگل میں ہو جاتی
ہوں۔ ان کو سلاتے نیندیں میری خراب ہوتی ہیں۔ مرد صرف اخراجات
پورے کر کے سمجھتا ہے بس کام ختم ہو گیا۔"موسیٰ اس کی باتیں سنیں۔ وہ
جانتا تھا وہ اس وقت جزباتی ہو رہی ہے۔ اس کا کچھ بھی کہنا اثر نہیں رکھتا۔
میں بہت برا ہوں!.."پری نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی"
تم بہت سے زیادہ برے ہو۔"

"تمہاری ایک بھی بات نہیں سنتا۔ صرف اپنی چلاتا ہوں۔"

میری ہر بات اگنور کر دیتے ہو۔ مجھے نوکرانی سمجھ کر رکھتے ہو۔ "موسیٰ نے"
یہ الزام بھی قبول کر لیا۔

"! بہت بد تمیز ہوں میں"

"مجھے بچے پیدا کرنے والی مشین سمجھتے ہو۔"

سمجھتا تھا۔ اب نہیں سمجھوں گا۔ تم کہو گی تو پاس اوں گا۔ اگر ویسے آیا تو
گولی چلا دینا مجھ پر!.." پری نے اسے گھورا۔

موسیٰ یہ مجھے بہت تنگ کرتے تھے!.." انکھوں میں موٹے موٹے
آنسوؤں آ گئے۔

وہ کسی کو یہ بھی نہیں کہتی تھی انہیں اس کے ساتھ سنبھال دے۔ لیل کے
پاس تو جب تک تھی الیگزینڈر قمبر کو اپنے ساتھ سلا لیتا۔ مگر یہاں آنے کے
بعد قمبر کسی کے پاس جاتا ہی نہیں۔ ہارون سے دوستی تھی مگر دن دن تک۔
رات کو ہھرا سے اپنی ماں ہی چاہیے ہوتی۔

بہت بے رحم ہوں۔ تمہیں چھوڑتے وقت یہ بھی نہیں سوچا میرے بچے "
چھوٹے چھوٹے ہیں۔ میرے بغیر رہنے کے عادی نہیں۔ تم انہیں سنبھال
نہیں پاؤ گی۔" اس نے یہ بات دل سے کہی تھی۔

پری اس کی کالر پکڑتے اسے مزہ پاس کھینچا۔

میں تمہیں معاف نہیں کروں گی۔ تم نے ایک دن میرا حال نہیں "
پوچھا!.." موسیٰ اس کے کلبدھوں کے گرد بازو ڈالے۔

مت کرنا۔ مگر میرے ساتھ واپس چلو "وہ بازو اس سے دور کر گئی۔"

میں نہیں جاؤں گی۔ تم پھر ویسا ہی کروں گے!.." موسیٰ نے خود کو دوسو "
سلو توں سے نوازا جو اس کی ان حرکتوں کی وجہ سے وہ واپس جانے کو بھی تیار
نہیں تھی۔۔

تب ہی جزبات کے بجائے وہ تحمل سے بیٹھ کر سوچتے فیصلہ لیتا تو شاید یہ سب
کچھ نہ ہوتا۔

میں پھر چلا جاؤں واپس؟.." پری نے اسے گھورتے اسے دور دھکے دیا۔"

وہ بیڈ سے نیچے گر گیا۔

منہمانی کرنی آتی ہے۔ فیصلے کرنے آتے ہیں۔ یہ معلوم ہے بے باکی کیسے " دیکھانی ہے۔ بس یہ ہی نہیں معلوم منانا کیسے ہے۔ بس بھاگنے کی تیاری کرنے کا شوق ہے۔ اب پاس بھی مت آنا میرا۔ جان لے لوں گیں تمہاری۔۔۔ "موسیٰ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھائی۔

وہ چذہتی تھی وہ جائے بھی نہ اور وہ خود بھی نہیں جانا چاہتی تھی۔ مگر وہ اب اسے منا ہی لیتا۔

پری جا کر بیڈ پر لیٹ گئی۔ وہ خود جانی سے بات کرنے کو باہر کی طرف بڑھا۔ اتنا تو وہ جانتا تھا سب جاننے کے بعد جانی اسے سمجھے گا۔ اور معاف کر دے گا۔ مگر مومنہ!.. عورتیں دل سے کام لیتی ہیں۔ وہ نہیں سمجھے گی۔ اور اس سے ناراض بھی ہوگی۔

موسیٰ کو یہاں رہتے پانچ ماہ ہونے والے تھے۔ پری کی ضد کے چلتے وہ بھی
یہاں ہی رہ رہا تھا۔ وہ جب مرضی نارمل بات کرتی۔ اور جب مرضی روٹھ
جاتی۔ یہ زیادہ اس کی پریگننسی کے چلتے تھا۔ اس کے موڈ سو نگرز بہت
بدلتے۔

موسیٰ تو چاہتا تھا اس کی ڈیلیوری وہیں ہو۔ مگر پری کی ضد کے آگے وہ بے بس
تھا۔ وہاں کا سب بھی شایان سنبھال رہا تھا اب۔
شایان اور منہا اس کے محل میں رہ رہے تھے۔
شان تو ویسے ہی اپنی بیوی کے ساتھ خوش باش پاکستان میں تھا۔ اپنی بیٹی طیبہ
کے ساتھ ہو خوش تھا۔

وہ سب وہاں اپنی زندگیوں میں مگن تھے۔ بس ایک منہا کی زندگی ٹھہر سی گئی
تھی۔ شایان اس سے دور بھاگتا تو وہیں کبھی وہ اسے اپنی روح سے پاس
محسوس ہوتا۔ مگر وہ اس کے پاس نہیں تھا۔ وہ چاہتے ہوئے بھی اسے خود کے
پاس نہیں ہر پاتی۔

جانی نے واقعی موسیٰ کو معاف کر دیا تھا۔ مومنہ بھی چند ہی دنوں میں بات سمجھ گئی۔ لیل تو بیٹے کی ہر بات سمجھ جاتی تھی۔ اور اب بس پری تھی جو ضد پر اڑ چکی تھی۔

موسیٰ کو لگتا تھا وہ ڈھیٹ ہے۔ مگر اس کی بیوی نے ثابت کیا تھا وہ اوپری درجے کی ڈھیٹ ہے۔ جو اس کی بھی کسی بات منت کسی بھی حرکت کو کسی کھاتے میں نہیں لاتی تھی۔

موسیٰ محمود کو گود میں لٹائے اپنی بیوی کو دیکھا۔ اس کے پاس بیٹھتے اس کو ہوش کروایا۔

وسیٰ!.. "پری گم سی بولی"

یس مائے وچ؟.. "موسیٰ ہمہ تن گوش ہوا"

اگر مجھے کچھ ہو گیا تو کیا تم دوسری شادی کر لو گے! "موسیٰ کی گھوری"

گہری ہوتی چلی گئی۔ وہ ایسی واحیات باتیں کیسے سوچ سکتی تھی۔

اور تمہیں کیوں کچھ ہوگا۔ ویسے بھی ابھی تو مجھے کریکٹ ٹیم بنانی ہے!۔۔۔"

آخر میں شرارت سے کہا۔ پری ساتھ ہی ہوش میں آگئی۔

بکو اس کروالو تم سے بس!۔۔۔" برے منہ بنا کر کہتے وہ اٹھتی جب موسیٰ نے

اس کا بازو تھاما۔

تم میرے بچوں کی ماں ہو اور ہمیشہ رہو گی۔۔۔ نہ ان کی ماں بدل سکتی ہے اور"

نہ ہی باپ۔ اس لیے ایسی سوچیں دماغ میں مت لاؤ جو ممکن نہیں!۔۔۔"

ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا۔

تم جس قسم کے مرد ہو میں جانتی ہو تم شادی کر لو گے!۔۔۔" اس کی بدگمانی

عروج پر تھی۔

تمہیں لگتا ہے میں ہر عورت کے ساتھ تعلقات قائم کر سکتا ہوں؟۔۔۔"

پری نظریں چرائیں۔ اتنی بڑی بات کہ دینا اسان تھا۔ مگر پھر اس پر قائم رہنا

مشکل

بولو!..چپ کیوں ہو۔ پانچ ماہ سے تم میرے پاس ہو۔ کیا کبھی ہونٹوں "تک کو چھوا ہے!.. پھر بھی یہ باتیں۔۔" موسیٰ کو اس کی اس بات سے حقیقتاً دکھ پہنچا۔

پری ہر مرد کو ہر عورت کی قربت میں سکون نہیں مل جاتا۔ مگر تم یہ سب "نہیں سمجھو گی۔ تم واقعی بچی تھی۔ معاف کر دینا مجھے۔ مگر آئندہ تمہیں یہ خیال نہیں گزرے گا۔ تمہاری ڈیلیوری کے بعد میں چلا جاؤں گا واپس۔۔ بچوں سے ملنے آتا رہوں گا۔ مگر تمہارا سامنا نہیں کر پاؤں گا اب۔ معاف کر دینا مجھے۔ اور!.. "وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔۔

پھر پلٹ کر نہیں دیکھا اس نے۔ لان میں کھلتے اپنے بچے کے پاس چلا گیا۔ جو باپ کو آتے دیکھ خوش ہوا تھا۔ پاس ہی قیوم بیٹھا کھیل رہا تھا۔ پری کی آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا۔ نہ دکھ نہ ہی ہمدردی نہ محبت کا۔ اس کی آنکھیں ویران تھیں۔

منیبہ تم تھیک کہتی تھی۔ موت ہی ہر درد سے رہائی ہے۔ انٹریوں کو جکڑ کر "درد دیتی ہر تکلیف سے رہائی۔" مگر اپنے بچوں کو دیکھ وہ رک گیا۔

ان کے لیے اسے صبر کرنا تھا۔ ان کے لیے اسے برداشت کرنا تھا۔ ہمت چاہے ٹوٹ رہی تھی۔ مگر وہ انہیں نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

اس کی غلطی تھی۔ اسے سوچنا چاہیے تھا پری چھوٹی ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں تھا وہ اس کے کردار پر سوال اٹھانے لگے۔ موسیٰ نے پلٹ کر نہیں دیکھا۔ وہ اب ماضی کے پنوں میں پلٹنا چاہتا تھا۔ جہاں وہ اس کی گود میں بیٹھی اس کے چہرے کے خود خام کو ماپ رہی ہوتی تھی۔

بابا!.."قمبر اس کے پاس آیا۔"

بابا اب مجھے چھوڑ کر مت جانا!.."اپنی زبان میں کہتے وہ موسیٰ کو پھر رلا "گیا۔

اولاد واقعی رلانے کی طاقت رکھتی ہے۔ اولاد کی محبت بیڑیاں ہوتی ہیں

اس نے آنسوؤں صاف کرتے اسے سینے میں چھینچ لیا۔ اس کا بیٹا حساس تھا۔ پہلے ہی دوری وہ ابھی تک نہیں بھولا تھا۔ اسے ڈر لگتا تھا۔

بلکل بھی نہیں۔ بابا اپنی جان سے دور کیسے جاسکتے ہیں۔ "اسے جیسے باپ" کے ان الفاظ سے سکون ملا۔ ادھر محمودان کے پاس آنے کو اچھلنے لگا۔ موسیٰ اسے بھی پکڑ کر سینے سے لگایا۔

خود ٹشون نکالتے اپنے آنسوؤں رگڑے۔

ان دونوں کو یوں ہی اٹھاتے وہ پاس والے سٹور کی طرف چل پڑا۔ گارڈز کو وہیں رکنے کا کہا۔ اندر لیڈی گارڈ موجود تھی

پری کی حفاظت کے لیے اس نے رکھی تھی۔ اور وہ اکثر موسیٰ کو پری کی حالت بتاتی رہتی وہ دن میں کبھی کسی کام سے چلا جاتا تو پری کے پاس وہی ہوتی

پری اصل میں سوال بھی اسی لڑکی کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی۔ مگر بات دوسری شادی کی پوچھتے اپنا گمان بتا دیا۔ موسیٰ نے دل کے اٹھتے درد کو

محسوس کرتے سر جھٹکا۔ اس کی اولاد کی محبت سے اگے کوئی گمان کچھ بھی
نہیں تھا۔



موسیٰ کے نکلتے ہی پری کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنے لگے۔ اس نے برداشت
کرتے پیٹ پر مضبوطی سے ہاتھ جمایا۔ اچانک سے اس کے پیٹ میں درد
اٹھنے لگا۔ جسے قابو نہ ہوتے دیکھ وہ چیخی تھی۔ ساتھ ہی ایک کمرے سے ایک
نوجوان بصری سی لڑکی نکلی۔ وہ دوڑتے آئی
میم!... "چیختے اس نے ساتھ ہی موسیٰ کو کال ملاتے واپس بلایا۔ جب تک "
وہ پری کو گود میں اٹھا کر باہر بڑھی تب تک موسیٰ بھی آگیا۔

اسے قیوم تھا متے موسیٰ نے اسے واپس محمود کے پاس بھیجا۔ خود قمبر کو ساتھ لیتے گاڑی میں بیٹھا۔ پری پچھلی سیٹ پر تھی۔ موسیٰ گاڑی دوڑاتے ساتھ الیگزینڈر کو کال ملاتے بلایا۔

جو لیل کے ساتھ فوراً وہاں سے نکلا۔ قلان موسیٰ کے پاس جانے کا سنتے خوش ہو گیا۔ الیگزینڈر پہلے تو لیل کو گھر چھوڑا تا کہ وہ بچوں کو سنبھالنے میں مدد کر دے۔ قلان کو وہ ساتھ لے گیا۔ جانی اور مامنہ کو بھی بتا دیا۔ جو پری کے لیے پریشان ہوئے۔

موسیٰ قمبر کو گاڑی میں چھوڑے پہلے پری کو سٹر پیچر پر ڈالا۔ جسے لیڈی نرس فوراً سے اگے بڑھالے گئی۔ قمبر کو تب تک پیچھے اتے گارڈز کی گاڑی سے ایک گارڈ نے نکال کراٹھالیا۔ جو فوراً سے رونے لگا تھا۔

موسیٰ سے چارہ ماہ کی جدائی کے بعد وہ موسیٰ سے دور ہوتے ہی رونے لگتا۔ موسیٰ کو وہ اپنے باقی دونوں بچوں کی نسبت کمزور لگتا۔ وہ چھوٹی سی باتوں پر ڈر

جاتا۔ موسیٰ پاس ہوتا تو وہ بہادر تھا مگر موسیٰ کے دور ہوتے ہی وہ کمزور سا بچہ بن جاتا۔

پری کو اندر اپریشن روم میں لے گئے۔ موسیٰ ساری فارمیسی پوری کر دی۔
قمبر اس کے کندھے سے لگا سب انجان لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔
موسیٰ اس کا کندھا تھپکا مگر وہ سو نہیں رہا تھا۔ دوسوٹ بوٹ پہنے گاڑڈ موسیٰ
کے پاس کھڑے تھے۔ موسیٰ ان سے قمبر کو ڈرتے دیکھ انہیں کچھ دور بیٹھ
جانے کا کہا۔

میرے بے بی کو کچھ کھانا ہے؟.. بھوک لگی ہے؟.. "موسیٰ اس کی گال"
چومی۔ وہ مسکرایا۔ مگر آنکھوں میں سوال تھا۔
بابا ہم یہاں کیوں ہیں؟.. "موسیٰ اس کے سوال کو سنتے اس چنڈ"
کمرے کو دیکھا جس کے پار پری کا اپریشن ہو رہا تھا۔ ان کے مطابق پری کی
نارمل ڈیلیوری ممکن نہیں تھی۔ اور وہ پہلے سے یہ جانتا تھا۔

پری کے ڈپریشن کا اثر بچے پر ہوتا رہا تھا۔ اس کا سوچوں میں گم رہنا اور گن گن کر نوالے لینا اس کے بچے پر اثر کرتا رہا۔ جس میں پری کے ساتھ وہ بھی قصور وار تھا۔

کیونکہ ہم یہاں سسٹر لینے آئے ہیں!.."موسیٰ اس کے دماغ کے مطابق" جواب دیا۔

مگر سسٹر تو اللہ دیتے ہیں!.."موسیٰ کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔ ابھی" وہ کوئی جواب دیتا جب پریشان سا الیگزینڈر اور اس کے پیچھے ہی جانی بھی داخل ہوا

موسیٰ!..پری۔"موسیٰ قمبر کو ساتھ لیے اٹھا۔"

اپریشن ہو رہا ہے!.."ابھی وہ مزید کچھ کہتا جب ڈاکٹر باہر نکلی۔"

سسٹر موسیٰ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے!.."موسیٰ پریشان ہوا تھا۔ ان" کی طرف قدم بڑھائے

"...!بولیں"

یہ ان کی تیسری ڈیلیوری ہے۔ اور ابھی ان کی عمر اٹھارہ سال بھی نہیں۔ ان کے لیے بہت مشکل ہے یہ۔ ڈیلیوری کے دوران انہیں یاں بچے دونوں کو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اپ یہ پیپر سائن کر دیں!.."موسیٰ جو سب سے وائلڈ مشہور تھا۔ جس کے غصے اور جنون کا کوئی ثانی نہیں تھا اس وقت خاموش سا کھڑا رہ گیا۔ وہ سوچ ہی نہیں پارہا تھا کیا کہے۔ اس کے ہونٹوں سے الفاظ جیسے کہیں گم ہو چکے تھے۔

پلیزمیری بیوی کو بچالیں۔۔" اس نے تقریباً روتے یہ الفاظ کہے۔" وہ جو کہہ رہی تھی وہ موسیٰ پر بے یقینی نہیں تھی۔ وہ اپنی حالت جانتی تھی۔ وہ جانتی تھی اس نے لیے یہ ڈیلیوری مشکل ہے۔ وہ شاید شروع سے جانتی تھی۔ مگر اسے کیوں نہیں بتایا۔

وہ یقیناً اسی لیے لڑ رہی تھی۔ وہ اس سے جدا ہونے کے خیال سے ڈرتی رہی تھی۔ وہ اپنے بچوں کو اکیلا چھوڑ جانے کے خیال سے کانپ رہی تھی۔ اور وہ

اسے اس کی بے یقینی سمجھتا رہا۔ موسیٰ کا جی چاہا اس وقت اپنا سر کسی دیوار میں دے مارے۔

ہم کوشش کریں گیں۔ آپ دعا کر لیں۔ دوا سے زیادہ دعا میں اثر ہوتا ہے!.. "وہ ڈاکٹر چلی گئیں۔ اور الیگزینڈر اس کے چہرے پر پشیمانی اور دکھ دیکھ کر ہل ہی نہیں سکا۔

الیگزینڈر کے لیے بیٹے کی یہ حالت ناقابل قبول تھی۔

جانی پری کے وارڈ کے باہر کھڑا تھا۔ موسیٰ پاس آتے قمبر الیگزینڈر کو تھمایا۔ وہ باپ کی روتی صورت دیکھ اس کے پاس جانا چاہتا تھا۔ جانا چاہتا تھا بابا کیوں رو رہے ہیں۔ یاں کیوں ایسے رونے والے تاثرات بنائے ہیں۔ مگر وہ پوچھ نہیں پارہا تھا۔

میں اتنا ہوں۔ "اس کی گال تھپک کر کہتے وہ گرتے قدموں سے اس" ہاسپٹل کی مسجد کی طرف آگیا۔ اس عرصے میں اس نے نمازیں نہیں چھوڑی

تھیں۔ کبھی جان بوجھ کر نہیں چھوڑی اگر کسی کام سے باہر ہوتا تو بعد میں قضا نماز ادا کر لیتا۔

مگر کبھی اس قدر شدت سے اس کا دل نماز ادا کرنے کا نہیں چاہا۔ اس نے وضو کیا تھا مگر وضو کرتے اس کی آنکھیں دھندلی ہوتی رہیں۔ اس کے آنسوؤں خشک نہیں پورے تھے۔

اس نے زبردستی حاصل کیا تھا پری کو۔ سب سے جگھڑ کر مگر کیا اس لیے حاصل کیا تھا اسے۔ تاکہ اس کو توڑ سکے۔ اس کو اپنی طلب پوری کرنے کا سامان بنالے۔

اسے اس وقت منٹو کے افسانے کا ایک جملہ اوج شدت سے یاد آیا۔
میں پوچھتا ہوں اگر کسی مرد کو اپنی محبت کا مرکز کسی عورت کو ہی بنانا ہے تو "
اس مقدس جذبے میں حیوانیت کو کیوں داخل کرے.. کیا اس کے بغیر
محبت کی تکمیل نہیں ہو سکتی؟؟ کیا جسم کی مشقت کا نام محبت ہے؟... " اوج

میں سوچ رہا تھا مرد کی چند منٹوں کی طلب ایک عورت کو پورے نو ماہ کے لیے پاگل بنا دیتی ہے۔

اس کے لیے ایک رات کی بات تھی مگر اب پری کے لیے یہ زندگی موت کا سوال بن چکا تھا۔ اس نے خود کو کوسا۔

مگر اس وقت خود کو کوسنے کا وقت بھی نہیں تھا۔

اس نے دھندلی ہوتی نظروں سے سامنے پڑے مصلے کو دیکھا۔ پھر ہمت

کرتے انکھیں رگڑ کر صاف کیں۔ وہاں اور بھی لوگ تھے۔ مگر اس وقت کسی کو کسی کی پرواہ نہیں تھی۔ موسیٰ نے ہمت کرتے نیت باندھی۔

اس کے دل میں بس اپنی بیوی کے میے دعا تھی بس۔ وہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے

جھکا۔ انکھوں میں جمع شدہ انسوؤں نیچے گرنے لگے۔ وہ سجدے میں گیا تھا۔

اسے لگا وہ کبھی اٹھ نہیں سکے گا۔

وہ اپنی طلب کو محبت کا نام دے کر بھاگتا رہا تھا۔ اس نے یہ تو سوچا ہی نہیں تھا

چند گھنٹوں کی تسکین اس کی بیوی کو یہاں لے آئے گی۔

پلیز اللہ جی!!... پلیز.. "وہ اگے الفاظ ادا ہی نہیں کر سکا۔ اس کے ہونٹوں"

سے اور کچھ نکل ہی نہیں رہا تھا۔

وہ بچی تھی۔ وہ جس کی خود کھیلنے کو دینے کی عمر تھی اس کی وجہ سے اتنی سی یو
میں پڑی تھی۔ زندگی اور موت کے درمیان۔ اور وجہ صرف وہ تھا۔ اس نے
سوچا ہی نہیں تھا۔

محبت کا مطلب یہ تو نہیں تھا وہ اسے بس اپنی طلب پوری کرنے کا سامان بنا
لے۔ اس کے وجود کو صرف طلب پوری کرنے کا ذریعہ بنا لیا۔ اس کا کہہ دینا
میں محبت کرتا ہوں اسے جسٹیفائی نہیں کر سکتا تھا۔

اس کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں بھی اس کے ان نو ماہ کی تکلیف کو بیاں نہیں
کر سکتے تھے۔ جن میں وہ نہیں جانتی تھی وہ بچے گی یاں مرے گی۔ اس کے
بچوں کا کیا ہو گا۔ وہ جس نے ہر رات کانٹوں کے بستر پر گزاری تھی۔ وہ کیا
اسے معاف کر دیتی۔ کر بھی دیتی تو کیا موسیٰ خود کو معاف کر پاتا۔

محبت کا قطعی مطلب یہ نہیں ایک عورت کے جسم کو محبت کا نام لے کر
کھلونے کی طرح سمجھ لیا جائے۔ جس سے ایک مرد ہر رات کھیل کر اپنی
طلب پوری کرے اور پھر بھول جائے۔

اس وقت پری کی اس حالت کا ذمہ دار موسیٰ تھا۔ جس نے ہر قدم پر محبت کا
نام لے کر اسے اپنے فیصلوں میں ملایا۔ چاہے وہ جانی کا گھر چھوڑ کر جانا ہو یا
نکاح کرنا ہو۔ پھر چاہے اس کے بچوں کی پیدائش کی بات ہو۔ ہر معاملے میں
موسیٰ نے محبت کے نام کا استعمال کیا۔ محبت تو یوں بات بات پر نہیں بتائی
جاتی۔ وہ تو جھلکتی ہے لہجوں سے، الفاظ سے، رویوں سے۔ حفاظت سے۔ مگر
کیا اس کے ہر عمل سے محبت جھلکتی رہی تھی۔ اس کا دل اس وقت خود کو
کو س رہا تھا۔

موسیٰ یوں ہی نا جانے کتنی دیر تک روتا رہتا جب کرول کرتے ایک بچہ اس
کے پاس آ بیٹھا۔ اس کے بالوں سے بھرے ار پر ہاتھ مارنے لگا۔ موسیٰ نماز ادا
کر لی تھی۔ اب دعا مانگتے وقت خود سے شرم آرہی تھی جب اس کا بچہ آ گیا۔

کس منہ سے منگتا وہ خدا سے۔ پہلے مانگی اور اس کے ساتھ یہ رویہ رکھا۔ اب پھر وہ مانگ کر وہی رویہ رکھتا تو کیا اس سے زیادہ ظالم اور جابر کوئی ہوتا۔ محبت تو محبوب کی ہر ادا سے اس کی خواہش سمجھ جانے کا نام ہے۔ پھر وہ کیوں بس اسے اپنی خواہشات سمجھانے میں لگا رہا۔ اس کی کوئی خواہش کیوں نہیں سمجھ سکا۔

موسیٰ نے سراٹھایا۔ قمبر اپنے پاؤں پر اٹھتے موسیٰ کی گود میں کھڑا ہوا۔ اس کے آنسوؤں اپنے ہاتھوں سے رگڑے۔ موسیٰ اسے سینے سے لگا گیا۔ اپنے بیڑے کے کندھے پر سر رکھے وہ رونے لگا۔ دل میں بس ایک دعا تھی۔۔۔
مولا میرے بچوں کے لیے۔ میری اولاد کے لیے مولا۔ بس ایک دفہ مجھے "بخش دیں۔ مجھے میری بیوی کی زندگی کی لوٹا دیں میرے مولا۔ مولا مجھے معاف کر دیں۔ میرا محبوب مجھے لوٹا دیں۔۔۔" دل بس بار بار یہ ہی الفاظ دہرا رہا تھا۔۔۔

اور وہ جانتا تھا صرف یہ درہی اسے سب لوٹا سکتا ہے۔ اور کوئی نہیں۔ ہر ذی
روح اسے خالی ہاتھ لوٹا سکتا ہے مگر ان ذی روحوں کا خدا نہیں۔

^^^

شایان لان میں بیٹھا تھا جب اسے سامنے سے منہا آتی دیکھائی دی۔ اس کی
شرٹ پہنے ساتھ جینز میں کھلے بالوں میں وہ افت لگ رہی تھی۔ شایان کی
سانسیں رک سی گئیں۔ اس نے تھوک نکلتے رخ موڑا۔ اس کی سانسیں تو
جیسے واقعی ٹھہر سی گئی تھیں۔

اس نے ننگے پاؤں سیڑھیوں سے نیچے نرم گھاس پر رکھے۔ ہاتھ میں پکڑی
ٹرے میں کھیر تھی۔ اس نے کھیر کے ایک باول کو دیکھا۔ منہا مسکراتے
ٹرے ٹیبل پر رکھی۔ وہ جانتی تھی یہاں دور دور تک کوئی نہیں ہے۔ صرف
وہ اور شایان۔ اس نے شایان کو نظریں چراتے دیکھا تو مسکرائی۔ وہ اج
شایان کو فتح کرنے کے ارادے سے ہی تو آئی تھی۔ شایان اس کے قدموں

سے اوپر نظریں نہیں اٹھائیں۔ ان میں ایک پائل تھی۔ یہ الگ بات تھی وہ
آواز نہیں کر رہی تھی۔

کھیر لائی ہوں تمہارے لیے میں!.."منہا نے باول اس کی طرف بڑھایا۔"
شایان شکر یہ کہتے تھام گیا۔ اس نے نظریں نہیں اٹھائیں ابھی بھی۔
کیا لباس سے بھی وجود کا پردہ ہوتا ہے؟.."منہا اس کے گلے میں بانہیں"
ڈالے اس کی طرف جھکی۔ کھلے شرٹ کے گریبان سے اس کے وجود کی
رعنائیاں جھلکنے لگی۔ شایان ں نظریں چرانا چاہتا رہا مگر اس نے ممکن نہیں
ہونے دیا۔

وہ یوں جھکے ہی ایک ہاتھ تھا متے اپنی کمر میں رکھا۔ وہ شایان کے ہاتھ کی گرمی
محسوس کرتے مسکرائی۔ شایان اس کے ارادے سمجھتے لب تر کرتے اسے
کھینچتے اپنی گود میں بٹھایا۔

یہاں ہاسپٹل بھی نہیں ہے۔ اگر بے ہوش ہو گئی تو کچھ نہیں کر سکوں گا۔"
میں!.."منہا چہرہ اس کی گردن میں چھپاتے ہاتھ اس کی شرٹ کے ننٹن پر
رکھے۔

تمہیں لگتا ہے ابھی بھی ہاسپٹل کی ضرورت پڑے گی!.."شایان اس کے"
ہونٹوں کے لمس پر ہونٹ بھینچ لیے۔

میرے لگنے سے کیا ہوتا ہے؟.."اس نے بے پرواہ بننے کی کوشش کی۔"
منہا اسے بغیر محسوس کروائے اس کی شرٹ کے بٹن کھولتی جا رہی تھی۔
تمہارے لگنے سے ہی تو سب کچھ ہوتا ہے۔"اس کا اشارہ سمجھتے بھی وہ"
معصوم بنا رہا۔

اچھا!.."منہا اس کی شرٹ سینے سے ہٹاتے وہ ہاتھ پھیرے۔ اس کے"
ٹھنڈے ہاتھوں کا لمس شایان کے گرم سینے پر تپتے توے پر پانی کے چھینٹوں
سا محسوس ہوا۔ اس نے تڑپتے اس کے ہاتھ روکنے چاہے مگر اب یہ کہاں
ممکن تھا۔

منہا ایک ہاتھ شایان کے کندھے پر جمائے دوسرا اس کے سینے پر اگے پیچھے
پھیرنے لگا۔ اس کا لمس شایان کو بہکا رہا تھا۔
مگر وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔ کبھی نہیں۔

منہا!.. "وہ مجھے کسی کام سے جانا تھا!.. "وہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولا۔ منہا!
مکمل ہی اس کی بانہوں میں آسمانی۔ اس کی شرٹ ساری ہی سینے سے ہٹاتے
اس کے ایپس پر ہاتھ پھیرتے اوپر کی طرف لے جاتی۔

شایان نے ہونٹ بھینچتے اپنے لبوں پر اس کی انگلیوں پر کا لمس محسوس کیا۔
ساتھ اپنے سینے پر اس کے لبوں کا لمس محسوس کرتے وہ انکھیں بند کرتے
چہرہ پیچھے گرا گیا۔

کیا میرے وجود سے ضروری کام ہے؟.. "شایان پچھتا رہا تھا یہاں رکنے پر۔"
مم۔۔ مجھے کھیر کھانی ہے۔ "منہا کے لبوں ہر دھیمی مسکراہٹ تھی۔ وہ"
پیچھے ہوئی۔ کھیر ٹیبل سے اٹھاتے چیخ پر کھیر لیتے شایان کی طرف بڑھائی۔ وہ

سانس بھرتے کھیر کا چچ منہ میں لے گیا۔ منہا پھریوں ہی اسے کھیر کھلاتی رہی۔ اور شایان نظریں چراتے وہ کھیر کھاتا رہا۔

باول ختم ہو گیا۔ منہانے واپس ٹیبل پر رکھتے اس کے ہونٹ دیکھے جن پر ہلکی کھیر کی پرت سی تھی۔ ابھی شایان ان ہونٹوں پر زبان پھیرتا وہ ان ہونٹوں پر جھک گئی۔ شدتوں سے لمس ان پر چھوڑتے وہ شایان کو اپنے ارادوں سے ڈرا رہی تھی۔

شایان کی سانسیں اٹک گئیں۔ منہا اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں بھرے چوس رہی تھی۔ ہاتھ اس کے کندھوں سے سینے پر سفر کرتے اسے بھی اپنی سانسوں سے سانسیں ملانے کی دعوت دے رہی تھی۔

شایان کا اس کی کمر پر پڑا ہاتھ اسے خود سے دور کرنے کو مچلاتا وہ مزید اس کے سینے سے چپک گئی۔ اس کی بانہوں میں خود کو چھپانے لگی

سرخ رنگ سے رنگے ہونٹوں کا لمس اس کے سینے اور گال پر نشان چھوڑتے جارہا تھا۔ وہ آنکھیں بند کیے اس کے لمس کو محسوس کرنے لگا۔ اچانک اس

کے موبائل پر بیل ہوئی۔ وہ جیسے ہوش میں آیا۔ منہا کو ہاتھ سے دور کرتے
موبائل اٹھاتے ابھی وہ کال پک کرتا جب منہا نے موبائل اس کے ہاتھ سے
چھینتے دور پھینک دیا

میری طرف توجہ کیوں نہیں دے رہے۔ اولاد نہ ہونے کا دکھ اتنا زیادہ ہے "
تم بیوی سے بھی غافل ہو جانا چاہتے ہو؟... " وہ غصے سے چیخی تھی۔ شایان کو
اس کی بات سے جھٹکا لگا۔ اسے لگا شاید سننے میں غلطی ہوئی ہے۔
کیا کہا تم نے؟.. " بے یقینی سے پوچھا "

چاہے میں ساری زندگی بانجھ رہوں مگر تمہیں کسی اور کو نہیں دوں گی۔ "
مطلبی خو غرض جو بھی کہو مگر تم نہیں۔ باپ کو چھوڑ دیا ماں کی غفلت
برداشت کر لی۔ ماں جیسی ماسی کو چھوڑ دیا مگر اب تم نہیں۔ کبھی بھی نہیں۔
میں کھانے میں زہر ملا کر تمہارے ہاتھوں سے کھاؤں گی اور تمہیں اپنے
ہاتھوں سے کھلاؤں گی مگر تمہیں بالکل نہیں چھوڑوں گی!.. " وہ

دھاڑتے اس کے وجود کو جھنجھوڑ گئی۔ اسی غصے سے وہ شایان جو کہ شاک سا

ہو چکا تھا کی گردن میں جھکی۔ دانتوں سے وہاں کاٹتے وہ اس کی سسکیاں سنتے
جیسے خوش سی ہوئی تھی۔

وہیں وہ سسکتا بت بنا اس کی باتوں پر غور کرتے نتیجہ نکالنا چاہ رہا تھا۔ جو
صرف اتنا نکلا تھا وہ جانتی ہے وہاں نہیں بن سکتی۔ جس راز سے وہ ڈرتا تھا وہ
راز وہ پہلے سے جانتی تھی۔ اس نے منہا کی گردن میں ہاتھ ڈالتے زبردستی
اس کا چہرہ سامنے کیا۔ منہا کے ہونٹوں پر خون لگا تھا۔

شایان اپنی گردن پر جلن محسوس کرتے وہاں انگلیوں سے چھوتے انگلیاں
پھر سامنے کیں۔ ان پر خون لگا دیکھ وہ بس اس کے جنون پر نفی میں سر ہلا
سکا۔ وہیں منہا واپس اس گردن میں کاٹنے پر بے تاب تھی
تم جانتی ہو سب شروع سے؟.. "وہ یہ نہیں پوچھ سکا وہ کب سے جانتی ہے"
وہاں نہیں بن سکتی۔

ہاں میں جانتی ہوں۔ مجھے ڈاکٹر ز نے بتا دیا تھا۔ میں اکیلی نہیں ہوں۔ بہت " سی عورتیں ہیں جو ماں نہیں بن سکتیں۔ کچھ انوکھا نہیں ہے۔ " وہ اپنا درد خود سے بانٹ چکی تھی۔ اب اس کا اشتہار لگانا ضروری نہیں تھا۔

مجھے کیوں نہیں بتایا تم جانتی ہو؟ .. " شایان کی گرفت ہلکی سخت ہوئی۔ " اسے لگا اس کا وجود سانسیں چھوڑ کر چپکے سے نکل جائے۔

یہ بتانے والی بات نہیں تھی۔ اور نہ ہی اس قدر خوبصورت تھی میں تنہائی " کے لمحات میں یہ بات بتا کر قمقمے لگاتی۔۔ " اسے یقیناً یہ بات ناگوار گزری۔۔ ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا یہ بتانے والی تھی کہ نہیں۔ خاص طور پر اپنے " شوہر کو۔ " اس نے تھیکے لہجے میں کہتے اسے سامنے پڑے ٹیبل پر لٹایا۔ منہا کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ اس کی شرٹ کو کالر سے پکڑ کر کھینچ گیا۔

ایک جھٹکے سے سارے بٹن ٹوٹتے چلے گئے۔ جو ذرا اس کے وجود کا پردہ تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔

منہا کو شرم سی آئی تھی۔ ابھی وہ اپنا وجود چھپاتی جب شایان نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑتے سرپے پن کیے۔

لباس سے وجود کا کیسا پردہ؟.. "اس کی بات اسے ہی لوٹتے وہ اس کے سینے" پر جھکا۔ شاہ رگ سے بالکل عین نیچے دانتوں سے کاٹا۔ اس کے دانت منہا کی ہڈی میں چھبے تھے۔ وہ سسکی بھرتے محلی مگر اس وقت وہ اسے بتانا چاہتا تھا اس کے یہ بات نہ بتانے کی وجہ سے اس نے کتنا برداشت کیا۔

صرف اسے ہرٹ نہ کرنے کی سوچ کی وجہ سے وہ اس سے دور رہا اور وہ اب بتا رہی تھی وہ سب جانتی تھی۔ اور وہ الو کا پٹھا اس سے چھپانے کی کوشش کرتا رہا جو شروع سے جانتی تھی۔

یان!۔ "شایان نے عرصے بعد یہ نام سنا تھا۔ وہ مزید شدت سے اس کی" بیوٹی بونز پر ہونٹوں سے لمس چھوڑتے اسے تڑپانے لگا۔ اس کا سانس نہیں بھرتا چھوڑتا وجود اس وقت نمایاں تھا۔ اور شایان کی آنکھوں کو سیر بھی کر رہا تھا۔

جی جانِ یاں!.."محبت سے پوچھتے وہ اس کے لبوں پر اپنا انگوٹھا مسلتے اسے"

بے باک نظروں سے دیکھنے لگا۔ اس کی بے باک نظریں منہا کے وجود کے آر پار ہو رہی تھیں۔ وہ تڑپ اٹھی تھی۔ سانسیں بھیک گئیں۔ جان گلے میں اٹک گئی۔ رنگت سرخ انار ہو گئیں۔ وجود میں جیسے کسی نے شولے سے بھر دیے۔ آنکھوں میں تو جیسے رنگ بھر دیے گئے۔ پیٹ میں تتلیاں سی ناچنے لگیں۔

اب کون سا پردہ ہے یہ!.."اس کی کمر پر ہاتھ پھیرتے تھائیز کی طرف آیا۔"

منہا نے ٹانگیں اکھٹی کیں۔ شایان اس کے پردے پر مسکرایا

اب بھی وہی سب کچھ ہے!.."میں بھی وہی ہوں۔ یہ وجود بھی وہی۔۔۔"

شایان اس کے کان میں سرگوشی کی۔ بے باکی سے اس کے پھولتے وجود کو دیکھا۔ اس کی سانسیں کو چلمن سنی۔ اس کے وجود کو گہری نظروں سے دیکھا۔

وہ کہہ نہیں سکی پہلے تمہارے جذبات یوں عیاں نہیں تھے۔ پہلے تم یوں
جان نہیں نکال رہے تھے۔ پہلے تمہاری سانسوں میں یوں روانی نہیں تھی
شایان نے انگلی اس کی ناف پر رکھی۔ پھر جھکتے وہاں لبوں سے لمس چھوڑتے
وہ اس کے وجود کے ماس کو ہلکا سادانتوں سے کھینچتے اسے تڑپا گیا۔ وہ سانس اوپر
کو بھرتے مچلی۔ شایان نے دلچسپ نظروں سے اس کے وجود کا یہ سانسیں
بھرنا دیکھا۔

اپنی شرٹ اتار کر پھینکتے وہ اس کے وجود پر جھکا۔ وہ خود ٹیبل کے پاس کھڑا تھا
جبکہ منہا ٹیبل پر لیٹی تھی۔ وہ یوں کھڑے ہی اس کے وجود پر سایہ کر گیا۔
ایک ہاتھ اس کے وجود پر جبکہ دوسرا اس کی گردن میں۔ لب اس کے لبوں
پر رکھے وہ تڑپا گیا۔ منہا کی سانسیں سینے میں اٹک گئیں۔ شایان اس کے وجود
کی نرنگی کو محسوس کر رہا تھا۔ وہیں وہ بے فکری سے اس کی سانسیں ہونٹوں
سے کھینچتے اپنی سانسوں میں بھر رہا تھا۔ جس کی وہ پرواہ بھی نہیں کر رہا تھا
شایان اس کے پہلو میں ہاتھ رکھتے اسے کندھے پر لادا۔

ان کاموں کے لیے کمرے ہوتے ہیں۔ کھلی فضاؤں میں یہ حرکتیں زیب "

نہیں دیتیں۔۔" اس کی جان نکالنے کے بعد اسے یہ سب یاد آ رہا تھا۔ منہا

نے اس کے کندھے پر دانتوں سے کاٹا۔ شایان نے چلتے ہوئے ہی اس کے

کندھے پر ہلکے ہاتھ سے سہلایا۔ جیسے بتا رہا تھا خود کو تیار رکھنا۔

ابھی میری باری آنی ہے۔ پھر تم ٹرپ جاتی ہو۔

شایان اسے لا کر سیدھا بیڈ پر پٹخا۔ وہ نرم سے گدے پر اچھلی۔ شایان اپنی جینز

سے بیلٹ نکالا تھا جب وہ سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ کی طرف ہاتھ بڑھاتے

اس سے پانی گلاس میں ڈالتے پینے لگی۔ اس کا وجود کپکپا رہا تھا۔

چند ماہ پہلے کسی نے مجھے بوڑھا کہا تھا۔ آج رات میں اپنی جوانی کے نظارے "

دیکھنا چاہتا ہوں۔" وہ چہرہ چھپالینا چاہتی تھی۔ مگر شایان اس کے ہاتھ سے

گلاس لے کر واپس رکھتے اسے پیچھے بیڈ پر گراتے اس پر سایہ کیا۔ اس کی جو

شرٹ ویسے ہی اس کے کندھوں پر لٹک رہی تھی۔ اسے زمین بوس کر دیا۔

اس کے وجود پر ہونٹوں کا سفر کرتے وہ اسے سسکیاں بھرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ وہ تکیے پر سر کبھی دائیں مارتی تو کبھی بائیں۔ وہ اس کے پیٹ پر ہونٹ رکھتے وہاں کاٹتے اس کا ضبط آزار ہا تھا۔

ابھی تو آغاز کیا ہے بتانے کا بوڑھا کون ہے اور کس قدر بوڑھا ہے۔ تم تو "تڑپنے ہی لگ گئی"

وہ مسکراتے لہجے میں کہتے کروٹ بدلتے اسے اوپر کر گیا۔

وہ سسکی بھرتے چہرہ اس کے کندھے میں چھپا گئی۔

شایان کی جلتی قربت برداشت سے باہر تھی مگر مجبوری تھی برداشت کرنا۔ اس نے خود اس طوفان کو دعوت دی تھی۔ اب برداشت تو کرنا ہی تھا۔ بخوشیاں زبردستی۔

وہ اس کے وجود پر ہاتھوں سے سفر کرتے اس کی جان نکال رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں کا لمس ہی اسے مچلنے پر مجبور کر رہا تھا۔ وہ کیا ہی اس سے بچتی۔۔

یان.... "اس نے سانس بھرتے پھر اس کا نام پکارا تھا۔"

شایان اس کی گال چومتے ہونٹ اس کے کان پر رکھتے سرگوشی کی۔

جی جانِ یان۔۔ "وہ لمبی سانسیں بھر رہی تھی۔۔"

یان پلیر بس!... میں... "اس سے مزید بولا نہیں گیا۔"

شایان اس کے ہونٹوں کو انگوٹھے سے مسلام ان سے خون سا بہہ رہا تھا۔ جو شایان کی قربت اور جنونیت کا ہی کمال تھا۔ وہ آج پھر اس کی جلتی قربت سہتے جان چکی تھی وہ کبھی اس کی قربت بخوشی تو قبول نہیں کر سکتی۔ اس کی قربت صرف اسے تڑپا سکتی ہے۔ اور تڑپ کوئی بھی خوشی نہیں چاہتا۔

کس نے کہا تھا سوئے ہوئے جن کو چھیڑو!... "وہ واقعی قصور وار تھی جو"

جانتے بوجھتے شیر کی کچھار میں ہاتھ ڈال دیا۔

پھر منہا بھی مزاحمتیں روک گئی۔ شایان کی گرفت میں مچلتے تڑپتے وہ اس کی قربت برداشت کرنے لگی۔

اس کی سانسوں میں سانسیں بھرتے وہ اس کے لمس کو دل و جان سے قریب محسوس کر رہی تھی۔ جانتی تھی یہ رستہ وہ قبول نہیں کر سکتی۔ مگر وہ دل کا کیا کرتی۔ جو شایان کی قربت میں پاگل ہو رہا تھا۔

اسے شایان کی بانہوں کے حصار کے علاوہ اور کچھ نہیں سوچ رہا تھا۔ اس وقت دل نے خود کو بھی کو سا جو اس جن کو چھیڑ بیٹھی۔

یان؟؟؟؟....."وہ تڑپی۔۔ دونوں ہاتھوں میں دبوچے اس کے بال" کھینچے۔

وہ مسکرایا۔ وہ بھی بہک چکی تھی۔ وہ اکیلا ہی نہیں تھا۔ اس کا بہک جانا سکون دے رہا تھا۔ ویسے تو اسے بہکانے والی ہی تھی۔

وہ تڑپ رہی تھی جانتا تھا مگر شدتیں تو برداشت کرنی تھی۔ جو وہ کر رہی تھی۔ سسکیاں بھرتے اہیں بھرتے وہ مجبوراً یاں بخوشی مگر ہونٹ دبائے اس کی شدتیں اپنے وجود پر سہہ رہی تھی۔

اتنے سال دنیا کی سیر میں ضائع کر دیے۔ اگر اس وجود کی گردش کر لیتا تو "
دنیا فتح کرنے کے برابر ہوتا

وہ اس کے وجود کو چھوتے سرگوشی کرتے اسے شرمانے پر مجبور کر گیا۔ "
اس کا اشارہ وہ اچھے سے سمجھی تھی۔

شایان کے ہونٹ پھر سے گردن سے ہوتے سینے کی طرف جانے لگے۔ اس
کے لمس کا جنون بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ جو وہ برداشت بھی کر رہی تھی مگر کب
تک۔

آخر تھکتے اس نے شایان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اسے رکنے کا کہا تھا۔
وہ لا پرواہی سے بغیر غور کیے پھر اس کے وجود میں اتر گیا۔
وہ ہونٹ دبائے سسکیاں روکنے لگی۔ اب اس کا لمس شدت سے بھرپور
تھا۔

وہ تڑپتے اس کے کندھوں کو ناخنوں سے زخمی کرنے لگی مگر وہ پھر بھی پیچھے
نہیں ہٹا۔ وہ اپنی شدتیں اور محبتیں دونوں ہی سے پھر اسے متعارف کروانا

چاہتا تھا۔ جو ہو بھی رہی تھی۔ مگر اب وہ تھک گئی تھی۔ جس کا خیال اسے نہیں تھا۔

اس کی سانسوں میں سانس لیتے وہ ابھی مدہوش تھا۔ اور یہ مدہوشی اسے بھا رہی تھی۔ جس میں گم وہ منہا کو بھی اپنے ساتھ ملا چکا تھا۔
منہا نے اس کی پشت ناخنوں سے زخمی کر دی۔ شایان بھی ایک دود فہ اس کے ناخنوں کے لمس پر سکا۔ اس کا اس تک اس کے ناخنوں نے چھیل دیا تھا۔

صبح سب سے پہلے یہ ہتھیار کاٹو گا؟.. "اسے دھماکایا۔ ساتھ ہی اس کے کان "کی لو کو دانتوں سے کاٹتے بدلہ لیا۔ وہ اس کے وجود میں سمائی پہلے ہی کانپ رہی تھی اس حرکت پر مزید شدتوں سے اہیں بھرنے لگی
اور اپنے ان ہتھیاروں کے بارے میں کیا خیال ہے۔ میرے تو دس ہتھیار "ہیں۔ تمہارے تو بتیس ہیں!.." اس کا اشارہ اپنے دانتوں کی طرف محسوس

کرتے شایان اپنے وجود کی گرمی اس کے وجود میں اتارتے اس کے وجود کی
زرنگی پر ہاتھ سے بناوٹ سی بنائی

تم انہیں توڑ دینا چاہتی ہوں کیا؟.. واقعی میں بوڑھا لگوں گا۔ سب ہنسیں "
گیں منہا کے شوہر کے دارے دانت نکل گئے!.." وہ اس کی باتوں پر کھی
کھی کرتے مسکرائی۔

میں ان سب کے بھی دانت نکال دوں گی۔ پھر وہ نہیں مسکرائیں "
گیں۔۔" اس کے پاس حل تیار تھا۔ شایان اسے گھوری دی۔

پھر سب سے پہلے شروعات ان سے ہوگی!.." اس نے منہا کی جالائن پر "
ہونٹ رکھے۔ وہ اسے گھورتے اس کے سینے ہر مکہ مارنے لگی۔

یہ کیوں!.." شایان بھی اسے کچھ آرام دہ کرنے کے بعد پھر اسے اپنی "
تڑپ سے روشناس کروانے کا سوچا۔ اس طرح اس کی بڑی سی بیوی بچیوں کی
طرح ڈر جاتی۔ جب وہ ایک ساتھ اس کی سانسوں سے سانسیں چھین لیتا۔

کیونکہ ہنسنے والوں میں سب سے پہلا نمبر تمہارا ہی ہو گا!.."منہا نے اپنے"
ہونٹوں پر رکھے اس کے انگھوٹے پر دانت گاڑ دے۔ وہ سسکتے ہاتھ پیچھے
کر گیا۔

بد تمیز عورت!.. اب بتاتا ہوں میں تمہیں!.."منہا ابھی کوئی صفائی دیتی"
وہ اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں بھرتے اس کے وجود کو اپنے وجود تلے دبا
گیا۔ وہ سسکی اور بس ایک لفظ نکلا تھا۔

یاں!.."اور بس پھر شایان اس کی آواز بھی دبا گیا۔ وہ سوائے مچلنے کے اور"
کچھ نہیں کر سکی۔ مگر شایان اسے مچلنے بھی نہیں دے رہا تھا۔



اس نے تڑپ کر اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھا۔ اس کے وجود کا ایک حصہ جیسے جدا
ہو گیا ہو۔ وہ تڑپی اور اسی تڑپ میں اس نے آنکھیں کھولیں۔ جیسے ہی نظر

پاس گئی تو اس کی جان میں جان آئی۔ اب درد بھی غائب ہو گیا۔ اس کی جگہ
اطمینان نے لے لی۔

اچانک ہی اسے اپنے پیروں پر ایک گیلا سا لمس محسوس ہوا۔ جیسے کوئی گرم
لمس ہو۔ اس کے لیے گردن اٹھا کر دیکھنا مشکل تھا۔ اس نے نظر بیڈ پر اپنے
پاؤں کی سائیڈ کی طرف دوڑائی۔ اسے گیلے لمس کی وجہ مل گئی۔ وہ ساتھ ہی
بے قراری سے بولی تھی۔

موسیٰ کیا کر رہے ہو؟.. اٹھو!.." وہ پاؤں بھی کھینچ کر اس سے دور نہیں کر"
سکتی تھی۔ اس کا وجود جیسے سن ہو چکا تھا۔

موسیٰ نہیں ہلا۔ اسے سمجھانے لگی یہ گیلا لمس کس کا ہے۔ موسیٰ رو رہا تھا۔
اس کے دل میں تکلیف سی اٹھی۔ وہ اٹھنے کی کوشش میں سسکی تو موسیٰ فکر
سے اس کی طرف بڑھا۔ اسے کندھوں سے تھامتے واپس لیٹایا۔ پری کی
سانس پھول سی گئی۔

پاگل ہو گئی ہو۔ جب معلوم ہے درد ہے تو کیوں اٹھ رہی ہو بار بار!.."وہ"
بھول گیا اسے پری سے معافی مانگنی ہے۔ اچانک سے پرانے والا موسیٰ عود آیا۔
اس کی دھاڑ ہلکی تھی ورنہ اس کی بیٹی بھی اٹھ جاتی جو پری کے پاس بیڈ پر پڑی
تھی۔

رو کیوں رہے ہو؟.. میرے نہ مرنے کا دکھ ہے؟.."موسیٰ کا ہاتھ تھامتے"
اس کی انگلیوں سے کھیلنے اس کی روح پروار کیا۔

اتنا دکھ ہوتا تو اپنے ہاتھوں سے نہ مار دیتا۔"پری نے اس کی ایک انگلی اتنی"
زور سے دبائی وہ درد سے انکھیں میچ گیا مگر ہاتھ آزاد نہیں کروایا۔

رونے سے بھی میں دوسری شادی کی اجازت نہیں دوں گیں۔"وہ موسیٰ"
کی گال سے بہتے انسوؤں نہیں دیکھ پار ہی تھی۔ اس لیے باتوں باتوں میں
اسے کسی بہانے خاموش کروانا چاہتی تھی۔

تمہارے ہوتے کسی دوسرے کی طلب بھی نہیں رہتی۔ اور جہاں چڑیلیں " ایک دفہ قبضہ کر لیں وہ جگہ کسی اور کے لیے نہیں بچتی!۔ "موسیٰ اس کے سرہانے جھکا۔ پری اس کی باتوں پر غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔ انکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ دوپہر کے وقت ہاسپٹل آئے تھے۔ اب رات ہو رہی تھی۔ اس کی حالت بھی اجڑی معلوم ہو رہی تھی۔ شرٹ پر پڑی سلوٹیں اور سائیڈ پر پڑا کوٹ جس کی اسے ہوش نہیں تھی۔ پری اس کو گہرائی تک دیکھا تھا جیسے۔

بہت زیادتی کی ہے میں نے تمہارے ساتھ!۔۔ "پری نہیں چاہتی تھی وہ " ماضی دہرائے۔ بس وہ غلطیاں نہ دہرائے باقی سب ٹھیک تھا۔ مگر وہ ماضی دہرائے بغیر اگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ نئے رستے چننے کے لیے بھی پرانے رستوں سے ہو کر جانا پڑتا ہے۔ ان کے لیے بھی یہ ممکن نہیں تھا۔

مجھے کبھی محبت میں کاملیت نہیں ملی۔ ماما محبت کرتیں تھیں مگر وہ ڈپریشن " میں سب بھلا گئیں۔ بابا کو ماما کے اگے کچھ نظر ہی نہیں آیا۔ اور ماما کے لیے تو

واحد تھا ہی سکندر۔ مجھے خواہش ہونے لگی مجھے بھی کوئی یوں چاہے۔ پھر تم آئی۔ بغیر کسی کا خیال کئے میرے لب چوم گئی!..." وہ ہلکا مسکرایا۔ پری نے یہ مسکراہٹ جیسے اپنی آنکھوں میں محسوس کی ہو۔ وہ خاموشی اور توجہ سے اسے سننے لگی۔

میں نے چاہا تم بھی مجھے یوں ہی چاہو۔ کسی کا خیال کیے بغیر۔ ہر کسی سے "زیادہ۔ مجھے تمہاری محبت میں کاملیت چاہیے تھی۔ جو ہر بات کو رد کرتے صرف مجھے چاہے۔ اور اسی چاہت میں میں اپنی محبت کہیں پیچھے چھوڑ گیا۔ تمہاری محبت حاصل کرنے کا جنون تھا بس۔ تمہیں اپنی محبت دے ہی نہیں سکا۔" پری نے خواہش کی وہ نہ بولے۔ چپ ہو جائے۔ یہ سب سچ تھا مگر کڑوا سچ

موسیٰ!..." اس نے پری کے جملہ مکمل کرنے سے پہلے ہی اس کے لبوں پر "انگلی جماتے اسے خاموش کر وادیا۔

مجھے بولنے دو۔" پری کی آنکھیں بھرا گئیں۔"

وہ موسیٰ سے ناراض تھی مگر نہیں چاہتی تھی موسیٰ کو تکلیف بھی ہو۔۔ وہ عورت تھی۔ محبت کی مٹی سے گوندھی ہوئی نرم دل عورت۔ وہ کیسے اسے تکلیف میں دیکھنے کی توقع کرتی جس کو دل میں بسایا تھا۔

میں نے ہر کسی کی بے اعتنائی تم سے پوری کرنی چاہی۔ اور بھول گیا تمہیں "

بھی محبت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ "پری کی آنکھوں میں آنسوؤں بھرے۔

اس کی بے اعتنائی بھی تکلیف دیتی تھی اور یہ باتیں بھی۔ یہ دل نجانے کب خوش ہوتا اور کیسے۔۔

معافی نہیں مانگو گا۔ کفارہ ادا کروں گا سب غلطیوں کا۔ تمہیں محبت اور توجہ "

سے رکھنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔ شاید کہیں چوک بھی جاؤں۔ انسان ہوں ناں۔ غلطی کر دیتا ہوں۔ پھر پچھتاوا بھی ہوتا ہے۔ مگر میں نہیں چاہتا

اس دفہ مجھے کوئی پچھتاوا ہو۔ اس دفہ میں غلطی نہیں کرنا چاہتا۔ مجھے سمجھا دینا

جہاں ضروری سمجھو۔ مگر چپی کی مار مت مارنا۔ "آنکھیں دونوں کی نم

تھیں۔

تمہیں مجھے خود سے الگ نہیں کرنا چاہیے تھی!.."موسیٰ آگے ہوتے اس"
کا ماتھا چوما۔

یہ وہ غلطی ہے جس کی کوئی معافی نہیں۔ تم مجھے سزا دے سکتی ہو۔ جو"
چاہو۔ مجھے قبول ہوگی۔ اگر تم مجھ سے خود دور ہو جاتی تو میں تمہیں ضرور سزا
دیتا۔ تمہیں بھی اجازت ہے۔"موسیٰ اس کے چہرے کے پاس چہرہ کیے
بول رہا تھا۔ دونوں کی انکھیں ایک دوسرے پر تھیں۔ دونوں کی گرم
سانسیں ایک دوسرے کے ہونٹوں پر پڑ رہی تھیں۔

عورت عاشق ہو جائے تو اس میں سزا دینے کا حوصلہ نہیں رہتا!.."موسیٰ"
اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکایا۔

بیوی بن کر دے لو!.."موسیٰ نے آفر دی۔"
بیوی بن بھی جاؤں تو دل نہیں بدل سکتی۔ عاشق بنوں یاں بیوی دل تو وہی"
رہے گا۔"موسیٰ سمجھ گیا وہ اسے سزا نہیں دے گی۔

بیٹی ہوئی ہے۔ مبارکباد قبول کر لو۔ ہمارے تین بچوں کی اکلوتی جان!۔ "وہ" مسکرائی۔

اور ان کی جان کا نام کیا ہوگا؟.. "موسیٰ بھی اب سوچ میں پڑا۔"
ہماری بیٹی کا نام تم رکھو گے۔ "موسیٰ بعد میں نام رکھنے کا سوچتے ابھی اس" روتی بچی کی طرف دھیان دیا جسے بھوک لگی تھی۔
پری ابھی ہل نہیں پارہی تھی۔ موسیٰ خود ہی دودھ فیڈر میں ڈالتے بچی کو پلانے لگا۔ اس کی بیٹی بالکل ٹھیک تھی۔ بس ابھی پری اسے فیڈ نہیں کروا سکتی تھی۔

^^^

پروفیسر پلینز!.. "اس کی گھوری پر سامیہ نے اپنے دل پر لعنت کی جسے"
خواہش تھی کسی لڑکے کی۔ اب اسے لڑکا نہیں بلکہ پورا مرد ملا تھا۔ جو اسے
اچھے سے بتا رہا تھا اس کی خواہشات کا اصل رخ کس طرف ہونا چاہیے تھا۔
کتنے دن دور تھی مجھ سے؟.. "اس نے انگلی سے دو کا اشارہ کیا تھا۔"

اب ان دو دنوں کی راتوں کا حساب دو اور تمہاری جان چھوٹ جائے گی۔"

اس کی تو جان عذاب میں آگئی۔ سکون سے سونے کے لیے وہ گئی تھی اپنے مائیکے۔ یہ شخص اسے ایک دن سکون کی نیند نہیں لینے دیتا تھا۔ دن میں اسے اپنے ساتھ پروفیسر فی بنادیتا اور رات کو اس کا حساب الگ سے لیتا۔ وہ تو تنگ پڑ چکی تھی اس شخص سے۔ وہ بھی شدید۔۔۔

عفران نہیں ناں!.." اس نے منت کی مگر وہ رد ہو گئی۔ عفران نے اس کی "شرٹ کندھوں سے کھسکا ہی دی۔ وہاں لب رکھتے وہ اس کی ساری مزاحمت خود میں دبا گیا۔ وہ سوائے اس کی بانہوں میں پگھلنے نے اور کچھ نہیں ر سکی۔

عفران سے اس کی شادی بھی اسی کی خواہش پر کی گئی تھی۔ وہ سانیہ اور شمیمہ کے ساتھ یونیورسٹی جاتی تھی گھومنے کے لیے۔ سوچ صرف یہ تھی شاید کسی لڑکے کو پسند آجائے اور کوئی اس سے بھی دو بول محبت کے بول دے۔

یہ کہانی بھی الگ تھی اسے اپنی طرف دیکھنے والا ہر شخص زہر لگتا اور پھر جو وہ جگھڑا شروع کر دیتی اللہ کی پناہ۔ سانیہ تو اسے ساتھ لے جانے پر راضی نہیں تھی مگر مان گئی۔

اسی زبان نے جوہر اس نے پروفیسر عفر ذن کو دیکھائے اور پھر اس کی اس چلتی زبان کو خاموش کروانا ان کی خواہش بن گئی۔

ظہیر سے انہوں نے بات کی۔ اتنا تو وہ جانتے تھے وہ پہلے سب کو ظہیر کی بگیت کے روپ میں تعارف کرواتی تھی۔ ان کا خیال تھا یہ محبت ہوگی مگر اب علم ہوا اسے بس کسی لڑکے کو پٹانے کی خواہش ہے۔ پر لڑکا دیکھے تو اس سے لڑائی بھی کرنی ہے۔

ظہیر تو عفران کے رشتہ مانگنے کا سنتے ہی کافی خوش ہوا۔ اس نے اپنی خالہ سے بات کی۔ جنہوں نے فوراً سے ہاں کر دی۔ عفران کی فیملی میں بس امی ہی تھیں۔

اگلے دن ہی وہ باقاعدہ رشتہ لے کر پہنچ گئے اور چند ہی دنوں میں ان کی شادی اور رخصتی بھی ہو گئی۔ شمیمہ ویسے بھی ظہیر سے چند سال ہی چھوٹی تھی۔ اس کی تعلیم مکمل ہو چکی تھی۔ بس ظہیر کے لیے بیٹھی تھی جو اس کے بیٹھنے کی پرواہ کیے بغیر لڑکی بیاہ لایا۔

عفران جو تنہائی سے چڑچڑے رہتے تھے۔ اب ان کا سارا چڑچڑاپن اپنی بیوی پر اترتا۔ اور وہ ان کی شدتوں پر گھبرا جاتی۔ مگر جب کبھی وہ اسے بانہوں میں بھر کر اس کے ساتھ بیڈ پر لیٹے کوئی ناول پڑھتے اس پر تبصرے کرتے اسے سناتے تو اسے وہ لمحات دل و جاں سے عزیز ہوتے۔

اور ان لمحات کے لئے وہ عفران کی شدتیں سہہ ہی لیتی تھی۔ ان کھٹی میٹھی لڑائی جگھڑوں میں وہ خوش تھی۔ اور بس اس کی دعا تھی اس خوشی کو کسی کی نظر نہ لگے۔ اور وہ ہنستی مسکراتی اپنے شوہر کے سنگ زندگی کا ہر سال گزار لے۔

ظہیر شلیف سے بک نکال رہا تھا۔ اس کا ارادہ ان کتابوں کی جھاڑ پھونک کرنے کا تھا۔ ویسے بھی جب سے منسا اس کی زندگی میں آئی تھی اس کی زندگی کا تسلسل ختم ہو چکا تھا۔ وہ پہلے ہر ماہ دو سے تین کتابیں ختم کر لیتا۔ مارکیٹنگ کے مختلف آرٹیکل پڑھ لیتا اور آج کل اس کی زندگی صرف اس کی بیٹی اور بیوی کے گرد گھوم رہی تھی۔ اس کے پاس تو جیسے کچھ اور بچا ہی نہیں تھا۔ کیا کر رہے ہو؟.. "اچانک ہی منسانے اسے پیچھے سے ہگ کیا۔ ظہیر" مسکراتے بک واپس رکھتے رخ اس کی طرف موڑتے اس نے گرد بازو ڈالے۔

اب کچھ نہیں کر سکوں گا!.." وہ مسکراتے اس کے سینے پر لب رکھ گئی۔ "میں چاہتی بھی نہیں تم میرے علاوہ کچھ کرو!.." ظہیر اسے بانہوں میں بھرتے زمین سے اوپر اٹھا لیا۔

زحلے کہاں ہے؟.." ظہیر اس کے لبوں کا بوسہ لیا۔ وہ مسکرائی۔ "

ماما کے پاس۔ جب سے چلنے لگی ہے اس کی ضد ہی ختم نہیں ہوتی۔ ماما ماما کی " رٹ لگائے رکھتی ہے۔ مجھے دیکھتے ہی گو گو کہتی ہے۔ جیسے اس کی اصل ماما تو سدرہ ماما ہیں۔ میں تو اسے چرا کر لے جاؤں گیں۔۔ " وہ مسکرائی۔

زحلے اب تبھی اس کے پاس آتی جب اس کا موڈ ہوتا۔ ورنہ اسے دیکھتے ہی انگلی سے گو کا اشارہ کرتی اور زبان سے بھی ایسے ہی ملتے جلتے الفاظ نکلتے۔ بڑی ہو گئی ہے زحلے!.. " ظہیر کی بات کا پس منظر سمجھے بغیر اس نے ہاں " کہہ دی۔

بڑی کیا ہوئی ہے پنکھ لگ گئے ہیں اسے۔ میرے پاس تو ٹپکتی ہی نہیں۔ " " ظہیر اسے کمرے کے وسط میں لے آیا۔

مطلب تمہارے لیے اگلا بچہ سنبھالنا مسئلہ نہیں ہوگا۔ تم فری ہی ہو!.. " " ظہیر نے کہتے لب دبائے۔

ہاں میں فری!.. " وہ بولتے بولتے رک گئی۔ ظہیر کا قہقہہ کمرے میں " گونجا۔ وہ شرم سے چہرہ اس کے سینے میں چھپا گئی۔

تم بے شرم ہو بہت!.."ظہیر اسے ایک سائیڈ پر پڑا بیگ تھمایا۔"
تیار ہر کر آؤ۔ مجھے تمہیں کہیں لے کر جانا ہے!.."منسا اس کی مسکراتی اور"
بے باک نظروں سے بچنے کے لیے یہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا۔ وہ بیگ
تھماتے وہ وہاں سے بھاگتی جب ظہیر نے بیگ نہ چھوڑتے اس کا ہاتھ تھام لیا۔
وقت نہیں گزرے گا۔ کچھ دے دو یہ وقت گزر رہی جائے؟.."منسانے"
اسے اتر کر دیکھا۔ انداز میں ناز تھا۔

ظہیر اس کے ناز و نخرے کو ایک سائیڈ پر کرتے اس کے لبوں پر جھکتے انہیں
اپنے لبوں میں دبا گیا۔

منسا تڑپ کر اس نے کندھے تھامے بیگ نیچے گر گیا۔ اس کی سانسیں سینے
میں اٹک گئیں۔ کمرے میں جیسے خاموشی سی چھا گئی۔ منسا کے وجود کی ساری
خوشبو ظہیر نچوڑ لینے لگا تھا جیسے۔

ماحول میں مزید بھاری سانسوں کا شور برپا رہتا جب ظہیر اس کی مزاحمت ختم
ہوتے دیکھ دور ہوا۔ اس نے تڑپ کر سانسیں کھینچی تھیں۔ اور ان سانسوں

میں ظہیر کی سانسیں بھی تھیں جس کی بے باک نظریں اس کے وجود ہر تھیں۔

ایک سادہ سی ظہیر کی شرٹ اس کے وجود پر تھی۔ اور اس شرٹ میں اس کے وجود کہ رعنائیاں عیاں ہو رہی تھیں۔ جن پر اس کی نظر تھی۔ وہ لب دبائے دور ہوئی تو ظہیر بھی اسے جلدی دیڈی ہونے کا کہتے باہر ہی چلا گیا۔ یہاں رکتا تو شاید یہ تیاری ناممکن ہو جاتی۔

منسا سینے پر ہاتھ رکھے سانسیں برابر کیں۔ اس کے لمس کا جنون بہت بھاری تھا اس پر۔ آج دو سال وہ اس کا ایسا جنون دیکھ رہی تھی۔ اس کا ٹرپ جانا تو بنتا تھا۔

^^^

ٹینالیب میں کھڑی کسی عورت کی رپورٹس چیک کر رہی تھی۔ باقی ہر طرف بولنے کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ ہر شخص اپنے کام میں مصروف تھا۔ اس نے اچانک فائل کا اگلا صفحہ پلٹتے نظر اٹھائی۔ سامنے ہی اسے یزان اور ڈوم

کھڑے نظر آئے۔ اس کے ساتھ ہی اسے اس ڈنر کا خیال آیا جس کا پلان ان تینوں نے ایک ساتھ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

اس نے کھڑی کی طرف دیکھا۔ وقت ہو چکا تھا۔ بس وہ لیٹ تھی۔

سو سوری!.." دور سے ہی کان پکڑتے اپنے بیٹے اور شوہر سے معافی مانگی۔" یزان تو چہرہ موڑ گیا۔ ڈوم نے مسکراتے ہاتھ سے اشاہ کیا۔ اب دیکھ لو۔ تمہارا بیٹا ہے۔ تم پر ہی گیا ہے۔ ٹینا نے فائل سا تھی ڈاکٹر کو پکڑا دی۔ جو اس کا مسئلہ سمجھتے وہاں سے فائل لے گئی۔

سو ری میرا بے بی۔۔ ماما کام میں بھول گئی۔" یزان نے چہرہ واپس نہ موڑا۔" آپ ہمیشہ بھول جاتی ہیں!.." روٹھے تاثرات سے کہا تو ڈوم کے لبوں ہر "مسکراہٹ رینگ گئی۔ ٹینا جیسے ہی ڈوم کی پشت پر آئی تو اس نے اپنا رخ سیدھا کر لیا۔ ٹینا نے بے بسی سے ڈوم کو دیکھا۔ اب یزان کو وہ ہی مناسکتا تھا۔

یزان بیٹا ماما کام کر رہی تھیں ناں۔ آپ تو سارا دن ٹیچرز کے ساتھ کھیل کر " آجاتے ہو۔ ماما تو سر جری کرتی ہیں۔ انجیکشن لگاتی ہیں۔ " ڈوم کی بات پر یزان نے باپ کو گھورتے رخ اس طرف کیا۔

ڈوم کی پشت پر کھڑی ٹینا اس کے چہرے پے آئے نا پسندیدہ تاثرات دیکھ سکتی تھی۔

میں پڑھتا ہوں بابا۔ " ڈوم اسے ڈے کئیر سنٹر چھوڑ جاتا تھا اکثر " جب بھی میٹنگ ہوتی خاص طور پر تب۔ ورنہ وہ ڈوم کے ساتھ ہی ہوتا۔ بس اسی بات پر اکثر دونوں باپ بیٹا لڑتے۔

اچھا نا لڑائی نہیں کریں دیکھیں ٹائیٹم گزر جائے گا ڈنر کا۔ پھر کھانا نہیں ملے " گا گھر سے بھی!.. " ڈوم اور یزان دونوں نے ٹینا کو دیکھا۔ جس کے ساتھ ہی ٹینا اپنے کمرے کو بھاگی۔ اس کے پیچھے وہ دونوں بھی تھے۔

اب ان دونوں میں ریس تھی پہلے کون پہنچے گا جبکہ ہمیشہ پہنچتی پہلے ٹینا ہی تھی۔ ایسا نہیں تھا ڈوم اسے جیتنے دیتا۔ بس ٹینا کی جیت کا جنون زیادہ تھا۔ اور اس کی فٹنس بھی۔

اگر کبھی رستے میں چند آوارہ لڑکے چھیڑ دیتے تو ٹینا ان سے اکیلے ہاتھ جگھڑ سکتی تھی۔ اور انہیں سبق بھی سیکھا لیتی مگر ڈوم کو سارا معاملہ ختم کرنے میں وقت لگتا۔

یزان اکثر کہتا بابا کو ماما ہونا چاہیے تھا اور ماما کو بابا۔ ڈوم اس بات پر استغفر اللہ کہتے کانوں کو ہاتھ لگاتا اور دونوں ماں بیٹے کے قہقہے گونجنے لگتے۔ جو اس کے کانوں کو مسرت بخشتے۔ جس کے چلتے وہ بھی لبوں پر دھیمی مسکراہٹ سجالیتا۔ یزان ان دونوں کہ زندگی کا خوبصورت رنگ تھا۔ یاں شاید اس کے ہونے سے ان کی زندگیاں رنگین تھیں۔ وہ نہیں جانتے تھے کیا ہے مگر یزان ان کے لیے حرفِ ضروری بن چکا تھا۔ جس کے بغیر وہ ناممکن تھے۔

یزان نہیں جانتا تھا اس کے اسے پیدا کرنے والے ماں باپ کون ہیں۔ منسا اور
ظہیر کو وہ بڑی ماما اور بڑے پاپا ہی کہتا۔

وقت کے ساتھ وہ سب جان تو جاتا مگر ابھی وہ اس پر کوئی غلط اثر نہیں ڈالنا
چاہتے تھے۔ جس سے اس کے دماغ میں مختلف سوچیں آئیں اور وہ ڈسٹرب
ہو۔

وہ زحلے سے بہت پیار کرتا تھا۔ اپنی چیزیں اسے دے دیتا۔ لیکن جب کبھی وہ
اسے نام سے پکارتی وہ اسے گھورتا۔ اور ساتھ ہی کہتا "نوو!! اونلی برو۔ بھائی۔
بیڈ گرل۔ نام نہیں لیتے بھائی کا۔" ٹینا نے جب یہ باتیں سنیں وہ قہقہے لگا کر
ہنسی۔

اس کا بیٹا واقعہ اپنے باپ کر گیا تھا۔ ڈوم بھی تو اسے یوں ہی گھوریاں دیتا
تھا۔ یزان زحلے کو اپنے کسی دوست یا کزن کے ساتھ بھی نہیں کھیلنے دیتا۔
وہ ان سب سے کہتا یہ صرف میری بہن ہے اور میرے ساتھ کھیلے گی۔ اس
کی دوستیں تھیں مگر سانہ کی بیٹی طیبہ سے تھی۔

یزان بھی اس سے دوستی کرنے دیتا۔ وہ تیسوں ساتھ کھیل سکتے تھے مگر
زحلے اور طیبہ کسی دوسرے بچے کے ساتھ نہیں کھیل سکتے تھے۔
وہ بہت ہی سخت خیر بھائی ثابت ہونے والا تھا شاید۔

یہ پابندیاں ابھی سے ان پر لاگو کر چکا تھا یزان۔ ناجانے آگے کیا کرتا۔
مگر وہ دونوں بھی اس سے خوب بدلے لیتیں۔ اس کی چیزیں چھپا دیتیں۔ وہ
کثیر سنٹر پر بیٹھ کر جو نامی گرامی ڈرائنگ بناتا نہیں بگاڑ دیتیں۔ ان کا بس چلتا
تو سوئے ہوئے یزان کے بال کھینچ کر بھاگ جاتیں۔ اور یزان سوائے رونے
کے اور کچھ نہیں کر پاتا۔

بدلہ وہ ان سے لے نہیں پاتا تھا۔ کیونکہ وہ تو بہت ہلکے روتا تھا مگر وہ دونوں تو
محله کے لوگ اکھٹے کر لیتیں۔ جو ان کے رونے کی آواز تھی۔

^^^

نیمل واپس آؤ!.. نیمل۔ نیمل!.. "وہ اس کے پیچھے ہی دوڑی۔ اس کے "
ہاتھ میں لیے کی پلٹ تھی۔

تمہارے باپ نے بگاڑ رکھا ہے تمہیں۔ آج آتا ہے تو بتاتی ہوں اسے بھی " میں اور تمہیں بھی!.." "باپ کا نام سنتے ہی وہ رکی۔ گاڑی کا ہارن بھی سنائی دیا۔

ہانیہ مین گیٹ کی طرف گئی تو وہ شرافت سے لان میں پڑی چسیر پر آ بیٹھی۔ ہانیہ جب واپس لوٹی ساتھ ساتھ ہار اسار ومان بھی تھا۔ جس کو کمپنی کی میٹنگ نے ادھا کر دیا تھا۔ وہ اپنے ساتھ ساتھ شان کی کمپنی کی ایک برانچ عمان میں کھول رہا تھا۔

اور بس اسی کے چلتے کام زیادہ ہو چکا تھا اس کے لیے۔ ہانیہ اس کر تھکا دیکھ یہ شکایت بعد کے لیے رکھ لی۔ مگر اس کی بیٹی چالاک تھی۔

ماما کہاں چلی گئی تھیں آپ۔ میں انتظار کر رہی تھی۔ میرا بخار زیادہ ہو " جائے گا دوائی نہ کھانے سے۔ آپ دلیہ ہی ساتھ لے گئیں۔ " ہانیہ کا منہ کھلا۔ جبکہ رومان سب تھکاوٹ بھلائے بیٹی کی طرف بڑھا۔

جو باپ کے کندھے پر سر رکھے مزید بخار بھری آواز نکالنے لگی۔ رومان ہانیہ کو گھورتے اس کے ہاتھ سے دلیہ لیتے اندر چلا گیا۔

پیچھے وہ اپنی بیٹی کی چالاکی پر دانت کچکچانے لگی۔ سارے گھر والے بھی اس کی سائیڈ تھی۔ ایک بس رومان ہی تو تھا جو اسے ڈانٹ دیتا تھا ہانیہ کے کہنے پر۔ اور آج وہ اسے بھی اپنی چالاکی سے ساتھ ملا گئی۔

وہیں نیمل نے باپ کے کندھے سے جھانکتے ماں کو دیکھ مسکراہٹ دبائی۔ یہ چلاکیاں اس نے قلان سے سیکھی تھیں۔ جو ان کو موسیٰ پر اپلائی کرتا۔ جب کبھی اس کا دل نہ ہوتا اسے واپس بھیجنے کا۔

رومان نیمل کو انعم اور رومہ کے پاس چھوڑ خود سیدھا اپنے کمرے میں آیا۔ جہاں سامنے ہی اس کی بیوی اس کے کپڑے نکال کر لٹکا رہی تھی۔ وہ سنجیدہ تاثرات سے آگے آیا۔

میں کرلوں گا۔ رہنے دو۔ "ہانیہ نے ڈبڈبائی نظروں سے اسے دیکھا۔"

مان میں تو اسے کھلا رہی تھی۔ وہی بھاگنے لگی!.."صفائی دیتے اس نے چند"
آنسوؤں گال پر پھسلے۔ رومان انہیں نہیں دیکھ سکا۔

میں نے دیکھا تھا کون بھاگ رہا تھا اور کون بیٹھا تھا۔ اب میری بیٹی پر الزام"
مت لگاؤ!.."رومان نے رخ موڑا اور اس کے آنسوؤں دیکھتے ساری ہی
شرارت نکل گئی۔

یار رو کیوں رہی ہوں۔ میں مزاق کر رہا تھا۔ رو تو مت!.."رومان پاس"
ہوتے اس کے آنسوؤں صاف کرنے لگا۔ ہانیہ نے اس کے ہاتھ جھٹک
دیے۔

تم دونوں باپ بیٹی ایسے ہی ہو۔ فراڈیے۔ مجھے بات نہیں کرنی۔ ایک وہ جو"
چالاک لومڑی ہے دوسرے تم۔"وہ دور ہوتے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ آنسوؤں
رگڑتے صاف کر لیے۔

یار میں جانتا ہوں وہ چالاک ہے۔ بس ذرا سی مستی کر لی۔ اور تمہاری جان"
نکل گئی۔"ہانیہ نے ذرا سی مستی پر اسے گھورا۔

ایک تم ہی تو میری سائیڈ تھے۔ باقی سب تو ویسے ہی اس کی سنتے ہیں۔ وہ"

کہے ماما نے مارا ہے تو مان جائیں گیں فوراً۔ مجھے ڈانٹنے لگے گیں۔ اور اج تم بھی ایسا ہی کیا۔ مجھے بات ہی نہیں کرنی۔ بیٹی خدا نے دی تھی نا جانے یہ ساس والی خصوصیات کہاں سے لے لی اس نے!.." رومان نے لب دبائے۔ جانتا تھا اب اگر مسکرایا تو اس کی خیر نہیں ہوگی۔

ویسے تمہاری ساس تو اچھی ہے!.." ہانیہ نے اسے دور دھکیلا۔

تم بھی اپنی بیٹی کی طرح اب مجھے تنگ کرتے ہو!.." اس کی شکایت اسی سے لگائی۔

کب تنگ کرتا ہوں اب۔ سارا دن تھکا ہارا کھانا کھا کر سو جاتا ہوں۔ الزام تو"

مت لگاویا!.." ہانیہ اس کے تنگ کرنے کی نوعیت سمجھتے سرخ پڑی۔ چہرہ خون چھلکانے جیسا ہو گیا۔ رنگ میں جو سرخیاں گھولی تھیں۔ وہ ان پر تڑپ ہی گئی۔ اس نے دونوں گال رگڑتے جیسے ان کی سرخی کم کرنی چاہی۔ پھر رومان کو گھورا۔

باپ بیٹی ہی بد معاش ہو۔ دو نمبر!.." وہ منہ بسور کر کہتے وہاں سے چلی"
گئی۔ پیچھے رومان نے اپنی شرٹ اٹھائی۔

وہ نہا کر کھانا کھاتا۔ ابھی تو سچ میں اس کا تھکاوٹ سے برا حال تھا۔ یہ تو بیٹی کے
چکر میں کچھ مستی کر لی اس نے۔

^^^

سانہ بڑے بڑے شیشوں والا چشمہ لگائے سامنے پڑی کتاب پڑھ رہی تھی۔
وہیں اس کی بیٹی طیبہ بیٹھی اخبار کے ٹکڑے کر رہی تھی۔ جس کی اس نے
بلکل پرواہ نہیں کی۔

شان افسس جانے کے لیے مکمل تیار کمرے سے نکلا۔

کھانا پہلے ہی شیف نے بنا دیا تھا۔ گھر کی صفائی بھی برابر تھی۔ سانہ سوائے
طیبہ اور شان کا خیال رکھنے کے اور کچھ نہیں کرتی تھی۔ گھر کے سب کاموں
کے لیے ملازم تھے مگر اپنے کمرے کی صفائی اس کا ہی کام تھا۔ جو وہ کر ہی لیتی
مگر کچھ سستی سے۔

سانی نیوز پیپر کہاں ہے؟.. "وہ اپنا ٹیبل خالی دیکھ بولا۔"

ابھی تو وہ یہاں چھوڑ کر گیا تھا۔ کافی پیتے اسے اچانک کال آگئی تو وہ اوپر چلا گیا۔
سانیہ نے بک سے سر نہیں اٹھایا۔

اسے آج کل کتابیں پڑھنے کا جنون سوار تھا۔ دنیا کی کوئی بھی کتاب لا کر اسے
تھما دو وہ پڑھنا شروع کر دیتی۔ چاہے اس کتاب کا دنیا دین سے کوئی تعلق ہو
یاں نہیں۔ مگر وہ پڑھ کر پورے زور و شور سے اس پر تبصرہ بھی کرتی۔
اور دل جمائی سے ہر ملنے والے بندے کو پڑھنے کا بھی کہتی۔ جو اس کی ان
پاگل باتوں میں تو بالکل بھی نہیں اتا۔

سب لوگ شان جیسے نہیں تھے جو اس کے چنگل میں پھنس جاتے۔ شان کی
جو بیوی شادی سے پہلے نظریں نہیں ہٹاتی تھی اب اس کی طرف نظریں
اٹھاتی ہی نہیں تھی۔

جس پر اکثر ان دونوں میں بحث ہوتی اور جیتتا صرف شان۔ جو ثابت کر ہی لیتا اس کی بیوی اسے شادی سے پہلے ٹھہر کیوں کی طرح دیکھتی تھی، دیکھتی بھی کیا تھی تاڑتی تھی۔

سانی!.. "اس نے اپنے ہو رے زور سے کہا۔"

جی!.. "وہ جیسے ہوش میں آئی۔"

نیوز پیپر کہاں ہے؟.. "وہ خود بھی ڈائینگ روم کی طرف آگیا۔ وہیں نیچے" بیٹھی اپنی بیٹی پر نظر پڑتے جہاں وہ مسکرایا وہیں اس کی انکھیں پھیلیں۔ سانہ بھی تب تک اپنے بچاؤ کا کوئی رستہ ڈھونڈنے لگی مگر وہ برا پھسنی تھی۔ سانہ تم مر جاؤ گی میرے ہاتھوں۔ اسے روکا کیوں نہیں یہ سب کرنے سے۔ "وہ دھاڑا تھا۔"

طیبہ ان دونوں کو اگنور کیے لگی رہی جانتی تھی کچھ دیر تک بابا ماما سے معافی مانگ رہے ہوں گیں اور ماما نخرے دیکھاتے بغیر شاپنگ کے مانیں گیں نہیں۔

مجھے پتا ہی نہیں وہ کب لے کر آئی۔ اور تم نے نیچے کیوں رکھی تھی؟..""

اچانک ہی بڑبڑا کر کہتے اس نے الٹا شان پر چڑھائی شروع کر دی

ایک تو اس لڑکی کو سکون نہیں۔ سارا ڈانٹنگ روم گندا کر دیا۔ ذرا جو سکون"

سے بیٹھ جائے۔" اب اس کا اگلا نشانہ طیبہ تھی جس نے ماں کی باتوں ہر کان نہ دھرتے وہ اخبار کا ٹنا جاری رکھا۔

جسے کچھ دیر پہلے اس کی ماں نے فالتو پیپر کہہ کر اسے تھمایا تھا۔ اور ساتھ بے فکری سے اسے پیپر کٹر بھی تھما دیا تھا۔

جس سے اس نے وہ سارا نیوز پیپر کاٹ کاٹ کر اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دیے۔ اور اب اس کی ماں مکر رہی تھی۔ مگر یہ روز کا کام تھا۔ اس کی ماما ایسا ہی کرتی تھیں۔

بس بابا ہر بات پر مان جاتے۔ چاہے کوئی بھی غلطی ہو۔ جتنی بھی بڑی غلطی ہو۔ مگر اس کی ماما بچوں سے بھی بڑی بچیں تھیں۔ وہ اپنی سوچوں میں گم پیپر کاٹنے میں مگن تھی۔

ہاں اپنی نکمے پن کا الزام اس معصوم پر لگا دو۔ تم نے اسے تھما دیا ہو گا نیوز پیپر"
اور اب مکر رہی ہو۔ میں کیا کروں سانی تمہارا!۔" بس اپنے بال پکڑنے کی
کسر رہ گئی تھی

باقی دانت کپکپا کر کہتے وہ یقیناً سانپہ کے قتل کا ارادہ رکھتا تھا۔
کیا کرنا ہے میرا۔ اگر اتنا ہی تنگ ہو تو چھوڑ آؤ ماما کے گھر مجھے۔ میں نے "
تر لے تو نہیں ڈالے تھے مجھے رخصت کرواؤ۔ میں تو اچھی خاصی خوش تھی
اپنی زندگی میں۔" وہ بھی اسے دو چار سنا کر یہ جاوہ جانکل گئی۔
پیچھے شان صرف خود کو کوس سکا اور اس دل کو۔ جسے اس کی آنکھیں اور وہ
لمبی زبان اچھی لگی تھی جسے اب وہ کاٹ کر فریم کروا دینا چاہتا تھا۔
بابا پ کیوں جگھڑ رہے ہیں۔ یہ لے لیں!۔" اس نے ہاتھوں میں بھر کر "
وہ ٹکڑے ہوئے اخبار اسے تھمائی جو ساری نیچے گر گئی۔
وہ بھی سارا کام خراب کرنے کے بعد اب اپنا جو س پینے کچن چلی گئی۔

پیچھے شان کا جی چاہا اپنے بال کھینچے۔ پہلے ساری اخبار کاٹ دی اور اب اسے تھا
کر لڑنے کی وجہ پوچھ رہی تھی۔ اس کی بیٹی بھی کچھ کم نہیں تھی۔ اس پر
زحلے اور یزان دونوں کی صحبت کا برابر اثر پڑ رہا تھا۔ وہ دونوں اپنے ماں باپ
کو تگنی کا مایہ نجات تھے اور طیبہ اپنے باپ کو۔



منسا آنکھوں پر بندھی پیٹی کی وجہ سے کچھ دیکھ نہیں پارہی تھی۔ اس نے ذرا سا
کو ناسر کا ناچا ہا مگر اس کا شوہر کافی ہوشیار تھا۔ فوراً سے ڈپٹے اسے گود میں اٹھا
گیا۔ ایک تو وہ پہلے ہی ڈریس کی وجہ سے انکمفر ٹیبل تھی اور اوپر سے ظہیر کی
گرم سانسیں۔۔ جو سیدھا اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔
تم ایسا بھی کیا خاص دیکھنا چاہتے ہو؟.. "جب اسے معلوم ہو گیا وہ دیکھنے"
میں کامیاب نہیں ہو سکے گی تو اس نے پوچھنا ہی بہتر سمجھا۔

کچھ بہت خاص!.."اس نے منسا کے تجسس کو ہوا دی۔ وہیں منسا پاس سے"
پانی کی لہروں کا شور سنتے اتنا تو سمجھ گئی وہ کسی دریا یا سمندر کے کنارے
ہیں۔

اور کتنا وقت؟.."وہ چیخی تھی۔ ظہیر کے لبوں پر مسکراہٹ چھائی۔"
بس پہنچ گئے!.."اس کے ساتھ ہی منسا کے پاؤں نے گیلی ریت کو چھوا تھا۔"
وہ اترتے ہی سب سے پہلے انکھوں سے پٹی ہٹاتی مگر ظہیر نے روک دیا۔
ایک ہاتھ اس کے پیٹ پر رکھتے اس کے پیچھے کھڑا ہوا۔ دوسرے ہاتھ سے
نرمی سے اس کی پٹی کی گرہ کھولی۔ منسا نے انکھیں جھپکتے کھولیں۔ اس کی پہلی
نظر سمندر سے ہوتے اس کی گیلی ریت اور وہاں سے ہوتے سامنے پڑے
ٹیل اور اس پر رکھے کیک پر گئی۔ اس کیک پر وائٹ ٹرانسپیرنٹ گلاس رکھا
گیا تھا۔ اس نے پلٹ کر ظہیر کو دیکھا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔
آئی لو ویو!.."منسا کو اپنے کندھے پر نرم سا لمس محسوس ہوا۔ وہ اس کے"
جملہ بھول جانے پر مسکرائی۔

لورین سٹائل میں پہنی وہ فراق جس کے کندھوں پر کپڑا لگانا شاہد ڈیزائنر
بھول گیا تھا۔ جبکہ اس نے شکر ادا کیا ظہیر اس کے ساتھ ویسٹ جیکٹ لے
ایا۔

اس وائٹ لورین فراق پر وہ کالی جیکٹ اچھی لگ رہی تھی۔ اس نے بالوں
میں ربن لگا کر انہیں باندھ رکھا تھا۔ ساتھ ہی ایک سٹالر سر پر اور ڈھتے پیچھے
کو پھیکنے گردن کے پیچھے اس کی گرہ لگالی۔ اس طرح اسے بار بار سٹالر
باندھنے اور پکڑے رکھنے کے عذاب سے جھولنا نہیں پڑتا۔

مجھے لگتا ہے تمہیں، پیپی برتھ ڈروائف کہنا تھا!.."منسا کے لبوں پر"

شرارت ناچنے لگی۔ ظہیر کی مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی۔

وہ تو کیک کٹ کرتے وقت کہوں گاناں!.."منسا پلٹتے اس کی گردن میں"

بازو ڈالے۔ اس کی پہنی ہیل کی وجہ سے وہ ظہیر سے قدمیں کچھ ملنے لگی

کیک کٹ کرنے کے بعد تمہیں ہوش رہے گا!.." وہ اچھے سے جانتی تھی "بر تھ ڈے اس کا ہے مگر گفت ظہیر کو ہی ملے گا۔ اور وہ اپنا گفٹ بالکل بھی نہیں چھوڑے گا۔ کبھی بھی نہیں۔

وہ اس کی طلب اور بے قراری سے واقف تھی۔

میرا تو معلوم نہیں مگر میری بیوی ابھی سے ہوش گنوا گئی ہے شاید!.." "ظہیر اس کے چہرے کی سرخی کی طرف اشارہ کیا جو بڑھتی جا رہی تھی مگر وہ اسے ناجانے اپنا بے باک انداز دیکھانے کے موڈ میں تھی۔

وہ تو جس روز تم نے سینے سے لگایا تھا تب سے گنوا دیے میں نے!.." اس "نے کبھی ظہیر سے اظہارِ محبت نہیں کیا تھا۔ اور اس بات کا خیال اسے آج ہو رہا تھا۔ اور وہ چاہتا تھا وہ آج اظہار کرے۔ بتائے وہ اس سے محبت کرتی ہے۔ وہ بھی پورے دل و جاں سے۔

اور کب کب ہوش گنوا ہیں میرے سینے سے لگ کر؟.." منسا کی مسکراتی "چمک بھری نظریں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔ منسا کی چوائس کا

احترام کرتے اس نے اج اس نے وائیٹ شرٹ اور جینز پہنی تھی۔ بغیر ٹائی کوٹ اور واسکوٹ کے۔

پہلے کیک کٹ کر ناچا ہے۔ میں تفصیلات بتانے لگی تو وقت نکل جائے گا۔ "ظہیر کو ان آنکھوں کی چمک بتا رہی تھی وہ بھی اس سے محبت کرتی ہے مگر وہ زبان سے اعتراف سننا چاہتا تھا۔ الفاظ زیادہ سکون دیتے۔

چلو!.."ظہیر اس کے سامنے کھڑے ہوتے وہ شیشے کا گلاس کیک سے کٹاتے کیک اس کے سامنے کیا۔ منسا اس کے ہاتھ سے چاقو لینے کے بجائے خود اوپر ہاتھ رکھتے کیک کاٹا۔ پھر چاقو پکڑتے پہلے اسے کیک کھلایا پھر خود کھایا۔

ظہیر لبوں پر مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہاں پاس ہی ایک ٹنٹ تھا۔ اور وہ جانتی تھی یہ ٹنٹ اس نے ہی لگوا یا ہے۔ وہاں کسی کا نہ ہونا یہ ثابت کر رہا تھا اس نے یہ جگہ ایک دن کے لیے بک کروالی ہے

اتنا عرصہ گزر گیا۔ وقت پلک جھپکتے گزر جاتا ہے اور انسان کے پاس بس "یادیں رہ جاتیں ہیں!.." "منسا اپنے پیٹ پر باندھے اس کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھے ظہیر اس کی گردن میں منہ دیے تھے۔ ٹھنڈی ہوا میں اس کی گرم سانسیں بھلی معلوم ہو رہی تھی۔

یادیں ہی تو اثاثہ ہوتیں ہیں ہر رشتے کا۔ "منسا پلٹتے اس کے سینے سے لگی۔" اسے ٹھنڈی محسوس ہونے لگی تھی۔ رات کا وقت ہو رہا تھا۔ انہوں نے اتے ہوئے یہاں ڈنر بھی کیا تھا۔ جو سارا اسی کی مرضی کا تھا۔

پھر میں تو سب سے امیر ہوا۔ میرے پاس تو سب سے قیمتی یادیں ہیں!.." "ظہیر اس کے لبوں کا بوسہ لیا۔ وہ نیلے ہو رہے تھے۔ ظہیر اسے گود میں بھرتے اسی ٹنٹ میں لے آیا۔ وہاں اتے اسے کچھ اچھا محسوس ہونے لگا۔ وہیں ظہیر کے اشارے پر ہوٹل مینجمنٹ وہ کیک وپاں سے اٹھا کر لے گئی۔ ظہیر کے کہے مطابق ابھی وہ اسے یوں ہی رکھ دیتے۔ ظہیر یہ کیک اپنی بیٹی کے لیے لے کر جانا چاہتا تھا۔

موسم سرد ہے تو میری قربت کی گرمی کام آسکتی ہے!۔ "منسا اس افرکا"

مطلب اچھے سے جانتی تھی۔ مگر اسے تنگ بھی تو کرنا تھا۔

نہیں۔ مجھے تو ویسے ہی گرمی لگ رہی ہے۔ "اس نے اوپری کوٹ اتار کر"

سائیڈ پر رکھ دیا۔

ظہیر نے کب ترکیے۔ اس کے برہنہ کندھے اور ان کی چمک اسے پاگل کر

رہے تھے۔ وہ ٹنٹ تقریباً سیمنٹ کی دیواروں کا بنا تھا۔ وہاں بس چھت نکلی

تھا مگر مضبوط۔ وہاں اس وقت ہیٹر چل رہا تھا مگر باہر کی سردی پھر بھی ستر

کرتی ہی۔

ان برہنہ کندھوں اور اس کے نیم عریاں وجود دونوں نے ظہیر کو ایک دف

تڑپایا۔ ظہیر اس کی طرف قدم بڑھائے وہیں وہ فاتحانہ نظروں سے اسے

دیکھنے لگی۔

کیا ہوا؟ میں کہہ تو رہی ہو سردی نہیں ہے۔ "ظہیر اسے گھما کر سامنے"

کیا۔ ایک ہاتھ نرمی سے اس کے کندھوں اور گلے کی ہڈی پر پھیرا جس پر اس

نے اچھے سے بلش اور گلیٹر لگایا تھا۔ جس سے وہ چمک رہا تھا۔ لبوں پر بھی
سرخ رنگ رگڑ کر لگایا تھا۔ گال بھی سرخ انار ہو رہے تھے۔ ناک الگ سے
چمک رہی تھی۔ پتلی سی ناک اور اس کے ٹاپ پر بنا وہ کالا ساتل۔ ظہیر تو فدا
سا ہو گیا ہو جیسے

مجھے بہت زیادہ لگ رہی ہے!.. منسا اس کے لمس پر پگھلنے لگی تھی جیسے۔"
ظہیر کے ہونٹ اس کے چہرہ اور گردن کو اپنی سانسوں سے گر کرتے جا
رہے تھے۔

کیا؟.. "دھیسی سی آواز نکلی۔ ان دونوں کی سانسوں کی آواز سے ماحول"
بہت گرم ہو رہا تھا۔ ظہیر کی نارمل سی سانسیں اور پری کی کچھ بھاری سی۔
سردی!.. "یک لفظی جواب دیا۔ منسا آنکھیں بند کیے تڑپ رہی تھی۔"
سس!.. "وہ ساتھ ہی اچھلی۔ ظہیر کی قربتوں کا کمال تھا۔ اس کے"
کندھوں پر سرخ نشان جگمگانے لگے تھے۔

دونوں کی بھاری سانسیں ایک دوسرے کے کانوں میں گونجنے لگیں۔ ظہیر کے ہاتھ اس کو لمس اس کی کمر سے اوپر کی طرف بڑھنے لگا تھا۔ اور خانک ہی اسے اپنی فراک ڈھیلی ہوتی محسوس ہوئی جب تک وہ ہوش کرتی تب تک ظہیر اس کے وجود کی رعنائیوں کو چھوتے اسے انکھیں میچنے پر مجبور کر گیا۔ محبت کا اصل مطلب ہی تڑپ ہے۔ چاہے وہ فرقت ہو یا قربت! تڑپ "تو لازمی کز و ٹھہرا محبت کا۔ چاہے مل جائے تو چاہے بچھڑ جائے۔ تڑپنا تو بنتا ہے۔ کچھ حسین راتوں میں بغیر محبوب کے اور کہیں حسین راتوں میں محبوب کی بانہوں میں۔" وہ شاعرانہ انداز میں کہتے اسے اٹھا کر وہیں زمین ہر بجھے ایک بیڈ کی طرف بڑھا۔

منسا اس کے سینے سے ہی لگ گئی۔ اس حالت میں اس کے سامنے رہنے پر اسے شرم آرہی تھی۔ سر تک اٹھانا محال تھا۔ وہ پہلی دفہ اس طرح اس حالت میں نہیں تھی مگر وہ کیا کرتی اس کی بے باک نظروں کا جو ہر دفہ نئی ہی لگتیں۔ جن کی تپش ہر دفہ سہی ہوتی۔ اور سب سے مختلف بھی۔

اور اج تم اس تڑپ سے واقف بھی ہو گی۔ نئے انداز سے!.. "اس نے کہتے"

ہی اپنی شرٹ اتار کر پاس پھینکتے اس کے وجود پر سایہ کیا۔

منسا کے لبوں کو اپنے لبوں میں بھر کر ہلکا سا کھینچتے وہ اسے تڑپا گیا۔ مگر وہ بغیر

مزاحمت کے بیڈ شیٹ کو دبوچے پڑی رہی۔

ایک ہاتھ منسا کے کندھے کے پیچھے اور ایک اس کی کمر میں سہارا دیے۔ وہ اس

کی سانس میں پی رہا تھا

منسا کی سانس میں اس کے وجود سے محبت سے کھینچتے اسے بالکل بھی پرواہ نہیں

تھی وہ کل رات بھی زحلے کی وجہ سے سو نہیں سکی۔

منسا دونوں ہاتھ ظہیر کی گردن میں ڈالے خود کو سہارا دینے کے لیے استعمال

کیے تھے۔ وہ مزاحمت بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ اسے بتانا چاہتی تھی وہ

بھی مضبوط ہے۔ آخر وہ اسے تنگ جو کرتا رہتا۔

وہ اس کی سانس میں کھینچتے اپنی سانسوں میں ملا گیا۔ ہلکا سا اس کی کمر میں ڈالا ہاتھ

اگے بچھے کیا۔

وہ تڑپ کر اس کے سینے سے لگی۔ ظہیر اس وجود کی خوشبو خود میں اتارتے
بھی مسکرا دیا۔

منسا کے نچلے ہونٹ کو دانتوں میں دباتے ہلکا سا کاٹا۔ وہ سسکی۔ اور اس کی
سسکیاں سنتے وہ دور ہوا۔ اسے یوں ہی اپنی بانہوں میں بھرے اس کی بند
پلکوں کو دیکھتے وہ واپس جھک گیا۔

منسا کی سانسیں پھول چکی تھیں۔ اس کا وجود ظہیر تلے دبا اپنی موجودگی کا پتا
دے رہا تھا۔

نرمی پر یہ حال ہے سختی ہر کیا بنے گا تمہارا؟۔۔۔ "منسا کا جیسے دل دھڑکا۔ اس"
کی شدت ظہیر نے بھی محسوس کی۔

جان لے لو گے پھر تو تم میری۔۔۔ "اس کی گردن میں غصے سے کاٹتے وہ بتا"
گئی اس میں اتنی ہی برداشت تھی۔

ظہیر اس کی شرٹ سائیڈ کرتے اس کے سینے پر جھکا تھا۔ اس کے وجود کی
نرنگی کو ہونٹوں سے چھوتے وہ مسرور ہوا۔ اپنی داڑھی رگڑتے اس کے
سرخ و سفید وجود کو سرخ کر گیا۔

ظہیر کی شدتیں اس کے وجود کو جیسے نئے سرے سے فتح کر رہی تھیں۔ اور
وہ اپنی ان شدتوں کو اس کے وجود پر اتارتے خوش بھی تھا۔
وہ لرز رہی تھی۔ اس نے ہاتھ ظہیر کے کندھوں پر رکھتے اسے دور کرنا چاہا۔
تم بہت خوبصورت ہو۔ تمہارا یہ وجود، یہ بہت نرم ہے۔ "منسا کی سانسیں"
پھول رہی تھیں۔ مگر وہ اس کے کان میں سرگوشیاں کرتے وہاں ہونٹوں
سے رگڑتے اسے تڑپا رہا تھا۔

یہ جملہ اس نے تب بھی کہا تھا جب وہ پہلی دفہ اس کے پاس آیا تھا۔ تب اور
اب میں فرق تھا۔ مگر قربتوں کی شدت ویسی ہی تھی

پلیز۔۔ "ظہیر اس کی ہلکی سی مزاحمت دیکھی۔ وہ چھوٹی سی لڑکی ذرا سی"
مزاحمت بھی نہیں کر پار ہی تھی کھل کر۔ اس بلڈوزر جیسے وجود تلے دبی۔

منسا چاہتی تھی وہ دو سیکنڈ کے لیے ہی سہی دور ہو اور وہ کھل کر سانس لے " اسکے۔ منسا باتوں میں محسوس ہی نہیں کر سکی وہ اس کے قریب ترین آچکا تھا۔ ظہیر اپنی پشت پر ناخنوں کی چھبن محسوس کرتے اس کی انگلیاں اپنی انگلیوں میں الجھاتے سر پے پن کیں۔ اس طرح ہی وہ قابو میں اسکتیں تھیں بس۔ قرنہ تو اس کی ہشت زخمی کر دیتیں۔

اس کے ہاتھ قابو میں دیکھ وہ سانسیں لیتے چھوڑتے اس کے پیٹ کی طرف آیا۔

فل رفتار سے سانسیں بھرنے سے اس کا وجود مزید نمایاں ہو رہا تھا۔ اوپر نیچے جاتا پیٹ اور وجود کا ابھات۔ وہ اس وقت بہکانے کے ہر ہنر سے مبر تھی۔

ظہیر اس کے پیٹ پر انگلی سے ٹچ کرتے ہلکا سا دبایا۔ وہ زور سے انکھیں میچتے پڑ پڑائی۔

وہ سانسیں بھرتے منسا کے پیٹ پر ہونٹوں سے چھوتے اس کی سانسیں مزید
تیز کر گیا۔ پیٹ سے پھر اوپر جاتے اب اس کا دھیان اس کی شاہ رگ پر بنے
تل پر آیا۔

اس تل کو دانتوں سے چھوتے وہ منسا کی چیخیں نکال گیا۔
وہ ظہیر کی قربتوں سے مچلتے اپنا ہی ہونٹ دانتوں تلے دبائے تھی۔ اس قدر
شدت سے کہ وہ سرخ ہونٹ سفید پڑنے لگا۔ ظہیر نے ندی سگ انگوٹھے
کی مدد سے اس کا ہومٹ آزاد کروایا۔

I can do that in more batter way...

کہتے وہ پورے حق سے ایک ہاتھ اس کی دھڑکنوں پر پھیرتے اس کے
ہونٹوں پر جھکا۔

منسا کے ہونٹوں کو ہونٹوں میں دبائے وہ انہیں جس قدر شدتوں سے چوم رہا
تھا منسا کی جان ہلکان ہونے لگی۔

منسا اس لے وجود کی گرمی کے وجود ٹھنڈ سے ہلکا کانپ رہی تھی۔ ظہیر نے پاؤں سے ہی کھینچ کر سائیڈ پر گرا کمر اٹھاتے دونوں پر اوڑھایا۔ منسا کی سسکیاں کمرے کے بو جھل پن میں اضافہ کر رہی تھیں۔ وہ تڑپ رہی تھی اور پورا کمرہ اس کی تڑپ سے واقف بھی ہو رہا تھا۔

مصنوعی بنے چھت سے ہلکی روشنی میں وہ اپنی بیوی کے چہرے پے کھکتے رنگ دیکھ کر مسکراتے اہنی شدتیں مزید تہز کر گیا۔ ساتھ ہی وہ مچھلی تھی۔ مگر ازادی تو ناممکن تھی۔ اس کا بوڑھا شوہر اچھے سے بتا رہا تھا بوڑھا کون ہے اور عمر کس کی گزر چکی ہے فن کرنے والی۔۔۔

اس کے وجود کو خود میں سموئے وہ اس کی سانسوں کی رفتار اس قدر تیز کر گیا کہ وہ سسکا اٹھی۔

ظہیر نرمی سے اس کا ماتھا چوما۔ اس کا چہرہ پسینے سے تر تھا۔ اس کا وجود اس کے تلے دبا کپکپا رہا تھا۔

وہ نرم و نازک سی لڑکی اس کی شدتیں برداشت کر رہی تھی۔ جو پہلے روز بھی کانپ گئی تھی اور اج بھی۔

میں تو ابھی بس بتانا شروع کیا ہے کون بوڑھا ہے اور کس کو اب "رٹنڈا منٹ لے کیینی چاہیے۔" منسا کی سانسیں کچھ نارمل ہوئیں۔ اس کا رنگ سرخ ہو چکا تھا۔ بس گردن پر ہلکے سے دانتوں سے کاٹنے کے نشان تھے۔ اس کے علاوہ اور کہیں اس نے نہیں کاٹا تھا۔

بس داڑھی سے رگڑنے کی وجہ سے جلد سرخ ہو چکی تھی۔
ظہیر اس کی حالت دیکھتے اپنی شدتوں میں کمی کی۔ وہ تو شاید ابھی بھی بچی ہی "تھی۔ اتنے سال اس کی بانہوں میں گزارنے کے باوجود کانپ رہی تھی۔
اے۔۔۔ احمد۔۔۔" وہ لرزی۔۔۔"

وہیں وہ اس کے ہونٹوں سے اپنا نام سن کر خوش ہوا تھا۔ جس کے نتیجے میں اب وہ اس کی دھڑکنوں کو چوم رہا تھا۔ اس کے وجود کو اپنے سینے سے لگائے تھا۔

ظہیر خوش تھا۔ اس کے کانوں میں منسا کے ہونٹوں سے نکلا ایک ایک لفظ
گوخنے لگا۔ کہاں وہ اسے باتیں سناتی تھی اور اب اس کے کانوں میں شکایات
کی سرگوشیاں گھول رہی تھی اس کے مضبوط پکڑ کی وجہ سے۔
وہ اس کے وجود سے دل تک کا سفر کرتے واپس اس کے ہونٹوں کی طرف
ایا۔

بعض دفہ میں سوچتا ہوں یہ ہونٹ زہادہ نرم ہے یاں روئی!.. مگر جواب "
کبھی نہیں ملا۔ مگر وہ روئی اتنی خوبصورت نہیں اسے ہونٹوں سے لگایا
جائے۔ مگر یہ ہونٹ۔۔۔ انہیں تو ہونٹوں سے جدا کرنے کا دل نہیں
کرتا۔" منسا کا دل عجب سے انداز میں دھڑکا۔ وہ ساری سرخ پڑ گئی۔ رنگ
میں جیسے کسی نے سرخیاں کھول دیں۔
صرف کچھ عرصہ میں وہ اچھے سے جان چکا تھا اس کی سانسیں کیسے اور کب
نار مل کرنی ہیں۔

ظہیر کی شدتیں اس کے وجود کو اپنی لپیٹ میں لیے تھیں۔ اس کے ہونٹوں سے ں کھلتی سسکیاں اور کراہیں وہ بہت پیار سے سن رہا تھا۔
جتنی اونچی اس کی سسکیاں تھیں اگر کوئی کمرے کے باہر سے گزرتا تو ضرور سن کیتا۔ اچھا تھا وہ اسے اس خاموش جگہ پر لے آیا۔ کم از کم یہ سرگوشیاں اور سسکیاں ان دونوں تک محدود تھیں۔ اور انہیں سننے والا کوئی تیسرا تو نہیں تھا۔

وہ ابھی مزید اس کے وجود کے نشیب و فراز میں اترے رہنا چاہتا تھا مگر منسا کی کم پڑتیں سانسیں اور لرزتا وجود اسے ایسا کرنے سے روک گیا۔
شش۔۔ بس۔ "اوپر ہوتے ظہیر اسے سینے سے لگایا۔ وہ تڑپ کر اس کے گرد بازو ڈالتے اس کے سینے پر سر ٹکا گئی۔

منسا آج پھر اسے اپنے ناخنوں سے زخمی کر دینا چاہتی تھی۔ جیسے اس نے پہلی رات کیا تھا۔ اور ہھر کیسے وہ تڑپا تھا۔ وہ بھی اسے تڑپانا چاہتی تھی مگر اچھے سے جانتی تھی اس روز تو اس نے بخش دیا تھا آج بدلے کے بدلے پھر بدلہ ہی

ہوتا۔ وہ اس کے ناخن اور دانتوں کے لمس کا جواب اپنی شدتوں اور جنونیت سے دیتا۔ جو وہ برداشت نہیں کر پاتی۔

میں یہاں سونے کے ارادے سے بالکل بھی نہیں آیا تھا۔ "ظہیر اسے کھینچتے" اپنی بانہوں میں بھرتے لیٹ گیا۔ مگر اسے انکھیں بند کرتے دیکھ وہ ساتھ گھورنے بھی لگا۔

ظہیر کے دونوں ہاتھ سینے پر بندھے تھے مگر اس کے سینے سے منسا لگی تھی۔ اور ہاتھ بھی اسی کے سینے پر بندھے تھے۔

ایک ٹانگ اس نے منسا کی ٹانگوں پر رکھ دی۔ وہ دونوں کروٹ کے بل لیٹے تھے۔ وہ منسا کو اپنے وجود میں چھپا چکا تھا۔ وہ مزاحمت بھی نہیں کر سکتی تھی چاہتی یا نہ چاہتی ضروری ہی نہیں تھا۔

وہ انکھیں میچ گئی۔ اور اس کی میچیں انکھوں پر لب رکھتے ظہیر نے جھکتے اس کی گردن چومی جہاں دانتوں سے کاٹا تھا۔

تم اور صرف تم سے محبت ہے مجھے۔ اور تم بھی صرف مجھ سے محبت اور وفا"
نبھاؤ گی۔" وہ جیسے بتا رہا تھا۔

وہی جملہ۔ ویسی ہی شدت اور ویسا ہی انداز۔ پہلی رات بھی اس نے باور کروایا
تھا اور اج بھی کروا رہا تھا۔

منسا کچھ نہیں بولی۔۔ ظہیر اس کی خاموشی پر اس کا ہونٹ ہلکا سا کاٹا مگر وہ اس
کے دور ہوتے ہی جواب میں اپنے دانتوں سے اس کے سینے پر کاٹتے اسے
سکھنے ہر مجبور کر گئی۔

ظہیر اس کی گردن میں ہاتھ مضبوطی سے ڈال کر اسے دور کیا۔ دونوں نے
چند پل ایک دوسرے کو گھورا۔ پھر ٹھہر گئے۔

وہ واپس سر اس کے بازو پر رکھ گئی۔ ظہیر بھی بازو اس کے گرد ڈال لیا۔ اس
کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اس کی سانسوں کی آواز کو سننا چاہتا تھا جیسے۔

"انت نور عینی"

تم میری آنکھوں کا نور ہو۔۔

آج ظہیر نے ساتھ ہی ترجمہ بھی کر دیا۔ منسا چہرہ اس کے سینے میں چھپاتے
آنکھیں موند گئی۔ ظہیر بھی باقی شدتیں پھر کے لیے رک لیں۔ ابھی ویسے
بھی ادھی رات سے اوپر کا وقت تھا۔

فجر کی اذان ہونے والی تھی۔ وہ بہت دیر تک اسے جگاچکا تھا۔ اب سونا ہی بہتر
تھا۔

^^^

نیمل ہمیشہ کی طرح اپنی دادی کے پاس سو رہی تھی۔ ہانیہ بہت کوشش کی وہ
اس کے پاس آجائے مگر وہ بھی ضد کی پکی تھی۔ جانتی تھی اب تک بابا سچ
جان چکے ہوں گے اور اب اسے ڈانٹے گئے تو اس نے یہاں سونا ہی بہتر
سمجھا۔

یہ اس کا سیفٹی زون تھا۔ وہ کیسے چھوڑ کر چلی جاتی۔ نیمل اپنی ماں کی سوچ
سے بھی زیادہ چالاک تھی۔ جس کا اندازہ اسے وقت کے ساتھ ساتھ ہو ہی
جاتا۔

ہانیہ آخر خالی ہاتھ ہی کمرے میں لوٹی۔ مگر جب وہ کمرے میں داخل ہوئی
اسے لگا وہ غلط کمرے میں داخل ہو گئی ہو۔ اس نے پلٹ جانا چاہا مگر رومان کی
خوشبو محسوس کرتے رک گئی۔

سارا کمرہ پھولوں سے سجا تھا۔ وہ آگے بڑھتے اس کے سامنے رکی تو اسے کمرہ
سجائے جانے کی وجہ بھی مل گئی۔ اس کا سر بھی جھک گیا۔

جہاں رومان ہانیہ کی ہر سالگرہ یادگار بناتا اور اس کے لیے ہر دفعہ نیا اور سب
سے منفرد گفٹ کاتا وہیں اس کی بیوی اس کی سالگرہ ہی بھول گئی۔ اسے قطعی
یاد نہیں تھا۔ سہیں رومان انتظار کی کرتا رہا وہ کب وش کرے گی۔ اسے موسیٰ
اور الیگزینڈر تک کی کال آگئی۔ خیام اور فرقان کے لیے یہ عام سی بات ہی
تھی۔ انہوں نے بھی بڑی شیڈیول میں اسے بس فون پر وش کر دیا۔ ان
دونوں کا خیال تھا وہ ہر بار کی طرح بس ہانیہ کے ساتھ سلبریت کرنا چاہتا ہو
گا۔ وہ جانتے ہی نہیں تھے ان کی بیٹی بھول بھال گئی ہے۔

سوری!.. "دھیمے سے کہا۔ سر جھک گیا"

میرا خیال تھا تم اب مجھے برتھ ڈے وش کر ہی دو گی کم از کم؛... "اس کا سر"
مزید جھکا۔ اور اس جھکے سر کی وجہ بھی وہ جانتا تھا۔

ہیپی برتھ ڈے مان۔ سوری مجھے یاد رکھنا چاہیے تھا!.. "اس نے شکر ادا کیا"
اس نے یہ نہیں کہا مجھے یاد نہیں رہا۔ اپنے محبوب کا یہ ایک جملہ بہت بری مار
مارتا ہے۔ دل بے چارہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اس ایک جملے سے "مجھے یاد
نہیں رہا.. "خاص طور پر تب صوب محبوب استعمال کرے۔

تم سمجھو یہ سب تیاری تم نے کی ہے۔ میں ابھی باہر جاتا ہوں۔ اندر داخل
ہوؤں گا تو تم ہیپی برتھ ڈے کہنا۔ میں شک ہو جاؤں گا!.. "ہانیہ کے سمجھنے
سے پہلے ہی وہ سب اسے تھامتے باہر چلا گیا۔

پچھے دروازہ بند کر دیا۔ ابھی وہ ہوش میں آتی جب رومان واپس اندر داخل
ہوا۔ شک بھرے تاثرات دیتے وہ ہانیہ کے پاس آیا۔

یہ سب میرے لیے ہے۔ کو یو سوچ یار۔ "ہانیہ اس کی باتیں سمجھتے ہی اس"
کے سینے پر مکہ مارا۔ وہ دہرا ہوا۔ ساتھ ہی مسکرا ہٹ گہری ہوئی۔

دو نمبر باپ بیٹی دونوں۔ "وہ مسکرا نے لگا مزید شدت سے۔ دانت تک نظر" انے لگے۔

تم گفٹ ایک نمبر دے لو!!.. "منسا کا منہ لٹکا۔"

میں نے لایا ہی نہیں۔ میں کل!.."رومان نے اس کے ہونٹوں کو انگلی سے "چھوا تو وہ بولتے بولتے رک گئی۔

ان سے اچھا گفٹ کیا ہو سکتا ہے۔ سرخ سٹرا بری۔ وہ بھی پنک چاکلیٹ "میں لیٹی ہوئی۔ "ساتھ ہی وہ ہانیہ کے ہونٹوں پر جھک گیا۔

رومان اس کے ہونٹوں کو شدتوں سے اپنے ہونٹوں سے نم کرتے وہ نمی بھی خود میں ہی جرب کرتا جا رہا تھا۔ وہیں ہانیہ سوائے تڑپنے مچلنے کے اور کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

رومان کا لمس شدت لیے ہوئے تھا۔ جو وہ چاہتے ہوئے بھی برداشت نہیں کر پار ہی تھی۔ اس کے لمس میں ہلکا غصہ بھی تھا۔ جو شاید اپنی برتھ ڈے یاد نہ رکھے جانے کا ہی تھا۔

رومان اس کی شرٹ میں انگلی پھنساتے اس کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھے۔ وہ اس کے ہاتھوں پر پکڑ مضبوط کر گئی۔

رومان کے گلون کی خوشبو اس کے آس پاس پھیلنے لگی۔ اس کا محبت بھرا انداز دیکھنے کے بعد اب ایسا نرم غصہ دیکھ وہ گھبرائی۔ جہاں وہ اس سے اپنی شدتوں سے بدلہ لے رہا تھا۔

اس کے یاد نہ رکھ سکے گا۔ بھول جانے گا۔

رومان کا ہاتھ اس کی کمر پر گردش کرتے کندھوں کے گرد پھیلا تھا۔ اس کے دل کی دھڑکن بڑھ گئی۔ وہ آگے کا سوچ آنکھیں بند کر گئی۔ اس کے ہونٹ کپکپانے لگے۔ اس کے وجود پر جیسے رومان کا سحر طاری ہو رہا تھا۔

رومان اس کے گھبرانے پر مسکراہٹ دبائی۔ اس کے ہونٹ انگلی سے سہلائے۔

وہ لمبی سانس بھرتے اس کا نام پکار گئی۔

مان!... "ساتھ ہی سانسیں بھی بکھریں۔"

جی جانِ مان!.. "اس کی کان میں سرگوشی کرتے وہاں ہونٹ رکھے۔"
وہ لرزتی سانسیں اس کے کندھے میں سر رکھتے وہاں چھپا گئی۔ رومان
مسکرایا۔

رومان اس کی سسکیاں سنتے اسے لیے بیڈ کی طرف بڑھا۔ جس پر سارے
پھول بکھرے ہوئے تھے۔ اسے بیڈ پر گراتے اس پر سایہ کیا
اس کی شرٹ کندھوں سے سائیڈ کرتے اس کے وجود کو گہری نظروں سے
دیکھا۔ وہیں ہانیہ تڑپ رہی تھی۔ آنکھیں میچے دونوں ہاتھوں میں بیڈ شیٹ
دبوچے وہ رومان کے اگلے عمل سے بھی واقف تھی
وہ بیڈ شیٹ پر گرفت سخت کر گئی۔

رومان نرمی سے اس کے ہاتھوں سے بیڈ شیٹ چھڑاتے اس کے ہاتھ اپنے
ہاتھوں میں لیتے چومے۔ اس کی انگلیوں میں انگلیاں پھنساتے اس کے سر
کے پاس ہاتھ بیڈ پر پن کیے۔

ان کی اصل جگہ یہ ہے۔۔ پہلے بھی بتایا ہے۔ تم کیوں بھول جاتی ہو۔ "اس" کے ہاتھوں کی گرفت اپنے ہاتھوں پر سخت ہوتے دیکھ وہ اس کے کان کے پاس سرگوشی کرتے اسے چہرہ موڑتے خود کو چھپانے کی کوشش کرنے پر مجبور ہو گیا۔

رومان اس کی شرٹ مزید نیچے کرتے اس کے وجود پر جھکا اسے اپنے ہونٹوں سے معتبر کر رہا تھا۔ وہ مچل رہی تھی۔ مزاحمت تو اب کر نہیں سکتی تھی مگر اس کی سسکیاں اس کی تڑپ اچھے سے بتا رہی تھیں۔ جو وہ سن بھی رہا تھا۔ ہذنیہ کی بیوٹی بونز پر پرانے زخم مند مل ہو چکے تھے۔ مگر اب نئے زخم مزید تیزی سے ابھرنے لگے۔

رومان کی قربت کا کام ہی زخم دینا تھا۔ وہ دانتوں سے سختی سے کاٹتے اس کا وجود سفید سے سرخ کرتے جا رہا تھا۔ جس پر وہ چاہتے ہوئے بھی مزاحمت نہیں کر سکتی تھی۔

پہلے ہی وہ اس کی سا لگرہ بھول چکی تھی۔ اب کیسے وہ اسے خود سے دور کرتی۔

ہانیہ کی سسکیاں مزید بھاری ہونے لگیں۔ رومان مزید جنونیت اس کے نرم نازک وجود پر لٹانے لگا۔ ہانیہ نے اس کی انگلیوں سے انگلیاں آزاد کرواتے اس کے بالوں میں پھسنا کیں۔ درد سے تڑپتے وہ بس اس کی قربت کی جلتی گرمی سے رہائی چاہ رہی تھی جو وہ آج ممکن تو نہیں ہونے دیتا۔

اس کی رات شاید یوں بھاری سرگوشیاں سنتے اور بھاری سانسیں بھرتے گزرنی تھیں۔ یاں شاید یہ رات ہی آج اس پر بھاری تھی۔

اس نے دل میں اپنی بیٹی کو یاد کیا کو آج اس کے ساتھ آجاتی تو شاید اس کی بچت ہو جاتی۔ مگر یہ بھی سچ تھا وہ اپنی بیٹی کو واپس چھوڑا مگر آج اپنے کام میں خلل ڈالنے کی اجازت اسے نہیں دیتا۔

نہ اسے اور نہ کسی اور کو۔ اپنے خون کو بھی نہیں۔

^^^

ٹینا سر ڈوم کے سینے پر ٹکائے سامنے لہروں سے کھیلتے یزان کو دیکھ رہی تھی۔ وہ ذرا تاریک جگہ پر تھے۔ کوئی انہیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ویسے بھی رش کم

تھا۔ جو اکاد کالوگ اس وقت وہاں تھے وہ بھی جارہے تھے۔ ڈوم اور ٹینا کا ڈنر کافی لیٹ ہو گیا تھا۔

کتنا اچھا لگ رہا ہے سب۔ میں تم پر زان۔ سب کتنا مکمل ہے۔ ء "ڈوم اس" لی گال کا بوسہ لیا۔ وہ محسوس کیے بغیر بولتی رہی۔
ہاں سب بہت اچھا ہے۔ مگر سب سے پہلے یہ نازک سا وجود اور یہ نرم سے "ہونٹ!.." ٹینا سے پٹری پر واپس لاتی وہ اس سے پہلے ہی ٹینس کا چہرہ تھامتے ان ہونٹوں ہر جھک گیا

نرمی سے اس کے ہونٹوں کی نرمی وہ وجود میں اتار تا جا رہا تھا۔ اور وہ سوائے اس کے بازوؤں کو تھامنے کے اور کچھ نہیں کر پار ہی تھی۔ اس کی قربت میں مزاحمت فضول تھی۔

ٹینا کے ہونٹوں ہر درد سا اٹھا۔ ڈوم نے بہت شدت سے اس کے نچلے لب پر دانت گاڑھے۔ مگر اس کی سسکی بھی اس کے ہونٹوں میں کی دب گئی۔ وہ محلی تھی۔ مگر ڈوم پیچھے ہٹنے والوں میں سے کہا تھا۔ مگر اچانک ڈوم قدموں

کی آواز پر دور ہو اسامنے سے یزان چلا آرہا تھا۔ وہ مسکراتے ٹینا کو اپنے ہونٹ صاف کرنے کا اشارہ کرتے چلا گیا۔

ٹینا بھی ریسٹ روم میں اپنی حالت درست کرتے ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتے گھر کو لوٹی۔ مگر رستے میں جاتے ڈوم کو اچھے سے اگنور کیا۔ جس نے یہ حساب اچھے سے دماغ میں فٹ کر لیا۔ آخر کو بدلہ بھی تو لینا تھا رات کو۔ ابھی وہ یزان سے ہنس کر باتیں کر رہا تھا۔ جوا بھی اپنے ڈے کئیر سنٹر کے بارے میں کچھ بتا رہا تھا۔

وہ دونوں میاں بیوی بھی جھگڑا چھوڑا بھی بیٹے کے کیے لڑائی بھول گئے۔



قلان واپس آو!.."لیل لان کے دہانے پر کھڑے غصے سے بولی۔"

اس نے ایک نظر ماں کو دیکھا پھر منہ بنا کر سامنے گاڑ کے ساتھ جاتے ڈوگ کو جو اسے اچھا لگا تھا مگر ناجانے کیوں اس کی ماں یہ نہیں سمجھتی تھی اسے ڈوگز پسند ہیں۔

مجھے ڈوگ کے ساتھ کھیلنا ہے؟.. "لیل گھورتے وہ دو سیڑھیاں اترتے" اس کی طرف آنے لگی۔ وہ بھی منہ بسورتے اس کی طرف بڑھا۔ موسیٰ نے سختی سے منع کیا ہے تمہیں ڈوگ کے ساتھ نہ کھیلنے دوں۔ "لیل" کی گھوری پر اس کا منہ بنا تھا۔ بغیر لیل کو دیکھے وہ اندر کی طرف بڑھ گیا۔ پیچھے لیل بس نفی میں سر ہلا گئی۔

کچھ دیر تک الیگزینڈر آجاتا تو وہ اسے سمجھا لیتا۔ مگر تب تک اسے بس صبر کرنا تھا۔

رات کو الیگزینڈر آ گیا۔ مگر قلان اپنے کمرے سے نہیں نکلا۔ وہ الگزیینڈر کی گاڑی کی آواز سنتے باہر آئی۔ الیگزینڈر کو فکر مند چہرے سے سامنے دیکھتے دیکھ وہ پریشان ہوئی۔۔

کیا ہوا سکندر؟.. "لیل اس کی طرف بڑھتے پوچھا۔"

الیکزینڈر کا چہرہ پریشانی صاف ظاہر کر رہا تھا۔

وہ ڈوگ!.. اچھا بھلا یہاں تھا۔ ابھی غائب ہو گیا۔ "لیل نے شکر کیا چلو"

ڈوگ کی فکر تو ختم ہوئی۔

لیل اسے بہلا کر اندر لے گئی مگر الیکزینڈر کے چہرے پر واضح سوچیں
رقصاں تھیں۔ وہ ڈوگ اپنے مالک کے ساتھ وفادار رہتا۔ کبھی اسے چھوڑ کر
نہیں جاتا۔ کھرا بھی وہ کیسے جاسکتا تھا۔ جب اس ڈوگ کو شروع سے پال ہی
وہ رہا تھا

لیل کی باتوں سے اس کے دماغ میں سے کچھ دیر کے لیے ڈوگ نکل گیا۔ جو
قلان کی شکایات لگا رہی تھی۔

الیکزینڈر لیل کے لیے کیک بیک کرتے ساتھ ان شکایات کا پٹارا بھی سن رہا
تھا جو سات سال بعد بھی ویسی ہی تھیں۔۔ جیسے پہلے روز تھیں۔ قلان بات
نہیں سنتا۔ قلان ہر وقت گھر سے نکل جانے کے بہانے ڈھونڈتا ہے۔ میری

ایک نہیں سنتا۔ جواب نہیں دیتا کسی سوال کا۔ بس موسیٰ کے پاس کانے ٹکی
ضد کرتا رہتا ہے۔

الیکزینڈر ویسے ہی بے تاثر چہرے سے ساتھ لیل کی ہر بات سنی۔
لیل کو کسی جواب کی توقع ہوتی مگر اس کا سکندر ان سالوں میں میسنہ ہو چکا
تھا۔ سب سن لیتا مگر کرتا صرف اپنی ہی۔

الیکزینڈر اس کو گھوری دی جو اپنے بیٹے سے واقف ہونے کے بعد بھی کچن
میں کھڑی اس کے پاس ہوئی تھی۔ لیل الیکزینڈر کی کالر پکڑ کر کھینچی۔
تم میری بات کیوں نہیں سنتے دھیان سے!.." الیکزینڈر اس کے سامنے "
جھک سا گیا۔ الیکزینڈر دروازے کی طرف دیکھا۔ اگر قلان یہ دیکھ لیتا تو کسی
لڑکی پر اپلائے کرتا چاہے وہ کوئی بھی ہوتی۔ وہ بالکل نہیں چاہتا تھا قلان کسی
حرام کے رشتے میں پڑے۔ جبکہ وہ ابھی حلال سے بھی اچھے سے واقف
نہیں تھا۔

کمرے میں جا کر سنوں گاناں۔ ابھی یہاں نہیں!.." لیل اس کو گھوری"
دی۔ وہ نہیں جانتی تھی قلان سب کاپی کرتا ہے۔ خاص طور پر ان دونوں کو۔
الیکزینڈرا بھی مزید کہتا جب لیل اس کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ سکتی۔ اس
کی گردن میں بازو ڈالے اس کی سانسیں اپنی سانسوں سے ملاتے وہ سب
بھول گئی۔ الیکزینڈرا اپنے نچلے ہونٹ پر دانتوں کا نوکیلا پن محسوس کر سکتا
تھا۔

وہ سوائے برداشت کرنے کے مزاحمت کا رسک نہیں لے سکتا تھا ورنہ اس
کی بیوی اس سے بھی آگے جاتی۔ وہ بھی کچن کا خیال کیے بغیر۔ جو وہ نہیں
چاہتا تھا۔

وہ دونوں بوڑھے تو ہوئے تھے۔ بالوں میں چاندنی اترنے لگی تھی۔ چہرے
پے ہلکی جھریاں سی پڑنے لگیں مگر وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے یوں ہی
جنونی اور شدت پسند تھے آج بھی۔

الیکزینڈر لیل کو گردن سے پکڑتے پیچھے کیا۔ اس کی پھولی سانسوں کو دیکھ
اسے اٹھاتے کمرے میں لے گیا۔ وہیں ان کی نظر ایک طرف ہلکے سرخ
دھبے پر نہیں پڑی۔ جو ان کے جاتے ہی مٹا دیا گیا۔ اب وہاں کچھ نہیں تھا
سوائے خوبصورت ماربل کی ٹائل کے جو پہلے جیسے چمک رہی تھی۔

^^^

وہ تینوں بھائی اکٹھے سکول گئے تھے۔ قمبر ان سب سے بڑا تھا مگر ان سب سے
ڈرپوک۔ وہ کسی سے لڑائی تک نہیں کر پاتا۔ اگر کسی نے اس کی کاپیاں
پنسل لے لی تو وہ واپس تک کہ مانگتا۔ موسیٰ بہت کوشش کی مگر وہ بہادر نہیں
بن سکا۔

وہ معصوم تھا اور معصوم بھی بلا کا۔ پری سی سفید جلد جس پر شرم و حیا کی ہلکی
سی لالی رہتی۔ مرد کے روپ میں شرم ماہٹ کا یہ عنصر قیامت خیز ہوتا۔ جب
کبھی وہ کسی کے چھیڑنے پر سرخ پڑتا موسیٰ تک مسکرا دیتا۔ وہ لڑکیوں سے
زیادہ شرمیلا تھا۔ اور پری کے لیے تو وہ اس کا لاڈلہ بیٹا تھا۔

Mama, we are back..

ماما ہم واپس آگئے!.."قیوم اور محمود کی ایک ساتھ چیخ سنائی دی۔"
انہوں نے سارا گھر چھانا اور پھر انہیں پری لا بیری میں مل گئی۔ ان کے
پچھے شریف سا قبر تھا۔ بیگ اپنے کمرے میں رکھنے کے بعد وہ فریش ہو کر آیا
تھا

پری تب تک ان دونوں کو گلے سے لگایے نیچے فرش پر کتابیں پھیلانے بیٹھی
تھی۔ وہ دونوں بھی ماں کے کام کی پرواہ کیے بغیر اس سے چمٹ گئے۔ قبر
بھی پری کے ہاتھ بڑھانے پر اس کے پاس نیچے بیٹھتے اس کے کندھے سے
لگا۔ پری ان تینوں کو گرد دیکھ مسکرائی۔

وہ آج بھی بچی لگ رہی تھی۔ ان تینوں سے گھری ایک معصوم سی بچی۔ جس
کے اس کے قد کو اتے بیٹے تھے۔ کسی کی کیا مجال جو پری کو کچھ کہہ جائے ان
دونوں کو کوٹتے۔ وہ دونوں آگ نہ لگا دیتے اس وجود کو جو ان کی ماں سے
بدزبانی کرے۔

بابا کہاں ہیں ماما؟.. "قمبر کا سب سے پہلے بولا جانے والا جملہ۔ اس نے تو"
پہلا لفظ بھی ببا کہا تھا۔

اتے ہو گئیں۔ تم دونوں اٹھو فریش ہو جاو۔ موسیٰ آگیا تو ڈانٹے گا۔ "قیوم"
اور محمود منہ بناتے اٹھے۔ وہ جانتے تھے ان کا باپ سخت ہے۔ مگر صرف ان
دونوں کے لیے۔ اپنی بیٹی اور بیٹے کے لیے تو وہ نرم ترین دل کے مالک تھے۔
کچھ ہی دیر میں وہ چاروں نیچے تھے۔ پری بیٹھی تھی اور قیوم انہیں کھانا سرو کر
رہا تھا۔ محمود کچن میں کھڑا کھانا بنا رہا تھا۔ قمبر بھی ماں کے کندھے سے لگا بیٹھا
تھا۔ موسیٰ داخل ہوتے مسکرایا۔ اس کے کندھے سے اس کی بیٹی لگی تھی۔ وہ
خود چل سکتی تھی مگر موسیٰ کے کندھے پر سر رکھ کر چکنا سب سے الگ تھا۔
قیوم میری شہزادی کو بھی کھانا لا کر دو!.. "وہ مسکرائی۔ باپ کے منہ سے"
یہ لفظ اچھا لگتا تھا

قیوم اس کی مسکراہٹ پر اسے گھورا۔ ان کی معصوم بہن اصل میں بہت
چالاگ تھی۔ اور یہ بات وہ تینوں جانتے تھے۔ ان کی بال گم جاتی تو الزام ان

تینوں پر ہوتا اگر کسی پاس کے بچے سے کھیلتے اسے گرا دیتی تو الزام ان دونوں پر۔

موسیٰ پری کے کندھے کے پاس کھڑے ہوتے اس کی گال چومی۔ وہ چاروں ماں کا چہرہ دیکھ مسکرائے۔ مگر ان کو یہ سب دیکھنے کی عادت ہو چکی تھی۔ ان کا باپ ان سب کا لحاظ نہیں کرتا تھا۔

جاؤ کھانا لاؤ۔ "وہ جلدی سے کچن میں گم ہوا۔"

پری موسیٰ کو فریش ہونے کے لیے کپڑے نکال کر دینے چلی گئی۔ وہ چاروں بیٹھے مزے سے کھانا کھانے لگے

کچھ ہی دیر میں موسیٰ اور پری واپس آگئے۔ موسیٰ کے بال گیلے تھے۔ اور پری کا کندھا۔ مگر وہ ایسے بن گئے جیسے دیکھ ہی نہیں سکتے ہوں۔

آندہائی لویو!.. "موسیٰ اس کا ماتھا چوما۔ اس نے لویو ٹوکھا۔ یہ ہمیشہ سے بولا"

جانے والا جملہ تھا۔ وہ اکثر اپنی بیٹی کو بتاتا۔ پھر پری کا گال چوم کر اسے بتاتا۔

قمبر سکول ٹھیک جا رہا ہے؟.. "موسیٰ ہر روز اس سے پوچھتا۔ اور ساتھ ہی "قیوم اور محمود کی سارے دن کی حرکتوں کی لسٹ اسے مل جاتی۔ قمبر باپ سے کچھ نہیں چھپاتا تھا۔

وہ اپنے باپ کا پہلا بچہ تھا۔ اور اپنے باپ کا لاڈلہ بھی۔

معافیہ اور انڈوورڈ سے تعلقات ہونے کے باوجود بھی اس میں ایسی کوئی خوبی نہیں تھی جو بتا سکے اس کا فیملی بیک گراؤنڈ کیا ہے۔ وہ بہت معصوم بھی اسی لیے تھا۔

موسیٰ اچانک قلان کی کال اتے دیکھ ان سب کے درمیان میں سے اٹھا۔ پری بھی جانتی تھی کال کس کی ہے۔

الیکزینڈر لیل کو سلا کر باہر نکلا۔ اس کو کسی چیز کی بوسی آرہی تھی۔ لان سے ہوتے گھر کی بیک سائیڈ کی طرف آیا۔

وہ ایک سفید سا کپڑا پڑا تھا۔ اس نے بدبو پہچان تولی مگر موبائل کی ٹاریچ ان کرتے اسے سمجھنا چاہا۔

اس کا دماغ سن ہو گیا۔ وہ سفید چادر خون سی رنگی تھی۔ اس نے جیسے ہی چادر ہٹائی جس کے نیچے اس کا گمان تھا کوئی لاش ہے تو وہاں سے وہی ڈوگ نکلا جسے وہ ڈھونڈ رہا تھا۔

اس کی گردن سے خون نکل رہا تھا۔ بہت پھرتی سے اس کی گردن کوزخمی کیا گیا تھا۔ وہ بغیر درد کے مرا تھا۔ اگر وہ تڑپا ہوتا تو وہ پہچان ہی لیتا۔

--

موسیٰ وہ ڈوگ میرے ساتھ نہیں کھیلتا تھا۔ بہت برا تھا!.." موسیٰ اس کے جملے سے اب اس کی حرکت کا اندازہ لگانا چاہا۔ اسے بالکل بھی درد نہیں ہوا ہو گا۔ ایک جھٹکے میں کیا تھا میں نے سب۔ میں " اسے اپنے ساتھ سلانا چاہتا تھا مگر وہ دور رہتا تھا۔ "موسیٰ سوچ نہیں سکا اس دفہ کیا کیا گیا۔

وہ یہ سوچ ہی نہیں سکتا تھا قلان کس حد تک جاسکتا ہے۔ اس کے دماغ نے سوچا ہی نہیں تھا اس قدر اگے کا۔ اس کے مطابق چند دن کے فرق سے پیدا

ہونے والے بچوں میں ذتتافرق بھی نہیں تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا ان میں زمین
اسمان کا فرق تھا۔

ایک معصوم فرشتہ تھا تو دوسرا جنگلی درندہ۔

وہ دونوں ایک جیسے نہیں مگر ایک دوسرے کے الٹ تھے۔

قلان ایک منٹ!.."وہ الیگزینڈر کی کال اتے دیکھ اس کی کال ہولڈ پر"
کرتے الیگزینڈر کی کال پک کی۔

جی با۔"اس کے الفاظ ابھی منہ میں تھے جب الیگزینڈر کی پریشان حال"
آواز سنائی دی۔

موسیٰ قلان نے ڈوگ کی گردن بے دردی سے کاٹ دی۔"موسیٰ کا دماغ"
بھک سے اڑ گیا۔ ساتھ ہی قلان کے بے ربط سے جملے بھی سمجھ آ گئے۔ اس
کے ہاتھ سے موبائل چھوٹے چھوٹے بچا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اپنے سات سال کے بھائی کے درندے بن جانے پر خوش ہو کہ وہ اب اپنے باپ کی سیٹ سنبھال لے گا یاں دکھ منائے۔ جو اپنی معصومیت کا قاتل وہ خود تھا۔

بابا شاید کسی اور نے کیا ہو۔ اپ چیک کروائیں!.. "اس نے سب سمجھتے" بھی الیگزینڈر کو حوصلہ دینا چاہا جو قلان کو اس دنیا سے دور رکھنا چاہتا تھا۔ موسیٰ وہ ہر اس چیز کو دنیا سے ختم کر دیتا ہے جو اس کے پاس نہ رہ سکے۔ وہ "ایک حیوان ہے۔ مجھے ڈر تھا میری دنیا سے درندہ بنادے گی مگر وہ!.. " وہ اگے بول نہیں پایا۔ اس لیے تو ایسا نہیں سوچا تھا۔

بابا پہلے ڈوگ کو ہٹائیں وپاں سے۔ ریڈ نے دیکھ لیا تو پریشان ہوں "گیں!.. " الیگزینڈر بھی گارڈز کو اس ڈوگ کو ہٹانے کا کہا۔

پانی پیے۔ اور سانس لیں سکون کیں۔ میں بات کروں گا اس سے۔ " موسیٰ کی ہدایات سنتے الیگزینڈر پانی پیتے اوپر اپنے کمرے کی طرف آیا۔ لیل کے پاس لیٹتے وہ اپنی بیوی کا چہرہ دیکھنے لگا جو ٹھیک کہتی تھی۔

قلان کو چار سال کی عمر میں ایک بلی پسندائی تھی۔ وہ اسے روز دودھ ڈالتا۔
ایک دن وہ غائب ہو گئی۔ قلان نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ اگلی شام وہ لوٹ آئی
مگر صبح پھر نہیں نلی۔ لیل کہتی رہی اس میں قلان کا ہاتھ ہے مگر وہ نہیں مانا۔
اج اسے سمجھ آ رہا تھا لیل ٹھیک کہتی تھی۔ وہ مختلف تھا۔ وہ مختلف کیوں تھا یہ
وہ آج سمجھا۔

وہ بنا بنایا حیوان تھا۔ اسے حیوان بنانے کو کسی کہ ضرورت نہیں تھی۔ اسے
کسی عامر نے دھوکہ نہیں دیا، اسے کسی معافیہ کو جاننے کی اور اس پر حکومت
کرنے کی دلچسپی نہیں تھی۔ مگر وہ ان دونوں جیسا ایک درندہ تھا۔ یاں ان
سے زیادہ بے درد

^^^

موسیٰ اور قلان کی کال ڈراپ ہو چکی تھی۔ اس نے دوبار ملائی مگر قلان نے
پک نہیں کی۔

میں سونے جا رہا ہوں۔ گڈ نائٹ۔ اینڈ سوری فار ڈوگ بٹ ہی از نو مور!.." وہ اسے بتا چکا تھا سوگ مر گیا۔

موسیٰ واپس لوٹنے تک اپنے چہرے کے تاثرات واپس ٹھیک کیے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کوئی بھی اس کے بچوں سے پریشان ہو یا پری۔ ان سب کے ساتھ ہنستے مسکراتے ڈنر کرتے وہ انہیں نہیں بتا سکتا تھا اس کے اندر کی طوفان مچا ہے۔

اچانک کھانا کھاتے آندہ نے اپنے ہاتھ میں آخری بائٹ موسیٰ کے سامنے کی۔ وہ مسکراتے دماغ کی ہر گراہ کھولتے اسے کبوں میں بھر گیا۔ وہ انہیں فکر مند نہیں کر سکتا تھا۔

^^^

شایان لان میں بیٹھے کتاب پڑھ رہا تھا۔ منہا اس کے ساتھ بیٹھی شان اور اس کی فیملی سے بات کر رہی تھی۔ وہ بہت مصروف صورت بنائے ان سے باتیں کر رہی تھیں۔

شایان کی شدتیں اب پھر لوٹ آئیں تھیں۔ وہ اس کے سنگ خوش تھی۔
انہیں کسی تیسرے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ چاہتا تھا منہا نارمل رہے اور وہ
نارمل تھی۔ کبھی رونے لگتی تو شایان اس کے پاس ہوتا۔

شایان اچانک منہا کے ہاتھ سے موبائل لیتے کال کاٹ دی۔ شان بھی جانتا
تھا اس میں اتنی ہی برداشت ہے۔

کون سی باتیں ہیں جو ختم ہی نہیں ہوتیں۔ ہر روز دو گھنٹے بات کرنے کے "
بعد بھی۔۔" منہا اسے گھورا۔

تم بہت سے زیادہ برے ہو؟.. "منہا اسے گھورتے جاتی جب شایان اسے "
بازو سے پکڑ کر روکا۔

ان سالوں میں منہا کبھی لیل یاں موسیٰ میں مداخلت نہیں کی۔ شروع کے
چند دنوں لیل چاہتی تھی شایان منہا قلان کو گود لے لیں۔ مگر شایان نے
منع کر دیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا وہ کسی بچے سے زیادتی کر جائیں۔ اور وہ جانتا تھا
منہا بھی انسان ہے۔ وہ غلطی کر جائے گی۔

اگر کبھی اس غلطی میں اس نے قلان کو تکلیف دی تو شاید وہ خود کو معاف نہ کر سکے۔ آخر قلان موسیٰ کا پسندیدہ تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا وہ اس دفہ کسی وجہ سے دماغی پریشانی کا شکار ہو۔

وہ دونوں بغیر اولاد کے بھی مطمئن تھے۔ اگر اولاد ان کی قسمت میں ہوئی تو انہیں ویسے بھی مل جاتی۔ اس کے لیے کسی کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں تھی۔

منہا تو لیل کی اس بات سے واقف ہی نہیں تھی۔ وہ لیل سے متعلق کسی بات پر توجہ نہیں دیتی تھی۔ وہ اپنی زندگی میں خوش تھی اور ماضی کی طرف نہیں پلٹنا چاہتی تھی۔

اگر لیل خوش تھی وہ خوش ہی رہے۔ وہ بس یہ دعا کر سکتی تھی۔ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اسے شایان مل چکا تھا اور اس کے لیے یہ معائنے رکھتا تھا اب بس۔۔

وہ عمر اور ہیر کی طرف سے دیے جانے والے پیار سے ویسے ہی کافی سنور چکی تھی۔ عمر کا اسے منسا کی طرح ہی ٹریٹ کرنا اسے سب بھلا دیتا۔ وہ ابھی بھی عمر اور ہیر کے ساتھ ہی تھے۔ چند دنوں تک ان کا مالریپ گھومنے جانے کا پلان تھا۔ اب بس وہ ہر ماہ بس ایک ہفتے کہیں گھومنے چلے جاتے۔ باقی وقت عمان میں اور کیمپنی کو بس۔

^^^

موم لک دس!.."وہ منیبہ کو سامنے فاؤنٹین کلکی طرف متوجہ کر رہی تھی۔ ساتھ چلتی جو رجیا مسکرائی۔

تمہاری طرح خوبصورت ہے جو لیا!.."وہ شرماسی گئی۔ چہرہ تعارف پر "سرخ ہوا۔ مگر وہ خوش تھی۔

منیبہ ان دونوں ساتھ ہی آج کا دن گھومتے پھرتے گزانا چاہتی تھی۔ وہ تینوں ایک گم نام سی زندگی گزار رہی تھیں۔ اور اس کے لیے انہوں نے اپنے ہی ایریا میں ایک سٹور کھول لیا تھا۔ جہاں وہ کام کرتیں۔

وہ نہیں چاہتی تھیں کوئی انہیں پہچانے اور اس کے لیے یہ سب سے اچھا تھا۔
وہ ماضی سے نکل جانا چاہتی تھی۔ اور اس کے لیے ضروری تھا ماضی کے
حوالات پیچھے رہ جائیں۔

جو اس نے چھوڑ بھی دیے تھے۔

وہ چلتے چلتے اب تھک چکی تھیں۔ ایک طرف بنے ٹیبل پر بیٹھ گئیں۔ جو رجیا
تینوں کے لیے جو س لینے گئی۔ جو لیا اپنی ماں کا کا تھ تھا مے اس کے ساتھ
بیٹھی۔

سات سال کی عمر میں کمر تک جاتے بال۔ جو منیبہ نے ایک دفہ بھی کٹوانے
نہیں دیے۔ وہیں اس کی چمکتی نیلی آنکھیں۔ جو ہر وقت رنگ بدلتے دیکھنے
والے کو منمجبہ کر دیتیں۔ اسی کے چلتے وہ لینز پہنتی تھی
منیبہ نہیں چاہتی تھی وہ کسی کی بھی نظروں میں آئے۔

منیبہ اپنے موبائل پر رنگ ہوتے دیکھ اسے سامنے کیا۔ نمبر اس کی پہچان کا
نہیں تھا مگر اس نے اٹھا لیا۔

آزادی منانے میں اتنا لگن ہو گئی ماضی بھول گئی!.."آواز جانی پہچانی تھی"
میرا ماضی چھوڑو۔ اپنا حال بتاؤ۔ کون بول رہے ہو؟.."اس کا انداز اج بھی"
نہیں بدلا۔ اسی رعب سے بولی۔

خیر خواہ۔ محبت کرنے والا بقول تمہارے!.."وہ انداز بدلنے کے باوجود"
پہچان گئی۔

موسیٰ!.."وہ دوسری طرف سر پیچھے پھینک کر مسکرایا۔"
تم کھیل اچھے کھیلتی ہو۔ میں حیران رہ گیا!.."وہ سمجھ گئی وہ جان گیا ہے۔"
کس کھیل کی بات کر رہے ہو!.."وہ انجان بن گئی۔"
کتنے کھیل کھیل رہی ہو جو یاد ہی نہیں تمہیں؟.."اس نے کچھ حیرت سے"
کہا۔

"تم اس کھیل کا بتاؤ جو تم ہار گئے۔"

میری بہن لوٹا دو منیبہ۔ ورنہ اس دفہ سچ میں مر جاؤ گی! وہ بھی اپنے بیٹے"
کے ہاتھوں۔" جولیا کو اردو نہیں آتی تھی۔ صرف انگلش اور عربی۔ باقی کسی
زبان سے اس کا واسطہ نہیں تھا

اس نے ابھی کتے مارنا سیکھا ہے۔ انسان مارنا سیکھ بھی جائے تو مجھے چھوٹا اس"
کے بس کی بات نہیں!.." اس نے یقیناً اعتراف کر لیا تھا۔

میری بہن لوٹا دو۔ وعدہ کرتا ہوں تمہارا بیٹا ہمارے پاس ویسے ہی پالا جائے"
گا جیسے پہلے خیال رکھتے تھے اس کا!.." اسے بس اپنی بہن سے واسطہ تھا۔
وہ صرف منیبہ کی بیٹی ہے۔ اس کا نام رتبہ واسطہ سب اس سے ہے۔" وہ"
یقیناً واپس لوٹانے کے موڈ میں نہیں تھی۔

موسیٰ دوسری طرف کچھ وقت کے لیے خاموش کو گیا۔ وہ سمجھ ہی نہیں پارہا
تھا کیسے بولے۔

قلان اور جولیا ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ وہ جولیا کو مار دے گا۔ اگر وہ"
میرے پاس رہتا تو اب تک جولیا کو مار چکا ہوتا۔" سن لیا گیا۔

میں شروع سے جانتی تھی وہ حیوان ہے۔ ایک درندہ۔ میری کھوکھ میں "پلنے والا شیطان۔ جب اس نے پیدا ہونے کے دو سیکنڈ بعد ہی جولیا کی گردن میں کاٹا تھا میں تب ہی سمجھ چکی تھی وہ انسان نہیں ہے۔" جولیا جو رجیا کے پاس بھیجتے وہ خود سکون سے بات کرنے لگی۔

اس کی زبان نے جولیا کے خون کا ذائقہ لیا ہے۔ وہ اس خون تک پہنچ کر "رہے گا۔ اگر تم نے اسے ڈھونڈا پھر بھی اس کی موت پکی ہے۔ اس لیے اچھا ہے سب کچھ ویسے ہی چھوڑ دو۔" موسیٰ کے پاس بچا ہی کیا تھا۔ اس وقت تو وہ جانتا تھا وہ جھوٹ نہیں بول رہی۔ اب تو نہیں۔

اس دفہ جنگ ماں بیٹے کی رہنے دو۔ اپنا حصہ ڈالو گے تو راکھ ہو جاؤ گے۔ اس لیے دور رہو ان سب سے۔ جولیا کی سلامتی کی زبان میں دیتی ہوں۔ اب سے بھول جاؤ تمہاری کوئی بہن بھی ہے!.." وہ کیسے بھول جاتا۔ جس کے متعلق اتنی مشکلوں سے معلوم کروایا تھا۔ مگر اب وہ منیبہ کے بیٹے کو اپنی بہن واپس لانے کے لیے ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا۔

اگر وہ کھیل کھیل رہی تھی تو اس نے اپنا حصہ ڈال دے تو کیا برا ہو گیا۔ وہ بھی کھیل کھیلے گا۔ اور انجام سے بے پروا وہ اپنا سب کچھ داؤ پر لگائے گا۔

اسے قلان کی اس حرکت نے شک میں مبتلا کیا تھا۔

ویسے تو شاید وہ کچھ نہ کرتا مگر اتنا تو وہ معلوم اب کروا سکتا تھا آخر قلان ایسا کیوں تھا۔ اس کی شروع سے لے کر اب تک کی تبدیلیوں نے اسے شک میں مبتلا کیا۔ اور باقی کا سب سچ خود ہی نکل آیا۔ جس پر اب وہ بھی کھیل میں مہرے چلانے کا سوچنے لگا۔

^^^

ان سب میں اگر کسی کی زندگی ٹھہر گئی تھی تو وہ ہارون تھا۔ حیا کا اس سے دور رہنا وہ برداشت نہیں کر پاتا تھا۔ اور وجہ سہ جانتا نہیں تھا۔ اس نے لان میں بیٹھے ہی کال ملائی۔

میں نہیں آسکوں گا!.." وہ حیا کے اگنور کرنے پر ادا اس تھا۔"
کیوں!.." اس نے بس کہتے بات ٹالی۔"

بیوی کی وجہ سے!.."نہ ہاں کی نہ ہی ناں۔"

وہ تمہارے کام کے بارے میں جانتی ہے۔ سمجھاؤ اسے۔ دوری ختم ہو"

جائے گی.."اس نے حیرت سے فون کو دیکھا۔

مگر کال کاٹ دی گئی۔

ہارون اندر کی طرف دوڑا۔

مومنہ اور جانی ٹینا سے ملنے گئے تھے۔ ابھی دو دن ہوئے تھے انہیں۔

اس نے دروازہ دھکیلا۔ سامنے شیٹس بکھیر کر اپنا کام کرتی حیا نے ڈرتے سر اٹھایا۔

ہارون کو وہاں کھڑے دیکھ وہ ایک دفہ کپکپائی۔ ہارون ہاتھ پیچھے لے جاتے دروازہ بند کیا۔ حیا کا وجود لرزا۔ اس کے ارادے سمجھتے اس کا خون منجمد ہو رہا تھا جیسے۔

تم جانتی ہو میں مافیہ میں کام کر رہا ہوں۔ اسی کیے دور بھاگتی ہو!.."اس نے"

ڈائریکٹ پوچھا۔

وہ پیچھے کراون سے جا لگی۔ ہارون پیپر سائیڈ پر گراتے اس کے پاس جگہ
سنجھالی۔ اس کا ہاتھ ہکڑ کر اسے پاس کھینچا۔

بتاؤ!.." اس نے جلدی سے ہاں میں سر ہلایا۔"

کیا کیا جانتی ہو؟.." وہ ڈرتے اچھلی۔"

یہ ہی آپ موسیٰ کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اور لڑائی صرف بہانہ ہے!.." "
ہارون جلدی سے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی۔ پھر یاد آیا گھر پر کوئی نہیں
جے اس نے سانس بھری۔

تم کیسے جانتی ہو؟.." وہ نرم نہیں پڑا۔"

حیا نے سر جھکاتے بتایا کیسے وہ انہیں اشارے کرتے دیکھ چکی تھی اور اس کے
کالج سکپ کرنے سے بھی واقف تھی۔ ہارون اسے گھرتے اس کے ہاتھ اپنے
ہاتھوں میں دبائے۔

مجھے علم نہیں تھا میری بیوی کی آنکھیں میرے گرد رہتی ہیں!.."وہ سر"
جھکا گئی۔ ہارون کے ہاتھوں کا لمس اس کی جان نکال رہا تھا۔ مگر وہ اس وقت
کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ بالکل بھی نہیں۔

اور کیا کیا دیکھا ہے!.."اس نے فوراً سے نفی میں سر ہلایا۔"
کب ہے تھرڈ ٹرم کے پیپر!.."وہ ایم ڈی، ایم ایس کر چکی تھی۔"
سپیشلائزیشن کر رہی تھی۔ اس کے لاسٹ ٹرم میں تھی۔ کچھ ہی دنوں میں
باقاعدہ دماغ کی ڈاکٹر بن جاتی۔ وہ سرجری کر چکی تھی۔
مگر ہارون کے سامنے کبھی اس کا چہرہ بغیر ڈر کے آیا ہی نہیں۔
اور اسی ڈر کے چلتے جانی کبھی رخصتی کی بات پر دھیان نہیں دیا۔ وہ ایک سال
ٹھہر جاو کہتے کہتے اسے اتنا آگے لے آیا۔

پرسوں سے شروع ہوئیں!.."ہارون نے سنتے بیڈ پر بچے باقی پیپرز بھی اٹھا"
لیے

تین دن سے کوئی خاص فرق تو نہیں پڑے گا!.." وہ سمجھتی اس سے پہلے "
ہی ہارون اس کی سانسیں قید کر گیا۔ اس کے وجود ہر کپکپی سی تاری ہوئی۔
ہارون اس کے وجود کو بیڈ پر گراتے اس پر سایہ کیا

اس کی شرٹ کو پیٹ سے ہٹاتے اس کا ہاتھ حیا کے وجود پر گردش کرنے لگا۔
سہمیں وہ کپکپا رہی تھی۔ جس کے ہاتھ سر جری کے وقت سیدھے رہتے ابھی
وہ تڑپ رہی تھی۔ اس کے ہاتھ کپکپاتے ہارون کے کندھے تک تھام نہیں پا
رہے تھے۔ ہارون پر سوچ سے بے پرواہ اس کو خود میں چھپائے اس کے لبوں
کے بوسے لے رہا تھا۔

اس کا ہاتھ حیا کے وجود کی نرمی کو محسوس کرتے اسے تڑپا گیا۔
حیا کی سانسیں کمرے میں گونج رہی تھیں۔ ماحول الگ ہی سازگار سا بن چکا
تھا۔ حیا کا ڈولتا وجود ہارون کو سب بھلانے پر مجبور کر رہا تھا۔ جو بھولاتے وہ
اس کی شرٹ ہونٹوں سے کندھوں سے کھسکاتے وہاں لب رکھ گیا۔

اچانک وہ حیا کے رونے کی آواز پر دور ہوا۔ جوشد توں سے رو رہی تھی۔ اس کا وجود ہچکولے کھانے لگا۔ ہارون لبوں پر زبان، ہیرتے اس کے بکھرے وجود کو دیکھا۔

کیا ہوا؟.. "اس کی پشت والی سائیڈ لیٹے اس کے کروٹ کے بل کیٹے وجود" کے کندھے پر سر رکھتے کان میں سرگوشی کی۔ وہ لندھس جھٹکتے دور ہونا چاہتی تھی مگر ہارون نے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال لیا۔ تم بہت برے ہو۔ میں بابا کو بتاؤں گیں تم کیا کام کرتے ہو!.." ہارون اس کی دھمکی پر اسے سیدھا کرتے اس کے وجود پر سایہ کیا۔ پھر کچھ اور برا بن جاتا ہوں۔ اب تو تم چھوٹی بھی نہیں رہی۔" وہ کپکپائی۔ ہارون نے شرٹ کندھوں سے مزہد کھسکاتے اس کے وجود کی نرمی کو دیکھا ہی تھی وہ اسے دور دھکے دیتے اپنے گرد بازوؤں باندھ گئی۔ اس کی ہر نی جیسی انکھوں میں ڈرتھا

ہارون پلیز!.." اسے اپنا نام کبھی اتنا خوبصورت نہیں لگا۔"

پھر کہو!.. "اس نے ناسمکھی سے دیکھا۔"

ہارون پلیز!.. "ہارون اس کے بال کان کے پیچھے کیے۔ وہ گٹھنے پیٹ کے ساتھ لگائے بیٹھی تھی۔ ہارون ویسے ہی اسے بانہوں میں بھرا۔"

تمہارے ہونٹوں سے نکلا ہر لفظ خوبصورت ترین ہے۔ "حیا سر جھکا گئی۔" اس کی تعریف بھی الگ تھی۔ اور انداز بھی۔

بابالوٹے ہیں تو میں رخصتی کی بات کروں گا۔ کمروں کا فاصلہ ہے بس۔" کمروں کا فاصلہ تم دور کر دینا۔ دلوں کا میں کر لوں گا۔" وہ انکھیں میچے بیٹھی رہی۔

انکار کی کوئی وجہ؟.. "اس کا ہاں نہ کہنا انکار کے برابر ہی تھا۔" تمہارا کام!.. "ایک تو اس کو پڑھانا چاہتا تھا مگر وہ اس سے سوال کر رہی تھی۔ مگر خیر یہ بھی اچھا تھا۔"

چھوڑ دوں گا۔" وہ دونوں جانتے تھے وہ نہیں چھوڑے گا۔"

یہ نشہ نہیں تھا جسے چھوڑنے کی کوشش کی جائے۔ یہ رگوں میں خون کے ساتھ مل چکا زہر تھا۔ جسے نکالنا بھی جان لیتا اور رہنا بھی۔ مگر رہنے دینا پھر بھی قابل قبول تھا۔

ہارون پھر جھکا۔ وہ جلدی سے ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ گئی۔ ہارون مسکرایا۔ اگلے ہی پل وہ جھپاک سے کمرے سے باہر تھا۔

اب بس جانی کے لوٹانے کا انتظار تھا۔ جو جلد ختم ہو جاتا۔ پھر وہ بھی رخصت ہو کر اس کے کمرے میں آ جاتی۔

^^^

الیکزینڈر موسیٰ کے سمجھانے پر کچھ نارمل ہو گیا۔ کچھ آئدہ کی باتوں نے کر دیا۔ قمبر بھی اپنے سکندر کو مس کرتا تھا۔ مگر اب اپنے بابا کو چھوڑ کر جانا بھی نہیں چاہتا تھا۔

الیکزینڈران سے ملنے وہیں اسی شہر میں بنے ایک گھر کی طرف آیا تھا۔ موسیٰ
یہاں ہی تھا اب۔ جنگل والا مینشن حارث کے پاس تھا۔ وہاں اب وہی تھا۔
پری اور بچوں کو اب وہ وہاں نہیں لے جانا چاہتا تھا۔

پری کو وہاں سے بھیجنے کی اصل وجہ بھی دشمن تھے اور اب یہاں رکھنے کی
بھی۔ وہ خود وہاں کے چکر لگاتا رہتا۔ اب بیلا اور ثارث میں بہت کچھ بدل چکا
تھا۔ جو شاید وہ پہچان نہیں پاتا تھا۔

موسیٰ!۔ "وہ جنگل سے سیدھا آیا تھا۔ الیکزینڈر کو دیکھ وہیں آگیا۔ بچے پری
کے لیے کیل بنا رہے تھے۔ یہ آئدہ کی ضد تھی اسے بنانا ہے۔ اور باقی اس کی
مدد کر رہے تھے۔

ایک بات پوچھو!۔ "اس نے ہاں میں سر ہلاتے اجازت دی۔"
"آئدہ کا نام تم نے رکھا ہے ناں؟"

اس نے گلے کی ہڈی کو چھوتے پاں میں سر ہلایا۔

یہ فارسی زبان کا لفظ ہے؟۔ "اس پر بھی ہاں ہی کی۔"

اس کا مطلب کیا ہے؟ "اس کے ہونٹ خشک ہوئے۔ الیگزینڈر سب سے"
مشکل سوال پوچھ رہا تھا۔

لوٹنے والی۔ جو پلٹ آئے۔ کسی مخصوص جگہ پر۔ جہاں سے وہ ہوا!.. "اس"
نے جھوٹ نہیں بولا۔ اس میں ہمت ہی نہیں تھی۔
تم واقعی اسے نہیں بھولے!.. "یہ سوال نہیں تھا۔ یہ جواب تھا۔ اس کی"
حرکتوں کا۔

اس نے سچ کہا تھا۔ موسیٰ تم کیوں نہیں بھول جاتے اسے؟.. اس کی وجہ "
سے سب کچھ ہوتا رہا۔ وہ ہر قدم پر غلط تھی۔ منہا اس کی وجہ سے ماں نہیں
بن سکتی۔ لیل اس کی وجہ سے ڈپریشن میں رہی۔ اپنا بچہ کھو دیا۔ اس کی وجہ
سے تم ہم سے دور ہوئے۔ پھر بھی اس سے محبت ہے تمہیں؟.. "وہ تواج
غلطی سے اس کی نظر سے فارسی کی چند تحریریں گزریں اور اسے علم ہوا۔
بابا مجھے منیبہ سے محبت نہیں ہے۔ وہ محبت سے کچھ الگ ہے۔ پہلے ہمارا "
ہمدردی کا رشتہ تھا۔ آہستہ آہستہ وہ رشتہ عقیدت میں بدلا۔ مجھے اس سے

انس ہو گیا۔ سب سچ جانتے اس پر غصہ آیا مگر نفرت نہیں ہوئی۔ "الیکزینڈر کو حیرت تھی۔

وہ قابل نفرت ہے۔ مگر میں نہیں کر پار ہا۔ وجہ میں خود نہیں جانتا۔ میں " اس کے بغیر رہ سکتا ہوں مگر پری کے بغیر نہیں۔ پری کے بغیر میری دنیا الٹ جاتی ہے۔ پری سے مجھے عشق ہے۔ محبت ہے۔ اس سے نہیں ہے مگر میں اس سے نفرت نہیں کر پایا کبھی۔ میں اسے یاد رکھنا چاہتا ہوں۔ "الیکزینڈر پلکیں تک نہیں جھپکیں۔

منیبہ کبھی موسیٰ کے لیے قابل نفرت نہیں ہو سکتی۔ اپنے گناہوں غلطیوں " کے باوجود۔ میں اسے ہر قتل معاف کر سکتا ہوں۔ ہر دغا بخش سکتا ہوں۔ " الیکزینڈر مجھ نہیں پارہا تھا اگر یہ محبت نہیں تھی تو اور کیا تھا۔

پھر کون سا جزبہ تھا یہ جس کو اج تک نام نہیں مل سکا۔ وہ عادت نہیں تھی۔ محبت نہیں تھی۔ عشق نہیں تھی مگر اس کی پر غلطی گناہ معاف تھا۔ پھر وہ اتنی عزیز کیوں تھی۔

یہ سوال وہ تھا جس کا جواب نہ موسیٰ جانتا تھا نہ اس کی آنکھیں ہڑھنے والا اس کا باپ۔ اس کا جواب کوئی نہیں جانتا تھا وہ کیوں عزیز ہے موسیٰ کو۔ خود موسیٰ بھی نہیں۔

پری کے باہر آنے سے پہلے الیگزینڈر چلا گیا۔ قمبر اس کے ساتھ گیا تھا۔ قلان قمبر کے ساتھ نہیں کھیلتا تھا۔ قمبر وہاں صرف اپنی ریڈ اور سکندر کے لیے جاتا۔ جنہیں اب وہ باباما کہنا شروع کر چکا تھا۔ کیونکہ پری اسے ریڈ اور سکندر کہنے سے ٹوکتی

موسیٰ نے اپنی بیٹی کو دیکھا۔

آندہ ادھر آؤ!.." وہ دوڑی آئی۔ باپ کا گال چومتے اس کی گود میں بیٹھی۔"

بابائی کو یو!.." آج اس نے پہل کی۔"

بابالو یو ٹو!.." پری کو جلن سی ہوئی۔"

And who love me..

اور مجھے کون پیار کرتا ہے؟.." پری نے منہ بنا کر پوچھا۔

ہم دونوں!.." وہ پری کے گلے میں بائیں ڈال گئی۔ موسیٰ بھی اسے پاس " کیا۔ ان کی دنیا مکمل تھی۔ اندر اس کے لیے کیک بناتے اس کے بیٹے۔ اور اس سے اظہار محبت کرتی اس کی بیٹی اور شوہر۔ سب ٹھیک تھا۔ اور سب کچھ تھا۔

موسیٰ آئندہ سے نظر چرا کر پری کے ہونٹ چومے۔ وہ اس کے کندھے ہر تھپڑ مارتے مسکرائی۔ موسیٰ کی نظروں نے محبت کا پیغام دیا۔ وہ اس محبت بھرے انداز پر مسکرائی۔ اور موسیٰ نے نظروں سے اپنی طلب سے آگاہ کیا۔ جن سے نظریں چرا نا اس نے چھوڑ دیا تھا۔ موسیٰ کی شدتیں اور طلب دونوں کا اب وہ بھرپور جواب دیتی تھی۔

وہ واقعی اپنے ڈیمین کی وچ بن چکی تھی۔ جو اگر ایک رات بھی اس کو اپنی شدتوں سے دور رکھتا تو اگلی صبح وہ ناراض ہو جاتی۔ وقت احساسات اور حالات سب بدل چکا تھا۔ بس پری کا پاگل پن نہیں بدلا۔ وہ محبت نہیں بدلی۔ مگر اب موسیٰ کی محبت بھی جڑیں پکڑ رہی تھی۔ اور اس قدر مضبوط ہو چکی

تھی وہ ایک رات بھی اس کے بغیر نپ گزار پاتا۔ اگر وہ کبھی مومنہ کے پاس
رہنے چلی جاتی۔

دونوں کی جنونیت پڑھ چکی تھی۔ اب وہ محبت میں پاگل پن کا سفر کر رہے
تھے

...

اختتام